نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء
کتاب شریف و صحیفہ لطیف کنوز احادیث رامفاتیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح اعنی
مظاہر حق
من تصنیفات
عالم نبیل فاضل جزیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں طبع ہوا

مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سا سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے مزید ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کی تین صفحہ جو سادے ہیں انمیں بعض کتب احادیث و فقہ اردو و فارسی و عربی کے درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

حدیث اہل سنت اردو

تحفۃ الاخیار ترجمہ مشارق الانوار مترجمہ مولوی خرم علی -
ترجمہ جامع ترمذی مترجمہ مولانا فضل احمد صاحب -

فقہ اہل سنت اردو

غایۃ الاوطار - ترجمہ اردو درمختار مترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل چار جلدیں -
راہ نجات - ضروری مسائل نماز و روزہ وغیرہ -
مفتاح الجنۃ - از مولوی کرامت علی جونپوری -
حقیقۃ الصلوۃ - مع رسالہ طب نازان -
کشف الحاجات - ترجمہ اردو مالابدمنہ از مولوی محمد نور الدین -
ہزار مسئلہ شامل ہفت رسالہ - (۱) ہزار مسئلہ (۲) مسائل ثمانیہ (۳) صد و سی مسئلہ (۴) مناجات عیدگاہ باری تعالی (۵) حلیہ شریف (۶) نور نامہ (۷)
چہل مسائل - مولفہ مولوی عبد الرحمن علیہ السلام -
شرح محمدی منظوم مسائل فقہیہ از محمد خان قندھاری
تنبیہ الغافلین - مسائل وغیرہ -
حجت الفقہ - مسائل مشکل فقہ از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -
جواب السائلین - بطور استفتا -
کنز الدقائق - اردو ترجمہ از مولوی محمد سبحان -
چہل مسائل فقہ - از مولوی ابراہیم حسین بنگلوری -
اشرف المسائل - از مولوی اشرف علیخان -

رسالہ تجہیز و تکفین میت - از محمد عمر -

حدیث اہل سنت فارسی

اشعۃ اللمعات حامل المتن - شرح مشکوۃ مولانا عبد الحق محدث دہلوی - چار مجلدات میں پوری شرح مع ترجمہ -

فقہ اہل سنت فارسی

شرح سفر السعادت - از مولانا عبد الحق دہلوی معروف -
گنج انجم - مسمی بہ غایۃ الشعور از ملا محمد شاہ -
تحقیق الانساب - از فقہ مشہور محمدی مولفہ عبد الرزاق -
تذکرۃ الجمعہ - احکام جمعہ از مولوی عبد السلام -
تبیان فی احکام الدخان - در حکم تمباکو و حقہ از ملا معین الدین -
بدائع منظوم مسائل فقہ نظم فارسی ملا ناظم علی -
نام حق - مشہور درسی از شیخ شرف الدین بخاری -
مائۃ مسائل - سو مسائل از مولانا احمد اللہ
شرح وقایہ فارسی - مع حاشیہ ملتقی الابحر از شاہ عبد الحق محدث دہلوی -
مسالک المتقین - مرغوب علماے ولایت از مولوی اللہ یار خان -
فتاوی برہنہ - جامع الابواب فقہ از مفتی نصیر الدین
قدوری - مترجمہ مولانا ابو القاسم جدید الطبع -

شرح فارسی مختصر وقایہ از عبد الرحمن جامی -
کنز فارسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی مع فرہنگ -
مالابدمنہ - از قاضی ثناء اللہ مع وصیت نامہ -
شرح مختصر وقایہ کو کیدکی - از مولانا جلال الدین -
رسالہ قاضی قطب - ذکر ایمان و ارکان -

احادیث اہل سنت عربی

تیسیر الوصول الی احادیث جامع الاصول از شیخ عبد الرحمن بن علی یمنی معروف -
جامع ترمذی - از امام ابو عیسیٰ جو صحاح ستہ میں سے معروف ہے مع رسالہ اصول حدیث جرجانی و شمائل ترمذی
قسطلانی - شہاب الدین قسطلانی کی شرح صحیح البخاری مع شرح از علماے کلکتہ جو بہت سے متداول و مستعمل ہے مسمی بارشاد الساری معروف بقسطلانی دس مجلدات میں پوری شرح خط نسخ -
سنن ابی داؤد - بر حاشیہ جلد کامل دو جلدیں از امام سلیمان یہ حدیث داخل صحاح ستہ معروف -
دلائل الخیرات - با ترجمہ فارسی و اسماے متبرکہ و خواص اسماء مستند معروف -
زاد السبیل الی الجنۃ و السلسبیل - وغیرہ احادیث مولانا غلام یحییٰ -
عناصر الخیرات - با ترجمہ اردو از حکیم ناصر علی صاحب

نور علیٰ نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء
کتاب شریف وصحیفہ لطیف کنوز احادیث رامفاتیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح اعنی
مظاہر حق
عالم نبیل فاضل جزیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم ومغفور
مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ میں طبع ہوا

۲ ۲۰۵۰۳

جلد چہارم یعنے علم اجمالی کتاب مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح

تمت

نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء
کتاب شریف و صحیفہ لطیف گنج احادیث را مفاتیح ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح اعنی
مظاہر حق
عالم نبیل فاضل جلیل محدث فقیہ ہمہ دان مولانا مولوی محمد قطب الدین خان دہلوی مرحوم و مغفور
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطب والرقی

یہ کتاب ہے بیچ بیان طب کے اور منترون کے ف طب ساتھ زیر طا کے مشہور ہے اور کہا سیوطی نے کہ طب بتثلیث الطا ہے یعنے علاج کرنے کے اور ساتھ زیر ط
کے یعنے سحر کے بھی آیا ہے اور مطبوب بمعنے مسحور کے اور طب جسمانی ہے اور نفسانی جسمانی علاج بدن کا ساتھ حفظ صحت اور رفع مرض کے اور نفسانی علاج نفس کا ساتھ
ازالہ اخلاق ردیہ مہلکہ کے اور دوا مین بھی دو قسم کی ہین جسمیہ طبیعیہ مفرده یا مرکبہ اور روحانیہ ربانیہ کہ قرآن ہے اور وه چیز کہ حکم قرآن مین ہے اور آنحضرت علاج کرتے تھے
ساتھ طبیعیہ کے بھی اور روحانیہ کے بھی اور رقے جمع رقیہ کی ہے یعنے افسون کے کہ ہندی مین اسکو منتر کہتے ہین اور رقیہ ساتھ قرآن اور اسماے الٰہی کے
جائز ہے بالاتفاق اور ماسواے اسکے اگر کلمات ایسے ہون کہ معلوم ہون معانی انکے اور مخالف نہون بیچ شریعت کے وه بھی جائز ہین و الا جائز نہین اور جو کچھ کہ اہل
عزائم اور تکسیر کرتے ہین مثل حفظ ساعات وغیره کے مکروه و حرام ہے نزدیک اہل دیانت اور تقوی کے کذا قال العلماء منہ ح ا

الفصل الاول فصل پہلی

(عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ داء الا انزل له شفاء رواه البخاری) روایت ہے ابی ہریره سے کہا کہ فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین اتاری اور نہین پیدا کی اللہ تعالے نے کوئی بیماری مگر کہ اتاری ہے اور پیدا کی اسکے لیے شفا یعنے علاج و دوا کہ شفا
بخشے اسے نقل کی بخاری نے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل داء دواء فاذا اصیب دواء الداء برء باذن اللہ
رواه مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر بیماری کے دوا ہے پس جس وقت کہ پہنچ جاوے دوا بیماری کو اچھا
ہو جاتا ہے ساتھ حکم اللہ کے نقل کی مسلم نے ف یعنے ساتھ اراده اسکے کے یہ قید اسلیے لگائی تا کہ کوئی یہ گمان نہ کرے کہ دوا مستقل ہے شفا مین اور تفسیر اسکی روایت
حمیدی مین آئی ہے کہ نہین کوئی بیماری مگر کہ اسکے لیے دوا ہے پس جبکہ بیمار ہوتا ہے کوئی تو بھیجتا ہے اللہ عز وجل ایک فرشتہ کہ اسکے ساتھ پرده ہوتا ہے
پس کرتا ہے وه اسکو درمیان بیماری اور دوا کے پس جو کچھ کہ دوا پیتا ہے بیمار نہین واقع ہوتی بیماری پر جبکہ اراده کرتا ہے اللہ اسکے اچھے ہونیکا حکم کرتا ہے
فرشتہ کو ساتھ اٹھا لینے پردے کے پھر پیتا ہے مریض پس نفع دیتا ہے اسکو اللہ تعالے بسبب اسکے انتہی اور اسمین اشاره ہے طرف اسکے کہ دوا کرنی

مستحب ہی اور یہی مذہب صحابہ اور اکثر اہل علم کا ہی اور اس مین اشارہ ہی طرف رد اس شخص کے کہ انکار کرے دوا کرنے کا اور کہے کہ ہر
گز نہین حاجت دوا کرنے کی او رحجت جمہور کی یہ حدیثین ہین اور اعتقاد رکھتے ہین وہ یہ کہ فاعل اللہ تعالے ہی ہی اور دوا کرنی بھی تقدیر
اللہ سے ہی ساتھ دعا کے اور قتال کفار کے باوجودیکہ اجل نہین تاخیر کرتی حاصل یہ کہ رعایت اسباب کے ساتھ دوا وغیرہ کی نہین منافی ہی توکل کو
نہین منافی ہی دفع کرنا بھوک کا ساتھ کھانے کے آنحضرت سید المتوکلین تھے وہ بھی دوا کرتے تھے ع (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم الشفاء فی ثلث فی شرطة محجم او شربة عسل او کیة بنار وانا انھی امتی عن الکی رواہ البخاری) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفا بیچ تین چیزون کے ہی بیچ لگانے سینگی پچھنے والی کے یا پینے شہد کے یعنے نرا شہد ہو یا پانی وغیرہ مین ملا ہو
یا بیچ داغنے کے ساتھ آگ کے اور مین منع کرتا ہون اپنی امت کو داغنے سے نقل کی بخاری نے ف محجم ساتھ زیر میم اور جزم حا اور زبر جیم کے سینگی کو
کہتے ہین اور یہان مراد وہ اوزار ہی کہ جس سے پچھنے دیتے ہین یعنے استرہ اور نشتر ساتھ زیر شین کے پچھنے لگانے ناخون سے بکلیں بیچ معنی شرطہ محجم کا یہ ہوا کہ بیچ
پچھنے لگانے کے استرے سے اور بعض السادة کے صفت نے لکھا ہی کہ علما نے کہا کہ اس حدیث مین اشارہ ہی طرف معالجہ تمام امراض مادی کے اسلیے کہ امراض مادی
یا دموی ہین یا صفراوی یا سوداوی اگر دموی ہین تو علاج انکا ساتھ نکالنے خون کے ہی اور اگر باقی تین قسمین ہین تو علاج انکا ساتھ اسہال کے ہی لیس ساتھ
شہد کے تنبیہ کی مسہلات پر اور ساتھ داغنے کے آگ سے اشارت کی اس حالت پر کہ طبیب عاجز ہے اور اسلیے کہ دفع ہوتا ہی داغنے سے فساد یا غیر کہ
منقطع نہین ہوتا وہ اسکا مگر داغنے سے چنانچہ اسلیے کہا ہی کہ آخر الدواء الکی انتہی اور نہی داغنے سے باوجود ہونے فائدے کے علاج اس سبب سے ہی کہ عرب عظیم الشان
جانتے تھے اسکو اور کہتے تھے کہ وہ قطع کر دیتا ہی یا وہ علت کو یقینا اور اگر داغین نہین تو سبب ہلاک کا ہوتا ہی اور مشہور تھا درمیان انکے کہ آخر الدوا
الکی ہین نہی کی اس سے تا شرک خفی مین نہ گرفتار ہون اور نہی اس سے تنزیہی ہی والا اگر داغنا اور امید شفا کی حق سے رکھے تو جائز ہی اور بعضے کہتے ہین کہ نہی
داغنے سے بیچ موضع خطر و تردد کے ہی یعنے جہان کہ داغنے مین خوف ہلاک اور سرایت کا ہی اور جزم نہو فائدے کا اور تفصیل کلام کی یہ ہی کہ حدیثین بیچ
مقدمہ داغنے کے مختلف آئی ہین بعضی دلالت جواز پر کرتی ہین اور بعضی نہی پر جیسے یہ حدیث اور وارد ہین اور بعضی حدیثون مین آیا ہی کہ دوست نہین
رکھتا ہون مین داغنے کو اور کہین مدح اور ثنا آئی ہی اسکے ترک پر پس بیچ وجہ تطبیق ان حدیثون کے علما نے لکھا ہی کہ فعل دلالت کرتا ہی اصل جواز پر
اور عدم محبت دلالت منع پر نہین کرتی اور مدح اور ثنا اسکی ترک پر دلالت کرتی ہی اوپر اولویت ترک اسکی کے اور نہی محمول ہی اسپر کہ داغنا بطریق
اختیار کے ہو بلا سبب مرض کے یا بیچ دفع مرض کے احتمال اسکی نہو اور علاج سے مرض دفع ہو سکتا ہو اور محمول ہی اسپر کہ بیان کیا گیا کہ نہی ارتکاب اسکے سے
بسبب واقع ہونے کے بیچ ورطہ شرک خفی کے ہی اور بعضون نے کہا کہ فرمانا آنحضرت کا داغنے کو بعضے صحابیون کے تئین بسبب فساد زخم اور قطع عضو کے تھا
اور صحت وہان یقینی تھی اور حاصل یہ کہ داغنا اور جلانا عضو کا مکروہ ہی مگر بسبب ضرورت کے اور منحصر ہونے علاج کے اسمین بقول طبیب حاذق کے جائز ہی واللہ اعلم
ع ح (وعن جابر قال رمی ابی یوم الاحزاب علی اکحله فکواه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہا کہ
تیر لگا ابی بن کعب کی رگ ہفت اندام پر دن احزاب کے کہ اسکو جنگ خندق بھی کہتے ہین پس داغ دیا انکو پیغمبر خدا نے یعنے حکم کیا داغنے کا یا اپنے ہاتھ
سے داغا تا خون بند ہو جاوے نقل کی یہ مسلم نے (وعنه قال رمی سعد بن معاذ فی اکحله فحسمه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ بمشقص ثم ورمت فحسمه
الثانیة رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہ کہا تیر لگا سعد بن معاذ کی رگ ہفت اندام مین پس داغ دیا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنے ہاتھ سے ساتھ پیکان تیر کے پھر سوج گیا ہاتھ انکا پس داغا اسکو دوبارہ نقل کی یہ مسلم نے (وعنه قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی ابی
بن کعب طبیبا فقطع منه عرقا ثم کواه علیه رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہا کہ بھیجا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی

ایا اسکا طبیب کو پس کافی ہے طبیب سے اگلی رگ پھر داغ دیا ابی کو اس رگ پر نقل کیا ہے مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ انہ سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی الحبۃ السوداء شفاء من کل داء الا السام قال ابن شہاب والسام الموت والحبۃ السوداء الشونیز
متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ اسنے سنا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے بیچ سیاہ دانہ کے شفا ہے ہر بیماری کا
مگر سام سے کہا ابن شہاب نے کہ سام موت ہے اور سیاہ دانہ کلونجی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فوت کہا طیبی نے کلمہ الحبۃ السوداء عام
داؤ شخص میں شفا ہے ہر بیماری سے ولیکن مخصوص ہے ساتھ ان امراض کے کہ رطوبت اور بلغم سے پیدا ہوتی ہیں اسلیے کہ وہ حار یابس ہے پس دفع کرتی ہے
ان امراض کو کہ ضد اسکے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ عموم پر محمول ہے اور داخل ہوتی ہے کلونجی ہر دوا میں ساتھ ترکیب کے اور کرمانی نے کہا کہ تخصیص عموم
بدلیل استقرا کے اور سفر السعادت کے مصنف نے کہا کہ ایک جماعت اکابر سے بیچ تمام امراض کے معالجہ ساتھ کلونجی کے کرتے تھے اور بعضے بیچ تمام امراض
شہد استعمال کیا کرتے تھے اور بسبب برکت حسن اعتقاد کے امراض انکے دفع ہوتے تھے (وعن ابی سعید الخدری قال جاء رجل الی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اخی استطلق بطنہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسقہ عسلا فسقاہ ثم جاء فقال سقیتہ فلم یزدہ
الا استطلاقا فقال لہ ثلث مرات ثم جاء الرابعۃ فقال اسقہ عسلا فقال لقد سقیتہ فلم یزدہ الا استطلاقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم صدق اللہ وکذب بطن اخیک فسقاہ فبرأ متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ آیا ایک شخص پاس نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا بھائی میرا چلتا ہے پیٹ اسکا یعنے دست پر دست چلے آتے ہیں پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ پلا اسکو شہد پس پلایا اسکو پھر آیا وہ اور کہا پلایا تھا میں نے اسکو شہد پس نہ زیادہ کیا اسکو یعنے شہد نے مگر دست آنے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو تین بار یعنے ہر بار فرماتے تھے کہ پلا اسکو شہد اور وہ پلاتا اور پیٹ اور زیادہ چلتا پھر وہ آتا اور عرض کرتا کہ شہد پلایا میں نے اور پیٹ اور زیادہ
چلا پھر آیا چوتھی بار یعنے اور کہا کہ زیادہ ہوا پیٹ چلنا پس فرمایا آنحضرت نے پلا تو اسکو شہد پس کہا اسنے کہ تحقیق میں نے پلایا اسکو پس نہ زیادہ کیا اسکو شہد نے
مگر پیٹ چلنا پھر فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہا اللہ نے اور جھوٹا ہے پیٹ بھائی تیرے کا پھر پلایا اسنے بھائی کو شہد پس اچھا ہو گیا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فوت پلایا اسکو
شہد یعنے ملا ہوا پانی میں اور حضرت علی سے منقول ہے کہ جب بیمار ہو کوئی پس طلب کرے اپنی بیوی سے کچھ دیوے اسکو اپنے مہر میں سے بطریق ہدیہ کے پس خریدے شہد
اور شہد کو پانی میں ملاکر پیوے پاویگا شفا با برکت اور سچ کہا اللہ نے یعنے اس آیت میں فیہ شفاء للناس یا یہ کہ وحی ہوئی ہو حضرت کو کہ یہ شہد پیویگا تو اسکے پیٹ کو
آرام ہوگا وہ مراد ہے اور جھوٹا ہے الخ یعنے خطا کی اسنے اور شفا نہ قبول کی عرب استعمال کرتے ہیں کذب کو جگہ خطا کے جیسے کہ کذب سمعہ یعنی کہا کان اسکے
نے یعنے خطا کی اور نہ پائی حقیقت اس چیز کی کہ سنی اور جاننا چاہیے کہ لوگوں کو بیچ حکم فرمانے آنحضرت کے ساتھ پینے شہد کے اس مادہ میں تفت وحیرت
ہے یعنے شہد مسہل اور چلانے والا پیٹ کا ہے پس حکم کرنا ساتھ ملانے اسکے کے بیچ دفع پیٹ چلنے کے مخالف مذہب اطبا کے ہوا اسلیے کہ ہر بار کہ شہد پلایا
پیٹ چلنا زیادہ ہوا پس شاید کہ حصول شفا برکت دعاے آنحضرت کے اور ظہور معجزہ انکے کے ہو بیچ مادہ خاص کے پس اور مواد کو اسپر قیاس نہیں کر سکتے
اور یہ بھی اگرچہ ایک روش نیک ہے اہل ایمان کے لیے ولیکن بعد تحقیق اور امعان نظر کے ظاہر ہوتا ہے کہ امر ساتھ پلانے شہد کے اس مادہ میں موافق مذہب
طب کے ہے اور دلیل کمال موافقت پر ہے اسلیے کہ اس شخص کا پیٹ چلنا بسبب بدہضمی اور امتلا سے مادہ فاسدہ کے تھا پس پلانا شہد کا کہ دافع مادہ کا ہے اور
اخراج مادہ کا کرتا ہے موافق مذہب طب کے ہے اور صاحب سفر السعادۃ نے کہا کہ طب نبوی ساتھ طب اطبا کے نسبت نہیں رکھتی اسلیے کہ طب نبوی
یقینی الفلاح ہے اسلیے کہ صادر ہے وحی الٰہی سے اور قلب نبوت اور کمال عقل سے اور طب غیر انکے کی نکالی گئی ہے ظن اور تجربہ سے کہ مظنہ خطا ہے نہیں اور جو کوئی
کہ ساتھ طب نبوی کے کہ یقینی الفلاح ہے منتفع نہو بالیقین جاننا چاہیے کہ نقصان ایمان اسکے سے ہے اور جو کوئی اسکو ساتھ قبول وصدق اعتقاد

پاک کے عمل مین لاوے البتہ اس سے منتفع ہو جیسے کہ قرآن کریم کہ شفا ہے سینون اور دلون کی ہو جو کوئی اسکے
کہ نفع کے سبب زیادتی مرض اور وبال حال اُسکے کا ہوتا ہو اس سبب بعضون نے کذب بیت اُسکے کو اوپر عدم صدق
خلوص اعتقاد اُسکے کے محمل کیا ہو فافہم وباللہ التوفیق ع ح (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان امثل ما تداویتم بہ الحجامۃ والقسط البحری متفق علیہ) اور روایت ہو انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق بہتر اس چیز کا کہ دوا کرو تم ساتھ اُسکے بہری ہوئی سینگی کھچوانا اور استعمال کرنا قسط بحر
یعنے کٹ کا ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف قسط مین منافع بہت ہین عورتین نفاس دہونی لیتی ہین اسکی اور
جاری کرتی ہو حیض و پیشاب رکے ہوے کو اور دفع کرتی ہو زہر ون کو اور تحریک کرتی ہو شہوت جماع کو اور
پیٹ سے کیڑے مر جاتے ہین اور چوتھیہ ون کی تپ کو بھی نفع کرتی ہو اور اُسکے لگانے سے چھیپا ئیان اور چھیپ
جاتی رہتی ہو اور دہونی اسکی فائدہ کرتی ہو زکام کو اور سحر اور وبا کو اور سوا اسکے منافع اس مین بہت ہین کہ کتب طب
مین مذکور ہین اسلیے اُسکو افضل دواؤن کا فرمایا اور قسط دو قسم کی ہو بحری اور ہندی بحری سفید ہو اور ہندی سیاہ
اور بحری افضل ہو ہندی سے اور گرمی اس مین کم ہوتی ہو ش ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تعذبوا صبیانکم بالغمز من العذرۃ وعلیکم بالقسط متفق علیہ) اور روایت ہو انس سے کہ کہا فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عذاب کرو تم اپنے لڑکون کو ساتھ دبانے کے ہاتھ سے یا کپڑے سے بیماری حلق کی
اور لازم ہو تمکو استعمال کٹ کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف عذرہ ایک بیماری ہو لڑکون کے حلق مین پیدا
ہوتی ہو جوشش خون سے دائیان اسکے دفع کے لیے ڈالکے کے تالو کو انگوٹھے سے دباتی ہین اور اس مین سے خون نکلتا
ہو اس سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسکا علاج کٹ سے کرو یعنے اسکو پانی مین حل کرکے ناک مین ٹپکا دے کہ اوسکو سعوط کہتے ہین
پس وہ پانی عذرہ پر پہونچکر اسکو دفع کرے گا اور کٹ حار یابس ہو اور بعضے طبیب اس بیماری کے علاج کرنے کو ساتھ کٹ کے
تعجب کرتے ہین اور کہتے ہین کہ کٹ حار ہو اور عذرہ لڑکون کو حرارت سے ہوتا ہو خصوصاً نواح حجاز مین کہ حار ہو اور علما اسکا
جواب یہ دیتے ہین کہ مادہ عذرہ کا ایک خون ہو کہ بلغم اسپر غالب ہوتا ہو پس معالجہ ساتھ کٹ کے مفید ہوتا ہو اسکو
اسلیے کہ کٹ مجفف اور مقوی عضو ہو اور کبھی نفع دوا کا بالخاصیہ بھی ہوتا ہو یا آنکہ ہو سکتا ہو کہ معجزات آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سے ہو واللہ اعلم ح (وعن ام قیس قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی
ما تدغرن اولادکن بہذا العلاق علیکن بہذا العود الہندی فان فیہ سبعۃ اشفیۃ منہا ذات الجنب یسعط
من العذرۃ ویلد من ذات الجنب متفق علیہ) اور روایت ہو ام قیس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کیون دباتے ہو حلق اولاد اپنی کے اونگلی سے ساتھ اس دبانے کے بلکہ لازم ہو تمپر استعمال کرنا
عود ہندی کا یعنے کٹ کا اسلیے کہ اس مین سات بیماریون کی شفا ہو ایک اُن سات مین سے ذات الجنب ہو سعوط
کی جاوے عذرہ سے یعنے عذرہ کے دفع کے لیے ناک مین ٹپکائی جاوے اور لدود کی جاوے یعنے منہ مین باچھ کی طرف سے ٹپکائی
جاوے ذات الجنب سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تدغرن الخ دغر کہتے ہین حلق کے دبانے کو اونگلی سے بسبب عذرہ

سے حدیث سابق مین اور یہان بھی بطریق انکار کے فرمایا کہ کسواسطے دباتے ہو حلق لڑکون کے اور
وہی ہین جو مذکور ہوئے اور بعضی روایت مین اعلاق آیا ہی ساتھ زیر پیش کے اور لکھا ہی علماء نے کہ یہ روایت
اور بصواب ہی اور معنی اعلاق کے وہی علاج مذکور ہی حاصل یہ کہ نہ دباؤ اپنی اولاد کے حلق ساتھ انگلی کے بیماری مذکور
مین اور عود ہندی اسمین تصحیف ہی ساتھ اسکے کہ مراد قسط بحری سے یہ عود ہندی ہی اور احتمال ہی کہ عود ہندی
قسط ہندی کو کہا ہو جیسے کہ تفسیر کیا ہی اسکو بعضون نے ساتھ عود ہندی کے اور نافع دونون ہین لیکن بحری
کا نفع غالب ہی اور ذات الجنب ورم حار ہی نواحی صدر مین اور وہ امراض مہلکہ سے ہی اور یہان مراد ذات الجنب
سے ریح غلیظ ہین کہ منتشر ہو جاتے ہین نواحی پسلیون مین اسلیے کہ عود ہندی دوا ہی ریاح کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے سات بیماریون سے دو کو بیان فرمایا اور پانچ سے سکوت کیا اسلیے کہ احتیاج اونکی تفصیل کی نہ تھی اسوقت اور
شاید کہ باقی مشہور ہون عرب مین اور اس سے یہ نہین لازم آتا کہ قسط سات بیماریون سے زیادہ کی دوا نہین بلکہ بہت
بیماریون کو مفید ہی جیسے کہ بعض نسخے اوپر مذکور ہوئین شاید کہ سات کو بہت نفع کرتی ہو اس لیے اونکو ذکر فرمایا اور بعضون
نے کہا مراد سات سے کثرت ہی نہ عدد مخصوص چنانچہ کلام عرب مین اطلاق سات کا کثرت پر ہوتا ہی مانند ستاوے کے بنج
(وعن عائشة ورافع بن خديج عن النبي صلى الله عليه وسلم قال الحمى من فيح جهنم فابردوها بالماء
متفق عليه) اور روایت ہی عائشہ سے اور رافع بن خدیج سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
تپ بھاپ ہی جہنم کی پس ٹھنڈا کرو اسکو ساتھ پانی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا بعضون نے کہ مقصود
مشابہت دینا ہی حرارت تپ کو ساتھ آگ دوزخ کے یعنے نمونہ اسکا ہی اور بعضون کے نزدیک محمول حقیقت پر ہی
کہ باب مواقیت الصلوۃ مین آیا ہی کہ گرمی صیف کی اثر بھاپ دوزخ کا ہی پس ہو سکتا ہی کہ حرارت تپ کی بھی اثر اسکا ہو
اور اس حدیث مین خطاب ہی اہل حجاز کو یعنے مکہ مدینے والون کو کہ اکثر تپ انکی ہوتی ہی بسبب گرمی آفتاب کے
یا حرکت یا غضب یا مانند انکے کہ اسکو ٹھنڈک پانی کی مفید ہوتی ہی یعنے پانی بدن پر ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہی یا مراد ٹھنڈا
کرنے سے استعمال کرنا ہی دواؤن سرد کا پانی ملا کر یا مراد ٹھنڈا کرنے سے یہ ہی کہ صدقہ پانی پلاوے اسکی برکت سے خدا
تعالے تپ کو دور کرے گا شرح مولانا عن الشروح (وعن انس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الرقية من العين والحمة والنملة رواه مسلم) اور روایت ہی انس سے کہ کہا اذن دیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
بیچ افسون کرنے کے چشم زخم سے اور ڈنک سے اور بیماری نملہ کی سے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد افسون سے دعائین
اور آیات قرآنی ہین واسطے طلب شفا کے اور دعائین نظر کی ابتدائے کتاب مین ذکر کی گئی ہین اور ڈنک سے یعنے ڈنک زہر دار
سے اژدہا او ساتھ اسکے ڈنک بچھو کا ہی اور کاٹنا سانپ کا اسی کے حکم مین ہی اور نملہ کہتے ہین چیونٹی کو اور یہان مراد ایک بیماری
ہی کہ پھنسیان پہلو وغیرہ مین نکلتی ہین مشابہت دی اسکو ساتھ چیونٹی کے سبب انتشار اسکے کے اور افسون جائز ہی
تمام بیماریون مین اور یہان خاص ان تین چیزون کو اسلیے ذکر کیا کہ افسون ان مین اوسرع اور انفع ہی
نسبت اور امراض کے اور بعضی روایات مین حصر آیا ہی کہ نہین ہی افسون مگر ان تین چیزون مین

بھی یہی تاویل ہو یا یہ کہ اول افسون سے منع فرمایا تھا بسبب الفاظ جاہلیت کے بعد از ان رخصت ہوئی ہو ان
مین بسبب اہتمام شان انکی کے اور کمال نفع لوگون کے ساتھ اسکے بعد از ان رخصت ہوئی علی الاطلاق وارد
(وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَرْقِيَ مِنَ الْعَيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عا
سے کہ کہا حکم کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ منتر پڑہوا وین ہم نوک سے نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے (وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ
فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ام سلمہ سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے دیکھی ام سلمہ کے گھر مین ایک لڑکی یعنی بیٹی یا لونڈی کہ اسکے چہرے مین سفعہ یعنی زردی تھی فرمایا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ منتر پڑہوا و واسطے اسکے پس تحقیق اسکو ہو نظر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
ظاہر حدیث سے نظر عام معلوم ہوتی ہی کہ نظر جن کی ہو یا انسان کی و لیکن شارحون نے اسکو نظر جن کر تفسیر کیا ہی کہ نظر انکی
تیز ہی بھال سے ہو نیز (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقٰى فَجَاءَ اٰلُ عَمْرِو
بْنِ حَزْمٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ كَانَتْ عِنْدَنَا رُقْيَةٌ نَرْقِيْ بِهَا مِنَ الْعَقْرَبِ وَاَنْتَ نَهَيْتَ عَنِ الرُّقٰى فَعَرَضُوْهَا عَلَيْهِ
فَقَالَ مَا اَرٰى بِهَا بَاْسًا مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْيَنْفَعْهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی جابر سے کہ کہا منع
کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے منترون سے پس آئی اہل اولاد عمرو بن حزم کی کہ وہ منتر کیا کرتی تھے
پس کہا انہون نے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تحقیق ہی ہمارے پاس ایک منتر کہ پڑہتے ہین ہم اسکو ڈنک مارنے
بچہو کے سے اور آپ نے منع فرمایا ہی منترون سے پھر عرض کیا انہون نے وہ منتر روبرو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے یعنے تا معلوم کرین کہ درست ہی یہ منتر کرنا یا نہین پس فرمایا کہ نہین دیکھتا مین اس منتر کا مضائقہ جو شخص کر سکے
تم مین سے یہ کہ نفع پہونچاوے اپنے بھائی مسلمان کو پس چاہیے کہ نفع پہونچاوے اسکو یعنے جس طرح کہ ہو خواہ منتر ہو
یا اور طرح بشرطیکہ خلاف شرع نہو نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِيْ
فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوْا عَلَيَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰى مَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ
شِرْكٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی عوف بن مالک اشجعی سے کہ کہا تھے ہم پڑہتے منتر بیچ جاہلیت کے
پس عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح حکم فرماتے ہین آپ اس مین پس فرمایا پیش کرو
روبرو میرے منتر اپنے نہین مضائقہ ان منترون کا جب تک کہ نہو اس مین شرک نقل کی یہ مسلم نے
ف یعنے اس مین اسما جن و شیاطین کے ہون اور معانی اُسکے سے کفر لازم نہ آوے اسلیے کہا ہی علما نے
کہ جن الفاظ کے معانی معلوم نہون افسون ساتھ انکے نہ کرنا چاہیے مگر آنکہ نقل صحیح شارع سے آیا ہو اور جن بسبب
عداوت کے کہ بالطبع ساتھ انسان کے رکھتے ہین شیاطین کے دوست ہین پس جبکہ پڑہے جاتے ہین افسون
ساتھ اسما شیاطین کے قبول کرتے ہین جنات انکو اور نکل جاتے ہین جگہ اپنی سے اور اسی طرح سانپ
کے کاٹے ہوئے کو بھی کبھی اثر جن کا ہوتا ہی کہ جن بصورت سانپ کے ہو کر کاٹتا ہی جب پڑہا جاتا ہی

پڑھ افسون ساتھ ناموں شیاطین کے توسل کرتا ہی زہر اُسکا بدن انسان سے اور دفع ہو جاتا ہی اُس سے
پس اجماع ہی علماے امت کا اسپر کہ مکروہ ہی افسون کرنا بغیر کتاب اللہ اور اسما و صفات اُسکے کے
اور بزرگ ترین افسونوں کا قرآن عظیم ہی اور افضل سورۃ فاتحہ ہی اور معوذتین اور آیۃ الکرسی اور وہ آیتین کہ
شامل ہین اوپر معنے پناہ چاہنے کے اور تعویذات نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ احادیث صحیح سے ثابت ہوئے
ہین اور کتب احادیث مین مذکور ہین از انجملہ کتاب سفر السعادۃ مین لایا ہی مصنف اُسکا کہ حدیث مین آیا ہی کہ جس کسی کو
نظر اپنے مال پر یا فرزند پر کہ جو اُسکو خوش لگتا ہی پڑے چاہیے کہ کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ اور منقول ہی حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ سے کہ دیکھا اُنھون نے ایک لڑکی خوبصورت کو فرمایا کہ سیاہ کر دو گڑھا ٹھوڑی اُسکی کا تا نظر اُسکو
نہ لگے اور افسونوں مشہورہ سے آیات شفا ہین نقل ہی کہ شیخ امام ابو القاسم قشیری سے کہ کہا سخت بیمار ہوا بیٹا میرا
حتے کہ جان بلب ہوا پس دیکھا مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین پس شکایت کی مین نے آپ کی
جناب مین بیٹے کی بیماری کی فرمایا کہ کہان ہی تو آیات شفا سے پس بیدار ہوا مین اور تلاش کیا مین نے قرآن مین آیات شفا
کو پس پائین مین نے چھ جگہ کہ وہ یہ ہین ویشف صدور قوم مومنین وشفاء لما فی الصدور یخرج من بطونہا شراب مختلف الوانہ
فیہ شفاء للناس وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمومنین واذا مرضت فہو یشفین قل ہو للذین آمنوا ہدی وشفاء
پس لکھا مین نے اُن آیات کو اور پانی مین دھو کر پلائین اسکو پس شفا پائی اُسنے فی الحال گویا بند اُسکے پاؤن سے کھولا
گیا کذا فی المواہب اللدنیہ اور سعد چلپی بیچ حاشیہ بیضاوی کے حکایت ابو سینا و ابو القاسم قشیری کی لایا ہی
اور دیکھنا اللہ تعالے کا خواب مین ذکر کیا ہی اور پڑھنا آیات مذکورہ کا بیمار پر اور لکھنا انکا چینی کے باسن مین اور
دھو کر پلانا اُسکا بیمار کو نقل کیا ہی اور شیخ تاج الدین سبکی سے نقل کیا ہی کہ کہا دیکھا مین نے بہت مشائخ کو کہ لکھتے تھے
ان آیات کو واسطے بیماری کے رہا یہ کہ یہ مذکورات کہ اجزاء آیات ہین انھین کو لکھے یا تمام آیتین جو کچھ دیکھا گیا ہی لکھنا انھین
ہی بہتر اسکا ہی واللہ اعلم ۔ (وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العین حق فلو کان
شیء سابق القدر سبقتہ العین واذا استغسلتم فاغسلوا رواہ مسلم) اور روایت ہی ابن عباس سے
نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نظر حق ہی پس اگر ہوتی کوئی چیز بڑھنے والی تقدیر سے
تو بڑھ جاتی اُس سے نظر اور جس وقت کہ طلب دھونے کے لیے جاؤ تم پس دھوؤ نقل کی یہ مسلم نے ف نظر
حق ہی یعنے کارگر جانا نظر کا آدمی مین اور ہر چیز مین کہ اچھا جان کر نظر کرے ثابت و واقع ہی ساتھ تقدیر الٰہی کے
اور حق تعالے نے یہ خاصیت بعضون مین رکھی ہی مانند سحر کے اور اسکو سبب ضرر اور ہلاک اُس چیز کا کیا ہی اور بڑھنے والی
یعنے اگر کوئی چیز پیش اُسنے لیجاتی اور غلبہ کرتی تقدیر الٰہی پر تو غلبہ کرتی تقدیر پر اور متغیر کر دیتی اسکو اور یہ مبالغہ ہی
بیچ شدت تاثیر نظر کے اور سرعت نفوذ اسکی کے اشیاء مین اور طلب دھونے کے لیے جاؤ الخ عادت تھی لوگون
کی کہ نظر لگانے والے کے ہاتھ پاؤن اور ازار کے نیچے سے دھوتے تھے اور وہ پانی ڈالتے تھے اسپر کہ جسکو
نظر لگتی تھی اور اسکو سبب شفا کا جانتے تھے پس آنحضرت نے اسکی رخصت دی اور اسنے فائدہ آپ یہ کہ

که وهم دفع هو جاتا هی اور طور اس دهونی کا فصل دوسری کے اخیر مین آویگا اور جمهور علماے اهل حق اسپر هین که تاثیر نظر
نفوس و اموال وغیره مین اور بعضے لوگ معتزله وغیره اسکے منکر هین جیسے تاثیر دعا و صدقه کی وه کهتے هین که جو چیز مقدر نهین هی هونیوالی هی کسی امر
دخل نهین انهین اور نهین جانتے که تقدیر منافات ساته عالم اسباب کے نهین رکهتی اور تاثیر اور سببیت نظر کی اس سبب سے هی که خاصیت الله تعالے نے انهین رکهدی هی
اور اسکو سبب کیا هی اور حدیث العین حق دلیل اهل حق کی هی اور جب شارع نے خبر دی اسکی تو واجب هوا اعتقاد اسکا بعد ازان کلام کیا هی علماے نے بیچ
کیفیت نظر کے که کیونکر لگتی هی اور ضرر پهونچاتی هی بعضے نظر لگانے والون سے منقول هی که کها انهون نے که جب هم دیکهتے هین کسی چیز کو اچها پاتے هین گرمی یا
حرارت پاتے هین هم که آنکه سے نکلی اور بعضون نے کها که نظر لگانے والی کی آنکه سے قوت سمیه منبعث هوتی هی اور متکیف هوتی هی ساته اسکے هوا اور
پهونچتی هی نظر زده کو اور باعث هوتی هی فساد و هلاک کی مثل زهر کے که افعی سے پهونچتا هی یعنے بعضے افعی ایسے هوتے هین که مجرد نظر کرنے کے زهر
پهونچاتا هی اور هلاک کرتا هی حاصل یه که مثال تیر کے ایک چیز نظر لگانے والی سے جانب نظر زده کے روانه هوتی هی اور اگر کوئی مانع که بچاو اسکا کرے
درمیان نهو تو پهونچتی هی اور کارگر هوتی هی اور اگر کوئی مانع درمیان مین هو که عبارت حرز اور تعویذ اور دعا سے هی تو نهین پهونچتی اور نهین نفوذ کرتی هی
اور اگر حرز قوی هو نظر لگانے والے هی کی طرف پلٹ آتی هی مانند تیر معکوس کے بر تقدیر سختی سپر کے اور جیسے که بعضون مین قوت اور خاصیت
نظر کی رکهی هی نفوس کامله کو قوت اور تصرف دفع اسکی کا بهی دیا هی ؛ ح

الفصل الثانی فصل دوسری

(عن اسامة بن شريك قال قالوا يا رسول الله افنتداوى قال نعم يا عباد الله تداووا فان الله لم يضع داء الا وضع له شفاء غير داء واحد الهرم رواه احمد والترمذي وابو داود) روایت هی اسامه بن شریک سے که کها عرض کیا بعضے صحابه نے یا رسول الله کیا دوا کرین هم فرمایا که هان اے بندون الله کے دوا کرو واسطے که تحقیق الله تعالے نے نهین رکهی هی کوئی بیماری مگر که معین کی اسکے لیے شفا سواے ایک بیماری کے که وه بڑهاپا هی نقل کی یه احمد اور ترمذی اور ابو داود نے ف اے بندون الله کے یه اشاره هی اسپر که دوا کرنی نهین منافی هی عبودیت و توکل کے لیکن اعتماد دوا پر نکرو شافی حقیقی الله هی کو جانو اور دوا کو نرا سبب شفا جانو ؛ ع

(وعن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تكرهوا مرضاكم على الطعام فان الله يطعمهم ويسقيهم رواه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث غريب) اور روایت هی عقبه بن عامر سے که کها فرمایا پیغمبر خدا صلے الله علیه وسلم نے نه زبردستی کیا کرو اپنے بیمارون کو کهانا کهلانے پر اسلیے که الله تعالے کهلاتا هی انکو اور پلاتا هی انکو نقل کی یه ترمذی اور ابن ماجه نے اور کها ترمذی نے که یه حدیث غریب هی ف کهانا کهلانے پر یعنے کهانے پلانے پر اور انهین کے حکم مین هی دوا اور اخیر جا حدیث کے یه معنی هین که قوت بخشتا هی الله تعالے اور مدد کرتا هی ساته اس چیز کے که فائده دیتی هی مثل فائدے کهلانے اور پینے کے اور زنده رهنا اور قوت هونی ساته قدرت الهی کے هی نه ساته کهانے پینے کے حاصل یه که نفس ایسی چیز مین مشغول هی که احتیاج طعام کی نهین رکهتا اور اگر بنا بر جریان عادت کے کوئی سبب واسطے بقا کے چاهیے تو رطوبات بدن کی که حرارت غریزی تحلیل اسکو کرے کافی هی ؛ ح

(وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم كوى اسعد بن زرارة من الشوكة رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت هی انس سے یه که نبی صلی الله علیه وسلم نے داغ دیا اسعد بن زراره کو بسبب بیماری سرخ باد کے نقل کی یه ترمذی نے اور کها که یه حدیث غریب هی ف داغ دیا یعنے اپنے هاته سے یا کسی کو حکم کیا داغنے کا اور یه نهین معلوم هوا که اس بیماری کے لیے داغ کهان دیا ؛ ع

(وعن زيد بن ارقم قال امرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتداوى من ذات الجنب بالقسط البحري والزيت رواه الترمذي

روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا حکم کیا ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ دوا کرین ہم بیماری ذات الجنب کے لیے ساتھ قسط بحری کے یعنی لونگ کے اور تیل زیتون کے یعنی ساتھ کھانے یا لگانے کے اسکے یا دونون کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینعت الزیت والورس من ذات الجنب رواہ الترمذی) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے اور مدح کرتے زیتا اور ورس کی واسطے علاج ذات الجنب کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ورس ساتھ زبر واو اور جزم رے کے نام ایک گھاس کا کہ زرد ہوتی ہے مانند زعفران کے اس سے رنگتے ہین اور ظاہر یہ ہے کہ علاج ذات الجنب کا ساتھ انکے بطریق لدود کے یعنی پلانے کے منہ مین ہوگا نہ تا (وعن اسماء بنت عمیس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سألها بما تستمشین قالت بالشبرم قال حار حار قالت ثم استمشیت بالسنا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو ان شیئا کان فیہ الشفاء من الموت کان فی السنا رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے اسماء بنت عمیس کی سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا انسے کہ ساتھ کس چیز کے جلاب لیتی ہو تم کہا ساتھ شبرم کے فرمایا کہ گرم ہے گرم ہے کہا اسماء نے پھر جلاب لیا مینے ساتھ سنا کے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہوتی کوئی چیز کہ ہوتی اسمین شفا موت سے تو البتہ ہوتی بیچ سنا کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ف شبرم نام ایک گھاس کا ہے کہ دست لاتی ہے اور بعضون نے کہا کہ وہ دانہ ہے جوش دیکر پانی اسکا پیتے ہین اور لفظ حار حار دونون ساتھ حے مہملہ اور تشدید رے کے ہین اکثر صحیح نسخون مین اور اصول معتمدہ مین اور بعضون نے دوسری لفظ کو ساتھ جیم کے ضبط کیا ہے قبیل اتباع سے اور اتباع یہ ہے کہ ایک لفظ مہمل بعد لفظ موضوع کے کہ مناسب ہوتا ہے لاتے ہین واسطے مبالغہ کے جیسے جا ور وا اور بہر تقدیر معنی یہ ہین کہ شبرم نہایت گرم ہے کہ حار درجہ چہارم مین ہے اور اطبا نے منع کیا ہے اسکے استعمال سے بسبب زیادہ مسہل ہونے اسکے کے اور خیر جانین مبالغہ ہے بیچ تعریف سنا کے کہ شفا دیتی ہے امراض کثیرہ سے اور افضل یہی ہے وہ عجیب دوا ہے کہ اصلا اسمین خوف ضرر کا نہین اور قریب باعتدال ہے اور حار ہے درجہ اول مین اور اسہال کرتی ہے صفرا اور سودا اور بلغم کو اور تقویت بخشتی ہے جرم قلب کو جملہ خاصیتون اسکی سے یہ ہے کہ نفع کرتی ہے وسواس سوداوی کو نافع ہے (وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ انزل الداء والدواء وجعل لکل داء دواء فتداووا ولا تداووا بحرام رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اتاری ہے بیماری اور دوا اور مقرر کی ہے واسطے ہر بیماری کے دوا پس دوا کرو ولیکن نہ دوا کرو ساتھ حرام کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ساتھ حرام کے یعنے مثل خمر اور خنزیر اور مانند انکے کہ جو حرام ہین دوا کرو اور بیچ نہی کے دوا کرنے سے ساتھ حرام چیزون کے مطلق اور ساتھ شراب کے علی الخصوص حدیثین متعدد آئی ہین ابن مسعود سے روایت ہے کہ خداے تعالی نے نہین رکھی شفا تمہاری اُن چیزون مین کہ حرام کی ہین اور جب طارق جعفی نے سوال کیا آنحضرت سے شراب کے بنانے کا منع فرمایا انکو انھون نے کہا کہ دوا کے لیے بناتا ہون فرمایا وہ دوا نہیں ہے بیماری ہے اور فرمایا من تداوی بالخمر فلا شفاہ اللہ اور بعضی روایات فقہیہ مین آیا ہے کہ اگر اطبا حاذق اتفاق کرین کہ اس بیماری کی سواے اسکے دوا نہین ہے جائز ہے دوا کرنی ساتھ اسکے لیکن وجود حاذقون کا اور اتفاق انکا اوپر انحصار دوا کے ایک چیز مین متعذر ہے (وعن ابی ہریرۃ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الدواء الخبیث رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا منع فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دواے خبیث سے نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنی دواے نجس اور حرام کے استعمال سے منع فرمایا اور خبیث سے دواے بدمزہ بدبو ہے کہ طبیعت اسکے استعمال سے متنفر ہو وہ بھی خوب نہین کہ

نفع اسمین کمتر ہوتا ہے بسبب نہ قبول کرنے طبیعت کے اور اس تقدیر پر نہی تنزیہی ہوگی ۔ع (وَعَنْ سَلْمٰى خَادِمَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ احْتَجِمْ وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْتَضِبْهُمَا رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سلمہ خادمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سے کہ کہا نہین کوئی شکوہ کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری کا
بیچ سر اپنے کے یعنے اس بیماری کا کہ ہوئی کثرت خون سے مگر فرماتے تھے بھری ہوئی سینگی کھچوا اور نہین شکوہ کرتا درد کا بیچ پانون اپنے کے یعنے اس درد کا
کہ بسبب حرارت کے ہوتا مگر فرماتے مہندی لگا انکو نقل کی یہ ابو داود نے ف یہ حدیث مطلق شامل ہے مردون اور عورتون کو لیکن لائق یہ ہے کہ اکتفا کرے مرد ساتھ
مہندی لگانے کے تلوون پر اور پرہیز کرے ناخنون پر لگانے سے واسطے احتراز کرنے کے مشابہت عورتون کی سے حتی الامکان ۔ع (وَعَنْهَا قَالَتْ
مَا كَانَ يَكُونُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ إِلَّا أَمَرَنِي أَنْ أَضَعَ عَلَيْهَا الْحِنَّاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے سلمہ سے
کہ کہا نہ ہوتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی زخم تلوار یا چھری یا مانند اسکے کا اور نہ زخم پتھر یا کانٹے کا مگر فرماتے مجکو یہ کہ رکھون اوسپر مہندی نقل کی
ترمذی نے ف واسطے کہ مہندی کی برودت سے تخفیف ہوجاتی ہے بیچ حرارت اور الم زخم کے ۔ع (وَعَنْ أَبِي كَبْشَةَ الْأَنْمَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِمُ عَلَى هَامَتِهِ وَبَيْنَ كَتِفَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ مَنْ أَهْرَاقَ مِنْ هٰذِهِ الدِّمَاءِ فَلَا يَضُرُّهُ أَنْ لَا يَتَدَاوٰى بِشَيْءٍ لِشَيْءٍ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے ابی کبشہ انماری سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھری ہوئی سینگی کھچواتے تھے
اپنے سر مبارک پر اور درمیان دونون مونڈھون اپنے کے اور فرماتے جو شخص کہ نکالے بعض ان خونون میں سے پس نہین ضرر کرتا اسکو یہ
کہ نہ دوا کرے کچھ واسطے کسی بیماری کے نقل کی یہ ابو داود اور ابن ماجہ نے ف اپنے سر مبارک پر الخ احتمال ہے کہ کبھی سر پر سینگی کھچواتے ہون
اور کبھی درمیان مین مونڈھون کے اور احتمال یہ بھی ہے کہ دونون جا سے کھچواتے ہون اکٹھی اور خونون مین سے ظاہر یہ ہے کہ مراد خون ان اعضا
مذکورہ کا ہو یا مطلق خون فاسد ہر عضو کا کہ احتیاج ہو اسکے نکالنے کی ۔ع (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ عَلٰى وَرِكِهِ
مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگی کھچوائی یعنے بھری ہوئی اپنے کولے پر بسبب
موچ کے کہ آئی تھی حضرت کے پاے مبارک مین نقل کی یہ ابو داود نے ف وثی ساتھ زبر واو اور جزم ثا اور ہمزہ کے درد اور ضرب کہ ہوپہنچے عضو
کو بغیر اسکے کہ ٹوٹ جاوے ۔ع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِيَ بِهِ أَنَّهُ لَمْ يَمُرَّ عَلٰى مَلَاءٍ
مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا أَمَرُوهُ مُرْ أُمَّتَكَ بِالْحِجَامَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت
ہے ابن مسعود سے کہ کہا خبر دی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دین شب معراج کی سے یہ کہ نہین گذرے اوپر کسی جماعت
کے فرشتون مین سے مگر کہ حکم کیا اونھون نے حضرت کو یعنے پہونچایا انکو حکم الٰہی کہ حکم کر واپنی امت کو ساتھ پچھنون کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن
ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے ف پچھنون کی فضیلت کا سبب یہ ہے کہ پچھنے خون کو نواحی جلد سے اخراج کرتے ہین اور
اطبا قائل ہین اسکے کہ بلاد گرم مین پچھنے افضل ہین فصد سے اسلیے کہ خون انکا رقیق اور پختہ ہوتا ہے اور اوپر سطح بدن کے آجاتا ہے اور پچھنون سے
باہر نکلتا ہے نہ فصد سے اور مراد امت سے وہ عرب ہین کہ اسوقت مین موجود تھے یا مراد امت سے قوم حضرت کی ہے یا مراد امت سے عام ہین کہ جنکو حاجت پڑے
خون نکلوانے کی حضرت صلعم کی امت مین سے ۔ع (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ
ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن عثمان سے یہ کہ تحقیق
ایک طبیب نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈالنے مینڈک کے سے دوا مین کہ درست ہے یا نہین پس منع کیا اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرنے

نقل کی یہ ابوداؤد نے ف قتل کرنے انکے سے یعنے اور ڈالنے انکے سے دوا مین اور بسبب اسکے حاصل ہوئی ہی مطابقت درمیان سوال کے
جواب کے اور موید ہی اسکی وہ روایت کہ جامع مین آئی ہی نہی عن قتل الضفدع للدواء کہا قاضی نے شاید کہ حضرت نے منع کیا مارنے مینڈک کے سے اسلیے کہ
نہین مناسب جانی دوا کرنی ساتھ انکے یا تو انکی نجاست اور حرمت کے لیے کیونکہ نہین جائز ہی دوا کرنی ساتھ حرام چیزونکے یا واسطے کراہت طبع کے اور نفرت کے انسے
یا اسلیے کہ دیکھی حضرت نے اسمین مضرت زیادہ اس چیز سے کہ دیکھی طبیب نے اس مین منفعت ۃ ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَحْتَجِمُ فِي الْاَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ وَزَادَ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ)
اور روایت ہی انس سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سینگی بھری ہوئی کھچواتے بیچ دو رگون کے کہ دونون طرف گردن کی
ہین اور درمیان مونڈھون کے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور زیادہ کی ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ عبارت اور تھے حضرت سینگی کھچواتے سترھوین
تاریخ اور انیسوین تاریخ اور اکیسوین تاریخ (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الْحِجَامَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ
عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہی ابن عباس سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے سینگی کھچوانی
سترھوین تاریخ اور انیسوین تاریخ اور اکیسوین تاریخ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے
کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ بھری ہوئی سینگی کھچواوے سترھوین اور انیسوین اور اکیسوین کو ہوتی ہی شفا
ہر بیماری سے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ كَبْشَةَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرَةَ اَنَّ اَبَاهَا كَانَ يَنْهٰى اَهْلَهُ عَنِ الْحِجَامَةِ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَيَزْعُمُ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ يَوْمُ الدَّمِ وَفِيْهِ سَاعَةٌ لَا يَرْقَاُ رَوَاهُ اَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہی کبشہ بیٹی ابی بکرہ
کی سے یہ کہ تحقیق انکے باپ تھے منع کرتے اپنے گھر کے لوگون کو سینگی کھچوانے سے منگل کے دن اور نقل کرتے رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم سے یہ کہ دن منگل کا دن خون کا ہی یعنے غلبہ خون کا اس مین ایک ساعت ہی کہ نہین تھمتا خون یعنے پس اگر اس روز مین خون
لیوے شاید کہ موافق اس ساعت کے پڑے اور ہلاک ہو جاوے نہ تھمنے خون سے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنِ الزُّهْرِيِّ مُرْسَلًا
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اَوْ يَوْمَ السَّبْتِ فَاَصَابَهُ وَضَحٌ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاوُدَ وَقَالَ
وَقَدْ اُسْنِدَ وَلَا يَصِحُّ) اور روایت ہی زہری تابعی سے بطریق ارسال کے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جو شخص سینگی
کھچوائے بدھ کے دن یا ہفتہ کے دن پھر پہونچے اسکو کوڑہ پس نہ ملامت کرے مگر نفس اپنے کو نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے اور کہا ابوداؤد
نے کہ تحقیق اسناد کی گئی ہی یہ حدیث یعنے متصل ہی باعتبار راویون کے ایک اور اسناد مین اور صحیح نہین ہی وہ اسناد ف لیکن حاصل ہوتی ہی
بسبب اسکے قوت مرسل کو اور مرسل حجت ہی ہمارے نزدیک اور تمام فقہا کے نزدیک ۃ ع (وَعَنْهُ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَجَمَ اَوِ اطَّلٰى يَوْمَ السَّبْتِ اَوِ الْاَرْبِعَاءِ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ فِي الْوَضَحِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت
ہی زہری سے بطریق ارسال کے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ بھری ہوئی سینگی کھچوائے یا لیپ کرے
یعنے کسی عضو بدن پر دن ہفتے کے یا بدھ کے پس نہ ملامت کرے مگر نفس اپنے کو بیچ پہونچ جانے کوڑہ کے نقل کی یہ بغوی نے
شرح السنہ مین (وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَاٰى فِيْ عُنُقِيْ خَيْطًا فَقَالَ مَا هٰذَا فَقُلْتُ خَيْطٌ
رُقِيَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ فَاَخَذَهُ فَقَطَعَهُ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلُ عَبْدِ اللّٰهِ لَاَغْنِيَاءُ عَنِ الشِّرْكِ سَمِعْتُ

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الرُّقٰى وَالتَّمَائِمَ وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُولُ هٰكَذَا لَقَدْ كَانَتْ عَيْنِي تُقْذَفُ وَكُنْتُ
أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْيَهُودِيِّ فَإِذَا رَقَاهَا سَكَنَتْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ إِنَّمَا ذٰلِكَ عَمَلُ الشَّيْطَانِ كَانَ يَنْخَسُهَا بِيَدِهِ فَإِذَا رُقِيَ كَفَّ
عَنْهَا إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكِ أَنْ تَقُولِي كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ
أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے زینب عورت عبداللہ بن مسعود کی سے کہ تحقیق
عبداللہ نے دیکھا میری گردن میں ایک تاگا پس کہا کیا ہے یہ پس کہا میں نے تاگا ہے یہ منتر پڑھا گیا ہے واسطے میرے اس میں کہا زینب نے پس
لیا عبداللہ نے اس تاگے کو اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اسکو پھر کہا تم اے اہل عبداللہ کے البتہ بے پروا ہو شرک سے سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم سے فرماتے تحقیق منتر اور منکے اور ٹونے کی شرک ہیں پس کہا میں نے کس طرح کہتے ہو اسطرح سے بیشک اور حکم کرتے ہو مجھکو ساتھ توکل کے اور
نہ منتر کرنے کے باوجودیکہ میں نے منتر کرنے میں فائدہ پایا ہے البتہ تحقیق تھی آنکھ میری نکلی پڑتی بسبب درد کے اور میں آمد و رفت رکھتی تھی طرف
فلانے یہودی کے پس جب منتر پڑھ کر دم کیا اسنے آنکھ پر آرام پایا آنکھ نے پس کہا عبداللہ نے نہیں ہے یہ درد آنکھ کا اور اچھا ہونا اسکا بسبب
منتر کے مگر کام شیطان کا تھا شیطان چونکتا تھا آنکھ کو اپنے ہاتھ سے پس جب منتر پڑھا گیا باز رہا شیطان آنکھ سے سوائے اسکے نہیں کہ تجھے کافی تھا
یہ کہ کہتی تو جیسے کہتے تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہتے کہ دور کرے تو بیماری کو اے پروردگار لوگوں کی اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا نہیں
شفا مگر شفا تیری ایسی شفا کہ نہ چھوڑے بیماری کو نقل کی یہ ابو داؤد نے یہ واضح ہو کہ شرک سے اور محتاج اسکے نہیں کہ بیچ دفع امراض
اور مضرتوں کے تمسک ساتھ ان افعال کے کرو کہ شرک کرتے ہیں اور متضمن شرک کو ہیں اسلیے کہ متعارف اس زمانہ میں منتر عہد جاہلیت کے
تھے کہ مشتمل تھے مضمون شرک کو کذا قال الشیخ رح اور ملا علی رح نے لکھا ہے کہ مراد شرک سے اعتقاد اسکا ہے کہ یہ سبب قوی ہے اور اسکے لیے
کچھ تاثیر ہے پس یہ شرک خفی ہے اور اگر اعتقاد کرے یہ کہ وہ موثر ہے پس وہ شرک جلی ہے اور منتر یعنے وہ منتر کہ اسمیں نام بت یا شیطان کا یا کلمہ کفر کا
یا سوائے اسکے وہ چیز ہو کہ نہیں جائز ہے شرعاً اور اس میں داخل ہے وہ منتر کہ نہ معلوم ہوں معنے اسکے اور تمائم جمع تمیمہ کی ہے معنے تعویذ کے کہ
لڑکے کے گلے میں ڈالا جاوے اور یہاں وہ تعویذ مراد ہے کہ ہوں اسمیں اسماے الٰہی اور آیات اور دعائیں ماثورہ اور بعضوں نے کہا کہ
تمیمہ کہتے ہیں منکے کو کہ عورتیں اولاد کے گلے میں ڈالتی ہیں بگمان اسکے کہ اس سے نظر نہیں لگتی ہے اور تولہ ساتھ زیر تا اور زبر واو ولام کے ایک
قسم ہے سحر کی کہ ڈورے میں یا کاغذ میں واسطے محبت مرد و عورت کے کرتے ہیں اور شرک ہیں یعنے یہ سب کام اہل شرک کے ہیں اور متضمن
شرک خفی یا شرک جلی کو ہیں جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا اور کام شیطان کا تھا یعنے یہ درد جو تیری آنکھوں میں تھا نہیں تھا درد حقیقۃً بلکہ ضرر تھا فعل سے
شیطان سے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّشْرَةِ فَقَالَ هُوَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور
روایت ہے جابر سے کہا پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نشرہ سے پس فرمایا کہ وہ عمل شیطان کا ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے نشرہ
ساتھ پیش نون و سکون شین معجمہ کے ایک قسم ہے افسون کی کہ آسیب زدہ کے لیے کرتے ہیں اور قاموس میں ہے کہ نشرہ رقیہ یعنے افسون
ہے کہ علاج کیا جاتا ہے ساتھ اسکے مجنون و مریض پس حاصل معنے اسکے رقیہ اور تعویذ ہیں پس مراد ساتھ نشرہ کے کہ اسکو عمل شیطان کہا وہ رقیہ
ہوگا کہ عمل جاہلیت سے ہے مشتمل اسماء بتوں اور شیاطین کے گویا زبان عبرانی میں ہو کہ معلوم نہوں معنے اسکے نہ ساتھ قرآن اور اسماے الٰہی کے ثابت
(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا أُبَالِي مَا أَتَيْتُ إِنْ أَنَا شَرِبْتُ تِرْيَاقًا أَوْ تَعَلَّقْتُ تَمِيمَةً
أَوْ قُلْتُ الشِّعْرَ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے

ہین پروا کرتا مین عمل سے کہ کردن مین اگر پیون مین تریاق یا لٹکاؤن گلے مین منکا یا کہون مین شعر یعنے تصنیف کرون شعر اپنی طرف سے نقل کی یہ ابو داود
نے نہین پروا کرتا مین الخ یعنے اگر ان چیزون مین سے ایک چیز بھی جسے عمل مین لاؤن تو مین ان لوگون مین سے ہون کہ پروا نہین کرتے ہر چیز کے کرنے مین اور تمیز
نہین کرتے نامشروع سے مقصود یہ ہے کہ کرنا ان چیزون کا کام اس شخص کا ہے کہ بیقید اور بے پروا ہو بیچ کرنے نامشروعات کے کہ ان چیزون کا استعمال حضرت نے اسلیے برا جانا
کہ تریاق مین گوشت سانپ کا اور شراب پڑتی ہے پس حرام ہے وہ اور اگر ایسا تریاق ہو کہ اسمین حرام چیزین نہ پڑین کچھ مضائقہ نہین اسکا اور بعضون نے کہا
کہ ترک اسکا بھی اولے ہے عمل کرنے کو ساتھ اطلاق حدیث کے اور مراد تمیمہ سے منکا یا بت ہے کہ ہین یعنے منتر اونکے اور منکے اور ناخن شیر وا اور دو کہ مانند ہ قرآن
اور اسماے الہی سے ہون خارج ہین اس حکم سے بلکہ مستحب ہین اسیواسطے برکت کے انکی اور کہون مین شعر الخ یعنے قصد کرون مین شعر کہنے کا اور کادون اسے
دل سے یہ بات حضرت نے بسبب اس قول اللہ تعالے کے فرمائی وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ اور اگر بے قصد وبے اختیار زبان سے کلام موزون نکلے
وہ اور بات ہے داخل کہنے شعر کے اور مذموم نہین اسلیے کہ اہل عرف واصطلاح بھی اسکو داخل شعر کے نہین رکھتے چونکہ حق تعالے نے آنحضرت کو منزہ اور مبرا
کیا تھا اطلاق شعر کہنی حضرت کے لیے روا رکھی ہے یہ کمال مخصوص ہے ساتھ حضرت کے اور بیچ حق غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شعر مثل اور کلامون کے ہین اچہے مضمون
کے اچہے ہین اور برے مضمون کے برے ہین توجہ باطن کی اسکی طرف اور ضایع کرنا عمر کا اور تفکر کثیر کہ مانع ہو امور ضروریہ دینی سے مذموم ہے اور کہا ابن ملک نے
یعنے کہنا شعر کا اور پینا تریاق کا اور لٹکانا تمیمہ کا حرام ہین مجھپر اور بیچ حق امت کے تمیمہ اور کہنا شعر کا حرام نہین جبکہ نہو اسمین جھوٹ اور ہجو مسلمان
کی یا کوئی چیز گناہ کی اور اسیطرح وہ تریاق کہ نہو اسمین کوئی حرام چیز مثل سانپ وغیرہ کے نہین حرام انتہی ذ ع ح (وعن المغیرۃ بن شعبۃ قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اکتوی او استرقی فقد برئ من التوکل رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا
فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص داغ لیوے یا منتر پڑہوائے پس تحقیق بری ہوا توکل سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے داغ اور منتر اگرچہ
مباح ہین وقت حاجت کے ولیکن مقام توکل بالاتر ہے اس سے فرمایا اللہ تعالے نے وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون بیچ مبالغہ کرنے مباشرت اسباب کے دلالت ہے
اوپر غفلت اسکی کے رب الارباب سے چنانچہ اسلیے کہا ہے امام غزالی رح نے کہ جو کوئی بند کرے دروازہ اپنا ساتھ دو قفلونکے یا ایک قفل کے پہر کہے ہمسایہ کو ساتھ
محافظت کے نکلا توکل سے ذ ح ع (وعن عیسی ابن حمزۃ قال دخلت علی عبد اللہ بن عکیم وبہ حمرۃ فقلت الا تعلق تمیمۃ فقال نعوذ باللہ من ذلک
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلق شیئا وکل الیہ رواہ ابو داود) اور روایت ہے عیسی بن حمزہ سے کہ کہا گیا مین عبد اللہ
بن حکیم کے پاس اسحال مین کہ انکے بدن پر بیماری سرخی کی تھی پس کہا مین نے کیون نہین لٹکاتے تم تعویذ پس کہا عبد اللہ نے پناہ مانگتا ہون مین
ساتھ اللہ کے اس سے فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ لٹکاوے کسی چیز کو سونپا جاتا ہے طرف اسکے نقل کی یہ ابو داود نے ف کہا طیبی
نے شاید کہ عبد اللہ نے پناہ مانگی ساتھ اللہ کے لٹکانے تعویذ کے سے اسلیے کہ وہ تھے متوکلین سے اگرچہ جائز ہے اور انکو اور کسی چیز کو یعنے لٹکاوے تعویذ اور منکی اور
مانند انکے کے اس اعتقاد سے کہ یہ چیزین نفع دیتی ہین اور دفع کرتی ہین ضرر کو اور لفظ وکل ساتھ پیش واو اور تخفیف کاف مکسور کے ہے بمعنی چھوڑا جاتا ہے اور سپرد
کیا جاتا ہے طرف اسکے یعنے محروم کیا جاتا ہے اعانت و امداد الہی سے اور شفا نہین پاتا ہے اسلیے کہ سب چیزین ماسواے حق کے نہ ضرر کرتی ہین اور نہ نفع
دیتی ہین مقصود رغبت دلانی ہے اوپر تفویض و توکل کے ذ ع ح (وعن عمران بن حصین ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لا رقیۃ الا من عین او حمۃ رواہ احمد والترمذی وابو داود ورواہ ابن ماجۃ عن بریدۃ) اور روایت ہے عمران بن حصین سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہین منتر تاثیر کرتا مگر نظر سے یا ڈنک زہردار سے یعنے بچھوا اور مانند اسکے کے ڈنک سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے اور
روایت کی یہ ابن ماجہ نے بریدہ سے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا رقیۃ الا من عین او حمۃ او دم رواہ ابو داود)

اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین تاثیر کرتا منتر مگر نظر سے یا ڈنک زہردار سے یا خون سے نقل کی یہ ابو داود
اس حدیث مین لفظ خون کا زیادہ آیا اور علما نے مراد اس سے خون نکسیر کا رکھا ہی اور اگر عام مراد رکھین کہ جو بیماریان خون کے سبب سے ہوتی ہین
روان ہونے خون سے یا بسبب فساد خون کے تو بھی جائز معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم اور ابو داود کی ایک روایت مین لا فی نفس آیا ہی بجاے الا فی عین کے اور کہا
علما نے کہ مراد نفس سے نظر ہی اور بجاے او دم کے او رقاء آیا ہی کہ معنی کاٹنے کے ہی جانورون سے جیسے کہ سانپ اور مانند اسکے کے اور منتر ہر دکھ بیماری کو نافع ہی مانند
درد سر اور درد دانتون وغیرہ کے جیسے کہ احادیث مین آیا ہی اور صحیح مسلم مین آیا ہی کہ جبرئیل پیغمبر خدا کے پاس آئے اس حال مین کہ حضرت بیمار تھے کہا جبرئیل نے بسم اللہ
ارقیک من کل داء یوذیک یعنی ہر دکھ سے جو ایذا دیوے تجکو پس مراد ساتھ حصر کے اس حدیث مین مبالغہ ہی اور مراد یہ ہی کہ منتر ان تین چیزون مین اولی اور انفع ہی بہ نسبت اور چیزون کے واسطے شہرت
اور تعارف ہی درمیان لوگون کے ف (وعن اسماء بنت عميس قالت يا رسول الله ان ولد جعفر تسرع اليهم العين أفاسترقي لهم قال نعم فانه لو كان
شيء سابق القدر لسبقته العين رواه احمد والترمذي وابن ماجة) اور روایت ہی اسماء بنت عمیس کی سے کہ کہا یا رسول اللہ تحقیق اولاد جعفر طیار کی
جلدی پہونچتی ہی طرف انکی نظر یعنی بسبب خوبصورتی اور خوب سیرت ہونے انکے کے آیا منتر پڑھوا دون مین انکے لیے فرمایا ہان اسلیے کہ تحقیق اگر ہوتی
کوئی چیز سبقت لیجانے والی تقدیر سے تو سبقت لیجاتی اس سے نظر یعنی نظر اعظم ہی پس جائز ہی منتر پڑھوانا انکے لیے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ف جیسے بعضی نظر بسبب حسد اور خبث طبع کے ضرر پہونچاتی ہی ایسے ہی انکے مقابلہ مین نظر عارفون اور اہل دل کی نافع ہوتی ہی مانند اکسیر کے کہ کافر کو
مومن کر دیتی ہی اور فاسق کو صالح اور جاہل کو عالم متورع (وعن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصة فقال الا تعلمين
هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة رواه ابو داود) اور روایت ہی شفا بنت عبد اللہ کی سے کہ کہا داخل ہوے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس حال مین کہ مین تھی
نزدیک حفصہ کے پس فرمایا کیا نہین سکھلاتی تو اسکو یعنی حفصہ کو منتر نملہ کا جیسا کہ سکھلایا تو نے اسکو لکھنا نقل کی یہ ابو داود نے ف شفا ساتھ زیر شین کے بیٹی عبد اللہ
بن شمس کی قرشیہ عدویہ ہین نام انکا لیلی ہی اور شفا لقب ہی کہ غالب آیا ہی نام پر اسلام لائین پہلے ہجرت کے اور تھین فاضلہ عاقلہ عورتون سے تھا اور حضرت انکے یہان
تشریف لیجاتے اور قیلولہ کرتے اور حضرت کے لیے بچھونا اور ازار رکھا تھا کہ وقت آرام کرنے کے خدمت مین آدیتی اور نملہ پھنسیان ہین کہ پہلو پر نکلتی ہین اور نہایت
دکھ دیتی ہین اور بیمار کو ایسا معلوم ہوتا ہی کہ گویا چیونٹیان چلتی ہین اور شفا منتر پڑھتی تھین نملہ کی دفع کے لیے مکہ مین جب مسلمان ہوئین اور حضرت مدینہ مین تشریف لائے
تو انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ایام جاہلیت مین منتر نملہ کے لیے کرتی تھی چاہتی ہون کہ آپ کے آگے عرض کرون پس عرض کیا اور حضرت نے جائز رکھا اور فرمایا
کہ تعلیم کر اسکو حفصہ کے تئین اور بعضے کہتے ہین کہ یہ کلام حضرت سے بطور تعریض کے تھا حفصہ کو کہ انھون نے افشا سے سر حضرت کا کیا تھا چنانچہ وہ قصہ سورۂ تحریم
مین مذکور ہی اور مراد رقیہ نملہ سے چند کلمات ہین کہ مشہور تھے درمیان انکے بطور ہنسی کے اور عورتین عرب کی اسکو رقیہ نملہ کہتی تھین نہ رقیہ نملہ حقیقۃً کہ اسمین کچھ فائدہ
تھا اور منع فرمایا تھا اس سے پس کیونکر حکم فرماتے اسکے سکھانے کا انکو اور کلمات مشہور یہ ہین (العروس تحتفل وتختضب وتكتحل وكل شيء تفتعل غير ان لا
تعصي الرجل) اور حاصل مضمون ان کلمات کا یہ ہی کہ عورت آراستہ کرتی ہی اپنے تئین اور سب کچھ کرتی ہی مگر نافرمانی مرد کے پس آنحضرت نے تعریض کی حفصہ کو
اور تادیب کیا انکو نافرمانی کرنے پر اور افشا سے سر کے پر اور عورتونکو لکھنے کے سکھانے سے ایک حدیث مین نہی آئی ہی کہ فرمایا لا تعلم الكتابة اور اس حدیث سے
جواز سمجھا گیا پس یہ حکم پہلے نہی سے ہوگا اور بعضون نے کہا کہ عورتین آنحضرت کی مخصوص تھین ساتھ بعضے احکام و فضائل کے اور نہی کتابت سے محمول ہی اوپر تمام
عورتون پر کہ خوف فتنہ کا وہان متصور ہی اور یہان نہین اور کہا خطابی نے کہ اسمین دلیل ہی اسپر کہ سکھانا کتابت کا عورتونکو مکروہ نہین کہتا ہون کہ یہ جائز ہونا وقت
کی عورتونکو نہ بعد فساد زمانہ کے اور کہا بعضون نے کہ یہ حکم خاص حضرت حفصہ ہی کے لیے تھا نہ اورون کے لیے ف ع (وعن ابی امامة بن سهل بن حنيف
قال رأى عامر بن ربيعة سهل بن حنيف يغتسل فقال والله ما رأيت كاليوم ولا جلد مخبأة قال فلبط سهل فاتي رسول الله صلى الله عليه وسلم

یا رسول اللہ ہل لک فی سہل بن حنیف واللہ ما یرفع راسہ فقال ہل تتہمون لہ احدا فقالوا نتہم عامر بن ربیعۃ قال فدعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم عامرا فتغلظ علیہ وقال علام یقتل احدکم اخاہ الا برکت اغتسل لہ فغسل لہ عامر وجہہ ویدیہ ومرفقیہ ورکبتیہ واطراف رجلیہ وداخلۃ ازارہ فی قدح ثم
صب علیہ فراح مع الناس لیس لہ باس رواہ فی شرح السنۃ ورواہ مالک وفی روایتہ قال ان العین حق توضأ لہ فتوضأ لہ) اور روایت ہے ابی امامہ بن سہل
بن حنیف سے کہا دیکھا عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو نہاتے پس کہا عامر نے قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے کوئی دن مانند آج کے دن کے اور نہ
بدن کسی پردہ نشین کی مانند اس جلد کے یعنے جلد سہل کی کہا ابو امامہ نے پس گرایا گیا سہل یعنے گر پڑا زمین پر مارے نظر کے پس لایا گیا سہل رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا گیا واسطے رسول خدا کے اے رسول خدا کے کیا ہے آپ کو بیچ علاج کرنے سہل بن حنیف کے قسم ہے اللہ کی نہیں اٹھاتا
وہ سر اپنا پس فرمایا حضرت نے کیا گمان کرتے ہو تم کسی پر کہ اسکو نظر لگائی ہے پس کہا لوگوں نے کہ گمان کرتے ہیں ہم عامر بن ربیعہ پر کہ اسنے نظر لگائی کہا راوی نے
پس بلایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عامر کو اور سخت کہا اسکو اور فرمایا کس واسطے قتل کرتا ہے ایک تمہارا اپنے بھائی کو کیوں نہ دعا دی تو نے اسکو برکت کی
یعنے کیوں نہ کہا تو نے بارک اللہ علیک تاکہ نہ ضرر کرتی اسمیں نظر دھو یعنے اعضا اپنے سہل کے لیے اور ڈال پانی اسپر پس دھویا سہل کے لیے عامر نے منہ اپنا اور
ہاتھ اپنے اور کہنیاں اپنی اور گھٹنے اپنے اور سرے اپنے دونوں پاؤں کی انگلیوں کے اور اعضا ازار کے اندر کے یعنے ستر اور رانیں اور رکھ لیا ایک پیالہ میں پھر
ڈالا گیا پانی سہل پر پس چلا سہل اٹھکر ساتھ لوگوں کے اس حال میں کہ نہ تھا اسکو کچھ خلل یعنے اسی وقت صحت پائی اور گیا نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ
میں اور نقل کی یہ مالک نے اور مالک کی روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا حضرت نے یعنے نظر لگنے والے کو تحقیق نظر حق ہے وضو کر دے واسطے اسکے پس
وضو کیا واسطے اسکے شیخ کہا نووی نے کہ وضو نظر لگانے والے کی نزدیک علما کے اسطرح ہے کہ لایا جاوے پیالہ پانی کا اور نہ رکھا جاوے
پیالہ زمین پر پھر لیوے وہ ایک چلو اور کلی کرے پھر ڈالے کلی پیالہ میں پھر لیوے پانی اور دھووے اس سے منہ اپنا پھر لیوے بائیں ہاتھ سے
پانی اور دھووے داہنی ہتھیلی اپنی پھر لیوے داہنے ہاتھ سے پانی اور دھووے اس سے ہتھیلی بائیں پھر بائیں ہاتھ سے پانی لیوے اور دھووے کہنی
داہنی پھر داہنے ہاتھ سے لیوے پانی اور دھووے اپنی کہنی بائیں اور پھر دھووے اس چیز کو کہ درمیان کہنیوں اور ہتھیلیوں کے ہے پھر دھووے قدم
داہنا پھر بایاں پھر گھٹنا داہنا پھر بایاں بطور سابق کے اور یہ سب پیالہ میں دھووے پھر تہ بند کے اندر سے دھووے اور جب یہ سب دھو چکے تو وہ
پانی انکے پیچھے سے سر پر ڈال دے اور اس طرح کے معالجات اسرار و حکمتوں سے ہیں کہ عقل دریافت کرنے انکے سے عاجز ہے اور کہا مازری نے کہ یہ امر وجوب کے لیے
ہے اور جبر کیا جاوے نظر لگانے والا اوپر وضو کے واسطے نظر زدہ کے سبب صحیح روایت کے اور کہا کہ بعید ہے خلاف کرنا اس میں جبکہ خوف ہو ہلاک ہو جانے
کا اور کہا قاضی عیاض رحمہ نے کہ جب معروف ہو کوئی ساتھ نظر لگانے کے تو لازم ہے کہ پرہیز کرے اس سے اور لائق ہے امام کو کہ منع کرے اسکو آنے سے
لوگوں میں اور حکم کرے اسکو کہ اپنے گھر میں رہا کرے اور اگر محتاج ہو تو وہ مقرر کرے اسکے لیے بقدر کفایت اسکی کے اسلیے کہ ضرر اسکا اشد ہے ضرر جذامی کی
اور کہا نووی نے کہ قول اس کہنے والے کا صحیح متعین ہے اور نہیں معلوم ہوتا غیر اسکے سے خلاف اسکا واللہ اعلم (وعن ابی سعید الخدری قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ من الجان وعین الانسان حتی نزلت المعوذتان فلما نزلت اخذ بہما وترک ما سواہما رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال
الترمذی ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پناہ مانگتے جنوں سے اور نظر آدمی کی سے یہانتک
کہ اتریں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پس جب اتریں یہ دونوں سورتیں کی حضرت نے پناہ مانگی ساتھ ان دونوں سورتوں کے اور چھوڑ دی پناہ
مانگنی سوائے ان دونوں کے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے (وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہل رئی فیکم المغربون قلت وما المغربون قال الذین یشترک فیہم الجن رواہ ابو داود) اور روایت ہے عائشہ سے کہا فرمایا مجکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے کہا دکھلائی دیتے ہیں تمھارے اندر مغربون کہا ہم نے کون ہیں مغربون فرمایا وہ لوگ ہیں کہ شریک ہوتے ہیں انمیں جن نقل کی یہ ابوداؤد نے
شریک ہوتے ہیں یعنے انکے نطفہ میں اور اولاد میں بسبب ترک کرنے ذکر اللہ کے وقت صحبت کرنے کے بیوی سے پس شیطان اپنا ستر اسکے ستر کے
ساتھ ملاتا ہے اور جماع کرتا ہے ساتھ اسکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ پس واجب ہے انسان کو کہ کرے جسطرح حدیث میں آیا ہے کہ جب
صحبت کرنے لگے بیوی اپنی سے تو کہے بسم اللہ اللهم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا پس جب ترک کرتا ہے یہ دعا یا بسم اللہ تو شریک ہوتا ہے شیطان
صحبت کرنے میں پس معنے مغربون کے ہیں تجاوز کرنے والے ذکر خدا سے اور دور ڈالنے والے نفس اپنے کو ذکر حق سے وقت جماع کے یا دور ڈالنے والے
فرزند کو جنس اپنی سے اور لانے والے رگ غریب کو نسب میں پس وہ وقت غفلت کا ہوتا ہے ہوشیار رہے تاکہ بچے اس بلاے عظیم سے اور بسبب اسکے ترک
کرنے کے فساد ابناے روزگار کا ظاہر ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد مشارکت جن سے ان میں حکم کرنا انکا ہے انکو ساتھ زنا کے اور اچھا کر دکھاتا ہے زنا کا انکو پس پیدا ہوتی
ہے اولاد بری ہے ع (وذکر حدیث ابن عباس خیر ما تداویتم فی باب الترجل) اور ذکر کی گئی حدیث ابن عباس کی کہ بہتر اسکا جو تم دوا کرو بیچ باب ترجل کے (الفصل
الثالث) فصل تیسری (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المعدۃ حوض البدن والعروق الیہا واردۃ فاذا صحت المعدۃ
صدرت العروق بالصحۃ واذا فسدت المعدۃ صدرت العروق بالسقم) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معدہ آدمی کا
بنسبت بدن کے مانند حوض کے ہے بنسبت درخت کے اور رگیں بیچ بیٹھ آدمی کے کہ اعضا سے آئی ہیں طرف معدہ کے اور پیوستہ ہیں ساتھ اسکے ایسی ہیں کہ
جیسے کوئی پانی پینے کے لیے حوض پر آوے پس جسوقت تندرست ہوتا ہے معدہ پھرتی ہیں رگیں معدہ سے طرف اعضا کے ساتھ رطوبات جیدہ اور غذا لیکر صالح
کے کہ سبب صحت بدن اور قوت اسکی کے ہے اور جب فاسد ہوتا ہے معدہ پھرتی ہیں رگیں طرف اعضا کے ساتھ رطوبات ردیہ فاسدہ کے کہ سبب بیماری بدن اور
ضعف اسکے کی ہیں وقت یعنے حال اسکا مانند حال حوض کے ہے کہ رگ و ریشہ درخت کے اسکی طرف جا کر رطوبات کو جذب کرتے ہیں اگر پانی صاف و شیرین ہے
تو سبب تازگی اور نشو و نما درخت کا ہوتا ہے اور اگر پانی گدلا و شور ہے تو سبب خشکی اور پژمردگی درخت کا ہوتا ہے کذا ذکرہ الطیبی اور ظاہر یہ ہے کہ دخل کرتی ہیں اسکو طب نبوی
پر کہ افعال آدمی کے اور اقوال و آداب اسکے موافق کھانے پینے اسکے کے ہوتے ہیں پس اگر داخل ہو حرام پیٹ میں صادر ہوتے ہیں افعال وغیرہ حرام اور اگر
داخل ہو فضول نکلتے ہیں افعال وغیرہ فضول ہر اصول و فروع سے پس ہے طعام تخم افعال کا اور افعال بمنزلہ روئیدگی کے کہ ظاہر ہوتے ہیں اس سے فی الحال
جیسے کہ کہا گیا ہے کل اناء یترشح بما فیہ اور فرمایا اللہ تعالے نے کلوا من الطیبات واعملوا صالحا اور فرمایا آنحضرت نے من نبت لحمہ من سحت فالنار اولی بہ
اور اس حدیث میں بعضوں نے کلام کیا ہے اور بعضوں نے اسکو موضوعات میں گنا ہے اور کہا لا اصل لہ لیکن بسبب تعدد طرق اور تقویت اسکی کے ساتھ
روایت طبرانی اور بیہقی کے ہے حسن یا ضعیف پس نہیں صحیح ہے یہ کہ کہا جاوے اسکے حق میں انہ باطل لا اصل لہ ع ح (وعن علی قال بینا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ذات لیلۃ یصلی فوضع یدہ علی الارض فلدغتہ عقرب فناولہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنعلہ فقتلہا فلما انصرف قال لعن اللہ
العقرب ما تدع مصلیا ولا غیرہ او نبیا وغیرہ ثم دعا بملح وماء فجعلہ فی اناء ثم جعل یصبہ علی اصبعہ حیث لدغتہ ویمسحہا ویعوذہا بالمعوذتین رواہما البیہقی
فی شعب الایمان) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا اسوقت کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھتے پس رکھا ہاتھ اپنا زمین
پر کاٹا حضرت کی انگلی میں بچھو نے پس مارا اسکو حضرت نے ساتھ پاپوش اپنی کے پس مار ڈالا اسکو پس جبکہ پھرے آنحضرت نماز سے فرمایا لعنت کرے اللہ بچھو کو
کہ نہیں چھوڑتا نمازی کو اور نہ غیر نمازی کو یا فرمایا نبی کو اور نہ غیر نبی کو پھر منگوایا نمک اور پانی اور کیا اسکو یعنے ہر ایک کو ایک باسن میں پھر شروع کیا کہ
ڈالتے تھے اسکو یعنے اس چیز کو کہ باسن میں تھی اپنی انگلی پر اس جگہ کہ کاٹا تھا بچھو نے اور ملتے تھے انگلی کو اور پڑھتے تھے اسپر قل اعوذ برب الفلق اور
قل اعوذ برب الناس نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں (وعن عثمان بن عبد اللہ بن موہب قال ارسلنی اہلی الی ام

سَلَّتْ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ فَأَخْرَجَتْ مِنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِي جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ قَالَ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا. رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے عثمان بن عبد اللہ بن موہب سے کہا بھیجا مجکو اہل میرے نے طرف ام سلمہ کے ساتھ پیالے پانی کے اور تھی عادت جس وقت کہ پہونچتی آدمی کو نظر یا کچھ اور مرض بھیجتا طرف ام سلمہ کے ایک بڑا پیالہ پس نکالتیں ام سلمہ بال پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور تھیں رکھتیں بال کو بیچ نلی چاندی کے پس ہلاتیں انکو اسکے لیے پس پیتا وہ اس پانی سے کہا راوی نے پس جھانک کر دیکھا میں نے نلی میں پس دیکھے میں نے کتنے ایک بال سرخ روایت کی یہ بخاری نے ف کہا طیبی نے کہ جلجل چاندی کا پیالہ تھا مانند ڈلیے جرس کے کہ جس پر واسطے تعظیم کے اور بال سرخ خلقتی نہ تھے یا کسی رنگ سے تھے بسبب آپ کے خضاب لگانے کے یا مہندی میں رنگے ہوئے تھے یا بسبب خوشبوئی کے متغیر ہوگئے تھے۔ ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ جُدَرِيُّ الْأَرْضِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَاؤُهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السُّمِّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَأَخَذْتُ ثَلَاثَةَ أَكْمُؤٍ أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا فَعَصَرْتُهُنَّ وَجَعَلْتُ مَاءَهُنَّ فِي قَارُورَةٍ وَكَحَلْتُ بِهِ جَارِيَةً لِي عَمْشَاءَ فَبَرَأَتْ. رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق ایک آدمیوں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے کہا واسطے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ کھنبی چیچک ہے زمین کی پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھنبی قسم من سے ہے اور پانی اسکا شفا ہے واسطے آنکھ کے اور عجوہ کہ قسم نفیس کھجور کی ہے جنت سے ہے اور وہ شفا ہے زہر سے کہا ابوہریرہ نے پس لیں میں نے تین کھنبیاں یا پانچ یا سات اور نچوڑا میں نے انکو یعنی کوٹکر عرق انکا نچوڑا اور رکھا میں نے انکا پانی شیشہ میں اور بطور سرمہ کے دیا میں نے اسکو ایک اپنی لونڈی چندھی کی آنکھ میں پس اچھی ہوگئی وہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن ہے ف چیچک ہے الخ یعنی جیسے دانہ چیچک سے کہ فضلات ردیہ ہیں کہ لڑکوں کے پوست میں سے باہر نکل آتے ہیں ایسے ہی یہ کھنبی بھی فضلہ زمین کا ہے کہ زمین سے نکلتی ہے یہ بات صحابہ نے از راہ مذمت کھنبی کے کہی پس آنحضرت نے اسکی تعریف کی اور منفعت اسکی بیان کی کہ کھنبی من سے ہے یعنی جملہ عطایا سے ہے کہ منت رکھی اللہ تعالے نے اپنے بندوں پر ساتھ اسکے کہ بے مشقت بونے اور پانی دینے کے زمین سے نکلی اور خوراک انکی ہوئی اور بعضوں نے کہا کہ مشابہت دی اس من کے ساتھ کہ حضرت موسی کی قوم پر اترتی تھی یعنی جیسے وہ بے مشقت اترتی تھی ویسے ہی یہ بھی بے مشقت تخم ریزی وغیرہ کے نکلتی ہے اور یہ ظاہر تر ہے اسلیے کہ ایک روایت میں آیا ہے الکمأۃ من المن والمن من الجنۃ اور پانی اسکا الخ کہا نووی نے کہ کہا بعضوں نے کہ نرا پانی کھنبی کا شفا ہے اور بعضوں نے کہا ملا کر ساتھ کسی دوا کے اور بعضوں نے کہا کہ اگر ہو واسطے ٹھنڈک آنکھوں کی گرمی کے تو نرا پانی شفا ہے اور اگر ہو غیر اسکے تو ملا کر ساتھ اور دوا کے اور صحیح بلکہ صواب یہ ہے کہ نرا پانی شفا ہے مطلق پس دیکھا میں نے بعضے مشائخ زمانہ اپنے کو کہ تھیں کہ بینائی بالکل جاتی رہی تھی پھر دیئے پانی اسکے کے بسبب اعتقاد کرنے کے ساتھ حدیث کے اور تبرک جاننے اسکے کے شفا ہے کامل پائی (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَعِقَ الْعَسَلَ ثَلَاثَ غَدَوَاتٍ فِي كُلِّ شَهْرٍ لَمْ يُصِبْهُ عَظِيمٌ مِنَ الْبَلَاءِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی چاٹے شہد تین دن ہر مہینہ میں صبح کو نہیں پہونچتی اسکو بڑی بلا ف یعنی برکت اور رعایت شہد سے بلا بے تعلیم دفع ہوتی ہے چہ جائے خیر اور کہا صاحب سفر السعادۃ نے کہ آنحضرت ہر روز ایک پیالہ میں شہد ساتھ پانی کے ملا کر گھونٹ گھونٹ نوش کرتے تھے انتہی اور لکھا ہے علما نے کہ بیچ پینے شہد کے پانی میں ملا کر ایسی حفظ صحت ہے کہ راہ نہیں پاتی معرفت اسکے کی گر فضلا سے الا یہ اسلیے کہ پینا شہد کا اور چاٹنا اسکا نہار منہ ازالہ کرتا ہے بلغم کو اور دھوتا ہے معدہ کو اور دور کرتا ہے لزوجت اسکی فضلوں کو اور گرم کرتا ہے معدہ کو ساتھ اعتدال کے اور کھولتا ہے سدوں کو۔ ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَيْنِ الْعَسَلِ وَالْقُرْآنِ. رَوَاهُمَا ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَقَالَ وَالصَّحِيحُ أَنَّ الْأَخِيرَ مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ مَسْعُودٍ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑو دو شفاؤں کو کہ شہد اور قرآن ہیں

نقل کیا ہے دونوں حدیثوں ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا بیہقی نے صحیح یہ ہے کہ حدیث دوسری یعنی علیکم بالشفاءین حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ موقوف ہے ابن مسعود پر یعنے انکا
قول ہے ف شہد میں شفا ہے بسبب اس قول اللہ تعالے کے فیہ شفاء للناس اور قرآن کے حق میں فرمایا ہے ہدی وشفاء لما فی الصدور لیکن شہد شفا ہے بیماریہا
ظاہری کی اور قرآن بیماری ظاہر و باطن کی چنانچہ اسلیے فرمایا کہ ہدی وشفاء ہے (وعن ابی کبشۃ الانماری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجم علی ہامتہ
من الشاۃ المسمومۃ قال معمر فاحتجمت انا من غیر سم کذلک فی یافوخی فذہب حسن الحفظ عنی حتی کنت القن فاتحۃ الکتاب فی الصلوۃ رواہ رزین)
اور روایت ہے ابی کبشہ انماری سے تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لیے درمیان سر پر بسبب بیماری کے کہ ہوئی تھی کہ کھاتے بکری زہر دار کے
سے کہا معمر نے کہ راوی اس حدیث سے ہے پس پچھنے لیے میں نے بغیر کھانے زہر کے اسی طرح سے درمیان سر پس جاتی رہی خوبی حافظہ کی مجھ سے یہانتک کہ
سکھلایا جاتا تھا میں الحمد نماز میں ف اس سے معلوم ہوا کہ خون نکلوانا سر میں سے بغیر علت زائد کے کہ محتاج کرے خون نکالنے کا باعث ضرر کا حافظہ میں ہے (وعن
نافع قال قال ابن عمر یا نافع ینبغ بی الدم فأتنی بحجام واجعلہ شابا ولا تجعلہ شیخا ولا صبیا قال وقال ابن عمر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول الحجامۃ علی الریق امثل وہی تزید فی العقل وتزید فی الحفظ وتزید الحافظ حفظا فمن کان محتجما فیحتجم یوم الخمیس علی اسم اللہ واجتنبوا الحجامۃ یوم الجمعۃ
ویوم السبت ویوم الاحد واحتجموا یوم الاثنین ویوم الثلثاء واجتنبوا الحجامۃ یوم الاربعاء فانہ الیوم الذی اصیب بہ ایوب فی البلاء وما یبدو جذام
ولا برص الا فی یوم الاربعاء او لیلۃ الاربعاء رواہ ابن ماجۃ) اور روایت ہے نافع سے کہ کہا ابن عمر نے اے نافع جوش کیا ہے میرے بدن میں خون
نے پس بلا لا میرے پاس سینگی والے کو کہ پچھنے لوں اور اختیار کر جوان کو اور نہ اختیار کر بوڑھے کو اور نہ لڑکے کو یعنے قوی سینگی اچھی طرح کھینچیگا کہا نافع نے
اور کہا ابن عمر نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے بھری ہوئی سینگی کھچوانی نہار منھ بہتر ہے اور وہ زیادہ کرتی ہے عقل میں اور زیادہ کرتی
ہے حفظ میں یعنے اسکو کہ حافظہ نہیں رکھتا اور زیادہ کرتی ہے حافظہ کو حافظہ یعنے کمال حافظہ پس جو شخص کہ سینگی کھچوانے والا ہو پس کھچوا دے دن جمعرات کے
اوپر نام اللہ تعالے کے اور بچو سینگی کھچوانے سے دن جمعہ کے اور دن ہفتے کے اور دن اتوار کے اور سینگی کھچواؤ پیر کے دن منگل کے دن اور بچو سینگی کھچوانے
سے دن بدھ کے اسلیے کہ وہ ایسا دن ہے کہ پڑے اسمیں ایوب بلا میں اور نہیں ظاہر ہوتا جذام اور نہ کوڑہ مگر بیچ دن بدھ کے یا بدھ کی رات ف پڑنا
ایوب کا بلا میں ظاہر یہ ہے کہ سبب پڑنے کا بلا میں لینا پچھنوں کا تھا بدھ کے دن اور مفسروں نے اور بھی اسباب اسکے ذکر کیے ہیں شاید کہ یہ بلا ان اسباب سے
ہوا اور لکھا ہے علما نے کہ حدیث گذشتہ ثبت ابو بکرہ سے کہ فصل دوسری میں گذری معلوم ہوا کہ خون لینا منگل کے دن منع ہے اور اس حدیث میں برخلاف
اسکے آیا جواب اسکا یہ ہے کہ برتقدیر صحت حدیث گذشتہ کی مراد وہاں یہ ہے کہ منگل کو سترھویں تاریخ واقع ہو جیسے کہ حدیث آیندہ میں آیا ہے اور مگر بیچ دن بدھ کے
ظاہر یہ ہے کہ یہ حصر باعتبار غالب اور از راہ مبالغہ کے ہے م ع ح (وعن معقل بن یسار قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحجامۃ یوم الثلثاء
لسبع عشرۃ من الشہر دواء لداء السنۃ رواہ حرب بن اسمٰعیل الکرمانی صاحب احمد ولیس اسنادہ بذلک ہکذا فی المنتقی وروی رزین نحوہ عن
ابی ہریرۃ) اور روایت ہے معقل بن یسار سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھری ہوئی سینگی کھچوانی منگل کے دن سترھویں تاریخ مہینے کی ہے دوا
ہے واسطے بیماری برس روز کے نقل کی یہ حرب بن اسمٰعیل کرمانی نے کہ مصاحب ہے امام احمد بن حنبل کا اور نہیں اسناد اس حدیث کی ایسی قوی کہ اسپر اعتماد
کریں اسی طرح سے منتقی میں ہے کہ کتاب ابن جارود کی اور روایت کی رزین نے مانند اسکے ابی ہریرہ سے ف منگل کے دن تخصیص لینے میں روایتیں مختلف
آئی ہیں پس لائق یہ ہے کہ پرہیز کرے اس سے جبتک کہ نہ آوے اسکی ضرورت واللہ اعلم م ع ف چونکہ اوپر ذکر منتر وغیرہ کا گذرا مناسب اسکے بیان کرنا
تفصیل اقسام سحر کا ضرور پڑا اور مولانا عبد العزیز محدث دہلوی رح نے احکام واقسام سحر کی تفسیر میں تحت آیۃ واتبعوا ما تتلوا الشیاطین کے خوب تفصیل سے
لکھے ہیں ترجمہ اسکا خلاصہ کرکر لکھا جاتا ہے تا مفید ہو جاننا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہے اگر سحر میں کوئی قول یا فعل کہ موجب کفر کا ہو مانند ذکر کرنے نام بتوں کے

اور ارواح خبیثہ کے ساتھ ایسی تعظیم کے کہ شایان رب العزت کے ہو مانند ثابت کرنے علم اور قدرت اور غیب دانی اور مشکلکشائی کے یا فتح لغیر اللہ
یا تبدیلا لغیر اللہ وغیر ذلک واقع ہو بلا شبہ وہ سحر کفر ہے اور کرنے والا اسکا مرتد ہوتا ہے اور اسی طرح جو کوئی کہ اس طرح کا سحر واسطے کسی مطلب اپنے
کے کروا دے یہ وہ جانتا ہو تو وہ بھی کافر ہوتا ہے اور احکام ارتداد کے اُسپر جاری ہونگے اگر مرد ہے تو اسکو تین روز تک مہلت دینی چاہیے تا توبہ کرے
اور اس قول وفعل سے تبرا کرے اور بعد تین دن کے اگر توبہ اُس سے درست نہوئی تو اسکو مار ڈالیں اور پھینک دیں اور بیچ مقابر مسلمانون کے اُسکو دفن نکرین اور
مسلمانون کو اسکی تجہیز و تکفین نکرین اور اُسکے لیے فاتحہ اور درود و صدقات ندین اور اگر عورت ہے تو اسکو بھی نزدیک امام شافعی کے بطریق مردون کے بعد از
مہلت دینے تین روز کے مار ڈالیں اور امام اعظم رح کے نزدیک قید کرین ہمیشہ کو تا توبہ نصوح کرے اور اگر سحر مین کوئی قول یا فعل موجب ارتداد و کفر کا نہو لیکن کرنے والا
اسکا دعوے کرتا ہے کہ مین اپنے سحر سے کار خدائی کر سکتا ہون مثلا آدمیون کی صورتون کو بصورت جانورون کے یا پتھر کو لکڑی یا لکڑی کو پتھر کر سکتا ہون یا کار پیغمبرون
او معجزات انکے کر سکتا ہون مانند اڑنے کے ہوا مین یا قطع کرنے مسافت ایک مہینے کے ایک لحظہ مین پس وہ بھی کافر اور مرتد ہوتا ہے بسبب اس دعوے کے نہ بسبب
نفس سحر کے اور اگر کہتا ہے کہ ان اعمال بد میرے مین ایک خاصیت ہے کہ بسبب اسکے قتل نفس یا بیمار کرنا تندرست کا اور تندرست کرنا بیمار کا اور پہونچانا ایذا
کا اور فاسد کرنا خیال کا کر سکتا ہون پس یہ سحر جب یا ندھنا اور فسق ہے اور کرنے والا اسکا کاذب و فاسق ہے اگر اپنے سحر سے نفس معصومہ کو ہلاک کرے تو مانند
قاتل اور پھانسی دینے والے کے اسکو مار ڈالیں اسلیے کہ سعی کرنے والا ساتھ فساد کے ہے اور اسباب مین درمیان ساحر اور ساحرہ کے کچھ فرق نہین یہ جو کچھ
کہ امام فخر الدین زاہدی او علمائے حنفیہ نے تنقیح کیا ہے اور ایک روایت مین امام اعظم رح سے یون آیا ہے کہ جو کسی کو معلوم کرین کہ وہ سحر کرتا ہے اور ساتھ اقرار و
تنبیہ کے یہ بات ثابت ہو تو اسکو مار ڈالنا چاہیے اور طلب توبہ کی اُس سے نکرنی چاہیے اور اگر کہے کہ مین سحر کو ترک کرتا ہون اور توبہ کرتا ہون تو اسکی بات
کو قبول نکرنا چاہیے ہان اگر کہے کہ مین سابق مین سحر کرتا تھا اور ایک مدت سے اس شغل کو ترک کر دیا ہے مین نے تو اُسکے قول کو قبول کرین اور اسکے خون سے
درگذر کرین اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر ایک شخص نے سحر کیا اور بسبب سحر اُسکے کے سحر زدہ مرگیا ساحر سے پوچھنا چاہیے اگر وہ اقرار کرے کہ مین نے اسکو
سحر کیا تھا او میرا سحر اکثر اوقات مار ڈالتا ہے اُسپر قصاص واجب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ مین نے اسکو سحر کیا ہے لیکن سحر میرا کبھی مار ڈالتا ہے اور کبھی نہین پس یہ
قتل شبہ عمد ہوا احکام شبہ عمد کے جاری کرنے چاہیین اور اگر کہے کہ مین نے اور کو سحر کیا تھا اتفاقاً نام اسکا ساتھ نام اُسکے کے موافق پڑا یا گذر اسکا بیچ جگہ سحر کے
پڑا اور تاثیر کی پس یہ قتل خطا ہوا احکام خطا کے اسپر جاری ہوتے ہین اور یہان ایک شبہ ہے کہ اکثر خاطرون پر وارد ہوتا ہے حاصل اسکا یہ ہے کہ افعال
خارق عادت کہ محض قدرت الٰہی سے صادر ہوتے ہین اکثر اوقات اولیا سے ظہور مین آتے ہین مانند تقلیب اعیان اور تبدیل صورتون کے اور ایسے ہی
وہ افعال کہ مشابہ معجزات پیغمبرون کے ہین مانند زندہ کرنے مُردون کے اور قطع کرنے مسافت طویلہ کے ایک ساعت مین اور مانند انکے کہ اولیا سے کثیر الوقوع ہین اور
احوال لکھنے والے ان اولیا کے ان افعال کو بیچ کرامات و مناقب اُن اولیا کے لکھتے ہین اگر نسبت کرنا فعل الٰہی کا ساتھ غیر کے کفر ہو تو یہان بھی کفر لازم آوے
اور اگر بسبب ظاہری کے کہ وہ غیر رکھتا ہے کفر نہو تو ساحر کے حق مین کیون حکم کفر کا کیا جاوے بلکہ بیچ حال دعوتیون کے اور عزائم خوانون کے کہ ساتھ
سیفی او دعوات کے مانند ان عجائبات کے بہت ظاہر کرتے ہین مشابہت تمام ساتھ ساحرون کے بہم پہونچتی ہے فرق انہین کیا ہے جواب اسکا یہ کہ افعال
خارق عادت خواہ مشابہ ساتھ معجزات پیغمبرون کے ہون خواہ اور جنس کے سب اللہ تعالے کے قبضہ قدرت مین ہین اور اسی کے ارادہ اور پیدا کرنے سے
صادر ہوتے ہین اور ان افعال مین کہ اولیا کے ہاتھ سے صادر ہوتے ہین اور ان افعال مین کہ ساحرون سے صادر ہوتے ہین اسباب مین فرق نہین ہے
مگر یہی فرق ہے کہ اولیا اور دعوتی اور عزائم خوان ان افعال کو نسبت غیر خدا کی طرف نہین کرتے بلکہ طرف قدرت اللہ تعالے کے یا خواص اسما اُسکے کے
نسبت کرتے ہین پس شرک نہین لازم آتا اور ساحر ان افعال کو نسبت غیر خدا کی طرف کرتے ہین کہ وہ ارواح خبیثہ اور سیارہ و خواص منترون کے اور

نام بتوں کے ہیں اور اسلیے ان افعال کو اپنے قابو اور حکم میں جانتے ہیں اور ان افعال پر اجرت لیتے ہیں اور بھینٹ چاہتے ہیں اور نذریں اور قربانیاں واسطے
اُن ارواح خبیثہ اور ان بتوں کے درخواست کرتے ہیں پس شرک صریح لازم آتا ہے اور موجب کفر کا ہوتا ہے مانند اسی کے کہ افعال عادت الٰہی کو مانند بخشنے فرزند
کے اور فراخ کرنے رزق کے اور شفا مریض کے اور مانند انکے کو مشترک نسبت ارواح خبیثہ اور بتوں کی طرف کرتے ہیں اور کافر ہوتے ہیں اور موحد تاثیر
اسمائے الٰہی سے یا خواص مخلوقات اسکے سے کہ وہ اذن میں جانتے ہیں یا تاثیر دعا اُن مسلمان بندوں اسکے سے کہ اسکی جناب سے درخواست کر کر حاجت روائی کروا
دیتے سمجھتے ہیں اور انکے ایمان میں خلل نہیں آتا اسی طرح پر آدمیہ پر کہ حقیقت سحر کی کیا ہے اور اقسام اسکے کتنے ہیں اور کون سی قسم اسکی موجب کفر کی ہے اور کون سی موجب
فسق کی اور کونسی مباح کہ شریعت میں جائز ہے تفصیل اس بحث کی طویل ہے مجمل اسکا یہ ہے کہ حقیقت سحر کی حاصل کرنا قدرت کا ہے اوپر افعال عجیبہ خارق عادت کے
بسبب مزاولت اسباب خفیہ کے بغیر توسل کے جناب الٰہی میں ساتھ دعا یا پڑھنے اسماء اللہ تعالیٰ کے اور بغیر نسبت کرنے اُن افعال کے طرف قدرت اللہ تعالیٰ
کے اور چونکہ اسباب خفیہ عالم میں کئی طرح کے ہیں سحر کی بھی کئی قسمیں ہوئیں اور ضبط ان اقسام کا یہ ہے کہ سبب خفی یا تاثیر روحانیات کی ہے یا تاثیر جسمانیات کی یا اور
روحانیات یا تو روحانیات کلیہ مطلقہ ہیں مانند روحانیات کواکب اور افلاک اور روحانیات عناصر کے یا روحانیات جزئیہ خاصہ ہیں مانند روحانیات عناصر
اور جن اور شیاطین کے اور جانوروں کے کہ بنی آدم کے بدنوں میں سے نکل گئی ہیں کہ ان جانوروں کو بعد از تسخیر کرنے کے اپنے کام میں لاتے ہیں جسکو کہتے ہیں لغت ہندی میں
اور جسمانیات یا تو بسبب ترکیب اور امتزاج کیفیات کے تاثیر عجیب کرتے ہیں یا بسبب خواص کے جنکے بمقتضائے صورت نوعیہ کے بغیر توسط کیفیات کے تاثیر
جذب بمقناطیس کے اور ہے کو پھر طریق حاصل کرنے مناسبت کا ساتھ روحانیات کے اور طریق کھینچنے تاثیر انکی کا یا ذکر کرنا ناموں انکے کا ہے اور التجا کرنی طرف
انکی ساتھ شرائط معتبرہ کے یا بنانا صورتوں مناسبہ کا اور کرنا عملوں مرغوبہ انکے کا یا پڑھنا اس کلام کا کہ مفردات اس کلام کے بغیر ملاحظہ ترکیب کے اشارہ
کرتے ہیں اوپر عظمت ایک روح کے ارواح میں سے یا اوپر عظمت ایک فعل عجیب کے کہ اس سے کبھی سرزد ہوا تھا اور زبان خاص و عام کے ساتھ مدح اور ثنا
انکے کے جاری ہوئی تھی پس اقسام سحر نے بنظر ان شقوق کے تعدد کثیر پیدا کیا لیکن جو کچھ کہ رائج اور معمول ہے چند قسم ہے ایک قسم اس سے کہ عمدہ اقسام ہے سحر کا
اور سحر بابل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام واسطے رد مذہب اور باطل کرنے عقیدہ انکے کے مبعوث ہوئے تھے اور اصل اس علم کا ماخوذ ہاروت
و ماروت سے ہے کہ اہل بابل اسکو ان سے سیکھ کر کام میں لاتے تھے اور اسمیں تعمق بہت کیا اور کلدانیین کہ بابل میں سکونت رکھتے تھے بہت اس علم میں مشغول رہتے تھے
تواریخ معتبرہ میں لکھا ہے کہ علماء بابل نے عہد نمرود میں شہر بابل میں کہ تختگاہ اسکا تھا چند طلسم بنائے تھے کہ عقول اور اوہام بیچ دریافت کرنے کیفیت انکی
کے حیران ہیں اول یہ کہ ایک بت تانبے کی بنائی تھی کہ جب کوئی جاسوس یا چور اس شہر میں آتا تو اس بت میں سے آواز نکلتی کہ تمام اہل شہر اس آواز کو سنتے اور
جانتے کہ مقصود اسکا کیا ہے اور اس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ بنایا تھا کہ جسکی کوئی چیز گم ہوتی تو اس نقارہ پر چوب مارتا اس
نقارہ میں سے آواز نکلتی کہ فلانی چیز تیری فلانی جگہ ہے اور بعد از تلاش کے اسی طرح نکلتا تیسرے ایک آئینہ بنایا تھا واسطے معلوم کرنے حال غائب کے کہ صاحب
اس آئینہ میں دیکھتا حال اسکے غائب کا اس آئینہ میں نمودار ہو جاتا اور شہر میں یا جنگل میں یا کشتی میں یا پہاڑ میں صورت انکی ساتھ اس حال کے کہ غائب اس
حال میں ہوتا مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا صحیح یا فقیر یا مالدار یا زخمی یا مقتول ہوتا تو ویسا ہی نمودار ہوتا تھا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال میں ایک روز کنارا
اس حوض پر جشن عید کرتے تھے اور سردار اور اشراف شہر کے حاضر ہوتے تھے اور ہر کوئی جو کچھ کہ چاہتا اقسام شربتوں سے لاتا اور اس حوض میں ڈالتا اور جب
ساقی اس حوض پر واسطے پلانے لوگوں کے کھڑے ہوتے اور حوض میں سے نکالتے تو ہر کسی کے لیے وہی نکلتا کہ آپ لایا تھا پانچویں ایک تالاب بنایا تھا
واسطے فیصلہ قضایا کے کہ اگر دو آدمیوں میں تنازع ہوتا آپس میں اور حق اور باطل معلوم نہ ہوتا تو بر سر تالاب کے آتے اور تالاب میں جاتے جو کہ حق پر ہوتا پانی
تالاب کا اسکی ناف سے نیچا رہتا اور غرق نہ ہوتا اور جو کہ باطل پر ہوتا پانی تالاب کا اسکے سر پر چڑھ جاتا اور اسکو ڈبو دیتا مگر یہ کہ تائب حق کا ہوتا اور دوسرے کا ظلم

اپنے سے باز آتا تو اسوقت نجات پاتا پیچھے نمرود کی ڈیوڑھی پر ایک درخت لگا یا تھا کہ اسکے سایہ کے نیچے دربار کے لوگ بیٹھتے تھے اور جسقدر لوگ زیادہ بیٹھتے
سایہ درخت کا بھی بڑھ جاتا تھا اگر لاکھ آدمی ہوتے سایہ بھی اسی قدر زیادہ ہوتا اور جب اس عدد سے ایک آدمی زیادہ ہوتا تو سایہ مطلق نہ رہتا اور سب آفتاب
میں بیٹھے رہجاتے اور نمرود کہ بادشاہ اُنکا تھا وہ بھی اہل بابل میں تو غل بہت رکھتا تھا کہتے ہیں کہ اس طرح کا سحر مشکل ترین انواع سحر کا ہے اور بعد ازانکہ کوئی
چوتھا طرف حقیقت آمیز ہو جاوے اسکے … جو کچھ چاہے ظاہر کرے مخالف عادت سے بخلاف کرنیکے موافق عادت سے کر سکتا ہے جیسے کہ معالجہ کرنا ان امراض کا
کہ لیاقت اس سے عاجز ہوں مانند برص اور جذام وغیرہ کہ کسب اس سے ہو سکتا ہے اسلیے کہ وہ ساتھ استعانت روحانیات کے تدبیر کرتا ہے اور طبیب ساتھ دوا
روحانیات سے جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تو اللہ تعالی نے انکو ارواح و اجسام کو … اور دیکھو دست قدرت … مطلق میں مجبور و … اختیار دیکھا سب سے
منہ اپنا پھیر کر توجہ طرف ذات واحد حقیقی کے ہو گئے جیسے کہ سورۂ انعام میں فرمایا ہے وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات ولیکون من الموقنین اور اسی طرح
کا سحر کفر صرف اور شرک محض ہے اسلیے کہ شرائط اس سحر میں پندرہ ہیں لکھا ہے کہ اول شرط اسکی یہ ہے کہ ارواح کو دلوں پر مطلع جانے اور ہر کام ان سے قبول کا
انکے حق میں کرے والا وہ ارواح انکا کہنا نہیں اور مطلب کو نہ پہونچا دیں اور کیفیت دعوت روحانیات کو کتب میں لکھتے ہیں کہ ابتدا ساتھ … کے
کرتے ہیں یعنی الفاظ ایہا الملک الکریم … الرحیم … الرحمۃ ومنزل النعمۃ اور دعوت عطارد میں اسطرح کہتے ہیں کل حاصل الیٰ … فہو منک وکل … من الشر فہو منک
وعلی ہذا القیاس یہ دعوت اور کواکب کے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد اور یہ قول منافی اسلام اور توحید اور ملت حنفی کے ہے اور قسم دوسری اس سحر سے سحر کرنا …
شیاطین کا ہے خاصہ اور زود الحصول اور کثیر الرواج ہے اور اس سحر کرنیکے ہیں بڑے جنون سے مانند کھوانی اور جنوں مان اور مانند انکے کے التجا اور تضرع اور
الحاح کرنی اور نذریں اور قربانیاں انکے لیے گذرانی اور عطریات مناسب … جلانی حضور انکے کے کوئی ضرور پڑتی ہیں اور کفر صریح لازم آتا ہے اور قسم تیسری
سحر کی پیدا کرنا ہیکل کا ہے اور اس سحر میں ضرور پڑتا ہے کہ اول اس انسان کو کہ قوی القلب والہمۃ ہو تلاش کریں بعد ازاں اسکی روح کو ساتھ پڑھنے بعضے
الفاظ کے کہ مشتمل اوپر ذکر بڑے شیطانوں کے ہوتے ہیں اور تعظیم بہت انکی انہیں بیان ہوتی ہے اپنی طرف کھینچیں اور بقوت ان الفاظ کے اور رکھنے نذر و
ہدیہ کے اس روح کو اپنے حکم و قابو میں یوں سمجھے کہ مانند غلام یا نوکر کے جس چیز کا حکم کرے سر انجام کریں اس عمل بھی لازم کرنے والا کفر کا ہے یا قریب کفر کے
کفر کے پہونچاتا ہے اور غالبا اس طرح کے ارواح کہ ساتھ مددگاری اسکے … انبیا اور نضمیہ کے متوجہ ہوں نہیں ہوتی بلکہ جنس خبیث سے مانند ہنود یا فساق
کے ہیں مخالطت جنابت کی بھی اس عمل میں لازم آتی ہے اور قسم چوتھی فاسد کرنا تخیل کا ہے کہ توسط بعضی ارواح جنوں کے یہ خیال ایک شخص کے تصرف کریں تا
اسکو جو کچھ کہ موجود نہیں ہے نظر آوے اصلا تو انکا متخیلہ اپنی سے ڈرے یا حرکات غیر واقع کو واقع جانے اور اس قسم کو نظر بندی اور خیال بندی کہتے ہیں اور
بیچ قصہ ساحروں فرعون کے بیچ آیت یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی کے اسی طرح کا سحر سمجھا جاتا ہے اور اسطرح کا سحر اگر بیچ مقابلہ معجزہ کے واسطے دفع کرنے دلالت اسکی کے
نبوت پر کیا جاوے یا بیچ مقابلہ اولیا کے واسطے معارضہ انکے کے عمل میں لاویں حرام و کبیرہ ہے اور اسطرح اگر بسبب اس خیال بندی کے کسی کو دغا دیویں اور اسکا
آبرو اور مال میں خیانت کریں کبیرہ ہوتا ہے اور اسطرح کا سحر بنفسہ کفر نہیں لیکن جس وقت کہ تصرف کسی شخص کے خیال میں کرتے ہیں التجا کرنی ارواح جنوں سے یا ذکر
نام بہت جنوں کا ضرور پڑتا ہے اگر وہ التجا یا ذکر ساتھ تعظیم بہت کے ہو کفر لازم آویگا اور قسم پانچویں سحر وہم والوں کا ہے کہ پہلے ہنود میں رواج بہت رکھتا تھا اور
اب نام و نشان بھی اسکا موجود نہیں اور اسکو تعلیق الوہم بھی کہتے ہیں اور طریقہ اسکا یوں ہے کہ صورت واقعہ مطلوبہ کو تصور کر کر پیش نظر رکھکر وہم کو ساتھ حاصل
کرنے اسکے کے متعلق کرتے ہیں اور شرائط اس تعلیق سے کہ تقلیل غذا اور گوشہ نشینی لوگوں سے وغیرہا ہیں عمل میں لاتے ہیں تا وہ مطلوب حاصل ہو اور حکم اس قسم
کا یہ ہے کہ اگر کوئی غرض مباح ساتھ اسکے قصد کریں مانند جدائی ڈالنے کے درمیان دو زناکار کے یا ہلاک کرنے کسی ظالم و کافر کے مباح ہے اور اگر کوئی
غرض ممنوع ساتھ اسکے قصد کریں مانند جدائی ڈالنے کے درمیان میاں بیوی کے یا ہلاک کرنے معصوم کے حرام ہے اور قسم چھٹی سحر کی نیرنج ہے یعنے بسبب خواص

اشیا کے ایک فعل عجیب صادر کرین اور وہ خواص ہر کسیکو معلوم نہو مانند اسکے کہ جب چاہین کہ انگلیون سے آگ روشن کرین تو تھوڑا سا نورہ کابلی سے ترکرین
تر کر کر تھوڑا سا کافور اور پاسمین ملا دین اور انگلی پر ملین اور اس مقام پر ڈالین پس اگر مجلس مین کہ شمع یا چراغ اسمین جلتا ہو اس انگلی کو آگے چراغ کے لیجا دین وہ انگلی
روشن ہو جاوے گی اور جلنے کی نہین اور قسم ساتوین سحر کی حیل ہین کہ ساتھ استعانت آلات عجیبہ اصنع کے صورتین عجیبہ پیدا کرین اور بنانا ان آلات کا اکثر موقوف
ہوتا ہی اوپر تعمق کے ریاضیات مین مثل حیل ساحران فرعون کے اور مثل آلات ساعات شناسی کے کہ فرنگی بناتے ہین اور قسم آٹھوین سحر کی شعبدہ بازی اور دست
پا لاکی ہی کہ مرد وعورت بہت ایسے کھیل ان سمتی عمل مین لاتے ہین واسطے متعجب کرنے لوگونکے اور سبب خفی اس طرح کے سحر مین حرکات خفیہ اور تبدیل امثال کا
ساتھ سرعت کے ہی اور ان تینون قسمین سحر کی نہ کفر ہین اور نہ حرام مگر یہ کہ ساتھ اسکے کوئی غرض فاسد قصد کرین تو اس قصد سے حرمت ثابت ہوگی یہان جاننا چاہیے
کہ اکثر اقسام سحر کو اولیا امت نے واسطے مقصود نیک اپنے [illegible] علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ اصطلاح کر کر اور کفر و شرک کو اس سے دور کر کر استعمال کیا ہی بہ اصطلاح قسم اول
کی دعوت علوی ہی کہ ملائکہ اور پریون کو ساتھ اسکے تسخیر کرتے ہین لیکن باستعانت اسماء عظام الٰہی اور آیات قرآنی کے اور بہ اصطلاح قسم دوسری کے عزائم اور
دعوت سفلی ہی کہ موکلات زمین کو اور جنون کو مسخر کرتے ہین لیکن باستعانت اسماء و آیات کے بغیر آمیزش کفر و شرک کے یا تعظیم غیر اللہ کے بلکہ ساتھ [illegible]
ہونا اسکا اور بہ اصطلاح قسم تیسری کی حاصل کرنا رابطہ کا ساتھ ارواح طیبہ اولیا اور انبیا کے ہی کہ اکثر واسطے شغل مین لاتے ہین اور لطیفہ [illegible]
سے [illegible] کے منتفع ہوتے ہین اور یہ طریق حاصل کرنے اسکے کی طہارت اور تلاوت اور ثواب صدقات کا واسطے ارواح انکی [illegible]
اور بہ اصطلاح پانچوین قسم کی عقد ہمت ہی کہ مشائخ کبار اور اولیا اسکا ہمیشہ واسطے حل مشکلات کے عمل مین آتا ہی اور وہ تعلق ہمت کا [illegible] ساتھ کیفیت عقلی کے ہی
کو بسبب استغراق کے پیدا ہوتا ہی اور اسم اعظم کہ اسماء الٰہی سے مشہور ہوتا ہی آور بہ اصطلاح قسم نہم کی تاثیر خواص آیات اور اسماء اور ارقام اور اعداد انکے کی اور
ترکیب بعض کی ساتھ بعض کے جیسے کہ بیچ کتابون تعویذات اور خواص اسماء اور سورتون قرآن کے ساتھ قیود و شروط کے اور بیچ کتابون تکسیر کے مفصل اور
مشروح ہی حاصل یہ کہ وجہ قبح سحر کی یہی ہی کہ ساتھ کفر و شرک اور اعتقاد تاثیر ستارون اور ارواح خبیثہ یا ارواح شیاطین کے ہو اور خوف ہو اوپر الٰہی کے طرف غیر خدا
اور مشغول رہنے کے بیچ دیکھنے اسباب کے ساتھ اس طرح کے کہ دیکھنے قدرت مسبب الاسباب کے سے غافل کرے اور جب یہ وجہ قبح کی بالکل دور ہو جاوے تو ان اعمال و
حرمت کا اور پر اغراض و مقصود کے ہی اگر مقصد خیر ہو تو ان اعمال کا کرنا اسکے لیے بہتر ہی اور اگر شر ہو تو شر ہی (فائدہ جلیلہ) مولانا مرحوم بیچ تفسیر ویتعلمون ما یضرہم الآیہ کے
لکھتے ہین کہ یہود اوپر عمل کرنے کے بیچ سیکھنے اس طرح کے سحر کے کہ مذموم و معیوب ہی اکتفا نہین کرتے بلکہ اپنی اوقات کو بیچ حاصل کرنے ان علمون کے بھی کہ ہو
اغراض علم شریعت اور وحی الٰہی سے ہین صرف کرتے ہین ویتعلمون ما یضرہم ولا ینفعہم یعنی سیکھتے ہین ان علمون کو کہ ضرر کرتے ہین ان کو اور ان کو ضرر کرتے
اور نفع نہین دیتے انکو گو کہ اور ونکو نفع دین اور عاقل کو چاہیے کہ احتراز کرے اس چیز سے کہ ضرر کرے اور نفع نہ دے یہان جاننا چاہیے کہ علم مذموم نہین
ہوتا بندون کے حق مین مگر بسبب ایک بہت کے تین جہتون مین سے اول یہ کہ توقع ضرر کی ہو اس سے اپنے تئین یا اورون کو مثل علم سحر اور طلسمات کے اور نجوم بھی اسی باب
ہو اسلیے کہ اکثر خلق کو ضرر ہی اس سبب سے کہ جب آثار عالم کو بعد از اوضاع ستارون اور افلاک کے ایک طرح پر دیکھتے ہین تو انکی خاطرون مین مستقر ہوتا ہی کہ سبب تاثیر
فلانے برج اور فلانے درجہ کے ہی پس امید حاصل ہونے مطالب کی اور خوف فوت ہونے انکا جہت ستارہ اور برج سے دلمین جگہ پکڑتے ہین اور التفات طرف
مالک ضرر اور نفع کے نہین رہتا اور حجاب عظیم ولیر حائل ہوتا ہی کہ نظر الی اللہ سے مانع آتا ہی دوسرے یہ کہ وہ علم اگرچہ فی نفسہ ضرر نہ رکھے لیکن شخص بسبب قصور استعداد
اپنی کے دقائق اس علم کے نہین معلوم کر سکتا اور جبکہ اسکے دقائق کو نہ پہونچا جہل مرکب مین گرفتار رہا چنانچہ اسی قبیلے سے ہی بحث کرنی اسرار الٰہیہ اور احکام
شرعیہ سے اور اکثر علوم فلسفیہ اور علم قضا و قدر کا اور مسئلہ جبر و اختیار کا اور توحید وجودی اور شہودی کا اور علم صفات کے جھگڑون اور لڑائیون کا کہ فیما بین اولیا بزرگوں
کے واقع ہوئین و تغیر افلاک اور اسی طرح ہی حال علم اشیا کا اور وصف خد و خال کا کہ بیچ حق اجلاف عوام کے کہ انکے دل بھرے ہوئے شہوت سے ہین علم کا

رکھتا ہو اور صورت طلاق تخییل و مبالغہ کا ہو نہ یہ کہ ہوتا ہے نہیں رہتا ہے کہ بیچ علوم محمودہ شرعیہ کے تعمق بیجا کرے اور افراط و تفریط کرے مثلاً علم عقائد اور توحید
فلسفیات کو دخل دیوے اور بیچ علم فقہ کے حیلوں اور روایات نادرہ بے اصل کو بیان کرے اور علم سلوک میں اشتغال ہو گیا کو دخل دیوے اور علم دعوت
اسماء کے بیچ قواعد سحر و طلسم کو ملا دیوے اور بیچ علم قصص انبیاء کے جھوٹ بیہودہ اور روافض کے سنے کا موجب فساد عقائد کا ہو علیٰ ہذا القیاس اور بیچ تمام
علوم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہیں اور نفع کہ ان علوم سے متوقع ہے انکو نہیں پہونچتا اور یہود وہی اسی طرح کے علم میں مشغوف تھے اور علوم محمودہ سے اعراض کیا تھا

بَابُ الْفَالِ وَالطِّيَرَةِ یہ باب ہے بیچ بیان فال اور طیرہ کے ف فال ساتھ ہمزہ کے اور اکثر استعمال اسکا ساتھ ابدال ہمزہ کے الف سے ہوا ہے اور اکثر
استعمال فال کا نیکی میں ہے جیسے کہ مثلاً بیمار وقت تصور اور اندیشہ کرنے اس بات کے کہ صحت پاوینگا یا نہیں سنے کہ کوئی کہتا ہے یا سالم یا طالب کسی چیز کا
سنے یا واجد اور کبھی فال کا استعمال بدی میں بھی آتا ہے جیسے کہ کہتے ہیں فال نیک و فال بد اور طیرہ ساتھ زبر طا اور زبر ی کے مصدر ہے تطیر سے جیسے خیرۃ
تخیر سے اور سوا ان دو لفظوں کے مصدر اس وزن پر نہیں آیا ہے اور استعمال طیرہ کا نہیں ہوتا ہے مگر فال بد میں اور کبھی طیرہ بمعنے مطلق فال کے بھی آتا ہے
نیک ہو یا بد کذا قیل اور فال نیک یعنی محمود ہے اور سنت کہ آنحضرت فال نیک بہت لیا کرتے تھے خصوصاً لوگوں کے ناموں سے اور جگہوں سے اور فال بد
یعنی مذموم اور منہی عنہ ہے اور اصل تطیر اور وجہ تسمیہ اسکے کی یہ ہے کہ عادت عرب کی تھی کہ شگون لیتے تھے بایں طریق کہ جب قصد کسی کام کا کرتے یا کسی طرف جاتے
تو پرندہ جانور کو یا ہرن کو چھکارتے اگر داہنی طرف بھاگتا اسکو مبارک جانتے اور فال نیک لیتے اور اس کام کے لیے نکلتے اور اگر بائیں طرف جاتا
جانتے اور اس کام سے باز رہتے اور شکار کے آنے کو بائیں طرف سے سنوح کہتے ہیں اور داہنی طرف سے آنے کو بروح اور سنوح کو مبارک جانتے ہیں اور بروح
کو نحس اور یہی ہیں معنے فال لینے کے ساتھ سوانح اور بوارح کے کہ عبارات میں واقع ہے اور نکتہ بیچ مدح فال اور ذم تطیر کے یہ ہے کہ امید نیکی کی جناب الٰہی سے
اور نیکی سوجھنا اور امیدوار فضل و رحمت اسکے کا ہونا بہر حال بہتر ہے اگرچہ خطا کرے اور غلط پڑے اور قطع کرنا امید کا حق سے اور ناامید ہونا اور بداندیشی کرنی
مذموم ہے عقلاً و شرعاً اور ہو دیگا وہی جو لکھنے جا چکا ہے تحقیق معنے فال طیرہ کے یہ ہیں جو ذکر کیے گئے اور مؤلف اور محدثین بھی لایا ہے اس میں بیچ مقدمہ بعد
اوہام اور مانند اسکے کے کہ بیچ حکم تطیر کے میں واسطے

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالُوْا وَمَا الْفَالُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
فرماتے تھے نہیں شگون بد اور بہتر ہے اسکی فال ہے عرض کیا صحابہ نے اور کیا ہے فال فرمایا کلمہ اچھا کہ سنے اسکو ایک تمہارا روایت کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف نہیں شگون بد یعنے نہیں ہے شگون بد لینے کو تاثیر و دخل بیچ حاصل کرنے منفعت کے اور دفع کرنے ضرر کے اور اعتقاد و اعتبار نکرنا چاہیے اسکا جو کچھ
کہ ہوتا ہے ہو وے گا اور شارع نے اسکو سبب اعتبار نہیں کیا ہے اور بعد ازان کہ نفی کی تطیر کے اور منع فرمایا اس سے مدح کی فال کی فرمایا بہترین اقسام
طیرہ کے فال نیک یعنی ہے یہاں طیرہ بمعنی مطلق فال لینے کے آیا و لیکن یہاں اشکال یہ ہے کہ اس عبارت سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ فال نیک یعنی بہتر ہے گو
فال بد بھی اچھی ہے حالانکہ فال بد قطعاً اچھی نہیں جواب اسکا یہ کہ لفظ خیر یہاں بمعنے بہ کے ہے نہ بمعنے بہتر کے جیسے کہ کہتے ہیں وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى اصحاب الجنة
خیر یا کلام بنی اوپر زعم و اعتقاد عرب کے ہے کہ طیرہ میں بھی اعتقاد بہی کا رکھتے تھے یا مراد یہ ہے کہ اگر فرضاً ممکن ہوتا کہ طیرہ اچھا ہوتا تو فال بہتر اس سے
ہوتی اور کلمہ اچھا کہ سنے اسکو ایک تمہارا اور تفاؤل لے اس سے جیسے ڈھونڈھنے والا سنے یا واجد اور گمراہ سنے یا راشد ش ح ف

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور روایت ہے انہیں سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے لگنا بیماری کا اور نہ شگون بد اور نہ ہامہ اور نہ صفر اور بھاگ تو جذامی والے سے جیسے کہ بھاگتا ہے تو شیر سے
نقل کی یہ بخاری نے ف نہیں ہے لگنا بیماری کا یعنے ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اعتقاد جاہلیت کا یہ تھا کہ جو کوئی پہلو میں بیمار کے بیٹھا کر

یا ہمراہ اسکے کھاتا ہی تو سرایت کرتی ہی بیماری اسکی انمین لکھا ہی علما نے کہ اطبا کے زعم مین یہ سرایت سات امراض مین ہی جذام اور خارش اور چیچک اور
آبلہ کہ بدن پر پڑجاتے ہین اور گندہ دہنی اور رمد اور امراض وبائیہ پس شارع نے اسکو نفی اور باطل کیا یعنے سرایت کرنا مرض کا اور لگنا اسکا ایک سے
دوسرے کو نہین ہوتا بلکہ فاعل مطلق نے جیسا اسکو بیمار کیا اسکو بھی کیا اور بیان شگون بد کا اوپر ہوچکا اور ہامہ ساتھ تخفیف میم کے اصل مین بمعنے سر
ہی اور مراد یہان نام ایک جانور کا ہی کہ زعم عرب مین استخوان میت کے سے پیدا ہوتا ہی اور اڑتا ہی اور کہتے تھے عرب کہ باہر نکلتا ہی سر قتیل سے ایک جانور کہ
نام اسکا ہامہ ہی اور ہمیشہ فریاد کرتا ہی کہ پانی دو مجھکو پیاسا ہون تک کہ مارا جاتا ہی مارنے والا اسکا اور بعضون نے کہا کہ روح اسکی جانور ہوجاتی ہی اور فریاد کرتی ہی
تا کینہ اپنا مارنے والے لیتے سے اور جب کینہ لیا جاتا ہی اڑجاتا ہی اور چلا جاتا ہی پس شارع نے اس اعتقاد کو بھی باطل کیا اور حکم کیا کہ کچھ نہین اور بعضون
نے کہا کہ ہامہ الو ہی جس وقت کہ آ بیٹھتا ہی کسی کے گھر پر اور بولتا ہی تو گھر ویران ہوجاتا ہی یا کوئی مرجاتا ہی اسکو باطل کیا کہ یہ داخل طیرہ کے ہی اور نہ صفر اسمین
اقوال آئے ہین بعضون کے نزدیک صفر مراد یہی مہینا ہی کہ بعد محرم کے آتا ہی عوام اسکو محل نزول بلا اور حوادث و آفات کا جانتے ہین یہ اعتقاد بھی باطل ہی اصل ہی
اور بعضون کے نزدیک صفر ایک سانپ ہی پیٹ مین کہ بزعم عرب کے وقت بھوک کے کاٹتا ہی اور ایذا دیتا ہی اور کہتے تھے کہ الم کہ وقت بھوک کے پاتا ہی اسی
سے ہوتا ہی اور ایک سے دوسرے مین سرایت کرتا ہی اور نووی نے شرح مسلم مین لکھا ہی کہ وہ کیڑے ہین پیٹ مین کہ کاٹتے ہین وقت بھوک کے اور کبھی اس سے
زرد ہوجاتا ہی بدن آدمی کا اور ہلاک ہوجاتا ہی پس حکم کیا کہ یہ سب باطل ہی اور باوجود اسکے کہ تجاذب مرض کی نفی کی اور پھر فرمایا بھاگ جذامی سے الخ وجہ تطبیق
اسکی آخر فصل مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالے ش ع ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَمَا بَالُ الْاِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ لَكَاَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْاَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَعْدَى الْاَوَّلَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت
ہی انہین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین بیماری ایک کی دوسرے کو لگ جاتی اور نہ ہامہ ہی اور نہ صفر ہی پس کہا ایک اعرابی نے یا رسول اللہ
پس کیا حال ہی اونٹون کا کہ ہوتے ہین ریگستان مین گویا کہ وہ ہرن ہین یعنے بیچ تندرستی اور پاکیزگی پوست کے پس ملتا ہی انمین ایک اونٹ خارشتی پس خارشتی کر دیتا ہی
اورونکو پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس کسنے خارشتی کیا ہی پہلے کو یعنے وہ بھی بتقدیر الٰہی خارشتی ہوا تھا یہ بھی بتقدیر الٰہی ہوئے روایت کی یہ بخاری نے
(وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا هَامَةَ وَلَا نَوْءَ وَلَا صَفَرَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے نہین بیماری ایک کی دوسرے کو لگ جاتی اور نہ ہامہ ہی اور نہ نوء ہی اور نہ صفر ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ف نوا ساتھ زبر نون اور سکون واو کے اور آخر مین
ہمزہ ہی بمعنے غروب ہونے ایک ستارہ کے اور نکلنے اور ستارہ کے عرب گمان کرتے تھے کہ مینہ اسی سبب سے برستا ہی جیسے ہندو کہتے ہین کہ مینہ برستا ہی فلانے
نچھتر سے اور نہایہ مین ہی کہ نوء کی جمع انوا ہی یعنے منازل قمر کے اور وہ اٹھائیس منازل ہین چنانچہ آیہ شریفہ والقمر قدرناہ منازل اشارہ انہین کی طرف ہی پس عرب
نسبت کرتے تھے نزول باران کو انکی طرف کہ علت مینہ کی اور موثر اسمین آنا چاند کا ہی بعضے منازل مین پس شارع نے اسکو باطل کیا اور فرمایا کہ برسنا مینہ کا بتقدیر
الٰہی ہی نہ کسی اور سبب سے اور نفی اور ابطال اعتقاد تاثیر علت کا ہی اور اگر سبب جانے یا یہ معنے کہ حق سبحانہ تعالے مینہ برساتا ہی اسوقت مین نہ کہ یہ وقت علت
اور فاعل ہی کہ پہلے اسوقت سے اور بعد اسوقت کے بھی برساوے اور اگر چاہے اسوقت مین بھی نہ برساوے جیسے کہ حکم تمام اسباب عادیہ کا ہی باطل و کفر نہ ہوگا اور
امام نووی نے کہا کہ باوجود اسکے بھی کفر ہی اسلیے کہ شعار کفر سے ہی اور موہم علیت کا ہی اور ظاہر تر یہ ہی کہ نہی مطلق ہی واسطے قطع کرنے مادہ اعتقاد فاسد کے اور
اسلیے کہ نہین وارد ہوئی ہی کوئی حدیث کہ دلالت کرے اوپر جواز اسکے اور حاصل معنون کا یہ ہی کہ نہ کہو کہ برسائے گئے ہم فلانی نوء سے بلکہ کہو کہ برسائے گئے ہم
ساتھ فضل اللہ تعالے کے واللہ اعلم ش ح ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا غُوْلَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہی جابر سے کہا سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہین لگجاتی بیماری کسی کی کسی کو اور نہ صفر ہی اور نہ غول ہی روایت کیا اسکو مسلم نے ف

[illegible] ۱۲

غول ساتھ پیشین جنون اور بیابان واسکے جمع اسکی غیلان ہے وہ ایک جنس ہے جن و شیاطین سے عرب گمان کرتے تھے کہ غول جنگلوں میں دکھائی دیتے ہیں لوگوں کو
ساتھ شکلوں طرح بطرح کے اور لوگوں کو راہ بھلا دیتے ہیں اور ہلاک کرتے ہیں پس نفی کیا اسکو شارع نے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد نفی ذات غول کی نہیں ہے بلکہ نفی ہے
انکی ہی صورتوں تشکل میں اور ہلاک کرنیکی آدمیوں کو یعنی انکو بغیر اذن اللہ تعالی کے اوپر راہ بھلا دینے اور ہلاک کرنے لوگوں کے قدرت نہیں ہے ۱۲ شرح (وعن
عمرو بن الشرید عن ابیہ قال کان فی وفد ثقیف رجل مجذوم فارسل الیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا قد بایعناک فارجع رواہ مسلم) اور روایت ہے عمرو بن شرید سے
نقل کی اپنے باپ سے کہ کہا تھا بیچ جماعت ثقیف کے ایک شخص جذام والا یعنی اور ارادہ کیا اسنے اسکا کہ آوے آنحضرت کے پاس بیعت کے لیے پس بھیجا آنحضرت
نے طرف اسکی ایک شخص کو یہ کہنے کے لیے کہ تحقیق ہم نے بیعت کی تجھسے یعنی زبانی بغیر پکڑنے ہاتھ کے پس پھر جا روایت کی یہ مسلم نے ف اس حدیث سے اور اس
کے اوپر گذری فر من المجذوم الخ معلوم ہوتا ہے دور رہنا اور پرہیز کرنا صحبت مجذوم سے اور حدیث لا عدوی سے خلاف اسکے پس انکی تطبیق میں علما سے کئی قول
آئے ہیں شیخ ابن حجر عسقلانی نے شرح نخبہ میں کہا کہ اولی بیچ وجہ تطبیق کے یہ ہے کہ نفی عدوی کی باقی ہے اوپر عموم و اطلاق اپنے کے اور مخالطت ان بیماروں کی
اصلا سبب لگنے بیماری کے نہیں لیکن امر ہوا گیا ہے کا جذامی سے باب سد ذرائع سے ہے تا کوئی ورطہ شرک کا میں نہ پڑے یعنی اگر کسی نے مخالطت جذامی سے کی اور لگ گیا
تقدیر الٰہی سے علت جذام میں مبتلا ہوگیا تو اعتقاد کریگا کہ بسبب مخالطت کے ہوا پس حکم کیا ساتھ بچنے کے تا اس وہم میں نہ پڑے اور اسیلیے آنحضرت نے آپ جذامی
کے ساتھ طعام کھایا بسبب ثبات حقیقت توکل کے اور عدم توہم کے پس حکم بھاگنے کا انکے لیے ہے کہ اپنے نفس میں صدق الیقین نہ پاوے اور بر تقدیر پہونچنے مرض کے ورطہ
شرک خفی میں پڑے انتہی اور کرمانی نے کہا کہ جذام مستثنی ہے لا عدوی سے اور نووی نے کہا کہ جذام کے لیے ایک بو ہے کہ بیمار کر دیتی ہے اسکو کہ دراز ہو صحبت
اور ہم خوری اور ہم بستری پس یہ بات طب سے ہے عدوی نہیں جیسے کہ ضرر کرتا ہے طعام ناخوش اور بو ناخوش اور سب باذن خدا ہے واللہ اعلم ۱۲ ح

الفصل الثانی (فصل دوسری

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتفاءل ولا یتطیر وکان یحب الاسم الحسن رواہ فی شرح السنۃ) روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم فال لیتے اور شگون بد نہ لیتے اور دوست رکھتے نام نیک کو یعنی فال لیتے ساتھ اسکے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن قطن بن قبیصۃ عن ابیہ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال العیافۃ والطرق والطیرۃ من الجبت رواہ ابو داود) اور روایت ہے قطن بن قبیصہ سے کہ نقل کی اسنے اپنے باپ سے یہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیافہ اور طرق اور شگون بد لینا جبت سے ہے روایت کی یہ ابوداود نے ف عیافہ ساتھ زیر عین کے ہانکنا اور اڑانا پرندہ کا بطور رسم کے یہاں
معنے تطیر کے جیسا فصل میں معلوم ہوا اور فال لینی اور اعتبار رکھنی ساتھ نام جانوروں کے ہے جیسے کہ فال لیا وے ساتھ عقاب کے عقاب پر اور ساتھ [illegible]
اور ساتھ ہدہد کے ہدایت پر اور فرق درمیان عیافہ اور طیرہ کے یہ ہے کہ طیرہ عام ہے یعنی شگون بد پرندہ سے لیا جاوے یا اور جانور وغیرہ سے اور عیافہ کا استعمال خاص جانور کی
کی آواز وغیرہ سے فال لینے میں آتا ہے اور نہایہ میں ہے کہ عیافہ ڈانٹنا پرندہ کا اور فال لینے ساتھ اسما اور آواز اور گذرنے اسکے کے اور طرق ساتھ زبر طا اور جزم را کے
سنگریزہ مارنا کہ عادت عرب کی عورتوں کی تھی کہ وقت فال لینے کے مارتی تھیں اور بعضوں نے کہا کہ خط ریت میں کھینچنا جیسے کہ عادت رمالوں کی ہے اور جبت ساتھ زبر جیم اور
جزم با کے معنی سحر و کہانت کے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ جبت وہ چیز ہے کہ عبادت کیا جاوے سواے اللہ تعالی کے یعنی یہ افعال سب شرک اور اعمال مشرکوں کے سے ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ
جبت شیطان ہے یعنی یہ افعال شیطان سے ہیں ۱۲ ح (وعن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الطیرۃ شرک قالہ ثلثا وما منا الا ولکن اللہ
یذہبہ بالتوکل رواہ ابو داود والترمذی قال سمعت محمد بن اسمعیل یقول کان سلیمان بن حرب یقول فی ہذا الحدیث وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل ہذا عندی
قول ابن مسعود) اور روایت عبد اللہ بن مسعود سے کہ نقل کی اسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا شگون بد لینا شرک ہے فرمائی یہ بات تین بار یعنی مبالغۃ تاکہ
بہت بچیں اس سے اور نہیں ہم میں سے کوئی مگر یہ کہ کوئی کبھی اسکی خاطر میں فال بد سے تردد و خلجان راہ پاتا ہے ولیکن خدا تعالی لیجاتا ہے اسکو بسبب توکل
کے یعنی اگر بحکم بشریت کے کچھ شک اور وہم خاطر میں آوے تو چاہیے کہ توکل خدا پر کرے اور اس کام کو جاوے تابع اس وہم کا نہووے نقل کی یہ ابوداود اور ترمذی نے

کہا ترمذی نے کہ سنا میں نے بخاری سے کہتے تھے کہ تھا سلیمان بن حرب کہ شیخ بخاری کا ہے کہتا اس حدیث میں وما منا الا ولکن اللہ یذہبہ بالتوکل یہ کلام نزدیک
میرے قول ابن مسعود سے ہے نہ قول آنحضرت کا فقط شرک ہے یعنے شگون بد لینا شرکون کے رسمون میں سے ہے اور موجب شرک خفی کا اور اگر جزما اعتقاد کرے
کہ یون ہی ہوگا وہ شگون بیشک کفر ہے (ف) ﴿وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِیَدِ مَجْذُوْمٍ فَوَضَعَهَا مَعَهٗ فِی الْقَصْعَةِ وَقَالَ کُلْ ثِقَةً بِاللّٰہِ وَتَوَکُّلًا عَلَیْہِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ﴾ اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پکڑا ہاتھ جذام والے کا اور رکھا اسکو ساتھ اپنے بیچ پیالہ کے اور فرمایا کھا اعتماد کرکے اوپر خدا کے
ساتھ اللہ کے اور توکل کرتا ہون اسپر نقل کی یہ ابن ماجہ نے (ف) اس میں اشارہ ہے اسپر کہ واسطے اصحاب توکل یقین کے بھاگنا جذامی سے لازم نہیں (ف) ﴿وَعَنْ سَعْدِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا ہَامَةَ وَلَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَاِنْ تَکُنِ الطِّیَرَةُ فِیْ شَیْءٍ فَفِی الدَّارِ وَالْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ﴾ اور روایت ہے سعد بن مالک سے
تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہے ہامہ اور نہیں ہے عدوی اور نہیں ہے شگون بد اور اگر ہوتا شگون بد کسی چیز میں تو ہوتا گھر میں اور گھوڑے میں اور عورت
میں نقل کی یہ ابو داود نے (ف) حدیثین اس مقدمہ طیرہ کے مختلف آئی ہیں بعضیون سے نفی تاثیر طیرہ کی اور نہی ثابت ہوتی اور اعتبار اسکے سے مطلق نکلی جاتی ہے اور بہت سی حدیثین
اور بعضیون سے ثبوت طیرہ کا عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں ساتھ لفظ شوم کے جیسے کہ بیچ حدیث بخاری اور مسلم کے آیا ہے انما الشوم فی ثلثۃ الفرس والمراۃ والدار اور ایک
روایت میں بیچ زمین اور خادم اور فرس کے آیا ہے اور بلفظ شرط کے آیا ہے جیسے کہ اس حدیث میں اور مانند اسکے ہیں اور بعضیون سے انکار ثبوت نحوست کا ان امور میں سمجھا جاتا
ہے مانند تمام امور کے جیسے کہ حدیث ابن ابی ملیکہ کی بیچ ابن عباس سے آیا ہے اور بعضی حدیثون میں آیا ہے کہ اعتقاد نحوست کا ان امور میں بیچ اہل جاہلیت کے تھا جیسے کہ بیچ حدیث
حضرت عائشہ کی بیچ آیا ہے وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ تطیر کسی چیز میں نہیں ہے اور اگر فرض کیا جاوے ثبوت اسکا تو یہ چیزین مظنہ اور محل اسکی ہیں اور جگہ اسکی کبھی ہیں کہ اگر
ثابت ہو ایسا ہے جیسا حضرت نے فرمایا لو کان شیئ سابق القدر لسبقتہ العین اور اسی طرح کلام ہے اور اسی طرح کہا ہے لا طیرۃ کہ اس شرط اور کو دلالت کرتا ہے اوپر
نحوست تطیر کی نفی ہے اسی یعنے اگر نحوست کو وجود و ثبوت ہوتا تو ان چیزون میں ہوتا کہ قابل ترہین اسکی لیکن وجود و ثبوت نہیں انہیں لیس اصلا وجود و ثبوت رکھتے اور بعضون
نے کہا کہ نحوست عورت میں ناموافقت اسکی ہے اور یہ کہ بد ہونا مزاج اسکا اور اطاعت خاوند کی نہ کرنا یا کم وہ بد شکل ہونا اسکا اور نحوست گھر میں یہ ہے کہ تنگ ہو اور ہمسایے
برے ہون اور ہوا ناموافق ہو اور نحوست گھوڑے میں یہ ہے کہ وہ سرکش ہو اور گران قیمت ہو اور موافق غرض مصلحت کے نہو اور یہی مراد خادم میں ہے یا نحوست سے مراد
ہو اوپر کراہت و ناخوشی کے تشبیہ ہے پس نفی شوم و تطیر کی اپنے عموم اور حقیقت کے محمول ہوگی واللہ اعلم (ف) ﴿وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
کَانَ یُعْجِبُهٗ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ اَنْ یَّسْمَعَ یَا رَاشِدُ یَا نَجِیْحُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ﴾ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے خوش آتا انکو جسوقت کہ نکلتے واسطے کسی کام کے
یہ کہ سنین اے راشد اے نجیح یعنے یہ فال نیک ہے نقل کی ترمذی نے ﴿وَعَنْ بُرَیْدَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَتَطَیَّرُ مِنْ شَیْءٍ فَاِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَاَلَ عَنِ اسْمِهٖ فَاِذَا
اَعْجَبَهُ اسْمُهٗ فَرِحَ بِهٖ وَرُئِیَ بِشْرُ ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ کَرِهَ اسْمَهٗ رُئِیَ کَرَاهِیَةُ ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِذَا دَخَلَ قَرْیَةً سَاَلَ عَنِ اسْمِهَا فَاِنْ اَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ بِهَا وَرُئِیَ بِشْرُ
ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِهٖ وَاِنْ کَرِهَ اسْمَهَا رُئِیَ کَرَاهِیَةُ ذٰلِکَ فِیْ وَجْهِهٖ رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ﴾ اور روایت ہے بریدہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہ شگون بد لیتے تھے کسی چیز سے
پھر جسوقت کہ بھیجتے کسی عامل کو پوچھتے نام اسکا پس جسوقت کہ اچھا لگتا آپکو نام اسکا خوش ہوتے ساتھ اسکے اور دکھی جاتی خوشی اسکی بیچ چہرہ مبارک انکے کے اور اگر مکروہ
جانتے نام اسکا دکھی جاتی ناخوشی اسکی بیچ چہرہ مبارک انکے کے یعنے اور بدل دیتے اس نام کو ساتھ اچھے نام کے اور جسوقت کہ داخل ہوتے کسی بستی میں پوچھتے نام اسکا پس
اگر اچھا لگتا انکو نام اسکا خوش ہوتے ساتھ اسکے اور دکھی جاتی خوشی اسکی بیچ چہرے انکے کے اور اگر مکروہ رکھتے نام اسکا دکھی جاتی ناخوشی اسکی بیچ چہرے انکے کے نقل کی
یہ ابو داود نے (ف) تطیر نہیں ہے اسلیے کہ سبب اسکے اس کام سے کہ ارادہ رکھتے تھے اسکا باز نہ آتے تھے لیکن اثر کراہت و فرح اسکے کا چہرہ مبارک میں ظاہر ہوتا تھا اسلیے
کہ بھلائی اور برائی کو تاثیر طبعی ہے بیچ خوشی و ناخوشی کے قطع نظر کرنے کے تطیر و تفاؤل سے اور کہا ابن مالک نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت ہے یہ کہ اختیار
کرے آدمی اپنے فرزند و خادم کے لیے نام اچھا اسلیے کہ برے نام کبھی موافق ہو جاتے ہیں تقدیر کے جیسے کہ اگر نام رکھے کوئی اپنے بیٹے کا خسار پس بعض اوقات جاری ہوتی ہے

[illegible]

اور طیبی نے کہا کہ کاہن وہ کہ خبر کرے ہو و ناآئندہ کی اور دعوے کرے معرفت اسرار اور پوشیدہ چیزون کا اور عرب مین کاہن تھے کہ بعضے انمین سے دعوے کرتے تھے کہ انکو جنات خبرین پہنچاتے ہین اور منقول ہے کہ شیطان چوری سے سن آتے تھے احکام الٰہی آسمان پر سے اور کاہنون سے کہدیتے تھے اور وہ انمین جو کچھ چاہتے زیادہ کر کے کہتے پس قبول کیے جاتے اسکو پھر جب آنحضرت مبعوث ہوے تو شیطان آسمان پر جانے سے روکے گئے اور باطل ہوئی کہانت اور بعضے مقدمات اور اسباب اور علامات سے کچھ معلوم کرتے تھے انکو عراف کہتے تھے وہ مکان چوری کی چیز کا اور گم ہوے کا پتا دیتے تھے جیسے رمال کرتے ہین اور کبھی اطلاق کاہن کا عراف اور منجم پر بھی آتا ہے اور یہ افعال حرام ہین اور انکا لینا بھی حرام ہے اور لینے والا اور دینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور مجتنب رہنا اور تادیب انکی لازم ہے ۔ ع

الفصل الاول عن معاویۃ بن الحکم قال قلت یا رسول اللہ امورا کنا نصنعها فی الجاہلیۃ کنا نأتی الکہان قال فلا تأتوا الکہان قال قلت کنا نتطیر قال ذلک شیء یجدہ احدکم فی نفسہ فلا یصدنکم قال قلت ومنا رجال یخطون قال کان نبی من الانبیاء یخط فمن وافق خطہ فذاک رواہ مسلم روایت ہے معاویہ بن حکم سے کہا کہا مین نے یا رسول اللہ تھی ایک چیزین کہ ہم کرتے تھے انکو جاہلیت مین ایک انمین سے یہ کہ تھے ہم آتے کاہنون کے پاس یعنے اور پوچھتے ایسی چیزین اور کام فرمایا نجاؤ کاہنون کے پاس کہا معاویہ نے کہا مین نے دوسری چیز یہ کہ تھے ہم شگون بد لیتے فرمایا یہ ایک چیز ہے کہ پاتا ہے اسکو ایک تمہارا بیچ دل اپنے کے پس باز نہ رکھے کسی کام سے یہ خیال تمکو کہا معاویہ نے کہا مین نے اور انمین سے یہ کہ ہم مین کتنے ایک خط کھینچتے ہین فرمایا تھا ایک نبی انبیا مین سے خط کھینچتے یعنے بامر الٰہی یا ساتھ علم لدنی کے پس جس شخص کا موافق پڑے خط اسکا خط اُس نبی کے پس وہ مباح ہے مراد نبی سے دانیال ہین اور بعضون نے کہا ادریس علیہما السلام اور مباح ہونا مراد اس سے نہی ہے یعنے جب علم اُس خط کھینچنے کا مفقود ہے معدوم ہوا تو عمل کرنا بھی اسپر حرام و ممنوع ہوا یعنے کیا جانتا ہے کہ وہ پیغمبر کس طرح خط کھینچتے تھے تا یہ بھی ویسا ہی خط کھینچے پس جب معلوم نہوا تو کرنا اسکا بھی حرام ہوا اور بیان اسکا باب لا یجوز من العمل فی الصلوۃ مین بھی ہو چکا ہے ۔ ع

وعن عائشۃ قالت سأل اناس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الکہان فقال لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیسوا بشیء قالوا یا رسول اللہ فانہم یحدثون احیانا بالشیء یکون حقا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلک الکلمۃ من الحق یخطفہا الجنی فیقرہا فی اذن ولیہ قر الدجاجۃ فیخلطون فیہا اکثر من مائۃ کذبۃ متفق علیہ اور روایت ہے عائشہ سے کہ سوال کیا لوگون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے احوال کاہنون کا کہ بات انکی سچ اور لائق اعتماد کے ہے یا نہین پس فرمایا انکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ حقیقت نہین وہ کچھ یعنے لیس اعتماد و اعتقاد کرو انکی خبرون پر عرض کیا لوگون نے کہ یا رسول اللہ پس تحقیق وہ بات کرتے ہین اور خبر دیتے ہین کبھی کبھو ایک چیز کہ ہوتی ہے حق پس فرمایا پیغمبر خدا نے کہ یہ کلمہ ہے سچ اوچک لیتا ہے اسکو جن پھر ڈالتا ہے اسکو بیچ کان دوست اپنے کے مانند آواز کرنے مرغ کے کہ بلاتا ہے دوسرے مرغ کو دانہ کے لیے پس ملا دیتے ہین وہ کاہن اس کلمہ مین زیادہ سو جھوٹھ سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف سچ اور ثابت ہے کہ سنا گیا ان ملائکہ سے کہ لیا اُنھون نے حق سے یعنے وحی سے یا سنا مکاشفہ لوح محفوظ کے واسطے انکے اور بعضون نے کہا کہ معنے یقرہا کے ڈالنے کے ہین یعنے ڈالتا ہے وہ کلمہ مانند ڈالنے مرغ کے یعنے جیسے وہ منہ ڈالتا ہے مرغی سے جفتی کرنے کے وقت اسطرح کہ نہین جانتے اسکو لوگ پس اسی طرح جن ڈالتا ہے اُس کلمہ کو اپنے دوست کے کان مین اسطرح کہ نہین مطلع ہوتا اسپر غیر اسکا ۔ ع

وعنہا قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان الملائکۃ تنزل فی العنان وہو السحاب فتذکر الامر قضی فی السماء فتسترق الشیاطین السمع فتسمعہ فتوحیہ الی الکہان فیکذبون معہا مائۃ کذبۃ من عند انفسہم رواہ البخاری اور روایت ہے عائشہ سے کہا کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق فرشتے یعنے ایک جماعت انمین سے اترتے ہین عنان مین اور عنان کہتے ہین ابر کو پس ذکر کرتے ہین کامون کا کہ تقدیر کیے گئے آسمان مین پس چوری سے اور پوشیدہ کان رکھتے ہین اُسپر شیاطین پس سنتے ہین اس کام کو کہ تقدیر کیا گیا ہے پس پہنچا دیتے ہین اسکو طرف کاہنون کے پس جھوٹ بنا لیتے ہین کاہن ساتھ اُن کلمون کے کہ شیاطین سے سنے ہین سو جھوٹ اپنی طرف سے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے اسی سبب سے بعضی خبرین موافق واقع کے ہو جاتی ہین لیکن ہر گاہ کہ غالب ہوتا ہے انمین جھوٹھ بند کر دیا شارع نے دروازہ استفادہ کا انسے اور فرمایا کہ نہین وہ کچھ چیز ۔ ع

وعن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا فسألہ عن شیء لم تقبل لہ صلوۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم اور روایت ہے حفصہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آوے کاہن اور نجومی کے پاس اور پوچھے اُس سے کچھ یعنے غیب کی باتین نہین قبول کیجاتی واسطے اسکے نماز چالیس رات کی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے

ضرر اور کم بختی اسکی یہ ہے کہ نماز کہ افضل عبادات اور اشرف اعمال ہے ضایع اور نامقبول ہوئی یا مراد یہ ہے کہ جب نماز قبول نہ ہوئی تو اور اعمال بطریق اولی نامقبول ہونگے اور
مراد قبول ہونے سے یہ ہے کہ ثواب نہیں حاصل ہوتا اگرچہ ادا اور ذمہ کہ قضا اس سے واجب ہو حاصل ہے اور حدیث میں اگرچہ راتوں ہی کا ذکر کیا لیکن تمام روز و شب مراد ہے اسلیے کہ
کلام عرب میں اکثر اس طرح آتا ہے کہ روز یا شب ذکر کرتے ہیں اور دوسرا تابع اسکا ہوتا ہے ؁ ۲ وَعَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ
عَلٰى اَثَرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ
قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے زید بن خالد جہنی
سے کہا نماز پڑھائی ہمکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کی حدیبیہ میں کہ نام ایک جگہ کا ہے پیچھے مینہ برسنے کے کہ تھا رات کو پس جبکہ پھیرا آنحضرت نے نماز سے متوجہ ہوئے
لوگوں کی طرف اور فرمایا کیا جانتے ہو تم کہ کیا فرمایا تمہارے پروردگار نے یعنے اسوقت اشارت کی ساتھ آنے وحی کے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا خوب
جانتے ہیں کہا آنحضرت نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ صبح کی بعضے بندوں میرے نے کہ ایمان لانے ساتھ میرے اور بعضوں نے کفر کیا پس جس شخص نے کہا کہ مینہ برسائے گئے ہم ساتھ
فضل اللہ کے اور رحمت اسکی کے پس یہ شخص ایمان لایا ساتھ میرے اور کفر کیا ساتھ ستاروں کے اور جس شخص نے کہا کہ مینہ برسائے گئے ہم سبب غروب ہونے ایک ستارے کے اور نکلنے
ایک ستارے کے شخص کافر ہوا ساتھ میرے اور ایمان لایا ساتھ ستارے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ ستارہ فاعل اور مینہ برسانے کے ہیں
اعتقاد اہل جاہلیت کے پس کفر ہے اور جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ مینہ اللہ کی طرف سے اور فضل اسکے سے ہے اور ستارے علامات اور مظنہ مینہ برسنے کے ہیں پس کفر نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی مکروہ
تنزیہی ہے ؁ ۳ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ بَرَكَةٍ اِلَّا اَصْبَحَ فَرِيْقٌ مِنَ النَّاسِ بِهَا كَافِرِيْنَ يُنْزِلُ اللّٰهُ الْغَيْثَ فَيَقُوْلُوْنَ الْكَوْكَبُ
كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نہیں نازل کرتا اللہ تعالے آسمان سے کوئی برکت مگر کہ ہوتی ہے ایک جماعت
آدمیوں میں سے ساتھ اسکے کفر کرنیوالی اتارتا ہے اللہ تعالے مینہ پس کہتے ہیں کہ مینہ برسا بسبب ستارے فلانے اور فلانے کے نقل کی یہ مسلم نے ف ظاہر یہ ہے کہ مراد برکت
سے مینہ ہے اور جملہ ینزل اللہ الغیث بیان اسکا اور احتمال ہے کہ عام برکت مراد ہو اور ینزل اللہ الغیث مثال اور بیان ایک فرد اسکے کا ہو ؁ ۲ الْفَصْلُ الثَّانِيْ فصل دوسری ؁ ۴ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُوْمِ اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ زَادَ مَا زَادَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سیکھتا ہے ایک ٹکڑا علم نجوم سے حاصل کرتا ہے ایک شاخ سحر سے زیادہ کیا حاصل کرنا سحر کا جسقدر کہ زیادہ کیا حاصل کرنا نجوم کا نقل کی
یہ احمد اور ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ف تشبیہ دی علم نجوم کو ساتھ سحر کے بقصد برائی بیان کرنے اسکے کے گویا کہ کہا کہ نجوم مانند ساحروں اور کاہنوں کے ہے کہ برے کام کرتے ہیں اور
خبریں غیب کی بتاتے ہیں ؁ ۵ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰى كَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ اَوْ اَتَى امْرَاَتَهٗ حَائِضًا اَوْ اَتَى امْرَاَتَهٗ فِيْ دُبُرِهَا فَقَدْ بَرِئَ مِمَّا
اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ آوے کاہن کے پاس اور سچا جانے اسکو بیچ اس چیز کے کہ کہتا ہے یا صحبت
کرے اپنی بیوی سے حالت حیض میں یا بدفعلی کرے اپنی بیوی سے بیچ مقعد اسکی کے پس تحقیق بیزار ہوا اس چیز سے کہ اتاری گئی محمد پر یعنے شریعت و قرآن نقل کی یہ احمد نے اور ابو داؤد نے
ف بیزار ہونا اسکا فرمایا محمول ہے حلال جاننے پر یا تغلیظ و تشدید ہے اوپر کرنے ان شنایع کے ؁ ۳ الْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری ؁ ۶ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِي السَّمَاءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهٖ كَاَنَّهٗ سِلْسِلَةٌ عَلٰى صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْ قَالَ الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا بَعْضُهٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَوَصَفَ سُفْيَانُ بِكَفِّهٖ فَحَرَّفَهَا وَبَدَّدَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ فَيَسْمَعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيْهَا اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ ثُمَّ يُلْقِيْهَا الْاٰخَرُ اِلٰى مَنْ تَحْتَهٗ حَتّٰى يُلْقِيَهَا عَلٰى لِسَانِ
السَّاحِرِ اَوِ الْكَاهِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ قَبْلَ اَنْ يُلْقِيَهَا وَرُبَّمَا اَلْقَاهَا قَبْلَ اَنْ يُدْرِكَهٗ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ فَيُقَالُ اَلَيْسَ قَدْ قَالَ لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا فَيُصَدَّقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الَّتِيْ
سُمِعَتْ مِنَ السَّمَاءِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ حکم کرتا ہے اللہ تعالے کسی کام کا آسمان میں مارتے ہیں فرشتے
بازو اپنے واسطے ڈرنے اور کانپنے کے ہیبت اور عظمت حکم الٰہی سے بسبب خوف قول اور کلام الٰہی کے گویا آواز کلام الٰہی کی یعنے بیچ عدم ظہور اور تفسیر فہم اور استماع اسکے کے

رنجیدہ ہوکہ ہونہی جاوے تیھو صفات پرپس جب ذکر کیا جاتا ہو فرشتون کے دلون سے کہتے ہین یعنے تمام فرشتے کم رتبہ فرشتون مقرب سے کیا حکم کیا پروردگار تمہارے
نے کہتے ہین فرشتے مقرب اُس چیزکو کہ حکم کیا پروردگار نے یا کہتے ہین اُن فرشتون پوچھنے والون سے حق ہی یعنے حق ہو جو کچھ کہ حکم کیا پروردگار نے اور وہ ذات اللہ تعالے کی
بلند قدر اور بلند مرتبہ ہی پس سنتے ہین اُن باتون کو چوری سے سننے والے کہ جن وشیاطین ہین اور چوری سے سننے والے اسطرح ہین کہ بعضے اُنکے اوپر بعضون کے ہین اور بیان کی
سفیان نے ہیئت اُنکی ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے ساتھ انگلیون ہاتھ کے پس ٹیڑھا کیا ہاتھ کو اور فرق کیا درمیان انگلیون اپنی کے پس سنتا ہی چوری سے سننے والا بات کو پھر ڈالتا ہی اسکو طرف
اُسکے کہ نیچے اُسکے ہی پھر ڈالتا ہی اسکو دوسرا طرف اُسکے کہ نیچے اُسکے ہی یہان تک کہ ڈالتا ہی وہ اُس بات کو طرف ساحر یا کاہن کے پس اکثر پاتا ہی چوری سے سننے والے کو شعلہ پہلے ڈالنے اُس بات کے
طرف ساحر یا کاہن کے اور اکثر ڈالتا ہی اُس بات کو پہلے پہونچنے شعلہ کے پس پہونچتی ہی وہ بات کاہن کو پس جھوٹ بنا لیتا ہی کاہن ساتھ اُس بات کے سو جھوٹ یعنے اور خبر دیتا ہی لوگون کو ساتھ
اُس بات کے سچ اور سو جھوٹی باتون کے پس جب جھٹلاتا ہی اسکو کوئی ساتھ بعضی جھوٹی باتون اُسکی کے تو کہا جاتا ہی یعنے کہتا ہی تصدیق کرنے والا کاہن کا ساتھ اُسکے کہ جھٹلاتا ہی اُسکو کیا نہین کی
تو نے فلان دن ایسا اور ایسا پس تصدیق کیا جاتا ہی کاہن بسبب اُس بات کے کہ سنی گئی آسمان سے اور راست ہوا وہ یعنے
اور وہ سو جھوٹ نہین سنتا اور کرتے ہین بسبب گمراہی کے کہ اُنکے باطن مین ہی جیسے کہ ان نجومیون کا حال ہی کہ اگر ایک بار بات اُنکی بسبب اتفاق سچی ہوگئی تو دنیا دار معتقد اُنکے ہو جاتے ہین باوجود
نہایت محبت دنیا کے اور گمراہی کے کہ اُنکے دلون مین ہی نقل کی یہ بخاری نے ساحر یا کاہن ابن عباس کی حدیث مین کہ آگے آتی ہی صحیح آیا ہی کہ کاہن ساحر ہی پس ساحر سے یہان مراد کاہن
اس صورت مین دونشک کے لیے ہوگا یا ساحر سے مراد منجم ہی جیسے کہ ایک حدیث مین آیا ہی المنجم ساحر اسلیے کہ ساحر خبر غیب کی نہین بتاتا ہی پس لفظ او والکاہن مین تنویع کے لیے ہوگا اور
اختلاف کیا گیا ہی آمین کہ مرجوم آیا ساتھ رجم کے اینا یا کہ پھر تا ہی یا جل جاتا ہی ساتھ رجم کے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُمْ بَيْنَا هُمْ جُلُوسٌ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُمِيَ بِنَجْمٍ وَاسْتَنَارَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاكُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ إِذَا رُمِيَ بِمِثْلِ هٰذَا
قَالُوا اللهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ كُنَّا نَقُوْلُ وُلِدَ اللَّيْلَةَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ وَمَاتَ رَجُلٌ عَظِيْمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهَا لَا يُرْمٰى بِهَا لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهِ وَلٰكِنْ رَبُّنَا تَبَارَكَ اسْمُهُ إِذَا قَضٰى
أَمْرًا سَبَّحَ حَمَلَةُ الْعَرْشِ ثُمَّ سَبَّحَ أَهْلُ السَّمَاءِ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ التَّسْبِيْحُ أَهْلَ هٰذِهِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا ثُمَّ قَالَ الَّذِيْنَ يَلُوْنَ حَمَلَةَ الْعَرْشِ لِحَمَلَةِ الْعَرْشِ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ فَيُخْبِرُوْنَهُمْ مَاذَا قَالَ فَيَسْتَخْبِرُ بَعْضُ
أَهْلِ السَّمٰوٰتِ بَعْضًا حَتّٰى يَبْلُغَ هٰذِهِ السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَتَخْطَفُ الْجِنُّ السَّمْعَ فَيَقْذِفُوْنَ إِلٰى أَوْلِيَائِهِمْ وَيُرْمَوْنَ فَمَا جَاؤُا بِهِ عَلٰى وَجْهِهِ فَهُوَ حَقٌّ وَلٰكِنَّهُمْ يَقْرِفُوْنَ فِيْهِ وَيَزِيْدُوْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ)
اور روایت ہی ابن عباس سے کہا خبر دی مجھکو ایک شخص نے صحابیون مین سے کہ تھا انصار سے یہ کہ صحابہ اُسوقت کہ بیٹھے ہوے تھے ایک رات ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کے ٹوٹا ایک ستارہ اور بہت روشن ہوا پس فرمایا صحابہ کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا کہتے تم جاہلیت مین جسوقت کہ ٹوٹتا مانند اسکے کہا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول
اسکا دانا تر ہی ساتھ حقیقت حال کے تھے ہم کہتے کہ پیدا کیا گیا آج کی رات ایک شخص بڑا اور مرا ایک شخص بڑا یعنے کبھی یون کہتے تھے اور کبھی یون یعنے اسکو علامت ایک امر عظیم کی جانتے
تھے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق شعلہ نہین پھینکا جاتا بسبب موت کسیکے اور نہ بسبب حیات کسی کے ولیکن پروردگار ہمارا کہ بابرکت ہی نام اُسکا جسوقت کہ فرماتا ہی ایک حکم
تسبیح کرتے ہین فرشتے اُٹھانے والے عرش کے پھر تسبیح کرتے ہین وہ آسمان والے کہ متصل ہین عرش کے اُٹھانے والون کے یہان تک کہ پہونچتی ہی آواز تسبیح کی اس آسمان دنیا والون کو
پھر کہتے ہین وہ فرشتے کہ متصل اُٹھانے والون عرش کے ہین واسطے عرش کے اُٹھانے والون کے کہ کیا کہا پروردگار تمہارے نے پس خبر دیتے ہین وہ اُنکو اُس چیز کی کہ فرمائی پھر خبر پوچھتے
ہین بعضے آسمان والے بعضون سے یہانتک کہ پہونچتی ہی خبر اس آسمان دنیا والون کو پس اُچک لیتے ہین جن سننے کو یعنے اُن خبرون کو چوری سے لے آتے ہین پھر ڈالتے ہین طرف
دوستون اپنے کے یعنے کاہنون کے اور پھینکے جاتے ہین طرف اُنکے ستارے یعنی پس سبب اُن ستارون کے پھینکے جانے کا یہ ہی نہ وہ کہ تم اعتقاد کرتے ہو پیدایش و موت کا پس وہ
چیز کہ لاوے کاہن اسکو اوپر اس طرح کے کہ ہو یعنے بغیر تصرف کے راست و درست پس وہ چیز راست ہی ولیکن وہ کاہن جھوٹ ملا لیتے ہین اُسمین اور زیادہ کرتے ہین بیچ اُس
سنے ہوے کے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ قَتَادَةَ قَالَ خَلَقَ اللهُ تَعَالٰى هٰذِهِ النُّجُوْمَ لِثَلٰثٍ جَعَلَهَا زِيْنَةً لِّلسَّمَاءِ وَرُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدٰى بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيْهَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ
أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نَصِيْبَهُ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْلَمُ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيْقًا وَفِيْ رِوَايَةِ رَزِيْنٍ وَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْنِيْهِ وَمَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَمَا عَجَزَ عَنْ عِلْمِهِ الْأَنْبِيَاءُ وَالْمَلٰئِكَةُ وَعَنِ الرَّبِيْعِ مِثْلُهُ وَزَادَ

باعتبار تعبیر کے ہی یا محل او پر معنی مطلق کے کہ مبشرات ہیں ﴿وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا الصالحۃ جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ
متفق علیہ﴾ اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب اچھا ایک ٹکڑا ہے چھیالیس ٹکڑوں نبوت کے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے ف ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ رویائے صالحہ کے یہاں صادقہ ہے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جزو کسی چیز کا سا مقتضی ہے کہ ہوتا ہے بیچ جہت باقی نہ رہی تو جز اسکا کیونکر
رہا جواب اسکا یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ رویا ایک جزو ہے اجزائے علم نبوت سے اور علم نبوت باقی ہے اگرچہ نبوت باقی نہیں فقط صحیح رویا کی ہے کہ یہ بیچ توہ ہے نبوت کا اور مانند اسکے اگرچہ دیکھنے والا
نبی نہ ہو جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ راہ و روش نیک اور حلم اور گرانباری اور میانہ روی نبوت سے ہیں اور وجہ تخصیص اس عدد چھیالیس کی اگرچہ علما نے کچھ لکھی ہے لیکن صحیح یہ ہے
کہ علم اسکا اور راز چیزوں معدودہ کا مانند رکعات نماز اور تسبیحات وغیرہا کا شارع ہی کو ہے اور اور روایت میں جگہ بجائے چھیالیس کے اور ایک میں پچیس اور ایک میں چوبیس وغیرہ لکھا
مراد ان سے تکثیر ہے نہ تحدید ﴿وعن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی متفق علیہ﴾ اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دیکھا مجکو خواب میں پس تحقیق دیکھا مجکو اسواسطے کہ شیطان نہیں بنتا ہے میری صورت میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم
نے ف تحقیق دیکھا مجکو یعنے گویا کہ دیکھا مجکو عالم بیداری میں لیکن نہیں ملتی ہوتے ہیں اسپر احکام کہ وہ صحابی ہو جاوے یا عمل کرے اس چیز پر کہ سنا اس حالت میں اور بعضوں نے
کہا کہ مراد حضرت کی اپنے زمانہ کے لوگ ہیں یعنے میرے وقت کے لوگوں میں سے جسنے مجکو خواب میں دیکھا تو فیق دیگا اسکو اللہ تعالے میرے دیکھنے کی حالت بیداری میں یا دنیا
میں یا آخرت میں اور بعضوں نے کہا کہ یہ خبر ہے یعنے جسنے دیکھا مجکو خواب میں پس چاہئے کہ خواب اسکا حقیقت ہے اور سچا ہے نہیں ہے اضغاث احلام سے اسلیے کہ شیطان
نہیں بنتا ہے میری صورت میں یعنے مجال نہیں شیطان کی کہ کسی کے خواب میں آوے اور اسکے خیال میں ڈالے کہ میں آنحضرت ہوں اور آنحضرت پر جھوٹ باندھے اور بعض نے
لکھا ہے کہ شیطان بصورت حق تعالے بن سکتا ہے اور جھوٹ باندھ سکتا ہے یعنے دیکھنے والے کو وسواس میں ڈالتا ہے کہ صورت حق تعالے سبحانہ کی ہے لیکن بصورت آنحضرت کے
ہرگز نہیں بن سکتا اور جھوٹ نہیں باندھ سکتا اسلیے کہ آنحضرت مظہر ہدایت کے ہیں اور شیطان مظہر ضلالت کا اور درمیان ہدایت اور ضلالت کے ضد ہے اور حق تعالے جامع ہے صفات
ضلال اور ہدایت کا اور تمام صفات متضادہ کا اور یہی ہے کہ دعوائے الوہیت کا مخلوقات سے صریح البطلان ہے اور محل اشتباہ نہیں بخلاف دعوی نبوت کہ چنانچہ اسی لیے اگر کوئی
دعوی الوہیت کا کرے تو صدور خارق عادت اس سے متصور ہے اور اگر دعوی نبوت کا کرے تو معجزہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا ﴿وعن ابی قتادۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من رانی فقد رای الحق متفق علیہ﴾ اور روایت ہے ابی قتادہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے کہ دیکھا مجکو پس تحقیق دیکھا اسنے سچا یعنی خواب اسکا
کہ اسنے مجھی کو دیکھا نہ غیر میرے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جاننا چاہیے کہ حدیثیں ساتھ تعدد طرق اور اختلاف الفاظ کے دلالت کرتی ہیں اسپر کہ جسنے آنحضرت کو خواب میں دیکھا اسنے
دیکھا دروغ اور شیطان کو اسمیں دخل نہیں اور علما نے اسکو خصائص حضرت کے سے شمار کیا ہے اور اختلاف کیا ہے علما نے اسمیں بعضوں نے تو یہ کہا کہ محل ان احادیث کا یہ ہے
کہ کوئی دیکھے آنحضرت کو ساتھ صورت اور حلیہ مخصوص کے کہ آپ رکھتے تھے پھر بعضوں نے ان میں سے توسیع کیا اور کہا کہ اس شکل و صورت میں دیکھے کہ مدت عمر شریف میں اسپر تھے
خواہ جوانی میں خواہ کہولت میں یا آخر عمر میں اور بعضوں نے دائرہ تنگ کیا اور کہا کہ ضرور ہے کہ اس صورت پر دیکھے کہ بیچ آخر عمر کے اس صورت پر اس عالم سے رحلت فرمائی حتی کہ
عدد سفید بالوں کا کہ سر مبارک اور محاسن مبارک میں تھے اور نوبت بیس کی نہ پہنچی تھی اعتبار کیا ہے اور محمد بن سیرین کے پاس جب کوئی آکر خواب میں دیکھنے حضرت کا بیان
کرتا تو وہ کہتے کہ بیان کر کس صورت میں دیکھا ہے تو نے اگر ساتھ حلیہ مخصوص کے بیان کرتا تو وہ کہتے کہ جا تو نے آنحضرت کو نہیں دیکھا اور امام نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ آنحضرت
ہی کو حقیقۃ دیکھا خواہ انکی صفت معروفہ پر دیکھا یا سوائے اسکے اختلاف صورت کا موجب اختلاف ذات کا نہیں ہوتا اور اختلاف و تفاوت صورتوں کا باعتبار کمال و نقصان ایمان
دیکھنے والے کے ہے جسنے حضرت کو اچھی صورت میں دیکھا بسبب کمال دین اپنے کے دیکھا اور جسنے برخلاف اسکے دیکھا بسبب نقصان دین کے دیکھا اور اسیطرح ہر ایک نے بڑھا دیکھا اور ایک نے
جوان اور ایک نے راضی اور ایک نے خفا اور ایک نے روتے ہوئے اور ایک نے خوش اور ایک نے ناخوش تمام مبنی ہے او پر اختلاف حال دیکھنے والے کے پس دیکھنا آنحضرت کا گویا کسوٹی ہے معرفت حال دیکھنے والے کی
اور یہیں سے پیدا ہے فائدہ سالکوں کے لیے کہ اس سے احوال اپنے باطن کا معلوم کر کے علاج اسکا کریں اور اسی قیاس پر بعضے ارباب تکمیل نے کہا ہے کہ جو کلام آنحضرت سے خواب میں سنے تو اسکو سنت قویمہ پر عرض کرے

خواب مومن کا اور خواب مومن کا ایک جزء ہے چھیالیس جزء نبوت کے سے اور جو چیز کہ ہو اجزاے نبوت سے پس تحقیق وہ نہیں جھوٹی ہوتی کہا محمد بن سیرین تابعی جلیل القدر نے
کہ مین کہتا ہون اور روایت کرتا ہون ان احادیث سے کہ آنحضرت نے فرمائی ہین خواب تین طرح کے ہوتے ہین ایک تو خیال النفس کا اور دوسرے ڈرانا شیطان کا اور
تیسرے بشارت اللہ کی طرف سے پس جو شخص کہ دیکھے خواب مین ایسی چیز کو کہ ناخوش رکھے پس نہ بیان کرے اسکو روبرو کسی کے اور چاہیے کہ کھڑا ہووے اور نماز پڑھے یعنے بسبب
برکت اور نورانیت نماز کے توہم خیر وشر کا کہ پیدا ہوا ہے جاتا رہے کہا ابن سیرین نے اور تھے آنحضرت مکروہ رکھتے طوق دیکھنا خواب مین اور خوش آتا انکو دیکھنا قید کا اور کہا جاتا ہے
یعنے اہل التعبیر کہتے ہین کہ قید ثابت رہنا دین مین ہے نقل کی یہ یعنے ساری حدیث کہ مشتمل ہے اوپر مرفوع وموقوف کے بخاری اور مسلم نے لیکن دونون کو تردد ہے آخر حدیث مین
کہا بخاری نے کہ روایت کیا اسکو یعنے مطلق حدیث کو یا مضمون قید کو قتادہ اور یونس نے اور ہشیم اور ابو ہلال نے ابن سیرین سے کہ نقل کی انہون نے ابی ہریرہ سے اور کہا
یونس نے کہ نہین گمان کرتا مین اس روایت ابن سیرین کو ابی ہریرہ سے مگر پیغمبر خدا سے بیچ مقدمہ قید کے کہ واقع ہوا ہے قولہ القید والقید ثبات فی الدین بیچ مقدمہ غل کے کہ کہا
کان یکرہ الغل یعنے یہ حدیث مرفوع ہے نہ موقوف ابو ہریرہ اور ابن سیرین پر پس روایت کیا اسکو ابن سیرین نے ابی ہریرہ سے اور انہون نے آنحضرت سے بخاری مین نقل ہوا
کہا اور کہا مسلم نے راوی ابن سیرین سے کہ نہین جانتا مین کہ یہ قول مذکور قید مین بیچ حدیث پیغمبر خدا کے واقع ہوا ہے یا کہا ابن سیرین نے اپنی طرف سے اور ایک روایت مسلم کی
مین مانند اسی کے ہے کہ کہا گیا اور یہ بھی کہا مسلم نے کہ ادراج کیا یعنے ابن سیرین یا ابو ہریرہ نے حدیث مین اس قول کو کہ کہا واکرہ الغل آخر کلام تک یعنے تمام کلام کو بیچ غل اور
قید کے واقع ہوا ہے سب کلام ابن سیرین یا ابو ہریرہ کا ہے کہ ادراج کیا حدیث مین اور ادراج بیچ اصطلاح محدثین کے لانا راوی کا ہے کلام اپنے کو درمیان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اور بیان کرنے قول بخاری اور مسلم کے سے حقیقت حال ضمیرون قال اور کان یکرہ کے بھی ظاہر ہو جاتی ہے وقت جس وقت کہ نزدیک ہوگا زمانہ الخ شرح اس حدیث کی کئی طرح کی ہے
علما سے اول تو یہ کہ مراد قریب ہونے زمانہ کے سے اخیر زمانہ قرب قیامت کا ہے جیسے کہ اور حدیث مین صریح آیا ہے کہ اخیر زمانہ مین نزدیک ہے نہیں کہ جھوٹ ہووے خواب مومن کا اور
بعضے مشائخ اپنے سے سنا مین نے کہ مراد قرب زمانہ موت کا ہے دوسرے یہ کہ مراد قرب زمانہ سے برابر ہونا شب وروز ہے اسلیے کہ جس موسم مین رات دن برابر ہوتے ہین مزاج
اور معتدل بہت ہوتا ہے خواب بہت تر اور خلط خلل سے سالم تر ہوتا ہے تیسرے یہ کہ مراد قریب ہونا ہے وہ زمانہ ہے کہ سال مانند مہینے کے گذر جاوے گا اور مہینا مانند ہفتے کے اور ہفتہ مانند روز کے
اور روز مانند ساعت کے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد اس سے زمانہ امام مہدی کا ہے کہ ان دنون مین انکے عدل سے سب عیش مین ہونگے اور زمانہ عیش کا ہر چند دراز ہو کوتاہ معلوم ہوتا ہے اور زمانہ
غم ومحنت کا ہر چند کوتاہ ہو دراز معلوم ہوتا ہے پس بیچ زمانہ مہدی کے بھی خواب صحیح و راست ہونگے اسلیے کہ وہ زمانہ راستی کا ہوگا اور حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی راست تر ہے خواب اسکا
راست تر ہے اور چونکہ حدیث سے صحت خواب کی اور بیچ اسکی معلوم ہوئی ایک کلام ابن سیرین کا واسطے بیان اقسام خواب کے ذکر کیا اور اس عبارت مین اشارہ ہے اسپر کہ تمام اقسام خواب
صحیح اور قابل تعبیر واعتبار کے نہین بلکہ وہی قسم کہ بشارت اور اعلام ہے حق کی طرف سے لائق تعبیر وغیرہ کے ہے اور خیال النفس ہے جیسے کہ ایک شخص ایک کام یا حرفہ کرتا ہے اور اسکے وہ خیال
بیٹھ رہا ہے وہی خواب مین دیکھتا ہے یا عاشق معشوق کے خیال مین ہوتا ہے اسکو خواب مین دیکھتا ہے اور ڈرانا شیطان کا یہ کہ غمگین اور مکدر کرے اسکو بسبب دشمنی کے کہ بنی آدم سے رکھتا ہے اور وہ فعل
شیطان ہے کہ ساتھ اسکے آدمی نراد سے بازی کرتا ہے جیسے کہ دیکھتا ہے کہ میرا سر کٹ گیا ہے اور اسی قبیل سے احتلام ہونا کہ موجب غسل کا ہوتا ہے اور کبھی سبب فوت ہونے نماز اور تاخیر اسکی کا ہوتا ہے
وغیر ذلک پس یہ دو قسمین قابل اعتبار تعبیر کے نہین اور تیسری قسم بشارت دینا اور اعلام کرنا ہے جانب حق سے بندہ کے لیے تا ساتھ اسکے خوش ہووے اور طلب حق مین تازہ ہووے اور
حسن ظن اور امیدواری رکھے قابل تعبیر کے ہے اور نہ بیان کرے الخ یعنے اسلیے کہ جو قابل اعتبار و تعبیر کے نہین تو کہنا اسکا داخل عبث ولایعنی کے ہے اور یہ بھی ہے کہ جب کہیگا اور سننے والا
تعبیر بد کہیگا تو توہم اور تطیر لازم آویگا اور وسواس مین ڈالیگا اور تعبیر کو خاصیت ہے وقوع مین اور شارحون نے بیچ ضمیر قال اور کان یکرہ کے چند احتمالات لکھے ہین ایک تو یہ کہ ضمیر قال کی
ابن سیرین کی طرف پھرتی ہے جیسے کہ ظاہر عبارت کے پہلے گذری قال محمد بن سیرین کا ظاہر ہے اس مین اور اس تقدیر پر ضمیر کان یکرہ کی پھرتی ہے آنحضرت کی طرف اور معنے یہ ہونگے کہ کہا
ابن سیرین نے تھے آنحضرت ناخوش رکھتے اسکو کہ کوئی دیکھے خواب مین کہ طوق اسکی گردن مین ڈالا ہے اسلیے کہ یہ صفت دوزخیون کی ہے جیسے کہ فرمایا اذ الاغلال فی اعناقہم اور دوسرا احتمال
یہ ہے کہ ضمیر قال کی ابن سیرین کی طرف پھرے اور کان یکرہ کی ابو ہریرہ کی طرف کہ ابن سیرین روایت کرتا ہے ابو ہریرہ سے یعنے کہا ابن سیرین نے کہ تھے ابو ہریرہ ناخوش رکھتے

اور کان یکرہ میں ابن سیرین سے کہ ابن سیرین ہے طرف راوی کی پس ضمیر قال کی ہو کہ احتمال ہے اور تفسیر کہا وہ اچھا جانتا ہوگا یا آنحضرت سے سنا ہوگا
دیکھنے طوق کو خواب میں اور ابو ہریرہ رضی نے آنحضرت سے سنا ہوگا یا اچھا جانا وہ سے کہا اور تفسیر احتمال ہے کہ ضمیر قال کی ابو ہریرہ کی طرف ہو اور اللہ اعلم اور خوش آتا
کی بات ہے یعنی کہا راوی نے کہ تھے ابن سیرین کہ مکروہ رکھتے طوق کو اور ظاہر یہ احتمال اس طرح کی ترجیح رکھتا ہے اسلئے کہ ابن سیرین بہت مشہور ہیں تعبیر خواب میں
اور کیا فائدہ کا لینے بیڑیوں کا پاؤں میں اور صحیح ہم ساتھ تصحیح کے روایت بخاری کی میں آیا ہے پس سبب احتمال اول کے ضمیر راجع ہے طرف آنحضرت کے اور جھکا کر کہ اگر
احتمال دوسرے کے طرف ابو ہریرہ اور اتباع انکے کیا اور بسبب تفسیر کے طرف ابن سیرین کے اور تعبیر کہنے والے اہل تعبیر انکے کہ یعنی اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اسکے پاؤں میں بیڑی
احکام اچھا بات ہے کہ علامت باز رہنے کی قبائح اور معاصی سے اور ثابت قدم رہنے کی طاعت پر ہے جیسے کہ فرمایا ہو قال القید ثبات فی الدین اور تعبیر نسبت اہل دین کے
کہے اور لکھا ہے اہل تعبیر نے کہ اگر کوئی بیمار یا قیدی یا مسافر یا غمگین دیکھے کہ قید پاؤں میں ہے تو تعبیر اسکی ثابت رہنا اسی حال پر ہے کذا قال الطیبی اور اسی طرح تعبیر خواب کی مختلف ہوتی
ہے ساتھ اختلاف دیکھنے والے کے مثلاً اگر تاجر دیکھے خواب میں کہ اسباب کشتی پر رکھا ہوا ہے اور ہوا موافق چلتی ہے تو علامت سلامتی کی اور نفع کی تجارت میں ہے اور اگر یہی خواب کوئی
سالک سا لکان طریقت سے دیکھے تو علامت اتباع شرع شریف کی اور پہنچنے کی مقام حقیقت میں ہے اور جابر رضی سے روایت ہے کہا کہ ایک اعرابی آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا
فی المنام کان راسی قطع فقال فضحک النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال اذا لعب الشیطان باحدکم فی منامہ فلا یحدث بہ الناس رواہ مسلم اور روایت ہے جابر سے کہ آیا ایک
شخص پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا دیکھا میں نے خواب میں گویا کہ سر میرا کاٹا گیا ہے کہا جابر نے پس ہنسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ جس وقت کہ کھیلے شیطان ساتھ کسی کے
خواب اسکے میں پس نہ بیان کرے اسکو واسطے لوگوں کے نقل کی ہے مسلم نے ف یعنی یہ خواب تیرا اضغاث احلام میں سے ہے اور اس قسم سے ہے کہ شیطان بازی کرتا ہے ساتھ آدمی کے خواب میں
پس اسکی تعبیر خواب کو چھپانا چاہیے اور طیبی نے کہا کہ آنحضرت نے وحی سے جانا ہوگا یا دلالت حال سے کہ یہ خواب اضغاث احلام میں سے اور بازی شیطان ہے اگرچہ نزدیک تعبیر
کہنے والوں کے اسکی تعبیر زوال نعمت اور مفارقت قوم اور مانند اسکے کے ہے اور عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ذات لیلۃ فیما یری النائم کانا فی دار عقبۃ بن رافع
فاتینا برطب من رطب ابن طاب فاولت ان الرفعۃ لنا فی الدنیا والعاقبۃ فی الآخرۃ وان دیننا قد طاب رواہ مسلم اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے ایک رات بیچ ان چیزوں کے کہ دیکھتا ہے سونے والا یعنی خواب میں دیکھا ہوں گویا کہ میں اور ہم سب بیچ گھر عقبہ بن رافع صحابی کے ہیں پس
لائی گئیں ہمارے پاس کھجوریں تر کہ انکو رطب ابن طاب کہتے ہیں پس تعبیر کی میں نے یہ کہ سربلندی اور بزرگی واسطے ہمارے بیچ دنیا میں اور عاقبت نیک آخرت میں یعنی رفعت لفظ رافع
سے لی اور عاقبت عقبہ سے اور یہ کہ دین ہمارا اچھا ہے یعنی یہ لفظ رطب ابن طاب سے لیا نقل کی ہے مسلم نے ف عادت شریف آنحضرت کی تھی کہ ناموں سے نیک فال لیا تو اول و تاویل کے
معانی لیتے تھے اور یہ خصوص ساتھ تعبیر خواب کے نہ تھا بیداری میں بھی ساتھ انکے فال لیتے تھے جیسے کہ سفر ہجرت میں کہ مکہ سے مدینہ کو تشریف لیے جاتے تھے کہ بریدہ اسلمی کو ساتھ چند سواروں
کے راہ میں قریش نے اسکو واسطے پکڑنے آنحضرت کے متعین کیا تھا اور سو اونٹ دینے کا وعدہ کیا تھا فرمایا کہ تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے اسنے کہا بریدہ پس حضرت نے ابوبکر سے فرمایا
قد برد امرنا یعنی مشکل ہوئی کام ہمارے میں الی آخر الحدیث اور عن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت فی المنام انی اہاجر من مکۃ الی ارض بہا نخل فذہب وہلی
الی انہا الیمامۃ او ہجر فاذا ہی المدینۃ یثرب ورأیت فی رؤیای ہذہ انی ہززت سیفا فانقطع صدرہ فاذا ہو ما اصیب من المؤمنین یوم احد ثم ہززتہ اخری فعاد احسن ما کان
فاذا ہو ما جاء اللہ بہ من الفتح واجتماع المؤمنین متفق علیہ اور روایت ہے ابی موسی سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دیکھا میں نے خواب میں کہ تحقیق میں ہجرت کرتا ہوں
اس طرف ایک زمین کے کہ اسمیں کھجوریں ہیں پس گیا خیال میرا بیچ تعبیر اسکی کے طرف اسکے کہ وہ شہر یمامہ ہے یا ہجر ہے پس ناگہاں بیچ وہ تھا مدینہ کہ نام قدیم اسکا یثرب ہے اور دیکھا میں نے اس
خواب اپنے میں کہ تحقیق ہلاتا ہوں میں تلوار پس ٹوٹ گئی اوپر سے پس ناگہاں تعبیر ٹوٹنے تلوار کی وہ تھی کہ پہنچی بعضے مومنوں کو سختی و غم روز جنگ احد کے یعنی زخمی ہوئے بعضے اور
شہید ہوئے پھر ہلایا میں نے تلوار کو دوسری بار پس حالت اصلی پر آگئی تلوار اور درست ہوگئی بہتر اس چیز سے کہ تھی پس ناگہاں تعبیر درست ہونے تلوار کی وہ تھی کہ لایا اسکو خدا تعالی
کہ وہ فتح تھی اور جمع ہونا مومنوں کا یعنی فتح مکہ یا صلح حدیبیہ کہ وہ سبب ہوئی فتح کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یثرب نام ایک شہر کا ہے شہروں حجاز کے سے کہ اسمیں کھجوریں
بہت ہوتی تھیں اور ہجر بھی نام شہر کا ہے اور ایام جاہلیت میں مدینہ کا نام یثرب تھا پھر نام رکھا گیا اسکا مدینہ اور طیبہ اور طابہ اور اس نام سے حضرت نے منع فرمایا اسلئے کہ یثرب

ابر سے قسم میں اور لڑکے کہ گرد انکے ہیں اولاد ہیں آدمیوں کی اور وہ شخص کہ جلاتا ہے آگ مالک ہے داروغہ دوزخ کا اور گھر پہلا کہ داخل ہوئے تم اس میں گھر ہے عام مومنوں کا یعنی وہ بہشت
کہ جسمیں تمام مومنین ہونگے اور یہ گھر پس گھر شہیدوں کا اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں اور اٹھاؤ تم سر اپنا پس اٹھایا میں نے سر اپنا پس ناگہان اوپر میرے مانند ابر
کے تھا یعنی بلندی میں اور ایک روایت میں مانند ابر تو بر توسفید کے کہا ان دونوں شخصوں نے کہ یہ مکان آپ کا کہا میں نے چھوڑ دو مجھکو کہ داخل ہوں میں اپنے مکان میں کہا
ان دونوں شخصوں نے تحقیق باقی رہی ہے عمر تمہاری نہیں پورا کیا تم نے اسکو پس اگر پورا کروگے تم اسکو داخل ہوگے اپنے مکان میں نقل کی یہ بخاری نے ف سو رہا اس سے انکو
اپنے یعنی پڑھا قرآن رات کو اور دن کو اسپر عمل نہ کیا عمل قرآن پر رات اور دن میں ہے اور تلاوت قرآن کی رات کو بھی عمل کرنا قرآن پر ہے ولیکن چونکہ معمول شب میں عمل کرنا ساتھ
تلاوت اسکی کے ہے مخصوص کیا ساتھ اسکے اور عمل ساتھ اوامر و نواہی قرآن کے متعلق ساتھ روز کے رکھا باعتبار غالب کے انتہی تقریر الشیخ رح اور ملا علی نے لکھا ہے باوجودیکہ ترک کیا
نعمت عالی کو یعنی علم قرآن ہیں اسکی تلاوت سے غافل ہوکر سو رہا اور یہ بعض اوقات باعث بھول جانے کا ہوتا ہے اور وہ گناہ کبیرہ ہے اور نہ عمل کرنے والا اوامر و نواہی قرآن پر
باوجودیکہ اوپر دل قرآن سے عمل ہے چنانچہ اسلیے وارد ہوا ہے کہ جسنے عمل کیا قرآن پس گویا کہ ہمیشہ پڑھتا ہے قرآن اگرچہ نہ پڑھے اور جسنے پڑھا قرآن ہمیشہ اور نہ عمل کیا اسپر پس
نہیں پڑھا ہے پس گویا کہ نہ پڑھا کبھی اور کہا طیبی نے سو رہا اس سے یعنی اعراض کیا اس سے اور ہو کر سو رہے بغیر اعراض کے اس سے بسبب تقصیر کے یا بھول کے پس وہ خارج ہے اس وقت
سے انتہی اور شہیدوں کا یعنی مومنین خاص کا کہ وہ انبیا اور اولیا اور علما ہیں اسلیے کہ وارد ہوا ہے کہ سیاہی علماء کی غالب ہوگی شہیدوں کے خون پر اور کہا نووی نے کہ آپ نے
ہے اور پہلا تجھے جو ہوئے اسلام کے مقتدیوں پر اور اوپر استحباب پوچھنے کے خواب سے اور اوپر استحباب تعبیر کہنے والے کے طرف تعبیر اسکی کے اول روز میں تاکہ ذہن
پریشان نہ ہو طلب کسب معاش کے اور ذکر حدیث عبد اللہ بن عمر فی رؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المدینۃ فی باب حرم المدینۃ اور ذکر کی گئی حدیث عبد اللہ بن عمر کی بیچ
بیان خواب دیکھنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ میں بیچ باب حرم مدینہ کے الفصل الثانی دوسری فصل عن ابی رزین العقیلی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رؤیا المؤمن جزء من ستۃ واربعین جزءا من النبوۃ وھی علی رجل طائر ما لم یحدث بھا فاذا حدث بھا وقعت واحسبہ قال لا تحدث الا حبیبا او لبیبا رواہ الترمذی وفی روایۃ
ابی داؤد قال الرؤیا علی رجل طائر ما لم تعبر فاذا عبرت وقعت واحسبہ قال ولا تقصھا الا علی واد او ذی رای روایت ہے ابی رزین عقیلی سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ خواب مومن کا ایک جزو ہے چھیالیس جزو نبوت کے سے اور خواب اوپر پاؤں پرندہ کے ہے جبتک کہ نہیں کہتا اسکو پس جسوقت کہتا ہے کسی کے روبرو واقع ہوتا ہے
اور گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا نہ بیان کر خواب کو روبرو کسی کے مگر روبرو دوست کے یا دانا کے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیچ روایت ابو داؤد کے ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے خواب اوپر پاؤں پرندہ کے ہے جبتک تعبیر نہیں کہی جاتی پس جبکہ تعبیر کہی جاوے واقع ہوتی ہے اور گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا اور نہ بیان کر خواب مگر روبرو
دوست کے یا صاحب عقل کے ف اوپر پاؤں پرندہ کے یہ مثل ہے بیچ عدم تقرر شے کے یعنی جو امر کہ قرار نہیں پاتا ہے اسکو عرب کہتے ہیں علی رجل طائر یعنی جیسے پرندہ اکثر اوقات
ٹھہرتا نہیں اڑتا رہتا ہے اور حرکت کرتا ہے اور جو چیز کہ اسکے پاؤں پر ہوتی ہے وہ بھی نہیں ٹھہرتی ہے ویسے ہی یہ امر بھی ٹھہرتا نہیں پس فرمایا کہ خواب جبتک کسی سے کہا نہیں ہے اور دل میں پوشیدہ
رکھا ہے اعتبار نہیں رکھتا اور واقع نہیں ہوتا پس جب خواب کہا کسی سے اور اسنے تعبیر کہی واقع ہوتا ہے اسی طرح کہ تعبیر کہی پس کہنا چاہیے اور یہ جو ہے خواب کے حق میں ہے کہ اسکے
وقوع سے ڈرتا ہے اور توہم ضرر کا رکھتا ہے جیسے کہ اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور اگر ساتھ دوست کے تامل نیکی پر کرے اور تعبیر اچھی کہے بخلاف دشمن کے کہ بسبب عداوت کے
تعبیر بری کہیگا اور اسی طرح دانا کہ از راہ عقل کے تعبیر اچھی دیگا یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ جب وقوع سب چیزوں کا ساتھ قضا و قدر کے ہے تو تاثیر کیا ہے خواب کی بیچ وقوع
کے اور تاثیر تعبیر کی وقوع میں کیونکر ہے جواب یہ کہ یہ بھی قضا و قدر سے ہے مانند دعا اور صدقہ اور تمام اسباب کے وعن عائشۃ قالت سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ورقۃ
فقالت له خدیجة انه كان قد صدقك ولكن مات قبل ان تظهر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اریته فی المنام وعلیه ثیاب بیض ولو كان من اهل النار لكان علیه لباس
غیر ذلك رواہ احمد والترمذی اور روایت ہے عائشہ سے کہا پوچھے گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حال ورقہ کے کہ وہ مومن تھا یا نہیں پس کہا روبرو حضرت کے خدیجہ نے
کہ وہ تصدیق کرتے تھے آپکی ولیکن مر گئے پہلے ظاہر ہونے نبوت آپکی کے پس فرمایا آنحضرت نے کہ دکھلایا گیا ہوں میں اسکو خواب میں اس حال میں کہ اسپر کپڑے سفید ہیں اور اگر ہوتا وہ

دو رخیون مین سے ہو ہوتا اسپر کپڑے سفید اور طرح کے نقل کی ہے احمد اور ترمذی نے فائدہ ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ چچا کے بیٹے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے تھے اور انھون نے
ایام جاہلیت مین دین نصاریٰ سیکھا تھا اور انجیل کو عربی مین ترجمہ کیا اور عبادت اللہ تعالیٰ کی کرتے تھے اور عبادت بتون کی سے بیزار رہتے تھے اور آخر عمر مین نابینا ہو گئے
تھے اور قصہ لیجانے حضرت خدیجہ کا آنحضرت کو ابتدائے وحی مین انکے پاس اور بشارت دینے انکا آنحضرت کو ساتھ صدق حال کے اور تصدیق کرنا آنحضرت کو مشہور ہے کہ
اور کتاب اسد الغابہ مین انکو صحابہ مین ذکر کیا ہے اور اختلاف علما کا بیچ اسلام انکے کے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث بعینہ نقل کی ہے اور اس حدیث کو حضرت عائشہ نے بلا تحقیق سماع
کے صحابہ سے روایت کیا ہو اسلیے کہ حضرت عائشہ بیچ حالت حیات حضرت خدیجہ کے آنحضرت کی خدمت مین نہ تھین اور کہا نووی نے حضرت خدیجہ نے الخ یعنی پہلے جواب دینے
حضرت کے حضرت خدیجہ نے برعایت حال اپنے چچا کے بیٹے کے اور نگہداشت ادب کے ساتھ آنحضرت کے کلام مین نہین کہا کہ اول ناظر بیچ ثبوت ایمان انکے کے یہ ہو کہ مانتے اور
تصدیق کی انھون نے آنحضرت کی نبوت مین اور کہا کہ یہ فرشتہ کہ آپنے دیکھا ہے وہی ناموس ہے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ پر اترا تھا اور تمنا ظاہر کی کہ ہو اگر مین بیچ وقت ظہور دعوت
کے زندہ رہا تو مدد قوی تمہاری کرونگا اور دوسرا کلام دلالت کرتا ہے اوپر تردد ایمان انکے کے کہ کہا ولکن بات قبل ان تظہر الدعوۃ الخ لیکن حضرت نے کلام مذکور رفع کیا کہ ایمان انکا
کا ثابت کیا یہ حدیث دلالت کرتی ہے اوپر ایمان انکے کے اور اسمین کیا جگہ اختلاف کی ہو کہ حالت نبوت آنحضرت کی پائی انھون نے اور تصدیق کی اگرچہ بعد نبوت کے کرنے کو نہ پایا
رکھا تھا زمانہ (وعن ابن خزیمۃ بن ثابت عن عمہ ابی خزیمۃ انہ رای فیما یری النائم انہ سجد علی جبہۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فاضطجع لہ وقال صدق رؤیاک
فسجد علی جبہتہ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہو ابن خزیمہ بن ثابت سے کہ نقل کی اپنے چچا سے کہ ابی خزیمہ ہے کہ انھون نے دیکھا اس حالت مین کہ دیکھتا ہے سونے والا
خواب مین دیکھا کہ سجدہ کیا ہے اوپر پیشانی آنحضرت کے پس عرض کیا یہ خواب اپنا حضرت سے پس لیٹ گئے حضرت بپاس خاطر ابی خزیمہ کے تا سجدہ کرلین اور فرمایا سچ کر خواب اپنا
یعنے عمل کر مقتضاے خواب کے پس سجدہ کیا حضرت کی پیشانی پر نقل کی یہ شرح السنہ مین فائدہ اس حدیث مین دلیل ہو اسپر کہ مستحب ہے عمل کرنا خواب پر بیداری مین اگر نیک کام
سے ہو جیسے کہ خواب مین دیکھے کہ روزہ رکھا ہے یا نماز ادا کی ہے یا تصدق کیا ہے یا کسی مرد صالح کی زیارت کی ہے وغیر ذلک شیخ (وسنذکر حدیث ابی بکرۃ کان میزانا نزل من
السماء فی باب مناقب ابی بکر وعمر) اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابی بکرہ کی کہ سرا اسکا یہ ہے کان میزانا نزل من السماء بیچ مناقب ابوبکر وعمر کے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عن
سمرۃ بن جندب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما یکثر ان یقول لاصحابہ ہل رای احد منکم من رؤیا فیقص علیہ من شاء اللہ ان یقص وانہ قال لنا ذات غداۃ انہ
اتانی اللیلۃ آتیان وانہما ابتعثانی وانہما قالا لی انطلق وانی انطلقت معہما وذکر مثل الحدیث المذکور فی الفصل الاول بطولہ وفیہ زیادۃ لیست فی الحدیث المذکور وہی
قولہ فاتینا علی روضۃ معتمۃ فیہا من کل نور الربیع واذا بین ظہری الروضۃ رجل طویل لا اکاد اری راسہ طولا فی السماء واذا حول الرجل من اکثر ولدان ما رایتہم قط
قلت لہما ما ہذا ما ہؤلاء قال قالا لی انطلق فانطلقنا فانتہینا الی روضۃ عظیمۃ لم ار روضۃ قط اعظم منہا ولا احسن قال قالا لی ارق فیہا قال فارتقینا فیہا فانتہینا الی
مدینۃ مبنیۃ بلبن ذہب ولبن فضۃ فاتینا باب المدینۃ فاستفتحنا ففتح لنا فدخلناہا فتلقانا فیہا رجال شطر من خلقہم کاحسن ما انت راء وشطر منہم کاقبح ما انت راء قال
قالا لہم اذہبوا فقعوا فی ذلک النہر قال واذا نہر معترض یجری کان ماءہ المحض فی البیاض فذہبوا فوقعوا فیہ ثم رجعوا الینا قد ذہب ذلک السوء عنہم فصاروا فی
احسن صورۃ وذکر فی تفسیر ہذہ الزیادۃ واما الرجل الطویل الذی فی الروضۃ فانہ ابراہیم واما الولدان الذین حولہ فکل مولود مات علی الفطرۃ قال فقال بعض المسلمین
یا رسول اللہ واولاد المشرکین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واولاد المشرکین واما القوم الذین کانوا شطر منہم حسن وشطر منہم قبیح فانہم قوم خلطوا عملا صالحا
وآخر سیئا تجاوز اللہ عنہم رواہ البخاری) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت فرماتے واسطے اصحاب اپنے کے کہ کیا دیکھا ہے
کسی نے تم مین سے خواب پس بیان کرتا روبرو حضرت کے خواب جسکو چاہتا اللہ کہ بیان کرے اور تحقیق فرمایا حضرت نے ہمکو ایک روز کہ آئے میرے پاس آج کی رات
دو شخص آنیوالے اور تحقیق ان دونون نے اٹھایا مجکو اور انھون نے کہا مجکو چلو اور تحقیق مین چلا ساتھ انکے اور ذکر کیا سمرہ نے مانند حدیث ذکر کی گئی کے بیچ فصل پہلی کے
ساتھ درازی کے اور اس حدیث مین کچھ زیادتی ہے کہ نہین بیچ حدیث مذکور کے اور وہ زیادتی یہ ہے کہ فرمایا حضرت نے کہ پس آئے ہم اوپر ایک باغ اندھیرے کہ بیچ اسکے بہت

پس ہین کیا جواب دیتے ہین تجھکو اس لیے تحقیق وہ جواب ہے تیرا اور جواب اولاد تیری کا ہے پس گئے حضرت آدم اور کہا السلام علیکم پھر پوچھا ان سے یعنی کہا فرشتون نے السلام علیک ورحمۃ
رحمۃ الله کی کہا پیغمبر خدا نے پس زیادہ کیا فرشتون نے بیچ جواب سلام آدم کے لفظ ورحمۃ الله کا فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے پس جو شخص کہ داخل ہوگا بہشت
مین اوپر صورت آدم کے ہوگا حال انکہ لنبائی اسکی ساٹھ گز کی ہوگی یعنی بامین بلندی قد اور حسن وجمال کے کہ آدم رکھتے تھے بہشت مین داخل ہونگے اور وہ درحقیقت اوپر
صورت اسی کے ہمیشہ پیدائش کم ہوتی رہی یعنی لوگونکے پیچھے آدم کے اب تک کہ اس مقدار کو پہونچے ہین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر الخ
کہا ہے علمانے بیچ معنی اس حدیث کے بعضی لوگ کہتے ہین کہ یہ احادیث صفات مین سے ہے پس تاویل اسکی سے باز رہے جیسے بیچ امثال اسکے کہ متشابہات سے ہین مذہب سلف کا یہی ہے
اور بعض تاویل اسکی کرتے ہین اور مشہور اسکی تاویل مین یہ ہے کہ صورت اپنی صفت کے ہے جیسا کہ کہتے ہین صورت مسئلہ کی یہ ہے اور صورت حال یون ہے یعنی پیدا کیا الله تعالی نے
آدم کو اوپر صفت اپنی کے اور موصوف کیا اسکو ساتھ ان صفتون کے کہ وہ صفات کمال اسکی کے ہین پس کیا اسکو حی عالم قادر مرید متکلم سمیع بصیر یا اضافت تشریف کے لیے ہے
جیسے کہ روح الله اور بیت الله یعنی پیدا کیا اوپر صورت جمیل لطیف کے کہ مشتمل ہے اوپر اسرار و لطائف کے کہ ساتھ قدرت خاص اپنے کے بنایا اپنے پاس سے تشریفا اور بعضون نے کہا کہ ضمیر
آدم کی طرف پھرتی ہے یعنی پیدا کیا آدم کو ابتدا سے حال ہے بشر تمام الخلقت کامل الصورت طول ساٹھ گز کے جیسے کہ اور آدمیون کو کہ اول ہوتے ہین نطفہ بعد ازاں علقہ بعد ازاں مضغہ
ازاں جنین بعد ازاں طفل بعد ازاں صبی بعد ازاں تمام مرد ہوتے ہین پس یہ بیان ہے پیدائش آدم کا اور تخصیص ان تاویل کی بسبب ظہور تعارف ہونے اسکے کے ہے بخلاف تمام
صفات کے اور مقدار پھر مشی کی بقیاس اسکے مجملا معلوم ہوتی ہے اور زیادہ کیا فرشتون نے الخ یہ اوپر جواب سلام کا اور فضیلت ہے اگر کوئی کہے السلام علیک اسکے جواب مین کہے
وعلیک السلام ورحمۃ الله اور اگر سلام مین ورحمۃ الله بھی کہے اسکے جواب مین ورحمۃ الله وبرکاتہ کہے اور بعضے روایت مین لفظ ومغفرتہ کا بھی زیادہ آیا ہے اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ جواب مین السلام علیک بھی درست ہے جیسے کہ وعلیک السلام اور دونون عبارتون مین کچھ تفاوت نہین لیکن جمہور اسپر ہین کہ جواب مین وعلیکم السلام کہنا افضل ہے
اور شاید کہ ملائکہ نے بھی ارادہ کیا ہو سلام کرنے کا ابتدا آدم پر جیسے کہ واقع ہوتا ہے اکثر لوگون مین لیکن شرط کیا گیا ہے بیچ صحت جواب کے یہ کہ واقع ہو بعد سلام کے نہ یہ کہ واقع
ہون دونون معا جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر فا تعقیب کی اور اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہین پس اگر ملین دو شخص اور السلام علیک کرین آپس مین ایک دفعہ تو واجب ہوتا ہے
ہر ایک پر جواب اور اخیر جملہ حدیث مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی آدم علیہ السلام ساٹھ گز کا قد رکھتے تھے بعد انکے لوگ کوتاہ ہونے لگے پھر جب بہشت مین جاوینگے بلند قد ہو جاوینگے
مانند آدم علیہ السلام کے ع (وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو) أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ
عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے عبد الله بن عمرو سے یہ کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے کہ کونسی خصلت اہل اسلام کی بہتر ہے فرمایا
کھلانا طعام کا اور کہنا سلام کا اوپر آشنا اور بیگانہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف تخصیص ان دونون صفتون کی مناسب حال سائل کے ہے یعنی بعضی جاے کسی عمل کو
افضل فرمایا ہے اور بعضی جاے کسی کو تو مناسب حال پوچھنے والے کے ہوتا تھا کہ جسکی طبیعت مین ایک خصلت نیک کی ضد کی طرف میل پاتی اسکے لیے اس خصلت نیک کو افضل
فرماتے مثلا ایک کے مزاج مین بخل دیکھا اسکے لیے کھلانا افضل خصال فرمایا اور لفظ تقرا ساتھ فتح تا کے مشتق ہے اقرار سے بمعنی پڑھنے کے اور ساتھ ضم تا کے اقرا
سے بمعنی پڑھانے کے بھی آیا ہے اور معنی اسکے ظاہر تر ہین اور باوجود اسکے پہلا صحیح تر اور فصیح تر ہے لیکن معنے اسکے خوب ظاہر نہین توجیہ اسکی یہ ہے کہ چونکہ سلام کرنے والا باعث
ہوتا ہے مسلم علیہ کو جواب کا گویا پڑھواتا ہے اسکو سلام کے کلمے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سلام حقوق اسلام سے ہے نہ حق صحبت و آشنائی اور اسی طرح عبادت اور مانند
اسکے کے جیسے کہ حدیث آیندہ مین آتا ہے ح (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ سِتُّ خِصَالٍ يَعُودُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ
وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُشَمِّتُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ وَلَمْ أَجِدْهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ وَلَا فِي كِتَابِ الْحُمَيْدِيِّ وَلَكِنْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ الْجَامِعِ بِرِوَايَةِ النَّسَائِيِّ
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہین عیادت کرے اسکی جسوقت بیمار ہو اور حاضر ہو اسکی نماز وغیرہ کے
لیے جسوقت کہ مرے اور قبول کرے دعوت اسکی جبکہ بلاوے اسکو کھانے کے لیے یعنی اگر کوئی مانع نہو مثل مزامیر وغیرہ کے یا از راہ فخر وریا کے ہو اور سلام کرے اسپر جسوقت

کے پاس سے اور جواب دے اُنکی چھینک کا جس وقت کہ چھینک لیوے الحمد للہ کہا ہو بعد چھینک کے والا حق جواب کا نہیں ہوتا اور خیر خواہی کرے اسکی جس وقت کہ غائب ہو یا حاضر ہو کہا مولف نے کہ نہیں پائی یہ حدیث میں نے صحیحین میں اور نہ کتاب حمیدی کی میں لیکن ذکر کیا ہے اسکو جامع الاصول والے نے ساتھ روایت نسائی کے ف خیر خواہی کرے الخ یعنی حاضر و غائب خیر خواہ رہے یہ نہیں کہ جب سامنے آوے تو تملق کرے اور غائبانہ غیبت کرے کہ یہ صفت منافقین کی ہے ع (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا أولا أدلكم على شيء إذا فعلتموه تحاببتم أفشوا السلام بينكم رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ داخل ہو گے تم بہشت میں یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور نہ ایمان لاؤ گے یعنی ایمان کامل نہیں ہو گا یہاں تک کہ آپس میں دوستی کرو یعنی واسطے اللہ کے اور کیا نہ بتلاؤں میں تمکو ایک چیز کہ جس وقت کرو تم اسکو آپس میں تمہاری دوستی ہو پراگندہ کرو سلام درمیان اپنے یعنی آشنا و بیگانہ سے سلام علیک کرو نقل کی یہ مسلم نے ف مشکوۃ کے صحیح اور معتمد نسخوں میں کہ مشائخ کبار کے آگے پڑھے گئے ہیں لفظ لا تؤمنوا ساتھ حذف نون کے ہے اور حذف نون کا سبب مجانست اور مقارنت تدخلون کی ہے اور بعضے نسخوں میں ولا تؤمنون نون سے آیا ہے اور وہ موافق قاعدہ کے ہے نحو کے ع (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلم الراكب على الماشي والماشي على القاعد والقليل على الكثير متفق عليه) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام علیک کرے سوار پیادہ پا چلنے والے پر اور چلنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہتوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف سوار پیادہ پر سلام علیک کرے واسطے تواضع کے سبب اسکے کہ فضیلت دی ہے اللہ نے اسکو سبب سواری کے اسکا فروتنی ہی کرنی چاہیے اور تھوڑے بہتوں پر کریں واسطے تواضع کے اور اکرام بہتوں کے اور کہا نووی نے جو کوئی ملا ایک جماعت سے اور ارادہ کیا ہے کہ خاص کرے کسی ایک لوگوں کو انہیں سے ساتھ سلام کے تو مکروہ ہے اسلیے کہ قصد سلام سے موانست اور الفت ہے اور تخصیص بعض کے وحشت والی ہے باقیوں کی اور اکثر یہ سبب عداوت کا بھی ہو جاتا ہے اور جگہ چلتے ہوں بازار میں یا شارع عام میں بہت سے لوگ تو وہاں سلام کرنا بعض پر کفایت کرتا ہے اسلیے کہ اگر سب پر سلام کریگا تو باز رہیگا سب امور سے ع (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يسلم الصغير على الكبير والمار على القاعد والقليل على الكثير رواه البخاري) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کرے چھوٹا بڑے پر اور گذرنے والا بیٹھے پر اور تھوڑے بہت پر نقل کی یہ بخاری نے ف لکھا ہے علما نے کہ جگہ ملاقات کا ہے یعنی جگہ دو آدمی ملاقات کریں حکم ہے اور اگر وارد ہوا آدمی ایک دوسرے پر تو ابتدا سلام وارد پر ہے ہر حال چھوٹا ہو یا اکبر ہو یا بہت ع (وعن انس قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على غلمان فسلم عليهم متفق عليه) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذرے لڑکوں پر پس سلام کیا ان پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یہ غایت تواضع اور شفقت ہے حضرت کی اہل عالم پر صلے اللہ علیہ وسلم وجزاه الله عن المسلمين خيرا آمين ع (وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تبدؤا اليهود ولا النصارى بالسلام وإذا لقيتم أحدهم في طريق فاضطروه إلى أضيقه رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ ابتدا کرو یہود کو اور نصرانیوں سے ساتھ سلام کے اور جس وقت ملو تم ایک انکے سے راہ میں پس تنگ کرو انکو طرف تنگ تر راہ کے نقل کی یہ مسلم نے ف نہ ابتدا کرو الخ یعنی اول تم انسے سلام علیک نہ کرو اسلیے کہ ابتدا ساتھ سلام کے واسطے اعزاز مسلمین کے ہے اور اعزاز کفار کا جائز نہیں اور اسی طرح جائز نہیں محبت کرنی انسے ساتھ سلام اور مانند اسکے کیونکہ فرمودہ خدائے تعالے کے (لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله ورسوله الآية) اور اگر وہ سلام علیک کریں انکے جواب میں علیکم یا علیک کہے اور لکھا ہے علما نے کہ یہ جواب سلام کفار کے کہے بلا کراہت اور بعضے علما نے ابتدا سلام یہود و نصاری پر واسطے ضرورت یا حاجت کے جائز رکھا ہے اور یہی حکم ہے بدعتی لوگوں اور فاسقوں کا اور اگر سلام علیک کی ایک انجان سے اور پھر معلوم ہوا کہ وہ ذمی ہے تو مستحب ہے کہ استرداد سلام کی کرے اس سے کہ کہے پھیر دے سلام میرا یعنی طلب کی پھیر دینے سلام اپنے کی اور تنگ کرو الخ یعنی غلبہ کرو ایسا کہ وہ کنارے ہو جاوے اور تنگ ہو اسپر راہ واسطے اظہار عزت و شوکت اسلام کے اور یہ جو اشعۃ میں لکھا ہے کہ مراد تنگ کرنے سے حکم کرنا ہے کہ وہ ہو جاوے بیچ راہ کا چھوڑ دے مسلمانوں کے لیے ع (وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سلم عليكم اليهود فإنما يقول أحدهم السام عليك فقل وعليك متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ سلام کریں تم پر یہود تو سوائے اسکے نہیں کہتا ہے ایک انکا

سام علیک یعنی موت ہو تم پر پس کہو تم انکے جواب میں وعلیک یعنی تجھی پر ہو موت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سلم عليكم اهل الكتاب
فقولوا وعليكم متفق عليه) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت سلام علیک کریں تمہے اہل کتاب یعنی یہود و نصاری پس کہو انکے جواب
میں وعلیکم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف پہلی حدیث میں لفظ فقل او رو علیک ساتھ صیغہ مفرد کے ہے اور اس میں فقولوا اور وعلیکم ساتھ صیغہ جمع کے اور روایتوں میں
وعلیک اور علیکم ساتھ واو اور بدون واو کے دونوں طرح آیا ہے اور کلام مولف میں ساتھ واو کے ہے اور روایت موطا میں علیک ہے بدون واو کے اور اسی طرح روایت دارقطنی
میں علیکم ہے بدون واو کے پس بعضے علما نے تو کہا ہے کہ مختار یہ ہے کہ بدون واو کے کہے تا شراکت لازم نہ آوے اس چیز میں کہ کہا اور بعضوں نے کہا کہ مشارکت سے کچھ
اسلیے کہ موت سبکو آنے والی ہے گویا یعنی یوں ہونگے کہ ہم اور تم آپس میں برابر ہیں ہم سب مرینگے اور بعضوں نے کہا کہ واو یہاں مشارکت کے لیے نہیں ہے بلکہ استیناف کے لیے ہے
تو صورت میں تقدیر یہ ہوگی وعلیکم ما تستحقونہ من الذم اور صواب یہ ہے کہ دونوں طرح جائز ہے ساتھ واو کے بھی اور بدون واو کے بھی بسبب واقع ہونے روایت کے دونوں طرح
اور کہا نووی نے کہ اتفاق رکھتے ہیں علما اوپر جواب دینے سلام اہل کتاب کے لیکن نہ کہا جاوے وعلیکم السلام یعنی نہ علیکم السلام کہے اور نہ علیکم السلام بلکہ فقط وعلیک یا وعلیکم
اور وعلیکم میں جب کہ جب وہ کئی ہوں اور جب ہو واحد تو وعلیک کہے کہا ابن حجر نے تعلیل میں ہمزہ کی لازم آویگی ترجیح (وعن عائشة قالت استاذن رهط من اليهود على النبي صلى الله عليه
وسلم فقالوا السام عليكم فقلت بل عليكم السام واللعنة فقال يا عائشة ان الله رفيق يحب الرفق في الامر كله قلت اولم تسمع ما قالوا قال قد قلت وعليكم وفي
رواية عليكم ولم يذكر الواو متفق عليه) اور روایت ہے عائشہ سے کہا اجازت مانگی ایک جماعت نے یہود میں سے اوپر آنے کے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا انہوں نے
السام علیکم یعنی موت ہو تمہیں پس کہا میں نے بلکہ تم پر ہو موت اور لعنت پس فرمایا حضرت نے اے عائشہ تحقیق اللہ تعالی نرمی کرنا ہے دوست رکھتا ہے نرمی کو بیچ سب کام کے کہا میں نے کیا نہیں سنا آپ نے اس چیز کو کہ کہا
انہوں نے یعنی بجاے سلام کے سام کہا فرمایا حضرت نے تحقیق کہا میں نے یعنی انکے جواب میں وعلیکم اور ایک روایت میں علیکم ہے اور نہیں ذکر کی واو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وفی روایۃ للبخاری
قالت ان اليهود اتوا النبي صلى الله عليه وسلم فقالوا السام عليك قال وعليكم فقالت عائشة السام عليكم ولعنكم الله وغضب عليكم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم مهلا يا
عائشة عليك بالرفق واياك والعنف والفحش قالت اولم تسمع ما قالوا قال اولم تسمعي ما قلت رددت عليهم فيستجاب لي فيهم ولا يستجاب لهم في وفي رواية لمسلم قال لا تكوني
فاحشة فان الله لا يحب الفحش والتفحش) اور ایک روایت بخاری کی میں یوں آیا ہے کہ کہا عائشہ نے تحقیق یہود آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا موت ہو تم پر فرمایا حضرت نے
اور تم ہی پر پس کہا حضرت عائشہ نے جواب یہود کے موت ہو تم پر اور لعنت ہو تم پر اللہ کی اور غضب اللہ کا تم پر پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر جا اے عائشہ اوپر
تیرے ہی نرمی کرنی اور بچتی رہ سختی اور بیحیائی کی باتوں سے کہا حضرت عائشہ نے کیا نہیں سنا آپ نے اس چیز کو کہ کہا یہودیوں نے فرمایا پیغمبر خدا نے کیا نہیں سنا تونے اس چیز کو کہ کہا میں نے اور پھیرا
ویسا ہی انپر پس قبول کی جاتی ہے دعا میری انکے حق میں اور انکی قبول نہیں کی جاتی دعا بیچ حق میرے کے اور بیچ ایک روایت مسلم کے یوں ہے کہ فرمایا حضرت نے نہ ہو اے عائشہ بیحیائی کرنیوالی
اسلیے کہ اللہ نہیں دوست رکھتا بیحیائی کو اور بیحیائی کو تکلف سے (وعن اسامة بن زيد ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر بمجلس فيه اخلاط من المسلمين والمشركين عبدة الاوثان واليهود
فسلم عليهم متفق عليه) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک مجلس پر کہ اسمیں لوگ تھے ملے جلے مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہود پس سلام کیا
حضرت نے انپر یعنی بقصد سلام کے مسلمانوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا نووی نے کہ اگر گذرے ایک جماعت پر کہ ان میں کئی مسلمان ہوں یا ایک مسلمان ہو اور کفار ہوں تو
سنت ہے کہ سلام کرے اونپر اور قصد مسلمانوں کے یا مسلمان کے اور لکھا ہے علما نے کہ اختیار رکھتا ہے چاہے السلام علیکم کہے اور مسلمان مراد رکھے اور چاہے کہے السلام علی من اتبع الہدی اور اگر
لکھے خط مشرک کو تو سنت ہے کہ لکھے جیسے کہ لکھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کو سلام علی من اتبع الہدی (وعن ابي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
اياكم والجلوس بالطرقات فقالوا يا رسول الله ما لنا من مجالسنا بد نتحدث فيها قال فاذا ابيتم الا المجلس فاعطوا الطريق حقه قالوا وما حق الطريق يا رسول الله قال غض البصر و
كف الاذى ورد السلام والامر بالمعروف والنهي عن المنكر متفق عليه) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بچو تم بیٹھنے سے راہوں میں پس
عرض کیا اونہوں نے یا رسول اللہ نہیں چارہ ہمارے مجلسوں ہماری سے راہوں میں چارہ یعنی بیٹھنا ضرور ہے باتیں کرتے ہیں ہم انمیں یعنی دنیا کی یا آخرت کی مانند مشاورہ اور

نہ کرو اور معاملہ اور معاملہ کے فرمایا اس وقت کہ انکار کرو تم سب کاموں سے اور نہ کرو تم مگر بیٹھنا ہی یعنی اگر باز نہ آؤ بیٹھنے سے راہوں میں پس دو تم راہ کو حق اسکا یعنی اگر
رستے میں بیٹھتے ہو تو رستے میں بیٹھنے کے حق ادا کرو کہا صحابہ نے کیا ہے حق رستے کا یا رسول اللہ فرمایا بند کرنا آنکھوں کا یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے اور باز رہنا ایذا سے
یعنی گذرنے والوں کو ایذا نہ دے ساتھ تنگ کرنے راہ کے اور مانند اسکے کے اور جواب دینا سلام کا اور حکم کرنا لوگوں کو ساتھ باتوں مشروع کے اور منع کرنا نامشروع سے
یعنی اس طرح کہ نہ باعث ہو امر نامشروع کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جواب دینا سلام کا کہا نہ سلام اسلیے کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا سلام کرے بیٹھے کو جیسے کہ ذکر کیا گیا
(وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذه القصة قال وإرشاد السبيل رواه أبو داود وعقيب حديث الخدري هكذا) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ اس قصے کے یعنی جو مضمون کہ اوپر کی حدیث میں گذرا فرمایا بتلانا راہ کا یعنی بھولے ہوئے کو یا نہ جاننے والے کو نقل کی یہ ابو داود نے پیچھے
حدیث ابو سعید خدری کے اسی طرح یعنی جیسے ذکر کی مصابیح والے نے اور اتباع کیا اسکا مشکوۃ والے نے (وعن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم في هذه القصة قال وتغيثوا
الملهوف وتهدوا الضال رواه أبو داود عقيب حديث أبي هريرة هكذا ولم أجدها في الصحيحين) اور روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے بیچ اس قصے کے کہ فرمایا اور فریاد رسی کرنی مظلوم کی اور راہ بتلانی بھولے کو نقل کی یہ ابو داود نے پیچھے حدیث ابی ہریرہ کے اسی طرح سے اور نہیں پایا میں نے ان دونوں
حدیثوں کو صحیحین میں یعنی بخاری اور مسلم میں الفصل الثاني فصل دوسری (عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمسلم على المسلم ست بالمعروف يسلم عليه
إذا لقيه ويجيبه إذا دعاه ويشمته إذا عطس ويعوده إذا مرض ويتبع جنازته إذا مات ويحب له ما يحب لنفسه رواه الترمذي والدارمي) اور روایت ہے حضرت علی سے
کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں پسندیدہ خدا سلام علیک کرے اس سے جسوقت کہ ملے اس سے اور قبول کرے جسوقت کہ بلاوے
اسکو یعنی کھانے کے لیے یا اور کام کے لیے اور یرحمک اللہ کہے جسوقت کہ چھینکے اور خبر پوچھے اسکی جسوقت کہ بیمار ہو اور پیچھے جاوے جنازے کے جسوقت کہ مرے اور دوست رکھے اسکے لیے
اس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے واسطے اپنے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن عمران بن حصين أن رجلا جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليكم فرد عليه ثم جلس فقال النبي
صلى الله عليه وسلم عشر ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله فرد عليه فجلس فقال عشرون ثم جاء آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته فرد عليه فجلس فقال ثلاثون رواه
الترمذي وأبو داود) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ ایک شخص آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا السلام علیکم پس جواب دیا حضرت نے اسکے سلام کا پھر بیٹھا پس فرمایا نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لکھی گئیں اسکے لیے دس نیکیاں پھر آیا ایک اور شخص پس کہا سلام ہو تم پر اور رحمت خدا کی پس جواب دیا اسکو پھر بیٹھ گیا وہ پس فرمایا حضرت نے
کہ لکھی گئیں اسکے لیے بیس نیکیاں پھر آیا ایک شخص اور کہا سلام ہو تم پر اور رحمت خدا کی اور برکتیں پس جواب دیا حضرت نے اسکو پھر بیٹھ گیا پس فرمایا اسکے لیے تیس نیکیاں نقل کی یہ ترمذی
اور ابو داود نے ف یہ کلام بیچ فضل سلام کے تھا اور اگر مسلم السلام علیکم کہے اور مسلم علیہ اسکے جواب میں لفظ ورحمۃ اللہ زیادہ کرے یا مسلم السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہے اور مسلم
علیہ اسکے جواب میں وبرکاتہ زیادہ کرے اسکے لیے بھی یہی حکم ہوگا بیچ زیادتی اجر کے اور ایسا ہی حکم ومغفرتہ کا ہے جیسے کہ حدیث آیندہ میں مذکور ہے (وعن معاذ بن أنس
عن النبي صلى الله عليه وسلم بمعناه وزاد ثم أتى آخر فقال السلام عليكم ورحمة الله وبركاته ومغفرته فقال أربعون وقال هكذا تكون الفضائل رواه أبو داود) اور روایت
ہے معاذ بن انس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے موافق معنوں پہلی حدیث کے اور زیادہ کیا معاذ نے ایک مرتبہ اور کہ پھر آیا ایک اور شخص چوتھا پس کہا اسنے سلام ہو تم پر
اور رحمت اللہ کی اور برکتیں اسکی اور بخشش اسکی پس فرمایا حضرت نے چالیس نیکیاں لکھی گئیں اور فرمایا اسی طرح سے زیادہ ہوتا جاتا ہے ثواب یعنی جسقدر سلام کرنے والا الفاظ
بڑھاتا جاوے ثواب بڑھتا جاوے نقل کی یہ ابو داود نے ف لکھا ہے علما نے کہ افضل سلام میں یہ ہے کہ کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ساتھ ضمیر جمع کے اگرچہ مسلم علیہ
ایک ہو اور جواب دینے والا بھی ساتھ ضمیر جمع اور واو کے کہے یعنی وعلیکم السلام اور ادنی سلام کا السلام علیکم ہے اور اگر السلام علیک یا سلام علیک کہے تو بھی کافی ہے اور جواب میں
ادنی وعلیک السلام اور وعلیکم السلام ہے اور اگر بدون واو کے کہے تو بھی کافی ہے اور اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ اگر کہیں جواب میں علیکم تو نہیں حق ادا ہوتا جواب کا اور اگر جواب میں وعلیکم ساتھ
واو کے کہے اسمیں دو وجہیں ہیں (وعن أبي أمامة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أولى الناس بالله من بدأ بالسلام رواه أحمد والترمذي وأبو داود) اور

روایت ہے ابی امامہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہت نزدیک آدمیوں میں ساتھ اللہ کے وہ شخص ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی
اور ابو داؤد نے ف مراد وہ لوگ ہیں کہ ملیں راہ میں آپس میں اسلیے کہ اس صورت میں برابر ہیں بیچ حق سلام کے اور اگر ایک بیٹھا ہو اور دوسرا آتا ہو وارد ہو سلام کرنا حق
وارد کا ہے بیٹھے پر پس اگر وارد سبقت کرے ساتھ سلام کے نزدیک تر ہوگا اسلیے کہ اسنے ادا کیا ہے حق کو کہ لازم تھا اسکے ذمہ پر اور اگر بیٹھا ہوا ابتدا کریگا فضیلت اسکے لیے
ہوگی اور حضرت عمر سے منقول ہے کہ تین چیزیں ہیں موجب خلوص محبت بھائی مسلمان کی ہیں ایک تو ابتدا سلام وقت ملاقات کے دوسرے پکارنا ساتھ اس نام کے کہ
دوست رکھے اسکو تیسرے جگہ دینی جب آوے مجلس میں (وعن جریر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر علی نسوۃ فسلم علیھن رواہ احمد) اور روایت ہے جریر سے یہ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم گذرے عورتوں پر پس سلام کیا انپر نقل کی یہ احمد نے ف یہ مخصوص ہے حضرت کے لیے بسبب امن کے واقع ہونے سے فتنہ میں اور غیر انکا کو مکروہ ہے کہ سلام کرے
عورت جوانیہ کو مگر یہ کہ ہو بڑھیا بسبب مظنہ فتنہ کے اس سے سلام علیک جائز ہے (وعن علی بن ابی طالب قال یجزئ عن الجماعۃ اذا مروا ان یسلم احدھم ویجزئ عن الجلوس
ان یرد احدھم رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرفوعا وروی ابو داؤد وقال رفعہ الحسن بن علی وھو شیخ ابی داؤد) اور روایت ہے علی بن ابی طالب سے کہ کہا
کفایت کرتا ہے جماعت کی طرف سے جس وقت کہ گذریں یہ کہ سلام علیک کرے ایک ان میں سے اور کفایت کرتا ہے بیٹھنے والوں سے یہ کہ جواب دیوے ایک انمیں سے نقل کی یہ بیہقی نے
شعب الایمان میں بطریق مرفوع کے یعنے قول آنحضرت کا ہے نہ حضرت علی کا اور روایت کیا اسکو ابو داؤد نے یعنے بطریق موقوف کے اور کہا ابو داؤد نے یعنے بعد تمام کرنے سند اپنی
کے کہ رفع کیا اسکو حسن بن علی نے اور حسن بن علی شیخ ہیں ابی داؤد کے یعنے نہ امام حسن بن علی بن ابی طالب حاصل یہ کہ بیہقی نے اس حدیث کو مرفوع نقل کیا اور ابو داؤد نے
طریق حسن ابن علی سے مرفوع نقل کیا اور طریق دوسرے سے موقوف ف جس وقت گذریں اور ایسے ہی جس وقت کہ داخل ہوں یا ٹھہریں ایک جماعت پر یا ایک شخص پر اور حاصل
حدیث کا یہ ہے کہ ابتدا کرنا ساتھ سلام کے سنت کفایہ ہے اور جواب سلام کا فرض کفایہ اگر جماعت میں سے ایک شخص بھی سلام کریگا یا ایک جواب دیگا سب کے ذمہ سے ساقط
ہو جائیگا لیکن ہر ایک کا کرنا افضل ہے (وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس منا من تشبہ بغیرنا لا تشبھوا بالیھود ولا بالنصاری
فان تسلیم الیھود الاشارۃ بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارۃ بالاکف رواہ الترمذی وقال اسنادہ ضعیف) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے کہ نقل کی اپنے باپ سے
یعنے شعیب سے اور اسنے نقل کی اپنے دادا سے یعنے عبد اللہ بن عمرو سے یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہم میں سے وہ شخص کہ مشابہت کرے ساتھ غیر ہمارے کے
یعنے غیر اہل ملت ہمارے کے نہ مشابہت کرو ساتھ یہودیوں کے اور نہ ساتھ نصاریٰ کے پس تحقیق سلام کرنا یہودیوں کا اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلیوں کے اور سلام کرنا نصاریٰ کا
اشارہ کرنا ہے ساتھ ہتھیلیوں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ اسناد اسکی ضعیف ہے ف یعنی نہ مشابہت کرو یہود و نصاریٰ کی بیچ تمام افعال انکے کے خصوصا بیچ ان دو
خصلتوں کے اور شاید کہ وہ اکتفا کرتے ہونگے سلام کرنے میں یا جواب دینے میں یا دونوں میں ساتھ اشاروں مذکورین کے بغیر کہنے لفظ سلام کے کہ جو سنت حضرت آدم کی ہے اور
انکی ذریت کی انبیا اور اولیا سے اور گویا کہ آنحضرت کو مکاشفہ ہوا کہ انکی امت میں سے بعضے لوگ کرینگے اس طرح یا مثل اسکے کہ وہ خم کرنا پشت کا ہے یا جھکانا سر کا یا اکتفا کرنا
ساتھ لفظ سلام کے فقط اور اس حدیث کی سند اور بھی ہے کہ وہ ضعیف نہیں چنانچہ جامع صغیر میں مذکور ہے (وعن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا لقی احدکم اخاہ
فلیسلم علیہ فان حالت بینھما شجرۃ او جدار او حجر ثم لقیہ فلیسلم علیہ رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جس وقت ملاقات کرے ایک
تمہارا اپنے بھائی مسلمان سے پس چاہیے کہ سلام کرے اسپر پس اگر حائل ہو درمیان ان دو کے درخت یا دیوار یا پتھر یعنی بڑا پھر ملے اس سے پس چاہیے کہ سلام کرے اسپر یعنی دوبارہ نقل
کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے اس قسم مفارقت میں سلام مستحب ہوتا ہے چہ جائے کہ زیادہ ہو اور اس میں کمال مبالغہ ہے بیچ استحباب سلام کے اور رعایت اس واسطے کے اور مستثنیٰ ہیں اس
کئی ایک مقامات کہ جب پیشاب کرتا ہو یا پاخانہ پھرتا ہو یا جماع کرتا ہو اور مانند انکے کے تو مکروہ ہوتا ہے سلام کرنا اسپر اور جواب دینا اسپر واجب نہیں اور جب کوئی سوتا ہو یا اونگھتا ہو
یا نماز پڑھتا ہو یا اذان دیتا ہو یا حمام میں ہو یا کھاتا ہو اور نوالہ اسکے منہ میں ہو پس اگر سلام کرے انکو ایسے وقتوں میں تو کوئی نہیں مستحق ہوتا ہے جواب کا اور ایسے ہی خطبہ کے وقت سلام کرے
اور جواب دے اور قرآن پڑھنے والے کو بھی سلام نہ کرے اور اگر کوئی کرے تو اسکے تئیں چاہیے کہ ٹھہر کر جواب دے اور پھر اعوذ پڑھکر پڑھنا شروع کرے (وعن قتادۃ قال قال النبی

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلْتُمْ بَیْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰی اَہْلِہٖ وَاِذَا خَرَجْتُمْ فَاَوْدِعُوْا اَہْلَہٗ بِسَلَامٍ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ مُرْسَلًا) اور روایت ہے قتادہ سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب داخل ہو تم گھروں میں پس سلام کرو اپنے گھر کے لوگوں پر اور جب نکلو تم گھر سے پس رخصت کرو اپنے اہل کو ساتھ سلام کے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے
ف اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تاکہ فرشتے جو وہاں ہوں ان کو سلام پہنچے اور ظاہر یہ ہے کہ ایداع یہاں بمعنی تودیع کے ہے
و وداع کے یعنی رخصت کرو ساتھ سلام کے اور کہا بعضے علما نے کہ جواب اس سلام کا مستحب ہے اس لیے کہ وہ دعا اور وداع ہے کذا قال الملا علی رح اور کہا حضرت شیخ رح نے
ان لفظ او دعوا ایداع سے ہے یعنی ودیعت رکھو اپنے اہل کے پاس سلام کو یعنی جب سلام کیا تم نے وقت نکلنے کے تو گویا کہ ودیعت رکھا تم نے سلام کی خیر و برکت کو پاس گھر والوں کے
اور لوگے اسکو آخرت میں جیسے کہ کوئی ودیعت اپنی کسی کے پاس رکھتا ہے اور پھر لیتا ہے اور طیبی نے کہا کہ رجوع کر طرف انکی اور پھر لو ودیعت اپنی یہ ہے کہ دونوں ...
بمعنی قول ہیں ساتھ سلامتی کے اور دعا دوست کے دوبارہ (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَہْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَہْلِ
بَیْتِکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے میرے جس وقت کہ داخل ہو تو اوپر اہل اپنے کے تو سلام کر ہوگا سلام سبب برکت
کا تجھ پر اور تیرے گھر والوں پر نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ قَبْلَ الْکَلَامِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ) اور روایت
ہے جابر سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پہلے کلام کے ہے یعنی اول چاہیے کہ سلام کرے پھر کلام اور پہلے سلام کے کلام کرنا خوب نہیں نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا کہ یہ حدیث منکر ہے (وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ کُنَّا فِی الْجَاہِلِیَّۃِ نَقُوْلُ اَنْعَمَ اللّٰہُ بِکَ عَیْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا فَلَمَّا کَانَ الْاِسْلَامُ نُہِیْنَا عَنْ ذٰلِکَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت
ہے عمران بن حصین سے کہا تھے ہم جاہلیت میں کہتے یعنی وقت ملاقات کے ٹھنڈا کرے اللہ بسبب تیرے آنکھوں کو اور داخل رہے تو نعمتوں میں وقت صبح کے پھر جب ہوا اسلام منع
کیے گئے ہم اس کہنے سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف لفظ انعم اول صیغہ ماضی کا ہے نعومت سے بمعنی نرمی اور تازگی اور خوشی کے اور یہ عبارت محتمل دو معنی کو ہے ایک تو یہ کہ باء تعدیہ
کے ہے یعنی تازہ اور روشن کرے خدائے تعالیٰ بسبب تیرے آنکھیں تیرے دوستوں کی کنایہ ہے رفاہیت حال فراغت سے کہ خوشحال ہوتا ہے دوست بسبب اسکے کہ خوش
ہوں وہ ساتھ اس کے یا یہ حرف باء زیادہ ہو واسطے تاکید تعدیہ کے یعنی تازہ اور خرم کرے تجھ کو خدائے تعالیٰ یعنی سبب دیکھنے اس چیز کے کہ دوست رکھتا ہے تو اور چاہتا ہے اور دوسرا لفظ
انعم صیغہ امر کا ہے یعنی ہو تازہ اور روشن ہو از روئے صباح کے یعنی خوش ہو صبح تیری یا خوش رہ تو وقت صباح میں پس کنایہ ہے خوش گزرانی اور فراغ وقت سے اور تخصیص وقت
صباح کی بسبب اسکے ہے کہ اکثر غارت اور بیگار واقع ہوتے ہیں وقت صبح کے ہوتے ہیں منع ہے (وَعَنْ غَالِبٍ قَالَ اِنَّا لَجُلُوْسٌ بِبَابِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ
اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ قَالَ بَعَثَنِیْ اَبِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِہٖ فَاَقْرِئْہُ السَّلَامَ قَالَ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَبِیْ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ فَقَالَ عَلَیْکَ وَعَلٰی اَبِیْکَ السَّلَامُ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ)
اور روایت ہے غالب سے کہا تھے ہم بیٹھے ہوئے اوپر دروازہ حسن بصری کے ناگہاں آیا ایک شخص اور کہا حدیث کی مجھ کو باپ میرے نے دادا میرے سے کہا بھیجا مجھ کو
باپ میرے نے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس کہا باپ میرے نے جا تو پیغمبر کے پاس اور کہہ انکو سلام کہا دادا میرے نے پس آیا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس اور کہا کہ باپ میرا سلام کہتا ہے آپکو پس فرمایا آنحضرت نے تجھ پر اور تیرے باپ پر سلام نقل کی یہ ابوداؤد نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی کسی کی طرف سے
سلام پہنچاوے تو سنت یہ ہے کہ پہنچانے والے پر بھی سلام بھیجے اور جسکی طرف سے سلام پہنچا اس پر بھی یعنی علیک وعلی فلان السلام یا کہے وعلیک وعلیہ السلام
چنانچہ نسائی میں بعینہ یہ الفاظ روایت کیے ہیں نور ع (وَعَنْ اَبِی الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِیَّ کَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اِذَا کَتَبَ اِلَیْہِ
بَدَاَ بِنَفْسِہٖ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابو العلاء حضرمی سے یہ کہ علا حضرمی تھا عامل پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور تھا علا جس وقت لکھتا طرف پیغمبر خدا
کے خط شروع کرتا پہلے اپنی طرف سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف ابو العلاء کا نام یزید بن عبد اللہ ہے اور ایک نسخہ میں مطابق بعضے نسخوں مصابیح کے آیا ہے وعن ابن العلاء الحضرمی
اور حضرمی نسبت ہے طرف حضرموت کے کہ نام شہر کا ہے اور اسکے آگے کی عبارت اکثر نسخوں میں ان العلاء الحضرمی ہے اور ایک نسخہ میں ان العلاء بن الحضرمی اور تقریب میں
لکھا ہے کہ علاء بن الحضرمی حلیف بنی امیہ کے تھے صحابی بزرگ عامل ہوئے تھے بحرین کے آنحضرت کی طرف سے اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے بھی بدستور انکو عامل بنایا تھا

صلی اللہ علیہ وسلم اذنک علی ان ترفع الحجاب وان تستمع سوادی حتی انہاک رواہ مسلم اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن
تیرا مجھپر یہ ہے کہ اٹھاوے تو پردہ اور یہ کہ سنے تو پوشیدہ کلام میرا یہانتک کہ منع کروں میں تجھکو نقل کی یہ مسلم نے (ف) یعنی آنحضرت کے گھر کے دروازہ پر جاوے تو
کہہ سکتے ہیں فرمایا کہ نشانی اذن میرے کی واسطے آنے تیرے کے مجھپر یہ ہے کہ اٹھاوے تو پردہ اور یہ کہ سنے تو کلام پوشیدہ میرا یعنی جب پردہ اٹھاوے اور دیکھے کہ میں کچھ کلام
خفیہ کرتا ہوں تو بھی چلا آ کہ تجھکو حاجت اذن چاہنے کی نہیں اور مراد کلام پوشیدہ کے سننے سے مبالغہ ہے یعنی اگرچہ چھوٹوں کے ساتھ کلام خفیہ کرتا ہوں چلا آ کیونکہ جاسکے کلام آہستہ کا
حاصل یہ کہ جب ہونا میرا گھر میں جانے تو چلا آ حاجت اذن چاہنے کی نہیں یہانتک کہ منع کروں میں تجھکو آنے سے اور یہ نہایت عنایت تھی آنحضرت کی ابن مسعود پر کیا ایسا کہ گھر
کیا کہ گویا گھر والوں میں سے تھے جب چاہتے تھے چلے آتے تھے اور یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بیچ وقت حاضر ہونے عورتوں کے ہوگا خصوصا بعد اترنے آیت حجاب کے (وعن
جابر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دین کان علی ابی فدققت الباب فقال من ذا فقلت انا فقال انا انا کانہ کرہہا متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہا آیا
میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیچ مقدمہ دین کے کہ تھا میرے باپ پر پس کھٹکھٹایا میں نے دروازہ پس فرمایا آنحضرت نے کون ہے پس کہا میں نے میں ہوں پس فرمایا
میں ہوں میں ہوں گویا کہ برا جانا اس کہنے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف) بیچ مقدمہ دین کے یعنی قرضہ میں کہ تھا باپ جابر کے عبد اللہ انصاری تھے وہ غزوہ احد میں شہید
ہوئے تھے اور دین اپنے ذمہ پر چھوڑا تھا اور قرض خواہوں نے انکار کیا جابر کو تنگ کیا تھا وہ آنحضرت کے پاس اعانت کے لیے آئے تا آنحضرت قرضخواہوں سے طلب کریں اور سبب ہو
آنحضرت کے انکے مال میں کچھ برکت چنانچہ وہ میں آئی جیسے کہ بعد ادا ہونے دین کے جون کے توں باقی رہیں کچھ انمیں سے کم نہ ہوا اور سبب برا جاننے کلمہ انا انا کا یہ تھا کہ اس
انا انا ابہام کا نہیں جاتا اور تعیین و تشخیص نہیں حاصل ہوتی پس چاہیے تھا کہ نام یا لقب یا کنیت اپنی بیان کرتے کہ تشخیص حاصل ہوتی اگرچہ کبھی واسطے شناخت کے آواز سے بھی تعیین
حاصل ہو جاتی ہے لیکن آنحضرت نے مکروہ جانا واسطے تعلیم آداب کے جابر کو اور احتمال ہے کہ انکار سبب ترک اذن چاہنے کے ساتھ سلام کے ہو کہ سنت ہے اور تکرار کلمہ انا کی واسطے تاکید
کے جابر پر تھی (وعن ابی ہریرۃ قال دخلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد لبنا فی قدح فقال ابا ہر الحق باہل الصفۃ فادعہم الی فاتیتہم فدعوتہم فاقبلوا
فاستاذنوا فاذن لہم فدخلوا رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا داخل ہوا میں ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی آپکے گھر میں پس پایا آنحضرت نے
دودھ ایک پیالہ میں پس فرمایا اے ابو ہریرہ جا اہل صفہ کے پاس اور بلا لا انکو میرے پاس پس آیا میں انکے پاس اور بلایا میں نے انکو پس آگے وہ اور اذن مانگا پس اذن دیا انکو پس داخل
ہوئے وہ نقل کی یہ بخاری نے اور مسلم نے (ف) اہل صفہ کہ اکثر وہ تھے سبب معجزہ آنحضرت کے وہ دودھ پیا اور سیر ہوئے جیسا کہ اور حدیثوں میں مذکور ہے اور کہا طیبی نے کہ اہل صفہ کتنے ایک لوگ تھے
فقرائے مہاجرین اور انصار میں سے کہ جمع رہتے تھے ایک چبوترہ پر اور اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بلانا اذن چاہنے کو ساقط نہیں کرتا مگر یہ کہ زمانہ قریب ہو انتہی اور آگے جو حدیث آتی ہے
کہ جب بلایا جاوے ایک تمہارا پس آوے ساتھ رسول کے تو اذن ہے اسکے لیے یعنی اسکو حاجت اذن چاہنے کی نہیں پس تطبیق اس حدیث میں اور اس میں یہ ہے کہ اہل صفہ بعد ابو ہریرہ
کے یہ ہونگے ساتھ آگے ہونگے پس محتاج ہوئے اذن کے یا سبب نہایت ادب کے چاہا کہ اذن چاہا یا لوگ ان کو وہ حدیث نہ پہنچی ہوگی یا وہاں کوئی چیز مقتضی اذن چاہنے کی ہوگی اور یہ احتمال
ہیں واللہ اعلم بحقیقۃ الحالات (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن کلدۃ بن حنبل ان صفوان بن امیۃ بعث بلبن وجدایۃ وضغابیس الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ
علیہ وسلم باعلی الوادی قال فدخلت علیہ ولم اسلم ولم استاذن فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فقل السلام علیکم ادخل رواہ الترمذی وابوداؤد) روایت ہے کلدہ بن حنبل سے
یہ کہ صفوان بن امیہ نے بھیجا یعنی میرے ہاتھ دودھ اور بچہ ہرن کا اور ککڑیاں پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت اترے ہوئے تھے جانب بلند مکہ میں کہا کلدہ نے
کہا کلدہ نے کہ داخل ہوا میں حضرت کے پاس اور نہ سلام کیا میں نے یعنی پہلے داخل ہونے کے اور نہ اذن مانگا میں نے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی واسطے تعلیم کے کہ
پھر جا تو یعنی دروازے پر اور کہہ السلام علیکم کیا داخل ہوں میں نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دعی احدکم فجاء
مع الرسول فان ذلک لہ اذن رواہ ابوداؤد وفی روایۃ لہ قال رسول الرجل الی الرجل اذنہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
بلایا جاوے ایک تمہارا پس آوے ساتھ رسول کے یعنی بلانے والے کے پس تحقیق آنا ہمراہ بلانے والے کے واسطے اسکے اذن ہے نقل کی یہ ابوداؤد نے اور بیچ ایک روایت ابوداؤد کے کہ

کہ فرمایا آدمی بھیجا ہوا ایک شخص کا طرف ایک شخص کے اذن اسکا ہو یعنی جسوقت کسیکو بلانے کے لیے بھیجا اور وہ اسکے ساتھ آیا حاجت پروانگی مانگنے کی نہیں ہے مولانا (وعن عبد اللہ بن بسر قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی باب قوم لم یستقبل الباب من تلقاء وجہہ ولکن من رکنہ الایمن او الایسر فیقول السلام علیکم السلام علیکم وذلک ان الدور لم یکن یومئذ علیہا ستور رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے عبد اللہ بن بسر سے کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب آتے کسی شخص کے دروازے پر تو نہ سامنے کرتے دروازہ کے منہ اپنا یعنے تاکہ گھر والوں پر نظر نہ جا پڑے ولیکن آتے طرف داہنے دروازے کے یا بائیں اسکے پھر کہتے سلام ہو تم پر سلام ہو تم پر اور یہ یعنے سامنے نہ آنا اسواسطے تھا کہ تھے ان دنوں میں دروازوں پر پردے نقل کی ہے ابو داؤد نے ف تکرار سلام کی اسلیے تھی کہ تا متحقق ہو سماع اور اذن اور مراد تکرار سے تعدد ہے نہ اقتصار دو بار پر اسلیے کہ عادت شریف تھی تین بار سلام کرنے کی جیسے کہ اوپر گذرا اور اخیر حدیث سے یہ سمجھا گیا کہ اگر دروازے میں کواڑ ہوں یا پردہ پڑا ہوا ہو تو نہیں مضائقہ ہے سامنے آنے کا ولیکن انحراف اولے ہے بر عایت اصل سنت کے اور اسلیے کہ بعض اوقات کواڑ کھلا یا پردہ کھولتے ہوئے اندر نظر جا پڑتی ہے اگر سامنے ہو تا ہے ع (و ذکر حدیث انس قال علیہ الصلوۃ والسلام السلام علیکم ورحمۃ اللہ فی باب الضیافۃ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ سر اسکا یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ بیچ باب ضیافت کے الفصل الثالث

فصل تیسری (عن عطاء بن یسار ان رجلا سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال استاذن علی امی فقال نعم فقال الرجل انی معہا فی البیت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استاذن علیہا فقال الرجل انی خادمہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استاذن علیہا اتحب ان تراہا عریانۃ قال لا قال فاستاذن علیہا رواہ مالک مرسلا) اور روایت ہے عطاء بن یسار سے بطریق ارسال کے یہ کہ ایک شخص نے پوچھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا کیا اذن طلب کروں میں وقت جانے کے اپنی ماں کے پاس پس فرمایا کہ ہاں یعنے اسلیے کہ بعض اوقات کھلے ہوتے ہیں اسکے وہ اعضا کہ نہیں جائز ہے کہ دیکھا انکا پس کہا اس شخص نے تحقیق میں ساتھ اسکے رہتا ہوں بیچ ایک گھر میں پس اذن کیوں مانگوں گو یا اس شخص نے یہ خیال کیا کہ اذن مانگنا بیگانے کے لیے ہے گاہ گاہ آتا ہے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن طلب کر وقت جانے کے اسکے پاس پس کہا اس شخص نے کہ تحقیق میں خادم ہوں اسکا یعنے بار بار جاتا ہوں اسکے پاس خدمت کے لیے پس اگر اذن ہر بار کا ساقط ہو سکتا ہے دفع حرج کے لیے بمقتضائے قواعد شرعیہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن مانگ وقت جانے کے اس پاس یعنے اگرچہ ساتھ کھنکارنے اور آہٹ پاؤں اور بلند کرنے آواز کے ہو کیا دوست رکھتا ہے تو یہ کہ دیکھے اسکو ننگا یعنے اگر ننگا ہاں چلا جاویگا اور شاید وہ برہنہ ہوگی تو نظر جا پڑیگی کہا نہیں چاہتا ہوں کہ دیکھوں اسکو برہنہ فرمایا پس اذن طلب کر وقت جانے کے پاس اسکے نقل کی ہے مالک نے بطریق ارسال کے ف ماں کا سا حکم اور محارم کا بھی ہے خواہ وہ نسبی ہوں یا دودھ کے علاقہ کے یا سسرال کے سوائے بیوی کے ع (وعن علی قال کان لی من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدخل باللیل ومدخل بالنہار فکنت اذا دخلت باللیل تنحنح لی رواہ النسائی) اور روایت ہے حضرت علی سے کہ تھا واسطے میرے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آنا رات کو اور آنا دن کو پس تھا میں جسوقت داخل ہوتا رات کو کھنکارتے آنحضرت واسطے اذن میرے کے نقل کی ہے نسائی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ علامت اذن کی رات کو کھنکارنا تھا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھا میں جب آتا رات کو پس اگر کھنکارتے پھر آتا میں پس اس سے معلوم ہوا کہ کھنکارنا علامت عدم اذن کی تھی ظاہرا ہر وقت میں بقرینہ حال کے علامت مختلف ہوتی تھی واللہ اعلم اب رہا یہ کہ علامت داخل ہونے کی دن میں کیا تھی پس احتمال معلوم ہوتا ہے کہ ہو امر بالعکس بمقتضائے مفہوم مخالف کے یعنے تھا میں جب داخل ہوتا دن کو تو کھنکارتا میں واسطے انکے اور احتمال ہے غیر اسکے کا واللہ اعلم ع (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تاذنوا لمن لم یبدأ بالسلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اذن دو آنے کا اسکے لیے کہ نہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں باب المصافحۃ والمعانقۃ باب ہے بیچ بیان مصافحہ اور معانقہ کے ف معانقہ کے معنے ہیں دست در گردن یکدیگر در آوردن اور مصافحہ کے معنے ہیں دست یکدیگر را گرفتن اور مصافحہ سنت ہے وقت ملاقات کے اور چاہیئے کہ دونوں ہاتھوں سے ہو اور بعضے آدمی جو مصافحہ کرتے ہیں بعد از نماز عصر کے یا جمعہ کے کچھ نہیں ہے اور بدعت ہے بسبب تخصیص وقت کے اور تصریح کی ہے بعض علماء ہمارے نے کہ مصافحہ مذکورہ مکروہ ہے اور بدعت مذمومہ ہاں اگر کوئی آوے مسجد میں اور لوگ نماز میں ہوں یا ارادہ شروع نماز کا رکھتے ہوں پس بعد فراغ کے مصافحہ کرے انسے لیکن بشرط سبقت سلام کے مصافحہ پر تو یہ جملہ مصافحہ مسنونہ سے ہے

وہما ایسے وقت کہ پہلا دے مسلمان ہاتھ اپنا مصافحہ کے لیے تو نہیں لائق ہے اعراض ساتھ کھینچ لینے ہاتھ کے اسلیے کہ رنج ہوگا اسکو کہ وہ زیادہ ہے مراعات ادب اور دور رکھنا ہوا ان
سے مصافحہ کرنا حرام ہے اور معانقہ نہیں اس میں شبہہ ہے کہ شنشاہ نہو چنانچہ منقول ہے کہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مصافحہ کرتے تھے اپنی خلافت میں ان لڑکوں سے کہ وہ امرد تھے اسکا پیا تھا اور اسی طرح اگر امرد
بڑھا کر امیں ہیں یا ہو شہوت کے اسکو مصافحہ کرنا خوبصورت جوان سے درست ہے اور معانقہ ساتھ امرد خوشکل کے درست نہیں اور جسکو دیکھنا حرام ہے اسکا چھونا بھی حرام ہے بلکہ درست نہیں چونکہ
سخت تر ہے نظر سے کذا فی مطالب المؤمنین اور صلوٰۃ مسعودی میں لکھا ہے کہ جب سلام علیک کرے ہاتھ دے یعنے مصافحہ کرے ایک ہاتھ دینا سنت ہے لیکن ہتھیلی پر رکھے اور
انگلیوں کو پکڑے کہ بدعت ہے اور اگر خوف فتنہ کا نہو معانقہ مشروع ہے خصوصاً وقت آنے کے سفر سے جیسا کہ بیچ حدیث جعفر بن ابی طالب کے آتا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اور محمد رحمۃ سے
منقول ہے کراہیت معانقہ کی اور چومنے ہاتھ ساتھ منہ اور آنکھوں کے اور وہ کہتے ہیں کہ معانقہ سے نہی آئی ہے چنانچہ فصل اول میں بیچ حدیث انس کے وہ نہی مذکور ہے اور معانقہ جو
روایت کیا گیا ہے پہلے نہی کے تھا اور شیخ ابومنصور ماتریدی سے بیچ تطبیق احادیث کے نقل کیا گیا ہے کہ جو معانقہ کہ بوجہ شہوت کے ہو مکروہ ہے اور جو کہ بوجہ بر و کرامت کے ہو
مشروع ہے اور لکھا ہے علماء نے کہ اختلاف اس جگہ ہے کہ ننگا ہو اور ساتھ قمیص وجبہ کے معانقہ نہیں بالاجماع وھو الصحیح کذا فی الکافی اور بوسہ دینا اوپر ہاتھ عالم متورع کے جائز ہے اور بعضوں
نے کہا کہ مستحب ہے اور بعد مصافحہ کے جو اپنا ہاتھ چومتے ہیں کچھ نہیں اور فعل جاہلوں کا ہے اور مکروہ ہے اور زمین بوس کرنا آگے امرا اور علماء اور مشائخ کے حرام ہے اور کرنیوالا اور راضی ہونیوالا
اسپر دونوں گنہگار ہیں کذا فی الکافی اور فقیہ ابوجعفر نے کہا کہ جو کوئی زمین بوس کرے آگے سلطان و امیر کے یا سجدہ کرے اگر بوجہ تحیت کے ہے کافر نہیں ہوگا و لیکن آثم اور مرتکب
کبیرہ کا ہوگا اور اگر بہ نیت عبادت کے ہو کافر ہوگا اور اگر کچھ نیت نکریگا تو بھی کافر ہوتا ہے نزدیک اکثر علماء کے اور زمین بوس کرنا سکھر رکھنے رخسار و یا پیشانی کا ہے زمین پر کذا فی الظہیریہ
اور اگر اوپر ہاتھ عالم یا سلطان کے بوسہ دے بسبب علم وعدالت کے اور اعزاز دین کے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر واسطے غرض دنیاوی کے کرے تو اشد مکروہ ہے اور کوئی اگر عالم یا زاہد سے
التماس اسکے پاؤں چومنے کی کرے تو چاہیے کہ نہ مانے کہنا اسکا اور بیچ بوسہ دینے اطفال کے رخصت ہے اگرچہ غیر کا لڑکا ہو بلکہ بوسہ دینا اوپر دہان طفل کے سنت ہے اور کہا ہے
علماء نے کہ بوسہ پانچ طرح پر ہے ایک تو بوسہ مودت کا اور وہ بوسہ والدین کا ہے لڑکے کے رخسارہ پر اور دوسرا بوسہ رحمت کا اور وہ بوسہ اولاد کا ہے والدین کے سر پر اور تیسرا بوسہ شفقت کا
اور وہ بوسہ خاوند کا ہے بیوی کے منہ پر اور چوتھا بوسہ تحیت کا اور وہ بوسہ مسلمانوں کا ہے آپس میں ہاتھ پر اور پانچواں بوسہ دینا بہن کا ہے بھائی کی پیشانی پر اور بعضوں کے نزدیک بوسہ
دینا آپس میں اوپر ہاتھ اور منہ کے مکروہ ہے اور بعضوں کے نزدیک بوسہ لینا چھوٹے لڑکے کا واجب ہے اور کہا نووی نے کہ بوسہ لینا ساتھ شہوت کے حرام ہے بالاتفاق برابر ہے کہ بیٹا ہو یا غیر اسکا
﴿اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ﴾ فصل پہلی ﴿عَنْ قَتَادَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ﴾ اور روایت ہے قتادہ سے کہ کہا کہا میں نے واسطے انس
کے کیا تھا مصافحہ بیچ یاروں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے وقت ملاقات کے بعد سلام کے کہا کہ ہاں نقل کی یہ بخاری نے ﴿وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ فَقَالَ الْاَقْرَعُ اِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا فَنَظَرَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ﴾
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ بوسہ لیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کا اور تھے نزدیک حضرت کے اقرع بن حابس صحابی پس کہا اقرع نے کہ تحقیق میرے
دس بیٹے ہیں نہیں بوسہ لیا میں نے ان میں سے کسی کا پس دیکھا طرف اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا جو شخص نہیں مہربانی و شفقت کرتا یعنے خلق خدا پر یا اولاد پر نہیں رحم
کیا جاتا یعنے اللہ بھی اسپر نہیں رحمت کرتا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ﴿وَسَنَذْكُرُ حَدِيْثَ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَثَمَّ لُكَعُ فِيْ بَابِ مَنَاقِبِ اَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَذُكِرَ حَدِيْثُ اُمِّ هَانِئٍ فِيْ بَابِ الْاَمَانِ﴾ اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابی ہریرہ کی کہ مراد اسکا ہے اثم لکع بیچ مناقب اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم و علیہم اجمعین کے اگر چاہے گا اللہ تعالیٰ
اور ذکر کی گئی حدیث ام ہانی کی بیچ باب الامان کے ﴿اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ﴾ فصل دوسری ﴿عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ
اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوٗدَ قَالَ اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَاهُ غُفِرَ لَهُمَا﴾ روایت ہے براء بن عازب سے
کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دو مسلمان کہ ملاقات کریں اور مصافحہ کریں یعنے آپس میں مگر کہ بخشش کیجاتی ہے واسطے ان دونوں کے پہلے جدائی ہونے سے نقل کی یہ احمد اور
ترمذی اور ابن ماجہ نے اور بیچ روایت ابی داؤد کے یوں ہے کہ فرمایا حضرت نے جب وقت ملیں دو مسلمان اور مصافحہ کریں اور حمد کریں اللہ کی اور بخشش چاہیں اللہ سے بخشش کیجاتی ہے واسطے

اُن دونون کے وقت روایت کی حکیم ترمذی نے اور ابو الشیخ نے بطریق مرفوع کے کہ جب ملین دو مسلمان اور سلام کرے ایک اُن دونون کا اپنے یار پر ہوتا ہے محبوب تر اُن کا نزدیک
اللہ کے وہ کہ کشادہ پیشانی اور بشاشت سے ملتا ہے اپنے یار سے پھر جب مصافحہ کرتے ہین دونون تو اللہ تعالےٰ نازل کرتا ہے اُنپر سو رحمتین نوّے تو ابتدا کرنے والے پر اور دس اُسپر
کہ جس سے مصافحہ کیا ہے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ مِنَّا یَلْقٰی اَخَاہُ اَوْ صَدِیْقَہٗ اَیَنْحَنِیْ لَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَلْتَزِمُہٗ وَیُقَبِّلُہٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَیَاْخُذُ بِیَدِہٖ وَیُصَافِحُہٗ
قَالَ نَعَمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ ایک شخص ہم مین سے ملتا ہے مسلمان بھائی اپنے سے یا دوست اپنے سے کیا جھکے واسطے اُسکے
یعنے وقت ملاقات کے فرمایا کہ نہین کہا اُس شخص نے کیا گلے لگے اُس سے اور بوسہ لے اُسکا فرمایا کہ نہین کہا اُس شخص نے کیا پکڑے ہاتھ اُسکا اور مصافحہ کرے اُس سے فرمایا کہ
ہان نقل کی یہ ترمذی نے فـ جھکنے کو مکروہ فرمایا اسلیے کہ وہ بیچ حکم رکوع کے ہے اور وہ عبادت اللہ کی ہے مانند سجود کے اور طیبی نے محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ جھکنا ایسا مکروہ ہے کہ سبب
وارد ہونے حدیث صحیح کے بیچ نہی کے اُس سے اگرچہ بہت اہل علم و صلاح اُسکو کرتے ہین لیکن اعتداد و اعتبار اُسپر نکرنا چاہیے اور مطالب المؤمنین مین شیخ ابو منصور ماتریدی سے
نقل کیا ہے کہ کہا اگر بوسہ دیوے کوئی آگے کسی کے زمین کو یا پیٹھ ٹیڑھی کرے یا سر جھکاوے کافر نہین ہوتا لیکن گنہگار ہوتا ہے اسلیے کہ مقصود تعظیم ہے نہ عبادت الٰہی اور بعضے مشائخ نے بیچ منع ہونے
انحنا کے انتہا و تشدید بہت کی ہے اور کہا کانوا لا یتعانقون یکون کذا واللہ اعلم اور ساتھ اس حدیث کے دلیل پکڑی ہے انہون نے کہ مکروہ کہتے ہین گلے لگنا اور بوسہ لینے کو چنانچہ کہا ہے امام
ابو حنیفہ رح اور محمد رح سے نقل کیا گیا اور بعضون نے کہا کہ مکروہ وہ ہے کہ بطریق تملق و تعظیم کے ہو اور جائز وہ ہے کہ وقت رخصت کرنے کے اور آنے کے سفر سے ہو یا بعد مدت کے ملاقات
ہو دونون سے یا بسبب غلبہ محبت اللہ کے اور اگر بوسہ دیوے تو ہاتھ پر بوسہ دیوے بلکہ ہاتھ اور پیشانی پر بوسہ دیوے (وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تَمَامُ عِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ
اَنْ یَّضَعَ اَحَدُکُمْ یَدَہٗ عَلٰی جَبْہَتِہٖ اَوْ عَلٰی یَدِہٖ فَیَسْئَلُہٗ کَیْفَ ہُوَ وَتَمَامُ تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُمُ الْمُصَافَحَۃُ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَضَعَّفَہٗ) اور روایت ہے ابو امامہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا پورا پوچھنا بیمار کا یہ ہے کہ رکھے ایک تمہارا ہاتھ اپنا اُسکی پیشانی پر یا اُسکے ہاتھ پر پھر پوچھے اُس سے کہ کیسا ہے وہ اور پورے سلام تمہارے جو آپس مین کرتے ہو مصافحہ ہے
جب سلام کرو تو مصافحہ بھی کرو تا سلام تمام و کامل ہو نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَدِمَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ الْمَدِیْنَۃَ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَاہُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرْیَانًا یَجُرُّ ثَوْبَہٗ وَاللّٰہِ مَا رَاَیْتُہٗ عُرْیَانًا قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ فَاعْتَنَقَہٗ وَقَبَّلَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہ سے
کہ کہا آئے زید بن حارثہ مدینہ مین اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے میرے گھر مین پس آئے زید حضرت کے پاس اور کھٹکھٹایا دروازہ پس کھڑے ہوئے اور چلے طرف اُسکے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ننگے بدن یعنے سواے تہبند کے کپڑا اور بدن مبارک پر نہ تھا کھینچتے ہوئے کپڑا اپنا یعنے چادر قسم خدا کی نہین دیکھا مین نے آنحضرت کو ننگا بدن پہلے اسکے اور
نہ پیچھے اسکے یعنے وقت استقبال کسی کے ساتھ اس طرح کے شوق کے ننگے بدن جاتے نہین دیکھا پس گلے سے لگایا زید کو اور بوسہ لیا انکا نقل کی یہ ترمذی نے فـ شیخ نے کہا ہے کہ
اور ایسی ہی حدیث جعفر بن ابی طالب کی دلیل ہے اوپر جائز ہونے معانقہ اور بوسہ لینے کے اور مختار یہ ہے کہ معانقہ اور بوسہ لینا وقت آنے کے سفر سے جائز ہے بلا کراہت
(وَعَنْ اَیُّوْبَ بْنِ بُشَیْرٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ عَنَزَۃَ اَنَّہٗ قَالَ قُلْتُ لِاَبِیْ ذَرٍّ ہَلْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَافِحُکُمْ اِذَا لَقِیْتُمُوْہُ قَالَ مَا لَقِیْتُہٗ قَطُّ اِلَّا صَافَحَنِیْ وَبَعَثَ اِلَیَّ ذَاتَ یَوْمٍ
وَلَمْ اَکُنْ فِیْ اَہْلِیْ فَلَمَّا جِئْتُ اُخْبِرْتُ فَاَتَیْتُہٗ وَہُوَ عَلٰی سَرِیْرٍ فَالْتَزَمَنِیْ فَکَانَتْ تِلْکَ اَجْوَدَ وَاَجْوَدَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ایوب بن بشیر سے کہ نقل کی ایک شخص سے کہ
بنو عنزہ سے تھا یہ کہ اُسنے کہا کہ کہا مین نے واسطے ابی ذر کے کہ کیا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مصافحہ کرتے تمسے جس وقت کہ ملتے تم انسے کہا ابو ذر نے نہین ملاقات کی مین نے
انسے کبھی مگر کہ مصافحہ کیا آپنے مجھسے اور بھیجا میرے پاس ایک دن یعنے ایک شخص کو میرے بلانے کے لیے اور نہ تھا مین اپنے گھر مین پس جب آیا مین خبر دیا گیا مین پس آیا مین حضرت کے
پاس اور حضرت بیٹھے ہوئے تھے تخت پر پس گلے سے لگایا مجھکو پس ہوا یہ لگانا بہتر اور بہتر یعنے مصافحہ سے بسبب حاصل ہونے راحت اور برکت کے نقل کی یہ ابو داود نے فـ
معلوم ہوا کہ معانقہ بیچ غیر حالت آنے کے سفر سے بھی آیا ہے اور واسطے اظہار محبت اور عنایت کے ہے (وَعَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ اَبِیْ جَہْلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ جِئْتُہٗ
مَرْحَبًا بِالرَّاکِبِ الْمُہَاجِرِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عکرمہ بیٹے ابی جہل کے سے کہا کہ فرمایا مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دن کہ آیا مین اُنکے پاس بیچ سال فتح مکہ کے واسطے
بیعت اسلام کے خوشی ہے سوار ہجرت کرنے والے کو نقل کیا اُسکو ترمذی نے فـ سیوطی نے جمع الجوامع مین مصعب بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت نے عکرمہ

بن ابی جہل کو دیکھا تو اٹھے اور اسکی طرف چلے اور گلے سے لگایا اور فرمایا مرحبا بالراکب المہاجر اور عکرمہ اور اسکا باپ ابوجہل بہت عداوت رکھتے تھے آنحضرت ﷺ سے اور عکرمہ سوار ہو کر
بھاگا تھا فتح مکہ کے دن یمن کی طرف اور پہنچا یمن میں پس گئی پاس اسکے بیوی اسکی ام حکیم بنت الحارث اور لائی اسکو حضرت ﷺ کے پاس اور اسلام لایا وہ اور بہت اچھا ہوا اسلام اسکا اور ایام گذشتہ
کی تقصیرات کے طلب بخشش کی کی آنحضرت ﷺ اور ذکر کرنا اس حدیث کا اس باب میں باعتبار مناسبت مرحبا کہنے کے ساتھ مصافحہ کے ہے ف ج (وَعَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ
قَالَ بَيْنَمَا هُوَ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ وَكَانَ فِيْهِ مِزَاحٌ بَيْنَا يُضْحِكُهُمْ فَطَعَنَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَاصِرَتِهِ بِعُوْدٍ فَقَالَ اَصْبِرْنِيْ قَالَ اصْطَبِرْ قَالَ اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ فَرَفَعَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَمِيْصِهِ فَاحْتَضَنَهُ وَجَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهُ قَالَ اِنَّمَا اَرَدْتُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے اسید بن حضیر سے کہ ایک شخص تھا انصار میں سے کہا
راوی نے اسوقت کہ اسید باتیں کرتے تھے قوم سے اور تھی انکے مزاج میں خوش طبعی اسوقت کہ ہنساتے تھے اسید قوم کو پس چوکا دیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ پہلو انکے کے ساتھ
لکڑی کے پس کہا اسنے بدلہ دو مجھکو فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ بدلہ لے مجھسے کہا اسنے کہ تحقیق آپکے بدن مبارک پر کرتا ہے اور نہ تھا میرے بدن پر کرتا یعنی اگر میں کرتہ پہنے ہوتا تو چوکن لگا تو پورا
بدلا نہیں ادا ہونے کا پس اٹھایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کرتا اپنا پس چمٹ گیا وہ حضرت سے اور شروع کیا بوسہ دینا حضرت کے پہلو پر کہا اسنے کہ سوا اسکے نہیں کہ ارادہ
کیا تھا میں نے یہی بوسہ دینا بدن شریف پر یا رسول اللہ نقل کی یہ ابو داؤد نے ف الفاظ حدیث اسطرح کہ مصابیح میں ہے کو رہی ہے نسخوں کے ساتھ زیادہ کے یعنی یوں ہے کہ وہ اس مزاح کرتے الا
اور بدلا لینے والا وہی اسید بن حضیر راوی ہے اور لفظ جامع الاصول یوں ہے عن اسید بن حضیر قال ان رجلا من الانصار کان فیہ مزاح بینا ہو یحدث القوم یضحکہم اذ طعنہ
النبی ﷺ الخ یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ مرد اور ہے کہ اسید بن حضیر اسکے حال سے روایت کرتا ہے اور طیبی نے عبارت متن کو توجیہ کر کر موافق اسکے کیا ہے اور اسمیں تکلفات کئے ہیں اور باعث
ارتکاب تکلف کا یہ ہے کہ اسید بن حضیر عظماء صحابہ سے ہیں انسے وجود اس معنی کا مستبعد ہے واللہ اعلم اور چونکہ وہ مزاح کرتے تھے اور ہنساتے تھے قوم کو آنحضرت ﷺ نے انکے ساتھ اسی طرح کا
معاملہ کیا بسبب خوش خلقی کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خوش طبعی کرنی اور سننا اسکا مباح ہے اگر اسمیں کوئی چیز ممنوع شرع نہو ف ج (وَعَنِ الشَّعْبِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقّٰى جَعْفَرَ
بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَالْتَزَمَهُ وَقَبَّلَ مَا بَيْنَ عَيْنَيْهِ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنِ الْبَيَاضِيِّ مُتَّصِلًا) اور روایت ہے شعبی
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے جعفر ابن ابی طالب سے پس گلے سے لگایا انکو اور بوسہ دیا درمیان آنکھوں انکی کے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق
ارسال کے اور بیچ بعضے نسخوں مصابیح کے اور شرح السنہ میں بیاضی سے بطریق اتصال کے ہے ف یہ وہی قصہ آنے جعفر کا ہے حبشہ سے جیسے کہ حدیث آئندہ میں مذکور ہے یا یہ اور کہ
اور بیاضی منسوب ہے بیاضہ بن عامر کی طرف اور بیاضی جو بلا ذکر ہوتا ہے بغیر نام کے تو مراد اس سے عبداللہ بن جابر انصاری صحابی ہوتے ہیں ف ج (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
فِيْ قِصَّةِ رُجُوْعِهِ مِنْ اَرْضِ الْحَبَشَةِ قَالَ فَخَرَجْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا الْمَدِيْنَةَ فَتَلَقَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَنِيْ ثُمَّ قَالَ مَا اَدْرِيْ اَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ اَفْرَحُ اَمْ بِقُدُوْمِ جَعْفَرٍ وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَتْحَ
خَيْبَرَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے جعفر بن ابی طالب سے بیچ قصہ پھرنے انکے کے حبشہ کی زمین سے کہا پس نکلے ہم یعنی حبشہ سے یہانتک کہ آئے ہم مدینہ میں پس ملے ہم سے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پس گلے سے لگایا مجکو پھر فرمایا نہیں جانتا میں کہ ساتھ فتح خیبر کے زیادہ خوش ہوں یا ساتھ آنے جعفر کے اور اتفاق سے ہوا آنا جعفر کا دن فتح خیبر کے نقل کی شرح السنہ
میں ف منقول ہے کہ سفیان بن عیینہ شیخ امام شافعی کے مالک کے پاس آئے پس مالک نے انسے مصافحہ کیا اور کہا کہ گلے سے لگاتا میں اگر بدعت نہوتا سفیان نے کہا کہ گلے لگے ہیں وہ
کہ بہتر مجھسے اور تمسے تھے گلے لگے ہیں پیغمبر خدا جعفر ابن ابی طالب سے اور بوسہ دیا انپر وقت آنے انکے کے حبش سے مالک نے کہا کہ وہ مخصوص ہے ساتھ جعفر کے سفیان نے کہا کہ نہیں بلکہ عام
ہوا حکم ہمارا اور جعفر کا ایک ہی ہے اگر صالحین سے ہوں ہم اذن دیتے ہو کہ تمہاری مجلس میں حدیث بیان کروں میں مالک نے کہا ہاں اذن دیا میں نے پھر سفیان نے بیان کیا
حدیث کو ساتھ سند کے اور مالک نے سکوت کیا ف ج (وَعَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَرِجْلَهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے زارع سے اور تھے وہ بیچ ایلچیوں عبد القیس کے کہا جب آئے ہم مدینہ میں پس شروع کیا ہمنے کہ جلدی کرتے تھے اترنے میں سواریوں اپنی سے پس
بوسہ دیا ہمنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اور پاؤں پر نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ظاہر اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چومنا پاؤں کا جائز ہے لیکن فقہا اسکو منع کرتے
ہیں پس اس حدیث کی توجیہ وہ یہ کرینگے کہ یہ خصائص حضرت سے ہو یا ابتداء یہ امر ہوا یا وہ لوگ ناواقف تھے یا اضطرار میں انسے یہ فعل ہوا ہو واللہ اعلم بالصواب (وَعَنْ عَائِشَةَ

قالت ما رأيت أحدا كان أشبه سمتا وهديا ودلا وفي رواية حديثا وكلاما برسول الله صلى الله عليه وسلم من فاطمة كانت إذا دخلت عليه قام إليها فأخذ بيدها فقبلها وأجلسها في
مجلسه وكان إذا دخل عليها قامت إليه فأخذت بيده فقبلته وأجلسته في مجلسها رواه أبو داود) اور روایت ہے حضرت عائشہؓ سے کہ کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت مشابہ
ہو طریقہ میں اور روش میں اور نیک خصلتی میں اور بیچ ایک روایت کے بات کرنے میں اور کلام کرنے میں ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت فاطمہؓ سے یعنی حضرت فاطمہ ان
امور میں بہت مشابہ تھیں ساتھ آنحضرت کے پس حضرت عائشہؓ نے بیان کر کر انکی محبت آپس کی بیان کی کہ اثر اور نشان مشابہت اور مجانست کے ہو کہا تھیں فاطمہ جس وقت داخل
ہوتیں حضرت کے پاس کھڑے ہوجاتے حضرت اور متوجہ ہوتے طرف انکے پھر پکڑتے ہاتھ انکا اور بوسہ لیتے انکا یعنی دونوں آنکھوں کے درمیان میں اور بٹھلاتے انکو بیچ جگہ اپنی یعنی
اپنی کے یعنی اپنی جگہ انکے لیے چھوڑ دیتے اور انکو بٹھاتے اور تھے حضرت جس وقت کہ آتے حضرت فاطمہ کے پاس کھڑی ہوجاتیں طرف حضرت کے اور پکڑتیں ہاتھ حضرت کا اور بوسہ
لیتیں انکا یعنی حضرت کے دست مبارک کا یا کسی اور عضو کا اور بٹھلاتیں انکو اپنی جگہ نقل کی یہ ابو داود نے (وعن البراء قال دخلت مع أبي بكر أول ما قدم المدينة فإذا عائشة ابنته
مضطجعة قد أصابتها حمى فأتاها أبو بكر فقال كيف أنت يا بنية وقبل خدها رواه أبو داود) اور روایت ہے براءؓ سے کہ کہا گیا میں ساتھ ابی بکرؓ کے یعنی انکے گھر میں بیچ ابتداء آنے انکے کے
مدینے میں یعنی کسی غزوہ سے پس ناگہاں دیکھا میں نے عائشہؓ بیٹی ابو بکر کی لیٹی ہوئی ہیں اور حال ہے کہ تحقیق انکو پہونچی تھی تپ پس آئے انکے پاس ابو بکر صدیق اور کہا کیسی ہو تو
بیٹی میری اور بوسہ دیا انکے رخسارہ پر یعنی از راہ شفقت و محبت کے باپ ہونے کی نقل کی یہ ابو داود نے (وعن عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بصبي فقبله فقال
أما إنهم مبخلة مجبنة وإنهم لمن ريحان الله رواه في شرح السنة) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک لڑکا پس بوسہ لیا اسکا آنحضرتؐ نے اور
فرمایا آگاہ ہو کہ تحقیق یہ اولاد باعث ہے بخل کی اور سبب ہے نامردی کی اور تحقیق یہ رزق ہیں اور نعمت خدا کی ہے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف یعنی اولاد کے سبب سے آدمی بخل کرتا
کہ کسیکو کچھ دیتا نہیں اور انکے سبب سے نامردی بھی کرتا ہے کہ جہاد سے بچتا ہے خوف سے اسکے کہ مبادا مارا جاوے اور اولاد یتیم رہے پس اول حضرتؐ نے اولاد کی مذمت بیان کر کر خوبی انکی
بیان فرمائی کہ یہ ریحان ہیں ریحان کے معنے یا تو رزق و نعمت کے ہیں یا مراد ریحان سے پھول ہے کہ بوسہ لیتا ہے آدمی انکا اور سونگھتا ہے اور خوش ہوتا ہے انکو دیکھکر مانند پھول کے ٭
الفصل الثالث فصل تیسری (عن يعلى قال إن حسنا وحسينا استبقا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فضمهما إليه وقال إن الولد مبخلة مجبنة رواه أحمد) اور روایت
ہے یعلی سے کہ کہا تحقیق حسنؓ اور حسینؓ دوڑے آپس میں طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس گلے لگایا ان دونوں کو آنحضرتؐ نے اور فرمایا کہ تحقیق فرزند سبب ہے بخل کا اور سبب ہے نامردی کا
نقل کی یہ احمد نے ف لکھا ہے علماء نے کہ یہاں مقصود محبت و شفقت اور یہ ہے بخلاف پہلی حدیث کے کہ مراد وہاں مذمت اور کراہت ہے ٭ (وعن عطاء الخراساني أن رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال تصافحوا يذهب الغل وتهادوا تحابوا وتذهب الشحناء رواه مالك مرسلا) اور روایت ہے عطا خراسانی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا مصافحہ کرو آپس میں جاتا رہیگا کینہ اور ہدیہ بھیجو آپس میں محبت ہوگی اور جاتی رہیگی دشمنی نقل کی یہ مالک نے بطریق ارسال کے (وعن البراء بن عازب قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من صلى أربعا قبل الهاجرة فكأنما صلاهن في ليلة القدر والمسلمان إذا تصافحا لم يبق بينهما ذنب إلا سقط رواه البيهقي في شعب الإيمان) اور روایت
ہے براء بن عازبؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ پڑھے چار رکعتیں پہلے دوپہر کے پس گویا کہ پڑھیں وہ رکعتیں شب قدر میں اور دو مسلمان جس وقت کہ
مصافحہ کریں آپس میں نہیں باقی رہتا درمیان ان دونوں کے کوئی گناہ مگر کہ جھڑ جاتا ہے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف ظاہر مراد گناہوں سے عام گناہ ہیں اور
طیبی نے کہا کہ مراد گناہ سے وہی کینہ اور دشمنی ہے جیسے کہ پہلی حدیث سے معلوم ہوا واللہ اعلم ٭ **باب القیام** باب ہے بیچ بیان کھڑے ہوجانے کے یعنی تعظیم کے ف
کہا بعضے علماء نے کہ کھڑے ہوجانا واسطے آنے والے کے سنت ہے اور دلیل پکڑی ہے ساتھ حدیث قوموا الى سيدكم کے اور بعضوں نے کہا کہ مکروہ ہے اور بدعت اور منہی عنہ چنانچہ ثابت
ہوا ہے حدیث انسؓ کی میں کہ مکروہ رکھتا آنحضرتؐ قیام صحابہ کو اور بیچ حدیث ابو امامہ کے آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا نہ اٹھو جیسے کہ عجمی اٹھتے ہیں اور یہ فرمایا کہ یہ عادات عجمیوں کی ہے ذکر
٭ **الفصل الأول** فصل پہلی (عن أبي سعيد الخدري قال لما نزلت بنو قريظة على حكم سعد بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه وكان قريبا منه فجاء على حمار فلما
دنا من المسجد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للأنصار قوموا إلى سيدكم متفق عليه) روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ جب اترے بنو قریظہ اوپر حکم سعد کے بھیجا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکو طرف سعد بن معاذ کے بھیجا اور بلایا انکو تا آویں اور بنو قریظہ میں حکم کریں اور تھے سعد قریب آنحضرت کے پس آئے سعد خر پر سوار ہو کر پس جب نزدیک
پہونچے سعد مسجد سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے انصار کے کھڑے ہو تم طرف سردار اپنے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف بنو قریظہ ایک قبیلہ ہے یہود میں
سے آنحضرت نے بعد فتح خندق کے پچیس روز تک انکو گھیر رکھا اقامہ میں پھر وہ اترے قلعہ سے اوپر حکم سعد کے کہ سردار انکے تھے اور بنو قریظہ حلفا انکے تھے انہوں نے گمان کیا کہ سعد
رعایت حال ہماری کی کریں گے پس جب اترے اس عہد پر کہ جو کچھ سعد حکم کریں اختیار کریں گے ہم آنحضرت نے سعد کو بلوایا کہ تا حکم کریں انکے حق میں اور سعد قریب اترے ہوئے کے
حضرت کے اور انکو زخم پہونچا تھا اکحل پر غزوہ خندق میں اور خون زخم سے جاری تھا جب آنحضرت نے انکو بلوایا تو خون ٹھہر گیا پس آئے ... اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے کہ جہاں آنحضرت
نے ایام اقامت میں نماز پڑھا کرتے تھے نہ مسجد عرفی اسلیے کہ حضرت بنو قریظہ میں اترے ہوئے تھے وہاں مسجد کہاں تھی یا شاید کہ اُس مقام میں ان دنوں مسجد بنائی ہو اور یہ حدیث
کے دلیل پکڑی ہے بہت اہل علم نے اوپر اکرام اہل فضل کے ساتھ کھڑے ہو جانے کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ اسکے قیام تعظیم و تکریم کا نہیں ہے واسطے آنے والے مجلس کے جیسا کہ
عادت ہو اور اسی سے نہی وارد ہوئی ہے اور فرمایا کہ وہ کافعال عجمیوں کی سی ہے اور آنحضرت کے نزدیک آخر زمانہ زندگی تک مکروہ تھا طیبی نے کہا کہ اگر یہ قیام مراد ہوتا تو فرماتے
السیدکم فرماتے نہ الی سیدکم پس مراد قیام سے یہ ہے کہ اٹھکر جلدی جاؤ انکی طرف اور مدد کرو انکے اترنے میں سواری سے تا حرکت کرنا موجب بہنے لہو کا زخم سے نہ ہو اور یہ جو روایت
کیا گیا ہے کہ آنحضرت کھڑے ہوگئے عکرمہ بن ابی جہل کے لیے وقت آنے انکے کے پاس حضرت کے اور روایت کیا گیا ہے عدی بن حاتم سے کہا نہیں آیا میں آنحضرت کے پاس کبھی مگر
کہ کھڑے ہوجاتے تھے واسطے میرے یا ہلتے تھے پس ان روایتوں سے دلیل پکڑنی صحیح نہیں ہے بسبب ضعیف ہونے انکے کے کذا قال الطیبی اور پوشیدہ نہ ہو کہ قیام آنحضرت کا حضرت
فاطمہ کے لیے اور قیام انکا حضرت کے لیے سابق میں معلوم ہوا اور اسمیں یہ تاویل کرنی کہ وہ قیام محبت و اقبال کا تھا نہ قیام تعظیم و اجلال کا یہ خالی بعد سے نہیں اور طیبی نے زکی
محی السنہ سے نقل کیا ہے کہ اجماع کیا ہے جمہور علما نے ساتھ اس حدیث کے اوپر اکرام اہل فضل کے یعنی علما صلحا کے اور امام محی الدین نووی نے کہا کہ یہ قیام اہل فضل کے لیے بیچ وقت آنے انکے
مستحب ہے اور حدیثیں اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور بیچ نہی اسکی کے صریحا کچھ صحیح نہیں ہوا اور مطالب المومنین میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ مکروہ نہیں ہیں قیام بیٹھنے والوں کا
واسطے آنے والے کے بسبب تعظیم کے اور قیام بنفسہ مکروہ نہیں ہے بلکہ مکروہ محبت قیام کی ہے اگر کسی نے قیام کیا اسکے لیے اور وہ محبت قیام کی نہ رکھے قیام اسکے لیے مکروہ نہیں ہوگا اور
قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ قیام منہی عنہ اسکے حق میں ہے کہ بیٹھا ہو اور اسکے آگے لوگ کھڑے ہیں اسکے بیٹھنے تک جیسے کہ ایک حدیث میں آیا ہے اور بیچ قیام اور تعظیم کے واسطے اہل دنیا
کے وعید شدید وارد ہوئی ہے اور نہایت مکروہ ہے ح و مضی الحدیث بطولہ فی باب حکم الاسرا اور گذری حدیث تمامہ بیچ حکم قیدیوں کے (وعن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لا یقیم الرجل الرجل من مجلسہ ثم یجلس فیہ ولکن تفسحوا وتوسعوا متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے انسے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ اٹھادے کوئی
کسی کو جگہ بیٹھنے اسکی سے پھر آپ بیٹھ جاوے جگہ اسکی میں ولیکن فراخ کرو جگہ کو اور جگہ دو آنے والے کو یعنی تا حاجت اٹھانے کی نہ پڑے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور بعضوں
نے کہا کہ تقدیر حدیث میں یوں ہے ولکن لیقل تفسحوا یعنی ولیکن چاہیے کہ کہے کشادہ ہو جاؤ اور کہا نووی نے کہ یہ نہی واسطے تحریم کے ہے پس جو کوئی سبقت کرے طرف ایک جگہ مباح کے یعنی
مسجد وغیرہ کے دن جمعہ وغیرہ کے واسطے نماز کے یا غیر اسکے کے پس وہ احق ہے ساتھ اسکے اور حرام ہے اوپر غیر اسکے کے اٹھا دینا اسکا بسبب اس حدیث کے ع (وعن ابی ہریرۃ ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام من مجلسہ ثم رجع الیہ فہو احق بہ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص
کہ اٹھے اپنی جگہ بیٹھنے کی سے پھر پھرے طرف اسکے پس وہ احق ہے ساتھ اس جگہ کے نقل کی یہ مسلم نے ف لکھا ہے علما نے کہ حکم اس صورت میں ہے کہ اٹھا ہو بقصد پھر آنے کے جیسے
وضو کو یا اور کسی تھوڑے سے کار ضروری کے لیے اٹھا اور پھر آیا جلدی سے تو وہی اس جگہ کا مستحق ہے پس اگر کوئی وہاں آن بیٹھے تو اسکو اٹھا دینا درست ہے اسلیے کہ نہیں باطل ہوا حق
اختصاص اسکا واسطے رجوع کرنے مباح کے طرف اصل اپنی کے اور دلالت کرتی ہے اسپر وہ حدیث کہ آگے آویگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے پھر اٹھتے اور ارادہ کر رکھتے پھر آنیکا
تو اتار جاتے جوتا اپنا الخ اور اگر مجلس سے اٹھا اور کسی کام کے لیے دور دراز گیا اور پھر آیا تو جگہ اسکی نہ رہی اور وہ مستحق اسکا نہیں رہا ع ح الفصل الثانی فصل دوسری
(عن انس قال لم یکن شخص احب الیہم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراہیتہ لذلک رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح)

روایت ہی انس سے کہا نہ تھا کوئی شخص بہت محبوب تر صحابیون کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اور تھے وہ جسوقت کہ دیکھتے حضرت کو نہ کھڑے ہوتے بسبب اسکے کہ جانتے تھے وہ
ناخوش رکھنا آنحضرت کا اسکو یعنے کھڑے ہونے کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہی ف ناخوش رکھتے تھے حضرت کھڑے ہونے کو واسطے تواضع کے اور مخالفت عادت متکبرین
کے بلکہ اختیار کیا تھا ثابت رہنا اوپر عادت عرب کے بیچ ترک کرنے تکلف کے قیام میں اور بیٹھنے میں اور کھانے میں اور پینے میں اور چلنے میں اور تمام افعال و اخلاق میں اور اسی لیے روایت
کیا گیا ہی انا و اتقیاء امتی براء من التکلف اور طیبی نے کہا کہ یہ ناخوش رکھنا بسبب کمال محبت اور صفائی باطن اور اتحاد قلوب کے تھا کہ ہو تھا اتحاد و کمال قلبی کے حاجت تکلف ظاہری کی
نہیں رہتی حاصل یہ کہ قیام اور ترک قیام مختلف ہوتا ہی بسبب زمانہ اور اشخاص و احوال کے ف ع (وَعَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا
فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہی معاویہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو کہ خوش کرے یہ کہ کھڑے رہیں آگے اسکے لوگ کھڑے
ہونے کر پس چاہیے کہ تیار کرے جگہ بیٹھنے اپنی کی دوزخ سے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے ف تیار کرے الخ یہ امر بمعنی خبر کے ہی گویا کہ فرمایا جسکو خوش کرے یہ کھڑا رہنا واجب ہوا واسطے اسکے
یہ کہ داخل ہو گا ایک جگہ دوزخ کی بیچ کہا گیا ہی کہ یہ وعید اسکے حق میں ہی کہ بطریق تکبر و تعظیم کے دوست رکھے لوگوں کے کھڑے رہنے کو اور اگر یہ خواہش کرے بانکی اور کھڑے رہیں لوگ
اپنی خوشی خدمت کے لیے یا ملاقات ثواب کے لیے یا اللہ تعالی تواضع کے تو نہیں ہی مضائقہ حاصل یہ کہ مکروہ اور مذموم دوست رکھنا ہی کھڑے رہنے کو بطریق تعظیم و تکبر کے اور اگر اس طرح نہو تو کچھ
نہیں اور نقل کیا بیہقی نے شعب الایمان میں خطابی سے بیچ معنی حدیث کے وہ یہ ہی کہ حکم کرے انکو ساتھ اسکے اور لازم کرے اوپر اسکو بطریق تکبر و نخوت کے اور کہا کہ بیچ حدیث سعد کے
دلیل ہی اسپر کہ کھڑا رہنا آدمی کا آگے رئیس فاضل اور والی اور عادل کے مانند کھڑے رہنے متعلم کے واسطے معلم کے مستحب ہی نہ مکروہ اور کہا بیہقی نے کہ یہ قیام ہوتا ہی ان لوگون کے
بطریق بر و اکرام کے جیسے کہ تھا قیام انصار کا واسطے سعد کے اور قیام طلحہ کا واسطے کعب بن مالک کے اور نہیں لائق ہی واسطے اس شخص کے کہ قیام کیا جاتا ہی واسطے اسکے یہ کہ ارادہ
کرے اسکا صاحب اپنے سے یہان تک کہ اگر نکرے وہ قیام تو کینہ رکھے اس سے یا شکوہ کرے یا غصے ہو اس سے (وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصًا
فَقُمْنَا لَهُ فَقَالَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا يَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہی ابو امامہ سے کہا کہ نکلے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تکیہ کیے ہوئے اوپر عصا کے یعنے عصا
ٹیکے ہوئے پس کھڑے ہوئے ہم واسطے حضرت کے پس فرمایا نہ کھڑے ہو جیسے کھڑے ہوتے ہیں عجمی تعظیم کرتا ہی بعض انکا بعض کی نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنے جب کوئی سردار اپنا
آتا ہی تو تکبر دیکھنے اسکے کے اٹھ کھڑے رہتے ہیں گھبرا کر اور اسکی تعظیم کے لیے کھڑے رہتے ہیں جیسے کہ اشارہ کیا اسکی طرف ساتھ قول اپنے کے کہ تعظیم کرتا ہی بعض انکا یعنے چھوٹے بعض کی
یعنے اکابر کی پس اس سے منع فرمایا اس توجیہ سے اصل قیام ممنوع نہوا جیسے کہ بعضی حدیثوں میں آیا ہی بلکہ جو کہ بطریق تکبر و تعظیم شان کے ہو ع (وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِي الْحَسَنِ قَالَ جَاءَنَا اَبُوْ بَكْرَةَ
فِيْ شَهَادَةٍ فَقَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ فَاَبٰى اَنْ يَجْلِسَ فِيْهِ وَقَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذَا وَنَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَمْسَحَ الرَّجُلُ يَدَهُ بِثَوْبِ مَنْ لَمْ يَكْسُهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ)
اور روایت ہی سعید بن ابی الحسن سے کہا آئے ہمارے پاس ابو بکرہ صحابی واسطے ادائے شہادت کے یعنے ایک قضیہ میں کہ گواہ تھے وہ انمیں پس کھڑا ہوا واسطے تعظیم انکی کے ایک شخص
جگہ اپنی سے یعنے تا وہ وہان بیٹھیں پس انکار کیا ابو بکرہ نے بیٹھنے سے اس جگہ میں اور کہا کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہی اس سے یعنے بیٹھنے سے اس جگہ میں کہ اٹھے اس سے
کوئی اور منع کیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ پونچھے آدمی ہاتھ اپنا ساتھ کپڑے اس شخص کے کہ نہیں پہنایا اسکو کپڑا روایت کی یہ ابو داود نے ف یعنے اگر ہاتھ طعام وغیرہ میں بھرا
ہوا ہو تو کسی اجنبی کے کپڑے سے نہ پونچھے اور اگر غلام یا فرزند یا خادم اسکا ہو کہ اسنے کپڑا اسکو دیا ہو اسکے کپڑے سے پونچھے تو مضائقہ نہیں اور ظاہر تر یہ ہی کہ اگر اجنبی بھی راضی ہو اسکے
پونچھنے سے تو جائز ہی اسکو یہ اور اسی طرح اگر جانے کہ کوئی اپنی جگہ سے بطیب خاطر اٹھا ہی تو مضائقہ نہیں ہی بیٹھنے کا جگہ اسکی میں جیسے کہ مستفاد ہوتا ہی اس آیت سے تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ اور
جیسے کہ دلالت کرتی ہی اسپر یہ حدیث حضرت کی اَلَا اِنَّهُ اَحَقُّ بِصَاحِبِهَا اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ اور مانند اسکے بہت سے فروع ہیں اور ابو بکرہ صحابی نے جو انکار کیا تو سبب یہ تھا کہ یا تو انکو شک ہو گا اس
شخص کی رضا میں کہ شاید وہ کسی کے کہنے سے اٹھا ہو یا بسبب حیا کے یا احتیاط کے یا ورع کے بیٹھے حمل کیا انھون نے حدیث کو اطلاق پر ع (وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَامَ فَاَرَادَ الرُّجُوْعَ نَزَعَ نَعْلَهُ اَوْ بَعْضَ مَا يَكُوْنُ عَلَيْهِ فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ اَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُوْنَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہی ابی درداء سے کہ
کہا تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ بیٹھتے اور بیٹھتے ہم گرد انکے پھر اٹھتے یعنے گھر میں جانے کے لیے اور ارادہ رکھتے پھر آنیکا تو اتار جاتے پاپوش اپنی یعنے بیٹھنے کی جگہ اسکو چھوڑ جاتے

نقل ہے وہ اپنی مجلس میں ایسا تھا کہ اصحاب حضرت کے ساتھ بیٹھتے تھے اور پسینہ آتا تھا اور بدن مبارک کی خوشبو کہ بعض اس چیز کا چھوڑ جاتے یا ننگے پاؤں جانے اور
کی یہ ابو داؤد نے وقت گرد انکے یعنی داہنی بائیں اور آگے انکے یہ اسلئے کہا گیا کہ وارد ہوئی ہے نہی بیٹھنے سے درمیان حلقہ کے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ) عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّفَرِّقَ بَیْنَ اثْنَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ نقل کی انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
نہیں حلال ہے کسی شخص کو یہ کہ جدائی ڈالے درمیان دو شخصوں بیٹھے ہوؤں کے مگر ساتھ اذن انکے کے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے فائدہ یعنی انکے بیچ میں آ بیٹھے اسلئے
کہ کبھی ہوتی ہے ان میں محبت اور خفیہ باتیں کرتے ہیں اور ہوتی ہیں پس انکو شاق گذریگا بیٹھنا اسکا بیچ میں انکے اور کہا ہے علماء نے اگر انکو محبت ہوتی انکی آپس میں معلوم ہو تو بیٹھے اور اگر
معلوم ہو کہ علاقہ محبت کا نہیں ہے ان میں تو بیٹھ جاوے اور اگر معلوم نہ ہو تو اچھا ہے اذن چاہنا (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْلِسْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اور انہوں نے نقل کی اپنے دادا سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہ بیٹھ درمیان دو شخصوں کے مگر ساتھ اذن انکے کے نقل کی یہ ابو داؤد نے اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ تیسری فصل (عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجْلِسُ مَعَنَا
فِی الْمَسْجِدِ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُیُوْتِ اَزْوَاجِہٖ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا انہوں نے تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھتے ساتھ ہمارے مسجد میں باتیں کرتے
ہمسے پس جس وقت اٹھتے کھڑے ہوتے ہم کھڑے ہونا یعنی دراز یہاں تک کہ دیکھتے ہم کہ وہ داخل ہوئے بعض گھروں میں بیویوں اپنی کے یعنی وقت کھڑے ہوتے ہیں بسبب بزرگ داشت ہونے انکی
کے واسطے تعظیم حضرت کے اسلئے کہ صحابہ نہیں کھڑے ہوتے تھے وقت تشریف لانے آنحضرت کے اور نہ وقت جانے کے اور کھڑے رہنا صحابہ کا دیر تک شاید اسلئے تھا کہ وہ
اسلئے رہتے ہونگے کہ حضرت کسی کام کے لیے فرماویں یا پھر تشریف لاویں بیٹھنے کے لیے پس سبب یہی ہوگا شاید فائدہ ہوتا ہے (وَعَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْخَطَّابِ) قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَہُوَ فِی الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَحْزَحَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ فِی الْمَکَانِ سَعَۃً فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰہُ اَخُوْہُ
اَنْ یَّتَزَحْزَحَ لَہٗ رَوَاہُمَا الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ اور روایت ہے واثلہ بن الخطاب سے کہا آیا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ آپ مسجد میں بیٹھے
تھے پس حرکت کی اور ایک طرف ہوگئے اپنی جگہ سے اسکے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ مکان میں فراخی ہے یعنی پس کیوں تکلیف فرمائی آپ نے حرکت
کرنے کی پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق واسطے مسلمان کے حق ہے جب دیکھے اسکو بھائی مسلمان اسکا یہ کہ حرکت کرے واسطے اسکے یعنی قطع نظر تنگی اور فراخی جگہ سے حرکت کرنا
ایک طرف ہو جانا جگہ سے بقصد اکرام بھائی مسلمان کے حق ہے روایت کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں بَابُ الْجُلُوْسِ وَالنَّوْمِ وَالْمَشْیِ باب ہے بیچ
بیان بیٹھنے اور سونے اور چلنے کے اور اسمیں ذکر لیٹنے کا بھی ہے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عُمَرَ) قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْکَعْبَۃِ مُحْتَبِیًا بِیَدَیْہِ رَوَاہُ
الْبُخَارِیُّ اور روایت ہے ابن عمر سے کہا دیکھا میں نے آنحضرت کو بیچ صحن خانہ کعبہ کے بیٹھے ہوئے گوٹ مارے ساتھ ہاتھوں اپنے کے نقل کی یہ بخاری نے فائدہ
اس نشست کی یہ ہے کہ دونوں زانو کھڑے رکھے اور تلوے زمین پر رکھے اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں پر حلقہ کرے خواہ سرین زمین پر رکھے یا نہ رکھے اور بجائے ہاتھوں کے کبھی کپڑا
بھی پاؤں پر لپیٹ لیتے ہیں مانند دوپٹہ وغیرہ کے اور عرب اسطرح بہت بیٹھا کرتے ہیں اور آنحضرت کا بیٹھنا کپڑا لپیٹ کر بھی روایت کیا گیا ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ اسطرح بیٹھنا
جائز بلکہ مستحب ہے (وَعَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ) قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَاضِعًا اِحْدٰی قَدَمَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور روایت ہے
عباد بن تمیم سے نقل کی انہوں نے چچا اپنے سے کہا انہوں نے کہ دیکھا میں نے آنحضرت کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے رکھنے والے ایک قدم اپنا دوسرے قدم پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فائدہ
رکھنا قدم کا قدم پر نہیں مقتضی ہوتا کھلنے ستر کا بخلاف رکھنے پاؤں کے پاؤں پر کہ اس سے بعض اوقات ستر کھلجاتا ہے اور اس سے تطبیق ہوجاتی ہے درمیان اس حدیث کے اور
درمیان حدیثوں نہی کی کہ آگے آتی ہیں اور زیادہ تحقیق اسکی آگے ہوگی اور اسی طرح لیٹنا آپ کا کبھی کبھی تھا واسطے بیان جواز یا حاصل کرنے راحت اور دفع تکان کے واللہ اعلم
ہوا ہے کہ بیٹھنا حضرت کا مجمعوں میں خلاف اسکے تھا کہ بیٹھتے تھے آپ چار زانو با وقار و با تواضع (وَعَنْ جَابِرٍ) قَالَ نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْفَعَ الرَّجُلُ اِحْدٰی
رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی وَہُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰی ظَہْرِہٖ رَوَاہُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے جابر سے کہا منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہ اٹھاوے مرد ایک پاؤں اپنا دوسرے پاؤں پر

حال میں کہ وہ لیٹا ہوا ہو پیٹھ پر نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَسْتَلْقِیَنَّ اَحَدُکُمْ ثُمَّ یَضَعُ اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چت لیٹے ایک تمہارا پھر رکھے ایک پاؤں اپنا دوسرے پاؤں پر نقل کی یہ مسلم نے ف یہ دو حدیثیں جابر سے آئی ہیں ظاہر میں منافات رکھتی ہیں حدیث ابن عمر کے کہ اول مذکور ہوئی ہیں اور تطبیق ان میں یوں دی ہے کہ رکھنا ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر دو طریق سے ہوتا ہے ایک تو یہ کہ دونوں پاؤں دراز ہوں اور ایک دوسرے پر رکھے اس طریقہ کا مضائقہ نہیں کہ اس ہیئت سے کھلنا ستر کا لازم نہیں آتا اور طریق دوسرا یہ ہے کہ زانو ایک پاؤں کا کھڑا رکھے اور پاؤں دوسرا اُس پاؤں کے زانو پر کھڑا کیا ہو رکھے یہ منع ہے اور یہ بھی اس صورت میں ہے کہ ستر کھلنے کا ڈر ہو جیسے کہ پائجامہ نہ پہنے ہو اور تہبند باندھا ہو [illegible] اور اگر ایسا نہ ہو تو کچھ منع نہیں ہے پس مدار جواز اور منع کا اوپر کھلنے اور نہ کھلنے ستر کے ہے ایسا ہی کہا ہے علماء نے ف (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یَتَبَخْتَرُ فِیْ بُرْدَیْنِ وَقَدْ اَعْجَبَتْہُ نَفْسُہُ خُسِفَ بِہِ الْاَرْضُ فَہُوَ یَتَجَلْجَلُ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کہ ایک شخص اتراتا اور اکڑتا چلتا تھا بیچ دو کپڑوں خوشنما کے اور تحقیق عجب میں ڈالا تھا اسکو نفس اسکے نے اور خوش آتے تھے اسکو وہ کپڑے یعنی اپنے پہننے سے تکبر اور عجب میں پڑا تھا دھنسایا گیا اسکو زمین میں پس وہ شخص حرکت کرتا ہوا چلا جاتا ہے زمین میں قیامت کے دن تک نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا بعضوں نے کہ وہ شخص قارون تھا اور نووی نے کہا احتمال ہے کہ وہ شخص اس امت میں سے ہو یا اگلی امتوں میں سے اور اس سے معلوم ہوا کہ تکبر اور افتخار اور اترانا اور اکڑنا چلنے میں حرام ہے اور انجام اسکا برا ہے [illegible] اور رفتار کی دو قسمیں آئی ہیں اور ہر ایک کا نام زبان عرب میں الگ ہے چنانچہ شرح عربی میں ذکر کی ہیں [illegible] ساتھ زبر ہا اور جزم واو کے کہ آہستہ ساتھ حرکت تمام اور تھوڑی سی سرعت کے چلیں مثل مردہ دلوں اور افسردوں کے مانند [illegible] اور ساتھ ہلکا پن اور گھبراہٹ کے کہ یہ دونوں قسمیں بری ہیں اور دلیل ہیں اوپر مردہ دلی اور بے عقلی کے اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے چالوں کی تعریف کی ہے اور اپنے خاص بندوں کو ساتھ اسکے وصف کیا ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا یعنی بندے رحمن کے وہ لوگ ہیں کہ چلتے ہیں زمین پر آرام اور باوقار سے [illegible] اور بے مردگی اور افسردگی کے

الفصل الثانی

فصل دوسری (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ عَلٰی یَسَارِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا جابر نے دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے اوپر تکیہ کے کہ رکھا تھا بائیں طرف آپ کے نقل کی یہ ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ تکیہ لگا کر بیٹھنا مستحب ہے اور آیا ہے کہ آنحضرت تکیہ کو دوست رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ اگر کوئی تکیہ دے تو رد نہ کرے جیسے کہ بیچ [illegible] خوشبو کے فرمایا ہے ف (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ احْتَبٰی بِیَدَیْہِ رَوَاہُ رَزِیْنٌ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے مسجد میں گوٹ کرتے ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے نقل کی یہ رزین نے (وَعَنْ قَیْلَۃَ بِنْتِ مَخْرَمَۃَ اَنَّہَا رَاَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَہُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ فَلَمَّا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ اُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ) اور روایت ہے قیلہ بیٹی مخرمہ کی سے کہ تحقیق دیکھا اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے ہیئت قرفصا کے کہا قیلہ نے پس جبکہ دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وضع سے بیٹھے کہ نہایت فروتنی اور انکسار اور ذوق و حضور میں تھے کانپ گئی میں مارے ہیبت کے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف قرفصا ساتھ پیش قاف اور جزم را پیش فا اور زبر [illegible] ساتھ صاد [illegible] مقصور اور ممدود دونوں طرح آیا ہے اور قاموس میں [illegible] القاف والفاء کہا ایک قسم بیٹھنے کی اور وہ اس طرح کہ بیٹھے دونوں سرین پر اور لگاوے رانیں پیٹ کو اور احتبا کرے ساتھ دونوں ہاتھوں کے یعنی دونوں ہاتھوں سے حلقہ کرے پاؤں پر یا بیٹھے تکیہ کر کر دونوں زانوؤں پر اور لگاوے رانیں پیٹ سے اور داخل کرے ہتھیلیاں ہاتھ کی دونوں بغلوں میں داہنی ہتھیلی بائیں بغل میں اور بائیں ہتھیلی داہنی بغل میں اور یہ بیٹھنا مرتب جنگلیوں کا ہے اور بیٹھنا مشغول کہ دل میں فکر اور اندیشہ و خیال رکھتا ہو وہ بھی اس طرح بیٹھتے ہیں ف (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِیْ مَجْلِسِہٖ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسْنَاءَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھ چکتے فجر کی چار زانو بیٹھے رہتے یہاں تک کہ خوب نکل آتا آفتاب روشن نقل کی یہ ابوداؤد نے (وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَہٗ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ عَلٰی کَفِّہٖ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے ابی قتادہ سے کہا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت کہ اترتے رات کو سفر میں بیچ راہ سونے کے لیے لیٹتے اپنی داہنی کروٹ پر اور جب اترتے قریب صبح کے کھڑا کرتے

کتاب خطابی کا یہ ہی جواب ہے کہ جی واقع ہوا یہ وقت بری ہوا اس سے ذمہ اور عہد کہ حق سبحانہ نے واسطے نگہبانی اسکی کے باندھا ہے اسلیے کہ اللہ تعالے نے از راہ کرم و مہربانی کے واسطے حفاظت اپنے بندون کے عہد کیا ہے اور رہا لگاہ اور اسباب اس کام کے لیے پیدا کیے پس جب اس شخص نے اپنے ہاتھ سے نفس کو ہلاکت مین ڈالا اور ایسی جگہ سویا کہ حکم عادت کے سبب ہلاکت اسکی کا ہو وہ عہد و محافظت اسکی ساقط اور منقطع ہوئی اور لفظ حجی ساتھ زیر ح اور زبر ہ اسکے کے مقصور ساتھ تنوین کے ہے اور مراد دونون وجہ سے پردہ ہے اسلیے کہ سے حجی ہونا یعنے عقل کے ہے تشبیہ دی پردہ کو ساتھ عقل کے کہ جیسے عقل مانع ہے امور ناشائستہ سے ویسیہی پردہ مانع ہے گرنے سے اور ساتھ زیر کے حجی ہے یعنے جانب ہے کہ اجا ہے جوانب کو کہتے ہین اور پردہ جانب کو ڈھکے ہوتا ہے اسلیے اسکو حجی کہا ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنَامَ الرَّجُلُ عَلَى سَطْحٍ لَيْسَ بِمَحْجُورٍ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے کہ منع فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے آدمی کے سے اس کوٹھے پر کہ نہو چہرہ اسپر نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہا لعنت کیا گیا ہے اوپر زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ شخص کہ بیٹھے درمیان حلقہ کے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے ف اسکی تاویل کئی طرح کی ہے علما نے ایک تو یہ کہ لوگ حلقہ کیے بیٹھے ہین اور ایک شخص آیا لوگون کی گردنون پر سے پھلانگ کر بیچ مین جا کر بیٹھا اور یہ نکیا کہ جہان جگہ پائی وہین بیٹھ جاتا اور دوسرے یہ کہ بیچ مین حلقہ کے جا کر بیٹھا اسطرح کہ بعضے لوگون کا منھ کا سامنا اسکا کہ ایک دوسرے کو نہین دیکھ سکتا پس ضرر پایا لوگون نے اس سے اور تیسرے یہ کہ بیچ مین جا کر بیٹھا مسخراپن کرنے کے لیے تا کہ لوگون کو ہنسا دے ع (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر مجلسون کی فراخ تر ان کی ہے یعنے ایسی جگہ مجلس کرنی چاہیے کہ فراخ ہو تا لوگ تنگ ہنون اور ایذا نپاوین نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ جُلُوسٌ فَقَالَ مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنے گھر سے باہر نکلے اور اصحاب حضرت کے بیٹھے تھے پس فرمایا آپ نے کیا ہے مجھکو کہ دیکھتا ہون تمکو متفرق نقل کی یہ ابو داود نے ف عزین جمع عزت کی ہے ساتھ تخفیف ز کے یعنے جماعت کے گروہ دیکھا آنحضرت نے تفرق کو کہ موجب وحشت اور بیگانگی اور دودلی کا ہے اور رغبت دلائی اوپر اجتماع و اتفاق کے کہ نشان یگانگت اور اتحاد کا ہے حاصل یہ کہ سب حلقہ کر کے بیٹھو یا صف کر کے متفرق جماعتین بنا کر نہ بیٹھو ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ الظِّلُّ فَصَارَ بَعْضُهُ فِي الشَّمْسِ وَبَعْضُهُ فِي الظِّلِّ فَلْيَقُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَفِي شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْفَيْءِ فَقَلَصَ عَنْهُ فَلْيَقُمْ فَإِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِ هَكَذَا رَوَاهُ مَعْمَرٌ مَوْقُوفًا) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہو ایک تمہارا بیٹھا سایہ مین پس اٹھ جاوے اس سے سایہ پس ہو کچھ اسکا آفتاب مین اور کچھ سایہ مین پس چاہیے کہ اٹھ کھڑا رہے یعنے اور جگہ جا بیٹھے تا کہ ہووے سارا سایہ مین یا آفتاب مین اسلیے کہ جب آدمی بیٹھتا ہے ایسی جگہ کہ کچھ سایہ مین ہو اور کچھ دھوپ مین تو فاسد ہو جاتا ہے مزاج اسکا بسبب اختلاف حال بدن کے موثرین متضادین سے نقل کی یہ ابو داود نے یعنے مرفوع اور شرح السنہ مین ابی ہریرہ سے ہے کہ کہا ابو ہریرہ نے جس وقت کہ ہو ایک تمہارا سایہ مین پس اٹھ جاوے اس سے سایہ پس اٹھ کھڑا رہے اسلیے کہ جگہ کہ کچھ سایہ مین ہو اور کچھ آفتاب مین جگہ بیٹھنے شیطان کی ہے اسی طرح یعنے جیسے کہ شرح السنہ مین ہے روایت کیا ہے اسکو معمر نے موقوف ابو ہریرہ پر یعنے قول ابو ہریرہ کا ہے نہ حدیث حضرت کی لیکن یہ موقوف حکم مرفوع مین ہے اسلیے کہ یہ چیز اجتہاد اور قیاس سے نہین معلوم ہو سکتی اسکو صحابی بغیر سنے حضرت سے نہین کہہ سکتا اور جگہ بیٹھنے شیطان کی ہے فرمانا یہ ہے کہ یہ محمول ہے ظاہر پر اور مضمون کہا کہ شیطان کی طرف اسلیے نسبت کی کہ وہ باعث ہوتا ہے اسپر تا کہ پہونچے اسکو ضرر پس وہ دشمن ہے بدن کا بھی جیسا کہ دشمن ہے دین کا ع اگر تمام آفتاب مین ہو تو یہ بھی بسبب ایذا نفس کے تعب و مشقت مین ممنوع و مکروہ ہوگا نہ بسبب ہونے اسکے کے مجلس شیطان کی لیکن اگر آفتاب چاہے سکا ہو تو مضائقہ نہین ش (وَعَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى أَنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی اسید انصاری سے کہ انھون نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے تھے یعنے باتین اور امر و نہی کرتے تھے لوگون کو اس حال مین کہ آنحضرت نکلنے والے تھے مسجد مین سے پس مل گئے مرد ساتھ عورتون کے راہ مین پس فرمایا حضرت نے عورتون کو پیچھے چلو مردون کے اور الگ رہو اسلیے کہ نہین پہونچتا تمکو اے عورتون یہ کہ بیچ مین راہ کے چلو لازم کرو اپنے پر کنارے

اور اسلئے کہ چھینکنا سبب خفت دماغ اور صفائی قویٰ اور ادراک کا ہے پس باعث اور معین ہوتا ہے طاعت اور حضور قلب کا اور جمائی آتی ہے امتلا اور ثقل نفس اور کدورت حواس سے اور باعث ہوتی ہے غفلت اور کسالت اور بدفہمی کی اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس شیطان اس سے خوش ہوتا ہے اور اسی سبب سے اسکو شیطان سے کہا اور نسبت اسکی طرف کی پس معلوم ہوا کہ دوست رکھنا حق تعالیٰ کا چھینکنے کو اور مکروہ رکھنا جمائی کو باعتبار ثمرہ اور نتیجہ انکے کے ہے کہ نشاط طاعت میں اور کسالت اسمیں ہے اور تعریف کرے الخ یعنی الحمد للہ کہے اور اگر رب العالمین زیادہ کرے بہتر ہے اور اگر الحمد للہ علی کل حال کہے بہت بہتر ہے کذا قال الطیبی اور روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے کتاب مصنف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً و موقوفاً کہ جو کوئی کہے وقت چھینکنے اپنے کے الحمد للہ رب العالمین علی کل حال وہ نہیں پاویگا درد ڈاڑھ اور کان کا کبھی اور حکمت بیچ حمد کرنے کے بعد چھینکنے کے یہ ہے کہ چھینکنا سلامتی دماغ اور قوت مزاج کی ہے اور یہ حق الخ یہ عبارت دلالت کرتی ہے اسپر کہ جواب چھینکنے والے کا ساتھ یرحمک اللہ کے فرض ہے ہر مسلمان پر لیکن علما کو اسمیں اختلاف ہے صحیح مذہب میں یہ ہے کہ واجب علی الکفایہ ہے اگر ایک بھی حاضرین میں سے کہدے کافی ہے ذمے سے ساقط ہو جاویگا اور ایک روایت میں مستحب ہے اور سفر السعادۃ کے مولف نے کہا کہ ظاہر حدیثوں کا یہ ہے کہ جواب چھینکنے والے کا فرض ہے ہر ایک پر اور جواب دینا ایک کا اوروں سے نہیں ساقط کرتا اور یہ قول ایک جماعت کا اکابر علما سے ہے اور مذہب شافعی یہ ہے کہ جواب سنت علی الکفایہ ہے لیکن افضل یہ ہے کہ ہر ایک دے اور مذہب مالکیہ میں اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت اور اتفاق ہے اسپر کہ وجوب یا سنت اس وقت میں ہے کہ چھینکنے والا الحمد کہے اور [illegible] اگر نہ کہے مستحق جواب کا نہیں ہوتا اور اگر آہستہ کہے کہ کوئی نہ سنے تو بھی جواب لازم نہیں ہوتا چنانچہ لفظ سمعہ کا اس حدیث میں ہے دلالت اسپر کرتا ہے اور [illegible] حکم سلام اور [illegible] کفایوں کا ہے مانند عیادت مریض اور تجہیز میت اور نماز جنازہ اور مانند انکے کہا اور شرح السنہ میں ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ لائق یہ ہے کہ بلند آواز سے الحمد للہ کہے تاکہ سنیں حاضرین مجلس والے اور مستحق جواب کا ہوں

ع (وعنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا عطس احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل لہ اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ فاذا قال لہ یرحمک اللہ فلیقل یہدیکم اللہ ویصلح بالکم (رواہ البخاری) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت چھینکے ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے الحمد للہ اور چاہیے کہ کہے واسطے اسکے مسلمان بھائی اسکا یا فرمایا یار اسکا یرحمک اللہ پس جسوقت کہے اسکو یرحمک اللہ پس چاہیے کہ چھینکنے والا یہ بات کہے ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست کرے دل تمہارا یا احوال تمہارا نقل کی یہ بخاری نے ف خطاب کرنا ساتھ جمع کے باعتبار رعایت کے ہے کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ چھینکنے والے کے پاس کئی آدمی ہوتے ہیں پس دعا میں سب کو شریک کرے یا خطاب بلفظ جمع واسطے تعظیم کے ہے یا تمام امت مرحومہ مراد ہے

ع (وعن انس) قال عطس رجلان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشمت احدہما ولم یشمت الآخر فقال الرجل یا رسول اللہ شمت ہذا ولم تشمتنی قال ان ہذا حمد اللہ ولم تحمد اللہ (متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہا چھینکا دو شخصوں نے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جواب دیا حضرت نے ان دونوں میں سے ایک کی چھینک کا اور نہ جواب دیا دوسرے کی چھینک کا پس کہا اس شخص نے کہ جسکی چھینک کا جواب نہ دیا تھا یا رسول اللہ جواب دیا آپ نے اسکو اور نہ جواب دیا مجھکو فرمایا کہ تحقیق اسنے حمد کی تھی اللہ کی اور نہیں حمد کی تو نے اللہ کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے پس مستحق ہوا وہ جواب کا کہا مکحول نے کہ تھا میں ابن عمر کے پہلو میں پس چھینکا ایک شخص نے مسجد کے ایک جانب میں پس کہا ابن عمر نے یرحمک اللہ ان کنت حمدت اللہ اور کہا شعبی نے کہ جب سنے تو ایک شخص کو کہ چھینکا پیچھے دیوار کے اور حمد کی اللہ کی پس جواب دے اسکی چھینک کا

ع (وعن ابی موسی) قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا عطس احدکم فحمد اللہ فشمتوہ وان لم یحمد اللہ فلا تشمتوہ (رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو موسی سے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جسوقت کہ چھینکے ایک تمہارا اور حمد کرے اللہ کی پس جواب دو اسکو اور اگر نہ حمد کرے اللہ کی پس نہ جواب دو اسکو نقل کی یہ مسلم نے

ع (وعن سلمۃ بن الاکوع) انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعطس رجل عندہ فقال لہ یرحمک اللہ ثم عطس اخری فقال الرجل مزکوم (رواہ مسلم) وفی روایۃ للترمذی انہ قال لہ فی الثالثۃ انہ مزکوم اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے یہ کہ انہوں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں کہ چھینکا تھا ایک شخص نے نزدیک حضرت کے پس کہا واسطے اسکے حضرت نے یرحمک اللہ پھر چھینکا دوسری بار پس فرمایا حضرت نے کہ یہ شخص زکامی ہے اور ایک روایت ترمذی کی میں یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اسکو تیسری بار میں کہ یہ زکامی ہے ف یعنے یہ بیمار ہے بہت چھینکیگا اور حمد کریگا اور اسکے ہر بار کے جواب میں حرج ہوگا اور ایک حدیث میں ابوداؤد اور ترمذی سے آیا ہے کہ تین بار تک جواب دیوے اور بیچ زیادہ کے اس سے اختیار رکھتا ہے چاہے جواب دے چاہے نہ دے پس حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جواب دینا چھینک کا واجب یا سنت سو کہ علی الخلاف تین بار ہے اور اس سے زیادہ میں اختیار رکھتا ہے [illegible]

اور درمیان جواب کے مستحب ہے پس مراد یہ ہو کہ واجب یا سنت نہیں جواب اسکا بعد تین بار کے نہ یہ کہ غیر جائز ہو واللہ اعلم (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِہٖ عَلٰی فِیْہِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ جمائی
لے ایک تمہارا پس چاہیے کہ رکھے ہاتھ اپنا اپنے منہ پر اسواسطے کہ شیطان داخل ہوتا ہے یعنی اُسکے منہ میں اگر کھلا رکھتا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف احتمال ہے کہ مراد داخل ہونا حقیقۃً ہو یا مراد
غلبہ ہونا ہو اُسپر ساتھ وسوسہ ڈالنے کے ف ع (اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ) فصل دوسری (عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْہَہٗ بِیَدِہٖ اَوْ ثَوْبِہٖ وَغَضَّ بِہَا صَوْتَہٗ
رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے جس وقت چھینکتے تھے ڈھانکتے منہ اپنا ساتھ ہاتھ اپنے کے یا ساتھ کپڑے
اپنے کے اور پست کرتے ساتھ چھینک کے آواز اپنی نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف یعنی آواز بلند نہ کرتے تھے چھینکنے میں اور منہ ڈھانکتے
تھے اسلیے کہ یہ بھی ادب ہے مجلس کا کہ اکثر فضلہ دماغ کا چھینک کے ساتھ نکل آتا ہے مبادا اپنے بدن پر یا ہمنشینوں کے بدن پر پڑے اور وقت چھینکنے کے تغیر ہیئت بھی چہرہ میں واقع
ہوتی ہے پس منہ ڈھانکنا چاہیے اور پست آواز سے چھینکنا بھی حسن ادب ہے کہ کبھی بلند آواز ناگہان سے لوگ چونک اٹھتے ہیں اور لکھا ہے علما نے کہ مستحب ہے چھینکنے والے کو کہ آواز سے
کہے اور الحمد پکار کر کہے تا لوگ سنکر جواب دیں کذا فی مطالب المؤمنین ف ع (وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَلْیَقُلِ
الَّذِیْ یَرُدُّ عَلَیْہِ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وَلْیَقُلْ ہُوَ یَہْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے ابی ایوب سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ چھینکے
ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے الحمد للہ اوپر ہر حال کے اور چاہیے کہ کہے وہ شخص کہ جواب دیتا ہے اُسکو یرحمک اللہ اور چاہیے کہ کہے وہ یعنی چھینکنے والا ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست
کرے دل تمہارے یا احوال تمہارے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ کَانَ الْیَہُوْدُ یَتَعَاطَسُوْنَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْجُوْنَ اَنْ یَّقُوْلَ لَہُمْ یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ فَیَقُوْلُ
یَہْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے یہود چھینکتے تکلف سے پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بامید اسکے کہ کہیں آنحضرت انکو یرحمکم اللہ
پس فرماتے حضرت ہدایت کرے تمکو اللہ اور درست کرے احوال تمہارے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے ف یعنی نفرماتے یرحمکم اللہ اسلیے کہ رحمت خاص ہے واسطے مومنین کے بلکہ دعا
ہدایت کی مناسب حال اُنکے کرتے ف ع (وَعَنْ ہِلَالِ بْنِ یَسَافٍ قَالَ کُنَّا مَعَ سَالِمِ بْنِ عُبَیْدٍ فَعَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ لَہٗ سَالِمٌ وَعَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ فَکَاَنَّ الرَّجُلَ
وَجَدَ فِیْ نَفْسِہٖ فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَقُلْ اِلَّا مَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکَ وَعَلٰی اُمِّکَ اِذَا
عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلْیَقُلْ لَہٗ مَنْ یَّرُدُّ عَلَیْہِ یَرْحَمُکَ اللّٰہُ وَلْیَقُلْ یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ہلال بن یساف سے کہ کہا تھے ہم ساتھ
سالم بن عبید کے پس چھینکا ایک شخص نے قوم میں سے اور کہا السلام علیکم یعنی بگمان اسکے کہ بدلے الحمد للہ کے سلام بھی جائز ہو پس کہا واسطے اُسکے سالم نے تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام
پس گویا وہ شخص خفا ہوا اپنے جی میں یعنی لفظ وعلی امک کے کہنے سے پس کہا سالم نے خبردار ہو تحقیق نہیں کہا میں نے مگر وہ کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت کہ چھینکا تھا ایک
شخص نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا السلام علیکم پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھپر اور تیری ماں پر بھی سلام اور فرمایا جب چھینکے ایک تمہارا پس چاہیے کہ کہے
الحمد للہ رب العالمین اور چاہیے کہ کہے واسطے اُسکے جواب دینے والا یرحمک اللہ اور چاہیے کہ کہے یعنی چھینکنے والا بطریق استجاب کے یغفر اللہ لی ولکم نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے ف
یعنی چھینکنے میں یہ الفاظ کہنے چاہییں سلام کہنا خاص ہے اس مقام میں کچھ نہیں ہے اور کہا بعضوں نے کہ اولیٰ یہ ہے کہ جمع کرے درمیان یغفر اللہ لکم کے اور درمیان یہدیکم اللہ ویصلح بالکم
کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب چھینکنے والا اور لفظ کہے سوائے الحمد للہ کے تو مستحق جواب چھینک کا نہیں ہوتا لیکن چونکہ اُسنے سلام کہا آنحضرت نے جواب سلام اُسکے کا دیا لیکن
جواب میں جو لفظ علی امک فرمایا تو اس لفظ میں دو اشارے ہیں ایک یہ کہ سلام بیمحل بےموقع کہے جیسے کہ کوئی بیچ وقت ارادہ سلام تیرے کے سلام تیری ماں پر کرے دوسرا یہ کہ
نصیحت اور تنبیہ کرنا اسکو ساتھ اسکے کہ یہ ادب آدمیوں کا ہے اور اُسکا تربیت مردوں سے نہ پائی ہو اور ماں کے پاس ادب زنانہ حاصل کیا ہو اور یہ بھی لکھا ہے علما نے کہ تنبیہ ہے اوپر حماقت
اسکی کہ بسبب سرایت صفات ماں اُسکی کے اسمیں پس محتاج ہو دعا کا واسطے ماں اپنی کے ف ع ح (وَعَنْ عُبَیْدِ بْنِ رِفَاعَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلَاثًا فَمَا زَادَ
فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْہُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے عبید بن رفاعہ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جواب دے چھینکنے والے

تین بار چھینکے ایک مجلس میں پس جبکہ زیادہ چھینکے تین بار سے پس اگر چاہے تو جواب دے اسکو اور اگر چاہے نہ جواب دے نقل کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْ
اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاكَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُكَامٌ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤدَ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهُ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا چھینک کا جواب دے
تو بھائی اپنے کو تین بار تک پس اگر زیادہ چھینکے پس وہ زکام ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا ابو داؤد نے نہیں جانتا میں ابو ہریرہ کو مگر یہ کہ اسنے پہونچائی حدیث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
تک ف یعنے یہ حدیث مرفوع ہے موقوف ابو ہریرہ پر نہیں اور ابو ہریرہ نے اسکو قول آنحضرت سے روایت کیا اور اگر نہ کرین تو بھی یہ حکم مرفوع کے ہوگی اسلیے کہ تعین عدد بغیر سننے کے شارع
سے نہیں کر سکتے ہیں اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰی جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
وَلَیْسَ هٰكَذَا عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے نافع سے کہ تحقیق ایک شخص نے چھینکا بیچ پہلو ابن
عمر کے پس کہا چھینکنے والے نے الحمد للہ اور سلام ہو اوپر رسول خدا کے کہا ابن عمر نے میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ اور سلام اوپر رسول خدا کے لیکن ایسا نہیں چاہیے یعنے نہیں ہوا واسطے امور مستحب
مسنون کہ لاوین سلام ساتھ حمد کے وقت چھینکنے کے بلکہ ادب یہ ہے کہ تابعداری کی جاوے اور زیادتی اور نقصان نہ کیا جاوے سکھایا ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ کہیں ہم حمد ہو واسطے اللہ کے اوپر ہر حال
کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے بَابُ الضَّحْكِ باب بیچ بیان ہنسنے کے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰی اَرٰی مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ یَتَبَسَّمُ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا نہیں دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوب ہنستے ہوئے یہاں تک کہ دیکھوں
حضرت کا کوا کہ تالو میں ہوتا ہے سوا اسکے نہیں کہ تھے مسکراتے یعنے اکثر نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ جَرِیْرٍ قَالَ مَا حَجَبَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ)
اور روایت ہے جریر سے کہا کہ نہیں منع کیا مجھکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سے کہ میں مسلمان ہوا اور نہیں دیکھا مجھکو مگر کہ مسکرائے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف نہیں منع کیا یعنے آنے
پاس اپنے جب چاہا میں چلا جاتا اگرچہ مجلس خاص ہوتی بشرطیکہ مجلس حرم والوں کی ہوتی یا منع نہ کیا مجھکو اس چیز سے کہ طلب کی میں نے حضرت سے یعنے جو کچھ کہ میں نے حضرت سے مانگا دیا مجھکو
بیچ ح (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ الصُّبْحَ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا یَتَحَدَّثُوْنَ فَیَاْخُذُوْنَ
فِیْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ فَیَضْحَكُوْنَ وَیَتَبَسَّمُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لِلتِّرْمِذِیِّ یَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہیں
اٹھتے مصلے اپنے سے کہ نماز پڑھتے اسمین صبح کی یہاں تک کہ نکلتا آفتاب یعنے اور بلند ہوتا پس جسوقت کہ نکلتا آفتاب اٹھتے اور تھے صحابہ باتیں کرتے اور مشغول ہوتے بیچ باتوں جاہلیت
یعنے بطریق مذمت کے اور ہنستے اور مسکراتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ روایت ترمذی کے ہے کہ پڑھتے تھے صحابہ شعر ف اٹھتے یعنے واسطے نماز اشراق کے یا بعد
کفر مین تفخر ہنسنا ہنسی کیلیے اور مراد شعروں سے وہ شعر ہیں کہ جن میں مضمون توحید اور ترغیب و ترہیب کے ہوتے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہیں باتیں جاہلیت کی کرنی اور
ہنسنا انپر بیچ ح اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فصل دوسری (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے
عبد اللہ بن الحارث بن جزء سے کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو بہت مسکرانے والا زیادہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کی یہ ترمذی نے اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنْ قَتَادَةَ قَالَ
سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ وَقَالَ بِلَالُ بْنُ سَعْدٍ اَدْرَكْتُهُمْ یَشْتَدُّوْنَ بَیْنَ الْاَغْرَاضِ وَیَضْحَكُ
بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ اللَّیْلُ كَانُوْا رُهْبَانًا رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ) روایت ہے قتادہ سے کہا سوال کیے گئے ابن عمر کہ کیا تھے صحابی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہنستے کہا ابن عمر نے ہاں
اور حال انکا یہ ایمان انکے دلوں میں بہت بڑا تھا پہاڑ سے اور کہا بلال بن سعد تابعی نے کہ پایا میں نے صحابہ کو کہ دوڑتے تھے درمیان نشانوں تیر کے یعنے وقت تیر اندازی کے اور ہنستا تھا
بعض انکا متوجہ اور مائل ہوکر طرف بعضے کے پس جسوقت ہوتی رات ہوتے بہت ڈرنے والے اللہ سے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف یعنے انکا ہنسنا ایسا نہ تھا کہ جیسا
اہل غفلت ہنستے ہیں اور ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے اور خلل نور ایمان میں آتا ہے بلکہ اس حال میں بھی آداب شرع نہ چھوڑتے تھے اور ایمان کامل رکھتے تھے اور بہت ڈرنے والے تھے مارے خوف الٰہی
کے عبادت کرتے خدا کی اور روتے اور دنیا کا آرام چھوڑ دیتے بیچ بَابُ الْاَسَامِیْ باب بیچ بیان ناموں کے ف مراد بیان احکام ناموں کا ہے کہ کیا نام رکھے اور کیا نہ رکھے
اور کونسا نام اچھا ہے اور کونسا برا ہے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی السُّوْقِ فَقَالَ رَجُلٌ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

نہیں ہے بلکہ جو کہ انکے معنی میں ہوں یہی حکم رکھتا ہے اور کہا نووی نے کہ کہا اصحاب ہمارے نے کہ مکروہ تنزیہی ہیں اسطرح کے نام رکھنے تحریمی نہیں (وعن جابر قال اراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ینہی ان یسمی بیعلی وببرکۃ وبافلح وبیسار وبنافع وبنحو ذلک ثم رأیتہ سکت بعد عنہا ثم قبض ولم ینہ عن ذلک رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہا ارادہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ منع کریں نام رکھنے سے ساتھ یعلی اور ساتھ برکت کے اور ساتھ افلح کے اور ساتھ یسار کے اور ساتھ نافع کے اور ساتھ مانند انکے کے پھر دیکھا میں نے حضرت کو کہ چپ رہے بعد اس ارادہ کے ان ناموں کے منع کرنے سے پھر وفات کیے گئے اور نہیں منع کیا اس سے نقل کی یہ مسلم نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسطرح کے نام رکھنے سے نہی واقع نہیں ہوئی کہا طیبی نے گویا ارادہ فرمایا تھا نہی کی تاکید کا اور نہی وہ چیز کہ مشعر نہی پر تھی اور نہیں نہی تھی صریح اسلیے اسطرح کہا ولیکن نہی اس سے احادیث صحیحہ میں واقع ہوئی اور مثبت مقدم ہے نافی پر انتہی کہا شاید میں کہتا ہوں کہ اسکی اور بھی تاویل ہے وہ یہ ہے کہ حضرت نے ارادہ کیا تھا نہی تحریمی کرنیکا پھر سکوت کیا بعد اسکے از راہ رحم کرنے کے امت پر کہ اکثر لوگ حسن وقبح ناموں میں فرق کرتے نہیں ہیں پس نہی کی محمول ہوگی تحریم پر اور نفی ثبت کی تنزیہ پر ہے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ رجل یسمی ملک الاملاک رواہ البخاری وفی روایۃ لمسلم قال اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ واخبثہ رجل کان یسمی ملک الاملاک لا ملک الا اللہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بدترین ناموں کا دن قیامت کے نزدیک اللہ کے وہ شخص ہے کہ نام رکھا جاوے شہنشاہ یعنی بادشاہوں کا بادشاہ نقل کی یہ بخاری نے اور بیچ روایت مسلم کے فرمایا بہت ناخوش تر مردوں کا نزدیک اللہ کے دن قیامت کے اور بدترین شخصوں کا وہ شخص ہے کہ نام رکھا جاوے بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے بادشاہ مگر اللہ ف یعنی بادشاہ حقیقی کوئی نہیں ہے سوائے اللہ تعالے کے جو چاہے بادشاہ یا شاہان کہ اصلا وہم شرکت کا بھی اس راہ میں نہ رکھتا ہو (وعن زینب بنت ابی سلمۃ قالت سمیت برۃ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تزکوا انفسکم اللہ اعلم باہل البر منکم سموہا زینب رواہ مسلم) اور روایت ہے زینب بنت ابی سلمہ سے کہا نام رکھی گئی میں برہ یعنے نیکوکار پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ سراہو اپنے نفسوں کو اللہ دانا تر ہے ساتھ اہل نیکی کے تم میں سے نام رکھو اسکا زینب نقل کی یہ مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ ایسا نام نہ رکھنا چاہیے جس میں نفس کی تعریف ہو (وعن ابن عباس قال کانت جویریۃ اسمہا برۃ فحول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمہا جویریۃ وکان یکرہ ان یقال خرج من عند برۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا تھیں جویریہ کہ ازواج مطہرات سے ہیں نام انکا تھا برہ پس تغیر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نام انکے کو جویریہ اور تھے حضرت مکروہ رکھتے یہ کہ کہا جاوے نکلے برہ کے پاس سے نقل کی یہ مسلم نے ف برہ کے معنے ہیں نیکوکار پس حضرت نے مکروہ جانا یہ کہ کہا جاوے کہ نکلے نیکوکار کے پاس سے اسلیے کہ نکلنا نیکوکار کے پاس سے اچھا نہیں اور کان یکرہ الخ ظاہر یہ قول ابن عباس کا ہے اور احتمال یہ بھی ہے کہ حضرت ہی نے خبر دی ہو مانند الضمیر کی اور سبب مخالفت اسطرح کے نام رکھنے کا بیان یہ فرمایا اور دربارہ زینب سبب تزکیہ نفس اسلیے کہ مزاحمت اسباب میں نہیں ہوتی ہے دونوں چیزیں صلاحیت سبب ہونے کی رکھتی ہیں شاید کہ قوم زینب سے معلوم کیا ہو کہ قصد انکا اس نام کے رکھنے سے تزکیہ تھا تو یہاں اور یہاں یہ عبارت کہ آنحضرت فلانی بیوی کے پاس سے نکلے فلانی کے پاس سے مستعمل ومتعارف تھی پس یہاں اسی کو کہا واللہ اعلم اور بدفالی بیچ نجیح وفلاح میں اعتبار کی گئی احتمال ہے کہ یہاں بھی ہو اور تزکیہ اور کراہت کہ یہاں اعتبار کی ہے وہاں بھی ممکن ہے ف ح (وعن ابن عمر ان بنتا کانت لعمر یقال لہا عاصیۃ فسماہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمیلۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تھی بیٹی حضرت عمر کی کہا جاتا تھا اسکو عاصیہ یعنے گنہگار پس نام رکھا اسکا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمیلہ نقل کی یہ مسلم نے ف عرب ایام جاہلیت میں اولاد کا نام عاصی اور عاصیہ رکھتے تھے یعنے سرکشی اور تکبر اور تعظیم کے سبب اور نقصان اور انقیاد اور زبونی سے جب ظہور اسلام ہوا تو مکروہ جانا حضرت نے اسکو اور اس سے معلوم ہوا کہ برے ناموں کا تغیر کرنا مستحب ہے ف ح ع (وعن سہل بن سعد قال اتی بالمنذر بن ابی اسید الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین ولد فوضعہ علی فخذہ فقال ما اسمہ قال فلان قال لا لکن اسمہ المنذر متفق علیہ) اور روایت ہے سہل بن سعد سے لایا گیا منذر بن ابی اسید طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جس وقت کہ جنا گیا پس رکھا آنحضرت نے اسکو اپنی ران مبارک پر اور فرمایا کہ کیا ہے نام اسکا کہا لانے والے نے فلانا فرمایا نہیں لیکن نام اسکا منذر ہے نقل کی یہ بخاری نے اور مسلم نے ف فلانا یعنے جو نام کہ رکھا تھا بیان کیا چونکہ راوی کو وہ نام معلوم نہ تھا اسطرح کہا اور منذر انذار سے مشتق ہے کہ معنے تبلیغ احکام اور ڈرانے کے ہیں ف ح ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی ولکن لیقل سیدی وفی روایۃ لیقل سیدی ومولای وفی روایۃ لا یقل العبد

لیقل سیدی ومولای فان مولاکم اللہ رواہ مسلم اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ کہے ایک تمہارا عبدی اور امتی یعنے میرا بندہ اور میری لونڈی سب
مرد تمہارے بندے اللہ کے ہیں اور سب عورتیں تمہاری لونڈیاں اللہ کی ہیں ولیکن چاہیے کہ کہے غلام اور جاریہ یعنے لڑکی میری اور خادم میرا اور خادمہ میری اور نہ کہے غلام یعنے
مالک کو رب میرا ولیکن چاہیے کہ کہے سید میرا اور ایک روایت میں ہے چاہیے کہ کہے سید میرا اور مولے میرا اور ایک روایت میں ہے نہ کہے غلام اپنے مالک کو مولے میرا اس واسطے کہ مولے
تمہارا اللہ ہے نقل کی مسلم نے ف نہ کہے عبدی الخ سے منع فرمایا واسطے دفع توہم شرک کے عبودیت میں یا حقیقت عبدیت میں اور اسی طرح امتی کہنے سے منع فرمایا کہ امۃ یعنے مملوکہ
کے ہے کذا فی القاموس اور ملک حقیقی نہیں مگر اللہ ہی کے لیے اور غلام یعنے لڑکے کے ہے اور جاریہ یعنے لڑکی کے اور فتی مرد جوان اور فتاۃ عورت جوان پس ان الفاظ میں معنے شفقت اور
مہربانی کے ہیں اور فتا اور فتاۃ انکو اسلیے کہا کہ لونڈی اور غلام ہرچند بڈھے ہوں انکے ساتھ معاملہ جوانوں کا سا کرتے ہیں اور حرمت بڑھاپے کی نگاہ میں نہیں رکھتے اور ہو سکتا ہے کہ بسبب قوت
و مستعد ہونے انکے کے خدمتگذاری میں کہتے ہوں پس فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ مقرر کرنے لونڈی غلام کے لیے بہتر ہیں عبدی اور امتی کہنے سے اور لکھا ہے علما نے کہ نہی الفاظ عبد اور امۃ
اس صورت میں ہے کہ بوجہ تفاخر اپنے کے اور حقارت انکی کے ہو والا اطلاق عبد و امۃ کا قرآن واحادیث میں آیا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے والصالحین من عبادکم وامائکم وقال عبدا
مملوکا لا یقدر علی شیء اور اسی طرح حدیثوں میں بھی بہت آیا ہے اور جیسے کہ مالکوں کو فرمایا ساتھ محافظت زبان کے بعضے الفاظ ناشائستہ سے مملوکوں کو بھی فرمایا کہ نہ کہیں اپنے مالک
کو رب اسلیے کہ رب اگرچہ یعنے تربیت کرنیوالے کے ہے ولیکن ربوبیت علی الاطلاق صفت خاص حضرت پروردگار تعالے کی ہے پس اطلاق آدمی پر وہم ڈالنے والا شرک کا ہے اور یہ نہی اگر
بطریق تعظیم کے ہو تو منع ہے والا قرآن میں آیا ہے اذکرنی عند ربک اور سید کہے اسلیے کہ سیادت اور فضیلت و ریاست ثابت ہے مالک کو بہ نسبت مملوک کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ
مولے کہے اور ایک میں آیا کہ نہ کہے تو جاننا چاہیے کہ مولے کے کئی معنی آئے ہیں متصرف اور ناصر اور معاون پس جواز اس اعتبار سے ہے کہ مولے کہے اور اسکو متصرف اپنا مراد رکھے چنانچہ اسلیے
اطلاق کیا جاتا ہے لفظ مولے معتق پر جیسے کہ فرمایا آنحضرت نے مولے القوم من انفسہم رواہ البخاری ومولے الرجل اخوہ رواہ الطبرانی اور عدم جواز باعتبار اسکے ہے کہ کوئی نام
اور معین مراد رکھے اسلیے کہ مولائے حقیقی باعتبار معنی مذکور کے اللہ ہی ہے نعم المولے ونعم النصیر پس منافات نہیں دونوں روایتوں میں حاصل یہ کہ مرجع اسکا بھی قاعدہ ہے کہ اگر بطور
غایت تعظیم کے منع ہے والا نہیں منج (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقولوا الکرم فان الکرم قلب المومن رواہ مسلم وفی روایۃ لہ عن وائل بن حجر لا تقولوا الکرم ولکن
قولوا العنب والحبلۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نہ کہو یعنے درخت انگور کو کرم اسلیے کہ کرم دل مومن کا ہے نقل کی یہ مسلم نے اور ایک
روایت مسلم کی میں وائل بن حجر سے ہے کہ نہ کہو تم کرم ولیکن کہو عنب اور حبلہ ف حبلہ ساتھ زبر ح اور ب کے اور ساتھ جزم ب کے بھی ہے یعنے درخت انگور کے اور کبھی بطریق مجاز کے انگور کو
بھی کہتے ہیں یعنے انگور اور درخت انگور کا اور یہی نام ہیں انکا نام لیا کرو ولیکن کرم نہ کہا کرو اسکو جاننا چاہیے کہ عرب انگور اور درخت انگور کو کرم ساتھ جزم ر کے کہتے تھے بعلاقہ اسکے کہ شراب اس سے بنتی ہے
اور وہ باعث سخاوت و کرم کی ہے پس جب شراب حرام ہوئی تو منع کیا گیا اس سے اسلیے کہ وصف کرنا ساتھ کرم وغیرہ کے ایسی چیز کو کہ اصل خباثت ہے مناسب نہیں تاکہ وسیلہ ہو
محرمات کا اور رغبت دلانے اسکے کا ہو اور فرمایا کہ یہ نام واسطے مومن اور دل اسکے کے کہ کان انوار علم و تقوے کا اور منبع اسرار و معارف کا ہے مناسب ہے اور کرم مشتمل تمام بھلائیوں
کو ہے اور لکھا ہے علما نے کہ جب وصف کیا تو نے کسیکو ساتھ کرم کے ثابت کیں اسکے لیے تمام بھلائیاں منج (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسموا العنب
الکرم ولا تقولوا یا خیبۃ الدہر فان اللہ ہو الدہر رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ کہو انگور کو کرم اور نہ کہو ای نا امیدی زمانہ
کی اسلیے کہ تحقیق اللہ وہی ہے زمانہ یعنے زمانہ اسی کے اختیار میں ہے نقل کی یہ بخاری نے ف ایام جاہلیت میں جب لوگوں کو مصیبت پہنچتی تھی تو کہتے تھے یا خیبۃ الدہر مراد رکھتے تھے اس سے
برا کہنا زمانہ کا پس منع کیے گئے اس سے اسلیے کہ پھیرنے والا احوال زمانہ کا اللہ تعالے ہے یعنے خیر و شر جو تم زمانہ کی طرف نسبت کرتے ہو حقیقت میں خدا کی طرف سے ہے فاعل حقیقی وہی ہے
پس زمانہ کو برا کہنا اللہ تعالے کو برا کہنا ہے منج (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یسب احدکم الدہر فان اللہ ہو الدہر رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ برا کہے ایک تمہارا زمانہ کو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالے وہی ہے پھیرنے والا زمانہ کا نقل کی یہ مسلم نے (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا یقولن احدکم خبثت نفسی ولکن لیقل لقست نفسی متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کہے ایک تمہارا خبثت نفسی یعنے میرا نفس ولیکن

کہے لقست نفسی نقل کی بخاری اور مسلم نے ف خبثت نفسی اور لقست نفسی کے زبان عرب میں ایک ہی معنے ہیں یعنے غثیان اور شورش ال یعنے جی متلانا ہے ولیکن آنحضرت نے
کروہ رکھا کہ خبثت نفسی نہ کہے بسبب قبح اس عبارت کے اور بسبب احتراز نسبت کرنے مومن کے خبث کو طرف نفس اپنے کے ۞ ذکر حدیث ابی ہریرۃ یؤذینی ابن آدم فی باب الایمان
اور ذکر کی گئی حدیث ابو ہریرہ کی کہ سراسر اسکا یہ ہے یؤذینی ابن آدم باب الایمان میں اَلْفَصْلُ الثَّانِی فصل دوسری ۞ عَنْ شُرَیْحِ بْنِ هَانِیٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ لَمَّا وَفَدَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهٖ سَمِعَهُمْ یُکَنُّوْنَهٗ بِاَبِی الْحَکَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَکَمُ وَاِلَیْهِ الْحُکْمُ فَلِمَ تُکْنٰی اَبَا الْحَکَمِ قَالَ اِنَّ قَوْمِیْ اِذَا اخْتَلَفُوْا فِیْ شَیْءٍ اَتَوْنِیْ فَحَکَمْتُ
بَیْنَهُمْ فَرَضِیَ کِلَا الْفَرِیْقَیْنِ بِحُکْمِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَحْسَنَ هٰذَا فَمَا لَکَ مِنَ الْوَلَدِ قَالَ لِیْ شُرَیْحٌ وَمُسْلِمٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ قَالَ فَمَنْ اَکْبَرُهُمْ قَالَ قُلْتُ شُرَیْحٌ قَالَ فَاَنْتَ اَبُوْ شُرَیْحٍ
رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیُّ ۞ روایت ہے شریح بن ہانی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یہ کہ وہ جب آیا پاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قوم اپنی کے سنا حضرت نے انکی قوم کو کنیت
کرتے تھے انکو ساتھ ابی الحکم کے پس بلایا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالے وہی ہے حکم اور طرف اُسی کے ہے حکم پس کیوں کنیت کیا جاتا ہے تو ابو الحکم کہا ہانی
نے تحقیق قوم میری جس وقت کہ اختلاف کرتی ہے بیچ کسی چیز کے آتی ہے میرے پاس پس حکم کرتا ہوں میں درمیان انکے پس راضی ہوتے ہیں دونوں فریق ساتھ حکم میرے کے پس فرمایا پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب ہے یہ یعنے حکم کرنا درمیان لوگوں کے پس کیا ہے واسطے تیرے اولاد سے کہا میری اولاد شریح ہے اور مسلم اور عبد اللہ فرمایا پس کون ہے بڑا انمیں کہا ہانی نے
شریح ہے فرمایا تو ابو شریح ہے نقل کی یہ ابو داؤد اور نسائی نے ف ساتھ ابی الحکم کے کنیت کبھی ہوتی ہے ساتھ اوصاف کے جیسے کہ ابی الفضائل اور ابی الحکم اور ابی الخیر اور کبھی ہوتی ہے
نسبت کرنے کے طرف اولاد کے جیسے کہ ابی سلمہ اور ابی شریح اور کبھی باعتبار ملابسات کے ہوتی ہے جیسے کہ ابی ہریرہ آنحضرت نے دیکھا تھا انکو اس حال میں کہ انکے ساتھ بلی تھی پس کنیت کی
انکی ابو ہریرہ اور کبھی ہوتی ہے مزید علمیت کے لیے مانند ابی بکر اور ابو عمرو کے اور طرف اُسی کے حکم ہے یعنے ابتدا اور انتہا حکم کی اُسی کی طرف ہے نہیں رد کرسکتا کوئی اُسکے حکم کو اور نہیں
خالی ہے حکم اُسکا حکمت سے پس یہ صفت خاص ذات باری ہی کے لیے سزاوار ہے نہ غیر اسکے کے لیے اور کوا ابو الحکم کہنا وہم دلاتا ہے شریک کرنیکا اسکے وصف میں اگرچہ نہیں اطلاق کیا جاتا ہے اوپر
ابو الحکم بسبب وہم والدیت اور ولدیت کے ۞ وَعَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ لَقِیْتُ عُمَرَ فَقَالَ مَنْ اَنْتَ قُلْتُ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ عُمَرُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْاَجْدَعُ
شَیْطَانٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۞ اور روایت ہے مسروق سے کہا ملاقات کی میں نے حضرت عمر سے پس فرمایا کون ہے تو کہا میں نے میں مسروق بیٹا اجدع کا ہوں فرمایا حضرت عمر نے
کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے اجدع شیطان ہے نقل کی یہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ف یعنے اجدع نام ایک شیطان کا ہے اور اجدع اصل میں کہتے ہیں کان اور ناک
اور ہاتھ اور ہونٹ کٹے ہوئے کو اور اس نام میں مراد یہ ہے کہ شیطان ذلیل ہے اور حضرت عمر نے کلام مذکور از راہ خوش طبعی کے فرمایا اشارہ کیا کہ اگر وہ جیتا ہو تو یہ نام بدل ڈال ۞ وَعَنْ
اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِاَسْمَائِکُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِکُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَاءَکُمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ ۞ اور روایت ہے ابی درداء سے کہا فرمایا رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پکارے جاؤگے تم دن قیامت کے ساتھ ناموں اپنے کے اور ناموں باپوں اپنے کے پس اچھے رکھو نام اپنے نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے ف اچھے رکھو الخ
خطاب تمام بنی آدم کو ہے پس باپ بھی داخل ہیں اسمیں اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ دن قیامت کے لوگونکو بنام ماؤں کے پکاریں گے اور لکھا ہے علما نے کہ حکمت اسمیں یہ ہے کہ تا اولاد
شرمندہ اور رسوا نہوں اور واسطے رعایت حال عیسیٰ بن مریم کے کہ بے پدر تھے اور واسطے اظہار فضل و شرف حضرت امام حسن اور امام حسین کے بلحاظ نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اگر روایت ثابت ہو تو آبا کو حمل تغلیب پر کرینگے جیسے کہ ابوین کہتے ہیں اور شاید کہ کبھی بنام ماؤں کے یا بعضونکو بہ نسبت باپوں کے اور بعضوں کو بہ نسبت ماؤں کے یا بعضے جگہ ہو
اُسطرح اور بعضے میں اسطرح ۞ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّجْمَعَ اَحَدٌ بَیْنَ اسْمِهٖ وَکُنْیَتِهٖ وَیُسَمّٰی اَبَا الْقَاسِمِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ ۞ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہ کہ جمع کرے کوئی درمیان نام حضرت کے اور کنیت انکی کے اور نام رکھا جاوے اور کنیت کیا جاوے محمد نامی ساتھ ابو القاسم کے نقل کی یہ ترمذی
نے ف معنے اس تقدیر پر یہ ہونگے کہ محمد مرفوع ہو اور یسمی صیغہ مجہول جیسے کہ جامع ترمذی اور شرح السنۃ اور اکثر نسخوں مصابیح کے میں واقع ہوا ہے اور جامع الاصول اور بعضے نسخوں
مصابیح کے میں محمدا واقع ہوا ہے ساتھ نصب کے اس تقدیر پر یسمی ساتھ صیغہ معلوم کے ہوگا یعنے نام و کنیت کرے کوئی محمد نام کو ساتھ ابو القاسم کے اور تحقیق اس نام و کنیت جمع کرنے کی
اوپر گزر چکی ہے ۞ وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَسَمَّیْتُمْ بِاسْمِیْ فَلَا تَکْتَنُوْا بِکُنْیَتِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ

من تسمّى باسمي فلا يكتني بكنيتي ومن تكنّى بكنيتي فلا يتسمّ باسمي) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ نام رکھو تم ساتھ نام میرے کے پس نہ کنیت کرو ساتھ کنیت میری کے
نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بیچ روایت ابی داؤد کے فرمایا جو شخص کہ نام رکھے ساتھ نام میرے کے پس نہ رکھے کنیت میری اور جو شخص
کہ کنیت کرے ساتھ کنیت میری کے پس نہ رکھے نام میرا ف یہ حدیثیں صریح ہیں بیچ نہی کے جمع کرنے سے درمیان اسم و کنیت حضرت کے تا اگر تنہا نام رکھیں یا کنیت مقرر کریں ممنوع نہیں ہے
(وعن عائشة ان امرأة قالت يا رسول الله اني ولدت غلاما فسميته محمدا وكنيته ابا القاسم فذكر لي انك تكره ذلك فقال ما الذي احل اسمي وحرم كنيتي او ما الذي حرم كنيتي
واحل اسمي رواه ابو داود وقال محيي السنة غريب) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے جنا ہے ایک لڑکا پس نام رکھا میں نے اسکا محمد اور
کنیت کی میں نے اسکی ابا القاسم پھر ذکر کیا گیا واسطے میرے یہ کہ آپ مکروہ رکھتے ہیں اسکو یعنی جمع کرنے کو درمیان نام اور کنیت آپ کی کے تو حضرت نے فرمایا کیا چیز ہے کہ حلال و جائز کیا نام کے
ساتھ نام میرے کے اور حرام کیا کنیت کرنے کو ساتھ کنیت میری کے یا فرمایا کیا چیز ہے کہ حرام کیا کنیت میری کو اور حلال کیا نام میرے کو نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا محیی السنہ نے کہ یہ غریب ہے
ف شک ہوا ہے راوی کو کہ اول ذکر حلت نام کا کیا بعد ازاں حرمت کنیت کا یا اول ذکر حرمت کنیت کا کیا بعد اسکے حلت نام کا مقصود دونوں عبارتوں سے ایک ہی ہے لفظاً و معناً
ہیں نہیں ولیکن محدثین روایت بلفظہا حدیث کے احتیاط تمام رکھتے ہیں کہ جس طرح حضرت سے سنتے ہیں اسی طرح روایت کرتے ہیں چونکہ یہاں راوی کو شبہ ہوا اس طرح کہا اور اس حدیث سے
معلوم ہوا کہ نہی جمع کرنے سے درمیان نام و کنیت کے تحریم کے لیے نہیں ہے بلکہ تنزیہ کے لیے ہے (وعن محمد بن الحنفية عن ابيه قال قلت يا رسول الله ارأيت ان ولد لي بعدك ولد
اسميه باسمك واكنيه بكنيتك قال نعم رواه ابو داود) اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ حضرت علی ہیں کہا علی مرتضی نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ خبر دو مجھ کو
اگر پیدا کیا جاوے میرے یہاں بعد آپ کے کوئی لڑکا یعنی حضرت فاطمہ سے یا اور سے تو نام رکھوں میں اسکا ساتھ نام آپ کے اور کنیت کروں ساتھ کنیت آپکی کے فرمایا اچھا نقل کی یہ
ابو داؤد نے ف یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے اسپر کہ جمع کرنا درمیان نام اور کنیت آنحضرت کے بعد حضرت کے جائز ہے اور اختلاف علما کا اوپر مذکور ہو چکا ہے (وعن انس قال كناني
رسول الله صلى الله عليه وسلم ببقلة كنت اجتنيها رواه الترمذي وقال هذا حديث لا نعرفه الا من هذا الوجه وفي المصابيح صححه) اور روایت ہے انس سے کہ کہا کنیت رکھی میری رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک ساگ کے کہ اکھیڑتا تھا میں اسکو یعنی ترہ تیزک اکھیڑ رہا تھا اسکو عرب ابن حمزہ کہتے ہیں پس کنیت میری ابو حمزہ کی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث ہے کہ
نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر ساتھ اس وجہ کے یعنی ساتھ اس اسناد کے کہ ذکر کی ہے بیچ جامع اپنے کے یعنی حدیث غریب ہے روایت نہیں کی گئی ہے مگر ساتھ ایک طریق اور ایک اسناد کے اور بیچ
مصابیح کے صحیح کہا ہے اسکو (وعن عائشة قالت ان النبي صلى الله عليه وسلم كان يغير الاسم القبيح رواه الترمذي) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تغیر
فرماتے تھے برے نام کو نقل کی یہ ترمذی نے ف مثلاً ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کا نام اسود یعنی کالا تھا تغیر کیا حضرت نے اسکو اور کہا اسکا نام ابیض یعنی گورا ہے (وعن
بشير بن ميمون عن عمه اسامة بن اخدري ان رجلا يقال له اصرم كان في النفر الذين اتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اسمك
قال اصرم قال بل انت زرعة رواه ابو داود وقال غير النبي صلى الله عليه وسلم اسم العاص وعزيز وعتلة وشيطان والحكم وغراب وحباب وشهاب وقال تركت اسانيدها
للاختصار) اور روایت ہے بشیر بن میمون تابعی سے کہ نقل کی اپنے چچا سے کہ اسامہ بن اخدری صحابی ہے یہ کہ ایک شخص تھا کہ اسکو اصرم کہتے تھے تھا وہ شخص بیچ جماعت کے کہ آئے تھے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا ہے نام تیرا کہا اسنے کہ نام میرا اصرم ہے فرمایا آنحضرت نے بلکہ نام تیرا زرعہ ہے یعنی چونکہ اصرم مشتق صرم سے تھا
بمعنی قطع اور کاٹنے درخت کے ناخوش رکھا اسکو آنحضرت نے اور اسکے بدلے زرعہ نام رکھا کہ زراعت سے ہے مشعر جود اور خیر اور برکت کو نقل کی یہ ابو داؤد نے یعنی بطریق تعلیق کے
اور کہا اور تغیر کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نام عاص کو کہ مخفف عاصی کا ہے دلالت کرتا ہے عصیان اور عدم اطاعت و انقیاد پر اور شعار مومن کا اطاعت و انقیاد ہے اور تغیر کیا نام
عزیز کو یعنی اسلیے کہ عزیز اسماء الٰہی سے ہے پس لائق ہے یہ کہ کہا جاوے عبد العزیز اور اسلیے کہ دلالت کرتا ہے عزت اور غلبہ پر اور داب بندوں کا ذلت اور خشوع اور فروتنی ہے اور اسیطرح
نہیں لائق ہے یہ کہ نام رکھا جاوے حمید اسلیے کہ یہ اسماء و صفات الٰہی سے ہے بروجہ مبالغہ کے پس نام رکھا جاوے مگر عبد الحمید اور اسی طرح کریم اور مانند اسکے کے اور تغیر کیا عتلہ کو یعنی اسلیے
کہ معنی اسکے غلظت و شدت کے ہیں اور مومن موصوف ہے ساتھ لین جانب اور خفض جناح کے اور تغیر کیا نام شیطان کو اور حکم کو یعنی اسلیے کہ حکم مبالغہ حاکم کا ہے اور حاکم حقیقی اللہ تعالیٰ ہے

اور نہیں حکم ہی مگر اسی کا پس جبکہ آنحضرت نے تغیر کیا ابو الحکم کو جیسے کا اور پر گذرا تو حکم بطریق اولیٰ لائق تغیر کے ہی اور تغیر کیا نام غراب کو یعنے اسلیے کہ غراب کہ جسکو کوا کہتے ہیں پلید تر ہے جانوروں مکروہ سے
کہ مردار و نجاست کھاتا ہی اور اسلیے کہ معنے اسکے دوری کے ہیں اور تغیر کیا نام حباب کو یعنے اسلیے کہ حباب نام شیطان کا ہی اور سانپ کو بھی کہتے ہیں اور تغیر کیا نام شہاب کو یعنے اسلیے کہ آگ
کے بھڑکتے شعلے کو شہاب کہتے ہیں اور ہانکے جاتے ہیں ساتھ اسکے شیاطین اور ظاہر یہ ہی کہ اگر شہاب اضافت کیا جاوے طرف دین کے یعنے شہاب الدین نام رکھیں تو نہو مکروہ اور کہا
ابو داؤد نے کہ ذکر کی ہیں میں نے اسناد ان حدیثوں کی کہ جنمیں تغیر ان ناموں کا واقع ہوا واسطے اختصار کے (وعن ابي مسعود الانصاري قال لابي عبد الله او قال ابو عبد الله لابي مسعود
ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في زعموا قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول بئس مطية الرجل رواه ابو داود وقال ان ابا عبد الله حذيفة) اور
روایت ہی ابی مسعود انصاری سے کہ کہا واسطے ابی عبد اللہ کے یا کہا ابو عبد اللہ نے واسطے ابی مسعود کے یعنے شک ہوا ہی کسی راوی کو آیا کیا سنا ہی تو نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کو فرماتے بیچ زعموا کے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے بری سواری مرد کی ہی یعنے زعموا نقل کی یہ ابو داؤد نے اور کہا کہ تحقیق ابو عبد اللہ کہ مذکور ہوا کنیت
حذیفہ بن الیمان کی ہی کہ کبار صحابہ سے تھے ف بیچ زعموا کے یعنے بیچ حق اس لفظ کے اور معنے اسکے کہ نسبت زعم کی کرتے ہیں طرف لوگوں کے کہ کہتے ہیں زعموا کذا و زعم فلان کذا
اور زعم ساتھ پیش اور زبر کے قریب معنے ظن کے ہی کذا فی النہایہ اور صراح میں لکھا ہی کہ زعم کے معنے کہنا اور کہا کہ زعم قول بے صحت و بے اعتماد کو کہتے ہیں اور قاموس میں کہا
کہ زعم ساتھ پیش زا اور زبر اور زیر اسکے کے قول اور اطلاق ہوتا ہی اوپر باطل اور صدق و کذب کے اور اکثر اس چیز میں کہا جاتا ہی کہ اسمیں شک ہو پس ایک صحابی نے دوسرے
صحابی سے پوچھا کہ آنحضرت زعموا کے حق میں کیا فرماتے تھے اور بری سواری الخ تشبیہ دی لفظ زعموا کو کہ متکلم ابتدا کلام میں لاتا ہی تا پہنچے بسبب اسکے غرض کو کہ رکھتا ہی ساتھ سواری
کے اسپر سوار ہو کر منزل مقصود کو پہنچتے ہیں اور ادائے حاجت کرتے ہیں پس فرماتے ہیں کہ زعموا بری سواری اور برا مقدمہ کلام کا ہی یعنے ایسا کلام کہتے ہیں کہ معنی اور مدار اسکا اوپر زعم
اور گمان کے ہوتا ہی نہ جزم و یقین پر اسلیے کہ زعم اسی حدیث و کلام میں کہتے ہیں کہ کچھ سند اور ثبوت نرکھے بلکہ نری حکایت ہی کہ بر سبیل گمان کے زبان پر آئی ہی پس چاہیے کہ یہی روایت حدیث
سے احتیاط کریں کہ بغیر اعتماد و یقین کے روایت نکریں اور اسلیے مثال میں آیا ہی و زعموا مطیۃ الکذب اور دوسرے معنے یہ ہیں کہ آدمی کو نچاہیے کہ نسبت زعم و گمان کی کسی کی طرف کرے
اور کہے زعم فلان کذا اگر یہ کہ یقین رکھتا ہو ساتھ دروغ گوئی اسکی کے اور چاہیے کہ لوگ اسکے جھوٹ سے پرہیز کریں اور دغا نہ پاویں اس مصلحت کے لیے درست ہوگی نسبت زعم کی جیسا کہ
محدث وغیرہ کرتے ہیں ف (وعن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقولوا ما شاء الله وشاء فلان ولكن قولوا ما شاء الله ثم شاء فلان رواه احمد وابو داود وفي رواية
منقطعا قال لا تقولوا ما شاء الله وشاء محمد وقولوا ما شاء الله وحده رواه في شرح السنة) اور روایت ہی حذیفہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نکہو تم جو کچھ
کہ چاہے اللہ اور چاہے فلانا یعنے وہی ہوگا اسلیے کہ اسمیں برابر کرنا بندے کا ساتھ اللہ کے ہوتا ہی ارادے اور مشیت میں ولیکن کہو یعنے اگر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کی طرف نسبت
مشیت کی کرنی ہی منظور ہو تو اسطرح کہو جو چاہے اللہ پھر چاہے فلانا یعنے تا تبعیت مشیت اللہ تعالیٰ کی مفہوم ہو نقل کی یہ احمد اور ابو داؤد نے اور ایک روایت میں آیا ہی بطریق انقطاع
کے یعنے سند متصل نہیں اسکی کہ فرمایا نکہو جو چاہے اللہ اور چاہے محمد اور کہو جو چاہے اللہ اکیلا یعنے خواہ چاہے غیر اسکا یا نہ چاہے پس یہ منافی نہیں ہی اور پہلی روایت کے کہ جس میں جواز ما شاء اللہ
ثم شاء فلان کا ہی نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا تقولوا للمنافق سيد فانه ان يك سيدا فقد اسخطتم ربكم رواه ابو داود) اور روایت
ہی حذیفہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نکہو منافق کو سید اسلیے کہ اگر ہو وہ سید تو تحقیق ناخوش کیا تمنے پروردگار اپنے کو نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اگر ہو وہ سید یعنے
سردار کسی قوم کا یا صاحب غلام اور لونڈی کا اور اموال کا تو اسکے سید کہنے سے اللہ تعالیٰ غضب ہوتا ہی اسلیے کہ اسمیں تعظیم اسکی ہوتی ہی اور وہ مستحق تعظیم کا نہیں اور
جس صورت میں وہ سردار ہوگا نہیں تو مع ذلک جھوٹ اور نفاق بھی ہوگا اور ظاہر یہ ہی کہ کافر اور فاسق و فاجر بھی حکم منافق میں ہو ولیکن خاص منافق کو اسلیے ذکر کیا کہ چونکہ کفر اسکا
پوشیدہ ہی تعریف و تملق اسکے لیے محتمل تھی پس نہی کی کہ اسکو سید نکہو ع الفصل الثالث فصل تیسری (عن عبد الحميد بن جبير بن شيبة قال جلست الى سعيد بن المسيب فحدثني
ان جده حزنا قدم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال ما اسمك قال اسمي حزن قال بل انت سهل قال ما انا بمغير اسما سمانيه ابي قال ابن المسيب فما زالت فينا الحزونة بعد رواه البخاري)
روایت ہی عبد الحمید بن جبیر بن شیبہ سے کہا بیٹھا تھا میں پاس سعید بن مسیب کے پس حدیث بیان کی سعید نے رو برو میرے کہ دادا اسکا کہ نام اسکا حزن تھا آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ

روایت ہے عمرو بن شرید سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہا پیچھے بیٹھا میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری پر ایک دن پس فرمایا کیا یاد ہیں تجھ کو شعر امیہ بن ابی صلت کے کچھ کہا میں نے
کہ ہاں یاد ہیں مجھ کو فرمایا کہ ہاں پڑھ پس پڑھی میں نے روبرو حضرت کے ایک بیت پس فرمایا اور بھی پڑھ پڑھا ایک بیت پھر پڑھی میں نے ایک بیت پس فرمایا کہ ہاں پڑھ کوئی اور بیت یہاں تک کہ پڑھیں میں نے
سو بیتیں نقل کی یہ مسلم نے ف ظاہر یہ ہے کہ ہر بار آنحضرت طلب زیادتی کی کرتے تھے اور وہ پڑھتا تھا اور امیہ بن ابی الصلت ایک شخص تھا ثقیف میں کہ عہد جاہلیت میں اہل کتاب سے دین سیکھتا تھا اور عبادت
اور دینداری کی باتیں کرتا تھا اور ایمان بعث اور روز قیامت پر رکھتا تھا اور اشعار پر حکمت اور نصیحت کہتا تھا چنانچہ آنحضرت نے اسکے حق میں فرمایا امن شعرہ وکفر قلبہ اور حریص تھا اوپر
پوچھنے اور جاننے خبر کے اور صفت پیغمبر آخر الزمان کے اہل کتاب سے اور گمان رکھتا تھا کہ پیغمبر آخر الزمان میں ہونگا جب سنا کہ قریش میں ہونگے اور صفات آنحضرت کے بہ تفصیل جان لیے پھر گیا
اس طریق سے اور حسد و عناد اختیار کیا اور کہا نہ چاہیے مجھے ایمان لانا اسپر کہ ثقیف سے نہو اور ابن جوزی نے کتاب وفا میں لکھا ہے کہ وہ جو علامات نبوت آنحضرت کی سنتا تھا آرزو کرتا تھا کہ کاش کہ
پاؤں انکو اور خدمت اور مدد انکی کروں جب نور نبوت آنحضرت کا ظاہر ہوا پھر گیا اور راہ شقاوت اختیار کی اور اس سے معلوم ہوا کہ سننا اس شعر کا کہ اسمیں علم و حکمت ہو سنت ہے
اگرچہ کہنے والا اسکا کافر و فاسق ہو انتہی (وعن جندب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی بعض المشاہد وقد دمیت اصبعہ فقال ہل انت الا اصبع دمیت وفی سبیل اللہ ما لقیت متفق
علیہ) اور روایت ہے جندب سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے بیچ بعضی لڑائی کے اور حال انکہ خون آلودہ ہوئی انگلی حضرت کی پس فرمایا نہیں تو مگر انگلی کہ خون آلودہ ہوئی اور بیچ راہ خدا
کے ہے وہ چیز کہ دیکھی تو نے اور پیش آئی تو اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف نہیں تو الخ خطاب انگلی حضرت کی غزوہ احد میں زخمی ہوئی تو خطاب اسکو فرمایا بطریق استعارہ کے یا حقیقۃ
کے اور حال یہ کہ تسلی دیتے تھے اسکو اور معنی یہ ہیں کہ یہ زخم و خون آلودگی سہل ہے تجھ پر اسلیے کہ تو نہیں مبتلا ہوئی ساتھ کسی چیز کے یعنی ہلاک و قطع کے سوا اسکے نہیں کہ خون آلودہ ہوئی ہے
اور یہ بھی ضائع نہیں بلکہ بیچ راہ خدا اور رضا انکی کے ہے ثواب دیگا اسپر جیسا کہا وفی سبیل اللہ ما لقیت اور آمیں تلقین ہے امت کو کہ اگر زخم وغیرہ راہ خدا میں پہنچے تو صبر کریں اور
یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ یہ شعر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منزہ ہیں اس سے اور نہیں صدور اسکا حضرت سے اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما علمناہ الشعر اور جواب اسکا
یہ ہے کہ کہنے والے نے قصد موزونیت کا کیا ہو جیسے کہ اوپر معلوم ہوا اور صادر اس قول کا آنحضرت سے بغیر قصد موزونیت کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ قبیل رجز سے ہے اور اسکو داخل
شعر کے نہیں رکھتے ہیں اور طیبی نے کہا کہ جو کوئی بطریق ندرت کے کبھی شعر کہے وہ شاعر نہیں ہے اور مراد قول سبحانہ سے وما علمناہ الشعر سے یہ ہے کہ وہ شاعر نہیں ہیں شرح (وعن البراء قال
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم قریظۃ لحسان بن ثابت اہج المشرکین فان جبریل معک وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان اجب عنی اللہم ایدہ بروح القدس متفق علیہ)
اور روایت ہے براء سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دن قریظہ کے واسطے حسان بن ثابت کے کہ ہجو کر تو مشرکین کی پس تحقیق جبریل ساتھ تیرے ہیں یعنی امداد و اعانت تیری
کرتے ہیں بیچ القاء و الہام مضامین کے اور تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے واسطے حسان کے جواب دے میری طرف سے یعنی کافروں کو کہ ہجو کرتے ہیں اور ناسزا کہتے ہیں مجھکو الہی
تائید کر اور قوت دے حسان کو ساتھ جبریل کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف دن قریظہ کے بنی قریظہ ایک فرقہ ہے یہود میں سے ایک جانب مدینہ کے انکو آنحضرت نے محاصرہ کیا تھا بعد
غزوۂ خندق کے اور حسان بن منذر انصاری مدنی صحابی بڑے شعراے اسلام سے ہیں ایک سو بیس برس کی عمر انکی ہوئی ساٹھ برس کفر میں گئے اور ساٹھ برس اسلام میں شرح (وعن عائشۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال اہجوا قریشا فانہ اشد علیہم من رشق النبل رواہ مسلم) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی اپنے شاعروں کو ہجو کرو کفار
قریش کی پس تحقیق ہجو بہت سخت ہوتی ہے اوپر انکے پھینکنے تیر کے سے نقل کی یہ مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہجو کرنی کافروں کی اور دشمنوں دین کی لیکن چاہیے کہ ہجو کریں انکی بعد ہجو
کرنے انکی کے مسلمانوں کی اور اس سے پہلے ہجو انکی نکریں تا باعث ہو مسلمانوں کی ہجو کا بموجب فرمانے اللہ تعالیٰ کے ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم (وعنہا
قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما نافحت عن اللہ ورسولہ وقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ہجاہم حسان فشفی واشتفی رواہ مسلم) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے واسطے حسان کے کہ تحقیق جبریل ہمیشہ تائید کرتا ہے تیری
جبتک کہ مقابلہ کرتا ہے تو واسطے اللہ اور رسول کی طرف سے یعنی مشرکوں کی ہجو کا جواب دیتا ہے اور ذکر کرتا ہے اور کہا حضرت عائشہ نے کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے ہجو کی کفار کی حسان نے پس شفا دی مسلمانوں کو اور شفا پائی آپ یعنی تشفی ہوئی نقل کی یہ مسلم نے (وعن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینقل التراب یوم الخندق

اور تقریر و بیان کے اور عاجز ہوتا ہے ثابت کرنے مدعا و مراد سے بوجہ مبالغہ اور تیزی زبان کے اور تقصد کے کرتا ہے بری باتوں سے بخلاف منافق کے کہ فحش گو ہوتا ہے اور دلیر و قادر ہوتا ہے اوپر بیان اور تیز زبانی کے۔ ع (وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْغَضَكُمْ إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي مَسَاوِيكُمْ أَخْلَاقًا الثَّرْثَارُونَ الْمُتَشَدِّقُونَ الْمُتَفَيْهِقُونَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ عَنْ جَابِرٍ وَفِي رِوَايَتِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا الثَّرْثَارُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ فَمَا الْمُتَفَيْهِقُونَ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ) اور روایت ہے ابی ثعلبہ خشنی سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق محبوب ترین تمہاری طرف میرے اور بہت نزدیک تمہارے مجھسے دن قیامت کے بہت خوش اخلاق تمہارے ہیں اور تحقیق دشمن ترین تمہارے طرف میرے اور دور ترین تمہارے مجھسے بداخلاق تمہارے ہیں کہ وہ ہیں بہت کلام کرنے والے تکلف کر کر اور خلاف حق کے اور فراخی کرنیوالے کلام میں بغیر احتیاط کے اور تحقیق نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کی ترمذی نے مانند اسکے جابر سے اور بیچ ایک روایت ترمذی کے یون ہے کہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ تحقیق جانا ہمنے ثرثارون اور متشدقون کو پس کون ہیں متفیہقون فرمایا تکبر کرنیوالے خلق کے یعنی فراخ کرنے سخن کو اور منہ بھر کر کلام کرنیکو جیسے متکبر بغیر احتیاط کے ہیں پس چونکہ اسطرح کا کلام بسبب تکبر کے کرتے ہیں تفسیر کیا متفیہقون کو ساتھ متکبرین کے بعلاقہ لزوم کے اور اس سے معلوم ہوا کہ بولنا بیفائدہ کرنی اور اکثر میں بنا کر کرنی رسوم و مکروہ ہیں لیکن جو کچھ خطیبون میں رواج ہے خطابون میں بہت تاثیر کے دلون میں اور نرم کرنے دلون کے اور متوجہ کرنے کے طرف طاعتون کے کرتے ہیں مکروہ نہیں لیکن ایسے میں بھی موافق سمجھ لوگون کے کلام کریں نہ یہ کہ دقائق اعراب کے اور مشکل لغت بولیں سامنے ان پڑھون کے کہ یہ بھی اچھا نہیں۔ ع (وَعَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِأَلْسِنَتِهَا رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے گی ایک قوم کہ کھاوے گی ساتھ زبانون اپنی کے جیسے کہ کھاتی ہے گائے ساتھ زبان اپنی کے نقل کی یہ احمد نے مراد ساتھ زبانون کے یعنی زبانون کو وسیلہ کھانیکا کرینگے کہ تعریف و مذمت لوگون کی کرینگے جھوٹی اور ظاہر کرینگے فصاحت و بلاغت تاکہ لوگون کو جال میں پھانسیں اور حاصل کریں انسے دنیا اور خواہش نفسون اپنے کی جیسے کہ گائے گھاس کو اپنی زبان سے کھاتی ہے اور تمیز نہیں کرتی بیچ چرنے چارے کے درمیان تر و خشک کے اور شیرین و تلخ کے اسیطرح وہ لوگ کہ اپنی زبانون کو وسیلہ مقاصد اپنے کا کیا ہے تمیز نہیں کرینگے درمیان حق و باطل اور حلال و حرام کے۔ ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْبَلِيغَ مِنَ الرِّجَالِ الَّذِي يَتَخَلَّلُ بِلِسَانِهِ كَمَا تَتَخَلَّلُ الْبَاقِرَةُ بِلِسَانِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے اس شخص کو کہ مبالغہ کرے فصاحت کلام میں وہ جو کہ لپیٹے ساتھ زبان اپنی کے یعنی پھیر زبان اپنی کو گرد دانتون کے یعنے از راہ مبالغہ کے بیچ اظہار بلاغت و بیان کے جیسے کہ لپیٹتی ہیں اور کھاتی ہیں چارا گائیں ساتھ زبانون اپنی کے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداؤد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف پس وہ کلام اچھا ہے کہ ہو بقدر حاجت کے اور موافق ہو ظاہر اسکا ساتھ باطن اسکے کے بیچ شریعت کے۔ ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي بِقَوْمٍ تُقْرَضُ شِفَاهُهُمْ بِمَقَارِيضَ مِنْ نَارٍ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جِبْرِيلُ قَالَ هَؤُلَاءِ خُطَبَاءُ أُمَّتِكَ الَّذِينَ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے گذرا میں اس رات کہ معراج کرائی گئی مجھکو ایک قوم پر کہ کاٹے جاتے تھے ہونٹ انکے ساتھ مقراضون آگ کے پس کہا میں نے اے جبرئیل کون ہیں یہ لوگ کہا یہ ہیں واعظ قوم تیری کے کہ وہ جو کہتے ہیں وہ چیز کہ آپ نہیں کرتے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف یعنے لوگون کو نیک کام کرنے کو کہتے ہیں اور آپ نہیں کرتے اور برائی سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں برائی نہیں اگرچہ آپ نکریں چنانچہ اسلیے امر بالمعروف میں فعل شرط نہیں ہے اور اگر کریں تو بہتر ہے ولیکن امر بالمعروف بغیر فعل کے گناہ نہیں ہے کتمان۔ ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ لِيَسْبِيَ بِهِ قُلُوبَ الرِّجَالِ أَوِ النَّاسِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ سیکھے پھیرنا کلام کا یعنے طرح طرح بیان کرنا کلام کا تاکہ قابو میں لاوے بسبب اسکے دل مردون کے یا فرمایا لوگون کے نہیں قبول کریگا اللہ تعالیٰ اس سے دن قیامت کے نفل اور فرض نقل کی یہ ابوداؤد نے۔ ع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا وَقَامَ رَجُلٌ فَأَكْثَرَ الْقَوْلَ فَقَالَ عَمْرٌو لَوْ قَصَدَ فِي قَوْلِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَقَدْ

دارقطنی نے اور نقل کی شافعی نے عروہ سے مرسل (وعن ابی سعید الخدری قال بینا نحن نسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالعرج اذ عرض شاعر ینشد فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خذوا الشیطان او امسکوا الشیطان لان یمتلئ جوف رجل قیحا خیر لہ من ان یمتلئ شعرا رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا جس وقت چلتے تھے ہم ساتھ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے عرج میں کہ نام ہے ایک بستی کا مکہ کی راہ میں ناگہاں روبرو آیا ایک شاعر کہ شعر پڑھتا تھا پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پکڑو اس شیطان کو یا فرمایا نہ
جانے دو اس شیطان کو البتہ بھرنا پیٹ مرد کا پیپ سے بہتر ہے اسکے لیے بھرنے سے ساتھ شعر کے نقل کی یہ مسلم نے شاید کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو کہ شعر پڑھتا ہے وہ بیباک اور بیحیا
چلا جاتا ہے اور التفات مسلمانوں کی طرف نہیں کرتا جاتا کہ نہایت شائق ہے شعر کا اور بھرے ہوئے ہیں شعر اسکے باطن میں اور بیحیا اور بے ادب ہے پس اسکو شیطان کہا کہ دور ہے قرب و
رحمت الٰہی سے اور مذمت کی شعر کی کہ ساتھ اسکے مغرور و مبتلا تھا مرج (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع
رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راگ جماتا ہے نفاق کو دل میں جیسا کہ جماتا ہے پانی کھیتی کو نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان
میں ف یعنی راگ ہے سبب نفاق کا اور بیچ روایت دیلمی کے انس سے یہ الفاظ آئے ہیں کہ ان الغناء واللھو ینبتان النفاق کما ینبت الماء العشب والذی نفس محمد بیدہ ان القرآن
والذکر لینبتان الایمان فی القلب کما ینبت الماء العشب اور کہا نووی نے ہے کہ بعض نے کہ گانا ساتھ نرمی آواز کے مکروہ ہے اور سننا بھی اسکا مکروہ ہے اور اگر ہو سننا اسکا اجنبی عورت
سے تو بہت مکروہ ہے اور گانا ساتھ ساز کے شعار شراب پینے والوں کا ہے مانند عود و طنبور وغیرہ اور بربطوں کے حرام ہے ایسا گانا بھی اور سننا بھی فرح ع (وعن نافع قال کنت مع ابن عمر فی طریق
فسمع مزمارا فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وناء عن الطریق الی الجانب الاخر ثم قال لی بعد ان بعد یا نافع ہل تسمع شیئا قلت لا فرفع اصبعیہ من اذنیہ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فسمع صوت یراع فصنع مثل ما صنعت قال نافع وکنت اذ ذاک صغیرا رواہ احمد وابو داود) اور روایت ہے نافع سے کہا تھا میں ساتھ ابن عمر کے بیچ راہ کے پس سنی آواز
بانسری کی پس رکھیں دونوں انگلیاں اپنی کانوں میں اور دور ہوئے راہ سے دوسری طرف یعنی بقصد احتراز اور اجتناب کے پھر کہا واسطے میرے پیچھے اسکے کہ دور ہوئے اے نافع کیا سنتا ہے تو کچھ
یعنی اس آواز سے کہا میں نے نہیں پس اٹھا لیں انگلیاں اپنی دونوں کانوں اپنوں سے کہا ابن عمر نے تھا میں ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس سنی آواز نے کی پس کیا حضرت نے
مانند اس چیز کے کہ کیا میں نے کہا نافع نے اور تھا میں اسوقت لڑکا چھوٹا نقل کی یہ احمد اور ابوداود نے ف یعنی اس سبب سے مجکو منع نہ کیا سننے اسکے سے کہ میں چھوٹا تھا اور تکلیف شرعی
مجھپر نہ تھی تا کوئی نہ کہے کہ کراہیت تنزیہی تھی نہ تحریمی اور اجتناب ابن عمر کا بسبب کمال تقوے اور ورع کے تھا والا نافع کو بھی اس سے منع کرتے اور کلام در باب غنا کے طویل ہے حاصل اسکا
یہ ہے کہ محدثین کہتے ہیں کہ کوئی حدیث تحریم غنا میں صحیح نہیں ہوئی اور مشائخ کہتے ہیں کہ جو کچھ کہ مقام نہی میں واقع ہوا ہے مراد وہ ہے کہ اسکے ساتھ باجا ہو اور فقہا اس باب میں تشدد بلیغ
رکھتے ہیں اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے کہ سننا آواز لہو کا یعنی باجوں کا حرام اور گناہ ہے بموجب فرمانے آنحضرت صلعم کے استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا من الکفر
اور اگر سنے اچانک پس نہیں گناہ ہے اسپر اور واجب ہے اسپر یہ کہ بہت کوشش کرے تا نہ سنے اسلیے کہ منقول ہے آنحضرت صلعم سے کہ انگلیاں کان میں رکھ لیں فرح ع باب حفظ اللسان
والغیبۃ والشتم باب ہے بیچ بیان محافظت زبان کے یعنی اس کلام سے کہ نہ کہنا چاہیے خصوصا غیبت اور برا کہنا اسکا کہ سچا ہے اسکی غیبت کرنی اور برا کہنا الفصل الاول
فصل پہلی (عن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ رواہ البخاری) روایت ہے سہل بن سعد سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ضامن ہو واسطے میرے اور عہد کرے اور لازم پکڑے اپنے پر محافظت اس چیز کی کہ درمیان دونوں کلوں اسکے کے ہے یعنی زبان اور دانت
کہ زبان کو بچاوے کلام بیہودہ اور برے سے اور دانتوں کو کھانے اور پینے حرام کے سے اور لازم پکڑے محافظت اس چیز کی کہ درمیان دونوں پاؤں اسکے کے ہے یعنی ستر کو محفوظ رکھے
زنا سے ضامن ہوں میں واسطے اسکے بہشت کا نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی وہ اول داخل ہوگا بہشت کے درجات عالی میں اور یہ ضمانت حقیقت میں پروردگار کی طرف سے
ہے جیسا کہ اپنے فضل سے ضامن رزق بندوں کا ہوا ہے ویسے ہی وعدہ قوی جزائے اعمال کا بھی کیا ہے اور آنحضرت نائب اسکے ہیں فرح ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیتکلم بالکلمۃ من رضوان اللہ لا یلقی لہا بالا یرفع اللہ بہا درجات وان العبد لیتکلم بالکلمۃ من سخط اللہ لا یلقی لہا بالا یہوی بہا فی جہنم رواہ
البخاری وفی روایۃ لہما یہوی بہا فی النار ابعد ما بین المشرق والمغرب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ البتہ بولتا ہے ساتھ

ایک بات کہ اسمیں رضامندی حق کی ہو نہیں جانتا اُس بات کی شان بلند کرتا ہے اللہ بسبب اُسکے بہت درجے یعنے بندہ نہیں جانتا ہے قدر اُسکی اور گمان کرتا ہے اُسکو سہل و کم اعتبار
حال آنکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑے رتبے کی ہوتی ہے اور تحقیق بندہ البتہ بولتا ہے ساتھ ایک بات کے کہ اسمیں ناخوشی اللہ کی ہوتی ہے رضا کہتا نہیں جانتا اُسکے کہنے میں وبال جانتا ہے
اُسکو گرتا ہے بسبب اُسکے دوزخ میں نقل کی یہ بخاری نے اور بیچ اور روایت بخاری اور مسلم کے یہ الفاظ آئے ہیں کہ گرتا ہے بندہ بسبب اُس بات کے آگ دوزخ میں گرنا دور کہ مسافت درمیان
مشرق اور مغرب کی ہے دور تر ہے اُس مسافت سے کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے ف یعنے زبان کو نگاہ رکھنا چاہیے اور اُسکے فعل کو آسان نہ جاننا چاہیے ایک بات کہ بندہ کی زبان سے
نکلتی ہے اگرچہ آدمی اُسکو آسان و سہل جانے اگر وہ بات حق ہے تو سبب بلندی درجات کی بہشت میں ہوتی ہے اور اگر بری ہے تو موجب گرنے کی درکات دوزخ میں ہوتی ہے ش ج (وعن
عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتاله کفر متفق علیه) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
برا کہنا مسلمان کا فسق ہے اور مار ڈالنا اُسکا کفر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف قتالہ کفر تشدید ہے اور تغلیظ ہے یعنی کہ مار ڈالنا مسلمانوں کا کہ سے اور مقصود نفی اسلام کامل کی ہے جیسے کہ حدیث
المسلم من سلم المسلمون الخ دلالت اسپر رکھتی ہے یا مراد مار ڈالنا ہے بسبب اسلام کے کہ حلال و مباح جانے بسبب اُسکے قتل اُسکا اور بیشک ہے کہ قتل مسلمان کا بسبب اسلام اُسکے کے اور
حلال و مباح جاننے کے کفر ہے ش ج (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما متفق علیه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہے اپنے بھائی مسلمان کو کافر پس تحقیق پھرتا ہے ساتھ اس کلمہ کفر کے ایک اُن دونوں کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے کہنے والا
کلمہ یا وہ کہ جسکے حق میں کہا ہے اسلیے کہ اگر سچ کہا تو وہ خود شخص کافر ہے اور اگر جھوٹ کہا اور وہ کافر نہ تھا تو یہ کہنے والا کافر ہوتا ہے اسلیے کہ جب مومن کو کافر کہا تو ایمان کو کفر جانا اور دین
اسلام کو باطل اعتقاد کیا اور کہا نووی نے کہ یہ حدیث اُن حدیثوں میں سے ہے کہ گنا ہے انکو بعضے علماء نے مشکلات سے بسبب اسکے کہ ظاہر اسکا مراد نہیں ہے کیونکہ مذہب اہل حق کا یہ ہے کہ کفر
کی نسبت نہ کیا جاوے مسلمان بسبب گناہوں کے مانند قتل و زنا کے اور کہنا اُسکے کہ اپنے بھائی کو کافر بغیر اعتقاد بطلان دین اسلام کے ہے پس اس حدیث کی کئی طرح تاویل کی گئی ہے ایک
تو یہ کہ محمول ہے اوپر حلال جاننے والے اُسکے کے پس اس صورت میں معنی باء بہا کے یہ ہونگے کہ رجوع کرتا ہے اوپر اُسکے کفر اور دوسرے یہ کہ معنی اُسکے یہ ہیں کہ رجوع کرتی ہے اُسپر معصیت
تکفیر اُسکے کی اور تیسرے یہ کہ یہ محمول ہے اوپر خوارج کے کہ کافر کہتے ہیں مومنین کو اور یہ ضعیف ہے اسلیے کہ مذہب صحیح و مختار اکثروں کے نزدیک یہ ہے کہ خوارج مانند تمام اہل بدعت کے کافر نہیں ہیں اور میں
کہتا ہوں کہ یہ بیچ [illegible] خوارج زمانے ہمارے کے ہے اسلیے کہ وہ اعتقاد کرتے ہیں کفر اکثر صحابہ کبار کا بڑھ کر تمام اہل سنت و جماعت سے بس وہ کافر ہیں بلا نزاع
ط ج (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک رواہ البخاری) اور روایت
ہے ابی ذر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تہمت کرتا کوئی شخص کسی شخص کو فسق کی اور نہ تہمت کرتا ہے اُسکو کفر کی مگر کہ پھرتا ہے کلمہ کفر و فسق کہنے والے پر اگر نہ ہو یار اُسکا کہ
جسکو وہ کلمہ کہا اس طرح کا نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے فاسق و کافر نہیں یعنے اگر کسی غیر فاسق کو فاسق کہا آپ فاسق ہوا اور اگر کافر کہا اور وہ کافر نہیں ہے تو آپ کافر ہوا ش ج
(وعنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ ولیس کذلک الا حار علیه متفق علیه) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ پکارے کسی شخص کو ساتھ کفر کے یا کہے دشمن خدا کا اور نہیں ہے وہ شخص اس طرح کا مگر کہ رجوع کرتا ہے کفر یا عداوت اُسپر یعنے آپ کافر اور دشمن خدا کا ہوتا ہے نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس وابی ہریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال المستبان ما قالا فعلی البادی ما لم یعتد المظلوم رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے اور ابی ہریرہ
سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص برا کہنے والے آپس میں گناہ اس چیز کا کہ کہیں اُسپر ہے کہ پہلے برا کہا یعنے دوسرا شخص کہ برا کہتا ہے اُسکا گناہ بھی اول پر کہ
ظلم کیا اور دوسرا مظلوم ہے اور وہ باعث ہوا اُسکو برا کہنے پر جب تک کہ تجاوز نہ کرے مظلوم نقل کی یہ مسلم نے ف پس اگر تجاوز کی مظلوم نے حد سے باین نہج کہ زیادہ ہوا برا کہنا اُسکا
برا کہنے پہل کرنے والے کے سے اور ایذا اُسکی سے ہوتا ہے گناہ مظلوم کا زیادہ گناہ پہل کرنے والے کے سے اور بعضوں نے کہا کہ جب تجاوز کرے پس نہیں ہوتا ہے گناہ فقط پہل کرنے والے پر بلکہ ہوتا ہے
دوسرا بھی گنہگار بسبب تعدی کے ط ج (وعن ابی ہریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ
سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جائز واسطے صدیق کے یہ کہ ہو بہت لعنت کرنے والا نقل کی یہ مسلم نے ف صدیق صیغہ مبالغہ کا ہے بمعنی کثیر الصدق کے اور

فصلنا انتہیٰ یہ عالمگیریہ (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَۃُ قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَہُ قِیْلَ اَفَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْہِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَہَتَّہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِذَا قُلْتَ لِاَخِیْکَ مَا فِیْہِ فَقَدِ اغْتَبْتَہٗ وَاِذَا قُلْتَ مَا لَیْسَ فِیْہِ فَقَدْ بَہَتَّہٗ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے غیبت کہا بعضے صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہے فرمایا غیبت ذکر کرنا تیرا ہے اپنے بھائی مسلمان کو ساتھ ایسی چیز و صفت کے کہ ناخوش رکھے کہا بعضے صحابہ نے پس خبر دو تم اگر ہو بیچ بھائی میرے کے یعنے اُس شخص مین کہ اسکو برائی ذکر کیا مین نے وہ چیز کہ کہتا ہون یعنے اگر وہ صفت اسمین ہے اور سچ مین نے کہا اور اسکو ناخوش لگا ہے کیا یہی غیبت ہے فرمایا حضرتؐ نے اگر ہو اُس شخص مین وہ چیز کہ کہتا ہے تو پس تحقیق غیبت کی تو نے اسکی اور اگر نہو اسمین وہ چیز کہ کہتا ہے تو پس تحقیق بہتان کیا تو نے اُسپر یعنے غیبت یہی ہے کہ عیب کسی کا سچ کہے اور اگر سچ نہ کہے تو افترا بہتان ہے نقل کی یہ مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی مین یہ الفاظ آئے ہین جسوقت کہ کہے تو واسطے بھائی اپنے کے وہ چیز کہ اسمین ہے پس تحقیق غیبت کی تو نے اسکی اور جسوقت کہے تو وہ چیز کہ نہین اسمین ہے پس تحقیق بہتان کیا تو نے اُسپر فائدہ جان کہ غیبت ایک گناہ ہے نہایت بڑا اور بہ نسبت اور گناہونکے زیادہ پھیلا ہوا ہے لوگونمین بہت ہی کم ہین ایسے لوگ کہ بچتے ہین اُس سے اور غیبت کہتے ہین کسی کے یاد کرنے کو ساتھ ایسے عیب کے کہ ناخوش لگے اسکو خواہ وہ عیب اسکے بدن مین ہو یا اسکی عقل مین یا اسکے دین مین یا اسکی دنیا مین یا اسکی خلق مین یا اسکے نفس مین یا اسکے مال مین یا اولاد مین یا ماں باپ مین یا بیوی مین یا اسکے خادم مین یا کپڑے مین یا رفتار و گفتار مین یا ہیئت مین یا نشست و برخاست مین یا اسکے حرکات و سکنات مین یا تازہ روئی اور ترش روئی اور تندخوئی مین اور کم گوئی اور زیادہ گوئی مین اور سوائے انکے مین جو کچھ کہ متعلق ہے ساتھ اسکے خواہ ذکر کرنا ساتھ الفاظ کے ہو یا کنایہ کے یا رمز کے یا اشارہ کے ساتھ آنکھ اور بھوون اور سر اور ہاتھ اور مانند انکے کے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس چیز سے سمجھا دے تو کسی کو نقصان مسلمان کا اور غائبانہ اسکے ہو پس وہ غیبت حرام ہے اور اگر اسکے منہ پر کہے اور ناخوش لگے اسکو یہ ایذا دینا اور وقاحت ہے کہ یہ بھی گناہ ہے اور کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ بخشوا لے اس سے کہ جسکی غیبت کی ہے اگر خبر اُس غیبت کی اسکو پہنچی ہے اور اگر نہین پہنچی ہے یا وہ مر گیا یا مسافت دور ہے تو استغفار کافی ہے اور تفصیل کہے بطریق اجمال کہے کافی ہے کہ کہے تیری غیبت کی ہے مین نے بخش دو ہوا صحیح اور بیچ استغفار کرنے کے اسکے لیے کہ جسکی غیبت کی ہے یہی کفارہ غیبت کا ہے جیسا کہ احادیث مین آیا ہے شرع شریف مین ذکر کرنا آدمی کی برائیون کا بطریق اہتمام کے نہین مضائقہ ہے اور مکروہ ہے اُس صورت مین کہ ارادہ کرنا ہو برائی اور نقصان کا اور جیسے غیبت کی ایک شہر والون کی یا بستی والون کی تو نہین ہوتی وہ غیبت یہان تک کہ نام لے ایک قوم معین کا کذا فی السراجیہ ایک شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے لیکن ضرر پہونچاتا ہے لوگون کو ہاتھ اور زبان سے پس ذکر کرنا اسکا ساتھ اُس چیز کے کہ اسمین ہے نہین ہوتی غیبت اور اگر خبر پہونچا دے سلطان کو اسکی تاکہ وہ تنبیہ کرے اسکو پس نہین گناہ ہے اسپر کذا فی فتاوے قاضی خان یہ عالمگیریہ (وَعَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَجُلًا اسْتَاذَنَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْذَنُوْا لَہٗ فَبِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْہِہٖ وَانْبَسَطَ اِلَیْہِ فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ عَائِشَۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قُلْتَ لَہٗ کَذَا وَکَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْہِہٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَیْہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتٰی عَہِدْتِّنِیْ فَحَّاشًا اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ تحقیق ایک شخص نے اذن مانگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنیکا پس فرمایا اذن دو واسکو آنیکا پس برا ہے اپنی قوم مین پس جب بیٹھا وہ کشادہ پیشانی کی حضرتؐ نے بیچ ملاقات اسکی کے اور تبسم کیا واسطے اسکے یا اچھی باتین کین اُس سے پس جب چلا گیا وہ شخص عرض کیا حضرت عائشہؓ نے یا رسول اللہ کہا تھا آپ نے اسکے حق مین ایسا اور ایسا پھر کشادہ روئی کی آپ نے بیچ ملاقات اسکی کے اور اچھی باتین کین اُس سے پس فرمایا حضرتؐ نے کب پایا تو نے مجکو فحش بولنے والا تحقیق بدترین آدمیون کا نزدیک اللہ کے مرتبے مین دن قیامت کے وہ شخص ہے کہ چھوڑ دین اسکو لوگ واسطے بچنے برائی اسکی کے اور ایک روایت مین واسطے بچنے فحش اسکے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف وہ شخص عیینہ بن حصن تھا اور تھا وہ مؤلفۃ القلوب اور سنگدلان عرب سے اور اپنی قوم مین رئیس تھا اور تھا بدخلق اور آثار نقصان دین و ایمان کے اُس سے حضرتؐ کی حیات مین اور بعد وفات حضرتؐ کے ظہور مین آئے اور بعد رحلت آنحضرتؐ کے مرتد ہو گیا تھا اور حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ مین اسیر آیا اور تجدید اسلام کی کر کر مسلمان ہوا اور اُسوقت مین کہ آنحضرتؐ کے پاس آیا تھا اسلام کیا تھا لیکن اسلام کامل نہ تھا اور کلام مذکور آنحضرتؐ کا اسکے حق مین علامات نبوت اور معجزات سے تھا کہ خبر غیب سے اور حقیقت حال اسکے سے دی آخر کو آثار بدی کے ارتداد وغیرہ اس سے ظہور مین آئے اور یہ مذمت اسکی واسطے ظاہر کرنے

ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز اکثر داخل کرتی ہے آدمی کو بہشت میں یعنی اسباب جو داخل کرنے والے ہیں بہشت میں سو تھے فائز ہوئے
میں اور بعض سے کونسی چیز ہے کہ اکثر سبب ہوتی ہے وہ تقویٰ اللہ کا اور حسن خلق کیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز اکثر داخل کرتی ہے آدمی کو آگ میں وہ چیزیں ہیں کا واک منہ اور شرمگاہ نقل کی یہ ترمذی
اور ابن ماجہ نے فقط اور تقویٰ کا یہ ہے کہ بچے شرک سے اور اعمال سے اسکا یہ ہے کہ بچے حظ نفس ماسوی اللہ سے اور حسن خلق یعنی ساتھ خلق کے کہ اور نے اسکا ترک کرنا ایذا انکا ہے اور اعطاء
اسکا یہ کہ احسان کرے اسپر کہ جو بدی پہونچاوے اسکو کذا ذکرہ الملا علی اور حضرت شیخ نے کہا کہ خوش خلقی بھی داخل تقویٰ میں ہے پس ذکر اسکا بعد ذکر تقویٰ کے تخصیص بعد تعمیم ہے مگر
یہ کہ مراد تقویٰ سے اعمال ظاہر لیں اور حسن خلق سے اخلاق باطن اور طیبی نے کہا کہ تقویٰ اشارہ ہے طرف حسن معاملہ کے ساتھ خالق کے کہ بچے تمام نواہی سے اور بجا لاوے تمام اوامر کو
اور حسن خلق اشارہ ہے طرف حسن معاملہ کے ساتھ خلق کے اور منہ کہ زبان بھی داخل ہے اس میں ہے اور پہنچانا کھانے اور پینے حرام کے اور کہنا کلام ممنوع اور بیہودہ اور لاطائل کا ساتھ زبان کے
اور شرمگاہ یعنی ستر مرد و عورت کا کہ اکثر آدمی بسبب اسکے مخالفت خالق کرتا ہے اور مغلوب ہو جاتا ہے (وعن بلال بن الحارث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل
ليتكلم بالكلمة من الخير ما يعلم مبلغها يكتب الله له بها رضوانه الى يوم يلقاه وان الرجل ليتكلم بالكلمة من الشر ما يعلم مبلغها يكتب الله له بها سخطه الى يوم يلقاه رواه في شرح السنة
وروى مالك والترمذي وابن ماجة نحوه) اور روایت ہے بلال بن حارث سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق آدمی البتہ بولتا ہے ایک بات بھلائی کی نہیں
جانتا قدر اسکی ثابت کرتا ہے اللہ واسطے اسکے بسبب اسکے خوشنودی اپنی اس دن تک کہ ملاقات کرے اللہ تعالیٰ سے اور تحقیق آدمی البتہ بولتا ہے ایک بات برائی کی کہ نہیں جانتا
قدر اسکی ثابت کرتا ہے اللہ بسبب اسکے اسپر خفگی اپنی اس دن تک کہ ملاقات کرے اس سے نقل کی یہ شرح السنہ میں اور روایت کی مالک اور ترمذی اور ابن ماجہ نے مانند اسکے
ثابت کرتا ہے خوشنودی اپنی یعنی دنیا میں توفیق دیتا ہے ایسی چیزوں کی کہ راضی ہو اللہ اس سے اور برزخ میں بچاتا ہے عذاب قبر سے اور فراخ کی جاتی ہے قبر اسکی اور کہا جاتا ہے کہ سو رہ
مانند سونے عروس کے اور روز قیامت کے اٹھیگا سیدھا اور اللہ تعالیٰ کے سایہ میں ہوگا پھر داخل ہوگا بہشت میں اور وہاں کی نعمتیں پاویگا اور خفگی ہوگی اسکے حق میں عکس اسکے
پس معنی توفیق یعنی اس دن تک الخ کے یہ نہیں ہیں کہ رضا اور غضب اس دن تک ہے بعد ازاں منقطع ہونگے اور نظیر اسکی قول اللہ تعالیٰ کا ہے بیچ حق ابلیس کے ان علیک لعنتی
الی یوم الدین اور کہا سفیان بن عیینہ نے کہ مراد بھلی بات سے کلمہ حق کہنا ہے نزدیک سلطان ظالم کے تھے اور اس قیاس پر بری بات کلمہ باطل کہنا نزدیک بادشاہ کے کہ ضرر کرے
دین میں اور ظاہر حدیث سے عام معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سا کلمہ ہو تنع (وعن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ويل لمن يحدث فيكذب ليضحك به القوم
ويل له ويل له رواه احمد والترمذي وابو داود والدارمي) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنی حکیم سے حکیم نے نقل کی بہز کے دادا سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے وائے ہے واسطے اس شخص کے کہ بات کرے جھوٹ بولے تاکہ ہنساوے ساتھ اسکے قوم کو وائے ہے واسطے اسکے وائے ہے واسطے اسکے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود
اور دارمی نے ویل کے معنے میں ہلاک عظیم یا نام ایک غار کا دوزخ کا ہے جہنم میں اور مکرر فرمانا اس لفظ کا واسطے تاکید اور تشدید کے ہے وعید میں اور جھوٹ بولنے اس قید سے سمجھا جاتا ہے
کہ اگر ایک بات سچی کہے واسطے خوش کرنے یاروں کے مضائقہ نہیں اور چاہیے یوں کہ اسکو بھی عادت و پیشہ اپنا نہ کرے کیونکہ خوش طبعی کہ جھوٹ نہ ہو اگرچہ مشروع و مسنون ہے لیکن کبھی کبھی نہ
ہمیشہ اور چاہیے کہ نظر ہنسانے پر نہ ہو چنانچہ حدیث آیندہ میں فرماتے ہیں شیخ (وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان العبد ليقول الكلمة لا يقولها الا ليضحك
بها الناس يهوي بها ابعد ما بين السماء والارض وانه ليزل عن لسانه اشد مما يزل عن قدمه رواه البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق بندہ البتہ بولتا ہے ایک بات نہیں بولتا ہے اسکو مگر اسواسطے کہ ہنساوے ساتھ اسکے لوگوں کو گرتا ہے بسبب اس بولنے کے بیچ دوزخ میں گرنا کہ دور ہے مسافت
بعید اور منتہی اسکی کی اس مسافت سے کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے اور تحقیق بندہ پھسلتا ہے بسبب زبان کے اپنے زیادہ تر پھسلنے سے قدم اپنے سے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان
میں عن لسانہ بھونسا وغیرہ کہ اسکی زبان سے صادر ہوتا ہے زیادہ ضرر کرتا ہے اسکو بہ نسبت ضرر کرنے اسکی کے پاؤں سے کہ پھسلے کہ ضرر بدنی ہے اور ضرر دینی سے نزع
(وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صمت نجا رواه احمد والترمذي والدارمي والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو
سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چپ رہا یعنی کلام بد سے نجات پائی یعنی آفات و بلیات سے دنیا و آخرت میں اسلئے کہ اکثر جو آدمی کو بلا پہونچتی ہے زبان سے ہے

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہا وفات کیا گیا ایک شخص صحابیوں میں سے پس کہا ایک اور شخص نے خوش وقت ہو تو ساتھ داخل ہونے بہشت کے یعنی بہ برکت صحبت
آنحضرت کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہتا ہے تو یہ بات اور نہیں جانتا تو حقیقت حال پس شاید کہ اسنے کلام کیا ہو بیچ اس چیز کے کہ ضرور نہ ہوا سکو یا بخل کیا ہو ساتھ ایسی
چیز کے کہ ناقص نہ کرے اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی جیسے تعلیم علم اور دینا زکوٰۃ کا کہ نقصان علم و مال میں نہیں لاتا بلکہ سبب زیادتی کا ہوتا ہے حاصل یہ کہ کیونکر جزم کیا تو نے ساتھ
داخل ہونے اسکے کے بہشت میں شاید کہ کلام لایعنی کیا ہو اسنے اور بخل کیا ہو اور آپکے سوال و حساب میں گرفتار ہوا ہو اور داخل ہونے بہشت کے سے منع کیا گیا ہو (وَعَنْ سُفْيَانَ
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَخْوَفُ مَا تَخَافُ عَلَيَّ قَالَ فَأَخَذَ بِلِسَانِ نَفْسِهِ وَقَالَ هٰذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ) اور روایت ہے سفیان بن عبد اللہ ثقفی سے کہا کہا میں نے
یا رسول اللہ کون سی چیز بہت خوفناک ہے ان چیزوں سے کہ ڈرتے ہو تم آپ مجھ پر کہا سفیان نے پس پکڑی حضرت نے زبان اپنی اور فرمایا یعنی یہ اسکے شر سے بہت ڈرتا ہوں تمہارے
حق میں کہ اکثر باتیں گناہ کی اس سے سرزد ہوتی ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْهُ الْمَلَكُ
مِيلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ جھوٹ بولتا ہے بندہ دور ہو جاتا ہے اس سے فرشتہ یعنی حفاظت
کرنے والا کوس بھر سبب بدبو اس چیز کی سے کہ لایا ہے بندہ اسکو یعنی جھوٹ بولا نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
كَبُرَتْ خِيَانَةً أَنْ تُحَدِّثَ أَخَاكَ حَدِيثًا هُوَ لَكَ بِهِ مُصَدِّقٌ وَأَنْتَ لَهُ بِهِ كَاذِبٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سفیان بن اسید حضرمی سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے بہت بڑی بات ہے از روئے خیانت کے یہ کہ بات کہے تو بھائی اپنے سے کہ وہ تجھکو ساتھ اس بات کے سچا جاننے والا ہو اور تو اس بات میں جھوٹ بولنے والا ہو
یعنی جھوٹ بولنا تو ہر حال برا ہے اور اس صورت میں بدتر ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے عمار سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ہو دو رویہ دنیا میں ہوگی اسکی دن قیامت کے دو زبانیں آگ کی نقل
کی یہ دارمی نے ف دو رویہ اسکو کہتے ہیں کہ وہ کسی کے سامنے ہو تو ایسی باتیں کرے کہ وہ جانے کہ یہ میرا دوست ہے اور اسکے پیچھے ایسی باتیں کرے کہ باعث اسکی ایذا کی ہو دنیا اور بعضوں نے کہا
کہ دو رویہ وہ ہے کہ دو شخصوں میں عداوت ہو پھر ایک پاس جا کر ایسی باتیں کرتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ میرا دوست ہے یعنی ہر ایک کے پاس جا کر دوسرے کو برا کہتا ہے اور اسکی نسبت ظاہر کرتا ہے
ہر ایک جانتا ہے کہ یہ میرا دوست غمخوار اور مددگار ہے (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيِّ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَفِي أُخْرَى لَهُ وَلَا الْفَاحِشِ الْبَذِيِّ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے نہیں ہوتا ہے پورا مومن طعن کرنے والا اور لعن کرنے والا اور فحش بکنے والا اور بد زبان دراز کرنے والا نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیچ اور
روایت بیہقی کے اور نہیں ہوتا مومن فحش کہنے والا زبان درازی کرنے والا یعنی اس روایت میں وصف کیا فاحش کو ساتھ بذی کے یعنی نہیں ہے مومن فحش کہنے والا مبالغہ اور کہا
ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ الْمُؤْمِنُ لَعَّانًا وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت
ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہوتا مومن کامل بہت لعنت کہنے والا اور عادت کرنے والا اسکی اور نہ چاہیے اسکو کہ ایسا ہو اور ایک روایت میں یہ لفظ
آئے ہیں نہیں لائق مومن یعنی مطلق مومن کو کہ ہو بہت لعنت کرنے والا (وَعَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلَاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا بِغَضَبِ اللّٰهِ وَلَا بِجَهَنَّمَ
وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا بِالنَّارِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ بددعا کرو آپس میں ساتھ لعنت خدا کے یعنی نہ کہے ایک
دوسرے کو یہ کہ تجھپر لعنت خدا کی اور نہ بددعا کرو آپس میں ساتھ غضب خدا کے اور نہ ساتھ داخل ہونے کے دوزخ میں یعنی یہ نہ کہو کہ غضب خدا کا تجھپر اور دوزخ میں جاوے تو اور ایک روایت
میں ہے اور نہ ساتھ آگ کے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا لَعَنَ شَيْئًا صَعِدَتِ اللَّعْنَةُ إِلَى السَّمَاءِ
فَتُغْلَقُ أَبْوَابُ السَّمَاءِ دُونَهَا ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ فَتُغْلَقُ أَبْوَابُهَا دُونَهَا ثُمَّ تَأْخُذُ يَمِينًا وَشِمَالًا فَإِذَا لَمْ تَجِدْ مَسَاغًا رَجَعَتْ إِلَى الَّذِي لُعِنَ فَإِنْ كَانَ لِذٰلِكَ أَهْلًا وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى قَائِلِهَا رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق بندہ جس وقت لعنت کرتا ہے کسی چیز پر یعنی آدمی کو یا غیر آدمی کو تو چڑھتی ہے

لعنت طرف آسمان کے پس بند کیے جاتے ہین دروازے آسمان کے آگے لعنت کے پھر اوترتی ہے لعنت طرف زمین کے پس بند کیے جاتے ہین دروازے اسکے نزدیک اوسکے پھر لعنت
پھر مائل ہوتی ہے داہنی اور بائین یعنی پس اور صورت بھی روکی جاتی ہے پس جس وقت کہ نہین پاتی راہ پھرتی ہے طرف اسکے کہ لعنت کیا گیا ہے پس اگر ہوتا ہے وہ لائق اسکے تو پہونچتی ہے
اسکو اور اگر نہین ہوتا وہ لائق اسکے پھر آتی ہے لعنت طرف کہنے والے اپنے کے نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنی جب لعنت کی جاتی ہے کسی پر تو اول ہی متوجہ آسمان ہوتی لگا پاتی ہے
کہ باہر نکلجاوے جب جگہ نکلنے کی نہین پاتی تو متوجہ ہوتی ہے اسپر اور اگر وہ مستحق اسکا نہین ہوتا تو پھر آتی ہے لعنت بھیجنے والے پر پس جبتک کہ یقین نہو کہ وہ مستحق لعنت ہے تو لعنت نکرے
اسپر اور مستحق لعنت کا ہونا بغیر خبر شارع کے تحقیق نہین ہوتا ح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا نَازَعَتْهُ الرِّيحُ رِدَاءَهُ فَلَعَنَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْعَنْهَا فَاِنَّهَا مَأْمُورَةٌ
وَاِنَّهُ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهُ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ ایک شخص کی اوڑائی ہوا نے چادر پس لعنت کی اسنے ہوا پر پس فرمایا پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ لعنت کر تو اسکو اسلیے کہ وہ حکم کی گئی ہے اور تحقیق شان یہ ہے کہ جو شخص لعنت کرے کسی چیز پر کہ نہین وہ لائق لعنت کے رجوع کرتی ہے لعنت اسپر نقل کی یہ ترمذی نے
اور ابو داود نے ف حکم کی گئی ہے ساتھ چلنے کے اور بھیجا ہے اسکو واسطے حکمتون کے تنگ آنا اس سے اور مکروہ جاننا اسکو منافی ادب عبودیت اور استقامت کے ہے اور اسی طرح ہے ادب بیچ
نزول حوادث زمانہ کے اور وارد ہونے احکام ارادیہ کے چاہیے کہ باطن اور ظاہر مین ساتھ دل اور زبان کے راضی و ساکت ہو اور اگر دل مین بحکم ضعف بشری کے تغیر راہ پاوے تو چاہیے کہ
زبان کو نگاہ رکھے ح (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُبَلِّغُنِي اَحَدٌ مِنْ اَصْحَابِي عَنْ اَحَدٍ شَيْئًا فَاِنِّي اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ رَوَاهُ اَبُو دَاوُدَ)
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ پہونچاوے مجھکو کوئی میرے صحابیون مین سے کسی کی طرف سے کوئی چیز یعنی جنس تقصیرات اور افعال
اور خصلتون سے کہ فلانے نے ایسا کیا اور فلانے نے یون کہا اور فلانا ایسا ہے اسلیے کہ مین دوست رکھتا ہون یہ کہ نکلون مین یعنی گھر سے طرف تمہارے اس حال مین کہ صاف سینہ ہون
اور کسی پر غصہ اور کسی سے ناراضی یا کینہ نہون نقل کی یہ ابو داود نے ف اسمین تعلیم ہے امت کو کہ کسی کو نہ چاہیے کہ نزدیک امیرون اور بزرگون کے بلکہ نزدیک کسی کے کسی کی طرح
سے برائی کہے تا باعث عداوت وکینہ کے نہو شیخ نے معنی اسکے یہ ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آرزو کی یہ کہ نکلین دنیا سے اس حال مین کہ دل انکا راضی ہو لیکن صحابہ سے ح ع
(وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَاَبُو دَاوُدَ) اور
روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ عرض کیا مین نے واسطے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ کفایت ہے تمکو صفیہ سے یعنی انکے عیبون سے ایسا اور ایسا مراد رکھتی تھین عائشہ اس سخن سے
کوتاہ قد یعنی صفیہ کوتاہ قد تھین عائشہ نے چاہا کہ یہ عیب انکو حضرت کے سامنے ذکر کرین پس حضرت کو یہ غیبت کرنا عائشہ سے ناخوش آیا پس فرمایا کہ تحقیق کہا تو نے ایسا
کلمہ کہ اگر ملایا جاوے ساتھ اسکے دریا البتہ غالب آوے یہ کلمہ اس دریا پر اور تغیر کردے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے ف یعنی جب دریا کو باوجود اس عظمت کے تغیر
کردے اور غالب آوے اسپر تو تیرے اعمال کا کیا حال ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ بقصد حقارت کے اس قدر عیب کسی کا کہنا کہ وہ کوتاہ قد ہے یہ بھی غیبت ہے اور لفظ کذا وکذا کنایہ
ہے ذکر کرنے بعضے عیوب صفیہ کے سے اور کہا ایک شارح نے کہ قول عائشہ کا کذا اشارہ ہے طرف بالشت اپنے کے کہتا ہون ظاہر تکرار کذا سے تعدد وصف اسکی کا ہے پس شاید کہ انہون
نے کہا ہو اپنی زبان سے کہ وہ ٹھنگنی ہے اور اشارہ کیا ہو ساتھ بالشت اپنے کے کہ وہ نہایت ٹھنگنی ہے پس ارادہ کیا تاکید کا ساتھ جمع کرنے کے درمیان قول وفعل کے واللہ اعلم
ح ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ اِلَّا شَانَهُ وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ اِلَّا زَانَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہوتا فحش یعنی سخت کلامی کسی چیز مین یعنی کسی امر مین امور مین سے مگر کہ عیبناک کر دیتا ہے اسکو اور نہین ہوتی حیا و نرمی کسی چیز مین مگر کہ
زینت دیتی ہے اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف کہا طیبی نے اسمین مبالغہ ہے کہ اگر بالفرض فحش یا حیا جمادات مین ہو تو اسکو بھی عیبناک کردے یا زینت دیوے ح ع (وَعَنْ خَالِدِ بْنِ
مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ يَعْنِي مِنْ ذَنْبٍ قَدْ تَابَ مِنْهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ
بِمُتَّصِلٍ لِاَنَّ خَالِدًا لَمْ يُدْرِكْ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ) اور روایت ہے خالد بن معدان سے کہ انہون نے نقل کی معاذ بن جبل سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ عار دلاوے
یعنی سرزنش وملامت کرے اپنے بھائی مسلمان کو ساتھ ایک گناہ کے کہ صادر ہوا ہے اس سے پہلے نہین مرتا وہ عار دلانے والا یہانتک کہ کرتا ہے وہ اسکو مراد رکھتے تھے حضرت بعار دلانے

اس گناہ سے کہ توبہ کر چکا ہو اُس سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہیں ہے اسناد اسکی متصل اسلیے کہ خالد نے نہیں پایا معاذ بن جبل کو۔ ف توبہ کر چکا ہو اور اگر توبہ نہیں کیا ہو اور اُس گناہ میں گرفتار ہے تو سرزنش کرنا اُسپر لیکن بطریق کبر اور قصد تحقیر کے نہو بلکہ بقصد زجر و نصیحت کے اور باز رکھنے کے اُس سے اور یہ تفسیر ہے قول یعنی من ذنب الخ منقول ہے امام احمد بن حنبل سے اور اس روایت میں اگرچہ ترمذی نے کلام کیا لیکن کہا عراقی نے کہ روایت کیا اسکو احمد و طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے (وَعَنْ وَاثِلَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيَكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے واثلہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ظاہر کر تو خوشی کو واسطے مسلمان بھائی کے یعنی اگر کوئی مسلمان پڑا ہو بلا ہے دینی یا دنیوی میں تو خوش نہو بسبب دشمنی کے کہ رکھتا ہے اُس سے پس اگر خوش ہوویگا تو رحم کریگا خدا تعالیٰ اُسپر اور مبتلا کریگا تجھکو ساتھ اسکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُحِبُّ أَنِّيْ حَكَيْتُ أَحَدًا وَأَنَّ لِيْ كَذَا وَكَذَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دوست رکھتا ہوں کہ نقل نکالوں میں کسی کی حال کی اگرچہ ہووے میرے لیے ایسا اور ایسا یعنی اگرچہ دیا جاؤں میں کتنا ہی مال و متاع سبب اس نقل نکالنے کے نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو۔ ف حرام ہے نقل نکالنی کسی کی خواہ قولی ہو خواہ فعلی اور داخل ہے غیبت محرمہ میں ۱۲ع (وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَأَنَاخَ رَاحِلَتَهُ ثُمَّ عَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ أَتٰى رَاحِلَتَهُ فَأَطْلَقَهَا ثُمَّ رَكِبَ ثُمَّ نَادَى اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تُشْرِكْ فِيْ رَحْمَتِنَا أَحَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَقُوْلُوْنَ هُوَ أَضَلُّ أَمْ بَعِيْرُهُ أَلَمْ تَسْمَعُوْا إِلٰى مَا قَالَ قَالُوْا بَلٰى رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے جندب سے کہا آیا ایک اعرابی پس بٹھایا اونٹ اپنے کو پھر باندھ دیا پاؤں اُسکا رسی سے پھر داخل ہوا مسجد میں پس نماز پڑھی پیچھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس جبکہ سلام پھیرا اس اعرابی نے آیا اپنے اونٹ کے پاس اور کھولا اسکو پھر سوار ہوا پھر پکارا یا الٰہی رحم کر مجھپر اور محمد پر اور نہ شریک کر ہماری رحمت میں کسی کو پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم اور کہتے ہو تم کہ یہ اعرابی جاہل تر ہے یا اونٹ اسکا کیا نہیں سنا تم نے اور کان نہیں رکھا تم نے طرف اس کلام کے کہ اُسنے کہا کہا صحابہ نے کہ ہاں سنا ہمنے نقل کی یہ ابوداؤد نے۔ ف یعنی اُسنے رحمت واسعہ حق کو تنگ کیا اسپر حضرت خفا ہوئے یعنی دعا میں تنگی کرنی چاہیے کہ یہ بات ہمارے ہی لیے ہو اور کسی کے لیے نہو بلکہ تمام مومنین اور مومنات کو داخل کرنا چاہیے شرح (وَذُكِرَ حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا فِيْ بَابِ الْاِعْتِصَامِ فِي الْفَصْلِ الْأَوَّلِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ بس ہے آدمی کو جھوٹ الخ باب الاعتصام کے فصل پہلی میں (الْفَصْلُ الثَّالِثُ) فصل تیسری (عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ تَعَالٰى وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ) روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو وقت کہ تعریف کیا جاتا ہے فاسق یعنی مثلاً کہا اسکو ای سردار وغیر ذلک غصہ ہوتا ہے پروردگار تعالیٰ یعنی تعریف کرنیوالے پر اور ہلتا ہے اور کانپتا ہے بسبب اس تعریف کے عرش نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں۔ ف ہلنا عرش کا یا تو محمول ہے ظاہر پر یا کنایہ ہے وقوع ہونے امر عظیم سے اسلیے کہ تعریف فاسق کی راضی ہونا ہے ساتھ اس چیز کے کہ سمجھی ناخوشی اور نارضامندی حق کی ہے بلکہ نزدیک ہے کہ ہو موجب کفر اسلیے کہ قریب ہے کہ پہونچے طرف حلال جاننے حرام کے پس تعریف کرنی اکثر علما اور شاعروں اور قاریوں ریاکار کی داخل ہے اسمیں اور جب تعریف فاسق کا یہ حال ہے تو کیا حال ہوگا تعریف ظالم اور کافر کا بچنا اس بلا سے عظیم ہے جب ہی ہے کہ پرہیز کرے انکی صحبت سے ۱۲ع (وَعَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى الْخِلَالِ كُلِّهَا إِلَّا الْخِيَانَةَ وَالْكَذِبَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ) اور روایت ہے ابوامامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کیا جاتا ہے مسلمان اوپر ہر طرح کی خصلتوں کے سوائے خیانت اور جھوٹ کے نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں سعد بن ابی وقاص سے۔ ف یعنی مومن کامل میں یہ خصلتیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ پیدا کیا جاتا ہے صدق و امانت پر کہ مقتضا ہے تصدیق و ایمان کے ہیں یا مراد مبالغہ ہے بیچ نفی ان دونوں صفتوں کے مومن سے کہ جابل یا امانت ایمان کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد منع کرنا ان دونوں سے ہے یعنی نہ چاہیے کہ مسلمان متصف ہووے ساتھ ان صفتوں کے ۱۲ع (وَعَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ أَنَّهُ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ جَبَانًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ بَخِيْلًا قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ لَهُ أَيَكُوْنُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا قَالَ لَا رَوَاهُ مَالِكٌ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ مُرْسَلًا) اور روایت ہے صفوان بن سلیم سے یہ کہ کہا گیا واسطے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آیا ہوتا ہے مومن بزدل فرمایا ہاں پھر کہا گیا واسطے آنحضرت کے کہ آیا ہوتا ہے مومن بخیل فرمایا ہاں پھر کہا گیا واسطے حضرت کے کیا ہوتا ہے مومن بہت جھوٹا فرمایا نہیں نقل کی یہ مالک نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق ارسال کے۔ ف یعنی مومن جھوٹا نہیں ہوتا اسلیے کہ صدق و حقانیت ایمان کی منافی کذب کی ہے

کہ نفس الامر میں باطل و ناحق ہو اور یہی محمول ہو اوپر تاویلات سابقہ کے اور بیچ لانے کذاب کے صیغہ مبالغہ کا ہو ایما ہو اسپر کہ اگر کبھی حکم اُنہوں نے کیا ہو بیچ بعضے جگہ کے کہ خالی انکا نفس نا ستودہ سے ہو جھوٹ واقع ہو جاوے تو بعید نہیں اور صفوان راوی اس حدیث کا تابعی ثقہ اور جلیل القدر ہو اہل مدینہ سے اور نہایت عالم تھے کہتے ہیں کہ چالیس برس تک پہلو زمین پر نہیں رکھا اور وقت مرگ کے بیٹھے ہوئے جان دی اور انکی پیشانی میں کثرت سجود سے سوراخ ہو گیا تھا اور نہایت قانع تھے کہ روزینہ بادشاہ کا قبول نہیں کرتے تھے اور مناقب انکے بہت ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَيَاْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُوْنَ فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِيْ مَا اسْمُهٗ يُحَدِّثُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا تحقیق شیطان صورت پکڑتا ہے بیچ صورت ایک شخص کے یعنے کبھی کبھی پس آتا ہے ایک قوم پر اور خبر دیتا ہے انکو ایک خبر جھوٹی پس جدا ہوتی ہے قوم پس کہتا ہے ایک شخص انہیں سے سنا میں نے ایک شخص سے کہ پہچانتا ہوں میں چہرہ اُسکا یعنے اگر دیکھوں تو پہچان لوں اور نہیں جانتا ہوں نام اُسکا نقل کرتا تھا خبر نقل کی یہ مسلم نے ف مراد خبر سے یا تو حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا مطلق خبر جھوٹی اور غرض حدیث سے تنبیہ ہے اسپر کہ احتیاط و تحری کرے بیچ حدیث میں کہ معلوم کرے صحیح و غیر صحیح ہونا اُسکا اور جو کچھ کہ سنے اور جس سے سنے نقل کرے بغیر دریافت صدق اُسکے کے اور یہ حدیث اگرچہ بطریق رفع کے نہیں نقل کی گئی لیکن چونکہ یہ ایسا حکم ہے کہ اطلاع اسپر بغیر سننے کے حضرت سے ممکن نہیں یہ حکم مرفوع میں ہے۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ اَتَيْتُ اَبَا ذَرٍّ فَوَجَدْتُهٗ فِي الْمَسْجِدِ مُحْتَبِيًا بِكِسَاءٍ اَسْوَدَ وَحْدَهٗ فَقُلْتُ يَا اَبَا ذَرٍّ مَا هٰذِهِ الْوَحْدَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْوَحْدَةُ خَيْرٌ مِّنْ جَلِيْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِيْسُ الصَّالِحُ خَيْرٌ مِّنَ الْوَحْدَةِ وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ اور روایت ہے عمران بن حطان سے کہا عمران نے کہ آیا میں ابو ذر کے پاس تو پایا میں نے انکو مسجد میں گوٹ مارے ہوئے ایک کملی سیاہ سے تنہا بیٹھے ہوئے پس کہا میں نے اے ابو ذر کیا ہے یہ تنہائی یعنے کیوں نہیں صحابہ کے ساتھ بیٹھتا اور افادہ اور استفادہ کرتا پس کہا ابو ذر نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تنہا بیٹھنا بہتر ہے بیٹھنے سے ساتھ ہمنشین بد کے اور بیٹھنا ساتھ ہمنشین نیک کے بہتر ہے تنہا بیٹھنے سے اور سکھانا خیر بہتر ہے چپ رہنے سے اور چپ رہنا بہتر ہے سکھانے برائی کے سے یعنے اور میں سکوت پر گوشہ نشینی و تنہائی ہے ف تنہا بیٹھنا الخ یعنے چونکہ اس وقت میں یار خالص سے کہ اعتماد اوپر نیکی اور صلاح اُسکی کے ہو حاضر نہیں تنہا بیٹھا ہوں میں اور جب ہوتے ہیں تو بیٹھتا ہی ہوں۔

وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرتبہ شخص کا بسبب چپ رہنے کے افضل ہے ساٹھ برس کی عبادت سے ف لفظ مقام ساتھ زبر میم کے اور ساتھ پیش میم کے بھی آیا ہے یعنے ثابت رہنا آدمی کا ساتھ خاموشی کے یعنے مداومت سکوت اُسکے کے شر سے افضل ہے اُس عبادت ساٹھ برس کی سے کہ ساتھ کثرت کلام کے اور نہ استقامت دین کے ہو اور طیبی نے مقام کے معنے کہے ہیں مرتبہ اُسکا نزدیک اللہ کے الخ اور افضل ہونے کی دلیل یہ لکھی ہے کہ عبادتوں میں بہت سی آفتیں ہیں سالم رہتا ہے اُنسے بسبب چپ رہنے کے جیسے وارد ہوا ہے من صمت نجا کذا ذکر الملا علی اور حضرت شیخ رح نے یوں لکھا ہے کہ کبھی مرتبہ نزدیک اللہ کے بسبب خاموشی کے افضل و زیادہ تر ہوتا ہے ساٹھ برس کی عبادت سے اسلیے کہ جو سکوت کہ اُسمیں جولانی کرے فکر بیچ معاد اور حقائق الٰہیہ اور کونیہ کے یا مستغرق ہو لطیفہ قلبیہ بیچ دریائے ذکر خفی کے اور متنور ہو ساتھ نور ذات و صفات الٰہی کے اگرچہ ایک ساعت لطیف ہو بہتر ہے طاعت و عبادت جوارح یعنے اعضا سے کہ بیچ تفرقہ اور بےحضوری کے کرے اور دل ساتھ یاد خدا کے جمع نہ ہو اگرچہ سالہا ہو۔

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ اِلٰى اَنْ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوْصِيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّهٗ اَزْيَنُ لِاَمْرِكَ كُلِّهٖ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَاءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ عَلَيْكَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّهٗ مَطْرَدَةٌ لِّلشَّيْطَانِ وَعَوْنٌ لَّكَ عَلٰى اَمْرِ دِيْنِكَ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ اِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الضَّحِكِ فَاِنَّهٗ يُمِيْتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُوْرِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِيْ قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَّفْسِكَ اور روایت ہے ابو ذر سے کہ کہا ابو ذر نے داخل ہوا میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ذکر کی ابو ذر نے یا راوی ابو ذر نے حدیث دراز یعنے حدیث دراز کی کہ یہاں مذکور نہیں یہانتک کہ کہا ابو ذر نے کہا میں نے یا رسول اللہ نصیحت کرو مجھکو فرمایا نصیحت کرتا ہوں میں تجھکو ساتھ تقوی اللہ کے اسلیے کہ تحقیق تقوی بہت زینت دینے والا ہے واسطے سب کاموں تیرے کے یعنے امور دینی و دنیوی کے کہا میں نے زیادہ کرو مجھکو یعنے اور نصیحت فرمایئے فرمایا لازم ہے تجھکو تلاوت قرآن کی اور ذکر خدا کا اسلیے کہ تحقیق وہ یعنے جو کچھ کہ ذکر کیا گیا وہ تلاوت قرآن ہے اور ذکر اللہ سبب ذکر کرنے کا ہے تجھکو آسمان میں کہ ملائکہ یاد کرینگے تجھکو ساتھ خیر و رحمت کے بلکہ اللہ تعالی بھی چنانچہ یہ آیت دلالت کرتی ہے اسپر فاذکرونی اذکرکم

اور سبب نور کا ہے تیرے لیے زمین میں یعنے اس عالم سفلی میں کہ سبب ظہور نور معرفت اور یقین اور ہدایت کا ہے کہا مین نے زیادہ کرو مجھکو نصیحت فرمایا لازم پکڑ تجھکو چپ رہنا دیر تک مگر جس وقت میں
ہو ساتھ تفکر اور تذکر نعمتون الٰہی کے اسواسطے کہ خاموشی سبب ہانکنے کی ہے شیطان کو کہ راہ زبان سے درآتا ہے اور جا بجا بلامین ڈالتا ہے اور مدد کرنے والی ہے تیرے لیے اوپر کار دین کے
کہ سلامت رکھتی ہے آفات زبان سے اور موجب حصول علوم اور معارف اور نور دل کی ہے بسبب ذکر خفی کے کہا مین نے زیادہ فرمایئے مجھکو فرمایا بچتا رہ بہت ہنسنے سے اسلیے کہ بہت ہنسنا مار دیتا
ہے دل کو یعنے بسبب وارد ہونے ظلمت غفلت اور قساوت کے اور بجھنے نور علم و معرفت کے کہ حیات دل اسی مین ہے اور کھو دیتا ہے منہ کے نور کو کہ عبارت ہے ظاہر ہونے علامت عبادت سے
جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود اور یہ بات ضرور ہے کہ جب دل مرتا ہے تو منہ سے نور ہو جاتا ہے اسلیے کہ نورانیت اور تازگی بدن کی ساتھ حیات حسی اور معنوی کے ہے
کہا مین نے زیادہ فرمایئے مجھکو فرمایا کہہ حق اگرچہ ہو تلخ یعنے ناخوش معلوم ہو خلق کو یا تیرے نفس کو کہا مین نے زیادہ فرمایئے مجھکو فرمایا نہ ڈر بیچ اظہار دین خدا کے اور تائید و تقویت
اسکی کے ملامت ملامت کرنیوالے کی سے کہا مین نے زیادہ فرمایئے مجھکو فرمایا باز رکھے تجھکو لوگون کے عیبون سے وہ چیز کہ جانتا ہے تو نفس اپنے سے ف ذکر خدا کا تمام افعال خیر کو جو بہ نیت
نصرت الٰہی اللہ کے کرین داخل ذکر کے ہین اگر اس معنے پر عمل کرین تو ذکر زبانی کا بعد تلاوت کے واسطے تعمیم بعد تخصیص کے ہوگا اور حدیث مین آیا ہے افضل الذکر لا الہ الا اللہ اگر یہ امر اور کہینگے تو قبیلہ
ذکر جزو کا ہے بعد کل کے بسبب زیادتی فضل و شرف کے اور نہ ڈر اسمین قطع تعلق کا ہے خلق سے بالکل اور ثابت رہنا حق پر بغیر نظر کرنے کے طرف مذہب لوگون کے اور تعریف انکی کی فرمایا
اللہ تعالیٰ نے وتبتل الیہ تبتیلا اور نفس اپنے سے یعنے عیوب نفس اپنے سے یعنے امر بالمعروف اور نہی منکر کر لیکن عیب جوئی اور غیبت انکی کر اور اپنے تئین مثل مسکین کے خوار و ناقص جان سے قلبہ
ان خلائق کی خود بیچ تر مجرم کو بیقین عیب جا بکہ گر رہ روایت کیا ہے دیلمی نے انس سے طوبیٰ لمن شغلہ عیبہ عن عیوب الناس (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ابا ذر الا
ادلک علی خصلتین ہما اخف علی الظہر واثقل فی المیزان قال قلت بلی قال طول الصمت وحسن الخلق والذی نفسی بیدہ ما عمل الخلائق بمثلہما) اور روایت ہے انس سے کہ بیشک
نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اے ابوذر کیا نہ بتلاؤن مین تجھکو دو خصلتین کہ وہ بہت ہلکی ہین پشت پر یعنے پشت مکلف پر اور بھاری ہین اسکے پر یا بہشت زبان پر اور
بھاری ہین میزان اعمال مین کہا ابوذر نے کہا مین نے ہان فرمایئے فرمایا درازی چپ رہنے کی یعنے ساتھ تفکر اور خوش خلقی کے قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے
نہین عمل کیا خلائق نے مانند ان دو خصلتون کے یعنے کوئی کام بہتر ان دو کامون سے نہین ف سبکی و آسانی دونون صفتون کی اس سبب سے ہے کہ خاموش رہنے مین محنت و مشقت
نہین حاصل ہوتی بلکہ زبان ہلانے اور باتون کے ترتیب دینے مین مشقت ظاہر و باطن کی ہے اور سبکی خوش خلقی مین اسی قیاس پر ہے کہ اسمین نرمی اور آسانی اور سکون ہے بخلاف سختی بدخوئی
اور جدال و نزاع کے کہ سراسر محنت و مشقت ہے انتہیٰ ش ح (وعن عائشۃ قالت مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بابی بکر وہو یلعن بعض رقیقہ فالتفت الیہ فقال لعانین وصدیقین
کلا ورب الکعبۃ فاعتق ابوبکر یومئذ بعض رقیقہ ثم جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا اعود روی البیہقی الاحادیث الخمسۃ فی شعب الایمان) اور روایت ہے عائشہ سے کہ
کہا عائشہ نے کہ گذرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر پر اس حال مین کہ وہ لعنت کرتے تھے بعضے غلام اپنے کو پس التفات کی حضرت نے طرف انکے اور فرمایا کہ آیا دیکھا ہے تونے لعنت کرنیوالون
اور صدیقون کو یعنے انکو کہ جامع ان دونون صفتون کے ہون مقصود یہ کہ صدیقیت اور لعانیت جمع نہین ہوتی جیسے کہ اوپر حدیث گذری لا ینبغی لصدیق ان یکون لعانا ہرگز
نہین جمع ہوتین یہ دونون صفتین قسم ہے پروردگار کعبہ کی پس آزاد کیا ابوبکر نے اسدن بعضے غلام اپنے کو یعنے کفارہ مین اس تقصیر کے پھر آئے ابوبکر یعنے عذر کرنے کے لیے پاس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا کہ پھر نہ کرونگا مین ایسا کام یعنے کسی کو لعنت نہین کرونگا نقل کی بیہقی نے شعب الایمان مین پانچون حدیثین کہ حدیث عمران بن حطان سے اس
حدیث تک ہوتی ہین (وعن اسلم قال ان عمر دخل یوما علی ابی بکر الصدیق وہو یجبذ لسانہ فقال عمر مہ غفر اللہ لک فقال لہ ابوبکر ان ہذا اوردنی الموارد رواہ مالک)
اور روایت ہے اسلم سے کہ کہا تحقیق حضرت عمر داخل ہوئے ایکدن ابوبکر صدیق کے پاس اس حال مین کہ ابوبکر کھینچتے تھے زبان اپنی یعنے گویا انکا التماس انکا چاہتے تھے مقصود ظاہر
کرنا زجر و قہر کا تھا اسپر پس کہا حضرت عمر نے کہ رہو بخشے اللہ تجھکو پس کہا واسطے انکے ابوبکر نے کہ تحقیق اس زبان نے ڈالا ہے مجھکو ہلاکت کی جگہون مین نقل کی یہ مالک نے (وعن عبادۃ بن
الصامت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اضمنوا لی ستا من انفسکم اضمن لکم الجنۃ اصدقوا اذا حدثتم واوفوا اذا وعدتم وادوا اذا ائتمنتم واحفظوا فروجکم وغضوا ابصارکم
وکفوا ایدیکم) اور روایت ہے عبادہ بن صامت سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ متکفل و ضامن ہو واسطے میرے چھ چیزون کے واسطے منفعت نفسون اپنے کے ضامن

ہو نگا مین واسطے تمہارے بہشت کا یعنے داخل ہونے بہشت کا ساتھ اپنے لوگون کے سچ بولا کرو جسوقت کہ بات کہو اور پورا کرو جبکہ وعدہ کرو اور ادا کرو امانت جبکہ امانت رکھی جاوے اور
نگہبانی کرو شرمگاہ اپنے کی یعنے حرام کاری سے بچاؤ اور بند کرو نگاہ اپنی یعنے دیکھنے اس چیز کے سے کہ نہین جائز ہے دیکھنا اسکا مانند نامحرم وغیرہ کے اور بند رکھو اپنے ہاتھ یعنے مارنے سے اور
ایذا دینے اس چیز کے سے کہ حرام و مکروہ ہے یا منع ہین کہ باز رکھو اپنے نفسون کو ظلم سے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِينَ
إِذَا رُؤُوا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاؤُونَ بِالنَّمِيمَةِ الْمُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُونَ الْبُرَآءَ الْعَنَتَ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن غنم اور اسما
بنت یزید سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر بندے اللہ کے وہ ہین کہ جسوقت دیکھے جاوین یاد کیا جاوے اللہ اور بدتر بندے اللہ کے وہ ہین کہ چلتے ہین چغلی کے
ساتھ یعنے چغلی کھاتے ہین جدائی ڈالنے والے ہین درمیان دوستون کے چاہتے ہین پاک لوگون سے مشقت اور ہلاکی و فساد اور گناہ اور زنا کو یعنے ایک
لوگ پاک اور منزہ ہین گناہ و فساد و عیب سے تہمت کرتے ہین انکو ساتھ گناہ اور فساد و عیب کے اور مشقت و ہلاکت مین ڈالتے ہین نقل کین یہ دونون حدیثین احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان
مین یاد کیا جاوے اللہ یعنے بسبب تعلق اور اختصاص کے ساتھ اللہ تعالی کے ایسے مرتبہ کو پہنچے ہین کہ آثار و انوار انکے اور احوال و اطوار انکے ایسے ہو رہے ہین کہ جب آنکھ انکے جمال
پر پڑتی ہے تو خدا تعالی یاد آتا ہے بسبب ظہور علامت عبادت کے اور چہرہ انکے کے اور بعضون نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ دیکھنا انکا مانند ذکر خدا کے ہے جیسے کہ کہا ہے علما نے کہ نظر کرنی
عالم کے منہ پر عبادت ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ بسبب نظر کرنے کے صالح کے منہ پر نور ایمان ایسا باطن مین آتا ہے کہ دل کو روشن کر دیتا ہے اور حدیث مین آیا ہے النظر الی وجہ علی عبادۃ اور
یہ حدیث تصدیق کرتی ہے معنے اول کو بھی آیا ہے کہ حضرت علی گھر سے نکلتے تھے اور لوگون کی نظر انکے چہرہ مبارک پر پڑتی تو کہتے لا الہ الا اللہ ما اشرف ہذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اکرم ہذا
لا الہ الا اللہ ما اعلم ہذا الفتی لا الہ الا اللہ ما اشجع ہذا الفتی پس دیکھنا انکا باعث ہوتا تھا کہنے کلمہ توحید کا بیچ (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَكَانَا صَائِمَيْنِ
فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ أَعِيدُوا وُضُوءَكُمَا وَصَلَاتَكُمَا وَامْضِيَا فِي صَوْمِكُمَا وَاقْضِيَاهُ يَوْمًا آخَرَ قَالَا لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا) اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ تحقیق دو شخصون نے نماز پڑھی ظہر کی یا عصر کی اور تھے دونون روزہ دار پس جب نماز پڑھ چکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا پھر کرو وضو اور پڑھو نماز اور پورا کرو روزہ اپنا
یعنے افطار نکرو اور قضا کرو بدلے اسکے ایک دن اور یعنے یہ روزہ تمہارا فاسد ہوا اور واجب ہے قضا اسکی لیکن باوجود اسکے بھی اسی طرح رہو اور افطار نکرو اور اور بدلا وہ اسکے
بدلے رکھو احتیاطا اور کہا ان دونون نے کسواسطے یا رسول اللہ یعنے اعادہ وضو اور روزہ اور نماز کا کرین فرمایا غیبت کی تمنے فلانے شخص کی یعنے اور غیبت توڑتی ہے وضو
اور روزہ کو اور لکھا ہے علما نے کہ یہ حدیث بسبیل تغلیظ و زجر کے واقع ہوئی ہے اور فی الحقیقت مین غیبت وضو اور روزہ کو توڑتی نہین لیکن کمال و ثواب کو کھو دیتی ہے اور نزدیک
سفیان ثوری کے غیبت مفسد روزہ کی ہے بہر تقدیر معلوم ہوا کہ قباحت اور برائی غیبت کی حد سے زیادہ ہے احتیاط و تقوی اسمین ہے کہ بعد از وقوع غیبت کے تجدید وضو کی کرنی
چاہیے بلکہ کہا ہے علما نے کہ اگر فحش یا سخن لا یعنی کہے اور بہت کہے تو وضو کرنا مستحب ہے واسطے ازالہ ظلمت کے کہ طاری ہوئی ہے اس سے اور روزہ دار کو چاہیے کہ غیبت سے
احتراز کرے شرح (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرٍ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ الْغِيبَةُ أَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَزْنِي
فَيَتُوبُ فَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ فَيَتُوبُ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ وَإِنَّ صَاحِبَ الْغِيبَةِ لَا يُغْفَرُ لَهُ حَتَّى يَغْفِرَهَا لَهُ صَاحِبُهُ وَفِي رِوَايَةِ أَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا يَتُوبُ وَصَاحِبُ الْغِيبَةِ لَيْسَ لَهُ
تَوْبَةٌ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی سعید اور جابر سے کہا دونون نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کرنی سخت تر ہے زنا
کرنے سے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کسواسطے غیبت شدید ہے زنا سے فرمایا تحقیق آدمی البتہ زنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے پس اللہ تعالی قبول کرتا ہے توبہ اسکی اور ایک روایت مین یون آیا
پس توبہ کرتا ہے پس بخشتا ہے اللہ واسطے اسکے یعنے اسلیے کہ حق اللہ کا ہے اور تحقیق غیبت والے کو نہین بخشش کیجاتی یہانتک کہ بخشے اسکو وہ کہ جسکی غیبت کی ہے یعنے اسلیے کہ یہ اسکا حق ہے اور
بیچ روایت انس کے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ زنا کرنے والا توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والا نہین واسطے اسکے توبہ نقل کین بیہقی نے یہ تینون حدیثین شعب الایمان مین فہمنا نہین
واسطے اسکے توبہ یعنے اکثر اسلیے کہ زانی ڈرتا ہے اور کانپتا ہے پس توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنیوالا حلال جانتا ہے اگرچہ اللہ تعالی کے نزدیک بڑی گناہ کی چیز ہے اسلیے کہ طالب نام ہوتی ہے تو اسکی
برائی دل سے نکل جاتی ہے یا نزدیک ہے کہ غیبت کرنیوالا غیبت کو حقیر و حلال جانے اور رفتہ کفر مین جا پڑے یا یہ معنے ہین کہ نہین انکے لیے توبہ مستقلا بلکہ موقوف ہے صحت اسکی او

رضامندی اسکی کہ جسکی غیبت کی ہو چاہیے کہ اوپر کی روایت میں گذرا ۔ صح (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من کفارۃ الغیبۃ ان تستغفر لمن اغتبتہ
تقول اللھم اغفر لنا ولہ رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر وقال فی ہذا الاسناد ضعف) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کفارہ غیبت کا
یہ ہے کہ بخشش چاہے تو واسطے اس شخص کے کہ غیبت کی ہے تو نے اسکی کہے تو یا الٰہی بخش ہمکو اور اسکو نقل کی یہ بیہقی نے دعوات کبیر میں کہ نام اسکی کتاب کا ہے اور کہا کہ اسکے اسناد میں
ضعف ہے ف بخش ہمکو یعنی اگر ہوں یہ جماعت تو یوں کہیں یا ہمکو یعنی سب گروہ مسلمین کو اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بخشش چاہنا اس صورت میں ہے کہ نہ پہونچی ہو غیبت اسکو کہ جسکی غیبت کی ہے
اور جب پہونچ جاوے اسکو تو ضرور ہے بخشوانا اس سے اسی طرح کہ خبر دے اسکو کہ جسکی غیبت کی ہے ساتھ اس چیز کے کہ کہا ہے اسکو اور بخشواوے اسکو اس سے پس اگر متعذر ہو تو ارادہ
رکھے اسکا کہ جب ہو سکیگا بخشواونگا اس سے پس جب کہ بخشوا لیگا اس سے ساقط ہو جاویگا اس سے جو کچھ کہ اسکا حق تھا اسپر اور اگر عاجز ہو اس سے بسبب اسکے کہ وہ صاحب غیبت مر گیا یا غائب ہو گیا مثلا
تو بخشش چاہے اللہ تعالی سے اسکے فضل و کرم سے امیدوار رہے کہ راضی کر دے اسکے دشمن کو کہا فقیہ ابو اللیث نے کہ کلام کیا ہے لوگوں نے بیچ توبہ غیبت کرنے والے کے کہ آیا جائز ہے
بغیر بخشوانے کے اس سے کہ جسکی غیبت کی ہے یا نہیں کہا بعضے عالموں نے کہ جائز ہے اور یہ ہمارے نزدیک دو طرح پر ہے ایک تو یہ کہ اگر غیبت پہونچی ہو اسکو کہ جسکی غیبت کی ہے تو توبہ
اسکی یہ ہے کہ بخشواوے اس سے اور اگر نہ پہونچی غیبت تو بخشش چاہے اللہ سے اور دل میں یہ رکھے کہ پھر ایسی حرکت نہیں کرنے کا اور اس حدیث کا ضعیف ہونا مضر نہیں
اسلیے کہ فضائل اعمال میں کفایت کرتی ہے حدیث ضعیف بھی اور جامع صغیر میں ایک روایت انس سے مروی اسکی آئی ہے کہ الفاظ اسکے یہ ہیں کفارۃ من اغتبت ان تستغفر لہ

ع باب الوعد باب ہے بیچ بیان وعدہ کے ف استعمال وعدہ کا خیر اور شر میں ہوتا ہے اگر مذکور ہوں خیر اور شر کہا جاتا ہے وعدتہ خیرا اور وعدتہ شرا اور اگر مذکور نہ ہوں تو وعدہ
استعمال کیا جاتا ہے خیر میں اور وعید و ایعاد شر میں ع الفصل الاول فصل پہلی (عن جابر قال لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجاء ابا بکر مال من قبل العلاء
بن الحضرمی فقال ابو بکر من کان لہ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم دین او کانت لہ قبلہ عدۃ فلیاتنا قال جابر فقلت وعدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعطینی ہکذا وہکذا
وہکذا فبسط یدیہ ثلث مرات قال جابر فحثا لی حثیۃ فعددتہا فاذا ہی خمسمائۃ وقال خذ مثلیہا متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہا جب وفات ہوئی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کی اور آیا حضرت ابو بکر صدیق کے پاس مال جانب علاء ابن حضرمی کی سے کہ عامل تھے حضرت کے بحرین پر پس کہا ابو بکر نے جس کسی کا ہو حضرت پر دین یا ہو حضرت کی طرف سے
یعنی آنحضرت نے کسی سے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو پس چاہیے کہ آوے ہمارے پاس کہا جابر نے پس کہا میں نے وعدہ کیا تھا مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دینے کا ایسا اور
ایسا اور ایسا یعنی بھر دونوں ہاتھ بھر کر پس کھولے حضرت نے دونوں ہاتھ اپنے تین بار یعنی واسطے دکھانے صورت وعدہ کے کہ آنحضرت نے اس سے وعدہ کیا تھا کہا جابر نے پس
لپ بھر کر مجھکو ابو بکر صدیق نے ایکبار پس گنا میں نے اس چیز کو کہ تھی لپ میں پس تھی وہ پانسو پس فرمایا حضرت صدیق اکبر نے کہ لو دو مثل اسکے یعنی ہزار تاکہ زیادہ ہو نقل کی یہ بخاری
اور مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے ادا کرنا دین میت کا اور پورا کرنا وعدہ اسکے کا خلیفہ کے لیے اور برابر ہے اس میں وارث اور اجنبی اور اس میں اشارہ ہے اسطرف
کہ وعدہ ملحق ہے ساتھ دین کے چاہیے کہ آیا ہے آنحضرت سے العدۃ دین رواہ الطبرانی فی الاوسط عن علی وابن مسعود ع الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی جحیفۃ
قال رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابیض قد شاب وکان الحسن بن علی یشبہہ وامر لنا بثلثۃ عشر قلوصا فذہبنا نقبضہا فاتانا موتہ فلم یعطونا شیئا فلما قام
ابو بکر قال من کانت لہ عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ فلیجیٔ فقمت الیہ فاخبرتہ فامر لنا بہا رواہ الترمذی) روایت ہے ابی جحیفہ سے کہا دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کو سفید رنگ یعنی مائل بسرخی تحقیق ظاہر ہوا تھا بڑھاپا اور تھے حسن بن علی مشابہ حضرت کے یعنی نصف اعلی میں یہ بات کی واسطے اثبات صحبت اپنی کے حضرت سے
اسلیے کہ صغیر سن تھے صحابہ میں اور وقت رحلت کے صغیر تھے پس کہتے ہیں ابو جحیفہ کہ دیکھا میں نے آنحضرت کو یا یہی صفت اور حکم فرمایا واسطے جماعت ہماری کے ساتھ تیرہ
اونٹنیوں جوان کے پس گئے ہم تا قبض کریں ان اونٹنیوں کو پس آئی ہمارے پاس خبر وفات حضرت کی پس نہ دیا ہمکو کچھ پس جب کھڑے ہوے ابو بکر یعنی ظاہر کے لیے یا خلیفہ ہوے
کہا جو کوئی کہ ہو اسکے لیے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ یعنی کچھ دینے کا پس چاہیے کہ آوے پس کھڑا ہوا میں اور گیا طرف ابو بکر کے پس خبر دی میں نے بھی اسکی کہ
حضرت نے وعدہ کیا تھا تیرہ اونٹنیوں کے دینے کا پس فرمایا ابو بکر نے واسطے ہمارے ساتھ دینے اونٹنیوں کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن ابی الحمساء قال

بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبل ان یبعث وبقیت لہ بقیۃ فوعدتہ ان آتیہ بہا فی مکانہ فنسیت فذکرت بعد ثلث فاذا ہو فی مکانہ فقال لقد شققت علی انا ہہنا منذ ثلث انتظرک رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے عبداللہ بن ابی الحمساء سے کہا خریدا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پہلے نبی ہونے سے اور باقی رہا واسطے حضرت کے کچھ مول پس وعدہ کیا میں نے حضرت سے کہ لاؤنگا میں انکے لیے بقیہ مول کو بیچ جگہ انکی کے جہاں آپ بیٹھے تھے یا بیچ جگہ بیع کے پس بھول گیا میں وہ وعدہ پس یاد کیا میں نے بعد تین دن کے پس لیکر گیا میں وہ مول نزدیک آنحضرت کے اسی جگہ پس ناگہان دیکھا میں نے کہ آنحضرت وہیں بیٹھے ہیں پس فرمایا کہ تحقیق مشقت میں ڈالا تو نے مجھکو میں اسی جگہ ہوں منتظر تیرا تین دن سے نقل کی یہ ابی داؤد نے ف لفظ حمساء مشکوۃ کے نسخوں میں ساتھ تقدیم حاء مہملہ مفتوحہ کے میم ساکنہ پر واقع ہوا ہے اور اسیطرح مصابیح کے نسخوں میں بھی لکھا ہے علماء نے کہ یہ سہو وخطا ہے مصابیح والے سے اور اسی کی تقلید مشکوۃ والے نے کی اور صواب ابی الحمساء ساتھ تقدیم میم کے سین پر ہے جیسا کہ اسماء الرجال کی کتابوں میں مذکور ہے اور انتظار کرنا حضرت کا واسطے پورا کرنے وعدے کے تھا نہ واسطے لینے مول مذکور کے اور اسی میں تعلیم ہے امت کو پورا کرنے وعدے کی اور وعدے کے پورا کرنیکا حکم سب نبیوں میں رہا ہے اور سب رسول محافظت اسکی کرتے رہے ہیں چنانچہ اللہ نے بطریق تعریف کے فرمایا وابراہیم الذی وفی ح ع (۵) عن زید بن ارقم عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا وعد الرجل اخاہ ومن نیتہ ان یفی لہ فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا اثم علیہ رواہ ابوداؤد والترمذی) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت کہ وعدہ کرے آدمی اپنے بھائی سے اور نیت میں ہو پورا کرنا اس وعدہ کا اسکے لیے اور نہ پورا کیا اپنے بسبب کسی عذر کے اور نہ آیا وقت وعدہ کے پس نہیں گناہ اسپر نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی نیت وفا وعدہ کی رکھتا ہو اگرچہ وفا نکرے گنہگار نہیں ہوتا اور یہ بھی اس سے سمجھا گیا کہ جس نے وعدہ کیا اور نیت میں یہ ہو کہ نہیں وفا کرینگا اسکو تو گنہگار ہوتا ہے برابر ہے کہ پورا کیا اسکو یا نہ پورا کیا اسلیے کہ یہ اخلاق منافقین سے ہے اور بعضوں نے کہا کہ خلاف کرنا وعدہ کا بغیر مانع حرام ہے اور مراد حدیث میں بھی یہی ہے اور مجمع البحار میں کہا کہ اتفاق رکھتے ہیں علماء اسپر کہ جو کوئی وعدہ کرے کسی سے ایک امر ممنوع کا تو نہ وفا کرے اسکو اور وفا سے وعدہ کی واجب ہے یا مستحب اسمیں اختلاف ہے جمہور علماء اور ابوحنیفہ اور شافعی اسپر ہیں کہ مستحب ہے اور وفا نکرنا سخت مکروہ ہے لیکن گناہ نہیں اور ایک جماعت اسپر ہے کہ وفا کرنا وعدہ کا واجب ہے اور عمر بن عبدالعزیز بھی انھیں میں سے ہیں اور عبداللہ بن مسعود وعدہ کے ساتھ انشاءاللہ کہہ لیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی آیا ہے کہ فرماتے تھے اذا عسی ان ح ع (۶) عن عبداللہ بن عامر قال دعتنی امی یوما ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعد فی بیتنا فقالت ہا تعال اعطیک فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اردت ان تعطیہ قالت اردت ان اعطیہ تمرا فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک لو لم تعطیہ شیئا کتبت علیک کذبۃ رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے عبداللہ بن عامر سے کہا بلایا مجھکو میری ماں نے ایکدن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ہمارے گھر میں پس کہا میری ماں نے آ ادھر آ دونگی میں تجھکو پس فرمایا واسطے اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ارادہ کیا تھا تو نے دینے کا اسکو کہا ارادہ کیا تھا میں نے یہ کہ دوں میں اسکو ایک کھجور پس فرمایا اسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار ہو اگر نہ دیتی تو اسکو کچھ لکھا جاتا تجھپر ایک جھوٹ نقل کی ابوداؤد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف کیا ارادہ کیا تھا الخ آنحضرت نے یہ جو کہ کہنا اسکا لڑکے کو کلام مذکور واسطے پاس خاطر اسکی کے ہے چاہیے کہ بچوں کے آگے وقت رونے کے مسخر کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور ڈراتے ہیں اور حقیقت کا امر وہاں مراد نہیں ہوتی پس مقصود اعتراض ہے اس عورت سے پوچھا ہے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عن زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من وعد رجلا فلم یات احدہما الی وقت الصلوۃ وذہب الذی جاء لیصلی فلا اثم علیہ رواہ رزین) روایت ہے زید بن ارقم سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص وعدہ کرے کسی شخص سے پس نہ آیا ایک انمیں سے نماز کے وقت تک اور گیا وہ شخص کہ آیا تھا کہ نماز پڑھے پس نہیں گناہ اسپر نقل کی یہ رزین نے ف صورت اسکی یہ ہے کہ دو شخصوں نے آپس میں وعدہ کیا کہ فلانی جگہ فلانے وقت ہم دونوں آوینگے اور جمع ہونگے پھر ایک ان دونوں میں سے پہلے وہاں گیا اور منتظر دوسرے کا بیٹھا رہا اور وقت نماز کا آیا اور وہ دوسرا اسوقت تک نہ آیا پس اگر وہ شخص کہ منتظر اسکا بیٹھا تھا پہلے انتظار نکرے اور نماز کے لیے اٹھکر چلا جاوے خلاف وعدہ نکیا اور گنہگار نہیں ہوئیگا اسلیے کہ جانا نماز کے لیے ضروریات دین سے ہے اور اگر پہلے آنے وقت نماز کے بلا ضرورت اٹھکر چلا جاوے برا کیا اور خلاف وعدہ کیا اور اگر کوئی مانع ضروری مانند کھانے اور پینے اور بول وبراز اور مانند انکے کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلْنَا قَدْ فَعَلْنَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہا اذن لینے کا چاہا ابو بکرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس سنی آواز عائشہؓ کی بلند پس
جب داخل ہوئے گھر میں ابو بکرؓ پکڑا عائشہ کو تاکہ طمانچہ ماریں انکو اور کہا نہ دیکھوں میں تجھ کو یعنی بعد اسکے کہ بلند کرے تو آواز اپنی اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس شروع
کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روکتے تھے حضرت صدیقؓ کو یعنی مارنے حضرت عائشہ کے سے اور نکلے ابو بکرؓ غصہ ناک پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ نکلے ابو بکرؓ
کس طرح دیکھا تو نے مجھ کو اے عائشہؓ چھڑایا میں نے تجھ کو اس شخص سے یعنی ابو بکرؓ سے کہا عائشہؓ نے پس درنگ کی حضرت ابو بکرؓ نے یعنی نہ آئے ملازمت آنحضرت میں کئی دن یعنی بسبب خفگی
کے کہ عائشہؓ سے رکھتے تھے یا بسبب شرمندگی کے حضرت سے پھر آئے دروازہ پر اور اذن لینے کا چاہا پس آئے اور پایا عائشہؓ کو اور آنحضرتؐ کو صلح میں تھے پس کہا ابو بکر صدیقؓ نے
اون دونوں کو کہ داخل کرو مجھ کو اپنی صلح میں جیسے کہ داخل کیا تھا تم نے مجھ کو اپنی لڑائی میں پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق کیا ہم نے تحقیق کیا ہم نے داخل کیا تم کو صلح میں مکرر
تاکید کے لیے فرمایا نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ظاہر مزاح آمیز قول آنحضرت کا ہے کہ عائشہؓ کو کہا کس طرح دیکھا تو نے مجھ کو کہ چھڑایا تجھ کو اس شخص سے اور اسی لیے فرمایا کہ تیرے
باپ سے گویا آنحضرت نے بعید ڈالا ابو بکرؓ کو عائشہؓ سے بقصد مزاح کے ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ أَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ ۔ اور روایت ہے ابن عباس سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہ جھگڑ تو اپنے بھائی سے اور نہ مزاح کر اُس سے یعنی ایسی مزاح
کہ باعث ایذا ہو اور نہ وعدہ کر ایسا وعدہ کہ خلاف کرے تو اسکو اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ نے ترجمہ کیا ہے کہ نہ وعدہ کر وعدہ کرنا پس خلاف کرے تو اسکو یعنی وعدہ کو پورا کر یا سرے سے وعدہ
کرنے سے اور راہ وعدہ کرنے کی بند کر تا خلاف وعدگی میں نہ پڑے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا حدیث غریب ہے ۔ بَابُ الْمُفَاخَرَةِ وَالْعَصَبِيَّةِ یہ باب ہے بیچ بیان
مفاخرت اور عصبیت کے ف صراح میں لکھا ہے اور فخور نازیدن یعنی اترانا باب نصر سے تفاخر نازیدن درمیان دو گروہ کے تفاخر مفاخرت برابری کرنی فخر میں افتخار و فخر
بڑھانا ایک کو دوسرے پر اور مفاخرت اگر حق میں ہو اور واسطے حق کے ہو اور واسطے مصلحت دینی کے اور اظہار قوت کے مقابلے دین پر تو جائز ہے اور اصحاب و سلف سے آیا ہے
اور اگر ناحق بطریق تکبر اور نفسانیت کے ہو تو مذموم ہے اور اکثر استعمال اسکا عرف میں اس معنے آتا ہے اور عصبیت عصبی ہونا اور عصبہ اسکو کہتے ہیں کہ حمایت اپنی قوم کی کرے اور انکے لیے
عصب کرے اور عصبہ قوم مرد کی کہ تعصب کرے اُسکے لیے کذا فی القاموس اور صراح میں کہا کہ عصبہ بیٹے اور قرابت باپ کی جانب سے اور تعصب اصل میں یعنی تشدید اور سخت
کرنے کے آتا ہے چنانچہ اسیلیے پٹھے کو عصب کہتے ہیں کہ سبب مضبوطی اور سختی جوڑوں بدن کا ہے اور آدمی بھی قوت پکڑتا ہے اپنی قوم سے اور عصب وہ کہ تعصب کرے اپنی قوم کے لیے اور
وہ کہ جدال و خصومت کرے ایک مذہب میں واسطے اظہار قوت و شدت کے اور تعصب بھی اگر حق میں ہو اور دشمن ظلم کو ہو تو مستحسن ہے اور اگر بطریق باطل و ظلم کے ہو تو مذموم ہے اور اکثر
اطلاق اسکا ظلم و ناحق میں آتا ہے جیسے کہ معلوم ہوگا حدیثوں سے کہ ذکر کی جاوینگی ۔ اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ پہلی فصل ۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَيُّ النَّاسِ اَكْرَمُ فَقَالَ اَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَاَكْرَمُ النَّاسِ يُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ قَالُوْا لَيْسَ
عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ قَالَ فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُوْنِيْ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ پوچھا گیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کون سا آدمی بزرگ ہے فرمایا بزرگ تر انکا نزدیک خدا کے پرہیزگار انکا ہے یعنی اگر بزرگی ذاتی پوچھتے ہو کہ اُسمیں اعتبار منسوب ہونے کا باپ دادا
کی طرف اور افتخار ساتھ خصائل انکے کے اور خصائل نفس اپنے کے نہ ہو وہ تقوی ہے کہا صحابہ نے نہیں اس بات سے پوچھتے ہم آپ سے فرمایا آنحضرتؐ نے یعنی اگر بزرگی حسب و نسب کی
پوچھتے ہو تو بزرگ لوگوں کا اس راہ سے یوسف نبی اللہ کا بیٹا نبی اللہ کا پوتا نبی اللہ کا پر پوتا دوست خدا کا یعنی طرح طرح کی بزرگیاں جمع ہوئی ہیں کہ خود بھی نبی ہیں اور تین
پشت بھی انکی نبی ہیں اور پردادا کو انکے لقب خلیل اللہ کا ملا ہے کہ اللہ تعالے نے انکو دوست خاص اپنا پکڑا اور وہ متصف تھے ساتھ علم اور حلم اور عفو اور کرم اور اخلاص اور
عدل اور ریاست کی دین اور دنیا میں پس اس اعتبار سے بزرگتر وہ تھے کہا صحابہ نے نہیں اس بات سے پوچھتے ہم آپ سے فرمایا پس اصول اور حسب اور قبائل عرب سے سوال
کرتے ہو جیسے کہ ساتھ فضائل اور خصائل اپنے کے اور باپوں اپنے کے افتخار اور دعوے بزرگی کا کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنے میں ساتھ ان صفات کے بزرگی دیتے ہیں بلا اعتبار
تقوے اور نسب کے کہا کہ ہاں یہ پوچھتے ہیں فرمایا بہتر تمہارے جاہلیت میں بہتر تمہارے ہیں اسلام میں یعنی جو کہ جاہلیت میں بزرگتر اور رئیس تھا اور سپہ دار تھے وہی

قَالَ لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ يَفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَائِهِمُ الَّذِيْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ اَوْ لَيَكُوْنُنَّ اَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِيْ يُدَهْدِهُ الْخُرْءَ بِاَنْفِهٖ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَفَخْرَهَا بِالْاٰبَاءِ
اِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ اَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ روایت ہے ابی ہریرہ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا البتہ باز آویں
وہ قوم کہ فخر کرتے ہیں ساتھ باپوں اپنے کے کہ مر گئے سوائے اسکے نہیں کہ وہ کوئلے دوزخ کے ہیں یا البتہ ہونگے ذلیل تر نزدیک خدا کے یعنے اگر باز نہ آوینگے فخر کرنے سے ہونگے خدا کے
نزدیک خوار تر کرم نجاست کی سے کہ ڈھکیلتا ہے نجاست کو ساتھ ناک اپنی کے تحقیق اللہ تعالی نے دور کی تم سے نخوت جاہلیت کی اور فخر کرنا جاہلیت کا ساتھ باپوں کے نہیں آدمی
مگر مومن متقی ہے یا فاجر بدکار یعنے پھر فخر کرنا ساتھ باپوں کے اور تکبر کرنا اسکو لائق نہیں اگر متقی ہے تو وہ خود عزیز ہے ساتھ باپوں کے فخر کرنے کی کیا حاجت اور کیا لائق حال اسکے ہے اور
اگر فاجر ہے تو وہ ذلیل ہے نزدیک خدا کے اسکو تکبر کرنے کی کیا جگہ تمام آدمی اولاد آدم ہیں اور آدم پیدا ہوئے مٹی سے یعنے اور مٹی خوار و پست ہے اور تعزز اور ترفع اسکو سزاوار نہیں نقل
کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف مگر کوئلے دوزخ کے یعنے دوزخ کی آگ میں سوختہ اور سیاہ ہوتے ہیں مانند کوئلوں کے ورود اسکا مشرکوں کے حق میں ہے کہ باپ انکے دوزخ میں ہیں اور
اگر حق غیر مشرکین کے اعتبار کریں تو کوئی محتمل ہے اسلیے کہ مراد انکا ایمان ہے معلوم نہیں ہے کیا جگہ فخر کرنے کی ہے اور لفظ جعل ساتھ پیش ج کے اور زبر ع کی اور ساتھ سکون ع کے اور آخر
میں ہمزہ معنی پلیدی کے تشبیہ دی آنحضرت نے فخر کرنے والوں کو ساتھ باپوں کے ایام جاہلیت میں مر گئے ہیں ساتھ کرم نجاست کے اور تشبیہ دی انکے باپوں کو کہ مرگئے ہیں ساتھ
پلیدی کے اور تشبیہ دی انکے فخر کرنے کو ساتھ باپوں کے ساتھ ڈھکیلنے اور ہلانے کرم کے نجاست کو کیا خوب کہا ہے کسی نے [illegible] پدر من وزیر خاک بود ا
باوجود یکہ نیست معلوم ہم خود گر فخر کنی [illegible] ح (وَعَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ
اِنْطَلَقْتُ فِيْ وَفْدِ بَنِيْ عَامِرٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ اللّٰهُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَكُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ
الشَّيْطٰنُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ اور روایت ہے مطرف بن عبداللہ بن شخیر سے کہا میرے باپ نے یعنے عبداللہ نے کہ صحابی ہے جیسے کہ ابو داؤد میں ہے کہا میں بیچ جماعت کے
کہ بطریق ایلچی گری کے بھیجا تھا بنی عامر نے انکو طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پس کہا ہم نے یعنے بعد پہنچنے کے کہ آپ سردار ہیں ہمارے پس فرمایا سردار خدا ہے پس کہا ہم نے کہ آپ
بہتر ہیں ہمارے ازروئے بہتری کے اور بزرگتر ہیں ہمارے ازروئے بخشش کے پس فرمایا کہو یہ بات یا اسکی بعض یعنے مبالغہ نکرو میری تعریف میں ساتھ اس چیز کے کہ لائق خاص خدا
تعالی کے ہے نہ مخلوق کے یعنے اس مقدار کہہ سکتے ہو اگر اس سے بھی کہنا چھوڑو اور احتیاط کرو اور راہ مبالغہ میں نجاؤ بہتر ہے اور نہ وکیل پکڑے تمکو شیطان نقل کی یہ ابو داؤد نے
ف اور نہ وکیل پکڑے تمکو شیطان کہ جو چاہا ہو بتاوے بطریق وکالت کے اسکی طرف سے کہنے لگو اور لفظ جری ساتھ زیر جیم اور زبر را اور تشدید یا کے وکیل کو کہتے ہیں کہ جاری
ہوتی ہے وکیل اپنے کے ہے اور لا یستجرینکم ساتھ ہمزہ کے بجری کے بھی پڑھا ہے جرات سے یعنے دلیر نہ بناوے تمکو شیطان کہ جو کچھ چاہا ہو اور سردار خدا ہے یعنے وہ کہ مالک تمام
امور خلائق کا اور وہ کہ پیشانی سبکی دست قدرت اسکے میں ہے وہ خدا ہی ہے اور کوئی کہا ہے علماء نے کہ انکار آنحضرت کا اس جماعت پر اس سبب سے تھا کہ انہوں نے خطاب کیا
آنحضرت کو اس طرح کہ ساتھ امرا اور رؤسا اقوام وقبائل کے کرتے ہیں اور چاہیے یوں تھا کہ خطاب کرتے ساتھ لفظ نبی کے اور رسول کے کہ اعلی مراتب بشری ہے نہ انکار تھا بسبب
ثابت کرنے اصل سیادت کی کے اسلیے کہ وہ سردار اولاد آدم کے ہیں بلاشبہ ح (وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَبُ الْمَالُ وَالْكَرَمُ التَّقْوٰى
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ اور روایت ہے حسن سے انہوں نے نقل کی سمرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ
ف حسب کہتے ہیں فضیلتوں اور خصلتوں کو کہ آدمی شمار کرتا ہے اور گنتا ہے اپنی اور اپنے بزرگوں کی پس فرماتے ہیں کہ حسب وفضیلت نزدیک لوگوں کے یہی مال ہے کہ مرد بغیر مال کے
سب کے نزدیک بے قدر وخوار ہے اور کرم نام واسم صفات خیر کا ہے اور شامل ہے تمام فضیلتوں کو لیکن نزدیک اللہ تعالی کے اصل اور عمدہ کرم کا تقوی ہے اور بغیر تقوی کے کوئی فضیلت
اعتبار نہیں رکھتی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ح (وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَعِضُّوْهُ
بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے جو کوئی نسبت کرے ساتھ نسبت جاہلیت کے
پس کٹواؤ اسکو ہن باپ اسکے کا اور کنایہ نکرو نقل کی یہ شرح السنہ میں ف لفظ ہن ساتھ زیر ہ اور تخفیف نون کے اور نہایہ میں ہے ساتھ تخفیف وتشدید کے ہر چیز قبیح کو کہتے ہیں

کو نام اسکا دینے سکتے ہیں اور اپنے شہر اور جو رشتہ کو بھی اطلاق کرتے ہیں پس فرمایا کہ جو کوئی فخر کرے ساتھ باپ دادون اپنے کے ایام جاہلیت میں کہ دے اسکو اپنے باپ کا اور اسکی تصریح
کو اور اسکو کنایہ نکرو یعنی کہ دو اسکو کہ کاٹ لے اپنے ستر باپ اپنے کا اور کنایہ نکرو ستر کو بلکہ صریح نام لو ستر کا اور یہ نہایت تشدید و تغلیظ ہے تا مفاخرت نکرین ساتھ انکے اور بعضون نے کہا کہ معنے اسکے
یہ ہین کہ جو کوئی چلے طریقہ اہل جاہلیت پر بیچ رسوم جاہلیت کے قبیلہ برابر کہنے اور لعنت کرنے اور عار دلانے اور گالی گلوج کرنے لوگون کے تئین ذکر کرو صراحۃً نہ کنایۃً واسطے اسکے
قبیح باپ اسکے کی قسم پر شرمگاہ سے اور زنا کرنے سے اور شراب پینے سے اور مانند انکے کے تاکہ وہ کسی کو برا کہے اور آبرو ریزی نکرے شرح ع (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَةَ عَنْ
اَبِیْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ اَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِيُّ فَالْتَفَتَ اِلَيَّ فَقَالَ
هَلَّا قُلْتَ خُذْهَا مِنِّيْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِيُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے عبدالرحمن بن ابی عقبہ سے کہ نقل کی ابی عقبہ سے اور تھا وہ مولی یعنے بعض انصار کا اور اصل میں اہل فارس
سے تھا کہا ابو عقبہ نے کہ حاضر ہوا میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ احد میں پس مارا میں نے ایک شخص کو مشرکین میں سے یعنے تیر یا نیزہ یا تلوار پس کہا میں نے لے تو یہ ضرب
میری طرف سے اور میں ہون غلام فارس کا یعنے دلیر و بہت مارنے والا پس دیکھا آنحضرت نے طرف میری اور فرمایا کیون نہ کہا تو نے کہ لے تو یہ اور میں غلام ہون انصاری کا نقل
کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے اگر اس مقام میں نسبت انصار کی طرف کرتا کہ دلیر اور مددگار دین اور رسول کے ہین اور بحکم مولی القوم منہم کے تو انمین سے ہے تو یہ بہتر ہوتا عجم
کی طرف کہ آتش پرست اور کافر ہین اور مولی بعض انصار کا عادت یون تھی کہ اہل عجم جو ایمان لاتے اور ہجرت کرتے تو بیچ سایہ تولیت اور حمایت اصحاب کے مہاجرین اور انصار
مین سے پناہ پکڑتے تھے اور باگ اختیار اپنے کی نیک و بد مین انکے ہاتھ مین دیتے اور اسکو موالات کہتے تھے اور ایک قسم موالی عتاقہ ہے یعنے غلام آزاد کردہ شدہ اور ابو عقبہ صحابی
تھے نام انکا رشید تھا ساتھ پیش راء و زیر شین کے اور عبدالرحمن بیٹا ابی عقبہ کا تابعی ثقہ ہے شرح (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَصَرَ قَوْمَهٗ عَلٰى غَيْرِ الْحَقِّ فَهُوَ كَالْبَعِيْرِ
الَّذِيْ رُدِّيَ فَهُوَ يُنْزَعُ بِذَنَبِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے ابن مسعود سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ مدد کرے اپنی قوم کی ناحق پس وہ
مانند اونٹ کے ہے کہ گر پڑا کنوین مین پس وہ کھینچا جاتا ہے ساتھ دم اپنی کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے جو کوئی بلند کرے نفس اپنے کو ساتھ مدد کرنے قوم اپنی کے باطل پر پس اسکو
پس وہ مانند اس اونٹ کے ہے کہ کنوین مین گرا اور ہلاک ہوا یعنے بیگناہ کہ کنوین مین گرا اور ہلاک ہوا اور قدرت اسکے نکالنے کی نہ رہی اور بعضون نے کہا کہ تشابہت دی قوم کو ساتھ
اونٹ ہلاک ہونے والے کے اسلیئے کہ جو ہو غیر حق پر پس وہ ہلاک ہونے والا ہے اور تشابہت دی انکے مددگار کو ساتھ دم اس اونٹ کے جیسے کہ کھینچنا اونٹ کا ساتھ دم اسکی کے نہین خلاص کرتا ہے
اسکو مہلکہ سے اسی طرح یہ مددگار نہین خلاص کریگا انکو کنوین ہلاکت کے سے کہ پڑے ہین وہ اسمین شرح ع (وَعَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ
تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے واثلہ بن اسقع سے کہا واثلہ نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ کیا ہے عصبیت یعنے جاہلیت فرمایا یہ کہ مدد کرے تو قوم اپنی کی ظلم پر
نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اس سے معلوم ہوا کہ حمایت اور رعایت قوم کی اگر حق پر ہو تو اچھا ہے جیسے کہ حدیث آئندہ مین فرمایا ہے شرح (وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ قَالَ خَطَبَنَا
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيْرَتِهٖ مَا لَمْ يَاْثَمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے سراقہ بن مالک بن جعشم سے کہ کہا خطبہ فرمایا ہمارے آگے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے پس فرمایا کہ بہترین تمہارا وہ ہے کہ دفع کرے لوگون کے ظلم کو اپنی قوم سے جبتک کہ گنہگار نہو یعنے بسبب اس دفع کرنے کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اگر کہا جاوے کہ وہ دفع
ظلم کرتا ہے دفع ظالم سے ظلم مین کیونکر پڑیگا جواب اسکا یہ کہ اگر قادر ہو زبان سے ظلم کے دفع کرنے پر تو اسکو ہاتھ سے مارنا روا نہین اور اگر مارنے سے حاصل ہو تو جان سے مار ڈالنا روا نہین
اور اگر قدر حاجت سے زیادتی کرے تو ظلم و تعدی ہے شرح (وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ
مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہین ہم مین سے یعنے اہل ملت یا اہل طریقہ ہمارے سے وہ شخص
کہ بلاوے لوگون کو طرف عصبیت کے یعنے باعث ہو لوگون کو کہ حمایت کرین اسکی باطل پر اور نہین ہم سے وہ شخص کہ جنگ کرے بسبب عصبیت کے اور نہین ہم مین سے وہ شخص کہ مرے اوپر
عصبیت کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف مراد عصبیت یعنے حمایتی ہونا کہ باطل پر ہو اور بطریق ظلم کے ہو مذموم و ممنوع ہے شرح (وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ) اور روایت ہے ابی درداء سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دوست رکھنا تیرا کسی چیز کو اندھا اور بہرا کر دیتا ہے نقل کی

پیا ابو داؤد نے وقت اپنے محبوب میں اگر برائی دیکھتا ہے تو اچھی معلوم ہوتی ہے اور اگر اس سے برا سنتا ہے تو اچھا جانتا ہے بسبب غلبہ محبت کے محبوب چیز کے عیب دیکھتا ہے
اور نہ سنتا ہے یا یہ مراد ہے کہ محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے محب کو غیر محبوب سے کہ سوائے جمال اسکے کے نہ دیکھتا ہے اور نہ سوائے کلام اسکے کے سنتا ہے اور لانا اس حدیث کا اس باب میں دلالت
کرتا ہے اسپر کہ وارد ہوئی ہے یہ حدیث اس شخص کے کہ حمایت کرتا ہے کسی کی باطل پر بسبب محبت اسکی کے نہ حق دیکھتا ہے اور نہ سنتا ہے مارے محبت کے حمایتی بن رہا ہے **الفصل الثالث**
فصل تیسری عن عبادة بن كثير الشامي من أهل فلسطين عن امرأة منهم يقال لها فسيلة أنها قالت سمعت أبي يقول سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله
أمن العصبية أن يحب الرجل قومه قال لا ولكن من العصبية أن ينصر الرجل قومه على الظلم رواه أحمد وابن ماجه اور روایت ہے عبادہ بن کثیر شامی سے کہ تھا اہل فلسطین سے
نقل کرتا ہے ایک عورت سے کہ تھی انہیں میں سے کہا جاتا تھا اسکو فسیلہ اس عورت نے کہا کہ سنا میں نے اپنے باپ سے کہتا تھا پوچھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس
عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کیا عصبیت ہے دوست رکھنا مرد کا اپنی قوم کو فرمایا نہیں بلکہ عصبیت یہ ہے کہ مدد کرے مرد اپنی قوم کی ظلم پر نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ نے
وعن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أنسابكم هذه ليست بمسبة على أحد كلكم بنو آدم طف الصاع بالصاع لم تملؤه ليس لأحد على أحد فضل إلا بدين وتقوى
كفى بالرجل أن يكون بذيا فاحشا بخيلا رواه أحمد والبيهقي في شعب الإيمان اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نسب تمہارے
نہیں ہیں جگہ برا کہنے اور سبب عار کی اوپر کسی کے تم سب اولاد آدم کی ہو برابر ایک صاع دوسرے صاع کے نہیں پورا کیا تم نے اسکو نہیں واسطے کسی کے کسی پر بزرگی مگر ساتھ دین اور
تقوی کے کفایت کرتا ہے شخص کو برائی میں یہ کہ ہو زبان دراز فحش بولنے والا بخیل نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف برابر ایک صاع کے یعنی تم سب برابر
ہو نسبت میں طرف ایک ماں باپ کے اور قریب ہو تم مانند قریب ہونے اس چیز کے کہ پیمانہ میں ہو برابر ہو نزدیک کے ساتھ پیمانہ کے جس وقت کہ نہ پہنچے پورا اور نقص سے کہ یعنی
پہنچنے کے شرک خفی و جلی سے اور احتراز کے کبائر و صغائر سے حاصل یہ کہ سب لوگ مرتبہ نقصان و خسران میں ہیں مگر صاحب تقوی و کمال دینداری جیسا کہ اشارہ کیا طرف اسکے
اللہ تعالی نے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات کذا ذکرہ الملا علی اور حضرت شیخ رح نے طیبی سے یہی نقل کیے ہیں کہ تم سب اولاد آدم ہو منزلہ
ایک دوسرے کے نقصان میں مانند طف صاع کے کہ نہ بھرا ہو اور طف صاع نزدیک بھرنے کے پیمانہ یعنی نزدیک برابر ہو تم نقصان میں اور نہ پہنچے تم درجہ کمال کو
بیچ عبادت نیک اولاد آدم کے پیدا کیے گئے ہیں خاک سے **باب البر والصلة** باب ہے بیچ بیان بر و صلہ کے ف بر ساتھ زیر ب کے یعنی احسان و نیکی کے
ہے اور مراد یہاں نیکی کرنی ساتھ والدین کے اور ضد اسکی عقوق ہے اور صلہ لغت میں یعنی ملانے اور پیوند کرنے کے ہے اور مراد یہاں انعام و احسان ہے ساتھ اقارب کے بیچ
فصل پہلی **الفصل الأول** عن أبي هريرة قال قال رجل يا رسول الله من أحق بحسن صحابتي قال أمك قال ثم من قال أمك قال ثم من قال أمك قال ثم من قال أبوك وفي رواية
قال أمك ثم أمك ثم أمك ثم أباك ثم أدناك أدناك متفق عليه روایت ہے ابوہریرہ سے کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ کون لائق تر ہے ساتھ اچھی صحبت رکھنے
میرے کے فرمایا ماں تیری کہا اس نے پھر کون ہے فرمایا ماں تیری کہا اس شخص نے پھر کون فرمایا ماں تیری کہا اس نے پھر کون فرمایا باپ تیرا یعنی چوتھی بار میں فرمایا کہ باپ لائق تر ہے
اور بیچ ایک روایت کے ہے فرمایا ماں تیری پھر ماں تیری پھر ماں تیری پھر احسان کر باپ اپنے سے پھر احسان کر قریب اپنے سے پھر قریب تر اپنے سے یعنی بعد ماں باپ کے جو
قرابتیوں میں ترتیب قرب کی معتبر ہے کہ جو بہت قریب ہے مقدم تر اور حقدار تر ہے ساتھ احسان کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اس حدیث سے معلوم ہوئی دلیل بزرگی
ماں کے لیے تین حصے احسان ہے بہ نسبت باپ کے اسلیے کہ وہ اٹھاتی ہے بوجھ حمل کا اور مشقت جننے اور محنت دودھ پلانے کی اور فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ حق والدہ کا بہت
بڑا ہے حق باپ سے اور نیکی و احسان کرنا اسپر واجب تر و موکد تر ہے اور اگر جمع درمیان رعایت حق دونوں کے متعذر ہو یعنی رعایت کرنی دونوں کے حق کی مشکل ہو جیسے کہ
ہر ایک سبب رعایت کرنے حق دوسرے کے آزردہ ہوتا ہے تو تعظیم و احترام میں حق باپ کا غالب رکھے اور خدمت و انعام میں حق ماں کا اور علماء نے کہا ہے ماں باپ کے حقوق
میں سے ہے کہ انکی تواضع اور تملق کرے اور انکے واسطے خدمت کرے یہاں تک کہ راضی ہوں وہ اور مباح چیز میں اطاعت انکی کرے اور بے ادبی نہ کرے اور تکبر نہ کرے اگرچہ
کافر یا مشرک ہوں اور آواز اپنی انکی آواز سے بلند نہ کرے اور انکو نام لیکر نہ پکارے اور کسی کام میں ان سے پہل نہ کرے اور امر معروف اور نہی منکر میں نرمی کرے اور ایک بار کہے اگر

قبول نکرین سکوت کرے اور دعا و استغفار مین مشغول ہو اور یہ ادب قرآن سے نکالا گیا ہے یعنی نصیحت کرنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اپنے باپ کو ج (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلودہ ہو ناک اسکی خاک آلودہ ہو ناک اسکی خاک آلودہ ہو ناک اسکی یعنے وہ خوار و ذلیل ہو پوچھا گیا کہ کون ہے وہ یا رسول اللہ کہ جسکے
حق مین آپ یہ بد دعا کرتے ہین فرمایا وہ شخص کہ پاوے مان باپ اپنے کو نزدیک بڑھاپے کے ایک کو انمین سے یا دونون کو پھر نہ داخل ہو بہشت مین یعنے خدمت انکی نکی اور انکو
اپنے سے راضی نہ رکھا کہ سبب داخل ہونے بہشت کا ہے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ
عَلَيَّ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِيهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے اسما بیٹی ابی بکر کی سے کہ کہا آئی میرے پاس مان میری یعنے مکے سے مدینہ مین اور وہ تھی مشرک یعنے زمانہ صلح قریش
کے یعنے آنا اسکا اسوقت مین تھا کہ آنحضرت نے قریش سے عہد و صلح کی تھی کہ آنحضرت لڑنے کی نہین اور یہ چاہنے مین تھی پس کہا مین نے یا رسول اللہ تحقیق مان میری آئی ہے میرے
پاس اور وہ بیزار ہے اسلام سے آیا پس سلوک کرون مین اس سے فرمایا کہ ہان سلوک کر اس سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اس سے معلوم ہوا کہ اگر مان باپ کافر ہون
تو بھی انسے سلوک و احسان کرنا چاہیے اور اسی قیاس پر حکم اور اقربا کا ہے ج (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي فُلَانٍ
لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عمرو بن عاص سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے حضرت کہ تحقیق آل ابی فلان کے نہین ہین دوست میرے سوائے اسکے نہین کہ دوست میرا اللہ ہے اور نیکبخت مومنین لیکن واسطے انکے ناتا ہے یعنے مجھسے تر کرتا ہون
اسکو ساتھ تری اسکی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لکھا ہے علما نے کہ آنحضرت نے صریح نام فلانے کا لیا تھا اور راوی نے کنایہ کیا کہ لفظ فلان کر ذکر کیا ظاہرا وقت روایت
کے ذکر کرنے نام سے صراحۃ خوف رکھتا ہوگا فتنہ کا اور بیچ نسخون اصول کے بعد لفظ ابی کے سفیدی چھوڑ دی ہے اور نام نہین لکھا بسبب علت مذکورہ کے اور مراد ابی فلان
سے ابولہب ہے اور بعضون نے کہا ابوسفیان یا حکم بن العاص اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ علی العموم ہے یعنے مراد بنی امیہ یا آل قریش یا بنی ہاشم یا چچا حضرت کے اور نہین ہین میرے دوست
جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ان اولیاءہ الا المتقون اور مراد صالحین سے جنس صلحا ہے نہ ایک مخصوص اور بعضون نے کہا کہ ابوبکر و عمر مراد ہین اور بعضون نے کہا کہ خاص
علی اور تر کرتا ہون الخ یعنے کچھ دیتا ہون انکو کہ اس سے ضرورت انکی دفع ہو چونکہ تری اور نرمی سبب ملنے اشیا کے ہے اور خشکی اور سختی سبب جدائی کی بل کو کہ بمعنے تری کے ہے
استعارہ کرتے ہین واسطے صلہ رحم یعنے ناتے کے اور یبس کو کہ بمعنے خشکی کے ہے واسطے کاٹنے ناتے کے ج (وَعَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ
حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے مغیرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے حرام کی تم پر ایذا دینی ماؤن کی اور گاڑنا جیتی لڑکیون کا کہ جاہلیت مین کرتے تھے بسبب ڈر فقر و عار کے اور حرام کی تم پر بخیلی اور گدائی
کرنے اور مکروہ رکھے واسطے تمہارے قیل و قال اور بہتایت سوال کی اور ضائع کرنا مال کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف خاص ماؤن کا ذکر کیا واسطے غالب ہونے حقوق
انکے کہ جیسے کہ پہلے معلوم ہوا یا بسبب ضعیف ہونے دلون انکے کے کہ ذرا سی بات مین رنجیدہ ہو جاتی ہین یا بسبب تقصیر و سستی کرنے اولاد کے انکے حقوق مین اور لفظ منع ساکن
جزم اور زبر نون کے اور ساتھ زیر عین کے بنا بر اسکے کہ وہ مصدر ہے یا ماضی اور مراد اس سے بخل و امساک ہے اور لفظ ہات بمعنے آت کے کہ امر ہے ایتا سے یعنے دے اور عبارت ہے
طلب و سوال سے اور لکھا ہے علما نے کہ مراد نہ دینا حقوق واجبہ کا ہے مال مین اور لینا اس چیز کا کہ حلال نہین لوگون کے مال مین سے اور بعضون نے کہا بلکہ حرام کیا منع کرنا تم
حقوق واجبہ سے اموال مین اور افعال مین اور اقوال مین اور اخلاق مین اور حرام کیا طلب کرنا اس چیز کا کہ واجب نہین لوگون پر تم حقوق سے اور تکلیف دینی انکو ساتھ بجا لانے
اس چیز کے کہ واجب نہین ان پر اور کرہ ساتھ زبر رے کے اور ایک نسخہ مین ساتھ تشدید را اور زبر اسکی کے اور قیل و قال ساتھ زبر لام کے بطریق حکایت کے فعل ماضی مجہول
معلوم سے ہے اور مقصود نہی ہے اس چیز سے کہ لوگ باہم بیٹھکر فضول باتین کرین کہ کہا گیا ایسا اور کہا فلانے نے ایسا اور نہی قیل و قال سے اس صورت مین ہے کہ واسطے
تحقیق کسی امر کے نہو والا واسطے تحقیق اس چیز کے کہ حقیقت اسکی معلوم نہو اگر اقوال لوگون کے نقل کرین حرام نہین اور بعضون نے کہا کہ مراد قیل و قال سے بہت کلام کرنا ہے

کر دل کو مار ڈالتا ہے اور قساوت قلبی پیدا کرتا ہے اور وقت کو ضائع کرتا ہے اور کثرت سوال کے کئی ہی معنے لکھے ہیں علما نے ایک تو یہ کہ بہت پوچھنا یا چھپی اور تجسس کرنا احوال لوگوں
کے سے اور دوسرے بہت سوال کرنا علم میں واسطے امتحان اور اظہار فضیلت اور جھگڑنے کے اسمیں اور تیسرے بہت پوچھنا آنحضرت سے کہ سبب ایذا دینے اور باعث تنگی و تشدد
کا ہے احکام میں جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا لا تسئلوا عن اشیاء الخ اور مراد ضائع کرنے مال کے سے اسراف ہے اور خرچ کرنا اسکا غیر طاعت حق میں جیسے کہ کوئی تمام یا بعض مال اپنا کو
دیدے اور اہل حقوق اسکے محتاج ہوں یا مال پانی میں ڈالدے یا آگ میں جلادے یا کسی فاسق کو دے کہ غیر مرضی حق میں صرف کرے اور تفصیل کلام کی اس مقام میں یہ ہے کہ اگر
خرچ کرنا مال کا واجب و مستحب ہے تو اسمیں ضائع کرنا اور اسراف گنجایش نہیں رکھتا اور اگر حرام و مکروہ ہے تو بلاشبہ ضائع کرنا اور اسراف ہے اشتباہ اس جگہ ہے کہ بظاہر مباح معلوم ہو
لیکن اگر خوب تامل کریں تو قبائح اور مفاسد ظاہری اور باطنی اس سے نکلتے ہوں جیسے کہ صرف کرنا بیچ بنانے مکانوں و در و دیوار کے بغیر حاجت کے اور بیچ مزین کرنے انکے کے
وسعت و فرحت میں بھی کہ احتیاج اسکی نہیں ہوتی اور اسراف خرچ کرنے میں اور توسع بیچ پہننے اچھے کپڑوں کے اور کھانوں لذیذ کے زیادہ حد اعتدال سے واسطے نری حظ نفس کے
اور تفاخر کے بغیر رعایت جانب فقراء و محتاجوں کے جیسے کہ عادت اہل اسراف کی ہے اگرچہ بحکم ظاہر شرع کے حرام نہو لیکن موجب قساوت قلب اور غلظت طبع کی کا ہے اور ویسے ہی
آراستہ کرنا ستونوں اور تلواروں اور ہتھیاروں کا ساتھ سونے اور چاندی کے اور مانند انکے کی اور بچھانا دیبا کی اور ریشم کی بیچ فرشوں میں ساتھ انکے زینت فاحش اور مقرر کرنے دیواروں کے
اور مانند انکے کے سبب داخل بیچ ضائع کرنے اور اسراف کے ہے شرح وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے گناہ کبیرہ سے ہے گالی دینی اپنے ماں باپ کو عرض کیا لوگوں نے یا رسول اللہ کیا گالی دیتا ہے آدمی اپنے ماں باپ کو فرمایا کہ ہاں یعنی یہ واقع ہوتا ہے حقیقۃً کبھی اور نادر اور مجازاً اکثر
لیکن تم اسکو نہیں جانتے ہو پھر بیان کیا اسکو کہ گالی دیتا ہے کسی شخص کے باپ کو پس وہ گالی دیتا ہے اسکے باپ کو اور گالی دیتا ہے کسی کی ماں کو پس وہ گالی دیتا ہے اسکی ماں کو نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف چونکہ یہ باعث گالی دینے ماں باپ کا ہوا گویا خود گالی دی ماں باپ کو اور گالی دینی ماں باپ کو بہر وجہ کہ ہو گناہ کبیرہ ہے اسلیے کہ داخل عقوق کی ہے
گر با در خویش فرو دست داری + دشنام مده بمادر من تا ... اور اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی سبب اور واسطہ فسق و فساد کا ہو وہ بھی فاسق ہے اور داخل ہے اسکے گناہ میں شرح وَعَنْ
ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ بَعْدَ اَنْ يُوَلِّيَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے تحقیق نیکوتر نیکیوں سے احسان کرنا آدمیوں کا ہے اپنے باپ کے دوستوں سے بعد مرنے یا غائب ہونے باپ کے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی باپ مر گیا ہو یا سفر میں ہو
پیچھے اسکے دوستوں سے احسان کرنا گویا احسان کرنا باپ سے ہے اور چونکہ غالباً رعایت اسکی کی نہایت نیکی کی وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ
اَنْ يُّبْسَطَ لَهٗ فِيْ رِزْقِهٖ وَيُنْسَاَ لَهٗ فِيْ اَثَرِهٖ فَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص چاہے کہ کشادگی کیجاوے اسکی
روزی میں اور تاخیر کیجاوے اسکی اجل میں یعنی عمر دراز ہو پس چاہیے کہ سلوک کرے اپنے ناتے داروں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اثر اصل میں بمعنی
نشان پاؤں کے ہے چلنے میں زمین پر اور یہ فرع حیات کا ہے کہ جو کوئی مر جائے اسکا نشان قدم زمین پر نہیں رہتا پس اثر سے مدت عمر مراد ہے اور تاخیر اجل میں سوال مشہور ہے کہ اجل و رزق
مقدر ہیں نہ زیادہ ہوتے ہیں نہ ناقص فرمایا اللہ تعالی نے اذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون جواب اسکا یہ ہے کہ مراد فراخی رزق اور درازی عمر سے پائی جانا
برکت اور خوش گذرانی اور زیادتی توفیق اور صفائی اور نورانیت قلب کا ہے یا درازی عمر ساتھ بقائے نام نیک کے ہے جہان میں یا اولاد صالح مراد ہے کہ بعد اسکے دعا کریں اور
نام نیک اسکا باقی رکھیں کہ بقائے اولاد پیدائش ثانی ہے مرد کے لیے اور حقیقت میں حق سبحانہ تعالی نے سلوک کرنے کو ناتے داروں سے سبب فراخی رزق اور درازی عمر کا کیا ہے اللہ تعالی
نے ہر چیز کے لیے سبب پیدا کیا ہے جسکے لیے چاہتا ہے کہ رزق اسکا فراخ اور عمر اسکی دراز کرے توفیق ادائے حقوق کے بخشتا ہے اور لکھا ہے علما نے کہ یہ محو و اثبات بہ نسبت خلق کے ہے
جیسے کہ لوح محفوظ میں لکھا کہ عمر اسکی ساٹھ برس کی ہے اور اگر صلہ رحم کرے چالیس برس اسپر زیادہ ہو جاوینگے اور بہ نسبت علم حق تعالی کے تغیر و تبدیل نہیں اور بات یہ ہے کہ جب
شارع نے اسطرح خبر دی ایمان اسپر لانا چاہیے نہ مناقشہ کرنا نشان سعادت یہ ہے کہ بغیر دغدغے مانند ان خبروں کے عمل اسپر کریں اور حقیقت حال اسکی سپرد اللہ تعالی کے کریں

نہ کہ بحث کریں اور چون و چرا میں پڑیں ۔ م ح (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق اللہ الخلق فلما فرغ منہ قامت الرحم فاخذت بحقوی الرحمن فقال
مہ قالت ہذا مقام العائذ بک من القطیعۃ قال الا ترضین ان اصل من وصلک واقطع من قطعک قالت بلی یا رب قال فذاک متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پیدا کی اللہ نے خلق یعنی تقدیر کیا مخلوقات کو علم ازلی میں اس طرح پر کہ وقت پیدائش کے ہونگے پس جب فارغ ہوا پیدا کرنے سے کھڑا ہوا
رحم یعنی ناتا اور پکڑے کمر رحمن کی پس فرمایا کیا کہتا ہے تو کہا ناتے نے یہ جگہ کھڑے ہونے پناہ پکڑنے والے کی ساتھ تیرے کاٹنے سے یعنی میں کہ رو برو تیرے کھڑا ہوا اور ہاتھ دامن
عزت و عظمت تیرے میں مارا ہے پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے اس سے کہ کوئی قطع کرے مجھکو و چھوڑ دے یعنی جو بسبب میرے کے رعایت نہ کرے اور قطع رحم کرے فرمایا اللہ تعالی نے کیا نہیں
راضی ہے تو اسپر کہ ملاؤں میں اسکو یعنی سلوک و احسان کروں اسپر کہ ملا دے تجکو یعنی سلوک کرے تجھسے اور کاٹوں میں اس سے یعنی احسان و انعام نہ کروں اسپر کہ قطع کرے تجھسے
کہا ناتے نے ہاں راضی ہوا میں اے پروردگار میرے فرمایا پس یہ وعدہ ثابت ہے تیرے لیے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ۔ فارغ ہوا یعنی پیدا کر چکا اور حقیقت فراغ کی بعد از
اشتغال کے کسی کام میں ہے اور اس سے خدائے تعالی پاک ہے اسلیے کہ اسکو ایک کام دوسرے کام سے مانع نہیں ہوتا جیسے کہ دعاء ماثورہ میں آیا ہے سبحان من لا یشغلہ شان
عن شان اور لفظ حقو ساتھ زبر ح مہملہ اور جزم قاف کے اصل میں ازار کے باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں اور وہ کمر ہے بیچ باندھنے ازار کے دونوں طرفین اسکی بہم باندھی جاتی ہیں تثنیہ لائے
کہ کہا بحقوی الرحمن یعنی دونوں طرفین جگہ بندھنے ازار کے اور ازار پر بھی اطلاق کرتے ہیں اور پروردگار تعالی اس سے منزہ ہے وارد ہونا اس کلام کا طرز زبان عرب پر ہے کہ
عادت ہے لوگوں کی کہ جب کوئی کسی سے پناہ چاہتا ہے تو اسکا دامن یا گوشہ ازار کا پکڑ لیتا ہے اور کبھی کہ کار سخت ہوتا ہے اور اضطرار ہوتا ہے کام میں اور مبالغہ اور تاکید منظور ہوتی ہے
تو ہاتھ دونوں حقو ازار پر مارتا ہے تاوقتیکہ تنگ ہو کر پوچھے کہ مقصد تیرا کیا ہے اور کیا چاہتا ہے استعارہ کیا اس عبارت کو واسطے پناہ ڈھونڈنے رحم کے ساتھ حضرت رحمن کے قطع
کرنے رحم سے بعد ازاں یہ عبارت مثل ہوئی اس معنے میں بغیر اسکے کہ معنے حقو کے اور پکڑنے اسکے کے منظور ہوں جیسے کہتے ہیں یداہ مبسوطتان یعنی دونوں ہاتھ اسکے فراخ
ہیں یعنی سخی و جواد ہے اگرچہ اول پیدائش سے ہاتھ نہ رکھتا ہو یا ہاتھ اسکے لیے ہوں یا محال ہو وجود ہاتھ کا اسکے لیے جیسے کہ پروردگار تعالی اور یہ طرز زبان عرب میں بہت واقع ہوئی ہے اور
قرآن اور حدیث اوپر طرز زبان عرب کے واقع ہوا ہے یہ اصل عظیم ہے واسطے تاویل متشابہات قرآن و احادیث کے بلا تکلف اور رحم ایک معنے ہیں معانی سے ذات نہیں ہے کہ کھڑا ہو
اور پناہ پکڑے کھڑا ہونا اور پکڑنا اور پناہ ڈھونڈنا اسکا بطریق تشبیہ و تمثیل کے ہے گویا رحم ایک شخص ہے کہ کھڑا ہوا اور دامن پکڑا اور عزت و عظمت حق سبحانہ کا پکڑا اور پناہ ڈھونڈی
اور کہا اور دی گئی کہ رحم جو وصل کیا جاتا ہے اور قطع کیا جاتا ہے وہ معنے میں معانی سے نہیں آتا اس سے قیام اور کلام پس ہوگی مراد تعظیم شان اسکے کی اور فضیلت صلہ رحم کرنیوالے
کی اور بڑائی گناہ قطع کرنے والے اسکے کی اور نہیں خلاف ہے اس میں کہ صلہ رحم واجب ہے فی الجملہ اور قطع کرنا اسکا گناہ کبیرہ ہے اور صلہ رحم کے درجے ہیں کہ بعض انکا بلند تر ہے بعض سے
اور ادنے انکا چھوڑنا مہاجرت یعنی ترک ملاقات کا ہے اور صلہ رحم ساتھ کلام کے ہوتا ہے اگرچہ ساتھ سلام کے ہو اور مختلف ہوتا ہے وہ ساتھ اختلاف قدرت اور حاجت کے پس بعض
اس سے واجب ہے اور بعض مستحب ہے اور اگر وصل کیا بعض صلہ اور نہ وصل کیا غایت اسکی نہیں نام رکھا جاویگا قاطع اور اگر قصور کیا اس چیز سے کہ قادر ہے اسپر اور لائق تھا اسکو یہ کہ کرے اسکو
نہیں نام رکھا جاویگا صلہ کرنیوالا ۔ م ح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرحم شجنۃ من الرحمن فقال اللہ تعالی من وصلک وصلتہ ومن قطعک قطعتہ
رواہ البخاری) اور روایت ہے انہیں ابی ہریرہ سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رحم اشتقاق کیا گیا ہے اور لیا گیا ہے لفظ رحمن سے پس فرمایا اللہ تعالی نے یعنی رحم کو
کہ جو شخص ملا دے تجکو یعنی رعایت تیرے حق کی کرے ملاؤنگا میں اسکو یعنی ساتھ رحمت کے اور جو شخص کہ کاٹے تجکو کاٹونگا میں اسکو یعنی اپنی رحمت سے محروم رکھونگا نقل کی بخاری
نے ۔ اشتقاق کیا گیا الخ جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ پیدا کیا میں نے رحم کو اور اشتقاق کیا میں نے اسکے لیے نام اپنے نام سے کہ رحمن ہے اور احتمال ہے کہ مراد دونوں لفظوں کے
معنے ہوں یعنی قرابت رحم کہ واجب ہے رعایت اسکی ایک شاخ ہے رحمت حضرت رحمان سے کذا قال الشیخ رح اور طیبی رح نے کہا کہ لفظ شجنۃ مثلثۃ الشین یعنی ساتھ زبر اور زیر اور
پیش شین کے قاموس میں ہے اور نہایہ میں ساتھ زیر اور پیش شین کے اور جزم جیم کے اصل میں رگیں اور جڑیں درخت کی ملی ہوئی ہیں اور یہاں مراد اس سے یہ ہے کہ رحم مشتق ہے رحمن سے یعنی
رحمت سے کہ مشتق ہے اس سے رحمان پس گویا کہ رحم مشتبک یعنی ملا ہوا ہے ساتھ رحمن کے مانند اشتباک رگوں درخت کے اور بعضوں نے کہا ہے [illegible] کہ رحم [illegible]

اسم رحمن کے اور داخل ہین آسمین مانند داخل ہونے رگون درخت کے واسطے ہونے انکے کے اصل واسطے اور رشتے یہ ہین کہ رحم اثر ہی ہے آثار رحمت اسکی سے اور متصل ہے ساتھ اسکے پس قطع کرنے والا اس سے قطع کرنے والا ہے رحمت خدا سے اور وصل کرنے والا اسکا ملنے والا ہے طرف رحمت اللہ تعالی کے جیسے کہ فرمایا حضرت نے فقال اللہ الخ متفق علیہ ﴿وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَہُ اللّٰہُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَہُ اللّٰہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ﴾ اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رحم لٹکایا گیا ہے ساتھ عرش کے کہتا ہے یعنے بطریق خبر اور دعا کے جو شخص کہ ملاوے مجکو ملاویگا اسکو اللہ یعنے اپنی رحمت سے اور جو شخص کاٹے مجکو کاٹیگا اسکو اللہ یعنے اپنی رحمت سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لٹکایا گیا ہے یعنے پکڑے ہوے ہے عرش رحمن کا اور پناہ مانگتا ہے اس سے قطع رحم سے اور خبر دینا ہے حکم صلہ رحم اور قطع رحم سے از راہ تلذذ کے ساتھ اس چیز کے کہ سنا ہے اللہ تعالی سے یا بطریق دعا کے ہے ﴿وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ﴾ اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین داخل ہوگا بہشت مین کاٹنے والا رحم کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہا نووی نے کہ مراد یہ ہے کہ جو کوئی کاٹے رحم کو حلال جانکر بغیر سبب و بغیر شبہ کے باوجود علم کے ساتھ تحریم اسکی کے وہ بہشت مین داخل نہین ہوویگا اور یا یہ مراد ہے کہ ساتھ نجات پانے والون کے اور سابقین کے نہین داخل ہوگا ﴿وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ﴾ اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین ہے صلہ رحم کرنیوالا یعنے کامل مکافات کرنے والا یعنے ساتھ اقربا کے کہ اگر وہ احسان کرتے ہین تو یہ بھی احسان کرتا ہے و لیکن صلہ کرنیوالا کامل وہ ہے کہ جسوقت کاٹا جاوے رحم اسکا یعنے رعایت نہ کیجاوے حق قرابت اسکے کی وصل کرے رحم کو یعنے رعایت اسکے حق کی کرے نقل کی یہ بخاری نے ف کہا ہے علما نے کہ جوانمرد وہ ہے کہ حق اپنا کسی سے طلب کرے اور حق اورون کا ادا کرے ﴿وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَةً اَصِلُہُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْہِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْہُمْ وَیَجْہَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّہُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَہِیْرٌ عَلَیْہِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ﴾ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق واسطے میرے قرابتی ہین کہ سلوک کرتا ہون مین انسے اور وہ نہین سلوک کرتے ہین مجھسے اور احسان کرتا ہون مین انسے اور وہ برائی کرتے ہین مجھسے اور حلم کرتا ہون مین اور درگذر کرتا ہون انسے اور وہ جہل کرتے ہین مجھپر یعنے برا کہتے ہین اور غضب ہوتے ہین مجھپر پس فرمایا کہ اگر ہے تو جیسا کہ کہتا ہے پس گویا کہ پہنکاتا ہے تو انکو گرم راکھ اور ہمیشہ ہے ساتھ تیرے اللہ کیطرف سے مددگار اور دفع کرنیوالا شر و ایذا انکے کا اوپر جب تک کہ ثابت و مستقیم رہے تو اس صفت پر نقل کی یہ مسلم نے ف پہنکاتا ہے الخ یعنے جو کہ شکر نہ کرنا انکا نعمت تیری کا نہین اور کرتے ہین حرام ہے عطا تیری اوپر ان کے اور حقیر کرنا ہے انکو ساتھ انکے پس تشبیہ دی اس گناہ کو کہ لاحق ہوتا ہے انکو کھانے انکے سے ساتھ راکھ گرم کے اور بعضون نے کہا کہ تو بسبب احسان کرنیکے اوپر رسوا و حقیر کرتا ہے انکو آگے نفس انکے کے مانند اس شخص کے کہ منہ مین ڈالتا ہے راکھ گرم کو اور کھلاتا ہے اسکو اور بعضون نے کہا احسان تیرا اوپر انکے مانند راکھ گرم کے ہے کہ جلاتا ہے اور ہلاک کرتا ہے انکو اور بعضون نے کہا کہ منع انکا کا کرتا ہے مانند راکھ گرم کے ہے ﴿اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ﴾ فصل دوسری ﴿عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرُدُّ الْقَدَرَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ﴾ روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین پھیرتی تقدیر الہی کو مگر دعا اور نہین زیادتی کرتی عمر مین مگر نیکی کرنی ماں باپ اور اقربا کے ساتھ اور تحقیق آدمی محروم کیا جاتا ہے روزی سے بسبب گناہ کے کہ پہونچتا ہے اسکو نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف مراد تقدیر سے تقدیر معلق ہے نہ مبرم پس دعا کو اللہ تعالی نے سبب گردانا ہے رد کرنے تقدیر کا اور یہی تقدیر ہے یعنے اللہ تعالی نے تقدیر کیا ہے کہ بندہ دعا کریگا اور بلا اسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضا و قدر الہی کے یہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ دوائین طلب شفا کے لیے اور اعمال بندون کے واسطے داخل ہونے بہشت و دوزخ کے اور بعضون نے کہا کہ ہمیشہ دعا کرنا بندے کا آسان کرتا ہے وارد ہونے قضا کو اور خوش لگتا ہے اسکو اسکے دل مین یعنے جب دعا کی اور دیکھا کہ تقدیر نہین پھرتی ہے راضی ہوتا ہے اوپر تقدیر دیتا ہے پس آسان و سبک ہوجاتا ہے بوجھ اسکا اسکے دل پر بخلاف اسکے کہ یکایک آوے اور ناگہان نازل ہو پس گویا کہ رد کیا دعا نے اسکو کذا نقل الطیبی اور اصل مسکین یہ کہ دل مین آتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ مقصود مبالغہ بیچ تاثیر دعا کے اور مدح اسکی کے ہو یعنے کوئی چیز قضا و قدر کو رد نہین کرتی اور اگر کوئی چیز ہوتی کہ رد کرتی تو دعا ہوتی جیسے کہ مثل اسکے بیچ مقدمہ نظر لگنے کے حدیث مین آیا ہے کہ اگر کوئی چیز ہوتی کہ سبقت کرتی تقدیر پر تو نظر ہوتی واللہ اعلم اور مراد زیادتی عمر سے برکت ہونا ہے اسمین جیسے کہ

فصل اول میں بیان فصل کا ہوچکا اور یہ حدیث پر اشکال وارد ہوتا ہے کہ بہت لوگ گنہگار اور فاسق و کافر ہیں اور رزق اُنکا فراخ ہے بہ نسبت مومنون اور مطیعون کے بعضے نے کئی تاویلیں کی ہیں ایک تو یہ ہیں کہ مراد رزق آخرت ہے کہ وہ ثواب ہے اور یہ کہ گناہ کرنا سبب نقصان اور محرومی کا ہے اس سے اور اگر مراد رزق دنیا کا ہو تو کمال و حشمت و کامرانی ہے تو جواب یہ ہے کہ مراد محروم رہنا ہے حصول رضا و خوش گذرانی اور فراغ قلب اور حضور وقت اور صفائی رزق سے کہ صاف ہو کدورت و ظلمت سے جیسے کہ متقیون اور مطیعون کے لیے ہے قرآن مجید میں اللہ تعالی فرماتا ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ بخلاف اہل فسق و فجور کے کہ حاصل ہے انکے وقت میں کدورت اور ظلمت اور تعب کہ پیدا ہوتی ہے فکر دنیا اور حرص اور تعلق قلب اور خوف نقصان اور فوت ہونے اسکے سے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا اور اگر مومن ہے تو فکر پایانی گناہ سے ایک وحشت اور کدورت بیچ صفائی وقت اور خوش گذرانی اسکی کے راہ پاتی ہے اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث مخصوص ہے بعضے مومن گنہگارون کے لیے کہ حق تعالی چاہتا ہے کہ انکو کدورت گناہ سے پاک کر کر بہشت میں داخل کرے پس بعضون کے گناہون کا کفارہ دنیا میں فقر و بلا کو کر کر پاک و صاف آخرت میں لیجاتا ہے اور بعضون کو ساتھ پہونچنے بلا کے متنبہ کر کر توفیق توبہ کی بخشتا ہے حاصل یہ کہ مومن نے جو گناہ کیا اگر لطف خفی پروردگار تعالی کی طرف سے شامل حال اسکے ہے تو ساتھ فقر یا مرض کے اسکو گناہ سے پاک کرتا ہے اور اگر عنایت و لطف اسکے حال پر نہیں ارزانی رکھتا تو اسکو مہلت دیتا ہے کہ گناہون ہی میں گرفتار رہتا ہے نعوذ باللہ من ذلک ترجمہ (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخلت الجنۃ فسمعت فیھا قراءۃ فقلت من ھذا قالوا حارثۃ بن النعمان کذلکم البر کذلکم البر وکان ابر الناس بامہ رواہ فی شرح السنۃ والبیھقی فی شعب الایمان وفی روایۃ قال نمت فرأیتنی فی الجنۃ بدل دخلت الجنۃ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہوا میں بہشت میں پس سنی میں نے اسمیں آواز پڑھنے قرآن کی پس کہا میں نے کون ہے یہ کہ قرآن پڑھتا ہے کہا فرشتون نے کہ یہ حارثہ بن نعمان ہے کہ فضلائے صحابہ سے تھے پس گویا صحابہ کی خاطر میں آیا ہو کہ آیا کس عمل سے یہ بزرگی پائی کہ آنحضرت نے بہشت میں آواز اسکی سنی پس آنحضرت نے واسطے بیان سبب پانے اسکے کے اس فضیلت کو فرمایا اسی طرح سے ہے فضیلت و ثواب نیکی کرنے کا مان باپ سے اور تھا وہ بہت سلوک کرنے والا ساتھ مان اپنی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیچ ایک روایت بیہقی کے یون ہے کہ فرمایا آنحضرت نے سو گیا تھا میں پس دیکھا میں نے اپنے تئین بہشت میں یہ عبارت ہے روایت بیہقی میں بجائے اسکے کہ داخل ہوا میں بہشت میں کہ روایت شرح السنہ میں مذکور ہے (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی رب کی بیچ رضامندی باپ کے ہے اور ناخوشی رب کی بیچ ناخوشی باپ کے ہے نقل کی یہ ترمذی نے فت اور یہی حکم ہے ماں کا بلکہ وہ اولی ہے ترجمہ (وعن ابی الدرداء ان رجلا اتاہ فقال ان لی امرأۃ وان امی تامرنی بطلاقھا فقال لہ ابو الدرداء سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فحافظ علی الباب او ضیع رواہ الترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی الدرداء سے کہ تحقیق ایک شخص آیا ابو درداء کے پاس اور کہا کہ تحقیق میرے لیے ہے ایک عورت اور تحقیق ماں میری فرماتی ہے مجھکو ساتھ طلاق اسکی کے پس کہا اسکو ابو درداء نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے باپ بہتر دروازون بہشت کا ہے یعنے سبب داخل ہونے بہشت کے محافظت رضامندی باپ کی ہے پس جو کوئی چاہے کہ در آوے بہشت میں اس دروازے سے کہ بہترین دروازون کا ہے چاہیے کہ رضا باپ کی نگاہ رکھے پس تجکو اختیار ہے اگر چاہے تو محافظت کر اس دروازے پر یا ضایع کر نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے فت یعنے اگر طلاق دی تو نے رضا اپنے والدہ کی نگاہ رکھی تو نے وگرنہ ضایع کی تو نے اور اس حدیث سے ابو درداء نے حکم ماں کا یون نکالا کہ جب باپ کے حق میں یہ فرمایا تو ماں کا بطریق اولی یہ حکم ہوگا اور یا والد سے مراد ہے جنس جننے والا اور کہا یہ مناسب تر ہے کہ ماں اور باپ دونون کو شامل ہے ترجمہ (وعن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ قال قلت یا رسول اللہ من ابر قال امک قلت ثم من قال امک قلت ثم من قال امک قلت ثم من قال اباک ثم الاقرب فالاقرب رواہ الترمذی وابو داود) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اسنے نقل کی ہے اپنے دادا سے کہ نام اسکا معاویہ بن حیدہ ہے کہا کہا میں نے یا رسول اللہ کس سے نیکی کرون میں فرمایا نیکی کر اپنی ماں سے کہا میں نے پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے کہا میں نے پھر کس سے فرمایا اپنی ماں سے کہا میں نے پھر کس سے فرمایا اپنے باپ سے پھر نیکی کر اس سے کہ قریب تر ہے تجھسے یعنے بعد ماں باپ کے چاہیے کہ بھائی اور بہن پھر اس سے

[illegible]

کہ بیٹا اسکے قریب تر ہے یعنے جیسے کہ چچا اور ماموں اور ساتھ اسی ترتیب کے اولاد چچا اور ماموں کی نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے (وعن عبد الرحمن بن عوف قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال الله تبارك وتعالى انا الله وانا الرحمن خلقت الرحم وشققت لها من اسمي فمن وصلها وصلته ومن قطعها بتته رواه ابو داود) اور روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہا سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ فرمایا اللہ برکت والے اور بلند قدر نے کہ میں ہوں اللہ اور میں ہوں رحمن یعنے متصف بصفت رحمت پیدا کیا میں نے یعنے رحم ناتے کو اور نکالا میں نے یعنے نام رحم کا نام اپنے سے یعنے رحمن سے پس جو کوئی ملاوے رحم کو یعنے رعایت اسکے حق کی کرے ملاونگا میں اسکو یعنے طرف رحمت اپنی کے اور جو کوئی کاٹے اسکو یعنے رعایت اسکے حق کی نکرے کاٹونگا میں اسکو یعنے رحمت خاص اپنی سے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف میں ہوں اللہ یعنے واجب الوجود یہ ہے کلام کلی کہ ذکر کیا علم خاص پھر ذکر کیا وصف کہ مشتق ہے مادہ رحم سے یعنے رحمن ش ع (وعن عبد الله بن ابي اوفى قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تنزل الرحمة على قوم فيهم قاطع رحم رواه البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے عبد اللہ ابن ابی اوفی سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں اترتی رحمت اوپر قوم پر کہ ہے بیچ انکے کاٹنے والا ناتے کا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف مراد قوم سے وہ لوگ ہیں کہ مدد کرتے ہیں کاٹنے والے ناتے کی کاٹنے ناتے پر یا انکار نہیں کرتے اور احتمال یہ بھی ہے کہ مراد رحمت سے مینہ ہو یعنے روکا جاتا ہے مینہ بسبب نحوست کاٹنے ناتے کے ش ع (وعن ابي بكرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من ذنب احرى ان يعجل الله لصاحبه العقوبة في الدنيا مع ما يدخر له في الآخرة من البغي وقطيعة الرحم رواه الترمذي وابو داود) اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی گناہ زیادہ لائق تر ساتھ اس کے کہ جلدی کرے صاحب گناہ کو عذاب دنیا میں باوجود ذخیرہ کرنے اسکے کے بیچ آخرت کے زیادہ سرکشی سے اطاعت امام سے اور کاٹنے ناتے کے سے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف یعنے ان دو گناہوں پر دنیا میں بھی عذاب کرتا ہے اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا چونکہ اثر ان دو گناہوں کا دنیا میں بھی ہوتا ہے یعنے ہرج مرج عالم میں اور کینہ وعداوت دلوں میں عذاب انکا دنیا میں بھی جلدی ہوتا ہے اور آخرت میں بھی ہوگا اور اگرچہ بعضے اور گناہ بھی یہ صفت رکھتے ہوں لیکن یہ گناہ بدتر اور شنیع تر ہیں ش ح (وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يدخل الجنة منان ولا عاق ولا مدمن خمر رواه النسائي والدارمي) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں احسان رکھنے والا دینے کا اور نافرمانی کرنے والا ماں باپ کا اور شراب پینے والا یعنے جو کہ بغیر توبہ کے مرجاوے نقل کی یہ نسائی اور دارمی نے ف منان مشتق ہے من سے یعنے دیکر احسان جتاوے یہ برا ہے فرمایا اللہ تعالے نے ولا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى اور بعضوں نے کہا کہ منان من سے ہے یعنے قطع کے یعنے کاٹنے والا ناتے کا اور عاق سے مراد ہے ایذا دینے والا باپ کا اور اقربا کا بہت شرعی کم یا عاق مخصوص ہے ساتھ ایذا دینے والدین کے یا ایک کے ان دونوں میں سے اور مراد نہ داخل ہونے سے یہ ہے کہ ساتھ فائزین کے یعنے نجات پائے ہوؤں کے نہیں داخل ہوگا یا بغیر عذاب کے نہیں داخل ہوگا لیکن اگر اللہ تعالے چاہیگا تو بغیر عذاب کے بھی داخل کردیگا موجب وعدے اپنے کے ویغفر ما دون ذلك لمن يشاء ش ح (وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعلموا من انسابكم ما تصلون به ارحامكم فان صلة الرحم محبة في الاهل مثراة في المال منساة في الاثر رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سیکھو تم اپنی نسبوں میں سے اس قدر کہ سلوک کرو تم ساتھ اسکے اپنے ناتے داروں سے اسواسطے کہ سلوک کرنا ناتے داروں سے سبب ہوتا ہے محبت کا بیچ اقارب کے اور سبب ہوتا ہے کثرت وبرکت کا مال میں اور سبب ہوتا ہے تاخیر کا اجل میں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف سیکھو تم الخ یعنے باپ اور دادا اور ماؤں اور دادیوں اور نانیوں اور اولاد انکی کو اور نام اقربا کو پہچانو اور نام انکے یاد رکھو تاکہ ذوی الارحام یعنے اقربا کو کہ انسے سلوک کرنا چاہیے جانو تم کہ جاننا انکا ضروری اور نافع ہے ش ح (وعن ابن عمر ان رجلا اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله اني اصبت ذنبا عظيما فهل لي من توبة قال هل لك من ام قال لا قال وهل لك من خالة قال نعم قال فبرها رواه الترمذي) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق ایک شخص آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ تحقیق میں پہونچا ہوں ایک گناہ بڑے کو پس کیا ہے واسطے میرے توبہ یعنے کوئی عمل کہ سبب ہو رجوع کرنے اللہ تعالے کا مجھپر ساتھ رحمت کے اور وہ گناہ بخشا جاوے اس سے فرمایا کیا ہے واسطے تیرے ماں کہا کہ نہیں فرمایا اور کیا ہے واسطے تیرے خالہ کہا کہ ہاں فرمایا پس سلوک کر اس سے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے تا بخشا جاوے گناہ تیرا اس سے

کہ صلہ رحم سبب کفارہ گناہوں کا ہو اگرچہ کبیرہ بھی ہو یا آنحضرت نے اسکو خاص اس شخص کے حق میں ہوئی معلوم کیا ہو اور یا یہ کہ اسکے نزدیک بسبب قیمت ایمانی کے وہ گناہ بڑا معلوم ہوتا ہو
اور واقع میں وہ صغیرہ ہو اور یہ بھی معلوم ہوا اس سے کہ خالہ حکم ماں کا رکھتی ہے (وعن ابی اسید الساعدی قال بینا نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل من بنی سلمة
فقال یا رسول اللہ ہل بقی من بر ابوی شیء ابرہما بہ بعد موتہما قال نعم الصلوة علیہما والاستغفار لہما وانفاذ عہدہما من بعدہما وصلة الرحم التی لا توصل الا بہما واکرام صدیقہما
رواہ ابو داود وابن ماجة) اور روایت ہے ابی اسید ساعدی سے کہا اسوقت کہ تھے ہم نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ ناگہان آیا انکے پاس ایک شخص بنی سلمہ میں سے پس کہا یا رسول اللہ
کیا باقی ہے نیکی ماں باپ میرے کی سے کچھ یعنے ماں باپ سے انکی زندگی میں سلوک کرتا تھا آیا باقی رہا انکے سلوک سے کچھ کہ کروں میں اسکو بعد موت انکے کے یعنے بعد انکے مرنے کے بھی انکے ساتھ
سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے فرمایا ہاں دعا کرنی انکے لیے کہ اسمیں داخل ہے نماز جنازہ پڑھنی انپر اور استغفار کرنی انکے لیے اور پورا کرنا انکی وصیت کو بعد مرنے انکے کے اور سلوک کرنا انکے
ناتے داروں سے کہ نہیں کیا جاتا مگر واسطے ماں باپ کے یعنے محض انکی قرابت کے سبب سے اور واسطے طلب رضا انکی کے کہ رضامندی حق متعلق ہے ساتھ اسکے اور واسطے انکے دوستوں کے
اور تعظیم کرنی ماں باپ کے دوستوں کی نقل کی یہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے (وعن ابی الطفیل قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقسم لحما بالجعرانة اذ اقبلت امراة حتی دنت
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبسط لہا رداءہ فجلست علیہ فقلت من ہی فقالوا ہی امہ التی ارضعتہ رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی طفیل سے کہا دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو گوشت بانٹتے جعرانہ میں کہ نام ایک موضع کا ہے ایک منزل مکہ سے کہ ناگہان آئی ایک عورت یہانتک کہ نزدیک پہونچی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس بچھا دی آپ نے انکے لیے
چادر مبارک اپنی پس بیٹھ گئی وہ اسپر پس کہا میں نے یعنے لوگوں سے کہ کون ہے یہ پس کہا انھوں نے کہ یہ ماں حضرت کی ہے جنہوں نے دودھ پلایا تھا حضرت کو نقل کی یہ ابو داؤد نے
ف یعنے دائی حلیمہ تھیں اور ثویبہ لونڈی ابولہب کی نے بھی دودھ پلایا تھا ابتدا میں اور اختلاف ہے ان دونوں کے اسلام میں

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بینما ثلثة نفر یتماشون اخذہم المطر فمالوا الی غار فی الجبل فانحطت علی فم غارہم صخرة من الجبل فاطبقت علیہم فقال بعضہم لبعض انظروا اعمالا عملتموہا
للہ صالحة فادعوا اللہ بہا لعلہ یفرجہا) روایت ہے ابن عمر سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے اسوقت کہ تین شخص چلے جاتے تھے باہم لیا انکو مینہ نے پس گئے
وہ طرف ایک غار کے کہ پہاڑ میں تھا پس گرا غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر پہاڑ میں سے پس بند کر دیا اسنے دروازہ غار کا پس کہا انھوں نے آپس میں کہ دیکھو اون نیک اعمال کو کہ کیے ہیں
تم نے خالص اللہ کے لیے یعنے نہ از راہ ریا اور غرض کے پس دعا مانگو اللہ تعالی سے ساتھ وسیلے اون عملوں کے امید ہے کہ کھولدے اللہ اس پتھر کو یعنے یا سختی کو (فقال احدہم اللہم انہ کان
لی والدان شیخان کبیران ولی صبیة صغار کنت ارعی علیہم فاذا رحت علیہم فحلبت بدات بوالدی اسقیہما قبل ولدی وانہ قد نای بی الشجر فما اتیت حتی امسیت فوجدتہما قد
ناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب فقمت عند رءوسہما اکرہ ان اوقظہما واکرہ ان ابدا بالصبیة قبلہما والصبیة یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذلک دابی ودابہم حتی
طلع الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجہک فافرج لنا فرجة نری منہا السماء ففرج اللہ لہم حتی یرون السماء) پس کہا ایک نے انمیں سے کہ یا الٰہی تحقیق تھے واسطے
میرے ماں باپ بوڑھے بڑے اور حال انکا یہ تھا میرے بچے چھوٹے اور رکھتا میں چرانا بکریاں کہ خرچ کروں میں وہ دودھ انکا انپر پس جبکہ شام کو آتا میں ان بچوں کے پاس اور دودھ دوہتا
میں شروع کرتا میں ساتھ ماں باپ اپنے کے پلاتا میں انکو پہلے اپنی اولاد سے اور تحقیق اتفاقاً ایک دن دور لے گئے مجکو درخت یعنے ایک روز کہ درخت چراگاہ بکریوں کی تھے دور بڑے
پس دور چلا گیا میں چرانے کو پس نہ آیا میں گھر میں یہانتک کہ شام ہو گئی پس پایا میں نے ماں باپ کو کہ سو رہے تھے پس دودھ دوہا میں نے جیسا کہ دوہتا تھا پس لایا میں باسن دودھ کا
بھرا ہوا دودھ سے پس کھڑا رہا میں ماں باپ کے سرکے پاس اس حال میں کہ مکروہ جانا میں نے جگانا انکا اور مکروہ جانا میں نے یہ کہ دوں میں بچوں کو پہلے انسے اور بچے روتے اور چلاتے تھے
مارے بھوک کے پاس پاؤں میرے کے پس یہی رہا حال میرا اور حال انکا یعنے ماں باپ سوتے تھے اور بچے فریاد کرتے تھے اور میں کھڑا تھا یہانتک کہ ہو گئی فجر پس اگر جانتا ہے تو یا اللہ کہ تحقیق
میں نے کیا یہ واسطے محض طلب رضا تیری کے پس کھولدے واسطے ہمارے اس پتھر میں سے کھولنا کہ دیکھیں ہم اس کشادگی سے آسمان کو پس کھولدیا اللہ تعالے نے واسطے انکے یہانتک
کہ دیکھا انھوں نے آسمان ف گویا بیچ شریعت اس قوم کے حق نفقہ کا ماں باپ پر مقدم تھا حق اولاد پر یا برابر تھا اور یہ شخص مقدم کرتا تھا ماں باپ کو اور بعضوں نے کہا شاید
کہ مقدار سد رمق کے بچوں کو دیا ہو اور بیتابی اور فریاد انکی واسطے زیادہ کے ہو (قال الثانی اللہم انہ کانت لی بنت عم احبہا کاشد ما یحب الرجال النساء فطلبت الیہا نفسہا

فأبت حتى آتيها بمائة دينار فسعيت حتى جمعت مائة دينار فلقيتها بها فلما قعدت بين رجليها قالت يا عبد الله اتق الله ولا تفتح الخاتم إلا بحقه فقمت عنها اللهم فإن كنت تعلم أني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا منها ففرج لهم فرجة) کہا دوسرے شخص نے یا الٰہی تحقیق تھی میرے چچا کی بیٹی کہ چاہتا تھا میں اسکو چاہنا مانند بہت چاہنے مردوں کے عورتوں کو پس طلب کیا میں نے طرف اسکے نفس اسکے کو یعنی خواہش کی میں نے اسکی صحبت کرنے کی اور نہ چاہا کسی کو اسکے بلا نفع کے پس انکار کیا اسنے یہانتک کہ لاؤں میں اسکے پاس سو دینار پس کوشش کا کار کیا میں نے یہانتک کہ جمع ہو چکا مجھ میں نے سو دینار پس ملا میں اس سے ساتھ ان دیناروں کے پس جبکہ بیٹھا میں درمیان دونوں پاؤں اسکے کے یعنی جماع کے لیے کہا اسنے اے بندہ خدا کے ڈر اللہ سے اور نہ کھول تو مہر امانت کو یعنی ازالہ بکارت نکر پس اٹھ کھڑا رہا میں اس سے یعنی بسبب خوف خدا کے چھوڑ دیا میں نے اسکو یا الٰہی اگر جانتا ہے تو کہ تحقیق کیا میں نے یہ واسطے طلب رضامندی تیری کے پس کھول واسطے ہمارے اس پتھر سے پس کھول واسطے انکے اللہ تعالیٰ نے کشادگی (وقال الآخر اللهم إني كنت استأجرت أجيرا بفرق أرز فلما قضى عمله قال أعطني حقي فعرضت عليه حقه فتركه ورغب عنه فلم أزل أزرعه حتى جمعت منه بقرا وراعيها فجاءني فقال اتق الله ولا تظلمني وأعطني حقي فقلت اذهب إلى ذلك البقر وراعيها فقال اتق الله ولا تهزأ بي فقلت إني لا أهزأ بك فخذ ذلك البقر وراعيها فأخذه فانطلق بها فإن كنت تعلم أني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا ما بقي ففرج الله عنهم متفق عليه) اور کہا تیسرے نے یا الٰہی تحقیق میں نے مزدوری کو لگایا تھا ایک مزدور بدلے فرق چانول کے پس جب کر چکا وہ کام اپنا کہا دے مجھکو حق میرا پس پیش کیا میں نے اسپر حق اسکا یعنی دینے لگا اسکو حق اسکا پس چھوڑ گیا اسکو اور اعراض کیا اس نے پس ہمیشہ رہا میں زراعت کرتا ان چانولوں کی یہانتک کہ جمع کیے میں نے اس سے یعنی حاصل زراعت سے بیل اور چرانے والا انکا پس آیا میرے پاس وہ مزدور یعنی بعد مدت کے اور کہا ڈر خدا سے اور نہ ظلم کر مجھپر اور دے مجھکو حق میرا پس کہا میں نے جا تو طرف ان بیلوں کے اور چرانے والوں انکے کے کہ حق تیرا ہے پس کہا مزدور نے ڈر اللہ سے اور ہنسی کر مجھ سے پس کہا میں نے تحقیق میں ہنسی نہیں کرتا تجھ سے پس لے تو ان بیلوں کو اور چرانے والے انکے کو پس لیا اسنے انکو اور لے گیا سبکو پس اگر جانتا ہے تو یا اللہ کہ تحقیق کیا میں نے یہ واسطے طلب رضا تیری کے تو کھول دے پتھر کو کہ باقی رہا ہے پس کھول دیا اللہ نے ان سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرق ساتھ زبر او رجزم رے کے نام ہے ایک پیمانہ کا یعنی کہ اسمیں سولہ رطل یعنی قریب آٹھ سیر کے غلہ آتا ہے اور بیل اور چرانے والے اسکے یعنی غلام اور اس روایت میں ذکر بیل و چرانے والوں کا کیا باعتبار اکثر و اغلب کے اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ اسی کی مزدوری سے بہت سا کچھ حاصل کیا میں نے یہانتک کہ بہت ہوئے اموال قسم اونٹ اور بیل اور گوسپند اور غلام سے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے وسیلہ پکڑنا ساتھ اعمال نیک کے حالت تنگی و کرب میں اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا انکی قبول کی اس سے اور آنحضرت نے اسکی اس قوم سے بیچ معرض ثنا اور ذکر فضائل کے خبر دی اور اگر استحباب نہو تو جواز تو یقینی ہے اور اسمیں ہے فضیلت سلوک کرنے کی ماں باپ اور ترجیح دینی انکو سب اہل و اولاد پر اور احتراز کرنا انکی تکلیف و مشقت سے اور مد نظر رکھنا انکی راحت و آرام کو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جگانا سوتے کو مکروہ ہے خصوصاً جگہ ادب و تعظیم کی مگر واسطے نماز کے وقت فوت ہونے فرض کے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راحت نیند کی لذیذ تر اور خوش آیندہ تر ہے کھانا کھانے سے اور معلوم ہوئی اس سے فضیلت عفت و پارسائی کی اور باز رکھنے نفس کی محرمات سے خصوصاً وقت قدرت کے اور نہونے مانع کے اور خواہش نفس کے خصوصاً بیچ شہوت ستر کے کہ زور و شور اسکا غالب تر اور سرکش ترین شہوات ہے عقل پر اور مشکل ترین حالات ہے مرد پر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تصرف بیچ مال غیر کے بغیر اذن اسکے کے جائز ہے اگر اجازت دے بعد اسکے جیسے کہ مذہب حنفی ہے کہ تصرف فضولی کا جائز ہے اور موقوف ہے اوپر اجازت مالک کے اور بعد اجازت اسکی کے نافذ ہوتا ہے اور معلوم ہوا کہ عہد نیک اور ادائے امانت اور خوش معاملگی امر میں بہتر اور پہونچانے والے ہیں قرب تک نزدیک حق کے اور معلوم ہوا کہ دعا بندے کی بعد از وقوع بلا کے مقبول ہے اور سبب دفع بلا کے اور کشادگی کے تنگی محنت و ابتلا سے ہے اور معلوم ہوا کہ کرامات اولیا کے حق ہیں جیسے کہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے (وعن معاوية بن جاهمة أن جاهمة جاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أردت أن أغزو وقد جئت أستشيرك فقال هل لك من أم قال نعم قال فالزمها فإن الجنة عند رجلها رواه أحمد والنسائي والبيهقي في شعب الإيمان) اور روایت ہے معاویہ بن جاہمہ سے کہ تحقیق جاہمہ آیا پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ ارادہ کیا میں نے یہ کہ جہاد کو جاؤں میں اور تحقیق آیا میں کہ مشورہ کروں آپ سے پس فرمایا کیا ہے واسطے تیرے ماں کہا ہاں فرمایا لازم پکڑ تو اسکو اسلیے کہ تحقیق بہشت نزدیک پاؤں اسکے کے ہے نقل کی احمد اور نسائی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں یعنی ماں کے پاؤں کے پاس

رہ اور نہ دوست اُسکی کہ باعث دخول بہشت کی ہے اور یہ عبارت کنایہ ہے نہایت خشوع و تذلل سے انکے واسطے اُنکے اولاد کو و اخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ ہے (وعن ابن عمر قال کانت
تحتی امرأۃ احبہا وکان عمر یکرہہا فقال لی طلقہا فابیت فاتی عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر ذلک لہ فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلقہا رواہ الترمذی وابو داؤد)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا ابن عمر نے کہ تھی نیچے میرے ایک عورت یعنی نکاح میں تھی میرے کہ دوست رکھتا تھا میں اسکو اور تھے حضرت عمر ناخوش رکھتے اُس عورت کو پس کہا
حضرت عمر نے مجھکو کہ طلاق دے اسکو پس انکار کیا میں نے پس آئے حضرت عمر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پاس پس ذکر کیا یہ روبرو حضرت کے پس کہا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ طلاق دے اسکو نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے ف یہ امر بنا بر استحباب کے ہے یا وجوب کے اگر ہو اسجگہ کوئی باعث اور شرع (وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ
ما حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا ہے حق ماں باپ کا اوپر اولاد انکی کے
فرمایا وہ دونوں جنت ہیں تیری اور دوزخ ہیں تیری نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنی حق انکا رضا انکی ہے کہ سبب ہے داخل ہونے کی بہشت میں اور ترک کرنا فرمانبرداری کا
کہ باعث ہے داخل ہونے کی دوزخ میں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیموت والداہ او احدہما وانہ لہما لعاق فلا یزال یدعو لہما ویستغفر لہما حتی
یکتبہ اللہ بارا) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بندہ کہ مرتے ہیں ماں باپ اُسکے یا ایک اُنمیں سے اس حال میں کہ تحقیق وہ بندہ ماں باپ
اپنے کا البتہ نافرمان ہوتا ہے پس ہمیشہ رہتا ہے دعا کرتا واسطے انکے اور استغفار کرتا ہے واسطے انکے یہاں تک کہ لکھتا ہے اللہ اسکو نیکوکار ف یعنی دعا و استغفار فرزند کی والدین کے لیے
بعد انکے مرنے کے وہ فائدہ رکھتا ہے کہ اگر ناراض گئے ہوں تو بھی حق تعالی انکو راضی کر دیگا اس سے اور لکھیگا نام اسکا بیچ دیوان نیکی کرنے والوں کے ساتھ ماں باپ کے اور جو نا
ہو انکے ہے (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اصبح مطیعا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من الجنۃ وان کان واحدا فواحدا ومن ا
صبح عاصیا للہ فی والدیہ اصبح لہ بابان مفتوحان من النار وان کان واحدا فواحدا قال رجل وان ظلماہ قال وان ظلماہ وان ظلماہ وان ظلماہ) اور روایت ہے ابن عباس
سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ صبح کرے اس حال میں کہ فرمانبرداری کرنے والا ہے خدا کی بیچ حق ماں باپ اپنے کے یعنی حق انکا ادا کرتا ہے صبح کرتا ہے اس
حال میں کہ ثابت ہیں واسطے اسکے دو دروازے کھلے ہوئے بہشت سے اور اگر ہو ایک ماں باپ میں سے یعنی اطاعت کیا گیا پس ایک دروازہ کھولا جاتا ہے اور جو شخص کہ
صبح کرے اس حال میں کہ نافرمانی کرنے والا ہے خدا کی بیچ حق ماں باپ کے صبح کرتا ہے اس حال میں کہ کھلے ہیں اسکے لیے دو دروازے دوزخ سے اور اگر ہو ایک ماں باپ
یعنی نافرمانی کیا گیا پس ایک دروازہ کھولا جاتا ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ طاعت و معصیت والدین کی بموجب فرمودہ حق کے ہے حقیقت میں طاعت و معصیت اللہ
کی ہے کہا ایک شخص نے اگرچہ ماں باپ اسکے اسپر ظلم کریں فرمایا اور اگرچہ ظلم کریں اسپر اور اگرچہ ظلم کریں اسپر اور اگرچہ ظلم کریں اسپر فرمایا تین بار واسطے تاکید و مبالغہ کے
اور مراد ظلم کرنا امور دنیویہ میں ہے نہ دینیہ میں اسلیے کہ فرمانبرداری ماں باپ کی اگر مخالف دین کے ہو تو روا نہیں ہے (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
ما من ولد بار ینظر الی والدیہ نظر رحمۃ الا کتب اللہ لہ بکل نظرۃ حجۃ مبرورۃ قالوا وان نظر کل یوم مائۃ مرۃ قال نعم اللہ اکبر واطیب) اور روایت ہے ابن عباس سے
کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی فرزند نیکی کرنے والا ماں باپ سے کہ دیکھے طرف ماں باپ اپنے کے یعنی ایک کے اُن دونوں میں سے دیکھنا محبت و
شفقت کا مگر کہ لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اسکے بدلے ہر دیکھنے کے حج مقبول یعنی ثواب حج نفل مقبول کا عرض کیا صحابہ نے اور اگرچہ دیکھے ہر روز سو بار فرمایا ہاں اللہ بہت
بڑا ہے اور بہت پاکیزہ ہے یعنی اس چیز سے کہ تمہارے گمان میں ہے کہ کیونکر لکھا جاویگا عوض ہر نظر کے حج مقبول (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کل الذنوب یغفر اللہ تعالی منہا ما شاء الا عقوق الوالدین فانہ یعجل لصاحبہ فی الحیوۃ قبل الممات) اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
تمام گناہ یعنی شرک کے بخشتا ہے اللہ تعالی انمیں سے جو چاہتا ہے مگر نافرمانی ماں باپ کی پس تحقیق اللہ تعالی جلدی سزا دیتا ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کو بیچ زندگانی
دنیا کے پہلے مرنے کے ف یعنی بیچ زندگانی نافرمانی کرنے والے کے پہلے مرنے اسکے کے اور ممکن ہے کہ ہو تقدیر بیچ زندگانی والدین کے پہلے مرنے انکے اور بہرصورت عذاب آخرت
بھی باقی رہیگا پھر احتمال ہے کہ ہوں بیچ حکم انکے کے تمام حقوق بندوں کے اسلیے کہ مثل اس وعید کے وارد ہوا ہے بیچ حق اہل ظلم اور باغی بغیر حق کے اور یہ نہایت تشدید و تغلیظ ہے

اور پنا فرمانی ماں باپ کے ہو ع ح (وَعَنْ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيرِ الْإِخْوَةِ عَلَى صَغِيرِهِمْ كَحَقِّ الْوَالِدِ عَلَى وَلَدِهِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْخَمْسَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے سعید بن عاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حق بڑے بھائی کا اوپر چھوٹے کے مانند حق باپ کے ہے اوپر بیٹے اپنے کے نقل کیں بیہقی نے پانچوں حدیثیں شعب الایمان میں

بَابُ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ عَلَى الْخَلْقِ

باب بیچ بیان شفقت اور رحمت کے خلق پر

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ

فصل اول

(عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہے جریر بن عبد اللہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں رحمت کرتا یعنے رحمت خاص وکامل اللہ اس شخص پر کہ نہیں رحم کرتا لوگوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا عائشہ نے کہ آیا ایک اعرابی پاس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے اور دیکھا حاضرین کو کہ بوسہ لیتے ہیں لڑکوں کے پس عرض کیا کیا بوسہ لیتے ہو تم لڑکوں کو پس نہیں بوسہ لیتے ہم لڑکوں کو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا مالک ہوں میں واسطے تیرے یہ کہ دفع کروں اللہ کی رحمت کے نکالنے کو تیرے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے اللہ تعالیٰ نے جو رحمت تیرے دل سے نکال لی ہے میں اسکو دفع نہیں کر سکتا اور یہ معنے اسکے ہیں کہ اتفاق ان کو ساتھ زبر ہمزہ کے پڑھیں جیسے کہ اکثر روایات میں اور ایک نسخہ میں ساتھ زیر ہمزہ کے ہے اسکے معنے یہ ہیں آیا مالک ہوں میں رکھنے رحمت کا تیرے دل میں اگر نکال دے اللہ تعالیٰ تیرے دل سے رحمت کو یعنے اللہ تعالیٰ نے جو تیرے دل میں رحمت و شفقت نہ رکھی میں نہیں رکھ سکتا مقصود دونوں وجہ کا توبیخ ہے اس بے رحمی پر اور اشارت ہے اسپر کہ دلوں میں رحمت پیدا کی ہوئی اللہ کی ہے اگر اسنے نہ پیدا کی تو اور کوئی نہیں پیدا کر سکتا اور مآل دونوں روایتوں کا ایک ہے تفاوت توجیہ اعراب میں ہے فقط ع ح (وَعَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ وَمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا إِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا حضرت عائشہ نے کہ آئی میرے پاس ایک عورت اور اسکے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اسکی مانگتی تھی وہ عورت مجھ سے پس نہ پایا اسنے میرے پاس سوا ایک کھجور کے پس دی میں نے اس عورت کو وہ کھجور پس بانٹ دی اس عورت نے وہ کھجور درمیان دونوں بیٹیوں کے اور آپ نہ کھایا اس میں سے کچھ پھر اٹھی وہ عورت اور باہر نکلی پھر داخل ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا میں نے آنحضرت سے یعنے یہ ماجرا اس عورت کا پس فرمایا جو کوئی مبتلا اور آزمایش کیا جاوے جنس ان بیٹیوں سے ساتھ کسی چیز کے یعنے ساتھ ایک کے یا دو کے یا زیادہ کے پس احسان کرے طرف انکے ہونگی وہ بیٹیاں اور احسان کرنا انسے اسکے لیے پردہ آگ دوزخ سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسلیے کہ بیٹیوں کو احتیاج احسان کی زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت بیٹوں کے اور اختلاف کیا ہے علما نے اسمیں کہ مراد ابتلا اور امتحان ساتھ نزول بیٹیوں کے ہے یا ساتھ اس چیز کے کہ صادر ہو انسے قسم محنت اور ایذا اور صبر کرنے سے اسپر اور ظاہر ثانی ہے اور شرط احسان کی یہ ہے کہ موافق شرع کے ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ثواب مذکور جب حاصل ہوتا ہے کہ ہمیشہ احسان کرتا رہے یہاں تک کہ حاصل ہو بے پروائی انکو بسبب نکاح کے یا غیر اسکے کے ع ح (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنَا وَهُوَ هٰكَذَا وَضَمَّ أَصَابِعَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی پرورش کرے دو بیٹیوں کو یہاں تک کہ پہنچیں وہ حد بلوغ کو یا پہنچیں اپنے خاوندوں کے پاس آویگا وہ دن قیامت کے اس حال میں کہ میں اور وہ ہم ہونگے اسطرح اور ملائیں انگلیاں اپنی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے واسطے بیان معنے کذا کے اور کیفیت ہم ہونے کے انگلی شہادت کی اور بیچ کی ملائیں یعنے جیسے کہ ان دونوں انگلیوں کو ملا ہوا دیکھتے ہو اسی طرح میں اور وہ روز قیامت کے ہم ہونگے یعنے میں اور وہ محشر میں ساتھ ہونگے یا جنت میں ساتھ داخل ہونگے ع ح (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالسَّاعِي فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر گیری کرنے والا عورت بن خاوند والی کا اور مسکین کا مانند سعی کرنے والے کے ہے راہ خدا میں یعنے جو کہ سلوک و خبر گیری کرے عورت بن خاوند کی اور مسکین کی ثواب ملتا ہے اسکو مانند ثواب سعی کرنے والے اور خرچ کرنے والے کے ہے راہ خدا میں کہ جہاد و حج ہے اور گمان کرتا ہوں میں

کہ یہ بھی کہا کہ خبر گیری کرنے والا عورت بن خاوند کا اور مسکین کا مانند قیام کرنے والے کے ہے رات کو نماز کے لیے کہ سستی نہیں کرتا اور فتور واقع نہیں ہوتا اُسکی شب خیزی میں اور مانند روزہ دار کے ہے کہ نہیں افطار کرتا یعنے دن کو بلکہ صائم الدہر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف فقیر بھی بیچ حکم مسکین کے ہے بلکہ بالاولی ہے بعضون کے نزدیک اور بیچ کہا کہنے والا اسکا عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی ہے کہ شیخ ہے بخاری اور مسلم کا اور راوی اس حدیث کا ہے کہ روایت کرتا ہے مالک سے جیسے کہ تصریح کی ساتھ اسکے بخاری نے اور بیچ اسکے ہے یعنی کہ گمان کرتا ہون مین مالک کو کہ یہ بھی کہا کالقائم اور ظاہر لفظ مشکوٰۃ و مصابیح کا یہ ہے کہ کہنے والا اسکا ابوہریرہ ہے پس تقدیر یہ ہوگی کہ گمان کرتا ہون مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ یہ بھی فرمایا کالقائم یا واقع ہوا ہے ابوہریرہ کو شک بیچ تشبیہ اول و ثانی کے چنانچہ موید ہے اسکو روایت جامع صغیر کی بروایت احمد اور شیخین اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ کے الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاہد فی سبیل اللہ او القائم اللیل الصائم النہار ۞ ع (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ وَلِغَيْرِهٖ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اور پرورش کرنے والا یتیم کا خواہ وہ یتیم اُسکا ہو یا اور کا جنت مین اسطرح ہونگے اور اشارہ کیا ساتھ اونگلی شہادت کے اور بیچ کی اونگلی کے اور کشادگی رکھی درمیان اُنکے تھوڑی سی نقل کی یہ بخاری نے ف واسطے عدم تصور کثرت کے اور گویا آنحضرت نے اشارہ کیا ساتھ اسکے طرف عالی ہونے مرتبہ نبوت کے اور طرف اسکے کہ بعد نبوت اسکے رتبہ نبوت و صروت کا ہے ۞ ع (وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھیگا اور پاویگا تو اے مخاطب کامل مسلمانون کو بیچ رحم کرنے بعض انکے کے بعض پر بسبب برادری ایمانی کے بغیر اور سبب کے اور بیچ رعایت کرنے احوال کے بعلاقہ محبت کے کہ آپس مین رکھتے ہین اور بیچ ملاقات کرنے کے آپس مین اور تحفہ بھیجنے کے آپس مین اور بیچ مہربانی اور مدد کرنے کے آپس مین مانند حال بدن کے جسوقت دکھتا ہے ایک عضو ملاتے ہین ایک دوسرے کو باقی اعضا بدن کے بسبب اس عضو کے اور موافقت کرتے ہین اعضا آپس مین بیچ درد و مشقت کے ساتھ بیداری و تپ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے جیسے کہ وقت دکھنے بعض عضو کے تمام بدن کو تکلیف ہوتی ہے ایسے ہی مومنون کو ایک تن ہونا چاہیے کہ جب ایک کو اُنمین سے مصیبت پہونچے تو لائق ہے کہ سب اُسکے رنج مین شریک ہون اور قصد کرین اُسکی مصیبت کے دفع کرنیکا اسی کا ترجمہ شیخ سعدی رح نے کیا ہے ۞ بنی آدم اعضای یکدیگر اند ۞ کہ در آفرینش ز یک گوہر اند ۞ چو عضوے بدرد آورد روزگار ۞ دگر عضوہا را نماند قرار ۞ ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ وَإِنِ اشْتَكٰى رَأْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمان بیچ حکم ایک شخص کے ہین یعنے مانند اعضا ایک شخص کے ہین اسلیے کہ وہ ایک دین پر ہین اگر دکھتی ہے آنکھ اُسکی دکھتا ہے یعنے بیچین ہوتا ہے سارا بدن اُسکا اور اگر دکھتا ہے سر اُسکا دکھتا ہے سارا بدن اسکا نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی موسی سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مسلمان واسطے مسلمان کے مانند مکان کے ہے یعنے تمام مسلمان حکم ایک مکان کا رکھتے ہین اسباب مین کہ مضبوط رکھتے ہین بعضے اجزا مکان کے بعض کو یعنے اسی طرح مسلمانون کو چاہیے کہ آپس مین ایک دوسرے کی تقویت و تائید مین رہین پھر داخل کین آنحضرت نے اونگلیان اپنے ایک ہاتھ کی بیچ اونگلیون ہاتھ دوسرے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے واسطے بیان تمثیل کے کہ مسلمان اسطرح آپس مین ملے ہوئے اور ایک دوسرے کا مددگار رہے لیکن مددگاری حق بات مین ہو حرام و مکروہ اور موجب گناہ کی نہو ۞ ح (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ كَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ قَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهٖ مَا شَاءَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے اسی ابو موسی سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق تھے آنحضرت جب آتا اُنکے پاس سائل یا حاجتمند فرماتے یعنے صحابہ کو سفارش کرو تا حاصل ہو تمکو ثواب سفارش کا اور حکم کرتا ہے اللہ تعالی اوپر زبان پیغمبر اپنے کے جو کچھ چاہتا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے تم سفارش کرتے رہو تا ثواب اُسکا حاصل ہو خواہ سفارش تمہاری قبول ہو یا نہو کہ وہ بتقدیر الٰہی اور حکم اُسکے کے ہے اور بملاحظہ اسکے کہ شاید سفارش تمہاری قبول نہو ترک نکرو اُسکو اور ثواب اُسکا ہاتھ سے ندو اور جانا چاہیے

کہ سفارش حدود میں بعد اس پہونچنے کے امام تک جائز نہیں اور پہلے پہونچنے کے اس تک جائز ہے اور تعزیرات میں جائز ہے سفارش مطلق اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جسکی سفارش
کرتا ہے وہ موذی و شریر نہو (وعن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انصر اخاك ظالما او مظلوما فقال رجل يا رسول الله انصره مظلوما فكيف انصره ظالما
قال تمنعه من الظلم فذلك نصرك اياه متفق عليه) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدد کر اپنے بھائی مسلمان کی ظالم ہو وہ یا مظلوم پس کہا
ایک شخص نے یا رسول اللہ مدد کرتا ہوں میں اسکی اس حال میں کہ مظلوم ہے اور کیفیت اسکی معلوم ہے پس کیونکر مدد کروں اسکی درحالیکہ ظالم ہو فرمایا آنحضرت نے منع کرے تو اسکو
باز رکھے تو اسکو ظلم سے پس یہ باز رکھنا اسکو ظلم سے مدد کرنی تیری ہے اسکی یعنی شیطان اور نفس پر کہ باعث ہیں اسکے ظلم پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عمر ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته ومن فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه كربة من كربات يوم القيمة ومن ستر مسلما
ستره الله يوم القيمة متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان دینی بھائی مسلمان کا ہے کہ شریعت حکم یا ان کا رکھتی ہے
اور شارع صلے اللہ علیہ وسلم حکم باپ کا ظلم نکرے مسلمان مسلمان پر اور نہ ڈالے اسکو ہلاکی میں اور نہ چھوڑے اسکو دشمن کے ہاتھ میں بلکہ مدد کرے اسکی جو کوئی سعی کرتا ہے بیچ
حاجت روائی بھائی مسلمان کے ہوتا ہے اللہ تعالی بیچ حاجت روائی اسکی کے اور جو کوئی دور کرے مسلمان سے کوئی غم یعنی خواہ تھوڑا ہو یا بہت دور کرتا ہے اللہ تعالی اس
سے ایک بڑا غم غموں دن قیامت کے سے کہ وہ غم نہیں بار رکھتا اسمیں اور جو کوئی ڈھانکے عیب یا عیبہا کسی مسلمان کا ڈھانکیگا اللہ تعالی عیب اسکے دن قیامت کے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ساتھ ڈھانکنے کے اہل مروت سے اور ترک کرنے محاسبہ کے اور پوشیدہ کرنے ذکر اسکے کے اور لکھا ہے علما نے کہ پردہ پوشی مستحسن ہے واسطے
اہل عزت و حیا کے کہ نیکی کے ساتھ معروف ہیں سب انکا پوشیدہ ہو اور اگر کوئی کام ناشائستہ کرتے ہیں تو پردہ و حیا میں اسکو پوشیدہ رکھتے ہیں اور جنکہ پردہ و حیا کا اٹھا دیا اور ساتھ ایذا اور فساد
کے معروف ہوا اور گناہ علی الاعلان کرتا ہو انکار اسکا واجب ہے اور منع اور تنبیہ اسپر لازم اور اگر منع سے باز نہ رہے تو خبر حاکم کو کرنی چاہیے تا اسکو ایذا لوگوں کی سے اور فساد فی الدین
دین میں باز رکھے اور جرح راویوں کا اور گواہوں اور حاکموں اور ظالموں کا واسطے نگہبانی دین کے اور حفاظت حقوق لوگوں کے واجب و لازم ہے اور قبیلہ اظہار عیب ممنوع
کی سے نہیں ہے (وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلم اخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره التقوى ههنا ويشير الى صدره ثلث مرار
بحسب امرئ من الشر ان يحقر اخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے کہ مسلمان دینی بھائی مسلمان کا ہے نہ ظلم کرے اسپر اور نہ ترک مدد کرے اسکی اور حقیر نجانے اسکو پرہیزگاری اس جگہ ہے اور اشارت کی آنحضرت نے طرف سینہ مبارک
اپنے کے تین بار کفایت کرتی ہے مسلمان کو بدی سے حقیر کرنا بھائی مسلمان کو یعنی یہ بات برائی میں کامل ہے اور برائی کی حاجت نہیں سب چیزیں مسلمان کی مسلمان پر
حرام ہیں خون اسکا اور مال اسکا اور آبرو اسکی نقل کی یہ مسلم نے ف حقیر نجانے الخ یعنی ساتھ ذکر کرنے عیبوں اسکے کے اور بدزبانی اور ٹھٹھا کرنے کے اگرچہ فقیر اور ضعیف
اور ناتوان اور مسکین اور نامراد اور خراب حال ہو کیا جانتا ہے کہ قدر اسکی اللہ کے نزدیک کیسی ہے اور انجام کار اسکا کیسا ہوگا اہل لا الہ الا اللہ سب عزت والے ہیں فان للہ العزۃ
ولرسوله وللمؤمنين ولكن المنافقين لا يعلمون بہر وجہ عزت ایمانی انکی ہاتھ سے نہ دینی چاہیے خصوصا جو کہ نور علم و عبادات سے روشن ہو رہے ہیں رعایت تعظیم انکی
بطریق اولی ملحوظ رکھے اکثر لوگ خصوصا اہل دنیا کہ ظلمت نفسانی و غفلت میں گرفتار ہیں وبال فقرا و غربا میں گرفتار ہیں کہ بیچاروں کو حقیر جانتے ہیں اصل کار کہ باعث
عزت و نجات کے دنیا و آخرت میں ہے محبت فقرا و مساکین کی ہے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم دعا مانگتے تھے واسطے حصول محبت مساکین کے اور حکم کیے گئے تھے ساتھ ہمنشینی
فقرا کے جیسے کہ سورہ کہف میں مذکور ہے اور پرہیزگاری اس جگہ ہے الخ یعنی نہیں جائز ہے حقیر جاننا متقی کا کہ پرہیز کرتا ہو شرک و گناہوں سے یا یہ مراد ہے کہ تقوی سینہ میں ہے
اور کار باطن ہے اور مقصود اس جملے سے تاکید و تقویت جملہ پہلے کی ہے یعنی چونکہ جگہ تقوی کی دل ہے اور وہ امر مخفی ہے پس کیونکر حقارت کسی مسلمان کی کرے حال آنکہ حقیقت حال
اسکے کی معلوم نہیں یا یہ مراد ہے کہ چونکہ تقوی دلمیں ہے پس جسکے دلمیں تقوی ہو مسلمان کی حقارت نکرے اسلیے کہ متقی حقارت کرنے والا مسلمان کا نہیں ہوتا اور معنی
اول ظاہر تر اور مناسب تر ہیں اور خون اسکا الخ یعنی ایسا کام نکرے اور کلام نکہے کہ خونریزی مسلمان کی ہو اور مال اسکا تلف ہو اور آبروریزی اسکی ہو اور جو حدیث

جوامع الکلم سے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو خاص عطا فرمائی تھی (وَعَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ الَّذِي لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعٌ لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ دَقَّ إِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عیاض بن حمار سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی تین طرح کے لوگ ہیں یعنے جو کہ لائق ہیں کہ ساتھ سابقین اور مقربین کے بہشت میں داخل ہوں تین ہیں ایک تو حاکم عادل اور احسان کرنیوالا لوگوں سے توفیق دیا گیا بھلائیوں کی اور دوسرا شخص مہربان یعنے چھوٹوں بڑوں پر نرم دل ہر قرابتی اور ہر مسلمان پر یعنے مہربان خویش بیگانہ پر اور تیسرا بچنے والا یعنے اُس چیز سے کہ نہیں حلال پرہیز کرنیوالا یعنے سوال سے اور توکل کرنیوالا اللہ پر عیالدار یعنے نہیں باعث ہوتی اسکو محبت عیال کی اور نہ خوف انکے رزق کا او پر ترک کرنے توکل کے ساتھ سوال کرنے کے خلق سے اور حاصل کرنیکے مال حرام کو اور ساتھ غافل ہونے کے علم و عمل سے بسبب عیال کے اور دوزخی پانچ شخص ہیں یعنے وہ مستحق عذاب کے ہیں بسبب ہونے ان افعال کے مقصود ہے برائی بیان کرنی ان افعال کی اور تغلیظ اور تشدید اُن پر جیسا کہ اوپر یعنے ان افعال مذکورہ کی اول سست عقل کہ نہیں عقل اُسکو کہ باز رکھے کار ناشائستہ سے اور ثبات و استقامت ہو اسکو وقت شہوت کے اور صبر کر سکتا ہو گناہوں اور بری باتوں سے وہ لوگ کہ تمہارے تابع اور خادم ہیں یعنے اور رہتے ہیں گرد امرا و اغنیا تمہارے کے اور مد نظر اور خیال نہیں ہے انکو مگر پیٹ کا اور پہننا کپڑے کا اگرچہ شبہہ حرام سے ہو نہیں ڈھونڈھتے ہیں اہل و مال کو یعنے طالب نہیں ہوتی اور حرام کے پس اعراض کرتے ہیں حلال سے اور مرتکب ہوتے ہیں حرام کے اور نہ طالب اور راغب ہیں مال حلال کے کہ بوجہ طیب حاصل کریں بلکہ مصروف ہے ہمت انکی کھانے اور پینے پر اگرچہ حرام ہو یہی سستی عقل سے ہے اور دوسرا شخص دوزخیوں میں سے وہ بے دیانت ہے کہ نہیں پوشیدہ اُسپر وہ چیز کہ طمع کرسکے اُسمیں اگرچہ شے قلیل ہو مگر کہ ڈھونڈھتا ہے اور تفحص کرتا ہے اُسکو تا پاوے اور مطلع ہو اُسپر اور خیانت کرے اُسمیں اور بعضوں نے کہا کہ خفا بمعنے ظہور کے بھی آتا ہے یعنے خائن ایسا ہے نہیں ہوتی اُسپر وہ چیز کہ طمع کرسکے اسمیں مگر کہ خیانت کرتا ہے اُسکو اور تیسرا وہ شخص ہے کہ صبح نہیں کرتا اور شام نہیں کرتا مگر کہ وہ فریب دیتا ہے تجکو بسبب اہل تیرے کے اور مال تیرے کے یعنے ہر صبح و شام کار اُسکا فریب دینا ہے کہ طمع رکھتا ہے اہل و مال تیرے میں اور ظاہر کرتا ہے عفت و امانت کو لیکن باطن میں خیانت کرتا ہے اُسمیں اور ذکر کیا آنحضرت نے بخیل کو اور جھوٹے کو اور بدخلق فحش گو کو نقل کی یہ مسلم نے ف مراد رحیم سے صفت فعلیہ ہے کہ ظاہر ہو وجود اُسکا خارج میں یعنے غیر میں اور رقیق سے مراد ہے صفت قلبیہ برابر ہے کہ ظاہر ہو غیر میں اثر اُسکا یا نہو اور ثانی اظہر ہے اور لفظ بخل اور کذب مصدر ہیں قائم مقام فاعل کے یعنے ذکر کیا آنحضرت نے بیچ مقام تعداد اہل نار کے بخیل و کاذب کو فرمایا اور راوی دوزخیوں میں سے بخیل اور کاذب ہے اور اسطرح جو عبارت لایا کہ ذکر البخل والکذب کہا اور نہ کہا ذکر البخیل والکاذب تو اسلیے کہ بعینہ الفاظ آنحضرت کے یاد نہیں رہے یعنے کچھ ایسا ذکر کیا کہ معنے بخل اور کذب کے اُس سے سمجھے جاتے تھے خواہ یوں فرمایا والبخیل والکاذب یا اور لفظ فرمائی اور قول او الکذب اکثر روایتوں میں بلفظ او شک راوی کے ہے یعنے چوتھے بخیل کو ذکر کیا یا کاذب کو اور بعضی روایت میں والکذب واو سے آیا ہے اس صورت میں بھی واو معنی او کے ہے اور لفظ الشنظیر بعضوں نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر معطوف ہونے کے کذب پر اور صحیح یہ ہے کہ مرفوع ہے پس ہوگا عطف رجل پر اور ہر نوع جو تھا بخیل یا کاذب اور پانچواں شنظیر ہے (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اس خدا کی کہ جان میری اُسکے دست قدرت میں ہے ایمان نہیں لاتا یعنے کوئی بندہ یعنے کامل و تمام نہیں ہوتا ایمان اسکا یہانتک کہ دوست رکھے واسطے بھائی مسلمان کے اُس چیز کو کہ دوست رکھتا ہے واسطے اپنے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اُس چیز کو یعنے بھلائی دنیا اور آخرت کو اور ایک روایت میں لفظ من الخیر صریح آیا ہے اور بھلائی آخرت کی نجات پانا ہے عذاب دوزخ سے اور پہنچنا درجات بہشت کو بسبب کرنے اعمال صالحہ کے اور بھلائی دنیا کی اسباب اور متاع اور اہل و اولاد جو کہ وسیلہ آخرت کے ہوں پس ان چیزوں کو اپنے لیے دوست رکھتا ہے چاہیے کہ سب مسلمانوں کے لیے بھی دوست رکھے اور جو کہ بسبب فریب شیطانی اور حرص نفسانی اور فساد باطن کے اپنے لیے مال و جاہ دنیا کا کہ باعث ظلم اور فساد اور وبال و عذاب کا ہو چاہتا ہے اور دوست

رکھتا ہے کیونکر اور مسلمان بھائی کے لیے دوست رکھے اسکو چاہیے کہ نہ اپنے لیے دوست رکھے اور نہ اوروں کے لیے کیونکہ وہ خیر نہیں بلکہ ایک شخص ہے کہ حصول مال و جاہ اسکے لیے
سبب حصول ثواب آخرت کا اور قرب مولے تعالے کا ہوتا ہے جیسے کہ مال واسطے حج اور خبر گیری فقرا کے کام آتا ہے اور جاہ باعث عدالت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا ہوتا ہے اور دوسرا وہ کہ نہیں ہوتا اسکے لیے ایسا بلکہ باعث فسق اور ظلم اور سرکشی کا ہوتا ہے پس چاہنا مال و جاہ کا اور دوست رکھنا اسکا اسکے لیے درست نہوگا اسلیے کہ
اسکے حق میں وہ خیر نہیں ہے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ وَاللّٰہِ لَا یُؤْمِنُ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَلَّذِیْ
لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی نہیں ایمان لاتا یعنے کامل قسم ہے اللہ کی نہیں
ایمان لاتا قسم ہے اللہ کی نہیں ایمان لاتا پوچھا گیا کون ہے کہ ایمان نہیں لاتا اور کس کو آپ فرماتے ہیں یا رسول اللہ فرمایا وہ کہ امن میں نہیں ہوتا ہمسایہ اسکا بدیوں اسکی سے
روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں یعنے ساتھ نجات پانے والوں کے وہ شخص کہ نہیں امن میں ہوتا ہمسایہ اسکا بدیوں اسکی سے نقل کی یہ مسلم
نے ف اسمیں مبالغہ ہے کہ گردانا انہوں نے امن کو وقوع ضرر سے سبب واسطے نفی دخول جنت کے پس کیا حال ہوگا جبکہ تحقیق ہو لاحق ہوا ضرر و شر کا ہے (وَعَنْ
عَائِشَةَ وَابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عائشہ سے اور ابن عمر سے کہ نقل کی
انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے ہمیشہ جبرئیل امر کرتے تھے مجکو ساتھ محافظت حق ہمسایہ کے یعنے ساتھ احسان کرنے کے اسپر اور دفع کرنے ضرر کے
اس سے یہانتک کہ گمان کیا میں نے کہ تحقیق جبرئیل نزدیک ہیں کہ وارث کردینگے یعنے ساتھ وحی الٰہی کے ہمسایہ کو کہ آپس میں ایک ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کا وارث
ہوا کرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا یَتَنَاجٰی اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخَرِ حَتّٰی تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ
مِنْ اَجْلِ اَنْ یُحْزِنَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جب ہو تم تین شخص پس سرگوشی نہ کریں دو شخص
آپس میں چھپا کے ایک شخص دوسرے سے کہ تیسرا ہے یہانتک کہ ملو تم ساتھ لوگوں کے یعنے بعد ملنے لوگوں کے اور کثرت اجتماع کے اگر سرگوشی دو کریں تو مضایقہ
نہیں پس اگر چار شخص مصاحب ہوں اور دو شخص آپس میں سرگوشی کریں تو روا ہے یہ منع سرگوشی کرنی دو شخصوں کی سے وقت مصاحبت تین شخصوں کے بسبب غمگین
کرنے اس فعل کے ہے اوس تیسرے کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لفظ یحزن ساتھ زبر ی اور پیش زے کے اور ایک لغت میں ساتھ پیش ی اور زیر زے کے ہے اور دونوں
لغت فصیح ہیں اور متعدی حَزَنَہٗ وَاَحْزَنَہٗ اندوہگین کرد اور اور روایت اول مشہور تر ہے اور سبب غمگین ہونیکا یہ ہے کہ اسکو خیال جاویگا کہ شاید میری ہلاکت اور بداندیشی
مشورہ کرتے ہوں کہا نووی نے کہ یہ نہی سرگوشی کرنی دو کی سے روبرو تیسرے کے اور اسی طرح نہی سرگوشی کرنی تین اور زیادہ تین کی سے روبرو ایک کے نہی تحریمی ہے
پس حرام ہے جماعت پر سرگوشی کرنی ایک کو چھوڑکر مگر باذن اسکے کے اور یہ مذہب ابن عمر اور مالک اور اصحاب ہمارے کا یعنے شافعیہ کا اور جمہور علما کا ہے اور یہ عام ہے تمام
میں سفر میں ہو یا حضر میں ہو ع (وَعَنْ تَمِیْمِ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ ثَلٰثًا قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے تمیم داری سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین نصیحت ہے یعنے افضل اعمال دین کے یا اہم دین میں خیر خواہی ہے تین بار فرمایا ہم نے
کہا ہمنے یعنے بعض صحابہ نے کہ یہ خیر خواہی کسکے لیے ہے اور کسکے لیے کرنی چاہیے فرمایا آنحضرت نے واسطے اللہ تعالے کے اور واسطے کتاب اسکی کے اور واسطے رسول
اسکے کے اور واسطے مسلمانوں کے اماموں کے کہ امرا و علما ہیں اور واسطے سب مسلمانوں کے نقل کی یہ مسلم نے ف خیر خواہی اللہ کی یہ ہے کہ ایمان لاوے اسکی
وحدانیت و صفات پر اور ترک کرے الحاد کو اسکے صفات میں اور خالص کرے نیت اسکی عبادت میں اور فرمان برداری کرے اسکی اوامر و نواہی کی اور اقرار کرے اسکی
نعمت کا اور شکر ادا کرے اسکا اور محبت رکھے اسکے فرمانبرداروں سے اور دشمنی رکھے اسکے نافرمانوں سے اور خیر خواہی اسکی کتاب کی یہ ہے کہ اعتقاد کرے کہ اتری یہ اللہ
کے پاس سے اور عمل کرے اسپر اور تلاوت اسکی کرے ساتھ تجوید اور تفکر و تدبر کے اور تعظیم اسکی کرے اور خیر خواہی اسکے رسول کی یہ ہے کہ تصدیق کرے اسکی نبوت کی اور

کہ اس چیز کو کہ اللہ تعالے کے پاس سے لائے ہیں اور اطاعت کرے انکی اور دوست رکھے انکو زیادہ تر اپنی جان سے اور فرزند اور ماں باپ اور سب لوگوں سے اور محبت رکھے انکے اہل بیت اور صحابہ سے اور اختیار کرے انکی سنت کو اور مراد کتاب سے قرآن مجید ہے یا سب کتابیں اللہ تعالی کی اور مراد رسول سے آنحضرتؐ یا سب رسول اللہ تعالی کے ہیں اور یہ خیر خواہیاں راجع ہیں بندے کی طرف ہیں کہ خیر خواہی اپنے ہی نفس کی کرتا ہے بسبب انکے اور خیر خواہی امراء کی یہ ہے کہ فرمانبرداری انکی کرے اچھی باتوں میں اور بری باتوں پر اور خبردار کر دے انکو وقت غفلت کے اور خروج نکرے انپر اگرچہ ظلم کریں اور پیروی کرے علما کی اس چیز میں کہ موافق حق کے کہیں اور روایت کریں اور خیر خواہی سب مسلمانوں کی یہ ہے کہ ہدایت کرے انکو طرف بھلائیوں دین و دنیا کے اور دفع کرے ضرر انسے اور نفع پہونچاوے انکو اور یہ حدیث جوامع الکلم سے ہے کہ مدار تمام دین و دنیا کا اسپر ہے اور تمام علوم اولین و آخرین کے مندرج ہیں اسمین * وعن جریر قال بایعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی اقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ والنصح لکل مسلم متفق علیہ * اور روایت ہے جریر سے کہ کہا جریر نے کہ بیعت کی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اوپر قائم کرنے نماز کے اور دینے زکوۃ کے اور خیر خواہی کرنے کے واسطے ہر مسلمان کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے * ف عبادات یا حق اللہ ہیں یا حق العباد اور حق اللہ سے دو عبادتیں خاص ذکر کیں کہ عمدہ ہیں عبادتوں بدنی اور مالی میں اور ارکان اسلام سے ہیں پس شاید یہ سبب ہے کہ نماز و زکوۃ ہیں اور ہو سکتا ہے کہ روزہ اور حج اسوقت میں فرض نہوا ہو اور خیر خواہی مسلمانوں میں داخل ہیں تمام حقوق بندوں کے منقول ہے کہ جریر نے ایک گھوڑا لینا چاہا تین سو درہم کو پھر کہا بیچنے والے کو کہ گھوڑا تیرا بہتر ہے تین سو درہم سے کیا بیچتا ہے تو چار سو درہم کو اسنے کہا کہ تم جانو اے عبداللہ پھر کہا کہ گھوڑا تیرا بہتر ہے اس سے کیا بیچتا ہے تو پانسو درہم کو پھر سو سو بڑھاتے گئے یہانتک کہ پہونچے آٹھ سو درہم کو پھر خریدا اسکو آٹھ سو درہم کو پس لوگوں نے سبب اسکا پوچھا کہا انہوں نے کہ میں نے بیعت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے کی *

ع الفصل الثانی * فصل دوسری *

عن ابی ہریرة قال سمعت ابا القاسم الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تنزع الرحمة الا من شقی رواہ احمد والترمذی * روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا سنا میں نے ابو القاسم سے کہ سچے ہیں کہے گئے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے نہیں نکالی جاتی رحمت یعنے شفقت کرنی خلائق پر مگر بدبخت کے دل سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے * ف سچے کہے گئے یعنے اللہ تعالے نے انکے سچے ہونے کی خبر دی ہے وما ینطق عن الہوی اور بدبخت سے مراد کافر ہے یا فاجر * ع وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء رواہ ابو داود والترمذی * اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت کرنے والے خلق پر رحمت کرتا ہے انپر رحمن رحم کرو انپر کہ زمین میں ہیں تا رحمت کرے تمکو جو کہ آسمان میں ہے نقل کی یہ ابو داود اور ترمذی نے * ف انپر کہ زمین میں ہیں یعنے جانور اور آدمی خواہ نیک ہوں خواہ بد اور رحم کرنا بدوں پر یہ ہے کہ انکو بدی سے باز رکھیں جیسے کہ گذرا کہ مدد کر اپنے بھائی کی ظالم ہو یا مظلوم الخ یا مراد یہ ہے کہ رحم کرو انپر کہ مستحق رحم کے ہیں اور جو آسمان میں ہے یعنے اللہ تعالے کہ کمال قدرت اور سلطنت اسکی آسمان میں ہے یا مراد ملائکہ ہیں اور رحمت کرنی انکی یہ ہے کہ محافظت کریں دشمنوں سے اور موذیات سے کہ شیاطین جن و انس وغیرہ ہیں اور دعا اور استغفار اور طلب رحمت کی کریں جناب عزت سے واسطے رحم کرنے والوں کے * ع وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویأمر بالمعروف وینہ عن المنکر رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب * اور روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے ہمارے تابعین میں سے وہ شخص کہ نہ رحم کرے ہمارے چھوٹوں پر اور حرمت نگاہ نہ رکھے ہمارے بڑوں کی اور نہ امر کرے ساتھ نیکی کے اور نہ منع کرے برائی سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے * ع وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکرم شاب شیخا من اجل سنہ الا قیض اللہ لہ عند سنہ من یکرمہ رواہ الترمذی * اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تعظیم کی کسی جوان نے کسی بوڑھے کی بسبب کبر سن اسکے کے مگر کہ مقرر کرتا ہے اللہ تعالے واسطے اسکے وقت کبر سن اسکے کے اس شخص کو کہ تعظیم و خدمت کرے اسکی نقل کی یہ ترمذی نے * ف اسلیے کہ جو خدمت کرتا ہے خدمت کیا جاتا ہے اور اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ عمر دراز ہوتی ہے اس جوان کی کہ تعظیم کرتا ہے بوڑھے کی منقول ہے کہ ایک مرید نکلا خراسان سے واسطے ملازمت شیخ کے کہ مصر میں تھا اور وہاں پہونچا اور ایک مدت اسکی خدمت میں حاضر رہا اور انہیں دنوں میں ایک جماعت بزرگوں کی زیارت شیخ کے لیے آئی پس اشارہ کیا شیخ نے اسی مرید کو کہ جانور سواری کے تھام

پس نکالا وہ مرید لیکن یہ خطرہ گذرا اسکے دل مین کہ یہ سفر دور دراز کر کے مین شیخ کے پاس آیا اسکا نتیجہ ہوا پس جب گئے اکابر اور داخل ہوا مرید پیر کے پاس پس کہا پیر نے او ولد
مرید قریب ہے کہ تیرے پاس اکابر آوینگے اور تعین کریگا اللہ تعالی واسطے تیرے انکو کہ خدمت کرینگے تیری پس کہتے ہین کہ ایسا ہی ہوا کہ اسکے دروازے پر نہین پاتے جا سکتے تھے
اکثر خچر اور گھوڑے بسبب کثرت آنے اکابر کے اسکی ملاقات کے لیے اور حضرت انس راوی اس حدیث کو بھی اللہ تعالی نے یہ مرتبہ عطا کیا بسبب خدمت حبیب رب العالمین کے
کہ دس برس کی عمر مین حضرت کی خدمت مین حاضر ہوے تھے پس دراز کی اللہ تعالی نے عمر انکی کہ ایک سو تین برس کی عمر ہوئی انکی اور بہت ہوا مال اور اولاد کہ سو فرزند ہوے
ش ع (وعن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اجلال الله اكرام ذي الشيبة المسلم وحامل القرآن غير الغالي فيه والجافي عنه واكرام السلطان
المقسط رواه ابوداود والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے ابو موسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق جملہ تعظیم اللہ تعالی کی سے تعظیم کرنی بوڑھے
مسلمان کی اور تعظیم کرنی اٹھانے والے قرآن کی یعنی پڑھنے والے قرآن کے اور حافظ کی اور مفسر کی کہ نہو شاہ کرنے والا اسمین اور نہو دور ہونے والا اس سے اور جملہ تعظیم اللہ تعالی
کی سے ہے تعظیم کرنی بادشاہ عادل کی نقل کی یہ ابوداود نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف وہ قید مین لگائین اوٹھانے والے قرآن کے لیے ایک تو غلو کرنے والا نہو دو
دوسرے یہ کہ نہو دور ہو اس سے بلکہ متوسط الحال ہو جیسے کہ عادت شریف تھی کہ میانہ روی کرتے تھے عبادات وغیرہ مین اور غلو کرنے والا وہ کہ تجاوز کرے حد سے لفظا اور
معنا مانند وسواسیوں اور شکیوں اور ریاکاروں کے یا خیانت کرے لفظ قرآن مین ساتھ تجوید یا اسکی کے مانند اکثر عوام کے یا مانند اکثر علما کے یا خیانت کرے اسکے معنون مین
ساتھ تاویل باطل کے مانند تمام مبتدعوں کے اور بعضوں نے کہا کہ غلو مبالغہ کرنا تجوید مین یا جلد پڑھنا اسطرح کہ مانع ہو سمجھنے معانی سے اور دور ہونیوالا وہ کہ اعراض کرے
تلاوت قرآن سے اور احکام قرات سے اور عمل کرنے سے اس چیز پر کہ اسمین ہے اور بعضون نے کہا غالی وہ کہ ہمیشہ مشغول تلاوت مین رہے اور تعلیم فقہ اور ذکر و فکر اور
عبادات کیطرف ہرگز نہ متوجہ ہو اور جافی وہ کہ ہمیشہ غیر قرآن مین مشغول رہے اور تلاوت نکرے اور ادنی عادل کا یہ ہے کہ غالب ہو عدل اسکا ظلم پر بخلاف عکس اسکے کہ یعنی
ظلم اسکا غالب ہو عدل پر تو وہ عادل نہین کہلاویگا اور رہنا اس سے افضل ہے چنانچہ اسی لیے کہا ہے بعضے علما ربانیین نے کہ جو کوئی کہے اس زمانے مین سلطان عادل
تو وہ کافر ہے باوجود اسکے کہ نہین خالی ہے ہر سلطان ایک طرح کے عدل سے اور تحقیق اسکی یہی ہے اور یہ فرق ہے درمیان اسکے کہ عدل کرتا ہے اور درمیان عادل کے پس اول اطلاق
کیا جاتا ہے اسپر کہ عدل کرتا ہے اگرچہ کبھی کبھی ہو اور دوسرا اطلاق کیا جاتا ہے عرفا اسپر کہ ہو موصوف ساتھ عدل کے بطریق دوام کے جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ فلانا مصلی ہے اور فلانا
نماز پڑھتا ہے اور شرح السنہ مین ہے کہ کہا طاؤس نے سنت سے ہے یہ کہ توقیر کرے تو چار کی عالم کی اور بوڑھے کی اور سلطان کی اور باپ کی انتہی کہتا ہون مین اور باپ کے حکم
مین ماں بھی ہے اور مراد عالم سے عالم باعمل ہے جیسے کہ سمجھا جاتا ہے لفظ حامل القرآن سے اور شاید کہ نہ ذکر کرنا والد کا اس حدیث مین اسلیے ہے کہ ظاہر ہے یا اسلیے کہ کلام اجنبیون مین ہے یا
جبکہ ہو باپ شیخ اور حامل القرآن اور سلطان ظاہری یا باطنی تو بہت کیجاوے تعظیم اسکی اسلیے کہ واجب ہے تعظیم اسکی بہت سی وجہون کر اور روایت کی خطیب نے جامع مین
انس سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان من اجلالی توقیر الشیخ من امتی ش ح ع (وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم
يحسن اليه وشر بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يساء اليه رواه ابن ماجه) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہتر گھرون کا مسلمانون
کے گھرون مین وہ گھر ہے کہ اسمین یتیم کہ احسان کیا جاوے طرف اسکے اور بدتر گھر مسلمانون کے گھرون مین وہ گھر ہے کہ اسمین ہو یتیم کہ برائی کیجاوے طرف اسکے نقل کی یہ
ابن ماجہ نے ف اور ایذا دیجاوے اسکو ناحق اور اگر واسطے تعلیم و تادیب کے مارین تو داخل احسان کے ہے نہ برائی کرنے کے ش ح (وعن ابي امامة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم من مسح رأس يتيم لم يمسحه الا لله كان له بكل شعرة تمر عليها يده حسنات ومن احسن الى يتيمة او يتيم عنده كنت انا وهو في الجنة كهاتين وقرن بين اصبعيه
رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ہاتھ پھیرے یتیم کے سر پر یعنی بطریق شفقت کے
اور حال یہ کہ نہین پھیرتا ہے ہاتھ مگر واسطے اللہ کے یعنی واسطے طلب رضا اسکی کے نہ واسطے اور غرض کے ہوتی ہین واسطے اسکے بدلے ہر بال کے کہ پھیرتا ہے اسپر ہاتھ اسکا نیکیان
اور جو شخص کہ احسان کرے طرف یتیم لڑکی کے یا یتیم لڑکے کے کہ نزدیک اسکے ہے یعنی اسکی پرورش مین ہے خواہ یتیم اپنا ہو یا اجنبی ہونگا مین اور وہ بہشت مین مانند ان دونون

اور ملائین دونون انگلیان اپنی یعنے بیچ کی انگلی اور اُسکے پاس کی کہ انگوٹھے کی طرف ہے یعنے ہین اور وہ مانندان دونون انگلیون کے نزدیک ہونگے بہشت مین نقل کی یہ
احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف لفظ تمسح ساتھ زبر ت اور پیش میم کے ہے صیغہ مونث کا اور ترجمہ اُسکا مذکور ہوا اور ایک نسخہ مین ساتھ پیش کی
اور زیر میم کے صیغہ مذکر کا آیا ہے اسی صورت مین فاعل اسکا ضمیر ماسح کی ہے اور یدہ مفعول اسکا اور ترجمہ اسکا یہ ہے کہ پھیرتا ہے وہ شخص اس بال پر ہاتھ اپنا اور لفظ حسنات ساتھ
رفع کے ہے بنا بر ہونے اُسکے کے اسم کان کا اور ظاہر یہ ہے کہ نیکیان مختلف ہوتی ہین کمیت و کیفیت مین باعتبار اچھا کرنے نیتون کے اور احسان کرنے یعنے شفقت و مہربانی کرنے
اسپر اور تادیب و تعلیم کرے اُسکو اور نکاح کر دے اسکا اور محافظت کرے اُسکے مال کی اگر مال ہو اسکا اور لفظ او یتیم مین تنویع کے لیے ہے اور ظاہر یہ ہے کہ شک کے لیے ہے کہ
کسی راوی کو شک ہوا ہے کہ لفظ یتیمہ فرمایا یا یتیم اور اس حدیث مین اشارہ ہے طرف بشارت حسن خاتمہ اُسکے کے ٭ ع ح (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰوٰی یَتِیْمًا اِلٰی طَعَامِہٖ وَشَرَابِہٖ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ اَلْبَتَّۃَ اِلَّا اَنْ یَّعْمَلَ ذَنْبًا لَا یُغْفَرُ وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَهُنَّ اللّٰہُ
اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوِ اثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَةً وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰہُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ
عَيْنَاهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جگہ دیوے یتیم کو طرف کھانے اور پینے اپنے کے واجب
کرتا ہے اللہ تعالی واسطے اُسکے بہشت مقرر یعنے قطعا بلا شک و شبہہ بموجب وعدہ اپنے کے مگر یہ کہ کرے وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا اور جو شخص پرورش کرے تین بیٹیون کو یا پرورش
کرے انکو کہ مانند تین بیٹیون کے ہین کہ تین بہنین ہون پس ادب سکھاوے انکو اور شفقت کرے انپر یہان تک کہ بے پروا کرے انکو یعنے بڑی ہون اور نکاح کیجاوین واجب
کرتا ہے اللہ تعالے واسطے اُسکے بہشت پس کہا اُس شخص نے یا رسول اللہ یا دو کو یعنے فرمائیے کہ دو بیٹیون یا دو بہنون کی پرورش کرنے مین بھی یہی ثواب ملتا ہے فرمایا پرورش
کرے دو بیٹیون یا دو بہنون کو یہان تک کہ اگر کہتے لوگ یا ایک کو البتہ فرماتے یا ایک کو اور جس شخص کی لے لے اللہ دو پیاریان واجب ہوئی اُسکے لیے بہشت پوچھا گیا
یا رسول اللہ کیا مراد ہے دو پیاریون سے فرمایا دونون آنکھین اسکی نقل کی یہ شرح السنہ مین ف وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا ہے یعنے شرک یا حقوق بندے کے پس تقدیر یہ ہے مگر
یہ کہ کرے وہ گناہ کہ نہین بخشا جاتا مگر ساتھ توبہ کے یا ساتھ بخشوانے اور مانند اسکے کے حاصل یہ کہ تمام گناہ کہ حق اللہ تعالے کے ہین بخشے جاتے ہین اگر چاہتا ہے اللہ سواے شرک کے
اور اگر کہتے لوگ الخ یہ بموجب مذہب مختار کے کہ کہتے ہین احکام مفوض ہین آنحضرت جو کچھ چاہین کرین اور جسکو چاہین تخصیص کرین ظاہر ہے اور جو کہ قایل عدم تفویض کے ہین
وہ کہتے ہین کہ بعد التماس انکے کے وحی ہوئی ساتھ اُس چیز کے کہ موافق مقصود انکے کے تھی اور مانند اسکے بہت سی حدیثون مین آیا ہے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یُّؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَنَاصِحٌ الرَّاوِيْ لَيْسَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ بِالْقَوِيِّ)
اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ البتہ ایک ادب سکھانا آدمی کا اپنے بیٹے کو بہتر ہے واسطے اسکے تصدق کرنے
ایک صاع غلہ کے سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور ناصح راوی نہین نزدیک محدثون کے قوی ف یعنے حفظ و ضبط مین کہ اعتماد اسپر کیجیے لیکن یہ
حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف پر عمل کرنا فضائل اعمال مین جائز ہے اجماعا اور اسمین شک نہین کہ مراد ادب سے ادب شرعی ہے ٭ ج ع (وَعَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی
عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهٗ مِنْ نُحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا
عِنْدِيْ حَدِيْثٌ مُرْسَلٌ) اور روایت ہے ایوب بن موسی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے موسے سے موسی نے نقل کی ایوب کے دادا سے یعنے عمرو بن سعید سے یہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہین دیا باپ نے اپنے بیٹے کو کچھ دینا بہتر ادب نیک سے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث نزدیک میرے
مرسل ہے (وَعَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوْمَاَ يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ اِلَى الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ
اِمْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰی يَتَامَاهَا حَتّٰی بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عوف بیٹے مالک اشجعی کے سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اور عورت سیاہ رخسارون کی یعنے بسبب خدمت اولاد اور رنج اور ترک زینت کے رخسارہ اُسکے سیاہ ہوگئے مانند ان دونون انگلیون کے

ہونگے دن قیامت کے اور اشارہ کیا یزید بن زریع نے کہ راوی اس حدیث کا ہے طرف بیچ کی انگلی کے اور انگلی شہادت کے یعنی واسطے بیان دو انگلیوں کے وہ عورت ایسی
کہ ہوئی وہ بے شوہر یعنی بسبب مرنے یا طلاق دینے خاوند کے تھی جاہ وجمال والی روکا اپنے نفس کو یعنی نکاح کرنے سے واسطے پرورش اور شفقت کرنے کے اوپر عیال یتیموں
اپنے کے یہاں تک کہ جدا ہوئے یعنی وہ لڑکے یعنی بسبب بڑے اور بالغ ہونے کے محتاج ماں کے نہ رہے یا مر گئے نقل کی ہے ابوداؤد نے ف یعنی جس عورت کا خاوند مر گیا
یا طلاق دی اور چھوٹی اولاد چھوڑ گیا اور اس عورت نے اولاد کی پرورش کے واسطے کسی شخص سے نکاح نہ کیا اور انکی خدمت میں مشغول رہی وقت احتیاج انکی کے تک اور
بسبب خدمت انکی کے اپنا حسن وجمال برباد کیا تو حضرت نے اسکے حق میں فرمایا کہ میں اور وہ عورت قیامت کے دن مانند ان دونوں انگلیوں کے قریب باہم ہونگے اس سے
معلوم ہوا کہ اگر عورتیں بیوہ یا طلاق دی گئیں اور خاوند نکریں اور صبر کریں اور صلاح وعفت اختیار کریں اور ترک زیب وزینت کریں اور پرورش یتیموں میں مشغول رہیں
تو بڑی فضیلت رکھتا ہے ع (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِي الذُّكُوْرَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ
الْجَنَّةَ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسکے ہوئی ایک بیٹی یا بہن نہ گاڑا اسکو زندہ یعنی جیسے کہ جاہلیت میں بسبب عار و
فقر کے کرتے تھے اور نہ حقیر اور ذلیل کر کر رکھا اسکو اور نہ ترجیح دی اپنے ولد کو اس پر یعنی لڑکوں کو دینے والے وغیرہ میں داخل کریگا اسکو اللہ بہشت میں نقل کی ہے ابوداؤد نے
ف یعنی ساتھ سابقین کے اور چونکہ لفظ ولد کا اطلاق بیٹی اور بیٹے پر کرتے ہیں کہا ابن عباس نے کہ اس حدیث میں ولد سے مراد حضرت کی بیٹے ہیں ع (وَعَنْ أَنَسٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهُ أَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهِ فَنَصَرَهُ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَإِنْ لَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى نَصْرِهِ أَدْرَكَهُ اللّٰهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے انس سے کہ اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے جو شخص کہ غیبت کیا جاوے نزدیک اسکے بھائی مسلمان
کی حال آنکہ وہ شخص قادر ہو اوپر مدد کرنے اسکی کے یعنی ساتھ دفع کرنے غیبت و عار کے اس سے اور منع کرنے کے غیبت اسکی سے پس مدد کی اسکی مدد کریگا اسکی اللہ تعالی
دنیا اور آخرت میں اور اگر مدد نکی اسکی اور وہ قادر تھا اسکی مدد کرنے پر مواخذہ کریگا اللہ اور بدلہ لیگا اس سے بسبب مدد نکرنے کے دنیا اور آخرت میں نقل کی ہے شرح السنہ میں
(وَعَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيْهِ بِالْمَغِيْبَةِ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ)
اور روایت ہے اسماء بیٹی یزید کی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ باز رکھے کھانے گوشت بھائی اپنے کے سے یعنی غیبت کرنے والے کو منع کرے غیبت کرنے
بھائی مسلمان کی سے غائبانہ ہے حق اللہ پر یہ کہ آزاد کریگا اسکو آگ سے نقل کی بیہقی نے شعب الایمان میں ف کھانے گوشت کے سے کنایہ ہے غیبت کرنے سے جیسے کہ قرآن مجید میں
فرمایا ہے بیچ برائی غیبت کے ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا یعنی آیا دوست رکھتا ہے ایک تمہارا اپنے بھائی مردہ کے گوشت کھانے کو تشبیہ دی غیبت کرنے کو ساتھ کھانے گوشت مسلمان کے
چونکہ آبروریزی اسکی کرتا ہے گویا کہ اسکو ہلاک کرتا ہے اور گوشت اسکا کھاتا ہے اور واسطے مبالغہ کے فرمایا گوشت بھائی مردہ کا اور اس تقریر پر غیبت یعنی غائبانہ ہے ساتھ زیر غین کے یعنی
غائبانہ اور لفظ بالمغیبہ متعلق ہے ساتھ لفظ ذب کے اور احتمال رکھتا ہے کہ بالمغیبہ متعلق ہو اخیہ کے بتقدیر اکل لحم اخیہ کے اور مغیبت یعنی غیبت کے ہو ساتھ زیر غین کے یعنی باز
رکھے کھانے گوشت کے سے بسبب غیبت کے اور مآل دونوں معنوں کا ایک ہی ہے کہ منع کرنا اور باز رکھنا لوگوں کا ہے آپس کی غیبت سے یعنی جو کہ باز رکھے لوگوں کو غیبت کرنے سے
اور آزاد کریگا الخ یعنی اول وہلہ میں پہلے داخل ہونے کے یعنی یا بعد داخل ہونے کے پہلے پورا کرنے عذاب کے ع (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيْهِ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ) اور
روایت ہے ابودرداء سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ نہیں کوئی مسلمان کہ رد کرے اور باز رکھے غیبت کو آبرو بھائی اپنے کے سے یعنی منع کرے
اسکی غیبت سے مگر کہ ہوتا ہے حق اللہ پر یہ کہ باز رکھے اس سے آگ دوزخ کو دن قیامت کے پھر پڑھی آنحضرت نے واسطے استشہاد کے اپنے قول پر کان حقا الخ یہ آیت اور
ہے ثابت و واجب ہم پر مدد کرنی مومنوں کی نقل کی یہ شرح السنہ میں ع (وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَخْذُلُ امْرَأً مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَهَكُ
فِيْهِ حُرْمَتُهُ وَيُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ إِلَّا خَذَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيْهِ نُصْرَتَهُ وَمَا مِنِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيْهِ مِنْ عِرْضِهِ وَيُنْتَهَكُ فِيْهِ مِنْ حُرْمَتِهِ

إلا نصره الله تعالى في موطن يحب فيه نصرته رواه أبو داود) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی شخص مسلمان کہ مدد کرے مرد مسلمان کی اور
منع کرے غیبت اسکی سے اُس جگہ کہ بےحرمتی کی جاتی اسکی اور نقصان کیا جاتا ہے اس جگہ میں آبرو اسکی سے مگر کہ نہیں مدد کریگا اسکی اللہ تعالیٰ اُس جگہ میں کہ دوست رکھتا ہے
اسمیں مدد خدا کو یعنے آخرت میں اور دنیا میں اور نہیں کوئی شخص مسلمان کہ مدد کرے کسی مسلمان کی اُس جگہ میں کہ نقصان کیا جاتا ہے اسمیں آبرو اسکی سے اور بےحرمتی کیجاتی ہے
اسکی اسمیں مگر کہ مدد کریگا اسکی اللہ تعالیٰ اُس جگہ میں کہ دوست رکھتا ہے اسمیں مدد اسکی نقل کی یہ ابو داود نے (وعن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من رأى عورة فسترها كان كمن أحيى موؤدة رواه أحمد والترمذي وصححه) اور روایت ہے عقبہ بیٹے عامر کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ دیکھے یعنے جانے
عیب یا برائی یعنے کسی مسلمان میں اور ڈھانکے اسکو ہوگا ثواب اسکو مانند ثواب اُس شخص کے کہ زندہ کیا چاہیے گاڑے ہوئے کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو ف
وجہ تشبیہ ڈھانکنے عیب کی ساتھ زندہ کرنے چاہیے گاڑے ہوئے کے یہی ہے علما نے کہ جسکا عیب ظاہر ہوتا ہے تو وہ خجالت سے مانند مردہ کے ہوتا ہے اور دوست رکھتا ہے کہ کاش میں مر
ہوتا اور عیب ظاہر نہوتا پس جب کسی نے عیب اسکا ڈھانکا تو دفع کی اُس سے خجالت کہ وہ اُسکے نزدیک بمنزلہ موت کے تھی پس ڈھانکنا عیب کا بمنزلہ زندہ کرنے کے ہوا جیسے
کہ جیتی لڑکی کہ دفن کی گئی تھی قبر میں اور قریب مرنے کے تھی پس نکالی گئی اور زندہ رہی ع (وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن أحدكم مرآة أخيه
فإن رأى به أذى فليمط عنه رواه الترمذي وضعفه وفي رواية له ولأبي داود المؤمن مرآة المؤمن والمؤمن أخو المؤمن يكف عنه ضيعته ويحوطه من ورائه) اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق ایک تمہارا آئینہ ہے بھائی اپنے کا پس اگر دیکھے اسمیں برائی تو چاہیے کہ دور کردے اُس سے برائی یعنے اور مشغول
ہو ساتھ اصلاح حال اُسکے کہ جسطرح کہ ہوسکے ساتھ تنبیہ اور الہام اور زجر و نصیحت کے جیسے کہ شرط ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو یعنے روایت حدیث ساتھ اس
لفظ کے ضعیف ہے اور بیچ ایک روایت ترمذی کے اور ابو داود کے یوں ہے مسلمان آئینہ مسلمان کا ہے اور مسلمان بھائی ہے مسلمان کا باز رکھتا اور دفع کرتا ہے اُس سے وہ چیز کہ
اسمیں ضرر اور ہلاکت اسکی ہے اور نگاہ رکھتا ہے یعنے حق اسکا غائبانہ اُسکے ف مسلمان آئینہ دوسرے مسلمان کا ہے یعنے آگاہ کردیتا ہے اسکو اسکی برائی پر مانند آئینہ کے کہ جو کچھ دیکھنے والے
کے وجود میں ہوتا ہے اگرچہ تھوڑی چیز ہو دکھا دیتا ہے اور خفیہ آگاہ کرے تاکہ وہ ذلیل نہو لوگوں میں جیسے آئینہ آگاہ کرتا ہے کہ سوا اُسکے کسی پر معلوم نہیں کرواتا اور وہ دوسرا بھی معلوم
ہو جاتا ہے اپنی رائے پر بسبب آگاہ کرنے مومن دوسرے کے جیسے کہ مطلع ہوتا ہے اپنے چہرے کی برائی پر بسبب دیکھنے کے آئینہ میں مولانا روم قدس اللہ سرہ نے فرمایا کہ صوفیہ
خبر ہیں جبتک کہ کاوش کرتے رہیں احوال ایک دوسرے کے اور جب متفق ہونگے ہلاک ہونگے اور واسطے تقویت و تائید ان معنوں کے فرمایا المؤمن أخ المؤمن
الخ اور نگاہ رکھتا ہے الخ یعنے غیبت نہیں کرتا اسکی اور اگر کوئی غیبت کرتا ہے اسکی تو منع کردیتا ہے اور سکوت نہیں کرتا بلکہ محافظت کرتا ہے تمام حقوق اُسکے کی نفس میں اور مال
میں اور آبرو میں ح ع (وعن معاذ بن أنس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حمى مؤمنا من منافق بعث الله ملكا يحمي لحمه يوم القيامة من نار جهنم ومن
رمى مسلما بشيء يريد به شينه حبسه الله على جسر جهنم حتى يخرج مما قال رواه أبو داود) اور روایت ہے معاذ بیٹے انس کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ بچاوے کسی مسلمان کو یعنے اسکی آبرو کو منافق کے شر سے بھیجے گا اللہ تعالیٰ فرشتہ کو کہ بچاویگا گوشت اُسکے کو یعنے اُسکے بدن کو دن قیامت کے آگ دوزخ
کی سے اور جو شخص کہ تہمت کرے کسی مسلمان کو ساتھ کسی چیز کے یعنے عیبوں میں سے درحالیکہ چاہتا ہے ساتھ اُس چیز کے عیب اسکا قید کریگا اسکو اللہ اوپر پل دوزخ کے یہانتک
کہ نکلے عہدہ اُس چیز کے سے کہ کہا ہے نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنے پاک ہو اُسکے گناہ سے ساتھ راضی کرنے مدعی اُسکے کے یا ساتھ شفاعت کے یا ساتھ عذاب کرنے کے
بقدر گناہ کے اور منافق سے یہاں مراد غیبت کرنے والا ہے اسکو منافق اسلیے کہا کہ ظاہر کرتا ہے خیر خواہی اور دل میں ارادہ رکھتا ہے فضیحت کا اور غایت گوئی کا منافقوں کا ہے
کہ حاضر و غائب یکساں نہیں ہوتے ع ح (وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خير الأصحاب عند الله خيرهم لصاحبه وخير الجيران عند الله
خيرهم لجاره رواه الترمذي والدارمي وقال الترمذي هذا حديث حسن غريب) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر یاروں کا
یعنے اکثر انکا از روئے ثواب کے نزدیک اللہ کے بہتر انکا ہے واسطے یار اپنے کے یعنے اکثر انکا از روئے احسان کے اگرچہ ساتھ خیر خواہی کے ہو اور بہتر ہمسایوں کا نزدیک

اللہ کے بہترین انکا ہے واسطے ہمسایہ اپنے کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ أَوْ إِذَا أَسَأْتُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ قَدْ أَحْسَنْتَ فَقَدْ أَحْسَنْتَ وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ قَدْ أَسَأْتَ فَقَدْ أَسَأْتَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا ایک شخص نے واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا رسول اللہ کس طرح معلوم کروں میں نیکوکاری اپنی اور بدکاری اپنی یعنے کیونکر جانوں کہ میں نیک کار ہوں یا بدکار جس وقت کہ صادر ہو مجھ سے ایسا عمل کہ نہ معلوم ہو حسن و قبح اسکا شرع سے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت سنے تو اپنے ہمسایوں کو کہتے ہیں تحقیق نیکی کی تو نے پس تحقیق نیکی کی تو نے اور جس وقت سنے تو ہمسایوں کو کہتے ہیں تحقیق برا کیا تو نے پس تحقیق برا کیا تو نے یعنے نیکی و بدی تیری ساتھ گواہی دینے ہمسایوں کے معلوم ہوگی نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف اسنے تو ہمسایوں کو یعنے سب ہمسایوں کو یعنے اسلیے کہ نہیں جمع ہوتے ہیں سب ضلالت پر غالبًا اور اسمین اشارہ ہے اسپر کہ السنة الخلق اقلام الحق کذا ذکر علی اور حضرت شیخ نے کہا کہ یہ اسوقت ہے کہ جسوقت ہوں ہمسایے اسکے اہل حق و انصاف والے اور نہ بہت محبت رکھتے ہوں اور نہ بہت دشمنی (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتارا تم آدمیوں کو بیچ مراتب انکی کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے بیچ مراتب معینہ انکے کے یعنے حد و مرتبہ ہر ایک کا نگاہ رکھو ایک ہے شریف و اہل عزت اور دوسرا ہے وضیع و ذلیل دونوں کو یکساں نہ رکھو تعظیم و تکریم میں ہر ایک کے ساتھ ایسا سلوک کرو کہ موجب ایذا اور حقارت نہ ہو اسکے کا نہو یہ کہ برابری کرو درمیان خادم اور مخدوم کے بلکہ ہر ایک سے موافق مرتبہ اسکے کے پیش آؤ فرمایا ہے اللہ تعالی ورفعنا بعضہم درجات اور احیاء العلوم میں منقول ہے کہ حضرت عائشہ کھانا کھا رہی تھیں کہ ایک فقیر اس راہ سے گذرا ایک ٹکڑا روٹی کا اسکو بھیجا بعد ازاں ایک سوار گذرا اس سے کہلا بھیجا کہ طعام حاضر ہے اگر خواہش ہو تو آئیے ایک شخص نے حاضرین میں سے تفاوت اس حال سے پوچھا فرمایا حضرت عائشہ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے انزلوا الناس منازلہم وہ مسکین اس روٹی کے ٹکڑے سے راضی ہو گیا اور اگر سوار سے بھی ویسا ہی معاملہ کرتی کہ جیسا اس سے کیا تو وہ ایذا پاتا اور حقارت اسکی لازم آتی اور یہ حدیث مبدا ہے فہم اقوال علما کا بیچ تفاضل انبیا کے اور تفضیل خلفا کے اور مانند انکے کے جیسے کہ یہ حدیث نشاء ہے وہم اغنیا و متکبرین کا امراء و وزراء سے جیسے کہ دیکھا جاتا ہے بیچ مجلسوں انکی کے قد علم کل اناس مشربہم فہم کل فریق نہ ہبہم یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا یعنے علما کا فہم اس سے یہ جانا ہے کہ وہ اہل علم و فضل کو فضیلت دیتے ہیں انکے غیر پر اور اغنیا کا وہم یہ جانا کہ وہ اہل علم و فضل و فقر کی حقارت کرتے ہیں اور فاسق و دولتمند فاجروں کی عزت و تعظیم کرتے ہیں اور اس حدیث کو دلیل لاتے ہیں انکو اللہ تعالی نے اس سے گمراہ کیا اور علما کو راہ یاب کیا (ع ح الْفَصْلُ الثَّالِثُ) فصل تیسری (عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي قُرَادٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ يَوْمًا فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَتَمَسَّحُونَ بِوَضُوئِهِ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحْمِلُكُمْ عَلَى هٰذَا قَالُوا حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُحِبَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أَوْ يُحِبَّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ فَلْيَصْدُقْ حَدِيثَهُ إِذَا حَدَّثَ وَلْيُؤَدِّ أَمَانَتَهُ إِذَا اؤْتُمِنَ وَلْيُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَهُ) روایت ہے عبد الرحمن بیٹے ابی قراد سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا ایک دن پس شروع کیا صحابیوں نے کہ ملتے تھے اپنے بدن کو پانی حضرت کے وضو کا پس فرمایا واسطے انکے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سی چیز باعث ہوئی تمکو اس کام پر عرض کیا محبت اللہ کی اور رسول کی پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو خوش لگے یہ کہ دوست رکھے اللہ کو اور اسکے رسول کو یعنے بوجہ کمال کے یا دوست رکھے اسکو اللہ اور رسول اسکا پس چاہیے کہ سچ بولے اپنی بات میں جسوقت کہ بات کرے اور چاہیے کہ ادا کرے امانت لوگوں کی کہ اسکے پاس ہے جسوقت کہ امانت سونپی جاوے اور چاہیے کہ اچھی کرے ہمسایہ گری ہمسایوں کی ف مراد وضو کے پانی سے اکثروں کے نزدیک بقیہ وضو کے پانی کا ہے کہ باسن میں بچ رہتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد وہ پانی وضو کا ہے کہ جدا ہوا اعضائے مبارک سے اور لفظ او یحبہ اللہ ورسولہ میں تنویع کے لیے ہے اور یہ مرتبہ بالاتر ہے اول سے اور حقیقت میں دونوں متلازم ایک دوسرے کے ہیں کیونکہ ہر کوئی اپنے دوستدار کو دوست رکھتا ہے اور یا لفظ او بمعنے بل کے ہے اور یہ ظاہر تر ہے اور احتمال ہے کہ شک راوی کے لیے ہو اور معنے حدیث کے یہ کہ دعوی محبت خدا اور رسول کا فقط ایسی ہی باتوں سے کہ جنپر نفس پر شاق نہیں ثابت نہیں ہوتا بلکہ ضرور ہے اسمین بجا لانا اوامر کا اور بچنا نواہی سے خصوصًا بجا لانا ان امور کا کہ بیچ ان کے اور ادا کرنا امانت کا اور احسان کرنا ہمسایوں سے کہ معاملات میں اور حقوق لوگوں میں ان چیزوں میں مبتلا ہونا اکثر ہوتا ہے اور شاید کہ ان لوگوں میں حضرت نے کوئی

ایسی چیز پائی ہو کہ موجب سستی اور تقصیر کی بیچ ادا کے ان حقوق کے ہو اس واسطے خاص ان چیزون کو ذکر کیا ۔ ع ح (وعن ابن عباس قال سمعت رسول الله صلى الله
عليه وسلم يقول ليس المؤمن بالذي يشبع وجاره جائع الى جنبه رواه البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا ابن عباس نے کہ سنا مین نے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں مومن کامل وہ شخص کہ پیٹ بھر کر کھاوے اس حال مین کہ ہمسایہ اسکا بھوکا ہو اسکے پہلو مین نقل کیا ہے اسکو بیہقی نے
شعب الایمان مین ف ۔ حاصل حدیث کا یہ ہے یعنے نہیں مومن کامل وہ شخص کہ پیٹ بھر کر کھاوے اس حال مین کہ وہ جانتا ہو حال اضطرار ہمسایہ کا اور
قدرت اعانت اسکی کا اور یہ ذکر پہلو کے اشارہ ہے کمال غافل ہونے اسکے کی خبرگیری ہمسایہ سے ۔ ع (وعن ابی ہریرة قال قال رجل یا رسول الله ان فلانة تذكر من كثرة صلاتها
وصيامها وصدقتها غير انها تؤذي جيرانها بلسانها قال هي في النار قال يا رسول الله فان فلانة تذكر قلة صيامها وصدقتها وصلاتها وانها تصدق بالاثوار من الاقط
ولا تؤذي بلسانها جيرانها قال هي في الجنة رواه احمد والبيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ تحقیق فلانی عورت ذکر
کیجاتی ہے بیچ لوگون کے بطریق شہرت کے بسبب کثرت نماز اسکی کے اور روزے اسکے کے اور بلکہ دینے اسکے کے یعنے لوگ کہتے ہین کہ وہ بہت عبادت کرتی ہے لیکن ایذا دیتی
ہے اپنے ہمسایون کو ساتھ زبان اپنی کے فرمایا کہ وہ دوزخ مین ہوگی بسبب ایذا دینے ہمسایہ کے اور نماز اور روزہ اور تصدق باوجود ایکہ افضل عبادات مین کفارہ اس گناہ کا
نہین ہونگے کہا اس شخص نے یا رسول اللہ پس تحقیق فلانی عورت ذکر کیجاتی ہے بسبب کم رکھنے روزون کے اور کم دینے تصدق کے اور کم نماز پڑھنے کے اور تحقیق وہ تصدق کرتی ہے چند
ٹکڑے قروط کے اور نہین ایذا دیتی اپنی زبان سے اپنے ہمسایون کو فرمایا کہ وہ بہشت مین ہوگی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف ۔ اسلیے کہ مدار امر دین کا
اوپر اکتساب فرائض اور اجتناب معاصی کے ہے اور نہین ہے فائدہ بیچ حاصل کرنے فضول کے یعنے عبادات نفل کی اور ضائع کرنے وصول کے جیسیے کہ وہ واقع ہے بیچ اکثر
علما اور صلحا کے کہ علما ترک کرتے ہین ان چیزون کو کہ واجب ہے اوپر عمل کرنا اور نہین حاصل کرتے صلحا اس علم کو کہ واجب ہے اوپر حاصل کرنا اسکا اور جو کہ صوفی کہ جامع
ہین بیچ میان علم و عمل کے وہ مقدم رکھتے ہین رعایت پرہیز کرنے کو اوپر دینے والے کے وہ چاہتے ہین راہ کمال کی کہ وہ کہتے ہین کہ تخلیہ مقدم ہے تحلیہ پر اور اسلیے گردانا ہے انھون نے توبہ
کو اول منازل سائرین کی اور کلمہ توحید مین اشارہ ہے طرف اس معنے کے بطریق نفی و اثبات کے اور اشارہ ہے طرف اسکے کہ صفات سلبیہ مقدم ہین اوپر صفات ثبوتیہ کے
پس گویا کہ لازم آتا ہے اول سے حصول ثانی کا بخلاف عکس کے ۔ ع (وعنه قال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وقف على ناس جلوس فقال الا اخبركم بخيركم من شركم
قال فسكتوا فقال ذلك ثلث مرات فقال رجل بلى يا رسول الله اخبرنا بخيرنا من شرنا فقال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من لا يرجى خيره ولا يؤمن شره رواه الترمذي
والبيهقي في شعب الايمان وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے لوگون پر کہ بیٹھے ہوئے تھے پس
فرمایا کیا خبر دون مین تمکو ساتھ نیک ترین تمھارے کے اور ممتاز کرون نیک ترین تمھارے کو بد ترین تمھارے سے یعنے بیان کرون کہ بہتر تم مین کون ہے اور بدتر کون کہا
ابو ہریرہ نے پس چپ رہے لوگ یعنے بخوف اسکے کہ متعین کرکر فرماوین کہ یہ نیک ہے اور یہ بد ساتھ مفہوم عام اور عنوان کلی کے اور یہ بات موجب فضیحت اور ذلت کی ہو پس
فرمایا آنحضرت صلعم نے یہ کلام مذکور تین بار پس کہا ایک شخص نے ہان یا رسول اللہ خبر دیجیے ہمکو اور تمیز کر دیجیے نیکترین ہمارے کو بد ترین ہمارے سے پس فرمایا بہترین تمھارا وہ ہے
کہ امید رکھتے ہون لوگ بھلائی اسکی کی اور امن مین رہتے ہون اسکی بدی سے اور بد ترین تمھارا وہ ہے کہ امید نہ رکھتے ہون لوگ اسکی بھلائی کی اور امن مین رہتے ہون اسکی بدی
نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف ۔ اور جو ایسا ہو کہ امید اسکی بھلائی کی رکھین اور اسکی بدی سے امن مین ہون اور
یا اسکی بدی سے امن مین ہون لیکن امید بھلائی کی اس سے نہ رکھتے ہون تو وہ بین بین ہے نہ نیکتر ہے نہ بدتر ۔ ع ح (وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله
تعالى قسم بينكم اخلاقكم كما قسم بينكم ارزاقكم ان الله تعالى يعطي الدنيا من يحب ومن لا يحب ولا يعطي الدين الا من احب فمن اعطاه الله الدين فقد احبه والذي نفسي بيده
لا يسلم عبد حتى يسلم قلبه ولسانه ولا يؤمن حتى يأمن جاره بوائقه) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نے تقسیم
کیے درمیان تمھارے خلق تمھارے جیسے کہ تقسیم کیے درمیان تمھارے رزق تمھارے تحقیق اللہ تعالی دیتا ہے دنیا اس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے یعنے انبیا اور اولیا

میں سے مانند سلیمان علیہ السلام اور عثمان رضی اللہ عنہ کے اور دیتا ہے اسکو کہ نہیں دوست رکھتا ہے یعنے مانند فرعون وغیرہ کے اور نہیں دیتا دین کو یعنے اخلاق نیک کو مگر اس شخص کو کہ دوست
رکھتا ہے پس جس شخص کو کہ دیا اللہ نے دین پس تحقیق دوست رکھا اسکو قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے نہیں مسلمان ہوتا یعنے کامل بندہ یہاں تک کہ
مسلمان ہو دل اسکا اور زبان اسکی اور نہیں مومن ہوتا یعنے کامل یہاں تک امن پاوے ہمسایہ اسکا برائیوں اسکی سے ف اسلام دل کا پاک کرنا اسکا ہے عقائد باطلہ
سے اور اسلام زبان کا باز رکھنا اسکا الا یعنے سے کذا قال الطیبی اور ظاہر یہ ہے کہ عبارت تصدیق و اقرار سے ہے بلکہ کنایہ ہے تسویہ ظاہر و باطن سے اور تخصیص دل اور زبان کی بسبب
ہونے انکے مدار اسلام و ایمان کی ہے ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ مَأْلَفٌ وَلَا خَيْرَ فِيمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ رَوَاهُمَا أَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ
الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن محل ہے الفت کا اور نہیں بھلائی اس شخص میں کہ نہیں الفت کرتا یعنے مسلمانوں سے اور نہیں
الفت کیا جاتا یعنے مسلمان دوست نہیں رکھتے اسکو نقل کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف مالف الف ساتھ زبر لام کے مصدر میمی ہے استعمال کیا گیا
بیچ معنے فاعل و مفعول کے یعنے الفت والا و مولف یعنے الفت کرتا ہے اور الفت کیا جاتا ہے جیسے کہ ایک روایت میں ہے اور موید ہے اسکی آخر حدیث بھی اور کہا طیبی نے احتمال ہے
یہ کہ ہو مصدر بطریق مبالغہ کے جیسے کہ رجل عدل یعنے الفت کرنے والا ہے یا الفت کا اسم مکان ہو یعنے ہوتا ہے جگہ الفت کی اور منشا اسکا اسلئے کہ سبب الفت کے حاصل ہوتا ہے
اجتماع درمیان مسلمانوں کے اور بغیر الفت کے واقع ہوتا ہے تفرقہ اور حق سبحانہ تعالی نے منت رکھی ہے مومنوں پر ساتھ تالیف قلوب انکے کے اس آیت میں کنتم اعداء فالف بین
قلوبکم اور کئی جگہ مثل اس مضمون کے ہے م ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضَى لِأَحَدٍ مِنْ أُمَّتِي حَاجَةً يُرِيدُ أَنْ يَسُرَّهُ بِهَا فَقَدْ سَرَّنِي وَمَنْ سَرَّنِي فَقَدْ
سَرَّ اللّٰهَ وَمَنْ سَرَّ اللّٰهَ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص روا کرے کوئی حاجت دینی یا دنیوی واسطے کسی کے
امت میری سے یعنے امت اجابت سے درحالیکہ چاہتا ہے یہ کہ خوش کرے اسکو ساتھ حاجت روائی کے پس تحقیق خوش کیا اسنے مجھکو یعنے میں خوش ہوتا ہوں بسبب خوشی اسکی
اور جسنے خوش کیا مجھکو پس تحقیق خوش کیا اللہ کو اور جسنے خوش کیا اللہ کو داخل کریگا اسکو اللہ بہشت میں ف اور جامع صغیر میں ہے کہ جسنے روائی واسطے بھائی مسلمان کے
ایک حاجت ہوتا ہے واسطے اسکے ثواب مانند ثواب اس شخص کے کہ حج کیا اور عمرہ کیا روایت کیا اسکو خطیب نے انس سے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
أَغَاثَ مَلْهُوفًا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ ثَلَاثًا وَسَبْعِينَ مَغْفِرَةً وَاحِدَةٌ فِيهَا صَلَاحُ أَمْرِهِ كُلِّهِ وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ لَهُ دَرَجَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) اور روایت ہے اسی انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ فریاد رسی کرے کسی مظلوم کی لکھتا ہے اللہ تعالی واسطے اسکے تہتر بخششیں ایک ان تہتر بخششوں میں سے بخشش ہے کہ اسمیں اصلاح ہے سب کاموں
اسکے کی یعنے دنیا اور آخرت میں اور بہتر بخششیں واسطے اسکے موجب درجات کی ہونگی دن قیامت کے م (وَعَنْهُ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَى عِيَالِهِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الثَّلَاثَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے اسی انس سے اور عبد اللہ سے کہا
ان دونوں نے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلق کنبا اللہ کا ہے پس بہتر خلق کا طرف اللہ کے وہ شخص ہے کہ احسان کرے طرف کنبے اللہ کے نقل کیں یہ تینوں
حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں ف عیال آدمی کی وہ ہیں جنکو یہ پرورش کرتا ہے اور کھلاتا ہے اور مال خرچ کرتا ہے پس یہ بہ نسبت غیر اللہ تعالی کے مجاز ہے اور بہ نسبت اللہ
تعالی کے حقیقت کہ رزاق مطلق حقیقت میں وہی ہے جیسے کہ خلاق ہے اور فرمایا اللہ تعالی نے وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ع (وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ خَصْمَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَارَانِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے عقبہ بیٹے عامر کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اول دو جھگڑنے
والے دن قیامت کے دو ہمسایہ ہونگے نقل کی یہ احمد نے ف یعنے اول دو شخص آپس میں جھگڑنے والے بعد جھگڑنے اہل نار کے دو ہمسایہ ہونگے کہ جھگڑینگے بیچ اس چیز کے
کہ حاصل ہوئی ہوگی ایذا یا واقع ہوئی ہوگی تقصیر آپس میں حقوق واجب الادا میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اول جو محاسبہ ہوویگا بندے سے درمقدمہ نماز کے ہوگا
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اول وہ چیز کہ حکم کیا جاویگا اسمیں درمیان لوگوں کے خون ہوگا اور ایک روایت یہ آئی کہ اول دو جھگڑنے والے دن کے قیامت کے دو ہمسائے
ہونگے پس تطبیق انمیں یوں وہی ہے علماء نے کہ حقوق اللہ میں اول محاسبہ نماز کا ہوگا بسبب فضیلت اسکی کے تمام عبادات پر اور حقوق العباد میں اول حکم کیا جاویگا

ورتند مدعی ہون سکے کہ وہ بہت بڑا گناہ ہی اور یہ حدیث مقید ہی ساتھ انتصاص خصمین کے یعنے جو لوگ ایسے ہین کہ ہر ایک نے بہ نسبت دوسرے کے قصور کیا ہی اولے حقوق ہین
اور اُس سے گناہ لازم ہوا ہی انہین اول یہ وہ شخص جھگڑتا آوینگے اور انکا فیصلہ کیا جاویگا اور اگر بالفرض کیا جاوے کہ تقصیر ایک سے واقع ہوئی ہو تو اطلاق خصمین کا بطریق
تغلیب اور مشاکلت کے ہوگا مانند قول اللہ تعالی کے وجزاء سیئۃ سیئۃ پس اولیت ہر ایک مین اضافی ہی منافات نہ لازم آئی انہین ہی ع (وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَکٰی اِلَی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ فَقَالَ امْسَحْ رَاْسَ الْیَتِیْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْکِیْنَ رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے شکایت کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سختی دل اپنے کی کہ علاج اسکا کیا ہی فرمایا پھیر تو ہاتھ یتیم کے سر پر اور کھلا مسکین کو نقل کی یہ احمد نے ف یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنے سے موت یاد آئیگی پس فہمت جائیگا تو حیات کو
اور غفلت دور ہوگی اور دل نرم ہوگا کہ قساوت قلب کا منشا غفلت ہی اور کھلا مسکین کو تا کہ دیکھے تو آثار نعمت الٰہی کے اپنے پر کہ غنی کیا تجکو اور محتاج کیا تیری طرف اور دیکھ
پس رقیق ہوگا دل تیرا اور زائل ہوگی سختی دل کی ہی ع (وَعَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ ابْنَتُکَ مَرْدُوْدَةً اِلَیْکَ لَیْسَ لَهَا
کَاسِبٌ غَیْرُکَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہی سراقہ بن مالک سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا آگاہ کرون مین تجکو اوپر بہتر صدقہ کے کہ وہ صدقہ کرنا اور نیکی کرنی
بیٹی ہی اوپر بیٹی اپنی کے درحالیکہ پھیری گئی ہو طرف تیرے یعنے طلاق دی ہو اسکو خاوند اسکے نے اور تیرے گھر آن پڑی ہو اور نہین واسطے اس بیٹی کے کوئی کمانے والا سوا تیرے
یعنے نہ بیٹا ہی کہ خدمت کرے اسکی اور نہ کوئی خبر گیران ہو نا چار تیرے گھر مین آن پڑی نقل کی یہ ابن ماجہ نے بَابُ الْحُبِّ فِی اللّٰهِ وَمِنَ اللّٰهِ باب اس بیچ بیان محبت کے
بیچ ذات خدا کے اور واسطے خدا کے ف حب فی اللہ یعنے بیچ ذات اللہ کے اور وجہ اسکی کے کہ نہ آمیزش ہو اس مین ریا و خواہش نفسانی کی اور من اللہ یعنے بسبب اللہ
اور رضا اسکی کے یعنے جب دوست رکھے کسی بندے کو تو دوست رکھے اسکو واسطے اللہ کے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ) اور روایت ہی عائشہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ روحین پہلے آنیکے بدنون مین مانند لشکر کے تھین یعنے ایک جا جمع تھین بعد ازان متفرق کیا انکو اور بدنون مین بھیجا پس جو ارواحین کہ جان پہچان تھین آپس مین
یعنے بعلاقہ مناسبت اور مشاکلت کے صفات مین آپس مین الفت رکھتی ہین یعنے بعد از تعلق کے بدنون مین اور جو انجان تھین اُن مین سے اختلاف رکھتی ہین نقل کی یہ بخاری
نے اور نقل کی یہ مسلم نے ابی ہریرہ سے ف یعنے جن روحون مین روز ازل کے مناسبت تھی صفات مین یہان بھی محبت ہوتی ہی اور جن مین وہان اختلاف تھا یہان
بھی اختلاف رہتا ہی مثلاً نیکون مین آپس مین موافقت ہوتی ہی اور فاسقون کو فاسقون سے اور ظہور وہان کے تعارف کا بسبب الہام خدا کے ہوتا ہی کہ لوگون کے
دلون مین بسبب وہان کی محبت کے یہان محبت بھی ڈالدیتا ہی طیبی (وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ
فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ قَالَ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَاءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ
عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَیُبْغِضُهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَیُبْغِضُوْنَهُ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ
فِی الْاَرْضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ جب دوست رکھتا ہی کسی بندے کو یعنے ارادہ کرتا ہی لطف کا
محبت اپنی کا واسطے کسی بندے کے اپنے بندون مین سے تو پکارتا ہی جبرئیل کو اور فرماتا ہی کہ تحقیق مین دوست رکھتا ہون فلانے کو پس دوست رکھ تو اسکو فرمایا حضرت
نے پس دوست رکھتا ہی اسکو جبرئیل پھر پکارتا ہی جبرئیل آسمانین یعنے بموجب حکم الٰہی کے پس کہتا ہی تحقیق اللہ تعالی دوست رکھتا ہی فلانے کو پس دوست رکھو تم اسکو
پس دوست رکھتے ہین اسکو اہل آسمان پھر رکھی جاتی ہی اسکے لیے قبولیت یعنے محبت زمین مین کہ زمین والے یعنے جن وانس اُس سے محبت رکھتے ہین اور جسوقت کہ بغض رکھتا ہی
اللہ تعالی کسی بندے سے پکارتا ہی جبرئیل کو اور فرماتا ہی کہ تحقیق مین بغض رکھتا ہون فلانے شخص سے تو بھی بغض رکھ اُس سے فرمایا حضرت نے پس بغض رکھتے ہین اہل آسمان
اُس سے پھر رکھا جاتا ہی واسطے اسکے بغض زمین مین یعنے زمین والے بھی اُس سے عداوت رکھتے ہین نقل کی یہ مسلم نے ف کہا نووی نے کہ دوست رکھنا اللہ کا بندے کو
ارادہ کرنا خیر کا ہی واسطے اسکے ہدایت اور انعام کا اور رحمت کا اسپر اور بغض اللہ کا ارادہ کرنا عذاب کا اور گمراہی کرنے کا اور بدبخت کرنے کا اور محبت جبرئیل اور فرشتون کی

احتمال رکھتی ہے وہ دو چیزوں کو ایک تو یہ کہ استغفار کرتے ہیں واسطے اسکی اور ثنا کرتے ہیں اسپر اور دعا کرتے ہیں اسکے لیے اور دوسرے یہ کہ محبت ظاہر معنے معروف پر لیوین کہ وہ مائل کرنا دل کا واسطے اسکے اور اشتیاق ملنے اسکے کا ہے کہ تنا ہون مین ظاہر تر ہے اسلیے کہ جب صحیح ہو حمل کرنا لفظ کا اسکے معنے حقیقی پر تو کیون معنے مجازی کیطرف پھیرتے معنے اول شفرع مین ثانی پر ع (وعنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ یقول یوم القیٰمۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلہم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی رواہ مسلم اور روایت ہے اسی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماویگا دن قیامت کے یعنے سب لوگون کے سامنے واسطے بزرگی جتانے اپنے بندون کے کہ کہان ہیں آپس مین محبت رکھنے والے بسبب بزرگی میری کے اور واسطے تعظیم میری کے یا کہان ہین وہ کہ محبت کی آپس مین واسطے رضا جناب میری کے اور لینے ثواب میرے کے آج کے دن جگہ دونگا مین انکو بیچ سایہ اپنے کے ایسا دن کہ نہین سایہ سوائے سایہ میرے کے نقل کی یہ مسلم نے مراد سایہ خدائے تعالیٰ کے سے یا سایہ عرش کا ہے جیسے کہ بعضی حدیثون مین صریح آیا ہے اور اضافت اللہ تعالیٰ کی طرف واسطے تشریف و تعظیم کے ہے یا مراد سایہ حق عنایات اور رحمت اسکی ہے جیسے کہ السلطان ظل اللہ آیا ہے اور یا سایہ عبارت ہے رحمت اور نعمت سے جیسے کہتے ہین عیش ظلیل یعنے زندگانی خوش ہے ع (وعنہ) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا زار اخا لہ فی قریۃ اخریٰ فارصد اللہ لہ علی مدرجتہ ملکا قال این ترید قال ارید اخا لی فی ہذہ القریۃ قال ہل لک علیہ من نعمۃ تربہا قال لا غیر انی احببتہ فی اللہ قال فانی رسول اللہ الیک بان اللہ قد احبک کما احببتہ فیہ رواہ مسلم اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہ اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق ایک شخص نے ارادہ کیا ملاقات کرنے کا اپنے بھائی مسلمان سے کہ تھا ایک اور بستی مین پس منتظر بٹھایا اللہ نے واسطے اسکے اسکی راہ پر ایک فرشتہ پوچھا اس فرشتہ نے اس شخص سے کہ کہان جایا چاہتا ہے تو کہا اسنے ارادہ کرتا ہون مین اپنے بھائی کی ملاقات کا کہ وہ اس بستی مین ہے کہا اس فرشتے نے کیا ہے تیرے لیے اسپر حق نعمت کا کہ پالنا کرے تو یعنے کوئی نعمت دی ہے تو نے اسکو کہ واسطے طلب کرنے بدلے اسکے کے جاتا ہے کہا اس شخص نے کہ نہین سوائے اسکے کہ مین دوست رکھتا ہون اسکو واسطے طلب رضا اللہ کے کہا فرشتہ نے کہ تحقیق مین بھیجا ہوا ہون اللہ کا طرف تیرے تا خبر دون تجھکو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے دوست رکھا تجھکو جیسے کہ دوست رکھا تو نے اسکو واسطے خدا کے نقل کی یہ مسلم نے ف اسمین فضیلت ہے محبت اللہ کی کہ وہ سبب ہوتی ہے محبت خدا کی اور فضیلت ہے ملاقات صالحین کی اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ کبھی اللہ تعالیٰ فرشتہ کو بھیجتا ہے اولیا کے پاس اور وہ کلام کرتے ہین انسے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اگلی امتون کے خصائص سے ہے کیونکہ اب نبوت ختم ہو چکی ہے ع (وعن ابن مسعود) قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ کیف تقول فی رجل احب قوما ولم یلحق بہم فقال المرء مع من احب متفق علیہ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا آیا ایک شخص پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ کیا فرماتے ہو اس شخص کے لیے کہ دوست رکھتا ہے ایک قوم کو یعنے علما یا صلحا سے اور نہین پہونچا انکی صحبت مین یا اسکے علم و عمل کو نہین پہونچا پس فرمایا وہ شخص ساتھ اسکے ہے کہ دوست رکھتا ہے اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے حشر کیا جاویگا ساتھ محبوب اپنے کے اور ہوگا رفیق اسکا اگرچہ محبت کامل کہ لائق اعتبار کے ہے وہی ہے کہ متابعت اور موافقت کیطرف کھینچے لیکن اصل انجذاب اور اعتقاد و مورث معیت اور اتحاد کا ہے اسمین بشارت ہے دوستداران صلحا اور علما اور اتقیا اور اولیا کو کہ امید ہے کہ روز قیامت کے انکے زمرہ مین اٹھینگے اور انکے ساتھ ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ کذا ذکرہ الشیخ اور ملا علی رح نے لکھا ہے کہ ظاہر حدیث کا عموم ہے کہ شامل ہے واسطے صالح اور بد بخت کے اور موید ہے اسکی حدیث المرء علی دین خلیلہ جیسے کہ آویگی پس اسمین ترغیب و ترہیب ہے اور وعدہ وعید ع (وعن انس) ان رجلا قال یا رسول اللہ متی الساعۃ قال ویلک وما اعددت لہا قال ما اعددت لہا الا انی احب اللہ ورسولہ قال انت مع من احببت قال انس فما رایت المسلمین فرحوا بشیء بعد الاسلام فرحہم بہا متفق علیہ اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کب ہوگی قیامت فرمایا وائے ہے تجھکو کیا تیار کیا ہے تو نے قیامت کے لیے اعمال صالحہ سے یعنے اسکو کیا پوچھتا ہے کہ قیامت کب ہوگی عمل کر قیامت کبھی ہووے ظاہر آنحضرت کو یہ سوال اسکا خوش نہ آیا اور گمان کیا کہ از راہ تعنت اور استبعاد کے پوچھتا ہے نہ از راہ خوف و اعتقاد کے کہا اسنے کہ نہین تیار کیا مین نے اسکے لیے کچھ مگر یہ کہ دوست رکھتا ہون مین خدا اور رسول خدا کو فرمایا تو ساتھ اسکے ہے کہ دوست رکھتا ہے تو کہا انس نے نہین دیکھا مین نے مسلمانون کو کہ خوشی ہوئے ہون ساتھ کسی چیز کے پیچھے اسلام کے مانند خوشی ہونے انکے کے ساتھ اس کلمہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف

دوست رکھتا ہوں میں الخ اسلئے ہی ذکر کیا اور عبادتیں قلبی اور بدنی اور مالی نہ ذکر کین اسلئے کہ یہ شاخین ہین محبت کی اور لازم مین محبت کا اور اسلئے کہ محبت اعلیٰ ہر
ہو کہ باعث ہو واسطے محبت اللہ کے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یحبہم ویحبونہ اور فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اور تو ساتھ اسکے ہو کہ دوست رکھتا ہو یعنے مخلوق کے
ساتھ اسکے کہ غالب ہو محبت اسکی اوپر محبت غیر اسکے کے کہ نفس اور اہل اور مال ہو اور داخل ہوگا تو بیچ زمرہ اسکے کے اور علامت محبت صادقہ کی یہ ہو کہ اختیار کرے
امر محبوب کا اور نہی اسکی اوپر مراد غیر اسکی کے جیسے کہ کہا رابعہ نے نظم تعصی الالہ وانت تظہر حبہ ٭ ہذا لعمری فی القیاس بدیع ٭ لو کان حبک صادقا لاطعتہ ٭ ان
المحب لمن یحب مطیع ٭ اور مسلمان اسلئے خوش ہوئے کہ وہ پہلے یہ گمان کرتے تھے کہ نہیں حاصل ہوتی معیت یعنے ہمراہی ساتھ نری محبت اور مناسبت کے بلکہ موقوف ہر
اوپر کثرت عبادتون اور زیادتی ریاضتوں کے اور مجاہدوں کے چنانچہ دلالت کرتی ہر اسپر وہ روایت کہ لایا ہر عماد الدین بن کثیر اپنی تفسیر مین کہ کہا حضرت عائشہ نے کہ آیا ایک شخص
پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ البتہ محبوب تر ہین نزدیک میرے جان میری سے اور اہل میرے سے اور فرزند میرے سے اور مین اپنے گھر مین
ہوتا ہون پس یاد کرتا ہون آپکو پس نہیں صبر کرتا مین یہان تک کہ آتا ہون آپکے پاس اور دیکھتا ہون آپکو اور جب یاد کرتا ہون مین موت اپنی اور موت آپکی تو خیال کرتا ہون
کہ آپ جب داخل ہونگے جنت مین اعلیٰ درجہ مین ہونگے ساتھ نبیون کے اور اگر مین داخل ہوا بہشت مین تو ڈرتا ہون اس سے کہ نہیں دیکھونگا آپکو پس نہ جواب دیا اسکو آنحضرت
نے یہان تک کہ اتری یہ آیت ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین الخ پس ظاہر ہوا ساتھ اسکے
یہ کہ مراد ساتھ معیت کے یہان معیت خاص ہر اور معیت خاص یہ ہر کہ حاصل ہوگی اس سے ملاقات درمیان محب اور محبوب کے نہ یہ کہ وہ دونوں ہونگے ایک درجہ مین اسلئے کہ یہ بدیہی البطلان ہر اور آیا ہر ایک
حدیث مین بیان کیفیت ملاقات مذکورہ کا کہ حاصل و مختصر اسکا یہ ہر کہ اعلیٰ درجہ والے اوترینگے طرف انکے کہ اسفل ہین ان سے پس جمع ہونگے بیچ باغون جنت کے اور ذکر کرینگے
ان چیزون کا کہ انعام کی ہونگی اللہ نے انپر اور ثنا کرینگے اسپر اور اوترینگے انکے لیے اہل درجات اور دوڑ دوڑ کر لاوینگے انکو وہ چیز کہ چاہینگے وہ اور مانگینگے پس وہ
باغ جنت مین خوش ہونگے اور چین کرینگے پھر ظاہر یہ ہر کہ یہ معیت اور مواجہہ مختلف ہوگا ساتھ اختلاف حسن معاملہ کے واللہ اعلم ٭ ع (وعن ابی موسی قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک ونافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک واما ان تبتاع منہ واما ان تجد منہ ریحا طیبۃ ونافخ
الکیر اما ان یحرق ثیابک واما ان تجد منہ ریحا خبیثۃ متفق علیہ) اور روایت ہر ابی موسیٰ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل ہمنشین نیک اور بد کی
مانند اٹھانے والے مشک کے اور پھونکنے والے مشک کے ہر پس اٹھانے والا مشک کا یا دیگا تجکو مشک مفت اور یا خرید یگا تو اس سے اور یا پاویگا تو اس سے خوشبو یعنے اگر
مشک ہاتھ نہیں لگتا خوشبو ہی پہونچتی ہر اسیطرح اگر ہمنشین نیک سے فیض و نعمت مشخص نہین پہونچتی ہی بس ہر کہ ایک ساعت اسکی صحبت مین خوشحال ہوتا ہر اور
فارغ بیٹھتا ہر اور پھونکنے والا مشک کا یا جلا دیگا کپڑے تیرے یا پاویگا تو اس سے بو بد یعنے دھوان اسیطرح ہمنشین بد یا ضرر کرتا ہر اور ضائع کرتا ہر وقت کو اور لیجاتا ہر
سرمایہ استعداد کا اور اگر یہ نہین ہوتا تو بدحالی اور ناخوشی نقد وقت ہر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لفظ یعنی اگرچہ مضمون ضمن ترجمہ مین لکھا گیا ہر حضرت شیخ نے لکھا ہر
اور ملا علی نے لکھا کہ مراد یہ ہر کہ لازم کر اپنے پر محبت و مصاحبت اول کی اور بیچ تو محبت اور موافقت دوسرے کی سے اس مین رغبت دلائی ہر اوپر صحبت و ہمنشینی صلحا
اور علما کے کہ نفع دیتی ہر وہ دنیا اور آخرت مین اور منع کیا ہر صحبت اشرار و فساق کی سے کہ ضرر کرتی ہر دین و دنیا مین الفصل الثانی فصل دوسری (عن معاذ
بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ تعالیٰ وجبت محبتی للمتحابین فی والمتجالسین فی والمتزاورین فی والمتباذلین فی رواہ
مالک وفی روایۃ الترمذی قال یقول اللہ تعالیٰ المتحابون فی جلالی لہم منابر من نور یغبطہم النبیون والشہداء) اور روایت ہر معاذ بیٹے جبل کے سے کہ کہا سنا
مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ فرماتا ہر اللہ تعالیٰ واجب یعنے ثابت یا لازم ہوئی ہر محبت میری واسطے محبت کرنے والوں کے آپس مین بسبب میرے کے
اور واسطے بیٹھنے والوں کے بسبب میرے اور ثنا میری کے اور واسطے ملاقات کرنے والوں کے میری رضا کے لیے یعنے بعض بعض سے ملتے ہین میری عبادت کے لیے اور
واسطے مال خرچنے والوں کے میری رضا مین نقل کی یہ مالک نے اور بیچ روایت ترمذی کے ہر کہ فرمایا آنحضرت نے کہ فرماتا ہر اللہ تعالیٰ کہ محبت کرنے والے آپس مین بسبب

عظمت وجلال ہیرے کے ہونگے انکے لیے منبر نور کے کہ رشک کرینگے اُنپر نبی اور شہید ف یہان ایک اشکال لازم آتا ہی کہ کیونکر روا ہوکہ انبیا افضل سب لوگون سے ہین
علی الاطلاق اور شہدا کہ جان ومال اپنی راہ خدا مین صرف کرتے ہین باوجود اس فضل عظیم کے کہ انکو حاصل ہی رشک لیجاوین اس جماعت پر کہ یہ عمل ساتھ اُس آسانی
کے کیا اور رشک واسطے مفضول کے فاضل پر نہین لیجاتا ہو جواب اسکا علما نے یہ دیا ہی کہ مراد رشک سے یہان اچھا جاننا اور سراہنا ہی نہ حقیقت معنے اسکے کہ طلب کرنا ہی مثل اُس
چیز کے کہ ہو رکھتے ہین یعنے انبیا اور شہدا انپر ثنا کہتے ہین اور انکے مقام کو اچھا جانتے ہین جواب دوسرا یہ ہی کہ کلام مبنی ہی اوپر فرض وتقدیر کے یعنے اگر انبیا اور شہدا کو کسی پر
غبطہ ہوتا تو ان پر ہوتا اور مشہور جواب یہ ہی کہ ہو سکتا ہی کہ مفضول مین ایک صفت ہو کہ فاضل مین نہو باوجود فضائل وکمالات کے کہ انکے مقابلہ مین صفت مفضول کی محو
ہو جیسے کہ ایک کے پاس ہزار غلام خوبصورت ساتھ کئی ایک صناعتون اور ہنرون کے ہون اور ایک اور کے پاس ایک غلام ہو کہ وہ بھی نیک ہو وہ ہزار غلام والا چاہے
کہ وہ بھی میرے ہاتھ لگ جاوے واللہ اعلم (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَتَعَاطَوْنَھَا فَوَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا
یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَأَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَرَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ
بِلَفْظِ الْمَصَابِیْحِ مَعَ زَوَائِدَ وَکَذَا فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہی عمرؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بندگان خدا سے البتہ آدمی ہین بعضے جماعت
عظیم ہی اولیا سے کہ نہین وہ نبی اور نہ شہید رشک لیجاوینگے ان پر انبیا اور شہدا اور دن قیامت کے بسبب مرتبہ انکے کے نزدیک خدا کے دیکھینگے عرض کیا صحابہ نے
یا رسول اللہ خبر دو ہمکو کہ کون ہونگے وہ فرمایا یہ قوم ہین کہ محبت رکھتے ہین آپس مین بسبب روح خدا کے کہ قرآن ہی حال آنکہ محبت انکی وہ ہوگی بغیر ناتے کے درمیان انکے اور
بغیر اموال کے کہ دادوستد کرتے ہین انکو آپس مین پس قسم اللہ کی کہ تحقیق منھ انکے البتہ نورانی ہونگے یا وہ نفس نورانی ہونگے یعنے یہ مبالغہ فرمایا مانند رجل عدل کے اور تحقیق وہ
نور کے منبرون پر ہونگے یا مستولی اور متمکن ہونگے نور پر مقصود بیان کرنا رفعت شان ومرتبہ انکے کا ہی نہ ڈرینگے جسوقت کہ ڈرینگے لوگ اور نہ غمگین ہونگے جبکہ غمگین ہونگے لوگ اور پڑھی
حضرتؐ نے یعنے استشہادا اور ثابت کرنے ولایت خدا کی انکے لیے اور واسطے نفی خوف وحزن کے انسے یہ آیت خبردار ہو تحقیق دوست خدا کے نہین ڈر اونپر اور نہ وہ غمگین ہونگے
نقل کی یہ ابوداؤد نے اور نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ابی مالک سے ساتھ لفظ کے کہ مصابیح مین مذکور ہی ساتھ اور زیادتیون کے یعنے جیسے کہ مصابیح مین ہی اور اسیطرح
روایت کی ہی بیہقی نے یعنے ساتھ زیادتیون کے شعب الایمان مین ف رشک لیجاوینگے انبیا یعنے وہ انبیا کہ فوت ہوئی ہوگی انسے ملاقات آپس کی والاجتماع
سُنّہ درمیان ہر نبی اور امت کے حاصل ہی بلاشبہ اور اسی طرح شہدا سے وہ شہدا مراد ہین کہ فوت ہوئی ہی انسے ہمنشینی اور مانند اسکے کے اور لفظ روح ساتھ پیش رے کے
یعنے اُس چیز کے ہی کہ زندہ ہو ساتھ اسکے بدن اور مراد اُس سے یہان قرآن ہی جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا اور جیسے کہ حیات بدنون کی
ساتھ روح کے ہی حیات دلون کی ساتھ قرآن کے ہی اور دوست رکھنا بسبب قرآن کے یا تو باین اعتبار ہی کہ جہت جامع اور باعث محبت انکی کا قرآن ہی یعنے دین واسلام
ہی اور غرض یا باین اعتبار کہ قرآن باعث ارشاد اور حکم کرنے والا ہی ساتھ محبت مؤمنین کے آپس مین اور بعضے مراد روح اللہ سے محبت رکھتے ہین اسلیے کہ محبت بھی سبب حیات
اور نشاط اور تازگی دلون کی ہی جیسے کہ محبوب کو کہتے ہین جان من اور بعضے نسخون مین لفظ روح ساتھ زبر رے کے ہی یعنے رحمت ورزق کے کذا فی الصحاح اور مآل سب معنون کا
ایک ہی ہی یعنے دوست رکھنا واسطے اللہ کے اور لفظ مصابیح کی اسطرح ہین عن ابی مالک الاشعری انہ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ قال ان للہ عزوجل عبادا لیسوا
بانبیاء ولا شہداء یغبطہم النبیون والشہداء بقربہم ومقعدہم من اللہ یوم القیمۃ فقال اعرابی حدثنا من ہم فقال ہم عباد اللہ من بلدان شتی وقبائل شتی لم یکن بینہم ارحام
یتواصلون ولا دنیا یتباذلون بہا یتحابون بروح اللہ یجعل وجوہہم نورا ویجعل لہم منابر من نور قدامہم من عرش الرحمن (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ یَا اَبَا ذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اَلْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)
اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ابی ذر کے اے ابی ذر کونسی دستآویز ایمان کی یعنے شعبہ ایمان کا مضبوط تر ہی کہا ابوذر نے

اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہے فرمایا دوستی کرنی آپس میں بسبب اللہ کے اور دوست رکھنا کسیکو بسبب خدا کے یعنے اگرچہ ایک طرف سے ہو مانند دوست رکھنے بہائیون کے یعنی اُن اولیا کو کہ نہیں دیکھا ہے جسنے اُنکو اور بغض رکھنا اللہ کی راہ میں نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (وعن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا عاد المسلم اخاہ او زارہ قال اللہ تعالی طبت وطاب ممشاک وتبوات من الجنۃ منزلا رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ عیادت کرتا ہے مسلمان بہائی اپنے کی یا ملاقات کرتا ہے اور اُسکے دیکہنے کو جاتا ہے فرماتا ہے اللہ تعالی یعنے بلا واسطے یا زبانی ملائکہ کے کہ خوش ہوئی زندگانی تیری یعنے دنیا اور آخرت میں اور خوش ہوا ہے چلنا تیرا کہ یہان آیا تو اور ہر قدم پر ثواب کمایا تو نے اور پکڑی تو نے بہشت سے ایک جگہ یعنی اور مرتبہ عالیہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ف خوش زندگانی دنیا میں یہ ہے ساتھ قناعت کے اور رضا کے اور برکت رزق کے اور وسعت دل کے اور حسن خلق کے اور توفیق علم و عمل کے اور یہ دونون لفظ یعنے طبت اور طاب اور تبوات اخبار ہیں اور احتمال دعا کا بھی رکھتے ہیں یعنے خوش ہو زندگانی تیری اور خوش ہو راہ چلنا تیرا اور پکڑے تو بہشت سے منزل (وعن المقدام بن معدیکرب عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب الرجل اخاہ فلیخبرہ انہ یحبہ رواہ ابو داود والترمذی) اور روایت ہے مقدام بیٹے معدی کرب کے سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت کہ دوست رکھے شخص اپنے بہائی مسلمان کو پس چاہیے کہ خبر کردے وہ شخص اُس مسلمان کو کہ وہ دوست رکھتا ہے اُسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف اسلیے کہ جب وہ سنیگا تو وہ بھی اسکو دوست رکھیگا اور حقوق محبت کے ادا کریگا اور دعا گو اور خیرخواہ اُسکا رہیگا ۱۲ ع (وعن انس قال مر رجل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ ناس فقال رجل ممن عندہ انی لاحب ھذا للہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعلمتہ قال لا قال قم الیہ فاعلمہ فقام الیہ فاعلمہ فقال احبک الذی احببتنی لہ قال ثم رجع فسالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بما قال فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انت مع من احببت ولک ما احتسبت رواہ البیہقی فی شعب الایمان وفی روایۃ الترمذی المرء مع من احب ولہ ما اکتسب) اور روایت ہے انس سے کہ کہا کہ گذرا ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اس حال میں کہ نزدیک حضرت کے تھے کتنے ایک شخص پس کہا ایک شخص نے اُن لوگون میں سے کہ حضرت کے پاس بیٹھے ہوے تھے تحقیق میں البتہ دوست رکھتا ہون اُس شخص کو کہ گذرا واسطے خدا کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا خبردار کیا تو نے اس شخص کو کہ دوست رکھتا ہے تو اُسکو کہا اُسنے کہ نہیں فرمایا کہ اوٹھ اور جا طرف اُسکے اور خبردار کر تو اُسکو پس اُٹھا وہ اور گیا طرف اُسکے اور خبردار کیا اُسکو کہ میں دوست رکھتا ہون تجکو پس کہا اُس شخص نے یعنے دعا دی کہ دوست رکھے تجکو وہ کہ دوست رکھا تو نے مجکو واسطے اُسکے یعنے اللہ تعالی کہا انس نے پہر پہر کر آیا وہ شخص پس پوچھا اُس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا کہا اُس شخص نے تیرے جواب میں پس خبر دی اُسنے حضرت کو ساتھ اُس چیز کے کہ کہی تھی اُسنے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو ساتھ اُس شخص کے ہوگا کہ دوست رکھتا ہے تو اُسکو اور تیرے لیے ہے جزا اور اجر اُس چیز کا کہ نیت کی تو نے واسطے خدا کے یعنے بیچ محبت رکھنے اُسکے کے بلکہ ہر عمل میں نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیچ روایت ترمذی کے یہ لفظ آئی ہے کہ مرد ساتھ اُس شخص کے ہوگا کہ دوست رکھتا ہے اُسکو اور اُسکے لیے ہے اجر اُس چیز کا کہ کسب کیا یعنے نیت ثواب کی ف معنے احتساب کے ہیں امید ثواب کی رکہنی خدا ے تعالے سے اور حسب ساتھ زبر ح اور جزم سین کے اسم ہے اس سے اور اصل اس لفظ کی حساب سے ہے یعنے گنتی سے گویا کہ اس فعل کو بسبب نیت ثواب کے حساب میں لاتا ہے ۱۲ ح (وعن ابی سعید انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تصاحب الا مؤمنا ولا یاکل طعامک الا تقی رواہ الترمذی وابو داود والدارمی) اور روایت ہے ابی سعید سے کہ اُسنے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یاری مت کر اور صحبت نہ رکھ مگر مسلمان سے یعنے نہ کافر یا یہ مراد ہے کہ یاری نکر مگر مسلمان صالح سے نہ فاسق سے اور موید اس معنے کا ہے قرینہ اسکا کہ فرمایا اور نکہاوے کہانا تیرا مگر پرہیزگار نقل کی یہ ترمذی نے اور ابوداؤد نے اور دارمی نے ف یعنے چاہیے کہ طعام تیرا وجہ حلال سے ہو تا قابل کہانے پرہیزگارون کے ہو اور چاہیے کہ متقیون کو کہلاوے تاکہ انکو اس سے قوت عبادت کی ہو نہ غیر انکے کو تاکہ اُنکو قوت گناہ کی ہو اس سے منع فرمایا حضرت نے مصاحبت اور مواکلت یعنے ہم نوالہ ہونے کفار و فجار کے سے تا سبب الفت و محبت نہ ہو اور اُنکی مصاحبت سے بری صفتیں سرایت نہ کرین اور کہا ہے علما نے کہ یہ شرط اطعام دعوت میں ہے نہ اطعام حاجت میں اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیرا اور اسیر اونکے کافر تھے پس واسطے دفع حاجت کے یعنے بہوکے کے کافر کو دینا جائز ہے ۱۲ ع (وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء علی دین خلیلہ فلینظر احدکم من یخالل رواہ احمد والترمذی

واسطے شفاعت آپس کے یا جنت میں بطریق مصاحبت کے فرماویگا یعنی زبانی فرشتے کے یا بلا واسطہ ہر ایک کو ان دونوں میں سے یہ بندہ وہ ہے کہ تھا دوست رکھتا اس سے بسبب میرے واسطے۔
(وعن ابی رزین انہ قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ادلک علی ملاک ہذا الامر الذی تصیب بہ خیر الدنیا والاخرۃ علیک بمجالس اہل الذکر واذا خلوت فحرک لسانک ما استطعت بذکر اللہ واحب فی اللہ وابغض فی اللہ یا ابا رزین ہل شعرت ان الرجل اذا خرج من بیتہ زائرا اخاہ شیعہ سبعون الف ملک کلہم یصلون علیہ ویقولون ربنا انہ وصل فیک فصلہ فان استطعت ان تعمل جسدک فی ذلک فافعل) اور روایت ہے ابی رزین سے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رزین کو آیا نہ آگاہ کروں میں تجھ کو اوپر جڑ اس امر کے یعنی دین کے کہ پہنچے تو بسبب اسکے بھلائی دنیا اور آخرت کی کو کہ وہ جڑ یہ ہے کہ لازم کر اپنے پر بیٹھنا اہل ذکر کی مجلسوں میں یعنی ذکر کے لیے اور جب تنہا بیٹھے تو ہلا زبان اپنی جہانتک کہ ہو سکے ساتھ ذکر اللہ کے یعنی لوگوں میں اور تنہا ذکر کرتا رہ اور دوست رکھ واسطے اللہ کے یعنی جسکو دوست رکھے اللہ اور دشمن رکھ واسطے اللہ کے یعنی جسکو دشمن رکھے تو اے ابو رزین آیا جانتا ہے تو کہ تحقیق آدمی جس وقت نکلتا ہے اپنے گھر سے بقصد ملاقات اپنے بھائی مسلمان کے پیچھے ہو لیتے اسکے ہوتے ہیں ستر ہزار فرشتے سب دعا و استغفار کرتے ہیں اسکے لیے اور کہتے ہیں اے پروردگار ہمارے تحقیق اس شخص نے ملاقات کیا واسطے تیرے پس ملا اسکو ساتھ رحمت اپنی کے پس اگر طاقت رکھے تو یہ کہ کام میں لاوے تو اپنے بدن کو اسمیں یعنی جو کہ ذکر کیا گیا پس کر (وعن ابی ہریرۃ قال کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لعمدا من یاقوت علیہا غرف من زبرجد لہا ابواب مفتحۃ تضیء کما یضیء الکوکب الدری فقالوا یا رسول اللہ من یسکنہا قال المتحابون فی اللہ والمتجالسون فی اللہ والمتلاقون فی اللہ روی البیہقی فی شعب الایمان الاحادیث الثلثۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا تھا میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں البتہ ستون ہیں یاقوت کے اوپر بالاخانے ہیں زمرد کے انکے دروازے ہیں کھلے ہوئے روشن اور چمکتے ہیں وہ بالاخانے اور دروازے انکے جیسے کہ روشن اور چمکتے ہیں ستارے روشن پس کہا صحابہ نے یا رسول اللہ کون رہینگے انمیں فرمایا وہ لوگ کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں واسطے اللہ کے اور ہمنشینی کرتے ہیں واسطے اللہ کے اور ملاقات کرتے ہیں آپس میں واسطے اللہ کے نقل کیں بیہقی نے شعب الایمان میں یہ تینوں حدیثیں باب ما ینہی عنہ من التہاجر والتقاطع واتباع العورات باب ہے اس چیز کا کہ منع کیا گیا ہے اس سے چھوڑنے ملاقات کی سے اور کاٹنے دوستی کی سے اور ڈھونڈنے عیبوں کے سے تہاجر کے معنے ہیں کاٹنا اور یہی معنے ہیں تقاطع کے پس تقاطع بیان و تفسیر ہے تہاجر کی اور مراد انسے ترک ملاقات اور سلام بھائی مسلمان کا اور کاٹنا پیوند صحبت کا اور اخوت اسلام کا زیادہ تین دن سے اور یہ مطلق ممنوع اور نہی کیا گیا ہے اسلیے کہا ما ینہی عنہ من التہاجر والتقاطع اور عورات جمع عورت کی ہے اور عورت وہ ہے کہ شرم رکھے اور مکروہ جانے آدمی اسکے ظاہر ہونے کو اور دوست رکھے کہ پوشیدہ رہے یعنی عیب و نقصان کہ آدمی میں ہیں اور اتباع عورت عیب جوئی کرنی ہے۔

الفصل الاول

فصل پہلی (عن ابی ایوب الانصاری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل للرجل ان یہجر اخاہ فوق ثلث لیال یلتقیان فیعرض ہذا ویعرض ہذا وخیرہما الذی یبدأ بالسلام متفق علیہ) روایت ہے ابی ایوب انصاری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حلال واسطے کسی شخص کے یہ کہ ترک ملاقات کرے اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ تین دن سے کہ ملیں دونوں پس منہ پھیر لیوے یہ ایک طرف اور منہ پھیر لیوے وہ دوسری طرف یعنی ایک دوسرے کو نہ دیکھے اور بہتر ان دونوں کا وہ ہے کہ ابتدا کرے ساتھ سلام کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف زیادہ تین دن سے اس قید سے سمجھا جاتا ہے کہ تین روز تک ترک ملاقات حرام نہیں اسلیے کہ آدمی کی طبیعت میں غضب اور بدخلقی اور رحمت اور مانند انکے کے بھرے رہتے ہیں پس اسقدر معاف کی گئی اور غالب یہ ہے کہ تین روز کے عرصہ میں خفگی جاتی رہے یا کمتر ہو جاوے اور بعد اسکے کیفیت ترک ملاقات کی بیان کی ساتھ قول یلتقیان الخ کے اور مراد یہ ہے کہ اگر ترک ملاقات بسبب تقصیر اسکے حقوق کے ہو تو منع ہے مثلا اسنے اسکی غیبت کی اور کچھ خیر خواہی نہ کی اس سے اسکو رنج ہوا اور ترک ملاقات کی تو یہ بیجا ہے اور اگر تقصیر امور دین میں کرتا ہے جیسے اہل ہوا و بدعت تو انسے ترک ملاقات کرنا ہمیشہ کو واجب ہے جبتک کہ نہ ظاہر ہو توبہ اور رجوع اسکی طرف حق کے اور سیوطی نے موطا کے حاشیہ میں ابن عبد البر سے نقل کیا ہے کہ کہا اجماع کیا ہے علماء نے اسپر کہ جو کوئی ڈر رکھتا ہو کسی کے کلام کرنے اور ملنے سے اپنے دین کے فساد یا مضرت دنیا پر اور صلاح وقت پر تو جائز ہے اسکو کنارہ کشی اور دوری ڈھونڈنی اس سے یا حسن وجوہ یعنی بغیر واقع ہونے سخت زجر

غیبت اور عیب گوئی اور کینہ اور عداوت کے اٹھتے اور احیاء العلوم میں ایک جماعت صحابہ وغیرہم سے نقل کیا ہے کہ بعضوں نے انہیں سے ترک ملاقات کی تھی مرتے دم تک اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین صحابیوں پر کہ غزوہ تبوک میں نہ گئے تھے پچاس روز تک صحابہ کو اور انکی بیبیوں اور قرابتیوں کو حکم کر دیا تھا کہ انسے ملاقات وکلام نکریں
بسبب خوف راہ پانے نفاق کے انمیں اور آنحضرت ایک مہینے تک اپنی بیبیوں سے خفا رہے تھے اور حضرت عائشہ نے ابن زبیر سے ایک مدت تک ترک ملاقات کی
تھی غرض کہ امور دین میں ثابت ہوئی ہے خفگی لیکن چاہیے کہ نیت صادق رکھے اسمیں غرض نفسانی نہو اور ابتدا کرے یعنے پہلے کرے سلام علیک اور رفع کدورت کرے
اسمیں اشارہ اسپر کہ گناہ ترک ملاقات کا جاتا رہتا ہے سلام سے اور اس مقدار کفایت کرتا ہے اس سے کم نہ چاہیے تاحق مسلمانی ہاتھ سے نہ جاوے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَ
فِي رِوَايَةٍ وَلَا تَنَافَسُوا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم گمان بد سے اسلیے کہ گمان بد دروغ ترین باتوں کا ہے اور نہ ٹوہ میں
کرو خبر کو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ اظہار کرو دوسرے کے خریدنے کا اور مقدور نہ ہو لینا اور حسد نکرو آپس میں اور نہ بغض رکھو آپس میں اور نہ غیبت کرو آپس میں اور ہو جاؤ بندے اللہ کے بھائی
اور ایک روایت میں ہے اور نہ حرص کرو نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے دروغ ترین باتوں کا ہے کہ جب کسی پر کچھ گمان لیجاتا ہے حکم کرتا ہے اسپر کہ ایسا ایسا ہے اور چونکہ وہ واقع میں
ویسا ہوتا نہیں وہ حکم اسکا جھوٹ ہوگا اور مراد ساتھ بات کے بات نفس کی ہے اور وہ باقا شیطانی ہے اور گویا کہ دروغ ترین کہنا اسکو اس سبب سے ہے یا مبالغہ ہے اسی میں اور قرآن میں
آیا ہے ان بعض الظن اثم اور مراد اس سے گمان بد ہے اور لکھا ہے علماء نے کہ گمان بد کہ جو آئی ہے اس سے وہ ہے کہ استقرار کرے اور جزم کرے ساتھ اسکے نہ وہ کہ بطور خطرہ کے گذرے
دل میں اور بعضوں نے کہا ہے کہ موجب گناہ کا جب ہے کہ کلام کرے ساتھ اسکے اور زبان پر لاوے اور بہر تقدیر دلیل نہ رکھتا ہو اسپر اور دونوں تقدیرین تعارض ہوں اور
بحکم دلیل اور قرینہ واضحہ کے جو گمان لیجاوے اس سے ماخوذ نہیں ہوتا اور لا تحسسوا پہلا ساتھ حا مہملہ کے ہے اور دوسرا ساتھ جیم کے اور بالعکس اور فرق درمیان تحسس اور
تجسس کے علماء نے کئی وجہ کر کیا ہے قاموس میں بیچ فصل جیم کے کہا ہے کہ تجسس دریافت کرنا چیزوں کا مثل تحسس کے اور جاسوس اور جسیس مشتق اس سے ہے بمعنے صاحب سر
اور فصل ح میں کہا ہے کہ حاسوس بمعنے جاسوس کے یا وہ مخصوص ہے ساتھ خیر خبر کے اور جیم سے مخصوص ساتھ خبر شر کے انتہی اور بعضوں نے کہا کہ جیم سے دریافت کرنا خبر کا
ساتھ نہفتی کے اور ح سے دریافت کرنا اسکا حاسہ سے جیسے کہ چوری سے سننا اور دیکھنا اور بعضوں نے کہا کہ جیم سے تفتیش کرنا آدمی کے عیبوں سے اور ح سے سننا انکا اور بعضوں
نے کہا کہ جیم سے طلب کرنا خبر کا غیر کے لیے اور ح سے اپنے لیے اور طیبی نے کہا کہ اول تفحص کرنا لوگوں کے عیبوں کا اور امور پوشیدہ انکے کا بذات خود یا بسبب غیر کے اور دوسرا ابتدا
خود اور وجہ نہی کی بر تقدیر طلب کرنے خیر خبر کے یہ ہوگی کہ شاید بعد از اطلاع پانے کے خبر پر حسد پیدا ہو یا طمع حادث ہو اور لا تناجشوا نجش سے ہے نجش ساتھ جیم و جیم کے کہا بعضوں
کہ مراد اس سے ہے طلب رفعت اور بلندی لوگوں پر اور بعضوں نے کہا کہ ایک چیز کی زیادہ قیمت لگانی بغیر ارادہ خریدنے کے تا دوسرا اسکو دیکھا دیکھی اتنے کو لیلے اور اصل معنی
نجش کہتے ہیں شکار کے برانگیختہ کرنے کو اور بعضوں نے کہا کہ نجش حدیث میں بمعنے ورغلانے کے کسی کو کسی سے شر و خصومت پر اور حسد آرزو کرنی زوال نعمت غیر ظالم کی
یا آرزو کرنی اسکی کہ نعمت اسکی مجکو پہونچ جاوے کذا فی القاموس اور نہ بغض رکھو آپس میں یعنے احتراز کرو اسباب حادث ہونے بغض کے سے والا حب و بغض خلقی ہیں کہ بندہ
کو انمیں اختیار نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہ اختلاف کرو ہوا اور مذاہب میں اسلیے کہ بدعت دین میں اور گمراہی راہ مستقیم سے باعث ہیں بغض کی اور ظاہر تر یہ ہے کہ نہی آپس کے
بغض سے تاکید ہے واسطے امر محبت رکھنے کے آپس میں مطلقاً مگر یہ ہاں کہ خلل پڑے دین میں تو اس صورت میں نہیں جائز ہے محبت آپس کی بلکہ واجب ہے بغض اسلیے کہ غرض شارع
کی اجتماع کلمہ امت کا ہے بموجب قول اللہ تعالی کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور اس میں شک نہیں ہے کہ محبت آپس کی سبب ہے اجتماع کی اور بغض آپس کا موجب ہے
افتراق کا پس معنے یہ ہیں کہ نہ بغض رکھے بعضا تمہارا بعضے سے اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ نہ ڈالو تم عداوت مسلمانوں میں پس یہ ہوگی نہی یعنے چغل خوری سے اسلیے
کہ اسمیں بنیاد رکھنے فساد کی ہوتی ہے اور ولا تدابروا یعنے غیبت نکرو آپس میں پس پشت اور طیبی نے کہا کہ مراد تدابر سے تقاطع ہے یعنے ترک ملاقات اسلیے کہ ہر ایک متقاطعین سے پیٹھ
دیتا ہے دوسرے کو یعنے اعراض کرتا ہے اور اولے حقوق اسلام کے اور ہو جاؤ بندے اللہ کے الخ یعنے جب تم بندے ایک مولا کے ہو تو سب عبودیت میں برابر ہوا اور آپس میں

بھائی اور حسد اور بغض اور غیبت کو چھوڑ دو اور لفظ ولاتنافسوا جو ایک روایت مین ہی ظاہر ہو کہ بعد سب لفظون کے ہو اور ظاہر تریہ ہو کہ بدلا تحاسدو اسکے اور ہیئتہ تنافس کی
تحاسد مین یا قریب اسکے اور احتمال ہو کہ معنے تنافس کے ہون میل و رغبت کرنی دنیا مین جیسے کہ ایک حدیث مین آیا ہو کہ ڈرتا ہون مین تمپر کہ فراخ ہو تمپر دنیا اور تنافس یعنی
رغبت کرو اسمین شروع ح (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفتح ابواب الجنة يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد لا يشرك بالله شيئا الا رجل كانت
بينه وبين اخيه شحناء فيقال انظروا هذين حتى يصطلحا رواه مسلم) اور روایت ہو اسی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کھولے جاتے ہین دروازے
بہشت کے دن پیر کے اور جمعرات کے پس بخشش کیجاتی ہو واسطے ہر بندے کے کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو یعنی نہین رہتا بغیر بخشش کوئی مگر وہ شخص کہ ہو درمیان اسکے
اور درمیان کسی مسلمان کے دشمنی و کینہ پس کہا جاتا ہو ملائکہ کو کہ مہلت دو ان دونون کو کہ آپسمین دشمنی رکھتے ہین یہان تک کہ صلح کرین آپس مین نقل کی یہ مسلم نے ف
کھولے جاتے ہین دروازے بہشت کے یعنے طبقات اسکے یا بالاخانہ اور درجات اسکے کہ ان دونون دنون مین واسطے کثرت رحمت کے کہ اوترتی ہو ان دونون دنون مین اور باعث
ہو مغفرت کی کذا قال علی اور حضرت شیخ نے لکھا ہو کہ کھلنا دروازون کا کنایہ ہو کثرت مغفرت سے اور درگذر کرنیسے جرائم خلق سے اور دینے ثواب اور رفعت درجات سے اور
ثواب یہ ہو کہ محمول ہو یہ ظاہر پر اسلیے کہ حمل کرنا نصوص کا ظاہر پر واجب ہو جبتک کہ کوئی دلیل پھیرنے والی ظاہر سے نہو اور کھلنا دروازون کا علامت اسکی ہو اور ہو ان
کہ صلح کرین ظاہر یہ ہو کہ مغفرت ہر ایک کی موقوف ہو اسکی صفائی پر اور زوال عداوت پر برابر ہو کہ دوسرا صاف ہو یا نہو واللہ اعلم (وعنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم تعرض اعمال الناس في كل جمعة مرتين يوم الاثنين ويوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن الا عبدا بينه وبين اخيه شحناء فيقال اتركوا هذين حتى يفيئا رواه مسلم) اور
روایت ہو اسی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیے جاتے ہین عمل لوگون کے آگے پروردگار تعالی کے ہر ہفتہ مین دوبار دن پیر کے اور دن
جمعرات کے پس بخشش کیجاتی ہو واسطے ہر بندہ مومن کے مگر وہ بندہ کہ ہو درمیان اسکے اور درمیان مسلمان بھائی اسکے کے دشمنی پس کہا جاتا ہو کہ چھوڑ دو ان دونون کو یہانتک
کہ رجوع کرین اور باز آوین دشمنی سے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ام كلثوم بنت عقبة بن ابي معيط قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليس الكذاب
الذي يصلح بين الناس ويقول خيرا وينمي خيرا متفق عليه وزاد مسلم قالت ولم اسمعه تعني النبي صلى الله عليه وسلم يرخص في شيء مما يقول الناس كذب الا في ثلاث الحرب
والاصلاح بين الناس وحديث الرجل امراته وحديث المراة زوجها) اور روایت ہو ام کلثوم بیٹی عقبہ بن ابی معیط کی سے کہ سنا مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
فرماتے تھے نہین جھوٹا وہ شخص کہ اصلاح کرے درمیان لوگون کے یعنے ساتھ جھوٹ اپنے کے اور کہے نیک بات یعنے ہر ایک کو دونون دشمنون مین سے ایسی بات کہے کہ
باعث صلح ہو اور پہونچاوے نیک بات نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور زیادہ کیا مسلم نے کہا ام کلثوم نے اور نہین سنا مین نے انکو مراد رکھتی تھی ام کلثوم یعنی مراد اسکی ہے پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ رخصت دی ہو بیچ کسی چیز کے اُن چیزون مین سے کہ کہتے ہین لوگ اُسکے حق مین کہ وہ جھوٹ ہین مگر بیچ تین چیزون کے ایک لڑائی مین اور دوسرے صلح کروانے
مین درمیان لوگون کے اور تیسرے بات کرنے مرد کے مین اپنی بیوی سے اور بات کرنے بیوی کے مین اپنے خاوند سے ف پہونچاوے نیک بات دونون کو کہ جو نہ سنی ہو اُسنے
مثلا کہے کہ فلانا سلام کہتا تھا تجکو اور دوست رکھتا ہو اور نہین کہتا ہو تیرے حق مین مگر اچھی بات اور مانند اسکے کے اور جھوٹ لڑائی مین یہ ہو کہ ایسی باتین کہے کہ اُس سے
قوت مسلمانون کی ظاہر ہو اور دل اپنے لشکر کے لوگون کے قوی ہون اور دشمن فریب کھا جاوے اگرچہ خلاف واقع کے ہو مثلا کہے کہ لشکر ہمارا بہت ہو اور مدد انکی بہت سی
آتی ہو یا کہے کسی کافر کو کہ دیکھ اپنے پیچھے کہ فلانا آپہونچا ہو تیرے پیچھے مارنے کو تیرے اور میان بیوی کا جھوٹ بولنا یہ کہ ہر ایک دوسرے سے اظہار محبت و خوشنودی کا کرین
زیادہ اُس سے کہ واقع مین ہو تا باعث محبت و الفت کا ہووے ع ح (وذكر حديث جابر ان الشيطان قد ايس في باب الوسوسة) اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی کہ مرا
اُسکا یہ ہو ان الشیطان ایس بیچ باب الوسوسہ کے الفصل الثاني فصل دوسری (عن اسماء بنت يزيد قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحل الكذب الا
في ثلاث كذب الرجل امراته ليرضيها والكذب في الحرب والكذب ليصلح بين الناس رواه احمد والترمذي) اور روایت ہو اسماء بیٹی یزید کی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے نہین حلال ہو جھوٹ بولنا مگر بیچ تین جگہ کے جھوٹ بولنا مرد کا ہو اپنی عورت سے تاکہ راضی کرے اُسکو اور جھوٹ بولنا بیچ لڑائی کافرون کے اور جھوٹ بولنا

اسلیے کہ صلح کرے درمیان لوگون کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف اس روایت مین فقط مرد ہی کا جھوٹ بولنا ذکر کیا اور عورت کا جھوٹ بولنا نہ ذکر کیا باعتبار اکثر و اغلب
کے کہ چونکہ عورتین جاہل اور بدگمان ہین انکی تسلی اور راضی کرنے کی اکثر حاجت پڑتی ہے اور اوپر کی حدیث مین دونون کا ذکر کیا یا یہ کہ راوی نے ازراہ اختصار کے ایک ہی کا
ذکر کیا ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَكُوْنُ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُسْلِمًا فَوْقَ ثَلٰثَةٍ فَاِذَا لَقِيَهٗ سَلَّمَ عَلَيْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يَرُدُّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ
بِاِثْمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین لائق واسطے مسلمان کے یہ کہ ترک ملاقات کرے دوسرے مسلمان سے
زیادہ تین دن سے پس جس وقت کہ ملاقات کرے اُس سے اس حال مین کہ سلام علیک کرے اس سے تین بار کہ ہر بار نہ جواب دے اسکو دوسرا شخص پس تحقیق پھرا وہ ساتھ گناہ
اسکے کہ نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنے جبکہ جواب نہ دیا پھر وہ ساتھ گناہ ترک ملاقات کے یا ساتھ گناہ اپنے کے یا ساتھ گناہ سلام علیک کرنے والے کے یعنے سلام کرنے والا
گناہ ترک ملاقات کے سے باہر آیا اور گناہ نہ جواب دینے والے کی گردن پر رہا بلکہ گناہ سلام کرنے والے کا بھی اُسکی گردن پر ہوا کہ جواب سلام کا نہ دیا ہے (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال نہین ہے واسطے کسی مسلمان کے یہ کہ ترک کرے ملاقات اپنے بھائی مسلمان سے زیادہ تین دن سے پس جو شخص کہ چھوڑے ملاقات
زیادہ تین دن سے یعنے اگرچہ ایک ساعت ہو پھر مر جاوے یعنے اسی حالت مین پھر تو وہ داخل ہوگا آگ مین نقل کی یہ احمد اور ابو داود نے (وَعَنْ اَبِيْ خِرَاشٍ السُّلَمِيِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی خراش سلمی سے کہ سنا اُسنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ ترک
کرے ملاقات اپنے بھائی مسلمان سے برس روز پس وہ مانند خون کرنے اُسکے کے ہے یعنے گناہ ترک ملاقات کا اور خون کرنے کا قریب قریب ہے نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّهْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلٰثٍ فَاِنْ مَرَّتْ بِهٖ ثَلٰثٌ فَلْيَلْقَهٗ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِي الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ
وَخَرَجَ الْمُسَلِّمُ مِنَ الْهِجْرَةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین حلال ہے واسطے مومن کے کہ ترک کرے ملاقات کسی مومن سے
زیادہ تین دن سے پس اگر گذرین تین دن تو چاہیے کہ ملے اس سے یعنے جس سے کہ ملاقات ترک کی ہے اور سلام علیک کرے اُس سے پس اگر جواب دیا اُسنے اُسکے سلام کا پس تحقیق
شریک ہوئے دونون ثواب مین یعنے ثواب ملجانے مین پہلا بسبب ابتداء سلام اور ترک خفگی کے اور دوسرا بسبب جواب سلام اور قبول کرنے اُسکے کے اور اگر جواب نہ دیا
سلام کا پس تحقیق پھرا وہ نہ جواب دینے والا ساتھ گناہ کے یعنے گناہ ترک ملاقات اور گناہ نہ جواب دینے سلام کے اور نکلا گناہ ترک ملاقات سے سلام کرنے والا نقل کی
یہ ابو داود نے (وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ وَفَسَادُ
ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دون مین تمکو ساتھ
اس عمل کے کہ افضل ہے درجہ اُسکا اور بہتر ہے ثواب اُسکا درجہ روزہ اور ثواب اور صدقہ اور نماز کے سے کہا ابو درداء نے کہا ہمنے ہان یعنے فرمائیے فرمایا صلح کروانی درمیان
دو شخصون کے اور فساد ڈالنا درمیان دو شخصون کے وہ ہے مونڈنے والا یعنے دین مین خلل ڈالنے والا نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے ف ظاہر یہ ہے
کہ واو والصدقہ وغیرہ مین جمع کے لیے ہے پس معنے یہ ہونگے کہ صلح کروانی افضل ہے ان سب چیزون مذکورہ سے اور احتمال یہ بھی ہے کہ واو بمعنے او کے ہو پس معنے یہ ہونگے کہ
افضل ہے ان ہر ایک سے اور اول خوب ہے مقام ترغیب مین اور کہا اشرف نے کہ مراد ان چیزون مذکورہ سے یعنے روزہ وغیرہ سے نوافل ہین نہ فرائض کہتا ہون مین کہ اللہ ہی
خوب جانتا ہے کہ مراد کیا ہے اسواسطے کہ کبھی متصور ہے کہ ہو صلح کروانی فساد مین کہ متفرع ہوا ہے خونریزی اور لینا اموال کا اور ہتک حرمت افضل اُن عبادات فرض سے
کہ ممکن ہے قضا انکی اور یہ عبادتین اللہ تعالی کے حقوق مین سے ہین کہ سہل ہین حق سبحانہ کے نزدیک بندون کے حقوق سے پس جبکہ ہوا یہ اسطرح تو صحیح ہوا یہ کہ کہا جاوے
کہ جنس عمل سے افضل ہے اس جنس سے بسبب ہونے بعض افراد اُسکے کے افضل کا لبشر خیر من الملک والرجل خیر من المراۃ اور اصلاح ذات البین یعنے نیک کرنا احوال کا
کہ درمیان یکدیگر کے ہے جیسے کہ بغض اور عداوت اور جنگ و جدل مثلاً ایک جماعت مین واقع ہے اور فساد پڑ رہا ہے انکو بدل ساتھ الفت اور محبت اور صلح کے کرنا اور فساد

طرف صلاح کے لانا اصلاح ذات البین کے معنے ہیں اور ذات البین نام اُن احوال کا ہو کہ درمیان لوگون کے ہین اور اصلاح انکا نیک کرنا ہو اور بدل کرنا انکا فساد سے ساتھ
صلاح کے اور فساد احوال کا ذات البین ہو حالقہ یعنی کہتے ہین بال مونڈنے کو اور حالقہ بال مونڈنے والے اور مراد یہان ہلاک کرنا اور جڑ سے اوکھیڑنا ہو یعنے فساد ذات
بین ایک خصلت ہو ہلاک کرنیوالی دین کی اور جڑ سے اوکھیڑنے والی ثواب کی جیسے کہ استرہ بالون کو جڑ سے مونڈتا ہو اور آئمین رغبت دلانی ہو صلح کروانے پر اور دفع فساد پر
اور نفرت دلانی ہو فساد ڈالنے سے آپس مین ش ح ع (وعن الزبير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دب إليكم داء الأمم قبلكم الحسد والبغضاء هي الحالقة
لا أقول تحلق الشعر ولكن تحلق الدين رواه أحمد والترمذي) اور روایت ہو زبیر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئی ہو طرف تمھارے اور سرایت کی ہو تم مین
بیماری امتون کی کہ پہلے تم سے تھین وہ بیماری حسد و بغض ہو وہ بغض یا ہر ایک ان دونون مین سے مونڈنے والا ہو نہین کہتا مین کہ مونڈتا ہو بالون کو و لیکن مونڈتا ہو
یعنے جڑ سے اوکھیڑتا ہو دین کو یعنے ضرر اسکا بہت ہو دنیا اور آخرت مین نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وعن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إياكم والحسد فإن الحسد
يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب رواه أبو داود) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے کہ اسنے نقل کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے بچو تم حسد سے اسلیے کہ حسد کھا جاتا ہو یعنے
فنا کر دیتا ہو اور لیجاتا ہو حسد کرنیوالے کی نیکیون کو جیسے کہ کھا جاتی اور جلاتی ہو آگ لکڑیون کو نقل کی یہ ابو داود نے ف اس حدیث سے دلیل پکڑی ہو معتزلہ نے اپنے مذہب پر کہ
ارتکاب معصیت باطل کرتا ہو عمل صالح کو اور برائیان لیجاتی ہین نیکیون کو اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک یہ نہین ہو بلکہ نیکیان لیجاتی ہین برائیون کو جیسے کہ فرمایا ان الحسنات
یذہبن السیئات اور جواب انکی دلیل پکڑنے کا اس حدیث سے یہ ہو کہ معنے اسکے یہ ہین کہ جاتا رہتا ہو اس سے کمال ایمان کا اور تمام نیکیون کا جیسے کہ ایک حدیث مین آیا ہو
الحسد يفسد الإيمان كما يفسد الصبر العسل اور بعضون نے یہ جواب دیا ہو کہ مراد کھانے اور لیجانے حسد کے سے حسنات کو یہ ہو کہ حسد باعث ہوتا ہو حاسد کو اوپر تلف کرنے مال کے اور
ہلاک کرنے نفس کے اور ہتک حرمت محسود کے اور اگر یہ چیزین کرتا نہین تو ارادہ رکھتا ہو اور کچھ نہین تو ہتک حرمت بسبب غیبت کے تو ضرور کرتا ہو پس روز قیامت کے نیکیان
اسکی محسود کو دینگے عوض مین اسکے حقوق کے کہ حاسد کی گردن پر ہین جیسے کہ حدیث مین آیا ہو کہ مفلس میری امت مین سے وہ شخص ہو کہ روز قیامت کے ساتھ نماز اور زکوۃ
اور روزے اور شب بیداری کے آویگا اور حال اُسکا یہ ہوویگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی اور کسی کو بہتان زنا کا لگایا ہوگا اور کسی کا مال کھا گیا ہوگا اور کسی کا خون کیا ہوگا اور کسیکو
مارا ہوگا پس تمام نیکیان اسکی انکو دیگا کہ جن پر ظلم کیا تھا یعنے جدا اعمال کہ یہ ہین نماز اور روزہ اور فنا کرنا انکا دیوان اعمال سے اور اگر آج انکو محو و فنا کیا ہوگا تو کل وہ ساتھ کس اعمال
کے آویگا حال آنکہ حدیث ناطق ہو ساتھ آنے کے مع اعمال کے روز قیامت کے اور اور جواب یہ ہو کہ حسنات مضاعف ہوتے ہین ساتھ اخلاص اور صلاح نیت کے پس جب حسد غالب
خلل ہوگا ہوتا ہو تو مضاعفت سے محروم رہتا ہو ش ع ح (وعنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إياكم وسوء ذات البين فإنها الحالقة رواه الترمذي) اور روایت ہو ابو ہریرہ
سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بچو تم برائی ڈالنے سے درمیان دو شخصون کے پس تحقیق وہ مونڈنے والی ہو یعنے تباہ کرنے والی ہو دین کی نقل کی یہ ترمذی نے
(وعن أبي صرمة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال من ضار ضار الله به ومن شاق شاق الله عليه رواه ابن ماجه والترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہو
ابی صرمہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ضرر پہونچاوے یعنے کسی مسلمان کو بے وجہ شرعی پہونچاویگا اللہ ضرر اُسکو یعنے سزا دیگا اُسکے عمل کی اور جو شخص مشقت
ڈالے کسی پر مشقت ڈالیگا اللہ اُس پر نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہو ف اور لفظ شاق الخ کے یہ معنے بھی لکھے ہین کہ جسنے عداوت اور مخالفت
کی کسی مسلمان سے اُس سے عداوت کریگا اللہ یعنے عذاب کریگا اُسکو ش ع (وعن أبي بكر الصديق قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ملعون من ضار مؤمنا أو مكر
به رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہو ابی بکر صدیق سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون ہو یعنے دور ڈالا گیا ہو درگاہ قرب و رحمت الٰہی سے
وہ شخص کہ ضرر پہونچاوے کسی مسلمان کو یعنے ظاہر مین یا مکر کرے یعنے ضرر پہونچاوے خفیہ اُسکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہو (وعن ابن عمر قال صعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم المنبر فنادى بصوت رفيع فقال يا معشر من أسلم بلسانه ولم يفض الإيمان إلى قلبه لا تؤذوا المسلمين ولا تعيروهم ولا تتبعوا عوراتهم فإنه
من يتبع عورة أخيه المسلم يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضحه ولو في جوف رحله رواه الترمذي) اور روایت ہو ابن عمر سے کہ کہا چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

منبر پر پس پکارا لوگون کو ساتھ آواز بلند کے پس فرمایا کہ اے گروہ اُن شخصون کے کہ اسلام لائے ہین ساتھ زبان اپنی کے اور نہین پہونچا ہی ایمان طرف دل اُنکے کے نہ ایذا دو تم مسلمانون کو
یعنے کامل مسلمانون کو کہ جو اسلام لائے ہین زبان سے اور ایمان لائے ہین دل سے اور نہ عار دلاؤ اُنکو اور نہ تلاش کرو عیب اُنکے پس تحقیق جو شخص کہ ڈھونڈھے عیب اپنے بھائی
مسلمان کا ڈھونڈھیگا اللہ عیب اُسکا اور جسکا ڈھونڈھیگا اللہ عیب رسوا کریگا اُسکو اگرچہ ہو وہ شخص پوشیدہ بیچ گھر اپنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف اسلام لائے
ہین الخ شریک ہین اس مین مومن و منافق اور نہین پہونچا ہی ایمان یعنے اصل ایمان یا کمال ایمان اُنکا طرف دل اُنکے کے پس شامل ہی یہ فاسق کو بھی اور یہی ظاہر ہی اسلیے کہ آگے کہا
من تتبع عورۃ اخیہ المسلم اور منافق اور مسلمان مین اخوت یعنے بھائی چارا نہین پس طیبی نے جو اختیار کیا ہی کہ حکم اس حدیث کا مخصوص ہی منافق مین یہ خلاف ظاہر کے ہی اور
حکم اعم بہت مناسب اور کامل ہی واللہ اعلم اور نہ عار دلاؤ یعنے تنبیہ اور طعن نکرو اس گناہ پر کہ پہلے ہو چکا ہی اُنکے زمانہ مین برابر ہی کہ اُسپر توبہ کرلی اُنکی اس سے یا نہ جانو اور عار
دلانے حالت مباشرت مین یعنے جبکہ کر رہا ہو یا ابھی اُسکے پہلے ظاہر ہوا ہو تو نصیحت کے واسطے ... واجب ہو ... حد و تعزیر پس یہ قبیلہ امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر کے سے ہی اور نہ تلاش کرو یعنے تجسس نکرو اُنکے ان عیبون مین کہ نہین جانتے تم اُنکو اور نہ اظہار کرو ان عیبون کو کہ جانتے ہو تم پس تحقیق شان یہ ہی کہ جو کوئی ڈھونڈھے
یعنے طلب کرے عیب یعنے ظاہر کرنا عیب بھائی مسلمان کا یعنے کامل مسلمان کا نہ منافق و فاسق کے کہ واجب ہی حذر کرنا اُنسے اور حذر کروانا اور لوگون سے اور ڈھونڈھیگا
یعنے ظاہر کریگا عیوب اُسکے یعنے بیچ آخرت کے مین ہوگا اور بدترین عیبون کا تلاش کرنا عیب بھائی مسلمان کا ہی اور رسوا کریگا یعنے ظاہر کریگا برائیان اُسکی کہا امام غزالی نے کہ تجسس
ثمرہ ہی بدگمانی کا ساتھ مسلمان کے پس دل نہین ٹھہر سکتا اور چاہتا ہی تحقیق کرنی پس مشغول ہوتا ہی پردہ دری کا اور حد پردہ کی یہ ہی کہ دروازہ اپنا بند کرے اور دیوار کی ہو تحقیقا
کی پس نہین جائز ہو چوری سے کان لگانا اُسکے گھر پر تاکہ سنے آواز تارون کی یعنے ستار وغیرہ کے تارون کی اور نہ جائز ہی داخل ہونا اُسپر واسطے دیکھنے گناہ کے مگر جو ظاہر کرے وہ
اسطرح کہ معلوم کر لے اُسکو وہ کہ باہر گھر کے ہو مانند آواز مزامیر کے اور آواز نشے والون کی کہ آپس مین نشے والون کی سی باتین کرتے ہون اور اسیطرح جبکہ چھپا لین باسن شراب کے
اور آلات لہو کے آستین مین اور دامن کے بیچ تو نہین جائز ہی کھولنا اُنکا اور اسیطرح نہین جائز ہی سونگھنا تاکہ پاوے بو شراب کی اور نہین جائز ہی کہ طلب خبر کی کرے اپنے ہمسایون سے
تاکہ خبر دیوین وہ اُسکو ساتھ اُس چیز کے کہ ہوتا ہی شراب کے گھر مین اور اس قول مین کہ نہین پہونچا ہی ایمان الخ اشارہ ہی طرف اسکے کہ جبتک کہ نہین پہونچتا ہی ایمان طرف دل کے
نہین حاصل ہوئی اُسکو معرفت اللہ کی اور نہین ادا کرتا حقوق اُسکے پس علاج تمام امراض دل کا معرفت اللہ تعالی کی ہی اور حقوق ادا کرنے مسلمانون کے پس ایذا دیتا ہی اُنکو
اور نہ ضرر پہونچاتا ہی اور نہ عار دلاتا ہی اور نہ تجسس کرتا ہی اُنکے احوال کا تمام ہوا کلام امام کا اور حاصل ہوا مقصد اور تم بہتر ہوا اس سے ع (وعن سعید بن زید عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان من اربی الربوا الاستطالۃ فی عرض المسلم بغیر حق رواہ ابوداود والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہی سعید بن زید سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا زیادہ تر بین سودون کا زبان درازی کرنی ہی بیچ آبرو مسلمان کے ناحق نقل کی یہ ابوداود نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف یعنے غیبت کرنی اور
برا کہنا مسلمان کو اور ترفع اور تکبر کرنا اُسپر اور حقیر جاننا اُسکو ناحق اور بے مصلحت شرعی کے اور زیادہ تر بین سودونکا ہی یعنے برا سود ہی بہ نسبت اور سودون کے حرمت و گناہ
مین اور ربوا لغت مین معنے زیادتی کے ہی اور شرع مین زیادہ لینا قرض و بیع مین پس چونکہ بیچ زبان درازی کے یعنے کسی کی آبرو ریزی مین لینا ہی زیادہ اُس چیز سے کہ استحقاق رکھتا ہی
اور زیادہ اُس چیز سے کہ رخصت ہی تشبیہ دی اُسکو ساتھ ربوا کے کہ زیادہ حق سے لیتا ہی اور اُسکو اربی یعنے بڑا ربوا کہا اسلیے کہ آبرو مسلمان کی عزیز تر اور شریف تر ہی اُسکے مال سے
پس ضرر اور فساد اُسکے یعنے اُس مین زیادہ ہی اور قید لگائی ناحق کی اسلیے کہ بعضے احوال مین مباح ہوتی ہی آبرو ریزی جیسے کہ صاحب حق کہے یا ظالم اسکو کہ حق اُسکا نہین دیتا ہی یا
گواہ کو جرح یعنے اسکا نقصان بیان کرے اور اسی قبیلہ سے ہی جرح رواۃ کا کہ محدثین راویون کو واسطے مصلحت دین کے کرتے ہین اور اسکے مانند ہی ذکر کرنی برائی سنگی کرنیوالے
کی اور بدعتی اور فاسقون کی بقصد بچانے کے لوگون کو ضرر ع (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما عرج بی ربی مررت بقوم لہم اظفار من نحاس یخمشون
وجوہہم وصدورہم فقلت من ہؤلاء یا جبرئیل قال ہؤلاء الذین یاکلون لحوم الناس ویقعون فی اعراضہم رواہ ابوداود) اور روایت ہی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جبکہ اوپر لیگیا مجکو رب میرا یعنے جب معراج ہوئی مجکو گذرا مین ایک قوم پر کہ اُنکے ناخون تھے تانبے کے کھرونچتے تھے منھ اپنے اور سینے اپنے پس کہا مین نے کون ہین

بتلائے جبرئیل کہا یہ وہ لوگ ہیں کہ کھاتے ہیں گوشت لوگوں کے یعنی غیبت کرتے ہیں انکی اور پڑتے ہیں لوگوں کی آبرو میں نقل کی یہ ابوداؤد نے ف یعنی غیبت کرتے ہیں اور برا کہتے ہیں اور بسبب اسکے آبروریزی کرتے ہیں لوگوں کی غیبت کرنی جو کھانا گوشت کا وجہ اسکی اوپر بیان ہو چکی ہے باب الغیبۃ میں اور چونکہ آبروریزی لوگوں کی کی اور اس سے خوش ہوئے حق تعالی نے منہ اور سینے انکے بھی انکے ناخنوں سے زخمی کروائے ش ح (وعن المستورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من اکل برجل مسلم اکلۃ فان اللہ یطعمہ مثلہا من جہنم ومن کسی ثوبا برجل مسلم فان اللہ یکسوہ مثلہ من جہنم ومن قام برجل مقام سمعۃ وریاء فان اللہ یقوم بہ مقام سمعۃ وریاء یوم القیمۃ رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے مستورد سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو شخص کہ کھاوے بسبب غیبت کرنے یا بہتان زنا کرنے یا بے آبروئی کرنے کسی شخص کے لقمہ ایک تحقیق اللہ تعالی کھلاویگا اسکو مانند اسی لقمہ کے آگ دوزخ سے اور جو شخص کہ پہناوے کسی شخص کو کپڑا بسبب اہانت کرنے کسی شخص مسلمان کے ایک پس تحقیق اللہ تعالی پہناویگا مانند اس کپڑے کے آگ دوزخ سے اور جو شخص کہ کھڑا کرے کسی کو بیچ مقام سنانے اور دکھلانے کے پس تحقیق اللہ تعالی کھڑا ہوگا واسطے اسکے بیچ مقام سنانے اور دکھلانے کے روز قیامت کے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف لفظ اکلۃ ساتھ پیش ہمزہ اور جزم کاف کے ہے یعنی لقمہ کے اور ایک نسخہ میں ساتھ زبر ہمزہ کے ہے یعنی یکبارگی کھانے کے یعنی کہ کوئی بسبب عداوت کے غیبت اور برائی کسی مسلمان کے سے خوش ہوتا ہو کوئی اسکے پاس جاوے اور از راہ خوشامد کے غیبت اس مسلمان کی کرے اور اس وسیلہ سے اپنے لیے روزی پیدا کرے اور وجہ رزق کی بہم پہونچاوے اور لفظ کسی ساتھ صیغہ معلوم کے ہے یعنی اس شخص کا ثوبا چنانچہ ترجمہ اسکا کیا گیا اور ایک نسخہ میں ساتھ صیغہ مفعول کے ہے یعنی پہنایا جاوے کپڑا اور یہ مناسب ہے قرینہ سابقہ کے اور بعضوں نے کہا کہ معنی اول کے ہیں کسی نفسہ ثوبا یعنی پہناوے اپنے نفس کو کپڑا بسبب غیبت کسی مسلمان کے اسی طرح کہ اوپر ذکر کی گئی کھانے میں اور قام برجل میں صرف سبب تعدیہ کے لیے ہے اور مراد رجل سے نفس اسکا ہے یا غیر اسکا یعنی کھڑا کرے اپنے تئیں یا کسی اور کو بیچ مقام دکھانے اور سنانے کے یعنی تعریف کرے اور خوبیاں دکھاوے اپنی یا اور کی تا لوگ دیکھیں اور سنیں اسکی فضیحت کرنے کے لیے کھڑا ہوگا اللہ پس کھڑا ہونا اللہ کا مقام سنانے اور دکھانے میں کنایہ ہے اسکی فضیحت کرنے سے اور کہا مظہر نے کہ بہ برجل میں احتمال ہے کہ تعدیہ کے لیے ہو یا سببیت کے لیے پس اگر تعدیہ کے لیے ہو تو معنی یہ ہونگے کہ جو کوئی کھڑا کرے کوئی کسی کو مقام سنانے اور دکھانے میں یعنی تعریف کرے کسی کی ساتھ صلاح وتقوے کے اور ساتھ زہد اور عبادت کے شہرت دے تا لوگ اسکے معتقد ہوں اور خدمت کریں اسکی اور اسکو جال ٹھہراوے اپنے لیے تاکہ اسکے سبب سے مال وجاہ اپنے تئیں حاصل ہو جیسا کہ بعضے خادم درویشوں کے کرتے ہیں ہمارے زمانے میں بقول شخص پیران نمی پرند مریدان می پرانند پس اسکو اللہ تعالی مقام فضیحت اور رسوائی میں کھڑا کریگا ساتھ اس طرح کے حکم فرماویگا فرشتوں کو کہ اظہار کریں کہ یہ جھوٹا ہے کہ ایک شخص کو جھوٹی شہرت دی تھی اپنی غرض نفسانی کے لیے بعد ازاں عذاب دیگا اسکو عذاب جھوٹوں کا اور اگر سببیت کے لیے ہو تو معنی یہ ہونگے کہ جو کوئی ظاہر کرے صلاح اور زہد اور تقوے بسبب اسکے کہ معتقد ہو اسکا کوئی شخص بڑی قدر اور بہت مال والا تاکہ حاصل ہو اسکو مال وجاہ جیسے کہ کہتے ہیں لوگ عرف میں کہ یہ زاہد امیر کا ہے کھڑا ہوگا اللہ تعالی اسکے رسوا کرنے کے لیے یعنی ارادہ کریگا اسکی فضیحت کریگا مقام سنانے اور دکھانے میں یعنی فرماویگا ملائکہ کو کہ ندا کریں کہ یہ ریاکار تھا خلق کے لیے کام کرتا تھا بعد ازاں عذاب کریگا اسکو عذاب ریاکاروں کا ش ع ح (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن الظن من حسن العبادۃ رواہ احمد وابوداؤد) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک گمان رکھنا جملہ عبادات حسنہ سے ہے نقل کی یہ احمد اور ابوداؤد نے ف یعنی نیک گمان رکھنا ساتھ اللہ تعالی کے جملہ عبادات حسنہ سے ہے پس نہیں لائق ہے ترک کرنا عبادتوں کا بخلاف اس چیز کے کہ گمان کرتے ہیں عوام کہ حسن ظن یہ ہے کہ ترک کرے عمل کو اور اعتماد کرے اللہ پر اور کہے کہ وہ کریم وغفور ورحیم ہے پس جینے ترک کی عبادت اور دعوی کیا نیک گمانی کا ساتھ معبود کے وہ مغرور ومردود ہے یا معنی یہ ہیں کہ گمان نیک لیجانا مسلمانوں پر اور اعتقاد خیر وصلاح کا رکھنا ساتھ انکے جملہ عبادات حسنہ سے ہے یا ناشی ہے حسن عبادت سے یعنی جو کوئی متعبد ونیکوکار ہے لوگوں پر گمان نیک لیجاتا ہے اور بدگمانی اسے بدکار کے نہیں ہوتا سو بدگمان باشد ہمیشہ زشت کار نامہ خود خواند اندر حق یار ش ع ح (وعن عائشۃ قالت اعتل بعیر لصفیۃ وعند زینب فضل ظہر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لزینب اعطیہا بعیرا فقالت انا اعطی تلک الیہودیۃ فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فہجرہا ذا الحجۃ والمحرم وبعض صفر رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا عائشہ نے کہ بیمار ہوا اونٹ صفیہ کا اور حضرت زینب کے پاس تھی سواری زیادہ یعنی ایک اونٹ تھا زیادہ انکی حاجت سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب کو کہ دے تو صفیہ کو اونٹ

پس کہا زینب نے یعنے بطریق استفہام انکاری کے کہ میں دیتی ہوں اس یہودیہ کو پس غصہ ہوئے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ترک کی اُنسے ملاقات مہینے ذی حجہ کے اور محرم کے اور
کچھ صفر کے مہینے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بیٹی تھیں حیی ابن اخطب یہودی کی کہ بنی اسرائیل میں سے تھا اولاد حضرت ہارون علیہ السلام کی سے اور
بیوی تھیں ابو الحقیق کی پس وہ مارا گیا جنگ خیبر میں اور یہ پکڑی آئیں پس آنحضرت نے انکو آزاد کیا اور اپنے نکاح میں لائے اور بعضے ازواج مطہرات کو انسے سوء مزاجی تھی چنانچہ
حضرت عائشہ بھی انہیں میں سے تھیں اور آنحضرت حمایت اور رعایت انکی کرتے تھے ایک روز انکو حضرت عائشہ نے یہودیہ کہا اور کچھ سخت سست کہا انھوں نے حضرت سے
شکایت کی فرمایا کہ تو اُسے کہہ کہ میں پیغمبرزادی ہوں اور تو بیٹی ابوبکر کی اور حضرت زینب بھی بیوی تھیں حضرت کی پس آپ خفا ہوئے اُنسے بسبب بدزبانی کے اور اس سے یہ معلوم
ہوا کہ جائز ہے ترک ملاقات کرنی زیادہ تین دن سے بسبب فعل قبیح کے یعنے بقصد زجر و تادیب کے نہ بارادہ عداوت و بغض کے اور اس تقریر سے حاصل ہو جاتی ہے تطبیق حدیثوں
میں جیسے کہا اوپر گذرا اور ذکر حدیث مُعاذ بن اَنَس مَن حَمَی مُؤمِنًا فِی بَابِ الشَّفَقَةِ وَالرَّحْمَةِ اور ذکر کی گئی حدیث معاذ بن انس کی کہ سر اُسکا یہ ہے من حمی مومنا بیچ باب شفقت اور
رحمت کے

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَجُلًا یَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ عِیْسَى اَسَرَقْتَ قَالَ كَلَّا
وَالَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِیْسَى اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ نَفْسِیْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا حضرت عیسی بیٹے مریم
کے نے ایک شخص کو چوری کرتے پس کہا واسطے اُسکے عیسی نے چوری کی تو نے یعنے کیا چوری کی تو نے کہا ہرگز نہیں قسم ہے اُس ذات پاک کی کہ نہیں کوئی معبود سوا اُسکے پھر
کہا عیسی نے کہ ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے اور جھٹلایا میں نے نفس اپنے کو نقل کی یہ مسلم نے ف ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے یعنے اسکی وحدانیت کے کہ کبھی جاتی ہے جلالہ قسم جسکے
یا تقدیر یہ ہے کہ تصدیق کیا میں نے تیرے قسم کھانے کو ساتھ اللہ کے اور جھٹلایا میں نے اپنے نفس کو یعنے اس چیز میں کہ دیکھی میں نے بنا بر ظاہر کے واسطے احتمال اسکے کہ یہ لیا خفیہ
چوری واسطے ہونے کسی شرط کے ان شروط میں سے کہ معتبر ہیں حد چوری میں شرعا کذا ذکر علی او حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ یعنے تصدیق کیا میں نے تجکو تیری قسم میں اور پھرا
اس چیز سے کہ گمان کیا تھا میں نے اور جھٹلایا میں نے اپنے نفس کو اور اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی قسم کھاوے ہر چند کہ بخلاف اُسکے معلوم ہو چاہیے کہ اپنے علم کو تہم کرے اور موجب
اُسکے عمل کرے بسبب تعظیم نام خدا تعالی کے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّكُوْنَ كُفْرًا وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ یَّغْلِبَ الْقَدَرَ) اور روایت ہے انس سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نزدیک ہے فقر یہ کہ ہو جاوے کفر اور نزدیک ہے حسد یہ کہ غالب آوے تقدیر پر ف یعنے قریب ہے کہ ہو فقر قلبی سبب کفر کا یا تو بسبب
اعتراض کرنے کے اللہ تعالے پر اور یا بسبب نہ راضی ہونے کے قضاے اللہ پر اور بسبب شکوہ کرنے کے ما سوی اللہ سے یا بسبب میل کرنے کے طرف کفر کے بسبب دیکھنے
اسکے کہ اکثر کفار اغنیا و چین والے ہیں اور اکثر مسلمان فقرا آزمایش میں ہیں بمقتضا اسکے کہ وارد ہوا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے الدنیا سجن المؤمن وجنة الكافر
اور فرمایا اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی تسلی کے لیے لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماویهم جهنم وبئس المهاد ولكن الذين اتقوا ربهم لهم جنت تجری من
تحتها الانهار خالدین فیها نزلا من عند الله وما عند الله خیر للابرار آیا ہے کہ تھے بعضے مومن دیکھتے تھے مشرکوں کو چین میں پس کہتے تھے کہ اعداء اللہ کا حال تو ہم اچھا دیکھتے ہیں
اور ہم ہلاک ہو گئے مارے بھوک اور مشقت کے اسپر یہ آیت اُتری کہ یہ آرام انکا چند روزہ ہے پھر فنا ہونے والا ہے اور تمہارے لیے بہشت ہیں آخرت کے میں اس فانی کو وہ
حرص نہ کرو اور متوقع رہو نعمت باقی کے اور جیسے فقر باعث کفر ہوتا ہے ایسی ہی زیادتی غنا کی بھی سبب سرکشی اور گرفتار ہونے گناہ کی ہوتی ہے اور اسلیے متوسط
اور بقدر ضرورت کے ملنا افضل ہے غنا و فقر سے خیر الامور اوسطها اور اخیر جملہ حدیث کے معنے یہ ہیں کہ اگر بالفرض کوئی چیز ہوتی کہ غالب آتی تقدیر پر اور بدل دیتی اُسکو
تو وہ حسد ہوتا اور بعضوں نے کہا قریب ہے حاسد بیچ گمان حاسد کے یہ کہ بدل دیگا تقدیر کو شیخ رح (وَعَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اعْتَذَرَ اِلٰى
اَخِیْهِ فَلَمْ یَعْذِرْهُ اَوْ لَمْ یَقْبَلْ عُذْرَهُ كَانَ عَلَیْهِ مِثْلُ خَطِیْئَةِ صَاحِبِ مَكْسٍ رَوَاهُمَا الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ وَقَالَ الْمَكَّاسُ الْعَشَّارُ) اور روایت ہے جابر سے کہ نقل کی رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ عذر خواہی کرے طرف بھائی مسلمان اپنے کے پس عذر نہ رکھے اسکو وہ بھائی یعنے انکار اُسکے عذر کا کرے اور کہے کہ عذر بیہودہ
رکھتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے یا نہ قبول کرے عذر اسکا اور کہے اگرچہ عذر رکھتا ہے تو لیکن میں نہیں قبول کرتا ہو گا اُس بھائی پر گناہ مانند گناہ صاحب مکس کے نقل کیں یہ دونوں حدیثیں

بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا سکاس عشر لینے والا ہو وے یعنی وہ کہ ظلم کرے اور مواقف حق کے نہ لے اور اسکا بڑا گناہ آیا ہے حدیثوں میں کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں صاحب مکس یعنی
عشار یا اللہ منہ اور شاید کہ مناسبت تشبیہ کی ان دونوں میں یہ ہے کہ صاحب مکس کی بھی نہیں قبول کرتا عذر تاجر کا اس لیے کہ کہنے اسکے میں کہ یہ مال امانت کا ہے یا اور شہر میں بیچنے شہر لے لیا ہے
یا میں قرضدار ہوں اور مانند اسکے کے اور حضرت عائشہ سے بطریق مرفوع آئی ہے حدیث مَن اعتذر الی اخیہ المسلم فلم یقبل عذرہ لم یرد علی الحوض نقل کی یہ طبرانی نے اوسط میں
اور منقول ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں ساتھ برے تمہارے کے عرض کیا صحابہ نے کہ بہتر اگر چاہیے تو فرمائیے یا رسول اللہ فرمایا
کہ برا تم میں سے وہ ہے کہ اترے منزل پر اکیلا اور کوڑے مارے اپنے غلام کو اور نہ دیوے عطا اپنی فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ برے کے اس سے کہا انہوں نے ہاں اگر چاہیے
تو فرمائیے یا رسول اللہ فرمایا کہ وہ شخص کہ بغض رکھے لوگوں سے اور لوگ بغض رکھیں اس سے فرمایا کہ کیا میں نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ برے کے اس سے کہا ہاں اگر چاہیے یا
رسول اللہ فرمایا وہ لوگ کہ نہیں قبول کرتے خطا یعنی عذر خطا اور نہیں قبول کرتے معذرت اور نہیں بخشتے گناہ فرمایا کیا میں نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ برے کے اس سے کہا
انہوں نے ہاں یا رسول اللہ فرمایا وہ کہ نہ امید ہو اس سے خیر کی اور نہ امن ہو شر اسکے سے نقل کی یہ طبرانی وغیرہ نے اور ابی ہریرہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں
کہ فرمایا آپ نے عفت کرو لوگوں کی عورتوں سے یعنی بہ نظر بد نہ دیکھو تو عفت کرینگی عورتیں تمہاری اور نیکی کرو اپنے باپوں سے نیکی کرینگے بیٹے تمہارے اور جسکے پاس آوے مسلمان
بھائی اسکا عذر کرتا ہوا پس چاہیے کہ قبول کرے اسکو خواہ حق پر ہو وے یا باطل پر پس اگر نہ قبول کیا نہیں آویگا حوض کوثر پر نقل کی یہ حاکم نے اور کہا یہ صحیح الاسناد ہے شرح باب
الحذر والتأنی فی الامور یہ باب ہے بیچ بیان بچنے اور درنگ کرنے کے کاموں میں ف حذر ساتھ زبر حا اور دال کے اور جزم ذال کے یعنی پرہیز و احتراز کرنے کا اور حذر
ساتھ زبر ح اور زیر ذال کے مرد بیدار اور تانی توقف و درنگ کرنا کاموں میں اور تانی نکرنی اسمیں اور اناۃ بروزن قناۃ کے اسم ہے اس سے یعنی درنگ کے یعنی آدمی کو چاہیے
کہ لوگوں کے شر اور زمانے کے آفات سے خواہ دین کے ہوں خواہ دنیا کے پرحذر رہے اور اپنے کام میں ہشیار اور خبردار رہے اور انجام کار کو دیکھتا رہے اور کاموں میں جلدی نکرے
اور حلم و وقار اختیار کرے مگر بعضے کاموں خیر کے میں کہ شتابی ان میں فرمائی ہے جیسے شتابی کرے جلدی نماز وغیرہ شرح **الفصل الاول** فصل پہلی عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین متفق علیہ روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کاٹا جاتا مومن ایک سوراخ
سے دوبارہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لدغ کاٹنا سانپ اور بچھو کا اور جحر ساتھ تقدیم جیم مضمومہ کے ح ساکنہ پر سوراخ سانپ اور بچھو اور مانند انکے کا فرماتے ہیں کہ شان مومن
دانا کی کہ موصوف برعایت حق اور حمایت دین کے ہو یہ ہے کہ عہد شکن و سرکش سے کہ دشمن دین کا ہو درگذر نکرے اور غضب اور بدلہ اللہ کا لینا چھوڑے اور ہر بار حلم و تغافل نکرے
اور فریب نکھاوے اور اگر کار دنیا میں فریب و دغا کھاوے تو سہل ہے لیکن امور دین میں نچاہیے اور یہ تعلیم قاعدہ عظیم کی ہے کہ باعث رعایت و حمایت دین کا ہے اور سبب وارد ہونے
اس حدیث کا یہ ہے کہ ابو عزہ ایک شاعر تھا شعرائے کفار سے کہ مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا اور اپنی قوم کی بد ذاتوں کو مسلمانوں کی ایذا اور اہانت پر رغبت دلایا کرتا تھا وہ جنگ بدر میں
بندیوں میں پکڑا آیا پس عہد کیا کہ بار دگر ان افعال بد کے پاس نہ پھٹکونگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو بسبب پاس عہد و پیمان کے چھوڑ دیا جبکہ وہ اپنی قوم کے پاس گیا
تو پھر وہی پہلی شقاوت اختیار کی دوبارہ پھر جنگ احد میں ہاتھ لگا پھر امان چاہی اور عہد کرنے لگا پس آنحضرت نے اسکے قتل کا حکم کیا اور اسوقت بعضے لوگوں نے درخواست اسکے
عفو کی پس فرمایا حضرت نے لا یلدغ المؤمن الخ شرح او عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاشج عبد القیس ان فیک لخصلتین یحبھما اللہ الحلم والاناۃ
رواہ مسلم اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے اشج کے کہ سردار عبد القیس کا تھا کہ تحقیق تجھ میں دو خصلتیں ہیں کہ دوست رکھتا ہے
انکو اللہ یعنی خواہ تجھ میں پیدا ہوں یا تیرے خمیر میں ایک آہستگی اور بردباری اور دوسرے کام کرنا بہ درنگ و وقار نقل کی یہ مسلم نے ف عبد القیس نام ایک قبیلہ کا ہے کہ جب
جماعت عبد القیس کی آئی حضرت کی زیارت کے لیے تو حضرت کو دیکھکر اونٹوں پر سے کود پڑے اور ملازمت شریف کے لیے دوڑے اور بے قراریاں اور ذوق و شوق محبت ظاہر کیں
آنحضرت نے انکو مقرر فرمایا یعنی انکو ان اضطرابیوں سے منع نہ کیا لیکن اشج کہ نام انکا منذر تھا اور رئیس اور سردار انکے تھے مکان پر اترے اور اسباب قوم کا جمع کیا اور بدن
اور غسل کیا اور اچھے کپڑے پہنے اور آہستہ آہستہ تمکین و وقار سے مسجد شریف میں آئے اور دوگانہ نماز کا ادا کیا اور دعا کی پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت کو یہ وضع

انکی پیدا آئی اور فرمایا کہ تحقیق تجھ میں دو خصلتیں ہیں الخ اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب آنحضرت نے انکو ساتھ وجود ان دو خصلتوں کے خبر دی تو انھوں نے کہا کیا یہ دو
خصلتیں کسبی اور بتکلف حاصل کی ہوئی میری ہیں یا اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں میری جبلت میں فرمایا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں تیری جبلت میں کہا انھوں نے
شکر اس خدا کو کہ پیدا کیا مجھکو اوپر دو خصلتوں کے کہ دوست رکھتا ہے انکو خدا اور رسول اسکا یعنے اگر بتکلف حاصل کی ہوئی میری ہوتیں تو احتمال زوال و فتور کا تھا لیکن چونکہ
جبلی ہیں امید ہے کہ ہمیشہ اور باقی رہینگی شرح الفصل الثانی فصل دوسری (عن سہل بن سعد الساعدی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الاناۃ من اللہ والعجلۃ من
الشیطان رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وقد تکلم بعض اہل الحدیث فی عبد المہیمن بن عباس الراوی من قبل حفظہ) روایت ہے سہل بن سعد ساعدی سے کہ تحقیق نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درنگ کرنی کاموں میں اللہ تعالی کی طرف سے ہے یعنے اسکے الہام سے اور جلدی کرنی شیطان سے ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے
اور تحقیق کلام کیا ہے بعضے اہل حدیث نے بیچ عبد المہیمن بن عباس کے کہ راوی اس حدیث کا ہے بسبب یادداشت اسکی کے یعنے وہ حافظہ بہت نہ رکھتا تھا اگرچہ وہ
عدل ثقہ لیکن حافظہ خوب نہ رکھتا تھا پس امر اسکا سہل ہے اور روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں بطریق مرفوع کے درانحالیکہ یہ ہیں التأنی من اللہ والعجلۃ من الشیطان
اور جلدی کرنی یعنے امور دنیا میں شیطان سے ہے یعنے اسکے وسوسہ سے ہے کہا ہے بعضوں نے کہ مستثنی ہیں اس سے وہ چیزیں کہ نہیں ہے شبہ انکی خیریت میں یعنے اچھی چیزوں میں جلدی
کرنی شیطان سے نہیں ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ویسارعون فی الخیرات کہتا ہوں میں کہ فرق ظاہر ہے درمیان مسارعت اور مبادرت کے طرف طاعات کے اور درمیان جلدی کرنے
کے نفس عبادات میں پس اول محمود ہے اور دوسری مذموم ہے یعنے مسارعت اور مبادرت طرف طاعات کے یہ ہے کہ مثلا وقت نماز کا آیا درنگ نکرے اسمیں جلدی سے طیار
ہو کر ادا کرنے لگے اور جلدی یہ ہے کہ نماز جب پڑھنے لگا جلدی سے ادا کرے پس اول یعنے مسارعت اچھی ہے اور دوسری یعنے جلدی سے کر لینا نیک کام کا برا ہے پس حاصل الاعلی
تحقیق کا یہ ہوا کہ شوق سے دوڑنا اور مستعد شتابی ہونا اچھے کام کے لیے اچھا ہے اور جلد جلد کرنا اسکو برا ہے واللہ اعلم (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حلیم
الا ذو عثرۃ ولا حکیم الا ذو تجربۃ رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہوتا بردبار کامل مگر صاحب
لغزش کا اور نہیں ہوتا حکیم کامل مگر صاحب تجربہ کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف مگر صاحب لغزش کا یعنے جو گناہ میں پڑا اور خطا و خلل کار میں
وجود میں آیا ہو اور خجالت کھینچی ہو اور بسبب اسکے دوست رکھتا ہے کہ لوگ عیب و خطا میں اسکی ڈھانکیں اور قصور اسکے عفو کریں پس حاصل یہ کہ ایسے شخص نے جب محبت ستر و عفو
کی اپنے میں پائی تو لوگوں سے بھی عفو کریگا اور بردباری اختیار کریگا اور نہیں ہوتا حکیم کامل الخ حکیم کہتے ہیں دانا اور راست اور استوار کار کو اور حکمت کہتے ہیں جاننے حقیقت ہر چیز کو اور
تجربہ کہتے ہیں کاموں کے جانچنے کو پس فرماتے ہیں کہ جسکو حاصل ہوئی پہچان اشیا کی اور جانا نفع انکا اور جانچا اشیا کے مصالح اور مفاسد کو حاصل ہوئی اسکو حکمت اور وہ
حکیم کامل ہوا انتہی (وعن انس ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اوصنی فقال خذ الامر بالتدبیر فان رأیت فی عاقبتہ خیرا فامضہ وان خفت غیا فامسک رواہ فی شرح السنۃ)
اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وصیت فرمائیے مجھکو یعنے ساتھ ایک چیز کے کہ جانا رہے تجھ میرا بیچ کام میرے کے پس فرمایا
اگر تو کام کو یعنے اس کام کو کہ ارادہ کرے تو کر لے اسکے کا ساتھ دیکھنے انجام اسکے کے اور تامل کرنے کے بیچ مصالح اور مفاسد اسکے کے پس اگر دیکھے تو بیچ انجام اسکے کے بھلائی یعنے
نفع دنیوی یا اخروی پس کر اسکو اور اگر ڈرے تو اور گمان لیجاوے تو گمراہی کا اس کام میں پس باز رہ اس کام کے کرنے سے اور چھوڑ دے اسکو نقل کی یہ شرح السنہ میں (وعن
مصعب بن سعد عن ابیہ قال الاعمش لا اعلمہ الا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال التؤدۃ فی کل شیء خیر الا فی عمل الآخرۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے مصعب بن سعد سے
کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے سعد سے کہا اعمش نے کہ راوی اس حدیث کا ہے سعد سے نہیں جانتا ہوں میں اس حدیث کو مگر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یعنے اسکے باپ نے کہ سعد
ہے آنحضرت سے روایت کی نہ از خود فرمایا کہ ڈھیل کرنی ہر چیز میں بہتر ہے مگر بیچ عمل آخرت کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف اسلیے کہ بیچ تاخیر بھلائیوں کے آفات ہیں اور منقول ہے
کہ اکثر چلانا دوزخیوں کا تاخیر عمل سے ہوگا کہا طیبی نے کہ یہ اسلیے ہے کہ امور دنیویہ جو ہیں نہیں جانا جاتا انجام ان کا انکی ابتدا میں کہ انجام انکا اچھا ہے جلدی کیجاوے ان میں
یا برا ہے ہیں تاخیر کیجاوے انسے بخلاف امور آخرت کے بموجب فرمانے اللہ تعالی کے فاستبقوا الخیرات وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم کہا مظہر نے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے

الشیطان یعدکم الفقر کا لائق ہے مومن کو کہ جب حرکت کرے اسکے لیے واعیہ خرچ کرنے کا نہ توقف کرے اسلیے کہ شیطان وعدہ کرتا ہے اس سے فقر کا اور ڈراتا ہے اسکو اور روکتا ہے خرچ
کرنے سے تھے ابو الحسن پاخانہ میں پس پکارا انھون نے اپنے شاگرد کو اور کہا کہ اتار میرے بدن پر سے قمیص کو اور دے اسکو فلانے کو تئین پس کہا شاگرد نے کہ کیون نہ صبر کیا
یہان تک کہ نکلتے پاخانہ سے کہا انھون نے کہ میرے دل میں آیا تھا دینا اسکا اور نہین امن ہے مجکو اپنے نفس پر اسکے متغیر ہونے سے ۱۲ ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَةُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ اَرْبَعٍ وَعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بیٹے سرجس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ راہ و روش نیک اور آہستگی اور درنگ کرنی کام مین اور میانہ روی جزو ہین چوبیس جزو نبوت سے نقل کی یہ ترمذی نے ف میانہ روی یعنے بیچ کی راہ
اختیار کرنی تمام احوال و افعال میں اور بچنا دونون طرفون کمی اور زیادتی سے جیسے اختیار کرنا جود کا کہ بیچ میں ہے اسراف اور بخل کے اور اختیار کرنا شجاعت کا کہ بیچ میں تہور اور جبن
کے اور اسی قبیل سے ہے میانہ روی اعتقاد میں کہ وہ اعتقاد ہے اہل سنت کا کہ بیچ میں ہے جبر و قدر کے اور اسیطرح میانہ روی معیشت میں جیسے کہ حدیث میں فرمایا الاقتصاد فی النفقة
نصف المعیشة یعنے میانہ روی خرچ کرنے میں کہ بیچ بیچ میں ہو اسراف و تنگی آدھی معیشت ہے اور اسیطرح حکم ہے میانہ روی کا تمام احوال و افعال میں جیسے کہ بعضی چیزون کو
اللہ تعالی نے بیان فرمایا واقصد فی مشیک الآیة اور قول اللہ عز و جل کا کلوا واشربوا ولا تسرفوا اور کہا بعض عارفین نے کہ طالب کو علم کو اس حیثیت کہ منع کرے تجکو عمل
سے اور عمل کر اس حیثیت کہ نہ باز رکھے تجکو علم سے غرض کہ سب چیزون میں میانہ روی چاہیے اور جز ہے یعنے سب چیزین ملکر بمنزلہ ایک جز کے ہین یا ہر ایک انمین سے جز ہے یعنے
ایک خصلت ہے خصال انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین کے سے اور تعیین عدد کی سپرد ہے شارع کے اور سوائے نور نبوت کے حقیقت اسکی نہین معلوم ہو سکتی ۱۲ ع س ح
(وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْهَدْیَ الصَّالِحَ وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ وَالْاِقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سیرت اور طریقہ نیک اور راہ و روش نیک اور میانہ روی جزء ہین پچیس جزء نبوت سے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف فرق درمیان ہدی صالح و
سمت صالح کے یہ ہے کہ ہدی متعلق ہے ساتھ احوال باطنہ کے اور سمت ساتھ اخلاق ظاہرہ کے پس یہ دونون طریقے مین بمنزلہ ایمان اور اسلام کے ہین شریعت مین اور جمع درمیان
ان دونون کے نور علی نور ہے اور تمام ہوتی ہے ساتھ اسکے حقیقت اور اس حدیث میں ایک جز پچیس میں سے کہا اور پہلے میں چوبیس جز سے پس ہو سکتا ہے کہ یہ تفاوت وہم اور
غلط راوی سے ہو یا بسبب اور سر کے واللہ اعلم ۱۲ ح ع احتمال ہے کہ پہلے یہ حکم ہوا ہو پھر از راہ کرم و عنایت کے وہ حکم ہوا ہو کہ اوپر کی حدیث میں گذرا یا یہ کہ ان تین چیزون کا ملکر
وہ حکم ہو اور ان تین چیزون کا ملکر یہ اس صورت میں نسبت کرنی خطا و وہم کیطرف راوی کی کچھ ضرورت نہین واللہ اعلم ۱۲ مؤلف (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ الْحَدِیْثَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِیَ اَمَانَةٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جسوقت کہے کوئی شخص کوئی
بات یعنے ایسی بات کہ ارادہ کرتا ہے اسکے اخفا کا پھر غائب ہو وے یعنے چلا جاوے پس وہ امانت ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داؤد نے ف یعنے حکم اسکا حکم امانت کا ہے بہ نسبت
مجلس والون کے کہ جنھون نے سنی ہے پس انکو چاہیے کہ اسمین خیانت نہ کرین یعنے افشا نہ کرین ۱۲ ح (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَبِی الْهَیْثَمِ بْنِ التَّیْهَانِ
هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْیٌ فَاْتِنَا فَاُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَاْسَیْنِ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَیْثَمِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اخْتَرْ لِیْ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّیْ رَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ وَاسْتَوْصِ بِهٖ مَعْرُوْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا واسطے ابو الہیثم بن تیہان کے کہ کیا ہے واسطے تیرے خادم کہا نہین پس فرمایا کہ جسوقت آوے ہمارے پاس بندی تو آ تو ہمارے پاس پس لائے گئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس دو بردے پس آئے آنحضرت کے پاس بموجب وعدہ آنحضرت کے ابو الہیثم پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند کر لے تو ایک کو ان دونون میں سے پس کہا
یا نبی اللہ تم پسند کرو مجکو پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق وہ شخص کہ مشورہ کیا جاوے ساتھ اسکے چاہیے کہ امین ہو یعنے جسمین کہ مصلحت ہو بہبودی مشورہ چاہنے والے
کی ہو وے وہی کہے اور خیانت نکرے اور مقصود یہ ہے کہ چونکہ تو نے مشورہ مجھسے کیا اور مجھے اختیار دیا تو وہی بردہ تجکو دونگا کہ بہتر ہو پس اشارت کی ایک بردے کی طرف ان دونون
مین سے اور فرمایا کہ لے تو اس بردہ کو اسلیے کہ تحقیق میں نے دیکھا ہے اسکو نماز پڑھتے اور قبول کر وصیت میری بیچ حق اسکے کے احسان کرنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف اور

حدیث میں آیا ہے کہ جب ابو الہیثم گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ یہ غلام ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجکو دیا ہے اور نیکی اور احسان کرنے کی اسکے حق میں وصیت کی ہے
انکی بیوی نے کہا کہ تم الا نہیں اس وصیت کا شکل ہے اور احسان یہی ہے کہ اسکو آزاد کر دو ۔ ح (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَةِ اِلَّا ثَلٰثَةَ مَجَالِسَ سَفْکُ
دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٌ حَرَامٌ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ رَوَاہُ اَبُوْدَاوُدَ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجلسیں ساتھ امانت کے ہیں یعنے جو بات مجلس میں سنیں
اسکو کہیں نقل نہ کریں اور سخن چینی نہ کریں مگر تین مجلسیں اور تین باتیں کہ مجلس میں سنیں واجب ہے نقل اور پہونچا دینا انکا غیر کو وہ یہ ہیں خونریزی حرام یا ارادہ رکھتا ہو کوئی زنا
کا کہ حرام ہے یا چھیننا مال کا ناحق نقل کی ہے ابو داؤد نے ف یعنے اگر کسی کسی سے یہ بات کہے میں ارادہ رکھتا ہوں کہ فلانے شخص کو مار ڈالونگا یا فلانی عورت سے زنا کرونگا یا فلانے
کا مال لونگا از راہ ظلم کے تو چاہیے کہ ان باتوں کو پہونچا دے ان لوگوں کو تا پرحذر ہوں اور اپنے کو بچاویں یہ حضرت شیخ نے ذکر کیا ہے اور ملا علی قاری نے کہا معنے یہ ہیں کہ لائق نہیں
مومن کو کہ جب دیکھے اہل مجلس کو برا کام کرتے تو چرچا کرے اس چیز کا کہ دیکھی ہے ان سے مگر تین مجلسیں یعنے ایک مجلس تین مجلسوں میں سے الخ (وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ سَعِیْدٍ اِنَّ اَعْظَمَ
الْاَمَانَةِ فِیْ بَابِ الْمُبَاشَرَةِ فِی الْفَصْلِ الْاَوَّلِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابو سعید کی کہ سر اسکا یہ ہے ان اعظم الامانۃ یعنے پہلی فصل باب المباشرۃ کے ف یعنے یہ حدیث مصابیح میں اس جگہ
مذکور ہوئی ہے ایک بار باب المباشرۃ میں کہ کتاب النکاح میں ہے صحاح میں ذکر کی اور دوبارہ اس باب الحذر والتانی میں حسان سے لایا اور صاحب مشکوٰۃ نے باب المباشرۃ میں حوالہ
جوہری دیا ہے اور باب الحذر والتانی میں ذکر نہیں کی بسبب تکرار کے اور صواب ذکر کرنا اسکا صحاح ہی میں تھا اور شاید کہ مصابیح کے نسخوں میں کہ تو انکے پاس موجود تھے کہ یہ
مذکور ہو ولیکن جن نسخوں میں کہ ہمنے دیکھی ہیں اس باب میں مذکور نہیں اور باب المباشرۃ میں ہے فقط غالبًا لکھنے والوں نے بسبب تکرار کے اسکو حذف کر دیا ہو واللہ اعلم ۔ ح
الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ قَالَ لَہٗ قُمْ فَقَامَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ
ثُمَّ قَالَ لَہٗ اقْعُدْ فَقَعَدَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا ہُوَ خَیْرٌ مِّنْکَ وَلَا اَفْضَلُ مِنْکَ وَلَا اَحْسَنُ مِنْکَ بِکَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ وَبِکَ اُعْرَفُ وَبِکَ اُعَاتِبُ وَبِکَ الثَّوَابُ وَعَلَیْکَ
الْعِقَابُ وَقَدْ تَکَلَّمَ فِیْہِ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے عقل کو فرمایا اسکو کھڑی ہو پس کھڑی
ہوئی پھر فرمایا اسکو پیٹھ پھیر پس پیٹھ پھیری پھر کہا اسکو منہ کر میری طرف پس منہ کیا پھر کہا واسطے اسکے بیٹھ پس بیٹھی عقل پھر کہا اسکو نہیں پیدا کی میں نے کوئی مخلوق کہ وہ بہتر ہو تجھسے
اور نہ فاضل تر اور زیادہ تر تجھسے کمال میں اور نہ خوب تر تجھسے بسبب تیرے لیتا ہوں میں یعنے عبادات اپنے بندوں سے یا جس سے کہ نعمت لے لیتا ہوں تیرے ہی سبب
سے لیتا ہوں کہ تقصیر کی اور ہو جب غضب کا ہوا اور بسبب تیرے دیتا ہوں میں یعنے ثواب و درجات یا جسکو کہ نعمت دیتا ہوں واسطے تیرے دیتا ہوں کہ خدمت کی اور مستحق
انعام کا ہوا اور بسبب تیرے پہچانا جاتا ہوں میں اور بسبب تیرے غصہ کرتا ہوں اور بسبب تیرے ثواب دیتا ہوں اور بسبب تیرے عذاب کرتا ہوں یعنے مدار تکلیف اور خطاب
اور عتاب اور ثواب اور عقاب دنیا اور آخرت میں عقل پر ہے اور تحقیق کلام کیا ہے بیچ صحت اس حدیث کے بعضے علماء نے اور کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے ف ظاہر حدیث
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقل پیدا کی گئی مجسم جیسے کہ پیدا کیجاویگی موت بصورت دنبہ کے اور ذبح کیجاویگی درمیان میں جنت و دوزخ کے ۔ ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَکُوْنُ مِنْ اَہْلِ الصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حَتّٰی ذَکَرَ سِہَامَ الْخَیْرِ کُلَّہَا وَمَا یُجْزٰی یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا بِقَدْرِ عَقْلِہٖ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق ایک شخص ہوتا ہے نمازیوں میں سے اور روزہ داروں میں سے اور زکوٰۃ دینے والوں میں سے اور حج اور عمرہ کرنیوالوں میں سے
یہاں تک کہ ذکر کیا آنحضرت نے سب اقسام خیر کا یعنے کلیات اور بڑی چیزیں خیر کی ذکر کیں یا اکثر ذکر کیں وللاکثر حکم الکل اور جزا نہیں دیا جاویگا وہ شخص روز قیامت کے
مگر موافق عقل اپنی کے ف مراد عقل سے یہاں پہچاننا اشیاء کا ہے اور معلوم کرنا صلاح وفساد مبدا و معاد کا اور تمیز کرنا درمیان خیر و شر کے اور احتراز کرنا گمراہیوں اور آفات نفس
سے اور راہ نیک اختیار کرنی اور پہونچنا مقام قرب کو اور واصل ہونا ساتھ حق کے اور عقل معاد کہ بعضوں کے کلام میں واقع ہوئی ہے یہی ہے اور اس جگہ میں ہے اختلاف علماء کا
اور بحث انکی بیچ تفاضل علم و عقل کے کہ کہتے ہیں علم افضل ہے یا عقل یعنے بعضے علم کو افضل کہتے ہیں اور بعضے عقل کو اور اگر علم کو بھی اور پہنچے تمیز و دریافت کے حمل کریں کہ اثر
عقل کا ہو یا یہ معنے کچھ خلاف درمیان میں نہیں رہتا اور ساتھ اس معنے کے علم و عقل افضل ہے عمل و عبادت سے لکھا ہے علماء نے کہ ایک رکعت اس عالم عاقل کی افضل ہوگی

اور کئی ہزار برسوں سے ہے (۷) وعن ابی ذر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا ابا ذر لا عقل کالتدبیر ولا ورع کالکف ولا حسب کحسن الخلق) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابی ذر نہیں ہے کوئی عقل مانند تدبیر کے اور نہیں ہے کوئی ورع مانند باز رہنے کے اور نہیں ہے حسب و فضیلت مانند خوش خلقی کے ف تدبیر کے معنے ہیں انجام کار کو دیکھنا یعنی معنے اس جملہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی عقل مانند عقل تدبیر کے یعنی مانند اس عقل کے کہ ساتھ ہو اسکے تدبیر یعنی انجام کار کو دیکھنا اور اسکے مصالح اور مفاسد کو دریافت کرنا اور ورع کے معنے ہیں پرہیزگاری کہ جو معنے تقوی کے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ متورع بالاتر ہے متقی سے اور کہتے ہیں کہ تقوی پرہیز کرنا حرام چیزوں سے ہے اور ورع پرہیز کرنا مکروہات اور شبہات سے بھی اور صواب یہ ہے کہ دونوں کے ایک ہی معنے ہیں اور کلام قوم میں اسی طرح واقع ہوا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ نہیں ہے ورع کامل مانند کف یعنی باز رہنے کے طیبی اس عبارت پر اشکال لایا ہے کہ ورع معنی باز رہنے کے حرام چیزوں سے ہے پس لا ورع مثل الکف کیا معنے رکھتا ہے اور جواب اسکا یہ دیا ہے کہ مراد کف سے یہاں باز رہنا ہے مسلمانوں کی ایذا سے یا باز رکھنا زبان کو لا یعنی سے چونکہ مفاسد اسکے اکثر ہیں حصر کیا ورع کو اس میں از راہ مبالغہ کے اور ممکن ہے کہ کہا جاوے ورع اور تقوی اگرچہ لغت میں معنے باز رہنے اور پرہیز کرنے کے ہیں لیکن عرف شرع میں شامل ہیں امتثال اور اجتناب کو سوا اور اگر بمعنے اجتناب ہی کے ہوں تو ترک کرنا امتثال اوامر سے بھی اجتناب کرنا چاہیے پس بہر تقدیر شامل امتثال و اجتناب کو ہونگے اور حاصل یہ کہ ورع اور تقوی چاہتا ہے مجموعہ امتثال و اجتناب کے پس ورع کے لیے دو چیزیں چاہییں امتثال اوامر اور اجتناب نواہی اور لکھا ہے علما نے کہ رعایت کرنی جانب اجتناب کے بہتر اور مقدم ہے جانب امتثال کے اور اگر کوئی جانب امتثال میں اقتصار کرے فرائض اور واجبات اور سنن موکدہ پر لیکن اجتناب میں اہتمام خوب کرے تو پہونچ جاویگا مقصود کو کہ پہونچنا طرف حق کے اور قرب الہی کے ہے اور اگر اہتمام امتثال میں خوب کرے جیسے کہ ادا کرے سب نوافل و مستحبات لیکن ارتکاب محرمات کا بھی کرے تو منزل مقصود کو نہیں پہونچیگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک بیمار ہے کہ پرہیز کرتا ہے اور دوا نہیں کھاتا اچھا ہو جاویگا اگرچہ شاید بہت دیر میں اچھا ہو اور اگر دوا کھاوے اور پرہیز نہ کرے ہرگز شفا نہیں پاویگا اور ہر روز زیادہ بیمار ہوتا جاویگا اور اس کلام کی ایک تفصیل ہے کہ اور کتابوں میں مذکور ہے اور نہیں ہے حسب اور فضیلت مانند خوش خلقی کے حسب اس چیز کو کہتے ہیں کہ شمار کرتا ہے آدمی فضائل اور مفاخر اپنے اور اپنے باپوں کے پس فرماتے ہیں کہ اصل کمال اور بزرگی خوش خلقی ہے چاہیے آدمی میں بدون اسکے سب کچھ ضائع ہے اور مراد خلق سے اگر تمام صفات باطن لیں تو ظاہر ہے کہ حسن اخلاق عمدہ ہے اور اگر مراد نرم خوئی اور مہربانی ہو جیسے کہ عرف میں خلق اسی کو کہتے ہیں تو مقصود مبالغہ ہے اور حقیقت اس صفت کی کلام اہل تصوف سے معلوم کرنی چاہیے حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حسن خلق کشادہ پیشانی رہنا اور عطا کرنا اور ایذائے خلق سے باز رہنا ہے اور واسطی نے کہ نام ایک بزرگ کا ہے کہا حسن خلق یہ کرنا دشمنی کا ساتھ خلق کے اور راضی رکھنا خلق کو راحت و محنت میں ہے اور سہل تستری نے کہا کمتر مرتبہ حسن خلق کا یہ ہے کہ جفا اٹھاوے خلق سے اور بدلہ نہ لے اور رحم اور شفقت کرے ظالم پر اور بخشش چاہے اسکے لیے (۸) وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة والتودد الی الناس نصف العقل وحسن السوال نصف العلم روی البیهقی الاحادیث الاربعة فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میانہ روی کرنی خرچ میں آدھی معیشت ہے اور دوستی آدمیوں کی آدھی عقل ہے اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے نقل کیں بیہقی نے یہ چاروں حدیثیں شعب الایمان میں ف میانہ روی الخ یعنے کمی زیادتی نہ کرنی خرچ میں آدھا سرمایہ ہے زندگانی کا یعنے زندگانی کرنے میں دو چیزیں چاہییں دخل اور خرچ بنا ہے خرچ میانہ روی پر چاہیے پس رعایت میانہ روی کی آدھی معیشت ہوگی اور دوستی آدمیوں کی الخ یعنے محبت ظاہر کرنی صالحین کی اور سر رشتہ انکی محبت کا نگاہ رکھنا آدھی عقل معاش ہے گویا تمام عقل یہ ہے کہ کچھ کسب و کار کرے اور آپس میں محبت بھی رکھے اور یہ اس صورت میں ہے کہ محبت انکی موجب فوت ہونے دین و دیانت کی نہو اور اچھی طرح سوال کرنا الخ یعنے اچھی طرح سوال کرنا علم سے آدھا علم ہے اسلیے کہ پوچھنے والا دانا اس چیز سے سوال کرتا ہے کہ بہت ضرور اور بہت بکار آمدنی ہوتی ہے اسکی اور یہ محتاج ہے ساتھ زیادتی علم کے اور تمیز کرنے کے درمیان اقسام مسئولات کے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کیونکر پوچھنا چاہیے اور جب پایا مطلب اپنا ساتھ جواب کے تو تمام ہوا علم اسکا حاصل یہ کہ علم دو قسم پر ہے سوال اور جواب اور اچھی طرح سوال کرنا عبارت ہے تحقیق اور تنقیح اسکی سے ساتھ تمام شوق کے اور احتیاط کے تاکہ جواب شافی کافی پاوے اور کچھ نہ رہ جاوے جواب میں پس سوال اسطرح پر بمقابلہ علم سے ہوگا اور وارد نہیں ہوگا

کہ سوال ہوتا ہے بسبب جہل و تردد کے نہ علم کے اسکو علم اور نصف علم کیونکر کہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ سمجھا جاتا ہے اچھی طرح سوال کرنے طالب کے سے کہ اسکو مشارکت ہے علم میں اور وہ چاہتا ہے کہ ملا دے ساتھ اسکے بقیہ علم بخلاف اسکے کہ سوال کرتا ہے بغیر تامل کے اور بری طرح کہ وہ دلالت کرتا ہے اسکے نقصان عقل اور کمال جہل پر منقول ہے کہ ایک شاگرد امام ابو یوسف کا چپکا بیٹھا تھا مجلس میں پس کہا ابو یوسف نے کہ اسوقت مشکل ہو تجھکو کوئی چیز تو پوچھ اور شرم نکر اسلیے کہ حیا باز رکھتی ہے علم سے اور اسوقت امام موصوف کلام کرتے تھے تعریف صوم میں کہ وہ صبح سے غروب تک ہوتا ہے پس کہا شاگرد نے اگر آفتاب غروب نہو تو کب تک روزہ رکھے پس کہا امام نے کہ چپ رہ تیرا چپ رہنا بہتر ہے تیرے کلام کرنے سے اور کیا خوب کہا ہے بعضے صاحبان حال نے کہ جاہل جب کلام کرے تو مانند گدھے کے ہے اور جب چپ رہے تو مانند دیوار کے ہے شرح باب الرفق والحیاء وحسن الخلق باب ہے بیچ بیان نرمی اور حیا کرنے اور نیک خلق کے رفق ضد ہے عنف کی یعنے مدارات کرنی ساتھ رفقا کے اور فروتنی کرنی اور نرمی کرنی اور کام کرنا بہت سہولت سے اور حیا اور شرم رکھنی اور وہ ایک حالت ہے کہ وارد ہوتی ہے آدمی پر بسبب خوف عیب یا برائی کے اور حیا اچھی انقباض نفس کا ہے کرنے اس چیز کے سے کہ بری ہے شرع میں اور کہا جنید نے کہ حیا ایک حالت ہے کہ پیدا ہوتی ہے بسبب دیکھنے نعمتوں الٰہی کے اور قصور کرنے کے انکی نعمتوں کے شکر کرنے میں اور کہا ذوالنون نے پایا جانا ہیبت کا دل میں ساتھ وحشت کے بسبب گناہوں گذشتہ کے اور کہا دقاق نے کہ وہ ترک کرنا دعوی کا ہے آگے مولی کے اور حسن خلق کہ بہت ظاہر ہے معنے میں کہ اتباع کرے اس چیز کا کہ لائے ہیں اسکو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنے احکام شریعت اور آداب طریقت اور احوال حقیقت چنانچہ اسلیے جب پوچھیں گئیں حضرت عائشہ خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وارد ہے انکے حق میں انک لعلی خلق عظیم پس کہا عائشہ نے کہ خلق آپکا قرآن تھا یعنے جو کہ قرآن میں خصلتیں اچھی ہیں آنحضرت متصف ساتھ انکے اور جو کہ فعل برے ہیں انسے پرہیز کرتے تھے [illegible] بقدر محبت اور توفیق مناسبت کے ہے لیتا ہے ہر ایک حصہ اپنا شرع الفصل الاول پہلی فصل میں (عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله رفيق يحب الرفق ويعطي على الرفق ما لا يعطي على العنف وما لا يعطي على ما سواه رواه مسلم وفي رواية له قال لعائشة عليك بالرفق واياك والعنف والفحش ان الرفق لا يكون في شيء الا زانه ولا ينزع من شيء الا شانه) روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ مہربان ہے یعنے بندوں پر چاہتا ہے انکے لیے آسانی نہ دشواری اور تکلیف دیتا ایسی چیزوں کی کہ طاقت نہیں رکھتے انکی یا یہ معنے ہیں کہ دوست رکھتا ہے یہ کہ نرمی کریں بندے آپس میں جیسے کہ بیان کیا اور دوست رکھتا ہے مہربانی کو یعنے راضی ہوتا ہے اس سے اور دیتا ہے مہربانی پر وہ چیز کہ نہیں دیتا سختی پر اور دیتا ہے وہ چیز کہ نہیں دیتا اس چیز پر کہ سوائے نرمی کے ہے [illegible] مسلم کے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت نے عائشہ کو لازم پکڑ تو نرمی کو اور بچ تو سختی اور بیہودہ بات سے تحقیق نرمی نہیں ہوتی کسی چیز میں مگر زینت دیتی ہے اسکو اور نہیں دور کیجاتی نرمی کسی چیز سے مگر کہ عیب دار کردیتی ہے اسکو ف دوست رکھتا ہے مہربانی اور نرمی اور آسانی کو تاکہ آپس میں نرمی اور مہربانی کریں اور اپنے کاموں میں خواہ طلب رزق ہو یا اور کچھ آسانی کریں اور سختی نہ اختیار کریں بعد اسکے اشارہ کیا ساتھ اختیار کرنے طریق نرمی کے بیچ طلب کرنے رزق کے اور حاصل کرنے مطالب کے اور رغبت دلائی اسپر ساتھ اس قول کے کہ دیتا ہے بندوں کو نرمی پر وہ چیز یعنے ثواب اور مقاصد کہ نہیں دیتا ہے سختی پر اور دیتا ہے نرمی پر وہ چیز کہ نہیں دیتا اس چیز پر کہ سوائے نرمی کے ہے یعنے اور اسباب پر پہلے ترجیح دی نرمی کو سختی پر کہ ضد اسکی ہے اور دوبارہ اشارہ کیا اسپر کہ سختی کیا بلکہ غالب ہے اوپر تمام اسباب حاصل کرنے مقصد کے اگر کوئی کہے کہ وہ اسباب قبیلہ نرمی کے سے ہیں تو ترجیح کی گنجائش نہیں رکھتی اور اگر قبیلہ سختی سے ہیں تو یہی کلام اول سے ترجیح نرمی کی سختی پر معلوم ہوئی فائدہ اس کلام کا کیا جواب یہ ہے کہ یہ تاکید ہے پہلے کلام کی اور تفاوت عبارت میں ہے اور [illegible] کہ آدمی کو چاہیے کہ طلب کرنا مقاصد کا رزق وغیرہ سے بطریق نرمی کے کرے کہ دینے والا اللہ ہے اور چونکہ نرمی محبوب اور پسندیدہ اسکی ہے زیادہ دیگا اسپر بنسبت سختی کرنے اور منہمک رہنے کے بیچ مباشرت اسباب کے شرح (وعن جرير عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من يحرم الرفق يحرم الخير رواه مسلم) اور روایت ہے جریر سے کہ نقل کی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو کوئی محروم کیا جاوے نرمی سے محروم کیا جاوے نیکی سے [illegible] سب بھلائیوں سے جیسے کہا ہے [illegible] ہے نرمی کرنے کی اور رغبت دلانی ہے اسکے حاصل کرنے پر اور مذمت ہے سختی کی اور یہ کہ نرمی سبب تمام بھلائیوں کا ہے شرع (وعن ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم مر على رجل من الانصار وهو يعظ اخاه في الحياء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم دعه فان الحياء من الايمان متفق عليه) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم

گذرے ایک شخص پر انصار میں سے کہ وہ نصیحت کر رہا تھا اپنے بھائی کو بیچ مقدمہ حیا کے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ دے اسکو اسلیے کہ تحقیق حیا شاخ ہے ایمان سے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی بیچ مقدمہ حیا کے کہ بہت حیا کیا کرتا ہے اسلیے کہ اس سے باز رہتا ہے آدمی رزق سے اور علم سے جیسے کہ ایک روایت میں ہے کہ پس اسکے
بھائی نے سبب یہ کہا تو حضرت نے اسکو منع کیا کہ تو منع مت کر چھوڑ دے اسکو بحال خود اور کہا طیبی نے کہ معنے یعظ کے ہیں یزجر یعنی ڈراتا تھا اور کہا راغب نے کہ وعظ زجر
کرنا ہے ساتھ کچھ ڈرانے کے ہوا اور کہا خلیل نے کہ وہ نصیحت کرنا ساتھ خیر کے ہے اس طرح کہ دل اس سے نرم ہو تمام ہوا کلام اسکا اور وعظ ہر ان معنے عتاب ہے کہ ہو جیسے کہا ایک روایت
میں لفظ یعاتب کا آیا ہے ع (وعن عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحياء لا يأتي إلا بخير وفي رواية الحياء خير كله متفق عليه) اور روایت ہے عمران
بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حیا نہیں لاتی مگر خیر کو اور ایک روایت میں ہے کہ حیا بہتر ہے تمام اقسام اسکے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
یہاں ایک اشکال آتا ہے کہ حیا کبھی مخل ہوتی ہے بعضے حقوق کی مانند امر معروف اور نہی منکر وغیرہ کے جواب یہ ہے کہ جس جگہ حیا مخل حق کی ہو حقیقت میں وہ حیا نہیں ہے شرعا بلکہ
وہ عجز اور چین ہے کہ نقصانوں میں سے ہے اور اگر اسکو حیا کہینگے تو مجاز کہینگے اور حقیقت حیا کی از راہ شرع کے یہ ہے کہ باعث ہو اوپر ترک کرنے قبیح کے یہ جواب علما نے دیا ہے اور
جواب یہ ہے کہ معنے حیا کے انقباض نفس کا ہے کرنے قبیح کے سے کہ طبعی ہو یا شرعی لیکن حیا جو اچھی اور تعریف کی گئی ہے شرع میں وہ ہے کہ انقباض ہو قبیح شرعی سے خواہ حرام ہو
یا مکروہ یا ترک اولی پس ظاہر تر جواب یہ ہے کہ کلیہ الحیاء خیر کا مخصوص ہے ساتھ اسکے کہ موافق رضائے حق کے ہو ع (وعن ابن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
إن مما أدرك الناس من كلام النبوة الأولى إذا لم تستحي فاصنع ما شئت رواه البخاري) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
جملہ اس چیز سے کہ پایا ہے لوگوں نے پہلے انبیا کے کلام میں سے یہ کلام ہے جس وقت کہ شرم نہ کی تو نے پس کر جو چاہے نقل کی یہ بخاری نے ف پایا ہے الخ یعنی پایا ہے اگلوں اور پچھلوں نے
حکم اسکا اور نسخ اور تغیر و تبدیل نے اسمیں راہ نہیں پائی ہے اور معنے اس حدیث کے کئی طرح بیان کیے ہیں لوگوں نے ایک تو یہ کہ یہاں معنے امر کے حکم اور طلب کے مراد نہیں ہیں بلکہ یہ خبر ہے
اور مقصود یہ ہے کہ مانع بری چیزوں کے کرنے سے حیا ہے اور جب حیا نہ رکھی تو نے تو کریگا تو جو کچھ کہ چاہیگا اور دوسرے یہ کہ صیغہ امر کا واسطے تہدید کے ہے جیسے کہ اعملوا ما شئتم یعنی جو کچھ چاہو
کرو آخر سزا اپنی پاؤگے ع (وعن النواس بن سمعان قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن البر والإثم فقال البر حسن الخلق والإثم ما حاك في صدرك وكرهت
أن يطلع عليه الناس رواه مسلم) اور روایت ہے نواس بیٹے سمعان کے سے کہ کہا اسنے کہ پوچھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال نیکی اور گناہ کا پس فرمایا کہ نیکی یعنی
عمدہ اقسام نیکی کی خوش خلقی ہے اور گناہ وہ ہے کہ تردد کرے تیرے سینے میں اور مکروہ جانے تو یہ کہ واقف ہوں اس عمل پر لوگ نقل کی یہ مسلم نے ف تردد کرے اور اطمینان نہ ہو
اسپر دل کو لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے کہ کھول دیا ہے خدا تعالے نے سینہ اسکا اسلام کے لیے اور روشن اور آراستہ کیا ہے دل اسکا ساتھ نور تقوی کے اور یہ اس جگہ ہے کہ نص شارع
کا اس بات میں ہو نہیں اور اقوال علما کے وہاں مختلف ہوں اور علامت دوسرے گناہ کے پہچان کی بعد اسکے فرمائی کہ مکروہ جانے تو الخ اور یہ بھی اچھے ہی لوگوں کا حال ہے
ع (وعن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من أحبكم إلي أحسنكم أخلاقا رواه البخاري) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہت محبوب تمہارا طرف میرے نیکتر ہے تمہارا ازروے اخلاق کے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی جو کہ خصلتیں اچھی رکھتا ہو کہ رعایت کرتا ہو اللہ
تعالی کے حقوق کی اور بندوں کے حقوق کی ع (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من خياركم أحسنكم أخلاقا متفق عليه) اور روایت ہے اسی سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہترین تمہارے نیکترین تمہارے ہیں از روے اخلاق کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثاني فصل دوسری (وعن
عائشة قالت قال النبي صلى الله عليه وسلم من أعطي حظه من الرفق أعطي حظه من خير الدنيا والآخرة ومن حرم حظه من الرفق حرم حظه من خير الدنيا والآخرة رواه في شرح السنة) روایت ہے عائشہ
سے کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ دیا گیا اسکو نصیبہ اسکا نرمی سے دیا گیا نصیبہ اسکا بھلائی دنیا اور آخرت کی سے اور جو شخص کہ محروم کیا گیا نصیبہ اسکا نرمی سے محروم کیا گیا نصیبہ اسکا
بھلائی دنیا اور آخرت کی سے نقل کی یہ شرح السنہ میں (وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحياء من الإيمان والإيمان في الجنة والبذاء من الجفاء والجفاء في النار رواه أحمد
والترمذي) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ شرم کرنی برے کام سے ایمان سے ہے اور ایمان یعنی اہل ایمان بہشت میں ہیں اور بے حیائی بدی سے ہے اور بد آگ میں ہیں نقل کی احمد

اور ترمذی نے (وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ مُزَيْنَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الْإِنْسَانُ قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَفِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيْكٍ) اور روایت ہے ایک شخص سے کہ قبیلہ مزینہ سے ہے کہا اس شخص نے کہ عرض کیا اصحاب نے یا رسول اللہ کیا بہتر ہے اس چیز کا کہ دیا گیا آدمی فرمایا خلق نیک نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں اور شرح السنہ میں اسامہ بن شریک سے ہے (وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ فِيْ سُنَنِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ وَصَاحِبُ جَامِعِ الْأُصُوْلِ فِيْهِ عَنْ حَارِثَةَ وَكَذَا فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْهُ وَلَفْظُهُ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ الْجَعْظَرِيُّ يُقَالُ الْجَعْظَرِيُّ الْفَظُّ الْغَلِيْظُ وَفِيْ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ وَهْبٍ وَلَفْظُهُ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الَّذِيْ جَمَعَ وَمَنَعَ وَالْجَعْظَرِيُّ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ) اور روایت ہے حارثہ بیٹے وہب کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں سخت گو اور نہ سخت خو کہا روایت کرنے والے نے اور جواظ سخت گو سخت خو ہے نقل کی یہ ابو داود نے اپنے سنن میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور صاحب جامع الاصول نے بھی نقل کی ہے جامع الاصول میں حارثہ سے اور اسیطرح شرح السنہ میں نقل کی گئی ہے حارثہ سے اور لفظ حدیث کی شرح السنہ میں اسطرح میں ہیں نہیں داخل ہوگا بہشت میں جواظ جعظری یعنے وصف کیا جواظ ساتھ جعظری کے اور کہا کہ کہا جاتا ہے جعظری سخت خو اور سخت گو یعنے اس سے معلوم ہوا کہ جعظری اور جواظ کے ایک ہی معنے ہیں اور مصابیح کے نسخوں میں عکرمہ بن وہب سے ہے یعنے مصابیح کے بعضے نسخوں میں عکرمہ سے ہے والا اکثر نسخوں میں حارثہ ہی سے ہے اور لفظ حدیث ان مصابیح کے نسخوں میں یوں ہیں کہ کہا راوی نے اور جواظ وہ ہے کہ جمع کرے مال اور نہ دے سائل کو اور جعظری سخت گو سخت خو ہے ف یعنے بعضی روایتوں سے معلوم ہوا کہ جواظ اور جعظری دونوں کے ایک ہی معنے ہیں اور بعض سے تفاوت سمجھا گیا اور بعضی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جواظ یعنے متکبر کے ہے اور جعظری یعنے بدخلق کے اور حاصل یہ کہ یہ دونوں لفظ قریب المعنی ہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد جواظ اور جعظری سے بدخلق اور سخت دل ہے اسلیے کہ خطابی نے حضرت عائشہ سے بطریق مرفوع کے روایت کی ہے کہ ہر چیز کے لیے توبہ ہے مگر صاحب بری خلق کے لیے نہیں اسلیے کہ وہ توبہ نہیں کرتا ایک گناہ سے مگر کہ پڑتا ہے اس سے بری میں اور حرف لا زائدہ جو لائے لفظ جعظری پر تو اشارہ ہے اسپر کہ موصوف ساتھ ہر ایک کے دونوں خصلتوں میں سے نہیں داخل ہوگا جنت میں مطلق اگر ہے منافقین سے یا نہیں داخل ہوگا ساتھ نجات پانے والوں کے اگر ہے مومنین سے ف ج ع (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَثْقَلَ شَيْءٍ يُوْضَعُ فِيْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَإِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَرَوٰى أَبُوْ دَاوُدَ الْفَصْلَ الْأَوَّلَ) اور روایت ہے ابی درداء سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق بہت بھاری چیزوں میں کہ رکھی جاوے مومن کی ترازو کے اعمال میں دن قیامت کے خلق نیک ہے اور تحقیق اللہ تعالے دشمن رکھتا ہے فحش بکنے والے بیہودہ گو کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور روایت کیا ابو داود نے پہلا ٹکڑا حدیث کا یعنے لفظ حسن تک ف حضرت شیخ رح نے بھی لفظ بذی کا ترجمہ بیہودہ گو کیا ہے لیکن ملا علی رح نے کسی شارح سے بذی کے معنے بدخلق نقل کیے ہیں اور لکھا ہے کہ مناسب مقام کے یہی معنے ہیں اور یہ بھی لکھا ہے کہ دوسرا جملہ جو پہلے جملہ کے مقابلہ میں لائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدخلقی بہت ہلکی ہوگی میزان اعمال میں (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ تحقیق مومن یعنے کامل مومن کہ وہ عالم عامل ہے البتہ پاتا ہے بسبب خلق نیک کے درجہ رات کے نماز گذار کا سا اور دن کے روزہ رکھنے والے کا سا نقل کی یہ ابو داود نے ف کہا سہل نے کہ ادنی درجہ حسن خلق کا یہ ہے کہ متحمل ہو لوگوں کی ایذا کا اور ترک کرے بدلا لینے کو اور درگذر کرے ظالم سے اور استغفار کرے اسکے لیے اور شفقت کرے اسپر (وَعَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَأَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابو ذر سے کہ کہا فرمایا مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تقوی کر تو اللہ کا جہاں ہووے تو اور پیچھے کر برائی کے نیکی تاکہ مٹا دے نیکی برائی کو اور معاملہ کر لوگوں سے ساتھ خلق نیک کے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور دارمی نے ف تقوی کرنا یعنے ساتھ بجا لانے جمیع واجبات کے اور باز رہنے کے تمام برائیوں سے اسلیے کہ تقوی بنیاد ہے دین کی اور بسبب اسکے حاصل ہوتے ہیں مراتب یقین کے پھر تحقیق یہ ہے کہ ادنے درجہ تقوی کا یہ ہے کہ بیزار اور پاک ہو شرک سے اور اعلی درجہ اسکا یہ ہے کہ اعراض کرے ماسوی اللہ سے اور بیچ میں ان دونوں درجوں کے اور مراتب ہیں کہ بعض انکے [illegible]

کہ ترک کرنا مرجع کا ہے پھر کردہ کا پھر مباح بیفائدہ کا اور جہان ہووے تو یعنے خلوت مین اور جلوت اور دلون مین اور سفر مین اور نعمتون میں اور بلاؤن مین اسلیے کہ اللہ تعالی جانتا ہے تیری چھپی
ہوئی باتون کو بھی جیسے کہ جانتا ہے تیری ظاہری باتون کو پس لازم ہے تجکو رعایت کرنی دقائق ادب کی بیچ محافظت اوامر اسکے کے اور بچنے کے گناہون اسکے سے داؤد طائی سے
منقول ہے کہ انہون نے سنی آواز ایک قبر مین سے کہ میت کہتا ہے کیا نہین زکوٰۃ دی مین نے تیری کیا نہین نماز پڑھی مین نے کیا نہین کیا مین نے ایسا اور ایسا میں جواب دیا گیا کہ
ہان اے دشمن اللہ کے کیا تو نے یہ سب کچھ ولیکن جب خلوت مین ہوا تو مقابلہ کیا تو نے اللہ کا ساتھ کرنے گناہون کے اور نہ لحاظ کیا تو نے اسکا اور پیچھے کر برائی کے نیکی الخ یعنے پیچھے اگر
کوئی برائی واقع ہو تو اسکے پیچھے نیکی کر تا پاک کرے وہ نیکی نقش بدی کو اور مراد نیکی سے ہے توبہ اور طاعت مطلق یا یہ کہ کرے وہ نیکیان کہ ضد ہین انبرائیون کی کہا طیبی نے کہ آدمی کو چاہیئے
کہ مٹائے آثار سیئات کے سے ساتھ کرنے حسنات کے فارغ نہو اور ہر بدی کے بدلے کرے نیکی کہ اسکی جنس سے ہے جیسے کہ گانا بجانا سننا اور صحبت رکھنے اُنسے کہ جو گرفتار ہین اس بلا مین تو اُسکے
بدلے مین قرآن سننا اور ذکر کی مجلسون مین بیٹھے اور اگر شراب پیوے تو اُسکے بدلے مین حلال چیزین پینے کی بانٹ دے اور تکبر کے بدلے مین تواضع کرے اور بخل کا تدارک کرے ساتھ دینے
مال کے انتہی اور مٹانے سے مراد یہ ہے کہ مٹاتا ہے اللہ تعالی بسبب نیکی کے آثار برائی کے دل سے یا اعمال کے لکھنے والے فرشتون کے دیوان سے اور یہ جب ہے کہ ہو برائی حق اللہ تعالی کا
پس اگر بندہ کا حق متعلق ہو تو بیچانی ہین نیکیان مدعی کو یعنے مظلوم کو عوض اُسکے حق کے یا راضی کرے اللہ تعالی اسکو اپنے فضل سے منقول ہے کسی بزرگ کا حال کہ انکو دیکھا کسی نے خواب
مین بعد انتقال کے پس پوچھا اُنسے کہ کیا معاملہ کیا اللہ نے تمسے کہا بخشدیا مجکو اور احسان کیا مجھپر مگر اُسنے حساب لیا مجھسے یہان تک کہ مطالبہ کیا مجھسے ایکدن کا کہ تھا مین روزے سے
پس جبکہ ہوا وقت افطار کا تو لیا مین نے ایک گیہون اپنے یار کی دوکان سے پس توڑا مین نے اسکو پھر یاد آیا مجکو کہ یہ گیہون میرا نہین ہے پس ڈالدیا مینے اسکو گیہون پر پس لی گئی میری
نیکیون سے مقدار نقصان توڑنے اسکے سے اور کہا بیضاوی نے کہ چھوٹے گناہون کا کفارہ نیکیان ہوتی ہین اور اسیطرح ان گناہون کا جو کہ پوشیدہ رہے کبائر مین سے بسبب
عام ہونے قول اللہ تعالی کے نکفر عنکم سیأتکم اور بسبب عام ہونے اس حدیث کے اور جو کہ ظاہر ہوئے اُن کبائر مین سے اور ثابت ہوئے حاکم کے نزدیک پس نہین ساقط ہوتی حد
انکی اور نہین معاف ہوتے توبہ سے ۱۲ ش ح (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِمَنْ یَحْرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَنْ تَحْرُمُ النَّارُ عَلَیْہِ عَلٰی کُلِّ ہَیِّنٍ لَیِّنٍ
قَرِیْبٍ سَہْلٍ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ خبر دون مین تمکو ساتھ
اُس شخص کے کہ حرام ہو وہ آگ پر اور ساتھ اُس شخص کے کہ حرام ہو آگ اُسپر حرام ہے اوپر ہر آہستہ مزاج اور نرم طبیعت نزدیک ہونیوالے کے لوگون سے اور نرم خو کے نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
حسن غریب ہے ف سوال مین واسطے مبالغہ اور تاکید کے دونون شق ذکر کین حرام ہونا شخص کا آگ پر اور حرام ہونا آگ کا شخص پر اور حاصل دونون عبارتون کا ایک ہی
ہے یعنے دور ہونا آگ سے اور نہ داخل ہونا اسمین جواب باقتصار شق اخیر ہی پر کیا کہ قریب ہے اور متعارف زبان پر بھی یہی ہے کہ کہتے ہین آگ دوزخ کی اُسپر حرام ہے ۱۲ ش ح (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خِبٌّ لَئِیْمٌ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا مومن
یعنے نیک کار بھولا بزرگ ہوتا ہے اور فاجر یعنے بیباک بخیل بدخلق ہوتا ہے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے ف غر ساتھ زیر غین کے مرد فریب کھانے والا اور صراح مین غر
ناآزمودہ کار اور خب ساتھ زبر اور زیر کے مرد فریب دینے والا اور ہوشیار اور معنے حدیث کے یہ ہین کہ مومن بسبب انقیاد اور نرمی کے فریب کھاجاتا ہے ہر اس شخص سے کہ فریب دیتا ہے
اسکو اور نہین معلوم کرتا مکر و فریب لوگون کا اور تفتیش اور کاوش نہین کرتا اور یہ بسبب جہل اور نادانی اُسکی کے نہین ہے بلکہ بسبب کرم اور بزرگ منشی اور حلم اور نیک خلقی اسکی کے
ہے اور بعضے یون تقریر کرتے ہین کہ چونکہ سلیم القلب اور سادہ لوح ہے اور لوگون پر گمان نیک رکھتا ہے اور تجربہ بواطن امور کا نہین کیا ہے اور لوگون کے سینون کے کینہ پر مطلع
نہین ہوتا جو کچھ کہ اسکے سامنے کہین قبول کرلیتا ہے اور فریب کھاجاتا ہے اور چونکہ اہتمام اور اشتغال اُسکا ساتھ امر آخرت اور اصلاح نفس اپنے کے ہے کار معاش دنیا کو سہل جانتا ہے
اور اہتمام اسکا نہین کرتا اور اسمین فریب کھاجاتا ہے ولیکن کار آخرت مین ہوشیار اور عقل معاد مین کامل ہوتا ہے اور باوجود اسکے تنبیہ کی حضرت نے ساتھ قول اپنے کے لَا یُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ
مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیْنِ اسپر کہ نہ چاہیئے کہ ہمیشہ فریب کھاوے اور غافل ہو اور طریقہ ہوشیاری کا ہاتھ سے دیوے اور پہلے اسکے بیان مین گذر چکا ہے کہ یہ شامل ہے امر دنیا اور آخرت کو
اور بعضون نے کہا کہ یہ مخصوص ساتھ امر آخرت کے ہے لیکن منافق ہمیشہ فریب دینے والا اور مکار اور سعی کرنے والا فساد مین اور فتنہ انگیز ہے اور اصلا چشم پوشی نہین کرتا اور فریب

نہیں کھاتا اور اپنے بیسے ساتھ فریب کے راضی نہیں ہوتا اور اگر کبھی فریب کھاوے تو دیدہ و دانستہ اور اپنے اختیار سے نہیں کھاتا اور اسپر راضی نہیں ہوتا ؛ ع (وَعَنْ مَكْحُولٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُؤْمِنُوْنَ هَيِّنُوْنَ لَيِّنُوْنَ كَالْجَمَلِ الْاٰنِفِ اِنْ قِيْدَ انْقَادَ وَاِنْ اُنِيْخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا) اور روایت ہے مکحول سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مومن بردبار نرم خو اور منقاد ہیں مانند اونٹ مہار دار کے اگر کھینچا جاوے کھنچ آوے اور اگر بٹھلایا جاوے پتھر پر بیٹھ جاوے نقل کی یہ ترمذی نے بطریق ارسال کے ف یعنے مومن تابع ہوتا ہے شرع کی اوامر و نواہی کا جسطرح حکم ہوتا ہے شرع کا اسیطرح چلتا ہے اپنا کچھ اختیار نہیں رکھتا اور متحمل ہوتا ہے مشقت کا اسمین احتمال ہے کہ مراد تابعداری اور تذلل مومنوں کی ہو آپس میں بغیر تکبر کے اور یہ بھی حقیقت میں اطاعت امر الٰہی ہی کی ہے ؛ ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ الَّذِيْ يُخَالِطُ النَّاسَ وَيَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ اَفْضَلُ مِنَ الَّذِيْ لَا يُخَالِطُهُمْ وَلَا يَصْبِرُ عَلٰى اَذَاهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے ابن عمرؓ سے اور نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا وہ مسلمان کہ ملا رہے لوگوں میں اور صبر کرے انکی ایذا پر بہتر ہے یعنے ثواب میں اس مسلمان سے کہ نہ ملا رہے لوگوں میں اور نہ صبر کرے انکی ایذا پر نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوگوں میں ملے رہنا افضل ہے عزلت سے اور اکثر انبیاء بھی اسی پر تھے اور یہ افضل و اکمل ہے باعتبار امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور مدد کرنے کے اوپر تقوی اور استعمال اسلام کے اور عزلت کے حق میں حدیثیں آئی ہیں کہ دلالت کرتی ہیں اسکی فضیلت پر اور تحقیق اس بات میں یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف زمانوں اور مکانوں اور لوگوں کے یعنے بعض اوقات اور بعضے مکانوں اور بعضے لوگوں کے ساتھ ملے رہنا افضل ہے اور بعضے اوقات اور بعضے مکانوں میں اور بعضے لوگوں سے الگ رہنا افضل ہے اور یہ مسئلہ مفصل آداب الصالحین میں کتاب احیاء سے نقل کیا گیا ہے اور مختار یہی تو معلوم ہے کہ عزلت کرے اکثر لوگوں سے اور انکے عوام سے اور ملا رہے صالحین اور خواص میں اور جمعہ اور جماعت میں اور عزلت جب کرے کہ پہلے علم کہ باعث عمل ہے اور زہد کہ موجب قطع طمع کا ہے خلق سے حاصل کر لے چنانچہ اسلیے کہا ہے بعضے عارفین نے کہ عزلت بغیر عین علم کی ذلت ہے اور بغیر زاد زہد کی علت اور یہی طریقہ تھا کامل صوفیوں کا مانند نقشبندیہ اور شاذلیہ اور کبرویہ کے کہ لوگوں سے الگ بھی تھے اور ملے بھی تھے ؛ ع (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللّٰهُ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ فِيْ اَيِّ الْحُوْرِ شَاءَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوٗدَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَفِيْ رِوَايَةٍ لِاَبِيْ دَاوٗدَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَبْنَاءِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ مَلَاَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ اَمْنًا وَاِيْمَانًا) اور روایت ہے سہل بن معاذ سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے انس سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ روکے غصے کو اس حال میں کہ وہ قادر ہے اسکے جاری کرنے پر بلاویگا اسکو اللہ روبرو خلائق کے دن قیامت کے یہانتک کہ اختیار دیگا اسکو یہ پسند کرے جس حور کو چاہیے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے اور بیچ ایک روایت ابی داؤد کے منقول ہے سوید بن وہب سے کہ انہوں نے نقل کی ایک شخص سے کہ آنحضرت کے اصحاب کے بیٹوں میں سے تھا روایت کرتا ہے اپنے باپ سے یعنے صحابی سے کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ نے کہ بھرے اللہ تعالی دل اس شخص کا کہ روکے غصہ کو کہ بسبب کسی ڈر کے آیا تھا امن و ایمان سے ف بلاویگا اسکو الخ یعنے شہرت دیگا اسکو لوگوں میں اور ثنا کریگا اسکی اور فخر کریگا ساتھ اسکے اور کہا جاویگا اسکے حق میں کہ یہ ایسا ہے کہ صادر ہوئی اس سے یہ بڑی خصلت اور اختیار دیگا الخ یہ کنایہ ہے داخل کرنے اسکے سے جنت میں اور پہونچانے اسکے سے درجہ بلند کو اور غصہ کے روکنے کی تعریف اسلیے کی کہ اسنے قہر کیا نفس امارہ پر اور اسکی تعریف کی اللہ تعالی نے والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس اور جو نفس کو باز رکھتا ہے اسکی خواہش سے اسکا ٹھکانا جنت ہے اور حور عین جزا اسکی اور یہ ثواب جزیل جبکہ مرتب ہوا غصے کے روکنے پر پس کیا حال ہوگا جبکہ ملا دے اسکے ساتھ عفو کرنے کو یا احسان کرے اسپر کہا ثوری نے کہ اصل احسان یہی ہے کہ احسان کرے تو برائی کرنیوالے پر اسلیے کہ احسان کرنا احسان کرنے والے پر بدلہ ہے ؛ ع وَذُكِرَ حَدِيْثُ سُوَيْدٍ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ فِيْ كِتَابِ اللِّبَاسِ اور ذکر کی گئی حدیث سوید کی کہ سرا اسکا یہ ہے من ترک ثوب جمال بیچ کتاب اللباس کے

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ زَيْدِ بْنِ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ رَوَاهُ مَالِكٌ مُرْسَلًا وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ اَنَسٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ) اور روایت ہے زید بن طلحہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر دین کے خلق ہے یعنے ایک صفت غالب اور عمدہ ہے اسمین اور خلق کہ غالب ہے دین اسلام میں حیا ہے نقل کی یہ مالک نے یعنے زید بن طلحہ سے بطریق ارسال کے یعنے اسلیے کہ زید تابعی ہے اور

اور نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں انس اور ابن عباس سے ف حیا یعنی بیچ اس چیز کے کہ مشروع ہوا اسمین حیا بخلاف اس چیز کے کہ نہیں مشروع
اسمین مانند تعلیم علم اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اور حکم کرنے کے ساتھ حق اور قائم ہونے کے ساتھ حق کے اور ادا کرنے شہادت کے جیسے کہ چاہیے اور ظاہر یہ
کہ معنے اسکے یہ ہین کہ غالب اوپر ہر دین والون کے ایک خصلت ہی سوائے حیا کے کہ وہ خاص غالب ہمارے ہی لیے ہی باوجود اشتراک اسکے کے واسطے تمام دینون کے
یعنی تمام پہلون کے واسطے قول علیہ السلام کے بعثت لاتمم مکارم الاخلاق بلکہ ظاہر تر یہ ہی کہ تمام اخلاق تھے ناقص بیچ پہلون مین اور وہ کامل ہوئے ہمارے
دین مین برکت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چنانچہ اسیلیے فرمایا کنتم خیر امۃ اخرجت للناس آخر آیت تک اور انس اور ابن عباس سے یعنے بطریق مرفوع کے نہ موقوف کے
جیسے کہ وہم ہوتا ہی مطلق چھوڑنے سے پھر ظاہر یہ ہی کہ ہر ایک نے ان دونون مین سے یعنے ابن ماجہ اور بیہقی نے روایت کی ہی ان دونون سے یعنے انس اور ابن عباس سے
اور احتمال یہ ہی کہ ہو بطریق لف ونشر مرتب کے یعنے ابن ماجہ نے انس سے روایت کی اور بیہقی نے ابن عباس سے واللہ اعلم پھر دیکھا مین نے جامع صغیر مین کہ اسناد کیا ہی
اس حدیث کو طرف ابن ماجہ کے بروایت انس اور ابن عباس کے پس معلوم ہوا کہ بیہقی نے بھی دونون سے روایت کیا ہوگا ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَيَاءَ وَالْاِيْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِيْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُهُمَا تَبِعَهُ الْاٰخَرُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور
روایت ہی ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق حیا اور ایمان نزدیک سے کیے گئے ہین اکٹھے پس جسوقت کہ اٹھایا جاتا ہی کوئی سے ایک ان دونون مین سے
اوٹھایا جاتا ہی دوسرا اور بیچ روایت ابن عباس کے یون ہی کہ پس جبکہ دور کیا جاتا ہی ایک ان دونون مین سے دور کیا جاتا ہی دوسرا یعنے وہ بھی جاتا رہتا ہی نقل کی یہ
بیہقی نے شعب الایمان مین ف لفظ قرنا جمع قرین کی ہی اسمین دلیل ہی اسکے لیے کہ کہتا ہی اقل جمع دو ہین اور بعضے نسخون مین قرنا ساتھ صیغہ تثنیہ کے بلفظ ماضی
مجہول کے آتا ہی ع (وَعَنْ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ اٰخِرُ مَا وَصَّانِيْ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ يَا مُعَاذُ اَحْسِنْ خُلُقَكَ لِلنَّاسِ رَوَاهُ مَالِكٌ)
اور روایت ہی معاذ سے کہ کہا معاذ نے کہ تھی آخر اس چیز کی کہ وصیت کی مجکو ساتھ اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ رکھا مین نے پاؤن اپنا رکاب مین یہ کہ فرمایا
اے معاذ اچھا کر خلق اپنے کو واسطے تربیت لوگون کے نقل کی یہ مالک نے ف آنحضرت نے معاذ کو قاضی یمن کا کرکے بھیجا تھا اور وقت بھیجنے کے بہت سی نصیحتین کین انکو
اور سوار کیا اور پیادہ پا انکے پہونچانے کے لیے گئے اور فرمایا اے معاذ شاید کہ تو پھر نہ دیکھے مجکو اور بیچ انکے جانے کے رحلت فرمائی پس اسوقت مین آخر نصیحت یہ فرمائی اور سیوطی
نے کہا کہ مراد لوگون سے یہان وہ لوگ ہین کہ مستحق خلق اور نرمی کے ہین اور اہل کفر وفسق اور ظالم اس دائرہ سے خارج ہین اور انکے لیے حکم تغلیظ اور تشدید کا واقع ہوا ہی
اور پوشیدہ نہو تغلیظ وتشدید ساتھ اہل طغیان کے داخل حسن خلق کے ہی کہ تربیت اور تہذیب انکی اس مین ہی اور سلامتی اور رفاہیت حال اور دین کی اسی مین ہوتی ہی اور سیوطی نے
گویا مراد حسن خلق سے یہان نرمی اور درگذر کرنا رکھا ہی ح (وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ رَوَاهُ فِي الْمُوَطَّاِ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ) اور روایت ہی مالک سے کہ پہونچا انکو یہ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ بھیجا گیا مین واسطے پورا کرنے حسن اخلاق کے نقل کی یہ مالک نے موطا مین
اور نقل کی احمد نے ابی ہریرہ سے ف تحقیق اسکی تیسری فصل کی پہلی حدیث مین ہو چکی ہی ع (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِي الْمِرْاٰةِ
قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ حَسَّنَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَزَانَ مِنِّيْ مَا شَانَ مِنْ غَيْرِيْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مُرْسَلًا) اور روایت ہی امام جعفر صادق سے کہ نقل کرتے ہین اپنے باپ کو اما
امام باقر سے کہ کہا تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جسوقت کہ دیکھتے آئینہ مین کہتے سب حمد ہی واسطے اللہ کے ایسا اللہ کہ اچھی کی پیدایش میری اور خلق میرا اور آراستہ کی
اور خوب بنائی مجھسے یعنے میری پیدایش اور خلق سے وہ چیز کہ عیب دار کی غیر میرے سے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین بطریق ارسال کے ف یعنے بعضے آدمیون مین
بعضی چیز ناقص پیدا کی مثلا کسیکا ایک ہاتھ یا ایک پاؤن نہ پیدا کیا یا ٹیڑھا پیدا کیا اور مجکو ان عیبون سے صحیح وسالم رکھا یہ مولانا اسحاق نے لکھا ہی اور ملا علی نے بعد لفظ
غیری کے لکھا ہی برابر ہی کہ عیب ہو بیچ پیدایش اسکی کے یا خلق اسکے کے اور اسمین دلالت صریح ہی اسپر کہ صورت اور سیرت آنحضرت کی بہت خوب تھی بہ نسبت غیر انکے کے
کہا طیبی نے کہ اسمین معنے قول آنحضرت کے ہین بعثت لاتمم حسن الاخلاق پس گردانا نقصان کو عیب اور مثل اس حمد کے حمد داود اور سلیمان علیہما السلام کی ہی بیچ قول اللہ تعالی کے

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمَانَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے جو دیکھنا آئینہ میں اور مستحب ہے حمد کرنی اوپر اچھی پیدایش اور اوپر اچھے خلق کے اسلیے کہ یہ دونوں نعمتیں اللہ کی بخششی ہوئی ہیں واجب ہے شکر کرنا ان پر انتہی باقی رہا کہ حسن ظاہر تو آئینہ میں معلوم ہوتا ہے اسکا شکر کیا آئینہ میں دیکھکر اور خلق ایک چیز پوشیدہ ہے وہ تو کچھ آئینہ میں معلوم ہوتا ہی نہیں اسکو اُسکے ساتھ کیوں ذکر کیا جواب اسکا ممکن ہے کہ یوں دیا جاوے کہ ظاہر عنوان باطن ہے اس مناسبت سے اسکو ذکر کیا اور اگر کہے تو کہ آیا حضرت کے سوا اور کو بھی یہ پہونچتا ہے کہ حضرت کی پیروی کی راہ سے کہے یہ حمد یا یہ خاص حضرت ہی کے لیے ہے اور حضرت کے سوا اور لوگ وہ دعا پڑھیں کہ اسکے بعد کی حدیث میں ہے جواب اسکا یہ کہ جائز ہے ہر مومن کے لیے کہ پڑھے یہ دعا اسلیے کہ انسان اس حیثیت سے کہ پیدا کیا گیا ہے جس صورت پر اور صاحب ایمان ہے نہیں شک اسمین کہ وہ خلق مستقیم پر اور دین استوار پر ہے ع (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے یا الٰہی اچھی کی تو نے پیدایش میری پس اچھا کر خلق میرا نقل کی یہ احمد نے ف فرماتے یعنے مطلق یا وقت دیکھنے کے آئینہ میں جیسے کہ تصریح کی ہے ساتھ اسکے جزری نے حصن حصین میں اور یہی لائق ہے بسبب حدیث پہلی کے اور یہ دعا آنحضرت کی یا تو واسطے تعلیم اور تلقین امت کے تھی یا امر او طلب کمال کرنے دین کی اور تمام کرنے نعمت کی ہے اسلیے کہ سبب اچھے اور مہذب کرنے خلق آنحضرت کا قرآن تھا جیسے کہ عائشہ نے فرمایا کہ تھا خلق حضرت کا قرآن پس طلب کرنا اچھا کرنے خلق کا حقیقت میں طلب کرنا نزول قرآن کا اور پورا کرنا اسکا ہے ح (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خِیَارُکُمْ اَطْوَلُکُمْ اَعْمَارًا وَاَحْسَنُکُمْ اَخْلَاقًا رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو اسکی کہ بہترین تمہارے کون ہیں عرض کیا اصحاب نے کہ ہاں خبر دیجیے فرمایا بہترین تمہارے وہ ہیں کہ بہت دراز ہے عمر انکی اور بہت اچھے ہیں خلق انکے نقل کی یہ احمد نے ف اسلیے کہ جنکا اخلاق نیک ہے اگر انکی عمر دراز ہوگی تو نیکیاں اور عبادتیں بہت کرینگے اور فضائل اور کمالات بہت حاصل کرینگے اس سے معلوم ہوا کہ عمر دراز مسلمان کو مبارک ہے اور حقیقت میں عمر دراز وہی ہے کہ کار خیر میں مشغول رہے ح (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کامل ترین مومنوں کے ایمان میں نیک ترین انکے ہیں اخلاق میں نقل کی یہ ابوداؤد اور دارمی نے ح (وَعَنْهُ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ فَلَحِقَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ قَالَ کَانَ مَعَکَ مَلَکٌ یَرُدُّ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْهِ وَقَعَ الشَّیْطٰنُ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَابَکْرٍ ثَلٰثٌ کُلُّهُنَّ حَقٌّ مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَیُغْضِیْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِیَّةٍ یُّرِیْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا کَثْرَةً وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ یُّرِیْدُ بِهَا کَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً رَوَاهُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے برا کہا ابوبکر کو اس حال میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے درحالیکہ تعجب فرماتے تھے اور مسکراتے تھے پس جب اس شخص نے بہت کہا برا کہنے کو جواب دیا حضرت ابوبکر نے بعضی بات اسکے کا یعنے کچھ انھوں نے بھی اسکے مقابلہ میں برا کہا پس غصے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اٹھ کھڑے ہوئے پس پہونچے اور پایا آنحضرت کو ابوبکر نے یعنے عذر کرنے کے لیے یا پوچھنے کے لیے گئے اور کہا رسول اللہ تھا وہ شخص برا کہتا تھا مجکو اور تم بیٹھے ہوئے تھے پس جبکہ جواب دیا میں نے اسکو بعضی بات اسکی کا غصہ ہوئے آپ اور اٹھ کھڑے ہوئے یعنے پس کیا حکمت ہے اسمیں فرمایا کہ تھا تیرے ساتھ فرشتہ جواب دیتا تھا اسکو یعنے بدلے تیرے پس جب جواب دیا تو نے اسکو یعنے اور داخل کیا اسمیں حظ نفس کو آپڑا شیطان پھر فرمایا اے ابوبکر تین باتیں ہیں سب حق ہیں نہیں کوئی بندہ ظلم کیا گیا ساتھ کسی ظلم کے پس چشم پوشی کرے بندہ اس سے للہ یعنے واسطے طلب رضا اور ثواب اُسکے کے نہ واسطے سنانے اور دکھانے کے اور نہ بسبب عجز کے مگر کہ قوی کرتا ہے اللہ بسبب اس ظلم کے یا اس خصلت کے مدد کرنی اسکی یعنے مدد کرتا ہے اسکی مدد کرنی قوی دنیا اور آخرت میں اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ بخشش کا کہ چاہتا ہے ساتھ اس بخشش کے سلوک کرنا ناتے داروں اور محتاج مسلمانوں سے مگر کہ زیادہ کرتا ہے اللہ بسبب اس دینے کے بہتایت مال کے اور برکت یعنے ظاہری یا باطنی اور نہیں کھولا کسی شخص نے دروازہ سوال اور گدائی کا چاہتا ہے ساتھ اسکے بہتایت مال کی یعنے نہ بسبب حاجت ضروری کے مانگتا ہے مگر کہ زیادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ بسبب اس سوال کے کمی کو یعنے کمی حسی یا حقیقی کو نقل کی یہ احمد نے ف تعجب کرتے تھے

یعنی سبب بڑا کیا اس شخص کے اور قلت حیا اسکی کے باعث سبب چپ ہو گیا اور کثرت وقار انکے کے اور مسکرائے تھے یعنی بسبب دیکھنے فرق کے دونوں شخصوں مین اور یہ بسبب دیکھنے
اس چیز کے کہ مترتب ہوئے دونوں کے فعلون پر یعنی وہ شخص لائق عذاب کامل کے ہوا اور ابوبکر پر رحمت نازل ہوتی تھی اور جواب دیا انہی نے یعنی تحمل کرنے کو خصومت پر
جائز ہے عوام کو اور ترک کرنے کو عزیمت کو کہ مناسب ہے مرتبہ خواص کے فرمایا اللہ تعالی نے وجزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفی واصلح فاجره علی اللہ اگرچہ جمع کیا ابوبکر نے
درمیان بدلہ لینے بعض حق اپنے کے اور درمیان صبر کرنے کے بعض سے ولیکن چونکہ مطلوب انکے لیے کمال تھا کہ مناسب ہے مرتبہ صدیقیت کے نہ پسند آیا حضرت کو اور
غصہ ہوئے یعنی ترچھے ہوئے مانند ترچھے ہونے غصہ کرنیوالے کے اور اوٹھ کھڑے ہوئے یعنی اس مجلس سے بسبب عمل کرنے کے قول اللہ تعالی پر واذا سمعوا اللغو اعرضوا
عنه اور آیا شیطان یعنی اور چلا گیا فرشتہ اور شیطان حکم کرتا ہے بیحیائی اور برائی کا پس ڈرا مین تجھپر جو کہ تعدی کرے تو اپنے دشمن پر اور ہوجاوے تو ظالم بعد اسکے کہ تھا
مظلوم اور روایت کیا گیا ہے کہ ہو تو بندہ اللہ کا مظلوم اور نہو تو بندہ اللہ کا ظالم اور چشم پوشی کرے الخ یعنی درگذر کرے اس سے اور ترک کرے جواب اسکا یا مطالبہ اسکا دنیا
مین یا مطلق معاف کردے ۱۲ ع (وعن عائشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا یرید الله باهل بیت رفقا الا نفعهم ولا یحرمهم ایاه الا ضرهم رواه البیهقی
فی شعب الایمان) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین چاہتا اللہ تعالی ساتھ کسی گھر والون کے نرمی کو مگر کہ نفع دیتا ہے اللہ
انکو بسبب اسکے اور نہین محروم کرتا انکو نرمی سے مگر کہ ضرر پہونچاتا ہے اللہ انکو بسبب اسکے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین ۱۲ باب الغضب والکبر یہ باب
غضب کا اور کبر کا ف غضب ساتھ زبر غین اور ضاد کے غصہ کرنا اور حقیقت غضب کی ایک حالت اور صفت ہے کہ باعث حرکت نفس کی ہوتی ہے جانب خارج کے واسطے
بدلہ لینے کے اور دفع کرنے مکروہ کے اسلیے کہ روح حیوانی میل کرتی ہے حالت غضب مین طرف اسکے کہ غصہ آتا ہے اسپر تا بدلہ لیوے اس سے اور دفع کرے مکروہ کو اور اسی
سبب سے سرخ ہوجاتا ہے منہ اور پھول جاتی ہین رگین جیسے کہ حالت خوشی مین بھی میل کرتی ہے خارج کی طرف تا پیش آوے محبوب کے چنانچہ اسلیے وقت افراط غضب کے اور خوشی کے
خوف ہوتا ہے ہلاک کا بسبب نکل آنے تمام روح کے باہر کی طرف اور غم اور خوف مین روح اندر کو چلی جاتی ہے اور زردی منہ کی اور لاغری بدن کی اسی سبب سے ہوتی ہے اور اسی لیے
بھی خوف ہلاک کا ہوتا ہے بسبب چلے جانے روح کے اندر کی جانب اور سرد ہونے اسکے کے مطلق اور یہ جو آیا ہے کہ جو کوئی اللہ سے سوال نہین کرتا اللہ اسپر غضب ہوتا ہے یہ
مجاز ہے یعنی کرتا ہے اس سے وہ معاملہ کہ کرتا ہے بادشاہ وقت غضب کے اپنے زیر دستون پر کہ بدلا لیتا ہے اور عذاب نازل کرتا ہے اور ضد غضب کی حلم ہے اور حلم عبارت ہے
تسکین اور استقلال نفس سے اسطرح کہ اسکو وقت پہونچنے کے مکروہ کے پاس بھی بیقرار نہ کرے جیسے کہ بیچ حدیث عبد القیس کے آیا ہے کہ جب وقت دیکھنے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے اضطراب نکیا جیسا کہ اسکی قوم نے کیا آنحضرت نے اسکے لیے حلم و وقار ثابت فرمایا اور غضب برا ہے اگر حق پر نہو اور فرمودہ حق پر نہو اور فرمودہ شرع
پر نہ چلے اور اگر حق کے لیے ہو تو محمود ہے اور مقصود ریاست سے مطلق دور کرنا غضب کا نہین ہے بلکہ کرنا اسکا موافق حق کے اور غضب سبب انتظام بدن اور بقاے حیات
کا ہے بسبب دور کرنے ضررون اور موذیات کے اور اسی لیے جبکہ نباتات مین قوت غضبیہ نہین رکھی ہے ہر کوئی قادر ہے اسکے ہلاک کرنے پر بخلاف حیوانات کے اور حکمت کاملہ الہی
نے حیوانات مین آلات پیدا کیے ہین کہ انسے دفع کرے موذی کو مانند سینگ اور دانت کے اور آدمی کی ذات مین اگرچہ ایسی چیزین نہین پیدا کی ہین ولیکن اسکو عقل و تدبیر
سکھا دی ہے کہ اس سے ہر طرح کے ہتیار کہ لائق اور مناسب حال کے ہون بنا دے اور موذی کو دفع کرے اور ایہر کبر منشا اسکا عجب ہے کہ اچھا دیکھنا نفس اپنے کا اور خوب
جاننا صفات نفس کا ہے اور جب اسکو اظہار کرے اور بسبب اسکے لوگون پر سبقت اور بلندی ڈھونڈھے اور فرمانبرداری حق اور ماننے اسکے سے انکار کرے اور سرکشی ڈھونڈھے
تکبر اور استکبار ہوگا اور کبر اور تکبر مذموم ہے اگر برخلاف واقع کے ہو اور بیچ ذات اسکی کے صفات اور کمالات کہ دعوی کرتا ہے نہون اور ساتھ تکلف اور تصنع کے نفس سے
اظہار کرے اور واقع مین وہ فضائل کہ بسبب انکے سبقت اور بلندی ڈھونڈھے موجود ہون تو مذموم نہین اور مقابلہ مین تکبر کے تواضع ہے اور تواضع توسط ہے درمیان
کبر اور ضعہ کے کبر یہ ہے کہ جو کچھ رکھتا ہو اس سے زیادہ کا دعوے کرے اور ضعہ یہ ہے کہ اپنے مقام سے فروتنی کرے اور جس چیز کا استحقاق رکھتا ہے اسکو بھی ترک کرے اور
تواضع قائم ہونا اوپر طریقہ توسط اور اعتدال کے ہے اور مشائخ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم نے جبکہ صفت تکبر کی نفس مین غالب دیکھی تو اتنا مبالغہ اسکے ازالہ مین کیا

کہ مصغر کو جگہ تواضع کے رکھا ہے نفس مقام تواضع میں ٹھہرے لیکن کمال توسط اور اعتدال ہی ہے تمام احوال میں ؛ ف ع (الفصل الاول) فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وصیت کیجیے مجکو فرمایا کہ غصہ مت کر پس پھر عرض کی اسنے یہی بات کئی بار فرمایا غصہ مت کر نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے پھر یا
کہ اس شخص نے وصیت طلب کی جواب اسکا یہی فرمایا کہ غصہ مت کر اسلیے کہ اس شخص میں صفت غصہ کی غالب تھی اور عادت شریف ایسی ہی تھی کہ موافق حال
ہر سائل کے جواب دیتے تھے اور ہر ایک کے درد کا مناسب حال اسکے علاج فرماتے تھے پس اسکے حق میں اسکے منع کرنے کی تاکید مناسب جانی اور کہا بعض
محققین نے کہ غضب وسوسون شیطانی سے ہے نکل جاتا ہے آدمی بسبب اسکے حد اعتدال سے صورت میں اور سیرت میں یہان تک کہ کلام کرتا ہے باطل اور کرتا ہے
فعل مذموم شرعا اور عرفا اور دلمین کینہ اور بغض رکھتا ہے اور سوا اسکے بہت سی بری چیزین کہ نشانیان بد خلقی کی ہین کرتا ہے بلکہ کبھی کفر بھی سرزد ہو جاتا ہے غصہ وا
سے اسلیے کئی بار حضرت نے اسکے منع کی تاکید کی باوجود الحاح سائل کے زیادتی اور تبدیل کو پس گویا کہ فرمایا اسکو کہ اچھا کر خلق اپنا اور خلق جامع الحکم سے ہے پھر علاج
اسکا معجون مرکب علم و عمل کی ہے یعنے یہ جانے کہ سب کچھ اللہ ہی کیطرف سے ہے میں صبر سے پہونچا ہے اسپر کیون غصہ کرون اور اپنے نفس کو نصیحت کرے کہ غضب اللہ کا
بہت بڑا ہے اور باوجود اسکے در گذر فرماتا ہے کہ کتنی مخالفت کرتے ہین لوگ اسکے حکم کی اور وہ غصہ نہین ہوتا ہے سبحان اللہ کیا اچھا مالک ہے ہمارا جل شانہ وعم نوالہ تو ایسا
کہان کا برا آیا کہ جسکے ناک کاٹے ڈالتا ہے اور اعوذ پڑھے اور وضو کرے تاکہ شغل مین لگ جاوے نفس ؛ ح ع (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہے قوی
اور پہلوان وہ شخص کہ پچھاڑے لوگون کو قوی اور پہلوان حقیقت مین وہ شخص ہے کہ مالک ہو اپنے نفس کا وقت غصہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف کہ نفس اور
قوی ترین دشمنون کا ہے جیسے کہ فرمایا اعدی عدوک التی بین جنبیک اور بدن کی قوت ظاہریہ قضیہ فانیہ ہے اور یہ قوت دینیہ باطنیہ الہیہ باقیہ ہے پس نفس کا مارنا عجب
چیز ہے اور پچھاڑنا آدمی کا کیا حقیقت رکھتا ہے ؎ مردی نہ بزور و بازو دانی ؛ زور کسب بالنفس اگر بر آئی دانم کہ شاطری ؛ ح ع (وَعَنْ حَارِثَۃَ بْنِ وَہْبٍ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَہْلِ الْجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَہْلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَکْبِرٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ کُلُّ جَوَّاظٍ
زَنِیْمٍ مُتَکَبِّرٍ) اور روایت ہے حارثہ بیٹے وہب کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خبر دون مین تمکو بہشتیون کی یعنے کون لوگ بہشتی کون ہین وہ ہر
کہ ضعیف وحقیر جانین اسکو لوگ اور جبر وتکبر کرین اسپر لوگ بسبب فقر اور شکستہ حالی اسکی کے اگر قسم کھاوے اللہ پر البتہ سچا کرتا ہے اللہ تعالی اسکو یا اسکی قسم کو کیا خبر دون
مین تمکو دوزخیون کی ہر سخت گو جھگڑالو باطل پر جمع کرنیوالا مال کا بخیل تکبر کرنیوالا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت مین یون ہے ہر جمع کرنیوالا مال کا
حرامزادہ متکبر ف مراد ضعیف سے یہان یہ ہے کہ وہ متکبر اور جبار نہین ہے اور لفظ متضعف مین مشہور تو زبر ہی ہے عین کا اور ترجمہ اسکا یہی ہے جو ذکر کیا گیا اور بعضون نے
زیر بھی پڑھی ہے اسکے معنے ہین متواضع اور ذلیل اور گمنام اور مراد انکے بہشتی ہونے سے یہ ہے کہ اکثر اہل جنت یہ لوگ ہونگے جیسے کہ اہل نار قسم اخیر اور سچا کرتا ہے الخ اسکی کئی طرح
سے معنے بیان کیے ہین علما نے ایک تو یہ کہ اگر قسم کھاوے کسی کام کے کرنے پر یا نہ کرنے پر بطمع امید وکرم الہی کے اور اعتماد کرنے کر اسکے لطف پر کہ سچا کرے گا وہ
تعالی اسکو تو سچا کرتا ہے اسکو اور قبول کرتا ہے امید وطمع اسکی یعنے پوری ہوتی ہے قسم اسکی ٹوٹتی نہین اور دوسرے یہ کہ اگر سوال کرے اپنے پروردگار سے کچھ اور قسم دیوے اسکو
کہ دیوے اسکو مراد اسکی تو بر لاتا ہے حاجت اسکی اور تیسرے یہ کہ اگر قسم کھاوے کہ حق تعالی فلانا کام کریگا یا نہین کریگا تو سچا کرتا ہے اسکو اللہ تعالی یعنے اسی طرح کرتا ہے کہ اسنے
قسم کھائی اور زنیم حرامزادہ وہ کہ اپنے کو کسی قوم کی طرف منسوب کر دے اور واقع مین ہووے نہین انہین سے جیسے کہ قرآن مجید مین ہے دو صفتین یعنے عتل اور زنیم بیچ
شان ولید بن مغیرہ کے واقع ہوئی ہین ؛ ع ح (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ
وَلَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ کِبْرٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین داخل ہوگا آگ مین

یعنے بطریق ہمیشہ ہمیشہ کے وہ کوئی کہ جسکے دل میں ہو مانند دانہ رائی کے ایمان سے اور نہیں داخل ہوگا بہشت میں یعنے ساتھ سابقین کے وہ کوئی کہ جسکے دل میں ہو بقدار دانہ
رائی کے کبر سے نقل کی یہ مسلم نے ف ایمان سے یعنے ثمرات ایمان سے اور وہ اخلاق اسکے ہیں کہ جو متعلق ہیں ساتھ باطن کے یا ظاہر کے کہ صادر ہوتے ہیں نور ایمان سے اور
ظہور ایقان سے اسلیے کہ حقیقت ایمان کی کہ وہ تصدیق ہی نہیں ہے قابل زیادتی اور نقصان کے ہاں شعبے اسکے بہت ہیں کہ خارج ہیں حقیقت اور ماہیت ایمان سے مانند
نماز اور زکوۃ اور تمام احکام ظاہر اسلام کے اور مانند تواضع اور ترحم اور تمام اخلاق باطنہ کے جیسے کہ اس حدیث میں فرمایا الایمان بضع وسبعون شعبۃ اور دلالت کرتا ہے
اس ہمارے کہنے پر قول آنحضرت کا والحیاء شعبۃ من الایمان اسلیے کہ اجماع ہے اسپر کہ حیا داخل نہیں مفہوم ایمان میں اور معنے حدیث کے یہ ہیں نہیں داخل ہوگا جنت میں
ساتھ تکبر کے بلکہ داخل ہوگا صاف ہو کر اس سے اور خصلت بری سے یا تو بسبب عذاب دینے کے صاف کرے اللہ تعالی یا بسبب عفو کرنے کے پھر داخل کریگا بہشت میں اور
کہا خطابی نے کہ حدیث کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ مراد کبر سے کفر و شرک ہے اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالے جب چاہیگا داخل کرنا اسکا جنت میں تو نکال ڈالیگا اسکے دل سے کبر
یہانتک کہ داخل کریگا اسکو بغیر کبر اور کدورت کے اسکے دل میں اور اس صورت میں مراد کبر سے تکبر کرنا لوگوں پر ہے ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا بہشت میں وہ شخص کہ ہو بیچ دل اسکے کے مقدار ذرہ کے کبر سے پس کہا
ایک شخص نے کہ تحقیق ایک شخص دوست رکھتا ہے یہ کہ ہو کپڑا اسکا اچھا اور پاپوش اسکی اچھی فرمایا تحقیق اللہ تعالی جمیل ہے دوست رکھتا ہے جمال کو کبر باطل کرنا حق کا
اور حقیر جاننا لوگوں کا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد ذرہ سے یا تو چھوٹی چیونٹی ہے یا غبار کہ وقت روشنی کے چمکتا ہے اور مراد شخص پوچھنے والے سے معاذ بن جبل ہیں یا
عبد اللہ بن عمرو بن العاص یا ربیعہ بن عامر اقوال مختلف ہیں اور پاپوش اچھی یعنے دوست رکھتا ہے لکھے پہننے کو بغیر اسکے کہ خیال ہو اسکو نظر کرنے خلق کا اور تکبر اور
اترانے اور سنانے اور دکھلانے کا اور علامت اسکی صدق نیت کی یہ ہے کہ دوست رکھے اسکو تنہائی میں بھی اور پوچھنے والے نے جو دیکھا کہ عادت متکبروں کی ہے کہ کپڑا نفیس
اور لباس فاخرہ پہنا کرتے ہیں اُسنے خیال کیا کہ مطلق یہ تکبر سے ہے اور اللہ جمیل ہے یعنے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور تمام جمال ظاہری اور باطنی اثر اسکے
جمال کے ہیں پس نہیں ہے جمال اور جلال مگر اسی ذات پاک کے لیے اور بعضوں نے کہا کہ جمیل یعنے آراستہ کرنیوالے اور جمال بخشنے والے کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ جمیل بمعنے
جلیل کے ہے یعنے بزرگ اور بعضوں نے کہا مالک نور اور بہجت اور حسن وجمال کا ہے اور بعضوں نے کہا نیکو کار ساتھ بندوں کے اور کبر یعنے کبر مذموم باطل کرنا حق کا ہے
کہ توحید و عبادت ہے اور سرکشی کرنی ساتھ حق کے اور دفع کرنا اور قبول نہ رکھنا حق کو اور بعضوں نے بطر الحق کے معنے لکھے ہیں باطل کرنا جمال حق کا ہے ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُسْتَكْبِرٌ رَوَاهُ
مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تین شخص ہیں کہ نہیں کلام کریگا اُنسے اللہ تعالی دن قیامت کے یعنے کلام رضا کا یا
مطلق اور نہ ثنا کریگا اُن پر اور ایک روایت میں ہے یا دہ آیا ہے اور نہ دیکھیگا طرف انکے یعنے نظر رحمت وعنایت سے اور ہوگا واسطے اُنکے عذاب درد دینے والا ایک تو بڈھا
زناکار اور دوسرے پادشاہ جھوٹا اور تیسرے مفلس تکبر کرنیوالا نقل کی یہ مسلم نے ف دن قیامت کے یعنے وقت ظہور فضل اور عدل اور غضب اور رضا اللہ تعالی کی اور نہ ثنا کریگا
اُن پر بخلاف تمام مومنین کے کہ اُنکی ثنا کریگا یا لا یزکیہم کے یہ معنے ہیں کہ نہیں پاک کریگا اُنکو نجاست گناہوں سے ساتھ عفو کرنے گناہوں اُنکے کے اور جملہ ولہم عذاب الیم احتمال
ہے کہ تتمہ روایت دوسری کا ہو یا عود ہو طرف حدیث اصل کے اور معتمد یہی ہے اور یہ سب کنایہ ہے نارضامندی اور غضب الہی سے اثر اسلیے کہ جو کوئی کسی سے ناراض اور خفا
ہوتا ہے تو نگاہ نہیں کرتا اسکی طرف اور نہ کلام کرتا ہے اور نہ ثنا کرتا ہے اُسکی اور عذاب کرتا ہے اُسکو اور بڈھا زناکار اسلیے کہ جب برا ہے جوان کے حق میں باوجود ہونے اسکے معذور طبعا
تو بڈھے کے حق میں کہ شہوت نہیں رکھتا اور غفلت اُس سے دور ہوتی ہے ہوگا بدتر اور دلیل ہے یہ اُسکی نہایت بیحیائی اور خبث طبیعت پر اور جھوٹ بولنا سب کے حق میں
برا ہے اور پادشاہ کے حق میں کہ مدار انتظام ملک کا اور مصالح اور مہمات خلق کے اوپر کہنے اور حکم اُسکے کے ہیں بدتر ہے اور یہ بھی ہے کہ جھوٹ جو بولتے ہیں تو اکثر واسطے دفع ضرر

اور حاصل کرنے نفع کے بولتے ہین اور بادشاہ خود قادر ہی اُسپر بغیر جھوٹ بولنے کے پس اسکو جھوٹ بولنا بدتر اور بیفائدہ تر ہوگا اور تکبر سب کے لیے بدنما ہی اور فقیر کے لیے کہ ہنا
نا ہی کیسے کہ وہ مال و جاہ سے عاری ہی بدنما تر اور دلیل ہی اُسکے خبث باطن اور لئیم طبعی پر سے کہ زشت و از گدایان زشت تر ہی روز سرد و برف و انگہ جامہ تر ہا اور بعضے
عائل سے عیالدار مراد رکھتے ہین کہ قبول صدقہ اور زکوٰۃ اور تواضع اور ملائمت لوگون کی سے کہ باعث رفع حاجت عیال اور رفاہیت حال کے ہین تکبر کرتے ہین اور عیال کو
ضرر پہونچاتے ہین اور باک کرتے ہین تعفف اور حیا کرنے سوال سے اور چھپانا حال کا اسبب توکل کرنے کے موسے پر امر دیگر ہی اور تکبر اور بے اندامی اور قبول نکرنا احسان کا لوگون کے
بسبب تکبر کے باوجود احتیاج و اضطرار کے امر دیگر ہی اور ممکن ہی یہ کہ کہا جاوے کہ مراد شیخ سے محصن ہی یعنے بیاہا ہوا برابر ہی کہ جوان ہو یا بڈھا اور سبب ہونے زنا کے بدتر اسکے
حق مین شرعا اور عرفا واجب ہونا اسپر سنگساری ہی جیسے کہ شیخ سے مراد بیاہا ہوا ہی بیچ آیہ منسوخۃ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم کے اور مراد بادشاہ
سے غنی ہی اسلیے کہ فقیر کبھی جھوٹ بولتا ہی غرض فاسد کے لیے کہ منفعت دنیوی ہی ضرور ہی اور غنی نہین محتاج ہوتا اُسکا مطلق پس جھوٹ بولنا اسکو بدتر ہوگا اور مراد فقیر سے وہ
شخص ہی کہ تکبر کرے فقرا پر اسلیے کہ تکبر کرنا اغنیا متکبرین سے صدقہ ہی اور ظاہر تر یہ ہی کہ مراد فقیر سے وہ ہی کہ تکبر کرے کسب کرنے سے اور قناعت کرنے سے اپنے لیے اور اپنی عیال
کے لیے باوجود قادر ہونے کے کسب پر جیسے کہ دیکھا جاتا ہی ہمارے زمانہ مین اور نہین شک ہی کہ یہ تکبر کہ متضمن ہی واسطے ترک سنت اور ریا اور سمعہ کے ساتھ ضرر پہونچانے نفس
کو اور کرنے سوال کے اور لینے مال کے بغیر وجہ حلال سے بدتر ہی تکبر اغنیا کے سے خصوصا جبکہ تکلف کرے اور بنا وے وضع بزرگون کی سی مانند بعضے فقرا کے کہ جو کھاتے ہین
کہ حلال وہ چیز ہی کہ حلال ہوئی بسبب ہمارے اور حرام وہ چیز ہی کہ حرام کی ہمنے پس یہ بیماری مرکب سخت بیماری ہی کہ عاجز ہین اس سے حکما اگرچہ پہونچین حد کمال کو شرح ع
(وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ وَالْعَظَمَۃُ اِزَارِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ وَاحِدًا مِّنْہُمَا اَدْخَلْتُہُ النَّارَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَذَفْتُہُ فِی النَّارِ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہی اللہ تعالیٰ بزرگی ذاتی چادر میری ہی یعنے بمنزلہ چادر کے ہی نزدیک تمہارے
اور بزرگی صفاتی تہبند میری ہی یعنے بمنزلہ تہبند کے ہی نزدیک تمہارے پس جو شخص کہ چھینے مجھسے ایک کو ان دونون مین سے یعنے تکبر کرے باعتبار ذات کے یا صفات کے
اور چاہے ایک طرح کی شرکت کرنی ساتھ میرے بیچ ذات اور صفات میری کے تو داخل کرونگا مین اُسکو آگ مین یعنے آگ عذاب مین کہ جیسے حق مین فرمایا ہی فانما جزاء الکافر
و بئس مثوی المتکبرین اور ایک روایت مین ہی کہ پھینکونگا مین اُسکو دوزخ مین یعنے اس عبارت مین حقارت ہی کہ پھینکونگا جیسے کہ ڈھیلے کو پھینکدیتے ہین ازراہ بے پروائی
اور بے اعتباری کے نقل کی یہ مسلم نے ف یہ ایک مثال ہی کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے بیان کی ہی واسطے یکتا ہونے اپنے کے صفت کبریا اور عظمت مین یعنے یہ دونون
صفتین خاص میری ہی ذات کے لیے ہین کہ کسی کو مجال شرکت کی اسمین اور متصف ہونا ساتھ انکے درست نہین یعنے جود و کرم اور مہربانی صفتین میری ہین اور خلق کو بھی انسے
ایک طرح کا حصہ ہی اور جائز ہی وصف کرنا انکا ساتھ انکے بطریق مجاز کے مگر یہ دو صفتین کہ بطریق مجاز کے بھی میرے غیر کو وصف کرنا انکا درست نہین بمشابہ دو کپڑون کے کہ کوئی
پہنے ہو تو پہننا دوسرے کا انکو ممکن نہوگا اور کبریا اور عظمت لغت مین دونون ایک ہی معنون پر آتے ہین کہ بزرگی اور بزرگ ہونا اور ظاہر حدیث سے فرق معلوم ہوتا ہی کہ دو
کہ ایک کو چادر کے ساتھ تشبیہ دی اور ایک کو ازار کے ساتھ پس بعضون نے کہا کہ کبریا صفت ذاتی ہی یعنے اللہ تعالیٰ کبیر و متکبر ہی اپنی ذات مین خواہ دوسرا جانے یا نجانے
اور عظمت عبارت ہی ہونے اسکے سے اس طرح کا کہ اُسکا غیر یعنے خلق بھی اسکو بڑا جانتے ہین پس صفت پہلی ذاتی ہوئی اور دوسری صفت اضافی اور یہ ضرور ہی کہ جو کہ صفت
ذاتی ہوگی اعلیٰ ہوگی صفت اضافی سے اور چادر بھی اعلیٰ ہی ازار سے پس باین لحاظ تشبیہ دی کبریا کو چادر کے ساتھ اور عظمت کو ازار کے ساتھ شرح ع الفصل الثانی
فصل دوسری (عَنْ سَلَمَۃَ بْنِ الْاَکْوَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَذْہَبُ بِنَفْسِہٖ حَتّٰی یُکْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَہُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)
اور روایت ہی سلمہ بیٹے اکوع کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمیشہ رہتا ہی ایک شخص کھینچتا اپنے نفس کو یہان تک کہ لکھا جاتا ہی یعنے نام اُسکا سرکشون
یعنے ظالمون اور متکبرون کے دیوان مین پس پہونچتی ہی اسکو وہ چیز کہ پہونچتی انکو یعنے آفات و بلیات دنیا اور آخرت مین نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ بنفسہ مین ب تعدیہ
کے لیے ہی یعنے بلند کرتا ہی اپنے نفس کو اور بعید کرتا ہی اسکو لوگون سے مرتبہ مین اور اعتقاد کرتا ہی اُسکو عظیم القدر یا ب مصاحبت کے لیے ہی یعنے موافقت کرتا ہی اپنے

نفس کی بیچ جانب اُسکے کے طرف کبر کے اور عزت دیتا ہے اسکو اور اکرام کرتا ہے اُسکا چاہیے کہ اکرام کرتا ہے دوست کا یہان تک کہ ہوتا ہے متکبر اور خلاصہ معنے کا یہ ہے کہ
لیجاتا ہے اسکو اسکے درجہ اور مرتبہ سے طرف رتبہ اعلی کے یعنے لیجاتا ہے اپنے نفس کو اسکی جگہ اور مرتبہ سے کہ اسمین ہے جگہ بلند اور درجہ بلند ساتھ تکبر اور ترفع کے اور موافقت
کرتا ہے نفس کی اور جاتا ہے ساتھ اسکے ہر جانب مین کہ وہ جاتا ہے اور باز نہین رکھتا نفس کو سرکشی اور تکبر سے ۞ ح (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ فِي جَهَنَّمَ يُسَمَّى بُولَسَ تَعْلُوهُمْ نَارُ الْأَنْيَارِ
يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبَالِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے اُسنے نقل کی اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادا سے اُسنے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ جمع کیے جاوینگے تکبر کرنیوالے مانند چھوٹی چیونٹیون کے دن قیامت کے بیچ صورت مردون کے یعنے صورت اُنکی آدمیون کی سی ہوگی اور جثہ چیونٹیون کا سا اور گھیر
لیگی اُنکو خواری ہر جگہ سے ہانکے اور کھینچے جاوینگے طرف ایک قیدخانہ کے کہ دوزخ مین ہے نام رکھا جاتا ہے اُسکا بولس غالب ہوگی اُنپر اور گھیر لیگی اُنکو آگ آگون کی
اور پلائے جاوینگے نچوڑ دوزخیون کے سے کہ نام ہے اسکا طینۃ الخبال یعنے خون اور کچ لہو اور پیپ جو دوزخیون کے بدن سے بہینگے نقل کی ہے ترمذی نے ف مانند چھوٹی
چیونٹیون کے الخ اس حدیث کے معنے مین اختلاف کیا ہے علماء نے کہا بعضون نے کہ یہ کنایہ ہے اُنکے خوار ہونے سے اُنکے محشر مین اور پامال ہونے سے نیچے پاؤن لوگون کے
جیسے کہ حال ہے چیونٹیون کا ہے دلیل اسکے کہ اوٹھنا اور عود کرنا بدنون کا ساتھ ان اجزاے اصلی کے ہوگا کہ دنیا مین رکھتے تھے اور صورت چیونٹیون کی اور جثہ اُسکا گنجائش
اسکی رکھتا نہین چنانچہ اسی لیے کہا فی صور الرجال تا معلوم ہو کہ آدمیون کی صورت پر ہونگے نہ چیونٹیون کی صورت پر اور یغشاہم الذل بھی قرینہ ہے اسکا کہ مراد معنے خواری کے
ہین اور سیاق حدیث بھی دلالت کرتا ہے اسپر اور ثواب یہ ہے کہ حدیث محمول ہے ظاہر پر اور مراد اوٹھنا متکبرون کا ہے بہیات چیونٹیون کے حقیقت مین ولیکن صورتین
مردون کی حق تعالی قادر ہے کہ اجزاے اصلی کو کہ ساتھ انکے اوٹھینگے بیچ مقدار جثہ چیونٹی کے جمع کرے اور ساتھ اس صورت کے بناوے اور خوار کرے یہ تقریر تو حضرت شیخ
رح کی ہے اور ملا علی رح نے بہت سے قول یہان نقل کیے ہین اور تورپشتی سے نقل کیا ہے کہ ہم ظاہر معنے اس حدیث کے اسلیے نہین لیتے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ اجساد
عود کیے جاوینگے اوپر ان اجزا کے کہ تھے یہان تک کہ بغیر ختنہ اوٹھینگے کہ جلد کاٹی ہوئی ذکر کی بھی لگ جاویگی پس کیونکر ہوسکے کہ سب اجزا آدمی کے ناخن اور بال وغیرہا
چیونٹیون کے جثہ مین جمع ہون پھر اسکے جواب بھی علماء سے نقل کر کر پھر اُنپر شبہہ کیا ہے اور اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اللہ تعالی اعادہ کریگا اُنکو وقت نکالنے اُنکے کے اُنکی قبرون سے
اوپر کامل ترین صورتون اُنکی کے اور ساتھ تمام اجزاے معدومہ کے واسطے ثابت کرنے وصف اعادہ کے بروجہ کمال پھر کردیگا اُنکو موقف جزا مین اوپر صورت ذر کی
از راہ اہانت اور ذلت دینے اُنکے کے یا چھوٹے ہو جاوینگے ہیبت الٰہی سے وقت آنے اُنکے کے طرف حساب کی جگہ کے اور وقت ظاہر ہونے اثر عذاب سلطانی کے کہ وہ اگر
رکھا جاوے پہاڑ پر تو ہو جاوے غبار پراگندہ اور ثابت بھی ہوئی ہے تبدیل دوزخیون کی صورتون کی اور شکلون مختلفہ کے مانند کتون اور سورون اور گدہون کی صورتون
کے موافق صفتون اور حالتون اپنی کے پس اس سے جاتا رہتا ہے اشکال واللہ اعلم بحقیقۃ الحال اور لفظ بولس ساتھ زبر ب کے اور جزم واو اور زیر لام کے اور قاموس
مین ساتھ پیش ب اور زیر لام کے مشتق ہے بلس سے بمعنے تحیر اور ناامیدی کے اور ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے اور آگ آگون کی یعنے نسبت اُسکی ساتھ اور آگون کے مانند نسبت
آگ کے ہے ساتھ اور چیزون کے کہ جلا دیتی ہے اور خبال ساتھ زبر خ کے بمعنے فساد کے ہے کہا ایک شارح نے کہ وہ نام ہے عصارہ اہل نار کا اور عصارہ پیپ اور کچ لہو اور خون
کہ بہیگا دوزخیون سے ۞ ع (وَعَنْ عَطِيَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّيْطَانِ وَإِنَّ الشَّيْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَإِنَّمَا تُطْفَأُ
النَّارُ بِالْمَاءِ فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَوَضَّأْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عطیہ بیٹے عروہ سعدی کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق غصہ کرنا یعنے
وہ غصہ کہ واسطے خدا کے نہو شیطان سے ہے یعنے اُسکے اغوا سے ہوتا ہے اور تحقیق شیطان پیدا کیا گیا ہے آگ سے اور بجھائی نہین جاتی آگ مگر پانی سے پس جسوقت کہ غصہ ہو
ایک تمہارا پس چاہیے کہ وضو کرے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف پانی سرد کے استعمال کرنے کی خاصیت ہے کہ غصہ کو دفع کرتا ہے اور تجربہ اسپر گواہ ہے اور اگر ٹھنڈا پانی پیوے
اُسکی بھی یہی خاصیت ہے اور چاہیے یون کہ جب غصہ آوے تو پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اس سے بھی غصہ جاتا رہتا ہے پھر جب دیکھے

کہ غصہ نہیں گیا تو اٹھکر وضو کرے اور دو رکعت نماز کی پڑھے واسطے اللہ تعالے کے ہ ع (وعن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا غضب
احدکم وہو قائم فلیجلس فان ذہب عنہ الغضب والا فلیضطجع رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جس وقت کہ غصہ ہو ایک تمہارا یعنی پاوے اثر غصہ کا کسی پر اس حال میں کہ وہ کھڑا ہو پس چاہیے کہ بیٹھ جاوے پس اگر جاتا رہا اس سے غصہ فبہا والا لیٹ جاوے
پہلو پر نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف شرح السنہ میں ہے کہ حکمت اسمیں یہ ہے کہ تا غصہ میں کوئی حرکت وجود میں نہ آوے کہ اس سے پشیمانی اٹھاوے اسلیے کہ لیٹا ہوا
دور تر ہے حرکت میں بہ نسبت بیٹھے کے اور بیٹھا دور تر ہے کھڑے سے اور ظاہر یہ ہے کہ بیچ تغیر حالت کے اس طرح پر کہ موجب سکون و آرام کی ہو ایک تاثیر ہے بیچ دفع شورش
غصہ کے ہ ح (وعن اسماء بنت عمیس قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول بئس العبد عبد تخیل واختال ونسی الکبیر المتعال بئس العبد عبد تجبر
واعتدی ونسی الجبار الاعلی بئس العبد عبد سہا ولہا ونسی المقابر والبلی بئس العبد عبد عتا وطغی ونسی المبتدا والمنتہی بئس العبد عبد یختل الدنیا بالدین
بئس العبد عبد یختل الدین بالشبہات بئس العبد عبد طمع یقودہ بئس العبد عبد ہوی یضلہ بئس العبد عبد رغب یذلہ رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان
وقالا لیس اسنادہ بالقوی وقال الترمذی ایضا ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے اسماء بنت عمیس کی سے کہا اسماء نے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے فرماتے تھے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ اپنے تئیں اچھا جانا اور دوسروں سے اور تکبر کیا اور بھول گیا خدائے بزرگ بلند قدر کو یعنی بھول گیا یہ کہ بزرگی اور بلند قدری
اللہ ہی کو ہے یا بھول گیا اسکے حساب وعذاب کو یا یہ حیثیت کہ نہ تو دیکھا دنیا میں برا بندہ وہ بندہ ہے کہ جبر و قہر کیا لوگوں پر اور ظلم و فساد میں حد سے گذر گیا اور بھول گیا
خداوند جبار متکبر قہار کو کہ بلند تر ہے قدرت و عزت میں سب سے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ بھول گیا کار دین کا اور مشغول رہا دنیا میں اور بھول گیا مقبروں کو اور کہنگی
اور بوسیدگی بدن کو خاک میں برا بندہ ہے وہ بندہ کہ فساد ڈالا اور حد سے بڑھ گیا اور بھول گیا اپنے ابتدائے حال کو کہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے کیسا عاجز و ناتوان تھا اور
اپنے انجام کار کو کہ کیا کیا ہونا اور کیا کیا دیکھنا ہے اور آخر اسکا کیا ہے کہ مٹی میں جانا ہے یعنی جسکی ابتدا ایسی ہے اور انتہا ایسی تو لائق ہے اسکو کہ اطاعت کرے اللہ تعالے
کی ان دونوں حالتوں کے درمیان میں برا بندہ ہے وہ بندہ کہ طلب کرے دنیا کو ساتھ عمل آخرت کے یا یہ معنے ہیں کہ فریب دیوے اہل دنیا کو ساتھ عمل صلحا کے
تاکہ وہ معتقد ہوں اسکے اور حاصل کرے یہ مال و جاہ انسے برا بندہ وہ بندہ ہے کہ خراب کیا دین کو ساتھ شبہات کے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ طمع اور امیدواری خلق سے
اور حرص کھینچ لیجاتی ہے اسکو دنیا داروں کے دروازہ پر اور لیجاتی ہے جدہر چاہتی ہے برا بندہ ہے وہ بندہ کہ خواہش نفس گمراہ کرتی ہے اسکو اور لیجاتی ہے راہ دین سے برا
بندہ ہے وہ بندہ کہ رغبت دنیا میں اور حرص اسکے حاصل کرنے میں اور طلب کثرت خوار کرتی ہے اسکو اور آبرو ریزی اسکے دین کی کرتی ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور
بیہقی نے شعب الایمان میں اور کہا ترمذی اور بیہقی نے کہ نہیں ہے اسناد اس حدیث کے قوی اور یہ بھی ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف بھول گیا مقبروں کو یعنے اہل
مقبروں کو کہ عبرت نہ پکڑے ساتھ انکے یا ذکر کرنا مقابر کا کنایہ ہے موت سے یعنے بھول گیا موت کو ساتھ نہ سامان درست کرنے کے اسکے لیے اور طمع الخ عجیب نقل ہے سید شاذلی
رح سے کہ وہ پوچھے گئے کیمیا سے انہوں نے کہا کہ وہ دو کلمے ہیں گرا خلق کو اپنی نظر سے اور قطع کر طمع حق سے اس بات کی کہ دیوے تجکو غیر اس چیز سے کہ قسمت میں ہے ہم
کہتے ہیں اسناد اسکی قوی اس حدیث کو روایت کیا ہے طبرانی نے بھی اور بیہقی نے نعیم بن ہمار سے اور روایت کیا ہے اسکو حاکم نے بھی اپنی مستدرک میں اسماء بنت عمیس سے
اور اسمیں شک نہیں ہے کہ کثرت طرق قوی کر دیتی ہے ضعیف کو اور کر دیتی ہے اسکو حسن لغیرہ اور اس سے تمام ہو جاتا ہے مقصود واللہ اعلم اور غریب ہے اور غرابت نہیں منافی ہے
صحت و حسن کی اور نہایت کار یہ کہو گے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے فضائل اعمال میں اتفاقا پس وعظوں میں لائق ہے کہ ہوا اسپر عمل بطریق اولی ہ م ا

الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تجرع عبد افضل عند اللہ عزوجل من جرعۃ غیظ یکظمہا ابتغاء وجہ اللہ تعالی رواہ احمد)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں پیا کسی بندہ نے گھونٹ افضل نزدیک اللہ عزوجل کے گھونٹ غصہ کے سے کہ پی جاوے
اسکو واسطے رضامندی اللہ تعالی کے نقل کی یہ احمد نے (وعن ابن عباس فی قولہ تعالی ادفع بالتی ہی احسن قال الصبر عند الغضب والعفو عند الاساءۃ فاذا

فَإِذَا فَعَلُوا عَصَمَهُمُ اللهُ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ قَرِيبٌ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ تَعْلِيقًا) اور روایت ہے ابن عباس سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالیٰ کے دور کر تو یعنی برائی کو ساتھ اس
خصلت کے کہ وہ نیک تر ہے کہا ابن عباس نے صبر کرنا نزدیک غضب کے اور عفو کرنا نزدیک برائی کے پس جب کریں لوگ صبر اور عفو نگاہ رکھے خدائے تعالیٰ انکو آفات نفس اور
خلق سے اور پست ہوتا واسطے انکے دشمن انکا گویا کہ وہ دوست حمیم ہے یعنی قریب ہے نقل کی یہ بخاری نے بطریق تعلیق کے ف اول اس آیہ کریمہ کا یہ ہے وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ
وَلَا السَّيِّئَةُ یعنی برابر نہیں ہے نیکی اور بدی جزا اور انجام کار میں اسکے بعد ہے اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یعنی دفع کر ساتھ اس چیز کے کہ وہ بہتر ہے یعنی نیکی سے برائی کو کہ پیش آوے
تجکو یعنی اگر کوئی تجھسے بدی کرے تو نیکی کر اس سے مصرع اگر مردے احسن الی من اساء پس ابن عباس اسکی تفسیر میں کہتے ہیں کہ مراد دفع کرنے برائی کی سے ساتھ نیکی
کے یہ ہے کہ جب غصہ آوے صبر کرے اور اگر کسی سے برائی پہونچے درگذر کرے اور لفظ قریب تفسیر ہے حمیم کی یعنی قرابتی اور یہ تفسیر آخر آیت کی ہے کہ فرمایا ہے فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَ
بَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ش ح (وَعَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْإِيمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ) اور روا
یت ہے بہز بن حکیم سے کہ نقل کی اپنے باپ سے اسنے نقل کی بہز کے دادا سے کہ نام اسکا معاویہ بن حیدۃ القشیری ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق غصہ البتہ خراب کرتا ہے
ایمان کو جیسے کہ خراب کرتا ہے ایلوا شہد کو ف ایمان کو یعنی کمال ایمان کو یا اسکے نور کو اور کبھی غصہ ایمان کو باطل بھی کر دیتا ہے نعوذ باللہ من ذلک ش ع (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ
وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ
اللهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتَّى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ) اور روایت ہے حضرت عمرؓ سے کہ کہا اس حال میں کہ منبر پر تھے اے لوگو تواضع اور فروتنی
کرو اسلیے کہ میں نے سنا ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جو شخص کہ تواضع کرے ساتھ لوگوں کے واسطے خدا کے یعنی واسطے طلب رضا اسکی کے بلند کرتا ہے اللہ تعالیٰ
مرتبہ اسکا پس وہ اپنی نفس اور نظر میں حقیر ہے یعنی بسبب دیکھنے کے اپنے کو نظر کمی سے اور لوگوں کی آنکھ میں بزرگ ہے یعنی بسبب بلند کرنے حق تعالیٰ کے اسکے مرتبہ کو بسبب اس
خصلت نیک کے اور جو کوئی تکبر کرے پست کرتا ہے خدائے تعالیٰ قدر اسکی پس وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر ہے اور اپنے نفس اور نظر میں بزرگ ہے یہاں تک کہ البتہ وہ خوار تر
اور سبک تر ہے لوگوں کے نزدیک کتے یا سور سے ف یعنی متکبر اگرچہ اپنے کو بزرگ جانتا ہے اور بزرگ دیکھتا ہے ولیکن خدائے تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے اور لوگوں کے نزدیک
بھی خوار ہوتا ہے اور تواضع کرنیوالا اگرچہ اپنے کو حقیر جانتا ہے اور حقیر دیکھتا ہے لیکن خدائے تعالیٰ کے نزدیک بزرگ ہے اور لوگوں کے نزدیک بھی بزرگ ہوتا ہے ش ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ مَنْ أَعَزُّ عِبَادِكَ عِنْدَكَ قَالَ مَنْ إِذَا قَدَرَ غَفَرَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا موسیٰ بیٹے عمران علیہ السلام نے اے رب میرے کون عزیز تر ہے تیرے بندوں میں تیرے نزدیک فرمایا وہ شخص کہ جب قادر ہو بخش دے ف
یعنی درگذر کرے اس سے کہ اسپر ظلم کیا اور رنج دیا اسنے اسمیں اشارہ ہوا موسیٰ علیہ السلام کو عفو کیا کرنے کا اسلیے کہ تھا غالب انپر جلال اور جامع صغیر میں ہے کہ جو کوئی عفو کرے
نزدیک قدرت کے عفو کریگا اللہ تعالیٰ اس سے دن عسرت کے یعنی دن قیامت کے ش ع (وَعَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ خَزَنَ لِسَانَهُ سَتَرَ اللهُ
عَوْرَتَهُ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهُ كَفَّ اللهُ عَنْهُ عَذَابَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ إِلَى اللهِ قَبِلَ اللهُ عُذْرَهُ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص
بند رکھے زبان اپنی یعنی عیب و نقصان لوگوں کے سے ڈھانکتا ہے اللہ تعالیٰ عیب و نقصان اسکے یعنی لوگوں سے یا فرشتوں اعمال کے لکھنے والوں سے یا دونوں سے
اور جو کوئی روکے غصہ اپنا یعنی لوگوں سے باز رکھیگا اللہ تعالیٰ اس سے عذاب اپنا دن قیامت کے اور جو کوئی عذر کرے یعنی اپنی تقصیر کا طرف اللہ تعالیٰ کے قبول فرماتا
ہے اللہ عذر اسکا (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ مُنْجِيَاتٌ وَثَلَاثٌ مُهْلِكَاتٌ فَأَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ
فِي الرِّضَى وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَى وَالْفَقْرِ وَأَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُتَّبَعٌ وَشُحٌّ مُطَاعٌ وَإِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهِ وَهِيَ أَشَدُّهُنَّ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْخَمْسَةَ فِي شُعَبِ
الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں عذاب سے اور تین چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں
آخرت میں پس وہ چیزیں نجات دینے والیں ایک انمیں سے ڈرنا ہے خدا سے چھپے اور ظاہر میں یعنی حاضر و غائب خلق کے یا باطن و ظاہر میں اور دوسرے کہنا حق کا

وہ جو دین آوے اور اسکی سزا کو پہونچے پھر دفعتاً انکا آنحضرت نے سر اپنا چادر سے اور جلدی ہی چلے یہاں تک کہ گذر گئے اس مکان سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف حجر ساتھ
زیر ح اور جزم جیم کے نام زمین ثمود قوم صالح پیغمبر علیہ السلام کا ہے اور یہ گذرنا حضرت کا وہاں سے وقت جانے غزوہ تبوک کے تھا اور حضرت چادر ڈال کر وہاں سے جلدی
سے گذر گئے مانند ڈرنے والے کے تاکہ نہ پڑے نظر انکے مکانوں پر اور کیا یہ حضرت نے واسطے تعلیم امت کے تاکہ پیروی کریں وہ حضرت کی اور جمع کیا درمیان قول اور
فعل کے تاکید ایا اسلیے کہ حضرت نہایت خوف الٰہی رکھتے تھے جیسے کہ فرمایا ہے انا اعلمکم باللہ واخشاکم اور آیا ہے کہ آنحضرت نے منع کیا کہ اس جگہ پانی نہ پیوین اور کھانا نہ کھاوین
اسمین دلیل ہے اسپر کہ ظالموں کے مکانوں کو وطن اور جگہ بسنے کی نہ ٹھہراوے ش ع (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ
من عرضہ او شیء فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درہم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ رواہ
البخاری) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ ہو واسطے اسکے کچھ حق بھائی مسلمان اپنے کا آبرو ریزی اسکی سے ساتھ کرنے
غیبت اور برا کہنے اور مانند اسکے سے یا کچھ اور ہو خون اور مال سے پس چاہیے کہ معاف کرواوے اس سے اس حق سے آج کے دن یعنے دنیا میں پہلے اس سے کہ نہ ہو دینار
اور نہ درہم کہ دیوے بدلے حق کے روز قیامت کے اگر ہوگا واسطے اسکے عمل نیک لیا جاویگا اس سے موافق ظلم اسکے کے کہ کیا ہے یا موافق اس چیز کے کہ لی ہے اور اگر
نہیں ہونگی ظالم کے نیکیاں لیا جاویگا برائیوں صاحب اسکے سے کہ مظلوم ہے پس لادی جاوینگی ظالم پر نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے جزا ظالم کی روز قیامت کے
یہ ہے کہ نیکیاں اسکی مظلوم کو دینگے اور اگر وہ نیکیاں نہ رکھتا ہوگا تو گناہ مظلوم کے اسپر رکھینگے اور اسکو بسبب اسکے عذاب کرینگے اور مظلوم کو عذاب سے کہ بسبب اُن
گناہوں کے مستحق اسکا ہو اخلاصی نجات دینگے اور یہ جو اوپر کہا کہ نہ ہو دینار اور نہ درہم اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ واجب ہے اُسپر یہ کہ بخشوا دے حق اس سے اگرچہ بدلے دینار اور
درہم کے ہو اسلیے کہ لینا دینار اور درہم کا آج بخشنے والے پر آسان تر ہے یعنے حسنات کے سے یا رکھنے سیئات کے سے بر تقدیر نہ بخشنے کے اور موافق ظلم اسکے کے مقدار لینا
اور رکھنے کے از روے کمیت اور کیفیت کے سپرد علم الٰہی کے ہے کہ کتنے اور کیسے لیے دیے جاوینگے اور کہا ابن مالک نے احتمال ہے یہ کہ نیکیاں اور برائیاں جو لیجاوینگے
نفس اعمال ہوں مجسم ہو کر موجود ہوں مانند جواہر کے اور احتمال یہی ہے کہ جو نعمتیں اور عذاب کہ تیار کئے گئے ہیں انکے لیے وہ ملیں ش ح ع (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا
واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح فی النار رواہ
مسلم) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہ سے کہ آیا جانتے ہو تم کہ کون شخص ہے مفلس کہا بعضے صحابہ نے کہ مفلس ہم میں
وہ شخص ہے کہ نہیں ہے درہم واسطے اسکے اور نہ اسباب یعنے نقد و جنس سے کچھ نہ رکھتا ہو حاصل یہ کہ انھوں نے جواب دیا ساتھ اس چیز کے کہ وہ جانتے تھے بسبب فنا اہل دنیا
کے اور غافل ہونے کے امر آخرت سے پس فرمایا تحقیق مفلس میری امت سے یعنے امت اجابت سے حقیقت میں وہ شخص ہے کہ آویگا دن قیامت کے ساتھ نماز اور روزے
اور زکوٰۃ کے یعنے طرح بطرح کی عبادتیں مقبول اُس پاس ہونگی اور آویگا اس حالت میں کہ گالی دی ہے کسیکو اور تہمت کی ہے کسیکو اور کھا گیا ہے مال کسی کا یعنے ناحق اور خون کیا
کسی کا یعنے ناحق اور مارا ہے کسیکو بغیر استحقاق کے یا زیادہ اُس چیز سے کہ مستحق ہے اسکا یعنے یہ کہ مفلس حقیقی وہ ہے کہ جسنے جمع کیا درمیان ان عبادات کے اور ان برائیوں
کے پس دیا جاویگا یہ مظلوم صاحب حق بعضی نیکیوں ظالم کی سے اور یہ یعنے اور شخص صاحب حق نیکیوں اسکی سے پس اگر تمام ہو جاوینگی نیکیاں اسکی پہلے اسکے کہ حکم کیا جاوے
ساتھ جزا گناہ کے کہ اسپر ہے یعنے ہنوز جزا ان حقوق کی کہ اسپر ہیں تمام نہوگی کچھ باقی رہجاویگی لیجاوینگی برائیاں مظلوموں کی اور ڈالی جاوینگی ظالم پر پھر ڈالا جاویگا
وہ آگ دوزخ میں نقل کی یہ مسلم نے ف اسمین اشارہ ہے اسپر کہ نہیں ہے عفو اور نہ شفاعت بیچ حقوق بندوں کے مگر یہ کہ چاہیگا اللہ کسی کے لیے تو راضی کر دیگا
اُسکے مدعی کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہیگا کہا نووی نے کہ حاصل حضرت کے فرمانے کا یہ ہے کہ حقیقت مفلس کی یہ ہے کہ جو ذکر کی میں نے اور لوگ اسکو مفلس گنتے ہیں کہ
جسکے پاس مال نہیں ہوتا یا جس پاس کم ہوتا ہے مال حالانکہ وہ مفلس حقیقی نہیں ہے اسلیے کہ یہ افلاس منقطع ہو جاتا ہے بسبب مرنے اسکے کے اور کبھی منقطع ہو جاتا ہے

بسبب تنگی کے کہ حاصل ہوئی بعد اسکے اسکی حیات مین تجاوات اس مفلس کے کہ یہ پورا ہی ہلاک ہوگا ف ع (وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے البتہ ادا کیے جاوینگے حق طرف حق والون کے دن قیامت کے یہان تک کہ بدلہ لیا جاویگا واسطے بکری بے سینگ کے بکری سینگ دار سے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے عدالت اسدن یہان تک ہوگی کہ ادا کرنا حقوق آدمیون کا کیا حیوانات سے بھی کہ داخل دائرہ تکلیف کی نہین ہین قصاص لیا جاویگا اور کہا ہے علما نے کہ یہ قصاص مقابلہ کا ہے نہ قصاص تکلیف کا اور ملا علی نے لکھا ہے کہ یہ قصاص مقابلہ ہونے لیسکے کے نظر ہے کہ نہین پوشیدہ پس اگر کہا جاوے کہ بکری غیر مکلف ہے اس سے کیونکر قصاص لیا جاویگا کہینگے ہم کہ اللہ تعالی فعال لما یرید ہے ولا یسال عما یفعل اور غرض اس سے آگاہ کرنا ہے بندون کو کہ حقوق ضائع نہین ہوتے بلکہ قصاص لیا جاویگا حق مظلوم کا ظالم سے انتہی اور یہ وجہ حسن اور توجیہ مستحسن ہے وَذُكِرَ حَدِيثُ جَابِرٍ اِتَّقُوا الظُّلْمَ فِي بَابِ الْاِنْفَاقِ اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی اتقوا الظلم بیچ باب انفاق کے الفصل الثانی

فصل دوسری (عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكُونُوا اِمَّعَةً تَقُولُونَ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَحْسَنَّا وَاِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا وَلٰكِنْ وَطِّنُوا اَنْفُسَكُمْ اِنْ اَحْسَنَ النَّاسُ اَنْ تُحْسِنُوا وَاِنْ اَسَاءُوا فَلَا تَظْلِمُوا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے حذیفہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہو تم امعہ کہو تم اگر نیکی کرین لوگ نیکی کرین ہم اور اگر ظلم کرین ظلم کرین ہم ولیکن قرار دو اپنے نفسونکو اسپر کہ اگر نیکی کرین لوگ پس لازم ہے تمپر یہ کہ نیکی کرو اور اگر برائی کرین لوگ پس نہ ظلم کرو نقل کی یہ ترمذی نے ف امعہ ساتھ زیر ہمزہ اور زیر میم مشددہ اور عین مہملہ کے مرد تابع لوگون کا عقل مین غیر ثابت اپنی رائے پر اور تے مبالغہ کے لیے ہے اور عورت کو امعہ نہین کہتا اور مراد یہان وہ شخص ہے کہ کہتا ہین ہونگا ساتھ لوگون کے جیسے کہ ہونگے وہ ساتھ میرے اگر وہ مجھسے بھلائی کرینگے تو مین بھی بھلائی کرونگا اور اگر وہ برائی کرینگے تو مین بھی برائی کرونگا چاہیے کہ ساتھ ان دونو امر کے بیان فرمایا او ظلم نکرو یعنے احسان کرو اسلیے کہ ترک کرنا ظلم اور برائی کا احسان ہے کذا قال الطیبی اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر نیکی کرین وہ نیکی کرو اور اگر وہ بدی کرین تو تم اسکے مقابلہ مین تجاوز حد سے نکرو اور بدلا تو حد اعتدال پر چاہیے کہ شروع ہے یا عفو کرو اور ساتھ بدلہ لینے کے مستعد ہو یا احسان کرو اول مرتبہ عوام مسلمانون کا ہے اور دوسرا مقام خواص کا اور تیسرا درجہ اخص خواص کا حضرت شیخ علی متقی نے اپنے بعضون رسالون مین لکھا ہے کہ معیار شناخت محبت دنیا اور آخرت کی یہ چار چیزین ہین جسکو کہ غالب اور زیادہ ہے محبت دنیا کی وہ ایذا دیتا ہے لوگون کو بے تقریب اور بے سابقہ معاملہ کے اور جسکو کہ اس درجہ کی محبت نہین ہے وہ ابتدا کسی کو ایذا نہین دیتا ہے اور اگر کوئی اسکو ایذا دیتا ہے تو بدلہ لیتا ہے بوجہ شرعی بغیر تجاوز کرنے کے حد سے اور وہ کہ محبت آخرت کی قوی رکھتا ہے اور محبت دنیا کی ضعیف وہ عفو کرتا ہے اس سے کہ ایذا دے اور ظلم کرے اور جسپر کہ محبت آخرت کی بہت قوی ہے احسان کرتا ہے مقابلہ مین ظلم کے اور یہ درجہ صدیقون اور مقربون کا ہے رزقنا اللہ ش ع (وَعَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلٰى عَائِشَةَ اَنِ اكْتُبِي اِلَيَّ كِتَابًا تُوصِينِي فِيهِ وَلَا تُكْثِرِي فَكَتَبَتْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ الْتَمَسَ رِضَى اللّٰهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَى النَّاسِ بِسَخَطِ اللّٰهِ وَكَلَهُ اللّٰهُ اِلَى النَّاسِ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے معاویہ سے یہ کہ انہون نے لکھا طرف حضرت عائشہؓ کے یہ کہ لکھو واسطے میرے ایک خط کہ نصیحت کرو مجکو اس خط مین اور کثرت سے نہ لکھو یعنے مختصر اور جامع لکھو پس لکھے حضرت عائشہ نے یہ کلمات سلام تجپر بعد اسکے پیچھے سلام کے تحقیق مین نے سنا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ ڈھونڈھتا ہے رضامندی اللہ کی ساتھ خفگی لوگون کے کفایت کرتا ہے اسکو اللہ محنت لوگون کی سے یعنے اگر ایسا کام کرے کہ رضا حق کی اسمین ہے اور خلق بسبب خواہش نفس اپنے کے اس سے ناراض ہون تو حق تعالی راضی ہوتا ہے اور خلق کو بھی راضی کر دیتا ہے اور دفع کرتا ہے اس سے محنت و شر لوگون کے اور جو کوئی ڈھونڈھتا ہے رضامندی لوگون کی ساتھ خفگی اللہ کے سونپتا ہے اسکو اللہ طرف لوگون کے اور سلام تجپر نقل کی یہ ترمذی نے ف سونپتا ہے اسکو اور اسکے کار کو طرف خلق کے اور مدد نہین کرتا اسکی اور دفع نہین کرتا شر انکے اس سے اور مسلط کرتا ہے لوگون کو اسپر کہ ایذا دیتے ہین اور ظلم کرتے ہین اسپر یعنے اصل رضائے خدا ہے اگر یہ ہووے تو خلق بھی راضی اور مطیع ہو جاوینگے اور اگر یہ نہو تو نہ وہ راضی اور نہ یہ راضی اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ سلام شروع خط مین بھی لکھے اور آخر مین بھی لکھا اول بمنزلہ سلام ملاقات کے ہے اور دوسرا بمنزلہ سلام رخصت کے

سو فق اسکا حکم کرے اور اگر چاہے نہ کرے وہ یہ ہی ظلم کرنا بندون کا درمیان اپنے اور درمیان خدا کے یعنی قصور کرنا اللہ کے حقوق مین پس یہ سپرد ہی اللہ کے اگر چاہے عذاب کرے بندہ کو بسبب اس عمل کے اور اگر چاہے درگذر کرے اس سے اور عذاب نہ کرے اسپر پس معلوم ہوا کہ بندون کے حقوق مین البتہ مواخذہ ہی اور اللہ تعالی کے حقوق مین شرک نہین بخشا جائے گا اور باقی موقوف ہی مشیت ایزدی پر چاہے عذاب کرے چاہے بخشدے ۱۲ ح (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكَ وَدَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّمَا يَسْأَلُ اللّٰهَ حَقَّهُ وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْنَعُ ذَا حَقٍّ حَقَّهُ) اور روایت ہی علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بچ تو بددعا مظلوم کی سے یعنی کسی پر ظلم نکر کہ تجھپر بددعا کرے اسلیے کہ وہ نہین مانگتا ہی خدا سے مگر حق اپنا اور تحقیق اللہ تعالے نہین منع کرتا صاحب حق کو حق اسکے سے یعنی بلکہ دیتا ہی ہر صاحب حق کو حق اسکا (وَعَنْ أَوْسِ بْنِ شُرَحْبِيلَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ مَشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِيُقَوِّيَهُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ) اور روایت ہی اوس بن شرحبیل سے کہ اسنے سنا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ چلے ساتھ ظالم کے اور موافقت کرے اسکی تاکہ تقویت اور تائید کرے اسکی حالانکہ وہ شخص جانتا ہی کہ وہ ظالم ہی پس تحقیق نکلیگا وہ شخص اسلام سے یعنی کمال ایمان سے (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ إِنَّ الظَّالِمَ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ بَلٰى وَاللّٰهِ حَتَّى الْحُبَارٰى لَتَمُوتُ فِي وَكْرِهَا هُزْلًا لِظُلْمِ الظَّالِمِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْأَحَادِيثَ الْأَرْبَعَةَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ تحقیق ابو ہریرہ نے سنا ایک شخص کو کہ کہتا ہی تحقیق ظالم نہین ضرر پہونچاتا مگر نفس اپنے کو یعنی ضرر اسکا سرایت اور نہین کرتا پس کہا ابو ہریرہ نے ہان یعنی غیر کو بھی ضرر پہونچاتا ہی قسم اللہ کی یہان تک کہ تغدری جانور البتہ مرجاتا ہی اپنے گھونسلے مین دبلا ہو کر بسبب ظلم ظالم کے نقل کین بیہقی نے چارون حدیثین شعب الایمان مین ف حباری ہی ساتھ پیش ح کے ایک جانور ہی کہ اسکو تغدری کہتے ہین یعنی باز رکھتا ہی خدا تعالے مینہ کو بسبب شومی گناہ ظالم کے اور مرجاتے ہین بسبب اسکے انسان اور جانور یہان تک کہ حباری بھی اور تخصیص حباری کی اس سبب سے ہی کہ وہ بہت دور جاتا ہی واسطے پانی کی تلاش مین یہان تک کہ دیکھا ہی کہ اسکے پیٹ مین سے حبۃ الخضرا نکلا ہی کہ وہ بصرہ سے کئی منزل اور کئی روز پر ہوتا اور مسافت اسکے اوگنے کی جگہ مین اور بصرہ مین کئی روز کی راہ ہی اور اوسکے گھونسلے کو دیکھا ہی کہ ایسی جگہ ہوتا ہی کہ مسافت اسمین اور پانی کی جگہ مین چند روز کی راہ کی ہوتی ہی اور وہانسے پانی پیکر آتا ہی پس مرنا اسکا بھی دلیل ہی قحط پڑنے اور امساک باران پر اور مراد اس شخص کی کہ جسنے کہا کہ ظالم ضرر نہین کرتا مگر اپنی جان پر یہ ہی کہ اگرچہ ظالم ظاہر مین زیان مظلوم کا کرتا ہی لیکن حقیقت مین اپنا ہی زیان کرتا ہی اور مظلوم کے لیے ایسا زیان ہی کہ جزا اپنی پاویگا اور بدلہ اپنا لیویگا ابو ہریرہ نے اسکو ساتھ قرینہ کے کہ اس مقام مین پیش آیا ہو عموم پر عمل کر کر یہ بیان کیا اور غالب یہ ہی کہ یہ قول ابو ہریرہ کا مضمون حدیث کا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہو یا اسنے استنباط کیا کہ باز رکھنا مینہ کا بشومی ظلم کے وارد ہوا ہی اور اس سے لازم آتا ہی زیان پہونچنا حیوانات کو ۱۲

باب الامر بالمعروف

باب ہی بیچ بیان امر معروف کے ف معروف معرفت ہی بمعنی پہچاننے کے یعنی وہ چیز کہ پہچانی گئی ہی شرع مین اور شرع ساتھ اسکے وارد ہوئی ہی مثل مرد آشنا کے کہ بسبب اسکو پہچانتے ہین اور مقابل اسکے منکر ہی ساتھ زبر کاف کے بمعنی نہ پہچانے گئے کے شرع مین نہ وارد ہوئی ہو ساتھ اسکے شرع جیسے کہ مرد ناآشنا کہ کوئی اسکو نہ پہچانے اور عجب ہی مولف سے کہ شروع باب مین والنہی عن المنکر نہ لکھا بعد باب الامر بالمعروف کے باوجودیکہ اکثر کتابون مین دونون لکھے گئے ہین اور بعضی حدیثون مین بھی کہ اس باب مین مذکور ہین صریح بیان نہی منکر کا ہی اور شاید کہ ترک اسلیے کیا کہ امر بالمعروف شامل ہی نہی منکر کو بھی ۱۲ ح ع

الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فصل پہلی

(عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی سعید خدری سے اسنے نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے جو شخص کہ دیکھے یعنی جانے تم مین سے کوئی امر خلاف شرع پس چاہیے کہ تغیر کرے اسکو ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنی مثلا باجے توڑ ڈالے اور نشہ کی چیزین اونڈھا دے اور غصب کی چیز مالک کو دلوا دے پس اگر طاقت نرکھے ہاتھ سے تغیر کرنیکی بسبب ہونے فاعل اسکے کے قوی پس تغیر کرے اپنی زبان سے اور پڑھے آیتین وعید کی اسکے آگے اور نصیحت کرے اور ڈراوے اور سخت سست کہے اگر سیدھی طرح نہ مانے پس اگر تغیر نکر سکے زبان سے پس تغیر کرے ساتھ دل کے یعنی مکروہ رکھے دل سے اور سوزش دل ہو اور ارادہ رکھے اسکے تغیر کرنے کا ہاتھ اور زبان سے بر تقدیر قدرت کے ۱۲ ح

عداوت اور گناہ کرنے اسکے کرنے والے سے نہ زبان سے انکار اور نہ رضائی ہو اور یہ تغیر کرنا ساتھ دل کے سست ترین ایمان کا ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی یہ سست ترین آثار ایمان کا ہے اسلیے کہ اگر ہوتے اہل زمانہ کے قوی تو قادر ہوتے اوپر انکار قولی اور فعلی کے اور نہ محتاج ہوتے طرف اختصار کے اوپر انکار قلبی کے یا یہ معنے ہیں کہ شخص فقط دل ہی سے انکار کرتا ہے ضعیف ترین اہل ایمان کا ہے اسلیے کہ اگر ہوتا وہ قوی دین میں تو نہ اکتفا کرتا اسپر اور موید ہے اسکی یہ حدیث مشہور افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر اور فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ اور کہا ہے بعضے علما ہمارے نے کہ امر اول واسطے امرا کے ہے اور دوسرا واسطے علما کے اور تیسرا واسطے تمام مومنین کے اور بعضوں نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ انکار کرنا گناہ کا دل سے یعنے ضعیف ترین مراتب ایمان کا ہے اسلیے کہ جب دیکھے ایک چیز خلاف شرع کو کہ معلوم ہو دین میں بالضرور اور نہ کرہ دور رکھے اسکو اور راضی ہو ساتھ اسکے اور اچھا جانے اسکو تو ہوگا کافر پھر جاننا چاہیے کہ جب خلاف شرع چیز حرام ہو تو واجب ہے منع کرنا اُس سے اور اگر مکروہ ہو تو مستحب ہے اور امر بالمعروف بھی تابع ہے اس چیز کے کہ حکم کیا جاتا ہے ساتھ اسکے پس اگر وہ چیز واجب ہے تو امر معروف بھی واجب ہے اور اگر مستحب ہے تو امر بالمعروف بھی مستحب ہے اور شرط امر بالمعروف اور نہی منکر یہ ہے کہ نہ باعث ہوں فتنہ کے جیسے کہ جانا گیا اسی حدیث سے اور شرط یہ ہے کہ گمان ہو قبول کا پس اگر گمان کرے کہ وہ نہیں قبول کرنے کا تو واجب نہیں لیکن مستحسن ہے واسطے ظاہر کرنے شعائر اسلام کے اور لفظ من شامل ہے ہر ایک کے لیے یعنے یہ امر بالمعروف اور نہی منکر ہر ایک کو کرنا پہونچتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت ہو یا غلام ہو یا فاسق جاننا چاہیے کہ بیچ واجب ہونے امر بالمعروف کے یہ شرط نہیں ہے کہ امر کرنے والا خود بھی کرتا ہو اور بغیر اسکے درست نہو اسلیے کہ امر کرنا نفس اپنے کا واجب ہے اور امر کرنا غیر کا واجب دوسرا پس اگر ایک واجب فوت ہو تو ترک کرنا دوسرے واجب کا جائز نہیں ہوگا اور جو کلام اللہ میں آیا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ بر تقدیر تسلیم کے کہ وارد ہو واسطے امر معروف اور نہی منکر میں ہے مراد اس سے زجر اور منع کرنا نہ کرنے سے ہے نہ کہنے سے یعنے مراد یہ ہے کہ آپ کیوں نہیں عمل کرتے اور یہ مراد نہیں ہے کہ کہیں نہیں لیکن اسمین شبہ نہیں کہ اگر آپ بھی کریں تو بہتر ہے اسلیے کہ جو شخص آپ عمل نہیں کرتا اسکا کہنا تاثیر نہیں کرتا اور کہا نووی نے کہ امر معروف اور نہی منکر بترتیب مذکور واجب ہے ساتھ کتاب و سنت اور اجماع امت کے اور نہیں مخالف ہیں اسمیں مگر بعضے روافض سوا انکا کچھ اعتبار نہیں اور جسنے کہ واجب ادا کیا اور مخاطب نے قبول نکیا واجب اسکے ذمہ سے ساقط ہوگیا اور بعد اسکے کچھ اُسپر لازم نہیں اور کہا ہے علما نے کہ فرضیت اسکی بطریق کفایہ کے ہے اور جو کوئی قادر ہو اسپر اور نہ کرے اسکو بلا عذر تو گنہگار ہے اور کبھی فرض عین بھی ہوجاتا ہے جیسے کہ منکر ایسی جگہ پر ہو کہ نہیں جانتا ہے اسکو کوئی سوا اُسکے یا نہیں قادر ہے اسکے ازالہ پر کوئی سوا اسکے جیسے کہ دیکھے اپنی بیوی کو یا بیٹی کو برا کام کرتے تو خاص اسی پر فرض ہوتا ہے اور نہیں ساقط ہوتا ہے مکلف سے بگمان اسکے کہ نہیں فایدہ کریگا بلکہ واجب ہے اُسپر کرنا اسکا فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ اور امر معروف اور نہی منکر نہیں مخصوص ہے حاکموں ہی کے لیے اور امر حاکم کا بھی اسمین شرط نہیں ہے بلکہ عوام الناس کو بھی یہ پہونچتا ہے کہ امر معروف اور نہی منکر کریں اگلے بزرگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے حاکموں پر اور مسلمان اسکو جائز رکھتے تھے اور سرزنش نہیں کرتے تھے اُنکو پھر امر معروف اور نہی منکر وہ کرے کہ علم رکھتا ہو اس چیز کا کہ امر کرتا ہے اسکا اور نہی کرتا ہے اُس سے اور یہ مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اس چیز کے پس اگر ہو واجبات ظاہرہ یا محرمات مشہورہ سے مانند نماز اور روزہ اور زنا اور شراب اور مانند انکے کے تو تمام مسلمان علم رکھتے ہیں انکار کریں شوق سے اور اگر دقایق افعال اور اقوال سے اس قبیلہ سے کہ متعلق ہے ساتھ اجتہاد کے نہیں ہے عوام کو دخل اسمین اسلیے کہ انکار اسپر علما ہی کو پہونچتا ہے اور انکار متفق علیہ میں ہے اور مختلف فیہ میں انکار نہیں چاہیے خصوصاً موجب مذاہب انکے کہ کہتے ہیں ہر مجتہد مصیب ہے اور لائق ہے کہ امر معروف اور نہی منکر بطریق نرمی کے اور واسطے خدا کے کرے نہ واسطے نفس کے تا تاثیر کرے اور ثواب پاوے اور نصیحت پوشیدہ کرے کہ ظاہر کرنی فضیحت ہے ۱۲ ش ع ح (وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُودِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا سَفِينَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِينَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِينَةِ فَأَتَوْهُ فَقَالُوا مَا لَكَ قَالَ تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ فَإِنْ أَخَذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ وَإِنْ تَرَكُوهُ أَهْلَكُوهُ وَأَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حال اور مثال سستی کرنے والے کی بیچ حدود

اللہ کے اور پڑنے والے کی بیچ حدون اللہ کے یعنے کرنے والے گناہ کی مثال اور حال ایک قوم کے ہے کہ بیٹھے کشتی مین اور قرعہ ڈالا انھوں نے جگہ کا قرعہ بنام جس کسی کے آیا بیٹھا جیسے کہ
عادت شہر کی ہے پس ہوئے بعضے انکی کشتی کے نیچے کے مکان مین اور ہوئے بعضے اوپر کے مکان مین پس تھے وہ کہ نیچے کے مکان مین تھے کشتی کے گذر کے واسطے پانی
کے ان لوگوں پر کہ اوپر تھے پس ایذا پائی اوپر والوں نے بسبب اسکے یعنے وہ کہ نیچے سے آتا ہے پانی لینے کے لیے اور اوپر والوں پر گذرتا او نھوں نے ایذا پائی بسبب اسکے
پس لیا نیچے والے نے تبر اور شروع کیا کھودنا کشتی کے نیچے کی طرف سے پس آئے اوپر والے اس پاس اور کہا کیا ہوا تجکو اور کیا کام کرتا ہے کہ کشتی کو کھودتا ہے کہا نیچے والے نے
کہ ایذا پائی تمنے بسبب اوپر آنے میرے کے اور گذرنے کے تمپر ساتھ پانی کے اور ضروری ہے مجکو پانی لینے سے پس اگر پکڑین اوپر والے اسکے ہاتھ کو نجات دینگے اسکو اور نجات
دینگے اپنے کو یعنے غرق اور ہلاکت سے اور اگر چھوڑ دین اسکو یعنے نہ پکڑین ہاتھ اسکا اور کھودنے دین ہلاک کرینگے اسکو اور ہلاک کرینگے آپکو نقل کی یہ بخاری نے فائدہ حدیث
مین جو لفظ مداہن کا ہے اسکے معنے ہین مداہنت کرنیوالا اور مداہنت یہ ہے کہ ایک چیز خلاف شرع دیکھے اور تغیر نہ کرے اسکو اور منع نہ کرے اس سے باوجود قدرت رکھنے کے
اسپر بسبب شرم کے یا پاسے خاطر یعنی دین کے یا کسی کی جانبداری سے یا بطمع رشوت لینے کے یا بے پروائی سے دین مین اور لغت مین مداہنت اور مدارات کے ایک ہی معنے
مین لیکن شرع مین مدارات کی اجازت آئی ہے بلکہ بعضی جگہ مستحسن ہے اور مداہنت سے منع فرمایا ہے اور فرق مداہنت اور مدارات مین یہ ہے کہ مدارات یہ ہے کہ واسطے حفاظت دین کے
اور نگاہ رکھنے کے تشویش وقت سے اور دفع کرنے ظلم ظالمون کے کرے اور مداہنت یہ ہے کہ واسطے حظ نفس اور طلب کے دنیا کے فائدے کے تو منافق کے لوگون سے اور بے پروائی کے
دین مین کرے اور مثال سستی کرنے والے کی بیچ حدون اللہ کے یعنے بسبب نہ قائم کرنے حدون کے یا بسبب نہ منع کرنے کے گناہون کے کہ روکے گئے ہین جو گناہ موجب
حد کے ہین اور ممکن ہے کہ عموم او حدود سے مطلق گناہ پس فرماتے ہین کہ مثال اور حال مداہنت کرنیوالے کی حدود خدا مین اور کرنے والون گناہ کی ایسی ہے کہ جیسے ایک قوم نے
قرعہ ڈالا کشتی کے بیٹھنے کے لیے الخ یعنے تقسیم کیا اسکے درجون کو ساتھ قرعہ کے اور یہ قید اتفاقی ہے اسلیے کہ نہین مشروع ہے یہ مگر ایک جماعت خاص مین کہ مالک ہون اسکے ساتھ
شرکت برابر کی ڈالا ہوتی ہے تقسیم بحسب حکم مالک کشتی کے بموجب اجارہ وغیرہ کے اور لفظ الذی جو بیچ جملہ فکان الذی الخ مفرد لائے تو بنظر لفظ بعض کے لائے اور
اشارہ ہے اسپر کہ اگر ایک ہو تو بھی امر ایسا ہی ہے اور اکثرون کے نزدیک تو یہی پانی استعمال کا مراد ہے اور بعضون نے کہا کہ مراد پانی سے پیشاب و پاخانہ ہے کہ نیچے گرتا
اور اوپر لاتا ہے تا دریا مین ڈالے اور لانے مین انپر گذرتا ہے اور ایذا اٹھانا انکا اس صورت مین ظاہر تر ہے حاصل یہ کہ نیچے والا اوپر آتا ہے پانی لینے کے لیے یا پیشاب پاخانہ
پھینکنے کے لیے اور اوپر والے اسکے جانے آنے سے ایذا پاتے ہین پس نیچے والے نے کشتی کھودنی شروع کی تا وہان سے پانی لیوے یا پیشاب وغیرہ ڈالے بطور اقتصار
کلام مذکور ہوئے اور لفظ پانی تک بنا بر عرف اور عادت اور بیان واقع اور تقریب کھودنے کشتی کی ہے اور مقصود بیچ بیان حال اور مثال مداہنت کے یہ ہے کہ فرمایا اگر
پکڑین الخ اور معنے یہ ہین کہ اسیطرح اگر منع کرین لوگ فاسق کو فسق سے اور باز رکھین اسکو اس سے تو خلاص کرینگے اسکو اور اپنے تئین عذاب خدا سے اور اگر چھوڑ
دینگے اسکو گناہ ہی کی حالت مین اور منع نہ کرینگے اسکو تو ہلاک کرینگے اسکو بھی اور اپنے تئین بھی اور اوتریگا ان سب پر عذاب اور یہ معنے ہین قول اللہ تعالے کے واتقوا
فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّةً یعنے بچو تم اس فتنہ سے کہ نہ پہونچیگا ان لوگون کو کہ ظلم کیا ہے انھون نے تم مین سے خاص کر یعنے بلکہ تم سبکو پہونچیگا بسبب شامت
تمھاری کے کہا اشرف نے مشابہت دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سستی کرنیوالے کو اللہ تعالی کے حدود مین ساتھ اس شخص کے کہ اوپر کے درجہ مین ہے کشتی کی اور
مشابہت دی حدود مین پڑنے والے کو یعنے گناہ کرنیوالے کو ساتھ اس شخص کے کہ کشتی کے نیچے کے درجہ مین ہے اور مشابہت دی اسکی انہماک یعنی مستغرق رہنے کو
ان حدود مین اور اسکے نہ چھوڑنے کو ان حدود یعنے گناہون کو ساتھ کھودنے اسکے کے نیچے کشتی کے اور تعبیر کیا نہی کرنے والے کی نہی کو گناہ کرنے والے کے تئین ساتھ
پکڑنے ہاتھ اسکے کے اور ساتھ منع کرنے اسکے کے اسکے تئین کھودنے سے اور تعبیر کیا اس منع کرنیکے فائدہ کو ساتھ خلاصی پانے منع کرنے والے کے اور منع کیے
گئے کے اور تعبیر کیا منع کرنیوالون کے نہ منع کرنیکو ساتھ چھوڑ دینے کے اور تعبیر کیا انہون کے گناہون کو کہ جنھون نے نہ منع کیا اور کرنیوالون کے گناہون کو ساتھ
ہلاک کرنے انکے کے انکو اور اپنے کو اور کشتی عبارت ہے اسلام سے کہ گھیرے ہوئے ہے دونون فریق کو اور جمع لائے منع کرنیوالون کے فریق کو واسطے رہنمائی کے طرف انکے

کہ مسلمانون کو ضرور ہے یہ کہ مدد کرین ایسی نہیون پر اور منع کرین گناہ کرنیوالون کو واسطے اسکے کہ وہ ناقص ہین اگرچہ کتنے ہی ہون ؁ ع ح (وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُهُ فِي النَّارِ فَيَطْحَنُ فِيهَا كَطَحْنِ الْحِمَارِ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ أَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُولُونَ أَيْ فُلَانُ مَا شَأْنُكَ أَلَيْسَ كُنْتَ تَأْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ آمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ لایا جاویگا ایک شخص کو یعنی محکمہ جباری مین بیچ مقدمہ امر معروف اور نہی منکر کے دن قیامت کے پس ڈالا جاویگا آگ مین پس جلدی سے نکل پڑینگی انتڑیان اسکی آگ مین پس پیسے گا اپنی انتڑیون کو یعنے پھیرے گا گرد اسکے اور پامال کریگا اسکو مانند پیسنے خراس کے گدھے کے آٹے کو ساتھ چکی اپنی کے پس جمع ہونگے دوزخی یعنے فاسق اسپر کہینگے اے فلانے کیا ہے حال تیرا کیا نہین کہتا تھا تو ہمکو ساتھ نیک کام کے اور منع کرتا تھا تو ہمکو برے کام سے کہیگا تھا مین کہتا تمکو ساتھ نیک کام کے اور آپ نکرتا تھا مین اسکو اور منع کرتا تھا مین تمکو برے کام سے اور آپ کرتا تھا مین اسکو نقل کی یہ مسلم اور بخاری نے ف پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ سزا بسبب بے عمل کرنے اسکے کے ہوگی نہ بسبب امر و نہی کرنے کے کہ اگر یہ بھی نکرتا تو زیادہ اس سے مستحق عذاب کا ہوتا بسبب ترک کرنے دو فرض کے ؁ ح الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ عِنْدِهِ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ وَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے حذیفہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے البتہ امر کروگے تم ساتھ نیکی کے اور البتہ منع کروگے تم برائی سے یا قریب ہے کہ بھیجیگا اللہ تعالی تمپر عذاب اپنے پاس سے پھر البتہ دعا مانگوگے تم اور نہ قبول کیجاویگی واسطے تمہارے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے قسم ہے اللہ تعالی کی ایک چیز ان دو چیزون مین سے ہونیوالی ہے یا امر معروف اور نہی منکر تمسے یا عذاب بھیجنا تمپر اللہ کی طرف سے یعنے اگر امر معروف اور نہی منکر نہ کروگے تو عذاب بھیجیگا خدا تعالی تمپر پھر دعا کروگے تم اللہ تعالی سے اسکے دفع کے لیے اور قبول نہین کیجاویگی دعا تمہاری یعنی اور عذاب اور بلائین دعا سے احتمال دفع ہونیکا رکھتی ہین لیکن جو عذاب امر معروف اور نہی منکر کے ترک کرنے پر نازل ہوتا ہے احتمال دفع کا نہین رکھتا اور دعا اسمین قبول نہین ہوتی اور روایت کی ہے بزاز اور طبرانی نے کتاب اوسط مین ابی ہریرہ سے کہ البتہ امر معروف کروگے تم اور البتہ منع کروگے تم منکر سے یا البتہ مسلط کریگا اللہ تمپر شریر تمہارے کو پھر دعا کرینگے نیک تمہارے اور نہین قبول کیجاویگی دعا انکی ؁ ح ع (وَعَنِ الْعُرْسِ بْنِ عَمِيرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيئَةُ فِي الْأَرْضِ مَنْ شَهِدَهَا فَكَرِهَهَا كَانَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عرس بن عمیرہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جس وقت کہ کیے جاوین گناہ زمین پر پس برا جانے ان گناہون کو یعنے اگرچہ دل سے برا جانے ہوگا مانند اس شخص کے کہ غائب ہے انسے یعنے اور نہ جانا انکو اور جو شخص کہ غائب ہوا انسے یعنے اور جانا انکو پس راضی ہوا انسے یا اچھا جانے انکو ہوگا مانند اس شخص کے کہ حاضر ہوا گناہون مین یعنے اور برا جانا انکو نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے حقیقت مین حاضر اور غائب ہونیکی دل سے ہے نہ تن سے جب ایک چیز کو مکروہ ناخوش رکھے دل سے تو حقیقت مین اس سے غائب ہے اگرچہ ظاہر مین حاضر ہے اور جب دل سے اس سے راضی و خوش ہو حکم حاضر مین ہے اگرچہ بظاہر غائب ہے ؁ ح (وَعَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ هَذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوْا مُنْكَرًا فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي دَاوُدَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ وَفِي أُخْرَى مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي ثُمَّ يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا ثُمَّ لَا يُغَيِّرُوا إِلَّا يُوشِكُ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ وَفِي أُخْرَى مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي هُمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَعْمَلُهُ) اور حضرت ابی بکر صدیق سے روایت ہے کہ کہا اے آدمیو تحقیق تم پڑھتے ہو یہ آیت اے لوگو کہ ایمان لائے ہو لازم پکڑو تم نفسون اپنون کو نہین ضرر کرتا تمکو وہ شخص کہ گمراہ ہو جس وقت کہ راہ یاب ہو تم یعنے اس آیت کو پڑھتے ہو اور اسکو عموم اور مطلق ہونے پر حمل کرتے ہو اور اس سے نہ واجب ہونا امر معروف اور نہی منکر کا سمجھتے ہو یون نہین ہے اسلیے کہ مین نے سنا ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق لوگ جب دیکھین ایک چیز خلاف شرع کو پس تغیر نکرین اور منع نکرین اس سے قریب ہے کہ

پکڑے اُسکو خدا تعالی اپنے عذاب مین نقل کی یہ ابن ماجہ اور ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو اور بیچ روایت ابی داؤد کے یون ہے کہ جب دیکھین لوگ کسی کو ظلم کرتے ہوئے نہ پکڑین ہاتھ اسکا
قریب ہے کہ پکڑے ان سب کو خدا تعالی ساتھ عذاب کے اور روایت مین ابی داؤد کی یہ ہے نہین کوئی قوم کہ عمل کیا جاوے ان مین ساتھ گناہون کے اور قدرت رکھتی
ہو وہ قوم اُسکے تغیر کرنے پر پھر تغیر نکرین اسکو یعنے ہاتھ اور زبان سے مگر قریب ہے کہ پکڑے ان سب کو اللہ تعالی ساتھ عذاب کے اور روایت مین ابی داؤد کی یون ہے کہ نہین
کوئی قوم کہ کیے جاوین انمین گناہ حالانکہ وہ قوم زیادہ ہوون ان لوگون سے کہ کرتے ہین گناہ ف یعنے جبکہ ہوون وہ لوگ کہ نہین کرتے گناہ زیادہ گناہ کرنیوالون سے
اور منع نکرین انکو گناہون سے تو اللہ سب کو عذاب مین پکڑیگا اسلیے کہ یہ بھی حکم قدرت مین ہے کیونکہ غالب یہ ہے کہ جو کوئی زیادہ ہوتے ہین قدرت رکھتے ہین کم پر اور اصل
مدار قدرت پر ہے کم ہون یا بہت اور اوپر جو کہا قریب ہے کہ پکڑے الخ یعنے چونکہ ترک کرنے نہی خلاف شرع پر وعید وارد ہوا ہے تو ترک کرنا اسکا کبیرہ ہے اور یہی ہے آیت عام
ہے مطلق نہین بلکہ مخصوص ہے اور مقید ہے ساتھ اسکے کہ لوگ اسکو سنین اور مانین تاثیر کرے اور ہر کوئی اپنی عقل پر خوش اور مغرور ہو جیسے کہ حال لوگونکا اخیر زمانہ مین ہوگا
منقول ہے کہ یہ آیت لوگون نے ابن مسعود کے آگے پڑھی اُنھون نے فرمایا کہ یہ زمانہ تمہارا زمانہ اس آیت کا نہین ہے اسلیے کہ ابھی لوگ سنتے ہین اور قبول کرتے ہین لیکن
قریب ہے ایک زمانہ آویگا کہ امر کرینگے اور لوگ نہین سنینگے یہ آیت انکے لیے ہے اور حدیث ابی ثعلبہ کی کہ آگے آتی ہے وہ بھی دلالت کرتی ہے اس مضمون پر اور بعض مفسرین
کہتے ہین کہ مراد راہ پانے سے اس آیت مین انکار اور نہی منکر ہے اور اس معنی پر یہ حدیث تفسیر آیت کی ہوگی اور ضرر سے مراد عذاب عام ہے اور مراد بانفسکم سے اہل دین
یعنے لازم پکڑو اپنے پر اصلاح آپس کی ضرر نہین کریگی تمکو گمراہی اور گناہ جب کہ راہ پر ہوگے تم اور گناہون سے منع کرتے رہوگے اور بعضی آیت کے یہ معنی کرتے ہین کہ لازم پکڑو
تم محافظت اپنے نفسون کی گناہون سے پس جب حفاظت کی تمنے اپنے نفسون کی نہین ضرر کریگی تمکو عاجز ہو تم امر معروف اور نہی منکر سے گمراہی اس شخص کی کہ گمراہ
ہوا ساتھ کرنے ممنوعات کے جبکہ راہ یاب ہوے تم طرف بچنے کے گناہون سے ش ع (وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِي قَوْمٍ يَعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِي يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ وَلَا يُغَيِّرُونَ إِلَّا أَصَابَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ بِعِقَابٍ قَبْلَ أَنْ يَمُوتُوا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَهْ)
اور روایت ہے جریر بن عبد اللہ سے کہا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے کہ نہین کوئی شخص کہ ہووے ایک قوم مین کرتا ہوا انمین گناہ قدرت رکھتی
ہو وہ قوم اسپر کہ تغیر کرین اور غالب ہوون اس شخص پر اور نہ تغیر کیا مگر پہونچاتا ہے انکو اللہ اپنے پاس سے یا بسبب تغیر نکرنے کے عذاب پہلے اس سے کہ مرین نقل کی
یہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ف یعنے دنیا مین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بسبب ترک کرنے امر معروف اور نہی منکر کے عذاب دنیا مین بھی پہونچتا ہے اور عذاب آخرت کا باقی رہتا ہے
بخلاف اور گناہون کے کہ عذاب ہونا انپر دنیا مین لازم نہین ش ع (وَعَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ لَقَدْ سَأَلْتُ عَنْهَا
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا وَهَوًى مُتَّبَعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ وَرَأَيْتَ
أَمْرًا لَا بُدَّ لَكَ مِنْهُ فَعَلَيْكَ نَفْسَكَ وَدَعْ أَمْرَ الْعَوَامِّ فَإِنَّ وَرَاءَكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ فَمَنْ صَبَرَ فِيهِنَّ قَبَضَ عَلَى الْجَمْرِ لِلْعَامِلِ فِيهِنَّ أَجْرُ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَجْرُ
خَمْسِينَ مِنْهُمْ قَالَ أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے ابی ثعلبہ خشنی صحابی سے بیچ تفسیر اس قول اللہ تعالی کے لازم پکڑو تم اپنے نفسون کو نہین
ضرر کریگا تمکو وہ شخص کہ گمراہ ہو جس وقت کہ راہ یاب ہو تم پس کہا ابو ثعلبہ نے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی البتہ تحقیق پوچھا مین نے اس آیت سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ آیا ترک کرین ہم بمقتضاے اس آیت کے امر معروف اور نہی منکر کو پس فرمایا آنحضرت نے ترک نکرو بلکہ امر کرو ساتھ امر معروف کے اور منع کرو منکر سے یہانتک کہ
جب دیکھے تو اے مخاطب صفت بخل کو لوگون مین کہ فرمانبرداری اسکی کیجاتی ہے اور دیکھے تو خواہش نفس کو کہ متابعت اسکی کیجاتی ہے اور دیکھے تو دنیا کو کہ اختیار کیجاتی ہے
آخرت پر اور دیکھے تو خوش رکھنا اور اچھا جاننا ہر صاحب عقل و مذہب کا عقل و مذہب اپنے کو اور رجوع طرف علما کے نکرنا اور مفتی نفس اپنے کا ہونا اور دیکھے تو ایک
امر کو کہ چارہ اور جدائی نہین ہے تجکو اس امر سے پس ان صورتون مین لازم پکڑ تو ذات اپنے کو اور رکھ نگاہ اپنی کو گناہون سے اور چھوڑ دے امر عوام کو اور تعرض نکر اُسکے
گوشہ پکڑ اپنے اسلیے کہ تحقیق آگے تمہارے آخر زمانہ مین ایسے دن آتے ہین کہ انمین صبر کرنا چاہیے ابتدا ان ایام کی بعد خلفاے راشدین کے ہوئی آگے دن تک

راہون مین جو کوئی کہ صبر کرے ان ایام مین گویا کہ ہاتھ مین لیا انگارہ واسطے عمل کرنے والے کے شریعت اور احکام دین پر ان ایام مین اجر ہی پچاس شخصون کا کہ عمل کرتے تہین مانند عمل اسکے کہ یعنے انہین سے کہ مبتلا نہین مین مشکل ہی بلا مین او نہین ہین ان ایام مین کہا صحابہ نے یا رسول اللہ انکے لیے اجر پچاس شخصون کا ہی کہ انہین سے ہون فرمایا اجر پچاس شخصون کا تم مین سے ہی نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف دیکھے تو ایک امر کو کہ لیجئے وہ امر کہ میل کرے طرف اسکے خواہش نفس ہر ایک کی صفات بری سے کہ اگر درمیان لوگون کے آوے تو اور انہین رہے تو منع اختیار حکم طبیعت کے اسمین پڑے تو اس صورت مین کنارہ کرنا تجھے لازم ہو کہ برائی مین نہ پڑے تو کذا قال الطیبی اور بعضے حواشی مین لکھا ہی کہ معنی یہ ہین کہ مراد لابد سے سکوت اور اعراض ہی سبب عاجز ہونے کے نہی منکر سے اور یہ معنی موافق ہین اسکے کہ بعضے نسخون مین واقع ہوا ہی ولابد لک منہا لیے تحتانیہ کے یعنے لاقدرۃ لک علیہ کہ یا مراد یہ ہو کہ دیکھے تو کار ضروری کہ احتیاج ہی تجکو اسکی اور چارہ نہین ہی اس سے اگر امر نہی کرے تو وہ امر ضروری فوت ہوا اور چھوڑ امر عوام کا الخ حاصل یہ کہ جب دیکھے تو بعضے لوگون کو گناہ کرتے اور ضرور ہی تجکو سکوت بسبب عاجز ہونے تیرے کے تو نگاہ رکھ اپنے نفس کو گناہون سے اور چھوڑ امر نہی کو اور مشغول ہو ساتھ نفس اپنے کے اور چھوڑ امر لوگون کا طرف اللہ تعالیٰ کے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نہین تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر بقدر طاقت اسکی کے اور ہاتھ مین لیا انگارہ یعنے لاحق ہوگی اسکو مشقت بسبب صبر کے مانند مشقت صبر کرنیوالے کے اوپر پکڑنے انگارے کے اپنے ہاتھ مین اور اخیر اس حدیث سے فضیلت آخر امت کی لازم آتی ہی صحابہ پر اس صفت مین اور اسی سبب سے کہتے ہین کہ فضل جزئی منافی فضل کلی کے نہین ہی اور شیخ ابو عمرو بن عبد البر صاحب کتاب استیعاب نے کہ مشاہیر محدثین سے ہی اس مسئلہ مین کلام کیا ہی اور کہا کہ ممکن ہی کہ بعد از صحابہ کے کوئی پیدا ہو کہ بیچ مرتبہ بعضے انکے کے ہو یا زیادہ اور ساتھ حدیثون کے کہ یہ بات انسے سمجھی جاتی ہی دلیل لایا ہی اور مختار جمہور کا خلاف اسکے ہی اور خلاف اسکا ان صحابہ مین ہی کہ ایمان لائے ہین اور اپنے وطن کو چلے گئے اور زیادہ اس سے صحبت نہین رکھی نہ وہ اصحاب کہ انھون نے صحبت دراز حضرت سے رکھی اور شب و روز خدمت مین تھے اور آثار و انوار صحبت کے جمع کیے تھے اور باوجود اسکے شرف صحبت تمام صحابہ مین باقی ہی اور اس فضیلت مین کسی کو انکے ساتھ مشارکت نہین ہی اور قوت القلوب مین کہا ہی کہ ساتھ ایک نظر کے کہ اوپر جمال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑی وہ کچھ کھلتا ہی اور وہ کار برآری ہوتی کہ اورون کو ساتھ چلون کے حاصل نہو واللہ اعلم شرح (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا بَعْدَ الْعَصْرِ فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَکُوْنُ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ اِلَّا ذَکَرَہٗ حَفِظَہٗ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ وَکَانَ فِیْمَا قَالَ اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَۃٌ خَضِرَۃٌ وَاِنَّ اللّٰہَ مُسْتَخْلِفُکُمْ فِیْہَا فَنَاظِرٌ کَیْفَ تَعْمَلُوْنَ اَلَا فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ وَذَکَرَ اِنَّ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِقَدْرِ غَدْرَتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَلَا غَدْرَ اَکْبَرُ مِنْ غَدْرِ اَمِیْرِ الْعَامَّۃِ یُغْرَزُ لِوَاءُہٗ عِنْدَ اِسْتِہٖ قَالَ وَلَا یَمْنَعَنَّ اَحَدًا مِنْکُمْ ہَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ یَقُوْلَ بِحَقٍّ اِذَا عَلِمَہٗ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنْ رَاٰی مُنْکَرًا اَنْ یُغَیِّرَہٗ فَبَکٰی اَبُوْ سَعِیْدٍ قَالَ قَدْ رَاَیْنَاہُ فَمَنَعَتْنَا ہَیْبَۃُ النَّاسِ اَنْ نَتَکَلَّمَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَلَا اِنَّ بَنِیْ اٰدَمَ خُلِقُوْا عَلٰی طَبَقَاتٍ شَتّٰی فَمِنْہُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَیَحْیٰی مُؤْمِنًا وَیَمُوْتُ مُؤْمِنًا وَمِنْہُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَیَحْیٰی کَافِرًا وَیَمُوْتُ کَافِرًا وَمِنْہُمْ مَنْ یُّوْلَدُ مُؤْمِنًا وَیَحْیٰی مُؤْمِنًا وَیَمُوْتُ کَافِرًا وَمِنْہُمْ مَنْ یُّوْلَدُ کَافِرًا وَیَحْیٰی کَافِرًا وَیَمُوْتُ مُؤْمِنًا) اور روایت ہی ابی سعید خدری سے کہ کہا کھڑے ہوئے ہم مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے کو بعد عصر کے پس نہین چھوڑی کوئی چیز یعنے ضروری متعلق دین سے کہ ہونیوالی تھی قیامت تک مگر ذکر کیا اسکو یاد رکھا اسکو جس شخص نے کہ یاد رکھا اور بھول گیا اسکو جو کہ بھول گیا یعنی احوال دراز تھا بعضون نے یاد رکھا اور بعضون نے فراموش کیا اور تھا بیچ اس چیز کے کہ فرمایا یہ کہ تحقیق دنیا شیرین سبز ہی اور تحقیق اللہ خلیفہ کرنیوالا ہی تمکو دنیا مین پس دیکھنے والا ہی کیونکر عمل کرتے ہو تم آگاہ ہو پس بچو دنیا سے اور بچو عورتون سے اور ذکر کیا آنحضرت نے کہ تحقیق واسطے ہر توڑنے والے عہد کے نشان کھڑا ہوگا دن قیامت کے موافق عہد شکنی اسکی کے دنیا مین یعنے جسقدر عہد شکنی زیادہ ہوگی اتنا ہی نشان بلند و نمایان تر ہوگا تا پہچانا جاوے بسبب اسکے روز قیامت کے اور ہر باعث حق و باطل کے لیے نشان ہوگا تا اس سے پہچانا جاوے اور نہین ہی کوئی عہد شکنی بزرگ تر عہد شکنی سردار عام کی سے گاڑا جاویگا نشان اسکا نزدیک مقعد اسکی کے یعنے واسطے ذلت و فضیحت اسکی کے فرمایا آنحضرت نے اور نہ باز رکھے کسی کو تم مین سے ڈر کہنے بات حق کی سے جبکہ جانے حق کو یعنے چاہیے کہ کلمۃ الحق کہنے مین خوف و ملاحظہ کسی کا نکرے اگر خوف ہلاک کا نہو اور اگر وہان بھی کہے اولیٰ ہی اور ایک روایت مین ہی یعنے بجاے کہنے حق کے سے الخ یہ عبارت چاہیے کہ منع نکرے کسیکو ہیبت لوگون کی جب دیکھے خلاف شرع تغیر کرنے اسکے سے پس روئے ابو سعید اور کہا کہ تحقیق دیکھا ہمنے خلاف شرع کو پس باز رکھا

ہکو ہیبت لوگون کی منع کرے بولنے سے امین یہ فرمایا پیغمبر خدا نے خبردار ہو تحقیق اولاد آدم کی پیدا کی گئی اوپر جماعتون مختلفہ اور اقسام و مراتب متفاوتہ کے پس بعضے انمین سے
وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین یعنے تمام عمر مین وقت سن تمیز سے آخر عمر تک مومن اور مرتے ہین مومن اور بعضے انمین سے وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین
کافر اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین کافر اور بعضے انمین سے وہ ہین کہ پیدا کیے جاتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین مومن اور مرتے ہین کافر اور بعض انمین سے وہ ہین کہ
پیدا کیے جاتے ہین کافر اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین مومن ف دنیا شیرین ہے کہ مذاق طبیعت مین مزہ اسکا لذیذ معلوم ہوتا ہے اور سبز ہے کہ اہل ظاہر کی آنکھون مین صورت
اسکی بہت زیبا اور تازہ معلوم ہوتی ہے اور بعضون نے کہا کہ عرب چیز نرم کو خضر اور کہتے ہین بسبب مشابہ ہونے کے ساتھ خضراوات یعنے سبزون اور ساگون اور ترکاریون کے
بیچ جلدی جاتے رہنے اور کم ٹھہرنے کے اور آمین بیان ہے مگر اور عذر دنیا کا کہ لوگونکو ساتھ لذتون اور شہوتون کا اور حسن و جمال اپنے کے فریفتہ کرتی ہے اور فنا ہو جاتی ہے
اور خلیفہ کرنیوالا ہے معنی اسکے یہ ہین کہ اموال تمہارے حقیقت مین نہین ہین تمہارے بلکہ مالک اللہ کے ہین اور تم خلیفہ اور وکیل اسکے ہو تصرف مین یا یہ معنے ہین کہ کیا ہے تمکو خلیفہ اُن
لوگون کا کہ پہلے ہی تمسے تھے زمین مین اور دیا ہے تمکو وہ کہ انکے ہاتھ مین تھا پس دیکھنے والا ہے کہ کیونکر عمل کرتے ہو اور کسطرح تصرف کرتے ہو اموال و املاک مین یا کیونکر عبرت پکڑتے ہو
ساتھ احوال گذرے ہوؤنکے اور تصرف کرتے ہو انکے اموال مین اور بچو دنیا سے یعنے زیادتی دنیا سے کہ زیادہ ہو قدر حاجت پر کہ وہ حاجت درگذار ہو دین کی اور نافع ہو آخرت
مین اور بچو عورتون سے یعنے انکے مکر و فریب سے اور محبت سے کہ باعث ہو اوپر جمع کرنے مال کے کہ مانع ہو حاصل کرنے علم و عمل کے سے اور مراد امیر عامہ سے متغلب ہے کہ غالب
ہوا ہے امور مسلمانون پر اور انکے شہرون پر اور عام لوگون نے اسکو امیر کیا اور پشتیبان اسکے ہوئے بغیر مشاورت خواص کے اور اہل حل و عقد کے کہ علما اور اراکین وقت ہین
اور ابوسعید جو رو دئے کلام مذکور کر کر تو غرض انکی یہ تھی کہ تنبیہ اور دیتا ترک ہوئی والا انہون نے بھی عمل کیا تھا بعضی حدیثون پر کہ جن مین اجازت تھی سکوت کی وقت خوف کے
اپنے نفس پر یا آبرو پر یا مال پر درصورت عاجز ہونے اور زمانہ ضعف ایمان کے پس جبکہ اکابر صحابہ صدر اول مین عاجز تھے باوجود کمال قوی ہونے اپنے کے دین مین اور یقین مین
اور معرفت مین اور نہین قدرت رکھتے تھے اظہار حق کی نسبت اہل باطل کے مانند یزید پلید اور حجاج وغیرہما کے تو واسطے برحال ہمارے کہ سلاطین اور امرا کا حال دیسا ہی ہے
اور علماے عاملین کم ہین اور کثرت ہے حاکمون ظالمین کی اور جہلا کی اور مشائخ ریاکارون کی انا للہ وانا الیہ راجعون پس شک نہین ہے کہ یہ زمانہ صبر و شکر اور رضا بالقضا
اور سکوت اور بیٹھے رہنے گھرون کا ہے اور قناعت کرنے کا قوت لایموت پر اور پیدا ہوتا ہے مومن یعنے مومن ماں باپ کے یہان پیدا ہوتا ہے یا شہر مومنون کے مین پیدا ہوتا ہے اسلیے
کہا کہ جب پیدا ہوتا ہے تو قبل تمیز کے نسبت ایمان کی اسکی طرف ہوتی نہین مگر باعتبار علم الٰہی کے اسکے حق مین یا باعتبار زمانہ آیندہ کے اور پیدا ہوتا ہے کافر یعنے کافر ماں باپ سے
پیدا ہوتا ہے یا شہر کفار مین پس یہ منافی نہین ہے اس حدیث کی کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَةِ اسلیے کہ مراد اس سے قابلیت قبول ہدایت کی ہے اگر نہو کوئی مانع یا باعث گمراہی سے
جیسی کہ دلالت کرتی ہے اسپر یہ حدیث فابواہ یہودانہ الخ اور یہ تقسیم باعتبار غالب کے ہے والا بعضے انمین سے پیدا ہوتے ہین مومن اور زندہ رہتے ہین کافر اور مرتے ہین
مومن اور بعضے انمین سے پیدا ہوتے ہین کافر اور زندہ رہتے ہین مومن اور مرتے ہین کافر اور شاید کہ یہ دونون قسمین نہین ذکر کین اسلیے کہ مقصود اس سے یہ ہے کہ اعتبار خاتمہ کا ہے
اور وہ جانا گیا اس سے کہ ذکر کیا گیا اجمالاً ع ح (قَالَ وَذَكَرَ الْغَضَبَ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ
فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ بَطِيْءَ الْغَضَبِ سَرِيْعَ الْفَيْءِ وَشِرَارُكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَرِيْعَ الْغَضَبِ بَطِيْءَ الْفَيْءِ قَالَ اتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّهٗ جَمْرَةٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ اَلَا تَرَوْنَ
اِلٰى انْتِفَاخِ اَوْدَاجِهٖ وَحُمْرَةِ عَيْنَيْهِ فَمَنْ اَحَسَّ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ فَلْيَضْطَجِعْ وَلْيَتَلَبَّدْ بِالْاَرْضِ قَالَ وَذَكَرَ الدَّيْنَ فَقَالَ مِنْكُمْ مَنْ يَّكُوْنُ حَسَنَ الْقَضَاءِ وَاِذَا كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ
فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَمِنْهُمْ مَنْ يَّكُوْنُ سَيِّئَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ فَاِحْدٰهُمَا بِالْاُخْرٰى وَخِيَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَحْسَنَ الْقَضَاءِ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَجْمَلَ فِي الطَّلَبِ
وَشِرَارُكُمْ مَنْ اِذَا كَانَ عَلَيْهِ الدَّيْنُ اَسَاءَ الْقَضَاءَ وَاِنْ كَانَ لَهٗ اَفْحَشَ فِي الطَّلَبِ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ وَاَطْرَافِ الْحِيْطَانِ فَقَالَ اَمَا اِنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الدُّنْيَا فِيْمَا
مَضٰى اِلَّا كَمَا بَقِيَ مِنْ يَّوْمِكُمْ هٰذَا فِيْمَا مَضٰى رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) کہا ابوسعید نے اور ذکر کیا آنحضرت نے اقسام غضب کا پس فرمایا کہ بعضے بنی آدم مین سے وہ ہے کہ ہوتا ہے جلد غضب
مین جلد جاتے رہنے مین یعنے تھوڑی سی چیز مین جلدی غصہ مین آجاتا ہے لیکن جلدی جاتا بھی رہتا ہے پس ایک دونون مین سے بدلی دوسرے کی ہے یعنے جلد آنا غصہ کا

خصلت بری ہو اور جلد جاتی رہنا خصلت اچھی ہیں اچھی خصلت مکافات بری کی کرتی ہو یعنی شخص مستحق مدح کا ہو مطلق اور نہ مستحق برائی کا بلکہ بین بین ہو واسطے برابر ہونے دونون
حالتون کے آپس مین تو اسکے حق مین کہا جاویگا کہ یہ بہتر ہو لوگون مین اور نہ کہا جاویگا کہ برا ہو انمین اور بعضا انمین سے وہ ہو کہ ہوتا غصہ دیر مین اور جاتا ہو غصہ دیر مین پس یہان
بھی ایک ان دونون خصلتون مین سے مقابل ہو دوسرے کے یعنے اگرچہ غصہ آنا دیر مین اچھا ہو لیکن دیر مین جانا برا ہو یہان بھی بین بین ہو اور بہترین تمھارے وہ ہین کہ دیر کر غصہ
آوے اور جلد جاتا رہے اور بدتر تمھارے وہ ہین کہ جلد آوے غصہ اور دیر کر جاوے فرمایا حضرت نے بچو تم غصہ کرنے سے اسلیے کہ وہ ایک آگ ہو روشن یعنے حرارت غریزیہ اور رطوبت
جبلیہ جلتی ہو مانند انگارہ آگ کے کہ پوشیدہ ہو بیچ انگیٹھی نفس کے اوپر دل بنی آدم کے یعنے غالب ہو وسیر وقت غلبہ غصہ کے کہ عقل کو وہان مجال تصرف نہین کیا نہین دیکھتے تم
طرف پھولنے رگون گردن غصہ والے کے اور سرخی آنکھون اسکے کی یعنے یہ اثر حرارت اور اٹھنے بخارات غالب کا ہو اور وہ سبب پھولنے رگون کا ہوتا ہو جیسے کہ پایا جاتا ہو یہ وقت
حرارت طبیعت کی تپ مین پس ظاہر عنوان باطن ہو پس جو شخص کہ پاوے کچھ اسمین سے یعنے ظہور اثر غضب کا پس چاہیے کہ لیٹ جاوے پہلو پر اور لگا جاوے ساتھ زمین
کے اور ذکر کیا آنحضرت نے قرض کا یعنے احوال واقسام قرض کا اور قرضدار کا اور قرضخواہ کا پس فرمایا کہ بعضا تم مین سے وہ ہو کہ اچھا ہوتا ہو ادا کرنے مین یعنے جبکہ ہوتا ہو اسپر قرض
اور جبکہ ہوتا ہو قرض واسطے اسکے یعنے کسی پر سختی کرتا ہو طلب کرنے مین یعنے نہین رعایت کرتا اوسکی اور ایذا دیتا ہو اسکے تقاضا کرنے مین اور تشدد کرتا ہو طلب کرنے مین پس
یہ شخص اسکے ادا مین تو نیک ہو اور طلب مین بد پس ایک ان دو خصلتون مین سے مقابل ہو دوسرے کے اور بعضا انمین سے وہ ہو کہ ہوتا ہو برا ادا کرنیوالا دین کا اور اگر ہو اسکا
کسی پر اچھی طرح اور سہولیت سے طلب کرتا ہو یعنے پس ادا ے دین مین بد ہو اور طلب مین نیک پس ایک ان دو خصلتون مین سے مقابل ہو دوسرے کے اور بہتر تمھارے
وہ ہین کہ جب ہوا نپر دین اچھی طرح ادا کرین اور اگر ہو انکا کسی پر اچھی طرح طلب کرین اور بدترین تمھارے وہ لوگ ہین کہ جب ہو انپر دین بری طرح ادا کرین اور اگر ہو انکا
کسی پر سختی کرین اسکے طلب کرنے مین آنحضرت نے خطبہ مین یہ چیزین بیان فرمائین یہان تک کہ جسوقت ہوا آفتاب کچھ رکے درختون کے سرون پر اور دیوارون کے کنارون
پر یعنی آخر ہوا دن پس فرمایا خبردار ہو تحقیق شان یہ ہو کہ نہین باقی رہا ہو زمان دنیا سے بہ نسبت اس زمانہ کے کہ گذرا ہو اس سے مگر جیسے کہ باقی رہا ہو اس دن تمھارے سے بہ نسبت
اس زمانہ کے کہ گذرا ہو اس سے نقل کی یہ ترمذی نے ف وقت آنے غصہ کے لیٹ جانے کو اسلیے فرمایا کہ تا یاد آوے اسکو کہ اصل میری مٹی ہو مجکو تکبر کرنا نہ چاہیے بلکہ تواضع
کرنی چاہیے اور اس لیٹ جانے کو بہت دخل ہو دفع غضب مین ع (وَعَنْ اَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتّٰى يُعْذِرُوا مِنْ اَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہو ابی البختری سے کہ نقل کی ایک شخص سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیون
مین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز نہ ہلاک ہونگے لوگ یہان تک کہ بہت ہون گناہ اور عیب انکے ذاتون انکی سے نقل کی یہ ابو داود نے ف
لفظ یعذروا ساتھ پیش ی اور جزم عین اور زیر ذال کے اعذار سے صراح مین ہو کہ اعذار بسیار عیب و گناہ ہونا اور قاموس مین ہو اعذر فلان ای کثرت ذنوبہ وعیوبہ اور
حقیقت کلمہ کی یہ ہو کہ اعذار بمعنی سلب عذر اور ازالہ اسکی کے ہو اور جب کسی کے گناہ اور عیب بہت ہوے پس عذاب کرنے حق تعالے کے اسکو اور منع اور نہی کرنے
لوگون کی اسکو منکرات سے جاتے عذر نہی پس انسے بسبب کثرت گناہون اور عیبون کے سلب اور ازالہ عذر کا کیا اور اعذار بمعنی صاحب عذر ہونیکے بھی آتا ہو اور یہ
بھی یہان درست آتے ہین یعنی ہلاک نہونگے لوگ یہان تک کہ واسطے رفع نسبت گناہ کے اپنی طرف سے تاویل مین پڑتے اور عذر رفا سہا بیا کرین اور بعضی روایتون
یعذروا ساتھ زیر ی کے بھی آیا ہو عذر سے ساتھ زبر عین کے یعنے معذور رکھنا اور معنی اسکے یہ ہین کہ ہلاک نہونگے لوگ یہان تک کہ معذور رکھین ملامت کرنیوالون
اور نہی کرنیوالون کو اپنی ذاتون سے یعنے ملامت کرنے والے انکے معذور اور صواب پر ہون ملامت کرنے مین بسبب کثرت گناہون کے اور حاصل معنی تینون توجیہون
کا یہ ہو کہ ہلاک ہونا لوگون کا بر تقدیر کرنے گناہون اور خلاف شرع کے ہو کہ بسبب اسکے محل زجر اور منع اور نہی کے ہونے ہون ع (وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عَدِيٍّ الْكِنْدِيِّ
قَالَ حَدَّثَنَا مَوْلًى لَنَا اَنَّهٗ سَمِعَ جَدِّيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يُعَذِّبُ الْعَامَّةَ بِعَمَلِ الْخَاصَّةِ حَتّٰى يَرَوُا الْمُنْكَرَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ وَهُمْ قَادِرُوْنَ
عَلٰى اَنْ يُّنْكِرُوْهُ فَلَا يُنْكِرُوْهُ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَذَّبَ اللّٰهُ الْعَامَّةَ وَالْخَاصَّةَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہو عدی بیٹے عدی کندی کے سے کہ کہا حدیث کی ہمکو

غلام آزاد جارود نے یہ کہ سنا دادا میرے سے یعنی عمیرہ کندی سے کہ کہتا تھا کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق اللہ تعالی نہیں عذاب
کرتا اکثر قوم کو ساتھ عمل کرنے بعضوں انکی کے یعنی اگر بعضے قوم میں سے گناہ کریں تو اوروں کو عذاب نہیں کرتا یہانتک کہ دیکھیں اکثر خلاف شرع کو درمیان اپنے
کہ بعضوں نے کیا اور حالانکہ وہ قدرت رکھتے ہوں اسکے تغیر کرنے پر پس نہ تغیر کریں اسکو پس جب کریں اکثر اسکو یعنی سکوت اور مداہنت کو باوجود قدرت کے
عذاب کریگا خدای تعالی اکثروں کو اور بعضوں کو نقل کی یہ شرح السنہ میں ف یعنی بعضوں کو بسبب کرنے گناہ کے اور اکثروں کو بسبب انکار کرنے اور منع
کرنے کے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما وقعت بنو اسرائیل فی المعاصی نھتھم علماؤھم فلم ینتھوا فجالسوھم فی
مجالسھم وواکلوھم وشاربوھم فضرب اللہ قلوب بعضھم ببعض فلعنھم علی لسان داود وعیسی بن مریم ذلک بما عصوا وکانوا یعتدون قال فجلس رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وکان متکئا فقال لا والذی نفسی بیدہ حتی تاطروھم اطرا رواہ الترمذی وابو داود وفی روایۃ قال کلا واللہ لتامرن بالمعروف ولتنھون
عن المنکر ولتاخذن علی یدی الظالم ولتاطرنہ علی الحق اطرا ولتقصرنہ علی الحق قصرا او لیضربن اللہ بقلوب بعضکم علی بعض ثم لیلعننکم کما لعنھم) اور روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب گرفتار ہوئے بنی اسرائیل گناہوں میں یعنی زنا میں اور مچھلی کے شکار کرنے میں اور سوائے اسکے
منع کیا انکو علما انکے نے یعنی اول میں پس نہ باز آئے وہ یعنی نہ قبول کیا منع کرنیکو اور نہ چھوڑا ممنوع چیزوں کو پس ہمنشینی کی انکی علما نے انکے بیچ مجلسوں انکی کے یعنی گنہگاروں
کے اور ہم نوالہ و ہم کاسہ ہوئے انکے یعنی مداہنت کی اور آپس میں اختلاط رکھا پس خلط کئے خدا تعالی نے دل بعضوں کے ساتھ بعضوں کے پس لعنت کی اللہ تعالی
نے انکو یعنی بنی اسرائیل کو جو گناہ کرتے تھے اور جو ساکت اور مصاحب رہتے تھے انکے اوپر زبان داود اور عیسی بیٹے مریم کے یہ لعنت کرنی انکی بسبب گناہ کرنے اور
تجاوز کرنے انکے کے تھی حدوں سے یعنی بسبب اسکے کہ پہنچا انھوں نے گناہوں کو طرف کفر کے ساتھ حلال جاننے اور ماننے انکے کے اور بسبب راضی ہونے کے گناہوں
اور بسبب اچھا جاننے گناہوں کے کرنے والوں انکے سے کہا ابن مسعود نے پس اٹھ بیٹھے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور تھے تکیہ کئے ہوئے یعنی پہلو پر پشت کے
بیٹھے ہوئے تھے پہلے اسکے پس تکیہ چھوڑ کر سیدھے ہو بیٹھے واسطے اہتمام کلام کے پس فرمایا نہیں نجات پانے کے تم عذاب سے قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری
اسکے ہاتھ میں ہے یہانتک کہ منع کرو تم ظالموں اور فاسقوں کو گناہوں سے منع کرنا نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے اور ایک روایت ابو داود کی میں یوں آیا
کہ فرمایا آنحضرت نے یوں نہیں ہے کہ جو گمان کرتے ہو تم یعنی نجات پانا عذاب سے باوجود مداہنت کے قسم خدا کی البتہ کہو گے تم بات اچھی اور منع کرو بری بات سے
اور پکڑو ہاتھ ظالم کے اور البتہ مائل کرو اسکو حق پر مائل کرنا اور البتہ روکو اسکو حق پر یعنی قبول حق پر روکنا چاہ کار کرو یا البتہ ماریگا اور خلط کریگا اللہ تعالی دل بعضوں تمھارے
کے بعضوں پر پھر لعنت کریگا اللہ تمکو جیسی کہ لعنت کی بنی اسرائیل کو یعنی انکے کفر اور گناہوں پر یعنی ایک امر ان دونوں میں سے ہونیوالا ہے قطعا ف جملہ ضرب اللہ الخ
کا ترجمہ ملا علی اور شیخ رح نے تو یہی لکھا ہے جو لکھا گیا اور ملا علی نے ابن مالک سے یہ نقل کیا ہے کہ لفظ ببعض میں با سببیہ کے لیے ہے یعنی سیاہ کیے اللہ نے دل انکے جنہوں نے
گناہ کیا تھا انھوں نے بسبب نحوست گنہگاروں کے پس ہو گئے دل سبھوں کے سخت اور دور قبول کرنے حق اور خیر اور رحمت سے بسبب گناہوں اور مخالطت
بعض انکی کے بعض سے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رایت لیلۃ اسری بی رجالا تقرض شفاھھم بمقاریض من نار قلت من ھؤلاء
یا جبریل قال ھؤلاء خطباء من امتک یامرون الناس بالبر وینسون انفسھم رواہ فی شرح السنۃ والبیھقی فی شعب الایمان وفی روایتہ قال خطباء من امتک الذین
یقولون ما لا یفعلون ویقرؤن کتاب اللہ ولا یعملون) اور روایت ہے انس رضی سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھا میں نے شب معراج میں
کتنے ایک شخصوں کو کہ کترے جاتے ہیں ہونٹھ انکے آگ کی مقراضوں سے کہا میں نے کہ کون ہیں یہ اے جبریل کہا کہ یہ لوگ علما اور واعظ اور مشائخ ہیں امت تیری
کے کہتے تھے لوگوں کو ساتھ نیکی کے اور بھولتے تھے اپنی ذاتوں کو یعنی آپ عمل نہ کرتے تھے اور لوگوں کو حکم کرتے تھے عمل کرنیکا نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں
اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور بیہقی کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا واعظ ہیں تیری امت میں سے وہ کہ کہتے تھے وہ چیز کہ نہیں کرتے تھے اور پڑھتے

کی اطاعت اللہ اور نہیں عمل کرتے تھے وہ ساتھ اسکے جیسے کہ ہوگی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ الخ اور جیسے کہ فرمایا آنحضرت نے قول لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا الخ اور جیسے کہ وارد ہوا ہے حدیث مشہور میں اشد الناس عذابا یوم القیامۃ عالم لم ینفعہ اللہ بعلمہ شرح ع (وَعَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَتِ الْمَائِدَۃُ مِنَ السَّمَاءِ خُبْزًا وَّلَحْمًا وَاُمِرُوْا اَنْ لَّا یَخُوْنُوْا وَلَا یَدَّخِرُوْا لِغَدٍ فَخَانُوْا وَادَّخَرُوْا وَرَفَعُوْا لِغَدٍ فَمُسِخُوْا قِرَدَۃً وَّخَنَازِیْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عمار بن یاسر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اتارا گیا خوان یعنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر آسمان سے روٹی اور گوشت اور حکم کیے گئے یہ کہ خیانت کریں یعنے ساتھ قسمت کھانے کے بعض کے یا اٹھالیں بغیر اذن کے اور نہ ذخیرہ کریں واسطے کل کے یعنے واسطے دن کے کہ پیچھے آوے خوان کے اترنے کے دن سے پس خیانت کی انھوں نے اور ذخیرہ کیا اور اٹھا رکھا کل کے لیے پس تبدیل کی گئیں صورتیں انکی بندر اور سور نقل کی یہ ترمذی نے فت ظاہر یہ ہو کہ بندر اشخاص کو صورت بندروں کی ہوئی اور جوان صورت سوروں کے ہوئے (الفصل الثالث) فصل تیسری (عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ تُصِیْبُ اُمَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ مِنْ سُلْطَانِہِمْ شَدَائِدُ لَا یَنْجُوْ مِنْہُ اِلَّا رَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَجَاہَدَ عَلَیْہِ بِلِسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَقَلْبِہٖ فَذٰلِکَ الَّذِیْ سَبَقَتْ لَہُ السَّوَابِقُ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَصَدَّقَ بِہٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ دِیْنَ اللّٰہِ فَسَکَتَ عَلَیْہِ فَاِنْ رَاٰی مَنْ یَّعْمَلُ الْخَیْرَ اَحَبَّہٗ عَلَیْہِ وَاِنْ رَاٰی مَنْ یَّعْمَلُ بِبَاطِلٍ اَبْغَضَہٗ عَلَیْہِ فَذٰلِکَ یَنْجُوْ عَلٰی اِبْطَانِہٖ کُلِّہٖ) روایت ہے عمر بن الخطاب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ پہونچینگی امت میری کو اخیر زمانہ میں انکے بادشاہوں سے بلائیں اور سختیاں یعنے دین کی یا دنیا کی یا دونوں کی نہیں نجات پاویگا اس بلا سے یا اس بادشاہ سے کہ وہ بلا اس سے ہو پہنچے مگر وہ شخص کہ پہچانا اسنے دین خدا کو یعنے جہاد کیا ہمیشہ ساتھ اس سلطان و شیطان کے مگر وہ شخص کہ جمع کیا اسنے درمیان علم و عمل کے اور کمال اور تکمیل کے پس پہچانا دین اللہ کا اول ساتھ تفصیل اسکی اصول و فروع سے اور عمل کیا واسطے نفس اپنے کے اوپر اس چیز کے کہ مقتضی ہوا اسکو امر مشروع پس جہاد کیا اور جہاد کیا اور جاہل کرنے اعلاء دین خدا کے ساتھ زبان اپنی کے یعنے بطریق نصیحت و بیان کے اور ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے اگر ہو واسکو قدرت و قوت اور ساتھ دل اپنے کے یعنے دل سے برا جانا وقت عجز کے پس یہ شخص وہ ہے کہ پہلے ہو پہنچا واسطے اسکے کمال ثواب اور نیکبختیاں اچھی دنیا اور آخرت کی اور ایک وہ شخص کہ پہچانا اسنے دین خدا کا لیکن ایک درجہ کمتر اول سے پس تصدیق کیا دین کو اور درست جانا دین اسکو یعنے ہاد کیا ساتھ دل اور زبان کے نہ ہاتھ کے یہ مطلب ہوا ساتھ قرینہ مقابلہ کے چونکہ تصدیق کار دل کا ہے اور زبان ترجمان اسکی ہے تعبیر ان دونوں سے ساتھ تصدیق کے کی اور ایک وہ شخص ہے کہ پہچانا دین خدا کا فی الجملہ پس خاموشی قبول کی اسپر اور جہاد نکیا مگر ساتھ دل کے پھر بیان کیا حال و صفت اس مرد کا کہ فرمایا پس اگر دیکھتا ہے یہ اس شخص کو کہ کام نیک کرتا ہے دوست رکھتا ہے اسکو بنا بر اسکے اور اگر دیکھتا ہے اس شخص کو کہ عمل کرتا ہے غیر حق دشمن رکھتا ہے اسکو بنا بر اسکے پس یہ شخص نجات پاتا ہے بنا بر پوشیدہ رکھنے اپنے کے محبت خیر اور بغض باطل کو فت پس اول تو وہ ہوا کہ جسنے دین اللہ تعالے کا پہچانا اور سخت ہوا دین خدا میں پس خرچ کی کوشش اپنی بیچ مجاہدہ کے ساتھ ہاتھ اور زبان اور دل کے اور دوسرا وہ ہوا کہ جہاد کیا زبان اور دل سے اور تیسرا وہ ہوا کہ پہچانا دین اللہ کا اسنے پہچانا اور سکوت کیا پس نہ کوشش کی اسمیں مگر بقدر ایمان اپنے کے کہ مکروہ رکھنا دل سے ہے اور یہی مراد ہے حدیث میں وذلک اضعف الایمان سے پس یہ تینوں قسمیں مردوں عارف اور پہچاننے والوں دین کی ہیں متفاوت مراتب اول سابق اور دوسرا مقتصد یعنے متوسط اور تیسرا ظالم جیسے کہ آیہ کریمہ میں ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ تیسرے کو بسبب پائے تقصیر کے ظالم فرمایا اور دوسرے کو میانہ رو اور اول کو سابق اور یہ تینوں برگزیدہ درگاہ کے ہیں جیسے کہ اول آیت میں فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ الخ اور سوابق جمع سابقہ کی ہے سابقہ کہتے ہیں ہر خصلت فاضلہ یعنے بہتر کو بولتے ہیں کہ فلانے کو سابقہ ہے اس امر میں یعنے سبقت لے گیا ہے لوگوں پر اس کار میں پس حاصل یہ کہ یہ شخص سابقین بالخیرات سے ہوا کہ سبقت لے گیا حاصل کرنے سعادتوں دنیا اور آخرت میں اور بشارتوں میں ساتھ جزا اور ثواب کے اور توفیق طاعت و عبادت میں اسمیں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالے کے وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ یعنے جمع کرنیوالے درمیان مراتب کمال اور تکمیل کے اور درجات علم و عمل کے اور تعلیم کے اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ یہ لوگ مقرب خدا ہیں شرح ع (وعن

جابرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْحَی اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اِلٰی جِبْرَئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنِ اقْلِبْ مَدِیْنَۃَ کَذَا وَکَذَا بِاَہْلِہَا فَقَالَ یَا رَبِّ اِنَّ فِیْہِمْ عَبْدَکَ فُلَانًا لَمْ یَعْصِکَ طَرْفَۃَ عَیْنٍ قَالَ فَقَالَ اقْلِبْہَا عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ فَاِنَّ وَجْہَہٗ لَمْ یَتَمَعَّرْ فِیَّ سَاعَۃً قَطُّ) اور روایت ہے جابر رض سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ وحی بھیجی اللہ عزوجل نے طرف جبرئیل علیہ السلام کے کہ الٹ دے شہر ایسے اور ایسے کو یعنے فلانے شہر کو کہ صفت اسکی ایسی ہو مع اہل اسکے کے پس کہا جبرئیل نے اے رب میرے تحقیق ان لوگوں میں بندہ تیرا ہے فلانا کہ نہیں گناہ کیا اسنے تیرا ایک لحظہ کہا آنحضرت نے کہ فرمایا اللہ تعالے نے الٹ اس بستی کو اسپر اور انپر اسلیے کہ منہ اس بندہ کا نہیں متغیر ہوا بسبب میرے اور بسبب دین میرے کے ایک ساعت ہرگز ف حاصل یہ کہ نہیں ظاہر ہوا اثر غضب کا اور انکار دل کا اوپر کرنیوالے گناہ کے ایک ساعت بھی اور اسمیں فراخی ہے کہ اگر ایکبار بھی غصہ ہوتا اللہ کے لیے تو درگذر کیا جاتا بیچ بقیہ اوقات عمر کے ش ع (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یَسْأَلُ الْعَبْدَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَیَقُوْلُ مَا لَکَ اِذْ رَاَیْتَ الْمُنْکَرَ فَلَمْ تُنْکِرْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُلَقّٰی حُجَّتَہٗ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ خِفْتُ النَّاسَ وَرَجَوْتُکَ رَوَی الْبَیْہَقِیُّ الْاَحَادِیْثَ الثَّلٰثَۃَ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ عزوجل پوچھیگا بندہ سے دن قیامت کے پس فرماویگا کیا ہوا تجکو جبکہ دیکھا تونے ایک امر خلاف شرع کو پس نا انکار کیا تونے اسپر یعنے تغیر کیا تونے اسکو اپنی زبان اور ہاتھ سے فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پس سکھایا جاویگا وہ حجت اپنی یعنے عذر بیچ ترک کرنے انکار کے جبکہ ارادہ کریگا اللہ اسکے نجات دینے کا پس کہیگا اے رب میرے ڈرا میں لوگوں سے یعنے بدوں کی تعدی سے پس نہ تغیر کر سکا زبان اور ہاتھ سے اور امید رکھتا تھا میں تیرے عفو و مغفرت کی نقل کین بیہقی نے یہ تینوں حدیثیں شعب الایمان میں ف اسمیں اقرار ہے اپنے گناہ کا اور ظاہر کرنا عجز کا ہے اور اعتماد ہے کرم رب پر کہا بیہقی نے احتمال ہے یہ کہ ہو یہ اس شخص کے حق میں کہ ڈرتا ہو لوگوں کے دبدبہ اور غلبہ سے اور نہ قدرت رکھتا ہو اسکے دفع کرنے کی اپنے نفس سے پس اس سے معلوم ہوا کہ درگذر کرنا امر معروف اور نہی منکر سے اگر بسبب غلبہ اور دبدبہ لوگوں کے ہو تو جائز ہے اور امید عفو کی ہے اسمیں کذا ذکرہ الطیبی والشیخ اور اسپر شبہ وارد ہوتا ہے کہ ایسا شخص معذور ہے شرع میں پس نہیں عتاب کیا جاویگا اسپر اور نہیں محتاج ہے سکھانے حجت کا اسکے حق میں ہے کہ قصور کیا اسنے فی الجملہ پس الہام کریگا اسکو اللہ یہ معذرت ش ع (وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ اِنَّ الْمَعْرُوْفَ وَالْمُنْکَرَ خَلِیْقَتَانِ تُنْصَبَانِ لِلنَّاسِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَاَمَّا الْمَعْرُوْفُ فَیُبَشِّرُ اَصْحَابَہٗ وَیَعِدُہُمُ الْخَیْرَ وَاَمَّا الْمُنْکَرُ فَیَقُوْلُ اِلَیْکُمْ اِلَیْکُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ لَہٗ اِلَّا لُزُوْمًا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہے ابی موسی اشعری سے کہا فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اسکے ہاتھ میں ہے کہ تحقیق عمل مشروع اور نامشروع پیدا کیے جاوینگے یعنے بصورت آدمیوں کے مانند اور تمام اعمال کے کھڑے کیے جاوینگے واسطے لوگوں کے یعنے انکے کیا ہے انکو دن قیامت کے پس امر مشروع بشارت یعنے خوشخبری دیگا اپنے یاروں کو یعنے اپنے عمل کرنیوالوں کو اور وعدہ دیگا انکو بھلائی کا اور امر خلاف شرع پس کہیگا یعنے اپنے یاروں کو دور ہو مجھسے اور نہیں طاقت رکھینگے واسطے اسکے یعنے اس سے جدا ہونے کی مگر لگنا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنے جدا اس سے نہیں ہو سکنے کے یعنے عذاب جو اسپر مترتب ہے اس سے الگ نہیں ہو سکنے کے اور حاصل یہ کہ عمل صالح ظاہر ہونگے اچھی صورتوں میں اور خوشبودار قبر میں اور اسی طرح دن قیامت کے اور اعمال بد خلاف اسکے اور لفظ تنصبان ساتھ صیغہ مونث کے ہے اور پر بنا مجہول کے اور ایک نسخہ میں ساتھ صیغہ مذکر کے اور ظاہر یہی ہے اسلیے کہ تا خلیقتان میں تانیث کے لیے نہیں بلکہ مبالغہ کے لیے ہے اور معنی یہ ہیں کہ یہ دونوں نوع میں مخلوقات سے کہ ظاہر ہونگے لوگوں کے لیے ش ع

کِتَابُ الرِّقَاقِ کتاب ہے رقاق کا ف رقاق جمع رقیق کی ہے بمعنی نرم کے یعنے اس کتاب میں حدیثیں ایسی مذکور ہیں کہ انکے سننے سے دل میں نرمی پیدا ہوتی ہے اور وہ تاثیر کرتی ہیں دلمیں کہ زہد دنیا اور رغبت آخرت ان سے حاصل ہوتی ہے ش ع **الفصل الاول** فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِیْہِمَا کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّۃُ وَالْفَرَاغُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دو نعمتیں ہیں کہ فریب اور ٹوٹا کھائے ہوے ہیں ان میں بہت آدمی تندرستی ہے اور فراغت نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے ان دونعمتوں میں بہت لوگ

ٹوٹے میں پڑتے ہیں کہ قدر انکی نہیں جانتے اور مفت ہاتھ سے دیتے ہیں اور بیچ معاملہ انکے کے نفس سے فریب کھاتے ہیں جیسے کہ بیچ معاملہ بیع و شرا کے کوئی فریب
کھاتا ہے اور متاع کو مفت ہاتھ سے دیتا ہے اور زیان زدہ ہوتا ہے وہ نعمتیں یہ ہیں صحت بدن امراض سے اور خالی ہونا وقت کا مشاغل سے اور تشویشات سے نہیں قدر
ان نعمتوں کی لوگ نہیں پہچانتے یعنے کار آخرت نہیں کرتے انمیں اور فرصت کو غنیمت نہیں جانتے جس وقت کہ بیمار ہوں اور ساتھ تشویش وقت اور مزاحمت ایام
کے گرفتار ہوں قدر انکی جانیں جیسے کہ کہا ہے علما نے النعمة اذا فقدت عرفت شرح یعنے اسکے یہ ہیں کہ نہیں پہچانتے قدر ان نعمتوں کی بہت لوگ کہ نہیں کرتے
انمیں ایسے اعمال بیچ دنوں معاش کے کہ محتاج ہونگے انکے آخرت میں اور نادم ہونگے اور ضایع کرنے عمروں اپنی کے وقت جاتے رہنے انکے کے اور نہیں نفع دیگی انکو
ندامت جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے وذلک یوم التغابن (اور یہ دن ہے ٹوٹے کا ۱۲) اور فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں حسرت کرینگے اہل جنت مگر اس ساعت پر کہ گذرے انپر اس
حال میں کہ نہیں یاد کیا انھوں نے اللہ کو انمیں شرع (وَعَنِ الْمُسْتَوْرِدِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَاللهِ مَا الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا
مِثْلُ مَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ اِصْبَعَهُ فِي الْيَمِّ فَلْيَنْظُرْ بِمَ يَرْجِعُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے مستورد بیٹے شداد کے سے کہا انہنے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے
قسم ہے خدا کی نہیں ہے مثال دنیا کی یعنے اسکی نعمتوں اور زمانہ کی مقابلہ میں آخرت کے یعنے نعمتوں اور ایام اسکے کی مگر مانند ڈالنے ایک تمھارے کے انگلی اپنی کو دریا میں
پس چاہیے کہ دیکھے ساتھ کسی چیز کے پھرتی ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے کس قدر پانی اسمیں لگتا ہے دریا میں سے کچھ نہیں لگتا۔ ولے رطوبت یا ایک آدھ قطرہ کے
پس ایسی ہی دنیا قلیل حقیر ہے بہ نسبت آخرت کے اور یہ بھی تمثیل ہے واسطے سمجھانے لوگوں کے والا متناہی کو غیر متناہی کے ساتھ کچھ نسبت نہیں قطرہ میں کہ دریا سے نکلتا ہے
باوجود قلت و حقارت کے کچھ نسبت رکھتا ہے دریا سے اور دنیا آخرت سے اسقدر بھی نسبت نہیں رکھتی پس حاصل یہ ہے کہ نہ اس دنیا سریع الزوال کی نعمتوں پر مغرور ہو اور نہ
اسکی تکالیف و تنگی پر جزع فزع اور شکوہ کرے بلکہ کہے اللھم لا عیش الا عیش الآخرة کہ حضرت نے اسکو فرمایا ہے ایکبار دن احزاب کے اور ایکبار حجة الوداع میں پس جانے
کہ دنیا مزرعة الآخرة ہے اور دنیا ایک ساعت ہے پس صرف کرے اسکو طاعت میں شرع (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْيٍ اَسَكَّ مَيِّتٍ
فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ قَالَ فَوَاللهِ لَلدُّنْيَا اَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم گذرے ایک بکری کے بچہ چھوٹے کان والے یا بن کان والے یا کان کٹے مرے ہوئے پر پس فرمایا کون تم میں دوست رکھتا ہے کہ یہ واسطے اسکے
ہووے بدلے ایک درہم کے یعنے کوئی ہے تم میں سے کہ اسکو ایک درہم کو خریدے پس عرض کیا صحابہ نے کہ نہیں دوست رکھتے ہم کہ ہمارے لیے یہ ہووے بدلے کسی چیز کے
فرمایا آنحضرت نے قسم ہے خدا کی البتہ دنیا یعنے ساتھ تمام انواع لذات اپنی کے بہت ذلیل ہے نزدیک خدا کے اس بکری کے بچے سے نزدیک تمھارے نقل کی یہ مسلم
نے ف مقصود اس سے بے رغبت کرنا ہے دنیا سے اور رغبت دلانی ہے عقبےٰ میں اسلیے کہ حب الدنیا راس کل خطیئة (محبت دنیا سر ہے ہر گناہ کا ۱۲) بنا بر اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اسکو بیہقی نے حسن
بطریق ارسال کے جیسے کہ ترک الدنیا راس کل عبادة (ترک دنیا سر ہے ہر عبادت کا ۱۲) اور سبب اسمیں یہ ہے کہ محبت رکھنے والا دنیا کا اگرچہ مشغول ہو امور دینی میں ہوتا ہے اسکے اعمال میں دخل غرض
فاسدہ کو اور تارک دنیا اگرچہ مشغول ہو امور دنیوی میں مقصود ہوتی ہے اسکو آخرت چنانچہ اسی لیے کہا ہے بعضوں عارفوں نے صاحبوں یقین سے کہ جسنے دوست
رکھا دنیا کو نہیں ہدایت کرسکینگے اسکو تمام مرشد اور جسنے ترک کیا دنیا کو نہیں گمراہ کرسکینگے اسکو تمام مفسد شرع (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا قیدخانہ ہے مومن کا اور بہشت ہے
کافر کی نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے دنیا مثل قیدخانہ کے ہے مسلمان کے لیے کہ محنت اور شدت دیکھتا ہے اسمیں اور منہیات سے اپنے تئیں بچاتا ہے اور مشقت طاعات
کا متحمل ہوتا ہے یا تنگ ہے میدان دنیا اور سکونت اسمیں اسلیے ہمیشہ چاہتا ہے کہ اس سے نکلے اور میدان ملکوت میں جولانی کرے اور بمنزلہ بہشت کے ہے کافر کے
کہ ساتھ لذتوں اور شہوات کے اسمیں مشغول ہے اور نہیں چاہتا اس سے نکلنا اور بعضے کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ دنیا مانند قیدخانہ کے ہے مومن کے لیے بہ نسبت اُن ثوابوں
اور نعمتوں کے کہ طیار کی گئی ہیں اسکے لیے آخرت میں اور مانند بہشت کے ہے کافروں کے لیے مقابلہ میں اُس عذاب دردناک کے کہ طیار کیا گیا ہے اسکے لیے آخرت میں

یعنی مومن ہرچند کہ دنیا میں ناز و نعمت میں رہے ہنوز کم ہی ہو اور آخرت میں بہتر اس سے پاویگا اور کافر ہرچند محنت و شدت دیکھے دنیا میں بدتر حال اسکا اس سے ہوگا۔ ف منقول ہے کہ ایک یہودی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھکر کہا کہ تمہارے نانا صاحب نے جو کہا ہے الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر یہ کیونکر صادق آوے نسبت میرے اور تمہارے تم گھوڑے پر چلے جاتے ہو اور چین میں رہتے ہو اور میں بیمار اور طرح طرح کی تکالیف فقر و فاقہ میں گرفتار رہتا ہوں آپ نے یہی جواب دیا جو منقول بعض سے نقل کیا گیا۔ مؤلف (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَۃً یُعْطٰی بِھَا فِی الدُّنْیَا وَیُجْزٰی بِھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَیُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِھَا لِلّٰہِ فِی الدُّنْیَا حَتّٰی اِذَا اَفْضٰی اِلَی الْاٰخِرَۃِ لَمْ تَکُنْ لَہٗ حَسَنَۃٌ یُجْزٰی بِھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی نہیں ضایع کرتا اجر مومن کی نیکی کا دیا جاتا ہے یعنی مومن تمام بھلائیاں بسبب اس نیکی کے دنیا میں یعنی دفع بلا اور فراخی رزق کی وغیرہ ذلک نعمتیں اور بدلا دیا جاویگا بسبب اسکے آخرت میں اور کافر پس کھلایا جاتا ہے یعنی دیا جاتا دنیا میں بسبب نیکیوں کے کہ کین ہیں واسطے اللہ کے یعنی کھلانا فقیر کا اور احسان کرنا یتیم پر اور مانند اسکے یہانتک کہ جب پہونچیگا طرف آخرت کے نہوگی اسکے لیے نیکی کہ جزا دیا جاوے بسبب اسکے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی مومن جب نیکی کرتا ہے تو اسکو آخرت میں جزا اور ثواب اسکا پورا ملتا ہے اور دنیا میں بھی اسکا بدلا ملتا ہے کہ فراخی ہوتی ہے رزق میں اور حاصل ہوتی ہے خوش گذرانی اور فراغ خاطر اور سلامتی آفات و ناگوار چیزوں سے اور کافر جب نیکی کرتا ہے خدا کے لیے تو بدلا اسکا تمام دنیا ہی میں پاجاتا ہے اور آخرت میں اسکا بدلا نہیں دیکھتا اور اسپر ثواب نہیں پاتا اور مقتضے مقابلہ کا وہ ہے جو وارد ہوا ہے اور حدیث میں ہے کہ مومن کو بدلہ دیا جاتا ہے برائیوں کا دنیا میں ساتھ انواع محنت اور مشقت اور بلاؤں کے یہانتک کہ جب پہونچیگا آخرت میں نہیں ہوگی اسکے لیے برائی کہ عذاب دیا جاوے اسپر اور مؤید ہے اسکی وہ روایت کہ روایت کی ہے احمد اور ابن حبان نے کہ جب نازل ہوئی آیت من یعمل سوءا یجز بہ کہا ابوبکر نے کہ کون نجات پاویگا ساتھ اسکے یا رسول اللہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بخشے اللہ تجکو اے ابوبکر کیا نہیں غمگین ہوتا تو کیا نہیں رنج اٹھاتا تو کیا نہیں بیمار ہوتا ہے تو کیا نہیں پہونچتیں تجکو بلائیں کہا انہوں نے ہاں یا رسول اللہ فرمایا اس چیز سے ہے کہ بدلا اور سزا دیے جاتے ہو تم ساتھ اسکے اور ترمذی اور ابن جریر نے روایت کیا ہے کہ مصیبتیں اور جزا ہیں دنیا میں۔ ح ع (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّھَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّۃُ بِالْمَکَارِہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اِلَّا عِنْدَ مُسْلِمٍ حُفَّتْ بَدَلَ حُجِبَتْ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ڈھانکی گئی ہے آگ دوزخ کی ساتھ شہوتوں اور لذتوں کے اور ڈھانکی گئی ہے جنت ساتھ سختیوں اور مشقتوں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے مگر نزدیک مسلم کے لفظ حفت کا ہے معنی گھیرے جانے کے بدلے حجبت کے ف یعنی جب تک مداومت کرینگے طاعت و عبادات پر اور نہ صبر کرینگے شہوات اور لذتوں سے سختی دیکھیں اور مشقت نہیں بہشت کو پہونچیں گے اسلیے کہ جو چیز کہ پردہ میں ہووے جب پردہ تک پہونچیں اور اسکو درمیان سے اٹھادیں وہ چیز ظاہر ہوگی پس چونکہ بہشت بیچ پردہ مشقتوں کے ہے اول مشقتوں کو پہونچیں اور انہیں درآویں اور اناؤ کریں پس انسے گذر کر بہشت کو پہونچینگے اور اسی طرح شہوات یعنی خواہش نفسانیاں پردہ دوزخ کی ہیں جب شہوات کو پہونچیں اور انکے مرتکب ہوں دوزخ کو پہونچینگے اور مراد شہوات سے شہوات حرام ہیں مانند شراب اور زنا و غیبت اور مانند انکے کے والا مرتکب ہونا شہوات مباحہ کا موجب آگ کا اور مانع دخول بہشت کا نہیں ہے مگر البتہ مقام قرب اور ولایت سے دور ڈالتا ہے اور اسی جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معنی العلم حجاب اللہ کیا ہیں یعنی علم پردہ ہے درمیان بندہ اور خدا کے جب علم کو پہونچیں اور اسمیں درآویں معرفت خدا کو پہونچینگے فافہم۔ ح (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْھَمِ وَعَبْدُ الْخَمِیْصَۃِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَکَسَ وَاِذَا شِیْکَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِہٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَشْعَثَ رَاْسُہٗ مُغْبَرَّۃٍ قَدَمَاہُ اِنْ کَانَ فِی الْحِرَاسَۃِ کَانَ فِی الْحِرَاسَۃِ وَاِنْ کَانَ فِی السَّاقَۃِ کَانَ فِی السَّاقَۃِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ یُؤْذَنْ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ یُشَفَّعْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاک ہوا ہلاک ہو بندہ دینار کا اور بندہ درہم کا اور بندہ چادر کا یعنی جسنے اختیار کیا اور ترجیح دی مال کو اپنے معبود جبار کی رضا پر اسطرح کہ لیتا ہے اسکو بغیر وجہ حلال کے اور نہیں صرف کرتا اسکو اسکے مصرف میں حاصل یہ کہ دوستدار مال کا ہے کیسا ہی ہو اور جمع کرتا ہے اسکو اور بخل کرتا ہے ساتھ اسکے

کہ خیر ہو فی نفسہ اور ہلاک اور ضرر بسبب زیادہ کھانے کے ہوتا ہے جیسے کہ بیان فرمایا بقول خود اور تحقیق جنس اس چیز سے کہ اگاتی ہے بہار قسم گھاس سے وہ چیز ہے کہ مار ڈالتی ہے جانور کو پیٹ پھلا کر یا قریب ہلاک کے ہو جاتا ہے یعنے اگر مر نہیں قریب ہو پہنچتا ہے یعنے ہلاک کے مگر کھانے والا جانور گھاس سبز کا اسطرح کو کھائی گھاس یہانتک کہ تن گئیں کوکھیں اسکی پھر سامنے قرص آفتاب کے یعنے چرنا دیتا ہے جانور کی کہ جب بدہضمی سے پیٹ اسکا پھول جاتا ہے تو آفتاب کے سامنے بیٹھتا ہے جب گرم ہوتا ہے پیٹ نرم ہوتا ہے اور جو کچھ اسکے پیٹ میں ہوتا ہے نکلجاتا ہے جیسے کہ فرمایا پس پتلا گوبر کیا اور پیشاب کیا یعنے پس ہلکا ہوا پیٹ کا جاتا رہا پھر پھرا طرف چراگاہ کے پس کھایا اور تحقیق یہ مال دنیا کا سبز اور تر و تازہ اور نرم و رنگین ہے آنکھوں میں اچھا معلوم ہوتا ہے اور نفیس اور خوش مزہ ہے کہ لیتا اسکا دل میں لذت زیادہ کرتا ہے پس جو کوئی کہ لیوے مال کو ساتھ حق اسکے کے یعنے بقدر احتیاج کے وجہ حلال سے اور رکھے اسکو بیچ حق اسکے کے یعنے مصرف اسکے کے کہ واجب ہے یا مستحب پس اچھا مددگار ہے والا ہے وہ مال یعنے دین پر اور جو کوئی کہ لیوے اسکو بغیر حق اسکے کے ہوتا ہے مانند اس شخص کے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا اور ہوگا وہ مال دلیل اسپر یعنے اسکے اسراف اور حرص پر دن قیامت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف لفظ وزہرتہا عطف تفسیری ہے اور تازگی اور خوبی دنیا کی جو کہی اشارہ ہے اسپر کہ ابتدا اسکی شیریں اور سبز ہوا اور پھر جلدی فنا ہو جاتی ہے اور معنے یہ ہیں کہ میں ڈرتا ہوں تمپر اس سے کہ کثرت اموال تمہارے کی وقت فتح ہونے شہروں کے باز رکھے گی تمکو اچھے اعمال سے اور علوم نافعہ سے اور پیدا ہونگے تم میں اخلاق بد مانند تکبر اور عجب اور غرور اور محبت مال وجاہ کے اور ان چیزوں کے کہ متعلق ہیں ساتھ ان دونوں کے لوازم امور دنیویہ سے اور مانند روگردانی کے سامان تیار کرنے موت کے سے اور پھر پھیر الخ یعنے کھاتا ہے اور بدہضمی کرتا ہے اور پیٹ سے نکال ڈالتا ہے اور پھر کھاتا ہے اور یہ تمثیل ہے حال اس شخص کی کہ بعض اوقات میں افراط اور حد سے تجاوز کرتا ہے اور قریب ہلاکت کے پہونچتا ہے بسبب غلبہ شہوت اور حرص کے کہ مرکوز ہے بیچ طبیعت آدمی زاد کے لیکن جلدی اس سے رجوع کرتا ہے اور ہمیشہ گناہ پر مستقیم نہیں رہتا اور بسبب پرتو روشنی آفتاب ہدایت کے متوجہ ہو کر توبہ اور ندامت کرتا ہے اور ساتھ پاک کرنے نفس کے گناہوں سے علاج نفس اپنے کا کرتا ہے اور قسم پہلی کہ یعنی وہ چیز ہے کہ مار ڈالتی ہے الخ اشارہ ہے طرف حال اس شخص کے کہ گناہ اور شہوات پر اصرار کیا اور ہمیشہ ہلاک ہوا اور توفیق توبہ کی اور رجوع استغفار کی نہ پائی اور ساتھ قیاس ان دونوں قسموں ذکر کی گئی ہے ایک اور قسم بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک وہ ہے کہ اصلا ہاتھ گناہ پر نہ مارا اور گرفتار شہوت نفس کا نہوا اور دنیا میں بے رغبتی کی اول ظالم ہے اور دوسرا مقتصد یعنے میانہ رو اور تیسرا سابق یعنے سبقت لیجانے والا بھلائیوں کے کہ جنمیں ایک سابق نے اصلا ہاتھ دنیا میں نہ آلودہ کیا اور دوسرے مقتصد نے آلودہ کیا لیکن دھو ڈالا اور تیسرے ظالم نے ہاتھ آلودہ ہی دنیا سے گیا نعوذ باللہ من ذلک پھر اشارہ کیا طرف تفاوت احوال آدمیوں کے بیچ محبت مال اور صرف کرنے اسکے کے پس فرمایا تحقیق یہ مال سبز الخ او کو بغیر حق اسکے کے یعنے بغیر احتیاج کے طرف اسکے اور جمع کیا اسکو حرام سے اور خرچ کیا بیچ رضامندی رب اپنے کے اور مانند اسکے کہ کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا یعنے بسبب غلبہ حرص کے مانند اس شخص کے ہے کہ اسکو جوع البقر ہو اور مانند اس بیمار کے کہ اسکو استسقا ہو کہ سیراب نہیں ہوتا جوں جوں پانی پیتا ہے زیادہ و شکر ہوتی ہے پیاس کی اور بہت پیٹ پھولتا جاتا ہے کہا خواجہ عبید اللہ نقشبندی رحمہ نے کہ دنیا مانند سانپ کے ہے پس جو شخص کہ جانے منتر اسکا جائز ہے لینا اسکا والا نہیں جائز لینا کسی نے کہا کہ منتر اسکا کیا ہے کہا انہوں نے وہ یہ ہے کہ معلوم کرے کہ کہاں سے لیتا ہے اسکو اور کس جگہ میں خرچ کرتا ہے اسکو ع ح ع (۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْہِ اور روایت ہے عمرو بن عوف سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں فقر سے ڈرتا میں تمپر یعنے اسلیے کہ اسمیں سلامتی غالب ہے اور وہ انفع ہے تمہارے لیے ولیکن ڈرتا ہوں میں تمپر اس سے کہ فراخ کیجاویگی تمپر دنیا یعنے پس کروگے تم معاملہ اغنیا کا سا پس ہلاک ہوؤگے ساتھ اندراج ہلاک کے جیسے فراخ کی گئی ان لوگوں پر کہ تھے پہلے تمسے یعنے پس ہلاک ہوے وہ بسبب نہ رحم کرنے کے فقرا پر بسبب کمال رغبت کے مال میں پس رغبت کروگے تم دنیا کی یعنے اختیار کروگے اسکو تم اور رغبت کروگے اسمیں نہایت جیسے کہ رغبت کی لوگوں نے اسمیں اور ہلاک کریگی تمکو جیسے ہلاک کیا انکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف سبب خوف کا فراخی دنیا سے کہ باعث رغبت اور ہلاک کی ہے یا گرفتاری حرص کی اور نہایت رغبت جمع اور ذخیرہ کرنے اسکے کی ہے کہ موجب ہلاک کی

آخر قتال میں ہو یا واقع ہو باہم نزاع وخلاف سے کہ نوبت قتل وقتال کی پہونچے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد فقر سے یہ ہو کہ نہ ہوں اسکے پاس تمام وہ چیزیں کہ جنکی احتیاج پڑتی ہو قوم
ضروریات دین اور بدن سے اور غنا سے مراد ہے زیادتی مقدار کفایت پر کہ موجب ہو سرکشی اور غافل ہونے کی عبادت رحمان سے۔ ش ح ع (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا وَفِیْ رِوَایَۃٍ کَفَافًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا الٰہی کر تو رزق آل محمد کا قوت اور ایک روایت میں بجائے لفظ قوت کے لفظ کفاف کا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد آل محمد صلعم سے ذریت اور
اہلبیت حضرت کی ہے یا ابعدار اور دوست کامل حضرت کے اور قوت اسقدر کھانے پینے کو کہتے ہیں کہ جو نگاہ رکھے بدن کو اور قیام بدن ہو اُس سے اور بعضوں نے
کہا کہ وہ جان بچا رکھے اور کفایت کرے رزق سے اور کفاف ساتھ زبر کاف کے وہ ہے کہ باز رکھے او سکو سوال سے اور بعضوں نے کہا کہ کفاف اور
قوت کے ایک ہی معنے ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ روایت دوسری تفسیر پہلی کی ہے اور بیان ہے اسکا کہ اکتفا ساتھ اوسکے معیشت کا اوسطہ ہے اور قبول کی اللہ تعالے نے دعا
حضرت کی بیچ حق انکے کہ چاہا ان لوگون میں سے کہ ارادہ کیا برگزیدہ کرنے انکے کا اور جاننا چاہیے کہ کفاف مختلف ہوتا ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور زمانون اور احوال کے
ایک تو یہ کہ عادت ساتھ قلیل کھانے کے ہے جیسے کہ دو تین روز یا زیادہ اس سے بھوکا رہ سکتا ہے اور دوسرا ہے کہ ایک روز میں دو تین بار کھاتا ہے اور ایک عیالدار ہے قلیل
یا کثیر اور دوسرا عیال نہیں رکھتا اور بیچ زمانہ قحط اور تنگی اور حالت ضعف اور مرض کے تھوڑی چیز کفایت کرتی ہے اور فراخی اور قوت میں زیادہ اس سے طلب کرتا ہے
مقدار کفاف کی ضبط نہیں ہو سکتی اور مجمود وہ ہے کہ بسبب اسکے قوت طاعت پر ہو اور حرکات عادی فوت نہون اور اس حدیث میں تنبیہ اور ارشاد ہے امت کو اسپر کہ بیچ طلب
کرنے زیادتی کے مشقت نہ اٹھاوین اور مقدار قوت وکفاف پر کفایت کرین اور حد اعتدال سے تجاوز نکرین اور لکھا ہے علما نے کہ کفاف افضل ہے فقر اور غنا سے اور اگر کثیر
مال سبب گمراہی اور اسراف کی ہو اور باعث زیادتی بھلائیون اور عبادت کی ہو تو وہ فضیلت اور طرح کی ہے ش ع س (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
کہ تحقیق چھٹکارا پایا اور مقصود کو پہونچا وہ شخص کہ مسلمان ہوا یا تسلیم کیا قضا وقدر الٰہی کو اور رزق دیا گیا اسکو یعنے حلال بقدر کفایت کے یعنے اسقدر کہ کفایت
کرے امر دنیا میں اور باز رکھے اسکو ماسوے اللہ سے اور قانع کیا اُسکو خدا تعالے نے ساتھ اس چیز کے کہ دیا ہے اُسکو قسم رزق سے اور راضی کیا اسکو ساتھ
قسمت کے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ مَالِیْ مَالِیْ اِنَّ مَا لَہٗ مِنْ مَالِہٖ ثَلٰثٌ مَا اَکَلَ فَاَفْنٰی اَوْ لَبِسَ فَاَبْلٰی اَوْ
اَعْطٰی فَاقْتَنٰی وَمَا سِوٰی ذٰلِکَ فَھُوَ ذَاھِبٌ وَتَارِکُہٗ لِلنَّاسِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہتا ہے بندہ مال
میرا مال میرا یعنے فخر کرتا ہے بسبب مالک ہونے مال کے اور تکبر کرتا ہے ساتھ نسبت کرنے اسکے کے اور نہیں جانتا وبال اُسکا تحقیق وہ چیز کہ واسطے اسکے ہے مال اسکے
سے تین چیزین ہیں یعنے جو کچھ کہ حاصل ہوتا ہے اسکے لیے اسکے مال میں سے تین منافع ہیں فی الجملہ لیکن ایک منفعت ان میں سے حقیقۃً اور باقی ہے اور منفعت دو صورت
میں ظاہر دنیا کی ہیں اور فنا ہونے والی ہیں وہ چیز کہ کھائی اور تمام کی یا وہ چیز کہ پہنی پس پرانی کی یعنے پھر اُتار ڈالی یا اللہ دی پس ذخیرہ کی یعنے عقبے کے لیے اور
وہ چیز کہ سوائے اسکے ہے یعنے ذکر کی گئی کے قسم اور اموال سے مانند مواشی اور زمین اور خادم اور نقد اور جواہر اور مانند انکے کے پس وہ بندہ گذرنے والا ہے یعنے
اور چھوڑ جانیوالا ہے اسکو واسطے لوگون کے نقل کی یہ مسلم نے ف ذخیرہ کیا اشارہ اس میں طرف اسکے ہے کہ جمع کرنا مال کا حقیقت میں یہ ہے کہ بخشے اور اللہ دے فقرا
کو تا ذخیرہ ہو ثواب اسکا واسطے روز حاجت کے قیامت میں ش ح (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلٰثَۃٌ فَیَرْجِعُ اثْنَانِ وَیَبْقٰی مَعَہٗ
وَاحِدٌ یَتْبَعُہٗ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَعَمَلُہٗ فَیَرْجِعُ اَھْلُہٗ وَمَالُہٗ وَیَبْقٰی عَمَلُہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ساتھ جاتی ہیں میت کے تین چیزین
پس پھر آتی ہیں دو چیزین یعنے اپنے مکان کو چھوڑ آتی ہیں اسکو اکیلا اور ساتھ رہتی ہے اسکے ایک چیز ساتھ جاتے ہیں اسکے اہل اسکے یعنے مانند اولاد اور اقارب اور یار اور
جان پہچان اسکے کے اور مال اسکا یعنے مانند لونڈی غلام اور جانور اور خیمہ اور مانند انکے کے اور عمل اسکا یعنے اچھے اور برے پس پھر آتے ہیں اہل ومال اسکے اور

ساتھ رہتے ہیں اُسکے عمل اُسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے جو کچھ مترتب ہوتا ہے اسپر ثواب و عذاب سے چنانچہ اسلیے کہا گیا ہے القبر صندوق العمل ۲ (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّکُمْ مَالُ وَارِثِہٖ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِہٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُہٗ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ مَالِ وَارِثِہٖ قَالَ فَاِنَّ مَالَہٗ مَا قَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِہٖ مَا اَخَّرَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے صحابہ سے کون تم میں سے ایسا ہے کہ مال وارث اسکے کا بہت پیارا ہو طرف اسکے مال اپنے سے یعنے کون ہے کہ دوست رکھے یہ کہ اسکے لیے مال نہو اور اسکے وارث کے لیے مال ہو کہا صحابہ نے یا رسول اللہ نہیں کوئی ہم میں سے مگر مال اسکا بہت پیارا ہوتا ہے طرف اسکے مال وارث اسکے سے فرمایا کہ تحقیق مال اسکا حقیقت میں وہ ہے کہ آگے بھیجا یعنے خدا کی راہ میں دیا فقرا کو اور مال اسکے وارث کا وہ ہے کہ پیچھے چھوڑ گیا نقل کی یہ بخاری نے ف پس اگر چاہتا ہے کہ اسکے لیے مال ہو تو چاہیے کہ خدا کی راہ میں دے اور آگے بھیجے اور پیچھے نہ چھوڑے اور جو کچھ آگے نہیں بھیجا اور پیچھے چھوڑ جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ مال وارث کو زیادہ دوست رکھتا ہے اپنے مال سے اور مراد یہ ہے کہ بخل کرتا ہے اور حق ادا نہیں کرتا اور تصدق کے اور وصیت کرنے کے واسطے فقرا کے کہ اکثر اسکا تہائی ہے واسطے وارثوں کے چھوڑ جاوے تو افضل ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر اپنے وارثوں کو تو انگر چھوڑ جاوے تو بہتر ہے اس سے کہ محتاج مانگنے کے لیے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتے پھریں ۳ (وَعَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَقْرَاُ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ قَالَ یَقُوْلُ ابْنُ اٰدَمَ مَالِیْ مَالِیْ قَالَ وَھَلْ لَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ اِلَّا مَا اَکَلْتَ فَاَفْنَیْتَ اَوْ لَبِسْتَ فَاَبْلَیْتَ اَوْ تَصَدَّقْتَ فَاَمْضَیْتَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے مطرف تابعی سے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنے عبد اللہ بن شخیر سے کہ کہا آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ وہ پڑھتے تھے الھٰکم التکاثر یعنے باز رکھا تمکو اندیشہ آخرت کے سے آپس کے فخر کرنے نے ساتھ کثرت مال کے فرمایا آنحضرت نے بیچ بیان تکاثر کے کہتا ہے آدمی کہ مال میرا مال میرا فرمایا آنحضرت نے یعنے بیچ رد اور انکار اس قول کے اور نہیں حاصل ہوتا واسطے تیرے اے بیٹے آدم کے نفع اور نصیب مال سے مگر وہ چیز کہ کھائی تونے پس فنا کی تونے یا پہنی تونے پس پرانی کی تونے یا صدقہ دی تونے پس گذاری تونے اور باقی چھوڑی آخرت کے لیے نقل کی یہ مسلم نے ۴ (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ رضی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں تو نگری ہے بہت مال و متاع سے ولیکن تو نگری حقیقی تو نگری دل کی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے ساتھ قناعت اور بے پروائی اور عالی ہمتی اور بچنے کے سوال سے اور ساتھ ترک کرنے حرص کے جسکا دل متعلق ہے ساتھ جمع کرنے مال کے اور حریص ہے اور طالب زیادتی کے فقیر و محتاج ہے اگرچہ مال رکھے اور جو کوئی قانع اور راضی ہے ساتھ قوت اور کفاف کے اور دور ہے حرص اور زیادہ طلبی سے غنی ہے اگرچہ مال نہ رکھے جیسے کہ کہا گیا ہے تو انگری بدست نہ بمال و بزرگی بعقل ست نہ بسال اور بعضوں نے کہا کہ مراد ساتھ غنا نفس کے حاصل کرنا کمالات علمی اور عملی کا ہے کہ نفس ناطقہ انسانی بدون اسکے محفوظ اور تو نگر نہیں ہوتا یعنے بخت اور دولت اور تو نگری بسبب کمال کے ہے نہ بسبب مال کے ع بیت تو انگری نہ بمال ست نزد اہل کمال ؛ کہ مال طالب گورست بعد ازان اعمال ؛ کما بعض ارباب کمال نے ؛ نظم رَضِیْنَا قِسْمَۃَ الْجَبَّارِ فِیْنَا ؛ لَنَا عِلْمٌ وَلِلْاَعْدَاءِ مَالٌ ؛ فَاِنَّ الْمَالَ یَفْنٰی عَنْ قَرِیْبٍ ؛ وَاِنَّ الْعِلْمَ یَبْقٰی لَا یَزَالُ ؛ اور یہ بات معلوم ہے کہ مال ارث فرعون اور قارون اور تمام کفار و فجار کی ہے اور علم ارث انبیا اور علما اور اولیا کی ہے ع اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ ؛ فصل دوسری ۵ (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَاْخُذُ عَنِّیْ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ فَیَعْمَلُ بِھِنَّ اَوْ یُعَلِّمُ مَنْ یَعْمَلُ بِھِنَّ قُلْتُ اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا فَقَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَاَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کون شخص ہے کہ سیکھے مجھسے یہ احکام کہ آگے کہتا ہوں میں بعد ازان عمل کرے ساتھ انکے یا سکھا دے اُس شخص کو کہ عمل کرے انپر کہا میں نے کہ سیکھتا ہوں یا رسول اللہ پس پکڑا آنحضرت نے ہاتھ میرا پس گنیں پانچ چیزیں جیسے کہ عادت ہے کہ ہاتھ اپنا یا ہاتھ اسکا کہ جسکو نصیحت کرتے ہیں پکڑ لیتے ہیں پس فرمایا آنحضرت نے یعنے بیچ بیان ان کلمات کے بچ تو ان چیزوں

کہ حرام کی ہین شمار ہوسنے اگر بچیگا تو ہوگا عابد ترین لوگون کا اور راضی رہ تو ساتھ اس چیز کے کہ قسمت کی ہے اللہ تعالے نے تیری اگر راضی ہوویگا تو قسمت
حق پر تو ہوویگا تو نگر ترین لوگون کا یعنے جب بندہ راضی ہوا اپنے نصیب پر اور طمع اور احتیاج زیادتی کی نہ رہی بے نیاز ہوا اور یہ ہے تو نگری سچی اور نیکی
اور احسان کر تو اپنے ہمسایہ سے یعنے اگرچہ برائی کرے وہ تجھسے ہوویگا تو مومن کامل اور دوست رکھ سب لوگون کے لیے وہ چیز کہ دوست رکھے تو اپنے نفس کے لیے
یعنے خیر دنیا اور آخرت کی ہوویگا تو مسلمان کامل اور بہت مت ہنس اسلیے کہ بہت ہنسنا ماردیتا ہے دل کو اور سخت کر دیتا ہے اسکو اور غافل ہوتا ہے یاد خدا سے
نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف قولہ من یعمل الخ اس سے معلوم ہوا کہ علم فی نفسہ افضل اور شریف ہے اگر عمل کیا اسپر فھو المراد
وگرنہ بسبب تعلیم اورون کے اور ہدایت کرنے انکے کے بھی ثواب پاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امر معروف عالم غیر عامل سے درست ہے اور تمام شامل ہے
تمام کرنے منہیات کو اور ترک کرنے مامورات کو اور عابد ترین لوگون کا اسلیے کہ نہین ہے کوئی عبادت افضل اس سے کہ نکلے عہدہ فرائض سے اور عوام لوگ
کرتے ہین فرائض کو اور مشغول ہوتے ہین کثرت نوافل کے پس ضایع کرتے ہین اصول کو اور قیام کرتے ہین ساتھ فرعیات کے بعض اوقات ہوتی ہے
ایک شخص پر قضا نمازون کی اور غافل ہوتا ہے انکے ادا کرنے سے اور طلب کرتا ہے علم اور کوشش کرتا ہے طواف اور نفل عبادتون مین اور ہوتی ہے ایک زکوۃ
یا حقوق لوگون کے اور کھلاتا ہے فقرا کو اور بناتا ہے مسجدین اور مدرسے اور مانند انکے کے اور راضی ہو تو الخ پوچھا ایک شخص نے سید ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ
حال کیمیا سے پس کہا انھون نے کہ وہ دو کلمہ ہین ڈال تو خلق کو اپنی نظر سے اور قطع کر تو اللہ سے طمع یہ کہ دیوے تجھکو غیر اس چیز کے کہ قسمت مین کیا ہے تیری
اور کہا سید عبد القادر جیلانی رح نے کہ جان تو کہ قسمت نہین فوت ہوتی کسی تجھسے بسبب ترک کرنے طلب کے اور جو چیز کہ قسمت مین نہین ہے نہین پہونچیگا
تو اسکو بسبب حرص کرنے اپنے کے طلب مین اور بسبب کوشش اور مشقت کے پس صبر کر تو اور لازم کر حلال کو اور راضی ہو تو ساتھ اسکے تا کہ راضی ہووے
تجھسے ذوالجلال اور وہ چیز کہ دوست رکھے تو یعنے مثل اس چیز کے کہ دوست رکھے تو اسکو اپنے لیے خاص کر یہانتک کہ دوست رکھے تو ایمان کافر کے لیے
اور توبہ فاجر کے لیے اور مانند اسکے کے اور بہت مت ہنس یعنے ہوویگا تو خوش دل اور زندہ ذکر رب سے ع ج (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ ابْنَ اٰدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِیْ اَمْلَأْ صَدْرَکَ غِنًی وَاَسُدَّ فَقْرَکَ وَاِنْ لَّا تَفْعَلْ مَلَأْتُ یَدَکَ شُغْلًا وَلَمْ اَسُدَّ فَقْرَکَ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے
ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی فرماتا ہے اے آدمی زاد فارغ ہو میری عبادت کے لیے یعنے خوب فارغ کر اپنے دل کو
واسطے عبادت رب اپنے کے بھر دونگا مین سینہ تیرا بے پروائی سے یعنے بھر دونگا دل تیرا علوم و معارف سے کہ پیدا کریگی بے پروائی کو غیر مولی سے
اور بند کر دونگا مین راہ فقر اور احتیاج تیری کی طرف خلق کے اور اگر نہ کریگا تو یعنے فارغ نہ ہوئیگا تو میری عبادت کے لیے اور گرفتار بیچ مہمات اور مشاغل دنیا
اور نفس کے رہیگا تو بھر دونگا مین ہاتھ تیرا یعنے اعضا تیرے طرح طرح کے شغلون مین اور دور نہین کرونگا فقر اور احتیاج تیری کو نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ نے
ف یعنے بیچ گرفتاری اور مشاغل اور مہمات دنیا کے فقر نہین جاتا اور پریشانی اور سرگردانی ہمیشہ ہوتی ہے اور بیچ فارغ ہونے کے واسطے عبادت کے آسایش
بھی ہے اور غنا بھی بیچ حاصل یہ کہ رنج مین ڈالیگا تو اپنے نفس کو بسبب کثرت تردد کے بیچ طلب کرنے مال کے اور نہین پہونچیگا تو مال کو مگر اسقدر کہ مقدر کیا گیا
ہے تیرے لیے ازل مین اور محروم رہیگا تو غناے قلب سے بسبب ترک کرنے عبادت رب اپنے کے ف ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ ذُکِرَ رَجُلٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ بِعِبَادَۃٍ وَّاجْتِهَادٍ وَذُکِرَ اٰخَرُ بِرِعَۃٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَعْدِلْ بِالرِّعَۃِ یَعْنِی الْوَرَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے جابرؓ سے کہ کہا انھون نے ذکر کیا گیا ایک
شخص نزدیک حضرت کے ساتھ عبادت بہت کرنیکے اور ساتھ کوشش و مشقت کرنے کے یعنے طاعت مین باوجود کم بچنے کے گناہ سے اور ذکر کیا گیا یعنے حضرت
کے نزدیک ایک اور شخص ساتھ پرہیزگاری کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر نکر تو کثرت عبادت اور کوشش طاعت کو کہ بغیر پرہیزگاری کے ہو ساتھ
پرہیزگاری کے اگرچہ اسقدر عبادت و کوشش نہ ہو نقل کی یہ ترمذی نے ف ساتھ لفظ یعنی کے تفسیر کی ہے کسی راوی نے لفظ رعۃ کی اور مراد ورع سے تقوی ہے

یعنے پہنچا ہوا مرچیزون سے پس وہ کبھی منقضی ہوتا ہی سجالانے عبادتون واجبہ کو ہ ع (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مُرْسَلًا) اور روایت ہی عمرو بیٹے میمون اودی کے سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک شخص کے اس حال مین کہ حضرت نصیحت کرتے تھے اسکو غنیمت گن پانچ چیزون کو یعنے پانچ احوال کو کہ موجود ہون فی الحال پہلے پانچ عوارض کے کہ متوقع ہون زیادہ آیندہ مین غنیمت گن جوانی کو یعنے اس زمانہ کو کہ قوی ہو عبادت پر پہلے بڑھاپے اپنے کے یعنے اور ضعیف ہونے کے طاعت سے اور غنیمت گن صحت اپنی کو یعنے اگرچہ بڑھاپے مین ہو پہلے بیماری اپنے کے کہ صحت نعمت عظیم ہی بعد ایمان کے اور غنیمت گن تونگری کو پہلے فقر اپنے کے اور غنیمت گن فراغ وقت کو مشاغل اور تشویشات سے پہلے مشغول ہونے اور مبتلا ہونے کے آسمین اور غنیمت گن زندگانی کو پہلے موت کے یعنے بڑھاپا اور بیماری اور محتاجگی اور شغل اور موت آنیوالے ہین جب تک کہ نہین پہونچے ہین وقت کو غنیمت جان ف غنیمت اصل مین اس مال کو کہتے ہین کہ کافرون کے لشکر سے ہاتھ لگے اور بغیر پانے مشقت کے ہاتھ آتا ہی اور اغتنام اغتنام سے ہی یعنے لوٹ غنیمت کی اور تونگری اپنی کو یعنے قدرت اپنی کو بہ اوقات مالیہ پر اور خیرات اور ثوابون اخرویہ پر پہنچ مطلق احوال کے اور پہلے فقر اپنے کے یعنے مفقود کرنے سے کہ اسکو زندگانی مین یا بعد موت کے ہ ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْتَظِرُ أَحَدُكُمْ إِلَّا غِنًى مُطْغِيًا أَوْ فَقْرًا مُنْسِيًا أَوْ مَرَضًا مُفْسِدًا أَوْ هَرَمًا مُفَنِّدًا أَوْ مَوْتًا مُجْهِزًا أَوِ الدَّجَّالَ فَالدَّجَّالُ شَرُّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ أَوِ السَّاعَةَ وَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ) اور روایت ہی ابی ہریرہؓ سے اُنسے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین انتظار کرتا ایک تمہارا مگر تونگری کا کہ گنہگار کرنیوالی اور حد امر ونہی سے باہر نکالنے والی ہی یا انتظار نہین لیجاتا مگر فقیری کا کہ بھلا دینے والی ہو طاعت حق کو یعنے بسبب گرفتاری بھوکہ اور برہنگی اور تردد کفاف اور طلب قوت کے یا انتظار نہین کرتا مگر بیماری کا کہ تباہ کرنیوالی ہو بدن کی یعنے بسبب سختی اپنی کے یا دین کو بسبب کسل کے کہ پیدا ہوتا ہی بسبب اسکے یا انتظار نہین کرتا ہی مگر بہت بڑھاپے کا کہ کہنے عقل ونیکواسی اور بیہودہ گو کرتا ہو یا موت کا کہ جلدی اور ناگہان آنیوالی ہو اور ہلاک کرنیوالی ہو کہ فرصت توبہ کی اور قدرت اسپر نہ رہے یا انتظار نہین لیجاتا ہو مگر دجال کا کہ آخر زمانہ مین آویگا اور گمراہ کریگا اور فتنہ مین ڈالیگا پس دجال بدتر غائب کا انتظار کیا جاتا ہی اسکا اور حاضر ہوگا آخر زمانہ مین یا انتظار نہین کرتا ہو مگر قیامت کا اور قیامت سخت ترین حوادث اور تلخ ترین آفات ہی نقل کی یہ ترمذی ونسائی ف حاصل معنے حدیث کے یہ ہین کہ فرماتے ہین کہ آدمی کہ فرصت اور فراغت کو غنیمت نہین جانتا گویا ان آفات اور مکروہات کا انتظار کرتا ہی یعنے حالت فقر مین کہ آسائش اور سلامتی حال کو غنیمت نہین جانتا اور فقر پر صبر نہین کرتا مگر تونگری کو چاہتا ہی کہ سرکشی مین ڈالے اور راہ راست سے لیجاوے اور اسی طرح حالت غنا مین شکر نہین کرتا اور نعمت خدا کو نہین پہچانتا اور عبادت حق کی نہین کرتا مگر فقر کو چاہتا ہی کہ تمام عبادتون اور بھلائیون کو بھلا دے اور اسی طرح حق اور حیلون کے سمجھ لے شرح نہین انتظار کرتا الخ یہ واقع ہوا ہی بطور توبیخ کے اور تقصیر مکلفین کے بیچ دین اپنے کے یعنے کب عبادت کرو گے تم اپنے رب کی پس تمنے اگر عبادت کی اسکی باوجود قلت مشاغل اور قوت بدن کے تو کیونکر عبادت کروگے اسکی باوجود کثرت مشاغل اور ضعف قوی کے شاید ایک تمہارا نہین انتظار کرتا مگر تونگری کا الخ ہ ع (وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہی اسی ابی ہریرہؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو تحقیق دنیا راندی گئی ہی اور دور کی گئی ہی درگاہ رحمت سے یعنے اسی لیے کہ دور کرنیوالی ہے اللہ تعالے سے اور راندی گئی ہے ہر چیز کہ دنیا مین ہی یعنے وہ چیزین کہ غافل کرین ذکر اللہ سے مگر ذکر خدا اور وہ چیز کہ دوست رکھتا ہی خدا اسکو اور عالم اور سیکھنے والا نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف دوست رکھتا ہی اسکو یعنے طاعتین اور وہ چیزین کہ نزدیک کرین اللہ سے یا ما والاہ کے معنے یہ ہین وہ چیز کہ قریب اور مشابہ ہو ذکر کے قسم ذکر انبیا اور اولیا اور صلحا اور اعمال صالحہ سے یا وہ چیز کہ تابع ہو ذکر کی اور لوازم اور مقتضیات اسکی سے ہو قسم اتباع اوامر اور نواہی الٰہی مراسمہ کی سے اور والاہ وجہ اول پر ولی سے ہی یعنے محبت

اور وجہ ثانی پر دلالت کرتی ہی قربت کا اور وجہ ثالث کہ موالات سے ہو یعنے محبت کے اور یہ اس تقدیر پر ہے کہ مراد ساتھ ذکر اسم الٰہی کے جو عزاسمہ چاہیے کہ متعارف ہو
اور اگر مراد ساتھ اسکے ہر عمل خیر ہو کہ بہ نیت تقرب اور تعبد کے کریں تو طاعتیں اور عبادتیں باعتبار ان معنے کے سب داخل ذکر کے ہونگی اور مراد ساتھ ما والاہ کے
اسباب اور آلات ہونگے کہ باعث ذکر کے اور مدد کرنے والے اسپر ہیں قسم کفاف معیشت اور اور ضروریات کے سے اور ذکر کرنا عالم و متعلم کا قبیلہ تخصیص بعد تعمیم کے سے ہوگا
ع (وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منہا شربۃ رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)
اور روایت ہی سہل بیٹے سعد کے سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہوتی دنیا برابر پر مچھر کے نزدیک خدا کے تو نہ پلاتا کسی کافر کو انمین سے ایک گھونٹ
پانی کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے اگر دنیا کی کچھ بھی قدر ہوتی اللہ کے نزدیک تو کافر کو اس چیز بھی نہ ملتی اس لیے کہ عدو اللہ کے ہیں اور عدو
کو نہیں دیا کرتی وہ چیز کہ اسکی قدر ہو دینے والے کے نزدیک پس اسکی حقارت ہی کا سبب ہی کہ کافروں کو دیا ہی اور اپنے دوستوں کو نہیں دیا جیسے کہ اشارہ کیا گیا
حدیث میں ما زویت الدنیا عن احد الا کانت خیرۃ لہ اور اسکی وفارت ہی کا سبب ہی اللہ تعالی کے نزدیک کہ بہت دیا ہی دنیا کو کفار و فجار کو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ الخ یعنے اور اگر نہ یہ خیال ہوتا اسکا کہ ہو جاوینگے لوگ جماعۃ واحدۃ یعنے کفر پر تو کر دیتے ہم واسطے انکے کہ کافر ہوتے ہیں واسطے گھروں انکے کے
چھت چاندی کی اور فرمایا اللہ تعالی نے وما عند اللہ خیر للابرار اور فرمایا ورزق ربک خیر وابقی ع (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتخذوا
الضیعۃ فترغبوا فی الدنیا رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہی ابن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ پکڑو تم ضیعہ کو تا سبب
رغبت کی ہو دنیا میں نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف ضیعہ ساتھ زبر ضاد اور سکون ی کے صنعت اور تجارت اور باغ اور زراعت اور گانون
اور مراد منع کرنا ہی مشغول ہونے سے انمیں اور مانند انکے میں کہ جو مانع ہوں عبادت سے اور متوجہ ہونے سے طرف امور عقبی کے ع اسلیے کہ ان چیزوں
کے اختیار کرنے میں حرص اور طلب کرنے زیادہ کے پیدا ہوتی ہی اور یہ اسکے حق میں ہی کہ گرفتار ہوا اسباب میں اسکو مانع حضور سے ہوا اور واسطے حقوق کے باز رہے
اور اگر ایسا نہو تو منع نہیں اور ان دونوں معنوں کو آیہ کریمہ رجال لا تلہیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ محتمل ہی یعنے اسکے یہ کہ وہ مرد کہ باز نہیں رکھتی انکو تجارت اور بیع ذکر خدا
سے یعنے بیع اور تجارت نہیں رکھتے مانع ہو یا یہ مراد ہو کہ نہ ہو انکا ذکر سے باز نہیں رکھتا اور ان معنی آخر کو قول سبحانہ تعالی کا واقام الصلوۃ وایتاء الزکوۃ سے تائید
سے گرت مال و جاہ بستہ زرع و تجارت چو دل با خداست خلوت نشینی ع (وعن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب دنیاہ اضر باخرتہ
ومن احب آخرتہ اضر بدنیاہ فاثروا ما یبقی علی ما یفنی رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہی ابی موسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
کہ جو شخص دوست رکھتا ہی دنیا اپنی کو یعنے ایسا دوست رکھنا کہ غالب ہو حب مولے پر نقصان پہونچاتا ہی آخرت اپنی کو یعنے ناقص کرتا ہی درجہ اپنا آخرت میں اسلیے کہ
مشغول ہوتا ہی ظاہر و باطن اسکا دنیا میں پس نہیں ہوتی اسکو فراغت واسطے امر آخرت اور طاعت مولے کے اور وہ شخص دوست رکھتا ہی آخرت اپنی کو ضرر پہونچاتا ہی
دنیا اپنی کو یعنے بسبب نہ متوجہ ہونے اسکے کے امر دنیا میں بسبب مشغول ہونے اسکے کے امر آخرت میں اور مہمات اسکے میں پس جب جانا تمنے کہ دونوں
دنیا اور آخرت کی آپس میں جمع نہیں ہوتی تو پس اختیار کرو اس چیز کو کہ باقی ہی یعنے آخرت کو اوپر اس چیز کے کہ فانی ہی یعنے دنیا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان
میں ف علامت اختیار کرنے عقبے کی اعراض کرنے کی دنیا سے یہ ہی کہ مستعد رہے موت کے لیے پہلے آنے اسکے کے ع (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال لعن عبد الدینار ولعن عبد الدرہم رواہ الترمذی) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ انہنے نقل کی یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا لعنت کیا گیا اور لعنت
کیا جاوے بندہ دینار کا اور بندہ درہم کا نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے جو کوئی گرفتار انکی محبت کا ہی اور بسبب انکی بندگی کے خدا سے دور پڑا ہی وہ گویا بندہ انکا اور لعن
معنے میں ہانکنا اور دور کرنا نیکی اور رحمت سے ع (وعن کعب بن مالک عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ذئبان جائعان ارسلا فی غنم بافسد لہا
من حرص المرء علی المال والشرف لدینہ رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہی کعب بیٹے مالک کے سے انہنے نقل کی اپنے باپ سے کہ کہا انکے باپ نے کہ فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دو بھیڑیے بھوکے کہ چھوڑے گئے بیچ ریوڑ بکریوں کے بہت خراب کرنے والے بکریوں کو حرص کرنے شخص کے سے
مال وجاہ پر واسطے دین اپنے کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے ف لفظ لدینہ متعلق ہے افسد کی اور غرض یہ ہے کہ حرص کرنی آدمی کے مال وجاہ پر بہت خراب کرتی ہے
اسکے دین کو کہ شاید ہو کوئی کہ بسبب ضعف اسکے کے مقابلہ میں حرص کے بہ نسبت خراب کرنے دو بھیڑیوں بھوکوں کے ریوڑ بکریوں کو یعنے وہ بھیڑیئے بکریوں کو
ایسا خراب نہیں کرتے جیسے حرص دین کو خراب کرتی ہے اور سند حدیث میں جو ہے عن ابیہ تو ہے اسی طرح مشکوۃ کے نسخوں میں لیکن یہ سہو ہے کاتب کا اور صواب
یہ ہے کہ لفظ عن ابیہ نہو اسلیے کہ باپ کعب کا کہ مالک ہے ساتھ شرف اسلام کے مشرف نہیں ہوا اور جامع ترمذی میں یوں ہے عن ابن کعب بن مالک عن ابیہ اور
مشکوۃ کے بعضے نسخوں میں بھی اسی طرح واقع ہوا ہے پس یہ حدیث کعب ابن مالک سے ہوگی اور کعب ابن مالک صحابی مشہور ہیں ان تین میں سے کہ پیچھے
رہ گئے تھے غزوہ تبوک سے شرح (وَعَنْ خَبَّابٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْفَقَ مُؤْمِنٌ مِنْ نَفَقَةٍ اِلَّا اُجِرَ فِيْهَا اِلَّا نَفَقَتَهُ فِيْ هٰذَا التُّرَابِ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے خباب سے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں خرچ کیا کسی مسلمان نے کوئی خرچ یعنے مصارف شرعیہ میں
نہیں مگر کہ ثواب دیا جاتا ہے نہیں مگر خرچ کرنا اسکا اس خاک میں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے گھر کے بنانے میں کہ اسمیں اجر و ثواب نہیں ہوتا اور
یہ خرچ مخصوص ہے ضرورت و احتیاج سے اور بنانے مکانوں خیر کے جو واسطے اللہ کے ہیں مستثنیٰ ہیں یعنی اگر بقدر حاجت کے ہو اور اسی طرح مکان خیر کے مانند مسجد اور مدارس
اور مانند انکے کے بنانا انکا مستحسن اور مستحب ہے شرح (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلنَّفَقَةُ كُلُّهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا الْبِنَاءَ فَلَا خَيْرَ فِيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خرچ کرنا سب راہ خدا میں ہے یعنے ثواب رکھتا ہے اگر نیت تقرب کی کرے
مگر خرچ کرنا بیچ بنانے عمارت کے یعنے اگر زائد ہو حاجت سے پس نہیں ہے نیکی اور ثواب اس میں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ف واسطے واقع
ہونے اسراف کے اور اللہ نہیں دوست رکھتا اسراف کو اور سوا اسکے جو خرچ کرتا ہے بہ نیت تقرب کے اسمیں اسراف نہیں ہے اسلیے کہ وہ قبیل انفاق یا انجام
کے سے ہے اور یہ دونوں چیزیں برابر ہیں کہ واقع ہوں بیچ مستحق یا غیر مستحق پر شرح (وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا وَنَحْنُ مَعَهٗ فَرَاٰى قُبَّةً مُشْرِفَةً فَقَالَ
مَا هٰذِهٖ قَالَ اَصْحَابُهٗ هٰذِهٖ لِفُلَانٍ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَكَتَ وَحَمَلَهَا فِيْ نَفْسِهٖ حَتّٰى لَمَّا جَاءَ صَاحِبُهَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فِي النَّاسِ فَاَعْرَضَ عَنْهُ صَنَعَ ذٰلِكَ مِرَارًا حَتّٰى عَرَفَ الرَّجُلُ الْغَضَبَ
فِيْهِ وَالْاِعْرَاضَ عَنْهُ فَشَكَا ذٰلِكَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ وَقَالَ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُنْكِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا خَرَجَ فَرَاٰى قُبَّتَكَ فَرَجَعَ الرَّجُلُ اِلٰى قُبَّتِهٖ فَهَدَمَهَا حَتّٰى سَوَّاهَا
بِالْاَرْضِ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمْ يَرَهَا قَالَ مَا فَعَلَتِ الْقُبَّةُ قَالُوْا شَكَا اِلَيْنَا صَاحِبُهَا اِعْرَاضَكَ فَاَخْبَرْنَاهُ فَهَدَمَهَا فَقَالَ اَمَا اِنَّ كُلَّ بِنَاءٍ
وَبَالٌ عَلٰى صَاحِبِهٖ اِلَّا مَا لَا اِلَّا مَا لَا يَعْنِيْ اِلَّا مَا لَا بُدَّ مِنْهُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک دن اس حال میں کہ ہم ساتھ
اصحاب کی ساتھ آنحضرت کے تھے پس دیکھا آنحضرت نے ایک گنبد بلند کہ ایک شخص نے انصار میں سے بنایا تھا پس فرمایا آنحضرت نے یعنے بطریق انکار و تحقیر
کے کہ کیا ہے یہ گنبد یعنے یہ عمارت بڑی ہے اور کسنے بنایا ہے اسکو عرض کیا حضرت کے صحابی نے کہ یہ گنبد ہے فلانے شخص کا کہ ایک مرد انصار میں سے ہے پس سکوت فرمایا
حضرت نے اور کچھ نہ کہا ولیکن رکھا اس بات کو بطریق کراہت کے اور غضب کے اپنے دل میں یہانتک کہ جب آیا مالک گنبد کا پس سلام کیا اسنے حضرت پر لوگوں میں
پس منہ پھیر لیا حضرت نے اس سے جواب اسکے سلام کا نہ پایا دیا اور منہ پھیر لیا التفات نہ کیا اسکی طرف واسطے ادب دینے اسکے کے اور تنبیہ کرنے غیر اسکے کے کیا
نے یہ فعل کئی بار یعنے وہ شخص سلام کرتا تھا اور آنحضرت منہ پھیر لیتے تھے اور جواب اسکے سلام کا نہ دیتے تھے یہانتک کہ پہچانا اس شخص نے غصہ چہرہ مبارک پر
اور پھر جانا منہ مبارک پھیرنا اس سے پس شکایت کی اس شخص نے اسکی حضرت کے یاروں سے یعنے خاص یاروں سے کہ ہمنشین و مصاحب تھے اور کہا اس شخص نے
قسم ہے خدا کی میں ناآشنا دیکھتا ہوں اپنے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے اثر غصہ اور کراہت کا دیکھتا ہوں حضرت پر کہ ہرگز نہ دیکھا تھا میں نے سبب اسکا
کیا ہے کہا صحابہ نے کہ نکلے تھے حضرت اور دیکھا تھا گنبد تیرا اور مکروہ جانا اسکو پس پھرا وہ شخص طرف گنبد اپنے کے پس گرا دیا اسکو یہانتک کہ برابر کر دیا اسکو ساتھ زمین

پس نکلے آنحضرت ایک روز پس نہ دیکھا اُس گنبد کو فرمایا کیا ہوا وہ گنبد کہا صحابہ نے کہ شکایت کی طرف ہماری مالک اُسکے نے آپکے منہ پھیرنے کی اُس سے اور پوچھا کہ
سبب اسکا کیا ہے پس خبر دی ہمنے اُسکو یعنی اسکی کہ خفگی آپکی بسبب ہمارے گنبد کے ہے پس گرا دیا اُسنے اُسکو پس فرمایا حضرت نے یعنی بیچ سبب مکروہ جاننے اُس
عمارت کے آگاہ ہو تحقیق ہر عمارت سبب عذاب کی ہے آخرت مین اوپر مالک اُسکے کے الا مالا الا مالا یعنی مگر وہ چیز کہ نہیں ہے چارہ اس سے اور ضروری ہے اسقدر
سماعت ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف یعنے حدیث کے یہ ہین کہ جو عمارت کہ بناوے اُسکو مالک اُسکا پس وہ وبال ہے یعنے عذاب ہے آخرت مین اور وبال اصل مین بوجھ
اور مکروہ کو کہتے ہین اور مراد عمارت سے وہ ہے کہ باقی ہو تفاخر اور جیسے سکے لیے زیادہ حاجت سے نہ عمارتین خیر کی مانند مسجدون اور مدرسون اور خانقاہون کے کہ یہ
آخرت کی چیزون سے ہین اور اسیطرح جو چیز کہ ضروری ہے آدمی کے لیے قسم قوت اور لباس اور مکان رہنے کے سے روایت کیا بیہقی نے انس سے بطریق مرفوع کے کہ تمام
بنا وبال ہے اپنے مالک پر دن قیامت کے مگر مسجد اور روایت کیا طبرانی نے واثلہ سے مرفوعا کہ کل بنیان یعنے عمارت وبال ہے مگر جو کہ ہو ایسی اور اشارہ کیا ساتھ
ہتھیلی اپنی کے یعنے تھوڑی سی بقدر ضرورت کے اور کل علم وبال ہے دن قیامت کے مگر وہ علم کہ عمل کیا جاوے اسپر ۲ ع (وَعَنْ اَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ عَهِدَ
إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَكْفِيكَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْكَبٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَفِي بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيحِ
عَنْ أَبِي هَاشِمِ بْنِ عُتْبَدَ بِالدَّالِ بَدَلَ التَّاءِ وَهُوَ تَصْحِيفٌ) اور روایت ہے ابی ہاشم بن عتبہ سے کہ کہا وصیت کی مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سوا اسکے
نہیں کہ کفایت کرتا ہے تجکو جمع کرنے مال کے سے ایک خادم کہ سفر ضروری مین خدمت کرے اور ایک سواری کہ سوار ہو تو اُسپر راہ خدا مین یعنے جہاد مین یا حج مین
یا طلب علم مین یعنے اگر کچھ رکھا چاہیے تو یہ دو چیزین رکھ زیادہ اسپر اختیار نکر یا صرف کردے اور نہ رکھ اور مقصود اُس سے قناعت اور اکتفا کرنا ہے قدر کفایت پر اُن چیزون
مین سے کہ توشہ ہون راہ آخرت کا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور بعضے مصابیح کے نسخون مین عن ابی ہاشم بن عتبد ہے ساتھ دال کے بدلے
تے کے اور یہ غلط ہے کسی راوی سے یہ غلطی ہوئی ہے (وَعَنْ عُثْمَانَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ لِابْنِ آدَمَ حَقٌّ فِي سِوَى هَذِهِ الْخِصَالِ بَيْتٌ يَسْكُنُهُ وَثَوْبٌ يُوَارِي
عَوْرَتَهُ وَجِلْفُ الْخُبْزِ وَالْمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عثمان سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ہے واسطے ابن آدم کے استحقاق بیچ غیر ان
چیزون کے گھر کہ رہے اُس مین یعنے بقدر ضرورت کے ہو کہ دفع کرے گرمی اور سردی کو اور کپڑا کہ ڈھانکے ساتھ اُسکے ستر اپنے کو اور روٹی خشک بغیر لاون کے
کہ اس سے بھوک کو دفع کرے اور پانی کہ اس سے پیاس کو بجھاوے نقل کی یہ ترمذی نے ف مراد ساتھ حق کے وہ چیز ہے کہ واجب ہے واسطے اُسکے اللہ تعالے
کی طرف سے بغیر رنج و سوال کے اُس سے آخرت مین پس اکتفا کریگا اسپر وجہ حلال سے نہین سوال کیا جاویگا اُس سے اسلیے کہ یہ چیزین اُن حقوق مین سے ہین کہ
نہیں چارہ نفس کو اُنسے اور جو کچھ سوائے اُنکے ہے حظوظ نفس سے سوال کیا جاویگا اُنسے اور مطالبہ کیا جاویگا اور جلف ساتھ زیر جیم اور جزم لام کے روٹی موٹی خشک
بغیر لاون کے اور ساتھ زبر جیم کے بھی روایت کیا ہے جمع جلفہ کی یعنی ٹکڑے خشک روٹی کے کہ اس سے بھوک کو دفع کرے ۲ ع ج (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَاءَ
رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللَّهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ قَالَ ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللَّهُ وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور
روایت ہے سہل بن سعد سے کہا آیا ایک شخص پس کہا یا رسول اللہ خبر دو مجکو ایسے کام کی کہ جسوقت مین کرون اُسکو دوست رکھے مجکو اللہ اور دوست رکھین مجکو
لوگ فرمایا نفرت کر اور رغبت نکر دنیا مین یعنے ساتھ ترک کرنے محبت اسکی کے اور اعراض کرنے سے زوائد اُسکے سے اور متوجہ ہونے کے طرف آخرت کے تا دوست
رکھے تجکو اللہ یعنے بسبب نہ دوست رکھنے تیرے کے عدو اللہ کو کہ دنیا ہے اور رغبت نکر اُس چیز مین کہ نزدیک لوگون کے ہے یعنے مال وجاہ تا دوست رکھین تجکو لوگ
نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف زہد کہتے ہین بے میل کرنے کو طرف ایک چیز کے اور زہد صادق اور کامل یہ ہے کہ باوجود میسر ہونے لذات کے اُنسے بے رغبتی کرے
کہا ہے بعضون نے کہ نہیں متصور ہوتا زہد اُس سے کہ نہین ہے اُسکے لیے مال اور نہ جاہ چنانچہ آیا ہے کہ کہا گیا ابن مبارک کو یا زاہد اُنھون نے کہا کہ زاہد عمر ابن عبد العزیز
تھے کہ دنیا چلی آئی تھی اور باوجود اسکے اُنھون نے ترک کیا اُسکو اور ہم کس چیز مین زہد کرینگے انتہی حاصل یہ کہ قناعت کرے بقدر ضرورت پر ہر چیز مین مانند

کھانے اور پہننے وغیرہ کا رکھے اور چھوڑے فضولیوں کو جب زاہد ہوتا ہے ۞ (وعن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام علی حصیر فقام وقد اثر فی
جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لک ونعمل فقال ما لی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکہا رواہ احمد
والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سوئے بوریے پر پس اٹھے حضرت اور تحقیق نشان کیا تھا بوریے نے
حضرت کے بدن مبارک پر پس عرض کیا ابن مسعود نے کہ یا رسول اللہ اگر فرماتے آپ ہمکو کہ بچھا دیں ہم واسطے آپ کے فرش نرم اور بنا دیں ہم واسطے
آپکے کپڑے اچھے تو بہتر ہوتا سونے آپ کے سے اس بوریے سخت پر پس فرمایا کہ نہیں ہے مجکو الفت ساتھ دنیا کے اور نہ دنیا کو الفت ومحبت ہے ساتھ میرے اور
نہیں ہے حال میرا ساتھ دنیا کے مگر مانند حال سوار کے کہ سایہ پکڑا نیچے ایک درخت کے اور سوار ہو کر رہا پھر چل کھڑا رہا اور چھوڑ گیا اس درخت کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ف یہ جو فرمایا ما لی وللدنیا الخ ما اسمین نافیہ ہے یعنے نہیں ہے واسطے میرے الفت ساتھ دنیا کے اور نہ واسطے دنیا کے الفت ومحبت ساتھ میرے تاکہ رغبت کروں میں
طرف اسکے بچھونے بچھاؤں اسپر اور جمع کروں اس چیز کو کہ اسمین ہے یا ما استفہامیہ ہے یعنے کونسی الفت ومحبت ہے واسطے میرے ساتھ دنیا کے یا کونسی چیز حاصل
ہوگی واسطے میرے ساتھ میل کرنے کے طرف دنیا کے یا میل کرنے اسکے کے طرف میرے اسلیے کہ میں طالب آخرت ہوں اور دنیا سوکن اور ضد اسکی ہے اور یہ تشبیہ
سوار کی بسبب قلت مدت ٹھہرنے اور جلدی چلے جانے کے ہے اسلیے کہ معلوم ہے کہ گھوڑے کی پیٹھ پر کس قدر ٹھہر سکتا ہے ٹھوڑی ہی دیر ٹھہرتا ہے اور یہی ہے کہ اسمین
اشارہ ہے طرف بعید ہونے مقصد کے یعنے آخرت کے اور اہتمام کرنے کے ساتھ قطع مسافت اسکی کے اور نہ متعلق اور التفات کرنے کے کسی اور چیز کی طرف کہ
مانع ہو اس سے ۞ (وعن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اغبط اولیائی عندی لمؤمن خفیف الحاذ ذو حظ من الصلوۃ احسن عبادۃ ربہ و
اطاعہ فی السر وکان غامضا فی الناس لا یشار الیہ بالاصابع وکان رزقہ کفافا فصبر علی ذلک ثم نقد بیدہ فقال عجلت منیتہ قلت بواکیہ قل تراثہ رواہ
احمد والترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی امامہ سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بہت قابل رشک کے میرے دوستوں میں سے نزدیک میرے
یعنے بہت اچھا انکا ازروے حال اور افضل انکا ازروے مال کے نزدیک میرے یعنے میرے دین ومذہب میں البتہ مومن ہے سبکبار وصاحب فہم ہے بہرہ کا نماز سے
اچھی کرتا ہے بندگی رب اپنے کی اور اطاعت کرتا ہے اسکی پوشیدہ اور خلوت میں عبادت الہی میں مشغول رہتا ہے یعنے جیسے کہ اطاعت وعبادت کرتا ہے اسکی ظاہر میں اور تھا
وہ گمنام لوگوں میں نہیں اشارہ کیا جاتا طرف اسکے ساتھ انگلیوں کے یعنے مشہور اور انگشت نما خلق میں نہیں ہے سبب علم وعمل کے اور ہے روزی اسکی بقدر کفایت
کے پس صبر وقناعت کی اسپر پھر چٹکی بجائی حضرت نے ساتھ ہاتھ اپنے کے یعنے جیسی رسم ہے کہ وقت تعجب کے اور بہ چٹکنے کسی چیز کے بجاتے ہیں پھر فرمایا کہ
جلدی کی گئی موت اسکی کم ہیں عورتیں رونے والیاں اسکے مرنے پر کم ہے میراث اسکی نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف لفظ حاذ ساتھ تخفیف معجمہ
پیٹھ سواری کی اور خفیف الحاذ قلیل المال والعیال کذا فی القاموس اور کہا صراح میں خفیف الحاذ سبک پشت یعنے عیال ومال سے سبکدوش ہے پس اشغال
کی سیر خوب طرح کر سکتا ہے اور نہیں مانع ہوتی اسکو کوئی چیز علائق سے اور صاحب نصیبہ بڑے کا نماز سے یعنے بہت پڑھتا ہے نماز ساتھ حضور قلب کے اور مناجات
مع اللہ کے چونکہ شواغل اور تعلقات اہل ومال کے کم رکھتا ہے ضرور ہے کہ کثیر الصلوۃ اور بہت حضور رکھنے والا ہوگا درویش کہ ترک دنیا اور قطع تعلقات کرتے ہیں اسلیے
کرتے ہیں کہ نماز اور عبادت مولے تعالے بحضور کرسکیں آور یہ گمنام لوگوں آسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ نہیں نکلتا انمیں سے اسلیے کہ نکلنا انمین موجب شہرت
کا ہے انمین اور اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ مراد لوگوں سے عام لوگ ہیں یعنی نہیں خبر رکھتی اسکو مگر خاص لوگوں کی یعنے اولیا اور علما کی کہ نہیں چھپتا ہے
جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر جملہ ولا یشار الیہ الخ اور نقد بیدہ کے معنے یہ ہیں کہ مارا سر انگوٹھے کا بیچ کی انگلی کے سر پہانتک کہ نکلی اس سے آواز اور نہایت ہے کہ نقد
کیا آنحضرت نے ساتھ انگلیوں دست مبارک اپنے کے جیسے کہ درہمی نقد کرتے ہیں یعنے پرکھتے ہیں ایک پھر اور پھر اور جانور جو دانہ اٹھاتا ہے ایک پھر اور پھر
اسکو بھی نقد کہتے ہیں اور مراد مارنا سر انگلیوں کا ہے ایک دوسری پر بقصد تعجب اور تقلیل کے یعنے حال اسکا یہ تھا چند روز میں موت آگئی بس چل کھڑا رہا جیسے کہ فرمایا

جلدی کی گئی موت اسکی یعنے جلدی انتقال ہوگیا اس عالم فتنہ و آشوب سے یا مراد یہ ہو کہ ایسا شخص جلد اور آسان جان دیتا ہو بسبب قلت تعلق کے دنیا میں اور علیہ شوق آخرت کے ﴿ع﴾ (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلَيَّ رَبِّي لِيَجْعَلَ لِي بَطْحَاءَ مَكَّةَ ذَهَبًا فَقُلْتُ لَا يَا رَبِّ وَلٰكِنْ أَشْبَعُ يَوْمًا وَأَجُوعُ يَوْمًا فَإِذَا جُعْتُ تَضَرَّعْتُ إِلَيْكَ وَذَكَرْتُكَ وَإِذَا شَبِعْتُ حَمِدْتُكَ وَشَكَرْتُكَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابو امامہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا اور ظاہر کیا مجھ پر پروردگار نے میرے نے کہ کر دے میرے لیے مکہ کے سنگریزوں کو سونا پس کہا میں نے نہیں چاہتا میں یہ اے پروردگار میرے لیکن چاہتا ہوں میں کہ پیٹ بھر کر کھاؤں میں ایک روز اور بھوکا رہوں میں ایک روز پس جس وقت بھوکا ہوں زاری اور عاجزی کروں طرف تیری اور یاد کروں میں تجھکو اور جس وقت سیر ہوں میں تعریف کروں تیری اور شکر کروں میں تیرا نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے عرض کیا یعنے پیش کیا خواہ حسی یا معنوی اور یہ ظاہر تر ہے یعنے سونا کیا مجھے اور اختیار دیا مجھکو کہ چاہو تو وسعت اختیار کرو دنیا میں اور چاہو تو قناعت کرو بلا حساب و عذاب اور بطحا اور بطحاء جگہ جاری ہونے پانی فراخ کی کہ اس میں سنگریزے باریک ہوں اور مراد سرزمین مکہ کی ہے یعنے ریگستان مکہ کا اسی واسطے بطحا کا کہا اس نالہ کا نام ساتھ سونے کے یا کر دیا سنگریزوں کا سونا اور یہ ظاہر تر ہے کہا اور روایت میں آیا ہے کہ پہاڑ مکہ کے سونے کے کر دے یعنے فرمایا کہ اگر چاہو تو تمہارے لیے سنگریزوں کو سونے کے کر دوں اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ میں نے فقر اختیار کیا ایک روز سیر اور ایک روز بھوکا رہوں تا فضیلت مقام صبر و شکر کی پاؤں میں اور یہ تعلیم و آگاہ کرنا ہے امت کو اور بیان اختیار کرنے فقر و قناعت کے اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ یہ فقر افضل ہے غنا سے ﴿ع﴾ (وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِحْصَنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمْ آمِنًا فِي سِرْبِهِ مُعَافًى فِي جَسَدِهِ عِنْدَهُ قُوتُ يَوْمِهِ فَكَأَنَّمَا حِيزَتْ لَهُ الدُّنْيَا بِحَذَافِيرِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے عبید اللہ بیٹے محصن کے سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہ صبح کرے تم میں سے بے ڈر بیچ جان اپنی کے عافیت اور تندرستی دیا گیا بیچ بدن اپنے کے یعنے ظاہر و باطن میں نزدیک اسکے ہو قوت ایک دن کا یعنے وجہ حلال سے پس گویا جمع کی گئی اسکے لیے تمام دنیا یعنے گویا کہ دیا گیا تمام دنیا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فوت نہ رہنے دشمن سے یا اسباب عذاب خدائے تعالیٰ کے سے بسبب توبہ کرنیکے گناہوں سے اور بچنے کے مناہی سے اور سرب مشہور ساتھ زیر سین اور جزم رے کے ہے یعنے نفس اور طریق اور حال اور دل کے اور یہ معانی بھی مناسب مقام کے ہیں حاصل یہ کہ ہو کوئی کہ اٹھا صبح کو فارغ البال اور بے تشویش اور ترد چیزوں ذکر کی گئی سے اور بعضوں نے کہا سرب یعنی جماعت کے ہے پس معنی یہ کہ اپنے اہل و عیال میں اور بعضوں نے کہا کہ ساتھ زبر سین اور جزم رے کے یعنی مسلک اور طریق کے اور بعضوں نے کہا ساتھ زبر سین اور رے کے یعنی خانہ زیر زمین کے مانند گھروں چوہوں وغیرہ وحشی جانوروں کے اگر یہ روایت صحیح ہو تو معنی اسکے بھی مناسب مقام کے ہیں یعنے اُس گھر میں کہ مانند سوراخ چوہا اور لومڑی کے ہے آفات زمانہ سے نڈر ہو ﴿ع﴾ (وَعَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مَلَأَ آدَمِيٌّ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ آدَمَ أُكُلَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ فَإِنْ كَانَ لَا مَحَالَةَ فَثُلُثٌ طَعَامٌ وَثُلُثٌ شَرَابٌ وَثُلُثٌ لِنَفَسِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) اور روایت ہے مقدام بیٹے معدیکرب کے سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں بھرا آدمی نے کوئی ظرف بدتر پیٹ سے یعنے پیٹ بدترین ظرفوں کا ہے اگر بھرا جاوے اور اسکے بھرنے سے ایسی برائیاں اٹھتی ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتیں کفایت کرتے ہیں ابن آدم کو کتنے ایک لقمے کہ سیدھا اور کھڑا رکھیں اسکے پشت کی ہڈی کو یعنے بجا لانے طاعت کے لیے اور درستی کرنے وجہ معاش کے لیے پس اگر ضرور یعنے پیٹ ہی بھرنا منظور ہو اور اوسنے قوت پر کفایت نکرے تو چاہیے کہ تین حصہ کرے پیٹ کو ایک حصہ جگہ طعام کی اور ایک حصہ جگہ پانی کی اور ایک حصہ خالی چھوڑ دے دم لینے کے لیے تا دم تنگ نہو اور ہلاک نہو جاوے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے فقط کھانا پینا سنے حق واجب ہے یعنے کہ نہ تجاوز کرے اس قدر سے کہ کھڑی رہے بسبب اسکے پیٹھ اسکی تاکہ قوت حاصل ہو بسبب اسکے خدا تعالیٰ پر پس اگر ارادہ تجاوز ہی کا ہو تو نہ تجاوز کرے قسم مذکور سے اور ٹھہرایا پیٹ اول ظرف مانند اون ظروف کے کہ کام میں آتے ہیں جو ایچ گھر کے از راہ حقارت شان اسکی کے پھر اسکو بدتر ظرفوں کا فرمایا اسلیے کہ ظروف استعمال کیے جاتے ہیں اُن چیزوں کے لیے کہ اسکے لیے موضوع ہیں

اور پیٹ خالی ہو قوت جب حاصل ہوگی کہ بھر یگا اور بھرنا اُسکا باعث فساد دین دنیا کا ہی پس ہوگا برا اور ظروف سے کہا ابو حازم نے کہ بھوک مین دس فائدہ ہین
اوّل تو صفائی دل کی اور بصارت کی اسلیے کہ پیٹ بھرنا باعث بلادت طبع کا ہوتا ہی اور اندھا کر دیتا ہی دل کو اور بہت ہوتا ہی اُس سے بخار دماغ مین اور
دوسرے نرمی دل کی اور صفائی اُسکی کہ اُس سے دل مین تاثیر ہوتی ذکر کی اور تیسرے سبب ہو انکسار اور جاتے رہنے تکبر اور حرص اور فرح کے کہ موجب طغیان
ہی اور نہین انکسار ہوتا نفس کو کسی چیز سے جیسے کہ ہوتا ہی بھوک سے اور چوتھے یہ کہ نہین بھولتا بلا سے خدا اور عذاب اسکے کو اور اہل بلا اسلیے کہ پیٹ بھرے بھولجا
ہین بھوکون اور بھوک کو اور پانچوین بڑا فائدون مین توڑنا شہوات سب گناہون کا ہی اور غالب ہونا نفس امارہ پر اور کم کھانا ضعیف کر دیتا ہی شہوت و قوت
کو اور تمام سعادتین اسمین ہین کہ مالک ہو آدمی اپنے نفس کا اور شقاوت اسمین ہی کہ مالک ہو اسکا نفس اُسکا اور چھٹے دفع ہونا ہی نیند کا اور ہمیشہ بیدار رہتا ہی
اسلیے کہ جسنے پیٹ بھر کھایا پانی بہت پیتا ہی اور جسنے پانی بہت پیا بہت ہوئی نیند اسکی اور اسکی کثرت مین ضایع ہوتی ہی عمر اور فوت ہوتی ہی تہجد اور بلید ہوتی ہی طبیعت
اور سخت دلی ہوتی ہی اور عمر بڑا نفیس جواہر اور راس المال ہی بندہ کا کہ اسمین تجارت کرے اور نیند موت ہی پس بہت ہونا اسکا نقص کرنا عمر مین سے ہی اور
ساتوین میسر ہونا مواظبت کا عبادت پر پس اگر کھاتا ہو تو باز رہتا ہی کثرت عبادات سے اسلیے کہ محتاج ہوتا ہی طرف ایک وقت کے کہ مشغول ہو کھانے مین
اور اکثر محتاج ہوتا ہی ایک وقت کا کہ خریدے اسمین طعام یا پکاوے اسکو پھر محتاج ہوتا ہی ہاتھ کے دھونے کا اور خلال کرنے کا پھر بار بار جاتا ہی پانی کی جگہ پینے
کے لیے اور اگر صرف کرے ان اوقات کو ذکر و مناجات مین اور تمام عبادات مین تو بہت نفع اُٹھاوے اس سے کہا سری نے کہ دیکھی مین نے علی
جرجانی کے ستو کہ پھانکتے ہین اسمین سے پس کہا مین نے کہ کونسی چیز باعث ہوئی تمکو اسکی اُنھون نے کہا مین نے حساب کیں ما بین چبانے کے پھانکنے تک ستر
تسبیحین پس نہین چبائی مین نے روٹی چالیس برس سے اور آٹھوین کم کھانے سے صحت رہتی ہی بدن مین اور دفع ہوتے ہین امراض اسلیے کہ سبب امراض
کا بہت کھانا ہی پھر مرض باز رکھتا ہی عبادات سے اور تشویش مین ڈالتا ہی دل کو اور محتاج ہوتا ہی فصد کا اور پچھنون کا اور دوا کا اور طبیب کا اور یہ چیزین سب
محتاج ہین محنت کی اور بھوک مین ان سب سے امن ہی اور نوین خفت محنت کی اسلیے کہ جو کوئی عادت ڈالتا ہی کم کھانے کی کفایت کرتا ہی اُسکو تھوڑا سا مال اور دسوین
یہ کہ قادر ہوتا ہی ایثار و تصدق پر ساتھ اس طعام کے کہ زائد ہی حاجت سے اوپر مسکینون کے پس ہوئیگا دن قیامت کے اپنے صدقہ کے سایہ مین پس جو کچھ کہ کھاتا
ہی خزانہ اُسکا پاخانہ ہی اور جو کچھ کہ تصدق کرتا ہی جزا اسکی بفضل اللہ تعالی کا ہو ہی ع (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَتَجَشَّأُ فَقَالَ اَقْصِرْ مِنْ
جُشَائِكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ جُوْعًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَطْوَلُهُمْ شِبَعًا فِي الدُّنْيَا رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ نَحْوَهُ) اور روایت ہی ابن عمرؓ سے کہ تحقیق رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ایک شخص کو کہ ڈکار لیتا ہی پس فرمایا باز آؤ ڈکار لینے سے اسلیے کہ دراز ترین لوگونکا بھوک مین دن قیامت کے دراز ترین انکا ہی پیٹ
بھرنے مین جو کوئی دنیا مین بہت پیٹ بھر کر کھاتا ہی آخرت مین بہت بھوک لگیگی اسکو نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین اور روایت کی ترمذی نے مانند اسکے
ف نام شخص مذکور کا وہب بن عبد اللہ تھا اور یہ گنے گئے ہین چھوٹے صحابیون مین کہ حضرت کے زمانہ مین بالغ ہوئے تھے منقول ہی اُنسے کہ کہا اُنھون نے
کہ کھایا مین نے ترید گوشت کا اور آیا مین حضرت کے پاس ڈکار لیتا ہوا پس فرمایا حضرت نے کہ کیا ہی یہ باز رہ ڈکار اپنی سے الخ اور مقصود منع کرنا ہی پیٹ بھر کھانے
کہ باعث ڈکار لینے کا ہوتا ہی چنانچہ اسلیے فرمایا کہ دراز ترین لوگون کا الخ آیا ہی کہ پھر اُنھون نے پیٹ بھر کر کبھی نہین کھایا یہانتک کہ مفارقت کی دنیا سے جبکہ رات کو
کھاتے تھے تو صبح کو نہین کھاتے تھے اور اگر صبح کو کھاتے تھے تو رات کو نہین کھاتے تھے ع (وَعَنْ كَعْبِ بْنِ عِيَاضٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ فِتْنَةً وَفِتْنَةُ اُمَّتِي الْمَالُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی کعب بیٹے عیاض کے سے کہا اُسنے کہ سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ تحقیق واسطے ہر امت کے فتنہ اور آزمایش ہی جانب حق سے اور آزمایش امت میری کی مال ہی یعنے حق تعالی انکو غنی کرتا ہی اور اموال دیتا ہی تا
آزماوے کہ حد استقامت پر رہتے ہین یا نہین نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُجَاءُ بِابْنِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُ بَذَجٌ فَيُوقَفُ

بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَعْطَیْتُکَ وَخَوَّلْتُکَ وَاَنْعَمْتُ عَلَیْکَ فَمَا صَنَعْتَ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَیَقُوْلُ لَہٗ اَرِنِیْ مَا قَدَّمْتَ فَیَقُوْلُ رَبِّ جَمَعْتُہٗ وَثَمَّرْتُہٗ وَتَرَکْتُہٗ اَکْثَرَ مَا کَانَ فَارْجِعْنِیْ اٰتِکَ بِہٖ کُلِّہٖ فَاِذَا عَبْدٌ لَمْ یُقَدِّمْ خَیْرًا فَیُمْضٰی بِہٖ اِلَی النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَضَعَّفَہٗ) اور روایت ہے انس سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کہ لایا جاویگا بیٹا آدم کا دن قیامت کے گویا کہ بکری کا بچہ ہے یعنی بسبب ضعف وحقارت کے یعنی ہوگا حقیر وذلیل پس کھڑا کیا جاویگا روبرو اللہ تعالیٰ کے پس فرماویگا اسکو اللہ تعالیٰ یعنی زبانی فرشتہ کے یا بلاواسطہ ساتھ زبان قال یا حال کے دی تھی میں نے تجھکو زندگانی اور حواس اور صحت اور عافیت اور مانند انکے اور دیئے تھے میں نے تجھکو غلام لونڈی اور خشمت اور مال اور جاہ اور مانند انکے اور انعام کیا میں نے تجھ پر یعنی ساتھ اتارنے کتاب کے اور بھیجنے رسول کے وغیرہ ذلک پس کیا کام کیا تو نے یعنی کیا شکر گزاری کی تو نے انکی پس کہیگا اے رب میرے جمع کیا میں نے مال کو اور بڑھایا میں نے اسکو یعنی ساتھ سوداگری کے اور چھوڑا میں نے اسکو یعنی دنیا میں وقت مرنے اپنے کے بہت اس چیز کا کہ تھا اوپر ایام زندگانی میری کے میں پس پھر بھیج مجھکو دنیا میں کہ لاؤں میں تیرے پاس مال سارا یعنی ساتھ خرچ کرنے اسکے کے تیری راہ میں جیسے خبر دی ہے کہا رب کے مال سے اسکو یَقُوْلُوْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَکْتُ پس فرماویگا اللہ تعالیٰ اسکو کہ دکھلا مجھکو وہ چیز کہ آگے بھیجی تو نے یعنی واسطے آخرت کے قسم مال سے اب وہ مال رکھا ہوا دنیا میں کیا فائدہ رکھتا ہے اور کہیں نہیں پھر پہونچنا پس کہیگا یعنی چونکہ کچھ آگے بھیجا نہو گا شرمندہ ہوگا اور جواب مطابق سوال کے پاس نہیں کہیگا دوبارہ جیسے کہ عادت ہے گنہگاروں کی اور مبہوتوں کی کہ جو عذر صحیح نہیں رکھتے بار بار اسی پہلی بات کو کہے جاتے ہیں اے رب میرے جمع کیا میں اور بڑھایا میں نے اسکو اور چھوڑا میں نے اسکو بہت اس چیز سے کہ تھا پس پھر بھیج مجھکو کہ لاؤں میں تیرے پاس سارا مال پس ظاہر ہوگا کہ وہ ایسا بندہ ہے کہ نہیں بھیجی اس نے آگے کوئی بھلائی یعنی ان دی گئی چیزوں میں پس لیجایا جاویگا اسکو اور حکم کیا جاویگا اسکے لیے طرف دوزخ کے نقل کی یہ ترمذی نے اور نسبت کیا اسکی اسناد کو طرف ضعف کے یعنی اگرچہ معنے اسکے صحیح ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور ضعیف کہا اسکو طیبی نے کہ پس ظاہر ہوا حال اس شخص سے کہ وہ ہوا مانند ایک غلام کے کہ دیا تھا اسکو مالک اسکے نے مال تاکہ تجارت کرے اس سے اور نفع حاصل کرے پس نہ فرمانبرداری کی اسنے مالک کے حکم کی بیچ تلف کر دیا اصل مال اس طرح کہ صرف کیا اسکو غیر جگہ اسکی میں اور ایسی تجارت کی کہ جسکا حکم نہیں کیا تھا پس وہ بندہ ٹوٹے میں ہو کہا ہوگا سو جان کہ تمام بھلائیاں اور لذتیں اور سعادتیں بلکہ ہر مطلوب کا نام رکھا جاتا ہے نعمت ولیکن نعمت حقیقی سعادت اخروی ہے اور نام رکھنا سوائے اسکے کا سعادت غلط ہے یا مجاز مانند نام رکھنے سعادت دنیویہ کے کہ نہ سبب ہو آخرت کی غلط محض ہے ہاں جو سبب ہو پہنچا دیں طرف سعادت اخرویہ کے اور مدد ہوں اسکے ساتھ ایک واسطہ کے یا کئی واسطوں کے اگر انکو نعمت کہیں تو صحیح اور سچ ہے بسبب اسکے کہ پہونچاویگی طرف نعمت حقیقی کے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُسْاَلُ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنَ النَّعِیْمِ اَنْ یُّقَالَ لَہٗ اَلَمْ نُصِحَّ جِسْمَکَ وَنُرْوِکَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول پوچھا جاتا بندے کا روز قیامت کے نعمت سے یہ ہے کہ کہا جاویگا اسکو کہ کیا نہیں تندرستی دی تھی یعنی تیرے بدن کو اور نہیں سیراب کیا تھا تجھکو ٹھنڈے پانی سے نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ ٹھنڈا پانی اور تندرستی بڑی نعمت ہیں ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا اے بیٹے پانی سرد کر کے پی اسلیے کہ پانی سرد نکالتا ہے شکر کو تہ دل سے اپنے والد سے یاد رکھتا ہوں میں کہ جب پانی سرد پیتے چپ ہو جاتے اور تھوڑی دیر ٹھہرتے تا بحال خود آویں جب بحال خود آتے کہتے سبحان اللہ کیا چیز ہے اور کیا جوہر ہے اور کہا عالم ذوق اور توحید سے کہتے اور عجائب حال پانی کے سے یہ ہے کہ چیز تو ایسی عزیز کہ مدار زندگانی کا اسپر اور پھر قیمت کچھ نہیں رکھتا اور اس میں عجیب ایک حکایت منقول ہے کہ ایک بادشاہ واقع ہوا ایک جنگل میں اور پیاس لگی اسکو بہت کہ قریب پہونچا ہلاک کے پس ظاہر ہوا اسکے لیے ایک عارف یا فرشتہ اور کہا کہ کیا دیگا تو مجھکو اگر پانی پلاؤں میں تجھکو پس کہا بادشاہ نے کہ آدھا ملک اپنا پس پلایا اسنے پانی پھر رکا اسکا پیشاب یہانتک کہ دشوار ہوا اسپر امر پس ظاہر ہوا وہی فرشتہ

یا بیمار ہوئے دوبارہ اور کہا کہ کیا انعام دیگا تو مجکو اگر علاج کروں میں تیرے اس مرض کا پس کہا بادشاہ نے کہ آدھا ملک اور دونگا پس علاج کیا اسنے پھر کہا اس
بادشاہ کو کہ دے ملک اپنا اور پہچان قیمت اسکی اور نہ مغرور ہو اسکی رونق پر اور بیچ جمع کرنے کے درمیان نعمت صحت اور بادشاہی کے اشارہ ہے طرف اسکے یعنے یہ
دونوں نعمتیں جو اسکی بیان فرمائیں تو اشارہ ہے اسپر کہ یہ ایسی بڑی نعمتیں ہیں کہ تمام ملک و سلطنت ایک طرف اور یہ نعمتیں ایک طرف واللہ اعلم ع (وعن ابن
مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزول قدما ابن آدم یوم القیمۃ حتی یسأل عن خمس عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیما ابلاہ وعن مالہ من این اکتسبہ
وفیما انفقہ وماذا عمل فیما علم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن مسعود سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں سرکینگے
کے پانوں آدمی کے روز قیامت کے یعنے کھڑا رکھینگے اسکو بارگاہ خداوندی میں یہانتک کہ پوچھا جاویگا پانچ حالتوں سے پوچھا جاویگا عمر اسکی سے کہ کس کام
میں صرف کی وہ اور پوچھا جاویگا جوانی اسکی سے کہ کس چیز میں تمام کی وہ یعنے جوانی گویا ایک لباس ہے کہ رفتہ رفتہ پرانا ہو جاتا ہے اور پوچھا جاویگا مال اسکے سے
کہ کہاں سے کمایا اسکو یعنے وجہ حلال یا حرام سے اور کس چیز میں صرف کیا اسکو یعنے طاعت میں یا معصیت میں اور پوچھا جاویگا کہ کیا کام کیا بیچ اس چیز کے
کہ جانا یعنے علم کہ پڑھا یا عمل کیا یا نہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے ف ابو درداء سے ہے کہ کہا انہوں نے اے عویمر کیا حال ہوگا تیرا جب کہا
جاویگا تجکو دن قیامت کے کہ آیا عالم تھا تو یا جاہل ہیں اگر کہیگا تو کہ عالم تھا میں تو کہا جاویگا تجکو کہ کیا عمل کیا تونے بیچ علم کے کہ سیکھا تونے اور اگر کہیگا تو کہ
جاہل تھا میں تو کہا جاویگا تجکو کہ کیا تھا عذر تیرا جاہل رہنے میں کیوں نہ علم پڑھا تونے ع (الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابی ذر ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال لہ انک لست بخیر من احمر ولا اسود الا ان تفضلہ بتقوی رواہ احمد) روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو ذر کو کہ
تحقیق تو نہیں ہے بہتر سرخ رنگ والے سے اور نہ سیاہ رنگ والے سے مگر یہ کہ زیادہ ہووے تو ایک ان دونوں میں سے ساتھ تقوی اللہ کے نقل کی یہ احمد نے ف
یعنے فضیلت نہیں ہے موقوف صورت شکل ظاہر اور کسی رنگ پر اور خاص ان دو رنگوں کو ذکر کیا واسطے ہونے انکے کے اکثر اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ ان دونوں
رنگ آقا اور غلام سے کے ہیں چنانچہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ آقا گورا ہوتا ہے اور غلام کالا اور کہا طیبی نے کہ مراد ساتھ سرخ رنگ کے عجم ہے اور ساتھ سیاہ رنگ کے عرب عجم کو
احمر یعنے سرخ کہتے ہیں باعتبار اسکے کہ سرخی اور سفیدی غالب ہوتی ہے انکے رنگ پر اور عرب کو اسود یعنے سیاہ کہتے ہیں باعتبار غلبہ سیاہی اور سبزی کے ان کے
اور معنی یہ کہ فضیلت حقیقی ساتھ تقوی اور عمل صالح کے ہے اور بغیر تقوی اور عمل صالح کے نسبت کوئی فضیلت نہیں رکھتی جیسے کہ فرمایا حق سبحانہ نے ان اکرمکم
عند اللہ اتقکم اور تقوے کے مراتب ہیں ادنے انکا تقوی کرنا شرک جلی سے ہے اور اوسط انکا معاصی اور ممنوعات اور لہو اور شرک خفی سے ہے یعنے ریا اور
سمعہ سے اور اعلے انکا یہ کہ ہو دائم الحضور ساتھ اللہ کے اور نہ دیکھنے والا خطرہ ما سوی اللہ کا ہے ع (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما زہد عبد
فی الدنیا الا انبت اللہ الحکمۃ فی قلبہ وانطق بہا لسانہ وبصرہ عیب الدنیا وداءہا ودواءہا واخرجہ منہا سالما الی دار السلام رواہ البیہقی فی شعب الایمان)
اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں بے رغبتی کی کسی بندہ نے دنیا میں یعنے زیادتی دنیا میں قدر حاجت سے قسم مال وجاہ
سے مگر اگائی اللہ نے حکمت یعنے معرفت استوار اسکی دل میں اور گویا کیا ساتھ حکمت کے اسکی زبان کو اور کیا اسکو دیکھنے والا ساتھ عین الیقین کے عیب
دنیا کا یعنے کثرت رنج اور قلت غنا اور خست شرکا اور سرعت فنا اور کثرت غم اور غافل ہونا دل کا ذکر رب سے اور دیکھنے والا بیماری اسکی کا یعنے علت محبت اسکی
سبب طلب اسکی کا اور دوا اسکی کا یعنے معالجہ اسکے کا ساتھ معجون علم اور عمل کے اور پرہیز کرنے کے اس سے اور صبر و قناعت کرنے کے اور راضی ہونے کے
مقدر پر اور نکالا اسکو حق تعالی نے دنیا اور آفات اور بلیات سے سالم یعنے بسبب اعراض کرنیکے دنیا سے اور متوجہ ہونے کے عقبی پر طرف دار السلام
نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنے بہشت کے اشارہ ہے اسمیں اسکی طرف کہ حقیقت سلامتی کی تمام و کمال دار آخرت میں اور بہشت میں ہے
ایک درویش سے پوچھا لوگوں نے کہ کیا حال رکھتے ہو تم کہا خیر و سلامت ہے انشاء اللہ اگر بہشت میں وارد ہوں میں ع (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم قال قد افلح من اخلص اللہ قلبہ للایمان وجعل قلبہ سلیما ولسانہ صادقا ونفسہ مطمئنۃ وخلیقتہ مستقیمۃ وجعل اذنہ مستمعۃ وعینہ ناظرۃ فاما الاذن فقمع واما
العین فمقرۃ لما یوعی القلب وقد افلح من جعل قلبہ واعیا رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تحقیق رستگار ہوا وہ شخص کہ خالص کیا اللہ نے دل اسکا واسطے ایمان کے یعنے ایمان عطا کیا خالص آمیزش نفاق سے اور کیا دل اسکا سالم یعنے حسد اور
بغض اور تمام اخلاق بد سے اور احوال بد سے مانند حب دنیا اور غفلت کے جنکا ہونا ہے اور بھول جانے کے عقبے کو فرمایا اللہ تعالے نے یوم لا ینفع مال ولا بنون
الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور کی زبان اسکی راست گو اور کیا نفس اسکے کو مطمئن یعنے ساتھ ذکر رب اور محبت اسکی کے اور مطیع فرمان حق کا اور کی خلقت اور طبیعت
اسکی سیدھی یعنے غیر مائل طرف کجی اور باطل اور افراط و تفریط کے اور کیا اسکے کانوں کو سننے والا باتیں حق کا اور کیا اسکی آنکھ کو دیکھنے والا یعنے دلائل وحدانیت کا
اور عجائب قدرت پروردگار کا پس لیکن کان قیف ہیں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو کہ نگاہ رکھتا ہے اسکو دل اور تحقیق رستگاری پائی اسنے کہ کیا
خداے تعالے نے دل اسکے کو یاد کیا اسنے اپنے دل کو یاد اور نگاہ رکھنے والا حق کا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف لیکن کان انہ یعنے کان سبب
پہونچانے اسکے کے کلمۂ حق کو مشابہت ساتھ قمع کے یعنے قیف کے رکھتے ہیں اور قیف اسکو کہتے ہیں کہ ظرف یعنے شیشہ کے منہ پر رکھکر اُس میں سے روغن اور شہد یا
او مانند انکے کے ڈالا جاتا ہے ظروف میں اسی طرح داخل ہوتا ہے سخن حق از راہ گوش کے دل میں اور آنکھ قرار دینے والی اور ثابت رکھنے والی ہے اس چیز کو کہ نگاہ رکھتا ہے
دل اس چیز کو اور ظرف اسکا ہوتا ہے یا طرف کرتی ہے وہ چیز دل کو اور درآتی ہے اسمیں اور بنظر اس معنی کے قلب کو مرفوع اور منصوب پڑھا ہے اور حاصل معنی یہ کہ آنکھ کی
راہ سے بھی دل میں چیزیں درآتی ہیں اور قرار پکڑتی ہیں اور ثابت رہتی ہیں اس میں جیسے کہ کان کی راہ سے بعد ازان حاصل دونوں جملوں کا بیان کیا ساتھ قول
اپنے کے وقد افلح الخ ۱۲ شرح (وعن عقبۃ بن عامر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیت اللہ عز وجل یعطی العبد من الدنیا علی معاصیہ ما یحب فانما ہو استدراج
ثم تلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناہم بغتۃ فاذا ہم مبلسون رواہ احمد) اور روایت ہے
عقبہ بن عامر رض سے اسنے نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت دیکھے تو اللہ عز وجل کو کہ دیتا ہے بندہ کو دنیا سے باوجود گناہ کرنے اسکے کے وہ
چیز کہ دوست رکھتا ہے یعنے اسباب دنیا پس سوا اسکے نہیں کہ وہ دنیا استدراج ہے پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بطریق استشہاد کے یہ آیت
کہ بیچ معنے استدراج کے وارد ہوئی ہے پس جبکہ بھول گئے کافر اس چیز کو کہ نصیحت کیے گئے تھے ساتھ اسکے یعنے عہد اللہ سبحانہ کا یا ترک کیا انہوں نے امر و نہی اسکی کو
کھولے ہمنے انپر دروازے ہر چیز کے یعنے دنیا کی نعمتوں کے یہانتک کہ جب خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ دیے گئے یعنے مال اور جاہ اور صحت بدن اور
درازی عمر کی وغیرہ ذالک اور نعمتیں بلکہ ہمنے انکو یکایک پس ناگہان وہ ناامید اور متحیر تھے نقل کی یہ احمد نے ف استدراج لغت میں پایہ بپایہ لیجانا ہے یعنے
سیڑھی کے ایک پایہ چڑھایا پھر اور پیر اور استدراج حق تعالے کا بندہ کو یہ ہے کہ جب گناہ کرے بندہ دیوے اسکو نعمت تر و تازہ اور چھوڑ دیوے اور مہلت دیوے اسکو
تا بندہ گمان لیجاوے کہ یہ لطف ہے پروردگار کی طرف سے میرے حق میں پس توبہ اور استغفار گناہ سے نکرے اور مغرور ہو ناگہان اسکو گرفتار کرے عذاب میں
پس گویا پایہ بپایہ اسکو لیجاتا ہے جانب عذاب کے ۱۲ شرح (وعن ابی امامۃ ان رجلا من اہل الصفۃ توفی وترک دینارا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیۃ قال ثم
توفی آخر فترک دینارین فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیتان رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی امامہ سے کہ تحقیق ایک شخص مر گیا
اور چھوڑا ایک دینار پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ دینار ایک داغ ہے یعنے اسکی پیشانی اور پشت اور پہلو پر کہا ابو امامہ نے پھر مر گیا اور ایک شخص اصحاب
صفہ میں سے پس چھوڑے دو دینار پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ دو دینار دو داغ ہیں نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف
ایک جماعت تھی فقرا اور غربا صحابہ سے کہ صفہ مسجد میں رہتے تھے اور صفہ مسجد ایک جگہ تھی مسجد شریف سے کہ سایہ وار تھی ساتھ چھت کے اور اصل اسکی یہ
تھی کہ جسوقت میں کہ قبلہ بیت المقدس تھا بنائی تھی اور جب قبلہ جہت کعبہ کے ہوا تو اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑا اور یہ جماعت وہاں رہتی تھی مقدار اسی تن

اور کبھی کم بھی ہوتے تھے اور کبھی زیادہ بھی اور انکے لیے نہ مکان تھا اور نہ مال اور نہ اولاد مقام زہد و توکل میں بیٹھے تھے اور ریاضت اور مجاہدہ اور ذکر اور تلاوت قرآن اور
یاد کرنے حدیثوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے میں مشغول ہو کر حاصل کرنا انوار کا کرتے تھے اور انکو اضیاف اللہ کہتے تھے اغنیا صحابہ خدمت انکی کرتے تھے اور
قوت پہونچاتے تھے اور اپنے گھروں میں بطریق مہمانی کے لیجاتے اور کتنے ایک حضرت کی عنایت کر مخصوص تھے کہ حضرت کے گھر سے طعام کھاتے تھے اور کبھی با
ظہور معجزہ آنحضرت کے بیچ کثرت طعام کے ہوتے تھے چنانچہ ایک پیالہ دودھ کا سبکو کفایت کرتا تھا اور آنحضرت صلعم کبھی کبھی انکے ساتھ بیٹھنے کا میں یار بانکو
اپنے حضور پر شریفہ میں مشرف کرتے تھے اور فرماتے کہ میں تم میں سے ہوں اور بشارت دیتے انکو کہ آخرت میں تم میرے ساتھ ہوگے اور میرے ساتھ بہشت کو جاؤ گے
اور ابو ہریرہ بھی انھیں میں سے تھے واقوش باش کان محبوب جابزائد بدرویشان وسکینان سری ہست بدو اور اسناد اور انتساب اہل تصوف کی اس طبقہ
میں جانب انکی ہی اگرچہ اشتقاق لفظ صوفیہ میں صفہ سے مخالف ہے لیکن معنی میں موافق ہے رضی اللہ عنہم اجمعین اور حضرت نے جو دینار دیا اسکے جو رہنے پر وعید فرمائی تو
اسکی یہ ہے کہ اگرچہ پیچ جمع کرنے اور نگاہ رکھنے ایک دینار اور دو دینار کے واسطے وقت حاجت کے شرع میں گناہ نہیں ہے بلکہ اگر کچھ کسے سہ ہزار اور ادا حق زکوۃ کے
تو ممنوع نہیں ممنوع وہ گنج ہے کہ اس میں سے حق زکوۃ ادا نکرے ولیکن شان اہل زہد اور تارکان دنیا کی کہ سب کچھ چھوڑ کر اور سب سے منقطع ہو بیٹھ کر اور صحبت فقرا کی اختیار
کر کر دروازہ توکل اور فقر پر بیٹھتے ہیں اور ہی ہے گویا یہ تشدید اور توبیخ اوپر جھوٹے دعوی فقر و تجرید کے ہے چنانچہ راوی نے کہا کہ ایک شخص اصحاب صفہ سے مرا اور تھا
کہ ایک مرد اصحاب صفہ سے مرا لیکن اصحاب صفہ سے تھا کہ نام زہد و فقر کے ہیں اور انکی صحبت میں بیٹھا اور دعوی حال انکی کا کرنا منافی ہے کرنے درہم و دینار
ہی اگرچہ اور وں پر کار آسان ہے فرح اور توضیح مقصد کی اس مقام میں یہ ہے کہ وہ دونوں نکتے ساتھ ان فقرا کے کہ لوگ تصدق کرتے تھے انپر بنا بر مہاجرت اور حاجت
و فاقہ انکے کے پس وہ بمنزلہ سائلین کے تھے یا از روئے قال یا حال کے اور حلال نہیں کسی کو یہ کہ سوال کرے اس حال میں کہ اسکے پاس ہو قوت ایک دن کا پس
حرام واقع ہوا کھانا انکا باوجود ہونے دینار کے پاس انکے اور اسی طرح جو شخص کہ ظاہر کرے اپنے تئیں بصورت فقرا کے کہ پہنے کپڑے پرانے یا دکھاوے فروتنی اپنی کو
اور اسکے پاس کچھ ہو قسم نقود سے یا وہ چیز کہ قائم مقام ہو نقود کے اور لیوے اس چیز سے کہ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اور کھاوے تو وہ حرام ہے اسپر اور اسی طرح
جو کوئی ظاہر کرے اپنے تئیں عالم یا صالح یا شریف اور نہ ہو نفس الامر میں مطابق واقع کے اور دیا جاوے بسبب علم اسکے کے یا شرافت اسکے کے پس ہوگا حرام
اسپر اور منقول ہے کہ شیخ ابو اسحق گازرونی نے دیکھا ایک جماعت کو فقرا سے کہ کھاتے ہیں طعام سے کہ موضوع تھا واسطے مستحقوں کے پس کہا او کھانے والو
حرام کے پس باز رہے وہ کھانے سے پس کہا شیخ نے کہ جسکے پاس نہ ہو کچھ چاہیے کہ کھاوے وہ والا نہ کھاوے پس کھایا بعضوں نے اور باز رہے بعضے پس کہا
سبحان اللہ ایک کھانا حرام ہے واسطے ایک قوم کے اور حلال ہے واسطے اوروں کے پس چاہیے کہ ڈرے مجاورین اہل حرمین شریفین اعزہما اللہ فی الدارین اس سے
کہ کھاوے کوئی ان میں سے اس حال میں کہ وہ غنی شرعی ہو اوقاف میں سے کہ موضوع ہے واسطے فقرا کے اور اسی طرح جو شخص کہ رہتے ہیں حجروں میں کہ وقف کیے گئے
ہوں واسطے مساکین کے پس تحقیق تصریح کی ہے ابن ہمام نے ساتھ اسکے کہ غنی پر حرام کیا گیا ہے کہ رہے خانقاہوں کے حجروں میں اور نہ اعتبار کرے کوئی ساتھ اس
روایت کے کہ مشہور ہوئی ہے کہ اوقاف حرمین کے عام ہیں واسطے فقیر و غنی کے پس نقد صحت اسکی کے نہیں صحیح ہے وقت ہمارے نزدیک اغنیا پر جبکہ ہوں
وہ غیر محصور شرع (وعن معاوية أنه دخل على خاله أبي هاشم بن عتبة يعوده فبكى أبو هاشم فقال ما يبكيك يا خال أوجع يشئزك أم حرص على الدنيا قال كلا ولكن
رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد إلينا عهدا لم آخذ به قال وما ذلك قال سمعته يقول إنما يكفيك من جمع المال خادم ومركب في سبيل الله وإني أراني قد
جمعت رواه أحمد والترمذي والنسائي وابن ماجه) اور روایت ہے معاویہ بن ابی سفیان سے یہ کہ وہ گئے اپنے ماموں پاس کہ نام انکا تھا ابی ہاشم بن عتبہ عیادت
کرنے انکی پس روئے ابو ہاشم پس کہا معاویہ نے کس چیز نے رلایا تجکو او ماموں میرے کیا بیماری نے قلق و اضطراب میں ڈالا تجکو یا حرص دنیا نے قلق و
اضطراب میں ڈالا کہا ابو ہاشم نے یوں نہیں یعنی باعث نہیں ہے وہ جو کہا تو نے ولیکن قلق و اضطراب مجکو اس سبب سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

وصیت کی تھی ہمکو یعنے صحابہ کو کہ عمل کیا مین نے اسپر کما حقہ اور نہ ویسے اور کیا ہو وہ وصیت کہ پیغمبر خدا نے کی تھی کہا ابو ہاشم نے کہ سنا مین نے آنحضرت سے فرماتے سوا
اسکے نہیں کہ کفایت کرتا ہی تجکو جمع کرنے مال کے سے ایک خادم اور ایک سواری کہ اسپر راہ خدا مین جہاد کرے تو او تحقیق مین گمان کرتا ہون اپنے تئین کہ تحقیق جمع
کیا مین نے مال نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے وفی لفظ ازانی ساتھ پیش ہمزہ کے یعنی ظن کے ہو یعنے گمان کرتا ہون اور ایک نسخہ مین ساتھ
زبر ہمزہ کے ہو یعنے دیکھتا ہون مین یا جانتا ہون مین ۃ ع (وَعَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ قَالَتْ قُلْتُ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ مَا لَكَ لَا تَطْلُبُ كَمَا يَطْلُبُ فُلَانٌ فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَمَامَكُمْ عَقَبَةً كَؤُودًا لَا يَجُوزُهَا الْمُثْقِلُونَ فَأُحِبُّ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ) اور روایت ہو ام درداء سے کہ بیوی ابو درداء
کی تھین کہا کہ کہا مین نے ابو درداء کو کہ کیا ہوا ہی تمکو کہ نہین مانگتے تم یعنے مال و منصب آنحضرت سے یا اصحاب سے جیسے کہ مانگتا ہو فلانا اور فلانا پس کہا ابو درداء نے کہ
اس سبب سے نہین مانگتا مین کہ سنا ہی مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ تحقیق آگے تمہارے گھاٹی ہو دشوار نہین گذرینگے اس سے بطریق سہولت کے
گرانبار یعنی وسعت رکھتا ہون مین یہ کہ ہلکا ہو وون مین یعنے ساتھ ترک کرنے طلب کے اور صبر کرنے کے اوپر قلت مال کے واسطے یعنے کہ اس گھاٹی پر سے
گھاٹی دشوار فاصل ہو درمیان تمہارے اور درمیان داخل ہونے جنت کے اور مراد اس سے موت اور قبر اور حشر اور پل صراط اور شدائد اسکے مین اور گرانبار یعنی اٹھا ہوا
بوجھ مال و جاہ کے اور وسعت حال کے اور اسیلیے کہا گیا ہو فاز المخففون وہلک المثقلون ۃ ع (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ مِنْ أَحَدٍ
يَمْشِي عَلَى الْمَاءِ إِلَّا ابْتَلَّتْ قَدَمَاهُ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ كَذٰلِكَ صَاحِبُ الدُّنْيَا لَا يَسْلَمُ مِنَ الذُّنُوبِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہو انس سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آیا کوئی چلتا ہو پانی پر بغیر تر ہونے قدمون اپنے کے کہا اصحاب نے کہ کوئی نہین ہو ایسا کہ چلے پانی پر اور تر نہون قدم اسکے
فرمایا آنحضرت نے اسی طرح دنیا دار سلامت نہین رہتا گناہون سے نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے شعب الایمان مین و مقصد یعنے کہتا ہون سے کہ لازم ہو محبت
دنیا کی رکھنے والون کے لیے اس مین خوف شدید رلاتا ہو غافلون کے لیے اور نہایت رغبت دلاتی ہو زہد دنیا پر اور ترجیح دینا ہو آخرت کو دنیا پر اور کفایت رکھتا ہو
انکے نقصان مین یہ کہ داخل ہونگے فقراء جنت مین پہلے اغنیاء کے پانسو برس جاننا اللہ منہا بمنہ وفضلہ ۃ ع (وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ أَجْمَعَ الْمَالَ وَأَكُونَ مِنَ التَّاجِرِينَ وَلٰكِنْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ
وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ أَبِي مُسْلِمٍ) اور روایت ہو جبیر بن نفیر تابعی سے بطریق ارسال کے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین وحی کی گئی طرف میرے کہ
جمع کرون مین مال اور ہوون مین تجارت کرنے والون مین سے ولیکن وحی کی گئی ہو طرف میرے یہ کہ تسبیح کر تو ساتھ حمد پروردگار اپنے کے اور ہو تو سجدہ کرنے والون مین
یعنے نمازیون مین سے اور عبادت کر تو رب اپنے کی یہانتک کہ آوے تجکو موت نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ مین ابی مسلم سے یعنے
یعنے ہمیشہ اوقات کو ساتھ تسبیح اور تحمید اور عبادت کے خصوصا نماز کے مستغرق رکھون اور اخیر عمر تک مشغول اس مین رہون مجکو فرصت مشغول ہونے کی ساتھ
تجارت اور خرید و فروخت اور اور امور دنیا کے کہان ۃ ح (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ
وَسَعْيًا عَلٰى أَهْلِهِ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهِ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا مُكَاثِرًا مُفَاخِرًا مُرَائِيًا لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ) اور روایت ہو ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص طلب کرے دنیا کو بوجہ حلال
واسطے بچنے کے سوال سے اور واسطے سعی کرنے کے اپنے عیال کے لیے اور واسطے احسان کرنے کے اپنے ہمسایہ پر ملاقات کریگا وہ اللہ سے دن قیامت کے
اس حالت مین کہ چہرہ اسکا مانند چودھوین رات کے چاند کے ہوگا یعنے بسبب کمال نور اور نہایت سرور کے اور جو کوئی طلب کرے دنیا کو بوجہ حلال درحالیکہ طلب
زیادتی کی کرنیوالا ہو مال مین اور فخر کرنیوالا ہو یعنے فقراء پر بسبب مال کے جیسے کہ طریقہ اغنیاء کا ہو اور ریا کرنیوالا ہو یعنے اگر تصدق کرتا ہو تو بطریق ریا اور دکھانے
لوگون کے کرتا ہو ملیگا خدا سے تعالیٰ سے اس حالت مین کہ اللہ تعالیٰ اسپر ہوگا خفا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین اور ابو نعیم نے کتاب حلیہ مین

اے عزیز میرے بیچ طلب کرنے مال حلال کے بقصد زیادہ کرنے مال کے اور فخر کرنے کے آپس میں اور ریا کرنے کے تو یہ حال ہے بیچ طلب کرنے مال حرام کے کیا حال
ہوگا اور شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ذکر کیا طلب کرنیوالے حرام کا واسطے اشارہ کرنے کے طرف اسکے کہ نہیں ہے یہ کار اہل اسلام کا اور ریا اسلیے
نہیں ذکر کیا کہ وہ مجملہ کلام سے آپ ہی سمجھا جاویگا ح ع (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذَا الْخَيْرَ خَزَائِنُ لِتِلْكَ الْخَزَائِنِ مَفَاتِيْحُ
فَطُوْبٰى لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِفْتَاحًا لِّلْخَيْرِ مِغْلَاقًا لِّلشَّرِّ وَوَيْلٌ لِّعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِّلشَّرِّ مِغْلَاقًا لِّلْخَيْرِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے سہل بن سعد سے کہ تحقیق رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیر یعنے مال کثیر خزانے ہیں کہ ان خزانوں کے لیے کنجیاں ہیں یعنے باخبر لوگ ہیں کہ خزانے کھولتے ہیں اور بخشتے ہیں پس خوشی ہو جیو اُس
بندہ کے لیے کہ کیا ہے اسکو خداے تعالی نے کنجی واسطے خیر کے یعنے سبب کھلنے دروازوں نیکی اور بخشش مال کا اور بند ہونے دروازہ شر اور بخل کا اور بلائی ہو جیو
اس بندہ کے لیے کہ کیا ہے اسکو خداے تعالے نے کنجی شر کا اور سبب کھلنے دروازہ اسکے کا اور سبب بند ہونے دروازے خیر کا نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یہ ترجمہ
وغیرہ ترجمہ حضرت شیخ رح کے سے لکھا گیا ہے اور ملا علی رح نے لکھا ہے کہ خیر یعنے جنس خیر پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ مانند جنس کے ہے خزائن ہے یعنے انواع کثیرہ جمع
کی گئیں پوشیدہ کی گئیں رکھی گئیں درمیان بندوں اسکے کے اور واسطے ان خزانوں کے کنجیاں ہیں یعنے اسکے بندوں کے ہاتھ وہ جو بمنزلہ کلیدوں اسکے کے ہیں
اور کنجی واسطے خیر کے یعنے از راہ علم اور عمل کے یا از راہ مال اور حال کے اور کنجی واسطے شر کے یعنے واسطے کفر اور گناہ اور تکبر اور سرکشی اور بخل اور بدسلوکی کے
ساتھ بھائی مسلمانوں کے کہا راغب نے کہ خیر وہ چیز ہے کہ رغبت کریں اسمیں سب مانند عقل کے مثلا اور مانند عدل اور فضل اور چیز نافع کے اور شر ضد اسکی ہے اور خیر اور شر
فائدہ دیتے ہیں یہ کہ ہر خیر واحد شر دوسرے کے مانند مال کے کہ اکثر ہوتا ہے خیر واسطے زید کے اور شر واسطے عمرو کے انتہی اور اسی طرح علم بہ نسبت بعض کے حجاب اکبر
سبب عذاب کا اور بہ نسبت اوروں کے سبب قربت کا طرف اللہ تعالے کے اور قیاس کر اسپر اور عبادتوں کو کہ بعضی انمیں سے باعث عجب اور غرور کی ہیں اور بعضی
باعث نور و سرور کی اور مانند تلوار اور گھوڑے اور مانند انکے کہ کبھی ہوتے ہیں آلہ جہاد کے ساتھ کفار کے اور وسیلہ ہوتے ہیں داخل ہونے جنت کے اور کبھی انسے قتل
کیے جاتے ہیں انبیا اور اولیا اور پہنچتا ہے بسبب انکے پیچھے کے درجے و درک جہنم کے میں (وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَمْ يُبَارَكْ لِلْعَبْدِ فِيْ مَالِهٖ جَعَلَهُ
فِي الْمَاءِ وَالطِّيْنِ) اور روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت نہ برکت دیجاوے واسطے بندہ کے بیچ مال اسکے کے یعنے سبب
اسکے کہ خرچ کرے اسکو بیچ رضا کے ہووے اور عمارت عقبی اپنے کے گردانتا ہے اس مال کو پانی اور مٹی میں یعنے خرچ کرتا ہے بیچ بنانے عمارت کے کہ جو زائد ہے حاجت سے
(وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الْحَرَامَ فِي الْبُنْيَانِ فَاِنَّهُ اَسَاسُ الْخَرَابِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پرہیز کرو تم خرچ کرنے مال حرام کے سے بیچ عمارتوں کے اسلیے کہ خرچ کرنا مال حرام کا عمارتوں میں بنیاد اور جڑ ہے خرابی دین کی یا خرابی
عمارت کی نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے شعب الایمان میں ف اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر مال حلال سے صرف کرے تو موجب خرابی کا نہیں ہوتا اور بعضے
کہتے ہیں کہ معنے اس عبارت کے یہ ہیں کہ پرہیز کرو ارتکاب حرام سے کہ عمارت کے بنانے میں لازم آتا ہے اور باعتبار اس معنی کے حرام وہی بنانا ہے اور معنی کلمہ فی کے
مانند اسکے ہیں کہ کہتے ہیں بیچ اس حلقہ کے دو سیر لوہا ہے اور حالانکہ حلقہ میں دو سیر لوہا آخر نہ یہ کہ ظرف لوہے کا ہے اور مراد خرابی سے خرابی دین کی ہے اور احتمال رکھتا ہے
کہ مراد خرابی عمارت کی ہے یعنے بنانا عمارت کا بنیاد خرابی اسکے کی ہے کہ آخر خراب ہوتا ہے جیسے کہ وارد ہوا ہے لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ اسی طرح ہے بعضی شرحوں میں
اور یہ بھی متصور ہو کہ مراد حدیث سے یہ رکھیں کہ پرہیز کرو ارتکاب حرام اور گناہ سے بیچ عمارت کے یعنے عمارتیں اسلیے نہ بناؤ کہ وہاں بیٹھو اور فسق کرو اور ساتھ بروں کے
صحبت رکھو اور جو عمارت کہ اسمیں فسق کریں آخر کو خراب ہوتی ہے ط ح اور ملا علی رح نے دو احتمال لکھے ہیں اس جملہ پر خرچ کرنا مال حرام کا الخ ایک تو یہ کہ دلالت کرتی ہے
حدیث اوپر جائز ہونے خرچ کرنے مال حلال کے عمارت میں اور دوسرا یہ کہ نہیں دلالت کرتی اسپر اور اسکو لکھا ہے کہ یہ مناسب تر ہے ساتھ باب کے (وَعَنْ عَائِشَةَ عَنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَهٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَهٗ وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے عائشہ رضی سے

اسنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دنیا گھر اس شخص کا ہے کہ نہین گھر واسطے اسکے یعنے آخرت مین اور مال ہے واسطے اس شخص کے کہ نہین مال واسطے اسکے
اور اسکو جمع کرتا ہے وہ شخص کہ نہین عقل واسطے اسکے نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف دنیا گھر اس شخص کا ہے الخ چونکہ دنیا فانی ہے اور قیام اور زندگانی ہمیشہ
اسمین ممکن نہین پس جسنے کہ دنیا گھر اپنا پکڑا گویا نہین ہے اسکے لیے گھر اور اسی طرح دنیا مال اسکا ہے کہ نہین اسکے لیے مال یعنے مقصود مال سے خرچ کرنا اسکا ہے بھلائیون اور مرضیات
الٰہی مین اور جسنے کہ شہوات اور لذات دنیاوی مین صرف کرے ضائع ہے اور حکم مالیت سے باہر ہے پس گویا مال نہین اور بعضے حواشی مین لکھا ہے کہ مراد یہ ہے کہ دار دنیا کو گھر نہ کہنا چاہیے
اور مال اسکے کو مال نہ کہنا چاہیے بسبب فنا اور حقارت اسکے کے اور مرجع اس معنی کا بھی معنی اول کیطرف ہے اور ہوسکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ دنیا گھر اسکا ہے کہ نہین گھر اسکے لیے آخرت
مین اور مال اسکا ہے کہ نہین اسکے لیے غنا اور مال آخرت مین یعنے جسنے دنیا کو گھر ٹھہرایا اور مطمئن ہوا ساتھ اسکے اور مال جمع کیا بگمان بقا اور خلود کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ
اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا اور فرمایا يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ اسکے لیے آخرت مین گھر اور غنا نہین ہوئیگا اور واسطے دنیا اور بقا اور فائدہ
اٹھانے کے بیچ اسکے جمع کرتا ہے دنیا کو وہ شخص کہ نہین ہے عقل اسکو یا لام لفظ لہا مین زائدہ ہے یعنے جمع کرتا ہے دنیا کو وہ شخص کہ عقل نہین رکھتا ہے نہ محل سے اسکے یعنے
کہ دنیا نہین لیاقت رکھتی اسکی کہ گنی جاوے گھر مگر اسکے لیے کہ نہین گھر اسکے لیے اور نہ لیاقت رکھتی ہے اسکی کہ گنی جاوے مال مگر اسکے لیے کہ نہین مال اسکے لیے اور
مقصود حقارت دنیا کی اور ساقط کرنا رتبہ اسکے کا ہے اس سے کہ گنی جاوین گھر یا مال اسکے لیے کہ آخرت اسکے لیے قرار گاہ اور مال ہے ع (وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ خُطْبَتِهٖ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّيْطٰنِ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ قَالَ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَيْثُ اَخَّرَهُنَّ
اللّٰهُ رَوَاهُ رَزِيْنٌ وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ مِنْهُ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا حُبُّ الدُّنْيَا رَاْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ مین شراب یعنی مجمع گناہون کی ہے یعنے سب گناہ اسمین جمع ہین اور اس سے وجود مین آتے ہین
اور عورتین جال ہین شیطان کی اور محبت دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا کہ گناہ اور ممنوعات جو کرتا ہے آدمی بسبب محبت دنیا کے کرتا ہے کہا حذیفہ نے کہ سنا مین نے حضرت
کو فرماتے تھے پیچھے ڈالو عورتون کو اسلیے کہ پیچھے ڈالا ہے انکو خداے تعالیٰ نے یعنے ذکر مین اور گواہی مین اور جماعت مین اور فضل مین اور رتبہ مین پس نہ مقدم کرو تم
انکو چیزون ذکر کی گئی مین نقل کی یہ تمام حدیث جیسے کہ مذکور ہوئی رزین نے نقل کی بیہقی نے جملہ اس حدیث سے شعب الایمان مین حسن بصری سے بطریق ارسال
کے اسی مقدار کہ حب الدنیا راس کل خطیئۃ ف روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے بطریق مرفوع کے الخمر ام الفواحش واکبر الکبائر من شربہا وقع علی امہ
وخالتہ وعمتہ کہتے ہین بلایا گیا ایک شخص طرف سجدہ بت کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا طرف قتل نفس کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا طرف زنا کے پس انکار کیا پھر بلایا گیا
طرف پینے شراب کے پس آیا پس جبکہ پی شراب کین تمام چیزون طلب کی گئیں اور محبت دنیا کی الخ اور مفہوم مخالف اسکا یہ ہے کہ ترک دنیا سر ہے ہر عبادت کا کہا بعضون
نے کہ جسنے دوست رکھا دنیا کو نہین ہدایت کرتے اسکو تمام مرشد اور جسنے ترک کیا اسکو نہین گمراہ کرتے اسکو تمام مفسد کہا طیبی نے کہ تینون کلمات جامع ہین یعنے
بہت سے گناہون کو متضمن ہین اسلیے کہ ہر ایک انمین سے علیحدہ علیحدہ اصل ہے بہت سے گناہون کی ع (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الْهَوٰى وَطُوْلُ الْاَمَلِ فَاَمَّا الْهَوٰى فَيَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ وَاَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَيُنْسِي الْاٰخِرَةَ وَهٰذِهِ الدُّنْيَا مُرْتَحِلَةٌ ذَاهِبَةٌ وَهٰذِهِ الْاٰخِرَةُ مُرْتَحِلَةٌ
قَادِمَةٌ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَا تَكُوْنُوْا مِنْ بَنِي الدُّنْيَا فَافْعَلُوْا فَاِنَّكُمُ الْيَوْمَ فِيْ دَارِ الْعَمَلِ وَلَا حِسَابَ وَاَنْتُمْ غَدًا فِيْ دَارِ الْاٰخِرَةِ وَلَا عَمَلَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ
فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت ڈرانے والی ان چیزونکی کہ ڈرتا ہون مین اپنی امت پر دو چیزین
ہین خواہش نفس اور درازی آرزو جینے کی یعنے ساتھ تاخیر عمل کے پس لیکن خواہش نفس کی جو کہ مخالف ہے ہدایت کے اور موافق ہے باطل کے پس باز رکھتی ہے قبول حق
اور فرمانبرداری اسکی سے اور لیکن درازی آرزو جینے کی پس بھلا دیتی ہے آخرت کو اور یہ دنیا کوچ کرنے والی جانے والی ہے اور یہ آخرت کوچ کرنے والی آنیوالی
یعنے دنیا دمبدم چلی جاتی ہے اور آخرت دمبدم چلی آتی ہے اور واسطے ہر ایک کے دنیا اور آخرت سے بیٹے ہین یعنے تابع اور محکوم اور دوست اور طلب کرنیوالے

پس اگر سکو تم یہ کہ نہ ہو تم بیٹوں دنیا کے سے پس کرو یعنے ایسے کام کرو کہ دنیا کی بیٹے گری سے نکلجاؤ اور تابع اور محکوم اُسکے نہ ہو اسلیے کہ تم آج کے دن دنیا میں
کہ گھر عمل کا اور جگہ کام کرنے کی ہو پس غنیمت جانو عمل کو پہلے آنے اجل کے اور نہیں ہو حساب دنیا میں عمل پر اور تم کل دیچ گھر آخرت کے ہووگے کہ نہیں ہو عمل اس میں
بلکہ جگہ حساب کی ہو نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف کوچ کرنے والی جانے والی ہو اس طرح سے کہ نہیں جانتا صاحب اسکا جیسے کہ نہیں جانتا چلنے کشتی کو
بیٹھنے والا اسکا اور اس سے فنا ہونا دنیا کا اور گذرنا اسکا بہت جلد سمجھا جاتا ہو اسلیے کہ اگر آخرت بجاے خود ہوتی اور دنیا اسطرف جاتی تو بھی آخر گذر جاتی اور تمام ہو جاتی
چہ جائیکہ آخرت بھی اس طرف سے ادھر چلی آتی ہو اور دنیا ادھر سے ادھر چلی جاتی ہو درمیان راہ ہی میں تمام ہو گی اور نہیں حساب یعنے بحسب ظاہر کے بنسبت فاجر
کے والا روایت کیا گیا ہو حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا ش ع (وعن علی قال ارتحلت الدنیا مدبرۃ وارتحلت الاخرۃ مقبلۃ ولکل واحدۃ منہما بنون فکونوا من
ابناء الاخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان الیوم عمل ولا حساب وغدا حساب ولا عمل رواہ البخاری فی ترجمۃ باب) اور روایت ہو علی سے یعنے بطریق موقوف کے کہا کوچ
کیجاتی ہو دنیا پشت دیے ہوئے اور کوچ کیے آتی ہو آخرت درحالیکہ متوجہ ہو طرف ہمارے یعنے ظاہر ہو پشت پھیرنا دنیا کا اور فنا اسکا اور متوجہ ہونا آخرت کا اور بقا
اسکا اور واسطے ہر ایک کے ان دونوں میں سے بیٹے ہیں پس ہو تم آخرت کے بیٹوں میں سے یعنے ساتھ متوجہ ہونے کے طرف اسکے اور نہ ہو تم دنیا کے بیٹوں
میں سے یعنے ساتھ اعراض کرنے کے آخرت سے اور متوجہ ہونے کے طرف دنیا کی اسلیے کہ آج کے دن یعنے دنیا میں عمل ہو یعنے وقت عمل کا ہو اور نہ وقت
حساب کا اور کل یعنے دن قیامت کے حساب ہو اور نہیں ہو عمل روایت کی یہ حدیث بخاری نے ترجمۃ الباب میں ف یعنے عنوان ایک باب میں اور اسناد
موقوف حضرت علی پر اور حدیث جابر سے معلوم ہوا کہ اصل اسکی مرفوع ہو اور مضمون اسکا مضمون اسکا ہو شرح (وعن عمرو ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب
یوما فقال فی خطبتہ الا ان الدنیا عرض حاضر یاکل منہ البر والفاجر الا وان الاخرۃ اجل صادق ویقضی فیہا ملک قادر الا وان الخیر کلہ بحذافیرہ فی الجنۃ الا وان
الشر کلہ بحذافیرہ فی النار الا فاعملوا وانتم من اللہ علی حذر واعلموا انکم معروضون علی اعمالکم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ رواہ الشافعی)
اور روایت ہو عمرو سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا ایک دن پس فرمایا اپنے خطبہ میں کہ خبردار ہو تحقیق دنیا متاع ہو نہایت حاضر کہ کھاتا ہو اس سے نیکوکار
یعنے مومن اور بدکار فاسق اور مطیع سب رزق دنیا سے حصہ رکھتے ہیں فرمایا اللہ تعالے نے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا آگاہ ہو اور تحقیق آخرت ایک دن
ہو معین وعدہ کی گئی سچی یعنے متحقق و ثابت اور حکم کریگا آخرت میں بادشاہ قادر یعنے تمیز کرنیوالا درمیان نیک و بد اور مومن اور کافر کے ساتھ ثواب و عذاب کے آگاہ
ہو تحقیق خیر و خوبی ساتھ تمام اطراف انواع اپنے کے بہشت میں ہو آگاہ ہو اور شر تمام ساتھ انواع اپنے کے دوزخ میں ہو خبردار ہو پس عمل کرو
یعنے نیک عمل تاکہ تم عذاب اور حساب خدا سے خوف پر ہو یا یعنی یہ ہیں کہ عمل کرو اور ڈرتے رہو اللہ سے کہ قبول ہوتا ہو یا نہیں اور جانو تم کہ تحقیق پیش کیے جاؤ گے اپنے
عملوں پر پس جو شخص کہ عمل کرتا ہو مقدار ذرہ کے نیکی دیکھیگا جزا اسکی یعنے آخرت میں یا دنیا میں اور جو کوئی عمل کرتا ہو مقدار ذرہ کے برائی دیکھیگا مضر اسکی روایت کیا اسکو
شافعی نے ف پیش کیے جاؤ گے اپنے عملوں پر یہ عبارت محمول قلب پر ہو یعنے معنے اسکے اُلٹے ہیں کہ عمل تمہارے پیش کیے جاوینگے پر یا یہ معنے ہیں کہ تم پیش کیے جاؤ گے
حضرت پروردگار تعالی کے جیسے کہ تمہارے عمل ہیں اور ظاہر تر یہ ہو کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ تم سامنے کیے جاؤ گے اللہ تعالے کے ساتھ افعال اپنے کے اور جزا دیے جاؤ گے
اور پر اعمال اپنے کے مانند پیش کرنے لشکر کے امیر پر شرح ع (وعن شداد قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ایہا الناس ان الدنیا عرض حاضر یاکل
منہا البر والفاجر وان الاخرۃ وعد صادق یحکم فیہا ملک عادل قادر یحق فیہا الحق ویبطل الباطل کونوا من ابناء الاخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا فان
کل ام یتبعہا ولدہا) اور روایت ہو شداد سے کہا اُسنے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اے لوگو تحقیق
دنیا اسباب حاضر ہو کھاتا ہو اس دنیا سے نیک و بد یعنے مومن اور کافر اور تحقیق آخرت وعدہ کی گئی ہو سچی یعنے واقع ہونیوالی سب ہو حکم کریگا اس میں بادشاہ عادل
قادر یعنے غیر عاجز ثابت رکھیگا اس میں حق کو اور نابود کریگا باطل کو یعنے متمیز اور جدا کر دیگا اہل حق اور اہل باطل کو ساتھ ثواب و عذاب کے ہووگو تم آخرت کے

بیٹوں میں سے ہو اور نہ ہو تم دنیا کے بیٹوں میں سے اسلیے کہ تحقیق ہر ماں تابع ہوتا ہے اسکا بیٹا اسکا وصف اور دنیا باطلہ کا ٹھکانا دوزخ ہے اور آخرت حقہ کی جگہ جنت ہے
یعنے لیس جو طالب و مستغرق دنیا کے ہیں وہ اسکے ساتھ دوزخ میں ہونگے اور جو طالب آخرت کے ہیں وہ اسکے ساتھ جنت میں ہونگے یہ تو ملا علی قاری رحمہ نے لکھا ہے
اور حضرت شیخ رح نے بعد حدیث کے لکھا ہے کہ جو کوئی فرزند آخرت کا ہو پیروی آخرت کی کریگا اور موافق اسکے عمل کریگا اور جو کوئی فرزند دنیا کا ہو پیروی اسکی کریگا
اور کام اسکے لیے کریگا ق ع (وَعَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ إِلَّا وَبِجَنْبَتَيْهَا مَلَكَانِ يُنَادِيَانِ يُسْمِعَانِ الْخَلَائِقَ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ
يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ مَا قَلَّ وَكَفَى خَيْرٌ مِمَّا كَثُرَ وَأَلْهَى رَوَاهُمَا أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں طلوع ہوتا ہے
آفتاب مگر کہ دونوں پہلو اسکے میں دو فرشتے ہیں کہ پکارتے ہیں سناتے ہیں خلائق کو یعنے سنتے ہیں اس ندا کو خلائق سوائے جن و انس کے اے لوگو آؤ طرف پروردگار
اپنے کے یعنے طرف حکم اسکے کے یا الہام کر کر اور طرف سے رجوع ہو و طرف اسکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اور جو مال کم ہو اور کفایت
کرے یعنے امور دینی میں یا دنیا و عقبی میں بہتر ہے اس مال سے کہ بہت ہو اور باز رکھے عبادت خدائے تعالی سے اور خوشحالی سے اور روایت کیا یہ دونوں حدیثیں ابو نعیم
نے کتاب حلیہ میں ف شاید کہ بھید نہ سنانے جن و انس کے یہ ہے کہ نہ اٹھ جاوے تکلیف بسبب معائنہ غیب کے پھر اگر کوئی کہے کہ یہ ندا واسطے تنبیہ آدمیوں کے
ہے اور جب انھوں نے نہ سنا تو کیونکر متنبہ ہونگے جواب اسکا یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے آگاہی خبر دینا مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی دو انسانوں میں سے خطاب خاص
انسان ہی کو اسلیے کیا کہ نہایت غافل اور حریص مال و متاع دنیا پر ہے یہانتک کہ باز رکھا انکو اسنے متوجہ ہونے سے طرف ذکر اللہ تعالی کے اور عبادت اسکی کے
پس کہا گیا انکو کہا تک یہ غفلت اور انحراف کرا بہتر ہے آؤ طرف عبادت رب اپنے کے ع (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ مَا قَدَّمَ
وَقَالَ بَنُو آدَمَ مَا خَلَّفَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ پہونچاتے تھے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یعنے حضرت سے
نقل کرتے تھے کہ جسکو حدیث مرفوع کہتے ہیں کہا ابو ہریرہ نے جسوقت کہ مرتا ہے آدمی کہتے ہیں اور پوچھتے ہیں فرشتے کہ کیا آگے بھیجا یعنے اعمال خیر سے اور کہتے ہیں آدمی
کہ کیا پیچھے چھوڑا یعنے نظر ملائکہ کی عمل پر ہے اور نظر آدمیوں کی مال پر ع (وَعَنْ مَالِكٍ أَنَّ لُقْمَانَ قَالَ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ إِنَّ النَّاسَ قَدْ تَطَاوَلَ عَلَيْهِمْ مَا يُوعَدُونَ وَهُمْ إِلَى الْآخِرَةِ سِرَاعًا
يَذْهَبُونَ وَإِنَّكَ قَدِ اسْتَدْبَرْتَ الدُّنْيَا مُنْذُ كُنْتَ وَاسْتَقْبَلْتَ الْآخِرَةَ وَإِنَّ دَارًا تَسِيرُ إِلَيْهَا أَقْرَبُ إِلَيْكَ مِنْ دَارٍ تَخْرُجُ مِنْهَا رَوَاهُ رَزِينٌ) اور روایت ہے امام مالک سے
کہ تحقیق لقمان نے کہا اپنے بیٹے کو کہ اے بیٹے میرے تحقیق آدمی دراز ہوئی یعنے عہد آدم سے آج کے دن تک انپر مدت اس چیز کی کہ وعدہ دیے جاتے ہیں ساتھ اسکے یعنے بعث اور
حساب اور ثواب و عذاب اور وہ طرف آخرت کے جلدی چلے جاتے ہیں اور تحقیق تو اے بیٹے میرے تحقیق پشت دی ہے تو نے دنیا کو جبسے کہ پیدا ہوا تو اور متوجہ ہوا تو آخرت کی طرف
یعنے روز اول کہ پیدا ہوا چونکہ متوجہ آخرت کی طرف ہے گویا دنیا کو چھوڑ دیا اور تحقیق وہ گھر کہ چلتا ہے تو طرف اسکے بہت نزدیک ہے طرف تیرے اس گھر سے کہ نکلتا ہے تو اس سے
نقل کی یہ رزین نے ف دراز ہوئی الخ معنے اسکے یہ ہیں کہ دراز و بعید ہوا ہے لوگوں پر وعدہ آنے قیامت وغیرہ کا حالانکہ وہ ہر ساعت بلکہ ہر دم چلے جاتے ہیں
طرف اس چیز کے کہ وعدہ کیے گیے ہیں اسکا مانند قافلہ چلنے والے کے لیکن وہ نہیں جانتے مانند بیٹھنے والوں کشتی بھری ہوئی کے پھر بیان کیا اس معنی کو ساتھ قول
اپنے کے اور تحقیق تو الخ خطاب یہاں خاص بیٹے کو کیا اور مراد اس سے خطاب عام ہے کہ شامل ہے سب کے لیے اور آخر جملہ حدیث کی یہ دلیل ہے کہ جو کوئی ایک جگہ سے
نکلتا ہے ہر دم و قدم اس سے دور پڑتا ہے اور جب چیز کی طرف متوجہ ہوتا ہے اسکی جانب نزدیک آتا ہے ایک مسافت درمیان میں ہے کہ ہر دم و روز اسکو قطع کرتا ہے اور
اس سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے اور ایک روز ہوگا کہ وہ مسافت تمام ہو چکے گی اور وہاں پہونچے گا اور مقصود اس نصیحت سے منع کرنا غفلت کا ہے امر آخرت
سے ع ع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قِيلَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ قَالَ كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ قَالُوا صَدُوقُ
اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ قَالَ هُوَ التَّقِيُّ النَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمرو سے کہ کہا اسنے کہا گیا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ کونسا آدمی بہتر ہے فرمایا ہر مخموم دل کا اور سچا زبان کا عرض کیا صحابہ نے کہ سچی زبان

جانتے ہیں ہم جو ہر گز حسد نہ ہو سے ہیں کون ہے مخموم دل کا فرمایا وہ پاک دل کا پرہیزگار نہیں ہے گناہ اُسپر اور نہ ظلم کرنا اور حد سے گزرنا اور نہ کدورت و کینہ اور نہ حسد نقل کی ابن ماجہ
اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف مخموم مخم سے ہے معنی جھاڑنے خاک اور کوڑے کے زمین اور کنوؤں سے پس بیان مراد یہ ہے کہ دل اُسکا جھڑا ہوا اور صاف ہے غبار
اغیار سے اور پاک ہے برے اخلاق سے جسکو سلیم القلب کہتے ہیں فرمایا اللہ تعالے نے الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور نقی یعنی صاف دل اور پاک باطن محبت غیر اللہ
سے اور تقی یعنی بچنے والا برے عقائد اور برے اخلاق سے اور صحابہ نے جو معنی مخموم القلب کے پوچھے احتمال ہے کہ وہ اس لغت کو نہ جانتے ہوں اسلیے کہ آنحضرت
کبھی ایک لفظ فرماتے تھے کہ صحابہ باوجودیکہ اہل زبان عرب کے اور کہنے فصاحت اور بلاغت کے نہ سمجھتے تھے اور معنی اسکے نہ جانتے تھے لیکن اضافت مخموم
کی قلب کی طرف اور نہیں ہونا مراد کا اس سے دریافت کیا پس آنحضرت نے بیان فرمایا اور یہ احتمال ظاہر ہے واللہ اعلم ع ج (وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِذَا کُنَّ فِیْکَ فَلَا عَلَیْکَ مَا فَاتَکَ مِنَ الدُّنْیَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِیْثٍ وَحُسْنُ خَلِیْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِیْ طُعْمَةٍ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ)
اور روایت ہے انہی عبداللہ بن عمرو سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار خصلتیں ہیں کہ جب پائی جاویں تجھ میں ایسی خصلتیں نہیں ہے خوف تجھپر
اور ضرر نہیں ہے تجھکو فوت ہونے اور نہ ہونے دنیا سے اول حفاظت کرنی امانت کی یعنی ہیچ حقوق پروردگار کے اور حقوق بندوں کے اور حقوق نفس کے
اور دوسرے سچی بات بولنی اور تیسرے نیک خوئی اور چوتھے پارسائی کھانے میں یعنی پرہیز کرنے حرام سے اور اکتفا کرے بقدر حاجت پر اور درست کھاوے نقل کی یہ احمد
نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف ضرر نہیں الخ یعنی چونکہ اصول نعمت اخروی کی حاصل ہوئیں اور نفس نے سبب اسکے کمال پایا اور نورانی ہوا اور
اوسے حاصل ہونے ثواب آخرت اور نعمتوں بہشت کا ہم پہونچا فوت ہونے نعمتوں دنیا اور شہوات اور لذات اسکے سے کیا غم ہے بلکہ اگر وہ ہوں تو خلل و وحشت
کارخانہ جمعیت و حضور ہیں اور کثافت اور ظلمت اوپر جمال لطافت و نور کے پیدا ہوتا ہے ف ج (وَعَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّهُ قِیْلَ لِلُقْمَانَ الْحَكِیْمِ مَا بَلَغَ بِكَ مَا نَرٰی
یُرِیْدُ الْفَضْلَ قَالَ صِدْقُ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَةِ وَتَرْكُ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ رَوَاهُ فِی الْمُوَطَّا) اور روایت ہے امام مالک سے کہا پہونچا ہے مجکو یہ کہ کہا گیا واسطے لقمان
حکیم کے کس چیز نے پہونچایا ہے تمکو اس مرتبہ کو کہ دیکھتے ہیں ہم یعنی فضیلت کو فرمایا لقمان نے کہ پہونچایا ہے مجھے اس مرتبہ کو سچ بولنے نے یعنی بات راست سے جو
نہ جھوٹی بات کہتے ہیں اور اور کی بات نقل کرتے ہیں اور ادا کرنے امانت نے یعنی امانت مال ہو یا قول اور چھوڑ دینے اس چیز کے نے کہ نفع دے مجکو اور ضرورت
نہ ہو مجکو اسکی روایت کی یہ مالک نے موطا میں کہ تصنیف امام مالک کی ہے حدیث میں ف اسی جگہ سے کہا ہے کہ حکمت راست گفتاری اور نیک کرداری ہے اور
لقمان جانتے ہیں اوسب پیغمبر علیہ السلام کے اور بعضوں نے کہا کہ انکی خالہ کے بیٹے تھے اور اختلاف ہے درمیان علما کے اسمیں کہ لقمان پیغمبر تھے یا نہیں وصحیح
یہ ہے کہ وہ حکیم و ولی تھے اور آیا ہے کہ انہوں نے ہزار پیغمبروں کی خدمت اور شاگردی کی تھی اور ابن عباس سے منقول ہے کہ لقمان پیغمبر نہ تھے نہ پادشاہ تھے ایک
غلام کالے تھے کہ بکریاں چراتے تھے حق تعالے نے انکو مقبول اپنا کیا اور حکمت اور جوانمردی اور عقل دی اور اپنی کتاب میں ذکر انکا کیا ف ج (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ فَتَجِیْءُ الصَّلٰوةُ فَتَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنَا الصَّلٰوةُ فَیَقُوْلُ اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ فَتَجِیْءُ الصَّدَقَةُ فَتَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنَا الصَّدَقَةُ فَیَقُوْلُ
اِنَّكِ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنَا الصِّیَامُ فَیَقُوْلُ اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ تَجِیْءُ الْاَعْمَالُ عَلٰی ذٰلِكَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ ثُمَّ یَجِیْءُ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اَنْتَ السَّلَامُ
وَاَنَا الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّكَ عَلٰی خَیْرٍ بِكَ الْیَوْمَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِیْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ كِتَابِهٖ وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ)
اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آوینگے اعمال پس آویگی نماز پس کہے گی اے پروردگار میرے میں نماز ہوں پس فرماویگا
اللہ تعالی تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پس آویگا صدقہ یعنی زکوۃ پس کہیگا اے رب میرے میں صدقہ ہوں پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پھر آویگا روزہ پس کہیگا
اے رب میرے میں روزہ ہوں پس فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق تو اوپر خیر کے ہے پھر آوینگے اور اعمال یعنی حج اور جہاد اور طلب علم اور مانند انکے کے اوپر اسی طرح
کے کہ مذکور ہوئے فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق تو اوپر خیر کے ہے یعنی موقوف رکھیگا اللہ تعالے ہر ایک کی شفاعت کے قبول کو اور مہلت دیگا انکی درخواست

کی قبولیت کو بڑی و مہربانی پھر آویگا اسلام کہ جامع اعمال خیر اور جگہ دار وہ ہے تمام اوامر و احکام کا ہے پس کہیگا اے رب میرے نام پاک تیرا اسلام ہے یعنی سالم اور پاک تمام
نقصانوں اور آفتوں سے اور سلامتی بخشنے والا بندون کا تمام شدائد اور خوفوں سے اور مین ہون اسلام کہ عاجزی کرنیوالا اور مطیع امر اور تابعدار تیرے حکم کا ہون اور
فرمایا ہے تونے اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تحقیق تو خیر پر ہے سبب تیرے آج کے دن مواخذہ کرونگا یعنے مواخذہ کرونگا سبب تیرے
جس سے کہ مواخذہ کرونگا ساتھ دینے عذاب کے اور بوسیلہ تیرے دونگا یعنے ثواب تو اصل ہے اور مدار ہے تجہپر امر طاعت و معصیت کا چنانچہ جب چاہتا ہو
تو فرمایا اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین اور جو شخص کہ طلب کرے سوا دین اسلام کے کسی دین کو پس ہرگز نہ قبول کیا جاویگا اس سے وہ دین اور وہ آخرت مین
ٹوٹا پانے والون سے ہو فت آوینگے اعمال بندون کے یعنے نیک اعمال جو سب خدا وند تعالی کے تاکہ شفاعت کرین اپنے کرنے والون کی یا گواہی دین
شرک کرنے والون سے اور اعمال یا تو اچھی صورتون میں آوینگے کہ اللہ تعالی انکو اچھی صورتین عطا فرماویگا جیسے کہ بعضی حدیثون اور آثار سے سمجھا جاتا ہے اور باقی ہر
الٰہی ثابت ہے اور یہ الٰہی اعراض کے اور کلام کروانیکا کے اور مین نماز ہون آئی ہون بیچ درگاہ لطف تیرے کے تا شفاعت کرون بندے کی باعتبار قبولیت
اور آبرو کے کہ تیری درگاہ مین رکھتی ہون کہ مجکو ستون اپنے دین کا فرمایا ہے اور مقام عزت و قربت مین ٹھہرایا ہے تونے اور فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ یعنی
دنیا مین منع کرنے والی فسق و فجور کی تھی مین یا بیدار ہون آج کے دن کہ مانع غضب اور عذاب تیرے سے ہون مین پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تو اے نماز اوپر خیر اور
صلاح و فلاح کے ہے اور یہ توقف اور مہلت دینی ہے قبول شفاعت اسکے مین ساتھ پاکیزہ تر درجہ کے اور اچھے کلام کے یعنے تجکو بھی فضل و شرافت ہے اور بجاے خود ہے
لیکن شفاعت کار و صفت ایک دوسرے کی کہ اصل اور بنی تیرا اور عبادتون میں شکل تیری کا ہے اور جامع ہے تمام اچھی صفتون کا کہ وہ اسلام ہے جیسے کہ آتا ہے اور بیان
ایسا نکتہ ہے کہ کھڑا ہونا مقام شفاعت مین سزاوار اس ذات کے ہے کہ جامع ہو کمالات کی جیسے کہ ذات پاک مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ مظہر تمام اسماء و صفات
الٰہی کی ہے کہ کوئی پیغمبر دروازہ شفاعت کا نہین کھلوا سکیگا مگر وہ اسی طرح اعمال مین وہ عمل شفاعت کریگا کہ جامع تمام صفات و کمال کا ہو جیسے کہ آخر حدیث مین بیان
ہوگا اور مین ہون صدقہ شفاعت کرتا ہون اس بندے کی اور مجکو ساتھ لطف اپنے کے نوازا تونے اور میرے حق مین فرمایا اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ اور مین ہون
روزہ کہ مجکو مخصوص کیا تونے ساتھ جزا خاص کے کہ سواے تیرے کوئی اسکو نہ جانیگا اور جسنے کہ مجکو پایا اور حرمت و حق نگاہ رکھا میرا بخشا تونے اور وعدہ بہشت مین
جانے کا کیا تونے اس سے اور اسلام جو کلام مذکور کریگا اسلیے کہ در باب شفاعت اسکو بہت دخل ہے کہ ابتدا ساتھ تعظیم اور ثناے الٰہی کے کرے جیسے کہ حضرت مصطفے
صلی اللہ علیہ وسلم اول ثنا خاص کردگار کی کرینگے بعد ازان شفاعت کرینگے پس اسلام حضرت حق سبحانہ کو ساتھ اسم سلام کے ذکر کریگا اور اپنے تئین بندہ مطیع کہیگا اس
سبب سے شفاعت اسکی قبول ہوگی اور احتمال ہے کہ اسلام سے مراد ہو صفت رضا اور تسلیم اور ترک اختیار کی کہ اعلی مقامات اہل قرب اور اصطفا کے ہے جیسے کہ حضرت
ابراہیم عم کے حق مین آیا ہے کلام مجید مین اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ح (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ لَنَا سِتْرٌ فِيْهِ تَمَاثِيْلُ طَيْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ حَوِّلِيْهِ فَاِنِّيْ اِذَا رَاَيْتُهٗ ذَكَرْتُ الدُّنْيَا) اور روایت ہے عائشہ سے کہا عائشہ نے کہ تھا واسطے ہمارے پردہ یعنے دروازہ کا یا دیوار گیری اسمین تصویرین
پرندہ جانورونکی پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ بدل ڈال اسکو اسلیے کہ مین جب دیکھتا ہون اسکو یاد کرتا ہون دنیا کو ف تعلیل دلیل ہے اسپر کہ
صورتین بہت چھوٹی تھین یا یہ فرمایا ہو پہلے حرام ہونے تصویرون کے اور اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ دیکھنا اس اسباب کا کہ جمع کرتے ہین ساتھ اسکے اغنیا لیجاتا ہے
فقر کی حلاوت قلوب کو ۝ ع (وَعَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِظْنِيْ وَاَوْجِزْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ فِيْ صَلٰوتِكَ فَصَلِّ صَلٰوةَ
مُوَدِّعٍ وَلَا تَكَلَّمْ بِكَلَامٍ تَعْتَذِرُ مِنْهُ غَدًا وَاَجْمِعِ الْاِيَاسَ مِمَّا فِيْ اَيْدِي النَّاسِ) اور روایت ہے ابی ایوب انصاری سے کہا آیا ایک شخص پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس عرض کیا کہ نصیحت فرماؤ مجکو اور مختصر کہو کہ جامع ہو پس فرمایا آنحضرت نے جب کھڑا ہو تو بیچ نماز اپنی کے پس مانند اس شخص کے کہ رخصت کرنیوالا
ہے ماسوای اللہ کو یعنے خلق اور نفس کو اور متوجہ ہو جناب حق مین ساتھ خلوص کامل اور توجہ تمام کے اور نہ کر ایسی بات کو کہ محتاج ہووے تو عذر خواہی کا سبب اس

کلام کے کل کو یعنی قیامت کو جناب پروردگار میں یا مطلق شامل ہو کلام کرنے کو یاروں اور دوستوں اور تمام مسلمانوں سے یعنے ایسی بات نہ کہہ کہ اس سے پشیمان
ہووے تو اور محتاج عذر کرنیکا ہووے اور قصد مصمم کر اوپر نا امیدی کے اس چیز سے کہ لوگوں کے ہاتھ میں ہو یعنے قناعت کر قوت مقدر و مقسوم پر اور لوگوں کے
مال سے طمع منقطع کر اور ایک معنی تو رخصت کرنے کے وہ ہیں جو مذکور ہوئے اور ممکن ہو کہ مراد رخصت کرنا حیات کا ہو یعنے گویا کہ اخیر نماز تیری ہی اور یہ آخر وقت حیات
و وفات تیرے کا چاہیے کہ مشایخ کی وصیتوں میں آیا ہو کہ طالب کو چاہیے کہ ہر نماز اپنی میں ایسا تصور کرے کہ یہ آخر نماز ہے اور جب ایسا جانیگا تو بالضرور ذوق اور حضور
اور تعدیل سے ادا کریگا اور آخر حدیث میں اشارہ ہو طرف اسکے کہ نسبت پکڑنی لوگوں سے علامت افلاس کی ہو اور غناے قلبی یہ ہو کہ نا امیدی ہو اس چیز سے کہ لوگوں
کے ہاتھ میں ہو * ترجمہ ع وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا وَقَبْرِي فَبَكَى مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ الْتَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا رَوَى الْأَحَادِيثَ الْأَرْبَعَةَ أَحْمَدُ اور روایت
ہو معاذ بن جبل سے کہا جبکہ بھیجا اسکو یعنے ارادہ کیا بھیجنے کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی یا عامل کر کر طرف یمن کے نکلے ساتھ اسکے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم یعنے ہو پہنچانے کے لیے اس حال میں کہ وصیت کرتے تھے اسکو اور معاذ تھے سوار اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے ہمراہ سواری اسکی کے پس جب فارغ
ہوئے حضرت وصیت سے فرمایا اے معاذ تحقیق تو نزدیک ہو کہ نہ ملے تو مجھسے بعد سال عمر میری کے کہ یہ سال ہو اور شاید کہ تو گذرے اس مسجد میری پر اور قبر میری پر
پس روئے معاذ بسبب غم فراق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر التفات کیا آنحضرت نے یعنے منہ پھیرا معاذ کی طرف سے اور متوجہ کیا منہ اپنا جانب
مدینہ کے اور فرمایا کہ تحقیق قریب ترین اور افضل ترین لوگوں کے ساتھ میرے پرہیزگار ہیں جو ہوں یعنے عربی یا عجمی گورے ہوں یا کالے ہوں اشراف ہوں یا رذا
ہوں اور جہاں ہوں نقل کیں چاروں حدیثیں احمد نے ف لفظ فاقبل الخ تفسیر ہو التفات کی اور شاید کہ وجہ منہ پھیرنے کی معاذ سے یہ تھی کہ تا نہ دیکھیں وہ انکا
اور ہووے سبب رونے آپکے کا اور سخت ہو غم اور اشارہ تھا اسپر کہ ضرور ہو چھوڑنا دنیا کا اور متوجہ ہونا طرف عقبے کے پس تسلی دی حضرت نے انکو ازراہ فضل کے اور
کی زبان سے کہ تو جدا ہوئیگا مجھسے اور جدا ہوئیگا مدینہ سے اور پھر دیکھیگا تو مدینہ کو اور نہیں دیکھیگا تو مجکو اور اشارہ کیا طرف اسکے کہ مجمع انبیا اور اتقیا کا دار البقا میں ہو
پس فرمایا کہ قریب ترین لوگوں کے ساتھ میرے یعنے ساتھ شفاعت میری کے یا قریب ترین لوگوں طرف مرتبہ میرے کے متقی ہیں الخ اور جہاں ہوں یعنے کہیں ہوں یا
مدینہ میں یا بصرہ میں یا کوفہ میں یا یمن میں وغیرہ ذلک پس دیکھ طرف رتبہ اویس قرنی کے یمن میں بسبب کمال تقوی کے اور طرف حالت ایک جماعت اشراف حرمین
شریفین کے کہ انہوں نے باوجود دور ہونے کے تقوے سے کیا درجہ پایا اور بسبب ترک تقوی کے کیسے محروم رہے مقام قرب سے بلکہ شقی ہوئے بسبب
ایذا کے حضرت کو اور گویا کہ یہ وصیت اور تسلی ہو معاذ کو کہ تقوی اختیار کرنا چاہیے اور ہمارے فراق پر غم نہ کہا جبکہ متقیوں سے ہووے تو صورت میں اگرچہ جدا ہوتا ہو
ہمارے ساتھ ہی ہو تو اور طیبی نے کہا کہ یہ تسلی ہو معاذ کو بعد از خبر دینے کے اسکو ساتھ رحلت اپنی کے یعنے جبکہ پھر کر آوے تو مدینہ کو اقتدا کرنا ساتھ متصل ترین اور
قریب ترین آدمیوں کے ساتھ میرے کہ متقی ہیں اور کہا کہ یہ کنایہ ہو ابوبکر صدیق سے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہونگے جیسے کہ حدیث جبیر بن مطعم میں
آیا ہو کہ ایک عورت آئی بیچ ملازمت آنحضرت کے اور کلام کیا ایک امر میں فرمایا پھر آنا اور وقت اس عورت نے کہا کہ اگر آؤں میں اور آپ کو نہ پاؤں یا رسول اللہ تو
کیا کروں میں گویا کنایہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے فرمایا اگر آوے تو اور نہ پاوے مجکو تو ابوبکر کے پاس آنا اشارہ کیا انکی خلافت کا بیچ اسکے اور
اس حدیث میں رغبت دلائی ہو حضرت نے اوپر رعایت کرنے تقوے کے اور اسمیں تسلی ہو واسطے بقیہ امت کے کہ جنہوں نے نہیں پایا زمانہ حضرت کا اور مژدہ ہو ان
کو کہ اگر تقوے کرینگے تو تقرب حاصل ہوگا حضرت سے اللهم ارزقنا هذه النعمة * ترجمہ ع وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ تَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ
يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ النُّورَ إِذَا دَخَلَ الصَّدْرَ انْفَسَحَ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لِذَلِكَ مِنْ عَلَمٍ يُعْرَفُ بِهِ قَالَ نَعَمِ التَّجَافِي

عن دار الغرور والانابة الی دار الخلود والاستعداد للموت قبل نزوله) اور روایت ہے ابن مسعودؓ سے کہا ابن مسعودؓ نے کہ پڑھی آنحضرتؐ نے یہ آیت پس جسکو ارادہ
کرتا ہے اللہ ہدایت کرنے کا یعنے ہدایت خاص کا کہ پہونچاوے اُسکو طرف مقام اختصاص کے کھولتا ہے اور فراخ کرتا ہے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے یعنے واسطے
شرائع اسلام کے بطریق اخلاص کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق نور یعنے نور ہدایت داخل ہوتا ہے سینہ میں کھلجاتا ہے اور فراخ ہوجاتا ہے سینہ
پس کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیا ہے واسطے اس حالت کے کچھ نشانی ظاہر میں کہ پہچانی جاوے وہ حالت ساتھ اس نشانی کے فرمایا آنحضرتؐ نے ہاں اسکے لیے نشانی
ہے دور ہونا گھر غرور کے سے یعنے دنیا سے کہ جگہ مکر و فریب کی ہے اور شیطان بسبب اسکے لوگوں کو فریب دیتا ہے اور مراد دور ہونے سے زہد اختیار کرنا ہے اور رجوع
کرنا طرف آخرت کے کہ جگہ ہمیشگی کی ہے اور مستعد رہنا واسطے موت کے پہلے اترنے اسکے کے یعنے ساتھ کرنے توبہ کے اور سبقت کرنے کے طرف عبادت کے
اور صرف کرنے وقت کے طاعت میں ف یعنے قبول کرتا ہے تمام شرائع اسلام کے اور شیریں معلوم ہوتی ہے اسکے مذاق میں تلخی اُن احکام کی کہ مقرر کیے ہیں اللہ
تعالے نے اور حکم کیا ہے اُنکا اور یہ قلب بحقیقت میں عرش رب ہے جیسے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المؤمن اور دنیا مکر
کرنے والی اور فریب دینے والی اور عہد شکن ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ولا تغرنکم الحیوة الدنیا اور دنیا گھر رنج اور خرابی کا ہے اگرچہ صورت میں نعمت معلوم
ہو حال اسکا مانند سراب یعنے دھوکے کے ہے کہ گمان کرتا ہے اُسکو پیاسا پانی پس حقیقت میں اُسی دھوکے میں پڑ رہے ہیں بادشاہ اور امیر اور اغنیا اور پہلے
موت کے یا ظاہر ہونے مقدمات اسکے کے کہ مرض ہے اور بہت بڑھاپا کہ نہ قادر ہوا ہمیں اوپر حاصل کرنے علم کے یا عمل کے اور اُسوقت ندامت نفع نہ دیویگی
ع (وعن ابی ہریرۃ وابی خلادٍ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا رأیتم العبد یعطی زہدا فی الدنیا وقلة منطق فاقتربوا منه فانه یلقی الحکمة رواہما
البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ اور ابی خلادؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسوقت کہ دیکھو تم بندے کو کہ دیا جاتا ہے
بے رغبتی دنیا میں اور کم گوئی کلام لغو وغیرہ سے پس نزدیکی ڈھونڈھو اُس سے اسلیے کہ تحقیق وہ سکھایا جاتا ہے اور دیا جاتا ہے حکمت نقل کیں یہ دونوں حدیثیں
بیہقی نے شعب الایمان میں ف اور پہلی حدیث بہت سے طریق سے ثابت ہوئی ہے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ پوچھے گئے کہ کونسا مومن
بہت دانا ہے فرمایا آنحضرتؐ نے کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہو اور مابعد موت کے لیے بہت مستعد رہتا ہو اور اس حدیث میں جو لفظ حکمت کا ہے مراد ہے اُس سے
نیک کرداری اور راست گفتاری اور جسکو اللہ تعالے حکمت عطا فرماوے اُسکی بڑی فضیلت آئی ہے فرمایا اللہ تعالے نے ومن یوت الحکمة فقد اوتی خیرا
کثیرا حاصل یہ کہ وہ عالم عامل مخلص کامل ہے کہ جو مرشد کامل کرنیوالا ہے پس واجب ہے ہر ایک پر کہ طلب کرے ہمنشینی اُسکی اور حاصل کرے ہمکلامی اُسکی کہا ہے
بعض عارفین نے کہ صحبت رکھو ساتھ اللہ کے پس اگر نہ طاقت رکھو تو صحبت رکھو ساتھ اُسکے کہ وہ صحبت رکھے ساتھ اللہ کے اور علامت صحت احوال اسکے کی بعد
تصحیح اقوال وافعال اسکے کے وہ ہے کہ جو اوپر گذری حدیث سابق میں علامت انشراح صدر سے یا ہے حدیث کہ مؤثر ہو صحبت اُسکی جمیع امور میں اور بے رغبت
کرے یاروں اپنے کو دنیا سے یعنے تحصیل مال وجاہ سے اور زیادتی قدر حاجت سے کہ پہونچاوے طرف زاد عقبے کے پس ایسا عارف خلیفہ انبیا کا ہے رزقنا اللہ
رویته وخدمته وصحبته آمین ع (باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبی صلی اللہ علیہ وسلم) یہ باب ہے بیچ بیان فضیلت فقرا کے اور بیان زندگانی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر طریقہ فقر وکفاف کے یعنے قدر ضرورت کے ف مراد فضیلت سے زیادتی اجر وثواب کی ہے اور دونوں مضمونوں ذکر کیے گئے
کے جمع کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ حضرت کی اوقات بسری بھی بطور فقرا کے تھی مانند اکثر انبیا اور اولیا کے اور فقرا کی فضیلت میں یہ بات کافی ہے اور جاننا
چاہیے کہ علما کو اختلاف ہے اس میں کہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر بعضے کہتے ہیں کہ غنی شاکر افضل ہے کہ اُسکے ہاتھ سے خیرات اور تقرب کی چیزیں مثل زکوة اور قربانی وغیرہ
اکثر ہوتی ہیں اور حدیث میں بھی بیچ شان اغنیا کے آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء چنانچہ سابق بیچ باب الذکر بعد الصلوة کے
گذری اور اکثر اسپر ہیں کہ فقیر افضل ہے کہ حال شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر ہی تھا اور حدیثیں باب کی تمام دلیلیں اُنکی ہیں اور حق یہ ہے کہ اختلاف

بیچ بابت فقر اور غنا کے ہی مطلقًا اور وجوہ مختلف ہین اور بیچ حق شخص خاص کے کبھی صلاح کار غنا مین ہوتا ہی اور کبھی فقر مین جیسے کہ حدیث مین آیا ہی کہ جب پروردگار
تعالے بندہ پر مہربان ہوتا ہی تو جس چیز مین صلاح حال اُسکے کا ہوتا ہی وہ دیتا ہی خواہ فقر ہو یا غنا اور خواہ صحت ہو یا مرض اور اسی طرح بیچ تمام صفتون تضاد
کے واللہ اعلم حضرت سید محی الدین عبد القادر جیلانی رحمہ سے منقول ہی کہ اُنسے کسی نے پوچھا کہ فقیر صابر بہتر ہی یا غنی شاکر فرمایا فقیر شاکر دونون سے بہتر ہی اور
اسمین اشارہ ہی فضیلت فقر پر یعنے فقر ایک نعمت ہی کہ اُسپر شکر کرنا چاہیے نہ بلا ہی کہ اُسپر صبر کرنا چاہیے شیخ عالم عارف ولی عبد الوہاب متقی اپنے شیخ سے
نقل کرتے تھے کہ جب تاتار فرار زبانی اوپر فضیلت فقر کے ہم سے نہ کروالیا بیعت ہماری نہ قبول کی اور کہا کہ جو الفقر افضل من الغنا بعد ازان ہاتھ پکڑا اور
مرید کیا اور جاننا چاہیے کہ بعضون نے فقیر و مسکین مین فرق کیا ہی کہ فقیر وہ کہ مالک نصاب کا نہو اور مسکین وہ کہ کچھ نہ رکھتا ہو اور بعضون نے برعکس اسکے کہا ہی اور مراد
فقر سے یہان فقیر اور مسکین ہین شروع الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ
لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) روایت ہی ابو ہریرہ رضہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بہت پراگندہ بال غبار آلودہ دھکیلے گئے دروازون سے
اگر قسم کھاوین اللہ پر تو البتہ سچا کرے اللہ اُنکو قسم مین نقل کی یہ مسلم نے ف دھکیلے گئے الخ یعنے روکے گئے دروازون سے ساتھ ہاتھ یا زبان کے اور معنے
یہ ہین کہ اگر بالفرض وہ کسی کے دروازے پر جا کھڑے رہین تو اُنکو اپنے گھرون مین آنے دے بسبب نہایت حقارت اُنکی کے لوگون کی نظرون مین اور جب دروازہ
دھکیلے گئے تو مجلسون مین آنے سے بطریق اولی منع کیے جاوینگے اور یہ اسلیے ہی کہ چاہتا ہی اللہ تعالے چھپانا حال اُنکا خلق سے تاکہ نہ حاصل ہو اُنکو سوا
اللہ تعالے کے اور کسی سے کچھ نسبت پس محفوظ رکھتا ہی اُنکو کھڑے رہنے سے ظالمون کے دروازون پر اور کھانے مال حرام اُنکے سے جیسے کہ سچا ہی آدمی صبر
کو استعمال کرنے طعام مضر کے سے پس نہین حاضر ہوتے وہ مگر اپنے مولے ہی کے دروازہ پر اور نہین سوال کرتے غیر اُسکے سے بسبب کمال خدمت پروردگار اپنی کے
اور مراد یہ نہین ہی کہ وہ دنیا دارون کے دروازون پر جاتے ہین اور وہ دھکیلتے ہین اپنے دروازون سے اور آنے نہین دیتے اپنے گھرون مین اسلیے کہ اولیا اللہ
محفوظ ہین اس ذلت سے اور اگر قسم کھاوین الخ یعنے اگر وہ قسم کھاوین خالصے تعالے کی کہ اللہ تعالے اس فعل کو کریگا یا قسم کھاوین کہ نہین کریگا تو سچا کرتا ہی
اللہ اُنکو اس قسم مین کہ کرتا ہی وہ فعل یا نہین کرتا جیسے کہ انس بن نضر کا حال گذرا باب الدیۃ مین شروع حاصل حدیث یہ ہوا کہ وہ اگرچہ لوگون کی نظرون مین ذلیل ہین لیکن
اللہ کے نزدیک ایسے عزیز و مقبول ہین کہ اگر قسم کھا بیٹھین کسی کام پر تو اللہ تعالے سچا کرتا ہی اُنکو واسطے (وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَہٗ فَضْلًا عَلٰی مَنْ دُوْنَہٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی مصعب بیٹے سعد کے سے کہ کہا گمان کیا سعد نے
یہ کہ اُسکو فضیلت ہی اوپر اُس کسی کے کہ کمتر ہو اُس سے یعنے فقرا یا ضعفا پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکے جواب کے لیے اور اُنکے سنانے کے لیے نہین
مدد کیے جاوگے تم یعنے دشمنان دین پر اور نہین رزق دیے جاتے مگر برکت ضعیفون اور فقیرون اپنے کے نقل کی یہ بخاری نے ف چونکہ سعد بہت سی فضیلتین رکھتے تھے
مانند شجاعت اور کرم اور سخاوت کے اُنھون نے گمان کیا کہ نفع میرا اسلام مین بسبب مدد کرنے مسلمانون کے زیادہ ہی بہ نسبت اورون کے کہ جو ایسے ہین
پس حضرت نے اس گمان سے باز رکھا اُنکو کہ یہ گمان تم نہ رکھو بلکہ اکرام کرو ضعیفون اور فقیرون کا اور تکبر نہ کرو اُنپر کہ تم ہی اُنکی برکت دعا سے بہرہ مند ہوتے ہو شروع
(وَعَنْ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَکَانَ عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَھَا الْمَسَاکِیْنَ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ
قَدْ اُمِرَ بِھِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَھَا النِّسَاءُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی اسامہ بن زید رضہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
کھڑا ہوا مین بہشت کے دروازہ پر یعنے شب معراج کو یا خواب مین یا حالت کشف مین پس تھے اکثر اُن لوگون سے کہ داخل ہوے بہشت مین غریب اور دولتمند
ٹھہرائے گئے تھے میدان قیامت مین لیکن کافر تحقیق حکم کیا گیا اُنکو جانیکا طرف دوزخ کے یعنے مومن دو قسم ہین محبوس اور غیر محبوس اور مال ان سب کا بہشت
ہی اور کافر یک قلم دوزخ ہی مین جاوینگے اور کھڑا ہوا مین دوزخ کے دروازہ پر پس ناگہان اکثر اُنکے داخل ہوے اس مین عورتین ہین نقل کی یہ بخاری کے

مسلم نے نقل کی یعنے بسبب کثرت خواہش کرنے انکے کے دنیا کی اور بسبب رونق انکے کے مردوں کو راہ عقبیٰ سے اور ٹھہرائے گئے الخ یعنے بین والے اس دنیا
فانی کے کہ مال و منصب والے ہیں ٹھہرائے اور روکے جاوینگے میدان قیامت میں واسطے بہت حساب دینے کے اور رنج میں ہونگے بسبب کثرت اموال
اپنے کے اور وسعت جاہ کے اور لذت حاصل کرنے کے دنیا میں اور بہرہ مند ہونے کے موافق شہوات نفس و ہوا کے اسلیے کہ حلال دنیا سبب حساب کا ہے اور
حرام اسکا سبب عذاب کا ہے اور فقرا اس سے بری ہونگے کہ نہ حساب لیے جاوینگے اور نہ روکے جاوینگے بلکہ چالیس برس پہلے اغنیا کے داخل ہونگے جنت
میں عوض میں ان نعمتوں کے کہ دنیا میں فوت ہوئی ہیں شرع (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطلعت فی الجنۃ فرأیت اکثر
اھلھا الفقراء واطلعت فی النار فرأیت اکثر اھلھا النساء متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عباس رض سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھانکا میں
بہشت میں پس دیکھے میں نے اکثر اہل بہشت فقرا اور جھانکا میں بیچ دوزخ میں پس دیکھیں میں نے اکثر رہنے والی اسکی عورتیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن
عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فقراء المہاجرین یسبقون الاغنیاء یوم القیمۃ الی الجنۃ باربعین خریفا رواہ مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمرو رض سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق فقرا مہاجرین کے چالیس برس پہلے داخل ہونگے غنیوں سے دن قیامت کے جنت میں نقل
کی یہ مسلم نے خریف چالیس برس یعنے مقدار چالیس برس اس دنیا کے اور ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم خاص فقراے مہاجرین ہی کے لیے ہے اور اغنیا
سے بھی اغنیاء مہاجرین کے مراد ہیں اور فائدہ اس قید کا دوسری فصل کی پہلی حدیث میں معلوم ہوگا اور وجہ فقرا کے پہلے داخل ہونے کی یہ ہے کہ اغنیا بسبب
حساب ورا کے روکے ہونگے میدان محشر میں اور فقرا بلا حساب جنت میں داخل ہو کر چین میں ہونگے شرع (وعن سہل بن سعد قال مر رجل علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال لرجل عندہ جالس ما رأیک فی ھذا فقال رجل من اشراف الناس ھذا واللہ حری ان خطب ان ینکح وان شفع ان یشفع قال فسکت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم مر رجل فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیک فی ھذا فقال یا رسول اللہ ھذا رجل من فقراء المسلمین ھذا حری ان خطب ان لا ینکح
وان شفع ان لا یشفع وان قال ان لا یسمع لقولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا خیر من ملء الارض مثل ھذا متفق علیہ) اور روایت ہے سہل بن سعد رض
سے کہ گذرا ایک شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر پس فرمایا آنحضرت نے ایک شخص کو کہ پاس آپ کے بیٹھا تھا کیا گمان رکھتا ہے تو اس شخص گذرنے والے کے
حق میں یعنے یہ اچھا ہے یا برا ہے پس کہا اس شخص نے کہ جس سے حضرت نے احوال گذرنے والے کا پوچھا تھا یہ شخص ہے اشراف لوگوں میں سے قسم ہے اللہ کی یہ شخص
لائق ہے اسکے کہ اگر پیغام کرے نکاح کا کسی عورت سے نکاح کیا جاوے اس سے اور اگر سفارش کرے یعنے کسی کی حکام اور سرداروں سے بیچ حاصل کرنے
نفع کے یا دفع کرنے بلا کے قبول کیجاوے سفارش اسکی کہا سہل راوی نے پس چپ رہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنے جواب سے پھر گذرا ایک اور
شخص پس فرمایا آنحضرت نے واسطے اسی شخص کے کہ بیٹھا تھا آپکے پاس کیا گمان ہے تیرا اس شخص کے حق میں پس کہا اسنے یا رسول اللہ یہ شخص فقراے مسلمین
میں سے ہے یہ شخص لائق ہے اسکے کہ اگر پیغام دے نکاح کا نہ نکاح کیا جاوے اور اگر سفارش کرے کسی کی نہ قبول کیجاوے سفارش اسکی اور اگر کہے کچھ بات
نہ سنی جاوے بات اسکی یعنے کوئی اسکی بات نہ سنے اور نہ التفات کرے طرف اسکے بسبب نہایت فقر اسکے کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص
کہ تو نے اسکو نظر حقارت سے دیکھا اور حقیر جانا بہتر ہے بھری ہونے زمین سے مانند اس شخص کے سے کہ تو نے تعریف کی اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنے
اگر تمام روے زمین مثل اس شخص کے سے کہ تو نے تعریف کی ہے بھر جاوے تو وہ کہ ایک مرد کہ تیرے گمان میں حقیر ہے بہتر اور زیادہ تر ہوگا اس سے مرتبہ اور فضیلت
میں اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت نے جس سے کہ یہ پوچھا وہ غنی ہوگا پس ہوئی اسکے سوال و جواب میں تنبیہ اسکے لیے اوپر فضیلت فقرا کے اور ایسی فضیلت جو حضرت نے
فقیر کی غنی پر بیان فرمائی وجہ اسکی یہ ہے کہ فقیر بسبب صفائی قلب کے بہت قبول کرتا ہے امر پروردگار کا بخلاف اغنیا کے کہ وہ سرکشی اور استغنا اور تکبر
رکھتے ہیں قبول حق میں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق اور یہ امر دیکھا جاتا ہے علما کے شاگردوں میں اور صلحا کے مریدوں

کہ فقرا بہت جلد قبول کر لیتے ہیں حق بات کو اور اغنیا حیل وحجت کرتے ہیں اس میں اور شخص اول بھی اغنیا سے مومنین سے تھا کافرون مین سے اسلیے کہ مومن ہو سکتا ہے فضلہ درمیان کفار اور مسلمین کے اسلیے کہ نہیں ہو خیر کفار میں یہانتک کہ کہا ہو بعضے علما نے کہ جسنے کہا النصرانی خیر من الیہودی خوف ہو اسپر کفر کا اسلیے کہ خیر ثابت کی اُن میں کہ نہیں ہو خیر اُن میں اور جزم نہیں کیا ہو اسکے کفر میں اسلیے کہ کبھی قصد کیا جاتا ہو ساتھ خیر کے یہ کہ وہ قریب تر ہو ساتھ حق کے شرع (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ يَوْمَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہو عائشہؓ سے کہ کہا نہیں پیٹ بھر آل محمد نے یعنے اہلبیت انکے نے جو کی روٹی سے یعنے گیہون کی روٹی سے بطریق اولی دو دن پے درپے یہانتک کہ وفات ہوئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی ہو بخاری اور مسلم نے ف دو دن الخ یعنے بلکہ اگر ایک دن پیٹ بھرا تو دوسرے دن بھوکے رہے بنا پر اسکے کہ حضرت نے اختیار کیا تھا فقر کو جبکہ پیش کیے گئے حضرت پر خزانے زمین کے اور حکم ہوا کہ کہو تو پہاڑ مکہ کے سونے کے کر دین تمہارے لیے پس حضرت نے اختیار کیا فقر ہی کو کہ کہا ایکدن میں بھوکا رہون پس صبر کرون اور سیر ہوون ایکدن پس شکر کرون اور اس میں رد ہو اُسپر کہ کہا جسنے کہ ہو گئے تھے حضرت اخیر عمر میں غنی مال بہت سا ہاتھ لگا حضرت کے لیکن اُسکو رکھا نہیں بلکہ خرچ کیا اُسکو اپنے پروردگار کی خوشی میں اور رہے ہمیشہ دل کے غنی اور منقول ہو ابن عباس سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم گذارتے کئی راتیں بھوکے میں پے درپے حضرت اور اہل انکے کہ نہ پاتے تھے طعام شب کا اور تھی اکثر روٹی انکی جو کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کوئی ہمارے زمانہ میں فقرا سے نہیں صبر کرتا ہو زندگانی مانند صبر کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ افضل الانبیا ہیں پس حضرت کے فعل میں ہی تسلی ہو فقرا کے لیے شرع اور یہ بھوک حضرت کی اختیاری تھی ساتھ ترک کرنے دنیا کے اور ان دونوں اسکی کے اور قناعت کرنے کے قوت لایموت پر اور ایثار کرنے یعنے ترجیح دینے فقرا اور مساکین کے اور ترجیح دینے حاجات لوگون کے اپنے نفس کی حاجت پر شرع (وَعَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ وَقَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہو سعید مقبریؓ سے کہ نقل کی ابوہریرہؓ سے کہ وہ گذرے ایک قوم پر کہ آگے انکے رکھی ہوئی تھی بکری بھنی ہوئی پس بلایا انھون نے ابوہریرہ کو یعنے اسکے کھانے کے لیے پس انکار کیا ابوہریرہ نے اسکے کھانے سے اور کہا یعنے بیچ عذر نہ کھانے کے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے یعنے وفات پائی اور نہیں پیٹ بھر روٹی جو کی سے یعنے جو کہ حال حضرت کا ایسا تھا کھانا بھنی ہوئی بکری کا گران اور ناخوش معلوم ہوتا ہی نقل کی ہو بخاری نے (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّهُ مَشٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا لَهُ بِالْمَدِيْنَةِ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَا اَمْسٰى عِنْدَ اٰلِ مُحَمَّدٍ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَاِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہو انسؓ سے کہ وہ لے گئے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روٹی جو کی اور چربی متغیر اور بدبو دار یعنے بسبب بہت دنون رہنے کے اور تحقیق گرو رکھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زرہ اپنی مدینہ میں نزدیک ایک یہودی کے اور لیے اُس سے کچھ جو واسطے اہل بیت اپنے کے اور روایت کہ انس سے کہتا ہو کہ تحقیق سنا میں نے انسؓ سے کہ کہتے تھے نہیں شام کی نزدیک اہل بیت محمد کے صاع گیہون سے اور صاع اور دانون غلہ کے یعنے ذخیرہ نہیں کیا آپ نے رات کو غلہ کل کے لیے اور حالانکہ تحقیق نزدیک آنحضرت کے تھین نو بیبیان یعنے باوجود اسکے کچھ ذخیرہ نہ کرتے تھے نقل کی ہو بخاری نے ف شاید کہ وجہ قرض لینے کی یہودی سے یہ تھی کہ حال آپکا مسلمانون پر ظاہر نہ ہو اسلیے کہ گران ہوں آپ اپر پس دیدین وہ آپکو شرم کر کر اور ظاہر تر یہ ہو کہ انکا نہایت تنزہ منظور تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے کہ طلب کرین اجر امت سے اگرچہ صورت یہ ہو فرمایا اللہ تعالے نے قل لا اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ اور نظیر اسکے واقع ہوا ہو ہمارے امام اعظمؒ سے کہ نہیں ٹھہرتے تھے بیچ سایہ دیوار اسکے کہ مطالبہ کرتے تھے اس سے دین کا دلیل حدیث کل قرض جر منفعۃ فھو ربوا کے اور یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہی کہ صحیح روایت سے ثابت ہوا ہی کہ آنحضرت نے اپنی بیبیون کے لیے قوت ایک برس کا اٹھا رکھا تھا جواب اسکا یہ کہتے ہیں علما کہ یہ نہ رکھنا ذخیرہ کا اوائل حال میں تھا کہ فقر انکے حال پر غالب تھا بعد ازان کہ وسعت ہوئی قوت ایک برس کا انکو اٹھا

بھروا دیا اور بعضے کہتے ہیں کہ لفظ آل زائد ہے کہ کلام میں آیا کرتا ہے کہ آل فلان کہتے ہیں اور مراد وہی فلان رکھتے ہیں پس ذخیرہ نکرنا بہ نسبت حال مخصوص ہی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو کہ واسطے نفس شریف اپنے کے نکرتے تھے اور اگر بیبیون کے لیے ذخیرہ کرتے تھے تو منافات اس سے نہین رکھتا ہے ع ح (وعن
عمر قال دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاذا هو مضطجع على رمال حصير ليس بينه وبينه فراش قد اثر الرمال بجنبه متكئا على وسادة من ادم حشوها ليف
قلت يا رسول الله ادع الله فليوسع على امتك فان فارس والروم قد وسع عليهم وهم لا يعبدون الله فقال او في هذا انت يا ابن الخطاب اولئك قوم عجلت
لهم طيباتهم في الحيوة الدنيا وفي رواية اما ترضى ان تكون لهم الدنيا ولنا الآخرة متفق عليه) اور روایت ہے عمرؓ سے کہ کہا حضرت عمرؓ نے کہ داخل ہوا مین رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ناگہان حضرت لیٹے ہوئے تھے اوپر بورئیے کے کہ بنا ہوا تھا کھجور کے پٹھون سے نہ تھا درمیان حضرت کے اور درمیان
بورئیے کے بچھونا تحقیق نشان ڈال دیے تھے بورئیے نے حضرت کے پہلو مین اس حال مین کہ سرہانے تکیہ رکھے ہوئے تھے چمڑے کا کہ بھرا ہوا اسکا پوست خرما
کا تھا کہا مین نے یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ تعالے سے تا فراخی کرے تمہاری امت پر پس تحقیق فارس اور روم تحقیق فراخی کی گئی اوپر حالانکہ وہ نہین بندگی کرتے
اللہ کو پس فرمایا حضرت نے کیا اس تک تو ہے اور تو اب تک اسی مقام مین ہے اور نہین حاصل ہوئی تجکو ترقی طرف فہم مقصد کے اے ابن خطاب یہ یعنے فارس اور
روم اور تمام کفار ایک گروہ ہین کہ جلدی کی گئی ہین انکے لیے خوبیان اور لذتین انکی زندگانی دنیا مین یعنے آخرت مین فقیر اور خوار اور عذاب مین ہونگے اور
ایک روایت مین ہے کہ کیا راضی نہین ہے تو کہ ہووے انکے لیے دنیا اور ہمارے لیے آخرت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اوپر بورئیے کے لیٹے
سے انکا یہ ہو رہا تھا کہ چارپائی پر ڈالا تھا یا زمین پر پڑا تھا اور بعضی عبارتون سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس چارپائی ہی کو کھجور کے پٹھے سے بنا تھا جیسے کہ
چارپائیون کو بان سے بنتے ہین اور رُمال ساتھ پیش را اور زیر اُسکے کے معنی مرمول کے معنی بنی ہوئی کے اور بھرا ہوا اسکا الخ یعنے تکیہ مین لیف
بھرے ہوئے تھے لیف ساتھ زیر لام کے اور جزم ی کے پوست خرما کو کہتے ہین جیسے کہ اغنیا روئی وغیرہ بھرتے ہین فقرا پوست خرما کو کوٹ کر اور نرم کر
بھرتے ہین اور فراخی کرے یعنے رزق فراخ کرے آپ کی امت پر چونکہ دیکھا عمرؓ نے کہ آنحضرت نے فقر اختیار کیا ہے اور اپنے تئین اس حال سے رکھتے ہین
تو فکر کی بیچ حال ضعفا امت کے کہ تاب فقر کی نہ رکھینگے اور دشواری ہوگی انپر مناسبت ساتھ حال ضعف انکے کے یہ دیکھا کہ فراخی ہو انکے لیے
اور یہی سے کہا کہ مقصود عمرؓ کو طلب کرنا فراخی کا آنحضرت کے لیے تھا ولیکن بسبب عظمت شان آنحضرت کے مناسب نہ جانا کہ انکے لیے دنیا سے دنیہ
خبیثہ طلب کرین جیسے کہ اور روایت مین آیا ہے کہ عمرؓ نے دیکھا آنحضرت کو بیچ گھر تاریک گرم کے ایک بورئیے پر لیٹے ہوئے اور گھر کے کونون مین نگاہ
کی کچھ چمڑے کے ٹکڑے دیکھے اور ایک دو باسن پڑے ہوئے روئے عمرؓ فرمایا آپ نے کہ کیون روتا ہے تو اے بیٹے خطاب کے کہا عمرؓ نے یا رسول اللہ آپکو
دیکھتا ہون کہ رسول خدا کے ہو کر اس حال سے پڑے ہو اور قیصر و کسرے ناز و نعمت مین ہین ساری حدیث ذکر کی کہ یہ ٹکڑا اسکا ہے لیکن معنی اول مناسب تر
ہین ساتھ قول انکے کے کہ فرمایا پس تحقیق فارس اور روم الخ ع ح (وعن ابی هريرة قال لقد رأيت سبعين من اصحاب الصفة ما منهم رجل عليه رداء اما ازار
واما كساء قد ربطوا في اعناقهم فمنها ما يبلغ نصف الساقين ومنها ما يبلغ الكعبين فيجمعه بيده كراهية ان ترى عورته رواه البخاري) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے
کہ کہا تحقیق دیکھا مین نے ستر نفر کو اصحاب صفہ سے نہین تھا ان مین سے کوئی شخص کہ ہو اسپر چادر کہ اور کپڑے پر اوڑھے اور کندھے پر ڈالے بلکہ ایک کپڑے سے
زیادہ نہ رکھتا تھا یا تہبند تھا اور یا کملی تھی کہ تحقیق باندھا تھا اپنی گردنون مین پس بعضے ان تہبندون اور کملیون مین سے وے تھے کہ پہونچتے آدھی پنڈلیون تک
اور بعضے پہونچتے دونون ٹخنون تک پس سمیٹتا تہبند کو یا کملی کو سجدہ مین یا بعضے اوضاع بیٹھنے مین بسبب ناخوش رکھنے اسکے کے کہ دیکھا جاوے ستر اسکا نقل
کی یہ بخاری نے (وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا نظر احدكم الى من فضل عليه في المال والخلق فلينظر الى من هو اسفل منه متفق عليه وفي
رواية لمسلم قال انظروا الى من هو اسفل منكم ولا تنظروا الى من هو فوقكم فهو اجدر ان لا تزدروا نعمة الله عليكم) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت نظر کرے ایک تمہارا طرف اُس شخص کے کہ زیادتی دی گئی ہو اُسکو اُسپر مال میں اور صورت ظاہری میں اور اسکے دیکھنے سے
سستی پہنچ شکر حق کی اور غبطہ اسکے حال پر ہو تو چاہیے کہ نظر کرے طرف اُس شخص کے کہ وہ پست تر اور کمتر اس سے ہو یعنے تا شکر کرے اور خوش ہو مولیٰ سے متفق علیہ
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مسلم کی میں یون آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نظر کرو طرف اُس شخص کے کہ وہ کمتر ہو مرتبہ میں تمسے اور نظر نکرو طرف
اُس شخص کے کہ وہ زیادہ ہو تمسے مرتبہ میں پس یہ نظر کرنا طرف کم رتبہ کے اور نظر نکرنا طرف زیادہ کے لائق تر ہے تمکو تا حقیر نہ جانو نعمت خدا کو کہ تمکو پہونچی ہے ف حاصل
یہ کہ جب دیکھے کوئی شخص اُسکو کہ زیادہ ہو اُس سے حشمت میں اور مال میں اور جمال میں اور لباس میں اور نہین جانتا یہ کہ اسکے لیے آخرت میں سبب ہے اسکے وبال کا تو چاہیے
کہ دیکھے اُسکو کہ وہ کم ہو اُس سے دنیا میں اور کمتر ہو درجہ میں اُس سے باعتبار مال و منال کے اور آخرت میں اُسکے لیے درجہ عالی ہو اور اس حدیث میں دلیل ہے
اسپر کہ حال اکثر خلق کا اعتدال پر ہوتا ہے اگرچہ کوئی کسی کی بہ نسبت اعتدال رکھتا ہو اور کوئی کسی کی بہ نسبت پس جسنے اپنے سے افضل کو دیکھکر نظر اپنے سے کم پر کی
اسکا حال اچھا ہوا اور اس میں اشارہ ہے اسپر کہ جو افضل ہو تمام خلق سے سب طرح بالفرض والتقدیر تو وہ نہ دیکھے اسکی طرف کہ وہ کم ہو اُس سے تاکہ حاصل ہو عجب
و غرور اور افتخار اور تکبر بلکہ واجب ہے اسپر کہ خوب شکر ادا کرے اُسکی نعمتوں کا اور جو ایسا ہو کہ نہ پہنچے اُسکے کوئی فقر میں تو لائق ہے کہ شکر کرے اپنے پروردگار کا
کہ مبتلا کیا مجکو دنیا میں اور اسکے سبب رنج و افکار میں جیسا کہ اسی بیچ میں کسی دنیادار کو دیکھے تو کہے اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والعقبیٰ اور آیا ہے کہ
ایک شخص فقرا میں سے کھڑا ہوا مجلس وعظ میں ایک ولی کے اور شکوہ کیا اُسنے کہ میں نے نہین کھایا ہے اتنی اتنی مدت سے کھانا الٰہی پس کہا شیخ نے کہ جھوٹ بولا
تو اے دشمن خدا کے اسلیے کہ اللہ نہین دیتا بھوک شدید مگر اپنے انبیا اور اولیا کو اور اگر تو ہوتا ان میں سے تو نہ ظاہر کرتا اس راز پوشیدہ کو اور چھپاتا تو خلق سے
اس عنایت کو اور مجمل و خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ مومن کا جبکہ سلامت ہوتا ہے دین خلل و زوال سے تو نہین پروا کرتا نقصان جاہ و مال کا اور تمام مشقتوں کے
پہونچنے کا حال و استقبال میں جیسا کہ منقول ہے کہ امام غزالی سے کہ ایک مرید کو کسی نے مارا اور قید کیا پس شکوہ کیا اُسنے انہون سے کہا شکر الٰہی کر اسلیے
کہ بلا کبھی اس سے بھی بری ہوتی ہے پھر ڈالا گیا دوسری قید میں کہ کنوین میں پس شکوہ کیا اُسنے پھر وہی پہلا سا جواب دیا انہون نے پھر ایک یہودی کے پاس
جا پھنسا کہ وہ ہر ساعت ایذا دیتا تھا اور زنجیرون میں باندھکر اپنے پاس رکھا اس سے نہایت تنگدل ہوا اور شکوہ امام سے کیا حکم کیا امام نے صبر و شکر کرنیکا
مرید نے بیقراری میں جواب دیا کہ کونسی بلا اشد ہوگی اس عذاب سے پس کہا امام نے جواب میں کہ وہ یہ ہے کہ رکھا جاوے تیری گردن میں طوق کفر کا ربنا
لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۞ الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یدخل الفقراء الجنۃ قبل الاغنیاء بخمسمائۃ عام نصف یوم (رواہ الترمذی) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل
ہونگے فقیر جنت میں پہلے دولتمندون سے پانسو برس کہ آدھا دن ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے قیامت کا کہ مقدار روز اُسکی ایک دن کی ہزار برس کی ہوگی
برسون دنیا کے سے بموجب قول اللہ تعالیٰ کے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون اور وارد ہے جو آیا ہے فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ پس
مخصوص ہے پہلے عموم سے محمول ہے اوپر طول ہونے اس دن کے کفار پر جیسے کہ لپیٹا جاویگا یعنے مختصر ہوگا بہ نسبت نیکوکارون کے یہانتک کہ ہوگا مقدار
ایک ساعت کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالیٰ کا فاذا نقر فی الناقور فذلک یومئذ یوم عسیر علی الکافرین غیر یسیر اور کہا اشرف نے کہ اگر کہے
تو کیونکر تطبیق ہے اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں کہ جس میں چالیس برس کا فرق فرمایا ہے کہونگا ہم کہ ممکن ہے یہ کہ مراد اغنیا سے اوپر کی حدیث میں اغنیاء
مہاجرین ہون یعنے فقرا چالیس برس پہلے داخل ہونگے جنت میں اغنیاء مہاجرین سے اور دوسری حدیث میں اغنیاء غیر مہاجرین مراد ہون پس تناقض اور فرق دونوں میں نہین انتہی اور اولیٰ یہ ہے کہ
کہا جاوے کہ انکی تطبیق میں کہ مراد دونون عددون سے کثرت ہے نہ تحدید پس کبھی تعبیر کیا اسکو چالیس برس کر اور کبھی پانسو برس کر از راہ تفنن کے اور حاصل دونون کا ایک تھا یا کہا جاوے کہ دی
اول ساتھ چالیس برس کے پیسے کہ وحی کی گئی طرف حضرت کے پھر خبر دی دوسری بار ساتھ پانسو برس کے از راہ فضل اللہ تعالیٰ کے فقرا پر

صلی اللہ علیہ وسلم کے، یا اختلاف ساتھ اختلاف مراتب اشخاص فقراء کے ہے یعنی حال صبر اور رضا اور شکر انکے کے اور یہ ظاہر تر ہے اور مطابق ہے اس تقریر کے کہ جامع الاصول میں ذکر
کیا ہے اور وجہ جمع کی دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ پہلی حدیث میں جو چالیس برس پہلے کہا مراد اس سے یہ ہے کہ فقیر حریص چالیس برس پہلے داخل ہونگے غنی حریص
سے اور اس حدیث میں جو پانسو برس پہلے کہا تو مراد یہ ہے کہ فقیر زاہد پانسو برس پہلے داخل ہونگے غنی راغب دنیا سے واللہ اعلم ۔ع (وعن انس ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین فقالت عائشة لم یا رسول اللہ قال انھم یدخلون الجنة قبل اغنیائھم باربعین خریفا یا عائشة
لا تردی المسکین ولو بشق تمرة یا عائشة احبی المساکین وقربیھم فان اللہ یقربک یوم القیمة رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان ورواہ ابن ماجة عن ابی سعید الی
قولہ زمرة المساکین) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الہی زندہ رکھ مجھکو مسکین اور مار مجھکو مسکین اور حشر کر میرا مسکینوں کے گروہ
میں پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کس واسطے دعا کرتے ہیں آپ یا رسول اللہ فرمایا اسلیے کہ تحقیق مساکین قطع نظر کرینگے اور فضائل اور حسن اخلاق سے داخل
ہونگے بہشت میں پہلے دولتمندوں سے چالیس برس اے عائشہ نہ پھیر تو مسکین کو نا امید بلکہ احسان کر اسپر اگرچہ ساتھ ایک ٹکڑے کھجور کے ہو اے عائشہ دوست رکھ
تو مسکینوں کو یعنی دل سے اور نزدیک کر انکو یعنی طرف مجلس اپنی کے اسلیے کہ اللہ تعالے نزدیک کریگا تجھکو اپنے دن قیامت کے یعنی اپنے نزدیک کرنے
قرب الہی حاصل ہوگا نقل کی یہ ساری حدیث ترمذی نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور روایت کی ابن ماجہ نے ابی سعید سے تا قول آنحضرت کے فی زمرة المساکین
یعنے سوال و جواب عائشہ کا اور باقی حدیث ابن ماجہ کی روایت میں نہیں ہے ف مسکین مشتق ہے مادہ مسکنت سے بمعنے نہایت تواضع کے یا سکون و سکینت سے
یعنے ہمیشہ وقار اور طمینان کے اور وقار کے زیر احکام قدر کے اور اسمیں تعلیم ہے امت کو تاکہ پہچانیں فضیلت فقراء کی اور دوست رکھیں انکو اور ہمنشین رہیں انکے تاکہ پہونچے
انکو برکت انکی اور اس حدیث میں تسلی ہے مسکینوں کے لیے اور آگاہ کرتا ہے اوپر علو درجات انکے کے اور جائز ہے یہ کہ ارادہ کیا جاوے مسکین کرنے سے یہ کہ کرے اللہ تعالے
قوت حضرت کا بقدر کفایت کے اور نہ مشغول کرے انکو ساتھ مال کے اسلیے کہ کثرت مال کی مضر ہے حق میں باعث محنت و وبال کی ہے آیا ہے کہ ایک بادشاہ
مسلمان گذرا ایک جماعت فقراء اور صلحا پر پس انہوں نے کچھ التفات نکی اسکی طرف اور متوجہ نہوئے اسپر پس کہا بادشاہ نے کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم
ایک گروہ ہیں کہ محبت ہماری سبب ترک دنیا کی ہے اور عداوت ہماری سبب ترک عقبے کی پس آگے بڑھا وہ انسے اور در گذر کیا اور کہا کہ ہم نہیں قدرت رکھتے
ہیں تمہاری محبت کی اور نہ طاقت ہے ہمکو تمہاری عداوت کی اور پہلے دولتمندوں سے الخ اس جگہ سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ فقراء پہلے اغنیاء کے داخل ہونگے
بہشت میں اگرچہ اغنیاء پیغمبر ہوں نا غلب یہ ہے کہ مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فقط ظاہر کرنا عقل و شرف فقراء کا ہے اور طلب کرنا اپنے تقدم کا انبیاء پر اور خوف
اپنے کا بر تقدیر غنا کے ان انبیاء سے کہ فقراء میں نہ خوف تاخر اپنے کا فقراء غیر انبیاء سے فافہم بعد ازاں وصیت کی آنحضرت نے حضرت عائشہ کو رعایت کرنے حال
فقراء کے اور محبت کرنے انکے کی پس فرمایا اے عائشہ نہ پھیر الخ اور روایت کی ہے شیخ نے اور بیہقی نے عطا ابن ابی رباح سے کہ انہوں نے سنا ابی سعید سے کہ کہتے تھے
اے لوگو نہ برانگیختہ کرے تمکو تنگی اوپر طلب کرنے رزق کے بغیر وجہ حلال سے اسلیے کہ میں نے سنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے یا اللہ مار تو مجھکو فقیر
اور نہ مار تو مجھکو غنی اور حشر کر میرا بیچ گروہ مسکینوں کے پس تحقیق بدبخت ترین بدبختوں کا وہ شخص ہے کہ جمع ہوا اسپر فقر دنیا اور عذاب آخرت کہا ابو الشیخ نے کہ زیادہ کیا
اس میں غیر ابی زرعہ نے سلیمان بن عبد الرحمن سے اور نہ حشر کر میرا بیچ زمرہ اغنیاء کے کہتا ہوں میں کہ اگر نہوتی کوئی اور دلیل سوائے اس حدیث شریف کے تو البتہ
کافی تھی حجت واضح ہونے میں اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور حدیث الفقر فخری وبہ افتخر باطل ہے نہیں کچھ اصل اسکی بنا بر تصریح کرنے حفاظ کے عسقلانی وغیرہ
سے اور حدیث کاد الفقر ان یکون کفرا ضعیف ہے یقینا اور بر تقدیر اسکی صحت کے محمول ہے فقر قلبی پر کہ باعث ہوتا ہے جزع فزع کا اور نہ راضی ہونیکا قضا و قدر سے
اور اعتراض کرنیکا اوپر قسمت پروردگار کے اور روایت کیا گیا ہے الفقر شین عند الناس وزین عند اللہ یوم القیمة نقل کی یہ دیلمی نے ع ح (وعن ابی الدرداء
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابغونی فی ضعفائکم فانما ترزقون او تنصرون بضعفائکم رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ طلب کرو مجکو بیچ ضعیفون اپنے کے اسلیے کہ رزق دیے جاتے ہو تم یا فرمایا نہین مدد کیے جاتے ہو دشمنون پر مگر
برکت ضعیفون اپنے کے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف بیچ ضعیفون یعنے فقیرون اپنے کے ساتھ احسان کرنے کے آئے ہے یا مراد ضعیفون سے مظلوم ہین اگرچہ غنی ہون
انکی مدد کرو حاصل یہ کہ طلب کرو رضا میری بیچ رضا انکی کے اور لفظ او تنصرون مین او تنویع کے لیے ہے اور موید ہے اسکو روایت ابوداؤد کی اور احتمال ہے کہ شک راوی
کے لیے ہو اور ببرکت ضعفا اپنے کے یعنے برکت وجود انکے سے اور احسان انکا وجود انکا ہے اسلیے کہ ان مین اقطاب بھی ہوتے ہین اور اوتاد بھی اور بسبب انکے
انتظام ہے بلاد وعباد کا کہا ابن ملک نے کہ ڈھونڈھو تم مجکو بیچ محافظت حقوق انکے کے اور خوش کرنے دلون انکے کے اسلیے کہ تحقیق مین انکے ساتھ ہون تن سے
بعض اوقات مین اور جان و دل سے جمیع اوقات مین پس جسنے انکا اکرام کیا میرا اکرام کیا اور جسنے انکو ایذا دی اُسنے مجکو ایذا دی اور موید ہے اسکو حدیث قدسی
من عادی لی ولیا فقد بارزنی بالحرب شرع (وعن امیۃ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یستفتح بصعالیک المہاجرین رواہ فی
شرح السنۃ) اور روایت ہے امیہ بیٹے خالد بیٹے عبد اللہ بیٹے اسید کے سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ تھے حضرت طلب فتح کرتے یعنے کفار پر اور دعا
سے ساتھ برکت دعا فقراء مہاجرین کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ف صعالیک جمع صعلوک کی ہے مانند عصفور کے یعنے فقیر کے اور ملا علی قاری
رح نے اس جملہ کے یہ لکھے ہین کہ طلب فتح کرتے تھے بواسطہ فقراء مہاجرین کے اور برکت دعا انکی کے اور بعد اسکے ابن ملک سے یہ نقل کی ہے کہ طلب
فتح کی کرتے تھے بواسطہ فقراے مہاجرین کے اسطرح کہ فرماتے اللہم انصرنا علی الاعداء بحق عبادک الفقراء المہاجرین انتہی اور حضرت شیخ نے بھی یہی معنے نقل
کیے ہین اور بعد ازان یہ لکھا ہے اس مین نہایت بزرگی ہے فقرا کی کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے لیے ثابت کی اور مخصوص اور مشرف کیا انکو ساتھ
اسکے کہ برکت انکی طلب فتح کی کرتے تھے مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا انتہی (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغبطن
فاجرا بنعمۃ فانک لا تدری ما ہو لاق بعد موتہ ان لہ عند اللہ قاتلا لا یموت یعنی النار رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ رشک مت لیجا کسی فاجر پر یعنے کافر پر یا فاسق پر بسبب نعمت دنیاوی کے کہ رکھتا ہو اسلیے کہ تو نہین جانتا ہے کس چیز کو پیش آنیوالا ہے وہ یا کیا چیز پیش آنیوالی ہے اسکو
بعد مرنے اسکے کے یعنے قبر مین یا حشر مین مقابلہ مین اس نعمت کے کیا کیا محنت عذاب اٹھاویگا تحقیق فاجر کے لیے نزدیک خدا کے قاتل ہے یعنے ہلاک کرنیوالا
ہے یا عذاب سخت کرنیوالا ہے کہ اسکی شان سے یہ ہے کہ قتل کر ڈالے کہ نہین مرتا اور فنا نہین ہوتا بلکہ ہمیشہ موجود ہے مراد رکھتے تھے حضرت اس سے آگ نقل کی یہ
شرح السنہ مین ف یہ تفسیر کی ہے اسنے کہ روایت کرتا ہے ابی ہریرہ سے کہ نام اسکا عبد اللہ بن ابی مریم ہے اور بسبب نعمت کے کہ وہ اس مین ہے یعنے اسکی درازی عمر
کی یا کثرت اولاد کی یا فراخی مال وجاہ کی دیکھکر اسپر رشک نہ لیجا اس طرح کہ چاہے تو مثل اسکے اپنے لیے شرع (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الدنیا سجن المومن وسنتہ واذا فارق الدنیا فارق السجن والسنۃ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ دنیا قید خانہ ہے مومن کا اور قحط ہے اسکا اور جسوقت جدا ہوتا ہے دنیا سے جدا ہوتا ہے قید خانہ سے اور قحط سے نقل کی یہ شرح السنہ مین ف قید خانہ او
قحط ہے کہ ہمیشہ شدت اور محنت اور تنگی معاش مین رہتا ہے یعنے ہرچند کہ ناز و نعمت دنیا اسکو میسر ہو لیکن بنسبت ان نعمتون کے کہ اسکے لیے دار آخرت مین رکھی ہین حکم
قید خانہ اور قحط کا رکھتی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے تئین بیچ ریاضت اور کوشش طاعت اور عبادت کے رکھتا ہے اور چین اور ترفہ کو اپنے مین راہ نہین دیتا اور ہمیشہ شوق
رکھتا ہے کہ اس محنت آباد سے خلاص ہو اور روایت کیا گیا ہے لا یخلو المومن من قلۃ او علۃ او ذلۃ وقد یجمع للمومن الکامل جمیع ذلک شرع ح (وعن قتادۃ بن النعمان
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا احب اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے قتادہ بیٹے نعمان کے سے
کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کسی بندے کو بچاتا ہے اسکو دنیا سے جیسے کہ ہوتا ہے ایک تمہارا کہ بچاتا ہے اپنے بیمار کو پانی
سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف دنیا سے یعنے مال و منصب دنیا کے سے اور اس چیز سے کہ ضرر کرے اسکے دین مین اور نقصان کرے اسکو عقبی مین او

وَيَوْمٍ وَمَالِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ حِينَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَارِبًا مِنْ مَكَّةَ وَمَعَهُ بِلَالٌ إِنَّمَا كَانَ مَعَ بِلَالٍ مِنَ الطَّعَامِ مَا يَحْمِلُ تَحْتَ إِبْطِهِ اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق ڈرایا گیا میں سبب اظہار دین خدا کے اور دعوت کرنی خلق کی طرف اسکے حال آنکہ نہ ڈرایا گیا کوئی ساتھ میرے یعنی شروع ابتدا اسلام میں کوئی میرے سوا نہ تھا اور البتہ تحقیق ایذا دیا گیا میں بیچ دین خدا کے اور ایذا نہ دیا گیا کوئی میرے ساتھ البتہ تحقیق گذرے مجھ پر تیس شب اور روز پے در پے حالانکہ نہ تھا میرے لیے اور بلال کے لیے طعام کہ کھاوے اسکو کوئی جگر دار یعنی حیوان یعنی کوئی جنس اس چیز سے کہ حیوان اسکو کھاوے نہ تھی چہ جائے آدمی مگر ایک چیز قلیل و حقیر کہ چھپاتی اسکو بغل بلال کی یعنی یہ معلوم ہی ہے کہ آدمی کی بغل میں کسقدر آتا ہے پھر وہ بھی ایسا ہو کہ بغل میں سے ظاہر نہو اور باہر سے دکھائی نہ دے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا ترمذی نے اور مراد اور مصداق اس حدیث کا اسوقت تھا کہ باہر نکلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ کر مکہ سے اور حضرت کے ساتھ بلال تھے نہ تھا ساتھ بلال کے کچھ طعام سے مگر اسقدر کہ اٹھاتا تھا نیچے بغل اپنی کے ف حدیث کے اول جملوں کے معنی طیبی نے اسی طرح لکھے ہیں کہ جو مذکور ہوے ولیکن ظاہر یہ ہے کہ معنے یون ہوں کہ ڈرایا گیا میں دین میں اور نہیں ڈرایا گیا کوئی اور ایذا دیا گیا اور نہیں ایذا دیا گیا کوئی مانند میرے یعنی کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت اسلیے کہ ایذا اوپر اندازہ قدر و مرتبہ ہر شخص کے ہے چونکہ قدر و مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے عالی تر اور صدق اور حقانیت انکی ظاہر تر تھی اور خواہش انکی ایمان اور ہدایت کرنے پر زیادہ تر سب سے تھی ایذا بھی انکی سب سے زیادہ تر تھی بعد ازان بیان فرمائی شدت فقر کی کہ [illegible] کی ہر بقصد ارشاد و تعلیم امت کے ساتھ قول اپنے کے لقد اتت الخ اور یہ جو کہا کہ انکے ساتھ بلال تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ قصہ وقت ہجرت کرنیکا مکہ سے نہیں ہوگا اسلیے کہ اسوقت بلال نہ تھے حضرت کے ساتھ بلکہ ابوبکر تھے پس شاید اسوقت کا ہو کہ جب ابوطالب مرا اور تین روز یا پانچ روز بعد انکے حضرت خدیجہ نے بھی وفات پائی اور اس سال کو عام الحزن کہتے ہیں اور ایذا دینی کفار کی بہت ہوئی پس حضرت نے مکہ سے انتقال کرنے کو [illegible] بعد دسوین سال نبوت سے ماہ شوال کے آخر میں آنحضرت پیادہ پا مکہ سے طائف کو تشریف لے گئے اور حضرت کے ساتھ زید بن حارثہ تھے پس حضرت نے [illegible] وہان کے لوگوں کو دعوت اسلام کی طرف کی [illegible] انھوں نے کچھ کہنا نہ مانا اور اپنے لڑکوں اور نادانوں کو لگا دیا کہ حضرت کو ایذا دیتے تھے اور پاے مبارک پر حضرت کے پتھر مارتے اور پاؤں میں خون آلودہ کر دیا اور جب پتھر کے زخموں سے آنحضرت زمین پر گرتے تھے دونوں بازو آپکے پکڑ کے اٹھاتے تھے اور جب چلنے لگتے پھر پتھر لگاتے اور زید بن حارثہ اپنے تئیں سپر آنحضرت کی کرتے تھے یہانتک کہ تمام سر انکا زخمی اور شکستہ ہوا پس پروردگار تعالیٰ نے ایک ابر بھیجا تا آپ پر سایہ ہو اور جبرئیل نے آنکر کہا کہ تیرے پروردگار نے سنیں باتیں تیری قوم کی اور جو کچھ انھوں نے رد کیا تجھپر اور پہاڑوں کے فرشتے کو حکم کیا کہ اگر فرماو تو اس قوم کو ہلاک کردوں میں اور دونوں پہاڑ اخشبین کو کہ مکہ کے بیچ میں آباد ہیں [illegible] اور انکو انکے بیچ میں پیس ڈالیں فرمایا حضرت نے کہ امید رکھتا ہوں میں کہ انکی پشتوں میں سے وہ لوگ نکلیں کہ پوجیں پروردگار کو ساتھ وحدانیت کے پوجیں اور آخر اس حدیث کا ایک قصہ ہے کہ تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے پھر ہونا بلال کا ساتھ حضرت کے منافی نہیں ہے ہونے زید بن حارثہ کو ساتھ آپ کے یعنی دونوں ہوں لیکن کتابوں میں ہونا زید بن حارثہ ہی کا نقل کیا ہے اس قصہ میں واللہ اعلم وَعَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَرَفَعْنَا عَنْ بُطُونِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَطْنِهِ عَنْ حَجَرَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ اور روایت ہے ابو طلحہ سے کہا ابو طلحہ نے کہ شکوہ کیا ہم نے طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بھوک کا پس کھولے ہم نے اپنے پیٹوں سے ایک ایک پتھر یعنی ہر ایک کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے پیٹ کھولکر پتھر دکھلائے پس کھولے حضرت نے اپنے پیٹ سے دو پتھر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف پتھر پیٹ پر بھوک میں اسلیے باندھتے ہیں کہ پیٹ میں قوت ہو اور نہ اور چلنے اور کھڑے ہونے پر قوت بخشے اس سبب سے کہ پیٹ اور آنتیں کمر سے لگجاویں اور کھنچ جاویں اور جب بھوک زیادہ ہوتی ہے تو حاجت دو پتھروں کے باندھنے کی ہوتی ہے پس آنحضرت کو چونکہ بھوک بہت تھی اور بھی بہت بڑی ریاضت کرتے آپ نے دو پتھر باندھے تھے ع وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمْ أَصَابَهُمْ جُوعٌ فَأَعْطَاهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمْرَةً تَمْرَةً رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ پہونچی فقرا صحابہ کو بھوک پس دی انکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک کھجور نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے ہر ایک کو ایک کھجور دی یعنے فقر و

تنگی رزق کی باہر اس حد کو پہونچی تھی کہ کبھی ایک ہی ایک گھر پر اکتفا کرتے تھے ۔ وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال خصلتان من
کانتا فیه کتبه الله شاکرا صابرا من نظر فی دینه الی من هو فوقه فاقتدی به ونظر فی دنیاه الی من هو دونه فحمد الله علی ما فضله الله علیه کتبه الله شاکرا صابرا ومن نظر فی دینه
الی من هو دونه ونظر فی دنیاه الی من هو فوقه فاسف علی ما فاته منه لم یکتبه الله شاکرا ولا صابرا رواه الترمذی) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے انہنے نقل کی اپنے
باپ سے انہنے اپنے دادا سے انہنے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دو خصلتیں ہیں کہ جس میں ہوویں لکھتا ہے اللہ اسکو شاکر و صابر جو کوئی دیکھے بیچ امر دین اپنے کے یعنے
اچھے اعمال کے کرنے میں طرف اُس شخص کے کہ زیادہ ہو اس سے یعنے علم میں اور عبادت میں اور قناعت میں اور ریاضت میں خواہ وہ زندہ ہو خواہ وہ مردہ پس پیروی
کرے اسکی یعنے صبر کرے بیچ طاعتوں کی مشقتوں پر اور کرنے برائیوں کے سے باز رہنے کرے ان کمالات پر کہ فوت ہوئے اُس سے اور نظر کرے اپنی دنیا میں طرف
اس شخص کے کہ کم ہو اس سے یعنے بہت محتاج ہو اور کمتر ہو اُس سے مال و جاہ میں پس تعریف و شکر کرے اللہ کا بنا پر فضیلت دینے خدا تعالیٰ کے اسکو اُس پر لکھتا ہے
اسکو اللہ شاکر یعنے بسبب خصلت دوسری کے صابر کر نہیں لکھتا یعنے بسبب خصلت پہلی کے اور جو شخص کہ نظر کرے اپنے دین میں طرف اُسکے کہ وہ کم ہو اُس سے یعنے اعمال
صالحہ میں اور پیدا ہو اسکو عجب اور غرور اور تکبر اور نظر کرے اپنی دنیا میں طرف اُس شخص کے کہ وہ زیادہ ہو اُس سے یعنے مال و جاہ میں اور پیدا ہو اس سے حرص و آرزو
پس غم کرے اس چیز پر کہ فوت ہوئی اسکو یعنے مال وغیرہ نہیں لکھتا ہے اسکو اللہ شاکر اور نہ صابر نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنے بسبب نہ صابر ہونے ایک چیز کے کہ بھی اس
دو چیزوں مذکور کی کہ نہیں ہیں سے بلکہ بر خلاف اسکے کیا کہ کفران اور جزع فزع زبان اور دل سے کیا اور اوپر جو کہا کہ لکھتا ہے اسکو اللہ صابر شاکر یعنے کامل مومن کرتا ہے موجب
قول اللہ تعالیٰ کے ان فی ذلک لآیات لکل صبار شکور اور حدیث میں آیا ہے کہ ایمان کے دو نصف ہیں ایک نصف اسکا صبر ہے اور ایک نصف شکر پس صبر یعنے
روکنا اپنے نفس کو سیئات سے اور شکر طاعات پر یعنے بجا لانا طاعات کا اعضا سے ش ع (وذکر حدیث ابی سعید ابشروا یا معشر صعالیک المهاجرین فی باب بعد
فضائل القرآن) اور ذکر کی گئی حدیث ابی سعید کی کہ سر اسکا یہ ہے ابشروا یا معشر صعالیک المهاجرین الخ بیچ اس باب کے کہ بعد فضائل قرآن کے ہے الفصل الثالث
فصل تیسری (عن ابی عبد الرحمن الحبلی قال سمعت عبد الله بن عمرو وسأله رجل قال السنا من فقراء المهاجرين فقال له عبد الله الك امرأة تأوي اليها قال نعم قال
الك مسكن تسكنه قال نعم قال فانت من الاغنياء قال فان لي خادما قال فانت من الملوك قال عبد الرحمن وجاء ثلثة نفر الى عبد الله بن عمرو وانا عنده فقالوا يا
ابا محمد والله ما نقدر على شيء لا نفقة ولا دابة ولا متاع فقال لهم ما شئتم ان شئتم رجعتم الينا فاعطيناكم ما يسر الله لكم وان شئتم ذكرنا امركم للسلطان وان شئتم صبرتم
فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان فقراء المهاجرين يسبقون الاغنياء يوم القيمة الى الجنة باربعين خريفا قالوا فانا نصبر لا نسأل شيئا رواه
مسلم) روایت ہے ابی عبد الرحمن حبلی سے کہ کہا سنا میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کہتے تھے یعنے جو کچھ کہ بعد اسکے بیان ہوگا اس حال میں کہ پوچھا انسے
ایک شخص نے یہ کہ کہا کیا نہیں ہیں ہم فقراء مہاجرین سے کہ بشارت دیے گئے ہیں ساتھ سبقت دخول کے بہشت میں پس کہا واسطے اسکے عبد اللہ نے کہ کیا ہے واسطے
تیرے عورت کہ ٹھکانا پکڑے تو طرف اسکے کہا کہ ہاں میری بیوی ہے کہ جگہ پکڑتا ہوں میں پاس اسکے کہا عبد اللہ نے کہ کیا ہے واسطے تیرے مکان کہ رہے تو اسمیں کہا اس شخص
نے کہ ہاں میرے پاس مکان ہے کہا عبد اللہ نے پس تو ہے دولتمندوں سے یعنے مہاجرین کے دولتمندوں میں سے ہے اسلیے کہ انکے فقراء کی نہ بیوی تھی اور نہ مکان یا اگر
کسی کے پاس ایک چیز تھی تو دوسری چیز نہ تھی کہا اس شخص نے یعنے جبکہ سنا عبد اللہ سے کہ عورت اور مکان کے ہونے سے اسکو غنی کہا تو اسنے کہا کہ میرے لیے خادم
بھی ہے یعنے لونڈی یا غلام یا نوکر کہا عبد اللہ نے کہ پس تو بادشاہوں میں سے ہے یعنے انکے حکم میں ہے یعنے تجکو فقیر کہنا نہیں درست کہا عبد الرحمن نے اور آئے تین شخص
طرف عبد اللہ بن عمرو کے اور میں پاس تھا انکے پس کہا انھوں نے اے ابا محمد قسم ہے خدا کی نہیں قدرت رکھتے ہم کسی چیز پر نہ خرچ کرنے پر اور نہ کسی جانور پر یعنے تاکہ جہاد و
حج کریں اسپر اور نہ اور کسی اسباب پر یعنے اسباب خانہ داری تاکہ بیچیں ہم اسکو اور صرف کریں مول اسکا پس کہا عبد اللہ نے انکو کہ کیا چاہتے ہو تم اگر چاہتے ہو تم یعنے یہ کہ
دو دن میں تمکو کچھ اپنے پاس سے تو پھر آنا ہمارے پاس پس دونگا میں تمکو وہ چیز کہ میسر کرے اللہ تعالیٰ واسطے تمہارے یعنے اسوقت کچھ حاضر نہیں پھر آنا دونگا اور

اگر چاہو تم ذکر کرا دون ان کا قصہ تمہارا اسلیئے پادشاہ وقت کے کہ اسوقت میں تھا وہ سے یعنی وہ دیکر تمکو دیکر فارغ البال کر دین اور اگر چاہو صبر کرو یعنے اسی حال پر کہ ہیں تم مال
والون کا ہی اسلیئے کہ تحقیق سنا ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ تحقیق فقراء مہاجرین کے پہلے جاوینگے دولتمندون سے دن قیامت کے طرف
بہشت کی چالیس برس کہا انھون نے پس تحقیق ہم صبر ہی کرتے ہین نہین مانگتے ہم کچھ یعنے تم سے یا بادشاہ کے کسی سے بعد اسکے نقل کی یہ مسلم نے وعن عبد اللہ بن عمرو
قَالَ بَيْنَا أَنَا قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَحَلْقَةٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ قُعُودٌ إِذْ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ إِلَيْهِمْ فَقُمْتُ إِلَيْهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبْشِرْ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ
بِمَا يَسُرُّ وُجُوهَهُمْ فَإِنَّهُمْ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ الْأَغْنِيَاءِ بِأَرْبَعِينَ عَامًا قَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَلْوَانَهُمْ أَسْفَرَتْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ أَوْ مِنْهُمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ
اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا اسوقت کہ تھے ہم بیٹھے مسجد مین یعنے مسجد نبوی مین اور حالانکہ حلقہ تھا فقراء مہاجرین کا بیٹھا ہوا ناگہان تشریف لائے
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس بیٹھے متوجہ ہوکر طرف فقراء کے پس گیا مین اور کھڑا ہوا مین مائل طرف انکی یعنے واسطے متابعت حضرت کے اور حاصل کرنے
نزدیکی کے انکے اور تاکہ مطلع ہون اس کلام پر کہ حضرت فرماوین انسے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہیے کہ بشارت دیے جاوین فقراء مہاجرین ساتھ اس
چیز کے کہ خوش حال کرے انکو اسلیئے کہ وہ داخل ہونگے بہشت مین پہلے تونگرون سے چالیس برس کہا عبد اللہ بن عمرو نے پس قسم ہے خدا کی تحقیق دیکھے مین نے رنگ
فقراء کے کہ روشن و تابان ہوئے یعنے بسبب سننے اس بشارت کے کہا عبد اللہ بن عمرو نے بہت روشن ہوئے تھے یہانتک کہ آرزو کی مین نے کہ ہوؤن مین ساتھ
انکے یعنے دنیا مین جیسے ان جیسا یا ان مین سے یعنے عقبے مین انکی جماعت مین نقل کی یہ دارمی نے ف وجوہ سے مراد ذات ہے یا منھ کہ ہیں یعنے خوش
کرے انکے دلون کو اور ظاہر ہو اثر اسکا اوپر ظاہر چہرہ انکے کے اور او منہم مین لفظ او تنوع کے لیے ہے اور معنے اسکے ذکر کیے گئے اسلیئے کہ یہ یعنے دوست رکھا
مین نے کہ ہون مین جماعت فقراء مہاجرین سے تھی وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَمَرَنِي خَلِيلِي بِسَبْعٍ أَمَرَنِي بِحُبِّ الْمَسَاكِينِ وَالدُّنُوِّ مِنْهُمْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَنْظُرَ إِلَى مَنْ هُوَ دُونِي وَلَا أَنْظُرَ
إِلَى مَنْ هُوَ فَوْقِي وَأَمَرَنِي أَنْ أَصِلَ الرَّحِمَ وَإِنْ أَدْبَرَتْ وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَسْأَلَ أَحَدًا شَيْئًا وَأَمَرَنِي أَنْ أَقُولَ بِالْحَقِّ وَإِنْ كَانَ مُرًّا وَأَمَرَنِي أَنْ لَا أَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَأَمَرَنِي
أَنْ أُكْثِرَ مِنْ قَوْلِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَإِنَّهُنَّ مِنْ كَنْزٍ تَحْتَ الْعَرْشِ رَوَاهُ أَحْمَدُ اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا حکم کیا مجھکو جانی دوست میرے نے یعنے رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ سات خصلتون کے اول حکم کیا مجھکو ساتھ دوستی مسکینون کے اور نزدیک ہونے انسے اور دوسرے حکم کیا مجھکو کہ نظر کرون مین
طرف اس شخص کے کہ کمتر ہی مجھسے یعنے امور دنیا مین اور نہ نظر کرون مین طرف اس شخص کے کہ زیادہ ہو مجھسے یعنے مال وجاہ اور منصب مین اور تیسرے حکم کیا مجھکو
یہ کہ ملائے رکھون ناتے کو اگرچہ کاٹے ناتا یعنے ناتے والا اور چوتھے حکم کیا مجھکو یہ کہ نہ مانگون مین کسی سے کچھ اور پانچوین حکم کیا مجھکو کہ کہون مین حق اور اگرچہ تلخ اور
ناخوش آیندہ ہو یعنے سننے والے پر اور چھٹے حکم کیا مجھکو یہ کہ نہ ڈرون مین بیچ دین خدا کے اور بیچ امر معروف اور نہی منکر کے ملامت کرنے کسی ملامت کرنیوالے کے سے
اور ساتوین حکم کیا مجھکو یہ کہ بہت کہا کرون مین کلمہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ کو پس تحقیق یہ سات خصلتین اس خزانے سے ہین کہ رب العزت کے نیچے عرش کے کہ فیوض اور
برکات اس سے نازل ہوتی ہین نقل کی یہ احمد نے ف ضمیر لفظ فانہن کی حضرت شیخ نے تو سات خصلتون مذکورہ کی طرف پھیری ہے اور ملا علی قاری نے اس کلمہ یعنے لا حول
ولا قوۃ الا باللہ کی طرف کرکے کہا کہ یہ کلمات جملہ گنج معنوی سے ہین کہ رکھا گیا ہے وہ گنج نیچے عرش رحمان کے نہین پہونچتا طرف اسکے کوئی مگر جو الہام خدا اور قوت کی کہ
یا گنج مین گنجون جنت کے سے اسلیئے کہ عرش چھت اسکی ہے اور کہا کہ بعید ہے قول اسکا کہ کہا خصلتین ساتون گنج سے ہین کہ نیچے عرش کے ہے اسلیئے کہ یہ بات بلا دلیل ہے بلکہ
وارد ہوا ہے طرق کثیرہ سے صحاح ستہ وغیرہ مین کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ گنج ہے جنت کے گنجون مین سے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اسکے معنون مین پس بعضون نے
کہا کہ اس کلمہ کا نام کنز رکھا گیا اسلیئے کہ یہ مانند کنز کے ہے بیچ نفاست اور محفوظ ہونے اپنے کے لوگون کی نظرون سے یا اسلیئے کہ یہ جنت کے ذخیرون مین سے ہے یا یہ
کہ اسکے کہنے والے کے لیے ثواب نفیس ذخیرہ رکھا ہے جنت مین اور ابن مسعود سے منقول ہے کہ وہ کہتے ہین کہ مین نے یہ کلمہ حضرت کے پاس پڑھا پس فرمایا آپ نے
کہ جانتا ہے تو کیا ہے تفسیر یعنے معنے اسکے مین نے عرض کیا کہ اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہین فرمایا نہین ہے پھرنا اور بچاؤ اللہ کے گناہ سے مگر ساتھ بچانے اللہ کے

و نہیں ہے قوت اللہ کی طاعت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے انتہی اور مشائخ شاذلیہ قدس اللہ اسرارہم نے وصیت کی ہے طالبوں کو ساتھ تکرار اس کلمہ کے اور کہا ہے کہ کوئی چیز
مددگار زیادہ اس سے واسطے توفیق عمل کے نہیں ہے ف ع (وعن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعجبه من الدنيا ثلاثة الطعام والنساء والطيب
فاصاب اثنتين ولم يصب واحدا اصاب النساء والطيب ولم يصب الطعام رواه احمد) اور روایت ہے عائشہ سے کہا تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش آتی تھیں
انکو دنیا میں سے تین چیزیں ایک تو کھانا یعنی واسطے حفظ بدن کے اور قوت حاصل کرنے کے دین پر اور دوسرے عورتیں یعنی واسطے بچانے نفس کے برے خطروں سے
اور تیسرے خوشبو یعنی واسطے تقویت دماغ کے کہ وہ جگہ عقل کی ہے بعضے حکما کے نزدیک پس پائیں آنحضرت نے دو چیزیں یعنی بکثرت اور نہ پائی ایک چیز یعنی کھانا بقلت
پائیں دو چیزیں یعنی یہاں تک کہ نو تھیں اور پائی خوشبو یعنی خارج سے باوجودیکہ عرق آپکا سب طرح کی خوشبوؤں سے خوشبودار زیادہ تھا اور نہ پایا طعام نقل کی یہ احمد نے
ف یعنی مگر قلیل پس اطلاق نفی کا مبالغہ کے لیے ہے اسلیے کہ پہلے گذر چکا ہے کہ آنحضرت سیر نہیں ہوئے جو کی روٹی سے دو دن پے در پے تا دم وفات اور یہ بات
تھی بسبب اختیار کرنے حضرت کے فقر اور تنگی معیشت کو اور حق جل وعلا نے جو اپنے حبیب کے لیے یہ بات پسند کی تو اس میں طرح بطرح کی حکمتیں تھیں ف ع (وعن
انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم حبب الى الطيب والنساء وجعلت قرة عيني في الصلوة رواه احمد والنسائي وزاد ابن الجوزي بعد قوله حبب الى
من الدنيا) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست کی گئی طرف میرے خوشبو اور عورتیں اور گردانی گئی خوشی دلی میری نماز میں
نقل کی یہ احمد اور نسائی نے اور زیادہ کیا ابن جوزی نے بعد قول حضرت کے حبب الی لفظ من الدنیا کا ف گردانی گئی خوشی دلی الخ یعنی ذوق اور حضور اور راحت سرور
کو نماز میں مجکو حاصل ہوتا ہے کسی وقت اور کسی عبادت میں حاصل نہیں ہوتا چنانچہ اسلیے فرماتے آنحضرت ارحنا یا بلال یعنی اذان کہہ تا نماز پڑھیں ہم اور بیچ اور مشغولی
اور کاموں کے سے خلاصی ہو دل اور مناجات حق میں مشغول رہوں اور لفظ قرۃ یا مشتق ہے قر سے ساتھ زبر قاف کے بمعنی قرار اور ثبات کے اسلیے کہ دیدہ سبب
نظارہ محبوب کے قرار پاتا ہے اور بسبب دیدار اسکے کے آرام پکڑتا ہے اور کسی اور کی طرف نہیں دیکھتا اور بسبب دیکھنے غیر محبوب کے پریشان اور ہر جانب دیکھا کرتا ہے اور
یا مشتق ہے قر سے ساتھ پیش قاف کے بمعنی سردی اور خنکی آنکھ کے اور لذت اسکی کے مشاہدہ محبوب میں چنانچہ اسلیے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں اور گرمی اور سوزش آنکھ
کی بیچ دیکھنے دشمنوں کے ہے اور زیادہ کیا ابن جوزی نے الخ یعنی اسکی روایت میں یوں ہے حبب الی من الدنیا الطیب الخ جاننا چاہیے کہ لفظ حدیث کے جیسے کہ نقل
کیا ہے ائمہ نے یعنی احمد اور نسائی نے اسی طرح ہیں کہ جو کتاب میں مذکور ہوئے اور روایت کیا اسکو طبرانی نے معجموں اپنے میں اور خطیب نے تاریخ بغداد میں اور ابن عدی
نے کامل میں اور حاکم نے مستدرک میں بھی لایا ہے اور کہا کہ صحیح ہے شرط مسلم پر لیکن بدون لفظ جعلت کے اور روایت نسائی میں بھی وجہ دوسری سے لفظ من الدنیا کا آیا ہے
اور یہ جو مشہور ہے لوگوں کی زبان پر زیادتی لفظ ثلث کے یعنی بعد لفظ حبب الی کے یا بعد لفظ من الدنیا کے کسی کتاب میں حدیثوں کی کتابوں میں سے پایا نہیں گیا
باوجود تفتیش و تفحص کے مگر دو جگہ احیاء العلوم میں اور تفسیر آل عمران میں کشاف سے کذا قال السخاوی اور شیخ حجر اور شیخ ولی الدین عراقی نے کہا کہ لفظ ثلث کا کسی حدیث
کی کتاب میں نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ حدیث میں جیسے کہ اس کتاب میں مذکور ہے اصلا اشکال نہیں ہے اور اگر ایک دو لفظوں میں سے کہ من الدنیا اور ثلث ہیں ہو تو بھی اشکال
نہیں اور اگر دونوں ہوں تو اشکال رکھتا ہے اسلیے کہ نماز دنیا سے نہیں ہے اور جواب اسکا یہ دیتے ہیں کہ مراد دنیا سے حیات اس عالم کی ہے یعنی اس عالم میں مجکو تین چیزیں
خوش آتی ہیں دو ان میں سے امور طبیعیہ دنیویہ سے ہیں اور تیسری امور دین سے ہے پھر صلوۃ جمہور کے نزدیک محمول ہے عبادت معروفہ پر اور بعضوں نے کہا کہ مراد صلوۃ
سے اس حدیث میں درود ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ف ع (وعن معاذ بن جبل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به الى اليمن قال اياك والتنعم فان
عباد الله ليسوا بالمتنعمين رواه احمد) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ بھیجا انکو طرف یمن کے یعنی قاضی کر کر فرمایا دور
رکھ تو اپنے تئیں استراحت اور تن آسانی سے اسلیے کہ بندگان خاص خدا کے تعالی کے نہیں آرام و استراحت میں ہوتے نقل کی یہ احمد نے ف بلکہ آرام و استراحت
خاص کافروں اور فاجروں اور غافلوں اور جاہلوں کے لیے ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے ذرهم ياكلوا ويتمتعوا ويلههم الامل فسوف يعلمون اور فرمایا

یاکلون کما تاکل الانعام والنار مثوی لهم اور فرمایا انہم کالانعام ذلک سے غرض اور تتمہ کے معنے میں مبالغہ کرنا ہے حاصل کرنے قضاء شہوت کے بطریق تکلف کے اور بہت
نعمتوں میں رہنا اور حرص کرنی کھانے میں اور خواہشوں میں ۔ع (وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رضی من اللہ بالیسیر من الرزق
رضی اللہ منه بالقلیل من العمل) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ راضی ہو اللہ سے ساتھ تھوڑے سے رزق کے یعنی قناعت
کرے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے اللہ تعالی اس سے ساتھ تھوڑے سے عمل کے یعنی طاعت کے ۔ع (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جاع
او احتاج فکتمه الناس کان حقا علی اللہ عز وجل ان یرزقه رزق سنة من حلال رواهما البیهقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جو شخص کہ بھوکا ہو یا محتاج ہو یعنی کسی چیز کا پھر نہ مانگے اسکو لوگوں سے یعنی نہ کہے کہ میں بھوکا ہوں تا کچھ کھانے کو دیں اور نہ کہے کہ میں محتاج ہوں تا کچھ
بخشیں تو ہوتا ہے وعدہ ثابت اللہ عز وجل پر یا امر لازم نزدیک اسکے یہ کہ پہونچا وے اسکو روزی ایک برس کی وجہ حلال سے نقل کیں یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے
شعب الایمان میں ف یعنی جو بھوک سے وہ بھوک کہ جسکو صبر ہو سکتا ہو تو اسکے صبر اور جائز ہوا اسمیں چھپانا والا تصریح کی ہے علماء نے کہ ایک آدمی اگر بھوک سے مرے
بھوک کے اور سوال نہ کرے یا کھانا دستیاب نہیں اگرچہ مردار ہو تو وہ ہوتا ہے گنہگار ۔ع (وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب
عبده المؤمن الفقیر المتعفف ابا العیال رواه ابن ماجه) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالی دوست
رکھتا ہے اپنے بندہ مسلمان کو کہ فقیر یا صاحب عیال دار ہو نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنی باوجود عیال دار اور فقیر ہونے کے بچتا ہے حرام اور سوال کرنے سے پس وہ متوکل ہے
واسطے وہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالی کے ۔ع (وعن زید بن اسلم قال استسقی یوما عمر فجیء بماء قد شیب بعسل فقال انه لطیب لکنی اسمع اللہ عز وجل نعی علی قوم شهواتهم
فقال اذهبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بها فاخاف ان تکون حسناتنا عجلت لنا فلم یشربه رواه رزین) اور روایت ہے زید بن اسلم تابعی سے کہا
مانگا پانی ایک دن حضرت عمر نے پس لایا گیا پانی شہد ملا ہوا پس کہا حضرت عمر نے تحقیق یہ پاک اور حلال اور خوش آیند ہے لیکن میں سنتا ہوں اسکو اسلیے کہ میں سنتا
ہوں خدائے تعالی سے کہ عیب کیا اوپر ایک قوم کے خواہشوں نفس انکے کو اور سرزنش کیا انکو پس فرمایا اللہ تعالی نے لے گئے تم اور بہرہ ور لیں تم نے لذتیں اور
نعمتیں اپنی بیچ مدت حیات دنیا کے اور بہرہ مند ہوئے تم ساتھ انکے پس ڈرتا ہوں میں یہ کہ ہوویں نیکیاں ہماری کہ جلدی دیا گیا ہو ثواب انکا ہم کو اس عالم میں پس نہ پیا
وہ پانی ملا ہوا شہد کا نقل کی یہ رزین نے ف یعنی میں اگر یہ پانی پیوں اور لذت حاصل کروں اور چین کروں تو ڈرتا ہوں کہ یہ ثواب ہمارے عملوں کا ہو کہ دنیا میں
دیا اور تمام کیا گیا ہو جیسے کہ کافروں کو بدلہ عمل نیک کا دنیا ہی میں ملتا ہے اور آخرت میں کچھ نصیب نہیں اور یہ آیت من کان یرید العاجلة عجلنا له فیها ما نشاء الخ اگرچہ کفار کے
حق میں نازل ہوئی ہے لیکن اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا ۔ع (وعن ابن عمر قال ما شبعنا حتی فتحنا خیبر رواه البخاری) اور روایت ہے ابن عمر سے
کہا نہ سیر ہوتے تھے ہم یعنی گروہ صحابہ نے ساتھ آنحضرت کے کھجور سے بسبب فقر کے یہاں تک کہ فتح کی ہم نے خیبر کو کہ وہاں کھجوریں بہت تھیں نقل کی یہ بخاری نے باب
الامل والحرص باب ہے بیچ بیان آرزو رکھنے اور حرص کرنے کے ف امل ساتھ زبر ہمزہ اور میم کے امید رکھنے اور حرص کے معنے میں زیادتی آرزو اور ارادہ کے
فرمایا اللہ تعالی نے ان تحرص علی هداهم یعنی اگر زیادہ کرے تو بیچ ہدایت انکی کے اور قاموس میں لکھا ہے کہ بدترین حرص یہ ہے کہ لیوے تو حصہ اپنا اور طمع کرے
تو اپنے غیر کے حصہ میں انتہی اور مراد امل سے یہاں درازگی امل یعنی آرزو کی ہے امور دنیا میں اس حال میں کہ غافل ہو تیاری کرنے سے موت کے لیے اور توشہ آخرت
سے جیسے کہ فرمایا حق سبحانہ نے ذرهم یاکلوا ویتمتعوا ویلههم الامل اور اپر درازگی آرزو کی بیچ حاصل کرنے علم وعمل کے محمود ہے بالاجماع جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے طوبی لمن طال عمره وحسن عمله اور فرمایا کہ اگر جیتا رہا میں سال آیندہ تک تو البتہ روزہ رکھونگا نویں کو بھی یعنی محرم کی اور اسی طرح حرص کرنی بیچ امر
جمع کرنے مال کے اور کثرت جاہ کے بری ہے اور الا حرص کرنی عبادت پر اور علوم کے حاصل کرنے پر اور بہت کرنے اعمال نیک پر مستحسن ہے بلا نزاع ۔ع الفصل الاول
فصل پہلی ۔ع (عن عبد اللہ قال خط النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا مربعا وخط خطا فی الوسط خارجا منه وخط خططا صغارا الی هذا الذی فی الوسط من جانبه الذی فی الوسط

فقال ہذا الانسان وہذا اجلہ محیط بہ وہذا الذی ہو خارج املہ وہذہ الخطط الصغار الاعراض فان اخطاہ ہذا نہشہ ہذا وان اخطاہ ہذا نہشہ ہذا رواہ البخاری) روایت ہے
عبداللہ بن مسعود سے کہا کہ کھینچی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شکل مربع کو یعنی چار خطوں نے اسکو احاطہ کیا تھا اور کھینچا ایک خط بیچ میں اس شکل مربع کے کہ باہر نکلنے والا
تھا اس شکل سے اور کھینچے چھوٹے چھوٹے خط متوجہ طرف اس خط کے کہ درمیان میں اس جانب اسکے سے کہ درمیان میں تھے یعنی دونوں جانبوں اسکے سے وہ وجہ جو درمیان
میں کھینچے اسلئے کہ ایک جانب خط کے اندر ہے اور ایک جانب اسکے باہر پس فرمایا آنحضرت نے یعنی یہ جانب خارج ہے کہ درمیان شکل مربع کے واقع ہے مثال آدمی کے
ہے اور یہ یعنی خط مربع اجل اسکی ہے یعنی مدت اجل اسکی کی اور مدت عمر اسکی کی ہے گھیرے ہوئے ہے آدمی کو اور یہ جانب خط کے کہ باہر نکلنے والی ہے یعنی مربع سے آرزو
اسکی ہے یعنی چیز آرزو کی گئی اسکی ہے کہ جسکا گمان کرتا ہے کہ میں لونگا اسکو پہلے اپنی اجل آنے کے اور یہ خطا ہے اس سے اسلئے کہ آرزو اسکی دراز ہے کہ نہیں فارغ ہوتا
اس سے اور اجل اسکی قریب ہے یہ طرف اسکی اس سے اور یہ خط چھوٹے عوارض ہیں یعنی آفات اور بلیات مثل امراض اور بھولنا اور پیاس وغیرہ ذلک ان چیزوں میں
کہ پہنچتی ہیں آدمی کو اور ہلاک کرتی ہیں ہر جانب سے تو جبکہ میں آدمی ہے اور اسکے ساتھ ہیں پس اگر خطا کی اور گذر گیا یہ حادثہ اس سے پہونچا آدمی کو حادثہ دوسرا اور اگر خطا
کی اور گذر گیا یہ حادثہ بھی پہونچا حادثہ دوسرا نقل کی یہ بخاری نے ف حاصل یہ کہ آدمی امید رکھتا ہے دور دراز رکھتا ہے اور گمان رکھتا ہے کہ پہونچیگا ان امیدوں کو اور
حال آنکہ اجل قریب تر ہے ساتھ اسکے آرزوؤں سے اور آرزوؤں اور امیدوں کو بغیر پہونچے جان دیتا ہے اور صورت اس طرح کی لکھی ہے اور ان چیزوں کو چاہئے یہ لکھی ہے اور لو
یہ ہے کہ گرد لگنے والوں میں عدد خطوط کے ساتھ اسلئے کہ یہ عدد شارع کی زبان پر بہت آتا ہے اور اس سے کہ دس ایسا عدد ہے کہ تعبیر کیجاتی ہے ساتھ اسکے کثرت اور یہ عدد
اشارہ ہے طرف سات اعضا کے پھر دیکھی میں نے ایک اور صورت بغیر صورت لکھی ہوئی سہو ہے اور وہ ظاہر تر ہے تصویر میں فتدبر وہ صورت یہ ہے شرح (وعن
انس قال خط النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطوطا فقال ہذا الامل وہذا اجلہ فبینما ہو کذلک اذ جاءہ الخط الاقرب رواہ البخاری) اور روایت ہے انس سے کہا خط کھینچے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی خط یعنی مربع اور ایک بیچ میں نکلا ہوا بطور سابق پس فرمایا کہ یہ خط بیچ جو کہ نکلا ہوا ہے مربع سے آرزو آدمی کی ہے اور یہ خط یعنی مربع
اجل اسکی ہے پس اسوقت کہ آدمی اسی طرح ہے اور اسی اندیشہ میں ہے کہ ناگمان پہونچا اسکو خط اجل کا کہ نزدیک تر ہے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی آدمی چاہتا ہے کہ طول امل
کو کہ دور تر ہے پہونچے ناگمان اجل پہونچتی ہے اور بغیر ازحاصل ہونے آرزو کے چل کھڑا ہوتا ہے شرح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہرم ابن آدم ویشب
منہ اثنان الحرص علی المال والحرص علی العمر متفق علیہ) اور روایت ہے اسی انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بوڑھا ہوتا ہے آدمی اور جوان
و قوی ہوتی ہیں اس میں دو چیزیں حرص مال پر یعنی اسکے جمع کرنے پر اور نہ دینے پر اور حرص درازگی عمر پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ہر چند کہ آدمی بڈھا ہو یہ دو
صفتیں اس سے شکستہ اور سست نہیں ہوتیں اسلئے کہ آدمی مجبول ہے اوپر حب شہوات کے اور شہوات بغیر مال اور عمر کے ہاتھ نہیں آتیں اور سبب قوی ہونے انکا کا سبب
ضعف بدن کے ہے کہ اس میں شہوت تو قائم ہے اور قوت عقلیہ کہ قوت شہوت کو زبوں رکھے ضعیف ہو گئی وہ دفع اسکو نہیں کرسکتی سعدی ہمارے خس بد محکم شد و پیر
قوت برکندن آن کم شدہ شرح (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لایزال قلب الکبیر شابا فی اثنتین فی حب الدنیا وطول الامل متفق علیہ) اور روایت
ہے ابوہریرہ سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ہمیشہ ہے دل بوڑھے کا اور آرزو اسکی جوان یعنی قوی دو چیزوں میں محبت دنیا میں اور درازی آرزو میں نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے ف محبت دنیا سے لازم ہوتی ہے کراہیت اجل کی اور درازگی آرزو سے عمل مقتضی ہے تاخیر عمل کو شرح (وعنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم اعذر اللہ الی امرئ اخر اجلہ حتی بلغہ ستین سنۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے اسی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ چھوڑی خدا
تعالی نے جگہ عذر کی اور دور کیا عذر اس شخص سے کہ ڈھیل دی اللہ تعالی نے اسکی اجل کو یہاں تک کہ پہونچایا اسکو ساٹھ برس کو نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی
اتنی عمر بخشی اور فرصت دی اور پھر توبہ و عذر خواہی نکی اور نہ چھوڑے گناہ اب اور کیا جگہ عذر کی رہی جوان کہتا ہے کہ جب بڈھا ہونگا توبہ کرونگا بڈھا کیا کہیگا اور بعضے
کہتے ہیں کہ معنے عبارت کے یہ ہیں کہ ثابت اور واجب کیا اسپر گناہ عذر خواہی اور توبہ و استغفار کرے اور اس میں تقصیر نہ کرے شرح (وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابن عباس سے کہ انہوں نے
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اگر ہوں ابن آدم کے لیے دو جنگل بھرے ہوئے مال سے یعنے بالفرض والتقدیر البتہ ڈھونڈھے تیسرا جنگل مال کا یعنے سیر نہیں ہوتا آدمی
بسبب حرص کے اور نہیں بھرتی آدمی کے پیٹ کو مگر خاک یعنے جب تک گور میں نہیں جاتا حرص اس سے نہیں جاتی اور یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے اور توبہ قبول کرتا ہے اللہ حرص مذموم
سے جس کسی سے کہ چاہتا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسلیے کہ توبہ گناہ سے قبول ہے عمل ظاہر باطن سے اور یا یہ معنے ہیں کہ پھرتا ہے اللہ تعالے ساتھ رحمت کے
جس پر کہ چاہتا ہے ساتھ توفیق ازالہ ان خصلت بری کے اور تہذیب النفس کے اس سے اور اس میں تنبیہ ہے اس پر کہ بخل باعث حرص کا بنا رہا ہے جبلت میں آدمی کے ع ح
اور عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اور
روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا ابن عمر نے کہ پکڑا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض بدن میرا یعنے دونوں مونڈھے میرے جیسے ایک روایت میں ہے بسبب عادت کے
کہ وقت کلام اور نصیحت کرنے کے پکڑتے پس فرمایا کہ رہ تو دنیا میں گویا کہ مسافر ہے تو یا گذر رہنے والا راہ کا اور گن تو اپنے نفس کو مردوں سے کہ قبر میں آسودہ ہیں اور سب
گذر گئے ہیں اور مشابہت کر انکے ساتھ کہ زندگی میں بیچ حکم مردوں کے رہ نقل کی یہ بخاری نے ف کہا میرک نے کہ اس میں نظر ہے اسلیے کہ یہ جو روایت یہاں نقل کی
کی ہے یہ لفظ ترمذی کے ہیں اور لفظ بخاری کے اور طرح ہیں اور او عابر سبیل میں لفظ او کا یا تو تنویع کے لیے ہے یا بمعنے بل کے ہے ترقی کے لیے یعنے بلکہ ہو گویا کہ تو گذرنے والا
راہ کا ہے اس میں مبالغہ زیادہ ہے اسلیے کہ مسافر کبھی چند روز کہیں اقامت بھی کرتا ہے اور مشغول ہوتا ہے اور جو کہ سر راہ پر گذر رہنے والا ہے چلا جاتا ہے اور دل کسی چیز سے
نہیں لگاتا اور شرح اس حدیث کی دراز ہو جاتا چاہیے کہ حقیقت موت کی کیا ہے منقطع ہونا تصرف روح کا بدن سے اور چھوٹ جانا ہونا اسکا بدن سے اور باہر آنا
بدن کا آلہ ہونے سے روح کے لیے اور بدن کے مرنے سے معدوم و نابود نہیں ہو جاتی بلکہ متغیر ہوتا ہے حال اسکا جیسے کہ سلب کیجاتی ہیں اس سے آنکھیں اور
کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور تمام اعضا اور حواس اور جدا کیے جاتے ہیں اس سے اہل اور اولاد اور اقربا اور آشنا اور دوست اور الگ کیے جاتے ہیں
گھوڑے اور فوج و حشم اور لونڈی اور غلام اور جانور اور سواریاں اور زمین اور مکان اور اور جو کچھ اسباب و آلات دنیا کے ہیں پس مشابہ ہونا ساتھ مردوں کے اور آنا
انکے حکم میں یہ ہے کہ متصف ہو ساتھ قطع کرنے علائق بدنی کے حتی الامکان یعنی قطع کرے تصرف روح کا اعضا سے بیچ ارتکاب محرمات اور مکروہات کے اور
جانے کہ جو کچھ کہ انکے تصرف میں ہے دنیا سے اسکے ملک سے نہیں ہے بلکہ تمام اللہ تعالے کے ملک سے ہے اور علامت اسکی یہ ہے کہ انکے جاتے رہنے سے غمگین نہو اور
نہ انکے ہونے سے خوش اور اسی طرح انقطاع کرے اہل و اقارب سے اور آشناؤں سے اور انکے سبب سے حرام و مکروہ میں نہ پڑے پس جو کوئی کہ ساتھ ان صفتوں کے
متصف ہو مشابہ ہوگا ساتھ مردوں کے اور داخل ہوگا انکے حکم میں بعد ازان رعایت کرے اور شرائط آداب کی کہ بسبب انکے مشابہ ساتھ مردوں کے ہو ایک
ان میں سے توبہ ہے اور وہ بر آنا ہے ہر مطلوب سے سوائے خدا تعالے کے جیسے کہ موت سے اور زہد ہے اور وہ بر آنا ہے دنیا سے اور محبت اسکی سے اور شہوات اور لذتوں
اسکی سے جیسے کہ موت سے اور توکل ہے اور وہ بر آنا ہے قید اسباب سے جیسے کہ موت سے اور قناعت ہے اور وہ بر آنا ہے شہوات نفسانیہ سے جیسے کہ موت سے اور توجہ الی اللہ
اور منہ پھیرنا ما سوی اللہ سے جیسے کہ موت سے پس باقی نرہے کوئی مطلوب اور محبوب اور مقصود سوائے خدا جل و علا کے اور صبر ہے اور وہ باہر آنا ہے حظوظ النفس سے
ساتھ مجاہدہ کے جیسے موت سے مجاہدہ ہے اور رضا ہے اور وہ باہر آنا ہے خوشنودی نفس سے اور در آنا ہے بیچ خوشنودی حق سبحانہ تعالے کے اور تسلیم احکام ازلیہ کی اور سپرد کرنا
تمام امور کا ساتھ تدبیر و اختیار مولے سبحانہ تعالے کے بدون منازعت و اعتراض کے جیسے کہ موت سے اور ذکر ہے اور وہ باہر آنا ہے ذکر ما سوی اللہ سے جیسے کہ موت سے اور
مراقبہ ہے اور وہ باہر آنا ہے حول و قوت سے جیسے کہ موت سے یہ صفات و حالات جب حاصل ہوں مشابہ ہوگا مردوں کے اور بیچ شمار اہل قبور کے ہوگا یہ ہیں معنے قول
آنحضرت کے وعد نفسک من اہل القبور اور موتوا قبل ان تموتوا بھی یہی معنی رکھتی ہے اور موت اختیاری یہ ہوگی یہ ذکر کیا ہے شیخ عبد الوہاب متقی نے بیچ رسالہ الموت
کے ع ح الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّيْ نُطَيِّنُ شَيْئًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا عَبْدَ اللّٰهِ قُلْتُ

نشئی نُعَالِجُهٗ فَقَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِکَ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہا گذرے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم ایکدن
ہم پر اس حال میں کہ میں اور ماں میری مٹی سے لیپتی تھی کچھ یعنے دیوار یا چھت کو پس فرمایا آنحضرت نے کہ کیا ہے یہ یعنے لیپنا اے عبداللہ کہا میں نے ایک چیز ہے یعنے دیوار کہ
درست کرتے ہیں ہم اسکو یعنے بخوف گر پڑنے اُسکے کے یا زیادتی استحکام کے لیے فرمایا آنحضرت نے امر جلد تر ہے اس سے نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہے ف یعنے اجل قریب تر ہے خراب ہونے اس گھر کے سے یعنے تو سنوارتا ہے گھر کو بخوف گر پڑنے کے پہلے مرنے تیرے سے اور یہ یوں کہ تو مرجاویگا پہلے گرنے
اسکے کے پس اصلاح عمل تجکو بہتر ہے اصلاح گھر سے اس میں دل کا لگانا باعث ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ بنانا ضروری نہوگا بلکہ فضولی اور زینت کے لیے ہوگا ۱۲ ع
(وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُهْرِیْقُ الْمَاءَ فَیَتَیَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ قَرِیْبٌ فَیَقُوْلُ مَا یُدْرِیْنِیْ لَعَلِّیْ لَا اَبْلُغُهٗ رَوَاهُ
فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ کِتَابِ الْوَفَاءِ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرتے یعنے پس تیمم کرتے مٹی سے یعنے
پہلے اسکے کہ وضو کریں پس کہتا میں یا رسول اللہ تحقیق پانی آپ سے نزدیک ہے یعنے اس قدر دور نہیں کہ اسکے سبب سے تیمم کیجیے فرماتے آنحضرت کس چیز نے معلوم
کروایا مجکو یعنے کیا جانوں میں کہ شاید نہ پہونچوں میں اس پانی تک نقل کی یہ شرح السنہ میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں ف یعنے ڈرتا ہوں میں کہ مر و فا کرے
اور اجل آ پہونچے اور فرصت نہ پاؤں میں کہ وضو کروں اسلیے تیمم کر لیتا ہوں کہ ایک طرح کی طہارت حاصل رہے ۱۲ ح (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا
ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ یَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثَمَّ اَمَلُهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آدمی ہے اور یہ اجل اسکی ہے
یعنے نزدیک ہے اُس سے اور رکھا آنحضرت نے ہاتھ اپنا نزدیک گدی اپنی کے یعنے واسطے تصویر اور تمثیل قریب ہونے موت کے ساتھ آدمی کے پھر کھولا اور دراز کیا
آنحضرت نے ہاتھ اور دور رکھا گدی سے یعنے واسطے دکھانے درازی آرزو کے پس فرمایا اس جگہ یعنے دور تر ہے آرزو اسکی یعنے اجل نزدیک آئی اور آرزو دور گئی نقل
کی یہ ترمذی نے ف یہ ترجمہ موافق ترجمہ حضرت شیخ رح کے ہے اور ملا علی رح نے یوں لکھا ہے کہ یہ ابن آدم ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ اشارہ جسم یا طرف صورت موہومہ کی ہے اور
قول حضرت کا یہ اجل اسکی ہے اور بیان واضح اسکا یہ ہے کہ حضرت نے اشارہ کیا اپنے ہاتھ سے آگے کی جانب اپنے بیچ مسافت زمین کے یا بیچ مسافت ہوا کے طول میں
یا عرض میں اور فرمایا کہ یہ ابن آدم ہے پھر پیچھے ہٹایا ہاتھ اور رکھا قریب اس جگہ سے کہ رکھا تھا پہلے اور فرمایا کہ یہ اجل اسکی ہے اور رکھا ہاتھ اپنا یعنے وقت کہنے ہذا ابن آدم وہذا
اجلہ کے بیچ عقب اس مکان کے کہ اشارہ کیا ساتھ اسکے طرف اجل کے پھر پھیلایا ہاتھ اپنا یعنے بہت کھولنے بالشت کے ساتھ ہتھیلی اور انگلیوں اپنے کے یا معنے بسط
کے یہ ہیں کہ پھیلایا مسافت میں اُس جگہ سے کہ اشارہ کیا تھا ساتھ اسکے طرف اجل کے پس فرمایا اس جگہ اور اشارہ کیا طرف دور کے کہ یہ آرزو اسکی ہے حاصل یہ کہ اس اشارہ
سے بیدار کیا خواب غفلت سے کہ اجل ابن آدم کی قریب تر ہے طرف اسکے آرزو اسکی سے اور آرزو اسکی دراز تر ہے اجل اسکی سے جیسے کہ کہا ایک شاعر نے رحمت کرے
اللہ اسپر شعر کُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِیْ اَهْلِهٖ ۔ وَالْمَوْتُ اَدْنٰی مِنْ شِرَاکِ نَعْلِهٖ ۔ یہ مضمون مجھے سوجھا ہے اس مقام میں واسطے واضح کرنے مطلب کے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ اُرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَیَتَعَاطَاهُ
الْاَمَلُ فَیَلْحَقُهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ رَوَاهُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گاڑی ایک لکڑی آگے اپنے اور ایک لکڑی پہلو
میں اُسکے اور گاڑی ایک اور لکڑی بہت دور یعنے دوسری لکڑی سے یا دونوں سے پھر فرمایا تم جانتے ہو کیا ہے یہ یعنے کیا ہے مراد انسے اور کس کی مثال میں یہ کہا صحابہ
نے اللہ اور رسول اُسکا خوب جانتے ہیں فرمایا انسان ہے یعنے پہلی لکڑی مثال کی ہے اور یہ دوسری لکڑی کہ اُسکے پہلو میں گاڑی میں نے مثال ہے موت کی کہ متصل ہے آدمی
سے کہا ابو سعید خدری نے کہ گمان کرتا ہوں میں آنحضرت کو کہ فرمایا تیسری لکڑی کہ بہت دور گاڑی میں نے آرزو آدمی کی ہے کہ دور دراز گئی ہے پس گرفتار رہتا ہے آدمی
آرزو میں اور مشغول رہتا ہے آرزو کی چیزوں میں اور ارادہ کرتا ہے اسکے حاصل ہونے کا پس پہونچتی ہے اجل یعنے پہلے اسکے کہ تمام ہو آرزو نقل کی یہ بغوی نے
شرح السنہ میں (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمُرُ اُمَّتِیْ مِنْ سِتِّیْنَ سَنَةً اِلٰی سَبْعِیْنَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے

ابی ہریرہ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا عمر میری امت کی ساٹھ برس سے ستر برس تک ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف
یعنے آخر امت میری کی ابتدا ساٹھ برس میں ہے اور انتہا اسکی ستر برس اور یہ باعتبار اکثر کے ہے اور کبھی اس سے زیادہ بھی ہوتی ہے جیسے آگے کی حدیث میں فرمایا ۞ ع
(وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِیْ مَا بَیْنَ السِّتِّیْنَ اِلَی السَّبْعِیْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ یَّجُوْزُ ذٰلِکَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے ابی ہریرہ
سے کہ کہا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اکثر عمریں امت میری کی مابین ساٹھ کے ستر تک ہے اور کمتر ہیں امت میں سے ایسے لوگ کہ تجاوز کریں اس سے نقل کی
یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے ستر سے کہ پہونچیں سو برس کو یا زیادہ کو اور اکثر ہوا اطلاع پائی ہے عطا و پر درازگی عمر کے اس امت میں عمریں صحابہ اور ائمہ میں
سے یہ لوگ ہیں انس بن مالک کہ ایک سو تین برس کے ہو کر مرے اور اسما بیٹی ابو بکر کے سو برس کی اور حال انکا یہ تھا کہ نہ دانت ٹوٹے تھے اور نہ عقل میں کچھ
خلل آیا تھا اور ان دونوں سے زیادہ عمر حسان بن ثابت کی تھی کہ ایک سو بیس برس کے ہو کر مرے ساٹھ برس کفر کی حالت میں رہے اور ساٹھ ہی برس اسلام میں
اور انسے زیادہ عمر سلمان فارسی کی ہوئی کہ اڑھائی سو برس کی عمر میں مرے واللہ اعلم (وَذُکِرَ حَدِیْثُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ فِیْ بَابِ عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ) اور ذکر کی گئی تھی
حدیث عبداللہ بن شخیر کی بیچ باب عیادت مریض کے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْیَقِیْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) روایت ہے عمرو بیٹے شعیب کے سے اُسنے نقل کی اپنے باپ
سے اُسنے اپنے دادا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلی نیکی اس امت کی یقین کرنا اور زہد کرنا ہے اور اول فساد اس امت کا بخل ہے اور درازی امید
بقا کا دنیا میں نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں ف یقین کرنا یہ کہ اللہ تعالے رزاق ہے اور تکفل ارزاق کا ہے وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها
نہ یہ کہ حریص کی دنیا میں اور جب یقین نہ رہے رزاقیت حق پر حاصل ہوتا ہے تو بخل نہیں کرتا اسلیے کہ بخل سبب بے یقینی پہونچنے رزق کے ہوتا ہے کہتا ہے کہ اگر مال صرف کرونگا
پھر کہانسے کھاونگا اور جب زہد کیا درازگی آرزو کی اور امید تھا کی دنیا میں نہیں رہے گی اس سبب سے کہا کہ اول فساد اس امت کا بخل اور آرزو ہے کہ یہ دونوں
یقین کرنے رزاقیت حق سے اور زہد کرنے دنیا میں اور جان کہ شیخ عبد الوہاب متقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیچ رسالہ حبل المتین فی تکمیل الیقین کے لکھا ہے کہ اعتقاد جب
جزم کو پہونچے اور شائبہ نہ رہے ساتھ دلیل اور برہان کے ہو کر اثبات حق کرے اسکو حکما اور متکلمین کی اصطلاح میں یقین کہتے ہیں لیکن صوفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اعتقاد
دل پر غالب ہو اس طرح کی کہ متصرف اور حاکم ہو دل پر یا ان چیزوں کی رغبت دلاوے کہ موافق ہوں شرع کے اور ان چیزوں سے کہ مخالف شرع کے ہوں
باز رکھے اسکو یقین نہیں کہتے مثلاً بہتوں کو جزم آنے موت کا حاصل ہے لیکن جسکے دل پر ذکر موت کا غالب ہو اور حاکم و متصرف ہو یعنے اسکے سبب سے
مستعد رہے موت کا ساتھ کرنے طاعت کے اور ترک کرنے گناہوں کے وہ صاحب یقین ہے اور یقین چار جگہ چاہیے اگرچہ تمام چیزیں کہ خبر دی ہے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے انکی جگہ یقین کے ہیں یعنے انپر یقین لانا چاہیے لیکن اصول انکے چار چیزیں ہیں کہ سالک کو انپر یقین کرنا ضرور ہے اول توحید کہ جانے کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے حق
تعالے ہی کی قدرت سے واقع ہوتا ہے دوسرے توکل اور یقین کامل رکھنا اللہ تعالے کی ضمانت پر بیچ پہونچانے رزق کے تیسرے یقین کرنا بیچ جزائے اعمال
کے قسم ثواب و عذاب سے چوتھے یقین کرنا اسکا کہ اللہ تعالے مطلع ہے بندوں کے احوال پر ہر حال میں فائدہ یقین کا بیچ توحید کے یہ ہے کہ نہیں التفات ہوگا
طرف مخلوقات کے اور فائدہ یقین کا بیچ پہونچنے رزق کے اجمال ہے بیچ طلب کرنے اُسکے کے یعنے میانہ روی کریگا اُسکے طلب کرنے میں یا ترک کرنا سالکان
کا اوپر فوت ہونے رزق کے اور فائدہ یقین کا بیچ جزائے اعمال کے سبقت کرنی ہے طاعت پر اور دور ہونا گناہ سے اور فائدہ یقین کا بیچ اطلاع خدائے
تعالے کے یہ ہے کہ مبالغہ کریگا بیچ اصلاح ظاہر و باطن کے تمام ہوا حاصل کلام شیخ کا اور حدیثوں میں یقین کرنا ہے رزاقیت خدائے تعالے پر اور توکل
کرنا اُسپر چاہیے کہ کہا ہمنے اوپر اور یقین کرنا رزاقیت حق پر اور پہونچنے رزق پر اور یقین کامل کرنا ضمانت خدائے تعالے پر ایک مرتبہ عالی ہے مراتب سے اور
اُس سے چارہ نہیں سالک راہ حق کو اور فراغ عبادت موقوف ہے اُسپر کہا شیخ امام قطب وقت ابو الحسن شاذلی نے اکثر پردے خلق کے حق سے دو ہیں

فکر رزق کی اور خوف کرنا خلق سے اور فکر رزق کی اشد ہے دونون پر دونون ہین اور منقول ہے اصمعی سے کہ کہا انہون نے کہ پڑھی مین نے ایک اعرابی کے آگے سورۂ والذاریات
پس جب پہونچا مین اس آیت پر وفی السماء رزقکم کہا اعرابی نے بس کر پھر مائل ہوا اپنی اونٹنی کی طرف اور نحر کیا اسکو اور بانٹا اسکو ان لوگون پر کہ آگے اسکے تھے
اُسکے اور قصد کیا طرف تلوار اور کمان اپنی کے اور توڑ ڈالا انکو اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا پھر ملا مین اس سے طواف مین اس حال مین کہ دبلا ہو گیا تھا جسم اسکا اور زرد
ہو گیا تھا رنگ اسکا پس سلام کیا اُسنے مجھپر اور کہا پڑھ وہی سورہ پس جبکہ پہونچا مین اسی آیت پر یعنے وفی السماء رزقکم پر ایک چیخ ماری اور کہا قد وجدنا ما وعدنا
ربنا حقا پھر کہا اعرابی نے کہ کچھ اور بھی سوائے اسکے پس پڑھا مین نے فورب السماء والارض انہ لحق پس ایک چیخ ماری اعرابی نے اور کہا سبحان اللہ کون ہے وہ شخص
کہ غصہ دلایا اللہ تعالے کو یہان تک کہ قسم کھائی پس نہ سچا جانا کہنا اسکا یہانتک کہ تکلیف دی اسکو قسم کھانے کی کہی یہ بات تین دفعہ اور نکل گیا ساتھ اسکے دم اسکا اور روح
مبارک ۵ وَعَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ قَالَ لَيْسَ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا بِلُبْسِ الْغَلِيظِ وَالْخَشِنِ وَأَكْلِ الْجَشِبِ إِنَّمَا الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قِصَرُ الْأَمَلِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ اور روایت ہے سفیان
ثوری سے کہ کہا نہین زہد دنیا مین ساتھ پہننے کپڑے موٹے اور سخت کے اور ساتھ کھانے والے دلیے اور بے مزہ کے اور روٹی خشک کے نہین ہے زہد دنیا مین مگر کوتاہی
آرزو کی نقل کی یہ شرح السنہ مین ف غلیظ وہ کپڑا کہ موٹا ہو سوت مین اور خشن ساتھ زبر خ اور زیر شین کے وہ کپڑا کہ سخت ہو بناوٹ مین اور جشب ساتھ زبر جیم
اور زیر شین کے کھانا سخت بے مزہ اور بعضون نے کہا روٹی بغیر لاون کے اور کوتاہی آرزو کی اور مستعد ہونا موت کے لیے ساتھ جلدی کرنے کے طرف توبہ کے اور
علم و عمل کے اور حاصل یہ کہ زہد حقیقی وہ ہے کہ ہو یہ حال قلبی کے کہ بیزار ہو دنیا سے اور رغبت کرے طرف عقبے کے اور نہین ہے مدار اوپر انتفاع اور عدم انتفاع قالبی کے
اسلیے کہ برابر ہین دونون امر اس مین باعتبار حقیقت کے اگرچہ ہے لباس کی بے تکلفی کو اور کم کھانے اور بے مزہ کھانے کو تاثیر بڑی بیچ استقامت بندہ کے طریقت
پر حاصل یہ کہ حب دنیا دل مین ہلاک کرنیوالی ہے واسطے ہلاک ہونے والے کے نہ ہونا دنیا کا اوپر قالب سالک کے اور مشابہ ہے دل کشتی کے کہ اگر پانی کشتی کے
اندر آوے تو ڈبو دیتا ہے اسکو مع بیٹھنے والون اسکے کے اور اگر باہر اسکے رہتا ہے اور گرد اسکے تو جاری کرتا ہے اسکو اور پہونچاتا ہے اسکو طرف جگہ اسکی کے چنانچہ اسی کے
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نعم المال الصالح للرجل الصالح اور اختیار کیا ایک جماعت نے صوفیہ اور ملامتیہ مین سے پہننا لباس عوام کا اور بعضون نے
لباس امیرون کا سا واسطے چھپانے احوال اپنے کے ۵ ع (وَعَنْ زَيْدِ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ سَمِعْتُ مَالِكًا وَسُئِلَ أَيُّ شَيْءٍ الزُّهْدُ فِي الدُّنْيَا قَالَ طِيبُ الْكَسْبِ وَقِصَرُ
الْأَمَلِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے زید بن حسین سے کہا زید بن حسین نے کہ یار ہے امام مالک کا کہ سنا مین نے امام مالک سے اس حال مین کہ
پوچھا گیا اُنسے کہ کیا ہے زہد دنیا مین کہا حلال کسب اور کوتاہ ہونا آرزو کا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین ف کسب سے مراد ہے مکسوب یعنے کھانے
پینے کی چیزین کہ ہون حلال طیب اسلیے کہ فرمایا اللہ تعالے نے رسولون کو كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا اور فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ
وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ اور کوتاہ ہونا آرزو کا یعنے ساتھ بہت کرنے عمل کے بخوف آنے اجل کے اور زہد کرنا دنیا مین رغبت دلاتا ہے عقبے مین اگر کوئی کہے
کہ کیا ہے دخل کسب حلال کو زہد مین جواب اسکا یہ ہے کہ یہ رد ہے اس شخص پر کہ گمان کرتا ہے کہ زہد بیچ نرے ترک کرنے دنیا کے اور پہننے موٹے کپڑے اور کھانے سوکھی
روٹی اور سی کسی کے ہے اسکو رد کیا کہ نہین ہے حقیقت زہد کی وہ چیز کہ گمان کیا تو نے بلکہ حقیقت اسکی یہ ہے کہ کھاوے تو حلال اور قناعت کرے تو قدر ضرورت پر اور کوتاہ
کرے آرزو کو جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ زہد کرنا دنیا مین نہین ہے ساتھ حرام کرنے حلال کے اور نہ ساتھ ضایع کرنے مال کے ولیکن زہد دنیا مین
یہ ہے کہ نہ اس چیز پر کہ تیرے ہاتھ مین ہے بہت اعتماد کرنیوالا ہو بہ نسبت اس چیز کے کہ اللہ کے ہاتھ مین ہے ۞ ع بَابُ اسْتِحْبَابِ الْمَالِ وَالْعُمْرِ لِلطَّاعَةِ باب بیچ
بیان محبت مال کے اور عمر کے طاعت کے لیے ف یعنے اسمین بیان ہے اسکا کہ جائز ہے طلب کرنا محبت مال کا اور درازگی عمر کا واسطے صرف کرنے انکے کے عبادت
اور طاعت مین ع استحباب نیک گننا اور بالی خواستن سوال جماعت اور اشتقاق مال کا میل ہے اسلیے کہ آدمی بالطبع اسکی طرف مائل ہے اور عمر ساتھ زبر اور پیش
عین اور جزم میم کے زندگانی اور جینا اور ساتھ پیش عین اور پیش میم کے بھی آیا ہے اور یہ فصیح تر ہے اور اگر مقام قسم مین واقع ہو تو زبر فصیح تر ہے ۞ ع الفصل الاول

اسکا یہ ہے کہ وہ شخص بھلائی میں مرابطہ تھا راہ خدا میں اور رغبت شہادت کی رکھتا تھا پس جزا دیا گیا اپنی نیت پر طرح (وعن ابی کبشۃ الانماری انہ سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ثلاث اقسم علیہن واحدثکم حدیثا فاحفظوہ فاما الذی اقسم علیہن فانہ ما نقص مال عبد من صدقۃ ولا ظلم عبد مظلمۃ صبر علیہا الا
زادہ اللہ بہا عزا ولا فتح عبد باب مسئلۃ الا فتح اللہ علیہ باب فقر واما الذی احدثکم فاحفظوہ فقال انما الدنیا لاربعۃ نفر عبد رزقہ اللہ مالا وعلما فہو یتقی فیہ ربہ و
یصل فیہ رحمہ ویعمل للہ فیہ بحقہ فہذا بافضل المنازل وعبد رزقہ اللہ علما ولم یرزقہ مالا فہو صادق النیۃ یقول لو ان لی مالا لعملت فیہ بعمل فلان فاجرہما سواء
وعبد رزقہ اللہ مالا ولم یرزقہ علما فہو یتخبط فی مالہ بغیر علم لا یتقی فیہ ربہ ولا یصل فیہ رحمہ ولا یعمل فیہ بحق فہذا باخبث المنازل وعبد لم یرزقہ
اللہ مالا ولا علما فہو یقول لو ان لی مالا لعملت فیہ بعمل فلان فہو نیتہ فوزرہما سواء رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث صحیح) اور روایت ہے ابی کبشہ انماری سے یہ کہا
سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تین خصلتیں اور تین حکم ہیں کہ قسم کھاتا ہوں میں اوپر کہ وہ حق ہیں اور بیان کرتا ہوں میں تمہارے آگے ایک حدیث
یعنے حدیث بڑی یا ایک حدیث اور پس یاد رکھو اسکو یعنے آخر کو یا مجموع کو پس وہ تین چیزیں کہ قسم کھاتا ہوں انکی حقیقت پر وہ یہ ہیں پہلی تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں
کم ہوتا مال بندے کا بسبب صدقہ دینے کے یعنے للہ دینا اگرچہ صورت میں نقصان ہو ولیکن چونکہ موجب خیر و برکت کا دنیا میں اور سبب حصول فوائد کا آخرت میں
ہے حکم زیادتی کا ہے نہ نقصان کے اور نہ ظلم کیا گیا کوئی بندہ ظلم کیا جانا اور نہ لیا گیا اس سے مال ناحق کہ صبر کیا اس بندہ نے اوپر یعنے اگرچہ مقتضی تھا وہ ایک ظلم
کی ذلت کو مگر کہ زیادہ کی اس بندہ کے لیے خدا تعالے نے بسبب اس مظلمہ کے عزت یعنے اپنے نزدیک جیسے کہ وہ زیادہ کرتا ہے ظالم کے لیے اپنے نزدیک
ذلت بسبب اسکے یا زیادہ کرتا ہے اللہ تعالے بسبب اسکے عزت اسکے لیے دنیا میں انجام کار کو جیسے کہ حاصل ہوتی ہے ظالم کے لیے ذلت بسبب اسکے اگرچہ
بعد ایک مدت کے ہو اور اکثر الٹ جاتا ہے امر کیا جاتا ہے ظالم زیر دست اور ذلیل مظلوم کے آگے از روے جزاے موافق کے اور نہ کھولا کسی بندہ نے یعنے
اپنے نفس پر دروازہ سوال کرنے کا یعنے لوگوں سے بغیر حاجت و ضرورت کے بلکہ بقصد غنا اور زیادتی کے مگر کہ کھولا اللہ تعالے نے اسپر دروازہ فقر کا یعنے
احتیاج کا کہ طرح بطرح کی حاجتیں پیش آتی ہیں یا لے لیتا ہے اس سے نعمت کہ اسکے پاس ہے پس پڑتا ہے نہایت خرابی میں اور اوپر وہ حدیث کہ کہا تھا میں بیان
کرتا اسکا پس یاد رکھو اسکو یہ ہے کہ کہتا ہوں میں پس فرمایا آنحضرت نے بیچ بیان اس حدیث کے نہیں ہے دنیا مگر چار آدمیوں کے لیے اور منحصر ہے احوال دنیا کا اس
چار مرتبہ میں اول وہ بندہ کہ دیا اسکو اللہ تعالے نے مال اور علم کہ بسبب اسکے طریقہ خرچ کرنے کا اور کیفیت خرچ کرنے مال کی مصارف خیر میں پہچانتا ہے پس
وہ بندہ تقوی کرتا ہے اس مال میں رب اپنے کا کہ نہیں خرچ کرتا اسکو حرام اور چیزوں ناپسندیدہ حق میں اور احسان کرتا ہے اپنوں سے اور کام کرتا ہے واسطے خدا
تعالے کے اس مال میں موافق حق مال کے یعنے ادا کرتا ہے واسطے اللہ تعالے کے حقوق کہ متعلق ہیں ساتھ مال کے مثل زکوۃ اور کفارات اور ضیافت اور
صدقات کے پس یہ بندہ بیچ کاملترین مراتب کے ہے یعنے بہت اچھی خصلت رکھتا ہے دنیا میں یا بیچ اعلی درجات کے ہے عقبے میں اور دوسرا وہ بندہ ہے کہ دیا ہے اسکو
اللہ تعالے نے علم کہ وہ اچھی طرح ثواب کی جگہ خرچ کرنا مال کا جانتا ہے اور نہیں دیا ہے اسکو اللہ تعالے نے مال پس یہ بندہ بمقتضاے علم کے کہ رکھتا ہے صادق ہے نیت
اسکی اور دوست رکھتا ہے اور آرزو کرتا ہے مال کے ہونے کی کہتا ہے کہ اگر ہوتا میرے پاس مال تو بہتر عمل کرتا میں عمل فلانے کا سا کہ تقوے کرتا ہے پروردگار کا مال میں اور صلہ رحم
کرتا ہے اور صرف کرتا ہے مال کو حقوق میں پس ثواب ان دونوں کا برابر ہے یعنے اگرچہ بندہ اول بسبب ہونے مال کے خرچ کرتا ہے اور دوسرا نہیں کرتا لیکن بسبب نیت
صادق کے اجر اسکا پاتا ہے اور تیسرا وہ بندہ ہے کہ دیا ہے اسکو خداے تعالے نے مال اور نہیں دیا ہے اسکو علم کہ بسبب اسکے تقوے کرے اور خرچ کرے مال کو حقوق
میں پس وہ بہکتا ہے بیچ مال اپنے کے بغیر استعمال کرنے علم کے یعنے اس طرح کہ امساک کرتا ہے کبھی از راہ حرص اور حب دنیا کے اور کبھی خرچ کرتا ہے واسطے ریا
اور دکھانے اور فخر و تکبر کے نہیں تقوے کرتا بیچ خرچ کرنے اس مال کے رب اپنے کا یعنے بسبب نہ ہونے علم کے بیچ لینے اور صرف کرنے اسکے کے اور نہیں احسان و
سلوک کرتا ناتے داروں سے یعنے بسبب قلت رحم اور نہ ہونے علم اور ہونے کثرت حرص و بخل کے اور نہیں عمل کرتا اس میں ساتھ حق کے یعنے کسی طرح کے حق کے

خواہ اللہ کا ہو خواہ بندون کا پس یہ شخص بہت پلید ترین مرتبہ کے ہے اور چوتھا وہ بندہ ہے کہ نہین دیا اسکو اللہ نے مال اور نہ علم وتمیز درمیان وجوہ خیر وشر کے پس وہ
کہتا ہے کہ اگر ہوتا میرے پاس مال تو البتہ عمل کرتا مین اسمین فلانے کا سا یعنے اہل شر مین سے پس وہ مثل اوسکے ہے بسبب نیت اپنی کے پس وہ بدنیت ہے نقل کی
یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے ف یہ بیان نیت کو اور پہنچنے عزم کے عمل کرنا چاہیے آدمی عزم گناہ پر ماخوذ ہوتا ہے اور بعضے عزم کے یہ ہین کہ نہ جدا ہو اسپر اور کوئی
مانع اسکی جانب سے نہین ہے مگر نہ ہونا قدرت کا اور نہ پہونچنا اسکو اگر قدرت پاوے اور پہونچے اُس تک تو نہ توقف کرتا ہو مثلا اگر کوئی عزم زنا پر رکھے گنہگار ہوا اور ماخوذ
ہو اسپر اگرچہ عزم زنا نہین ہے لیکن ایک گناہ علیحدہ ہے اور تفصیل کلام کی یہ کہ اول وسوسہ شیطان ہے کہ دل مین پڑتا ہے بغیر کسب عمل کے اسکو ہاجس کہتے ہین اور ہاجس
پر مواخذہ نہین ہے اور جب خاطر مین بیٹھے اور باطن مین جولان کرے اور پھرے اسکو خاطر کہتے ہین اور خاطر بھی اس امت مرحومہ سے مرفوع اور معاف ہے اگرچہ
نہین اُسپر اور خصائص اس امت سے ہے بعد ازان ہم ہے کہ قصد ونیت فعل کی رکھے اور حسنات مین ہم بھی قصد ونیت کے حسنہ کامل لکھتے ہین اور سیئات مین بعض
اور عزم ہے جیسے کہ بیان کیا اس مین مواخذہ جس طرح کہ ذکر کیا گیا ح اور حضرت شیخ نے ضمیر فیہ کی جانب عمل اللہ فیہ مین مال کی طرف پھیری ہے اور ملا علی رح نے علم کی طرف
یعنے کام کرتا ہے واسطے اللہ کے علم مین یعنی علم کے کہ ادا کرتا ہے حق اسکا اور عمل کرتا ہے اسپر ساتھ حق اللہ کے اور حق بندون اسکے کہتے ہین بلکہ قول ابن ملک کا مثل قول
حضرت شیخ کے نقل کیا ہے اور معنے لفظ خبط کے حضرت شیخ نے یہ لکھے ہین کہ خبط وخلط کرتا ہے اپنے مال مین اور ہاتھ اور پاؤن مارتا ہے بغیر علم اور دانش اور تامل اور تمیز کے
طریق خیر وشر مین اور صرف کرتا ہے اسکو غیر حق مین جیسے فرمایا ہے ولا یتقی الخ اور ملا علی نے یہ معنے لکھے ہین کہ اُٹھاتا ہے اور بیٹھتا ہے ساتھ جمع کرنے مال کے اور دینے کے اور
منع کرتا ہے سوال مین باعتبار خرچ کرنے کے اور امساک کے اپنے مال مین (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اِذَا اَرَادَ بِعَبْدٍ خَیْرًا اسْتَعْمَلَہٗ فَقِیْلَ
وَکَیْفَ یَسْتَعْمِلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ یُوَفِّقُہٗ لِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالی جبکہ
ارادہ کرتا ہے ساتھ بندے کے بھلائی کا یعنے انجام کار اسکے مین تو کرواتا ہے اس سے بھلائی پس کہا گیا اور پوچھا گیا آنحضرت سے کہ کس طرح کرواتا ہے بھلائی اس سے
یا رسول اللہ فرمایا کہ توفیق دیتا ہے اسکو عمل نیک کی پہلے موت کے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے جیسا کہ مرتا ہے تو ویسا ہی اٹھتا ہے پس ہوتا ہے اسکا خاتمہ بخیر
اور اس سے فضیلت حیات کی لازم آئی کہ اس مین کار نیک کرسکتا ہے ع ح (وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ
وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ہَوَاہَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے شداد بن اوس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ دانا اور توانا وہ شخص ہے کہ ذلیل اور فرمان بردار کرے اپنے نفس کو اللہ تعالی کے امر کا اور منقاد کرے اسکو اسکے حکم اور قضا وقدر کا اور عمل کرے واسطے اوس امر
کے کہ بعد موت کے پاویگا اور احمق اور نادان وناتوان وہ شخص ہے کہ تابع کرے اپنے نفس کو خواہش نفس کا یعنے جو کچھ کہ نفس چاہے چیزون حرام اور شبہات
اور لذات اور مرغوبات سے دلیر اسکو اور قیدی ہو خواہش نفس کا اور باوجود اسکے گناہ کرتا ہے اور خلاف فرمان حق کے چلتا ہے اور عمل خیر اور توبہ اور استغفار نہین کرتا
اور پھر آرزو اور خواہش رکھتا ہے خدائے تعالی سے کہ راضی ہو اور بخش دے اور بہشت مین داخل کرے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے حال تو وہ ہے
اور آرزو یہ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ رب میرا کریم ورحیم ہے بخش ہی دیگا مجکو حالانکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ اور فرمایا ہے نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ
وَاَنَّ عَذَابِیْ ہُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ اور فرمایا ہے اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ اور فرمایا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَاجَرُوْا وَجَاہَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ
حاصل یہ کہ عمل نکرنا اور پھر امیدوار رہنا نچاہیے بلکہ عمل کرے اور پھر امیدوار رحمت کا رہے اور ڈرتا رہے اسکے عذاب سے شیخ ابن عباد شاذلی رحمہ اللہ نے شرح حکم کے
کہتے ہین کہ علماء باللہ نے کہا ہے کہ رجا کا ذب کہ مغرور ہو صاحب اسکا اسپر اور باز رہے عمل سے اور دلیر کرے اسکو گناہون پر حقیقت مین رجا نہین ہے بلکہ وہ آرزو اور
فریب شیطان کا ہے اور حضرت معروف کرخی رح فرماتے ہین کہ طلب کرنا بہشت کا بے عمل کے ایک گناہ ہے گناہون سے اور امید شفاعت بے سبب وبے علاقہ کے
قسم ہے فریب سے اور امید رکھنا رحمت کا اس سے کہ فرمانبرداری نہ کرے اسکی حمق وجہالت ہے اور حسن بصری رح کہتے ہین کہ ایک قوم کو باز رکھا بخشش کی آرزو نے

پہانتک کہ باہر نکلے دنیا سے اور حال یہ ہو کہ نہیں ہو اسکے پاس نیکی کہتا ہو ایک ان میں سے کہ اچھا رکھتا ہوں میں گمان اپنے پروردگار سے کہ بخشنے والا ہے جھوٹ کہتا ہے اگر اچھا
ہوتا گمان اسکا ساتھ پروردگار کے تو اچھے عمل کرتا اور فرماتے ہیں حسن بصری کہ دور ہو اے بندگان خدا ان آرزوؤن باطل سے کہ یہ وادی احمقون کی ہیں کہ پڑے ہیں لوگ
ان میں قسم خدا کی نہیں دیا اللہ تعالے نے کسی بندے کو اسکی آرزوؤن سے خیر دنیا میں اور نہ آخرت میں اور عمر بن عبدالعزیز نے اپنے ایک یار کو لکھا کہ تو امید رکھتا ہے اور
تمرا بہی کی اور آرزو رکھتا ہے تو خدائے تعالے سے ساتھ کار بد اپنے کے ہوش میں آ کہ ٹھنڈا لوہا کوٹتا ہے تو اعاذنا اللہ منہ اور الفاظ ان کا جواب ایسے حدیث میں آئے
اسکے معنی ایک ہی ہیں کہ جو مذکور ہوئے یعنی فرمانبردار کیا اور ذکر کیا نووی نے کہا ترمذی نے اور اور علما نے کہ معنے دان نفسہ کے حاسبہا ہیں یعنی حساب
کیا اپنے اعمال اور احوال اور اقوال کا دنیا میں پس اگر ہیں اچھے تو حمد کرے اللہ تعالے کی اور اگر ہیں شر تو توبہ کرے ان سے اور تدارک کرے فوت ہوئی چیز کا پہلے اسکے
کہ حساب کیا جاوے اسکا عقبی میں جیسے کہ روایت کیا گیا ہے حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا اور فرمایا اللہ تعالے نے ولتنظر نفس ما قدمت لغد ع

الفصل الثالث

فصل تیسری (عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کنا فی مجلس فطلع علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی راسہ اثر ماء فقلنا یا رسول اللہ
نراک طیب النفس قال اجل قال ثم خاض القوم فی ذکر الغنی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بالغنی لمن اتقی اللہ عز وجل والصحۃ لمن اتقی
خیر من الغنی وطیب النفس من النعیم رواہ احمد) روایت ہے ایک مرد سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے کہ کہا تھے ہم ایک مجلس میں پس آئے ہمارے اوپر
صلے اللہ علیہ وسلم اور تھا حضرت کے سر پر نشان پانی کا یعنی بسبب نہانے کے پس کہا ہم نے یا رسول اللہ دیکھتے ہیں ہم آپ کو خوشدل یعنی اثر اسکا چہرہ مبارک
پر ہویدا ہے فرمایا کہ ہاں کہا راوی نے کہ پھر مشغول ہوئی قوم بیچ ذکر دولتمندی کے کہ نیک ہے یا بد پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے مضائقہ
دولتمندی کا واسطے اس شخص کے کہ ڈرے اللہ عز وجل سے اور صحت یعنی بدن کی اگرچہ ساتھ فقر کے ہو واسطے پرہیزگار کے بہتر ہے دولتمندی سے اور
خوشدلی اور خوشحالی جملہ نعمتون سے ہے کہ شکر اسکا واجب ہے اور سوال کیا جاویگا بندہ اس سے قیامت میں جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا ثم لتسئلن یومئذ
عن النعیم نقل کی یہ احمد نے (وعن سفیان الثوری قال کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فہو ترس المؤمن وقال لولا ہذہ الدنانیر لتمندل بنا ہؤلاء
الملوک وقال من کان فی یدہ من ہذہ شیئ فلیصلحہ فانہ زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینہ وقال الحلال لا یحتمل السرف رواہ فی شرح السنۃ)
اور روایت ہے سفیان ثوری سے کہ کہا تھا مال اگلے زمانے میں مکروہ ناپسند یعنی اسلیے کہ زہد و قناعت دنیا میں شعار اس زمانہ کے لوگون کا تھا اور
قوت لا یموت بے سعی و تردد کے اور بغیر توجہ کے طرف بادشاہون اور امیرون کے پہونچتا تھا اور اندیشہ ایذا اور خواری نہیں پہونچتی تھی پس لیکن اس زمانہ میں مال
سپر ہے مومن کی یعنی چونکہ اس زمانہ میں باعث زہد اور قناعت کے سست ہو گئے ہیں اور احتیاجیں غالب آئی ہیں اور واسطے حاصل کرنے قوت کے توجہ اور
تردد اغنیا کے دروازہ پر کرنی پڑتی ہیں اور خواری اٹھائی جاتی ہے مال حلال سپر مسلمان کی ہے کہ اسکے سبب سے بچتا ہے پڑنے سے حرام و شبہات میں اور باز رکھتا
ہے اسکو ملازمت اور مصاحبت ظالمون کے سے اور کہا سفیان نے اگر نہوتے یہ دینار تو البتہ رومال یعنی بے قدر کر ڈالتے ہمکو یہ بادشاہ اور کہا سفیان نے
جو شخص کہ ہو بیچ ہاتھ اسکے کچھ ان اموال سے کچھ یعنی تھوڑا سا بقدر کفایت کے پس چاہیے کہ اصلاح کرے اسکو یعنی ضائع نکرے اسکو بلکہ بڑھاوے
اسکو ایک طرح کی تجارت کر کر یا خرچ کرے اسکو بوجہ قناعت کے اسلیے کہ یہ زمانہ ہمارا ایسا ہے کہ اگر محتاج ہو کوئی ہوگا اول ان شخصون کا کہ ہاتھ سے دین اپنے
دین کو یعنی دنیا کے حاصل کرنے کے لیے اور کہا مال حلال نہیں اٹھاتا اسراف کو نقل کی یہ شرح السنہ میں ف یعنی مال حلال میں اسراف کرنا نہ چاہیے
اور اسکو نگاہ رکھے اور باحتیاط خرچ کرے تا کہ باقی رہے اور سبب تقویت دین کا ہو یا مراد یہ ہے کہ مال حلال کم ہوتا ہے اور اس قدر نہیں ہوتا کہ اس میں
اسراف کرسکیں شرح (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینادی مناد یوم القیمۃ این ابناء الستین وہو العمر الذی قال اللہ
تعالی اولم نعمرکم ما یتذکر فیہ من تذکر وجاءکم النذیر رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم

کہ پکارے گا پکارنے والا یعنی فرشتہ کہ حکم کریگا اسکو خدائے تعالے اسکا دن قیامت کے کہ کہاں ہیں ساٹھ برس کی عمر والے یعنے وہ کہ عمر انکی دنیا میں ساٹھ
برس کی ہوئی تھی اور یہ ساٹھ برس ایسی عمر ہی کہ فرمائی اللہ تعالے نے اسکے حق میں یہ آیت کیا نہیں عمر دی ہمنے تمکو ایسی عمر کہ نصیحت پکڑے اس میں ایسا عاقل کہ اسکی
شان سے ہو یہ کہ نصیحت پکڑے اور حالانکہ آیا تمہارے پاس ڈرانے والا یعنے پڑھایا قرآن یا رسول یا موت نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں (وعن عبد اللہ بن
شداد قال ان نفرا من بنی عذرۃ ثلثۃ اتوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاسلموا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یکفنیھم قال طلحۃ انا فکانوا عندہ فبعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بعثا فخرج فیہ احدھم فاستشھد قال ثم بعث بعثا فخرج فیہ الآخر فاستشھد ثم مات الثالث علی فراشہ قال قال طلحۃ فرایت ھؤلاء الثلثۃ فی الجنۃ ورایت المیت علی
فراشہ امامھم والذی استشھد اخیرا یلیہ واولھم یلیہ فدخلنی من ذلک فذکرت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ذلک فقال وما انکرت من ذلک لیس احد افضل عند اللہ من مؤمن
یعمر فی الاسلام لتسبیحہ وتکبیرہ وتھلیلہ) اور روایت ہے عبد اللہ بن شداد سے کہا تحقیق کتنے ایک آدمی قبیلہ بنی عذرہ سے کہ تین تھے آئے پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم کے پاس پس مسلمان ہوے یعنے اور ارادہ کیا ٹھہرنے کا بہ نیت مجاہدہ کے اور تھے وہ فقر وفاقہ والے فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کون آدمی
کہ کفایت کرے مجکو انکی خبرگیری سے یعنے غمخواری اور سامان انکا درست کرے تا مجکو حاجت نہو انکی خبرگیری کی کہا طلحہ نے کہ میں کفایت کرونگا پس تھے یہ
تینوں نزدیک طلحہ کے پس بھیجا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی جگہ پس نکلا اس لشکر میں ایک شخص اُن تینوں میں سے پس شہید کیا گیا وہ پھر بھیجا
حضرت نے ایک لشکر اور پس نکلا اس لشکر میں دوسرا شخص ان تینوں میں سے پس شہید کیا گیا پھر مرا تیسرا شخص اپنے بستر پر یعنے اس حال میں کہ مرابطہ اور نیت
رکھنے والا جہاد کا تھا کہا عبد اللہ بن شداد نے کہ کہا طلحہ نے پس دیکھا میں نے یعنے خواب میں اُن تینوں کو بہشت میں اور دیکھا میں نے اس شخص کو کہ مرا تھا
اپنے بستر پر آگے انکے اور دیکھا میں نے اسکو کہ شہید کیا گیا تھا آخر کہ پاس پاس جاتا ہے اسکے اور متصل ہے ساتھ اسکے اور دیکھا میں نے ان تینوں کے پہلے کو یعنے جو
پہلے شہید ہوا تھا ان میں سے کہ نزدیک جاتا ہے اُس شہید آخر کے اور سب سے پیچھے ہے پس گذرا میرے دل میں اس سے شبہ یعنے چاہیے تھا کہ شہید اول آگے
اور مقدم سب پر ہوتا یا دونوں شہید ایک مرتبہ میں ہوتے اور وہ جو بستر پر مرا تھا پیچھے اُن سے ہوتا اور اس ترتیب کے جو خلاف دیکھا تو نہایت تعجب اور
انکار میرے دل میں آیا پس ذکر کیا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب فرمایا حضرت نے اور کس چیز کا انکار کیا تو نے اس قضیہ میں سے یعنے آگے سب کے
دیکھنا تیرا اسکو کہ مرا تھا بستر پر اور اسی طرح دیکھنا آخر کا آگے شہید اول سے جگہ انکار کی نہیں ہے اسی طرح چاہیے اسلیے کہ نہیں ہے کوئی افضل نزدیک خدا کے اُس
مسلمان سے کہ دراز کیجاوے عمر اسکی مسلمانی میں بسبب عبادت کرنے اُسکے کے خدائے تعالے کو ساتھ تسبیح اور تکبیر اور لا الہ الا اللہ کہنے کے فقط اور مانند انکے
کے تمام عبادتوں قولی اور فعلی سے اور حاصل یہ کہ جب شہید آخر کی دراز ہوئی عمر شہید اول سے بیشک اجر وفضیلت اسکی زیادہ تر ہوگی اس سے اور اسی طرح
وہ کہ بستر پر مرا تھا اسکا زیادہ ہوا دونوں شہیدوں سے اور تاویل وتوجیہ اسکی وہی ہے کہ جو فصل دوسری میں بیچ حدیث عبید بن خالد کے مذکور ہوئی چنانچہ
یہاں بھی ضمن ترجمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اسکی طرف کہ تھا وہ مرابط الخ ش ع ح (وعن محمد بن ابی عمیرۃ وکان من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان
عبدا لو خر علی وجھہ من یوم ولد الی ان یموت ھرما فی طاعۃ اللہ لحقرہ فی ذلک الیوم ولود انہ رد الی الدنیا کیما یزداد من الاجر والثواب رواھما احمد) اور روایت
ہے محمد بن عمیرہ سے اور تھے وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سے فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق ایک بندہ بندوں میں سے اگر گرے اپنے منھ پر اُس دن سے
کہ پیدا کیا گیا ہے یہانتک کہ مرے بوڑھا ہو کر بیچ طاعت اللہ کے یعنے فرض کیا جاوے کہ وقت پیدائش سے بڑھاپے تک سجدہ اور نماز ہی میں منھ کے بل
پڑا رہے یا مراد بعد بلوغ کے ہو کہ مرتبہ تکلیف کو پہونچے تو البتہ حقیر جانیگا اس اپنے پڑے رہنے کو طاعت وعبادت میں بیچ اس دن کے یعنے روز قیامت کے
بسبب دیکھنے ثواب عمل کے اور البتہ دوست رکھیگا اور آرزو کریگا کہ پھیر پھیرا جاوے طرف دنیا کے تا زیادہ ہووے اجر وثواب عمل کا یعنے پس جس قدر
کہ عمر زیادہ ہوتا کہ موجب زیادتی عمل کی ہو بہتر اور دوست تر ہوگی نقل کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے باب التوکل والصبر ہے بیچ بیان توکل کے

اور صبر کے وقت وکیل ہے اور وکیل لغت میں چھوڑنا کام کا کسی پر اور وکالت ساتھ زبر اور زیر کے اسم ہے اس سے توکل ظاہر کرنا اپنے عجز کا اور اعتماد کرنا غیر پر اور تکلان
ساتھ پیش کے اسم ہے اس سے اور شرع میں عبارت ہے سپرد کرنے بندے کے سے اپنے کام کو خدا کے تئیں اور نکالنا تدبیر نفس سے اور تبری کرنا اپنے حول و قوت سے
اور توکل سب کاموں میں جاری ہوتا ہے اور اکثر استعمال اسکا رزق میں ہوتا ہے اور حقیقت میں معنے توکل کے بھروسا اور اعتماد کرنا اور مطمئن ہونے حق عزوجل کے
رزق بندوں کا اور ترک کرنا اسباب و کسب کا شرط اسکی نہیں ہے بلکہ چاہیے کہ نظر اس سے ساقط ہو اسلیے کہ توکل کار دل کا ہے جب یقین ضمانت حق پر حاصل
ہوا توکل درست ہوا عمل کرنا اسکا شرط نہیں ہے اور کسب و کار ساتھ اسکے منافات نہیں رکھتا اور درویش کہ اسباب ترک کرتے ہیں واسطے ثابت کرنے مقام توکل
اور ریاضت نفس کے کرتے ہیں تا نظر اسباب سے ساقط ہو اور یقین حاصل ہو اسپر کہ ہونا اسباب کا رزق کے پہونچنے میں شرط نہیں ہے اور بعضوں نے تفسیر کیا
ہے توکل کو ساتھ ترک کسب و اسباب کے بسبب اعتماد کے رزاقیت پروردگار تعالے پر اور یہ ابتدائے حال توکل کی ہے یا مراد یہ ہے تعلق دل سے ساتھ
اور منتہی کو ساتھ مباشرت اسباب کی مانع توکل سے نہیں ہوتی اور یقین اسکا بیچ وقت مباشرت اسباب کے اور ترک کرنے اسکے کے ایک ہی حال پر ہوتا ہے مثلاً منتہی
اگر درخت خرما کا لگاوے اور بطریق خرق عادت کے اسی وقت وہ پھل لاوے یقین اسکا قدرت صانع تعالے پر اس صورت میں اور اس صورت میں کہ درخت خرما
بعد از سالہا سال کے بطریق عادت معمولی کے پھل لاوے یکساں ہوتا ہے بلکہ مشاہدہ صانع کا ساتھ کمال قدرت اسکی کے بیچ صورت اسباب کے اور ترتیب مسببات
کے اسپر زیادہ ہے اور بیچ منتہی کے وہی ایک فعل ہے فقط اور یہاں کتنے ہی افعال مضبوط اور احکام محکم ہیں کہ وہاں نہیں اور بیچ ترک اسباب کے عمل کرنا پیدا اثر
الٰہی کا ہے اور صبر لغت میں معنی حبس اور منع کرنے اور باز رکھنے نفس کے ہے ایک چیز سے کہ اسکو فارسی میں شکیبائی کہتے ہیں اور شرع میں غالب لانا داعیہ حق کا
اوپر باعث نفسی کے وقت معارضہ کے اور شیخ نجم الدین کبرے رح نے فرمایا کہ صبر باہر آنا حظوظ نفس سے ہے ساتھ مجاہدے کے اور ثابت رہنا اوپر باز رکھنے نفس کے
محبوبات اسکے سے اور عوارف میں لکھا ہے کہ افضل اقسام صبر کا صبر کرنا ہے خدا تعالے پر ساتھ صدق توجہ اور دوام مراقبہ اور قطع کرنے خواہشوں اور خطروں کے
اور فرمایا کہ صبر فرض ہے اور نفل فرض جیسے کہ صبر کرنا ادائے فرائض پر اور ترک محرمات پر اور جملہ صبر نفل سے صبر کرنا ہے فقر پر اور شدائد پر اور صبر کرنا وقت صدمہ پہلے کے
اور چھپانا مصیبتوں کا اور ترک کرنا شکایت کا اور چھپانا احوال و کرامات کا اور اقسام صبر فرض و نفل کے بہت ہیں اور بہت لوگ ہیں کہ تمام اقسام صبر پر ثابت نہیں رہ سکتے
انتہی اور صبر کبھی باوجود کثرت اقسام کے استعمال میں مخصوص ہے ساتھ صبر کے بلاؤں اور مصیبتوں اور مکروہات پر جیسے کہ شکر کا استعمال رزق میں ہے وف جاننا چاہیے
کہ مانع قوی عبادت سے فکر کھانے اور پینے اور حوائج ضروری کی ہے اور نفس مطالبہ کرتا ہے انکا کہ کہتا ہے سب چیزوں سے باز آیا میں اور زہد و تقوی بھی اختیار کیا لیکن
قوت اور لباس وغیرہ ضروری چیزوں کا کیا علاج کروں اور بدون کسب اور مخالطت کے ساتھ خلق کے کیونکر ہاتھ آوے پس علاج دفع کرنے اس مطالبہ اسکے کا
سوا توکل کرنے کے اللہ تعالے پر میسر نہیں ہوتا اور رفع تشویش نفس کی اور کمال ایمان بغیر توکل کے حاصل نہیں ہوتا تارک اسکا خطر عظیم میں ہوتا ہے اور فراغ
عبادت اور حلاوت اس میں ہاتھ نہیں لگتی اور غم روزی کا اسکو ایسا پراگندہ خاطر کرتا ہے کہ کوئی کار خیر ساتھ قوت یقینی کے نہیں بجا لاسکتا پس توکل کرنا نہایت ضروری ہے
چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے جسکو خوش آوے یہ کہ ہووے قوی تر لوگوں میں تو چاہیے کہ توکل کرے چنانچہ وہ حدیث آگے مذکور ہوگی اور معنی توکل کے
یہ ہیں کہ خدا تعالے کو وکیل امور اپنے کا اور ضامن مصالح اپنے کا جانا محض اسی پر اعتماد و بھروسا کرے اور جانے کہ جو کچھ کہ خدا نے قسمت میں کیا ہے ہرگز
فوت نہوگا اور حکم الٰہی ہرگز مبدل نہیں ہوتا بندہ طلب کرے یا نکرے اور جانے کہ خدا تعالے نے ان بندوں کی روزی کا ذمہ لیا ہے وَمَا مِن دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ
رِزْقُهَا اور اسپر قسم کھائی ہے فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ پس اگر اوپر ضمانت اور وعدے اسکے کے اعتماد نکرے اور باور نہ کرے تو بندگی اور ایمان کہاں ہوگا ہر
مومن کو چاہیے کہ دنیا اور مال اور اسباب اور کسب کو سوا خدا اور سبب کے نجانے اور رزاق سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے بے سبب و بے کسب بھی پہونچاتا ہے
وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ اور کسب و سبب میں مشغول ہونے کو بھی مامور خدا کا جانکر اعتماد دل اسپر نکرے اور وعدہ الٰہی پر خاطر جمع رکھے اور جانے کہ اگر کسب

کہ فرمایا اللہ تعالے نے وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین یعنی اللہ پر بھروسہ کرو اگر تم مومن ہو اور یہ درجہ عام مسلمانوں کا ہے اور ضروری ایمان کا ہے اور جو ادنے اور یہ درجہ اوسط کو پہونچا ہوگا تو کبھی خدا تعالے پر روزی
اور اعلیٰ تر اس سے درجہ علما کا ہے کہ بندہ تمام امور اپنے خدا کو اور اسکے علم کو سونپے اور کچھ تردد اسکے دل میں نہ ہو اور یہ درجہ اولیا کا ہے وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون سے معلوم
ہوا ہے اور جاننا چاہئے کہ کسب و سبب منافی توکل کے نہیں ہے منافی توکل کے وہی ہے کہ اعتماد دل کا اوپر کسب و سبب کے ہو اور اسکو شرک خفی کہتے ہیں پس جو کسب کر نیوالا
کہ اعتماد اسکے دل کا خدا پر ہو چاہئے متوکلوں سے ہے لیکن اعلےٰ درجہ توکل کا یہ ہی ہے کہ ہاتھ تمام اسباب سے باز رکھے اور تمام امور میں توکل کرے اللہ ہی پر اور سونپے امور اپنے
اسکو بلکہ ہر حال میں خواہ تنگی ہو خواہ فراخی بسبب قوت ایمانی کے اعتماد تمام خدا پر یکسان رہے اور امید خلق سے منقطع رکھے اور رنج و بلا پر کہ پیش آوے راضی
صابر ہو کر بیچ سلوک اور عبادت اور ذکر کے مشغول رہے والا مشغول ہونا اسباب میں باوجود اعتماد دل کے خدا پر افضل ہے اور اسی طرح بسبب کسل اور عار اور ریا کے
ہاتھ سب سے باز رکھنا روا نہیں اسلیے کہ اکثر انبیا اور اولیا نے کسب کیا ہے لیکن جو شخص کہ بسبب کسب کے بیچ اعمال اور احوال اپنے کے قصور و فتور دیکھے اسکو
حضور دل کی سے چاہیئے انقطاع کر کے ذکر اور فکر اور مجاہدہ نفس میں مشغول ہو تا کہ واصل بحق ہو اور جان کہ متوکل کو باز رہنا اس کا روسبب سے کہ قطعًا کاربرآری سوا
نہ ہو اور منقطع اسکا ہو پس گئی ہو روا نہیں بلکہ حرام ہے جیسے کہ ہاتھ سے کھانا کھانا چھوڑ دے بگمان اسکے کہ کھانا خود بخود منہ میں چلا جاویگا اسکو جنون و حماقت کہتے ہیں
اور حق توکل کی یہ ہے کہ جانے کہ کوئی قوت کسی کو نہیں ہے طعام اسلیے پیدا کیا ہے اور خالق و رزاق سب کا وہی ہے سبب اس کا رکا ہے کہ خدا تعالے نے اسکو دیا ہے
اور اعتماد و ہاتھ پر کیجیے اور جانے کہ ہاتھ کو اسکے امور بھی سرانجام پاتے ہیں اور پھر ہاتھ باز رکھنا اس اسباب سے کہ حاصل ہونا امور کا ساتھ اسکے قطعی نہو مانند بیچنے خرچ راہ
سفر میں اور مانند اسکے کہ روا ہے اسلیے کہ ممکن اور کثیر الوقوع ہے کہ سفر خرچ راہ نہ لینے والوں کا بھی منقطع ہو جاتا ہے اگرچہ لینا خرچ راہ کا بھی منافی توکل کے نہیں جبکہ اعتماد خدا پر ہو
پر ہو خرچ پر نہ ہو اور لینا اسکا سنت اور سیرت سلف سے ہے اور نہ لینا بسبب کمال اعتماد کے حق میں اعلیٰ درجات سے ہے اور جو کہ عیال رکھتا ہو اور عیال اسکے تنگی پر صابر نہ
اور رضا نہ دیں اسکو ترک کسب روا نہیں اور ذخیرہ رکھنا بھی واسطے عیال کے ایک سال تک اور واسطے نفس اپنے کے چالیس روز تک منافی توکل کے نہیں کہ رسول
علیہ السلام نے رکھا ہے اور اسی طرح ہے علاج بیماری کا اور رکھنا چیزوں ضروری کا مانند باسن و کپڑہ وغیرہ کے کہ ہر روز کام میں آتے ہیں لیکن اگر کچھ ذخیرہ نہ رکھے اور سب
کچھ ترک کرے اور دل اسکا اللہ تعالے پر مطمئن ہو یقین ہے کہ اعلےٰ درجہ ہے اسکے لیے بڑی قوت یقینی چاہیے پس بسکو سوا ذخیرہ کرنے کے فراغ عبادت اور دلجمعی حاصل نہو
اسکو ذخیرہ رکھنا افضل ہے و لیکن ترک کرنا شکوہ اور گلا کا رنج اور بیماری سے اور چھپانا مرض کا غیر طبیب سے شرط توکل ہے اور کہا ہے علما نے کہ توکل سوائے توحید اور
زہد کے راست نہیں آتا اور مراد توحید سے یہاں یہ ہے کہ تمام مخلوقات کو پیدائش اللہ تعالے کی جانے اور جانے کہ محرک سب کا سوائے واحد حقیقی کے کوئی نہیں جو
کچھ آتا ہے سب ایک ہی جگہ سے ہے جسکے دل پر یہ بات غالب ہو جاویگی بے اختیار توکل حاصل ہوگا اور صبر کرنا واجب ہے تا ایمان اسکا سلامت رہے اور عبادت میں
مشغول ہو سکے کہ ساتھ جزع اور فزع اور ناسپاسی کے عبادت میں نہیں ہو سکتی اور خیر دنیا اور آخرت کی بھی وعدہ کی گئی ہے ساتھ صبر کرنے کے ایک تو فتحیاب ہونا دشمنوں
پر ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فاصبر ان العاقبۃ للمتقین اور دوسرے مراد کو پہونچنا ہے صبر کے سبب سے جیسے کہ فرمایا وتمت کلمۃ ربک الحسنی علی بنی اسرائیل
بما صبروا اور تیسرے مقدم ہونا اور امام ہونا ہے وجعلنا منہم ائمۃ یہدون بامرنا لما صبروا اور چوتھے تعریف کرنا حق کا ہے انا وجدناہ صابرا نعم العبد انہ اواب اور پانچویں
بشارت ہے وبشر الصابرین اور چھٹے محبت خدا تعالے کی ہے ان اللہ یحب الصابرین اور ساتویں پانا درجات بلند کا ہے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا اور
آٹھویں بزرگی اور سلام ہے اللہ تعالے کی طرف سے سلام علیکم بما صبرتم اور نویں پانا ثواب بے نہایت کا ہے انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب پس کوشش
کیجے ایسی خصلت بزرگ میں اور اسکے حاصل کرنیکو اہم مہمات اور غنیمت جاننا چاہیے اور مراد صبر سے منع کرنا نفس کا ہے جزع کرنے سے اور جزع فکر کرنا عجز پنے
کا ہے سختی سے اور ارادہ کرنا خلاصی کا ہے سختی سے بطریق قطع اور حکم کے پس صبر ترک کرنا اس بات کا ہے اور علاج حاصل کرنے صبر کا یہ ہے کہ تامل کیجئے اس میں کہ
جو کچھ مقدر ہے جزع و فزع سے متغیر نہیں ہوتا اور کم و بیش اور مقدم و موخر نہیں ہوتا اور ثواب صبر کا صفت کلمات میں جیسے کہ جان کہ صبر چار قسم ہے ایک تو صبر ہے

نفس کا استقامت طاعت پر ہو دوسرے صبر کرنا گناہوں کے کرنے سے تیسرے صبر کرنا فضول دنیا سے جو تھے صبر کرنا اوپر شدائد اور مصیبتوں دینی اور دنیوی کے پس جو کوئی یہ سب بجا لاوے عبادت میں مستقیم ہوگا اور گناہوں سے امن میں رہیگا اور دنیا کی بلاؤں سے اور آخرت کے عذاب سے چھٹکارا پاویگا اور بہت سے ثواب کا وارث ہوگا اور جو کوئی جزع کرے سب نعمتوں سے محروم رہیگا اور عبادت نہیں کر سکیگا خاطر جمع سے اور اگر کچھ کرے تو بسبب بے صبر کرنے کے گناہوں سے حبط ہوگا مجمع العلوم و مفتی الطالب **الفصل الاول** فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ اُمَّتِیْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَیْرِ حِسَابٍ ہُمُ الَّذِیْنَ لَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے وہ وہ لوگ ہیں کہ نہ طلب منتر کی کرتے ہیں اور نہ شگون بد لیتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسا کرتے ہیں یعنے بیچ تمام ان چیزوں کے کہ کرتے ہیں اور ترک کرتے ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ستر ہزار بغیر ملاحظہ تابعین انکے کہ پس نہیں منافی ہو اس حدیث کے کہ ہر ایک کے ساتھ ان میں سے ستر ستر ہزار ہونگے اور نہ طلب منتر کی کرتے ہیں یعنے مطلقا یا بغیر کلمات قرآنیہ اور اسمائے الٰہیہ کے اور نہ شگون بد لیتے ہیں یعنے حیوانات کے اڑجانے سے یا آواز کے سننے سے بلکہ کہتے ہیں جیسے کہ وارد ہوا ہے اَللّٰہُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اَللّٰہُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَذْہَبُ بِالسَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ کہا صاحب نہایہ نے کہ یہ صفت اولیا کے کاملین سے ہے کہ جو اعراض کرتے ہیں اسباب دنیا سے اور متعلقات اسکے سے اور نہیں التفات کرتے طرف کسی چیز کے متعلقات دنیا سے اور یہ درجہ خواص کا ہے کہ نہیں پہونچتے انکو غیر انکے اور اوپر عوام پس رخصت ہے انکے لیے دوا کرنے اور علاج کرنے کی اور جو شخص کہ صبر کرے بلا پر اور منتظر رہے کشایش کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ساتھ دعا کے ہوتا ہے جملہ خواص اور اولیا سے اور جو کہ صبر کرے رخصت دیجاتی ہے اسکے لیے منتر اور علاج اور دعا کی کیا نہیں سنا ہے تو نے کہ حضرت صدیق رضی نے جب تصدق کیا تمام مال اپنا تو نہ انکار کیا اوپر انحضرت نے اسی لیے کہ جانتے تھے یقین و صبر انکا اور جب لایا آپکے پاس ایک شخص مانند بیضہ کبوتر کے سونا اور کہا کہ اسکے سوا نہیں کچھ ملک میں نہیں رکھتا پس حضرت نے اسکو مارا اور غصہ کیا اسپر ظاہر یہ ہے واللہ اعلم کہ مراد منتر سے منتر جاہلیت کے ہیں کہ کتاب و سنت سے معلوم نہیں ہوئے اور شارع نے انکو روا نہیں رکھا اور معنی نہیں ہے اسمیں پڑھنے سے شرک میں بقرینہ قول ولا یتطیرون کے اسلیے کہ یہ بات ثابت ہے کہ تطیر عادات جاہلیت سے ہے اور ممنوع اور پرہیز کرنا عادات جاہلیت سے تمام مسلمانوں پر لازم ہوا اور باوجود اسکے اس میں فضیلت ہوا اور اسپر ایسا ثواب عظیم مرتب کیا کہ وہ درآنا بہشت کا ہے بے حساب اسلیے کہ اکثر مسلمان مبتلا اور گرفتار ہیں ساتھ اس بات کے اگرچہ جاہلیت سے ہوں اور یہ بھی درجات توکل سے ہے اور بالاتر اس سے ترک کرنا منتر اور معالجات اور تدبیرات کا ہے مطلقا کہ واسطے ثابت کرنے مقام توکل کے کریں اور متعارف توکل سے یہی معنے سمجھے جاتے ہیں چنانچہ اسی لیے تفسیر کیا ہے صوفیہ نے توکل کو ساتھ ترک کرنے کسب اور اسباب کے بسبب اعتماد کے رزاقیت حق پر جیسا کہ گذرا اور یہ مرتبہ خواص کا ہے اور متوسطوں کا اور انکو یہ فضیلت اور جزا کہ اس حدیث میں مذکور ہے حاصل ہے ساتھ زیادتی کے لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ اور تیسرا مرتبہ منتہیوں اور مقربوں کا ہے کہ اسباب بالکل نظر ظاہری انکی سے ساقط ہے اور وجود و عدم اسکا برابر ہوا ہے اور انکو بیچ مباشرت اسباب کے عبودیت اور فرمانبرداری امر کی ہے اور اس حیثیت سے حکم عزیمت کا پکڑتا ہے اور یہ مرتبہ خصوص اخص کا ہے کہ انبیا اور اولیا ہیں کہ اپنے سے فانی اور باقی ساتھ خدا کے ہیں اور نہایت مرتبہ توکل کا اور حقیقت اسکی یہ ہے اور جزا انکی سب سے زیادہ ہے اور عالمگیری میں قاعدہ کلیہ یوں لکھا ہے کہ اسباب دور کرنے والے ضرر کے تین قسم کے ہیں ایک قسم مقطوع بہ یعنے یقینی جیسے کہ پانی کہ دور کرتا ہے ضرر پیاس کو اور روٹی کہ دور کرتی ہے ضرر بھوک کو اور دوسری ظنی جیسے کہ فصد اور پچھنے اور پینا مسہل کا اور تمام قواعد طب کے یعنے معالجہ برودت کا ساتھ حرارت کے اور معالجہ حرارت کا ساتھ برودت کے اور یہ اسباب ظاہرہ ہیں طب میں اور تیسری موہوم مانند داغنے اور رقیہ کے یعنے دعا پڑھکر دم کرنی اور تعویذ شمار کرنا پس یقینی کا ترک کرنا قسم توکل سے نہیں ہے بلکہ ترک کرنا اسکا حرام ہے درصورت خوف موت کے اور اوپر موہوم پس شرط توکل یہ ہے کہ ترک کرے اسکو اسلیے کہ وصف کیا ہے ساتھ اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متوکلین کو اور اوپر درجہ متوسط کہ وہ ظنی چیزوں کا کرنا ہے مانند معالجہ کرنے کے ساتھ اسباب ظاہرہ کے نزدیک اطبا کے پس کرنا اسکا نہیں ہے مناقض توکل کا

بجالاوے موہوم ہے اور ترک کرنا ظنی کا نہیں ہے ممنوع بخلاف یقینی کے بلکہ کبھی ہوتا ہے ترک کرنا ظنی کا افضل کرنے اسکے سے بعض احوال میں اور بیچ حق بعض اشخاص کے پس وہ
ایک درجہ ہے درمیان دو درجوں کے کذا فی الفصول العمادیہ انتہی (وَعَنْهُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ فَجَعَلَ یَمُرُّ النَّبِیُّ وَمَعَہٗ
الرَّجُلُ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِیُّ وَمَعَہُ الرَّھْطُ وَالنَّبِیُّ وَلَیْسَ مَعَہٗ اَحَدٌ فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَرَجَوْتُ اَنْ یَّکُوْنَ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ ھٰذَا مُوْسٰی فِیْ قَوْمِہٖ ثُمَّ قِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ
فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ لِیْ اُنْظُرْ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا فَرَاَیْتُ سَوَادًا کَثِیْرًا سَدَّ الْاُفُقَ فَقِیْلَ ھٰؤُلَآءِ اُمَّتُکَ وَمَعَ ھٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُدَّامَھُمْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ ھُمُ الَّذِیْنَ
لَا یَتَطَیَّرُوْنَ وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ وَلَا یَکْتَوُوْنَ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ مِنْھُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ اُدْعُ اللّٰہَ
اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ فَقَالَ سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اسی ابن عباس سے کہا ابن عباس نے کہ نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن پس فرمایا کہ
ظاہر کی گئیں اور دکھائی گئیں مجھکو امتیں یعنے ساتھ انبیا انکے کے بطریق کشف کے یا خواب میں یا خبر دی ہے دکھانے انکے سے دن قیامت کے اور تعبیر ساتھ ماضی کے
بسبب تحقیق وقوع کے ہے پس شروع کیا کہ گذرتا ہے ایک پیغمبر اس حال میں کہ انکے ساتھ ایک شخص ہے یعنے تابع ہے اسکا کہ نہیں تھا کوئی تابع اسکا سوا اسکے اور گذرتا ہے
ایک اور پیغمبر حالانکہ اسکے ساتھ میں دو شخص اور گذرتا ہے ایک اور پیغمبر اس حالت میں کہ اسکے ساتھ ہے ایک جماعت اور گذرتا ہے ایک پیغمبر اور نہیں ہے ساتھ اسکے کوئی یعنے
سبب نہ متابعت کرنے کسی کے اسکی پس دیکھا میں نے یعنے آگے اپنے ایک انبوہ بہت کہ روک رکھا ہے اور بھر دیا ہے اُسنے کنارہ آسمان کو پس چونکہ بہت تھی وہ جماعت
امید رکھی میں نے یہ کہ ہووے امت میری پس کہا گیا کہ یہ موسیٰ پیغمبر ہیں بیچ امت اپنی کے یعنے جو کہ ایمان لائے تھے اپر پھر کہا گیا واسطے میرے کہ دیکھ یعنے گویا کہ اُنکو
نے چھپا لیا تھا اُسوقت اور نظر پھیر لیا تھا اس جگہ سے کہ جہاں سے لوگ گذرتے تھے پس کہا گیا آپکو کہ دیکھو گے امت اپنی پس دیکھا میں نے یعنے آگے
اپنے انبوہ بہت کہ روک رکھا ہے اُسنے کنارہ آسمان کو یعنے پس قناعت کی میں نے اسپر اور شکر کیا پس کہا گیا واسطے میرے یعنے بلکہ ہے بہت زیادہ اس سے نسبت سابق
کے دیکھ ادھر اُدھر یعنے داہنی بائیں پس دیکھا میں نے ایک انبوہ بہت کہ گھیر لیا ہے اُسنے کنارہ آسمان کو پس کہا گیا یعنے مجھکو کہ یہ یعنے تمام جو آگے اور داہنے اور بائیں ہیں
امت تیری ہیں اور ساتھ انکے یعنے منجملہ انکے یا زیادہ اپر ستر ہزار آدمی کہ آگے انکے ہیں داخل ہونگے بہشت میں بغیر حساب کے اور وہ وہ ہیں کہ نہ شگون لیتے ہیں اور نہ
منتر پڑھواتے ہیں اور نہ داغ لیتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر توکل کرتے ہیں پس کھڑا ہوا عکاشہ بن محصن صحابی اور کہا دعا کیجئے اللہ تعالیٰ سے یہ کہ کرے مجھکو اُنہیں
یعنے متوکلین میں سے کہ داخل ہونگے بہشت میں بغیر حساب کے کہا آنحضرت نے خداوندا گردان تو عکاشہ کو اُن میں سے پھر کھڑا ہوا ایک شخص اور پس کہا دعا کیجئے اللہ سے
یہ کہ گردانے مجھکو اُن میں سے پس فرمایا حضرت نے کہ سبقت لیگیا تجھسے ساتھ اس دعا کے عکاشہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرادیٰ سے اسمیں رسول نے حکم کیا گیا
ساتھ تشبیہ کے اور ستر ہزار کہا نووی نے احتمال ہے یہ کہ ہوں معنے اسکے یہ کہ ستر ہزار تمہاری امت میں سے سوا ہے انکے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہوں معنے اسکے یہ کہ
انہیں میں سے ستر ہزار ایسے ہیں اور موید ہے اسکی روایت بخاری کی کہ ہٰذِہٖ اُمَّتُکَ وَیَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مِنْ ہٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ اَلْفًا اور نہ داغ لیتے ہیں یعنے مگر وقت ضرورت کے
ہیں اسلیے کہ آیا ہے داغ لینا عمران وغیرہ بعض صحابہ سے کہ اُن میں سے سعد بن ابی وقاص بھی ہیں عشرہ مبشرہ میں سے یا مطلق داغ نہیں لیتے ہیں بسبب راضی ہونے کے
قضا و قدر الٰہی پر اور سبب تاکید کے ساتھ پاک کے اور سبب جاننے اس بات کے کہ نہیں ضرر کرتا اور نہیں نفع دیتا مگر اللہ اور نہیں تاثیر کرتی کوئی چیز حقیقت میں سوا
اسکے پس وہ بیچ مرتبہ شہود کے ہیں خارج دائرہ وجود سے فانی اپنے نفسوں کے حظوظ سے نہ داغ لیتے ہیں معنے اسکے یہ ہیں اگر وقت ضرورت کے باوجود اسکے
کہ اعتقاد شفا کا اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں نہ زمرے واسطے اور نہ منتر پڑھواتے ہیں یعنے وہ منتر کہ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث صحیح میں اور وہ کہ نہ امن ہو اس
کہ ہو اس میں شرک اور نہ شگون بد لیتے ہیں یعنے کسی چیز سے نہ جانور پرندہ سے اور نہ کتے بلی وغیرہ جانوروں چرندہ سے پس مراد یہ ہے کہ وہ چھوڑتے ہیں اعمال جاہلیت کے
پھر اگر کہا جاوے کہ ایسے لوگ بہت ہیں ہمارے زمانہ کے تو کہینگے ہم کہ مراد کثرت ہی نہ ہو یا مخصوص ذکر انکی داغ کرنا ہی اسباب وہمیہ سے ہے اور حدیثوں میں نہی اس سے
آئی ہے اور وقت ضرورت کے کہ اگر حکم اطبا سے حاذق کے یقین ہووے تو اجازت بھی ہے اور حضرت نے دوسرے شخص کے حق میں اسلیے دعا نہ مانگی کہ اذن نہیں دیا

کہ تھے حضرت اس مجلس میں دعا کرنے کو مگر ایک شخص کے لیے پس چونکہ عکاشہ کے لیے دعا کی گنجائش تھی دعا کی دوسرے کے حق میں نہ تھی یا یہ شخص اہل اس مرتبہ کا
اور مستحق اس منزلت کا نہ تھا اور باوجود اسکے صراحۃً نہ فرمایا کہ تو اہل اسکا نہیں ہے بلکہ جواب دیا ساتھ کلام مشترک کے اور بیان کیا کہ سبب خاص عکاشہ کے دعا کرنے
سبقت اسکی تھی ساتھ التماس دعا کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ شخص منافقوں میں سے تھا اس سبب سے اسکے لیے دعا نہ کی اور باوجود اسکے از راہ حسن خلق کے
جواب دیا ساتھ کلام محتمل کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تخصیص عکاشہ کے دعا کی سبب وحی کے تھی اور یہ قول بھلا ہے اسلیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ مرد دوسرا
بھی انصار سے تھے کہ مشاہیر صحابہ سے ہیں واللہ اعلم اور اس حدیث میں دلالت ہے اسپر کہ جلدی اور سبقت کرے طرف نیکیوں کے اور طلب دعا کی کرے صالحین سے
وَعَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ
ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے صہیب سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عجب واسطے شان اور حال مسلمان کے کہ تمام شان اسکی
اسکے لیے بہتر ہے اور نہیں ہے یہ شان کسی کے لیے مگر مسلمان کے لیے اگر پہونچے اسکو خوشی یعنی صحت اور فراخی رزق اور اولاد اور عزت اور توفیق طاعت شکر کرتا ہے
پس ہوتا ہے شکر بہتر اسکے لیے اور اگر پہونچتا ہے اسکو ضرر یعنی فقر اور مرض اور رنج و بلا میں صبر کرتا ہے پس ہوتا ہے صبر بہتر اسکے لیے نقل کی یہ مسلم نے ف مقام صبر و
شکر کے دونوں عالی ہیں اور اسپر ثواب مرتب ہوتا ہے اور آدمی ان دو حال سے خالی نہیں پس وہ بہرحال بہتر ہے پھر منحصر ہونا خیر کا حال میں مومن کامل کے یہ ہے اسلیے
کہ غیر مومن کامل کا حال یہ ہے کہ اگر پہونچتی ہے اسکو خوشی تو تکبر اور خلاف شرع باتیں کرنے لگتا ہے اور اگر ضرر پہونچتا ہے اسکو تو جزع و فزع اور کفران نعمت کرتا ہے بخلاف
مومن کامل کے کہ اس سے ایسی بات نہیں ہوتی ہے ع وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ
وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنْ قُلْ قَدَّرَ اللّٰهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسلمان قوی یعنی بیچ ایمان اور اعتقاد کے ساتھ خدا کے اور توکل اور اعتماد
کے اسپر اور قصد کرنے کے امور خیر پر اور جہاد کرنے کے راہ خدا میں اور قوی ہے صبر کرنے میں لوگوں کی ہمنشینی پر اور تحمل کرنے میں انکی ایذا پر اور نصیحت اور تعلیم میں
کرنے میں بہتر ہے مسلمان ضعیف سے یعنی ان صفات میں اور بیچ سب اہل ایمان میں یعنی قوی ہو یا ضعیف نیکی ہے اور کوئی مسلمان صفات نیک سے خالی نہیں اور اصل
ایمان کا اور ان صفتوں خیر کی ہے حرص کر تو اس چیز پر کہ نفع دے تجھکو یعنی امر دین سے اور مدد و توفیق طلب کر خدا تعالے سے یعنی عمل نیک کرنے پر اور عاجز
نہو یعنی طلب و استعانت سے اسلیے کہ اللہ تعالے قادر ہے اسپر کہ دیوے تجھکو قوت اپنی طاعت کی جب کہ مستقیم ہووے اسکی استعانت پر اور بعضوں نے کہا کہ معنے
اسکے یہ ہیں کہ عاجز نہو کرنے سے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ہے تو اسکا اور نہ چھوڑ تو اسکو اور اگر پہونچے تجھکو کچھ یعنی مصیبت دین یا دنیا کی تو نہ کہہ یہ بات کہ اگر میں کرتا
ایسا تو ہوتا ایسا لیکن کہہ بیچ زبان قال سے یا زبان حال سے کہ مقدر کیا اللہ نے یعنی ایسا اور ایسا یعنی واقع ہوا یہ موافق قضا و قدر اسکی کے اور جو کچھ چاہتا ہے
خدا تعالے کرتا ہے اسلیے کہ لفظ لو یعنی اگر کا پشیمانی کا کہنا کسی چیز پر اور بسبب معارضہ تقدیر الٰہی کے اور بسبب حول و قوت نفس کے کہتے ہیں کھولتا ہے کام
شیطان کو اور لاتا ہے دل میں وسوسہ اسکا ساتھ اعتراض اسکے اور معارضہ قدر کے نقل کی یہ مسلم نے ف یہ کہنا اسلیے منع ہے کہ کچھ فائدہ نہیں رکھتا اسلیے کہ جو مقدر میں ہے
وہی ہوتا ہے فرمایا اللہ تعالے نے قُل لَّن يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا پس لفظ لو کہنا اس جگہ منع ہے کہ منازعت ساتھ تقدیر کے لازم آوے اور وارد ہوا ہے قرآن میں
لَوْ كُنتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اور حدیث میں ہے لو اني استقبلت من امري ما استدبرت چنانچہ باب حج میں ذکر کی گئی ہے اور بہت روایتوں میں آیا ہے
استعمال لو کا پس ظاہر ہے کہ نہی وارد ہوئی ہے اس جگہ کہ نہ فائدہ ہو اور معارضہ تقدیر کا ہو اور یہ نہی تنزیہی ہے نہ تحریمی اور جو کچھ از راہ تاسف کے فوت ہو
طاعت الٰہی پر یا متعذر ہو اس سے پس نہیں منع اسکا اور اسپر حمل کیا جاتا ہے استعمال لو کا جو ہے بیچ حدیثوں میں یا تاسف کرنا فوت ہونے طاعت پر
باعث ثواب ہے پس لائق ہے کہ کہا جاوے قبیل استحباب سے چنانچہ روایت کیا ہے بزاز نے اپنی کتاب مسند میں ابی عمرو سے کہ جسنے تاسف کیا دنیا پر کہ

فوت ہوئی اُن سے قریب اٹھارہ ہزار برس کے اور بیتے آسمان کیا آنحضرت نے کہ فوت ہوئی اُس سے قریب ہو اپنے نے سے ہزار برس کے ذکر کی یہ بیچ وٹی
سے حالات میں الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ
كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَتَرُوْحُ بِطَانًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) روایت ہے عمر بن خطاب سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے
کہ اگر تحقیق تم توکل یعنی اعتماد کرو اللہ پر حق توکل کا تو البتہ روزی دے تمکو جیسے کہ روزی دیتا ہے جانوروں پرندوں کو نکلتے ہیں جانور صبح کو بھوکے اور پھرتے ہیں شام کو
اپنے گھونسلوں میں سیر نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے توضیح توکل یہ ہے کہ یقین جانے یہ کہ نہیں ہے کوئی فاعل وجود میں سوائے اللہ تعالےٰ کے اور ہر موجود یعنی مخلوق
اور رزق اور عطا اور منع اور ضرر اور نفع اور فقر اور غنا اور مرض اور صحت اور موت اور حیات وغیرہ وہ سب اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہیں اور وہ غنا کرنے
ہو رزق کا بیشک وشبہ نہیں اسکا یقین یہ کر کے روزی کی ہے طلب کرے کہ جس وجہ پر بیٹھ رہنے سے نا امید ہو اور حرص اور افراط وسبب الفکر سے اسکی طلب میں
حتی کہ حلت وحرمت کا خیال نہ رہے کہا امام غزالی نے کہ جو کوئی گمان کرے کہ توکل ترک کرنا کسب کا ہے اور بیٹھ رہنا زمین پر مانند کپڑے ڈالے گئے کے زمین پر جاہل
ہے اور امام قشیری نے کہا کہ جگہ توکل کی قلب ہے اور حرکت ظاہر میں ہو پس وہ منافی توکل کے نہیں بعد اعتماد واثق خدا کے مقرر ہو جیسا کہ پرندے ساتھ جانور
پرندوں کے کہ وہ طلب رزق میں نکلتا ہے لیکن اعتماد اللہ تعالےٰ ہی پر رکھتا ہے اپنی طلب وقوت پر نہیں اس مثال میں اشارہ ہے کہ کسی اوسط وسیلہ کی نہیں منافی ہے
اعتماد کی اللہ تعالےٰ پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ یہ حدیث واسطے آگاہ کرنے کے ہے کہ کسب نہیں ہے رزق بلکہ
رازق اللہ تعالےٰ ہی ہے واسطے منع کرنے کے کسب سے اسلیے کہ توکل کی جگہ دل ہے پس نہیں منافی ہے اسکو حرکت جوارح کی باوجودیکہ کبھی رزق دیا جاتا ہے بغیر حرکت کے
بھی یا کسی سبب حرکت کرنے بغیر اسکے کہ پہونچتا ہے رزق اللہ تعالےٰ کا سبب برکت اسکے کہ جیسے کہ سمجھا جاتا ہے عموم قول اللہ تعالےٰ کے سے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا اور منقول ہے کہ بچے کوے کے وقت نکلنے کے انڈے سے ہوتے ہیں سفید پس برے معلوم ہوتے ہیں وہ کوے کو اور وہ چھوڑ کر چلا جاتا ہے انکو اور باقی رہ
جاتے ہیں بچے اکیلے پس بھیجتا ہے اللہ تعالےٰ طرف انکے مکھی اور چیونٹی پس چن چن کر کھاتے ہیں وہ انکو یہاں تک کہ بڑے ہوتے ہیں کچھ تو سیاہ ہو جاتے ہیں پس پھر آتا ہے طرف انکی
کوا تو دیکھتا ہے انکو سیاہ پس لے بیٹھتا ہے انکو اور پرورش کرتا ہے انکو پس پہونچتا ہے انکو رزق بغیر سعی کے اور اور حکایتیں اس باب میں بہت ہیں از عجیب تر حکایت یہ ہے کہ اللہ
تعالےٰ نے عزرائیل کو فرمایا کہ آیا رحم بھی کیا ہے تو نے کسی پر وقت روح نکالنے کے پس کہا عزرائیل نے ہاں اے رب میرے جس وقت کہ غرق ہوئے ایک کشتی کے لوگ
اور کچھ اُن میں سے باقی رہے کشتی کے تختوں پر اور تھی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ایک تختہ پر پس حکم فرمایا تو نے اسکی روح قبض کرنیکا پس رحم کیا میں نے
اسوقت اُسکے بچے پر فرمایا اللہ تعالےٰ نے کہ میں نے ڈالا اس بچے کو ایک جزیرے پر اور بھیجی میں نے طرف اُسکے ایک شیرنی کہ دودھ پلاتی تھی اُسکو یہاں تک کہ بڑا ہوا
پھر میں نے بھیجے جن تاکہ تعلیم کریں اُسکو زبان آدمی کی یہاں تک کہ وہ جوان ہوا پھر اٹھارہ اور داخل ہوا علماء میں اور حاصل ہوئی اُسکو امارت اور ہو گیا وہ سلطان
پھر ہو گیا بادشاہ تمام روئے زمین کا پس دعوے کیا اُسنے الوہیت کا اور بھول گیا عبودیت اور حقوق ربوبیت اور نام تھا اُسکا شداد اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے
بندوں پر پس جو رحیم کہ رزق دے اپنے دشمنوں کو وہ کیونکر بھولے گا اپنے دوستوں کو ۲ع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّهَا النَّاسُ
لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ النَّارِ اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ شَيْءٌ يُقَرِّبُكُمْ مِنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ وَاِنَّ الرُّوْحَ الْاَمِيْنَ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاِنَّ
رُوْحَ الْقُدُسِ نَفَثَ فِيْ رُوْعِيْ اَنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا اَلَا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَجْمِلُوْا فِي الطَّلَبِ وَلَا يَحْمِلَنَّكُمُ اسْتِبْطَاءُ الرِّزْقِ اَنْ تَطْلُبُوْهُ بِمَعَاصِي اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا يُدْرَكُ
مَا عِنْدَ اللّٰهِ اِلَّا بِطَاعَتِهٖ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ وَاِنَّ رُوْحَ الْقُدُسِ) اور روایت ہے ابن مسعود رضی سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ اے لوگو نہیں ہے کوئی چیز کہ نزدیک کرے تمکو طرف بہشت کے اور دور رکھے تمکو آگ دوزخ سے مگر وہ چیز کہ تحقیق حکم کیا ہے میں نے تمکو ساتھ اُسکے اور نہیں ہے
کوئی چیز کہ نزدیک کرے تمکو آگ دوزخ سے اور دور کرے بہشت سے مگر وہ چیز کہ تحقیق منع کیا ہے میں نے تمکو اس سے اور تحقیق روح الامین اور ایک روایت میں ہے

کہ تحقیق روح القدس نے کہ مراد دونوں عبارتوں سے جبرئیل ہیں پھونکا میرے دل میں یعنے وحی خفی لائے میرے پاس یہ کہ تحقیق کوئی جان نہیں مرتی یہانتک کہ پورا کرتی
ہے رزق اپنا یعنے جو کہ مقدر ہوا اسکے لیے جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے حق سبحانہ تعالے نے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم آگاہ ہو پس جب ایسا ہے کہ جو رزق مقدر
کیا ہے پہونچنے والا ہے تو پرہیزگاری کرو خدا کی نافرمانی سے اور نیکی اور اعتدال کرو اور افراط نہ کرو بیچ حاصل کرنے اور ڈھونڈھنے رزق کے یعنے با وجہ مشروع اور نہ
حق سکے پہونچے اور نہ باعث ہو تمکو تاخیر رزق کی او پر طلب کرنے اسکے کے ساتھ گناہوں خدا کے اسلیے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں پائی جاتی وہ چیز کہ نزدیک خدا کے ہے مگر بسبب
طاعت اسکی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں مگر بیہقی نے نہیں ذکر کیا جملہ وان روح القدس ف اس حدیث کے سے
کہ جملہ دلیل صریح ہیں اسپر کہ تمام علوم امور نافعہ اور دفع کرنے والے ضرر کے حاصل کیے جاتے ہیں کتاب و سنت سے اور دلیل ہیں اسپر کہ استعمال کرنا غیر کتاب و سنت کا
ضائع کرنا عمر کا ہے بلا فائدہ اور لفظ روح بمعنی جان آدمی اور وحی اور جبرئیل اور عیسے کے آیا ہے اور یہاں مراد جبرئیل ہیں اور وصف لانا اسکا ساتھ قدس کے بسبب امانت داری
انکی کے ہے علم وحی میں اور اضافت اسکی طرف قدس کے کہ ساتھ پیش قاف اور سکون دال اور پیش اسکے کے یعنے طہر کے ہے بسبب کمال طہارت انکی کے ہے نجاست
اسوقت سے اور اجملوا الجمال سے ہے یعنے نیکی کرو اور نہ مبالغہ کرو اسکی طلب میں اسلیے کہ تم نہیں تکلیف دیے گئے ہو طلب رزق کی فرمایا اللہ تعالے نے وما خلقت
الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منہم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور فرمایا اللہ عزوجل نے وامر اہلک بالصلوۃ واصطبر علیہا
لا نسئلک رزقا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوی پس امر اباحت کے لیے ہے یا معنے یہ ہیں کہ طلب کرو حلال سے پس امر وجوب کے لیے ہے اور موید ہے اسکو قول حضرت کا
ولا یحملنکم الخ اور او پر طلب کرنے اسکے کے ساتھ گناہوں اسکے کے یعنے جب رزق دیر کر پہونچے تو اضطراب نہ کرو اور حاصل نہ کرو اسکو بوجہ حرام و مکروہ کے مانند چوری
اور غصب اور خیانت اور اظہار سیادت اور عبادت اور دیانت اور لینے کے بیت المال سے زیادہ حاجت سے اور مانند انکے کے اور حقیقت میں رزق ہرگز دیر کر نہیں پہونچتا اور جو
پہونچے اور جسوقت کہ پہونچے رزق وہی ہے اور مقدر اسی طرح تھا اور گناہ سے زیادہ نہیں پہونچتا پہونچتا وہی ہے کہ مقدر ہے اور اضطراب سے سواے گناہ کے حاصل نہیں ہوتا
اور رزق کہ پہونچے بسبب گناہ کے حرام ہوتا ہے پس طلب رزق ساتھ گناہ کے نہ کرو اور نہیں پائی جاتی وہ چیز کہ نزدیک خدا کے ہے یعنے رزق حلال مگر ساتھ طاعت
اسکی کے یعنے دوام اور استقامت کرو طاعت پر کہ جو کچھ کہ پہونچتا ہے قسم رزق سے پہونچتا ہے اگر گناہ سے حاصل کروگے حرام ہوگا اور مذمت راجع ہوگی اور اگر طاعت
سے تم پہونچاؤگے حلال ہوگا اور مدح رجوع کریگی اور یا مراد اس چیز سے کہ نزدیک خدا کے ہے بہشت ہے شرح ع اجملوا یعنے کمائی مال کو بوجہ جمیل اور وہ یہ ہے کہ نہ طلب
کرے اسکو مگر بوجہ شرعی اور استبطا بمعنی ابطاء کے ہے اور سین مبالغہ کے لیے ہے اس میں جیسے کہ استعصم بمعنے عصم کے بیچ قول اللہ تعالے کے ومن کان غنیا
فلیستعفف طیبی (وعن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الزہادۃ فی الدنیا لیست بتحریم الحلال ولا اضاعۃ المال ولکن الزہادۃ فی الدنیا ان لا تکون بما فی
یدیک اوثق بما فی یدی اللہ وان تکون فی ثواب المصیبۃ اذا انت اصبت بہا ارغب فیہا لو انہا ابقیت لک رواہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب
وعمرو بن واقد الراوی منکر الحدیث) اور روایت ہے ابی ذر سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا زہد دنیا میں نہیں ہے ساتھ حرام کرنے حلال کے اور نہ ساتھ
ضایع کرنے مال کے ولیکن زہد یعنے معتبر اور کامل دنیا میں یعنے شان دنیا میں یہ ہے کہ نہ ہووے تو ساتھ اس چیز کے کہ بیچ ہاتھوں تیرے کے ہے قسم مال سے اعتماد کرنے والا
زیادہ بہ نسبت اس چیز کے کہ بیچ ہاتھوں اللہ کے ہے اور زہد دنیا میں یہ ہے کہ ہووے تو بیچ ثواب مصیبت کے جسوقت کہ پہونچایا جاوے تو اور مبتلا کیا جاوے تو ساتھ
اس مصیبت کے بہت رغبت کرنے والا اس میں اگر وہ مصیبت باقی رکھی جاتی واسطے تیرے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب
ہے اور عمرو بن واقد راوی منکر الحدیث ہے ف زہد دنیا میں الخ یعنے زہد کرنا دنیا میں نہیں ہے ساتھ نری ترک کرنے لذتوں اور شہوتوں کے کہ بیچ حکم حرام کرنے حلال کے
ہے کہ منع کیا گیا ہے بوجہ فرمانے اللہ تعالے کے لا تحرموا طیبات ما احل اللہ لکم اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے استعمال کرنا لذت کی چیزوں کا ثابت ہی ہوا ہے جو حضرت
سے زیادہ کون کمال رکھتا ہے پس فرماتے ہیں کہ یہ جو بعضے جاہل کرتے ہیں گمان اسکے کہ یہ کمال ہے پس باز رہتے ہیں کھانے گوشت اور حلوا اور میووں اور پہننے کپڑوں

اور مانند انکے کے ہے اور اسکو زہد جانتے ہیں یہ زہد نہیں ہے اور نہ ساتھ ضائع کرنے مال کے اور خرچ کرنے اسکے کے غیر محل میں کہ پھینکدے اسکو دریا میں یا دیدیوے اسکو لوگوں کو
بغیر تمیز کے درمیان غنی اور فقیر کے حاصل یہ کہ نہیں ہے اعتبار زہد ظاہر کا اور خالی ہونے ہاتھ کا اموال ظاہرہ سے پھر متوجہ ہونا قلب کا طرف خلق کے وقت احتیاج معیشت کے
بلکہ مدار اوپر زہد قلبی کے ہے ساتھ جاذبہ رہبانیہ کے اور نہیں ہے ساتھ ہاتھوں تیرے کے ہے یعنے اموال یا صنائع اور اعمال اور نہیں ہے ہاتھوں اللہ کے ہے یعنے اسکے ظاہر و باطن کے خزانوں
مین اور معنی یہ ہیں کہ چاہیے ہو اعتماد تیرا اوپر وعدہ اللہ تعالے کے کہ تجھے ساتھ پہونچانے رزق کے تجھکو اور ساتھ انعام اسکے کے تجھپر ایسی جگہ سے کہ گمان نہیں کرتا ہے اور
گمان نہیں تو نے قوی و سخت تر اس چیز سے کہ تیرے ہاتھ میں ہو قسم جاہ اور مال اور زمین اور انواع کاریگریوں سے اگرچہ کیمیا اور عمل سیمیا ہو اسلیے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے معرض
و فنا ہونے والا ہے بخلاف ان چیزوں کے کہ اللہ تعالے کے خزانوں میں ہیں کہ وہ باقی ہیں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق اور لفظ وان یکون کا
عطف ہے ان لایکون پر اور زہد دنیا میں یہ بھی ہے کہ نہ التفات کرے تو طرف چین دنیا کے اور لذت حاصل کرنے کے ساتھ نعمتوں اسکی کے بلکہ جانے کہ نعمتیں دنیا کی سبب
حاصل ہونے محنت کی اور پہونچنے بلاؤں کی ہیں اس واسطے تاکہ نہ مائل ہو دل تیرا طرف دنیا کے اور نہ انسیت پکڑے نفس تیرا ساتھ دنیا کی چیزوں کے پس ہووے تو اسوقت
بیچ ثواب مصیبت کے جبکہ پہونچے تجھے زیادہ رغبت کرنیوالا بیچ حاصل ہونے مصیبت کے بہ نسبت اسکے کہ اگر بالفرض وہ مصیبت باقی رکھی جاتی یعنے روکی جاتی اور آخرت کیواسطے ذخیرہ رکھی
جاتی پس رکھا گیا لفظ اصیبت جگہ مصیبت کے اور جواب لو کا وہ ہے کہ دلالت کی اسپر ماقبل اسکے نے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ہو رغبت تیری بیچ پہونچنے مصیبت کے
سبب ثواب اسکے کے زیادہ تر رغبت تیری سے بیچ نہ پہونچنے مصیبت کے پس یہ دونوں امر شاہد عدل ہیں اوپر زہد تیرے کے دنیا میں اور میل کرنے تیرے کے عقبے
کی جانب جیسے کہ زہد عبارت ہے بیزاری دنیا سے اور ترک کرنے سے متاع دنیا اور شہوات اسکی کو قسم مال وجاہ سے پس اشارت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
مقام زہد بیچ واسطے کے تمام نہیں ہوتا جب تلک کہ مقام صبر و توکل کا ہاتھ آوے اور رغبت آخرت میں اس حد کو نہ پہونچے کہ ہونا مصیبتوں اور بلاؤں کا دنیا میں تجھ کو
محبوب ہے بسبب ثواب آخرت کے اور محبوب ہو اسکے نہونے سے اگر یہ بات حاصل ہوے زہد ہے والا حرام کرنا حلال کا اور ضائع کرنا مال کا ہے شرح (وعن ابن عباس
قال کنت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاہک واذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ
واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک الا بشیء قد کتبہ اللہ لک ولو اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضروک الا بشیء قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام
وجفت الصحف رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا تھا میں سوار پیچھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک روز پس فرمایا اے لڑکے نگاہ رکھ تو
اللہ تعالے کی امر و نہی کو اور طالب اسکی رضا کا ہو نگاہ رکھیگا تجھکو اللہ تعالے یعنے دنیا میں آفات و مکروہات سے اور عقبے میں طرح طرح کے عذاب سے جزاء موافق
عمل کے اسلیے کہ من کان للہ کان اللہ لہ نگاہ رکھ تو اللہ تعالے کے حق کو یعنے ہمیشہ یاد رکھ اور خوب فکر کر اسکی قدرتوں میں اور شکر ادا کر اسکا پاویگا تو اسکو سامنے اپنے اور جب
ارادہ کرے تو سوال کا پس سوال کر اللہ ہی سے اور جب ارادہ کرے تو مدد چاہنے کا امور دنیا اور آخرت میں پس مدد چاہ اللہ ہی سے اور جان تو یہ کہ سب خلق یعنے خاص و عام اور انبیا اور اولیا اور تمام
امام اگر جمع ہوں یعنے متفق ہوں بالفرض والتقدیر اوپر اسکے کہ نفع پہونچاویں تجکو ساتھ کسی چیز کے یعنے امر دین یا دنیا تیرے میں تو نہیں نفع پہونچا سکینگے تجکو مگر اس چیز کو کہ مقدر کیا ہے اسکو اللہ
نے تیرے لیے اور اگر جمع ہوں سب آدمی اسپر کہ ضرر پہونچاویں تجکو ساتھ کسی چیز کے تو نہ ضرر پہونچا سکینگے تجکو مگر اس چیز کو کہ مقدر کیا ہے اللہ نے اسکو تجھپر اٹھا لیے
گئے قلم اور خشک ہو گئے صحیفے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے ف پاویگا تو اسکو سامنے اپنے یعنے پاویگا تو اسکو اسوقت گویا کہ وہ حاضر ہے سامنے تیرے اور مشاہدہ
کریگا تو اسکو بیچ مقام احسان اور کمال ایمان اپنے کے گویا کہ تو اسکو دیکھتا ہے یا یہ حیثیت کہ فنا ہو جاویگا بالکل ماسوی اللہ تیری نظر سے پس اول حال مراقبہ ہے اور دوسرا
مقام مشاہدہ اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ جب نہ غفلت کریگا تو طاعت اللہ یگانہ کی محفوظ رکھیگا تجکو اور مدد کریگا تیری مہمات میں جدھر کہ متوجہ ہو ویگا تو اور
سہل کر دیگا تیرے لیے وہ امور کہ قصد کریگا تو اور بعضوں نے کہا کہ معنے یہ ہیں کہ پاویگا تو عنایت و مہربانی اسکی قریب اپنے اور رعایت کریگا تیری تمام حالات میں
اور مدد کریگا تیری طرح بطرح اور سوال کر اللہ ہی سے اسلیے کہ خزانے بخششوں کے اسکے پاس اور ہاتھ میں ہیں اور ہر نعمت اور قسمت دنیوی یا اخروی کہ بندے کو

پہنچتی ہی اور نفع ہوتی ہی اس سے اسکی رحمت سے نہ آمیزش غرض اور نہ ضمیمہ نیت سے کے ہی اسلیے کہ وہ جواد مطلق اور ایسا غنی ہی کہ کبھی محتاج ہی نہیں ہوتا پس لائق ہی یہ کہ
ناامید نہ ہووے مگر اسکی رحمت سے اور نہ ڈرے مگر اسکے عذاب سے اور التجا کرے ہر ایک حاجت میں اسی کی طرف اور اعتماد کرے تمام امور میں اسپر یعنے نہ مانگے غیر اسکے سے اسلیے کہ
غیر اسکا نہیں قادر ہو دینے اور نہ دینے پر اور دفع کرنے ضرر اور پہونچانے نفع پر اسلیے کہ وہ اپنے نفسوں کے نفع اور ضرر اور موت اور حیات کے تو مالک ہی نہیں پس کیا جاسکے
غیر کے اور نہ شرک کر تو سوال ساتھ زبان حال یا بیان مقال کے تمام احوال میں اسلیے کہ حدیث میں آیا ہی کہ جسنے نہ سوال کیا اللہ سے غضب ہوتا ہی وہ اسپر اسلیے کہ سوال
کرنے میں اظہار اپنی عاجزی اور محتاجگی کا ہی کیا خوب کہا ہی کسی نے اللہ یغضب ان ترکت سوالہ وابنا آدم حین تسال یغضب اور اگر جمع ہوں الخ خلاصہ
اسکے مضمون کا یہ ہی کہ نفع اور ضرر اسی کی طرف سے جان اور ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کر کہ وہی نفع پہونچانے والا اور ضرر پہونچانے والا اور دینے والا اور نہ دینے والا
ہی اور اللہ تعالی کی بعضی کتابوں میں آیا ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے قسم ہی اپنے عزت و جلال کی کہ البتہ قطع کرتا ہوں میں اس شخص سے کہ امید رکھتا ہی غیر میرے سے
اور پہناتا ہوں میں اسکو کپڑا ذلت کا نزدیک لوگوں کے یعنے ذلیل کرتا ہوں انکے سامنے اور محروم کرتا ہوں میں اسکو اپنے قرب سے اور البتہ دور کرتا ہوں میں اسکو
اپنے وصل سے ہیں البتہ دور کرتا ہوں میں اسکو تفکر ہیران آیا امید رکھتا ہی غیر میرے سے شدائد میں اور شدائد میرے ہاتھ میں ہیں اور میں الحی القیوم ہوں اور کھٹکھٹاتا ہی
فکر میں دروازے غیر میرے کے اور میرے ہاتھ میں کنجیاں دروازوں کی ہیں اور وہ بند ہیں اور دروازہ میرا کھلا ہوا ہی اسکے لیے کہ دعا کرے مجھسے انتہی اور اٹھالیے
گئے قلم یعنے احکام کر لکھنے سے اور خشک ہو گئے صحیفے یعنی قضا اور قدر مخلوق کے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہی اس میں لکھے گئے تھے وہ خشک ہو گئے پس نہیں رکھا
جاتا اسپر قلم بعد اسکے ساتھ لکھنے کسی چیز کے خلاصہ یہ کہ لکھا جاچکا لوح محفوظ میں جو کچھ کہ لکھا گیا قسم تقدیرات سے اب اور کچھ نہیں لکھا جاویگا بعد فارغ ہونے کے اس سے
پس یہ تعبیر کی گئی سبقت قضا و قدر کی ساتھ اٹھائے قلم کے اور خشک ہونے صحیفے کے بسبب مشابہت دینے کے ساتھ فراغ کاتب کے کتابت اپنی سے اور اول کتاب میں
حدیث گذر بھی چکی ہی کہ اول جو پیدا کیا اللہ تعالی نے تو قلم کو پیدا کیا اور فرمایا کہ لکھ قلم نے کہا کہ کیا لکھوں فرمایا کہ لکھ تقدیر پس لکھا اسنے جو کچھ ہوا اور ہوگا ابد تک اور اگر
کوئی کہے کہ یہ منافی ہی قول اللہ تعالی کے یمحو اللہ ما یشاء ویثبت تو جواب اسکا یہ ہی کہ محو و اثبات بھی انہیں چیزوں میں سے ہی کہ خشک ہو گئے صحیفے اسلیے کہ قضا دو قسم پر ہی ایک
مبرم اور معلق اور یہ ساتھ نسبت کرنے کے طرف لوح محفوظ کے ہی اور ساتھ اضافت کرنے کے طرف علم اللہ کے نہ تبدیل ہی اور نہ تغیر اسلیے کہا وعندہ ام الکتاب اور بعضون
نے کہا کہ اللہ کے پاس دو کتابیں ہیں ایک تو لوح محفوظ پس وہ تو ایسی ہی کہ تغیر نہیں ہوتی اور دوسری وہ کہ لکھتا ہی اس میں فرشتہ اعمال خلق کے اور وہ محل محو و اثبات
کی ہی اور اس حدیث میں رغبت دلائی ہی توکل پر اور راضی ہونے رضا سے مولے پر اور نفی کرنے حول و قوت کے اپنے سے اسواسطے کہ نہیں ہی کوئی حادثہ قسم سعادت
اور شقاوت اور تنگی اور فراخی اور نفع اور ضرر اور اجل و رزق سے مگر کہ متعلق ہی ساتھ اللہ کے اور قضا و قدر اسکی کے کہ مقرر کی ہی آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس
پہلے جاری ہوا قلم قضا کا ساتھ اس چیز کے کہ ہونے والی ہی پس برابر ہی تحرک و سکون پس واجب ہی شکر حالت خوشی اور ضرر میں اور جان کہ نصرت اعدا پر بسبب صبر
ہی محنت و بلا پر کہا قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سید عبد القادر جیلانی نے فتوح الغیب میں کہ لایق ہی ہر مومن کو کہ کرے اس حدیث کو آئینہ اپنے دل کا پس عمل کرے
اسپر تمام حرکات و سکنات اپنے میں تاکہ سالم رہے دنیا و آخرت میں اور پاوے دونوں جہان میں عزت بسبب رحمت اللہ تعالی کے اور بعضی روایتوں میں بعد از
لفظ تجدہ تجاہک کے یہ زیادتی بھی آئی ہی تعرف الی اللہ فی الرخاء یعرفک فی الشدۃ یعنے شناسائی اور شکرگذاری اور توجہ کر طرف خدا تعالی کے حالت فراغ اور آسانی میں
ساتھ طاعت حق اور نعمت شناسی کے پہچانیگا اور جزا اسکی دیگا تجکو نزدیک سختی کے اور بلا دیگا حاجتیں تیری فان استطعت ان تعمل للہ بالرضا فی الیقین فاعمل
یعنے پس اگر کر سکے تو کام واسطے خدا کے ساتھ راضی ہونے کے یقین میں تو کر اسکو کہ کار عظیم ہی فان لم تستطع فان فی الصبر علی ما تکرہ خیرا کثیرا یعنے پس اگر کچھ کام نہ کر سکے تو اور
اگر نعمت کا پورا ادا کر سکے تو تحقیق بیچ صبر کرنے کے اوپر بلا او محنت و مکروہ کے کہ تجکو پہونچے نیکی اور فضل اور ثواب بہت ہی یعنے اصل شکرگذاری حق کی یہ ہی جان بیسا
شمول نعمتوں اور بلاؤں ظاہرہ و باطنہ ہو سکے اور اگر یہ نہو تو صبر تو ضرور کرنا چاہیے اور یہ بھی فضیلت رکھتا ہی واعلم ان النصر مع الصبر والفرج مع الکرب یعنے اور جان کہ کرنا

حق کا بندہ کو ساتھ صبر کرنے بندہ کے ہے اوپر طاعت کے اور گناہ سے اور کشادہ کار ساتھ محنت اور غم کے ہے یعنے بعد از ہر تنگی کے کشادگی ہے اور بعد از غم کے راحت و شادی ہے ان مع
یسر اینے اور تحقیق بعد از ہر سختی کے آسانی ہے ولن یغلب عسر یسرین یعنے اور ہرگز غالب نہ آوے سے ایک سختی دو آسانیوں پر یعنے سبب قاعدہ عربی کے گویا آیہ ان مع العسر یسرا ہے اور یسر
میں ایک عسر دو یسر پر غالب نہیں ہو سکتا بلکہ یسر ہی غالب ہے پس اگر آدمی ایک سختی دیکھے دو آسانیاں پاوے ایک دنیا میں اور دوسری آخرت میں جیسے کہ مسلمانوں نے رنج و
محنت اٹھائی دنیا میں ساتھ محتاجگی اور سختی کے پس آسانی دیکھی دنیا میں ساتھ فتح اور مدد کے اور آخرت میں دیکھینگے نعمت اور راحت اوپر بہشت کی اور وارد ہوئے
کلمے تمام الفاظ اور حدیث میں آئے ہیں کہ مشکوۃ و مصابیح میں نہیں لایا (وعن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سعادۃ ابن آدم رضاہ بما قضی اللہ
لہ ومن شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ ومن شقاوۃ ابن آدم سخطہ بما قضی اللہ لہ رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے سعد سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیکبختی بیٹے آدم کے سے ہے راضی ہونا اسکا ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ نے واسطے اسکے اور بدبختی بیٹے آدم کے سے ہے چھوڑنا اسکا
مانگنے خیر کو اللہ تعالی سے اور بدبختی ابن آدم کے سے ہے غضب اور ناخوش ہونا اسکا ساتھ اس چیز کے کہ مقدر کی ہے اللہ تعالی نے واسطے اسکے روایت کی ہے احمد اور ترمذی
نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (قولہ نیکبختی الخ یعنے نیکبختی ہے کہ طلب خیر کی کرے اللہ سے پھر راضی ہو اس چیز پر کہ حکم کیا ہے ساتھ اسکے اور قدر کیا ہے اسکو جیسے کہ آلا
کرتا ہے اسپر مقابلہ اسکا کہ وہ یہ ہے اور بدبختی الخ اور چھوڑنا اسکا مانگنے خیر کو اللہ سے یعنے آدمی کو چاہیے کہ ہمیشہ طلب کرے خیر کو خدا تعالی سے اور جبکہ فرمایا کہ آدمی کو چاہیے کہ
راضی ہو ہر حال میں تو توہم ہوا کہ گویا گناہ اور نامرضیات میں بھی راضی ہو فرمایا ہمیشہ چاہیے کہ آدمی پروردگار تعالی سے طالب خیر ہو تاکہ اسکو راہ خیر اور پسندیدہ پر لیجاوے اور شر
اور نامرضیات سے نگاہ رکھے اور راضی ہونا قضائے الہی پر بہت بڑی چیز ہے کہ نام رکھا گیا ہے اسکا مقام فخر اور راضی ہونے کو قضائے الہی پر کہ وہ ترک کرنا غضب کا ہے
علامت سعادت ابن آدم کے کی سبب دو امروں کے ایک تو اسلیے کہ فارغ ہو عبادت کے لیے کیونکہ جب راضی ہوا ساتھ قضا کے تو کم ہوگا اندیشہ اور پریشان دل اسکا بسبب
حوادثوں کے اور کہیگا کیوں ہوا ایسا اور کیوں نہ ہوا ایسا اور دوسرے اسلیے کہ تا نہ گرفتار ہو غضب اللہ تعالی کے ہیں بسبب غضب اپنے کے اور غضب بندہ کا یہ ہے کہ
ذکر کرے غیر اس چیز کو کہ قضا کی ہے اللہ تعالی نے اسکے لیے کہ وہ اصلح اور اولی ہے بیچ اس چیز کے کہ نہیں یقین ہے فساد و صلاح اسکے کا اور حقیقت استخارہ کی یہ ہے کہ طلب
خیر کو اللہ سے تمام امور میں بلکہ یہ اعتقاد کرے کہ انسان نہیں جانتا ہے لیے خیر و شر کو وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وہو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون پھر ترکیہ
اس طرح کا اعتقاد کرے کہ نہیں واقع ہوتا دنیا میں غیر خیر کے چنانچہ اسی لیے وارد ہوا ہے الخیر بیدیک والشر لیس الیک پھر حسب دعائے استخارہ ہے بعد تحقیق مشاورت
کے بیچ امر مہم کے امور دینیہ اور دنیویہ سے اور اقل اسکا یہ ہے کہ کہے اللہم خر لی واختر لی فلا تکلنی الی اختیاری اور کامل یہ ہے کہ پڑھے دو رکعت نماز کی پھر وہ دعا استخارہ پڑھے
کہ مشہور ہے صفت میں اور اوپر ذکر کی گئی اور روایت کیا ہے طبرانی نے اوسط میں انس سے مرفوع ما خاب من استخار ولا ندم من استشار ولا عال من اقتصد اور کہا بعض حکما
نے کہ جو شخص دیا گیا چار چیزیں نہیں منع کیا گیا چار چیزوں سے جو شخص کہ دیا گیا شکر نہیں منع کیا گیا زیادتی سے اور جو شخص کہ دیا گیا توبہ نہیں منع کیا گیا قبول سے اور جو
دیا گیا استخارہ نہیں منع کیا گیا خیر سے اور جو شخص دیا گیا مشورہ نہیں منع کیا گیا صواب سے) الفصل الثالث فصل تیسری (عن جابر انہ غزا مع النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قبل نجد فلما قفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قفل معہ فادرکتہم القائلۃ فی واد کثیر العضاہ فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرق الناس یستظلون
بالشجر فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحت سمرۃ فعلق بہا سیفہ ونمنا نومۃ فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعونا واذا عندہ اعرابی فقال ان ہذا اخترط علی
سیفی وانا نائم فاستیقظت وہو فی یدہ صلتا قال من یمنعک منی فقلت اللہ ثلثا ولم یعاقبہ وجلس متفق علیہ وفی روایۃ ابی بکر الاسماعیلی فی صحیحہ فقال من یمنعک منی
قال اللہ فسقط السیف من یدہ فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السیف فقال من یمنعک منی فقال کن خیر آخذ فقال تشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ قال لا
ولکنی اعاہدک علی ان لا اقاتلک ولا اکون مع قوم یقاتلونک فخلی سبیلہ فاتی اصحابہ فقال جئتکم من عند خیر الناس ہکذا فی کتاب الحمیدی وفی الریاض) روایت
ہے جابر سے کہ تحقیق انہوں نے جہاد کیا ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جانب نجد کے پس جب پھرے حضرت جہاد سے پھرے جابر ساتھ حضرت کے پس پہونچی دوپہر

دوپہر پہنچے ایک جنگل میں کہ بہت تھے درخت کیکر کے پس اترے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور متفرق ہوئے لوگ درحالیکہ سایہ طلب کرتے تھے ساتھ درختوں کے پس ٹھہرا
نیچے ایک درخت کے گیا اور قیلولہ کیا پس اترے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیچے ایک درخت کیکر کے پس لٹکا دی اسکی ٹہنی میں تلوار اپنی اور سوئے ہم کچھ سونا پس ناگہاں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے تھے ہمکو پس گئے ہم انکے پاس اور ناگہاں انکے پاس ایک اعرابی یعنے بدو کافر حاضر تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اس اعرابی نے
کھینچی مجھ پر تلوار میری اس حال میں کہ میں سوتا تھا پس جاگا میں اس حال میں کہ تلوار میری اسکے ہاتھ میں تھی ننگی کہا اعرابی نے کہ کون بچا دیگا تجھکو میری ایذا سے پس کہا
میں نے کہ اللہ تعالے بچا دیگا تین بار کہا چنانچہ اور عذاب نکیا حضرت نے اس اعرابی کو اور بیٹھے یعنے بیٹھ گئے بعد اسکے کہ تھے لیٹے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ روایت
ابی بکر اسمعیلی کے کہ بیچ صحیح اپنی کے لایا ہے یوں آیا ہے کہ پس کہا اس اعرابی نے آنحضرت کو کہ کون بچا دیگا تجھکو مجھسے فرمایا حضرت نے کہ اللہ بچا دیگا پس گر پڑی تلوار اعرابی
کے ہاتھ سے پس لی آنحضرت نے تلوار اور کہا کہ کون بچا دیگا تجھکو مجھسے پس کہا اعرابی نے آنحضرت کو کہ ہو تم بہتر پکڑنے والے یعنے مہربانی کرو اور معاف کردو پس فرمایا
آنحضرت نے کہ گواہی دیتا ہے تو اسکی کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق میں رسول اللہ کا ہوں یعنے مسلمان ہوتا ہے تو پس کہا اعرابی نے کہ مسلمان نہیں ہوتا میں ولیکن
میں عہد کرتا ہوں تجھسے اسپر کہ نہ لڑونگا میں تجھسے اور نہ ہونگا میں ساتھ اس قوم کے کہ لڑیں تجھسے پس خالی چھوڑ دیا حضرت نے اعرابی کو پس آیا اعرابی اپنی قوم کے
پاس اور کہا کہ آیا ہوں میں تمہارے پاس نزدیک بہترین آدمیوں کے سے اسی طرح ہے یہ حدیث متفق علیہ ساتھ زیادتی کے بیچ کتاب حمیدی کے اور بیچ کتاب
ریاض الصالحین کے کہ تصنیف امام محی الدین نووی کی ہے ف لفظ نجد ساتھ زبر نون اور جزم جیم کے اصل میں زمین بلند کو کہتے ہیں اور اب نام ہے اسی دیار کا کہ اسکو تہامہ
کہتے ہیں یمن سے عراق تک اور لفظ عضاہ ساتھ زیر عین کے جمع عضہ کی ہے یعنے درخت خاردار کے اور مجمع البحار میں کہا کہ عضاہ درخت کیکر کے اور سمرہ ساتھ زبر سین اور
پیش میم کے اس درخت کو کہتے ہیں کہ بڑا ہو عضاہ میں سے ع ح (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اٰیَةً لَّوْ اَخَذَ النَّاسُ بِهَا لَكَفَتْهُمْ وَمَنْ
يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ تحقیق فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں البتہ
جانتا ہوں ایک آیت اگر عمل کریں لوگ اسپر یعنے فقط اسپر تو البتہ کفایت کرے انکو یعنے تمام افعال واحوال سے سر اس آیت کا یہ ہے اور جو شخص کہ تقوی کرے اللہ سے
گردانتا ہے اللہ اسکے لیے خلاص ہونا یعنے غموں دنیا اور آخرت کے سے اور روزی دیتا ہے اسکو اس جگہ سے کہ گمان نہیں کرتا یعنے رنج وتردد نقل کی یہ احمد اور ابن ماجہ
اور دارمی نے ف مابعد اسکے آیت یوں ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا اور مراد حضرت کی آیت سے یہ ساری آیت ہے پس ومن
یتق اللہ سے حیث لا یحتسب تک اشارہ ہے طرف اسکے کہ اللہ تعالے کفایت کرتا ہے اسکو تمام ان چیزوں سے کہ ڈرتا ہے اور مکروہ رکھتا ہے انکو دنیا اور آخرت سے اور ومن
یتوکل علی اللہ الخ اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ اللہ تعالے کفایت کرتا ہے اسکو تمام ان چیزوں سے کہ طلب کرتا ہے انکو اور ڈھونڈھتا ہے امور دنیا اور آخرت سے اور بالغ امرہ
یعنے جاری کرنے والا ہے امر اپنے کو اور اس میں بیان ہے واسطے واجب ہونے توکل کے اللہ پر اور تفویض امر کے طرف اسکی اسلیے کہ جب اسنے جانا کہ ہر چیز قسم رزق
اور مانند اسکے اس سے نہیں ہوتی ہے مگر بتقدیر اور توفیق اللہ تعالے کے نہ باقی رہی مگر تسلیم واسطے قدر کے اور توکل ف ع (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَقْرَاَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ کہا ابن مسعود نے کہ سکھائی
مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کہ تحقیق میں ہوں روزی دینے والا زور آور اور استوار نقل کی یہ ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے ف
یہ قرأت شاذہ ہے اور قرأت مشہورہ یہ ہے ان اللہ ہو الرزاق ذو القوۃ المتین اور حاصل یہ کہ جب ایسا ہو تو واجب ہے کہ نہ بھروسا کرے مگر اسپر اور نہ سپرد کرے مگر طرف اسکے
ع (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اَحَدُهُمَا یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ یَحْتَرِفُ فَشَکَی الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے دو بھائی حضرت کے زمانے میں پس تھا ایک ان دو بھائیوں
سے کہ آتا تھا آنحضرت کے پاس یعنے چونکہ وہ مجرد و متجرد تھا اکثر حضرت کی خدمت میں پہنچتا تھا واسطے طلب علم اور معرفت کے اور دوسرا بھائی کچھ حرفہ کرتا تھا یعنے

کماتا تھا اسباب معیشت کا اور دونوں ساتھ کھاتے تھے پس شکوہ کیا اس بھائی حرفہ کرنیوالے نے اپنے بھائی کا آنحضرت سے یعنے شکوہ کیا کہ یہ میرے حرفہ میں مدد نہیں کرتا اور نہ آپ اور کسب کرتا ہے اپنی معیشت کے لیے پس بوجھ اسکے بار خرچ کا بھی مجھی پر پڑا ہے پس فرمایا حضرت نے کہ شاید تو رزق دیا جاتا ہے برکت اسکے کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے ف یعنے سبب اسکے غمخواری اور خرچ کرنے کے اسپر نہ یہ کہ وہ رزق دیا جاتا ہے بسبب حرفہ تیرے کے پس نہ احسان رکھ اسپر اس حدیث میں دلیل اسپر کہ جائز ہے یہ کہ ترک کرے انسان شغل دنیا کا اور متوجہ ہو اوپر علم و عمل و زہد و تجرد کے واسطے زاد عقبے کے اور دلیل ہے اسپر کہ خرچ کرنا فقرا اور خبرگیری انکی اپنے ذمہ کرلی خصوصاً ذوی رحم کی سبب کثرت رزق اور برکت اسکے کی ہے شرع (وعن عمرو بن العاص قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن قلب ابن آدم بكل واد شعبة فمن اتبع قلبه الشعب كلها لم يبال الله بأي واد أهلكه ومن توكل على الله كفاه الشعب رواه ابن ماجه) اور روایت ہے عمرو بیٹے عاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق دل آدمی کے لیے ہر جنگل میں ایک شاخ اور قطعہ ہے یعنے ہر طرح کی فکریں ہیں اسکے خاطر میں بیچ اسباب رزق کے اور حاصل کرنے اسکے کے پس جس شخص نے کہ پیچھے ڈالا اپنے دل کو سارے شعبوں کے یعنے در پے اُن فکروں کے دل جاوے اور متفرق ہیں پڑے نہیں پروا کرتا اللہ تعالی کہ بیچ کس جنگل کے ہلاک کرے اسکو اور جانا اسکا اس عالم سے کس شغل میں اتفاق پڑے اور کس حالت میں موت اسکی پہونچے اور جو کوئی توکل کرے اللہ پر اور سونپے کار اپنا اللہ کو کفایت کرے اللہ تعالی اسکو تمام تفرقوں اور حاجتوں اور مہموں کو ناگون اسکے کو نقل کی یہ ابن ماجہ نے (وعن أبي هريرة أن النبي صلى الله عليه وسلم قال قال ربكم عز وجل لو أن عبيدي أطاعوني لأسقيتهم المطر بالليل ولأطلعت عليهم الشمس بالنهار ولم أسمعهم صوت الرعد رواه أحمد) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرماتا ہے پروردگار تمہارا غالب و بزرگ کہ اگر تحقیق بندے میری فرمانبرداری کریں میری یعنے بیچ امر و نہی میری کے البتہ برساؤں میں اُنپر مینہ رات کو سوتے ہوں آرام سے اور نکالوں میں اُنپر دھوپ دن کو یعنے تاکہ وہ اپنے امور و کسبوں میں مشغول ہوں اور نہ سناؤں میں انکو آواز گرجنے کی یعنے نہ رات کو اور نہ دن کو تاکہ نہ ڈریں اور نہ گھبراویں بیچ سفر یا وطن نقل کی یہ احمد نے (وعنه قال دخل رجل على أهله فلما رأى ما بهم من الحاجة خرج إلى البرية فلما رأت امرأته قامت إلى الرحى فوضعتها وإلى التنور فسجرته ثم قالت اللهم ارزقنا فنظرت فإذا الجفنة قد امتلأت قال وذهبت إلى التنور فوجدته ممتلئا قال فرجع الزوج قال أصبتم بعدي شيئا قالت امرأته نعم من ربنا وقام إلى الرحى فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال أما إنه لو لم يرفعها لم تزل تدور إلى يوم القيامة رواه أحمد) اور روایت ہے انہیں ابوہریرہ سے کہ کہا داخل ہوا ایک شخص اپنے اہل و عیال پر پس جبکہ دیکھی اس شخص نے وہ چیز کہ ساتھ انکے تھی یعنے حاجت و فقر و فاقہ نکلا طرف جنگل کے یعنے واسطے تضرع کے طرف خالق کے پس جبکہ دیکھا اُسکی عورت نے یعنے ہاتھ خالی ہونا اپنے خاوند کا اور چلے جانا اہل کے پاس سے سبب بھوک کے کھڑی ہوئی اور گئی طرف چکی کے پس رکھا اسکو یعنے آگے اپنے یا رکھا اوپر کا پتھر چکی کا نیچے کے پتھر پر یا معنے یہ ہیں کہ تیار کیا اسکو اور صاف کیا اسکو واسطے اسکے کہ مرد اسکا کہ باہر گیا ہے کچھ لا دے اور اسکو پیسکر روٹی پکا وے اور کھڑی ہوئی طرف تنور کے پس گرم کیا اسکو یعنے روٹی لگانے کے لیے پھر دعا کی عورت نے کہ خداوندا رزق دے ہم کو یعنے اپنے پاس سے تو خیر الرازقین ہے اور منقطع ہو گئی طمع ہماری خلق سے پس نگاہ کی عورت نے پس ناگہان گڑھا چکی کا بھرا ہوا تھا آٹے سے کہا راوی نے اور گئی عورت طرف تنور کے یعنے تاکہ روٹی لگاوے اس میں بعد گوندھنے آٹے کے پس پایا اسکو بھرا ہوا روٹیوں سے یعنے اس آٹے کی خود بخود روٹیاں ہوکر تنور میں جا لگیں یا آٹا گڑھے میں بحال خود رہا اور تنور میں روٹیاں غیب سے پیدا ہوئیں کہا راوی نے پس پھر کر آیا خاوند یعنے بعد دعا کرنے کے کہا کہ پایا تم نے بعد جانے میرے کے کچھ یعنے قسم غلہ سے کہ پیسکر روٹی پکائی تم نے کہا عورت نے کہ ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے عنایت ہوا ہے یعنے خلق کی طرف سے بسبب عادت کے نہیں ملا ہے بلکہ محض غیب سے اللہ تعالی نے عطا فرمایا اور کھڑا ہوا یعنے پس تعجب کیا خاوند نے اور کھڑا ہوا طرف چکی کے یعنے اٹھایا اسکو تاکہ دیکھے اثر اسکا پس ذکر کیا گیا یہ ماجرا روبرو حضرت کے پس فرمایا آگاہ ہو تحقیق شان یہ ہے کہ اگر نہ اٹھاتا وہ شخص چکی کو ہمیشہ پھرتی رہتی اور آٹا نکالتی رہتی روز قیامت تک نقل کی یہ احمد نے ف اور یہ امر بسبب برکت صبر و توکل کے تھا اور یہ ماجرا حضرت کے وقت کا ہے نہ اگلی امت کا (وعن أبي الدرداء قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الرزق ليطلب العبد كما يطلبه أجله رواه أبو نعيم في الحلية) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق رزق البتہ ڈھونڈھتا ہے بندے کو جیسے کہ ڈھونڈھتی ہے اسکو اجل اسکی روایت کی یہ ابو نعیم نے کتاب حلیہ میں ف یعنی ہر دو چیز ان دونوں کا یقینی ہے اور
جیسے کہ حاجت نہیں ہے کہ کوئی مرگ کو ڈھونڈھے اور حاصل کرے بالضرور پہونچتی ہے ایسے ہی رزق کو حاجت نہیں ہے کہ ڈھونڈھیں جو کچھ مقدر ہے بالضرور پہونچتا ہے ڈھونڈھیں یا نہ
ڈھونڈھیں اور اگر ڈھونڈھیں رزق ڈھونڈھنے سے نہیں پہونچتا ہے ڈھونڈھنا بھی مقدر ہے یعنی توکل خدا پر کرنا چاہیے اور یقین واثق ساتھ ضامن ہونے اللہ تعالی کے
رزق کا رکھنا چاہیے اور اضطراب بند کرنا چاہیے اور اگر کچھ طلب متوسط کریں واسطے قائم کرنے رسم عبودیت کے ساتھ اعتماد کرنے کے اوپر ضمانت حق کے تو وہ
بھی درست ہے ؎ رو توکل کن بلرزان پا و دست ؛ رزق تو بر تو ز تو عاشق تر است ؛ کذا ذکر الشیخ رح اور ملا علی نے بعد الفاظ حدیث کے لکھا کر لکھتا ہوں میں
بلکہ حصول رزق کا سابق تر اور جلد تر ہے پہونچنے اجل اسکی سے اسلیے کہ اجل نہیں آتی ہے مگر بعد فراغ رزق کے فرمایا اللہ تعالی نے اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم
نقل کیا ہے میرک نے منذری سے کہ روایت کیا ہے اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنے صحیح میں اور بزار نے اور روایت کیا ہے اسکو طبرانی نے ساتھ اسناد جید کے مگر یہ کہا
کہا ان الرزق لیطلب العبد اکثر مما یطلبہ اجلہ اور یہ موقوف ہے میری تقریر کی جو اوپر لکھی ہیں میں نے اور روایت کی ابو نعیم نے حلیہ میں بطریق مرفوع کے لو ان ابن آدم ہرب من رزقہ
کما یہرب من الموت لادرکہ رزقہ کما یدرکہ الموت ؛؛ وعن ابن مسعود قال کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحکی نبیا من الانبیاء ضربہ قومہ فادموہ وھو یمسح الدم
عن وجہہ ویقول اللہم اغفر لقومی فانہم لا یعلمون متفق علیہ اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا گویا کہ میں دیکھتا ہوں طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکایت
کرتے ہیں حال ایک پیغمبر کا پیغمبروں میں سے اور دکھاتے ہیں صورت انکی مارا ان پیغمبر کو انکی قوم نے پس لہولہان کیا انکو اور حالانکہ وہ پیغمبر کرتے تھے اور پونچھتے
جاتے تھے خون اپنے منہ سے اور کہتے تھے یا الٰہی بخش تو واسطے قوم میری کے اسلیے کہ یہ نہیں جانتے ہیں حقیقت حال میرے کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف گویا
کہ میں دیکھتا ہوں الخ یعنے حضرت کا بیان فرمانا مجھے خوب یاد ہے اور آنکھوں کے سامنے ہے یا الٰہی بخش الخ یعنے انکے اس فعل کو بخش یعنے انکو کہ نہ عذاب کر انکو ساتھ اس فعل کے
دنیا میں اور نہ استیصال کر انکا والا معلوم ہے کہ مغفرت کفار کی یعنے عفو کرنا شرک و کفر سے غیر جائز ہے بالاجماع اور یہ نہیں جانتے یہ کمال حلم اور حسن خلق اعلیٰ کہ
گناہ کیا قوم نے اور انھوں نے عذر کیا انکی طرف سے پروردگار کے آگے کہ انھوں نے نہیں کیا ہے یہ فعل مگر بسبب جہل کے اللہ اور رسول سے اور اس میں اشارہ ہے طرف
کہ گناہ ساتھ جہل کے آسان ہے فی الجملہ بہ نسبت گناہ کے ساتھ علم کے چنانچہ اسی سبب وارد ہوا ہے ویل للجاہل مرۃ وویل للعالم سبع مرات اور شیخ ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں
کہ واقف نہوا میں اوپر تعین ان پیغمبر مذکور کے اور نام انکے کے کون ہیں اور کیا ہے اور احتمال ہے کہ حضرت نوح پیغمبر ہوں انتہی اور اخبار میں آیا ہے کہ نوح علیہ السلام کو انکی قوم
اتنا مارتی تھی کہ خون آلودہ ہوتے تھے اور بہتوں زمین پر پڑے رہتے تھے پھر اٹھتے اور دعوت کرتے اور بعضوں نے کہا کہ آنحضرت نے مراد ان پیغمبر سے ذات شریف
اپنی رکھی کہ بیچ صورت اجمال و ابہام کے ادا کی اور یہ بات ظاہر تر ہے اور یہ کلام آنحضرت سے روز احد میں روایت کیا گیا ہے واللہ اعلم ؛؛ ع ح باب الریا
والسمعۃ یہ باب ہے دکھانے اور سنانے کا ف ریا مشتق ہے رویت سے اور صراح میں ریا بالقصر والمد اپنے کو ساتھ نیکی کے خلق کو دکھانا اور عین العلم میں کہا کہ ریا طلب
کرنا منزلت کا نزدیک لوگوں کے ساتھ عبادات کے ہیں یا مخصوص ساتھ عمل ظاہر کے ہوا اور جو کچھ کہ قسم عبادت سے نہ ہو اس میں ریا نہیں ہوتی جیسے کہ کثرت مال و اتباع کی اور
یاد کرنا اشعار کا اور اچھا تیر لگانا ان چیزوں کو دکھاوے تو قبیلہ کبر و افتخار سے ہوگا نہ ریا اور جس چیز سے کہ مقصود طلب جاہ و منزلت کا نہ ہو جیسے کہ مشائخ واسطے رکھانے
مریدوں کے اور مائل کرنے دلوں کے اور رغبت دلانے انکے کے اوپر اتباع کے کریں حقیقت میں ریا نہ ہوگا اگرچہ صورت اسکی ہو اور اسی سبب سے کہا ہے کہ ریا العارفین
خیر من اخلاص المریدین اور جاننا چاہیے کہ ریا وہ ہے کہ ایک شخص کی ذات میں کچھ کمال ہوا اور وہ حکم واقع کے اسکو لوگوں کو دکھاوے اور دوست رکھے کہ لوگوں پر ظاہر
ہو اور خلق اسکو جانیں اور جو کہ نہ ہو اور دکھاوے وہ کذب ہے اور نفاق بدترین ہے بر قیاس اسکے کہا ہے علما نے غیبت وہ ہے کہ عیب کہ واقع میں ایسا شخص میں ہو اسکو کہیں
اگر نہ ہو تو وہ جھوٹ افترا اور بہتان ہوگا اور ریا کی کئی قسمیں ہیں فاحش اور قبیح تر ہیں اقسام اسکی وہ ہے کہ اس میں قطعا ارادہ ثواب اور قصد عبادت موے اللہ کا
نہ ہو بلکہ محض واسطے دکھانے خلق کے اور واسطے منزلت کے انکے نزدیک ہو جیسا کہ اس شخص سے کہ لوگوں میں ہوتا ہے تو نماز پڑھتا ہے اور اکیلا ہوتا ہے تو نماز نہیں

پڑھتا بلکہ اکثر نماز پڑھتا ہو بغیر طہارت کے ساتھ لوگون کے پس یہ بیچ نہایت غضب اور قہر الٰہی کے ہو اور عمل اس مین باطل ہو تا آنکہ بعضون نے کہا ہی کہ موجب ایراد کفر
کا ہوگا اور واجب ہو گی قضا اور قسم دوسری یہ کہ دونون ہون اور جانب ریا کے غالب اور قصد ثواب کا ضعیف باین حیثیت کہ اگر ہوتا خلوت مین تو نہ کرتا اسکو اور نہ باعث
ہوتا اسکو یہ قصد عمل پر اور اگر نہ ہوتا ثواب تو البتہ قصد ریا کا باعث ہوتا اسکو عمل پر پس یہ بھی بیچ حکم اول کے ہی اور قسم تیسری یہ کہ قصد ریا اور ثواب کا برابر ہو باین حیثیت
کہ اگر ہو خالی دوسرے سے نہ باعث ہو اسکو عمل پر پس جبکہ جمع ہون دونون ہو وے رغبت عمل پر اور ظاہر یہ ہی کہ سود و زیان اس قسم مین برابر ہون لیکن احادیث
و آثار وارد بیچ وعید وعدم قبول کے ہین اور چوتھی یہ کہ راجح اور غالب اس مین نیت ثواب کی اور ارادہ خوشنودی اللہ تعالے کا ہو تو ظاہر اس مین نقصان ہی نہ
بطلان یا ثواب و عقاب دونون برابر ہون باندازہ نیت کے اور یہ بھی فرق کیا ہی اس مین کہ قصد ریا کا ابتدائے عمل مین ہو یا اسکے درمیان مین عارض ہو یا بعد عمل
کے لاحق ہو پہلا شنیع تر ہی پھر دوسرا اور تیسرا کمتر ہی اور اسکے ہونے سے جو کچھ کیا ہی باطل نہین ہوتا اور یہ بھی فرق ہی اس مین کہ قصد ریا کا اور عزم اسکا مصمم ہو یا خطرہ ہو اگر اور
کچھ ہو اور خلاصی ریا سے نہایت دشوار ہی اور وجود حقیقت اخلاص کا دشوار ہی تا آنکہ لکھا ہی علما نے کہ اگر تعریف اپنی کسی سے سنے اور اس سے شاد ہو علامت ریا ہو وے یا
کی ہو اور اگر خلوت مین ایک کام کرتا ہو اور خیال ریا کا خاطر مین رکھتا ہو وہ بھی ریا ہی اعاذنا اللہ منہا اس جگہ ایک حالت اور ہی کہ خوش ہو ساتھ فضل خدا کے اور رحمت اور
حسن لطف اور توفیق اللہ کے ساتھ بچانے کے گناہون سے اور آشکارا کرنے طاعات کے بقصد اظہار دین اور طاعات کے تا اور پیروی کرین اور یہ محمود ہی اور داخل ابواب ریا
کے نہین جیسے کہ حدیثین اس باب مین آئی ہین اور مسئلہ ناسخ ہی اور تفصیل رکھتا ہی اور فقہ کی کتابون مین تعرض اسکا نہین کیا ہی اور تحقیق اس مسئلہ کی کلام اہل اللہ سے ڈھونڈنا
چاہیے خصوصا کتاب احیاء العلوم سے اور یہ جو ذکر ہوا اس سے منتخب ہی اور سمعہ ساتھ پیش سین اور جزم میم کے اکثر ساتھ ریا کے ذکر ہوتا ہی کہتے ہین کہ فلانا یہ کام واسطے ریا
و سمعہ کے کرتا ہی یعنی تا دیکھین اور سنین حاصل یہ کہ سمعہ متعلق ساتھ سماع کے ہی اور ریا متعلق ساتھ دیکھنے کے ف ح **اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ** پہلی فصل عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے نہین دیکھتا یعنی نظر اعتبار کر طرف صورتون تمہاری کے یعنی اسلیے کہ نہین اعتبار ہی اچھی صورتون اور بری صورتون کا اور نہین دیکھتا طرف
مالون تمہارے کے یعنی اسلیے کہ نہین اعتبار ہی انکی کثرت و قلت کا ولیکن دیکھتا ہی طرف دلون تمہارے کے یعنی طرف اس چیز کے کہ دلون مین ہی مثل یقین اور صدق
اور اخلاص اور قصد ریا اور سمعہ اور تمام اچھے احوال اور برے احوال سے اور دیکھتا ہی طرف اعمال تمہارے کے یعنی اچھے اعمال اور برے اعمال کے پس جزا دیتا ہی تمکو
موافق انکے نقل کی یہ مسلم نے وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا اَغْنَی الشُّرَکَاءِ عَنِ الشِّرْکِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا اَشْرَکَ فِیْہِ مَعِیْ غَیْرِیْ تَرَکْتُہٗ وَشِرْکَہٗ
وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَنَا مِنْہُ بَرِیْءٌ ہُوَ لِلَّذِیْ عَمِلَہٗ رَوَاہُ مُسْلِمٌ اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہی اللہ تعالے کہ مین بے پروا تر شریکون کا
ہون شرک سے یعنی شرکا کہ عالم مین ہوتے ہین محتاج ہین شرکت کے اور راضی ہین ساتھ اسکے کہ ہر ایک کا حصہ اور دخل بیچ چیزون ہو کہ شریک ہون بخلاف میرے
کہ غنی علی الاطلاق ہون منزہ ہون اس سے کہ ساتھ شرکت کے عبادت مین راضی ہون تا آنکہ خالص واسطے میرے کرین اور نام رکھنا اللہ سبحانہ کا ساتھ شریکون
کے باعتبار کہنے بندون کے ہی اسکے لیے شریک پھر بیان کیا بے نیازی اور بیزاری اپنی کا شرکت سے کہ فرمایا جو کوئی کرے کوئی عبادت کہ شریک کرے اس عبادت
مین ساتھ میرے دوسرے کو چھوڑتا ہون مین اسکو ساتھ شرک اسکے کے اور ایک روایت مین بجاے ترکتہ وشرکہ کے یون آیا ہی کہ مین اس سے بیزار ہون وہ شخص یا عمل
اسکا واسطے اس شخص کے ہی کہ کیا ہی عمل واسطے اس شخص کے نقل کی یہ مسلم نے ف ظاہر اس حدیث کا یہ ہی کہ آمیزش ریا کی اور دخل اسکا بھی فوت کرنے والا ثواب
کا ہی ولیکن لکھا ہی علما نے کہ یہ بیچ ان قسمون ریا کے ہوگا کہ نیت ثواب کی اسمین قطعا نہو یا قصد ریا کا غالب ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ مقصود مبالغہ ہی بیچ زجر اور منع کرنے
بالکلیہ ریا سے واللہ اعلم ف ح وَعَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور روایت ہی جندب سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کہ عمل کرے واسطے سنانے کے تا کہ لوگ سنین اور شہرت ہو مشہور کریگا اللہ تعالے عیب اسکا اور رسوا کریگا اسکو اور جو

سامنے لوگون کے اور جو شخص کہ عمل کرے واسطے دکھانے کے جزا دیگا اسکو اللہ تعالیٰ بجزا ریاکارون کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنے کو دیگا جزا اپنی اس سے طلب
کہ عمل اسکے لیے کیا تو سنا اور بعضون نے کہا ہے مراد یہ ہے کہ ظاہر کریگا عمل برے اسکے کہ پوشیدہ رکھتا ہے اور فضیحت اور رسوا کریگا اسکو نزدیک خلق کے دنیا مین یا آشکارا کرتا ہے نیت فاسد
اور غرض باطل اسکی کو اور ظاہر کریگا لوگون پر کہ عمل اسکا خدا کے لیے نہ تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ جو کوئی سناوے عمل اپنا اور دکھاوے اسکو لوگون کو سناویگا
اور دکھاویگا خدا تعالیٰ ثواب اسکا بغیر اسکے کہ دیوے وہ اسکو تا حسرت کھاوے اسپر یا مراد یہ ہے کہ جو کوئی کہ دکھاوے اور سناوے عمل اپنا سناویگا اور دکھاویگا خدا
تعالیٰ اسکو لوگون کو اور ثواب اسکا یہی ہوگا دنیا مین اور محروم ہوگا ثواب آخرت سے ج (وعن ابی ذر قال قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت الرجل یعمل العمل
من الخیر ویحمدہ الناس علیہ وفی روایۃ ویحبہ الناس علیہ قال تلک عاجل بشری المؤمن رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا کہا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ خبر دیجیے مجکو اس شخص کی کہ کرتا ہے عمل خیر اور تعریف کرتے ہین لوگ اسکی اس کام پر حکم اسکا کیا ہے آیا باطل ہوتا ہے ثواب اسکا یا نہین اور ایک روایت مین اور حمد یحمدہ الناس
علیہ کے یہ عبارت بھی آئی ہے کہ دوست رکھتے ہین اسکو لوگ اس کام پر فرمایا آنحضرت نے کہ وہ تعریف کرنی لوگون کی اور دوست رکھنا انکا اسکو جلدی خوشخبری دینی مسلمان
کی ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے خوشخبری ناخیری کی باقی ہے آخرت مین اگلی یعنے پہلے اس سے کہ آخرت مین ثواب اس عمل کا پاوے دنیا مین ثواب اسکا پایا کہ لوگون نے
تعریف کی اور دوست رکھا اسکو اور یہ گویا بشارت دینی ہے اسکو ساتھ ثواب آخرت کے اور یہ ریا نہین ہے اسلیے کہ قصد اسکا ثواب آخرت تھا حق تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا
مین بھی ثواب دیا ج (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن ابی سعید بن ابی فضالۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا جمع اللہ الناس یوم القیمۃ لیوم لاریب
فیہ نادی مناد من کان اشرک فی عمل عملہ للہ احدا فلیطلب ثوابہ من عند غیر اللہ فان اللہ اغنی الشرکاء عن الشرک رواہ احمد) روایت ہے ابی سعید بیٹے ابی فضالہ
کے سے انہنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جسوقت کہ جمع کریگا خدا تعالیٰ لوگون کو دن قیامت کے واسطے حساب و جزا اس دن کے
کہ نہین شک بیچ آنے اسکے کے پکاریگا فرشتہ پکارنے والا جس شخص نے کہ شریک کیا کسی کو سوا خدا کے بیچ عمل کے کہ کیا اسکو واسطے خدا کے یعنے ریا کیا دنیا مین
پس چاہیے کہ طلب کرے ثواب اپنے عمل کا غیر خدا کے پاس سے کہ شریک کیا اسکو اسلیے کہ خدا تعالیٰ بہت بے نیاز ترین شریکون کا ہے شرک سے نقل کی یہ احمد نے
ف کہا طیبی نے کہ لام لیوم کا متعلق ہے جمع کے اور معنے اسکے یہ ہین کہ جمع کریگا اللہ خلق کو واسطے اس دن کے کہ ضرور ہے حصول اسکا اور نہین شک ہے اسکے واقع
ہونے مین تاکہ جزا دے ہر نفس کو ساتھ اس چیز کے کہ کی ہے اور لفظ یوم القیمۃ تمہید ہے اسکے لیے اور جائز ہے یہ کہ ہو ظرف جمع کا جیسے کہ آیا ہے استیعاب مین اذا کان یوم
القیمۃ یجمع اللہ الاولین والاخرین لیوم لاریب فیہ الحدیث اس تقدیر پر لفظ لیوم مظہر ہے کہ واقع ہوا ہے مقام مضمر کے ای جمع الخلق یوم القیمۃ لیجزیہم فیہ ع (وعن
عبد اللہ بن عمرو انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ اسامع خلقہ وحقرہ وصغرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے
عبد اللہ بن عمرو سے کہ تحقیق ابن عمرو نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ سناوے لوگون کو عمل اپنے اور مشہور کرے اپنے تئین نزدیک انکے
ساتھ عمل اپنے کے سناویگا اللہ تعالیٰ اسکے عمل ریائی کو کانون خلق اپنے کے تئین یعنے پہونچا دیگا اللہ تعالیٰ خلائق کے کانون مین کہ یہ ریاکار ہے اور مشہور کریگا اسکو
ساتھ اسکے لوگون مین اور فضیحت کریگا اسکو دن قیامت کے اور حقیر و ذلیل کریگا اسکو یعنے دنیا اور آخرت مین نقل کی بیہقی نے شعب الایمان مین ج (وعن انس ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کانت نیتہ طلب الآخرۃ جعل اللہ غناہ فی قلبہ وجمع لہ شملہ واتتہ الدنیا وہی راغمۃ ومن کانت نیتہ طلب الدنیا جعل اللہ الفقر
بین عینیہ وشتت علیہ امرہ ولا یاتیہ منہا الا ما کتب لہ رواہ الترمذی ورواہ احمد والدارمی عن ابان عن زید بن ثابت) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کہ ہو نیت اسکی یعنے قصد اصلی اسکا بیچ امر علمی اور عملی کے طلب ثواب آخرت کا یعنے رضامندی اپنے مولے کی گردانتا ہے اللہ تعالیٰ بے پروائی
اسکے دل مین یعنے بے پروا کر دیتا ہے اسکو خلق سے کہ ریا کرے ساتھ انکے اور بوسیلہ انکے مال و جاہ انسے بہم پہونچاوے اور جمع کرتا ہے اسکے لیے پریشانیان اسکی اور خاطر جمع
کرتا ہے اسکی ساتھ مہیا کرنے اسباب معیشت کے ایسی جگہ سے کہ نہین جانتا ہے اور آتی ہے اسکے پاس دنیا یعنے وہ چیز کہ مقدار اور قسمت کی گئی ہے اسکے لیے دنیا مین سے

حالانکہ دنیا ذلیل اور بے قدر ہوتی ہے نزدیک اسکے یعنے بغیر طلب اور سعی اور محنت اور خواری کے اسباب و حوائج معیشت کے ہاتھ آتے ہیں اور جو شخص کہ ہو نیت و قصد اسکا طلب دنیا کا کر دیتا ہے خدا تعالے محتاجگی یعنے طرف خلق کے مانند امر محسوس کے حاضر کرتا ہے آنکھون اسکی کے اور پراگندہ اور پریشان کرتا ہے اسپر کام اسکا اور نہین آتی اسکے پاس دنیا میں سے مگر وہ چیز کہ مقدر کی گئی ہے واسطے اسکے نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ احمد اور دارمی نے ابان سے کہ نقل کی انہنے زید بن ثابت سے ف یعنے بیچ طلب کرنے آخرت کے اور عمل کرنے کے واسطے اسکے جمعیت خاطر کی ہے اور ساتھ آسانی کے پہونچنا رزق کا اور بیچ طلب دنیا کے پریشانی اور سرگردانی ہے اور رزق وہی ہے کہ مقدر ہے ۔ ع (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَیْنَا اَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ اِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَاٰنِیْ عَلَیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَكَ اللّٰهُ یَا اَبَا هُرَیْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِیَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ اسوقت کہ مین بیچ گھر اپنے کے مصلے پر تھا یعنے نماز میں تھا کہ ناگہان داخل ہوا مجھپر ایک شخص پس خوش لگا مجکو وہ حال کہ دیکھا اس شخص نے مجکو اس حال پر کہ نماز گذار رہا ہے یعنے جو شخص آ گیا ہوگا یا نہین پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ رحمت کرے تجکو اللہ تعالے اے ابو ہریرہ واسطے تیرے دو ہرا ثواب ہے ثواب پوشیدہ کا اور ثواب ظاہر کا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ظاہر خوشحالی ابو ہریرہ کی بیچ دیکھنے کے اسکو اس حال پر بسبب اسکے تھی کہ وہ مرد دیکھنے والا اتباع اسکا کرے اور وہ بھی ساتھ اس حال کے متصف ہو یا بسبب اسکے کہ بحکم مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا کے اسکو ثواب عمل کرنے والے کا اسپر حاصل ہوا اور یہ ظاہر تر ہے کہ خوش ہونا اسکا تھا بسبب اصل طبیعت کے کہ مطابق شرع کے ہے یعنے خوش آتا ہے اسکو یہ کہ دیکھے اسکو کوئی اچھی حالت پر اور مکروہ رکھتا ہے یہ کہ دیکھے اسکو کوئی بری حالت مین قطع نظر اسکے کہ وہ عمل بخیال ریا و سمعہ کے ہو پس ہوگا یہ قبیلہ فرمانے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتْهُ سَیِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤْمِنٌ اور فرمایا اللہ تعالے نے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ پس مومن خوش ہوتا ہے بسبب توفیق اعمال کے جیسے کہ غیر مومن خوش ہوتا ہے بسبب بہت ہونے اموال کے اور ممکن ہے خوش ہونا ابو ہریرہ کا بسبب دیکھنے اس مرد کے انکو نماز میں بسبب شکر اللہ کے ہو کہ بارے درمیان مسلمانون کے ساتھ عبادت و توفیق کے ممتاز اور معلوم ہوا اور جلد قائم کرنے والون نماز کے سے کہ قوی تر ارکان اسلام سے ہے ہوا اور یہ مسلمان اسپر گواہ ہوا اور یہ معنے انسب ہین ساتھ معنے سر و علانیہ کے واللہ اعلم بالاحوال ۔ ع (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ یَخْتِلُوْنَ الدُّنْیَا بِالدِّیْنِ یَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّیْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰی مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ یَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِیْ یَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَیَّ یَجْتَرِئُوْنَ فَبِیْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰی اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِیْمَ فِیْهِمْ حَیْرَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نکلینگے آخر زمانہ مین کتنے ایک اشخاص طلب کرینگے دنیا کو ساتھ عمل اہل آخرت کے پہنینگے واسطے لوگون کے یعنے نہ واسطے اللہ کے چمڑے دنبے کے یعنے دنبے کے کپڑے پہنینگے مانند کمل وغیرہ کے تاکہ گمان کرین انکو لوگ عابد و زاہد تارک دنیا راغب عقبے واسطے اظہار نرمی اور تملق اور تواضع کے تاکہ لوگ مرید و معتقد ہون انکے زبانین انکی شیرین زیادہ شکر سے ہونگی یعنے بیچ باتون کے شیرین اور نرم اور دوستدارون کے سے کہنے کے اور دل انکے دل بھیڑیون کے سے یعنے بیچ سختی اور دشمنی کرنے کے اہل تقوی سے اور غالب ہونے صفات بہیمہ اور درندون اور شہوات حیوانیہ کے فرماتا ہے اللہ تعالے کیا بسبب مہلت دینے اور چھوڑنے میرے کے انکو مغرور ہوتے ہین اور فریب کھاتے ہین یعنے اور نہین جانتے کہ مین ڈھیل دیتا ہون یا مرادا قصار سے بیان نہ ڈرنا ہے اللہ تعالے سے اور ترک کرنا توبہ کا اپنے فعل بد سے یعنے پس نہین ڈرتے غضب اور عذاب میرے سے یا اور مخالفت میری کی جرات کرتے ہین یعنے بسبب مکر کرنے انکے کے لوگون سے بیچ اظہار اعمال صالحہ کے پس اپنی قسم کھاتا ہون کہ البتہ مسلط کرونگا ان لوگون پر انھین مین سے یعنے بسبب مسلط کرنے بعض انکے کے بعض پر بلا و آشوب کہ چھوڑیگا مرد عاقل کو ان مین متحیر کہ نہین قدرت رکھیگا اسکے دفع کی اور نہ خلاص ہونے کی اس سے نہ ساتھ قائم ہونے کے اس مین اور نہ ساتھ بھاگنے کے اس سے نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ یختلون ساتھ جزم خ اور زیر ت کے یعنے طلب کرینگے دنیا کو ساتھ عمل آخرت کے یا بدل لینگے دنیا کو ساتھ دین کے اور اختیار کرینگے دنیا کو دین پر اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہین کہ فریب دینگے اہل دنیا کو ساتھ عمل دین کے یعنے فریب دینگے بیچ طلب کرنے دنیا کے ساتھ اظہار زہد و تقوی اور پہننے لباس زاہدون کے بطریق ریا اور سمعہ کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا یلبسون للناس الخ

(وعن) ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک وتعالیٰ قال لقد خلقت خلقا السنتہم احلی من السکر وقلوبہم امر من الصبر فبی حلفت لاتیحنہم فتنۃ تدع الحلیم منہم حیران فبی یغترون ام علی یجترؤن رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن عمرؓ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تحقیق پیدا کی ہین مین نے ایک مخلوقات کہ زبانین انکی شیرین زیادہ شکر سے ہین اور دل انکے تلخ تر ہین ایلوے سے پس مین اپنی قسم کھاتا ہون کہ البتہ اُتارونگا اُنپر فتنہ کہ چھوڑیگا دانا کو ان مین حیران کیا پس ساتھ میرے فریب کھاتے ہین یا مجھپر دلیری کرتے ہین نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن) ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل شیء شرۃ ولکل شرۃ فترۃ فان صاحبہا سدد وقارب فارجوہ وان اشیر الیہ بالاصابع فلا تعدوہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر چیز کے زیادتی ہے اور واسطے ہر زیادتی کے سستی ہے پھر اگر صاحب اُسکے نے میانہ روی کی اور قریب ہوا میانہ روی کے اور احتراز کیا افراط و تفریط سے پس امید رکھو یعنے اسکی کہ ہو ویگا وہ مطلب پاب اور اگر اشارہ کیا گیا طرف اسکے ساتھ انگلیون کے یعنے اگر کوشش اور مبالغہ کیا عمل مین تاکہ مشہور ہو ساتھ زہد و عبادت کے اور ہوا مشہور و مشار الیہ پس نہ گنو تم اُسکو یعنے کچھ اور نہ اعتقاد کرو اُسکو صالح واسطے ہونے اُسکے کے ریاکارون مین سے نقل کی یہ ترمذی نے ف شرہ ساتھ زیر ش اور تشدید ر کے حرص کرنی ایک چیز پر اور نشاط و رغبت اور مراد یہان افراط و انہماک ہے اور یعنے یہ کہ عابد مبالغہ کرتا ہے عبادت مین اول امر مین اور جو مبالغہ کرتا ہے سست ہو جاتا ہے اور تھک جاتا ہے اور توضیح اسکی یہ ہے کہ انسان مشغول ہوتا ہے ساتھ اشیا کے اور حرص شدید اور مبالغہ عظیم کے اول امر مین پھر یہ حرص و زیادتی باعث ہوتی ہے سستی کی پس اگر ہوا میانہ رو اور محترز دونون جانبون افراط و تفریط سے اور ہوا چلنے والا راہ مستقیم کا پس امید رکھو ہونے اُسکے کی مطلب پانے والون کاملین سے اور اگر چلا راہ افراط کی یہانتک کہ اشارہ کیا گیا طرف اسکے ساتھ انگلیون کے پس التفات کرو طرف اسکے اور نہ گنو اسکو صالح اور بیچ لفظ فارجوہ فلا تعدوہ کے اشارہ ہے طرف مبہم ہونے عاقبت کے اور عدم علم تقدیر کے یعنے بظاہر امید وار ہونا چاہیے کہ جو کوئی راہ میانہ روی کی چلتا ہے اور صواب کرتا ہے اور سیدھی راہ سے دور نہین پڑتا محمود العاقبۃ اور رستگار ہے اور اگر ایسا نہین ہے اور ساتھ فسق و فساد کے انگشت نما ہوا اسکو زمرہ مین اہل فلاح سے نہ گنو اور عاقبت کار دونون کی مبہم ہے کہ خاتمہ کیا ہو سکے حکم مستوری و مستی ہمہ بر خاتمہ است ٭ کس ندانست کہ آخر بچہ حالت گذرد ٭ لیکن امید ہے کہ جسکو توفیق طاعت کی دی ہے اور سیدھی راہ پر لے گئے ہین عاقبت اُسکی بھی بخیر ہوگی اور عادت رحمت الٰہی کی یہی جاری ہے کہ بدکارون کو آخر نیکی کی طرف کھینچ رہین اور توفیق بخشتے ہین اور نیکوکارون کو راہ بد پر کمتر لاتے ہین فنسال اللہ تعالیٰ العافیۃ (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بحسب امرء من الشر ان یشار الیہ بالاصابع فی دین او دنیا الا من عصمہ اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے انسؓ سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کفایت کرتی ہے مرد کو برائی سے یہ کہ اشارہ کیا جاوے طرف اسکے ساتھ انگلیون کے دین مین یا دنیا مین مگر جسکو بچاوے اللہ نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین ف مشہور و انگشت نما ہونا دنیا مین تو ظاہر ہے کہ کل آفت اور سبب ہے پڑنے کا راہ امن و سلامت سے ہے اور دین مین اسلیے کہ وہ بھی مظنہ پڑنے کا بیچ حال ریا اور حب ریاست اور امامت اور تقدم اور اعتقاد لوگون کے اور تعظیم انکی کے اور شہوات خفیہ نفسانیہ اور مکرون نفس اور بہکانے شیطان کا ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہین کہ نجات پاوین اس سے اور سلامت رہین اس مین مگر مقرب اور صدیق جیسے کہ کہا ہے مشائخ کرام رحمہم اللہ نے آخر ما یخرج من راس الصدیقین حب الجاہ پس گوشہ نشینی اور گمنامی بہرحال بہتر ہے اور ساتھ سلامتی اور حفظ حال کے نزدیکتر اور مگر جسکو بچاوے اللہ سبحانہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اس شخص کے حق مین ہے کہ محبت ریاست و جاہ کی اور قبولیت لوگون کے دلون کی دامنگیر اسکے حال کی ہو اور جو کہ محفوظ اور مخلص ہین وہ مستثنیٰ ہین اس سے چنانچہ فرمایا رب العزت نے اپنے کلام مین اور حکایت کی حال خاص بندون اپنے سے واجعلنا للمتقین اماما اور نقل ہے کہ حسن بصری رح کو کہا کہ تو انگشت نما ہوا ہے لوگون مین اور حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے ہین فرمایا کہ مراد آنحضرت کی بدعتی دین مین اور فاسق دنیا مین ہے یعنے جو کہ دنیا مین غنی ہوا اور مشہور ہو ساتھ غنا کے اور فسق و فجور مین نہ پڑے اور دین مین اوپر طریقہ سنت اور اتباع کے ہو داخل اس کلیہ کے نہین واللہ التوفیق **الفصل الثالث** ٭ فصل تیسری (عن ابی تمیمۃ قال شہدت صفوان واصحابہ وجندب یوصیہم فقالوا ہل سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من

سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يُّشَاقِقْ يَشْقُقِ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ
اَنْ لَّا يُحَالَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ كَفٍّ مِنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْيَفْعَلْ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ روایت ہے ابی تمیمہ تابعی سے کہا حاضر ہوا میں صفوان کے پاس اور انکے یارون کے پاس اس حال
مین کہ جندب نصیحت کرتا تھا صفوان کو اور انکے یارون کو یعنے مستقیم ہونے کی اوپر مجاہدہ کے یا زیادتی عبادت کے یا میانہ روی کے طاعت مین یا احتراز کرنے کے سمعہ
ریا سے اور اشارہ سے اور ظاہر تر دونون باتین اخیر کی ہین جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر یہ سوال وجواب پس کہا صفوان اور انکے یارون نے کہ آیا سنا ہے تو نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کچھ یعنے کوئی حدیث سنی ہے تو بیان کر اور بہرہ مند کر ہمکو انکے کلام سے کہا جندب نے کہ سنا ہے مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے جو شخص کہ سنا دے
یعنے عمل نیک لوگون کے سنانے کے لیے کرے رسوا کریگا اسکو اللہ دن قیامت کے اور جو شخص کہ مشقت ڈالے یعنے اپنے نفس پر کہ تکلیف دے اسکو زیادہ طاقت اسکی سے
یا مشقت ڈالے اپنے غیر پر کہ کچھ کرنے کو کہے اسکو زیادہ طاقت اسکی سے مشقت ومحنت مین ڈالیگا اللہ اسکو دن قیامت کے کہا صحابہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا انکے صاحبون
اور انکے یارون نے جندب سے کہ نصیحت کر ہمکو پس فرمایا حضرت نے یا جندب نے اول اس چیز کہ خراب اور گندہ ہوتی ہے آدمی سے اور پہونچتی ہے اسکو آگ دوزخ کی
پیٹ اسکا ہے یعنے پہلے کہ سبب داخل ہونے دوزخ اور کھینچنے عذاب آدمی کا ہوگا کھانا آدمی کا حرام کو ہے پس جو شخص کہ طاقت رکھے کہ نہ کھاوے مگر حلال کو چاہیے کہ کرے کام
تا دوزخ کی آگ سے نجات پاوے اور جو شخص کہ طاقت رکھے یہ کہ حائل اور مانع نہو درمیان اسکے اور درمیان بہشت کے ایک چلو خون کا کہ گرایا ہو پس چاہیے کہ کرے نقل کی یہ
بخاری نے ف اسکو کہ خونریزی ناحق مانع ہوتی ہے داخل ہونے بہشت کے سے اگرچہ مقدار ایک چلو کی ہو چہ جائے زیادہ اس سے عقل سے دور ہے کہ ارتکاب کرے
ایسے کار حقیر وخسیس کا کہ مانع ہو ایسے امر شریف وعظیم سے کہ دخول بہشت کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد صفوان سے صفوان بن محرز ہے مازنی ہین کہ تابعی جلیل القدر تھے اہل بصرہ
سے اور تھے نہایت نیک بندے کہتے ہین کہ نہین رکھا انھون نے بچھونا اپنا زمین پر چالیس برس اور انکی پیشانی مین سوراخ پڑگیا تھا بسبب کثرت سجود کے اور نہین
قبول کرتے انعام سلاطین کے اور مناقب انکے بہت ہین جندب بن عبد اللہ بن سفیان بجلی اکابر صحابہ سے ہین اور کنیت انکی ابو ذر غفاری ہے وَعَنْ عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ اَنَّهٗ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهٗ مِنْ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَّمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ
الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُفْتَقَدُوْا وَاِنْ حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ اور روایت
ہے عمر بن الخطاب سے یہ کہ وہ نکلے ایکدن طرف مسجد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پایا معاذ بن جبل کو بیٹھا ہوا نزدیک قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روتے پس کہا عمر
نے کس چیز نے رلایا تجکو یعنے حضرت کی ملاقات کے شوق نے یا کسی بلا کے واقع ہونے یا سوا اسکے اور اسباب رونے کے نے کہا معاذ نے کہ رلایا مجکو
یاد کرنے ایک چیز کے نے کہ سنا ہے مین نے اسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق تھوڑا سا ریا
شرک ہے اور جو شخص کہ دشمنی رکھے خدا کے دوست سے یعنے ایذا دے اور غصہ دلاوے اسکو ناحق ساتھ فعل اور قول کے پس تحقیق مقابلہ کیا اللہ کا ساتھ جنگ کے
یعنے اور جو کہ خدا سے لڑنے کے لیے نکلے گا البتہ خراب اور رسوا ہوگا تحقیق اللہ دوست رکھتا ہے نیکوکارون پرہیزگارون پوشیدہ حالون کو وہ لوگ کہ جب غائب
ہوتے پوچھے جاتے ہین اور جب حاضر ہوتے ہین بلائے نجاتے ہین واسطے مہمانی اور مجالس آرائی کے اور اگر بلائے جاتے ہین پاس نہ بٹھائے جاتے ہین دل انکے چراغ ہدایت کے ہین کہ انکے نور سے
راہ راست پائی جاتی ہے نکلتے ہین ہر زمین تاریک سے نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین ف شرک ہے یعنے شرک عظیم ہے یا ایک نوع شرک سے ہے
یعنے وہ نہایت پوشیدہ ہے اور کم سالم رہتے ہین اس سے اتقیا چہ جائے کہ ضعفا پس یہ منجملہ اسباب رونے کے ہے اور سبب دوسرا ایذا اولیا کی ہے اور اگرچہ انکے پوشیدہ ہونے
جیسے کہ حدیث قدسی مین آیا ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفہم غیری اور انسان خالی نہین ہے بد زبانی سے ساتھ مسلمان بھائیون کے کہ باعث ہوتی ہے گناہ کی پس گویا کہ
ارادہ کیے ہین ساتھ قول اپنے کے من عادی اللہ الخ اور نیکوکارون کو یعنے جو کہ نیکی کرتے ہین کہ وہ طاعت حق کی ہے اور احسان کہ تعلق ساتھ خلق کے ہے چنانچہ اسکی

بعض عارفین نے کہ مدار دین کا اوپر بزرگ جاننے امر الٰہی کے اور شفقت کرنے خلق پر ہے اور پرہیزگار یعنے شرک جلی وخفی سے اور مناہی اور لہوون سے اور اخفیا یعنے
جو کہ پوشیدہ ہیں نظر خلق سے اور مخاطبت اور معاشرت انکی سے اور قول ان اللہ الخ استیناف ہے بیان کرنے والا حقیقت ولی کے اور ذکر کیے واسطے انکے ہیں احوال
کہ جب ہوتے ہیں سفر میں نہیں ڈھونڈے جاتے اور جب حاضر ہوتے ہیں نہیں بلائے جاتے طرف مجلس کے اور اگر حاضر ہوتے ہیں مجلس میں نہیں نزدیک کیے جاتے اور نہ
چھوڑے جاتے ہیں بعض نسخوں میں اور تفصیل ہے اس روایت کی کہ وارد ہوئی ہے رب اشعث اغبر ذی طمرین لا یؤبہ لو اقسم علی اللہ لابرہ اور چراغ ہدایت کے ہیں یعنے رہنما ہیں راہ راست
کے پس مستحق ہیں رعایت کے لائق ہے کہ طلب کرے ان سے ہدایت اور ہر زمین تاریک سے اشارہ ہے طرف تیرگی اور تاریکی اور خرابی مکانوں انکے کے کہ کچھ نہیں کہتے ہیں کہ چراغ
روشن کریں اور نظافت دین گھروں کو اس حدیث میں تنبیہ ہے کہ اگر مرد عالم صالح اور متقی کا ظاہر خراب ہو ہیئت اور لباس وغیرہ انکے سے دھوکہ نہ کھاوے اور ساتھ ترک
تعظیم اور احترام انکے کے تقصیر نہ کرے کوئی کیا جانتا ہے کہ باطن انکا درست ہے یا نہیں ؎ خاکساران جہان را بحقارت منگر • تو چہ دانی کہ درین گرد سواری باشد • اور یہ بھی
اشارہ ہے کہ نری فقر اور خواری اور بے اختیاری میں فضیلت نہیں ہے جب تک کہ تقوے اور نورانیت باطن نہو • ع ح اور جاننا چاہیے کہ ولی کہتے ہیں متقی کو جیسے کہ
اللہ صاحب نے فرمایا ہے ان اولیاؤہ الا المتقون اور نہیں ہیں ولی اسکے مگر پرہیزگار اور شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے کہ ولی وہ ہے کہ عارف ہو اللہ کا اور اسکے صفات کا بقدر
امکان کے اور مواظبت رکھتا ہو طاعات پر مجتنب ہو گناہوں سے اور معرض ہو منہمک رہنے سے لذات اور شہوات میں انتہی (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا صلی فی العلانیۃ فاحسن وصلی فی السر فاحسن قال اللہ تعالی ہذا عبدی حقا رواہ ابن ماجۃ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بندہ جس وقت کہ نماز پڑھتا ہے ظاہر میں پس اچھی طرح پڑھتا ہے یعنے شرائط اور واجبات اور سنتین اور مستحبات اسکے ادا کرتا ہے اور اسی طرح
اور عبادتین اور طاعتین اچھی طرح ادا کرتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے پوشیدہ یعنے خلوت میں جب بھی اچھی طرح پڑھتا ہے فرماتا ہے اللہ تعالے یہ ہے بندہ میرا ساتھ صدق وراستی کے کہ ریا
عبادت میں نہیں کرتا نقل کی یہ ابن ماجہ نے (وعن معاذ بن جبل ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکون فی اخر الزمان اقوام اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ
وکیف یکون ذلک قال ذلک برغبۃ بعضہم الی بعض ورہبۃ بعضہم من بعض) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا ہونگی آخر زمانہ
میں کتنی ایک قومیں کہ دوست ہونگی ظاہر میں اور دشمن ہونگی باطن میں پس کہا گیا کہ یا رسول اللہ کیونکر اور کس سبب سے ہوگا یہ حال فرمایا یہ حال بسبب رغبت یعنے طمع
کرنے بعض انکے کے ہے بعض سے اور بسبب ڈرنے بعض انکے کے بعض سے ف یعنے بسبب اغراض دنیوی کے جب غرض رکھتے ہونگے رغبت کرینگے اور اظہار
دوستی کرینگے اور اگر غرض درمیان میں نہوگی بیگانہ ہونگے اور برتقدیر عدم حصول غرض کے دشمن ہونگے غرض حاصل یہ کہ نہیں ہونگے وہ اہل حب للہ اور بغض للہ
بلکہ امور انکے متعلق ہونگے ساتھ اغراض فاسدہ اور مقاصد کاسدہ کے پس کبھی رغبت کرینگے ایک قوم میں واسطے غرضوں کے پس ظاہر کرینگے انکے لیے دوستی اور کبھی
مکروہ رکھینگے ایک قوم کو کسی سبب سے پس ظاہر کرینگے عداوت انکے لیے اور خلاصہ اسکا یہ کہ نہیں اعتبار ہے محبت خلق کا اور عداوت انکی کا اسلیے کہ وہ دونوں مبنی ہیں اوپر
غرض وشہوت انکی کے (وعن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی
فقد اشرک رواہما احمد) اور روایت ہے شداد بن اوس سے کہ کہا اسنے سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ نماز پڑھے دکھلانے کو پس تحقیق
شرک کیا یعنے شرک خفی جیسے کہ اسکے مابعد کی روایت میں صریح آیا ہے اور جو شخص روزہ رکھے دکھلانے کو پس تحقیق شرک کیا اور جو شخص للہ دیوے دکھلانے کو پس تحقیق شرک
کیا نقل کیں یہ دونوں روایتیں احمد نے ف یعنے جو عمل کہ ساتھ ریا کے کرے شرک ہے غایت یہ کہ شرک خفی ہے اور جلی شرک آشکارا بت پرستی کرنی ہے ریاکار کہ ایسا عمل واسطے
غیر خدا کے کرتا ہے وہ بھی بت پرستی کرتا ہے لیکن پوشیدہ جیسے کہ کہا ہے کل ما صدک عن اللہ فہو صنمک اور اس میں اشارہ ہے اسپر کہ ریا کو دخل ہے روزے میں بھی بخلاف اس شخص کے
کہ نفی کی ہے اسنے اسکی اور علت بیان کی ہے اسکی یہ کہ مدار روزے کا نیت پر ہے اور نہیں دخل ہے اس میں ریا کو اور نہیں اعتبار ہے دکھانے اور نہ پینے انکے کا ساتھ عدم صحت نیت کے
پس ہم کہتے ہیں کہ ریا بعض اوقات مقصود ہے دوسرے میں لیکن ریا کبھی ہوتا ہے بطریق اشتراک کے کہ ارادہ کرے ساتھ اسکے اللہ کی خوشنودی کا اور ارادہ کرنے مشہور ہونے کا بھی

تعریف ولی

یا اور غرض کا سوا اللہ کے برابر ہو کہ دونوں مقصد برابر ہوں یا ایک اُن میں سے غالب ہو جیسے کہ تفصیل اُسکی اوپر گذری ہے ع (وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّهٗ بَكٰى فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ قَالَ شَيْءٌ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَذَكَرْتُهٗ فَاَبْكَانِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَتَخَوَّفُ عَلٰى اُمَّتِي الشِّرْكَ وَالشَّهْوَةَ الْخَفِيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُشْرِكُ اُمَّتُكَ مِنْ بَعْدِكَ قَالَ نَعَمْ اَمَا اِنَّهُمْ لَا يَعْبُدُوْنَ شَمْسًا وَّلَا قَمَرًا وَّلَا حَجَرًا وَّلَا وَثَنًا وَّلٰكِنْ يُّرَاؤُوْنَ بِاَعْمَالِهِمْ وَالشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ اَنْ يُّصْبِحَ اَحَدُهُمْ صَائِمًا فَتَعْرِضُ لَهٗ شَهْوَةٌ مِّنْ شَهَوَاتِهٖ فَيَتْرُكُ صَوْمَهٗ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے شداد بن اوس سے یہ کہ وہ رو دئے پس کہا گیا واسطے اُسکے کہ کس چیز نے رولایا تجھکو کہا رولایا مجھکو ایک چیز نے کہ سنی میں نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے پس یاد کیا میں نے اُسکو پس رولایا مجھکو سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے شرک سے یعنے شرک خفی سے اور خواہش چھپی ہوئی سے یعنے وہ ایسی ہے کہ نہیں پاتے اُسکو مگر خوب ریاضت و مجاہدہ کرنے والے کہا شداد نے کہا میں نے یا رسول اللہ کیا شرک کریگی امت آپکی بعد آپ کے فرمایا ہاں خبردار ہو تحقیق امت نہیں پوجے گی سورج کو اور نہ چاند کو اور نہ پتھر کو اور نہ بت کو یعنے شرک جلی نہیں کرینگے ولیکن کرینگے دکھلانے کے واسطے عمل اپنے یعنے شرک خفی ہو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا اور شہوت چھپی ہوئی یہ کہ مثلا صبح کرے ایک اُنکا روزہ دار پس پیش آوے اُسکو ایک شہوت اُسکی شہوتوں میں سے یعنے مانند شہوت کھانے یا پینے یا جماع کے پس چھوڑ دے اور توڑ ڈالے روزہ اپنا نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف بسبب غلبہ شہوت کے یعنے اور توڑ ڈالنا اُسکا حرام ہے بغیر ضرورت کے کہ باعث ہو اُسکو دفع اُسکے اور اس شہوت کو خفی اس سبب سے کہا کہ پوشیدہ تھی اُسکے باطن میں گویا کہ بوقت نیت کرنے روزہ کے اپنے نفس میں پوشیدہ رکھتا تھا کہ اگر کوئی شہوت پیش آجاویگی تو روزہ توڑ ڈالونگا اور کہتے ہیں مراد شہوت سے کھانا وغیرہ کھانا ہے جیسے کہ ذکر کیا گیا اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد شہوت خفیہ سے شہوت خاص عزیز الوجود ہے شہوتوں اُسکے کی کہ جو نہ پائی جاوے تمام اوقات اُسکے میں پس مائل ہو طرف اُسکے بالطبع اور نہ لحاظ کرے مخاطب ہونے اُسکے کا واسطے شرع کے فرمایا ہے اللہ تعالے نے ولا تبطلوا اعمالکم اور نفل لازم ہوتا ہے ساتھ شروع کرنے کے پس واجب ہے تمام کرنا اُسکا ۱۲

ح ع (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ اَخْوَفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِيْ مِنَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَقُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الشِّرْكُ الْخَفِيُّ اَنْ يَّقُوْمَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ فَيُزَيِّنُ صَلٰوتَهٗ لِمَا يَرٰى مِنْ نَّظَرِ رَجُلٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا ابی سعید نے کہ نکلے اوپر ہمارے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ہم ذکر کرتے تھے آپس میں مسیح دجال کا یعنے اُسکے فتنہ اور ابتلا کا پس فرمایا کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ اُس چیز کے کہ بہت خوفناک ہے تمپر نزدیک میرے یعنے بیچ شریعت اور طریقت میری کے فتنہ مسیح دجال کے سے یعنے پس واجب ہے تمپر رعایت محافظت اُسکے کی پس کہا ہم نے ہاں خبر دیجئے یا رسول اللہ فرمایا وہ چیز شرک پوشیدہ ہے اور وہ شرک پوشیدہ یہ ہے کہ مثلا کھڑا ہوتا ہے آدمی پس نماز پڑھتا ہے پس زیادہ کرتا ہے یعنی کمیت یا کیفیت میں نماز اپنی یعنے تمام ارکان اُسکے میں یا بعض میں بسبب اُس چیز کے کہ معلوم کرتا ہے کہ دیکھتا ہے کوئی شخص نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنے دجال سے ریا کا خطرہ زیادہ معلوم ہوا اسواسطے کہ دلیلیں اور علامتیں دجال کے جھوٹے ہونے کی ظاہر ہیں اور مقدمہ ریا کا نہایت پوشیدہ ہے کہ ہر کسیکو ہر وقت ہر عمل میں ہر طرح سے نہیں معلوم ہو سکتی برائی اُسکی سے کلید در دوزخ است آن نماز کہ در چشم مردم گذاری دراز

ع (وَعَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَيْكُمُ الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْكُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّيَاءُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَزَادَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ يَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ يُجَازِي الْعِبَادَ بِاَعْمَالِهِمْ اِذْهَبُوْا اِلَى الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُرَاؤُوْنَ فِي الدُّنْيَا فَانْظُرُوْا هَلْ تَجِدُوْنَ عِنْدَهُمْ جَزَاءً اَوْ خَيْرًا) اور روایت ہے محمود بیٹے لبید کے سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت ڈرنے والی اُس چیز کی کہ ڈرتا ہوں میں تمپر شرک چھوٹا ہے کہا صحابہ نے کہ یا رسول اللہ اور کیا ہے شرک چھوٹا فرمایا حضرت نے کہ وہ ریا ہے نقل کی یہ احمد نے اور زیادہ کیا بیہقی نے شعب الایمان میں کہ فرماوے گا اللہ تعالے واسطے ریاکاروں کے اُس دن کہ جزا دیگا بندوں کو اُنکے عملوں کی جاؤ طرف اُن لوگوں کے کہ اُنکے دکھلانے کو کرتے تھے عمل دنیا میں پس دیکھو پاتے ہو نزدیک اُنکے جزا یا بھلائی یعنے یہ شک راوی کا ہے کہ جزاء فرمایا یا خیرا

ع (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ يَعْمَلُ عَمَلًا فِيْ صَخْرَةٍ لَا بَابَ لَهَا وَلَا كُوَّةٌ خَرَجَ عَمَلُهٗ اِلَى النَّاسِ كَائِنًا مَّا كَانَ) اور روایت ہے ابی سعید خدری رضی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر تحقیق کوئی شخص عمل کرے ایک عمل بیچ بیچ پتھر کے کہ نہیں دروازہ واسطے اُسکے اور نہ روشندان نکلیگا عمل اُسکا طرف لوگوں کے جو کچھ کہ ہووے ۱۲ منہ

بڑے سے پتھر کو کہتے ہیں اور یہاں مراد غار ہے یا مبالغہ فرمایا کہ اگر فرضاً کوئی پتھر کے اندر چلا جاوے کہ اُس میں دروازہ نہیں ہوتا کوئی اُسکی راہ سے اندر جاوے اور نہ روشندان کہ کوئی
اس میں سے دیکھے اور مطلع ہو اور کوہ ساتھ زبر کاف اور پیش اسکے کے اور تشدید واو کے ہے ت کے آخر میں روزن کو دیوار میں ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر نافذ ہو تو ساتھ پیش
کے آتا ہے اور غیر نافذ ساتھ زبر کے اور یہ بھی ہے کہ اگر ساتھ ت کے ہو تو روزن چھوٹا اور تنگ اور بغیر ت کے ہو تو بڑا اور کشادہ اور اس حدیث میں چونکہ روایت ساتھ ت کے اور
پیش کے ہے مراد روزن چھوٹا نافذ ہوگا اور مناسب مقام کے بھی یہی ہے اور حاصل یہ کہ فرماتے ہیں کہ ہر چند کہ کوئی عمل پوشیدہ خلوت میں کرے اسطرح کہ کوئی اسپر مطلع نہو
سکتا ہو اور ظاہر ہوتا ہے عمل اُسکا طرف لوگوں کے جو کچھ کہ ہو یعنے حاجت اظہار کی نہیں ہے تا ریا کرے اور قبولیت و ثواب سے محروم ہو حق تعالے کردار نیک کو البتہ آشکار کرتا ہے اگر
از راہ اخلاص کے واسطے بندہ کے ہے اگر حکمت اللہ تعالے کی تقاضا کرے اور صلاح بندہ کی اُس میں ہو یا سنے ہیں کہ بندہ مخلص چاہیے کہ احتیاط اور مبالغہ کرے بیچ اخفا کے
عمل اور حاصل کرنے اخلاص کے اسلیے کہ عمل ظاہر اور شائع ہوتا ہے اُس جگہ سے کہ بندے کو جبر اور اختیار اُس میں نہو (وَعَنْ عُثْمَانَ ابْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهُ سَرِيْرَةٌ صَالِحَةٌ اَوْ سَيِّئَةٌ اَظْهَرَ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً يُعْرَفُ بِهٖ) اور روایت ہے عثمان ابن عفان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ ہو واسطے اُسکے خصلت چھپی ہوئی نیک یا بد ظاہر کرتا ہے خدا تعالے اُس خصلت سے ایک علامت کہ پہچانا جاتا ہے وہ شخص ساتھ اُس علامت کے ف رداء
اصل میں چادر کو کہتے ہیں اور یہاں مراد علامت ہے کہ اُس سے ایک چیز پہچانی جاتی ہے اور ممتاز ہوتی ہے غیر اپنے سے جیسے کہ مرد چادر سے پہچانا جاتا ہے اور ممتاز ہوتا ہے اور مراد
علامت سے ہیئت وصورت ہے حاصل یہ کہ جو کوئی خصلت نیک یا بد پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالے اُس سے ایک علامت یعنے ہیئت وصورت ظاہر کرتا ہے کہ اُس سے پہچانا
جاتا ہے کہ یہ ایسا ہے (وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا اَخَافُ عَلٰى هٰذِهِ الْاُمَّةِ كُلَّ مُنَافِقٍ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَيَعْمَلُ بِالْجَوْرِ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ الْاَحَادِيْثَ الثَّلٰثَةَ فِيْ
شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے عمر بن خطاب سے اُنہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ نہیں ڈرتا ہوں میں اوپر اس امت کے یعنے امت اجابت کے مگر ہر منافق
سے یعنے ریاکار یا فاسق کے سے کہ کلام کرتا ہے ساتھ علم اور حکمت اور وعظ اور نصیحت کے اور عمل کرتا ہے ساتھ ظلم اور ناراستی کے نقل کیں بیہقی نے تینوں حدیثیں شعب الایمان میں
ف یعنے کہتا ہے لوگوں کے دکھانے کے لیے اور آپ عمل نہیں کرتا یہ صفت منافقوں کی ہے پس فرماتے ہیں کہ وجود ایسے شخص کے سے اور اس صفت سے اپنی امت پر ڈرتا ہوں
کہ ایسا شخص امت میں پیدا ہو اور یہ صفت اُن میں راہ پاوے ۱۲ ح (وَعَنِ الْمُهَاجِرِ بْنِ حَبِيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَسْتُ كُلَّ كَلَامِ الْحَكِيْمِ
اَتَقَبَّلُ وَلٰكِنِّيْ اَتَقَبَّلُ هَمَّهٗ وَهَوَاهُ فَاِنْ كَانَ هَمُّهٗ وَهَوَاهُ فِيْ طَاعَتِيْ جَعَلْتُ صَمْتَهٗ حَمْدًا لِيْ وَوَقَارًا وَاِنْ لَمْ يَتَكَلَّمْ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے مہاجر بن حبیب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالے کہ نہیں ہوں میں کہ ہر کلام حکیم کو قبول کروں میں یعنے جو کچھ کہ وہ کہے اُسکو قبول نہیں کرتا ولیکن میں قبول کرتا ہوں قصد اور نیت اور
محبت اُسکی کو کہ ساتھ کس چیز کے رکھتا ہے پس اگر ہو نیت اور محبت اُسکی بیچ طاعت اور فرمانبرداری میری کے کرتا ہوں میں اُسکے چپ رہنے کو تعریف واسطے اپنے اور بزرگی
وحلم اگرچہ نہ کلام کرے وہ نقل کی یہ دارمی نے ف یعنے اگر نیت میری طاعت کی اور محبت اُسکی رکھے خاموشی اُسکی بھی محمود اور باعث حلم و وقار کی ہے اور گویا وقت خاموشی
کے حمد و ثنا میری کہتا ہے اور اگر نیت اور محبت اُسکی طاعت کی نہیں ہے کلام اُسکا اگرچہ علم و حکمت میں ہو ضائع ہے کہ واسطے ریا اور دکھانے اور سنانے کے کہتا ہے ۱۲ ح

بَابُ الْبُكَاءِ وَالْخَوْفِ باب ہے رونے اور ڈرنے کا ف بکا بالقصر نکلنا آنسوؤں کا ساتھ غم کے اور بالمد نکلنا آنسوؤں کا ساتھ بلندی آواز کے اور مشہور تر
ہے اور ظاہر تر یہ ہے کہ مراد ساتھ اُسکے اس جگہ یعنے عنوان میں اور تباکی تکلف کرنا رونے میں اور بزور رونا ساتھ یاد کرنے اور حاضر کرنے اُن چیزوں کے کہ رولا دیں اور ابکا رولانا
کسیکو اور خوف ڈرنا اور اخافت اور تخویف ڈرانا اور خوف ایک حالت ہے کہ پیش آتی ہے اور مراد یہاں رونا اور ڈرنا عذاب آخرت سے اور عقاب خدا تعالے سے ۱۲ ح

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا حضرت ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اُس ذات کی کہ بقا سے ذات میری کا اُسکے قبضہ قدرت میں ہے اگر جانو تم اُس چیز کو کہ میں جانتا ہوں
یعنے اہوال اور ہول قیامت کی اور حقیقت مبدا اور معاد کی اور عذاب اللہ کا گنہگاروں کے لیے اور شدت مناقشہ روز حساب کی اور صفات قہر و جلالیہ باری تعالے کے

کہ باعث خوف وہیبت کے ہیں اور جو کچھ کہ پیدا ہوتا ہے اُس سے غم و محنت ہے بے دلیر انجام کار تمھارے سے البتہ روؤ تم بہت اور ہنسو تم تھوڑا نقل کی یہ بخاری نے
ف اور ترجیح دو جانب خوف کو رجا پر اور تنبیہ و تحذیر ہے امت کو اوپر رونے اور استحضار اُس چیز کے کہ باعث غم اور رونے کے ہو قسم خوف الٰہی اور معلوم کرنے عظمت
اور جلال حق سے اور تنبیہ و تحذیر ہے اوپر اجتناب کرنے کے بہت ہنسنے سے اور راحت سے کہ طریقہ جاہلوں اور غافلوں کا ہے اگرچہ ہنسنا اور راحت بھی فی الجملہ باعث عفو و
مغفرت اور رحمت اُسکی کے گنجایش رکھتی ہے ع (وَعَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ الْاَنْصَارِیَّةِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَا اَدْرِیْ وَاَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ
رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ام علاء انصاریہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں اور میں رسول خدا کا ہوں کہ کیا کیا جاویگا ساتھ
میرے اور ساتھ تمھارے نقل کی یہ بخاری نے ف ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ عاقبت مبہم ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کام کرینگے اور یہ بیچ مقدمہ انبیا اور
رسولوں کے منصوص ہے بیچ حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کے نفی کیا گیا ہے ساتھ دلیلوں قطعیہ کے کہ دلالت کرتی ہیں اوپر جزم اور یقین عاقبت بخیر ہونے انکے
کے اور وارد ہونا اس حدیث کا بیچ موت عثمان بن مظعون کے تھا کہ کبار مہاجرین سے تھے اور اول جو بعد ہجرت کے مدینہ میں مہاجرین میں سے مرے یہی تھے اور آنحضرت نے
بعد از موت کے انکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو گرائے اور انکو بقیع میں اپنے سامنے دفن کیا اور تھا بیٹوں بہتوں میں ایک عورت وہاں حاضر تھی اسنے کہا کہ گواہ ہوں تجھکو بہشت
اے ابن مظعون کہ عاقبت تیری بخیر ہے پس آنحضرت نے اُس عورت کو اس بات پر توبیخ کی اور یہ حدیث فرمائی اور حقیقت میں مضمون اُسکا زجر و منع ہے واسطے مبالغہ کے
اوپر ولی کے روبرو حضرت کے اوپر حکم کرنے کے غیب پر اور جزم کرنے کے ساتھ اسکے اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ یہ کہنا ہے وہم صریح سے ساتھ علم غیب کے از راہ ادب
اور حقیقت کلام کی مراد نہیں یا مراد نہ دریافت ہونا احوال عاقبت کا ہے تفصیل کیا دنیا میں اور کیا آخرت میں اسلیے کہ علم احوال غیب کا بہ تفصیل سوائے عالم الغیب کے
کسیکو نہیں معلوم اگرچہ مجملا معلوم ہے کہ عاقبت انبیا علیہم السلام کی بخیر ہے یا مراد یہ ہے کہ نہیں جانتا ہوں کہ موت سے مرونگا یا قتل سے اور نہیں جانتا ہوں کہ نازل ہوگا مجھ پر عذاب
جیسے کہ اگلی امتوں پر نازل ہوا یا نہیں اور حق یہ ہے کہ ورود اس قول کا پہلے نازل ہونے اس آیت کے ہے لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ پہلے ابہام تھا عاقبت
میں اور بعد اترنے اس آیت کے یقین ہوا کہ عاقبت بخیر ہے کذا قیل واللہ اعلم ش ح (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ النَّارُ فَرَاَیْتُ فِیْہَا
امْرَاَۃً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ تُعَذَّبُ فِیْ ہِرَّۃٍ لَّہَا رَبَطَتْہَا فَلَمْ تُطْعِمْہَا وَلَمْ تَدَعْہَا تَاْکُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ حَتّٰی مَاتَتْ جُوْعًا وَرَاَیْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِیَّ یَجُرُّ قُصْبَہٗ فِی النَّارِ وَکَانَ اَوَّلَ
مَنْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ظاہر کی گئی مجھ پر آگ دوزخ کی یعنی شب معراج میں یا اور وقت میں
خواب میں ہو یا بیداری میں پس دیکھی میں نے اس میں ایک عورت بنی اسرائیل میں سے یعنی انکی قوموں میں سے کہ عذاب کیجاتی ہے بسبب ایک بلی کے کہ اسکی تھی باندھ رکھا تھا
اسکو پس نہ کھلاتی تھی اسکو کچھ اور نہ چھوڑتی تھی اسکو کہ کھاوے حشرات الارض سے یعنی چوہے وغیرہ یہاں تک کہ مرگئی وہ بلی مارے بھوک کے اور دیکھا میں نے عمرو بن عامر
خزاعی کو کہ کھینچتا ہے انتیں اپنی آگ دوزخ میں اور تھا وہ اول اُن شخصوں کا کہ رسم نکالی چھوڑنے سائبہ کی نقل کی یہ مسلم نے ف سوائب جمع سائبہ کی ہے سائبہ اُس اونٹنی
کو کہتے ہیں کہ چھوڑی جاتی تھی جاہلیت میں بسبب نذر وغیرہ کے یعنی عادت جاہلیت کی تھی کہ جب اونٹنی تمام یا وہی یا وہ جنتی یا آتا کوئی سفر دور و دراز سے یا اچھا ہوتا کوئی
بیماری سے تو آزاد کرتے اونٹنی کو یعنی چھوڑ دیتے اسکو کہ سوار نہ ہوتے اسپر اور منع نہ کرتے اسکو پانی اور گھانس سے کہ جہاں سے کہ کھاتی اور پیتی اور دودھ دوہتے اسکا اور
اس فعل کو عبادت اور موجب تقرب کا ساتھ بتوں کے جانتے تھے اور اول جو یہ رسم نکالی عمرو مذکور نے نکالی اور یہ بھی لکھا ہے علما نے کہ پہلے جو رسم بت پوجنے کی نکالی اور اسکو
موجب تقرب کا کیا یہی تھا اور بعضی روایت میں عمرو بن لحی آیا اور ظاہر دونوں ایک ہی ہیں عامر نام اسکے باپ کا ہے اور لحی نام دادا کا بالعکس کبھی نسبت باپ کی طرف
کی ہے اور کبھی دادا کی طرف کذا قیل اور کرمانی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے آدمی اب بھی دوزخ میں ہیں اور عذاب دیے جاتے ہیں اُس میں انتہی اور ممکن ہے
کہ کہا جاوے کہ دکھلا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر احوال اسکا کہ روز قیامت کے ہوگا اور صورت اسکی دکھا دی گئی واللہ اعلم (وَعَنْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْہَا یَوْمًا فَزِعًا یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْیَوْمَ مِنْ رَدْمِ یَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ مِثْلُ ہٰذِہٖ وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَیْہِ الْاِبْہَامِ وَالَّتِیْ تَلِیْہَا

قالت زینب فقلت یا رسول اللہ انھلک وفینا الصالحون قال نعم اذا کثر الخبث متفق علیہ) اور روایت ہے زینب بنت جحش کی سے کہ ازواج مطہرات سے ہیں یہ کہ تحقیق پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے انکے پاس گھبرائے ہوئے اس حال میں کہ فرماتے تھے نہیں کوئی معبود سچا مگر اللہ واسطے عرب کے شر سے کہ تحقیق نزدیک ہو رہی ہے
کھولا گیا یعنے سوراخ ہوگیا آج کے دن سد یاجوج ماجوج سے مانند اسکے اور حلقہ کیا ساتھ دونوں انگلیوں اپنی کے انگوٹھے کے اور اسکے پاس کی انگلی کے کہا زینب نے کہا میں نے
یا رسول اللہ کیا پس ہلاک کیے جاوینگے ہم اور حالانکہ درمیان ہمارے وجود صالحون کا ہوگا آیا برکت وجود انکے کی مانع نہیں ہوگی واقع ہونے بلا اور فتنہ سے فرمایا آنحضرت نے
کہ ہاں ہلاک کیے جاؤگے تم باوجود ہونے لوگون صالحون کے درمیان تمھارے جسوقت کہ بہت ہوگا فسق و فجور یعنے اگرچہ لوگ صالح ہونگے لیکن عابد اور کثرت فسق و فجور کی
سبب اسکی ہوگی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد شر سے فتنہ اور قتال ہیں کہ عرب میں واقع ہوے اول قتل عثمان بن عفان کا تھا بعد از ان دائم و مستمر ہوا سب اور بعضے
کہتے ہیں کہ مراد حصول فتوح اور اموال کا اور تنازع اور رغبت کرنی اس میں اور جاہ و مقصود میں ہے کذا قال الشیخ ابن حجر اور حلقہ کیا یعنے واسطے صورت دکھا دینے مقدار سوراخ سد کے
یعنے آج تک سوراخ اس میں واقع نہوا تھا آج مقدار حلقہ ان دو انگلیوں کے کھولا گیا اور ہوجانا سوراخ کا علامات قرب قیامت سے ہے اور واقع ہونا فتنوں کا عرب
میں بھی علامات قرب قیامت سے ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف نکلنے ترکون چنگیزیہ کے کہ نکلے اور ہلاک کیا ایک عالم کو اور واقع ہوا انکے ہاتھ سے بغداد
وغیرہ میں جو کچھ کہ واقع ہوا واللہ اعلم اور لفظ خبث ساتھ زبر خ اور ب کے یعنے فسق اور فجور اور شرک اور کفر کے ہے اور بعضوں نے کہا معنے اسکے زنا کے ہیں اور مقصود
یہ کہ آگ جب لگتی ہے کسی جگہ اور منتشر ہوتی ہے تو جلا دیتی ہے تر اور خشک کو اور غالب آتی ہے پاک اور نجس پر اور نہیں فرق کرتی درمیان مومن اور منافق کے اور مخالف اور موافق
کے اور لگتا ہے کہ جب اللہ نازل کرتا ہے عذاب کسی قوم پر تو پہونچاتا ہے انکو کہ ان میں ہوتے ہیں پھر اٹھائے جاوینگے موافق عملون اپنے کے اور ایک نسخہ صحیح میں خبث ساتھ
پیش خ اور جزم ب کے ہے یعنے فواحش اور فسوق کے یا معنے دونوں کے ایک ہیں شرح ع (وعن ابی عامر او ابی مالک الاشعری قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول لیکونن من امتی اقوام یستحلون الخز والحریر والخمر والمعازف ولینزلن اقوام الی جنب علم یروح علیہم سارحۃ لہم یاتیہم رجل لحاجۃ فیقولون ارجع
الینا غدا فیبیتہم اللہ ویضع العلم ویمسخ آخرین قردۃ وخنازیر الی یوم القیامۃ رواہ البخاری وفی بعض نسخ المصابیح الحر بالحاء والراء المھملتین وھو تصحیف وانما ھو
بالخاء والزاء المعجمتین نص علیہ الحمیدی وابن الاثیر فی ھذا الحدیث وفی کتاب الحمیدی عن البخاری وکذا فی شرحہ للخطابی تروح علیہم سارحۃ لہم یاتیہم لحاجۃ)
اور روایت ہے ابی عامر سے یا ابی مالک اشعری سے کہ کہا ابو عامر نے یا ابو مالک نے کہ سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے البتہ ہونگی میری امت
میں سے کتنی ایک قومیں کہ حلال کرینگی خز کو اور ریشمی کپڑے کو اور شراب کو اور باجون کو اور البتہ اترینگی قومیں یعنے ان میں سے بیچ پہلو پہاڑ بلند کے یعنے ہوگی منزل
اور مقام انکا بیچ جگہ مشہور اور نمایان کے کہ گدا اور محتاج سب انکے دیکھنے کو آوینگے اور حاجتیں اپنی طلب کرینگے رات کے وقت آوینگے انپر مواشی انکے کہ چرنے کو گئے
تھے پیٹ بھرے اور پر شیر لاویگا انکو چرانے والا انکا آویگا انکے پاس ایک مرد سبب حاجت کے یعنے ایک سائل آویگا کہ مواشی کے دودھ سے محفوظ ہووے
پس کہینگے وے یعنے بقصد رد سوال اسکے کہ پھر آ طرف ہمارے کل کو پس راتون رات بھیجیگا انپر اللہ تعالے عذاب اور رکھدیگا اور ڈالیگا پہاڑ کو یعنے اوپر بعضون
انکے کہ ہلاک ہوجاوینگے نیچے پہاڑ کے اس طرح کہ باقی نہ رہیگا انسے کچھ اثر اور مسخ کریگا اللہ تعالے بعضون کو ان میں سے یعنے کر دیگا بصورت بندر اور سور کے
قیامت تک یعنے باقی رہینگے اسی صورت پر قیامت تک یا باقی رہیگا یہ عذاب ان قومون پر کہ یہ عمل کرینگے روز قیامت تک اور بیچ بعضے نسخون مصابیح کے بجاے
الخز کے الحر ہے ساتھ مہملتین کے یعنے ساتھ ح مہملہ اور ر کے واقع ہوا ہے اور معنے حر کے ساتھ زبر ح اور تخفیف ر کے فرج عورت کی ہے کہ مراد اس سے زنا ہے اور یہ واقع ہونا
الحر ساتھ مہملتین کے غلط ہے اور خطا کرنا بیچ صورت خطی کے ہے کہ بعضے راویوں سے واقع ہوا اور نہیں ہے یہ لفظ مگر الخز ساتھ خ معجمہ کے اور ز معجمہ کے تصریح کی اس معنے پر
حمیدی اور ابن اثیر نے اس حدیث میں اور واقع ہے بیچ کتاب حمیدی کے بخاری سے اور اسطرح واقع ہوا بیچ شرح بخاری کے کہ خطابی کی ہے تروح علیہم سارحۃ لہم یاتیہم لحاجۃ
ف یا ابی مالک اشعری سے یعنے شک و تردد کیا ہے بخاری نے بیچ روایت اس حدیث کے کہ ابی عامر اشعری سے ہے کہ وہ چچا ہے ابو موسے اشعری کا اور صحابی ہیں

ابا مالک اشعری ہے یہ کہ اسکو اشجعی بھی کہتے ہیں وہ بھی صحابی مشہور ہیں اور شک وتردد راوی میں موجب طعن کا حدیث میں نہیں ہو کیونکہ صحابہ سب عادل وثقہ ہیں جس سے کہ نتیجہ
ہو گی اور خز ساتھ خ معجمہ اور زا مشددہ کے نام ایک کپڑے کا ہے کہ زمان قدیم میں پشم اور ریشم کا بنا جاتا تھا اور وہ مباح ہے اور صحابہ اور تابعین اسکو پہنتے تھے پس نہی اسکی بسبب
مشابہ ہونے کے ساتھ عجم کے اور بسبب زینت اسکے کے لباس اہل تنعم و اسراف کا اور اب جو خز متعارف ہے وہ خود حرام ہے اسلیے کہ تمام ریشم ہی سے بنا جاتا ہے اور یہ حدیث محمول اسپر ہو
اور اس طرح کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں نہ تھا اس یہ حدیث بسبب خبر دینے غیب کے معجزات سے ہے اور اس تقدیر پر مطلقا حریر کا خز پر عطف تعمیم بعد تخصیص
سے ہوگا اور معازف ساتھ زا کے جمع عود اور طنبور اور مانند انکے کے ہے جمع عزف یا معزف کی کہ ساتھ زیر میم اور زبر زا معجمہ کے ہے اور عزف اور معزف اصل میں بمعنی آواز جن کے
ہے اور گھنٹے کے کہ سنا جاتا ہے جنگل میں شب کو اور بمعنی آواز ہوا کے بھی آیا ہے کذا فی القاموس اور یستحلون معنی یہ ہیں کہ گنیں گے ان حرام چیزوں کو حلال ساتھ وارد کرنے شبہات اور دلائل
واہیہ کے جیسے کہ بعضے ہمارے علما سے ذکر کیا ہے کہ حریر وہ پہننا حرام ہے کہ متصل ہو بدن کے یعنی ابرہ حریر کا ہو تو حرام نہیں اور بہت سے امرا اور عوام کو جب کہا جاتا ہے کہ پہننا
حریر کا حرام ہے تو کہتے ہیں کہ اگر حریر حرام ہوتا تو پہنتے اسکو قاضی اور علما اور اسی سبب سے پہنتے ہیں یہی حلال جاننے حرام کے اور اسی طرح بعضے علما کو تعلق ساتھ مزامیر کے ہے کہ بعضا
اسکا طبل رکھتا ہے اور روایت کی ابن ابی الدنیا نے بیچ ذم الملاہی کے اور بعض نے فرامیر کے انس سے مرفوعا لیکونن فی ہذہ الامۃ خسف وقذف ومسخ وذلک اذا شربوا الخمر
واتخذوا القینات وضربوا بالمعازف یعنی جب کرینگے یہ چیزیں حلال جانکر تو ان بلاؤں مذکورہ میں گرفتار ہونگے اور تصریح کی ابن حزم نے [illegible] کے ساتھ قول
حمیدی اور ابن اثیر کی واسطے رد کرنے کے اس کی [illegible] گمان کیا ہے کہ صحیح البخاری ساتھ معلقین کے اور [illegible] ساتھ تعلیقین کے ہے اور اشارت ہے ساتھ قول اسکے کہ فی ہذا الحدیث
[illegible] ساتھ معلقین [illegible] کہ اس حدیث میں ہے کہ ابی داؤد وغیرہ نے روایت کی ہے چنانچہ طیبی اس حدیث کو لایا ہے اور اس حدیث میں کہ بخاری نے روایت کی ہے ساتھ تعلیقین کی ہے لیکن
شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ بخاری کی اکثر روایتوں میں ساتھ تعلیقین کے ہے اور اس تقدیر پر دونوں وجہیں صحیح ہیں واللہ اعلم اور تروح الخ ساتھ [illegible] کے تروح میں اور یاء
ساتھ رفع کے فاعل تروح اور یہ قرینہ ہے اسپر کہ سب [illegible] کہ پہلی روایت میں واقع ہوا ہے زائد ہے [illegible] حدیث کے اشارہ اسکا کیا
ہے اور اسی طرح ان دونوں کتابوں میں یاتیہم بحاجۃ واقع ہوا ہے بغیر ذکر رجل کے ساتھ تقدیم بحاجۃ کے رجل پر اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خسف و مسخ اس امت
بھی ہوگا جیسے کہ اگلی امتوں میں ہوا اور جس حدیثوں میں جو نفی اسکی آئی ہے تو وہ محمول ہے اوپر اول زمانہ اس امت کے اور اخیر زمانہ اس سے مستثنی ہے اور یا محمول ہے اوپر خسف
اور مسخ تمام امت کے یا بعض کے واللہ اعلم (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انزل اللہ بقوم عذابا اصاب العذاب من کان فیہم ثم بعثوا
علی اعمالہم متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کہ اتارتا ہے اللہ کسی قوم پر عذاب پہنچتا ہے وہ عذاب کسی کو کہ
ہو درمیان انکے یعنی صالح اور غیر صالح کو اسی طرح جاری ہے سنت الہی بعضے گناہوں میں اور کبھی نگاہ بھی رکھتا ہے صالح کو غیر صالحوں میں سے پھر اٹھائے جاوینگے وہ
عملوں اپنے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی اگرچہ دنیا میں عذاب میں سب شامل ہوتے ہیں لیکن آخرت میں ہر ایک موافق عمل اپنے کے جزا دیا جاویگا اگر نیک ہے
اچھی جزا دیا جاویگا اور اگر برا ہے بری جزا دیا جاویگا ع (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبعث کل عبد علی ما مات علیہ رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر
سے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھایا جاویگا ہر بندہ روز قیامت کے اوپر اس حال اور صفت کے کہ مرا ہے اسپر نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی ایمان پر
یا کفر پر طاعت پر یا معصیت پر ذکر پر یا غفلت پر پس اعتبار خاتمہ کا ہے کہ دیکھیے آخر کیا حال گذرے جیسے کہ کہا ہے کسی نے [illegible] ہے کس را
نہ دانست کہ آخر بچہ حالت گذرد ولیکن بعضے عارفین نے کہا ہے کہ جب کسی کو ملکہ یاد داشت اور حضور کا حاصل ہو [illegible]
موت کے اور غلبہ بیماری اور بیتابی دل کے اختلاف و فتور انکے استحضار میں [illegible] ضرر نہیں رکھتا بعد از مفارقت روح کے [illegible] حال [illegible]
ملکہ ذکر کا بہم پہونچانا اور حاصل کرنا چاہیے وباللہ التوفیق ع الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رأیت
مثل النار نام ہاربہا ولا مثل الجنۃ نام طالبہا رواہ الترمذی) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں دیکھا میں نے [illegible]

آگ دوزخ کی یعنی شدت ہول میں کہ سوتا ہے بھاگنے والا اُس سے اور نہیں دیکھا میں نے مانند بہشت کے یعنی بہشت و سرور میں کہ سوتا ہے طالب کرنے والا اُسکا نقل کی
یہ ترمذی نے ف بھاگنے والا اگر کوئی شیر دشمن قوی کے سے بھاگتا ہے سوتا نہیں اور غافل نہیں ہوتا بھاگتا ہے جتنا کہ ہو سکتا ہے مگر یہ عجب بات ہے کہ آگ دوزخ کی کہ ساتھ
اس شدت اور شناعت کے درپیش ہے اور لوگ بھاگتے ہیں اس سے غفلت کرتے ہیں اور کوشش نہیں کرتے اور اگر بھاگتے بھی ہیں تو عین بھاگنے میں سوتے ہیں اور غافل
ہوتے ہیں اور بھاگنا آگ دوزخ سے ساتھ ترک کرنے گناہوں کے اور لازم کرنے طاعتوں کے ہوتا ہے اور طلب کرنے والا یعنی اگر کوئی طالب کسی محبوب چیز کا ہوتا ہے
غافل نہیں ہوتا اُس سے اور سستی اور تساہل نہیں کرتا اُسکے طلب کرنے میں اور دوڑتا ہے اُسکے پانے کے لیے جتنا کہ ہو سکتا ہے مگر بہشت کہ باوجود تمام خوبی اور راحت کے
کہ اُس میں ہے آدمی اُسکی طلب میں نہیں دوڑتا اور اُسکو نہیں پاتا اور دوڑنا بہشت کی طرف اور پانا اُسکا ساتھ کرنے طاعات کے اور بچنے کے گناہوں سے ہوتا ہے (وعن
اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ السَّمَآءُ وَحُقَّ لَهَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا فِیْهَا مَوْضِعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَ
مَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْاَرُوْنَ اِلَی اللّٰهِ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ
یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَةً تُعْضَدُ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے ابی ذر سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں اُس چیز کو کہ نہیں
دیکھتے تم یعنی علامتیں قیامت کی اور نشانیاں صنعت الٰہی کی اور صفات قہریہ اللہ تعالیٰ کی اور سنتا ہوں میں اُس چیز کو کہ نہیں سنتے تم یعنی اخبار و اسرار احوال
آخرت کے اور ہولیں قیامت اور شدت عذاب دوزخ کی آواز کرتا ہے آسمان اور لائق ہے اُسکو یہ کہ آواز کرے کچھ بیان کیا سبب اُسکا کہ سبب کثرت ملائکہ کی ہے قسم ہے اُس ذات کی
کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں آسمان میں جگہ چار انگشت کی مگر کہ فرشتے رکھے ہوئے ہیں پیشانی اپنی درحالیکہ سجدہ کرنے والے ہیں واسطے اللہ کے قسم ہے خدا کی اگر جانو تم جو
چیز کہ جانتا ہوں میں البتہ ہنسو تم کم اور روؤ تم بہت اور نہ لذت حاصل کرو ساتھ عورتوں کے بچھونوں پر اور البتہ نکلو تم طرف جنگلوں کے نالہ و فریاد کرتے ہوئے طرف اللہ
کے یعنی جیسے کہ شان غمگینوں کی اور غم سے تنگ آنے والوں کی ہے کہ گھر سے نکل جاتے ہیں اور سرگشتہ ہوتے ہیں تا کہ دل سے کھلا اور دل ٹھکانے ہو کہا ابوذر نے یعنی بعد از روایت
کرنے اس حدیث کے از راہ دردناکی اور حسرت کے اے کاش ہوتا میں درخت کہ کاٹا جاتا نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ف اطّ آواز پالان اور زین کی یعنی چرچر بولنا
اور نالہ کرنا اونٹ کے نیچے کا تعب سے اور آواز نالہ کرنے آسمان کی چنانچہ سوق حدیث میں ظاہر ہے بسبب کثرت اور ازدحام ملائکہ کے اور بوجہ اُنکے کہ جیسے کجاوہ اور سواری
کا نیچے بوجھ سواری کے مشقت سے آواز کرتا ہے اور ممکن ہے کہ نالہ کرنا اُسکا خوف پروردگار تعالیٰ سے ہو اور جبکہ آسمان باوجود اسکے کہ جماد ہے اور محل ملائکہ مقدسہ کا ہے خوف
الٰہی سے نالہ کرے آدمی کہ جان رکھتا ہے اور آلودہ گناہوں میں ہے لائق تر ہے کہ نالہ و گریہ کرے اور یہ معنے مناسب تر ہیں ساتھ مقصود کے جیسے کہ نہیں پوشیدہ ہے یہ بات اور
رکھے ہوئے ہیں الخ یعنی تابعدار ہیں تا کہ شامل ہو اُسکو کہ کہا گیا ہے کہ بعضے فرشتے قیام میں ہیں اور بعضے رکوع میں اور بعضے سجود میں یا خاص کیا ہو اُسکو ساتھ ایک آسمان
کے آسمانوں میں سے واللہ اعلم اور صعدات جمع صعد بضمتین کی ہے کہ جمع صعید کی ہے بمعنے روئے زمین کے جیسے کہ طرقات جمع طرق کی وہ جمع ہے طریق کی اور تجأرون جأر تحقیق
تا آلودہ گناہوں میں اور اُٹھا میں جیسے کہ درخت کو کاٹ ڈالتے ہیں اور جاتا رہتا ہے ایسے ہی میں بھی ہوتا اور مثل ان آرزوؤں دردناک کے اور بڑے بڑے صحابہ سے کہتے
آئے ہیں کہ ایک نے کہا کاش کہ میں بکری ہوتا کہ اُسکو ذبح کر کر کھا جاتے ہیں دوسرے نے کہا اے کاش پرندہ ہوتا کہ جہاں چاہتا ہے چلا جاتا ہے اور کچھ تکلیف اُسپر نہیں اور سب
ایسے تھے کہ بشارت پائی ہے انھوں نے جناب رسالت مآب سے بہشت کی اور عاقبت اُنکی بخیر ہے اوروں کو کیا کہیے اگرچہ وعدہ مخبر صادق کا ہے لیکن خوف درگاہ بے نیازی
کا کمر توڑے ڈالتا ہے ع (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ خَافَ اَدْلَجَ وَمَنْ اَدْلَجَ بَلَغَ الْمَنْزِلَ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ رَوَاهُ
التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ ڈرتا ہے یعنی غارت کرنے دشمن کے سے وقت سحر کے بھاگتا ہے اول ہی شب
یعنی تا کہ نجات پاوے دشمن سے اور جو شخص بھاگتا ہے اول شب پہونچتا ہے منزل کو آگاہ ہو تحقیق متاع اللہ کی مہنگی یعنی سوائے مول نفیس کے نہیں ہاتھ لگ سکتی
اور وہ دینا جان و مال کا ہے آگاہ ہو کہ متاع خدا کی بہشت ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف منزل کو یعنے مطلوب کو کہا طیبی نے کہ یہ مثل بیان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

سالک آخرت کے کہ شیطان اُسکی راہ پر لگا رہا ہے اور نفس اور آرزوئیں باطلہ مددگار اُسکے ہیں پس اگر ہوشیار رہو اپنے چلنے میں اور خالص کیا نیت کو اپنے عمل میں امن میں
ہوا شیطان سے اور اُسکے مکر سے والا بار تا ہے وہ راہ اُسکی اپنے مددگاروں کو ہمراہ لیکر پس رہنمائی کی حضرت نے طرف اُسکے کہ چلنا راہ آخرت کا دشوار ہے اور حاصل کرنا آخرت
کا مشکل ہے نہیں حاصل ہوتی تھوڑی سی سعی سے پس فرمایا آگاہ ہو الخ اور اخیر جملہ کے معنے یہ ہیں کہ مول اللہ کی متاع یعنے جنت کا اعمال نیک ہیں کہ جسکی طرف اشارہ کیا
اللہ تعالیٰ نے والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا اور فرمایا ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ ج (وعن انس عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال یقول اللہ جل ذکرہ اخرجوا من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام رواہ الترمذی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے انس رض سے اُنہنے
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ بزرگ ہے ذکر اُسکا یعنے روز قیامت کے فرشتوں کو کہ متعین دوزخ پر ہیں
نکالو آگ میں سے اس شخص کو کہ یاد کیا ہے مجکو یعنے بشرط ہونے اُسکے کے مومن مخلص ایک دن یعنے ایک وقت یا ڈرا ہے مجھسے کسی جگہ نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے
بیچ کتاب بعث ونشور کے قولہ او خافنی الخ یعنے بیچ کرنے گناہ کے گناہوں میں جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واما من خاف مقام ربہ ونہی النفس عن الہوی فان الجنۃ ہی المأوی
کہا طیبی نے کہ مراد ذکر سے اخلاص اور وہ ایک جاننا اللہ کا ہے خالص دل سے اور صدق نیت سے والا تمام کافر ذکر کرتے ہیں اللہ کا زبان سے نہ دل سے چنانچہ دلالت کرتا ہے
اسپر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ دخل الجنۃ اور مراد خوف سے باز رکھنا اعضا کا ہے گناہوں سے اور لگا رکھنا اُنکا طاعات میں والا
وہ حدیث نفس وسوسہ اور ایسی حرکت ہے کہ نہیں نام رکھا جاتا اُسکا خوف اور یہ وقتی ہے ایک سبب ہولناک کے ہوتا ہے اور جب غائب ہوتا ہے وہ سبب نظر سے تو پھرتا ہے
دل طرف غفلت کے کہا فضیل نے کہ جب کہا جاوے تجکو کہ کیا ڈرتا ہے اللہ سے تو سکوت کر اسلیے کہ اگر کہا تو نے نہیں تو کافر ہوا اور اگر کہا ہاں جھوٹ بولا تو اشارہ کیا ساتھ
اُسکے طرف اس خوف کے کہ وہ باز رکھتا ہے اعضا کو گناہوں سے اور اس میں بشارت ہے کہ جس مسلمان نے ایک بار از راہ خلوص کے خدا کو یاد کیا اور ایک وقت اُسکے قلب ڈرا
سے ڈرا آخر کو عذاب دوزخ سے اُسکو نجات ہے اور اگر چاہے اللہ تعالیٰ تو اُسکو دوزخ ہی میں نہ لیجاوے اور اول ہی سے بہشت میں لیجاوے یغفر لمن یشاء ویعذب
من یشاء صفت اُسکی ہے شرح (وعن عائشۃ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ہذہ الآیۃ والذین یؤتون ما آتوا وقلوبہم وجلۃ اہم الذین یشربون الخمر
ویسرقون قال لا یا ابنۃ الصدیق ولکنہم الذین یصومون ویصلون ویتصدقون وہم یخافون ان لا یقبل منہم اولئک الذین یسارعون فی الخیرات رواہ الترمذی وابن ماجہ)
اور روایت ہے حضرت عائشہ رض سے کہ پوچھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلب اس آیت کے سے اور وہ لوگ کہ دیتے ہیں وہ چیز کہ دیتے ہیں یعنے
زکوۃ اور صدقات سے اور دل اُنکے لرزاں و ترساں ہیں یعنے بخوف اسکے کہ نہ قبول ہو اُن سے اور نہ واقع ہو بوجہ لائق کے اور ماخوذ ہوں اس سے کیا یہ لوگ وہ ہیں کہ شراب
پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں یعنے اسلیے کہ ڈرنا عذاب سے کام گنہگاروں کا ہے فرمایا آنحضرت نے نہ اے بیٹی صدیق کی یہ لوگ نہیں ہیں کہ شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے
ہیں ولیکن یہ وہ لوگ ہیں کہ روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور باوجود اسکے وہ ڈرتے ہیں کہ مقبول نہو اُنسے بدلیل اسکے کہ آخر اس آیت میں
فرمایا کہ وہ شتابی کرتے ہیں نیکیوں میں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف یعنے نہایت رغبت کرتے ہیں طاعات میں اور دوڑتے ہیں طرف اُنکے پس نہیں صحیح ہے یہ کہ
حمل کیجاوے شراب کے پینے پر اور چوری کرنے پر اور تمام سیئات پر اور آیت مذکورہ میں بعد لفظ وجلۃ کے یہ ہے انہم الی ربہم راجعون اولئک یسارعون فی الخیرات وہم
لہا سابقون اور جاننا چاہیے کہ اس آیت میں دو قرائتیں ہیں قرات قرا سبعہ کی یؤتون ہے ساتھ پیش ی کے فعل مضارع ایتاء سے اور آتوا ساتھ مد ہمزہ کے فعل ماضی
اُسی سے ہے اور اعطاء یعنے عطا یعنے دینے کے جیسے کہ معنے اسکے بیان کیے گئے اور قرات دوسری شاذہ ہے یاتون ما اتوا مشتق اتیان سے یعنے کارنیکی اور معنے اسکے
یہ ہیں کہ وہ لوگ کہ کرتے ہیں جو کچھ کرتے ہیں اور دل اُنکے ترساں ہیں اور سوال عائشہ رض کا ساتھ اس قرات کے مناسب تر ہے لیکن مصابیح کے نسخوں میں بھی اوپر لفظ
قرات اول کے واقع ہوا اور ظاہر یہ ہے کہ اوپر لفظ قرات دوسری کے ہو طیبی نے تفسیر زجاج کشاف سے نقل کیا ہے کہتا ہوں میں مراد قرات شاذہ سے کہ منسوب
ہے طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ہے کہ کرتے ہیں وہ چیز کہ کرتے ہیں قسم طاعات سے نہ وہ مراد ہے کہ گمان کیا عائشہ رض نے کہ مراد اُس سے یہ ہے کہ کرتے ہیں وہ چیز

کرتے ہین قسم معصیت سے اور مراد انسے ہی خیر و شر سے واسطے مطابق ہونے انکے کے ساتھ قول حق سبحانہ کے اولئک یسارعون فی الخیرات بس الذین یعمرون الخ تفسیر ہے قول اللہ تعالیٰ کی والذین یاتون ما اتوا بموجب دونون قراءتون کے نہایت یہ کہ ہر ایک مین ان دونون مین سے ایک طرح کی تغلیب ہے بس ظاہر آیت مشہورہ کا متعلق ہے ساتھ عبادت مالیہ کے جیسے کہ شاذہ متعلق ہے ساتھ طاعت بدنیہ کے علاوہ یہ کہ قرات مشہورہ جو ہے ممکن ہے کہ کہا جاوے اسکی تفسیر مین کہ دیتے ہین اپنے نفسون سے وہ چیز کہ دیتے ہین قسم طاعات سے اور نکالتے ہین نفسون سے قسم طاعات سے بس شامل ہوگی دونون طرح کی عبادتون کو ح (و عن اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ ثُلُثَا اللَّیْلِ قَامَ فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اُذْکُرُوا اللّٰہَ اُذْکُرُوا اللّٰہَ جَاءَتِ الرَّاجِفَۃُ تَتْبَعُھَا الرَّادِفَۃُ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ جَاءَ الْمَوْتُ بِمَا فِیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت جاتی دو تہائی رات اٹھتے یعنے نماز تہجد کے لیے پس فرماتے اے لوگو یاد کرو اللہ کو یعنے ساتھ وحدانیت و ذات اسکی کے اور تمام صفتون اسکی کے یاد کرو اللہ کو یعنے عذاب و ثواب اسکا تاکہ ہو تم درمیان خوف و رجا کے اور ان لوگون مین سے کہ حق مین فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تتجافی جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا و طمعا آیا زلزلہ یعنے نفخہ پہلا کہ قیامت ساتھ اسکے قائم ہوگی اور سب مرجاوینگے پیچھے آتا ہے اسکے پیچھے آنے والا یعنے نفخہ دوسرا کہ ساتھ اسکے سب زندہ ہونگے اور اٹھینگے قبرون سے غرض یاد دلانا قیامت کا ہے تا باعث ہو نیک اور ذکر خدا پر آئی موت ساتھ ان احوال کے کہ اس مین ہین آئی موت ساتھ ان احوال کے کہ اس مین ہین یعنے جو چیزین کہ وقت موت کے اور بعد اسکے واقع ہوتی ہین نقل کی یہ ترمذی نے ف اے لوگو مراد انسے وہ لوگ ہین کہ جو سوتے تھے اور غافل تھے ذکر اللہ سے انکو جگایا حضرت نے تاکہ مشغول ہو وین تم ذکر اللہ مین اور تہجد اور اس مین اشارہ ہے طرف مستحب ہونے قیام کے تہائی رات اخیر مین اور ایک نسخہ مین اذکروا اللہ تین بار ہے یعنے یاد کرو اسکی نعمتون اور حسین و عذر کو اور آیا زلزلہ اس مین اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے یوم ترجف الراجفۃ الخ اور جاءت صیغہ ماضی کا لاے واسطے تحقیق وقوع اسکے کے پس گویا کہ وہ آچکا اور مراد یہ ہے کہ قریب ہے تا اسکا پس تیاری کرو واسطے حاصل ہونے امر اسکے کے اور اس مین اشارہ ہے اسپر کہ سونا حکم موت کا رکھتا ہے کہ اثر نفخہ پہلے کا ہے اور جاگنا حکم دوسرے نفخہ کا رکھتا ہے اور یہ دونون نشان قیامت کے اور یاد دلانے والے اسکے مین ح ع (وعن اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوۃٍ فَرَاَی النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا اَرٰی اَلْمَوْتِ فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَنَا بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَّاَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَتَّسِعُ لَہٗ مَدَّ بَصَرِہٖ وَیُفْتَحُ لَہٗ بَابٌ اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْکَافِرُ قَالَ لَہُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَّلَا اَھْلًا اَمَا اِنْ کُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی ظَھْرِیْ اِلَیَّ فَاِذْ وُلِّیْتُکَ الْیَوْمَ وَصِرْتَ اِلَیَّ فَسَتَرٰی صَنِیْعِیْ بِکَ قَالَ فَیَلْتَئِمُ عَلَیْہِ حَتّٰی تَلْتَقِیَ عَلَیْہِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِہٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَھَا فِیْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَیُقَیَّضُ لَہٗ سَبْعُوْنَ تِنِّیْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْھَا نَفَخَ فِی الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَیْئًا مَّا بَقِیَتِ الدُّنْیَا فَیَنْھَشْنَہٗ وَیَخْدِشْنَہٗ حَتّٰی یُفْضٰی بِہٖ اِلَی الْحِسَابِ قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ اَوْ حُفْرَۃٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا انہنے کہ نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ادا کرنے نماز کے پس دیکھا لوگون کو گویا کہ وہ ہنستے ہین فرمایا آگاہ ہو وے یعنے خواب غفلت سے کہ باعث ہے ہنسنے کا تحقیق تم اگر بہت کرو ذکر کاٹنے والی لذتون کا تو البتہ باز رکھے تمکو اس چیز سے کہ دیکھتا ہون مین یعنے ہنسنے سے اور کلام اہل غفلت سے مراد کاٹنے والی لذتون کے سے موت ہے پس بہت رکھو ذکر کاٹنے والی لذتون کا کہ موت ہے پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہین آتا قبر پر کوئی دن یعنے وقت و زمانہ مگر کہ بولتی ہے یعنے ساتھ زبان قال کے یا زبان حال کے پس کہتی ہے کہ مین ہون گھر غربت کا یعنے دوری کا کہ جو شخص آیا اپنون سے اور آشناؤن سے اور اپنے گھر سے دور پڑا پس رہ تو دنیا مین گویا کہ تو غریب ہے اور مین ہون گھر تنہائی کا یعنے بس نہین نفع دیگی مگر توحید واحد قہار کی اور مین ہون گھر خاک کا یعنے اصل ہر زندہ کی ہے جسکا مرجع مٹی ہو لائق ہے کہ رہے مسکین خاک نشین تاکہ نہ فوت ہووے اس سے جو مناسب اسکے ہے اور مین ہون گھر کیڑون کا اور جس وقت کہ دفن کیا جاتا ہے بندہ مومن کہتی ہے اسکو قبر یعنے جیسے کہ کہتے ہین مہمان عزیز کو کہ آیا تو مکان فراخ مین اور اپنے جگہ

ہیں آگاہ ہو تحقیق تھا تو بہت پیارا نزدیک میرے اُن شخصوں میں سے کہ چلتے ہیں مجھ پر پس اسوقت کہ قادر اور حاکم کی گئی میں تجھ پر آج کے دن اور ہوا تو مقہور و مجبور طرف میرے پس نزدیک ہے کہ دیکھے گا تو نیکی کرنی میری ساتھ تیرے یعنے ساتھ فراخی کرنے کے فرمایا حضرت نے پس فراخ ہو جاتی ہے قبر اوس بندہ کے لیے آخر معلوم ہوتی ہے اسکی نظر میں مقدار درازی چوڑائی اسکی کی یعنے جہان تک کہ نظر کار کرتی ہے اور کھولا جاتا ہے اُسکے لیے ایک دروازہ طرف بہشت کے یعنے اور دیکھتا ہے اُس میں جگہ اپنی اور آتی ہے اُس میں سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبوئیں اور ٹھنڈی اور تازہ ہوتی ہیں آنکھیں اسکی بسبب دیکھنے حور اور قصور اور نہروں اور درختوں اور میووں اسکے کے اور جس وقت کہ دفن کیا جاتا ہے بندہ فاسق یعنے کافر یا کہا کافر کہتی ہے اُسکو قبر یعنے جیسے کہ ناآشنا اور بن بلائے ہوئے کو کہتے ہیں نہ آیا تو مکان فراخ میں اور نہ اپنی جگہ میں خبردار ہو تحقیق تھا تو بہت دشمن نزدیک میرے اُن شخصوں میں سے کہ چلتے ہیں مجھ پر اسوقت کہ قادر و حاکم کی گئی میں تجھ پر آج کے دن اور ہوا تو مقہور و مجبور طرف میرے پس دیکھے گا تو برائی کرنی میری ساتھ تیرے یعنے فرمایا حضرت نے پس ملتی ہے قبر اُسپر یہانتک کہ مختلف ہوتی ہیں پسلیاں اسکی یعنے در آتی ہیں بعضی بعضوں میں کہا ابو سعید نے اور اشارہ کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے واسطے دکھانے صورت اختلاف پسلیوں کے ساتھ انگلیوں اپنی کے پس داخل کیں بعضی انگلیاں اندر بعضوں کے فرمایا حضرت نے کہ تعین کیے جاتے ہیں واسطے اُس کافر کے ستر اژدہے اگر ایک ان میں سے پھنکار مارے زمین میں تو نہ اگاوے زمین کچھ یہانتک کہ باقی رہے دنیا پس کاٹتے ہیں اُسکو اور نوچتے ہیں اسکو یہانتک کہ پہونچایا جاوے اس بندہ کو طرف حساب کے یعنے روز قیامت تک کہا ابو سعید نے اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ قبر ایک باغ ہے باغوں جنت کے سے یا گڑھا ہے گڑھوں آگ کے سے نقل کی یہ ترمذی نے ف بہت کرو ذکر کاٹنے والی لذتوں کا یعنے موت کا اسلیے کہ یاد کرنا موت کا زندہ کرتا ہے غافل کے دل کو چنانچہ شیخ عارف باللہ مولانا نور الدین علی متقی رکھتے تھے ایک تختی کہ لکھا ہوا تھا اسپر لفظ موت کا اور اسکو انکا دستہ مرید کی گردن میں تاکہ وہ جانتا رہے کہ موت قریب ہے پس کم کرے آرزو اور بہت کرے عمل اور بعضے نیکوں سے منقول ہے کہ لکھ رکھتے تھے اپنے امراض میں سے یہ کہ لکھا رہے ہمیشہ پیچھے آنکھوں کے اور کہتا رہے الموت الموت تاکہ ہووے اسکی بیماری کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کی حکمت حکم کرنے کی ساتھ بہت یاد کرنے موت کے ساتھ قول اپنے فانہ لم یات اور نہیں ہوں تجھکو نہیں لائق ہے کہ یہ بہت وقت تمہارا استعمال اللذات کے قسم کھانے کی چیزوں اور پینے کی چیزوں سے اسلیے کہ انجام کار انکا فنا ہے اور نہیں نفع دیتا اس جگہ مگر عمل صالح پس قبر صندوق ہے عمل کا کہا ہے بعضوں نے کہ پیدا ہوتے کیڑے جو بوسے اور کھا جاتے ہیں اعضا کو پھر کھاتا ہے بعض انکا بعض کو یہانتک کہ باقی رہتا ہے ایک کیڑا پھر وہ بھی مرجاتا ہے بسبب بھوک کے اور مستثنیٰ ہیں اس سے انبیا شہدا اور اولیا اسلیے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے شہدا کے حق میں ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم اور علما باعمل کو تعبیر کیا ہے جنکو اولیا کر روشنائی انکی افضل ہے شہیدوں کے خون سے اور بندہ فاسق مراد ہے اُس سے فرد اکمل کہ وہ کافر ہے بسبب قرینہ مقابلہ اسکے کے کہ کہا بندہ مومن اور بسبب قول قبر کے کہ تھا تو بہت دشمن نزدیک میرے اُن میں سے کہ چلتے تھے مجھ پر اور اس قبیل سے ہے قول اللہ تعالیٰ کا افمن کان مومنا کمن کان فاسقا اور جاری ہوئی ہے عادت کتاب و سنت کی اوپر بیان کرنے حکم فریقین کے بیچ دارین کے اور سکوت کرنا حال سے فاسق کے واسطے پردہ پوشی اسکی کے ہے یا اسلیے کہ ہو درمیان خوف و رجا کے نہ واسطے ثابت کرنے ایک مرتبہ کے درمیان دو مرتبوں کے جیسے کہ وہم کیا ہے معتزلہ نے اور ستر اژدہا احتمال ہے اس میں تحدید کا اور تکثیر کا اور مؤید ہے دوسرے احتمال کی ایک اور روایت بیچ مقدمہ عذاب کافر کے قبر میں کہ مسلط ہونگے اسپر ایک کم سو اژدہا

ع وعن ابی جحیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ہود واخواتہا رواہ الترمذی اور روایت ہے ابی جحیفہ سے کہا انہوں نے کہ عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ تحقیق بوڑھے ہوگئے تم یعنے ظاہر ہوئے آپ پر آثار ضعف کے پہلے پہونچنے بڑی عمر کے فرمایا بوڑھا کر دیا مجھکو سورہ ہود نے اور بہنوں اسکی نے نقل کیا یہ ترمذی نے ف یعنے جو سورتیں مانند اسکے ہیں کہ جن میں ذکر قیامت کا اور عذاب کا ہے بسبب انکے مضمون کے غم ہوتا ہے مجکو امت کی طرف سے کہ دیکھیے کیا حال ہو انکا اور اس غم کے مارے یہ حال ہو گیا ہے میرا ع وعن ابن عباس قال قال ابو بکر یا رسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ہود والواقعۃ والمرسلات

یَتَسَاءَلُونَ وَإِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ تحقیق بوڑھے ہوگئے آپ فرمایا بوڑھا کر دیا مجھکو سورہ ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے یعنی اور مانند انکے کہ جن میں ذکر قیامت کا اور احوال اسکا ہی نقل کی یہ ترمذی نے (وَذُكِرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَلِجُ النَّارَ فِي كِتَابِ الْجِهَادِ) اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی لا یلج النار بیچ کتاب جہاد کے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری

(عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُونَ أَعْمَالًا هِيَ أَدَقُّ فِي أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعْرِ كُنَّا نَعُدُّهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوبِقَاتِ يَعْنِي الْمُهْلِكَاتِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہا تحقیق تم کرتے ہو عمل کہ وہ باریک تر ہیں بیچ آنکھوں تمہاری کے بال سے یعنی ہیں وہ بڑے نفس الامر میں اور تم چھوٹا اور حقیر جانتے ہو انکو اور شمار کرتے تھے ہم انکو وہاں سے اور انکے کرنے سے نہیں ڈرتے تھے ہم گنتے انکو آنحضرت کے زمانے میں موبقات سے یعنی ہلاک کرنے والوں میں سے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِيَّاكِ وَمُحَقَّرَاتِ الذُّنُوبِ فَإِنَّ لَهَا مِنَ اللَّهِ طَالِبًا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ دور رکھ تو اپنے تئیں ان گناہوں سے کہ حقیر اور چھوٹا جانا جاتا ہے انکو اسلیے کہ ان گناہوں کے لیے خدا تعالے کی طرف سے ایک طالب ہے نقل کی یہ ابن ماجہ اور دارمی اور بیہقی نے شعب الایمان میں ف یعنی ایک طرح کا عذاب ہے کہ عذاب دیتا ہے اسکو پس گویا کہ وہ طلب کرتا ہے اسکو طلب کرنا نہیں پھر سکتا اسکو پس انکا طالب ہونا تو بیچ تعظیم کے ہے یعنی طالب ہوتا ہے پس نہیں لائق ہے کہ غافل رہے اسلیے کہ اکثر لوگ باعث ہیں کرنے والے انکو کہ ترک کرتے ہیں انکا ساتھ توجہ کے اور نہ التفات کرتے ہیں انکی طرف ساتھ ڈرنے کے اور غافل ہیں کہ تحقیق ہو صغیرہ ساتھ اصرار کے اور کبیرہ صغیرہ بہ نسبت عظمت اور کبریائی اللہ تعالے کے کبیرہ ہے اور تھوڑا سا بھی اس میں سے بہت ہے اور اسی لیے کبھی عفو فرما دیتا ہے اللہ تعالے کبیرہ کو اور عذاب کرتا ہے صغیرہ پر جیسے کہ مستفاد ہوتا ہے قول اللہ سے ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اور اسپر قول اللہ تعالی کا ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم پس اسکے معنی یہ ہوں کہ گناہ تمہارے صغیرہ ہیں واسطے تمہارے کبیرہ اکفر کے لیکن مشروط ہے بچنے تمہارے کے کبائر سے جیسے کہ معتزلہ کہتے ہیں واللہ اعلم اور ایک اور روایت میں آیا ہے کہ بچاؤ تم اپنے تئیں چھوٹے گناہوں سے اسلیے کہ مثال حقیر گناہوں کی مانند مثال ایک قوم کے ہے کہ اتری وادی کے اندر پس لایا وہ ایک لکڑی اور لایا وہ ایک لکڑی یہاں تک کہ پکائی انہوں نے روٹی اپنی اور یا شبہ حقیر گناہ پر جب مواخذہ کرتا ہے اللہ تعالے اسکے کرنے والے کو ہلاک کر دیتا ہے وہ اسکو نقل کی یہ احمد وطبرانی نے (وَعَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ هَلْ تَدْرِي مَا قَالَ أَبِي لِأَبِيكَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّ أَبِي قَالَ لِأَبِيكَ يَا أَبَا مُوسَى هَلْ يَسُرُّكَ أَنَّ إِسْلَامَنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِجْرَتَنَا مَعَهُ وَجِهَادَنَا مَعَهُ وَعَمَلَنَا كُلَّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقَالَ أَبُوكَ لِأَبِي لَا وَاللَّهِ قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيرًا وَأَسْلَمَ عَلَى أَيْدِينَا بَشَرٌ كَثِيرٌ وَإِنَّا لَنَرْجُو ذَلِكَ قَالَ أَبِي لَكِنِّي أَنَا وَالَّذِي نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْءٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ فَقُلْتُ إِنَّ أَبَاكَ وَاللَّهِ كَانَ خَيْرًا مِنْ أَبِي رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابی بردہ بن ابی موسی اشعری سے کہ وہ بیٹے ہیں ابی موسی کے اور تابعین میں سے ہیں کہا کہ واسطے میرے عبداللہ بن عمر نے کیا جانتا ہے تو کہ کیا کہا باپ میرے نے واسطے باپ تیرے کے کہا ابو بردہ نے کہ کہا میں نے نہیں جانتا میں کہا عبداللہ نے پس تحقیق باپ میرے نے کہا واسطے باپ تیرے کے یعنی ابی موسی کے اے ابی موسی کیا خوش کرتا ہے تجھکو یہ کہ اسلام ہمارا ساتھ حضرت کے اور ہجرت ہماری ساتھ انکے اور جہاد ہمارا ساتھ انکے اور عمل ہمارا سب یعنی نماز اور روزے اور زکوۃ اور حج اور مانند انکے ساتھ انکے ثابت اور باقی رہیں واسطے ہمارے اور یہ کہ جو عمل کیے اور ہم نے بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات پاویں اور خلاص ہو ویں ہم انسے برابر سر بسر کہا باپ تیرے نے واسطے باپ میرے کے یوں نہیں ہو قسم ہے خدا کی تحقیق جہاد کیا ہم نے بعد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نماز پڑھی ہم نے اور روزے رکھے ہم نے اور عمل کیے بہت نیک عمل یعنی صدقات وغیرہ اور مسلمان ہوئے ہمارے ہاتھ پر یعنی سبب ہمارے بہت آدمی اور تحقیق ہم البتہ توقع رکھتے ہیں اسکی یعنی ثواب ان چیزوں کا کہ ذکر کی گئی کہا باپ میرے نے یعنی اسلام و ہجرت وغیرہ کے کہا باپ میرے نے یعنی حضرت عمر نے لیکن میں قسم ہے اس ذات کی

اعمال عمر کی اُسکے ہاتھ میں ہی البتہ دوست رکھتا ہوں یہ کہ وہ عمل کہ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہیں میں نے ثابت اور باقی رہیں واسطے ہمارے اور یہ جو
کچھ کیا ہم نے پیچھے آنحضرت کے نجات پاویں اُنسے برابر سر بسر پس کہا میں نے ابن عمر کو کہ تحقیق باپ تمہارا بہتر تھا میرے باپ سے نقل کی یہ بخاری نے
ف۔ یہ برابر سر بسر یعنے نفع اسکا ہمکو پہونچے اور نہ ضرر اسکا ہم پر پہنچے اور نہ موجب ثواب کا ہو اور نہ سبب عذاب کا یعنے اگر موجب ثواب کا نہو بارے سبب عذاب کا بھی نہو
طاعت ناقص ما موجب غفران نشود بس راضیم گر علت عصیان نشود اور اگر وہ عمل کہ بیچ ساتھ برکت اور نورانیت صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
کیے ہیں اور گمان انکی قبولیت کا رکھتے ہیں باقی رہیں تو نہایت سعادت اور وہ عمل کہ بعد آنحضرت کے کیے ہیں یعنی وہ خالی خرابی سے نہیں اگر سر بسر گذر جاوے تو بھی
غنیمت ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ تابع اسیر تبوع کا ہے صحت میں اور فساد میں بیچ اعتقاد اور اخلاص کے علم و عمل میں کیا نہیں دیکھتا ہے تو کہ صحت بیاسے نماز مقتدی
کی اوپر صحت نماز امام کے ہے اور اسی طرح فساد اسکا اور نہیں شک ہے بیچ حصول کمال کے اور حصول صحت اعمال کے بیچ حالت ملازمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
اور بعد آنحضرت کے جو لاحق ہیں واقع ہوئی ہیں خالی ہیں نہیں تغیرات سے اور فساد و حالات سے جیسے کہ خبر دی بعض صحابہ نے وقت وفات آنحضرت کے کہ ہمنے ہاتھ اپنے ہی سے
جھاڑے تھے اور ہنوز مشغول دفن ہی میں تھے کہ اپنے دلوں کو برا پایا یعنے بسبب ظلمت کے کہ پیدا ہوئی پیچھے آفتاب وجود حضرت کے سے ایسی بڑی غفلت ہوئی کہ بیان
سے باہر ہے ان طاعات و عبادات میں اور یہ بات نسبت جلیل القدر صحابہ کے تھی اور جو کہ بعد انکے ہیں پس طاعات انکی کہ بھری ہوئی عجب اور غرور اور ریا وغیرہ میں انکا
کیا ٹھکانا ہے مگر یہ کہ فضل کرے اللہ ساتھ رحمت و عین عنایت اپنی کے کہ لاحق کرے بدکاروں کو ساتھ نیکوکاروں کے بلکہ کہا ہے بعض عارفین نے کہ معصیت کہ باعث
ذلت و حقارت کی ہو بہتر ہے اس طاعت سے کہ لازم کرے عجب و تکبر کو اور اخیر جملے سے مراد یہ ہے کہ جب تیرا باپ باوجود اتنے اعمال و فضائل کے مقام خوف و دہشت میں
ہے تو بہتر ہوا میرے باپ سے اور مقام اسکا اعلے ہوگا یا مراد یہ ہے کہ تعجب کرتا ہے کہ باوجود اسکے کہ تیرا باپ بہتر ہے میرے باپ سے یہ کچھ ڈرتا ہے پس معلوم ہوتا ہے کہ کار
نازک ہے۔ ف ح (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امرنی ربی بتسع خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ وکلمۃ العدل فی الغضب والرضا والقصد
فی الفقر والغنا وان اصل من قطعنی واعطی من حرمنی واعفو عمن ظلمنی وان یکون صمتی فکرا ونطقی ذکرا ونظری عبرۃ وامر بالعرف وقیل بالمعروف رواہ رزین) اور
روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حکم کیا مجھکو رب میرے نے ساتھ نو چیزوں کے ایک تو ڈرنا اللہ سے پوشیدہ اور ظاہر میں یعنے
دل اور جسم کے یا خلوت و جلوت میں اور دوسرے بات راست و درست کہنی کہ حد اعتدال سے تجاوز نکرے بیچ حالت غصہ اور رضا کے یعنے آدمی راضی ہوتا ہے
کسی سے تو تعریف کرتا ہے اسکی اور اچھا کہتا ہے اسکو اور عیب اسکا ڈھانکتا ہے اور جب غصہ میں آتا ہے تو برخلاف اسکے کرتا ہے چاہیے کہ دونوں حال میں یکسان رہے اور
تیسرے میانہ روی بیچ فقر و غنا کے یعنے رزق بقدر کفایت کے ہو نہ فقر ہو اور نہ غنا یا یہ مراد ہے کہ دونوں حالتوں میں اوپر طریقہ اعتدال کے مستقیم ہو یعنے فقر میں
اور جزع فزع نکرے اور غنا میں تکبر اور سرکشی اور علو اختیار کرے اور چوتھے یہ کہ ملاپ رکھوں میں یعنے سلوک کروں اُس سے کہ کاٹے مجھسے یعنے اگر کوئی ناتے دار مجھسے
انقطاع و بے سلوکی کرے تو میں اُس سے سلوک و احسان ہی کروں یہ نہایت حلم و تواضع ہے پانچویں یہ کہ دوں میں اسکو کہ محروم رکھے مجھکو اور چھٹے یہ کہ درگذر کروں میں
یعنے باوجود قدرت بدلہ لینے کے اُس سے کہ ظلم کرے مجھپر اور ساتویں یہ کہ ہو چپ رہنا میرا فکر یعنے جب چپ رہوں تو فکر کروں بیچ اسرار اور صفات اور مصنوعات
اور معانی آیات اللہ تعالے کے اور آٹھویں یہ کہ ہو بولنا میرا ذکر یعنے جب بات کروں تو ذکر خدائے تعالے کا کروں میں قسم تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور توحید اور تلاوت
کتاب اللہ اور نصیحت بندوں اسکے سے اور نویں یہ کہ ہو نظر میری عبرت یعنے جب نظر مخلوقات میں کروں تو بوجہ عبرت اور ہوشیاری کے کروں میں نہ ساتھ جہل و
غفلت کے اور حکم کیا پروردگار میرے نے کہ حکم کروں میں ساتھ نیکی کے اور روایت کی گئی ہے ساتھ معروف کے نقل کی یہ رزین نے ف یعنے ایک روایت
میں بجائے بالعرف بالمعروف آیا ہے اور معنے دونوں کے ایک ہی ہیں یعنے اچھی بات کے اور نہی عن المنکر نہ ذکر کی اسلیے کہ امر بالمعروف دونوں کو شامل ہے یعنے اچھی بات
کے کرنیکو اور بری بات کے نکرنیکو اور یہ خصلتیں زیادہ ہیں نو خصلتوں مذکورہ سے کہ جامع ہے تمام بھلائیوں اور طاعات کو بیچ حقوق خلق و حق کے کہ بطریق اجمال کے بعد تفصیل کے ذکر کی ہیں

(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِنْ حَرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے عبداللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں کوئی بندہ مومن کہ نکلے اسکی آنکھوں سے آنسو اور اگرچہ ہو مانند سر مکھی کے یعنے تھوڑا سا بسبب خوف خدا کے پھر پہونچے آنسو اسکے اچھے منہ پر مگر حرام کریگا اسکو اللہ آگ پر نقل کی یہ ابن ماجہ نے باب تغیر الناس یعنے یہ باب ہے بیان تغیر و تبدیل لوگوں کے وقت تغیر کے معنے ہیں ایک حال سے اور حال پر پہونچ جانا اور مراد تغیر حال لوگوں کا ہے اُس حالت سے کہ زمانہ نبوت میں تھے لوگ مستقیم تھے طریقہ دین پر اور التزام تھا احکام سنت کا اور تبع تھے حق کے اور بے رغبت تھے دنیا سے اور نفرت رکھتے تھے زرق و برق دنیا پر کہ وہ مال و منال اور خدم و حشم ہے اور ثابت تھے اعمال پسندیدہ اور صفات حمیدہ اور اخلاق عظیمہ پر اور پاکیزہ دل اور صفائے باطن رکھتے تھے اور اخیر زمانہ میں احوال برخلاف اسکے ہوگا (ج) الفصل الاول فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا النَّاسُ كَالْاِبِلِ الْمِائَةِ لَا تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہیں آدمی مگر بیچ اختلاف احوال اپنے کے اور تغیر صفات اپنے کے مگر مانند سو اونٹوں کے نہیں قریب ہے کہ پاوے تو اے مخاطب اُن میں ایک قابل سواری کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے قوت راحلہ اُس اونٹ کو کہتے ہیں کہ توانا ہو سفر کرنے پر اور بوجھ اٹھانے پر اور حرف تے اُسمیں مبالغہ کیلیے ہے اور معنے یہ ہیں کہ آدمی بہت ہیں جیسے اونٹ بہت سے ہوتے ہیں لیکن اونٹوں میں لائق سواری کے کم ہوتے ہیں اسی طرح سے آدمیوں میں بھی کام کے آدمی کہ قابل صحبت نبی کے ہوں اور حق صحبت بجالاویں اور مددگار ہوں پیغمبر کے انکے درمیان میں بہت کم ہیں بعضے کہتے ہیں کہ مراد اُسنے آدمی اخیر زمانہ کے ہیں کہ بعد قرون ثلثہ کے کہ نیک ہیں ہوں سے پیدا ہونگے اور حق یہ ہے کہ حاجت اس قید کی نہیں ہے احتمال رکھتا ہے کہ مسلمان کامل اُس زمانہ میں بھی کم ہوں حاصل یہ کہ آدمی نیک ساتھ تمام صفات پسندیدہ کے تمام زمانوں میں کم تھے اور اخیر زمانہ میں بہت ہی کم اور فضیلت اور بھلائی ان تین قرنوں کی بہ نسبت اُن کے کہ بعد انکے آئے باقی ہے باعتبار کثرت و قلت کے درج اور ذکر کرنا سو کا واسطے تکثیر کے ہے نہ واسطے تحدید کے پس وجود عالم باعمل مخلص کا قبیلہ کیمیا کی سے ہے چنانچہ اسیلیے بعضے ارباب حال کہتے ہیں کہ یہ زمانہ قحط الرجال کا ہے اور منقول ہے کہ حضرت سہل تستری نکلے مسجد سے اور دیکھا انھوں نے بہت سے لوگوں کو اندر مسجد کے اور باہر اسکے پس کہا کہ اہل لا الہ الا اللہ بہت ہیں اور مخلص اُن میں تھوڑے سے ہیں اور حق سبحانہ تعالے نے آگاہ کیا اس معنی پر کئی آیتوں میں ایک اُن میں سے یہ ہے وقلیل من عبادی الشکور اور فرمایا الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم (ج) (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْهُمْ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ پیروی کروگے تم طریقوں اور عادتوں اُن لوگوں کی کہ پہلے تمسے تھے بالشت ساتھ بالشت کے اور ہاتھ ساتھ ہاتھ کے مراد ہے اس سے موافقت اور مطابقت یعنے متابعت اگلوں کی جمیع وجوہ سے یہانتک کہ اگر گھسے ہونگے وہ سوراخ گوہ کے میں کہ وہ بہت تنگ اور برا ہوتا ہے تو پیروی کروگے تم انکی عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ وہ کہ پہلے تمسے تھے اور مشابہت کرینگے ہم انکی وہ یہود و نصاری ہیں فرمایا آنحضرت نے اگر وہ یہود و نصاری نہیں ہیں تو اور کون ہیں یعنے ظاہر ہے کہ مراد یہود و نصاری ہی ہیں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے سنن ساتھ پیش سین کے جمع سنت کی ہے یعنے طریقہ کے نیک ہو یا بد اور مراد یہاں طریقہ اہل ہوا و بدعت کا ہے کہ نکالا انھوں نے اپنے دلوں سے بعد انبیاء اپنے کے کہ تغیر کیا دین کو اور بدل ڈالا کتاب کو اور بعضے نسخوں میں سنن ساتھ زبر سین کے ہے یعنے طریقہ انکا (ج) (وَعَنْ مِرْدَاسٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے مرداس اسلمی سے کہ کہا فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جاتے رہینگے یعنے مرتے جاوینگے نیکبخت اول پس اول یعنے ایک بعد دوسرے کے اور ہر ایک کو اول کہا اسلیے کہ جب اول گذر گیا وہ کہ بعد اسکے ہے اول ہوا بہ نسبت باقی کے اور باقی رہینگے بد اور تباہ کار اور نابکار مانند بھوسی جو کے یا کھجور کے نہیں پروا کریگا انکی اللہ پروا کرنا یعنے کچھ قدر و اعتبار نہیں کریگا انکی نقل کی یہ بخاری نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَشَتْ اُمَّتِي الْمُطَيْطِيَاءَ وَخَدَمَهُمْ اَبْنَاءُ الْمُلُوْكِ اَبْنَاءُ فَارِسَ

وَالرُّوْمِ سَلَّطَ اللّٰهُ شِرَارَهَا عَلٰی خِيَارِهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ اور روایت ہے ابن عمرؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت چلیگی امت میری
چلنا تکبر کا اور خدمت کرینگے انکی بیٹے بادشاہون کے کہ بیٹے فارس اور روم کے ہین یعنے ولایتین اونکے شہر فتح کرینگے اور اولاد فارس و روم کو بندی کرینگے اور خدمت
کروینگے اور بادشاہ اور امرا انکے آگر چاکر ہونگے اور خدمت کرینگے مسلط کریگا اللہ تعالے امت کے بدون کو انکے نیکون پر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث
غریب ہے ف یعنے ظالمون کو مظلومون پر اور یہ حدیث دلیلون نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے ہے اسلیے کہ خبر دی حضرت نے غیب کی اور جو خبر حضرت
کی ہے موافق واقع کے ہوئی کہ جب شہر فارس اور روم کے فتح کیے اور لیے مال انکے اور بندی مین پکڑی اولاد انکی اور چاکری کروائی انکے اور دولت نوکری ہوئی مسلط
کیا پروردگار تعالے نے حضرت عثمانؓ کے قتل کرنے والون کو انپر اور مسلط کیا بنی امیہ کو بنی ہاشم پر اور کیا انھون نے جو کچھ کہ کیا اور لفظ مطیطا ساتھ ضم میم کے
اور زبر طا کے ممدود و مقصور اترانے ہونے اور ہاتھ لٹکے ہوے چلنا اور مط کھینچنا ابرو اور رخسارہ کا تکبر سے اور مطیطا بیچ قاموس اور صحاح اور صراح کے اور بیچ
نسخون صحیح مشکوۃ کے اور حواشی اور شروح انکی کے ساتھ ایک ی کے درمیان دو طا کے ہی دوسری بعد از دوسری طا کے نہین ہے اور بیچ مجمع البحار کے اور بیچ
حواشی کتاب کے بھی لکھا ہے کہ نزدیک بعض کے ساتھ حذف ی کے بعد از طا دوسری کے روایت ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتھ اثبات ی کے بعد از طا دوسری
کے بھی ہو بلکہ ارجح ہے واللہ اعلم ترجمہ ح ع وَعَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتُلُوْا إِمَامَكُمْ وَتَجْتَلِدُوْا بِأَسْيَافِكُمْ وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ رَوَاهُ
التِّرْمِذِيُّ اور روایت ہے حذیفہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ قتل کروگے تم اپنے امام کو یعنے خلیفہ یا سلطان
کو اور مار وگے تم ایک دوسرے کو ساتھ تلوارون اپنی کے اور یہانتک کہ وارث اور مالک اور متصرف ہونگے دنیا تمھاری کے جو کہ تمھارے بیچ ملک اور سلطنت
ظالمون کے ہاتھ آویگی اور کار و بار خلائق کا بیچ قبضہ اقتدار بدون اور فاسقون کے پڑیگا نقل کی یہ ترمذی نے ح ع وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا
تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْيَا لُكَعُ بْنُ لُكَعٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ اور روایت ہے اسی حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ نہین قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ہو بہرہ مندتر ین لوگونکا دنیا مین ساتھ کثرت مال کے اور منصب اور جاہ کے لئیم اور احمق بیٹا احمق کا کہ احوال اسکا
سیرت نیک نرکھے نقل کی یہ ترمذی نے اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین ح ع وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَالَ إِنَّا لَجُلُوْسٌ مَعَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَاطَّلَعَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ مَا عَلَيْهِ إِلَّا بُرْدَةٌ لَهُ مَرْقُوْعَةٌ بِفَرْوٍ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى لِلَّذِيْ كَانَ فِيْهِ مِنَ النِّعْمَةِ
وَالَّذِيْ هُوَ فِيْهِ الْيَوْمَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرٰى وَسَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ
الْكَعْبَةُ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مِنَّا الْيَوْمَ نَتَفَرَّغُ لِلْعِبَادَةِ وَنُكْفَى الْمُؤْنَةَ قَالَ لَا أَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اور روایت ہے محمد بن کعب قرظی سے
کہ کہا حدیث کی مجکو اس شخص نے کہ سنا علیؓ ابن ابی طالب سے کہ کہا علیؓ نے تحقیق تھے ہم بیٹھے ہوے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مسجد مین یعنے مسجد
مدینہ مین یا مسجد قبا مین پس آئے ہمپر مصعب بیٹے عمیر کے اس حال مین کہ نہ تھی انکے بدن پر مگر چادر انکی پیوندی ہوئی ساتھ ٹکڑے چمڑے کے پس جب دیکھا اسکو رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے روئے بسبب اس امر کے کہ تھے یعنے پہلے اس دن کے بیچ نعمتون کے اور بسبب دیکھنے اس حال کے کہ اسمین ہے آج یعنے فقر و خستہ حالی
پھر فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے بطریق تعجب اور تحسر کے کیا حال ہوگا تمھارا جسوقت کہ صبح کو نکلیگا ایک تمھارا بیچ ایک جوڑے کے اور شام کو نکلیگا
بیچ ایک جوڑے کے یعنے کیا ہوگا حال تمھارا جسوقت کہ بہت ہونگے اموال تمھارے کہ اول روز ایک لباس پہنیگا اور آخر روز دوسرا بسبب نہایت تنعم کے اور رکھا
جاویگا آگے اسکے ایک پیالہ بڑا کھانیکا اور اٹھایا جاویگا دوسرا یعنے جیسی کہ شان تنعمین کی ہے اور یہ کنایہ ہے کثرت اقسام طعام سے کہ طرح بطرح کے طعام موجود ہونگے ایک
بعد دوسرے کے اور ڈھانکوگے تم اپنے گھرون کو یعنے اپنی دیوارون پر دیوار گیریان لگاؤگے بسبب زیادہ تنعم کے جیسے کہ ڈھانکا جاتا ہے کعبہ یعنے یہ کنایہ ہے تنعم اور
ترفہ اور اسراف سے بیچ لباس اور طعام اور مسکن کے پس کہا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ ہم اسدن کہ یہ حال رکھتے ہونگے بہتر ہونگے اس حال سے کہ آج رکھتے ہین

اسلیے کہ فارغ ہونگے تم کسب معیشت سے اور تردد رزق سے واسطے عبادت کے اور کفایت کیجاوینگے ہم محنت سے یعنے لونڈی غلام نوکر چاکر کام کاج کرینگے اور
ہم فراغت سے بندگی کرینگے فرمایا آنحضرت نے نہیں بلکہ تم اس روز میں بہتر ہو کہ آج کے دن بہتر ہو بنسبت اسدن کے نقل کی یہ ترمذی نے ف سیوطی
نے جمع الجوامع میں حضرت علی سے روایت کیا ہے کہ ایک روز مصعب بن عمیر آنحضرت کے پاس آئے اس حال میں کہ تھے بکری کی کھال کا اپنی کمر کو باندھا تھا پس
فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نگاہ کرو طرف اس شخص کے کہ روشن کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دل اسکا اور تحقیق دیکھا ہے میں نے اسکے ماں اور باپ کو کہ کھلاتے تھے
اسکو خوشتر کھانوں کا اور دیکھا تھا میں نے اسپر جوڑا [illegible] کا کہ دو سو درہم کو خریدا تھا اسکو پہنچایا محبت خدا اور رسول خدا کی نے اس حال کو کہ دیکھتے ہو
تم اور تھے مصعب ابن عمیر قریشی بزرگ اصحاب اور فضلاء صحابہ سے ہجرت کرکے مکہ سے آئے آنحضرت کے پاس اور تھے جاہلیت میں منعم ترین لوگوں سے کہ طعام و لباس بہتر
اور جب مسلمان ہوئے سب کچھ چھوڑا اور زہد اختیار کیا اور شہید ہوئے احد میں اور وقت شہادت کے چالیس برس کے تھے یا کچھ زیادہ اور ظاہر یہ سمجھا جاتا ہے کہ رونا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا بسبب رحم و شفقت کے مصعب پر کہ تھے عزیز اپنی قوم میں اور مستغرق تھے نعمت میں اور اب یہ حال ہوا لیکن اس بات کے
کچھ منافی ہو وہ ماجرا کہ واقع ہوا آنحضرت میں اور عمر میں جبکہ روئے عمر آنحضرت کو دیکھکر لیٹے ہوئے کھری چارپائی پر اور نشان پڑا ہوا تھا چارپائی کے بان کا
آنحضرت کے بدن مبارک پر اور یاد کیا عمر نے چین کسریٰ اور قیصر کا پس فرمایا آنحضرت نے انکو کہ تو اس مقام میں ہے اے عمر کیا نہیں راضی تو اس سے کہ انکے لیے
ہو دنیا اور ہمارے لیے ہو آخرت انتہیٰ پس اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جاوے رونا آنحضرت کا اس خوشی پر کہ پایا اپنی امت میں اختیار کرنا زہد کا دنیا میں اور متوجہ ہونا عقبیٰ
کی طرف یا محمول ہے رونا عمر پر بسبب نہونے ان چیزوں کے کہ مددگار ہیں عبادت کی مثل لباس ضروری وغیرہ کے واللہ اعلم اور مؤید ہے ہماری تاویل کا نقل کرنا
راوی کا قولہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف بکم اذا غدا الخ اور تم آج کے دن بہتر ہو الخ اسلیے کہ جو فقیر کہ اسکے پاس بقدر کفایت کے ہو بہتر ہے غنی سے اسلیے کہ غنی
مشغول رہتا ہے دنیا میں اور نہیں فارغ ہوتا عبادت کے لیے مثل اسکے کہ اسکے پاس بقدر کفایت کے ہے بسبب کثرت اشتغال کے ساتھ حاصل کرنے مال کے
پس حدیث صحیح دلالت کرتی ہے اوپر تفضیل فقیر صابر کے غنی شاکر پر پس جب حال غنا کا بنسبت صحابہ کے کہ وہ اقویا ہیں ایسا ہوا تو کیا حال ہوگا غیر انکے کا ضعفاء
میں سے اور مؤید ہے اسکے وہ حدیث کہ روایت کی ہے دیلمی نے فردوس میں ابن عمر سے بطریق مرفوع کے ما زویت الدنیا عن احد الا کانت خیرۃ له کہتا ہوں میں کہ لفظ
عن احد عام ہے پس کافر فقیر کا عذاب خفیف تر ہوگا بنسبت کافر غنی کے دوزخ میں پس جبکہ نفع دیا فقر نے فقیر کو اس دار فانی میں تو کیونکر نہ نفع دیگا مومن صابر کو
دار القرار میں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان الصابر فیھم علی دینه کالقابض علی الجمر رواہ الترمذی وقال ھذا
حدیث غریب اسنادا) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا آویگا لوگون پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا اس زمانہ کے لوگون میں اپنے دین پر یعنے اوپر نگاہ رکھنے امر دین
اپنے کے ساتھ ترک کرنے دنیا اپنی کے مانند مٹھی میں لینے والے انگارے کے ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے از راہ اسناد کے ف یعنے جیسے
پکڑنا انگارے کا اور صبر کرنا اسپر دشوار ہے ایسے ہی رکھنا دین کا اور ثابت مستقیم رہنا اسپر اخیر زمانہ میں مشکل ہے بسبب ظہور فسق کے اور غلبہ فساق کے اور قلت مددگارون اور
ہجوم فتنون کے اسپر (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان امراؤکم خیارکم واغنیاؤکم سمحاءکم وامورکم شوریٰ بینکم فظھر الارض خیر
لکم من بطنها واذا کان امراؤکم شرارکم واغنیاؤکم بخلاءکم وامورکم الی نسائکم فبطن الارض خیر لکم من ظهرها رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب) اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت کہ ہوں امیر تمھارے نیک تمھارے اور غنی تمھارے سخی تمھارے اور امور تمھارے آپس کے
مشورے سے ہوں یعنے مسلمان ایک رائے پر ہوں اور متفق ہوں آپس میں نہ مختلف پس پشت زمین یعنے ظاہر اسکا بہتر ہے تمھارے لیے پیٹ زمین کی سے یعنے
زندگی بہتر ہے موت سے اسلیے کہ تم عمل کروگے ساتھ اس چیز کے کہ کتاب و سنت میں ہے اور خوشحالی ہے اسکے لیے کہ دراز ہو عمر اسکی اور اچھے ہوں عمل اسکے اور جبکہ
ہوں امیر تمھارے بدتر تمھارے یعنے فاسق و ظالم اور دولتمند تمھارے بخیل تمھارے اور کام تمھارے سپرد ہوں طرف عورتوں کے پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمھارے لیے

پشت زمین سے پیٹ مرنا بہتر ہے جینے سے اسوقت میں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے اور طرف عورتوں کے حالانکہ وہ ناقصات عقل و دین ہیں اور
وارد ہوا ہے شاوروهن وخالفوهن اور وہ مرد بھی عورتوں ہی کے حکم میں ہیں کہ انکا سا حال رکھتے ہیں یعنے جن پر غالب ہے حب جاہ و مال اور نہیں جانتے اُس چیز کو
کہ اُس سے ضرر ہو دین میں اور نہیں جانتے وبال انجام کار کو اور ظاہر عبارت کا یہ تھا کہ کہا جاتا اور ہو امر تمہارا مختلف درمیان تمہارے جیسے کہ مقابل مشورہ کے
ہے پس یوں جو فرمایا گویا اشارہ ہے اسپر کہ اختلاف و تنازع اکثر از راہ متابعت عورتوں کے اور چلنے کے انکے کہے پر ہوتا ہے ٭ عن ثوبان قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم يوشك الامم ان تداعى عليكم كما تداعى الاكلة الى قصعتها فقال قائل ومن قلة نحن يومئذ قال بل انتم يومئذ كثير ولكنكم غثاء كغثاء
السيل ولينزعن الله من صدور عدوكم المهابة منكم وليقذفن في قلوبكم الوهن قال قائل يا رسول الله وما الوهن قال حب الدنيا وكراهية الموت رواه
ابو داود والبيهقي في دلائل النبوة اور روایت ہے ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہیں گروہ کفر و ضلالت کے کہ بلا دینگے بعضے
انکے بعضوں کو واسطے لڑنے اور کسر شوکت تمہاری کے جیسے کہ جمع ہوتی ہے جماعت طعام کھانے والی اور بلاتے ہیں بعضے انکے بعضوں کو طرف کاسہ طعام کے
کہ کھاتے ہیں اُس سے اور بے مانع اور مزاحم کے جمع ہوتے اور کھاتے ہیں یعنے اسی طرح وہ جماعت جمع ہوگی تمہپر اور ہلاک کرینگے تمکو اور غارت کرینگے اموال
تمہارے اور اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ تم انکے نزدیک مثل طعام کے ہوگے کہ نگلتے ہیں اور ہلاک کرتے ہیں اسکو کھانے والے [illegible]
اور غالب آنا انکا ہمپر بسبب کمی کے ہوگا کہ ہم کم ہونگے اسدن فرمایا حضرت نے کہ یہ بسبب کمی کے نہیں ہوگا بلکہ تم اسدن بہت ہوگے ولیکن تم مانند جھاگ کے
ہوگے کہ اوپر کنارہ نالے کے ہوتی ہیں یعنے قوت و شجاعت نہ ہوگی تم میں اور البتہ نکالیگا اللہ تعالی تمہارے دشمنوں کے سینوں میں سے ہیبت و رعب
تمہارا اور البتہ ڈالیگا تمہارے دلوں میں ضعف و سستی کہا کہنے والے نے یا رسول اللہ اور کیا ہے سبب پڑنے سستی کا ہمارے دلوں میں فرمایا کہ سبب پڑنے
سستی کا دل میں محبت دنیا کی اور ناخوش رکھنا موت کا یعنے جب زندگانی دنیا کو دوست رکھوگے اور موت کو ناخوش رکھوگے نہیں لڑ سکنے کے اور نامردی کروگے نقل
کی یہ ابوداود نے اور بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں ٭ الفصل الثالث فصل تیسری ٭ عن ابن عباس قال ما ظهر الغلول في قوم الا القى الله في قلوبهم الرعب
ولا فشا الزنا في قوم الا كثر فيهم الموت ولا نقص قوم المكيال والميزان الا قطع عنهم الرزق ولا حكم قوم بغير حق الا فشا فيهم الدم ولا ختر قوم بالعهد الا سلط عليهم
العدو رواه مالك روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا نہیں پیدا ہوئی خیانت کرنی غنیمت میں بیچ کسی قوم کے مگر کہ ڈالتا ہے اللہ تعالی انکے دلوں میں خوف اور نہ
اور نہیں پھیلتا زنا کسی قوم میں مگر کہ بہت ہوتی ہے اُن میں موت یعنے بسبب وبا کے یا طاعون کے یا موت علماء کے اور نہیں کم کرتی کوئی قوم پیمانہ اور ترازو کو یعنے
خیانت کرتے ہیں کیل و وزن میں اور مانند انکے میں جیسے گز اور گنتی وغیرہ مگر کہ موقوف کیا جاتا ہے انسے رزق یعنے حلال یا برکت اُس رزق کی کہ انکے ہاتھ میں ہے اور
نہیں حکم کرتی کوئی قوم یعنے حکام میں سے ناحق یعنے بغیر استحقاق کے یا بغیر علم کے بیچ احکام فاسد و لینے کے مگر کہ پھیلتی ہے درمیان انکے خونریزی یعنے وہ خونریزی
کہ باعث ہیں خونریزی کی اور نہیں توڑتی کوئی قوم عہد مگر کہ مسلط کیا جاتا ہے انپر دشمن کہ اللہ تعالی مسلط کرتا ہے اسکو نقل کی یہ مالک نے ٭ باب [illegible]
اور مشتملات پہلے باب کے ف اصول معتمدہ اور نسخوں صحیحہ میں تو اسی طرح ہے یعنے فقط لفظ باب کا ہے بغیر ترجمہ کے اور کہا ابن ملک نے باب فی ذکر الانذار والتحذیر
یعنے یہ باب ہے بیچ ذکر ڈرانے اور نصیحت کرنے کے ٭ الفصل الاول فصل پہلی ٭ عن عياض بن حمار المجاشعي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ذات
يوم في خطبته الا ان ربي امرني ان اعلمكم ما جهلتم مما علمني يومي هذا كل مال نحلته عبدا حلال واني خلقت عبادي حنفاء كلهم وانهم اتتهم الشياطين فاجتالتهم
عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي ما لم انزل به سلطانا وان الله نظر الى اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم الا بقايا من اهل الكتاب
وقال انما بعثتك لابتليك وابتلي بك وانزلت عليك كتابا لا يغسله الماء تقرؤه نائما ويقظان وان الله امرني ان احرق قريشا فقلت اذا يثلغوا راسي
فيدعوه خبزة قال استخرجهم كما اخرجوك واغزهم نغزك وانفق فسننفق عليك وابعث جيشا نبعث خمسة مثله وقاتل بمن اطاعك من عصاك رواه مسلم

روایت ہے عیاض بن حمار مجاشعی سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن اپنے خطبہ مین یعنی خطبہ معروفہ مین یا وعظ مین آگاہ ہو تحقیق رب میرے
نے حکم کیا مجھکو یہ کہ سکھلاؤن مین تمکو وہ چیز کہ نہین جانتے تم اسکو بعد ازان بیان کی وہ چیز ساتھ قول اپنے کے جملہ اُن چیزون مین کہ تعلیم کین مجھکو پروردگار میرے
نے اس دن مین کہ مین اسمین ہون یہ حکم ہی کہ فرمایا اللہ تعالے نے جو مال کہ دیا مین نے اسکو کسی بندے کو بندون مین سے حلال ہی یعنی جو مال بوجہ شرعی حاصل ہوا
حلال ہی کہ کوئی اسکو اپنی طرف سے حرام نہین کر سکتا جیسے کہ جاہلیت مین اونٹون کو اپنے پر حرام کر لیتے تھے اور یہ حکم کہ فرمایا اللہ تعالے نے کہ مین نے پیدا کیا اپنے
بندون کو مائل باطل سے طرف حق کے اور تحقیق آئے بندون کے پاس شیطان کہ لشکر ابلیس کے ہین اور احتمال رکھتا ہی کہ شامل ہو شیاطین انس کو بھی یعنی کہ
آیا ہو خواہ بہوا دانہ او بیہودہ انہ پس پھیرا انکو شیاطین نے اور دور ڈالا انکے دین سے اور حرام کی شیاطین نے اُنپر وہ چیز کہ حلال کی مین نے واسطے انکے یعنی کر
لیا حرام کیا حلال کو اپنے نفس پر اور حکم کیا شیاطین نے انکو یعنی وسوسہ مین ڈالا یہ کہ شرک کرین ساتھ میرے اُس چیز کو کہ نہین اُتاری مین نے ساتھ اسکے دلیل کہ جسپر
اُسکے غالب آوین یعنی بت کہ انکو پوجتے ہین اور کچھ دلیل وحجت انکے استحقاق عبادت پر نہین رکھتے اور یہ حکم آیا کہ تحقیق اللہ تعالے نے نظر کی طرف زمین والون
کے یعنی اور پایا انکو متفق شرک پر اور مستغرق گمراہی مین پس دشمن رکھا انکو عرب انکے کو اور عجم انکے کو یعنی دشمن رکھا انکو سبب بدکرداری اور بد اعتقادی انکی کے
اور متفق ہونے انکے کے قبل بعثت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شرک پر اور سبب کفر انکے کے کہ قوم موسی کا فر ہوئی ساتھ عیسی کے اور عبادت کی عزیر کی اور قوم عیسی قائل
ہوئی تین خدا ہونے کی یا اسکی کہ عیسی بیٹے اللہ کے ہین وغیرہ ذلک مگر ایک جماعت کو اہل کتاب سے کہ باقی اور ثابت رہے اوپر دین و ایمان کے ساتھ موسی اور عیسی علیہما
کے اور تحریف و تبدیل نکیا دین اور کتاب اپنی کو یہانتک کہ ایمان لائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور فرمایا اللہ تعالے نے کہ نہین بھیجا ہی مین نے تجھکو پیغمبر کر مگر اسلیے
کہ آزمایش کرون مین تجھکو کہ کیونکر صبر کرتا ہی تو اوپر ایذا دینے قوم اپنی کے تجھکو اور آزمایش کرون مین ساتھ تیرے یعنی تیری قوم کو کہ آیا ایمان لاتے ہین تجھپر یا کفر کرتے ہین
اور نازل کی مین نے تجھپر ایک کتاب کہ نہین دھوتا اور نہین مٹاتا اسکو پانی یعنی کاغذ کے لکھے کو پانی سے دھوئے تو مٹ جاتا ہی یہ ویسا نہین بلکہ محفوظ ہی نہ زوال پذیر
ہے یعنی قیامت تک دلون مین محفوظ ہی اور احکام اسکے باقی اور ہمیشہ جاری ہین پڑھتا ہی تو اسکو سوتے اور جاگتے ہین اور تحقیق اللہ تعالے نے حکم کیا مجھکو کہ جلاؤن
مین قریش کو یعنی ہلاک کرون مین انکے کفار کو ایسا کہ نابود ہون اور کچھ اثر نرہے انکا پس کہا مین نے اے پروردگار میرے اسوقت کچلینگے سر میرا پس کر دینگے
میرے سر کو مانند روٹی کے یعنی کر دینگے اسکو بسبب کچلنے کے چورا مانند روٹی کے مقصود یہ کہ مین اکیلا کیونکر عہدہ برا ہونگا اور انپر غالب آؤنگا لشکر میرا کم ہی اور بہت
فرمایا کہ نکال تو انکو انکے وطن سے اور پریشان کر انکو جیسے کہ نکالا انھون نے تجھکو اور جہاد کر انپر مہیا کرینگے ہم اسباب جہاد کا یعنی قوت بخشین گے اور غالب کرینگے تجھکو اور
اور خرچ کر اپنے لشکر کے لوگون پر اموال اور اگر نرکھتا ہوگا تو مال تو ہم دینگے اور ہم پہونچا دینگے اسکو تیرے پاس اور بھیج انپر لشکر بھیجینگے ہم پانچ مقدار لشکر غنیم کے جیسا کہ
روز بدر کے پانچ ہزار فرشتے واسطے مدد لشکر اسلام کے بھیجے اور مشرک اسدن ہزار تھے اور مسلمان تین سو اور لڑ ہمراہ لیکر انکو کہ فرمانبرداری کی ہی انھون نے تیری
اور ایمان لائے ہین تجھپر ساتھ ان لوگون کے کہ سرکشی کی ہی تجھسے اور فرمانبرداری نہین کی ہی تیری اور کافر ہین نقل کی یہ مسلم نے ف مائل باطل سے الخ یعنی مستعد
قبول حق وطاعت کے یہ اشارہ ہی فطرت اسلام کی طرف کہ آیا ہی کل مولود یولد علی فطرة الاسلام نہ مسلمان بالفعل یا مراد عہد اسلام کا ہی کہ روز میثاق کے کہا سبھون
نے بلے اقرار ربوبیت پروردگار تعالی کا کیا اگرچہ بعد اسکے شرک و اختلاف کیا اور سوتے اور جاگتے مین یعنی تجھکو ملکہ ہو گیا ہی ایسا کہ حاضر رہتا ہی قرآن تیرے ذہن مین
اور ملتفت رہتا ہی طرف اسکے نفس تیرا اغلب احوال مین پس نہین غافل ہوتا اُس سے سوتے اور جاگتے چنانچہ کہا جاتا ہی اسکو کہ قادر ہی ایک چیز پر اور ماہر ہی اسکا کہ کرتا ہی
اسکو سوتے مین کذا ذکر الطیبی خلاصہ یہ کہ قرآن تمہارے دل مین ہی حالت سوتے مین اور مین کہتا ہون کہ بنسبت قلب شریف کے حاجت اس تاویل کی نہین اسلیے
کہ حضرت کی آنکھین سوتی تھین اور دل نہین سوتا تھا اور بہت لوگ دیکھے گئے ہین کہ پڑھتے تھے وہ سوتے مین اور بعض تراس سے یہ منقول ہی کہ ایک شخص اپنے شیخ
سے دور قرآن کا کیا کرتا تھا دس دس آیتون کا وقت سحر کے جب شیخ کی وفات ہوئی تو مرید وقت سحر کے اپنی عادت پر آیا انکی قبر پر اور ارادہ کیا ورد پڑھنے کا

پس جب وہ آئین لپٹنے تمام کہیں تو اُسنے قبر میں سے آواز دی نیچے کی گئی کہ انھوں نے بھی پڑھیں وہ آئین اور چپ رہے اسی طرح حال رہا ایک مدت تک یہانتک
کہ بیان کیا مردنے یہ ماجرا کسی اپنے یار سے پس موقوف ہوئی یہ بات شرح ع (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَقَالَ اَرَاَيْتَكُمْ لَوْ اَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ اَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ اَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا
عَلَيْكَ اِلَّا صِدْقًا قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت
ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا اُنہوں نے جبکہ اُتری آیت ڈرا اپنے کنبے والے نزدیکیوں کو چڑھے پیغمبر خدا کوہ صفا پر کہ نزدیک خانہ کعبہ کے ہے پس شروع کیا پکارنا اے اولاد فہر کی
اے اولاد عدی کی واسطے فرقوں قریش کے یہانتک کہ جمع ہوئے یعنی فرقے قریش کے پس فرمایا کہ خبر دو مجھکو اگر خبر دوں میں تمکو یہ کہ ایک لشکر اُترا ہے بیچ جنگل کے
ارادہ رکھتا ہے کہ غارت کرے تمپر آیا سچا جانو گے تم مجھکو کہا اُنھوں نے ہاں اسلیے کہ نہیں تجربہ کیا ہمنے تمپر مگر سچ کا اور نہیں دیکھا ہمنے تمسے سوائے سچ کے فرمایا آنحضرتؐ
نے پس اگر سچا جانتے ہو مجھکو تو تحقیق میں خبر دیتا ہوں اور ڈراتا ہوں تمکو پہلے اُترنے عذاب سخت کے سے یعنی اگر ایمان نہ لاؤ گے مجھپر تو اُتریگا تمپر عذاب سخت
پس کہا ابولہب نے کہ چچا آنحضرتؐ کا تھا عبد العزی نام ہلاکت اور زیاں ہو تمکو تمام ایام میں کیا اسی بات کیلیے اکٹھا کیا تھا تونے ہمکو پس اُتری سورۃ
ہلاک اور زیان کار ہو جیو دونوں ہاتھ ابی لہب کے اور ہلاک ہوجیو بلکہ ہلاک ہی ہوئے بالفعل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فہر بطن ہے اور کہ وہ کم قبیلہ ہے قریش
قبیلہ ہے باپ انکا نضر بن کنانہ اور نیچے اسکے بطون اور افخاذ ہیں حاصل یہ ہے کہ قبیلہ بمنزلہ جنس کے ہے اور بطن بمنزلہ نوع کے اور فخذ بمنزلہ فصل کے اور کبھی استعارہ کیا جاتا
ہے بعض اُنکا واسطے بعض کے چنانچہ اسلیے بنی فہر باوجودیکہ قبیلہ ہے قریش سے اسکو بطن کہا اور وادی ایک جگہ معروف ہے قریب مکہ کے اور گویا کہ مراد ہے اُس سے
وادی کہ مشہور ہے ساتھ وادی فاطمہ کے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور ہلاک ہی ہوئے بالفعل بسبب گستاخی کہ کی ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کی اور مراد
ہاتھوں کے ہلاک ہونے سے ہلاک ہونا ذات اُسکی کا ہے مانند قول اللہ تعالی کے وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ یعنی نہ ڈالو اپنی ذاتوں کو ہلاکت میں اور بعضوں نے کہا
مراد دونوں ہاتھوں سے دنیا اور آخرت اُسکی ہے کہ دونوں جہان اُسکے ہلاک اور زیان کار ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ ہاتھوں کو خاص اسلیے ذکر کیا کہ جب آنحضرتؐ
نے ابولہب کو ڈرایا تو ابولہب نے پتھر اُٹھایا تا آنحضرتؐ پر پھینکے (وَفِيْ رِوَايَةٍ نَادٰى يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَاَى الْعَدُوَّ فَانْطَلَقَ يَرْبَاُ اَهْلَهُ فَخَشِيَ اَنْ
يَّسْبِقُوْهُ فَجَعَلَ يَهْتِفُ يَا صَبَاحَاهُ) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ندا کی آنحضرتؐ نے اور فرمایا اے بیٹو عبد مناف کے نہیں ہے حال اور قصہ میرا اور تمہارا
مگر مانند حال اور قصہ ایک شخص کے کہ دیکھا لشکر دشمن کا پس گیا وہ شخص نگہبانی اور دیدبانی کو واسطے اپنی قوم کی اور بچاوے اُنکو غدر و غارت دشمن کی سے پس ایک پہاڑ
اور بلندی پر چڑھے تا آواز اُسکی سنیں پس ڈرا وہ شخص کہ سبقت لیجاویں دشمن طرف اہل اسکی کے اور پہونچیں طرف قوم کے پہلے اسکے کہ پہونچے یہ طرف اُنکے پس شروع
کیا چلانا اور کہنا یا صباحاہ ف عبد مناف باپ ہاشم اور عبد شمس کا ہے اور مناف نام بت کا ہے اور لفظ یا صباحاہ ساتھ جزم ہ کے ایک کلمہ ہے واسطے فریاد کے ایک امر
وحشتناک سے کہتے ہیں اور اصل اسکی یہ ہے کہ اکثر غارت وقت صبح کے واقع ہوتی ہے پس فریاد کرتے ہیں صبح کو تا اُس سے آگاہ ہوں اور معنے یہ ہیں کہ اے قوم
بچو غارت کرنے سے ساتھ چلے جانے کے پہلے آنے دشمن کے پس گویا آنحضرتؐ نے فرمایا بچو اللہ کے عذاب سے ساتھ ایمان لانے کے پہلے اُترنے عذاب کے
ع (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ فَقَالَ يَا بَنِيْ كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ
النَّارِ يَا بَنِيْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ
مِنَ النَّارِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ يَا فَاطِمَةُ اَنْقِذِيْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ فَاِنِّيْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا رَوَاهُ مُسْلِمٌ)
اور روایت ہے ابی ہریرہؓ سے کہ کہا اُسنے یعنی یہ حدیث ساتھ اور الفاظ کے بھی آئی ہے ابوہریرہؓ سے کہ جب یہ آیت اُتری کہ ڈرا تو اپنے کنبے کو کہ بہت نزدیک ہیں
بلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پس جمع ہوئے پس تعمیم کی آنحضرتؐ نے پکارنے میں اور تخصیص کی یعنی پکارا اُنکو ساتھ نام جد بعید اُنکے کہ سب کو

خاص و شامل ہوا اور ساتھ نام ہر ایک قریب کے مخصوص ہو ساتھ بعض کے پھر بیان کی راوی نے کیفیت عموم خصوص کی کہ پس فرمایا اے اولاد کعب بن لوی کی خلاص
کرو اپنی جانوں کو آگ سے یعنی ایمان لاؤ اور کام نیک کرو کہ سبب انکے آگ دوزخ سے نجات پاؤ اے اولاد مرہ بن کعب کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ دوزخ
کی سے اے اولاد عبد شمس کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ دوزخ سے اے اولاد عبد مناف کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے اولاد ہاشم کی خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے اولاد عبد المطلب کی
خلاص کرو اپنی جانوں کو آگ سے اے زہرا فاطمہ خلاص کر اپنی جان کو آگ سے اسلیے کہ میں مالک نہیں ہوں تمہارے لیے عذاب خدا سے کسی چیز کا سوا اسکے کہ
واسطے تمہارے حق رحم اور قرابت کا ہے کہ تر کرتا ہوں میں اسکو ساتھ تری اسکی کے یعنی اور ساتھ پانی صلہ اور احسان کے سمجھتا ہوں میں حرارت اور خشکی احتیاج
انکی کو نقل کی یہ مسلم نے ف لوی ساتھ پیش لام کے اور زبر ہمزہ کے اور کبھی بدل کیا جاتا ہے ہمزہ واو سے اور ساتھ ی مشددہ کے نام ہے انکے جد اعلی کا ہے اور وہ بیٹا
غالب بن فہر کا ہے اور مرہ ساتھ پیش میم کے اور تشدید رے کے باپ ہے قبیلہ کا قریش میں سے اور عبد مناف باپ عبد شمس سے اور باپ اسکا ہے اور باپ ہاشم کا
اور روایت میں ذکر اسکا نہیں واقع ہوا اور بنی ہاشم الخ اس میں ہیں چچا آنحضرت کے اور بیٹے چچا کے سبب داخل ہوئے اور ڈرانا اس حد کو پہونچایا کہ اولاد شریف
کو بھی ڈرایا اور فاطمہ زہرا کہ جگر گوشہ حضرت کی اور سیدۃ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی انپر حرام ہوئی انکو بھی داخل اس ڈرانے کے کیا اور میں نہیں مالک ہوں
الخ یعنی میں نہیں قادر اسپر کہ دفع کروں تجھسے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی اگر ارادہ کرے اللہ عذاب دینا تمہارا اور یہ فرمایا آنحضرت نے اللہ تعالی کی اس
آیت سے قل فمن یملک لکم من اللہ شیئا ان اراد بکم ضرا او اراد بکم نفعا بلکہ فرمایا اللہ تعالی نے قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ اور ساتھ تری انکی
کے یعنی ساتھ صلہ انکے کے اور ساتھ احسان کرنے کے انکے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ میں قرابتیوں سے احسان کرتا ہوں اور ظلم و ضرر انسے دفع کرتا ہوں اور نہایہ میں
لکھا ہے کہ بلال جمع بلل کی ہے یعنی تری کے اور عرب اطلاق کرتے ہیں تری کو سلوک اور احسان کرنے پر جیسے کہ اطلاق کرتے ہیں یبس کو قطع کرنے پر اسلیے کہ جب انہوں
نے دیکھا کہ بعضی چیزیں پیوستہ ہوتی ہیں ساتھ تری کے اور حاصل ہوتا ہے انمیں تفرق ساتھ یبس کے استعارہ کیا انہوں نے بلل کو واسطے معنے وصل کے اور یبس
کو واسطے معنے قطع کرنے کے اور اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے اس میں والافضیلت ان ذکر میں ہیں سے اور داخل ہونا انکا بہشت میں اور شفاعت
انکی سب کی گنہگاران امت کے لیے چاہیے اقربا حضرت کے لیے حدیثوں صحیح سے ثابت ہے اور باوجود اسکے خوف انکی بے پروائی کا باقی ہے اور یہ مقام مقتضی
تھا اس حال کا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیثیں فضیلت اور شفاعت کی بعد اسکے وارد ہوئی ہوں غرض کہ حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اسکو شرح اور فی الحدیث المتفق علیہ
قال یا معشر قریش اشتروا انفسکم لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا و یا صفیۃ
عمۃ رسول اللہ لا اغنی عنک من اللہ شیئا و یا فاطمۃ بنت محمد سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا اور یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ بخاری اور مسلم
نے اسکو روایت کیا ہے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے اے گروہ قریش کے خرید و اپنی جانوں کو یعنی خلاص کرو انکو آگ سے ساتھ ایمان کے اور ترک کرنے کفران
نعمت کے اور ساتھ طاعت اور فرمانبرداری کے نہیں دفع کرسکتا میں تمسے عذاب اللہ سے کچھ اے اولاد عبد مناف کے نہیں دور کرسکتا میں تمسے اللہ کے عذاب
سے کچھ اے عباس بیٹے عبد المطلب کے نہیں دور کرسکتا میں تجھسے عذاب اللہ سے کچھ اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ کی نہیں دور کرسکتا میں تجھسے اللہ کا عذاب کچھ اور
اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھسے جو چاہے میرے مال سے نہیں دور کرسکتا میں تجھسے اللہ کا عذاب کچھ ف آہین یعنے کلام کرتے ہیں کہ حضرت کے پاس مال کہاں
تھا جو فرمایا کہ مانگ مجھسے میرے مال میں سے یہ بات کچھ نہیں رد کرتی ہے اسکو یہ آیت ووجدک عائلا فاغنی یعنے اور پایا تجکو محتاج پس غنی کردیا تجکو یعنے ساتھ
مال خدیجہ کے سبب قول مفسرین کے اور اسکے اطلاق مال کا تھوڑے اور بہت دونوں پر ہوتا ہے پس کہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت کے پاس بالکل
مال نہ تھا اور باوجود اسکے یہ عبارت جو مال بالفعل پر تقاضا نہیں کرتی شاید یہ مراد ہو کہ اگر کچھ مال میری ملک میں ہوگا طلب کرنا لیکن نجات آخرت میری ملک
میں نہیں شرح الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتی ہذہ امۃ مرحومۃ لیس علیہا عذاب فی الآخرۃ

عذابہا فی الدنیا الفتن والزلازل والقتل رواہ ابوداؤد) روایت ہے ابی موسیٰ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ امت میری یہ امت ہی اچھی
حاضر فی الدنیا مرحوم ہے یعنے اسپر رحمت حق زیادہ ہے بہ نسبت اور امتون کے بسبب ہونے نبی انکے کے رحمۃ للعالمین نہین اسپر عذاب آخرت مین عذاب اسکا دنیا
مین فتنے اور زلزلے اور قتل ہے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف یعنے ناحق اور نہین اسپر عذاب یعنے شدید بلکہ عذاب انکا یہ ہے کہ سزا انکے اعمال کی دنیا مین ساتھ محنتون
اور امراض کے اور طرح بطرح کی بلاؤن کے ہوتی ہے جیسے کہ مراد ہے یہی قول اللہ تعالیٰ کے من یعمل سوءا یجز بہ کہ اوپر گذر چکا ہے ذکر اسکا واللہ اعلم اور مویّد
اسکا قول حضرت کا عذابہا فی الدنیا الخ اور بعضون نے کہا کہ یہ حدیث خاص ہے اس جماعت کے حق مین کہ نہین کرتے کبیرہ اور ممکن ہے کہ ہو اشارہ طرف ایک
جماعت خاص کے امت سے کہ وہ صحابہ ہین اور کہا مظہر نے کہ یہ حدیث مشکل ہے اسلیے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کوئی عذاب نہین دیا جاویگا حضرت کی امت
مین سے خواہ گناہ کبیرہ کرتا ہو یا اور کچھ یا اللہ کچھ نہین شبہ مگر یہ کہ تاویل کیا جاوے کہ مراد امت سے یہان وہ ہے کہ پیروی کی ہے حضرت کی جیسے اور فرمانبرداری کی ہے
اللہ تعالیٰ کی اور باز رہے اُس چیز سے کہ منع کیا ہے اُس سے نوع زلزلے اور حادثہ زمانے کے کہ انکو پہنچتے ہین اور موجب کفارہ گناہون اور باعث رفع درجا
انکے کے ہوتے ہین اور کشت وخون کہ انکے درمیان مین واقع ہوتا ہے اگر کافر اور بدمذہبون کے ہاتھ سے ہے تو خود موجب شہادت اور اجر کا ہے اور اگر مسلمانون مین آپس
مین ہے اگر بسبب اشتباہ وتاویل کے ہے تو دونون جانب مین سلامتی پر ہین اور اگر ایک جانب مین ظالم ہے تو وہ جانب مظلوم کے ماجور ہوگی اور بعضے علماء نے کہا ہے
کہ عذاب قبر خاص اس امت مرحومہ مغفورہ کی ہے تا برزخ مین خالص کرکر گناہون سے انکو بطہر آخرت مین لیجاوینگے اور وہان عذاب نہ کیجیگا
وعن ابی عبیدۃ ومعاذ بن جبل عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان ہذا الامر بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم ملکا عضوضا ثم کائن جبریۃ وعتوا
وفسادا فی الارض یستحلون الحریر والفروج والخمور ویرزقون علی ذلک وینصرون حتی یلقوا اللہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان) اور ابی عبیدہ بن الجراح کہ عشرہ مبشرہ
مین سے ہین اور معاذ بن جبل کہ بڑے صحابہ مین سے ہین روایت کرتے ہین رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق یہ امر دین ظاہر ہوا ساتھ نبوت اور
رحمت کے یعنے اول ظہور دین کا بیچ زمانہ نزول وحی اور رسالت اور نبوت کے تھا پھر ہوگا امر دین کا خلافت اور رحمت پھر ہوگا یہ امر بادشاہت گزندہ یعنے ظلم
ہونے والا ہے یہ کار تکبر اور قہر اور حد سے گزرنا اور فساد پھیلانا ہے زمین مین حلال جانینگے یہ ریشمی کپڑون کو اور استعمال کرینگے انکو مانند حلال کے اور حلال جانینگے
عورتون کی شرمگاہون کو اور شرابون کو یعنے اقسام شرابون کو روزی دیے جاوینگے باوجود ان کامون کے اور مدد دیے جاوینگے یعنے کفار پر اور دشمنان اپنے
اور ہلاک نہین کیے جاوینگے اگرچہ مستحق اسکے ہونگے بسبب سبقت مغفرت اور رحمت کے اس امت کے لیے اور شاید کہ اللہ تعالیٰ کو اسمین کچھ حکمت ہو مثل انتظام
خلائق کے اور درستی یعنے احکام دین کے انسے اگرچہ خود فاسق ہون یہانتک کہ ملاقات کرینگے اللہ تعالیٰ سے روز جزا کے نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان
مین ف لفظ بدأ ساتھ الف کے ہے یعنے ظاہر ہوا کے اور ایک نسخہ مین ساتھ ہمزہ کے ہے یعنے شروع ہوا اول دین کا آخر زمانہ حضرت تک زمانہ نزول وحی اور رسالت
کا اور خلافت الخ یعنے یہ زمانہ خلفائے راشدین کا کہ ساتھ خلافت اور نیابت آنحضرت کے کار دین ودیانت کا انتظام رکھتا تھا اور وہ زمانہ تیس برس کا ہوا انمین
ساڑھے انتیس برس خلفائے راشدین رہے اور چھ مہینے باقی مین حضرت امام حسن علیہ السلام رہے انکے بعد منصب معاویہ کے یہ خلافت تمام ہوئی اور عض کے معنی ہین کاٹنا
اور عضوض ساتھ زبر عین کے صیغہ مبالغہ کا ہے اور ایک روایت مین بجاے ملکا کے ملوکا عضوضا ساتھ پیش عین کے جمع عض کی ساتھ زیر عین کے یعنی خبیث
کے یعنے ہونگے ایسے بادشاہ کہ ظلم کرینگے لوگون پر اور ایذا دینگے انکو ناحق اور یہ مبنی ہے غالب پر یعنے اکثر ایسے ہونگے اسلیے کہ نادر حکم مین معدوم کے ہے پس نہین
اشکال لازم آویگا اسپر کہ جیسے عمر بن عبدالعزیز عادل یہانتک کہ کہا جاتا تھا انکو عمر ثانی اور فسادا یعنے مشہور مین آور فسادا زمین مین یعنے لڑائیان اور لوٹ مار
وغیر ذلک بری چیزین اور یہ حالت ہمیشہ رہی جیسے کہ دیکھی جاتی ہے ان ایام مین باین حیثیت کہ ظاہری خلافت ظالمون کے ہاتھ مین بطریق تسلط اور غلبہ کے
بغیر رعایت شروط امامت کے پھر ظلم و تعدی زیادہ ہوئی رعایا پر اور ستم ہوا انپر ساتھ طرح طرح کی بلاؤن کے اور دیے مناصب نالائقون کو اور اتفاقات کیا

طرف علماے عاملین اور اولیاے صالحین کے پھر اکثر ہمارے زمانے کے سلاطین نے ترک کیا ہو جہاد ساتھ مشرکین کے اور متوجہ ہوے طرف قتال مسلمانوں کے واسطے لینے شہروں کے اور دفع کرنے فساد کے چنانچہ اسیلیے کہا ہو ہمارے بعضے علما نے کہ جو کوئی کہے ہمارے زمانے کے سلطان کو عادل ہیں وہ کافر ہو غرض کہ فساد دن بدن بڑھتا ہی گیا حتی کہ بعضے اُن بادشاہوں نے قتل عام کیا باوجودیکہ شہر میں اولیا اور علما اور زاہد اور لڑکے اور عورتیں اور ضعیف اور بیمار اور اندھے بھی تھے کہ جو مستحق قتل نہ تھے حالانکہ شہر والے مانند حنفیہ سے تھے کہ جو جملہ اہل سنت وجماعت سے ہیں اور یہی سلطنت قائل اسکا تھا کہ ہم تعظیم علم وشرع کی کرتے ہیں اور تعمیر کی ہو ہمارے علما نے کہ اگر فتح کریں ایک قلعہ کفار کا اور پاویں اُن میں ہزاروں اہل حرب لیکن اُن میں ایک ذمی مجہول الحال ہو تو نہیں درست قتل عام اس مقام میں لا حول ولا قوۃ الا باللہ والی اللہ المشتکی واعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر وان اللہ قد احاط بکل شئ علما یا درکھو اسکو جو ظاہر ہوا ہو فساد بیچ وبر میں اور کچھ حرمین شریفین میں بھی اس طرح کا کہ نہیں ممکن ذکر کرنا اسکا اللہ کارساز ہو اپنے دین کا اور مددگار ہو اپنے نبی کا اور ہر حال بلکہ ہر روز بلکہ ہر ساعت بدتر ہو بہ نسبت سابق کے ؎ وعن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول ما یکفا قال زید بن یحیی الراوی یعنی الاسلام کما یکفا الاناء یعنی الخمر قیل فکیف یا رسول اللہ وقد بین اللہ فیھا ما بین قال یسمونھا بغیر اسمھا فیستحلونھا رواہ الدارمی اور روایت ہو عائشہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق اول اس چیز کا کہ الٹا جاویگا کہا زید بن یحیی راوی نے یعنے اسلام میں جیسا کہ الٹا جاتا ہو باسن یعنے شراب ہوئی کہا گیا پس کس طرح پیا دیگی شراب اور تغیر کیا جاویگا حکم اسکا یا رسول اللہ حالانکہ تحقیق بیان کی اللہ نے بیچ اسکے وہ چیز کہ بیان کی یعنے حرمت اُسکی ساتھ اشد الفاظ وجوہ کے بیان کی خوب واضح فرمایا آنحضرت نے کہ حیلہ وتاویل کرینگے اُسکے پینے میں باین طریق کہ نام رکھینگے اسکا اور نام سوا شراب کے پس حلال جانینگے اسکو نقل کی یہ دارمی نے ف لفظ یکفا ساتھ صیغہ مجہول کے ہو مہموز کنارے سے یعنے اونڈھایا جاوے باسن کہ تا کہ پڑے وہ چیز کہ اُس میں ہو قسم پانی وغیرہ سے اور یعنے اسلام ہو زید راوی نے بیان کیا اور کلمہ فی کا لفظ راوی سے ساقط ہو گیا ہو اور آنحضرت بیان کرتے تھے خمر کا پس فرمایا بیچ اثنا حدیث اپنی کے اول ما یکفا میں بیان کی راوی نے خبر محذوف ساتھ قول اپنے کے یعنے الخمر پس یہ الفاظ راوی کا ہو کہ بیان کرتا ہو مراد کو کہ اول ما یکفا فی الاسلام کیا ہو خمر ہو حاصل یہ کہ اول وہ چیز کہ ارتکاب کیا دیگی محرمات سے اور ساقط کیجاویگی احکام اسلام سے وقت تغیر احوال لوگوں کے اخیر زمانہ میں حکم خمر کا ہو کہ پینگے اسکو اور تاویلیں کرینگے بیچ حلال کرنے اسکے کے جیسے کہ کہا اور کہا گیا الخ اور نام رکھینگے الخ جیسے نبیذ اور مثلث اور مانند اُسکے اور وہ غیر شراب ہو گی اور اس بہانے سے پینگے یا بنا دینگے اُسکو شہد اور چانول وغیرہ سے اور کہینگے کہ خمر نام انگور کے پانی کا ہو کہ مستی لاتا ہو اور یہ انگور کی نہیں ہو پس خمر نہیں اور نہ جانینگے کہ جو چیز نشا کرنے والی ہو حرام ہو اور خمر ہو حکم خمر کا رکھتی ہو اور حلال جانینگے حقیقۃً پس کافر ہونگے یا وہ ظاہر کرینگے کہ ہم پیتے ہیں چیز حلال پس ہونگے فاسق ؎ الفصل الثالث فصل تیسری عن النعمان بن بشیر عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون النبوۃ فیکم ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منھاج النبوۃ ما شاء اللہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالی ثم تکون ملکا عاضا فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالی ثم تکون ملکا جبریۃ فیکون ما شاء اللہ ان یکون ثم یرفعھا اللہ تعالی ثم تکون خلافۃ علی منھاج نبوۃ ثم سکت قال حبیب فلما قام عمر بن عبد العزیز کتبت الیہ بھذا الحدیث اذکرہ ایاہ وقلت ارجو ان یکون امیر المؤمنین بعد الملک العاض والجبریۃ فسر بہ واعجبہ یعنی عمر بن عبد العزیز رواہ احمد والبیہقی فی دلائل النبوۃ روایت ہو نعمان بن بشیر سے اُسنے نقل کی حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور باقی رہیگا وجود نبوت کا اور نور اسکا درمیان تمھارے جب تک کہ چاہیگا اللہ تعالی ہونا اسکا پھر اٹھا لیگا نبوت کو اللہ تعالی یعنے ساتھ اٹھا لینے نبی کے پھر ہوگی خلافت اوپر طریقہ نبوت کے جب تک کہ چاہیگا اللہ تعالی ہونا اسکا پھر اٹھا لیگا اسکو بھی اللہ تعالی پھر ہوگی حکومت بادشاہت گزندہ یعنے کاٹنے والا بعض اہل اسکا بعض کو مانند کاٹنے کتے کے پس باقی رہیگی وہ جب تک کہ چاہیگا اللہ تعالی کہ ہو پھر اٹھا لیگا اسکو بھی اللہ تعالی عالم سے پھر ہوگی حکومت بادشاہت تکبر اور غلبہ کی پس باقی رہیگی وہ جب تک کہ چاہیگا

ہو جاوینگے اسکے کہ یہ ہوگا بعد عصر حضرت کے صحابہ کے عصر میں ترجمہ فرمایا حضرت نے یعنے بیچ بیان نقصان امانت کے کہ سوویگا شخص سونا ف یعنے
کنایہ ہے اس سے کہ غافل ہو نذکر آیات اور تدبر کتاب اللہ اور اتباع سنت سے اور پیدا ہو ایک پھر فرمایا پھر جاتا ہے سنت سے ترجمہ پس نقصان کیجاویگی اور لیجاویگی
امانت دل اسکے سے یعنے انوار اور ثمرات اسکے کم اور ناقص ہو جاوینگے پس ہوجاویگا نشان امانت کا کہ وہ ثمرہ ایمان کا ہے مانند نشان وکت کے ف وکت اثر تی
وہ چیز ہے کہ باقی رہے علامت اور بقیہ اسکے سے اور وکت ساتھ زبر واو اور جزم کاف کے اور آخر میں تا ہے جمع وکتہ کی اور وہ نشان ایک چیز کو کہتے ہیں برخلاف رنگ
اس چیز کے جیسے کہ نقطہ سیاہ و سفید میں اور بعضون نے کہا کہ نقطہ سفید کہ آنکھ کی سیاہی میں پیدا ہو یعنے سبب وارد ہونے غفلت کے اور ارتکاب گناہ کے نور
امانت کا کم ہوجاویگا اور جب آگاہ ہوگا اور حال دل اپنے سے تلاش کریگا تو سوا ہے مقدار نقطہ کے اس سے نشان باقی نہ دیکھیگا ترجمہ پھر سوویگا شخص اور سوتا
اور غافل ہوگا بار دیگر پس لیا جاویگا اور ناقص کیا جاویگا جز دوسرا امانت سے کہ باقی رہا تھا پس نگاہ کریگا تو باقی رہیگا نشان اسکا مانند نشان مجل کے ف مجل
ساتھ زبر میم اور جزم جیم کے آبلہ پڑنا اور سخت ہونا پوست ہاتھ کا کام کرنے سے کہ جسکو گٹھا کہتے ہیں بعد ازان بیان اثر مجل کا کرتے ہیں ساتھ قول اپنے کے ترجمہ
مانند انگارے کے یعنے وہ اثر مجل کا مانند انگارے کے کہ ڈالے تو اسکو اپنے پاؤن پر اور ہوتا ہے پس آبلہ ہوجاوے پس دیکھے تو اس جگہ کو کہ آبلہ پڑا پھولی ہوئی
حالانکہ نہیں ہے اس آبلہ میں کہ اونچا دکھائی دیتا ہے کوئی چیز کہ کام آوے ف بلکہ پانی ہوتا ہے اسی طرح یہ شخص کہ اثر امانت کا اسکے دل سے نکالا گیا صالح اور کار آمد
دکھائی دیتا ہے اور اسکے باطن میں صلاح اور وہ چیز کہ بکار آوے نہیں اس تقریر سے معلوم ہوا کہ وکت اور مجل مثال بقیہ امانت کی ہے کہ دل میں رہتی ہے لیکن اس تقریر پر
وارد ہوتا ہے کہ اثر مجل کا زیادہ ہے اثر وکت سے اور مناسب سوق کے یہ ہے کہ تقابل اثر دوسری بار میں کمتر معلوم ہو مرتبہ اول سے جواب دیتے ہیں کہ جب مجل ایک چیز
خالی بیفائدہ ہے تو قلیل و حقیر ہوگا وکت سے اور یہ جواب خالی ضعف سے نہیں ف کہا صاحب تقریر نے کہ امانت جاتی رہیگی دلون سے بتدریج
پس جب زائل ہوگا اول جز اس سے زائل ہوگا نور اسکا اور قائم مقام ہوگی اسکی تاریکی مانند وکت کے اور وہ اثر رنگ کا ہے مخالف پہلے رنگ کے اور جب زائل ہوگا
کچھ اور اسمین سے ہوگا مانند مجل کے اور وہ نشان محکم ہے کہ نہیں زائل ہوتا مگر بعد ایک مدت کے اور یہ تاریکی زیادہ ہے پہلی سے پھر تشبیہ دی اس نور کے جاتے رہنے کو
واقع ہونے اسکے کے دلون میں اور اسکے نکلنے کو بعد استقرار اسکے کے دل میں اور اسکے پیچھے تاریکی کے آنے کو ساتھ انگارے کے کہ لڑھکا وے اسکو اپنے پاؤن پر یہانتک
کہ تاثیر کرے اس میں پھر زائل ہو جاوے انگارا اور باقی رہے آبلہ اور کہا ایک شارح نے ہمارے علما میں سے کہ مراد یہ ہے کہ امانت اٹھ جاویگی دلون سے بتدریج دل
والون کے سبب کرنے گناہون کے یہانتک کہ جب جاگینگے اپنی نیند سے نہیں پاوینگے اپنے دلون کو اس حالت پر کہ تھے اسپر اور باقی رہیگا اسمین نشان کبھی
مانند وکت کے اور کبھی مانند مجل کے اور مجل اگرچہ مصدر ہے لیکن مراد اس سے یہان نفس آبلہ ہے اور یہ اقل ہے مرتبہ پہلے سے اسلیے کہ تشبیہ دی اسکو ساتھ چیز خالی کے
بخلاف مرتبہ پہلے کے کہ ارادہ کیا ساتھ اسکے خالی ہونا دل کا امانت سے باوجود باقی رہنے نشان اسکے کے ترجمہ اور صبح کرینگے لوگ اس حالت میں کہ بیع و شرا کرینگے
آپس میں اور نہیں قریب کوئی کہ ادا کرے امانت کو اور حقوق تکالیف شریعت کو اور خیانت نہ کرے لوگون کے حق میں پس کہا جاویگا یعنے بسبب قلت امانت کے لوگون میں
کہ تحقیق بیچ فلانے قبیلہ کے یعنے باوجود کثرت لوگون کے ایک شخص ہے امانت دار یعنے کامل الایمان و امانت دار اور کہا جاویگا یعنے اس زمانہ میں واسطے شخص کے ف یعنے
دنیا دارون میں سے کہ جسکو عقل ہوگی حاصل کرنے مال و جاہ کی اور شاعر اور فصیح و بلیغ اور قوی بدن میں اور شجاع و ذی شوکت ہوگا اسکو کہینگے ترجمہ کیا خوب عقلمند ہے
کاروبار دنیا میں اور معیشت میں اور کیا خوب دانا اور خوش رو اور زبان آور و خوشگو ہے اور کیا خوب چست و چالاک ہے اور حالانکہ نہیں ہے اسکے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان
ف احتمال ہے کہ مراد نفی اصل ایمان کی ہو یا اسکے کمال کی واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ وہ تعریف کرینگے اسکی کثرت عقل اور ظرافت اور چالاکی وغیرہ کی اور تعجب کرینگے اس پر
اور نہیں تعریف کرینگے کسی کی کثرت علم نافع اور عمل صالح کی اور اس سے معلوم ہوا کہ اصل کار ایمان و صلاح ہے باقی سب برباد و نابود اگرچہ دنیا دار اسکو خوب جانین
اور سبب اسکے تعریف کرین اور معتبر تعریف سایہ تقوی اور قوت ایمانی کی ہے رزقنا اللہ وَعَنْهُ قَالَ كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَيْرِ

جو کچھ کہ جاری ہے درمیان لوگوں کے مخالف شرع کی چیزیں معاملات اور بیع و شرا وغیرہ میں پس حلال جانینگے انکو واللہ اعلم انتہی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ یہ ہوگا بسبب
امتحان اور فتنہ اہل روزگار اور دولتمندوں کے کہ اختلاط کریگا انکے ساتھ اور گرفتار ہوگا حاجتوں میں اور دوڑاویگا انہیں تا حاجت روائی کیسے میں تابع ہوگا انکا اور ظاہر ہوگا
ساتھ موافقت انکی کے ان امر میں کہ دین اسلام سے نہیں ہیں اور جائز ہے کہ یہ معنے ہوں کہ صبح کریگا ساتھ ایمان کے اور بسبب حرام کرنے خون اور مال بھائی مسلمان کے اور شام
کریگا کافر بسبب حلال کرنے انکے کے اس معنی پر مراد فتنوں سے جنگ اور قتال ہوا اور یہ معنے اول مناسب ہیں ساتھ قول حضرت کے کہ بیچیگا دین اپنا بدلے متاع
قلیل دنیا کے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتن القاعد فیہا خیر من القائم والقائم فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی
من تشرف لہا تستشرفہ فمن وجد ملجأ او معاذا فلیعذ بہ متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال تکون فتنۃ النائم فیہا خیر من الیقظان والیقظان فیہا خیر من القائم والقائم
فیہا خیر من الساعی فمن وجد ملجأ او معاذا فلیستعذ بہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے کہ پیدا ہونگے فتنے بیٹھنے والا
بیچ انکے بہتر ہوگا کھڑے سے اور کھڑا بیچ ان فتنوں کے بہتر ہوگا چلنے والے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے جو کوئی دیکھنا سننا اسکو بھلا نہیں ہوگا قریب تر کھڑا ہونا سبب اس
فتنہ کے سبب دیکھنے اسکے کہ اس چیز کو کہ نہیں دیکھے گا اسکو بیٹھا اور ممکن ہے کہ ہو مراد بیٹھنے والے سے ثابت اپنے مکان میں غیر متحرک فتنہ کا کہ واقع ہو اس زمانہ
میں اور مراد کھڑے سے وہ کہ ہو اسمیں ایک طرح کا باعث اور داعیہ لیکن وہ متردد ہو فتنہ انگیزی میں ترجمہ اور کھڑا یعنی اپنے مکان پر اس حالت میں بہتر ہے چلنے والے یعنی
جانے والے سے طرف اس فتنے کے اور جانیوالا طرف اس فتنہ کے بہتر ہے دوڑنے والے اور جلدی چلنے والے سے طرف اسکے پیادہ ہو یا سوار جو شخص کہ جھانکے گا
طرف اسکے کھینچ لیگا وہ فتنہ اسکو طرف اپنے ف ج یعنی جھانکنا اور قریب ہونا طرف اسکے موجب پڑنیکا ہوگا اسمیں پس خلاصی اور نجات اسکی شر سے نہیں ہے مگر بیچ دوری
کے اس سے ترجمہ پس جو شخص کہ پاوے جگہ خلاصی اور بھاگنے کی یا جگہ پناہ کی یا شخص پناہ دینے والا کہ خلاصی پاوے فتنوں سے بسبب جانے کے طرف اسکے اور
بسبب پناہ پکڑنے کے ساتھ اسکے پس چاہیے کہ پناہ پکڑے ساتھ اسکے ف ع یعنی جگہ پناہ کی یا شخص پناہ دینے والے کے یا ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئے کہ وہ ملجا
اور معاذ ہے یعنی پس چاہیے کہ جاوے طرف ان دونوں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ترجمہ اور مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ہوگا فتنہ کہ
سونے والا اس فتنہ میں کہ خبر نہ رکھے اس سے اور نہ سنے خبریں اسکی بہتر ہے جاگنے والے سے ف ع اور غافل بھی سونے ہی کے حکم میں ہے اگرچہ جاگتا ہو پس مراد جاگنے سے
ہے کہ جانتا ہو فتنہ کو برابر ہے کہ ہو بیٹھا یا لیٹا یا کھڑا ترجمہ اور جاگتا کہ لیٹا یا بیٹھا ہو بہتر ہے کھڑے سے اور کھڑا اسمیں بہتر ہے سعی کرنیوالے سے ف ج مراد سعی سے یہاں
معنی مشی یعنی چلنے کے ہیں کہ مفضی ہوتا ہو طرف سعی کے اور صراح میں ہے سعی دوڑنا اور شتابی کرنا اور کسب و کار کرنا پس یہاں معنے اخیر مراد ہونگے ترجمہ پس
جو شخص کہ پاوے جگہ بھاگنے کی یا پناہ کی پس چاہیے کہ پناہ پکڑے ساتھ اسکے (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہا ستکون فتن الا ثم تکون فتنۃ
القاعد فیہا خیر من الماشی والماشی فیہا خیر من الساعی الیہا الا فاذا وقعت فمن کان لہ ابل فلیلحق بابلہ ومن کان لہ غنم فلیلحق بغنمہ ومن کانت لہ ارض فلیلحق بارضہ
فقال رجل یا رسول اللہ ارأیت من لم یکن لہ ابل ولا غنم ولا ارض قال یعمد الی سیفہ فیدق علی حدہ بحجر ثم لینج ان استطاع النجاء اللہم ہل بلغت ثلثا فقال
رجل یا رسول اللہ ارأیت ان اکرہت حتی ینطلق بی الی احد الصفین فضربنی رجل بسیفہ او یجیء سہم فیقتلنی قال یبوء باثمہ واثمک ویکون من اصحاب النار
رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق قصہ یہ ہے کہ نزدیک ہے کہ پیدا ہونگے فتنے بہت آگاہ ہو پھر پایا جاویگا ان فتنوں کے
ایک فتنہ بہت بڑا اور فتنوں سے بیٹھا اسمیں بہتر ہوگا چلنے والے سے اسمیں اور چلنے والا اسمیں بہتر ہوگا دوڑنے والے سے طرف اسکے آگاہ ہو پس جس وقت کہ واقع
ہو وہ فتنہ پس جو شخص کہ ہوں واسطے اسکے اونٹ یعنی جنگل میں پس چاہیے کہ ملے ساتھ اونٹوں اپنے کے اور جو شخص کہ ہوں واسطے اسکے بکریاں پس چاہیے
کہ ملے ساتھ بکریوں اپنی کے اور جو شخص کہ ہو واسطے اسکے زمین اور گاؤں دور مکان فتنے سے پس چاہیے کہ ملے ساتھ زمین اپنی کے یعنی بھاگے فتنہ سے اور تنہائی
اختیار کرے اور اپنے نفس کے کام میں مشغول ہو پس کہا ایک شخص نے کہ یا رسول اللہ خبر دیجیے مجھکو کہ جس شخص کے لیے نہوں اونٹ اور نہ بکریاں اور نہ زمین کہ

ہاتھ ہو ساتھ تنگی اور تنہائی اختیار کرے وہ کیا کام کرے پس فرمایا حضرت نے کہ قصد کرے طرف تلوار اپنی کے یعنی اگر ہو اسکے پاس پس مارے اوپر تیزی تلوار کے ساتھ
پتھر کے فرع بیٹھ رہو توڑ ڈالے ہتیار اپنا تاکہ بچا رہے طرف لڑائی کے اسلئے کہ مسلمان جو آپس میں لڑتے ہیں انکی لڑائیوں میں نہیں جانا چاہیئے ترجمہ پھر چاہیئے کہ جلدی بھاگ
جائے تاکہ نہ پہنچے اسکو فتنہ اگر جلدی کر سکے فرع جاننا چاہیئے کہ اس حدیث سے اور مانند اسکے سے دلیل پکڑی ہے اس شخص نے کہ قائل ہے اسکا کہ قتال جائز نہیں ہے فتنہ
میں کسی حال میں اور کہتا ہے کہ جب دو فریق مسلمانوں میں سے آپس میں لڑیں تو واجب ہے احتراز کرنا اس سے اور یکسو ہونا اور گوشہ پکڑنا اور کسی کی طرف ان دو فریق میں
نہ ہونا اور یہ مذہب ابی بکرہ کا کہ صحابی مشہور ہیں اور بعضے اور صحابہ کا بھی یہی ہے اور ابن عمر کہتے ہیں کہ قتال نہ کرنا چاہیئے ابتداءً لیکن اگر کوئی قتال کرے تو دفع کرنا اسکا لازم ہے
اور اکثر صحابہ اور تابعین اسپر ہیں کہ واجب ہے مدد کرنی ذی حق کی اور قتال کرنا ساتھ باغی کے اور اگر ایسا نہ کریں تو ظاہر ہوگا فساد اور سرکشی کرینگے اہل باغی اور دلیل اس
مذہب پر قول حق سبحانہ کا ہے وان طائفتان من المؤمنین اقتتلوا الآیۃ یعنی آیت کے ناطق ہے اسپر کہ جب قتال کریں دو جماعت مسلمانوں کی تو اصلاح کرنی چاہیئے درمیان انکے
اور اگر زیادتی کرے ایک ان دونوں جماعتوں میں سے دوسرے پر تو قتال کرنا چاہیئے ساتھ جماعت باغیہ کے تا پھرے جانب حق کے اور جب بیان کیا آنحضرت نے حکم فتنہ کا
فرمایا ترجمہ الٰہی بار خدایا تحقیق پہنچا دیا میں نے حکم تیرا اپنے بندوں کو تین بار فرمائی یہ بات پس عرض کیا ایک شخص نے کہ یا رسول اللہ خبر دیجیے مجھکو اگر جبر کیا جاؤں یعنی
یہاں تک کہ لیجایا جاوے مجھکو طرف ایک صف کے ان دو صف قتال سے پس مارے مجھکو ایک شخص اپنی تلوار سے یا آلگے مجھکو تیر پس مار ڈالے مجھکو یعنی پس کیا حکم ہے قاتل
ومقتول کا فرمایا آنحضرت نے کہ پھریگا وہ قاتل تیرا ساتھ گناہ اپنے کے اور گناہ تیرے کے فرع اس عبارت کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ پھریگا ساتھ گناہ اپنے کے کہ بسبب قتل
کیا تجھکو مار اور گناہ تیرا یہ کہ اگر بالفرض والتقدیر تو اسکو مارتا اور گناہ اسکا تجھپر ہوتا وہ بھی اسکے سر پر رہیں اور اسکے گناہ کو معاف کریگا بسبب تیرے قتل کرنیکے اور دوسرے
معنی یہ کہ پھریگا ساتھ گناہ اپنے کہ پہلے رکھتا تھا قسم بغض وعداوت مسلمانوں کے سے کہ سبب تیرے قتل کا ہوا اور ساتھ گناہ مارنے تیرے کے کہ صادر ہوا اس
اب ترجمہ اور ہوگا دوزخیوں میں سے نقل کی یہ مسلم نے فرع اور اس سے یہ سمجھا گیا کہ تو ہوگا جہنمیوں میں سے اور حضرت نے اسکو ذکر نہ کیا اسلئے کہ اس سے یہ بھی
سمجھا جاتا ہے (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک ان یکون خیر مال المسلم غنم یتبع بہا شعف الجبال ومواقع القطر یفر بدینہ من الفتن
رواہ البخاری) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قریب ہے یہ کہ ہو وے بہتر مال مسلمان کا بکریاں کہ ساتھ انکے ڈھونڈھے
پہاڑ پر اور جگہ گرنے قطرات مینہ پر فرع چند بکریاں رکھتا ہو اور پہاڑ اور نالے اور چرنے کی جگہ جنگل میں سے کہ اسمیں مینہ پڑتا ہے تلاش کرے تا وہاں رہ
اور بکریاں چرا کر قوت اپنا اس سے پیدا کرے نقل کی یہ بخاری نے ترجمہ اور بھاگے یہ مسلمان اپنے دین کو ساتھ لیکر فتنوں سے تا لوگوں کے ساتھ اختلاط نہ کرے اور فتنہ
میں پڑے (وعن اسامۃ بن زید قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اطم من آطام المدینۃ فقال ہل ترون ما اری قالوا لا قال فانی لاری الفتن تقع خلال
بیوتکم کوقع المطر متفق علیہ) اور روایت ہے اسامہ بن زید سے کہا چڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوپر مکان بلند کے مدینہ کے مکانوں میں سے فرع اطم ساتھ ضمتین
اور طاء کے معنی چوٹی پہاڑ اور قلعہ اور مکان بلند کے اور آطام ساتھ مد اول کے جمع اسکی ہے اور گرد مدینہ کے قلعے تھے کہ یہود وغیرہ وہاں رہتے تھے پس اسامہ بن زید
کہتے ہیں کہ حضرت ایک روز ایک قلعہ پر ان قلعوں میں سے چڑھے تھے پس فرمایا کہ کیا دیکھتے ہو تم اس چیز کو کہ دیکھتا ہوں میں عرض کیا صحابہ نے کہ نہیں فرمایا کہ
تحقیق میں البتہ دیکھتا ہوں فتنوں کو کہ پڑتے ہیں درمیان گھروں تمہارے کے مانند پڑنے مینہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرع یہ معجزات سے ہے کہ دکھایا
اللہ تعالے نے اپنے نبی کو کہ جب وقت کہ چڑھے وہ قلعہ پر قریب ہونا فتنوں کا تاکہ خبر دیں وہ انکی پس لوگ بچتے رہیں ان سے اور جانیں کہ وہ فتنے ہیں اور نہیں انکی آفت کو
آنحضرت کے معجزات سے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلکۃ امتی علی یدی غلمۃ من قریش رواہ البخاری) اور روایت ہے ابی
ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاکت امت میری کی اوپر ہاتھوں کئی ایک نوجوانوں کے ہے قریش میں سے نقل کی یہ بخاری نے
فرع لفظ ہلکۃ ساتھ زبروں کے بمعنی ہلاک کے اور امت سے مراد یہاں صحابہ اور اہلبیت ہیں کہ وہ بہترین امت تھے اور لفظ غلمۃ ساتھ زیر غین اور جزم لام

کرنے کے ہو طرف میرے نقل کی مسلم نے فت یعنی چاہیے کہ کسی شخص نے پہلے فتح کیلئے دار الحرب سے ہجرت کر کے شرف صحبت آنحضرت سے مشرف ہو کر ثواب پایا ویسا ہی اس شخص
نے بھی ظلمت فتنہ و فساد کی سے منہ پھیر کر عبادت مولی میں مشغول ہو کر ثواب پایا (وَعَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ قَالَ أَتَيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوا فَإِنَّهُ
لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ أَشَرُّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے زبیر بن عدی تابعی سے کہ کہا آئے ہم انس بن مالک
کے پاس پس شکایت کی ہم نے طرف انکی اس چیز کی کہ پیش آتی ہمکو حجاج بن یوسف ظالم سے یعنی اسکے ظلم اور ایذا کی شکایت کی پس کہا انس نے صبر کرو اور تحمل کرو اسکے ظلم
و ایذا پر پس تحقیق نہیں آویگا تم پر کوئی زمانہ مگر جو زمانہ کہ بعد اسکے آویگا بدتر ہوگا زمانہ گذشتہ سے فت پس کیا جانتے ہو تم شاید کہ بعد اسکے اور ظلم زیادہ حجاج سے پیدا ہو پس صبر کرو
یہانتک کہ ملو تم پروردگار اپنے سے یعنی روز آخرت کے سنی ہے میں نے یہ حدیث تمہارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فت اس حدیث میں اشکال لاتے ہیں کہ زمانہ عمر بن
عبد العزیز کا اور حضرت عیسی اور مہدی علیہما السلام کا بعد زمانہ حجاج کے ہے اور وہ بہتر اس سے ہیں بلکہ بہتر ہے اس سے اور بعضے زمانہ گذشتہ سے جواب اسکا دیا ہے کہ یہ فرمانا
اور خبر دینا حضرت کا باعتبار اکثر و اغلب کے ہے اور مراد ان زمانوں سے زمانہ طویل ہے اور زمانہ عیسی اور مہدی کا مستثنی ہے اور مقصود صبر و تسلی دینی ہے بہت
اور تعلیم و ترغیب اور ظاہر یہ ہے کہ کہا جاوے کہ زمانہ بہتر کا مستثنی ہو شاید کلام سے اور باقی زمانوں میں بدتری موجود ہو کسی نہ کسی اعتبار کر کسی نہ کسی چیز کی
امر میں از راہ علم کے اور عمل کے اور استقامت وغیرہ کے اور بیان اسکا طویل ہے اور یہ تنزل اور دوری کا ہونا حضرت کے زمانے سے کیونکر ہو زمانہ حضرت کے نزدیک
دور ہوتا جاتا ہے یہی خرابی زیادہ ہوتی جاتی ہے حتی کہ صحابہ باوجود اس صفائی کے حضرت کے دفن کے بعد حال اپنا متغیر پایا اور بعضے بزرگوں سے منقول ہے کہ ایک
خطرہ گناہ کا اگر جاتا رہا پھر بعد ایک مدت کے جو آیا دفع نہ ہوا سبب اسکا پوچھا پایا یہ کہ ظلمت بسبب دوری کے ہے اور زمانہ حضرت کے سے ہو گا
ہونے اپنے خلاصہ ہونا کا الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي أَنَسِيَ أَصْحَابِي أَمْ تَنَاسَوْا وَاللَّهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
قَائِدِ فِتْنَةٍ إِلَى أَنْ تَنْقَضِيَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ مَعَهُ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَصَاعِدًا إِلَّا قَدْ سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهِ وَاسْمِ أَبِيهِ وَاسْمِ قَبِيلَتِهِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) کہا حذیفہ نے قسم ہے خدا کی نہیں جانتا میں کہ بھول گئے
یاران میرے یا اظہار بھولنے کا کرتے ہیں یعنی بھولے نہیں بتکلف اظہار بھولنے کا کرتے ہیں قسم خدا کی نہیں چھوڑا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کسی فتنہ کے پیشوا
کا فت یعنی جو کہ باعث ہو فتنہ کا مانند عالم کے کہ نکالے بدعت اور حکم کرے لوگوں کو اسکے کرنیکا یا مانند امیر ظالم کے کہ باعث ہو قتل و قتال کا تا تمام ہونے دنیا تک
پہنچنے والا فتنہ کا کہ پہونچے مقدار تابعداروں اسکے کی تین سو کو اور زیادہ کو مگر کہ تحقیق ذکر کیا اسکو واسطے ہمارے ساتھ نام اسکے کے اور نام باپ اسکے کے اور
نام قبیلہ اسکے کے فت ظاہر اقید عدد تین سو کی اسلیے نکالی کہ اجتماع اسقدر آدمیوں کا باعث ہے فتنہ و فساد کا اور لاحق ہونے ضرر کا اکثر ہوتا ہے اور اگر کم اس سے ہوں
تو اعتبار نہیں رکھتے (وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي الْأَئِمَّةَ الْمُضِلِّينَ وَإِذَا وُضِعَ السَّيْفُ فِي أُمَّتِي لَمْ يُرْفَعْ عَنْهُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سوا اسکے نہیں کہ ڈرتا ہوں میں اوپر امت اپنی کے سرداروں گمراہ
کرنے والوں سے فت یعنی لوگوں کا سبب گمراہی ہونے کے اسلیے کہ ضرر انکی گمراہی کا اکثر اور بدتر ہے اوروں کی گمراہی سے اور جب رکھی جاوے گی تلوار امت میری میں
یعنی قتل واقع ہوگا نہیں اٹھائی جاویگی ان سے قیامت تک نقل کی ابو داود اور ترمذی نے فت یعنی کہیں نہ کہیں لڑائی ہوتی رہیگی اور مصداق اس خبر کا واقعہ امیر المؤمنین
عثمان کا ہے کہ اول یہی قتل واقع ہوا اسلام میں اور بعد ازاں باقی ہے ہنوز اور بموجب خبر مخبر صادق کے روز قیامت تک باقی رہیگا اور ائمہ جمع ہے امام کی اور امام کہتے ہیں
پیشوا اور رئیس قوم کو اور اسکو کہ بلاوے لوگوں کو طرف قول کے یا فعل یا اعتقاد کے (وَعَنْ سَفِينَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْخِلَافَةُ ثَلَاثُونَ سَنَةً ثُمَّ
تَكُونُ مُلْكًا ثُمَّ يَقُولُ سَفِينَةُ أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ سَنَتَيْنِ وَخِلَافَةَ عُمَرَ عَشْرَةً وَعُثْمَانَ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٍّ سِتَّةً رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے سفینہ
سے کہا انہوں نے کہ سنا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے خلافت یعنی خلافت حق یا پسندیدہ اللہ اور رسول کی کہ موافق سنت اور اتباع طریقہ حق کے ہو
یا کامل یا متصل تیس برس تک ہوگی پھر آگے ہو جائیگی خلافت بعد تیس برس کے بادشاہت فت ترجمہ حضرت شیخ کے میں بعد لفظ ملکا کے عضوضا بھی ہے یعنی گزندہ کہ

لوگ گزند و ستم انکے سے امن میں نہوں اور راہ ضلالت اور دین پر چوری کی جیسے کہ چاہیے جاری نہو اگرچہ اطلاق اس امر کا از راہ مجاز کے اور وسعت اسکی کے خلافت کے ساتھ ہو
گو مجرد صورت ہو لیکن حقیقت خلافت کی کہ آنحضرت نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے تیس برس ہی ہے کہ خلافت خلفائے اربعہ کی اسمیں تھی اور اگر انکو امیر المؤمنین کہیں یعنی مومنوں کا امیر
حاکم ہیں مسلمانوں پر احکام ظاہری میں اور شرح عقائد میں ہے کہ اس حدیث میں اشکال وارد ہوتا ہے اسلیے کہ اہل حل و عقد متفق تھے اوپر خلافت خلفائے عباسیہ اور بعضے مروانیہ کے
مانند عمر بن عبد العزیز کے جواب یہ ہے کہ شاید مراد یہ ہو کہ خلافت کاملہ کہ جسمیں کچھ شائبہ مخالفت حق کی نہو تیس برس ہوگی اور بعد اسکے کبھی ہوگی اور کبھی نہیں انتہی اور جاننا چاہیے
کہ مروانیوں میں اول یزید بن معاویہ ہوا پھر بیٹا اسکا معاویہ بن یزید پھر عبد الملک پھر ہشام بن عبد الملک پھر ولید پھر سلیمان پھر عمر بن عبد العزیز پھر یزید بن عبد الملک پھر ولید بن
یزید پھر یزید بن ولید پھر مروان بن محمد پھر نکل گئی خلافت طرف اولاد عباس کے تب پھر کہتا ہے سفینہ مولی یعنی مولی آنحضرت کا کہ راوی اس حدیث کا ہے یعنی
راوی سے یا امام خطابی کہتا ہے واسطے سمجھانے حساب تیس برس کے تب لگا حساب کر اور یاد رکھ مدت خلافت ابی بکر کو دو برس اور مدت خلافت عمر کو دس برس اور مدت خلافت
عثمان کو بارہ برس اور مدت خلافت علی کو چھ برس نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابو داود نے فہرست کے حساب چھتیس ہوتے ہیں لیکن سنین مصحح یہ ہے کہ خلافت حضرت ابو بکر
کی جیسے کہ جامع الاصول وغیرہ میں مذکور ہے دو برس اور چار مہینے اور خلافت حضرت عمر کی دس برس اور چھ مہینے اور خلافت حضرت عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور خلافت
حضرت علی کی چار برس اور نو مہینے اس حساب سے خلافت چاروں خلفا کی انتیس برس اور سات مہینے میں تمام ہوئی تو اور پانچ مہینے جو باقی رہے انمیں حضرت امام
حسن خلیفہ رہے پس وہ بھی خلفا میں سے ہوئے (وعن حذيفة قال قلت يا رسول الله أيكون بعد هذا الخير شر كما كان قبله شر قال نعم قلت فما العصمة قال السيف قلت وهل
بعد السيف بقية قال نعم تكون إمارة على أقذاء وهدنة على دخن قلت ثم ماذا قال ثم ينشأ دعاة الضلال فإن كان لله في الأرض خليفة جلد ظهرك وأخذ مالك فأطعه
وإلا فمت وأنت عاض على جذل شجرة قلت ثم ماذا قال ثم يخرج الدجال بعد ذلك معه نهر ونار فمن وقع في ناره وجب أجره وحط وزره ومن وقع في نهره وجب وزره
وحط أجره قال قلت ثم ماذا قال ثم ينتج المهر فلا يركب حتى تقوم الساعة وفي رواية قال هدنة على دخن وجماعة على أقذاء قلت يا رسول الله الهدنة على الدخن ما هي قال لا ترجع
قلوب أقوام على الذي كانت عليه قلت بعد هذا الخير شر قال فتنة عمياء صماء عليها دعاة على أبواب النار فإن مت يا حذيفة وأنت عاض على جذل خير لك من أن
تتبع أحدا منهم رواه أبو داود) اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ کیا ہوگی بعد اس خیر کے شر یعنی اسلام کے بعد کفر ہوگا جیسے کہ تھی پہلے اسلام کے
شر یعنی کفر فرمایا ہاں ہوگی بعد اسلام کے شر کہا میں نے کہ کیا طریق ہے بچاؤ کا اس شر سے فرمایا تلوار یعنی حاصل ہوگا بچاؤ اس سے بسبب استعمال تلوار کے یا طریق
بچاؤ کا یہ ہے کہ مارے انکو ساتھ تلوار کے کہا قاضی نے کہ مراد اس جماعت سے وہ لوگ ہیں کہ مرتد ہو گئے بعد وفات آنحضرت کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت
میں تب کہا میں نے کیا باقی رہینگے اہل اسلام بعد قتال اور لڑنے کے کافروں سے اور صلاحیت رکھینگے اس معنی کے لوگ امارت اور امانت کی اور جمع اور متفق ہونے لوگو
اُن پر فرمایا ہاں ہوگی امارت یعنی حکومت اور سلطنت اوپر فساد کے فتح اقذا جمع قذی کی ہے اور قذی جمع قذاۃ کی اور قذاۃ کہتے ہیں اس چیز کو کہ پڑتی ہے آنکھ اور پانی میں
قسم غبار اور تنکے وغیرہ سے یعنی اجتماع لوگوں کا امرا پر ساتھ کراہیت و فساد اور انکار دل کے ہوگا نہ ساتھ خوشی اور رضا اور صفائی باطن کے جیسے کہ جو آنکھ کہ اسمیں تنکا
وغیرہ پڑا ہو ظاہر اسکا اچھا ہے اور اندر سے دکھتی ہے اور کہا قاضی نے کہتے ہیں کہ ہوگی امارت ملی ہوئی ساتھ کچھ بدعتوں اور کرنے منہیات کے تب اور ہوگی صلح اوپر
کدورت کے فتح ہ ساتھ پیش ہ اور جزم دال مہملہ کے صلح اور اصل میں بمعنی سکون و آرام کے ہے اور دخن ساتھ زبر دال اور خ کے دخان یعنی دھواں یعنی صلح ہوگی ساتھ
فریب و نفاق کے جیسے کہ پہلے گذرا اور یہ جملہ بیچ حکم تاکید پہلے جملے کے ہے اور اسمیں اشارہ ہے طرف صلح حضرت امام حسن کے ساتھ معاویہ کے اور سپرد کر دینے ملک کے انکو اور
قرار پانے امارت کے انپر اور اس سے معلوم ہوا کہ معاویہ بسبب صلح حضرت حسن رضی کے مومن ہو گئے خلیفہ جیسے کہ وہم کیا ہے بعضوں کو اسکا ثبات کہا میں نے بعد اسکے
کیا ہوگا فرمایا کہ پھر پیدا ہونگے بلانے والے طرف گمراہی کے فتح یعنی ایک جماعت پیدا ہوگی امرا میں سے کہ بلاوینگے لوگوں کو طرف بدعات کے اور گناہوں کے تب
پس اگر ہو واسطے اللہ کے خلیفہ زمین میں یعنی امیر موجود ہو زمین پر اگرچہ یہ صفت اسکی کہ مارے کوڑے تیری پیٹھ پر یعنی مارے بیجا حق اور لے مال تیرا یعنی از راہ

مدت خلافت خلفائے اربعہ ... سال

غضب ہے کہ بس اطاعت کر اسکی یعنی جب تک کہ خلاف حکم خدا اور رسول اسکے کے حکم نہ کرے تا نہ اٹھے فتنہ اور اگر نہ ہو خلیفہ بس مر تو اس حال میں کہ تو لازم کرنیوالا ہو جڑ کسی درخت
کی یعنی گوشہ پکڑ لوگوں سے اور گذار عمر ساتھ صبر و سختی کے جنگلوں میں نیچے ایک درخت کے اور قناعت کر ساتھ چبانے گھانس اور جڑ کے اور بعضوں نے جملہ
والانت کو متعلق فاطرے کہا ہے یعنی اور اگر اطاعت نہ کریگا تو خلیفہ کی تو مریگا تو حالت شدت و گمراہی میں اور بعضے نسخوں میں بجائے فتنہ کے رقت آیا ہے ساتھ لفظ
ماضی کے قیام سے یعنی اگر ایسا نہ ہو تو اتر اور چلا اور کسی درخت کی جڑ میں پناہ پکڑ کہا میں نے پھر کیا ہوگا فرمایا پھر نکلیگا دجال یعنی امام مہدی کے زمانہ میں بعد اسکے
یعنی بعد واقع ہونے شر اور فتنوں مذکورہ کے اس طرح کہ اسکے ساتھ نہر ہوگی پانی کی اور آگ فرمایا یعنی خندق آگ کی کہا بعضوں نے کہ یہ دونوں چیزیں ہونگی بطریق تخییل کے
بطریق سحر اور سیمیا کے کہا بعضوں نے کہ پانی اسکا حقیقت میں آگ ہوگا اور آگ اسکی پانی انتہی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ محمول ہو حقیقت پر اور احتمال
یہ بھی ہے کہ مراد لطف و قہر اور وعدہ وعید ہو یعنی جو کوئی پڑا اسکی آگ میں فرمایا یعنی جسنے مخالفت کی اسکی یہانتک کہ ڈالا دجال نے اسکو اپنی آگ میں اور آگ کی
جو اضافت کی اسکی طرف اس میں اشارہ ہے اسکی طرف کہ نہیں ہوگی وہ آگ حقیقت بلکہ سحر ہوگی ہے ثابت ہوا اجر اسکا فرمایا یعنی بسبب صبر کے اور ثابت رہنے
اسکے کے دین خدا پر اور بسبب طلب کرنے رضا اسکی کے اور اتارا گیا بوجھ اسکے جانا گناہ اسکی گردن سے اور جو کوئی پڑا اسکی نہر میں فرمایا یعنی فرمانبرداری
اسکی کی اور ایمان لانے کے اسپر بسبب طمع دنیا اور محبت زندگانی اسکی کے ثابت ہوا اسپر گناہ وبال کا اور اتارا گیا ثواب اسکا یعنی باطل ہوا عمل سابق اسکا کہا
حذیفہ نے کہا میں نے پھر کیا ہوگا فرمایا پھر جنا جاویگا بچہ گھوڑے کا نہیں سواری کیجاویگی یہانتک کہ برپا ہوگی قیامت فرمایا انتاج ساتھ صیغہ مجہول کے نتج سے
ہو انتاج سے اور کہا ہے علماء نے کہ نتج [illegible] جانے اور [illegible] اسکے حفظ کی کرینگے جیسے کہ وہ انسان کی کرتی ہے اور انکی [illegible] وقت ولادت کے
اور پھر ساتھ [illegible] اور [illegible] یعنی بچہ [illegible] اور پھر ساتھ [illegible] اور زیر کاوف کے پہنچا وقت سواری وغیرہ کو پہنچنے
قابل سواری کے ہوگا اور مراد اس سے زمانہ عیسی علیہ السلام کا ہے اسلئے کہ اسوقت سے روز قیامت تک سواری گھوڑوں پر نہ واقع ہوگی بسبب نہ ہونے لڑنا کے اور نہ ہو
احتیاج لڑائی کے یا مراد یہ ہے کہ بعد نکلنے دجال کے آنے قیامت تک زمانہ دراز نہیں ہونے کا قلیل ہوگا یعنی اسوقت سے قیامت قریب ہوگی اعتبار زمانہ پیدا ہونے بچہ
کے تا پہونچنے وقت سواری کے اسپر اور پہلے معنی ظاہر اور موافق ہیں ساتھ اور حدیثوں کے کہ اس باب میں آئی ہیں اور ایک روایت میں یعنی [illegible] کون اشارہ علی اقذاء
النج کے یوں آیا ہے کہ فرمایا صلح ہوگی درمیان لوگوں اسوقت کے ظاہر میں ساتھ کدورت باطن کے اور احتمال ہوگا ساتھ ناخوشیوں دل کے کہا میں نے یا رسول اللہ الہدنۃ علی الدخن
کو آپ نے فرمایا اسکے کیا معنی ہیں فرمایا نہ رجوع کرینگے دل بعض قوم کے اوپر اس حال و صفت کے کہ تھے دل اس حال پر یعنی نہیں ہونگے دل انکے صاف کینہ اور بغض سے جیسے
کہ تھے صاف پہلے اس سے بیچ سابق زمانہ اسلام کے جیسے کہ تھے پہلے آنے کدورت کے سے [illegible] کہا میں نے کیا بعد اس چیز کے کہ ملی ہوئی ہے ساتھ شر کے اور بعد اس صلح
یا اتفاق کے اور شر ہوگی فرمایا ہاں بعد اسکے شر ہوگی وہ ایک بڑا فتنہ ہے اندھا اور بہرا فرمایا یعنی لوگ اس فتنہ میں حق دیکھینگے اور نہ سنینگے اور اسنا واندھے پن کی اور
بہرے پن کی طرف فتنہ کے مجاز ہے اور حقیقت میں لوگ ایسے ہونگے اس فتنہ کے وقت میں ہے اس فتنہ پر ہونگے بلانے والے فرمایا یعنی ایک جماعت قائم ہوگی اس
فتنہ کے برپا کرنے پر اور باعث ہوگی لوگوں کو طرف قبول کرنے اسکے کے گویا کہ وہ کھڑے ہیں اوپر دروازوں دوزخ کے بلاتے ہیں خلق کو طرف اسکے یہانتک کہ
اکثر داخل ہوں اسمیں پس اگر مرے تو اے حذیفہ اس حال میں کہ لازم کرنیوالا ہو جڑ درخت کی بہتر ہے تیرے لیے اس سے کہ پیروی کرے تو کسی کی اہل فتنہ میں سے
نقل کی یہ ابو داود نے (وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ كُنْتُ رَدِيفًا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا جَاوَزْنَا بُيُوتَ الْمَدِينَةِ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ
بِالْمَدِينَةِ جُوعٌ تَقُومُ عَنْ فِرَاشِكَ وَلَا تَبْلُغُ مَسْجِدَكَ حَتَّى يُجْهِدَكَ الْجُوعُ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ تَعَفَّفْ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ مَوْتٌ
يَبْلُغُ الْبَيْتُ الْعَبْدَ حَتَّى إِنَّهُ يُبَاعُ الْقَبْرُ بِالْعَبْدِ قَالَ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ تَصَبَّرْ يَا أَبَا ذَرٍّ قَالَ كَيْفَ بِكَ يَا أَبَا ذَرٍّ إِذَا كَانَ بِالْمَدِينَةِ قَتْلٌ تَغْمُرُ الدِّمَاءُ أَحْجَارَ الزَّيْتِ قَالَ
قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ تَأْتِي مَنْ أَنْتَ مِنْهُ قَالَ قُلْتُ وَأَلْبَسُ السِّلَاحَ قَالَ شَارَكْتَ الْقَوْمَ إِذًا قُلْتُ فَكَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَبْهَرَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ

فالق ثوبک علی وجھک لیبوء باثمک واثمہ رواہ ابوداؤد اور روایت ہے ابی ذر سے کہا ابو ذر نے کہ تھا مین سوار پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دن
گدھے پر ف اسمین دلالت ہے اوپر کمال تواضع اور حسن سلوک آنحضرت کے صحابہ سے اور پر کمال قرب ابو ذر کے حضرت سے اور اوپر خوب طرح سننے اور یاد رکھنے
انکے حدیث کو تب جب نکل گئے پرے ہم مدینہ کے گھرون سے فرمایا آپ نے کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت کہ ہوگی مدینہ مین بھوک یعنی خاص تجکو یا قحط عام اُٹھیگا
تو بچھونے اپنے سے اور نہیں پہونچ سکے گا اپنی مسجد کو یہانتک کہ مشقت مین ڈالے گی تجکو بھوک ف یعنی بسبب ضعف بھوک کے ایسا ہو جائیگا تو کہ بغیر مشقت
تمام کے مسجد مین نہیں پہونچیگا تاکہ نماز پڑھے کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اُسکا دانا تر ہے ساتھ اسکے یعنی مین نہین جانتا کہ کیا کرون مین جو کچھ فرماؤ
سو کرون فرمایا پارسائی کر اے ابو ذر ف یعنی صلاح و تقوی کر اور صبر کر بھوک کی ایذا پر اور باز رکھ اپنے تئین حرام سے اور شبہ سے اور سوال کرنے سے خلق
سے اور طمع سے اور ذلت سے آگے مخلوق کے پھر فرمایا کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت کہ ہوگی مدینہ مین موت یعنی بسبب قحط کے یا وبا کے لوگ بہت مرینگے
پہونچیگی گھر قیمت غلام کو ف مراد گھر سے قبر ہے یعنی ہوجائیگی قیمت ایک قبر کی قیمت غلام کی اسواسطے کہ لوگ بہت مرینگے اور قبر کی لوگون کو مشکل سے ہاتھ لگیگی اور احتمال
ہے کہ اس حد کو پہونچیگی کہ جگہ ایک قبر کی بقیمت ایک غلام کے ہاتھ لگیگی پر واضح کر کر فرمایا ہے ... کہ بیچا جاویگا قبر کی قیمت غلام
کو کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے یعنی مین نہین جانتا کہ کیا کرون فرمایا آنحضرت نے صبر کر اے ابو ذر ف لفظ اصبر ساتھ اللہ یا تصبر مخفوضہ
ہے امر باب تفعیل سے اور ایک نسخہ مین تصبر بصیغہ مضارع کا کہ خبر ہے بمعنی امر کے یعنی صبر کر تو بلا پر اور جزع و فزع نکر اور صابر رہ اور راضی رہ اللہ کی تقدیر پر اور یہ بھی ایک نسخہ
ہے پھر فرمایا آنحضرت نے کیا حال ہوگا تیرا اے ابو ذر جسوقت کہ ہوگا مدینہ مین قتل کہ ڈھانکے گا خون احجار الزیت کو ف احجار الزیت نام ایک جگہ کا ہے جانب غربی مدینہ
کے اسمین پتھر سیاہ ہین گویا کہ تیل سے تر ہین نکالا ہوا اور یہ خبر دی آنحضرت نے واقعہ حرہ کی اور وہ نہایت بڑا واقعہ ہے کہ زبان اور کان کلام کرنے والے اور سننے والے تاب
کہنے اور سننے اسکے کا نہیں رکھتے اور وقوع اسکا بیچ زمانہ شقاوت نشان یزید بن معاویہ کے ہوا کہ بعد از واقعہ قتل امام حسین کے بہت سا لشکر مدینہ منورہ کو بھیجا اور تباہ
اس شہر اطہر اور مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کی اور صحابہ اور تابعین کی جماعت کثیرہ کو قتل کیا اور بہت سی خرابیان کین کہ کہہ نہیں سکتے اور بعد خراب کرنے مدینہ کے
یہی لشکر مکہ کو بھیجا اور اسی سال وہ شقی واصل جہنم ہوا تب کہا ابو ذر نے کہا مین نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا آنحضرت نے جا تو اسکے پاس کہ تو اس سے ہے ف
یعنی پھر جا تو اسکے پاس کہ آیا ہے اور نکلا ہے تو اسکے پاس سے یعنی جا تو اسکے پاس کہ موافق ہے تیرے دین تیرے مین اور سیرت تیری مین اور کہا قاضی نے کہ مراد یہ ہے کہ جا تو اپنے اہل
اقارب کے پاس اور اپنے گھر مین بیٹھ کہا طیبی نے کہ رجوع کر اپنے امام کی طرف کہ جسکا تابع ہے اور یہ ظاہر تر اور مناسب تر ہے ساتھ قول ابی ذر کے تب کہا کہا مین نے کیا نہ لون مین
ہتھیار اپنے اُسوقت اور لڑون مین قوم فتنہ انگیز سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شریک ہوا تو قوم کے اُسوقت ف یعنی ہتھیار پہنکر اگر لڑیگا مانند انکے ہوگا گناہ مین اور
فتنہ انگیزی مین یعنی ہتھیار نہ پہننا اور رہنا امام کے ساتھ اور ارباب صلاح کے ساتھ اور لڑنا نہیں یہانتک کہ حاصل ہو تجکو فلاح یہ حاصل کلام طیبی کا ہے لیکن اسپر یہ شبہ
آتا ہے کہ جب امام اسکا قتال کرے تو کیونکر جائز ہوا اسکو باز رہنا قتال سے ساتھ انکے اور کہا ابن ملک نے کہ قول حضرت کا اشارت ہے واسطے تاکید زجر کے ہے خونریزی سے
والا شرع مین دفع کرنا خصم کا کہ ناحق خونریزی کو آوے واجب ہے تمام ہوا قول ابن ملک کا اور طیبی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے اور قرار دیا ہے اور صواب یہ ہے کہ دفع کرنا جائز ہے جبکہ
ہو دشمن مسلمان اگر مترتب ہو اسپر فساد بخلاف اسکے کہ ہو عدو کافر تو اس صورت مین واجب ہو دفع کرنا اسکا جس طرح کہ ممکن ہو سکے تب کہا مین نے کہ پس کیا کرون مین یا رسول اللہ
فرمایا کہ ڈرے تو کہ روشن ہوا اور غلبہ کرے تجھپر چمک تلوار کی یعنی اگر کوئی چاہے کہ تجھپر تلوار چلاوے اور تجکو مارے تو ڈال تو کونا اپنے کپڑے کا اپنے منہ پر ف یعنی منہ اپنا
ڈھانک لے اور تماشا قتل کرنا نہ دیکھے تو اور دفع نہ کر یعنی آنکھیں نہ کھول اگرچہ وہ لڑنے پکھے یا با مار کر اپنے نفس کو قتل کے یہ اسلیے کہ وہ اہل اسلام سے ہونگے
اور جائز ہوگا ساتھ انکے نہ لڑنا اور تابعدار رہنا چاہیے کہ اشارہ کیا طرف اسکے ساتھ قول اپنے کے ہے تاکہ پھرے قاتل ساتھ گناہ تیرے کے یعنی گناہ قتل تیرے کے اور ساتھ
گناہ اپنے کے نقل کیا یہ ابو داؤد نے ف یعنی ساتھ گناہ اپنے کے اور جاننا چاہیے کہ واقعہ حرہ کا سنہ تریسٹھ مین ہوا اور وفات ابی ذر کی سنہ بتیس مین ہوئی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے آنے قیامت کے فتنے ہونگے مانند ٹکڑون رات اندھیری کے یعنی شدت میں اور اندھیرے مین اور نظاہر ہونیکے انکے صبح کریگا شخص بیچ ان فتنون کے مومن اور شام کریگا کافر اور شام کریگا مومن اور صبح کریگا کافر ف یعنی ساعت بساعت منقلب ہونگے احوال اور افعال اور اقوال لوگون کے کبھی باندھینگے اور کبھی توڑینگے کبھی امانت دار ہونگے کبھی خائن کبھی سنت پر عمل کرینگے کبھی بدعت پر کبھی مومن ہونگے کبھی کافر وغیرہ ذلک بیٹھنے والا انمین بہتر ہوگا کھڑے سے اور چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے ف یعنی جو اُنسے دور ہوگا بہتر ہوگا قریب انکے سے اور بیان تفصیل اسکا پہلی فصل مین ہو چکا ہے پس جب وہ ہو تم اسطرح پاؤ تو توڑ ڈالو کمانین اپنی اور کاٹ ڈالو ان مین چلے اپنی کمانون کے ف یہ مین نہایت مبالغہ ہے اسلیے کہ نہین ہے نفع چلون کے ہوتے ہوئے باوجود ٹوٹ جانے کمانون کے ترجمہ اور مارو اپنی تلوارون کو پتھرون پر یعنی تیزی تلوار کی دور کرو پس اگر داخل کیا جاوے یعنی آوے کوئی کسی پر مارنے کو بیچ تو چاہیے کہ ہو وے وہ مانند بہتر ان دو بیٹون آدم کے ف یعنی صبر کرے اور مقابلہ نکرے بیان یہ کہ مارا جاوے مانند ہابیل کے اور نہو قاتل مانند قابیل کے ترجمہ نقل کی یہ ابو داؤد نے اور ایک روایت ابو داؤد کی مین فکر کی گئی حدیث تا قول انکی خیر من الساعی ف اور اسمین فکسروا فیہا الخ نہین ہو بلکہ بعد خیر من الساعی کے یہ عبارت ذکر ہے کہ کہا صحابہ نے پس کیا فرماتے ہین آپ ہمکو اس مین کہ کرین اس زمانہ مین یا حضرت نے ہو تم ٹاٹ اپنے گھرون کے ف یعنی ٹاٹ اچھے فرش کے یعنی جیسے بچھا رہتا ہے ویسے ہی تم بھی بیٹھے گھرون مین ہمیشہ رہنا باہر نکلنا تاکہ نپڑو فتنہ مین کہ تمہارے دین کو تباہ کرے ترجمہ اور ترمذی کی روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بیچ مقدمہ فتنہ کے کہ توڑ ڈالنا تم فتنون مین کمانین اپنی اور کاٹ ڈالنا انمین چلے اپنی کمانون کے اور لازم پکڑنا انمین گھرون کے اندر کو یعنی بیٹھے گھرون مین رہنا تاکہ نپڑو فتنون مین اور ہونا تم مانند بیٹے آدم کے یعنی ہابیل کے کہ مارا اسکو قابیل نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث صحیح غریب ہے (وعن ام مالک البہزیۃ قالت ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتنۃ فقربہا قلت یا رسول اللہ من خیر الناس فیہا قال رجل فی ماشیتہ یؤدی حقہا ویعبد ربہ ورجل اخذ برأس فرسہ یخیف العدو ویخوفونہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ام مالک بہزیہ ف بہزیہ ساتھ زیر با اور جزم ہ کے منسوب ہے طرف بہز بن امرا القیس کے صحابیہ ہے ترجمہ کہا انہون نے کہ ذکر کیا آنحضرت نے فتنہ کا پس نزدیک کیا اسکو ف یعنی خبر دی کہ وقوع اسکا قریب ہے اور کہا طیبی نے یعنی وصف خوب بیان کیا اسکا اور جو کوئی خوب وصف بیان کرتا ہے کسی چیز کا کسی کے سامنے اور ذکر کرتا ہے صفات و احوال اسکے تو قریب کرتا ہے اسکو اسکے یعنی اسکے ذہن مین یا خارج مین ہی اسلیے کہ جب خوب ذہن مین آگیا اور متعین ہوے لوجود اسکا خارج مین بھی متخیل ہوتا ہے ترجمہ کہا مین نے یا رسول اللہ کون ہوگا بہتر لوگون کا اس فتنہ کے زمانے مین فرمایا بہتر ین لوگون کا اس زمانہ مین وہ شخص ہے کہ ہو اپنے مواشی مین اور ادا کرے انکو اور ادا کرتا ہے حق انکا یعنی زکوۃ وغیرہ اور بندگی کرتا ہے اپنے رب کی ف یہ موجب قول اللہ تعالے کے ففروا الی اللہ اور قول اسکے کے وتبتل الیہ تبتیلا اور قول اسکے کے والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ وما ربک بغافل عما تعملون ترجمہ اور بہتر وہ شخص ہے کہ پکڑا سر گھوڑے اپنے کا یعنی گھوڑے پر سوار ہو کر باگ اسکی پکڑے کھڑا ہو ڈراتا ہو دشمنان دین کو یعنی کافرون کو اور ڈراتے ہین وہ اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی فتنہ اور قتال مسلمانون کے سے بھاگ کر قصد کیا کفار کی طرف لڑتا ہے انسے اور وہ لڑتے ہین اس سے پس بچا فتنہ سے اور حاصل کیا ثواب (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ستکون فتنۃ تستنظف العرب قتلاہا فی النار اللسان فیہا اشد من وقع السیف رواہ الترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ پیدا ہو فتنہ بڑا کہ غالب ہو عرب کو اور پہونچے شر اسکی سب کو مقتول اسکے آگ مین ہونگے زبان درازی اس فتنہ مین یعنی ساتھ عیب اور برا کہنے کے سخت بہتر ہوگی مارنے تلوار کے سے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے ف مراد اس فتنہ سے وہ ہے کہ جو وو فریق بطمع مال وجاہ کے لڑین اور مقصود ہو انکا قتال فی اعلاء دین اور امداد اہل حق کی نہو جیسے خانہ جنگی والون کا حال ہوتا ہے کہ اندھا دھند آپس مین کٹنے لگتے ہین (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستکون فتنۃ صماء بکماء عمیاء من اشرف لہا استشرفت لہ واشراف اللسان فیہا کوقع السیف رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریب ہے کہ ہوگا فتنہ بہرا گونگا اندھا ف یعنی باعتبار لوگون اسکے کے اس حیثیت سے کہ نہین پاسنے کے واسطے اسکے فریاد رس اور نہین دیکھینگے اس سے جگہ نکلنے کی اور خلاصی کی یہ معنی ہین کہ نہین تمیز کرینگے درمیان حق و باطل کے اور نہین

حضرت جیسے میں گھل جاویگا وہ جیسے مانند گھلنے جاتے نمک کے پانی میں یعنی برباد ہو جائینگے اسکو اپنے نیزوں سے اور حاصل ہوئی انکو نہایت خوشی کہ جیسی ہی فرقہ کو فساد اور اسکے بعد ہوئی نیزہ
کے وہ شہر اور شہر کہ جمع ہوں ان میں لوگ اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ فتنہ آخر زمانہ میں ہوگا لیکن بیچ تعیین پہلے فتنوں کے کچھ کلام نہیں کیا ہے علما نے خصوصاً بیچ فتنہ
کے کہ وہ کون شخص ہے اہل بیت میں سے کہ اسکے قدموں کے نیچے سے یہ فتنہ اٹھیگا انتہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ فتنہ احلاس قتال عبد اللہ بن زبیر کا ہے
اہل شام سے بعد ہو جانے انکے کے مدینہ سے اور فتنہ سرا تغلب مختار کا ہے اہل عراق پر کہ دعوی کرتا تھا نصرت اہل بیت کا ساتھ اون محمد بن حنفیہ کے پھر اجتماع کیا اور پھر ہوا
یہ ظلم کے اور شروع ہوئے یہاں سے فتنے بہت اور فتنہ دہیما تغلب کرنا ترکوں کا ہے اور لوٹنا انکا مسلمانوں کے شہروں کو پس جو ہوا اس سے وہ موافق ہے انتہی (وعن ابی ہریرة
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ویل للعرب من شر قد اقترب افلح من کف یدہ رواہ ابو داود) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وا
ہو واسطے عرب کے شر سے کہ نزدیک پہونچے فرمایا یعنی ظہور اسکا اور کہا طیبی نے کہ مراد اس سے واقعہ حضرت عثمانؓ و علیؓ اور معاویہؓ کا ہے کہ تھا دونوں میں باہم اور اس
قضیہ میں یزید علیہ ما علیہ کا ہے ساتھ حضرت امام حسینؓ کے اور یہ قریب تر ہے معنی میں اسلیے کہ شر اسکی بقا ہے نزدیک ہر عرب و عجم کے تحقیق نجات پائی اور مطلب پایا ہوا وہ شخص کہ بند کیا
ہاتھ اپنا نقل کی یہ ابو داود نے یعنی ایذا سے باز رکھا قتال جنگ ہمیشہ حق و باطل سے (وعن المقداد بن الاسود قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول ان السعید لمن جنب الفتن ان السعید لمن جنب الفتن ان السعید لمن جنب الفتن ولمن ابتلی فصبر فواہا رواہ ابو داود) اور روایت ہے مقداد بیٹے اسود کے سے کہا
سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہے کہ دور کیا گیا فتنوں سے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہے کہ دور کیا گیا فتنوں سے تحقیق نیکبخت البتہ وہ شخص ہے کہ
دور کیا گیا فتنوں سے فرمایا تین بار فرمایا یہ کلام واسطے مبالغہ تاکید کے ترجمہ اور نیکبخت وہ شخص ہے کہ مبتلا کیا گیا فتنہ میں پس صبر کیا پس حسرت ہے اسکے لیے کہ دور نہو فتنہ سے اور صبر کیا
نقل کی یہ ابی داود نے یعنی اس تقدیر پر لام لمن ابتلی کو زبر ہے اور لفظ فواہا ساتھ تنوین کے اگے ہے اس سے اور معنے واہا کے تحسر میں یعنے حسرت ہے اسکے لیے کہ دور نہو فتنہ
اور مبتلا کیا گیا اسمیں اور صبر کیا و صورت ابتلا کے یا معنی عجب اور اچھے کے ہے یعنی کیا عجب اور اچھا ہے صبر اور بچنا فتنوں سے اور بعضوں نے لام کو زیر پڑھی ہے تو متعلق فواہا کے معنی تعجب کے
(وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنها الی یوم القیامة ولا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی
الاوثان وانه سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفة من امتی علی الحق ظاهرین لا یضرهم من خالفهم
حتی یاتی امر الله رواه ابو داود والترمذی) اور روایت ہے ثوبان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسوقت کہ رکھی جاویگی تلوار میری امت میں یعنے
بعضوں میں قتل و قتال شروع ہوگا نہیں اٹھائی جاویگی تلوار و قتل اس سے قیامت تک فرمایا چنانچہ ابتدا ہوئی اسکی زمانہ معاویہ سے اور جاری ہے اب تک سچا ہوا فرمانا حضرت کا اور
نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ ملینگے کتنے ایک قبیلہ میری امت میں سے ساتھ مشرکوں کے فرمایا چنانچہ کچھ تو اسمیں سے واقع ہو چکا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بیچ خلافت صدیق اکبرؓ کے ترجمہ اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ پوجینگے کتنے ایک قبیلہ میری امت میں سے بتوں کو فرمایا حقیقۃ اور شاید کہ یہ ہو زمانہ آیندہ میں یا معنی
اور بعضے انمیں سے وہ ہیں کہ جنکے حق میں فرمایا تعس عبد الدینار و عبد الدرہم ترجمہ اور تحقیق شان یہ ہے کہ ہونگے میری امت میں سے جھوٹے یعنے بیچ دعوی کرنے نبوت کے وہ تیس
ہونگے گمان کرینگے کہ وہ پیغمبر خدا ہیں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں نہیں کوئی نبی پیچھے میرے فرمایا لفظ خاتم ساتھ زیر ت اور زبر اسکے کے ہے اور یہ جملہ حال ہے جملہ لا نبی الخ تفسیر ہے
پہلے جملہ کی ترجمہ اور ہمیشہ ایک جماعت امت میری سے ثابت رہیگی حق پر یعنی علماً اور عملاً اور غالب دشمنان دین پر نہیں ضرر پہونچا سکیگا انکو وہ شخص کہ مخالفت کرے انکی یعنی بسبب
ثابت ہونے انکے اپنے دین پر یہانتک کہ آوے حکم خدا کا نقل کی یہ ابو داود اور ترمذی نے فرمایا یعنی قیامت یا مراد اوس سے غلبہ دین کا ہے کہ اثر کفر کا زمین پر نہ رہے اور یہ جملہ حتی یاتی
الخ متعلق ہے لفظ لا یزال کا (وعن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال تدور رحی الاسلام لخمس وثلثین او ست وثلثین او سبع وثلثین فان یهلکوا فسبیل من
هلک وان یقم لهم دینهم یقم لهم سبعین عاما قلت امما بقی او مما مضی قال مما مضی رواه ابو داود) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ اسنے نقل کی نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پھرتی رہیگی چکی دین اسلام کی فرمایا یعنے مستقر اور منتظم رہیگا امر دین کا بیچ امن و سلامتی کے فتنوں سے اور جاہدی یعنے احکام

پہ شکایت ہے انکے احوال کی کہ ایسی باتیں کہتا ور کرتے ہیں کہ سبب گمراہی اور حد سے گذر جانے کے ہوں جیسے کہ اگلی امتوں سے ہوا ۔ وَعَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُولٰى
يَعْنِي مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ يَبْقَ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدٌ ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَبِالنَّاسِ طَبَاخٌ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابن مسیب سے طباخ بسبب ساتھ زبر کی طا مشدد کے ہے اور کبھی زبر سے بھی پڑھتے ہیں تا معنی طاقت اور قدر ہیں اور توانائی سے اریعنی کہ پایا ہوت
واقع ہوا فتنہ پہلا کہ پہلے اس سے کوئی فتنہ اسلام میں واقع نہ ہوا تھا مراد رکھتے ہیں ابن مسیب پہلے فتنہ سے زمانہ ذوالنورین کا اور قتل عثمان بن عفان کا پس نہ باقی رہا
کوئی ان صحابہ میں سے کہ غزوہ بدر میں حاضر ہوئے تھے وضاحت لفظ یعنے حدیث میں کلام راوی کا ہے کو جو ابن مسیب سے روایت کرتا ہے اپنے تفسیر کی کلام ابن مسیب کی کہ پہلے
فتنہ سے مراد قتل انکی اور ظاہر ہے کہ الخ کلام ہے ابن مسیب کا اور مراد یہ ہے کہ اصحاب بدر مرنے لگے اسوقت سے کہ برپا ہوا فتنہ قتل حضرت عثمانؓ کا سنہ پینتیس میں اور کوئی باقی نہ رہا
یہاں تک کہ واقع ہوا فتنہ دوسرا جنگ حرہ کا اور یہ مراد نہیں ہے کہ اصحاب بدر قتل عثمان کے میں مارے گئے اور مر گئے اور اسی طرح اسکے بعد کے جاہ کے سنتیس جا ہیں اور حاصل
یہ کہ وہ مبتلا نہیں ہوئے فتنہ میں وہاں سبب اسکے کہ بچایا انکو اللہ تعالے نے برکت غزوہ بدر کے اور سب بدریوں میں سے جو آخر مرے ہیں سعد بن ابی وقاص ہیں کہ چند سال
پہلے جنگ حرہ کے مرے تھے پھر ہوا فتنہ دوسرا یعنے حرہ کا فتنہ حرہ نام ایک زمین کا ہے باہر مدینہ کے کہ اسمیں سیاہ پتھر بہت ہیں اور وہاں کی جنگ مشہور ہے کہ اہل مدینہ پر یزید
کا لشکر چڑھ گیا تھا انکے لوٹنے مارنے کے لیے اور نہایت ظلم و زیادتی اس سے ہوئی اور یہ جنگ سنہ تریسٹھ میں ہوئی تھی پس نہ باقی رہا کوئی ان اصحاب میں سے کہ حدیبیہ میں
حاضر تھے یعنے بیعۃ الرضوان والے پھر واقع ہوا فتنہ تیسرا پس نہ گیا وہ فتنہ اس حال میں کہ لوگوں میں قوت اور فربہی ہو وقت نقل کی ہے بخاری نے طباخ ساتھ زبر طا اور تخفیف
بے کے اور کبھی ساتھ پیش طا کے بھی آتا ہے یعنے قوت اور فربہی کے استعمال کیا گیا ہے غیر اس معنی میں بھی کہ کہا جاتا ہے فلانے کو طباخ نہیں ہے یعنے عقل نہیں ہے اسکو اور خیر نہیں اسکے
پاس اور مراد یہ ہے کہ اس فتنہ میں نہیں باقی رہا لوگوں میں یعنے تابعین میں کوئی صحابہ میں سے اور حواشی میں لکھا ہے کہ مراد تیسرے فتنہ سے خروج ابن حمزہ خارجی کا ہے بیچ زمانہ
مروان بن محمد بن مروان بن الحکم کے اور کرمانی نے کہا کہ تیسرا فتنہ لڑائی حجاج کی ہے ساتھ عبد اللہ بن زبیر اور اہل مکہ کے کہ اسمیں تخریب کعبہ کی بھی ہوئی اور وہ معرکہ سنہ چوہتر
میں ہوا بیچ زمانہ عبد الملک بن مروان کے انتہی لیکن اس تقدیر پر صحیح نہیں ہوتا کہ صحابہ میں سے کوئی باقی نہ تھا اسلیے کہ اسمیں جماعت صحابہ کی تھی پس قول اول صحیح ہے باب الملاحم
باب ہے بیچ بیان لڑائی اور قتال کے وضاحت لفظ ملاحم ساتھ زبر میم اور زیر حا کے ہے جمع ملحمہ کی یعنی معرکہ اور جگہ قتال کی مشتق ہے یا تو لحم سے بسبب بہت ہونے گوشت
مارے گیوں کے اسمیں یا مشتق ہے لحمہ کپڑے کے سے کہ جو بعضے بانے کے ہے بسبب گٹ پٹ اور اختلاط لوگوں کے اسمیں مانند اختلاط لحمہ یعنے بانے کے ساتھ تانے کے اور پہلے
معنے مناسب تر اور قریب تر ہیں اور لحمہ بمعنے لڑائی اور حادثہ عظیمہ کے بھی آتا ہے اور صراح میں ہے ملحمہ فتنہ اور حرب بزرگ اور اس باب میں ذکر ہے ان لڑائیوں کا کہ مخصوص ہیں بیچ
گروہوں معین کے بیچ مکانوں مخصوصہ اور شہروں معینہ کے اور اسی لحاظ سے اس باب کو جدا لائے باب الفتن سے کہ اسمیں ذکر قتال کا اکثر مجمل و مبہم ہے الفصل الاول فصل پہلی
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ تَكُونُ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ وَحَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ
قَرِيبًا مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَحَتّٰى يُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَيَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَيَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْمَالُ فَيَفِيضَ حَتّٰى يُهِمَّ
رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ وَحَتّٰى يَعْرِضَهُ فَيَقُولُ الَّذِي يَعْرِضُهُ عَلَيْهِ لَا أَرَبَ لِي بِهِ وَحَتّٰى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ وَحَتّٰى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ وَحَتّٰى تَطْلُعَ
الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوا أَجْمَعُونَ فَذٰلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ
نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا فَلَا يَتَبَايَعَانِهِ وَلَا يَطْوِيَانِهِ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهِ فَلَا يَطْعَمُهُ وَلَتَقُومَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيطُ حَوْضَهُ فَلَا يَسْقِي فِيهِ وَلَتَقُومَنَّ
السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيهِ فَلَا يَطْعَمُهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑینگے
دو گروہ بڑے ہوگا درمیان انکے قتال عظیم دعوی ہوگا انکا ایک صحیح یعنے دونوں دعوی دین اسلام کا رکھینگے اور دونوں گروہ مسلمان ہونگے یا دونوں دعوی حقانیت
کا رکھینگے اور ہر ایک اپنے گمان و اعتقاد میں حق پر ہونگے کہا علمائے کہ مراد ان دو گروہوں سے تابعدار معاویہؓ اور علیؓ کے ہیں جیسے کہ علیؓ نے فرمایا اخواننا بغوا علینا الخ

پہنچی آیا ہو کہ ایک کو معاویہ کی جانب سے انکے پاس قید کرکے لائے ایک شخص نے انکی جماعت میں سے انکے حال پر تاسف کھایا کہ میں جانتا ہوں کہ یہ مسلمان اچھا اسلام پر تھا
تھا فرمایا کیا کہتا ہو تو وہ اب بھی مسلمان ہو اور اس حدیث میں دلیل ہو اوپر بطلان قول خوارج کے کہ کہتے ہیں دونوں جماعتیں کافر ہیں اور اوپر بطلان قول روافض کے کہ کہتے ہیں
مخالف علی کے کافر ہیں ۔ ت اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ اٹھائے جاوینگے یعنی پیدا ہونگے بہت سے فسادی فریبی جھوٹے کہ جھوٹ بناوینگے اللہ و رسول
پر قریب تیس کے ف ع اور ایک حدیث میں تیس فرمائے اور یہان قریب تیس کے تو وہان بھی قریب ہی تیس کے مراد ہوں ۔ سامحۃ تیس فرمائے یا یہ کہ وہ اخیر کو فرمایا ہو
کہ اول وحی بطریق اجمال و ابہام کے ہوئی ہو اور پھر بقید تیس کے اور اسی طرح نہیں منافی ہو یہ روایت روایت طبرانی کی عن ابن عمر و لا تقوم الساعۃ حتی یخرج سبعون کذابا
اسلیے کہ مراد اس سے کثرت ہو یا تیس پیغمبری ساتھ دعوی نبوت کے اور باقی بغیر اسکے اور احتمال ہو کہ تتمہ تیس کے ہوں کہ سب ستر ہو جاویں واللہ اعلم ۔ ت ہر ایک
ان میں سے گمان و دعوی کریگا کہ وہ پیغمبر خدا کا ہو اور قائم نہیں ہوگی قیامت یہانتک کہ لیا جاویگا اور اٹھایا جاویگا علم ف ش یعنی نفع دینے والا کہ متعلق ہو کتاب و سنت
ساتھ مرنے علما اہل سنت و جماعت کے پس بہت ہونگے جاہل و بدعتی سو ہت عالم فوت عالم ہو ۔ ت اور نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ بہت ہونگے زلزلے ف ش
یعنی حسی کہ وہ ہلنا زمین کا ہو یا معنوی کہ وہ طرح طرح کی بلائیں ہیں ۔ ت اور قریب ہوگا زمانہ ف ش مراد ہو اس سے زمانہ حضرت امام مہدی کا کہ سبب امن ہوگا زمین میں اور
خوش گذرنگی زندگانی پس کوتاہ معلوم ہوگا زمانہ جیسے کہ عادت ہو زمانہ عیش و راحت کی کہ ہر چند دراز ہو کوتاہ معلوم ہوتا ہو اور زمانہ سختی کا دراز اگرچہ کم ہو ۔ ت اور قائم نہیں
ہوگی قیامت یہانتک کہ پیدا ہونگے فتنے اور لڑائیان مسلمانوں میں اور بہت ہوگا ہرج اور وہ قتل ہو ف ش یعنی مراد ہرج سے قتل ہو کہ بسبب فتنہ کے وجود میں آویگا
اور یہ تفسیر کسی راوی نے کی ہو ۔ ت اور یہانتک کہ بہت ہونگے درمیان تمہارے مال پس بہت بہت ہونگے یہانتک کہ قلق میں ڈالیگا صاحب مال کو وہ شخص کہ
قبول کرے صدقہ اسکا ف ش یہ عبارت ہو حدیث میں حتی یہم الخ کہ جسکا ترجمہ لکھا اسمین کئی وجہیں ہیں اول تو یہ کہ یہم ساتھ پیش ی کے اور زیر ہا کے پڑھیں اور رب ساتھ
نصب کے بنا بر اسکے کہ مفعول ہو یہم کا اور فاعل اسکا من یقبل ساتھ حذف مضاف کے کہ فقدان ہو اور یہ روایت مشہور تر ہو اور معنے اسکے یہ ہیں کہ بہت ہوگا مال یہانتک
کہ قلق میں ڈالیگا اور غمگین کریگا صاحب مال کو ڈھونڈھنا اس شخص کا کہ قبول کرے اسکے صدقہ کو یعنی بہت ڈھونڈھیگا فقیر کو کہ زکوۃ اور صدقات اسکے لے اور کم پاویگا
بسبب کم ہونے محتاجوں کے دوسرے یہ کہ ساتھ زبر ی اور پیش ہا کے پڑھیں یہم سے بمعنے قصد کے اور رب بحرف رفع اس صورت میں رب المال فاعل ہو اور من یقبل مفعول
یعنی یہانتک کہ قصد کرے اور بہت ڈھونڈھے صاحب مال اس شخص کو کہ لیوے صدقہ اسکا اور تیسرے یہم ساتھ زبر ی اور پیش ہا کے اور رب منصوب ہو اہم سے بمعنے غمگین
کرنے کے کہ متعدی بھی آیا ہو کذا فی القاموس یعنے غمگین کریگا صاحب مال کو نہ پانا فقیر کا کہ قبول کرے اسکے صدقہ کو ۔ ت اور یہانتک کہ پیش کریگا مال یعنے وہ مال کہ ارادہ
کرتا ہو اسکے دینے کا روبرو اس شخص کے کہ گمان کرتا ہو اسکے قبول کرنیکا پس کہیگا وہ شخص کہ پیش کریگا اس مال کو اسپر نہیں حاجت مجھکو اسکی یعنی بسبب غنائے قلبی اور
ظاہری کے یہ کہیگا اور یہانتک کہ فخر کرینگے لوگ بیچ بنانے لمبی عمارتوں کے ف ش جیسے اسوقت میں کہ لوگ فخر کرتے ہیں بڑے بڑے مکان بنانے کا اور جو مکانات
کہ بھلائیوں کے ہیں انکو ڈھا ڈالتے ہیں اور انکو گھر اور باغ وغیرہ سیر کے مکان ٹھہراتے ہیں ۔ ت اور یہانتک کہ گذریگا مرد کسی مرد کی قبر پر پس کہیگا ای کاشکے ہوتا میں جگہ اسکے
ف ش یعنے بسبب کثرت غم اور فکروں امور دین کے یا بسبب کثرت بلاؤں اور فتنوں کے یہ آرزو کریگا کاشکے میں مردہ ہوتا نہ دیکھتا یہ فتنے ۔ ت اور یہانتک کہ نکلیگا آفتاب
مغرب کی طرف سے ف ش شرح اسکی بیچ باب العلامات بین یدی الساعۃ کے آویگی اور آسمان سے توبہ کے دروازے بند ہو جاوینگے بعد اسکے توبہ قبول نہیں ہونے کی جیسے کہ
فرمایا ۔ ت پس جب نکلیگا آفتاب مغرب کی طرف سے اور دیکھیں گے اسکو آدمی ایمان لاوینگے سب اور امر آخرت ظاہر ہو جاویگا پس یہ وقت ہو کہ نہیں نفع دیگا کسی نفس
کو ایمان لانا اسکا اس روز ایسا نفس کہ ایمان نہ لایا تھا پہلے اس دن سے اور نہ نفع دیگا کسب کرنا نفس کا نیکی کو اپنے ایمان میں اگر کسب نیکی کی تھی پہلے اس روز کے ف ش اور
بعضوں نے کہا تقدیر اسکی یہ ہو کہ نہیں نفع دیگا نفس کو ایمان اسکا اور نہ کسب کرنا اسکا نیکی کو اگر نہ ایمان لایا تھا پہلے سے یا نہ کسب کی تھی نیکی اور مراد نیکی سے توبہ ہو یعنی
نہیں نفع دیگا اس نفس کو ایمان لانا اسکا اور توبہ اسکی کہتا ہوں پس معلوم ہوا کہ لفظا و تنویع کے ہیں پس گویا کہ فرمایا کہ نہیں نفع دیگی اسکو توبہ شرک سے اور توبہ

یہ بنا ہو اس سے کہ اطاعت کرینگے لوگ اسکی اور اتفاق کرینگے اسپر اور غلبہ اور سختی کریگا وہ انپر اور تسخر کریگا انکو اور احتمال ہے کہ مراد حقیقت ہانکنے کی ہو ساتھ عصا کے
اور کہا بعضون نے کہ شاید وہ شخص قحطانی وہ ہو کہ کہا جاویگا اسکو جہجاہ جیسے کہ آگے آتا ہے ذکر اسکا (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَذْهَبُ الْاَيَّامُ وَاللَّيَالِيْ
حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ حَتّٰى يَمْلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمَوَالِيْ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ نہین تمام ہونگے دن اور رات یعنے نہین منقطع ہونے کا زمانہ اور نہین آئیگی قیامت یہان تک کہ مالک ہوگا ایک شخص کہ کہا جاویگا اسکو جہجاہ اور ایک روایت مین
یون ہے یہان تک کہ مالک ہوگا ایک شخص موالی مین سے فــ موالی ساتھ زبر میم کے جمع ہے مولی کی یعنے غلام اور معنے یہ ہین یہان تک کہ وہ ہوگا حاکم لوگون پر تــ کہا
جاویگا اسکو جہجاہ نقل کی یہ مسلم نے اور بعضے نسخون مین جہجاہ ساتھ دو ہیون کے اور بعضون مین جہجا ساتھ حذف ہ اخیر کے ہے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَنْزَ اٰلِ كِسْرٰى الَّذِيْ فِي الْاَبْيَضِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ فرماتے تھے کھولیگی ایک جماعت مسلمانون مین سے گنج آل کسری کا وہ گنج کہ بیچ محل سپید کے ہے نقل کی یہ مسلم نے فــ آل کسری مین لفظ آل کا زائد ہے یا مراد ہے اس سے
اہل و تابعدار اسکے اور کسری ساتھ زیر اور زبر کاف کے معرب خسرو کا ہے اور بادشاہ فارس کو کسری کہتے ہین جیسے بادشاہ روم کو قیصر اور ترکون کو خاقان اور مصر کو فرعون اور
یمن کو قیل ساتھ زیر قاف کے اور حبشہ کو نجاشی اور ابیض نام ایک قلعہ کا ہے مدائن مین کہ اہل فارس اسکو سفید کوشک کہتے ہین اور اب بنالی گئی ہے جگہ اسکی مسجد مدائن مین
اور یہ گنج بیچ زمانہ امیر المومنین عمر کے نکالا گیا (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ
كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلاک ہوا کسری پس نہوگا کسری پیچھے اسکے
فــ ہلاک ہوا صیغہ ماضی ہے یعنے قریب ہے کہ ہلاک ہوگا ملک اسکا اور بصیغہ ماضی کا لانے واسطے تحقیق وقوع اور قرب اسکی کے ہے یا دعا ہے اور دلالت ہے پس نہوگا کسری بعد
فــ یعنے بعد کسری کے کہ موجود تھا بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور معنے یہ ہین کہ نہین مالک ہوگا ملک کسری کا کافر بلکہ مالک ہونگے اسکے مسلمان بعد اسکے
قیامت کے دن تک اور یہ بات اسوقت فرمائی کہ خسرو نے نامہ آنحضرت کا پھاڑ ڈالا تھا اور قیصر کہ بادشاہ روم کو کہتے ہین البتہ ہلاک ہوگا پس نہین ہوگا قیصر بعد اسکے
اور البتہ بانٹے جاوینگے خزانے انکے راہ خدا مین اور نام رکھا آنحضرت نے لڑائی کا فریب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فــ اور یہ عطف ہے قال رسول اللہ پر یعنے کہا راوی
نے اور نام رکھا آنحضرت نے الخ چونکہ پہلے کلام مین اشارہ تھا طرف اسکے کہ ہلاک کسری اور قیصر کا اور لینا انکے خزانون کا ہوگا ساتھ لڑائی کے اور اکثر ہوتی ہے لڑائی محتاج
فریب کی پس آگاہ فرمایا آپ نے صحابہ کو ساتھ جائز ہونے اسکے کے تاکہ نہ وہم کرین وہ کہ فریب قبیلہ غدر اور خیانت سے ہے پس فرمایا کہ جنگ کرنے مین ساتھ دشمنون کے فریب
اور حیلہ روا ہے کہ بیچ حصول فتح اور نصرت کے دخل رکھتے ہین جیسے کہ اپنے لشکر کو حیلون سے دشمن کی آنکھون مین بہت دکھاوین یا مقرر کرین ایک طرف
جاوین تا دشمن خیال کرین کہ وہ چلے گئے اور جنگ نہین کرینگے اور جب غافل ہون انپر یکایک جا پڑین اور مانند انکے حیلہ کرین لیکن عہد توڑنا درست نہین اور لفظ
خدعہ ساتھ تثلیث اور زبر خ کے اور جزم دال کے اور زیر اسکے کے بھی آیا ہے اور ساتھ زبر خ اور جزم دال کے فصیح تر ہے (وَعَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْزُوْنَ جَزِيْرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الرُّوْمَ فَيَفْتَحُهَا اللّٰهُ ثُمَّ تَغْزُوْنَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللّٰهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہے نافع بن عتبہ بن ابی وقاص سے کہ بھتیجا ہے سعد ابن ابی وقاص کا اور وہ صحابی ہے اسلام لایا فتح مکہ مین کہا کہ فرمایا آنحضرت نے جنگ کروگے یعنے بعد میرے جزیرہ عرب
فــ یعنے ولایت عرب سے اور اسکو جزیرہ کہا اس سبب سے کہ احاطہ کیا ہے دریاؤن نے اسکو ہر طرف سے اور وہ مکہ اور مدینہ اور یمامہ اور یمن ہے پس معنے یہ ہین کہ جہاد کروگے
بقیہ جزیرہ سے یا سارے جزیرہ سے ایسی حیثیت کہ نہین چھوڑا جاویگا کافر اسمین تــ پس فتح کریگا اسکو اللہ تعالی تمہارے ہاتھ پر پھر جنگ کروگے ولایت فارس سے پس
فتح کریگا اسکو اللہ پھر جنگ کروگے روم سے پس فتح کریگا اسکو خدا تعالی پھر جنگ کروگے دجال سے پس فتح دیگا اسپر اللہ نقل کی یہ مسلم نے فــ یعنے اسکو مقہور مغلوب
کریگا اور ہلاک کریگا اسکے ہاتھ آگیا ہوگا تمہارے ہاتھ لگیگا اور ہلاک ہوگا وہ حضرت عیسی کے ہاتھ سے کہ وہ اترینگے مسلمانون کی مدد کے لیے اور خطاب اسمین صحابہ کو ہے

اور مراد امت ہے وعن عوف بن مالك قال أتيت النبي صلى الله عليه وسلم في غزوة تبوك وهو في قبة من أدم فقال اعدد ستا بين يدي الساعة موتي ثم فتح بيت المقدس ثم موتان يأخذ فيكم كقعاص الغنم ثم استفاضة المال حتى يعطى الرجل مائة دينار فيظل ساخطا ثم فتنة لا يبقى بيت من العرب إلا دخلته ثم هدنة تكون بينكم وبين بني الأصفر فيغدرون فيأتونكم تحت ثمانين غاية تحت كل غاية اثنا عشر ألفا رواه البخاري اور روایت ہے عوف بن مالک سے کہا آیا میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیچ غزوہ تبوک کے کہ نام ایک جگہ کا ہے زمین شام سے اس حال میں کہ آنحضرت چمڑے کے خیمہ میں تھے فرمایا گن تو چھ چیزوں کو پہلے آنے قیامت سے یعنی یہ چھ چیزیں علامات قیامت سے جان کہ پہلے اسکے واقع ہونگی اول مرنا میرا کہ جب تک میں ہوں قیامت برپا نہیں ہوگی دوسرے فتح ہونا بیت المقدس کا فت یعنی جب تک بیت المقدس کو فتح نہیں کرینگے قیامت قائم نہیں ہوگی اور لفظ مقدس ساتھ زبر میم اور جزم قاف اور زیر دال کے بروزن مجلس کے اور ایک نسخہ میں ساتھ پیش میم اور زبر قاف اور دال مشدد کے بروزن معظم کے ہے تیسرے وبا عام کہ پیدا ہوگی تم میں مانند بیماری بکریوں کے فت عقاص ساتھ پیش قاف اور صاد مہملہ کے بیماری ہے کہ مواشی میں پیدا ہوتی ہے اور یکبارگی وہ مرجاتے ہیں اور مراد اس سے وہ وبا ہے کہ حضرت عمر رض کے زمانہ میں پیدا ہوئی اور تین روز کے عرصہ میں ستر ہزار آدمی مرگئے اور لشکرگاہ مسلمانوں کا اسوقت عمواس تھا اور اسی لیے اسکو طاعون عمواس کہتے ہیں اور یہ اول طاعون ہے کہ اسلام میں واقع ہوا چوتھے بہت ہونا مال کا لوگوں میں یہاں تک کہ دیا جاویگا مرد کو سو دینار پس ہوگا ناراض یعنی قلیل اور حقیر جانیگا اسکو فت یہ ہوا حضرت عثمان رض کی خلافت میں وقت فتوح کے پانچویں پیدا ہونا فتنہ اور جنگ کا کہ نہیں رہیگا کوئی گھر عرب سے مگر داخل ہوگا اندر اور شر اس فتنہ کی اس گھر میں فت لکھا ہے علماء نے کہ مراد اس سے قتل حضرت عثمان رض کا ہے یا جنس فتنہ کہ بعد حضرت کے ہوئے چھٹے صلح کہ ہوگی درمیان تمہارے اور درمیان بنی روم کے فت بنوالاصفر نام روم کا ہے اسلیے کہ پہلا باپ انکا روم بن عیص بن یعقوب بن اسحاق ہے زرد رنگ تھا مائل بسفیدی پس عہد شکنی کرینگے وہ پس آوینگے تمہارے نیچے اسی نشانوں کے فت لفظ غایۃ ساتھ غین معجمہ اور یے کے نشان کہ جنگ میں ہمراہ سرداروں کے ہوتے ہیں اور بعضی روایتوں میں غابہ ساتھ بے موحدہ کے آیا ہے بمعنے بیشہ کے تشبیہ دی اس لشکر کو بسبب کثرت نشانوں کے ساتھ بیشہ کے فت نیچے ہر نشان کے بارہ ہزار آدمی ہونگے نقل کی یہ بخاری نے فت مقصود بیان کرنا انبوہی لشکر کا ہے وعن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى ينزل الروم بالأعماق أو بدابق فيخرج إليهم جيش من المدينة من خيار أهل الأرض يومئذ فإذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين سبوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلي بينكم وبين إخواننا فيقاتلونهم فينهزم ثلث لا يتوب الله عليهم أبدا ويقتل ثلثهم أفضل الشهداء عند الله ويفتتح الثلث لا يفتنون أبدا فيفتتحون قسطنطينية فبينما هم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون إذ صاح فيهم الشيطان إن المسيح قد خلفكم في أهليكم فيخرجون وذلك باطل فإذا جاءوا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف إذ أقيمت الصلاة فينزل عيسى ابن مريم فأمهم فإذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء فلو تركه لانذاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه في حربته رواه مسلم اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ اترینگے روم اعماق میں فت اعماق ساتھ زبر ہمزہ کے نام ایک جگہ کا اطراف مدینہ میں سے ہے یا دابق میں فت دابق ساتھ زیر بے کے اور کبھی زبر بھی دی جاتی ہے نام ایک جگہ کا ہے بازار مدینہ سے اور مفاتیح میں ہے کہ وہ دونوں موضع ہیں اور او شک راوی کے لیے ہے فت پس نکلیگا طرف انکے ایک لشکر مدینہ سے فت کہا ابن ملک نے کہ کہا بعضوں نے کہ مراد مدینہ سے حلب ہے اور اعماق اور دابق دو موضع ہیں قریب اسکے اور بعضوں نے کہا مراد مدینہ سے دمشق ہے اور کہا ازہار میں کہ یہ جو کہا گیا ہے کہ مراد مدینہ سے مدینہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے یہ قول ضعیف ہے اسلیے کہ مدینہ نبویہ خراب ہوگا اسوقت میں فت بہترین لوگوں زمین کے سے اسدن فت من خیار الخ بیان ہے جیش کا اور لفظ اسدن سے احتراز ہے زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے فت پس جس وقت کہ صف باندھینگے یعنی لڑائی کے لیے کہینگے روم خالی کردو جگہ درمیان ہمارے اور درمیان ان لوگوں کے کہ بندی پکڑلائے ہیں ہم میں سے لڑیں ہم انسے فت یعنی جن مسلمانوں نے کہ جہاد کیا ہے ہم پر اور اسیر کیا ہے ایک جماعت کو ہم میں سے انکو ہمارے سپرد کرو تا لڑیں ہم انسے اور بدلا اپنا لیویں غرض فریب دینا مسلمانوں کا اور تفریق ڈالنی انکے باہم میں ہے فت پس کہینگے مسلمان قسم ہے اللہ کی نہیں خالی کرینگے ہم درمیان تمہارے اور درمیان مسلمان بھائیوں

اپنے کے اور نہیں چھوڑینگے ہم تمکو ساتھ انکے پس لڑینگے مسلمان روم سے پس شکست کھاوینگے تہائی مسلمان اور بھاگ جاوینگے نہیں رجوع کریگا اللہ تعالے ساتھ توبہ
کے انپر کبھی یعنی توفیق توبہ کی نہ دیگا اس سبب سے کہ وہ کفر ہی پر مرینگے اور بہادر بہتیرا انمیں بہشت اور مارے جاوینگے تہائی انکے وہ بہترین شہدا کے ہونگے نزدیک خدا کے اور
فتح کرینگے تہائی مسلمان باقی یعنے روم کے شہروں کو نہیں فتنہ میں ڈالے جاوینگے کبھی ف یعنے نہیں مبتلا کیے جاوینگے کسی بلا میں اور نہیں امتحان کیے جاوینگے
ساتھ فتنہ کے یا نہیں عذاب دیے جاوینگے کبھی اسمین اشارہ ہے خاتمہ بخیر ہونیکا انکا ت پھر فتح کرینگے قسطنطنیہ ف اس لفظ کو کئی وجہ کر تصحیح کیا ہے مشہور ساتھ ضم قاف
اور جزم سین اور ضم طا اور جزم نون کے ہے بعد اسکے طا کسور اور ی ساکن بعد اسکے نون مفتوحہ پہلے تے کے اور بعضوں نے ساتھ زیادتی ی مشددہ کے بعد نون کے
تصحیح کی ہے چنانچہ اکثر مشکوۃ کے نسخوں میں اسی طرح ہے اور بعضے نسخوں میں ساتھ زیادتی ی مخففہ کے بدلے ی مشددہ کے اور ان دونوں صورتوں میں نون آخر کو زیر ہوگی اور یہ
بڑا شہر ہے روم کے شہروں سے کہ دار السلطنۃ روم کا ہے اور اسکو استنبول بھی کہتے ہیں اور فتح ہونا اسکا علامات قیامت سے ہے اور کہا ترمذی نے کہ قسطنطنیہ یعنے صحابہ کے
زمانہ میں فتح ہوئی اور نزدیک نکلنے دجال کے پھر فتح ہوگی جیسے کہ فرمایا ت پس اسوقت کہ تقسیم کرتے ہونگے مسلمان غنیمتیں حال آنکہ لٹکائی ہونگی تلواریں اپنی درخت زیتون
پر ناگہاں آواز دیگا ان میں شیطان یہ کہ تحقیق دجال تحقیق پیچھے تمہارے آیا تمہارے اہل و اولاد میں پس نکلینگے یعنے لشکر مدینہ کا یہ خبر سنتے ہی قسطنطنیہ سے اور یہ خبر شیطان
کی جھوٹی ہوگی دجال ابھی نہ نکلا ہوگا پس جب آوینگے مسلمان شام میں نکلیگا دجال ف یعنے ظاہر ہوگا مراد شام سے قدس ہے کہ وہ اسی میں سے ہے اسلیے کہ بعض روایات میں
تصریح ہے ساتھ اسکے ت پس اسوقت کہ تیاری کرتے ہونگے لڑائی کی برابر کرینگے صفیں ناگہاں قائم کیجاویگی نماز ف اور نسخہ صحیح میں اقوا ساتھ الف کے ہے یعنے وقت
کہنے موذن کے نماز کے لیے ت پس اترینگے عیسی ابن مریم ف یعنے آسمان سے اوپر منارہ مسجد دمشق کے پھر آوینگے قدس میں ت پس امام ہونگے حضرت
عیسی مسلمانوں کے ف یعنی نماز میں اور باہم مسلمانوں سے امام مہدی بھی ہونگے اور ایک روایت میں ہے کہ آگے بڑھاوینگے امامت کے لیے حضرت عیسی امام مہدی کو اور
سبب یہ بیان کرینگے کہ نماز تمہارے ہی لیے قائم کی گئی ہے اور اسمین اشارہ ہوگا متابعت کا اور اسکا کہ میں امیر نہیں ہوں بالاستقلال بلکہ میں مقرر اور موید ہوں پھر بعد اسکے
امامت کرتے رہینگے عیسی انکی ہمیشہ پس اس فرمانے میں کہ امام ہونگے تغلیب ہے یا کرینگے امامت مجازا یعنے امر کرینگے انکے امام کو امامت کا اور ہوگا دجال اسوقت گھیرے
ہوئے مسلمانوں کو ت پس جب دیکھیگا حضرت عیسی کو دشمن خدا کا یعنے دجال گھلنے لگیگا جیسا نمک گھلتا ہے پانی میں پس اگر چھوڑ دیں حضرت عیسی اسکو بحال خود اور
نہ مار ڈالیں گے البتہ گھل جاوے یہاں تک کہ مر جاوے دو بن مارے ولیکن قتل کریگا اسکو خدا تعالی حضرت عیسی کے ہاتھ پر یعنے حکم اور ارادہ الہی یوں ہے کہ بلا
اسکا حضرت عیسی کے ہاتھ پر ہو ت قتل پس دکھاوینگے عیسی انکو یعنے مسلمانوں کو یا کافروں کو یا سب کو خون دجال کا اپنے نیزے میں نقل کی یہ مسلم نے (وعن
عبد الله بن مسعود قال ان الساعة لا تقوم حتى لا يقسم ميراث ولا يفرح بغنيمة ثم قال عدو يجمعون لاهل الشام ويجمع لهم اهل الاسلام يعني الروم فيتشرط المسلمون
شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يحجز بينهم الليل فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى
يحجز بينهم الليل فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب وتفنى الشرطة ثم يتشرط المسلمون شرطة للموت لا ترجع الا غالبة فيقتتلون حتى يمسوا فيفيء هؤلاء وهؤلاء كل غير غالب
وتفنى الشرطة فاذا كان يوم الرابع نهد اليهم بقية اهل الاسلام فيجعل الله الدبرة عليهم فيقتتلون مقتلة لم ير مثلها حتى ان الطائر ليمر بجنباتهم فما يخلفهم حتى يخر ميتا
فيتعاد بنو الاب كانوا مائة فلا يجدونه بقي منهم الا الرجل الواحد فباي غنيمة يفرح او اي ميراث يقسم فبينما هم كذلك اذ سمعوا بباس هو اكبر من ذلك فجاءهم
الصريخ ان الدجال قد خلفهم في ذراريهم فيرفضون ما في ايديهم ويقبلون فيبعثون عشرة فوارس طليعة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لاعرف اسماءهم
واسماء آبائهم والوان خيولهم هم خير فوارس او من خير فوارس على ظهر الارض يومئذ رواه مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے یہ کہ تحقیق قیامت نہیں
قائم ہوگی یہاں تک کہ نہ بانٹی جاویگی میراث ف یعنے بسبب کثرت مارے جانے مسلمانوں کے یا بسبب اٹھ جانے شرع کے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے ہمارے
زمانہ میں بسبب کثرت دیون کے نوبت تقسیم کی نہیں پہونچنے کی ت اور خوش کیے جاوینگے یعنے نہیں خوش ہوگا کوئی بسبب غنیمت کے ف یا تو بسبب

نہ مانند کے یا بسبب خیانت کے پس نہین خوش ہونگے ساتھ اسکے اہل دیانت سے پھر کہا ابن مسعود نے بیچ بیان اس حال اور وقوع اس قصہ کے کہ دشمن یعنے کافر جمع کرینگے لشکر واسطے قتال اہل شام کے اور جمع کرینگے واسطے قتال ان دشمنون کے مسلمان بھی لشکر مراد ہے دشمن سے روم پس انتخاب کرینگے اور جدا کرینگے مسلمان اپنے لشکر مین سے ایک فوج کو کہ آگے بھیجینگے تا جنگ کرے اور مرجاوے نہ پھرے وہ فوج مگر غالب اور فتحیاب ف شرطہ بضم شین و سکون را ہے جماعت کا شرطہ بفتح سین ہے بضم شین و کسر را کی اور معنے یہ ہین کہ مسلمان بھیجینگے اس لشکر کو اس شرط پر کہ بھاگین نہین بلکہ ٹھہرے رہین اور ثابت رہین یہان تک کہ مارے جاوین یا غالب آوین شرطہ ساتھ ضم شین اور زبر را اور جزم اسکے اول لشکر کہ حاضر ہو جنگ کے لیے اور مستعد ہو واسطے مرنے کے اور تشترط باب تفعل سے نکالا گیا ہے اسی سے اور تشترط باب افتعال سے بھی روایت ہے ف پس لڑینگے مسلمان و کافر یہان تک کہ حائل ہوگی درمیان انکے رات اور باز رکھیگی انکو لڑائی سے پس پھر جاوینگے مسلمان اور کافر طرف ڈیرون اپنے کے ہر ایک یعنے دونون فریق مین سے غیر غالب یعنے اور غیر مغلوب ہونگے اور فنا ہو جاویگی یعنے ماری جاویگی وہ فوج کہ پہلے بھیجی گئی تھی لڑنے کے لیے ف یہان شرطہ سے مراد مقدمہ لشکر کی یعنے جو آگے کی اگلی فوجین ماری جاوینگی حاصل یہ کہ اور فوجین طرفین کی پھر آوینگی اور نہین ہوگا غلبہ کسی کو دوسرے پر اور اگلی فوجین طرفین کی فنا ہو جاوینگی و الا ہوگا غلبہ انکے لیے کہ فنا ہوگی فوج انکی حالانکہ کہا ہے کہ ہر ایک غیر غالب ہونگی پھر انتخاب کرینگے مسلمان ایک لشکر کو واسطے مرنے کے کہ نہ پھرے مگر غالب پس لڑینگے یہان تک کہ حائل ہوگی درمیان انکے رات پس پھر جاوینگے مسلمان اور کافر طرف ڈیرون اپنے کے ہر ایک غیر غالب اور فنا ہو جاویگی وہ فوج کہ آگے نکلی تھی لڑنے کے لیے پھر انتخاب کرینگے مسلمان ایک لشکر کو مرنے کے لیے کہ نہ پھرے مگر غالب پس لڑینگے یہان تک کہ شام کرینگے پس پھر جاوینگے مسلمان اور کافر ہر ایک غیر غالب اور فنا ہو جاویگی وہ فوج کہ آگے نکلی تھی لڑنے کے لیے پس جب ہوگا دن چوتھا اٹھینگے اور قصد کرینگے طرف جنگ کفار کے باقی اہل اسلام پس کرواویگا اللہ تعالی شکست کفار پر ف دبرہ ساتھ زبر دال مہملہ اور بے موحدہ کے اسم ہے ادبار سے اور روایت کیا گیا ہے دابرۃ بھی اور معنے دونون کے ہزیمت یعنے شکست کے ہین ف پس لڑینگے لڑنا کہ نہین دیکھا گیا ہے مانند اسکے یہان تک کہ پرند البتہ ارادہ کریگا گذرنے کا انکے جوانب و نواحی پر پس نہین پہنچے چھوڑیگا انکو یعنے نہین تجاوز کریگا انسے یہان تک کہ گر پڑیگا زمین پر مردہ ف یعنے اگر جانور اڑیگا ان مردون پر تو نہین پہونچنے کا انکے آخر تک یہان تک کہ گر پڑیگا مرکر بسبب انکی بدبو کے یا بسبب درازگی مسافت کے اس طرف سے اس طرف تک جاویگا اڑنے سے اور گر پڑیگا مرکر ف پھر گنینگے بیٹے ایک باپ کے کہ تھے سو ف یعنے ایک جماعت کہ حاضر ہوگی لڑائی مین سب آپس مین قرابتی ایک جد کی ہو وہ جو اپنے کو شمار کرینگے تو تھے سو پس نہ پاوینگے اس عدد کو کہ باقی رہا ہو مگر ایک مرد ف خلاصہ معنی کا یہ ہے کہ وہ شروع کرینگے گننا نفسون اپنے کا پس شروع کریگی ہر جماعت گننا اقارب اپنے کا پس نہین پائینگے سو مین سے مگر ایک بسبب بہت مارے جانے کے ف پس ساتھ کس غنیمت کے خوش کیے جاوینگے ف

لفظ فبای مین ف تفریعیہ ہے یا فصیحہ کہا طیبی نے کہ یہ جزا ہے شرط محذوف کی مبہم فرمایا پہلے ان الساعۃ لا تقوم حتی لا یقسم میراث و لا یفرح بغنیمۃ اس حدیث سے کہ مطلق کہا اسکو پھر بیان کیا اسکو ساتھ قول اپنے کے عدو الخ باین طریق کہ یہ مقید ہے ساتھ اس صفت کے یعنے تقسیم میراث اور خوشی غنیمت سے اسلیے نہین ہونگی کہ جہان سب مارے جاوین وہان تقسیم کہان اور خوشی کہان پس اس صورت مین صحیح ہوگا یہ کہ کہا جاوے پس جب ہوا ایسا تو پس ساتھ کس غنیمت کے خوش ہونگے انتہی ف یا کونسی میراث تقسیم کیجاویگی پس اسوقت مین کہ وہ ہونگے اسطرح ناگاہ سنینگے مسلمان خبر اور لڑائی شدید کی کہ وہ بزرگتر اور سخت تر ہوگی پہلی لڑائی سے پھر آویگی مسلمانون کو آواز یعنے فریادی کی یہ کہ دجال پیچھے انکے آیا ہے انکی اولاد مین پس چھوڑ دینگے اور ڈالدینگے اس چیز کو کہ بیچ ہاتھون انکے کے ہے یعنے غنیمت اور تمام اموال بخوف ضرر اہل عیال کے اور متوجہ ہونگے طرف دجال کے پس بھیجینگے دس سوار تا طلاعہ ہون حال دشمن سے ف طلیعہ لفظ طلیعہ بروزن کریمہ کے وہ شخص کہ بھیجا جاوے تاکہ مطلع ہو حال دشمن سے مانند جاسوس کے فعیلہ بمعنے فاعل کے برابر ہے اسمین واحد اور جمع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق البتہ مین جانتا ہون نام ان دس سوارون کے اور نام انکے باپون کے اور رنگ انکے گھوڑون کے ف اسمین معجزہ ہے حضرت کا اور دلیل ہے اسپر کہ علم اللہ تعالی کا محیط ہے ہر چیز کی کلیات و جزئیات کو وہ بہترین سوارون کے یا فرمایا بہترین سوارون مین سے ہونگے پشت زمین پر اسدن نقل کی یہ مسلم نے (و عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

هَلْ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاءُوهَا نَزَلُوا فَلَمْ يُقَاتِلُوا
بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ الرَّاوِي لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّانِيَةَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ
فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُولُونَ الثَّالِثَةَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُونَهَا فَيَغْنَمُونَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُونَ
كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا سنا ہے تم نے ایک شہر کا ایک جانب اسکا جنگل میں ہے اور ایک جانب اسکا
دریا میں کہا صحابہ نے ہاں رسول اللہ سنا ہے ہمنے فرمایا کہا ایک شارح نے کہ یہ شہر روم میں ہے کہا بعضوں نے ظاہر یہ ہے کہ وہ قسطنطنیہ ہے اور فتح ہونا اسکا علامات قیامت
سے ہے انتہی اور احتمال ہے کہ وہ اور شہر ہو بلکہ ظاہر یہی ہے اسلیے کہ قسطنطنیہ فتح ہوگا ساتھ بہت سے کشت وخون کے اور یہ شہر فتح ہوگا ذکر تہلیل وتکبیر سے فرمایا
حضرت نے کہ برپا نہیں ہوگی قیامت یہاں تک کہ جنگ کرینگے اس شہر والوں سے ستر ہزار آدمی اولاد اسحاق میں سے نقل کیا ہے کہ وہ شاید کہ اولاد
اسحاق سے ہیں اور وہ مسلمان تھے انتہی اور احتمال ہے کہ انکے ساتھ اور بھی ہوں سوا انکے اولاد اسمعیل میں سے کہ وہ عرب ہیں یا غیر انکے اور مسلمان ہیں اور اختصار کیا
انکے ذکر پر از راہ غلبہ وغیرہ انکے کے اوپر کہ سوا انکے ہیں اور احتمال ہے یہ کہ خاص وہی ہوں [illegible] پس جب آوینگے اولاد اسحاق اس شہر پر اور اترینگے پاس اسکے یعنی
نواحی اس شہر میں محاصرہ کرکر اسکے رہنے والوں کو پس جنگ نہیں کرینگے اس شہر والوں سے ساتھ ہتھیاروں کے اور نہ پھینکینگے تیر [illegible]
کے ہو واسطے تاکید افادہ عموم نفی کے بلکہ صرف کہینگے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پس گر پڑیگی ایک جانب دو جانبوں اسکے میں سے یعنی ایک طرف کی دیوار شہر کی کہا ثور بن یزید
نے کہ راوی اس حدیث کا ہے نہیں گمان کرتا میں ابو ہریرہ کو مگر کہا وہ جانب کہ دریا میں ہے یعنی جزم نہیں ہے اسکا گمان ہے کہ یوں کہا پھر کہینگے وہ دوسری بار لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر پس گر پڑیگی دوسری جانب اسکی یعنی جو کہ جنگل میں ہے پھر کہینگے تیسری بار لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پس کشادہ ہوگا اور راہ کھلیگی انکے لیے پس داخل
ہونگے اسمیں پس لوٹینگے یعنی جو کچھ کہ اسمیں ہوگا پس اسوقت کہ بانٹتے ہونگے لوٹ ناگہان آویگی انکو آواز یا آواز کرنیوالا پس کہیگا آواز کرنیوالا کہ تحقیق دجال نکلا
پس چھوڑ دینگے ہر چیز کو یعنی غنیمت وغیرہ کو اور پھر جاوینگے نقل کی یہ مسلم نے یعنی جلدی سے دجال کے لڑنے کو۔ الفصل الثانی فصل دوسری عَنْ مُعَاذِ
بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَانُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ خَرَابُ يَثْرِبَ وَخَرَابُ يَثْرِبَ خُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ وَخُرُوجُ الْمَلْحَمَةِ فَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ وَفَتْحُ قُسْطَنْطِينِيَّةَ خُرُوجُ
الدَّجَّالِ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کامل آبادی بیت المقدس کی سبب خراب ہونے مدینہ کے ہوگی
یعنی اسلیے کہ آبادی بیت المقدس کی بسبب غلبہ کفار کے ہوگی کہ نصاری ہیں اور وہ سبب خرابی مدینہ کا ہوگا اور یثرب نام مدینہ مطہرہ کا ہے اور اشتقاق یثرب کا ثرب سے
ہے یعنی ہلاک کرے یا نام ایک کافر کا ہے کہ ابتدا میں اسنے آباد کیا تھا اور مدینہ کو یثرب کہنے سے جو منع فرمایا ہے وہ کہنا پہلے اس نہی کے ہے اور خراب ہونا یثرب کا سبب
نکلنا اور پیدا ہونے فتنہ اور جنگ عظیم کا ہے کہ جسکا اوپر ذکر ہوا کہ اسمیں سو میں سے ایک باقی رہیگا اور پیدا ہونا اس جنگ کا فتح ہونا قسطنطنیہ کا ہے اور فتح ہونا قسطنطنیہ
کا سبب اور علامت نکلنے دجال کی ہے نقل کی یہ ابو داود نے مراد یہ ہے کہ یہ حوادث اور وقائع یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے اس ترتیب مذکور سے واقع ہونگے اور ہونا پہلے کا
علامت پیدا ہونے دوسرے کی ہوگی اگرچہ مہلت اور تاخیر سے واقع ہو کہا طیبی نے اگر تو کہے کہ یہاں کہا فتح قسطنطنیہ کو علامت نکلنے دجال کی اور اوپر حدیث
میں کہا کہ ناگہان شیطان آواز دیگا انہیں کہ دجال تمہارے پیچھے آیا تمہارے اہل میں پس نکلینگے وہ اور یہ بات جھوٹ ہوگی پس کیونکر تطبیق ہو ان دونوں میں جواب
اسکا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گردانا فتح قسطنطنیہ کو علامت نکلنے دجال کی نہ یہ کہ وہ پیچھے اسکے نکلیگا بغیر فصل کے اور آواز کرنا شیطان کا ہوگا جھوٹ تا باز
رہیں تقسیم کرنے غنیمت کے سے چنانچہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آئندہ کہ ملحمہ عظمی اور فتح قسطنطنیہ اور نکلنا دجال کا سات مہینے میں ہوگا وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلْحَمَةُ الْعُظْمٰى وَفَتْحُ الْقُسْطَنْطِينِيَّةِ وَخُرُوجُ الدَّجَّالِ فِي سَبْعَةِ أَشْهُرٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ اور روایت ہے اسی معاذ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ جنگ بڑی اور فتح ہونا قسطنطنیہ کا اور نکلنا دجال کا سات مہینے میں ہوگا نقل کی یہ ترمذی نے اور ابو داود نے مراد بڑی جنگ سے [illegible]

حبشی کی اکثر چھوٹی اور باریک ہوتی ہیں اور مراد گنج سے گنج ہے وہ خزانہ جو نیچے کعبہ کے ہے کہا بعضوں نے کہ مخارق ہے اُسمیں اور بعضوں نے کہا کہ مراد ہے وہ مال کہ ہدایا اور نذر کے
آتا ہے اسکو خادم وہاں کے جمع کرتے ہیں اور اور حدیث میں آیا ہے کہ خراب کریگا کعبہ کو حبشی دو چھوٹی پنڈلیوں کا حبشی میں سے اور نہیں معارض ہے یہ قول اللہ تعالیٰ کے
حرمًا آمنًا اسلیے کہ یہ قریب قیامت کے ہوگا جس وقت کہ باقی نہیں رہیگا کوئی اللہ اللہ کہنے والا اور ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گردانا ہے اسکو حرم یا امن باعتبار غالب
احوال کے جیسے کہ دلالت کیا ہے اُس پر قصہ ابن الزبیر کا اور قرامطہ کا اور مانند انکے کا یا مراد حرم یا امن گردانے سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ وہ امن میں رکھیں لوگوں کو
اور نہ تعرض کریں کسی سے اسمیں چنانچہ آیا ہے کہ رئیس زندیقوں کا قرامطہ سے جبکہ پہنچا فساد سے اپنے قتل کرنے لوگوں کے سے اور خراب کرنے شہروں کے سے کہا
اُسنے کہ کہاں ہے کلام اللہ کا ومن دخله کان آمنا پس کہا بعض اہل توفیق نے کہ معنی اسکے یہ ہیں کہ امن دو اسکو کہ داخل ہوا اسمیں اور نہ تعرض کرو اسکے اور ہاتھ دھوؤ اور
قتل کرنے کے (وعن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال دعوا الحبشة ما ودعوکم واترکوا الترک ما ترکوکم رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے ایک شخص سے کہ آنحضرت
کے صحابیوں میں سے ہے کہا حضرت نے چھوڑو حبشیوں کو جب تک کہ چھوڑیں وہ تمکو اور چھوڑو تم ترکوں کو جب تک کہ چھوڑیں وہ تمکو نقل کی یہ ابو داؤد نے (ف) اگر کہیں کہ قرآن شریف
میں حکم ہے وقاتلوا المشرکین کافة یعنی العموم فرمایا ہے کہ مشرکوں سے قتال کرو جہاں پاؤ اور حضرت نے کیونکر فرمایا کہ انکو چھوڑ دو ہم کہتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ حبش اور ترک عموم
آیت سے مخصوص ہیں اور خارج ہیں اسلیے کہ شہر انکے بعید ہیں انکے شہروں میں اور اسلام کے شہروں میں دشت و بیابان بہت ہیں جب تک کہ وہ تعرض نہ کریں اور اسلام
کے شہروں پر نہ دوڑیں تو تعرض انکے نہ کرنا چاہیے اور اگر وہ جہاد کریں اور اسلام کے شہروں میں ساتھ قہر اور غلبہ کے آویں فرض ہوگا قتال انکا یا کہیں کہ آیت ناسخ اس
حدیث کی ہے اور حکم اس حدیث کا ابتداء اسلام میں تھا بسبب ضعف اسلام کے اور جب اسلام قوی ہوا حکم عام ہوا (وعن بریدة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فی حدیث یقاتلکم قوم صغار الاعین یعنی الترک قال تسوقونهم ثلث مرار حتی تلحقوهم بجزیرة العرب فاما فی السیاقة الاولی فینجو من هرب منهم واما فی الثانیة
فینجو بعض ویهلک بعض واما فی الثالثة فیصطلمون او کما قال رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے بریدہ اسلمی سے انہوں نے نقل کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ
حدیث کے کہ وہ یہ حدیث ہے لڑینگے تمسے قوم چھوٹی آنکھوں والی یعنی ترک (ف) یہ تفسیر راوی سے ہے کہ وہ صحابی ہے یا تابعی ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہانکو
تم انکو تین بار یعنی ہونگے وہ مغلوب و مقہور بھاگنے والے کہ تم انکو ہنکاؤ گے یہاں تک کہ پہنچاؤ گے انکو جزیرہ عرب میں (ف) کہا بعضوں نے کہ یہ نام ہے عرب کے
شہروں کا اسلیے کہ گھیرے ہوئے ہیں انکو دریا اور نہریں یعنی دریا حبش کا اور فارس کا اور دجلہ اور فرات اور کہا مالک نے کہ وہ حجاز ہے اور یمامہ اور یمن پس لیکن پہلی بار
ہانکنے میں نجات پاوینگے وہ شخص کہ بھاگے ترکوں میں سے اور پھر دوسرے بار ہانکنے میں نجات پاوینگے بعضے اور ہلاک ہونگے بعضے اور پھر تیسرے بار ہانکنے میں
پس کاٹے جاوینگے اور جڑ سے انکا نیست و نابود کیے جاوینگے یا مانند اسکے فرمایا حضرت نے نقل کی یہ ابو داؤد نے (ف) یہ لفظ اس جگہ کہتے ہیں کہ حدیث کے نقل کرنے
والے شک میں ہوں اور لفظ اسکی خاص یاد نہیں ہوتی اور اسمیں نہایت ورع ہے راوی کا (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینزل اناس من امتی بغائط
یسمونه البصرة عند نهر یقال له دجلة یکون علیه جسر یکثر اهلها وتکون من امصار المسلمین واذا کان فی آخر الزمان جاء بنو قنطوراء عراض الوجوه صغار الاعین حتی ینزلوا
علی شط النهر فیتفرق اهلها ثلث فرق فرقة یاخذون فی اذناب البقر والبریة وهلکوا وفرقة یاخذون لانفسهم وهلکوا وفرقة یجعلون ذراریهم خلف ظهورهم ویقاتلونهم
وهم الشهداء رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اترینگے لوگ میری امت میں سے زمین پست میں کہ نام
رکھینگے اسکا بصرہ (ف) بصرہ ساتھ زبر با اور زیر اسکے کے اور جزم صاد کے اور زیر اسکے کے اور زبر بھی آئی ہے نزدیک ایک نہر کے کہ کہا جاویگا اسکو دجلہ
دجلہ ساتھ زیر اور زبر دال کے نہر بغداد کی ہے ہوگا اسپر پل بہت ہونگے اہل بصرہ کے اور ہوگا وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے طیبی نے حاشیہ مشکوٰۃ میں لکھا ہے
کہ بصرہ مثلثة البا ہے اور زیر فصیح تر ہے بنایا ہے اسکو عتبہ بن غزوان نے بیچ خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے اور اسمیں بت پرستی کبھی نہیں ہوئی اور اس قضیہ میں جو حدیث اوپر
صریح مذکور ہے نام بصرہ کا ہے اور علماء نے کہا ہے کہ مراد اس سے بغداد ہے اس دلیل سے کہ دجلہ اور پل بغداد میں ہے نہ بصرہ میں اور شہر بغداد کا آنحضرت کے زمانہ میں نہ تھا

رہینگے اور گھاس ہونا بیان ہوا تھا کہ قریب ہے کہ مشہور و مشرق ہو گا کہ جو ہے اور اسکی طرف اور آنحضرت نے ازراہ معجزہ کے خبر دی اسکے بننے کی اسلیے فرمایا
لفظ استقبال میں کہ ہو گا وہ شہر مسلمانوں کے شہروں میں سے اور بہت ہونگے رہنے والے اسکے اور یہ بھی ہے کہ ترک بصرہ میں واسطے لڑنے مار نے کے اس کیفیت
مخصوص سے کہ مذکور ہوئی نہیں آئے اور اہل تواریخ نے اسکو نہیں نقل کیا اگر بغداد میں البتہ آئے ہیں جیسے کہ معروف و مشہور ہے نہیں ذکر بصرہ کا حدیث میں اس سبب سے ہے کہ
بصرہ بنسبت بغداد کے شہر قدیم ہے کہ قریب تھا وہ بغداد سے کہ بغداد اسکے بنا ہونے کے سبب اسکی طرف سے تھے اور بصرہ ایسا موضع تھا باہر بغداد کے قریب اسکے دروازے کے کہا
جاتا ہے اسکو باب البصرہ پس نام لیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بغداد کا ساتھ نام بعض اسکے کے کہ بصرہ ہے یا محذوف مضاف ہے یعنی بغداد البصرہ جیسے کہ کلام پاک اللہ تعالیٰ کے
میں ہے واسئل القریۃ اور مشہور حدیث کے ہے میں کہ بعض شخص میری امت میں سے اتریں گے نزدیک دجلہ کے اور مقام کرینگے وہاں اور ہو گا وہ موضع شہر مسلمانوں
کے شہروں سے اور وہ بغداد ہے اور امصار جو کہا اشارہ کیا اس شہر کی بڑائی کا اسلیے کہ مصر بڑے شہر کو کہتے ہیں اسکے بعد مدینہ اور بلدہ اور قریہ ہے اور جب وقت کہ ہوگا
اور یہ حال آخر زمانہ میں آوینگے اس شہر والوں سے لڑنے کے لیے بیٹے قنطورا کے قوم ہے بیٹے ترک اور قنطورا باندی تھی ابراہیم کی اور جزم نون اور پیش طا کے ساتھ الف
مقصورہ کے اور کبھی ساتھ ممدودہ کے بھی آتا ہے نام ہے پدر کلان ترک کا کہ سب ترک اسکی اولاد سے ہیں ہے کہ منہ انکے چپٹے ہونگے اور آنکھیں چھوٹی یہاں تک کہ اتریں گے
اس نہر کے کنارے پس متفرق ہونگے اس شہر کے لوگ تین فرقے ایک فرقہ پناہ پکڑیگا بیلوں کی دموں میں اور جنگل میں یعنی اعراض کریگا قتال سے اور مشغول
ہونگے زراعت میں اور تلاش کرینگے بیلوں کو کھیتی کے لیے واسطے خلاصی پانے کے ہلاک سے بسبب اس عمل کے یا لاوینگے اپنے اہل و عیال اور مال و متاع کو اور
چلے جاوینگے جنگل کو تا اونکے شر سے نجات پاویں ہے اور ہلاک ہو گا یہ فرقہ فرقے اور انکی شر سے بسبب اس حیلہ کے نجات نہیں پانے کے اسلیے کہ آگ مشرکوں کے فتنہ کی
ایسی شدید ہو کہ کسی کو اس حیلہ سے بچنا ممکن ہے اور ایک فرقہ طلب کریگا امان یعنی قنطورا سے واسطے جانوں اپنی کے اور ہلاک ہونگے فرقے یعنی انکے ہاتھوں سے
اور شاید کہ مراد اس فرقہ سے معتصم باللہ خلیفہ اور ہمراہی اسکے مسلمان ہیں کہ طلب کی انھوں نے امان اپنے لیے اور اہل بغداد کے لیے اور ہلاک ہوئے انکے ہاتھوں
کہ مار ڈالا انھوں نے انکو کسی کو باقی نہیں چھوڑا اور کہا ایک شارح نے کہ اگر ارادہ کیا بنی نے بصرہ سے بغداد اسلیے کہ بغداد تھا قریہ حضرت کے عہد میں بصرہ کے
قریوں میں سے ازراہ اطلاق کرنے اسم جزو کے کل پر تو واقع ہو چکا جیسا کہ حضرت نے فرمایا تھا اور اگر ارادہ کیا بصرہ سے بصرہ معہودہ تو شاید کہ وہ واقع ہو بعد اسکے اسلیے
کہ نہیں سنا گیا ہے کہ کفار اترے ہوں اسمیں کبھی قتال کے لیے ہے اور ایک فرقہ کر دلینے کا اپنی اولاد و عورتوں کو پیچھے پشتوں اپنی کے فرقے یعنی تاقافل کرینگے انکے
اور قطع کرینگے علاقہ مہر و محبت کا آنسے یا اپنے پیچھے لے لینگے اور ہمراہ لیجاوینگے ہے اور لڑینگے ترکوں سے اور مارے جاوینگے اکثر انکے اور وہ ہونگے شہید نقل کی
پیدا ہوا ہو سیدہ شہادت حقیقی کامل شہادت ہیں کہ بیچ طوفان ایسے فتنہ کے کہ ہمت کی باندھی اور مقابلہ کیا اور راہ خدا میں جان دی معنی یہ ہیں کہ تیسرا فرقہ غازی مجاہد
فی سبیل اللہ ہوگا لڑینگے ترک سے پہلے غالب ہونگے انکے سے اہل اسلام پر پس شہید ہونگے اکثر انکے اور نجات پاوینگے انہیں سے تھوڑے کذا ذکرہ الاشرف اور کہا طیبی
انکے نے کہ یہ حضرت کے معجزات میں سے ہے اسلیے کہ یہ واقعہ ہوا جیسے کہ خبر دی تھی حضرت نے اور ہوا یہ واقعہ بیچ صفر کے سنہ چھ سو چھپن میں اور یہ قضیہ اشارہ ہے طرف
پیدا ہونے ہلاکت اور آگ فتنہ کے اور قتل کے اور طرف چلانے بلاد اسلام کے اور لگنے اس آگ کے اور بلند ہونے شعلہ اسکے کے تھوڑی مدت میں اور جلانے اسکے کے
عالم کو اور یہ ایک قضیہ ہے کہ زبان تحریر و تقریر کی اسکے بیان سے عاجز و قاصر ہے اور کہا علما نے کہ ابتداے آبادی ربع مسکون کی سے مثل اس واقعہ کے اس کیفیت
سے واقع نہیں ہوا ہے کہ اگر ہوتا تو نقل کیا جاتا اور یہ قضیہ تواریخ کی کتابوں میں تفصیل سے مذکور ہے (وعن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يا انس ان الناس
يمصرون امصارا وان مصرا منها يقال له البصرة فان انت مررت بها او دخلتها فاياك وسباخها وكلاءها وسوقها وباب امرائها وعليك بضواحيها فانه
يكون بها خسف وقذف ورجف وقوم يبيتون يصبحون قردة وخنازير رواه) اور روایت ہے انس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس تحقیق
بنا دینگے لوگ شہر اور تحقیق ایک شہر ان میں سے ہو گا کہ کہا جاویگا اسکو بصرہ پس اگر گذرے تو اسپر یا داخل ہو تو اسمیں پس دور رکھ تو اپنے تئیں اسکے ان مواضع سے

الی دروازے کی کہ سر انکا ہو ان فسطاط المسلمین بیچ باب فوطین اور شام کے اگر چاہیگا اللہ تعالی الفصل الثالث فصل تیسرا عن شقیق عن حذیفۃ قال
کنا عند عمر فقال ایکم یحفظ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفتنۃ فقلت انا احفظہ کما قال قال ہات انک لجریٔ وکیف قال قلت سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فتنۃ الرجل فی اہلہ ومالہ ونفسہ وولدہ وجارہ یکفرہا الصیام والصلوۃ والصدقۃ والامر بالمعروف والنہی عن المنکر فقال عمر لیس ہذا
ارید انما ارید التی تموج کموج البحر قال قلت ما لک ولہا یا امیر المؤمنین ان بینک وبینہا بابا مغلقا قال فیکسر الباب او یفتح قال قلت لا بل یکسر قال ذاک
احری ان لا یغلق ابدا قال فقلنا لحذیفۃ ہل کان عمر یعلم من الباب قال نعم کما یعلم ان دون غد لیلۃ انی حدثتہ حدیثا لیس بالاغالیط قال فہبنا ان
نسأل حذیفۃ من الباب فقلنا لمسروق سلہ فسألہ فقال عمر متفق علیہ روایت ہے شقیق سے کہ نقل کی حذیفہ نے کہا تھے ہم نزدیک عمرؓ کے پس کہا کون تم میں
یاد رکھتا ہے حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ درباب فتنہ کے فرمائی ہے پس کہا میں نے کہ میں یاد رکھتا ہوں جیسے کہ فرمائی حضرت نے بیشبہ اور بے زیادتی
اور نقصان کے کہا عمرؓ نے کہ بیان کر تحقیق تو البتہ دلیر ہے بیچ روایت حدیث کے کہ جو کچھ فرمایا اور بیان کر کیفیت اسکی فرمائی چونکہ حذیفہ نے کہا بیچ اسکے درمیان
میں مجلس حضرت عمرؓ کے دعوی حفظ احادیث کا کیا کہ میں یاد رکھتا ہوں اسطرح حضرت نے فرمائی ناگوار ہوئی یہ بات انکی حضرت عمرؓ کو اور فرمایا تو بیشک جرات کی تو نے
اس چیز پر کہ نہیں جانتا میں اور نہ یار تیرے اور تو دعوی کرتا ہے کہ تجھکو بعینہ یاد ہے کہ کیا فرمایا تھا آنحضرت نے اور ہو سکتا ہے کہ تحسین اور تائید ہو حذیفہ کی بیچ حفظ وضبط کے
یعنی جانتا ہوں میں کہ تو دلیر تھا بیچ پوچھنے کے آنحضرتؐ سے حال شرو فتنہ کا کہ بہت پوچھا کرتا تھا البتہ تجکو علم ہوگا اسکا کہ کیونکر ہوتے ہیں کہا حذیفہ نے کہا میں نے سنا میں نے
پیغمبر خدا صلعم سے فرماتے تھے فتنہ اور ابتلا اور آزمائش مرد کی اسکے اہل وعیال میں ہے اور اسکے مال میں اور اسکے نفس میں اور اسکے فرزند میں اور اسکے ہمسایہ میں فوت ہوتی مرد کو
انکی رعایت حقوق میں اور اسکے ادا کرنے میں جیسا کہ چاہیے اور اسمیں تقصیر کرتا ہے اور بخلاف فرمودہ کے چلتا ہے اور انکی تقریب سے مرتکب منہیات کا ہوتا ہے
اور اس سے محنت وایذا اٹھاتا ہے اور رنج وتعب میں پڑتا ہے پس لائق ہے یہ کہ کفارہ کرے انکا ساتھ حسنات کے موجب فرمانے اللہ تعالے کے ان الحسنات یذہبن السیئات
چنانچہ اسی کی طرف اشارہ فرمایا حضرت نے ساتھ قول اپنے کے مٹا دیتے ہیں اس فتنہ کو اور تقصیرات کو کہ انکے سبب سے کرتا ہے روزے اور نماز اور صدقہ اور امر
معروف اور نہی منکر کہ بندہ کرتا ہے پس کہا عمرؓ نے کہ نہیں مراد رکھتا میں یہ فتنہ حضرت عمرؓ نے جب پوچھا کہ کون تم میں سے یاد رکھتا ہے حدیث آنحضرتؐ کی درباب فتنہ کے
اور یہ سوال محتمل تھا دو معنی پر ایک تو یہ کہ مراد فتنہ سے امتحان وآزمائش ہو باعتبار اولاد وغیرہ کے جیسے کہ بیچ قول اللہ تعالے کے ولنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع الخ
اور دوسرے یہ کہ مراد ہو اس سے واقع ہونا قتال کا اور تھا سوال حضرت عمرؓ کا دوسری شق سے اور حذیفہ نے اول شق بیان کی پس اسپر فرمایا حضرت عمرؓ نے کہ میں مراد
نہیں رکھتا اس سوال میں سے یہ نہیں مراد رکھتا میں اس فتنہ سے مگر وہ فتنہ کہ موج مارتا ہے مانند موج دریا کے فرج یعنے مراد میری فتنہ سے قتل وقتال اور لڑائیاں ہیں
کہ پھیلیں اور شایع ہو شر ومحنت انکی لوگوں میں سے کہا حذیفہ نے کہا میں نے عمرؓ سے کہ تمہیں کیا کام ہے اس فتنہ سے اے امیر المومنین یعنے تمکو اس سے غم نہیں ہے اور
شر انکی تمکو نہیں پہونچیگی اور تم اسکو نہیں پاؤگے تحقیق درمیان تمہارے اور درمیان اس فتنہ کے ایک دروازہ ہے بند فرج بند دروازہ کنایہ ہے حضرت عمرؓ
کے وجود سے جیسے کہ اخیر حدیث میں تفسیر کی یعنے جب تک کہ وجود تمہارا درمیان میں ہے وہ فتنہ راہ نہیں پائیگا اور جب تم انمیں سے اٹھ جاؤگے وہ فتنہ آویگا اور
راہ پاویگا سے کہا عمرؓ نے بطریق استفہام کے کہ پس توڑا جاویگا وہ دروازہ کہ فتنہ اس سے آویگا یعنے بسبب شدت اور سختی اسکی کے اور یا کھولا جاویگا فرج یعنے
بسبب خفت ونرمی اسکی کے فرق ہے درمیان ٹوٹنے دروازے کے اور کھلنے کے جب ٹوٹ جاتا ہے تو راہ کھلجاتی ہے کوئی بند نہیں کرسکتا اور بعد کھلنے کے بند کرنا
ممکن ہے اور یہ مثال ہے کہ شابہت دی فتنہ کو ساتھ گھر کے کہ مقابل ہے امن کے گھر کے اور عمرؓ کی حیات کو ساتھ دروازہ بند کے اور انکی وفات کو ساتھ کھلنے اس دروازے
کے پھر کنایہ کیا ساتھ توڑنے کے قتل سے اور ساتھ کھلنے کے موت سے یعنے جب عمرؓ سمجھے کہ دروازہ کنایہ ہے انکے وجود سے اور وہ یہاں سے اٹھ جانا ہے یا
ساتھ قتل کے ہوگا یا ساتھ موت کے سے کہا حذیفہ نے کہا میں نے نہیں کھولا جاویگا بلکہ توڑا جاویگا یعنے ایسا کہ علاج پذیر نہووے اور پھر بند کرنا اسکا ممکن

ہو گیا عمرؓ نے کہ یہ یعنے دروازہ کیونکہ وقت سے یہ ہے کہ توڑا جاویگا اور کھولا نہ جاویگا لائق تر ہے کہ نہ بند کیا جاوے کبھی کہا شقیق نے پس کہا ہمنے واسطے حذیفہ کے
کہ کیا تھے عمرؓ جانتے کہ کون ہے دروازہ کہا حذیفہ نے ہاں جانتے تھے عمر اسکو جیسا کہ جانتے تھے تحقیق ورے کل کی رات ہے فوج یعنے بعلم الیقینی ضروری جانتے تھے
جیسے کہ کل نہیں ہوتی مگر پیچھے رات کے اور سوال جو کیا واسطے تحقیق حال کے کیا تھا تحقیق میں نے بیان کی انسے حدیث کہ نہیں ہے غلطیان کہا شقیق نے پس
ڈرے ہم اس سے کہ پوچھیں حذیفہ سے کہ کون تھا مراد دروازہ سے پس کہا ہمنے مسروق سے کہ حاضر تھے وہان پوچھ حذیفہ سے پس پوچھا مسروق نے حذیفہ سے پس
کہا حذیفہ نے مراد دروازہ سے عمرؓ ہین یعنے روکنے والے فتنہ کے اصحاب باب سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال فتح القسطنطينية مع قيام
الساعة رواه الترمذي وقال هذا حديث غريب) اور روایت ہے انس سے کہ کہا انسنے کہ فتح قسطنطنیہ کی قریب ہے قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہے
(باب اشراط الساعة) یہ باب ہے بیچ بیان علامتون قیامت کے فرق شرط اور شرط ساتھ جزم رے کے ایک چیز کو ساتھ ایک چیز کے وابستہ کرنا جیسے کہیں اگر ایسا ہو تو ویسا
ہو اور اسکی جمع شروط ہے اور شرط ساتھ زبر رے کے علامت اور نشان ایک چیز کے ہوئیگا اور اسکی جمع اشراط ہے پس اشراط ساعت یعنی نشانیوں قیامت کے
ہیں اور ساعت کہتے ہیں ایک جز کو اجزائے شب اور روز سے اور یعنے وقت حاضر کے بھی آئی ہے قیامت گویا ہے باعث ہونی اسکی کو ساعت کہتے ہیں اسلئے کہ جب آنا اسکا ہم
ہو گئی ساعت میں ہونا اسکا محتمل اور منتظر ہے اور علما نے تفسیر کیا ہے اشراط ساعت کو ساتھ چھوٹے امور کے کہ واقع ہوں پہلے قائم ہونے قیامت کے اور منکر ہون
انکے لوگ مانند جننے لونڈی کے مالک اپنے کو اور فخر کرنیکے بیچ بنانے اونچے مکانوں کے اور کثرت قتل اور زنا اور پینے شراب کے اور قلت مردوں کی اور کثرت
عورتوں کی اور ضائع کرنے امانت کے اور کثرت زلزلون اور فتنوں کی اور مانند انکے کہ اس باب میں مذکور ہین وجہ تفسیر اشراط کی ساتھ اس معنی کے یہ ہے کہ یہ علامتیں
متصل قیامت کے واقع ہونگی اور بعضے آیندہ میں مذکور ہین وہ اور بھی ہین اور کہتے ہین عالم کہ شرائط ثابت ہین یعنی اول ہیں اور زوال پائے اور چھوٹے زوال کے کبھی آیا ہو
اور باعث لوگون کے انکار کرنیکا انسے یہ ہے کہ یہ امور عالم میں ہمیشہ واقع ہوتے ہین اور انکی علامت ہونیکا قیام قیامت پر انکار کرینگے اور یہ چیزیں جو علامت ہونگی اور
یہ ہے کہ بہت واقع ہونا اور پھیلنا انکا علامت ہے یہ مطلق و لیکن اس باب میں امام مہدی کے بھی نکلنے کو ذکر کیا ہے اور نکلنا انکا ساتھ عیسی اور دجال کے ہوگا کہ قریب
قیامت کے ظہور کرینگے اسکا جواب یہ ہے کہ ذکر مہدی کا بیان بتقریب ذکر رایون اور فتنہ کے ہے اور تتمہ اس کلام کا باب آیندہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالی الفصل الاول
فصل پہلی (عن انس قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان من اشراط الساعة ان يرفع العلم ويكثر الجهل ويكثر الزنا ويكثر شرب الخمر ويقل الرجال
ويكثر النساء حتى يكون لخمسين امرأة القيم الواحد وفي رواية يقل العلم ويظهر الجهل متفق عليه) روایت ہے انس سے کہ کہا انسنے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق نشانیوں قیامت کی سے یہ ہے کہ اٹھایا جاویگا علم یعنے بسبب اٹھ جانے علما کے یا بسبب کم رغبت ہونے لوگوں کے نزدیک علم کے
اور بہت ہوگا جہل یعنے بسبب غلبہ نادانوں کے اور بہت ہوگا زنا یعنے بسبب کمی حیا کے اور بہت ہوگا پینا شراب کا فقط پھر بہت شراب خوری باعث ہوگی بہت
سے فسادوں کی بیچ بلاد و عباد کے اور کم ہونگے مرد کہ جنسے انتظام عالم ہے اور بہت ہونگی عورتیں فقط یعنے جنسے نہیں سرانجام پاتے ہیں امور ضروری بلکہ ہونا
انکا باعث ہوتا ہے کثرت ظلم وستم کا اور حاصل کرنے دینار و درہم کا یہانتک کہ ہوگا واسطے پچاس عورتوں کے ایک مرد خبر گیری کرنے والا فقط مراد
ہے کہ پچاس عورتیں بیویان ایک مرد کی ہونگی بلکہ یہ مراد ہے کہ مائیں اور دادیاں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بیبیاں وغیرہ ذاتی متعلق ایک مرد کے ہونگی کہ یہ خبر
گیران انکا ہوگا فقط اور ایک روایت میں بجائے یرفع العلم ویکثر الجهل کے یہ عبارت آئی ہے کہ کم ہوگا علم اور پیدا ہوگا جہل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن
جابر بن سمرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول ان بين يدي الساعة كذابين فاحذروهم رواه مسلم) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق پیدا ہونگے پہلے آنے قیامت کے جھوٹے پس پرہیز کرو انکے شر سے نقل کی یہ مسلم نے فقط مراد جھوٹوں سے یا تو وہ
ہین کہ حدیثیں جھوٹی بنا وینگے اور یا وہ کہ دعوی پیغمبری کا کرینگے اور یا وہ کہ بدعتیں نکالینگے اور خواہشیں فاسدہ اور اپنے اعتقادات باطلہ کو صحابہ اور انکے بزرگوں

کی طرف نسبت کرینگے اور گمان کرینگے کہ طریق حق اور راہ سنت کی یہی ہے نعوذ باللہ من ذالک اور کہا ابن ملک نے شیخ شارح مشارق ... فائدہ ... صحیح

مسلم میں نہیں لیکن آیا ہے بعضی روایتوں میں غیر مسلم کی ہیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ قول جابر کا ہے انتہی اور جامع میں ... اور کہا روایت کیا اسکو احمد اور مسلم

جابر بن سمرہ سے (وعن ابی ھریرۃ قال بینما النبی صلی اللہ علیہ وسلم یحدث اذ جاء اعرابی فقال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ قال کیف

اضاعتھا قال اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا ابوہریرہ نے اس وقت کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم باتیں

کرتے تھے یعنی کسی امر میں صحابہ سے کہ ناگہاں آیا ایک گنوار اور کہا کب ہوگی قیامت فرمایا جس وقت ضایع کیجاویگی امانت پس منتظر رہ قیامت کا ... مراد امانت

سے یا تکلیفیں شرعی کی اور احکام دین کے ہیں جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا انا عرضنا الامانۃ الایۃ یا حق لوگوں کے اور امانتیں انکی اور مراد یہ ہے کہ یقین انکے وقت کا

سوائے عالم الغیب کے کوئی نہیں جانتا اور کسی کو اسکی راہ نہیں بتائی لیکن ہاں نشانیاں پہلے اسکے وجود ہونگی اور نشانی اسکے قرب کی ہونگی ... منجملہ

ایک علامت اسکی ضایع کرنا امانت کا ہے کہ امانتوں میں لوگ خیانت کرینگے تب کہا اعرابی نے کس طرح ہوگا ضایع کرنا امانت کا اور کس وقت میں ہوگا فرمایا

جس وقت کہ سونپا جاویگا امر سلطنت یا امارت یا حکومت کا طرف نا اہل کے پس منتظر رہ قیامت کا نقل کی یہ بخاری نے ... مراد نا اہل سے وہ کہ نہیں

پائی جاتی ہیں شرطیں استحقاق کی مانند عورتوں اور لڑکوں اور جاہلوں اور فاسقوں اور بخیلوں اور نامردوں کے اور انکے کہ ہو قریشی اگرچہ ہو نسل سلاطین سے

اور یہ خلیفہ کے حق میں ہے اور قیاس کر اسپر تمام عہدے ... اور ... اور امانت ... اور ...

کام دین و دنیا کا نا اہل کے ہاتھ پڑیگا تو بالضرور درہمی امور کی ہو جاویگی اور فتنہ پیدا ہوگا اور حقوق ضایع ہونگے ... اور

تخفیف اسکی ... (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ

حتی یکثر المال ویفیض حتی یخرج الرجل زکوۃ مالہ فلا یجد احدا یقبلہا منہ وحتی تعود ارض العرب مروجا وانہارا رواہ مسلم وفی روایۃ لہ قال تبلغ المساکن اھاب

او یہاب) اور روایت ہے اسی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کثرت سے ہوگا مال اور بہت ہوگا

و فیض ... تفسیر ہے یعنی بہیگا اور جاری ہوگا بسبب کثرت اپنے کے ہر جانب سے مانند نالہ کے ... یہاں تک کہ نکالیگا مرد

زکوۃ اپنے مال کی پس نہ پاویگا کسی کو کہ قبول کرے اسکو اس سے یعنی بسبب کثرت مال کے اور کم ہونے رغبت کے اسکی طرف بسبب تشویش حال کے اور یہاں تک

کہ ہو جاوے زمین عرب کی سبزہ اور باغ و بہار اور نہروں والی نقل کی یہ مسلم نے اور روایت میں مسلم کی یوں ہے کہ فرمایا پہونچیگی عمارتیں اور آبادی اہاب یا یہاب تک

فی اہاب ساتھ زیر ہمزہ کے اور زیر ہے کے اور یہاب ساتھ زیر یے کے اور ایک نسخہ صحیحہ میں ساتھ زیر یے کے اور یہ دونوں موضع ہیں قریب مدینہ کے اور لفظ او

تنویع کے لیے ہے اور مراد کثرت عمارت مدینہ اور گرد نواح اسکے کی ہے اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اہاب ساتھ زیر ہمزہ کے بروزن کتاب ہے کذا فی القاموس نام ایک

موضع کا ہے چند کوس مدینہ سے اور لفظ اہاب کو ساتھ زیر کے بھی پڑھا ہے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان خلیفۃ یقسم المال و

لا یعدہ وفی روایۃ یکون فی اخر امتی خلیفۃ یحثی المال حثیا ولا یعدہ عدا رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہوگا

اخیر زمانے میں ایک خلیفہ یعنی سلطان برحق کہا بعضوں نے کہ مراد اس سے امام مہدی ہیں تقسیم کریگا مال اپنے مستحقوں کو ... اور نہیں گنیگا اسکو

مانند سلاطین ... اور ... ہوگا ... خلیفہ ... دیگا مال لپوں بھر بھر کر

اور نہ گنیگا اسکو ... بسبب کثرت مال ... لپیں بھر بھر کر دیگا (وعن ابی ھریرۃ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوشک الفرات ان یحسر عن کنز من ذھب فمن حضر فلا یاخذ منہ شیئا متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ فرات کھل جاویگا ... گنج سونے کی ... یعنی پانی فرات کا ... ہو جاویگا اور انکے نیچے سے گنج سونے کا نکلیگا

نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرق بصرہ ساتھ شین کے ہے اور حمص صاد کے شہر ہے شہروں شام سے اس میں اور دمشق میں مسافت قریب تین منزل کے ہے اور حجاز
ہے ہو کیا اور دیکھا اور گرد و نواح لکھا کا اور ابہا ہیچ ظہور اس آگ کے حد و اثر کو پہنچی ہیں اور غالب ظہور اسکا مدینہ منورہ میں تھا اور پروردگار تعالیٰ نے برکت حضرت
سید کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کے اس شہر والوں کو اس کی آفت سے بچایا اور ظہور اسکا سنہ چھ سو چھپن میں روز جمعہ تیسری جمادی الآخر کی سے
اتوار تک تیسویں رجب تک کہ سب باون روز ہوئے اور پہنچا اسکا جانب مشرق سے تھا مانند ایک شہر بڑے کے کہ اسکے اندر قلعہ ہو با برج اور کنگورے کے گویا
کہ ایک جماعت آدمیوں کی ہو اسکو کھینچتے ہیں جس پہاڑ پر کہ پہنچتی تھی خاک کر دیتی تھی اور مانند شیشہ کے پگھلا دیتی تھی اور مانند رعد کے غرایا کرتی تھی اور مانند
دریا کے جوش مارتی تھی اور گویا کہ اسکے اندر سے ندیاں سرخ اور نیلی نکلتی تھیں اور قریب مدینہ مطہرہ کے پہنچی اور باوجود اسکے ہوا ٹھنڈی اس سے طرف مدینہ کے
آتی تھی اور لکھا ہے علما نے کہ اس آگ کی روشنی اطراف ان جنگلوں میں پھیل گئی تھی اور حرم نبوی اور تمام گھروں مدینہ کے میں مانند روشنی آفتاب کے تھی اور لوگ
راتوں کو اسکی روشنی میں کام کرتے تھے اور روشنی آفتاب اور چاند کی ان ایام میں زائل اور منہم ہو گئی تھی اور بعضے اہل مکہ نے روشنی اس آگ کی یمامہ اور بصرہ
میں دیکھی اور عجائب احوال اس آگ کے سے یہ تھا کہ پتھروں کو جلاتی تھی اور درختوں کو اس سے کچھ اثر و آسیب نہ پہنچتا تھا اور کہتے ہیں کہ جنگل میں ایک پتھر پڑا تھا آدھا
اسکا داخل حرم مدینہ میں تھا اور آدھا خارج تھا کہ آگ نے جلا دیا تھا اور جب نصف داخل پر پہنچی تو بجھ گئی پس اہل مدینہ نے واسطے مسجد والوں نے عاجزی و زاری کی
کی اور حقوق حق والوں کے ادا کیے اور بندہ دینا اور آزاد کرنا بردوں کا شروع کیا اور شب جمعہ میں تمام اہل مدینہ کی عورتیں اور لڑکے بھی حرم شریف میں رات کو
رہے اور گرد حجرہ شریفہ کے ننگے سر عاجزی و زاری کی پروردگار تعالیٰ نے منہ آگ کا جانب شمال کے پھیر کر اس شہر عظیم کو اس آفت سے نجات دی اور اسی سال میں
وقایع غریبہ اطراف عالم میں حادث ہوئی اور بیچ اول سال دوسرے کے بیچ بغداد اور اطراف عالم کے آگ لڑائی اور فتنہ کی بھڑکی جیسے کہ گذرا بیان اسکا (وعن
انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اول اشراط الساعۃ نار تحشر الناس من المشرق الی المغرب رواہ البخاری) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اول علامتوں قیامت کی سے آگ ہوگی کہ ہانکے گی لوگوں کو مشرق سے طرف مغرب کے نقل کی یہ بخاری نے فرق مراد یہ ہے کہ جو علامات
متصل ہیں قیامت کے انمیں اول یہ ہوگی والا وہ آگ حجاز کی کہ بیان اسکا گذرا پہلے اس آگ سے تھی پس یہ پہلے کیونکر ہو واللہ اعلم الفصل الثانی فصل دوسری
(عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یتقارب الزمان فتکون السنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ وتکون الجمعۃ کالیوم ویکون الیوم
کالساعۃ وتکون الساعۃ کالضرمۃ بالنار رواہ الترمذی) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ
قریب ایک دوسرے کے ہونگے اور جلدی گذرینگے اجزا زمانے کے تفسیر اسکی یہ ہے پس ہوگا اور گذریگا برس مانند مہینے کے فرق یعنے برکت زمانے کی
کم ہو جاویگی اور فائدہ اسکا نہ رہیگا یا یہ کہ بسبب کثرت فکروں اور مشغول ہونے دلوں کے بڑے بڑے فتنوں میں اور آپ نے شدائد اور فتنوں کے نہیں جانینگے
کہ کیونکر گذرے رات دن اور کہا خطابی نے کہ یہ ہوگا حضرت عیسیٰ اور امام مہدی کے زمانہ میں اور ہوگا مہینا مانند ہفتے کے اور ہوگا ہفتہ مانند دن کے اور ہوگا
دن مانند ساعت کے یعنے ساعت عرفیہ نجومیہ کے کہ ایک گھنٹہ ہو اور ہوگی ساعت مانند دیا نا ایک شعلہ آگ کے نقل کی یہ ترمذی نے فرق جب آگ بھڑکتی
ہو شعلہ اسکا جلدی سے بجھ جاتا ہے (وعن عبد اللہ بن حوالۃ قال بعثنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لنغنم علی اقدامنا فرجعنا فلم نغنم شیئا وعرف الجہد فی وجوہنا
فقام فینا فقال اللہم لا تکلہم الی فاضعف عنہم ولا تکلہم الی انفسہم فیعجزوا عنہا ولا تکلہم الی الناس فیستاثروا علیہم ثم وضع یدہ علی راسی ثم قال یا ابن
حوالۃ اذا رایت الخلافۃ قد نزلت الارض المقدسۃ فقد دنت الزلازل والبلابل والامور العظام والساعۃ یومئذ اقرب من الناس من یدی ہذہ من راسک
اور روایت ہے عبد اللہ بن حوالہ سے کہا بھیجا ہمکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کرنے کے لیے تاکہ غنیمت پاویں ہم فرق اور کچھ مال سے حاصل
کریں غالبا وہ قوم محتاج و مشقت میں تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ کچھ اپنے لیے پیدا کریں کہ موجب دفع احتیاج کا ہو اور اسی لیے ذکر غزا کا

سر پر رکھا اور غنیمت ہی کے ذکر پر اقتصار کیا ہے بھیجا ہمکو اور پیدل ہون ہمارے کے یعنے پیادہ پا بھیجا بسبب نہ قدرت ہونے کے سواریوں پس پھرے ہم
ہمارے سے سالم و باامن پس نہ لائے ہم غنیمت سے کچھ یعنے پھرے ہم خالی اور پہچانا حضرت نے اثر مشقت و محنت کا بیچ چہرون ہمارے کے یعنے پہچانا اثر مشقت
والم کا پانے غنیمت کا اور مراد اثر سے غم اور خجالت اور حیا ہے پس کھڑے ہوئے بیچ ہمارے یعنے واسطے خطبہ پڑھنے تسلی اور دعا کرنے کے ہمارے لیے پس کہا یا اللہ
نہ چھوڑ اور نہ سونپ کام انکے طرف ہماری کے پس ضعیف ہوونگا میں انکے فرع سے یعنے نہیں اٹھا سکنے کا بار غمخواری اور خبر گیری انکی کا اور سبب اسکا یہ ہے
کہ انسان پیدا کیا گیا ہے ضعیف اور عاجز ہو اپنی ہی نفس کی خبر گیری سے چہ جائے غیر کی اسی لیے وارد ہوا ہے حضرت کی دعا میں اللہم لاتکلنی الی نفسی طرفۃ عین الخ
اور فرمایا اللہ تعالے نے قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ اور یہ وہی توجیہ ہے کہ مذکور ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ میں اور ابن عدی نے کتاب کامل میں
حدیث نقل کی ہے کہ الیاس اور خضر علیہما السلام ملتے ہیں ہر سال موسم میں پس وہ پڑھتا ہے ہر ایک انمیں سر اپنے یار کا اور جدا ہوتے ہیں دونوں یہ کلمات
کہکر بسم اللہ ماشاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ماشاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور ہرگاہ کہ حضرت فرما چکے
رکھتے تھے مقدم کیا انکا کام نہ سونپنے کو طرف حضرت کے اول پھر فرمایا ہے اور نہ چھوڑ انکو طرف نفسون انکے کے کہ عاجز ہو جاوینگے اپنے نفسون کے مہمات سر انجام کرنے
سے اور نہ چھوڑ انکو اور انکے کاموں کو طرف لوگوں کے اور محتاج کر انکو انکا کہ اختیار کریں گے اور مقدم رکھینگے لوگ اپنی حاجتوں کو انکی حاجتوں پر جیسا کہ جبلت بشری
اور عادت گرفتار ون نفس کی ہے یعنے اور حاصل تمام کلام کا یہ ہے کہ نہ سونپ امور انکے میری طرف کہ میں نہیں سر انجام و کفایت کر سکتا انکا اور نہ کر اور نہ سونپ انکو
انکے نفسون کی طرف کہ عاجز ہونگے اپنے نفسون کی خبر گیری سے بسبب کثرت شہوت اور شرور نفسون اپنے کے اور نہ انکو لوگوں کی طرف سونپ کہ مقدم رکھینگے
اپنے نفسون کو اوپر ہیں ضائع کرینگے انکو بلکہ وہ بندے تیرے ہیں کہ انسے جو کچھ کرتے ہیں آقا اپنے غلاموں سے اور اس میں تعلیم و تنبیہ ہے آنحضرت کی طرف سے امت کو
کہ کام اپنے اللہ ہی کو سونپیں اور کسی پر بھروسا نہ کریں اور نظر نہ رکھیں اسلیے کہ جو کوئی بھروسا کرتا ہے اللہ پر کفایت کرتا ہے وہ امر دین اور دنیا اسکی کو جیسے فرمایا ومن یتوکل
علی اللہ فہو حسبہ کا رخود را بخدا باز گزار کت ہمی میم از زبن بہتر کار ۔ کہا عبد اللہ بن حوالہ نے کہ راوی اس حدیث کا ہے پھر رکھا آنحضرت نے دست مبارک
اپنا میرے سر پر پھر فرمایا اے بیٹے حوالہ کے جسوقت کہ دیکھے تو خلافت یعنے خلافت نبوت کو کہ تحقیق اتری ہے زمین مقدسہ میں یعنے مدینہ سے زمین شام کی طرف جیسے
کہ واقع ہوا بنی امیہ کی امارت میں پس جان کہ تحقیق قریب پہونچے زلزلے فرع یعنے واقع ہوا انکا اور وہ مقدمات زلزلہ قیامت کے ہیں کہ وہ ایک شی عظیم ہے
اور خبر دی اللہ سبحانہ تعالے نے بھی ساتھ قول اپنے کے اذا زلزلت الارض زلزالہا اور زلزلہ مصدر ہے حقا اور بلبلے فرع بلیات ساتھ زیر کے یعنے فکر او غم اور
فتنہ اور وسوسے اور نزدیک ہوئے امور بڑے یعنے علامات قیامت سے اور قیامت اسدن نزدیک تر ہوگی لوگوں سے اس ہاتھ میرے سے طرف
سر تیرے کے قرب اور وقوع اس حال کا اخیر زمانہ میں ہوگا وقت فتح ہونے بیت المقدس کے جیسے کہ حدیثوں میں گزرا اور اصل نسخہ میں بعد لفظ روایہ کے بیاض
چھوڑی ہوئی ہے اور جزری نے یہ عبارت لاحق کی ہے ابو داؤد واسنادہ حسن ورواہ الحاکم فی صحیحہ (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتخذ
الفیء دولا والامانۃ مغنما والزکوۃ مغرما وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل امرأتہ وعق امہ وادنی صدیقہ واقصی اباہ وظہرت الاصوات فی المساجد وساد القبیلۃ
فاسقہم وکان زعیم القوم ارذلہم واکرم الرجل مخافۃ شرہ وظہرت القینات والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر ہذہ الامۃ اولہا فارتقبوا عند ذلک ریحا
حمراء وزلزلۃ وخسفا ومسخا وقذفا وایات تتابع کنظام بال قطع سلکہ فتتابع رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے جسوقت کہ ٹھیرائی جاوینگی غنیمتیں دولت ذرع یعنے اغنیا اور اہل مناصب غنیمتوں کو کہ بحکم شرع کے مشترک ہیں تمام غازیوں میں لینگے اور اپنے تصرف میں
لاوینگے اور اپنے درمیان میں بانٹیں گے او فقیروں کو اور ضعیفوں کو انسے محروم کرینگے اور لفظ دول ساتھ زیر دال اور زبر واو کے جمع دولت کی ہے ساتھ پیش
دال اور زبر اسکی کے یعنے انقلاب پانا اور دست بدست جانے مال کے اور بعضوں نے کہا کہ ساتھ پیش کے اسم ہے اس چیز کا کہ لیا جاوے قسم مال سے یعنے

اور ساتھ زہد کے انتقال حالت شدت و تنگی سے طرف حالت سرور و تنعم کے ہے اور جب شمار کی جاویگی امانت غنیمت یعنی امانتیں کہ لوگوں کے پاس
رکھی جاویں گی خیانت کرینگے اور اسکو حکم غنیمت کا سمجھینگے کہ گویا فردوں سے لی ہے اور گویا حق انکا ہے اور شمار کی جاویگی زکوٰۃ تاوان یعنی دینا زکوٰۃ کا لوگوں پر ایسا شاق ہوگا
کہ گویا انکا تاوان ظلم اور جرمانہ ہے کہ جسکے لئے مال لیتے ہیں اور جب دوسرے کے لئے سکھایا جاویگا علم واسطے غیر دین اور غیر ترویج شریعت کے اور غیر قصد کرنے عمل کے اور غیر تقرب حق کے بلکہ واسطے
حاصل کرنے دنیا اور جاہ اور عزت اور تقرب بادشاہوں کے اور فرمانبرداری کریگا مرد اپنی بیوی کی یعنی اس چیز میں کہ حکم کریگی وہ اسکو اور خواہش کریگی اسکی مخالف
امر خدا اور رسول کی کے اور خلاف کریگا اپنی ماں کا اور رنج دیگا اسکو قریب ہے تخصیص ماں کی واسطے زیادتی حق اور شفقت اسکی کے ہے بہ نسبت باپ کے
اور اپنے نزدیک کریگا مرد دوست اپنے کو یعنی واسطے موانست اور خوش طبعی کے اور دور رکھیگا اپنے باپ کو اور نہیں موانست اور مصاحبت رکھیگا اس سے
اور پیدا ہوگی یعنی بلند ہونگی آوازیں اور باتیں مسجدوں میں فسق اور یہ ہمارے زمانے میں بہت ہے حالانکہ تصریح کی ہے ہمارے بعضے علماء نے کہ بلند کرنا آواز کا مسجد میں
اگرچہ ساتھ ذکر کے ہو حرام ہے اور سردار ہوگا قوم کا وہ کہ فاسق ہو انمیں فسق اور یہ بھی بہت ہے اور ظاہر ہے کہ بہت ہونا ان چیزوں کا علامت ہے زوال کی نہیں کوئی
زمانہ خالی ان چیزوں سے تھا اور ہوگا متکفل امور قوم کا اور رئیس انکا رذیل اور بڑا کمینہ انکا اور تعظیم کیا جاویگا مرد واسطے ڈر برائی اسکی کے جیسے کہ فاسق یا ظالم حاکم
اور غالب ہوتا ہے لوگوں کو چارہ نہیں ہوتا اسکی تعظیم اور تکریم اور اطاعت سے اور ظاہر ہونگے درمیان لوگوں کے اور اختلاط کرینگے ساتھ انکے گانے والیاں یعنی
یعنی کنچنیاں اور ڈومنیاں اور گانے والیاں وغیرہ اور قینہ ساتھ زبر قاف اور جزم ی کے مقدم نون پر اصل میں بمعنی لونڈی گانے والی کے ہے اور ظاہر ہونگے باجے یعنی
آلات گانے کے جسکو مزامیر کہتے ہیں مانند عود اور طنبورہ اور رباب وغیرہ کے اور پی جاویگی شرابیں یعنی انواع خمر اور مسکرات ظاہر پی جاویگی اور لعنت کرینگے اور برا
کہینگے پچھلے اس امت کے اگلوں کو فرقہ اسمیں اشارہ ہے اسکی طرف کہ یہ علامت اسی امت کی خصوصیات سے ہے اگلی امتوں میں نہیں واقع ہوئی اور یہ علامت تمام
رافضیوں میں ظاہر ہے کہ ان اگلوں کو برا کہتے ہیں کہ جنکے حق میں اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار والذین اتبعوہم باحسان رضی
عنہم اور فرمایا لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ بھلا خیال تو کرو جنسے اللہ تعالیٰ راضی ہووے جو انسے ناراض ہو گیا شقی ہے اور سوا انکے کتاب و سنت
بھری ہوئی ہیں انکے مناقب و فضائل ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ مدد کی اپنے نبی کی اور کوشش کی بیچ دین اللہ کے اور راہ میں جہاد کیا جنہوں نے اور فتح کیے شہر کے شہر اور پایا
احکام اور تمام علوم سے بیان سے اور تعلیم کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ کہیں انکے حق میں ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان اور یہ جو
لاعنہ علیہ حسابا تو کافر ہیں دیوانے ہیں کہ نہیں کہتا کیا ہے جس طعن یہ کہ حق میں بلکہ نسبت کی ہے انکو کفر کی طرف بمجرد اوہام فاسدہ اور افہام کاسدہ اپنے کے کہ
ابوبکر اور عمر اور عثمان نے غاصب خلافت اور حق علی کا تھا حالانکہ یہ باطل ہے ساتھ اجماع انکے پہچاننے کے اور کونسی دلیل ہے انکے پاس کتاب سنت سے
ہو نص اوپر خلافت حضرت علی کے یہ جسنے کہ مخالفت کی حضرت علی کی یعنی صحابہ میں سے ایام خلافت انکی میں بنا بر اختلاف اجتہاد کے نہیں ہیں وہ مستحق لعن کا نہایت یہ
وہ اتنا خطی اور [illegible] ساتھ غالب امید مغفرت اور شفاعت کے برکت انکی خدمت کے چنانچہ روایت کی
ہے ابن عساکر نے علی رضی اللہ عنہ سے حدیث مرفوع کہ ہوگی میرے اصحاب کے لیے ذلت یعنی لغزش بخش دیگا اللہ اسکو انکے لیے بسبب سابقہ انکے کے ساتھ میرے
انتہی پس ہم باوجود کثرت گناہوں اپنے کے مثل صحابہ کے نہیں ہیں امیدوار رحمت رب اپنے کے اور شفاعت نبی اپنے کے صلی اللہ علیہ وسلم تو کیوں نہ ہونا
انکا برا اس امت کے پس کیا خوب ہیں وہ لوگ کہ باز رکھے انکو عیب انکا لوگوں کے عیب سے اور فرمایا آنحضرت نے کہ نہ ذکر کرو مردے اپنے کو مگر ساتھ خیر کے
اور فرمایا حضرت نے یہ کہ ذکر کیے جاویں اصحاب میرے پس روکو زبانیں اپنی اور فرمایا محبت ابوبکر و عمر کی ایمان سے ہے اور بغض رکھنا ان دونوں سے کفر ہے اور
حب انصار کا ایمان سے ہے اور بغض انکا کفر اور حب عرب کا ایمان سے ہے اور بغض انکا کفر اور جسنے برا کہا میرے صحابہ کو پس اس پر لعنت ہے اللہ کی اور جسنے حفاظت کی
کی میرے حکم کی انکے حق میں پس میں محافظت کرونگا اسکی دن قیامت کے پس منتظر رہو تم وقت ہونے ان چیزوں کے جو ذکر کی گئیں کے ایک ہوا سرخ کے

پہنچے شدت کی ہوا ہوگی اور زلزلے پڑینگے اور زمین میں دھنس جانیگا اور صورت بدل جانیگی اور پتھر برسینگے اور منتظر رہو اور نشانیوں قرب قیامت کے
کی پے در پے پہنچینگی مانند لڑی کی جواہر وغیرہ کے کہ ٹوٹ جاوے ڈورا اسکا پس گرنے لگیں پے در پے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن علی قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا فعلت امتی خمس عشرۃ خصلۃ حل بہا البلاء وعد ہذہ الخصال ولم یذکر تعلم لغیر الدین وقال وبر صدیقہ وجفا اباہ وقال وشرب الخمر
ولبس الحریر رواہ الترمذی) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت کریگی امت میری پندرہ باتیں اتریگی انپر بلا اور فتنہ کہ ذکر
ہوا اور گنیں آنحضرت نے وہ باتیں شرح کہ مذکور ہوئیں اوپر کی حدیث میں اور یہ قول صاحب مصابیح کا ہے اسلیے کہ ذکر کیں ترمذی نے دونوں حدیثیں پے در پے
اور شمار کیں پندرہ پانچ ہر ایک کے ان دونوں میں سے پندرہ پندرہ چیزیں وہاں ہے اور ذکر نہ کی یعنے علی نے یہ بات کہ سکیا جاویگا علم واسطے غیر دین کے اور اور
اختلاف ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ کہا حضرت علی نے بجاے اونی صدیقہ کے اور سلوک کریگا دوست اپنے سے اور بجاے اقصی اباہ کے اور ظلم کریگا باپ اپنے پر اور
کہا بجاے وشربت الخمور کے اور پی جاویگی شراب یعنے اس روایت میں ساتھ لفظ واحد کے ہے اور کہا بجاے تعلم لغیر الدین کے اور پہنا جاویگا ریشمی کپڑے
نقل کی یہ ترمذی نے شیخ اور کہا صاحب مختصر نے کہ یہ بعض بعض سے کم ہے اور یہ غیر صحیح ہے اسلیے کہ بعض مذکور ہے حضرت علی کی حدیث میں پس صواب یہ ہے کہ بدلے
تعلیم لغیر الدین کے ہے پس مطابق ہوجاتے ہیں دونوں عدد دونوں روایتوں میں پس صحیح ہوا قول طیبی کا انہ یعلم اور منہا الاعداد الخمسۃ عشر و بطل قول
صاحب المختصر ان المجموع خمسۃ عشر و ان المذکور فی الحدیث السابق خمسۃ عشر انتہی (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذہب الدنیا
حتی یملک العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابوداود وفی روایۃ قال لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذلک الیوم حتی
یبعث فیہ رجلا منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فنا ہوگی دنیا یہاں تک کہ مالک ہوگا عرب کا ایک شخص اہل بیت میرے میں سے موافق ہوگا نام اسکا نام میرے کے
شاید یعنے اور رسم انکی مطابق رسم میری کے ہوگی کہ وہ محمد مہدی ہیں کہ نام انکا محمد ہوگا اور لقب مہدی اور تخصیص عرب کی بسبب اصالت اور شرافت انکی کے ہے ولا
اور حدیثوں میں آیا ہے کہ مالک تمام دنیا کے ہوینگے خواہ عرب خواہ عجم اور ظاہر تر یہ ہے کہ اقتصار کیا ذکر عرب پر اسلیے کہ سب مطیع ہونگے عرب کے پس تقدیر کلام یہ ہے کہ یہاں تک
کہ مالک ہوینگے عرب کے اور جو کہ تابع انکے ہیں اہل اسلام سے پس جو کہ مسلمان ہوا پس وہ عربی ہے نقل کی یہ ترمذی اور ابوداود نے اور ایک روایت ابوداود
کی میں یوں ہے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ باقی رہیگا دنیا سے مگر ایک روز تو البتہ دراز کریگا اللہ تعالی اس روز کو یہاں تک کہ بھیجے گا اللہ تعالے
اس میں ایک مرد کو میرے نسب سے یا فرمایا میرے اہل بیت میں سے شک ہے راوی کا اور اختلاف ہے اسمیں کہ وہ اولاد حسن سے ہونگے یا اولاد حسین سے
اور ظاہر تر یہ ہے کہ باپ کی جانب سے حسنی ہونگے اور ماں کی جانب سے حسینی موافق ہوگا نام اسکا نام میرے کے اور نام اسکے باپ کا موافق نام باپ میرے
کے شاید پس ہوگا محمد بن عبد اللہ اور اسمیں رد ہے شیعہ پر کہ وہ کہتے ہیں کہ مہدی موعود قائم منتظر ہیں اور وہ محمد بن حسن عسکری کے ہیں بھر دیگے ساری
روے زمین کو یا زمین عرب کو اور اسکے متعلقات کو اور مراد یہ ہے ملک اسکی ہیں داد و عدل سے شاید معنی قسط عدل کے نزدیک ہیں جیسے کہ بھری ظلم
و جور سے تھی چنانچہ صراح میں ہے قسط داد و عدل عدل داد جور داد دینے والا اور وہ خلاف جور کے ہے جور ظلم و ستم کرنا کسی پر حکم میں اور اصل اسکی ہے رکھنا ایک چیز کا غیر محل
اسکے میں گویا مراد حدیث میں تاکید و تقریر ہے یا یہ کہ تغایر ہو ان میں کہ مراد قسط سے داد دادخواہوں کی دینی اور عدل عدالت اور برابری حقوق میں کرنی اور ظلم داد
دادخواہوں کی نہ دینی اور جور برابری حقوق میں نہ کرنی واللہ اعلم (وعن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول المہدی من عترتی من
اولاد فاطمۃ رواہ ابوداود) اور روایت ہے ام سلمہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے مہدی عترت میری سے ہے اولاد فاطمہ
سے نقل کی یہ ابوداود نے شیخ عترۃ ساتھ زیر کے نسل مرد کی اور گروہ اسکا اور خویشان نزدیک اسکے کہ وہ گذر گئے ہیں اور وہ کہ آگے پیدا ہونگے صراح میں ہے

کہ عترت خویش اور نزدیک مرد کے اور نسا یہیں ہے کہ عترت مرد خویش اور خویش آنحضرت کے اولاد عبد المطلب کو کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا نزدیک اہل بیت ہیں
یعنے اولاد علی اور بعضوں نے کہا کہ قریش سب عترت ہیں اور مشہور یہ ہے کہ عترت وہ کہ حرام ہے انپر زکوٰۃ اور وہ اولاد ہاشم ہیں اور بموجب تمام قولوں کے قول حضرت کا
من اولاد فاطمۃ تقیید ہے تا معلوم ہو کہ مہدی خاص اولاد فاطمہ سے ہیں (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَهْدِيُّ مِنِّي أَجْلَى الْجَبْهَةِ
أَقْنَى الْأَنْفِ يَمْلَأُ الْأَرْضَ قِسْطًا وَعَدْلًا كَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَجَوْرًا يَمْلِكُ سَبْعَ سِنِينَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ مہدی میری اولاد میں سے ہے روشن اور کشادہ پیشانی بلند بینی بھر دیگا زمین کو عدل و داد سے جیسی کہ بھری گئی ہے ظلم و ستم سے مالک رہیگا زمین کا سات
برس نقل کی یہ ابو داود نے فرع اور آگے جو قول راوی کا آتا ہے ارشان او تسع سنین وہ شک ہے راوی سے پس احتمال ہے کہ یہ روایت جزم کی گئی ساتھ سات برس کے جیسا
مشہور ہے اسکی وہ روایت کہ آگے آتی ہے ابو داود کی ام سلمہ سے اور احتمال ہے یہ کہ ہو شک کے اور ڈالا گیا ہو شک اور نہیں ذکر کیا اسکو اور اکتفا کیا ساتھ یقین کے واللہ اعلم
(وَعَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ الْمَهْدِيِّ قَالَ فَيَجِيءُ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَيَقُولُ يَا مَهْدِيُّ أَعْطِنِي أَعْطِنِي قَالَ فَيَحْثِي لَهُ فِي ثَوْبِهِ مَا اسْتَطَاعَ أَنْ يَحْمِلَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت
کی ابو سعید نے نبی سے بیچ قصہ مہدی کے کہ فرمایا یعنی بعد ذکر کرنے عدل و داد انکے کے پس آویگا مہدی کے پاس ایک شخص پس کہیگا وہ کہ دے مجھکو دے مجھکو یعنے کچھ اور تکرار
تاکید کے لیے ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے پس لپ بھر کر دیگا مہدی اس شخص کے لیے بیچ کپڑے اسکے کے اسقدر کہ اٹھا سکے وہ اسکو نقل کی یہ ترمذی نے فرع یعنے بہت دینا
دینگے اسکو دینار و درہم بسبب دیکھنے حرص اسکی کے مال پر پس بے پروا کر دینگے اسکو سوال سے اور خلاص کر دینگے اسکے نفس کو لالچ سے (وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ اخْتِلَافٌ عِنْدَ مَوْتِ خَلِيفَةٍ فَيَخْرُجُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ هَارِبًا إِلَى مَكَّةَ فَيَأْتِيهِ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ فَيُخْرِجُونَهُ وَهُوَ كَارِهٌ فَيُبَايِعُونَهُ بَيْنَ الرُّكْنِ
وَالْمَقَامِ وَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ مِنَ الشَّامِ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَإِذَا رَأَى النَّاسُ ذٰلِكَ أَتَاهُ أَبْدَالُ الشَّامِ وَعَصَائِبُ أَهْلِ الْعِرَاقِ فَيُبَايِعُونَهُ ثُمَّ
يَنْشَأُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ أَخْوَالُهُ كَلْبٌ فَيَبْعَثُ إِلَيْهِمْ بَعْثًا فَيَظْهَرُونَ عَلَيْهِمْ وَذٰلِكَ بَعْثُ كَلْبٍ وَيَعْمَلُ فِي النَّاسِ بِسُنَّةِ نَبِيِّهِمْ وَيُلْقِي الْإِسْلَامُ بِجِرَانِهِ فِي الْأَرْضِ فَيَلْبَثُ
سَبْعَ سِنِينَ ثُمَّ يُتَوَفّٰى وَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ام سلمہ سے انہنے نقل کی نبی سے کہ فرمایا واقع ہوگا اختلاف و نزاع یعنے فیما بین اہل
حل و عقد کے نزدیک مرنے خلیفہ کے وقت بیعت اسکی میں یا نہیں ہوگا اور مراد خلیفہ سے خلیفہ حکمی ہے کہ وہ حکومت سلطانی ہے پس نکلیگا ایک شخص اہل مدینہ میں سے فرع
یعنے واسطے کہ وہ جانے یعنے منصب امارت کے یا ڈر سے فتنہ کے کہ واقع ہوگا اسمیں اور مراد مدینہ سے مدینہ مطہرہ ہے یا وہ شہر کہ اسمیں خلیفہ ہوگا درحالیکہ
بھاگنے والا اور جانے والا ہوگا طرف مکہ کے فرع اسلیے کہ وہ جائے امن ہے ہر اس شخص کی کہ پناہ پکڑے ساتھ اسکے اور عبادت گاہ ہے ہر شخص کا اور وہ شخص مہدی ہوگا
بدلیل لانے ابو داود کے اس حدیث کو باب المہدی میں فرع پس آوینگے اسکے پاس لوگ اہل مکہ سے یعنے بعد ظاہر ہونے امر انکے کے اور پہچاننے قدر انکی کے پس
نکالینگے انکو یعنے انکے گھر سے اور امام پکڑینگے انکو بخواہش والحاح حالانکہ وہ ناراض ہونگے امامت سے بخوف فتنہ کے پس بیعت کرینگے لوگ انسے درمیان حجر اسود اور
مقام ابراہیم کے اور بھیجا جاویگا طرف اس شخص کے ایک لشکر شام سے یعنے بادشاہ کہ اسوقت میں شام میں ہوگا ایک لشکر واسطے جنگ و قتال امام مہدی
کے بھیجیگا پس دھنسایا جاویگا وہ لشکر بیدا میں کہ نام ایک جگہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے فرع بیدا لغت میں یعنے جنگل اور زمین ہموار کے ہے اور مراد اس لشکر سے
لشکر سفیانی کا ہے اور یہ قتال فتنہ امارت سفیانی کا ہے کہ ایک علامتوں خروج امام مہدی کی سے ہے اور اس باب میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں قریب تواتر کے ایک
انمیں سے حدیث صحیح ہے کہ روایت کی گئی ہے امیر المومنین علی بن ابی طالب سے کہ فرمایا سفیانی اولاد خالد بن یزید بن ابی سفیان اموی کے سے ہے ایک مرد کلان سر
چیچک رو نقطہ سفید آنکھ میں کہ نکلیگا جانب دمشق سے اور اکثر تابعین اسکے ایک قبیلہ میں سے ہونگے کہ نام اسکا کلب ہے بہت مارنے والا ہوگا وہ لوگوں کو یہانتک
کہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ کر بچوں کو مار ڈالیگا اور جب خبر حضرت مہدی کی سنے گا ایک لشکر انکی جنگ کے لیے بھیجے گا پھر وہ لشکر شکست پاویگا بعد ازاں سفیانی
آپ ساتھ لشکر کے کہ ہمراہ اسکے ہوگا واسطے جنگ مہدی کے دوڑیگا بیچ اس موضع کے کہ نام اسکا بیدا ہے ساتھ لشکر کے زمین میں دھنس جاویگا اور کوئی انمیں سے نجات

نہیں پاسکے گا مگر وہ شخص کہ یہ خبر مہدی کو پہونچا دیگا پس جب دیکھینگے اور جانینگے لوگ یہ حال اور سنینگے خبر ہلاک ہونیکی سفیانی کی آوینگے مہدی کے پاس ابدال
ولایت شام سے اور جماعتیں اہل عراق سے پس بیعت کرینگے وہ مہدی سے فقیر کہتا ہے ابدال ایک قوم ہیں کہ برپا رکھتا ہے خدا تعالیٰ انکی برکت سے زمین کو اور وہ ستر
تن ہیں چالیس تن شام میں اور تیس تن غیر اسکے میں انکا نام ابدال اسلیے ہے کہ جب کوئی انمیں سے مرجاتا ہے تو اسکے بدلے میں اور لوگون میں سے جگہ اسکی بدل دیتا ہے
اللہ تعالیٰ اور یا اسلیے یہ نام ہے کہ بدل ڈالے ہیں انہون نے اخلاق برے ساتھ اخلاق پسندیدہ کے اور ذکر انکا حدیثون میں آیا ہے اور سیوطی نے بیچ شرح سنن ابی داؤد
کے کہا کہ ذکر ابدال کا صحاح ستہ میں نہیں آیا ہے مگر اس حدیث میں نزدیک ابی داود کے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور تصحیح کیا ہے لیکن سیوطی جمع الجوامع میں غیر صحاح ستہ
سے بیچ ذکر ابدال کے بہت سی حدیثیں لائے ہیں اکثر حدیثون میں ذکر عدد چالیس کا ہے اور بعضی میں تیس کا اور ایک حدیث امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے لائے ہیں کہ ابدال
نہیں پہونچے اس مرتبہ کو بسبب بہت نماز اور روزے اور تسبیح و تقدیس کے لیکن پایا ہے اور بسبب انکے تمام لوگون سے تمام نہیں بلکہ بسبب سخاوت نفس اور سلامتی دل اور
خیرخواہی مسلمانون کے پایا اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امتی میری بستی ہیں وجود ہیں لوگون کا کہ اوپر صفت ابدال کے ہون کثر گناہ کے رنج سے آگ
اور اور حدیث میں دعا ذیل سے آیا ہے کہ جسمین تین تین ہین جملہ ابدال سے ہے پر رضا بالقضا اور صبر محرومات سے اور غصہ کرنا بسبب حق میں خدا کیا اور امام غزالی
احیاء العلوم میں لائے ہیں کہ جو کوئی یہ دعا ہر روز تین بار پڑھے اللهم اغفر لامة محمد اللهم ارحم امة محمد اللهم تجاوز عن امة محمد اسکے لیے درجہ ابدال کا لکھیں اور حاصل
یہ کہ جو کوئی بڑی صفتین بدل ڈالے اور خیرخواہ خلق کا ہو وہ ابدال میں سے ہے اور مراد ساتھ عصائب اہل عراق کے کہ ایک قوم ہے مردان خدا سے کہ انکا نام عصائب
ہو جیسے کہ ابدال اور امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ ابدال شام میں ہوتے ہیں اور نجبا مصر میں اور عصائب عراق میں اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد عصائب سے
اور زاہد اور عابد لوگون میں سے ہیں اور عصب القوم لغت میں قوم کے نیکون کو کہتے ہیں ثم ینشأ پھر ظاہر ہوگا ایک مرد اور قریش سے مخالف مہدی کا
ماموں اسکے یعنے ننھیال اسکی قبیلہ کلب سے ہوگی کہ ایک قبیلہ ہے مشہور عرب میں اور دحیہ کلبی اسی قبیلہ سے تھے پس بھیجیگا وہ مرد قرشی طرف مہدی کے اور
ماموون انکے کے ایک لشکر اور مدد ڈھونڈھیگا ننھیال اپنی سے کہ بنی کلب ہیں پس غالب آوینگے مہدی اور تابع انکے اس لشکر پر اور مذکور رفتہ لشکر کلب کا
ہو کہ یہی علامت خروج مہدی سے ہے اور کام کرینگے مہدی لوگون میں موافق سنت اور روش پیغمبر اپنے کے کہ محمد رسول اللہ ہیں اور ڈالیگا دین مسلمانی
گردن اپنی زمین پر یعنے ثبات اور قرار پاویگا جیسے کہ اونٹ جب بیٹھتا ہے اور آرام پکڑتا ہے تو پھیلا دیتا ہے گردن اپنی اور جران ساتھ زمین کے اور خوشی
سے اور رونون کے آخر میں آگا گردن اونٹ کا جاسے ذبح سے تاجگہ نحر اسکی کہ بیچ وقت بیٹھنے اور قرار پکڑنے کے اسکو زمین پر رکھتا ہے اور یہ بیان کنایہ ہے قرار پکڑنے اسلام
کے سے کہ ہرج و مرج درمیان میں سے اٹھ جاوے اور جنگ و جدال سے نشان نرہے اور دین اسلام اور احکام سنت و جماعت کے قرار پاوین اور استقامت
پکڑیں اور کچھ خلاف درمیان میں نرہے ثم پس رہینگے مہدی سات برس پھر وفات کیجاوینگے وہ اور نماز پڑھینگے اوپر انکے مسلمان نقل کی یہ ابو داؤد نے
جاننا چاہیے کہ بہت لوگون نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم مہدی ہیں پس بعضون نے تو ارادہ کیے ہیں معنے لغوی یعنے ہدایت پائے ہوئے ہیں پس اسمیں تو کچھ اشکال نہیں اور
بعضون نے دعویٰ کیا باطل اور زور اور جمع ہوگئی انپر ایک جماعت اوباشون کی اور ارادہ کیا فساد کا شہرون میں پس مارے گئے وہ اور راحت پائی انسے
شہرون نے اور ایک جماعت پیدا ہوئی ہندوستان میں مشہور ساتھ مہدویہ کے کہ نہایت جاہل تھے اعتقاد انکا یہ تھا کہ مہدی موعود شیخ ہمارا تھا کہ جو ظاہر ہوا اور
مرگیا اور دفن کیا گیا بعضے شہرون خراسان میں اور انکے گمراہیون میں سے یہ بھی تھا کہ اعتقاد کرتے تھے کہ جو اس عقیدہ پر نہو وہ کافر ہے چنانچہ کئی سرکار دکن
کے علما نے فتویٰ دیا کہ واجب ہے قتل انکا ان امراء پر کہ قادر ہون انکے قتل پر اور ایسا ہی اعتقاد فاسد ہے شیعہ کا کہ مہدی موعود محمد بن حسن عسکری ہیں اور وہ
مرے نہیں بلکہ چھپ گئے ہیں لوگون کی نظرون سے اور وہ امام زمان ہیں ظاہر ہونگے اپنے وقت میں اور حکم کرینگے اپنی سرداری میں انتہی اور یہ قول انکا
بھی مردود ہے نزدیک اہل سنت و جماعت کے اور دلیلیں انکے رد کی بھری ہوئی ہیں علم کلام کی کتابون میں اور صحیح ہے کہ [illegible] الوقتی ہی کہ انہون نے انتقال فرمایا

(وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلَاءً یُصِیْبُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃَ حَتّٰی لَا یَجِدُ الرَّجُلُ مَلْجَأً اِلَیْہِ مِنَ الظُّلْمِ فَیَبْعَثُ اللّٰہُ رَجُلًا مِّنْ عِتْرَتِیْ وَاَھْلِ بَیْتِیْ فَیَمْلَأُ بِہِ الْاَرْضَ قِسْطًا وَّعَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَّجَوْرًا یَرْضٰی عَنْہُ سَاکِنُ السَّمَآءِ وَسَاکِنُ الْاَرْضِ لَا تَدَعُ السَّمَآءُ مِنْ قَطْرِھَا شَیْئًا اِلَّا صَبَّتْہُ مِدْرَارًا وَلَا تَدَعُ الْاَرْضُ مِنْ نَّبَاتِھَا شَیْئًا اِلَّا اَخْرَجَتْہُ حَتّٰی یَتَمَنَّی الْاَحْیَآءُ الْاَمْوَاتَ یَعِیْشُ فِیْ ذٰلِکَ سَبْعَ سِنِیْنَ اَوْ ثَمَانَ سِنِیْنَ اَوْ تِسْعَ سِنِیْنَ رَوَاہُ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا انہوں نے ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلا یعنے محنت اور شدت عظیم کا کہ پہونچے گی اس امت کو یہاں تک کہ نہیں پاوے گا شخص جگہ پناہ کی کہ پناہ پکڑے طرف اسکے ظلم سے یعنی بلا سے کہ پیدا ہوگی ظلم عام سے پس بھیجے گا اللہ ایک شخص کو یعنی کامل عادل عالم کو کہ وہ مہدی ہیں اولاد میری میں سے اور اہل بیت میرے میں سے ساتھ امامت کے پس بھر دیگا اللہ تعالیٰ بسبب اسکے زمین کو عدل و داد سے جیسے کہ بھری گئی ہے زمین جور و ستم سے راضی ہونگے اس سے رہنے والے آسمان کے یعنے ملائکہ اور ارواح انبیا اور رہنے والے زمین کے یعنی سب آدمی کہ جانور جنگل میں اور مچھلیاں پانی میں نہ چھوڑیگا آسمان اپنے مینہ کے قطروں سے کچھ مگر کہ بہاویگا اسکو بکثرت اور نہ چھوڑیگی زمین اپنی روئیدگی سے کچھ مگر کہ نکالے گی اسکو فتح یعنی مینہ بیچ زمانہ مہدی کے بہت برسیگا اور مراد پر برسیگا اور زراعتیں اور حاصل زمین کی کمال پر آوینگی اور بیشتر اور زندگانی خوش ہوگی بہت یہانتک کہ آرزو کرینگے زندے مردوں کی فتح یعنے وجود اور حیات انکی کی اور کہینگے کہ کاشکے وہ زندہ ہوتے ہمارے زمانہ میں تا عیش و نشاط و کامرانی دیکھتے اور بعضے لفظ احیا کو ساتھ زیر ہمزہ کے پڑھتے ہیں سو معنی زندہ کرنے کے یعنی مردے آرزو کرینگے کہ زندہ کرے خدا تعالیٰ انکو اور یہ بطریق فرض و تقدیر کے ہے واسطے قصد مبالغہ کے اگر یہ روایت ثابت ہو والا نزاحتمال ہے واللہ اعلم بہت زندہ رہینگے مہدی اس خوشی اور کامرانی میں سات برس یا آٹھ برس یا نو برس بہت صحیح یہ بطریق شک راوی کے ہے یا اسوقت میں آنحضرت نے مبہم رکھا اور دوسرے وقت میں تعین کیا ہو واللہ اعلم اور بعد لفظ رواہ کے اصل نسخہ میں سفیدی چھوٹی ہوئی ہے اور لاحق کی گئی ہے یہ عبارت الحاکم فی مستدرکہ وقال صحیح (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَاءِ النَّھْرِ یُقَالُ لَہُ الْحَارِثُ حَرَّاثٌ عَلٰی مُقَدِّمَتِہٖ رَجُلٌ یُّقَالُ لَہُ مَنْصُوْرٌ یُّوَطِّنُ اَوْ یُمَکِّنُ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا مَکَّنَتْ قُرَیْشٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَبَ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ نَّصْرُہٗ اَوْ قَالَ اِجَابَتُہٗ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا ایک شخص یعنے صالح پیچھے نہر کے سے یعنے ان شہروں میں سے کہ پیچھے نہر کے ہیں مانند بخارا اور سمرقند وغیرہ کے کہا جاویگا اسکو حارث حراث یعنی حارث نام اسکا ہے اور حراث صفت یعنی کھیتی کرنیوالا اسکے لشکر کی اگلی فوج پر ایک شخص ہوگا کہ کہا جاویگا اسکو منصور فتح یہ نام اسکا ہے یا صفت اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اس سے ابو منصور ماتریدی ہیں کہ وہ بڑے امام مشہور ہیں اور انپر مدار ہے اصول حنفیہ کا عقائد حنفیہ میں بہت جگہ دیگا اور متوطن کریگا یا ٹھکانا دیگا وہ حارث فتح لفظ او یمکن میں شک ہے راوی سے یا لفظ او بمعنی واو کے ہے یعنے مہیا کریگا اسباب اموال اور خزانہ اور ہتھیار اپنے اور ٹھکانا دیگا امر خلافت کو اور تقویت کریگا اسکی اور مددگاری کریگا اسکی ساتھ لشکر اپنے کے بہت واسطے آل محمد کے فتح یعنے انکی ذریت اور اہل بیت کو عموما اور مہدی کو خصوصا یا لفظ آل کا زائد ہے یعنے محمد مہدی کو بہت جیسا ٹھکانا دیا قریش نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد قریش سے وہ ہیں کہ جو ایمان لائے تھے انمیں سے مانند حضرت ابوبکرؓ وغیرہ کے اور داخل ہے ٹھکانا دینے میں ابو طالب بھی اگرچہ نہیں ایمان رکھتا تھا اہل سنت کے نزدیک بہت واجب و لازم ہے ہر مسلمان پر مدد اور تائید کرنی اس حارث کی یا فرمایا لازم ہے قبول کرنا اسکا نقل کی یہ ابو داود نے فتح یہ شک راوی ہے کہ نصرہ کہا یا اجابتہ اور معنی یہ کہ لازم ہے قبول کرنا اسکی دعوت کا اور قائم ہونا اسکی مددگاری میں سوق اس حدیث سے جیسے کہ سیاق اور حدیثوں سے کہ وارد ہیں اس باب میں ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بطریق دعوی امامت اور خلافت کے ظاہر ہوگا کہ مومنوں پر اجابت اور اطاعت اسکی لازم ہوگی اور منصور سردار اسکے لشکر کے اگلی فوج کے ہونگے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تُکَلِّمَ السِّبَاعُ الْاِنْسَ وَحَتّٰی تُکَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَۃُ سَوْطِہٖ وَشِرَاکُ نَعْلِہٖ وَتُخْبِرَہٗ فَخِذُہٗ بِمَا اَحْدَثَ اَھْلُہٗ بَعْدَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے نہیں قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ کلام کرینگے درندے آدمیوں سے اور یہاں تک کہ کلام کریگا مرد سے پھندنا کوڑے اسکے کا اور تسمہ پاپوش

اسکی کا اور خبر دیگی اسکو ان اسکی ساتھ اس چیز کے کہ نئی نکالی ہوگی اہل وعیال اسکے نے غائبانہ اسکی نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ
قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَاتُ بَعْدَ الْمِائَتَیْنِ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) روایت ہے ابو قتادہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نشانیاں
بعد دو سو برس کے ہونگی نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف یعنی نشانیاں قیامت کی ظاہر ہونی شروع ہونگی کامل بعد دو سو برس کے یعنے ہجرت سے یا ظہور دین
اسلام سے یا وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اور احتمال ہے کہ ہو لام بیچ لفظ المائتین کے عہد کے لیے یعنے بعد ان دو سو برس کے کہ ہونگے بعد ہزار کے اور وقت
ظاہر ہونے مہدی کا ہے اور نکلنے دجال کا اور اترنے عیسی کا اور وہ پے در پے آنے نشانیوں کا مانند طلوع ہونے آفتاب کے مغرب سے اور نکلنے دابۃ الارض کے اور
ظاہر ہونے یاجوج و ماجوج کے اور مانند انکے کے (وَعَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَیْتُمُ الرَّایَاتِ السُّوْدَ قَدْ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ خُرَاسَانَ فَأْتُوْهَا
فَاِنَّ فِیْهَا خَلِیْفَةَ اللّٰہِ الْمَهْدِیَّ رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ) اور روایت ہے ثوبان سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت دیکھو تم نشانوں کالوں
کو کہ آئیں جانب خراسان سے پس حاضر ہو وانکی ف یعنی متوجہ ہو انکی طرف اور قبول کرو امر اسکا کا اور ظاہر یہ ہے کہ یہ لشکر حارث اور منصور کا ہوگا ست
اسلئے کہ انمین خلیفۃ اللہ کا ہوگا مہدی نقل کی یہ احمد نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں یعنے ہدایت کیا گیا اور کرنا اسکا اور قبول کرنا اسکے حکم کا بیچ دین منافی ہو اسکے
کہا بعد اسکے ظہور مہدی کا ہوگا حدیث ثقات میں (وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ وَنَظَرَ اِلٰی ابْنِهِ الْحَسَنِ وَقَالَ اِنَّ ابْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَیَخْرُجُ
مِنْ صُلْبِهٖ رَجُلٌ یُسَمّٰی بِاسْمِ نَبِیِّكُمْ یُشْبِهُهٗ فِی الْخُلُقِ وَلَا یُشْبِهُهٗ فِی الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً یَمْلَأُ الْاَرْضَ عَدْلًا رَوَاهُ اَبُوْدَاوٗدَ وَلَمْ یَذْكُرِ الْقِصَّةَ) اور روایت ہے ابی اسحاق سے کہا اسنے کہا علی نے
اس حال میں کہ دیکھا طرف بیٹے اپنے امام حسن کے اور کہا علی نے تحقیق بیٹا میرا یہ سردار ہے جیسے کہ نام رکھا اسکا سید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ف یعنے انکے حق
میں فرمایا ابنی ہذا سید و لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین ت اور قریب ہے کہ پیدا ہوگا اسکی پشت سے ایک شخص کہ نام رکھا جاویگا ساتھ نام نبی تمہارے کے
یعنے محمد مشابہ ہوگا حضرت کی سیرت باطنی میں اور نہیں مشابہ ہوگا حضرت کی صورت ظاہری میں ف یعنی سب چیزوں میں اور سب جہات کر و الا بعض چیزوں میں مشابہت
صورت میں بھی بعضے جہات کر ثابت ہوا ہے جیسے کہ اوپر گذرا پھر ذکر کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قصہ بھر دینے اس مرد کا زمین کو عدل سے ف یہ حدیث
دلیل صریح ہے اسپر کہ مہدی حضرت امام حسن کی اولاد سے ہیں اور ہو انکے لیے انتساب ماں کی طرف سے طرف حسین کے یہ بات کہی واسطے تطبیق دینے کے درمیان
حدیثوں کے اور اس سے باطل ہوا قول شیعہ کہ مہدی محمد بن حسن عسکری ہیں کہ قائم منتظر ہیں اسلیے کہ وہ حسینی ہیں بالاتفاق اور نہیں کہا جاسکتا ہے کہ شاید ارادہ کیا ہو حضرت
علی نے اسی غیر مہدی کا اسلیے کہ ہم کہینگے کہ باطل کرتا ہے اسکو قصہ بھر دینے زمین کا عدل سے اسلیے کہ نہیں پایا جاتا ہے بیچ سادات حسنیہ اور حسینیہ کے ایسا شخص کہ
بھر دیا ہو اسنے زمین کو عدل سے سوائے اسکے کہ ثابت ہوا ہے بیچ حق مہدی موعود کے اور لفظ ولم یذکر القصۃ کلام جامع الاصول کا ہے کہ نقل کیا ہے اسکو اس سے
صاحب مشکوۃ نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ فُقِدَ الْجَرَادُ فِیْ سَنَةٍ مِنْ سِنِیِّ عُمَرَ الَّتِیْ تُوُفِّیَ فِیْهَا فَاهْتَمَّ بِذٰلِكَ هَمًّا شَدِیْدًا فَبَعَثَ اِلَی الْیَمَنِ رَاكِبًا وَرَاكِبًا اِلَی الْعِرَاقِ وَرَاكِبًا
اِلَی الشَّامِ یَسْئَلُ عَنِ الْجَرَادِ هَلْ اُرِیَ مِنْهُ شَیْئًا فَاَتَاهُ الرَّاكِبُ الَّذِیْ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ بِقَبْضَةٍ فَنَثَرَهَا بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَمَّا رَاٰهَا عُمَرُ كَبَّرَ وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ
اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ خَلَقَ اَلْفَ اُمَّةٍ سِتُّمِائَةٍ مِنْهَا فِی الْبَحْرِ وَاَرْبَعُمِائَةٍ فِی الْبَرِّ فَاِنَّ اَوَّلَ هَلَاكِ هٰذِهِ الْاُمَمِ الْجَرَادُ فَاِذَا هَلَكَ الْجَرَادُ تَتَابَعَتِ الْاُمَمُ كَنِظَامِ السِّلْكِ رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ
شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہ کہا گم کی گئی ٹڈی ایک برس میں برسوں خلافت امیر المومنین عمر کی سے اس سال کہ وفات پائی اسمین عمر نے
یعنے ٹڈی اس دیار میں پیدا نہ ہوئی پس غمگین ہوئے عمر بسبب ناپید ہونے ٹڈی کے غمگین ہونا سخت یعنے بخوف ہلاک ہونے تمام گروہوں کے جیسے کہ آگے آتا ہے
پس بھیجا طرف یمن کے ایک سوار اور ایک سوار طرف عراق کے اور ایک سوار طرف شام کے کہ پوچھے ہر سوار لوگوں سے پوچھنے ٹڈی کے کہ آیا دیکھا گیا ہے کچھ
ٹڈی سے کچھ پس لایا حضرت عمر کے پاس وہ سوار کہ آیا جانب یمن سے ایک مٹھی ٹڈیوں کی پس پھیلا دیا اس مٹھی ٹڈیوں کو آگے عمر کے پس جب دیکھا انکو یعنی ٹڈیوں
کو حضرت عمر نے اللہ اکبر کہا یعنے بسبب خوشی کے اور کہا سنا میں نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے تحقیق خدا تعالیٰ نے پیدا کیے ہزار گروہ حیوانات چھ سو انمین

دریا میں ہیں اور چار سو جنگل میں ہیں پس تحقیق اول ہلاک ہوا ان ہزار گروہوں میں سے ہلاک ہونا ٹڈیوں کا ہے پس جب ہلاک ہونگی ٹڈیاں پے در پے ہلاک ہونگے گروہ جیسا
کہ مانند ہوتے ہیں دورے موتیوں کی لڑی کے اور پے در پے گرنے موتیوں کے انمیں سے نقل کی بیہقی نے شعب الایمان میں باب العلامات بین یدی
الساعۃ و ذکر الدجال باب ہے بیچ بیان نشانیوں کے آگے قیامت کے اور بیچ بیان ذکر دجال کے فرح ذکر کین اس باب میں اکثر بڑی علامتیں قیامت
کی کہ نزدیک اسکے واقع ہونگی جیسے کہ ذکر کین پہلے باب میں علامتیں چھوٹی اور ظاہر تر اور مناسب تر یہ تھا کہ ذکر نکلنے مہدی کا کہ وجود انکا ساتھ عیسی اور دجال کے
ہوگا اس باب میں کرتے ولیکن چونکہ ذکر مہدی کا حدیثوں میں ساتھ ذکر فتنوں اور لڑائیوں کے پہلے انکے نکلنے سے واقع ہونگے اور بعد انکے نکلنے کے اٹھ جاینگے
واقع ہوا اس قرب سے ذکر انکا اس باب میں ہوا اور سے جان کہ حدیثیں اور اخبار بیچ ترتیب واقع ہونے دس نشانیوں کے کہ مولف نے ذکر کین مختلف آئی ہیں
اور کلام بیچ تطبیق اور توفیق انکے کے بہت ہے اور شاید کہ بیچ ضمن شرح کے کچھ انمیں سے مذکور ہوا اور سب بڑی نشانی نشانیوں میں سے اور سخت تر بلا وجود دجال
کا اور حدیثیں انمیں اکثر اور مشہور ہیں اور دجال مشتق دجل سے ہے اور دجل یعنی خلط اور مکر اور تلبیس کے آتا ہے دجل الحق بالباطل کہتے ہیں جب وقت کہ کوئی حق کو ساتھ باطل
کے خلط کرے اور فریب دے اور معنے کذب کے بھی آتا ہے پس ہوا ان معنوں کا دجال میں ظاہر ہے اور اور بھی وجہ تسمیہ دجال کے قاموس میں مذکور ہیں اور مسیح اسم
مشترک ہے درمیان دجال اور عیسی کے اور اکثر یہ ہے کہ اسکے نام کو مقید ساتھ دجال کے کرتے ہیں یعنے مسیح دجال کہتے ہیں اور عیسی میں مطلق چھوڑتے ہیں اور عیسی کو مسیح
اسلیے کہتے ہیں کہ جب اندھے اور کوڑھی کو چھوتے وہ اچھے ہوجاتے اور اس سبب سے کہتے ہیں کہ ان کے پیٹ سے مسوح یعنے پونچھے پانچھے نکلے تھے آلائش سے کہ
لڑکوں میں وقت پیدا ہونے کے ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مسیح یعنے صدیق کے ہے یا اس سبب سے کہ تلوا انکی پانوں کا ہموار تھا نہ خمدار و باریک جیسا کہ اکثر لوگونکا
ہوتا ہے یا اس سبب سے کہ بہت سیاحت کرتے تھے زمین میں اور یہ وجہ مشترک ہے درمیان انکے اور دجال کے اور دجال کو مسیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ ایک آنکھ اسکی
ممسوح اور ہموار تھی اور ممسوح الوجہ یعنے مسیح الوجہ اسکو کہتے ہیں کہ ایک طرف اسکے منہ کے ہموار ہو اور آنکھ و بھوں نہو یا اس سبب سے کہ مسیح کی گئی یعنے پونچھی گئی اس سے دور
کی گئی اس سے خیر و خوبی جیسی کہ مسح کی گئی عیسی سے شر و بدی پس وہ مسیح الضلالت ہے اور عیسی مسیح اللہ ہیں اور انکے نام میں مسیح ساتھ زیر میم اور سین مشددہ
بھی آتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ مشدد نام دجال کا ہے اور مخفف نام عیسی کا اور یہ جو کہا ہے کہ نام دجال کا مسیخ ہے ساتھ خاء معجمہ کے یہ خطا ہے الفصل الاول فصل پہلی از عن

حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْا قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ
وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلٰثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذٰلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ
تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ وَفِي رِوَايَةٍ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنٍ تَسُوقُ النَّاسَ إِلَى الْمَحْشَرِ وَفِي رِوَايَةٍ فِي الْعَاشِرَةِ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہے حذیفہ

سے کہ کہا جھانکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم پر اس حال میں کہ ہم ذکر کرتے تھے آپس میں پس فرمایا کہ کیا ذکر کرتے ہو کہا صحابہ نے کہ ذکر کرتے ہم قیامت کا فرمایا کہ تحقیق قائم
نہوگی قیامت یہانتک کہ دیکھوگے تم پہلے اسکے دس نشانیاں پس ذکر فرمایا دھوئیں کا فرح یعنی دھواں کہ نکلیگا اور بھر دیگا مشرق اور مغرب کو اور چالیس روز ٹھہریگا
پس مسلمان مانند زکام زدوں کے ہونگے اور کافر مانند مستوں کے جیسے کہ اور حدیث میں آیا ہے اور قرآن میں جو سورہ دخان میں آیا ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین الخ
وہ بھی اسپر محمول ہے بقول حذیفہ اور تابعین اسکے کے اور نزدیک ابن مسعود اور تابعین انکے کے مراد اس سے وہ قحط ہے کہ قریش پر پڑا تھا آنحضرت کے زمانہ میں
حضرت کی دعا سے کہ فرمایا خدایا کر انپر قحط سات برس کا جیسے کہ کیا تو نے مصریوں پر حضرت یوسف کے زمانہ میں پس مبتلا ہوئے قحط میں اور کھاتے تھے چمڑے اور
مردے اور دیکھتے تھے ہوا میں ایک چیز مانند دھوئیں کے اسلیے کہ بھوکا بسبب ضعف بصر کے ہوا کو مانند دھوئیں کے دیکھتا ہے اور یہ بھی ہے کہ ہوا قحط سالی میں بسبب
یبوست اور قلت مینہ اور کثرت غبار کے بصورت اندھیرے کے معلوم ہوتی ہے مانند دھوئیں کے رت اور ذکر کیا حضرت نے ان دس نشانیوں میں سے نکلنا دجال
کا اور دابۃ الارض کا فرح کہ نکلیگا مسجد حرام سے درمیان صفا اور مروہ کے اور قول حق سبحانہ کا واخرجنا لہم دابۃ من الارض محمول ہے اسی پر اور لکھا ہے علمانے

کہ وہ چارپایہ ہے کہ درازی اسکی ساٹھ گز کی ہوگی اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ مختلف الخلقت ہوگا مشابہ بہت حیوانون کے کہ جبل صفا میں سے پھاڑ کر نکلیگا اور اسکے ساتھ عصا
موسیٰ اور انگشتری سلیمان کی ہوگی اور کوئی دوڑنے میں اسکو نہ پہنچ سکیگا اور اس سے نہیں بھاگ سکیگا ماریگا مومن کو عصا سے اور لگادیگا اسکے منھ پر مومن اور مہر
کریگا کافر پر ساتھ انگشتری کے اور لکھے گا اسکے منھ پر کافر کہا ہے بعضون نے کہ دابۃ الارض تین بار نکلیگا ایام امام مہدی میں پھر ایام عیسیٰ میں پھر بعد طلوع ہونے آفتاب کے
مغرب سے ذکرہ ابن الملک ہے اور ذکر کیا حضرت نے ان دس نشانیون میں سے نکلنا آفتاب کا جانب غروب ہونے اسکے سے چنانچہ بیان اسکا حدیث میں آویگا
اور ذکر کیا آنحضرت نے اترنا عیسیٰ بیٹے مریم کا آسمان سے زمین پر فرشتے بیٹھے ہونگے ساتھ ظہور امام مہدی کے اور نکلینگے عیسیٰ نزدیک منارہ سفید کے جانب شرقی دمشق
کے اور قتل کرینگے حضرت عیسیٰ دجال کو دروازہ لد پر اور لد ایک موضع ہے شام میں اور بعضون نے کہا فلسطین میں اور کہا گیا ہے کہ اول نشانیون میں ہونا دھوئین کا ہے
پھر نکلنا دجال کا پھر اترنا عیسیٰ کا پھر نکلنا یاجوج و ماجوج کا پھر نکلنا دابۃ الارض کا پھر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اسلیے کہ کفار مسلمان ہونگے حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں یہان تک
کہ ہوگی دعوت ایک ہی اور اگر آفتاب نکلے مغرب سے پہلے نکلنے دجال کے اور اترنے عیسیٰ کے تو نہ ہووے ایمان مقبول کفار سے پس واو مطلق جمع کے لیے ہے
بیچ اسکے وارد ہوگا کہ نزول عیسیٰ کا پہلے طلوع ہونے آفتاب کے ہے جیسا کہ یون کہا اور نہ وارد ہوگا جو کچھ کہ آگے آتا ہے کہ طلوع آفتاب کا اول نشانی ہے اور ذکر کیا آنحضرت
نے نکلنا یاجوج اور ماجوج کا قاموس میں یاجوج و ماجوج الف سے ہیں اور ہمزہ سے بھی اور یہ دو قبیلے ہیں اولاد یافث بن نوح سے اور یہ دو نام عجمی ہیں اور بعضون نے کہا عربی
ہیں اور ذکر کیا تین خسفون کا یعنی دھنس جانیگا ایک خسف زمین مشرق میں اور ایک خسف زمین مغرب میں اور ایک خسف زمین عرب میں طیبی نے کہا ابن مالک نے
کہ پایا گیا ہے خسف کئی جگہون میں لیکن احتمال ہے یہ کہ مراد تین خسفون سے زائد اسپر کہ پایا گیا کہ وہ نہایت سخت ہونگے اور دسوین نشانی کہ یہ سب کے آخر واقع
ہوگی ایک آگ ہوگی کہ نکلیگی جانب یمن سے ہانکیگی وہ لوگون کو طرف زمین حشر کے فرع کہا کہ شام میں ہوگی لیکن ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہوگا ابتدا اسکا شام
کہ ہوجاویگی شام فراخ کہ سما جاویگا سب عالم اسمین اور اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ یہ ہانکنا آگ کا لوگون کو بعد حشر کے ہوگا کہین کہ علامت قیامت کی پہلے قیامت
کے ہوگی اور حشر بعد اسکے ہوگا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نکلیگی آگ زمین حجاز سے کہا قاضی عیاض نے کہ شاید کہ وہ آگین دو ہونگی کہ ہانکینگی لوگون کو یا ہوگا
ابتدا نکلنا اسکا یمن سے اور ظہور اسکا حجاز سے ذکرہ القرطبی پھر جمع درمیان اسکے اور درمیان اس روایت کے کہ بخاری میں ہے یہ کہ اول نشانیون قیامت کی
آگ ہوگی کہ نکالیگی لوگون کو مشرق سے طرف مغرب کے ساتھ اس طرح کے ہے کہ آخریت اسکی باعتبار ان نشانیون کے ہے کہ مذکور ہوئین اور اولیت اسکی باعتبار اسکے
ہے کہ وہ اول ان نشانیون کے ہے کہ نہیں ہوگی کوئی چیز بعد انکے امور دنیا سے ہرگز بلکہ واقع ہوگا ساتھ آخر انکے نفخ صور میں بخلاف ان نشانیون کے کہ ذکر کی گئین ساتھ اسکے
کہ باقی رہینگی ساتھ ہر نشانی کے ان میں سے چیزین امور دنیا سے اسی طرح ذکر کیا ہے اسکو بعضے علماء توفیق دینے والون نے ترجمہ اور ایک روایت میں یون آیا
کہ ایک آگ ہوگی کہ نکلیگی پیچھے کنارے عدن سے کہ نام ایک شہر کا ہے یمن میں ہانکیگی لوگون کو طرف زمین حشر کے اور اور روایت میں بیچ بیان دسوین نشانی کے
بجائے ذکر نکلنے آگ کے یمن سے تا کنارہ عدن سے ذکر ہوا کا آیا ہے کہ ڈالیگی لوگون کو دریا میں نقل کی یہ مسلم نے فرع اور شاید کہ تطبیق دونون روایتون کی یہ ہے کہ مراد
اس سے اس روایت میں کفار ہین اور آگ انکی ہوگی ملی ہوئی ساتھ جھکڑ ہوا کے کہ سریع التاثیر ہوگی بیچ ڈالنے انکے کے دریا میں اور وہ ہوگی جگہ حشر کفار کی یا
مستقر کفار کی جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ دریا ہو جاویگا آگ اور اسمین وارد ہوا ہے قول اللہ تعالیٰ کا واذا البحار سجرت کہ بخلاف آگ مومنون کے کہ وہ آگ نری ڈرانے کے لیے ہوگی
بمنزلہ کوڑے کے ہانکنے کے لیے طرف محشر کے اور موقف اعظم کے واللہ اعلم (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالاعمال ستا الدخان
والدجال ودابۃ الارض وطلوع الشمس من مغربها وامر العامۃ وخویصۃ احدکم رواہ مسلم) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
جلدی کرو تم ساتھ کامون نیک کے چھ چیزون سے فرع یعنی دوڑو طرف اعمال صالحہ کے پہلے پہنچنے ان چھ نشانیون قیامت کے اسلیے کہ وقت ظہور انکے عمل بعد
انکے یا نہیں مقبول ہوگا یا نہیں معتبر ہوگا بعد تحقیق انکے کے اور وہ چھ چیزین یہ ہین ترجمہ دھوان اور دجال اور دابۃ الارض اور نکلنا آفتاب کا مغرب کی طرف سے

قبیلہ خزاعہ میں سے کہ مر گیا جاہلیت میں اور آنحضرت نے تشبیہ دی دجال کو اُسکے ساتھ اور جزم اُسکی مشابہت کا نہیں کیا کہ فرماتے ہیں گویا تشبیہ دیتا ہوں اُسکے ساتھ
اور اور حدیثون سے جزم تشبیہ کا بھی معلوم ہوتا ہے اور گویا لفظ کا فی واسطے تاکید اور تقریر تشبیہ کے ہے ت پس جو شخص پاوے اُسکو تم میں سے پس چاہیے کہ
پڑھے سامنے اُسکے آیتیں اول سورہ کہف کی فت یعنی کہ بابرکت واسطے دلالت کرنے ان آیتوں کے اوپر معرفت ذات و صفات اللہ تعالیٰ کے اور ثبوت
کتاب اور آیات بینات اُسکے کے اور صدق رسول اُسکے کے اور آنے رسول کے ساتھ معجزات اپنے کے کہ کرینگے خوارق عادات دجال کو ہباءً منثوراً اور تاریخ
اُسکا بیکار رہیگا ہلاکت و ثبور کو اور کہا طیبی نے کہ معنی یہ ہیں کہ قرأت اُسکی امان ہے پڑھنے والے کے لیے فتنہ اُسکے سے جیسے کہ نجات و امان پائی اصحاب کہف نے
شر فتنہ دقیانوس جبار کے سے کہ اُسکے زمانہ میں تھے اور ایک روایت ہے مسلم کی اور بھی آیا ہے پس چاہیے کہ پڑھے اول کی آیتیں سورہ کہف کی پس تحقیق
وہ سبب امان تمہارے کی ہیں فتنہ دجال کے سے فت اور بعضی حدیثون میں پڑھنا ان آیتوں کا وقت سونے کے بھی آیا ہے اور لفظ جوار ساتھ زیر جیم کے اور آخر
ہے اکثر صحیح نسخوں میں یعنی ہمسائگی اور امان کے اور بعضے نسخوں میں ساتھ زبر جیم اور ر کے آیا ہے یعنی کاغذ یعنی چٹھی کے کہ لیتا ہے اُسکو مسافر بادشاہ سے یا اُسکے نائبون سے
تاکوئی روک ٹوک نکرے اُس سے راہ میں اور بعضی شرحوں میں ساتھ زبر اور پیش کے ہے اور زبر فصیح تر ہے یعنی امان کے پھر جاننا چاہیے کہ صحیحین میں روایتیں متعدد
آئی ہیں اس باب میں کہ کہا جو کوئی پڑھے سورہ کہف جیسے کہ اتاری گئی ہے ہوگی اُسکے لیے سبب نور کی مقام اُسکے سے تک مکہ اور جسنے پڑھیں دس آیتیں اُسکی آخر سے پھر
نکلے دجال نہیں مسلط ہوگا اُسپر اور اور روایت میں ہے جسنے یاد کیں دس آیتیں اُسکی اول سے بچا دجال سے اور اور روایت میں ہے جسنے پڑھیں تین آیتیں اول کہف سے
بچا دجال کے فتنہ سے اور بہت ظاہر تطبیق تین آیتوں کے پڑھنے میں اور دس کے پڑھنے میں یہ ہے کہ کمتر اس چیز کا کہ محفوظ رہیگا بسبب اُسکے شر اُسکے سے پڑھنا تین کا
ہے اور حفظ اُنکا اولیٰ ہے اور یہ نہیں منافی ہے زیادہ کی ت تحقیق دجال نکلنے والا ہے ایک راہ سے کہ واقع ہے درمیان شام اور عراق کے پس فساد کریگا داہنی اور فساد کریگا
بائیں فت یعنے بھیجے گا لشکر اپنے داہنی و بائیں اور نہیں اکتفا کریگا فساد کرنے میں بیچ اون شہرون کے کہ چلے گا اُنمیں اور متوجہ ہوگا اُنکی طرف بلکہ نہیں امن میں ہوگا
اُسکے شر سے کوئی موضع اور نہیں خالی ہوگی اُسکے فتنہ سے کوئی جگہ ت اے بندو اللہ کے فت اے مومنو کہ موجود ہوگے اُس زمانہ میں یا تم اے مخاطبو بالفرض اگر پاؤ اُس وقت کو
ت پس ثابت رہنا یعنے اپنے دین پر کہا ہمنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کتنا ہوگا ٹھہرنا اُسکا زمین میں فرمایا چالیس دن فت آگے آتی ہے ایک حدیث کہ ٹھہریگا
دجال زمین میں چالیس برس الخ لیکن نقل کیا ہے بغوی نے شرح السنہ میں کہ نہیں صلاحیت رکھتی وہ روایت کہ ہو معارض اس روایت مسلم کی اور بر تقدیر اُسکی
صحت کے شاید کہ مراد ساتھ ٹھہرنے کے دونوں ٹھہرنے میں سے ٹھہرنا خاص ہو اوپر وصف معین کے کہ واضح ہو تعبیر اُسکی عالم پر ت ایک دن یعنی ان دنوں
میں سے مقدار برس روز کی ہوگا یعنے درازی زمانہ میں اور ایک دن مقدار مہینے کی ہوگا اور ایکدن مقدار ہفتہ کی اور باقی روز اُسکے مانند دنون تمہارے کے
کہ جیسے ہمیشہ ہوتے ہیں عرض کیا ہمنے یا رسول اللہ پس وہ دن کہ ہوگا مقدار برس کے کیا کفایت کریگی ہمکو اُسمیں نماز ایکدن کی فرمایا نہیں بلکہ اندازہ کرنا ادا
نماز کے لیے مقدار دن کی فت ح یعنے جب کہ گذرے بعد طلوع فجر کے اتنا وقت کہ ہوتا ہے درمیان اُسکے اور ظہر کے ہر روز میں پس ظہر پڑھنا پھر جب کہ گذرے بعد اُسکے
اتنا وقت کہ ہوتا ہے اُسمیں اور عصر میں ہر روز پس عصر پڑھنا پھر جب اتنا وقت گذرے کہ ہوتا ہے اُنمیں اور مغرب میں ہر روز مغرب پڑھنا اور اسی طرح عشا اور فجر کو سمجھ لو
غرض کہ پانچوں نمازیں ایسے اندازے سے پڑھ لیا کرنا یہان تک کہ وہ دن برس روز کا گذرے اور اسی حساب سے اون دونوں میں کہ مہینا بھر اور ہفتے بھر کے ہونگے
اور یہ دن واقع میں بقدر مذکور دراز ہونگے اللہ تعالیٰ قادر ہے ہر چیز پر جو بعضون نے کہا ہے بسبب کثرت ہموم و غموم کے اسقدر معلوم ہونگے یہ قول مردود ہے کہ رد
کرتا ہے اسکو پوچھنا راوی کا حضرت سے کلام مذکور کو اور جواب دینا حضرت کا اور بعضے جو یہ شبہ کرتے ہیں کہ نماز تو وقتوں پر مقرر ہوئی ہے وقت طلوع و غروب وغیرہ کے
جب یہ وقت نہوے تو نمازیں کیونکر پڑھینگے یہ شبہ ہیچ ہے جب شارع نے اُسدن مخصوص کا یہ حکم ٹھہرا دیا پھر کسی کو جگہ چون و چرا کی نہیں ہے اور توربشتی وغیرہ نے اسکے بھی جواب
لکھے ہیں بخوف درازگی کے نہیں لکھے جو چاہے مرقات میں دیکھ لے ت کہا ہمنے یا رسول اللہ کسقدر ہوگا چلنا اُسکا یا کیا ہوگی کیفیت اُسکی چلنے کی زمین میں

فرمایا مانند مینہ کے فرشتے مراد مینہ سے یہان ابر ہے یعنے جلدی چلیگا وہ زمین مین مانند چلنے ابر کے جسوقت کہ آتی ہو پیچھے سے اسکے باد پس گذریگا ایک قوم پر اور
بلاویگا انکو یعنے طرف باطل اپنے کے پس ایمان لاوینگے وہ اسپر پس حکم کریگا ابر کو پس برساویگا مینہ کو اور حکم کریگا زمین کو پس اگاویگی یعنے یہ استدراج ہوگا اسکا اور پھرینگے
کی طرف سے پس شام کو آوینگے انپر مواشی انکے یعنے وہ جو گئے تھے صبح کو چرنے کے لیے دراز ترین اسکے کہ تھے از روے کوہانون کے فرشتے لفظ ذری جمع ذروہ
کی ہے بمعنی کوہان اونٹ کے اور اعلاے ہر چیز کو بھی کوہان کہتے ہین مراد فربہی مواشی کی ہے کہ کوہان اسکے فربہی سے دراز ہو جاوینگے اور خوب پورے اسکے کہ تھے از روے تھنون کے
یعنے تھن بہت بھرے ہونگے دودھ سے اور خوب کھچے ہوے اسکے کہ تھے از روے کوکھون کے یعنے بسبب کثرت کھانے اور سیری کے ثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه
قوله فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بایدیهم شیء من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها اخرجی کنوزک فتتبعه کنوزها کیعاسیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلئا شبابا فیضربه
بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم یدعوه فیقبل ویتهلل وجهه یضحک فبینما هو کذلک اذ بعث الله المسیح ابن مریم فینزل عند المنارة البیضاء شرقی دمشق بین مهرودتین
واضعا کفیه علی اجنحة ملکین اذا طأطأ رأسه قطر واذا رفعه تحدر منه جمان کاللؤلؤ فلا یحل لکافر یجد ریح نفسه الا مات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه
حتی یدرکه بباب لد فیقتله ثم یأتی عیسی قوم قد عصمهم الله منه فیمسح عن وجوههم ویحدثهم بدرجاتهم فی الجنة فبینما هو کذلک اذ اوحی الله الی عیسی انی قد اخرجت
عبادا لی لا یدان لاحد بقتالهم فحرز عبادی الی الطور پھر آویگا دجال ایک قوم کے پاس پس بلاویگا انکو فرشتے یعنے طرف دعوی الوہیت اپنی کے پس
رد کرینگے اسپر قول اسکا یعنے قبول نہین کرینگے اسکو اور ایمان نہین لاوینگے اسپر پس پھریگا انسے یعنی پھر جایگا ان لوگون سے پس ہو جاوینگے قحط زدہ اور خشک سالی دیدہ اور رنج
کشیدہ درحالیکہ نہوگا انکے ہاتھ مین کچھ مالون انکے سے فرشتے حاصل یہ کہ مومن بسبب اسکے مبتلا ہونگے قحط وغیرہ کے بلاون اور محنتون اور جو ہر روز ہین لیکن وہ
صابر اور راضی اور شاکر بسبب اسکے کہ دین ہوگی انکو اللہ تعالی نے نعمت دین اولیاء کی برکت سے الانبیاء کے ساتھ اور گذریگا دجال ویرانہ پر پس کہیگا ویرانہ کو نکال اپنے
خزانون کو پس پیچھے چلینگے دجال کے خزانے اس ویرانہ کے مانند امیرون شہد کی مکھیون کے فرشتے یعاسیب جمع یعسوب کی ہے یعنے سردار شہد کی مکھیون کے
یعنے جیسے یعسوب آگے ہوتا ہے اور شہد کی مکھیان اسکے ساتھ پیچھے پیچھے ہوتی ہین اسی طرح دجال کے ساتھ خزانے زمین کے پیچھے چلینگے اسی جہت سے ہر قوم کے
سردار کو یعسوب کہتے ہین روایت کی ہے دیلمی نے حضرت علی سے بطریق مرفوع کے کہ علی یعسوب المومنین والمال یعسوب المنافقین یعنے علی سردار مومنون کا ہے کہ منا
کرتے ہین وہ اسکی اور پناہ ڈھونڈتے ہین اسکی اور مال سردار منافقون کا ہے کہ اسکی پناہ ڈھونڈتے ہین اور اسکے پیچھے جاتے ہین اور حضرت ابوبکر صدیق کی مدح مین بھی
آیا ہے کہ حضرت علی انکے مرثیہ مین فرماتے ہین کنت للدین یعسوبا پھر بلاویگا دجال ایک شخص کو کہ بھرا ہوگا جوانی مین یعنے نہایت قوی اور جوان ہوگا پس ماریگا اسکو
ساتھ تلوار کے فرشتے یعنے غصہ ہو کر اسپر بسبب قبول کرنے دعوت الوہیت اسکی کے یا واسطے ظاہر کرنے قدرت کے اور تمہید کرنے خرق عادت کے پس کاٹیگا اسکو دو
ٹکڑے مانند پھینکنے تیر کے نشانے پر فرشتے یعنے فاصلہ درمیان دو ٹکڑون کے مقدار پھینکنے تیر کے ہوگا کہ نشانے پر مارتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ معنے یہ ہین کہ پہونچیگی
ضرب اسکی شمشیر کا مانند پہونچنے تیر کے نشانے پر پھر بلاویگا دجال اس جوان کو پس زندہ ہوگا وہ اور متوجہ ہوگا طرف دجال کے اور روشن اور چمکتا ہوگا منہ اسکا
ہنستا ہوا ابشاش فرشتے اور کہیگا کہ کیونکر صلاحیت رکھے معبود ہونیکی تو پس درہنگامیکہ دجال ایسے کامون اور خرابی و گمراہ کرنے مین ہوگا کہ ناگہان بھیجیگا اللہ تعالی
مسیح مریم کے بیٹے علیہما السلام کو پس اترینگے وہ نزدیک منارہ سفید کے جانب مشرقی دمشق کے فرشتے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عیسی اترینگے بیت المقدس مین
اور ایک روایت مین ہے اردن مین اور ایک روایت مین ہے کہ معسکر مسلمین مین کہتا ہون مین حدیث اترنے انکی کی بیت المقدس مین نزدیک ابن ماجہ کے ہے وہ میرے
نزدیک ارجح ہے اور نہین منافی ہے تمام روایتون کی اسلیے کہ بیت المقدس جانب شرقی دمشق کے ہے اور وہ معسکر مسلمین کا ہے اسلیے کہ وہ اور اردن نام ہے تمامی بیت المقدس
کا کما فی الصحاح اور بیت المقدس داخل ہے اسمین اگرچہ نہین ہے بیت المقدس مین اب منارہ لیکن ضرور ہے کہ بنایگا پہلے اترنے عیسی کے واللہ اعلم درحالیکہ ہونگے
عیسی درمیان دو کپڑون زرد رنگ کے فرشتے یعنے پہنے ہونگے کپڑے دو رنگے ہوے زعفران کے یا ورس کے کہ نام ایک گھاس زرد رنگ کا ہے اور لفظ مہرودتین

ساتھ دال مہملہ کے ہے اور ذال معجمہ کے بھی منقول ہے رکھنے والے ہونگے مسیح دونوں ہتھیلیاں اپنی اوپر بازوؤں دو فرشتوں کے فـ یہ بیان ہے واسطے کیفیت آنے اُنکے جیسے کہ
پہلا بیان تھا واسطے کیفیت لباس و جمال انکے کے پھر بیان کیا انکا اور حال سے جسوقت جھکا دینگے سر اپنا ٹپکیگا پسینہ انکا اور جب اُٹھا وینگے سر اُترینگے اُنکے بالون
سے قطرے مانند دانون چاندی کے کہ مانند موتیون کے ہون فائدہ یعنی صفائی اور سفیدی مین نہایہ مین لکھا ہے کہ لفظ جمان ساتھ پیش جیم اور تخفیف میم کا دانہ
دانہ بنایا جاتا ہے چاندی کے بشکل بڑے موتیون کے اور واحد اسکا جمانہ ہے کہا طیبی نے کہ مشابہت دی عرق کے قطرون کو ساتھ جمان کے بڑائی مین
پھر تشبیہ دی جمان کو ساتھ موتی کے بیچ صفائی کے اور خوبی کے اور بعضون نے کہا کہ جمان ساتھ پیش جیم اور تشدید میم کے چھوٹے موتی اور تخفیف میم سے دانے کہ چاندی کے
بنتے ہین اور بیان مراد خبر دینا ہے جب جھکا وینگے سر ٹپکینگے انکے سر کے بالون سے قطرے نورانی اور جب اُٹھا وینگے سر ٹپکینگے وہ قطرات کنایہ ہے بہار اور تازگی اور طراوت
جمال انکا سے نہین ممکن ہوگا اور نہین واقع ہوگا کسی کافر کو کہ پاوے بو دم عیسی کے مگر کہ مرجاوے اور دم انکا پہنچیگا جہان تک پہنچیگی نگاہ انکی فـ
جائز ہے کہ ہو دجال مستثنی اس حکم سے واسطے دکھانے لوگون کے اُسکے کی نیزہ مین تاکہ زیادہ ہو ساحر ہونا اُسکا مومنون کے دلون مین اور جائز ہے کہ ہو یہ کرامت عیسی کی اول
وقت آنے انکے کے پھر جاتی رہے جسوقت کہ دیکھین دجال کو اسلیے کہ ہمیشہ رہنا کرامت کا لازم نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ دم سے کہ کافر مریگا وہ وہ دم ہوگا کہ مقصود ہوگا
ساتھ اسکے ہلاک کرنا کافر کا نہ دم معتاد ورنہ مرنا دجال کا واسطے ہونے دم مقصود کے ہوگا سبحان اللہ ایک وقت تو وہ تھا کہ حضرت عیسی دم سے مردہ کو زندہ کرتے تھے
اور ایک وقت وہ ہوگا کہ زندون کو مارینگے پس ڈھونڈھینگے عیسی دجال کو یہان تک کہ پاوینگے اسکو دروازہ لد پر فـ لد ساتھ پیش لام اور تشدید دال کے نام
ہے ایک پہاڑ کا شام مین اور بعضون نے کہا کہ وہ ایک قریہ ہے قریون بیت المقدس کے سے اور بعضون نے کہا کہ وہ قصبہ ہے فلسطین مین سے پس قتل کرینگے اسکو
پھر آویگی عیسی کے پاس ایک قوم کہ بچایا ہوگا انکو اللہ تعالی نے دجال کے شر سے پس پونچھینگے عیسی انکے مونہون سے گرد و غبار شدت و محنت کا فـ احتمال ہے یہ
ہو یہ پونچھنا اپنے ظاہر معنی پر کہ پونچھین گرد از راہ اکرام انکے کے یا یہ اشارہ ہو طرف دور کرنے شدت و خوف کے انکے سے اور خبر دینگے انکو درجات اور مراتب انکے کی
کہ پاوینگے بہشت مین درینحالیکہ عیسی اس طرح سے ہونگے ناگہان وحی بھیجیگا اللہ تعالی طرف عیسی کے کہ تحقیق مین نے نکالے ہین کتنے ایک بندے اپنے نہین
طاقت و قدرت کسی کو اُنسے لڑنیکی فـ طاقت و قدرت کو لفظ ید کر تعبیر کیا اسلیے کہ آثار قدرت کے کام مین ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہین اور تثنیہ لائے مبالغہ کے لیے
پس جمع کر اور محافظت کر میرے بندون کی لیجا کر طرف کوہ طور کے (ويبعث الله ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون فيمر اوائلهم على بحيرة طبرية فيشربون
ما فيها ويمر آخرهم فيقولون لقد كان بهذه مرة ماء ثم يسيرون حتى ينتهوا الى جبل الخمر وهو جبل بيت المقدس فيقولون لقد قتلنا من في الارض هلم فلنقتل من في السماء
فيرمون بنشابهم الى السماء فيرد الله عليهم نشابهم مخضوبة دما ويحصر نبي الله واصحابه حتى يكون راس الثور لاحدهم خيرا من مائة دينار لاحدكم اليوم فيرغب نبي الله
عيسى واصحابه فيرسل الله عليهم النغف في رقابهم فيصبحون فرسى كموت نفس واحدة ثم يهبط نبي الله عيسى واصحابه الى الارض فلا يجدون في الارض موضع شبر
الا ملأه زهمهم ونتنهم فيرغب نبي الله عيسى واصحابه الى الله فيرسل الله طيرا كاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم حيث شاء الله) اور بھیجیگا اللہ تعالی یاجوج و ماجوج
کہ نام دو قبیلون کا ہے اور وہ ہر زمین بلند سے دوڑینگے پس گذرینگے پہلے انکے یعنی اول جماعت اوپر تالاب طبریہ کے فـ طبریہ ساتھ اضافت کے ہے اور بحیرہ تصغیر ہے
بحرہ کی معنے دریا کے ہے یعنی چھوٹا سا دریا یعنی تالاب کہ طول اسکا دس کوس کا ہے اور وہ طبریہ مین ہے کہ نام ایک قریہ کا ہے شام مین سے پس پی جاوینگے جو کچھ اُس مین
ہوگا پانی اور گذریگی جماعت انکی کہ پیچھے آویگی اُنسے پس کہینگے وہ کہ تحقیق تھا اسمین کبھی پانی پھر چلینگے یہان تک کہ پہونچینگے طرف جبل خمر کے کہ نام ایک پہاڑ کا ہے
بیت المقدس مین فـ اور لفظ خمر ساتھ زبر خ اور میم کے بہ معنی درختون لپٹے ہوئے کے یا جو کچھ ڈھانکے کسی چیز کو قسم درخت وغیرہ سے اور اُس پہاڑ مین درخت
بہت ہین اسلیے اسکا جبل الخمر نام ہوا سو پس کہینگے یاجوج ماجوج کہ تحقیق قتل کیا ہمنے اُن شخصون کو کہ زمین مین تھے آؤ پس چاہیے کہ قتل کرین ہم اُن شخصون کو
کہ آسمان مین ہین پس پھینکینگے تیر اپنے طرف آسمان کے پس پھیریگا اللہ تعالی اُنپر تیر انکے رنگے خون مین فـ یہ استدراج ہوگا اللہ سبحانہ کی طرف سے تاکہ وہ مگن

کرین کہ ہم لڑے آسمان والون سے اور احتمال ہے کہ وہ تیر کسی جانور کے لگ کر سرخ ہو جاتے ہونگے پس اس مین اشارہ ہے طرف اسکے کہ گھیر لیگا فنا و انکا عالم سفلی اور علوی کو تب
اور روکے جاوینگے نبی اللہ کے یعنے حضرت عیسیٰ اور یار انکے یعنے اس امت کے مومن کوہ طور پر یہان تک کہ ہوگا سر بیل کا واسطے ایک انکے کے بہتر سو دینار سے
واسطے ایک تمہارے کے آج کے دن ف یعنے فاقہ اور احتیاج انکی اس حد کو پہونچیگی کہ کلہ بیل کا باوجود یکہ بہت ارزان ہے تمام اجزائے بیل مین بہتر ہوگا سو دینار سے
انکے نزدیک اور باقی اجزائے گوشت کو اسپر قیاس کیا چاہیئے کہ کیا حال رکھتے ہونگے اور کیا مرغوب بیش قیمت ہونگے انکے نزدیک تب پس رغبت کرینگے یعنے دعا
وزاری کرینگے اللہ تعالیٰ سے انکے ہلاک کرنے کی نبی اللہ کے عیسیٰ اور یار انکے پس بھیجیگا اللہ تعالیٰ اوپر انکے انکی گردنون مین ف نغف ساتھ زبر نون اور
غین کے کیڑے کہ اونٹ و بکری کی ناک مین پڑ جاتے ہین تب پس ہوجاوینگے مردہ مانند ہونے ایک جان کے یعنے سب ایکبارگی مرجاوینگے قہر الٰہی سے
کہ غالب ہے ہر چیز پر پھر اترینگے پیغمبر خدا عیسیٰ اور اترینگے یار انکے طرف زمین کے پس نہین پاوینگے زمین مین جگہ ایک بالشت مگر کہ بھر دیا ہوگا اسکو چربی اور بدبوئی نے
انکی پس دعا کرینگے نبی خدا کے عیسیٰ اور یار انکے طرف اللہ کے پس بھیجیگا اللہ جانور پرندہ کہ گردنین انکی مانند گردنون اونٹ بختی کے ہونگی ف بخت ساتھ پیش بے اور
جزم خے کے اونٹ خراسانی کہ دراز گردن ہوتے ہین اور اسمین اشارہ ہے اسکی طرف کہ یہ اجابت کو بڑی تاثیر ہے قبولیت دعا مین تب پس اٹھا وینگے وہ جانور انکو اور
پھینک دینگے انکو جہان چاہیگا اللہ تعالیٰ اور (وفی روایۃ تطرحھم بالنھبل ویستوقد المسلمون من قسیھم ونشابھم وجعابھم سبع سنین ثم یرسل اللہ مطرا لا یکن منہ بیت مدر
ولا وبر فیغسل الارض حتی یترکھا کالزلفۃ ثم یقال للارض انبتی ثمرتک وردی برکتک فیومئذ تاکل العصابۃ من الرمانۃ ویستظلون بقحفھا ویبارک فی الرسل حتی ان اللقحۃ
من الابل لتکفی الفئام من الناس واللقحۃ من البقر لتکفی القبیلۃ من الناس واللقحۃ من الغنم لتکفی الفخذ من الناس فبینما ھم کذلک اذ بعث اللہ ریحا طیبۃ
فتاخذھم تحت آباطھم فتقبض روح کل مومن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتھارجون فیھا تھارج الحمر فعلیھم تقوم الساعۃ رواہ مسلم الا الروایۃ الثانیۃ وھی قولہ تطرحھم
بالنھبل الی قولہ سبع سنین رواہ الترمذی) اور ایک روایت مین ہے کہ ڈالینگے جانور انکو نہبل مین ف نہبل ساتھ زبر نون اور جزم ہ (ہ) اور زبر بے کے ایک موضع ہے
بیت المقدس مین اور بعضون نے کہا کہ وہ جگہ ہے کہ نکلتا ہے آفتاب اسی طرح تصحیح کی ہے اس لفظ کی مشکوٰۃ کے نسخون مین اور مجمع البحار مین کرمانی سے نقل کی ہے نہبل نام ہے
اور معنی اسکے لکھے ہین گڑھا گہرا زمین مین اور قاموس مین بیچ باب اللام اور فصل میم کے ہے مہبل مانند منزل کے گر پڑنا پہاڑ سے اور کہا کہ ترمذی کی حدیث دجال مین تطرحھم
بالنہبل نون سے لایا ہے اور صواب مہبل ہے میم سے انتہی تب اور جلا وینگے مسلمان کمانون انکی سے اور تیرون انکی سے اور ترکشون انکے سے سات برس تب پھر
بھیجیگا اللہ تعالیٰ ایک بڑا مینہہ کہ نہین چھپا دیگا کسی چیز کو اس مینہہ سے گھر مٹی اور پتھر کا اور نہ گھر صوف کا ف یعنے شہر کے گھر اور جنگل کے اسلیے کہ وہان شہر مین مٹی و
پتھر کے گھر ہوتے ہین اور گنوارون کے کہ جنگل مین رہتے ہین صوف کے کمل تان کے گذران کرتے ہین اور مراد یہ ہے کہ مینہہ سب جگہ برسیگا اور کوئی جگہ ایسی نہین
رہنے کی کہ وہان مینہہ نہ پہونچے اور کوئی دیوار و خیمہ مینہہ کے پہونچنے سے کہین مانع نہین ہوگا اور لفظ لا یکن زبر یا اور پیش کاف سے کن سے اور پیش یا اور زبر کاف
سے لکنان سے دو طرح آیا ہے یعنے ستر کے تب پس دھو ڈالیگا وہ مینہہ زمین کو یہان تک کہ کر دیگا اسکو مانند آئینہ کے صاف پھر کہا جاویگا زمین کو نکال تو میوے
اپنے اور پھیر لا برکت اپنی پس اسدن کھاویگی جماعت دس سے چالیس تک ایک انار سے یعنے انار ایسا بڑا اور پر دانہ ہوگا کہ بہت سے لوگ اسکو کھاوینگے اور سیر
ہونگے اور سایہ پکڑینگے اسکے چھلکے مین ف کہا ایک شارح نے کہ مراد ہے آدھا چھلکا اسکے اوپر کا اور قحف اصل مین کہتے ہین گول ہڈی کو کہ اوپر دماغ کے ہے اور لکڑی
کے پیالہ کو بھی کہتے ہین پس بسبب مشابہت کے یہان انار کے اوپر کے چھلکے کو قحف کہا تب اور برکت دیجاویگی دودھ مین یعنے دودھ اونٹ اور بکری وغیرہ
کے تھنون مین بہت ہوگا یہان تک کہ ایک اونٹنی دودھ کی البتہ کفایت کریگی جماعت کثیر کو آدمیون مین سے ف لفظ فئام ہمزہ سے اور پر وزن جبال کے اور عوام
بدل لیتے ہین ہمزہ کو یا سے یعنے جماعت آدمیون کی اور مراد اس سے یہان زیادہ قبیلہ سے ہے جیسے کہ قبیلہ زیادہ ہے فخذ سے جیسے کہ آگے مذکور ہے تب اور ایک گائے
دودھ کی البتہ کفایت کریگی قبیلہ کو آدمیون مین سے اور ایک بکری دودھ کی البتہ کفایت کریگی تھوڑی سی جماعت کو آدمیون مین سے ف فخذ یہان ساتھ زبر فے اور جزم

نفر سے ہو فقط یعنی جماعت کے اقارب سے اور وہ کم نہیں سے ہو اور نہیں کم قرابت اور قبیلے سے ان کے زیر نخ اور جزم نخ سے بھی ہوتے ہیں و رہیگا یہ کہ وہ ایسے
چین و راحت مین ہونگے ناگہان بھیجیگا اللہ تعالی ایک باد خوشبو کی پس پکڑیگی وہ انکو نیچے بغلون انکی کے پس قبض کریگی وہ روح ہر مومن کی اور ہر مسلمان کی ف ح
نسبت قبض روح کی باد کی طرف مجازا ہے کیونکہ حقیقت مین قابض ارواح ملک الموت ہین بحکم خدا تعالی اور در محل خود معلوم ہو چکا ہے کہ مومن و مسلم دونون ایک ہی ہین
جو مومن ہے مسلمان ہے اور جو مسلمان ہے مومن ہے لیکن تفاوت کر رکھا ہے علمانے یہ ہے کہ مومن باعتبار تصدیق قلبی کے کہتے ہین کہ باطن مین ہے اور مسلم باعتبار انقیاد ظاہر
کے اور تہمو دو یہان تاکید و تعمیم ہے تاکہ کوئی اُنمین سے باہر نرہے ت اور باقی رہینگے شریر لوگ مخلوط ہونگے اور لڑینگے زمین مین مانند اختلاط گدھون کے آپسمین ف ح
اور بعضون نے کہا کہ مراد جماع کرنا ہے مرد و زن کا عورتون سے بے حیا و بے لحاظ ہو کر علانیہ سامنے لوگون کے جیسے کہ عادت ہے گدھون کی ہرج ہرج سے معنے جماع کا
کہا جاتا ہے ہرج جاریہ یعنے جماع کیا اس سے کذا فی القاموس ت پس انپر قائم ہوگی قیامت ف یعنے نہ انکے غیر پر اور آگے آئی ہے حدیث کہ نہین قائم ہوگی قیامت
یہان تک کہ نہین کہا جائیگا زمین مین اللہ اللہ ت نقل کی یہ حدیث یعنی پوری مسلم نے مگر روایت دوسری کہ وہ قول حضرت کا ہے ذکرہم بالنیل قول سے نہین تک
روایت کیا اسکو ترمذی نے (۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَیَتَوَجَّہُ قِبَلَہٗ رَجُلٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَیَلْقَاہُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ
فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ اَیْنَ تَعْمِدُ فَیَقُوْلُ اَعْمِدُ اِلٰی ھٰذَا الَّذِیْ خَرَجَ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَہٗ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَیَقُوْلُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَیَقُوْلُوْنَ اقْتُلُوْہُ فَیَقُوْلُ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ اَلَیْسَ قَدْ نَھَاکُمْ رَبُّکُمْ اَنْ تَقْتُلُوْا
اَحَدًا دُوْنَہٗ فَیَنْطَلِقُوْنَ بِہٖ اِلَی الدَّجَّالِ فَاِذَا رَاٰہُ الْمُؤْمِنُ قَالَ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ ھٰذَا الدَّجَّالُ الَّذِیْ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَیَاْمُرُ الدَّجَّالُ بِہٖ فَیُشَبَّحُ فَیَقُوْلُ خُذُوْہُ
وَشُجُّوْہُ فَیُوْسَعُ ظَھْرُہٗ وَبَطْنُہٗ ضَرْبًا قَالَ فَیَقُوْلُ اَوَمَا تُؤْمِنُ بِیْ قَالَ فَیَقُوْلُ اَنْتَ الْمَسِیْحُ الْکَذَّابُ قَالَ فَیُؤْمَرُ بِہٖ فَیُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَّفْرِقِہٖ حَتّٰی یُفَرَّقَ بَیْنَ رِجْلَیْہِ قَالَ ثُمَّ
یَمْشِی الدَّجَّالُ بَیْنَ الْقِطْعَتَیْنِ ثُمَّ یَقُوْلُ لَہٗ قُمْ فَیَسْتَوِیْ قَائِمًا ثُمَّ یَقُوْلُ لَہٗ اَتُؤْمِنُ بِیْ فَیَقُوْلُ مَا ازْدَدْتُّ فِیْکَ اِلَّا بَصِیْرَۃً قَالَ ثُمَّ یَقُوْلُ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّہٗ لَا یَفْعَلُ بَعْدِیْ
بِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ فَیَاْخُذُہُ الدَّجَّالُ لِیَذْبَحَہٗ فَیُجْعَلُ مَا بَیْنَ رَقَبَتِہٖ اِلٰی تَرْقُوَتِہٖ نُحَاسًا فَلَا یَسْتَطِیْعُ اِلَیْہِ سَبِیْلًا قَالَ فَیَاْخُذُ بِیَدَیْہِ وَرِجْلَیْہِ فَیَقْذِفُ بِہٖ فَیَحْسِبُ النَّاسُ اَنَّمَا
قَذَفَہٗ اِلَی النَّارِ وَاِنَّمَا اُلْقِیَ فِی الْجَنَّۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَھَادَۃً عِنْدَ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ اور روایت ہے ابو سعید خدری سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا دجال پس متوجہ ہوگا اسکی طرف ایک مرد مسلمانون مین سے ف بعضون نے کہا کہ یہ مرد خضر علیہ السلام ہونگے
اور یہ مقتضی ہے اسکو کہ خضر زندہ ہین اور اختلاف کیا علمانے اسمین جمہور فقہا اور محدثین وغیرہم اور بعضے صوفیہ اسپر ہین کہ وہ مر گئے اور جمہور صوفیہ اور بعضے فقہا وغیرہم اس طرف
گئے ہین کہ وہ زندہ ہین کہا نووی نے کہ یہی صحیح ہے ت پس ملینگے کتنے ایک شخص کہ نگہبانی کرنے والے صاحب ہتھیار ہونگے نگہبان دجال کے ف ح مسالح زبر میم
اور زیر لام سے جمع مسلح کی ہے معنے سرحد کے کہ جگہ ہے واقف ہتھیارون کی ہے بعد ازان اطلاق کیا مردان ہتھیار بند پر کہ نگاہ رکھتے ہین سرحد کو اور یہان مراد یہی معنی ہین
ت پس کہینگے وہ لوگ اس مرد مسلمان سے کہ کہان جانے کا قصد رکھتا ہے تو پس کہیگا وہ مرد قصد رکھتا ہون کہ جاؤن طرف اس شخص کے کہ نکلا ہے یعنے دجال پس فرمایا
حضرت نے کہینگے تابع دجال کے آیا ایمان نہین لاتا تو ہمارے رب پر ف مراد رکھینگے رب سے دجال بسبب مال و جاہ اسکے ت پس کہیگا وہ مرد مسلمان
کہ نہین ہے کچھ صفات پروردگار ہمارے کے پوشیدگی ف دلیلین اسکے رب ہونے کی ظاہر ہین قسم پیدا کرنے اور رزق دینے وغیر ذلک سے اور وہ سراسر صفتین
کمال کی رکھتا ہے کہ نقصان انکو وہان راہ نہین اور دجال مین صفتین نقصان کی ظاہر ہین پس جسکی ربوبیت اور کمال کی دلیلین موجود ہون اسکا شریک بندہ ناقص کیونکر ہو
رجھانا اسی کے سزاوار ہے نہ غیر اسکے ت پس کہینگے وہ تابعین دجال کے کہ مار ڈالو اس شخص کو کہ ایمان نہین لاتا ہمارے پروردگار پر پس کہیگا بعض انکا
بعض سے کہ کیا نہین منع کیا ہے تمکو پروردگار تمہارے نے یعنے دجال نے اسسے کہ مار ڈالو کسی کو بدون حکم اسکے پس لیجا دینگے اس شخص کو طرف دجال کے پس جب دیکھیگا
دجال کو وہ شخص یعنے اور پہچانیگا علامتین اسکی کہیگا اے لوگو آگاہ ہو کہ یہ وہی دجال ہے کہ ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے اپنی حدیثون مین کہ نکلیگا
اخیر زمانہ مین ساتھ ان علامات کے فرمایا آنحضرت نے پس حکم کریگا دجال اسکے چت لٹانے کا اور بعضون نے کہا پیٹ پر لٹانیکا زمین پر جیسے کہ گنہگارون کو لٹاتے ہین

ان بینا نے کے پیٹ پس لٹایا جاویگا وہ شخص پس کہیگا دجال یعنے ازراہ تاکید اور تغلیظ اور تشدید کے پکڑو اسکو اور سر توڑ ڈالو اسکا پس فراخ و نرم کیجاویگی پیٹھ اسکی اور
پیٹ اسکا بسبب بہت مارنے کے اسکی پیٹھ اور پیٹ پر فائدہ لفظ فیوسع ساتھ جزم واو اور تخفیف سین کے وسع سے اور بعضے نسخوں میں ساتھ زبر واو اور
تشدید سین کے توسیع سے بھی تصحیح کیا ہے اور لفظ فیشبح صیغہ مضارع مجہول کا ہے ساتھ شین معجمہ اور با موحدہ مشددہ اور حا مہملہ کے تشبیح سے یعنے چوڑا کرنے کے ایک
چیز کے یعنے چت یا پٹ لٹایا جاویگا اور لفظ شجوہ بپیش شین معجمہ اور تشدید جیم سے امر ہے شج سے یعنے زخمی کرنے سر کے اور یہ روایت صحیح تر ہے کذا فی شرح المسلم اور دوسری
روایت میں ہے کہ فیشبح جیسا کہ کہا گیا تشبیح سے اور شجوہ بھی امر ہے اسی باب سے اور روایت تیسری فیشج و شجوہ دونوں شج سے یعنے زخم سر کے اور جزری نے کہا کہ مولف
نے تیسری ہی روایت ذکر کی ہے اور وجہ دوسری ذکر کی ہے حمیدی نے اور تصحیح کی ہے اسکی قاضی عیاض نے اور بہت صحیح نزدیک ایک جماعت کے اصحاب سے
اول ہے واللہ اعلم ثابت فرمایا حضرت نے پس کہیگا دجال کیا نہیں ایمان لاتا تو مجھ پر فرمایا حضرت نے پس کہیگا مومن تو ہے مسیح جھوٹا فرمایا حضرت نے پس حکم کیا جاویگا ساتھ اسکے
حکم کریگا دجال اسکے دو ٹکڑے کرنے اور پراگندہ کرنے کا پس چیرا جاویگا آرے سے سر کی طرف سے یہاں تک کہ دو ٹکڑے کیا جاویگا درمیان دونوں پاؤں اسکے کے
فائدہ یعنے از سر تا پا چیر ڈالینگے اور لفظ فیوشر احتمال ہے کہ ہمزہ سے ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ واو سے ہو اور المیشار ہے اور لفظ بالمیشار زیر میم سے ساتھ ہمزہ اور یا کے دونوں طرح
آیا ہے آلہ وشر یعنے نشر یعنے پراگندہ کرنے اور چیرنے کے کہ جسکو آرہ کہتے ہیں اور منشار نون سے بھی آیا ہے اور مفرق زیر میم اور زیر سے یعنی بیچ سر کا ثابت فرمایا حضرت نے
پھر چلیگا دجال درمیان دونوں ٹکڑوں اسکے کے یعنے اتراتا ہوا بسبب قتل کرنے کے پھر کہیگا دجال اسکو اٹھ کھڑا ہو پس سیدھا اٹھ کھڑا ہوگا پھر کہیگا دجال اسکو کیا ایمان
لاتا ہے تو مجھ پر پس کہیگا وہ مومن نہ زیادہ کیا میں نے بیچ پہچاننے تیرے کے مگر زیادہ علم و یقین اسکا کہ تو دجال ہے یعنے زندہ کرنے تیرے سے مجھ کو بار دیگر مرنے کے پیچھے مجھکو
یقین کامل ہوا کہ تو دجال دروغگو ہے فرمایا حضرت نے پھر کہیگا وہ مومن اے لوگو تحقیق یہ دجال نہیں کریگا کسی کے ساتھ لوگوں میں سے بعد میرے جو کیا ساتھ میرے یعنے
قتل کرنا اور جلانا بعد کرنے اسکے کے ساتھ میرے فائدہ یعنے خبر دی سلب ہو جانے قدرت استدراجیہ کی اس سے اور تسلی دی لوگوں کو اسکے فریب سے ثابت فرمایا حضرت
نے پس پکڑیگا اسکو دجال تاکہ ذبح کرے اسکو پس تانبا گردانی جاویگی وہ جگہ کہ درمیان گردن اسکی کے ہے اس ہنسلی تک کہ درمیان تختہ اور کندھے اسکے کے ہے فائدہ یعنی
مثل تانبے کے سخت ہو جاویگی کہ تلوار اس میں کام نہ کرے اور شرح السنہ میں ہے کہ معمر نے کہا کہ پہونچی ہے مجکو یہ کہ رکھا جاویگا اسکی گردن پر تختہ تانبے کا ثابت پس نہیں راہ پاویگا
دجال اسکے قتل و مضرت کی فرمایا حضرت نے پس پکڑیگا دجال دونوں ہاتھ اس شخص کے اور دونوں پاؤں اسکے پس پھینک دیگا اسکو یعنے آگ میں کہ ہمراہ رکھتا ہوگا
پس گمان کرینگے لوگ کہ پھینکا اسکو طرف آگ کے اور وہ نہیں پھینکا گیا مگر طرف جنت کے فائدہ یعنے باغ میں دنیا کے باغوں میں سے یا یہ مراد ہے کہ پھینکیگا دجال
اسکو آگ میں کہ اسکے ساتھ ہوگی کر دیگا اسکو اللہ اسپر ٹھنڈی اور سلامتی مانند ابراہیم علیہ السلام کے اور ہوگی وہ آگ اسپر راحت و جنت اور یہ تقدیر نہیں حاصل ہوگی اسکو
موت اسکے ہاتھ پر مسلط ہونے پہلی موت کے ثابت پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ شخص بہت بڑا ہوگا لوگوں میں از روئے شہادت کے نزدیک پروردگار
عالموں کے فائدہ باعتبار مارے جانے اسکے کے اول بار اگرچہ بعد ازاں زندہ ہوا یا باعتبار قصد ذبح کرنے اسکے کے اگرچہ نہ ذبح کیا گیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد شہادت سے
حاضر ہونا اور گواہی دینا ہو نزدیک حق تعالے کے (وَعَنْ اُمِّ شَرِیْکٍ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ حَتّٰی یَلْحَقُوْا بِالْجِبَالِ قَالَتْ
اُمُّ شَرِیْکٍ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَیْنَ الْعَرَبُ یَوْمَئِذٍ قَالَ ہُمْ قَلِیْلٌ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ام شریک سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ بھاگیں گے
لوگ دجال سے یہاں تک کہ پہونچیں گے پہاڑوں پر کہا ام شریک نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس کہاں ہونگے عرب اس دن فائدہ لفظ
فاین میں فا جزا ہے شرط محذوف کی یعنی جب یہ حال ہوگا لوگوں کا تو پس کہاں ہونگے عرب کہ کام انکا جہاد کرنا ہے راہ خدا میں اور دفع کرنا شر و فتنہ کا دین سے
ثابت فرمایا حضرت نے عرب تھوڑے سے ہونگے یعنے اس دن پس نہیں قدرت رکھینگے جہاد کی نقل کیا یہ مسلم نے (وَعَنْ اَنَسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ
یَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ یَہُوْدِ اَصْبَہَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَیْہِمُ الطَّیَالِسَۃُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے اسنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پیروی

کرینگے دجال کی یہود اصفہان سے ستر ہزار کہ اُنپر طیلسانین ہونگی ف لفظ تبع اس حدیث مین ساتھ زبر بی اور جزم تے اور زیر بے کے ہے یعنے ہمراہ ہونگے اور کہا
ایک شارح نے کہ اتباع جمع ہے یعنے تشدید تے سے ہے یعنے پیروی کرنے کے اور لفظ اصفہان زیر ہمزہ اور زبر ہمزہ سے بھی اور زیر فے سے نام ہے شہر مشہور کا شہروں عجم
مین سے اور ایک روایت مین شہر کی جگہ قوسے ہے اور صحیح مشہور شہر ہی ہوا اور لفظ طیالسہ زبر طا اور زیر لام سے جمع طیلسان کی ہے کہ وہ کپڑا مشہور ہے عرب مین اور عیاض وغیرہ
نے کہا وہ معرب ہے اور اصل اسکی تالسان ہے اور بعضے عالمون نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر برائی طیلسان کے اور ساتھ اسکے کہ روایت کی گئی ہے انس سے
کہ انہوں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ اُنپر طیلسانین تھین پس کہا انہوں نے کیا عجب مشابہ ہین یہ ساتھ یہود خیبر کے اور حق یہ ہے کہ اوڑھنا طیلسان کا یعنے ڈھانکنے سر کے
چادر سے سنتون مین نہین ہے اور آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ سے آیا ہے اگرچہ ایک وقت مین شعار یہود سے ہوا و انکار کرنا انس کا اسکو اسی سبب سے ہوا
ہے یہ بات انکے کہ ہو کہ زرد تھا اور محل خلاف کا یہ اوڑھنے طیلسان کے ہے یعنے ڈھانکنے سر کے چادر سے اور ڈالنے کنارہ اسکے کے کندھے پر اور اسکو تقنع اور
قناع بھی کہتے ہین اور منکر اسکے کہتے ہین کہ جو کچھ کہ آنحضرت سے اور صحابہ سے ثابت ہوا ہے مخصوص ہے بوقت ضرورت کے ہے کہ بسبب گرمی آفتاب وغیرہ کے اور ظاہر ہے اور
جمہور کے نزدیک علی الاطلاق جائز ہے بلا کراہت چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ ڈھانکو سر طیلسان سے کہ اوڑھنا چادر کا پہناوا عرب کا ہے اور اقتناع پہناوا ایمان کا ہے اور آیا ہے
حدیث مین آیا ہے کہ ڈھانکنا سر کا طیلسان سے دن مین فقہ ہے اور رات مین زینت اور حدیث انس مین آیا ہے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ بہت کرتے تھے
قناع کو اور صحابہ سے بھی تقنع آیا ہے اور آثار و اخبار اس مین بہت ہین (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْتِی الدَّجَّالُ وَھُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْہِ اَنْ یَّدْخُلَ نِقَابَ
الْمَدِیْنَةِ فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَةَ فَیَخْرُجُ اِلَیْہِ رَجُلٌ وَھُوَ خَیْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خِیَارِ النَّاسِ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّکَ الدَّجَّالُ الَّذِیْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
حَدِیْثَہٗ فَیَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَیْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ ھٰذَا ثُمَّ اَحْیَیْتُہٗ ھَلْ تَشُکُّوْنَ فِی الْاَمْرِ فَیَقُوْلُوْنَ لَا فَیَقْتُلُہٗ ثُمَّ یُحْیِیْہِ فَیَقُوْلُ وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ فِیْکَ اَشَدَّ بَصِیْرَةً مِّنِّی الْیَوْمَ فَیُرِیْدُ الدَّجَّالُ
اَنْ یَّقْتُلَہٗ فَلَا یُسَلَّطُ عَلَیْہِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آویگا دجال یعنے ظاہر ہوگا دنیا مین یا متوجہ ہوگا جانب
مدینہ کے اور حرام ہے اسکو کہ داخل ہو یعنے ممنوع ہوگا اُسپر داخل ہونا مدینہ کی راہوں مین پس اُتریگا بعضی زمین شورہ مین کہ قریب ہے مدینہ کے پس نکلیگا طرف اُسکے ایک شخص
کہ وہ بہتر لوگون کا ہوگا یعنے اُس وقت مین یا کہا یا بہتر لوگونکا ہوگا شک ہے راوی کا اور اوپر گذرا کہ وہ خضر علیہ السلام ہونگے بنا بر قول صحیح تر
کے ترجمہ پس کہیگا وہ شخص گواہی دیتا ہون مین کہ تو وہ دجال ہے کہ خبر دی ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صفت دجال اُسکی پس کہیگا دجال یعنے
اپنی قوم کو کہ اگر اسکے ہونگے خبر دو مجھکو اگر قتل کرون مین اسکو پھر زندہ کرون مین اسکو کیا شک کروگے تم میری شان مین یعنے میرے خدا ہونے مین پس کہینگے لوگ
کہ نہین کرینگے ہم شک اگر وہ لوگ اہل شقاوت سے ہونگے کہ گروہ یہود اور تابعدار اسکے ہونگے تو مراد حقیقت کلام ہے والا سبب خوف اور دفع الوقت کے
کہینگے اور ہوسکتا ہے کہ مراد انکی الٹی ہو یہ اور کنایہ ہے کہ نہ شک کرنا اُسکے جھوٹ مین ہو ترجمہ پس قتل کریگا دجال اُسکو اور پھر زندہ کریگا اسکو یعنے اور پوچھیگا اس سے
پھر کیا کہتا ہے پس کہیگا وہ شخص قسم ہے اللہ کی نہ تھا مین یعنے پہلے اس سے تیرے حق مین قوی تر اور سخت تر از روے یقین کے اپنے سے جیسا کہ مین آج ہون
ترجمہ یعنے آج کہ مارنا اور جلانا تجھسے دیکھا مین نے یقین میرا تیرے جھوٹے ہونے کا قوی تر ہوا ہے بسبب دیکھنے علامت بطلان تیرے کے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسکی خبر دی تھی حاصل یہ کہ جیسا آج مجکو یقین ہوا ہے تیرے بطلان کا ایسا کبھی نہین ہوا ترجمہ پس چاہیگا دجال کہ قتل کرے اسکو پس نہین قدرت دجال کو
اسکے قتل پر ہوگی ف اس مین دلیل ہے اسپر کہ استدراج دجال کا اول ہی ہوگا پھر سلب ہوجایگا اور وہ نہین قدرت رکھتا ہوگا اس چیز پر کہ ارادہ کریگا یہ شان
اللہ ہی کی ہے کہ جو چاہے سو کرے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ ھِمَّتُہُ
الْمَدِیْنَةُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلٰئِکَةُ وَجْھَہٗ قِبَلَ الشَّامِ وَھُنَالِکَ یَھْلِکُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ روایت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہا آویگا مسیح دجال جانب مشرق سے درحالیکہ قصد اُسکا مدینہ مطہرہ مین آنیکا ہوگا یہان تک کہ اُتریگا پیچھے کوہ اُحد کے کہ تین کوس مدینہ سے ہے پھر یعنے بعد اقامت

قصہ یہ شخص مذکور ہے کہ پھیر دینگے فرشتے منہ اُسکا طرف ولایت شام کے کہ جہاں سے آیا تھا وہیں جاویگا ف یعنی اسمیں دلیل ہے اُسکے بطلان کی اور علامت ہے اُسکے عجز و نقصان
کی کہ اُلٹا پھر جاویگا اور نہیں قدرت رکھیگا داخل ہونے اُس شہر کی کہ جسمیں مدفن ہے سید الوری کا اور ظاہر یہ ہے کہ وہ حرم مکہ میں بطریق اولیٰ نہیں داخل ہوگا تو جہمہ اور وہان
یعنے شام میں ہلاک ہوگا دجال یعنے جیسا کہ گذرا ہے باب لُد پر کہ شام کے قریوں میں سے ہے اُسکو مارینگے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی کُلِّ بَابٍ مَلَکَانِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابی بکرہ سے اُنہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرمایا نہیں داخل ہوگا اہل مدینہ پر خوف دجال کا مدینہ کے اُس دن کہ دجال آویگا سات دروازے ہونگے یعنے راہیں یا مراد دروازے قلعہ کے ہیں اُس وقت ہر
ہر دروازے پر دو فرشتے ہونگے کہ روکینگے اُسکو داخل ہونے سے نقل کی یہ بخاری نے ف یعنی کہا سیوطی نے کہ یہ جو مشہور ہوا ہے زبانوں پر کہ جبرئیل نہیں اُترتے زمین پر
بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکی کچھ اصل نہیں اور دلیل اسکے بطلان کی وہ روایت ہے کہ نقل کی طبرانی نے کہ جبرئیل حاضر ہوتے ہیں وقت مرنے ہر مومن
کے کہ ہو باطہارت ہو اور روایت کی ابو نعیم نے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ گذریگا دجال مدینہ پر پس ناگہان وہ ملیگا ایک مخلوق عظیم سے پس کہیگا
کہ تو کون ہے وہ کہیگا میں جبرئیل ہوں کہ بھیجا ہے مجھکو خدا نے تاکہ دور کرون تجھکو حرم رسول اُسکے سے (وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَیْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مُنَادِیَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُنَادِیْ الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ فَخَرَجْتُ اِلَی الْمَسْجِدِ فَصَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضٰی صَلٰوتَہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ وَھُوَ یَضْحَکُ فَقَالَ لِیَلْزَمْ کُلُّ اِنْسَانٍ مُصَلَّاہُ ثُمَّ قَالَ
ھَلْ تَدْرُوْنَ لِمَ جَمَعْتُکُمْ قَالُوا اللہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنِّیْ وَاللہِ مَا جَمَعْتُکُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَھْبَةٍ وَلٰکِنْ جَمَعْتُکُمْ لِاَنَّ تَمِیْمَ الدَّارِیَّ کَانَ رَجُلًا نَصْرَانِیًّا فَجَاءَ وَاَسْلَمَ وَحَدَّثَنِیْ حَدِیْثًا
وَافَقَ الَّذِیْ کُنْتُ اُحَدِّثُکُمْ بِہٖ عَنِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِیْ اَنَّہٗ رَکِبَ فِیْ سَفِیْنَةٍ بَحْرِیَّةٍ مَعَ ثَلٰثِیْنَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامٍ فَلَعِبَ بِھِمُ الْمَوْجُ شَھْرًا فِی الْبَحْرِ فَاَرْفَئُوْا اِلٰی جَزِیْرَةٍ حِیْنَ مَغْرِبِ
الشَّمْسِ فَجَلَسُوْا فِیْ اَقْرُبِ السَّفِیْنَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِیْرَةَ فَلَقِیَتْھُمْ دَابَّةٌ اَھْلَبُ کَثِیْرُ الشَّعْرِ لَا یَدْرُوْنَ مَا قُبُلُہٗ مِنْ دُبُرِہٖ مِنْ کَثْرَةِ الشَّعْرِ فَقَالُوْا وَیْلَکِ مَا اَنْتِ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ
اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ھٰذَا الرَّجُلِ فِی الدَّیْرِ فَاِنَّہٗ اِلٰی خَبَرِکُمْ بِالْاَشْوَاقِ) اور روایت ہے فاطمہ بنت قیس سے کہا سنا میں نے پکارنے والے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کو کہ پکارتا تھا
نماز جمع کرنیوالی ہے ف یعنی یہ کلمہ واسطے طلب اور ترغیب نماز کے کہا کرتے ہیں تا لوگ آویں اور جمع ہوں جیسے کہ سوا نماز خسوف کی نماز کے لیے زبان شریعت
میں کہتے تھے پس آنکلی میں طرف مسجد کے پس نماز پڑھی میں نے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ف یعنے نفل یا فرض اور شاید کہ ظاہر یہ پہلی شق ہے کہ دن
یا ہو رات میں تب پس جب نماز پڑھ چکے آنحضرت بیٹھے منبر پر اس حالت میں کہ وہ ہنستے تھے یعنے مسکراتے تھے … پس فرمایا چاہیے کہ لازم پکڑے
ہر آدمی جگہ اپنی نماز کی یعنے جہاں نماز پڑھی ہے وہیں بیٹھا رہے اُٹھے نہیں پھر فرمایا کیا جانتے ہو تم کہ کیوں جمع کیا میں نے تمکو … اور رسول اُسکا
دانا تر ہے فرمایا تحقیق میں نے قسم اللہ کی نہیں جمع کیا تمکو واسطے امر مرغوب فیہ کے یعنے کچھ دینے کے لیے اور نہ واسطے امر دہشت ناک کے یعنے … ڈرانے کے
لیے و لیکن جمع کیا ہے میں نے تمکو اسلیے کہ تمیم داری تھا مرد نصرانی پس آیا اور مسلمان ہوا اور بیان کی مجھسے ایک خبر کہ موافق پڑی اُس چیز کے کہ خبر دیتا تھا میں تمکو ساتھ
اُسکے مسیح دجال سے ف یعنے چاہا میں نے کہ سنواؤن تمکو خبر تمیم داری کی تا موجب زیادتی یقین تمہارے کے ہو اور خبر بمقتضی معائنہ کے ہوتی خبر دی مجھکو … اُس
نے کہ وہ سوار ہوا کشتی دریائی میں ف یعنے جنگل کی کشتی میں یہ احتراز ہے اونٹ سے کہ وہ سفینۃ البر کہلاتا ہے اور بعضوں نے کہا یعنے بڑی کشتی دریا کی نہ چھوٹی
کشتی نہر کی میں تب ساتھ تیس شخصوں کے لخم اور جذام سے ف لخم زبر لام اور جزم خ معجمہ سے نام قبیلہ کا ہے اور جذام پیش جیم اور ذال معجمہ سے بھی قبیلہ ہے تب
پس بازی کی ساتھ اُن کشتی کے سواروں کے موج نے ایک مہینے بھر تک دریا میں ف یعنے پھینکا اُنکو موج نے ہر جہت غیر مقصد میں اسلیے کہا سبب اُس فعل کو
کہتے ہیں کہ اسمیں فائدہ اور کوئی غرض مفید مقصود کے نہ تب پس نزدیک ہو گئے کشتی کو طرف ایک جزیرہ کے وقت غروب آفتاب کے پس بیٹھے
چھوٹی کشتیوں میں کہ ہمراہ بڑی کشتی کے تھیں ف لفظ اقرب زبر ہمزہ اور پیش رے سے جمع ہے قارب کی کہ زبر را اور … چھوٹی کشتی کہ ہمراہ بڑی کشتی کے
ہوتی ہے مانند کوتل گھوڑے کے تا اسمیں بیٹھکر حاجت روائی کنارہ سے کریں تب پس داخل ہوئے جزیرہ میں ف …

ت پس ملا اُنسے ایک چارپایہ بالوں والا بہت تھے بال نہیں جانتے تھے لوگ آگا اُسکا پیچھا اُسکے سے یعنے تمیز نہیں کرسکتے تھے آگا اُسکا کونسا ہے اور پیچھا کونسا ہے بسبب
کثرت بالوں کے کہا اُنھوں نے یعنے از راہ تعجب کے واسطے ہو تجکو کون ہے تو اور کیا ہے ماہیت تیری جن ہے یا انسان کہا اُسنے مین ہون جاسوسی کرنیوالا ف ع یہ نام اُسکا
اسلیے ہوا کہ خبرین دجال کو پہنچاتا تھا اور قرآن شریف مین جو دابۃ الارض ذکر کیا گیا ہے وہ یہی ہے ت چلو تم طرف اس شخص کے کہ دیر مین ہے ف ع لفظ دیر بزبر دال
اور جزم ی سے عبادت گاہ نصاریٰ اور کتاب مغرب مین کہا صومعہ راہب اور یہان مراد محل ہے ت اسلیے کہ وہ طرف سننے خبرون تمہاری کے بہت شوق
رکھتا ہے قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا اَنْ تَكُوْنَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتّٰى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَاِذَا فِيْهِ اَعْظَمُ اِنْسَانٍ رَاَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَاَشَدُّهُ وَثَاقًا مَجْمُوْعَةٌ يَدَاهُ اِلٰى
عُنُقِهٖ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيْدِ قُلْنَا وَيْلَكَ مَا اَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلٰى خَبَرِيْ فَاَخْبِرُوْنِيْ مَا اَنْتُمْ قَالُوْا نَحْنُ اُنَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ رَكِبْنَا فِيْ سَفِيْنَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَلَعِبَ بِنَا الْبَحْرُ شَهْرًا
فَدَخَلْنَا الْجَزِيْرَةَ فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ اَهْلَبُ فَقَالَتْ اَنَا الْجَسَّاسَةُ اعْمِدُوْا اِلٰى هٰذَا فِي الدَّيْرِ فَاَقْبَلْنَا اِلَيْكَ سِرَاعًا فَقَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ هَلْ تُثْمِرُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّهَا
يُوْشِكُ اَنْ لَّا تُثْمِرَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ هَلْ فِيْهَا مَاءٌ قُلْنَا هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ قَالَ اِنَّ مَاءَهَا يُوْشِكُ اَنْ يَّذْهَبَ قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ عَيْنِ زُغَرَ هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ
اَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ قُلْنَا نَعَمْ هِيَ كَثِيْرَةُ الْمَاءِ وَاَهْلُهَا يَزْرَعُوْنَ مِنْ مَّائِهَا کہا تمیم نے جب ذکر کیا اور بیان کیا اُسنے ہمارے لیے ایک شخص کا ڈرے ہم اُس سے بسبب
جاننے اُسکے کہ ہو وہ شیطان بلباس انسان کہا تمیم نے پس چلے ہم جلدی یہانتک کہ داخل ہوئے دیر مین پس ناگہان اُسمین بزرگ تر اور دہشتناک تر یاد
ہے آدمیون کا کہ دیکھا ہو ہمنے اُسکو زمانہ ماضی مین از روئے خلقت کے ف ع لفظ رأیناہ صفت انسان کی ہے احتراز ہے اس شخص سے کہ نہین دیکھا اور بعضون نے
اسکا ترجمہ یون کیا ہے کہ نہین دیکھا ہمنے پہلے اس سے ایسا شخص ت اور شدید ایش مین ت اور خوب مضبوط بندھا ہوا اور حال یہ کہ جکڑے ہوئے ہین ہاتھ اُسکے طرف
گردن اُسکی کے درمیان گھٹنون اُسکے کے ٹخنون تک بندھے ہوئے ساتھ لوہے کے کہا ہمنے یعنے از راہ تعجب کے واسطے تجکو کون ہے تو کہا اُسنے تحقیق قدرت پائی تمنے میری
خبر پر یعنے پس نہین چھپاؤنگا مین اسکو تمسے کہ وہ تمکا حال اپنا پس خبر دو مجکو یعنے پہلے اپنے حال کی اور اُس چیز کی کہ پوچھون مین اُسکو تمسے پس کون ہو تم اور کیا حال ہے
تمہارا کہا اُنھون نے ہم آدمی ہین عرب سے کہ سوار ہوئے ہم کشتی دریائی مین پس طوفان مین ڈالا ہمکو دریا نے مہینا بھر پس داخل ہوئے ہم اس جزیرہ مین پس
ملا ہمسے ایک جانور بالون والا پس کہا مین ہون جاسوس قصد کرو تم اور جاؤ طرف اس شخص کے کہ دیر مین یعنے بڑے محل مین ہے پس آئے ہم طرف تیرے جلدی پس کہا
اس شخص نے خبر دو مجکو کھجور کے درختون بیسان کے سے آیا میوہ لاتے ہین ف ع بیسان بزبر اور جزم ی سے نام ہے ایک بستی کا شام مین اور ایک موضع کا یمامہ
مین اور مشارق الانوار مین کہا کہ بیسان حدیث جساسہ مین حجاز کے شہرون مین سے ہے اور دوسرا بیسان بلاد شام مین ہے ت کہا ہمنے ہان کہا اُسنے آگاہ ہو تحقیق
وہ درخت کھجور بیسان کے نزدیک ہے کہ نہ میوہ لاوین یعنے اشارہ کیا کہ قیامت قریب قائم ہوگی کہا اُسنے خبر دو مجکو بحیرہ طبریہ سے آیا ہے اُسمین پانی ف ع بحیرہ تصغیر ہے
بحر کی یعنے چھوٹا سا دریا اور طبریہ بزبر طا اور ب کے سے کہ ایک قصبہ ہے اردن سے اور طبرانی کہ امام حدیث سے ہین منسوب اسی کی طرف ہین ت کہا ہمنے وہ بہت
پانی رکھتا ہے کہا تحقیق پانی اُسکا نزدیک ہے کہ جاتا رہے اور خشک ہو جاوے کہا اُسنے کہ خبر دو مجکو چشمہ زغر کے سے آیا ہے اُس چشمہ مین پانی اور آیا کھیتی کرتے ہین اہل اُسکے
ساتھ پانی چشمہ کے کہا ہمنے ہان وہ چشمہ بہت پانی رکھتا ہے اور اہل اُسکے زراعت کرتے ہین اُسکے پانی سے ف ع زغر بپیش زا اور زبر غ بروزن زفر کے ایک شہر ہے شام مین کم
روئیدگی ہوتی ہے وہان قَالَ اَخْبِرُوْنِيْ عَنْ نَّبِيِّ الْاُمِّيِّيْنَ مَا فَعَلَ قُلْنَا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَّكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ اَقَاتَلَهُ الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَاَخْبَرْنَاهُ اَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلٰى
مَنْ يَّلِيْهِ مِنَ الْعَرَبِ وَاَطَاعُوْهُ قَالَ اَمَا اِنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ وَاِنِّيْ مُخْبِرُكُمْ عَنِّيْ اِنِّيْ اَنَا الْمَسِيْحُ وَاِنِّيْ اُوْشِكُ اَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ فَاَخْرُجَ فَاَسِيْرَ فِي الْاَرْضِ
فَلَا اَدَعَ قَرْيَةً اِلَّا هَبَطْتُهَا فِيْ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ هُمَا مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا اَرَدْتُّ اَنْ اَدْخُلَ وَاحِدَةً مِّنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِيْ مَلَكٌ بِيَدِهِ السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِيْ عَنْهَا وَ
اِنَّ عَلٰى كُلِّ نَقْبٍ مِّنْهَا مَلَائِكَةً يَّحْرُسُوْنَهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهٖ فِي الْمِنْبَرِ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ هٰذِهٖ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِيْنَةَ اَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ فَقَالَ
النَّاسُ نَعَمْ اَلَا اِنَّهٗ فِيْ بَحْرِ الشَّامِ اَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ اِلَى الْمَشْرِقِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ کہا اُسنے خبر دو مجکو نبی امیون کے سے یعنے عرب کے

بال کانا داہنی آنکھ سے گویا کہ آنکھ اسکی انگور ہے پھولا ہوا ایسے نور شعلہ کہا ہے قاضی عیاض نے کہ داہنی آنکھ سپاٹ ہوگی اور بائیں میں ٹینٹ ہوگا پھولا ہوا مشابہت
مشابہ ان لوگوں میں سے کہ دیکھے ہیں میں نے ساتھ ابن قطن کے قبیلہ یعنی عبد العزی ابن قطن یہودی کہ ذکر اسکا اوپر گذرا اور کاف لفظ کا تشبیہ میں زائد ہے
ہر اللہ کے لیے اور شاید کہ تشبیہ کی باعتبار بعض وجوہ کے ہو کہ آگے آتا ہے یا باعتبار انکے گذشتہ کے ہے اس حال میں کہ رکھے ہوئے ہے دونوں ہاتھ اپنے دو شخصوں
کے دونوں مونڈھوں پر طواف کرتا ہے خانہ کعبہ کا پس پوچھا میں نے کہ کون ہے یہ شخص کہا لوگوں نے یہ مسیح دجال ہے شیخ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ مراد دو شخصوں سے وہ ہیں کہ
مددگار ہونگے اسکے باطل پر اسکا امر انہیں سے جیسے کہ مراد پہلے دو شخصوں سے وہ ہیں کہ مددگار ہونگے حضرت عیسی کے حق پر اور شاید کہ وہ دونوں خضر اور مہدی ہوں
انکے بازو دائیں سے اور یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ دجال کافر ہے اسکو طواف سے کیا کام جواب اسکا یہ دیا ہے علماء نے کہ یہ حضرت کے کشفات سے ہے خواب
میں تعبیر اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھایا گیا کہ ایک روز ہوگا کہ عیسی علیہ السلام گرد دین کے پھرینگے واسطے قائم کرنے اور درستی کرنے خلل فساد
اسکے اور دجال بھی پھریگا گرد دین کے بقصد خلل اور فساد ڈالنے کے دین میں کذا قال الطیبی اور جاننا چاہیے کہ قریش جاہلیت میں طواف کرتے تھے پہلے اس سے
کہ منع کیے جاویں قریب ہونے سبب حرام کے ہے اگر دجال بھی طواف کرتا ہو تو کیا اشکال ہے اور یہ بھی ہے کہ یہاں سے جائز ہونا طواف کافر کا خارج نہیں لازم
آتا اور نہی مشرک کی طواف سے خارج نہیں ہے فافہم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے دجال کے حق میں کہ وہ شخص ہے سرخ
جسم ہے پیچیدہ ہیں بال اسکے سر کے کانا داہنی آنکھ کا بہت نزدیک لوگوں میں ساتھ اسکے از روے مشابہت کے ابن قطن ہے اور ذکر حدیث ابی ہریرۃ لا تقوم الساعۃ
حتی تطلع الشمس من مغربها بیچ باب الملاحم کے [illegible] حدیث ابن عمر قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس فی باب قصۃ ابن صیاد ان شاء اللہ تعالی
اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ سر اسکا یہ ہے لا تقوم الساعۃ حتی تطلع الشمس من مغربها بیچ باب ملاحم کے اور ذکر کرینگے ہم حدیث ابن عمر کی کہ سر اسکا یہ ہے قام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الناس بیچ باب قصہ ابن صیاد کے اگر چاہیگا اللہ تعالی الفصل الثانی فصل دوسری (عن فاطمۃ بنت قیس فی
حدیث تمیم الداری قالت قال فاذا انا بامرأۃ تجر شعرها قال ما انت قالت انا الجساسۃ اذهب الی ذلک القصر فاتیته فاذا رجل یجر شعره مسلسل فی الاغلال ینزو
فیما بین السماء والارض فقلت من انت قال انا الدجال رواہ ابو داود) روایت ہے فاطمہ بنت قیس سے بیچ حدیث تمیم داری کے کہ [illegible] روایت مسلم کے
گذری بجاے فلقیتم دابۃ اہلب کے بیچ روایت ابی داود کے فاطمہ مذکورہ سے یوں آیا ہے کہ کہا فاطمہ نے کہ کہا تمیم داری نے پس ناگہان میں گذرا ایک عورت
پر کہ کھینچتی ہے بال اپنے یعنی یہ کنایہ ہے درازی بالوں اسکے سے کہا تمیم نے کون ہے تو کہا اسنے میں ہوں جاسوسی کرنے والی کہ خبریں پہونچاتی ہوں دجال کو جا طرف اس
محل کے کہ دیکھا ہے تو پس آیا میں اس محل میں پس ناگہان اس محل میں ایک شخص ہے کہ کھینچتا ہے بال اپنے بندھا ہوا ہے زنجیروں میں بیچ طوقوں کے کودتا ہے درمیان
آسمان و زمین کے پس کہا میں نے کون ہے تو کہا میں دجال ہوں نقل کی یہ ابو داود نے ف جاننا چاہیے کہ مخالفت کہ اس حدیث میں اور اوپر کی حدیث میں
واقع ہوئی ہے یہ ہے کہ وہاں جساسہ کو دابہ کہا کہ عرف عام میں چار پایہ کو کہتے ہیں اور یہاں عورت کہا اسکا جواب کئی طرح پر کہا ہے اول یہ کہ شاید دجال کے دو جاسوس ہوں
ایک دابہ اور دوسری عورت اور یا یہ کہ دابہ اصل لغت میں بمعنے ہلنے والے یعنی چلنے والے کے ہے زمین پر اور تخصیص ساتھ چار پایہ کے بسبب عرف عام کے ہے
اور قرآن مجید میں استعمال دابہ کا معنے لغت کے بہت آیا ہے مانند وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقها وغیرہ کے اور یہ معنے شامل ہیں عورت کو اور یہ احتمال
رکھتا ہے کہ جساسہ شیطان ہو کبھی بصورت چار پایہ کے ہوگیا ہو کبھی بصورت عورت کے اسلیے کہ شیطان بنجاتا ہے جس صورت میں کہ چاہتا ہے اور یہ احتمال قریب تر اور وجیہ تر
ہے والا تجسس عالم کے خبروں کی دابہ سے یا عورت سے بعید ہے مگر یہ کہ مراد جہازوں کی خبریں ہوں کہ اس نواحی میں گذرتے تھے اور مخالفت ان دونوں حدیثوں
میں اس وجہ کر بھی ہے کہ سائل اور مخاطب مسلم کی حدیث میں جماعت ہے کہ تمیم داری انمیں تھے اور اس حدیث میں سوال و جواب مخصوص ساتھ تمیم داری کے کہا
اور تطبیق اسکی یہ ہے کہ سائل جماعت ہو اور چونکہ تمیم داخل تھے انمیں نسبت سوال کی طرف انکے جائز ہو یا سائل تمیم ہوں اور نسبت اسکی طرف جماعت کے بھی

واسطے ہو لیکن جب ایک شخص جماعت میں سے کچھ کام کرتا ہے تو کبھی نسبت اسکی طرف جماعت کے کرتے ہیں جیسے کہتے ہیں قتادہ بنو فلان یعنی ایک مارا ہوا اور نسبت جماعت کی طرف کرتے ہیں (وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنِّي حَدَّثْتُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَتّٰى خَشِيتُ أَنْ لَا تَعْقِلُوا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ قَصِيرٌ أَفْحَجُ جَعْدٌ أَعْوَرُ مَطْمُوسُ الْعَيْنِ لَيْسَتْ بِنَاتِئَةٍ وَلَا جَحْرَاءَ فَإِنْ أُلْبِسَ عَلَيْكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے عبادہ بن صامت سے انہنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق میں نے بیان کیا تمسے حال دجال کا یہانتک کہ ڈرا میں یہ کہ نہ سمجھو تم ف یعنی جو کچھ کہ بیان کیا ہے میں نے تمسے دجال کے حق میں یا بھول جاؤ اسکو بسبب کثرت اُس چیز کے کہ کہی ہے میں نے اسکے حق میں کہا طیبی نے کہ حتی غایت ہے تکلم کی یعنی بیان کیا میں نے تمسے حدیث دجال کی مختلف و منتشر یہانتک کہ ڈرا میں کہ مبادا نہ سمجھو حقیقت حال اُسکی اور مشتبہ ہو تمپر حال اسکا پس چاہئے کہ سمجھو اور مشتبہ نہو تمپر حال اسکا یہاں تک بیان کیا حال اسکا اجمال میں ساتھ قول اپنے کے تحقیق مسیح دجال پست قد ہے ف یہ ظاہر اً مخالف ہے اوپر کی روایت کے کہ وہ اعظم انسان ہے اور توجیہ کی ہے کہ بعید نہیں ہے یہ کہ وہ ٹھنگنا بھی مرد ہو اور مثل اعظم الخلقت ہو اور یہ مناسب ہے واسطے ہونے اسکے کے کثیر الفتنہ یا عظمت صرف بطور فرض کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ احتمال رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ متغیر کردے اسکو وقت خروج کے کہ اسوقت ٹھنگنا ہو جاوے ف ہے ف یعنی فحج ساتھ تقدیم جیم کے کہ جسم پر اسکے کہتے ہیں کہ جو پاؤں کے چلنے میں نزدیک نزدیک ہیں اور ایڑیاں دور اور پنڈلیاں جدا جدا ہوں کذا قال الشارح اور مثل اسکے قاموس میں لکھا ہے اور نہایہ میں ہے کہ فحج دوری ہونا ہے دونوں رانوں کے ساتھ چلتے ہوئے ف گھونگھر والے بال والا یعنی ایک آنکھ سے کانا ہو آنکھ کا یعنی سل پٹ و ہموار ہو دوسری آنکھ نہیں ہے آنکھ اسکی پھولی ہوئی اور نہ اندر دھنسی ہوئی ف جملہ نفیہ مؤکدہ ہے واسطے ثابت کرنے آنکھ مٹی ہوئی کے اور یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ دوسری آنکھ پھولی ہو مانند دانہ انگور کے چنانچہ تحقیق اسکی اوپر گذر چکی ہے واللہ اعلم ف پس اگر مشتبہ ہو تمپر ف یعنی اسکے حال میں شبہ راہ پاوے بسبب بھول جانے حال اسکے کے کہ بیان کیا ہیں نے تمسے یا اگر ہو جاوے اسکا دعوی الوہیت میں بسبب امور خوارق عادات کے تو ثابت اپنی جان لو اور یہی مقدمہ متحضر رکھو کہ پروردگار تمہارا نہیں ہے کانا نقل کی یہ ابو داود نے ف یعنی اول جو واجب ہے تمپر پہچانی صفات ربوبیت ہے تو یہ ہے کہ پاک جانو اسکو حدوث و عیوب سے خصوصاً نقائص ظاہری سے (وَعَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوحٍ إِلَّا قَدْ أَنْذَرَ الدَّجَّالَ قَوْمَهُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمُوهُ فَوَصَفَهُ لَنَا قَالَ لَعَلَّهُ سَيُدْرِكُهُ بَعْضُ مَنْ رَآنِي أَوْ سَمِعَ كَلَامِي قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ قُلُوبُنَا يَوْمَئِذٍ قَالَ مِثْلُهَا يَعْنِي الْيَوْمَ أَوْ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابو عبیدہ بن جراح سے کہا کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں گذرا کوئی نبی بعد نوح کے مگر تحقیق کہ ڈرایا ہے ہر نبی نے دجال سے ف کہ اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت نوح نے بھی ڈرایا ہے اس سے اپنی قوم کو پس مراد بعد نوح سے بعد از انذار نوح ہے یعنی بعد از وجود نوح ہے اور تحقیق میں ڈراتا ہوں تمکو اس سے یعنی ساتھ بیان کرنے وصف اسکے کے جو نہیں کئے گئے پس بیان کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حال دجال کا یعنی بعض حال اسکا واسطے ہمارے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاید کہ نزدیک ہو کہ پاوے اسکو بعض ان لوگوں میں سے کہ دیکھا ہے مجکو ف یعنی بے قدر نزدیکی اسکے کے جلدی اور بعضوں نے کہا کہ دلالت کرتی ہے یہ اوپر ابقا خضر کے ف یا سنا ہے انہوں نے کلام میرا ف یعنی پہونچی ہو انکو خبر اسکی میں نے وہی ہو اگرچہ بعد زمانہ دراز کے ہو یعنی وجود اور خروج اسکا متعین ہے اور وقت اسکا مبہم اگر ایسا ہو کہ بعضے میرے صحابیوں نے پایا فبہا والا دیگر لوگ بعد انکے آوینگے البتہ دیکھینگے اور چونکہ خبر میری کہ اسکے حال سے وہی ہے معنی چاہئے کہ اپنے یقین پر رہیں سو کہا صحابہ نے یارسول اللہ پس کیسے ہونگے دل ہمارے اسدن کہ پاوینگے ہم اسکو فرمایا جیسے کہ ہیں دل تمہارے آج کے دن یا بہتر اس سے ہو ف یعنی جسکا ایمان ثابت و مستقیم ہے دل اسکا ثابت ہے اور کچھ اندیشہ نہیں جیسا کہ اب ہیں ایسے ہی اسکا اس روز بھی منکر ہوگا بلکہ منکر تر کہ بالمعاینہ احوال اسکا دیکھیگا نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے (وَعَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا خُرَاسَانُ يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عمرو بن

حدیث سے کہ نقل کی ابی بکر صدیق سے کہا خبر دی ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال نکلیگا ایک زمین سے کہ مشرق میں ہے کہا جاتا ہے اُسکو خراسان کہ نام
شہر کا ہے بلاد ماوراء النہر سے اور بلدان عراق سے ساتھ ہونگی اُسکے کئی قومیں گویا چہرے اُنکے سپرین ہیں تہ بہ تہ کوٹے ہوئے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی
منہ اُنکے چوڑے ہونگے اور رخسارے اُنکے پھولے ہوئے مانند سپر کے اور تحقیق لفظ مطرقہ کی کتاب الفتن میں ہو چکی ہے (وعن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم من سمع بالدجال فلینأ عنہ فواللہ ان الرجل لیاتیہ وھو یحسب انہ مؤمن فیتبعہ مما یبعث بہ من الشبہات رواہ ابوداود) اور روایت ہے عمران
بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص سنے خبر نکلنے دجال کی پس چاہیے کہ دور رہے اُس سے اسلیے کہ دور رہنا اُسکے نزدیک رہنے
سے اچھا ہوگا فرمایا اللہ تعالی نے ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار سے پس قسم ہے اللہ کی تحقیق ایک شخص البتہ آویگا دجال کے پاس اور وہ گمان رکھتا ہوگا کہ مین
مومن ہون پس متابعت کریگا وہ دجال کی اور ایمان لاویگا اُسپر ف لفظ فیتبعہ یہان بھی تخفیف سے ہے اور تشدید بھی دی گئی ہے یعنی اطاعت کریگا اُسکی
سبب اُن چیزون کے کہ بھیجا جاویگا ساتھ اُن چیزون کے کہ موجب اشتباہ والتباس کی ہونگی قسم سحر اور زندہ کرنے اموات سے اور مانند اُنکے استدراجات سے
نقل کی یہ ابوداود نے (وعن اسماء بنت یزید بن السکن قالت قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یمکث الدجال فی الارض اربعین سنۃ السنۃ کالشہر والشہر کالجمعۃ
والجمعۃ کالیوم والیوم کاضطرام السعفۃ فی النار رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے اسماء بنت یزید بن سکن سے کہا اسماء نے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ٹھیریگا دجال زمین میں چالیس برس ف یہ اوپر گذرا کہ مدت اُسکے ٹھیرنے کی چالیس رات ہوگی اور یہان چالیس برس کہا وجہ تطبیق کی یہ ہے کہ مراد اول
سے ٹھیرنا اسکا ہے ساتھ فتنہ اور قتل وفساد ڈالنے کے اور اس سے مطلق ٹھیرنا ہے برس مانند مہینے کے ہوگا ف یہ محمول ہے جلدی گذر جانے پر اور اوپر جو کہا یوم کسنۃ
وہ محمول ہے نہایت شدت پر یعنی باعتبار شدت کے دراز معلوم ہوگا اور باعتبار جلدی گذر جانے کے کم ہوگا ت اور مہینا مانند ہفتہ کے اور ہفتہ مانند دن کے اور دن مانند
جل جانے شاخ خرما کے خشک کے آگ میں ف یعنی جیسے پتی جل جاتے ہیں اور آگ بھڑک کر جلدی ٹھنڈی ہو جاتی ہے ایسی ہی وہ دن جلدی سے گذر جائیگا پس معنی
یہین کہ دن مانند ساعت کے ہوگا ت نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی
سبعون الفا علیہم السیجان رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے متابعت کرینگے دجال کی میری امت
میں سے ستر ہزار کہ اوپر ہونگے سیجان کہ قسم چادر سے کی ہے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف سیجان زبر سین مہملہ اور جیم سے کہ بعد اسکے جیم ہے جمع ساج کی ہے
جیسے تیجان جمع تاج کی ہے یعنی طیلسان سبز یا سیاہ کے اور مراد امت سے امت اجابت ہے یا دعوۃ اور ظاہر تر اخیر ہی ہے اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ وہ یہود اصفہان سے ہونگے
(وعن اسماء بنت یزید قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی فذکر الدجال فقال ان بین یدیہ ثلث سنین سنۃ تمسک السماء فیھا ثلث قطرھا والارض ثلث نباتھا
والثانیۃ تمسک السماء ثلثی قطرھا والارض ثلثی نباتھا والثالثۃ تمسک السماء قطرھا کلہ والارض نباتھا کلہ فلا یبقی ذات ظلف ولا ذات ضرس من البہائم
الا ہلکت وان من اشد فتنتہ انہ یاتی الاعرابی فیقول ارایت ان احییت لک ابلک الست تعلم انی ربک فیقول بلی فیتمثل لہ الشیطان نحو ابلہ کاحسن ما یکون ضروعا
واعظمہ اسنمۃ) اور روایت ہے اسماء بنت یزید بن سکن سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں پس ذکر کیا دجال کا پس فرمایا کہ تحقیق پہلے نکلنے دجال کے تین برس
ہونگے یعنی مختلف ہیچ جاتے ہیں برکت کے ایک برس ہوگا کہ باز رکھیگا آسمان اُس برس مینہ تہائی اپنا یعنی بہ نسبت معتاد کے کہ عادت تھی شہرون میں برسنے کی
اور باز رکھیگی زمین تہائی روئیدگی اپنی یعنی اگرچہ پانی دیا جاویگی غیر مینہ سے اور دوسرے سال روکیگا آسمان دو تہائی مینہ اپنا اور زمین دو تہائی روئیدگی اپنی اور
تیسرے سال نگاہ رکھیگا آسمان تمام مینہ اپنا اور زمین تمام روئیدگی اپنی ف یعنی قحط پڑیگا تمام زمین کے لوگون میں اور خزانہ اور دفینہ دجال کے ساتھ ہونگے اور طرح
طرح کی نعمتین روٹیان اور میوے اور نہرین اُسکے ساتھ ہونگی ت پس نہین باقی رہیگا صاحب کھر کا یعنی جسکے ناخن چرے ہوتے ہین مانند گائے اور بکری اور
ہرن اور مانند اُنکے اور نہ صاحب دانت کا وحشی چارپایون میں سے یعنی درندے مگر کہ ہلاک ہو جائینگے یعنی تمام حیوانات بسبب قحط سالی کے مرجاوینگے اور

تحقیق بہت بڑی فتنہ دجال کا یہ ہوگا کہ وہ آویگا ایک گنوار کے پاس کہ علم وعقل نہ رکھتا ہوگا پس کہیگا اسکو کہ خبر دے مجھکو کہ اگر جلا دون مین تیرے لیے تیرے اونٹون کو جو مر گئے تھے قحط سے کیا جانیگا تو کہ مین رب تیرا ہون پس کہیگا گنوار ہان جانونگا کہ تو رب میرا ہے پس صورت بنا کر لاویگا دجال واسطے گنوار کے یعنے شیطانون کو مانند اونٹون اسکے کے مانند بہترین تھنون کے اور بہت بڑے اونکے از روے کوہانون کے (قال ویاتی الرجل قد مات اخوه ومات ابوه فیقول ارایت ان احییت لک اباک واخاک الست تعلم انی ربک فیقول بلی فیمثل له الشیاطین نحو ابیه ونحو اخیه قالت ثم خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم لحاجة ثم رجع والقوم فی اهتمام وغم مما حدثهم قالت فاخذ بلحمتی الباب فقال مهیم اسماء فقلت یا رسول الله لقد خلعت افئدتنا بذکر الدجال قال ان یخرج وانا حی فانا حجیجه والا فان ربی خلیفتی علی کل مؤمن فقلت یا رسول الله والله انا لنعجن عجیننا فما نخبزه حتی نجوع فکیف بالمؤمنین یومئذ قال یجزئهم ما یجزئ اهل السماء من التسبیح والتقدیس رواه) فرمایا آنحضرت نے اور آویگا دجال ایک شخص کے پاس کہ مر گیا ہوگا بھائی اسکا اور مر گیا ہوگا باپ اسکا فیقول ساحہ ویاتی الرجل مطابق ہے جملہ ویاتی الاعرابی پر پس ہوگا جملہ جبر اشد فتنہ سے سب پس کہیگا دجال اس شخص سے کہ خبر دے مجھکو اگر زندہ کرون تیرے لیے تیرے باپ کو اور تیرے بھائی کو کیا جانیگا تو کہ تحقیق مین رب تیرا ہون کہیگا وہ مقرر پس صورت بناویگا واسطے اسکے شیاطین کی مانند باپ اسکے اور بھائی اسکے کہا اسما نے پھر تشریف لے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیچ کسی کام کے پھر تشریف لائے یعنے مجلس مین اور لوگ صحابہ فکر وغم مین تھے بسبب خبر دینے آنحضرت کے حال دجال سے کہا اسما نے پس پکڑین آنحضرت نے دونون طرفین دروازے کی (فخ ع) لفظ لحمتی ... بہم ہی کے تمام مشکوۃ اور بہت نسخون مین ہے اسی طرح ذکر ابن الملک اور صحاح اور قاموس اور اکثر کتابون مین بلحمتی مذکور نہین طیبی نے کہا اصوب بلحفتی الباب ... تثنیہ ... دروازے کہا ہون بعد اتفاق نسخون کے توجیہ کرنی ضرور ہے وہ یہ کہ قاموس مین لحمہ کے معنے گوشت کے ٹکڑے کے لکھے ہین ... اور کہا جاوے کہ مراد اون دونون سے دونون ٹکڑے دروازے کے ہین کہ وہ ... جدا ہوتے ہین پس یہ اولی ہے تخطیہ روایت کتاب سے واللہ اعلم بالصواب پس فرمایا آنحضرت نے کیا ہے حال تیرا اے اسما کہا مین نے یا رسول اللہ تحقیق اکھاڑ ڈالا آپ نے دل ہمارے بسبب ذکر کرنے دجال کے فرمایا آنحضرت نے اگر نکلے دجال اور مین ہون زندہ یعنے بالفرض والتقدیر پس مین دفع کرونگا اسکو ساتھ حجت کے اور اگر مین نہ زندہ رہا پس تحقیق رب میرا خلیفہ اور وکیل میرا ہے ہر مومن پر یعنے وہ حافظ اور حامی اور کارساز ہوگا انکا پس کہا مین نے یا رسول اللہ قسم خدا کی تحقیق ہم البتہ گوندھتے ہین آٹا اپنا پس نہین پکا چکتے ہم روٹی اسکی یہانتک کہ بھوک لگ آتی ہے ہمکو یعنے بسبب دیر لگنے کے روٹی کے پکنے مین قلت صبر طبیعت انسان کی بھوک سے باین حد ہے پس کیا حال ہوگا مومنون کا اسدن یعنے بیچ وقت قحط کے اور منحصر ہونے وجود روٹی کے نزدیک دجال کے اور اتباع اسکے کے فرمایا آنحضرت نے کفایت کریگی انکو وہ چیز کہ کفایت کرتی ہے آسمان والون کو یعنے فرشتون کو قسم تسبیح وتقدیس سے ف یعنے جو کوئی مبتلا ہوگا اسکے زمانہ مین اس حالت مین نہین محتاج ہوگا کھانے پینے کا جیسے کہ نہین محتاج ہوتے ملائکہ اور غذا انکی تسبیح وتقدیس ہوگی جیسے کہ غذا فرشتون کی تسبیح وتقدیس ہے اور طیبی نے یہ معنے بعید بیان کیے ہین کہ ہم آٹا گوندھتے ہین روٹی پکانے کے لیے پس نہین پکا سکتے ہم روٹی یہانتک کہ بھوکے رہتے ہین بسبب فکر وغم شدید کے کہ کھا گیا والتا ہے دل ہمارے ذکر دجال سے پس کیا ہوگا حال انکا کہ مبتلا ہونگے اسکے زمانہ مین اور بسبب اس معنی کے حضرت کے جواب کا حاصل یہ ہوگا کہ حق تعالی صبر تسلی دیگا انکو برکت تسبیح وتقدیس کے (فخ ع) اور شاید کہ اسما نے یہ بات بعد اس مجلس کے آن کر عرض کی ہو اور ظاہر مقتضا ہے کلام کا لفظ فقلت مین دلالت کرتا ہے اسپر کہ متصل خبر سننے دجال کے کہا ہو یہ قول اسی مجلس مین اور جو کچھ کہ کہا قصہ آنیکا اور بھوک کا زمانہ آیندہ کا کہا فافہم اور بعد لفظ رواہ کے جگہ اصل نسخہ مین سفیدی چھوڑی ہوئی ہے اور پھر کسی نے لاحق کیا ہے احمد وابوداود والطیالسی اور بعضون نے کہا رواہ احمد عن عبد الرزاق عن معمر عن قتادۃ عن شہر بن حوشب عنہا والغرض وجہنا

الفصل الثالث فصل تیسری (عن المغیرة بن شعبة قال ما سال احد رسول الله صلی الله علیه وسلم عن الدجال اکثر

سألته وانه قال لي ما يضرك قلت انهم يقولون ان معه جبل خبز ونهر ماء قال هو اهون على الله من ذلك (متفق عليه) روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا
مغیرہ نے نہیں پوچھا کسی نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حال دجال کا بہت اسقدر کہ میں نے پوچھا انسے اور تحقیق حضرت نے فرمایا مجھکو نہیں ضرر کریگا دجال
یعنے گمراہ نہیں کریگا تجھکو بحمایت وعنایت الٰہی کی کہا میں نے کہ لوگ کہتے ہیں کہ اسکے ساتھ پہاڑ ہوگا روٹیوں کا یعنے روٹیاں ہونگی بقدر پہاڑ کے اور نہر ہوگی پانی
کی یعنی اگر کوئی بھوکا پیاسا ہو اور نوبت اضطرار کی پہونچے تو کیا کرے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال بہت ذلیل ہے اللہ کے نزدیک اس بات سے نقل کی یہ
بخاری اور مسلم نے ف ح کہ پیدا کرے اسکے ہاتھ پر مانند ان امور کے حقیقۃً اور جو کچھ کہ ظاہر ہوگا اسکے ہاتھ پر سحر باطل اور صورتیں بیحقیقت ہونگی اور اسکو قدرت نہیں
ہے اوپر گمراہ کرنے اور شک ڈالنے مومن کے کہ یقین رکھے دین میں بلکہ جو کچھ کہ دیکھیگا اس سے قسم خوارق سے موجب زیادتی یقین اسکے کا ہوگا اسکے جھوٹے پر
(وعن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يخرج الدجال على حمار اقمر ما بين اذنيه سبعون باعا رواه البيهقي في كتاب البعث والنشور) اور روایت ہے
ابوہریرہ سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نکلیگا دجال اوپر گدھے سفید کے درمیان دونوں کانوں اس گدھے کے درازی ستر باع کی ہوگی یعنے ستر
دونوں ہاتھوں کی نقل کی بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں باب قصة ابن صياد یہ باب ہے بیچ بیان قصہ ابن صیاد کے ف ح اکثر نسخوں میں
اسی طرح ہے اور بعضے نسخوں میں ابن الصیاد ہے الف لام سے اور نام اسکا صاف ہے اور بعضے کہتے ہیں عبد اللہ اور وہ یہود مدینہ سے ہے اور بعضے کہتے ہیں دخیل تھا
درمیان انکے اور تھی اس میں کچھ کہانت وسحر اور مجمل امر اسکا یہ ہے کہ وہ فتنہ تھا کہ مبتلا اور امتحان کیے گئے تھے ساتھ اسکے مسلمان اور احوال اسکا مختلف فیہ ہے اور صحابہ
کو بھی اسمیں اختلاف تھا پس بعضے اسپر ہیں کہ وہ دجال معہود تھا کہ اخیر زمانہ میں نکلیگا اور لوگوں کو گمراہ کریگا اور اکثر اسپر ہیں کہ وہ دجال نہیں ہے ولیکن جملہ دجالوں
سے ہے کہ باعث فتنہ وفساد اور گمراہ کرنے کے ہیں جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ اس امت میں دجال ہونگے کہ گمراہ اور گمراہ کرنیوالے ہونگے اور دلیل اس جماعت کی
یہ ہے کہ وہ اول اگرچہ کاہن وساحر تھا ولیکن اخیر میں اسلام لایا اور حج اور جہاد کیے مسلمانوں کے ساتھ اور اسکے فرزند ہوئے اور وہ مکہ اور مدینہ میں رہا تھا
اور دجال کافر ہوگا اور اسکے فرزند نہیں ہونے کے اور مکہ اور مدینہ کے آنے سے منع کیا جاویگا اور حدیث تمیم داری کی بھی دلیل پوری ہے انکی حاصل یہ کہ حال
اسکا مبہم ہے اور آنحضرت پر بھی اس باب میں وحی نہیں اتری اور مبہم رکھا جیسا کہ احادیث باب سے معلوم ہوگا الفصل الاول فصل پہلی (عن
عبد الله بن عمر ان عمر بن الخطاب انطلق مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في رهط من اصحابه قبل ابن صياد حتى وجدوه يلعب مع الصبيان في اطم
بني مغالة وقد قارب ابن صياد يومئذ الحلم فلم يشعر حتى ضرب رسول الله صلى الله عليه وسلم ظهره بيده ثم قال اتشهد اني رسول الله فنظر اليه فقال اشهد انك
رسول الاميين ثم قال ابن صياد اتشهد اني رسول الله فرصه النبي صلى الله عليه وسلم ثم قال آمنت بالله وبرسله ثم قال لابن صياد ماذا ترى قال ياتيني
صادق وكاذب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم خلط عليك الامر قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني خبأت لك خبيئا وخبأ له يوم تأتي السماء بدخان
مبين فقال هو الدخ فقال اخسأ فلن تعدو قدرك قال عمر يا رسول الله أتاذن لي فيه ان اضرب عنقه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يكن هو لا تسلط عليه
وان لم يكن هو فلا خير لك في قتله) روایت ہے عبد اللہ بن عمر سے کہ تحقیق عمر بن خطاب گیے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ جملہ ایک جماعت کے
اصحاب آنحضرت کے سے طرف ابن صیاد کے یہاں تک کہ پایا اسکو کھیلتا ساتھ لڑکوں کے بیچ محل بنی مغالہ کے کہ نام ایک قوم کا ہے یہود میں سے اور البتہ
تحقیق نزدیک پہونچا تھا ابن صیاد ان دنوں میں بلوغ کے پس نہ دریافت کیا ابن صیاد نے آنا ہمارا یہاں تک کہ مارا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی
پیٹھ پر ہاتھ اپنا پھر فرمایا کیا گواہی دیتا ہے تو کہ میں رسول خدا کا ہوں پس دیکھا ابن صیاد نے یعنی نظر غضب سے طرف آنحضرت کے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں
کہ تم پیغمبر امیوں کے ہو ف ح یعنے عرب کے اسلیے کہ اکثر عرب ناپڑھے لکھے ہوتے تھے اور یہ اعتقاد بعض یہود کا تھا کہ آنحضرت کی رسالت کے منکر نہ تھے ولیکن خاص عرب
کا نبی جانتے تھے اور یہ بات اسکی باطل باتوں کے قبیلہ سے تھی کہ شیطان کاہنوں کو القا کیا کرتا ہے اور یہ کہنا اسکا متناقض تھا اسلیے کہ نبی سچا ہوتا ہے اور جب

انحضرت نے دعوت نبوت عام کی کی تخصیص ساتھ عرب کے باطل ہوئی بات پھر کہا ابن صیاد نے آنحضرت سے کہ کیا گواہی دیتے ہو تم کہ میں پیغمبر خدا کا ہون
پس ہونچا آنحضرت نے ابن صیاد کو فرفصہ لفظ رفص زبر را اور صاد مہملہ سے استوار کرنا اور آپس میں ملانا دو چیزون کو اسلیے بنا کو مرصوص کہتا و استوار اور کہتے ہین فصل
پیکر اعضا اسکے آپس میں زور سے ملا سے اور پہنچ ذکرہ الخطابی اور نووی نے کہا کہ ہمارے شہرون کے اکثر نسخون مین فرفضہ ہے اور ضاد معجمہ سے ہے یعنی
چھوڑ دیا اسکو اور ترک کیا سوال جواب اسکا اور جدال اسکی بات پھر فرمایا حضرت نے کہ ایمان لایا مین اللہ پر اور اسکے پیغمبرون پر فت یعنے مین ایمان
لایا اللہ کے رسولون پر اور تو انمین سے نہین پس اگر تو بھی انمین سے ہوتا تو البتہ مین تجھپر ایمان لاتا اور یہ بھی بنا بر فرض و تقدیر کے ہے اور یہ جملہ اسلیے کہ جانتے
حضرت اپنے تئین خاتم النبیین والا پس یہ جاننے خاتمیت کے فرض تقدیری ہی نہین جائز اور صحیح بیان کیا ہے ہمارے بعضے علما نے کہ اگر کوئی دعوی کرے نبوت کا
اور طلب کرے اس سے کوئی شخص معجزہ تو کافر ہوجاتا ہے اور قتل نہ کیا حضرت نے اسکو باوجود یکہ دعوے کیا اسنے روبرو آپ کے نبوت کا اسلیے کہ وہ لڑکا تھا اور منع کیے گئے
تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل کرنے لڑکون کے سے اور دوسرے یہ کہ یہود ان دنون مین ذمی تھے اور صلح کی تھی اسپر کہ چھوڑ دے جاوین اپنے حال پر اور وہ ابن صیاد انہین
مین سے تھا یا اسکے خلفا سے ہے پھر فرمایا حضرت نے کیا دیکھتا ہے تو یعنے مکاشفہ ہوتا ہے تجھپر امر غیبی سے کہا اسنے صادق آتی خبر سچی کبھی اور کاذب یعنی کبھی جھوٹی خبر آتی
سچا اور شیطان جھوٹا اور بعضون نے کہا حاصل سوال یہ ہے کہ جو شخص آتا ہے تیرے پاس کیا کہتا ہے تجھسے اور حاصل جواب یہ ہے کہ کہتا ہے مجھسے کچھ باتین کبھی سچی ہوتی ہین اور
کبھی جھوٹی یعنی بعضی خبرین سچ پڑتی ہین اور بعضی جھوٹی جیسے کہ عادت کاہنون کی ہے کہ شیطان القا کرتے ہین اوپر انکے خبرین سچی اور جھوٹی بات فرمایا پیغمبر خدا نے
مشتبہ کیا گیا تجھپر امر فت یعنے نبوت سے ساتھ سچ کے اور کہا شیخ نے کہ خلط اور مشتبہ کیا گیا تجھپر حال تیرا اور آتا ہے تیرے پاس شیطان کہ ایسی خبر لاتا ہے
اور اس سے ظاہر ہوا بطلان دعوی رسالت اسکی کا کیونکہ رسول کے پاس خبر جھوٹی نہین آتی اور اسنے اپنی زبان سے آپ اقرار کیا اسکا یہ حال کاہنون کا ہوتا
ہے نہ پیغمبرون کا بات فرمایا آنحضرت نے تحقیق دل مین چھپایا ہے مین نے تیرے لیے ایک امر پوشیدہ فت تاکہ بتا دے تو اسکو اور اسی طرح حضرت
نے امتحان کیا اسکو تاکہ ظاہر ہو بطلان اسکے حال کا صحابہ پر اور جانین کہ یہ کاہن ہے آتا ہے اس پاس شیطان کہ سکھا جاتا ہے اسکو جھوٹی بھی باتین بات
حالانکہ چھپائی حضرت نے اسکے لیے یہ آیت جبدن لاویگا آسمان دھوان ظاہر پس کہا اسنے وہ پوشیدہ چیز دخ ہو فت فی حیش اور زبر دال و
تشدید خ سے یعنے دھوئین کے پس بتایا اسنے اس آیت دل مین سے یہ ہوسکے مگر ایک لفظ ناقص نہ یہ کہ تمام آیت معلوم کرے یہی سب عادت کاہنون
کے تھا کہ شیاطین ایک کلمہ کو کلمات مین سے لیجاکر انکو القا کردیتے ہین اور احتمال ہے کہ آنحضرت نے بعضے صحابہ سے آہستہ اس آیت کو بیان کیا ہو اور شیطان
نے اسکو سنکر اسکے تئین القا کیا ہو بات پس فرمایا حضرت نے دور ہو پس ہرگز نہ تجاوز کریگا تو اپنے قدر سے فت جب ظاہر ہوا کہ حال اسکا کاہنون کا سا ہے
کہ بعضی خبرین ناقص بسبب القاے شیاطین کے معلوم کرتے ہین پس فرمایا حضرت نے دور ہو تجاوز نہین کرسکیگا تو اپنی حد اور قدر و مرتبہ سے کہ حد اور قدر
و مرتبہ کاہنون کا ہے بسبب اظہار بعضے غیبیات ناقص ناتمام کے اور دعوی مت کر نبوت کا کہ وہ حد میری ہے اور اختیار کلمہ زجر اور اہانت کا ہے کہ واسطے ہانکنے
کتے اور سور کے کہتے ہین تا لوگون کے پس نہ آوے بات پس کہا عمر نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اذن دیتے ہین آپ مجھکو بیچ حق ابن صیاد کے
کہ مارون گردن اسکی فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہو ابن صیاد دجال موعود مسلط نہین کیا جاویگا تو اسپر یعنے نہین مار سکیگا اسکو کیونکہ قتل کرنیوالے
اسکے عیسی ہین اور اگر نہین ہو وہ دجال پس نہین بھلائی تیرے لیے اسکے قتل مین فت یعنے اسلیے کہ وہ ذمی ہے اور یہودون سے ہے کہ داخل ذمہ تھے اور اس وقت
مین وہ لڑکا نابالغ بھی تھا اور جو کہ اسمین قراین دلالت کرتے تھے اسکے دجال ہونے پر فرمایا حضرت نے کلام مذکور بات بے شک کہ قَالَ ابْنُ عُمَرَ انْطَلَقَ بَعْدَ
ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ الْاَنْصَارِیُّ یَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِیْ فِیْھَا ابْنُ صَیَّادٍ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ وَھُوَ
یَخْتِلُ اَنْ یَّسْمَعَ مِنِ ابْنِ صَیَّادٍ شَیْئًا قَبْلَ اَنْ یَّرَاہُ وَابْنُ صَیَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰی فِرَاشِہٖ فِیْ قَطِیْفَۃٍ لَّہٗ فِیْھَا زَمْزَمَۃٌ فَرَاَتْ اُمُّ ابْنِ صَیَّادٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ یَتَّقِیْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ

اي صاف وهو اسمه هذا محمد فتناهى ابن صياد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو تركته بين قال عبد الله بن عمر فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم
في الناس فاثنى على الله بما هو اهله ثم ذكر الدجال فقال اني انذركموه وما من نبي الا وقد انذر قومه لقد انذر نوح قومه ولكني ساقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه تعلمون انه
اعور وان الله ليس باعور متفق عليه) کہا ابن عمر نے کہ چلے بعد اسکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور ابی ابن کعب انصاری بھی ہمراہ حضرت کے درحالیکہ
قصد کرتے تھے کھجور کے درختون کا ان میں کہ ابن صیاد تھا پس شروع کیا پیغمبر خدا نے کہ چھپتے تھے درخت خرما کی شاخون میں حالانکہ آنحضرت قریب ہوتے تھے
ابن صیاد کو یہ کہ سنیں ابن صیاد کے کلام میں سے کچھ پہلے اس سے کہ دیکھے وہ حضرت کو فقط یعنے اور چاہتے تھے حضرت اور اصحاب آپ کے کہ وہ کاہن ہے یا ساحر
وغیر ذلک اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھولنا احوال اسکا کہ خوف ہو اسکے مفسدہ کا تب ابن صیاد لیٹا ہوا تھا اپنے بچھونے پر لپٹا ہوا ایک چادر میں اسکے لیے
تھی اس چادر میں آواز پوشیدہ کہ سمجھ میں نہیں آتی تھی پس دیکھا ابن صیاد کی ماں نے پیغمبر خدا کو اس حال میں کہ حضرت چھپتے تھے شاخون خرما کی بیچ اس کے کہا ابن
صیاد کی ماں نے اے صاف اور یہ نام ہے ابن صیاد کا یہ محمد کھڑے ہیں پس ٹھہر گیا ابن صیاد کلام کرنے سے یعنے چپکا ہو رہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
اگر چھوڑ دیتی اسکو ماں اسکی یعنے خبر نہ کرتی تو ظاہر کرتا وہ حقیقت حال اپنی یعنی کچھ اس سے وجود میں آتا کہ اس سے حقیقت اسکے حال کی ظاہر ہو جاتی کہ کیا ہے کہا
عبد اللہ بن عمر نے کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوگون میں یعنے خطبہ فرمایا پس تعریف کی اللہ کی ساتھ اس چیز کے کہ وہ لائق اسکے ہے پھر ذکر کیا
دجال کا فقط یعنے باحتمال اسکے کہ ابن صیاد دجال ہے یا بسبب فتنہ گری اور متصف ہونے اسکے کے ساتھ بعضی صفتون اسکی کے دجال کو یاد کیا اور اسکے احوال
سے آگاہ کیا پس فرمایا تحقیق میں ڈراتا ہون تمکو دجال سے اور نہیں کوئی نبی مگر کہ تحقیق ڈرایا ہے اسنے اپنی قوم کو اس سے یعنے بعد نوح کے البتہ تحقیق ڈرایا ہے حضرت
نوح نے اپنی قوم کو یعنے پہلے انبیا کے ولیکن میں کہتا ہون تمسے دجال کے مقدمہ میں ایک بات اور نشان کہ نہیں کہا ہے اسکو کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے جانو تم کہ
وہ ہوگا کانا اور تحقیق اللہ نہیں ہے کانا فقط یعنی بسبب منزہ ہونے اسکے کے حاشا عیب بینائی کی سے تا کانا پن لاحق ہو ساتھ اسکے اور احتمال ہے کہ کسی نبی کو حال دجال
کا معلوم نہیں ہوا یا نہیں خبر دی کسی نے کہ وہ کانا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابي سعيد الخدري قال لقيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر و
عمر يعني ابن صياد في بعض طرق المدينة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم أتشهد أني رسول الله فقال هو أتشهد أني رسول الله فقال رسول الله صلى الله
عليه وسلم آمنت بالله وملائكته وكتبه ورسله ماذا ترى قال أرى عرشا على الماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ترى عرش إبليس على البحر وما ترى قال
أرى صادقين وكاذبا أو كاذبين وصادقا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبس عليه فدعوه رواه مسلم) اور روایت ہے ابو سعید خدری
کہا ابو سعید نے کہ ملاقات کی اس سے پیغمبر خدا نے اور ابو بکر نے اور عمر نے مراد رکھتے تھے ابو سعید اس سے ابن صیاد یعنے یہ سب صاحب ملے اس سے بیچ بعضی
راہون مدینہ کے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا گواہی دیتا ہے تو کہ میں رسول اللہ کا ہون پس کہا اسنے کیا گواہی دیتے ہو تم کہ میں رسول اللہ کا ہون
پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمان لایا میں ساتھ اللہ کے اور فرشتون اسکے کے اور کتابون اسکی کے اور رسولون اسکے کے کیا دیکھتا ہے تو کہا اسنے دیکھتا
ہون میں ایک تخت پانی پر پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھتا ہے تو تخت ابلیس کا دریا پر فقط جیسے کہ اول کتاب میں باب الوسوسہ میں
گذرا کہ رکھتا ہے ابلیس تخت اپنا پانی پر اور بھیجتا ہے فوجیں اپنی کہ فتنہ میں ڈالیں لوگون کو تب فرمایا آنحضرت نے اور کیا دیکھتا ہے تو کہا ابن صیاد نے کہ دیکھتا ہون
میں دو سچون کو کہ لاتے ہیں خبریں سچی اور ایک مرد جھوٹے کو دیکھتا ہون یا دیکھتا ہون دو شخص جھوٹون کو اور ایک مرد سچے کو فقط یا تو شک راوی ہے
کہ اس طرح کہا یا اس طرح اور احتمال ہے کہ شک بھی ابن صیاد سے ہو کہ کہا وہ دیکھتا ہون یا یہ اور اسکو بہت دخل ہے بیچ غلط اور اختلال امر اسکے کے کہ جزم
نہیں رکھتا تھا اور حال اسکا بروجہ انتظام و استقامت کے نہیں یا کبھی اس طرح دیکھتا ہون اور کبھی اس طرح سے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے یعنی صحابہ سے کہ خلط کیا گیا ہے کام اسپر یعنی اسکی کہانت میں پس چھوڑ دو اسکو یعنے اسلیے کہ یہ باتیں قابل جواب کے نہیں کرتا نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ

إن ابن صياد سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن تربة الجنة فقال درمكة بيضاء مسك خالص رواه مسلم اور روایت ہے اسی سے کہ تحقیق ابن صیاد نے پوچھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حال بہشت کی مٹی کا کہ کیسی ہے پس فرمایا کہ مٹی بہشت کی رنگ میں مشابہ ہے میدے سفید کے ہے اور خوشبو میں مانند مشک خالص کے نقل کی یہ مسلم نے (وعن نافع قال لقي ابن عمر ابن صياد في بعض طرق المدينة فقال له قولا أغضبه فانتفخ حتى ملأ السكة فدخل ابن عمر على حفصة وقد بلغها فقالت له رحمك الله ما أردت من ابن صياد أما علمت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إنما يخرج من غضبة يغضبها رواه مسلم) اور روایت ہے نافع سے کہ ملاقات کی ابن عمر نے ابن صیاد سے بیچ بعض راہوں مدینہ کے پس کہی ابن عمر نے واسطے ابن صیاد کے ایک بات کہ غصہ میں لائی اسکو پس پھول گیا ابن صیاد مارے غصہ کے یہاں تک کہ بھر دیا کوچہ کو بیچ اسکے بدن پھولنے سے پس گئے ابن عمر حضرت حفصہ کے پاس کہ انکی بہن تھیں اور بیوی آنحضرت کی اور حالانکہ تحقیق پہنچی تھی یہ خبر انکو پس کہا حفصہ نے ابن عمر کو کہ رحمت کرے تجھکو اللہ تعالی کیا چاہا تو نے ابن صیاد سے کہ غصہ میں لایا تو اسکو کیا جانا تو نے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نہیں نکلیگا دجال مگر سبب ایک غصہ کے کہ کریگا اسکو وقت یعنی وہ ایکبار غصہ میں آویگا اور نکلیگا دجال سبب غصہ کے اور دعوی کریگا نبوت کا پس نہ غصہ دلاؤ ابن صیاد کو اے عبداللہ اور نہ کلام کر اس سے تاکہ نہ نکلے اور ظاہر ہوں فتنہ منع کیا حفصہ نے ابن عمر کو سبب احتمال اور ممکن ہونے اسکے کہ لگتا کہ ابن صیاد دجال ہو یا بسبب اسکے کہ وہ یقین رکھتی ہوں اسکا واللہ اعلم نقل کی یہ مسلم نے (وعن أبي سعيد الخدري قال صحبت ابن صياد إلى مكة فقال لي ما لقيت من الناس يزعمون أني الدجال ألست سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إنه لا يولد له وقد ولد لي أليس قد قال هو كافر وأنا مسلم أوليس قد قال لا يدخل المدينة ولا مكة وقد أقبلت من المدينة وأنا أريد مكة ثم قال لي في آخر قوله أما والله إني لأعلم مولده ومكانه وأين هو وأعرف أباه وأمه قال فلبسني قال قلت له تبا لك سائر اليوم قال وقيل له أيسرك أنك ذاك الرجل قال فقال لو عرض علي ما كرهت رواه مسلم) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ ساتھ ہوا میں ابن صیاد کے مکہ تک یعنی اسکے ہمراہ گیا تب ہم مکہ کو پس کہا ابن صیاد نے مجھکو کہ کیا پائی میں نے لوگوں سے ایذا پھر بیان کیا اسکو کہ گمان کرتے ہیں یا کہتے ہیں لوگ کہ میں دجال ہوں اور تم جانتے ہو کہ امر خلاف اسکے ہے کیا نہیں سنا تو نے اے ابوسعید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں پیدا کی جاویگی دجال کی اولاد یعنی لاولد ہوگا وہ اور تحقیق پیدا کی گئی ہے میرے لیے اولاد آیا نہیں فرمایا حضرت نے کہ دجال کافر ہوگا اور میں مسلمان ہوں کیا نہیں فرمایا ہے حضرت نے کہ نہیں داخل ہوگا دجال مدینہ میں اور مکہ میں اور تحقیق آیا ہوں میں مدینہ سے اور میں ارادہ رکھتا ہوں مکہ کا پھر کہا ابن صیاد نے مجھکو بیچ آخر کلام اپنے کے آگاہ ہو قسم ہے اللہ کی تحقیق میں البتہ جانتا ہوں دجال کی پیدائش کا وقت اور مکان اسکا کہ کہاں پیدا ہوگا اور کہاں ہے وہ یعنی اب اور جانتا ہوں میں اسکے ماں اور باپ کو کہا ابوسعید نے پس شبہ کیا دجال نے امر مجھ پر یعنی میں اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ دجال ہے پر انکار جو کیا اشتباہ ہوا مجھکو اسکے امر میں بسبب اسکے کہ اول کلام اسکا بیچ انکار دجالیت کے تھا ساتھ دلیلوں کے اور یہ جو آخر میں کہا کہ میں جانتا ہوں مولد وغیرہ اسکا تعریض و تلویح اسکے اقرار کی کرتا ہے اسلئے کہ اس عبارت کو بھی کلام کرنے والا کنایہ اپنے نفس سے کرتا ہے واللہ اعلم تب کہا ابوسعید نے کہ کہا میں نے ابن صیاد کو ہلاکی ہو واسطے تیرے سب باقی دنوں میں یا بیچ تمام دنوں عمر تیری کے کہا ابوسعید نے اور کہا گیا ابن صیاد کو یعنی کسی نے حاضروں میں سے کہا کہ آیا خوش لگتا ہے تجھکو کہ وہ شخص ہووے تو یعنی دجال ہووے کہا ابوسعید نے پس کہا ابن صیاد نے اگر پیش کیا جاوے میرے تئیں وہ صفتیں کہ دجال میں ہیں قسم گمراہ کرنے اور فریب دہی وغیرہ کے تو ناخوش نہ رکھوں میں ان صفتوں کو بلکہ قبول کروں میں حاصل یہ کہ راضی ہے دجال ہونے پر اور یہ دلیل واضح ہے اسکے کفر پر نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابن عمر قال لقيته وقد نفرت عينه فقلت متى فعلت عينك ما أرى قال لا أدري قلت لا تدري وهي في رأسك قال إن شاء الله خلقها في عصاك قال فنخر كأشد نخير حمار سمعت رواه مسلم) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا ملا میں ابن صیاد سے اس حالت میں کہ سوجھ گئی تھی آنکھ اسکی پس کہا میں نے کب سے کی آنکھ تیری نے وہ چیز کہ دیکھتا ہوں میں یعنی ورم کہا نہیں جانتا میں کہا میں نے نہیں جانتا تو حالانکہ تیرے سر میں ہے کہا اگر چاہے

خدا تعالیٰ پیدا کرے اسکو تیرے عصا مین غضب یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے کہ پیدا کرے آنکھ کو عصا مین اور اسکے درد کو اور عصا کو شعور نہین ہوگا آنکھ کا اور درد کا کہ اس آنکھ مین پیدا
پیدا ہوئی ہے اسی طرح جاننا ہے کہ آدمی کو بھی شعور نہو اسکا بسبب کثرت اشتغال و افکار کے کہ مانع ہوتا ہے حس کرنے اور معلوم کرنے سے کہا ابن عمر نے پس آواز
کی ابن صیاد نے ناک کی راہ سے مانند سخت آواز گدھے کے کہ سنی ہے مین نے نقل کی یہ مسلم نے (وعن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر بن عبد اللہ یحلف باللہ ان
ابن الصیاد الدجال قلت تحلف باللہ قال انی سمعت عمر یحلف علی ذلک عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم ینکرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ) اور روایت
ہے محمد بن منکدر تابعی سے کہا دیکھا مین نے جابر بن عبد اللہ کو کہ قسم کھاتا تھا خدا کی کہ ابن صیاد دجال ہے کہا مین نے کہ قسم کھاتے ہو تم اللہ کی یعنی باوجودیکہ ظنی امر ہے
نہ یقینی کہا جابر نے کہ مین نے سنا ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ قسم کھاتے تھے اسپر کہ ابن صیاد دجال ہے پاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس انکار نہ کیا اسکا آنحضرت
نے فرمایا یعنی اگر ہوتا یہ امر یقینی تو البتہ آنحضرت انکار کرتے اور شاید کہ سوگند جابر کی اور عمر کی اسپر تھی کہ ابن صیاد ان دجالون میں سے ہے جھوٹون فریبیون مین سے
تھا کہ نکلینگے اور دعوی کرینگے نبوت کا اور گمراہ کرینگے لوگون کو اور شبہ ڈالینگے لوگون مین نہ یہ کہ وہ مسیح دجال ہے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تردید کی تھی کہ فرمایا تھا اگر ہو وہ اور
اگر نہو وہ لیکن ظاہر اطلاق دجال کہنے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ وہی دجال معہود مراد ہے پس قسم کھائی انکی محمول کیجاویگی اوپر جواز کے وقت غلبہ ظن کے اور وہ حدیث
کہ فصل دوسری مین ابن عمر سے آتی ہے صریح ہے اس مین کہ وہ مسیح دجال معہود تھا شاید کہ مذہب ابن عمر کا یہی ہوا اور حاصل یہ کہ اسمین اختلاف و اشتباہ تھا واللہ اعلم
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن نافع قال کان ابن عمر یقول واللہ ما اشک ان المسیح الدجال ابن صیاد رواہ ابو داود
والبیہقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے نافع سے کہ تھے ابن عمر کہتے قسم اللہ کی نہین شک کرتا مین یہ کہ مسیح دجال ابن صیاد ہے نقل کی یہ ابو داود نے اور
بیہقی نے بیچ کتاب البعث والنشور کے (وعن جابر قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے جابر سے کہا گم کیا ہمنے ابن صیاد کو دن حرہ
کے فتنے کے اگر مراد اس عبارت سے ظاہر اسکا ہے کہ ابن صیاد اس واقعہ مین غائب ہوا اور ایسا کہ کسی نے نہ جانا کہ کہان گیا پس یہ روایت منافی اس روایت کی ہے
کہ وہ مدینہ مین مرا اور نماز پڑھی اسپر اور اگر مفہوم اسکا عام ہے اور شامل موت کو بھی ہے تو کچھ منافات نہین اور دن حرہ کا وہ دن ہے کہ غالب ہوا یزید بن معاویہ اہل مدینہ پر
اور لڑا انسے نقل کی یہ ابو داود نے (وعن ابی بکرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمکث ابوا الدجال ثلثین عاما لا یولد لہما ولد ثم یولد لہما غلام اعور اضر شیء
واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ ثم نعت لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال ابوہ طوال ضرب اللحم کان انفہ منقار وامہ امرأۃ فرضاخیۃ طویلۃ
الیدین فقال ابو بکرۃ فسمعنا بمولود فی الیہود بالمدینۃ فذہبت انا والزبیر بن العوام حتی دخلنا علی ابویہ فاذا نعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہما فقلنا ہل
لکما ولد فقالا مکثنا ثلثین عاما لا یولد لنا ولد ثم ولد لنا غلام اعور اضر شیء واقلہ منفعۃ تنام عیناہ ولا ینام قلبہ قال فخرجنا من عندہما فاذا ہو منجدل فی الشمس
فی قطیفۃ ولہ ہمہمۃ فکشف عن رأسہ فقال ما قلتما قلنا وہل سمعت ما قلنا قال نعم تنام عینای ولا ینام قلبی رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی بکرہ سے
کہ کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ٹھہرینگے ماں باپ دجال کے تیس برس کہ نہین پیدا کیا جاویگا واسطے انکے کوئی فرزند پھر پیدا کیا جاویگا واسطے
انکے ایک لڑکا کانا بڑے دانتون والا یعنی کچلیون والا اور بعضون نے کہا کہ مراد ہے اضر سے یہ کہ پیدا ہوگا دانتون سمیت اور کمترین جنس غالبا ہوگا ازروے
منفعت کے یعنے نہین ہوگا کوئی لڑکا کمتر اس سے منفعت مین سوئینگی دونون آنکھین اسکی اور نہین سوئیگا دل اسکا یعنی نہین منقطع ہونگے افکار فاسدہ اسکے
وقت سونے کے بسبب کثرت وسوسون اور پڑے رہنے فکرون فاسدہ کے کہ القا کریگا اسکو شیطان جیسے کہ نہین سوتا تھا دل آنحضرت کا بسبب کثرت افکار
صالحہ کے بسبب پڑے رہنے وحی اور الہامات کے پھر بیان کیا آنحضرت نے حال ماں باپ اسکے کا پس فرمایا باپ اسکا لمبا ہوگا سبک گوشت یعنی دبلا
گویا کہ ناک اسکی چونچ مرغ کی ہے یعنے ناک اسکی لمبی ہوگی مشابہ جانور کی چونچ کے اور ماں اسکی ایک عورت ہوگی موٹی چوڑی لمبی دونون ہاتھون کی پس کہا ابو بکرہ نے
پس سنا ہمنے ایک لڑکے کو بیچ یہود کے مدینہ مین پس گیا مین اور زبیر بن عوام یہانتک کہ گئے ہم اسکے ماں باپ کے پاس پس ناگہان وصف پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ

وسلم کا کہ بیان کیا تھا اُنکے ماں باپ کے حق میں موجود ہوا اور ایسا ہی ہے جیسا کہ فرمایا تھا آپ کو ماشنے لڑکے ماں باپ سے کہ آیا ہے تمھارے بیٹے کوئی فرزند ہیں کہا
انھوں نے کہ ٹھہرے تھے ہم تیس برس تک کہ نہیں پیدا کیا گیا ہمارے لیے کوئی فرزند پھر پیدا کیا گیا ہمارے لیے ایک لڑکا کانا بڑے دانتوں والا اور کم باشفعت
کے سوتی ہیں آنکھیں اُسکی اور نہیں سوتا دل اُسکا کہا ابوبکرہ نے پس نکلے ہم اُن دونوں کے پاس سے پس ناگہاں وہ لڑکا یعنی ابن صیاد پڑا تھا دھوپ میں بیچ چادر
اور واسطے اُسکے تھی آواز پست کہ سمجھ میں نہ آوے پس کھولا سر اپنا پس کہا کیا کہا تم نے یعنی زہرا اور ابوبکرہ نے کچھ کلام کیا ہوگا اُسکے حق میں اور کچھ سمجھ اُسنے یہ کہا
ہمنے کیا سنا تو نے جو کچھ کہا ہمنے کہا ہاں سوتی ہیں آنکھیں میری اور نہیں سوتا دل میرا نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ امْرَاَۃً مِنَ الْیَہُوْدِ بِالْمَدِیْنَۃِ وَلَدَتْ غُلَامًا
مَمْسُوْحَۃً عَیْنُہٗ طَالِعَۃً نَابُہٗ فَاَشْفَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّکُوْنَ الدَّجَّالَ فَوَجَدَہٗ تَحْتَ قَطِیْفَۃٍ یُّہَمْہِمُ فَاٰذَنَتْہُ اُمُّہٗ فَقَالَتْ یَا عَبْدَ اللّٰہِ ہٰذَا اَبُو الْقَاسِمِ فَخَرَجَ
مِنَ الْقَطِیْفَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا لَہَا قَاتَلَہَا اللّٰہُ لَوْ تَرَکَتْہُ لَبَیَّنَ فَذَکَرَ مِثْلَ مَعْنٰی حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ائْذَنْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَقْتُلَہٗ
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ یَّکُنْ ہُوَ فَلَسْتَ صَاحِبَہٗ اِنَّمَا صَاحِبُہٗ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَاِلَّا یَکُنْ ہُوَ فَلَیْسَ لَکَ اَنْ تَقْتُلَ رَجُلًا مِّنْ اَہْلِ الْعَہْدِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُشْفِقًا اَنَّہٗ ہُوَ الدَّجَّالُ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق ایک عورت قوم یہود میں سے بیچ مدینہ میں ایک لڑکا جنی ہوئی اُسکی
ہو داری گئی تھی آنکھ اُسکی یعنی داہنی اور بعضوں نے کہا بائیں نکلی ہوئی تھیں کچلیاں اُسکی پس ڈرے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اندیشہ کیا اس سے کہ ہو وہ
دجال پس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے دیکھنے کو تا اُسکا حال تحقیق کریں پس پایا اُسکو نیچے چادر کے لپٹا ہوا اس حال میں کہ کرتا تھا کلام چپکے چپکے کہ سمجھ میں نہ
آوے پس آگاہ کیا اُسکو اُسکی ماں نے پس کہا اے عبد اللہ یہ ابو القاسم یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں خبردار ہو اور سنبھل ہو اور سنبھلکے کلام
کرنے کے لیے پس نکلا وہ چادر سے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہوا اس عورت کو کیا کلام کیا اُسنے مارے اُسکو خدا تعالی اگر چھوڑ دیتی اُسکو
اور خبر نکرتی اُسکو تو تحقیق وہ ظاہر کرتا حال اپنا پس ذکر کیا جابر نے یا راوی جابر نے مثل معنی حدیث ابن عمر کے کہ ابتدا باب میں گذری پس کہا عمر بن خطاب نے کہ
اجازت دیجیے مجکو یا رسول اللہ پس قتل کروں میں اُسکو پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر ہو یہ ابن صیاد دجال تو نہیں ہے تو یار اُسکا یعنی قتل کرنے والا اُسکا
اور نہیں ہے یار اُسکا مگر عیسی بیٹا مریم کا کہ کسی کو قدرت اُسکے قتل کی نہیں ہوگی مگر عیسی علیہ السلام کو اور اگر نہیں ہے وہ دجال تو نہیں پہنچتا تجکو کہ مارے ایک مرد کو اہل
ذمہ سے فـ اور یہ ماجرا اُسکے اسلام لانے سے پہلے کا تھا اور بعد اسلام کے بھی حال اُسکا معلوم ہوا کہ راضی تھا اسپر کہ دجال ہو اور یہ کفر ہے جیسا کہ حدیث ابی سعید
خدری کی سے کہ ہمراہ اُسکے مکہ کو گیا معلوم ہوا ہے پس ہمیشہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ڈرنے والے یعنی اندیشہ رکھتے اس سے کہ ابن صیاد دجال ہو فـ
کہا بعضے محققین نے کہ توجیہ بیچ حدیثوں کے کہ وارد ہوئی ہیں ابن صیاد کے حق میں باوجود اسکے کہ اُنمیں اختلاف و تضاد ہے یہ ہے کہ کہا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُسکو گمان کیا تھا دجال پہلے تحقیق ہونے خبر مسیح دجال کے پس جب خبر دیے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے حال و قصہ سے بیچ حدیث تمیم داری
کے اور موافق ہوا یہ اس چیز کے کہ نزدیک حضرت کے تھی واضح ہوگیا حضرت پر یہ کہ نہیں ہے ابن صیاد وہ شخص کہ گمان کیا تھا یعنی دجال اور تو یہ ہے اُسکی وہ حدیث
کہ ذکر کی ابو سعید نے وقت ہمراہ جانے ابن صیاد کے مکہ کو اور اسی پر موافق ہونا دجال کے ماں باپ کے وصفوں کا اور ابن صیاد کے ماں باپ کے وصفوں کا
نہیں ثابت کرتا ہے اسکو کہ ابن صیاد دجال ہے اسلیے کہ اتفاق ہونے دو وصفوں کے سے نہیں لازم آتا ہے اتحاد دو موصوف کا اور ایسی ہی قسم کھانا عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا
باوجود انکار کرنے آنحضرت کے اس سے کہ وہ دجال ہی تھا یہ سب پہلے ظاہر ہونے حال کے اور دجال میں بعضی باتیں ایسی ہونگی کہ سبب خوف کی ہیں نسبت
امت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکا ڈر رہتا تھا بنا بر احتیاط کے فـ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنۃ میں بَابُ نُزُوْلِ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یعنی
بیچ بیان اُترنے عیسی علیہ السلام کے فـ بالتحقیق ثابت ہوا ہے صحیح حدیثوں سے کہ حضرت عیسی علیہ السلام اُترینگے آسمان سے زمین پر اور ہونگے تابع
دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حکم کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر اور اسپر بعضے احکام کہ ہماری شریعت میں منسوخ ہیں اور حکم کرینگے حضرت عیسی

اہل ذمہ سے اور چھوڑ دینگے عیسیٰ یا چھوڑی جاویگی اونٹنیاں جوان یعنی نہ کیجاویگی سواری اور کام اور طلب حاجات انپر ف یعنی بسبب کثرت اور سواریوں کے حاجت انکی نہیں رہنے کی یا معنی یہ ہیں کہ نہیں حکم کرینگے کسی کو کہ سعی کرے انکے لانے پر زکوۃ کے لیے کیونکہ کوئی قبول کرنے والا ہی نہیں پایگا اور جائز ہے کہ ہو کنایہ ترک تجارات اور سفر کرنے سے زمین میں واسطے طلب مال کے اور حاصل کرنے ما یحتاج الیہ کے واسطے استغنا انکے کے ت البتہ جاتا رہیگا لوگوں میں سے کینہ اور بغض اور حسد ف کے یہ سب چیزیں سبب دنیا سے ہوتی ہیں پس جاتے رہینگے یہ عیب بسبب جاتے رہنے محبت دنیا کے دلوں میں سے ت اور البتہ بلاوینگے عیسیٰ لوگوں کو طرف قبول کرنے مال کے پس نہیں قبول کرنے کا اسکو کوئی یعنی بسبب استغنا کے نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ ایک روایت بخاری اور مسلم کے آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کیا ہوگا حال تمہارا جسوقت کہ اتریگا عیسیٰ بیٹا مریم کا درمیان تمہارے اور امام تمہارا تم میں سے ہوگا ف یعنی قریش میں سے ہوگا یا تمہارے اہل ملت میں سے علما نے اسکی دو وجہ سے شرح کی ہے ایک تو یہ کہ امام تمہاری نماز کا وہ شخص ہوگا کہ تم میں سے ہو اور عیسیٰ اقتدا کرینگے اسکا اور وہ مہدی ہے اور یہ بسبب تعظیم و تکریم نبی کے ہوگا جیسے کہ مضمون حدیث آیندہ کا صریح ہے اور عیسیٰ حاکم اور خلیفہ اور امام اعظم ہونگے خبر کے ہونگے اس زمانہ میں اور امام نماز کے مہدی ہی ہونگے اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ عیسیٰ جو اترینگے مہدی امت کے ساتھ نماز میں ہونگے اور چاہینگے کہ پیچھے ہٹ جاویں اور امام عیسیٰ علیہ السلام کو کریں پس عیسیٰ علیہ السلام امام نہیں ہونے کے اور اقتدا کرینگے انکا اور بعد اس نماز کے امامت عیسیٰ علیہ السلام ہی کرینگے بسبب افضل ہونے انکے کے مہدی سے اور وجہ دوسری یہ کہ مراد امام سے عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور مراد ساتھ ہونے انکے کے تم میں سے حکم کرنا انکا ہے ساتھ احکام شریعت تمہاری کے نہ ساتھ احکام انجیل کے اور روایت میں آیا ہے پس امامت کرینگے عیسیٰ علیہ السلام تمہاری ساتھ کتاب پروردگار تمہارے کے اور ساتھ سنت پیغمبر تمہارے کے پس معنی یہ ہونگے کہ امامت کرینگے تمہاری اس حال میں ہونے انکے کے دین والے تمہارے سے اور حکم کرنے والے ساتھ کتاب و سنت تمہاری کے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُہُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَۃَ اللّٰہِ ہٰذِہِ الْاُمَّۃَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَہٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ) اور روایت ہے جابر سے کہا انہوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت میں سے کہ لڑیگی حق پر واسطے حق کے درحالیکہ غالب ہونگے اپنے دشمنوں پر قیامت تک یعنی قرب قیامت تک فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے پس کہیگا امیر امت کا یعنی مہدی عیسیٰ سے آؤ نماز پڑھاؤ ہمکو یعنی اسلیے کہ اولیٰ ساتھ امامت کے افضل ہے اور تم نبی رسول کامل ہو پس کہینگے عیسیٰ اس امیر سے کہ نہیں امامت کرتا میں یعنی اسلیے کہ تا نہ وہم جاوے میری امامت سے تمہارے دین کے منسوخ ہونے کا تحقیق بعضے تم میں سے بعضوں پر امیر اور امام ہیں بسبب بزرگ رکھنے خدا تعالیٰ کے اس امت کو مگر محمدیہ کو صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم نقل کی یہ مسلم نے اور یہ باب مصابیح میں خالی ہے دوسری فصل سے کہ احسان ہے ہمارا

(الفصل الثالث) فصل تیسری

(عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَہٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ کِتَابِ الْوَفَاءِ) روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اترینگے عیسیٰ بیٹے مریم کے طرف زمین کے پس نکاح کرینگے اور پیدا کیجاویگی انکے لیے اولاد اور ٹھہرینگے زمین میں پینتالیس برس ف ع اور یہ ظاہر میں مخالف ہے قول اس شخص کے کہ جاوینگے طرف آسمان کے اس حال میں کہ عمر انکی تینتیس برس کی ہوگی اور ٹھہرینگے زمین میں بعد اترنے کے سات برس پس دونوں عدد ملکر چالیس ہوئے لیکن حدیث انکی سات برس کی ٹھہرنے کی نقل کی یہ مسلم نے پس نہیں ہے احتیاج ساتھ اس چیز کے کہ ذکر کی گئی یا ترجیح دیجاویگی وہ روایت کہ صحیح میں ہے یعنی مسلم میں اور شاید کہ عدد پانچ کا ساقط ہوا اعتبار سے بسبب حذف کردینے کسور کے ت پھر مرینگے عیسیٰ پس دفن کیے جاوینگے نزدیک میرے بیچ مقبرہ میرے کے پس اٹھونگا میں اور عیسیٰ ایک مقبرہ میں درمیان ابی بکر اور عمر کے کہ اس مقبرہ میں مدفون ہیں ف پس معلوم ہوا کہ مراد قبر سے مقبرہ ہے اور اخبار میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقبرہ میں جگہ ایک قبر کی خالی ہے اور کسی کو وہ جگہ میسر نہیں ہوئی چنانچہ حضرت امام حسن کو چاہا کہ وہاں رکھیں اور عائشہ نے کہ گھر انکا تھا اس بات پر راضی ہوئیں

بنی امیہ مانع ہوئے اور آپ کو حضرت کے روضہ میں دفن نہونے دیا اور عبد الرحمن بن عوف نے کہ یہ جگہ حضرت عائشہ راضی ہوئیں لیکن انکو بھی اسپر نہ ملا اور حضرت عائشہ کو
بھی لوگوں نے کہا کہ تمہارا گھر ہے تم کیوں نہیں کہتی ہو کہ میں راضی نہیں ہوں اسپر مجھکو ضرورت ہے سو کیوں نہ کے بلکہ بقیع ہی میں رکھنا لیکن اس میں یہ تھی کہ وہاں قبر عیسیٰ کی
ہوگی واللہ اعلم انتقل کیا یہ ہیں پیر ہے کتاب دنیا میں باب قرب الساعۃ وان من مات فقد قامت قیامتہ باب ہے بیچ بیان نزدیک ہونے
قیامت کے اور بیچ بیان اسکے کہ جو شخص مرا پس تحقیق قائم ہوئی قیامت اسکی فی ظاہر ہے کہ نزدیک ہونا قیامت کا اس سے کہ جو کچھ کہ رہا ہے اس مدت سے
کہ اسکے پہلے گذری ہے کمتر ہے اور اشارہ اسکی گذر چکی اور عبارت ومن مات الخ بھی لفظ حدیث کی ہے کہ مؤلف نے یہاں عنوان باب کا کیا اور معنی اسکے یہ ہیں کہ جو کوئی مرا جو کچھ
کہ قیامت میں احوال واہوال واقع ہونے ہیں کچھ نمونہ اسکا اسکے حق میں واقع ہوجاتا ہے فی شرح کہا طیبی نے کہ قیامت تین قسم پر ہے ایک تو کبری اور وہ اٹھنا لوگوں کا
ہے واسطے جزا کے یعنی اور دوسری قیامت وسطی اور وہ عبارت ہے مرنے اہل قرن سے کہ ایک زمانہ میں قریب ایک دوسرے کے ہوں کہ اسکو قرن کہتے ہیں اور تیسری
قیامت صغری اور وہ مرنا آدمی کا ہے اور مراد یہاں یا تیسری ہے اور ظاہر ہے کہ مراد ساعت کبری ہے برابر ہے کہ مراد ہو اس سے قیامت پہلی بموجب قول علیہ الصلوۃ والسلام
کے لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس یا دوسری کہ وہ ظاہر کبری ہے کہ معروف ہے [illegible] میں اور احادیث باب سے قول علیہ الصلوۃ والسلام کا بعثت
انا والساعۃ کہاتین احتمال دونوں کا رکھتا ہے اور حدیث عائشہ کی آگے آتی ہے جو دلالت کرتی ہے قیامت وسطی پر

الفصل الاول فصل پہلی

عن شعبۃ عن قتادۃ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت انا والساعۃ کہاتین قال شعبۃ وسمعت قتادۃ یقول فی قصصہ کفضل احدہما علی الاخری فلا ادری اذکرہ عن انس او قالہ قتادۃ متفق علیہ روایت ہے شعبہ سے کہ نقل کی قتادہ تابعی سے قتادہ نے انس سے کہا فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھیجا گیا
میں اور قیامت مانند ان دونوں انگلیوں کے یعنی انگلی شہادت اور بیچ کی انگلی کے کہا شعبہ نے اور سنا میں نے قتادہ سے کہ کہتے تھے بیچ وعظ میں فی شرح یعنی
بیچ بیان مراد کے مشابہت وقت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ قیام قیامت کے ان دونوں انگلیوں کو مانند زیادتی اور بڑھاؤ ایک کے
ان دونوں میں سے کہ بیچ کی انگلی ہے دوسری پر کہ انگلی شہادت کی ہے فی شرح یعنی جس قدر بیچ کی انگلی بڑی ہوئی شہادت کی انگلی سے ہے مبعوث ہونا میرا پہلے قیامت
سے بھی مانند اسکے ہے کہ میں آگے قیامت سے آیا ہوں اور قیامت پیچھے سے چلی آتی ہے شعبہ کہتا ہے پس نہیں جانتا میں کہ اس بیان کو قتادہ نے انس سے نقل
کیا یا از خود کہا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فی شرح اور تعیین اسکی کہ انس سے ہو اسپر بھی یہ احتمال ہے کہ انس نے از خود کہا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حدیث
مستور میں راوی سے کہ آگے آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیان آنحضرت کے سے ہے وعن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلونی
عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ واقسم باللہ ما علی الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وہی حیۃ یومئذ رواہ مسلم اور روایت ہے جابر سے کہا سنا میں نے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے مہینا بھر پہلے اپنی رحلت سے کہ پوچھتے ہو تم مجھسے وقت قائم ہونے قیامت کے سے کہ وہ نفخہ پہلا اور دوسرا ہے اور نہیں ہے
علم اسکے تعیین وقت کا مگر نزدیک خدا تعالیٰ کے فی شرح یعنی وقت قائم ہونے قیامت کبری کے سے پوچھتے ہو وہ خود مجھکو معلوم نہیں ہے اور اسکو سوائے خدا تعالیٰ کے
کوئی نہیں جانتا قیامت صغری اور وسطی کو کہ بیان کرتا ہوں کہ اسکا علم رکھتا ہوں جیسے کہ فی ہدایات اور قسم کھاتا ہوں میں اللہ کی کہ نہیں روئے زمین پر کوئی
نفس کہ پیدا کیا گیا اور موجود ہے کہ گذرے اسپر سو برس اور وہ زندہ ہو اسدن کہ سو برس اسپر گذریں نقل کی یہ مسلم نے فی شرح یعنی طبقہ اور قرن آدمیوں میں سے کہ بیچ
زمانہ خبر دینے میرے کے موجود ہیں سو برس کی مدت میں سب مرجاوینگے اور کوئی انمیں سے باقی نہ رہیگا اسکو قیامت وسطی کہتے ہیں اور ہر ایک کے مرنے کو
بنسبت اسکے قیامت صغری اور مراد اس سے مرجانا صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور فرمایا آنحضرت نے یہ کلام بنا بر غالب کے والا جیتے رہے ہیں بعض صحابہ اکثر سو برس
سے مانند انس اور سلمان وغیرہما کے اور ظاہر یہ ہے کہ معنی لا یعیش نفس مائۃ سنۃ کے بعد اس قول کے ہو جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آئندہ کی پس نہیں حاجت ہے
طرف اعتبار غالب کے چنانچہ کہا ہے بعضوں نے کہ پیدا ہوئے ہوا تھا اس زمانہ کے تمام ہوگئے پہلے تمام ہونے سو برس کے وقت فرمانے حدیث کے سے اور اس

حدیث سے تمسک کیا ہے بعضوں نے اکابر علماء میں سے خضر کی موت پر کیونکہ وہ وقت خبر دینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موجود دن اور موجود ہونے سے روئے زمین پر تھے اور حکم مخبر بما وقع چاہیئے کہ ان پر سے بھی سو برس سے گذرا ہو اور بعد گذرنے سو برس کے مر گئے ہوں اور جواب دیتے ہیں اسکا علما کہ خضر اس عموم سے مخصوص ہیں اسلیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی امت کے احوال کی وہی ہے کہ میری امت میں سے کہ اسوقت موجود ہیں بعد سو برس کے سب مر جاوینگے اور نئی پیدا ہونگی دوسرے نبی کی امت سے اور بعضوں نے کہا کہ قید ارض نے نکالا خضر اور الیاس کو اسلیئے کہ وہ اسوقت دریا پر تھے زمین پر نہ تھے کما نقل البغوی معالم التنزیل میں کہ چار شخص انبیاء میں سے زندہ ہیں دو زمین پر خضر اور الیاس اور دو آسمان پر ادریس اور عیسی اور خبریں بیچ وجود خضر علیہ السلام کے مشائخ سے تواتر کو پہونچی ہیں اگرچہ بعضے اسمین تاویل کرتے ہیں کہ ہر زمانہ کا ایک شخص ہے کہ فیضان پہونچاتا ہے لیکن مکمل اولیا سے وہ اسی شخص کا نبی اسرائیل میں سے کہ مصاحب موسے کے تھے آیا ہے (وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو سعید سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہیں آویگے سو برس اس حال میں کہ زمین پر کوئی شخص زندہ اس دن یعنی صحابہ میں سے نقل کی ہے مسلم نے (وعن عائشۃ قالت کان رجال من الاعراب یاتون النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسألونہ عن الساعۃ فکان ینظر الی اصغرہم فیقول ان یعش ہذا لا یدرکہ الہرم حتی تقوم علیکم ساعتکم متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ رضی سے کہا تھے کتنے اشخاص اعراب میں سے کہ آتے تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو پوچھتے تھے حضرت سے وقت قیامت کا پس تھے آنحضرت کہ دیکھتے طرف چھوٹے کی انہیں سے پس فرماتے اگر جیتا رہا یہ لڑکا نہ پاویگا اسکو بڑھاپا یہانتک کہ قائم ہوگی تمپر قیامت تمہاری نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے وفات یعنی موت یعنی آخر بڑھاپے کو نہیں پہونچیگا کہ تم سب مر جاؤگے اشارت کی طرف ہلاک ہو جانے اس طبقہ اور فنا ہو جانے اس قرن کے مقدار اس مدت میں اسلیئے فرمایا ساعتکم ظاہر یہ ہے کہ سوال انکا ساعت کبری سے تھا اور جواب علی اسلوب الحکیم ہوا اور قیامت تمہاری کہ وہ قیامت صغری ہے بہت نزدیک ہے اور قیامت کبری بھی ہے نزدیک بعضے شارحین نے کہا اور مراد وجہ اسباب کا ہے اور ظاہر یا اکثر کا اور یہ غالب ہے **الفصل الثانی** فصل دوسری (عن المستورد بن شداد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت فی نفس الساعۃ فسبقتہا کما سبقت ہذہ ہذہ واشار باصبعیہ السبابۃ والوسطی رواہ الترمذی) اور روایت ہے مستورد بن شداد سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بھیجا گیا میں بیچ ابتدا کے قیامت کے اور اوائل علامات اسکی کے پس بڑھا میں قیامت پر جیسی کہ بڑھی ہے یہ انگلی بیچ کی اس انگلی پر یعنی شہادت کی انگلی پر اور اشارہ کیا ساتھ دو انگلی اپنی کے شہادت کی اور بیچ کی نقل کی ہے ترمذی نے (وعن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انی لارجو ان لا تعجز امتی عند ربہا ان یؤخرہم نصف یوم قیل لسعد وکم نصف یوم قال خمسمائۃ سنۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے البتہ امید رکھتا ہوں کہ نہ عاجز ہو امت میری نزدیک پروردگار اپنے کے اس بات سے کہ تاخیر دے اور مہلت بخشے انکو آدھے دن کہا گیا واسطے سعد بن ابی وقاص کے اور کتنا آدھا دن ہے کہا سعد نے آدھا دن سو برس کا ہے نقل کی ہے ابو داود نے فقط یہ نظر اسکے کہا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنی ایک دن نزدیک پروردگار تیرے کے مقدار ہزار برس کے ہے اس چیز سے کہ شمار کرتے ہو تم جب وہ دن مقدار ہزار برس کے ہوا تو آدھا دن پانسو برس کا ہوا اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اس امت کو اسقدر قدرت اور قرب اور مرتبہ ہے پروردگار تعالی کے نزدیک ہے کہ پانسو برس انکو نگاہ رکھے اور ہلاک نہ کرے اور بقا انکا کمتر اس سے نہ گذریگا ہوتو ہو سکتا ہے اشارہ کیا طرف اسکے کہ پانسو برس سے کم میں قیامت قائم نہیں ہونے کی اور اس امت کو ہلاک نہیں کریگا بعد اسکے جو کچھ چاہا ہوگا کریگا اور بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ پانسو برس تک سالم اور بیامن شدائد اور عقوبات سے نگاہ رکھیگا اور انکو آفتیں نہیں پہونچینگی کہ انسے مستہلک اور مستاصل ہو جائیں اور شیخ جلال الدین سیوطی نے اپنے بعضے رسالوں میں ثابت کیا ہے کہ بقا اس امت بعد ہزار برس کے رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو برس سے تجاوز نہیں کریگا واللہ اعلم **الفصل الثالث** فصل تیسری (عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل ہذہ الدنیا مثل ثوب شق من اولہ الی آخرہ فبقی متعلقا بخیط فی آخرہ

فیؤنث بہ ذلک الحیوان ینقطع رواہ البیہقی فی شعب الایمان) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حال اس دنیا کا یعنے فنا کے قریب پہونچنے میں اور قرب زمان قیامت میں مانند حال ایک کپڑے کے ہے کہ پھاڑ گیا اول سے آخر تک پس باقی رہا لٹکا ہوا ساتھ ایک دھاگے کے آخر اسکے میں پس نزدیک ہے وہ دھاگا کہ ٹوٹ جاوے یعنے دنیا تمام فانی ہو نقل کی بیہقی نے شعب الایمان میں باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس باب بیچ بیان اسکے کہ برپا نہیں ہوگی قیامت مگر بد لوگوں پر فـ یعنے نیک سب مر جاوینگے اور بد باقی رہینگے پس قائم ہوگی قیامت انپر جب تک وجود نیکوں کا دنیا میں ہے قیامت قائم نہیں ہوگی جیسے کہ اوپر گذرا آخر عہد عیسی کے دین ایک ہوا خوشبودار چلیگی کہ مسلمان سب مر جاوینگے اور بدکار باقی رہینگے کہ آپس میں گدہوں کے مانند اختلاط کرینگے پس انپر قایم ہوگی قیامت الفصل الاول فصل پہلی (عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تقوم الساعۃ حتی لا یقال فی الارض اللہ اللہ وفی روایۃ قال لا تقوم الساعۃ علی احد یقول اللہ اللہ رواہ مسلم) روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برپا نہ ہوگی قیامت یہاں تک کہ نہ کہا جاوے زمین میں اللہ اللہ یعنے کوئی نہیں رہیگا کہ ذکر خدا کا کرے اور اسکو پوجے بلکہ سب کافر بت پرست و فاسق ہوینگے اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ فرمایا نہیں قائم ہوگی قیامت اسپر کہ کہتا ہوگا اللہ اللہ فـ اس سے معلوم ہوا کہ بقا عالم بسبب برکت علماء عاملین کے اور ذاکرین اور صلحاء اور نیک کاروں کے ہے جب انکو عالم سے اٹھا لینگے عالم بھی نہیں رہنے کا نقل کی مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الخلق رواہ مسلم) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اوپر بدترین خلق کے نقل کی مسلم نے فـ مراد خلق سے آدمی ہیں اسلیے کہ مراد شرار سے گنہگار ہیں اور متصف ساتھ معصیت گناہ کے آدمی ہیں نہ تمام خلق اور اگر کہا جاوے کہ کیا تطبیق ہے اس حدیث میں اور حدیث سابق میں لا یزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ کہینگے ہم کہ پہلی حدیث مستغرق ہے تمام زمانوں کو عام ہے آگیں اور دوسری مخصوص ہے یعنے سوا اس زمانہ کے مراد ہے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی تضطرب الیات نساء دوس حول ذی الخلصۃ وذو الخلصۃ طاغیۃ دوس التی کانوا یعبدون فی الجاہلیۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ ہلینگے سرین عورتوں بنی دوس کے گرد ذو الخلصہ کے فـ دوس ایک قبیلہ ہے یمن سے اور ذو الخلصہ بفتحتین زبر خ جیم اور لام کے اور دونوں کے پیش سے بھی آیا ہے نام بتخانہ کا ہے کہ اسکو کعبہ یمانیہ کہتے تھے اور وہاں ایک بت تھا کہ نام اسکا خلصہ تھا اور قبائل دوس اور خثعم اور بجیلہ اسکو پوجتے تھے اور آنحضرت نے جریر بن عبد اللہ بجلی کو بھیجا تھا اسکو خراب کیا پس فرماتے ہیں کہ اخیر زمانہ میں یہ قبائل مرتد اور بت پرست ہونگے اور عورتیں انکی گرد اس بتخانہ کے طواف کرینگی اور راوی نے کہ ابوہریرہ ہیں یا اور کوئی بیچ تفسیر ذو الخلصہ کے کہا ہے کہ ذو الخلصہ نام بت قبیلہ دوس کا ہے کہ وہ پوجتے تھے اسکو زمانہ جاہلیت میں فـ علماء یعنے صاحب نہایہ وغیرہ نے جو کہا ہے کہ وہ بت خانہ ہے معلوم ہوا کہ اس تفسیر میں مسامحہ ہے بت نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یذہب اللیل والنہار حتی یعبد اللات والعزی فقلت یا رسول اللہ ان کنت لاظن حین انزل اللہ ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ان ذلک تاما قال انہ سیکون من ذلک ما شاء اللہ ثم یبعث اللہ ریحا طیبۃ فتوفی کل من کان فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من ایمان فیبقی من لا خیر فیہ فیرجعون الی دین آبائہم رواہ مسلم) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نہیں جاتے رہنے کے رات اور دن یعنے فانی نہیں ہوگی دنیا یہاں تک کہ پوجے جاوین لات و عزی کہ نام دو بتوں مشہور کے ہیں لات نام بت قبیلہ بنی ثقیف کا ہے اور عزی نام بت غطفان اور سلیم کا پس کہا میں نے یا رسول اللہ تحقیق تھی میں البتہ گمان کرتی جسوقت بھیجی اللہ تعالی نے یہ آیت کہ وہ خدا کہ بھیجا رسول اپنا ساتھ ہدایت کے اور دین درست کے تا غالب کرے اسکو سب دینوں پر اگرچہ ناخوش رکھیں اسکو مشرک فـ چونکہ مدلول اس آیت کا یہ ہے کہ سب دین باطل ہوں اور بت پرستی زائل ہو اور دین اسلام سب پر غالب ہو پس میں گمان کرتی تھی بلکہ یقینا جانتی تھی کہ بت پرستی تمام ہونیوالی ہے اور زائل ہونیوالی اور نہیں ہوگی

بعد اسکے کبھی اور جب آپ پر خبر وحی سے معین فرمایا آنحضرت نے تحقیق شان یہ ہے کہ ہوگا اس سے پہلے بعض اس چیز سے کہ ذکر کی گئی یعنے تمام ہونا دین کا اور نقصان کفر کا
ایک مدت تک کہ چاہا ہو خدا تعالی نے اور بیان کیا انکو ساتھ قول اپنے کے پھر بھیجیگا خدا تعالی ایک ہوا خوشبودار پس مار ڈالیگا ہر وہ شخص کہ اسکے دل میں ہو مقدار
دانہ رائی کے ایمان سے پس باقی رہیگا وہ شخص کہ نہیں ہے کچھ بھی اسمین یعنے نہ اسلام اور نہ ایمان اور نہ قرآن اور حق اور نہ تمام ارکان اور نہ علما ایمان مرتا ہو سکے اور
پھر جاوینگے طرف دین باپون اپنے کے نقل کی مسلم نے ف یعنے حکمت الٰہی اخیر زمانہ مین کفر و بت پرستی ہوگی تا قیامت کہ محل ظہور قہر و جلال الٰہی کی ہے برپا
ہو قائم ہونا نیکون پر ۔ اور حضرت عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج الدجال فیمکث اربعین لا ادری اربعین یوما او شہرا او عاما فیبعث اللہ
عیسی ابن مریم کانہ عروة بن مسعود فیطلبہ فیہلکہ ثم یمکث فی الناس سبع سنین لیس بین اثنین عداوة ثم یرسل اللہ ریحا باردة من قبل الشام فلا یبقی علی وجہ الارض
احد فی قلبہ مثقال ذرة من خیر او ایمان الا قبضتہ حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلتہ علیہ حتی تقبضہ قال فیبقی شرار الناس فی خفة الطیر واحلام السباع
لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل لہم الشیطان فیقول الا تستجیبون فیقولون فما تأمرنا فیأمرہم بعبادة الاوثان وہم فی ذلک دار رزقہم حسن عیشہم ثم ینفخ
فی الصور فلا یسمعہ احد الا اصغی لیتا ورفع لیتا قال فاول من یسمعہ رجل یلوط حوض ابلہ فیصعق ویصعق الناس ثم یرسل اللہ او قال ینزل اللہ مطرا کانہ الطل او الظل فتنبت منہ اجساد الناس ثم
ینفخ فیہ اخری فاذا ہم قیام ینظرون ثم یقال یا ایہا الناس ہلم الی ربکم وقفوہم انہم مسئولون قال ثم یقال اخرجوا بعث النار فیقال من کم فیقال من کل الف
تسعمائة وتسعة وتسعین قال فذلک یوم یجعل الولدان شیبا وذلک یوم یکشف عن ساق رواہ مسلم اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگا دجال امت میں پس رہیگا چالیس عبد اللہ پسر عمرو بن العاص کہتے ہیں کہ نہیں جانتا میں مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس
سے چالیس دن ہیں یا چالیس مہینے یا چالیس برس ف یعنے معلوم ہو چکا ہے کہ بعضی روایتون میں چالیس برس آئے ہیں اور بعضی میں چالیس دن یا چالیس
رات اور وجہ تطبیق کی بھی ذکر کی گئی ہے پس بھیجیگا اللہ تعالی عیسی بن مریم کو گویا کہ وہ عروہ بن مسعود ہیں صورت و شکل میں پس ڈھونڈینگے عیسی دجال کو پس
مار ڈالینگے اسکو پھر ٹھہرینگے عیسی علیہ السلام سات برس اس حال میں کہ نہ ہوگی درمیان دو شخصون کے دشمنی ف یعنے سب لوگ اوپر صفت ایمان کامل کے اور
محمود سے دوست ایک دوسرے کے ہونگے لوگون میں اور ٹھہرنا عیسی کا سات برس بعد مارنے دجال کے ہوگا والا پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مدت ٹھہرنے عیسی کی چالیس
برس ہونگے ہے پھر بھیجیگا اللہ ایک ہوا ٹھنڈی شام کی طرف سے پس نہیں باقی رہیگا روے زمین پر کوئی کہ اسکے دل میں مقدار ذرہ کے بھلائی سے ہو یا ایمان
سے شک راوی ہے کہ من خیر کہا یا من ایمان مگر کہ نکال لیگی وہ ہوا روح اسکی یہانتک کہ اگر کوئی تم میں سے گیا ہوگا اندر پہاڑ کے یعنے بالفرض والتقدیر تو البتہ داخل ہوگی وہ
ہوا اس پہاڑ میں اس شخص پر یہانتک کہ قبض کریگی روح اسکی کہا پس باقی رہینگے بدترین لوگ بیچ ہلکی پرندون اور گرانی درندون کے ف یعنے فسق و فساد
اور قضاء شہوت نفسانی میں ایسے سبک اور تیز رو ہونگے جیسے پرندے اور ظلم اور خونریزی و فساد میں ایسے گران اور مستقر ہونگے جیسے درندے اسمین اشارہ ہے طرف
اسکے کہ وہ خالی ہونگے علم و حلم سے بلکہ غالب ہوگی انپر سستی و رازی اور غضب و وحشت اور ہلاک کرنا اور قلت رحم سے نہ جانینگے وہ نیک بات کو اور نہ انکار کرینگے
نامشروع سے پس صورت پکڑکے آویگا واسطے انکے شیطان پس کہیگا کیا نہیں شرم کرتے تم ف یعنی کہ فسق و فجور اور ظلم و فساد کرتے ہو اور یہ مکر و تلبیس شیطان کا ہے کہ اس
حیلہ سے انکو بت پرستی کی طرف بلاویگا ف پس کہینگے وہ شیطان کو کہ کیا حکم کرتا ہے تو ہمکو اور مقصود تیرا کیا ہے اور کیا کام کریں ہم پس حکم کریگا انکو بت پوجنے کا ف
یعنے از راہ توسل کے کہ اللہ اس سے راضی ہوگا جیسے کہ اللہ تعالی نے خبر دی کفار کے اعتقاد سے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفی وہؤلاء شفعاؤنا عند اللہ
اور حال یہ کہ وہ اس حالت میں باکثرت ہوگا رزق انکا اچھی اور فراخ ہوگی معیشت اور زندگانی انکی پھر پھونکا جاویگا صور میں اور قائم ہوگی قیامت پس نہ سنیگا
آواز صور کی کوئی مگر کہ جھکاویگا گردن کی ایک طرف کو اور بلند کریگا دوسری طرف کو ف یعنے اسکی دہشت سے لوگون کے دل پھٹ جاوینگے اور قوت جسمانی
معطل و سست ہو جاینگی اور اثر اسکا گردن میں پیدا ہوگا جیسے کہ وحشت میں ہوا کرتا ہے کہ سر ایک طرف کو جھک جاتا ہے پس اس ہی طرف جھکی ہوئی ہو اور ایک کو اٹھی

سنے فرمایا آنحضرت نے پس اول جو سنیگا آواز صور کی وہ شخص ہوگا کہ لیپتا ہوگا اور درست کرتا ہوگا حوض اپنے اونٹوں کا یعنے تا انکو پانی پلاوے پس اثنا رکار میں مرجاویگا
وہ شخص اور مرجاوینگے لوگ یعنی کاروبار میں پھر بھیجیگا اللہ تعالی مینہ کو گویا کہ وہ شبنم ہو یعنے ہلکا سا پس اگینگے سبب اسکے بدن لوگوں کے گل گئے ہونگے قبروں میں
پھر پھونکا جاویگا صور میں دوبارہ یعنی بعد چالیس برس کے پس ناگہاں وہ لوگ کہ زمین سے زندہ ہوئے ہونگے اٹھ کھڑے ہونگے اور دیکھینگے ہول قیامت کے
پھر کہا جاویگا لوگوں کو اے لوگو آؤ طرف پروردگار اپنے کے اور کہا جاویگا فرشتوں کو ٹھہراؤ ان لوگوں کو اسلیے کہ پوچھے جاوینگے کردار سے اور حساب لیا جاویگا
انکے پس کہا جاویگا یعنے پروردگار تعالے فرماویگا فرشتوں کو کہ نکالو ان لوگوں میں سے لشکر آتش دوزخ کا یعنے وہ کہ بھیجے جاوینگے دوزخ کو پس کہا جاویگا یعنے
فرشتے جناب عزت سے پوچھینگے کہ کتنوں میں سے کتنے یعنے وہ جو دوزخ کو بھیجے جاوینگے کتنے لوگ ہونگے کتنوں میں یعنے مقدار انکی کیا ہے پس کہا جاویگا یعنے
اللہ تعالی فرماویگا کہ نکالو دوزخ کے لیے ہزار شخص میں سے نوسو ننانوے تو ضیح اس سے معلوم ہوا کہ ہزار میں سے ایک بہشت کو جاویگا اور باقی سب دوزخ میں اور
ظاہر یہ ہے کہ مراد انسے کفار ہیں کہ جو ہمیشہ دوزخ میں رہینگے چنانچہ یہ حدیث ابی سعید کے پہلی فصل باب الحشر کی میں آیا ہے کہ یہ جماعت دوزخیوں کی یاجوج ماجوج سے ہو
سنت پس یہ وقت وہ دن ہے کہ کردیگا بچوں کو بڈھا یعنی یہ کنایہ ہے اس دن کی درازی سے یا شدت و محنت سے کہ اسدن میں ہوگی اسلیے کہ بڑھاپا غم و محنت میں جلدی
پہونچتا ہے سنت اور یہ وہ دن ہے کہ پیدا کیا جاویگا اور کھولا جاویگا اس میں امر عظیم سے اور نہایت سختی سے فرح کشف ساق کنایہ ہے خوف اور ہول اور شدت و محنت سے
یعنی مشہور ہے عرب میں اور اصل اسکی یہ ہے کہ جو کوئی شدت و محنت میں پڑتا ہے اسکے اہتمام میں دامن پنڈلی سے اٹھالیتا ہے اور پنڈلی اسکی اس سے کھلجاتی ہے اور کلام
بیچ تفسیر اس آیۃ کریمہ کے بہت ہے لیکن اکثروں کے نزدیک تاویل یہی ہے کہ جو کہی گئی اور ذکر حدیث متعلق لا تنقطع الہجرۃ باب التوبۃ اور ذکر کی گئی حدیث ساوی کی کہ
ابتدا اسکی لا تنقطع الہجرۃ ہے بیچ باب توبہ کے باب النفخ فی الصور یعنی یہ باب ہے بیچ بیان پھونکنے صور کے صور نرسنگا ہے کہ اسمیں پھونکتے ہیں اور مراد
بیان وہ شاخ ہے کہ اسرافیل پھونکینگے اور وہ دو نفخے ہیں ایک ہلاک کرنے کے لیے زندوں کے اور دوسرا زندہ کرنے مردوں کے لیے الفصل الاول فصل پہلی
(عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین النفختین اربعون قالوا یا ابا ہریرۃ اربعون یوما قال ابیت قالوا اربعون شہرا قال ابیت قالوا اربعون
سنۃ قال ابیت ثم ینزل اللہ من السماء ماء فینبتون کما ینبت البقل قال ولیس من الانسان شیء لا یبلی الا عظما واحدا وہو عجب الذنب ومنہ یرکب الخلق یوم القیامۃ متفق
علیہ وفی روایۃ لمسلم قال کل ابن آدم یاکلہ التراب الا عجب الذنب منہ خلق وفیہ یرکب) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان
دونوں نفخوں کے یعنے نفخہ مارنے اور زندہ کرنے کے چالیس ہیں پوچھا لوگوں نے اے ابوہریرہ آیا مدت مذکورہ چالیس دن کی ہے کہا ابوہریرہ نے نہیں جانتا میں کہا لوگوں
نے یا چالیس مہینے ہیں کہا نہیں جانتا میں کہا لوگوں نے یا چالیس برس ہیں کہا نہیں جانتا میں ف یعنی ہو کہ آنحضرت سے مجمل سنا ہے میں نے یا مفصل سنا اور
اسکو بھول گیا ہوں جزما نہیں کہسکتا کہ مراد کیا ہے اور اسمیں مجمل ہے اور روایتوں میں مفصل ہے کہ وہ چالیس برس ہیں سنت اور فرمایا آنحضرت نے پھر اتاریگا اللہ تعالے
آسمان سے پانی پس اگینگے اور پیدا ہونگے آدمی اور جاندار جیسے کہ اگتا ہے اور پیدا ہوتا ہے سبزہ اور ترکاری فرمایا اور نہیں ہے آدمی سے کوئی چیز پرانی ہوجائے تمام اعضا
اور اجزا اسکے پرانے اور بوسیدہ ہوجاتے ہیں مگر ایک ہڈی اور نام اسکا عجب الذنب ہے ف ساتھ زبر عین اور جزم جیم اور زبر ذال اور نون کے اور وہ ہڈی نیچے پیٹھ
کے درمیان دو سرین کے ہے اور عجم الذنب بدل میم سے بھی آیا ہے اور عجب اور عجم دونوں معنے اصل کے اور جڑ کے ہیں اور ذنب بمعنے دم کے اور یہ ہڈی چونکہ وہاں ہے
اسکا یہ نام رکھا گیا ہے سنت اور اس ہڈی سے ترکیب دیے جاوینگے تمام اعضا مخلوقات کے قسم جاندار سے دن قیامت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت
مسلم کی میں یوں آیا ہے کہ فرمایا تمام بدن آدمی زاد کو کھا لیتی ہے مٹی مگر ایک ریڑھ کی ہڈی کو نہیں کھاتی یعنے ساری ہڈی کو یا بعض کو کہ اس سے پیدا کیا گیا ہے اول خلقت
میں اور اسمیں ترکیب دیا جاویگا ف اور یہ بیان انکا ہے کہ جنکے بدن گل کر تہہ ہیں اسلیے کہ اللہ تعالے نے حرام کیا ہے زمین پر یہ کہ کھاوے اجساد انبیا کے اور یہی
حکم انکا ہے جو ہیں شہدا اور اولیا سے اور انھیں میں سے موذن ہیں کہ جو للہ اذان دیتے ہیں پس یہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں مانند زندوں کے (وعنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبض اللہ الارض یوم القیمۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الارض متفق علیہ اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مٹھی میں لے لیگا اللہ تعالیٰ زمین کو روز قیامت کے اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں فائدہ شاید کہ مراد ان
دونوں سے بدل دینا انکا ہو جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات یا کنایہ عظمت اور جلال اور کبریائی حق اور حقیر جاننے افعال عظیمہ کے سے
اوہام خلق کے ایسے مقام میں حیران ہیں اور تنبیہ ہے اسپر کہ خراب کرنا عالم کا اور اٹھانا زمین و آسمان کا اسکی قدرت کے آگے آسان ہے اور چونکہ آسمان کو شرف و عظمت
بہ نسبت زمین کے زیادہ ہے اسکو تخصیص کیا ساتھ داہنے ہاتھ کے کہ اشرف بائیں سے ہے پس قبض کریگا زمین کو اور لپیٹیگا آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر
فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ میں ہوں بادشاہ یعنی نہیں ہے بادشاہت مگر میرے ہی لیے اور میں شہنشاہ ہوں کہاں ہیں بادشاہ کہ زمین میں دعوی بادشاہی کا کرتے تھے
نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطوی اللہ السموات یوم القیمۃ ثم یاخذہن بیدہ الیمنی ثم یقول انا الملک
این الجبارون این المتکبرون ثم یطوی الارضین بشمالہ وفی روایۃ یاخذہن بیدہ الاخری ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبرون رواہ مسلم) اور روایت
ہے عبد اللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لپیٹیگا اللہ آسمان کو دن قیامت کے پھر لیگا انکو اپنے داہنے ہاتھ میں پھر فرماویگا کہ میں ہوں بادشاہ
کہاں ہیں جبار یعنی ظالمین قہار کہاں ہیں تکبر کرنے والے یعنی بادشاہ دجال وغیرہ پھر لپیٹیگا زمینوں کو اپنے بائیں ہاتھ میں اور ایک روایت میں آیا ہے لیگا زمینوں کو
اپنے دوسرے ہاتھ میں پھر فرماویگا میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں جبار کہاں ہیں تکبر کرنے والے نقل کی یہ مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال جاء حبر
من الیہود الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا محمد ان اللہ یمسک السموات یوم القیمۃ علی اصبع والارضین علی اصبع والجبال والشجر علی اصبع والماء
والثری علی اصبع وسائر الخلق علی اصبع ثم یہزہن فیقول انا الملک انا اللہ فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعجبا مما قال الحبر
تصدیقا لہ ثم قرأ وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحانہ وتعالی عما یشرکون متفق علیہ)
اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا آیا ایک عالم یہودیوں میں سے پاس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پس کہا اے محمد تحقیق خدا تعالیٰ نگاہ رکھیگا
آسمانوں کو روز قیامت کے ایک انگلی پر اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو اور درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی کو اور خاک نمناک کو یعنی پانی کے نیچے کی تری کو
ایک انگلی پر اور باقی مخلوق کو ایک انگلی پر پھر ہلاویگا انگلیوں کو اور فرماویگا میں ہوں بادشاہ میں ہوں خدا فائدہ یہ تمام کنایہ اور تمثیل اور تصویر غلبہ قدرت اور عظمت اللہ
جل شانہ کی ہے اور حقیقت معنی ہاتھ اور انگلی اور ہلانے کے منظور و ملحوظ نہیں روش کلام عرب کی یہ ہے کہ جب کسی کو وصف کیا چاہتے ہیں جود و کرم کر تو کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھ
اسکے فراخ و کشادہ ہیں اگرچہ اسکے ہاتھ نہوں کہ دونوں ہاتھ کٹے ہوں یا اول پیدایش سے بے ہاتھ پیدا کیا گیا ہو یا کسی کو سلطنت و ملک رانی کر وصف کیا چاہتے ہیں
تو کہتے ہیں کہ فلانا تخت پر بیٹھا اگرچہ اسکے لیے تخت نہو اور بیٹھنے کی چیز کچھ نہو اور یہ راہ خوب ہی ہیچ فہم متشابہات قرآن و حدیث کے لیے اس سے کہ تاویل کریں اور
کہیں کہ مراد ہاتھ سے یہ ہے اور تخت سے یہ فافہم اور اسلیے تعجب کیا آنحضرت نے یہودی کی گفتگو سے اور تصدیق کیا اسکو جیسے کہ کہا ہے پس ہنسے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم از راہ تعجب کرنے کے اس چیز سے کہ کہا اس عالم یہودیوں کے نے واسطے سچا کرنے اسکے کے یعنی تعجب کرنا آنحضرت کا بسبب تکذیب عالم مذکور کے نہ تھا بلکہ
بسبب اسکی تصدیق اور راست گو جاننے اسکے کے تھا پھر پڑھی آنحضرت نے یہ آیۃ اور نہ قدر جانی اللہ تعالیٰ کی مشرکوں نے حق قدر جاننے اسکے کی یعنی پہچانا
اسکو جیسا کہ پہچاننا چاہیے اور نہ تعظیم کی اسکی جیسی کہ تعظیم کرنی چاہیے اور نہ پوجا اسکو جیسا کہ پوجنا چاہیے اور ساری زمین اسکے قبضہ قدرت میں ہوگی دن قیامت کے
اور آسمان لپیٹے ہوئے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں پاک ہے اللہ تعالیٰ اور بزرگ ہے وہ اس چیز سے کہ شریک کرتے ہیں مشرک اسکو یعنی بت وغیرہ کو اور جو کچھ کہ یہودی
کہا تفسیر و تفصیل اسکی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات
فاین یکون الناس یومئذ قال علی الصراط رواہ مسلم) اور روایت ہے عائشہ رضہ سے کہ کہا پوچھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے معنی اس آیۃ کے

اسدن کہ تبدیل اور تغییر کیجاویگی زمین اور پہاڑ اکھیڑ جاویگی اسکے پست ہونا اور زمین اور تبدیل کیجاوینگے اور پہاڑ اکھیڑ دیا وینگے آسمان یعنی روز قیامت کہ کہان ہونگے لوگ اسدن
فرمایا آنحضرت نے لوگ اسدن پل صراط پر ہونگے ف۔ مراد صراط سے معروف پل ہی صراط کہ ہوا اور اصل صراط یعنی راہ کے ہے اور تبدیل زمین سے کیا مراد ہی اسمین
اختلاف ہی کہا صاحب کواشی نے کہ وہ بدلی جاویگی ساتھ روٹی سفید کے پس کہا ینگے اسکو مومن اپنے قدمون کے نیچے سے یہانتک کہ فراغت ہو حساب سے
چنانچہ مؤید اسکی حدیث اول باب الحشر کی ہی اور تبدیل آسمان ساتھ جھڑجانے ستارون اسکے کے اور کسوف آفتاب اور خسوف چاند اسکے کے ہی اور طیبی نے کہا
تبدیل دو طرح کی ہوتی ہی ایک تو تبدیل ذات میں جیسے کہ کہین تبدیل کیا مین نے دراہم کو دینارون سے یعنے دراہم کے بدلے دینار لئے مین نے اور دوسرا
تبدیل صفات مین ہی جیسے کہ کہین تبدیل کیا مین نے حلقہ کو خاتم سے یعنے بدل کو گہلا کر شکل انگوٹھی کے بنایا پس ذات ایک ہی اور ہیئت اور ہوئی پس تبدیل
زمین وآسمان کی ساتھ اور زمین وآسمان کے دونون احتمال رکھتی ہی اور آثار واخبار بیچ تبدیل صفات کے اکثر ہین ابن عباس نے فرمایا کہ زمین یہی زمین ہوگی
تغییر اسکی صفات مین ہوگی ابوہریرہ سے کہا کہ فراخ کرینگے زمین کو ایسا کہ کچھ بلندی ونیچی اسمین نہ رہیگی اور پروردگار تعالی قادر ہی کہ زمین وآسمان اور پیدا کرے
جیسے کہ بعضے آثار واخبار اسپر بھی دلالت کرتے ہین امیر المؤمنین علی سے آیا ہی کہ ایک زمین پیدا کرینگے چاندی سے اور آسمان سونے سے اور ابن مسعود سے آیا ہی کہ زمین
پیدا کرینگے سفید وپاکیزہ کہ اسپر کسی نے گناہ نہ کیا ہوگا اور ظاہر تبدیل سے تغیر ذات کا ہی جیسے کہ دلالت کرتا ہی اسپر سوال وجواب حضرت عائشہ اور آنحضرت کا جو نقل
کیا ہی مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشمس والقمر مکوران یوم القیمۃ رواہ البخاری) اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سورج اور چاند لپیٹے جاوینگے دن قیامت کے ف۔ یعنے اٹھا کر گوشہ مین ڈالدیے جاوینگے جیسے کہ کپڑے کو لپیٹ کر گوشہ مین ڈالدیتے
ہین یا لپیٹی جاویگی روشنی انکی اور جاتا رہیگا پھیلا ہونا انکی روشنی کا عالم سے نقل کی بخاری نے الفصل الثانی فصل دوسری عن ابی سعید الخدری قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف انعم وصاحب الصور قد التقمہ واصغی سمعہ وحنی جبہتہ ینتظر متی یؤمر بالنفخ فقالوا یا رسول اللہ وما تامرنا قال قولوا حسبنا اللہ
ونعم الوکیل رواہ الترمذی اور روایت ہی ابوسعید خدری سے کہا فرمایا آنحضرت نے کہ کیونکر چین سے اور خوش رہون مین حالانکہ صاحب صور کہ اسرافیل ہین
رکھے ہوئے ہین ایک طرف صور کی اپنے منہ مین پھونکنے کے لیے اور جھکائے ہوئے ہی کان اپنا کان لگا رہا ہی جناب حق مین کہ جب فرماوے پھونکنے کو اسی وقت
پھونکون اور جھکا رہا ہی پیشانی اپنی یعنی جیسی کہ عادت ہی نرسنگا بجانے والون کی یعنے تیار ہو رہا ہی بجانے کے لیے منتظر ہی کہ کب حکم کیا جاوے صور پھونکنے کا پس
کہا صحابہ نے یا رسول اللہ جب حال یہ ہی تو کیا فرماتے ہین آپ ہمکو یعنے پڑھنے کے لیے اب اور اسوقت یا مطلق وقت سختیون کے فرمایا کہو کافی ہی ہمکو اللہ اور اچھا ہی
کارساز وہ ف۔ یعنے التجا درگاہ حق مین لیجاؤ اور اسی کے فضل وکرم پر بھروسا کرو حسبنا اللہ ونعم الوکیل ایسا کلمہ ہی کہ جب سختی اور محنت وخوف پیش آوے تو اسکو پڑھے
تا اس سے سلامت رہین چنانچہ حضرت ابراہیم نے اسکو آگ مین ڈالے جانے کے وقت پڑھا اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جسوقت کہ منافقون نے
ایک لڑائی مین کہا ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوہم تب نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الصور قرن ینفخ فیہ رواہ
الترمذی وابوداؤد والدارمی) اور روایت ہی عبد اللہ بن عمرو سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا صور ایک سینگ ہی کہ پھونکا جاویگا اسمین ف۔
یعنے اسرافیل پھونکینگے دوبار اور کہا بعضون نے کہ گول ہی سر صور کا مانند عرض آسمانون کے اور زمین کے الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عباس
قال فی قولہ تعالی فاذا نقر فی الناقور الصور قال والراجفۃ النفخۃ الاولی والرادفۃ الثانیۃ رواہ البخاری فی ترجمۃ باب) کہا ابن عباس نے بیچ تفسیر قول اللہ
تعالی کے فاذا نقر فی الناقور کہ مراد ناقور سے صور ہی اور معنی آیت کے یہ ہین کہ جب پھونکا جاویگا صور پس وہ دن سخت ہی کافرون پر کہا ابن عباس نے بیچ
تفسیر قول اللہ تعالی کے یوم ترجف الراجفۃ تتبعہا الرادفۃ یعنے اسدن کہ ہلیگا راجفہ پیچھے آویگا اسکے رادفہ کہ مراد راجفہ سے نفخہ پہلا ہی کہ زمین وپہاڑ اس سے
ہلینگے اور حرکت مین آوینگے مشتق رجف سے بمعنے ہلنا اور لرزنے ملنے پڑنے کے اور مراد رادفہ سے نفخہ دوسرا ہی کہ پہلے نفخہ کے پیچھے ہوگا مشتق ردف سے

یعنی ایک چیز کہ پیچھے پہونچنے کے نقل کی ہے بخاری نے ترجمۃ الباب میں (وعن ابی سعید قال ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الصور وقال عن یمینہ جبرئیل
وعن یسارہ میکائیل) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صور پھونکنے والے کا یعنی اسرافیل کا اور فرمایا کہ داہنی طرف اسکے جبرئیل
ہونگے اور بائیں طرف اسکے میکائیل یعنی صور پھونکنے کے وقت (وعن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ کیف یعید اللہ الخلق وما آیۃ ذلک فی خلقہ قال اما
مررت بواد قومک جدبا ثم مررت بہ یہتز خضرا قلت نعم قال فتلک آیۃ اللہ فی خلقہ کذلک یحیی اللہ الموتی رواہما رزین) اور روایت ہے ابی رزین سے کہا
میں نے یا رسول اللہ کیونکر پھیریگا اور زندہ کریگا اللہ خلق کو یعنی بعد بوسیدہ اور خاک ہونے کے اور کیا ہے نشانی اسکی بیچ خلق اسکی کہ جسکے کہ اس سے اسپر دلیل پکڑیں فرمایا آنحضرت
نے کیا نہیں گذرا ہے تو بیچ جنگل قوم اپنی کے وقت قحط اور خشکی یعنی کے کہ کچھ سبزہ وہاں نہیں ہوتا پھر گذرتا ہے تو اس جنگل پر اس حال میں کہ ہلتا ہے یعنی لہلہاتا ہے سبزہ کہا میں نے
ہاں فرمایا آنحضرت نے پس یہ نشانی قدرت الٰہی کی ہے اسکی مخلوق میں اسی طرح اللہ تعالیٰ زندہ کریگا مردوں کو نقل کیں یہ دونوں حدیثیں رزین نے باب الحشر

باب بیچ بیان حشر کے لغت میں حشر کے معنے ہیں ہانکنا اور جمع کرنا اور اسی سبب سے یوم الحشر روز قیامت کو کہتے ہیں کہ مردے قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاوینگے
اور جمع کئے جاوینگے حتیٰ کہ اسکو حشر کہتے ہیں اور حشر دو ہونگے ایک بعد قیامت کے جیسا کہ ذکر کیا گیا اور دوسرا پہلے قیامت کے اسکی نشانیوں سے جیسے
کہ حدیث میں آیا ہے کہ ایک آگ مشرق کی طرف سے پیدا ہوگی کہ لوگوں کو حشر یعنی زمین شام میں ہانک کر لیجاویگی جیسے کہ گذرا اور یہاں مراد حشر اول ہے یا ثانی جیسے
آگے نقل ہوگی دونوں معنی کو ہیں علماء نے دونوں احتمال رکھے اور اختلاف کیا اور ظاہر یہی اول ہے الفصل الاول فصل پہلی (عن سہل بن سعد قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحشر الناس یوم القیمۃ علی ارض بیضاء عفراء کقرصۃ النقی لیس فیہا علم لاحد متفق علیہ) روایت ہے سہل بن سعد سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کئے جاوینگے لوگ روز قیامت کے زمین سفید پر کہ بہت سفید نہیں ہوگی بلکہ مائل بسرخی مانند ٹکیہ میدہ کے آٹے کی روٹی کے یعنی رنگ انکا
اور گولائی میں مقدار میں نہیں ہوگا اس میں نشان واسطے کسی کے یعنی مکان و عمارت کسی کی نہیں ہوگی جیسا کہ یہاں ہے نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن
ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکون الارض یوم القیمۃ خبزۃ واحدۃ یتکفؤھا الجبار بیدہ کما یتکفؤ احدکم خبزتہ فی السفر نزلا لاہل الجنۃ فاتی
رجل من الیہود فقال بارک الرحمن علیک یا ابا القاسم الا اخبرک بنزل اہل الجنۃ یوم القیمۃ قال بلی قال تکون الارض خبزۃ واحدۃ کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فنظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الینا ثم ضحک حتی بدت نواجذہ ثم قال الا اخبرک بادامہم بالام والنون قالوا وما ہذا قال ثور ونون یاکل من زائدۃ کبدہما سبعون الفا
متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوگی زمین دن قیامت کے ایک روٹی الٹ پلٹ کریگا اسکو جبار تعالیٰ
ہاتھ میں قدرت کے یعنی جیسی کہ عادت ہے کہ روٹی کو ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پھیرتے ہیں یعنی گھڑتے ہیں تو گول اور باریک اور برابر ہو پھر گرم چولھے میں ڈالتے
ہیں تا پختہ ہووے جیسا کہ الٹ پلٹ کرتا ہے ایک تمہارا اپنی روٹی کو سفر میں یعنی جلدی پکاتا ہے وہاں یعنی وہ روٹی مہمانی ہوگی واسطے اہل جنت کے ظاہر حدیث سے معلوم
ہوتا ہے کہ زمین روٹی ہوجاویگی اور طعام بہشتیوں کی ہوگی اول ہی بہشت میں جانے کے وقت کھاوینگے پس بعضوں نے تو ظاہر ہی پر حمل کیا ہے اور کہا کہ کچھ بعید نہیں
ہے قدرت حق تعالیٰ سے وہ قادر ہے کہ زمین کو روٹی کر دے اور بہشتیوں کے کھانے کو دے اور اولیٰ بھی یہی ہے کہ اسکو ظاہر پر حمل کریں اور بعضوں نے اور راہ کی
تاویل کی ہے بخوف درازگی کے نہیں لکھا سو پس بعد فرمانے آنحضرت کے اس حدیث کو آیا ایک شخص قوم یہود سے اور کہا کہ برکت دیوے خدا مہربان آپ پر اے
ابو القاسم کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ مہمانی بہشتیوں کے یعنی وہ کھانا کہ اول آگے آگے لاوینگے روز قیامت کے فرمایا آنحضرت نے ہاں خبر دے کہا یہودی نے ہوگی زمین
ایک روٹی جیسا کہ فرمایا تھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف ہمارے یعنی از راہ تعجب اور آگاہ کرنے کے پھر ہنسے آنحضرت
فرح یعنی بسبب موافق ہونے خبر آنحضرت کے ساتھ خبر یہودی کے کہ توریت سے خبر دی تھی اسنے اور بسبب حاصل ہونے زیادتی یقین اور قوت ایمان صحابہ کے
آنحضرت کی خبر سے اور ہنسے آنحضرت مبالغہ سے یہاں تک کہ ظاہر ہوئیں کچلیاں آنحضرت کی پھر کہا اس یہودی نے کیا نہ خبر دوں میں تمکو ساتھ سالن

اہل جنت کے کہ جس سے روٹی لگا کر کھائینگے وہ بالام ہے اور نون فتح بالام بے موحدہ اور تخفیف لام سے اور چونکہ بالام لفظ عبرانی تھا صحابہ معنی اُسکے نہ سمجھے تب کہا
اُنھوں نے اور کیا ہے یعنے معنے اسکے کہ ذکر کیا تو نے کہا بیل اور مچھلی کھاوینگے اُنکے گوشت کے ٹکڑے سے کہ جگر پر بڑھ رہا ہے ستر ہزار آدمی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف
یہ وہ جماعت ہے کہ بے حساب بہشت میں جاوینگے اور منہ اُنکے چودھویں رات کے چاند سے ہونگے اور ہو سکتا ہے کہ مراد مبالغہ اور کثرت ہو نہ عدد مخصوص اور زائد کبد ایک ٹکڑا جدا
ہی ملا ہوا جگر سے اور وہ خوشتر اور گوارا تر ہے اور ہو سکتا ہے کہ بیان معنی بالام کا آنحضرت سے جبکہ صحابہ معنی اُسکے نہ سمجھے اور پوچھا آنحضرت نے پہلے اسکے کہ یہودی بیان
کرے بوحی الٰہی بیان کیا (وَعَنْ اَبِی ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی ثَلٰثِ طَرَائِقَ رَاغِبِیْنَ رَاہِبِیْنَ وَاثْنَانِ عَلٰی بَعِیْرٍ وَثَلٰثَۃٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَاَرْبَعَۃٌ عَلٰی بَعِیْرٍ
وَعَشَرَۃٌ عَلٰی بَعِیْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِیَّتَہُمُ النَّارُ تَقِیْلُ مَعَہُمْ حَیْثُ قَالُوْا وَتَبِیْتُ مَعَہُمْ حَیْثُ بَاتُوْا وَتُصْبِحُ مَعَہُمْ حَیْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِیْ مَعَہُمْ حَیْثُ اَمْسَوْا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے
ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع کیے جاوینگے لوگ یعنے بعد بعث کے اوپر تین فرقوں اور قسموں کے ف سوار ایک قسم ہے ان
تین میں سے اور باقی شامل ہیں دو فرقوں اخیرہ کو اور وہ دونوں پیادہ چلنے والے ہیں اور منہ پر چلنے والے جیسے آتا ہے دوسری فصل میں تب ایک فرقہ رغبت کرنیوالا
یعنے بہشت میں اور فضل و رحمت اللہ تعالیٰ کی ہیں کہ لاخوف علیہم ولا ہم یحزنون صفت اُنکی ہے اور فرقہ دوسرا ڈرنے والا ف یعنے آگ دوزخ سے اور وہ وہ ہیں کہ جنت اور
ہیں ولیکن اجتناب کرتے ہیں اُس سے اسمیں تنبیہ ہے اسپر کہ طاعت اللہ کی امید پر اولیٰ ہے عبادت اسکی سے خوف پر تب حالانکہ دو شخص ایک اونٹ پر ہونگے اور تین شخص
ایک اونٹ پر اور چار شخص ایک اونٹ پر اور دس آدمی ہونگے ایک اونٹ پر ف یعنے بقدر مراتب اپنے کے استراحت پاوینگے اپنی سواریوں پر اور باقی چلتے ہونگے
اپنے قدموں پر اور یہ اعداد تفصیل مراتب ان دونوں قسموں کی ہے بر سبیل کنایہ اور تمثیل کے پس جسکا مرتبہ عالی تر ہوگا شرکت اسمیں کمتر اور سرعت اور سبقت اسکی زیادہ تر
ہوگی اور وہ اعداد کہ درمیان چار اور دس کے ہیں نہ ذکر کیے قیاس پر چھوڑے اور ہونا گنتی کتنے شخصوں کا اونٹ پر یا تو بطور اجتماع کے ہے یا بطریق تناوب کے کہ
ہر ایک نوبت بنوبت سوار ہوگا اور ایک کا ہونا اونٹ پر ذکر نہ کیا اسلیے کہ وہ مرتبہ مقربوں کا ہے قسم انبیا اور رسولوں سے اور مقصود ذکر کرنا احوال آدمیوں کا ہے تب
اور جمع کریگی باقی لوگوں کو آگ قیلولہ کریگی آگ یعنے اُنکے ساتھ رہیگی جہاں وہ رہینگے اور استراحت کرینگے اور رات گذاریگی آگ ساتھ اُنکے جہاں رات گذارینگے اور صبح
کریگی آگ ساتھ اُنکے جہاں صبح کرینگے وہ اور شام کریگی آگ ساتھ اُنکے جہاں شام کرینگے ف یہ بیان تیسرے فرقہ کا ہے کہ آگ ہر وقت ساتھ رہیگی اُنکے جدا نہیں ہوگی
اور شارحوں کو اختلاف ہے اسمیں کہ یہ حشر روز قیامت کا ہے بعد اُٹھنے مردوں کے گور سے یا پہلے اسکے ہے علامات قیامت سے کہ جاوینگے محشر کی طرف کہ زمین شام کی ہے
اور یہ اول ظاہر و صواب تر ہے واللہ اعلم تب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ثُمَّ قَرَأَ کَمَا
بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ وَاَوَّلُ مَنْ یُّکْسٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِبْرَاہِیْمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِّنْ اَصْحَابِیْ یُؤْخَذُ بِہِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ اُصَیْحَابِیْ اُصَیْحَابِیْ فَیَقُوْلُ اِنَّہُمْ لَنْ
یَّزَالُوْا مُرْتَدِّیْنَ عَلٰی اَعْقَابِہِمْ مُنْذُ فَارَقْتَہُمْ فَاَقُوْلُ کَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَکُنْتُ عَلَیْہِمْ شَہِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْہِمْ اِلٰی قَوْلِہٖ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابن عباس سے اپنے
نقل کی نبی سے فرمایا تحقیق تم جمع کیے جاؤگے اور اُٹھائے جاؤگے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ف اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ جب مردے قبروں سے اُٹھینگے
تو تمام اجزا بدن کے بدستور ہو جاوینگے اسلیے کہ جب جلد یعنے ستر کا کہ واسطے الازالہ تھا وہیا ہیں بدستور ہو جاویگا تو اور اجزا بال و ناخن وغیرہ بطریق اولیٰ پیدا ہوجاوینگے اور
یہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال متعلق ہونے علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلیات اور جزئیات کے اور اوپر کمال قدرت اللہ تعالیٰ کے بنسبت اشیاء ممکنات کے تب پھر پڑھی
حضرت نے یعنے از راہ استشہاد و اعتقاد کے یہ آیت جیسا کہ پیدا کیا ہمنے انکو اول پیدایش میں یعنے ماں کے پیٹوں سے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ ویسا ہی پھر
پیدا کر نکالینگے ہم قبروں سے دن قیامت کے وعدہ لازم ہے یہ پیدا کرنا پھر بلا شبہ ہیں ہم کرنیوالے یعنے اُس چیز کو کہ وعدہ کیا ہے ہمنے اسکا اور فرمایا آنحضرت نے اور اول
اُن شخصوں کے کہ پہنائے جاوینگے کپڑے روز قیامت کے ابراہیم ہیں ف اسلیے کہ اول اون شخصوں کے ہیں کہ فقیر کو پہناتے ہیں یا اسلیے کہ اول راہ خدا میں
ننگے کیے گئے ہیں آگ میں ڈالنے کے لیے پس اس فضیلت سے اسوجہ کر دلیل نہیں ہو سکتی ہے اوپر افضل ہونے اُنکے کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور حقیقت میں یہ اعزاز و اکرام انکا ہی بعلاقہ باپ ہونے آنحضرت کے علاوہ یہ ہو کہ بعضی روایت میں آیا ہو کہ آنحضرت بھی ساتھ کپڑوں کے کہ دفن کیے گئے ہیں اُٹھینگے
اور اولیت ابراہیم کی احتمال ہی یہ کہ ہو حقیقی یا اضافی واللہ سبحانہ اعلم پھر دیکھی میں نے حدیث جامع صغیر میں انا اول من تنشق عنہ الارض فاکسی حلۃ من حلل الجنۃ ثم اقوم
عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری رواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ ت اور تحقیق کہ ایک آدمی میرے صحابیوں میں سے پکڑے جاوینگے
اور لیجائے جاوینگے بائیں ہاتھ کی طرف یعنے دوزخ کو کہ دوزخ ادھر ہی ہوگی پس کہونگا میں یعنے بطریق تحیر اور بتوجہ خلاص کروانے انکے کہ یہ اصحاب میرے ہیں اور
میرے اصحاب کو لیے جاتے ہو پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق یہ ہمیشہ پھرنے والے رہے دین سے اور پھر جانیوالے اپنی ایڑیوں پر اسوقت سے کہ جدا ہوا تو انسے پس کہونگا میں جیسا
کہا بندہ صالح نے یعنے عیسی نے اور تھا میں انپر گواہ اور واقف انکے احوال کا جبتک کہ تھا میں درمیان انکے اس کلام تک کہ آخر آیت یہ ہو العزیز الحکیم متفق علیہ اور مضمون تمام
آیت کا یہ کہ عیسی نے کہا کہ جبتک تھا میں انمیں تھا انکے حال پر واقف تھا اور نہ چھوڑا میں نے کہ کفر کریں یا دعوی باطل کے کہیں اور جب اُٹھا لیا تو نے مجھکو انمیں سے تھا تو نگہبان
اور واقف انکے حال پر اور تو ہر چیز پر شاہد و حاضر ہو اگر عذاب کرے تو انکو اور گرفتار کرے تو انکو انکی کرتوت پر بندے تیرے ہیں جو کچھ چاہے تو کرے تو کوئی نہیں کہسکتا کہ کیوں
کرتا ہو تو اور اگر بخشے تو انکو اور درگذر کرے تو انکے عذاب سے تو غالب اور حکیم ہو اور مراد اصحاب سے خواص اصحاب نہیں ہیں اسلیے کہ یہ تو یقینا معلوم ہو کہ کوئی انمیں سے
بعد آنحضرت کے مرتد نہیں ہوا بلکہ مراد انسے وہ اجلاف اعراب ہیں کہ اسلام لائے تھے آنحضرت کے زمانے میں اور پھر مرتد ہو گئے مانند اتباع مسیلمہ کذاب اور مانعان زکوۃ کے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یحشر الناس یوم القیمۃ حفاۃ عراۃ غرلا قلت یا رسول اللہ
الرجال والنساء جمیعا ینظر بعضہم الی بعض فقال یا عائشۃ الامر اشد من ان ینظر بعضہم الی بعض متفق علیہ) اور روایت ہو عائشہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے جمع کیے جاوینگے لوگ دن قیامت کے ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ کہا میں نے یعنے عائشہ نے یا رسول اللہ کیا مرد و عورت
سب دیکھیگا بعض انکا طرف بعض کے یعنے مرد و عورت ننگا دیکھینگے مردوں اور عورتوں کو پس انکے ننگا جمع ہونے میں کیا حکمت ہو پس فرمایا آنحضرت نے اے عائشہ کام
اسدن میں سخت تر ہو اس سے کہ نگاہ کریں بعضے بعضوں کو یعنے کہاں فرصت و شعور ہوگا اسکا کہ کوئی کسی کو ننگا دیکھ سکے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے لکل امرئ منہم یومئذ
شان یغنیہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان رجلا قال یا نبی اللہ کیف یحشر الکافر علی وجہہ یوم القیمۃ قال الیس الذی امشاہ علی الرجلین فی الدنیا قادرا
علی ان یمشیہ علی وجہہ یوم القیمۃ متفق علیہ) اور روایت ہو انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے کہا اے نبی اللہ کے کیونکر حشر کیا جاویگا کافر اپنے منہ پر دن قیامت کے یعنے
کیونکر ممکن ہوگا منہ کے بل چلنا فرمایا آنحضرت نے کیا نہیں ہو شان یہ کہ جسنے چلایا اسکو دونوں پاؤں پر دنیا میں قادر ہو چلانے اسکے پر منہ کے بل دن قیامت کے نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یلقی ابراہیم اباہ آزر یوم القیمۃ وعلی وجہ آزر قترۃ وغبرۃ فیقول لہ ابراہیم الم اقل لک
لا تعصنی فیقول لہ ابوہ فالیوم لا اعصیک فیقول ابراہیم یا رب انک وعدتنی ان لا تخزنی یوم یبعثون فای خزی اخزی من ابی الابعد فیقول اللہ تعالی انی حرمت
الجنۃ علی الکافرین ثم یقال لابراہیم انظر ما تحت رجلیک فینظر فاذا ہو بذیخ متلطخ فیؤخذ بقوائمہ فیلقی فی النار رواہ البخاری) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے
نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا ملاقات کرینگے ابراہیم اپنے باپ آزر سے دن قیامت کے اس حال میں کہ آزر کے چہرہ پر سیاہی ہوگی یعنے بسبب غم و فکر کے اور
غبار ہوگا پس کہینگے اسکو ابراہیم کیا نہیں کہتا تھا میں تجھکو کہ نافرمانی نکر میری یعنے اس چیز میں کہ خبر دوں تجھکو حق تعالی کی طرف سے پس کہیگا ابراہیم سے باپ انکا
پس آج کے دن نافرمانی نکرونگا تمہاری یعنے شفاعت کرو میری پس کہینگے ابراہیم اے پروردگار میرے تحقیق تو نے وعدہ کیا تھا مجھسے کہ نہ رسوا کریگا مجھکو اسدن
کہ اٹھائے جاوینگے لوگ پس کونسی رسوائی سخت تر اور زیادہ تر ہوگی میرے باپ کی رسوائی سے کہ بہت دور ہی اللہ کی رحمت سے پس فرماویگا اللہ تعالی کہ تحقیق میں
حرام کی بہشت کافروں پر یعنے التماس انکی مغفرت کی آج مقبول نہیں کہ یہ کافر ہو پھر کہا جاویگا ابراہیم کو کہ نگاہ کر کہ کیا چیز ہو نیچے پاؤں کے تیرے پس دیکھینگے ابراہیم
اپنے پاؤں کے نیچے پس ناگہان آزر ہوگا کفتار آلودہ مٹی و گوبر میں پس پکڑے جاوینگے پاؤں اسکے اور ڈالا جاویگا آگ دوزخ میں نقل کی یہ بخاری نے

آزر کی ایسی خوار صورت اسلیے بنا دیگا تا محبت پدری ابراہیم سے جاتی رہے اور کہا ہو علما نے اگرچہ ابراہیم نے آزر سے بیزاری کی تھی اور بیزار ہو گئے تھے دنیا مین
لیکن جب روز قیامت کے انکو دیکھینگے تو مہر پدری دامنگیر انکی ہوگی اور اسکے لیے مغفرت چاہینگے شاید قبول ہوا و جب قبول نہوگی اور مسخ ہوا دیکھینگے نا امید ہونگے
اور بیزاری ابدی کرینگے اور بعضون نے کہا کہ ابراہیم کو یقین نہین تھا کہ آزر کفر پر مرا اسلیے جوا اسکے کہ ایمان لائے ہون خفیہ اور انکو اطلاع نہوئی ہو اور بیزاری کی تھا
بحکم ظاہر پھر جب روز قیامت کے یقین ہوگا کہ کفر سے گیا تھا تو بیزاری ابدی ہوگی انکو واللہ اعلم (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعرق الناس
یوم القیمۃ حتی یذھب عرقھم فی الارض سبعین ذراعا ویلجمھم حتی یبلغ اذانھم متفق علیہ) اور روایت ہے انھی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
پسینا آوینگے لوگ دن قیامت کے یعنی اتنا اترینگے یہان تک کہ جاویگا پسینا انکا زمین مین ستر گز اور لگام کریگا عرق انکو یعنی پہونچیگا انکے دہانون تک مانند
لگام کے اور باز رکھیگا انکو کلام سے یہان تک کہ پہونچیگا انکے کانون تک فرع لوگ یعنی سب لوگ اور جن بطریق اولی پسینا آئینگے بسبب ذکر کرنا انکا قصدا اکتفا ہے کہ
اور ظاہر یہ ہے کہ انبیا اور اولیا مستثنی ہین اُس سے اور بہنا عرق کا بسبب کثرت ہونے کا اور حاصل ہونے حیا اور خجالت اور ندامت اور ملامت اور کثرت
حرارت آفتاب اور آگ کے ہوگا اور لگام کریگا اگر چہ لوگ متفاوت ہونگے اپنے احوال مین بحسب مراتب اعمال اپنے کے نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (وعن المقداد قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول تدنی الشمس یوم القیمۃ من الخلق حتی تکون منھم کمقدار میل فیکون الناس علی قدر اعمالھم فی العرق فمنھم من یکون الی کعبیہ
ومنھم من یکون الی رکبتیہ ومنھم من یکون الی حقویہ ومنھم من یلجمھم العرق الجاما واشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الی فیہ رواہ مسلم) اور روایت ہے مقداد سے
کہ کہا سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے نزدیک کیا جاویگا آفتاب روز قیامت کے خلق سے یہان تک کہ ہوگا آفتاب بمقدار ایک کوس کے اور بعضے نے
کہا کہ مقدار سرمہ کی سلائی کے یعنے نہایت قریب ہوگا پس ہونگے لوگ بقدر اپنے عملون کے پسینے مین پس بعضے انمین سے وہ ہونگے کہ ہوگا پسینہ ٹخنون تک فتح الو
یہ لوگ وہ ہونگے کہ عمل انکے بہت اور خوب تر ہین اور اسی قیاس پر اورون کو سمجھنا چاہیے کہ جسکے جتنے اعمال نیک کم اور بد زیادہ ہونگے اتنا ہی پسینا زیادہ ہوگا سو
اور بعضے انمین وہ ہونگے کہ ہوگا عرق انکے گھٹنون تک اور بعضے انمین سے وہ ہونگے کہ ہوگا عرق انکی کمر تک اور بعضے انمین سے وہ ہونگے کہ لگام کریگا انکو
عرق لگام کرنا یعنے دہانے تک پہونچیگا بلکہ اندر دہانے کے آجائیگا اور اشارہ کیا آنحضرت نے اپنے دست مبارک سے اپنے دہانہ مبارک کی طرف نقل کی
مسلم نے فرع کہا ابن ملک نے کہ اگر کہے تو کہ جب عرق مانند دریا کے بعضون کے دہانے تک پہونچیگا تو کیونکر پہونچیگا دوسرے کے ٹخنون تک جواب اسکا یہ دینگے
ہم کہ تھانب رکھیگا اللہ تعالی عرق ہر انسان کا موافق عمل اسکے کے پس نہین پہونچیگا اسکے غیر کی طرف کچھ جیسے کہ تھانب رکھا جاری ہونا دریا کا موسی کے لیے
کہتا ہون مین کہ یہ جواب معتمد ہے اسلیے کہ تمام امور آخرت کے بسبب خرق عادت کے ہونگے نہین دیکھتا تو کہ دو شخص ایک قبر مین ہوتے ہین ایک کو انمین سے عذاب
ہوتا ہے اور دوسرا چین مین اور ایک دوسرے کا حال نہین جانتا اور نظیر اسکی دنیا مین یہ ہے کہ دو شخص سوتے ہین خواب مختلف دیکھتے ہین ایک غمگین ہوتا ہے اور دوسرا
خوش بلکہ ایک مکان مین دو شخص بیٹھے ہوتے ہین ایک صحت مین ہے اور دوسرا درد و مصیبت مین (وعن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
یقول اللہ تعالی یا آدم فیقول لبیک وسعدیک والخیر کلہ فی یدیک قال اخرج بعث النار قال وما بعث النار قال من کل الف تسعمائۃ وتسعۃ وتسعین فعندہ
یشیب الصغیر وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکری وما ھم بسکری ولکن عذاب اللہ شدید قالوا یا رسول اللہ وایّنا ذلک الواحد قال ابشروا فان منکم رجلا
ومن یاجوج وماجوج الف ثم قال والذی نفسی بیدہ ارجو ان تکونوا ربع اھل الجنۃ فکبرنا فقال ارجو ان تکونوا ثلث اھل الجنۃ فکبرنا فقال ارجو ان تکونوا نصف اھل الجنۃ
فکبرنا قال ما انتم فی الناس الا کالشعرۃ السوداء فی جلد ثور ابیض او کشعرۃ بیضاء فی جلد ثور اسود متفق علیہ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے انھنے نقل کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا فرماویگا اللہ تعالے یعنے روز قیامت کے محشر مین اور ندا کریگا اے آدم پس کہینگے آدم حاضر ہون مین اور مستعد ہون تیری خدمت مین اور
سب بھلائیان تیرے دونون ہاتھون مین ہین فرماویگا اللہ تعالے نکال تو لشکر آگ کو یعنے جن کو دوزخ مین بھیجنا ہو منظور ہے اپنے فرزندون مین سے انکو نکال اور

جدا کرینگے آدم اور کیا ہی مقدار دوزخ کے لشکر کی فرماویگا اللہ تعالی ہر ہزار مین سے نو سو ننانوے یعنے یہ مقدار دوزخیون کی ہی کہ ہر ہزار مین سے ایک جنت کو بھیجے
اور باقی دوزخ کو فت ع یہ حدیث مخالف ہی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اسمین ہے ہر سو مین سے ننانوین دوزخ کے لیے اسکا جواب کرمانی نے یہ لکھا ہی کہ مفہوم عدد کا
معتبر نہین ہی اور مقصود اس سے تقلیل عدد مومنین کی ہی اور تکثیر عدد کافرین کی اور احتمال ہی یہ کہ ہو مراد لشکر آگ سے کفار اور جو کہ داخل ہو آگ مین گنہگارون مین سے پس ہونگے
ہر ہزار مین سے نو سو ننانوے کافر اور ہر سو مین سے ننانوین گنہگار اور یہ احتمال ظاہر تر ہی واللہ اعلم اور شیخ ابن حجر نے کہا کہ ممکن ہی حمل کرنا حدیث ابی سعید کا تمام
ذریت آدم پر اور حدیث ابی ہریرہ کا اوپر ما سوا یاجوج و ماجوج کے بہتر ہی اسلئے کہ ابی سعید کی حدیث مین ذکر یاجوج و ماجوج کا واقع ہوا ہی نہ ابو ہریرہ کی حدیث مین یا اول
متعلق سب خلائق کے ہی اور دوسرے مخصوص ساتھ امت مرحومہ کے یا بعث نار ابی سعید کی حدیث مین شامل کفار اور گنہگارون کو ہی اور حدیث ابی ہریرہ کی مین گنہگار
مومنین کو فت پس نزدیک اس حکم کے بوڑھا ہو جائیگا خرد سال اور ڈالدیگی ہر حاملہ حمل اپنا فت ع ظاہر تر یہ ہی کہ یہ دونون باتین بالفرض والتقدیر ہین یعنی بالفرض اگر
اسوقت مین خرد سال ہو تو ہیبت اس حال اور صدمہ اس مقال کے سے بڈھا ہو جائے اور بالفرض اگر اسوقت مین کوئی عورت حاملہ ہو مارے ہیبت کے پیٹ اسکا
گر پڑے اور بعضون نے کہا احتمال ہی کہ عورت حاملہ حمل سے اٹھے اور ہیبت اس مقام سے حمل اسکا گر پڑے اور اسی طرح خرد سال بھی اٹھین اور وقت وقوع اس حال
کے بڈھے ہو جائین بروقت داخل ہونے بہشت کے جوان ہو جائین ست اور دیکھیگا تو اے مخاطب اس حال مین لوگون کو مست یعنے نشے مین بسبب خوف کے اور نہین ہونگے
وہ مست یعنے شراب سے ولیکن عذاب خدا تعالی کا سخت ہی یعنے بیہوشی و مدہوشی انکی اسی سے ہوگی کہا صحابہ نے یعنے خوف و حسرت سے جبکہ سنا کہ بہشتی ہزار مین سے
ایک ہوگا اور کونسا وہ ہم مین سے وہ ایک ہوگا کہ بہشت مین جائیگا فرمایا آنحضرت نے یعنے واسطے سمجھانے اور تسلی انکی کے کہ خوش ہو اور غم نہ کہاو پس تحقیق تم مین سے
ہوگا ایک شخص اور یاجوج و ماجوج سے ہزار فت یعنے یاجوج و ماجوج اتنی کثرت سے ہونگے کہ پاسنگ پایا جائیگا شمار ہر شخص کے تم مین سے ہزار انمین سے پس
اس صورت مین بہت ہونگے اہل جنت اور اسمین آگاہ کرنا ہی اسپر کہ اہل نار بہت ہونگے اہل جنت سے اور شاید یہ کہ اہل جنت بہت ہونگے بسبب وجود ملائکہ مقربین اور
حور عین کے پس صحیح ہوئے معنے حدیث قدسی کے غلبت رحمتی علی غضبی بعد ازان اشارہ کیا ساتھ کثرت امت کے بھی ہمراہ یاجوج و ماجوج کے کہ اگر تم آدھے اہل بہشت
ہو اور بہشتی ایک ہو ہزار مین سے تو گنجائش رکھتا ہی جیسے کہا راوی نے فت پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہی اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے
ہاتھ مین ہی امیدوار ہون مین کہ ہو تم ایک چوتھائی اہل جنت کے پس اللہ اکبر کہا ہمنے یعنے بسبب تعجب اور نہایت خوشی اور بڑا جاننے اس نعمت کے
پھر زیادہ بشارت دی اور فرمایا آنحضرت نے امیدوار ہون کہ ہو تم تہائی اہل بہشت کے فت ع شاید کہ بتدریج بیان کیا حضرت نے اس امر کو تاکہ نہ پھٹ جائین
دل انکے بہت خوشی کے بارے دفعتہ یا بنظر داخل ہونے انکے کے کئی دفعہ مین کہ پہلے چوتھائی ہون پھر تہائی وغیر ذلک یا وحی کی گئی ہو حضرت کو کئی بار پس خبر
دیتے رہے خوشخبری سنانے کے لیے جیسے کہ وحی اتری فت پس فرمایا کہ امیدوار ہون یہ کہ ہو تم آدھے اہل جنت کے پس تکبیر کہی ہمنے فرمایا آنحضرت نے نہین ہو
تم درمیان لوگون کے قیامت مین مگر مانند بال سیاہ کے بیچ پوست بیل سفید کے یا مانند بال سفید کے بیچ پوست بیل سیاہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
فت شاید کہ ورود اس حدیث کا پہلے علم ہونے آنحضرت کے ہو ساتھ اسکے کہ امت انکی دو تہائی اہل جنت کی ہوگی اسلیے کہ اہل جنت کی ایک سو بیس صفین ہونگی
اسی صفین امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چالیس تمام امتون کی اور ممکن ہی یہ کہ ہو نصف بہ نسبت اول داخلین کے اور ظاہر تر یہ ہی کہ یہ حدیث مختصر واقع
ہوئی ہی بہ نسبت حدیث طویل کے کہ آگے آتی ہی (وعنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يكشف ربنا عن ساقه فيسجد له كل مؤمن ومؤمنة ويبقى
من كان يسجد في الدنيا رياء وسمعة فيذهب ليسجد فيعود ظهره طبقا واحدا متفق عليه) اور روایت ہی انہی ابو سعید سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سے کہ فرماتے تھے کھولیگا رب ہمارا پنڈلی اپنی فت یعنے دکھاویگا شدت و محنت اپنی خلق کے لیے اور یہ عبارت کنایہ ہی شدت اور محنت اور فکر و غم سے یعنی تعبیر
کرنے کے خصوص معانی مفردات پر چاہیے کہ کوئی کوشش کرتا ہی کسی کام مین تو دامن اپنا لپیٹ لیتا ہی اور بعضے کچھ تاویل نہین کرتے اور علم اسکا سپرد بخدا تعالی کرتے ہین

جیسے کہ حکم متشابہات کا ہے چنانچہ مذہب اہل سلامت کا سامنا سے یہی ہے اور بہت اچھا ہے اسی میں سنتا ہیں سجدہ کریگا اسکو ہر مومن مرد اور مومن عورت یعنی
بسبب کمال شدت کے گر پڑینگے سجدہ میں واسطے طلب دور ہوجانے شدت کے بسبب اس قربت کے اور مراد مومن مرد و عورت سے خالص مومن
ہیں اور بعضی ضعیف روایت میں آیا ہے کہ ایک نور عظیم پیدا ہوگا اسکو سجدہ کرینگے لوگ سب اور نہیں سجدہ کریگا وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا دنیا میں واسطے دکھانے
اور سنانے لوگوں کے از راہ نفاق اور شہرت کے کرتا تھا نہ اخلاص سے پس ارادہ کریگا کہ سجدہ کرے پس ہوجائیگی پیٹھ اسکی ایک ہڈی بغیر جوڑ کی وہ مڑ نہیں سکیگی یعنی نہ
جھکنے اور اوٹھنے کے پس نہیں سجدہ کر سکیگا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ
الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ وَقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِیْمُ لَھُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَزْنًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے البتہ آویگا ایک شخص بڑا یعنی جاہ و مال میں فربہ دن قیامت کے نہیں برابر پشہ کے ہوگا اللہ کے نزدیک یعنی نہیں ہوگی کچھ قدر و منزلت اسکی اللہ کے نزدیک
اور فرمایا آنحضرت نے پڑھو تم یعنی تاجانو کہ حال ان دنیا کہ مغرور ہیں اور اپنے کردار کو اچھا جانتے ہیں عمل انکے ضائع اور نابود ہیں اس آیت کو پس قائم نہیں کرینگے
ہم اور نہیں رکھینگے کافروں کے لیے دن قیامت کے کچھ قدر و اعتبار نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَرَاَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا اَخْبَارُھَا قَالُوا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ اَخْبَارَھَا اَنْ تَشْھَدَ عَلٰی کُلِّ عَبْدٍ وَّاَمَۃٍ بِمَا
عَمِلَ عَلٰی ظَھْرِھَا اَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَیَّ کَذَا وَکَذَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا قَالَ فَھٰذِہٖ اَخْبَارُھَا رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا
پڑھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اس دن بیان کریگی زمین اپنی خبریں فرمایا آنحضرت نے کیا جانتے ہو کیا ہیں خبریں زمین کی کہ بیان کریگی انکو کہا صحابہ
نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا پس خبریں زمین کی یہ ہیں کہ گواہی دیگی اوپر بندہ اور لونڈی یعنی مرد و زن کے ساتھ اس چیز کے کہ کی ہے اسکی پشت پر
اس طرح سے کہ کہیگی کیا مجھ پر ایسا اور ایسا یعنی طاعت و معصیت فلانے دن یعنی فلانے دن اور فلانے مہینے میں اور فلانے سال میں پس یہی ہیں شہادتیں
مذکورات خبریں اسکی ہیں نقل کی یہ احمد و ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ
قَالُوْا وَمَا نَدَامَتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِنْ کَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ کَانَ مُسِیْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ نَزَعَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے اسی
ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کوئی مرتا ہے مگر کہ پشیمان ہوتا ہے یعنی پس غنیمت جانو حیات کو پہلے موت کے اور سبقت کرو بھلائی کی
طرف قبل فوت ہونے کے کہا صحابہ نے کیا ہے سبب ندامت اسکی کا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا اگر ہے نیکوکار تو پشیمان ہوتا ہے کہ نہ زیادہ کی نیکی اور اگر ہے
بدکار تو پشیمان ہوتا ہے کہ نہ باز رکھا اپنے نفس کو برائی سے نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ثَلٰثَۃَ
اَصْنَافٍ صِنْفًا مُّشَاۃً وَّصِنْفًا رُکْبَانًا وَّصِنْفًا عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَمْشُوْنَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ قَالَ اِنَّ الَّذِیْ اَمْشَاھُمْ عَلٰی اَقْدَامِھِمْ قَادِرٌ عَلٰی
اَنْ یُّمْشِیَھُمْ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَمَا اِنَّھُمْ یَتَّقُوْنَ بِوُجُوْھِھِمْ کُلَّ حَدَبٍ وَّشَوْکٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حشر کیے جاوینگے
لوگ روز قیامت کے تین قسم پر ایک قسم پیادہ پا چلینگے اور ایک قسم سوار اور ایک قسم منہ کے بل چلینگے فرقہ اول قسم کے تو وہ مومن ہیں کہ ملا لیا انہوں نے
نیک اعمال ساتھ برے کے اور ٹھہرے ہیں درمیان خوف و رجا کے اور امیدوار ہیں رحمت الٰہی کے اور دوسری قسم سابقین کامل ایمان ہیں اور تیسری قسم کفار
ہیں کہا گیا یا رسول اللہ کسطرح چلینگے منہ کے بل یعنی برخلاف عادت کے کہ چلتے ہیں پاؤں سے فرمایا تحقیق جس شخص نے چلایا انکو پاؤں کے بل وہ قادر ہے
اوپر چلانے انکے کے مونہوں کے بل آگاہ ہو اور جانو کہ تحقیق اور چلینگے ساتھ مونہوں اپنے کے ہر بلندی اور کانٹے سے فرقے یعنی اور مانند اسکے قسم موذیات
سے یعنی منہ انکے بچاسے انکے ہاتھ و پاؤں کے ہوجاوینگے جیسے کہ ہاتھ و پاؤں سے موذیات راہ سے اور بلندی اور پستی اسکی سے بچتے ہیں یعنی ہی اپنے
مونہوں سے کرینگے اور سبھی انکے کام پاؤں کے کرینگے بلا تفاوت لیکن چونکہ دنیا میں سجدہ نہ کیا اور گردن اطاعت و فرمانبرداری نہ رکھی اللہ تعالی نے انکو

خوار و سرنگون کیا (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان ینظر الی یوم القیامۃ کانہ رأی عین فلیقرأ اذا الشمس کورت واذا السماء انفطرت
واذا السماء انشقت رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو خوش لگے یہ کہ دیکھے طرف دن قیامت کے
یعنی احوال اسکے گویا کہ وہ دیکھتا ساتھ آنکھ کے ہو پس چاہیے کہ پڑھے سورۂ اذا الشمس کورت اور اذا السماء انفطرت اور اذا السماء انشقت فـ اسلیے کہ ان سورتون مین
احوال قیامت کا مفصل ہے تو پڑھنے والا انکا اگر حضور دل سے انکو پڑھے تو ایسا احوال قیامت کا مستحضر کر دیتی ہین کہ گویا آنکھ سے دیکھتا ہے نقل کیا یہ احمد اور ترمذی
نے الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابی ذر قال ان الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم حدثنی ان الناس یحشرون ثلثۃ افواج فوجا راکبین طاعمین
کاسین وفوجا تسحبہم الملائکۃ علی وجوہہم وتحشرہم النار وفوجا یمشون ویسعون ویلقی اللہ الآفۃ علی الظہر فلا یبقی حتی ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ یعطیہا
بذات القتب لا یقدر علیہا رواہ النسائی) روایت ہے ابی ذر سے کہا کہ تحقیق سچے اور سچے کیے گئے نے خبر دی ہے مجھکو یعنی پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی مجھکو کہ لوگ حشر کیے جاوینگے تین قسم پر ایک قسم سوار کھانے والے پینے والے پہنے ہوئے اور در حالیکہ حشر کا موجود
ہونگے اور ایک قسم کھینچینگے انکو فرشتے انکے منہ کے بل اور جمع کریگی انکو آگ اور ایک قسم پیادہ چلینگے اور دوڑینگے
فـ چلینگے سواری واسطے اول قسم سابقین ہین مومنین کاملین سے اور دوسری قسم کفار ہین اور تیسری مسلمان گنہگار ہین اور ڈالیگا اللہ تعالی
آفت و ہلاکت چوپایون پر سوار ہونے کے پس نہین باقی رہیگی سواری یہان تک کہ ایک مرد البتہ ہوگا اسکے لیے باغ دیگا اسکو بدلے
اونٹ کے اور باوجود اسکے قادر نہ ہوگا اسپر فـ واضح ہو کہ سیاق حدیث اور ذکر کرنا اسکا اس باب مین دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ
حالت روز قیامت کی ہوگی لیکن قول حضرت کا ان الرجل لتکون لہ الحدیقۃ صریح دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ حشر قیامت نہین اور اسی طرح قول آپکا
ہو اسمین اور طیبی نے کہا کہ یہ حشر قیامت نہین ہے بلکہ وہ حشر ہے کہ علامت قیامت سے ہے جیسے کہ اس باب مین ذکر اسکا گذرا اور ذکر کرنا اس حدیث کا اس باب
مین استطرادی ہے انتہی اور ملا علی قاری نے قول تورپشتی کا کہ اسمین آیت و حدیث سے دلیل پکڑی ہے نقل کرکے ترجیح اسی کو دی ہے کہ یہ حشر قیامت ہی ہو اور لکھا ہے
کہ خطابی کو اسمین خطا ہوئی ہے قول تورپشتی کا صواب پر ہے اور اس حدیث مین آفت جو آئی ہے بسبب قول ابی ذر کے ہے کہ زیادہ کیا ہے اوپر روایت اصل کتاب کے
اور ممکن ہے دفع کرنا اسکا یون کہ کہا جاوے کہ یہ حدیث لگی ہے اور حدیث کے ساتھ پس لائق ہے کہ عمل کیا جاوے ساتھ ہر ایک کے واللہ اعلم اور کچھ توجیہ اسکی تورپشتی
سے اوپر بھی نقل کی ہے ابو ہریرہ کی حدیث مین باب الحساب والقصاص والمیزان باب ہے حساب و قصاص اور میزان کا فـ حساب گنا اور
بیان مراد ہے گناہ گار و اعمال بندون کا روز قیامت کے اگرچہ سب کچھ پروردگار تعالی کو معلوم ہے اور اسپر روشن ہے ولیکن یہ اسلیے ہے کہ تا حجت ہو اسپر اور روشن ہو
خلائق پر یہ حساب قرآن مجید اور احادیث صحیح سے ثابت ہے پس اعتقاد اسکا واجب ہے اور قصاص عمل کرنا ساتھ شخص کے مانند اسکے کہ کیا ہے جیسا مار ڈالا
مار ڈالنے کے بدلے اور زخمی کرنا عوض زخمی کرنے کے اور مارنا عوض مارنے کے روز قیامت کے اور جسنے کسی سے کچھ لیا اور اسکو آزردہ کیا اگرچہ چیونٹی ہو
بدلہ اسکا اس سے لینگے اگرچہ حکمت نہ چاہیے کہ حیوانات اور اطفال اور تمام حیوانات کو اسلیے اٹھاوینگے جیسے کہ بکری شاخ دار نے بے شاخ والی کو مارا ہوگا قصاص
کل کو لینگے اور میزان عبارت ہے اس چیز سے کہ جانی جاوین اس سے مقدارین اعمال کی اور جمہور اسپر ہین کہ اسکے دو پلڑے ہین اور زبان کہ اسکو پکڑ کر تولتے ہین
جیسے کہ دنیا کی ترازو مین ہوتے ہین اور دوری درمیان دو پلڑون کے ایسی ہوگی جیسے درمیان مشرق اور مغرب کے تولینگے اسمین نامہ اعمال کو کہ ایک پلڑے مین
نیکیون کے اعمال نامے ہونگے اور ایک مین برائیون کے اور بعضون نے کہا ہے حسنات کو اچھی صورتون مین بنا کر لاوینگے اور سیئات کو بری صورتون مین اور
تولینگے اور حدیث بطاقہ کی آگے آتی ہے مقوی قول اول کی ہے اور ظاہر نصوص بھی الفصل الاول فصل پہلی (عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال لیس احد یحاسب یوم القیامۃ الا ہلک قلت اولیس یقول اللہ فسوف یحاسب حسابا یسیرا فقال انما ذلک العرض ولکن من نوقش فی الحساب یہلک)

متفق علیہ) روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کوئی کہ حساب کیا جاوے روز قیامت کے مگر کہ ہلاک ہوگا یعنے بر تقدیر مناقشہ کے اور
مراد ہلاک سے عذاب ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جب میں نے یہ بات بطریق کلیہ کے آنحضرت سے سنی تو مشکل ہوئی مجھپر واسطے رفع اشکال کے کہا میں نے کیا
نہیں فرمایا اللہ تعالی نے یعنے اہل نجات کے حق میں جسکو دی گئی کتاب داہنے ہاتھ میں پس قریب ہے کہ حساب کیا جاویگا وہ شخص حساب آسان یعنی پس جب حساب
آسان ہے تو کیوں ہلاک ہو پس فرمایا آنحضرت نے یعنے میری اشکال کی دفع میں نہیں ہے یہ حساب آسان کہ فرمایا ہے مگر عرض یعنے پیش اور نرا بیان کرنا ف ح جیسے کہ کہیں یہ
کیا تو نے اور وہ کیا تو نے بغیر اسکے کہ کد وکاوش کریں اس سے اور دقت ڈالیں اسپر اور تیسری فصل میں آتا ہے کہ حساب آسان یہ ہے کہ نامہ اعمال اسکا دکھاوینگے تا
دیکھے پھر درگذر کرینگے ف لیکن مراد یہ ہے کہ جو کوئی کد وکاوش کیا جاوے حساب میں اور دشواری ڈالی جاوے اسپر اور پورا حساب لیا جاوے کچھ نہ چھوڑا جاوے
قلیل وکثیر سے ہلاک کیا جاویگا وہ اور حساب حقیقت میں یہی ہے اور اول عرض واظہار ہے فقط ف ع حاصل یہ کہ وجہ معارضہ کی یہ ہے کہ لفظ حدیث کے عام ہیں
بیچ عذاب دینے ہر اس شخص کے کہ حساب کیا جاوے اور لفظ آیہ کے دلالت کرتے ہیں اسپر کہ بعضے انکے نہیں عذاب دیے جاوینگے اور راہ تطبیق کی یہ ہے کہ مراد
حساب سے آیہ میں عرض ہے ظاہر کرینگے اعمال پس اقرار کریگا گناہ کا کرنیوالا ان اعمال کا پھر درگذر کیا جاویگا اس سے واسطے اظہار فضل کے اور مراد حساب سے
حدیث میں مناقشہ ہے کہ دار وگیر کیجاویگی واسطے اظہار عدل کے اور بزار وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین خصلتیں جسمیں ہونگی
حساب لیگا اس سے اللہ حساب آسان اور داخل کریگا اسکو جنت میں اپنی رحمت سے دیوے تو اسکو کہ محروم رکھے تجکو اور عفو کرے اس سے کہ ظلم کرے تجپر اور سلوک کرے
تو اس سے کہ انقطاع کرے تجسے ف نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما منکم من احد الا سیکلمہ
ربہ لیس بینہ وبینہ ترجمان ولا حجاب یحجبہ فینظر ایمن منہ فلا یری الا ما قدم من عملہ وینظر اشام منہ فلا یری الا ما قدم وینظر بین یدیہ فلا یری الا النار تلقاء
وجہہ فاتقوا النار ولو بشق تمرۃ متفق علیہ) اور روایت ہے عدی بن حاتم سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں تم میں سے کوئی مگر کہ کلام کریگا
اس سے رب اسکا یعنے بلا واسطہ اسطرح کہ نہوگا درمیان اسکے اور درمیان پروردگار اسکے کے ترجمان یعنے وہ بیانیہ کہ سمجھاوے کلام اسکا اور نہ پردہ کہ چھپاوے
بندے کو اسکے رب سے پس دیکھیگا بندہ داہنی طرف اپنے پس نہ دیکھیگا مگر وہ چیز کہ آگے بھیجی ہے عمل اپنے سے یعنے صالح کو صورت بنکر آوینگے یا جزا اسکی اور دیکھیگا بائیں
طرف اپنے پس نہیں دیکھیگا مگر وہ چیز کہ آگے بھیجی ہے یعنے برے عمل ف ع یہ قاعدہ ہے کہ جب آدمی کو کچھ امر اہم درپیش ہوتا ہے تو داہنے بائیں دیکھتا ہے پس دیکھنا ویسا ہی
ہوگا اور دیکھیگا آگے اپنے پس نہ دیکھیگا مگر آگ سامنے منہ اپنے کے پس بچو آگ سے یعنے جب پہچانا تمنے یہ تو بس بچو آگ سے اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو ف ع
یہ عبارت دو احتمال رکھتی ہے ایک تو یہ کہ پرہیز کرو آگ دوزخ سے اور ظلم نکرو کسی پر اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو یا یہ کہ تصدق کرو اگرچہ اسقدر ہو یعنے اگرچہ تھوڑی چیز
ہو خواہ یہ ہو یا اور کچھ اسلیے کہ تصدق کرنا پردہ ہوگا تم میں اور آگ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ
یدنی المؤمن فیضع علیہ کنفہ ویسترہ فیقول اتعرف ذنب کذا اتعرف ذنب کذا فیقول نعم ای رب حتی قررہ بذنوبہ ورای فی نفسہ انہ قد ہلک قال سترتہا
علیک فی الدنیا وانا اغفرہا لک الیوم فیعطی کتاب حسناتہ واما الکفار والمنافقون فینادی بہم علی رءوس الخلائق ہؤلاء الذین کذبوا علی ربہم الا لعنۃ اللہ علی الظالمین
متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نزدیک کریگا مومن کو یعنے اپنی رحمت سے پس رکھیگا اسپر
محافظت اپنی اور ڈھانکیگا اسکو یعنے اہل محشر میں سے بسبب پرسش گناہوں کے اور ظاہر ہونے انکے کے شرمندہ اور رسوا نہو ف ع اور مومن معنی میں مثل نکرہ کے ہے
یعنے کوئی مومن ایسا ہو اور بعید نہیں ہے مراد مومن سے جنس ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ اس بندے کے حق میں ہے کہ نہ غیبت کرتا تھا کسی کی اور نہ عیب لگاتا تھا اور نہ
رسوا کرتا تھا کسی کو اور نہ خوش ہوتا تھا بسبب فضیحت مسلمان کے بلکہ پردہ پوشی کرتا تھا اللہ کے اچھے بندوں کی اور نہ باعث ہوتا تھا کسی کو کسی کی آبروریزی کا
لوگوں میں پس پردہ پوشی کریگا اللہ تعالی اسکی اور اپنی محافظت میں رکھیگا اسکو از راہ جزا مطابق عمل کے ف پس فرماویگا اللہ تعالے مومن کو کیا پہچانتا ہے تو

فلانا گناہ کیا پہچانتا ہے تو فلانا گناہ پس کہیگا مومن ہاں اے پروردگار میرے پہچانتا ہوں ان گناہوں کو یہاں تک کہ اقرار کرواویگا اللہ تعالیٰ اس مومن سے ساتھ
گناہوں اسکے کے اور گمان کریگا مومن اپنے دل میں کہ ہلاک ہوا یعنے بسبب اپنے ان گناہوں کے فرماویگا اللہ تعالیٰ مومن کو کہ چھپا رکھا میں نے ان گناہوں کو
تجھ پر دنیا میں اور میں بخشونگا انکو تیرے لیے آج کے دن پس دیا جاویگا مومن عمل نامہ نیکیوں اسکی کا اور لیکن کافر اور منافق پس پکارے جاوینگے انکو روبرو خلائق کے کہ یہ
لوگ ہیں جنھوں نے جھوٹ باندھا اپنے رب پر خبردار ہو لعنت ہو خدا کی ظالموں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللَّهُ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُولُ هَذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی موسیٰ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب وقت کہ ہوگا دن قیامت کا حوالہ کریگا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کے یعنے مرد ہو یا عورت یہودی کو یا نصرانی کو یعنے ایک کو اہل کتاب میں سے پس لفظ
او تنویع کے لیے ہے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ یہ کتابی سبب خلاصی تیری کا ہے آگ دوزخ سے فکاک لفظ فکاک کسر فا سے چھٹانا اور فکاک کا زبر بھی اور زیر بھی آسکتے ہیں اور یہ
اس سے کہ گویا چھٹانا ہے گویا مسلمان آگ دوزخ میں گروی تھا اور اس یہودی یا نصرانی کو اسکے بدلے آگ میں بھیجا اور اس مسلمان کو نکالا اور تاویل اسکی یہ ہے کہ ہر
مکلف کے لیے خواہ کافر ہو خواہ مومن ایک جگہ ہے بہشت میں اور دوزخ میں اور جو کوئی با ایمان گیا مکان اسکا کہ دوزخ میں تھا تبدیل کیا جاویگا ساتھ مکان
اسکے کہ بہشت میں تھا اور جو کوئی بے ایمان گیا حال برعکس اسکے ہوگا پس گویا کافر عوض اور بدل مومنوں کے ہیں کہ جگہ ہوا ہوں انکی سے کہ دوزخ میں ہیں یہ کلام
مومنوں کے سبب خلاصی کے ہونگے آگ سے اور مراد یہ نہیں ہے کہ کافروں کو بسبب مومنوں کے گناہوں کے عذاب کریگا کیونکہ آیت ہے لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِزْرَ أُخْرَى اور تخصیص یہود و نصاریٰ کی بسبب مشہور ہونے انکے کے ہے ساتھ عداوت مومنین کے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِنُوحٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ لَهُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتُهُ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهُودُكَ فَيَقُولُ
مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ أَنَّهُ قَدْ بَلَّغَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ
عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لائے جاوینگے حضرت نوح علیہ السلام
دن قیامت کے پس کہا جاویگا انکو کیا پہونچا دئے تم نے یعنے اوامر احکام الٰہی امت کو پس کہینگے ہاں پہونچا دیے تھے میں نے اے رب میرے فتسأل یعنے پوچھی جاوینگی
یہ قول اللہ تعالیٰ کے یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب اسلیے کہ اجابت اور چیز ہے اور تبلیغ اور چیز ہے پس پوچھی
جاویگی امت انکی یعنے امت دعوت کہ کیا پہونچائے تمکو یعنے نوح نے احکام ہمارے پس منکر ہوگی امت انکی اور کہے گی نہیں آیا ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا
یعنے نوح نہ اور کوئی پس کہا جاویگا نوح کو کہ کون ہیں گواہ تیرے یعنے دعوی تبلیغ پر طلب کریگا اللہ تعالیٰ نوح سے گواہ تبلیغ رسالت پر حالانکہ وہ خود جانتا ہے
واسطے قائل کرنے امت کے پس کہینگے نوح کہ گواہ میرے محمد ہیں اور امت انکی فرمایا یعنے امت انکی گواہ ہوگی اور وہ مزکی ہونگے اور پہلے ذکر کیا حضرت کو
تعظیم کے لیے اور کچھ بعید نہیں ہے کہ حضرت بھی گواہی دیں نوح کے لیے اسلیے کہ وہ جگہ نصرت کی ہے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے صحابہ کو
کہ پس لایا جاویگا تمکو فیجاء اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہونگے اس عرض اکبر میں پھر لائے جاوینگے رسول اول انکے نوح ہونگے
اور لائے جاوینگے گواہ انکے کہ وہ امت ہوگی سب پس گواہی دوگے تم کہ نوح نے پہونچا دیے تھے احکام الٰہی امت کو فیشک اور نبی تمہارے مزکی تمہارے
ہونگے یا تم اور نبی تمہارے ساتھ تمہارے گواہی دینگے پس اس صورت میں مزکین کا ذکر کرنا اتفاقیا ہوگا سب پھر پڑھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے
واسطے تحقیق اور تصدیق اس حال کے یہ آیۃ کریمہ حق تعالیٰ اس امت کو خطاب کرکے فرماتا ہے اور اسی طرح کیا ہے ہمنے تمکو امت نیک اور عادل و افضل تاکہ ہو تم
گواہی دینے والے لوگوں پر یعنے ان کفار پر کہ پہلے تمہارے گذرے ہیں اور ہو رسول پیغمبر تمہار گواہ فیشک گواہی دیتی انکی لوگوں پر ایسی ہوگی جیسے گواہی دی تم
نوح پر کہ پہونچائی نوح نے تبلیغ رسالت کہ بھیجے گئے تھے اور ہونا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا گواہ آخر اسطرح کہ جیسا حدیث میں آیا ہے کہ جب انبیا علیہم الصلوات

وسلام علیہم کی منکر ہونگی کہ ہمکو کسی نے کچھ نہیں پہونچایا تو انبیا امت محمدیہ کو گواہ پکڑینگے اور وہ گواہی دینگے اور پوچھا جاویگا انسے کہ تم کیا جانو اور کہاں سے گواہی دیتے ہو تو وہ کہینگے کتاب اللہ کو ناطق پایا ہمنے اسپر پس گواہی دی ہمنے ساتھ گواہی اسکی کے بعد ازاں تحقیق انبیا کی کلام بیچ صدق وعدالت اس امت کے کرینگی پس آنحضرت صلعم تعدیل وتزکیہ انکا کرینگے اور گواہی دینگے کہ یہ عادل وصادق ہیں یہ ہیں معنے ہونے رسول کے گواہ اُنپر اور اسی اعتبار کر آنحضرت کو گواہ امت پر کیا گیا کہ جب تزکیہ اپنی امت کا کیا اور انکی گواہی استوں پر ثابت کی تو آپ بھی گواہی دی اسپر اسی اعتبار سے کہا محمد وامتہ فافہم ت نقل کی بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحک فقال هل تدرون مما اضحک قال قلنا اللہ ورسولہ اعلم قال من مخاطبة العبد ربہ یقول یا رب الم تجرنی من الظلم قال یقول بلی قال فیقول فانی لا اجیز علی نفسی الا شاہدا منی قال فیقول کفی بنفسک الیوم علیک شہیدا وبالکرام الکاتبین شہودا قال فیختم علی فیہ فیقال لارکانہ انطقی قال فتنطق باعمالہ ثم یخلی بینہ وبین الکلام قال فیقول بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے ہم پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ہنسے آنحضرت پھر فرمایا کہ کیا جانتے ہو تم کہ کس چیز سے ہنستا ہوں میں ف ع اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ نہیں لائق ہے ہنسنا مگر کسی امر غریب وحکم عجیب سے ت کہا انس نے کہ کہا ہمنے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا ہنستا ہوں میں سبب منہ در منہ کلام کرنے کے بندے کے اپنے رب سے یعنے قیامت کو کہیگا بندہ اے پروردگار میرے کیا نہ پناہ دی تونے مجھکو ظلم سے یعنے کیا نہیں فرمایا تونے کہ ظلم نہیں کرتا میں بندوں پر مقدار ذرہ کے فرمایا آنحضرت نے فرماویگا اللہ تعالی ہاں پناہ دی میں نے تجھکو ظلم سے اور ظلم نہیں کرتا میں بندوں پر فرمایا آنحضرت نے پس کہیگا بندہ کہ پس اگر پناہ دی تو نے مجھکو ظلم سے تو روا نہیں رکھتا میں اپنے نفس پر اور کچھ سوا اسکے کہ گواہ ہو مجھ میں سے ف ع یعنے اور کی گواہی اپنے حق میں نہیں روا رکھتا اگر مجھی میں سے مجھپر گواہ پیدا ہوں تو قبول رکھونگا خیال کیا کہ میری ذات سے مجھپر کون گواہی دیگا اسلیے کہ کوئی اپنے ضرر پر گواہی نہیں دیتا اور یہ نجانا کہ اللہ تعالی قادر ہے اسپر بھی کہ وہ اسکی ذات سے اسپر گواہ پیدا کرے کہ اسکو مجال انکار اور گنجائش دم مارنے کی نہو اور باعث ہنسنے آنحضرت کا یہ کلام کرنا تھا بندے کا یا مہر کرنی حق تعالی کی بندے کے منہ پر اور بولنا ارکان اعضا کا ساتھ اس چیز کے کہ عمل کیا اور برا کہنا بندے کا انکو اور دعا ہے بد کرنی اُنپر چنانچہ کہ آگے آتا ہے ت فرمایا آنحضرت نے پس فرماویگا اللہ تعالی کفایت کرتا ہے نفس تیرا آج کے دن تجھپر گواہ اور کفایت کرتے ہیں فرشتے بزرگ کہ لکھنے والے اعمال بندوں کے ہیں گواہ ف ع گواہ پکڑنا ان فرشتوں کا زیادہ ہے مقصود پر واسطے تقریر وتاکید کے بعد ازاں کہ نفس بندے سے گواہ قرار دیے گئے کہ اب اُسپر راضی ہوا تھا اور چاہا تھا فرشتوں کو بھی گواہ کیا اور تنہا انکو گواہ کرتا تو خلاف قرارداد کے ہوتا ت فرمایا آنحضرت نے پس مہر کیجاویگی بندے کے دہانے پر پھر فرمایا جاویگا واسطے جماعت اعضاء بندے کے کہ بولو پس بولینگے ارکان اسکے ساتھ افعال اسکے کہ کیے تھے بسبب انکے پھر چھوڑا جاویگا درمیان بندے کے اور درمیان کلام اسکے کے ف ع یعنے اُٹھائی جاویگی مہر اسکے منہ سے یہاں تک کہ کلام کریگا موافق عادت کے پس گواہی دینی انکی زبانوں کی آیۃ میں مراد ہے ساتھ اور طرح کے کلام کے خلاف عادت کے واللہ اعلم ت فرمایا آنحضرت نے پس کہیگا بندہ اپنے اعضا کو کہ دوری ہو تمکو خیر سے اور ہلاکت ہو تمکو پس تمہاری طرف سے اور تمہاری ہی خلاصی کے لیے جھگڑتا تھا میں ف ع اور تمنے آپ اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالا یا یہ معنی ہیں کہ تمہارے سبب سے خصومت کرتا تھا میں لوگوں سے اور دفع کرتا تھا ضرر تمسے یعنے محافظت اور مددگاری تمہاری کرتا تھا اور تمکو دوست اپنا جانتا تھا آخر کو تم دشمن وبدخواہ میرے نکلے اور جواب اعضا کا محذوف ہے دلالت کرتا ہے اسپر قول اللہ تعالی کا وقالوا لجلودہم لم شہدتم علینا قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء وہو خلقکم اول مرۃ والیہ ترجعون ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قالوا یا رسول اللہ هل نری ربنا یوم القیامة قال هل تضارون فی رؤیة الشمس فی الظہیرة لیست فی سحابة قالوا لا قال فہل تضارون فی رؤیة القمر لیلة البدر لیس فی سحابة قالوا لا قال فوالذی نفسی بیدہ لا تضارون فی رؤیة ربکم الا کما تضارون فی رؤیة احدہما قال فیلقی العبد فیقول ای فل الم اکرمک واسودک وازوجک واسخر لک الخیل والابل واذرک ترأس وتربع فیقول بلی قال فیقول افظننت انک ملاقی فیقول لا فیقول فانی قد انساک کما

كما نسيتني ثم يلقى الثاني فذكر مثله ثم يلقى الثالث فيقول له مثل ذلك فيقول يا رب آمنت بك وبكتابك وبرسلك وصليت وصمت وتصدقت ويثني بخير ما استطاع فيقول ههنا إذا ثم يقال الآن نبعث شاهدا عليك ويتفكر في نفسه من ذا الذي يشهد علي فيختم على فيه ويقال لفخذه انطقي فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعمله وذلك ليعذر من نفسه وذلك المنافق وذلك الذي يسخط الله عليه رواه مسلم اور روایت ہے ابو ہریرہؓ سے کہا عرض کیا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اپنے رب کو دن قیامت کے فرمایا کیا نزاع و خلاف کرتے ہو تم اور شک رکھتے ہو بیچ دیکھنے آفتاب کے دوپہر میں کہ نہو چھپا ابر میں کہا صحابہ نے کہ نہیں فرمایا پس کیا نزاع و شک کرتے ہو بیچ دیکھنے چاند کے چودھویں رات میں کہ نہ چھپا ہو ابر میں کہا نہیں فرمایا پس قسم اس خدا کی کہ بقا ذات میری کا دست قدرت اسکی میں ہے نزاع و خلاف نہیں کرنے کے تم بیچ دیکھنے پروردگار اپنے کے جیسے خلاف و شک کرتے ہو بیچ دیکھنے آفتاب یا چاند کے فرق یعنے بیچ دیکھنے انکے خلاف و نزاع و شک نہیں کرتے ہو پس پروردگار کے دیکھنے میں بھی نہیں کرنے کے جان کہ لفظ تضارون ساتھ پیش ت کے اور تشدید ر کے اور تخفیف اسکی کے دونوں طرح آیا ہے اگر تشدید سے ہو تو مضارت سے ہے یعنے ضرر کے اور اگر تخفیف سے ہو تو ضیر سے ہے کہ وہ بھی یعنے ضرر کے آتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ ضرر نہیں کریگا ایک دوسرے کو ساتھ مجادلہ اور منازعت کے یا بیچ مخالفت ایک دوسرے کے پردا اور تکذیب ایک دوسرے کی کر دیکھنے میں اور صحت نظر میں بسبب نہایت ظاہر واضح ہونے کے اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ بعضے صاحب بعضوں سے کہ نہیں ہونگے تا ضرر کرے ایک دوسرے کو اور شیخ الجزری نے کہا کہ مضارت یعنے اجتماع وازدحام کے ہے وقت نظر کے اور قاضی عیاض مالکی نے کہا کہ یعنے مضایقت اور تنگ گیری ایک دوسرے کے ہے یعنے تم ایک دوسرے کی ازدحام و اجتماع کرکے ہو اور کیا کہ مضایقت بیچ دیکھنے اس چیز کے ہوتی ہے کہ بیچ مکان واحد کے اور جہت مخصوص کے اور او پر اندازہ خاص کے ہو اور روایت دوسری تضامون ہے ساتھ میم کے جگہ ر کے اور وہ بھی ساتھ پیش ت کے اور تشدید میم اور تخفیف اسکی کے ہے تشدید سے مشتق ضم سے اور تخفیف سے ضیم سے ہے ضم یعنے اجتماع اور ازدحام کے اور ضیم یعنے ظلم و ستم کرینگے اور حاصل معنی کا ہر تقدیر ایک ہی ہے ثابت فرمایا آنحضرتؐ نے جب دیکھینگے بندے پروردگار تعالے کو خطاب کریگا اللہ تعالے ایک بندے کو پس فرماویگا ای فلانے کیا نہ بزرگی دی تھی میں نے تجھکو یعنے تمام حیوانات پر اور کیا نہ سردار کیا تھا میں نے تجھکو یعنے تیری قوم میں اور کیا نہیں دی میں نے تجھکو جوی یعنے تیرے جنس سے اور پیدا کی میں نے تجھمیں اور انمیں محبت و انسیت اور الفت اور کیا نہیں تابعدار کیے میں نے تیرے گھوڑے اور اونٹ اور کیا نہیں چھوڑا میں نے تجھکو کہ رئیس اور سردار قوم کا ہو وے تو اور لیوے تو چوتھائی غنیمت فی جاہلیت میں یہ رسم تھی کہ سردار قوم کا خاص اپنے لیے چوتھائی غنیمت میں سے لیتا تھا اور باقی قوم کے لیے چھوڑ دیتا تھا بات ہیں کہیگا بندہ ای پروردگار میرے کیا تو نے اور دیا تو نے مجھکو جو کچھ کہ فرمایا تو نے فرمایا آنحضرتؐ نے پس فرماویگا پروردگار تعالے آیا پس گمان کرتا تھا تو کہ ملاقات کریگا تو مجھسے پس کہیگا بندہ کہ نہیں گمان کرتا تھا میں اور غافل تھا اس سے اور بھول گیا تھا تجکو پس فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق میں بھول جاونگا تجکو یعنے آج چھوڑ دونگا تجکو اپنی رحمت سے جیسے کہ بھولا تو مجکو فی الدنیا یعنے دنیا میں میری اطاعت کا حاصل یہ کہ تو نے ایسے انعام کیے تجھپر تجکو شکر کرنا اور امیدوار میرے دیدار کا ہونا چاہیے تھا تاکہ زیادہ انعام اور جزا دیتا میں جبکہ تو میرا شکر بھول گیا میں بھی اب معاملہ بھولا ہوا سا کرونگا جزا دینے میں اور اپنی رحمت سے محروم رکھونگا یہ مضمون اس آیۃ کا ہے کذلک اتتک آیتنا فنسیتها وکذلک الیوم تنسی تنسی پھر خطاب و ملاقات کریگا اللہ تعالے دوسرے بندے سے پس ذکر کیا آنحضرتؐ نے بیچ خطاب حق کے اس بندے سے اور جواب بندے کے اس سے مانند اسکے کہ اول بندہ میں مذکور ہوا پھر ملیگا پروردگار تیسرے بندے سے پس کہیگا اس سے مانند اسکے کہ کہا بندہ اول سے پس کہیگا وہ بندہ تیسرا جواب پروردگار میں ای رب میرے ایمان لایا میں تجھپر اور تیری کتاب پر اور تیرے پیغمبروں پر اور نماز پڑھی میں نے اور روزہ رکھا میں نے اور تصدق کیا میں نے یعنی کہ وہ ذکر کریگا یعنی تعریف کریگا اپنی تفسیر کی بھلائی کی جسقدر کہ ہوسکیگی پس فرماویگا اللہ تعالے کہ یہاں ٹھہرے ہیں جبکہ دعوی اعمال خیر اور ہماری نعمتوں کی شکرگزاری کیا تو نے تو ٹھہر تا دکھاویں تجکو اعمال تیرے گواہ تاکہ فرمایا کہ پھر کہا جاویگا اس بندے کو کہ ابھی پیدا کرتے ہیں ہم گواہ تجھپر اور سوچے گا وہ بندہ اپنے دل میں کہ کون شخص گواہی دیگا مجھپر پس مہر کیا جاویگا اسکے منہ پر اور کہا جاویگا اسکی ران کو کہ بول پس بولیگی

ران اسکی اور گوشت اسکا اور ہڈی اسکی یعنے جو کچھ متعلق ہیں ران کے ساتھ عملوں اسکے سے کیفیت قرآن شریف میں کلام کرنا ہاتھ اور پانون اور زبان اور پوست کا واقع ہوا اور بیان بولنا ران اور گوشت اور استخوان کا ذکر ہونا ظاہرا مقصود تمام اعضا اور ارکان ہیں پیچھے کہ حدیث انس میں گذر است اور یہ سوال وجواب اور مہر کرنی بندے کے منہ پر اور بولنا اسکے اعضا کا کہ مذکور ہوا اسلیے ہے کہ تا بندہ ازالہ عذر کرے اپنے نفس سے اور ثابت ہوں گناہ اور جگہ عذر کی نہ رہے یا معنی یہ ہیں کہ تا صاحب عذر ہو خدا تعالے بیچ عذاب کرنے اس بندے کے اسی کی نفس کی طرف سے اور یہ بندہ کہ حال اسکا مذکور ہوا منافق ہوگا اور یہ وہ بندہ ہے کہ خفا ہو اللہ اسپر اور ناخوش ہوا اللہ اس سے نقل کی یہ مسلم نے (وَ ذُكِرَ حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي الْجَنَّةَ فِي بَابِ التَّوَكُّلِ بِرِوَايَةِ ابْنِ عَبَّاسٍ) اور ذکر کی گئی ہے حدیث ابی ہریرہ کی کہ سر اسکا یہ ہے یدخل من امتی الجنۃ باب التوکل میں ساتھ روایت ابن عباس کے ف یعنے یہ حدیث مصابیح میں اس باب میں ذکر کی گئی ہے ابو ہریرہ کی روایت سے اور ہمنے اسکو باب التوکل میں ذکر کیا ہے بروایت ابن عباس کے اور صواب یہ تھا کہ یون کہتے کہ یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب ہم الذین لا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربہم یتوکلون جیسے کہ اوپر گذری الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِينَ أَلْفًا لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلَا عَذَابَ مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا وَثَلَاثُ حَثَيَاتٍ مِنْ حَثَيَاتِ رَبِّي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ) روایت ہے ابو امامہ سے کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ وعدہ کیا مجھسے پروردگار میرے نے کہ داخل کرے بہشت میں میری امت سے ستر ہزار نہیں مناقشہ انکے لیے محاسبہ میں اور نہ عذاب ساتھ ہر ہزار کے ستر ہزار اور تین لپیں میرے رب کی لپون میں سے ف مراد ستر ہزار سے یا تو یہی عدد ہے یا کثرت اور اسی طرح لپین بھی کنایہ ہے کثرت ومبالغہ سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (وَعَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَضُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَ عَرَضَاتٍ فَأَمَّا عَرْضَتَانِ فَجِدَالٌ وَمَعَاذِيرُ وَأَمَّا الْعَرْضَةُ الثَّالِثَةُ فَعِنْدَ ذَلِكَ تَطِيرُ الصُّحُفُ فِي الْأَيْدِي فَآخِذٌ بِيَمِينِهِ وَآخِذٌ بِشِمَالِهِ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ لَا يَصِحُّ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ قِبَلِ أَنَّ الْحَسَنَ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَدْ رَوَاهُ بَعْضُهُمْ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي مُوسَى) اور روایت ہے حسن سے اسنے نقل کی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیے جاوینگے لوگ یعنے اللہ تعالے کے سامنے دن قیامت کے تین بار پس ایک دو بار میں تو جھگڑا کرنا اور عذر کرنا ہوگا ف پہلی بار میں تو دفع کرینگے اپنے نفسون سے ملامت کہ کہینگے نہیں پہونچائے ہمکو انبیا نے احکام اور جھگڑینگے اللہ تعالے سے اور دوسری بار میں اقرار کرینگے مثلا ہر ایک کہیگا کہ کیا میں نے یہ از راہ سہو اور خطا کے یا جہل کے یا امید کے اور مانند انکے سے اور پھر تیسری بار جو ہے پس ہو پس نزدیک اسکے اڑینگے اور پہونچینگے نامے اعمال انکے ہاتھوں میں یعنی سب تکلیفین کے ہاتھوں میں بسبب تمام ہونے معاملہ حساب کے پس بعضے انہیں سے لینے والے ہونگے اپنے داہنے ہاتھ میں یعنے وہ اہل سعادت ہونگے اور بعضے انمیں سے لینے والے ہونگے اپنے بائیں ہاتھوں میں ف یعنے وہ اہل شقاوت ہونگے پس اسوقت تمام ہو جاویگا قضیہ اور متمیز ہو جاوینگے اہل ضلالت اہل ہدایت سے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں صحیح ہے یہ حدیث اس بات سے کہ حسن بصری کہ راوی اس حدیث کے ہیں نہیں سنی انھون نے حدیث ابی ہریرہ سے ف یعنے اسناد اسکی منقطع ہے غیر متصل لیکن کہا شیخ جزری نے تصحیح المصابیح میں کہ بخاری نے روایت کی ہیں اپنی صحیح میں تین حدیثین حسن بصری سے کہ ابی ہریرہ سے نقل کی ہیں اور پھر مسلم نے اس سے کچھ روایت نہیں کی نقلہ میرک شاہ اور تحقیق روایت کیا ہے اس حدیث کو بعضے محدثین نے حسن بصری سے کہ انھون نے نقل کی ابو موسی اشعری سے ف یعنے پس یہ حدیث متصل ہے اسکے طریق سے اور قوت حاصل ہوئی اسکی اسنادین اور بعضون نے کہا کہ حسن بصری نے روایت کی ہے کئی صحابہ سے مانند ابی موسی اور انس بن مالک اور ابن عباس وغیرہم کے (وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ يَسْتَخْلِصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ ثُمَّ يَقُولُ أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ فَيَقُولُ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ أَفَلَكَ عُذْرٌ قَالَ لَا يَا رَبِّ فَيَقُولُ بَلَى إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ فَتُخْرَجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَيَقُولُ احْضُرْ وَزْنَكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ

بِهٰذِهِ السِّجِلَّاتِ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ قَالَ فَتُوْضَعُ السِّجِلَّاتُ فِيْ كِفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِيْ كِفَّةٍ فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ
اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نکالیگا ایک شخص کو میری امت میں سے دن قیامت کے بہم
کہ کھولیگا اسپر ننانوے طومار ہر طومار مانند درازی بصر کے ہوگا یعنے درازی ان کی یہاں تک کہ بینائی پہونچے پھر فرماویگا اللہ تعالے اس شخص کو کیا انکار کرتا ہے تو اس سے کہ ان طوماروں
سے کچھ کہ نہیں کیا میں نے کیا ظلم کیا ہے تجھ پر میرے لکھنے والوں نے یعنے کرام کاتبین نے کہ نگہبان تیرے افعال و احوال کے تھے پس کہیگا وہ شخص نہیں ای پروردگار میرے
کچھ انکار نہیں کر سکتا اور نہ تیرے کاتبوں نے ظلم کیا ہے پس فرماویگا اللہ تعالے کیا تیرے لیے کچھ عذر ہے یعنے اس چیز میں کہ کیا تو نے کہ سہو کیا ہو یا خطا یا جہلا اور مانند اسکے کے
کہیگا نہیں ای پروردگار میرے کچھ عذر نہیں ہے پس فرماویگا اللہ تعالی ہاں یعنے ہمارے پاس ایک ہے چیز کہ قائم مقام تیرے عذر کے ہے تحقیق تیرے لیے ہمارے پاس
ایک نیکی ہے یعنے بڑی اور مقبول کہ مٹا دیگی تمام ان گناہوں کو کہ تیرے پاس ہیں اور تحقیق نہیں ظلم ہے تجھ پر آج یعنے ساتھ ناقص کرنے ثواب تیرے کے اور زیادتی عذاب کے پس
پھر نکالی جاویگی ایک چٹھی کہ لکھا ہوگا اس میں یہ کلمہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فرشتے احتمال ہے کہ یہ کلمہ وہ ہوگا کہ جو اول سب سے کہا ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اور
بار کہا ہو جو کہ مقبول ہوا ہوگا اور یہی ظاہر تر ہے پس پھر فرماویگا اللہ تعالے حاضر ہو وزن عمل اپنے پر یا وقت وزن اپنے کے یا آ وزن اپنے پر کہ میزان ہے یعنے جس وقت کہ
چٹھی ساتھ ننانوے طومار گناہوں کے تولی جاوے تو بھی حاضر ہو کیونکہ نہ ہوگا تجھپر اتنا ظلم اور ظلم ورنہ عدل اور تحقیق تو فضل میں ہے کہیگا وہ شخص ای پروردگار میرے کیا ہے
اس ایک چٹھی کو ساتھ ان بہت سے طوماروں کے پس فرماویگا اللہ تعالی تحقیق تو نہیں ظلم کیا جاویگا یعنے یہ چٹھی ضرور تولنا چاہیے تاکہ تو سمجھے کہ ظلم نہیں کیا جاوے فرمایا
آنحضرت نے پس رکھے جاوینگے طومار ایک پلڑے ترازو میں اور وہ چٹھی دوسرے پلڑے میں پس ہلکے ہو جاوینگے وہ طومار اور بھاری اور غالب آویگی وہ چٹھی پس نہیں بھاری
ہوگی ساتھ نام خدا کے کوئی چیز اور نام خدا کا سب سے بڑا اور بھاری ہے اگرچہ تودہ تودہ گناہ ہوں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا ذَكَرَتِ النَّارَ
فَبَكَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ ذَكَرْتُ النَّارَ فَبَكَيْتُ فَهَلْ تَذْكُرُوْنَ اَهْلِيْكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ
فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهُ اَمْ يَثْقُلُ وَعِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ هَاؤُمُ اقْرَؤُا كِتَابِيَهْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهُ اَفِيْ يَمِيْنِهِ اَمْ فِيْ شِمَالِهِ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِهِ وَعِنْدَ الصِّرَاطِ
اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ تحقیق حضرت عائشہؓ نے یاد کیا یعنے اپنے دل میں آگ دوزخ کو پس روئیں یعنے اسکے ڈر سے
پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سبب ہے رونے تیرے کا کہا عائشہؓ نے کہ یاد کیا میں نے آگ کو پس روئی میں یعنے اسکے عذاب کے ڈر سے پس آیا
یاد رکھو گے تم اپنے اہل و عیال کو دن قیامت کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن تین جگہ میں نہیں یاد کریگا کوئی کسی کو یعنے بسبب خوف اور شفاعت عظمیٰ عام ہوگی
سب خلائق کے لیے ایک تو نزدیک میزان کے یہاں تک کہ جانے کہ ہلکی ہوئی ترازو اسکی یا بھاری ہوئی دوسرے وقت دینے اعمال ناموں کے جسوقت کہ کہا
جاویگا یعنے از راہ خوشی کے کہیگا وہ شخص کہ جسکے داہنے ہاتھ میں دیگا لوگوں کو پڑھو عملنامہ میرا یہاں تک کہ جانے کہ کہاں پڑا عملنامہ اسکا آیا اسکے داہنے ہاتھ میں یا
بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے سے فرشتے داہنا ہاتھ گلے میں طوق کیا جاویگا اور بایاں ہاتھ پیٹھ کے پیچھے سے کیا جاویگا اور دیا جاویگا نامہ اعمال پیٹھ کے پیچھے سے تیسرے
اور تیسرے نزدیک پل صراط کے جسوقت کہ رکھا جاویگا درمیان اور اوپر دوزخ کے نقل کی یہ ابو داؤد نے فرشتے یعنے یہاں تک کہ جانے کہ نجات پائی ساتھ گذرنے کے
اس سے یا پڑا اسمیں اور وہ پل پشت جہنم پر ہوگا بال سے زیادہ باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز گذرینگے اسپر سے سب لوگ پس مومن نجات پاوینگے بسبب اعمال
و منازل اپنی کے اور کافر اسپر سے دوزخ میں گر پڑینگے عافانا اللہ الکریم پس ان تین جگہوں میں سب حیران اور درماندہ ہونگے اور کسی کو مجال کسی کی یاد کرنے اور خبر لینے
کی نہیں ہوگی (اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ) فصل تیسری (عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِيْ
وَيَخُوْنُوْنَنِيْ وَيَعْصُوْنَنِيْ وَاَشْتُمُهُمْ وَاَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ اَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ اِيَّاهُمْ
فَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَكَ وَاِنْ كَانَ عِقَابُكَ اِيَّاهُمْ فَوْقَ

ذنوبهم اقتص لهم منك الفضل فتنحى الرجل فجعل يهتف ويبكي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اما تقرأ قول الله تعالى ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين فقال الرجل يا رسول الله ما اجد لي ولهؤلاء شيئا خيرا من مفارقتهم اشهدك انهم كلهم احرار رواه الترمذي) روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے آیا ایک شخص پس بیٹھا پاس پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کہا یا رسول اللہ تحقیق میرے لیے بردے ہیں جھوٹ بولتے ہیں مجھسے اور خیانت کرتے ہیں میرے مال میں اور نافرمانی کرتے ہیں میری اور برا کہتا ہوں میں انکو اور مارتا ہوں میں انکو یعنے ازراہ تادیب کے پس کیا حال ہوگا میرا سبب انکے قیامت کو پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہوگا دن قیامت کا حساب کیا جائیگا اس چیز کا کہ خیانت کی ہے تیری اور نافرمانی کی ہے تیری اور جھوٹ بولے ہیں وہ غلام تجھسے اور حساب کیا جاویگا سزا دینا تیرا اور برا کہنا اور مارنا تیرا بھی انکو پس اگر ہوگا سزا دینا تیرا انکو بقدر گناہوں انکے کے یعنے عرفا اور عادۃ ہوگا سزا دینا تیرا برابر گناہوں انکے کے کہ نہ تجکو اسمیں ثواب ہوگا اور نہ تجھپر اسمیں عذاب بلکہ کرنا اسکا مباح تھا کہ نہیں ہے تجھپر گناہ اور اگر ہوگا سزا دینا تیرا انکو کم گناہ انکے سے ہوگا حق زائد واسطے تیرے یعنے تجھپر اگر قصد کریگا تو ثواب کا جزا دیا جاویگا سبب اسکے والا نہیں اور اگر ہوگی سزا تیری انکو زیادہ انکے گناہوں سے بدلا لیا جاویگا واسطے انکے تجھسے زیادتی کا پس الگ ہوا وہ شخص مجلس سے اور شروع کیا چلانا اور رونا پس فرمایا اسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے واسطے تائید اور اثبات اس چیز کے کہ فرمایا کیا نہیں پڑھتا ہے تو قول اللہ تعالے کا کہ فرمایا ہے اور رکھینگے ہم ترازوئیں انصاف کی دن قیامت کے پس نہ ظلم کیا جاویگا کوئی کچھ یعنے نہیں چھوڑا جاویگا حق اسکا کچھ اور اگر ہوگا عمل بمقدار دانہ رائی کے حاضر کرینگے ہم اسکو اور کفایت ہیں ہم حساب کرنے والے یعنے اسلیے کہ نہیں ہے زیادتی کسی کو ہمارے علم اور عدل پر پس کہا اس شخص نے یا رسول اللہ نہیں پاتا میں واسطے اپنے اور واسطے ان غلاموں کے کوئی چیز بہتر جدائی انکی سے یعنے الگ ہوجاویں اسلیے کہ محافظت رعایت حقوق و مطالبہ کی نہایت ہی دشوار ہے گواہ کرتا ہوں میں آپکو کہ یہ سب آزاد ہیں نقل کی یہ ترمذی نے (وعنها قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول في بعض صلاته اللهم حاسبني حسابا يسيرا قلت يا نبي الله ما الحساب اليسير قال ان ينظر في كتابه فيتجاوز عنه انه من نوقش الحساب يومئذ يا عائشة هلك رواه احمد) اور یہ بھی حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے بیچ بعض نماز اپنی کے یعنے فرائض میں سے یا نوافل میں سے یا بعض اجزا نماز میں اول قیام میں یا رکوع میں یا قومہ میں یا سجدہ میں یا قعدہ میں یا الٰہی حساب کر تو میرے عملوں کا حساب آسان ف ع اور یہ یا تو واسطے تعلیم امت اور انکا کرنے کے ہے خواب غفلت سے یا ازراہ خوف الٰہی کے تھا عرض کیا میں نے یا نبی اللہ کیا چیز ہے حساب آسان اور صورت اسکی کیا ہے فرمایا صورت حساب آسان کی یہ ہے کہ دیکھیگا بندہ اپنے عملنامہ میں اور درگذر کریگا اللہ تعالی اس سے ف ح یعنے عملنامہ اسکو دکھاویگا اور معاف کریگا اور اگر یہ نظر کی اللہ تعالی کی طرف پھیریں تو یہ بھی ہوسکتا ہے یعنے اللہ تعالی دیکھیگا اسکے عملنامہ کو اور درگذر کریگا تحقیق شان یہ ہے جس شخص سے کہ کاوش کی گئی حساب میں اسدن اے عائشہ رض پس تحقیق ہلاک ہوگا یعنے عذاب کیا جاویگا نقل کی یہ احمد نے (وعن ابي سعيد الخدري انه اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اخبرني من يقوى على القيام يوم القيمة الذي قال الله عز وجل يوم يقوم الناس لرب العلمين فقال يخفف على المؤمن حتى يكون عليه كالصلوة المكتوبة) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق ابو سعید خدری آئے آنحضرت کے پاس اور کہا خبر دیجیے مجھکو کہ کون شخص طاقت رکھیگا کھڑے ہونے کی یعنے آگے اللہ تعالے کے حساب کے لیے دن قیامت کے ایسا دن کہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے اسکے حق میں اسدن کہ کھڑے ہونگے لوگ روبرو پروردگار عالموں کے ف ع آیا ہے کہ ابن عمر رض نے پڑھی یہ سورت پس جب پہونچے اس قول پر یوم یقوم الناس لرب العالمین روئے اور نہ پڑھ سکے مابعد اسکا سنت پس فرمایا ہلکا کیا جاویگا دن قیامت کا مسلمان پر یعنے مسلمان کامل پر یا مطلق پر یہانتک کہ ہوگا وہ دن اسپر مانند نماز فرض کے ف ع یعنے مقدار ادا کرنے فرض کی کہ نہایت اسکی چار رکعتیں ہیں یا بقدر وقت اسکے کے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مختلف ہوگا ساتھ اختلاف احوال مومنین کے (وعنه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن يوم كان مقداره خمسين الف سنة ما طول هذا اليوم فقال والذي نفسي بيده انه ليخفف على المؤمن حتى يكون اهون عليه من الصلوة المكتوبة يصليها في الدنيا رواهما البيهقي في كتاب البعث والنشور) اور روایت ہے اسی ابو سعید سے

اور پوچھے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس دن سے کہ ہوگی مقدار اُسکی پچاس ہزار برس کی کیا ہی درازی اُس دن کی یعنے کیا ہوگا حال لوگون کا بیچ درازی اُس دن
کے کیا کفر سے روسکینگے اُسمین باوجود درازی اُسکی کے پس فرمایا آنحضرت نے قسم خدا کی تحقیق وہ دن سبک کیا جاویگا مسلمان کامل پر یہان تک کہ ہوگا سبک تر اور
آسان تر مسلمان پر نماز فرض سے کہ پڑھتا ہے اُسکو دنیا مین نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے کتاب البعث والنشور مین (وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ الَّذِيْنَ كَانَتْ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ فَيَقُوْمُوْنَ وَهُمْ قَلِيْلٌ فَيَدْخُلُوْنَ
الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِسَائِرِ النَّاسِ اِلَى الْحِسَابِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ) اور روایت ہے اسماء بنت یزید سے اُنسے نقل کی رسول خدا صلی اللہ وسلم سے
کہ فرمایا جمع کیے جاوینگے لوگ ایک میدان فراخ مین روز قیامت کے پس پکاریگا ایک پکارنیوالا پس کہیگا کہان ہین وہ لوگ کہ دور اور جدا ہوتے ہین پہلو اُنکے خوابگاہون سے
فرش سے یعنے تہجد پڑھتے ہین اور بعضون نے کہا صلوٰۃ الاوابین پڑھنے والے مراد ہین اور احتمال ہے کہ مراد لینے وہ ہین کہ نماز عشا اور صبح پڑھتے ہین [illegible] پس اُٹھینگے
اہل محشر سے اسی طرح کے لوگ حالانکہ وہ تھوڑے ہونگے یعنے اہل اسلام سے پس داخل ہونگے بہشت مین بے اسکے کہ حساب لیا جاوے اُنسے ف ع اسلیے کہ صبر
کیا تھا اُنھون نے مشقت طاعت پر اور ترک کی تھی لذت راحت کی اور ایسون کے لیے اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر حکم
کیا جاویگا باقی لوگون کے لیے حساب لینے کا نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان مین (بَابُ الْحَوْضِ وَالشَّفَاعَةِ) یہ باب ہے بیچ بیان حوض اور شفاعت کے فصل اول
حوض لغت مین جمع ہونا پانی کا اور بہنا اُسکا ہے اور حیض کہ عورتون کو آتا ہے اور سبب بہنے خون کا ہے مشتق اسی سے ہے اور مراد یہان وہ حوض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے ہوگا روز قیامت کے اور صفات اُسکے حدیثون مین آئے ہین کہا قرطبی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو حوض ہونگے ایک تو موقف مین
ہوگا پہلے صراط کے اور دوسرا جنت مین اور دونونکا نام کوثر ہوگا اور کوثر زبان عربی مین خیر کثیر کو کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ حوض پہلے میزان کے ہوگا پس لوگ نکلینگے پیاسے
اپنی قبرون سے اور آوینگے حوض پر پہلے میزان کے اور اسی طرح ہر پیغمبر کا ایک حوض ہوگا موقف مین کہ اُمت اُنکی اُسپر وارد ہوگی اور وہ پیغمبر آپسمین مفاخرت کرینگے
کہ دیکھین کسکے حوض پر لوگ بہت آتے ہین اور حضرت نے فرمایا کہ مین امید رکھتا ہون کہ میرے حوض پر لوگ سب سے زیادہ ہونگے اور شفاعت مشتق شفع سے ہے
اور معنی اسکے اصل مین ملنا ایک چیز کا ساتھ ایک چیز کے ہے اور شفع مقابل وتر کے کہ معنے زوج کے ہے مقابل فرد کے وہ بھی اسی معنی کر ہے اور شفعہ کہ حق ہمسایہ کا ہے اُس مین
کہ بیچی جاتی ہے وہ بھی اسی قبیل سے ہے اور شفاعت مین بھی ملنا شفیع کا ہے ساتھ مجرم کے بدرخواست عفو کرنے گناہون اُسکے کے درگاہ حضرت سے اور انواع شفاعتون
تمام ثابت ہین واسطے سید المرسلین کے صلے اللہ علیہ وسلم بعضے خاص اُنہین کے لیے ہونگے اور بعضے بمشارکت اور اول جو دروازہ شفاعت کا کھولینگے آنحضرت
ہی ہونگے پس حقیقت مین تمام شفاعتین رجوع حضرت ہی کی طرف کرینگے اور وہی ہین صاحب شفاعتون کے علی الاطلاق قسم اول شفاعت عظمی ہے کہ عام ہوگی
تمام خلائق کے لیے اور مخصوص ہوگی ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ کسی کو انبیا مین سے صلوات اللہ وسلامہ علیہم مجال جرأت کی اُسپر نہوگی اور وہ واسطے راحت دینے
اور خلاص کرنیکے طول وقوف سے میدان محشر مین اور واسطے تعجیل حساب اور حکم کردگار کے اور واسطے نکالنے کے اُس شدت و محنت سے ہوگی جیسے کہ حدیثون مین
آئی ہے دوسرے واسطے لانے قوم کے بہشت مین بغیر حساب کے اور ثبوت اسکا بھی وارد ہوا ہے واسطے پیغمبر صاحب ہمارے کے اور بعضون کے نزدیک مخصوص ہے
حضرت ہی پر ہے تیسرے اُس قوم کے لیے کہ حسنات اور سیئات اُنکے برابر ہون اور بسبب شفاعت بہشت مین درآوین چوتھے اُس قوم کے لیے کہ مستحق ہوے اور مستوجب
دوزخ کی ہوئی ہین پس شفاعت اُنکی کرینگے اور بہشت مین لیجاوینگے پانچوین واسطے رفع درجات اور زیادتی کرامات کے چھٹے گنہگارون کے لیے کہ دوزخ مین
گئے ہونگے اور شفاعت سے نکلینگے اور یہ شفاعت مشترک ہے درمیان تمام انبیا اور ملائکہ اور علما اور شہدا کے ساتوین بیچ کھولنے جنت کے [illegible]
کے کہ مستحق عذاب مخلد کے ہوے ہونگے نوین خاص واسطے اہل مدینہ کے دسوین واسطے زیارت کرنیوالون قبر شریف کے [illegible] اختصاص ہے
کذا ذکرہ العلما اور کہا ہے علما نے کہ شفاعت کے لیے حکمین ہونگی اول یہ کہ گنہگارون کو درگاہ عزت مین لاوین اور میدان قیامت مین کھڑا کرین اور [illegible]

خجالت میں غرق ہوں اور ہول اور دہشت عذاب سے کانپیں اسوقت شفیع درخواست کرینگے کہ تا بخشیں اور آرام کریں اور وہم لیں اور بعد ازان حکم ہوگا کہ لیجاویں
اور حساب لیں اور وہاں بھی درخواست کرینگے کہ انکے حساب سے درگذر کریں اور بعضوں میں عفو کر دیں اور جب حساب ہو کا لیں مناقشہ حساب میں نہ کریں کہ جو کوئی مناقشہ
کیا گیا حساب میں عذاب کیا گیا اور بعد از حساب کے دوزخ میں بھیجینگے یہ جگہ بھی محل شفاعت اور درخواست کی ہے یہان تک کہ دوزخ میں نہ بھیجیں اور جب بھیجیں اور عذاب کریں
شفاعت کرینگے اور دوزخ سے نکالینگے امیدواری کرم غفار اور شفاعت رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت ہے باقی جو کچھ حکم اسکا ہوا نہ علی کل شیء قدیر

الفصل الاول پہلی فصل عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا اسیر فی الجنۃ اذا انا بنہر حافتاہ قباب الدر المجوف قلت ما ہذا یا جبرئیل قال
ہذا الکوثر الذی اعطاک ربک فاذا طینہ مسک اذفر رواہ البخاری) روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ میں گذرا بہشت
میں یعنے شب معراج کو ناگہان میں پہونچا ایک نہر پر کہ دونوں طرف اسکے گنبد میں موتی کھوکلے یعنے ہر گنبد موتی ہے خالی اندر سے رہنے کے لیے کہا میں نے
کیا ہے یہ نہر اے جبرئیل کہا یہ حوض کوثر ہے کہ دیا ہے تمکو پروردگار تمھارے نے ف ع اشارہ ہے طرف آیہ کریمہ انا اعطیناک الکوثر کے بہت سے مفسرون نے کوثر کی تفسیر نہر
کوثر کی ہے اور تحقیق یہ ہے کہ مراد اس سے خیر کثیر ہے کہ دی آنحضرت کو رب انکے نے کہ وہ قرآن ہے یا نبوت یا کثرت امت یا تمام مراتب عالیہ کہ منجملہ انکے مقام محمود اور لواء
محمود اور حوض مورود ہیں اور اسمیں منافات نہیں ہے یا یہ سب داخل کوثر میں ہیں اگرچہ شہرت اسکی بیچ معنی حوض کے اکثر ہے حاصل یہ کہ اس صورت میں معنے یہ ہونگے
کہ یہ حوض مذکور ایک فرد ہے کوثر کی اور بعضون نے تفسیر کی ہے کوثر کی اولاد اور علماء امت یہ بھی ایک خیر کثیر ہے ان داخل ہیں سب ناگہان دیکھتا ہوں کہ مٹی اسکی
مشک تیز خوشبودار ہے نقل کی یہ بخاری نے (وعن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوضی مسیرۃ شہر وزوایاہ سواء ماؤہ ابیض من اللبن
وریحہ اطیب من المسک وکیزانہ کنجوم السماء من یشرب منہا فلا یظمأ ابدا متفق علیہ) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ حوض میرا مقدار سیر ایک مہینے کے ہے اور کونے اسکے برابر ہیں یعنے مربع ہے طول وعرض میں برابر پانی اسکا دودھ سے زیادہ سفید اور بو اسکی مشک سے زیادہ
خوشبودار اور آبخورے اسکی مانند تارون آسمان کے یعنے کثرت اور روشنی میں جو شخص کہ پیئیگا اس میں سے پس نہ پیاسا ہوگا کبھی ف ع یعنے نہ ہوگا پیاسا بہشت میں اور ازراہ
لذت کے پیئیگا کہ کھانا اور آب لذت کے واسطے ہوگا بموجب قول اللہ تعالے کے وان لک الا تجوع فیہا ولا تعری وانک لا تظمؤ فیہا ولا تضحی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان حوضی ابعد من ایلۃ من عدن لہو اشد بیاضا من الثلج واحلی من العسل باللبن ولآنیتہ
اکثر من عدد النجوم وانی لاصد الناس عنہ کما یصد الرجل ابل الناس عن حوضہ قالوا یا رسول اللہ اتعرفنا یومئذ قال نعم لکم سیما لیست لاحد من الامم تردون
علی غرا محجلین من اثر الوضوء رواہ مسلم وفی روایۃ لہ عن انس قال تری فیہ اباریق الذہب والفضۃ کعدد نجوم السماء وفی اخری لہ عن ثوبان قال سئل
عن شرابہ فقال اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل یغت فیہ میزابان یمدانہ من الجنۃ احدہما من ذہب والآخر من ورق) اور روایت ہے ابو ہریرہ
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق حوض میرا یعنے دوری ما بین دونوں طرفوں حوض میرے کے بہت زیادہ ہے دوری ایلہ کی سے عدن سے
ف ع ایلہ بزیر ہمزہ اور جزم ی سے نام ایک شہر کا ہے کنارہ دریا پر آخر شہروں شام کے سے متصل دریاے یمن کے اور عدن ایک شہر ہے آخر شہروں یمن کے سے
متصل دریاے ہند کے یعنے جتنی مسافت ایلہ اور عدن میں ہے اس سے زیادہ مسافت ہے میرے حوض کے دونوں کنارون میں اور تطبیق اس حدیث میں اور
حدیث آیندہ میں کہ اسمیں ہے ما بین عدن اور عمان کے کہ عمان بزبر عین مہملہ اور تشدید میم سے نام ہے ایک شہر کا شام میں اور اور روایت میں کہ اسمیں ما بین صنعا اور
مدینہ کے اور مانند انکے کے یہ ہے کہ یہ خبر دینا بطریق تمثیل و تقریب کے ہے نہ بطریق تحدید کے تمثیلا اور یعنے تقریبا تا کہ ہر کسی کو موافق سمجھ اسکی کے فرمایا ہے نہ تحدید تحقیق
پانی اس حوض کا زیادہ تر سفید ہے برف سے اور بہت شیریں و لذیذ شہد سے کہ ملا ہو ساتھ دودھ کے اور البتہ گلاس اسکے بہت زیادہ ہیں گنتی تارون کی سے
اور تحقیق میں البتہ روکونگا اور ہانکونگا اور امتون کے لوگون کو اس سے جیسا کہ روکتا ہے شخص لوگونکے اونٹوں کو اپنے حوض سے یعنے پینے کے لیے مشارکت و ازدحام

کہا بعض صحابہ نے یا رسول اللہ کیا پہچانینگے آپ ہمکو یعنے امتیاز کرینگے آپ ہمکو اور دوسرے کو انکو ہانکیے کا فرمایا آنحضرت نے ہاں پہچانونگا تمکو تمھاری ایک علامت
ہوگی کہ نہیں ہوگی کسی کے لیے امتون مین سے آوگے مجھپر اس حالت مین کہ سفید ہوگی پیشانی اور ہاتھ پاؤن بسبب نورانیت وضو کے نقل کی یہ مسلم نے اور مسلم
کی ایک روایت مین انس سے یون آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت نے دیکھے جاوینگے اس حوض مین آبخورے سونے اور چاندی کے مانند گنتی آسمان کے تارون کے
اور مسلم کی روایت مین ثوبان سے یون آیا ہی کہ کہا پوچھے گئے آنحضرت اس حوض کے پانی سے پس فرمایا پانی اسکا زیادہ تر سفید ہی دودھ سے اور شیرین تر ہی شہد سے
زور سے گرتے ہین اسمین دو پرنالے مدد کرتے ہین اسکی یعنے حوض کا پانی بڑھاتے ہین جنت سے یعنے جنت کی نہرون سے یا حضرت کے اس حوض سے کہ جنت
مین ہی کہ اسکو نہر کوثر کہتے ہین ایک پرنالا انمین سے سونے کا ہی اور ایک چاندی کا (وعن سہل بن سعد قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی فرطکم علی
الحوض من مر علی شرب ومن شرب لم یظمأ ابدا لیردن علی اقوام اعرفہم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینہم فاقول انہم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک
فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی متفق علیہ) اور روایت ہی سہل بن سعد سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق مین میر سامان ہونگا تمھارا حوض کوثر
پر جو شخص کہ گذریگا مجھپر پانی پیویگا اور جو کوئی پیویگا اسکا پانی پیاسا نہین ہوگا کبھی البتہ آوینگی مجھپر کتنی قومین یعنے میری امت مین سے کہ پہچانونگا مین انکو وہ پہچانینگے
وہ مجکو پھر حائل کیا جاویگا درمیان میرے اور درمیان انکے پس کہونگا مین کہ تحقیق وہ مجھسے ہین یعنے میری امت مین سے یا میرے اصحاب سے پس کہا جاویگا کہ تحقیق تو
تم نہین جانتے کہ کیا پیدا کیا انھون نے پیچھے تمھارے فوت یعنے اسلیے کہ مرتد ہوگئے اور گناہ نہین منع کرتے مومن کو حوض پر آنے سے اور اسکے پانی پینے سے اور
اسپر دلالت کرتا ہی یہ قول حضرت کا بھی ست پس کہونگا مین دوری ہو دوری ہو یعنے مقام قرب اور رحمت سے ان لوگون کے لیے کہ تغیر کیا دین وسنت میری کو
پیچھے وفات میری کے فوت یعنے اس حدیث کے نزدیک نزدیک ہی مضمون اس حدیث کے کہ باب الحشر کی پہلی فصل مین گذری کہ وہان فرمایا ہی اصیحابی
اصیحابی اور شرح اور تاویل اسکی بھی وہان لکھی گئی ہی روایت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یحبس المؤمنون یوم القیمۃ حتی
یہموا بذلک فیقولون لو استشفعنا الی ربنا فیریحنا من مکاننا فیاتون ادم فیقولون انت ادم ابو الناس خلقک اللہ بیدہ واسکنک جنتہ واسجد لک ملائکتہ و
علمک اسماء کل شیء اشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا ہذا فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب اکلہ من الشجرۃ وقد نہی عنہا ولکن ائتوا نوحا اول
نبی بعثہ اللہ الی اہل الارض فیاتون نوحا فیقول لست ہناکم ویذکر خطیئتہ التی اصاب سؤالہ ربہ بغیر علم ولکن ائتوا ابراہیم خلیل الرحمن قال فیاتون ابراہیم
فیقول انی لست ہناکم ویذکر ثلث کذبات کذبہن ولکن ائتوا موسی عبدا اتاہ اللہ التورۃ وکلمہ وقربہ نجیا قال فیاتون موسی فیقول انی لست ہناکم ویذکر خطیئتہ
التی اصاب قتلہ النفس ولکن ائتوا عیسی عبد اللہ ورسولہ وروح اللہ وکلمتہ قال فیاتون عیسی فیقول لست ہناکم ولکن ائتوا محمدا عبدا غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ
وما تاخر) اور روایت ہی انس سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روکے جاوینگے مسلمان روز قیامت کے یعنے حرکت کرنے سے یعنے ٹھہرے ہوئے
سکتہ کی حالت مین یہان تک کہ فکر مین ڈالے جاوینگے بسبب روکنے کے پس کہینگے مسلمان کاشکے طلب کرتے ہم کسی کو تا شفاعت کرتا ہماری طرف پروردگار
ہمارے کے پس راحت دیتا ہمکو اور خلاص کرتا ہمکو اس غم ومحنت سے پس آوینگے مسلمان حضرت آدم کے پاس پس کہینگے کہ تم آدم ہو فوت ظاہر یہ ہی کہ مراد کہنے والون
سے سردار اہل حشر کے ہین نہ تمام اہل موقف ست پس کہینگے یعنے بعض انکے کہ تم آدم ہو باپ سارے لوگون کے پیدا کیا تمکو اللہ تعالی نے اپنے ہاتھ سے یعنے
بلا واسطہ یا اپنی قدرت کاملہ سے اور رکھا تمکو اپنے بہشت مین اور سجدہ کروایا واسطے تمھارے یعنے سجدہ تحیۃ کا اپنے فرشتون سے اور سکھائے تمکو نام ہر چیز کے شفاعت
کرو ہماری نزدیک پروردگار اپنے کے کہ مخصوص کیا ہی تمکو ساتھ اس فضائل وکرامات کے تا راحت بخشے اور لیجاوے ہمکو اس جگہ سے کہ نہایت سخت ہی وہ شعور اثر
پس کہینگے آدم کہ نہین ہون مین اس مقام ومرتبہ مین یعنے مین امیدہون مقام شفاعت سے مین رتبہ اسکا نہین رکھتا اور یاد کرینگے وہ گناہ وتقصیر اپنی کہ پہنچی تھی
انکو کھانے درخت سے یعنے گیہون کے درخت سے حالانکہ تحقیق منع کیے گئے تھے وہ اسکے نزدیک ہونے سے ولیکن جاؤ تم نوح کے پاس کہ اول نبی ہین

کہ بھیجا انکو اوپر کافرون روے زمین کے ف ش بیان اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ اول کیونکر بھیجے گئے انکے پہلے تو حضرت آدم اور شیث اور ادریس وغیرہم علیہم السلام
آچکے تھے اسکا جواب ظاہر تر یہ ہے کہ وہ مومنون پر بھیجے گئے تھے طرف مومنون اور کافرون دونون کے اور حضرت نوح بھیجے گئے طرف اہل زمین کے اس حال مین
کہ وہ سب کافر تھے اس اعتبار سے یہ اول ہین اور بھی اسکے کئی جواب لکھے ہین علماء نے لیکن وہ سب مخدوش ہین ت پس آوینگے حضرت نوح کے پاس کہینگے
وہ نہین ہون مین اس مقام شفاعت مین ف ش اللہ تعالے جو لوگون کو الہام کریگا اول سوال کرنا اور انبیا سے اور بعد اسکے حضرت سے حکمت اسمین یہ ہے کہ تا فضیلت
آنحضرت کی ظاہر ہو اسلیے کہ اگر اول حضرت ہی سے سوال کرتے تو یہ احتمال باقی رہتا کہ اور بھی قدرت رکھتے ہون شفاعت کی اور جب اور انبیا صلوات اللہ علیہم سے
سوال کرلیا اور انھون نے انکار کیا اور پھر حضرت سے سوال کیا اور آپ نے عرض قبول کی اور انکی غرض حاصل ہوئی تو عالی مرتبہ ہونا آپکا اور کمال قرب جناب کبریا
سے ثابت ہوا اور اسمین فضیلت آپکی ہے تمام مخلوقات پر حتی کہ رسولون آدمیون اور فرشتون کے پر بھی کہ شفاعت امر عظیم ہے کوئی اسکی جرات نہین کر سکیگا سوا
آنحضرت کے ت اور یاد کرینگے نوح گناہ اپنا کہ پوچھا اسکو کہ وہ سوال کرتے ہے پروردگار اپنے سے نجات بیٹے کی غرق سے نادانستہ اور بے تحقیق کیے کہ
سوال کرنا چاہیے یا نہین اور اسپر عتاب آیا کہ اے نوح نہ مانگ وہ چیز کہ علم نہین رکھتا ہے تو اسکا چنانچہ یہ مضمون آیہ ان ابنی من اہلی الخ مین ہے ولیکن جاؤ تم ابراہیم
کے پاس کہ دوست خدا ہے مہربان سے ہین فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آوینگے لوگ ابراہیم کے پاس پس کہینگے وہ بلاشبہ مین نہین اس مرتبہ کا اور یاد
کرینگے وہ تین جھوٹ کہ کہا تھا انکو دنیا مین ف ش اور حقیقت مین وہ جھوٹ نہین ہین بلکہ صورت مین جھوٹ ہین ولیکن چونکہ مرتبہ انبیا کا عالی ہے انکو ایسے امور
پر بھی مواخذہ ہوتا ہے جیسے کہ کہا گیا ہے حسنات الابرار سیئات المقربین ایک ان تین جھوٹون مین سے یہ ہے کہ جب قوم ابراہیم کی باہر کسی میلہ کے تماشے کے لیے
باہر گئی تو ابراہیم نے چاہا کہ مین نہ جاؤن اور فرصت پاکر انکے بت توڑون کہا کہ مین بیمار ہون تمھارے ساتھ باہر نہین چل سکتا اور ظاہر مین بیماری نہ رکھتے تھے
لیکن مراد انکی تھی بیماری باطن کی کہ تمھارے کفر و عناد سے دل میرا دکھتا ہے اور رنجیدہ ہے دوسرا جھوٹ یہ کہ جب انکے بتون کو توڑا تو انھون نے انکو کہا کہ تمنے یہ
معاملہ کیا اے ابراہیم ہمارے معبودون کے ساتھ انھون نے کہا کہ مین نے نہین کیا بلکہ اس بڑے بت نے کیا مراد انکی یہ تھی کہ باعث اس فعل پر مجکو وجود اس
بت کا ہوا کہ ساتھ عبادت اور تعظیم تمھاری کے ممتاز و منفرد ہے یا مقصود استہزا اور الزام انکا تھا جیسے کہ کوئی کچھ خوشخط لکھے اور دوسرا شخص کہ ویسا نہ لکھ سکے کہے
کہ تونے لکھا ہے یہ خط وہ کہے کہ مین نے نہین لکھا ہے تونے لکھا ہے کنایہ کرتا ہے اس سے کہ ایسا تو ہرگز نہین لکھ سکتا تیسرا یہ کہ اپنی بیوی کو یعنی سارہ کو واسطے خلاص کرانیکے
ظالم اس کافر سے کہا کہ یہ بہن میری ہے اور مراد یہ رکھتے تھے کہ دینی بہن ہے اور یہ بھی ہے کہ وہ انکے چچا کی بیٹی بہن تھی ت ولیکن جاؤ تم موسی کے پاس کہ ایک بندہ ہے
کہ دی ہے انکو اللہ تعالے نے توریت کہ کتاب ہے عظیم الشان اور سب انبیا بنی اسرائیل تابع اسکے ہین اور کلام کیا اللہ تعالے نے انسے بے واسطہ اور نزدیک کیا
انکو اور راز دار اور محرم اپنے اسرار کا کیا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آوینگے وہ حضرت موسی کے پاس پس کہینگے وہ کہ تحقیق مین نہین اس مرتبہ کا اور
یاد کرینگے وہ اپنی اس خطا کو کہ پہونچی تھی کہ وہ قتل کرنا قبطی کا ہے کہ اسکو مکا مارا اور ایک مکے مین کام اسکا تمام کیا ولیکن جاؤ تم عیسی کے پاس کہ بندہ خاص خدا
کا ہے اور رسول اسکا اور روحانی ہے کہ بنے مادہ جسمانی کے قدرت خدا سے پیدا ہوا سبب حیات اجسام کا ہے کہ مردہ کو جلا دیتا تھا اور کلمہ اسکا ہے کہ پیدا ہوا ایک کلمہ
سے فرمایا پس آوینگے عیسے کے پاس پس کہینگے عیسے مین نہین ہون اس مرتبہ کا ف اور حضرت عیسی نے کچھ عذر بیان نہ کیا اور گناہ اپنا ذکر نہ کیا لکھا ہے علما
نے کہ شاید کہ توقف حضرت عیسی کا بسبب شرمندگی کے ہوا کہ تہمت اور افترا نصاری سے انکے حق مین کہ انکو ابن اللہ کہتے تھے اور بعضے روایتون مین
کچھ بار کو بھی ہوئی ہین اور صواب یہ ہے کہ تمام انبیا اور رسول صلوات اللہ علیہم اجمعین درآنے سے اس مقام مین اور جرات کرنے سے اس کام پر عاجز اور قاصر
ہین کچھ احتیاج عذر کرنے کی نہین ولیکن ظاہر مین عذر بھی کیا سوا لے سید المرسلین اور امام النبیین کے کہ نہایت قرب الہی رکھتے ہین اور محبوب ہین رب العالمین
کے چنانچہ اسی لیے اور ... انبیا کہینگے کہ ہم اہل اس کار کے نہین ہین سوا اسکے کہ نسبت عذر کی کرین واللہ اعلم ت ولیکن جاؤ تم محمد کی

علیہ وسلم کے پاس کہ ایک بندہ ہو کہ بخشے ہیں خدا تعالی نے انکے اگلے پچھلے گناہ ف ع آنحضرت اور سب انبیا معصوم ہیں گناہوں سے پس اس مغفرت کی کئی
طرح تاویل کی ہے علما نے اور اولی ان تاویلوں میں سے یہ ہے کہ یہ کلمہ بزرگی کا ہے جناب باری کی طرف سے واسطے سید المرسلین کے نہ اسکے کہ گناہ ہوں اور
مغفرت ہو صاحب و مالک حبیب اپنے بندے خاص سے راضی اور خوش ہوتے ہیں اور امتیاز اس بندہ کا اظہار کیا چاہتے ہیں اور سرفراز کرتے ہیں کہ بخشا تجکو
بخشا جو کچھ کہ کیا تو نے اور جو کچھ کہ کرے تو تیرے لیے معاف ہے اور تجھپر کچھ گرفت نہیں (قَالَ فَیَاتُونِی فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ
وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَدَعَنِی فَیَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِی فَاُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیہِ
ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُودُ الثَّانِیَةَ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی
مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَدَعَنِی ثُمَّ یَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِی فَاُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَاَخْرُجُ
فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَعُودُ الثَّالِثَةَ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰی رَبِّی فِی دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِی عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَیَدَعُنِی مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَدَعَنِی ثُمَّ یَقُولُ ارْفَعْ
مُحَمَّدُ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ وَسَلْ تُعْطَہْ قَالَ فَاَرْفَعُ رَاْسِی فَاُثْنِی عَلٰی رَبِّی بِثَنَاءٍ وَتَحْمِیدٍ یُعَلِّمُنِیہِ ثُمَّ اَشْفَعُ فَیَحُدُّ لِی حَدًّا فَاَخْرُجُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ وَاُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ حَتّٰی
مَا یَبْقٰی فِی النَّارِ اِلَّا مَنْ قَدْ حَبَسَہُ الْقُرْاٰنُ اَیْ وَجَبَ عَلَیْہِ الْخُلُودُ ثُمَّ تَلَا ہٰذِہِ الْاٰیَةَ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُودًا قَالَ وَہٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِی وُعِدَہٗ نَبِیُّکُمْ مُتَّفَقٌ
عَلَیْہِ) فرمایا حضرت نے پس آوینگے لوگ میرے پاس پس طلب کرونگا میں اذن اور آنے کا اپنے پروردگار کے پاس بیچ گھر اسکے کے ف ع یعنے گھر ثواب
اسکے کے کہ وہ جنت ہے کہا تورپشتی نے کہ مراد یہ ہے کہ اذن مانگینگے آپ اللہ تعالی سے یہ کہ داخل ہووین اس مقام میں کہ کسی کو وہاں دخل نہیں اور جو کوئی وہاں
سوال کرے اسمین قبول ہوا اور نہیں ہوتا درمیان کھڑے رہنے والے اسکے کے اور درمیان رب اسکے کے حجاب یعنے مقام محمود کہ اسکو مقام شفاعت کہتے ہیں
اور حکمت حضرت کی نقل مکان کرنے میں یہ ہے کہ موقف جگہ سیاست کی ہے اور حق شفیع یہ ہے کہ مقام کرامت میں کھڑا ہو اسلیے اللہ تعالے رہنمائی کریگا حضرت کو کہ
مقام خوف سے نقل کریں طرف کرامت کے اور اطمینان سے عرض حاجت کریں ت پس اذن دیا جاویگا مجکو داخل ہونیکا اللہ تعالے کے پاس پس جب دیکھونگا
میں اللہ تعالے کو گر ونگا میں سجدہ کرتا ہوا یعنے بسبب ڈر اور بزرگی اسکی کے پس چھوڑیگا مجکو اللہ جب تک چاہیگا یہ کہ چھوڑے مجکو ف ع مسند احمد
میں ہے کہ حضرت سجدے میں رہینگے بقدر ایک جمعہ کے یعنے ہفتے کے جمعوں یعنے ہفتوں دنیا کے سے کذا ذکرہ السیوطی فی حاشیة مسلم ت پھر فرماویگا اللہ تعالی
کہ سر اٹھا اے محمد اور کہہ جو چاہے قبول کیجاویگی عرض تیری اور شفاعت کر یعنے جسکی چاہے تو قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ جو کچھ چاہے تو دیا جاویگا فرمایا
حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا اور تعریف کرونگا میں اپنے رب کی ساتھ تعریف کے کہ سکھاویگا مجکو اللہ تعالے وہ تعریف ف ع یعنے اسی وقت
اور اب نہیں جانتا ہوں میں اسکو اور اسی سبب سے اسجگہ کو مقام حمد اور مقام محمود کہتے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ شفاعت کرنے والے کو چاہیے کہ اول حمد و ثنا
شفاعت قبول کرنے والے کی کرے تا اسکے قرب و رضا کا مشرف ہوا اور ساتھ قبول شفاعت کے مستفید ہووے ت پھر شفاعت کرونگا میں ف ع کہا قاضی نے کہ
آیا ہے بیچ حدیث انس اور ابی ہریرہ کے شروع کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد سجدہ اور حمد اور اذن شفاعت کہنا امتی امتی ت پس حد کیجاویگی واسطے میرے
ایک حد معین ف ح ع یعنے تعیین فرماویگا اللہ میرے لیے جماعت مخصوص کو گنہگاروں میں سے واسطے شفاعت کے جیسے کہنا بے نماز اور زناکار اور شراب خوار وغیرہ
کے یعنے مثلا حکم فرماویگا کہ تمھاری شفاعت قبول کی میں نے بے نمازوں کے حق میں پھر فرماویگا کہ شفاعت قبول کی زناکاروں کے حق میں اسی قیاس پر
اور ون سمجھ لینا چاہیے ت پس نکلونگا میں یعنے درگاہ رب سے اور نکالونگا اس جماعت کو آگ دوزخ سے اور داخل کرونگا انکو بہشت میں ف ع کہا
طیبی نے کہ اگر کہے تو کہ اول کلام دلالت کرتا ہے اسپر کہ شفاعت چاہنے والے تو وہ ٹھیر کر رکے گئے ہونگے موقف میں اور فکرمند ہوئے ہونگے بسبب اسکے اور
طلب کرینگے خلاصی اس کرب سے اور دلالت کرتا ہے آخر اسکا یعنی نکالونگا میں انکو الخ اسپر کہ وہ داخلین دوزخ سے ہونگے پس کیا ہے وجہ جواب

ایک تو یہ کہ شاید مومن دو فرقہ ہونگے ایک فرقہ تو داخل ہوگا دوزخ میں بلا توقف اور ایک فرقہ رکا ہوگا محشر میں اور شفاعت طلب کرینگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس آپ خلاص کروادینگے انکو اس حالت سے کہ گرفتار ہونگے انمیں اور داخل کروا دینگے انکو جنت میں پھر شروع کرینگے بعد اسکے شفاعت کرنی انکی کہ داخل ہونگے آگ میں جماعت جماعت کی جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا فیحد لی الخ یہیں کلام مختصر فرمایا مراد طیبی کی یہ ہے کہ آپ نے ذکر کیا ایک فرقہ اور اختصار کیا اسی کی خلاصی پر اسلیے کہ سمجھی جاتی ہے اس سے خلاصی فرقہ دوسرے کی بطریق اولے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مراد آگ سے حبس اور گرمی محشر کی کہ قریب آفتاب سے حاصل ہوگی اور مراد نکالنے سے خلاصی کروانا ہے اس سے اور یہ قول اگرچہ مجاز ہے لیکن حقیقت ہے اگر نظر کرے بہت قریب ہے اور اصل قضیہ کی بہت شنا اسلیے کہ مراد اس شفاعت سے شفاعت کبری ہے کہ جسکو تعبیر کیا ہے مقام محمود اور لواء حمد و کوثر سے فرو وہ حضرت سے کہ آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ اور مقصود اس شفاعت سے یہ خلاصی ہونے ترک کے رہنے اور کھڑے رہنے سے اور حکم ہونا محاسبہ کا خلائق کے لیے اور یہ شفاعت خاص حضرت ہی کرینگے اور بعد اسکے حضرت اور اور انبیا اور اولیا اور علما اور شہدا اور صلحا اور فقرا کے لیے شفاعتیں مقرر ہونگی چنانچہ بیان اسکا ابتدا باب میں ہو چکا ہے ثم پھر آؤنگا میں دوبارہ بارگاہ رب کی طرف یعنے واسطے شفاعت اور جماعتوں کے پس اذن چاہونگا میں داخل ہونیکا اپنے پروردگار کے پاس بیچ مکان اسکے کے پس اذن دیا جاویگا مجھکو داخل ہونیکا رب کے پس جب دیکھونگا میں اس مکان کو اپنے یا رب کو ساتھ تنزیہ کے مکان سے اور تمام صفات حدوث سے گرونگا میں سجدہ کرتا ہوا پس چھوڑیگا مجھکو جسقدر چاہیگا اللہ تعالی چھوڑنا مجھکو پھر فرماویگا اٹھا تو اے محمد سر اپنا اور کہہ سنا جاویگا یعنے قبول کیا جاویگا کہنا تیرا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ جو چاہے تو دیا جاویگا فرمایا حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا پس تعریف کرونگا میں رب اپنے کی ساتھ تعریف اور حمد کے کہ سکھلاویگا مجھکو اللہ تعالے اور پھر شفاعت کرونگا میں پس حد معین کیجاویگی واسطے میرے ایک حد پس نکلونگا میں اور نکالونگا ان لوگوں کو آگ دوزخ سے اور داخل کرونگا میں انکو بہشت میں پھر آؤنگا میں تیسری بار پس اذن مانگونگا میں دراینکا اپنے پروردگار کے پاس بیچ مکان اسکے کے پس اذن دیا جاویگا مجھکو دراینکا پاس پروردگار کے پس جب دیکھونگا میں گرونگا سجدہ کرتا ہوا پس چھوڑیگا مجھکو جسقدر چاہیگا اللہ تعالی چھوڑنا مجھکو پھر فرماویگا اٹھا اے محمد سر اپنا اور کہہ سنی جاویگی عرض تیری اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری اور مانگ دیا جاویگا فرمایا حضرت نے پس اٹھاؤنگا میں سر اپنا پس تعریف کرونگا میں اپنے رب کی ساتھ تعریف اور حمد کے کہ سکھلاویگا مجھکو اللہ تعالی وہ پھر شفاعت کرونگا میں پس حد معین کیجاویگی واسطے میرے ایک حد پس نکلونگا میں پس نکالونگا انکو آگ سے اور داخل کرونگا انکو بہشت میں یہانتک کہ نہ باقی رہیگا دوزخ میں مگر وہ شخص کہ روکا ہے اسکو قرآن نے فرح یعنے دوزخ کے نکلنے سے اس طرح کہ خبر دی ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگا دوزخ میں اور یہی معنی ہیں قول راوی کے کہ انس کے نیچے ہے اور وہ قتادہ ہے تابعی جلیل القدر یعنے وہ شخص کہ واجب ہوا ہے اسپر ہمیشہ رہنا دوزخ میں یعنے دلالت کی ہے قرآن نے اسکے خلود پر کہ وہ کفار ہیں پھر پڑھی آنحضرت نے یا انس نے یا قتادہ نے یعنے واسطے استشہاد کے یہ آیت عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً یہ کہ اٹھاویگا تجھکو رب تیرا مقام محمود میں کہ مراد مقام مذکور ہے جیسے کہ کہا انس نے یا قتادہ نے یا حضرت نے اور یہ ہے مقام محمود کہ وہ وعدہ کیا ہے خدا تعالے نے اسکا پیغمبر صاحب کو تمہارے سے ف اس مقام کی صفت لفظ محمود کے سے یا تو اسلیے لائے کہ تعریف کریگا اسکی جو کوئی کہ حاضر ہوگا اسمیں اور پہچانیگا اسکو یا اس سبب سے کہ حمد کہینگے اسمیں آنحضرت حق سبحانہ تعالے کی جیسے کہ حدیث سے معلوم ہوا یا اسلیے کہ تعریف کیے جاوینگے آنحضرت اس مقام میں زبان اولین و آخرین پر نقل کی بخاری اور مسلم نے وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهُ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهُ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهُ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْاٰنَ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَهْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ

پس کہونگا مین اے رب میرے حکم دے مجھکو واسطے شفاعت انکی کے کہ کہا ہی لا الہ الا اللہ ف ح یعنے کوئی نیکی زیادہ اس سے نہ رکھتا ہوگا اور ملا علی نے کہا یعنے اگرچہ
اپنی عمر مین ایکبار کہا ہو بعد اقرار سابق کے پس یہ جملہ محل لائق اسکے سے ہوگا اور اللہ ضایع نہین کرتا اجر اسکا کہ اچھا کرے عمل اور بسبب مطلق ہونے حدیث من
قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ کے امیدوار اسکا ہو کہ یہ شامل ہو داخل ہونے اسکے کو اول یا آخر کہا طیبی نے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ پہلے جو کہا ہی مقدار جو اور رائی
کے وہ غیر ہو اس ایمان سے کہ تعبیر کیا ہی اسکو تصدیق کر اور وہ وہ ہو کہ پایا جاتا ہو دلمین ثمرات ایمان سے ت فرماویگا اللہ تعالے نہین ہی یہ تیرے لیئے
ف ح یعنے نہین ہی نکالنا اس سے اس شخص کا کہ کہا لا الہ الا اللہ پھیر دطرف تیرے اگرچہ ہو اکئین تیرے ہی جگہ شفاعت کی یا نہین کرینگے ہم یہ بسبب تیرے
بلکہ کرینگے اسلیے کہ ہم احق ہین اسکے کہ کرین ہم اسکو از راہ کرم و تفضل کے پھر بیان کیا ساتھ اس حدیث کے کہ امر بیچ نکالنے اس شخص کے کہ نہین کی ہی بھلائی
کبھی آگ سے خارج ہی حد شفاعت سے بلکہ وہ منسوب و پھیر دہ ہو طرف محض کرم کے اور توفیق اس حدیث مین اور حدیث ابی ہریرہ مین کہ آگے آتی ہی اسعد الناس
الخ بنا بر معنے اول کے ظاہر ہو اسلیے کہ نکالیگا انکو اللہ تعالی بسبب شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پھر بنا بر معنے دوسرے کے پس مراد من قال
لا الہ الا اللہ سے حدیث اول مین یعنے اس حدیث مین وہ لوگ ہین کہ ایمان لائے ہین اپنے انبیا پر لیکن مستحق ہوئے آگ کے اور دوسری حدیث مین یعنے جو
آگے آتی ہی اسعد الناس الخ حضرت کی امت کے لوگ مراد ہین ان لوگون مین سے کہ خلط کیے عمل صالح ساتھ عمل برے کے ت ولیکن قسم ہی اپنے عزت وجلال
اور بزرگی ذاتی اور صفاتی کی البتہ نکالونگا مین اس سے اس شخص کو کہ کہا لا الہ الا اللہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا الہ الا اللہ خالصا من قلبہ او نفسہ رواہ البخاری) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہ فرمایا بہرہ مند لوگون مین ساتھ شفاعت میری کے دن قیامت کے وہ شخص ہوگا کہ کہا ہی لا الہ الا اللہ خالص دل اپنے سے یا فرمایا بجاے من قلبہ کے
من نفسہ نقل کی یہ بخاری نے ف یہ شک راوی ہی ہر تقدیر یہ تاکید ہی جیسے کہ کہتے ہین کہ اپنی آنکھ سے دیکھا یا کان سے سنا اسلیے کہ اخلاص نہ دل سے ہوتا ہی اور
جگہ اسکی دل ہی ہی نہ اور کچھ اور لفظ اسعد یہان بمعنے سعید کے ہی اسلیے کہ نہین بہرہ مند ہوگا حضرت کی شفاعت سے وہ شخص کہ نہین ہی اہل توحید سے یا مراد من قال
سے وہ شخص ہی کہ نہو اسکے لیے عمل کہ مستحق ہو بسبب اسکے رحمت کا اور لائق ہو بسبب اسکے خلاص ہونیکا آگ سے اسلیے کہ اسکو شفاعت کی بہت حاجت ہوگی
اور بہت نفع دیگی اسکو (وعنہ قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ فنہس منہا نہسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیمۃ
یوم یقوم الناس لرب العالمین وتدنو الشمس فیبلغ الناس من الغم والکرب ما لا یطیقون فیقول الناس الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم فیاتون آدم
وذکر حدیث الشفاعۃ وقال فانطلق فاتی تحت العرش فاقع ساجدا لربی ثم یفتح اللہ علی من محامدہ وحسن الثناء علیہ شیئا لم یفتحہ علی احد قبلی ثم قال
یا محمد ارفع راسک سل تعطہ واشفع تشفع فارفع راسی فاقول امتی یا رب امتی یا رب امتی یا رب فیقال یا محمد ادخل امتک من لا حساب علیہم من الباب
الایمن من ابواب الجنۃ وہم شرکاء الناس فیما سوی ذلک من الابواب ثم قال والذی نفسی بیدہ ان ما بین المصراعین من مصاریع الجنۃ کما بین مکۃ وہجر
متفق علیہ) اور روایت ہی اسی ابو ہریرہ سے کہ کہا لایا گیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گوشت پس دیا گیا طرف آنحضرت کے گوشت دست کا
اور تھا گوشت دست کا کہ پسند آتا تھا حضرت کو پس کھایا اسمین سے دانت سے نوچ نوچ کر پھر فرمایا کہ مین ہون سردار آدمیون کا یعنے سب کا جنس انبیاء وغیرہ سے
دن قیامت کے ف ع اس حیثیت کہ سب محتاج ہونگے میری شفاعت کے اسدن بسبب توقیر وعزت میری کے نزدیک اللہ تعالے کے پس جب مضطر
ہو وینگے تو آوینگے میرے پاس طلب شفاعت کے لیے اور مؤید ہی اسکی حدیث انا سید ولد آدم یوم القیامۃ الخ ت وہ دن کہ کھڑے ہووینگے لوگ واسطے
حکم پروردگار عالمین کے اور وہ دن کہ نزدیک ہوگا آفتاب یعنے لوگون کے سرون سے پس پہونچیگی لوگون کو بسبب غم و فکر شدید کے کہ حاصل ہوگی گرمی
پہنچنے سے اور نزدیکی آفتاب سے ایسی حالت کہ نہین طاقت رکھینگے یعنے صبر کرنے کی اسپر پس کہینگے لوگ آپسمین کیا نہین دیکھتے تم یعنے نہین فکر ہوتے تم

اس شخص کو کہ سفارش کرے تمہاری نزدیک پروردگار تمہارے کے یعنے تاکہ چھڑا دے تمکو اس فکر وغم سے پس آوینگے حضرت آدم کے پاس اور ذکر کی پوری
سنے یا آنحضرت نے تمام حدیث شفاعت کی کہ جو اوپر گذری کہ لوگ سب انبیا سے جاکر التماس شفاعت کرینگے اور وہ جواب دینگے کہ ہم قدرت نہیں رکھتے
اسکی اور کہا آنحضرت نے بعد اسکے ذکر کرینگے پس جاؤنگا میں لوگوں میں سے اور آؤنگا نیچے عرش کے ف ع اور انس سے جو حدیث اوپر گذری اسمیں ہے کہ میں
اپنے رب کے گھر میں آؤنگا تطبیق اسمیں اور اسمیں یہ ہے کہ گھر اسکا جنت ہے اور جنت نیچے عرش کے ہے ت پس گر پڑونگا میں زمین پر سجدہ کرتا ہوا اپنے پروردگا
کو پھر کھولیگا یعنے الہام کریگا اللہ تعالے مجکو اپنی تعریفوں اور ثنا نیک سے ذات اپنی پر وہ کچھ کہ کھولی کسی پر پہلے میرے بلکہ مجہپر بھی پہلے اسوقت کے جیسے کہ
حدیث سابق سے ظاہر ہوتا ہے پھر فرماویگا اللہ تعالے اے محمد اٹھا تو سر اپنا اور مانگ دیا جاویگا اور شفاعت کر قبول کیجاویگی شفاعت تیری پس اٹھاؤنگا میں سر
اپنا اور کہونگا بخش امت میری کو اے رب بخش امت میری کو اے رب بخش امت میری کو اے رب ف ع تین بار کہنا تاکید و مبالغہ کے لیے ہے یا اشارہ ہے طرف
طبقات گنہگاروں کے ت پس کہا جاویگا اے محمد داخل کر اپنی امت میں سے اُن لوگوں کو کہ نہیں ہے حساب اُنپر یعنے نہیں لیا جاویگا اُنسے حساب اور عذاب
بہشت میں داخل کیجیو دہنے دروازے جانب دست راست سے بہشت کے دروازوں میں سے اور وہ شریک ہونگے لوگوں کے سوا اس دروازہ
اور دروازوں میں کا اور جانب بائیں میں ف ع یعنے از راہ عنایت کے دہنی طرف کا دروازہ مخصوص انہیں کے لیے ہے اور کسی کو اُس میں دخل نہیں اور باقی
دروازے مشترک ہیں انمیں اور غیر انکے میں کچھ ممانعت نہیں انکو انمیں سے جانے کی بھی ت پھر فرمایا آنحضرت نے قسم اس خدا کی کہ جان میری ذات کا اسکے
دست قدرت میں ہے تحقیق مسافت درمیان دونوں کواڑوں دروازے کے دروازوں جنت کے سے مانند اس مسافت کے ہے کہ درمیان مکہ اور ہجر کے
ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ہجر ساتھ زبرہ اور جیم کے نام ایک قریہ کا ہے قریوں بحرین کے سے اور مقصود بیان کرنا فراخی دروازہ جنت کا ہے کہ مسا
اُسکے دروازے کی دو جانبوں میں اسقدر ہے اور مراد تحدید یقینی نہیں ہے بلکہ یہ تخمینًا فرمایا لوگوں کو سمجھانے کے لیے اور حقیقت حال اور ہی کچھ ہوگی وعن
حذیفۃ فی حدیث الشفاعۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وترسل الامانۃ والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا رواہ مسلم اور روایت ہے
حذیفہ بن الیمان سے بیچ حدیث شفاعت کے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بھیجی جاویگی امانت اور ناتا پس کھڑے ہونگے دونوں طرف پل صراط کے
داہنے اور بائیں نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے امانت کہ محافظت کرنی حقوق اور اموال لوگوں کی ہے اور رحم کہ قرابت ولادت ہے یہ دونوں بسبب عظیم القدر اور
معظم بالشان ہونے کے کہ رعایت انکے حق کی کرنی بندوں کو لازم ہے صورت بنکر آوینگے واسطے امانت دار اور خائن اور صلہ رحم کرنے والے اور قطع رحم کرنے وا
لے یعنے جھگڑینگے اس شخص سے کہ جسنے ضایع کی ہوگی امانت اور توڑا ہوگا ناتا اور گواہی دینگے انکی برائی پر اور جس شخص نے پوری ادا کی ہوگی امانت اور حق ناتے کا
ادا کیا ہوگا اسکی طرف سے جھگڑینگے اور گواہی دینگے اسکی بھلائی پر تاکہ متمیز ہو جاوے ہر ایک انمیں سے اور اس حدیث میں رغبت دلائی ہے رعایت کرنی حق اُن
دونوں کی اور اہتمام کرنے انکے کی وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلا قول اللہ تعالی فی ابراہیم رب انہن اضللن کثیرا من الناس
فمن تبعنی فانہ منی وقال عیسی ان تعذبہم فانہم عبادک فرفع یدیہ فقال اللہم امتی امتی وبکی فقال اللہ تعالی یا جبریل اذہب الی محمد وربک اعلم فسلہ ما
یبکیہ فاتاہ جبریل فسالہ فاخبرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال فقال اللہ یا جبریل اذہب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک
رواہ مسلم اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی یہ آیۃ بیچ بیان عرض ابراہیم کے کہ کہا اے پروردگار تعالے میرے
ان بتوں نے گمراہ کیا بہتوں کو آدمیوں میں سے یعنے ہوئے سبب بہتوں کی گمراہی کے پس جسنے کہ پیروی کی میری یعنے توحید اور اخلاص اور توکل میں پس
وہ مجھسے ہے ف ع یعنے میرے تابعین سے ہے اور بقیہ آیۃ یہ ہے ومن عصانی فانک غفور رحیم ت اور پڑھا آنحضرت نے قول حضرت عیسے کا کہ اپنی امت کے
حق میں اللہ تعالے سے عرض کیا اگر تو عذاب کرے تو انکو [illegible] ف ع کچھ [illegible] اور [illegible]

وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم یعنی تجھپر کوئی غالب نہیں تو قوی قادر ہی اور حکم کرتا جو چاہتا ہی کوئی تیرے حکم کو پیچھے نہیں ڈال سکتا اور حکیم ہی کہ رکھتا ہی ہر چیز کو اپنی اپنی جگہ اور حاصل بیان یہ ہی کہ آنحضرت نے شفاعت دو نبیوں کی کہ اپنی امت کے حق میں یاد فرمائی اپنی امت کو یاد کیا اور وقت کی اور شفاعت چاہی اور دعا کی جیسے کہ کہا ہے پس اٹھائے آنحضرت نے دونوں ہاتھ اپنے اور کہا خداوندا بخش میری امت کو رحم کر میری امت پر اور روئے پس فرمایا اللہ تعالے نے ای جبرئیل جا تو طرف محمد کے حالانکہ پروردگار تیرا ای جبرئیل دانا تر ہی احتیاج پوچھنے کی نہیں رکھتا و لیکن باوجود اسکے واسطے ظاہر کرنے کرم و عنایت اپنی کے پوچھتا ہی پس پوچھ تو محمد سے کہ کس چیز نے رلایا اسکو پس آئے آنحضرت کے پاس جبرئیل اور پوچھا آپ سے کہ کس چیز نے رلایا تمکو پس خبر دی جبرئیل کو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس چیز کے کہ کہا یعنے اسکو جو صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی سبب رونے سے کہ وہ خوف ہی واسطے امت اپنی کے پس جبرئیل درگاہ کبریائی میں گئے اور عرض کیا اور فرمایا اللہ تعالے نے واسطے جبرئیل کے کہ جا تو طرف محمد کے پس کہہ کہ تحقیق ہم نزدیک ہی کہ راضی کر دینگے تجھکو بیچ حق امت تیری کے اور دلگیر اور غمگین نہ کرینگے تجھکو اس باب میں نقل کی ہی مسلم نے **ف ع ح** روایتوں میں آیا ہی کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میں ہرگز راضی نہیں ہونے کا جب تک کہ ایک ایک کو میری امتوں میں سے نہیں بخشنے گا اب امتی انکا ہونا چاہیے اور عقیدہ ایمان کا انکے ساتھ درست کرنا چاہیے مشکل کہ بیچارہ ہو اور کچھ نہیں ہمت خاک او باش بادشاہی کن ؛؛ آت او باش ہر چہ خواہی کن ؛؛ اس حدیث میں طرح بطرح کے فائدہ میں ایک تو بیان ہی کمال شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت پر اور متوجہ ہونا آپکا انکی درستی امور میں اور دوسرے بشارت عظمی ہی اس امت مرحومہ کے لیے بموجب وعدہ آلہی کے کہ راضی کر دینگے ہم تجکو اور تیسرے بیان ہی آنحضرت کے عظیم المرتبہ ہونے کا (وعن ابی سعید الخدری ان ناسا قالوا یا رسول اللہ ہل نری ربنا یوم القیمۃ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نعم ہل تضارون فی رؤیۃ الشمس بالظہیرۃ صحوا لیس معہا سحاب وہل تضارون فی رؤیۃ القمر لیلۃ البدر صحوا لیس فیہا سحاب قالوا لا یا رسول اللہ قال ما تضارون فی رؤیۃ اللہ یوم القیمۃ الا کما تضارون فی رؤیۃ احدہما اذا کان یوم القیمۃ اذن مؤذن لیتبع کل امۃ ما کانت تعبد فلا یبقی احد کان یعبد غیر اللہ من الاصنام والانصاب الا یتساقطون فی النار حتی اذا لم یبق الا من کان یعبد اللہ من بر وفاجر اتاہم رب العالمین قال فماذا تنتظرون تتبع کل امۃ ما کانت تعبد قالوا یا ربنا فارقنا الناس فی الدنیا افقر ما کنا الیہم ولم نصاحبہم وفی روایۃ ابی ہریرۃ فیقولون ہذا مکاننا حتی یاتینا ربنا فاذا جاء ربنا عرفناہ وفی روایۃ ابی سعید فیقول ہل بینکم وبینہ ایۃ تعرفونہ فیقولون نعم فیکشف عن ساق فلا یبقی من کان یسجد للہ تعالے من تلقاء نفسہ الا اذن اللہ لہ بالسجود ولا یبقی من کان یسجد اتقاء ورئاء الا جعل اللہ ظہرہ طبقۃ واحدۃ کلما اراد ان یسجد خر علی قفاہ) اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ تحقیق کتنے ایک آدمیوں نے کہا یا رسول اللہ دیکھینگے ہم رب اپنے کو دن قیامت کے فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاں دیکھوگے **ف ع** ذکر کیا سیوطی نے اپنی تالیفات میں کہ رویت اللہ تعالے کی موقف میں حاصل ہوگی ہر ایک کو مردوں اور عورتوں میں سے یہانتک کہ کہا ہی بعضوں نے کہ منافقوں اور کافروں کو بھی ہوگی پھر محجوب ہو جاینگے بعد اسکے تاکہ ہو انپر حسرت اور انمیں بحث ہی بسبب قول اللہ تعالے کے کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون کہا سیوطی نے اور اوپر رویت جنت میں پس اجماع ہی اہل سنت کا اسپر کہ وہ حاصل ہوگی انبیا اور رسولوں اور صدیقوں کو ہر امت میں سے اور مومن مردوں کو بشر اس امت کے میں سے اور اس امت کی عورتوں کی رویت میں تین مذہب میں ایک تو یہ کہ نہیں دیکھینگی اور دوسرا یہ کہ دیکھینگی اور تیسرا یہ کہ دیکھینگی مثل ایام عیدوں کے میں نہ اور دو نہیں اور فرشتوں کے حق میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ نہیں دیکھینگے اپنے رب کو اور دوسرا یہ کہ دیکھینگے اسکو اور جنات کے دیکھنے میں بھی خلاف ہی بعد ازاں واسطے تحقیق اور اثبات رویت کے فرمایا ت کیا ضرر پہونچایا جاتا ہی تمکو بیچ دیکھنے آفتاب کے وقت دوپہر کھلی ہوئی کہ نہو اسمیں ابر اور کیا ضرر پہونچایا جاتا ہی تمکو بیچ دیکھنے چاند چودھویں رات کھلی ہوئی کے کہ نہو اسمیں ابر کہا لوگوں نے نہ یا رسول اللہ فرمایا نہ ضرر پہونچایا جاوگے تم بیچ دیکھنے اللہ تعالے کے دن قیامت کے مگر جیسا ضرر پہونچایا جاتے ہو تم بیچ دیکھنے ایک کے ان دونوں میں سے یعنی آفتاب و مہتاب کے

آفتاب ہو چاند کے دیکھنے مین قطعًا ضرر نہین پس جانو کہ وہان بھی ضرر نہین پہونچائے جاؤگے اسمین مبالغہ اور تعلیق بالمحال ہے یعنے اگر ہو بیچ دیکھنے ایک کے
ان دونون مین سے ضرر تو البتہ اللہ تعالے کے دیکھنے مین ضرر ہو جب یہان نہین ہوتا تو وہان بھی نہین ہوئیگا اور لکھا ہے علما نے کہ یہ رویت کہ یہان مذکور ہے
غیر اس رویت کی ہے کہ نصیب مومنون کے ہوگی بہشت مین اور یہ رویت امتحانی ہے حق تعالے کی طرف سے تا واقع ہو بسبب اسکے تمیز درمیان اسکے کہ
عبادت کی ہے خدا کی اور درمیان اسکے کہ عبادت کی ہے بتون کی اور امتحان اور ابتلا بندون کا جاری ہے اس جگہہ مین بھی تا وقت فارغ ہونے کے حساب سے اور واقع
ہونے جزا کے قسم ثواب و عقاب سے آخرت اگرچہ دار جزا ہے لیکن جو واقع ہوگا وہان بھی کبھی امتحان جیسے کہ دنیا گھر امتحان کا ہے اور کبھی واقع ہوتی ہے اسمین بھی جزا
کہ فرمایا وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم کذا قال الطیبی ت جس وقت کہ ہوگا دن قیامت کا پکاریگا ایک پکارنے والا چاہیے کہ پیچھے جاوے ہر گروہ اس چیز کے کہ عبادت کرتا تھا اسکی پس نہین
باقی رہیگا وہ کوئی کہ عبادت کرتا تھا ماسوی اللہ کے بتون کو اور انصاب کو ف ع انصاب جمع نصب کی ہے اور نصب پاس پتھر کو کہتے ہین کہ برپا کیا جاوے اور عبادت کیا جاوے اور ذبح کیا
جاوے اسپر بقصد تقرب و طاعت کے اور جو چیز کہ کھڑی کیجاوے اور اعتقاد کیجاوے تعظیم اسکی خواہ پتھر ہو خواہ درخت پس وہ نصب ہے ت مگر کہ گرینگے وہ دوزخ
مین ف ع یعنے اسلیے کہ انصاب اور بت دوزخ مین ڈالے جاوینگے انکے ساتھ پوجنے والے انکے بھی ڈالے جاوینگے ت یہان تک کہ نہ باقی رہینگے مگر وہ کہ
بندگی کرتے تھے اللہ کی نیکون مین سے اور بدون مین سے آویگا انکے پاس پروردگار عالمون کا ف ع اور تجلی کریگا انپر ساتھ قرب کے اور حقیقت مین آنا صفات
حق سے ہے کہ اسناد کیا ہے اپنی ذات کی طرف قرآن مجید مین اور کلام رسول مین بھی آیا ہے اور اعتقاد رکھتے ہین ہم اسکا ساتھ اسکے کہ جانتے نہین کیفیت اسکی اور منزہ جانتے
ہین اسکو حرکت و انتقال سے کہ آنے مین ہوتا ہے جیسے کہ حکم تمام متشابہات کا ہے یا یہ معنے ہین کہ آویگا فرشتہ اسکے فرشتون مین سے یا آویگا انکے پاس حکم اسکا جیسے
کہ اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے ت فرماویگا اللہ تعالے انکو کس لیے منتظر ہو ہر جماعت پیچھے چلی جاتی ہے اس چیز کے کہ عبادت کرتے تھے اسکی یعنے تم کیون نہین
جاتے عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہمارے جدائی کی ہمنے لوگون سے دنیا مین یعنے جو کہ پوجتے تھے غیر اللہ کو کہ انسے جدائی کر رکھی تھی ہمنے
دنیا مین اس حالت مین کہ بہت محتاج تھے طرف انکے اور نہ صحبت رکھی ہمنے ساتھ انکے ف ع اور متابعت نہین کی انکی بلکہ مقابلہ کرتے رہے انکا
اور لڑتے رہے انسے اور انقطاع رکھا انسے تیری خوشی کے لیے پس اب کیونکر متابعت کرین انکی حالانکہ بے پروا ہین ہم انسے اور وہ داخل ہونگے سب دوزخ مین
ہین ت اور بیچ روایت ابی ہریرہ رض کے یون آیا ہے کہ پس کہینگے وہ عبادت کرنے والے حق کے یہی جگہ ہماری اور نہین جانے کے ہم یہان تک کہ آوے ہمارے
پاس رب ہمارا یعنے تجلی کرے ہمپر ایسی وجہ کہ پہچانین ہم اسکو پس جب آویگا رب ہمارا یعنے اس صفت پر کہ پہچانا ہمنے اسکو کہ وہ منزہ ہے صورت سے اور کمیت
سے اور کیفیت سے اور جہت سے اور مانند انکے سے پہچانینگے ہم اسکو یعنے حق پہچاننے کا اور بیچ روایت ابی سعید خدری کے یون آیا ہے کہ پس فرماویگا اللہ تعالے
کہ کیا ہے درمیان تمہارے اور درمیان پروردگار کے نشانی کہ پہچانو تم اسکو ف ع یعنے اس نشانی سے اور وہ معرفت اور محبت ہے کہ جو نتیجہ توحید کا اور ثمرہ ایمان و
تصدیق کا ہے ت پس کہینگے وہ کہ ہان ہے نشانی پس کھولا جاویگا پنڈلی سے ف ع کہا بعضون نے کہ معنے پنڈلی کھلنے کے جاتا رہنا خوف و ہول کا ہے اور بعضون
نے کہا کہ مراد نور عظیم ہے یا جماعت ملائکہ اور صواب یہ ہے کہ توقف کرین اور کچھ تاویل نکرین اسکی اور حقیقت معنے اور مراد کو سپرد علم حق کے کرین ت پس باقی رہیگا
وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا خدا کو یعنے دنیا مین جانب نفس اپنے سے یعنے باخلاص نہ واسطے دکھانے خلق کے اور بلا خطر انکے کے اور بخوف تلوار انکے مگر کہ اذن
دیگا اللہ تعالے اسکو سجدے کا اور میسر کریگا اسکو سجدہ اور نہ باقی رہیگا وہ شخص کہ سجدہ کرتا تھا واسطے بچنے کے تلوار سے اور لوگون کے ڈر سے اور دکھانے
کے لیے مگر کر دیگا اللہ تعالے پشت اسکی ایک تختہ یعنے جوڑ ہڈیون کے نہین رہنے کے کہ جس سے جھک سکے اور سجدہ کرسکے بلکہ یکسان مانند تختہ کے ہو جاوینگی
جب چاہیگا سجدہ کرنا گر پڑیگا چت ف مس کہا نووی نے کہ اس حدیث سے وہم جاتا ہے کہ منافقین بھی دیکھینگے اللہ تعالے کو آخرت مین اور یہ باطل ہے اسلیے کہ
نہین ہے تصریح اسمین انکے دیکھنے کی بلکہ اسمین یہ ہے کہ وہ جماعت کہ اسمین منافقین اور مومنین ہونگے دیکھینگے اللہ تعالے کو پھر امتحان کریگا سجدہ کر پس جو شخص کہ مخلص ہوگا

سجدہ کریگا اور جو کہ منافق ہوگا سجدہ نہیں کرسکیگا اور یہ نہیں دلالت کرتا ہے اسپر کہ منافق دیکھینگے اللہ تعالی کو ثم یضرب الجسر علی جہنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللہم
سلم سلم فیمر المؤمنون کطرف العین وکالبرق وکالریح وکالطیر وکاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل ومکدوس فی نار جہنم حتی اذا خلص المؤمنون
من النار فوالذی نفسی بیدہ ما من احد منکم باشد مناشدۃ فی الحق قد تبین لکم من المؤمنین للہ یوم القیمۃ لاخوانہم الذین فی النار یقولون ربنا کانوا یصومون
معنا ویصلون ویحجون فیقال لہم اخرجوا من عرفتم فتحرم صورہم علی النار فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا ما بقی فیہا احد ممن امرتنا بہ فیقول ارجعوا فمن وجدتم
فی قلبہ مثقال دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا فمن وجدتم فی قلبہ مثقال نصف دینار من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقول ارجعوا
فمن وجدتم فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیر فاخرجوہ فیخرجون خلقا کثیرا ثم یقولون ربنا لم نذر فیہا خیرا فیقول اللہ شفعت الملائکۃ وشفع النبیون وشفع المؤمنون
ولم یبق الا ارحم الراحمین فیقبض قبضۃ من النار فیخرج منہا قوما لم یعملوا خیرا قط قد عادوا حمما فیلقیہم فی نہر فی افواہ الجنۃ یقال لہ نہر الحیوۃ فیخرجون کما تخرج الحبۃ
فی حمیل السیل فیخرجون کاللؤلؤ فی رقابہم الخواتم فیقول اہل الجنۃ ہؤلاء عتقاء الرحمن ادخلہم الجنۃ بغیر عمل عملوہ ولا خیر قدموہ فیقال لہم لکم ما رأیتم ومثلہ معہ
متفق علیہ پھر رکھا جاویگا پل صراط دوزخ پر یعنے پشت دوزخ پر بیچوں بیچ اسکے اور واقع ہوگی شفاعت اور اذن دیا جاویگا اسکا اور کہینگے یعنے انبیا اپنی امت
کے لیے واسطے طلب استقامت اور سلامتی انکی کے جیسے کہ حدیث ابو ہریرہ میں کہ بعد اسکے ہے صریح آیا ہے یا الہی سلامتی سے گذرا انکو سلامتی سے گذرا انکو پل صراط
سے تا دوزخ میں نہ گرین پس گذرینگے مسلمان ف ح صراط سے طرح بطرح باندازہ عمل کے اور استقامت کے دین شریعت پر کہ حقیقت میں پل مثال صراط مستقیم
شریعت کی ہے کہ باریک تر شمشیر سے ہے اور چلنا اسپر دشوار ہے لیکن روشن ہے اور اسی معنی میں کہا گیا ہے بیت بیس کار غریب است عجب مشکل و آسان چون
جسر صراط است بسی روشن و باریک است پس گذرینگے بعضے مومن مانند جھپکنے آنکھ کے اور بعضے مانند بجلی کے کہ آسمان میں چمکے اور بعضے مانند باد کے
اور بعضے مانند پرندوں کے اور بعضے مانند گھوڑوں تیز روش رفتار کے اور بعضے مانند اونٹوں کے پس مسلمان نجات پانے والے اور سلامتی
دیے گیے ہونگے آگ دوزخ سے یعنے صراط سے گذرینگے اور نہیں پہونچیگا انکو کچھ ضرر اور بعضے وہ ہونگے کہ زخمی کیے جاوینگے اور خلاص کیے جاوینگے
دوزخ سے ف ع یعنے بعد عذاب کے نجات پاوینگے کہا ایک شارح نے جو کہ زخمی کیے جاوینگے آنکڑوں سے پھر بھیجے جاوینگے طرف دوزخ کے وہ گنہگاران امت
سے ہونگے اور قول آپکا مرسل یعنے چھوڑے جاوینگے قید و طوق سے وہ زخمی بعد اسکے کہ عذاب کیے جاوینگے ایک مدت تک اور بعضے پارہ پارہ کیے اور
دھکیلے اور ہانکے جاوینگے آگ میں ف ح لفظ مکدوش شین معجمہ سے ہے اور مکدوس سین مہملہ سے بھی روایت ہے ساتھ اسی معنی کے اور کردس ساتھ پیش میم اور زبر
کاف اور جزم تے کے اور زبر دال کے بھی آیا ہے یعنے باندھ کر اور قید میں کرکے اور جمع کرکے ایک دوسرے پر ڈالے جاوینگے دوزخ میں یہانتک کہ جب
خلاص ہو مومن ہونگے آگ سے ف ع ح یعنے پڑنے سے اسمیں پس حتی غایۃ ہے واسطے گذرنے بعض کے صراط پر سے اور واسطے گرنے بعض کے دوزخ میں اور
کہا طیبی نے کہ حتی غایۃ ہے مکدوش فی نار جہنم کی یعنے باقی رہینگے مکدوش دوزخ میں یہانتک کہ خلاصی پاوینگے بعد عذاب ہونیکے بقدر گناہوں اپنے کے
یا کسی کی شفاعت سے یا فضل سے اللہ سبحانہ کے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ مومن ہمیشہ عذاب میں نہیں رہنے کے بلکہ نکلینگے آخر کو اس سے اور شفاعت کرینگے
اوروں کی کہ ہنوز دوزخ سے نہیں نکلے ہیں بسبب کثرت گناہوں کے اور مبالغہ کرینگے سوال کرنے میں حق جل وعلا سے ساتھ نکالنے انکے کے جیسے کہ فرمایا پس
قسم اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے کہ نہیں ہے کوئی تم میں سے سخت تر از روے طلب اور سوال اور جھگڑنے کے بیچ حق کے کہ تحقیق ظاہر اور ثابت
ہو تمھارے لیے مومنوں سے بیچ طلب اور سوال کرنے اور جھگڑینگے خدا تعالے سے روز قیامت کے اپنے بھائیوں کے لیے کہ آگ دوزخ میں ہیں ف ح
یعنے تم اس حق میں کہ ظاہر اور ثابت ہوتا ہے دشمن پر کسطرح مطالبہ اور مواخذہ کوشش و مبالغہ کرتے ہو مومن بیچ شفاعت کرنے بھائیوں اپنی کے کہ دوزخ میں رہے
ہیں اور نکالنے انکے کے اس سے کوشش اور مبالغہ بیچ مطالبہ اور سوال کرینگے جناب حق تعالے سے زیادہ تر اس سے کرینگے کہینگے مومن اے پروردگار ہمارے

تھے یہ روزہ رکھتے ساتھ ہمارے اور نماز پڑھتے یعنے ہماری سی نماز اور حج کرتے یعنے ہمارے طریق پر پس کہا جاویگا انکو کہ نکالو اُن شخصوں کو کہ پہچانتے ہو تم یعنے ساتھ
اوصاف مذکورہ کے پس حرام کیجاویگی صورتیں انکی آگ پر ف ع یعنے منع کیا جاویگا تغیر انکی صورتوں کا آگ پر ساتھ جلا دینے یا سیاہ کر دینے کے ایسا کہ پہچانے
جاوین منھ انکے حاصل یہ کہ منھ انکے نہ جلینگے اور نہ سیاہ ہونگے پس پہچانینگے انکو مومن شفاعت کرنیوالے انکی علامتوں سے ت پس نکالینگے بہت سی خلق کو اُس سے پھر
کہینگے اے پروردگار ہمارے باقی نہیں رہا آگ میں کوئی شخص اُن لوگوں میں سے کہ حکم کیا تونے ہمکو نکالنے کا کہ وہ اہل صیام اور صلوۃ اور حج ہیں پس فرماویگا اللہ
تعالے پھر جاؤ پس جو شخص کہ پاؤ تم اُسکے دل میں مقدار دینار کے بھلائی سے پس نکالو اسکو ف ع مراد بھلائی سے ایک چیز زائد ہے نفس ایمان پر اسلیے کہ نفس ایمان
جسکو تصدیق کہتے ہیں وہ متغیر نہیں ہوتا اور یہ تغیر جو ہے اُس چیز میں ہے کہ زائد ہے ایمان سے کہ وہ عمل صالح ہے یا ذکر خفی یا کوئی عمل اعمال قلب سے کہ وہ شفقت کرنی اوپر
مسکین پر یا خوف الٰہی یا نیت صادق ت پس نکالینگے وہ بہت سی خلق کو پھر فرماویگا اللہ تعالے کہ جاؤ تم جس شخص کو پاؤ کہ اسکے دل میں مقدار آدھی دینار کے ہو
بھلائی سے پس نکالو اسکو پس نکالینگے وہ بہت خلق کو پس فرماویگا اللہ تعالے کہ پھر جاؤ پس جس شخص کو پاؤ تم کہ اسکے دل میں مقدار ذرہ کے ہو بھلائی سے پس
نکالو اسکو پس نکالینگے وہ بہت سی خلق کو پھر کہینگے وہ مومن اے پروردگار ہمارے نہ چھوڑا ہمنے آگ میں نیکی کو یعنے اہل نیکی سے اُس کسی کو کہ ادنیٰ نیکی اور ذرہ اُس سے
زیادہ اصل ایمان پر رکھتا تھا خواہ اعمال جوارح سے یا افعال قلوب سے پس فرماویگا اللہ تعالے کہ شفاعت کی فرشتوں نے اور شفاعت کی پیغمبروں نے اور شفاعت
کی مومنون نے اور شفاعت ان سب کی مخصوص تھی ساتھ اُن لوگوں کے کہ نیکی کی اگرچہ مقدار ذرہ کے ہو زیادہ اصل ایمان پر اور نہ باقی رہا یعنے کوئی انمیں سے
کہ رحمت کرتا ہو کسی پر مگر ارحم الراحمین یعنے وہ ذات پاک کہ رحمت اسکی جاری ہے ہر چیز پر اور رحمت ہر چیز کی مقابلہ میں اثر رحمت اسکی کے ہیچ ہے پس لیویگا اللہ تعالے
ایک مٹھی دوزخ والوں سے پس نکالیگا دوزخ سے ایک جماعت کو کہ نہیں کی کوئی بھلائی کبھی ف ع یعنے بھلائی زائد ایمان پر کہا نووی نے کہ یہ لوگ وہ ہونگے
کہ نرا ایمان رکھتے ہونگے اور نہیں اذن دیا جاویگا انکی شفاعت کا ت وہ جماعت کہ تحقیق ہو گئی تھی دوزخ میں مانند کوئلوں کے پس ڈالیگا انکو اللہ تعالے بیچ نہر
کہ ہوگی جنت کے دروازوں پر کہا جاویگا اسکو نہر الحیات پس نکلینگے تروتازہ جیسے کہ نکلتا ہے یعنے اوگتا ہے دانہ گھانس کا بیچ کوڑے کرکٹ کے کہ رو برو آجاتا ہے یعنے
جیسے جلد ہی وہ تروتازہ نکلتا ہے ویسے ہی یہ جلدی تروتازہ اور توانا نکلینگے پس نکلینگے مانند موتی کے پاک صاف اور روشن انکی گردنوں میں مہریں اور علامتیں ہونگی
یعنے تاکہ متمیز ہوں اُنسے کہ بخشے گیے ہیں واسطہ عمل صالح کے کذا قال الشارح اور کہا صاحب تحریر نے کہ مراد مہروں سے یہاں کچھ چیزیں ہیں سونے کی یا غیر اسکے کی
لٹکائی جاوینگی انکی گردنوں میں تاکہ پہچانے جاویں انسے ت پس کہینگے اہل بہشت یعنے جبکہ دیکھینگے انکو اور ظاہر ہوگی انکے لیے یہ علامت یہ جماعت آزاد کی ہوئی
خداے مہربان کی ہے کہ داخل کیا ہے انکو بہشت میں بغیر سابقہ عمل کے کہ کیا ہو وہ اور بغیر واسطہ نیکی کے یعنے عمل باطن کے کہ آگے بھیجا ہو اسکو پس کہا جاویگا انکو
کہ تمہارے لیے ہے وہ چیز کہ دیکھی تمنے یعنے مقدار پہونچنے نظر کے جنت سے اور مانند اسکے یا تمہارے لیے ہے جو کچھ کہ دیکھا تمنے انعام و اکرام یہاں کا اور مانند اسکے
ساتھ اسکے قسم جورو قصور سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْخِلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى
مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجُوْهُ فَيُخْرَجُوْنَ قَدِ امْتُحِشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهَرِ الْحَيٰوةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّهَا
تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جبوقت کہ داخل ہونگے بہشتی بہشت میں اور دوزخی
دوزخ میں فرماویگا اللہ تعالے یعنے انبیا کو یا اور شفیعوں کو یا ملائکہ کو اور یہ ظاہر تر ہے جیسے کہ صریح آیا ہے روایت ابی ہریرہ کی میں جو شخص کہ ہو اسکے دل میں برابر دانہ
رائی کے ایمان سے پس نکالو اسکو ف ع یعنے آگ سے کہا بعضوں نے کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنکو نکالیگا حق تعالی اپنی مٹھی سے ہونگے وہ مومن بلا خیر
اور خالی عمل زائد سے ایمان پر نہ کافر جیسے کہ وہم جاتا ہے ظاہر عبارت سے وہاں پس یہ مخالف ہے اجماع کے ت پس نکالے جاوینگے اس حال میں کہ تحقیق کر
ہونگے مانند کوئلے کے پس ڈالے جاوینگے نہر حیوۃ میں پس اوگینگے یعنے تروتازہ ہو جاوینگے جیسے کہ اوگتا ہے دانہ گھانس کا بیچ کوڑے کرکٹ کے کیا نہیں دیکھتے ہو

تحقیق واسطے ناس کے نکلا ہو زرد و لپٹا ہوا یعنے تر و تازہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی هریرة ان الناس قالوا یا رسول الله هل نری ربنا یوم القیمة فذکر معنی
حدیث ابی سعید غیر کشف الساق وقال یضرب الصراط بین ظهرانی جهنم فاکون اول من یجوز من الرسل بامته ولا یتکلم یومئذ الا الرسل وکلام الرسل یومئذ اللهم
سلم سلم وفی جهنم کلالیب مثل شوک السعدان لا یعلم قدر عظمها الا الله تخطف الناس باعمالهم فمنهم من یوبق بعمله ومنهم من یخردل ثم ینجو حتی اذا فرغ الله
من القضاء بین عباده واراد ان یخرج من النار من اراد ان یخرجه ممن کان یشهد ان لا اله الا الله امر الملئکة ان یخرجوا من کان یعبد الله فیخرجونهم ویعرفونهم
باثار السجود وحرم الله علی النار ان تاکل اثر السجود فکل ابن ادم تاکله النار الا اثر السجود فیخرجون من النار قد امتحشوا فیصب علیهم ماء الحیوة فینبتون کما
تنبت الحبة فی حمیل السیل) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ تحقیق لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اپنے پروردگار کو دن قیامت کے پس ذکر کیا ابو ہریرہ
نے معنے حدیث ابو سعید خدری کے کہ اوپر گذری اگرچہ لفظوں میں اختلاف ہے سوائے ذکر کھولنے پنڈلی کے کہ ابو ہریرہ کی حدیث میں نہیں ہے اور کہا آنحضرت نے یا
ابو ہریرہ نے مطابق مرفوع کے یعنے بجائے اسکے کہ حدیث ابی سعید میں گذرا ثم یضرب الجسر علی جہنم الخ یہ عبارت کہ اسی کے معنے میں ہے کھڑا کیا جاویگا پل صراط درمیان
دوزخ کے پس ہونگا میں اول اُن شخصوں کا کہ گذرینگے رسولوں میں سے ساتھ امت اپنی کے اور کلام نہیں کریگا اور مجال کلام کرنے کی نہیں رکھیگا اسدن یعنے
اس مقام میں کوئی سوائے رسولوں کے اور کلام پیغمبروں کا اسدن یہ ہوگا یا الٰہی سالم رکھ سالم رکھ اور دوزخ میں یعنے اسکی طرفوں میں آنکڑے ہونگے مانند کانٹے سعدان
کے کہ نام ایک گھاس خاردار کا ہے نہیں جانتا مقدار اسکی بڑائی کی مگر اللہ جلدی سے اوچک لے لوگوں کو بسبب برے عملوں اُنکے کے پس بعضے اُنمیں سے وہ
ہونگے کہ ہلاک کیے جاوینگے بسبب عمل اپنے کے اور بعضے انمیں سے ٹکڑے ٹکڑے کیے جاوینگے یعنے آنکڑوں سے گوشت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاوینگے اور زخمی ہونگے
اعضا اُنکے پھر نجات پاوینگے فرق یہ ہے آگ میں پڑنے سے پس کافر ہلاک ہوئیگا اور نجات نہیں پائیگا اور فاسق پارہ پارہ اور زخمی کیا جاویگا پھر نجات پاویگا
یہانتک کہ جب فارغ ہوگا اللہ تعالیٰ حکم کرنے سے درمیان بندوں اپنے کے یعنے ساتھ اس چیز کے کہ مستحق ہے ہر ایک جزا عمل اپنے کا اور چاہیگا کہ نکالے آگ سے
اس کسی کو کہ چاہیگا کہ نکالے اسکو اُن لوگوں سے کہ گواہی دیتے ہیں یہ کہ نہیں کوئی معبود حق سوائے خدا کے اور محمد بھیجے ہوئے اسکے ہیں فرماویگا فرشتوں کو کہ نکالیں
اسکو کہ پوجتا ہے خدا کو یعنے ایمان رکھا اسکی معبودیت پر بغیر اسکے پس نکالینگے فرشتے انکو اور پہچانینگے انکو ساتھ نشانوں سجدوں کے اور حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آگ
دوزخ پر یہ کہ کھاوے نشان سجدوں کا پس تمام ابن آدم کو کھاویگی آگ مگر نشان سجدوں کو فقط کہا نووی نے ظاہر اس حدیث سے یہ ہے کہ آگ نہیں کھاتی ہے
تمام ان اعضا کو کہ جنسے سجدہ کرتے ہیں کہ وہ سات ہیں پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدم اور بعضوں نے کہا پیشانی ہی مراد ہے اور مختار قول
اول ہی ہے پس نکالے جاوینگے آگ سے اس حال میں کہ سوختہ اور سیاہ ہو گئے ہونگے پس ڈالا جاویگا اُنپر آب حیات کا حوض اور اوپر گذرا کہ وہ ڈالے جاوینگے
نہر حیات میں پس یہ اختلاف شاید کہ باعتبار اشخاص کے ہووے پس اُگینگے وہ جیسے کہ اُگتا ہے دانہ گھاس کا بیچ کوڑے رو کے (ویبقی رجل بین الجنة والنار
وهو اخر اهل النار دخولا الجنة مقبل بوجهه قبل النار فیقول یا رب اصرف وجهی عن النار فانه قد قشبنی ریحها واحرقنی ذکاؤها فیقول هل عسیت ان فعل ذلک بک
ان تسئل غیر ذلک فیقول لا وعزتک فیعطی الله ما شاء الله من عهد ومیثاق فیصرف الله وجهه عن النار فاذا اقبل به علی الجنة وراى بهجتها سکت ما شاء الله
ان یسکت ثم قال یا رب قدمنی عند باب الجنة فیقول الله تعالی الیس قد اعطیت العهود والمیثاق ان لا تسئل غیر الذی کنت سالت فیقول یا رب لا اکون
اشقی خلقک فیقول فما عسیت ان اعطیت ذلک ان تسئل غیره فیقول لا وعزتک لا اسئلک غیر ذلک فیعطی ربه ما شاء من عهد ومیثاق فیقدمه الی باب الجنة
فاذا بلغ بابها فرای زهرتها وما فیها من النضرة والسرور فسکت ما شاء الله ان یسکت فیقول یا رب ادخلنی الجنة فیقول الله تبارک وتعالی ویلک یا ابن
ادم ما اغدرک الیس قد اعطیت العهود والمیثاق ان لا تسئل غیر الذی اعطیت فیقول یا رب لا تجعلنی اشقی خلقک فلا یزال یدعو حتی یضحک الله منه
فاذا ضحک اذن له فی دخول الجنة فیقول تمن فیتمنی حتی اذا انقطع امنیته قال الله تعالی تمن من کذا وکذا اقبل یذکره ربه حتی اذا انتهت به الامانی قال الله

ذٰلک ومثلہ معہ وفی روایۃ ابی سعید قال اللہ تعالیٰ لک ذٰلک وعشرۃ امثالہ متفق علیہ اور باقی رہیگا ایک شخص درمیان بہشت اور دوزخ کے اور وہ شخص
آخر ہوگا دوزخیوں میں سے بہشت کے داخل ہونے میں متوجہ کیے ہوگا منہ اپنا طرف دوزخ کے پس عرض کریگا اے پروردگار میرے پھیر میرے منہ کو آگ دوزخ سے اور تحقیق جلا ڈالا
دی مجھکو اور ہلاک کیا مجھکو آگ دوزخ کی بو نے یعنے بسبب جلنے دوزخیوں کے اسمیں اور ہوسکتا ہے کہ آگ دوزخ میں فی نفسہ بو سے بدبو ہوا اور جلا دیا مجھکو شعلوں اور تیزی
گرمی اسکی نے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ تو توقع رکھتا ہے کہ اگر کروں میں یہ یعنے پھیر دوں منہ تیرا آگ دوزخ سے مانگے تو سوائے اسکے اور کچھ عرض کریگا وہ شخص کہ نہیں چاہونگا
میں کچھ قسم عزت تیری کی پس دیگا اللہ تعالیٰ کو جو کچھ چاہیگا اللہ تعالیٰ عہد و پیمان پس پھیریگا اللہ تعالیٰ منہ اسکا آگ سے پس جبکہ پھیریگا اللہ تعالیٰ منہ اسکا طرف
بہشت کے دیکھیگا خوبی اور تازگی اسکی چپ رہیگا اسوقت تک کہ چاہیگا اللہ تعالیٰ چپ رہنا اسکا پھر عرض کریگا اے رب میرے آگے کر مجھکو طرف دروازہ بہشت کے
پس فرماویگا اللہ تبارک و تعالیٰ کیا نہیں دیئے تو نے عہد و پیمان اسپر کہ نہ مانگے تو غیر اس چیز کے کہ مانگی تھی تو نے کہ منہ میرا دوزخ سے پھیر دے پس کہیگا اے رب میرے
نہ ہوؤں میں بدبخت تر مخلوق تیری کا فقط یعنے نہ کر مجھکو ایسا بدبخت سب مخلوق میں کہ میں محروم رہوں بہشت کے داخل ہونے سے کہ میں تو باہر پڑا رہوں
اور اندر نہ جاؤں اگر بہشت کے اندر نہ جاؤں تو اتنا تو ہو کہ اسکے دروازے پر جا پڑوں اسواسطے پس فرماویگا اللہ تعالیٰ تو توقع رکھتا ہے کہ اگر دیا جاوے تو اسکو یعنے بہشت کے
دروازے پر پہنچایا جاوے تو سوال کرے تو اور کچھ پس کہیگا وہ شخص نہ قسم عزت تیری کی نہیں مانگنے کا میں تجھسے سوائے اسکے فقط اگر کہا جاوے کہ کیوں عتاب
نہیں کریگا پروردگار اسپر اوپر توڑنے قسم و عہد کے جواب اسکا یہ ہے کہ حال اسکا مجنون کا سا ہوگا اور وہ اسمیں معذور ہے یا یہ کہ وہ مکلف کا نہیں ہے تاکہ مواخذہ
ہو پس دیگا بندہ اپنے پروردگار کو اس بارے میں بھی جو کچھ کہ چاہیگا اللہ تعالیٰ عہد و میثاق پس آگے لیجاویگا خدا تعالیٰ اسکو طرف دروازہ بہشت کے پس جبکہ
پہنچیگا اسکے دروازے پر پس دیکھیگا تازگی و خوبی بہشت کی رونق و خوشی سے یعنے بسبب دیکھنے خوشی کے چیزوں کے قسم حور و قصور وغیرہ سے پس چپ رہیگا
جب تک چاہیگا اللہ چپ رہنا پھر عرض کریگا اے رب میرے داخل کر مجھکو بہشت میں پس فرماویگا اللہ تبارک و تعالیٰ ہلاکی ہو تجھکو اے فرزند آدم کے کیا عجب عہد شکن ہے تو اور
تو اپنے عہدوں میں کیا نہیں دیئے تو نے عہد و پیمان یہ کہ نہ مانگے تو غیر اس چیز کے کہ دیا گیا تو پس عرض کریگا اے پروردگار میرے نہ گردان مجھکو بدترین خلق اپنی کا فقط
اگر کہے تو کہ یہ جواب کیونکر مطابق ہوا اس سوال کے کہ کیا نہیں دیئے تو نے الخ جواب یہ کہ گویا اسنے کہا اے رب میرے سچ ہے کہ میں نے عہد و میثاق و لیکن تامل کیا میں نے
تیرے کرم اور عفو اور رحمت میں اور اس آیۃ میں ولا تیأسوا من روح اللہ الخ پس مطلع ہوا میں اسپر کہ میں نہیں ہوں ان کفار سے کہ ناامید ہوئے تیری رحمت سے اور
طمع کی میں نے تیرے کرم اور وسعت رحمت میں مانگا میں نے تجھسے یہ پس اللہ تعالیٰ راضی ہوگا اس قول سے جیسے کہ فرمایا ہے پس ہمیشہ رہیگا مانگتا یہانتک کہ راضی
ہوگا اللہ تعالیٰ اس سے یعنے بسبب کلام و دعا اسکی کے پس جب راضی ہوگا اللہ تعالیٰ اذن دیگا اسکو بہشت میں جانیکا پھر فرماویگا خدا تعالیٰ کہ آرزو کر اور چاہ جو کچھ
چاہے تو پس آرزو کریگا وہ یہانتک کہ جب منقطع ہوگی اور نہایت کو پہونچیگی آرزو اسکی فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ آرزو کر ایسی اور ایسی یعنے آرزو کر ہر جنس سے جو کچھ چاہیے
تو بتلا دیگا پروردگار اسکا اس حالت میں کہ یاد دلاویگا اسکو تو یہانتک کہ جب پہونچ چکینگی آرزوئیں اسکی فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ہے یہ یعنے جو کچھ کہ چاہا تو نے اور
مانند اسکے ساتھ اسکے یعنے از راہ تفضل کے اور ابو سعید کی روایت میں ہے کہ فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے ہے یہ اور دس برابر اسکے یعنے کیفیت میں اگرچہ مثل اسکے
کمیت میں اور اس سے رفع ہوجاتی ہے تدافع اور دفع ہوتا ہے تمانع نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال آخر من
یدخل الجنۃ رجل فھو یمشی مرۃ ویکبو مرۃ وتسفعہ النار مرۃ فاذا جاوزھا التفت الیھا فقال تبارک الذی نجانی منک لقد اعطانی اللہ شیئا ما اعطاہ احدا من الاولین
والآخرین فترفع لہ شجرۃ فیقول ای رب ادننی من ھذہ الشجرۃ فلاستظل بظلھا واشرب من مائھا فیقول اللہ یا ابن آدم لعلی ان اعطیتکھا سالتنی غیرھا فیقول لا
یا رب ویعاھدہ ان لا یسالہ غیرھا وربہ یعذرہ لانہ یری ما لا صبر لہ علیہ فیدنیہ منھا فیستظل بظلھا ویشرب من مائھا ثم ترفع لہ شجرۃ ھی احسن من الاولی فیقول
ای رب ادننی من ھذہ الشجرۃ لاشرب من مائھا واستظل بظلھا لا اسالک غیرھا فیقول یا ابن آدم الم تعاھدنی ان لا تسالنی غیرھا فیقول لعلی ان ادنیتک

يسألني غيرها فيعاهده أن لا يسأله غيرها وربه يعذره لأنه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها فيستظل بظلها ويشرب من مائها ثم ترفع له شجرة عند باب الجنة هي أحسن
من الأوليين فيقول أي رب أدنني من هذه فلأستظل بظلها وأشرب من مائها لا أسألك غيرها فيقول يا ابن آدم ألم تعاهدني أن لا تسألني غيرها قال بلى يا رب هذه
لا أسألك غيرها وربه يعذره لأنه يرى ما لا صبر له عليه فيدنيه منها فإذا أدناه منها سمع أصوات أهل الجنة فيقول أي رب أدخلنيها اور روایت ہے ابن مسعود سے
کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخر ان شخصوں کا کہ داخل ہونگے بہشت میں ایک شخص ہوگا پس وہ چلیگا ایکبار اور منہ کے بل گر پڑیگا ایکبار اور
نشان ڈالیگی اسکے آگ ایکبار اس طرح کہ پہونچے گی گرمی آگ کی اسکو پس ظاہر ہوگا اثر اسکا اسمین اور متغیر ہوگا رنگ اسکی جلد کا جلنے سے یعنے اعضا اسکے پس جب گذر جاویگا
وہ شخص آگ سے التفات کریگا یعنے دیکھیگا طرف آگ کی اور کہیگا بزرگ ہے وہ خدا کہ نجات دی مجکو تجھسے قسم خدا کی تحقیق دی مجکو خدا تعالے نے وہ چیز کہ نہیں دی
کسی کو اگلے پچھلوں میں سے فرمایا یہ قسم بسبب نہایت خوشی کے کھاویگا کیونکہ اپنی نجات کو بڑی ہی نعمت جانیگا کہ کسی کو عالمین میں سے نہیں ملی اور شاید کہ
وجہ اسکی یہ ہو کہ وہ نہیں دیکھنے کا کسی کو ہم شریک اپنا آگ سے نکلنے میں اور نہیں جاننے کا کہ بعضے آگ میں ہیں بعضے جنت میں پس بلند کیا جاویگا اسکے لیے ایک درخت
یعنے اور اسکے پاس چشمہ پانی کا بھی ہوگا پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے نزدیک کر مجکو اس درخت سے تا منتفع ہوں اس درخت کے سایہ میں اور پیوں
میں پانی سے کہ اس درخت کے نیچے ہو پس فرماویگا اللہ تعالے اے بیٹے آدم کے شاید کہ میں اگر دوں میں تجکو یہ آرزو تیری مانگے تو مجھسے اور کچھ پس کہیگا وہ شخص نہ اے پروردگار
میرے اور عہد کریگا وہ شخص پروردگار سے کہ سوال نہیں کرنیکا سوائے اسکے اور پروردگار اسکا معذور رکھیگا اور ملامت نہیں کرنیکا اسکو اسلیے کہ وہ دیکھیگا ایسی چیز کہ نہیں صبر
ہونے کا اسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالے اسکو اس درخت سے پس بیٹھیگا وہ شخص اس درخت کے سایہ میں اور پیویگا اسکے پانی سے پھر بلند کیا جاویگا اسکے لیے
ایک اور درخت کہ وہ بہتر ہوگا پہلے درخت سے یعنے اسلیے کہ چاہیگا اسکے لیے ترقی ادنی سے طرف اعلے کے پس کہیگا اے پروردگار میرے نزدیک کر مجکو اس درخت
کے تا پیوں میں اسکے پانی سے اور بیٹھوں میں اسکے سایہ میں سوال نہیں کرنیکا میں تجھسے غیر اس درخت کے پس کہیگا حق تعالے اے بیٹے آدم کے کیا عہد نہ کیا تھا تو نے
مجھسے یہ کہ سوال نہ کریگا تو مجھسے غیر اس درخت کے پس فرماویگا اللہ تعالی شاید کہ اگر میں نزدیک کردوں تجکو اس سے سوال کرے تو مجھسے غیر اسکے پس عہد کریگا وہ اللہ تعالی
سے یہ کہ سوال نہ کریگا غیر اسکے اور رب اسکا معذور رکھیگا اسکو اسلیے کہ وہ دیکھے گا ایسی چیز کہ نہیں صبر ہوگا اسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالی اسکو اس سے
پس بیٹھیگا اسکے سایہ میں اور پیویگا اسکے پانی سے پھر بلند کیا جاویگا اسکے لیے ایک درخت نزدیک دروازہ جنت کے کہ وہ اچھا ہوگا پہلے دونوں درختوں سے پس
کہیگا وہ اے رب میرے نزدیک کر مجکو اس درخت سے تاکہ بیٹھوں میں اسکے سایہ میں اور پیوں میں اسکے پانی سے نہیں مانگنے کا میں تجھسے غیر اسکے پس فرماویگا اللہ تعالے
اے ابن آدم کیا نہ عہد کیا تھا تو نے مجھسے یہ کہ نہ مانگیگا مجھسے غیر اسکے کہیگا وہ ہاں اے رب میرے نہیں سوال کرونگا میں تجھسے غیر اسکے اور رب اسکا معذور رکھیگا اسکو اسلیے
کہ وہ دیکھیگا ایسی چیز کہ نہیں صبر ہوگا اسکو اسپر پس نزدیک کریگا اللہ تعالے اسکو اس سے فرق حاصل یہ کہ ہر بار درخت دکھا دینگے بہتر پہلے سے اور وہ طلب کریگا قرب
اسکا اور عہد کریگا کہ میں اور نہیں طلب کرونگا اور ہر بار عہد شکنی کریگا اور پروردگار تعالے بے صبری اسکی دیکھیگا معذور رکھیگا اسکو تیسرے درخت تک پس جب
نزدیک کریگا اسکو اس درخت سے سنیگا آوازیں بہشتیوں کی کہ اپنی بیبیوں اور یاروں سے کلام کرتے ہونگے پس کہیگا اے رب میرے داخل کر مجکو بہشت میں فيقول
يا ابن آدم ما يصريني منك أيرضيك أن أعطيك الدنيا ومثلها معها قال أي رب أتستهزئ مني وأنت رب العالمين فضحك ابن مسعود فقال ألا تسألوني
مم أضحك فقالوا مم تضحك فقال هكذا ضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا مم تضحك يا رسول الله قال من ضحك رب العالمين حين قال أتستهزئ
مني وأنت رب العالمين فيقول إني لا أستهزئ منك ولكني على ما أشاء قدير رواه مسلم وفي رواية له عن أبي سعيد نحوه إلا أنه لم يذكر فيقول يا ابن آدم ما يصريني
منك إلى آخر الحديث وزاد فيه ويذكره الله سل كذا وكذا حتى إذا انقطعت به الأماني قال الله تعالى لك ذلك وعشرة أمثاله قال ثم يدخل بيته فتدخل عليه
زوجتاه من الحور العين فتقولان الحمد لله الذي أحياك لنا وأحيانا لك قال فيقول ما أعطي أحد مثل ما أعطيت پس فرماویگا اللہ تعالی اے بیٹے آدم کے کونسی

چیز کو پہنچا تجھ کو اوسے نیز انتہا پہنچے تیرے سوال و خواہش سے کہ ہر بار کرتا ہے تو کیا راضی کرتا ہے تجھ کو یہ کہ دون مین تجھ کو جگہ بہشت مین مقدار مسافت دنیا کے اور مانند اسکے
ساتھ اسکے کہیگا وہ بندہ از راہ نہایت خوشی کے اے پروردگار کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھ سے یعنے کیا کیا ہے تو نے مجھ کو محل ٹھٹھے کا حالانکہ تو رب العالمین ہے پس ہنسے ابن مسعود اور کہا
کیا نہین پوچھتے ہو تم مجھ سے کہ کس سبب سے ہنستا مین پس پوچھا لوگون نے کہ کس سبب سے ہنسے تم پس کہا ابن مسعود نے کہ اسی طرح ہنسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
پس کہا صحابہ نے کہ کیون ہنسے آپ یا رسول اللہ فرمایا کہ ہنستا مین بسبب ہنسنے پروردگار عالمین کے اسوقت کہ کہا اس شخص نے کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھ سے حالانکہ تو پروردگار
عالمین ہے فٹ مراد اللہ تعالے کے ہنسنے سے کمال راضی ہونا بندہ سے ہے اور ہنسنا آنحضرت کا از راہ تعجب اور سرور کے تھا بسبب دیکھنے کمال رحمت اللہ تعالے
کے اور لطف اسکے کے اپنے بندہ گنہگار پر اور ابن مسعود ہنسے بسبب پیروی آنحضرت کے اور خوشی کے تب پس فرماویگا اللہ تعالے کہ تحقیق مین نہین ٹھٹھا کرتا ہون
تجھ سے اور جانتا ہون کہ تو لائق اس عطا کے نہین ہے و لیکن مین دیتا ہون تجھ کو اسلیے کہ مین اس چیز پر کہ چاہتا ہون قادر ہون نقل کی یہ مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت
مین ابو سعید خدری سے مانند اسکے ہے مگر تحقیق ابو سعید نے نہین ذکر کی یہ عبارت فیقول یا ابن آدم ما یصریني منك آخر حدیث تک اور زیادہ کیا ہے اس روایت
مین یہ اور یاد دلاویگا اور سکھاویگا اللہ تعالے اس بندہ کو کہ مانگ ایسا اور ایسا یہان تک کہ جب تمام ہوجاوینگی آرزوئین اسکی فرماویگا اللہ تعالے یہ کچھ کہ آرزو کی
تو نے وہ تیرے لیے ہے اور دس برابر اسکے فرمایا حضرت نے پھر داخل ہوگا وہ اپنے گھر مین کہ بہشت مین ہے پس آوینگی اس پاس دو بیبیان اسکی حور عین سے یعنے
حور جمع حوراء کی ہے یعنے عورتین سفید رنگ کی اور عین جمع عیناء کی یعنے کلان چشم کے تب پس کہینگی سب تعریف واسطے اللہ کے کہ پیدا کیا تجھ کو واسطے ہمارے اور پیدا
کیا ہمکو واسطے تیرے یعنے اس گھر مین کہ نہین ہے موت اسمین فرمایا حضرت نے پس کہیگا وہ بندہ بسبب نہایت خوشی کے نہین دیا گیا کوئی مانند اس چیز کے کہ دیا گیا مین
یعنے یہ کہا بسبب مطلع ہونے اسکے کے بہتر کے دیئے پر (وعن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ليصيبن اقواما سفع من النار بذنوب اصابوها عقوبة ثم يدخلهم
الله الجنة بفضل رحمته فيقال لهم الجهنميون رواه البخاري) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اللہ کی البتہ پہونچیگی مسلمانون کے
گروہون کو علامت اور اثر آگ دوزخ سے کہ متغیر کریگا انکے بدنون کو بسبب گناہون کے کہ کیے تھے انھون نے وہ گناہ واسطے عذاب کے گناہون کی سزا مین پھر
داخل کریگا انکو اللہ تعالے بہشت مین بوسیلہ زیادتی رحمت اپنی کے پس کہا جاویگا ان لوگون کو جہنمی نقل کی یہ بخاری نے فٹ بسبب داخل ہونے انکے دوزخ
مین اول بار اور یہ انکو تحقیر و تنقیص کے لیے نہین کہنے کے بلکہ واسطے خوش کرنے اور یاد دلانے نعمت کے کہینگے تا شکر نعمت کرین اور خوشحال اور مسرور ہون (وعن
عمران بن حصين قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يخرج قوم من النار بشفاعة محمد فيدخلون الجنة يسمون الجهنميين رواه البخاري وفي رواية يخرج قوم من
امتي من النار بشفاعتي يسمون الجهنميين) اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نکالی جاویگی ایک قوم آگ سے بسبب
شفاعت آنحضرت کے پس داخل ہوویگی بہشت مین اور نام رکھی جاویگی جہنمی نقل کی یہ بخاری نے اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ باہر نکالی جاویگی ایک جماعت میری
امت مین سے آگ دوزخ سے بسبب شفاعت میری کے نام رکھا جاویگا انکا جہنمی (وعن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اني لاعلم
آخر اهل النار خروجا منها وآخر اهل الجنة دخولا رجل يخرج من النار حبوا فيقول الله اذهب فادخل الجنة فياتيها فيخيل اليه انها ملأى فيقول يا رب وجدتها ملأى
فيقول اذهب فادخل الجنة فان لك مثل الدنيا وعشرة امثالها فيقول اتسخر مني او تضحك مني وانت الملك فلقد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم
ضحك حتى بدت نواجذه وكان يقال ذلك ادنى اهل الجنة منزلة متفق عليه) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ
مین البتہ جانتا ہون آخر دوزخیون کا از روئے نکلنے کے اس سے اور آخر بہشتیون کا از روئے داخل ہونے کے بہشت مین ایک شخص ہوگا کہ نکلیگا دوزخ سے
گھٹنیون چل کر پس فرماویگا اللہ تعالی جا اور داخل ہو بہشت مین پس آویگا وہ بہشت مین یا قریب اسکے پس ڈالا جاویگا اسکے خیال مین یعنے اللہ تعالی ڈالیگا صورت
دکھاویگا کہ بہشت بھری ہوئی ہے لوگون سے اور اسمین جگہ نہین ہے پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے پایا مین نے بہشت کو بھرا ہوا لوگون سے یعنے اور

میرے لیے میں بلکہ نہیں پس فرماویگا اللہ تعالے جا اور داخل ہو بہشت میں پس تیرے لیے ہے مانند مسافت دنیا کے اور دس چند اسکے پس کہیگا وہ شخص اپنے
پروردگار سے کہ کیا ٹھٹھا کرتا ہے تو مجھ سے یا کہیگا ہنستا ہے تو مجھ سے حالانکہ تو بادشاہ ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ پس تحقیق دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہنسے
اس بات سے یہاں تک کہ ظاہر ہوئیں کچلیاں آپکی اور تھا کہا جاتا کہ یہ شخص ادنے اور کمتر بہشتیوں کا ہوگا مرتبہ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ظاہر یہ ہے
کہ یہ کلام ہم ان کا یا انکے بعد کسی راوی کا ہے پس معنے یہ کہتے تھے صحابہ یا سلف یہ کلام مذکور (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم
آخر اہل الجنۃ دخولا الجنۃ وآخر اہل النار خروجا منہا رجل یؤتی بہ یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارہا فتعرض علیہ صغار ذنوبہ فیقال عملت یوم
کذا وکذا کذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وہو مشفق من کبار ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال لہ فان لک مکان کل سیئۃ حسنۃ فیقول
رب قد عملت اشیاء لا اراہا ہہنا ولقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ رواہ مسلم) اور روایت ہے ابو ذر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ تحقیق میں البتہ جانتا ہوں آخر بہشتیوں کا داخل ہونے میں بہشت کے اور آخر دوزخیوں کا نکلنے میں اس سے ایک شخص ہوگا لایا جاویگا اسکو دن قیامت کے
پس کہا جاویگا یعنے فرشتوں کو کہ ظاہر کرو اسپر چھوٹے گناہ اسکے اور اٹھا رکھو اور چھپا رکھو اس سے بڑے گناہ پس ظاہر کیے جاوینگے اسپر چھوٹے گناہ اسکے پھر کہا جاویگا
کہ کیا کیا تو نے اسدن اور اسدن یعنے فلانے وقت کام ایسا اور ایسا یعنے برے اعمال میں سے اور کیا تو نے اسدن اور اسدن کام ایسا اور ایسا یعنے ترک
طاعات میں سے پس کہیگا کہ ہاں کیا میں نے فلانے فلانے روز ایسا اور ایسا نہیں انکار کر سکیگا حالانکہ وہ خوف میں ہوگا بڑے گناہوں سے کہ مبادا عرض کیے جاوینگے
اسپر یعنے اسلیے کہ اسپر بہت ہی بڑا عذاب مترتب ہوگا پس کہا جاویگا اسکو کہ تیرے لیے جگہ ہر بدی کے نیکی ہو ف ظاہر یہ ہے کہ یہ تبدیل ہوگی اسکے لیے از راہ
فضل وکرم کے رب الارباب کی طرف سے پس کہیگا وہ شخص کہ اے پروردگار میرے کیں میں نے بہت سی چیزیں یعنے گناہ کبیرہ کہ نہیں دیکھتا میں انکو
یہاں یعنے نامہ اعمال میں مقام تبدیل میں ابوذر کہتے ہیں اور تحقیق دیکھا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ ہنسے یہاں تک کہ ظاہر ہوئیں کچلیاں آپکی نقل
کی یہ مسلم نے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یخرج من النار اربعۃ فیعرضون علی اللہ ثم یؤمر بہم الی النار فیلتفت احدہم فیقول ای رب
لقد کنت ارجو اذ اخرجتنی منہا ان لا تعیدنی فیہا قال فینجیہ اللہ منہا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نکالے جاوینگے آگ سے چار آدمی یعنے یہ وہی ہیں کہ جو اخیر کو نکلینگے دوزخ سے پس لائے جاوینگے روبرو خدا تعالے کے پھر حکم کیا جاویگا انکے پھر بھیجنے کا
طرف دوزخ کے پس پھر کر دیکھیگا ایک ان میں سے پس کہیگا اے پروردگار میرے تحقیق امید رکھتا تھا میں کہ جب نکالے گا تو مجھکو پھر نہیں بھیجیگا تو اسمیں فرمایا
آنحضرت نے پس نجات دیگا اسکو اللہ تعالے اس سے اور نہیں بھیجیگا اسکو آگ میں ف یہ نکالنا اور پھر بھیجنا اور نجات دینا واسطے اظہار امتحان اور منت
رکھنے انکے ہے اور بیان کیا حال ایک کا اور چھوڑ دیا بیان باقیوں کا اس باعث کہ اسی قیاس پر انکا بھی حال معلوم کیا جاتا ہے کہ وہ بھی نجات پاوینگے اور ذکر
چار کا بطور تقدیر وتمثیل ہے اور مراد جماعت ہے واللہ اعلم (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخلص المؤمنون من النار فیحبسون علی قنطرۃ
بین الجنۃ والنار فیقتص لبعضہم من بعض مظالم کانت بینہم فی الدنیا حتی اذا ہذبوا ونقوا اذن لہم فی دخول الجنۃ فوالذی نفس محمد بیدہ لاحدہم اہدی بمنزلہ
فی الجنۃ منہ بمنزلہ کان لہ فی الدنیا رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلاص کیے جاوینگے مسلمان
آگ دوزخ سے پس روکے جاوینگے اوپر پل صراط کے کہ درمیان بہشت اور دوزخ کے ہے پس بدلا لیا جاویگا واسطے بعض انکے کے بعض سے حقوق کا
کہ تھے درمیان انکے دنیا میں یہاں تک کہ جب پاک کیے جاوینگے لوث اعمال خبیثہ اور اخلاق ذمیمہ سے اذن دیا جاویگا انکو بہشت کے داخل ہونے کا
ف اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دلانا مومنوں کا دوزخ میں انکے پاک وصاف کرنے کے لیے ہوگا تا پاک وصاف کرکے بہشت میں کہ مکان انکے خلود کا
ہے در لاوینگے نہ بطریق غضب وعداوت کے جیسے کہ دنیا میں بسبب مصیبتوں اور بیماریوں کے کفارہ گناہوں کا کرتے ہیں محققوں نے کہا ہے کہ یعنے گناہ

ہیں کہ بسبب امراض اور مصائب کے گناہ سے پاک ہو جائینگے اور بعضوں سے بسبب شدت سکرات موت کے اور بعضوں سے بسبب عذاب قبر کے اور بعضے گناہ ہیں کہ سوا
آگ دوزخ کے انسے پاک نہیں ہوتے جیسے کہ سونا اور چاندی بغیر گھلانے کے پاک و صاف نہیں ہوتا سبحان اللہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اسکے ہاتھ
میں ہے لیکن البتہ ایک انکا خوب پہچاننے والا ہوگا مکان اپنا کہ بہشت میں ہوگا فرق یہ اشارہ ہے طرف قوت نور نسبت دل اور ہدایت کے بعد از پاک و صاف ہونے کے
گناہوں سے اور طرف اسکے کہ جیسے دنیا میں بسبب نور توفیق کے ساتھ ایمان اور عمل صالح اور مقام قرب الٰہی کے ہدایت پائی تو آخرت میں بھی اپنی منزل و مقام کی کہ
بہشت میں ہے راہ پاوینگے نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل احد الجنۃ الا اری مقعدہ من النار لو اساء
لیزداد شکرا ولا یدخل النار احد الا اری مقعدہ من الجنۃ لو احسن لیکون علیہ حسرۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ نہیں داخل ہوگا کوئی بہشت میں مگر کہ دکھائی جاویگی اسکو جگہ بیٹھنے اسکے کی آگ سے کہ اگر بدی کرتا جگہ اسکی وہ ہوتی اور یہ دکھانا جگہ کا دوزخ میں اسلیے
ہوگا کہ تا زیادہ کرے شکر اور بہت پاوے ثواب اسکا اور نہیں داخل ہوگا دوزخ میں کوئی مگر کہ دکھائی جاویگی جگہ بیٹھنے اسکے کی بہشت سے کہ اگر نیکی کرتا جگہ اسکی وہ ہوتی
تا ہووے دکھانا اسپر حسرت اور ندامت اور زیادہ ہووے عذاب نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صار اہل الجنۃ الی الجنۃ واہل
النار الی النار جیئ بالموت حتی یجعل بین الجنۃ والنار ثم یذبح ثم ینادی مناد یا اہل الجنۃ لا موت ویا اہل النار لا موت فیزداد اہل الجنۃ فرحا الی فرحہم ویزداد اہل النار حزنا
الی حزنہم متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ جاوینگے بہشتی بہشت میں اور جاوینگے دوزخی دوزخ میں لائی
جاویگی موت اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ لائی جاویگی موت بصورت دنبہ کے یہانتک کہ رکھی جاویگی درمیان بہشت و دوزخ کے پھر ذبح کیجاویگی پھر پکاریگا پکارنے
والا اے بہشتیو نہیں ہے بعد اسکے موت یعنے کبھی پایا تھا وہ پایا موت اور اے دوزخیو نہیں ہے بعد اسکے موت پس زیادہ کرینگے بہشتی خوشی کو طرف خوشی اپنی کے اور کرینگے
اور زیادہ کرینگے دوزخی غم کو طرف غم اپنے کے کہ رکھتے تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ثوبان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال حوضی من عدن الی عمان البلقاء ماؤہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل واکوابہ عدد نجوم السماء من شرب منہ شربۃ لم یظمأ بعدہا ابدا اول الناس ورودا
فقراء المہاجرین الشعث رؤسا الدنس ثیابا الذین لا ینکحون المتنعمات ولا تفتح لہم السدد رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ہذا حدیث غریب)
روایت ہے ثوبان سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مسافت حوض میرے کی مقدار مسافت کی عدن سے عمان بلقا تک ہے مسافت
عدن یمن اور دال کے زبر سے نام ایک شہر کا ہے یمن کے شہروں میں سے قریب دریا کے ہے اور عمان ساتھ پیش عین مہملہ اور تشدید میم کے اور بلقا زبر ب
جزم لام اور قاف ممدودہ سے شہر ہے شام میں اور عمان موضع ہے اسمیں اور بعضے کہتے ہیں کہ مقدار وسعت میرے حوض کی بعضی ہیں اتنی ہے کہ جتنی مسافت ان دونوں
جگہوں میں ہے دنیا میں اور حوض کی مقدار میں جو حدیثیں مختلف آئی ہیں کہ کسی میں ہے مابین ایلہ اور صنعا کے اور کسی میں دمشق کی مسیرت آئی ہے و غیر ذالک تو مقصود
ان سب سے تعدد و کثرت طول و عرض کی ہے نہ تعیین قدر بعینہ پس وارد ہوئی ہے حدیث ہر مقام میں موافق سمجھ سامع کے ساتھ پانی اسکا دودھ سے زیادہ سفید ہے
اور شہد سے زیادہ ہے شیریں اور آبخورے اسکے بقدر گنتی تاروں آسمان کے جو کوئی پئیگا اسمیں سے ایکبار پیاسا نہیں ہوگا بعد اسکے کبھی پہلے لوگ کہ اترینگے
اسپر پانی پینے کے لیے فقراء مہاجرین ہونگے فقراء یعنے بسبب پیاس ظاہری اور باطنی اپنی کے جیسے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجوعکم فی الدنیا
اشبعکم فی الآخرۃ اور اسی قیاس پر بہت پیاسا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلوا واشربوا ہنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ اور مراد مہاجرین سے وہ ہیں کہ جنہوں نے
ہجرت کی مکہ سے طرف مدینہ کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سردار انکے ہیں اور انہیں کے حکم میں ہیں وہ لوگ کہ ہجرت کرکے اپنے وطن اصلی سے گئے مکہ یا مدینہ
زادہما اللہ شرفا کو اور اختیار کیا فقر کو غنا پر اور گمنامی کو شہرت پر اور زہد کیا بیچ حاصل کرنے مال و جاہ کے اور مشغول ہوئے علم و عمل میں رضامندی مولیٰ کے لیے سو
ایسے فقراء مہاجرین کہ پراگندہ ہیں بال سر کے اور میلے ہیں کپڑے اپنے ہیں کہ نہیں نکاح کیے جاتے ہیں عورتوں نعمت والیوں سے یعنے اگر خواستگاری کریں یا

ایسی عورتوں سے مقبول نہوں اور نہیں کہولے جاتے انکے لیے دروازے نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع
یعنے اگر کہڑے ہوں بالفرض والتقدیر دنیا وار کے دروازے پر اور طلب اذن کریں تو نہ کہولا جاوے انکے لیے دروازہ یہ کنایہ ہے نہ التفات کرنے سے طرف
انکی ضیافت اور انواع دعوات میں (وعن زید بن ارقم قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنزلنا منزلا فقال ما انتم جزء من مائۃ الف جزء ممن یرد علی الحوض
قیل کم کنتم یومئذ قال سبعمائۃ او ثمانمائۃ رواہ ابو داود) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہا تھے ہم ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے سفر میں پس اترے
ہم ایک منزل میں پس فرمایا آنحضرت نے یعنے اصحاب حاضرین سے کہ نہیں ہو تم ایک جزو لاکہ جزو میں سے بہ نسبت ان لوگوں کے کہ آوینگے میرے پاس حوض پر
کہا گیا زید بن ارقم کو کہ کتنے تھے تم اسدن کہا زید بن ارقم نے کہ تھے ہم سات سو یا آٹھ سو نقل کی یہ ابو داود نے ف ع مراد اس سے تحدید اور تعیین نہیں ہے بلکہ مراد تکثیر
ہے نہایت بیان کرنی ہے اور شاید کہ مراد ہے غیر محصورہ زیادہ انسے ہوں اسلیے کہ ظاہر ہے کہ وارد تمام امت ہوگی مگر کہ مخصوص ہو ساتھ ان فرقوں کے انہیں سے واللہ اعلم (وعن
سمرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانہم یتباہون ایہم اکثر واردۃ وانی لارجو ان اکون اکثرہم واردۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب) اور روایت ہے سمرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر نبی کے حوض ہے یعنے ہوگی امت انکی انکے حوض سے اور تحقیق انبیا فخر کرینگے
آپس میں کہ کونسا ان میں سے بہت زیادہ ہے از روے امت کے کہ وارد ہونگے حوض پر اور تحقیق میں البتہ امید رکہتا ہوں کہ ہونگا میں اکثر انکا از روے آنیوالوں کے
میرے حوض پر ف ع یعنے امت میری زیادہ ہوگی اور انبیا کی امت سے اور یہ یقین ہے اور لفظ ارجو کہ بمعنی یقین کے ہے نزدیک جناب تواضع کے کہا ہے
نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن انس قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یشفع لی یوم القیامۃ فقال انا فاعل قلت یا رسول اللہ فاین
اطلبک قال اطلبنی اول ما تطلبنی علی الصراط قلت فان لم القک علی الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القک عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض
فانی لا اخطئ ہذہ الثلث المواطن رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس سے کہا پوچہا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یعنے درخواست
کی میں نے آپ سے یہ کہ شفاعت کریں میری روز قیامت کے یعنے شفاعت خاص اس امت میں سے نہ شفاعت عام پس فرمایا آنحضرت نے کہ میں کرنیوالا ہوں
شفاعت کہا میں نے کہ یا رسول اللہ پس کہاں ڈہونڈہوں میں آپکو اور کہاں پاؤں آپکو فرمایا کہ ڈہونڈہنا مجہکو اول زمانے ڈہونڈہنے میں تیرے میں پل صراط پر کہا میں نے
پس اگر نہ پاؤں میں آپکو پل صراط پر تو کہاں ڈہونڈہوں آپکو فرمایا پس اگر وہاں نہ پاوے تو ڈہونڈہنا مجہکو نزدیک میزان کے کہا میں نے پس اگر نہ پاؤں میں آپکو
نزدیک میزان کے تو کہاں ڈہونڈہوں آپکو فرمایا پس ڈہونڈہنا مجہکو نزدیک حوض کے پس تحقیق میں نہیں چہوڑنے کا ان تین جگہوں کو ف ع یعنے کبہی یہاں ہو
اور کبہی وہاں چونکہ کاروبار وشفاعت انکی ان جگہوں میں ہوگی میں انکی کارپردازی میں مشغول ہونگا اگر کوئی کہے کہ کیونکر تطبیق ہے اس حدیث میں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی حدیث میں کہ باب الحساب کی دوسری فصل میں گذری کہ جب حضرت عائشہ نے آنحضرت سے پوچہا کہ آیا آپ یاد کرینگے اپنے اہل وعیال کو روز قیامت کے فرمایا ان
تین جگہوں سے کوئی کسی کو یاد نہیں کرنیکا جواب اسکا یہ ہے کہ پہلی حدیث محمول ہے غائبین پر کہ نہیں یاد کرینگے حضرت کسی کو غائبین میں ان جگہوں میں اور دوسری حدیث
یعنے یہی محمول ہے انپر کہ جو حاضر ہونگے حضرت کی امت میں سے کہ انکی شفاعت کرینگے اور طیبی نے یہ جواب لکہا ہے کہ حضرت عائشہ کو جواب مذکور اسلیے دیا کہ وہ نہ وجہ پاس
آپکی کہیں ایسا نہو کہ تکیہ اور اعتماد شفاعت پر کر بیٹہیں اور عمل اور جد وجہد سے باز رہیں جیسے کہ اپنے اہلبیت کے قرابتیوں سے فرماتے تہے کہ میں مالک نہیں ہوں تمہارا
کسی چیز کا عمل کرو اور تکیہ مجہپر نہ کرو اور انس سے اس طرح فرمایا تا ناامید نہوں اور حقیقت میں شدت اور محنت اسدن کی کہ نہایت سخت ہے اور درجہ شفاعت جو حضرت کیلیے
ثابت ہے دونوں حق ہیں اور ہر جواب میں مصلحت حال مخاطب کی رعایت فرمائی ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابن مسعود عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال قیل لہ ما المقام المحمود قال ذلک یوم ینزل اللہ تعالی علی کرسیہ فیئط کما یئط الرحل الجدید من تضایقہ وہو کسعۃ ما بین السماء والارض ویجاء بکم
حفاۃ عراۃ غرلا فیکون اول من یکسی ابراہیم یقول اللہ تعالی اکسوا خلیلی فیؤتی بریطتین بیضاوین من ریاط الجنۃ ثم اکسی علی اثرہ ثم اقوم عن یمین اللہ مقاما

التَّحْتِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابن مسعود سے اُنہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کہا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کیا ہے مقام
محمود اور کیا ہے صفت اسکی کہ حق تعالے نے جسکے دینے کا وعدہ فرمایا ہے آپ سے اس آیت میں عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا فرمایا آنحضرتؐ نے یہ دن
کہ ہونگا میں اسمیں مقام محمود میں وہ دن ہے کہ نزول فرماویگا اللہ تعالے اپنی کرسی پر پس آواز کریگی کرسی جیسے کہ آواز کرتا ہے زین نیا چمڑے کا تنگی اپنی سے اور فراخی
کرسی کی مانند فراخی درمیان آسمان اور زمین کے ہے ف ح اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں ہیں سات آسمان اور سات زمینیں بہ نسبت کرسی کے مگر مانند ایک حلقہ کے
جنگل میں اور فضیلت عرش کی کرسی پر مانند فضیلت اس جنگل کے ہے اس حلقہ پر پس اس حدیث میں جو فراخی کرسی کی بیان ہوئی تو یہ تصویر اور تمثیل عظمت کرسی کی ہے
بسبب فہم عرف کے تحدید اور تعیین اسکے مقدار کی ہے جیسے کہ جنت کی فراخی میں واقع ہوا ہے عرضہا السموات والارض اور مقصود بیان کرنا کرسی کی فراخی کا
اور دفع کرنا توہم تنگی اسکی کا ہے کہ شاید وہ بیٹھنا اسکے ساتھ زین کے اور آواز کرنے اسکے سبب تنگی کے پیدا ہوا تھا اور یہ حدیث قبیل متشابہات سے ہے
اور خلاصہ معنے بیان کرنا عظمت و کبریائی الٰہی کا اور ظہور بادشاہت اور حکم اسکے کا ہے اور معنی مفردات کلام کے یہاں ملحوظ نہیں اور کرسی ماخوذ ہے کرسی بادشاہ سے کہ اوپر
بیٹھے اور حکمرانی کرے یا کرسی عالم سے کہ تکیہ لگاوے اور افاضہ علوم و معارف کا کرے ت اور لایا جاویگا تم کو ننگے پاؤں ننگے بدن بے ختنہ پس ہوگا اول ان کا شخص جو
کہ لباس پہنائے جاوینگے ابراہیم فرماویگا اللہ تعالے پہناؤ میرے دوست کو پس لائی جاوینگی دو چادریں نرم کتان سفید کی بہشت کی چادروں میں سے
پہنایا جاویگا میں پیچھے ابراہیم کے ف ح سبب حضرت ابراہیم کے پہلے لباس پہنانیکا باب الحشر کی پہلی فصل میں بیان ہوچکا اور معلوم ہوا کہ یہ دلالت نہیں
کرتا کہ ابراہیم افضل ہیں آنحضرتؐ سے بلکہ تقدیم اور تعظیم انکی بسبب باپ ہونیکے آنحضرتؐ کے ہوگی یا یہ کہ فضل جزئی ہے اور فضل جزئی منافی فضل کلی کی نہیں اور قبل کی
کہ فرمایا ثم اقوم عن یمین اللہ الخ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ آنحضرتؐ لباس پہنے اٹھینگے ظاہر میں یہ منافات رکھتا ہے حضرتؐ کے قول سے کہ فرمایا پھر پہنایا جاؤنگا میں پیچھے ابراہیم
کے مگر یہ کہا جاوے کہ آنحضرتؐ لباس میں اٹھینگے اور باوجود اسکے انبیا صلوات اللہ علیہم کے ساتھ بھی لباس دیے جاوینگے دوبارہ بسبب کمال شرف کے ت
پھر کھڑا ہونگا میں داہنی طرف اللہ تعالے کے کھڑا ہونا کہ رشک لیجاوینگے مجھپر اگلے پچھلے ف ع اگر کہا جاوے کہ کیا ہے وجہ مطابقت کی درمیان سوال اور جواب کے تو
جواب یہ دیا جاویگا کہ دلالت کرتا ہے جواب پر قول حضرتؐ کا پھر کھڑا ہونگا میں الخ لیکن آنحضرتؐ نے ذکر کیا اول وہ وقت کہ ہونگا میں مقام محمود اور بیان کیا اسکے ہول
کو تا اس دن کی بڑائی معلوم ہو پھر اشارہ کیا طرف جواب کے ساتھ قول اپنے کے ثم اقوم عن یمین اللہ اور حاصل جواب یہ کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ کھڑے ہونگے آنحضرتؐ
حضرت داہنی طرف اللہ تعالے کے دن قیامت کے اور اس حدیث میں دلالت ظاہر ہے اوپر فضیلت ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے تمام کائنات پر حتے کہ
انبیا اور رسولوں اور تمام مقربین صلی اللہ علیہم اجمعین پر (وَعَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِعَارُ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى الصِّرَاطِ رَبِّ
سَلِّمْ سَلِّمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے مغیرہ بن شعبہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ علامت مومنین کی دن قیامت
کے پل صراط پر وقت گذرنے کے اس سے یہ کلمہ ہوگا اے رب میرے سلامت رکھ سلامت رکھ ف ح قاموس میں ہے کہ شعار شین کے زیر سے علامت جنگ میں
اور سفر میں اور یہ کلمہ علامت مسلمانوں کی ہے کہ اس سے پہچانے جاوینگے اور ہر امت بمتابعت اور اقتدا پیغمبر اپنے کے اسکو کہینگے اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ کلمہ شعار
مومنین کاملین کا ہوگا کہ وہ علما عاملین اور شہدا اور صالحین ہیں کہ جنکو مرتبہ شفاعت ہے باتباع انبیا اور رسولوں کے اور روایت کیا ابن مردویہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے بطریق مرفوع کے کہ شعار مومنین کا اسدن کہ اٹھائے جاوینگے اپنی قبروں سے لا الہ الا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ہوگا اور روایت کیا شیرازی نے حضرت انس
سے کہ شعار مومنین کا روز قیامت کے قیامت کی اندھیریوں میں یہ ہوگا لا الہ الا انت ت نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَفَاعَتِيْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْ دَاوُدَ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ جَابِرٍ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ شفاعت میری ثابت ہے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لیے میری امت میں سے ف ح یعنی شفاعت میری بیچ عفو کرنے کے گناہ کبیرہ کے ہے

امت کے لیے ہوگی نہ اور امتیون کے لیے اور کہا طیبی نے کہ مراد وہ شفاعت ہے کہ واسطے نجات اور خلاصی کے ہوگی عذاب سے اور واسطے رفعت درجات کے
اور زیادتی کرامات کی ثابت ہے واسطے اولیا اور اتقیا اور صلحا کے بھی اور اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے شفاعت اس آیت سے یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ
الرحمن ورضی لہ قولا اور حدیثین اسقدر آئی ہین اس مین کہ سب ملکر حد تواتر کو پہنچین ہین اور اجماع ہے سلف صالح کا اور انکے بعد اہل سنت کا اسپر اور منکر ہین شفاعت کے
خوارج اور بعضے معتزلہ اور شفاعت پانچ قسم پر ہے ایک تو خاص ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ راحت دینگے حضرت لوگون کو موقف کے
ہولون سے اور دوسری ہوگی بیچ داخل کرنے ایک قوم کے جنت مین بغیر حساب کے اور یہ بھی وارد ہوئی ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور تیسری
شفاعت اس قوم کے لیے ہوگی کہ لائق ہونگے دوزخ کے پس شفاعت کرینگے انکے حق مین ہمارے نبی صلعم جنکے لیے کہ اللہ تعالے چاہیگا اور چوتھے انکے حق مین
کہ داخل ہونگے آگ مین گنہگاروں مین سے پس حدیثین آئی ہین انکے نکالنے مین بسبب شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور فرشتون کے اور بھائی مسلمانون کے
پھر نکالیگا اللہ تعالے اُس شخص کو کہ کہا ہوگا اُسنے لا الہ الا اللہ اور پانچوین شفاعت ہوگی بیچ زیادتی درجات کے بہشت مین اہل بہشت کے لیے روایت کی یہ
ترمذی اور ابو داؤد نے اور روایت کی ابن ماجہ نے جابر سے (وعن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی ات من عند ربی فخیرنی
بین ان یدخل نصف امتی الجنۃ وبین الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وھی لمن مات لا یشرک باللہ شیئا رواہ الترمذی وابن ماجۃ) اور روایت ہے عوف بیٹے مالک کے سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا میرے پاس ایک آنیوالا میرے رب کے پاس سے پس مختار کیا مجکو اس مین کہ داخل ہو آدھی امت میری بہشت مین اور درمیان شفاعت کے پس
پسند اختیار کی مین نے شفاعت کو یعنے واسطے امت اجابت کے تا سب مومنون کو شامل ہو اور کوئی اس سے باہر نہ نکلے جیسے کہ فرمایا اور شفاعت ثابت ہے
اُسکے لیے کہ مرے اس حال مین کہ نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی کو یعنے سب مومنون کے لیے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے (وعن عبد اللہ بن ابی الجدعاء
قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یدخل الجنۃ بشفاعۃ رجل من امتی اکثر من بنی تمیم رواہ الترمذی والدارمی وابن ماجۃ) اور روایت ہے عبد اللہ
بن ابی الجدعاء سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ داخل ہونگے بہشت مین بسبب شفاعت کرنے ایک شخص کے یعنے شخص بزرگ
کے میری امت مین سے زیادہ بنی تمیم سے غرض کہ ایک قبیلہ ہے نہایت بڑا اور جب ایک شخص کی شفاعت سے اتنے آدمی بہشت مین جاوینگے تو دیکھا چاہیے
کہ کتنے اچھے لوگ ہونگے میری امت مین اور سب شفاعت کرینگے پس بہت سے لوگ انکی شفاعتون سے بہشت مین جاوینگے اور بعضون نے کہا کہ یہ شخص حضرت
عثمان ہونگے اور بعضون نے کہا اویس قرنی اور بعضون نے کہا اور کوئی کہا زین العرب نے کہ یہ قریب تر ہے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی اور ابن ماجہ نے (وعن
ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من امتی من یشفع للفئام ومنھم من یشفع للقبیلۃ ومنھم من یشفع للعصبۃ ومنھم من یشفع للرجل حتی
یدخلوا الجنۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق امت میری سے یعنے بعضے افراد امت
سے جیسے علما اور شہدا اور صلحا سے وہ شخص ہوگا کہ شفاعت کریگا جماعتون کی اور بعض انمین سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا ایک قبیلہ کی غرض اور قبیلہ قوم کثیر
اور ایک باپ کے بیٹون کو کہتے ہین اور بعضا انمین سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا عصبہ کی غرض عصبہ بیشتر ہین اور جزم صاد کے دس سے چالیس تک
ہے اور بعضا انمین سے وہ ہوگا کہ شفاعت کریگا ایک مرد کی یہان تک کہ داخل ہوگی اسی طرح شفاعت سے تمام امت بہشت مین نقل کی یہ ترمذی نے
(وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل وعدنی ان یدخل الجنۃ من امتی اربع مائۃ الف بلا حساب فقال ابوبکر زدنا یا رسول اللہ
قال وھکذا فحثا بکفیہ وجمعھما فقال ابوبکر زدنا یا رسول اللہ قال وھکذا فقال عمر دعنا یا ابابکر فقال ابوبکر وما علیک ان یدخلنا اللہ کلنا الجنۃ فقال عمر ان اللہ عز وجل
ان شاء ان یدخل خلقہ الجنۃ بکف واحد فعل فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صدق عمر رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق خدا عز وجل نے وعدہ کیا مجھسے یہ کہ داخل کریگا بہشت مین میری امت مین سے چار لاکھ بلا حساب یعنے بے حساب وکتاب اور بلا سابقہ عذاب

پس کہا ابو بکر نے زیادہ کیجیے ہمکو یا رسول اللہ یعنی مانگیے اللہ تعالیٰ سے اور چاہیے اس سے کہ زیادتی کرے اسمین یا زیادتی کیجیے خبر دینے میں اس چیز سے کہ وعدہ کیا ہے
تم سے تمہارے پروردگار نے فرمایا اور پہلے گذرا کہ ستر ہزار ہونگے اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے اور تین لپین سے فرمایا آنحضرت نے اور زیادتی اسیطرح
پس واسطے بیان کرنے اسکے لپ بنائین دونون ہاتھون سے اور جمع کیا دونون ہاتھون اپنے کو فرمایا یعنی جیسے کہ وقت دینے کے کرتے ہیں اور ظاہر تر یہ ہے کہ یہ حکایت
ہو فعل حق سبحانہ کی چنانچہ اسی پر لیے کہا ہے شارح نے کہ بیان کی یہ مثل لپ بنانے کی اسلیے کہ شان اچھے دینے والے کی یہ ہے کہ جب طلب زیادتی کی کیجاتی ہے تو دونون
ہاتھون سے لپ بھر کر دیتا ہے یا حساب لپ سے بغیر گنے یہ ہے مبالغہ سے بہت دینے میں والا وہان نہ تفصیل ہے نہ لپ سے پھر کہا ابو بکر نے کہ زیادہ کرو ہمکو یا رسول اللہ
فرمایا اسطرح یعنی ویسی ہی طرح اشارہ کیا دونون ہاتھون سے پس کہا عمر نے کہ چھوڑ دو ہمکو اے ابو بکر یعنی تا عمل کریں اور نہ خوف عذاب کی جد و جہد کریں اسمین اور یا بھروسا
کرم الٰہی سے کہ عمل سے باز رہیں پس کہا ابو بکر نے نہیں ہے مضر تمہیں اے عمر اگر داخل کرے اللہ ہم سب کو بہشت میں پس کہا عمر نے کہ تحقیق اللہ عزوجل اگر چاہے داخل کرنا مخلوقات
اپنی کا بہشت میں ایک بار کرسکتا ہے یعنی نہیں احتیاج تکرار سوال اور کثرت اسکی کی کیا ہے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سچ کہا عمر نے فرمایا کہا ہے علما نے
کہ جو کچھ ابو بکر نے کہا تھا قبیل مقام فضل کی اور کثرت رجا کی تھا اور قول عمر کا قبیل عدل اور تسلیم سے ہے اور آنحضرت نے جو اول جواب دیا ابو بکر کو ساتھ اس چیز کے کہ تذکرہ
کیا اور دوبارہ تعمیم کی بشارت کو قبل اس کے اور کلام عمر کا بھی بشارت ہے بلکہ عظیم تر اس سے ہے پس حاصل دونون کا ایک ہی ہوگا فافہم
نقل کی بغوی نے شرح السنہ میں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف اہل النار فیمر بہم الرجل من اہل الجنۃ فیقول الرجل منہم یا فلان
اما تعرفنی انا الذی سقیتک شربۃ وقال بعضہم انا الذی وہبت لک وضوءا فیشفع لہ فیدخلہ الجنۃ رواہ ابن ماجہ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے صف باندھکر کھڑے کیے جاوینگے یا صف باندھکر کھڑے ہونگے دوزخی یعنی گنہگار اور بدکار مومن راہ میں بہشتیوں کے یعنی علما اور انبیا
اور صلحا ابرار کے یعنی سالکین و سالکین کے اغنیا کی راہ میں اس دار دنیا میں پس گذریگا انپر ایک شخص بہشتیوں میں سے پس کہیگا ایک شخص دوزخیوں میں سے اس بہشتی کو اے فلانے
یعنی نام لیگا اسکا کیا نہیں پہچانتا ہے تو مجھکو میں وہ ہوں کہ پلایا تھا میں نے تجھکو ایکبار پانی اور کہیگا بعض انکا یعنی دوزخیوں کا میں وہ شخص ہوں کہ دیا تھا میں نے تجھکو
پانی وضو کا پس شفاعت کریگا وہ بہشتی اس دوزخی کی پس داخل کریگا اسکو بہشت میں فرمایا یعنی سبب ہوگا اسکے دخول کا اور اس سے معلوم ہوا کہ فاسق و
گنہگار اگر خدمت و امداد اہل طاعت و تقوی کی دنیا میں کرینگے تو نتیجہ اسکا پاوینگے اور انکی امداد و شفاعت سے بہشت میں جاوینگے کہا مظہر نے کہ اسمین ترغیب
دلائی احسان کرنے پر مسلمانون سے خصوصاً صلحا سے اور انکی ہمنشینی کرنے پر اور محبت پر کہ انکی صحبت زینت ہے دنیا میں اور نور ہے عقبی میں نقل کی ابن ماجہ نے
(وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان رجلین ممن دخل النار اشتد صیاحہما فقال الرب تعالی اخرجوہما فقال لہما لای شیء اشتد صیاحکما
قالا فعلنا ذلک لترحمنا قال فان رحمتی لکما ان تنطلقا فتلقیا انفسکما حیث کنتما من النار فیلقی احدہما نفسہ فیجعلہا اللہ علیہ بردا وسلاما ویقوم الآخر فلا یلقی نفسہ فیقول
لہ الرب تعالی ما منعک ان تلقی نفسک کما القی صاحبک فیقول رب انی لارجو ان لا تعیدنی فیہا بعد ما اخرجتنی منہا فیقول لہ الرب تعالی لک رجاؤک فیدخلان جمیعا الجنۃ
برحمۃ اللہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق دو شخص ان شخصون میں سے کہ داخل ہونگے آگ میں نہایت سخت
ہوگا چلانا انکا یعنی رونا اور جزع فزع اور فریاد کرنا انکا پس فرماویگا پروردگار تعالیٰ یعنی دوزخ کے فرشتون سے کہ نکالو انکو پس فرماویگا اللہ تعالیٰ انسے کس سبب سے
سخت ہوا چلانا تمہارا کہینگے کہ کیا ہمنے یہ یعنی چلانا تاکہ رحم کرے تو ہمپر یعنی اسلیے کہ تو دوست رکھتا ہے اسکو کہ التجا کرے تجھسے فرماویگا اللہ پس تحقیق رحمت میری تمہارے
یہ ہے کہ جاؤ پس ڈالو اپنے تئین اس جگہ کہ تھے تم آگ میں فرمایا اگر کوئی کہے کہ کیونکر آگ میں پڑنے کو محل کیا رحمت پر جواب یہ ہے کہ یہ قبیلہ حمل کرنے کے سبب سے کہ سبب
اور تحقیق اسکی یہ ہے کہ چونکہ قصور کیا تھا انھون نے دنیا میں امر الٰہی کی فرمان برداری کرنے میں حکم کیے جاوینگے وہان اسکا کہ فرمان برداری کریں اسمین کہ اپنے تئین
آگ میں ڈالین واسطے آگاہ کرنے اسکے کہ رحمت الٰہی مترتب ہے اسکی فرمان برداری پر پس ڈالیگا ایک انکا اپنے تئین آگ میں یعنی بسبب چلنے راہ بندگی

اور طالب شفاعت ہونے کے پس کریگا آگ کو اللہ تعالیٰ مانند اس چیز کے اور سلامتی فرمائیگا جیسے حضرت ابراہیم پر کی اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی بلا اور محنت اور مصیبت میں
طریقہ رضا اور تسلیم کا چلے تو اللہ تعالیٰ اس بلا کو اسپر آسان اور ہلکا کر دیتا ہے تا الم اسکا اسکو نہ پہونچے اور کہا ابن ملک نے دوسرا یہ ہے کہ وہ ڈالیگا اپنے تئیں بیچ آگ کے
بسبب مشاہدہ عجز و بیچارگی اپنے کے اور امیدوار لطف و رحمت باری تعالیٰ کی پس کہیگا اسکو پروردگار تعالیٰ کہ کس چیز نے منع کیا تجکو ڈالنے سے اپنے تئیں
آگ میں جیسے کہ ڈالا یار تیرے نے پس کہیگا وہ شخص اے رب میرے تحقیق میں البتہ امید رکھتا ہوں کہ پھر نہ پھیریگا تو مجکو آگ میں بعد از نکالنے کے مجکو اس سے پس
فرماویگا اللہ تعالیٰ تیرے لیے وہ ہے جو کہ امید رکھی تو نے فرمانا انہیں دلیل ہے اسپر کہ امید بندہ کی مولا سے مفید و موثر ہے بیچ کرم اور عطا اللہ تعالیٰ کے اگرچہ سبب
عجز و بیچارگی اپنی کے وامر و اطاعت و فرمان برداری سے باہر نکلے ہیں داخل کیے جاوینگے وہ دونوں شخص ایک بہشت میں سبب رحمت خدا تعالیٰ کے
نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرد الناس النار ثم یصدرون منہا باعمالہم فاولہم کلمح البرق ثم کالریح ثم کحضر
الفرس ثم کالراکب فی رحلہ ثم کشد الرجل ثم کمشیہ رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ
حاضر ہونگے لوگ آگ پر یعنی بسبب عبور کرنے کے پل صراط پر کہ دوزخ پر رکھا ہے آگ پر حاضر ہونگے اور پہونچینگے اسکو پھر پھرینگے اس سے یعنی نجات پاوینگے اور
خلاص ہونگے اس سے بسبب اعمال اپنے کے اور بر اندازہ انکے کے پس اول اور افضل انکے گذرینگے مانند چمکنے بجلی کے پھر مانند چلنے ہوا کے پھر مانند دوڑنے گھوڑے
کے پھر مانند سوار کے اپنے اونٹ پر پھر مانند دوڑنے مرد کے پھر مانند چلنے انکے کے پاپیادہ موافق عادت کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (الفصل الثالث)
فصل تیسری (عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان امامکم حوضی ما بین جنبیہ کما بین جربا واذرح قال بعض الرواۃ ہما قریتان بالشام بینہما
مسیرۃ ثلث لیال وفی روایۃ فیہ اباریق کنجوم السماء من وردہ فشرب منہ لم یظما بعدہا ابدا متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا آگے تمھارے یعنی دن قیامت کے حوض ہے میرا مسافت درمیان دونوں طرفوں اسکے کے مانند اس مسافت کے کہ درمیان جربا اور اذرح کے ہے کہا بعض
راویوں نے کہ جربا اور اذرح دو بستیاں ہیں شام میں کہ درمیان ان دونوں کے مسافت تین دن کی ہے فرق کہا صاحب قاموس نے کہ جربا بستی ہے اذرح کے برابر میں
اور غلطی کی ہے جسنے کہا کہ ان دونوں میں تین دن کی مسافت ہے اور وہم کسی راوی سے ہوا ہے کہ لفظ زیادتی کو ساقط کر دیا ہوا اور ذکر کیا ہے اسکو دارقطنی نے کہ وہ یہ ہے ما بین
ناحیتی حوضی کما بین المدینۃ وجربا واذرح سے اور ایک روایت میں یہ زیادتی بھی آئی ہے کہ رکھے ہونگے اسکے کنارہ میں آبخورے مانند ستاروں آسمان کے یعنی
کثرت اور چمک میں جو کوئی آویگا اسپر اور پیویگا پانی اسمیں سے پیاسا نہیں ہونیکا بعد اس پینے کے کبھی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن حذیفۃ وابی ہریرۃ قالا قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجمع اللہ تبارک وتعالی الناس فیقوم المؤمنون حتی تزلف لہم الجنۃ فیاتون آدم فیقولون یا ابانا استفتح لنا الجنۃ فیقول
وہل اخرجکم من الجنۃ الا خطیئۃ ابیکم لست بصاحب ذلک اذہبوا الی ابنی ابراہیم خلیل اللہ قال فیقول ابراہیم لست بصاحب ذلک انما کنت خلیلا من وراء وراء
اعمدوا الی موسی الذی کلمہ اللہ تکلیما فیاتون موسی فیقول لست بصاحب ذلک اذہبوا الی عیسی کلمۃ اللہ وروحہ فیقول عیسی لست بصاحب ذلک فیاتون محمدا
فیقوم فیؤذن لہ وترسل الامانۃ والرحم فتقومان جنبتی الصراط یمینا وشمالا فیمر اولکم کالبرق قال قلت بابی انت وامی ای شیء کمر البرق قال الم تروا الی البرق
کیف یمر ویرجع فی طرفۃ عین ثم کمر الریح ثم کمر الطیر وشد الرجال تجری بہم اعمالہم ونبیکم قائم علی الصراط یقول یا رب سلم سلم حتی تعجز اعمال العباد حتی یجیء الرجل
فلا یستطیع السیر الا زحفا قال وفی حافتی الصراط کلالیب معلقۃ مامورۃ باخذ من امرت بہ فمخدوش ناج ومکدوس فی النار والذی نفس ابی ہریرۃ بیدہ ان قعر
جہنم لسبعین خریفا رواہ مسلم) اور روایت ہے حذیفہ اور ابی ہریرہ سے کہ کہا دونوں نے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اکٹھا کریگا اللہ تعالیٰ برکت والا
اور بلند قدر لوگوں کو یعنی محشر میں پس کھڑے ہونگے مسلمان یہاں تک کہ قریب کیجاویگی واسطے انکے بہشت فرع یعنی جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واذا الجنۃ
ازلفت علمت نفس ما احضرت الآیۃ پس آوینگے مومن یعنی بعضے مومن خواص ہر امت سے آدم کے پاس پس کہینگے اے باپ ہمارے کھلوا ہمارے لیے

بہشت کو پہنچا کر داخل ہونے دیتا ہم انہیں پس کہینگے آدم کہ نہیں نکالا تمکو بہشت سے مگر تمہارے باپ کی خطا نے نہیں ہون میں لائق اس کار کے جاؤ تم طرف بیٹے میرے ابراہیم کے کہ خلیل اللہ ہیں یعنی وہ افضل رسولون میں سے ہیں اور بعد خاتم الانبیاء کے اُس سے حال اپنا عرض کرو فرمایا حضرت نے پس کہینگے ابراہیم کہ نہیں ہون میں لائق اس کام کے نہیں ہون تمہارا میں قابل مگر پیچھے انکے پیچھے انکے یعنی پہلے اس دن کے قصد کرو طرف موسی کے کلام کیا اس سے خدا تعالی نے کلام کرنا [illegible] تقریر کے پیدا ہوا ہی بطریق تواضع کے کہ میں لائق اس درجہ بلند کے نہیں ہون اور تحقیق میں [illegible] دیا گیا ہون بواسطہ جبرئیل کے دیا گیا ہون وحی لیکن تم موسی کے پاس جاؤ کہ انکو کلام بلا واسطہ حاصل ہوا ہی تورات دیا اور اسکو اسلیے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا سماع بغیر واسطے کے حاصل ہوا ہی انکو روئیت بھی پس گویا کہا کہ میں تجھے اس موسی سے ہون کہ پیچھے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ میں ساتھ ہیں آوینگے موسی علیہ السلام کے پاس کہینگے وہ کہ نہیں ہون میں لائق اسکے جاؤ طرف عیسی کے کہ کلمۃ اللہ ہیں اور روح اللہ ہیں پس کہینگے عیسی کہ نہیں ہون میں لائق اس کام کے یعنی پس اسوقت منحصر ہوگا امر شفاعت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پس آوینگے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نزدیک کہ نہایت مقام قرب وعزت انکو حاصل ہی درگاہ رب العالمین میں اور مشہور اور ممتاز ہیں درمیان انبیا اور رسولون کے اور اسلیے نہ کہا کہ آوینگے میرے پاس اور ذکر کیا اسم شریف اپنا بیچ اسکے کہ ان میں معنی ہیں کہ اور مشہور ہوکر کہ ہونے پر مقام محمود ہیں کہ مقام شفاعت ہی جیسے کہ فرمایا حضرت نے پس کھڑے ہونگے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی دائیں طرف عرش رحمن کے اور اذن دیا جائیگا شفاعت کا بیچ قوم انسان کے واسطے راحت دینے کے سختی موقف سے پس اذن دیا جاویگا انکو یعنی بیچ شفاعت کے بھیجی جاویگی امانت اور ناتا یعنی صورت انکی آوینگی پس کھڑے ہونگے امانت اور ناتا دونون طرف پل صراط کے دائیں اور بائیں یعنی واسطے طلب حق اور انصاف کے پس گزریگی جماعت کہ اول وافضل ہی تم میں سے مانند بجلی کے یعنی جلدی [illegible] کہا ابوہریرہ نے کہ کہا میں نے آنحضرت سے کہ فدا ہو تجھ پر میرا ماں باپ میرے کونسی چیز ہی اور کیونکر ہوگا مانند گزرنے بجلی کے فرمایا کیا نہیں دیکھتے تم طرف بجلی کے کیونکر گزر جاتی ہی اور پھر آتی ہی آنکھ جھپکنے میں یعنی ظاہر ہی کہ مراد اس سے انبیا ہیں اور احتمال ہی کہ مراد [illegible] اولیا اس امت کے ہون پھر گزرینگے مانند گزرنے ہوا کے پھر گزرینگے مانند گزرنے پرندون کے اور دوڑنے مردون کے یا پیادون کے جاری کریگی انکو صفائی اور نورانیت اور قوت اعمال انکی اور نبی تمہارا رہے کھڑے ہونگے پل صراط پر کہتے ہونگے اے رب میرے سلامت رکھ سلامت رکھ یہانتک کہ عاجز ہونگے عمل بندون کے یعنی سست ہوگی قوت [illegible] ہونگے بسبب اعمال کے بسبب انکے قوت سے گزرنے یہانتک کہ آویگا ایک شخص پس نہ چل سکیگا اور نہ گذر سکیگا پل صراط سے مگر گھسٹتا ہوا سرین کے بل [illegible] فرمایا آنحضرت نے اور دونون طرف صراط کے آنکڑے ہونگے لٹکائے گئے حکم کئے گئے یعنی درگاہ الہی سے پکڑینگے اس شخص کو کہ حکم کیے گئے ساتھ اسکے پس بعضے لنگڑے زخمی ہوکر نجات پاوینگے یعنی آگ میں پڑنے سے اور بعضے ہاتھ پاؤن باندھکر دوزخ میں ڈالے جاوینگے قسم ہی اس ذات کی کہ جان ابوہریرہ کی اسکے ہاتھ میں ہی کہ تحقیق گہراؤ دوزخ کا البتہ ستر برس کی راہ ہی روایت نقل کی ہی مسلم نے (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من النار قوم بالشفاعۃ کانہم الثعاریر قلنا ما الثعاریر قال انہ الضغابیس متفق علیہ) اور روایت ہی جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکلیگی آگ دوزخ سے ایک قوم بسبب شفاعت کے گویا کہ وہ ثعاریر ہین کہا ہمنے کہ کیا ہی ثعاریر فرمایا وہ ککڑیان ہین یعنی مشابہت دی گئی ککڑی کے ساتھ اسلیے کہ وہ جلدی بڑھتا ہی یعنی اگرچہ کالا کوئلا ہو جاینگے لیکن جب نکالکر نہر الحیوۃ میں ڈالے جاوینگے جب تب تازہ توانا ہوجاینگے نقل کی ہی بخاری اور مسلم نے (وعن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشفع یوم القیمۃ ثلثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشہداء رواہ ابن ماجہ) اور روایت ہی عثمان بن عفان سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شفاعت کرینگے دن قیامت کے تین طرح کے لوگ انبیا پھر علما یعنی علما باعمل پھر شہدا اور فضیلت کرنے میں علما کو اوپر [illegible] دلالت صریح ہی اور یہ تفضیل علما کے شہدا پر جیسے کہ دلالت کرتی ہی اسپر وہ حدیث کہ روایت کی شیرازی نے یوزن یوم القیمۃ مداد العلماء بدم الشہداء فیرجح مداد العلماء علی دم الشہداء اور جاننا چاہیے کہ تخصیص شفاعت کی ان تین گروہون پر بسبب زیادتی [illegible] کے ہی ورنہ تمام اہل خیر کے لیے [illegible] مسلمانون [illegible] سے

ثابت ہو اور حدیثیں مشہورہ اس باب میں وارد ہیں خواہ واسطے مغفرت گناہوں کے ہو یا رفعت درجات کے لیے اور انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسے کہ خوارج اور بعضے معتزلہ نے اختیار کیا ہے ت نقل کی یہ ابن ماجہ نے باب صفۃ الجنۃ واہلہا باب ہے بیچ بیان حال جنت اور لوگوں اسکے کے فتح جنت اصل لغت میں بمعنے ڈھانکنے کے ہے اور ترکیب ان حروف کے واسطے ستر اور ڈھانکنے کے آتی ہے بعد ازاں نام ہوا درختوں سایہ دار کا بسبب ڈھانکنے انکے کے اس چیز کو کہ نیچے انکے ہو بعدہ نام باغ کا ہوا کہ درخت سایہ دار ہوتے ہیں اسمیں بعد ازاں نقل کیا گیا طرف دار ثواب کے کہ بہشت ہے اور صراح میں کہا جنت باغ و بہشت

الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی اعددت لعبادی الصالحین ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر واقرؤا ان شئتم فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین متفق علیہ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ تیار کی میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ چیز کہ نہ کسی آنکھ نے اسکی ذات کو دیکھا اور نہ کسی کان نے صفات کو سنا اور نہ گذری ماہیت اسکی کسی آدمی کے دل پر فتح اور ہو سکتا ہے کہ مراد اول سے اچھی صورتیں ہوں اور دوسری سے آوازیں دلکش اور تیسری سے خاطریں خوش ت پس پڑھو اگر چاہو تم بیچ تحقیق و تصدیق اسکی اس آیۃ کو یعنی نہیں جانتا کوئی نفس اس چیز کو کہ پوشیدہ کی گئی اور رکھی گئی ہے واسطے شب بیداروں اور مال خرچ کرنے والوں کے قسم اس چیز سے کہ سبب خنکی آنکھ اور آرام انکے کا ہے فتح یہ کنایہ ہے شادی اور خوشی اور پانے مقصود کے سے اور قرۃ مشتق ہے قر سے ساتھ زبر قاف کے بمعنے قرار اور ثبات کے اور آنکھ وقت نظر کرنے کے طرف محبوب کے قرار پکڑتی ہے اور مطمئن ہوتی ہے اور طرف نہیں پھرتی ایسی ہی حالت فرحت و سرور میں سکون و آرام پکڑتی ہے اور وقت نظر کرنیکے طرف غیر محبوب کے متفرق اور ملتفت ہوتی ہے اور ایسے ہی حالت خوف و غم میں متحرک اور مضطرب ہوتی ہے یا قرۃ مشتق قر سے ساتھ پیش قاف کے بمعنے سرور اور خنکی یا سردی آنکھ اور لذت اسکی کے مشاہدہ محبوب میں اور پانے مقصود میں اور گرمی اور سوزش اسکی بیچ دیکھنے دشمنوں کے اور بیچ حالت انتظار مطلوب کے ہے چنانچہ اسلیئے فرزند کو قرۃ العین کہتے ہیں اور حدیث میں جو آیا ہے کہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ اسمیں بھی یہ دونوں معنے محتمل ہیں جیسے کہ باب فضل فقرا میں گذرا ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موضع سوط فی الجنۃ خیر من الدنیا وما فیہا متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جگہ ایک کوڑے کی بہشت میں یعنے تھوڑی سی جگہ اور ادنی مکان اسمیں بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے فتح اسلیئے کہ جنت اور نعمتیں اسکی باقی ہیں اور دنیا اور اسکی چیزیں فانی ہیں اور ذکر کوڑے کا بسبب عادت کے ہے کہ سوار جب ایک جگہ اترنے کا ارادہ کرتا ہے تو کوڑا اپنا ڈالدیتا ہے تا علامت ہو اسپر اور کوئی وہاں نہ اترے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غدوۃ فی سبیل اللہ او روحۃ خیر من الدنیا وما فیہا ولو ان امرأۃ من نساء اہل الجنۃ اطلعت الی الارض لاضاءت ما بینہما ولملأت ما بینہما ریحا ولنصیفہا علی رأسہا خیر من الدنیا وما فیہا رواہ البخاری) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار اول روز میں جانا راہ خدا میں یا ایکبار آخر روز میں جانا اسمیں بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے فتح یعنے جزا اور ثواب اور مال میں اور تخصیص ان دونوں وقتوں کی بطریق عادت کے ہے اور مراد مطلق وقت و ساعت ہے اگرچہ اول اور آخر وقت میں نہو اور راہ خدا جہاد ہے اور ہجرت اور حج اور طلب علم اور اور جو کچھ کہ اسمیں قصد تقرب الہی کا ہو اور واسطے خدا کے ہو یہاں تک کہ سفر کرنا تلاش رزق حلال کے نفقہ عیال کے لیے اور حاصل کرنے خاطر جمعی اور حضور کے لیے عبادت میں راہ خدا ہے اور جب ذکر کی فضیلت جانے کی راہ خدا میں تو معلوم ہوا کہ ثواب اسکا بہشت ہے اس تقریب سے کچھ خوبیاں بہشت کی بیان کیں کہ فرمایا ت اور اگر ایک عورت بہشتیوں کی عورتوں میں سے جھانکے طرف زمین کے تو البتہ روشن کردے اس چیز کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہے فتح اور ضمیر بینہما پھرتی ہیں آسمان و زمین کی طرف یا جنت اور زمین کی طرف اور یہ ظاہر تر ہے واسطے ذکر کرنے انکے کے عبارت میں صریحا ت اور البتہ بھردے وہ عورت اس چیز کو کہ درمیان ان دونوں کے ہے خوشبو سے اور البتہ اوڑھنی اسکے سر کی بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ شجرۃ یسیر الراکب فی ظلہا مائۃ عام لا یقطعہا

ولقاب قوس احدکم فی الجنۃ خیر مما طلعت علیہ الشمس او تغرب متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت
میں ایک درخت ہے یعنے طوبی کہ چلے سوار نیچے سایہ اسکے کے سو برس ہنوز قطع نہ کرے اسکی مسافت کو اور البتہ جگہ بقدر کمان ایک تمہارے کی بہشت میں بہتر ہے
اس چیز سے کہ نکلا اسپر آفتاب یا غروب ہوا ہے ف یعنے دنیا اور دنیا کی چیزیں لفظ او وتغرب میں یا تو شک راوی کے سبب ہے اور یا تخییر کے لیے اور یا بمعنی واو
کے اور بمقدار کمان کی اسمیں وہ معنی جگہ کوڑے کی ہے کہا وہ حدیث میں گذرا عادت ہے کہ سوار کوڑا ڈالدیتا ہے اور پیادہ کمان نقل کی بخاری اور مسلم نے
وعن ابی موسی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للمؤمن فی الجنۃ لخیمۃ من لؤلؤۃ واحدۃ مجوفۃ عرضہا وفی روایۃ طولہا ستون میلا فی کل زاویۃ منہا
اہل ما یرون الآخرین یطوف علیہم المؤمن وجنتان من فضۃ آنیتہما وما فیہما وجنتان من ذہب آنیتہما وما فیہما وما بین القوم وبین ان ینظروا الی ربہم الا رداء
الکبریاء علی وجہہ فی جنۃ عدن متفق علیہ اور روایت ہے ابوموسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مومن کے لیے بہشت میں البتہ خیمہ ہوگا
ایک موتی کا خالی درمیان سے چوڑائی اسکی یعنے پس طول اسکا بطریق اولی اور ایک روایت میں ہے لمبان اسکی ف یعنے اور اسی قیاس پر عرض اسکا اور
حاصل ہوا دونوں روایتوں سے طول و عرض اسکا ہر ایک ان دونوں میں سے ساٹھ کوس کی اور ہر کونے میں اس خیمہ کے اہل خانہ ہونگے یعنے جورو کا
بیوی وغیرہ ف نہ دیکھینگی یعنے ایک کونے والے اور گھر والوں کو کہ اور کونوں میں ہونگے پھر اگرچہ گیا ان سب گھر والوں پر مسلمان ف اور کہا ایک شارح نے اور مراد اسکے
ابن الملک نے بھی کہ اہل سے مراد ہیں بیویاں کہ جنسے جماع کریگا اور پھر آنا ہے بجماعت سے ہے اور دو بہشتیں ہیں یعنے مسلمان کے لیے کہ چاندی سے کہ برتن
باسن انکے اور جو کچھ کہ انمیں ہے یعنے قصور اور اسباب خانگی مانند تخت اور درخت وغیرہ ذلک کے اور دو بہشتیں ہیں کہ سونے کے ہیں باسن انکے اور جو کچھ کہ انمیں ہے
ف ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ وہ جنتیں فقط چاندی ہی کی ہونگی اور دو سونے کی اور حدیث میں جنت کی عمارت کے وصف میں آیا ہے کہ ایک اینٹ
سونے کی ہے اور ایک چاندی کی پس تطبیق ان دونوں حدیثوں میں یہ ہے کہ اول حدیث میں بیان ہے ان چیزوں کا کہ جنت میں ہیں یعنے باسن وغیرہ اور دوسری
میں صفت جنت کی دیواروں کی اور کہا بیہقی نے کہ دلالت کرتی ہے کتاب و سنت اسپر کہ جنتیں چار ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے سورہ الرحمن میں فرمایا ولمن خاف
مقام ربہ جنتان اور وصف بیان کیا انکا پھر فرمایا ومن دونہما جنتان اور وصف بیان کیا انکا اور ابی موسی سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتان آنیتہما
وما فیہما من ذہب وجنتان آنیتہما وما فیہما من فضۃ کہتا ہوں میں یعنے ملا علی کہ مؤید ہے اسکی یہ روایت جنتان من الذہب للسابقین وجنتان من فضۃ لاصحاب الیمین
اور بعید نہیں ہے کہ مراد جنتان سے یعنے آیہ میں دو قسمیں ہوں جنت سے کہ ایک ان دونوں کی سونے سے ہے اور دوسری چاندی سے اور کبھی ہونگی کاملین کے لیے
دو جنتیں سونے کی اور دو جنتیں چاندی کی دائیں بائیں طرف انکے محلوں کی زینت کے لیے بسبب اسکے کہ وہ سونے کے ہونگے اور یہ مراد جنتان سے بنا براسکے
ہے کہ کبھی مراد تثنیہ سے کثرت ہوتی ہے اور مؤید ہے اسکو کہ دروازے جنت کے اور طبقات اسکے آٹھ ہیں جنت عدن جنت الفردوس جنت الخلد جنت النعیم جنت الماوی دار السلام
دار القرار دار المقامۃ اور نہیں مانع درمیان جنتیوں کے اور درمیان نظر کرنے انکے کے طرف پروردگار اپنے کے مگر چادر بزرگی اور عظمت کی اوپر ذات پروردگار
کے جنت عدن میں ف یعنے جب جنتی بہشت میں داخل ہونگے تو حجاب جسمانی اور کدورت طبعی کہ درمیان بندہ کے اور درمیان رویت رب کے مانع ہیں اٹھ جائینگے
مگر پردے جلال اور کبریائی اور عظمت ذات مقدس کے باقی ہونگے سو وہ بھی ازراہ مہربانی بتفضل رب کے اٹھا دینگے اور اسکو عیانا دیکھینگے نقل
کی یہ بخاری اور مسلم نے وعن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجنۃ مائۃ درجۃ ما بین کل درجتین کما بین السماء والارض والفردوس
اعلاہا درجۃ منہا تفجر انہار الجنۃ الاربعۃ ومن فوقہا یکون العرش فاذا سالتم اللہ فاسئلوہ الفردوس رواہ الترمذی ولم اجدہ فی الصحیحین ولا فی کتاب الحمیدی
اور روایت ہے عبادہ بیٹے صامت کے سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت میں سو درجے ہیں درمیان ہر دو درجوں کے اتنا فرق ہے جیسا کہ
درمیان آسمان و زمین کے ف ممکن ہے کہ مراد سو سے کثرت ہو اسلیے کہ وارد ہوا ہے روایت بیہقی میں عائشہ سے بطریق مرفوع کے عدد درج الجنۃ عدد آی القرآن

فمن دخل الجنۃ من اہل القرآن فلیس فوقہ درجۃ اور ممکن ہے کہ سو درجے ایسے ہوں کہ جو وصف انکا ذکر ہوا اور درجے خلاف انکے ہوں یعنے کم یا زیادہ اور روایت
کیا دیلمی نے سند فردوس میں ابوہریرہ سے مرفوع کہ جنت میں ایک درجہ ہے کہ نہیں پہونچینگے اسکو مگر فکر والے اور فردوس فرع یعنے جنت اسکا نام فردوس
ذکر کیا گیا ہے قرآن میں قد افلح المومنون کے اول میں اولئک ہم الوارثون الذین یرثون الفردوس سب جنتوں سے بلند تر ہے از روئے درجے کے یعنے
درجات اسکے بلند ترین درجات کے ہیں صورت اور معنی جنت فردوس سے روان کیجاتی ہیں چارون نہرین بہشت کی فرع یعنے نہر پانی اور دودھ اور شراب
اور شہد کی کہ مذکور ہیں قرآن میں فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی ہے اور اوپر فردوس کے
عرش ہے فرع پس یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ فردوس اوپر تمام جنتوں کے ہے اور اسیلیے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لیے پس جب مانگو تم اللہ سے
بہشت تو مانگو تم اس سے فردوس کہ سب سے بلند تر اور بالاتر ہے نقل کی یہ ترمذی نے کہا مولف نے کہ نہیں پائی میں نے یہ حدیث صحیحین میں یعنے انکے متنون میں اور
نہ کتاب حمیدی میں فرع کہ جامع ہے صحیحین کی حاصل کلام مولف کا اعتراض ہے صاحب مصابیح پر کہ لایا اس حدیث کو صحاح میں حالانکہ نہیں پائی گئی یہ مگر حسان میں
پس اعتراض مولف کا تو یہ ہے اور بعضے شارحین نے لکہا ہے کہ یہ حدیث موجود ہے صحیح بخاری میں دو جگہ ایک تو کتاب الجہاد میں اور دوسرے بیچ باب وکان عرشہ
علی الماء کے اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے بیچ باب فضل جہاد فی سبیل اللہ کے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لسوقا یاتونہا کل جمعۃ
فتہب ریح الشمال فتحثو فی وجوہہم وثیابہم فیزدادون حسنا وجمالا فیرجعون الی اہلیہم وقد ازدادوا حسنا وجمالا فیقول لہم اہلوہم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسنا وجمالا
فیقولون وانتم واللہ لقد ازددتم بعدنا حسنا وجمالا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں ایک بازار ہے یعنے
مجمع ہے کہ اسمین صورتین خواہش کی کی ہیں جمع ہونگے اسمین بہشتی ہر جمعہ میں فرع یعنے مقدار ہر جمعہ میں سے یعنے ہفتہ میں اور نہیں ہوگا وہان ہفتہ حقیقۃ بسبب
نہونے آفتاب اور رات و دن کے پس چلیگی ہوا شمال کی فرح شمال زیر شین سے اور زبر بھی آیا ہے ہوا کہ داہنے ہاتھ کی طرف سے آوے جب سامنے
قبلہ کے کھڑا ہو اور یہان مراد ہوا ہے مثل ہوا شمال کے پس ڈالیگی وہ ہوا یعنے مشک اور طرح بطرح کی خوشبوئین انکے موہنون میں یعنے بدنون پر اور کپڑون
مین پس زیادہ ہونگے بہشتی کہ اس مجمع میں حاضر ہونگے حسن وجمال میں یا زیادہ کریگی حسن وجمال کو پس پھر پھرینگے یعنے بازار سے طرف گھر والون اپنے کے
اس حال میں کہ زیادہ ہوگئے ہونگے خوبصورتی اور جمال میں پس کہینگے انسے گھروالے انکے کہ قسم خدا کی تحقیق زیادہ کیا تمنے بعد جدا ہونے کے ہمسے حسن وجمال کو
پس کہینگے بہشتی گھر والون سے اور تمنے بھی قسم اللہ کی زیادہ کیا بعد ہمارے حسن وجمال کو فرع اور یہ بات یا تو بسبب اسکے ہوگی کہ انکو بھی وہ ہوا پہونچے
اور یا بسبب عکس پڑنے جمال انکے کے تاثیر جمال وقال انکے کے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اول
زمرۃ یدخلون الجنۃ علی صورۃ القمر لیلۃ البدر ثم الذین یلونہم کاشد کوکب دری فی السماء اضاءۃ قلوبہم علی قلب رجل واحد لا اختلاف بینہم ولا تباغض لکل امرئ
منہم زوجتان من الحور العین یری مخ سوقہن من وراء العظم واللحم من الحسن یسبحون اللہ بکرۃ وعشیا لا یسقمون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یتفلون ولا
یمتخطون آنیتہم الذہب والفضۃ وامشاطہم الذہب ووقود مجامرہم الالوۃ ورشحہم المسک علی خلق رجل واحد علی صورۃ ابیہم آدم ستون ذراعا فی السماء
متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول جماعت کہ داخل ہونگے بہشت میں یعنے انبیا بصورت
چودھوین رات کے چاند کے ہونگے پھر وہ لوگ کہ قریب ہونگے اس جماعت کے یعنے مرتبہ میں قسم اولیا اور علما اور شہدا اور صلحا سے داخل ہونگے مانند بہت
روشن تارے کے بیچ آسمان کے روشنی میں یعنے جو تارے سوائے چاند اور آفتاب کے اور تارون سے روشن ہو اسکے مانند ہر ایک روشن اور چمکتا ہوگا دل بہشتیون
کے اوپر دل ایک شخص کے ہونگے یعنے متفق اور ایک دل اور ایک جان اور دوست آپس میں جیسے کہ تفسیر کی اسکی یہ کہ نہیں ہوگا کچھ اختلاف ان میں اور نہ
دشمنی کینہ آپس میں ہر شخص کے لیے بہشتیون میں سے دو دو بیبیان ہونگی حور عین سے فرع حور جمع حوراء کی اور حوراء اس عورت کو کہتے ہیں کہ جسکی آنکھ کی سفیدی

نہایت سفید اور سیاہی نہایت سیاہ ہو اور عین جمع عینا کی یعنے فراخ چشم کے اگر کہیں کہ اوپر فصل ثانی میں ایک حدیث آئی ہو کہ واسطے اہل جنت کی بہتر بیبیاں ہونگی
اور یہاں دو بیبیاں فرمائیں انمیں کیا تطبیق ہو جواب یہ کہ مراد یہ ہو کہ دو بیبیاں ہونگی اس جنس سے کہ حور العین ہونگی ساتھ اور صفات کے کہ ذکر کین اور یہ منافات نہیں
رکھتا ہو ساتھ اسکے کہ سوائے اس جنس کے اور بیبیاں بہت ہوں بہشت دکھا جاتا ہو گود اعزون کی پنڈلیوں کی ہڈیوں کا ہڈی اور گوشت کے پیچھے سے بسبب
نہایت حسن وصفائی اور لطافت کے ساتھ پاکی کے یاد کرینگے بہشتی اللہ تعالے کو صبح شام یعنے ہمیشہ نہ بیمار ہونگے بہشتی اور نہ پیشاب کرینگے اور نہ پیخانہ پھرینگے
اور نہ تھوکینگے اور نہ رینٹ چھنکینگے برتن انکے سونے اور چاندی کے ہونگے اور کنگھیاں انکی سونے کی اور ایندھن انکی انگیٹھیوں کا اگر ہوگا یعنے دنیا کی
انگیٹھیوں کے ایندھن کے لئے وغیرہ ہوتے ہیں اور خوشبو کے لیئے عود انپر جلاتے ہیں پھر بالاوہ بہشت کی انگیٹھیوں کے کہ انکا ایندھن بھی عود ہوگا لفظ وقود واو
کے پیش سے روشن کرنا آگ کا اور واو کے زبر سے لکڑیاں کہ جلائی جاتی ہیں انسے آگ اور مجامر جمع مجمر کی ہو میم کے زیر سے اور جیم فتحہ آتی ہے وہ چیز کہ رکھی جاوے اسمیں
آگ اگر جلانے کے لیے یعنے انگیٹھی اور زبر میم سے بھی آیا ہو اور الوہ زبر ہمزہ سے اور انکے پیش سے اور پیش لام اور تشدید واو سے اگر عود ہندی ہو جاتی ہو اس سے اور
عرق انکا مشک ہوگا یعنے خوشبو انکی مانند مشک کے ہوگی سب اوپر خلق اور سیرت ایک مرد کے ہونگے یعنے سب خوش خلق اور متفق اور انحطاط رکھنے والے
ہونگے آپسمین اوپر صورت اور شکل باپ اپنے کے کہ آدم ہیں ساٹھ گز کے جانب آسمان مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے قوله یعنے درازی قد مین لفظ خلق پیش
خ سے اور ترجمہ اسکا مذکور ہوا اور اس صورت مین جملہ علی صورۃ ابیہم الخ کلام جدا ہوگا واسطے بیان صورت کے بعد از بیان سیرت کے اور خلق زبر خ سے بھی
روایت ہو یعنے سب ہونگے اوپر صورت اور شکل ایک مرد کے اور حسن و خوبی میں موافق آپس میں اور ہم کو ہیں تینتیس برس کے ہونگے اور اس صورت میں جملہ
علی صورۃ ابیہم الخ بیان اور تفسیر ہو خلق رجل واحد کی اور روایت زبر اور پیش کی دونوں صحیح ہیں (وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
اہل الجنۃ یاکلون فیہا ویشربون ولا یتفلون ولا یبولون ولا یتغوطون ولا یمتخطون قالوا فما بال الطعام قال جشاء ورشح کرشح المسک یلہمون التسبیح والتحمید
کما یلہمون النفس رواہ مسلم) اور روایت ہو جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہشتی کھاوینگے بہشت میں اور پیوینگے اور نہ تھوکینگے اور نہ پیشاب
کرینگے اور نہ پاخانہ پھرینگے اور نہ ناک چھنکینگے عرض کیا بعضے صحابہ نے کہ جب پاخانہ نہ پھرینگے تو حال فضلہ طعام کا کیا ہو کیونکر باہر نکلیگا فرمایا کہ ہو جاویگا فضلہ
طعام کا ڈکار اور پسینہ قوله یعنے ڈکار کی ہوا میں اور پسینے کی راہ نکل جائیگا اور یہ باعتبار اختلاف اشخاص اور اوقات کے ہو یا بعضا کھانا ڈکار ہو جائیگا اور بعضا پسینا
اور ظاہر تر یہ ہو کہ کھانا ڈکار ہو جائیگا اور پانی عرق ت الہام کیے جائینگے بہشتی تسبیح اور تحمید یعنے سبحان اللہ کہنا اور الحمد للہ کہنا اور ذکر الٰہی اور ہو جائیگا وہ لازم
حال انکے کے اور بے تکلف نکلیگا جیسے کہ باہر نکلتا ہے دم قوله کہ بے تکلف آتا ہی اور جاتا ہو یہ معنی ہیں کہ نہیں رنج اٹھاوینگے تسبیح و تہلیل سے جیسے کہ نہیں رنج
اٹھاتے ہو تم یا وہ دم لینے سے اور نہیں باز رکھیگی انکو کوئی چیز ذکر اللہ سے جیسے کہ نہیں باز رکھتی انکو دم لینے سے مانند ملائکہ کے حاصل یہ کہ نہیں نکلیگا انسے دم مگر
کہ ملا ہوگا ساتھ ذکر اور شکر اللہ تعالے کے ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یدخل الجنۃ ینعم ولا یباس ولا
یبلی ثیابہ ولا یفنی شبابہ رواہ مسلم) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص داخل ہوگا بہشت میں چین میں رہیگا اور
نہ محتاج ہوگا اور نہ فکر مند اور نہ پرانے ہونگے کپڑے اسکے اور نہ تمام ہوگی جوانی اسکی یعنے جنت دار القرار والثبات ہو تغیر و تبدیل در فساد اور خرابی اسمین نہین
نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی سعید وابی ہریرۃ قالا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ینادی مناد ان لکم ان تصحوا فلا تسقموا ابدا وان لکم ان تحیوا فلا
تموتوا ابدا وان لکم ان تشبوا فلا تہرموا ابدا وان لکم ان تنعموا فلا تباسوا ابدا رواہ مسلم) اور روایت ہو ابو سعید اور ابو ہریرہ سے کہا دونوں نے کہ تحقیق رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پکاریگا پکارنیوالا یعنے جنت مین جنتیوں کو ساتھ اس مضمون کے کہ تمہارے لیے ہو کہ تندرست رہو تم پس بیمار نہ ہو کبھی اور تحقیق تمہارے
لیے ہو کہ زندہ رہو تم پس نہ مرو کبھی اور تحقیق تمہارے لیے ہو کہ جوان رہو تم پس نہ بوڑھے ہو کبھی اور تحقیق تمہارے لیے ہو یہ کہ چین میں رہو اور محنت اور مشقت

دیکھیں نقل کیا اسکو مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ یَتَرَاءَوْنَ اَھْلَ الْغُرَفِ مِنْ فَوْقِھِمْ کَمَا تَتَرَاءَوْنَ الْکَوْکَبَ الدُّرِّیَّ
الْغَابِرَ فِی الْاُفُقِ مِنَ الْمَشْرِقِ اَوِ الْمَغْرِبِ لِتَفَاضُلِ مَا بَیْنَھُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تِلْکَ مَنَازِلُ الْاَنْبِیَاءِ لَا یَبْلُغُھَا غَیْرُھُمْ قَالَ بَلٰی وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ
وَصَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق بہشتی دیکھینگے بالاخانے والونکو اپنے اوپر جیسا کہ
دیکھتے ہو تم ستارہ روشن کو باقی رہا ہوا بیچ کنارہ آسمان کے جانب مشرق یا مغرب مین فــ لفظ غابر بمعنی کلمہ اور بمعنی موجود سے مشہور سے معنی باقی کے اور مراد یہ
اس سے باقی رہا ہوا افق مین بیچ طلوع روشنی فجر کے کہ اس وقت چمکتا ہے ستارہ روشن اور بعضی روایت مین غابر کی جگہ غائر ہے یعنی غور سے یعنی نشیب کے
لیکن یہ تصحیف ہے اور روایت مشہور اول ہی کی ہے فــ اور بیچ ارتفاع اور بلندی بالاخانون کی بسبب بزرگی اور تفاوت مراتب کے ہے کہ درمیان بہشتیون کے ہوگا
فــ کہ مرتبہ بعضون کا بلند اور مرتبہ بعضون کا پست لکھا ہے علماء نے کہ بہشت مین طبقات ہونگے اعلی طبقہ انبیاء کا بعد اسکے صدیقین کے ہے اور اوسط مقربین کے لیے
اور اسفل مخلطین کے لیے پست عرض کیا اصحاب نے یا رسول اللہ یہ بالاخانے اور محل بلند منازل پیغمبرون کے ہونگے کہ نہین پہنچین گے ان منازل و مراتب
کو غیر پیغمبرون کے فرمایا کہ ہان پہنچینگے ان منازل و مراتب کو غیر پیغمبرون کے بھی یعنی اولیاء بسبب مشابہت و محبت انکی کے قسم ہے خدا کی جو پہنچینگے اسکو وہ
مرد کہ ایمان لائے ہین اور سچا جانا پیغمبرون کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فــ یعنی بیچ قبول کرنے اس چیز کے کہ حکم کیا گیا ساتھ اسکے اور منع کیے گئے اس
سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے آخر سورۂ فرقان مین وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا اُولٰٓئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا الخ (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُھُمْ مِثْلُ اَفْئِدَۃِ الطَّیْرِ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہونگے
جنت مین کتنی قومین کہ دل انکے مانند دلون پرندون کے ہین فــ یعنی نرمی اور رحمت اور صفائی اور خالی ہونے مین حسد اور بغض وغیرہ سے اور بعضون نے
کہا خوف اور ہیبت مین کہ پرندہ بہت ڈرتا ہے بہ نسبت اور جانورون کے اور بعضون نے کہا توکل مین جیسے کہ حدیث مین آیا ہے کہ اگر تم توکل کرو اللہ پر حق توکل اسکے کا
تو رزق دے تمکو جیسے کہ رزق دیتا ہے جانور پرندہ کو کہ نکلتے ہین صبح کو بھوکے اور پھرتے ہین شام کو پیٹ بھرے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِاَھْلِ الْجَنَّۃِ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُوْنَ لَبَّیْکَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْکَ فَیَقُوْلُ ھَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَ
مَا لَنَا لَا نَرْضٰی یَا رَبِّ وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِکَ فَیَقُوْلُ اَلَا اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ یَا رَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ
فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَہٗ اَبَدًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالے فرماویگا بہشتیون کو اور پکاریگا کہ اے
بہشتیو پس کہینگے اور جواب دینگے بہشتی اللہ تعالے کو کہ حاضر ہین ہم اے رب ہمارے اور موجود ہین تیری خدمت مین اور بھلائی تیرے قبضہ قدرت اور ارادہ مین ہے
جسکو چاہے دیوے تو پس فرماویگا اللہ تعالے کہ آیا راضی ہوئے تم یعنی مجھسے کہ داخل کیا مین نے تمکو بہشت مین پس کہینگے اور کیا ہے ہمکو کہ نہ راضی ہووین ہم اے
پروردگار ہمارے حالانکہ تحقیق عنایت کیا تو نے ہمکو وہ چیز کہ نہین عنایت فرمائی کسی کو مخلوقات اپنی سے پس فرماویگا اللہ تعالے کہ کیا نہ دون مین تمکو بہتر
اس چیز سے کہ دی مین نے پس کہینگے اے پروردگار ہمارے کونسی چیز بہتر ہے اس سے پس فرماویگا اللہ تعالے کہ عنایت فرماؤنگا مین تمپر خوشنودی اپنی پس نہ خفا ہونگا تمپر
بعد اسکے کبھی فــ اور جب مولے بندہ سے راضی ہوا تمام نعمتین اور سعادتین حاصل ہوئین اور دولت دیدار بھی اثر و نتیجہ اسی کا ہے اول پوچھنا اسکے کہ آیا راضی ہو
تم مجھسے جب رضا انکی اسکی جناب سے حاصل ہوئی رضا اپنی اسنے اسپر مرتب کی تا معلوم ہو کہ دلیل اور علامت رضاء مولے تعالے کی بندہ سے رضاء بندہ کی ہے مولے
سے اپنے حال مین نگاہ کر اپنے تئین راضی پاتا ہے اپنے پروردگار سے پس جان کہ وہ بھی تجھسے راضی ہے صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین بہت تفتیش کرتے
تھے کہ کیونکر پہچانین ہم کہ حق تعالے ہمسے راضی ہے آخر اتفاق کرتے اسپر کہ اگر ہم اس سے راضی ہین تو یقین ہے کہ وہ بھی ہمسے راضی ہے بعد ازان بشارت
دی کہ رضا اسکی اسنے دائم اور ہمیشہ ہے بالاتر اس سے کونسی نعمت ہوگی تھوڑی سی رضاء اللہ تعالے بزرگتر ہے بہشت سے اور اس چیز سے کہ اسمین ہے جیسے کہ فرمایا

ورضوان من اللہ اکبر چاہیے کہ ہمیشہ اور ہمیشہ ہو اللہم ارزقنا وارض عنا ۔ نقل کی ہے بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ان ادنی مقعد احدکم من الجنۃ ان یقول لہ تمن فیتمنی ویتمنی فیقول لہ ھل تمنیت فیقول نعم فیقول لہ فان لک ما تمنیت ومثلہ معہ رواہ مسلم) اور روایت ہے
ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق ادنے مرتبہ اور جگہ ایک تمہارے کی بہشت سے اس مقدار ہے کہ فرماویگا پروردگار تعالے
اسکو کہ آرزو کر اور چاہ سو قدر کہ چاہیے تو پس آرزو کریگا اور چاہیگا اور پھر آرزو کریگا اور چاہیگا یعنے بہت کچھ چاہیگا پس فرماویگا اللہ تعالے اس بندے کو کہ آرزو
کی تونے اور چاہا تونے یعنے جہاں تک تیرے دل میں آرزوئیں تھیں مانگ چکا پس کہیگا بندہ ہاں پس فرماویگا پروردگار تعالے اس بندے کو کہ پس تحقیق تیرے
لیے ہے جو کچھ کہ آرزو کی تونے اور مانند اسکے ساتھ اسکے نقل کی مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیحان وجیحان والفرات والنیل کل من
انہار الجنۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیحان وجیحان اور فرات اور نیل سب بہشت کی نہروں سے اور سیحون
ہیں ف جیحان فرات نام نہر کوفہ کا اور نیل نام نہر مصر کا ہے بلا خلاف لیکن سیحان اور جیحان میں خلاف ہے کہ بعضے کہتے ہیں یہ دونوں نہریں شام میں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ
ہیں اور جیحان شہر بلخ میں اور کہا بعض علما نے کہ سیحان اور جیحان غیر سیحون اور جیحون کے ہیں کہ یہ نہریں ترک اور بلخ کی ہیں اسلیے کہ وہ بلاد ارمن میں ہیں اور طیبی نے کہا
جوہری نے جو کہا کہ جیحان نہر شام کی ہے غلط ہے اور اتفاق ہے محققین علما کا کہ جیحون وادی سے خراسان ہے اور کہا کہ جیحون نہر ترمذ کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ سیحان اور جیحان
دو نہریں ہیں بڑی عواصم میں نزدیک مصیصہ اور طرسوس کے اور مراد ساتھ ہونے ان چاروں نہروں کے جنت سے یہ ہے کہ پانی انکا بہشتی ہے اور پانیوں سے
اچھے ہیں اور انمیں فوائد اور منافع بہت ہیں گویا بہشت کی نہروں میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ چاروں نہریں کہ اصل جنت کی نہروں کی ہیں اور انکو ساتھ
نام ان چار نہروں کے کہ بہتر ہیں اور مشہور تر اور بہت ہیں اور فائدہ دینے دنیا کی نہروں کی ہیں نام رکھا اور مشہور کیا اشارہ ہے اسپر کہ جو کچھ کہ دنیا میں فوائد ومنافع ہیں نمونہ
بہشت کے ہیں اور صحیح یہ ہے کہ یہ محمول ظاہر پر ہے اور مراد ان نہروں مذکورہ کا بہشت میں ہونا چنانچہ مسلم نے روایت کیا ہے کہ فرات اور نیل جاری ہوتے ہیں بہشت سے
اور صحیح بخاری میں آیا ہے کہ سدرۃ المنتہی کی جڑ سے ہیں اور معالم التنزیل میں آیا ہے کہ یہ چار نہریں بہشت سے ہیں کہ حق تعالے نے انکو پہاڑوں کو سونپا اور دریا
زمین پر جاری کیا کذا ذکرہ الطیبی واللہ اعلم بحقیقۃ الحال نقل کی ہے مسلم نے (وعن عتبۃ بن غزوان قال ذکر لنا ان الحجر یلقی من شفۃ جہنم فیہوی فیہا سبعین
خریفا لا یدرک لہا قعرا واللہ لتملأن ولقد ذکر لنا ان ما بین مصراعین من مصاریع الجنۃ مسیرۃ اربعین سنۃ ولیاتین علیہا یوم وہو کظیظ من الزحام رواہ مسلم)
اور روایت ہے عتبہ بن غزوان سے کہا ذکر کیا گیا روبرو ہمارے یعنے روایت کیا گیا حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پتھر ڈالا جاے کنارہ دوزخ
کے سے پس گرتا چلا جاوے اسمیں ستر برس نہ پہونچے اسکی تہ میں قسم خدا کی البتہ بھرے جاوینگے دوزخ یعنے کفار سے باوجود اس گہراو اور فراخی کے اور البتہ تحقیق
ذکر کیا گیا ہمارے لیے کہ درمیان دو بازوؤں دروازے کے دروازوں جنت کے سے مسافت مقدار چالیس برس کے ہے اور البتہ آویگا اسپر ایک دن کہ وہ پر
ہوگی بسبب اژدحام کے نقل کی ہے مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ قال قلت یا رسول اللہ مم خلق الخلق قال من الماء قلنا الجنۃ
ما بناؤہا قال لبنۃ من ذہب ولبنۃ من فضۃ وملاطہا المسک الاذفر وحصباؤہا اللؤلؤ والیاقوت وتربتہا الزعفران من یدخلہا ینعم ولا یبأس ویخلد ولا یموت
ولا یبلی ثیابہم ولا یفنی شبابہم رواہ احمد والترمذی والدارمی) روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا عرض کیا میں نے یا رسول اللہ کس چیز سے پیدا کی گئی مخلوقات فرمایا
پانی سے ف اختلاف ہے عقلا کا کہ پہلی چیز کہ اجسام سے پیدا ہوئی ہو کیا ہے اکثر اسپر ہیں کہ وہ جوہر پانی کا ہے کہ پیدا کی گئی اس سے زمین ساتھ کثیف اور منجمد
ہونے کے اور آگ اور ہوا ساتھ لطیف اور رقیق ہونے کے اور پیدا ہوا آسمان آگ کے دھوئیں سے اور یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ کہتے ہیں تورات کے اول
سفر میں آیا ہے کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ایک جوہر پھر نظر ہیبت کی اسکی طرف پس پگھلے اجزا اسکے اور پانی ہو گئے اور اس سے ایک بخار نکلا اور اوپر گیا مانند
دھوئیں کے پس آسمان پیدا ہوا پھر ظاہر ہوئے پانی پر جھاگ اور اس سے زمین پیدا ہوئی اور پہاڑوں کو لنگر اسکا کیا یعنے پہلے ہلتی تھی زمین پہاڑ دلنا

پھر گئی اور بعضون نے جو لکھا ہی کہ مراد پانی سے نطفہ ہی تو تقاضا کرتا ہی اسپر کہ مراد خلق سے حیوانات ہو جیسے کہ قرآن مجید مین فرمایا وجعلنا من الماء کل شئ حی یعنے
پیدا کیا ہمنے پانی سے حیوان کو بسبب قول حق سبحانہ وتعالی کے واللہ خلق کل دابۃ من ماء اور یہ اسلیے کہ پانی بہت بڑا مادہ اسکا ہی کہا یہ یا بسبب زیادتی احتیاج
اسکی کے طرف پانی کے اور منتفع ہونے اسکے کے ت عرض کیا ہمنے آنحضرت سے کہ بہشت کس چیز سے ہی عمارت اسکی یعنے پتھر کی ہی یا مٹی کی یا لکڑی وغیرہ کی
فرمایا ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی اور گارا اسکا مشک خالص تیز بوکا اور کنکریان اسکی موتی اور یاقوت کی یعنے مثل انکے رنگ اور صفائی مین اور خاک
اسکی مثل زعفران کے زرد و خوشبودار جو کوئی کہ داخل ہوگا اسمین چین مین رہیگا اور رنج اور مشقت نہین دیکھیگا اور ہمیشہ جیویگا اور کبھی نہ مریگا اور نہ پرانے ہونگے کپڑے اسکے
اور نہ فنا ہوگی جوانی اسکی نقل کی یہ احمد اور ترمذی اور دارمی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما فی الجنۃ شجرۃ الا وساقہا من ذہب رواہ
الترمذی) اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی جنت مین کوئی درخت مگر کہ تنہ اسکا سونیکا ہی ف یعنے اور ٹہنیان اسکی مختلف ہین
کسی کی سونے کی اور کسی کی چاندی کی یا یاقوت کی یا زمرد کی یا موتی کی یا رنگ برنگ طرح طرح کے شگوفون کے اور اسیطرح طرح طرح کے میوے لگے ہوے اور نیچے
انکے نہرین جاری نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ ما بین کل درجتین مائۃ عام رواہ الترمذی وقال ہذا
حدیث حسن غریب) اور روایت ہی اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت مین سو درجے ہین ف ظاہر تر یہ ہی کہ مراد درجات سے مراتب
عالیہ ہین فرمایا اللہ تعالے نے ہم درجات عند اللہ یعنے جتنے صاحب درجون کے ہونگے بحسب اعمال اپنے کے طاعات مین جیسے کہ دوزخی صاحب درکات طبقات نیچے
کے ہونگے بقدر مراتب اپنے کے شدت کفر مین جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے قول سبحانہ نے ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار ترجمہ درمیان ہر دو درجہ
کے فرق سو برس کا ہی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہی (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ مائۃ درجۃ لو ان العالمین
اجتمعوا فی احداہن لوسعتہم رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہی ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت مین
سو درجے ہین ایسے کہ اگر تحقیق تمام عالم جمع ہون ایک درجے مین ان درجون مین سے تو البتہ کفایت کرے انکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
(وعنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی قولہ تعالی وفرش مرفوعۃ قال ارتفاعہا لکما بین السماء والارض مسیرۃ خمسمائۃ سنۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
غریب) اور روایت ہی ابی سعید سے کہ نقل کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی وفرش مرفوعۃ فرمایا بلندی ان بچھونون کی جیسے کہ فاصلہ
ہی درمیان آسمان و زمین کے پانسو برس کی راہ ف یعنے جنت کے درجون کے بچھونے ایسے بلند ہونگے جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہی ان للجنۃ مائۃ درجۃ ما بین
کل درجتین کما بین السماء والارض اور بعضون نے کہا کہ مراد فرش سے عورتین اہل بہشت کی ہین اور مرفوع بمعنی فائق و فاضل کے حسن و جمال مین دنیا کی
عورتون سے لیکن حدیث مین آیا ہی کہ مومنات احسن ہونگی حورون سے بسبب نماز و روزہ کے ت نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی
(وعنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اول زمرۃ یدخلون الجنۃ یوم القیمۃ ضوء وجوہہم علی مثل ضوء القمر لیلۃ البدر والزمرۃ الثانیۃ علی
مثل احسن کوکب دری فی السماء لکل رجل منہم زوجتان علی کل زوجۃ سبعون حلۃ یری مخ ساقہا من ورائہا رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہی ابی
سعید سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اول جماعت کہ داخل ہوگی بہشت مین دن قیامت کے کہ وہ انبیا علیہم السلام ہین روشنی
انکے چہرون کی واقع ہوگی اوپر مانند روشنی چودھوین رات کے چاند کے اور جماعت دوسری کہ وہ اولیا اور صلحا ہین اوپر مانند بہترین ستارہ چمکتے کے آسمان
مین واسطے ہر شخص کے انمین سے دو بیبیان ہونگی ہر بی بی پر ستر جوڑے ہونگے اور ہر ایک ان دونون مین سے ایسی ہوگی کہ دیکھا جاویگا گودہ پنڈلی اسکی کا
ستر جوڑون کے اوپر سے ف اور حدیث مین آیا ہی کہ ادنی اہل جنت کا وہ ہوگا کہ اسکی بہتر بیبیان اور اسی ہزار خادم ہونگے پس تطبیق اسمین اور اسمین یہ ہی
دو بیبیان تو ایسی ہونگی کہ گودہ انکی پنڈلی کا ستر لباس پرسے معلوم ہوگا اور باقی ایسی نہین ہونگے لیکن پس یہ منافی نہین ہی اسلیے کہ ہر ایک کے لیے سبب

حورین غیر صفت کی ہون گذا قیل اور ظاہر تر یہ ہے کہ ہر ایک کے لیے دو بیبیان ہون دنیا کی عورتون مین سے اور ستر حورون مین کہ سب ملکر بہتر ہونگی ست نقل
کی یہ ترمذی نے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یعطی المؤمن فی الجنة قوة کذا وکذا من الجماع قیل یا رسول اللہ او یطیق ذلک قال یعطی
قوة مائة رواه الترمذی) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیا جاویگا مومن بہشت مین قوت اتنی اور اتنی جماع کی یعنے یہ کنایہ ہے عورتون
سے مثلا دس سے عرض کیا گیا کہ آیا طاقت رکھیگا مرد جماع کرنے کی اتنی عورتون سے فرمایا کہ دی جاویگی قوت سو مردون کی یعنے پس کیون نہ طاقت رکھیگا اتنی
عورتون سے جماع کرنے کی ست نقل کی یہ ترمذی نے (وعن سعد بن ابی وقاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو ان ما یقل ظفر مما فی الجنة بدا
لتزخرفت له ما بین خوافق السموات والارض ولو ان رجلا من اهل الجنة اطلع فبدا اساوره لطمس ضوءه ضوء الشمس كما تطمس الشمس ضوء النجوم رواه الترمذی
وقال هذا حدیث غریب) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے انہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا اگر اس قدر کہ اٹھا وے ناخن ان چیزون مین سے کہ
بہشت مین ہین یعنے قسم زینت دلالت اسکی سے ظاہر ہو یعنے دنیا مین تو البتہ زینت دار ہو جاوے بسبب اسکے وہ چیز کہ درمیان جوانب واطراف آسمان و
زمین کے ہے اور اگر تحقیق ایک شخص بہشتیون مین سے جھانکے پس ظاہر ہون کڑے اسکے تو البتہ مٹا دے روشنی اسکی سورج کی روشنی کو جیسے کہ مٹا دیتا ہے سورج
ستارون کی روشنی کو نقل کی ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے (وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اهل الجنة جرد مرد کحلی لا یفنی شبابهم
ولا تبلی ثیابهم رواه الترمذی والدارمی) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی ہونگے بن بال کے امرد آنکھین انکی
ہونگی سرمگین نہ فنا ہوگی جوانی انکی اور نہ پرانے ہونگے کپڑے انکے ف ح حدیث مین لفظ اجرد جمع ہے جرد کی اور مرد جمع ہے امرد کی اور اجرد اسکو کہتے ہین کہ
جسکے بدن پر بال نہون اور مرد جمع امرد کی یعنے انکے ریش اور کحلی کاف کے زبر سے اور وزن فعلی کے یعنے فعل کے یعنے کحول اور وہ وہ ہے کہ جسکی پلکون کی جڑ
سیاہی خلقی ہو ایسی آنکھین معلوم ہون گویا سرمہ لگایا ہے ست نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن معاذ بن جبل ان النبی صلی الله علیه وسلم قال یدخل
اهل الجنة الجنة جردا مردا مكحلین ابناء ثلثین او ثلث وثلثین سنة رواه الترمذی) اور روایت ہے معاذ بن جبل سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داخل
ہونگے بہشتی بہشت مین اس حال مین کہ صاف ہوگا بدن بالون سے بے ریش سرمگین آنکھین تیس برس کے یا تینتیس برس کے ف ح یعنے جیسے کہ دنیا
مین اس عمر کے ہوتے ہین اسلیے کہ کمال جوانی اور قوت مرد کی اسوقت مین ہے اور لفظ او جابجا ابنا ثلث او ثلثین سنة مین شک راوی کے لیے ہے
ست نقل کی یہ ترمذی نے (وعن اسماء بنت ابی بکر قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم وذکر له سدرة المنتهی قال یسیر الراکب فی ظل الفنن منها
مائة سنة او یستظل بظلها مائة راکب شك الراوی فیها فراش الذهب کان ثمرها القلال رواه الترمذی وقال هذا حدیث غریب) اور روایت ہے اسماء بنت
ابی بکر سے کہا کہ سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حال مین کہ ذکر کیا گیا انکے لیے سدرة المنتہی کا فرمایا آنحضرت نے چلے سوار بیچ سایہ شاخ
اس درخت کے سو برس یا پناہ پکڑین انکے سایہ مین سو سوار شک کیا ہے راوی حدیث نے ف ح کہ یسیر الراکب فی ظل الفنن منها مائة سنة یا یستظل بظلها مائة
راکب سنا لیکن اسمین شک نہین کہ مبالغہ پہلی عبارت مین ہے ست اس درخت پر ٹڈی ہین سونے کی ف ح شاید کہ مراد فرشتے ہین نورانی کہ چمکتے ہین بازو انکے
گویا کہ سونے کے ہین یا مشابہت دی ان انوار کو کہ اٹھتے ہین اس سے اور تعبیر کیا انکو ساتھ سونے کی ٹڈی کے اور یہ تفسیر اس آیہ کریمہ کی ہے اذ یغشی السدرة
ما یغشی یعنے ڈھانکتا ہے سدرة المنتہی کو جو کچھ کہ ڈھانکتا ہے اور بیضاوی نے کہا کہ ڈھانکتی ہے اسکو ایک جماعت غفیر فرشتون کی کہ عبادت کرتے ہین حق کی ست
گویا کہ میوے اسکے مانند مشکون کے ہین ف ح سدرة المنتہی نام ایک درخت کا ہے اور یہ نام اسلیے ہوا کہ انتہا بہشت مین ہے کہ منتہی ہوتا ہے اس تک علم اولین
وآخرین کا اور کوئی مخلوقات مین سے نہین جانتا کہ پرے اسکے کیا ہے اور نہین گذرا اس سے کوئی سوائے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ مقام
جبرئیل کا ہے کہ وہان سے آگے نہین بڑھتا اور وہ روایت مین چھٹے آسمان پر ہے اور مشہور یہ ہے کہ ساتوین آسمان پر ہے اور وجہ تطبیق کی ان دونون روایتون مین

یہ ہی کہ جڑ اسکی چھٹے آسمان پر ہو اور شاخیں ساتوین میں واللہ اعلم۔ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن انس قال سئل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ما الکوثر قال ذاک نہر اعطانیہ اللہ یعنی فی الجنۃ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل فیہا طیر اعناقہا کاعناق الجزر قال عمر ان
ہذہ لناعمۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکلتہا انعم منہا رواہ الترمذی) اور روایت ہے انس سے کہا پوچھے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ کیا
ہے کوثر فرمایا کہ وہ نہر ہے کہ دی مجھکو خدا تعالے نے وہ نہر (ف لفظ نہر ساتھ زبر ہ کے اور جزم کے بھی آیا ہے یعنی نہر پانی کی کہ دونون طرف اسکے دو حوض ہیں ایک
تو بہشت میں ہے اور دوسرا موقف میں اور اسلیے کہا کہنے والے نے بہت یعنی بہشت میں ف ہے یا سبب ہونے اکثر اسکے کہ بہشت میں ہے یا اسلیے کہ منبع اسکا بہشت
میں ہے) بہت نہایت سفید ہے پانی اسکا دودھ سے اور نہایت شیرین ہے شہد سے اس نہر میں یعنی اسکے کنارون میں پرندے جانور ہیں دراز گردن کہ گردنین
انکی مانند گردنون اونٹون کے (ف لفظ جزر بپیش جیم اور زے سے جمع جزور کی ساتھ زبر جیم کے یعنی اونٹ کے کہ تیار ہو واسطے نحر و ذبح کے اور معنی یہ ہیں کہ
وہ تیار ہیں نحر کے لیے تاکہ کھاویں انہیں اس نہر والے بہشت کہا عمر نے کہ تحقیق وہ پرندے تو منعم اور فربہ اور خوشحال ہونگے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ کھانے والے انکے کہ بہشتی ہیں منعم تر اور بہتر قدر ہونگے انسے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن بریدۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ہل فی الجنۃ من خیل قال
ان اللہ ادخلک الجنۃ فلا تشاء ان تحمل فیہا علی فرس من یاقوتۃ حمراء یطیر بک فی الجنۃ حیث شئت الا فعلت وسألہ رجل فقال یا رسول اللہ ہل فی الجنۃ
من ابل قال فلم یقل لہ ما قال لصاحبہ فقال ان یدخلک اللہ الجنۃ یکن لک فیہا ما اشتہت نفسک ولذت عینک رواہ الترمذی) اور روایت ہے بریدہ سے
کہ تحقیق ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا بہشت میں گھوڑے بھی ہونگے فرمایا اگر اللہ تعالے نے داخل کیا تجکو بہشت میں پس نہ چاہیگا تو کہ سوار کیا جاوے بہشت
میں یاقوت سرخ کے گھوڑے پر کہ اڑاوے وہ گھوڑا تجکو بہشت میں جسطرف دوڑے اور جہان چاہے تجکو جہان چاہے تو مگر کریگا تو (ف لفظ فعلت کو ساتھ
صیغہ خطاب کے پڑھا ہے مجہول و معروف اگر پڑھا جاویگا تو یعنی دیا جاویگا تو مدعا اور مقصود اپنا یا کریگا تو یعنی مطلب یاب ہوگا تو اور لفظ فعلت ساتھ تاے تانیث
کے صیغہ مجہول سے بھی آیا ہے یعنی کیا جاویگا اور تیار کیا جاویگا وہ گھوڑا تیرے لیے اور فرس مذکر و مونث دونون آتا ہے حاصل یہ کہ بہشت میں ہر کوئی جو کچھ چاہیگا
پاویگا) اور سوال کیا آنحضرت سے ایک اور شخص نے پس کہا یا رسول اللہ کیا بہشت میں اونٹ بھی ہونگے کہا بریدہ نے پس نہ جواب دیا آنحضرت نے اس شخص کو
جو کچھ کہ جواب دیا تھا اسکے یار کو یعنی جیسا کہ پہلے شخص کو جواب دیا تھا ویسا اسکو نہ دیا کہ اگر داخل کریگا خدا تجکو بہشت میں اور چاہے تو کہ سوار کرے تجکو یاقوت کے
اونٹ پر بلکہ پس فرمایا اللہ تعالے بطریق کلیہ کے کہ اگر داخل کریگا تجکو اللہ بہشت میں تو ہوگا تیرے لیے بہشت میں جو کچھ کہ چاہے دل تیرا اور لذت پاوے
آنکھ تیری نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابی ایوب قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی فقال یا رسول اللہ انی احب الخیل افی الجنۃ خیل قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ادخلت الجنۃ اتیت بفرس من یاقوتۃ لہ جناحان فحملت علیہ ثم طار بک حیث شئت رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث
لیس اسنادہ بالقوی وابو سورۃ الراوی یضعف فی الحدیث وسمعت محمد بن اسمعیل یقول ابو سورۃ ہذا منکر الحدیث یروی مناکیر) اور روایت ہے
ابو ایوب سے کہا آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار پس کہا یا رسول اللہ تحقیق میں دوست رکھتا ہون گھوڑون کو کیا بہشت میں گھوڑے
ہونگے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر داخل کیا گیا تو بہشت میں دیا جاویگا تجکو گھوڑا یاقوت کا اسکے دو بازو ہونگے پھر سوار کیا جاویگا تو اسپر پھر
اڑا لیجاویگا تجکو جہان چاہیگا تو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث ہے کہ نہیں اسناد اسکی قوی اور ابو سورہ کہ راوی اس حدیث کا ہے نسبت ضعف کیا جاتا
ہے یعنی سبب کسی سبب ضعف کے علم حدیث میں یا اسناد حدیث میں اور سنا میں نے محمد ابن اسمعیل بخاری کو کہ کہتا تھا ابو سورہ یہ حدیث اسکی منکر ہے روایت
کرتا ہے وہ حدیثین منکر (وعن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل الجنۃ عشرون ومائۃ صف ثمانون منہا من ہذہ الامۃ واربعون من
سائر الامم رواہ الترمذی والدارمی والبیہقی فی کتاب البعث والنشور) اور روایت ہے بریدہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہشتی ایک سو بیس

صف ہونگے امتی ان صفوں میں اس امت سے ہونگے اور چالیس اور امتوں سے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں فائدہ
اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی اس امت میں سے دو چند ہونگے بہ نسبت اور امتوں کے اگر کہا جاوے کہ پہلے باب شفاعت میں گذرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ امیدوار ہوں میں کہ ہو وگے تم نصف اہل جنت کے اور یہاں فرماتے ہیں دو چند جواب یہ کہ ہو سکتا ہے کہ امیدواری آنحضرت کی درگاہ باری تعالی سے
وہ ہوں بعد ازاں زیادتی کی گئی اور بشارت دی گئی ساتھ زیادہ کے اس سے کہ امید رکھتے تھے اور یہ زیادتی تفضل وکرم اسکا ہے بیچ حق حبیب اپنے کے اور امت
اسکی کے واللہ ذو الفضل العظیم اور احتمال یہ بھی ہے کہ امتی صفیں برابر ہوں عدد اشخاص میں ساتھ چالیس صفوں کے اور توجیہ اول ظاہر تر ہے (وعن سالم عن ابیہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب امتی الذی یدخلون منہ الجنۃ عرضہ مسیرۃ الراکب المجود ثلثا ثم انہم لیضغطون علیہ حتی تکاد مناکبہم تزول رواہ
الترمذی وقال ہذا حدیث ضعیف وسألت محمد بن اسمعیل عن ہذا الحدیث فلم یعرفہ وقال خالد بن ابی بکر یروی المناکیر) اور روایت ہے سالم تابعی سے کہ نقل
کرتے ہیں اپنے باپ سے یعنی عبد اللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ بہشت کا کہ امت میری اس دروازہ سے داخل ہوگی بہشت
میں چوڑان اسکی مقدار مسافت سیر اس سوار کی کہ خوب جانتا ہے دوڑانا گھوڑے کا یا سوار گھوڑے کی کہ خوب دوڑتا ہے تین رات یا تین برس اور ظاہر تر
ہے اسلیے کہ اسمیں مبالغہ نکلتا ہے پھر مراد اس سے کثرت ہے یا نہ مخالف ہوگی کہ اوپر گذرا کہ مابین دونوں بازوؤں کے دروازوں جنت سے سیر چالیس برس
کی ہے اور ممکن ہے یہ کہ وحی کی گئی ہو طرف حضرت کے اول ساتھ قلیل کے پھر اعلام کیے گئے ساتھ کثیر کے یا حمل کیا جاوے اوپر اختلاف دروازوں کے بسبب اختلاف
داخل ہونے والوں کے واللہ اعلم پھر تحقیق بہشتی یعنی امتی میری اس سے وقت داخل ہونے انکے دروازوں بہشت کے ہے البتہ تنگ کیے جاوینگے
اور کھینچے جاوینگے بسبب اژدہام کے دروازے پر باوجود اس وسعت اور چوڑائی کے یہانتک کہ قریب ہے کہ کندھے انکے ملجاویں اور پس جاویں نقل کی یہ ترمذی نے
اور کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور مصابیح میں ہے ضعیف منکر کہا اسکے شارح نے یعنی حدیث منکر ہے بسبب مخالفت اسکی کے صحیح حدیثوں سے کہ وارد ہوئی ہیں
اس معنی میں اور پوچھا میں نے محمد بن اسمعیل بخاری سے حال اس حدیث سے پس نہ پہچانا اسکو یعنی اور عالم حدیث کہ احاطہ رکھتا ہو طرق احادیث پر جب کہ
کہے میں نہیں پہچانتا اسکو تو دلالت کرتا ہے اسکی ضعف پر اور کہا بخاری نے کہ خالد بن ابی بکر کہ راوی اس حدیث کا ہے روایت کرتا ہے منکر یعنی [illegible] ہوگی
یہ حدیث ضعیف کہا سید جمال الدین نے [illegible] خلد سہو ہے صاحب مشکوۃ سے اور صواب خالد ہے اسلیے کہ ترمذی میں خالد بن ابی بکر ہے اور اسی طرح اسماء الرجال
کی کتابوں میں (وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی الجنۃ لسوقا ما فیہا شری ولا بیع الا الصور من الرجال والنساء فاذا اشتہی الرجل
صورۃ دخل فیہا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بہشت میں ایک بازار ہے کہ
اجتماع کی جگہ ہے نہیں اسمیں خرید وفروخت یعنی تجارت مگر صورتیں مرد اور عورتوں کی پس جب چاہیگا اور خوش رکھیگا مرد یعنی اسی طرح عورت کسی عورت کو داخل ہوگا
اسمیں اور متصف ہوگا ساتھ اس صورت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن سعید بن المسیب انہ لقی ابا ہریرۃ فقال ابو ہریرۃ اسأل اللہ ان یجمع
بینی وبینک فی سوق الجنۃ فقال سعید افیہا سوق قال نعم اخبرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اہل الجنۃ اذا دخلوہا نزلوا فیہا بفضل اعمالہم ثم
یؤذن لہم فی مقدار یوم الجمعۃ من ایام الدنیا فیزورون ربہم ویبرز لہم عرشہ ویتبدی لہم فی روضۃ من ریاض الجنۃ فیوضع لہم منابر من نور ومنابر
من لؤلؤ ومنابر من یاقوت ومنابر من زبرجد ومنابر من ذہب ومنابر من فضۃ ویجلس ادناہم وما فیہم دنی علی کثبان المسک والکافور ما یرون
ان اصحاب الکراسی بافضل منہم مجلسا قال ابو ہریرۃ قلت یا رسول اللہ وہل نری ربنا قال نعم ہل تتمارون فی رؤیۃ الشمس والقمر لیلۃ البدر قلنا
لا قال کذلک لا تتمارون فی رؤیۃ ربکم ولا یبقی فی ذلک المجلس رجل الا حاضرہ اللہ محاضرۃ حتی یقول للرجل منہم یا فلان بن فلان اتذکر یوم قلت
کذا وکذا فیذکرہ ببعض غدراتہ فی الدنیا فیقول یا رب افلم تغفر لی فیقول بلی فبسعۃ مغفرتی بلغت منزلتک ہذہ) اور روایت ہے سعید بن مسیب تابعی

سے یہ کہ انہوں نے ملاقات کی ابو ہریرہ سے یعنے بازار مین پس کہا ابو ہریرہ نے کہ دعا کرتا ہون مین اللہ تعالے سے کہ جمع کرے درمیان میرے اور درمیان تیرے
بازار بہشت مین یعنے جیسے کہ جمع کیا ہمکو بازار مدینہ مین پس کہا سعید نے کہ کیا بہشت مین بازار ہے یعنے حالانکہ وہ موضع بیع و شرا کا ہے واسطے حاجت تجارت کے کہا ابو ہریرہ نے
کہ ہان بہشت مین بازار ہوگا خبر دی مجکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ بہشتی جس وقت کہ داخل ہونگے بہشت مین اترینگے اسمین یعنے اپنے منازل و درجات مین
بقدر زیادتی عملون اپنے کے یعنے جسکا عمل زیادہ اور بہتر ہوگا منزل اسکا شریف تر اور بلند تر ہوگا پھر اذن فرمادیگا انکو بیچ مقدار ایک روز جمعہ کے دنیا کے سے یعنی جس روز
کہ دنیا مین روز جمعہ کا ہوتا تھا حکم پروردگار تعالی کا ہوگا کہ نکلین جیسے کہ دنیا مین حکم تھا کہ روز جمعہ کے نکلین اور پڑھا کرین اور جمع ہوا کرین اور جانے کی نماز
جمعہ کے لیے ہوگی سو پس نکلینگے اور زیارت کرینگے اپنے پروردگار کی اس روز مین اور ظاہر کریگا اللہ تعالے انکے لیے عرش اپنا فرمایا یعنے نمایاں
لطافت و رحمت اپنی والا اور پرکار کیا ہوگا کہ عرش چھت جنت کی ہو تو اور ظاہر ہوگا اللہ تعالے بہشتیون کے لیے بیچ ایک باغ سے باغون بہشت کے
سے پس رکھے جاوینگے انکے لیے منبر نور کے کہ اپر بیٹھینگے اور منبر موتیون کے اور منبر یاقوت کے اور منبر زمرد کے اور منبر سونے کے اور منبر چاندی کے یعنے موافق
تفاوت مراتب اور درجات اور اعمال و افعال کے بیٹھے گا کمتر ان کا یعنے مرتبہ اور منزلت مین اور نہین ہے انمین خسیس اور کمینہ فرمایا یعنے اوسنے کہ کہا مین نے
یعنے اقل اور کمتر کے مرتبہ مین بہ نسبت اعلی اور اکثر کے مراد رکھا مین نے یہ متصف ساتھ دنائت اور خساست کے خود ذات مین کہ وجود اسکا بہشت مین نہین ہاکہ
ست بیٹھے گا یہ ادنی مرتبہ کا اوپر ٹیلون مشک و کافور کے فرمایا یعنے نہ کرسیون اور منبرون پر کہ اعلے مرتبہ والے اپر بیٹھینگے جیسے کہ ایک جماعت صدر مجلس
مین بیٹھتی ہے اور ایک خاک پر ست گمان نہین لیجاتے کہ یہ قوم ٹیلون پر بیٹھنے والی کہ کرسی اور منبر پر بیٹھنے والے افضل ہین اُنسے از روے جگہ نشست کا
کے فرمایا اسلیے کہ بہشت مین ہر کوئی اپنے مقام و مرتبہ پر راضی و شاکر ہوگا اور آرزو مرتبہ بلند کے نہین کریگا اور الم اور حسرت اور غیرت نہین لیجاویگا اگرچہ
جانے کہ مین مرتبہ مین ان سے ہون اور وہ بالا ہے کہا ابو ہریرہ نے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ کیا دیکھینگے ہم اپنے پروردگار کو اسدن فرمایا آنحضرت نے کہ ہان دیکھینگے
کیا شک و شبہ رکھتے ہو تم بیچ دیکھنے آفتاب کے یعنے ہمیشہ اور بیچ دیکھنے چاند کے چودھوین شب مین کہا ہمنے نہین شک کرتے ہم فرمایا اسی طرح شک نہین کروگے
تم اپنے پروردگار کے دیکھنے مین اور نہین باقی رہیگا اس مجلس مین کوئی شخص مگر کہ کلام کریگا اس سے اللہ تعالے بے واسطہ اور اٹھا دیگا پردہ یہان تک کہ فرما دیگا
خدا تعالے ایک شخص کو انمین سے کہ اے فلانے بیٹے فلانے کے آیا یاد رکھتا ہے تو اسدن کو کہ کہا تھا تو نے ایسا اور ایسا فرمایا یعنے اس چیز سے کہ نہین جائز
شرع مین پس گویا کہ توقف کریگا وہ شخص اسمین اور تامل کریگا ان گناہون مین کہ کیے ہونگے پس یاد دلائیگا اللہ تعالے اسکو بعض عہد شکنیان اسکی کہ کی تھین
دنیا مین اور مراد یہ ہین گناہ کہ کیے ہین اسنے تو تو یا عہد توڑ دیا ہے اپنے کا یہ پس کہیگا وہ شخص اے پروردگار میرے کیا نہین بخشے تو نے میرے لیے وہ گناہ یعنے داخل کیا تو نے
مجکو بہشت مین پس کیا نہین بخشے تو نے میرے لیے وہ گناہ کہ ہما در ہونے مجھسے پس فرما دیگا اللہ تعالے کہ ہان بخشے مین نے تیرے لیے پس بسبب فراخی
بخشش میری کے پہونچا تو اس مرتبہ کو (فَبَيْنَمَا هُمْ عَلَى ذَلِكَ غَشِيَتْهُمْ سَحَابَةٌ مِنْ فَوْقِهِمْ فَأَمْطَرَتْ عَلَيْهِمْ طِيبًا لَمْ يَجِدُوا مِثْلَ رِيحِهِ شَيْئًا قَطُّ وَيَقُولُ رَبُّنَا قُومُوا إِلَى
مَا أَعْدَدْتُ لَكُمْ مِنَ الْكَرَامَةِ فَخُذُوا مَا اشْتَهَيْتُمْ فَنَأْتِي سُوقًا قَدْ حَفَّتْ بِهِ الْمَلَائِكَةُ فِيهَا مَا لَمْ تَنْظُرِ الْعُيُونُ إِلَى مِثْلِهِ وَلَمْ تَسْمَعِ الْآذَانُ وَلَمْ يَخْطُرْ عَلَى الْقُلُوبِ فَيُحْمَلُ لَنَا مَا اشْتَهَيْنَا
لَيْسَ يُبَاعُ فِيهَا وَلَا يُشْتَرَى وَفِي ذَلِكَ السُّوقِ يَلْقَى أَهْلُ الْجَنَّةِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا قَالَ فَيُقْبِلُ الرَّجُلُ ذُو الْمَنْزِلَةِ الْمُرْتَفِعَةِ فَيَلْقَى مَنْ هُوَ دُونَهُ وَمَا فِيهِمْ دَنِيٌّ فَيَرُوعُهُ مَا يَرَى
عَلَيْهِ مِنَ اللِّبَاسِ فَمَا يَنْقَضِي آخِرُ حَدِيثِهِ حَتَّى يَتَخَيَّلَ عَلَيْهِ مَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ وَذَلِكَ أَنَّهُ لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَحْزَنَ فِيهَا ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى مَنَازِلِنَا فَيَتَلَقَّانَا أَزْوَاجُنَا فَيَقُلْنَ
مَرْحَبًا وَأَهْلًا لَقَدْ جِئْتَ وَإِنَّ بِكَ مِنَ الْجَمَالِ أَفْضَلَ مِمَّا فَارَقْتَنَا عَلَيْهِ فَنَقُولُ إِنَّا جَالَسْنَا الْيَوْمَ رَبَّنَا الْجَبَّارَ وَيَحِقُّنَا أَنْ نَنْقَلِبَ بِمِثْلِ مَا انْقَلَبْنَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ
مَاجَهْ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) پس اسوقت کہ بہشتی اس حال و مقام مین ہونگے ڈھانکیگا انکو ایک ابر انکے اوپر سے پس برساویگا وہ ابر اپر خوشبو
کہ نہ پایا ہوگا مانند بو اسکی کے کسی چیز کو کبھی اور فرماویگا پروردگار ہمارا کہ کھڑے ہو اور آؤ طرف اس چیز کے کہ تیار کی ہے مین نے تمہارے لیے قسم بزرگی سے

پس لوجو چاہو تم پس آوینگے ہم اس بازار مین کہ گھیرا ہوگا اسکو فرشتون نے اسمین وہ آوینگے ہم اور پاوینگے اس چیز کو کہ نہین دیکھا ہی آنکھون نے مانند اسکے اور نہ سنا ہی
کانون نے مانند اسکے اور نہ گذرا ہی خطرہ دلون پر مانند اسکے پس اٹھالی جاوینگی اور دی جاوینگی ہمارے لیے اس بازار مین سے وہ چیزین کہ رغبت کرینگے ہم حالانکہ
نہ بیچی جاوینگی اس بازار مین اور نہ خریدی جاوینگی اس بازار مین ملاقات کرینگے بہشتی آپسمین ایک دوسرے سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس آویگا
اور متوجہ ہوگا ایک شخص صاحب مرتبہ بلند کا پس ملاقات کریگا اس شخص سے کہ وہ کمتر ہوگا اس سے یعنے مرتبہ مین اور نہین ہوگا بہشتیون مین دنی و خسیس اور سب
حد ذات اپنی مین رفیع و عالی ہونگے اگرچہ بہ نسبت بعضون کے کم ہون پس خوش لگیگی اسکو وہ چیز کہ دیکھیگا اوپر اپنے قسم لباس سے یعنے یہ عبارت احتمال دو
کا رکھتی ہی روع یعنے ڈرانے اور خوش کرنے کے ہی وجہ اول پر معنے ہونگے کہ ڈراویگی اس شخص بلند مرتبہ کو یعنے مکروہ معلوم ہوگی اسکو وہ چیز کہ دیکھیگا اسپر کہ کمتر
اس سے ہی قسم لباس سے اور وجہ دوسری پر معنے یہ ہونگے کہ خوش کریگی اس شخص کو وہ چیز کہ دیکھیگا اپنے پر قسم لباس اعلے سے فقط یہان تمام ہوگا آخر کلام
اس شخص کا یعنے کم رتبہ کا یا عالی رتبہ کا کہ اپنے نفس سے کرتا تھا یا اس شخص سے کہ ملا تھا یہان تک کہ ظاہر اور متصور ہوگا اس مرد عالی رتبہ پر لباس کہ بہتر ہوگا اسکے لباس
سے کہ تھا اسپر یا اس شخص پر کہ کم رتبہ تھا اس سے اور یہ معنے مناسب و موافق تر ہین ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمایا اور یہ ظہور لباس بہتر کا اس سبب
سے ہی کہ نہین لائق ہی کسی کو کہ غمگین ہو وے بہشت مین فقط شاید بسبب دنی ہونے لباس کے اس شخص کم رتبہ کو غم لاحق ہوا ہو اور شاید کہ وہ مرد عالی بھی
بسبب پہلے لباس کے کہ وہ سوا اس سے بہتر ہوگا غمگین ہو فافہم پھر پھرینگے ہم طرف مکانون اپنے کے پس ملاقات کرینگی ہمسے بیبیان ہماری پس کہینگی
کی اور حورین پس کہینگی ہمکو کہ خوش آئے تم اور اپنے گھر مین آئے اور کہینگی ہر ایک اپنے مرد کو کہ تحقیق آیا تو اس حال مین کہ بہتر جمال ہی اس جمال سے کہ جدا ہوا تھا
ہمسے اسپر پس کہینگے ہم اپنی بیبیون سے کہ تحقیق ہمنے ہمنشینی کی آج اپنے پروردگار سے کہ اچھا کرنیوالا جانون اور درست کرنیوالا شکلون کا ہی اور لایق ہی
اور پہونچتا ہی ہمکو کہ پھرین ہم مانند اس چیز کے کہ پھرے ہم فقط یعنے کہ جو کوئی بیٹھے ایسی ذات کے ساتھ کہ تمام حسن و جمال اسی کے نور کا ہی کیونکر حسن و جمال
پاوے نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہی ﴿وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادنی اہل الجنۃ
الذی لہ ثمانون الف خادم واثنتان وسبعون زوجۃ وتنصب لہ قبۃ من لؤلؤ وزبرجد ویاقوت کما بین الجابیۃ الی صنعاء وبہذا الاسناد قال من مات من اہل الجنۃ
من صغیر او کبیر یردون بنی ثلثین فی الجنۃ لا یزیدون علیہا ابدا وکذلک اہل النار وبہذا الاسناد وقال ان علیہم التیجان ادنی لؤلؤۃ منہا لتضیئ ما بین المشرق
والمغرب وبہذا الاسناد وقال المؤمن اذا اشتہی الولد فی الجنۃ کان حملہ ووضعہ وسنہ فی ساعۃ کما یشتہی وقال اسحق بن ابراہیم فی ہذا الحدیث اذا اشتہی
المؤمن فی الجنۃ الولد کان فی ساعۃ ولکن لا یشتہی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب وروی ابن ماجۃ الرابعۃ والدارمی الاخیرۃ﴾ اور روایت ہی ابو سعید
سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ادنے اور کمترین بہشتیون کا مرتبہ مین وہ شخص ہوگا کہ اسکے لیے اسی ہزار خادم ہونگے اور بہتر بیبیان یعنی دو دو
کی اور ستر حور عین مین سے اور کھڑا کیا جاویگا اسکے لیے خیمہ موتی اور زبرجد اور یاقوت سے یعنے بنایا جاویگا انسے یا مرصع اور آراستہ ہوگا ساتھ انکے مسافت اور فراخی
اس خیمہ کی یعنے طول و عرض مین ایسی ہوگی جیسے کہ مسافت ہی جابیہ کی صنعا تک جابیہ ایک شہر ہی شام مین اور صنعا یمن مین اور ساتھ اسی اسناد کے کہ حدیث کو
روایت ہوئی یعنے جو کہ ابو سعید تک پہونچی فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو لوگ کہ مرین دنیا مین بہشتیون مین سے چھوٹے یا بڑے ہوجاوینگے بہشت
مین تیس تیس برس کی عمر کے زیادہ نہونگے اس عمر سے کبھی اور اسی طرح دوزخی فقط یعنے عمر اور عدم زیادتی مین ہونگے اور شاید اسقدر عمر ابرار و کفار کی اسلیے
مقرر ہوئی کہ تا چین اور عذاب کامل ہو دار الابرار اور دار القرار مین فقط اور اسی اسناد سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشتیون کے سرون پر تاج
ہونگے ایسے کہ ادنے موتی ان تاجون کا البتہ روشن کر دے اس چیز کو کہ درمیان مشرق اور مغرب کے ہی اور اسی اسناد سے فرمایا کہ مسلمان جب چاہیگا اولاد
بہشت مین یعنے بالفرض والتقدیر ہوگا حمل فرزند کا اور پیدا ہونا اسکا اور سن اسکا یعنے کہ تیس برس [illegible] ایک ساعت مین اور کہا اسحق بن ابراہیم نے یعنے

ذکر کیا بیچ بیان اس حدیث کے کہ جب چاہیگا مومن بہشت میں فرزند پیدا ہوگا ایک ساعت میں ولیکن چاہنے کا نہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب
ہے اور روایت کیا ابن ماجہ نے فقرہ جو تھا فقرات حدیث سے اور دارمی نے چوتھا یعنی جو کہ اسحق نے نقل کیا (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَمُجْتَمَعًا لِلْحُوْرِ الْعِیْنِ یَرْفَعْنَ بِاَصْوَاتٍ لَمْ تَسْمَعِ الْخَلَائِقُ مِثْلَہَا یَقُلْنَ نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلَا نَبِیْدُ وَنَحْنُ النَّاعِمَاتُ فَلَا نَبْأَسُ وَنَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَا نَسْخَطُ
طُوْبٰی لِمَنْ کَانَ لَنَا وَکُنَّا لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں البتہ مجمع ہوگا واسطے حورعین کے
بلند کرینگی آوازیں بیچ ساتھ گانے کے کہ نہیں سنی مخلوقات نے مانند اُن آوازوں کے کہینگی ہم ہمیشہ رہنیوالیاں ہیں پس ہلاک نہیں ہونیکے اور ہم ہیں چین کرنیوالیاں
پس نہیں دیکھنے کی شدت و احتیاج اور ہم ہیں راضی یعنی اپنے رب سے یا خاوندوں سے پس نہیں ناخوش ہونے کی خوشی اور خنکی ہو اُس کیلیے کہ ہو ہمارے
لیے اور ہیں ہم اُسکے لیے یعنی جہات عالیات میں نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ حَکِیْمِ بْنِ مُعَاوِیَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ بَحْرَ الْمَاءِ
وَبَحْرَ الْعَسَلِ وَبَحْرَ اللَّبَنِ وَبَحْرَ الْخَمْرِ ثُمَّ تُشَقَّقُ الْاَنْہَارُ بَعْدُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ الدَّارِمِیُّ عَنْ مُعَاوِیَۃَ) اور روایت ہے حکیم بن معاویہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہشت میں ہے دریا پانی کا اور دریا شہد کا اور دریا دودھ کا اور دریا شراب کا پھر پھوٹینگی اور نکلینگی اُن دریاؤں میں سے نہریں بعد از آنے
مسلمانوں کے بہشت میں فـ ظاہر یہ ہے کہ مراد دریاؤں مذکورہ سے اصول اُن نہروں کی ہیں کہ مذکور ہیں قرآن میں فیہا انہار من ماء غیر آسن وانہار من لبن
لم یتغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی پھر اُنہیں سے پھوٹینگی اور جاری ہونگی نہریں طرف جیموں ابرار کے اور نیچے محلوں اُنہیا کے اور
بعضوں نے کہا کہ مراد دریاؤں سے وہی نہریں ہیں کہ نام رکھا گیا اُنکا نہر بسبب جاری ہونے اُنکے کے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ دارمی نے
معاویہ سے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ فِی الْجَنَّۃِ لَیَتَّکِئُ فِی الْجَنَّۃِ سَبْعِیْنَ مَسْنَدًا
قَبْلَ اَنْ یَّتَحَوَّلَ ثُمَّ تَاْتِیْہِ امْرَاَۃٌ فَتَضْرِبُ عَلٰی مَنْکِبِہٖ فَیَنْظُرُ وَجْہَہٗ فِیْ خَدِّہَا اَصْفٰی مِنَ الْمِرْاٰۃِ وَاِنَّ اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ عَلَیْہَا تُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ فَتُسَلِّمُ عَلَیْہِ
فَیَرُدُّ السَّلَامَ وَیَسْاَلُہَا مَنْ اَنْتِ فَتَقُوْلُ اَنَا مِنَ الْمَزِیْدِ وَاِنَّہٗ لَیَکُوْنُ عَلَیْہَا سَبْعُوْنَ ثَوْبًا فَیَنْفُذُہَا بَصَرُہٗ حَتّٰی یَرٰی مُخَّ سَاقِہَا مِنْ وَّرَاءِ ذٰلِکَ وَاِنَّ عَلَیْہَا مِنَ التِّیْجَانِ اِنَّ
اَدْنٰی لُؤْلُؤَۃٍ مِنْہَا لَتُضِیْءُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ رَوَاہُ اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابو سعید سے اُسنے نقل کی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا تحقیق مرد بہشت
میں یعنے دار الجزا میں البتہ تکیہ کریگا بہشت میں ستر تکیوں پر پہلے اسکے کہ پھرے یعنے ایک پہلو سے طرف دوسرے پہلو کے نہیں پھریگا کہ طرح بطرح کے ستر
تکیہ لگاویگا پھر آویگی اُس مرد کے پاس ایک عورت بہشت کی عورتوں میں سے پس ماریگی وہ عورت اوپر کندھے اُس مرد کے یعنے بطریق غنج و دلال کے اور
آگاہ کرنے واسطے دکھانے جمال کے پس دیکھیگا وہ مرد منہہ اپنا اُس عورت کے رخسارہ میں درحالیکہ رخسارہ اسکا روشن تر آئینہ سے ہوگا اور تحقیق ادنی
موتی کہ اُس عورت پر ہوگا روشن کر دیگا مابین مشرق و مغرب کو یعنے اگر ہو دنیا میں پس سلام کریگی وہ عورت اُس مرد کو پس جواب دیگا وہ مرد اُسکے سلام کا
اور پوچھیگا اُس عورت سے کہ کون ہے تو پس کہیگی وہ کہ میں جملہ زیادتی سے ہوں فـ کہ وعدہ کیا تھا حق تعالے نے نیک کاروں سے کہ فرمایا قرآن مجید
میں لہم ما یشاؤن فیہا ولدینا مزید اور فرمایا للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ اور تفسیر زیادہ کی رویت اللہ تعالے سے بھی کی ہے اور زیادہ انکو اسلیے فرمایا کہ حسنی
تو جنت ہے کہ جسکا وعدہ کیا ہے اللہ تعالے نے اپنے فضل سے جزاء اعمال میں مکلفین کے لیے اور زیادہ مذکور فضل پر فضل ہے ترجمہ اور تحقیق شان یہ ہے کہ
البتہ ہونگے اُس عورت پر ستر کپڑے رنگ برنگ کے پس پہنچیگی ان کپڑوں میں نظر اُس مرد کی یعنے پار ہوگی اُس عورت کے بدن کی لطافت کو یہاں تک
کہ دیکھیگا وہ مرد اُس عورت کی پنڈلی کے گودے کو اُس لباس کے پیچھے سے یعنے بسبب نہایت صفائی کے کوئی چیز مانع اسکی نظر کو نہیں ہونے کی اور
تحقیق اُس عورت کے سر پر تاج ہونگے کہ ادنے موتی اُن تاجوں میں سے روشن کر دیگا مابین مشرق و مغرب کو نقل کی یہ احمد نے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُحَدِّثُ وَعِنْدَہٗ رَجُلٌ مِّنْ اَہْلِ الْبَادِیَۃِ اِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اسْتَاْذَنَ رَبَّہٗ فِی الزَّرْعِ فَقَالَ لَہٗ اَلَسْتَ فِیْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰی

وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُہٗ وَاسْتِوَاؤُہٗ وَاسْتِحْصَادُہٗ فَکَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی دُوْنَکَ یَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّہٗ لَا یُشْبِعُکَ شَیْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِیُّ وَاللّٰہِ لَا تَجِدُہٗ اِلَّا قُرَشِیًّا اَوْ اَنْصَارِیًّا فَاِنَّھُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث فرماتے تھے اس حال میں کہ نزدیک اُنکے تھا ایک شخص گنواروں میں سے حدیث یہ ہی کہ ایک شخص بہشتیوں میں سے پروانگی مانگے گا اپنے پروردگار سے کھیتی کرنے میں یعنے درخواست کریگا اللہ تعالے سے کہ مجکو حکم ہو تا بہشت میں کھیتی کروں پس فرما ویگا اُسکو اللہ تعالے کہ کیا نہیں ہی تو بیچ اُس چیز کے کہ چاہے تو یعنے جو چیز جس جنس کی چاہے تو موجود ہی پھر زراعت کیوں کرتا ہی کہیگا وہ شخص کہ ہاں سب کچھ ہی ولیکن میں چاہتا ہوں کہ کھیتی کروں پس اذن ہو ویگا اُسکو کھیتی کرنیکا پس تخم ڈالیگا وہ اور بویگا پس جلدی سے پلک مارتے میں ہو جائیگی روئیدگی اُسکی اور مراد کو پہونچنا اُسکا اور کٹنا اُسکا پس وہ ہو ویگی کتنے ہی پہاڑوں کے برابر پس فرما ویگا اللہ تعالے اے فرزند آدم کے لے لے جو کچھ آرزو کرتا تھا تو پس تحقیق نہیں سیر کرتی تجکو کوئی چیز یعنے با وجود ان تمام نعمتوں ان گنت بہشت کے آرزو کھیتی کی کی تو نے اس سے معلوم ہوا کہ آدمی زاد حرص پر اور ترک قناعت پر مجبول ہی اور یہ صفت اُس سے ہرگز نہیں نکلنے کی اگرچہ بہشت میں جا وے ترجمہ پس کہا اُس گنوار نے قسم ہی خدا کی نہ پاؤگے تم اُس شخص کو مگر قریشی یعنے اہل مکہ سے یا انصاری یعنے اہل مدینہ اسلیے کہ وہ ہیں کھیتی والے اور لیکن ہم یعنے گنوار اور صحرا نشین نہیں ہیں کھیتی والے بلکہ اکثر اکتفا کرتے ہیں شیر و خرما پر یعنے پس نہیں چاہتے ہم مانند اسکے پس ہنسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کی اس بات سے ترجمہ نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَنَامُ اَہْلُ الْجَنَّۃِ قَالَ النَّوْمُ اَخُو الْمَوْتِ وَلَا یَمُوْتُ اَہْلُ الْجَنَّۃِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہی جابر سے کہا پوچھا ایک شخص نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ کیا سووینگے بہشتی فرمایا کہ سونا بھائی موت کا ہی اور بہشتی مرنے کے نہیں یعنے پس سونے کے بھی نہیں نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں باب

رُؤْیَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی باب ہی بیچ بیان دیدار اللہ تعالے کے فرح جان کہ رویت حق تعالے کی جائز ہی عقلا اہل سنت وجماعت کے نزدیک اور جہت اور مقابلہ شرط دیکھنے کی نہیں انکے نزدیک اور جو کچھ کہ موجود ہی ممکن ہی دیکھنا اُسکا اگرچہ جسم وجسمانی نہو اور مکان اور جہت میں نہو اور داخلات ان امور کی دیکھنے میں بسبب جریان عادت کے ہی اور اگر قادر مطلق برخلاف عادت کے بدون انکے دکھا وے تو یہ بھی جائز ہی اور اللہ تعالے قادر ہی کہ قوت باصرہ میں رکھدے اور جیسے کہ اُسکو آج دنیا میں بصیرت سے پاتے ہیں قیامت کو بصر سے بھی دیکھیں وہ ہر چیز پر قادر ہی اور اتفاق رکھتے ہیں علما اوپر واقع ہونے رویت حق تعالے کی مومنوں کو آخرت میں اور دلیلیں کتاب اور سنت اور اجماع صحابہ و تابعین سلف پر ممد ہیں اور وہ دلائل ساتھ اعتراضات مبتدعہ کے کہ منکر ہیں اُسکے اور تاویلات انکے آیات اور احادیث اور دلائل کو اور جواب اہل حق کا کتب کلامیہ میں تفصیل سے مذکور ہیں اور مختار یہ ہی کہ رویت حق سبحانہ کی دنیا میں بھی ممکن ہی ولیکن واقع نہیں بالاتفاق مگر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کو شب معراج میں کہ واقع ہوئی اور بعضوں کو وہاں بھی خلاف ہی چنانچہ بیان اُسکا بیچ ضمن شرح احادیث کے آویگا اور کسی سلف اور خلف سے دیکھنا حق سبحانہ کا دنیا میں صحت کو نہیں پہونچا اور اولیا اور مشائخ طریقت سے کوئی اُس طرف نہیں گیا اور دعوی اُسکا نہیں کیا اور مشائخ اتفاق رکھتے ہیں اوپر تکذیب اور گمراہ کہنے مدعی اسکے کے اور انوار میں کہ کتاب فقہ شافعی ہی کہا جو کوئی کہے کہ خدا کو دنیا میں عیاناً سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں اور وہ تعالے بالمشافہ مجھسے کلام کرتا ہی کافر ہو جائے اگر کہیں کہ جب رویت اللہ تعالی کی ممکن ہی اور کوئی آفت حاسہ بصر میں نہیں کیوں نہیں معلوم ہوتا اور سبب نہ دیکھنے کا کیا ہی جواب اسکا یہ ہی کہ دیکھنا بسبب قدرت اور خلق آلہی کے ہی اور حاسہ بصر علت اُسکی نہیں حق سبحانہ تعالے نے بسبب جریان عادت کے اُسکو سبب کیا ہی اور دخل دیا اگر وہ دکھا وے تو بے آنکھ کے بھی دیکھ سکتا ہی اگر وہ نہ دکھا وے تو اگر آنکھ کھلی ہو تو بھی نہ دیکھ سکے اور اگر ایک بڑا پہاڑ مثلا سامنے آنکھ کے ہو اور اللہ تعالے صفت دیکھنے کی آنکھ میں پیدا نہ کرے تو نہ دیکھ سکے اور اگر ایک اندھا اقصی بلاد مشرق میں ہو اور پشہ مغرب میں اگر اللہ تعالے دکھا وے تو دیکھ سکتا ہی یہ انکار منکروں کا گرفتاری عقل وقیاس کرنے سے اپنے پر ہی اور بنظر قدرت باری تعالے کے

سب ممکن اور آسان ہی اور کہا ہی علما نے کہ تخصیص رویت کی ساتھ مومنون کے بہشت مین ہی کہ بعد از داخل ہونے کے انہین ساتھ اس دولت کے
مشرف ہونگے اور موقف حشر مین سب دیکھینگے کیا مومن اور کیا کافر اور کافر بعد دیکھنے کے محجوب ہونگا اور حسرت ابدی مین رہینگے اور صحیح یہ ہی کہ عورتون کو بھی
رویت ہوگی مانند مردون کے اور بعضون نے کہا ہی کہ دیدار عورتون کا بھی کبھی کبھی ہوگا مانند ایام جمعہ اور عیدون کے کہ اوقات بار عام کے ہونگے اور
بعضون نے کہا کہ عورتون کو دیدار نہوگا اسلیے کہ وہ پردہ مین ہونگی جیسے کہ فرمایا ہی حور مقصورات فی الخیام اور یہ قول خطا اور نادرست ہی اور عموم نصوص وارده کا
رویت مین شامل ہی مردون اور عورتون کو اور خیمہ جنت کے موجب پردہ و حجاب کے نہین اور کیونکر متصور ہی کہ فاطمہ زہرا اور خدیجہ کبری اور عائشہ صدیقہ
اور مانند انکے کہ اس نعمت سے محروم رہین اور اس دولت سے مشرف نہون باوجود افضلیت اور اکملیت انکے کے بہت سے مردون سے اور صحیح یہ ہی
کہ رویت عام ہی سب مومنون کے لیے کیا بشر کیا ملائکہ کیا جن اور بعضے علما شافعیہ کے کلام سے ایسا مفہوم ہوتا ہی کہ رویت مخصوص ساتھ مومنون بشر
کے ہی اور ملائکہ اور جن کو رویت نہین ہوگی اور یہ قول بھی صحیح نہین ہی واللہ اعلم اور رویت حق تعالی کی خواب مین بھی جائز ہی اور حقیقت مین وہ رویت
قلبی ہی کہ ساتھ مثال کے ہو اور حق تعالے کے لیے مثال ہی نہ مثل اور سلف سے نقل کرنا اسکا صحت کو پہونچا ہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے آیا ہی کہ سو بار
ساتھ اس نعمت کے مشرف ہوئے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے بھی آیا ہی کہ دیکھا مین نے رب العزت کو خواب مین پس پوچھا مین نے کہ کونسی عبادت افضل
ہی فرمایا کہ تلاوت قرآن بار دیگر پوچھا کہ معانی سمجھکر پڑھنا یا بدون اسکے فرمایا معنے سمجھکر پڑھے یا بدون اسکے الفصل الاول فصل پہلی (عن جریر بن عبد اللہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکم سترون ربکم عیانا وفی روایۃ قال کنا جلوسا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنظر الی القمر لیلۃ البدر فقال
انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ فان استطعتم ان لا تغلبوا علی صلوۃ قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا فافعلوا ثم قرأ وسبح بحمد ربک
قبل طلوع الشمس وقبل غروبہا متفق علیہ) روایت ہی جریر بن عبد اللہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تم نزدیک ہی کہ دیکھوگے
اپنے پروردگار کو آشکارا آنکھ سے اور ایک روایت مین ہی یعنے جریر سے کہ کہا تھے ہم بیٹھے نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے طرف چاند چودھوین رات کے پس فرمایا تحقیق تم دیکھوگے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکھتے ہو اس چاند کو ف ع یہ تشبیہ رویت کی ساتھ رویت
کے انکشاف پورے مین ہی یعنے دیکھنا تمھارا حق کو ایسا ہوگا کہ جیسے دیکھنا چاند کو کہ شک وشبہ کو انہین راہ نہین نہ تشبیہ مرئی کے ساتھ یعنے جیسے کہ یہ چاند تمھارے
مقابلہ مین ہی اور جہت مین اور محدود ہی ذات حق تعالے کی بھی ایسی ہی ہوگی پس یہ مراد نہین ہی جیسے کہ فرمایا ترجمہ نہین ایذا دیے جاؤگے تم بیچ دیکھنے اسکے کے
ف ع لفظ تضامون ساتھ پیش ت کے اور تخفیف میم مضمومہ کے اور ساتھ زبر ت کے اور تشدید میم کے دونون طرح روایت کیا گیا ہی لیکن اول اکثر ہی
اور وجہ اول پر ضیم سے ہی یعنے ضرر وظلم کے یعنے ضرر نہین کیے جانے کے بیچ دیکھنے اس ذات پاک کے اسطرح کہ بعضے دیکھین اور بعضے نہین یا ظلم کرے
ایک دوسرے پر ساتھ تکذیب اور انکار کے اور وجہ دوسری پر تضام سے ہی یعنے آپس مین ملنے اور اژدحام کرنے کے یعنے اجتماع اور اژدحام نہین کرینگے
اللہ تعالے کی رویت مین بسبب کمال ظہور اور وضوح کے جیسے کہ چودھوین رات کے چاند مین بخلاف دیکھنے ماہ نو کے کہ خفا اور اشتباہ رکھتا ہی ترجمہ
پس اگر طاقت رکھو تم یہ کہ غلبہ نہ کیے جاؤ تم اور زبون نہ ہو تم اوپر نماز کے کہ پہلے نکلنے آفتاب کے ہی یعنے نماز صبح اور اوپر نماز کے کہ پہلے غروب ہونے
آفتاب کے ہی یعنے نماز عصر پس کرو تم اسکو ف ع یعنے جب تک ہو سکے مواظبت کرنے کو نماز فجر وعصر پر ہاتھ سے نہ دو کہ مواظبت کرنیوالا نماز پر لائق
تر ہی ساتھ دیکھنے پروردگار تعالے کے کہ بلاشہود ذات کا یہین سے ہم پہونچا ہی حدیث جعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ گواہ ہی اسپر اور تمام نمازون کا یہی حکم
ہی اور تخصیص نماز صبح اور عصر کی بسبب افضلیت انکی کے ہی اسلیے کہ صبح وقت استراحت اور غلبہ نیند کا ہی اور عصر وقت کاروبار اور جانے بازار کا ہی پس
جسکو کہ نہین لاحق ہوگی سستی ان دو نمازون مین باوجود موانع کے اسکو غیر انکے مین بطریق اولے نہین لاحق ہوگی اور بسبب شرف ان دو وقتون کے

اور سبب اسکے کہ رویت آخرت میں انھیں دو وقتوں میں ہوگی ترجمہ پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت اور نماز پڑھ درحالیکہ حمد وثنا کہنے والا ہو اپنے
پروردگار کی پہلے نکلنے آفتاب کے کہ مراد اس سے نماز فجر ہے اور پہلے غروب آفتاب کے کہ مراد نماز عصر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ صُهَيْبٍ
عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى تُرِيدُونَ شَيْئًا أَزِيدُكُمْ فَيَقُولُونَ أَلَمْ تُبَيِّضْ وُجُوهَنَا أَلَمْ تُدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَتُنَجِّنَا مِنَ
النَّارِ قَالَ فَيُرْفَعُ الْحِجَابُ فَيَنْظُرُونَ إِلَى وَجْهِ اللّٰهِ تَعَالَى فَمَا أُعْطُوا شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِمْ مِنَ النَّظَرِ إِلَى رَبِّهِمْ ثُمَّ تَلَا لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہے صہیب سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جس وقت کہ داخل ہونگے بہشتی بہشت میں فرماویگا اللہ تعالے چاہتے ہو تم کچھ کہ زیادہ دوں
میں تمکو یعنی تمہاری عطاؤں سے پس کہینگے بہشتی کیا روشن اور اوجلا نہیں کیا تو نے منہ ہمارا کیا نہیں داخل کیا تو نے ہمکو بہشت میں اور کیا نہیں نجات
دی تو نے ہمکو آگ دوزخ سے پس اس سے کیا زیادہ ہوگا فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس اٹھایا جاویگا پردہ فرشتے اور اٹھنا پردہ کا دفع تعجب
کے لیے ہے گویا کہ کہا گیا انکو وہ زیادتی یہ ہے اور اللہ سبحانہ منزہ ہے حجاب سے اسلیے کہ وہ محجوب نہیں غیر محجوب ہے اور اسلیے کہ محجوب مغلوب ہے پس معنے یہ ہیں کہ اٹھایا
جاویگا پردہ دیکھنے والوں کی آنکھوں سے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ پس دیکھینگے طرف ذات اقدس اللہ تعالے
کے منزہ ہے صورت اور جہت وغیرہ سے پس نہ دیے گئے کوئی بہشتی کوئی چیز کہ دوست تر ہو نزدیک انکے نظر کرنے سے طرف پروردگار کے کہ قرب لقا تعالے کے
تمام نعمتوں کا دیدار حق ہے جیسے کہ نہایت تمام مراتب موجودات کی ذات اقدس اسکی ہے ترجمہ پھر پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت واسطے ان لوگوں کے
لیے کہ نیکی کی ہے ثواب نیک ہے یعنی جنت اور زیادہ اسپر یعنی رویت حق تعالے کی نقل کی یہ مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً لَمَنْ يَنْظُرُ إِلَى جِنَانِهِ وَأَزْوَاجِهِ وَنَعِيمِهِ وَخَدَمِهِ وَسُرُرِهِ مَسِيرَةَ أَلْفِ سَنَةٍ وَأَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ مَنْ يَنْظُرُ
إِلَى وَجْهِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً ثُمَّ قَرَأَ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق
ادنی بہشتیوں کا از روئے قدر و مرتبہ کے البتہ وہ شخص ہے کہ دیکھیگا طرف اپنے باغوں کے اور اپنی عورتوں کے اور اپنی نعمتوں کے اور اپنے خدمتگاروں کے
اور اپنے تختوں کے کہ بیٹھیگا اور استراحت کریگا اوپر مقدار مسافت ہزار برس کے یعنی ملک اسکی مقدار اس مسافت کی ہوگی بسبب وسعت بہشت کے اور
گرامی تر اور عزیز تر انکا نزدیک اللہ کے وہ شخص ہوگا کہ دیکھیگا طرف ذات مقدس اسکی کے صبح و شام فرشتے اور اسلیے حکم فرمایا محافظت کرنے کا اوپر دونوں
نمازوں کے کہ دن کی دونوں طرفوں میں ہیں جیسے کہ اوپر گذرا یا مراد ان دونوں وقتوں سے روز و شب علی الدوام ہے لیکن اول ظاہر تر ہے اسلیے کہ اگر ہو دیکھنا
بطریق دوام کے تو نہ متمتع ہوں اور تمام نعمتوں سے حالانکہ وہ انھیں کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگی اور عالی ہمتی یہ ہے کہ ماسوا
حق کی طرف نہ متوجہ ہوں اور توجہ اور التفات غیر حق پر پست ہمتی ہے ترجمہ پھر پڑھی حضرت نے یہ آیت کتنے منہ اسدن تر و تازہ اور خوش و خرم ہونگے طرف
پروردگار اپنے کے دیکھنے والے نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وَعَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَكُلُّنَا يَرَى رَبَّهُ مُخْلِيًا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ
بَلَى قُلْتُ وَمَا آيَةُ ذٰلِكَ فِي خَلْقِهِ قَالَ يَا أَبَا رَزِينٍ أَلَيْسَ كُلُّكُمْ يَرَى الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ مُخْلِيًا بِهِ قَالَ بَلَى قَالَ فَإِنَّمَا هُوَ خَلْقٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی رزین عقیلی سے کہ کہا کہا میں نے یا رسول اللہ آیا ہر ایک ہم سے دیکھیگا اپنے پروردگار کو تنہائی میں بغیر مزاحمت غیر کے فرمایا کہ ہاں
دیکھیگا تنہا پوچھا ابو رزین نے کہ کیا ہے علامت اسکی بیچ مخلوقات اسکی کے فرمایا اے ابو رزین کیا نہیں ہر ایک تم میں سے دیکھتا ہے چاند کو چودھویں رات میں
تنہا بغیر مزاحمت کسی کے کہا ابو رزین نے کہ ہاں دیکھتا ہے فرمایا حضرت نے پس سوائے اسکے نہیں کہ چاند ایک مخلوق ہے مخلوقات خدا سے یعنی اور دیکھتا ہے
اسکو ہر ایک اور اللہ تعالے کامل تر ہے مرتبہ میں اور بزرگ تر ہے منقبت میں یعنی پس وہ بطریق اولی دکھائی دیگا بغیر مزاحمت نقل کی یہ ابوداؤد نے الفصل
الثالث فصل تیسری (عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ رَأَيْتَ رَبَّكَ قَالَ نُورٌ أَنّٰى أَرَاهُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) روایت ہے ابوذر

کہ کہا پوچھا مین نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آیا دیکھا ہی آپ نے اپنے پروردگار کو شب معراج مین فرمایا کہ پروردگار تعالے و تقدس نور ہی کیونکر دیکھون مین اسکو فح ع اسلیے کہ کمال نور اور شدت ظہور مانع ہی ادراک سے اور خیرہ کرنے والا ہی بینائیون کا اور اطلاق نور کا اوپر ذات پاک باریتعالے کے آیا ہی جیسے کہ اللہ نور السموات والارض یعنے وہ روشن کرنیوالا آسمان و زمین کا اور ظاہر کرنے والا روشنیون آسمان و زمین کا ہی مانند آفتاب اور چاند اور ستارون اور مانند انکے کے یا ہدایت کرنے والا آسمان اور زمین والون کا اور روشن کرنے والا بندون کے دلون کا اور اسکے نامون مین سے نور بھی ایک ہی یعنے وہ ظاہر بنفسہ ہی اور ظاہر کرنے والا غیر اپنے کا علی ما ذکرہ المحققون اور لفظ انی ساتھ زبر ہمزہ اور تشدید نون کے ہی اکثر نسخون مین یعنے کیونکر دیکھون اسکو کہ وہ کمال نور ہی منع کرتا ہی ادراک کو اور بعضے نسخون مین ہی نورانی ساتھ تشدید یا کے نسبت کے لیے ساتھ زیادتی الف اور نون کے مبالغہ کے لیے اس صورت مین لفظ اراہ بمعنے اظنہ کی روایت سے بمعنے رائے کے ہوگا یعنے نورانی گمان کرتا ہون اسکو پس اگر پڑھا جاوے ساتھ پیش ہمزہ کے تو ظاہر تر ہوگا اس معنی مین کہا ابن مالک نے کہ اختلاف کیا گیا ہی بیچ دیکھنے آنحضرت کے اللہ تعالے کو شب معراج مین اور اس حدیث مین دلیل ہی دونون فریق کے لیے بسبب اختلاف روایتون کے اسلیے کہ لفظ انی روایت کیا گیا ہی ساتھ زبر ہمزہ کے اور تشدید نون مفتوحہ کے پس ہوگا استفہام بطریق انکار کے اور روایت کیا گیا ہی نون کے زبر سے بھی پس ہوگا دلیل ثابت کرنے والون کے لیے اور ہوگی حکایت ماضی سے ساتھ حال کے انتہے ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى قَالَ رَآهُ بِفُؤَادِهِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ قَالَ عِكْرِمَةُ قُلْتُ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ قَالَ وَيْحَكَ ذَاكَ إِذَا تَجَلَّى بِنُورِهِ الَّذِي هُوَ نُورُهُ وَقَدْ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ) اور روایت ہی ابن عباس سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے جھوٹ نہ کہا محمد کے دل نے ساتھ محمد کے اس چیز مین کہ دیکھا اسنے بصر سے اور وہ ذات اقدس اللہ تعالے کی ہی اور بتحقیق دیکھا آنحضرت نے پروردگار کو ایکبار اور کہا ابن عباس نے کہ دیکھا آنحضرت نے اپنے پروردگار کو اپنے دل سے دوبار فح ع اس طرح کہ لایا پروردگار تعالے بینائی انکی انکے دل مین اور بنایا دل انکا انکے بینائی مین یا پیدا کی آنکھین بیچ دل کے دیکھا یا آنکھین چشم سر سے دیکھا دونون کے ایک ہی معنے ہین اور یہ معنے اسلیے کہ مذہب ابن عباسؓ کا دیکھنا بینائی سے ہی اور دیکھنا دل سے اور انکا مذہب ہی برخلاف انکے مذہب کے چاہیے کہ معلوم ہوگا مقصود یہ ہی کہ ابن عباسؓ دیکھنے سے دیکھنا ہی کا مراد رکھتے ہین اور جمہور صحابہ موافق انکے ہین اور یہ سب دنو اور تدلی اور قاب قوسین او ادنے سب کو بیان قرب آنحضرت کا شب معراج مین بیچ درگاہ صمدیت کے کہتے ہین اور جمہور مفسرین بھی اسطرف گئے ہین کہ مراد دیکھنے سے یہ ہی کہ آنحضرت نے اللہ تعالے کو دیکھا پھر اختلاف کیا ہی بعضون نے تو کہا کہ دیکھا آنحضرت نے رب تعالے کو اپنے دل سے نہ آنکھ سے اور بعضون نے کہا کہ نہین آنکھ ہی سے دیکھا اور کہا امام نووی نے کہ راجح اکثر علما کے نزدیک یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اپنے رب کو سر کی آنکھون سے شب معراج مین اور ابن مسعود اور عائشہ اور بعضے اور صحابہ اس سے دیکھنا جبرئیل علیہ السلام کا انکی صورت اصلی مین مراد رکھتے ہین کہ اس شب مین اور غیر اس شب مین حاصل ہوا اور آیت مذکورہ کو بیان اس قرب کا کہا چاہیے کہ حدیث آیندہ مین معلوم ہوگا اور اختلاف کیا ہی علما نے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آیا کلام کیا ہی اپنے رب سبحانہ تعالے سے بغیر واسطہ یا نہین پس نقل کیا گیا ہی اشعریین سے اور ایک جماعت متکلمین سے کہ آپ نے کلام کیا ہی ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے اور ترمذی کی روایت مین یون آیا ہی کہ کہا ابن عباس نے یعنے بیچ تفسیر آیت مذکورہ کے دیکھا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار کو کہا عکرمہ نے کہ کہا مین نے ابن عباس سے اور اشکال لایا مین اسپر کہ کیا نہین فرمایا ہی اللہ تعالی نے ایضًا بیچ صفت ذات اپنی کے کہ نہین پاتین اسکو بینائیان اور وہ پاتا ہی بینائیون کو یعنے پس کیونکر قائل ہو دیکھنے آنحضرت کے رب العزت کو کہا ابن عباسؓ نے بیچ جواب عکرمہ کے ولے ہی تجکو ای عکرمہ پانا اسکا بینائیون کو اور نہ پانا بینائیون کا اسکو اسوقت ہی کہ تجلی کرے اور ظاہر ہو ساتھ نور اپنے کے کہ وہ نور خاص ذات اسکے کا ہی فح ع اور اسوقت مضمحل ہو ادراک اور فانی و نابود ہو مدرک اور اگر تجلی کرے اسقدر کہ وفا کرے اسکو قوت بشری پا سکتی ہین اسکو بینائیان اور یہ بھی علما نے کہا ہی کہ ادراک

لغت مین احاطہ شی کا ہو ساتھ تمام حدود و نہایت اُسکی کے اور حق سبحانہ کے لیے کوئی حد و نہایت نہین ہی اور دیکھنا عام تر ہی اس سے ترجمہ اور تحقیق دیکھا آنحضرت نے اپنے پروردگار جل وعلا کو دو بار فرقہ ایک بار نزدیک سدرۃ المنتہیٰ کے اور ایک بار عرش پر انتہی اور ملا علی ق نے کہا کہ احتمال ہی کہ دیکھے دو بار دیکھا ایکبار دل سے اور ایک بار آنکھ سے اسلیے کہ نہین کہا کسی نے کہ آنحضرت صلعم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا آنکھون سے دو بار (وَعَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ فَقَالَ كَعْبٌ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ قَالَ مَسْرُوقٌ فَدَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ هَلْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ فَقَالَتْ لَقَدْ تَكَلَّمْتَ بِشَيْءٍ قَفَّ لَهُ شَعْرِي قُلْتُ رُوَيْدًا ثُمَّ قَرَأْتُ لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى فَقَالَتْ أَيْنَ تَذْهَبُ بِكَ إِنَّمَا هُوَ جِبْرِيلُ مَنْ أَخْبَرَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ أَوْ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا أُمِرَ بِهِ أَوْ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَقَدْ أَعْظَمَ الْفِرْيَةَ وَلٰكِنَّهُ رَأَى جِبْرِيلَ لَمْ يَرَهُ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَرَّتَيْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَمَرَّةً فِي أَجْيَادٍ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَى الشَّيْخَانِ مَعَ زِيَادَةٍ وَاخْتِلَافٍ وَفِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَأَيْنَ قَوْلُهُ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى قَالَتْ ذَاكَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْتِيهِ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ وَإِنَّهُ أَتَاهُ هٰذِهِ الْمَرَّةَ فِي صُورَتِهِ الَّتِي هِيَ صُورَتُهُ فَسَدَّ الْأُفُقَ) اور روایت ہی شعبی سے کہ کہا ملاقات کی ابن عباس رض نے کعب احبار سے عرفات مین روز عرفہ کے پس پوچھا ابن عباس رض نے کعب سے ایک چیز سے یعنی رویت حق جل وعلا کی سے دنیا مین پس تکبیر کہی کعب نے یعنی بسبب استعظام اور استبعاد اس سوال ابن عباس کے یہان تک کہ جواب دیا اسکو پہاڑون نے یعنی تکبیر ایسی بلند کی کہ پہاڑون سے آواز نکلی جیسے کہ گنبد مین کوئی بولتا ہی تو ویسے ہی آواز وہان سے آتی ہی پس کہا ابن عباس رض نے کہ ہم اولاد ہاشم ہین فرقہ یعنی ہم اہل علم اور اہل معرفت ہین نہین پوچھتے ہم ایسی چیز کہ بعید ہو عقل سے اور نزدیک ملازم درگاہ نبوت کے ہین کہ اقتباس علوم و انوار کا جناب نبوت سے کیا ہی یعنی تامل کر اور ساتھ تعجب اور استبعاد کے جلدی نہ کر اور تفکر کر جواب مین کہ رویت حق دنیا مین فی الجملہ ممکن ہی پس جب ابن عباس سے یہ مبالغہ کیا کعب احبار نے تامل و تفکر کیا پھر پس کہا کعب نے کہ تحقیق اللہ تعالے نے تقسیم کی رویت اپنی اور کلام اپنا درمیان محمد اور موسیٰ کے پس کلام کیا اللہ نے موسیٰ سے دو بار یعنی ایک تو وادی ایمن مین اور دوسرے کوہ طور پر اور دیکھا اسکو محمد نے یعنی معراج مین دو بار اور ظاہر یہ ہی کہ کعب احبار نے یہ کلام توریت سے نقل کیا کہا مسروق نے کہ شعبی یہ حدیث روایت اُس سے کرتا ہی پس داخل ہوا مین حضرت عائشہ رض کے پاس یعنی بعد دیکھنے مناظرہ ابن عباس اور کعب کے اور سننے اس کلام کے کعب سے پس کہا مین نے عائشہ سے کہ آیا دیکھا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے پروردگار اپنے کو پس کہا عائشہ رض نے مسروق سے کہ تحقیق کلام کیا تو نے ساتھ ایسی چیز کے کہ کھڑے ہوگئے بسبب اُسکے بال میرے بدن کے یعنی چونکہ مین معتقد ہون اسکی کہ وہ پاک ہی نظر آنے سے دنیا مین اور وقوع اُسکا محال ہی مارے عظمت و ہیبت اسکی کے میرے بدن کے بال کھڑے ہوگئے کہا مین نے ٹھہر و اور جلدی نہ کرو رویت حق کے انکار مین مقصود تسکین دلانا اور تمہید اسکو تا کہ سوال وجواب اُنسے کرین پھر پڑھی مین نے یعنی اثبات رویت کے لیے یہ آیت تحقیق دیکھین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیان پروردگار اپنے کی بڑی فرقہ ظاہر یہ ہی کہ مراد مسروق کے پڑھنے آیت سے نشانی بڑی ہی کہ دلالت کرے عظمت شان اللہ تعالے کی پر یا اوپر تعظیم جناب آنحضرت کے اور مقصود اس سے رویت بصری ہی یا دل کی ترجمہ پس کہا عائشہ رض نے کہان لیجاتی ہین تجکو آیتین یعنی خطا کی تو نے آیتون کے معنے سمجھنے مین کہ انکو پروردگار کی رویت پر حمل کیا تو نے سوا اسکے نہین کہ وہ نشانی بڑی جبرئیل ہی جو کوئی خبر دے تجکو کہ محمد نے دیکھا اپنے پروردگار کو شب معراج مین یا خبر دے کہ آنحضرت نے چھپایا کچھ اس چیز سے کہ حکم کیے گئے ساتھ اظہار اُسکے کے فرقہ یعنی احکام و شرایع جیسے کہ دلالت کرتا ہی اسپر قول اللہ تعالے کا یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اور چھپانا عام ہی سب سے یا بعض سے پس اس سے رد ہوا اعتقاد فاسد شیعہ کا یہ کہ خاص ہو نسبت اہل بیت کے ساتھ بعض احکام کے یا خبر دے کہ جانتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ چیزین کہ فرمایا ہی اللہ تعالے نے انکے حق مین تحقیق اللہ تعالیٰ

اُسکے پھر علم قیامت کا اور آثار تھے جنکا بیچ آخر آیت کے بس تحقیق بڑا احسان کیا لیکن مراد آیات مذکورہ سے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جبرئیل
کو یعنے اُنکی صورت اصلیہ میں نہیں دیکھا جبرئیل کو اُنکی صورت اصلیہ میں مگر دو بار ایکبار نزدیک سدرۃ المنتہی کے جیسے فرمایا ولقد رآہ نزلۃ اخری
عند سدرۃ المنتہی یعنی اور ایکبار اجیاد میں کہ نام ایک موضع کا ہے مکہ میں دیکھا آنحضرت نے جبرئیل کو درحالیکہ اُنکے چھ سو بازو تھے تحقیق روک
لیا تھا کنارہ آسمان کو نقل کی یہ ترمذی نے اور روایت کی بخاری اور مسلم نے ساتھ زیادتی اور اختلاف کے اور بیچ روایت بخاری اور مسلم کے یون آیا ہے کہ کہا
مسروق نے کہا میں نے عائشہ سے پس اگر دیکھا محمد نے پروردگار کو تو کہان ہے اور کس پر محمول ہے قول حق سبحانہ تعالی کا پھر نزدیک آیا پس اوترا یا متعلق ہوا
ساتھ اُسکے قریب یعنے پس ظاہر یہ تھا اور جیسے کہ ضمیر دنا کی پھرتی ہے طرف اللہ کے اور ضمیر فتدلی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا بالعکس اور ایسے ہی ضمیر فکان
کی فکان قاب قوسین میں اور ایسے ہی فرمایا فاوحی الی عبدہ ما اوحی ما کذب الفواد ما رای پس یہ اشکال کیا مسروق نے حضرت عائشہ سے کہ یہ یعنے مرجع ضمیر کا
سب میں جبرئیل علیہ السلام ہو نہ یعنے نہ رب سبحانہ پھر استیناف کیا عائشہ نے واسطے بیان دفع اس اشکال کے کہ اگر شاید کوئی کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کیونکر تشبیہ دیتے جبرئیل کو ہیشہ میں پس کہا وجہ تشبیہ میں روایت اُنکی کی اس مقام میں تو گویا جواب دیا عائشہ نے کہ آتے تھے جبرئیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بیچ صورت ایک مرد کے یعنے بشکل اور اکثر بصورت دحیہ کلبی کے اور تحقیق جبرئیل آئے آنحضرت کے پاس اس بار میں یعنے اجیاد میں بیچ صورت اپنی کے
کہ وہ صورت اصلی اُنکی ہے پس روک دیا کنارہ آسمان کو یعنی مانند اس ہیئت کے کہ دیکھا تھا اُنکو شب معراج میں اُنکی صورت اصلی میں پر وجہ تحقیق کے یہ ہے کہ
مذکور ہوا اور ابن عباس سے کئی طریقے ہیں ساتھ قول کعب کے اور اختیار اسکو کیا کہ آنحضرت نے دیکھا اللہ تعالے کو دو بار باجتماع رویت کے آنکھ بصر یا بصیرت کے
یا ایکسان دونون کے بصیرت سے اور دوسرے بصر سے باوجود اتفاق کے اسپر کہ نہیں دیکھا آنحضرت نے اللہ تعالے کو آنکھ سے دوبار واللہ اعلم اور اسپر نفی
عائشہ کی بہن احتمال ہے کہ حمل کیجاوے مطلق پر یا مقید ہو ساتھ نفی بصر کے اور جواز رویت اُنکی کے دل سے اور ظاہر اول ہے ہمقتدر و تامل کہا حافظ ابن حجر نے
کہ تطبیق درمیان اثبات ابن عباس کے اور نفی عائشہ کے یہ ہے کہ حمل کیجاوے نفی عائشہ کی اوپر رویت بصر کے اور اثبات ابن عباس کا اوپر رویت دل کی
پھر مراد علم اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے علم رکھنے والے اللہ تعالے کا علی الدوام اور رویت جو حاصل ہوئی حضرت کو پیدا کی گئی حضرت کے قلب میں جیسے
پیدا کیجاتی ہے رویت آنکھ کی واسطے دیکھنے غیر اللہ تعالے کے (وعن ابن مسعود فی قولہ فکان قاب قوسین او ادنی وفی قولہ ما کذب الفواد ما رای وفی قولہ لقد رای
من آیات ربہ الکبری قال فیہا کلہا رای جبرئیل لہ ستمائۃ جناح متفق علیہ وفی روایۃ الترمذی قال ما کذب الفواد ما رای قال رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جبرئیل فی حلۃ من رفرف قد ملأ ما بین السماء والارض ولہ وللبخاری فی قولہ لقد رای من آیات ربہ الکبری قال رای رفرفا اخضر سد افق السماء)
اور روایت ہے ابن مسعود سے بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے پس ہوا یعنے قرب معنوی درمیان انکے اور یہ ہے کہ یا قرب صوری درمیان جبرئیل اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدار دو کمانون کے اور یہ کنایہ ہے کمال قرب اُن دونون کے سے یا کمتر اُس سے اور بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے نہیں جھوٹ پایا
دل نے وہ چیز کہ دیکھی اور بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے البتہ تحقیق دیکھین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشانیان پروردگار اپنے کی بڑی کہا ابن مسعود نے
بیچ تفسیر ان سب آیتون کے کہ دیکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو درحالیکہ واسطے اُنکے چھ سو بازو تھے یعنے یہ سب ضمیرین پھرتی
ہین جبرئیل کی طرف اور یہ تاویل مطابق ہے اُس تاویل کے کہ عائشہ نے کی آیتون مذکورہ میں جیسے کہ اوپر مذکور ہوئی اور کہا بعضے علما ہمارے نے کہ ابن
مسعود اعلم الصحابہ ہین بعد خلفاء اربعہ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ روایت ترمذی کے یون آیا ہے کہ کہا ابن مسعود نے بیچ قول اللہ تعالے
کے نہیں جھوٹ پایا دل نے اُس چیز کو کہ دیکھا کہا دیکھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو بیچ ایک جامے کے کپڑون سبز سے درحالیکہ تحقیق بھر دیا تھا اُس
چیز کو کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے اور ایک روایت ترمذی اور بخاری کی میں بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے البتہ تحقیق دیکھین آنحضرت نے اپنے پروردگار

اپنے کی بڑی کہا ابن مسعود نے کہ دیکھا آنحضرت نے رفرف اخضر کو یعنی سبز کپڑے دان والے کو کہ وہ جبرئیل ہیں کہ بند کیا تھا کنارہ آسمان کو شرح تنبیہ ہو کہ
معلوم ہوا کہ بیچ رویت آنحضرت کے پروردگار تعالیٰ کو شب معراج میں چشم سر سے صحابہ کو اختلاف ہے عائشہ رضی نفی اسکی کرتی ہیں اور ابن عباس رضی اثبات اور
ساتھ ہر ایک کے انہیں سے جماعت ہے صحابہ کی موافق اور بعد از صحابہ کے تابعین وغیرہ بھی اسی طرح اختلاف پر گئے ہیں اور بعضوں نے توقف کیا اور کہا کہ کسی
جانب میں دلیل واضح نہیں ہے لیکن جمہور بجانب اثبات کے ہیں شیخ محی الدین نووی نے کہا کہ راجح اور مختار نزدیک اکثر علماء کے یہ ہے کہ آنحضرت نے
دیکھا پروردگار اپنے کو سر کی آنکھوں سے اور کہا کہ اثبات اسکا سوائے سننے کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہو سکتا اور عائشہ رضی نے انکار رویت کا
حدیث سے نہیں کیا اور کچھ سنکر آنحضرت سے روایت نہیں کیا بلکہ وہ استنباط و اجتہاد ہے انکا بقول حق تعالیٰ کے مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَہُ اللّٰہُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ
اور بقول اللہ تعالیٰ کے لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ اور جواب اسکا یہ ہے کہ نفی کیا گیا آیت پہلی میں کلام بحالت رویت نہیں ہے اور اسے نفی رویت نہیں کلام سے لازم نہیں آتی
اور ادراک احاطہ ہے اور نفی احاطہ سے نفی مطلق رویت کی نہیں ہو جاتی اور بعض علما نے کہا کہ اعتماد اس باب میں ابن عباس کے قول پر ہے اور مقرر ہے کہ انہوں
نے یہ قول سوائے سننے کے آنحضرت سے نہیں کہا اور روا نہیں کہ ایسی بڑی بات ظن و اجتہاد سے کہیں اور ابن عمر نے اس مسئلہ میں ابن عباس سے تکرار
کی اور پوچھا کہ آیا دیکھا محمد نے اپنے رب کو پس انہوں نے کہا کہ ہاں دیکھا انکو پس ابن عمر نے تسلیم کیا اور ہرگز تردد اور انکار نہیں کیا ابن راشد نے کہا کہ عائشہ رضی
ہمارے نزدیک ابن عباس سے زیادہ علم نہیں رکھتی تھیں اور مختار اکثر مشائخ صوفیہ سے بھی ثبوت رویت ہے (وَسُئِلَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِلٰى رَبِّهَا
نَاظِرَةٌ فَقِيْلَ قَوْمٌ يَقُوْلُوْنَ اِلٰى ثَوَابِهٖ فَقَالَ مَالِكٌ كَذَبُوْا فَاَيْنَ هُمْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ قَالَ مَالِكٌ اَلنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ اِلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَعْيُنِهِمْ وَقَالَ
لَوْ لَمْ يَرَ الْمُؤْمِنُوْنَ رَبَّهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَمْ يُعَيِّرِ اللّٰهُ الْكُفَّارَ بِالْحِجَابِ فَقَالَ كَلَّا اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور پوچھے گئے امام مالک بن انس تفسیر قول
اللہ تعالیٰ کے سے یعنی کتنے منہ ہونگے روز آخرت کے طرف پروردگار اپنے کے دیکھنے والے پس کہا گیا یعنی امام مالک سے کہ ایک قوم یعنی معتزلہ اور مانند انکے کہ اہل
بدعت ہیں سے کہتے ہیں کہ مراد آیت مذکورہ میں دیکھنا طرف ثواب پروردگار کے ہے نہ طرف ذات اسکی کے پس کہا امام مالک رضی نے جھوٹے ہیں وہ پس کہاں ہیں وہ اور
کیوں دور پڑے سمجھنے سے قول حق تعالیٰ کے سے کہ بیچ شان کفار اور تقبیح حال انکے کے فرمایا ہے حقا تحقیق کفار دیکھنے پروردگار کے سے اس روز منع کیے جاوینگے
فرق یعنی نہیں دیکھنے کے اسکو اور حجاب اشد عذاب ہے جیسے کہ رویت ہر ثواب سے افضل ہے اور یہ معنی ہیں کہ کہاں گئی ہے انکی عقل کہ پڑے ہیں اس سے غفلت
اور بعد میں مفہوم اس قول سے اور وہ یہ ہے کہ مومن غیر محجوب ہونگے بلکہ دیکھینگے ثبت کہا مالک نے کہ لوگ یعنی مسلمان دیکھینگے طرف اللہ تعالیٰ کے روز
قیامت کے اپنی آنکھوں سے اور کہا مالک نے اگر نہ دیکھتے مسلمان اپنے پروردگار کو روز قیامت کے تو عار دلاتا اللہ کافروں کو ساتھ ہونے انکے کے محجوب
دیدار حق سے پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے یعنی کفار کے حق میں حقا تحقیق کفار اپنے پروردگار سے اسدن پردے میں ہونگے فرق یعنی عذاب کرنا اور عار
دلانا اسی صورت میں ہے کہ اور نعمت دیدار سے محظوظ اور مخصوص ہوں اور یہ محروم و شرمندہ ہوں اور اگر مومن بھی محجوب ہوں تو سرزنش کافروں کو کیوں ہو نقل کی یہ بغوی
نے شرح السنہ میں (وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَهْلُ الْجَنَّةِ فِيْ نَعِيْمِهِمْ اِذْ سَطَعَ لَهُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَيْهِمْ مِنْ فَوْقِهِمْ فَقَالَ
اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ قَالَ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ قَالَ فَيَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَلَا يَلْتَفِتُوْنَ اِلٰى شَيْءٍ مِّنَ النَّعِيْمِ مَا دَامُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ
حَتّٰى يَحْتَجِبَ عَنْهُمْ وَيَبْقٰى نُوْرُهٗ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ) اور روایت ہے جابر رضی سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسوقت کہ بہشتی اپنے ناز و نعمتوں میں مشغول ہونگے
ناگہاں نکلیگا اور بلند ہو گا انکے لیے نور پس اٹھا وینگے سر اپنے تا دیکھیں نور کو پس ناگہاں دیکھینگے کہ پروردگار تعالیٰ نے تجلی کی ہے اوپر انکے سے پس
فرماویگا پروردگار تعالیٰ سلام ہو تمپر اے بہشتیو اور یہی سلام رب کا یعنی شان اسکا قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ فرمایا بہشتیوں کے لیے
سلام کہنا پروردگار مہربان کی طرف سے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس دیکھیگا اللہ تعالیٰ طرف انکے اور دیکھینگے وہ طرف اللہ تعالیٰ کے پس نہ

التفات کرینگے طرف کسی چیز کے نعمتوں بہشت میں سے جب تک کہ دیکھینگے طرف اللہ تعالے کے یہان تک کہ پوشیدہ ہوگا اللہ تعالی انکی نظروں سے یعنے سامنا
واقع کرنے حجاب کے انپر اور باقی رہیگا آثار نورانیت اور ذوق اور سرور اسکا نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف ح یہ پردہ اور پوشیدگی بھی جملہ لطف مہربانی سے ہے
اللہ تعالے کی طرف سے اپنے بندون پر اسلیے کہ ہمیشہ درگاہ شہود و حضور مین رکھنا اور مستغرق نور ذات کا کرنا تاب و طاقت انکی نہین ہو ایک زمانہ چاہیے کہ
بحال خود آوین اور نعمتین جنت کی دیکھکر مستحق اور تجلی کے ہون اور ہر بار لذت و ذوق جدید پاوین باب صفۃ النار واھلھا باب ہے بیچ بیان دوزخ اور
اہل دوزخ کے الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نارکم جزء من سبعین جزءا من نار جہنم قیل یا رسول اللہ
ان کانت لکافیۃ قال فضلت علیہن بتسعۃ وستین جزءا کلہن مثل حرہا متفق علیہ واللفظ للبخاری وفی روایۃ مسلم نارکم التی یوقد ابن آدم وفیہا علیہا وکلہا بدل
علیہن وکلہن) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گرمی تمھاری آگ کی یعنے دنیا کی ایک ٹکڑا ہے ستر ٹکڑوں آگ دوزخ کی سے
ف ح یعنے آگ دوزخ ستر درجہ گرم تر ہے اس آگ سے شاید کہ مقصود عدد ستر سے بیان کثرت اور مبالغہ ہے نہ تعین اس عدد مخصوص کا اور بیچ ذکر اس عدد کے
ارادہ اس معنی کا معہود و متعارف ہے کہا گیا یا رسول اللہ تحقیق تھی یہ آگ دنیا کی کفایت کرنیوالی یعنے عذاب و سزا دینے مین پس کیا حاجت تھی بیچ پیدا
کرنے آگ سخت کے اس سے فرمایا زیادتی دی گئی آگ دوزخ کی ان آگون پر انہتر جزء ہر ایک ان انہتر جزوں مین سے مانند گرمی اس آگ تمھاری کے ہے ف
یہ وہ مضمون پہلے فقرہ کا ہے کہ فرمایا تھا گرمی آگ تمھاری کی ایک جزء ہے ستر جزوں آگ دوزخ کی سے تاکید کے لیے تکرار کی اور حاصل جواب یہ کہ ضرور ہے اور چاہیے
کہ زیادہ ہو گرمی آگ دوزخ کی دنیا کی آگ پر اور کفایت نہین کرتی تمھاری آگ یعنے عذاب خدا اشد چاہیے عذاب خلق سے تا ممتاز ہو عذاب اسکا اوروں کے
عذاب سے اور اسی لیے اختیار کیا گیا ذکر آگ کا اوپر اصناف عذاب کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے لیکن یہ لفظ کہ ذکر کیے گئے بخاری کے ہین اور
روایت صحیح مسلم مین یون ہے کہ آگ تمھاری کہ جلاتے ہین ابن آدم ایک جزء ہے ستر جزء آگ دوزخ کی سے اور بیچ روایت مسلم کے لفظ علیہا اور کلہا ہے بجاے علیہن
اور کلہن کے یعنے بخاری کی روایت مین ہے فضلت تسعۃ وستین جزءا کلہن اور مسلم کی روایت مین ہے فضلت علیہا تسعۃ وستین جزءا کلہا (وعن ابن مسعود قال قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یؤتی بجہنم یومئذ لہا سبعون الف زمام مع کل زمام سبعون الف ملک یجرونہا رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لائی جاویگی دوزخ یعنے اس مکان سے کہ پیدا کیا ہے اسکو اللہ تعالے نے اسمین اسدن یعنے دن قیامت کے
اس دوزخ کے لیے ستر ہزار باگین ہونگی کہ ساتھ ہر ایک باگ کے ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے کھینچینگے اسکو ف ع یعنے یہان تک کہ رکھینگے اسکو ایسی زمین مین
کہ نہین رہیگی جنت کے لیے راہ مگر پل صراط اسکی پشت پر اور فائدہ ان باگون کا یہ ہوگا کہ روکے وہ نکلنے سے محشر پر مگر جسکو چاہیگا اللہ تعالے نگاہ رکھیگا اس سے
اور بچالیگا نقل کی یہ مسلم نے (وعن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اھون اھل النار عذابا من لہ نعلان وشراکان من نار یغلی
منہما دماغہ کما یغلی المرجل ما یری ان احدا اشد منہ عذابا وانہ لاھونہم عذابا متفق علیہ) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق سبکترین دوزخیون کا عذاب مین وہ شخص ہوگا کہ ہونگی اسکے لیے دو پاپوشین یعنے نیچے قدم کے اور دو تسمے یعنے اوپر قدم کے آگ کے
جوش ماریگا ان دونون سے یعنے دونون نوعون سے کہ وہ دونون پاپوشین ہین اور دونون تسمے دماغ اسکا جیسے کہ جوش مارتی ہے دیگ مسی نہین گمان
کریگا وہ شخص یہ کہ کوئی سخت تر ہو اس سے عذاب مین یعنے بسبب الگ ہونے اور عدم اطلاع اسکی کے حال غیر اپنے پر حالانکہ تحقیق وہ شخص سبکترین دوزخیون
کا ہوگا عذاب مین ف ع اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ دوزخی متفاوت ہونگے عذاب مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اھون اھل النار عذابا ابو طالب وھو منتعل بنعلین یغلی منہما دماغہ رواہ البخاری) اور روایت ہے ابن عباس رضی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ سبکترین دوزخیون کا عذاب مین ابو طالب ہے اور وہ دو پاپوشین پہنے ہوگا کہ جوش ماریگا انسے دماغ اسکا ف ع تخفیف عذاب کی انکو

اس سبب سے ہوگی کہ تھا وہ حامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سختی عداوت کفار کی سے پس جب وہ باعث تخفیف کا ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیا
جاویگا جزا موافق سنت نقل کی یہ بخاری نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤتی بانعم اہل الدنیا من اہل النار یوم القیامۃ فیصبغ فی النار
صبغۃ ثم یقال یا ابن آدم ہل رأیت خیرا قط ہل مر بک نعیم قط فیقول لا واللہ یا رب ویؤتی باشد الناس بؤسا فی الدنیا من اہل الجنۃ فیصبغ صبغۃ
فی الجنۃ فیقال لہ یا ابن آدم ہل رأیت بؤسا قط ہل مر بک شدۃ قط فیقول لا واللہ یا رب ما مر بی بؤس قط ولا رأیت شدۃ قط رواہ مسلم) اور روایت ہے انس رض
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لایا جاویگا بہت نعمت والا یعنی اور بڑا ظالم اہل دنیا کا دوزخیوں میں سے دن قیامت کے پس غوطہ دیا جاویگا
دوزخ میں ایک غوطہ یعنی ڈالا جاویگا دوزخ میں جیسے کہ کپڑے کو مٹکی میں رنگ کرنے کے لیے ڈالتے ہیں پھر کہا جاویگا اے فرزند آدم کے کیا دیکھی تو نے
بھلائی کبھی کیا گذری تجھ پر نعمت و راحت کبھی دنیا میں پس کہیگا وہ دوزخی کہ نہیں قسم خدا کی اے پروردگار میرے یعنی ڈر سے دوزخ کے بھول جانے میں تمام ناز و نعمت
و آسائش دنیا کی فراموش کی گویا ہرگز رکھتا ہی نہ تھا اور لایا جاویگا سخت تر یعنی آدمیوں کا از روے محنت اور غم کے دنیا میں بہشتیوں میں سے پس ایک غوطہ
دیا جاویگا بہشت میں پس کہا جاویگا اے فرزند آدم کے کیا دیکھی تو نے سختی کبھی اور آیا گذری تجھ پر سختی کبھی پس کہیگا وہ قسم خدا کی اے پروردگار میرے نہیں گذری
مجھ پر سختی کبھی یعنی دنیا میں اور نہ دیکھی میں نے سختی کبھی نقل کی یہ مسلم نے فق یعنی درازی اسکے جواب کی سبب یہ ہے اور حاصل ہونے کمال خوشی کے ہوگی بخلاف
دوزخی کے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقول اللہ لاہون اہل النار عذابا یوم القیامۃ لو ان لک ما فی الارض من شیء اکنت تفتدی بہ
فیقول نعم فیقول اردت منک اہون من ہذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی شیئا فابیت الا ان تشرک بی متفق علیہ) اور روایت ہے انس
سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا فرماویگا اللہ تعالیٰ واسطے سہل تر دوزخیوں کے عذاب میں دن قیامت کے کہ اگر ہوتا
واسطے تیرے وہ چیز کہ زمین میں ہے اشیاء دنیا سے آیا ہوتا تو کہ بدلا دیتا ساتھ اس کے یعنی دیتا تو اسکو اور اپنے تئیں عذاب دوزخ سے چھڑاتا اگر چہ تو ہزار ہا
پس کہیگا وہ دوزخی ہاں پس فرماویگا حق سبحانہ تعالیٰ چاہا تھا میں نے تجھ سے اور حکم کیا تھا میں نے تجھ کو ایک چیز آسان تر اور کمتر کا اس فدیہ دینے سے
حالانکہ تو پشت آدم میں تھا اور وہ چیز یہ ہے کہ شریک نہ کر تو ساتھ میرے کسی چیز کو فق یعنی کہا مظہر نے کہ ارادہ یہاں معنی امر کے ہے اور فرق درمیان امر و ارادہ
کے یہی ہے کہ جو کچھ جاری ہوتا ہے عالم میں بلا شبہ ہوتا ہے اسی کے ارادہ اور مشیت سے اور امر کبھی ہوتا ہے مخالف ارادہ اور مشیت اسکی کے اور طیبی نے کہا
ظاہر یہ ہے کہ حمل کیا جاوے ارادہ یہاں میثاق کے لینے پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظہورہم ذریتہم الخ پس یہ قول اللہ
تعالیٰ کے وانت فی صلب آدم اور حمل کیا جاوے اباء یہاں نقض عہد پر پس توڑا تو نے عہد اور فرمانبرداری نہ کی میرے امر و نہی کی اور باز نہ رہا تو
مگر کہ شریک ہی کیا میرے ساتھ بتوں وغیرہ کو پس یہ نہیں قبول کرونگا اگر چہ لاوے ساری چیزیں زمین کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن سمرۃ بن جندب
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال منہم من تاخذہ النار الی کعبیہ ومنہم من تاخذہ النار الی رکبتیہ ومنہم من تاخذہ النار الی حجزتہ ومنہم من تاخذہ النار الی ترقوتہ
رواہ مسلم) اور روایت ہے سمرہ بن جندب سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعضے دوزخیوں میں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ دونوں ٹخنوں
تک اور بعضے انمیں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ دونوں زانوؤں تک اور بعضے انمیں سے وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ کمر تک اور بعضے ان میں سے
وہ ہونگے کہ پکڑیگی انکو آگ ہنسلی گردن تک فق یعنی اس حدیث میں بیان ہے تفاوت عذابوں کا ضعف و شدت میں نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما بین منکبی الکافر فی النار مسیرۃ ثلثۃ ایام للراکب المسرع وفی روایۃ ضرس الکافر مثل احد وغلظ جلدہ مسیرۃ
ثلث رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان دونوں مونڈھوں کافر کے دوزخ میں مسافت ہے
تین دن کی ہوگی واسطے سوار تیز رو کے فق اور روایت میں آیا ہے کہ متکبرین حشر کیے جاوینگے روز قیامت کے مانند چیونٹیوں کے بیچ صورتوں آدمیوں کی

پھر ہانکے جاوینگے طرف قید خانہ کے جہنم میں انتہی مظاہر حق تطبیق ان دونوں حدیثوں کے یہ ہے کہ مراد متکبرین سے گنہگار مومنین ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ موقف میں
مانند چیونٹیوں کے ہونگے کہ روندے جاوینگے انہیں پھر بڑے ہوجاوینگے انکے بدن اور داخل ہونگے دوزخ میں اور وہاں ایسے ہونگے مت
اور ایک روایت میں ہے کہ دانت کافر کے مانند کوہ احد کے ہونگے اور موٹاپا اسکی جلد کا مقدار مسافت تین شب کے ہوگا یہ پھیلاؤ واسطے زیادتی عذاب کے ہوگا
نقل کی یہ مسلم نے (وذکر حدیث ابی ہریرۃ اشتکت النار الی ربہا فی باب تعجیل الصلوۃ) اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اول اسکی یہ ہے اشتکت النار الی
ربہا بیچ باب تعجیل الصلوۃ کے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اوقد علی النار الف سنۃ حتی احمرت
ثم اوقد علیہا الف سنۃ حتی ابیضت ثم اوقد علیہا الف سنۃ حتی اسودت فہی سوداء مظلمۃ رواہ الترمذی) روایت ہے ابی ہریرہ سے انہنے نقل کی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جلائی گئی آگ دوزخ کی ہزار برس یہانتک کہ سرخ ہوئی پھر جلائی گئی ہزار برس یہانتک کہ سفید ہوئی ف آگ جب بہت
تیز و صاف ہوتی ہے تو سفید ہوجاتی ہے اسلیے کہ سرخی اسکی آمیزش دھوئیں سے ہوتی ہے پھر جلائی گئی ہزار برس یہانتک کہ سیاہ ہوئی پھر آگ دوزخ کی
سیاہ تاریک ہے کہ اصلا روشنی نہیں رکھتی ف یہ حدیث دلیل ہے اسپر کہ دوزخ پیدا کی گئی ہے جیسے کہ مذہب ہے اہل سنت کا بخلاف معتزلہ کے کہ ایک جماعت ہے
اہل بدعت سے اور مؤید ہے ہمارا قول اللہ تعالیٰ کا اعدت للکافرین ساتھ صیغہ ماضی کے ف نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ضرس الکافر یوم القیامۃ مثل احد وفخذہ مثل البیضاء ومقعدہ من النار مسیرۃ ثلث مثل الربذۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہ سے
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دانت کافر کے روز قیامت کے مانند احد کے ہونگے اور ران اسکی مانند بیضا کے کہ نام ہے ایک پہاڑ کا اور جگہ بیٹھنے
اسکے کی دوزخ میں مقدار تین دن کے مانند ربذہ کے ف ربذہ ایک گانو ہے مدینہ کے گانوں میں سے کہ مدینہ سے تین دن کی راہ ہے پس مثل الربذہ
سے مراد ہے مثل بعد ربذہ کے مدینہ سے ف نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان غلظ جلد الکافر اثنان واربعون ذراعا
وان ضرسہ مثل احد وان مجلسہ من جہنم ما بین مکۃ والمدینۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے اسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق موٹاپا
جلد کافر کا بیالیس ہاتھ ہوگا ف لفظ جامع کی یوں ہیں اثنان واربعون ذراعا بذراع الجبار اور تحقیق دانت اسکے مانند کوہ احد کے ہونگے اور تحقیق جگہ بیٹھنے اسکے کی
دوزخ میں مقدار اس مسافت کے ہے کہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ہے یعنے دس بارہ دن کی ف کہا ابن حجر نے اختلاف ان مقداروں کا بسبب اختلاف تعذیب
کفار کے ہے دوزخ میں یعنے جسکو عذاب زیادہ ہوگا اسکے بیٹھنے کی جگہ بھی زیادہ ہوگی اور جسکو کم ہوگا اسکی جگہ بھی کم ہوگی اور اسی طرح بدن وغیرہ کی مقدار کو سمجھنا
چاہیے واللہ اعلم ف نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الکافر لیسحب لسانہ الفرسخ والفرسخین یتوطاہ الناس
رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کافر البتہ کھینچیگا زبان اپنی تین کوس اور
چھ کوس روندینگے اسکو لوگ اپنے قدموں سے اور چلینگے اسپر ف نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن ابی سعید عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال الصعود جبل من نار یتصعد فیہ سبعین خریفا ویہوی بہ کذلک فیہ ابدا رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی سعید سے انہنے نقل کی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا صعود کہ قرآن مجید میں واقع ہے سارہقہ صعودا ایک پہاڑ ہے آگ سے چڑھایا جاویگا اسپر کافر ستر برس اور گرایا جاویگا اس سے ایسے ہی
یعنے ستر برس دوزخ میں ہمیشہ یعنے ہمیشہ چڑھنے اور اترنے میں رہیگا ف نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فی قولہ کالمہل ای کعکر الزیت
فاذا قرب الی وجہہ سقطت فروۃ وجہہ فیہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابی سعید سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا حضرت نے بیچ قول
اللہ تعالیٰ کے ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم کالمہل یغلی فی البطون یعنے درخت زقوم کا خوراک گنہگاروں کی ہے مانند مہل کے جوش ماریگا پیٹوں میں پس تفسیر
نے بیچ معنی مہل کے فرمایا مانند تلچھٹ زیتون کے ہے پس جب نزدیک کیا جاویگا مہل طرف منھ دوزخی کے تو گر پڑیگا پوست منھ اسکے کا اسمین یعنے مارے گرمی

قطرہ درخت تھوہڑ کے سے ٹپکے بیچ گھر دنیا کے تو البتہ تباہ کر دے دنیا والون پر انکے اسباب زندگانی کو پس کیا حال ہوگا اسکا کہ ہو تھوہڑ خوراک اسکی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ وَہُمْ فِیْہَا کَالِحُوْنَ قَالَ تَشْوِیْہِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُہُ الْعُلْیَا حَتّٰی تَبْلُغَ وَسَطَ رَاْسِہٖ وَتَسْتَرْخِیْ شَفَتُہُ السُّفْلٰی حَتّٰی تَضْرِبَ سُرَّتَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی سعید سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دوزخی دوزخ مین تیوری چڑھے اور دانت کھلے ہونگے ف ع یعنی معنے کالحون کے مناسب ہین تفسیر آنحضرت کے جیسے کہ بیان کیا اسکو راوی نے ساتھ قول اپنے کے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور بھون دیگی کافر کے منہ کو آگ دوزخ کی پس سمٹ جاویگا اور اوپر کو اٹھ جاویگا ہونٹ اوپر کا اسکا یہان تک کہ پہونچیگا درمیان سر اسکے تک اور لٹک جاویگا ہونٹ نیچے کا اسکا یہان تک کہ پہونچیگا اسکی ناف تک نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ ابْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِیْعُوْا فَتَبَاکَوْا فَاِنَّ اَہْلَ النَّارِ یَبْکُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی تَسِیْلَ دُمُوْعُہُمْ فِیْ وُجُوْہِہِمْ کَاَنَّہَا جَدَاوِلُ حَتّٰی تَنْقَطِعَ الدُّمُوْعُ فَتَسِیْلَ الدِّمَاءُ فَتَقَرَّحَ الْعُیُوْنُ فَلَوْ اَنَّ سُفُنًا اُزْجِیَتْ فِیْہَا لَجَرَتْ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے انس سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے اے لوگو رو و تم یعنی خوف خدا سے پس اگر قدرت نہ رکھو تم رونے حقیقی کی یعنی اسلیے کہ نہین ہے امر اختیاری تو تکلف کر و رونے کا یعنی اور تصور اس احوال کا کرو کہ رونا آوے اور رقت حاصل ہو پس تحقیق دوزخی یعنی کفار اور احتمال ہے کہ عام ہو فجار کو روینگے دوزخ مین یہان تک کہ آنسو انکے یعنی خون بہکر گویا ندی اسکی نالیان ہونگی یہان تک کہ ہو چکینگے آنسو پس بہینگے خون پس زخمی ہو جاوینگی آنکھین یا زخمی کر دینگے خون آنکھون کو پس اگر کشتیان جاری کیجاوین انکے آنسوون مین تو البتہ جاری ہون نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین یعنی ساتھ اسناد اپنی کے (وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُلْقٰی عَلٰی اَہْلِ النَّارِ الْجُوْعُ فَیَعْدِلُ مَا ہُمْ فِیْہِ مِنَ الْعَذَابِ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ فَیُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ مِّنْ ضَرِیْعٍ لَا یُسْمِنُ وَلَا یُغْنِیْ مِنْ جُوْعٍ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ بِالطَّعَامِ فَیُغَاثُوْنَ بِطَعَامٍ ذِیْ غُصَّۃٍ فَیَذْکُرُوْنَ اَنَّہُمْ کَانُوْا یُجِیْزُوْنَ الْغُصَصَ فِی الدُّنْیَا بِالشَّرَابِ فَیَسْتَغِیْثُوْنَ بِالشَّرَابِ فَیُرْفَعُ اِلَیْہِمُ الْحَمِیْمُ بِکَلَالِیْبِ الْحَدِیْدِ فَاِذَا دَنَتْ مِنْ وُجُوْہِہِمْ شَوَتْ وُجُوْہَہُمْ فَاِذَا دَخَلَتْ بُطُوْنَہُمْ قَطَّعَتْ مَا فِیْ بُطُوْنِہِمْ فَیَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا خَزَنَۃَ جَہَنَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَلَمْ تَکُ تَاْتِیْکُمْ رُسُلُکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا بَلٰی قَالُوْا فَادْعُوْا وَمَا دُعٰٓؤُا الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا مَالِکًا فَیَقُوْلُوْنَ یَا مَالِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ فَیُجِیْبُہُمْ اِنَّکُمْ مَّاکِثُوْنَ قَالَ الْاَعْمَشُ نُبِّئْتُ اَنَّ بَیْنَ دُعَائِہِمْ وَاِجَابَۃِ مَالِکٍ اِیَّاہُمْ اَلْفَ عَامٍ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ ادْعُوْا رَبَّکُمْ فَلَا اَحَدَ خَیْرٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَکُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْہَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ فَیُجِیْبُہُمْ اخْسَئُوْا فِیْہَا وَلَا تُکَلِّمُوْنِ قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِکَ یَئِسُوْا مِنْ کُلِّ خَیْرٍ وَّعِنْدَ ذٰلِکَ یَاْخُذُوْنَ فِی الزَّفِیْرِ وَالْحَسْرَۃِ وَالْوَیْلِ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالنَّاسُ لَا یَرْفَعُوْنَ ہٰذَا الْحَدِیْثَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی درداء سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈالی جاویگی یعنی مسلط ہوگی دوزخیون پر بھوک پس ہوگی برابر ہوگا عذاب بھوک کا اس حالت کے کہ کافر اس مین ہونگے کہ عذاب دوزخ ہے ف ع یعنی الم بھوک کا مانند الم تمام عذابون انکے کے ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ آگ بھوک کی آگ دوزخ کے برابر ہے پس فریاد کرینگے الم بھوک سے پس فریاد رسی کیجاویگی ساتھ کھانے کے ضریع سے ف ع ضریع نام ایک گھاس خاردار کا ہے کہ جانور نہین چرتے ہین پاس اسکے کوئی جانور بسبب خبث اسکی کے اور اگر کھا بھی جاتا ہے تو مرجاتا ہے اور مراد یہان کانٹے ہین آگ کے کہ ایلوے سے زیادہ تلخ ہونگے اور مردار سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم نہ فربہ کریگا اور نہ بے پرواہ کریگا بھوک سے پھر دوبارہ فریاد کرینگے کھانے کے لیے یعنی بسبب نہ نفع پانے کھانے پہلے کے پس فریاد رسی کیجاویگی ساتھ کھانے گلوگیر کے ف ع یعنی جو کہ گلے مین جائیگا نہ نیچے اتر سکیگا اور نہ باہر نکل سکیگا یعنی قسم ہڈی وغیرہ سے یا کانٹے آگ کے اسمین اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالی کے ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما پس یاد کرینگے یعنی کہ وہ تحقیق اتارتے تھے کھانے گلے مین اٹکے ہوئے ساتھ پینے کی چیز کے پس فریاد کرینگے واسطے پینے کی چیز کے یعنی ان کھانون کے اتارنے کے لیے پس اٹھایا جاویگا طرف انکے اور دیا جاویگا گرم پانی ساتھ زنبورون کے یعنی جب پاس منہون کے گرم پانی ہونگے وہ زنبورون سے اٹھا کر دیا جاویگا

یعنے ملائکہ کے ہاتھ یا دست قدرت سے بلا واسطہ پس جب نزدیک ہونگے پاس گرم پانی کے انکے مونہون سے بھون ڈالینگے انکے مونہون کو اور جب داخل ہونگے یعنے اقسام اس چیز کے کہ ان ظروف مین ہوگی قسم پیپ اور زرد آب وغیرہ سے انکے پیٹون مین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالینگے اس چیز کو کہ انکے پیٹون مین ہوگی یعنے آنتین وغیرہ پس کہینگے دوزخی دعا کرو اپنے نگہبانو دوزخ کے اللہ تعالے سے کہ سبک کرے ہم سے عذاب ایک دن پس کہینگے نگہبان دوزخ کے کہ آیا نہین آئے تھے تمہارے پاس رسول ساتھ معجزون اور دلیلون واضح کے کہینگے دوزخی کہ ہان آئے تھے ولیکن ہم گمراہ ہوئے اور ایمان نہ لائے کہینگے نگہبان دوزخ کے کہ پس دعا کرو تم یعنے جو کچھ چاہو ہم نہین شفاعت کرتے کافرون کی اور نہین ہوگی دعا کافرون کی مگر بیچ زیان کاری اور بیفائدگی کے ف ع یعنی اسلیے کہ نہین نفع دیگی دعا انکو اسوقت نہ انکی دعا نہ اور کسی کی اور یہ نہین دلالت کرتا ہے اسپر کہ نہین قبول کیجاتی دعا کافرون کی دنیا مین جیسے کہ سمجھا ہے اس سے بعضے علما نے حالانکہ قبول کی گئی دعا شیطان کی مہلت چاہنے مین واللہ اعلم ت فرمایا آنحضرت نے پس کہینگے دوزخی آپس مین کہ پکارو مالک کو فرشتہ کہ نام داروغہ دوزخ کا ہے یعنے جب مایوس ہونگے دوزخی دعا کرنے اور شفاعت کرنے نگہبانون دوزخ کے سے انکے لیے تو یقین کرینگے کہ اب ہمکو خلاصی نہین ہے اللہ کے عذاب سے بغیر موت ہی طلب کرو یا معنی یہ ہین کہ مالک انسے کہینگے کہ پکارو مالک کو ہر نوع ت پس کہینگے دوزخی اے مالک دعا کر اپنے رب سے تا حکم کرے ہمارے مرنے کا رب تیرا یعنے تا کہ آرام پاوین ہم فرمایا آنحضرت نے پس جواب دیگا انکو مالک یہی اپنی طرف سے یا اپنے رب کی طرف سے کہ تم ہمیشہ اسی مین رہوگے کہا اعمش نے کہ ایک راوی اس حدیث کا ہے خبر دیا گیا ہون مین یعنے بعض صحابہ سے موقوفا یا مرفوعا یہ کہ درمیان پکارنے انکے کے مالک کو اور جواب دینے مالک کے انکو ہزار برس ہونگے یعنے اس مدت تک بہ انتظار جواب کے عذاب پاتے رہینگے فرمایا آنحضرت نے پس کہینگے یعنے دوزخی آپس مین کہ پکارو اپنے پروردگار کو اور چاہو اس سے نجات اپنی اسلیے کہ نہین ہے کوئی بہتر تمہارے لیے تمہارے پروردگار سے یعنے رحمت و قدرت مین ت پس کہینگے اے پروردگار ہمارے غالب ہوئی ہمپر بدبختی ہماری ف ع لفظ شقوۃ زبر شین اور جزم قاف سے اور ایک قراۃ مین شقاوۃ زبر سے ہے اور یہ دونون لغت آئی ہین بمعنی ضد سعادت کے اور معنے یہ کہ سبقت لیگئی ہمپر کتاب ہماری کہ مقدر رکھی ساتھ خاتمہ بد کے ت ترجمہ اور تھے ہم قوم گمراہ یعنے راہ توحید سے اے پروردگار ہمارے نکال ہمکو اس سے پس اگر پھر پھرین ہم طرف کفر کے تو ظلم کرنے والے ہون اپنے نفس پر ف ع اور یہ بھی جھوٹ ہے کہینگے اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ولو ردوا لعادوا لما نہوا عنہ وانہم لکاذبون ت پھر فرمایا آنحضرت نے پس جواب دیگا پروردگار انکو دور ہو اور پھر جاؤ دوزخ مین ذلیل و خوار مانند کتون کے اور نہ کلام کرو مجھسے یعنے دفع عذاب مین کہ وہ ہرگز دور نہین ہونے کا فرمایا آنحضرت نے پس نزدیک اسکے نا امید ہونگے ہر بھلائی سے ف ع دوزخ کے نگہبانون کو پکارنا پھر دوسرا مالک سے چاہنا کہ مارے انکو پروردگار تعالے فائدہ نہ دیا درگاہ حق مین عاجزی و زاری کی قبول نہین کی اور کہان جائین اور کسکے سامنے فریاد کرین ت اور نزدیک اسکے شروع کرینگے نالہ و فریاد مین اور حسرت کھانے مین اور آہ و واویلا کرنے مین ف ع زفیر اول آواز گدہے کی جیسے کہ شہیق آخر آواز اسکی فرمایا اللہ تعالے نے لہم فیہا زفیر وشہیق ت کہا عبد اللہ بن عبد الرحمن نے کہ ایک راوی اس حدیث کا ہے اور لوگ رفع نہین کرتے ہین اس حدیث کو ف ع یعنے حضرت تک نہین پہونچاتے ہین بلکہ کہتے ہین کہ یہ موقوف ہے ابو درداء پر یعنے انکا قول ہے لیکن یہ حدیث حکم مرفوع مین ہے خواہ حضرت تک پہونچاوین یا نہ پہونچاوین اسلیے کہ یہ چیزین قیامت کے روز گفتگو ہے دوزخیون کی بغیر سنے حضرت سے کوئی اپنی طرف سے نہین کہ سکتا ت نقل کی یہ حدیث ترمذی نے یعنے مرفوع جیسے کہ معلوم ہوتا ہے ابتدا حدیث سے (وعن النعمان بن بشیر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انذرتکم النار انذرتکم النار فما زال یقولہا حتی لو کان فی مقامی ہذا سمعہ اہل السوق وحتی سقطت خمیصۃ کانت علیہ عند رجلیہ رواہ الدارمی) اور روایت ہے نعمان بن بشیر سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ڈرایا مین نے تمکو آگ دوزخ سے ڈرایا مین نے تمکو آگ دوزخ سے ف ع یعنے خبر دی مین نے تمکو اسکے ہونے کی اور اسکی شدت کی اور ڈرایا مین نے تمکو اسکے طرح بطرح کے عذابون سے کہ تا بچو انسے یہان تک کہ کہا مین نے اتقوا النار ولو بشق تمرۃ ت پس متصل و مکرر کہتے تھے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کلام مذکورہ کو اور بلند آواز سے کہتے تھے اسکو اور بڑھتے جاتے تھے یہاں تک کہ اگر ہوتے آنحضرت اس جگہ میں کہ میں ہوں تو سنتے آواز انکی بازار والے
سنتے سبب نہایت بلند کرنے آواز کے اور یہاں تک کہ گر پڑی وہ کملی کہ تھی ڈالے ہوئے حضرت کندھوں پر حضرت کے پاؤں کے پاس شدت سبب ہلنے کے
منہ سے یہ حدیث نقل کی ہے دارمی نے (وعن عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رصاصۃ مثل ہذہ واشار الی مثل الجمجمۃ
ارسلت من السماء الی الارض وہی مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ لبلغت الارض قبل اللیل ولو انہا ارسلت من راس السلسلۃ لسارت اربعین خریفا اللیل والنہار
قبل ان تبلغ اصلہا او قعرہا رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو بن عاص سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر گولہ شیشہ کا مانند
اسکے یعنی اشارہ کیا طرف ایک چیز کے … ہیں کہ جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے راوی نے ساتھ قول اپنے کے اور اشارہ کیا آنحضرت نے واسطے بیان کرنے
اشارہ … کے طرف مانند کھوپری سر کے یہ اگر شیشہ گول بمقدار کھوپری سر کے کہ وزنی اور گران ہے اور گول اور یہ دونوں صفتیں سبب سرعت حرکت اور جلد
جلد گرنے کے ہیں تو چھوڑا جاوے اور ڈالا جاوے آسمان سے طرف زمین کے حالانکہ مسافت درمیان آسمان و زمین کے مسافت سیر پانسو برس کی ہے تو
البتہ پہونچے وہ شیشہ زمین کو پہلی رات کے یعنی تھوڑی سی مدت میں اور اگر وہ شیشہ چھوڑا جاوے سر زنجیر سے تو البتہ چلے چالیس برس کی رات دن پہلے اسکے
کہ پہونچے زنجیر کی جڑ کو یعنی اسکی انتہا کو یا فرمایا پہونچے اسکی تھاہ کو قعر یہ شک ہے راوی کا کہ لفظ اصلہا فرمایا یا قعرہا اور مراد زنجیر سے زنجیر دوزخیوں کی باندھنے
کی ہے کہ جو کہ مذکور ہے کلام اللہ میں ثم فی سلسلۃ ذرعہا سبعون ذراعا فاسلکوہ اور یہ زنجیر کافر کی مقعد میں ڈالی جاویگی اور نتھنے میں سے نکالی جاویگی اور اس جگہ
پر یہ اشکال لازم آتا ہے کہ جب ستر گز کی ہوگی تو اسقدر مسافت انہیں کہاں ہے پس جواب اسکا یہ ہے کہ مراد ستر گز سے عدد مخصوص نہیں ہے بلکہ کثرت و مبالغہ ہے اور یہ کہ
کہا جاوے کہ اس جہان کے گز کو اس جہان کے گز پر قیاس نہ کرنا چاہیے جیسے کہ آیا ہے کہ قبر احد مثل احد کے ہے اور کہا نوف بکالی نے کہ ہر گز ستر دو ہتوں کا ہوگا
اور ہر دو ہتا بہت بڑا ہوگا اس مسافت سے کہ درمیان تیرے اور درمیان مکہ کے ہے اور تھے نوف بکالی رحبہ کوفہ میں اور حسن بصری نے کہا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ کونسا
گز ہوگا اور حاصل حدیث کا یہ ہوا کہ اگر گولہ شیشہ کا آسمان پر سے چھوڑا جاوے تو باوجود بعد مسافت پانسو برس کے تھوڑی سی دیر میں زمین پر پہونچ جاوے
بسبب اسکے کہ گول بھاری چیز اوپر سے نیچے کو بہت جلدی گرتی ہے اور وہ زنجیر اتنی بڑی ہوگی کہ اگر گولہ شیشہ کا باوجود اس صفت سرعت کے زنجیر کے اس
سرے سے چھوڑا جاوے تو دوسرے سرے تک چالیس برس میں بھی نہ پہونچے اللہ اکبر دیکھا چاہیے کیا کچھ درازی ہوگی اسکی عیاذاً باللہ منہ نقل کی
یہ ترمذی نے (وعن ابی بردۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان فی جہنم لوادیا یقال لہ ہبہب یسکنہ کل جبار رواہ الدارمی) اور روایت ہے ابی بردہ
سے کہ نقل کی اپنے باپ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق دوزخ میں البتہ ایک نالہ ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو ہبہب رہیگا اسمیں ہر متکبر سرکش حق سے
و در خلق پر شدید فائدہ ع لفظ ہبہب ساتھ پیش تیسری و دوسری کے ہے بعضے نسخوں میں کہ نسخہ جزری اور اکثر نسخوں میں اور ہبہب معنے تیز و شتاب کے ہے یہ نام اسکا
اسلیے ہوا کہ گنہگاروں کو اسمیں عذاب جلد ہوتا ہے اور اسمیں آگ کے شعلے تیز اٹھتے ہیں الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال یعظم اہل النار فی النار حتی ان بین شحمۃ اذن احدہم الی عاتقہ مسیرۃ سبعمائۃ عام وان غلظ جلدہ سبعون ذراعا وان ضرسہ مثل احد)
روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے انہوں نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا بڑے بدن ہو جاوینگے دوزخیوں کے دوزخ میں یہاں تک کہ عذاب
زیادہ ہو یہاں تک کہ تحقیق درمیان لوکان ایک انکے کے اور مونڈھے اسکے کے مسافت سیر سات سو برس کی راہ ہوگی اور تحقیق موٹاپا اسکی جلد کا ستر گز کا ہوگا
اور دانت اسکے مانند کوہ احد کے ہونگے (وعن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی النار حیات کامثال البخت
تلسع احدہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا وان فی النار عقارب کامثال البغال الموکفۃ تلسع احدہن اللسعۃ فیجد حموتہا اربعین خریفا رواہما احمد)
اور روایت ہے عبد اللہ بن حارث بن جزء سے کہا آنحضرت فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دوزخ میں سانپ ہیں مانند بختی اونٹوں کے کہ

ہونٹ بہتے ہوتے ہیں کانٹا ایک سانپ اُن میں سے اگر ایک بار کاٹتا ہے پاویگا وہ زہر کی سختی درد اور اثر زہر اُسکے کا چالیس برس اور تحقیق دوزخ میں بچھو ہیں مانند خچرون
پالان بندھے ہوئے کاٹتا ہے ایک اُنکا کاٹتا ہے پاویگا الم اور اثر زہر اُسکے کا چالیس برس نقل کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے (وَعَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَۃَ
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ثَوْرَانِ مُکَوَّرَانِ فِی النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ الْحَسَنُ وَمَا ذَنْبُھُمَا فَقَالَ اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
فَسَکَتَ الْحَسَنُ رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ کِتَابِ الْبَعْثِ وَالنُّشُوْرِ) اور روایت ہے حسن بصری سے کہا حدیث کی ہمسے ابی ہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آفتاب
اور چاند دو ٹکڑے پنیر کے ہونگے لپیٹے گئے اور ڈالے گئے آگ میں دوزخ کی روز قیامت کے پس کہا حسن بصری نے اور کیا ہے گناہ آفتاب اور چاند کا پس کہا ابوہریرہ نے
کہ خبر دیتا ہوں میں تجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فائدہ یعنے تو بعض اہل کے مقابل قیاس کو کرتا ہے اور گردانتا ہے موجب دخول دوزخ کا عمل کو پس اللہ
کرتا ہے جو چاہتا ہے کہ لا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ اور ظاہر ہے کہ حسن بصری نے پوچھا کہ حکمت انکی داخل کرنے کی بیان کرو اور ابوہریرہ نے جواب میں کہا کہ میں نے حدیث آنحضرت
سے سنی تھی تجھسے نقل کر دی اس سے زیادہ مجھکو علم نہیں بعضے علما نے لکھا ہے کہ سبب انکے ڈالے جانیکا دوزخ میں یہ ہے تا دوزخیون کو انکی گرمی سے عذاب
زیادہ ہو اسلیئے کہ وارد ہوا ہے کہ روایت دیلمی کے مسند فردوس میں مرفوعًا کہ آفتاب اور چاند کے منہ عرش کی طرف ہیں اور پیٹھ دنیا کی طرف ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ اگر منہ انکے دنیا کی طرف ہوتے تو اہل دنیا میں سے کوئی تحمل انکی حرارت کا نہوتا اور بعضون نے کہا کہ اسلیئے ڈالیجاوینگے کہ کافر انکو
پوجتے تھے انکے جلانے کے لیئے ڈالینگے کہ دیکھو جنکو تم پوجتے تھے انکا یہ حال ہوتا ہے پس کیا ہو تمہارا حسن نقل کی یہ بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں
(وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ النَّارَ اِلَّا شَقِیٌّ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَنِ الشَّقِیُّ قَالَ مَنْ لَّمْ یَعْمَلْ لِلّٰہِ بِطَاعَۃٍ وَّلَمْ یَتْرُکْ لَہٗ مَعْصِیَۃً
رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں داخل ہوگا دوزخ میں مگر بدبخت کہا گیا یعنے پوچھا گیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور کون ہے بدبخت فرمایا جو شخص کہ نکرے خدا کی رضامندی کے لیئے طاعت یعنے واجب اور نہ چھوڑے خدا کے لیئے یعنے اور اُسکے ڈر سے
گناہ فــ بدبخت شامل ہے کافر اور فاجر کو نقل کی یہ ابن ماجہ نے باب خَلْقِ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ یہ باب ہے بیچ بیان پیدا کرنے جنت اور دوزخ کے فــ
یعنے اسمین حدیثین ایسی مذکور ہین کہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ جنت اور دوزخ پیدا ہوچکی ہین اور اب موجود ہین جیسے کہ مذہب اہل سنت کا ہے برخلاف اسکے کہ بعضے
مبتدعہ کہتے ہین کہ جنت و دوزخ ہنوز پیدا نہین ہوئی روز قیامت کے پیدا ہونگی اور اسمین بیان ہے اسکا کہ کسکے لیئے جنت اور دوزخ پیدا ہوئی ہین اور ذکر
ہے بعضے اوصاف انکے کا اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ
بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّۃُ فَمَا لِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُھُمْ وَغِرَّتُھُمْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِلْجَنَّۃِ اِنَّمَا اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ
عِبَادِیْ وَقَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ مِنْ عِبَادِیْ وَلِکُلِّ وَّاحِدَۃٍ مِّنْکُمَا مِلْؤُھَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ اللّٰہُ رِجْلَہٗ تَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَھُنَالِکَ
تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُھَا اِلٰی بَعْضٍ فَلَا یَظْلِمُ اللّٰہُ مِنْ خَلْقِہٖ اَحَدًا وَّاَمَّا الْجَنَّۃُ فَاِنَّ اللّٰہَ یُنْشِئُ لَھَا خَلْقًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جھگڑین آپسمین جنت اور دوزخ فــ یعنے ایک طرح کا اظہار شکایت کا کیا اپنے حال سے کہ کیون ایسا ہوا اور اسلیئے جواب دیا اللہ تعالی نے
کہ یہ مقتضا ہے مشیت اور اختیار میرے کا ہے ایک کو محل اور مظہر لطف و رحمت کا کیا مین نے اور دوسرے کو محل و مکان قہر و غضب کا پس کہا دوزخ
نے کہ اختیار کی گئی مین واسطے متکبرون اور گردن کشون کے کہا بہشت نے پس کیا ہوا مجکو کہ نہین داخل ہونگے مجھمین مگر ضعیف لوگون میں سے یعنے بے زر
اور مال مین حقیر اور گمنام و کم اعتبار اور لوگون کی نظرون سے گرے ہوئے فــ یعنے اکثر لوگون کے نزدیک وہ ایسے ہین جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے
وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور اللہ کے نزدیک بڑے قدر والے ہین اور ایسے ہی انکے نزدیک کہ جو پہچانتے ہین انکو یعنے علما اور صلحا سے اور مراد حصر سے غلبہ
یعنے اکثر اور اغلب ایسے ہی ہونگے والا انبیا اور رسول اور بادشاہ ہی اسمین داخل ہونگے یا مراد یہ کہ نہین ضعفا سے فروتنی کرنے والے واسطے اللہ کے

اور تواضع کرنے والے واسطے خلق کے اور خوار رکھنے والے نفس کو اور گری ہوئے نظر اعتبار سے اپنے نزدیک ست اور نہین داخل ہونگے مجھ مین مگر جو ہے
فریب کھاجانے والے ف ع لفظ غرۃ غین کے زیر اور رے کی تشدید سے یعنی عدم تجربہ اور وجود غفلت کے یعنی ناتجربہ کار دنیا مین اور غافل امور دنیا
سے شاغل ساتھ ہم عقبیٰ کے جیسے کہ وارد ہوا ہی حدیث مین اکثر اہل الجنۃ البلہ یعنی بہشتی نادان مین یعنی امور دنیا مین بخلاف کفار کے کہ وہ ایسے مین جیسا کہ فرمایا
اللہ تعالےٰ نے یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وہم عن الآخرۃ ہم غافلون ست فرمایا اللہ تعالےٰ نے بہشت کو کہ نہیں ہی تو مگر مظہر اور محل رحمت میرے کی
رحمت کرتا ہون مین ساتھ تیرے جسکو کہ چاہتا ہون مین اپنے بندون سے اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے آگ دوزخ کو کہ نہیں ہی تو مگر سبب عذاب میرے کی عذاب
کرتا ہون مین ساتھ تیرے جسکو کہ چاہتا ہون اپنے بندون مین سے ف ع حاصل یہ کہ جنت اور دوزخ اور مومن اور کافر مظاہر ہین جمال وجلال کے اور پردہ صفات
کمال کے اور نہین ظاہر ہوئی کسی کو وجہ تخصیص ہر ایک کی ساتھ ہر ایک کے مقام فضل مین باوجود علم اس بات کے کہ ایک ان دونون مین سے قبیلہ عدل
سے ہی اور دوسرے طریق فضل سے ولا یسأل عما یفعل وہم یسألون اور ہر ایک کے لیے تم مین سے پری اسکی ہی یعنی ہر ایک کو بھر دونگا لوگون سے
پس اپر دوزخ پس نہین بھرنے کی ف ع فرماتا ہی اللہ تعالےٰ یوم نقول لجہنم ہل امتلأت وتقول ہل من مزید یعنی پس طلب کریگی زیادتی اور نہین بھرے
کی دوزخیون سے کہ مقرر ہین اسکے لیے ست یہان تک کہ رکھیگا اللہ تعالےٰ اسمین پانون اپنا کہے گی دوزخ بس بس بس ف ع اطلاق پانون کا حق سبحانہ
پر متشابہات سے ہی جیسے کہ ید اور عین اور وجہ اور حکم متشابہات کا کہ قرآن اور حدیث مین آیا ہی یہ ہی کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ مراد ہی اس سے حق ہی اور درپی یافت
کیفیت اسکی کے نہ پڑے مذہب اسلم یہی ہی اور سلف نے یہی اختیار کیا ہی اور بعضے متاخرین ارباب تاویل کہتے ہین کہ مراد قدم سے قدم بعض مخلوقات
اسکی کا ہی اور بعضون نے اور اور کچھ تاویل کی ہی ساتھ اس چیز کے کہ مناسب ذات اقدس کے ہی تا وہم تشبیہ کا نہ دلاوے ست پس اسوقت بھر جاویگی
دوزخ اللہ تعالےٰ کی قدرت سے اور جمع کیے جاوینگے بعضے اجزا اسکے طرف بعض کے یعنی تنگ کیجاویگی اور سمٹ آویگی پس ظلم نہین کریگا اللہ تعالےٰ
اپنی مخلوق سے کسی کو ف ع کہ بیگناہ کیے دوزخ مین ڈالے اور ایک جماعت پیدا کرے کہ دوزخ کو انسے بھرے اور مراد ظلم سے ازروے صورت کے
ہی والا اگر بیگناہ کو بھی داخل کرے حقیقت مین ظلم نہو کیونکہ جو کوئی تصرف اپنے ملک مین کرے ظلم نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالےٰ صورت مین بھی ظلم نہین کریگا
ست اور اپر بہشت پس تحقیق اللہ تعالےٰ پیدا کریگا اسکے لیے ایک خلق جدید ف ع کہ بیسابقہ عمل کے انکو بہشت مین داخل کریگا فضل ورحمت اسکی ہی کہ بیگناہ
دوزخ مین نہ ڈالے اور بے طاعت بہشت مین داخل کرے ست نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تزال جہنم
یلقی فیہا وتقول ہل من مزید حتی یضع رب العزۃ فیہا قدمہ فینزوی بعضہا الی بعض فتقول قط قط بعزتک وکرمک ولا یزال فی الجنۃ فضل حتی ینشئ اللہ لہا
خلقا فیسکنہم فضل الجنۃ متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ہمیشہ ہوگی دوزخ اس صفت کہ ڈالے جاوینگے
اسمین یعنی جن وانس اور کہیگی دوزخ آیا ہی کچھ زیادتی یعنی بھرینگی نہین اور بس نہین کرنے کی طلب زیادتی سے یہان تک کہ رکھیگا اللہ تعالےٰ کہ صاحب
عزت اور قہر اور غلبہ کا ہی اسمین قدم اپنا پس سمٹ آوینگے بعضے اجزاء دوزخ کی طرف بعض کے اور تنگ ہو جاوینگے پس کہے گی بس بس قسم تیری عزت کی
اور تیرے کرم کی کہ بھر گئی مین اور ہمیشہ رہیگی بہشت مین وسعت وزیادتی یعنی زیادہ مکان کہ خالی ہونگے رہنے والون سے یہان تک کہ پیدا کریگا اللہ تعالےٰ
بہشت کے لیے ایک خلق کو پس بساویگا اس خلق کو بیچ وسعت اور زیادتی بہشت کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وذکر حدیث انس حفت الجنۃ
بالمکارہ فی کتاب الرقاق) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ اسکے اول مین ہی کلمے ہین حفت الجنۃ بالمکارہ کتاب الرقاق مین الفصل الثانی فصل دوسری
عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لما خلق اللہ الجنۃ قال لجبریل اذہب فانظر الیہا فذہب فنظر الیہا والی ما اعد اللہ لاہلہا فیہا ثم جاء
فقال ای رب وعزتک لا یسمع بہا احد الا دخلہا ثم حفہا بالمکارہ ثم قال یا جبریل اذہب فانظر الیہا قال فذہب فنظر الیہا ثم جاء فقال ای رب

وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَدْخُلَهَا اَحَدٌ قَالَ فَلَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ النَّارَ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَا يَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ فَيَدْخُلَهَا فَحَفَّهَا بِالشَّهَوَاتِ ثُمَّ قَالَ يَا جِبْرَئِيْلُ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا قَالَ فَذَهَبَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا فَقَالَ اَیْ رَبِّ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِيْتُ اَنْ لَّا يَبْقٰى اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ جب پیدا کیا اللہ تعالے نے بہشت کو کہا جبرئیل کو کہ جا اور دیکھ طرف بہشت کے کہ کیا اچھی اور لطیف پیدا کی ہے میں نے وہ پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف بہشت کے اور طرف اُس چیز کے کہ تیار کی ہے اللہ تعالے نے بہشتیوں کے لیے بہشت میں ف ع یعنے ایسی چیزیں اچھے بندوں کے لیے تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں اور نہ کسی کان نے سنی ہیں اور نہ کسی دل میں خطرہ اُنکا گذرا ہے ت پھر آئے جبرئیل حضور حق میں اور عرض کی کہ اے پروردگار میرے قسم تیری عزت کی نہیں سنے گا حقیقت بہشت کی کوئی مگر کہ داخل ہوگا اُسمیں ف ت یعنے طمع کریگا اُسمیں داخل ہونے کی اور کوشش کریگا اُسکی حاصل کرنے میں بسبب خوبی اور سرور اُسکے کے مقصود بیان کرنا کمال خوبی و لطافت بہشت کا ہے کہ ایسی ہے کہ ہر کوئی چاہیگا کہ اُسمیں داخل ہووے ت پھر گھیر اُسکو ساتھ مکروہات طبیعت کے ف ع مکارہ جمع مکروہ کی ہے یعنے مشقت و شدت کے اور مراد اس سے تکالیف شرعیہ ہیں قسم اوامر و نواہی سے کہ نفس پر دشوار ہے کہ بجا لانا ہیں اُنکو گرد بہشت کے گھیر لیا کہ جب تک کوئی اُن مکارہ میں نہ پڑے بہشت کو نہ پہونچے ت پھر فرمایا اللہ تعالے نے کہ اے جبرئیل جا پس نگاہ کر طرف بہشت کے یعنے دوبارہ کہ اُسمیں پیدا کی اور کچھ ہوئی ہے باعتبار حوالی اُسکے کے پس گئے جبرئیل اور نگاہ کی طرف اُسکے یعنی اور دیکھا جو کچھ کہ گرد اُسکے گھرا ہے پھر آئے جبرئیل اور کہا اے پروردگار میرے قسم تیری عزت کی البتہ تحقیق ڈرا میں کہ نہ داخل ہو بہشت میں کوئی یعنے بسبب وجود مکارہ کے کہ تکالیف شاقہ اور مخالف نفس اور کسر شہوات ہیں یعنے بسبب اُنکے دشوار ہے بہشت کو پہونچنا فرمایا آنحضرت نے پس جبکہ پیدا کیا اللہ تعالے نے آگ دوزخ کو فرمایا اے جبرئیل جا اور دیکھ طرف اُسکے کہ کیا ڈرانی اور بری چیز پیدا کی ہے میں نے فرمایا حضرت نے پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف دوزخ کے پھر آئے جبرئیل اور عرض کی کہ اے پروردگار میرے قسم تیری عزت و جلال کی نہیں سنیگا وصف آگ دوزخ کا کوئی مگر کہ ڈریگا اُس سے اور احتراز کریگا پس نہیں داخل ہونیکا اُسمیں پس گھیر اُسکو اللہ تعالے نے ساتھ شہوات نفس اور خواہش طبیعت اور گناہوں کے پھر فرمایا کہ اے جبرئیل جا اور نظر کر طرف دوزخ کے فرمایا آنحضرت نے پس گئے جبرئیل اور نظر کی طرف دوزخ کے پس عرض کی جبرئیل نے کہ اے رب میرے قسم ہے تیری عزت کی تحقیق ڈرا میں اس سے کہ باقی نہیں رہیگا کوئی کہ داخل ہوگا دوزخ میں ف ع یعنے شہوات و معاصی اتنے شیریں ہیں کہ کوئی اہل نفس و طبیعت میں سے باقی نہیں رہنے کا کہ میل اُسکی طرف نہ کرے اور بسبب اُسکے دوزخ میں نہ در آوے اور یہ حدیث تفسیر ہے حدیث صحیح کی کہ جو اوپر گذری حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشہوات ت نقل کی یہ ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی نے

الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلٰوةَ ثُمَّ رَقِيَ الْمِنْبَرَ فَاَشَارَ بِيَدِهٖ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ قَدْ اُرِيْتُ الْاٰنَ مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلٰوةَ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے انس سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی ہمکو ایک دن پھر چڑھے منبر پر پس اشارہ کیا اپنے دست مبارک سے قبلہ مسجد کی طرف پس فرمایا کہ تحقیق دکھائی گئی مجکو اب اسی وقت کہ پڑھائی میں نے تمکو نماز بہشت و دوزخ صورت بنی ہوئی بیچ جانب آگے اس دیوار کے ف ج لفظ قبل ساتھ زیر قاف اور زبر بے کے بھی اور پیش دونوں کے بھی روایت ہے اور ساتھ پیش قاف اور جزم بے کے بھی آیا ہے معنے مقابل کے ت پس نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز قسم دیکھنے کی چیزوں سے مانند اُس چیز کے کہ دیکھی میں نے آج نیکی و بدی میں ف ح یعنے بہشت کو خوبتر دیکھنے کی چیزوں سے پایا میں نے اور دوزخ کو بدتر سب دیکھنے کی چیزوں سے یہاں شبہ لاتے ہیں کہ بہشت دوزخ باوجود اس طول و عرض کے کیونکر ممثل مصور ہو دیوار میں اور جواب یہ دیتے ہیں کہ جیسے عکس پڑتا ہے باغ یا مکان نہایت وسیع کا آئینہ اور پانی میں اور ایک چیز کی صورت جو آئینہ وغیرہ میں معلوم ہوتی ہے لازم نہیں ہے کہ مثل اُسکے ہو طول و عرض میں اور یہ بھی ہے کہ حدیث سے نہیں لازم آتا کہ بہشت دوزخ کی تصویر دیوار میں بن گئی بلکہ فرماتے ہیں کہ

تصویر اسکی ہوئی جانب دیوار مین اور سامنے اُسکے پس ہوسکتا ہی کہ دیکھا اسکی مثال کا اس طرف ہو اور وجود مثال اور جگہ اور عالم مین ہو اور بعضی حدیثون مین
آیا ہی کہ رایت الجنۃ والنار فی عرض ہذا الحائط یعنے دیکھا مین نے بہشت و دوزخ کو عرض اس دیوار مین عرض ہیٹھ مین اور جرم سے یعنے ناحیہ اور جانب
کے اور یہان بھی وہی اشکال لاتے ہین اور یہی جواب دیا ہی اور یہ بھی کہا ہی علمانے کہ مراد یہ نہین ہی کہ بہشت و دوزخ کو دیکھا مین نے اس حال مین کہ بہشت و دوزخ
اس دیوار کی جانب مین تھین بلکہ مراد یہ ہی کہ دیکھا مین نے اُنکو درحالیکہ مین اس جانب مین تھا اور اس صورت مین کچھ اشکال نہین آتا واللہ اعلم بحقیقۃ الحالات
نقل کی یہ بخاری نے باب بدء الخلق وذکر الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باب ہی بیچ بیان ابتداء پیدایش کے اور ذکر پیغمبرون علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
ف ح کہ آغاز امر دین وملت کا اور اصلاح اور انتظام امور عالم کا انہی سے ہی اور ابتداء پیدایش نوع انسان کی حضرت آدم علیہ السلام سے ہی جاننا چاہیے کہ اہل سنت وال
بلکہ مجوس سب متفق ہین اسپر کہ عالم حادث ہی یعنے عدم سے وجود مین آیا یا معنی کہ کوئی چیز نہ تھی سوائے خدا کے پھر پیدا کیا اُسنے اور عمدہ اس باب مین خبر مخبر صادق
کی ہی کہ فرمایا کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ پس پیدا کی لوح وقلم اور لکھی ایک کتاب پہلے پیدا کرنے خلق کے بعد اُسکے پیدا کیا عرش وکرسی اور آسمانون اور زمینون
اور فرشتون اور جن وانس کو جیسے کہ حدیثون مین آیا ہی اور اتفاق کیا ہی علما نے کہ اجسام حادث ہین ساتھ ذاتون اور صفتون اپنی کے پس بعضے اسپر ہین کہ اول
مخلوقات اجسام مین سے پانی ہی اسلیے کہ وہ قبول کرتا ہی تمام صورتون کو کیونکہ پانی جب لطیف ہو ہوا ہو جاوے اور اُسکے خلاصہ سے آگ پیدا ہوئی اور دھوئیں
سے آسمان بنا اور اطلاق دخان کا آسمان پر قرآن مجید مین آیا ہی اور یہ قول نسبت کیا گیا ہی طرف بعض حکما کے کہ نام اسکا طالس ملطی ہی لیکن کہا ہی علمانے کہ اسنے
یہ قول مشکوٰۃ نبوت سے یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا ہی اور توریت کے پہلے سفر مین آیا ہی کہ اللہ تعالے نے پیدا کیا ایک جوہر پھر دیکھا اسمین نظر ہیبت
وجلال سے پس پگھلے اُسکے اجزا اور پانی ہوگئے اُسمین سے ایک اور بخار اوٹھا مانند دھوئین کے پس پیدا کیے اُس سے آسمان پھر ظاہر ہوئے پانی پر کف اور پیدا
کی اس سے زمین پھر لنگر کیا زمین پر پہاڑون کو اور لوگون کے اس باب مین اقوال مختلف ہین اور یہ امور عقل وقیاس سے نہین معلوم ہوسکتے مگر وحی آسمانی سے
یا ساتھ استنباط وفہم کے وحی سے واللہ اعلم بحقائق الامور الفصل الاول فصل پہلی (عن عمران بن حصین قال انی کنت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذ جاءہ قوم من بنی تمیم فقال اقبلوا البشری یا بنی تمیم قالوا بشرتنا فاعطنا فدخل ناس من اہل الیمن فقال اقبلوا البشری یا اہل الیمن اذ لم یقبلہا بنو تمیم قالوا
قبلنا جئناک لنتفقہ فی الدین ولنسألک عن اول ہذا الامر ما کان قال کان اللہ ولم یکن شیٔ قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات والارض وکتب فی الذکر کل
شیٔ ثم اتانی رجل فقال یا عمران ادرک ناقتک فقد ذہبت فانطلقت اطلبہا وایم اللہ لوددت انہا قد ذہبت ولم اقم رواہ البخاری) روایت ہی
عمران بن حصین سے کہ کہا تھا مین نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ناگاہ آئی آنحضرت کے پاس ایک قوم بنی تمیم سے کہ قبیلہ بڑا مشہور ہی پس فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبول کرو بشارت اے بنی تمیم ف ع یعنے قبول کرو اور لو مجھسے ایسی چیز کہ موجب بشارت کی ساتھ جنت کے اور پانے سعادت دارین
کے ہی یعنے سیکھو احکام وعقائد دین کے اور چونکہ بڑا مقصد اور مطمح نظر ہمت اُنکی سے کے دنیا اور متاع دنیا تھی نعوذ باللہ من ذالک کہا انھون نے کہ بشارت
دی آپ نے ہمکو ساتھ دین وتفقہ کے پس کچھ دیجیے ہمکو ف ع یعنے بشارت سنکر لی ہمنے اور قبول کی کچھ دیجیے ہمکو دنیا مین سے کہ ہمکو درکار ہی پس چونکہ دنیائے فانی کو اُنھون
نے اہم مہمات جانا اور مقدم رکھا اُسکو تفقہ فی الدین پر کہ باعث ہی ثواب آخرت کا حضرت نے نالیاقتی اور ضعف یقین اُنکا دریافت کرکے ازراہ غصہ کے
نفی کی قبول کرنے بشارت کی نسبت اُنکے کہ فرمایا اذ لم یقبلہا بنو تمیم ت پھر آئے لوگ اہل یمن سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قبول کرو تم بشارت
کو اے اہل یمن جبکہ قبول نہ کی بشارت بنو تمیم نے کہا اہل یمن نے کہ قبول کی ہمنے بشارت آئے ہین ہم آپکے پاس تا دانشمند ہوویں ہم دین مین ف ع چونکہ تھی
نیت اُنکی خالص تھی واسطے تفقہ فی الدین کے نہ واسطے طمع فی الدنیا کے حاصل ہوئی اُنکے لیے بشارت اور قبول اور علم وعمل اور پہونچنا مطلب کو اور محروم
رہے اول بشارت سے بلکہ بسبب چاہنے عطا کے پڑے پستی مین پس عالی ہمتی پہونچا دیتی ہی مرتبہ عالی کو جیسے کہ ایک حکایت منقول ہی شیخ ابو العباس سی

کہ وہ نکلے مدینہ مطہرہ سے بقصد زیارت تربت امیر المومنین حمزہ رضی اللہ تعالے عنہ کے اور ساتھ ہوا انکے ایک شخص پس کھولا گیا انکے لیے دروازہ مقبرہ کا بطریق خرق عادت کے اور داخل ہوئے وہ مزار پر پس دیکھا ایک جماعت کو رجال الغیب میں سے کہ پاک ہین نقصان اور عیب سے پس چاہا شیخ نے کہ ساعت قبولیت کی ہے پس طلب کیا اللہ تعالے سے عفو و عافیت دنیا اور آخرت مین پھر کہا از راہ شفقت کے اس شخص کو کہ ساتھ تھا انکے ای بھائی میرے طلب کر اللہ تعالے سے جو چاہتا ہے تو اسلیے کہ یہ وقت قبولیت دعا اور فضل کا ہے پس مانگا اُسنے اللہ تعالے سے ایک دینار اور نہ ذکر کیا جنت و نار کا پھر پھرے دونون اور جبکہ پہونچے مدینہ کے دروازے پر دیا اُس شخص کو کسی نے وہان کے رہنے والون مین سے ایک دینار پھر داخل ہوئے دونون قطب ولی سید ابو الحسن شاذلی کے پاس اور منکشف ہوا انپر قضیہ پس کہا اُنھون نے اُس شخص کو کہ ای دنی الہمۃ پایا تو نے وقت قبولیت کا اور طلب کیا تو نے ایک ٹکڑا دنیا سے دنیہ کا پس کیون نہ طلب کیا تو نے مانند ابو العباس کے عفو و عافیت تاکہ ہوتے وہ دونون بیچ امر دین و دنیا تیری کے کافی و وافی ہے اور آگے ہین ہم تا پہونچین حکم آپ سے ابتدا اس امر سے یعنے پیدائش سے اور مبدا عالم سے کہ کیا چیز تھی پہلے اسکے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تھا اللہ قدیم یعنے ازل الآزال مین جیسے کہ ہے وہ ابد الآباد مین پاک وصف تغیر و حدوث سے کہ صفت ہے بندون کی اسلیے کہ جس چیز کا ثابت ہے قدم محال ہے اسکا عدم ہے اور نہ تھی پہلے اسکے کوئی شی بلکہ جو کچھ ہوا بعد اسکے ہوا اسلیے کہ وہ ہر چیز کا خالق ہے پس کیونکر متصور ہو ہونا کسی کا پہلے موجد واجب الوجود کے ہے اور تھا عرش اللہ تعالے کا پانی پر پھر پیدا کیے اللہ تعالے نے آسمان و زمین فـ ع اسمین اشارہ ہے اسکی طرف کہ تھے عرش اور پانی پیدا کیے گئے پہلے آسمان و زمین کے اور نہ تھی عرش کے نیچے پہلے آسمان و زمین کے کوئی چیز سوائے پانی کے پس ہونا عرش کا پانی پر اسمین معنی ہے کہ کوئی چیز انکے درمیان مین حائل نہ تھی نہ یہ کہ عرش روے آب پر تھا اور مراد پانی سے پانی دریا کا نہین ہے بلکہ اور پانی تھا نیچے عرش کے جیسا کہ چاہا اللہ تعالے نے اور مفصل ذکر اسکا اول کتاب مین بیچ باب الایمان بالقدر کے ہو چکا ہے اور کہا ابن ملک نے کہ تھا عرش پانی پر اور پانی پشت ہوا پر اور ہوا قائم تھی اللہ تعالے کی قدرت سے کہا بعضون نے کہ پیدائش عرش و پانی کی پہلے آسمان و زمین کے ہوئی پھر پیدا کیا اللہ تعالے نے آسمان و زمین کو پانی سے اسطرح کہ تجلی فرمائی پانی پر پس موج مارنے لگا وہ اور مضطرب ہوا اور اوٹھی اسمین جھاگ اور جمع ہوئی جگہ کعبہ شریف کی چنانچہ اسلیے نام ہوا مکہ کا ام القری پھر پھیلائی گئی زمین اُسکے نیچے سے پھر رکھے گئے زمین پر پہاڑ تاکہ ہلے نہین اور اول پہاڑ ابو قبیس پیدا ہوا موجب بعض اقوال کے اور اوٹھا دھوان بسبب موج مارنے پانی کے جانب آسمان کے پس پیدا ہوئے آسمان اُس سے ہے اور لکھا اللہ تعالے نے یعنے ساتھ پیدا کرنے حروف کے یا حکم کیا ملائکہ کو لکھنے کا لوح محفوظ مین ہر چیز کو فـ ح اور ظاہر ہے کہ یہ لکھنا پہلے پیدا کرنے عرش کے ہو عمران بن حصین راوی کہتے ہین ہے کہ پھر آیا میرے پاس ایک شخص اور کہا ای عمران ڈھونڈھ اپنی اونٹنی کو کہ چلی گئی ہے یعنے بھاگ گئی پس گیا مین اُسکے ڈھونڈھنے کو قسم خدا کی البتہ آرزو کرتا ہون مین کہ اونٹنی چلی جاتی اور مین نہ اٹھتا نقل کی ہے بخاری نے فـ ح عمران دروازے پر اونٹنی باندھکر حضرت کے پاس حاضر ہوئے تھے ناگہان اونٹنی بھاگ گئی پس ایک شخص آیا اور خبر کی کہ تیری اونٹنی بھاگ گئی جا پکڑ پس وہ اٹھے بنا بر ضرورت کے اور پشیمان ہوئے کہ کیون مین اٹھا اور فوائد صحبت شریف آنحضرت کے سے اور حقائق و علوم سے کہ وہان مذکور ہوتے تھے محروم ہوا (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰى دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَّسِيَهٗ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے امیر المومنین عمر سے کہ کہا کھڑے ہوئے درمیان ہمارے یا واسطے نصیحت کرنے ہمارے کے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑا ہونا عظیم یعنے خطبہ فرمایا پس خبر دی ہمکو ابتدائے پیدائش سے تا آخر دنیا قیامت کہ داخل ہون بہشتی بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین فـ ع یعنے احوال مبدا اور معاد کا اول سے آخر تک سب بیان کیا توضیح اسکی یہ ہے کہ آنحضرت نے بیان کیا احوال سب امتون کا تا وقت دخول جنت و نار کے اور بیان کیا احوال امت اپنی کا جو کچھ کہ جاری ہوگا انپر خیر و شر سے یہان تک کہ داخل ہون بہشتی انمین سے بہشت مین اور دوزخی دوزخ مین ہے یاد رکھتا ہے اسکو وہ شخص کہ یاد رکھا اور بعد از یاد کرنے کے فراموش نہ کیا اور یاد نہین رکھتا ہے وہ شخص کہ

یاد رکھا اور یاد کیا اور بعد اسکے فراموش کیا حاصل معنے یہ کہ بعضے یاد رکھتے ہیں اور بعضے بھول گئے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی کَتَبَ کِتَابًا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ اِنَّ رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ فَھُوَ مَکْتُوْبٌ عِنْدَہٗ فَوْقَ الْعَرْشِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے کہ تحقیق اللہ تعالے نے لکھی ایک کتاب پہلے اسکے کہ پیدا کرے آسمان و زمین یہ لکھا کہ مہربانی میری سبقت لیگئی ہے میرے غصہ پر پس وہ کتاب یا یہ قول لکھا گیا ہے اور نزدیک اسکے ہے اوپر عرش کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور معنی یہ کہ وہ کتاب لکھی گئی اور تمام خلائق سے اٹھالی گئی کہ کسی کے حیز ادراک یعنے سمجھ میں نہیں آتی کہا توربشتی نے احتمال ہے کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہو اور ہوں معنی قول حضرت کے فھو مکتوب عندہ یہ کہ لوح محفوظ میں لکھا ہے اور احتمال ہے کہ مراد ہو اس سے قضا کہ جو جاری کی اللہ تعالے نے اور دونوں وجہوں پر پس قول حضرت کا عندہ فوق العرش تنبیہ ہو اسپر کہ وہ لکھی گئی اسپر اور تمام خلائق سے اٹھالی گئی کہ کسی کے حیز ادراک میں نہیں آتی اور معنی سبقت رحمت کے غضب پر یہ ہیں کہ ظہور آثار رحمت کے بہت ہیں اور گھیر رکھا ہے تمام مخلوقات کو اور غضب کم ہے کہ کبھی کبھی مورد خاص ہی میں ہوتا ہے جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا ان عذابی اصیب بہ من اشاء و رحمتی وسعت کل شیء یعنے عذاب اپنا پہونچاتا ہوں میں جسکو چاہتا ہوں اور رحمت میری نے گھیر رکھا ہے ہر چیز کو (وَعَنْ عَائِشَۃَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خُلِقَتِ الْمَلٰئِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عائشہ سے انہنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پیدا کیے گئے فرشتے نور سے ف ح قاموس میں ہے کہ نور روشنی یا شعاع اسکی اور یہاں مراد جوہر روشن ہے ت اور پیدا کیا گیا جان کہ معنے جن کے ہے یا باپ جنون کے جیسے کہ آدم باپ ہیں بشر کے شعلہ آگ دھوئیں ملے ہوئے کے سے اور پیدا کیے گئے آدم اس چیز سے کہ بیان کی گئی تمھارے لیئے نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے قرآن میں خلقہ من تراب روایت کیا ابن عساکر نے ابی سعید سے مرفوعًا کہ پیدا کیے گئے کھجور اور انار اور انگور آدم کی مٹی کے فضلے سے اور روایت کی طبرانی نے ابی امامہ سے مرفوعًا کہ پیدا کیے گئے حور عین زعفران سے اور روایت کی حکیم نے اور ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابو درداء سے کہ پیدا کیا اللہ عزوجل نے جن کو تین اقسام پر ایک قسم تو سانپ اور بچھو اور حشرات الارض اور ایک قسم مانند ہوا کے جو ہیں اور ایک قسم ہیں کہ انپر حساب و عقاب ہے اور پیدا کیا اللہ تعالے نے انس کو تین اقسام پر ایک قسم تو مانند چارپایوں کے اور ایک قسم ہیں کہ بدن انکے بدن بنی آدم کے سے ہیں اور ارواح انکی ارواح شیاطین کی اور ایک قسم اللہ کے سایہ میں ہونگے اسدن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر اسی کا (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا صَوَّرَ اللّٰہُ اٰدَمَ فِی الْجَنَّۃِ تَرَکَہٗ مَا شَاءَ اللّٰہُ اَنْ یَّتْرُکَہٗ فَجَعَلَ اِبْلِیْسُ یُطِیْفُ بِہٖ یَنْظُرُ مَا ھُوَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَجْوَفَ عَرَفَ اَنَّہٗ خُلِقَ خَلْقًا لَا یَتَمَالَکُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالے نے آدم کو اور صورت بنائی انکی بہشت میں چھوڑا انکو جب تک کہ چھوڑنا انکا چاہا ف ح ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ پیدایش اور بنا صورت بنی آدم کا بہشت میں ہوا حالانکہ اخبار دلالت کرتے ہیں اسپر کہ پیدایش اور صورت بننی انکی ہوئی وادی نعمان میں کہ عرفات کے جنگل کے نزدیک ہے اور بعد از درست کرنے اور پھونکنے روح کے بہشت میں لے گئے پس ذکر کرنا لفظ فی الجنۃ کا باعتبار عاقبت حال انکے کے ہے یعنے پیدا کرکے رکھا بہشت میں اور توربشتی نے کہا کہ مجھے گمان ہے کہ ذکر کرنا لفظ فی الجنۃ کا سہو ہے راوی سے بہر تقدیر جب پیدا کیا آدم کو ت پس شروع کیا ابلیس نے پھرنا گرد انکے کے دیکھتا تھا کہ کیا ہے یہ یعنے تفکر کرتا تھا انجام کار اسکے میں اور تامل کرتا تھا کہ کیا ظاہر ہوگا اس سے پس جب دیکھا اسکو خالی اندر سے یعنی جانا کہ یہ پیدا کیا گیا ہے پیدائش غیر مضبوط ف ع یعنے نہیں تقویت ہے بعض اعضا کو بعض سے اور نہ قوت ہے اور نہ ثبات بلکہ ہے متزلزل الامر متغیر الحال پیش کیا گیا آفات کے لیئے اور بعضوں نے یہ معنے کہے ہیں کہ اپنے نفس کا مالک نہیں ہوسکیگا اور نہیں نگاہ رکھ سکیگا اپنے تئیں بھوک سے اور شہوات سے یعنے پس خوش ہوا ابلیس اور کمر امید کی باندھی انکے گمراہ کرنے میں اور بعضوں نے کہا کہ نہیں مالک ہوگا اپنے نفس کا غصہ کے وقت ت نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اخْتَتَنَ اِبْرَاھِیْمُ النَّبِیُّ وَھُوَ ابْنُ ثَمَانِیْنَ سَنَۃً بِالْقَدُوْمِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ

سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ختنہ کیا ابراہیم نبی نے اس حال میں کہ وہ اسّی برس کے تھے ساتھ قدوم کے فرق کہا نووی نے کہ لفظ
قدوم کی دال کی حرکت میں اختلاف ہے تشدید وتخفیف میں کہا جاتا ہے آلہ بڑھئی کو جسے بسولہ کہو قدوم ساتھ تخفیف کے فقط اور قدوم تخفیف اور تشدید سے قریہ ہے شام
میں پس جسنے کہ روایت کیا ہے قدوم کو تشدید سے مراد ہے قریہ مذکورہ اور روایت تخفیف کی احتمال رکھتی ہے قریہ کو اور آلہ کو اور اکثروں نے تخفیف ہی پڑھی ہے حاصل کہ
اکثروں کے نزدیک معنے یہ ہوئے کہ ختنہ کیا بسولہ سے یا قدوم میں کہ قریہ ہے شام میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنه قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لم يكذب ابراهيم الا ثلث كذبات ثنتين منهن في ذات الله قوله اني سقيم وقوله بل فعله كبيرهم هذا وقال بينا هو ذات يوم وسارة اذ اتى على جبار
من الجبابرة فقيل له ان ههنا رجلا معه امرأة من احسن الناس فارسل اليه فسأله عنها من هذه قال اختي فاتى سارة فقال لها ان هذا الجبار ان يعلم انك امرأتي
يغلبني عليك فان سألك فاخبريه انك اختي فانك اختي في الاسلام ليس على وجه الارض مؤمن غيري وغيرك فارسل اليها فاتى بها قام ابراهيم يصلي
فلما دخلت عليه ذهب يتناولها بيده فاخذ ويروى فغط حتى ركض برجله فقال ادعي الله لي ولا اضرك فدعت الله فاطلق ثم تناولها الثانية فاخذ مثلها او اشد
فقال ادعي الله لي ولا اضرك فدعت الله فاطلق فدعا بعض حجبته فقال انك لم تأتني بانسان انما اتيتني بشيطان فاخدمها هاجر فاتته وهو قائم يصلي فاومأ
بيده مهيم قالت رد الله كيد الكافر في نحره واخدم هاجر قال ابو هريرة تلك امكم يا بني ماء السماء متفق عليه) اور روایت ہے اسی ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں بولے ابراہیم مگر تین جھوٹ تین بار فائدہ انبیا معصوم ہیں وہ مطلق جھوٹ نہیں بولتے پس یہاں جو جھوٹ بولنا فرمایا تو بہ نسبت
سننے والوں کے ہے کہ یہ باتیں صورت میں جھوٹ تھیں اور نفس الامر میں سچی انکو عربی میں معاریض کہتے ہیں اور جو عذر کہ ان کا سے بیان کیا گیا ہے جو کہا تھا ہذا ربی تو وہ وقت
میں تھا بلکہ ایام طفولیت میں تھا اسکا کچھ اعتبار نہیں ہے دو جھوٹ ان تینوں جھوٹوں میں سے تو ذات خدا میں فرمائے یعنے واسطے خدا کے اور کسکے
اور طلب رضا اسکی سے کہ انھیں حاصل کرنا نفع کا اپنی ذات کے لیے نہیں ہے بلکہ مقصود توحید اور تنزیہ حق کی تھی اور تیسری بات میں کہ کہنا انکا ہذا اختی ہے اگرچہ وہ بھی خدا
تعالے کے لیے تھا لیکن اسمیں نفع انکی ذات کے لیے بھی حاصل ہوتا ایک قول انکا یہ کہ تحقیق میں بیمار ہوں فرق ہے اسوقت کہا انھوں نے کہ انکی قوم
نے انکو اپنی عید کی سیر کے لیے بلایا اور انھوں نے چاہا کہ میں نہ جاؤں تا بت شکنی کروں اسوقت یہ بہانہ کیا کہ میں بیمار ہوں تا وہ چھوڑ جاویں اور یہ ظاہر میں معلوم
ہوتا ہے کہ وہ بیمار نہ تھے لیکن تاویل اسکی یہ ہے کہ مراد انکی یہ تھی کہ میں متصف ساتھ بیماری کے ہوں کہ کبھی نہ کبھی بیمار ہوا کرتا ہوں پس ایسا لفظ مبہم بولے کہ ظاہر اسکا
دلالت کرتا ہے بیماری فی الحال پر اور بعضوں نے کہا کہ انھوں نے وہم میں ڈالا انکو کہ گویا انھوں نے استدلال کیا ہے ساتھ علامات علم نجوم کے کہ بیمار ہونگے
جیسے کہ سیاق آیت سے معلوم ہوتا ہے اور یا یہ مراد رکھی کہ دل میرا بیمار و بدحال ہے بسبب کفر تمہارے کے کیا خوب ایک بزرگ نے کہا ہے بیت اگر ترا تماشا
عید خود طلبند پہ خلیل وار بہانہ بکہ بیمار م بیت اور دوسرا قول انکا یہی بلکہ کیا یہ بڑے انکے نے فرق ہے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کفار کے
غائبانہ انکے بتوں کو توڑ ڈالا انھوں نے پوچھا کہ تو نے یہ کام کیا ہے ہمارے خداوں سے اے ابراہیم انھوں نے فرمایا کہ یہ بت جو سب میں بڑا ہے اسنے یہ کام
کیا ہے پس یہ بات بھی سچی نہیں ہے لیکن غرض انکی تنبیہ کرنی تھی کفار کو کہ دیکھو جو اپنا ضرر دفع نہیں کرسکتا ہے وہ اور کو کیا نفع اور ضرر پہونچا سکیگا اور لائق عبادت
کے کیونکر ہوئے اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بیچ بیان تیسرے جھوٹ کے کہ ابراہیم علیہ السلام سے صادر ہوا اسوقت کہ ابراہیم اور سارہ
بی بی انکی جاتے تھے طرف شام کے ہجرت کیے ہوئے بعد ہلاک نمرود کے ناگہاں آگئے یعنے گذرے ابراہیم ساتھ سارہ کے اوپر شہر ایک حاکم ظالم کے
ظالموں میں سے پس کہا گیا اس ظالم کو یعنے خبر پہونچائی لوگوں نے کہ اس جگہ یعنے اس شہر میں ایک مرد ہے کہ اسکے ساتھ ایک عورت ہے بہترین لوگوں سے
حسن وجمال میں پس بھیجا اسنے کسی کو طرف ابراہیم کے بلانے کے لیے پس گئے ابراہیم پاس اسکے پس پوچھا اسنے ابراہیم سے سارہ کے حال سے
کہ کون ہے تیری یہ عورت کہ تیرے ساتھ ہے کہا ابراہیم نے کہ یہ بہن میری ہے یعنے دینی پس آئے ابراہیم سارہ کے پاس یعنے اور تعلیم کیا حیلہ نجات پانے کا

شہر اس ظالم کے سے پس کہا سارہ کو کہ یہ ظالم اگر جانیگا کہ تو بی بی میری ہے تو غالب آویگا مجھ پر تیرے لینے میں یعنی زبردستی تجکو چھین لیگا مجھسے پس اگر پوچھے
تجھسے تو خبر دینا تو اسکو کہ تو بہن میری ہے اسلیے کہ تو بہن میری ہے اسلام میں یعنی نسبت کرنا اخوت اسلام کی اور یہ سچ ہے اسلیے کہ نہیں ہے روے زمین پر کوئی
مسلمان سواے میرے اور تیرے فـ ح ع یہ بیان واقع ہے کہ اُس وقت میں کوئی وہاں اور ایمان نہ لایا تھا اور سارہ ابراہیم علیہ السلام کے چچا کی بیٹی
تھیں یہ بھی ایک توجیہ اور ہے واسطے صدق قول ہذا اختی کے اور شاید کہ اقتصار ابراہیمؑ کا اخوت اسلام پر بسبب شرف اور جلالت اس نسبت کے ہو
یہاں ایک اشکال وارد ہوتا ہے کہ حضرت لوطؑ بھی تو ایمان لا چکے تھے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فآمن له لوط جواب اسکا یہ دیا ہے کہ مراد ابراہیم کی یہ تھی کہ اس
زمین میں کہ یہاں یہ ماجرا درپیش آیا ہے کوئی دوسرا سواے ہم دونوں کے مومن نہیں کیونکہ لوطؑ انکے ساتھ نہ تھے ایک اور اعتراض کیا ہے علماء نے کہ کیوں نہ کہا ابراہیمؑ نے
کہ یہ بی بی میری ہے حالانکہ بی بی کو انکے میاں کے ہاتھ سے کم لیا کرتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ ظالم کہاں باک رکھتا ہے بی بی ہو یا بہن سے لیتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ اس
ظالم کی عادت یہی تھی کہ بی بی کو میاں سے لیتا تھا نہ بہن کو اور وہ مجوسی بھی تھا اور دین مجوسی میں اگر بہن ہو تو اسکا بھائی احق و اولی ہے ساتھ اسکے
بہ نسبت غیر اسکے کے پس چاہا ابراہیمؑ نے کہ تمسک کریں ساتھ دین اسکے کے باوجود اسکے اُسنے رعایت اپنے دین و عادت کی نہ کی اور قصد کیا اُسکے لینے کا
ت پس بھیجا اس ظالم نے کسی کو طرف سارہ کے انکے بلانے کے لیے پس لائی گئیں سارہ اسکے پاس کھڑے ہوئے ابراہیمؑ نماز پڑھنے میں فـ ح ع اور
مناجات کریں اپنے پروردگار سے تا اس ورطہ سے نجات پاویں اور عادت مقربین درگاہ کی یہی ہے کہ جب کسی غم میں مبتلا ہوتے ہیں تو نماز پڑھنے لگتے ہیں جیسے کہ
فرمودہ حق سبحانہ تعالے کے یا ایہا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ اور عادت شریف ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی تھی جیسے کہ حدیث
میں آیا ہے اذا حزبہ امر صلی ت پس جبکہ آئیں سارہ اس ظالم کے پاس تو چاہا اُسنے کہ ہاتھ ڈالے انپر اور پکڑے انکو یعنی بغیر سوال و جواب کے یا بعد اسکے بسبب
غلبہ خواہش کے انکا حسن دیکھکر ارادہ دست درازی کا کیا پس پکڑا گیا وہ ظالم فـ ح لفظ اخذ بصیغہ مجہول ساتھ تخفیف کے ہے اسکی تین طرح پر تفسیر کی ہے علماء
نے یا تو یہ کہ باز رکھا گیا وہ ظالم قدرت الٰہی سے رکھ چھوڑنے سارہ کے سے اور یا یہ کہ پکڑا گیا اپنے گناہ سے اور عذاب کیا گیا اسپر یا بیہوش کیا گیا اور ایک روایت
میں اخذ ساتھ تشدید کے تاخیذ سے بھی آیا ہے یعنی پکڑے جانے کسی کے دل کے بسبب افسون یا سحر کے ایسا کہ سراسیمہ و حیران ہو ت اور روایت کیا گیا
ہے یعنی بدلہ فاخذ کے یا زیادہ اسپر فغط فـ ح ساتھ پیش غین معجمہ اور تشدید طاء مہملہ کے بنا مجہول پر یعنی گلا گھونٹا گیا اور دم رک گیا یا یہ کہ سنی گئی اسکے حلق سے
ایسی آواز کہ جیسے سوتے میں کوئی آواز کرتا ہے کہ جسکو خراٹا کہتے ہیں ت یہاں تک کہ پانوں مارنے لگا زمین پر یعنی ایسا ہو گیا جیسا کہ آسیب زدہ یا مرگی والا ہوتا ہے
پس کہا اس ظالم نے یعنی سارہ کو کہ دعا کر خدا سے میرے لیے تا خلاص کرے مجکو اس بلا سے اور ضرر نہیں پہونچاؤنگا میں تجکو یعنی کچھ تعرض نہیں کرونگا تجھسے پس
دعا کی سارہ نے خدا تعالے سے پس چھوڑا گیا وہ ظالم یعنی رہائی پائی اس حالت سے پھر ارادہ دست اندازی کا کیا اس ظالم نے سارہ سے دوسری بار پس
پکڑا گیا مانند پکڑے جانے پہلے کے بلکہ سخت تر اس سے پس کہا دعا کر اللہ تعالے سے میرے لیے اور نہیں ضرر پہونچاؤنگا تجکو پس دعا کی سارہ نے اللہ تعالے
سے پس چھوڑا گیا پس بلایا اس ظالم نے کسی کو اپنے دربانوں میں سے اور کہا کہ تحقیق تو نہیں لایا میرے پاس انسان کو یعنی تاکہ قادر ہوں میں اسپر نہیں لایا
تو میرے پاس مگر جن کو یعنی اسی سبب سے نہیں قادر ہوا میں اسپر بلکہ ضرر پہونچایا مجکو اور تو نے چاہا کہ یہ ہلاک کر ڈالے مجکو پس خدمت کو دی سارہ کے ہاجرہ
فـ ح ع یعنی جبکہ دیکھی اُسنے بزرگی سارہ کی اور تقرب انکا نزدیک اللہ تعالے کے تو ایک لونڈی دی کہ نام اسکا ہاجرہ تھا اور آجر بھی کہتے ہیں اور ابراہیمؑ کے
سارہ سے فرزند نہیں ہوتا تھا پس سارہ نے ہاجرہ ابراہیم کو دی اور کہا امید ہے کہ تمہارے یہاں اس سے کوئی فرزند ہو پس حضرت اسمٰعیلؑ ہاجرہ سے پیدا ہوئے اور
ابراہیم اس ایام میں سو برس کے تھے اور آخر کو سارہ سے بھی حضرت اسحٰق پیدا ہوئے ت پس آئیں سارہ ابراہیمؑ کے پاس اس حال میں کہ ابراہیمؑ کھڑے
نماز پڑھتے تھے یعنی انکو انکی خلاصی کی تو خبر ہو گئی تھی بدستور سابق نماز میں متوجہ الی اللہ تھے پس اشارہ کیا ابراہیم نے اپنے ہاتھ سے کہ کیا ہے حال تیرا اور کیا

ہوا کہا سارہ نے کہ روکیا اللہ نے مکر اُس کافر کا بیچ سینہ اسکے کے یعنے اسکی بد اندیشی اُلٹی اُسپر پڑی اور مجھپر سرایت نکی اور کچھ زیان مجھے نہ پہونچا اور خدمت کو دی
ہاجر کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ ہاجرہ ماں تمھاری ہی اے بنو ماء السماء یعنے اے آسمان کے پانی کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح یہ خطاب حضرت اسمٰعیل کی اولاد کو ہی اور ساتھ پانی
آسمان کے تعبیر کیا انکو بسبب طہارت نسب انکے کے اور پانی آسمان کا مثل ہو طہارت مین چنانچہ کہتے ہین کہ فلانا آسمان کے پانی سے پاک تر ہی اور بعضے کہتے ہین
کہ اشارہ کیا ساتھ اسکے اُسکی طرف کہ چشمہ زمزم کا بتقریب حضرت اسمٰعیل کے نکلا تھا اور وہ پانی آسمان قدس و طہارت سے نکلا ہی اور جو فیض کہ زمین سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی تابع
اسکا آسمان ہی سے کھینچا ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ خطاب انصار کو ہی اسلیے کہ وہ اولاد عامر بن حارثہ ازدی کے ہین اور اسکا لقب ماء السماء تھا اسلیے کہ اُسکی قوم قحط
طلب کرتی تھی اُس سے اور بعضون نے کہا کہ مراد تمام عرب ہین یہ نام انکا اسلیے ہوا کہ وہ طالب مینہ کے رہتے ہین اور جہان مینہ ہوتا ہی وہین گذران کرتے ہین
اور اگرچہ تمام عرب ہاجرہ کے بطن سے نہین ہین لیکن اکثر اولاد اسمٰعیل سے ہین بسبب شرف اور غلبہ کے یون کہا (وَعَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ
اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتٰى وَيَرْحَمُ اللّٰهُ لُوْطًا لَقَدْ كَانَ يَاْوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ وَلَوْ لَبِثْتُ فِي السِّجْنِ طُوْلَ مَا لَبِثَ يُوْسُفُ لَاَجَبْتُ
الدَّاعِيَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم لائق تر ہین ساتھ شک کرنے کے ابراہیم سے جس وقت کہ کہا ابراہیم نے
اے پروردگار میرے دکھا مجھکو کہ کیونکر زندہ کرتا ہی تو مردون کو ف ح ابن الملک نے کہا کہ جب آیت اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ سبب نزول نے
اس حدیث کا یہ ہی کہ جب آیۃ مذکورہ نازل ہوئی تو کہا ایک جماعت نے کہ شک کیا ابراہیم نے نہ ہمارے پیغمبر نے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ ہم لائق تر ہین ساتھ شک کے ابراہیم سے اور ظاہر اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت نے ثابت کیا شک حضرت ابراہیم کے لیے اور نفی ذات
شریف کے لیے حالانکہ دونون محال ہین کیونکہ شک آنا انبیا صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کو کہ اول مومنون اور موقنون کے ہین
کچھ معنی ہی نہین رکھتا پس معنے یہ ہین کہ اگر شک راہ پاتا ابراہیم مین تو ہم مین بھی پاتا اور تم جانتے ہی ہو کہ شک راہ نہین پاتا ہم مین پس جانو کہ ابراہیم بھی ایسے ہی
ہین پس سوال ابراہیم کا واسطے طلب ترقی کے تھا علم الیقین سے طرف عین الیقین کے کہ اطمینان قلب عبارت اُس سے ہی یا سبب ابراہیم دلیل اسکی پوچھتا تھا
میرا زندہ کرتا ہی اور مارتا ہی تو طلب کی یہ بات تاکہ ظاہر ہو دلیل اُنکی عیانا لیکن اشکال ہوتا ہی کہ اس حدیث سے ترجیح ابراہیم کی آنحضرت کی ذات شریف پر سمجھی جاتی ہی اور
جواب اسکا یہ ہی کہ حضرت نے یہ بات بطریق تواضع کے فرمائی یا فرمائی ہو پہلے آنے اس وحی کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹے آدم کے سردار و افضل ہین اولاد آدم
کے اور یہی توجیہ ہر اُس حدیث کی ہی کہ حصر ہوا ہو پر عدم افضلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رحمت کرے اللہ تعالی لوط پر تحقیق تھے لوط کہ البتہ تھے اور
پناہ پکڑتے تھے طرف رکن سخت کے ف ح رکن ہر چیز کے اُس جانب قوی کو کہتے ہین اور یہان مراد رکن شدید سے جماعت قوی ہی اور بیان اسکا یہ ہی کہ جب
قوم لوط نے قصد کیا ایذا دینے کا انکے مہمانون کو کہ فرشتے تھے بصورت امردون کے تو کہا حضرت لوط نے لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً کاشکے مجھکو ہوتی قوت ساتھ تمھارے یعنے ہوتی مجھکو
قوت مقابلہ اور دفع کرنے تمھارے کی رکھتا ہین اَوْ آوِيْ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ یا پناہ ڈھونڈھتا مین ساتھ جماعت قوی کے کہ انکی جماعت اور قوت سے باز رکھتا مین تمکو
تمھارے شر سے پس فرماتے ہین آنحضرت کہ رحمت کرے اللہ تعالی لوط کو کہ پناہ ڈھونڈتے تھے ساتھ رکن شدید کے آدمیون مین سے حالانکہ رکن شدید پکڑا تھا
ساتھ عصمت حق اور حفظ اُسکے کے ہی اور عرب رحمت وہان لاتے ہین کہ کسی سے کچھ تقصیر واقع ہوا اور وہ کام کرے کہ نکرنا چاہیے کہتے ہین کہ خدا رحمت کرے
اور بخشے فلانے کو کہ ایسا کام کیا یعنے کرنا بایستی نکیا انتہی اور ملا علی نے بھی ایسا ہی مضمون ابن الملک وغیرہ سے نقل کرکے لکھا ہی کہ میرے نزدیک یہ نفی یعنے
بہ نسبت انبیا علیہم السلام کے طریق ادب سے دور ہین اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ منع کرتے تھے غیبت عوام سے مردہ ہون خواہ زندہ پس کیونکر مستحق
ہو کہ ذکر کرین بیچ حق نبی مرسل کے ایسی بات کہ وہم ہو اُنکے نقصان مرتبہ یا کم ہمتی کی پس معنے یہ ہین کہ وہ مقتضاے جبلت بشریہ کے بعض اوقات شدت مین مائل ہوے
کرتے تھے طرف استعانت کے ساتھ جماعت قوی کے پس جائز ہی ہمارے لیے بھی اب اسلیے کہ ہم مامور ہین ساتھ متابعت کاملین کے بیچ تعلق اسباب کے باوجود

اعتماد کے رب الارباب پر اور اسیواسطے کلام میں یرحم اللہ کہنا لائق تھا کہ تا وہم جاوے اعتراض نقصان کا اور جیسے کہ اللہ تعالے نے فرمایا عفا اللہ عنک لم اذنت
لہم واللہ اعلم بالصواب پھر فرمایا آنحضرت ﷺ نے اور اگر ٹھہرتا میں قیدخانہ میں اس مدت دراز میں کہ ٹھہرے یوسف تو البتہ قبول کرتا میں کہنا بلانے والے کا
فائدہ کہ بادشاہ مصر کی طرف سے حضرت یوسف کے بلانے کو آیا تھا اور قصہ اسکا یہ ہے کہ حضرت یوسف نو برس سے قیدخانہ میں تھے اور جب مصر کے بادشاہ نے طلب
کیا انکو تا خلاص کرے اور مقرب کرے تو یوسف نے نکلنے میں توقف کیا اور کہا کہ پہلے میرا حال دریافت کرو اور ان عورتوں سے کہ مجکو دیکھکر ہاتھ کاٹ ڈالے تھے
عصمت اور نیکی میری تحقیق کرو تب ایکو نکلونگا میں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں بجاے یوسف کے ہوتا اور اتنی مدت دراز قیدخانے میں مجھپر
گذرتی اور کوئی میرے چھڑانے کے لیے آتا تو جلدی مان لیتا کہنا اسکا اور ہرگز منتظر تحقیق حال کا نہوتا میں اور توقف اور تامل نکرتا جیسا کہ یوسف نے کیا پس یہ تعریف
کی آنحضرت نے یوسف کی اور بیان کیا صبر اور ثبات اور متانت راے انکے کا یعنی باوجود اسکے کہ کوئی مدت دراز تک قیدخانہ میں ٹھہرے اور باوے محنت اور شدت
اسمین اور پھر کوئی انکے چھڑانے کو آوے اور وہ صبر و ثبات اختیار کرے تو زیادہ اسپر استقامت متصور نہیں ہے اگر میں اس طرح کہیں اس حال پر ہوتا تو جلدی سے
نکل آتا اور صبر نکرتا اور یہ تواضع ہے آنحضرت کی واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ مدح و ثنا یوسف کے ورنہ استقامت آنحضرت کی بالاتر ہے استقامت تمام انبیاء
اولو العزم سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان موسی کان رجلا حییا ستیرا لا یری من جلدہ شیء استحیاء
فاذاہ من اذاہ من بنی اسرائیل فقالوا ما تستر هذا التستر الا من عیب بجلدہ اما برص او ادرة واما آفة وان اللہ اراد ان یبرئه مما قالوا فخلا یوما وحدہ لیغتسل فوضع ثوبه علی الحجر
ففر الحجر بثوبه فجمح موسی فی اثرہ یقول ثوبی یا حجر ثوبی یا حجر حتی انتهی الی ملا من بنی اسرائیل فراوہ عریانا احسن ما خلق اللہ فقالوا واللہ ما بموسی من باس
واخذ ثوبه فطفق بالحجر ضربا فواللہ ان بالحجر لندبا من اثر ضربه ثلاثا او اربعا او خمسا متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق موسی علیہ السلام تھے ایک مرد بہت شرمناک بہت ڈھانکنے والے بدن کے نہیں دیکھا جاتا تھا انکی جلد بدن سے کچھ بسبب شرم رکھنے
کے یعنی مارے شرم کے تمام بدن کو ڈھانکے رکھتے تھے ہر حال میں اور نہانے کے وقت پس ایذا دی ان لوگوں نے کہ ارادہ کیا انکے ایذا دینے کا بنی اسرائیل
میں سے پس کہا بعضے موذیوں نے نہیں بدن ڈھانکتے موسی اس طرح کا ڈھانکنا ساتھ تکلف و مبالغہ کے مگر بسبب عیب کے کہ انکی جلد میں ہے یا تو کوڑھ
ہے یا فوطے پھولے ہوئے ہیں اور تحقیق اللہ تعالے نے چاہا کہ پاک کرے موسی کو عیب سے اور ظاہر کرے لوگوں پر منزہ ہونا انکی اور ثابت کرے
انکے بیچ حیا اللہ تعالے کی طرف سے پس الگ ہوئے موسی لوگوں سے ایکبار واسطے نہانے کے پس رکھے کپڑے اپنے ایک پتھر پر پس بھاگا پتھر اور لیگیا
کپڑے موسی کے پس دوڑے موسی اس پتھر کے پیچھے کہتے ہوئے دے کپڑے میرے اے پتھر دے کپڑے میرے اے پتھر یہاں تک کہ پہونچے موسی
طرف جماعت کثیر کے بنی اسرائیل میں سے پس دیکھا اس جماعت نے موسی کو ننگا بہتر بیچ پیدائش خدا کے یعنی مبرا ان عیب و نقصان سے کہ انکے
حق میں ثابت کرتے تھے وہ نادان اور کہا انہوں نے قسم خدا کی نہیں ہے موسی میں کچھ نقصان و عیب فائدہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالے پاک کرتا ہے
اپنے دوستوں کو ہر عیب و نقصان سے کہ نادان اور منکر انکو ساتھ اسکے متہم کرتے ہیں تا اس سے مبرا ہو کر معزز و مکرم ہوں خلق میں ست اور شروع کیا
موسی نے پتھر کو مارنا پس قسم ہے خدا کی کہ پیدا ہوئے پتھر میں نشان بسبب تاثیر مارنے موسی کے اسکو تین نشان یا چار یا پانچ فائدہ ہر بار کہ مارتے تھے ایک
نشان اسمین پڑجاتا تھا اور مارا اسکو بسبب غصہ کے اور تادیب کے کہ بھاگ کیوں گیا اور اسمین دو معجزے ہوئے حضرت موسی کے ایک تو چلنا پتھر کا اور دوسرا
نشان پڑجانا اسمین اور یہ بھی معلوم ہوا اس حدیث سے کہ جائز ہے نہانا ننگے خلوت میں اگرچہ ہے ڈھانکنا ستر کا افضل اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ انبیا اور صلحا مبتلا ہوتے
ہیں نادانوں اور جاہلوں کی ایذا میں اور وہ صبر کرتے ہیں اسپر کہا بعضوں نے کہ حکم ہوا موسی کو یہ کہ اٹھا رکھیں وہ پتھر ساتھ اپنے یہاں تک کہ جب گئے قبیلہ میں تو
مارا اسکو اپنے عصا سے ایکبار یا کئی بار پس جاری ہوئے اسمین سے بارہ چشمے چنانچہ یہ حال مذکور ہے قرآن میں ست نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَا اَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّا تَرٰى قَالَ
بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَا غِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے اُسی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت کہ ایوب
نہا رہے تھے ننگے [illegible] احتمال ہے کہ بانسبت ہوں تہبند پہنے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول یحثی فی ثوبہ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بالکل ننگے نہاتے ہوں
اور ستر کا نہانا اوپر مذکور ہوا اور تنہا ہے جائز انکے نزدیک لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا طرف اسکے کہ ستر اولیٰ ہے واسطے حیا کرنے کے مولیٰ
ہمارے آنحضرت مبعوث ہوئے واسطے پورا کرنے مکارم اخلاق کے اور تنہا نہانا ایوب کا بعد حاصل ہونے صحت و عافیت کے اُس مرض سے کہ مبتلا ہوئے
تھے اُسمیں اور بعد اُنکے اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں سونے کی اُنکے گھر میں پس گرین ایوب علیہ السلام پر یعنی اُنکے اوپر اطراف پر ٹڈیاں سونے کی پس شروع
کیا ایوب نے سمیٹنا اُنکا اپنے کپڑے میں فـ [illegible] ہر ترہ کہ لیتے ہوں ایوب اُنکو ایک ہاتھ سے یا لپ بھر کر اور رکھتے ہوں اُنکو اپنے پیش ہو کے یا بند کر
کہ باندھا ہو پہلے غسل کے یا بعد اُسکے پاس رکھا ہو کہ ہنوز پہنا نہ ہو پس پکارا ایوب کو اُنکے پروردگار نے یعنی از راہ مہربانی کے کہ اے ایوب کیا نہیں بے پروا
کیا میں نے تجھکو اُس چیز سے کہ دیکھتا ہے تو یعنی اٹھاتا ہے اور سمیٹتا ہے میں نے تجھکو احتیاج نہیں رہی ان ٹڈیوں کی کہ اُٹھاتا ہے تو انکو اور لیتا ہے کپڑے میں کہ کہا
ایوب نے کہ ہاں مستغنی کیا ہے تو نے قسم تیری عزت کی ولیکن نہیں ہے بے پروائی مجھکو کثرت نعمت تیری سے اور زیادتی رحمت تیری سے فرحت ہے اپنا کرم
بیشتر تلطف بیشتر اور ایک روایت میں ہے من تسبیح من رحمتک اور من فضلک پس معلوم ہوا کہ اٹھانا ایوب علیہ السلام کا اُن ٹڈیوں کو بسبب دیکھنے نعمت اور
طلب کرنے لذت کے نعمت حق سے تھا نہ بطریق حرص دنیا اور بڑھانے مال کے کذا ذکرہ الشیخ اور طالبی نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے حرص کرنی
اوپر بڑھانے مال حلال کے اُس شخص کے حق میں کہ اعتماد کرے اپنے نفس پر اُسکی شکر گذاری کا اور صرف کرے اُسکو اُس جگہ کہ دوست رکھے رب اُسکا اور راضی
ہو اُس سے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْهُ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ
وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ وَاَمْرِ
الْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يُصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاُصْعَقُ
مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ كَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ فِيْمَنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلَا اَدْرِيْ اَحُوْسِبَ
بِصَعْقَةِ يَوْمِ الطُّوْرِ اَوْ بُعِثَ قَبْلِيْ وَلَا اَقُوْلُ اِنَّ اَحَدًا اَفْضَلُ مِنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَا
تُفَضِّلُوْا بَيْنَ اَنْبِيَاءِ اللّٰهِ) اور روایت ہے اُسی ابی ہریرہ سے کہ کہا بد کہا کیا ایک شخص نے مسلمانوں میں سے اور ایک شخص نے یہودیوں میں سے پس کہا مسلمان نے
قسم اُس خدا کی کہ برگزیدہ کیا محمدؐ کو سارے جہان کے لوگوں پر پس کہا یہودی نے اُسکے مقابلہ میں قسم اُس خدا کی کہ برگزیدہ کیا موسیٰ کو جہان کے لوگوں پر پس اُٹھایا
مسلمان نے ہاتھ اپنا نزدیک اس کہنے یہودی کے اور طمانچہ مارا یہودی کے منھ پر فـ کلام اللہ میں جو فرمایا حضرت موسیٰ کے حق میں انی اصطفیتک
علی الناس تو مراد یہ ہے کہ اُس وقت کے لوگوں میں اُنکو برگزیدہ کیا تھا اور یہ یہودی برگزیدگی حضرت موسیٰ کی علی الاطلاق مراد رکھتا تھا اور آنحضرتؐ کی برگزیدگی کا انکار
اُنھوں نے غصہ میں آکر طمانچہ مارا پس گیا یہودی پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خبر دی آنحضرتؐ کو ساتھ اُس چیز کے کہ تھا امر اُسکے سے اور امر مسلمان کے
پس بلایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو اور پوچھا اُس سے اُس بات سے یعنی جو کچھ کہ گذرا تھا اُسمیں اور یہودی میں پس خبر دی مسلمان نے آنحضرتؐ کو موافق
مطابق خبر یہودی کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ بزرگی دو مجھکو موسیٰ پر اسلیے کہ تحقیق لوگ بیہوش ہو کر گر پڑینگے دن قیامت کے یعنی پہلا نفخہ کے
وقت پس بیہوش ہو کر گر پڑونگا میں بھی ساتھ اُنکے پھر ہونگا میں اول اُن شخصوں کا کہ ہوش میں آوینگے پس ناگہاں دیکھونگا میں کہ موسیٰ علیہ السلام پکڑے ہوئے کھڑے
ہیں ایک جانب عرش کے پس نہیں جانتا میں کہ آیا تھے موسیٰ درمیان اُن لوگوں کے کہ بیہوش پڑے تھے پس ہوشیار ہوئے پہلے مجھ سے اور متعلق ہوئے ساتھ

[illegible]

عرش کے پایہ تھامے ہوئے سو اُن لوگوں میں کہ استثنا کیا ہے یعنی باہر نکال لیا ہی اُنکو خدا تعالیٰ نے فزع سے یعنے بیہوش ہو جانے سے جیسے کہ اس آیت میں فرمایا ہی فصعق
من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ یعنی پس روز کہ پھونکا جاویگا صور یعنی ہلاک ہو جاوینگے جو کہ آسمان و زمین میں ہیں مگر جسکو کہ چاہیگا اللہ تعالیٰ کہ
وہ ہلاک نہو جیسے کہ فرشتے پس شاید کہ موسیٰ بھی انہین میں سے ہوں کہا عسقلانی نے یعنے پس اگر ہوش میں آئے موسیٰ پہلے میرے تو یہ فضیلت ظاہر ہوئی اور
اگر ہوئے انہین سے کہ جنکو مستثنیٰ کیا ہی اللہ نے اور بیہوش نہوئے تو یہ بھی فضیلت ہی اور نہیں منع کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت دینے سے
درمیان انبیاء کے مگر کہ ہو اس طرح کہ باعث ہو تنقیص مفضول کی یا جاری ہو خصومت یا مراد یہ ہی کہ نہ فضیلت دو ساتھ جمیع انواع فضیلت کے اس طرح کہ نہ
باقی رہے مفضول کے لیے کچھ فضیلت یا ارادہ کیا منع کرنا فضیلت دینے سے نفس نبوت میں اسلیئے کہ آپس میں سب برابر ہیں اور ایک روایت میں یوں
آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہیں جانتا میں کہ آیا حساب کیا گیا بیہوشی بہ نسبت موسیٰ کے ساتھ بیہوشی روز طور کے فزع سے یعنے اُس روز
کہ موسیٰ نے دیدار طلب کیا تھا اور اُس سے منع کیے گئے اور حق تعالیٰ نے تجلی کی کوہ طور پر اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے تھے آج اُس صعقہ کو ساتھ اُس
صعقہ کے کہ انکو اُس روز ہوا تھا حساب کیا یعنے اُس روز جو انکو صعقہ ہو چکا تھا اُسکے سبب اب نہوا یا صعقہ ہوا موسیٰ کو ولیکن افاقت پائی پہلے افاقت میری
سے فزع پس جب موسیٰ کو یہ فضیلت ثابت ہوئی کہ مجھکو نہیں ہی تو فضیلت کیوں دیتے ہو مجھکو اُسپر اور یہ تواضع ہی آنحضرت کی اور یہ بھی ہی کہ یہ فضل جزئی ہی کہ موسیٰ
کے لیے ثابت ہی اور وہ منافی فضل کلی کے نہیں ہی یا قبل وقوع اس کلام کا پہلے اُترنے وحی کے ہے ساتھ فضیلت اُنکی کے ہی اور جاننا چاہیے کہ یہ صعقہ وہ صعقہ
نہیں ہی کہ بہ نسبت پھونکنے صور کے روز قیامت کے حاصل ہوگا اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام اُس روز کہاں موجود ہونگے کہ اُنکو
بہ نسبت اُسکے صعقہ حاصل ہوگا اور یہ بھی ہی کہ بعد اُسکے بعث ہی نہ افاقت اور آنحضرت اول بیہوش ہونگے بالاتفاق پس کیونکر فرماتے ہیں کہ نہیں جانتا میں بلکہ مراد صعقہ
سے اس حدیث میں صعقہ ہی کہ بعد از بعث کے ہوگا اور لوگ سب بیہوش ہونگے بعد اُسکے افاقہ پاوینگے پس اُسوقت کا حال فرمایا ہی کہ جب افاقہ پاؤنگا موسیٰ
کو دیکھونگا کہ پکڑے ہونگے جانب عرش کے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ جیسا استثنا الا من شاء اللہ بیچ اُس صعقہ نفخ صور کے ہی کہ پہلے بعث کے ہوگا جیسا
کہ مفسرون نے ذکر کیا ہی ویسا ہی اس صعقہ میں بھی ہوگا فقط بہ استثنا اور نہیں کہتا ہوں کہ کوئی افضل ہی یونس بن متی سے ف یعنی لفظ متی ساتھ زبر میم اور تشدید
تے مفتوحہ کے نام حضرت یونس کے باپ کا ہی کذا فی القاموس اور جامع الاصول میں ہی کہ یہ نام اُنکی ماں کا ہی اور خاص حضرت یونس علیہ السلام کا ذکر اسلیے کیا
کہ یہ اولوالعزم نہ تھے اور قوم کی ایذا پر بے صبری کی اور غصہ کیا اور نکل گئے قوم میں سے اور کشتی پر بیٹھے چنانچہ قصہ انکا قرآن شریف اور تفسیرون میں مذکور ہی پس
بیان منظور اسکا تھا کہ کسی کو اُنپر فضیلت دینا پس حضرت نے روکا اپنی امت کو کہ کوئی طعن و تحقیر اُنکی نہ کرے اور ابو سعید کی روایت میں ہی کہ نہ بزرگی دو تم
درمیان نبیوں کے یعنے نہ کہو کہ فلانا پیغمبر افضل ہی فلانے سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور یہ بیچ روایت ابی ہریرہ کے ہی کہ نہ فضیلت دو تم درمیان پیغمبران
خدا کے فزع یعنی یہ نہی یا تو ہی پہلے اُترنے وحی کے ساتھ تفضیل کے یا مراد یہ کہ نہ فضیلت دو اصل نبوت میں یا اس طرح کی فضیلت کہ اُس سے حقارت اورون کی
لازم آوے کہ یہ کفر ہی اور اکثر نسخون میں تو لفظ لا تفضلوا صاد معجمہ ہی سے اور ایک نسخہ میں صاد مہملہ سے ہی یعنے فرق نہ کرو درمیان اُنکے بموجب فرمانے اللہ تعالیٰ
کے لا نفرق بین احد منہم (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ینبغی لعبد ان یقول انی خیر من یونس بن متی متفق علیہ وفی روایۃ
للبخاری قال من قال انا خیر من یونس بن متی فقد کذب) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پہونچتا کسی بندہ
کو کہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن متی سے ف یعنی یہ عبارت دو احتمال رکھتی ہی ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھکو بہتر نہ کہو یونس سے
دوسرے یہ کہ کوئی اپنے تئین بہتر یونس سے نہ کہے اسلیے کہ کوئی ولی کبھی نبی کے مرتبہ کو نہیں پہونچتا اگرچہ نبی اولوالعزم نہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
اور ایک روایت میں بخاری کی یوں آیا ہی کہ فرمایا آنحضرت نے جو کوئی کہے میں بہتر ہوں یونس بن متی سے پس تحقیق وہ جھوٹا ہی ف یعنی اور یہ معنی ثانی کے

کہ مراد جھوٹ سے کفر ہی اسلیے کہ علما اتفاق رکھتے ہین اوپر تکفیر اُس شخص کے کہ اپنے تئین بہتر پیغمبرون سے جانے اور حضرت نے جو اپنے تئین اُنسے بہتر کہنے سے
منع کیا بطریق تواضع اور کسر نفسی کے فرمایا پس نہین ہی یہ مخالف اس حدیث کے انا سید ولد آدم ولا فخر یعنی مین سردار ہون بنی آدم کا اور نہین فخر کی راہ سے کہتا
بلکہ واسطے ذکر کرنے نعمت کے اور بیان واقعی کی ہی اور وجہ تخصیص ذکر کرنے اُنکی اوپر کی حدیث مین مذکور ہو چکی ہی (وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغُلَامَ الَّذِیْ قَتَلَہُ الْخَضِرُ طُبِعَ کَافِرًا وَلَوْ عَاشَ لَاَرْہَقَ اَبَوَیْہِ طُغْیَانًا وَّکُفْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی ابی بن کعب سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے تحقیق وہ لڑکا کہ مار ڈالا اُسکو خضر نے پیدا کیا گیا تھا اس حال پر کہ اختیار کریگا کفر کو فرح یعنی تقدیر الٰہی مین یہ تھا کہ خاتمہ اُسکا کفر پر ہوگا اور یہ منافی نہین ہی
اس حدیث کے کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام اسلیے کہ مراد اس سے مہیا ہونا اور استعداد قبول کرنے اسلام کا ہی اور یہ منافی نہین ہی شقاوت خاتمہ کے حاصل یہ کہ
فطرت غیر سابقہ کی ہوتی اور اگر زندہ رہتا وہ لڑکا یعنی بڑا ہوتا تو البتہ ڈالتا اپنے ماں باپ کو سرکشی اور کفر مین فرح یعنی ہوتا سبب انکی گمراہی کا کہ اُسکی محبت کے
سبب سے وہ بھی اتباع کرتے اُسکا اور کافر ہو جاتے تو واسطے نجات انکے قتل کی ہر کیا تھی اس سے کہ تھا وہ پیدا کیا گیا کافر اور وہ اگر جیتا رہتا بالفرض تو ہوتا گمراہ
کرنے والا ماں باپ کا مقصود ذکر کرنا خضر کا ہی اس باب مین اور اشارہ ہی انکی طرف کہ وہ انبیا مین سے ہین اور لفظ خضر ساتھ زبر خ اور زیر ض اور ایک نسخہ مین زیر
خ اور جزم ض سے اور نام انکا لیان بن ملکان ہی اور بعضون نے کہا کہ یہ بھائی ہین الیاس کے اور بعضون نے کہا حضرت آدم کے صلبی بیٹے ہین اور بعضون نے
کہا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانہ مین تھے اور بعضون نے کہا کہ اولاد نوح سے ہین ہفت واسطہ اور باپ انکے بادشاہون مین سے تھے واللہ اعلم اور صحیح
یہ ہی کہ یہ پیغمبر ہین عمر پوشیدہ اکثر کی نظرون سے اور زندہ ہین روز قیامت تک سبب پینے آب حیات کے اور اسپر ہین جمہور علما اور صوفیہ اور بہت سے علما اور
ملاقات کرنا انکا بعضے صلحا سے اور ہمکلام ہونا انسے اور حاضر ہونا بزرگ و خیر کی جگہون مین مشہور ہی اور بعضے بڑے محدثون نے مثل بخاری اور ابن المبارک وغیرہ
کے انکی حیات کا انکار کیا ہی اور ذکر انکا مشائخ کے کلام مین بہت آیا ہی چنانچہ انکے شک و شبہ کو نہین راہ نہین اور بہجۃ الاسرار احوال حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی
کے لکھا ہی کہ ایک دفعہ یہ کلام کر رہے تھے اور خضر ہوا پر گذرے انھون نے فرمایا قف یا اسرائیلی واسمع کلام محمدی اور مشائخ وقت کہ انسے ملتے تھے انکو وصیت
کرتے تھے کہ لازم کرو اپنے پر جانا مجلس شیخ عبد القادر مین اسلیے کہ وہان برکتین اُترتی ہین اور حاصل ہوتی ہی اُس سے سعادت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الْخَضِرُ لِاَنَّہٗ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَۃٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا ہِیَ تَہْتَزُّ مِنْ خَلْفِہٖ خَضْرَاءَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی ابی ہریرہ
سے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین نام رکھا گیا خضر کا خضر مگر اسواسطے کہ وہ بیٹھے تھے زمین خشک سفید پر کہ لائق روئیدگی کے نہ تھی یا گھاس
خشک پر پس ناگہان زمین یا وہ گھاس لہلہانے لگی پیچھے انکے سے سبب سبزی اور تروتازگی کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ مَلَکُ الْمَوْتِ اِلٰی مُوْسَی بْنِ عِمْرَانَ فَقَالَ لَہٗ اَجِبْ رَبَّکَ قَالَ فَلَطَمَ مُوْسٰی عَیْنَ مَلَکِ الْمَوْتِ فَفَقَاَہَا قَالَ فَرَجَعَ الْمَلَکُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی
فَقَالَ اِنَّکَ اَرْسَلْتَنِیْ اِلٰی عَبْدٍ لَّکَ لَا یُرِیْدُ الْمَوْتَ وَقَدْ فَقَاَ عَیْنِیْ قَالَ فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیْہِ عَیْنَہٗ وَقَالَ ارْجِعْ اِلٰی عَبْدِیْ فَقُلْ اَلْحَیٰوۃَ تُرِیْدُ فَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْحَیٰوۃَ فَضَعْ یَدَکَ عَلٰی مَتْنِ ثَوْرٍ
فَمَا تَوَارَتْ یَدُکَ مِنْ شَعْرَۃٍ فَاِنَّکَ تَعِیْشُ بِہَا سَنَۃً قَالَ ثُمَّ مَہْ قَالَ ثُمَّ تَمُوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ مِنْ قَرِیْبٍ رَبِّ اَدْنِنِیْ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ رَمْیَۃً بِحَجَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَوْ اَنِّیْ عِنْدَہٗ لَاَرَیْتُکُمْ قَبْرَہٗ اِلٰی جَنْبِ الطَّرِیْقِ عِنْدَ الْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا فرشتہ موت کا یعنی عزرائیل علیہ السلام پاس موسی علیہ السلام کے پس کہا فرشتہ نے حضرت موسی کو کہ قبول کر حکم رب اپنے کا یعنی مین
تمھاری روح قبض کرنے کے لیے آیا ہون چلو فرمایا آنحضرت نے کہ پس طمانچہ مارا موسی نے ملک الموت کی آنکھ پر پس پھوڑ ڈالی آنکھ فرمایا آنحضرت نے پس پھر گیا فرشتہ
طرف اللہ تعالے کے اور کہا بھیجا تو نے مجکو طرف بندے اپنے کے کہ نہین چاہتا مرنا اور تحقیق پھوڑ ڈالی آنکھ میری فرمایا حضرت نے پس پھیر دی اللہ تعالے نے
طرف اسکے آنکھ اُسکی اور فرمایا کہ پھر جا تو میرے بندے کے پاس اور کہہ کہ آیا زندگانی دراز چاہتا ہی تو پس اگر چاہتا ہی تو زندگانی دراز تو پس رکھ ہاتھ اپنا پیٹھ ایک بیل

یا دونون ایک بیل کی پیٹھ پر پس اس پر ہاتھ رکھ دے سو جتنے بال تیرے ہاتھ کے نیچے آوینگے بہت ہونگے پس تحقیق تو زندہ رہیگا بشمار انکے
اتنے ہی برس کہا موسی نے پھر بعد اس زندگانی دراز کے کیا ہوگا کہا فرشتہ نے پھر مریگا تو کہا موسی نے پس اختیار کی مین نے موت ابھی اے پروردگار میرے نزدیک
کر مجھکو زمین پاک کی ایک گولی سے یعنے بیت المقدس سے اگرچہ مقدار ایک سنگ انداز کی ہو واقع ہوا یہ مناجات حضرت موسی سے اسلیے کی کہ وہ مقام اس زمانہ مین
افضل تھا نسبت اور جگہون کے اور مدفن تھا انبیا کا اور شاید کہ تیہ مین ہونگے پس ارادہ کیا نزدیک ہونیکا طرف بیت المقدس کے اگرچہ مقدار قلیل ہو دعا کی
سے اور انھون نے قریب ہونا اپنا چاہا بیت المقدس سے نہ نفس بیت المقدس اسلیے کہ ڈرے اس سے کہ مبادا میری قبر مشہور ہو اور بسبب اسکے لوگ فتنہ مین
پڑین چنانچہ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے دفن ہونا مواضع متبرکہ مین اور قریب ہونا مدافن صالحین سے فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا مین نزدیک بیت المقدس کے
تو البتہ دکھاتا مین تمکو قبر موسی کی ایک جانب راہ کی نزدیک تودہ ریت سرخ کے کہ وہان ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع جاننا چاہیے کہ بعضے ملحدون
نے انکار کیا ہے اس حدیث کا کہ اندھا ہونا فرشتے کا چہ معنی اور فرشتہ قبض روح کے لیے آوے طمانچہ مارنا اسکے منہ پر پھر یارا اور اس سے کراہت موت کی اور
آرزو بہت باقی رہنے کی دنیا مین کہی جاتی ہے اور یہ کیا لائق ہے مقام نبوت و رسالت کے جواب اسکا یہ ہے کہ وہ فرشتہ بصورت بشر کے آیا تھا موسی علیہ السلام نے
نہ جانا کہ یہ ملک الموت ہے روح قبض کرنے کے لیے آیا ہے بلکہ جب دیکھا کہ بیگانہ بیدھڑک ایک اندر چلا آیا تو گمان کیا کہ بقصد ہلاک کرنے انکے آیا ہے پس دفع کیا اسکو جیسے کہ کوئی
انکے اندر مار کرنے کی ہمت کی پہنچا اور یہ بھی ہے کہ موسی نے اسکو دروغ گو جانا اسمین کہ وعدے انکی قبض روح کا کیا اسلیے کہ آدمی قابض روح نہین ہوتا پس غصہ کیا اسپر اور
غصہ دروغ گو پر بندے فی اللہ ہوتا ہے پس مذموم نہوا چنانچہ اسلیے عتاب جناب حق سے اسپر متوجہ نہوا اور دوبارہ جو ملک الموت بعلامت فرشتے کے آیا منقاد ہوئے اسکے
اور کہتے ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام کی طبیعت مین نہایت تیزی و شدت تھی اور وہ مظہر جلال تھے چنانچہ اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کی داڑھی اور بال پکڑ لیے
تھے بسبب تقصیر کے کہ منع کرنے گوسالہ پرستی کے کی تھی پس حاصل یہ کہ یہ حدیث صحیح ہے ایمان لانا چاہیے اسپر اور محامل اور تاویلات جو صحیح ہین انپر حمل کرنا چاہیے
اسکو (وعن جابر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال عرض علی الانبیاء فاذا موسی ضرب من الرجال کانہ من رجال شنوءۃ ورأیت عیسی ابن مریم فاذا
اقرب من رأیت بہ شبہا عروۃ بن مسعود ورأیت ابراہیم فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا صاحبکم یعنی نفسہ ورأیت جبریل فاذا اقرب من رأیت بہ شبہا
دحیۃ بن خلیفۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روبرو لائے گئے میرے انبیا ف ع یہ یا تو مسجد اقصی
کا ذکر ہے شب معراج مین یا آسمان کا کہ انبیا سے شب معراج مین وہان ملاقات ہوئی جیسے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آیندہ اور بعضے کہتے ہین کہ ارواح مین انبیا کی
روبرو لائی گئین بشکل ان صورتون کے کہ تھین دنیا مین سو پس ناگہان دیکھا مین نے کہ موسی علیہ السلام مرد کم گوشت دبلے ہین گویا کہ وہ مردون شنوءہ کے
سے ہین کہ نام ایک قبیلہ مشہورہ کا ہے یمن مین کہ وہ دبلے ہوتے ہین اور دیکھا مین نے عیسی ابن مریم علیہما السلام کو پس ناگہان قریب ترین ان شخصون کا کہ دیکھے
مین نے مشابہت مین ساتھ انکے عروہ بن مسعود ہے یعنے عروہ بن مسعود صحابی بہت مشابہت رکھتے ہین عیسی علیہ السلام سے اور دیکھا مین نے ابراہیم علیہ السلام
کو پس ناگہان نزدیک ترین ان شخصون کا کہ دیکھے مین نے مشابہت مین ساتھ انکے یار تمہارا ہے مراد رکھتے تھے حضرت یار سے ذات شریف اپنی یعنے آنحضرت مین اور
حضرت ابراہیم مین بہت مشابہت تھی اور دیکھا مین نے جبرئیل کو پس ناگہان نزدیک ترین ان شخصون کا کہ دیکھے مین نے مشابہت مین ساتھ انکے دحیہ بن خلیفہ ہے نقل کی
یہ مسلم نے ف ع دحیہ دال کے زبر سے اور کبھی زیر بھی پڑھتے ہین صحابی مشہور ہین اور تھے یہ نہایت خوبصورت اور حضرت جبرئیل اکثر انھین کی صورت مین آتے تھے
اور اس روایت کے وقت بھی انھین کی صورت مین آئے (وعن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال رأیت لیلۃ اسری بی موسی رجلا آدم طوالا جعدا کانہ
من رجال شنوءۃ ورأیت عیسی رجلا مربوعا مربوع الخلق الی الحمرۃ والبیاض سبط الرأس ورأیت مالکا خازن النار والدجال فی آیات اراہن اللہ ایاہ فلا تکن فی مریۃ
من لقائہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عباس سے انسے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے شب معراج مین

موسیٰ علیہ السلام کو ایک مرد گندم گون دراز قد جعد قوله جعد ضد ہے سبط کی اور معنی جعد کے ہیں بال مڑے ہوئے یعنے گونگھر والے اور سبط بہت سیدھے یعنے لٹکا
ہوا اور جبکہ بال انکے سیدھے نہ تھے بلکہ مائل بجعد تھے اور حضرت شیخ نے یہ لکھا ہے کہ جعد زبر جیم اور جزم عین سے ہے اور جعودت اکثر صفت بالوں کی آتی ہے اور کبھی جسم کی
کہ جمع اور گرد یعنے گوشت بستہ ہو اور یہاں سے یہی مراد رکھتے ہیں اسلیے کہ حدیث آیندہ میں آتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام رجل الشعر تھے اور رجل غیر جعد کی ہے چنانچہ
آگے کی حدیث میں بیان اسکا آتا ہے قوله گویا کہ موسیٰ مردوں شنوءہ کے سے تھے اور دیکھا میں نے عیسیٰ کو ایک مرد متوسط چہار الش یعنے نہ لمبے اور نہ ٹھنگنے اور نہ موٹے
بہت اور نہ دبلے رنگ انکا مائل بہ سرخی و سفیدی یعنے جیسا کہ سرخ سفید ہوتے ہیں جیسا کہ رنگ تھا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدھے بال سر کے اور دیکھا میں نے
مالک داروغہ دوزخ کو اور دجال کو دکھایا آنحضرت نے اس جماعت کو بیچ ضمن آیتوں اور علامتوں قدرت حق کے کہ دکھائیں وہ علامتیں اللہ تعالیٰ نے پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنے شب معراج میں یہ قول راوی کا ہے پس نہ ہو تو شک میں اوپر ملاقات دیکھنے اور پانے آنحضرت کے سے ان ذکر کیے گیوں کو قوله
پیادہ اور شارحوں نے لکھا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ جملہ متعلق ہے اول کلام سے یعنے موسیٰ سے کہ ذکر سے اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ولقد آتینا موسیٰ الکتاب
فلا تکن فی مریۃ من لقائہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اسری بی لقیت موسیٰ فنعتہ فاذا
رجل مضطرب رجل الشعر کانہ من رجال شنوءۃ ولقیت عیسیٰ ربعۃ احمر کانما خرج من دیماس یعنی الحمام ورأیت ابراہیم وانا اشبہ ولدہ بہ قال فاتیت باناءین
احدھما لبن والآخر فیہ خمر فقیل لی خذ ایھما شئت فاخذت اللبن فشربتہ فقیل لی ھدیت الفطرۃ اما انک لو اخذت الخمر غوت امتک متفق علیہ) اور روایت ہے
ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ملاقات کی میں نے شب معراج میں موسیٰ سے پھر بیان کی آنحضرت نے صفت موسیٰ کی ا
پس ناگہان دیکھا میں نے کہ موسیٰ ایک مرد ہیں مضطرب قوله مضطرب اسکی کئی تفسیریں کی ہیں علما نے بعضوں نے کہا کہ مضطرب یعنے دراز قد کے اور بعضوں نے
کہا سبک گوشت اور بعضوں نے کہا کہ مضطرب یہاں یعنے ہلنے ولنے کے ہے خوف الٰہی سے اور آیا ہے کہ حضرت موسیٰ نماز میں بیقرار اور کانپتے جاتے تھے قوله
رجل الشعر رجل ساتھ زبر جیم کے جزم سے بھی پڑھی گئی ہے اور زیر بھی وہ بال کہ نہ بہت سیدھے ہوں کہ جنکو سبط کہتے ہیں اور نہ زنگیا یعنے گھونگھر والے کہ جنکو
جعد کہتے ہیں اور کہا ملا علی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ رجل وہ بال ہیں کہ جنمیں جعودت غالب ہو یعنے مائل بجعد تاکہ نہ منافی ہو اسکی کہ جو اوپر گذرا کہ موسیٰ جعد تھے قوله
گویا کہ موسیٰ مردوں شنوءہ کے سے تھے اور ملا میں عیسیٰ سے میانہ قد سرخ رنگ قوله احمر اوپر سرخ سفید کہا اور یہاں سرخ چونکہ رنگ سرخ سفید تھا اطلاق سرخ کا
درست ہوا اور گویا سرخی سفیدی سے زیادہ تھی قوله گویا کہ نکلے ہیں دیماس سے یعنے حمام قوله یعنے الحمام یہ قول ہے عبدالرزاق راوی کا مراد حضرت کی یا
سے حمام ہے اور مراد وصف کرنا انکا ہے ساتھ صفائی رنگ اور تر و تازگی جسم اور نہایت آبروی کے بسبب غلبہ روحانیت کے قوله اور دیکھا میں نے ابراہیم کو اس
حال میں کہ میں بہت مشابہ ہوں انکی اولاد میں سے ساتھ انکے فرمایا حضرت نے پس دیے گئے مجکو دو باسن ایک دودھ کا اور دوسرے میں شراب تھی قوله لبن
ساتھ لفظ فیہ نہ لانے اور خمر کے ساتھ لانے ظاہر یہ ہے کہ تفنن عبارت ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسمیں اشارہ ہے کثرت دودھ اور قلت شراب کی طرف اور بعض تمامکے
سامنے دونوں چیزیں اسلیے لائے گئے تا کہ فضیلت حضرت کی ظاہر ہو بسبب اختیار کرنے صواب کے قوله پس کہا مجکو لے تو ان دونوں میں سے جسکو چاہے
یعنے شراب اختیار کر یا دودھ پس لیا میں نے دودھ اور پیا میں نے اسکو پس کہا گیا یعنے ملائکہ نے کہا کہ راہ دکھایا گیا تو یعنے اللہ نے راہ
دکھائی تجکو دین اسلام کی کہ لوگ پیدا کیے گئے ہیں اسپر قوله اسلیے کہ دودھ اس عالم میں چونکہ صاف اور پاک و خالص و سفید و شیرین ہے اور اول تربیت بچے
کی اور غذا اسکی اسی سے حاصل ہوتی ہے عالم قدس میں اسکو مثال ہدایت اور فطرت کی ٹھہرائی کہ حاصل ہوتی ہے اس سے قوت اور غذا ے روحانی اور عالم قدس میں
صورتیں اور مثالیں عالم سفلی کی ثابت ہیں کہ انسے معانی مناسبہ اخذ کرتے ہیں اور آیا ہے کہ جو کوئی دودھ خواب میں دیکھے اور پیوے تو تعبیر اسکی علم اور دین ادراہ
ہے برخلاف شراب کے کہ تمام خباثت اور فساد اور شر اور مضرت ہے اس عالم میں اور اسی پر کہا گیا مجکو مت کر آگاہ ہو تحقیق تو اگر لیتا شراب گمراہ ہوتی امت تیری

فَقَالَ ائْتُونِي بِالسِّكِّينِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهِ لِلصُّغْرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے فرمایا کہ تھیں دو عورتیں کہ انکے ساتھ دو بیٹے انکے تھے پس ایک آن دونوں عورتوں میں سے ایک بیٹا رکھتی تھی آیا بھیڑیا پس لیگیا ایک کے بیٹے کو پس کہا
ساتھ والی اسکی نے کہ نہیں لیگیا بھیڑیا مگر تیرے بیٹے کو اور کہا دوسری نے کہ نہیں لیگیا بھیڑیا مگر بیٹے تیرے کو فٔ یعنی دونوں عورتوں میں خلاف پڑا کہ ہر ایک
کہتی تھی کہ تیرے بیٹے کو لیگیا نہ میرے کو اور شاید کہ دونوں لڑکے ایک شکل کے تھے یا تھی ایک ان دونوں میں سے جھوٹی لیکن وہ چاہتی تھی کہ تسلی پکڑے ساتھ موجود
ہونے مفقود کے یا اور اغراض فاسدہ کے لیے کوشش ہوتی تھی پس یہ قضیہ لیگئیں وہ دونوں عورتیں حضرت داؤد کے پاس کہ تا حکم کریں درمیان انکے پس حکم کیا داؤد
نے ساتھ اس بیٹے کے واسطے اس عورت کے کہ بڑی تھی فٔ شاید یا تو اس سبب سے کہ وہ لڑکا انکے پاس تھا یعنی اسی کے ایسا حکم کیا بموجب قاعدہ شرعیہ
کے کہ صاحب ید یعنی قابض اولی ہے بہ نسبت غیر قابض سے یا اسلیے کہ وہ مشابہ تھا اسکے پس یا بنابر علم قیافہ کے حکم کیا جیسے کہ کہتے ہیں شافعی یا کچھ اور دلیل
پر حکم کیا اور یہ حکم حضرت داؤد کا اجتہاد تھا اور وحی نہ تھا والا آنکے خلاف کرنا سلیمان علیہ السلام کو گنجائش نہ رکھتا پس نکلیں وہ دونوں عورتیں اور آئیں حضرت
سلیمان علیہ السلام کے پاس پس خبر دی حضرت سلیمان کو صورت قضیہ کی پس کہا حضرت سلیمان نے یعنی طلب کیا دونوں سے کہ لاؤ میرے پاس چھری کہ دو ٹکڑے
کروں اس لڑکے کو درمیان تمہارے فٔ یعنی ایک ٹکڑا ایک کو دوں اور دوسرا ٹکڑا دوسری کو مقصود سلیمان کو اس سے امتحان کرنا ان دونوں عورتوں کا
شفقت کا تھا تا معلوم ہو کہ اسکی ماں کون سی ہے پس کہا چھوٹی نے کہ ایسا نہ کرو رحمت کرے تجھ کو اللہ بیٹا اسی کا ہے [illegible]
اسی کا ہو اور جیتا رہے اور نہیں چاہتی ہیں کہ چیرا جاوے اور مر جاوے پس حکم کیا سلیمان نے ساتھ اس بیٹے کے واسطے چھوٹی کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
فٔ یعنی بسبب پائے جانے قرینہ شفقت و رحم کے اسمیں اور ثابت ہونے سنگدلی اور عداوت کے دوسری میں اور ظاہر ایسا ہے کہ بڑی نے اقرار کی
کیا کہ یہ بیٹا چھوٹی کا ہے پس اسکو دیا کذا قیل یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ کیونکر سلیمان نے نقض کیا داؤد کے حکم کو باوجودیکہ حکم مجتہد کا پھر اور مجتہد نقض کیا نہیں جاتا
اگرچہ اجتہاد ہو اور جواب اسکا یہ دیتے ہیں کہ یہ حکم داؤد علیہ السلام سے بطریق جزم اور قطع کے نہ تھا بلکہ بطریق احتمال کے تھا اور قصد کیا تھا کہ حکم کریں اور ہو سکتا ہے کہ نسخ حکم
مجتہد فیہ کا جائز ہو انکی شریعت میں واللہ اعلم وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُلَيْمَانُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً وَفِي رِوَايَةٍ بِمِائَةِ
امْرَأَةٍ كُلُّهُنَّ تَأْتِي بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ الْمَلَكُ قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَقُلْ وَنَسِيَ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَايْمُ الَّذِي
نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہے اسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہا سلیمان نے
البتہ صحبت کرونگا میں آج کی رات یعنی شب آئندہ نوے بیبیوں سے اور ایک روایت میں ہے سو بیبیوں سے ہر ایک ان میں سے جنے گی ایک سوار کہ جہاد
کریگا راہ خدا میں یعنی سلیمان علیہ السلام نے یہ عہد کیا اپنے دل میں اور عزم کیا کہ یوں کرونگا اور یہ نیت انکی اچھی تھی لیکن انشاء اللہ انہیں نہ کہا پس کہا سلیمان سے
فرشتہ نے یعنی دائیں جانب کے فرشتہ نے یا جبرئیل نے یا غیر انکے نے کہ کہہ انشاء اللہ فٔ یعنی کہو کہ کرونگا میں یہ کام اور یہ ہوگا اگر چاہا ہے خدا نے کہ بن چاہے
اسکے کوئی چیز وجود میں نہیں آتی اور خواہش بندے کی بغیر اسکی خواہش کے فائدہ نہیں رکھتی ہے پس نہ کہا سلیمان نے انشاء اللہ یعنی اسوقت کہ فرشتہ نے کہا
اور بعد اسکے بھی نہ کہا بسبب اسکے کہ بھول گئے فٔ یہ معنے تو شیخ رح نے لکھے ہیں اور ملا علی نے کہا کہ نہ کہا بسبب اسکے کہ وہ سمجھے کہ زبان سے کہنے کی حاجت نہیں
دل ہی کی نیت کفایت کرتی ہے اور لفظ نسی مانند علم کے اور روایت کیا گیا ہے نون کے پیش سے اور سین کی تشدید سے اور یہ احسن ہے یعنی حاصل ہوا اسکو نسیان
اس بات کا کہ جمع کرنا قلب اور زبان کا اکمل ہے نزدیک ارباب جمع اور عرفان والوں کے یا ارادہ کیا کہنے کا اور بھول گئے پس پھرے سلیمان سب عورتوں
کے پاس یعنی صحبت کی پس نہ حاملہ ہوئی ان عورتوں میں سے کوئی عورت مگر ایک اور جنی وہ عورت آدھا مرد اور قسم ہے اس ذات کی کہ جان ذات محمد کا
اسکے ہاتھ میں ہے اگر کہتے سلیمان انشاء اللہ تعالی تو ہر عورت سے بیٹا پیدا ہوتا اور جہاد کرتے وہ راہ خدا میں درحالیکہ وہ سوار ہوتے سب نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے

ویسا ہی ہوا لیکن یہ لغزش ہوئی حضرت سلیمانؑ سے اور امتحان تھا حق سبحانہ کی طرف سے اُنکے لیے اور اسلیے توبہ کی اور رجوع کی اُنہوں نے جناب حق میں جیسے کہ قرآن مجید
میں مذکور ہے اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی ارادہ کرے کسی کام کرنے کا تو مستحب ہے کہ کہے کرونگا میں یہ کام انشاء اللہ تعالیٰ تبرکا تو یہنا اس کام کے
حصول ہونے کے لیے اور یہی حکم قرآن شریف میں ہے ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمانؑ کو کمال قوت
و شہوت تھی اور ہونا اسکی زیادتی کا فضیلت ہے مردوں کے لیے اور نقصان اسکا نقصانوں میں گنا جاتا ہے خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لیے (وعنہ
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان زکریا نجارا رواہ مسلم) اور روایت ہے انہی سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھے زکریا نجار ف یعنی
کسب بڑھئی کا کرتے اور کھاتے ہاتھ کے کسب سے اور اسمیں اور حضرت داؤد کی حدیث میں کہ جو اوپر گذری دلیل ہے اسپر کہ کسب کرنا انبیاء کی سنت سے ہے
نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اولی الناس بعیسی بن مریم فی الاولی والآخرۃ الانبیاء اخوۃ من علات وامہاتہم شتی ودینہم واحد
ولیس بیننا نبی متفق علیہ) اور روایت ہے اسی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نزدیک تر اور متصل تر لوگوں کا ہوں ساتھ عیسیٰ بیٹے مریمؑ
کے دنیا اور عقبےٰ میں ف یعنی آغاز اور انجام میں اسلیے کہ نہیں ہے درمیان آنحضرتؐ کے اور حضرت عیسیٰ کے کوئی پیغمبر اور عیسیٰ بشارت دینے والے تھے ساتھ آنحضرتؐ کے
اور تمہید کرنے والے تھے واسطے دین آنحضرتؐ کے اور آخر زمانہ میں نائب اور خلیفہ آنحضرتؐ کے ہونگے ف انبیاء بھائی ہیں ایک باپ سے یعنی سوتیلے اور مائیں انکی
مختلف ہیں ف تشبیہ دی ساتھ باپ کے اس چیز کو کہ مقصود و غایت سب انبیاء سے ہے کہ وہ ارشاد اور ہدایت خلق کی ہے اور مشابہت دی انکی شریعتوں کو کہ مختلف
اور متعدد ہیں ساتھ ماؤں کے ف اصل دین پیغمبروں کا کہ توحید ہے اور عقائد دینی میں سب متحد ہیں ف اگرچہ شرائع اور اعمال میں مختلف ہیں بسبب حکمت اور مصلحت
ارشاد لوگوں کے اور مناسب احوال انکے کے ف اور نہیں ہے درمیان ہمارے یعنی میرے اور عیسیٰ کے کوئی پیغمبر ف پس قرب اور اتصال معنوی سب انبیاء
مشترک ہے اور خصوصیت قرب اور اتصال صوری کی ساتھ عیسیٰ کے ہے ف نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی
آدم یطعن الشیطان فی جنبیہ باصبعیہ حین یولد غیر عیسی ابن مریم ذہب یطعن فطعن فی الحجاب متفق علیہ) اور روایت ہے اسی ابی ہریرہؓ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرزند آدم کو چوکتا ہے شیطان اُسکے دونوں پہلوؤں میں ساتھ دونوں انگلیوں اپنی کے جسوقت کہ پیدا کیا جاتا ہے سوائے عیسیٰ بیٹے مریمؑ کے
ف یعنی بسبب دعا کرنے حنہ ماں مریم کے بیچ حق مریم ماں عیسیٰ کے وانی سمیتہا مریم وانی اعیذہا بک وذریتہا من الشیطان الرجیم ف ارادہ کیا تھا شیطان نے
چوکنے کا عیسیٰ کے پہلوؤں میں پس چوکا پردے میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی جھلی میں کہ لڑکے پر ہوتی ہے کہ اسکو مشیمہ کہتے ہیں اسمیں انگلی چبھوئی اور عیسیٰ
کے بدن کو نہیں پہونچی اور باب الوسوسہ میں اسکا ذکر ہو چکا ہے اور معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مستثنیٰ اور خارج ہیں اس سے اسلیے کہ یہ بیان احوال اور بنی آدم
کا کیا ہے سوائے اپنے (وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کمل من الرجال کثیر ولم یکمل من النساء الا مریم بنت عمران وآسیۃ امرأۃ فرعون وفضل
عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام متفق علیہ) اور روایت ہے ابی موسیٰ سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا کامل ہوئے مردوں میں بہت
یعنی انبیاء اور خلفاء اور علماء اور اولیاء ہوئے اور نہیں کامل ہوئیں عورتوں میں سے بہت مگر مریمؑ بیٹی عمران کی اور آسیہ بیوی فرعون کی ف ظاہر اس حدیث
سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں بیبیاں اکمل اور افضل ہیں سب عورتوں سے کہ سوائے انکے ہیں حتی کہ فاطمہؓ اور خدیجہؓ اور عائشہؓ اور تمام ازواج مطہرات سے لیکن
توجیہ اسمیں یہ کرتے ہیں کہ مراد عورتوں سے اگلی امتوں کی عورتیں ہیں کہ انمیں یہ دونوں افضل ہیں یا یہ کلام ہو پہلے اسکے نزول وحی کے بیچ فضل و کمال ان مطہرات
کے یا مستثنیٰ ہیں اُنسے بقرینہ اور حدیثوں کے کہ فاطمہ زہرا کی مناقب میں واقع ہوئی ہیں کہ فاطمہؓ سیدۃ نساء اہل الجنۃ اور بعضی طرق حدیث افضلیت فاطمہؓ کی
میں مریمؑ اور آسیہ کا مستثنیٰ ہونا آیا ہے حاصل یہ کہ حدیثیں مختلف اس باب میں آئی ہیں پس یا توجیہیں اور حیثیتیں متعدد رکھتی ہیں یا انکے ساتھ تخصیص عمومات کے قائل
ہوں واللہ اعلم اور بیان حدیث فضیلت عائشہ کی بلکہ انکی افضلیت کی بیان کی کہ فرمایا ف اور فضیلت عائشہ کی اور عورتوں پر مانند فضیلت ثرید کے ہے باقی طعاموں

فتنبیہ مراد عورتوں سے یہاں تو سب عورتیں دنیا کی ہیں یا عورتیں ذکر کی گئیں یعنے مریم و آسیہ یا عورتیں جنت کی یا عورتیں اُنکے زمانہ کی یا عورتیں اس وقت کی یا ازواج مطہرات اور ثرید اس کھانے کو کہتے ہیں کہ ٹکڑے توڑ کر شوربا اسپر ڈالدیتے ہیں اور عرب میں اس طعام کو افضل سب طعاموں میں جانتے ہیں بسبب لذیذ اور نرم اور مقوی اور زود ہضم ہونے اُسکے کے اور اختلاف کیا ہے علما نے بیچ تفضیل کے درمیان عائشہؓ اور خدیجہؓ اور فاطمہؓ کے پس کہا اکمل نے کہ روایت کیا گیا ہے ابو حنیفہ سے یہ کہ عائشہ بعد خدیجہؓ کے افضل ہیں عالمین کی عورتوں سے اور کہا حافظ ابن حجر نے کہ فاطمہ افضل ہیں خدیجہ اور عائشہ سے اور سوال کیے گئے سبکی پس کہا کہ جو کچھ کہ ہمنے اختیار کیا ہے یہ ہے کہ فاطمہ بنت محمد افضل ہیں پھر اُنکی ماں خدیجہؓ پھر عائشہؓ اور موت کا جاننا چاہیے کہ بعضی روایتوں ابن ابی شیبہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ فاطمہ زہرہ سید النساء اہل الجنۃ کی ہیں بعد مریم بنتی عمران اور آسیہ زن فرعون کے اور خدیجۃ الکبریٰ افضل ہیں حضرت عائشہ سے اور نقل کیا سبکی نے بعض ائمہ معتبرین سے کہ فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ افضل ہیں خلفا اربعہ سے باعتبار نگرہ اور جگر گوشہ ہونے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مطلق نکو خلفا راشدین افضل ہیں حضرت فاطمہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ سے باعتبار علم و فضل اور کثرت ثواب و آثار خیر کثیر کے بیچ اسلام کے جیسے کہ ابن حجر نے شرح شمائل ترمذی میں بیان کیا ہے غرض کہ ہر ایک ان عورات مطہرات میں سے باعتبار فضیلت جزیہ کے آپس میں ایک دوسرے پر فضیلت رکھتی ہیں نہ ہر وجہ سے ایک کو فضیلت تمام ہے دوسری پر پس اس صورت میں حضرت عائشہؓ ہیں باعتبار فضیلت علمی اور وارد ہونے وحی کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر اُنکے بستر میں افضل ہیں حضرت فاطمہؓ سے اور باعتبار فضیلت نگرا ہونے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اسواسطے کہ یہ فضیلت جزیہ حضرت فاطمہ زہراؓ ہی کے ساتھ مخصوص ہے اسلیے قصیدہ امالیہ میں لکھا ہے کہ فاطمہ بعضی باتوں میں حضرت عائشہ پر فضیلت رکھتی ہیں اور آسیہ اور مریم اپنے اپنے زمانہ کی بیبیوں پر فضیلت رکھتی ہیں اور خدیجۃ الکبریٰؓ اسکے باعتبار فضیلت رکھتی ہیں کہ پہلی بی بی حضرت کی ہیں اور بہت خدمتگذاری حضرت کی کی اور اکثر اولاد آپکی انہیں سے پیدا ہوئی واللہ اعلم بالصواب نقل کی بخاری اور مسلم نے (وذکر حدیث انس یا خیر البریۃ وحدیث ابی ہریرۃ ای الناس اکرم وحدیث ابن عمر الکریم ابن الکریم فی باب المفاخرۃ والعصبیۃ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ اُسمیں یا خیر البریہ ہے یعنے ایک اعرابی نے کہا تھا حضرت کو آپ نے فرمایا کہ یہ ابراہیم ہیں اور ذکر کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی کہ اُسمیں ای الناس اکرم ہے اور حدیث ابن عمرؓ کی کہ اُسمیں الکریم ابن کریم ہے بیچ باب مفاخرت اور عصبیت کے کہ اوپر ذکر ہو چکا الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی رزین قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہ قال کان فی عماء ما تحتہ ہواء وما فوقہ ہواء وخلق عرشہ علی الماء رواہ الترمذی وقال قال یزید بن ہارون العماء ای لیس معہ شیء) روایت ہے ابو رزین سے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھا پروردگار ہمارا پہلے اسکے کہ پیدا کرے اپنی خلق کو فرمایا حضرت نے کہ تھا عماء میں قوطیبی نے کہا کہ عماء ابر باریک یعنے ہلکا یا کثیف یعنے گاڑھا اور روایت کیا گیا ہے عمی ساتھ مد اور قصر کے اور ہر تقدیر پر مراد اس سے یہاں ایک امر ہے کہ ادراک نہ کرے اُسکو عقل اور نہ پہونچے اُسکی کنہ کو وصف نہ تھی نیچے اُسکے ہوا اور نہ تھی اوپر اُسکے ہوا اور شاید یہ کنایہ ہے اسکی طرف کہ نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز پس حاصل اُسکا راجع ہوتا ہے طرف مضمون کان اللہ ولم یکن معہ شیء کے اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے طرف دفع توہم مکان کے اسلیے کہ ابر متعارف کا محال ہونا ہوا اور بغیر مکان کے اور زہری نے کہا کہ ہم ایمان لائے اُسپر اور کیفیت اُسکی ہم کچھ نہیں جانتے اور بعضوں نے کہا کہ مراد سوال سے یہ تھی کہ کہاں تھا عرش ربنا اور اسلیے فرمایا اور پیدا کیا عرش اپنا پانی پر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ کہا یزید ابن ہارون نے یعنے عما کنایت ہے اس سے کہ نہ تھی ساتھ اُسکے کوئی چیز جیسا کہ کہا گیا (وعن العباس بن عبد المطلب زعم انہ کان جالسا فی البطحاء فی عصابۃ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس فیہم فمرت سحابۃ فنظروا الیہا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما تسمون ہذہ قالوا السحاب قال والمزن قالوا والمزن قال والعنان قالوا والعنان قال ہل تدرون ما بعد ما بین السماء والارض قالوا لا ندری قال ان بعد ما بینہما اما واحدۃ واما اثنتان او ثلث وسبعون سنۃ والسماء التی فوقہا کذلک حتی عد سبع سموات ثم فوق السماء السابعۃ بحر بین اعلاہ واسفلہ کما بین سماء الی سماء ثم فوق ذلک ثمانیۃ اوعال بین اظلافہن ورکبہن مثل ما بین سماء الی سماء ثم علی ظہورہن العرش بین اسفلہ واعلاہ ما بین سماء الی سماء ثم اللہ فوق

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ اور روایت ہے عباس بن عبدالمطلب سے کہا کہ تھا میں بیچ بطحا کے کہ بیچ مکہ کے ایک موضع ہے یا ہیں کہ نام ایک جگہ کا ہے ساتھ ایک
جماعت کے ف ع ظاہر عبارت حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ عباس کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے اور وہ جماعت بھی مسلمان نہ تھی اور حدیث ابی ہریرہ رض
کی کہ تیسری فصل میں آتی ہے دلالت کرتی ہے اسپر کہ وہ جماعت مسلمان تھی ت حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے ان میں ف ع یعنے اسوقت اور احتمال
رکھتا ہے یہ کہ ہو یہ ذکر کفار مکہ کے مسلمان ہونے کے پہلے کا یا بعد کا ت پس گذرا ایک ابر پس نگاہ کی اس جماعت نے طرف اس ابر کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ کیا نام رکھتے ہو تم اسکا کہا انھون نے کہ یہ سحاب ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مزن بھی کہتے ہو کہا انھون نے اور مزن بھی کہتے ہیں فرمایا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور عنان بھی کہتے ہو کہا انھون نے اور عنان بھی کہتے ہیں فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیا جانتے ہو تم کس قدر ہے دوری اس
مسافت کی کہ درمیان آسمان و زمین کے ہے کہا انھون نے کہ نہیں جانتے ہم فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق دوری اس مسافت کی کہ درمیان آسمان و
زمین کے ہے یا تو اکہتر یا بہتر یا تہتر برس کی اور یہ تردید شک راوی سے ہے اور جو آسمان کہ اوپر اسکے ہے اسی قدر ہے کہ مسافت درمیان اس آسمان کے اور اس آسمان کے کہ
اوپر ہے تہتر برس کے ہے یہان تک کہ گنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتون آسمان ف ع یعنے اس ہیئت پر کہا طیبی نے کہ مراد تہتر سے حدیثون میں تکثیر و مبالغہ ہے نہ
تحدید اسلیے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ دوری درمیان آسمان و زمین کے اور ایسے ہی آسمانون میں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ ہے ت
بعد ازان ساتوین آسمان پر ایک دریا ہے عظیم ہے کہ مسافت درمیان اعلا اسکے کے اور اسفل اسکے کے مانند اس مسافت کے ہے کہ درمیان ایک آسمان اور دوسرے
آسمان کے ہے ف ع حدیثون میں آیا ہے کہ حق تعالے نے عرش کے نیچے ایک دریا پیدا کیا ہے اسوقت سے کہ عرش کو پیدا کیا ہے وہ دریا جاری ہے ت پھر اس دریا
اوپر آٹھ فرشتے ہیں بصورت پہاڑ کے بکرون کے مسافت درمیان کھرون انکے کے اور گھٹنون انکے کے مقدار اس مسافت کی ہے کہ درمیان ایک آسمان کے اور دوسرے
آسمان کے ہے پھر انکی پشتون پر ہے عرش مسافت درمیان اسفل عرش کے اور اعلا اسکے کے اس مقدار ہے کہ درمیان ایک آسمان کے دوسرے تک ہے پھر اللہ تعالے
ہے اوپر اسکے نقل کی یہ ترمذی اور ابو داود نے ف ع یعنے باعتبار علو مرتبت اور عظمت اور حکومت اور عزت کے نہ باعتبار مکان اور جہت اور استقرار اور تمکن کے اور یہ تصویر
و تمثیل ہے واسطے علو اور عظمت الٰہی کے کہ وہ فوق سب کے اور ورا کل کے ہے جیسے کہ قرآن میں فرمایا وَاللّٰہُ مِنْ وَّرَآئِہِمْ مُّحِیْطٌ پس معنے یہ ہوئے کہ وہ بڑا ہی عالیشان
و عظیم البرہان ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ انکو شغل سفلیات سے اٹھا کر ساتھ تصویر علویات کے اور فکر کرنے کے ملکوت آسمانون اور زمین کے میں
مشغول کرین تا وہان سے بھی ترقی کر کے طرف پیدا کرنے والے اور برپا کرنے والے انکے کے متوجہ کرین اور گرفتاری بت پرستی سے کہ اسفل السافلین میں پڑے ہیں
باز رکھین فافہم وباللہ التوفیق (وَعَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ جُہِدَتِ الْاَنْفُسُ وَجَاعَ الْعِیَالُ وَنُہِکَتِ الْاَمْوَالُ وَہَلَکَتِ
الْاَنْعَامُ فَاسْتَسْقِ اللّٰہَ لَنَا فَاِنَّا نَسْتَشْفِعُ بِاللّٰہِ عَلَیْکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ فَمَا زَالَ یُسَبِّحُ حَتّٰی عُرِفَ ذٰلِکَ فِیْ وُجُوْہِ اَصْحَابِہٖ ثُمَّ
قَالَ وَیْحَکَ اِنَّہٗ لَا یُسْتَشْفَعُ بِاللّٰہِ عَلٰی اَحَدٍ شَاْنُ اللّٰہِ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِکَ وَیْحَکَ اَتَدْرِیْ مَا اللّٰہُ اِنَّ عَرْشَہٗ عَلٰی سَمٰوٰتِہٖ لَہٰکَذَا وَقَالَ بِاَصَابِعِہٖ مِثْلَ الْقُبَّۃِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَیَئِطُّ
اَطِیْطَ الرَّحْلِ بِالرَّاکِبِ رَوَاہُ اَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہا کہ آیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار اور کہا کہ مشقت میں ڈالی گئین جانین
اور بھوکے ہوئے اہل و عیال اور نقصان کیے گئے مال اور ہلاک ہوئے چارپائے پس مینہ مانگو اللہ تعالے سے واسطے ہمارے پس تحقیق ہم طلب شفاعت
کرتے ہیں بحرمت و تعظیم تمھاری کے اللہ پر یعنے تمکو شفیع اور وسیلہ پکڑتے ہیں درگاہ حق میں تا مینہ برسا دے اور طلب شفاعت کرتے ہیں ساتھ خدا کے تمپر ف ع
یعنے اللہ سے فریاد رسی چاہتے ہیں تمپر اسمین کہ شفاعت کرو تم ہمارے لیے اسکے نزدیک یعنے توفیق دے تمکو ہماری شفاعت کرنے کی لیکن ہر گاہ کہ ظاہر عبارت
سے وہم جاتا تھا برابری کا قدرت میں اور مشارکت کا کام میں حالانکہ اللہ سبحانہ پاک ہے شرکت سے مطلق اور فرمایا ہے اللہ تعالے نے لیس لک من الامر شیئ
یعنے تمکو کسی کام میں کچھ دخل نہیں اور فرمایا من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ناخوش ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا اسکا اور تعجب کیا اس تشبیہ سے ت

پس فرمایا آنحضرت نے پاک ہے ذات اللہ کی یعنے تاکید کے لیے ازراہ تعجب کے مکرر فرمایا پس ہمیشہ تسبیح کرتے رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنے بسبب تعجب و غضب کے یہان تک کہ پہچانا گیا اثر تعجب و غضب کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیون کے چہرون مین ف ط اسلیے کہ صحابہ سمجھے بار بار تسبیح کہنے حضرت کے کہ حضرت غصہ ہوئے اس سے پس ڈرے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے اور متغیر ہوئے چہرے انکے بخوف خدا پس جب انکے متاثر ہوا خوف تو موقوف کی آپ نے تسبیح اور التفات کیا اس گنوار کی طرف تب پھر فرمایا واسطے تنبیہ کے تجکو یعنے جان اے کلام کرنے والے جاہل و غافل تحقیق شان یہ ہے کہ طلب شفاعت نہین کیجاتی اللہ تعالیٰ سے کسی پر اور وسیلہ نہین پکڑا جاتا ہے اسکو امر خدا اور قدر و مرتبہ اسکا بزرگ ہے اس سے کہ وسیلہ کرین اسکو نزدیک کسی کے واسطے تکو آیا جانتا ہے تو کہ کیا ہے عظمت اللہ کی تحقیق عرش اسکا جیسا ہے اسکے آسمانون پر اسطرح اور اشارہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے دکھلانے اور سمجھانے صورت قبہ کے ساتھ انگلیون اپنی کے مانند گنبد کے اور پیشانی اپنی کے یعنے جیسا ہے تمام آسمانون پر جیسا کہ زمین پر اور تحقیق عرش باوجود اس وسعت و کلانی کے آواز کرتا ہے بسبب بار عظمت الٰہی کے آواز کرنا پالان اونٹ کے بسبب سوار کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ط یعنے عاجز آتا ہے عرش برداشت عظمت حق سے مانند بچہ پالان کے سوار کی سواری سے کہ بار سواری سے چرچرا بولنے لگتا ہے اور یہ تصویر او تمثیل عظمت الٰہی کی ہے بقدر فہم اعرابی کے اور حاصل یہ کہ جو آپ ایسا عظیم الشان ہے اسکی شفیع اسکا غیر کی طرف نہ ٹھہرانا چاہیے (وعن جابر بن عبد اللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذن لی ان احدث عن ملک من ملائکۃ اللہ من حملۃ العرش ان ما بین شحمۃ اذنہ الی عاتقہ مسیرۃ سبعمائۃ عام رواہ ابو داؤد) اور روایت ہے جابر بن عبد اللہ سے انہون نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اذن دیا گیا مجھکو یہ کہ بیان کرون مین عظمت ایک فرشتے کی اللہ کے فرشتون میں سے کہ جو اٹھانے والے عرش کے ہین یہ کہ درمیان لو کانون اسکے کے اور مونڈھون کے سات سو برس کی راہ ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وعن زرارۃ بن ابی اوفی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لجبریل ہل رایت ربک فانتفض جبریل وقال یا محمد ان بینی وبینہ سبعین حجابا من نور لو دنوت من بعضہا لاحترقت ہکذا فی المصابیح ورواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن انس الا انہ لم یذکر فانتفض جبریل) اور روایت ہے زرارہ بن ابی اوفی سے ف ط زرارہ ثقات تابعین سے ہین قاضی بصرہ کے تھے اور علما اور فضلا اور عباد زمانہ اپنے کے سے ہین ابن عباس اور ابو ہریرہ سے سماع رکھتے ہین ایک روز نماز فجر مین امامت کر رہے تھے آیت فاذا نقر فی الناقور پڑھی ایک چیخ ماری اور جان دی سنہ تہتر مین ولید بن عبد الملک کے زمانے مین اور ملا علی رح نے کہا کہ کہا مؤلف نے کہ زرارہ صحابہ تھے مرے عثمان کے زمانہ مین ت یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا جبریل سے کہ کیا دیکھا ہے تو نے اپنے پروردگار کو پس نہایت کانپے جبریل ف ط یعنے عظمت اس سوال اور تصور اس حال سے اور یہ دلیل ہے اوپر حقیقت رویت اللہ تعالیٰ کے دار البقا مین اسلیے کہ اگر ہوتی رویت محال تو نہ سوال کرتے آنحضرت لیکن اسمین اختلاف روز قیامت کے ملائکہ اور جنات کو رویت اللہ تعالیٰ کی ہوگی یا نہین پھر ہرگاہ کہ رویت اکثر موجب قربت کی ہوتی ہے پس کانپے جبریل مارے ہیبت کے ت اور کہا اے محمد بلا شبہ درمیان میرے اور درمیان خدا تعالیٰ کے ستر پردے ہین نور کے ف ط یہ عبارت ہے اللہ تعالیٰ کے کمال سے اور جبریل کے نقصان سے اور حجاب بہ نسبت جبریل کے ہے مراد یہ کہ محجوب مغلوب ہوتا ہے پس یہ حجاب صفت مخلوق کی ہے کہ جو موصوف ہے ساتھ صفت نقصان کے اور خالق ذو الجلال موصوف ہے ساتھ وصف کمال کے پس نہین حاجب ہوتی اسکو کوئی چیز اور تعین عدد ستر کے شارع ہی کو معلوم ہے اور ایک روایت مین ستر ہزار پردے آئے ہین پس ہو سکتا ہے کہ کنایت کثرت پردون سے ہو ت اگر نزدیک ہو دن مین بعض ان پردون سے یعنے سر انگشت کی قدر جیسے کہ ایک روایت مین ہے تو البتہ جلجاؤن مین اسی طرح ہے مصابیح مین کہ زرارہ سے روایت کی اور نام صحابی کا نہین ذکر کیا اور روایت کیا اسکو ابو نعیم نے حلیہ مین کہ نام انکی کتاب کا ہے انس سے اور ہو سکتا ہے کہ زرارہ نے انس سے روایت کی ہو لیکن ابو نعیم نے نہین ذکر کی یہ عبارت فانتفض جبریل یعنے اور باقی جواب ذکر کیا ہے (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق اسرافیل منذ یوم خلقہ صافا قدمیہ لا یرفع بصرہ بینہ وبین الرب تبارک وتعالی سبعون نورا ما منہا من نور یدنو منہ الا احترق رواہ الترمذی وصححہ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ

وسلم نے تحقیق اللہ تعالے نے پیدا کیا اسرافیل کو اس حال میں کہ صف باندھے ہوئے ہیں اوپر دونوں پاؤں اپنے کے اول مدت پیدائش اپنی سے نہیں اٹھاتے
ہیں اسرافیل نگاہ اپنی فوق جانب یعنے طرف آسمان کے از راہ ادب کے یا نہیں اٹھاتے نگاہ موصوف اور یہ عبارت ہے مستعد اور منتظر ہونے انکے سے واسطے حکم پہونچنے
کے کہ شاید ابھی حکم آ ہو پہونچے سب درمیان اسرافیل اور پروردگار تعالے کے ستر پردے ہیں نور کے کچھا بھی نہیں ہیں ان ستر نوروں میں سے کوئی نور کہ قریب ہوئے
اس سے اسرافیل فرشتا مگر کہ جلجاوے نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو (وعن جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لما خلق الله آدم وذريته قالت الملائكة يا رب
خلقتهم يأكلون ويشربون وينكحون ويركبون فاجعل لهم الدنيا ولنا الآخرة قال الله تعالى لا اجعل من خلقته بيدي ونفخت فيه من روحي كمن قلت له كن فكان رواه
البيهقي في شعب الايمان) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ پیدا کیا اللہ تعالے نے آدم کو اور انکی اولاد کو یعنے روز میثاق کے کہا
انکے کو ملائکہ نے کہ اے پروردگار پیدا کیا تو نے انکو کہ کھاتے ہیں اور پیتے ہیں اور جماع کرتے ہیں یا نکاح کرتے ہیں اور سوار ہوتے ہیں یعنے جانوروں پر جنگل میں اور کشتی
پر دریا میں پس کر ان واسطے انکے دنیا اور ہمارے لیے آخرت فرشتہ یعنے چونکہ وہ بہرہ مند ہیں اور ہم محروم ہیں اسکی لذتوں سے انکے لیے یہ دنیا بطریق دوام و بقا کے
ہو یا اگر دان انکے لیے یہ وہی فقط اور ہمارے لیے نعمتیں آخرت کی تا برابری ہو جاوے ہم میں اور انہیں اور جمع کرنا دنیا اور آخرت کا انکے لیے زیادتی ہے
فرمایا اللہ تعالے نے نہیں گردانونگا میں عاقبت اس شخص کی کہ پیدا کیا میں نے اسکو اپنے دونوں ہاتھوں سے یعنے بغیر واسطے کسی کے بتدریج مرکب ہونے
کمال سے کہ مشتمل ہے اوپر قابلیت ہدایت اور ضلالت کے اور استعداد مظہریت جمال و جلال کے اور پھونکی میں نے انہیں روح اپنی مانند اس شخص کے کہ کہا میں نے
انکے لیے یعنے پیدا کرنے میں ہو پس ہو گیا فرشتہ کہا طیبی نے یعنے نہیں برابر ہو سکتا بزرگی میں وہ شخص کہ پیدا کیا میں نے اسکو بذات خود اور نہیں سونپا میں نے
انکے پیدا کرنے کو کسی کی طرف اور پھونکی میں نے انمیں اپنی روح سے کہ وہ آدم ہیں اور اولاد انکی ساتھ اسکے کہ ہو ابھی امر کن سے کہ وہ فرشتے ہیں اور اضافت روح
کی اپنے نفس کی طرف بزرگی کے لیے ہے جیسے بیت اللہ میں کہا ابن ملک نے یعنے نہیں برابر ہو سکتا بشر اور فرشتہ کرامت اور قربت میں بلکہ کرامت بشر کی زیادہ ہے
اور منزلت اسکی اعلی ہے اور یہ منجملہ دلیلوں اہل سنت کے سے ہے اوپر افضلیت بشر کے ملائکہ پر اور وجہ اسکی واللہ اعلم یہ ہے کہ فرشتے معصوم پیدا کیے گئے پس ہوئے
دوزخ سے ممنوع اور نعیم سے محروم اور بشر پیدا کیا گیا مکلف ساتھ کرنے طاعت کے اور بچنے کے معصیت سے پس جو کوئی دونوں کے حق بجالایا مستحق ہوا ثواب کا
دارین میں اور جنے اعراض کیا دونوں سے مستوجب ہوا عذاب کا کونین میں ت نقل کی یہ بیہقی نے شعب الایمان میں **الفصل الثالث** فصل تیسری (عن
ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المؤمن اكرم على الله من بعض ملائكته رواه ابن ماجه) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے مومن یعنے کامل کہ وہ انبیا اور اولیا ہیں بزرگتر ہیں اللہ تعالے کے نزدیک انکے بعضے فرشتوں سے نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف ع یعنے خواص فرشتوں
سے یا انکے عوام سے کہ جو برگزیدہ ہیں اور کہا طیبی نے کہ مراد مومن سے عوام انکے ہیں اور مراد ملائکہ سے بھی عوام انکے ہیں کہا محی السنہ نے اولی یہ ہے کہ کہا جاوے کہ
عوام مومنین افضل ہیں عوام ملائکہ سے اور خواص مومنین افضل ہیں خواص ملائکہ سے کہ فرمایا اللہ تعالی نے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولئک ہم خیر البریۃ اور دلیل پکڑی
ہے اس سے اہل سنت نے بیچ تفضیل انسان کے ملائکہ پر انتہی اور پوشیدہ نہ رہے یہ کہ مراد خواص مومنین سے رسل اور انبیا ہیں اور خواص ملائکہ سے مانند جبرئیل اور اسرافیل
کے اور مراد عوام مومنین سے کاملین ہیں اولیا میں سے مانند خلفا اور تمام علما کے اور تفصیل اولی ہے اجمال بعض انکے سے اس کہنے میں کہ بشر افضل ہے ملک سے اور
حدیث المومن اعظم حرمۃ من الکعبۃ ابن ماجہ میں دو سندوں سے آئی ہے (وعنه قال اخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيدي فقال خلق الله التربة يوم السبت وخلق
فيها الجبال يوم الاحد وخلق الشجر يوم الاثنين وخلق المكروه يوم الثلثاء وخلق النور يوم الاربعاء وبث فيها الدواب يوم الخميس وخلق آدم بعد العصر من يوم
الجمعة في آخر الخلق في آخر ساعة من النهار فيما بين العصر الى الليل رواه مسلم) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا پکڑا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ میرا اور
فرمایا کہ پیدا کی اللہ تعالے نے مٹی دن ہفتہ کے ف ع اور یہی مراد اس سے آخر دن ہفتہ کا کہ جسکو عشیۃ الآخر کہتے ہیں پس وہ اتوار بھی اسی حکم میں ہے پس نہیں منافی ہے

یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام کے ترجمہ اور پیدا کیے زمین پر پہاڑ دن اتوار کے اور پیدا کیے درخت دن پیر کے اور پیدا کین چیزین
بری دن منگل کے اور پیدا کی روشنی دن بدھ کے فرق ہے مسلم مین لفظ نور کا ہے اور ایسی ہی مشکوۃ کے صحیح نسخون مین اور اصول معتمدون مین نور ہے
ہے اور ایک نسخہ مین حرف نون سے ہے یعنی آخر مین نون ہے اور پیدا کیا ہے اور پھیلائے زمین مین جانور چارپایون کو اور پیدا
کیا آدم کو روز جمعہ کے عصر کی نماز کے بعد بیچ آخر پیدائش اور آخر ساعت دن جمعہ کے درمیان عصر کے رات تک نقل کیا ہے مسلم نے اسی سبب سے جمعہ
نام رکھا کہ پیدائش سب چیزون کی اس مین جمع ہوئی اور فضیلت دی اسکی آخر ساعت کو اور یہ ساعت قبولیت دعا کی ہے اکثرون کے نزدیک (وعنہ قال بینما نبی اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ العنان ہذہ روایا الارض یسوقہا اللہ الی
قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ
ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمس مائۃ عام ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمس مائۃ سنۃ ثم قال کذلک حتی عد
سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء
بعد ما بین السماءین ثم قال ہل تدرون ما الذی تحتکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال انہا الارض ثم قال ہل تدرون ما تحت ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال
ان تحتہا ارضا اخری بینہما مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ حتی عد سبع ارضین بین کل ارضین مسیرۃ خمس مائۃ سنۃ ثم قال والذی نفس محمد بیدہ لو انکم دلیتم بحبل الی الارض
السفلی لہبط علی اللہ ثم قرأ ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیء علیم رواہ احمد والترمذی وقال الترمذی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الآیۃ تدل علی انہ اراد لہبط علی علم اللہ وقدرتہ وسلطانہ وعلم اللہ وقدرتہ وسلطانہ فی کل مکان وہو علی العرش کما وصف نفسہ فی کتابہ) اور روایت
ہے ابی ہریرہ سے کہا اسوقت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے اور یاران آپکے ناگہان آیا اوپر ایک ابر پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
آیا جانتے ہو کیا ہے یہ کہا صحابہ نے یعنی موافق عادت اپنی کے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا حضرت نے یہ عنان ہے فرق ہے اور یہ گذر چکا ہے کہ عنان بفتح
زبر عین کا نام ابر کا ہے ترجمہ یہ ابر روایا زمین کے ہین فرق ہے روایا جمع راویہ کی ہے اور یہ اس اونٹ کو کہتے ہین کہ اس سے پانی کھینچتے ہین تشبیہ دی
ابرون کو ساتھ اسکے بسبب اسکے کہ جیسے اونٹ پانی کھینچکر زمین مین دیتا ہے ویسے ہی ابر پانی برساتا ہے زمین پر ترجمہ ہانکتا ہے انکو اللہ تعالیٰ طرف ایک قوم
کے شکر نہین کرتے خدا کا فرق ہے یعنی بلکہ کفران نعمت کرتے ہین اور نسبت کرتے ہین مینہ کو طرف گردش ستارون کے کہ کہتے ہین مطرنا بنوء کذا برسایا گیا
ہم پر بسبب فلانی منزل ستارہ کے تھا اور نہ پکارتے ہین اسکو فرق ہے یعنی نہین یاد کرتے اسکو اور نہ طلب کرتے ہین اس سے کچھ اور نہ عبادت
کرتے ہین اسکو بلکہ پوجتے ہین بتون کو اور اسمین شکایت ہے ناشکری کی اس قوم کی کہ اس نعمت پر شکر نہین کرتے اور اسکا یہ کرم ہے کہ پھر رزق دیتا ہے انکو
اور عافیت دیتا ہے ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے اوپر تمہارے یعنی آسمان عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا
آنحضرت نے پس تحقیق وہ چیز کہ اوپر تمہارے ہے رقیع ہے فرق ہے رقیع قاف کے زیر سے بروزن فعیل کے نام ہے آسمان دنیا کا اور بعضون نے کہا ہے
کا ترجمہ آسمان چھت ہے محفوظ یعنی اللہ نے نگاہ رکھا ہے اسکو گر پڑنے سے زمین پر تشبیہ دی آسمان کو ساتھ گھر کی چھت کے اور آسمان ایک موج ہے کہ تھامی گئی
گرنے سے یعنی ساتھ موج کے بھی تشبیہ دی اسکو کہ جیسے موج معلق ہوا مین ہوتی ہے ویسے ہی آسمان بھی معلق ہے بے ستون کھڑا ہے پھر فرمایا حضرت نے کہ آیا جانتے
ہو تم کہ کسقدر مسافت ہے درمیان تمہارے اور درمیان آسمان کے یعنی زمین و آسمان مین کسقدر فرق ہے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے
فرمایا درمیان تمہارے اور درمیان آسمان کے پانسو برس کی راہ ہے پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا ہے اوپر آسمان کے عرض کیا صحابہ نے کہ اللہ اور رسول اسکا
دانا تر ہے فرمایا دو آسمان ہین یعنی آسمان ہے بعد آسمان کے کہ دوری اور مسافت درمیان ان دونون آسمان کے بھی پانسو برس کی راہ ہے پھر فرمایا آنحضرت

اسی طرح یعنے دوبارہ اور کہا کہ دو آسمان ہیں یہاں تک کہ گنے سات آسمان اور ہر دو کا فاصلہ درمیان ہر دو آسمانوں کے اتنا ہی ہے جیسا درمیان آسمان و زمین کے یعنے پانسو
برس کا پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہے اوپر اس کے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہے فرمایا کہ تحقیق اوپر ان سات آسمانوں کے عرش ہے اور درمیان
عرش کے اور درمیان آسمان کے فاصلہ ایسا ہی ہے جیسا کہ درمیان دو آسمانوں کے پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو تم کہ کیا چیز ہے نیچے تمہارے عرض کیا صحابہ نے اللہ اور
رسول اسکا دانا تر ہیں فرمایا جو کچھ کہ نیچے تمہارے ہے زمین ہے یعنے اور بھی پھر فرمایا کہ آیا جانتے ہو کہ کیا ہے نیچے اس زمین کے کہا صحابہ نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر
ہیں فرمایا کہ نیچے اسکے اور ایک زمین ہے درمیان ان دونوں زمینوں کے مسافت پانسو برس کی ہے یہاں تک کہ گنیں آنحضرت نے سات زمینیں درمیان ہر دو
زمینوں کے انمیں سے فاصلہ پانسو برس کا ہے فـ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نسبت مسافت دوری زمینوں کی موافق نسبت آسمانوں کے ہے
پس جو کہتے ہیں کہ طبقے زمینوں کے سب متصل ایک دوسرے کے ہیں اور ملے ہوئے ہیں اور اسلیے ارض کو قرآن شریف میں مفرد ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں
کو بلفظ جمع مخالف اس حدیث کے ہے اور شاید کہ مفرد لانا ارض کا بارادہ اسی زمین کے ہے کہ نیچے انکے ہے اور اور زمینوں سے سروکار نہیں رکھتے بخلاف آسمانوں
کے کہ سب سے فیوض اور آثار پہونچتے ہیں واللہ اعلم ترجمہ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان محمد کی اسکے ہاتھ میں ہے اگر چھوڑو تم رسی طرف زمین کے کہ
نیچے سب سے ہے تو البتہ جا پڑے وہ رسی خدا پر فـ یعنے اسکے علم اور ملک اور قدرت پر جیسے کہ تصریح کیا ہے اسکو ترمذی نے کہتے ہیں کہ اللہ تعالے کا علم
و قدرت جیسے کہ محیط ہے آسمان کے اوپر کی چیزوں کو ایسا ہی محیط ہے زمین اور زمین کے نیچے کی چیزوں کو فرمایا یہ واسطے دفع کرنے اس شبہ کے کہ شاید کوئی نا فہم وہم
ایسا کرے کہ انکو خاص علم و قدرت اوپر کی چیزوں کا ہے نہ نیچے کا اور اسی لیے کہا گیا ہے کہ معراج یونس علیہ السلام کی تہ میں مچھلی کے پیٹ میں جیسے کہ معراج ہوئی ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پشت آسمان پر پھر پڑھی آنحضرت نے یعنے استشہاد کے لیے یا ابوہریرہ نے تقویت حدیث کے لیے یہ آیة کہ وہی اول ہے یعنے
قدیم ہے کہ نہیں ابتدا اسکے لیے اور آخر ہے یعنے باقی ہے کہ نہیں اسکے لیے انتہا اور ظاہر ہے یعنے باعتبار صفات کے اور باطن ہے یعنے باعتبار ذات کے اور وہ ہر چیز کو یعنی
علویات اور سفلیات اور جزئیات اور کلیات سے جاننے والا ہے یعنے نہایت کامل علم رکھتا ہے ہر چیز کا اور محیط ہے علم اسکا تمام جوانب ہر چیز کو نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے
اور کہا ترمذی نے کہ پڑھنا آنحضرت کا آیة مذکورہ کو دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد رسی کے جا پڑنے سے اللہ پر جا پڑنا اسکا ہے اللہ کے علم اور قدرت اور تصرف اور غلبہ پر
فـ علم اللہ تعالے کا سمجھا گیا لفظ وہو بکل شیء علیم سے اور قدرت اسکی سمجھی گئی ہو الاول والآخر سے یعنے وہ ایسا اول ہے کہ ہر چیز اسکے ہاتھ ہے اور نکالنا ہے
انکو عدم سے طرف وجود کے اور آخر ایسا ہے کہ سب کچھ فنا ہو جائیگا اور وہی باقی رہیگا اور غلبہ اور تصرف اسکا سمجھا گیا والظاہر والباطن سے کہا ازہری نے کہ کہا جاتا
ہے ظہرت علی فلان اذا غلبتہ اور معنے یہ ہیں کہ وہ ایسا غالب ہے کہ سب چیز پر غالب ہے اور اسپر کوئی نہیں غالب اور تصرف کرتا ہے تمام پیدا ہوئی چیزوں میں بطریق غلبہ
اور استیلا کے اسلیے کہ نہیں ہے فوق اسکے کوئی کہ منع کرے اسکو کسی چیز سے اور ایسا باطن ہے کہ نہیں ہے اور ما ورا سوا اسکے نہیں پھر کہا ترمذی نے
ترجمہ اور علم اللہ کا اور قدرت اسکی اور غلبہ اور تصرف اسکا ہر جگہ ہے یعنے آثار ان صفات کے سب جگہ ہیں والا یہ صفات حق بھی مکانی نہیں ہیں اور خدا
ساتھ تجلی ذات اپنی کے عرش پر ہے جیسے کہ وصف بیان کیا اللہ تعالے نے اپنا اپنی کتاب میں کہ فرمایا فـ الرحمن علی العرش استوی وہو رب العرش
العظیم اور یہ آیة اگرچہ بظاہر وہم دلاتی ہے جہت و مکان کا ولیکن حقیقت میں کنایہ اور مراد ہے ظہور سلطان اور علم اور قدرت سے (وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ طُوْلُ اٰدَمَ سِتِّيْنَ ذِرَاعًا فِيْ سَبْعَةِ اَذْرُعٍ عَرْضًا) اور روایت ہے اسی ابوہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تھا طول قد
آدم کا ساٹھ ہاتھ اور عرض انکے قد کا سات ہاتھ فـ ذراع ہر ذراع سے کہنی کے سرے سے بیچ کی انگلی کے سر تک اور گز شرعی بھی یہی ہے لیکن جاننا چاہیے
کہ مراد ہاتھ سے آدم کا ہاتھ ہے یا ہاتھ اس وقت کے لوگوں کا ظاہر یہ ہے کہ مراد لوگوں کا ہاتھ ہے اسلیے کہ اگر آدم کا ہاتھ مراد ہو تو لازم آتا ہے کہ ہاتھ انکا ساتواں حصہ
انکے قد کا ہو اور یہ نہایت چھوٹا ہے بحسب طول بدن انکے کے اور تناسب سے نہایت ہے بعید (وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَنْبِيَاءِ كَانَ اَوَّلَ

قال آدم قلت یا رسول اللہ ونبی کان قال نعم نبی مکلم قلت یا رسول اللہ کم المرسلون قال ثلث مائۃ وبضعۃ عشر جما غفیرا وفی روایۃ عن ابی امامۃ قال ابو ذر قلت
یا رسول اللہ کم وفاء عدۃ الانبیاء قال مائۃ الف واربعۃ وعشرون الفا الرسل من ذلک ثلث مائۃ وخمسۃ عشر جما غفیرا) اور روایت ہے ابوذر غفاری سے کہا مین
یا رسول اللہ کون تھا انبیا مین پہلا فرمایا آدم کہا مین نے یا رسول اللہ نبی تھے آدم فرمایا ہان آدم نبی تھے کلام کیے گئے یعنے فقط نبی ہی نہ تھے بلکہ نبی تھے
کلام کیے گئے یعنے صحیفے اُترے تھے اُنپر یعنے رسول بھی کہا مین نے یا رسول اللہ انبیا مین سے رسول کتنے ہین فرمایا رسول تین سو اور کچھ اوپر دس ہین جماعت
بہت سی اور ایک روایت مین ابی امامہ سے آیا ہے کہ کہا ابوذر نے کہا مین نے یا رسول اللہ کتنا ہے شمار انبیا کا خواہ رسول ہون خواہ غیر رسول فرمایا ایک لاکھ
چوبیس ہزار رسول اُنمین سے تین سو پندرہ بہت سی جماعت ف اور فرق مشہور نبی اور رسول مین یہ ہے کہ رسول تو وہ ہے کہ جسپر کتاب اتری ہو اور حکم کیا گیا
ہو اُسکے پہونچانے کا اور نبی عام ہے خواہ اسپر کتاب اور امر تبلیغ آیا ہو یا نہ آیا ہو اور عدد انبیا مین روایت دو لاکھ چوبیس ہزار کی بھی آئی ہے اور بسبب اس اختلاف
فاحش کے تعین عدد انبیا سے منع کیا ہے علما نے بلکہ مجمل کہنا چاہیے کہ ایمان لائے ہم سب انبیا پر تا کوئی نکل نہ جاوے اُن مین سے اور نہ کوئی غیر اُنکا اُنمین
داخل ہو (وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الخبر کالمعاینۃ ان اللہ تعالی اخبر موسی بما صنع قومہ فی العجل فلم یلق الالواح
فلما عاین ما صنعوا القی الالواح فانکسرت روی الاحادیث الثلثۃ احمد) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خبر
کسی چیز کی مانند دیکھنے اس چیز کے آنکھ سے یعنے اگرچہ خبر یقینی ہی ہو لیکن جو دیکھنے کو تاثیر ہے وہ سننے کو نہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر دلیل لائے
کہ تحقیق اللہ تعالے نے خبر دی موسے علیہ السلام کو اُس چیز کی کہ کی تھی قوم نے بیچ مقدمہ گوسالہ کے کہ اسکو پوجتے تھے پس نہ ڈالین موسے نے تختیان الواح
کہ اُنمین توریت لکھی تھی یعنے بسبب نہ تاثیر کرنے خبر کے اُنمین ایسی تاثیر کہ باعث ہو غضب کا موجب ہو ڈالدینے تختیون کا پہر جبکہ ہوے قوم مین گئے اور آنکھ
سے دیکھا جو کچھ کہ قوم نے کیا تھا یعنے پوجا پاجی اسکی ڈالدین تختیان یعنے بسبب غصہ کے پس ٹوٹ گئین تختیان ف یعنے بسبب زور سے ڈالدینے
کے مارے غصہ کے اور اُنکے ڈالدینے مین گویا یہ اشارہ تھا کہ یہ نفع دیتے ہین ایمان والون کو پس جب انھون نے اختیار کیا کفر و طغیان تو نہ رہا فائدہ اسکے
رکھنے مین لیکن ظاہر یہ ہے کہ باوجود ٹوٹنے کے کچھ اُنمین سے جاتا نہین رہا نقل کین یہ تینون حدیثین احمد نے ؏ باب فضائل سید المرسلین صلوات اللہ
وسلامہ علیہ یہ باب ہے بیچ بیان فضیلتون سردار رسولون کے رحمتین نازل ہوجیو اللہ کی اور سلام اسکا آنحضرت پر اور سب رسولون پر ف جاننا چاہیے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل حد سے زیادہ ہین اور شمار سے باہر مولف نے کچھ اُنمین سے لکھے ہین اور اتفاق ہے علما کا اسپر کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہتر
ہین اولاد آدم کے اور افضل ہین پیغمبرون مین صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اُنکے بعد ابراہیم خلیل اللہ اور اُنکے بعد موسے کلیم اللہ اور حضرت موسے کے
بعد علما سے صراحۃ نہین دریافت ہوا کسکا درجہ ہے واللہ اعلم الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت
من خیر قرون بنی آدم قرنا فقرنا حتی کنت من القرن الذی کنت منہ رواہ البخاری) روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ بھیجا گیا یعنے پیدا کیا گیا مین بہترین طبقون سے بنی آدم کے قرن سے قرن کے بعد ف یعنے ہر قرن مین باپون کی پشت مین ہوتا تھا مین اور مراد بہترین
طبقون بنی آدم سے وہ طبقہ ہے کہ آنحضرت کے باپ اس طبقہ مین سے تھے اور آنحضرت اُنکی پشتون مین تھے جیسے کہ اسمعیل کے بعد کنانہ اور اُنکے بعد قریش اور اُنکے بعد
ہاشمی تھے ترجمہ یہان تک کہ ہوا مین ایسے قرن مین کہ ہوا مین اس سے ف اور معنی بہتری کے خصائل حمیدہ اور فضائل شریفہ ہین کہ انکا سکے متعارف مین تاکہ اُنکے
اہل کرم کی مدح کرین نہ اعتبار دین و ایمان کے ترجمہ نقل کی یہ بخاری نے (وعن واثلۃ بن الاسقع قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ اصطفی
کنانۃ من ولد اسمعیل واصطفی قریشا من کنانۃ واصطفی من قریش بنی ہاشم واصطفانی من بنی ہاشم رواہ مسلم وفی روایۃ للترمذی ان اللہ اصطفی من
ولد ابراہیم اسمعیل واصطفی من ولد اسمعیل بنی کنانۃ) اور روایت ہے واثلہ بن اسقع سے کہا سنا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہے حق تعالیٰ نے چن لیا کنانہ کو اولاد اسمٰعیل سے اور چن لیا قریش کو کنانہ سے ف اور وہ اولاد نضر بن کنانہ ہیں متفرق رہتے تھے
شہروں میں پس انکو جمع کیا قصی بن کلاب نے کا مین پس قریش نام رکھے گئے لانہ قرش بمعنی جمع ہے جمع کیا انکو قصی نے اور کنانہ کی اولاد سوا نضر کے قریش نام
نہ رکھے گئے لا نعلم وقریش وہ مشہور ہے قریش نام ایک جانور دریائی کا ہے کہ قوت دیتا ہے دریا میں اور ابن عباس سے صحاح میں ذکر کیا کہ انہوں نے کہا کہ قریش
اسلئے نام رکھا کہ دریا میں ایک مچھلی ہے کہ انکو قریش کہتے ہیں وہ سب مچھلیوں کو کھا لیتی ہے اور اسے کوئی مچھلی نہیں کھاتی اور اسپر غالب نہیں آتی اور یہی وجہ قاموس
میں مذکور ہے ترجمہ اور چن لیا قریش سے بنی ہاشم کو اور چن لیا مجھکو بنی ہاشم سے ف یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ ترین برگزیدوں کے اور خلاصہ میں خلاصوں کے
ترجمہ نقل کی مسلم نے اور ترمذی کی ایک روایت میں یہ زیادہ آیا ہے کہ تحقیق اللہ نے برگزیدہ کیا اولاد ابراہیم سے اسمٰعیل کو اور برگزیدہ کیا اولاد اسمٰعیل سے
بنی کنانہ کو ف شرح السنہ میں نسب نامہ آنحضرت کا یوں لکھا ہے ہو ابو القاسم محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن
مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان انتہیٰ بعد عدنان کے نسب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا صحیح نہیں ہوا کسی کو (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیمۃ واول من ینشق عنہ القبر واول شافع
واول مشفع رواہ مسلم) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں سردار ہونگا اولاد آدم کا دن قیامت کے ف یعنی
جمیع صفات کمال میں بہتر اور بزرگ ہونگا آنحضرت سردار ہیں دنیا اور آخرت کے لوگوں کے اور قید روز قیامت کی یہاں اسلئے لگائی کہ اسدن ظہور حضرت کی
سرداری کا بغیر نزاع کرنے والے اور معاند کے ہوگا بخلاف دنیا کے یہاں سردار کفار مشرکین معاند تھے اور یہاں سے آنحضرت کی بزرگی فرشتوں پر بھی لازم آئی اور
بعضی حدیثوں میں آنحضرت کی بزرگی تمام خلق پر مذکور ہے اور جو بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ تفضیل نہ دو تم پیغمبروں کو آپسمیں اور نہ مجھکو تفضیل دو موسیٰ اور یونس پر جواب
اسکے اوپر گذر چکے ترجمہ اور اول ہوں ان شخصوں میں سے کہ پھٹے انسے قبر یعنی پہلے قبر سے میں ہی اٹھایا جاؤنگا اور اول شفاعت کرنیوالا اور اول شفاعت قبول کیا
گیا نقل کی مسلم نے ف پس اسمیں دلیل ہے اسپر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل مخلوقات اور اکمل الموجودات ہیں (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیمۃ وانا اول من یقرع باب الجنۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں زیادہ ہونگا
پیغمبروں میں از روے تابعوں کے قیامت کے دن ف پہلے گذر احادیث میں کہ آنحضرت کی امت تمام اہل الجنت کی دو ثلث ہے اس سے معلوم ہوا کہ تابعوں کی
کثرت ہونی موجب متبوع کی فضیلت کی ہے پس ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے حظ وافر ہے اس سے اسلیے کہ اکثر اہل اسلام انکے تابع ہیں فروع احکام میں اور اسیطرح امام عاصم
قاری یعنی سنت اور میں ہوں اول ان شخصوں کا کہ کھٹکھٹاوینگے دروازہ جنت کا یعنی کھلواوینگے دروازہ جنت کا اور داخل ہوینگے اسمیں نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰتی باب الجنۃ یوم القیمۃ فاستفتح فیقول الخازن من انت فاقول محمد فیقول بک امرت ان لا افتح لاحد قبلک
رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آؤنگا میں بہشت کے دروازہ پر قیامت کے دن پھر کھلواؤنگا میں پس کہیگا نگہبان
کون ہے تو پس کہونگا میں کہ میں محمد ہوں پس کہیگا وہ سبب تیرے حکم کیا گیا ہوں میں کہ نہ کھولوں میں دروازہ کسی کے لیے پہلے تیرے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انا اول شفیع فی الجنۃ لم یصدق نبی من الانبیاء ما صدقت وان من الانبیاء نبیا ما صدقہ من امتہ الا رجل واحد رواہ مسلم)
اور روایت ہے انسی سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اول شفاعت کرنیوالا ہوں جنت میں اپنی امت کے گنہگاروں کے داخل ہونے کے
لیے جنت میں یا بلندی درجوں کے لیے اسمیں نہیں تصدیق کیا گیا کوئی نبی نبیوں میں سے جسقدر میں تصدیق کیا گیا ہوں یعنی میں زیادہ ہوں انبیا میں از روے
امت اور تابعداروں کے اور تحقیق نبیوں میں سے ایک نبی ہے کہ انکی تصدیق نہیں کی انکی امت میں سے مگر ایک مرد نے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ ترک منہ موضع لبنۃ فطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ

فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بي البنيان وختم بي الرسل وفي رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين متفق عليه) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل میری اور مثل انبیا کی جیسے ایک محل ہو کہ اچھی بنائی گئی دیوار اسکے گرد کی چھوڑ دی گئی اس محل سے ایک اینٹ کی جگہ پھر گرد پھرنے
لگے اسکے دیکھنے والے درحالیکہ تعجب کرتے تھے اس دیوار کی خوبی سے مگر اس اینٹ کی جگہ خالی رہی تھی یعنے وہ خارج تھی خوبی سے سو میں ہوا کہ بند کی میں نے
اینٹ کی جگہ جو خالی تھی ختم کی گئی ساتھ میرے دیوار اور ختم کیے گئے رسول ساتھ میرے اور ایک روایت میں ہے پس میں ہوں مثال اس اینٹ کے اور میں ہوں
ختم کرنیوالا نبیوں کا فـــ تشبیہ دی انبیا کو اور انکی شریعتوں اور ہدایت و علم و ارشاد کو ساتھ ایک محل کے کہ مضبوط اور اچھی ہو دیوار اسکی پس پہلے سب انبیا پیدا
ہوچکے گویا محل دین کا تیار ہوا لیکن کچھ کسر باقی تھی وہ ہمارے آنحضرت کے وجود باجود سے پوری ہوئی اور آپ خاتم النبیین ہوئے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من الانبياء من نبي الا قد اعطي من الآيات ما مثله آمن عليه البشر وانما كان الذي اوتيت وحيا اوحى الله
اليّ فارجو ان اكون اكثرهم تابعا يوم القيامة متفق عليه) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پیغمبروں میں کوئی پیغمبر مگر
کہ تحقیق دیا گیا معجزات میں سے اسقدر کہ مثل اسقدر کے ایمان لائے اسپر بشر فـــ یعنے کوئی پیغمبر ایسا نہیں ہے کہ اظہار معجزہ نہ کیا ہو لیکن انکی ہی
زمانہ تک مخصوص رہا پھر انکے بعد منقطع ہوگیا جیسے اژدہا ہونا عصا کا اور ید بیضا ہونا حضرت موسی کو عنایت ہوا کہ اسوقت میں جادو کا غلبہ تھا اور یہ معجزہ جادو پر غالب ہوا
اور مردوں کو زندہ کرنا اور کوڑھی اور اندھے مادر زاد کو اچھا کرنا حضرت عیسی کو ملا کہ انکے زمانہ میں طب کا زور تھا اور یہ معجزہ طب پر غالب ہوا اور لوگوں کو عاجز کیا تھا
ہمارے آنحضرت کے وقت میں بلاغت اور فصاحت کا دعوی تھا سو یہ قرآن شریف ایسا نازل کیا بلاغت اور فصاحت کے اعلی درجہ پر کہ سب اسکے آگے اچھے
اچھے فصحا مغلوب ہوئے اور کچھ بن نہ آئی اور یہ معجزہ قیامت تک رہیگا اور جسکے سبب ہو وہ چیز جو میں دیا گیا ہوں وحی کہ وحی کی اللہ نے میری طرف یعنی قرآن
کہ معجزہ عظیم ہے باقی ہر زمانہ میں اور شاہد ہے سچ سید العالمین کی نبوت پر دلیل حق اور یقین کے پس امید رکھتا ہوں میں کہ ہوونگا میں زیادہ پیغمبروں میں از روئے
تابعوں کے قیامت کے دن تک نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنے میرے تابعدار بہت ہونگے اسلئے کہ معجزہ میرا کہ قرآن شریف ہے قیامت تک باقی ہے جو کوئی اسکو
دیکھے ایمان لاوے (وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض
مسجدا وطهورا فايما رجل من امتي ادركته الصلاة فليصل واحلت لي الغنائم ولم تحل لاحد قبلي واعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة و
بعثت الى الناس عامة متفق عليه) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا گیا میں پانچ خصلتیں کہ نہیں دیا گیا کوئی نبی پہلے
مجھسے فتح دیا گیا میں دشمنوں کے دل میں دہشت پہنچنے سے ایک مہینے کی مسافت سے یعنے میرا رعب فتح دیتا ہے مجھکو دشمنوں پر سبب پیدا کرنے خوف کے انکے
دلوں میں ایک مہینے کی مسافت سے کہ اتنا فرق مجھ میں اور انمیں ہوتا ہے اور پھر ہمارے رعب کے مارے گھبراتے ہیں اور کی گئی میرے لیے ساری زمین
سجدہ گاہ اور پاک کرنے والی کہ تیمم ہی فـــ یعنے واسطے تمام مقبرہ کے کہ اسکا پہلے ذکر ہوچکا جسجگہ چاہیں نماز پڑھیں میں جائز ہے جبتک یقین نہو اسکی نجاست
کا اور اگلی امتوں میں سوائے ایک جگہ معین کے کہ عبادت خانے انکے تھے نماز درست نہ تھی اور آگے سواے پانی کے طہارت نہوتی تھی اسواسطے ہمارے لیے وقت ضرورت
عذر شرعی کے تیمم کرنا زمین پر جائز ہے جیسے کہ فرمایا ہے پس جو شخص ہو میری امت میں سے کہ اسپر نماز واجب ہوا اور وقت آجاوے اور پانی نملے تو تیمم کرے
اور پڑھے اسی جگہ نماز اور حلال کی گئی میرے لیے لوٹ کفار کی اور نہ حلال کی گئی کسی کے لیے مجھسے پہلے فـــ یعنے اگلی امت اگر غیر حیوانات سے اور مال
لوٹتی تو ایک جگہ اکٹھا کرتی اور آگ آسمان سے آکر جلا جاتی اور اگر حیوانات لوٹتی تو فقط لوٹنے والوں کی ملک ہوتی نہ انبیا کی پس ہمارے آنحضرت کے لیے حلال ہوا
پانچواں حصہ غنیمت کا اور صفی یعنے لوٹ میں سے جو چیز اچھی معلوم ہوتی جیسے تلوار یا لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لے لیتے تھے اور دیا گیا مجھکو مرتبہ شفاعت
عامہ کا کہ شامل ہے تمام مواضع شفاعت کو جیسے کہ باب الشفاعت میں گذرا اور نبی بھیجا جاتا تھا مجھ سے پہلے اپنی ہی قوم کی طرف خاص اور میں بھیجا گیا طرف تمام

لوگون کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی بلکہ جن کی طرف بھی اور ہو سکتا ہو کہ بعثت آنحضرتؐ کی جن کی طرف ابعد اسکے ہوئی ہو اسلیے تعرض جن کا نکیا
(وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت
لی الارض مسجدا وطھورا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون رواہ مسلم) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فضیلت
دیا گیا مین نبیون پر ساتھ چھ خصلتون کے ف پہلی حدیث مین پانچ فرمائین اور یہان چھ اور حقیقت مین فضائل آنحضرت کے کہ انکو آپ مخصوص و ممتاز ہین
بہت ہین بیشمار ولیکن بعضے انمین سے بتقریب وقت اور سوال کی حدیثون مین مذکور ہوئے ہین اور مقصود حصر نہین ہو ت اور دیا گیا ہین کلمے جامع ف
یعنے کلام مختصر جو بہت معنون کو شامل ہو جیسے انما الاعمال بالنیات ومن حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ والدین النصیحۃ العدۃ دین والمستشار موتمن اور مانند انکے کے
کہ ہر ایک بہت سے معنون کو مشتمل ہو اور بعضے عالمون نے ایسی حدیثین جمع کی ہین اور بعضون نے کہا ہو کہ مراد جوامع الکلم سے قرآن شریف ہو کہ تھوڑے
لفظون مین بہت سے معنے خدا تعالے نے جمع کیے ہین اور معنے اول خوب ظاہر ہین اور وہ روایت کہ زیادہ کیا گیا ہو اسمین اختصر لی الکلام اول ہی معنے
پر دلالت کرتی ہو ت اور فتح دیا گیا مین دشمنون کے دل مین رعب ڈالنے کے ساتھ اور حلال کی گئین میرے لیے غنیمتین اور کی گئی میرے لیے زمین مسجد اور
پاک کرنیوالی اور بھیجا گیا مین ساری خلقت کی طرف اور ختم کی گئی میرے ساتھ نبوت نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے وحی منقطع ہوئی اور رسالت تمام ہوئی بعد میرے
کوئی بھی نبی نہوگا اور دین کامل ہوا اور حضرت عیسیٰ کا اترنا بھی اسی دین کے خوب رواج دینے کو ہوگا (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بعثت
بجوامع الکلم ونصرت بالرعب وبینا انا نائم رأیتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی متفق علیہ) اور روایت ہو اسی ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھایا گیا اور بھیجا گیا مین ساتھ جامع کلمون کے اور فتح دیا گیا مین ساتھ خوف کے اور ایک وقت خواب مین دیکھتا ہون اپنے تئین کہ
دیا گیا مین زمین کے خزانون کی کنجیان پس رکھی گئین میرے آگے ف ع مراد یہ ہو کہ سہل کیا اللہ تعالے نے حضرت کے لیے اور انکی امت کے لیے فتح ہونا
شہرونکا اور خزانون کا نکالنا یا مراد ہین کانین زمین کی جسمین سونا چاندی وغیرہ ہو ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا ما زوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض وانی سألت ربی
لامتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ وان لا یسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم وان ربی قال یا محمد انی اذا قضیت قضاء فانہ لا یرد وانی
اعطیتک لامتک ان لا اھلکھم بسنۃ عامۃ وان لا اسلط علیھم عدوا من سوی انفسھم فیستبیح بیضتھم ولو اجتمع علیھم من باقطارھا حتی یکون بعضھم یھلک
بعضا ویسبی بعضھم بعضا رواہ مسلم) اور روایت ہو ثوبان سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالے نے سمیٹی میرے لیے زمین
یعنے اسکو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دیا پس دیکھا مین نے اسکی مشرقون اور مغربون کو یعنے تمام زمین دیکھی اور بیشک میری امت قریب ہو کہ پہونچے اسکی بادشاہی
اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لیے زمین سے یعنے مشرق اور مغرب مین بادشاہ ہووین اور تصرف کرین اور دیے گئے میرے لیے دو خزانہ سرخ اور سفید
ف ع یعنے سونے اور چاندی کے یعنے ایک تو کسرے کا خزانہ جو بادشاہ ہو فارس کا کہ وہان سونا بہت ہو اور ایک قیصر کا خزانہ کہ جو بادشاہ ہو روم کا کہ وہان
چاندی بہت ہی ہو ت اور بیشک مین نے مانگا اپنے رب سے اپنی امت کے لیے کہ نہ ہلاک کرے امت کو ساتھ قحط عام کے یعنے ایسا قحط نہو کہ ساری امت کو ہلاک
کر دے اور یہ کہ نہ مسلط کرے انپر دشمن سوا مسلمانون کے یعنے کافر پس مباح جانے اور لے لے جگہ انکے جمع ہونے کی اور سلطنت کی یعنے ایسا نہو کہ دشمن جگہ
انکی بود و باش کی لے لے اور سب کو ہلاک کر ڈالے اور بیشک فرمایا میرے رب نے ای محمد تحقیق جب حکم کرونمین کسی امر کا پس بلاشبہ وہ نہین پھرتا اور تحقیق مین نے
دیا تجکو یعنے عہد اپنا تیری امت کے لیے یعنے امت اجابت کے لیے یہ کہ نہ ہلاک کرونگا مین انکو ساتھ قحط عام کے اور یہ کہ نہ مسلط کرونگا مین انپر کوئی دشمن
سوا مسلمانون کے پس مباح کرے وہ جگہ انکی بود و باش کی اگرچہ جمع ہو وین انپر وہ لوگ کہ زمین کے تمام طرفون مین ہین یعنے اگرچہ کافر سارے جہان کے جمع ہون

انکے رشتہ کے لیے یہانتک کہ ہو وین تیری امت مین سے بعضے کہ ہلاک کرین بعضون کو اور قید کرین بعضے بعضون کو نقل کی یہ مسلم نے ف بعضے کا فرون
کا ان سب پر غلبہ اور تسلط نہوگا اور سارا ملک اسلام شے نے سکینگے لیکن تیری امت آپسمین لڑائی کریگے اور بعضے بعضون کو ہلاک اور قید کرین اسیطرح قضاے ربی
اور تقدیر الٰہی مقرر ہوگئی ہرگز تغیر و تبدیل نہ پاوے ۔ (وَعَنْ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِیْ مُعَاوِیَۃَ دَخَلَ فَرَکَعَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْنَا مَعَہٗ وَدَعَا
رَبَّہٗ طَوِیْلًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ سَاَلْتُ رَبِّیْ ثَلٰثًا فَاَعْطَانِیْ ثِنْتَیْنِ وَمَنَعَنِیْ وَاحِدَۃً سَاَلْتُ رَبِّیْ اَنْ لَّا یُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِالسَّنَۃِ فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّا یُھْلِکَ اُمَّتِیْ بِالْغَرَقِ
فَاَعْطَانِیْھَا وَسَاَلْتُہٗ اَنْ لَّا یَجْعَلَ بَاْسَھُمْ بَیْنَھُمْ فَمَنَعَنِیْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہو سعد سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے بنی معاویہ کی مسجد پر ف بنی
معاویہ ایک قبیلہ ہو انصار مین سے اور ایک نشان اُس مسجد کا مدینہ منورہ کے باہر ہو پس آگئے آنحضرت مسجد مین اور انمین پڑھین دو رکعت یعنے نفل
یا فرض اور ہمنے بھی پڑھین حضرت کے ساتھ اور دعا مانگی آنحضرت نے اپنے رب سے بڑی دعا یعنے بڑی دیر تک التحیات مین مانگی یا بعد اسکے اور ظاہر دوسری
بات ہو پھر فارغ ہوئے نماز و دعا سے پس فرمایا کہ مانگین مین نے اپنے رب سے تین چیزین سو عنایت کین اُسنے مجھکو دو اور نہ دی مجھکو ایک مانگا مین نے اپنے پروردگار
سے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت کو ساتھ قحط عام کے سو دی مجھکو یہ اور مانگا مین نے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت کو ساتھ ڈوبنے کے یعنے ساری امت ڈوبجاوے
عذاب سے جیسے کہ قوم فرعون دریاے نیل مین غرق ہوئی اور قوم نوح طوفان سے سو یہ بھی عنایت ہوئی مجھے اور مانگا مین نے یہ کہ نہ کرو لڑائی آپسمین انکے
لڑائی یعنے آپسمین جنگ نہ کرین سو یہ نہ دی مجھکو ف اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعضی دعا انبیا علیہم السلام کی بھی قبول نہین ہوتی نقل کی یہ مسلم
(وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی التَّوْرٰۃِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْصُوْفٌ
فِی التَّوْرٰۃِ بِبَعْضِ صِفَتِہٖ فِی الْقُرْاٰنِ یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِیْظٍ
وَّلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَغْفِرُ وَلَنْ یَّقْبِضَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یُقِیْمَ بِہِ الْمِلَّۃَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوْا لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَیَفْتَحُ بِھَاۤ اَعْیُنًا عُمْیًا
وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَکَذَا الدَّارِمِیُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ سَلَامٍ نَحْوَہٗ وَذُکِرَ حَدِیْثُ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ فِیْ بَابِ الْجُمُعَۃِ) اور روایت ہو عطا
بن یسار سے کہ کہا انھون نے کہ ملا مین عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہا مینے مجکو خبر دو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بعضی صفتون سے کہ جو توریت مین
مذکور ہین ف ع ظاہر عبد اللہ بن عمرو نے توریت پڑھی ہو یا آنحضرت سے یا بعضے اہل کتاب سے جو ایمان لائے تھے سنی ہو اور عبد اللہ بن عمرو تھے
اہل علم و کتاب سے کہ عالم تھے اگلی کتابون کے اور پڑھی تھین وہ اور لکھتے تھے آنحضرت کی حدیثین اور یہی کثیر الاحادیث ہین جیسے ابو ہریرہ کہا عبد اللہ
بن عمرو نے ہان خبر دیتا ہون تجکو آنحضرت کی صفت کی جو توریت مین ہو خدا کی قسم بیشک وصف کیے گئے ہین آنحضرت توریت مین ساتھ بعضی صفتون
اپنی کے جو مذکور ہین قرآن مین اس آیت مین اے نبی تحقیق بھیجا ہمنے تجکو شاہد امت کے احوال پر اور خوشخبری دینے والا فرمانبردارون کو ثواب کی اور ڈرانیوالا
گنہگارون کو عذاب سے اور پناہ واسطے امیون کے ف مراد امیون سے عرب ہین کہ وہ پڑھنا لکھنا اکثر نہین جانتے تھے یا اسلیے کہ ام القری کی طرف
جو مکہ کا نام ہو نسبت کیے گئے ہین اور تخصیص عرب کی اسلیے ہو کہ آنحضرت انھین مین سے ہین اور انھین مین مبعوث ہوئے انکی محافظت کے لیے اہل عجم کے
غلبہ سے اور اگر پناہ گمراہیون شیطانی اور آفات نفسانی سے مراد رکھین تو بھی وجود برکت آمود آنحضرت کا تمام عالم کے لیے پشت پناہ ہو اور بعضون نے کہا ہو
کہ مراد پناہ سے نگہبانی قوم کی ہو برباد ہونے اور عذاب کے اُترنے سے اُنپر جب تک کہ وہ ہون اُس قوم مین چنانچہ قرآن شریف مین فرمایا وما کان اللہ لیعذبھم
وانت فیھم تو بندہ خاص ہو میرا ای محمد کہ بندگی خاص کی حقیقت مین کوئی تیرا شریک نہین اور رسول ہو میرا یعنے بھیجا ہوا خلق کی طرف مین نے تیرا نام رکھا متوکل
کہ سب کار بار اپنے تو نے مجھے سونپے اور اصلا اپنے زور اور طاقت پر بھروسا نہ کیا ایسا متوکل کہ نہین بدخو اور نہ سخت گو یا سخت دل اور نہ غل مچانے والا بازارون
ف تخصیص بازارون کی بسبب عرف و عادت کے ہو کہ وہان شور و غوغا بہت ہوتا ہو اور نہین دور کرتا بدی کو بدی کے ساتھ یعنے جو اُسکے ساتھ

برائی کرے وہ اسکی سزا نہیں دیتا ولیکن درگذر کرتا ہی اور معاف کرتا ہی اور دعائے مغفرت کرتا ہی اسکے لیے بلکہ احسان کرتا ہی اور نہ قبض کریگا اللہ روح اسکی یہانتک
کہ سیدھا کرے اور ہدایت کرے سبب انکے قوم ٹیڑھی اور گمراہ کو ساتھ اسطرح کے کہیں نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور یہانتک کہ کھولے خدا تعالے سبب اسکے
کلمہ طیبہ کے آنکھیں اندھی اور کان بہرے اور دل کہ بیچ پردہ میں اور نہ یاد رکھیں گویا غلاف اور پردہ میں ہیں نقل کی ہی بخاری نے یعنے عطا بن یسار سے اور اسی طرح
نقل کیا اسکو دارمی نے عطاء بن یسار سے اُسنے عبد اللہ بن سلام سے مانند اس حدیث کے کہ روایت کی بخاری نے عطا سے اُسنے عبد اللہ بن عمرو سے اور ذکر
کی گئی حدیث ابی ہریرہ کی آنحضرت کے فضائل میں کہ اسکے اول لفظ نحن الآخرون کا ہی بیچ باب جمعہ کے **الفصل الثانی** فصل دوسری (عن خباب بن
الارت قال صلّی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ فاطالہا قالوا یا رسول اللہ صلیت صلوٰۃ لم تکن تصلیہا قال اجل انہا صلوٰۃ رغبۃ ورہبۃ وانی
سألت اللہ فیہا ثلثا فاعطانی اثنتین ومنعنی واحدۃ سألتہ ان لا یہلک امتی بسنۃ فاعطانیہا وسألتہ ان لا یسلط علیہم عدوا من غیرہم فاعطانیہا وسألتہ
ان لا یذیق بعضہم بأس بعض فمنعنیہا رواہ الترمذی والنسائی) روایت ہی خباب بن ارت سے کہ نماز پڑھائی ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک نماز یعنے امامت کی ہماری پس دراز کیا اُسکو کہا صحابہ نے یا رسول اللہ پڑھی آپ نے نماز ایسی دراز کہ نہیں پڑھتے تھے آپ ایسی دراز نماز فرمایا ہاں واسطے
کہ یہ نماز رغبت اور خواہش اور دہشت کی تھی یعنے اسمیں دعا کرتا تھا میں اور امید قبولیت کی اور خوف نہ قبول ہونے کا رکھتا تھا اسلیے نماز دراز پڑھی میں نے اور خشوع
اور خضوع بہت کیا اور تحقیق میں نے اللہ سے مانگیں اسمیں تین حاجتیں سو عنایت فرمائیں مجکو دو اور نہ دی مجکو ایک مانگا میں نے اس سے یہ کہ نہ ہلاک کرے میری امت
کو ساتھ قحط کے یعنے قحط عام سے اور اسی کے حکم میں ہی وبا اور مقصود یہ ہی کہ انپر کوئی بلا ایسی نہ آوے کہ بالکل جڑ بنیاد سے اُکھڑ جائیں پس دی مجھے یہ اور چاہا میں نے
اس سے یہ کہ نہ غالب کرے انپر دشمن کو سوائے انکے یعنے کفار کو غلبہ کلی نہ دے اسلیے کہ وہ بالکل ہلاک کرنا اور بول بالا کفر کا چاہتے ہیں اور آپس کے دشمنوں کی
یہ بات نہیں ہوتی پس یہ بھی دی مجکو اور چاہا میں نے یہ کہ نہ چکھاوے انکے بعضوں کو بعضوں کا عذاب یعنے آپسمیں لڑائی نہ کریں اور ہلاک کریں ایک دوسرے
کو پس نہ دی مجکو یہ نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے (وعن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عز وجل اجارکم من ثلث خلال
ان لا یدعو علیکم نبیکم فتہلکوا جمیعا وان لا یظہر اہل الباطل علی اہل الحق وان لا تجتمعوا علی ضلالۃ رواہ ابوداؤد) اور روایت ہی ابی مالک اشعری سے
کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالے نے پناہ دی اور بچایا تمکو تین چیزوں سے ایک یہ کہ نہ بد دعا کرے تمپر نبی تمہارا کہ ہلاک ہو جاؤ تم
جیسے بعضے پیغمبروں نے کی دوسرے یہ کہ نہ غالب ہووین اہل باطل اہل حق پر فتح میں یعنے کافر اگرچہ بہت ہوں اور مسلمان کم دین اسلام کو ہرگز مٹا نہ سکینگے چنانچہ
حاکم کی روایت میں ہی حضرت عمر سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ ایک گروہ میری امت میں سے غالب رہیگا حق پر یہانتک کہ قیامت قائم ہو اور ایک روایت
میں ہی ابن ماجہ کی ابوہریرہ سے کہ ہمیشہ رہیگا ایک گروہ میری امت میں سے قائم اللہ کے حکم پر نہ ضرر پہونچا سکیگا انکو مخالف انکا تیسرے یہ کہ امت میری
ساری نہ جمع ہو گمراہی پر فتح اور یہ دلیل ہی اسپر کہ اجماع حجت ہی اور اجماع سے مراد یہ ہی ہر زمانے کے مجتہد عالموں کا متفق ہونا ایک حکم شرعی پر نقل کی یہ ابو داؤد
نے (وعن عوف بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لن یجمع اللہ علی ہذہ الامۃ سیفین سیفا منہا وسیفا من عدوہا رواہ ابوداؤد) اور روایت
ہی عوف بن مالک سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جمع نہ کریگا اللہ تعالے اس امت پر دو تلواریں ایک تلوار اس امت سے اور دوسری انکے
دشمنوں سے فتح توربشتی نے کہا اسکے معنے یہ ہیں کہ حق تعالے اس امت پر دو تلواریں نہ جمع کرے کہ واقع ہو اُس سے ہلاک اور استیصال بلکہ جب امت آپسمیں
لڑائی کرے تب خدا تعالے کافروں کو مسلط کرے کہ آپس کی لڑائی سے باز آئیں اور طیبی نے کہا ظاہر یہ ہی کہ وعدہ کیا خدا تعالے نے کہ نہ اکٹھا کرے اس امت
پر دو لڑائیاں ساتھ کہ آپسمیں بھی لڑائی کریں اور کافروں سے بھی بلکہ اگر ایک ہو تو دوسری نہو واللہ اعلم نقل کی یہ ابو داؤد نے (وعن العباس انہ جاء
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانہ سمع شیئا فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب

إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا
وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عباس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یعنی غصہ میں بھرے ہوئے پس
گویا کہ عباس نے سنا تھا کافرون کا کچھ طعن ف ح آنحضرت کی شان میں کہ کہتے تھے آنحضرت سے زیادہ مستحق تھے ساتھ نبوت کے بڑے عرب پس
آنحضرت نے چاہا کہ اپنی شان اظہار کریں تو جانیں کہ کیا بڑی ہے شان انکی اور بزرگ ہیں نسب میں اور بہتر ہیں اور احق ہیں اوروں سے پس کھڑے
ہوئے آنحضرت منبر پر پھر فرمایا کون ہوں میں جانتے ہو تم پس کہا صحابہ نے آپ رسول خدا کے ہیں فرمایا آنحضرت نے یعنی اظہار شرف نسب اور اپنی
ذات کی بزرگی کے لیے کہ میں محمد ہوں بیٹا عبد اللہ بن عبد المطلب کا یعنی اور عبد المطلب نہایت بڑے اور شریف اور مشہور تھے عرب میں تحقیق اللہ تعالیٰ نے پیدا کی خلقت
یعنی جن و انس پس مجھے کیا بہترین خلقت میں کہ انسان ہیں پھر کیا آدمیوں کو دو فرقے یعنی عرب اور عجم پس کیا مجھکو انکے بہترین فرقہ میں کہ عرب ہیں پھر کیا
عرب کو قبیلہ قبیلہ پس کیا مجھکو انکے بہترین قبیلہ میں کہ قریش ہیں پھر کیا قریش کو گھرانہ گھرانہ پس کیا مجھکو انکے بہترین گھرانوں میں کہ گھرانہ ہاشم کا ہے سو میں بہترین تمام
یا بہترین آدمیوں کا ہوں ذات و حسب میں اور بہترین انکا ہوں گھرانہ اور نسب میں نقل کی یہ ترمذی نے ف ح پس مستحق زیادہ ہوں میں سب سے ساتھ نبوت
کے اور کتاب کے یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر بڑا صاحب نسب ہوتا ہے چنانچہ حدیث ہرقل سے معلوم ہوتا ہے اور یہ بزرگی نبیوں کے لیے لازم رکھنا انکا کہ کافر
جو کہتے تھے کیوں نہ اترا قرآن اور نبوت مقرر ہوئی عظمائے عرب پر وگرنہ نبوت فضل خدا کا ہے سبب اور نسب پر موقوف نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف
میں فرمایا ہے واللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ واللہ یختص برحمتہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم وکان فضل اللہ علیک عظیما (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ
اللّٰهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ قَالَ وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا انہوں نے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ کب آپ کے
لیے نبوت ثابت ہوئی یعنی کس وقت میں آپ نبوت کو نامزد ہوئے فرمایا ثابت ہوئی میرے لیے اس حال میں کہ آدم درمیان روح اور بدن کے تھے ف ح
یعنی انکا پتلہ زمین پر پڑا تھا بیجان اور معنے یہ کہ پہلے متعلق ہونے روح انکی کے بدن سے یہ کنایہ ہے سبقت اور تقدم سے نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنِ
الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ
وَبِشَارَةُ عِيسَى وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهَا مِنْهُ قُصُورُ الشَّامِ رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مِنْ قَوْلِهِ سَأُخْبِرُكُمْ
إِلَى آخِرِهِ) اور روایت ہے عرباض بن ساریہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ فرمایا تحقیق میں لکھا ہوا ہوں اللہ کے نزدیک ختم کرنیوالا انبیاء کا
کہ بعد میرے کوئی نبی نہو اس حال میں کہ تحقیق آدم البتہ پڑے ہوئے تھے زمین پر اپنی مٹی گوندھی ہوئی میں ف ح طینہ گوندھی ہوئی مٹی اور خلقت اور
جبلت کے بھی معنے آئے ہیں یعنی لکھا گیا میں خاتم النبیین اس حال میں کہ آدم درمیان آب و گل کے تھے یعنی پتلہ انکا بن رہا تھا بن نہ چکا تھا اور روح انمین
پھونکی نہ تھی یہاں کہتے ہیں علما کہ آنحضرت کی نبوت پہلے ہونے سے کیا مراد ہے اگر علم اور تقدیر الٰہی ہے تو سب انبیا کی نبوت کو شامل ہے اور اگر بالفعل ہے تو وہ
دنیا میں ہوئی اُسوقت کہاں جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اظہار نبوت ہے فرشتوں میں اور روحوں میں جیسا کہ وارد ہے لکھنا اسم شریف کا عرش اور آسمان اور بہشت
کے محل اور انکے بالاخانوں پر اور حورعین کے سینوں پر اور پتوں پر جنت کے درختوں کے اور درخت طوبیٰ کے اور فرشتوں کی آنکھوں اور بھووں
پر بعضے عارفوں نے کہا ہے کہ روح شریف آنحضرت کی نبی تھی روحوں میں کہ انکو تربیت کرتی تھی جیسا کہ اس عالم میں ساتھ بدن شریف کے مربی
بدنوں کی تھی اور روحوں کا بدن سے پہلے پیدا ہونا بلا شبہ ثابت ہے واللہ اعلم اور اب خبر دوں میں تمکو ساتھ اول امر اپنے کے کہ وہ دعا حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی ہے ف ع یعنے اول جو ظاہر ہوئی نبوت میری اور عالی مرتبے میرے دنیا میں تو انکی زبان سے ہوئی کہ دعا کی انہوں نے وقت
بنانے خانہ کعبہ کے میری رسالت کے لیے چنانچہ آیت ربنا وابعث فیہم رسولا منہم اسپر دلالت کرتی ہے سنت اور خبر دے ساتھ اول امر اپنے خوشخبری دینا

بیٹے کا ہی یعنی جیسے کہ اس آیت مین ہی و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اور نیز بر منظور اول امر میرا خواب دیکھنا میری مان کا ہی کہ دیکھا انھون نے جب جنا مجھکو
ف ع کہا طیبی وغیرہ نے احتمال ہی کہ مراد ہو اس دیکھنے سے خواب مین یا بیداری مین پس اگلی صورت مین جننے کے قریب جننے کے ہونگا کہ جیسے
ایک روایت مین آیا ہی کہ جب حضرت کی والدہ آمنہ نام قریب جننے کے پہونچین تو خواب مین دیکھا کہ ایک فرشتہ نے انکو کہا کہ کہہ پناہ مین دیتی ہون اسکو یعنی
اپنے بچے کو کہ پیدا ہوگا کہ حضرت تھے واحد کی شر ہر حاسد کے سے اور اسکے پہلے وقت حمل رہنے کے خواب مین دیکھا تھا کہ فرشتہ کہتا ہی کہ تو حاملہ ہی کہ تجھے حمل
رہا ہی سید اس امت کا اور نبی کا اور دوسری صورت مین کہ جاگتے مین دیکھا ہوگی مراد یعنے وہ چیز کہ دیکھی محذوف اور وہ وہ ہی کہ دلالت کرتا ہی اسپر یہ قول حضرت کا
سے نکلا اور تحقیق ظاہر ہوا میری مان کے لیے ایک نور کہ روشن ہوئے انکے لیے اس نور سے محل شام کے ف ع جیسا کہ اخبار مین آیا ہی کہ آنحضرت کے پیدا
ہونے کے وقت ایک نور آمنہ سے ظاہر ہوا کہ ولایت شام کے محل نمایان ہوئے اور یہ بشارت ہی اس سے کہ ظاہر ہوگی حضرت کی نبوت مشرق اور
مغرب کے اور مضمحل ہوگی اس سے ظلمت کفر اور ضلالت کی ت نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین یعنے ساتھ اسناد اپنی کے ہر باطن سے اور روایت کیا اسکو
امام احمد نے ابی امامہ سے قول انکے ساجد کم سے آخر تک (وَعَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَبِیَدِیْ
لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاہُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِیْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی ابو سعید سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مین بہتر ہون اولاد آدم ہون قیامت کے دن اور فرمایا کہ نہین کہتا مین یہ از راہ فخر کے اور اترانے کے ف ع بلکہ واسطے
شکر اور بیان کرنے نعمت پروردگار کے اور بجا لانے حکم پروردگار کے کہتا ہون کہ فرمایا ہی واما بنعمۃ ربک فحدث اور اسلیے بھی کہتا ہون کہ لوگ میری قدر پہچانین
اور اعتقاد رکھین اور عمل کرین مقتضا سے انکی توقیر و تعظیم اور محبت اور ایمان کے اسی اندازہ پر ت اور میرے ہاتھ مین ہی یعنے میرے تصرف مین اور میرے
قیامت کے مقام محمود مین نیزہ حمد کا ف ع اور نہین فخر سے کہتا مین مراد نام آوری ہونا اور یگانہ ہونا آنحضرت کا حمد مین ہی کل خلائق پر اور عرب شہرت کے
مقام مین نیزہ کھڑا کرتے ہین اور آنحضرت کو حمد کے ساتھ نسبت ہی خاص کہ انکا نام محمد اور احمد ہی اور صاحب مقام محمود ہین اور انکی امت کو حمادون کہا کہ شادی
و غمی مین خدا کی حمد کہتے رہتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حامد و محمود ہونگے اور حمد الہی کے ساتھ دروازہ شفاعت کا کھلوا وینگے جیسا کہ شفاعت مین
گذرا بیان اسکا ترجمہ اور نہین کوئی پیغمبر قیامت کے دن کیا آدم اور کیا سوا انکے مگر میرے نیزہ کے نیچے آوینگے اور پناہ ڈھونڈھینگے اور میرے تابع ہونگے
ف ع اس جگہ سے معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت کو ظاہر کا بھی نیزہ ہوگا جیسا کہ بادشاہون اور سردارون کے پیچھے ہوتا ہی اور نام اسکا لواء الحمد ہوگا ترجمہ اور مین
اول ہون انکا کہ پھٹے انسے زمین یعنے اول قبر سے مین ہی نکلونگا اور نہین مجکو فخر اسپر بلکہ اقرار ہی فضل حق کا اور اسکی نعمت کا شکر ہی نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتّٰی اِذَا دَنَا مِنْھُمْ سَمِعَھُمْ یَتَذَاکَرُوْنَ قَالَ بَعْضُھُمْ اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلًا وَقَالَ
اٰخَرُ مُوْسٰی کَلَّمَہٗ تَکْلِیْمًا وَقَالَ اٰخَرُ فَعِیْسٰی کَلِمَۃُ اللّٰہِ وَرُوْحُہٗ وَقَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ فَخَرَجَ عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ کَلَامَکُمْ وَعَجَبَکُمْ
اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰہِ وَھُوَ کَذٰلِکَ وَمُوْسٰی نَجِیُّ اللّٰہِ وَھُوَ کَذٰلِکَ وَعِیْسٰی رُوْحُ اللّٰہِ وَکَلِمَتُہٗ وَھُوَ کَذٰلِکَ وَاٰدَمُ اصْطَفَاہُ اللّٰہُ وَھُوَ کَذٰلِکَ اَلَا وَاَنَا
حَبِیْبُ اللّٰہِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَحْتَہٗ اٰدَمُ فَمَنْ دُوْنَہٗ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّکُ حَلَقَ الْجَنَّۃِ
فَیَفْتَحُ اللّٰہُ لِیْ فَیُدْخِلُنِیْھَا وَمَعِیَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَکْرَمُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَلَا فَخْرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ) اور روایت ہی ابن عباس سے
کہا کہ بیٹھے تھے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون سے پس نکلے آنحضرت گھر سے یہان تک کہ جب نزدیک ہوئے انکے سنا انکو کہ آپس مین
ذکر کرتے ہین کہا انکے بعضون نے کہ ابراہیم کو اللہ نے دوست پکڑا اور دوسرے صحابیون نے کہا کہ موسے سے خدا تعالے نے باتین کین اور اورون نے
کہا پس عیسی کلمہ ہین خدا کے کہ ایک کلمہ کن کے ساتھ بے اسباب مقرری کے پیدا ہوئے اور گہوارے مین باتین کین لڑکپن مین لوگون سے اور روح ہین

خدا کی کہ خدا نے روح الامین کو انکی ماں کے پاس بھیجا اور پھونک ماری اور اس سے عیسیٰ پیدا ہوئے اور بھی انکی روحانیت کے آثار اسنے ظاہر ہوئے کہ
مردوں کو زندہ کرتے تھے اور کہا اوروں نے آدم کو برگزیدہ کیا خدا تعالیٰ نے کہ انکو نام سب چیزوں کے سکھائے اور فرشتوں سے سجدہ کروایا اصحاب
ان نبیوں کا ذکر کر رہے تھے اور تعریف کر رہے تھے پس نکلا سامنے انکے پیغمبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تحقیق سنا میں نے تمہارا کلام اور تعجب
کرنا تمہارا کہ ابراہیم دوست اللہ کے ہیں وہ ایسے ہی ہیں بیشک خدا کے دوست خاص اور موسیٰ ہمراز وہم سخن خدا کے ہیں اور وہ بھی ہیں ایسے ہی اور عیسیٰ
خدا کے کلمہ ہیں اور روح اسکی اور وہ بھی ایسے ہی ہیں اور آدم کو برگزیدہ کیا اللہ نے اور وہ بھی ایسے ہی ہیں برحق خبردار ہو اور میں حبیب خدا کا ہوں اور نہیں
فخر سے کہتا ہوں فخر یعنی اور کہا ہے علما نے کہ حبیب وہ دوست ہے کہ مقام محبوبیت میں پہونچا ہو اور خلیل دوست مطلق ہو اگرچہ انبیا اور رسول بلکہ تمام
ایمان والے بھی دوست اور محبوب درگاہ الٰہی کے ہیں لیکن اس جگہ کلام کمال مرتبہ اعلیٰ اور خاص درجوں میں ہے انتہی اور ملا علی نے کہا خلیل دوست ہے کہ
اپنی حاجت کے لیے اور حبیب وہ دوست ہے بلا غرض اور یہی دلیل اسپر کہ مرتبہ آنحضرت کا محبوبیت حق میں درجہ کمال کو پہونچا ہے یہ آیت ہے قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ ترجمہ اور میں اٹھانے والا ہونگا علم حمد کا قیامت کے دن آدم اور آدم کے سوا جو ہیں سب اس علم کے نیچے ہونگے اور میں ہونگا اول شفاعت
کرنے والا اور اول شفاعت قبول کیا گیا قیامت کے دن اور نہیں فخر سے اور میں ہونگا اول انکا جو ہلاوینگے حلقہ دروازے بہشت کے اور تقاضا کرینگا
کہ کھولا جاوے بس کھولا جاویگا واسطے میرے دروازہ بہشت کا پھر داخل کریگا اسمیں یعنی فرشتوں کو حکم کریگا دروازہ کھولنے کا اور مجھ کو اندر لیجاویگا اور ساتھ
میرے ہونگے فقیر مسلمان ہونگے اور نہیں فخر سے یعنی مہاجرین اور انصار وغیرہ سے بہ نسبت اغنیا کے پہلے داخل ہونے میں چنانچہ آنحضرت نے فرمایا
داخل ہونگے جنت میں میری امت کے فقیر اغنیا سے پانسو برس پہلے اور یہ دلیل ہے واضح اسپر کہ فقیر صابر بہتر ہے غنی شاکر سے اور نہیں ہے فقر صوفیوں
نزدیک فاقہ اور حاجت بلکہ فقر انکے نزدیک یہی محتاج ہونا خدا تعالیٰ کی طرف اور بے پروا ہونا غیر اللہ سے اور طلب کرنا اسکا اس سے فقیر ایک ست اور ثوری نے
کہا فقر یہی ہے کہ تنگی میں خوشحال ہونے پر اور خرچ کرنا ہو ہونے پر اور فقر نفس سے پناہ مانگی ہے آنحضرت نے اور تعریف کی غنا نفس کی اور جو فقر اور غنا باز رکھے مولیٰ
وہ برے ہیں اور حالت فقر باز رکھتی ہے بہت گرفتاریوں سے اسی سبب حق تعالیٰ نے انبیا و اولیا کے لیے مقرر رکھی اور اور دلیل یہ ہے کہ فقیر کافر کو جنت سے باہر ہو
دوزخ میں غنی کا فر سے تو کچھ فائدہ دے یہ فقر مومن کو جنت میں سے اور میں ہوں بزرگتر پہلوں اور پچھلوں کا اور نہیں فخر نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے
فخر سے اور ظاہر یہی ہے کہ مراد پہلوں پچھلوں سے انبیا ہوں (وعن عمرو بن قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نحن الآخرون ونحن السابقون یوم القیمة
وانی قائل قولا غیر فخر ابراهیم خلیل الله وموسی صفی الله وانا حبیب الله ومعی لواء الحمد یوم القیمة وان الله وعدنی فی امتی واجارهم من ثلث لا یعمهم بسنة
ولا یستاصلهم عدو ولا یجمعهم علی ضلالة رواه الدارمی) اور روایت ہے عمرو بن قیس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم پیچھے ہیں اور ہیں ہم
ہم سابق اور اول ہیں یعنی جنت کے داخل ہونے میں اور اور مراتب میں قیامت کے دن اور میں کہنے والا ہوں ایک بات بغیر فخر کے یعنی بلکہ مقصود اس
بیان واقعی ہے وہ یہ کہ ابراہیم دوست خدا کے ہیں اور موسیٰ برگزیدہ ہیں خدا کے اور میں حبیب ہوں خدا کا یعنی محب اور محبوب ہوں دونوں اور میرے ساتھ ہوگا
جھنڈا حمد کا کہ دلالت کرے ہے میرے احمد و محمد ہونے پر قیامت کے دن یعنی مقام محمود میں اور تحقیق اللہ نے وعدہ کیا مجھسے یعنی خیر کثیر کا امت کے حق میں اور پناہ دی
رکھا انکو تین چیزوں سے کہ ہلاک کر ڈالے گا انکو ساتھ قحط کے اور نہ جڑ سے اوکھیڑ ڈالیگا انکو دشمن یعنی کافر بالکل سب کو نہ ہلاک کر ڈالیگا اور نہ اکٹھا کریگا انکو گمراہی
پر یعنی سب متفق نہ ہونگے اہل علم پر کہ وہ سبب گمراہی کا ہو نقل کی یہ دارمی نے (وعن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا
خاتم النبیین ولا فخر وانا اول شافع ومشفع ولا فخر رواه الدارمی) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کھینچنے والا رسولوں کا ہوں
یعنی میں آگے چلونگا انکے اور وہ پیچھے پیچھے میرے آوینگے بہشت کو یا حشر کے میدان میں اور نہیں کہتا میں یہ فخر سے اور میں ختم کرنے والا ہوں نبیوں کا اور کچھ فخر سے

کہتا ہوں اور مین ہون پہلا شفاعت کرنیوالا اور پہلا شفاعت قبول کیا گیا اور نہ فخر سے کہتا ہون نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُهُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُهُمْ اِذَا اَنْصَتُوْا وَاَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَةُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ یَطُوْفُ عَلَیَّ اَلْفُ خَادِمٍ کَاَنَّهُمْ بَیْضٌ مَّکْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَّنْثُوْرٌ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَالدَّارِمِیُّ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مین اول لوگون سے نکلنے والا ہونگا قبر سے جب اُٹھائے جاوینگے قبرون سے اور مین پیشوا ہونگا اُنکا جب آوین وہ بارگاہ خداوندی مین اور مین اُنکا خطبہ پڑھنے والا ہونگا جسوقت چپ رہینگے وہ ف یعنے عذر کرنے سے اور متحیر ہونگے اور کلام نہ کرسکینگے اُسوقت مین اُنکی طرف سے عذر بیان کرونگا اور شفاعت کرونگا خدا سے پس مین ہی اُسوقت کلام کرسکونگا اُس مقام مین اور کوئی حتی کہ بڑے بڑے انبیا پس ثنا کرونگا اللہ تعالے کی ایسی ثنا کہ لائق اسکے ہے اور نہین اذن دیا جاویگا کسی کو اُسوقت کلام کرنیکا سولے میرے پس حضرت مخصوص ہین اس قول حق سبحانہ کے سے هٰذَا یَوْمُ لَا یَنْطِقُوْنَ وَلَا یُؤْذَنُ لَهُمْ فَیَعْتَذِرُوْنَ یا یہ محمول ہے اول امر پر یا خاص کفار کے حق مین ہے اور مین خوشخبری دینے والا ہون مومنون کو شفاعت اور مغفرت اور رحمت کی جب نا امید ہووین ف یعنے جب غالب ہو نہر نا امیدی اللہ کی رحمت سے بسبب غلبہ خوف کے اور انبیا سے شفاعت طلب کرین اور وہ اسپر جرات نہ کرسکین اور عذر کرین جیسے کہ حدیث شفاعت مین آیا ہے بزرگی اور بزرگی دینی اور کنجیان بہشت کی اور رحمت کی اُسدن یعنے قیامت مین میرے ہاتھ یعنے میرے تصرف مین ہونگی اور جھنڈا حمد کا اُسدن ہاتھ مین میرے ہوگا اور مین بڑا بزرگ ہون اولاد آدم کا پروردگار کے نزدیک ہمیشہ خصوصًا اُسدن گرد پھرینگے میرے اور خدمت کرینگے میری ہزار خادم گویا کہ وہ خادم انڈے ہین پوشیدہ ف تشبیہ دی حورون کو ساتھ انڈون شتر مرغ کے کہ محفوظ ہوتے ہین غبار وغیرہ سے صفائی اور سفیدی مین کہ مخلوط ہو ساتھ تھوڑی سی زردی کے کہ بدن کے رنگون مین یہ رنگ بہت اچھا ہوتا ہے اور مجمع البحار مین کہا کہ مراد بیض مکنون سے موتی سیپ کے ہین کہ محفوظ ہوتے ہین ہاتھ اور نظر کے پہونچنے سے حاصل یہ کہ وہ نہایت صاف اور خوشرنگ اور محفوظ لوگون کی نظرون سے اور ہاتھ پہونچنے سے ہونگے یا موتی ہین بکھرے ہوئے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث غریب ہے یعنے جیسے موتی بکھرے ہوئے خوب چمکتے ہین بہ نسبت لڑی کے موتیون کے ویسے ہی خوبصورت اور متعدد مین متفرق اور پھیلے ہوئے حاضر ہونگے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاُکْسٰی حُلَّةً مِّنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ عَنْ یَّمِیْنِ الْعَرْشِ لَیْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ یَقُوْمُ ذٰلِکَ الْمَقَامَ غَیْرِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَةِ جَامِعِ الْاُصُوْلِ عَنْهُ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ فَاُکْسٰی) اور روایت ہے ابو ہریرہ رضی سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا پس پہنایا جاؤنگا مین حلہ یعنے جوڑا بہشت کے حلون سے پس کھڑا ہونگا عرش کے داہنی طرف نہین کوئی خلائق مین کھڑا ہووے اسمقام مین میرے سوا اور جامع الاصول کی روایت مین ابی ہریرہ رضی سے یہ عبارت زیادہ ہے کہ مین پہلا ان شخصون کا ہونگا کہ پھٹے اُنسے زمین پس پہنایا جاؤنگا مین حلہ الخ (وَعَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَسِیْلَةُ قَالَ اَعْلٰی دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ لَا یَنَالُهَا اِلَّا رَجُلٌ وَّاحِدٌ وَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ اَنَا هُوَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے اللہ سے مانگو میرے لیے وسیلہ ف یعنے جو کہ ذکر کیا گیا اذان کی دعا مین یہ دعا منگوانا آنحضرت کا امت سے واسطے اظہار محتاجگی کے ہے خدا تعالی کی طرف اور از راہ انکسار نفس کے یا اسلیے کہ فائدہ امت اور ثواب اُسکے سبب یا رہنمائی امت کے لیے کہ مانگے ہر ایک انمین سے اپنے یار کے لیے دعا کہا صحابہ نے یا رسول اللہ اور کیا ہے وسیلہ فرمایا بہت بلند درجہ ہے جنت کا نپاویگا اُسکو مگر ایک مرد امید رکھتا ہون کہ ہونگا مین وہ مرد ف یہ تواضع ہے آنحضرت کی اور پاس ادب ہے درگاہ خداوندی کا اگرچہ متعین ہے کہ وہ حضرت ہی ہین نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ کُنْتُ اِمَامَ النَّبِیِّیْنَ وَخَطِیْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَیْرَ فَخْرٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابی بن کعب سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ جب ہو قیامت کا دن ہونگا مین امام اور پیشوا سب نبیون کا

یعنے مقام محمود میں اور مطلب یہ کہ یعنے جب وہ چپ ہونگے میں انکی طرف سے کلام کرونگا جیسا کہ اوپر گذرا اور صاحب شفاعت انکا بغیر فخر کے کہتا ہوں میں نقل
کی یہ ترمذی نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیل ربی ثم قرأ ان
اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا واللہ ولی المؤمنین رواہ الترمذی) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا فرمایا رسول
خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق واسطے ہر نبی کے لیے دوست و نزدیک ہیں نبیوں میں سے اور تحقیق میرے دوست اور قریب میرا باپ میرے اور دوست میرے
پروردگار کے یعنے ابراہیم ہیں پھر پڑھی آنحضرت نے یعنے تاکید واسطے اس کلام کے یہ آیت کہ تحقیق نزدیک تر لوگوں کے ساتھ ابراہیم کے البتہ
وہ ہیں کہ جنہوں نے متابعت کی ابراہیم کی یعنے انکے زمانہ میں اور بعد انکے اور یہ نبی یعنے آنحضرت کہ ہو چکے تھے ابراہیم کی متابعت اور موافقت کے دین
اور شریعت میں اور وہ لوگ کہ ایمان لاسکے اور خدا تعالے دوست ہے مسلمانوں کا اور مددگار ہے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ
وسلم قال ان اللہ بعثنی لتمام مکارم الاخلاق وکمال محاسن الافعال رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بیشک خدا تعالے نے بھیجا مجھکو واسطے تمام کرنے اچھی خوبیوں کے اور پورا کرنے کے اچھے کاموں کے یعنے مجھکو بھیجا ہے واسطے راست کرنے
اور خوب کامل کرنے انکے کے اخلاق باطن اور افعال ظاہر میں نقل کی یہ بغوی نے شرح السنۃ میں (وعن کعب یحکی عن التوراۃ قال نجد مکتوبا محمد رسول
اللہ عبدی المختار لا فظ ولا غلیظ ولا سخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویغفر مولدہ بمکۃ وھجرتہ بطیبۃ وملکہ بالشام وامتہ الحمادون
یحمدون اللہ فی السراء والضراء یحمدون اللہ فی کل منزلۃ ویکبرونہ علی کل شرف رعاۃ للشمس یصلون الصلوۃ اذا جاء وقتھا یتأزرون علی انصافھم
ویتوضؤن علی اطرافھم منادیھم ینادی فی جو السماء صفھم فی القتال وصفھم فی الصلوۃ سواء لھم باللیل دوی کدوی النحل ھذا لفظ المصابیح وروی
الدارمی مع تغییر یسیر) اور روایت ہے کعب احبار سے جو بڑے عالموں میں سے اور اہل کتاب کے عالموں میں سے ہیں نقل کرتے ہیں توریت سے
کہا لکھا ہوا پاتا ہوں میں یعنے توریت میں کہ بھیجا ہوا خدا کا بندہ میرا ہی برگزیدہ نہیں درشت خو اور نہیں سخت گو اور نہ چلانیوالا بازاروں میں اور بدلا نہیں لیتا
برائی کے برائی کا ولیکن معاف کرتا ہی اور بخش دیتا ہی اسکی پیدائش مکہ میں ہی اور ہجرتگاہ اسکی ہجرت کی مدینہ ہی اور بادشاہی اسکی شام میں ہو وے یعنے بادشاہی
سے مراد ہی دین و نبوت ظہور اسکا شام کی ولایت میں اکثر اور ہمیشہ اس ملک میں زیادہ ہی وگرنہ بادشاہی آنحضرت کی سارے جہان میں ہی یا یہ مراد ہی کہ بادشاہی
انکی بعد تمام ہونے رسالت انکی کے اور ایام خلافت انکے کے شام میں ہوگی جیسا کہ معاویہ کے لیے اور بعد انکے بنی امیہ کے لیے ہوئی سلطنت اور امت اسکی بہت
حمد کرنیوالی ہی اور شکر کرنیوالی خدا تعالے کا حمد اور شکر کرینگے وہ خدا کا شادی اور غمی اور فراخی اور تنگی میں یعنے ہر حال حمد و شکر کرینگے حمد کرینگے وہ خدا کی ہر منزل یعنی
جس مکان میں منزل کریں اور اتریں یا ہر پست مکان میں یعنے نیچے اترتے وقت بقرینہ اس قول کے اور خدا کی بڑائی کرینگے ہر بلندی پر یعنے اللہ اکبر کہتے ہوے
چڑھینگے رعایت اور نگہبانی کرنے والے ہونگے سورج کی یعنے اسکے طلوع و غروب و زوال کا دھیان رکھینگے نماز و عبادات کے وقتوں کے لیے اور روایت
کیا ہی حاکم نے عبد اللہ بن ابی اوفی سے مرفوعا کہ تحقیق اچھے خدا کے بندوں میں وہ ہیں کہ خیال رکھتے ہیں سورج اور چاند اور ستاروں اور سایوں کا خدا تعالے کی یاد
کے لیے اور پڑھینگے نماز جب اسکا وقت آوے ازار باندھینگے اپنی کمروں پر یعنے آدھے پنڈلی تک بدن کو یا مراد یہ ہی کہ اپنی آدھی پنڈلیوں تک
پہنیں اور وضو کریں اپنی طرفوں پر یعنے ہاتھ اور پاؤں اور منہ پر یعنے پورا دھویں اور آواز کرنیوالا انکا آواز کریگا آسمان و زمین کے درمیان یعنے اذان کہے
بلند مکان پر مانند منارہ وغیرہ کے صف انکی لڑائی میں اور صف انکی نماز میں برابر ہی یعنے برابر کھڑے ہوتے ہیں کافروں سے لڑنے کو اور نماز میں بھی برابر جماعت
کرتے ہیں شیطان اور نفس کے مارنے کو انکی ہی رات کو بہت آواز یعنے تسبیح اور تہلیل اور ذکر اور قرآن پڑھنے میں جیسے کہ شہد کی مکھی کی آواز یہ لفظ مصابیح کے ہیں اور
نقل کی یہ دارمی نے ساتھ تھوڑی تغیر کے (وعن عبد اللہ بن سلام قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسی بن مریم یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی

فِی الْبَیْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی عبداللہ بن سلام سے کہا کہ لکھی ہوئی ہین توریت مین صفتین آنحضرت کی اور یہ بھی لکھا ہوا کہ عیسیٰ بیٹے مریم کے دفن کیے جاوینگے آنحضرت کے ساتھ انکے حجرے مین کہا ابو مودود نے جو حدیث کے راویون مین سے ہین تحقیق باقی رہی گھر مین یعنے عائشہ رضی کے حجرے مین کہ جہان آنحضرت مدفون ہین ایک قبر کی جگہ وہان نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہونگے گویا حکمت الٰہی کے باقی رہنے مین وہان باوجود قصد کرنے بعضے صحابہ کے دفن کا وہان اور نہ میسر آنا اسی کا یہی تھی اور خبر دی ہی بہتون نے جو کہ حجرۂ شریف مین داخل ہوئے ہین کہ دیکھین انھون نے تین قبرین اسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر تو مقدم ہی یعنے جانب قبلہ کے اور ابوبکر کی متاخر ہی کہ سر انکا مقابل ہی پشت آنحضرت کے اور سر عمر رضی کا مقابل پشت ابوبکر رضی کے اور ایک قبر کی جگہ پہلو مین عمر رضی کے باقی ہی اور آیا ہی کہ عیسیٰ بعد نزول کے زمین مین حج کرینگے اور وہان سے پھر کر آوینگے اور درمیان مین مکہ اور مدینہ کے انتقال کرینگے اور اٹھا لیجاوینگے مدینہ مین پس دفن کیے جاوینگے حجرۂ شریفہ مین حضرت عمر رضی کے پہلو مین پس بیٹھینگے وہ دونون صحابی بیچ مین دو نبیون کے علیہم الصلوٰۃ والسلام الی یوم القیامہ رواہ الترمذی

الفصل الثالث فصل تیسری

(عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَضَّلَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ فَقَالُوْا یَا اَبَا عَبَّاسٍ بِمَ فَضَّلَہُ اللّٰہُ عَلٰی اَھْلِ السَّمَاءِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ لِاَھْلِ السَّمَاءِ وَمَنْ یَّقُلْ مِنْھُمْ اِنِّیْ اِلٰہٌ مِّنْ دُوْنِہٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْہِ جَھَنَّمَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالُوْا وَمَا فَضْلُہٗ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ قَالَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ لِیُبَیِّنَ لَھُمْ فَیُضِلُّ اللّٰہُ مَنْ یَّشَاءُ اَلْاٰیَۃَ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَافَّۃً لِّلنَّاسِ فَاَرْسَلَہٗ اِلَی الْجِنِّ وَالْاِنْسِ) روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا انھون نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے فضیلت دی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انبیا پر اور اہل آسمان پر یعنے فرشتون پر کہا لوگون نے ای ابو العباس کس چیز کے ساتھ فضیلت دی حق تعالےٰ نے آنحضرت کو آسمان والون پر کہا ابن عباس رضی نے کہ یون فضیلت دی کہ بیشک اللہ تعالےٰ نے فرمایا فرشتون کو یہ کلام اور جو کوئی کہے فرشتون مین سے تحقیق مین معبود ہون خدا کے سوا پس اسکو بدلے مین دینگے ہم دوزخ اسی طرح بدلا دیتے ہین ہم ظالمون کو جو حد سے گذرین ف ح یعنے یہی حق تعالےٰ نے فرشتون کے لیے ایسی طرح سخت اور بدلا اور تیزی کے ساتھ خطاب کیا اور مقرر کیا انپر عذاب سخت اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے مہربانی اور رحمت کے ساتھ کہ تحقیق ہمنے کھولدیے تیرے لیے دروازے برکتون اور بزرگیون کے صاف کھولدینا کہ سمجھا اسکو فتح مکہ کی ہی تو کہ بخشے تیرے لیے خدا تعالےٰ گناہ تیرے جو پہلے گذرے اور جو پیچھے آوین ف ح اس آیت مین تاویلین بہت ہین اور سب توجیہون مین یہ توجیہ خوب ہی کہ یہ کلمہ بزرگی اور مہربانی اور رحم کا ہی نہ اسلیے کہ گناہ ہون آقا جب غلام سے خوش ہوتے ہین تو کہتے ہین ہمنے سب تیرے گناہ بخشدیے جو کچھ کرے تو تجھپر مواخذہ نہین اگرچہ وہ غلام بیگناہ ہو کہا لوگون نے اور کیا ہی بزرگی انکی انبیا پر کہا ابن عباس رضی نے یعنے بیچ بیان بزرگی انکی کے انبیا پر فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور نہین بھیجا ہمنے کوئی پیغمبر مگر اسکی قوم کی زبان کے ساتھ تو کہ بیان کرے انکے لیے احکام و شرایع پس گمراہ کرتا ہی خدا جسکو چاہتا ہی تا تمام آیت اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد صلعم کے لیے اور نہین بھیجا ہمنے تجھکو مگر تمام لوگون کے لیے پس رسول کیا خدا تعالےٰ نے آنحضرت کو جن اور آدمیون کی طرف ف ح اور خاص ذکر کرنا آدمیون کا آیت مین اسلیے ہی کہ وہ اشرف المخلوقات ہین اور مقصود اصلی آیت مین تعمیم آدمیون کی ہی تا تخصیص عرب کی جیسے کہ بعضے اہل کتاب کہتے تھے باطل ہو جاوے اور دلیلین آیات اور احادیث سے بہت ہین اسلیے کہ آنحضرت نبی ہین جنون کے بھی

(وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ عَلِمْتَ اَنَّکَ نَبِیٌّ حَتّٰی اسْتَیْقَنْتَ فَقَالَ یَا اَبَا ذَرٍّ اَتَانِیْ مَلَکَانِ وَاَنَا بِبَعْضِ بَطْحَاءِ مَکَّۃَ فَوَقَعَ اَحَدُھُمَا اِلَی الْاَرْضِ وَکَانَ الْاٰخَرُ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ اَھُوَ ھُوَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَزِنْہُ بِرَجُلٍ فَوُزِنْتُ بِہٖ فَوَزَنْتُہٗ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِعَشَرَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِمِائَۃٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ ثُمَّ قَالَ زِنْہُ بِاَلْفٍ فَوُزِنْتُ بِھِمْ فَرَجَحْتُھُمْ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْھِمْ یَنْتَثِرُوْنَ عَلَیَّ مِنْ خِفَّۃِ الْمِیْزَانِ قَالَ فَقَالَ اَحَدُھُمَا لِصَاحِبِہٖ لَوْ وَزَنْتَہٗ بِاُمَّتِہٖ رَجَحَھَا رَوَاھُمَا الدَّارِمِیُّ) اور روایت ہی ابو ذر غفاری سے کہ کہا مین نے

یا رسول اللہ کیونکر جانا آپ نے کہ تم نبی ہو یہاں تک کہ یقین کیا آپ نے پس فرمایا آنحضرت نے اے ابو ذر آئے میرے پاس دو فرشتے اس حال میں کہ میں بطحا مکہ کے
ایک جانب میں تھا پس اترا ایک ان دو فرشتوں میں سے زمین کی طرف اور دوسرا آسمان اور زمین کے درمیان پس کہا ایک نے ان دو میں سے اپنے
یار کو کیا وہ یہی ہے یعنی وہی پیغمبر ہے کہ جسکی خبر دی ہے حق تعالیٰ نے کہ میرا ایک پیغمبر ہوگا اسکے پاس جاؤ کہا اسکے یار نے ہاں وہی ہے کہا اس ایک نے اپنے
یار سے کہ پس تول اسکو اور اندازہ کر ایک مرد کے ساتھ اسکی امت میں سے پس تولا گیا میں اس مرد کے ساتھ سو غالب آیا میں اسپر پھر کہا تول اسکو دس مرد کے
ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ پس غالب آیا میں آخر پھر کہا تول اسکو سو مرد کے ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ سو آخر بھی غالب رہا پھر کہا تول اسکو ہزار مرد
کے ساتھ پس تولا گیا میں انکے ساتھ بھی سو آخر بھی غالب ہوا میں گویا کہ میں دیکھتا ہوں ان ہزار مرد کی طرف کہ وہ مجھ پر سے پڑتے ہیں مراد وزن کے ہلکا ہونے
سے جس پلڑے پر وہ تھے ایسا وہ سبب ہلکے پن کے اونچا ہو رہا تھا کہ وہ لوگ ایسے معلوم ہوتے تھے کہ مجھ پر گویا اب گرے کہ فرمایا آنحضرت نے پس کہا ایک نے
ان دونوں میں سے اپنے یار سے کہ اگر تو اسکو تولے اسکی ساری امت کے ساتھ تو بیشک غالب آوے سب ساری امت پر نقل کیا یہ دونوں حدیثیں دارمی نے
(وعن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب علی النحر ولم یکتب علیکم وامرت بصلوٰۃ الضحی ولم تؤمروا بہا رواہ الدارقطنی) اور روایت
ہے ابن عباس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرض کی گئی مجھ پر قربانی اور نہیں فرض کی گئی تم پر یعنی آنحضرت پر قربانی واجب تھی بطور وجوب فرضی
اگرچہ غنی نہ ہوں اور امت پر جب غنی ہوں اور میں نماز چاشت کا حکم کیا گیا یعنی بطور وجوب کے اور تم حکم نہیں کیے گئے اسکے یعنی تم پر واجب نہیں بلکہ سنت ہے
نقل کی یہ دارقطنی نے (باب اسماء النبی وصفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم) یہ باب ہے بیچ ناموں اور صفتوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاننا چاہیے کہ
آنحضرت کے نام مبارک بہت ہیں اور قرآن مجید اور آسمانی کتابوں میں مذکور ہیں اور انبیا علیہم السلام کی زبانوں پر اور حدیثوں میں وارد ہیں اور مشہور
آنحضرت کا نام محمد ہے اور یہ نام آپکے دادا عبدالمطلب نے رکھا اور جب لوگوں نے کہا کہ تم نے اپنے بیٹے کا نام اپنے آبا اجداد کے نام پر کیوں نہ رکھا اور یہ نام
ہرگز تمہاری قوم میں نہیں ہوا انہوں نے کہا یہ نام اسکا میں نے اس امید پر رکھا ہے کہ تمام اہل زمین کی زبان پر تعریف کیا جاوے اور ایک روایت میں ہے
کہ خدا تعالیٰ آسمان میں اسکی تعریف کرے اور لوگ زمین پر اور آیا ہے کہ عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا گویا ایک زنجیر چاندی کی انکی پیٹھ سے نکلی ہے کہ ایک
طرف اسکی آسمان میں ہے اور ایک طرف مشرق میں اور ایک طرف مغرب میں پھر اسکے وہ زنجیر ایک درخت ہو گئی ہے کہ ہر پتے پر اسکے نور ہے اور اہل مشرق
اور مغرب اسکے ساتھ متعلق ہیں پس یہ خواب لوگوں سے کہا انہوں نے تعبیر دی کہ انکی پشت سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا کہ اہل مشرق اور مغرب اسکے
تابعدار ہوں اور تعریف کیا جاوے وہ آسمان و زمین میں اسلیے محمد نام رکھا اور آنحضرت کی والدہ آمنہ نے بھی خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تجھکو حمل ہوا اس
امت کے سردار اور پیغمبر کا اور جب جنے تو نام اسکا محمد رکھیو اور روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت کے پیدا ہونے سے پہلے کسی کا یہ نام نہ تھا جب اہل کتاب
نے خبر دی کہ قریب ہے کہ پیغمبر آخر زمانہ کا پیدا ہووے اور نام اسکا محمد ہو چار شخصوں نے اپنے بیٹوں کا نام اسی آرزو میں رکھا کہ شرف نبوت سے مشرف
ہوں لیکن یہ چار نام بھی آنحضرت کے نام سے پہلے نہیں ہو سکتے کیونکہ آنحضرت کا نام سنکر یہ نام رکھے تھے اور مواہب لدنیہ میں ذکر کیا ہے کہ القاب اور نام
آنحضرت کے قرآن مجید میں بہت آئے ہیں سو بعضے عالموں نے ننانوے نام جمع کیے ہیں موافق اسمائے الہی کے اور قاضی عیاض نے کہا کہ حق جل و علا
نے تیس نام اپنے ناموں میں سے اپنے حبیب کے لیے خاص کیے اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب تلاش کیے جاویں آنحضرت کے نام پہلی کتابوں میں اور
قرآن اور حدیث میں تو تین سو نام ہوتے ہیں اور چار سو بھی آئے ہیں اور قاضی ابوبکر بن العربی نے جو مالکی مذہب کے بڑے عالموں میں سے ہیں
کہا بعضے صوفیوں نے کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور اسکے حبیب کے بھی ہزار نام ہیں مراد اوصاف ہیں اور ہر صفت سے اسم نکلتا ہے اور بعضوں ولی
نے ایک کتاب علیحدہ آنحضرت کے ناموں میں تالیف کی ہے اور طیبی نے بائیس نام ذکر کیے اور شرح کی اور مؤلف نے نہیں لایا مگر دو نام دو حدیثوں میں اور مراد آنحضرت

کے صفات سے بیان احوال حلیہ شریف اور صورت ظاہر کا ہے اور آنحضرت کی اخلاق اور باطن کی خصلتوں کا بیان اور باب میں ہوگا اللہم صل علی محمد وسلم
بعدد اسمائک الحسنٰی وبعدد کل معلوم لک وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین الفصل الاول فصل پہلی (عن جبیر بن مطعم قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی متفق علیہ)
روایت ہے جبیر سے کہ کہا سنا میں نے آنحضرت سے فرماتے کہ تحقیق میرے لیے نام ہیں یعنی بہت سے اور مشہور ایک نام میرا محمد ہے اور دوسرا احمد ف ح بعضی نے کہا ہے محمود
بھی آیا ہے اور سب مشتق حمد سے ہیں محمود تعریف کیا گیا ذات وصفات کی دنیا اور آخرت میں اور محمد بہت تعریف کیا گیا بیحد وبیشمار اور احمد سب سے زیادہ تعریف
کیا گیا اسلئے کہ سچ ہے کہ انبیا میں اور حق تعالے کے پیارے کلام میں اپنے مولا کی بہت تعریف کرنیوالا کہ جو کسی کو معلوم نہیں جیسے مقام محمود میں ہوگا اور کھڑا ہو وسے اسکے
لیے حمد ... اور میرا نام ماحی ہے یعنے مٹانیوالا ایسا کہ مٹاتا ہے اللہ میری وجہ سے سبب کفر کو یعنے زیادہ نسبت اور پیغمبروں کی دعوت سے اور نام میرا حاشر کہ
اکٹھا کئے جاوینگے اور جمع کئے جاوینگے لوگ میرے قدم پر یعنے اول میں قبر سے اٹھونگا پھر اور لوگ میرے پیچھے اور نام میرا عاقب ہے اور عاقب وہ ہے کہ نہ ہووے
پیچھے اسکے کوئی نبی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح عاقب کے معنی ہیں پیچھے آنیوالا اور مراد یہاں ہے پیچھے آنیوالا سب پیغمبروں کے (وعن ابی موسی
الاشعری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمی لنا نفسہ اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبۃ ونبی الرحمۃ رواہ مسلم) اور روایت
ہے ابو موسی اشعری سے کہ کہا تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام بیان کرتے ہمارے لیے اپنی ذات شریف کے اپنے نام پس فرمایا میں ہوں محمد اور احمد
اور مقفی یعنے پیچھے آنیوالا سب پیغمبروں کے اور حاشر کہ معنے اسکے اوپر کی حدیث میں مذکور ہوئے اور نبی توبہ کا ف ح یعنے ساری خلقت نے آنحضرت کے
ہاتھ پر توبہ کی نبی التوبہ حضرت کا نام اسلیے ہوا کہ آپ توبہ اور رجوع الی اللہ بہت رکھتے تھے اور زبان کی توبہ آپکی امت میں مقبول ہوئی بخلاف اگلی امتوں کے کہ بغیر
قتل اور سزا کے قصور انکا نہ معاف ہوتا تھا حضرت اور نبی رحمت کا چنانچہ فرمایا قرآن شریف میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا تعجبون کیف یصرف اللہ عنی شتم قریش ولعنہم یشتمون مذمما ویلعنون مذمما وانا محمد رواہ البخاری) اور روایت ہے ابو ہریرہ
سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تعجب نہیں کرتے تم کہ کیونکر باز رکھتا مجھسے حق تعالے نے مشرکین قریش کا برا کہنا اور انکا لعنت کرنا کہ وہ برا کہتے ہیں
مذمم کو اور میں محمد ہوں ف ح یعنے وہ بدبخت مشرک آنحضرت کو مذمم کہتے تھے کہ معنی ہیں نقیض محمد کی ہے یعنے مذمت کیا گیا اور آپکا یہ نام لیکر آپ کو برا کہتے اور لعن طعن
کرتے سو آنحضرت نے فرمایا کہ وہ بد کہا اور لعن وطعن مذمم کو کرتے ہیں اور میں مذمم نہیں پس کیا ہے اللہ تعالے نے انکی بد کہا وسے بچایا مجھکو نقل کی بخاری نے
(وعن جابر بن سمرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد شمط مقدم راسہ ولحیتہ وکان اذا ادہن لم یتبین واذا شعث راسہ تبین وکان کثیر
شعر اللحیۃ فقال رجل وجہہ مثل السیف قال لا بل کان مثل الشمس والقمر وکان مستدیرا ورایت الخاتم عند کتفہ مثل بیضۃ الحمامۃ یشبہ جسدہ رواہ مسلم) اور
روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ تحقیق ظاہر ہوئے تھے کچھ بال سفید حضرت کے سر اور داڑھی کے اگلے جانب میں اور جب
تیل لگاتے تھے تو ظاہر نہ ہوتی تھی وہ سفیدی اور جب پراگندہ ہوتے تھے سر مبارک کے بال تو ظاہر ہوتی تھی سفیدی ف ح اسلیے کہ تیل لگانے سے بال مجتمع ہو جاتے ہیں
پس جو کہ بال سفید آپکے کم تھے ظاہر نہ ہوتے تھے اور پراگندگی اور ژولیدگی میں بال جدا جدا ہوتے ہیں پس معلوم ہونے لگتے ہیں سفید سیاہ میں سے اور آنحضرت کے سر اور
داڑھی میں سفید بال بیس سے زیادہ نہ تھے بڑھاپے میں اور بعضی روایت میں اس سے بھی کم آئے ہیں ترجمہ اور تھے آنحضرت بہت بالوں والے داڑھی کے ف ح
یعنی داڑھی آپکی گھنی تھی ہلکی نہ تھی جیسے اور روایت میں کث اللحیہ آیا ہے اور حضرت کی داڑھی شریف کی درازی میں کچھ ثابت نہیں ہوا اور صحابہ عظام سے درازی داڑھی کی
منقول ہے چنانچہ آیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی داڑھی نے انکا تمام سینہ کندھوں تک بھر دیا تھا اور لکھا ہے کہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی داڑھی لمبی اور
چوڑی تھی اور ابن عمر سے آیا ہے کہ قبضہ سے زیادہ نہ رکھتے تھے غرض کہ داڑھی ایک مشت سے کم روا نہیں اور زیادہ میں روایات اور آثار مختلف آئے ہیں سنت یہی کہا ہے اکثر نے

یعنے وقت بیان کرنے جابرؓ کے حلیہ شریف کو کہ تھا آنحضرت کا چہرۂ مبارک مانند تلوار کے یعنے چمک اور روشنی مین لیکن چونکہ یہ موہم تھا طول کو بھی کہا جابر نے نہ بلکہ تھا مانند
سورج اور چاند کے اور تھا چہرہ مبارک آپکا گرد یعنی مائل گلائی کی طرف اور حدیث مین آیا ہی مثل القمر اور ایک مین آیا ہی وکان وجہہ قطعۃ قمر اور ایک مین آیا ہی کہ
چمکتا تھا روے مبارک آنحضرت کا جیسے چمکتا ہی چودھوین رات کا چاند اور ایک حدیث مین آیا ہی کہ ہوتا تھا روے مبارک آپکا جب خوشحال ہوتے مثل آئینہ کے اور
عکس پڑتا تھا صورت دیوار کا چہرۂ شریف مین مواہب لدنیہ مین ہی کہ یہ تشبیہین لوگون نے اپنے فہم کے موافق بحسب عرف کے دی ہین ورنہ آنحضرت کے جمال
باکمال کی ہیبت وجلالت اور حسن وملاحت سے کوئی چیز مشابہت نہین رکھتی رباعی کسی کہ حسن وملاحت بیار مانرسد؛ تر ادرین سخن انکار کار ما نرسد؛ ہزار نقش برآید
زکلک صنع ولی؛ یکی بخوبی نقش نگار ما نرسد؛ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی جمیع وآلہ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ اور جاننا چاہیے کہ دورروے مبارک کا بشکل دائرہ کے نہین تھا کہ
آفتاب وچاند اور آئینہ کی تشبیہ سے وہم جاتا ہے اسکا اسلیے کہ شمائل مین آیا ہی کہ لم یکن بالمکلثم یعنے نہین تھا چہرہ مبارک آنحضرت کا بہت گول بلکہ کچھ طول رکھتا تھا نہ بہت دراز بلکہ معتدل
الاعتدال صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اور دیکھا مین نے مہر نبوت کو شانہ کے پاس ف ح اور ایک روایت مین ہی درمیان دونون شانون کے بقدر بائین شانہ
کے پاس تھی سخت مانند بیضہ کبوتر کے یعنے گول مشابہت رکھتا تھا رنگ اس مہر کا آنحضرت کے بدن مبارک کے ساتھ اور تمام اعضا کا اسکا بھی رنگ اور آب و تاب تھا نہ
واضح تھا بلا اور چراغ سے کم ف ح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونون شانون کے درمیان ایک ٹکڑا گوشت کا تھا ابھرا ہوا تمام اجزاے بدن شریف سے کہ
اسکو خاتم نبوت کہتے تھے اسکے نزدیک یعنے تمام ہونے انکا واسطے کہ بات سے کہ زمین یعنی مہر اور نشان اسکا کہ وہ خاتم النبیین ہین اور ذکر اس مہر کا پہلی کتابون توریت
وانجیل وغیرہ مین موجود تھا اور انبیا علیہم السلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی آخر زمانہ مین بشارت دیتے تھے تو یہ بتلاتے تھے کہ انکی پشت پر مہر ہوگی اور حاکم نے
مستدرک مین وہب بن منبہ سے روایت کیا ہی کہ کوئی پیغمبر ایسا نہ تھا کہ اسکے داہنے ہاتھ مین نشان نبوت نہو مگر ہمارے پیغمبر کہ انکا نشان نبوت پشت مبارک پر تھا دونون شانون
کے درمیان اور یہ نشان جیسے نامہ پر مہر کردی تو تغیر وتبدیل سے محفوظ رہے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ اسمین لکھا ہوا تھا وحدہ لا شریک لہ توجہ حیث کنت فانک منصور
اور روایتون مین آیا ہی کہ اس سے ایسا نور چمکتا تھا کہ آنکھ کو خیرہ کرتا تھا اور اسکو تشبیہ لوگون نے سمجھنے کے لیے ظاہری چیزون کے ساتھ دی مانند بیضہ کبوتر وغیرہ کے لیکن
حقیقت اسکی کہ ایک سر عظیم اور نشانی نادر تھی سواے حق تعالی کے کوئی اسکو نہین جانتا نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْتُ مَعَهُ خُبْزًا وَلَحْمًا اَوْ قَالَ ثَرِيْدًا ثُمَّ دُرْتُ خَلْفَهُ فَنَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ عِنْدَ نَاغِضِ كَتِفِهِ الْيُسْرٰى جُمْعًا عَلَيْهِ خِيْلَانٌ كَاَمْثَالِ الثَّآلِيْلِ
رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی عبداللہ بن سرجس سے کہ کہا دیکھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کھائی مین نے انکے ساتھ روٹی اور گوشت یا کہا مین نے ثرید یعنے
روٹی کے ٹکڑے شوربے مین بھیگے ہوے پھر گیا مین آنحضرت کے پیچھے پس دیکھا مین نے مہر نبوت کی طرف آنحضرت کے دونون شانون کے درمیان ہین انکے بائین شانہ
کی نرم ہڈی کے پاس مانند مٹھی کے یعنی ہیئت مین جیسے کہ اوپر کی حدیث مین تھا مانند انڈے کے اسپر تل تھے مانند مسون کے نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ
خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَاءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِاُمِّ خَالِدٍ فَاُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَاَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهٖ فَاَلْبَسَهَا قَالَ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ
اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ اَخْضَرُ اَوْ اَصْفَرُ فَقَالَ يَا اُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهْ وَهِيَ بِالْحَبْشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ اَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا
رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہی ام خالد بیٹی خالد بن سعید کی سے کہا انھنے کہ لاے گئے نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کہ انمین ایک کملی تھی کالی چھوٹی سی پس فرمایا
آنحضرت نے کہ لاؤ ام خالد کو میرے پاس پس اٹھالائی گئی ام خالد کہ وہ لڑکی تھی پس لیا آنحضرت نے کملی کو اپنے ہاتھ مین پس پہنایا اسکو فرمایا آنحضرت نے یعنے موافق
اپنی سنت کے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تھا تو یہ دعا دیتے تھے پرانا کر اس کپڑے کو پھر پرانا کر یعنے بہت جی تو کپڑے بہت پرانے کرے تو اور تھے اس کملی مین نشان سبز یا زرد
شک ہوا راوی کو پس فرمایا آنحضرت نے اے ام خالد یہ کپڑا خوب ہی اور یہ کلمہ سناہ لغت حبش مین معنی حسنہ یعنے نیک کے ہی کہا ام خالد نے پس گئی مین کہ کھیلتی تھی مہر نبوت
سے یعنے جیسی عادت چھوٹون کی ہوتی ہی پس منع کیا مجکو اور ڈانٹا میرے باپ نے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے باپ سے چھوڑ دے اسکو

یعنے منع ذکر نقل کی یہ بخاری نے (وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بالطویل البائن ولا بالقصیر ولیس بالابیض الامہق ولا بالآدم ولیس بالجعد القطط ولا بالسبط بعثہ اللہ علی رأس اربعین سنۃ فاقام بمکۃ عشر سنین وبالمدینۃ عشر سنین وتوفاہ اللہ علی رأس ستین سنۃ ولیس فی رأسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضاء وفی روایۃ یصف النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال کان ربعۃ من القوم لیس بالطویل ولا بالقصیر ازہر اللون وقال کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی انصاف اذنیہ وفی روایۃ بین اذنیہ وعاتقہ متفق علیہ وفی روایۃ للبخاری قال کان ضخم الرأس والقدمین لم ار بعدہ ولا قبلہ مثلہ وکان سبط الکفین وفی اخری قال کان شثن القدمین والکفین) اور روایت ہے انس سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت لمبے اور نہ بہت ٹھنگنے ف ح یعنے معتدل قد تھے لیکن مائل بدرازی اور یہ جو آیا ہے کہ آنحضرت جب کسی جماعت میں کھڑے ہوتے تو سب سے زیادہ بلند دکھائی دیتے تھے اگرچہ اس جماعت میں دراز قد ہوتے تو یہ بسبب درازی قد کے نہ تھا بلکہ بسبب عزت اور رفعت اور عظمت کے تھا اور حقیقت میں یہ معجزہ تھا اور نہ تھے آنحضرت نہایت سفید رنگ مانند چونے کے کہ نہ ہو اس میں آمیزش سرخی کی اور نہ تھے نہایت گندم گون مائل بسیاہی یعنی بلکہ سرخ سفید گندم گون تھے اور نہ تھے آنحضرت کے بال بہت بل کھائے ہوئے جیسے کہ حبشیوں کے ہوتے ہیں اور نہ نرم سیدھے لٹکے ہوئے یعنے بلکہ بیچ بیچ ان دونوں کے تھے اور اٹھایا اللہ نے آنحضرت کو یعنے رسول کیا سر پر چالیس برس کے یعنی جب پورے چالیس برس کے ہو چکے تھے پھر اقامت کی آنحضرت نے مکہ میں دس برس اور مدینہ میں دس برس اور فوت کیا اللہ تعالی نے حضرت کو ساٹھ برس تمام ہونے پر ف ح دس برس رہنا حضرت کا مدینہ میں تو بالاتفاق ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں اور مختار مکہ کے رہنے میں تیرہ برس ہیں اس حساب سے آنحضرت کی عمر شریف تریسٹھ برس کی ہوتی ہے اور یہاں ساٹھ برس کہا پس توجیہ اسکی یہ ہے کہ راوی نے اس روایت میں کسر کا اعتبار نہیں کیا اور تیرہ کو دس کہا اور تریسٹھ کو ساٹھ اور یہ عادت ہے اہل عرف کی بیان عدد میں اور حالانکہ نہ تھے آنحضرت کے سر مبارک اور داڑھی میں بیس بال سفید اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ روایت ہے انس سے حالانکہ وصف کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا کہ تھے آنحضرت میانہ قد قوم میں کہ نہ تھے دراز اور نہ تھے ٹھنگنے روشن اور چمکتا ہوا رنگ اور کہا انس نے کہ تھے بال آنحضرت کے آدھے کانوں تک اور ایک روایت میں ہے کانوں اور شانوں کے درمیان میں تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح اور ایک روایت میں ہے دونوں کانوں کی لو تک اور ایک روایت میں ہے کندھوں کے پاس تک اور اختلاف روایتوں کا بسبب اختلاف احوال کے ہے کبھی جو کنگھی کرتے اور تیل لگاتے تو دراز معلوم ہوتے تھے نہیں تو چھوٹے اور مجمع البحار میں کہا کہ جب غفلت ہوتی تھی بالوں کے کترنے سے تو دراز ہو جاتے اور جب کترتے تھے تو چھوٹے ہو جاتے تھے اور اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت کبھی بال کترتے تھے کہ منڈوانا بالوں کا سوائے حج اور عمرہ کے نہیں ہوا واللہ اعلم ترجمہ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ کہا انس نے تھے آنحضرت بڑے سر کے اور موٹے قدموں کے ف ح یعنی پاے مبارک پر گوشت تھے کہ علامت ہے شجاعت اور ثابت قدمی کی طاعت میں اور بڑا سر ہونا عرب کے نزدیک ممدوح ہے کیونکہ یہ دلالت کرتا ہے اسکی سرداری اور عظیم الشانی اور عقلمندی پر اور سر کا چھوٹا ہونا عیب ہے اور نشان کم عقلی کا ترجمہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو انکے پیچھے اور نہ انکے پہلے انکے مانند اور تھے آنحضرت فراخ ہتھیلیوں کے اور ایک روایت میں بخاری کے آیا ہے کہ کہا انس نے تھے آنحضرت کے دونوں قدم اور ہتھیلیاں موٹی اور پر گوشت ف ع مردوں کے لیے یہ ممدوح ہے کہ علامت ہے قوت اور شجاعت کی اور عورتوں کے لیے مذموم اور موٹا ہونا اعضاء شریف کا مراد ہے خلقت میں نہ سختی جلد کی کیونکہ جلد مبارک حریر سے زیادہ نرم تھی (وعن البراء قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مربوعا بعید ما بین المنکبین لہ شعر بلغ شحمۃ اذنیہ رأیتہ فی حلۃ حمراء لم ار شیئا قط احسن منہ متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال ما رأیت من ذی لمۃ احسن فی حلۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعرہ یضرب منکبیہ بعید ما بین المنکبین لیس بالطویل ولا بالقصیر) اور روایت ہے براء سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد اور کشادہ تھی مسافت درمیان دونوں مونڈھوں کے یعنے فرق آنحضرت کے دونوں مونڈھوں میں بہت تھا اور اس سے فراخی سینہ کی بھی لازم آتی ہے واسطے آنحضرت کے تھے بال کہ پہونچتے تھے لو کانوں کی لو کو دیکھا میں نے آنحضرت کو سرخ جوڑے میں کہ ازار اور چادر تھی ف ح اور مراد سرخ سے یہ ہے کہ اس میں سرخ خط

تھے اسی طرح محدثون نے تحقیق کیا ہی اور سبز سے بھی کہ حدیثون مین واقع ہوئی مراد ہی کہ انہین سبز اور زرد خط تھے ترجمہ نہین تھی کچھ مین سے کوئی چیز یعنی آنحضرت سے بہتر نقل کی
بخاری اور مسلم نے اور روایت مین ہی مسلم کی کہا براء نے نہین دیکھا مین نے کوئی بالون والا بہتر سرخ جوڑے مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انکے بال قریب پہونچتے
تھے انکے مونڈھون کے عشرت انکی تھی درمیان دونون مونڈھون کے نہ چھوٹے قد تھے نہ لمبے اور نہ پست قد فرق آدمی کے بالون کے تین نام ہین جمہ یعنی جمیم اور نشاء یعنی جمیم
اور لمہ ام سکے زیر او نشاء یعنی جمیم سے آور وفرہ واو کے زبر اور فے کے جزم سے پس لمہ وہ بال کہ کان کی لو سے گذر جائیں اور جب کندھے تک پہونچے تو جمہ ہی اور وفرہ وہ
کان کی لو تک پہونچے اور کبھی جمہ بمعنی مطلق بالون کے بھی آتا ہی (وعن سماک بن حرب عن جابر بن سمرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضلیع الفم اشکل العین
منہوس العقبین قیل لسماک ما ضلیع الفم قال عظیم الفم قیل ما اشکل العین قال طویل شق العین قیل ما منہوس العقبین قال قلیل لحم العقب رواہ مسلم) اور
روایت ہی سماک بن حرب سے انہون نے نقل کی جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ دہن فرق اہل عرب کے نزدیک کشادہ دہنی مدح ہی
مردون کے لیے اور تنگ دہنی کو مردون کے لیے عیب جانتے ہین اور بعضے مراد رکھتے ہین کشادہ دہنی سے فصاحت و بلاغت ترجمہ اور حضرت کی آنکھون کی سفیدی
مین سرخی ملی ہوئی تھی یعنی سرخی کے ڈورے تھے پتلے ہوئے کم گوشت ایڑیان کہا گیا واسطے سماک کے کہ راوی اس حدیث کا ہی کیا ہی ضلیع الفم کے کہا انہون نے
بڑے منہ والے ہین کہا گیا کیا ہین معنے اشکل العین کے کہا سماک نے دراز شگاف آنکھ کے فرق کہا ہی علماء نے کہ یہ بیان سماک کا اشکل العین کے معنون مین ظاہر
اور ٹھیک سا وہم ہی اور یہ کہا گیا کہ آنکھون کی سفیدی مین سرخی ملی ہوئی چنانچہ علماء لغت اسی پر اتفاق رکھتے ہین ترجمہ کہا گیا سماک سے کیا ہین معنی منہوس العقبین کے
جواب دیا کہ کم گوشت ایڑی کے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی الطفیل قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان ابیض ملیحا مقصدا رواہ مسلم) اور روایت ہی
ابو طفیل سے کہا اسنے کہ دیکھا مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو تھے سفید نمکین یعنی خالص سفید نہ تھے اور درمیانہ قد مین لقم ہین اور بعضے معنون مین او کہ
(وعن ثابت قال سئل انس عن خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انہ لم یبلغ ما یخضب لو شئت ان اعد شمطاتہ فی لحیتہ وفی روایۃ لو شئت ان اعد شمطات
کن فی راسہ فعلت متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال انما کان البیاض فی عنفقتہ وفی الصدغین وفی الراس نبذ) اور روایت ہی ثابت سے کہا کہ پوچھے گئے انس
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب کرنے سے پس کہا انس نے کہ تحقیق آنحضرت نہ پہونچے تھے اس عمر کو کہ خضاب لگاوین فرق یعنی آنحضرت کے سفید بال
تھوڑے سے تھے معلوم نہ ہوتے تھے بادی النظر مین جیسے کہ سیاق حدیث سے ظاہر ہوتا ہی یا مراد یہ کہ بڑھاپا خالص نہ تھا بلکہ ہنوز سرخ تھا جیسے کہ ابتدا مین بڑھاپے مین
ہوا کرتی جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہی کہ کان شیبہ احمر ترجمہ اگر چاہتا مین کہ گن لون سفید بال آنحضرت کے کہ داڑھی شریف مین تھے تو البتہ گن لیتا مین انکو اور ایک روایت
مین یون ہی کہ اگر چاہتا مین کہ گن لون بال سفید کہ تھے آنحضرت کے سر مبارک مین تو کرسکتا تھا مین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ایک روایت مین مسلم کی یہ ہی کہ کہا انس نے
تھی سفیدی مگر بیچ ریش بچہ حضرت کے اور کنپٹیون انکی کے اور سر مبارک مین کچھ (وعن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون کان عرقہ اللؤلؤ اذا مشی
تکفأ وما مسست دیباجۃ ولا حریرا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت مسکا ولا عنبرۃ اطیب من رائحۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم متفق علیہ) اور روایت
ہی انس سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روشن چمکتے رنگ کے گویا کہ قطرہ انکے پسینے کے موتی تھے بیٹھے ہوئے صفائی اور چمک مین جب راہ چلتے تھے آنحضرت تو
آگے کی جانب جھکتے ہوئے چلتے جیسے کوئی زمین بلند سے نشیب مین آتا ہی یہ معنی ہین کہ اٹھاتے تھے پاؤن بقوت جیسے کہ عادت قویون اور دلیرون کی ہوتی
نہ یہ کہ پاؤن زمین پر گھسٹتے چلیں اور نہین چھوا مین نے کسی دیباکو کہ ایک قسم ہی کپڑے ریشمی سے اور مطلق ریشمی کو کہ نرم زیادہ ہو ہتھیلی سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیون سے اور نہ سونگھا
مین نے کوئی مشک اور عنبر زیادہ خوشبودار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خوشبو سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ام سلیم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یأتیہا
فیقیل عندہا فتبسط لہ نطعا فیقیل علیہ وکان کثیر العرق فکانت تجمع عرقہ فتجعلہ فی الطیب فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا ام سلیم ما ہذا قالت عرقک نجعلہ فی طیبنا وہو من
اطیب الطیب وفی روایۃ قالت یا رسول اللہ نرجو برکتہ لصبیاننا قال اصبت متفق علیہ) اور روایت ہی ام سلیم سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ آتے تھے ام سلیم

سے یہان اور انکے پاس قیلولہ کرتے یعنے دوپہر کو استراحت کرتے پس بچھایا انکے لئے ام سلیم ایک بچھونا چمڑے کا پس اوسپر آنحضرت سوتے **ف** کہتے ہین کہ ام سلیم آنحضرت کی محرمون مین سے تھین دودہ کی سبب یا نسب کے سبب ورنہ نامحرم کے پاس کاہے کو آنحضرت سوتے اور یہان ہین انس کی کہ جو خادم حضرت کے تھے اور بعضے علما اور فاضل کہتے ہین عورتون مین سنت اور آنحضرت کو پسینا بہت آتا تھا یعنے اسلیے کہ آنحضرت تھے کثیر العرق پس ایکبار کرتین ام سلیم پسینا آپکا اور ملادیتین اسکو اپنی عطر اور خوشبویون مین پس جب دیکھا آنحضرت نے کہ لیتی ہین وہ پسینا آپکا تو فرمایا کیا کرتی ہے تو یہ پسینا اے ام سلیم کہا ام سلیم نے کہ پسینا تمھارا ہے ملاتے ہین ہم اسکو اپنی خوشبویون مین اور پسینا تمھارا خوشبو ترین خوشبویون سے ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ کہا ام سلیم نے کہ یارسول اللہ ہم امید رکھتے ہین اسکی برکت کی اپنے چھوٹون لڑکون کے لیے یعنے انکے بدن اور منھہ پر ملتے ہین تو اسکی برکت کے سبب بچین بلاؤن سے فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہا تو نے اور خوب کیا تو نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْاُوْلٰى ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَخَرَجْتُ مَعَهٗ فَاسْتَقْبَلَهٗ وِلْدَانٌ فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ اَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدِّيْ فَوَجَدْتُّ لِيَدِهٖ بَرْدًا اَوْ رِيْحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَذُكِرَ حَدِيْثُ جَابِرٍ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ فِيْ بَابِ الْاَسَامِيْ وَحَدِيْثُ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ نَظَرْتُ اِلٰى خَاتَمِ النُّبُوَّةِ فِيْ بَابِ اَحْكَامِ الْمِيَاهِ) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ نماز پڑھی مین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی پھر نکلے مسجد سے اور گئے اپنے گھر کے لوگونکی طرف اور مین بھی انکے ساتھ نکلا پس آگے آئے آنحضرت کے لڑکے پس شروع کیا آنحضرت نے اپنا ہاتھ پھیرنا دونون رخسارون ایک ایک کے پر اور لیکن مین پس پھاتھ پھیرا میرے رخسارون کو بھی **ف** لفظ خدی یہان دال کے زیر سے اور یا کے جزم سے ہے بلفظ مفرد اور بعضے نسخون مین یہان بلفظ تثنیہ ہے دال کی زبر اور یا کے تشدید سے یعنی پھیرا میرے دونون رخسارون کو اور ملا علی نے عکس اسکے لکھا ہے کہ اکثر نسخون مین بصیغہ تثنیہ ہے اور ایک نسخہ مین مفرد ہے انتہٰی پس پائی مین نے آنحضرت کے ہاتھ کی ٹھنڈک اور خوشبوئی گویا آنحضرت نے نکالا تھا ہاتھ عطار کے ڈبہ مین سے **ف** اس حدیث مین بیان ہے حضرت کی خوشبوئی کا اور یہ خوشبوئی بذاتہ تھی اگرچہ خوشبو نہ لگاوین اور باوجود اسکے اکثر اوقات خوشبو بھی لگاتے تھے تا بہت خوشبودار ہوون واسطے ملاقات ملائکہ کے اور لینے وحی کے اور ہمنشینی مسلمانون کے نقل کی یہ مسلم نے اور ذکر کی گئی حدیث جابر کی کہ سرا اسکا ہے سموا باسمی بیچ باب اسامی کے اور حدیث سائب بن یزید کی کہ سرا اسکا ہے نظرت الی خاتم النبوۃ بیچ باب احکام المیاہ کے یعنے او مصابیح مین اس باب مین دونون حدیثین مذکور ہین

الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ ضَخْمُ الرَّاْسِ وَاللِّحْيَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ مُشْرَبًا حُمْرَةً ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ طَوِيْلُ الْمَسْرُبَةِ اِذَا مَشٰى تَكَفَّاَ تَكَفُّؤًا كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) روایت ہے علی ابن ابی طالب سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ لنبے اور نہ ٹھنگنے یعنی بلکہ میانہ قد تھے بڑے سر اور گھنی داڑھی کے پر گوشت تھین ہتھلیان ہاتھون کی اور پاے مبارک رنگ آپکا سفید سرخی ملا ہوا تھا موٹے تھے جوڑ ہڈیون کے لنبے تھے مسربہ کے یعنے سینہ سے ناف تک بالون کی ایک لکیر لنبی تھی جب چلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو آگے کے جانب جھکتے ہوے چلتے گویا نشیب مین اُترتے ہین بلندی سے **ف** مقصود یہ ہے کہ چلتے تھے چلنا قوی کہ اُٹھاتے تھے پاے مبارک زمین سے بقوت جیسا کہ گزرا اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ بطریق تواضع کے چلتے تھے نہ بطور تکبر اور اترانے کے نہیں دیکھا مین نے پہلے وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ پیچھے وفات انکی کے مانند انکے رحمت خاص بھیجے اللہ انپر اور سلام نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وَعَنْهُ كَانَ اِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيْلِ الْمُمَغَّطِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَكَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ كَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُكَلْثَمِ وَكَانَ فِي الْوَجْهِ تَدْوِيْرٌ اَبْيَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِيْلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ اِذَا مَشٰى تَقَلَّعَ كَاَنَّمَا يَمْشِيْ فِيْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْيَنُهُمْ عَرِيْكَةً وَاَكْرَمُهُمْ عَشِيْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِيْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ يَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے علی بن ابی طالب سے کہ تھے جس وقت وصف بیان کرتے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرماتے تھے آنحضرت صلعم بہت لنبے اور نہ بہت چھوٹے تھے اور تھے میانہ قد لوگوں میں اور نہ تھے بہت موٹے ہوئے بالوں کے نہ سیدھے بالوں کے تھے بال کچھ چڑھے ہوئے اور نہ تھے پر گوشت روئے مدور مجتمع اور نہ کوتاہ روئے مدور پیشانی نکلی ہوئی ایسا گوشت اور تھی روئے مبارک میں کچھ گلائی سفید رنگ مخلوط بسرخی نہایت سیاہ دونوں آنکھیں بہت دراز پلکیں موٹے سرے ہڈیوں کے ف ح کتد ت کے زبر اور زیر سے جگہ اجتماع دونوں شانوں کی یعنے درمیان دونوں شانوں کے جو جگہ ہو وہ بھی موٹی اور پر گوشت تھی ت نہ تھے بال تمام بدن پر صاحب مسربہ یعنے ایک لکیر لنبی بالوں کی سینہ سے ناف تک تھی ف ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدن شریف پر سوائے مسربہ کے بال نہ تھے لیکن اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے مسربہ کے بھی بعضی جگہ بال تھے مانند سینہ اور بازو اور پنڈلیوں اور ہتھوں کے پس اجرو متقابل اشعر کا ہے اور اشعر وہ کہ جسکے تمام بدن پر بال ہوں پس اجرو وہ کہ جسکے تمام بدن پر بال نہوں ترجمہ پر گوشت ہاتھوں کے اور قدموں کے جب راہ چلتے اکٹھا تے پانوں کو ساتھ قوت کے گویا اترتے ہیں بلندی سے پستی میں اور جب متوجہ ہوتے دائیں بائیں کچھ پھیرتے تمام بدن شریف کو اپنے بالکل متوجہ ہوتے ف ح یعنے نظر چرا کر نہ دیکھتے تھے متکبروں کی طرح اور بعضوں نے کہا مراد یہ ہے کہ گھڑے گھڑے گردن نہ پھیرتے تھے دائیں بائیں جب دیکھتے کسی چیز کی طرف جیسے کہ ہلکے لوگ کرتے ہیں ولیکن منہ کرتے اودھر باطمینان اپنے پھیرتے باطمینان ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور وہ ختم کرنیوالے نبیوں کے تھے بہت سخی تھے لوگوں میں از روئے سینہ کے ف ح یعنی سخاوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دل وجان اور رغبت سے تھی نہ ستانے اور دکھانے کو اور ملا علی نے لکھا ہے یہ معنی لکھے ہیں کہ باوجود باتوں کے بہت سے ہم کے نہ پہنچتے تھی فراخی سینے یعنے دل کے دلیر تھے بات ملول اور تنگ ہو تھے امت کی ایذا سے اور جفا اعراب سے اور باوجود کہ پیش سے بھی پہنچتے کہ بے تحمل کی یعنی تحمل نہیں کرتے تھے کسی ... اور علماء اور اولیاء اور معارف سے کہ ... اس پس یہ معنی ہونگے کہ تھے سب لوگوں سے زیادہ از روئے دل کے ترجمہ اور بہت سچے تھے لوگوں میں از روئے زبان کے یعنی زبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوب درست تھی یعنی کلام کرتے تھے مخارج حروف سے جیسا کہ چاہیے اور بہت نرم تھے لوگوں میں از روئے طبیعت کے اور بزرگ تھے لوگوں میں از روئے قوم و قبیلہ کے جو کوئی دیکھتا انکو یکایک ڈرتا تھا اور ہیبت ناک ہوتا تھا انسے اور جو کوئی ملتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاط کرتا تھا اور صحبت رکھتا تھا ہی اگر دوست رکھتا انکو ف ح یعنی جو کوئی ملتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اختلاط کے اور معرفت کے تو ڈر جاتا انسے بسبب وقار کے اور جب بیٹھتا انکے پاس اور مخالطت کرتا اور معلوم کرتا حسن خلق آپکا تو ہوتا دوست رکھتا انکو ترجمہ کہتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف بیان کرنیوالا کہ نہیں دیکھا میں نے پہلے وجود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا پیچھے موت انکی کے اور نہ ایسا انکے مانند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْلُكْ طَرِيْقًا فَيَتْبَعُهُ اَحَدٌ اِلَّا عَرَفَ اَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طِيْبِ عَرْفِهٖ اَوْ قَالَ مِنْ رِيْحِ عَرَقِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں چلتے کسی راہ میں پس پیچھے آیا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مگر پہچان لیتا وہ شخص کہ آنحضرت تحقیق تشریف لے گئے ہیں اس راہ سے بسبب خوشبوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ف ح عرف میں زبر اور رے کے جزم سے اور پھر ف ہے آخر میں یعنی بو سے خوش و ناخوش کے لیکن اکثر اطلاق اسکا بوئے خوش پر آتا ہے جس راہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تھے شگفتہ ہوتی تھی وہ اس راہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اور وہ راہ معطر ہوتی تھی اس سے پس پہچان لیتا تھا پیچھے آنیوالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس راہ سے تشریف لے گئے ہیں اور یہ خوشبو ذاتی حضرت کی تھی ترجمہ یا کہا جابر نے یعنی بجائے من طیب عرفہ کے فرمایا ہے من ریح عرقہ قاف سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرق کی خوشبو سے یہ حال ہوتا تھا اور یہ شک راوی کا ہے اور مآل دونوں کا ایک ہی ہے (وَعَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ قَالَ قُلْتُ لِلرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ صِفِيْ لَنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا بُنَيَّ لَوْ رَاَيْتَهٗ رَاَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً رَوَاهُ الدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابی عبیدہ بیٹے محمد بن عمار بن یاسر کے سے کہ کہا میں نے واسطے ربیع بیٹی معوذ بن عفراء صحابیہ کے کہ بیان کر تو ہمارے لیے صفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا اے بیٹے میرے اگر دیکھتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو دیکھتا تو آفتاب کو نکلا ہوا یعنی ایسا دبدبہ اور جلال اور نورانیت رکھتے تھے کہ گویا آفتاب ہے نکلا ہوا نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ

قال رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في ليلة إضحيان فجعلت أنظر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وإلى القمر وعليه حلة حمراء فإذا هو أحسن عندي من القمر رواه الترمذي
والدارمي) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ دیکھا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں پس تھا میں کبھی نگاہ کرتا تھا طرف جمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور کبھی دیکھتا طرف چاند کے اور حضرت پر تھا جوڑا سرخ یعنے تہمیں خط سرخ اور سپید تھے میں گمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت تھے نزدیک میرے یعنے
میری نظر اور اعتقاد میں چاند سے فرح یعنی بسبب یا ولی حسن معنوی کے اور جابر نے جو کہا نزدیک میرے یہ واسطے ظاہر کرنے استلذاذ و ذوق اپنے کے کہا والا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم احسن تھے چاند سے واقع میں اور سب محبوبوں سے نزدیک سب کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے (وعن أبي هريرة قال ما رأيت شيئا أحسن من
رسول الله صلى الله عليه وسلم كأن الشمس تجري في وجهه وما رأيت أحدا أسرع في مشيته من رسول الله صلى الله عليه وسلم كأنما الأرض تطوى له إنا لنجهد أنفسنا وإنه لغير مكترث
رواه الترمذي) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز بہتر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گویا کہ آفتاب جاری ہے انکے چہرہ مبارک میں اور نہیں دیکھا
میں نے کسی کو کہ بہت تیز رو ہو راہ چلنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ سب سے زیادہ جلد چلتے تھے گویا کہ زمین لپیٹی جاتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تحقیق
ہم البتہ کوشش میں ڈالتے تھے اپنے نفسوں کو اور تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھے پرواہ کرنے والے نقل کی یہ ترمذی نے فرح یعنی بے تکلف و بے پرواہ آسانی کے طور
چلتے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبھاؤ اتنا سے تھا اور لوگ دوڑتے اور مشقت کھینچتے اور ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ پہنچتے اور وہ بآسانی اور بے تعب آگے
سب کے چلتے (وعن جابر بن سمرة قال كان في ساقي رسول الله صلى الله عليه وسلم حموشة وكان لا يضحك إلا تبسما وكنت إذا نظرت إليه قلت أكحل العينين وليس
بأكحل رواه الترمذي) اور روایت ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں کچھ پتلی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہنستے تھے یعنی اکثر اوقات مگر
بطریق مسکرانے کے اور تھا میں جس وقت دیکھتا طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتا میں اپنے دل میں کہ آنکھیں سرمہ دی ہوئی ہیں حالانکہ نہ تھے سرمہ دیے ہوئے فرح
بلکہ بسبب خلقت کے سرگیں آنکھیں تھیں بیت بسان سرمہ سیہ کردہ خانہ مردم ۔ دو چشم تو کہ سیہ اند سرمہ نا کردہ ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری
(عن ابن عباس قال كان النبي صلى الله عليه وسلم أفلج الثنيتين إذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه رواه الدارمي) روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کشادہ آگے کے دو دانتوں کے فرح یعنے ان دانتوں میں کچھ فرق تھا دانتوں کے نام ہیں دو دانت آگے کے اوپر کے اور نیچے کے
جو ہیں انکو ثنیان اور ثنایا کہتے ہیں بلفظ تثنیہ اور جمع اور وہ دو دانت کہ انکے دونوں طرفوں میں ہیں انکو رباعیات رے کے زبر سے کہتے ہیں اور ظاہر عبارت حدیث
کی یہ ہے کہ یہ فرق اوپر کی ثنیین میں بھی تھا اور نیچے کے میں بھی یا مخصوص اوپر کے ثنیین میں ترجمہ جب کلام کرتے آنحضرت دیکھا جاتا کچھ مانند نور کے کہ نکلتا
ہے انکے آگے کے دانتوں سے نقل کی یہ دارمی نے (وعن كعب بن مالك قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سر استنار وجهه حتى كأن وجهه قطعة
قمر وكنا نعرف ذلك متفق عليه) اور روایت ہے کعب بن مالک سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب خوش کیے جاتے روشن ہوتا چہرہ مبارک آپکا
یہاں تک کہ چہرہ مبارک آپکا گویا ٹکڑا ہے چاند کا اور تھے ہم پہچانتے اسکو فرح یعنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت خوش ہیں بسبب مشاہدہ تازگی اور روشنائی چہرہ
انکے کے حاصل اس جملہ کا یہ ہے کہ یہ پہچاننا مجھی کو خاص نہ تھا بلکہ ہم سب پہچانتے تھے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن أنس أن غلاما يهوديا كان يخدم
النبي صلى الله عليه وسلم فمرض فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فوجد أباه عند رأسه يقرأ التوراة فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم يا يهودي أنشدك
بالله الذي أنزل التوراة على موسى هل تجد في التوراة نعتي وصفتي ومخرجي قال لا قال الفتى بلى والله يا رسول الله إنا نجد لك في التوراة نعتك وصفتك ومخرجك
وإني أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأصحابه أقيموا هذا من عند رأسه ولوا أخاكم رواه البيهقي في دلائل النبوة) اور
روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک لڑکا یہودی خدمت کرتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پس بیمار ہوا وہ پس آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی عیادت
کو پس پایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے باپ کو نزدیک سر اسکے کے کہ پڑھتا تھا توریت یعنے کچھ توریت میں سے پڑھتا تھا جیسے کہ پڑھی جاتی ہے بیمار کے

بیان سورۂ یٰس حالت نزع میں پس فرمایا لڑکے کے باپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے یہودی پوچھتا ہوں میں اور قسم دیتا ہوں تجھکو اس خدا کی کہ اتاری توریت
موسیٰ پر آیا پاتا ہے تو توریت میں نعت میری اور صفت میری اور نکلنا میرا یعنی اپنی ہجرت کرنا میرا مکہ سے مدینہ کو یا مخرج بمعنے بعثت کے ہو یعنی مبعوث ہونا میرا
یا زمان یا مکان اسکا اور نعت اور صفت کے معنے ایک ہی ہیں گویا کہ مراد نعت سے صفات ذاتی باطنی ہیں اور صفت سے صفات ظاہری تا ترجمہ کہا اس نے یعنی
نے کہ نہیں پاتا میں کہا اس لڑکے نے مقرر ہے قسم خدا کی اے رسول خدا کے بلاشبہ ہم پاتے ہیں آپکے لیے توریت میں نعت آپکی اور صفت آپکی اور نکلنا آپکا اور بات
میں گواہی دیتا ہوں یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے اور بلاشبہ تم رسول ہو خدا کے پس فرمایا آنحضرت نے اپنے یاروں کو کہ اٹھا دو ملکے باپ کو لڑکے
کے پاس سے اور والی ہو تم اپنے بھائی کے یعنی اس اسلام کے بھائی کے امور تجہیز اور تکفین وغیرہ کا تم سرانجام کرو نقل کی یہ بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ
میں (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انما انا رحمۃ مہداۃ رواہ الدارمی والبیہقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ نقل
کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بلاشبہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ نہیں ہوں میں مگر رحمت بھیجی ہوئی قصد سے یعنی نہیں ہوں میں مگر رحمت کہ بھیجا ہے مجھکو ہدیہ
اسکا اللہ نے تھا جیسے ہدیہ طریق تحفہ کے پس جسنے قبول کیا تحفہ اسکا مطلب یاب ہوا اور جسنے نہ قبول کیا نا امید اور ٹوٹے والا ہوا مضمون اس حدیث کا
اس آیت کے ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور اسمیں تعلیم و تکریم اس امت کی بھی ہے اسلیے کہ تحفہ تکریم ہی کے لیے کہا جاتا ہے ترجمہ نقل کی یہ دارمی نے
اور بیہقی نے شعب الایمان میں (باب فی اخلاقہ وشمائلہ صلی اللہ علیہ وسلم) باب ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلقوں اور عادتوں کے بیان میں
ف جب فارغ ہوا مؤلف بیان کرنے صورت اور شکل ظاہر آنحضرت کی سے کہ اسکو صورت و خلق کہتے ہیں خ کے زبر سے چاہا کہ ذکر کرے صفات
باطن شریف کہ اسکو سیرت و خلق کہتے ہیں خ کے پیش سے اور لام کو پیش بھی آیا ہے اور جزم بھی اور مراد اس سے مہربانی ہے اور مردانگی شجاعت اور سخاوت اور بردباری اور
تحمل اور تواضع اور رحمت اور حیا وغیر ذلک اور شمائل جمع شمال کی ہے شین کے زبر سے بمعنے طبع اور خو اور عادت کے (الفصل الاول) (عن
انس قال خدمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف ولا لم صنعت ولا الا صنعت متفق علیہ) روایت ہے انس سے کہا خدمت کی میں نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس ف ع ح مسلم کی روایت میں ہے نو برس جن ایام میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ میں آئے ماں انس کی
اور سوتیلے باپ ولی انکے انصار میں سے انکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت میں لائے اور خدمت میں چھوڑا اور وہ آٹھ برس یا دس برس کے تھے
اسمیں اختلاف ہے پس انس نے دس برس کی مدت اقامت آنحضرت کی جو مدینہ میں تھی خدمت آپکی کی پس انس کہتے ہیں کہ مدت خدمت میں تمام نہیں کہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھکو اف ف ع ح لفظ اف ساتھ پیش ہمزہ کے اور زیر ف مشدد کے اور ایک نسخہ میں ساتھ زبر ف کے اور ایک نسخہ میں ساتھ
تنوین مکسورہ کے ایک کلمہ ہے کہ دلالت کرتا ہے اوپر کراہت اور زجر اور دل تنگی کے اور بولتے ہیں ایسے امر مکروہ کے ترجمہ اور نہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھکو کہ کیوں یہ کام کیا تو نے اور نہ فرمایا کہ کیوں نہ کیا تو نے یہ کام نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح یعنے اگر کچھ کام کیا میں نے تو یہ نہ فرماتے کہ کیوں ایسا کیا
اور اگر کچھ کام نہ کیا میں نے اور حکم کیا تھا مجھکو اسکے کرنے کا تو یہ نہ فرماتے کہ کیوں نہ کیا تو نے یہ کام اور یہ دنیا کے امور میں تھا نہ امور دین کے میں
جائز ہے ترک کرنا اعتراض کا انمیں اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر کمال حسن خلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور طیبی نے کہا کہ انس نے اپنی تعریف نہیں کی ہے کہ
ہرگز میں نے ایسا کام نہیں کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعتراض مجھپر متوجہ ہوا اور مستفاد اول انسب اور اوفق ہے ساتھ مقام کے (وعنہ قال کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احسن الناس خلقا فارسلنی یوما لحاجۃ فقلت واللہ لا اذہب وفی نفسی ان اذہب لما امرنی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فخرجت حتی امر علی صبیان وہم یلعبون فی السوق فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قبض بقفای من ورائی قال فنظرت الیہ وہو یضحک فقال یا
انیس ذہبت حیث امرتک قلت نعم انا اذہب یا رسول اللہ رواہ مسلم) اور یہی روایت ہے انس سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہتر لوگوں

خلق میں بہتر تھے بھیجا مجھکو آنحضرت نے ایک روز کسی کام کے لیے پس کہا میں نے قسم خدا کی نہیں جاؤنگا میں اور تھا میرے دل میں کہ جاؤنگا میں اس کام کے لیے کہ فرمایا تھا مجھکو ساتھ اُسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ف ح یعنے باوجودیکہ اس کام کے جانے کا ارادہ رکھتا تھا دل میں لیکن زبان سے کہا میں نے کہ نہیں جاؤنگا میں اور صادر اس قول کا انس سے بسبب صغر سن اور نادانی کے تھا اُس حال میں کہ سن تکلیف کو نہیں پہونچے تھے چنانچہ اسلیے آنحضرت نے التفات انکے قول پر نہ کیا اور اسپر تادیب نہ کی بلکہ ملاطفت اور خوشی اور نرمی کی ت پس نکلا میں یہانتک کہ گذرا میں لڑکون پر اور وہ کھیل رہے تھے بازار میں ف ع اور ظاہر یہ ہی کہ انس ٹھہرے ان لڑکون کے پاس یا تو کھیلنے کے لیے یا تماشا دیکھنے کے لیے ت پس ناگہان پیغمبر خدا نے تحقیق پکڑی گدی میری پیچھے میرے سے کہا انس نے پس دیکھا میں نے طرف آنحضرت کے اس حال میں کہ آنحضرت ہنستے تھے پس فرمایا آنحضرت نے اے انس چلا تو اس جگہ کہ حکم کیا تھا میں نے تجکو کہا میں نے ہان میں جاتا ہون یا رسول اللہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَاَدْرَكَهُ اَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً وَرَجَعَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَحْرِ الْاَعْرَابِيِّ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی اسی انس سے کہا کہ تھا میں چلتا ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت پر تھی چادر نجران کی کہ موٹا تھا کنارہ اُسکا یعنے اور وہ خط دار تھی اور نجران نام ہی ایک شہر کا یمن میں پس پایا حضرت کو ایک گنوار نے پس کھینچا آپ کو ساتھ چادر آپ کی کے کھینچنا سخت اور پھرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیچ سینہ گنوار کے یعنے اُسنے چادر ایسی کھینچی کہ آنحضرت اسکے سینہ کے آگے کھنچ آگئے یہانتک کہ نگاہ کیا میں نے طرف کنارہ گردن آنحضرت کے کہ تحقیق نشان ڈالدیا تھا آپکی گردن کے کنارے میں چادر کے کنارے نے بسبب شدت کھینچنے اعرابی کے چادر کو پھر کہا اعرابی نے کہ اے محمد حکم کر واسطے میرے یعنی اپنے کارپردازون کو کہ تا دیوین مجھکو کچھ مال خدا میں سے کہ تمھارے پاس ہی پس دیکھا طرف اُسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی ازراہ تعجب کے پھر ہنسے یعنی ازراہ تلطف کے پھر حکم کیا واسطے اُسکے دینے کا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور روایت میں آیا ہی کہ گنوار نے بعد مال اللہ الذی عندک کے یہ بھی کہا لا من مالک وما ل ابیک اور اسکے مال سے مال زکوٰۃ کا مراد ہی اور یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر کمال حلم اور تحمل آنحضرت کے جفائے لوگون پر اور یہ اعرابی اجڈ اور وحشت خو یون عرب میں سے تھا کہ تہذیب اخلاق نہین رکھتا تھا اور ادب نہین سیکھا تھا اُسنے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہی حاکم اور والی کو رعایا اور بیوقوف کی ایذا پر صبر اور تحمل کرین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حفظ آبرو کے لیے مال دینا بہتر ہی (وَعَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَفِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہترین لوگون کے یعنے حسن وجمال اور فضل وکمال اور صفات حمیدہ اور اخلاق عظیمہ میں اور سخی ترین لوگون کے یعنے کرم وسخاوت بہت رکھتے تھے بہ نسبت اورون کے اور مردانہ دلیر ترین لوگون کے اور تحقیق ڈرے اور فریاد کی مدینہ والون نے ایک رات یعنی کچھ آواز چور یا دشمن کی سی سنکر ڈرے اور غل مچایا پس چلے لوگ آواز کی طرف پس سامنے آئے لوگون کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم درحالیکہ تحقیق سبقت کی آنحضرت نے لوگون سے طرف آواز کے یعنی سب سے آگے چلے اُدھر حالانکہ آنحضرت فرماتے تھے نہ خوف کرو اور آنحضرت سوار تھے اوپر گھوڑے ابی طلحہ کے کہ ننگی پیٹھ تھا نہ تھا اُسپر زین اور لٹکی تھی حضرت کی گردن میں تلوار پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق پایا میں نے اس گھوڑے کو مانند دریا کے یعنی تیز رو اور کشادہ قدم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور ایک روایت میں آیا ہی کہ وہ گھوڑا کم رفتار سرکش تنگ قدم تھا کہ اُسکو مندوب کہتے تھے اور بعد اُس دن کے وہ ایسا تیز رفتار ہوا کہ کوئی گھوڑا اُس سے سبقت نہین کرسکتا تھا اور یہ معجزہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ حال اس گھوڑے کا حضرت کی سواری مبارک کی برکت سے ایسا منقلب ہوگیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہی سبقت کرنا انسان کا تنہا واسطے معلوم کرنے خبر دشمن کے جبتک کہ تحقیق ہو ہلاک اور جائز ہی عاریت مانگنا اور جائز ہی جہاد کرنا سوار گھوڑے پر اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہی لٹکانا تلوار کا گردن میں (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی جابر سے کہا کہ نہین

سوال کیے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کچھ کبھی پس کہا ہو نہیں ف ح یعنی نہیں دیتا ہوں کہا ابن حجر نے مراد یہ ہے کہ ہرگز لفظ لا ساتھ رد سائل کے نہ کہتے
تھے بلکہ اگر ہوتا دیدیتے اور اگر کچھ نہ ہوتا سکوت کرتے یا عذر کرتے اور دعا کرتے یا وعدہ کرتے اور شیخ عزالدین نے کہا کہ لا ہرگز واسطے نہ دینے کے زبان شریف پر
نہیں آیا اور منافی اسکے نہیں کہ وقت ضرورت انھوں نے بطریق عذر کے کہا ہو جیسے کہ فرمایا لا اجد ما احملکم علیہ اور فرزدق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت میں کہا شعر ما قال لا قط الا فی تشہدہ + لولا التشہد کانت لاءہ نعم + اسی بیت کا مضمون کسی اور شاعر نے فارسی میں لکھا ہے بیت نرفت
کلمہ لا بزبان او ہرگز + مگر باشہدان لا الہ الا اللہ (وعن انس ان رجلا سال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غنما بین جبلین فاعطاہ ایاہ فاتی قومہ فقال
ای قوم اسلموا فواللہ ان محمدا لیعطی عطاء ما یخاف الفقر رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق ایک شخص نے مانگیں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے بکریاں درمیان دو پہاڑوں کے یعنی بہت سی بکریاں اسقدر کہ بھر دیا تھا تمام نالے کو کہ درمیان دو پہاڑوں کے تھا پس دی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اسکو وہ سب بکریاں پس آیا وہ اپنی قوم کے پاس اپنی تعجب ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش سے کہ دلالت کرتی ہے اوپر کمال
توکل وزہد آپکے کے اور کہا اے میری قوم مسلمان ہو جاؤ یعنی اسلیے کہ اسلام ہدایت کرتا ہے اچھے اخلاق کی طرف پس قسم خدا کی بلاشبہ محمد البتہ دیتے ہیں
بڑا ہی دینا کہ نہیں ڈرتے فقر سے ف ح یعنی دیتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے شعر ہرچہ آمد بدست بادہ نوبش ادان + این جود آنکس است
کش از فقر عار نیست + نقل کی یہ مسلم نے (وعن جبیر بن مطعم بینما ہو یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقفلہ من حنین فعلقت الاعراب
یسالونہ حتی اضطروہ الی سمرۃ فخطفت رداءہ فوقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اعطونی ردائی لو کان لی عدد ہذہ العضاہ نعما لقسمتہ بینکم
ثم لا تجدونی بخیلا ولا کذوبا ولا جبانا رواہ البخاری) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے اسوقت کہ وہ چلتا تھا ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے وقت پھرنے آنحضرت کے غزوہ حنین سے کہ بعد فتح مکہ کے واقع ہوا تھا پس چمٹے اعرابی درحالیکہ مانگتے تھے آنحضرت سے ف ح یعنی اموال
غنیمت حنین کے اور غنیمت اس غزوہ میں بہت ہاتھ لگی تھی اور آنحضرت دیتے تھے بہت سے اور اکثر مؤلفۃ القلوب کو دیتے تھے اور بخشنا بکریوں کا اس
شخص کو کہ پہلی حدیث میں گزرا اسی جگہ کا ہے اور چمٹنا اعراب کا آنحضرت سے سوال کرنے میں اس حد کو پہونچا کہ تنگ اور بیچارہ کیا اعراب نے آنحضرت
کو اور لے گئے طرف درخت کیکر کے پس اٹک لی کیکر نے چادر مبارک حضرت کی یعنی اٹک گئی چادر کانٹوں میں پس ٹھہر گئے آنحضرت اور فرمایا کہ دو مجھکو
چادر میری اگر ہوتے میرے پاس چارپائے یعنی اونٹ بکریاں وغیرہ اسقدر گنتی ان خاردار درختوں کے کہ اس جنگل میں بہت ہیں تو البتہ تقسیم
کر دیتا میں انکو درمیان تمہارے پھر نہ پاتے تم مجھکو بخیل کہ نہ دوں میں اسکو اور نہ جھوٹا وعدہ کروں میں اور نہ پہونچاؤں میں اور نہ بزدل اور ڈرنے والا
ف ح کہ دینے میں فقر و نیستی سے ڈروں میں اور کہا مظہر نے کہ یعنی جب آزماؤ تم مجھکو وقائع میں تو نہ پاؤ گے تم مجھکو متصف ساتھ اوصاف رذیلہ کے
اور اسمیں دلیل ہے اسکی کہ جائز ہے تعریف کرنی اپنی ساتھ اوصاف حمیدہ کے اسکے لیے کہ نہیں پہچانتا ہے تاکہ اعتماد کیا جاوے اسپر نقل کی یہ بخاری نے
(وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی الغداۃ جاء خدم المدینۃ بآنیتہم فیہا الماء فما یؤتی باناء الا غمس یدہ فیہا فربما جاءوہ
بالغداۃ الباردۃ فیغمس یدہ فیہا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہا کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے صبح کی لاتے خادم یعنی غلام
یا لونڈیاں مدینہ والوں کی باسن اپنے کہ ہوتا انمیں پانی یعنی پس چاہتے حضرت کے دست مبارک کی برکت سے عافیت و شفا بیماروں کو پس نہیں لاتے کوئی باسن
مگر ڈالدیتے حضرت اپنا دست مبارک ان باسنوں میں یعنی انکی خوشی خاطر کے لیے اسکو متبرک کر دیتے تا شفا اور برکت حاصل ہو انکے لیے پس اکثر آتے حضرت کے پاس وقت
صبح سرد کے پس ڈالتے حضرت اپنا دست مبارک ان باسنوں میں ف ح اسمیں کمال شفقت و مہربانی ہے امت پر اور اشارہ ہے اسپر کہ واسطے نفع
خلق کے ضرر اپنے پر اٹھانا چاہیے نقل کی یہ مسلم نے (وعنہ قال کانت امۃ من اماء اہل المدینۃ تاخذ بید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَتَخَلَّقَ بِہٖ حَیثُ بِشَارَتٍ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی انس سے کہا کہ تھی ایک لونڈی اہل مدینہ کی لونڈیون مین سے کہ پکڑتی دست مبارک آنحضرت کا پس لیجاتی حضرت کو جہان چاہتی ف ع ح یعنی اگرچہ باہر مدینہ کے چاہتی لیجاتی اور حال اپنا عرض کرتی اور اسمین نہایت تواضع اور شفقت آنحضرت کی ہی است پرستی کہ کمترین لوگون پر بہت نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْہُ اَنَّ امْرَاَۃً کَانَتْ فِیْ عَقْلِہَا شَیْءٌ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَۃً فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ اُنْظُرِیْ اَیَّ السِّکَکِ شِئْتِ حَتّٰی اَقْضِیَ لَکِ حَاجَتَکِ فَخَلَا مَعَہَا فِیْ بَعْضِ الطُّرُقِ حَتّٰی فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِہَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی انسی سے کہ تحقیق ایک عورت کہ تھا اُسکی عقل مین کچھ خلل ونقصان پس کہا اُس نے ای رسول خدا کے مجکو تم سے ایک کام ہی یعنے پوشیدہ لوگون سے پس فرمایا ای مان فلانے کی دیکھ جونسا کوچہ چاہے تو یعنے بیٹھ یا کھڑی ہو اُسمین کہ مین بھی تیرے ساتھ بیٹھون یا کھڑا ہون یہانتک کہ سرانجام کرون مین تیرے لیے کام تیرا پس تنہا ہوئے حضرت ساتھ اُسکے بعضی راہون مین یعنی اور ٹھہرے رہے اُسکے ساتھ اور سنا کلام اُسکا اور دیا جواب اُسکو یہانتک کہ فارغ ہوئی وہ عورت حاجت اپنی سے ف ع یعنی عرض کیا اُس نے جو کچھ عرض کرنا تھا اور اس سے معلوم ہوا کہ خلوت کرنی ساتھ عورت کے کوچون مین نہین ہی مانند خلوت کرنے کے اُسکے ساتھ گھر مین بنابرا سکے کہ یعنی اصحاب تھے کھڑے ہوگئے بعید اُنسے برعایت حسن ادب کے ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا کَانَ یَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَۃِ مَا لَہٗ تَرِبَ جَبِیْنُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی اُسی انس سے کہا کہ نتھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فحش گو اور نہ لعنت کرنے والے کسی کو اور کسی چیز کو اور نہ تھے بد کہنے والے ف ح فحش حد سے گذرنا جواب وکلام مین اور اکثر استعمال اُسکا آتا ہی الفاظ جماع مین اور اُسمین کہ متعلق ہی اُسکے یعنے کہ اہل فساد اور بے حیا اُنکو اُسمین عبارتین صریحہ فاحشہ ہین کہ اہل صلاح اور حیا انسے اُس سے اعراض کرتے ہین اور کنایہ اور ابہام پر اکتفا کرتے ہین بلکہ بول اور نجاست کو بھی تعبیر قضا سے حاجت وغیرہ کر کرتے ہین اور فحش بمعنی زیادتی اور کثرت اور زنا اور معصیت کے بھی آتا ہی اور لعن خدا کی جانب سے ہانکنا اور دور ڈالنا درگاہ رحمت سے اور بندون کی جانب سے برا کہنا اور دعا کرنی ساتھ لعنت کے اور لعنت کرنی اُسکو کہ مستحق اُسکا نہین ہی سخت گناہون مین سے ہی اور بسبب کثرت کے کبیرہ ہو جاتی ہی اور اتفاق رکھتے ہین علما اوپر حرام ہونے لعن کے شخص معین پر اگرچہ کافر ہو مگر یہ کہ یقیناً معلوم ہو کہ دنیا سے کافر گیا ہی جیسے ابوجہل وغیرہ اور حرام نہین ہی اوپر موصوف کے ساتھ صفت عام کے جیسے کہ کہین لعنت خدا کی کافرون اور ظالمون اور سود خورون اور مانند اُنکے پر اور جاننا چاہیے کہ لعنت دو قسم پر ہی ایک تو ہانکنا اور دور ڈالنا رحمت حق سے اور بہشت کے داخل ہونے سے اور موجب خلود دوزخ کی اور یہ مخصوص ساتھ کافرون کے ہی اور دوسرے ہانکنا اور دور ڈالنا قرب اور رحمت خاص سے اور درجہ سابقین سے اور شامل ہی بعضے گنہگارون اور بدکارون کو اور اس تقریر سے حل ہو جاتے ہین بہت اشکال واللہ اعلم بالصواب ت اور فرماتے تھے حضرت وقت غصہ کرنے کے کسی پر کیا ہوا ہی اُسکو اور کیا کرتا ہی وہ خاک آلودہ ہو پیشانی اُسکی ف ح ع یہ کنایہ ہی خواری اور نگونساری سے یعنی نہایت جو وقت غصہ اور ناراضمندی کے کہتے تھے یہ کلمہ تھا سو بھی اعراض کر کے اُس سے کہتے تھے نہ خطاب کر کے اُسکی طرف اور اسی کے معنی مین ہی خاک آلودہ ہو ناک اُسکی اور یہ کلمہ بھی ذو معنیین ہی اسلیے کہ احتمال ہی کہ بددعا ہو یہ اُسپر یا دعا اُسکے لیے یعنی سجدہ اللہ وجہک کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ادْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا کہ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ بددعا کیجیے کافرون پر یعنی تا سب ہلاک ہون اور جڑ بنیاد سے اُکھڑ جاتین فرمایا کہ مین نہین بھیجا گیا ہون لعنت کرنے والا اور نہین بھیجا گیا ہون مین مگر واسطے رحمت کے ف ح ع یعنی جہان پر کیا مومنون پر کیا کافرون پر جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مومنون کے لیے رحمت ہونا تو ظاہر ہی اور کافرون کے لیے یون رحمت

ہو سکے کہ عذاب دنیا کا اُنسے اُٹھ گیا حضرت کے وجود باجود کی برکت سے جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا وماکان اللہ لیعذبہم وانت فیہم بلکہ عذاب استیصال کا حضرت کی برکت سے قیامت تک اُٹھ گیا بخلاف اگلی امتوں کے کہ پیغمبروں کی بددعا سے ہلاک ہو گئی اور جڑ بنیاد سے اُکھڑ گئی اور کہا طیبی نے کہ یعنی میں بھیجا گیا ہوں تاکہ قریب کروں لوگوں کو طرف اللہ کے اور اسکی رحمت کے اور اس لیے نہیں بھیجا گیا ہوں کہ دور کروں اُنکو اس سے پس لعنت کرنی منافی ہو میرے حال کے پس کیونکر لعنت کروں میں نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِہَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَکْرَہُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْہِہٖ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے کہا کہ تھے آنحضرت سخت تر حیا میں باکرہ عورت سے کہ اپنے پردے میں ہو ف ع اسلیے کہ باکرہ جبکہ ہوتی ہے پردہ میں تو بہت شرمناک ہوتی ہے بہ نسبت اُسکے کہ ہو باہر نکلنے والی پردہ سے تھا پس جب دیکھتے حضرت کسی چیز کو کہ ناخوش رکھتے اسکو یعنی جہت طبع سے یا شریعت کی راہ سے پہچان لیتے ہم اُسکو بیچ چہرہ مبارک حضرت کے ف ع یعنی اثر تغیر سے ہم پہچان لیتے اور واقع کر نے اسکا پس حضرت خفا نہ کرتے تھے بسبب دور کراہت میں سوائے حرمت کے کہا نووی نے معنی اسکے یہ ہیں کہ حضرت بسبب حیا کے منہ سے نکلتے تھے اس چیز کو کہ کروہ رکھتے بلکہ متغیر ہوتا چہرہ مبارک پس پہچان لیتے ہم ناخوشی آپکی اور اسمیں فضیلت ہے حیا کی اور حیا پر رغبت دلائی گئی ہے جبتک کہ نہ پہونچے نوبت سستی وجور کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِکًا حَتّٰی اَرٰی مِنْہُ لَہَوَاتِہٖ اِنَّمَا کَانَ یَتَبَسَّمُ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت کو کبھی بہت ہنستے ہوئے کہ تمام منہ کھل جاوے یہانتک کہ دیکھوں میں اُنسے کوا اُنکا یعنی بہت منہ پھاڑ کر نہ ہنستے تھے کہ تالو دکھائی دے اور تھے آنحضرت کہ مسکراتے تھے یعنی اکثر اور کبھی ہنستے بھی تھے لیکن بے مبالغہ کے جیسے کہ بیچ باب ضحک رسول خدا کے آیا ہے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْہَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَسْرُدُ الْحَدِیْثَ کَسَرْدِکُمْ کَانَ یُحَدِّثُ حَدِیْثًا لَّوْ عَدَّہُ الْعَادُّ لَاَحْصَاہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے اُسی عائشہؓ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے پے درپے اور متصل کرتے کلام ایسا کہ مشتبہ ہو سننے والے پر مانند پے درپے کلام کرنے تمہارے کے ف ع کہ متعارف ہے تم میں کہ نہایت ملے ہوتے ہیں الفاظ بلکہ کلام اُنکا واضح اور جدا جدا ہوتا تھا جیسا بیان کیا عائشہؓ نے تھے کہ تھے حضرت کلام کرتے جدا جدا کہ اگر گنتا اُسکو گننے والا تو البتہ گن لیتا اسکو یعنی اگر کوئی قصد کرتا گننے کا تو ممکن تھا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِہْنَۃِ اَہْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَہْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے اسود سے ف ح اسود بڑے تابعی ہیں زمانہ نبوت کا انھوں نے پایا اور خلفاء اربعہ کو دیکھا اور اکابر صحابہ سے حدیث سنی اور اسی حج اور عمرہ ادا کیا اور آخر وقت تک ہمیشہ روزہ رکھتے رہے اور ہر دو شب میں قرآن شریف ختم کرتے اور فقیہ اور بہت حدیث روایت کرنے والے ہیں ت کہا اسود نے کہ پوچھا میں نے عائشہؓ سے کہ کیا کرتے تھے حضرت اپنے گھر میں کہا عائشہؓ نے تھی شان یہ ہوتے تھے آنحضرت بیچ مہنۃ اہل خانہ اپنے کے ف ع لفظ مہنۃ زبر میم اور زیر اسکی کے اور جزم ہ کے اور تحریک اُسکی کے اوپر وزن کلمہ کے خدمت جیسی کہ تفسیر کی راوی نے ت کہ مراد رکھتی تھیں عائشہ مہنۃ اہلہ سے خدمت اہل خانہ کی ف ح یعنی مانند دودھ دوہنے بکری کے اور گانٹھنے جوتی کے اور پیوند لگانے کپڑے کے اور اس سے معلوم ہوا کہ خدمت گھر کی اور گھر والوں کی کرنی سنت انبیا اور خصلت صالحین کی ہے ت پس جب آتا وقت نماز کا نکلتے حضرت نماز کے لیے یعنی اور چھوڑ دیتے سب کام اور نہ غرض رکھتے کسی گھر والے سے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ قَطُّ اِلَّا اَخَذَ اَیْسَرَہُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا فَاِنْ کَانَ اِثْمًا کَانَ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنْہُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِہٖ فِیْ شَیْءٍ قَطُّ اِلَّا اَنْ تُنْتَہَکَ حُرْمَۃُ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمَ لِلّٰہِ بِہَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہیں اختیار

ویے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دو کاموں کے کبھی مگر اختیار کرتے اور لیتے آسان ترین انکا جب تک کہ ہوتا وہ کام آسان موجب گناہ کا پس اگر ہوتا موجب گناہ کا تو ہوتے حضرت دور ترین لوگوں کے اس کام سے **ف** ۔ ح اس حدیث میں کلام کیا ہے علما نے کہ تخییر عام ہے کہ پروردگار تعالیٰ کی طرف سے ہو یا خلق کی طرف سے ولیکن بر تقدیر تخییر کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے گناہ ہونا مشکل ہے مگر یہ کہ مراد مقتضی گناہ کو ہو جیسے کہ مثلاً اختیار دیں درمیان فتح ہونے خزانوں زمین کے کہ اسکے مشغول ہونے میں احتمال نہ فارغ ہونے کا واسطے عبادت کے ہے اور درمیان کفاف معیشت کے پس مراد گناہ سے امر قریبی ہے اور مراد اس سے گناہ نہیں ہے بسبب ثبوت عصمت کے کذا قال الشیخ ابن حجر اور مجمع البحار میں کہا کہ اگر مراد ہو تخییر جانب کافروں اور منافقوں کی سے تو ہونا گناہ ایک کا دو امروں میں سے ظاہر ہے اور اگر مسلمانوں کے جانب سے ہو تو مراد وہ چیز ہے کہ باعث گناہ کی ہو جیسے کہ تخییر درمیان مجاہدہ اور اقتصاد کے اسلیے کہ مجاہدہ پہنچا دے ہلاک کو جائز نہیں ہے اور یا مراد تخییر خدا کے جانب سے ہو درمیان اس چیز کے کہ اسمیں دو عقوبتیں ہیں یا ایک عقوبت ہے یا مراد درمیان انکے اور درمیان کفار کے جیسے کہ قتال اور لینا جزیہ کا یا حق خدا میں درمیان مبالغہ کے عبادت میں یا اقتصاد میں قدر برتتا اور نہیں بدلا لیا حضرت نے واسطے حظ نفس اپنے کے کسی چیز میں یعنی جو کہ متعلق ہو اسکے نفس کے کبھی مگر یہ کہ کیجاوے وہ چیز کہ حرام کیا اللہ نے کرنا اسکا پس سزا دیتے تھے واسطے اللہ کے یعنی نہ کسی اور غرض کے لیے بسبب اس حرمت کے **ف** ۔ ح کہا شیخ ابن حجر نے کہ مراد یہ ہے کہ بدلہ نہیں لیتے تھے آنحضرت واسطے حاجت نفس اپنے کے پس اشکال نہیں آویگا اسپر کہ آنحضرت حکم کرتے تھے ان لوگوں کے قتل کرنیکا کہ ایذا دیتے تھے انکو اسلیے کہ وہ ارتکاب خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کا بھی تو کرتے تھے نقل کی بخاری اور مسلم نے (وَعَنْهَا قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهٖ وَلَا امْرَاَةً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ يُّجَاهِدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا نِيْلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهٖ اِلَّا اَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے اسی عائشہؓ سے کہ نہیں مارا آنحضرت نے کسی چیز کو یعنی آدمی کو اسلیے کہ آنحضرت نے بعض اوقات اپنی سواری کے جانور کو مارا ہے کبھی اپنے ہاتھ سے نہ عورت کو اور نہ خادم کو **ف** ۔ ع خادم کا اطلاق مرد اور عورت دونوں پر آتا ہے اور خاص سواری اور خادم کو ذکر کیا واسطے اہتمام شان انکی کے اور واسطے بہت واقع ہونے ضرب ان دونوں کے اور واسطے احتیاج مارنے انکے کے اگرچہ جائز ہے کچھ مارنا بشرط لیکن اولیٰ ترک ہی ہے کہا علما نے بخلاف اولاد کے کہ اسکی تادیب بھی اولیٰ ہے اور سبب اسکا یہ ہے کہ اولاد کو جو مارتے ہیں تو اسکی اصلاح ہی کے لیے مارتے ہیں پس نہ اولیٰ ہوا وہاں عفو بخلاف مارنے ان دونوں کے کہ وہ بہانا نفس کے لیے ہوتا ہے اکثر پس اولیٰ ہوا عفو ان دونوں سے واسطے محافظت خواہش نفس کے اور روکنے غصہ کے رت مگر یہ کہ جہاد کرتے تھے راہ خدا میں **ف** ۔ ع ح پس حضرت نے قتل کیا ابی بن خلف کو احد میں پھر نہیں ہے مراد اس سے جہاد ہی کرنا ساتھ کفار کے فقط بلکہ داخل ہیں اسمیں حدود اور تعزیریں وغیر ذالک بھی رت اور نہیں پائی گئی حضرت سے کوئی چیز کبھی یعنی نہیں پہونچی آنحضرت کو کسی کی طرف سے وہ چیز کہ ضرر کرے انکو پس بدلا لینے صاحب اس چیز سے مگر یہ کہ کیجاتی کوئی چیز حرام کی ہوئی اللہ کی پس بدلہ لیتے واسطے خدا کے نقل کی یہ مسلم نے اَلْفَصْلُ الثَّانِيْ فصل دوسری وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا ابْنُ ثَمَانِ سِنِيْنَ خَدَمْتُهٗ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا لَامَنِيْ عَلٰى شَيْءٍ قَطُّ اُتِيَ فِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ فَاِنْ لَامَنِيْ لَائِمٌ مِّنْ اَهْلِهٖ قَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّهٗ لَوْ قُضِيَ شَيْءٌ كَانَ هٰذَا لَفْظُ الْمَصَابِيْحِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ مَعَ تَغْيِيْرٍ روایت ہے انس سے کہا کہ خدمت میں حاضر ہوا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ میں آٹھ برس کا تھا خدمت کی میں نے آنحضرت کی دس برس کہ مدت اقامت آنحضرت کی تھی مدینہ میں پس نہ ملامت کی مجھکو کبھی کسی چیز پر کہ ضائع ہوتی میرے ہاتھ سے پس اگر ملامت کرتا مجھکو کوئی ملامت کرنے والا آنحضرت کے گھر والوں میں سے تو فرماتے آنحضرت کہ چھوڑ دو اسکو ملامت نکرو اسلیے کہ شان یہ ہے کہ اگر مقدر ہوتی ہے کوئی چیز واقع ہوتی ہے **ف** ۔ ح یعنی تلف ہونا ہر چیز کا قضا و قدر الٰہی کے سے ہے اگرچہ اسکے ہاتھ سے ہوا اور

حدیث مین آیا ہے کہ لونڈیون کے ہاتھ سے اگر ظروف ٹوٹ جاوین تو مارو نہین کہ ہر چیز کے لیے اجل اور مدت لقا ہے ت یہ لفظ مذکور مصابیح کی ہین اور روایت کی بیہقی نے کتاب شعب الایمان مین ساتھ تھوڑے سے تغیر و تبدیل کے الفاظ مین (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ یَکُنْ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَّعْفُوْ وَیَصْفَحُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ نہ تھے آنحضرت فحش گو بالطبع اور نہ فحش گو بہ تکلف و قصد یعنی فحش حضرت سے سرزد ہی نہ ہوتا تھا نہ بالطبع نہ بتکلف اور نہ تھے چلا نے والے بازارون مین جیسے کہ عادت عوام کی ہے اور نہ بدلا لیتے ساتھ برائی کے برائی کا ولیکن معاف کرتے یعنی باطن مین اور درگذر کرتے یعنی ظاہر برائی کرنیوالے سے بموجب فرمانے اللہ تعالی کے فاعف عنہم واصفح ان اللہ یحب المحسنین (وَعَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ لِیْفٌ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْہَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ) اور روایت ہے انسؓ سے کہ وہ خبر دیتے تھے آنحضرت کے صفات و اخلاق سے کہ وہ تھے عیادت کرتے بیمار کی اور ساتھ جاتے جنازہ کے اور قبول کرتے دعوت مملوک کی یعنی مملوک ماذون کی جو جاے آزاد کی اور سوار ہوتے خر پر ف ش ح یعنی بسبب نہایت تواضع اور بے تکلفی کے اور یہ سب باتین دلالت کرتی ہین اوپر نہایت تواضع اور ترک تکلف اور نفی تکبر کے برخلاف عادت بادشاہون اور متکبرون کے ت البتہ تحقیق دیکھا مین نے آنحضرت کو غزوہ خیبر کے دن سوار خر پر کہ باگ اسکی پوست خرما کی تھی یعنی باوجودیکہ وہ دن اظہار شوکت کا تھا اور یہ سبب بے تکلفی اور کسر نفسی تھی نقل کی یہ ابن ماجہ نے اور بیہقی نے شعب الایمان مین (وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْصِفُ نَعْلَہٗ وَیَخِیْطُ ثَوْبَہٗ وَیَعْمَلُ فِیْ بَیْتِہٖ کَمَا یَعْمَلُ اَحَدُکُمْ فِیْ بَیْتِہٖ وَقَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلُبُ شَاتَہٗ وَیَخْدُمُ نَفْسَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گانٹھ لیتے پاپوش اپنی اور سی لیتے کپڑا اپنا یعنی پھٹا پرانا کہ پیوند لگاتے اسمین اور کام کرتے آنحضرت اپنے گھر مین جیسے کہ کام کرتا ہے ایک تمہارا اپنے گھر مین اور کہا عائشہؓ نے کہ تھے آنحضرت ایک آدمی آدمیون مین سے جو بین دیکھتے تھے اپنے کپڑے مین ف ع ح یعنی کپڑے مین دیکھتے تھے کہ شاید کوئی جوں ہو پس نہین منافی ہے یہ اس روایت کے کہ جون حضرت کو ایذا نہ دیتی تھی اور مواہب لدنیہ مین ہے کہ جون آنحضرت کے کپڑے اور بدن شریف مین ہرگز نہین پڑتی اور امام فخر الدین رازی سے نقل کیا کہ کبھی آنحضرت پر نہین بیٹھی مکھی اور پشہ اور مانند اسکی نے حضرت کو ایذا نہین دی ت اور دوہتے آنحضرت بکری اپنی اور خدمت کرتے اپنی ذات شریف کی ف ع یعنی اپنا کام کر لیتے دوسرے کو کم فرماتے کہا طیبی نے کہ کہنا عائشہؓ کا کہ حضرت ایک آدمی تھے یہ تمہید ہے اسکی تا اسکے کہتی ہین اسلیے کہ جب انھون نے دیکھا اعتقاد کفار کا یہ کہ نبی کے منصب کے لائق نہین ہے کہ کرے وہ چیز کہ کرتے ہین اور عوام لوگ گویا آنحضرت کو بادشاہون کے مانند ٹھہرایا تھا کہ وہ احتراز کرتے ہین افعال عادیہ دنیہ سے ازراہ تکبر کے جیسا کہ نقل فرمایا اللہ تعالی نے کہنا کفار کا مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق پس کہا حضرت عائشہؓ نے انکی رد مین کہ آنحضرت ایک مخلوق تھے مخلوقات خدا تعالی سے اور ایک شخص تھے اولاد آدم سے کہ شرف دیا تھا اللہ تعالی نے انکو بسبب نبوت اور رسالت کے اور گذران کرتے تھے حضرت ساتھ خلق کے بہ خلق اور ساتھ حق کے بہ صدق پس کرتے تھے جو کچھ کہ کرتے ہین لوگ اور اعانت کرتے تھے انکی انکے کامون مین ازراہ تواضع کے یا واسطے رہنمائی لوگون کے طرف تواضع کے اور دفع کرنے ترفع کے ساتھ تبلیغ رسالت کے جانب حق سے طرف خلق کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی ت نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ خَارِجَۃَ بْنِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰی زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَہٗ حَدِّثْنَا اَحَادِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ جَارَہٗ فَکَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَیْہِ الْوَحْیُ بَعَثَ اِلَیَّ فَکَتَبْتُہٗ لَہٗ فَکَانَ اِذَا ذَکَرْنَا الدُّنْیَا ذَکَرَہَا مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الْاٰخِرَۃَ ذَکَرَہَا مَعَنَا وَاِذَا ذَکَرْنَا الطَّعَامَ ذَکَرَہٗ مَعَنَا فَکُلُّ ہٰذَا اُحَدِّثُکُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے خارجہ بیٹے زید بیٹے ثابت کے سے کہ کہا آئی ایک جماعت زید بن ثابت کے پاس کہ باپ اسکا ہے پس کہا انھون نے زید کو کہ روایت کر ہمسے حدیثین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کی ف ۶ اور مراد انکی یہی کہ ایسی حدیثین بیان کریں کہ دلالت کرتی ہین حضرت کے حسن خلق اور خوش گذرانی پر ساتھ خلق کے ت کہا زید نے کہ تھا
مین ہمسایہ حضرت کا پس تھے حضرت جب اترتی اُنپر وحی تو بھیجتے کسی کو طرف میرے کہ بلا لاوے مجھکو پس آتا مین انکے پاس پس لکھتا مین وحی حضرت کے حکم
سے ف ۶ اسمین اشارہ ہے اسپر کہ مجھکو نہایت قرب تھا حضرت سے ظاہر و باطن مین اور مجھے زیادہ حال معلوم ہے حضرت کا بہ نسبت اور ونکے ت پس تھی
عادت شریف آنحضرت کی کہ جب ذکر کرتے ہم دنیا کا یعنی مذمت اُسکی یا تعریف اُسکی بسبب ہونے اُسکی کے مزرعۃ الآخرۃ ذکر کرتے آنحضرت دنیا کا ساتھ ہمارے
اور جب ذکر کرتے ہم آخرت کا ذکر کرتے اُسکا حضرت ساتھ ہمارے اور جسوقت ذکر کرتے ہم طعام کا ذکر کرتے آنحضرت ساتھ ہمارے ف ح ۶ مراد ہے بیان
کرنا حسن معاشرت کا ساتھ خلق کے اور تالیف قلوب اصحاب کی بسبب موافقت کے اُن چیزون کے کہ متعلق عادات و احوال لوگون کے ہین لیکن ایسی
چیزین کہ مکروہ و مذموم نہین ہون اور جو کہ مکروہ و مذموم ہون حاشا کہ ذکر کرین حضرت انکو اور ذکر کیجا وین مجلس شریف انکی مین صلی اللہ علیہ وسلم اور ہے بینا فی ہو
اس روایت کے کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخزن لسانہ الا فیما یعنیہ وان مجلسہ مجلس علم اسلیے کہ ذکر دنیا وغیرہ مین کبھی فائدہ علمیہ یا حکمیہ یا ادبیہ بھی ہوتا ہے
اور بر تقدیر خالی ہونے ذکر کے فائدون مذکورہ سے بیان جواز کے لیے تھا کہ آنحضرت کثر صحابہ سے مباحات مین بھی کلام کرتے تھے تا معلوم کرلین جواز اُسکا اور ایسا
بیان واجب تھا آنحضرت پر ت پس یہ سب احوال و حکایات بیان کرتا ہون مین تم سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نقل کی یہ ترمذی نے ف ۶ مقصود اس
جملہ سے تاکید صحت حدیث کی اور ظاہر کرنا اہتمام اُسکے کا ہے (وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَہٗ مِنْ یَدِہٖ
حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَہٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ حَتّٰی یَکُوْنَ ھُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْھَہٗ عَنْ وَجْھِہٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْہِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور
روایت ہے انس سے کہ تحقیق تھے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت مصافحہ کرتے کسی مرد سے تو نہ کھینچتے ہاتھ اپنا اُسکے ہاتھ سے یہانتک کہ ہوتا وہ مرد کہ وہی کھینچتا ہاتھ
اپنا آنحضرت کے ہاتھ سے یعنی آنحضرت اپنا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین رہنے دیتے نکالتے نہین جب تک کہ وہ نہ چھوڑتا اور یہ دلالت کرتا ہے آنحضرت کے کمال صبر اور تواضع پر
اور نہ پھیرتے آنحضرت روے مبارک اپنا اُس شخص کے مُنہ سے یہانتک کہ وہ مرد پھیرتا منہ اپنا آنحضرت کے منہ سے اور نہین دیکھے گئے آنحضرت آگے بڑھانے والے اپنے
زانو ونکو آگے ہمنشین اپنے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ۶ یعنی مجلس مین برابر صف کے بیٹھتے زانو آگے بڑھا کر نہ بیٹھتے جیسے کہ متکبر و جبار کرتے ہین اور بعضون نے
کہا مراد یہ ہے کہ بیٹھنے مین زانو اُٹھاتے نہین بقصد تعظیم مجلس والونکے اور بسبب بادبی اور بے ادبی و تعلیم اصحاب کے اور بعضے کہتے ہین کہ مراد رکبتین سے دونون قدم ہین یعنی
انکا آگے بڑھانا عبارت ہے انکے دراز کرنے سے اہل مجلس مین یعنی انکے سامنے پانون پھیلا کر نہ بیٹھتے بپاس ادب کے اور ان سب باتون مین تعلیم ہے امت کو کہ اسطرح
بھائی مسلمان کی خاطر داری اور تعظیم و تکریم کیا کرین (وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَا یَدَّخِرُ شَیْئًا لِغَدٍ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے اُسی سے
کہ تحقیق تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہ باقی رکھتے کچھ کل کے لیے ف ۶ یعنی بنظر توکل کرنے کے رب پر اور اعتماد کرنیکے اُسکے خزانون پر اور یہ خاص بہ نسبت
ذات شریف کے تھا کہ آپ اپنے لیے کچھ نہ رکھتے تھے والا ثابت ہوا ہے کہ اہل و عیال کے لیے اکثر قوت ایک سال کا ذخیرہ رکھتے تھے بسبب ضعف حال اور نہ متحمل ہونے
اور قلت صبر انکی کے ت نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوِیْلَ الصَّمْتِ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت
ہے جابر بن سمرہ سے کہا کہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دراز سکوت ف ۶ یعنی نہ کلام کرتے مگر بحاجت اور شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا آنحضرت
نے من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیرا او لیسکت اور فرمایا حضرت صدیق اکبر نے لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللہ ت روایت کی یہ بغوی نے شرح السنہ
مین (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرْتِیْلٌ اَوْ تَرْسِیْلٌ رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تھی بیچ قرأت آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے ترتیل یعنی واضح اور جدا جدا حروف کرکے پڑھتے تھے اور تھی آنحضرت کے کلام مین ترسیل یعنی بات ٹھہر ٹھہر کر کرتے ت نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ عَائِشَۃَ
قَالَتْ مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ بَیِّنِہٖ فَصْلٍ یَحْفَظُہٗ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا کہ

نہیں تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بات کریں پے در پے یا مانند پے در پے بات کرنے تمہارے کے کہ عادت رکھتے ہو ولیکن تھے آنحضرت کلام کرتے ایسا کلام کہ جدا جدا ہوتے تھے کلمے ایک دوسرے سے یاد رکھتا اسکو جو کوئی کہ بیٹھا ہوتا ساتھ آنحضرت کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد الله بن الحارث بن جزء قال ما رأيت أحدا أكثر تبسما من رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه الترمذي) اور روایت ہے عبد اللہ بن حارث ابن جزء سے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ بہت ہو مسکرانے میں آنحضرت سے یعنی حضرت کی برابر کوئی بہت مسکراتا نہ تھا نقل کی یہ ترمذی نے (وعن عبد الله بن سلام قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا جلس يتحدث يكثر أن يرفع طرفه إلى السماء رواه أبو داود) اور روایت ہے عبد اللہ بن سلام سے کہا کہ تھے آنحضرت کہ جسوقت بیٹھتے بات کرتے بہت کرتے اٹھانا اپنی نگاہ کا طرف آسمان کے یعنی اکثر تھے آنحضرت دیکھتے آسمان کی طرف حالت کلام کرنے میں بانتظار اترنے جبرئیل کے اور وحی کے نقل کی یہ ابو داود نے

الفصل الثالث فصل تیسری (عن عمرو بن سعيد عن أنس قال ما رأيت أحدا كان أرحم بالعيال من رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إبراهيم ابنه مسترضعا في عوالي المدينة فكان ينطلق ونحن معه فيدخل البيت وإنه ليدخن وكان ظئره قينا فيأخذه فيقبله ثم يرجع قال عمرو فلما توفي إبراهيم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن إبراهيم ابني وإنه مات في الثدي وإن له لظئرين تكملان رضاعه في الجنة رواه مسلم) روایت ہے عمرو بن سعید سے کہ روایت کی انس سے کہا نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ ہو وے بہت مہربان اپنے اہل و عیال پر حضرت سلام سے تھے ابراہیم بیٹے آنحضرت کے کہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے دودھ پینے واسطے بیچ بلندیوں مدینہ کے یعنی ان گانوں میں کہ جانب بلند مدینہ کے تھے کہ مسجد قبا اور مسجد بنی قریظہ بھی ادھر ہی تھیں دایہ انکی وہاں رہتی تھی پس تھے حضرت کہ جاتے وہاں یعنی واسطے دیکھنے اور خبر لینے بیٹے اپنے کے اس حال میں کہ ہم ہمراہ آنحضرت کے ہوتے تھے پس داخل ہوتے تھے آنحضرت گھر میں یعنی دودھ پلانے والی کے اور حالانکہ دھواں گھٹا ہوا ہوتا یعنی گھر دھوئیں دھار میں رہتا تھا بسبب شفقت و مہربانی کے تھا دایہ ابراہیم کا لوہار ف ع لفظ ظئر بظاء معجمہ کے زیر سے اور ہمزہ کے جزم سے یعنی دایہ کے کہ اس عورت کو بھی کہتے ہیں کہ دودھ پلاتی ہو کسی کے بچے کو اور اسکے خاوند کو بھی کہتے ہیں کہ جسکو انگا بھی کہتے ہیں اور نام ابراہیم کی دایہ کا ام سیف تھا اور اسکے خاوند کا نام ابو سیف تھا پس لیتے آنحضرت ابراہیم کو اور بوسہ لیتے انکا پھر پھر آتے اپنے گھر کو کہا عمرو نے یعنی انس سے نقل کر کے پس جسوقت کہ وفات کیے گئے ابراہیم فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق ابراہیم بیٹا میرا ہے اور تحقیق وہ مرا چھاتی میں یعنی مدت شیر خوارگی میں اور بلاشبہ اسکے لیے دو دایہ ہیں کہ وہ دودھ پلاتی ہیں اسکو اور پورا کرتی ہیں مدت دودھ پلانے اسکے کی بہشت میں ف ع یعنی وہ بعد مرنے کے بہشت میں داخل ہوئے مرتے ہی اور دودھ پلایا جاتا ہے انکو کہ مدت شیر خوارگی کی باقی ہے کہ دو برس ہیں دودھ پلایا جاویگا یہ درجہ حاصل ہوا بسبب بزرگی آنحضرت اور بیٹے ہونے انکے کے اور وہ سولہ مہینہ کے تھے جب مرے تھے یا سترہ مہینہ کے پس دودھ پلاوینگی انکو دو عورتیں بقیہ دو برس تک نقل کی یہ مسلم نے (وعن علي أن يهوديا كان يقال له فلان حبر كان له على رسول الله صلى الله عليه وسلم دنانير فتقاضى النبي صلى الله عليه وسلم فقال له يا يهودي ما عندي ما أعطيك قال فإني لا أفارقك يا محمد حتى تعطيني فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أجلس معك فجلس معه فصلى رسول الله صلى الله عليه وسلم الظهر والعصر والمغرب والعشاء الآخرة والغداة وكان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يتهددونه ويتوعدونه ففطن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما الذي يصنعون به فقالوا يا رسول الله يهودي يحبسك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم منعني ربي أن أظلم معاهدا وغيره فلما ترجل النهار قال اليهودي أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أنك رسول الله وشطر مالي في سبيل الله أما والله ما فعلت بك الذي فعلت بك إلا لأنظر إلى نعتك في التوراة محمد بن عبد الله مولده بمكة ومهاجره بطيبة وملكه بالشام ليس بفظ ولا غليظ ولا سخاب في الأسواق ولا متزي بالفحش ولا قول الخنا أشهد أن لا إله إلا الله وأنك رسول الله وهذا مالي فاحكم فيه بما أراك الله وكان اليهودي كثير المال رواه البيهقي في دلائل النبوة) اور روایت ہے علی سے کہا کہ تحقیق ایک یہودی کہ کہا جاتا تھا اسکو فلانا کہ کنایہ ہے اسکے نام سے عالم علما سے یہود کے تھا اسکے واسطے اوپر

یہودی کے لیے آنحضرت پر کتنی ایک دینارین قرض پس تقاضا کیا اُس نے آنحضرت سے دین کا پس فرمایا آنحضرت نے اُسکو کہ اے یہودی نہین نزدیک
میرے وہ چیز کہ دون مین تجکو یعنی نہین ہی میرے پاس کچھ کہ دون مین تجکو بدلے دیناروں کے اُس یہودی نے کہا پس تحقیق مین جدا نہین ہونیکا تم
اے محمد تاکہ تم دو مجکو دین میرا پس فرمایا اُسکو پیغمبر صلعم نے اب چونکہ نہین جدا ہوتا تو مجھسے اور نہین چھوڑتا مجکو جب تک کہ نہ دون مین قرض تیرا بیٹھ جاتا ہون
مین ساتھ تیرے اور نہین جاتا کسا سامنے تیرے سے پس بیٹھے آنحضرت ساتھ اُسکے پس نماز پڑھی پیغمبر خدا صلعم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا اور صبح کی
ف ح ع اس سے معلوم ہوا کہ تمام شب آنحضرت اُسکے ساتھ بیٹھے رہے اور احتمال ہی کہ دونون مسجد ہی مین بیٹھے رہے یا کسی کے مکان مین اور
اول ظاہر تر ہی ت اور تھے اصحاب رسول خدا صلعم ڈراتے اُس یہودی کو یعنی مارنے سے مثلا اور ڈراوا دیتے اُسکو یعنی نکال دینے کا یا قتل کرنیکا پس
معلوم کیا آنحضرت نے اُس چیز کو کہ کرتے تھے صحابہ ساتھ یہودی کے یعنی ڈرانا اور ڈرکا دینا اُنکا معلوم کیا اور منع کیا صحابہ کو یا خفگی کی نظر سے دیکھا اُنکی طرف
پس ارادہ کیا عذر کا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہودی روکے آپکو اور مانع ہو نکلنے سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ منع کیا ہی مجکو پروردگار
میرے نے اس سے کہ ظلم کرون مین ذمی عہد والے پر اور غیر اسکے پر ف ع یعنی کسی پر ظلم نکرون یہ تعمیم بعد تخصیص کے ہی پس بغیر دین ادا کیے جو اُس سے جدا
ہون تو ظلم ہی اور وجہ تقدیم معاہد کی یہ ہی کہ یہ مقام مقتضی اسی کا تھا یا اسلیے کہ مخاصمہ اُسکا قوی ہی روز قیامت کے اسلیے کہ نہین ممکن ہوگا راضی کرنا اُسکا
ساتھ لینے نیکیون مسلمان سے اُسکے لیے یا رکھنے برائی کے اُسکے لیے مسلمان پر جیسے کہ حقوق دوا بین ہی اور شاید کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نہین قادر ہونگے
حضرت کے دین ادا کرنے پر یا یہودی راضی نہوتا ہوگا اُنکے ادا کرنے سے بسبب بغض دین کے اور یہ ظاہر تر ہی ت پس جبکہ دن نکلا کہا یہودی نے گواہی دیتا
ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور گواہی دیتا ہون مین کہ تم رسول خدا کے ہو اور آدھا مال میرا تصدق ہی راہ خدا مین یعنی واسطے شکرانہ نعمت اسلام کے اور
طلب مزید انعام کے خبردار ہو اور جان لو کہ نہین کیا مین نے ساتھ تمھارے جو کچھ کہ کیا مین نے یعنی سختی اور درشتی قول و فعل مین مگر تاکہ دیکھون مین طرف صفت
تمھاری کے یعنی طرف موافق ہونے صفت تمھاری کے ساتھ اُس صفت تمھاری کے کہ توریت مین ہی یعنی پائی وہ صفت تم مین وہ صفت یہ ہی کہ محمد بیٹا عبد اللہ کا
پیدایش اُسکی مکہ مین ہی اور جگہ ہجرت کی مدینہ ہی اور ملک اُنکا یعنی عظمت اُنکی شام مین ہی یعنی اور اُسکے نواح مین نہین ہی بدزبان اور نہ سخت دل اور نہ چلانے والا
بازارون مین اور نہ وضع اختیار کرنیوالا فحش کی اور نہ بیہودہ بات کہنے والا گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور بلا شبہ تم رسول خدا کے ہو اور
یہ مال میرا ہی یعنی نام لیا اُس مال کا یا اشارہ کیا اُسکی جگہ کی طرف پس حکم کرو تمہین ساتھ اُس چیز کے کہ دکھادے تمکو خدا تعالی ف ح ع یعنی جو مصرف
لائق اسکا دیکھو اور اُسپر رائے تمھاری قرار پکڑے وہان صرف کرو ظاہر یہ ہی کہ تمام مال مراد ہو پہلے آدھا مال خدا کی راہ مین صرف کیا اور جب نور ایمان نے قرار پکڑا
دل مین اور محبت خدا و رسول کی زیادہ ہوئی اور غلبہ کیا تمام مال صرف کیا اور آخر مین جان بھی فدا کر یگا ت اور تھا یہودی بہت مالدار یعنی اور باوجود
اُسکے حال و مآل بھی اُسکا اچھا ہوا نقل کی یہ بیہقی نے دلائل النبوت مین (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
یُکْثِرُ الذِّکْرَ وَیُقِلُّ اللَّغْوَ وَیُطِیْلُ الصَّلٰوۃَ وَیُقَصِّرُ الْخُطْبَۃَ وَلَا یَاْنَفُ اَنْ یَّمْشِیَ مَعَ الْاَرْمَلَۃِ وَالْمِسْکِیْنِ فَیَقْضِیَ لَہُ الْحَاجَۃَ رَوَاہُ النَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ) اور
روایت ہی عبد اللہ بن ابی اوفی سے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت کرتے ذکر ف ح ع یعنی خدا تعالی کا اور اُس چیز کا کہ متعلق ہی
ساتھ اُسکے اور بہت کیا بلکہ ہر دم اور ہر آن مشغول ذکر ہی مین رہتے تھے ت اور کم کرتے بیہودہ کہنا ف ع یعنے سوائے ذکر مذکور کے ذکر دنیا
اور جو کچھ کہ متعلق اُسکے ہی کم کرتے اور ذکر دنیا وغیرہ کا اگرچہ نہ خالی ہو مصلحت اور حکمت سے لیکن بہ نسبت ذکر حقیقی کے لغو ہی چنانچہ اسی لیے کہا
امام غزالی نے صنعت قطعة من العمر العزیز فی تالیف البسیط والوسیط الوجیز پس اطلاق کیا اُسپر لغو کا بنظر صورت اور معنی کے قطع نظر کرکے معنی سے
اور اسی قسم کا ہی قول علما کا حسنات الابرار سیئات المقربین والا حضرت کو لغو بولنے سے کیا علاقہ درصورتیکہ اللہ تعالی تمام مومنین کے حق مین

فرمایا ہو والذین ہم عن اللغو معرضون اور یہ جو بعضون نے کہا ہو قلت یہان بمعنی عدم کے ہو یعنے بالکل لغو نہ بولتے تھے اسلیے کہ قلت کبھی استعمال
کیجاتی ہو مطلق نفی مین بھی مانند قلیلاً ما یومنون کے پس انکار کرتا ہو اسکو حسن بمقابلہ ساتھ قول انکے کے وبکثرت اور دراز کرتے نماز یعنے خصوصاً جمعہ بقرینہ
قول حضرت کے اور کوتاہ پڑھتے خطبہ ف ح ع اسلیے کہ ایک ایک کلمہ حضرت سے جامع مضمون بسیار اور اندازہ کے صادر ہوتا تھا اور یہ باعتبار
اکثر احوال کے ہوگا والا جس جگہ کہ مقصود بہت نصیحت کرنی ہوتی تو درازگی بھی کرتے تھے اور ظاہر امقصود یہ ہو کہ خطبہ آنحضرت کا بہ نسبت نماز
کے کوتاہ ہوتا تھا اور حدیث مین آیا ہو کہ درازگی نماز کی اور کوتاہی خطبہ کی نشانی فقہ اور دانشمندی کی ہو جیسے کہ باب الجمعہ مین یہ حدیث گذری اور
شاید کہ وجہ اسکی یہ ہو کہ نماز معراج مومن کی ہو اور جگہ مناجات رب کی پس مناسب اسکے درازگی ہو اور خطبہ جگہ متوجہ ہونے کی طرف خلق کے اور
جگہ بلانے انکی کی طرف حق کے ہو اور اسمین زیادہ مطلب بار و ہمہ کا ہو ساتھ جاری کرنے زبان کے فصاحت اور بلاغت سے بسبب
اور نہ عار کرتے آنحضرت چلنے کی ساتھ بیوہ کے اور مسکین کے پس کر دیتے ان ہر ایک کا کام نقل کی یہ نسائی اور دارمی نے (وعن علی ان
ابا جہل قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انا لا نکذبک ولکن نکذب بما جئت بہ فانزل اللہ تعالی فیہم فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ
یجحدون رواہ الترمذی) اور روایت ہو علی سے کہ تحقیق ابوجہل نے کہا واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ہم یعنے جماعت قریش کی نہین
دروغ گو جانتے تجکو اور سچ تمہارا اوپر عیان ہو اور تم مشہور ہو ساتھ صدق وامانت کے ولیکن جھٹلاتے ہین ہم اس چیز کو کہ لایا ہو تو اسکو یعنے
کتاب وشریعت اور بسبب جھٹلانے اسکے تجکو بھی جھٹلاتے ہین اور اگر یہ ہو تو ہمکو تم سے نزاع نہین اور وہ جاہل ہونا اتنا نہین سمجھتا تھا کہ جب
وہ سچے ہون کار دنیا مین خلق سے جھوٹ نہ بولین اور اوپر جھوٹ نہ باندھین تو کار دین مین کیونکر جھوٹ بولین گے اور خدا پر کیونکر جھوٹ باندھینگے
اور حقیقت مین حسد اور عناد باعث تھا اسپر کہ جلتے تھے کہ انکو یہ مرتبہ ملا ہم کیونکر انکا اتباع کرین سنت میں اتاری اللہ تعالی نے ابوجہل وغیرہ
کافرون کے حق مین یہ آیت پس تحقیق وہ نہین جھٹلاتے ہین تجکو ولیکن یہ ظالم حد سے تجاوز کرنے والے خدا کی آیتون کا انکار کرتے ہین نقل کی یہ ترمذی
نے ف ح تفسیر کشاف مین بیچ تفسیر اس آیت کے دو وجہ لکھین ہین ایک تو یہ کہ یہ کافر کہ تجکو جھٹلاتے ہین حقیقت مین تجکو نہین جھٹلاتے بلکہ
خدا کی آیتونکو جھٹلاتے ہین جیسے کہ کہتا ہو مولی اپنے اس غلام کو کہ لوگ اسکو ستاتے ہین یہ تجکو نہین ستاتے ہین حقیقت مین مجکو ستاتے ہین وجہ
کہ تو نے کیا معاملہ کرتا ہون اور وجہ دوسری یہ کہ یہ تجکو نہین جھٹلاتے ہین اسلیے کہ تو مشہور ہو ساتھ صدق اور امانت کے ولیکن خدا کی آیتونکا انکار
کرتے ہین اور وجہ آخر موافق ہو ساتھ مضمون حدیث کے (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ لو شئت لسارت
معی جبال الذہب جاءنی ملک وان حجزتہ لتساوی الکعبۃ فقال ان ربک یقرأ علیک السلام ویقول ان شئت نبیا عبدا وان شئت نبیا ملکا
فنظرت الی جبریل فاشار الی ان ضع نفسک وفی روایۃ ابن عباس فالتفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی جبریل کالمستشیر لہ فاشار جبریل
بیدہ ان تواضع فقلت نبیا عبدا قالت فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ذلک لا یاکل متکئا یقول آکل کما یاکل العبد واجلس کما
یجلس العبد رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہو عائشہؓ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے عائشہؓ اگر چاہون مین
یعنے درخواست کرون پروردگار سے مال ومنال دنیا کا تو البتہ ساتھ چلین میرے پہاڑ سونے کے آیا میرے پاس ایک فرشتہ یعنے دراز قد
جیسے کہ بیان کیا اور تحقیق کمر اسکی تھی برابر کعبہ کے یعنے درازگی مین پس کہا کہ تحقیق پروردگار تمہارا فرماتا ہو تمپر سلام اور فرماتا ہو کہ اگر چاہے
تو ہو پیغمبر بندہ یعنے موصوف ساتھ صفت بندگی اور فقر کے اور اگر چاہے تو ہو پیغمبر بادشاہ یعنے اللہ تعالی نے اختیار دیا ہو پس اختیار
کرو ان دونون باتون مین سے جو چاہو پس دیکھا مین نے طرف جبرئیل کے یعنے بطور مشورہ چاہنے کے کہ کیا مشورہ دیتے ہو تم پس اشارہ

کیا جبرئیل نے طرف میرے کہ پست کرو نفس اپنا یعنے بندہ رہو اور فقیر نہ بادشاہ وغنی اور بیچ روایت ابن عباس کے ہے کہ پس التفات کیا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف جبرئیل کے مانند مشورہ چاہنے والے کے اُنکے پس اشارہ کیا جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے یعنے زمین کی طرف
یہ کہ پست کرو تم اپنے تئین ف ع یعنی اختیار کرو فقر اور بندگی کہ باعث ہے تواضع اور بلند قدری کی نزدیک اللہ کے اور نہ اختیار کرو بادشاہت
اور غنا کو کہ باعث ہے سرکشی اور بھول جانے کی خدا کو اور موجب ہے تکبر اور ناشکری کی کہ وہ باعث ہے گر پڑنے کی اللہ کی نظر سے اور یہ باعتبار غالب
احوال کے ہے اور اسیلیے اختیار کیا مرتبہ فقر کا اکثر انبیا اور اولیا اور علما اور صلحا نے اللھم اجعلنا منھم واحشرنا معھم ف پس کہا ہمنے کہ ہو وانگا
مین پیغمبر بندہ کہا عائشہ نے کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے کھانا نہ کھاتے تکیہ لگا کر اور فرماتے کہ کھاتا ہون مین جیسے کہ کھاتا
ہے غلام اور بیٹھتا ہون مین جیسے کہ بیٹھتا ہے غلام نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ف یعنے دو زانو مانند ہیئت نماز کے اور یہ افضل ہے سلف مین
سکے ہے یا اٹھاتے ایک زانو دو زانو مین سے حالت کھانے مین یا غیر اسکے مین یا اٹھاتے دونون زانو اور گوٹ مار کے بیٹھنے کے اور یہ اکثر نشست
آنحضرت کی تھی **باب المبعث وبدء الوحی** باب ہے بیچ بیان بعثت حضرت کے اور ابتداے وحی کے ف ع مبعث بمعنی بعث اور
زمانہ بعث کے اور بعث اٹھانا اور بھیجنا اور مراد اٹھانا اور بھیجنا آنحضرت کا ہے رسول کر کے طرف تمام خلق کے اور لفظ بدء ساتھ زبر با اور جزم
دال کے اور ہمزہ سے بمعنے آغاز یعنے شروع کے اور بدو ساتھ پیش با اور دال کے اور واو مشددہ سے بمعنے ظہور کے دونون روایت مین
اور مآل دونون لفظون کا ایک ہے اور اول ظاہر تر ہے یعنے اور روایت مین اور لفظ وحی اصل مین بمعنی اشارت اور کتابت اور اعلام اور
کلام خفی اور آواز اور اُس چیز کے کہ القا کیجاوے غیر کو کذا فی القاموس اور مشارق الانوار مین کہا کہ اصل وحی کی اعلام ہے پوشیدگی مین جلدی
سے اور وہ بیچ حق آنحضرت اور انبیا صلوات اللہ علیہم والسلام کے کتنے قسمون پر ہے بعضون کو ساتھ سننے کلام اللہ تعالی کے جیسے کہ
موسی علیہ السلام کو چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قرآن شریف اور جیسے کہ پیغمبر ہمارے کو شب معراج مین دوسری وحی ساتھ رسالت اور وساطت
فرشتے کے اور یہ اکثر اور غالب تھی اور تیسری وحی القا ہے جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے القی فی روعی یعنے ڈالا گیا میرے دل مین یہ
مضمون اور کہتے ہین کہ وحی داؤد علیہ السلام کی اکثر اسی قبیلہ کی تھی اور وحی کی نسبت جو غیر انبیا کے طرف واقع ہوئی ہے بمعنے الہام کے ہے
جیسے کہ فرمایا واوحینا الی ام موسی یعنے الہام کیا ہمنے موسی کی ماں کیطرف اور وحی بمعنی امر کے بھی آتی ہے جیسے کہ واوحیت الی الحواریین یعنے
امر کیا مین نے طرف حواریین کے اور بمعنی پیدا کرنے علم طبعی کے بھی ہے جیسے کہ فرمایا واوحی ربک الی النحل یعنے تیرے پروردگار نے شہد کی مکھیون
کی طبیعت مین یون رکھا واللہ اعلم **الفصل الاول** فصل پہلی (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً فَمَکَثَ
بِمَکَّۃَ ثَلٰثَ عَشَرَۃَ سَنَۃً یُوْحٰی اِلَیْہِ ثُمَّ اُمِرَ بِالْہِجْرَۃِ فَہَاجَرَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَمَاتَ وَہُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا
رسول کیے گئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقت تمام ہونے چالیس برس کی عمر کے پس ٹھہرے مکہ مین تیرہ برس اس حال مین کہ وحی بھیجی جاتی
تھی طرف اُنکے اس مدت مین پھر حکم کیے گئے ساتھ ہجرت کے پس ہجرت کی اور اقامت کی مدینہ مین دس برس اور وفات پائی آنحضرت نے اس
حال مین کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے ف ع اور یہی صحیح ہے اور بعضون نے کہا پینسٹھ برس کے تھے جیسے کہ آگے آئی ہے روایت ابن عباس کی
اور بعضون نے کہا ساٹھ برس کے تھے جیسے کہ انس سے روایت آئی ہے ابن عباس نے دونون برس ولادت اور وفات کے ملاکر پینسٹھ برس
کہے اور انس نے کسر کو حذف کر کے ساٹھ برس کہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْہُ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَکَّۃَ خَمْسَ
عَشَرَۃَ سَنَۃً یَسْمَعُ الصَّوْتَ وَیَرَی الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِیْنَ وَلَا یَرٰی شَیْئًا وَثَمَانَ سِنِیْنَ یُوْحٰی اِلَیْہِ وَاَقَامَ بِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرًا وَتُوُفِّیَ وَہُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ سَنَۃً

متفق علیہ) اور روایت ہے اُسی ابن عباس سے کہ کہا ٹھہرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں یعنی بعد نبی ہونے کے پندرہ برس یعنی سوا دو برسوں
ولادت اور ہجرت کے سنتے تھے آواز یعنی جبرئیل کی کہ دائیں بائیں سے آتی تھی یا محمد اور دیکھتے تھے روشنی سے اندھیری راتوں میں سات برس یعنی
اُن پندرہ برسوں میں سے اور نہیں دیکھتے تھے کچھ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے روشنی نبوت کی نشانیوں میں سے سات برس تک اور
نہیں دیکھتے تھے سوائے روشنی کے فرشتہ اور آٹھ برس میں ان پندرہ برس میں سے وحی بھیجی جاتی تھی طرف آنحضرت کے ف ع یعنی مکہ میں
اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ سننا آواز کا اور دیکھنا روشنی کا بعد نبوت کے تھا بیچ مدت اقامت مکہ کے کہ پندرہ برس تھے اور تواریخ کی کتابوں
اور اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حال پہلے ظہور نبوت کے تھا اور حکمت اسمیں حاصل کرنا انسیت اور الفت کا عالم ملکوت سے تھا تا ظہور
اسکا یکایک سبب منہدم ہونے بناے بشریت کا نہووے اور اقامت کی مدینہ میں دس برس اور وفات پائی اس حال میں کہ وہ پینسٹھ برس
کے تھے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال توفاہ اللہ علی راس ستین سنۃ متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا وفات دی
آنحضرت کو اللہ تعالیٰ نے اوپر تمام ہونے ساٹھ برس کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعنہ قال قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو ابن
ثلث وستین وابوبکر وھو ابن ثلث وستین وعمر وھو ابن ثلث وستین رواہ مسلم قال محمد بن اسمعیل البخاری ثلث وستین اکثر) اور روایت ہے
اُسی انس سے کہ کہا وفات پائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے اور وفات پائی حضرت ابوبکرؓ نے بھی اس
حال میں کہ وہ ترسٹھ برس کے تھے یعنی بلا خلاف اور رہی خلافت انکی دو برس اور چار مہینے اور جب تک بعد حضرت کے زندہ رہے اتنے ہی چھوٹے
تھے اُنسے اور وفات پائی حضرت عمرؓ نے اور وہ بھی ترسٹھ برس کے تھے ف ع اور بعضوں نے کہا انسٹھ برس کے تھے اور بعضوں نے اور اور
بھی اقوال انکی عمر میں نقل کئے ہیں کہا مولف نے کہ زخمی کیا انکو ابولؤلؤ غلام مغیرہ بن شعبہ کے نے مدینہ میں بدھ کے دن چھبیسویں تاریخ ذی الحجہ
کی سن تیئیس میں اور دفن کیے گئے اتوار کے دن دسویں محرم کو سن چوبیس میں اور عمر انکی ترسٹھ برس کی تھی اور بہت صحیح قول انکی عمر میں یہی ہے اور
رہی خلافت انکی ساڑھے دس برس اور حضرت عثمان دفن کیے گئے ہفتہ کی رات میں بیچ بقیع کے اور عمر انکی بیاسی برس کی تھی اور بعضوں نے
کہا اٹھاسی برس کی اور بعضوں نے اور اور قول بھی انکی عمر میں نقل کئے ہیں اور رہی خلافت انکی بارہ برس اور حضرت علی خلیفہ ہوئے جس دن کہ
قتل کیے گئے حضرت عثمان اور وہ دن جمعہ کا تھا اور تاریخ اٹھارویں ذی الحجہ کی سن پینتیس میں اور مارا انکو عبد الرحمن ابن ملجم مرادی نے کوفہ
میں جمعہ کی صبح کو سترھویں تاریخ رمضان کی سن چالیس میں اور وفات پائی بعد تین رات گذرنے کے انکے مارنے سے اور دفن کیے گئے نجف میں
اور عمر انکی ترسٹھ برس کی تھی اور اور بھی قول منقول ہیں انکی عمر میں اور رہی خلافت انکی چار برس اور نو مہینے کچھ دن اور یہ جو نقل کی یہ مسلم نے کہا
محمد بن اسمعیل بخاری نے کہ روایت ترسٹھ برس کی حضرت کی عمر میں اکثر ہے ف ح ع یعنی بہ نسبت اور روایتوں کے اور مدار اختلاف کا مکہ کی اقامت
پر ہے کہ دس برس تھے یا تیرہ یا پندرہ روایتیں تیرہ کی اکثر ہیں اور یہی بہت صحیح ہے واللہ اعلم اور پیدائش حضرت کی سال فیل میں تھی بموجب روایت
صحیح مشہور کے اور قاضی عیاض نے دعوی اجماع کا کیا ہے اسپر اور اتفاق کیا ہے علما نے اسپر کہ پیدا ہوئے آنحضرت پیر کے دن ربیع الاول میں
اور تاریخ میں اختلاف کیا ہے کہ بارھویں تاریخ تھی یا اٹھارویں یا دسویں اور وفات ہوئی حضرت کی پیر کے دن ربیع الاول کی بارھویں کو وقت
چاشت کے صلوات اللہ وسلامہ علیہ (وعن عائشۃ قالت اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصادقۃ فی النوم فکان
لا یری رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح ثم حبب الیہ الخلاء وکان یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی اھلہ ویتزود
لذلک ثم یرجع الی خدیجۃ فیتزود لمثلھا حتی جاءہ الحق وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال اقرأ فقال ما انا بقاری قال فاخذنی

فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ فاخذنی فغطنی الثانیة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقارئ
فاخذنی فغطنی الثالثة حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم
الانسان ما لم یعلم فرجع بها رسول الله صلی الله علیه وسلم یرجف فؤاده فدخل علی خدیجة فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع فقال
لخدیجة واخبرها الخبر لقد خشیت علی نفسی فقالت خدیجة کلا والله لا یخزیک الله ابدا انک لتصل الرحم وتصدق الحدیث وتحمل الکل وتکسب
المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق ثم انطلقت به خدیجة الی ورقة بن نوفل ابن عم خدیجة فقالت له یا ابن عم اسمع من ابن اخیک
فقال له ورقة یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله صلی الله علیه وسلم خبر ما رای فقال له ورقة هذا الناموس الذی انزل الله علی موسی یا لیتنی
کنت فیها جذعا یا لیتنی اکون حیا اذ یخرجک قومک فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم او مخرجی هم قال نعم لم یات رجل قط بمثل ما جئت به الا
عودی وان یدرکنی یومک انصرک نصرا مؤزرا ثم لم ینشب ورقة ان توفی وفتر الوحی متفق علیه وزاد البخاری حتی حزن النبی صلی الله علیه وسلم فیما
بلغنا حزنا غدا منه مرارا کی یتردی من رؤس شواهق الجبل فکلما اوفی بذروة جبل لکی یلقی نفسه منه تبدی له جبرئیل فقال یا محمد انک رسول الله حقا
فیسکن لذلک جاشه وتقر نفسه) اور روایت ہے عائشہ سے کہا یعنے حضرت سے سنکر یا کسی صحابہ سے اسلیے کہ عائشہ ابتداے نبوت مین
حاضر تھین پہلی چیز کہ شروع کیے گئے ساتھ اُسکے آنحضرت وحی سے دیکھنا خوابون سچ کا تھا سوتے مین ف ع ح اور کہتے ہین کہ یہ حال چھ مہینے
تک تھا اور حقیقت خواب سچ کی یہ ہے کہ پیدا کرتا ہے اللہ تعالی سوتے کے دل مین یا اُسکے حواس مین کچھ کچھ چیزین جیسا کہ پیدا کرتا ہے اُنکو جاگتے مین
اور اللہ تعالی قادر ہے کہ کرے جو کچھ چاہے نہین منع کرتی ہے اُسکے فعل کو نیند اور نہ خبر اُسکے پس اکثر وہ بات واقع ہوتی ہے جاگتے مین جیسے کہ دیکھتا
ہے اُسکو سوتے مین ت پس تھے حضرت کہ نہین دیکھتے کوئی خواب مگر کہ آتی تعبیر اُسکی مانند سفیدی دم صبح کے یعنے ظاہر اور ہویدا ہوتی بے
آمیزش ابہام و اشتباہ کے پھر دوست کی گئی طرف آنحضرت کے خلوت ف ح اور یہ ابتداے قصہ سے ہے پہلے ظہور نبوت اور نزول وحی سے
ت اور تھے آنحضرت کہ خلوت مین رہتے بیچ غار حرا کے ف ح ع حرا ساتھ زیر ح مہملہ اور ر مخففہ ممدودہ کے اور بعضون نے ساتھ زبر اور
قصر کے کہا ہے نام ایک پہاڑ مشہور کا ہے مکہ مین اور وہان سے نظر جمال کعبہ پر بھی پڑتی ہے اور شاید کہ سبب اختیار کرنے اُس مکان کا یہی ہو اور
آیا ہے کہ عبدالمطلب نے بھی اصحاب فیل کے واقعہ مین وہان جاکر دعا کی تھی کہا نووی وغیرہ نے کہ خلوت کرنی شان صالحین اور اللہ کے عارف
بندون کی ہے اور دوست کی گئی طرف حضرت کے خلوت اسلیے کہ خلوت مین فراغت دل کی اور فکر اللہ کی طرف کی خوب ہوتی ہے اور انقطاع ہوتا ہے
الفت کی چیزون بشریہ کے سے اور خشوع اور نورانیت اور خاطر جمعی بوجہ احسن ہوتی ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ افضیلت خلوت اور جلوت
اور اختلاط اور عزلت کے اور صحیح یہ ہے کہ ہر ایک ساتھ شرطون معتبرہ اپنی کے بیچ محل اپنے کے افضل اور اکمل ہے یعنے اگر خرابیان اور فساد دین
کا لوگون کے ساتھ رہنے مین ہو اور کوئی اُسکا کہنا نہ مانتا ہو تو خلوت افضل ہے اور اگر نقصان دین کا نہو اور لوگ محتاج اُسکی تعلیم کے ہین اور جانتا ہے
کہ لوگون کو تعلیم مین تربیت ہوگی تو لوگون مین رہنا افضل ہے ت پس عبادت کرتے آنحضرت اُس غار مین اور تحنث نون اور ث مثلثہ سے معنی عبادت
کرنے کے ہے اور عبادت کرتے متعدد راتون مین ف ع مراد روز و شب ہین اور خاص رات ہی کو ذکر کیا اسلیے کہ مناسب تر ہے ساتھ خلوت کے اور متعدد کی جو قید
لگائی مراد اس سے قلت ہے اور بعضون نے کہا احتمال ہے یہ کہ ہو کثرت اسلیے کہ کثیر محتاج ہوتا ہے گنتی کا نہ قلیل ت عبادت کرتے اُس غار مین پہلے
اُسکے کہ مائل اور مشتاق ہون اپنے اہل کی طرف ف ع یعنی عبادت کرتے اور جنابہ گھر کے لوگون کی خبر لیتے اور اداے حقوق اُنکے کی طرف دل
کھینچتا مکہ مین آتے اور بخاری کی ایک روایت مین لفظ یرجع آیا ہے جگہ ینزع کے ت اور توشہ لیجاتے واسطے عبادت کرنے راتون متعددہ کے

پھر پھرتے طرف خدیجہ کے اور توشہ لیجاتے واسطے مانند مدت ان راتون کے ف ح ع حاصل یہ کہ آنحضرت ایام مذکورہ مین ہمیشہ اسی حالت پر
رہتے کہ جاتے عبادت کے لیے اور پھر آتے توشہ لینے کے لیے تاکہ خاطر جمع سے عبادت کرین اور اسمین اشارہ ہی اسکی طرف کہ اپنا زاد کا نہین منافی
ہی توکل کے اور مدت خلوت کی ایک مہینا تھا ہر سال مین اور وہ مہینا رمضان کا تھا اور علما اختلاف رکھتے ہین کہ آنحضرت پہلے نبوت سے
تابع کسی شریعت کے اگلی شریعتون مین سے تھے یا اپنی عقل سے اچھا جانکر عمل کرتے تھے یا ہر شریعت مین سے جو کچھ کہ اولی اور افضل پاتے کرتے
اور اگر تابع شریعت کے تھے وہ توکس شریعت کے تھے مختار یہ ہی کہ تابع دین ابراہیم کے تھے اور اسلیے ایک روایت مین بجاے تحنث کے تحنف
ف سے بھی آیا ہی یعنے عمل کرتے تھے دین حنیف پر کہ لقب ابراہیم کا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ جانب حق سے نور ہدایت کا حضرت کے دل مین آیا تھا اُس
سے پسندیدہ چیزین درگاہ الٰہی کی عمل مین لاتے تھے بغیر اتباع شریعت کے اور حکم عقل کے اور اسمین بھی اختلاف کرتے ہین کہ عبادت کرنا حضرت
کا ساتھ فکر کے تھا یا ذکر کے اور صحیح یہ ہی کہ ساتھ ذکر کے تھا نہ فکر کے ت یہان تک کہ آیا حضرت پر حق یعنے وحی یا رسول حق کہ جبرئیل ہین اس حال
مین کہ آنحضرت غار حرا مین تھے پس آیا حضرت کے پاس فرشتہ یعنی جبرئیل اور بعضون نے کہا اسرافیل پس کہا پڑھ یعنی کچھ پس کہا آنحضرت نے نہین
مین پڑھ جانتا ف ع ح یعنی اچھی طرح نہین پڑھ جانتا یا شاید کہ یہ بات نہایت وحشت اور دہشت سے تھی کہ نہ پہچانا دل آنحضرت کے دیکھنے فرشتہ اور اسکے
مقام کے سے آئی اور یہ کوئی نہ سمجھے کہ یہ فرمایا آنحضرت نے اس سبب سے کہ حضرت اُمی تھے اور امی وہ ہی کہ پڑھنا نجانے اسلیے کہ پڑھنا غیر کے پڑھانے اور تعلیم
کرنے سے ساتھ امی ہونے کے منافات نہین رکھتا خصوصًا نہایت فصاحت والے سے بلکہ امی ہونا منافات رکھتا اور نامہ کے پڑھنے سے رکھتا ہو چنانچہ قاموس مین
کہا کہ امی وہ ہی کہ لکھنا نجانے اور کتاب نہ پڑھے اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جبرئیل نے صحیفہ حریر کا مرصع ساتھ جواہر کے آنحضرت کے ہاتھ مین دیا اور کہا
پڑھ پس آنحضرت نے کہا نہین پڑھ سکتا مین اور اس کپڑے مین کچھ لکھا نہین دیکھتا مین کیا پڑھون اور یہ معنے انسب اور اظہر ہین مقصود مین واللہ اعلم
ت فرمایا آنحضرت نے پس پکڑا اُس فرشتے نے مجکو اور بھینچا مجکو یہان تک کہ پہونچا وہ مجھسے مشقت کو ف ع ح لفظ جہد ساتھ پیش جیم اور زبر کے
اور رفع اور نصب دال کے ہی پس جس صورت مین کہ نصب ہو دال کو تو معنی یہ ہونگے کہ پہونچے جبرئیل مجھسے مشقت کو یعنی خوب پہونچا مجکو کہ مشقت اُٹھائی
پہونچنے سے اور جس صورت مین کہ رفع ہو دال کو تو معنی یہ ہونگے کہ پہونچی مشقت مجھسے نہایت درجہ کو یعنی بڑی مشقت اٹھائی مین نے اور یہ بھینچنا آنحضرت
کرنا تھا جبرئیل کا حضرت کے وجود شریف مین ساتھ داخل کرنے نور ملکوت اور وحی کے حضرت کے باطن شریف مین تا آمادہ اور مستعد وحی کے اُٹھانے کے
ہون ت پھر چھوڑ دیا مجکو جبرئیل نے اور کہا کہ پڑھ پس کہا مین نے کہ نہین پڑھ سکتا مین فرمایا آنحضرت نے کہ پھر پکڑا مجکو اور بھینچا مجکو دوسری بار یہانتک
کہ پہونچے مجھسے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجکو اور کہا پڑھ پس کہا مین نے نہین مین پڑھنے والا پس پکڑا مجکو اور بھینچا مجکو تیسری بار یہانتک کہ پہونچے مجھسے مشقت کو پھر چھوڑ دیا مجکو اور
کہا پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے کہ جسنے پیدا کیا ہی تجکو اور ہر چیز کو ف ع ح یعنی تو اپنی طاقت پر خیال نکر اور مدد پروردگار سے چاہ کہ جسنے پیدا کیا ہی سب کچھ اور وہ سب چیز پر
قادر ہی اور یہ دلیل صریح ہی اسپر کہ اول جو قرآن سے اترا ہی سورہ اقرا ہی اور یہی صواب ہی کہ جسپر جمہور سلف اور خلف کے ہین اور بعضون نے کہا کہ اول سورہ یا ایہا المدثر اتری ہی اور یہ
قول کچھ نہین ہی کہتا ہون مین کہ ظاہر یہ ہی کہ سورہ اقرا اول حقیقی ہی اور یا ایہا المدثر اول اضافی ہی یعنی بعد منقطع ہونے وحی کے جو پھر وحی اترنے لگی تو اول یہی اتری ہی اور یہ دلیل
اُن لوگون کی ہی کہ جو کہتے ہین بسم اللہ الرحمن الرحیم جزو سورہ نہین ہی بلکہ فصل کے لیے اتری ہی ت پیدا کیا انسان کو جمے ہوے خون سے کہ رحم مین ہوتا ہی
پڑھ اور پروردگار تیرا بزرگتر سب سے ہی وہ پروردگار کہ تعلیم کیے بواسطہ قلم کے بہت سے علم ف ح مراد یا تو قلم آسمان کا ہی کہ سبب اور باعث لکھنے تمام
علمون اور آسمان کی کتابون کا ہی یا یہی قلم ہی کہ اس عالم مین مظہر اور مثال اُس قلم کا ہی کہ کیا کیا علوم اور معارف اس سے لکھے جاتے ہین اور صاحب
کشاف نے کہا کہ یہ قلم اللہ تعالی کے کمال قدرت پر دلالت کرتا ہی کہ کیا کیا علم عجیب و غریب اس سے لکھے جاتے ہین ت سکھائی انسان کو وہ چیز کہ

نجاتا تھا ف ع یعنی ممکن نہ تھا کہ اپنی قدرت سے معلوم کرسکے چیزین نو پیدا مکان اور زمان ہین اور ہو سکتا ہے کہ مراد انسان سے انسان کامل ہو یعنی
آنحضرت پس ہوگا اسمین اشارہ طرف اس قول اللہ تعالی کے وعلمک ما لم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما ت پس پھرے ساتھ اُن آیتون کے پیغمبر
خدا طرف گھر کے اس حال مین کہ کانپتا تھا دل آپکا یعنی بسبب شدت رعب کے کہ پہنچا تھا آپ کے دل مین پس آئے آنحضرت حضرت خدیجہ کے پاس اور
فرمایا دو بار تاکید کے لیے بسبب لاحق ہونے تپ ولرزہ کے مارے ڈر کے کہ اوڑھاؤ مجکو کپڑا پس اوڑھایا آپکو کپڑا یہانتک کہ جاتا رہا اُنسے ڈر اور اپنی حالت اصلی
پر آئے پس فرمایا خدیجہ کو اس حال مین کہ پہونچائی اُنکو خبر اس ماجرے کی البتہ تحقیق ڈرتا ہون مین اپنی جان پر ش ع نہایت خوف سے کہ مبادا ہلاک ہو جاؤن
یا دیوانہ یا ڈر تھا عاجز ہونیکا بار نبوت کے اُٹھانے سے یا نہ صبر کرنیکا اوپر ایذا کے قوم اور قتل اور جھٹلانے کے یا ڈر تھا مفارقت وطن کا ت پس کہا خدیجہ نے یہ گمان
کرو تم یا نہ ڈرو ایسا نہوگا قسم ہے اللہ کی نہ رسوا کریگا اللہ تمکو کبھی اسلیے کہ تحقیق تم سلوک کرتے ہو ناتے داروں سے یعنی اگرچہ وہ انقطاع کرین تم سے اور سچ بولتے ہو ف
ع ح یعنی اگرچہ وہ جھوٹ بولین تمسے یا جھٹلاوین تمکو اور بعضی روایتون مین یہ زیادہ کیا ہے تو دی الامانۃ یعنی ادا کرتے ہو تم امانت کو ت اور اُٹھاتے ہو تم بوجھ کو ف
ح لفظ کل ساتھ زبر کاف اور تشدید لام کے ثقل اور گرانی اور بعضی عیال کے بھی آتا ہے اسلیے کہ خبر گیری اُنکی گران ہوتی ہے پس معنی یہ ہین کہ تم اٹھاتے ہو محنت کل کی
اور قبول کرتے ہو محنت کل کو یعنی جو کہ بھاری ہین یعنی عیال وغیرہ اُنکی خبر گیری کرتے ہو اگرچہ وہ چھوڑ دین تمکو اور داخل ہے بیچ اُٹھانے کل کے خرچ کرنا ضعیفون اور
یتیمون اور بیواؤن اور غریبون پر ت اور کماتے ہو مال خیر کے لیے اور دیتے ہو محتاج کو ف ح لفظ تکسب ساتھ زبر ت کے صحیح اور مشہور ہے اور ساتھ پیش ت کے
بھی روایت کیا گیا ہے یعنی کسب مین لاتے ہو غیر اپنے کو یعنی مال دیتے ہو لوگون کو کہ اُس سے کسب اور تجارت کرین اور صرف کرتے ہو مال کو خیر کی جگہون مین
اور بعضے مراد معدوم سے فقیر رکھتے ہین کہ میت کے حکم مین ہے کہ تصرف نہین ہے اُسکے لیے یعنی فقیرونکو کسب مین لاتے ہو ساتھ دینے مال کے اُنکو ت اور مہمانی
کرتے ہو مہمان کی یعنی کھلاتے ہو اُسکو اور مدد کرتے ہو خلق کی اوپر حادثون حق کے ف ع ح یعنی جو کوئی کہ بسبب کسی حادثہ کے درماندہ ہوتا ہے مانند قرض
اور مال دیت کے اُسکی مدد کرتے ہو اور نجات دیتے ہو اُسکو اُس آفت سے اور نوائب حق اسلیے کہا کہ بسبب حادثہ ناحق کے مانند اسراف اور غصب اور مانند
اُسکے کے درماندہ ہو کہ مدد کرنی اُسمین بری ہے اور اسمین دلیل ہے اُسپر کہ اچھے اخلاق اور اچھی خصلتین سبب سلامتی کی ہین برائی اور خرابی مین پڑنے سے
اسلیے کہ دلیل پکڑی حضرت خدیجہ نے بسبب متصف ہونے آنحضرت کے ساتھ اچھے اخلاقون کے اور اچھی صفتون کے اوپر نہ پہونچنے مکروہات کے
دین اور دنیا مین اور اسمین بڑی دلیل ہے اوپر نہایت فراست اور معرفت اور فقاہت اور عقلمندی حضرت خدیجہ کے اور کیونکر نہو کہ مدت تہا سے مدید آنحضرت
کی خدمت مین رہین اور اول جو حقیقت مین ایمان لائی ہین یہی ہین کسی کو اُنکے ساتھ اُنکی صفت مین شراکت نہین رضی اللہ تعالی عنہا اور یہ بھی
اس سے معلوم ہوا کہ تعریف کرنی انسان کی اُسکے منھ پر بعض احوال مین کسی مصلحت کے لیے جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جسکو حاصل ہو خوف کسی امر سے
تو اُسکو تسلی اور بشارت دے اور ذکر کرے اسباب سلامت کے اُسکے آگے اور اُسمین تنبیہ ہے اسپر کہ فقر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا پسندیدہ اور اختیاری
نہ ناگوار اور اضطراری اور منشا اسکا کمال کرم اور سخاوت تھا اور اسمین تنبیہ ہے اسپر کہ یہ صفات مذکورہ جبلی اور خلقی تھین حضرت کی پہلی نبوت سے
ت پھر لیگئی آنحضرت کو خدیجہ طرف ورقہ بیٹے نوفل کے کہ چچا کے بیٹے خدیجہ کے تھے ف ح اسلیے کہ خدیجہ ہین بیٹی خالد بیٹے اسد بیٹے عبد العزی کی
اور ورقہ بیٹے نوفل بیٹے اسد کے اور لفظ ورقہ ساتھ زبر واو اور را اور قاف کے ہے اور وہ نصرانی ہو گئے تھے جاہلیت مین اور انجیل کا زبان عربی مین
ترجمہ کیا تھا اور بہت بڈھے اور اندھے ہو گئے تھے ت پس کہا خدیجہ نے ای میرے چچا کے بیٹے سن اپنی بھتیجے سے ف ح آنحضرت سے جو کچھ کہتے
ہین اور یہ روش عرب کی ہے کہ محاورات مین ایک دوسرے کو بھتیجا اور چچا کہتے ہین اور یہان بھتیجا کہا آنحضرت کو بسبب بڑاپے ورقہ کے کہا ایک شارح نے
کہ یہ کہا خدیجہ نے از راہ تعظیم کے نہ از راہ حقیقت کے ت پس کہا واسطے حضرت کے ورقہ نے ای بھتیجے میرے کیا دیکھتا ہے تو پس خبر دی ورقہ کو پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم نے خبر اُس چیز کی کہ دیکھی تھی پس کہا حضرت کو ورقہ نے یہ ناموس یعنے فرشتہ ہے کہ بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ پر ساتھ وحی کے ف ح ناموس وہ شخص
کہ بھید جانتا ہو باطن کا اور اہل کتاب جبرئیل کو ناموس کہتے تھے اور بعضوں نے کہا کہ ناموس صاحب سر خیر کا اور صاحب سر شر کو جاسوس کہتے ہیں اور
حضرت موسیٰ پر اُترنا کہا نہ عیسیٰ پر واسطے عظیم الشان ہونے موسیٰ کے اور جامعیت کتاب شریعت اُنکی کے اگرچہ ذکر عیسیٰ کا مناسب تر تھا دین نصرانیت کے
ثبت ای کاشکے میں ہوتا وقت نبوت اور دعوت تمہاری کے جوان قوی کاشکے میں ہوتا زندہ یعنے اگرچہ نہوتا قوی اُسوقت کہ نکالیگی تجکو قوم تیری یعنے
قرابتی تیرے کفار قریش تیرے شہر سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نکالینگے مجکو وہ کہا ورقہ نے ہاں نکالینگے تجکو اور سبب اسکا یہ ہے
کہ نہیں لایا کوئی شخص کبھی مانند اُس چیز کے کہ لایا تو یعنے نبوت اور شریعت مگر کہ دشمن رکھا گیا ہے وہ ف ح اور ایک روایت میں آیا ہے الا اوذی یعنے
جو کوئی پیغمبر ہوا اُسکی قوم نے دشمن رکھا اور ایذا دی ثبت اور اگر پاوے مجکو دن تمہارا یعنی اُن دنوں میں کہ تم دعوت کرو اور تمہاری قوم تمکو ایذا دے
اور نکالے اور میں زندہ ہوں تو مدد کرونگا میں تمہاری مدد خوب قوی پھر نہ دیر کی ورقہ نے کہ مر گئے ف ح جاننا چاہیے کہ بیچ ایمان ورقہ کے آنحضرت
پر کچھ خلاف نہیں ولیکن اُنکے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اگر یہ واقعہ بعد ثابت ہونے نبوت کے ہے تو صحابی ہیں اور اگر ابتداے احوال میں ہے
جیسا کہ ظاہر ہے تو صحابی نہیں ہیں واللہ اعلم ثبت اور منقطع ہوئی وحی ف ع یعنی بعد اسکے کہ وحی آنحضرت پر آئی اور نبوت ثابت ہوئی وحی آنی موقوف
ہوئی کہتے ہیں کہ تین برس تک نہ آئی اور بعضے کہتے ہیں چار مہینے تک اور بعضے اڑھائی مہینے تک اور شیخ ابن حجر نے کہا مراد تاخیر وحی سے درمیان آیات
اقرا اور یا ایہا المدثر کے نہ آنا جبرئیل کا نہیں ہے بلکہ تاخیر اترنے قرآن کی ہے جبرئیل آتے تھے لیکن قرآن نہیں لاتے تھے اور حکمت تاخیر وحی میں یہ تھی
کہ جاتا رہے آنحضرت سے خوف کہ پیدا ہوا تھا اور حاصل ہو شوق و انتظار بیت دیر ست کہ دلدار پیامے نفرستاد ؛ ننوشت سلامے و کلامے نفرستاد
ثبت انتہی حدیث بخاری اور مسلم دونوں نے روایت کی ہے اور زیادہ کیا بخاری نے مسلم کی روایت پر اسکو یہاں تک کہ غمگین ہوئے آنحضرت بیچ
اُس چیز کے کہ پہونچی ہے ہمکو حدیثوں سے کہ دلالت کرتی ہیں وجود غم پر ف ح یہ کلام کسی راوی کا ہے راویوں اس حدیث کے سے کہ درمیان
میں واقع ہوا ہے فعل کے اور اُسکے مصدر منصوب کے یعنی مفعول مطلق کے کہ حزنا ہے ثبت غمگین ہوے اُس سے آنحضرت ایسا غمگین ہوا کہ گئے
صبح کو بسبب غم کے کئی بار تاکہ گر پڑیں اونچے پہاڑوں کی چوٹیاں پر سے ف ح یعنی چاہتے تھے کہ اپنے تئیں پہاڑوں کے اوپر سے ڈالدیں اور
ہلاک ہو جاویں بسبب تاخیر وحی اور نہایت محنت فراق اور شدت اشتیاق کے ثبت پس جبکہ پہونچتے اوپر پہاڑوں کے تاکہ ڈال دیں اپنے تئیں
پہاڑ سے ظاہر ہوتے اُنکے لیے جبرئیل اور کہتے ای محمد بلاشبہ تو رسول اللہ کا ہے حق ف ع یعنی جب تو رسول خدا کا ہے برحق سب آفتوں سے امن میں رہیگا
اور انجام کار تیرا بہمہ وجوہ دین و دنیا میں بخیر ہوگا اگرچہ محنت اور ابتلا درمیان میں آوے ثبت پس ساکن ہوتا اور جاتا رہتا سبب اس کہنے کے
حضرت کے دل کا اضطراب اور قلق اور دہشت اور گھبراہٹ اور تسکین پاتا نفس حضرت کا یعنی اضطراب سے (وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِّنَ السَّمَاءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَنِيْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ
السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجُئِثْتُ مِنْهُ رُعْبًا حَتّٰى هَوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَجِئْتُ اَهْلِيْ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَ
رَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ثُمَّ حَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے جابر سے یہ کہ انھوں نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ بیان فرماتے تھے منقطع ہونے وحی کے سے یعنے چند روز پھر حاصل ہونے اُسکے سے پے درپے فرمایا پس اُسوقت کہ میں چلتا تھا یعنے زمین مکہ میں
یا اوپر پہاڑ حرا کے سنی میں نے ایک آواز آسمان سے پس اُٹھائی میں نے نظر اپنی پس ناگہان وہ فرشتہ کہ آیا تھا میرے پاس پہاڑ حرا میں بیٹھا
ہے ایک تخت پر درمیان آسمان زمین کے پس ڈرایا گیا میں اُس سے ڈرائے جانا یہاں تک کہ گرا میں زمین پر پس آیا میں اپنے گھر والوں

پاس اور کہا مین نے کپڑا اڑھاؤ مجکو کپڑا اڑھاؤ مجکو پس کپڑا اڑھایا انھون نے مجکو پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور ڈرا خلق کو یعنی عذاب سے کفار کو اور بشارت دے مومنین کو طرح بطرح کے ثواب کی اور اپنے پروردگار ہی کو بڑا جان ف مدارک یعنی خاص کر اسکو ساتھ تعظیم کے یعنے اسکے غیر کو ویسا بڑا نجان اور کہہ اسوقت کہ پیش آوے تجکو اسکے غیر سے کچہ اللہ اکبر اور منقول ہو کہ جب یہ نازل ہوئی تو فرمایا آنحضرت نے اللہ اکبر پس تکبیر کہی خدیجہ نے اور خوش ہوئین اور یقین کیا کہ یہ وحی ہو ت اور اپنے کپڑون کو پاک کر نجاست سے ف ح اور بعضون نے کہا مراد کپڑون سے صفتین نفس کی ہین اور پاک کرنا کنایہ ہو اجتناب رذائل سے ت اور پلیدی کو پس ترک کر ف ع یعنی شرک اور گناہ کے ترک پر مداومت کر اور ظاہر یہ ہو کہ یہ اقتصار ہو راوی سے اسلیے کہ تتمہ اسکا یہ ہو ولا تمنن تستکثر ولربک فاصبر ت پھر گرم ہوئی وحی یعنی پے در پے آنے لگی ف تفسیر مدارک مین جابر سے یہ حدیث یون روایت کی ہو کہ آنحضرت نے فرمایا کہ تھا مین پہاڑ حرا پر پس پکارا گیا مین یا محمد انک رسول اللہ پس دیکھا مین نے داہنے اپنے اور بائین اپنے پس نہ دیکھا مین نے کچہ پھر نظر کی مین نے اوپر اپنے پس ناگہان وہ فرشتہ پکارنیوالا بیٹھا ہو ایک تخت پر درمیان آسمان اور زمین کے پس ڈرا مین اور پھرا مین طرف خدیجہؓ کے اور کہا مین نے کپڑا اڑھاؤ مجکو پس کپڑا اوڑھایا خدیجہؓ نے پھر آئے جبرئیل اور پڑھا یا ایہا المدثر الخ ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ الْحَارِثَ ابْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاْتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَاْتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيُفْصَمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَا قَالَ وَاَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيُفْصَمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہو عائشہ سے یہ کہ حارث بیٹے ہشام کے نے کہ بھائی ابو جہل کا ہو اور اسلام لایا پہلے فتح مکہ کے پوچھا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس کہا یا رسول اللہ کیونکر آتی ہو آپکو وحی پس فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کبھی آتی ہو میرے پاس وحی مانند آواز گھنٹال کے یعنے مشابہ ہوتی ہو آواز اسکی ساتھ آواز گھنٹال کے اور یہ قسم وحی کی سخت ترین وحی کی ہوتی ہو مجہپر ف ع یعنے سمجھنے مقصود مین اسلیے کہ سمجھنا معنی کا اس کلام سے کہ مانند گھنٹال کے ہو زیادہ مشکل ہو سمجھنے کلام ایک مرد کے سے ساتھ خطاب کرنے معہود کے ت پس موقوف ہوتی ہو یا موقوف کی جاتی ہو وحی یا فرشتہ اس حال مین کہ تحقیق مین یاد رکھتا ہون اسسے اس چیز کو کہ کہا فرشتہ نے اور کبھی کبھی صورت پکڑتا ہو میرے لیے فرشتہ ایک مرد کی یعنی جیسے کہ مشہور ہو کہ جبرئیل بصورت دحیہ کلبی کے آتے تھے پس کلام کرتا ہو مجسے فرشتہ پس یاد رکھتا ہون مین اس چیز کو کہ کہا ف ح کہا ہو علما نے کہ واسطے استفادہ اور افادہ کے درمیان کلام کرنے والے کے اور سننے والے کے مناسبت شرط ہو اور یہان دو طریق پر تھی کبھی ملکیت اور روحانیت جبرئیل کی آنحضرت پر غالب آتی تھی اور آنحضرت کو بشریت سے غائب کرتی تھی یہ قسم اول ہو یعنی جو کہ طور وحی کا اول ذکر کیا اور کبھی بشریت آنحضرت کی جبرئیل پر غالب آتی تھی اور جبرئیل متصف ساتھ وصف بشریت کے ہوتے تھے اور یہ قسم دوسری ہو اور یہ اس تقدیر پر ہو کہ صلصلہ غیر وحی کے ہو جیسے کہ ظاہر عبارت حدیث کے سے معلوم ہوتا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ یہ صلصلہ آواز جبرئیل کی تھی اور حکمت اس آواز کے پہلے ہونے مین یہ تھی کہ تا آنحضرت کو اسطرف متوجہ کرین اور سماعت آنحضرت کی خالی ہو جاسے وحی کے سننے کے لیے اور اسمین غیر وحی کے لیے جگہ نرہے اور وہ سخت تر تھی واسطے جمع کرنے فکر کے اور توجہ کے اسطرف کذا فی فتح الباری واللہ اعلم ت کہا عائشہؓ نے اور البتہ دیکھا مین نے حضرت کو کہ اترتی تھی انپر وحی بیچ دن نہایت سردی کے پس منقطع ہوئی وحی حضرت سے اس حال مین کہ تحقیق پیشانی انکی بہاتی تھی پسینا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ظاہر یہ ہو کہ یہ بات قسم اول مین ہوتی تھی اور ہو سکتا ہو کہ دوسری قسم مین بھی یہ بات پیش آتی ہو (وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ كُرِبَ لِذٰلِكَ وَتَرَبَّدَ وَجْهُهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ نَكَسَ رَاْسَهٗ وَنَكَسَ اَصْحَابُهٗ رُءُوْسَهُمْ فَلَمَّا اُتْلِيَ عَنْهُ رَفَعَ رَاْسَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہو عبادہ بن صامت سے کہا اس نے کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ جسوقت اتاری جاتی انپر وحی غمگین کیے جاتے

بسبب شدت اترنے اسکے کے ف ع یعنی یہ ہین کہ حضرت ہوتے تھے بسبب نہایت اہتمام یاد رکھنے وحی کے مانند اس شخص کے کہ گھیرلے اسکو
غم اور اسیلیے فرمایا اللہ تعالی نے لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ و قرآنہ یا غم اس سبب ہوتا تھا کہ وحی مین شدت اور وعید بھی ہوتی تھی پس بلحاظ
اُمت کے حضرت کو غم ہوتا تھا کہ دیکھیے یہ مستحق اسکے ہون ت اور متغیر ہو جاتا چہرہ مبارک آپکا اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ جب اُترتی وحی حضرت پر
تو جھکا لیتے آپ سر اپنا اور جھکا لیتے آپکے یار بھی سر اپنا پس جبکہ منقطع ہوتی وحی اور دور کیجاتی وہ حالت حضرت سے اُٹھا لیتے سر اپنا نقل کی یہ مسلم نے
ف ح یعنی اور صحابہ بھی اُٹھا لیتے اور سر جھکانا اصحاب کا یا تو بسبب سرایت کرنے حال آنحضرت کے تھا اُنمین یا بسبب موافقت و اتباع کے واللہ
اعلم (وعن ابن عباس قال لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی صعد الصفا فجعل ینادی یا بنی فہر یا بنی عدی لبطون
قریش حتی اجتمعوا فجعل الرجل اذا لم یستطع ان یخرج ارسل رسولا لینظر ما ہو فجاء ابو لہب و قریش فقال ارأیتم ان اخبرتکم ان خیلا تخرج من سفح ہذا الجبل و
فی روایۃ ان خیلا تخرج بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقی قالوا نعم ما جربنا علیک الا صدقا قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فقال ابو لہب تبا لک
الہذا جمعتنا فنزلت تبت یدا ابی لہب وتب متفق علیہ (اور روایت ہی ابن عباس سے کہا جبکہ اتری یہ آیت اور ڈرا تو عذاب خدا سے اپنی قوم کو کہ بہت
نزدیک ہین یعنی قریش کو نکلے آنحضرت یہانتک کہ چڑھے پہاڑ صفا پر پس شروع کیا کہ پکارتے تھے قریش کے قبیلونکو نام لیکر ای اولاد فہر کی ای اولاد عدی کی پکارتے تھے
قریش کے بطنون کو یہانتک کہ جمع ہوے سب قبیلا اور بطون اِسپر ہوا مرد یعنی اُنکے بڑون مین سے جب طاقت رکھتا کہ آپ باہر نکلے بسبب کسی عذر کے بھیج دیتا
کسی کو اپنی طرف سے تاکہ دیکھے کہ کیا ہی یہ پکارنا اور کس لیے ہی اور کیا غرض ہی پس آیا ابو لہب کہ چچا حضرت کا تھا اور قریش ہمراہ اُسکے آئے پس فرمایا آنحضرت نے کہ خبر
دو تم مجکو کہ اگر خبر دون مین تمکو کہ سوار نکلے ہین اس پہاڑ کی جانب سے اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ سوار نکلے ہین جنگل مین یعنی تمکو اس حال مین کہ چاہتے ہین
وہ سوار یہ کہ یکایک آن پڑین تمپر غارت اور ہلاک کرنیکے لیے یعنی رات کو یا دن کو کیا تم سچا جانوگے مجکو اس خبر دینے مین کہا اُنھون نے ہان سچا جانینگے نہین
تجربہ کیا ہمنے تمپر مگر سچ کا فرمایا حضرت نے پس بلا شبہ مین ڈرانیوالا ہون تمکو آگے عذاب سخت کے یعنی ڈراتا ہون کہ عذاب سخت تمکو پیش آتا ہی دنیا مین یا عقبیٰ
مین کہا ابو لہب نے نقصان اور ہلاکی ہو تجکو کیا اسیلیے جمع کیا تھا تو نے ہمکو پس اُتری سورہ تبت یدا ابی لہب وتب یعنی ہلاک ہو جیو ابو لہب اور ہلاک ہوا وہ
ف ح ع لفظ یدا ذکر کیا یا مراد ہی دونون ہاتھون سے ذات اُسکی اسیلیے کہ اکثر کام آدمی کے ہاتھون سے ہوتے ہین اور ایسا ہی ہی قول اللہ تعالی کا ذلک
بما قدمت یداک اور بعضی روایت مین آیا ہی کہ ابو لہب نے اپنے دونون ہاتھون مین پتھر لیا اور آنحضرت کی طرف پھینکے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
(وعن عبد اللہ بن مسعود قال بینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند الکعبۃ وجمع قریش فی مجالسہم اذ قال قائل ایکم یقوم الی جزور آل فلان
فیعمد الی فرثہا ودمہا وسلاہا ثم یمہلہ حتی اذا سجد وضعہ بین کتفیہ فانبعث اشقاہم فلما سجد وضعہ بین کتفیہ وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا فضحکوا
حتی مال بعضہم علی بعض من الضحک فانطلق منطلق الی فاطمۃ فاقبلت تسعی وثبت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ساجدا حتی القتہ عنہ واقبلت علیہم تسبہم
فلما قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوۃ قال اللہم علیک بقریش ثلثا وکان اذا دعا دعا ثلثا واذا سال سال ثلثا اللہم علیک بعمرو بن ہشام وعتبۃ
بن ربیعۃ وشیبۃ بن ربیعۃ والولید بن عتبۃ وامیۃ بن خلف وعقبۃ بن ابی معیط وعمارۃ بن الولید قال عبد اللہ فواللہ لقد رایتہم صرعی یوم بدر ثم سحبوا
الی القلیب قلیب بدر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتبع اصحاب القلیب لعنۃ متفق علیہ (اور روایت ہی عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا اُس وقت
کہ آنحضرت نماز پڑھتے تھے نزدیک خانہ کعبہ کے اور حالانکہ ایک جماعت قریش کی تھی اپنی مجلسون مین یعنی گرد کعبہ کے ناگہان کہا ایک کہنے والے نے ف
ح یعنی ابی جہل نے اور بخاری کی روایت مین یہ بھی زیادہ کیا ہی کہ کہا کہنے والے نے الا تنظرون الی ہذا المرائی یعنی کیا نہین دیکھتے ہو اس ریاکار کو یعنی آنحضرت
کے حق مین یہ بات کہی ت کونسا تم مین کھڑا ہوا اور جاوے طرف اونٹ کے کہ ذبح کیا گیا ہی فلانے کی اولاد مین یعنی فلانے قبیلا اور فلانے محلہ مین

پس قصد کرے طرف نجاست اسکی کے کہ او جھ مین ہوا ور طرف خون اسکے کے اور پوست اسکے کے کہ جسمین بچہ لپٹا ہوا پیدا ہوتا ہی پھر رہنے دے اسکو
یعنے اُن چیزون ذکر کی گئی کو یہانتک کہ جسوقت سجدہ کرین آنحضرت رکھدے اسکو درمیان دونون شانون آنحضرت کے پس اُٹھا اور گیا طرف اس
چیز کے کہ ذکر کی گئین بدبخت ترین اُنکا کہ عقبہ بن ابی معیط تھا یا ابو جہل پس جبکہ سجدہ کیا آنحضرت نے رکھدیا اس چیز مذکور کو درمیان دونون شانون
آنحضرت کے اور ٹھہرے رہے آنحضرت سجدہ کی حالت مین پس ہنسے وہ مشرک یہان تک کہ جھک گئے بعض اُنکے اوپر بعض کے مارے ہنسی
کے یعنے اس بات سے خوش ہوے اور مارے ہنسی کے ایک دوسرے پر گر گر پڑا پس گیا ایک جانیوالا طرف فاطمہ زہرا کے یعنے اور خبر کی اُنکو
اس ماجرے کی کہتے ہین کہ وہ ابن مسعود تھے پس آئین حضرت فاطمہ دوڑتی ہوئی اور ٹھہرے رہے آنحضرت سجدے مین یہان تک کہ ڈالدیا حضرت
فاطمہ نے اُسکو حضرت پر سے ف ع اور حضرت فاطمہ اُن دنون مین صغیر سن تھین اسلیے کہ وہ پیدا ہوئین تھین اُس حال مین کہ عمر حضرت کی
اکتالیس برس کی تھی ت اور متوجہ ہوئین فاطمہ اُن بدبختون پر برا کہتی ہوئین ف ح اس سے معلوم ہوئی عالی ہمتی اور بزرگی حضرت فاطمہ کی
کہ باوجود صغیر سن کے منہ در منہ اُنکو برا کہنا اور اُنکو مجال مقابلہ کی اُنسے نہوئی ت پس جب پڑھ چکے نماز پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا یا الٰہی سخت
پکڑ قریش کو یعنے ہلاک کر مشرکین قریش کو اور عذاب کر اُنکو تین بار یہ دعا کی اور تھی عادت آنحضرت کی کہ جب دعا کرتے اور پکارتے خدا تعالیٰ کو تو دعا کرتے
تین بار اور جب سوال کرتے یعنے طلب کرتے کچھ اللہ تعالیٰ سے تو سوال کرتے تین بار اور بعد اُسکے یعنے علی العموم بددعا کرنے کی خاص کر اُن اشقیا پر کہ شقی
ازلی تھے بددعا کی یا اللہ سخت پکڑ عمرو بن ہشام کو کہ نام ہی ابو جہل کا اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو کہ دونون بھائی تھے اور ولید بن عتبہ کو اور امیہ
بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو اور عمارہ ابن ولید کو ف ح یہ اشقیا تھے سرگروہ اور موذی مشرکون مین اور آنحضرت نے اُنکی ایذا پر بہت صبر اور تحمل
کیا اور جب وقت آیا اور حکم الٰہی پہونچا سزاے عمل کو پہونچے بیت لطف حق گرچہ مواسا ہا کند ۞ لیک چون از حد بشد رسوا کند ۞ ت کہا عبد اللہ
بن مسعود نے کہ راوی اس حدیث کے ہین پس قسم خدا کی البتہ تحقیق دیکھا مین نے ان کفار مذکور کو ہلاک ہوے اور زمین پر پڑے ہوے روز جنگ
بدر کے پھر کھینچے گئے اور ڈالے گئے کوئین مین کہ کنوان بدر کا تھا پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لاحق کی گئی لعنت اس جماعت کو کہ کنوئین مین
ڈالی گئی ف ح ع اور خطاب کیا آنحضرت نے اُنکو کہ ہمنے وعدہ خدا کا سچ پایا تمنے بھی پایا چنانچہ تتمہ اس کلام کا کتاب الجہاد مین گذرا اور مارے جانا
ان مشرکون کا بدر مین اور ڈالے جانا کنوئین مین باعتبار اکثر کے ہی والا کہتے ہین کہ عمارہ بن ولید بدر مین نتھا بلکہ حبشہ مین مرا اور عقبہ بن ابی معیط مارا گیا بعد
پھرنے کے بدر سے اور امیہ بن خلف بسبب سوج جانے اور بھاری ہو جانے اُسکے کنوئین مین نہ ڈالا گیا چنانچہ یہ کتب سیر مین مذکور ہی اور جاننا
چاہیے کہ اس حدیث مین اشکال کرتے ہین کہ آنحضرت کیونکر نماز مین بدستور رہے باوجود پہونچنے نجاست کے پشت شریف پر اور جواب اسکا یہ دیا ہی
کہ تھا یہ فعل اُنسے پہلے حرام ہونے خون وغیرہ اور ذبح کیے ہوے مشرک کے پس نہ باطل ہوئی نماز اُس سے جیسے کہ شراب لگ جاتی تھی کپڑے کو پہلے
حرام ہونے اُسکے کے اور نماز اُس سے پڑھ لیتے تھے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عائشة انها قالت یا رسول اللّٰہ ھل اتی علیک یوم کان
اشد من یوم احد فقال لقد لقیت من قومک وکان اشد ما لقیت منھم یوم العقبة اذ عرضت نفسی علی ابن عبد یالیل بن کلال فلم یجبنی الی
ما اردت فانطلقت وانا مهموم علی وجھی فلم استفق الا بقرن الثعالب فرفعت راسی فاذا انا بسحابة قد اظلتنی فنظرت فاذا فیھا جبریل فنادانی فقال
ان اللّٰہ قد سمع قول قومک وما ردوا علیک وقد بعث الیک ملک الجبال لتامره بما شئت فیھم قال فنادانی ملک الجبال فسلم علی ثم قال یا محمد ان
اللّٰہ قد سمع قول قومک وانا ملک الجبال وقد بعثنی ربک الیک لتامرنی بامرک ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
بل ارجو ان یخرج اللّٰہ من اصلابھم من یعبد اللّٰہ وحده ولا یشرک بہ شیئا متفق علیہ) اور روایت ہی عائشہ سے یہ کہ تحقیق کہا عائشہ نے یا رسول اللہ

کیا گذرا ہی آپ پر کوئی دن کہ سخت زیادہ ہوا ہے احد کے دن سے ف ۔ ح جنگ احد میں بہت تکلیفیں آنحضرت کو پہونچیں تھیں چنانچہ حدیث آیندہ میں
بیان اُنکا آتا ہی ت پس فرمایا آنحضرت نے البتہ تحقیق دیکھا میں نے تیری قوم سے وہ کچھ کہ وہ اشد ہی روز احد سے اور تھی وہ چیز کہ دیکھی میں نے اُنسے
دن عقبہ کے بہت سخت اُن چیزوں میں سے کہ دیکھی ہیں میں نے اُنسے تمام عمر میں ف ۔ ح عقبہ زبروں سے راہ درمیان پہاڑ کی اور ظاہر یہ ہی کہ مراد عقبہ سے وہ
وہ مکان ہی کہ منا میں ہی اور جمرہ اُسکی طرف مضاف ہی اور اُسکو جمرۃ العقبہ کہتے ہیں پس شاید کہ کوئی حادثہ اُس میں گذرا اور آنحضرت موسم حج میں وہاں کھڑے ہوئے اور
قبیلوں کو اسلام کی طرف بلایا چنانچہ عادت شریف حضرت کی تھی کہ حج کے موسموں میں اور مجمعوں میں دعوت کرتے تھے یعنی لوگوں کو رغبت اسلام اور اچھے
کاموں کی دلاتے تھے اور عذاب اور بُرے کاموں سے ڈراتے تھے اور آنحضرت وہاں سے واسطے قبیلہ ثقیف کے گئے اور ابن عبد یالیل بن کلال کو بھی کہ ثقیف کے سرداروں
میں سے تھا دعوت کی چنانچہ فرمایا ت اُسوقت کہ پیش کیا میں نے اپنے نفس کو اوپر بیٹے عبد یالیل بیٹے کلال کے پس نہ جواب دیا مجھکو طرف اُس چیز کے کہ چاہا
میں نے ف ۔ ح یعنی قبول نکی دعوت اسلام کی اور ستایا اور لڑکوں نے ایذا دی آنحضرت کو اور پتھر مارے اور خون آلودہ کیا بہت
[illegible] پس چلا میں حالانکہ میں غمگین تھا اوپر جہت اپنے منہ کے چلا میں
اور سر اپنے کہ میں جانتا تھا میں کدھر متوجہ ہوتا [illegible] پس نہ ہوشیار ہوا میں مگر قرن الثعالب میں کہ نام ایک جگہ کا ہی
کہ وہاں میقات اہل نجد کی ہی اور اُسکو قرن منازل بھی کہتے ہیں پس اٹھایا میں نے سر اپنا پس ناگہاں ہوں میں نیچے ایک ابر کے کہ تحقیق سایہ کیے ہوئے تھا
یعنی زیادہ عادت پس دیکھا میں نے پس ناگہاں اُس ابر میں جبرئیل تھے پس پکارا مجھکو جبرئیل نے اور کہا تحقیق اللہ تعالیٰ نے سنا قول تیری قوم کا اور سنا اُس چیز
کہ جواب دیا قوم تیری نے یعنی جھٹلایا تجھکو اور البتہ تحقیق بھیجا ہی تمہارے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو کہ پہاڑ روے زمین کے حوالہ اُسکے ہیں تاکہ حکم کرو تم اُسکو ساتھ اُس
چیز کے کہ چاہو اپنی قوم کے حق میں یعنی عذاب اور ہلاکت اور دبا دینا اُنکا درمیان پہاڑوں کے فرمایا آنحضرت نے پس پکارا مجھکو پہاڑوں کے فرشتہ نے یعنی
یا ایہا النبی یا محمد کہکر اور سلام کیا مجھپر پھر کہا اُسنے اے محمد یا شبہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق سنا قول تمہاری قوم کا اور میں فرشتہ پہاڑوں کا ہوں اور تحقیق بھیجا
ہی مجھکو تمہارے پروردگار نے تمہارے پاس تاکہ حکم کرو تم مجھکو ساتھ حکم اپنے کے یعنی جو کچھ کہ چاہو اور فرماؤ کروں میں اگر چاہو تم یہ کہ ڈھانک دوں میں اوپر دونوں
پہاڑوں کو کہ اخشبین ہیں تو ڈھانک دوں ف ۔ ح اخشبین تثنیہ اخشب ہی نام دو پہاڑوں کا ہی کہ مکہ کے درمیان میں بستا ہی ت پس فرمایا آنحضرت
نے کہ نہیں چاہتا میں ہلاکت اُنکی بلکہ امیدوار ہوں میں یہ کہ نکالے اللہ تعالیٰ اُنکی پشتوں سے اُن لوگوں کو کہ عبادت کریں خدا تعالیٰ کی تنہا اور نہ شریک کریں ساتھ
اُسکے کسی چیز کو یعنی نہ شرک جلی کریں اور نہ خفی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسرت رباعیتہ یوم احد
وشج فی راسہ فجعل یسلت الدم عنہ ویقول کیف یفلح قوم شجوا راس نبیہم وکسروا رباعیتہ رواہ مسلم) اور روایت ہی انس سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کا توڑا گیا ایک دانت چار دانتوں سے کہ اُنکو رباعیہ کہتے ہیں روز احد کے ف ۔ ح رباعیہ رے کے زبر اور تخفیف بے سے اور پر وزن ثمانیہ کے چار دانت کہ درمیان
ثنایا اور انیاب کے ہیں دو اوپر اور دو نیچے پس نیچے کا دانت داہنے طرف کا ٹوٹا تھا اور نیچے کا لب مبارک بھی زخمی ہوا اور دانت ٹوٹنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جڑ سے
اُکھڑ گیا اور دانتوں میں کا واک ہوگیا بلکہ ایک ٹکڑا اُس سے جدا ہوگیا تھا اور یہ ٹوٹنا دانت کا عتبہ ابن ابی وقاص کے ہاتھ سے ہوا کہ جو بھائی تھا سعد بن
ابی وقاص کا اور اُسکے اسلام میں اور صحابی ہونے میں اختلاف ہی اور اُسکی اولاد میں سے جو کوئی پیدا ہوتا تھا تو جب بالغ ہوتا اُسکا آگے کا دانت گر پڑتا
تھا ت اور زخم پہونچایا گیا حضرت کے سر مبارک میں ف ۔ ح اور بعضی روایتوں میں پیشانی میں آیا ہی کہ ایک پتھر پہاڑ پر سے نیچے آپڑی اور حضرت کے
زخم کر دیا اور کونکے ٹکڑے کیا اور اور بھی صدمے حضرت کو پہونچے کہ کافروں نے میدان میں گڑھے کھودے تھے آنحضرت کا گھوڑا ایک گڑھے میں گر پڑا طلحہ بن
عبید اللہ آئے اور آنحضرت کو گود میں لیکر نکالا اور فرمایا آنحضرت نے واجب طلحہ یعنی واجب کی طلحہ نے اپنے لیے بہشت اور دو کڑیاں خود کی کہ سر مبارک

پر تھا رخسارہ شریف مین پہنچ گئین ایسی تھی کہ ابو عبیدہ بن الجراح نے اپنے دانتون سے انکو کھینچا اور دانت انکا نکل آیا اور مالک ابن سنان نے خون
آنحضرت کا چوسا آنحضرت نے فرمایا جس نے خون چوسا واجب ہوئی اسکی لیے جنت تب پس شروع کیا آنحضرت نے کہ پونچھتے تھے خون اپنے سے اور فرماتے
تھے کیونکر چھٹکارا پاویگی وہ قوم کہ زخمی کیا اپنے نبی کا سر اور توڑے دانت اسکے نقل کی یہ مسلم نے ف ش ع ح اور آیا ہی کہ حضرت علیؓ اپنی سپر مین پانی لاتے
اور فاطمہ زہرا نے منہ سے کا ٹکڑا جلا کر سر مبارک مین بھرا اور بعضی روایتون مین آیا ہی کہ جب آنحضرت کے مزاج مین کچھ تغیر بتقاضاے بشریت کے راہ پائی یہ آیت
نازل ہوئی لیس لک من الامر شیء او یتوب علیهم او یعذبهم فانهم ظالمون اور یہ بھی آیا ہی کہ آنحضرت خون پاک کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر ایک قطرہ اسکا
زمین پر پڑیگا تو اتریگا انپر عذاب آسمان سے اور فرمایا اللهم اغفر لهم فانهم لا یعلمون اور آیا ہی کہ حضرت کے چہرہ مبارک پر دو زرہ حلقے کے سر مین آدھا کی لگین لیکن
بچایا انکو اللہ تعالی نے ان ضربون کے صدمون سے (وعن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اشتد غضب الله علی قوم
فعلوا بنبیه یشیر الی رباعیته اشتد غضب الله علی رجل یقتله رسول الله فی سبیل الله متفق علیه) اور روایت ہی ابوہریرہؓ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ہوا غضب اللہ کا اس قوم پر کہ کیا ساتھ پیغمبر اپنے کے اشارہ کرتے تھے آنحضرت ساتھ اس قول کے طرف دانتون اپنے کے
اور توڑ ڈالے انکے ہاتھون سے اور فرمایا سخت ہی غضب خدا کا اس شخص پر کہ قتل کرے اسکو رسول خدا کا راہ خدا مین قتل کی یہ بجائی اور ظلم
سے ف ح احتراز کیا قتل ہونے سے حد اور قصاص مین کہ وہ ایسا نہین ہی اور مراد رسول خدا سے یا تو ذات شریف اپنی رکھی یا ہر پیغمبر اسلئے کہ مارنا پیغمبر کا حق ہی اور
جگہ اشتباہ کی نہین پس مقتول اسکا واجب القتل اور دوزخی ہی بلاشبہ (وهذا الباب خال عن الفصل الثانی) اور یہ باب خالی ہی دوسری فصل سے الفصل
الثالث فصل تیسری (عن یحیی بن ابی کثیر قال سألت ابا سلمة ابن عبد الرحمن عن اول ما نزل من القرآن قال یا ایها المدثر قلت
یقولون اقرأ باسم ربك قال ابو سلمة سألت جابرا عن ذلك وقلت له مثل الذی قلت لی فقال لی جابر لا احدثك الا بما حدثنا رسول الله صلی
الله علیه وسلم قال جاورت بحراء شهرا فلما قضیت جواری هبطت فنودیت فنظرت عن یمینی فلم ار شیئا ونظرت عن شمالی فلم ار شیئا ونظرت
عن خلفی فلم ار شیئا فرفعت راسی فرأیت شیئا فاتیت خدیجة فقلت دثرونی فدثرونی وصبوا علی ماء باردا فنزلت یا ایها المدثر قم فانذر وربك فكبر و
ثیابك فطهر والرجز فاهجر وذلك قبل ان تفرض الصلوة متفق علیه) روایت ہی یحیی بن کثیر سے کہا پوچھا مین نے ابو سلمہ بیٹے عبد الرحمن بیٹے عوف
کے سے کہ وہ بڑے تابعین اور مشاہیر علما اور فقہاے سبعہ مین سے ہین کہ پہلے کیا چیز نازل ہوئی ہی قرآن مین سے کہا یا ایها المدثر ف ع ح یہان
مشتبہ ہوا ہی حال راوی پر بسبب نسیان کے اسلیے کہ اول جو اتری ہی اقرا باسم ہی اور یا ایها المدثر بعد منقطع ہونے وحی کے اتری ہی جیسے کہ عائشہؓ کی
حدیث مین مفصل ذکر کیا گیا پس اولیت اسکی اضافی ہی یعنی بعد فترة وحی کے جو پہلے اتری یہ ہی یا شاید اس حدیث کے راوی نے مختصر کیا قصہ کو کہ نہ
ذکر کیا اقرا کے اترنے کو ف ش کہا یحیی نے کہ کہا مین نے کہتے ہین یعنی جمہور یا بعضے علما کہ اقرا باسم ربک اول اتری ہی کہا ابو سلمہ نے کہ پوچھا مین نے
جابر سے احوال اسکا یعنی مثل سوال تیرے کے اور انھون نے بھی ایسا ہی جواب دیا جیسا کہ مین نے کہا اور کہا مین نے ان سے مانند اس
چیز کے کہ کہا تو نے مجھسے کہ کہتے ہین اول اقرا باسم اتری ہی پس کہا واسطے میرے جابر نے کہ نہین حدیث بیان کرتا ہون مین تمسے مگر مثل اس چیز کے
کہ حدیث بیان کی ہمسے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت نے کہ خلوت اور اعتکاف کیا مین نے حرا مین مہینے بھر پس جبکہ پوری کر چکا
مین خلوت اور اعتکاف اپنا اترا مین پہاڑ سے پس پکارا گیا مین پس دیکھا مین نے داہنے اپنے پس نہ دیکھا مین نے کچھ اور دیکھا مین نے بائین
پس نہ دیکھا مین نے کچھ اور دیکھا مین نے پیچھے اپنے پس نہ دیکھا مین نے کچھ پس اٹھایا مین نے سر اپنا اور دیکھا مین نے اوپر کے جانب پس دیکھا مین نے کچھ
یعنی فرشتہ ف ش ع اور اوپر گذرا جابر سے کہ انھون نے سنا آنحضرت سے حدیث بیان فرماتے فترة وحی سے فرمایا پس اسوقت

کو میں چلتا تھا سنی میں نے ایک آواز آسمان سے پس اوپر اٹھائی میں نے نظر اپنی پس ناگہاں وہ فرشتہ تھا کہ آیا تھا میرے پاس کوہ حرا میں اخیر حدیث
تک بیان کیا پس وہ صریح دلالت کرتی ہے اسپر کہ مراد جابر کی اول اضافی ہے ت پس آیا میں خدیجہؓ کے پاس اور کہا میں نے یعنی بسبب شدت خوف کے کہ مجھ میں
سرایت کیا تھا کپڑا اڑھاؤ مجھکو پس کپڑا اڑھایا مجھکو اور ڈالا مجھپر ٹھنڈا پانی کہ بیچ دفع بیہوشی کے تاثیر قوی رکھتا ہے پھر اتری یہ سورۃ ای کپڑا اوڑھنے والے کھڑا ہو اور ڈرا
اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے کو پاک کر اور ناپاکی کو چھوڑ دے اور یہی اترنا سورۃ مدثر کا تھا پہلے اس سے کہ فرض کیجاوے نماز یعنی مطلق نماز کہ موقوف
ہے صحت اسکی یا کمال اسکا اوپر پڑھنے سورۃ فاتحہ کے ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے باب عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ باب ہے نبوت کی علامتوں میں ف ح
علامت اور معلم زبر سے اور علم عین اور لام کے زبر سے اصل میں نشان کو کہتے ہیں کہ راہ کے سرے پر رکھتے ہیں اور مراد یہاں وہ نشانیاں ہیں کہ دلالت
کریں آنحضرتؐ کی پیغمبری پر قسم صفات اور اخلاق اور فضائل اور شمائل اور افعال اور احوال آنحضرتؐ کے کہ عاقل فراست رکھنے والا جو اسمیں نظر کرے
دلیل پکڑے نبوت پر اور جو کچھ کہ آسمان کی اگلی کتابوں میں صفات اور احوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے گئے ہیں وہ بھی اسی قبیل سے ہیں
اور اسمیں شک نہیں ہے کہ تمام معجزے نبوت کی علامتوں میں سے ہیں اور یہ معلوم نہوا کہ مؤلف نے جو دو باب علیحدہ کیے ہیں ایک نبوت کی علامتوں
میں اور دوسرا معجزات میں اسکا کیا سبب ہے اور کیا فرق رکھا درمیان علامتوں اور معجزوں کے باوجودیکہ دونوں بابوں میں خوارق ہی ذکر کیے ہیں کوئی
وجہ موجہ اسکے لیے ظاہر نہیں ہوتی الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ جِبْرِیْلُ وَھُوَ یَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ
فَاَخَذَہٗ فَصَرَعَہٗ فَشَقَّ عَنْ قَلْبِہٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْہُ عَلَقَۃً فَقَالَ ھٰذَا حَظُّ الشَّیْطَانِ مِنْکَ ثُمَّ غَسَلَہٗ فِیْ طَسْتٍ مِنْ ذَھَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ لَاَمَہٗ وَاَعَادَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ وَ
جَاءَ الْغِلْمَانُ یَسْعَوْنَ اِلٰی اُمِّہٖ یَعْنِیْ ظِئْرَہٗ فَقَالُوْا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ فَاسْتَقْبَلُوْہُ وَھُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ قَالَ اَنَسٌ فَکُنْتُ اَرٰی اَثَرَ الْمِخْیَطِ فِیْ صَدْرِہٖ رَوَاہُ
مُسْلِمٌ) روایت ہے انس سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبرئیل اس حال میں کہ آنحضرتؐ کھیلتے تھے ساتھ لڑکوں کے ف ح
یعنی تھے انکے درمیان میں اور یہ اسوقت تھا کہ آپ حلیمہ کے پاس تھے کہ دایہ آپ کی ہیں ت پس پکڑا آپکو جبرئیل نے اور چت لٹایا آپکو پھر چیرا
آپکے دل کی جانب سے اور نکالا انکے دل میں سے علقہ ف ع اور جامع الاصول میں یوں ہے واستخرجہ فاستخرج منہ علقہ یعنی لفظ واستخرج
زیادہ ہے بعد عن قلبہ کے پس معنے یہ ہونگے کہ آپکے دل کی جانب سے چیرا اور دل کو نکالا پھر اسمیں سے ایک ٹکڑا خون بستہ کا سیاہ کہ وہ جڑ ہے مفاسد اور
گناہوں کی نکالا ت پس کہا جبرئیل نے کہ یہ حصہ شیطان کا ہے تجھسے یعنے پہونچتا اسکو اگر ہمیشہ رہتا تیرے ساتھ پھر دھویا آپکے دل کو سونے کی لگن میں زمزم
کے پانی سے ف ع یعنے واسطے تعظیم وتکریم حضرتؐ کے اور استعمال سونیکا اس دنیا میں منع کیا ہے واسطے امتحان کے ہے اور آخرت میں اسکے
ظروف ہونگے بہشت میں اور اکثر جو کچھ کہ واقع ہوا ہے اسوقت میں اور شب معراج میں عالم غیب اور اس جہان کے احوال سے ہے علاوہ یہ کہ آنحضرتؐ
نے اسکو استعمال نہیں کیا بلکہ فرشتہ نے کیا اور وہ غیر مکلف تھا یا یوں کہیں کہ وقوع اسکا پہلے مقرر ہونے احکام کے تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے
کہ آب زمزم سب پانیوں میں بہتر ہے اگرچہ پانی بہشت کا ہو کیونکہ اگر اور پانی افضل اس سے ہوتا تو اس سے قلب مبارک دھوتے لیکن اسمیں شک
نہیں ہے کہ جو پانی نکلا تھا جوش مارکر آنحضرتؐ کی انگلیوں کے درمیان میں سے وہ افضل ہے سب پانیوں سے مطلق بسبب ہونے انکے کے اثر دست مبارک
کے سے اور پانی زمزم کا اثر قدم حضرت اسمٰعیل کا ہے ت پھر ملایا اور درست کیا جبرئیل نے اس جگہ کو کہ چیری تھی اور پھر رکھدیا دل کو انکی جگہ میں یعنی اول دلکو رکھا
اور پھر درست کیا سینۂ مبارک اور آئے لڑکے کہ تھے ساتھ آنحضرتؐ کے دوڑتے ہوئے آنحضرتؐ کی ماں کے پاس مراد رکھتا ہے انس راوی ماں سے دایہ آنحضرتؐ کی
کہ دودھ پلاتی تھی پس کہا ان لڑکوں نے کہ محمد تحقیق قتل کیے گئے پس آئے لوگ آنحضرتؐ کے پاس یعنی متوجہ ہوئے کچھ لوگ دایہ کی قوم میں سے طرف حضرتؐ کے
پس دیکھا آپکو اس حال میں کہ رنگ متغیر ہے کہا انس نے کہ پس دیکھتا تھا میں نشان سوئی کے سینے کا آنحضرتؐ کے سینۂ مبارک میں ف ع اور یہ حدیث اور [illegible]

اسکے اُس قبیل سے ہین کہ واجب ہی تسلیم کرنا اُنکا اور نہ تعرض کرے ساتھ تاویل کے بطریق مجاز کے اسلیے کہ کچھ ضرورت اسکی نہین ہی کیونکہ یہ خبر صادق
مصدوق کی ہی قدرت قادر کی سے اور حکمت اسمین یہ ہی کہ حضرت ہو گئے بسبب اسکے مقدس اور روشن دل تاکہ مستعد ہون قبول کرنے وحی کے لیے
اور راہ پاوین طرف حضرت کے وسوسے نفس کے اور منقطع ہو جاوے طمع شیطان کی آپکے غافل کرنے سے جیسے کہ اشارہ کرتا ہی طرف اسکے قول جبرئیل کا
ہذا حظ الشیطان منک اور جاننا چاہیے کہ چیرنا سینہ شریف کا چار بار واقع ہوا پہلے تو صغرسن مین دائی حلیمہ کے پاس دوسرے دس برس کی عمر مین
تیسرے وقت نبی ہونے کے چوتھے شب معراج مین جس وقت کہ جبرئیل حضرت کے بلانے کو آئے اور اختلاف کیا ہی اسمین کہ چیرنا سینہ شریف کا اور دھونا
قلب مبارک کا خاص واسطے آنحضرت ہی کے لیے تھا یا اور پیغمبرون کے لیے بھی واقع ہوا اور ابن عباسؓ سے صحیح خبر تابوت اور سکینہ کے آیا ہی کہ تھا اسمین ایک
طشت تھا کہ دھوے گئے تھے اسمین دل انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین کے ت نقل کی یہ مسلم نے (وعن جابر بن سمرة قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعرف حجرا بمکة کان یسلم علی قبل ان ابعث انی لاعرفه الان رواہ مسلم) اور روایت ہی جابر بن سمرہ سے کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ مین البتہ پہچانتا ہون اُس پتھر کو کہ مین تھا کہ سلام کرتا مجھپر یعنے کہتا السلام علیک یا نبی اللہ جیسے کہ ایک روایت مین آیا ہی پہلے
اسکے کہ نبی کیا جاؤن مین تحقیق مین البتہ پہچانتا ہون اُسکو اب نقل کی یہ مسلم نے ف ع کہا بعضون نے کہ وہ پتھر حجر اسود تھا اور یہ مشہور ہی کہ وہ وہ حجر
متکلم کہ معروف ہی ساتھ زقاق الحجر کے کہ ہی درمیان مین مسجد اور گھر خدیجہؓ کے اور حضرت عائشہؓ سے منقول ہی کہ فرمایا حضرت نے جب لائے میرے پاس جبرئیل
رسالت تو نہین گذرتا تھا مین کسی پتھر اور درخت پر مگر کہ وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ (وعن انس قال ان اهل مکة سألوا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان یریهم آیة فاراهم القمر شقتین حتی رأوا حراء بینهما متفق علیہ) اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق مکہ کے کافرون نے سوال کیا آنحضرت
سے کہ دکھاوین انکو معجزہ کہ نشان آپکے سچ کا ہو دعوی نبوت مین پس دکھلایا انکو چاند کو دو ٹکڑے یعنے ساتھ اشارہ دست مبارک کے یہانتک کہ دیکھا
انھون نے پہاڑ حرا کو درمیان اُن دونون ٹکڑون کے یعنے اسطرح کہ تھا ایک ٹکڑا اوپر پہاڑ کے اور ایک نیچے پہاڑ کے جیسے کہ آتا ہی ذکر اسکا نقل کی یہ بخاری
اور مسلم نے (وعن ابن مسعود قال انشق القمر علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرقتین فرقة فوق الجبل وفرقة دونه فقال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اشهدوا متفق علیہ) اور روایت ہی ابن مسعودؓ سے کہ کہا شق ہوا چاند آنحضرت کے زمانے مین دو ٹکڑے ایک ٹکڑا اوپر پہاڑ کے اور ایک ٹکڑا
نیچے پہاڑ کے یعنے دونون ٹکڑے جدا ہوئے اور ایک اُن دونون کا پہاڑ کے اوپر کے جانب تھا اور دوسرا نیچے کے جانب پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے کافرون کو کہ گواہی دو میری نبوت پر یا میرے معجزہ پر ف ح ع اور بعضون نے کہا معنی اسکے یہ ہین حاضر ہو اور دیکھو [illegible]
سے لفظ اشهدوا مشتق ہی شہادت سے اور بموجب دوسرے کے شہود سے اور جاننا چاہیے کہ شق قمر بلاشبہ واقع ہوا ہی آنحضرت کے لیے اور روایت کیا ہی اسکو
ایک جماعت کثیر نے صحابہ اور تابعین مین سے اور روایت کیا ہی اُنسے جم غفیر نے ائمہ حدیث سے اور علامہ ابن سبکی نے بیچ شرح مختصر ابن حاجب کے کہا کہ
صحیح میرے نزدیک یہ ہی کہ خبر شق قمر کی متواتر ہی اور روایت کی گئی ہی صحیحین وغیرہ مین بہت سے طرق سے کہ شبہہ کو اسمین بالکل جگہ نہین کذا نقل فی المواهب اللدنیة
اور مفسر اجماع رکھتے ہین کہ مراد آیہ کریمہ اقتربت الساعة وانشق القمر مین یہی انشقاق قمر ہی کہ جو حضرت کے معجزے سے واقع ہوا نہ وہ کہ قیامت مین واقع ہوگا اور
سیاق آیت کہ فرمایا وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر دلالت کرتا ہی اسپر اور انکار کیا ہی اس معجزہ کا بعضے بدعتیون اور فلسفیون نے باعتقاد اسکے کہ خرق اور
التیام فلکیات مین محال ہی اور یہ نہین جانتے ہین وہ جاہل کہ افلاک سب پیدا کیے ہوئے اللہ تعالی کے ہین اور مسخر اُسکی قدرت کاملہ کے چنانچہ آیا ہی کہ انکو
لپیٹے گا روز قیامت کے اور بعضے ملحدون مین سے کہتے ہین کہ اگر یہ واقع ہوتا تو اُسکو عوام اور خواص لوگ نقل کرتے اور تمام اہل زمین اُسکے دیکھنے مین
شریک ہوتے اور دیکھنا اُسکا مخصوص اہل مکہ ہی کو نہوتا اور تواریخ والے متواتر اُسکو نقل کرتے جواب اسکا یہ ہی کہ چونکہ طلب کیا تھا وہ ایک قوم مخصوص نے

انھیں کو دکھا دیا اور مقصود اس خبر سے دکھانا اور الزام دینا انکا تھا اور یہ بھی ہو کہ بات بیچ رات کے تھا اور ایک لحظہ سے زیادہ نہ تھا اور لوگ سوتے تھے اور یہ ہو سکتا ہو کہ
چاند اسوقت بیچ ایسی بعض منازل کے ہو کہ بعضے اہل آفاق کو ظاہر ہوا اور بعضوں کو نہوا جیسے کہ خسوف کو بعضے شہروں والے پاتے ہیں اور بعضے نہیں پاتے
روایتوں میں آیا ہو کہ مسافروں نے کہ اطراف زمین سے وہاں پہنچے خبر دی انھوں نے شق قمر کی اور منقول ہونا اسکا متواتر ہو بے شبہ اور کتابیں سیر اور تواریخ
کی اس سے خالی نہیں ہیں کہ کافروں نے نقل نہ کریں اور منکر ہوں کچھ ضرر نہیں ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابی ہریرۃ قال قال
ابو جہل ہل یعفر محمد وجہہ بین اظہرکم فقیل نعم فقال واللات والعزی لئن رأیتہ یفعل ذلک لاطأن علی رقبتہ فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وھو یصلی زعم لیطأ علی رقبتہ فما فجئہم منہ الا وھو ینکص علی عقبیہ ویتقی بیدیہ فقیل لہ مالک فقال ان بینی وبینہ لخندقا من نار وھولا واجنحۃ
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو دنا منی لاختطفتہ الملائکۃ عضوا عضوا رواہ مسلم) اور روایت ہو ابو ہریرہ سے کہ اس نے کہا کہا ابو جہل نے
کیا خاک آلودہ کرتا ہو محمد اپنے منہ کو درمیان تمہارے یعنی نماز پڑھتا ہو اور سجدہ کرتا ہو پس کہا گیا ہاں پس کہا ابو جہل نے قسم ہو لات اور عزی کی اگر دیکھوں
میں اسکو کہ کرتا ہو یہ یعنی سجدہ تو البتہ روندوں گا میں اسکی گردن پس آیا ابو جہل آنحضرت کے پاس اس حال میں کہ آپ نماز پڑھتے تھے قصد کیا اس نے کہ پاؤں
رکھے آپ کی گردن مبارک پر پس نہ آیا وہ ناگہاں اپنی قوم کے پاس بواسطے جانے آنحضرت کی طرف مگر اس حال میں کہ ہٹتا تھا اپنی ایڑیوں پر اور بچاتا تھا
ساتھ دونوں ہاتھوں اپنے کے یعنی جب آیا پھر کر تو ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کوئی آفت اسکے درپے ہو اور وہ اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکو روکتا ہو
پس کہا گیا اسکو کیا ہو واسطے تیرے اور کیا کرتا ہو تو کہ الٹا پھرتا ہو اور اپنے ہاتھ سے کچھ روکتا ہو پس کہا ابو جہل نے درمیان میرے اور درمیان محمد
کے ایک خندق ہو آگ کی اور خوف اور امر شدید ہو اور بازو ہیں یعنی فرشتے ہیں کہ حمایت کرتے ہیں حضرت کی پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر
نزدیک ہوتا ابو جہل مجھ سے تو البتہ اچک لیجاتے اسکو فرشتے ایک ایک کر کے یعنی ہر فرشتہ اچک لیجاتا ایک ایک عضو اسکے اعضاؤں سے نقل کی
یہ مسلم نے (وعن عدی بن حاتم قال بینا انا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتاہ رجل فشکا الیہ الفاقۃ ثم اتاہ الآخر فشکا الیہ
قطع السبیل فقال یا عدی ہل رأیت الحیرۃ فان طالت بک حیوۃ فلترین الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف احدا الا اللہ
ولئن طالت بک حیوۃ لتفتحن کنوز کسری ولئن طالت بک حیوۃ لترین الرجل یخرج ملء کفہ من ذہب او فضۃ یطلب من یقبلہ فلا یجد احدا یقبلہ
منہ ولیلقین اللہ احدکم یوم یلقاہ ولیس بینہ وبینہ ترجمان یترجم لہ فلیقولن الم ابعث الیک رسولا فیبلغک فیقول بلی فیقول الم اعطک مالا
وافضل علیک فیقول بلی فینظر عن یمینہ فلا یری الا جہنم وینظر عن یسارہ فلا یری الا جہنم اتقوا النار ولو بشق تمرۃ فمن لم یجد فبکلمۃ طیبۃ قال عدی فرأیت
الظعینۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبۃ لا تخاف الا اللہ وکنت فیمن افتتح کنوز کسری بن ہرمز ولئن طالت بکم حیوۃ لترون ما قال النبی ابو القاسم
صلی اللہ علیہ وسلم یخرج ملء کفہ رواہ البخاری) اور روایت ہو عدی بن حاتم سے کہا اسوقت کہ میں تھا نزدیک آنحضرت کے کہ ناگہاں آیا آپکے پاس ایک
شخص پس شکایت کی اس نے طرف حضرت کے فاقہ اور محتاجگی کی پھر آیا حضرت کے پاس ایک اور شخص پس شکایت کی طرف حضرت کے راہزنی کی کہ واقع
ہوتی ہو راہوں میں یعنی بسبب قزاقوں کے پس فرمایا آنحضرت نے اے عدی کیا دیکھا تو نے حیرہ کو ف لفظ حیرہ ساتھ زیر ح مہملہ کے اور جزم ی کے
نام ایک قدیم شہر کا ہو نواح کوفہ میں اور محلہ مشہور ہو نیشاپور میں اور ظاہر یہ ہو کہ مراد یہاں شہر مذکور ہی ہو ف پس اگر دراز ہو ساتھ تیرے زندگی پس البتہ
دیکھیگا تو عورت سفر کرنیوالی کو اور بعضوں نے کہا عورت ہودج نشین کو کہ کوچ کریگی حیرہ سے تا طواف کرے خانہ کعبہ کا درحالیکہ نہ ڈرے کسی
سے سوا خدا کے ف مرجع یہ بات اس شخص کے جواب میں فرمائی کہ جس نے راہزنی کا گلہ کیا تھا اور یہ جواب اس شخص کے کہ شکایت فقر و فاقہ کی تھی آگے
کی بات فرمائی اور خطاب دونوں جانب عدی بن حاتم کی طرف کہ مجلس شریف میں حاضر تھے فرمایا تا سب صحابہ بشارت سنیں اور اسکے ضمن میں

جواب اُن دونوں کا حاصل ہو جاوے پھر اُسکے بعد بیان فرمایا کہ یہ فراخی اور توانگری دنیا کی تنگی ہی آخرت میں اور ندامت مگر جسکو کہ توفیق دی اللہ تعالیٰ
اُسکے خرچ کرنیکی مصارف خیر میں ت اور اگر دراز ہو ساتھ تیرے زندگی البتہ کھولے جاوینگے خزانے کسریٰ بن ہرمز بادشاہ فارس کے یعنے بطور غنیمت
کے وہ ہاتھ لگینگے اور تقسیم ہووینگے مسلمانوں میں اور اگر دراز ہو ساتھ تیرے زندگانی تو البتہ دیکھے گا تو اس شخص کو کہ نکالے گا بھری
سونے یا چاندی سے ڈھونڈیگا اُس شخص کو یعنے فقراؤں میں سے کہ قبول کرے اُسکو پس نہ پاویگا کسیکو کہ قبول کرے اُسکو ف ح بسبب نہونے
فقر اور احتیاج کے اور لینا سونے اور چاندی کا دفع حاجت کے لیے ہوتا ہی جب حاجت ہی نہوئی تو سونا چاندی کس کام آوے اور کہا ہی علمانے کہ
یہ حال اخیر زمانہ میں وقت اُترنے عیسےٰ علیہ السلام کے ہوگا جیسے کہ حدیث میں آیا ہی کہ وہ بیچ باب نزول عیسےٰ کے گذرا ہی اور بعضوں نے کہا ہی کہ مثل
اُسکے بیچ زمانہ عبد العزیز کے بھی وجود میں آیا ہی اور جزم کیا ہی بیہقی نے ایسے معنی کو اور چونکہ خوش خبری دی آنحضرت نے وسعت رزق و فراغت معیشت
کی ڈرایا شدت و سختی روز قیامت کے سے تا جمع کریں درمیان بشارت دینے اور ڈرانے کے جیسے کہ شان مقام نبوت کی ہی پس فرمایا ت اور البتہ ملاقات
کریگا اللہ تعالیٰ سے ایک تمہارا اُسدن کہ ملاقات کریگا اُس سے یعنی روز قیامت کے اس حال میں کہ نہیں ہوئیگا درمیان اُسکے اور درمیان اللہ کے
کوئی شخص ترجمہ کہ بیان کرے واسطے اُسکے ف ح ع لفظ ترجمان ساتھ زبر ت اور پیش جیم کے اور ساتھ زبر دونوں کے اور پیش دونوں کے وہ شخص
کہ بیان کرے کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں جسکو دو بھاشیا کہتے ہیں حاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان میں کوئی دو بھاشیا
نہیں ہوئیگا بلکہ ہوگی ملاقات اور کلام بلا واسطہ ت پس البتہ فرماویگا اللہ تعالیٰ کہ کیا نہیں بھیجا میں نے طرف تیرے رسول تاکہ پہونچاوے تجکو احکام
دین کے اور خبر قیامت کے آنے کی پس کہے گا ہاں بھیجا تھا تو نے رسول پس فرماویگا اللہ تعالیٰ کیا نہیں دیا میں نے تجکو مال اور کیا نہیں احسان و انعام
کیا میں نے تجھپر ف ح ع یہ استفہام تقریر کے لیے ہی یعنے دیا میں نے تجکو مال اور انعام کیا میں نے تجھپر کمال اور قدرت دی میں نے تجکو اُسکے خرچ کرنے
پر اور فائدہ اُٹھانے پر اُس سے اور صرف کرنے پر اور پر اہل استحقاق کے ت پس کہے گا بندہ ہاں دیا تھا تو نے مال اور احسان کیا تو نے مجھپر پس دیکھیگا
وہ شخص دائیں طرف اپنے پس نہیں دیکھے گا مگر دوزخ یعنی بسبب ترک کرنے اطاعت کے اور دیکھے گا بائیں طرف اپنے پس نہیں دیکھے گا مگر دوزخ ف
ع یعنی بسبب کرنے برائیوں کے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ دونوں کنایہ ہیں احاطہ سے یعنی گھیر لیگی دوزخ اور نہیں نجات ہوگی اُس سے مگر ساتھ گذرنے کے اوپر
سے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان منکم الا واردہا کان علی ربک حتما مقضیا ثم ننجی الذین اتقوا اور اسی لیے فرمایا ت کہ بچو آگ دوزخ سے بسبب تصدق کرنیکے
اگرچہ ساتھ ٹکڑے کھجور کے ہو پس جو شخص کہ نپاوے ٹکڑا کھجور کا پس چاہیے ساتھ کلام خوب اور نرم کے کہ سائل کو کہے اور لوگوں کو تا وہ خوش ہوں بشرطیکہ اُس میں
مداہنت دین کی نہو کہا عدی نے پس دیکھی میں نے عورت سفر کرنیوالی یا ہودج نشین کہ کوچ کرتی ہی حیرہ سے تاکہ طواف کرے خانہ کعبہ کا نہیں ڈرتی
مگر خدا سے یعنے جیسے کہ خبر دی تھی حضرت نے اور تھا میں درمیان اُن لوگوں کے کہ کھولے خزانہ کسریٰ بیٹے ہرمز بیٹے نوشیروان کے اور البتہ اگر دراز
ہوگی ساتھ تمہارے زندگانی تو البتہ دیکھوگے اُس چیز کو کہ کہا ہی پیغمبر ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نکالے گا شخص سونا اور چاندی اور ڈھونڈیگا
اُس شخص کو کہ قبول کرے ف ح وفات پائی عدی بن حاتم نے سن سرسٹھ یا ارسٹھ یا اُنہتر میں عمر بن عبد العزیز کے زمانے سے پہلے ت نقل کی یہ بخاری
نے (وعن خباب بن الارت قال شکونا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو متوسد بردۃ فی ظل الکعبۃ وقد لقینا من المشرکین شدۃ فقلنا الا
تدعو اللہ فقعد وہو محمر وجہہ وقال کان الرجل فیمن کان قبلکم یحفر لہ فی الارض فیجعل فیہ فیجاء بمنشار فیوضع فوق راسہ فیشق باثنین فما یصدہ
ذلک عن دینہ ویمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم وعصب ما یصدہ ذلک عن دینہ واللہ لیتمن ہذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی
حضرموت لا یخاف الا اللہ او الذئب علی غنمہ ولکنکم تستعجلون رواہ البخاری) اور روایت ہی خباب ابن ارت سے کہا کہ شکوہ کیا ہمنے یعنی کفار کا

طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حال مین کہ وہ سر کے نیچے کملی رکھے ہوئے تھے کعبہ کے سایہ مین اور تحقیق پائی تھی ہمنے مشرکون سے سختی
اور تکلیف پس کہا ہمنے آیا نہین بددعا کرتے آپ اللہ سے یعنی مشرکون پر اس لیے کہ انھون نے ایذا دی ہے ہم کو پس اٹھ بیٹھے آنحضرت اس حال مین
کہ سرخ تھا چہرہ مبارک آپ کا ف ح یعنے بسبب ایک حالت کے کہ وارد ہوئی حضرت پر سننے ظلم اور بے اندازی کافرون کی سے یا بسبب بے صبری
اور شکایت کرنے مسلمانون کے کافرون کی اور یہ مناسب تر ہے ساتھ قول آنحضرت کے ت اور فرمایا تھا شخص اگلے لوگون مین کہ کھودا جاتا تھا
اسکے لیے گڑھا زمین مین پھر رکھا جاتا تھا وہ شخص اس گڑھے مین پھر لایا جاتا تھا آرا اور رکھا جاتا تھا اوپر سر اس کے کے اور چیرا جاتا تھا وہ دو ٹکڑے پس
نہین باز رکھتا تھا اس کو وہ عذاب شدید اس کے دین سے اور کنگھی کیا جاتا تھا ایک شخص ساتھ کنگھیون لوہے کے نیچے گوشت کے ہڈیون اور پٹھون
یعنے کنگھی بسبب تیزی اور سختی کے گوشت سے گذر کر پٹھے اور ہڈی پر پہونچتی تھی اور نہین باز رکھتا تھا اس کو وہ عذاب اس کے دین سے قسم ہے اللہ
کی البتہ پورا ہوویگا یہ دین یعنے اور آسانی دیکھوگے تم بعد دشواری کے یہانتک کہ چلے گا سوار صنعا سے حضرموت تک کہ مسافت بعید ہے درمیان
دونون موضعون کے اس حال مین کہ نہین ڈریگا وہ سوار کسی سے مگر خدا سے ف ع صنعا ایک شہر ہے یمن مین بہت درخت اور پانی رکھتا
ہے مانند دمشق کے اور ایک قریہ ہے دمشق کے دروازہ پر کذا فی القاموس اور حضرموت ساتھ جزم ضاد اور زبر میم کے پیش سے بھی کہتے ہین ایک
شہر مشہور ہے یمن مین جگہ صلحا اور عابدین کی یہانتک کہ کہا ہے علما نے حضرموت تربت الاولیا یعنے حضرموت اوگاتا ہے اولیا کو یعنے اولیا اس
شہر اور زمین مین بہت پیدا ہوتے ہین اور یہ نام اس کا اس لیے رکھا گیا ہے کہ صالح پیغمبر حاضر ہوئے وہان اور رہے اور انھون نے کہا کہ حضر
ہوتی اس مین نوبت جرجیس کی ت یا نہین ڈریگا وہ گرگ سے اپنی بکریون پر ف ع مقصود بیان کرنا امن کا ہے لوگون کے ظلم سے
یعنی جیسا کہ جاہلیت مین تھا نہ امن حملہ کرنے بھیڑیے کے سے بکریون پر اس لیے کہ وہ خارج ہے عادت سے اور یہ امن بھی ہو جاویگا لیکن
اخیر زمانہ مین وقت اترنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انتہی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ایک نسخہ مین واؤ سے ہے یعنے والذئب اور وہ احتمال
رکھتا ہے یہ کہ ہووے بمعنی او کے یا ہو واو بمعنی واو جمع کے یا شک کے لیے اور بہر تقدیر پس نہین پوشیدہ ہے یہ کہ اس مین مبالغہ ہے بیچ حاصل ہونے
امن اور زوال خوف کے پس دفع ہو گیا جو کچھ کہ کہا گیا ہے کہ مقصود بیان کرنا امن کا ہے لوگون کے ظلم سے الخ ت ولیکن تم جلدی کرتے ہو
ف ع یعنے قریب ہے کہ جاتا رہیگا عذاب کرنا مشرکین کا تم کو پس صبر کرو امر دین پر جیسے کہ صبر کیا ان لوگون نے کہ پہلے تمھارے تھے مومنین
مین سے اور سخت تر عذاب کے تمھارے عذاب سے بسبب قوت یقین کے ت نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ ثُمَّ
جَلَسَتْ تَفْلِيْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْاَسِرَّةِ اَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْاَسِرَّةِ فَقُلْتُ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ نَاسٌ
مِّنْ اُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْاُوْلٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ
فَرَكِبَتْ اُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِيْ زَمَنِ مُعَاوِيَةَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا
تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے پاس ام حرام بنت ملحان کے ف ح ع لفظ ملحان میم کے زیر اور لام کے جزم سے
ہے اور حرام خالہ انس کی ہین بہن انکی مان کی کہ ام سلیم ہین اور یہ دونون عورتین خالہ تھین آنحضرت کی دودھ کے علاقہ سے یا نسبی کہا نووی نے

کر اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ ام حرام محرم تھیں آں حضرت کی لیکن اختلاف کیا ہے کیفیت محرمیت میں کہ کسی نے کسی علاقہ سے محرم کہا ہے اور کسی نے کسی
علاقہ سے کہا مؤلف نے کہ اسلام لائیں ام حرام اور بیعت کی اور مریں حالت جہاد میں اپنے خاوند کے ساتھ زمین روم میں حضرت عثمان کی خلافت
میں ست اور تھیں ام حرام بی بی عبادہ بن صامت کی ف ح کہ بہت بزرگ ہیں انصار میں سے پس بسبب محرمیت کے کہ ان دونوں بہنوں سے
رکھتے تھے ان کے پاس تشریف لاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے جیسے کہ اوپر گذرا بیچ باب اسمار النبی کے ت پس آئے آنحضرت ام حرام کے پاس
ایک دن پس کھانا کھلایا ام حرام نے آپ کو پھر بیٹھی ام حرام جوئیں دیکھتی حضرت کے سر مبارک میں ف ح اوپر تحقیق کے ساتھ گذر چکی ہے کہ جوئیں بالوں
مبارک میں نہ تھیں ولیکن یہ بال صاف کرتی تھیں غبار وغیرہ سے اور دیکھتی تھیں کہ شاید کوئی جوں ہوت پس سوئے آنحضرت پھر جاگے اس حال
میں کہ وہ ہنستے تھے کہا ام حرام نے کہ پس کہا میں نے کس چیز نے ہنسایا آپ کو یا رسول اللہ فرمایا کہ ایک جماعت لوگوں کی میری امت میں سے روبرو
کی گئی میرے اور دکھائی گئی مجکو اس حال میں کہ جہاد کرتے ہیں راہ خدا میں سوار ہوتے ہیں پشت دریا پر مانند بادشاہوں کے تختوں پر یا مثل بادشاہوں
کے تختوں پر ف ع یہ شک راوی ہے کہ لفظوں میں فرق ہے اور معنی دونوں عبارتوں کے ایک ہی ہیں تشبیہ دی پشت دریا کو ساتھ پشت زمین کے اور
کشتی کو ساتھ تخت کے اور ٹھہرایا اس پر بیٹھنے کو مشابہ بیٹھنے بادشاہ کے اپنے تخت پر واسطے اشارہ کرنے کے اس پر کہ وہ اپنے نفسوں کو تختوں میں دیا میں
اور مرتکب ہونگے اس امر عظیم کے بخوشی خاطر اور دل کی امنگ سے مانند بادشاہوں کے تختوں پر ت پس کہا میں نے یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سے
یہ کہ کرے مجکو اس جماعت میں سے کہ سوار ہونگے دریا پر جہاد کے لیے پس دعا کی آنحضرت نے ام حرام کے لئے ساتھ اس چیز کے کہ درخواست کی پھر رکھا
آنحضرت نے سر مبارک اپنا اور سو گئے اور پھر بیدار ہوے اس حال میں کہ ہنستے تھے پس کہا میں نے یا رسول اللہ کس چیز نے ہنسایا آپکو فرمایا آنحضرت نے
کتنے آدمی میری امت میں سے روبرو کیے گئے میرے جہاد کرنے والے راہ خدا میں جیسا کہ فرمایا پہلی بار میں کہ سوار ہوتے ہیں پشت دریا پر مانند بادشاہوں
کے تختوں پر پس کہا میں نے یعنے دوسری بار یا رسول اللہ دعا کیجیے اللہ سے یہ کہ کرے مجکو انہیں سے فرمایا تو پہلوں میں سے ہے ف ح یہاں سے
معلوم ہوتا ہے کہ جو جماعت دوسری بار دکھائی گئی غیر اس جماعت کے تھی کہ جو پہلے دکھائی گئی یعنی ہمیشہ نوبت بنوبت دریا میں بیٹھیں گے اور جہاد کرینگے
اور تو اس جماعت سے ہوگی کہ اول یہ کار کریں گے اور یہ بھی اس میں اشارہ ہے کہ مرتبہ پہلوں کا زیادہ ہے پچھلوں کے مرتبہ سے ت پس سوار ہوئیں
ام حرام معاویہ کے زمانہ میں ف ح ظاہر عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ ہوا بیچ زمانہ اور امارت معاویہ کے اور اکثر اس پر گئے ہیں کہ یہ ہوا بیچ وقت
امارت معاویہ کے بیچ خلافت عثمان کے پس مراد زمانہ معاویہ سے ایام ولایت معاویہ کے ہیں پس نہیں منافی ہے اس کے کہ موت انکی بیچ خلافت عثمان
کے ہوئی جیسے کہ اوپر گذرا ت پس گرائی گئیں ام حرام زمین پر اپنے جانور کی پیٹھ پر سے پس ہلاک ہوئیں اور مریں راہ خدا میں نقل کی یہ بخاری اور
مسلم نے (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ اَزْدِ شَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ اَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ
لَوْ اَنِّيْ رَاَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ فَلَقِيَهُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ اَرْقِيْ مِنْ هٰذَا الرِّيْحِ فَهَلْ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَمْدَ
لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَقَالَ
اَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ
مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ قَالَ فَبَايَعَهٗ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِيْ بَعْضِ نُسَخِ الْمَصَابِيْحِ بَلَغْنَا نَاعُوْسَ الْبَحْرِ) اور
روایت ہے ابن عباس سے کہ ضماد آیا مکہ میں اور تھا وہ ازد شنوءہ سے ف ح ع لفظ ضماد ض معجمہ کے زیر اور پیش سے اور تخفیف میم سے ہے اور دال
آخر میں اور بعضوں نے میم بھی آخر میں روایت کی ہے یعنے ضمام کہا ہے اور لفظ شنوءہ شین کے زبر اور نون کے پیش سے پھر واو ہے ساکن پھر ہمزہ

پھر نام ایک بڑے قبیلہ کا ہے یمن میں سے اور ازد ایک قبیلہ ہے اُس سے اور ضماد آنحضرت سے آشنائی رکھتا تھا پہلے نبوت کے اور یہ ایک شخص تھا طبیب اور افسون گر اور طالب علم اور اسلام لایا ابتدائے اسلام میں ست اور تھا ضماد کہ منتر پڑھتا تھا اس ہوا سے ف ح یعنی آسیب جن کے دفع کے لیے اور جن کو ریح یعنی ہوا کہتے ہیں باعتبار اس کے کہ دکھائی نہیں دیتا مانند ہوا کے ت پس سنا ضماد نے مکہ کے بیوقوفوں سے کہ کہتے ہیں محمد دیوانہ ہوا ہے پس کہا ضماد نے اگر دیکھوں میں اس شخص کو تو علاج کروں شاید کہ خدا تعالیٰ تندرستی دیوے اُن کو سبب میرے کہا ابن عباس نے پس ملاقات کی ضماد نے آنحضرت سے اور دیکھا آپ کو پس کہا اے محمد تحقیق میں منتر پڑھتا ہوں واسطے دفع آسیب جن کے پس آیا ہے تجھ کو رغبت میرے منتر پڑھنے میں اور اس علت کے دور ہونے میں پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق سب تعریفیں واسطے اللہ کے ہیں تعریف کرتے ہیں ہم اُسکی اور شکر کرتے ہیں ہم اس کی نعمتوں کا اور مدد چاہتے ہیں ہم اس سے اسی توفیق ذکر اور عبادت اور طاعت اس کے کی جس کو کہ راہ دکھاوے اور مقصد کو پہونچاوے اللہ پس نہیں ہے کوئی گمراہ کرنے والا اس کا اور جس کو گمراہ کرے خدا پس نہیں راہ دکھانے والا اور منزل مقصود کو پہونچانے والا اس کو اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ کہ ایک ہے وہ نہیں شریک اُسکا کوئی اور گواہی دیتا ہوں میں یہ کہ محمد بندہ ہے اُسکا اور رسول اُسکا اما بعد یعنی پیچھے حمد اور درود کے ف م لفظ اما بعد ایک کلمہ ہے کہ پیچھے شہادتین کے خطبوں میں مذکور ہوا ہے جیسے کہ کتاب الجمعہ میں گذرا یہاں چاہا تھا آنحضرت نے کہ پیچھے لفظ اما بعد کے خطبہ پڑھیں بیچ وعظ و نصیحت ضماد کے ولیکن اسی قدر پر اکتفا کیا اور جواب اُسکا صراحۃً رکھا اور یہ کلمات پڑھے تاکہ جانے عقلا کہ یہ شخص بڑا عقلمند ہے اور توہم جنوں اور آسیب جن کا نہیں رکھتا اور جو اس کو مجنوں کہتے ہیں وہ بیوقوف ہیں ت پس کہا ضماد نے آن حضرت کو پھر فرمائیے میرے آگے یہ کلمے اپنے پس پڑھا اُن کلموں کو اس کے آگے پیغمبر خدا نے تین بار پس کہا ضماد نے کہ البتہ تحقیق سنا ہے میں نے قول کاہنوں کا اور قول ساحروں کا اور قول شاعروں کا پس نہیں سنا میں نے مانند ان کلموں تمہارے کے اور تحقیق پہونچے ہیں یہ کلمے بیچ اور نہایت گہراؤ کی جگہ دریا سے کلام کو یعنی نہایت فصاحت اور بلاغت کو پہونچے ہیں دو تم ہاتھ اپنا تا بیعت کروں میں تم سے اسلام پر کہا ابن عباس نے پس بیعت کی ضماد نے آن حضرت سے اور مسلمان ہوا نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ بعضے نسخوں مصابیح کے واقع ہوا ہے ناعوس بجائے بلغ کے اور ناعوس نون اور عین مہملہ سے بجائے قاموس کے کہ قاف اور میم سے ہے ف ح شیخ محی الدین نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا کہ اس لفظ کو دونوں طرح ضبط کیا ہے یعنی ناعوس ساتھ نون اور عین کے اور موجود بیچ اکثر نسخوں بلاد ہمارے کے یہ ہے اور قاموس ساتھ قاف اور میم کے اور مشہور روایتوں میں یہی ہے بیچ صحیح مسلم کے اور قاضی عیاض نے کہا کہ بعضوں نے ناعوس روایت کیا ہے اور ہمارے شیخ ابو الحسن نے کہا کہ ناعوس یعنی قاموس کے ہے اور توریشتی نے کہا ناعوس خطا اور تصحیف ہے اور وہم راوی کا ہے اور بعضوں کے نزدیک قاعوس قاف اور عین سے بھی آیا ہے ناعوس لغت کی مشہور کتابوں میں مذکور نہیں ہے

(وَذَكَرَ حَدِيثَا أَبِي هُرَيْرَةَ وَجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ يَهْلِكُ كِسْرَى وَالْآخَرُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ فِي بَابِ الْمَلَاحِمِ وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِي) اور ذکر کی گئیں دونوں حدیثیں ابوہریرہ کی اور جابر بن سمرہ کی کہ بیچ اول ایک حدیث کے یہلک کسریٰ ہے اور بیچ اول حدیث دوسری کے لتفتحن عصابۃ ہے بیچ باب الملاحم کے اور یہ باب خالی ہے دوسری فصل سے

اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ مِنْ فِيهِ إِلَى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ قَالُوا نَعَمْ فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي

فکذبوه قال ابو سفیان وایم الله لولا مخافة ان یؤثر علی الکذب لکذبته ثم قال لترجمانه سله کیف حسبه فیکم قال قلت هو فینا ذو حسب قال فهل کان من آبائه من ملک قلت لا قال فهل کنتم تتهمونه بالکذب قبل ان یقول ما قال قلت لا قال ومن یتبعه اشراف الناس ام ضعفاؤهم قال قلت بل ضعفاؤهم قال ایزیدون ام ینقصون قال قلت لا بل یزیدون قال هل یرتد احد منهم عن دینه بعد ان یدخل فیه سخطة له قال قلت لا قال فهل قاتلتموه قلت نعم قال فکیف کان قتالکم ایاه قال قلت تکون الحرب بیننا وبینه سجالا یصیب منا ونصیب منه قال فهل یغدر قلت لا ونحن منه فی هذه المدة لا ندری ما هو صانع فیها قال والله ما امکننی من کلمة ادخل فیها شیئا غیر هذه روایت ہے ابن عباس سے کہا حدیث کی مجھ کو ابوسفیان بن حرب نے ایک حدیث کہ پہونچی ہے منہ اُسکے سے طرف منہ میرے کے ف ع یعنے بالمشافہ بے واسطے کے درمیان میرے اور درمیان اُس کے کہ ذکرہ الطیبی اور ظاہر یہ ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں تھا کوئی حاضر سوا میرے ساتھ اُس کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اس پر لفظ حدثنی کا ت کہا ابوسفیان نے کہ سفر کیا میں نے اُس مدت میں کہ تھی درمیان میرے اور درمیان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ف ع مراد ہے اس سے مدت صلح حدیبیہ کی اور ہوئی تھی وہ سن چھ میں اور مدت اُس کی دس برس ٹھہری تھی لیکن کفار نے نقض عہد کیا بسبب قتل کرنے بعضے خزاعہ کے کہ حلیف تھے آن حضرت کے پس غزوہ کیا انہیں سن آٹھ میں اور فتح مکہ کی ہوئی ت کہا ابوسفیان نے پس اُس وقت ناگہان میں تھا ملک شام میں [illegible] گیے ہوئے آیا خط آن حضرت کا طرف ہرقل کے ف ع لفظ ہرقل ساتھ زیرہ اور زبر را اور جزم قاف کے اور ساتھ زیر قاف کے بھی کہتے ہیں نام ہے بادشاہ روم کا اور لقب اُسکا قیصر اور اول جو ضرب ڈالی ہے دیناروں پر اُسی نے ڈالی ہے اور اول یہ یعنی گرجا گھر اُسی نے بنائے گئے ت کہا ابوسفیان نے اور تھے دحیہ کلبی کہ لائے تھے اُس خط کو پس پہونچایا دحیہ نے وہ خط طرف امیر بصرے کے ف ع کہ ہرقل کے بڑے امیروں میں سے تھا اور بصریٰ ساتھ پیش ب اور جزم صاد مہملہ کے نام ایک شہر کا ہے شام کے شہروں میں سے ت پس پہونچایا اُس خط کو امیر بصرے نے طرف ہرقل کے یعنے حکم اسی طرح کیا تھا حضرت نے دحیہ کو کہ تو یہ خط سردار بصرے کو دینا وہ ہرقل کو پہونچا دیگا پس کہا ہرقل نے کہ کیا ہے اس جگہ کوئی قوم اس شخص کی سے کہ دعوی کرتا ہے اور کہتا ہے وہ کہ میں نبی ہوں یعنے تاکہ میں پوچھوں اُس سے وصف اُن کا تاکہ ظاہر ہو ہمارے لیے سچ اور جھوٹ اُنکا کہا یعنے بعضے اُس کے خادموں نے کہ ہاں ہے ایک شخص اُس کی قوم میں سے کہ تجارت کے لیے آیا ہے پس بلایا گیا میں ساتھ ایک جماعت کے قریش سے کہ بقدر تیس آدمیوں کے تھے پس داخل ہوئے ہم اوپر ہرقل کے پس بٹھلائے گئے ہم آگے ہرقل کے یعنے تاکہ سنے کلام ہمارا اور سنیں ہم کلام اُسکا پس کہا ہرقل نے کون سا تم میں سے بہت نزدیک ہے نسبت میں اُس شخص سے کہ دعوی کرتا ہے نبی ہونیکا ف ع کہا علما نے کہ پوچھا اُس نے قریب النسبت کو کہ اُس لیے کہ وہ خوب جانتا ہوگا حال اُنکا اور بعید ہے یہ کہ جھوٹ بولے انکے حق میں ت کہا ابوسفیان نے کہ پس کہا میں نے کہ میں نزدیک تر ہوں نسب میں اس شخص سے پس بٹھایا انھوں نے مجھکو آگے ہرقل کے یعنے تنہا اور بٹھلایا میرے ساتھ والوں کو میری پیٹھ کے پیچھے ف ع اس لیے کہ قرار واقعی وہ جھٹلاویں شرم نکریں سامنے ہونے میں یا اس لیے پیچھے بٹھایا کہ وہ سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کسی بات کے بیان کرنے کو منع نکریں ت پھر بلایا ہرقل نے اپنے مترجم کو کہ زبان عربی اور رومی دونوں جانتا تھا پس کہا ہرقل نے مترجم کو کہ کہہ ابوسفیان کے یاروں کو کہ میں پوچھتا ہوں ابوسفیان سے احوال اس شخص کا کہ کہتا ہے میں پیغمبر ہوں پس اگر جھوٹ کچھ کہے تو جھٹلاؤ اُس کو اور آگاہ کر دو مجھکو حق بات پر کہا ابوسفیان نے کہ قسم ہے خدا کی اگر نہوتا ڈر اس بات کا کہ نقل کیا جاویگا مجھ پر جھوٹ تو البتہ جھوٹ بولتا میں ف یعنے حاضرین میرا جھوٹ میری قوم کے آگے بیان کریں گے اسکا ڈر تھا اگر یہ نہوتا تو جھوٹ بولتا میں ہرقل سے حضرت کے باب میں بسبب بعض مخالفت کے کہ اُن سے رکھتا تھا کہتا ہوں میں کہ ظاہر یہ ہے کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ اگر نہوتا خوف اسکا کہ میرے ساتھی جھٹلاویں مجھکو تو البتہ کچھ جھوٹ بولتا میں اُس سے ت پھر کہا ہرقل نے اپنے مترجم سے کہ پوچھ ابوسفیان سے

کر کیا ہی حسب آنحضرت کا درمیان تمہارے کہا ابو سفیان نے کہ کہا میں نے کہ وہ ہم میں صاحب حسب ہیں ف ع حسب اُس چیز کو کہتے ہیں کہ شمار
کرے اسکو آدمی اور فخر کرے ساتھ اسکے قسم شرف و فضل اپنے کے سے اور باپوں اپنے کے سے اور یہ شامل ہو نسب کو بھی اور مراد یہاں بنی ہاشم ہیں کہ
قریش میں سب سے افضل تھے اور بخاری میں آیا ہی کیف نسبہ فیکم ت کہا ہرقل نے پس کیا ہوا ہی اُس شخص کے باپوں میں سے کوئی بادشاہ کہا میں
نے نہیں کہا ہرقل نے پس کیا متہم کرتے تھے تم اسکو ساتھ جھوٹ کے پہلے اس سے کہ کہے وہ چیز کہ کہتا ہی اب یعنی کیا پہلے دعوی نبوت کے کوئی جھوٹ
اُنسے ظاہر ہوا تھا اور تم اسکو تہمت جھوٹ کی لگاتے تھے کہا ابو سفیان نے کہ کہا میں نے نہیں کہا ہرقل نے اور کون اتباع کرتے ہیں انکا اور ایمان
لاتے ہیں انپر اشراف لوگوں کے یا ضعیف اُنکے ف ح مراد اشراف سے یہاں اہل نخوت و تکبر ہیں والا کون شریف زیادہ ہی اولاد ہاشم سے مانند
عباس اور حمزہ اور علی اور جعفر کے اور اور اکابر قریش سے مانند ابی بکر اور عمر اور عثمان اور اور صحابہ کے قریش میں کہ پہلے سوال کرنے ہرقل کے سے ایمان
لاتے تھے ت کہا ابو سفیان نے کہ کہا میں نے بلکہ ضعیف لوگوں کے ایمان لائے ہیں ف ح اور ابو اسحق کی روایت میں یوں آیا ہی کہ کہا تابعداری
کی ضعیفوں اور مسکینوں اور نو عمروں نے اسی پر نسب و شرف والوں نے بیعت نہیں کی اور یہ محمول اکثر و اغلب پر ہی ت کہا ہرقل نے کیا زیادہ ہوتے
جاتے ہیں لوگ روز بروز انکی تابعیت میں یا کم یعنی بسبب پھر جانے بعض اُنکے کے طرف دینوں اپنے کے یا بسبب مرجانے بعض اُنکے کے کہا ابو سفیان
نے کہ کہا میں نے کم نہیں ہوتے ہیں بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں کہا ہرقل نے کیا مرتد ہوتا ہی یعنی پھر جاتا ہی کوئی اُنمیں سے اُسکے دین سے بعد داخل
ہونے کے اُسمیں بسبب ناخوشی رکھنے کے اُسکے دین کو کہا ابو سفیان نے کہ کہا میں نے مرتد نہیں ہوتا ہی کوئی کہا ہرقل نے پس کیا تم لڑتے ہو اُس سے
کہا میں نے ہاں کہا ہرقل نے پس کسطرح ہی لڑائی تمہاری اُس سے کہا ابو سفیان نے کہ کہا میں نے ہوتی ہی جنگ درمیان ہمارے اور درمیان
اُسکے مانند ڈولوں کے کہ کبھی یہ بھرا ہی اور وہ خالی اور کبھی وہ بھرا ہی اور یہ خالی پاتا ہی وہ ہم سے اور پاتے ہیں ہم اُس سے یعنی کبھی اُنسے مصیبت پہونچتی
ہی ہمکو اور کبھی ہم سے اُنکو کہا ہرقل نے پس کیا توڑتا ہی وہ عہد اور صلح کہ کرتا ہی کہا میں نے نہیں یعنی نہیں واقع ہوئی اُنسے عہد شکنی زمانہ گذشتہ میں اور
ہم اس مدت میں یعنی مدت صلح میں کہ حدیبیہ میں واقع ہوئی نہیں جانتے کہ کیا کرنے والے ہیں وہ اُس سے ڈرتے ہیں اس میں یعنی آیا عہد شکنی کرینگے
مدت اس صلح میں یا نہیں کہا ابو سفیان نے قسم خدا کی ممکن نہوئی مجھکو کوئی بات کہ داخل کروں میں درمیان باتوں اپنی کے کچھ سوائے اس بات کے ف
ح یعنی کوئی بات کہ اُس میں نسبت نقصان اور عیب کی جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ ممکن ہو نہیں بیان کر سکا میں سوائے اس بات کے
کہ اس میں احتمال نسبت غدر کا تھا (قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّي سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ
ذُوْ حَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِيْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ
مُلْكَ اٰبَائِهٖ وَسَاَلْتُكَ عَنْ اَتْبَاعِهٖ اَضُعَفَاؤُهُمْ اَمْ اَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ اَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ
فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً
لَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ اِذَا خَالَطَ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ وَسَاَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ اَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْاِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَ
سَاَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ اَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَاَلْتُكَ
هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ لَا يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَاَلْتُكَ هَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ فَزَعَمْتَ اَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ
قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهٗ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَاْمُرُكُمْ قُلْنَا يَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ اِنْ يَّكُ مَا تَقُوْلُ حَقًّا فَاِنَّهٗ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ
اَعْلَمُ اَنَّهٗ خَارِجٌ وَلَمْ اَكُ اَظُنُّهٗ مِنْكُمْ وَلَوْ اَنِّيْ اَعْلَمُ اَنِّيْ اَخْلُصُ اِلَيْهِ لَاَحْبَبْتُ لِقَاءَهٗ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهٗ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهٗ مَا تَحْتَ

قَدِمَ ثُمَّ دَعَا بِکِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَقَدْ سَبَقَ تَمَامُ الْحَدِیْثِ فِیْ بَابِ الْکِتَابِ اِلَی الْکُفَّارِ کہا ہرقل نے پس کیا کہی ہی
یہ بات کسی نے پہلے اُس کے ف ع یعنے سواے انبیاء معروفین کے مانند ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسباط اور موسیٰ اور عیسیٰ
علیہم السلام کے کسی نے تمہاری قوم مین سے دعوی نبوت کا کیا ہی پہلے اُن کے ت کہا مین نے نہین پھر کہا ہرقل نے ف ع یعنے بعد
اُس کے کہ فارغ ہوا سوالون سے کہ دلالت کرتے ہین نبوت اور رسالت پر اور ارادہ کیا یہ کہ شروع کرے بیان کرنا جہات اُن کی کا از راہ منقول
اور معقول اور عرف اور عادات کے کہات واسطے ترجم اپنے کے کہو ابو سفیان سے کہ تحقیق مین نے پوچھا حسب اس شخص کا تم مین پس جواب
دیا تو نے یہ کہ وہ تم مین صاحب حسب کا ہی اور اسی طرح پیغمبر واقع ہوتے رہے بعثت ان کی بیچ اشراف قوم ان کی کے اور پوچھا مین نے تجھ سے کہ کیا تھا
اُس کے باپ داداون مین کوئی بادشاہ پس جواب دیا تو نے کہ نہین پس کہا مین نے یعنے اپنے دل مین کہ اگر ہوتا اُس کے باپ داداون مین کوئی
بادشاہ تو کہتا مین کہ یہ ایک شخص ہی کہ طلب کرتا ہی ملک باپ دادا اپنے کا اور پوچھا مین نے تجھ سے حال اُس کے تابعدارون کا کہ آیا ضعیف ہین یعنے
فقیر و گوشہ نشین لوگ ہین یا اشراف یعنے اغنیا اور جاہ و حشم والے پس کہا تو نے بلکہ ضعیف لوگ ہین اور یہی ضعیف ہوتے ہین تابعدار پیغمبرون کے
ف ح کہ سبقت کرتے ہین اُن کے تابعدار کرنے مین اور امرا کہ گرفتار جاہ و تکبر کے ہین محروم رہتے ہین اس سعادت سے یہانتک کہ جب عاجز ہو
ہین اور راہ خلاصی کی تنگ ہوتی ہی تو مضطر اور ناچار ہوکر اسلام لاتے ہین ت اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا تم متہم کرتے تھے اُسکو ساتھ جھوٹ
کے پہلے اس سے کہ کہے وہ چیز کہ کہی اب پس جواب دیا تو نے کہ نہین پس جانا مین نے یہ کہ نہین ہی معقول اور متصور کہ چھوڑے جھوٹ بولنے کو
لوگون پر پھر شروع کرے کہ جھوٹ بولے اللہ پر ف ع یعنے ہر ایک پر ظاہر ہی کہ جھوٹ بولنا اللہ پر نہایت بُرا ہی پس یہ کب ہوسکتا ہی کہ لوگون سے
تو جھوٹ نہ بولے اور اللہ پر جھوٹ باندھے ت اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا پھر جاتا ہی کوئی اُن مین سے اُس کے دین سے بعد داخل ہونے کے دین مین
بسبب ناراض ہونے کے اُس کے دین سے پس کہا تو نے نہین اور ایسا ہی ہی حال ایمان کا کہ نہین نکلتا ہی جس وقت کہ ملجاوے لذت اور حلاوت
اُسکی دلون مین کہ زنگ ایمان کا جم جاتا ہی اور اگر کوئی پھر گیا تو ایمان اس کے دل کے اندر نہین آتا اور نہین ٹھہرا تھا اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا
زیادہ ہوتے جاتے ہین تابعین اُسکے روز بروز یا کم پس جواب دیا تو نے کہ وہ زیادہ ہوتے جاتے ہین اور اسی طرح ہی دین و ایمان کہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی یعنے بنفسہ اور اہل اُس کے یہانتک کہ تمام اور کامل ہو ف ع یعنے پورا ہو بسبب اور ضمیمہ کے اُس مین قسم نماز اور زکوٰۃ اور روزون
وغیرہ سے اور اس لیے اُتری آیت اخیر عمر مین آنحضرت کے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ ت اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا لڑتے ہو تم
اُنسے پس جواب دیا تو نے کہ ہم لڑتے ہین اُنسے پس ہوتی ہی لڑائی درمیان ہمارے اور درمیان اُنکے مانند ڈولون کے پہونچتا ہی یعنے مصیبت کو وہ
تمسے اور پہونچتے ہو تم اُن سے اور ایسے ہی رسول مبتلا اور آزمائے جاتے ہین ساتھ اعداے دین کے پھر ہوتی ہی جماعت پیغمبرون کے لیے فتح
اور نصرت آخر کار مین اور غالب آتا ہی دین اُنکا اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا عہد شکنی کرتا ہی وہ شخص پس جواب دیا تو نے کہ وہ عہد شکنی نہین کرتا
اور ایسے ہی پیغمبر ہوتے ہین کہ عہد شکنی نہین کرتے اور پوچھا مین نے تجھسے کہ کیا کہا ہی یہ قول یعنے دعوی نبوت کا کیا ہی کسی نے پہلے اس کے
پس جواب دیا تو نے کہ نہین پس کہا مین نے کہ اگر ہوتا کہ کہتا یہ بات کوئی پہلے اس کے تو کہتا مین کہ ایک شخص ہی کہ پیروی کرتا ہی ساتھ قول کے
کہ کہا گیا ہی پہلے اُس کے کہا ابو سفیان نے پھر پوچھا ہرقل نے مجھسے کہ ساتھ کس چیز کے حکم کرتا ہی وہ شخص تمکو کہا مین نے کہ حکم کرتا ہی ہمکو ساتھ
نماز اور زکوٰۃ اور سلوک کرنے کے ناتے دارون سے اور بچنے کے حرام سے کہا ہرقل نے اگر سچ ہی وہ چیز کہ کہتا ہی تو بلا شبہ وہ پیغمبر ہی اور تحقیق
تھا مین جانتا کہ تحقیق پیغمبر نکلنے والا ہی یعنے اخیر زمانہ مین اور نہین تھا مین گمان کرتا اُس کو تم مین سے ف ح ع یعنے نسل اسمٰعیل سے کہ

باپ ہین عرب کے بلکہ گمان کرتا تھا ہین کہ وہ ہم ہین سے کہ اولاد اسحق ہین ہوگا اس لیے کہ اکثر انبیا بعد ابراہیم علیہ السلام کے اولاد اسحق سے ہوئے
اور یہ کہنا ہرقل کا کہ اگر سچ ہو وہ چیز کہ کہتا ہو تو وہ پیغمبر ہو بلا شبہ بسبب الٰہی کتابون کے خبرون کے تھا کہ ان ہین یہ علامتین حضرت کی لکھی تھین سو
پائی گئین حضرت ہین اور بسبب حکم کہانت اور نجوم کے بھی تھا چاہیے کہ صحیح بخاری ہین آیا ہو کہ کہا ہرقل نے دیکھا ہین نے نجوم ہین اور دیکھا ہین نے
بادشاہ ختان کو پس پوچھا کہ کون ہو اس امت ہین کہ ختنہ کرتا ہو کہا لوگون نے کہ عرب ہین کہ ختنہ کرتے ہین انتہی اور ہرقل نے علامتون مذکورہ سے
حقیقت حضرت کی معلوم کی اور باوجود اس کے ایمان نہین لایا اور فائدہ نہین اٹھایا اس معرفت سے اس لیے کہ اس نے فوج کشی کی رسولخدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اور لڑا ان سے اور نہین منصور کیا لشکر کے بھیجے ہین صحابہ پر روم وغیرہ سے کئی بار پس شکست دیتا تھا اللہ ان کو اور ہلاک
کرتا تھا ان کو کہ نہین پھرتے تھے طرف اس کے ان ہین سے مگر تھوڑے سے اور ہمیشہ اسی حال پر رہا یہان تک کہ مرا اور فتح ہوئی اکثر شہر شام
کے بیچ مسلمانون نے فتح کیے پھر والی ہوا بعد اس کے مرنے کے بیٹا اس کا اور اس کے مرنے کے بعد باقی رہی سلطنت رومیون کی بیچ کا فرون
کی پھر مسلمان رومی مسلط ہوئے بسبب غلبہ اور شوکت ایمان کے یہان تک کہ قائم کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو واسطے مقابلہ جماعت نصرانیہ اور مقابلہ فرقہ
کے اور قائم ہوئے وہ واسطے خدمت حرمین شریفین کے کہ امیر ترجمہ کرے ... [illegible]
اور اولیا کی جزاہم اللہ خیر الجزا ونصرہم علیٰ جمیع الاعدا الی یوم الندا اور بات یہ ہو کہ جس کو ہدایت کرے اللہ اس کو کوئی گمراہ نہین کر سکتا اور جس
کو گمراہ کرے اللہ اس کو کوئی ہدایت نہین کر سکتا دیکھا چاہیے کہ ہرقل نے کیا حضرت کی حقیقت معلوم کی لیکن ... [illegible] ... سعادت ازلیہ
کے اور ہوئے شقاوت ابدیہ کے اور سبب اس کا طمع ریاست کی تھی اور محبت مال کی ہے اور اگر تحقیق ہین جانتا ہون کہ پہنچ سکون گا طرف ان کے
تو البتہ دوست رکھتا دیکھنا ان کا اور اگر ہوتا ہین پاس ان کے تو البتہ دھوتا ہین دونون پاؤن ان کے اور البتہ پہنچے گا غلبہ اور حکومت اس کی
اس زمین ہین کہ نیچے دونون پاؤن میرے کے ہو کہ ملک روم اور شام کا ہو پھر منگایا خط آن حضرت کا اور پڑھا اس کو ف ع اور تعظیم و تکریم کی
اس کی اور مبالغہ کیا اس کی محافظت ہین پس ہوا وہ سبب باقی رہنے سلطنت اس کی کا اس کی اولاد ہین بخلاف کسریٰ کے کہ اس نے پھاڑ
ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا آن حضرت کے خط کو پس ٹکڑے ٹکڑے کیا اللہ نے ملک اس کا اور متفرق کیا اس کی اولاد کو اور نکال دیا ان کو آخر
سے ملک اس کا کہا سیف الدین نے کہ بھیجا مجھکو بادشاہ مغرب نے طرف بادشاہ فرنگ کے کسی کام کے لیے پس وہ کام کر دیا اس نے اور کہا مجھکو
وہان ٹھہرنے کے لیے پس انکار کیا ہین نے پھر کہا تحفہ دون گا ہین تجھکو اچھا تحفہ پھر نکالی صندوق ہین سے ایک تلوار سونے کی اور نکالا اس ہین
ایک خط کہ اڑ گئے تھے اکثر حرف اس کے اور کہا کہ یہ ہی خط تمہارے نبی کا کہ آیا تھا میرے دادا قیصر کے لیے میراث ہین چلا آتا ہو یہ ہمارے اب تک
اور وصیت کی تھی ہم کو ہمارے دادا نے کہ جب تک یہ ہمارے پاس رہیگا نہین جانے کا ملک ہم سے پس ہم محافظت کرتے ہین اس کی تاکہ ... [illegible]
ہمارے لیے ذکرہ کمال الدین سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور گذری یہ ساری حدیث باب الکتاب الی الکفار ہین ف رح اور صحیح بخاری ہین آیا ہو
کہ ہرقل نے روم کے سردارون کو اپنے مکان ہین جمع کیا اور حکم کیا کہ اس کے دروازے بند کر دین اور کہا اے گروہ اگر مطلب یاب ہونا چاہتے ہو تو
ایمان لاؤ اس نبی آخر زمان پر پس اچھلے اور بھاگے جیسے کہ گورخر اچھلتے ہین اور بھاگتے ہین اور ہرقل نے جب وحشت اور نفرت ان کی دیکھی تو کہا
اپنے ہی حال پر رہو ہین تم کو آزماتا تھا کہ اپنے دین ہین کس قدر قوت اور استحکام رکھتے ہو پس سجدہ کیا انھون نے اس کو اور راضی ہوئے اس سے
اور تھا یہ آخر کار ہرقل کا اور اختلاف کیا ہو ہرقل کے ایمان ہین راجح یہ ہی ہو کہ وہ کفر ہی پر باقی رہا اور مسند امام احمد ہین آیا ہو کہ اس نے لکھا تبوک
سے آن حضرت کو کہ ہین مسلمان ہون آن حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹ کہتا ہو وہ اپنی نصرانیت ہی پر ہو اور ہرقل کے قصہ سے معلوم ہوتا ہو کہ علم اور دانا ...

ہدایت پانے میں کافی نہیں ہے جب تک کہ توفیق الٰہی رفیق نہ ہو جیسا کہ حال ہوا کا تعارج عشق کا بیت کہ موقوف ہدایت باشد ۞ اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ محبت دنیا اور حب ریاست مانع ہے حق کے پانے سے واللہ اعلم نسال اللہ العافیۃ **بَابٌ فِی الْمِعْرَاجِ** باب ہے بیچ بیان معراج کے فتح عروج معنی اوپر چڑھنے کے ہے اور معراج آلہ چڑھنے کا یعنی سیڑھی گویا آن حضرت کے لیے ایک سیڑھی ہے کہ اس پر سے آسمان پر چڑھے اور ایک روایت میں بھی آیا ہے کہ جب آن حضرت سیڑھی پر چڑھے تو ایک سیڑھی ان کے لیے رکھی کہ اس پر سے اوپر گئے اور ایک سیڑھی ہے کہ ملائکہ اس پر سے چڑھتے اترتے ہیں اور اکثر علما اس پر ہیں کہ معراج ربیع الاول میں تھی بارھویں سال رسول ہونے سے اور بعضے کہتے ہیں کہ ستائیسویں رمضان کو ہوئی اور مشہور یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو ہوئی تھی عمل اہل مدینہ کا رجب میں کہ ان کے موسم شریفہ سے اسی پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ سن پانچ یا چھ میں تھی اور جاننا چاہیے کہ یہاں ایک اسرا ہے اور ایک معراج اسرا مسجد حرام سے ہے مسجد اقصیٰ تک اور معراج مسجد اقصیٰ سے ہے آسمان تک اور اسرا ثابت ہے نص قرآن سے اور منکر اس کا کافر ہے اور معراج ثابت ہے حدیثوں مشہورہ سے اور منکر اس کا گمراہ اور بدعتی ہے اور مختلف آئیں ہیں اقوال علما کے اس باب میں کہ معراج خواب میں تھی یا بیداری میں اور ایک بار تھی یا کئی بار ایک بار جاگتے میں اور کئی بار سوتے میں اور جو کچھ کہ سوتے میں تھی تو طلیہ اور تمہید اس کی تھی کہ جاگتے میں ہوئی تا ایک طرح کی قوت اور انسیت ساتھ اس عالم کے حاصل ہو جیسے کہ بیچ رویا ر صادقہ کے کہ ابتدائے نبوت میں ہوا تھا یہ نکتہ کہا ہے یا جاگتے میں تھی ساتھ بدن کے بیت المقدس تک اور ساتھ روح کے آسمان تک اور تحقیق یہ ہے کہ ایک بار جاگتے میں ہوئی ساتھ بدن شریف کے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے آسمان تک اور آسمان سے وہاں تک کہ خدا نے چاہا نقل کیا ہے علما نے اخیر قصہ تک جو حدیثوں میں مذکور ہے اور یہی ہے مذہب جمہور فقہا اور متکلمین اور صوفیہ کا اور وارد ہوئی ہیں انہیں حدیثیں صحیحہ اور اخبار صریحہ صحابہ سے نہایت کثرت سے اور واقع میں اگر معراج خواب میں ہوتی تو باعث اس تمام فتنہ اور غوغا کی ہوتی اور نہ باعث اختلاف اور ارتداد کی ہوتی اور معراج ساتھ جسم کے آن حضرت کے خصوصیات سے ہے کہ کسی کو انبیا میں سے سوائے آن حضرت کے نہیں ہوئی یہ تشریف و تکریم خاص حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے آن حضرت کے لیے ہوئی اور سمجھانا اس معنی کا گرفتاران عقل کے حوصلہ سے باہر ہے یہاں ایمان لانا چاہیے اور کیفیت اس کی علم الٰہی کے سپرد کرنی چاہیے اور حقیقت میں تمام اطوار نبوت کے اور وحی اور معجزے احاطہ عقل و قیاس سے باہر ہیں جو کوئی اس کو تابع قیاس کے اور موقوف اوپر فہم اور عقل اپنی کے رکھے اور کہے کہ جب تک میری عقل میں نہ آوے نہیں ماننے کا میں اور اعتقاد نہیں کرنے کا اس کا وہ حصہ ایمان سے محروم ہوگا اولیاء اللہ کو ایک مقام میں پہونچکر کچھ حقیقت اس کی روشن اور واضح ہوتی ہے اور پہلے پہونچنے کے اس مقام کو طور ایمان ہے یعنی جو اللہ و رسول فرما دیں بیشک مان لیوے ہرگز چون و چرا نکریں کہ سلامتی اس میں ہے نسال اللہ العافیۃ واللہ اعلم **اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ** فصل پہلی

(عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ اُسْرِيَ بِهٖ قَالَ بَيْنَمَا اَنَا فِي الْحَطِيْمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا اِذْ اَتَانِيْ اٰتٍ فَشَقَّ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ يَعْنِيْ مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهٖ اِلٰى شِعْرَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِيْ ثُمَّ اُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءٍ اِيْمَانًا فَغُسِلَ قَلْبِيْ ثُمَّ حُشِيَ ثُمَّ اُعِيْدَ وَفِيْ رِوَايَةٍ ثُمَّ غُسِلَ الْبَطْنُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ اِيْمَانًا وَحِكْمَةً ثُمَّ اُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ اَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ يَضَعُ خَطْوَهٗ عِنْدَ اَقْصٰى طَرْفِهٖ فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ فَانْطَلَقَ بِيْ جِبْرِيْلُ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيْهَا اٰدَمُ فَقَالَ هٰذَا اَبُوْكَ اٰدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِالْاِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ حَتّٰى اَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ فَفُتِحَ فَلَمَّا خَلَصْتُ اِذَا يَحْيٰى وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ قَالَ هٰذَا يَحْيٰى وَهٰذَا عِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا ثُمَّ قَالَا مَرْحَبًا بِالْاَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ثُمَّ صَعِدَ بِيْ اِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ قِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ جِبْرِيْلُ قِيْلَ وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قِيْلَ وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ قِيْلَ مَرْحَبًا بِهٖ

فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت اذا یوسف قال ہذا یوسف فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح
ثم صعد بی حتی اتی السماء الرابعة فاستفتح قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل الیہ قال
نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا ادریس فقال ہذا ادریس فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء الخامسة فاستفتح قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل
الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا ہارون قال ہذا ہارون فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبی الصالح ثم صعد بی حتی اتی السماء السادسة فاستفتح قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد ارسل
الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء ففتح فلما خلصت فاذا موسی قال ہذا موسی فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد ثم قال مرحبا بالاخ
الصالح والنبی الصالح فلما جاوزت بکی قیل لہ ما یبکیک قال ابکی لان غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من امتہ اکثر ممن یدخلہا من امتی ثم
صعد بی الی السماء السابعة فاستفتح قیل من ہذا قال جبرئیل قیل ومن معک قال محمد قیل وقد بعث الیہ قال نعم قیل مرحبا بہ فنعم المجیئ جاء
فلما خلصت فاذا ابراہیم قال ہذا ابوک ابراہیم فسلم علیہ فسلمت علیہ فرد السلام ثم قال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح ثم رفعت
الی سدرة المنتہی فاذا نبقہا مثل قلال ہجر واذا ورقہا مثل آذان الفیلة قال ہذا سدرة المنتہی فاذا اربعة انہار نہران باطنان ونہران
ظاہران قلت ما ہذان یا جبرئیل قال اما الباطنان فنہران فی الجنة واما الظاہران فالنیل والفرات ثم رفع لی البیت المعمور ثم اتیت باناء
من خمر واناء من لبن واناء من عسل فاخذت اللبن فقال ہی الفطرة انت علیہا وامتک ثم فرضت علی الصلوة خمسین صلوة کل یوم
فرجعت فمررت علی موسی فقال بما امرت قلت امرت بخمسین صلوة کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمسین صلوة کل یوم وانی واللہ قد
جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی ربک فسلہ التخفیف لامتک فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی
فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فوضع عنی عشرا
فامرت بعشر صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال مثلہ فرجعت فامرت بخمس صلوات کل یوم فرجعت الی موسی فقال بما امرت قلت امرت بخمس
صلوات کل یوم قال ان امتک لا تستطیع خمس صلوات کل یوم وانی قد جربت الناس قبلک وعالجت بنی اسرائیل اشد المعالجة فارجع الی
ربک فسلہ التخفیف لامتک قال سالت ربی حتی استحییت ولکنی ارضی واسلم قال فلما جاوزت نادی مناد امضیت فریضتی وخففت عن
عبادی (متفق علیہ) روایت ہے قتادہ سے کہ نقل کی انس بن مالک سے انہوں نے نقل کی مالک بن صعصعہؓ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی اور
خبر دی صحابہؓ کو احوال اس رات کے سے کہ لیجایا گیا آنحضرت کو اسوقت کہ میں تھا بیچ حطیم کے اور بعض وقت کہا حجر میں ف ح حطیم ح کے
زبر سے اور حجر ح کے زیر سے نام دو جگہوں کا ہے صحن کعبہ میں چنانچہ بیان اسکا کتاب الحج میں ہو چکا ہے ت کہ اس حال میں کہ میں لیٹا ہوا تھا
کہ ناگہان آیا میرے پاس آنیوالا یعنے فرشتہ پس چیرا اس چیز کو کہ درمیان اسکے ہے یہانتک کہا مالک نے کہ مراد رکھتے تھے حضرت اس اشارہ سے
گڑھے سے حلق کے سنے کہ جسکو ہنسلی کہتے ہیں زیر ناف کے بالوں تک پس نکالا دل میرا ف ح یہ شق کرنا سینہ مبارک کا غیر اس شق کے ہے کہ ہوا
صغر سن میں اسواسطے کہ وہ واسطے نکالنے مادہ ہوائی کے تھا حضرت کے دل سے اور یہ واسطے داخل کرنے کمال علم اور معرفت کے تھا قلب شریف
میں ت پھر لایا گیا میرے پاس ایک لگن سونے کا بھرا ہوا ایمان سے ف ح یہ قبیلہ کنایہ از تمثیل کے ہے یا یہ کہ ایمان ایک صورت بنایا گیا
جیسے کہ صورت پکڑینگے اعمال روز قیامت کے واسطے تولنے کے ت پس دہویا گیا دل میرا پھر بھرا گیا یعنے محبت رب سے یا علم و ایمان سے

پھر پھر آگیا دل یعنی اپنی جگہ اصلی پر رکھا گیا اور ایک روایت مین یون ہی کہ پھر دہویا گیا پیٹ یعنی اندر کی چیزین مطلق یا جگہ دل کی زمزم کے پانی سے پھر
بھر آگیا ایمان و حکمت سے پھر لایا گیا میرے پاس ایک جانور نیچا گہوڑے سے اور اونچا گدہے سے سفید رنگ کہا جاتا تھا اسکو براق یعنی بسبب جلدی چلنے
اسکے کے مانند برق یعنی بجلی کے اور بسبب روشنی رنگ اسکی کے رکھتا تھا قدم اپنا نزدیک تمام ہونے نگاہ اپنی کے ف ع ح کہا بعضون نے صحیح
تر یہ ہی کہ وہ براق مقرر تھا واسطے سواری سب انبیا کے اور بعضون نے کہا کہ ہر نبی کے لیے ایک براق ہی علیحدہ مناسب مرتبہ اور مقام اسکے کے جیسے
کہ ہر ایک کے لیے ایک حوض ہی آخرت مین موافق مقام اسکے کے اور بموجب اس قول کے معلوم ہوتا ہی کہ یہ براق مخصوص آنحضرت کے لیے تھا اور کہا
شیخ عبد الوہاب متقی نے کہ اسکو براق اور مرکب اور دابہ کہنا چاہیے اور گہوڑا کہنا چاہیے جیسے کہ بعضے شعرا کے کلام مین واقع ہوا ہی اور بعضون نے
دلیل پکڑی ہی ساتھ اسکے اسپر کہ پہونچا براق کا آسمان پر ساتھ ایک قدم کے ہی اسلیے کہ نظر اسکی کہ زمین سے پہلے آسمان پر پہونچتی ہی پہونچا اسکا آسمانون پر
سات قدمون مین ہوا پس سوار کیا گیا مین اسپر ف ح اس عبارت مین اشارہ ہی اسپر کہ سوار ہونا آنحضرت کا براق پر محض اللہ کی مدد اور قدرت
سے تھا اور ممکن ہی کہ کہا جاوے کہ سوار کرنیوالے آنحضرت کے اسپر جبرئیل تھے ساتھ قوت ملکیہ اپنی کے اور یہ کچھ بعید نہین ہی اسلیے کہ جبرئیل واسطے
پہونچنے فیض الہی کے اور اترنے وحی کے آنحضرت پر اور یہ ایک طرح کی خدمت ہی کہ خادم بادشاہ کی کرتے ہین اور جبرئیل اس شب مین چاکر اور غاشیہ
بردار انسرور کے تھے چنانچہ ایک روایت مین آیا ہی کہ جبرئیل نے رکاب آنحضرت کی پکڑی تھی اور میکائیل باگ براق کی ہاتھ سے تھامے ہوے تھے
ت پھر لیگیا مجھکو جبرئیل یہانتک کہ آیا نیچے کے آسمان پر ف ع ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ آن حضرت براق ہی پر سے یہانتک کہ پہونچے
آسمان پر اور تمسک کیا ہی ساتھ اسکے ان لوگون نے کہ کہا معراج تھی ایک شب مین سواے شب اسرا کے بیت المقدس تک پس اسپر معراج بنا بر
غیر اس روایت کے اخبار سے یہ ہی کہ نہین تھی براق بلکہ چڑہے معراج پر کہ جسکو سیڑھی کہتے ہین جیسے کہ واقع ہوا ہی صراحۃ ذکر وا العسقلانی کہا ہو ان بشان
کہ یہ اختصار ہی راوی سے اور اجمال ہی اس روایت کا کہ آن حضرت نے باندہا براق ساتھ اس حلقہ کے کہ باندہتے تھے اس سے انبیا وہان ممکن
ہی یہ کہ ہو چلنا حضرت کا براق پر بیت المقدس تک پھر چلنا اوپر کا آسمان تک معراج پر کہ وہ سیڑھی ہی واللہ اعلم پس گویا راوی نے طی کیا یعنی مختصر کیا
روایت کو ت پس طلب کی جبرئیل نے آسمان کے دروازے کھولنے کی کہا گیا یعنی آسمان کے دربانون نے پوچھا کہ کون ہی یہ کہا جبرئیل نے کہ مین
جبرئیل ہون ف ع ح اس سے معلوم ہوا کہ آسمان مین دروازے ہین حقیقۃً اور انکا دربان ہین انپر اور کہتے ہین کہ وہ دروازے مقابل بیت المقدس
کے ہین اور اس سے ثابت ہوا اذن چاہنا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ لائق ہی یہ کہنا انا زید مثلاً یعنی اسی پر نہ اکتفا کرے کہ مین ہون جیسے کہ متعارف
ہی اسلیے کہ اس سے منع آیا ہی بلکہ اپنا نام لے کہ مین فلانا ہون ت کہا گیا اور کون ہی ساتھ تیرے کہا جبرئیل نے ساتھ میرے محمد ہین کہا فرشتون
نے یعنی بطریق استفہام کے اور تحقیق کوئی بہیجا گیا ہی طرف انکے یعنی محمد کے کہ تمہارے ساتھ آئے ہین بلائے ہوئے آئے ہین یا آپ سے کہا
جبرئیل نے ہان بلائے ہوئے آئے ہین کہا فرشتون نے مرحبا محمد کو یعنی لایا اللہ نبی کو جگہ فراخ مین اور اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ آسمان کا پس
جبکہ پہونچا اور داخل ہوا مین آسمان مین پس ناگہان اسمین تھے آدم پس کہا جبرئیل نے یہ باپ یعنی دادا تیرے ہین آدم پس سلام کر انکو ف ع
ح لکھا ہی علما نے کہ حکم کیا جبرئیل نے آن حضرت کو سلام کے سبقت کرنے کا انبیا پر واسطے تعلیم تواضع اور شفقت کے چونکہ آنحضرت ایک مرتبۂ عالی
کو پہونچے تھے کہ زیادہ اس سے ممکن اور متصور نہین لازم تھا کہ تواضع اور شفقت کرین اور یہ بھی کہا ہی علما نے کہ آن حضرت بسبب گذرنے کے انبیا پر حکم
گذرنے کے تھے اور انبیا اپنے مقام مین ثابت تھے حکم بیٹھنے کا رکھتے تھے اور گذرنا سلام کرتا ہی بیٹھے پر اگرچہ افضل ہو اس سے ت پس سلام کیا
مین نے آدم علیہ السلام پر پس جواب سلام کا دیا آدم نے پھر کہا مرحبا ساتھ بیٹے نیک بخت کے اور پیغمبر صالح کے ف ع تعریف کی آدم نے

اور تمام انبیا نے کہ مذکور ہیں حدیث میں آن حضرت کی ساتھ نیک بختی کے پس معلوم ہوا کہ نیک بختی مرتبہ عظیم اور ایک مقام بلند ہے اور شامل ہے تمام خصلتوں
خیر کو اسیلئے کہا گیا ہے کہ صالح وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اُس چیز کے کہ لازم ہوا اسپر قسم حقوق اللہ اور حقوق العباد سے اور پروردگار تعالی نے بھی کتاب
مجید میں وصف کیا ہے انبیا کو ساتھ صلاح کے کہ فرمایا وکل من الصالحین وکلا جعلنا صالحین ف پھر اوپر لیگئے مجھکو جبرئیل یہانتک کہ آئے
دوسرے آسمان پر پس طلب کی دروازہ کھولنے کی پس کہا گیا کون ہے کہا جبرئیل نے کہ جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تمہارے کہا محمد ہیں کہا گیا
تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف اُسکے یعنی بلانے کے لیے کہا کہ ہاں کہا گیا مرحبا آنکو پس اچھا آنا آیا پھر کھولا گیا دروازہ پس جبکہ پہونچا میں دوسرے
آسمان پر ناگہاں یحیٰی اور عیسیٰ علیہم السلام کو دیکھا تھے اور وہ دونوں بیٹے خالہ کے ہیں آپس میں یعنی اسیلئے کہ بہن مریم کی بیچ گھر زکریا والدہ یحیٰی
کے تھیں اور اسی سبب سے زکریا کفالت مریم کی کرتے تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ یحیٰی ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس
جواب دیا سلام کا دونوں نے یعنی اچھی طرح پھر کہا دونوں نے مرحبا بھائی صالح کو اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجھکو جبرئیل طرف تیسرے آسمان کے
پس کھلوایا گیا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا جبرئیل نے کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف
اُنکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا آنکو پس اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پس جبکہ پہونچا میں بیچ تیسرے آسمان میں ناگہاں یوسف کو دیکھا کہا جبرئیل
نے کہ یہ یوسف ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا پھر کہا مرحبا بھائی صالح کو اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجھکو جبرئیل
یہانتک کہ آئے چوتھے آسمان پر پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا جبرئیل نے میں ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور
تحقیق بھیجا گیا کوئی طرف اُسکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا آنکو پس اچھا آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پھر جبکہ پہونچا میں بیچ اس آسمان میں پس ناگہاں
ادریس تھے پس کہا جبرئیل نے یہ ہیں ادریس پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح کو اور
نبی صالح کو ف ع اگرچہ ادریس آن حضرت کے دادوں میں سے ہیں لیکن انبیا سب بھائی آپس میں ہیں اور چونکہ باپ ہونا آدم اور ابراہیم کا
مشہور تھا اور روشن تر تھا اُنھوں نے ابن صالح کہا ف پھر لے چڑھے مجھکو جبرئیل طرف پانچویں آسمان کے پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا
جبرئیل نے میں ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا کوئی طرف اُسکے کہا ہاں کہا گیا مرحبا آنکو پس اچھا
آنا آیا پس کھولا گیا دروازہ پس جب پہونچا میں پس ناگہاں ہارون تھے کہا جبرئیل نے یہ ہارون ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو
پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح کو پھر لے چڑھے مجھکو یہانتک کہ آئے چھٹے آسمان پر پس کھلوایا دروازہ کہا گیا کون ہے یہ کہا
جبرئیل نے کہ میں جبرئیل ہوں کہا گیا اور کون ہے ساتھ تیرے کہا محمد ہیں کہا گیا اور تحقیق بھیجا گیا تھا طرف اُسکے کوئی کہا ہاں کہا گیا مرحبا آنکو پس اچھا
آنا آیا پس جب پہونچا میں اُس آسمان میں تو ناگہاں موسیٰ تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ موسیٰ ہیں پس سلام کرو انکو پس سلام کیا میں نے انکو پس جواب دیا
سلام کا پھر کہا مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح کو پس جبکہ بڑھا میں آگے کو روئے موسیٰ کہا گیا واسطے اُنکے کہ کس چیز نے رولایا تمکو کہا موسیٰ نے
کہ روتا ہوں اسواسطے کہ ایک لڑکا نوجوان بھیجا گیا پیچھے میرے کہ داخل ہونگے بہشت میں اسکی امت سے زیادہ اُن لوگوں سے کہ داخل ہونگے
اُسمیں میری امت سے ف ع علما نے لکھا ہے کہ نہیں تھا رونا موسیٰ کا بسبب حسد اُنکے کے اوپر فضیلت پیغمبر ہمارے کے اور انکی امت کے
اسلیئے کہ حسد برا ہے عوام مومنین سے اور نکالا گیا ہے انہیں سے اُس جہان میں پس کیونکر سرزد ہوا اُس شخص سے کہ برگزیدہ کیا اُسکو خدا تعالی
نے اور کلام کیا ساتھ اُسکے اور راز کی باتیں کہیں اُس سے بلکہ رونا اس سبب سے تھا کہ فوت ہوا حضرت موسیٰ سے اجر کہ مرتب ہوتے اوپر درجات
بسبب واقع ہونیکے انکی امت سے مخالفت اوامر کے اور نہ بجالانا حکموں کا کہ موجب نقصان اجر اُنکے کا ہوا کہ اُس سے نقصان حضرت موسیٰ

سکے ثواب کا لازم آیا اسلیے کہ ہر پیغمبر کے لیے ثواب اُس شخص کا ہوتا ہو کہ متابعت اُسکی کرتا ہو اور بعضون نے کہا کہ وہ روئے اپنی امت کے حال
پر از راہ شفقت کے بسبب اُسکے کہ اُنھون نے فائدہ نہ اٹھایا اُنکی متابعت سے باوجود بڑی عمرونکے جیسے کہ فائدہ اٹھایا اس امت مرحومہ نے
اپنے پیغمبر کی متابعت سے باوجود چھوٹی عمرونکے اور نہ پہونچی کثرت اُنکی اس امت کی کثرت کو چونکہ رکھی گئی ہو رحمت اور شفقت پیغمبرونکے
دلون مین بہ نسبت اپنی امت کے زیادہ اورون سے پس روئے موسی از راہ رحم کے کہ اپنی امت پر اُس ساعت مین کہ وقت زیادتی رحمت
اور کرم کا تھا شاید کہ حق سبحانہ رحم کرے اُنپر بسبب برکت اُس ساعت کے اور بعضون نے کہا کہ مقصود موسی کو خوش کرنا ہمارے پیغمبر کے دل کا
تھا اس سبب سے کہ تابع اُنکے بہت ہین اور داخل ہونگے بہشت مین زیادہ بہ نسبت اُن لوگونکے کہ داخل ہونگے اسمین اور امتون مین سے
اور کہنا موسی کا کہ ایک لڑکا بھیجا گیا بعد میرے یہ از راہ اُنکی حقارت کے نہین بلکہ از راہ بڑا جاننے قدرت اور کرم پروردگار کے ہے کہا کہ کیا اُسکی قدرت
ہو کہ اس سن مین یہ کچھ اُنکو مرتبہ ملا ہو کہ اگلون کو باوجود بڑی عمرونکے وہ نہین ملا اور ممکن ہو کہ غلام کہنا اسلیے ہو کہ تھے حضرت وقت گذرنے
انبیا پر کم عمر بہ نسبت عمرون اُنکی کے دنیا مین اور گذرنے زمانہ کے اُنپر عالم برزخ مین پھر لے چڑھے مجھکو جبرئیل طرف آسمان ساتوین کے
پس کھلوایا جبرئیل نے دروازہ پس کہا گیا کون ہو یہ کہا جبرئیل نے مین جبرئیل ہون کہا گیا اور کون ہو ساتھ تیرے کہا محمد ہین کہا گیا اور بھیجا گیا
تھا کوئی طرف اُنکے کہا ہان کہا گیا مرحبا اُنکو پس اچھا آنا آیا پس جبکہ پہونچا مین اس آسمان مین پس ناگہان ابراہیم تھے کہا جبرئیل نے کہ یہ باپ
ہین تمہارے ابراہیم پس سلام کرو اُنکو پس سلام کیا مین نے اُنکو پس جواب دیا سلام کا پھر کہا مرحبا بیٹے صالح کو اور نبی صالح کو ف ع کہا
حافظ سیوطی نے کہ اشکال لازم آتا ہو انبیا کے دیکھنے پر آسمانون مین باوجود اسکے کہ بدن اُنکے قبرون مین ہین اور جواب دیا گیا ہو اُسکا یہ کہ
ارواحین اُنکی متشکل ہوتین تھین بدنونکی صورتون مین یا حاضر ہوئے تھے بدن اُنکے حضرت کی ملاقات کے لیے اس رات مین واسطے تعظیم اُنکی کے
اور اختلاف کیا گیا ہو کہ مخصوص ہونا ہر آسمان کا ساتھ ہر نبی کے انبیا مذکورین مین سے کس سبب سے تھا اور حکمت کیا تھی اسمین اور مشہور تر
یہ ہو کہ یہ بسبب تفاوت اُنکی کے تھا درجات مین اور تفصیل اُسکی ابن ابی حمزہ نے یون لکھی ہو کہ خصوصیت آدم کی ساتھ پہلے آسمان کے اس سبب سے
تھی کہ وہ اول ہین سب انبیا مین اور اول باپ ہین سبکے پس مناسب ہوا ہونا اُنکا پہلے آسمان پر اور عیسی کو خصوصیت ساتھ دوسرے آسمان کے اسلیے
ہوئی کہ بہ نسبت اور انبیا کے زمانہ اُنکا بہت قریب ہو ہمارے نبی کے زمانہ کے اور قریب اُنکے یوسف تھے اسلیے کہ امت آنحضرت کی داخل ہوگی جنت مین
بصورت اُنکے اور ادریس چوتھے آسمان مین تھے بسبب فرمانے اللہ تعالی کے ورفعناہ مکانا علیا اور چوتھا آسمان ساتون مین اوسط اور معتدل ہو اور
ہارون پانچوین مین بسبب قریب ہونے بھائی اپنے کے تھے اور موسی اوپر اس سے تھے بسبب فضیلت کلام کرنے اللہ تعالی کے اور ابراہیم اوپر اُنکے
اسلیے کہ وہ افضل انبیا کے ہین بعد نبی ہمارے کے کہتا ہون مین کہ باقی رہا کلام بیچ مقدمہ تمام انبیا علیہم السلام کے کہ وہ کہان تھے پس شاید وہ بھی
موجود ہون آسمانون مین مناسب مقام اپنے کے اور ذکر نکیا گیا ہر آسمان مین مگر ایک ایک مشہور انبیاؤن مین سے اور اکتفا کیا ساتھ ذکر اُنکے کے باقی
بزرگوارون مین سے ت پھر اٹھایا گیا مین طرف سدرۃ المنتہی کے ف ح کہ نام ایک درخت کا ہو ساتوین آسمان مین اور جڑ اُسکی ساتوین آسمان مین
ہو اور سدرہ لغت مین بیر کے درخت کو کہتے ہین اور منتہی اُسکو اس سبب سے کہتے ہین کہ علوم خلائق کے قسم ملائکہ وغیرہ سے اسی تک پہونچتے ہین
اور کوئی اُس سے گذرا نہین سوائے ہمارے پیغمبر صلعم کے شعر چنان گرم در تیہ قربت براند * کہ در سدرہ جبریل ازو باز ماند ت پس ناگہان بیر اُسکے مانند
مٹکون ہجر کے تھے اور ناگہان پتے اُسکے مانند کانون ہاتھیون کے ف ح لفظ فیلہ ف کے زیر اور ی کے زبر سے جمع فیل کی ہو جیسے کہ دیکہ جمع دیک کا
اور یہ تشبیہ بقدر فہم عوام کے اور قیاس عقل کے ہو والا بڑا پایا اُنکا حد حصر سے باہر ہو ترجمہ کہا جبرئیل نے یہ سدرۃ المنتہی ہو ف ح مقصود جبرئیل کو

یا تو معلوم کرنا اُس مقام کا تھا اور خوشخبری دینی آنحضرت کو ساتھ پہونچنے کے اُس مقام میں کہ منتہی عقلوں اور علموں خلائق کا ہے یا مقصود عذر کرنا
تھا اپنی مفارقت کا اور آنحضرت کی مصاحبت سے رہ جانیکا شعر گفتا فراتر مجالم نماند ٭ بماندم کہ نیروی بالم نماند ٭ اگر یکسر موی برتر پرم ٭ فروغ تجلی بسوزد
پرم ٭ متن پس ناگہاں وہاں چار نہریں تھیں دو نہریں چھپی ہوئی اور دو نہریں ظاہر کہا میں نے کیا ہیں یہ دونوں طرح کی نہریں ظاہر اور باطن کی اے
جبرئیل کہا جبرئیل نے اسپر دو نہریں چھپی ہوئی بہشت میں ہیں ف ح طیبی نے کہا کہ ایک سلسبیل ہے اور دوسری کوثر اور باطن یعنی چھپی ہوئی اس سبب سے
کہتے ہیں کہ بہشت میں جاری ہیں اس سے باہر نہیں نکلیں اور بعضے کہتے ہیں کہ اس جہت سے باطن کہتے ہیں کہ عقلیں اُسکے وصف کی کنہ کو نہیں پہونچتیں متن
اور لیکن دو نہریں ظاہر پس نیل اور فرات ف ح ظاہر یہ ہے کہ مراد نیل مصر اور فرات کوفہ ہے اور بحکم حدیث کے وہ سدرہ کی جڑ سے نکلتی ہیں اور زمین پر پہونچتی ہیں
اور روان ہوتی ہیں اسمیں اور بعضوں نے کہا کہ یہ قبیل تشبیہ کے ہے کہ پانی انکا لطافت اور شیرینی اور منافع میں مشابہ بہشت کے پانی کے ہے اور قبیل موافق
اسکے ہے یعنی جیسے یہاں ان دونوں نہروں کا نام نیل و فرات ہے ایسی ہی بہشت میں بھی دو نہریں ہیں کہ نام انکا نیل و فرات ہے واللہ اعلم متن پھر دکھایا
گیا میرے لیے بیت المعمور ف ح وہ ایک خانہ خدا ہے ساتویں آسمان میں محاذی خانہ کعبہ کے کہ اگر فرض کیا جاوے گرنا اُسکا زمین پر تو سیدھا خانہ کعبہ ہی پر
آکر پڑے اور ذکر اُسکا اگلی حدیث میں آتا ہے مترجم پھر لایا گیا میرے پاس ایک باسن شراب کا اور ایک باسن دودھ کا اور ایک باسن شہد کا یعنی تاکہ اختیار کروں میں
جسکو کہ چاہوں اُنمیں سے پس لیا میں نے دودھ پس کہا جبرئیل نے کہ دودھ فطرت ہے ف ح یعنی دین اسلام کہ مخلوق ہیں لوگ اسپر کہا علما نے کہ دودھ اصل عالم
میں مثال دین اور علم کے ہے یہانتک کہ اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ دودھ پیتا ہوں تو تعبیر اُسکی یہ ہوتی ہے کہ دین اور علم سے منتفع اور محظوظ ہوگا بمناسبت اسکے کہ غذا
آدمی کی ابتدا میں وہی ہے اور بسبب اچھی صفتوں اور لطافت اور شیرینی اور گوارا ہونے اُسکے کے نسبت دی گئی اُس فطرت پر اور اُمت تیری ف ح اور اسپر شراب
پس ام الخبائث اور اصل شر اور فساد کی ہے اور اور حدیث میں آیا ہے کہ کہا جبرئیل نے کہ اگر تو شراب پیتا تو فساد ہوتا تیری امت میں اگرچہ شراب اس زمانہ
میں مباح تھی خصوصاً شراب جنت لیکن تعبیر اُسکی اس جہان میں یہی تھی اور شہد اگرچہ شیرین اور شفا دینے والا ہے لیکن لطافت دودھ کی اور گوارا ہونا اُسکا زیادہ
اُس سے ہے اور حدیث آئندہ میں ذکر شہد کا نہیں ہے یہی دو ظرف شراب اور دودھ کے مذکور ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ لانا ان تینوں ظرفوں کا آسمان
پر تھا اور حدیث آئندہ میں آیا ہے کہ وقت آنیکے مسجد اقصی میں تھا اور ظاہر یہ ہے کہ ہر دو مقام میں یعنی بیت المقدس میں باسن شراب اور دودھ کے اور اوپر آسمان کے
باسن شراب اور دودھ اور شہد کے لائے ہوں واللہ اعلم متن پھر فرض کی گئیں مجھپر نمازیں پچاس نمازیں ہر دن اور رات میں پس پھرا میں درگاہ رب سے
پس گذرا میں موسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام پر ف ح یعنی بعد گذرنیکے ابراہیم علیہ السلام پر روایت کیا ہے ترمذی نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ ملا میں ابراہیم سے شب معراج میں پس کہا اے محمد صلعم کہنا تو اپنی امت کو میری طرف سے سلام اور خبر دینا تو انکو کہ جنت اچھی مٹی اور شیرین
پانی کی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور درخت بونے اُسکے ذکر سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کا ہے متن پس کہا موسی نے ساتھ کس عبادت کے حکم
کیا گیا تو کہا کہ حکم کیا گیا میں ساتھ پچاس نمازوں کے ہر دن یعنی اور رات میں کہا موسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے کہ تحقیق امت تیری نہیں
ادا کر سکے گی پچاس نمازیں یعنے عادۃً یا معمولاً بسبب ضعف یا کسل کے قسم اللہ کی آزمایا ہے میں نے لوگوں کو پہلے تمہارے اور دریافت کیا ہے کہ انکو انتہا مشقت
اور تکلیف کا سخت ہے انکی طبیعتوں پر اور علاج کیا ہے میں نے بنی اسرائیل کا سخت ترین علاج یعنی اور مبالغہ پہونچے ساتھ باوجودیکہ وہ قوی تھے بنسبت تمہاری
امت کے پس تمہاری امت کیونکر ادا کر سکے گی اتنی نمازیں پس پھر جاؤ تم طرف پروردگار اپنے کے اور درخواست کرو پروردگار سے تخفیف اور آسانی کی واسطے
امت اپنی کے پس پھر گیا میں یعنی اپنے رب کی طرف دوبارہ پس معاف کردیں اللہ نے مجھسے دس نمازیں اور چالیس ہی رہیں پھر پھرا میں طرف موسی کے پس
کہا موسی نے مانند اس کلام کے کہ کہا تھا پہلی بار کہ تیری امت نہیں ادا کر سکے گی چالیس نمازیں اور میں آزما چکا ہوں لوگوں کو پس پھر جاؤ اور تخفیف چاہو

پس پھر گیا میں درگاہ رب میں پس کم کین مجھ سے اور دس نمازیں اور تیس رہیں پس آیا میں نزدیک موسی کے پس کہا مانند اسکے کہ کہا تھا پس پھر گیا میں پس
کم کین مجھ سے دس نمازیں اور بیس رہیں پس آیا میں پاس موسی کے پاس پس کہا مثل پہلے کلام کے پس پھر گیا میں پس حکم کیا گیا میں ساتھ دس نمازوں کے ہر روز پس
آیا میں موسی کے پاس پس کہا مانند اسی کلام کے پس پھر گیا میں پس حکم کیا گیا میں ساتھ پانچ نمازوں کے ہر روز کہا موسی نے کہ بلا شبہ امت تیری نہیں
اکثر انکے نہیں طاقت رکھینگے پانچ نمازوں کی یعنی اسکی مداومت و مواظبت اور محافظت کی ہر روز اور تحقیق میں نے آزمایا ہے لوگوں کو پہلے تم سے اور علاج کیا
میں نے بنی اسرائیل کا سخت تر علاج یعنی اور اس سے کم بھی نہ ادا کر سکے پس پھر جاؤ اپنے پروردگار کی طرف اور سوال کرو اس سے تخفیف کا اپنی
امت کے لیے ف ع کہا خطابی نے کہ بار بار جو حضرت موسی نے آنحضرت صلعم کو اللہ تعالی کے پاس بھیجا اور آنحضرت نے تخفیف چاہی تو معلوم
کر لیا تھا انھوں نے کہ پہلا حکم واجب قطعی نہیں ہونے والا کا ہے کو تکرار کرتے پس صادر ہونا بار بار عرض کرنے کا دلیل ہے اسپر کہ پہلا حکم غیر واجب تھا اللہ
اسلیے کہ جو چیز واجب ہوتی ہے قطعا نہیں قبول کرتی تخفیف کو ذکرہ الطیبی اور میں کہتا ہوں کہ جو چیز واجب نہیں ہوتی اُس میں تخفیف نہ چاہنے کی کیا حاجت
ہے پس صحیح یہ ہے کہ جو بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے پچاس نمازیں فرض کی تھیں پھر رحم کیا اپنے بندوں پر اور نسخ کیا انکو ساتھ پانچ کے جیسا اور
بعضے احکام منسوخ ہوتے ہیں ت کہا آنحضرت نے کہ سوال کیا میں نے اپنے رب سے یعنی تخفیف کا یہاں تک کہ شرمندہ ہوا میں یعنی کثرت سوال
سے اب نہیں جا سکتا میں طلب تخفیف کے لیے اگرچہ ظن ہو امت سے نہ محافظت کر سکنے کا ولیکن راضی ہوں میں یعنی حکم رب پر اور تسلیم کرتا ہوں میں
امر الہی کو یا سونپتا ہوں میں کار اپنا اور کار امت کا اللہ تعالی کو فرمایا آنحضرت نے پس جس وقت کہ گذرا میں اس مقام سے آواز دی آواز دینے والے نے یعنی اللہ
تعالی کی طرف سے کہ مقرر اور جاری کیا میں نے فرض اپنا یعنی اول اور تخفیف کی میں نے اپنے بندوں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی دوسری بار
تتمہ اسکا آگے آتا ہے (وعن ثابت البنانی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتیت بالبراق وھو دابۃ ابیض طویل فوق الحمار ودون البغل
یقع حافرہ عند منتھی طرفہ فرکبتہ حتی اتیت بیت المقدس فربطتہ بالحلقۃ التی یربط بہا الانبیاء قال ثم دخلت المسجد فصلیت فیہ رکعتین ثم خرجت
فجاءنی جبرئیل باناء من خمر واناء من لبن فاخترت اللبن فقال جبرئیل اخترت الفطرۃ ثم عرج بنا الی السماء وساق مثل معناہ قال فاذا انا بادم
فرحب بی ودعا لی بخیر وقال فی السماء الثالثۃ فاذا انا بیوسف اذا ھو قد اعطی شطر الحسن فرحب بی ودعا لی بخیر ولم یذکر بکاء موسی وقال فی السماء السابعۃ
فاذا انا بابراھیم مسندا ظھرہ الی البیت المعمور واذا ھو یدخلہ کل یوم سبعون الف ملک لا یعودون الیہ ثم ذھب بی الی السدرۃ المنتھی فاذا ورقھا کاذان
الفیلۃ واذا ثمرھا کالقلال فلما غشیھا من امر اللہ ما غشی تغیرت فما احد من خلق اللہ یستطیع ان ینعتھا من حسنھا واوحی الی ما اوحی ففرض علی خمسین صلوۃ
فی کل یوم ولیلۃ فنزلت الی موسی فقال ما فرض ربک علی امتک قلت خمسین صلوۃ فی کل یوم ولیلۃ قال ارجع الی ربک فسلہ التخفیف فان امتک
لا تطیق ذلک فانی بلوت بنی اسرائیل وخبرتھم قال فرجعت الی ربی فقلت یا رب خفف علی امتی فحط عنی خمسا فرجعت الی موسی فقلت حط عنی خمسا
قال ان امتک لا تطیق ذلک فارجع الی ربک فسلہ التخفیف قال فلم ازل ارجع بین ربی وبین موسی حتی قال یا محمد انھن خمس صلوات کل یوم ولیلۃ
لکل صلوۃ عشر فذلک خمسون صلوۃ من ھم بحسنۃ فلم یعملھا کتبت لہ حسنۃ فان عملھا کتبت لہ عشرا ومن ھم بسیئۃ فلم یعملھا لم تکتب لہ شیئا فان عملھا
کتبت لہ سیئۃ واحدۃ قال فنزلت حتی انتھیت الی موسی فاخبرتہ فقال ارجع الی ربک فسلہ التخفیف فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
قد رجعت الی ربی حتی استحییت رواہ مسلم) اور روایت ہے ثابت بنانی سے کہ روایت کرتے ہیں انس سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لایا گیا
میرے پاس براق اور براق چارپایہ تھا سفید دراز یعنی میانہ قد جیسے کہ فرمایا گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا پڑتا تھا سم اُسکا نزدیک تمام ہونے نگاہ اسکی کے
پس سوار ہوا میں اُسپر یہانتک کہ آیا میں بیت المقدس میں پس باندھا میں نے براق کو ساتھ اس حلقہ دروازہ مسجد کے کہ باندھتے تھے اس سے انبیا اپنے

اپنے براقوں کو یا اس براق کو بنا بر اختلاف قولین مذکورین کے فرمایا حضرت نے پھر داخل ہوا میں مسجد اقصیٰ میں ف ع استقرار اسرار پر تو اجماع ہے
علما کا ہے اور باختلاف معتزلہ کا ہے بیچ اسرار کے آسمان تک بنا بر منع ہونے خرق و التیام کے تحقیق کلام کے ت پس پڑھیں میں نے اس میں دو رکعتیں
ف ع یعنی تحیۃ المسجد اور ظاہر یہ ہے کہ یہ وہ نماز ہے کہ جس میں آنحضرت صلعم امام ہوئے اور انبیا مقتدی پس راوی نے ذکر آنحضرت صلعم کی امامت
کا نہیں کیا بسبب اختصار کے یا انبیا ان کے پیچھے کہ پہلی حدیث میں ذکر ہے مسجد کے داخل ہونے کا بھی فوت ہوا ت پھر نکلا میں یعنی مسجد سے پس
لائے میرے پاس جبرئیل ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا ف ع اور شاید کہ نہ ذکر کرنا شہد کا بسبب اختصار راوی کے ہو ت پس اختیار کیا میں
نے دودھ کو پس کہا جبرئیل نے کہ اختیار کیا تو نے فطرۃ کو یعنی دین اسلام کو پھر چڑھایا گیا ہم کو طرف آسمان کے ف ع لفظ عرج ساتھ زبر عین اور ر کے
ہے جیسے کہ ذکر کیا اسکو نووی اور سیوطی نے پس فاعل جبرئیل ہیں بارے احتمال بسبب فرمانے آنحضرت صلعم کے لفظ بنا کو یعنی اوپر لیگیا ہمکو اور
جبرئیل کو اور اللہ تعالیٰ اور ممکن ہے کہ ہو لفظ بنا بنا بر تعظیم کے اور ایک نسخہ میں ساتھ صیغہ مجہول کے ہے یعنی پڑھایا گیا ہمکو ت اور ذکر کی ثابت نے حدیث
انس سے مانند معنی حدیث سابق کے کہ گذری ساتھ روایت قتادہ کے انس سے چنانچہ بیان کیا ہے اسکو کہ فرمایا ہے آنحضرت صلعم نے یا ثابت نے
یا انس نے بطریق مرفوع کے پس ناگہاں میں گزرا آدم پر پس مرحبا کہا مجھکو یعنی بعد جواب سلام کے کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح اور دعا کی
واسطے میرے ساتھ خیر کے اور فرمایا بیچ آسمان تیسرے کے پس ناگہاں ملا میں ساتھ یوسف کے یعنی جیسے کہ پہلی حدیث میں بھی اسی طرح تھا ناگہاں انہ
یوسف تحقیق وہ دیئے گئے ہیں آدھا حسن پس مرحبا کہا مجھکو اور دعا کی خیر کی میرے لیے ف ع اور ظاہر یہ ہے کہ مراد آدھے حسن سے یہ ہے کہ نسبت اہل
زمانہ کے انکو حسن کے آدھا حسن رکھتے تھے اور کہا بعضے حفاظ نے ہمارے مشائخ متاخرین مفسرین میں سے کہ آنحضرت صلعم احسن تھے یوسف
علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے اسلیے کہ نہیں نقل کیا گیا ہے کہ یوسف کی صورت کی روشنی کا عکس دیوار پر پڑتا تھا اسقدر کہ گویا تھا آنحضرت کا مثل آئینہ
کے کہ اس میں سامنے کی چیزیں معلوم ہوتی تھیں اور ہمارے نبی صلعم کی صورت کا یہ حال نقل کیا گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ رکھا تھا انکے حسن کا
بہت اس جمال روشن میں سے اسلیے کہ اگر ظاہر ہوتا انکے لیے تو نہ دیکھ سکتے طرف انکے کما قال بعض المحققین اور حضرت یوسف کے حال میں سے
کچھ بھی پوشیدہ نہ تھا انتہی علاوہ اسکے یہ کہ بعضوں نے یہ بھی معنی اسکے کہے ہیں کہ دیئے گئے تھے یوسف حسن میرا یعنی بہ نسبت آنحضرت کے حسن کے
وہ آدھا حسن رکھتے تھے کذا ذکرہ العلی اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ بالجملہ ثابت ہوا ہے بیچ شان یوسف کے اور صباحت انکی کے ایسا مضمون کہ ذہن
میں ڈالتے ہیں یہ بات کہ وہ سب سے زیادہ حسن رکھتے تھے چنانچہ ابھی قصہ معراج میں ایک روایت آئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پہونچا میں ایک
شخص پر کہ احسن خلق اللہ تھا اور زیادہ تھا خلق اللہ سے حسن میں جیسا کہ چاند بہ نسبت تمام ستاروں کے پھر ترمذی ایک حدیث لایا ہے اپنے جامع
میں انس سے کہ نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو مگر کہ خوب رو اور خوش آواز اور ہے پیغمبر تمہارا خوب رو زیادہ اور خوش آواز زیادہ سب سے پس حدیث
معراج کی مخصوص ہو ساتھ غیر آنحضرت صلعم کے جیسے کہ بعضوں نے کہا ہے کہ کلام کرنے والا عموم خطاب میں داخل نہیں ہوتا اور شیخ ابن حجر مکی نے شرح
شمائل میں کہا ہے کہ تمام ایمان میں سے آنحضرت صلعم پر یہ ہے کہ اعتقاد کریں کہ جمع نہیں ہوا بیچ ظاہر صورت کسی آدمی کے حسن و لطافت اسقدر
کہ جمع ہوا آنحضرت صلعم میں جیسے کہ بیچ باطن سیرت کسی کے جمع نہیں ہوا فضل اور کمال اسقدر کہ جمع ہوا آنحضرت میں اس لیے کہ ظاہر عنوان
باطن کا ہے اور ضابطہ بیچ وصف آنحضرت کے یہ ہے کہ جو کچھ کہ سوائے مرتبہ الوہیت کے ہے قسم فضل و کمال سے سب حضرت کے لیے ثابت ہے اور
کوئی آدمی کامل تر انسے اور برابر انکے نہیں ہے رباعی کسی بحسن و ملاحت بیار ما نرسد ٭ ترا درین سخن انکار کار ما نرسد ٭ ہزار سکہ ببازار کائنات زنند
یکی بخوبی صاحب عیار ما نرسد ٭ صلی اللہ علیہ وآلہ بمقدار حسنہ وجمالہ وفضلہ وکمالہ ت اور نہیں ذکر کیا یعنے ثابت نے اس حدیث میں رونا

موسیٰ کا یعنے جیسے کہ پہلی حدیث مین گذرا اور کہا ساتوین آسمان مین یعنے زیادہ بہ نسبت حدیث سابق کے پس ناگہان دیکھا مین نے ابراہیم علیہ السلام
کو اس حال مین کہ لگائے ہوئے ہین پشت اپنی طرف بیت المعمور کے اور ناگہان بیت المعمور مین داخل ہوتے ہین ہر روز ستر ہزار فرشتے نہین داخل
ہوتے وہ پھر دوسری بار اس مین یعنے ہر روز ستر ہزار اور ہی فرشتے آتے ہین پہلون کی نوبت پھر نہین پہونچتی بسبب کثرت انکی کے پھر لے گئے
مجھکو طرف سدرۃ المنتہیٰ کے پس ناگہان پتے اسکے مانند کانون ہاتھیون کے تھے اور ناگہان پھل اسکے مانند مٹکون کے پس جبکہ ڈھانک لیا
سدرہ کو حکم خدا سے اس چیز نے کہ ڈھانکا ف ع بعضون نے کہا فرشتون کے بازوون کے انوار نے ڈھانکا اور بعضون نے کہا سونے کی
ٹڈیون نے یا اور رنگ برنگ کی چیزون نے کہ معلوم نہین وہ کیا تھین اور ظاہر تر یہ ہی ہے متغیر ہوا سدرہ یعنے اپنی حالت پہلی سے طرف مرتبہ عالی کے
پس نہین کوئی اللہ کی مخلوقات مین سے بیان کر سکتا وصف اسکا بسبب کمال خوبی اسکی کے اور وحی بھیجی طرف میرے حق سبحانہ تعالیٰ نے جو کچھ کہ
بھیجی ف ح سواے خدا اور رسول کے کوئی نہین جانتا اور بہت اچھی اور احتیاط کی بات یہی ہے کہ اسکو مبہم اور مجمل ہی رکھین در پے اسکے بیان اور
تفسیر کے نہون ت پس فرض کی گئین مجھپر پچاس نمازین ہر دن اور ہر رات مین پس اترا مین بلندی اس مقام سے اور پہونچا طرف موسیٰ کے
اس آسمان مین کہ وہ تھے پس کہا موسیٰ نے کہ کیا فرض کیا تیرے پروردگار نے تیری امت پر کہا مین نے کہ فرض کین مجھپر پچاس نمازین ف ع اور
زیادہ کیا ایک نسخہ صحیحہ مین فی کل یوم ولیلۃ ت کہا موسیٰ نے کہ پھر جا طرف پروردگار اپنے کے اور سوال کر اس سے تخفیف کا اس لیے کہ تیری
امت نہین طاقت رکھیگی پس تحقیق مین نے آزمایا ہی بنی اسرائیل کو اور امتحان کیا ہی انکا فرمایا حضرت نے پھر گیا مین طرف پروردگار اپنے کے
اور عرض کیا مین نے کہ اے پروردگار میرے تخفیف کر میری امت پر پس کم کین میری جہت سے اور بسبب میرے میری امت پر سے پانچ نمازین
ف ع اور شاید تقدیر یہ ہو کہ خمسا خمسا یعنے پانچ کم کین پھر پانچ پس موافق ہوگی روایت عشر اسکے اور ظاہر تر یہ ہی کہ روایت عشر کی اختصار ہے
روایت خمسا سے اور موید ہی اسکو قول حضرت کا ت پس پھر آیا مین طرف موسیٰ کے اور کہا مین نے کہ کم کین مجھسے پانچ نمازین کہا موسیٰ نے کہ تحقیق
امت تیری نہین طاقت رکھیگی اسکی یعنے مقدار باقی کی بھی پس پھر جا طرف رب اپنے کے اور سوال کر اس سے تخفیف کا فرمایا حضرت نے
پس ہمیشہ آمد و رفت کی مین نے درمیان رب اپنے کے اور درمیان موسیٰ کے یعنے اور ہر بار پانچ پانچ نمازین کم ہوتی تھین اور آخر کو پانچ مقرر ہوئین
یہان تک کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے محمد صلعم تحقیق یہ نمازین پانچ نمازین ہین یعنے فرض ہر دن اور رات مین واسطے ہر نماز کے ثواب دس نمازونکا
ہی یعنے حکما اور اعتبارا پس اس حساب سے یہ حکم پچاس نمازون کا رکھتی ہین جسنے قصد کیا نیکی کرنے کا پھر نکیا اسکو یعنے بسبب مانع شرعی کے
یا عذر عرفی کے لکھی جاتی ہے اسکے لیے وہ نیکی کہ قصد اسکا کیا تھا ایک نیکی یعنے ثواب ایک نیکی کا پس اگر کی وہ نیکی یعنے بعد اسکے قصد کرنے کے
لکھی جاتی ہی وہ نیکی اسکے لیے دہ چند ف ع ح یعنے ثواب دس نیکیونکا بسبب اضافے قصد قلب کے طرف مباشرت عمل قلب کے جیسے
کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا اور یہ ادنی درجہ ہی تضاعف کا بیچ غیر حرم کے اور اور حدیثون مین ہی کہ اس سے بھی مضاعف
کرتے ہین سات سو تک بلکہ زیادہ اس سے مقدار صدق و اخلاص کے ترجمہ اور جسنے قصد کیا برائی کا یعنے اور ارادہ مصمم اسکے کرنیکا کیا نہین پھر نکیا
اسکو یعنے پس ترک کیا اسکو بغیر باعث کے یا بسبب مباح سے بخلاف اسکے کہ ترک کیا اسکو اللہ کے لیے نہین لکھی جائیگی اسکے لیے یہ برائی
مذکورہ کچھ ف ع لیکن اگر ترک کیا اسکو اس حال مین کہ عزم کیا تھا اسکے کرنے کا تو وہ دو حال سے خالی نہین اگر ترک کیا تھا اسکو اللہ تعالیٰ
کے لیے تو شک نہین ہی اس مین کہ لکھی جائیگی اسکے لیے ایک نیکی اور اگر ترک کیا تھا اسکا کسی غرض فاسد کے لیے تو لکھی جائیگی اسکے لیے ایک
برائی کما ذکرہ حجۃ الاسلام فی الاحیاء اور تصریح کی ہی ساتھ اسکے بہت سے علماء نے ت پس اگر کی وہ برائی تو لکھی جائیگی وہ برائی اسکے لیے

ایک برائی ف ع اسلیئے کہ برائی نہیں مضاعف ہوتی بسبب آیت کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے من جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلہا وہم لا یظلمون
اس میں اشارہ ہی اسکی طرف کہ یہ عدل ہی جیسے کہ مضاعف ہونا فضل تہا ت فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس اترا میں اس مقام عالی
سے یہانتک کہ پہونچا میں طرف موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پس خبر دی میں نے انکو یعنی اس ماجرے کی پس کہا موسی نے پھر جا اپنے
پروردگار کی طرف پس سوال کر اس سے تخفیف کا یعنی تا پانچ سے بھی کم کرے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کہا میں نے تحقیق رجوع
کی میں نے طرف پروردگار اپنے کے کتنی ہی بار یہانتک کہ حیا کی میں نے اس سے نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابن شہاب عن انس قال کان
ابو ذر یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فرج عنی سقف بیتی وانا بمکۃ فنزل جبریل ففرج صدری ثم غسلہ بماء زمزم ثم جاء
بطست من ذہب ممتلئ حکمۃ وایمانا فافرغہ فی صدری ثم اطبقہ ثم اخذ بیدی فعرج بی الی السماء فلما جئت الی السماء الدنیا قال جبریل لخازن
السماء افتح قال من ہذا قال ہذا جبریل قال ہل معک احد قال نعم معی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارسل الیہ قال نعم فلما فتح
علونا السماء الدنیا اذا رجل قاعد علی یمینہ اسودۃ وعلی یسارہ اسودۃ اذا نظر قبل یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی فقال مرحبا بالنبی
الصالح والابن الصالح قلت لجبریل من ہذا قال ہذا آدم وہذہ الاسودۃ عن یمینہ وعن شمالہ نسم بنیہ فاہل الیمین منہم اہل الجنۃ والاسودۃ التی
عن شمالہ اہل النار فاذا نظر عن یمینہ ضحک واذا نظر قبل شمالہ بکی حتی عرج بی الی السماء الثانیۃ فقال لخازنہا افتح فقال لہ خازنہا مثل ما قال
الاول قال انس فذکر انہ وجد فی السموات آدم وادریس وموسی وعیسی وابراہیم ولم یثبت کیف منازلہم غیر انہ ذکر انہ وجد آدم فی السماء الدنیا
وابراہیم فی السماء السادسۃ قال ابن شہاب فاخبرنی ابن حزم ان ابن عباس وابا حبۃ الانصاری کانا یقولان قال النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام وقال ابن حزم وانس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففرض اللہ علی
امتی خمسین صلوۃ فرجعت بذلک حتی مررت علی موسی فقال ما فرض اللہ لک علی امتک قلت فرض خمسین صلوۃ قال فارجع الی ربک
فان امتک لا تطیق فراجعنی فوضع شطرہا فرجعت الی موسی فقلت وضع شطرہا فقال راجع ربک فان امتک لا تطیق ذلک فرجعت فراجعت
فوضع شطرہا فرجعت الیہ فقال ارجع الی ربک فان امتک لا تطیق ذلک فراجعت فقال ہی خمس وہی خمسون لا یبدل القول لدی فرجعت
الی موسی فقال راجع ربک فقلت استحییت من ربی ثم انطلق بی حتی انتہی بی الی سدرۃ المنتہی وغشیہا الوان لا ادری ما ہی ثم ادخلت الجنۃ
فاذا فیہا جنابذ اللؤلؤ واذا ترابہا المسک متفق علیہ) اور روایت ہی ابن شہاب یعنی زہری سے کہ نقل کی انس سے کہا تھے ابو ذر حدیث کرتے یہ کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کھولی گئی مجھ سے چھت میرے گھر کی اس حال میں کہ میں مکہ میں تھا ف ع ح لفظ فرج صیغہ ماضی
مجہول ہی تخفیف اور تشدید سے بھی کہا ہی فرج اور تفریج سے معنی شق اور کشف کے یعنی ازالہ کی گئی اور روایتیں بیچ تعیین مکان اسرا کے مختلف
آئی ہیں بعضی میں حطیم اور بعضی میں حجر جیسے کہ پہلی حدیث فصل کی میں گذرا اور بعضی میں شعب ابی طالب اور بعضی میں بیت ام ہانی اور یہ مشہور تر
ہی اور جمع ان اقوال میں جیسے کہ فتح الباری میں کہا یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ام ہانی کے گھر میں سوئے تھے اور اسکو اپنا بیت فرمایا باعتبا
شب باشی اور سکونت کرنے کے اسمیں اور وہ شعب ابی طالب میں ہی پس فرشتہ آیا اور چھت انکے گھر کی پہاڑ کر حضرت صلعم کو کعبہ کے پاس لایا
اور حضرت لیٹ رہے اس حال میں کہ اثر نیند کا کچھ باقی تھا پھر نکالا آپکو حطیم سے طرف دروازہ مسجد کے اور آپکو براق پر سوار کر کے مسجد اقصی کو لیگیا
ت پس اترے جبریل اور کھولا سینہ میرا پھر دھویا اسکو آب زمزم سے پھر لائے جبریل ایک لگن سونے کا بھرا ہوا حکمت و ایمان سے اور ڈالا جو کچھ
کہ لگن میں تھا میرے سینہ میں پھر ڈہانک دیا میرے سینہ کو یعنی ملا دیا شق کو ف ح اسکی شرح پہلی فصل میں گذر چکی ہی ولیکن ظاہر وہاں یہ تھا

کہ دھونا قلب مبارک کا سونے کی لگن میں تھا بعد اس کے بھر دیا گیا علم و ایمان سے اور یہاں ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے وہ دھو چکے تھے آب زمزم سے بعد اس کے
لاے لگن بھرا ہوا حکمت و ایمان سے اور ڈالا گیا سینہ مبارک میں فقال ثم پھر پکڑا جبرئیل نے ہاتھ میرا اور لے چڑھے مجھکو طرف آسمان کی ف
ع یہاں ذکر سواری براق کا اور جانیکا مسجد اقصیٰ میں نہیں ہے اسی سبب سے گئے ہیں بعضے اس طرف کہ معراج بیچ غیر شب اسرا کے تھی اور سواری
براق کی اسرا میں تھی واللہ اعلم ثم پس جبکہ پہونچا میں طرف آسمان نیچے کے کہا جبرئیل نے واسطے داروغہ آسمان کے کہ کھول یعنی دروازہ آسمان کا
کہا اسنے کون ہے یہ کہا یہ جبرئیل ہے کہا داروغہ نے کیا ہے ساتھ تیرے کوئی کہا جبرئیل نے کہ ہاں میرے ساتھ محمد ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس کہا اسنے
کہ کیا بھیجا گیا تھا کوئی انکی طرف یعنی بلانے کے لیے کہا جبرئیل نے کہ ہاں پس جبکہ کھولا دروازہ چڑھے ہم اس آسمان پر ناگہاں ایک شخص بیٹھے ہوئے تھے
کہ انکے داہنی طرف کئی ایک شخص تھے یعنے انکی اولاد میں سے اور بائیں طرف انکے کئی ایک شخص تھے جس وقت کہ دیکھتے تھے داہنی طرف اپنے
ہنستے تھے یعنے اسلیے کہ دیکھتے وہ چیز کہ باعث خوشی کی تھی سبب جنتی ہونا انکا اور جس وقت کہ دیکھتے بائیں طرف اپنے روتے یعنے بسبب دوزخی
ہونے انکے کے پس کہا بعد سلام اور رد سلام کے مرحبا نبی صالح کو اور بیٹے صالح کو کہا میں نے جبرئیل کو کہ کون ہے یہ کہا جبرئیل نے کہ یہ آدم ہیں اور یہ اشخاص
داہنی طرف انکے اور بائیں طرف انکے ارواحیں ہیں انکی اولاد کی پس داہنی طرف والی ان میں سے بہشتی ہیں اور یہ ارواحیں کہ بائیں طرف انکے
ہیں دوزخی ہیں پس جب دیکھتے ہیں داہنی طرف اپنے ہنستے ہیں اور جب دیکھتے ہیں بائیں طرف اپنے روتے ہیں ف ع کہا قاضی نے آیا ہے کہ ارواح
کفار کی محبوس ہیں سجین میں اور ارواحیں ابرار کی چین کرتی ہیں علیین میں پس کیونکر جمع کی گئیں آسمان میں اور جواب اسکا یوں دیا گیا ہے احتمال ہے کہ یہ
کہ ارواحیں پیش کیجاتی ہوں آدم علیہ السلام پر بعض اوقات میں پس جس وقت آنحضرت گذرے ہوں وہ وقت پیش ہونے ارواح کا ہوا اور احتمال
ہے کہ ارواحیں دیکھی گئی وہ ہوں کہ داخل نہیں ہوئی تھیں بدنوں میں جب تک اور وہ پیدا کی گئی ہیں پہلے بدنوں کے اور جگہ انکے رہنے کی داہنی بائیں
طرف آدم کے ہے اور وہ جانتے تھے انجام کار انکا پس قول آنحضرت صلعم کا نسم بنیہ عام مخصوص ہے واللہ اعلم ثم یہاں تک کہ لیگئے مجھکو جبرئیل
طرف دوسرے آسمان کے پس کہا واسطے داروغہ اسکے کہ کھول دروازہ پس کہا جبرئیل سے لیے اسکے داروغہ نے مانند اس چیز کے کہ کہا تھا
اول آسمان کے داروغہ نے کہ کون ہے اور تیرے ساتھ کون ہے الخ کہا انس نے پس ذکر کیا یعنے آنحضرت صلعم نے پایا ابوذر نے بطریق مرفوع کے
اور ظاہر یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نے پایا آسمانوں میں آدم اور ادریس اور موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو اور نہیں بیان کی ابوذر نے
یا آنحضرت صلعم نے کیفیت منازل و مقام انکے کی سوائے اسکے کہ ذکر کیا پایا آدم کو پہلے آسمان میں اور ابراہیم کو چھٹے آسمان میں ف ع یہ موافق
ہے روایت شریک کی انس سے اور ثابت ہے تمام روایتوں میں غیر اسکے ہے اور وہ یہ ہے کہ ابراہیم ساتویں آسمان میں ہیں پس اگر کہے تو کہ متعدد ہوئی ہے معراج
تو کچھ اشکال نہیں والا قوی تر روایت جماعت کی ہے کہ حدیث جماعت میں آیا ہے کہ دیکھا ابراہیم علیہ السلام کو تکیہ لگائے ہوئے ساتھ بیت المعمور
کے اور وہ ساتویں آسمان میں ہے بلاخلاف اور علاوہ اسکے یہاں کہا کہ نہیں کیفیت بیان کی انکے منازل مقام کی پس روایت بیان کرنیوالوں کی
ارجح ہوگی اور حاصل یہ کہ بیچ تعین آسمانوں کے اور دیکھنے انبیا کے کچھ تھوڑا سا اختلاف حدیثوں میں واقع ہوا ہے اور وہ یا تو بسبب اشتباہ
راویوں کے ہے یا ہو سکتا ہے کہ دونوں آسمانوں میں دیکھا ہو قدرت سے کہا ابن شہاب نے کہ پس خبر دی مجھکو ابن حزم نے کہ تحقیق ابن عباس اور
ابا حبہ تھے کہتے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے پھر اوپر لیجایا گیا مجھکو یہانتک کہ چڑھا میں ایک مکان بلند ہموار پر سنتا تھا میں اسمیں آواز قلموں کے
لکھنے کی کہ فرشتے انسے تقدیریں اور حکم الٰہی لکھتے تھے اور لوح محفوظ سے احکام الٰہی نقل کرتے تھے کہا بعضے محققین نے ہمارے علما میں سے
کہ معنے یہ ہوئے کہ میں قائم ہوا ایسے مقام میں کہ پہونچا میں اسمیں بسبب رفعت مرتبہ کے طرف ایسی جگہ کے کہ مطلع ہوا میں کاتبات پر اور ظاہر

ہو سکے میرے لیے دوام الٰہی اور تدبیر کرنی اُسکی اپنی خلق میں قسم ہے اللہ کی یہ وہ مقام انتہی ہے کہ نہیں اقدم ہوا اس میں کسیکا اپر اور کیفیت ان قلمون
کی سوائے خدا اور رسول کے کوئی نہیں جانتا اور حقیقت قلم کی ایک چیز ہے کہ اس سے نقوش اور حروف پیدا ہوں اور سنے اور فولاد اسکی حقیقت
میں داخل نہیں اور بعضے شراح نے اس میں کچھ تاویلیں کر کے ظاہر معنے سے خارج کرتے ہیں اور طریقہ اسلم یہ ہے کہ اسکے معنی ظاہری پر کریں وجود قلم
کے قائل ہوں اور اسکی حقیقت کو حوالہ علم الٰہی کے کریں ثعلبہ اور کہا ابن حزم اور انس نے کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ پس فرض کیں میری امت پر
پچاس نمازیں پس پھرا میں اسکو لیکر اور قصہ کتا تھا اسکے عمل کا یہانتک کہ گذرا میں موسیٰ پر پس کہا کہ کیا فرض کیا اللہ نے سبب تمہارے کہا
امت پر کہا میں نے فرض کیں پچاس نمازیں کہا موسیٰ نے پس پھر جا طرف رب اپنے کے یعنی اور سوال کر اس سے تخفیف اس لیے کہ امت
تیری طاقت نہیں رکھیگی اسکی پس پھرا میں پس چھوڑ دیا مجکو سو گئے یعنی وہ معنے سبب پھرنے میرے کے طرف رب کے پس موقوف کیں اللہ تعالیٰ نے بعضے
بعض پچاس کی ف یعنی اللہ نے وہ پانچواں حصہ پچاس کا تھا کہ وہ دس ہیں یا دس لیے دس کہ وہ پانچواں حصہ پچاس کا ہے بموجب اختلاف پہلے کے
ستے پس پھرا میں طرف موسیٰ کے اور کہا میں نے کہ موقوف کیں اللہ تعالیٰ نے بعض انکی پس کہا کہ پھر جا اور عرض معروض کر اپنے رب سے اس لیے کہ
تحقیق امت تیری نہیں طاقت رکھیگی اسکی پس پھر گیا میں یعنی طرف درگاہ اول کے پس بموجب عرض معروض کی میں نے پس موقوف کیں اور
بعض انمیں سے پس پھرا میں طرف موسیٰ کے پس کہا موسیٰ نے کہ پھر جا طرف رب اپنے کے اس لیے کہ تیری امت نہیں طاقت رکھیگی اسکی پس خوب
عرض و معروض کی میں نے پروردگار سے پس فرمایا ف ش ع یعنی آخر میں جیسا کہ حدیث سابق میں لفظ فی الآخر ہے اور مقصود یہ ہے کہ پس فرمایا واسطے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے آخر مراجعات میں کہ یہ پانچ نمازیں ہیں یعنی ادا میں اور پچاس ہیں یعنی ثواب میں نہیں بدل کیا جاتا قول نزدیک
میرے ف ش ع احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میں نے مساوات کی ہے درمیان پانچ اور پچاس کے ثواب میں اور یہ بات بدلی نہیں جائیگی پس آیا میں نے
پچاس کو پانچ اور انمیں تبدیل نہیں ہے یعنی پس پھرا میں طرف موسیٰ کے پس کہا کہ عرض معروض کر اپنے رب سے پس کہا میں نے کہ شرم کی میں نے
اپنے رب سے ف ش ع یعنی اس وقت کہ کہا مجکو لا یبدل القول لدی باوجود اسکے نہیں ہے کوئی مانع تعدد مانع سے یعنی یہی شرم مانع ہوئی اور
بار بار عرض کرنا اور سلام رخصت کا کر کے پھرنا و غیر ذلک یہ بھی مانع تھی اور باعث شرم سے پھر لیجایا گیا مجکو یہانتک پہونچایا گیا مجکو طرف سدرۃ المنتہیٰ
کے حالانکہ ڈھانکا تھا سدرۃ المنتہیٰ کو رنگوں نے یعنی انوار کے یا طرح طرح کے بازوں ملائکہ کے لیے یا اور کچھ تھا نہیں جانتا میں یعنی اسوقت
بسبب متوجہ ہونے نظر انکی کے حق کی طرف نہ دیکھا انکی طرف کہ کیا ہے حقیقت ان رنگوں کی پھر داخل کیا گیا میں بہشت میں پس ناگہان اسمیں تھے
گنبد موتیوں کے ف ش ع اور مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ سیر کرتا تھا میں بہشت میں کہ ناگہان اسمیں ایک نہر تھی کہ اسکے دونوں کناروں پر تھے
تھے کاواک موتیوں کے تھے اور ناگہان خاک بہشت کی مشک تھی ف ش ع یعنی خوشبو اسکی مثل مشک کے ہے یا حقیقت میں مشک ہے اور
وہ بہت خوشبودار ہے حدیث میں آیا ہے کہ جنت کی خوشبو کی لپٹ پہونچتی ہے پانسو برس کی راہ کی مسافت پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن
عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ
الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا فَيُقْبَضُ مِنْهَا قَالَ إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى قَالَ فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثًا أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَغُفِرَ لِمَنْ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت
ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہ کہا جبکہ رات کو لیجایا گیا رسول خدا کو بھیجا گیا آپکو طرف سدرۃ المنتہیٰ کے اور سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے ف کہا ایک شارح نے کہ
وہم ہوا ہے کسی راوی کو کہ کہا چھٹے آسمان میں ہے سدرہ اور صواب یہ ہے ساتویں آسمان میں ہے جیسا کہ مشہور ہے درمیان جمہور راویوں کے کہا

قاضی نے کہ ہونا اُسکا ساتوین آسمان پر صحیح تر ہے اور یہی قول ہے اکثر کا کہا نووی نے کہ ممکن ہے کہ تطبیق یون دیجاوے دونون روایتون مین کہ ہو
جڑ اُسکی چھٹے آسمان مین اور شاخین اُسکی ساتوین آسمان مین کیونکہ وہ نہایت بڑا ہے اور کہا خلیل نے کہ سدرہ ساتوین آسمان مین ہے چھا رہا
ہے آسمانون اور بہشت پر ت طرف سدرہ کے پہونچتی ہے وہ چیز کہ چڑھائی جاتی ہے زمین سے یعنی اعمال اور ارواحین پس لے لی جاتی ہے اُس سے
یعنی بقدرت الٰہی سبب لیسکے کہ ملائکہ اوپر اُسکے جاوین اور طرف سدرہ کے پہونچتی ہے وہ چیز کہ نیچے اُتاری جاتی ہے اُسکے اوپر سے پس لے لی جاتی
ہے اُس سے ف ح یعنی اوامر اور احکام الٰہی پھر وہان سے لے لیتے ہین ملائکہ کہ وہان کھڑے ہین پس وہ منتہی علوم خلق اور عروج ملائکہ
کا ہے اسلیے اُسکو سدرۃ المنتہی کہتے ہین اور سوائے ہمارے پیغمبر خدا کے اُس سے اوپر کوئی نہین گیا ہے اور آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسی
جگہ گئے کہ وہان جگہ نہین ہے فنظم برداشت از طبیعت امکان قدم کہ آن ❊ اسری بعبدہ است عن المسجد الحرام ❊ تا عرصۂ وجود کہ اقصای عالم
است ❊ کانجا نہ جا و نے جہت و نی نشان نہ نام ❊ سریست بس شگرف در انجا ہیچ ہان ❊ از آشنای عالم و جان پرس ازین مقام ❊
ت کہا یعنی پڑھا ابن مسعودؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُسوقت کہ ڈھانک لیا سدرہ کو اُس چیز نے کہ ڈھانکا ف ت ع یعنی ایسی چیز نے کہ اُسکی کنہ
کو نہین پہونچ سکتے ہین کہ کتنی ہے اور کیسی ہے مقصود بڑائی اور کثرت اسکی ہے اور شاید کہ مراد حضرت صلعم کے قول سے لا ادری یہی ہے نہ حقیقت عدم
علم و درایت کی اور اور حدیث مین آیا ہے کہ اسکے ہر پتے پر فرشتہ کھڑا ہے کہ تسبیح کرتا ہے اور جماعت سبز جانورون کی کہ اُسکو عبارت ارواح انبیا
اور اولیا کی سے رکھتے ہین ت کہا ابن مسعودؓ نے یعنی بیچ تفسیر ما یغشی کے وہ پروانے ہین سونے کے ف ح یہ کہا باعتبار تشبیہ کے کہ ان
انوار کو کہ اُترتے ہین عالم ملکوت سے تشبیہ دی ساتھ فراش کے ف کے زبر سے معنی پرندہ مشہور کے گرد شمع کے پھرتا ہے یعنی پروانہ یہان اشارہ ہے
طرف شوق و محبت ملکوت کے اور حیرانی و سرگردانی انکی کے اوپر نور اقدس حق تعالیٰ کے اور ایک روایت مین جراد من ذہب یعنی ٹڈی سونے
کی بھی آیا ہے اور یہ بھی بطریق تشبیہ و تمثیل کے ہے اسلیے کہ درخت پر یہ جانور اکثر بیٹھتے ہین اور من ذہب کہنا کنایہ صفائی اور روشنی سے ہے اور ہو سکتا
ہے کہ مراد حقیقت سونے کی ہو اور قدرت الٰہی شامل سب چیزون کی ہے واللہ اعلم ت کہا ابن مسعودؓ نے پس دی گئین آن حضرت کو شب معراج مین
تین چیزین ف ح اور حقیقت مین جو کچھ کہ دیے گئے تھے آن حضرت صلعم اُس شب مین اقسام علم اور عمل اور انوار اور اسرار اور فیوض اور
برکات سے حد حصر سے باہر ہین ولیکن یہ تین چیزین ذکر کین عبداللہ بن مسعودؓ نے بسبب شرف و کرامت کے کہ تعلق امت سے رکھتی ہین ت
دی گئین پانچ نمازین یعنی فرضیت اُنکی اور دی گئین آیتین کہ اخیر سورۂ بقر مین ہین ف ع یعنی آمن الرسول سے اخیر سورۃ تک اور مراد اُنکے دیے
جانے سے دیے جانا قبولیت دعاؤن اُنکی کا ہے اور اگر کہے تو کہ یہ ظاہر مین منافی ہے اُس روایت کے کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ہے اسوقت کہ جبرئیل بیٹھے
تھے آن حضرت کے پاس کہ سُنی ایک آواز یعنی دروازہ کھلنے کی سنی ہے اوپر سے پس سر اُٹھایا جبرئیلؑ نے اور کہا کہ یہ فرشتہ ہے کہ اُترا ہے طرف زمین کے
نہین اُترا تھا کبھی مگر آج پس اُسنے سلام کیا اور کہا کہ خوش ہو ساتھ دو نورون کے کہ دیے گئے ہین وہ آپکو نہین دیے گئے کسی اور نبی کو پہلے
تم سے فاتحۃ الکتاب اور آیتین اخیر سورۂ بقر کی نہین پڑھوگے تم کوئی حرف اُن دونون مین سے مگر کہ دیے جاؤگے اُسکو یعنی ثواب یا قبولیت
دعاؤن اُسکی کی تو جواب اُسکا یہ دینگے کہ کچھ منافات نہین ہے اسلیے کہ دیا تھا آسمان مین جملہ اُن چیزون سے کہ وحی کی طرف بندہ اپنے کے
وہ چیز کہ وحی کی بقرینہ دینے پانچون نمازون کے مقام اعلیٰ مین اور اُترنا فرشتہ کا اُسکی بزرگی بیان کرنے کے لیے تھا اور بشارت دینے کے لیے
کہ جو تمکو یہ افضل چیز ملی ہے کسی نبی کو نہین ملی ہان ایک اور اشکال لازم آتا ہے کہ سورۂ بقرہ مدنی ہے اور قصہ معراج کا بالاتفاق مکی ہے پس اسکو یون دفع
کرینگے کہ خاتمہ سورۂ بقر کا مستثنیٰ ہے یعنی یہ مدینہ مین نہین نازل ہوا پس بقرہ مدنی ہے باعتبار اکثر کے اور نقل کیا ابن ملک نے حسن اور ابن

سیرین اور مجاہد سے کہ اللہ تعالی متولی ہوا سورۂ بقرہ کے وحی بھیجنے کا بلا واسطہ جبرئیل کے شب معراج مین پس وہ مکی ہی انکے نزدیک اور جمہور جو
کہتے ہین کہ یہ ساری سورہ مدنی ہی انکا جواب یہ ہی کہ معنی دیے جانیکے یہ نہین ہین کہ وہ دی گئین بلکہ معنے یہ ہین کہ قبولیت کی گئی آن حضرت صلعم
کے لیے دعا بابت ان الفاظ کے کہ تلقین کیے گئے دونون آیتون مین لفظ غفرانک سے اخیر تک اور واسطے پڑھنے والون کے لیے ترجمہ اور بخشے گئے گناہ
کبیرہ انکی امت سے واسطے اس شخص کے کہ نہ شریک کرے ساتھ اللہ کے کسی چیز کو نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے وعدہ کیے گئے آن حضرت صلعم
اس شب مین اس مغفرت کا کہ جسکو چاہیگا اللہ تعالی بغیر عذاب کے کبھی بخشدیگا جیسے کہ اس آیت مین فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون
ذلک لمن یشاء پس اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ صاحب کبیرہ کو عذاب بھی نہین ہوویگا کیونکہ جانا گیا ہی نصوص شرع سے اور اجماع اہل سنت سے ہونا عذاب
کا گنہگار موحدین کو اور اس حدیث مین نہ ذکر کرنا مشیت کا شاید بسبب معلوم ہونے اس امر کے ہو پہلے سے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسألنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتہا فکربت کربا ما کربت مثلہ قط فرفعہ اللہ لی
انظر الیہ ما یسألونی عن شیء الا انبأتہم وقد رأیتنی فی جماعۃ من الانبیاء فاذا موسی قائم یصلی فاذا رجل ضرب جعد کأنہ من رجال شنوءۃ واذا عیسی
قائم یصلی اقرب الناس بہ شبہا عروۃ بن مسعود الثقفی واذا ابراہیم قائم یصلی اشبہ الناس بہ صاحبکم یعنی نفسہ فحانت الصلوۃ فاممتہم فلما فرغت من
الصلوۃ قال لی قائل یا محمد ہذا مالک خازن النار فسلم علیہ فالتفت الیہ فبدأنی بالسلام رواہ مسلم وہذا الباب خال عن الفصل الثانی) اور روایت ہی ابوہریرہ
سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق دیکھا مین نے اپنے تئین حجر مین یعنے حطیم مین کھڑے ہوئے اس حال مین کہ جماعت قریش پوچھتی تھی
مجھسے احوال جانے میرے کا شب معراج مین طرف بیت المقدس کے پس پوچھین مجھسے چیزین اور نشانیان بیت المقدس کی کہ یاد نہین رکھا تھا مین انکو
یعنے وقت پوچھنے کے بسبب مشغول ہونے کے اور اہم مین پس غمگین کیا گیا مین غمگین کیا جانا کہ ہرگز نہین غمگین کیا گیا مین مانند اسکے پس بلند کیا بیت المقدس
کو اللہ تعالی نے میرے لیے اس حال مین کہ دیکھتا تھا مین اسکو یعنے بلند اور نزدیک کیا اسکو اور اٹھایا پردہ درمیان مین سے تا دیکھون اسکو اور بتلاؤن انکو نہین
کو جو پوچھین جیسے کہ فرماتے ہین نہین پوچھتے تھے قریش مجھسے کچھ مگر کہ خبر دیتا تھا مین انکو یعنے اس حالت حضور مین اور تحقیق دیکھا مین نے اپنے تئین بیچ
جماعت کے انبیا مین سے ف ع یعنے شب اسرا مین جیسا کہ دلالت کرتا ہی اسپر پہلا مضمون اور مضمون آیندہ حدیث کا اور یہ دیکھنا غیر اس دیکھنے کے ہی کہ
آسمان مین دیکھا بالاتفاق پھر کہا بعضون نے کہ دیکھنا انبیا کو آسمان مین محمول ہی اوپر دیکھنے ارواح انکی کے مگر عیسے کو کیونکہ ثابت ہو چکا ہی کہ وہ ساتھ بدن کے
آسمان پر اٹھا لیے گئے ہین اور بعضون نے ادریس کے حق مین بھی ایسا ہی کہا ہی اور ایسے ہی بعضون نے کہ نماز پڑھی حضرت کے ساتھ بیت المقدس مین پس
احتمال رکھتا ہی کہ انکی ارواح نے پڑھی اور یہ بھی احتمال ہی کہ بدنون نے ساتھ ارواحون کے پڑھی کیونکہ اوپر گذر ہی چکا ہی کہ انبیا زندہ ہین اپنے پروردگار
کے پاس اور اللہ نے حرام کیا ہی زمین پر یہ کہ کھاوے انکے گوشتون کو پھر بدن انکے مانند ارواحون کے لطیف ہین نہ کثیف پس نہین ہی مانع انکے ظہور
کے لیے عالم ملک وملکوت مین بوجہ کمال کے قدرت ذی الجلال سے اور ظاہر یہ ہی کہ نماز پڑھانا آن حضرت صلعم کا انکو بیت المقدس مین پہلے آسمان پر
جانے سے تھا ترجمہ پس ناگہان دیکھتا ہون مین کہ موسی کھڑے نماز پڑھتے ہین ف ع یہ بھی موید ہی اسکا کہ انبیا وقت نماز کے بیت المقدس مین
ساتھ بدنون اور ارواحون کے تھے کیونکہ حقیقت نماز کی یہی ہی کہ کرنا افعال مختلفہ کا ہوتا ہی ساتھ اعضا کے نہ نری ارواح کے ترجمہ پس ناگہان موسی ایک
مرد ہین میانہ قد یا دبلے گول بدن یا چڑے ہوئے بال گویا کہ وہ مردون شنوءہ کے سے ہین کہ نام ایک قبیلہ کا ہی یمن مین سے اور ناگہان عیسے بھی کھڑے نماز
پڑھتے ہین ف ع اسمین اشارہ ہی اسکی طرف کہ نماز معراج مومن کی ہی اسلیے کہ وہ حالت حضور کی آگے رب کے اور کمال قرب کی ہی اور وہ اعظم لذات
سے ہی نزدیک عشاق کے ترجمہ نزدیک ترین لوگون کی ساتھ انکے از روے مشابہت کے عروۃ بن مسعود ثقفی ہی کہ نام ایک صحابی کا ہی اور یہ بھائی

عبد اللہ بن مسعود کے نہیں ہین اسلیے کہ وہ ہذلی ہین اور ناگہان ابراہیم بھی کھڑے نماز پڑھتے ہین مشابہ تر ہین لوگون کا ساتھ ابراہیم کے یا تمہارا راوی مراد
رکھتے تھے آن حضرت صلعم یا اسے ذات شریف اپنی ف ش ع ح یہ کلام ابوہریرہؓ کا ہی یا اسکے بعد کے کسی اور راوی کا پھر دیکھا آن حضرت کا ان
انبیا کو نماز پڑھتے احتمال ہی کہ ہو انا دیکھا نے مین طرف بیت المقدس کے یا انکی مسجد اقصی مین اور موید ہی دوسرے احتمال کی ف تعقیب کی لفظ
فحانت مین ترجمہ پس آیا وقت نماز کا پس امام ہوا مین انکا ف ش ع ح شاید کہ مراد اس نماز سے نماز تحیہ ہی یا نماز معراج کی بالخصوص اور اگر کوئی کہے کہ
وہ جہان تو دار تکلیف ہی نہین نماز انہین کیون ہو جواب اسکا یہ ہی کہ انبیا رصلوات اللہ وسلامہ علیہم زندہ ہین ساتھ حیات حقیقی دنیاوی کے اور چونکہ زندہ
ہین شاید کہ تکلیف بھی ہو اور یہ بھی ہی کہ اس جہان مین وجوب رفع کیا گیا ہو نہ وجود اسکا اور ان انبیا نے یہان حضرت صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور بعد اسکے
انکو آسمان پر لے گئے حضرت کے استقبال اور تعظیم کے لیے یا انکی ارواحون کو آسمان مین متشکل کیا گیا مگر عیسے اور ادریس کہ وہ ساتھ بدنون کے آسمان پر ہین
اور یہ بھی احتمال ہی کہ یہ نماز پڑھانی اور جمع ہونا حضرت کا انبیا کے ساتھ بعد پھرنے کے سدرۃ المنتہی سے ہوا اور ظاہر یہ ہی کہ اللہ تعالی قادر ہی اولیا اللہ کو بصورۃ
متعددہ اماکن مختلفہ مین لوگون نے دیکھا ہی چہ جاے انبیا علیہم السلام خوارق عادات تو یہی ہین کہ جو چیزین خلاف عقل ہون اور وہ اسکی قدرت کاملہ سے ظاہر
ہین آوین ترجمہ پس جبکہ فارغ ہوا مین نماز سے یعنے آسمان کے جانے سے پہلے یا بعد حاصل ہونے حضور باری تعالی کے کہا مجھکو ایک کہنے والے نے
اے محمد یہ ہی مالک داروغہ دوزخ کا پس سلام کرو ان کو یعنے از راہ تعظیم بزرگی مالک قہار کے یا از راہ تواضع کے جیسا کہ آداب ہی ابرار کا پس التفات کیا
مین طرف اسکی یعنے بقصد سلام کرنے کے پس پہل کی اسنے سلام کرنے مین مجھپر ف ش ع ح یعنے نہ چھوڑا آپ کو کہ سلام کرین اسپر پہلے آپ ہی سلام کیا
بسبب پانے جلانے غلبہ شوکت اور رحمت آن حضرت صلعم کے آگ دوزخ پر اور اسکے داروغہ پر اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ احوال آسمان پر ہوا اور
ہو سکتا ہی کہ امامت آن حضرت کی انبیا کے لیے آسمان پر بھی ہوئی ہو ولیکن سیاق حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بیت المقدس مین تھی واللہ اعلم
ترجمہ نقل کی یہ مسلم نے اور یہ باب خالی ہی دوسری فصل سے الفصل الثالث فصل تیسری (عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرہم عن آیاتہ وانا انظر الیہ متفق علیہ) روایت ہی جابر سے یہ کہ
انھون نے سنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جبکہ جھٹلایا مجھکو قریش نے بیچ مقدمہ اسرا کے یعنے جانے کے طرف بیت المقدس
کے شب مذکور مین اور پوچھین مجھسے نشانیان اس مکان کی کھڑا ہوا مین حجر مین پس ظاہر کیا اور دکھایا اللہ تعالے نے مجھکو بیت المقدس ف ش ع ح
یعنے اور راہ اسکی اور دور کیا پردہ کہ مجھ مین اور انہین تھا اور ایسا ظاہر کیا کہ دیکھتا تھا مین اسکو بلا اشتباہ اور احتمال رکھتا ہی کہ بیت المقدس کو
اٹھا کر آگے آن حضرت کے یہان لائے ہون جیسے کہ ابن عباس کی حدیث مین آیا ہی کہ کہا آن حضرت نے پس لائی گئی مسجد اور رکھی گئی دار عقیل
کے پاس اور یہ کامل تر ہی معجزہ مین جیسے کہ حاضر کیا گیا تخت بلقیس کا طرفۃ العین مین حضرت سلیمانؑ کے پاس ترجمہ پس شروع کیا مین نے کہ
کہ خبر دیتا تھا قریش کو بیت المقدس کی نشانیون سے حالانکہ مین دیکھتا تھا طرف اسکے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ش ع ح جاننا
چاہیے کہ معراج کی حدیثون مین وہ حدیث نہ لایا کہ حال آن حضرت کے دیکھنے کا رب العزت کو معلوم ہوا اور صحابہ اور تابعین کو اختلاف ہی
انہین اور قول مختار اثبات اسکا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دل سے دیکھا اور دیکھنا دل سے غیر جاننے کے ہی دل سے اور تحقیق اور تفصیل اسکی بیچ
باب رویۃ اللہ کے گذری تمام ہوا باب المعراج اور آگے آتا ہی تتمہ جلد چہارم مین باب المعجزات

تتمہ ربع رابع مظاہر حق

باب فی المعجزات باب ہے بیچ بیان معجزوں کے ف معجزہ مشتق ہے عجز سے کہ وہ ضد قدرت ہے اور کتاب تحقیق میں ہے کہ معجز کرنے والا عجز کا اپنے غیر میں اور انبیا کے صدق کی دلالتوں کو اور رسولوں کی نشانیوں کو معجزہ اس لیے کہتے ہیں کہ مرسل علیہم یعنے امتی عاجز ہوتے ہیں اُنکے معارضہ سے باتیان مثل اُس معجزہ کے یعنے وہ ایسا معجزہ نہیں لاسکتے اسکے مقابلہ میں انتہی اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے کہ معجزہ اعجاز سے ہے بمعنے عاجز کرنے کے اور وہ ایک امر ہے خارق یعنے خلاف عادت کہ ظاہر ہوتا ہے اُس سے جو مدعی نبوت کا اور خوارق عادات کہ پہلے ظہور نبوت سے ظاہر ہوتے ہیں انکو ارہاصات کہتے ہیں اور ارہاص کے معنے ہیں تاکید کرنا مکان کا ساتھ پتھر اور مٹی کے گویا کہ انہیں استحکام امر نبوت کا ہے اور تمام خوارق عادات چار قسم پر کہتے ہیں جو کچھ کہ کفار و فساق سے ظاہر ہو اسکو تو استدراج کہتے ہیں اور جو کچھ عوام مسلمانوں سے ظاہر ہو اسکو معونت کہتے ہیں اور جو کچھ کہ اولیا سے ہو اسکو کرامت کہتے ہیں اور دعوی نبوت کی قید سے یہ سب قسمیں نکل گئیں یعنے ان قسموں کو معجزہ نہیں کہتے کہ معجزہ وہی خرق عادت ہے کہ ساتھ دعوی نبوت کے ہو اور حضرت شیخ نے تین قسمیں تو یہ ذکر کیں اور ایک معجزہ ہے کہ جسکو اول ہی ذکر کیا اور جو خارق عادت نہیں ہے بلکہ ظاہر ہوتا ہے ساتھ اسباب کے کہ جو اس اسباب کی مباشرت کرتا ہے اس سے ظہور پاتا ہے اور جو کچھ کہ ساتھ اسباب عادیہ کے ظاہر ہو وہ خارق عادت نہیں ہے جیسے شفا ساتھ دوا اور طبیب کے اور جو کوئی اسکو خارق عادت کہے باعتبار ظاہر کے ہے الفصل الاول فصل پہلی (عن انس بن مالک ان ابا بکر الصدیق قال نظرت الی اقدام المشرکین علی رؤسنا ونحن فی الغار فقلت یا رسول اللہ لو ان احدہم نظر الی قدمیہ ابصرنا فقال یا ابا بکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما متفق علیہ) روایت ہے انس بن مالک سے یہ کہ ابوبکر صدیق نے کہا یعنے وقت بیان کرنے قصہ ہجرت کے اور در آنے کے غار میں اور پہونچنے مشرکوں کے سر غار پر سید الابرار صلعم کی تلاش میں کہ دیکھا میں نے مشرکین کے قدموں کی طرف گویا کہ وہ ہمارے سروں پر ہیں اور ہم بیٹھے ہیں اور آنحضرت صلعم غار میں تھے ف ع مراد اس غار سے غار جبل ثور کا ہے کہ ثور کے اوپر کی جانب میں تھا اور ثور نام ایک پہاڑ کا ہے نواح مکہ میں بقدر مسافت ایک ساعت نجومیہ کے اور صورت اُس غار کی ایسی واقع ہوئی ہے کہ اگر کوئی اسکے کنارے پر کھڑا ہو تو نظر اس شخص کی کہ اندر غار کے ہو اُسکے پانون پر پڑتی ہے اور اگر وہ شخص اپنے پانوں کی جگہ نظر کرے تو دیکھ لے اُس شخص کو کہ اندر غار کے ہے پس آن حضرت صلعم اُس غار میں چھپے تھے مشرکوں سے بقصد ہجرت کے اور مشرک وہاں حضرت صلعم کی تلاش میں جا پہونچے اور حضرت ابوبکر ڈرے حضرت کی طرف سے چنانچہ بیان کرتے ہیں پس کہا میں نے یا رسول اللہ اگر کوئی اُنمیں سے نگاہ کرے جگہ پانون اپنی کو تو دیکھ لیگا ہمکو پس فرمایا آن حضرت نے اے ابوبکر کیا ہے گمان تیرا ساتھ ان دو شخصوں کے کہ خدا ہے تیسرا اُنکا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنے خدا ساتھ انکے ہے بنصرت و اعانت اور معجزہ اس قصہ میں یہ ہے کہ پھیر دی اللہ تعالی نے ہمت کفار کی تلاش کرنے اور نظر کرنے سے اندر غار کے باوجود جزم کرنے اس بات کے کہ آن حضرت صلعم اور ابوبکر صدیق غار میں ہیں اور طیبی نے روایت کی ہے کہ آن حضرت صلعم نے بددعا کی انپر کہ خداوندا اندھی کر دے آنکھیں انکی پس گرد غار کے پھرتے تھے اور نہیں پاتے تھے انکو اور بیضہ دینا کبوتر کا اور جالا پورنا مکڑی کا بھی معجزہ تھا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے (وعن البراء بن عازب عن ابیہ انہ قال لابی بکر حدثنی کیف صنعتما حین سریت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اسرینا لیلتنا ومن الغد حتی قام قائم الظہیرۃ وخلا الطریق لا یمر فیہ احد فرفعت لنا صخرۃ طویلۃ لہا ظل لم یأت علیہا الشمس فنزلنا عندہا وسویت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم مکانا بیدی ینام علیہ وبسطت علیہ فروۃ وقلت نم یا رسول اللہ

وانا انفض ما حولک فنام وخرجت انفض ما حولہ فاذا انا براع مقبل قلت افی غنمک لبن قال نعم قلت افتحلب قال نعم فاخذ شاۃ فحلب فی
قعب کثبۃ من لبن ومعی اداوۃ حملتہا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یرتوی منہا یشرب ویتوضأ فاتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکرہت
ان اوقظہ فوافقتہ حتی استیقظ فصببت من الماء علی اللبن حتی برد اسفلہ فقلت اشرب یا رسول اللہ فشرب حتی رضیت ثم قال الم یان
للرحیل قلت بلی قال فارتحلنا بعد ما زالت الشمس واتبعنا سراقۃ بن مالک فقلت اتینا یا رسول اللہ فقال لا تحزن ان اللہ معنا فدعا علیہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فارتطمت بہ فرسہ الی بطنہا فی جلد من الارض فقال انی اراکما دعوتما علی فادعوا لی فاللہ لکما ان ارد عنکما الطلب فدعا لہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنجا فجعل لا یلقی احدا الا قال کفیتم ما ہہنا فلا یلقی احدا الا ردہ (متفق علیہ) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہ نقل
کی اپنے باپ سے کہ عازب ہے کہا انہوں نے کہا واسطے ابی بکر صدیق کے کہ اے ابوبکر خبر دو مجھکو کس طرح اور کیا کیا تم نے یعنی تم اور آنحضرت نے اسوقت کہ
رات کو چلے تم ساتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی سفر کیا تم نے مکہ سے طرف مدینہ کے ہجرت کے لیے بعد نکلنے کے غار سے کہا ابوبکر نے کہ چلے
ہم ساری رات اور کچھ اگلے دن مین سے یعنی آدھے دن یہانتک کہ ٹھیک دوپہر ہوئی اور ٹھہرا آفتاب اور خالی ہوئی راہ کہ نہ گذرتا تھا اسمین کوئی ظاہر ہوا
اور دکھائی دیا ہمکو ایک پتھر دراز کہ واسطے اسکے سایہ تھا نہین آیا تھا اسپر آفتاب یعنی اسکے غارون اور کھوؤن مین اسوقت دھوپ نہ پہونچی تھی پس اترے
ہم اسکے پاس اور ہموار کی مین نے آن حضرت کے لیے ایک جگہ اپنے دونون ہاتھون سے تاکہ سووین آن حضرت صلعم اسپر اور بچھایا مین نے اسجگہ ایک
پوستین اور کہا مین نے سو رہیے آپ یا رسول اللہ اور مین نگہبانی کرونگا گرد تمہارے اور دیکھتا رہونگا ادہر ادہر اور خبردار رہونگا دشمنون کے آنے
کی پس سو رہے آن حضرت اور نکلا مین درحالیکہ نگہبانی کرتا تھا گرد حضرت صلعم کے پس ناگہان دیکھتا ہون مین ایک چرواہے کو کہ چلا آتا ہے سامنے سے
کہا مین نے کہ کیا ہے تیری بکریون مین دودھ کہا چرواہے نے کہ ہان ہے کہا مین نے کیا دہیگا تو دودھ کہا اسنے ہان پس پکڑی اسنے ایک بکری اور
دوہا کاٹھ کے پیالہ مین تھوڑا سا دودھ اور ساتھ میرے چھاگل تھی کہ اٹھایا تھا مین نے اسکو واسطے آن حضرت صلعم کے کہ سیراب ہوتے تھے آن حضرت
اس سے پانی پیتے اور وضو کرتے پس آیا مین آن حضرت کے پاس یعنی دودھ لیکر پس مکروہ جانا مین نے جگانا آن حضرت کا پس موافقت کی مین نے
آن حضرت صلعم کی ف ح سونے مین یعنی مین بھی سو رہا لفظ موافقت تقدیم ف سے ہو ق پر پس معنے اسکے تو مذکور ہوئے اور ساتھ تقدیم ق کے
ف پر بھی روایت آئی ہے یعنی صبر اور توقف کیا یعنی اور بیدار نکیا آپکو یہانتک ت کہ خود بیدار ہوئے حضرت پس ڈالا مین نے کچھ پانی مین سے دودھ
پر یہانتک کہ ٹھنڈا ہوا نیچے تک ف ح یعنی بہت پانی ڈالا یہانتک کہ سب دودھ سرد ہو گیا اور یہ عادت ہے عرب کی کہ ٹھنڈا پانی دودھ مین ڈالکر
پلاتے ہین تا حرارت دودھ کی دفع ہو جاوے ت پس کہا مین نے پیجیے یا رسول اللہ پس پیا حضرت نے یہانتک کہ خوش ہوا مین ف ح اس سے معلوم
ہوا کہ خوشی محب کی محبوب کی خوشی اور آسایش مین ہے اور یہان ایک اشکال لاتے ہین کہ بے اذن مالک بکریون کے کیون دودھ دوہا اور پیا اور جواب
یہ دیتے ہین کہ بکریان حضرت ابوبکر کے کسی دوست کی تھین کہ اعتماد اسکی رضا کا رکھتے تھے اور یہ بھی ہے کہ اہل عرب کی عادت تھی کہ اجازت دیدیتے تھے اپنے
چرواہون کو کہ راہ کے چلنے والون اور بھوکھون کو دودھ دیتے رہا کرین اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھون نے کچھ دیکر خریدا ہو واللہ اعلم ت پھر فرمایا آن حضرت صلعم
نے کہ کیا نہین آیا وقت کوچ کا عرض کیا مین نے کہ ہان آیا کہا ابوبکر نے پس کوچ کیا ہمنے بعد ڈھلنے آفتاب کے اور آئے ڈھونڈنے والے قوم کے اور پیچھے
سے آیا ہمارے سراقہ بن مالک ف ح کہ اہل مکہ نے اسکو اور اور کتنے آدمیون کو ہمارے پیچھے متعین کیا تھا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو لاوے اسکو
ہم سو اونٹ دینگے اور یہ سراقہ بعد فتح مکہ کے مسلمان ہو گیا ت پس کہا مین نے آیا ہمارے پکڑنے کو دشمن یا رسول اللہ صلعم پس فرمایا آن حضرت صلعم
نے غم نکر خدائے تعالی ہے ہمارے ساتھ پس دعا کی سراقہ پر پیغمبر خدائے تعالی نے پس دھس گیا ساتھ سراقہ کے گھوڑا اسکا پیٹ تک سخت زمین مین

پس کہا سراقہ نے کہ تحقیق جانتا ہوں میں تم کو کہ بد دعا کی تم نے مجھ پر پس دعا کرو میرے نفع کے لیے یعنے یہ کہ خلاصی پاؤں اس حالت سے کہ گرفتار ہوں میں
اس میں پس تم اگر کرو گے تو اللہ گواہ کرتا ہوں تمہارے واسطے یہ کہ پھیروں گا میں کفار کی طلب کو تم سے پس دعا کی سراقہ کے لیے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پس نجات پائی اسنے اس رنج سے ف ح اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تین بار دعا کی اور ہر بار دھستا تھا اور نجات پاتا تھا سے پس
شروع کیا سراقہ نے یعنے ایفای وعدے میں کہ نہیں ملتا تھا کسی کافر سے یعنے ان کافروں میں سے کہ حضرت صلعم کی تلاش کے لیے نکلے تھے
مگر کہتا کفایت کئے گئے تم طلب میں یعنے پس کافی ہو یہ تلاش کرنا اور تلاش نکرو میں تلاش کر چکا نہیں ہوا در وہ شخص کہ اسکو تلاش کرتے ہو
پس نہیں ملتا تھا سراقہ کسی سے مگر کہ پھیر دیتا تھا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ط ع اس میں بہت سے فائدے ہیں از انجملہ یہ معجزہ حضرت صلعم
کا اور فضیلت ابو بکر کی کئی وجوہ سے اور اسمیں ہے خدمت کرنی تابع کی متبوع کے لیے اور ساتھ رکھنا چھاگل کا اور رکھنا اسکے کا سفر میں واسطے طہارت
اور پانی پینے کے اور اسمیں فضیلت توکل کی ہے اوپر اللہ تعالی کے اور خوبی انجام کار اسکے کی (وعن انس قال سمع عبد اللہ بن سلام بمقدم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی ارض یخترف فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی سائلک عن ثلاث لا یعلمھن الا نبی فما اول اشراط الساعۃ
وما اول طعام اھل الجنۃ وما ینزع الولد الی ابیہ او الی امہ قال اخبرنی بھن جبریل انفا اما اول اشراط الساعۃ فنار تحشر الناس من المشرق الی
المغرب واما اول طعام یاکلہ اھل الجنۃ فزیادۃ کبد حوت واذا سبق ماء الرجل ماء المرأۃ نزع الولد واذا سبق ماء المرأۃ نزعت قال اشھد ان لا الہ
الا اللہ وانک رسول اللہ یا رسول اللہ ان الیہود قوم بھت وانھم ان یعلموا باسلامی من قبل ان تسألھم یبھتونی فجاءت الیہود فقال ای رجل عبد اللہ
ابن سلام فیکم قالوا خیرنا وابن خیرنا وسیدنا وابن سیدنا قال ارأیتم ان اسلم عبد اللہ بن سلام قالوا اعاذہ اللہ من ذلک فخرج عبد اللہ فقال اشھد ان لا الہ الا
اللہ وان محمدا رسول اللہ فقالوا شرنا وابن شرنا فانتقصوہ قال ھذا الذی کنت اخاف یا رسول اللہ رواہ البخاری) اور روایت ہے انس سے کہا
سنا عبد اللہ بن سلام نے آنا آن حضرت صلعم کا یعنے مکہ سے مدینہ میں حالانکہ عبد اللہ بن سلام ایک زمین میں تھا کہ چنتا تھا میوہ درختوں سے ف ط ع
یعنے اپنے باغ میں تھا میوہ درختوں سے توڑتا اور چنتا تھا انتہی وہیان واقع ہی یا مبالغہ ہی پس آنے اسکے کے آن حضرت صلعم کے پاس جلدی سے کہ
باوجودیکہ ایک کام میں تھا اور فرصت نہ تھی لیکن چونکہ صفات آن حضرت صلعم کے توریت میں پڑھکر اور تحقیق کر کر منتظر ظہور تھا کما قال شعر حافظ بودکہ
مشتاق لقایت بودم ٭ لاجرم روی ترا دیدم وازجا رفتم ٭ باوجود سے رونق افزائی حضرت صلعم کے سب کام چھوڑ چھاڑ کر حاضر ہوا اور یہ عبد اللہ حضرت
یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھا اور بڑا علم رکھتا تھا توریت کا حضرت صلعم کی خبر سنکر حاضر ہوا اور مسلمان ہو کر اصحاب رضی اللہ عنہم کرام میں سے ہوئے
جیسا کہ مذکور ہوتا ہے قصہ انکا پس آیا وہ آن حضرت کے پاس اور عرض کیا یعنے واسطے تحقیق کرنے علامتوں صدق نبوت کے کہ تحقیق میں پوچھتا
ہوں تم سے تین چیزیں نہیں جانتا ہے انکو مگر نبی ف ع یعنے یا وہ شخص کہ معلوم کرے نبی سے یا اسکی کتاب سے یہ اسلیے کہا کہ تا نہ اشکال لازم آوے
یہ کہ وہ بھی تو جانتا تھا مجمل یا مفصل چنانچہ اسی لیے جواب ان تین چیزوں کا معجزہ ہوا آنکے لیے اور علم الیقین حضرت صلعم کی نبوت کا نزدیک اسکے اور
بھی ظاہر ہے لانے حدیث کے سے اس باب میں ترجمہ ایک چیز ان تین چیزوں میں سے یہ ہے کہ کیا ہوگی اول علامت قیامت کی اور دوسری کہ
کیا ہوگا اول کھانا بہشتیوں کا کہ جو بہشت میں داخل ہو کر پہلے ہی کھاوینگے اور تیسری یہ کہ کونسی چیز کھینچتی ہے فرزند کو طرف باپ اسکے کے یا طرف ماں
اسکے کے مشابہت میں یعنے فرزند کو کہ کبھی صورت میں مشابہ باپ کے ہوتا ہے اور کبھی مشابہ ماں کے سبب اسکا کیا ہے فرمایا آن حضرت صلعم نے کہ
خبر دی مجھکو ان چیزوں کی جبرئیل نے ابھی یہ ف ح ع فرمایا واسطے دفع ہونے وہم اس بات کے کہ اگلوں سے سن لیا ہو کسی اہل کتاب سے
اور تنبیہ بھی کرنا منظور تھی کہ گوش ہوش سے سنے اور وجود وحی اور آنا جبرئیل کا معلوم کرلے ترجمہ اسپر اول علامت قیامت کی پس ایک آگ

ہو گی کہ آنکہیگی اور جمع کریگی لوگون کو جانب مشرق سے طرف مغرب کے اور اہپر اول کھانا کہ کھا دینگے اُسکو بہشتی ہین زیادتی مچھلی کی کلیجی کی ہو گی کہ ایک ٹکڑا جگر کا ہی لٹکتا ہوا جگر مین اور وہ نہایت لذیذ ہوتا ہی اور جسوقت کہ غالب ہوتا ہی پانی مرد کا عورت کے پانی پر تو کھینچ لیتا ہی باپ اپنی مشابہت کی طرف فرزند کو اور جبکہ غالب ہوتا ہی پانی عورت کا یعنے مرد کے پانی پر تو کھینچ لیتی ہی عورت اپنی مشابہت کی طرف ف ح ملا علی نے سبقت کے علاوہ غلبہ لکھے ہین اور شیخ رح نے پیش پیشی یعنی پہلے رحم مین پڑتا ہی اور بعد اُسکے لکھا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ سبب مشابہ ہونا فرزند کا ساتھ باپ یا مان کے سبقت کرنا پانی ایک کا اُن دونون مین سے ہی اور اور حدیث سے کہ باب الغسل مین گذری معلوم ہوتا ہی کہ سبب مشابہت کا غلبہ ہی یا سبقت پس سبقت کو متضمن دونون معنی کے رکھ سکتے ہین ترجمہ کہا عبد اللہ بن سلام نے بعد سننے جواب کے کہ گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود برحق مگر اللہ اور بلاشبہ تم رسول خدا کے ہو اور کہا عبد اللہ نے اے رسول خدا کے تحقیق یہودی بڑے بہتانی ہین اور تحقیق اگر وہ جانین اسلام لانا میرا پہلے اسکے کہ پوچھو تم اُنسے یعنے میرا حال تو جھوٹھ باندھینگے مجھپر یعنے بعد پوچھنے کے پس آئے یہودی یعنے بسبب بلانے کے یا اتفاقًا اور عبد اللہ چھپ رہے تھے اُنسے پس فرمایا آن حضرت نے کہ کیسا شخص ہی عبد اللہ بن سلام تم مین یا تمھارے زعم اور اعتقاد مین کہا اُنھون نے کہ بہتر ہی ہم مین اور بیٹا ہی بہتر ہمارے کا یعنے حسب مین یا عتبار علم وصلاح کے اور سردار ہی ہمارا اور بیٹا ہی ہمارے سردار کا یعنے نسب مین یا تمام مکارم اخلاق مین فرمایا حضرت نے کہ خبر دو مجھکو اگر اسلام لاوے عبد اللہ بن سلام یعنے تو تم بھی اسلام لاؤگے کہا یہود نے کہ پناہ مین رکھے اُسکو اللہ اسلام لانے سے یا معاذ اللہ کہ اُسکا تصور بھی کیا جاوے اُس سے پس نکلے عبد اللہ اور کہا گواہی دیتا ہون مین اسکی کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد رسول خدا کے ہین پس کہنے لگے یہود یعنے بعد اسکے کہ معلوم کیا اسلام اُنکا یہ بہت بُرا ہی ہم مین اور بیٹا ہی بدترین ہمارے کا پس عیب لگانے لگے اُسکو کہا عبد اللہ نے یہ ہی وہ چیز کہ تھا مین ڈرتا یا رسول اللہ نقل کی یہ بخاری نے ف اور یہی سبب تھا میرے عرض کرنے کا کہ آپ اُن سے پہلے پوچھ لیجیے حال میرا تاکہ جھوٹھ اُنکا معلوم ہو جاوے (وعنہ قال اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاوَرَ حِیْنَ بَلَغَنَا اِقْبَالُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نُخِیْضَہَا الْبَحْرَ لَاَخَضْنَاہَا وَلَوْ اَمَرْتَنَا اَنْ نَضْرِبَ اَکْبَادَہَا اِلٰی بَرْکِ الْغِمَادِ لَفَعَلْنَا قَالَ فَنَدَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی نَزَلُوْا بَدْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ وَیَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ہٰہُنَا وَہٰہُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُہُمْ عَنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی انس سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کیا یعنے مدینہ والون سے امتحان کے لیے اسوقت کہ پہونچی ہمکو خبر ابی سفیان کے آنے کی ف یعنے ساتھ قافلہ کے کہ آتا تھا شام سے اور جاتا تھا طرف مکہ کے اور یہ مقدمہ غزوۂ بدر کا ہی کہ ابو سفیان اُموی تجارت شام کے لیے گیا تھا اور وہان سے مال بہت سا لیے آتا تھا اور اُسکے ساتھ چالیس سوار تھے جب مسلمانون نے یہ خبر سُنی تو چاہا کہ اُس قافلہ کو لوٹین اور ماریں اسلیے کہ اُسمین آدمی تھوڑے سے تھے اور مال بہت اور یہ خبر جو مکہ مین پہونچی تو ابو جہل کعبہ کے اوپر چڑھا اور پکارا لوگون کو اور جمع کیا اور نکلا اُنکی مدد کے لیے پس اُن سے لوگون نے کہا کہ قافلہ نے راہ دریا کے کنارے کی پکڑی اور نجات پائی پھر جا لوگون سمیت طرف مکہ کے چونکہ وقت اُس کمبخت کے زوال کا آن پہونچا تھا لوگون کے کہنے سے باز نہ آیا اور بدر مین پہونچا پس جبرئیل اُترے اور خبر دی کہ اللہ تعالی نے وعدہ کیا ہی دو جماعتون مین سے ایک جماعت کا کہ چاہو مال لو قافلہ کا اور چاہو فتح دشمنون پر چنانچہ کلام اللہ اور تفسیرون مین یہ قصہ مفصل مذکور ہی پس حضرت نے فرمایا کہ قافلہ تو پہونچا کنارہ دریا پر اور یہ ابو جہل آیا ہی پس کھڑے ہوئے سعد جیسے کہ کہا ترجمہ اور کھڑے ہوئے سعد بیٹے عبادہ کے ف ح یعنے صحابہ کے درمیان مین سے اور وہ رئیس تھے انصار کے اور خاص اُنکا کھڑا ہونا اسلیے تھا کہ سبب مشورہ کرنے کا امتحان کرنا انصار کا تھا اسلیے کہ حضرت نے نہین بیعت لی تھی اُن سے اس بات پر کہ نکلین وہ ساتھ حضرت صلعم کے جہاد کے لیے اور طلب کرنے دشمن کے لیے بلکہ بیعت لی تھی اُن سے اُسپر کہ بچاوین

له اور بعض نسخ میں [illegible] مذکور ہے ۱۲ [illegible] اور سبقت کرنا ۱۲ [illegible] اور یہ بھی [illegible] ۱۲ منه

حضرت صلعم کو اس شخص سے کہ قصد کرے حضرت کا پس جبکہ پیش آیا حضرت کو نکلنا واسطے قافلہ ابوسفیان کے تو چاہا کہ معلوم کریں حال ہے کہ وہ موافقت کرتے ہیں آپکی یا نہیں پس جواب دیا انہوں نے بہت اچھا جواب ساتھ موافقت پوری کے اس بارہ میں بھی اور اور بارہ میں بھی اور اسمیں رغبت دلائی ہے اور پہلے مشورہ کے اصحاب سے اور عقلمندوں سے تھے پس کہا سعد نے یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہے اگر حکم کیجیے آپ ہمکو یہ کہ داخل کریں ہم سواری کے جانوروں کو دریا میں تو البتہ ڈالدویں ہم انکو دریا میں یعنی روی زمین پر کو کہا اگر آپ فرماتے تو دریا میں پیٹھ جاویں اور اگر فرماتے آپ ہمکو یہ کہ ماریں ہم جگر اونٹوں اور گھوڑونکے برک غماد تک تو البتہ کریں ہم ف لفظ برک ساتھ زبر با ورزیر اسکے کے اور جزم رے کے اور غماد ساتھ زیر غین کے اور پیش اسکے کے اور بعضوں نے ساتھ زیر کے بھی کہا ہے نام ایک شہر کا ہے یمن کے شہروں میں سے یا پرلے کنارہ ہجر میں یا انتہا آبادی پر اور مارنا گھوڑوں وغیرہ کے جگروں کا کنایہ ہے تیز ہانکنے انکے سے کہ وقت سواری کے اور دوڑنے کے پانوں سوار کے انکے جگروں پر لگتے جاتے تھے پس معنی یہ ہیں کہ اگر آپ حکم کیجیے ہمکو بہت چلنے کا یعنی جلدی سفر کرنیکا مثلاً برک غماد تک کہ نہایت دور ہے تو بجا لاویں ہم حکم آپکا ت کہا انس نے پس بلایا اور برانگیختہ کیا آنحضرت صلعم نے لوگوں کو اور مہاجرین اور انصار کو نکلنے پر پس نکلے اور چلے لوگ یہانتک کہ اترے بدر میں کہ نام ایک جگہ کا ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے پس فرمایا حضرت صلعم نے کہ یہ جگہ ہلاک ہونے اور پڑنے فلانے کی ہے یعنی نام ایک کا ان اشقیا میں سے لیتے تھے اور رکھتے تھے ہاتھ اپنا زمین پر یعنی تعین جگہ کے لیے اسجگہ اور اسیطرح یعنی ہر ایک کی جگہ تعین کرتے تھے اور اشارہ کرتے تھے یہانتک کہ شمار کیا مشرکوں کو اور انکی جگہوں کو کہ فلانا یہاں مارا پڑا ہوگا اور فلانا یہاں الخ کہا انس نے پس نہ دور ہوا اور نہ تجاوز کیا کسی نے ان میں سے اسجگہ سے کہ ہاتھ رکھا تھا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی اسجگہ مارا گیا (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَثِبُ فِي الدِّرْعِ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس حال میں کہ وہ بیچ قبہ کے تھے روز بدر کے یا الٰہی مانگتا ہوں میں تجھسے امان تیری اور ایفاے وعدہ تیرا کہ کیا ہے نصرت کا یعنی اس آیت میں (وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ) الخ خداوندا اگر چاہے تو یعنی ہلاک ہونا مومنوں کا تو نہ عبادت کیا جاویگا تو بعد آج کے دن کے ف ح ع یعنی اس لیے کہ نہیں باقی رہیگا روی زمین پر کوئی مسلمان اگر کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم تو بڑے عارف باللہ تھے اور جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ فرماکر خلاف نہیں کرتا پس کیا تھی وجہ اس سوال کی تو جواب اسکا یہ دینگے کہ دعا کرنیکا حکم ہے دعا کرنیوالا جانے حصول مطلب کو یا نہ جانے پھر علم باللہ مقتضی ہے خوف رکھنے کو اس سے اور خوف الٰہی نہیں رفع ہوتا انبیا علیہم السلام سے پس جائز ہے کہ حضرت صلعم کو یہ خوف ہو کہ مبادا کوئی چیز مانع نصرت کی میری طرف سے یا میری امت کی طرف سے پیدا ہو اور روکی جاوے نصرت موعود اور یہ بھی احتمال ہے کہ آنحضرت صلعم سے وعدہ نصرت کا تھا لیکن وقت معین کیا گیا پس آنحضرت صلعم ڈرتے تاخیر وقت سے پس دعا کی اللہ تعالیٰ سے کہ وفا وعدہ فرما دے آج ہی اور شاید کہ آنحضرت صلعم کو استحضار ہوا ہو وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ کے معنوں کا اور اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ کے معنوں کا کہ دلالت کرتی ہیں یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی بے پروائی پر پس بنظر حضور ان معانی کے دعا کی چنانچہ امام غزالی رحمہ نے لکھا ہے کہ حال آنحضرت کا نہایت کامل تھا اور نظر اور علم آپکا بیچ صفات غنا اور لاابالی درگاہ حق کے اور سطوت اور جلال اسکے کے نہایت وسیع تھا اور نظر ابوبکر کی فقط ظاہر ہی کے وعدے پر تھی اور اسکی تحقیق ہی اور ہے کہ رسالہ تسلیۃ المصاب میں بعضے محققین سے شیخ عبدالحق نے ذکر کی ہے اور کچھ انکی شرح عربی میں بھی مذکور ہے ت پس پکڑا ابوبکر نے دست مبارک حضرت کا اور کہا کہ بس ہے تمکو اسقدر دعا کرنی یا رسول اللہ بہت مبالغہ کیا تم نے یا رسول اللہ دعا کرنے میں اپنے پروردگار سے ف ع مبالغہ کرنا آنحضرت کا دعا میں باوجود نہایت اعتماد کے اپنے رب پر تھا واسطے دلیر کرنے اور ثابت قدم رہنے اور

تقویت دل صحابہ کے اسلیے کہ وہ جانتے تھے کہ دعا آنحضرت صلعم کی مستجاب ہے بلاشبہ خصوصاً جبکہ بالحاح کرین آمین ترجمہ پس نکلے آنحضرت خیمہ سے
جلدی کرتے ہوئے مارے خوشی کے حالانکہ تھے زرہ پہنے ہوئے اور وہ پڑھتے تھے یہ آیت کہ اتری تھی اوپر قریب ہے کہ شکست دیجاویگی جماعت کفار کو اور پھیرینگے
پیٹھ نقل کی یہ بخاری نے ف ح چونکہ آنحضرت صلعم درمیان خوف و رجا کے تھے اب جانب امید کی غالب آئی آپ پر بسبب وعدہ الٰہی کے پس خوش
ہو کر اٹھے اور خبر دی مشرکونکی شکست اور مومنونکی نصرت کی بطریق معجزہ کے کہ ظہور کیا اسنے بسبب اطلاع کرنے خدا تعالیٰ کے آنکو غیب پر (وعنہ ان النبی صلی
اللہ علیہ وسلم قال یوم بدر ھذا جبریل آخذ برأس فرسہ علیہ اداۃ الحرب رواہ البخاری) اور یہ بھی روایت ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا دن بدر کے کہ یہ جبرئیل ہین پکڑے ہوئے ہین سر اپنے گھوڑے کا یعنی باگ اسکی پکڑے ہوئے مستعد ہین جنگ کے لیے درحالیکہ جبرئیل پر ہے اسباب لڑائی کا
نقل کی بخاری نے ف ع ح معجزہ یہان یہ ہے کہ دیکھا آنحضرت صلعم نے جبرئیل کو واسطے جنگ کے تیار اور آنکہ روز بدر کے اور بدر ایک کنواں ہے مشہور چار منزل
مدینہ سے اور درمیان ہین مکہ اور مدینہ کے ہے اور غزوہ بدر کا ہوا روز جمعہ سترھوین تاریخ رمضان کی سنہ دو ہجری مین (وعنہ قال بینما رجل من المسلمین یومئذ یشتد
فی اثر رجل من المشرکین امامہ اذ سمع ضربۃ بالسوط فوقہ وصوت الفارس یقول اقدم حیزوم اذ نظر الی المشرک امامہ خر مستلقیا فنظر الیہ فاذا ھو قد خطم
انفہ وشق وجہہ کضربۃ السوط فاخضر ذلک اجمع فجاء الانصاری فحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال صدقت ذلک من مدد السماء الثالثۃ فقتلوا
یومئذ سبعین واسروا سبعین رواہ مسلم) اور یہ بھی ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا اسوقت کہ ایک شخص یعنی انصاری مسلمانون سے روز جنگ بدر کے دوڑتا تھا اور حملہ
کرتا تھا پیچھے ایک شخص کے مشرکونمین سے کہ آگے اس مسلمان کے تھا ناگہان اس مرد مسلمان نے سنی آواز کوڑے کے مارنے کی اوپر مشرک کے اور سنی آواز سوار کی کہ کہتا ہے
اقدام کر اے حیزوم ف ح اقدام دوڑنا جنگ مین اور شجاعت کرنی یا آگے بڑھنا اے حیزوم اور لفظ اقدم بمعنی اول ہے کہ ساتھ زبر ہمزہ اور جزم قاف اور زیر دال
کے ہے اور وجہ ثانی پر ساتھ پیش ہمزہ اور پیش دال کے اور مشہور روایت اول ہی ہے اور حیزوم ساتھ زبر ح مہملہ اور جزم ی کے اور پیش ز کے نام جبرئیل کے گھوڑے کا
ہے کذا فی القاموس اور بعضون نے کہا کہ نام ایک اور فرشتہ کے گھوڑے کا ہے ترجمہ ناگہان دیکھا اس مسلمان نے طرف مشرک کے آگے اپنے کہ گرا چت ہوکر پھر
دیکھا طرف اس مشرک کے پس ناگہان نشان پڑ گیا تھا اسکی ناک پر اور شق ہو گیا تھا منہ اسکا یعنی طول مین مانند مارنے کوڑے کے پس سبز ہو گئی تھی تمام جگہ
مارنے کی یعنی جیسے کہ باقی رہتا ہے نشان ضرب کا سبز و سیاہ اور پہونچا تھا زخم ولید بن مغیرہ کی ناک پر روز بدر کے اور باقی رہا تھا اثر اسکا اسکی ناک پر چنانچہ اسپر اشارہ
ہے اس آیت مین سنسمہ علی الخرطوم ترجمہ پس آیا انصاری یعنی وہی مرد مسلمان کہ جسنے دیکھا مشرک کو اس حال پر اور بیان کیا آنحضرت سے یعنی سارا
ماجرا مشرک کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ سچ کہتا ہے تو ف ع اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کشف کرامت ہے صحابہ کے لیے اور کرامت تابعون کی بمنزلہ معجزہ
متبوع کے ہے خصوصاً جس صورت مین کہ وقوع اسکا روبرو نبی کے ہوا اور حاصل ہوا ہو وہ بسبب برکت نبی کے یا کہا جاوے کہ خبر دی اسکی صحابی ثقہ نے
اور تصدیق کیا اسکو صادق مصدوق یعنی آن حضرت نے پس صحیح ہوا شمار کرنا اسکا معجزون مین ترجمہ پھر فرمایا حضرت نے کہ یہ فرشتہ تیسرے آسمان کی
کمک سے تھا پس قتل کیا مسلمانون نے اس دن ستر کو اور قید کیا ستر کو نقل کی یہ مسلم نے (وعن سعد بن ابی وقاص قال رأیت عن یمین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعن شمالہ یوم احد رجلین علیہما ثیاب بیض یقاتلان کاشد القتال ما رأیتہما قبل ولا بعد یعنی جبریل ومیکائیل متفق
علیہ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ دیکھا مین نے داہنی طرف پیغمبر خدا کے اور بائین طرف انکے دن احد کے دو شخصونکو کہ اوپر تھے سفید کپڑے
ف ع ظاہر یہ ہے کہ یہ دونون فرشتے بطور تفریق کے تھے یعنی ایک داہنی طرف تھا اور ایک بائین طرف والا وہ چار ہو جاتے ہین ترجمہ لڑتے تھے وہ
لڑنا مانند سخت ترین لڑنے آدمیون کے نہین دیکھا مین نے ان دونون کو پہلے اس سے اور نہ پیچھے اس سے یعنی پس تعین ہوا کہ وہ فرشتون مین سے
تھے یعنی جبرئیل اور میکائیل نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ع تفسیر راوی سے ہے اور شاید کہ پہچانا ہو اسنے یہ دلیل سے اور یا آنحضرت سے

سنا ہو (وعن البراء قال بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم رہطا الی ابی رافع فدخل علیہ عبد اللہ بن عتیک بیتہ لیلا وھو نائم فقتلہ فقال عبد اللہ بن عتیک فوضعت
السیف فی بطنہ حتی اخذ فی ظہرہ فعرفت انی قتلتہ فجعلت افتح الابواب حتی انتہیت الی درجۃ فوضعت رجلی فوقعت فی لیلۃ مقمرۃ فانکسرت ساقی فعصبتہا بعمامۃ فانطلقت الی
اصحابی فانتہیت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحدثتہ فقال ابسط رجلک فبسطت رجلی فمسحہا فکانما لم اشتکہا قط رواہ البخاری) اور روایت ہے براء
سے کہ بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو طرف ابی رافع کے ف ع کہ ایک یہودی تھا کنیت اسکی ابو الحقیق تھی بڑا دشمن تھا آنحضرت
کا کہ ہمیشہ تکلیفیں دیں اور فتنے برپا کیے اور حضرت کی ہجو کی اور اپنے قلعہ میں پناہ ڈھونڈھی یعنے بچاؤ کیا حضرت سے پس آنحضرت نے کئے ایک صحابہ
کو بھیجا کہ مار ڈالیں اسکو ترجمہ پس گئے ابو رافع کے پاس عبد اللہ بن عتیک اسکے گھر میں رات کو اس حال میں کہ وہ سوتا تھا پس مار ڈالا اسکو پس
کہا عبد اللہ بن عتیک نے کہ پس رکھی میں نے تلوار اسکے پیٹ میں یہانتک کہ پہونچی اسکی پیٹھ کی طرف پس معلوم کیا میں نے مار لیا اسکو پس شروع
کیے میں نے کھولنے دروازے ف ح اسکے قلعہ کے تا اندر آویں وہ لوگ بھی کہ پیچھے تھے میرے ساتھ اسکے مارنے کے لیے اور باہر کھڑے تھے اور شریک
ہوں اس قصہ میں اور عبد اللہ بن عتیک عجیب حیلہ سے اندر پہونچے تھے چنانچہ مفصل بیان اسکا تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے اور صحیح بخاری میں اور بھی
کتاب المغازی کے اوائل میں بعد غزوہ بدر کے حدیث اسکی مذکور ہے اور نہایت غریب وعجیب ہے انتہی اور ملا علی نے کہا کہ شاید عبد اللہ نے دروازہ
بعد کھولنے کے اول بار میں بند کر دیے ہونگے واسطے محافظت اور اسپنے کے کہ پیچھے سے کوئی اور نہ آجاوے یا گئے ہوں اسکے پاس اور راہ سے
ترجمہ یہانتک کہ پہونچا میں طرف زینے کے پس رکھا میں نے پاؤں اپنا یعنے گمان اسکے کہ میں پہونچا زمین پر پس گر پڑا میں زینہ سے چاندنی رات
میں ف ع کہا طیبی نے کہ تھا سبب انکے گر پڑنیکا زمین پر یہ کہ چاندنی واقع اور داخل ہوگی زینہ میں پس انھوں نے گمان کیا کہ یہ زینہ کا برابر ہو
زمین کے پس گر پڑے اسپر سے زمین پر ترجمہ پس ٹوٹ گئی پنڈلی میری پس باندھا میں نے اسکو پگڑی سے پھر چلا میں طرف یاروں اپنے کے کہ وہ
پیچھے کھڑے تھے پس پہونچا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب میں یعنے ساتھ یاروں اپنے کے اور بیان کیا میں نے ان سے سارا ماجرا پس فرمایا
آنحضرت صلعم نے کہ پھیلا تو پاؤں اپنا پس پھیلایا میں نے پاؤں اپنا پس ہاتھ پھیرا آنحضرت نے پاؤں پر پس اچھا ہوگیا پاؤں گویا کہ دکھا ہی نہیں تھا
کبھی نقل کی یہ بخاری نے (وعن جابر قال انا یوم الخندق نحفر فعرضت کدیۃ شدیدۃ فجاؤا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ھذہ کدیۃ عرضت فی الخندق
فقال انا نازل ثم قام وبطنہ معصوب بحجر ولبثنا ثلثۃ ایام لا نذوق ذواقا فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم المعول فضرب فعاد کثیبا اھیل فانکفات
الی امراتی فقلت ھل عندک شیء فانی رایت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم خمصا شدیدا فاخرجت جرابا فیہ صاع من شعیر ولنا بہیمۃ داجن
فذبحتہا وطحنت الشعیر حتی جعلنا اللحم فی البرمۃ ثم جئت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فساررتہ فقلت یا رسول اللہ ذبحنا بہیمۃ لنا وطحنت صاعا
من شعیر فتعال انت ونفر معک فصاح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل الخندق ان جابرا صنع سورا فحی ھلا بکم فقال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنزلن برمتکم ولا تخبزن عجینکم حتی اجیء وجاء فاخرجت لہ عجینا فبصق فیہ وبارک ثم عمد الی برمتنا
فبصق وبارک ثم قال ادع خابزۃ فلتخبز معک واقدحی من برمتکم ولا تنزلوہا وہم الف فاقسم باللہ لاکلوا حتی ترکوہ وانحرفوا وان برمتنا
لتغط کما ھی وان عجیننا لیخبز کما ھو متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تحقیق ہم یعنے صحابہ روز خندق کے کہ عبارت ہے غزوہ احزاب سے
کھودتے تھے یعنے خندق گرد مدینہ کے درمیان اپنے اور درمیان دشمنوں کے پس نمودار ہوا ایک پتھر سخت پس آئے صحابہ آنحضرت کے پاس
اور عرض کیا کہ یہ پتھر سخت ہے کہ ظاہر ہوا ہے ایک خندق میں پس فرمایا آنحضرت نے کہ میں اترونگا یعنے خندق میں پھر کھڑے ہوئے حضرت اور
پیٹ حضرت کا بندھا ہوا تھا ساتھ پتھر کے یعنے بسبب شدت بھوک کے اور رہے تھے ہم تین دن اس حال میں کہ نہ چکھتے تھے کوئی چیز چکھنے کی

ف ح ذوق زبر اول سے وہ چیز کہ چکھی جاوے قسم کھانے او پیٹ سے یعنے بھوکے تھے اور تین روز گذرے تھے کہ کچھ نہ چکھا تھا ہمنے تب پس لیا
آں حضرت نے کدال پا کدالا اور مارا اس پتھر پر پس ہوگیا وہ پتھر سخت ریت پھسلتی جا پڑے کہتے ہین کہ پھر امین اور گیا مین طرف بیوی اپنی کے گھر مین
تھی اور نام اسکا سہیلہ بنت مسعود انصاری تھا پس کہا مین نے کہ کیا ہے تیرے پاس کچھ یعنے کھانیکی چیز بس تحقیق دیکھا ہے مین نے آں حضرت پر اثر
بھوک شدید کا پس نکالا اس بیوی نے ایک تھیلا کہ اسمین قریب ساڑھے تین سیر کے جو تھی اور تھا ہمارے پاس ایک بچہ بکری کا یا دنبہ کا یا بچہ کا
پلا ہوا گھر کا پس ذبح کیا مین نے اسکو اور پیسے بیوی نے جو یہانتک کہ ڈالا ہمنے گوشت ہانڈی مین پھر آیا مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور
چپکے سے عرض کیا مین نے پس کہا مین نے یا رسول اللہ ذبح کیا ہے ہمنے ایک چھوٹا سا بچہ بکری کا اور پیسے ہین میری بیوی نے قریب ساڑھے تین
سیر کے جو یعنے اسقدر تو ماحضر ہے پس آئیے آپ اور کچھ لوگ ساتھ آپکے پس آواز دی آنحضرت نے کہ اے اہل خندق تحقیق جابر نے تیار کی ہے مہمانی
ف ح لفظ سور ساتھ پیش سین اور جزم واو کے کھانا ضیافت کا ہے لفظ فارسی ہے کہ آنحضرت صلعم کی زبان مبارک پر جاری ہوا اور کتنے لفظ اور بھی
ہین فارسی کے کہ آنحضرت نے انکو مشرف کیا ہے تب پس جلدی چلو تم فرمایا آنحضرت نے کہ نہ اتارنا تم ہانڈی اپنی اور نہ پکانا تم آٹا اپنا یہانتک کہ آؤن
مین اور تشریف لائے حضرت پس نکال لایا مین روبرو حضرت کے آٹا گندھا ہوا پس آپ دہن ڈالا آپنے اسمین اور دعا برکت کی کی اسکے لیے پھر
قصد کیا طرف ہانڈی ہمارے کے پس آپ دہن ڈالا اور دعا برکت کی پھر فرمایا یعنے میری بیوی کو کہ بلا روٹی پکانیوالی کو پس چاہیے کہ پکاوے وہ
ساتھ تیرے اور نکال گوشت ساتھ چمچے کے ہانڈی اپنی مین سے اور نہ اتار ہانڈی کو چولھے پر سے کہا جابر نے اور تھے اہل خندق ہزار مرد یعنے
تین روز کے بھوکے بغیر خوراک پس قسم کھاتا ہون مین اسکی البتہ کھایا سب نے یعنے کھانے مین سے یہانتک کہ باقی چھوڑا اسکو اور پھر
اس حال مین کہ تحقیق ہانڈی ہماری البتہ جوش مارتی تھی جیسے کہ تھی اور تحقیق آٹا ہمارا پکایا جاتا تھا جیسے کہ تھا نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح
یعنے دونون چیزین جون کی تون موجود تھین یہ تمام اُن منبع البرکات صلعم ہی کی برکت سے تھا کہ زمین و آسمان اور ظاہر و باطن انکی برکتون سے
پُر ہین اور سوا اسکے بہت معجزے ہوئے ہین حضرت سے بڑھ جانا تھوڑے سے کھانے کا اور جوش مارنا پانی کا اور بہت سا ہو جانا اسکا اور تسبیح کرنا
طعام کا اور رونا اور چلانا تنہ درخت خرما کا وغیر ذلک جو مشہور ہین یہانتک کہ جو مجموعہ انکا ہوگیا ہے بمنزلہ تواتر کے اور حاصل ہوا ہے علم قطعی بسبب انکے اور علمائے
اسلام نے جمع کی ہین دلیلین نبوت کی اپنی کتابون مین اور بہت اچھی ان سب مین کتاب بیہقی کی ہے جسکے دلائل النبوۃ (وَعَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی قتادہ
صحابی سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمار بن یاسر کو اسوقت کہ کھودتے تھے آنحضرت یا عمار خندق کو پس شروع کیا آنحضرت نے کہ
ہاتھ پھیرتے تھے عمار کے سر پر اور جھاڑتے تھے گرد انکے سر سے اور فرماتے تھے اے شدت اور مشقت اور محنت بیٹے سمیہ کے ف ح سمیہ ساتھ پیش
سین مہملہ کے اور زبر میم و تشدید یہ کے نام عمار کی ماں کا ہے کہ مسلمان ہوئی تھی مکہ مین اور عذاب کی گئی بسبب دین خدا کے اور نہ پھری دین سے
یہانتک کہ خنجر مارا ابو جہل لعین نے انکی فرج مین اور مار ڈالا انکو پس آنحضرت عمار کی سختی اور محنت کو یاد کرتے ہین اور ندا کرتے ہین اسکو کہ اے شدت
عمار کی حاضر ہو پس یہ وقت تیرا ہے اور حقیقت مین مراد ندا کرنا عمار کا ہے چنانچہ اسلیے فرمایا ہے کہ قتل کریگی تجھکو ایک جماعت کہ بغاوت کریگی اور
نکل جا دیگی امام برحق کی اطاعت سے نقل کی یہ مسلم نے ف ح کہا طیبی نے کہ رحم کھایا آنحضرت نے عمار پر بسبب شہادت کے کہ پڑینگے اسمین عمار
کہ وہ قتل کرنا جماعت باغیہ کا ہے اور مراد اس جماعت سے معاویہ اور قوم انکی ہے اسلیے کہ قتل عمار کا صفین کی لڑائی مین ہوا اور عمار ساتھ امیر المومنین
علی کے تھے اور یہ حضرت علی کی حقیت کی دلیلون مین سے ہے اس قضیہ مین جیسا کہ آیا ہے کہ عمرو بن العاص معاویہ کے پاس آئے کہ عجب کار مشکل پیش

ایا کہ عمار بن یاسر جماعت کے ہاتھ سے مارا گیا معاویہ نے کہا کہ مشکل کیا ہی کہا عمرو نے کہ مین نے سنا ہی کہ آن حضرت نے فرمایا عمار کو قتل کریگی ایکی جماعت باغیہ معاویہ
نے کہا کہ ہمنے عمار کو نہین مارا علی نے مارا اسکو جبکہ میدان مین لایا اور منقول ہی کہ معاویہ تاویل کرتے تھے اس حدیث کے مضمون مین کہ کہتے تھے نحن فئة باغية لدم
عثمان اور یہ صریح تحریف ہی اور بعضے اخبار مین لاتے ہین کہ معاویہ نے عمرو بن العاص کو کہا کہ تو عجب مرد ہی کہ اپنے سے کمتر مین پھسلا جاتا ہی یعنی ایک بادنی شخص
کے مارے جانے سے ہماری ہمراہی سے الگ ہوا چاہتا ہی واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ اس حدیث مین تین معجزے ہین ایک تو یہ کہ عمار قتل کیا جاویگا اور دوسرا
یہ کہ وہ مظلوم ہوگا اور تیسرا یہ کہ قاتل اسکا باغی ہوگا باغیون مین سے اور سب صادق وحق ہوئے پھر دیکھا مین نے یعنی ملا علی قاری نے شیخ اکمل الدین کو کہ کہا تاکہ
یہ ہی کہ دونون تاویلین مذکورین کرنی معاویہ سے افترا ہی اوپر معاویہ کے کہتا ہی مولف کہ ای کیا ہی اس حدیث کو دیکھکر کہین زبان لعن اور طعن کی معاویہ کے حق
مین نکھولے لائق نہ تھا اسلیے کہ فرمایا ہی آنحضرت نے کہ ڈرو تم اللہ سے بیچ حق اصحاب میرے کے ڈرو تم اللہ سے بیچ حق اصحاب کے حق مین نکرنا تم انکو نشانہ بعد میرے
یعنی برا نہ کہنا انکو پس جس شخص نے کہ دوست رکھا انکو پس میری محبت کے سبب سے دوست رکھا انکو اور جسنے کہ دشمن رکھا انکو پس میرے بغض کے سبب
مبغوض رکھا انکو اور جسنے ایذا دی انکو پس تحقیق اسنے ایذا دی مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو پس تحقیق اسنے ایذا دی اللہ کو اور جسنے ایذا دی اللہ کو پس قریب
ہی کہ پکڑیگا اسکو اللہ یعنی عذاب مین یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہی چنانچہ اس کتاب مین بھی باب فضائل صحابہ کے مین آویگی اور بہت سی حدیثین ہین
کہ دلالت کرتی ہین اسپر کہ سکوت ہی بہتر ہی ازانجملہ یہ ایک حدیث کافی ہی کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے من سکت سلم ومن سلم نجا اور بعضی حدیثین انکے فضائل
مین بھی آتی ہین چنانچہ ایک حدیث باب علامات النبوت مین انس سے گذری ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ ایک جماعت لوگون کی میری امت مین سے روبرو
کیگئی میرے اس حال مین کہ جہاد کرتے ہین راہ خدا مین سوار ہوتے ہین پشت دریا پر مانند بادشاہ ہونکے تختون پر الخ پس وہ بھی معاویہ اور لشکر انکا تھا کہ جہاد
کیا کفار پر مفصل اسکو مقام مذکور مین دیکھنا چاہیے غرضکہ انکو برا نکہے اور نہ بغض رکھے انسے یہ شیوہ رفض کا ہی بچاوے اللہ تعالی اس عقیدہ بد سے کہ
بعضے سنی بھی بسبب جہل کے اس بلا مین مبتلا ہین نہین دیکھتے شرح فقہ اکبر مین کہ ملا علی قاری نے اس قضیہ کو خطا اجتہادی پر حمل کیا ہی پس پاک
رکھنا چاہیے اہل سنت کو اپنے دلکے تئین اہل بیت اطہر کے بغض سے اور تمام صحابہ کرام کے بغض سے اور مہر سکوت رکھنی چاہیے زبان پر بسبب
کار کن کار بگذر از گفتار ۃ کہ درین راہ کار دارد کار ۃ ای بھائیو ہمکو اسپر عمل کرنا چاہیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیکفیک عن الناس ما تعلم
من نفسک اور آیا ہی ولا تذکر الناس الا بخیر اور غور تو کرو کہ جب اللہ تعالی فرماوے ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ تو ہماری کیا کم بختی
ہی کہ اللہ تعالی تو انکی صفائی کا متکفل ہووے اور ہم اپنی زبانین گندی کرین انکی طعن و تشنیع سے اعاذنا اللہ ووفقنا لما یحب ویرضی (وعن سلیمان
بن صرد قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین اجلی الاحزاب عنہ الان نغزوہم ولا یغزوننا نحن نسیر الیہم رواہ البخاری) اور روایت ہی سلیمان بن
صرد سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت کہ متفرق ہوگئے اور چلے گئے گروہ کفار کے حضرت کے مقابلہ سے ف ع یعنی غزوہ خندق
مین آنحضرت کی جنگ و عداوت پر اجتماع اور اتفاق کیا تھا تمام وہانکے کفار نے چنانچہ اسلیے اسکو غزوہ احزاب بھی کہتے ہین کہ مشرک اور یہود تمام گروہ
کفار کے ہزارہا اتفاق کرکر مدینہ پر چڑھ آئے تھے اور گروہ قریش کا سردار ابوسفیان تھا اسیطرح اور جماعات کفار پر اور اور سردار تھے اور گذرا فریقین پر
قریب ایک مہینے کے کہ انہین لڑائی نہوتی تھی مگر کچھ تیراندازی اور پتھراو ہوتا تھا آپسمین یہانتک کہ پروردگار تعالی نے نازل فرمائی ہوا اپنی کہ بھیجین ہوائین
اور لشکر ملائکہ کے کہ کفار نہ دیکھتے تھے انکو اور ڈالا انکے دلون مین رعب پس درہم و برہم ہوگئے چنانچہ مفصل یہ قصہ تاریخ اور حدیث کی کتابون مین مذکور
ہی اسوقت آنحضرت نے بطریق دینے خبر غیب کے فرمایا ترجمہ کہ اب یعنی مابعد اسوقت کے جہاد کرینگے ہم انپر یعنی ابتدا اور وہ نہین لڑینگے ہم سے ہم
چلینگے طرف انکے نقل کی یہ بخاری نے ف ح یعنی اور نہین آوینگے طرف ہمارے اور ایسا ہی ہوا کہ بعد اس غزوہ کے قدم مشرکون کا مدینہ پر نہ آیا

جنگ اسلام کو نکلے نہ آیا اور مسلمان انپر چڑھ چڑھ کر گئے اور فتحیں کین غرضکہ حضرت نے خبر دی کہ آج سے شوکت مشرکونکی کم ہو گئی اور ایسا ہی ہوا اور ہوا یہ معجزہ
حضرت کا (وعن عائشة قالت لما رجع رسول الله صلى الله عليه وسلم من الخندق ووضع السلاح واغتسل اتاه جبريل وهو ينفض رأسه من الغبار
فقال قد وضعت السلاح والله ما وضعته اخرج اليهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم فاين فاشار الى بني قريظة فخرج النبي صلى الله عليه وسلم اليهم متفق
عليه وفي رواية للبخاري قال انس كاني انظر الى الغبار ساطعا في زقاق بني غنم موكب جبريل عليه السلام حين سار رسول الله صلى الله عليه وسلم الى
بني قريظة) روایت ہے عائشہؓ سے کہا جبکہ پھرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خندق سے اور رکھے ہتھیار یعنی اتارے اپنے بدن سے بسبب
فارغ ہونے کے جنگ سے اور غسل کیا ف ح یعنی ارادہ غسل کا کیا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک جانب سر کی دھوئی تھی یعنے ہنوز غسل پورا نکیا تھا
ترجمہ کہ آئے حضرت کے پاس جبرئیل اس حال میں کہ آنحضرت یا جبرئیل جھاڑتے تھے سر اپنا اور پاک کرتے تھے گرد سے کہ پڑی تھی غزوہ خندق میں پس
کہا جبرئیل نے آنحضرت کو کہ تحقیق اپنے تو رکھے ہتھیار قسم ہے اللہ کی میں نے نہیں رکھے ہتھیار اپنا یہ دیکھتے ہی تم نکلو طرف ان کافروں کے پس فرمایا آنحضرت
نے پس کہاں قصد کروں میں اور کنکی طرف نکلوں پس اشارہ کیا جبرئیل نے طرف بنی قریظہ کے ف ح کہ ایک قوم تھی یہود میں سے کہ مدینہ سے تین
چار کوس پر رہتے تھے اور انھوں نے عہد شکنی کی تھی کہ ساتھ دیا تھا احزاب کا اور وہ ایک قلعہ بھی رکھتے تھے کچھ نشان اسکا اب بھی باقی ہے ترجمہ پس نکلے
آنحضرت طرف بنی قریظہ کے ف ع اور فتح دی اللہ تعالی نے آنحضرت کو انپر اور کیفیت فتح کی اور قصہ انکا تاریخ کی کتابوں میں اور بعضی تفسیروں میں مفصل
مذکور ہے اور جو معجزہ ہے کہ اس قضیہ میں واقع ہوئے ہیں بعضوں نے لکھے ہیں ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ
کہا انسؓ نے گویا میں دیکھتا ہوں طرف غبار کے کہ اٹھا تھا بیچ کوچہ بنی غنم کے ف ح ساتھ زبر غین معجمہ اور جزم نون کے اور زبر سے بھی آیا ہے نام ایک قبیلہ
کا انصار میں سے ترجمہ سواروں کی جماعت سے کہ ہمراہ جبرئیل کے تھی جسوقت چلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف بنی قریظہ کے ف ح ع ظاہر یہ ہے
کہ اس کوچہ میں آمد و رفت لوگونکی نہ تھی پس دیکھنا اٹھنے غبار کا اسمیں سے دلیل ہوا اسپر کہ ملائکہ کے لشکر کے قدموں سے اٹھا اور غالب یہ ہے کہ سردار انکے
جبرئیل تھے اور جبرئیل ساتھ تھے انکے یا وہ ساتھ تھے آنحضرت کے اور اضافت انکی طرف جبرئیل کے اسلیے ہے کہ مانند تابعداروں انکے کے تھے اور معجزہ یہاں
آنا جبرئیل کا ہے ہتھیار باندھے ہوئے لشکر سمیت جنگ کے لیے اور دیکھنا غبار کا لشکر سے ہر چند کہ وہ بذاتہ معلوم نہوتے تھے (وعن جابر قال عطش الناس
يوم الحديبية ورسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه ركوة فتوضأ منها ثم اقبل الناس نحوه قالوا ليس عندنا ماء نتوضأ به ونشرب الا ما في ركوتك فوضع
النبي صلى الله عليه وسلم يده في الركوة فجعل الماء يفور من بين اصابعه كامثال العيون قال فشربنا وتوضأنا قيل لجابر كم كنتم قال لو كنا مائة الف لكفانا كنا
خمس عشرة مائة متفق عليه) اور روایت ہے جابرؓ سے کہ پیاسے ہوئے لوگ دن حدیبیہ کے حالانکہ آنحضرت آگے انکے تھی چھاگل پس وضو کیا اس سے پھر متوجہ ہوئے
لوگ طرف آنحضرت کے عرض کیا کہ نہیں ہے ہمارے پاس پانی کہ وضو کریں ہم اس سے اور پیویں اسکو مگر یہی پانی ہے کہ جو آپکی چھاگل میں ہے یعنے اور ظاہر ہے کہ
یہ نہیں کفایت کریگا سبکو پس رکھا آنحضرت نے اپنا دست مبارک چھاگل میں یعنی اسکے اندر یا اسکے منہ میں پس لگا پانی جوش مارنے آنحضرت کی انگلیوں کے
درمیان میں سے مانند چشموں کے کہا جابرؓ نے پس پیا ہم نے اور وضو کیا ہم نے ف ع پس زہے سعادت انکی کہ کیسی طہارت ظاہر اور باطن کی حاصل ہوئی
انکو اس پانی سے کہ وہ افضل تھا سب اقسام پانیوں میں ترجمہ کہا گیا واسطے جابرؓ کے کہ کتنے تھے تم یعنی اسدن کہ کفایت کیا تمکو اور چونکہ تھا یہ سوال غیر مناسب
مقام معجزہ میں کہا جابرؓ نے یعنے اول جواب میں کہ اگر ہوتے ہم لاکھ یعنی مثلا تو البتہ کفایت کرتا ہمکو پھر جواب دیا انکی بات کا کہ تھے ہم پندرہ سو نقل کی یہ بخاری
اور مسلم نے ف ح ظاہر عبارت یہ تھا کہ کہتے ہزار اور پانسو ولیکن مقصود مبالغہ کرنا تھا بہتات میں اور یہ بھی ہے کہ اہل حدیبیہ جماعتیں تھیں جدا جدا ہر جماعت
سو آدمی کی تھی کذا قیل (وعن البراء بن عازب قال كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم اربع عشرة مائة يوم الحديبية والحديبية بئر فنزحناها فلم نترك

فیہا قطرۃ فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہا فجلس علی شفیرہا ثم دعا باناء من ماء فتوضأ ثم مضمض ودعا ثم صبہ فیہا ثم قال دعوہا ساعۃ فاروَوا انفسہم
ورکابہم حتی ارتحلوا رواہ البخاری) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہا تھے ہم ساتھ رسول خدا صلعم کے چودہ سو دن حدیبیہ کے ف اور جابر کی روایت
میں پندرہ سو کہا اور بعضے کہتے ہیں کہ زیادہ چودہ سو سے تھے پس جسنے کہ پندرہ سو کہا اسنے جبر کسر کیا یعنے کسر کو پورا کر دیا اور جسنے چودہ سو کہا کسر کو حذف
کر دیا یا جماعت جماعت آتی تھی اور چلی جاتی تھی ایک وقت میں چودہ سو تھے اور ایک وقت میں پندرہ سو ہو گئے یا پندرہ سو تھے اور پھر چودہ سو رہ گئے
یا مدار غلبہ ظن اور تخمین پر ہے ترجمہ اور حدیبیہ کہ فصیح تخفیف ی سے ہے نام ایک کنوئے کا ہے کہ کہتے دس بارہ کوس پر ہے مکہ سے پس کھینچا ہمنے پانی اسکا پس
نہ چھوڑا ہمنے اسمیں ایک قطرہ پس پہونچی یہ خبر آنحضرت صلعم کو پس آئے آنحضرت کنوئیں کے پاس اور بیٹھے کنوئیں کے کنارے پر پھر منگایا آنحضرت نے
باسن پانی کا اور وضو کیا پھر بعد وضو کے پانی منہ میں لیا اور دعا کی پھر ڈالا آپ نے وہی کنوئیں میں پھر فرمایا چھوڑ دو اس کنوئیں کو ایک ساعت ف ع
تا بھر جاوے شاید کہ یہ اشارہ ہو اسپر کہ ساعت قبولیت کی واقع ہوگی تھوڑی دیر اور مراد اس سے ساعت نجومیہ ہو نہ لغویہ یا مدت قلیلہ بسبب اطلاقات عرفیہ
کے ترجمہ پس خوب سیراب کیا لوگوں نے اپنے تئیں اور اپنی سواریوں یعنی جانوروں کو یہانتک کہ کوچ کیا وہان سے نقل کی یہ بخاری نے ف ع ظاہر
یہ ہے کہ قصہ جابر کا کہ اوپر کی حدیث میں مذکور ہوا پہلے تھا اس قصہ سے اور دونوں قصے حدیبیہ میں گذرے ہیں (وعن عوف عن ابی رجاء عن عمران بن
حصین قال کنا فی سفر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاشتکی الیہ الناس من العطش فنزل فدعا فلانا کان یسمیہ ابو رجاء ونسیہ عوف ودعا علیا
فقال اذہبا فابتغیا الماء فانطلقا فتلقیا امرأۃ بین مزادتین او سطیحتین من ماء فجاءا بہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاستنزلوہا عن بعیرہا ودعا النبی
صلی اللہ علیہ وسلم باناء ففرغ فیہ من افواہ المزادتین ونودی فی الناس اسقوا فاستقوا قال فشربنا عطاشا اربعین رجلا حتی روینا فملأنا کل قربۃ معنا
واداوۃ وایم اللہ لقد اقلع عنہا وانہ لیخیل الینا انہا اشد ملأۃ منہا حین ابتدأ متفق علیہ) اور روایت ہے عوف تابعی سے کہ نقل کی ابی رجاء تابعی
نے انہوں نے عمران بن حصین صحابی سے کہ کہا تھے ہم ایک سفر میں ساتھ آنحضرت کے پس شکایت کی آنحضرت سے لوگوں نے پیاس کی پس اترے آنحضرت
اور بلایا فلانے شخص کو یعنے ایک شخص کا نام لیکر پکارا تھا نام لیتا تھا اُس فلانے کا ابو رجاء کہ راوی حدیث کا ہے عمران بن حصین سے اور بھول گیا اسکے
نام کو عوف کہ راوی ہے ابو رجاء سے یعنی پس تعبیر کیا اسکو لفظ فلان کر اور بلایا حضرت علی کو بھی پس فرمایا کہ جاؤ تم دونوں اور ڈھونڈھو پانی پس گئے
دونوں یعنے علی اور وہ فلانا پس ملاقات کی اور دیکھا اُن دونوں نے ایک عورت کو کہ بیٹھی ہے درمیان پکھال کے اونٹ پر یا کہا راوی نے درمیان دو
سطیحوں پانی کے اور سطیحہ بھی کہتے ہیں پکھال کو پس لائے وہ دونوں صحابی اُس عورت کو پکھال سمیت پاس نبی صلعم کے پس اُتارا اُس عورت کو اور بعضے لوگوں
نے کہا اسکی پکھال کو اونٹ پر سے اور منگوایا آنحضرت صلعم نے ایک باسن پس ڈالا پانی یعنی حکم کیا پانی کے ڈالنے کا اُس باسن میں پکھال کے دہانوں
میں سے اور آواز دی گئی لوگوں میں کہ پانی دو اپنے تئیں یعنے آپس میں ایک دوسرے کو پلاؤ اور لو بقدر حاجت اپنی کے پس لیا پانی سبھوں نے کہا عمران
نے پس پیا ہمنے درحالیکہ پیاسے تھے ہم چالیس مرد یہانتک کہ سیراب ہوئے ہم پھر بھری ہمنے ہر مشک اور ہر چھاگل کہ ہمارے ساتھ تھی یعنی جو باسن ہمارے
پاس تھے بھر لیے اور قسم اللہ کی البتہ تحقیق رو کی گئی جماعت یعنے الگ ہوئی اور پھری اس پکھال سے اس حال میں کہ تحقیق شان یہ تھی کہ البتہ شبہہ
ڈالا جاتا تھا طرف ہمارے یہ کہ وہ پکھال بہت بھری ہوئی ہے اپنے اُسوقت سے کہ شروع کیا تھا آنحضرت نے پانی لینا اس سے نقل کی یہ بخاری
اور مسلم نے ف یعنی سبھوں نے پانی پیا اور باسن بھرے اور وہ پکھال زیادہ بھری ہوئی معلوم ہوتی تھی بہ نسبت اسوقت کے کہ پہلے پانی لینا شروع
کیا تھا اور اس حدیث کا تتمہ اور بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے کھانا اور غلہ دیا اس عورت کو اور وہ اپنی قوم کے پاس گئی اور خبر دی کہ یہ شخص ساحر ہے
کہ آسمان و زمین کے درمیان میں مانند اسکے کوئی ساحر نہیں ہے یا نبی برحق ہے الخ (وعن جابر قال سرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی

نزلنا واديا أفيح فذهب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقضي حاجته فلم ير شيئا يستتر به وإذا شجرتين بشاطئ الوادي فانطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم
إلى إحداهما فأخذ بغصن من أغصانها فقال انقادي علي بإذن الله تعالى فانقادت معه كالبعير المخشوش الذي يصانع قائده حتى أتى الشجرة الأخرى فأخذ
بغصن من أغصانها فقال انقادي علي بإذن الله فانقادت معه كذلك حتى إذا كان بالمنصف مما بينهما قال التئما علي بإذن الله فالتأمتا فجلست أحدث
نفسي فحانت مني لفتة فإذا أنا برسول الله صلى الله عليه وسلم مقبلا وإذا الشجرتين قد افترقتا فقامت كل واحدة منهما على ساق رواه مسلم) اور روایت ہے
جابرؓ سے کہا چلے ہم ساتھ آنحضرت کے یہانتک کہ اُترے ہم ایک میدان کشادہ مین پس تشریف لیگئے آنحضرت رفع حاجت کے لیے یعنی پاخانہ پس دیکھی
کوئی چیز یعنی قسم دیوار یا ٹیلہ اور پتھر سے کہ پردہ کرین ساتھ اُسکے لوگون سے اور ناگہان دیکھے آنحضرت نے دو درخت بیچ کنارے میدان کے پس گئے پیغمبر
خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم طرف ایک کے اُن دونون مین سے پس پکڑی ایک شاخ اُسکی شاخون مین سے اور فرمایا کہ فرمانبرداری کر مجھپر یعنی واسطے پردہ
کرنیکے مجھپر ساتھ حکم خدا تعالی کے پس گردن رکھی اُس درخت نے ساتھ آنحضرت کے مانند اونٹ نکیل پڑی ہوئی کے کہ فرمانبرداری کرتا ہی اپنے کھینچنے والے
کی یہانتک کہ آئے آنحضرت دوسرے درخت کے پاس پس پکڑی ایک شاخ اُسکی شاخون مین سے اور فرمایا کہ تابعداری کر تو واسطے پردہ کرنیکے مجھپر ساتھ
حکم خدا تعالی کے پس تابعداری کی ساتھ حضرت کے اسیطرح کہ جیسے پہلے درخت نے کی تھی یہانتک کہ جسوقت ہوئے آنحضرت آدھون آدھ راہ پر درمیان
اُن دونون کے یعنی بیچون بیچ مین اُنکے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ آپس مین اس حال مین کہ سایہ کرنیوالے ہو مجھپر ساتھ حکم خدا تعالی کے پس قریب ہوگئے
وہ دونون یعنی یہانتک کہ رفع حاجت کی حضرت نے درمیان مین اُن دونون کے جابرؓ کہتے ہین پس بیٹھا مین اس حال مین کہ باتین کرتا تھا اپنے دل مین
ف ح یعنی بیچ واقع ہونے اس امر عجیب کے کہ دیکھا مین نے حضرت سے اپنے دل سے کہتا تھا کہ یہ کیا ہی اور کیونکر ہوا یا اور کسی امر کی باتین دل مین کرتا تھا
جیسے کہ عادت انسان کی ہوتی ہی کہ اپنے دل سے باتین کرتا ہی اور اُسکو حدیث نفس کہتے ہین ترجمہ پس ظاہر ہوا مجھسے التفات اور دیکھنا ایک جانب
کو یعنی مشغول تھا مین اپنے دل کے ساتھ اور التفات نہین رکھتا تھا کسی چیز کی طرف پس التفات کیا اور دیکھا مین نے تو ناگہان دیکھتا ہون مین آنحضرت
کو کہ تشریف لیے آتے ہین ادہر کو اور ناگہان دیکھتا ہون اُن دونون درختون کو کہ تحقیق جدا ہوگئے ہین پس جا کھڑا ہوا ہر ایک درخت اُن دونون
مین سے اپنی جگہہ پر نقل کی یہ مسلم نے ف ع پس آہین دو معجزے ہوئے (وعن يزيد بن أبي عبيد قال رأيت أثر ضربة في ساق سلمة بن الأكوع
فقلت يا أبا مسلم ما هذه الضربة قال ضربة أصابتني يوم خيبر فقال الناس أصيب سلمة فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم فنفث فيه ثلث نفثات فما
اشتكيتها حتى الساعة رواه البخاري) اور روایت ہی یزید بن ابی عبید سے کہ کہا دیکھا مین نے نشان ضربہ کا یعنی زخم بیچ پنڈلی سلمہ بن اکوع کے پس کہا
مین نے اے ابو مسلم کیفیت سلمہ بن اکوعؓ کی ہی کیا ہی یہ زخم کہا یہ زخم ہی کہ پہونچا تھا مجھکو دن خیبر کے پس کہا لوگون نے کہ پہونچایا گیا سلمہ یعنی مارا گیا
اور مرگیا یعنی زخم شدید پہونچا تھا کہ لوگون نے گمان کیا کہ مرگیا پس حاضر ہوا مین آنحضرت کے پاس پس پھونکا آنحضرت صلعم نے زخم کی جگہہ مین تین بار
پھونکنا پس نہ پایا مین نے دکھ اُسکا اُسوقت تک نقل کی یہ بخاری نے (وعن أنس قال نعى النبي صلى الله عليه وسلم زيدا وجعفرا وابن رواحة للناس
قبل أن يأتيهم خبرهم فقال أخذ الراية زيد فأصيب ثم أخذ جعفر فأصيب ثم أخذ ابن رواحة فأصيب وعيناه تذرفان حتى أخذ الراية سيف من سيوف
الله يعني خالد بن الوليد حتى فتح الله عليهم رواه البخاري) اور روایت ہی انسؓ سے کہ کہا خبر پہونچائی آنحضرت نے مرنے زید بن حارثہ اور جعفر بن ابیطالب
اور عبد اللہ بن رواحہ کی لوگونکو پہلے اس سے کہ آوے لوگونکو خبر اُنکے مرنیکی ف ح یہ تینون غزوہ موتہ مین کہ ساتھ پیش میم کے کہ نام ایک شہر کا ہی شام
مین سنہ ۸ آٹھ مین شہید ہوئے تھے اور مسلمان تین ہزار تھے اور روم ایک لاکھ اور تمام قصہ سیر کی کتابون مین لکھا ہی پس اُنکو خبر موت کی دینی حضرت
صلعم کا معجزہ ہی اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہی خبر موت کی پہونچانی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلعم نے یعنی بیچ بیان کیفیت شہید ہونے اُنکے

لیا نیزہ زید نے یعنی اسلیے کہ یہ امیر لشکر کے تھے اور عادت یہ ہے کہ لیتا ہے نیزہ امیر لشکر کا پس شہید کیے گئے پھر لیا جعفر نے نیزہ پس شہید کیے گئے یعنی بسبب تفصیل
مشہور کے پھر لیا نیزہ عبد اللہ بن رواحہ نے پس شہید کیے گئے فرماتے تھے آنحضرت یہ احوال اور آنکھیں آنحضرت کی آنسو گراتی تھیں یعنی بسبب غم انکے یہانتک کہ لیا
نشان اُس شخص نے کہ لقب اسکا شمشیر ہے شمشیران خدا سے ف ع یعنی شجاع ہے شجاعان خدا سے اسلیے کہ وہ ہزار پر حملہ کرتے تھے اور انکے ہاتھ سے اُس روز آٹھ
تلواریں ٹوٹیں اور اضافت سیف اللہ میں بزرگی کے لیے ہے ترجمہ مراد رکھتے تھے حضرت یعنی کلام سابق سے خالد بن ولید یعنی یہ کلام انس کا ہے یا انکے ما بعد کے راوی
کا یہانتک کہ فتح دی اللہ تعالی نے مسلمانوں کو نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنی خالد کے ہاتھ سے اور زمانہ امارت انکی میں اور اختلاف کیا ہے علما نے کہ آیا اُس
جنگ میں شکست ہوئی مشرکوں کو یہانتک کہ پھرے مسلمان غنیمت لیکر یا مراد فتح سے بچاؤ مسلمانوں کا ہے کہ پھرے صحیح و سالم انتہی اور حضرت شیخ نے کہا یعنی مدد کی
مسلمانوں کی روم پر اور مسلمان انکے ہاتھ سے سلامت رہے (وَعَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ
وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَا تُسْرِعَ
وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَكَانَ
رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا
وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالَ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ
اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عباس سے کہا حاضر تھا میں ساتھ آنحضرت کے دن غزوہ حنین کے
ف ع غزوہ حنین کا ہوا تھا بیچ شوال کے سنہ آٹھ میں بعد فتح مکہ کے اور حنین ساتھ پیش ح مہملہ اور زبر نون پہلے کے اور بعد اسکے ی ہے ساکن نام ایک
موضع کا ہے درمیان مکہ اور طائف کے پرے عرفات کے ترجمہ پس جب ملے مسلمان اور کافر یعنی اور واقع ہوا کشت و خون شدید آپس میں پھرے مسلمان پیٹھ
دیکر ف ع ح یعنی بعضے جلد باز ان میں سے اور حقیقت میں وہ بھاگنا نہ تھا بلکہ پھر کر آنحضرت کی پناہ میں آتے تھے اور مانگیں آنحضرت صلعم سے حاصل
یہ کہ ایک طرح کی ہل چل مسلمانوں میں واقع ہوگئی تھی ترجمہ پس شروع کیا آنحضرت نے کہ ایڑ کرتے تھے اپنے خچر کو طرف کفار کے ف اس خچر کا
نام دلدل تھا کہ بطریق تحفہ کے بھیجا تھا فروہ بن نفاثہ نے پس اس سے معلوم ہوا قبول کرنا ہدیہ کا مشرکوں سے اور آیا ہے کہ آنحضرت نے رد بھی کیے ہیں
بعضے ہدیے مشرکین کے پس بعضوں نے کہا کہ قبول کرنا ہدیہ کا ناسخ ہے رد کا لیکن اسمیں نظر ہے بسبب نہ معلوم ہونے تاریخ کے اور اکثر اسپر ہیں کہ رد منسوخ
نہیں ہوا قبول وہ کیا ہے کہ طمع رکھتے تھے انکے اسلام لانیکی اور امید رکھتے تھے اُس سے مصلحت مسلمانوں کی اور رد کیا اُسکو کہ خلاف اسکے تھا ترجمہ اور میں
پکڑے ہوتے تھا حضرت کے خچر کی لگام تھامتا تھا میں اُسکو بارادہ اسکے کہ نہ جلدی کرے خچر طرف دشمنوں کے اور ابو سفیان کہ نام اُسکا تھا مغیرہ بن الحارث
بن عبد المطلب چچا کا بیٹا آنحضرت کا پکڑے ہوتے تھا رکاب آنحضرت کی یعنی از راہ ادب اور محافظت کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اے عباس آواز دے اصحاب سمرہ کو ف ح سمرہ کہتے ہیں کیکر کے درخت کو اُسکے نیچے بیعت کی تھی کتنے ایک صحابہ نے حدیبیہ میں کہ اُسکو بیعۃ الرضوان
کہتے ہیں یعنی پکار اہل حدیبیہ کو کہ اسوقت میں پہنچیں ترجمہ پس کہا عباس نے اور تھے وہ مرد بلند آواز کہ پس کہا میں نے یعنی پکارا میں نے بلند آواز سے
کہ کہاں ہیں اصحاب سمرہ یعنی نہ بھولو تم بیعت اپنی کہ واقع ہوئی تھی نیچے درخت کے پس کہا عباس نے قسم اللہ کی البتہ گویا کہ پھرنا اصحاب سمرہ کا اُسوقت
کہ سنی آواز میری تھا مانند پھرنے گایوں کے اپنے بچوں پر کہ کیسی تیز بسبب محبت اور شوق کے آتی ہیں ویسے ہی وہ آتے تھے پس کہا انھوں نے اے قوم حاضر ہیں اے
قوم حاضر ہیں پس لڑے مسلمان ساتھ کافروں کے اور دعوت یعنی استعانت اور پکارنا آپس میں کا انصار میں تھا کہتے ہیں غازی اے گروہ انصار کے اے گروہ

انصار کے یعنی مدد کو پھر کوتاہ کیا گیا پکارنا اور مختصر ہوا اوپر اولاد حارث بن خزرج کے ف ع پس پکارا گیا اے بنی الحارث اور وہ بڑا قبیلہ ہے انصار اولاد
دو بھائی ہونگے ہیں ایک اوس دوسرا خزرج اور یعنی حارث خزرج کی اولاد میں سے ہیں پس دیکھا آنحضرت نے اس حال میں کہ وہ اپنے خچر پر سوار تھے
مانند خوب قدرت رکھنے والے کے اوپر چلانے اُسکے کے اور بعضوں نے کہا مانند اُس شخص کے کہ دراز کرتا ہے گردن اپنی تاکہ دیکھے طرف اُس چیز کے
کہ دور ہے اُس سے در حالیکہ مائل تھے طرف قتال اُنکے کے یعنی صحابہ جو لڑتے تھے آنحضرت گردن اونچی کر کر انکی طرف دیکھتے تھے پس فرمایا آنحضرت
نے یہ وقت گرم ہونے لڑائی کا ہے پھر لیں آنحضرت صلعم نے کنکریاں پس پھینکا انکو کفار کے منھ پر یعنی یہ کہکر شاہت الوجوہ پھر فرمایا از راہ تفاول کے
یا خبر دینے کے شکست کھائی کافروں نے قسم ہے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پس قسم ہے اللہ کی نہ تھی شکست مگر بسبب اسکے کہ پھینکیں آنحضرت نے
کنکریاں اپنی یا نتھا واقع مگر ڈالنا کنکریوں کا یعنی اور نتھا قتال اور شمشیر زنی اور نیزہ زنی وغیرہ پس ہمیشہ دیکھتا رہا میں تیزی اور شدت انکی اور تلواریں انکی
ضعیف و کند اور حال انکا ذلیل نقل کی یہ مسلم نے ف ع اسمیں دو معجزے ظاہر ہوئے حضرت کے ایک تو فعلی اور دوسرا خبری کیونکہ خبر دی اُنکے
شکست کی اور مارے سنگریزے پس بھاگ کھڑے ہوئے وہ (وَعَنْ اَبِي اِسْحَاقَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ يَا اَبَا عُمَارَةَ فَرَرْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ خَرَجَ شُبَّانُ اَصْحَابِهِ لَيْسَ عَلَيْهِمْ كَثِيْرُ سِلَاحٍ فَلَقُوْا قَوْمًا رُمَاةً لَا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ
فَاَقْبَلُوْا هُنَاكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَاَبُوْ سُفْيَانَ ابْنُ الْحَارِثِ يَقُوْدُهُ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ
وَقَالَ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّهُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَلِلْبُخَارِيِّ مَعْنَاهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهُمَا قَالَ الْبَرَاءُ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ
مِنَّا لَلَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اور روایت ہے ابی اسحق تابعی سے کہ کہا ایک شخص نے واسطے براء بن عازب صحابی کے کہ اے
ابی عمارہ کیا بھاگے تم کافروں سے دن حنین کے کہا براء نے قسم ہے اللہ کی نہیں پیٹھ دی آنحضرت صلعم نے یعنی نہ حقیقۃً اور نہ صورۃً ولیکن اسقدر
ہوا کہ نکلے یعنی طرف دشمن کے نوجوان حضرت کے صحابیوں میں سے کہ نہ تھے انپر بہت سے ہتھیار پس ملے ایک قوم تیر انداز سے یعنی ہوازن سے کہ نہ
نزدیک تھا کہ گرے انکا تیر یعنی زمین پر یعنی ایسے تیر انداز تھے کہ خطا نہیں کرتا تھا تیر انکا پس مارے اُس قوم نے اُن نوجوانوں کو تیر نہیں قریب تھے کہ خطا
کریں ف ع جواب براء نے خوب ادب سے دیا اسلیے کہ تقدیر کلام یہ تھی کہ کیا تم سب بھاگے تھے پس یہ پوچھنا مقتضی اسکو تھا کہ آنحضرت صلعم بھی ساتھ ہوں
اُنکے پس براء نے کہا کہ قسم اللہ کی کہ آنحضرت صلعم نہیں بھاگے ولیکن ایک جماعت صحابہ کی تھی کہ اُنپر ایسا ایسا کچھ گذرا ترجمہ پس متوجہ ہوئے وہ جوان
اُسوقت میں یا اُس مکان میں طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ف ع یعنی مدد مانگنے کے لیے پس اس صورت میں نہیں صادق آتا ہے انپر
بھی بھاگنا کیونکہ طلب مدد کے لیے آتے تھے کہ کمکی لیکر خوب لڑیں اگر کوئی کہے کہ ذکر ہوا پہلی حدیث میں کہ پھرے مسلمان پشت دیکر اور اس حدیث میں
کہا پس متوجہ ہوئے الخ پس کیونکر ہو تطبیق تو جواب اسکا یہ ہے کہ واقع ہوئی تھی انکو صورت پشت دینے کی پھر بعد متوجہ ہونے آنحضرت کے انکی طرف اور آواز
کردینے عباسؓ کے انکو حاصل ہوئی انکو سعادت متوجہ ہونے کی اور انتقال کیا صورت فرار سے طرف سیرت قرار کے ترجمہ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سوار تھے اپنے خچر سفید پر کہ نام اسکا دُلدُل تھا اور ابوسفیان بن حارث چلتے تھے آگے حضرت کے یا کھینچتے تھے حضرت کے خچر کو ف ع اور یہ
ظاہر میں معارض ہے اسکے کہ جو اوپر گذرا کہ عباس لگام پکڑے ہوئے تھے اور ابوسفیان رکاب لیکن ممکن ہے حمل کرنا اسکا تناوب پر یعنی نوبت بنوبت پکڑنے
پر کہ کبھی ابوسفیان لگام پکڑتے ہونگے اور عباس رکاب اور کبھی عباس لگام پکڑتے ہونگے اور ابوسفیان رکاب یا حمل کرینگے اُسپر کہ اس حال میں بسبب شدت
کے احتیاج دونوں کے باگ پکڑنے کی ہوئی ہو ترجمہ پس اُترے آنحضرت صلعم یعنی خچر پر سے اور طلب کی اللہ تعالی سے مدد و فتح اور کہا آنحضرت صلعم نے
میں پیغمبر ہوں کچھ جھوٹ نہیں اسمیں میں بیٹا ہوں عبدالمطلب کا ف ع لفظ کذب اور مطلب میں ب کو جزم ہے جیسے کہ معمول ہے پڑھنے کا سجع اور

نظم مین اور صادر ہوا یہ آنحضرت سے بطور وزن شعر کے بمقتضی طبیعت موزون آنحضرت کے بغیر قصد کے پس نہین کہا جاویگا اسکو شعر اور آنحضرت نے اپنے تئین نسبت کیا عبدالمطلب کیطرف نہ باپ کی طرف بسبب اسکے کہ وہ بہت مشہور تھے عزت و بزرگی مین اور حضرت نے جو اپنی تعریف کی تو یہ از راہ ریا و سمعہ کے نہ تھی بلکہ جیسے عادت غازیون کی ہوتی ہے کہ اظہار شجاعت و جوانمردی دشمنون کے آگے کیا کرتے ہین پس معلوم ہوا کہ ایسی جگہ اس راہ سے اپنی تعریف کرنی جائز ہے ترجمہ پھر یعنی بعد جمع ہونے مسلمانونکے اور رجوع کرنے جوانون کے صف باندھکر کھڑا کیا حضرت نے صحابہ کو نقل کی یہ مسلم نے اور واسطے بخاری کے ہین معنی اسکے یعنی اور لفظ اسکے مسلم کے ہین اور ایک روایت بخاری اور مسلم کی یہ یون آیا ہے کہ کہا براء بن عازب نے کہ تھے ہم جسوقت کہ سخت ہوتی لڑائی پناہ ڈھونڈتے تھے ہم طرف اُنکے اور طلب کرتے تھے خلاصی بسبب اُنکے اور تحقیق دلیر و مردانہ ہم مین سے وہ شخص ہوتا کہ برابر کھڑا ہوتا حضرت کے ف ع یعنی جسجگہ وہ ہوتے وہ بھی وہین ہوتا اور معنی یہ ہین کہ کوئی قدرت نہین رکھتا تھا اسوقت اوپر تقدیم کے حضرت صلعم پر پس پایہ کہ ہوتا نزدیک تو بھاگتا حضرت سے یا ہوتا شجاع تو پناہ پکڑتا طرف حضرت صلعم کے ترجمہ مراد رکھتے تھے براء ساتھ ضمیر کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ف ع ح اسمین بیان ہے حضرت کی شجاعت کا اور اُنکے کمال اعتماد کرنے کا اللہ تعالی پر اور معجزہ یہ بیان ہے ہوا کہ حضرت نے اُتر کر مدد و فتح مانگی اللہ تعالی سے اور سنگریزے پھینکے کفار کی طرف اور اُنھون نے شکست پائی بسبب اسکے جیسے کہ پہلی حدیث مین مذکور ہوا اور ذکر کرنا دوسری حدیث کا واسطے تمام کرنے قصہ حنین کے ہے (وعن سلمة بن الأكوع قال غزونا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حنينا فولى صحابة رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما غشوا رسول الله صلى الله عليه وسلم نزل عن البغلة ثم قبض قبضة من تراب من الأرض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم إنسانا إلا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله وقسم رسول الله صلى الله عليه وسلم غنائمهم بين المسلمين رواه مسلم) اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے کہ کہا جہاد کیا ہمنے یعنی کفار سے ہمراہ آنحضرت کے دن حنین کے پس پیٹھ دی بعضے آنحضرت کے صحابہ نے پس جبکہ گھیرا کافرون نے آنحضرت کو اُترے آنحضرت خچر سے پھر لی آنحضرت نے ایک مٹھی خاک کی زمین سے کہ سنگریزے بھی اُس مین تھے پھر مقابل کیا آنحضرت نے ساتھ اُس خاک کے کافرونکے منھونکے یعنی سامنے اُنکے منھونکے ڈالی اور کہا برے ہوگئے یا بُرے ہو جیو منھ اُنکے پس نہ پیدا کیا اللہ تعالی نے اُنمین سے کسی آدمی کو یعنی کوئی آدمی نہ تھا مگر کہ بھر دیا اللہ تعالی نے اسکی دونون آنکھونکو ساتھ خاک اُس مٹھی خاک کے کہ ڈالی اُنکے منھون کی طرف پس پھرے کافر پیٹھ دیکر پس شکست دی انکو اللہ تعالی نے اور بانٹین آنحضرت صلعم نے غنیمتین اُنکی درمیان مسلمانونکے نقل کی مسلم نے ف ع اسمین تین معجزے ہوئے حضرت کے ایک تو یہ کہ پہونچی مٹی اُس مٹھی کی سبکی آنکھونمین اور دوسرے یہ کہ بھر گئین آنکھین ہر ایک کی اُس تھوڑی سی مٹی سے باوجودیکہ وہ چار ہزار تھے اور تیسرا شکست پانا اُنکا اُس سے (وعن أبي هريرة قال شهدنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حنينا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لرجل ممن معه يدعي الإسلام هذا من أهل النار فلما حضر القتال قاتل الرجل من أشد القتال وكثرت به الجراح فجاء رجل فقال يا رسول الله أرأيت الذي تحدثت أنه من أهل النار قد قاتل في سبيل الله من أشد القتال فكثرت به الجراح فقال أما إنه من أهل النار فكاد بعض الناس يرتاب فبينما هو على ذلك إذ وجد الرجل ألم الجراح فأهوى بيده إلى كنانته فانتزع سهما فانتحر بها فاشتد رجال من المسلمين إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله صدق الله حديثك قد انتحر فلان وقتل نفسه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم الله أكبر أشهد أني عبد الله ورسوله يا بلال قم فأذن لا يدخل الجنة إلا مؤمن وإن الله ليؤيد هذا الدين بالرجل الفاجر رواه البخاري) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا حاضر ہوئے ہم ساتھ آنحضرت کے غزوہ حنین مین ف ح اور مواہب لدنیہ مین اس قصہ کو غزوہ خیبر مین ذکر کیا ہے اور صحیح بخاری مین بھی اسیطرح ہے ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے ایک شخص کے حق مین اُن لوگون مین سے کہ ہمراہ آپکے تھے دعوی کرتا تھا وہ شخص اسلام کا کہ یہ شخص دوزخی ہے ف ع اور نام اُسکا قزمان تھا اور تھا وہ منافقون مین سے اگرچہ ظاہر نہ تھا نفاق اُسکا ترجمہ پس جب آیا وقت جنگ کا لڑا وہ شخص کافرون سے سخت ترین لڑنا اور بہت لگے اُسکو زخم پس آیا ایک

شخص یعنی صحابہ میں سے تعجب کرتا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ خبر دو مجھکو حقیقت حال اُس شخص کی سے کہ فرماتے ہو تم کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے
تحقیق وہ لڑا راہ خدا میں سخت تر میں لڑنا پس بہت لگے اُسکو زخم یعنی ظاہر حال اسکا یہ ہے کہ وہ بہشتی ہے پس فرمایا آنحضرت نے کہ آگاہ رہو کہ وہ دوزخیوں میں سے
ہے ف ع یعنی بات وہی ہے جو میں نے کہی اگرچہ ظاہر ہو تجکو خلاف اُسکے اس لیے کہ صورت اعمال کا کچھ اعتبار نہیں ہے مدار اچھے احوال و خاتمہ پر ہے
ترجمہ پس قریب تھے بعضے لوگ یعنی بعضے مسلمان ضعیف الایمان کہ شک کریں بیچ صدق خبر آنحضرت کے کہ باوجود اس جہاد و جہد اُسکے کے لشکر میں
کیونکر فرماتے ہیں کہ وہ دوزخی ہے پس اس اثنا میں کہ وہ اس حال پر تھا ناگہاں پایا اُسنے درد زخموں کا پس قصد کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے طرف ترکش اپنے
کے اور کھینچا تیر پس کاٹا سینہ اپنا ساتھ اس تیر کے ف ع ح اور بخاری کی اکثر روایتوں میں آیا ہے لفظ اسہما ساتھ صیغہ جمع کے بجاے سہم کے یعنی کھینچے
کئی تیر اور صحیح بخاری کی اور حدیث میں آیا ہے کہ اس شخص نے رکھی تلوار اپنی زمین پر اور رکھا اپنا سینہ تلوار کی تیزی پر اور زور کیا یہاں تک کہ مر گیا اور یہ منافات نہیں
رکھتا ہے اس روایت سے کہ شاید دونوں امر کیے ہوں اول تیر سے کیا ہو پھر جب تمام نہوا قتل تو تلوار سے کیا واللہ اعلم اور حاصل یہ کہ وہ مرا کافر بسبب خبث
باطن اپنی کے یا فاسق بسبب قتل کرنے نفس اپنے کے ترجمہ پس دوڑے کئی شخص مسلمانوں میں سے طرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ سچی کی اللہ تعالی نے بات آپکی کہ آپنے فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے تحقیق کاٹا سینہ اپنا فلانے نے اور مار ڈالا
اپنے تئیں پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ بہت بڑا ہے گواہی دیتا ہوں کہ میں بندہ خدا کا ہوں اور رسول اُسکا ف ع یہ کلام وقت
خوشی کے کہا جاتا ہے خوش ہوے آنحضرت جبکہ ظاہر ہوا صدق آپکا اور فرمایا ترجمہ کہ اے بلال اٹھ پس اعلام کر لوگوں کو ساتھ اسکے کہ نہیں داخل ہوگا
بہشت میں مگر مومن اور تحقیق اللہ تعالی قوی کرتا ہے اس دین کو بسبب مرد فاجر کے جہاد و قتال اُسکے نقل کی یہ بخاری نے ف ع مراد فاجر سے
منافق ہے یا فاسق اُن لوگوں میں سے کہ کرتے ہیں عمل از راہ ریا کے یا ملاتے ہیں ساتھ اسکے گناہ کو اور کبھی کرتے ہیں ایسا عمل کہ اس سے خاتمہ بد
ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ ہو یہ جملہ داخل تحت اعلام کے یا جدا بیان ہو واسطے اختلاف احوال عاملین کے اور مانند اسکے وہ لوگ ہیں کہ تصنیف کرتے ہیں
یا پڑھتے ہیں یا پڑھاتے ہیں یا اذان دیتے ہیں یا امامت کرتے ہیں یا مسجد و مدرسہ وغیرہ بناتے ہیں واسطے غرض فاسد کے اور ہوتے ہیں وہ سبب انتظام
دین کے اور تقویت مسلمانوں کے اور وہ خود محروم ہوتے ہیں اُنکے ثواب سے جعلنا اللہ تعالی من المخلصین ف ح یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ قاتل نفس
دوزخ میں ہوگا اور مذہب یہ ہے کہ اگر مومن ہے اور تصدیق ایمانی رکھتا ہے تو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیگا اور ایسا ہی حکم ہے قاتل مومن کا ہوگا اور قاتل
اپنے نفس کا بھی ایک فرد ہے قاتل مومن کی اور قرآن مجید میں حکم کیا ہے اُسکے خلود کا دوزخ میں اور علما نے اُسمیں تاویلیں کی ہیں اور بعضی حدیثوں کے
اہل ظواہر سے کہا ہے کہ اگرچہ مومن ہے لیکن اس قسم کا مومن ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے پس وہ ہمیشہ دوزخ میں رہنے کو مخصوص ساتھ کافر کے نہیں کہتے
لیکن یہ قول شاذ ہے مخالف اجماع اہل سنت جماعت کے مذہب کے اور بیچ حق خاص اس شخص کے کہ قصہ اُسکا حدیث میں گذرا کہتے ہیں کہ وہ منافق
تھا جیسے کہ خطیب بغدادی نے کہا یعنی واقع میں منافق تھا اگرچہ ظاہر نہ تھا نفاق اُسکا واللہ اعلم (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى اِنَّهُ لَيُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتَّى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ عِنْدِي دَعَا اللّٰهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِي فِيمَا
اسْتَفْتَيْتُهُ جَاءَنِي رَجُلَانِ جَلَسَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي ثُمَّ قَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيدُ بْنُ الْاَعْصَمِ
الْيَهُودِيُّ قَالَ فِيمَا ذَا قَالَ فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِي بِئْرِ ذَرْوَانَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اُنَاسٍ مِنْ اَصْحَابِهِ
اِلَى الْبِئْرِ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِي اُرِيتُهَا وَكَاَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ فَاسْتَخْرَجَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا سحر کیے
گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہانتک کہ البتہ حضرت کے خیال میں ڈالا جاتا تھا کہ آنحضرت نے کی ہے ایک چیز اور حال آنکہ نہیں کی ہے ف ع ح

کہا انھون نے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ غالب آیا تھا حضرت صلعم پر نسیان اسطرح کا کہ گمان کرتے تھے بسبب نسیان کے کہ فلانی چیز کی ہے حالانکہ نہ کی تھی یا کیا ان
کرتے کہ نہین کی فلانی چیز یا انکو خیال آتا کہ دیکھتے تھے انکو اور یہ امر دنیا مین تھا نہ امر دین مین اور نظیر اسکی وہ ہے جو فرمایا اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کے
حق مین یخیل الیہ من سحرہم انہا تسعی یعنے موسی علیہ السلام کے خیال مین یہ ڈالا گیا کہ کفار کے سحر سے رسیان وغیرہ دوڑتی پھرتی ہین حالانکہ وہ دوڑتی
نہین بلکہ انھون نے پارا چھوڑا تھا یہ سبب گرمی آفتاب کے وہ اچھلنے لگین انکے خیال مین آیا کہ وہ خود حرکت کرتی ہین اور اور حدیث مین آیا ہے کہ حضرت
صلعم کے خیال مین آتا تھا کہ جماع کرین اپنی کسی بیوی سے اور پھر نہین کرتے تھے یعنی دل چاہتا تھا اور جانتے تھے کہ مین قدرت رکھتا ہون جماع کی اور
جب پاس جاتے تھے انکو تو قادر نہین ہوتے تھے انپر اور سحر ایک مرض ہے امراض مین سے تاثیر کرنا اسکا انبیا پر کچھ منافی انکی نبوت کے نہین جیسے
اور بیماریان باقتضاے بشریت کے ہوتی تھین ویسے ہی یہ بھی ہوا اور حکمت سحر کے تاثیر کرنے مین انحضرت کے جسم شریف مین یہ تھی کہ معلوم ہو جاوے
تاثیر کرنا سحر کا کہ تاثیر اسکی ایسی ثابت ہے کہ جب اشرف المخلوقات مین تاثیر کی تو اور کی کیا حقیقت ہے اور ظاہر ہو نبوت حضرت کی کہ سو سحر مین تاثیر
نہین کرتا اور کافر حضرت کو ساحر کہتے تھے پس حق تعالی نے بسبب تاثیر کرنے سحر کے انہین ظاہر کر دیا کہ یہ ساحر نہین ہین اور قصہ سحر کا بعد رجوع
کرنے کے حدیبیہ سے تھا ذی الحجہ کے مہینے مین سنہ چھ مین اور مدت اسکے رہنے کی چالیس دن قول کی ہے علما نے اور ایک روایت مین چھ مہینے اور بموجب
ایک قول کے تمام سال اغلب ہے کہ قوت غلبہ اسکا چالیس روز ہوا اور رہنا بعضی علامتونکا چھ مہینے تک اور رہنا بعضے آثار کے پایا گیا سال بھر
واللہ اعلم اور معلوم ہونا اس سحر کا اس سے ہوا کہ جو عائشہ بیان کرتی ہین ترجمہ تاوقتیکہ تھے انحضرت ایک روز نزدیک میرے دعا کی اللہ تعالی
سے اور دعا کی اس سے ف یعنی دعا کی بعد دعا کے یعنے تکرار اور بہت کی اور یہ تکرار ہے اسپر اسمین دلیل ہے اوپر مستحب ہونے دعا کے وقت حاجت
ہونے امور مکروہ کے اور اصرار نے بلکہ اور کہا ہے علما نے کہ خاص لوگون سے اسیوقت دعا کرواتے ہین کہ وقت قبولیت کا ان پہونچے اور اور وہ ...
رکھتے ہین کہ دعا کرتے رہین تا اپنے وقت پر قبول ہوتی ہے ترجمہ پھر فرمایا انحضرت صلعم نے کیا جانا تو نے اور خبر رکھتی ہے تو اے عائشہ کہ اللہ تعالی نے بیان کیا
میرے لیے بیچ اس امر کے کہ طلب کیا مین نے بیان کرنا اور ظاہر کرنا اسکا اس سے پھر بیان کیا اسکو کہ آئے میرے پاس دو فرشتے بصورت دو مرد کے
بیٹھا ایک ان مردون مین سے میرے سر کے پاس اور دوسرا میرے پاؤن پاس پھر کہا ایک نے انمین سے واسطے دوسرے کے کہ کیا ہے بیماری اس شخص کو
کہا دوسرے نے کہ سحر کیا گیا ہے کہا اس ایک نے اور کسنے سحر کیا ہے اسکو کہا دوسرے نے کہ سحر کیا ہے اسکو لبید بن اعصم یہودی نے ف قاضی نے کہا اصل قصہ
کہ مراد لبید سے بیٹیان اسکی ہین بسبب قول اللہ تعالی کے ومن شر النفاثات فی العقد یعنی برائی عورتون پھونکنے والیون کی ... گرہون کو
دیتے ہین ڈورے بٹین اور پھونکتے ہین اسپر کہا قاضی نے کہ خاص پناہ مانگنی شر نفاثات سے اسلیے ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ ایک یہودی نے سحر کیا انحضرت
پر بیچ گیارہ گرہونکے کہ لگائین کمان کے چلہ مین اور گاڑا اسکو کنوئین مین پس بیمار ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس اترین معوذتین اور خبر دی حضرت
صلعم کو جبرئیل نے سحر کی جگہ کی پس بھیجا علی کو پس لائے اسکو اور پڑھین یہ دونون سورتین اسپر پس تھے حضرت علی جب پڑھتے ایک آیت کھل جاتی
ایک گرہ اور پاتی حضرت نے کچھ تخفیف اور نہین لازم آتا اس سے سچا ہونا کافرونکا اسبات مین کہ انحضرت سحر زدہ ہین اسلیے کہ وہ مراد رکھتے تھے اس سے
یہ کہ وہ مجنون ہین بسبب سحر کے انتہی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ قضیہ اور ہے پس یہ قضیہ غیر ہے اس قضیہ کے کہ اس حدیث مین ہے اور ممکن ہے جمع ان دونون
ساتھ واقع ہونے دونون طرح کے سحرونکے حضرت کے لیے تاکہ دو چند ثواب ملے آپکو ایک ان دونو کا کہ جو اس حدیث مین ہے واقع ہوا لبید سے اور دوسرا اسکی
بیٹیون سے ہوا واللہ اعلم ترجمہ کہا اس ایک نے کہ کس چیز مین سحر کیا ہے کہا دوسرے نے بیچ کنگھی کے اور ان بالون کے کہ کنگھی کرنے سے جھڑتے ہین اور بیچ
غلاف شگوفہ درخت خرما نر کے کہا پس کہان رکھا ہے اسکو کہا بیچ کنوئین ذروان کے کہ نام ایک کنوئین کا ہے مدینہ مین پس گئے انحضرت صلعم چند یاران

سکتے ایک آدمیونکو اپنے اصحاب مخصوصین سے طرف اس کنوئین کے پس فرمایا کہ یہ کنوان ہو کہ دکھلایا گیا مجھکو گویا کہ پانی اس کنوئین کا پانی مہندی کا سا تھا اور گویا کہ کھجور کے شگوفے اسکے یعنی وہ جو اسمین دفن کیے گئے تھے سر تھے شیطانونکے پس نکالا اسکو حضرت نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح مشابہت شیطانونکے سرونکے ساتھ دی بسبب خشناک اور بدہیئت ہونے انکے اور عرب شیطانونکے سرونکو نہایت برا اور بدہیئت جانتے تھے اور بعضون نے کہا کہ مراد شیطانون سے سانپ خبیث ہین اور ایک روایت مین ابن عباسؓ سے آیا ہو کہ آنحضرت نے علیؓ اور عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا واسطے نکالنے سحر کے کنوئین ذروان سے پس پایا انھون نے اسمین غلاف شگوفہ کھجور کا کہ اسمین پتلا آنحضرت کا موم سے بنایا ہوا اور سوئیان اسمین چبھوئین ہین اور ایک ڈورا باندھا ہو اسپر گیارہ گرہین دیکر پس لائے جبرئیل معوذتین کو جو آیتین کہ انمین سے پڑھتے تھے ایک گرہ کھل جاتی تھی اور جو سوئیان کہ اسمین سے نکالتے تھے آنحضرت کو تسکین و آرام ہوتا جاتا تھا اور شاید کہ آنحضرت صلعم اس کنوئین کے سر پہنچے ہون اور علی اور عمار کو اس کنوئین کے اندر جانے اور نکالنے اسکے کا حکم کیا ہو اور یہ بھی روایتوں مین آیا ہو کہ آنحضرت نے اس یہودی کو کچھ نہ کہا اور سزا نہ دی اور فرمایا کہ فتنہ اٹھانا نہیں دوست نہین رکھتا ہون (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا اَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ وَهُوَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ فَقَالَ وَيْلَكَ فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ اَعْدِلْ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ اِنْ لَّمْ اَكُنْ اَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ ائْذَنْ لِّيْ اَنْ اَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ دَعْهُ فَاِنَّ لَهُ اَصْحَابًا يَّحْقِرُ اَحَدُكُمْ صَلٰوتَهُ مَعَ صَلٰوتِهِمْ وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ يُنْظَرُ اِلٰى نَصْلِهِ اِلٰى رِصَافِهِ اِلٰى نَضِيِّهِ وَهُوَ قِدْحُهُ اِلٰى قُذَذِهِ فَلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ اٰيَتُهُمْ رَجُلٌ اَسْوَدُ اِحْدٰى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْاَةِ اَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى خَيْرِ فِرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْهَدُ اَنَّ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَاَنَا مَعَهُ فَاَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَاُتِيَ بِهٖ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَهُ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ فَقَالَ فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ فَيَاْمَنُنِي اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ فَسَاَلَ رَجُلٌ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَّقْرَؤُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَيَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہو ابو سعید خدریؓ سے کہا کہ جسوقت کہ ہم حاضر تھے آنحضرت کے پاس اور وہ بانٹتے تھے مال غنیمت کا یعنی جو کہ حنین سے ہاتھ آیا تھا اسکو جعرانہ مین بانٹتے تھے آیا حضرت کے پاس ذوالخویصرہ اور وہ ایک شخص تھا بنی تمیم مین سے ف ع کہ نام ایک بڑے قبیلہ کا ہو اور اسکے حق مین یہ آیت اتری ہو وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ پس وہ منافقین سے تھا اور آگے آویگا کہ اسکی اصل سے خوارج نکلینگے اور یہ جو کہا ہو ایک شارح نے کہ وہ سردار تھا خوارج کا اسمین مسامحہ ہو کیونکہ ظہور خوارج کا حضرت علی کے زمانہ مین ہوا ہو ترجمہ پس کہا اسنے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم عدل کرو تقسیم مین اور سبکو برابر دو یعنی اور حضرت دیتے تھے ہر کسیکو بقدر حاجت کے پس فرمایا آنحضرت نے وای ہو تجھکو پس کون انصاف کریگا جسوقت کہ مین نے بے انصافی کی تحقیق ناامید ہوا تو اور زیانکار ہوا تو اگر نہ انصاف کرون مین ف ع اسلیے کہ امیدواری اور سودمندی تمھاری میری عدالت مین ہی اور مجھکو رحمۃ للعالمین کیا ہو اور واسطے کرنے عدل کے بھیجا ہو اگر مین عدالت نہ کرون تو تمکو سوا اسے ناامیدی اور زیانکاری کے کچھ نہین ہو خلاصہ مضمون یہ کہ جب حکم کیا اس کہنے والے نے اسکا کہ حضرت عدل نہین کرتے ہین تو ناامید ہوا کہنے والا اور ٹوٹے مین ہوا بسبب اس حکم کے ترجمہ پس کہا عمرؓ نے کہ حکم دیجیے مجھکو یہ کہ گردن مارون مین اسکو پس فرمایا چھوڑ دے اسکو ف ع شرح السنہ مین ہو کہ کیونکر منع کیا آنحضرت نے اسکے قتل کرنے سے باوجود اسکے کہ آپ نے فرمایا ہو اور ایک حدیث مین کہ اگر پاؤن مین انکو البتہ قتل کرون انکو جواب یہ دیا گیا ہو اسکا کہ حضرت نے مباح کیا قتل انکا جبکہ بہت ہون اور ہتھیار کرین اور متعرض ہون لوگونسے اور یہ باتین موجود نہین تھین جسوقت کہ منع کیا اسکے قتل کرنے سے اور اول جو فساد شروع ہوا انکا حضرت علی کے زمانہ مین ہوا اور لڑے وہ انسے یہانتک کہ بہتونکو ان مین سے قتل کیا انتہی اور ظاہر تر یہ ہو کہ جو اکمل نے کہا

کہ اسمین دلیل ہو آنحضرت کے حسن اخلاق پر اور دلیل ہو اسپر کہ حضرت صلعم بدلہ نہین لیتے تھے اپنے نفس کے لیے باوجودیکہ ایسی زیادتی کی اُسنے کہ کہا
عدل کرو اور آور روایت مین آیا ہو اتق اللہ اور آور مین ہو کہ اس تقسیم مین عدل نہین ہوا اور پھر آپ نے بدلہ نہ لیا باوجود اسکے کہ یہ باتین موجب قتل کی تھین کیونکہ
اسمین عیب لگانا تھا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اسلیے اگر کوئی ایسی بات ہمارے زمانہ مین کہے تو حکم کیا جاویگا اُسکے کفر اور ارتداد کا انتہی اور یہ
منافی نہین ہو تعلیل منع کرنے حضرت کی کہ قتل کرنے اُسکے سے ساتھ قول اپنے کے ترجمہ اسلیے کہ تحقیق واسطے اُسکے تابعدار ہونگے کہ حقیر
جانے گا ایک تمہارا نماز اپنی کو بیچ مقابلہ نماز اُنکے کہ بہت اچھی طرح پڑھین گے ازراہ ریا اور سمع کے اور حقیر جانیگا روزے اپنے کو بیچ مقابلہ روزہ
اُنکے کے ف یعنی ظاہر مین نماز اور روزے اُنکے زیادہ اور قوی تر ہونگے نماز اور روزے تمہارے سے اور مارنے نماز پڑھنے والوں کے سے نہی وارد ہوئی ہو
اگرچہ نماز و روزہ اُنکا قبول نہین ہوتا انتہی اور ملا علی نے ایک شارح سے یہ قول نقل کرکر کہا کہ اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہو کہ یہ نہی مطلق نہین ہو
ترجمہ پڑھینگے قران یعنی مداومت کرینگے اُسکی تلاوت پر اور مبالغہ کرینگے اُسکی تجوید اور ترتیل مین اور رعایت مخارج حروف مین حالانکہ نہ تجاوز کریگا
قرآن اُنکے حلقون سے یعنی قرارہ اور اعمال اُنکے اوپر نہین چڑھینگے اور مقبول نہین ہونگے یا قرآن اُنکی زبانون سے تجاوز کرکر دل تک نہین پہونچیگا
اور تاثیر نہین کریگا اسمین نکلین گے دین سے یعنی اطاعت امام سے یا اسلام سے جیسے کہ نکلجاتا ہو تیر شکار سے دیکھا جاتا ہو طرف پیکان
کے طرف فوق اسکے کے طرف نصی اسکے کہ دوسرے اسکے ہو دیکھا جاتا ہو طرف پرون تیر کے یعنی گذر جاتا ہو تیر شکار مین سے پیکان سے لیکر پر تک
پس نہین پایا جاتا ہو تیر مین کچھ اثر درحالیکہ گذرا ہو تیر نجاست سے اور خون سے ف ح یعنی یہ فرقہ ایسا دین سے نکلیگا کہ جیسا تیر اپنے
صفت شکار سے نکلتا ہو کہ کچھ اثر اُسکا قسم خون وغیرہ سے کسی اُسکے جزو مین نیچے سے لیکر پر تک ظاہر نہین ہوتا ہو اور اس حدیث سے
استدلال کیا ہو اُس شخص نے کہ تکفیر کی ہو خوارج کی اور خطابی نے کہا ہو کہ مراد اس سے یہان اطاعت امام کی ہو اور امام مالک رحمہ سے
احوال تکفیر اہل ہوا کا پوچھا کہ آیا کافر ہین یہ کہا کہ کفر سے بھاگے ہین وہ اور مثل اُسکے امیرالمؤمنین علی رض سے بیچ شان خوارج کے بھی نقل کیا ہو واللہ اعلم
ترجمہ علامت بعض تابعدارون اس مرد کے کی کہ ذوی الخویصرہ ہی یہ ہو کہ وہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ ہوگا اُسکے ایک دونون بازوون اُسکے مین سے مانند
پستان عورت کے ہوگا یا مانند ٹکڑے گوشت کے کہ ہلتا ہوگا ف ح اسی سبب اُسکو ذوالثدیہ بھی کہینگے ساتھ پیش ث مثلثہ اور زبر دال اور تشدید یا کے
اور وہ سردار خارجیون کا ہوگا ترجمہ اور نکلینگے یعنی یہ مرد اور ہمراہی اُسکے ساتھ بغاوت کے اوپر بہترین فرقہ کے لوگون مین سے یعنی اپنے زمانہ کے لوگون مین بہتر
ہونگے اور مراد اُنسے حضرت علی اور اصحاب اُنکے ہین کہا ابوسعید خدری نے کہ راوی حدیث کا ہو گواہی دیتا ہون مین یہ کہ سُنی ہین نے یہ حدیث آنحضرت
صلعم سے اور گواہی دیتا ہون مین یہ کہ علی ابن ابیطالب رض لڑے اس جماعت خوارج سے کہ آنحضرت نے بیان کیا اُنکا اور مین ساتھ اُنکے تھا اور جب فتحیاب
ہوئے حضرت علی اُنپر اور مارا اُنکو پس حکم فرمایا آپ نے ساتھ تلاش کرنے اُس شخص کے درمیان مقتولون کے پس تلاش کیا گیا پس لایا گیا وہ حضرت
علی کے پاس یہانتک کہ دیکھا مین نے طرف اُسکے اور پایا مین نے اُسکو اوپر اُس صفت کے کہ بیان کی تھی آنحضرت نے اور ایک روایت مین یعنی
بجاے اتاہ ذوی الخویصرہ کے کہ اول حدیث مین واقع ہوا ہو یون ہو کہ آیا ایک مرد کہ اندر گھسی ہوئی تھین آنکھین بلند پیشانی انبوہ کی ڈارھی اُٹھے
ہوئے رخسارے منڈا ہوا سر ف ع اور یہ مخالفت ظاہرہ ہو اُس ہیئت کی کہ جسپر اکثر اصحاب آنحضرت کے تھے کہ سرون پر بال رکھتے تھے
منڈاتے نہین تھے مگر بعد فراغ حج کے سواے علی کرم اللہ وجہہ کے کہ وہ اکثر منڈایا ہی کرتے تھے بسبب اسکے کہ مبادا غسل مین پانی نہ پہونچے
ترجمہ پس کہا اُسنے اے محمد ڈر اللہ سے اور فرمانبرداری کر اُسکی یعنی عدل کر تقسیم مین پس فرمایا آنحضرت نے کہ کون ڈریگا اور فرمانبرداری کریگا اللہ کی
جبکہ مین نافرمانی کرون یعنی باوجود عصمت اور ثبوت نبوت کے یعنی مین سب سے زیادہ فرمانبردار خدا کا ہون مجھکو کیا حکم کرتا ہو فرمانبرداری کا پس جو اُسپر

جانتا ہی مجھکو اللہ اوپر زمین کے لوگونکے اور سمجھتا ہی مجھکو خلق پر تا عدل کرون انمین اور نہین امین جانتے تم مجھکو اور اعتماد نہین کرتے مجھپر پس پوچھا ایک
شخص نے یعنی حضرت عمر نے درخواست کی اُسکے قتل کی پس منع کیا آنحضرت نے اسکو اُسکے قتل کرنے سے پس جبکہ پیٹھ پھیری اُس شخص نے فرمایا آنحضرت نے
کہ تحقیق اس شخص کی اصل سے ایک قوم پیدا ہوگی پڑھینگے قرآن نہ بڑھیگا اُنکے حلقوں سے نکلینگے اسلام سے یعنی اسلام کے کمال سے یا اطاعت امام
سے مانند نکلنے تیر کے شکار مین سے پس قتل کرینگے وہ خارجی اہل اسلام کو اور چھوڑ دینگے بت پرستونکو یعنی اُنسے جنگ نہین کرینگے باوجودیکہ اہم
ہو جنگ کرنی اُنسے فرمایا آنحضرت نے اگر بالفرض پاؤنین اُنکو اور میرے زمانہ مین ہون تو البتہ قتل کرونین اُنکو مانند قتل کرنے عاد کے نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف مراد عاد کے قتل کرنے سے ہلاک کرنا اور استیصال اُنکا ہی بالکلیہ اور تعبیر ساتھ قتل کے بمشاکلت کے لیے ہی والا عاد قتل نہین کیے گئے ہین بلکہ ہلاک ہوئے
ہین باد تند سے اور استیصال کیے گئے ہین ساتھ ہلاک کرنیکے (وعن ابی ہریرۃ قال کنت ادعو امی الی الاسلام وہی مشرکۃ فدعوتہا یوما فاسمعتنی فی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ما اکرہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ ان یہدی ام ابی ہریرۃ فقال اللہم اہد ام ابی ہریرۃ فخرجت مستبشرا
بدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما صرت الی الباب فاذا ہو مجاف فسمعت امی خشف قدمی فقالت مکانک یا ابا ہریرۃ وسمعت خضخضۃ الماء فاغتسلت فلبست
درعہا وعجلت عن خمارہا ففتحت الباب قالت یا ابا ہریرۃ اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا
ابکی من الفرح فحمد اللہ وقال خیرا رواہ مسلم) اور روایت ہی ابوہریرہؓ سے کہ کہا تھا مین بلاتا اپنی مانکو طرف اسلام کے اس حال مین کہ وہ مشرکہ تھی پس بلایا مین نے اُسکو
ایکدن یعنی اسلام کی طرف پس سنائی میری مان نے مجھکو آنحضرت کے حق مین وہ چیز کہ ناخوش رکھتی ہون مین یعنی ایسا کلام حضرت کی شان مین کہا کہ مجھکو ناخوش لگا کہنا اُسکا
اُسوقت یا اب ذکر کرنا اُسکا مجھکو برا معلوم ہوتا ہی پس آیا مین آنحضرت کے پاس اس حال مین کہ روتا تھا مین یعنی بسبب غم اور ترس آنیکے اُسکے حال پر
کہ یہ مان میری ہی تادیب نہین کرسکتا اور اُسکا یہ حال ہی پس کہا مین نے یا رسول اللہ دعا مانگیے اللہ تعالی سے یہ کہ ہدایت کرے ابوہریرہ کی مان کو پس کہا
آنحضرت نے خداوندا ہدایت کر ابوہریرہؓ کی مان کو پس نکلا مین یعنی آنحضرت کے پاس سے خوشحال بسبب دعا ہدایت کرنے آنحضرت کے پس جب پہونچا مین
طرف دروازے مان اپنی کے پس ناگہان دروازہ بند تھا پس سنی مان میری نے آواز میرے پاؤنکی پس کہا اُسنے ٹھہر تو اپنی جگہ پر اے ابوہریرہ یعنی اندر نہ آ
وہان ٹھہر رہ اور سنی مین نے آواز پانی کی پس غسل کیا میری مان نے اور پہنا کرتہ اپنا اور جلدی کی اوڑھنی سے یعنی مارے جلدی کے بعد پہننے کرتے کے
اوڑھنی نہ اوڑھی اور دروازہ کھولنے کو دوڑی پس کھولا دروازہ پھر کہا اے ابوہریرہ گواہی دیتی ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود سواے اللہ کے اور گواہی دیتی ہون مین
یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بندے اللہ کے ہین اور رسول اُسکے پس پھرا مین اور آیا پاس رسول خدا کے اس حال مین کہ مین روتا تھا مارے خوشی کے ف
ح رونا کبھی غم سے ہوتا ہی اور کبھی خوشی سے بعضے خوش طبعون نے کہا ہی کہ رونا خوشی کا اس سبب سے ہی کہ غم بصورت آنسو نکلے ہوکر نکلجاتا ہی ترجمہ پس
تعریف کی آنحضرت نے اللہ کی اور شکر کیا میری ملنے کے اسلام لانے پر اور کہا نیک نقل کی یہ مسلم نے ف ع ح یعنی کچھ کلام کہا اچھا قسم دعا و بشارت سے
یا اتفاقیہ یہ ہی کہ پہونچا تو اے ابوہریرہ بھلائی کو بسبب اسلام مان اپنی کے اور معجزہ یہان ظاہر ہونا آنحضرت کی دعا کے اثر کا ہی ابوہریرہ کی مان کے حق مین فی الحال
باوجود اُس انکار وشدت کفر کے (وعنہ قال انکم تقولون اکثر ابو ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم واللہ الموعد وان اخوتی من المہاجرین کان یشغلہم
الصفق بالاسواق وان اخوتی من الانصار کان یشغلہم عمل اموالہم وکنت امرأ مسکینا الزم رسول اللہ علی ملء بطنی وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوما
لن یبسط احد منکم ثوبہ حتی اقضی مقالتی ہذہ ثم یجمعہ الی صدرہ فینسی من مقالتی شیئا ابدا فبسطت نمرۃ لیس علی ثوب غیرہا حتی قضی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم مقالتہ ثم جمعتہا الی صدری فوالذی بعثہ بالحق ما نسیت من مقالتہ تلک الی یومی ہذا متفق علیہ) اور روایت ہی ابی ہریرہؓ سے کہ کہا تحقیق
تم یعنی جماعت تابعین کی اور بعضون نے کہا کہ خطاب صحابہ متاخرین کو کیا گیا ہی کہتے ہو کہ بہت نقل کرتا ہی حدیثین ابوہریرہ آنحضرت صلعم سے اور اللہ ہی وعدہ گاہ

ہمارا ف ح یعنی ملنا اللہ کا کہ مراد ہو اس سے روز قیامت وعدہ گاہ ہمارا ہو یعنی اگر میں نے کمی بیشی اور خیانت کی ہوگی خدا تعالی روز قیامت کے سزا
مجھکو دیگا آنحضرت نے فرمایا ہو وبا ہو کہ جو کوئی جھوٹھ باندھے مجھپر پس چاہیے کہ تیار کرے جگہ اپنی آگ دوزخ سے بعد اسکے ابوہریرہ سبب اپنے بہت روایت
کرنیکا بیان کرتے ہیں ترجمہ اور تحقیق بھائی میرے کہ مہاجرین تھے باز رکھتا تھا انکو آنحضرت صلعم کی ملازمت شریف سے ہاتھ پر ہاتھ مارنا بازار میں ف ح
یہ کنایہ ہو بیع شرا سے کہ اسمین بائع اور مشتری آپس میں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہیں یعنی وہ خرید و فروخت میں مشغول رہتے تھے بسبب پہنچنے
انکے تجارت ترجمہ اور تحقیق بھائی میرے کہ انصار ہیں باز رکھتا تھا انکو کار مالون انکا ف ح مراد مالون سے مدینہ والون کے نزدیک باغ و زراعت ہو
ہیں جیسا کہ اہل مکہ کے نزدیک اونٹ اور بکریان اور حاصل یہ کہ مہاجرین تجارت کرتے تھے اور انصار زراعت اور درستی باغات کیطرف ترجمہ اور تھا
میں ایک شخص مسکین لگا رہتا تھا آنحضرت کے پاس اوپر بھرنے پیٹ اپنے کے ف ح یعنی میں فقیر تھا اگر پہونچتا اسیقدر کہ پیٹ بھر جاوے اور بھوک
دفع کرے قناعت کرتا تھا میں اور تجارت اور زراعت رکھتا نہ تھا تاکہ اسمین مشغول ہوؤن اور دربار شریف سے دور پڑون میں ملازمت شریف میں
رہتا تھا اور احوال و اقوال آنحضرت کے دیکھتا اور سنتا تھا میں ترجمہ اور فرمایا آنحضرت نے ایکدن ہرگز نہیں ہوگی یہ بات کہ کھولے رہے اور پھیلا
رہے کوئی تم میں سے اپنا کپڑا یہانتک کہ تمام کردون بات اپنی یہ پھر اکٹھا کرے اور لگا لے اسکو طرف سینہ اپنے کے اور پھر بھولے کبھی میری حدیثون
سے کچھ کبھی ف ح اپنی بات سے اشارہ ہو طرف دعا کے کہ کی آنحضرت نے اپنی امت کے لیے واسطے یاد رکھنے حدیثونکے کہ سنین آنحضرت سے
اور معنی یہ ہیں کہ میں دعا کرتا ہون جو کوئی کپڑا اپنا پھیلا دے رہے اور برکت اس دعا کی کہ اُس کپڑے میں آویگی طرف سینہ اپنے کے ملا دے جو کچھ کہ میری
حدیثون میں سے یاد کی ہونگی ہرگز نہیں بھولیگا ترجمہ پس کھولی میں نے کملی کہ نہ تھا مجھپر کوئی کپڑا سوا اسکے یہانتک کہ تمام کی آنحضرت نے بات
اپنی یعنی دعا پھر سمیٹا اور لگایا میں نے اسکو طرف سینہ اپنے کے پس قسم ہو اُس ذات کی کہ بھیجا حضرت کو ساتھ حق کے نہیں بھولا میں حضرت کی حدیثون
کہ سنی تھیں میں نے اسدن تک کہ وقت روایت اس حدیث کا ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ؕ وَعَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتّٰى
رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسِي بَعْدُ فَانْطَلَقَ فِي مِائَةٍ وَخَمْسِينَ فَارِسًا مِنْ أَحْمَسَ فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَ
كَسَرَهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ اور روایت ہو جریر بن عبد اللہ بجلی سے کہا فرمایا مجھکو آنحضرت نے کیا نہیں آرام دیتا تو مجھکو ذی الخلصہ سے ف ح یعنی نہیں توڑتا
تو اسکو تا میں رنج سے خلاصی پاؤن اور ذو الخلصہ ساتھ زبر خا معجمہ اور لام کے اور ساتھ پیش دونو کے بھی آیا ہو قبیلہ خثعم کے بتخانہ کا نام تھا کہ اسکو
کعبۃ الیمانیہ بھی کہتے تھے اسمین ایک بت تھا کہ نام اسکا خلصہ تھا اور اسمین اشارہ ہو اسکی طرف کہ نفسون پاک و کاملہ کو رنج لاحق ہوتا ہی عبادت غیر اللہ اور
خلاف شرع چیزون سے ترجمہ پس کہا میں نے ہان راحت دونگا میں تمکو اسکے تئین توڑ کر اور تھا میں کہ نہیں ٹھہر سکتا تھا گھوڑے پر سواری میں بلکہ
گر پڑتا تھا میں اس سے کبھی کبھی پس ذکر کیا میں نے اسکو کہ میں نہیں ٹھہر سکتا ہون گھوڑے پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پس مارا آنحضرت نے
دست مبارک اپنا میرے سینہ پر یہانتک کہ دیکھا میں نے نشان آنحضرت کے دست شریف کا اپنے سینہ میں یعنی یہ سبب زور سے مارنے ہاتھ کے اور
کہا آنحضرت نے بیچ دعا کی میرے لیے کہ خداوندا ثابت رکھ اسکو یعنی ظاہر و باطن میں اور گردان اسکو راہ راست دکھانیوالا اور راہ راست پایا گیا کہا
جریر نے پس نہ گرا میں اپنے گھوڑے سے بعد اس دعا کے یا بعد اسدن کے پس روانہ ہوا جریر یعنی طرف ذی الخلصہ کے اسکے توڑنے کے لیے ساتھ ڈیڑھ سو
سوارون کے احمس سے ف ح احمس ساتھ حا اور سین مہملتین کے اوپر وزن احمر کے نام قبیلہ کا ہو قریش میں سے یہ نام رکھا گیا انکا بسبب
نہایت شجاعت کے کہ حماسہ یعنی شجاعت کے ہو اور لفظ فانطلق سے کلام راوی کا ہو یعنی جو کہ جریر سے روایت کرتا ہو اور بعضون نے کہا کہ ا

کلام جریر کا ہی پس اسمین التفات ہی ترجمہ پس جلا دیا جریر نے ذی الخلصہ کو آگ سے اور توڑ ڈالا اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس
قال ان رجلا کان یکتب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فارتد عن الاسلام ولحق بالمشرکین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تقبله فاخبرنی
ابو طلحة انه اتی الارض التی مات فیها فوجده منبوذا فقال ما شان هذا فقالوا دفناه مرارا فلم تقبله الارض متفق علیه) اور روایت ہی انس سے کہا
تحقیق ایک شخص لکھتا تھا واسطے آنحضرت کے یعنی وحی پس مرتد ہوگیا اور پھر اسلام سے اور ملا ساتھ مشرکوں کے ف ح اور یہ شخص نصرانی تھا کہ مسلمان
ہوگیا تھا اور پھر مرتد ہوکر نصرانی ہوگیا تھا ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق زمین نہیں قبول کریگی اسکو ف ع یعنی اپنے اندر نہیں رکھے گی بلکہ پھینک دیگی
سو یہی ہوا کہ وہ جب مرا تو دفن کیا مشرکوں نے اسکو پس صبح کو جو دیکھا تو زمین نے اسکو پھینک دیا تھا مشرکوں نے کہا کہ یہ کیا ہی محمد نے اور انکے اصحاب
علیہم السلام نے کہ قبر کو کھود کر اسکو باہر ڈالدیا ہی پس خوب گہری کھودی قبر مشرکوں نے جہانتک گہری کھود سکے اور اسکو دفن کیا پس صبح کو دیکھا تو
زمین نے اسکو باہر ڈالدیا تھا پس معلوم کیا مشرکوں نے کہ یہ آدمی کا کام نہیں ہی پس پڑا رہنے دیا اسکو زمین پر ترجمہ کہا انس نے پس خبر دی
مجکو ابو طلحہ نے کہ انس کی ماں کے خاوند تھے کہ یہ ابو طلحہ آئے اس زمین میں کہ مرا تھا وہ شخص اور دفن کیا گیا تھا اسمین پس پایا اسکو ابو طلحہ نے باہر
قبر کے پڑا ہوا پس پوچھا ابو طلحہ نے کہا کہ کیا ہی حال اس شخص کا کہ قبر سے باہر پڑا ہی پس کہا لوگوں نے کہ دفن کیا ہمنے اسکو کئی بار پس نہ قبول کیا
اسکو زمین نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور ہر بار کہ دفن کیا اسکو باہر پڑا پایا (وعن ابی ایوب قال خرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد
وجبت الشمس فسمع صوتا فقال یهود تعذب فی قبورها متفق علیه) اور روایت ہی ابی ایوب سے کہ کہا اسنے نکلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں
کہ غروب ہوا تھا آفتاب پس سنی آنحضرت نے ایک آواز ف ع احتمال ہی کہ سنی آنحضرت صلعم نے آواز ملائکہ عذاب کی یا آواز یہود کی کہ عذاب کیے جاتے
تھے یا آواز واقع ہونے عذاب کی اور احتمال دوسرا ظاہر تر ہی جیسا کہ ظاہر ہوتا ہی حضرت کے اس بیان سے ترجمہ پس فرمایا کہ یہ یہودی ہی یعنی آواز
یہودی کی ہی یعنی آواز ایک جماعت یہود کی ہی کہ عذاب کئے جاتے ہیں اپنی قبروں میں نقل کی یہ بخاری نے ف ع اسمین اثبات عذاب قبر کا ہی اور
معجزہ ہی حضرت کا کہ آپ پر انکا احوال کھل گیا اور آپ نے اسکو بیان فرمادیا (وعن جابر قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سفر فلما کان قرب
المدینة هاجت ریح تکاد ان تدفن الراکب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت هذه الریح لموت منافق فقدم المدینة فاذا عظیم من المنافقین
قد مات رواه مسلم) اور روایت ہی جابر سے کہ کہا آئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک سفر سے پس جبکہ پہونچے نزدیک مدینہ کے چلی ایک ہوا یعنی سخت
پس قریب تھی کہ دفن کردے سوار کو یعنی اڑا لیجاوے اور پوشیدہ کردے نظر سے اور ہلاک کرے بسبب شدت کے پس فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ بھیجی گئی
ہی یہ باد بیچ وقت مرنے ایک منافق کے پس پہونچے آنحضرت مدینہ میں پس ناگہان ایک بڑا سردار منافقوں میں سے مرگیا تھا نقل کی یہ مسلم نے ف ع
کہا بعضوں نے کہ نام اسکا رفاعہ بن زید تھا اور سفر غزوہ تبوک کا تھا اور بعضوں نے کہا کہ نام اسکا رافع تھا اور سفر غزوہ بنی مصطلق کا اور سبب چلنے
ہوا کا وقت مرنے منافق کے پائے جانے وحشت اور کدورت اور پریشانی کا ہی وقت مرنے اشرار کے کہ یہ حالت مرنے اور زندگانی میں محل کلفت و محنت
کے ہیں (وعن ابی سعید الخدری قال خرجنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی قدمنا عسفان فاقام بها لیالی فقال الناس ما نحن ههنا فی شیء وان
عیالنا لخلوف ما نامن علیهم فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال والذی نفسی بیده ما فی المدینة شعب ولا نقب الا علیه ملکان یحرسانها
حتی تقدموا الیها ثم قال ارتحلوا فارتحلنا واقبلنا الی المدینة فوالذی یحلف به ما وضعنا رحالنا حین دخلنا المدینة حتی اغار علینا بنو عبد اللہ بن غطفان
وما یهیجهم قبل ذلک شیء رواه مسلم) اور روایت ہی ابو سعید خدری سے کہ کہا نکلے ہم ساتھ آنحضرت کے یعنی مکہ سے طرف مدینہ کے یہانتک کہ پہونچے ہم
عسفان میں کہ نام ایک موضع کا ہی کہ وہ منزل ہی مکہ سے پس ٹھہرے آنحضرت اسمین کئی راتیں یعنی اور کئی دن پس کہا لوگوں نے یعنی بعضے منافقوں نے

سے تھے یا ضعیف الاسلام دل تھے کہ نہیں ہیں ہم یہاں کسی شغل و کار میں کچھ لڑائی کے کام میں اور تحقیق اہل و عیال ہمارے البتہ غائب اور پیچھے رہے ہوئے ہیں نہیں خاطر جمع ہماری اوپر انکے یعنی اس سے کہ دشمن آ پڑے اُنپر اور غارت کرے پس پہونچی یہ خبر آنحضرت کو پس فرمایا قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہے نہیں مدینہ میں کوئی راہ اور نہ کوچہ مگر کہ متعین ہیں ہر ایک پر دو فرشتے کہ نگہبانی کرتے ہیں مدینہ کی یعنی اُسکی راہوں اور کوچوں کی یہانتک کہ پہونچو تم طرف مدینہ کے شارح لفظ شعب شین کے زبر سے راہ بیچ پہاڑ کے اور لفظ نقب ساتھ زبر نون اور جزم قاف کے راہ درمیان دو پہاڑونکے و لیکن یہاں مراد راہ درمیان دو گھرونکے ہے یعنی کوچہ شہر کے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ انقاب مدینہ پر ملائکہ ہیں کہ نہیں آویگا اسمیں طاعون اور دجال ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے کہ کوچ کرو تم پس کوچ کیا ہمنے اور متوجہ ہوئے ہم طرف مدینہ کے پس قسم ہے اُس ذات کی کہ قسم کھائی جاتی ہے اُسکی یعنی اللہ کی نہیں رکھے تھے اسباب اپنے یعنی اونٹوں کی پیٹھوں سے اُسوقت کہ داخل ہوئے تھے ہم مدینہ میں یہانتک کہ چڑھ آئے ہمپر یعنی مدینہ والوں پر بنو عبد اللہ بن غطفان شارح کہ نام ایک قبیلہ کا ہے اور معنے یہ ہیں کہ مدینہ وقت ہونے انکے قصد کا نہ تھا جیسا کہ خبر دی تھی حضرت نے از راہ معجزہ کے اور نہیں تھا کوئی مانع اُنکے غارت کرنے اور چڑھ آنے سے اُسپر سوائے نگہبانی ملائکہ کے اور یہی معنی ہیں اس قول کے ترجمہ اور نہ برانگیختہ کرتی تھی اُنکو پہلے آنے ہمارے سے کوئی چیز نقل کی یہ مسلم نے شارح یعنی بواعث میں سے پس سچی ہوئی خبر آنحضرت کی کہ خبر دی تھی کہ نگہبانی کرتے ہیں مدینہ کی پیچھے تمہارے فرشتے تا وقتیکہ جاؤ آپ میں (وعن انس قال اصابت الناس سنة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم فبينا النبي صلى الله عليه وسلم يخطب في يوم الجمعة قام اعرابي فقال يا رسول الله هلك المال وجاع العيال فادع الله لنا فرفع يديه وما نرى في السماء قزعة فوالذي نفسي بيده ما وضعها حتى ثار السحاب امثال الجبال ثم لم ينزل عن منبره حتى رأيت المطر يتحادر على لحيته فمطرنا يومنا ذلك ومن الغد ومن بعد الغد حتى الجمعة الاخرى وقام ذلك الاعرابي او غيره فقال يا رسول الله تهدم البناء وغرق المال فادع الله لنا فرفع يديه فقال اللهم حوالينا ولا علينا فما يشير الى ناحية من السحاب الا انفرجت وصارت المدينة مثل الجوبة وسال الوادي قناة شهرا ولم يجئ احد من ناحية الا حدث بالجود وفي رواية قال اللهم حوالينا ولا علينا اللهم على الآكام والظراب وبطون الاودية ومنابت الشجر قال فاقلعت وخرجنا نمشي في الشمس متفق عليه)

اور روایت ہے انس رضی سے کہ کہا پہونچا لوگوں کو قحط آنحضرت کے زمانہ میں پس اُسوقت کہ خطبہ فرماتے تھے آنحضرت دن جمعہ کے کھڑا ہوا ایک گنوار اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہلاک ہوا مال یعنی باغ اور زراعت اور جانور بسبب نہ پانے پانی کے اور بھوکے ہوئے عیال ہیں دعا کیجیے اللہ سے ہمارے لیے پس اٹھائے آنحضرت نے دونوں دست مبارک اپنے اس حال میں کہ نہ دیکھتے تھے ہم آسمان میں ایک ٹکڑا ابر کا پس قسم ہے اُس ذات کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ میں ہے نہ رکھے آنحضرت نے ہاتھ یہانتک کہ اُٹھا ابر مانند پہاڑونکے پھر نہ اُترے آنحضرت منبر اپنے سے یہانتک کہ دیکھا میں نے مینہ کو کہ ٹپکتا تھا آنحضرت کی داڑھی مبارک پر شارح معنی یتحادر کے ینزل و یقطر ہیں اور یہاں معنی یتساقط کے یعنی پڑتا تھا مینہ داڑھی پر اور کسی نسخہ میں علی لحیته چنانچہ ترجمہ اسکا لکھا گیا اور حضرت شیخ کے ترجمہ میں عن لحیته ہے یعنی ٹپکتا تھا مینہ داڑھی سے اور حاصل یہ کہ پہلے اترنے کے منبر سے اور پہلے باہر نکلنے کے مسجد سے مینہ برسنا شروع ہوا ترجمہ پس مینہ برسائے گئے ہم اُسدن کے کہ دعا کی تھی کہ وہ دن جمعہ کا تھا اور اگلے دن اور اگلے دن سے دوسرے جمعہ تک اور کھڑا ہوا دوسرے جمعہ کو وہی اعرابی یا اور کوئی سوائے اُسکے اور کہا یا رسول اللہ گر پڑے مکان اور ڈوب گیا مال پس دعا کیجیے اللہ تعالی سے ہمارے لیے کہ مینہ تھم جائے پس اُٹھائے آنحضرت نے ہاتھ دونوں اپنے اور کہا خداوندا برسا گرداگرد ہمارے یعنی کھیتوں اور باغات میں اور نہ برسا ہمپر یعنی ہمارے مکانوں پر تا ضرر نہو پس نہ اشارہ کرتے تھے آنحضرت صلعم طرف کسی جانب کے ابر سے مگر کہ کھل جاتا تھا اور ہوا اوپر مدینہ کے مانند گڑھی کے یعنی تمام اطراف مدینہ میں ابر تھا اور مینہ برستا تھا مگر مدینہ پر کہ ابر بھی نہ تھا بالکل کھل کر مانند گڑھی کے ہو گیا تھا اور بہتا رہا نالہ کہ نام اُسکا قناۃ ہے ایک

پہنچے تک اور نہیں آیا کوئی کسی طرف سے مگر خبر دی بہت مینہ برسنے کی اور ایک روایت میں ہے کہ کہا حضرت نے یا الٰہی برسا گرد ہمارے اور نہ برسا اوپر ہمارے یا اللہ
برسا ٹیلوں پر اور پہاڑوں پر اور اندر نالوں کے اور جگہوں اگنے درختوں کے کہا انس نے پس کھل گیا ابر اور باہر نکلے ہم اس حال میں کہ چلتے تھے دھوپ میں نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے یہ کہ جب مینہ بہت برسے اور ضرر کرے تو دعا کرے کہ یا الٰہی پھر نہ برسے
ہم کو اوپر ولیکن نہیں مشروع ہوا اسکے لیے نماز اور جمع ہونا صحرا میں (وعن جابر قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا خطب استند الى جذع نخلة
من سواري المسجد فلما صنع له المنبر فاستوى عليه صاحت النخلة التي كان يخطب عندها حتى كادت ان تنشق فنزل النبي صلى الله عليه وسلم حتى اخذها فضمها
اليه فجعلت تئن انين الصبي الذي يسكت حتى استقرت قال بكت على ما كانت تسمع من الذكر رواه البخاري) اور روایت ہے جابر سے کہ تھے آنحضرت جس وقت
کہ خطبہ پڑھتے تکیہ کرتے اوپر تنہ کھجور کے ستونوں مسجد کے سے ف جو کہ آنحضرت کے زمانہ میں ستون مسجد کے کھجور کی لکڑی کے تھے اور یہ تکیہ کرنا اس ستون پر
پہلے بننے منبر کے تھا ف پس جبکہ بنایا گیا منبر اور کھڑے ہوئے اسپر حضرت خطبہ پڑھنے کو چلایا وہ ستون کہ خطبہ فرماتے تھے حضرت اسکے پاس پہلے
بننے منبر کے یہانتک کہ قریب تھا یہ کہ پھٹ جاوے یعنی حضرت کے فراق سے پس اترے آنحضرت یعنی منبر سے اور گئے طرف اسکے یہانتک کہ پکڑا اسکو
اپنے ہاتھوں سے اور اپنے گلے سے لگایا اسکو یعنی اسکی تسلی کے لیے پس شروع کیا اس ستون نے کہ نالہ کرتا تھا مانند نالہ کرنے لڑکے کے کہ چپکا کیا جاتا ہے
گریہ وزاری سے اور چپکا نہیں ہوتا یہانتک کہ ٹھہرا اور آرام پکڑا اس ستون نے فرمایا آنحضرت نے یعنی اسکے رونیکے سبب میں کہ رویا یہ ستون اوپر نہ پانے
اس چیز کے کہ سنتا تھا ذکر سے نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنی اور اوپر نہ پانے قرب اکرکے اور یہ حدیث جذع کی جماعت صحابہ سے بہت سے طرق
سے روایت کی ہے کہ شک وشبہ کو اس میں راہ نہیں اور بعضوں نے کہا کہ صحیح میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ حدیث حنین جذع کی متواتر ہے اور حسن بصری جب یہ حدیث
بیان کرتے تو روتے اور کہتے کہ اے بندگان خدا چوب خشک نالہ کرتی تھی اور روتی تھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق سے پس تم سزاوار تر ہو اسکے کہ
مشتاق ہو انکی ملاقات کے اور کم جو سنتے ہو بیت سنگ وگیاہی کہ در وخاصیتہا ہست * بزار سے انکہ در و معرفتی نیست (وعن سلمة بن الاكوع
ان رجلا اكل عند رسول الله صلى الله عليه وسلم بشماله فقال كل بيمينك قال لا استطيع قال لا استطعت ما منعه الا الكبر قال فما رفعها الى فيه رواه مسلم
اور روایت ہے سلمہ بن اکوع سے یہ کہ ایک شخص نے کھایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس بائیں ہاتھ سے پس فرمایا آنحضرت نے کہ کھا
دائیں ہاتھ اپنے سے کہا اسنے کہ نہیں کھا سکتا میں دائیں ہاتھ سے پس فرمایا حضرت صلعم نے نہ کھا سکیو یعنی بددعا کی حضرت نے اسپر اسلیے کہ وہ جھوٹ کہتا تھا
عذر کر نہیں منع باز رکھا اسکو دائیں ہاتھ کے کھانے سے مگر تکبر اور بے قیدی نے ف ح نہ عجز وناتوانی نے یہ کلام راوی کا ہے کہ کہا واسطے دفع وہم اس
شخص کے کہ توہم کرے اسکا کہ آنحضرت نے کیوں بددعا کی اسپر باوجود رحمۃ للعالمین ہونیکے پس جواب دیا گیا یہ کہ نہ باز رکھا اسکو دائیں ہاتھ سے کھانے سے
عجز نے بلکہ باز رکھا اسکو تکبر نے اسلیے حضرت نے بددعا کی اسپر تتمہ کہا راوی نے کہ پس نہ اٹھا سکتا تھا وہ شخص دایاں ہاتھ طرف منہ اپنے کے بعد اسکے نقل
کی یہ مسلم نے (وعن انس ان اهل المدينة فزعوا مرة فركب النبي صلى الله عليه وسلم فرسا لابي طلحة بطيئا وكان يقطف فلما رجع قال وجدنا فرسكم هذا
بحرا فكان بعد ذلك لا يجارى وفي رواية فما سبق بعد ذلك اليوم رواه البخاري) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق اہل مدینہ ڈرے اور فریاد کی ایکبار یعنی
چوروں سے یا دشمنوں سے پس سوار ہوئے آنحضرت گھوڑے پر یعنی ننگی پیٹھ پر کہ ابوطلحہ کا تھا سست رو اور تھا وہ کہ تنگ اور پاس پاس رکھتا تھا قدم
پس جبکہ پھرے آنحضرت فرمایا کہ پایا ہمنے اس تمہارے گھوڑے کو دریا یعنی کشادہ قدم اور جلد رو پس ہوا وہ گھوڑا بعد آنحضرت کی سواری کے اسطرح کا
کہ کوئی گھوڑا اسکے ساتھ نہیں چل سکتا تھا اور نہیں بڑھ سکتا تھا اس سے اور ایک روایت میں آیا ہے نہیں آگے بڑھ سکتا تھا اسکے کوئی گھوڑا بعد اس دن
سے نقل کی یہ بخاری نے (وعن جابر قال توفي ابي وعليه دين فعرضت على غرمائه ان ياخذوا التمر بما عليه فابوا فاتيت النبي صلى الله عليه وسلم

فقلت قد علمت ان والدی قد استشہد یوم احد وترک دینا کثیرا وانی احب ان یراک الغرماء فقال لی اذہب فبیدر کل تمر علی ناحیۃ ففعلت ثم
دعوتہ فلما نظروا الیہ کانہم اغروا بی تلک الساعۃ فلما رای ما یصنعون طاف حول اعظمہا بیدرا ثلث مرات ثم جلس علیہ ثم قال ادع لی اصحابک
فما زال یکیل لہم حتی ادی اللہ عن والدی امانتہ وانا ارضی ان یؤدی اللہ امانۃ والدی ولا ارجع الی اخواتی بتمرۃ فسلم اللہ البیادر کلہا وحتی انی انظر الی البیدر
الذی کان علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانہا لم تنقص تمرۃ واحدۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے جابر بن عبداللہ سے کہا وفات پائی میرے باپ نے اور حال
یہ کہ انپر قرض تھا پس پیش کیا میں نے انکے قرض خواہوں پر یہ کہ لیویں تمام کھجوریں ہماری بدلے اُس دین کے کہ میرے باپ پر ہے پس نہ مانا انھوں نے یعنی سمجھے
کہ وہ انکی نظروں میں تھوڑی معلوم ہوتی تھیں اور تھے وہ یہود پس آیا میں حضرت کے پاس اور عرض کیا میں نے کہ آپ جانتے ہیں یہ کہ باپ میرا شہید ہوگیا ہے روز احد
کے اور چھوڑا ہے دین بہت اور میں چاہتا ہوں یہ کہ دیکھیں آپکو قرضخواہ یعنی میرے پاس تاکہ رعایت کریں مجھ پس فرمایا آنحضرت نے کہ جا اور ڈھیر لگا ہر قسم کی کھجور کو علیحدہ
علیحدہ پس کیا میں نے یعنی کئی ڈھیر لگائے پھر بلایا میں نے آنحضرت کو پس جبکہ دیکھا قرضخواہوں نے طرف حضرت کے گویا کہ وہ دلیر کیے گئے مجھ پر اسوقت ف یعنی
تشدد کیا مجھ پر مطالبہ میں اور پیچھے پڑے یہ گمان کرکے کہ حضرت فرماوینگے انکو تمام قرض یا بعض قرض کے معاف کرنیکے لیے یا صبر کرنیکے لیے پیچھے یا ہی سے کہ ہوں ایسا
طور ظاہر کیا کہ دلالت کرے اسپر کہ وہ کسی بات پر بھی راضی نہیں ہونگے تمام پس جبکہ دیکھا آنحضرت نے اُس چیز کو کہ کرتے تھے قرضخواہ پھرے آنحضرت تین بار
گرد بڑے ڈھیر کے انمیں سے پھر بیٹھے اسپر پھر فرمایا کہ بلا میرے پاس اپنے قرضخواہوں کو یعنی پس حاضر ہوئے وہ پس ہمیشہ بانٹتے رہے آنحضرت انکے لیے یعنی حکم فرمایا کھجوریں
بانٹنے کے لیے کہ ادا کیا اللہ تعالی نے میرے باپ کا دین اُسکا اور میں راضی تھا کہ ادا کرے اللہ تعالی دین میرے باپ کا اور نہ لیجاؤں میں طرف بہنوں اپنی کے ایک کھجور ف ح
جابر کے باپ نے بیٹیاں بہت چھوڑی تھیں پس وہ بہنیں ہوئیں جابر کی پس جابر کہتے ہیں کہ میں راضی تھا کہ کسیطرح دین باپ کا ادا ہوجاوے اگرچہ کچھ باقی نہ رہے ہمارے لیے کھجوروں میں
سے پس سالم رکھے اللہ تعالی نے ڈھیر سب آنحضرت کے معجزے سے اور یہانتک کہ تحقیق میں دیکھتا تھا طرف اس ڈھیر کے کہ بیٹھے تھے اسپر پیغمبر صلعم گویا کہ نہیں کم ہوئی اس
سے ایک کھجور نقل کی یہ بخاری نے ف ح اور جبکہ اس ڈھیر میں سے کہ حضرت جسپر بیٹھے تھے اور دیتے جاتے تھے کچھ نقصان نہ ہوا تو اور ڈھیر بطریق اولی سلامت رہے (و
عنہ قال ان ام مالک کانت تہدی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فی عکۃ لہا سمنا فیاتیہا بنوہا فیسالون الادم ولیس عندہم شیء فتعمد الی الذی کانت تہدی فیہ
للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فتجد فیہ سمنا فما زال یقیم لہا ادم بیتہا حتی عصرتہ فاتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال عصرتیہا قالت نعم قال لو ترکتیہا ما زال قائما
رواہ مسلم) اور روایت ہے انہی جابر سے کہا ام مالک انصاریہ صحابیہ تھی بھیجتی آنحضرت کے لیے اپنے کپے میں گھی پس آتے ام مالک کے پاس بیٹے اُسکے اور مانگتے لاون
حالانکہ نہوتا انکے پاس کچھ یعنی لاؤن میں اسلیے کہ جو کچھ کہ ہوتا قسم روغن سے حضرت کو بھیجدیتی تھی پس قصد کرتی تھی ام مالک طرف اُس کپے کے کہ بھیجتی تھی اُسمیں گھی
آنحضرت کے لیے یعنی دیکھتی اور ڈھونڈھتی اُسمیں پس پاتی اُسمیں گھی پس ہمیشہ تھا وہ ظرف یا گھی کہ اُسمیں باقی رہتا تھا قائم ام مالک کے لیے لاؤن گھر اُسکے کا
یعنی ہمیشہ اس گھی سے انکے گھر میں لاؤن ہوتا تھا یہانتک کہ نچوڑا ام مالک نے اُسکو یعنی زیادتی طمع کے لیے پس منقطع ہوا وہ لاؤن بنا بر اُسکے کہ حرص شوم ہے اور حریص
محروم پس آئی ام مالک حضرت کے پاس یعنی اور خبر دی اس ماجرا کی پس فرمایا آنحضرت نے کیا نچوڑا تو نے اُس گھی کو کہا اُسنے ہاں فرمایا آنحضرت نے اگر چھوڑتی تو اُسکو
بحال خود یعنی نچوڑتی نہیں تو ہمیشہ رہتا لاؤن تیرے گھر کا قائم نقل کی یہ مسلم نے ف یعنی اسلیے کہ جب برکت اترتی ہے ایک چیز میں اگرچہ وہ چیز تھوڑی ہو بہت ہوجاتی
ہے وہ تھوڑی چیز (وعن انس قال قال ابو طلحۃ لام سلیم لقد سمعت صوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضعیفا اعرف فیہ الجوع فہل عندک من شیء فقالت
نعم فاخرجت اقراصا من شعیر ثم اخرجت خمارا لہا فلفت الخبز ببعضہ ثم دستہ تحت یدی ولاثتنی ببعضہ ثم ارسلتنی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذہبت بہ
فوجدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد ومعہ الناس فسلمت علیہم فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلک ابو طلحۃ قلت نعم قال بطعام
قلت نعم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لمن معہ قوموا فانطلق وانطلقت بین ایدیہم حتی جئت ابا طلحۃ فاخبرتہ فقال ابو طلحۃ یا ام سلیم قد جاء رسول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالناس ولیس عندنا ما نطعمہم فقالت اللہ ورسولہ اعلم فانطلق ابو طلحۃ حتی لقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو طلحۃ معہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہلمی یا ام سلیم ما عندک فاتت بذلک الخبز فامر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففت وعصرت ام سلیم عکۃ فادمتہ ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیہ ما شاء اللہ ان یقول ثم قال ائذن لعشرۃ فاذن لہم فاکلوا حتی شبعوا ثم خرجوا ثم قال ائذن لعشرۃ ثم لعشرۃ فاکل القوم کلہم وشبعوا والقوم سبعون او ثمانون رجلا متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم انہ قال ائذن لعشرۃ فدخلوا فقال کلوا وسموا اللہ فاکلوا حتی فعل ذلک بثمانین رجلا ثم اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم واہل البیت وترک سورا وفی روایۃ للبخاری قال ادخل علی عشرۃ حتی عد اربعین ثم اکل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر ہل نقص منہا شیء وفی روایۃ لمسلم ثم اخذ ما بقی فجمعہ ثم دعا فیہ بالبرکۃ فعاد کما کان فقال دونکم ہذا) اور روایت ہے انس سے کہ کہا ابو طلحہ انصاری نے کہ خاوند انس کی ماں کے ہیں واسطے ام سلیم کے کہ ماں انس کی ہیں تحقیق سنی ہیں میں نے آواز آنحضرت کی پہچانتا ہوں میں اسمیں بھوک کہ سستی کا اثر اسی کا ہے پس کیا ہے تیرے پاس کچھ یعنی کھانے کو اگرچہ تھوڑا ہی ہو کہا ام سلیم نے کہ ہاں ہے کچھ پس نکالیں ام سلیم نے کئی روٹیاں جو کی پھر نکالی ام سلیم نے اوڑھنی اپنی پس لپیٹا روٹیوں کو اسکے ایک کونے میں پھر چھپا دیا اسکو میرے ہاتھ کے نیچے اور عمامہ کیا میرا ساتھ بعض اسکے ف ح یعنی میرا سر ڈھانکا اور کتنے ایک پیچ بھی مانند دستار کے لپیٹ دیئے اور انس اس زمانہ میں آٹھ نو برس کے لڑکے تھے کہ آنحضرت کی خدمتوں میں حاضر رہتے تھے پھر کر بھیجا مجھکو طرف رسول خدا صلعم کے پس لیگیا میں وہ روٹیاں حضرت کے پاس پس پایا میں نے آنحضرت کو مسجد میں اسحال میں کہ تھے ساتھ حضرت کے لوگ ف ع یعنی بہت کہ وہ ایسے تھے جیسے کہ آگے آتا ہے ذکر اسکا اور مراد مسجد سے وہ جگہ ہے کہ بنائی تھی آنحضرت نے نماز کے لیے جسوقت کہ محاصرہ کیا تھا احزاب نے مدینہ کو غزوہ خندق میں اسلیے کہ وقوع اس ماجرہ کا غزوہ خندق ہی میں ہوا ہے مانند قصہ جابر کے واللہ اعلم ترجمہ پس السلام علیکم کہی میں نے انکو پس فرمایا رسول خدا نے کیا بھیجا ہے تجھکو ابو طلحہ نے کہا میں نے ہاں ف ع اور یہ منافی نہیں ہے انکی ماں کے بھیجنے کے اس لیے کہ باعث اول ابو طلحہ ہی تھے ترجمہ فرمایا کہ ساتھ طعام کے بھیجا ہے کہا میں نے ہاں ف ع یعنی بات سے اس بات کو جدا کرکر پوچھنا یا تو سمجھانے کے لیے تھا یا بسبب آنے خبر وحی اور تعلیم کے یعنی اول اس بات کی وحی اور تعلیم ہوئی ہو پھر اسکی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے واسطے ان لوگوں کے کہ تھے ساتھ حضرت کے کھڑے ہو ف ع تا ابو طلحہ کے گھر چلیں چونکہ آنحضرت کو معلوم ہوا کہ انس کے ساتھ چند روٹیاں ہیں چاہا کہ تنہا یا دو تین آدمیوں کے ساتھ کھالیں اور ارادہ ہو ظاہر کرنے معجزہ کا بھی کہ وہ سیر ہونا جماعت کثیر کا ہے تھوڑی سی روٹی سے اور دوسرا معجزہ اسکے ساتھ انکے گھر میں کچھ کا بھی ہونا تھا حاصل ہوا انکو بسبب نیک نیتی اور اخلاص اور خدمتگذاری کے پس حضرت نے ارادہ انکے گھر تشریف لیجانیکا فرمایا ترجمہ پس چلے آنحضرت یعنی اور اور ہمنشین طرف گھر ابو طلحہ کے اور چلا میں بھی آگے حضرت کے یعنی جیسے خادم اور ضیافت کرنیوالے آگے آگے چلتے ہیں یا اسلیے کہ جلدی سے خبر حضرت کے رونق افزائی کی ابو طلحہ کو پہنچا دوں یہانتک کہ آیا میں ابو طلحہ کے پاس پس خبر دی میں نے اسکو یعنی انکے آنے کی پس کہا ابو طلحہ نے اے ام سلیم تحقیق تشریف لائے آنحضرت صلعم ساتھ لوگوں کے اور نہیں ہمارے پاس کچھ کہ کھلاویں ہم انکو یعنی سوائے ان چند روٹیوں کے کہ بھیجی تھیں اور آدمی بہت سے ہیں پس کیونکر انکے آگے رکھوں تھوڑی سی چیز کہا ام سلیم نے اللہ اور رسول اسکا دانا تر ہیں ف ح کہ کیوں آئے ہیں آپ اور کیا حکمت ہے آپکے آنے میں گویا سمجھیں ام سلیم کہ آنحضرت صلعم اظہار معجزہ کے لیے آئے ہیں اس سے بڑی دینداری اور دانشمندی اور قوت یقینی ام سلیم کی معلوم ہوئی کہ کچھ تردد نکیا اور اول یہی سوجھی کہ حضرت قدر طعام کی جانتے ہیں اگر آپ مصلحت نہ جانتے تو کاہے کو تشریف لاتے انکا فعل خالی حکمت سے نہیں سبحان اللہ ایک ایک عورتیں ایسی تھیں کہ اسوقت کے بہت مردوں سے زیادہ قوت یقینی رکھتی تھیں رضی اللہ تعالی عنہا وعن اہل عصرنا وجعلنا فی زمرتہم آمین رب العالمین ترجمہ پس چلے ابو طلحہ یعنی حضرت کے استقبال کے لیے یہانتک کہ ملے آنحضرت سے پس تشریف لائے آنحضرت اور ابو طلحہ ساتھ انکے پس فرمایا آنحضرت نے لا اے ام سلیم جو کچھ کہ تیرے پاس ہے یعنی قسم روٹی سے پس لائیں وہ روٹیاں کہ ان پاس تھیں پس فرمایا آنحضرت نے یعنی ابو طلحہ کو یا اور کسیکو روٹیوں کے توڑنے اور ریزہ ریزہ کرنیکے لیے پس ریزہ ریزہ کی گئیں روٹیاں اور نچوڑا ام سلیم نے کپا یعنی گھی کا پس لاؤن کیا

اس گھی کو کہ کپی میں سے نکلا پھر فرمایا آنحضرت نے روٹی میں جو کچھ کہ چاہا اسنے کہ کہیں ف م ع یعنی دعا خیر و برکت کی یا اسمار الٰہی اسمیں پھونکے
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر کہا حضرت نے بسم اللہ اللّٰہم اعظم فیہا البرکۃ ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے یعنی ابوطلحہ کو یا انس کو بلا اور کیسکو اذن دے یعنی
بلا دس کو پھر دس کو ف ع دس کے لیے حکم اسلیے کیا کہ جس پیالہ میں وہ کھانا تھا وہ اسقدر تھا کہ دس آدمی گرد اسکے آرام سے بیٹھکر کھا سکیں اور بعضوں نے
کہا تنگی مکان کے لیے یہ فرمایا ترجمہ پس بلایا دس کو پس کھایا ان دس نے پھر باہر نکلے وہ پھر فرمایا کہ بلا دس کو پھر دس کو یعنی اسیطرح دس دس کو بلاتا جا
پس کھایا ساری قوم نے اور سیر ہوئی اور قوم ستر آدمی تھے یا اسی ف ع کہا ابن حجر نے یہاں تو ساتھ شک کے ہی آیا ہے اور اور روایت میں بالجزم اسی آئے ہیں
اور ایک روایت میں کچھ اوپر اسی اور انمیں منافات نہیں ہے اس احتمال سے کہ کسر کو حذف کر دیا لیکن احمد کی روایت میں آیا ہے یہانتک کہ کھایا اس سے چالیس
نے اور باقی رہا جیسا کہ تھا اس سے معلوم ہوا اور متعدد ہونا اس قصہ کا کہتا ہوں نہیں کہ قصہ متحد ہی ہے اور تطبیق یوں ہے کہ جماعت اول چالیس تھی پھر ان
کے ساتھ چالیس اور ان لوگوں میں سے کہ پیچھے رہ گئے تھے یا حضرت نے انکو بلا بھیجا ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ
آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اذن دے دس کو پس آئے وہ دس پس فرمایا کہ کھاؤ اور نام لو اللہ کا پس کھایا انھوں نے یہانتک کہ کیا یہ ساتھ اسی مرد کے یعنی اسیطرح دس دس
کو اذن دیتے گئے پھر اسکے بعد کھایا حضرت نے اور صحابہ کے کھایا نبی صلعم نے اور ابوطلحہ کے گھر والوں نے اور چھوڑا باقی الخ اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا
آنحضرت نے داخل کر مجھ پر دس آدمی یہانتک کہ گنا چالیس شخصوں کو پھر کھایا نبی صلعم نے پس ہوا میں کہ دیکھتا تھا کہ آیا کم ہوا ہے اسمیں سے کچھ یا نہیں ف م ع یعنی
نہ ظاہر ہوئی کمی اس سے ہرگز اور یہ روایت منافات نہیں رکھتی ہے ساتھ روایت کھانے اسی مرد کے بسبب احتمال اسکے کہ یہ چالیس سے آنحضرت نے کہا یا کہ پہنچے
برکت انکی دونوں طرف کے لوگوں کو اور بعد اسکے اور چالیس نے کھایا ہو یا یہ معنی ہیں کہ پھر بعد فراغت سب کے کھایا ترجمہ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ پھر لیا آنحضرت
نے باقی کو اور جمع کیا اسکو پھر دعا کی اسمیں ساتھ برکت کے پس ہوگیا جیسا کہ تھا پس فرمایا آنحضرت نے کہ لو اور کہا و اسکو (وعنہ قال اُتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم باناءٍ وھو بالزوراء فوضع یدہ فی الاناء فجعل الماء ینبع من بین اصابعہ فتوضأ القوم قال قتادۃ قلت لانس کم کنتم قال ثلٰث مائۃ او زھاء ثلٰث مائۃ متفق علیہ)
اور روایت ہے انس سے کہ کہا لایا گیا آنحضرت کے پاس ایک باسن اسحال میں کہ آنحضرت زوراء میں تھے ف ع زوراء ساتھ زبر زا اور جزم واو اور مدود کے نام ایک جگہ
معروف کا ہے مدینہ میں بازار کے پاس اور بعضوں نے کہا کہ وہ موضع ہے قریب مسجد کے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ دوسرا ہی مراد ہے ترجمہ پس رکھا آنحضرت نے ہاتھ اپنا باسن میں
پس شروع کیا پانی نے نکلنا درمیان انگلیوں انکی سے ف ع اس پانی کے نکلنے میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ پانی نکلنے لگا نفس انگلیوں سے اور یہ قول مزنی کا اور
اکثر علما کا ہے اور یہ بڑی بات ہے معجزہ میں بہ نسبت نکلنے اسکے پتھر سے اور موید ہے اسکو وہ جو آیا ہے ایک روایت میں فرأیت الماء ینبع من اصابعہ اور دوسرا قول یہ ہے
کہ اللہ تعالی نے بہت کر دیا پانی کو بذاتہ پس جوش مارنے لگا حضرت کی انگلیوں کے درمیان میں ترجمہ پس وضو کیا اس سے قوم نے کہا قتادہ نے کہ کہا میں نے واسطے
انس کے کہ کتنے تھے تم یعنی اسدن کہا تھے ہم تین سو یا کہا مقدار تین سو کے یعنی یہ شک راوی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن عبد اللہ بن مسعود قال
کنا نعد الآیات برکۃ وانتم تعدونہا تخویفا کنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فقل الماء فقال اطلبوا فضلۃ من ماء فجاءوا باناء فیہ ماء قلیل فادخل
یدہ فی الاناء ثم قال حی علی الطھور المبارک والبرکۃ من اللہ ولقد رأیت الماء ینبع من بین اصابع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولقد کنا نسمع تسبیح الطعام وھو
یؤکل رواہ البخاری) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے کہا تھے ہم اصحاب رسول خدا کے گنتے تھے آیتوں کو سبب برکت و نور کا کہ حاصل ہوتا ہے انسے ہمارے دلوں میں
اور تم اے لوگو گنتے ہو انکو سبب ڈرانے کا ف ع کافروں کے لیے کہ منکر ہیں انکے اور مراد آیتیں قرآنی ہیں کہ اتریں آسمان سے یا معجزات کہ صادر ہوتے تھے آنحضرت سے اور معجزات
مراد رکھنا ظاہر تر اور موافق تر ہے ساتھ سیاق حدیث کے اور معنی یہ ہیں کہ اگرچہ آیتیں کافروں اور منکروں کے ڈرانے کے لیے ہیں ولیکن بہ نسبت مومنوں کے کہ محب اور معتقد
ہیں انکے موجب بشارت اور برکت اور زیادتی ایمان کی ہیں یہ حضرت شیخ نے طیبی سے نقل کیا ہے اور ملا علی کے نزدیک آیات سے فقط معجزات اور کرامات ہی مراد ہیں واللہ اعلم

تھا ساتھ میرے اسمین تھا کچھ پانی پس کیا اُس سے وضو کم بہ نسبت اور وضو کے یعنی اور اوقات میں جو تین تین بار ہر عضو دھوتے تھے اُس روز کم کیا اور ایک ایک بار
یا دو دو بار پر اکتفا کیا بسبب قلت پانی کے کہا ابو قتادہ نے اور باقی رہا اُس باسن میں کچھ پانی پھر فرمایا آنحضرت نے کہ نگاہ رکھ ہمارے لیے میضاۃ اپنا یعنی ظرف وضو کا
پانی جو کچھ کہ اسمین ہے پس نزدیک ہے کہ ہوگی واسطے اسکے ایک خبر اور شان عظیم اور فائدہ بڑا بسبب ظہور معجزہ کے پھر اذان کہی بلال نے واسطے نماز کے پس نماز پڑھی آنحضرت نے
دو رکعتیں ف یعنی سنت صبح کی واسطے فوت ہونے اسکے ساتھ فرض کے کہ ادا کیجاتی ہے پہلے زوال کے اور جبکہ فوت ہوں سنتیں تو نہیں قضا ہے اسکی مگر نزدیک
محمد کے لیکن بعد طلوع آفتاب کے زوال تک اور بعد زوال کے قضا اسکی نہیں ہے اتفاقاً مترجم پھر پڑھی نماز فرض صبح کی ف اسکے یعنی ساتھ صحابہ کے کہ ہمراہ آپکے تھے
اور ظاہر یہ ہے کہ صحابہ پاس بھی پانی ہوگا انھوں نے اُس سے وضو کیا ہوگا یا تیمم کیا ہو حدیث میں کچھ ذکر اسکا صریح نہیں آیا ہے واللہ اعلم مترجم اور سوار ہوئے
آنحضرت اور سوار ہوئے ہم ساتھ آپکے پس پہونچے ہم طرف لوگوں کے کہ آگے جا رہے تھے اور پہونچے ہم اُسوقت کہ چڑھا دن اور بلند ہوا آفتاب اور گرم ہوئی ہر چیز اور
گرمی سخت ہوئی اور حال یہ کہ لوگ کہتے تھے یا رسول اللہ ہلاک ہو گئے ہم یعنی ہوا کی گرمی سے اور پیاسے ہوئے ہم یعنی بسبب نہونے پانی کے پس فرمایا آنحضرت نے نہیں
ہے ہلاکت تمہیں ف … بشارت ہے پانی پیدا ہونے کی یعنی یہ خبر ہوئی یا دعا ہے یعنی ہلاکت ہو تمہیں پر مترجم اور منگوایا آنحضرت نے ابو قتادہ کے وضو کا باسن
پس آنحضرت لگے ڈالتے پانی اُس باسن سے اور ابو قتادہ پانی پلاتے جاتے تھے لوگوں کو پس نہ تجاوز کیا اور نہ گذرا دیکھنا لوگوں کا پانی کو باسن مذکور میں ازدحام
کرنے لگے پس ازدحام کیا انھوں نے باسن پر یعنی جب دیکھا کہ پانی باسن میں تھوڑا ہے اور لوگ اُس سے پانی پینے میں اُسوقت ازدحام کیا باسن پر پس فرمایا آنحضرت
نے نیک کرو خلق کو اور آہستگی و نرمی کرو قریب ہے کہ تم سب سیراب ہو جاؤ گے یعنی اس پانی سے پس ازدحام نکرو کہا راوی نے پس کیا اُنھوں نے خلق نیک یعنی ازدحام
موقوف کیا اور خاطر جمعی سے الگ ہو گئے پس ہو آنحضرت کہ ڈالتے تھے پانی اور میں پلاتا جاتا تھا لوگوں کو یہانتک کہ نہ باقی رہا سوائے میرے یعنی صحابہ میں
سے اور سوائے آنحضرت کے پھر ڈالا پانی پس کہا مجھکو کہ پی پس کہا میں نے کہ نہ پیونگا میں یہانتک کہ پیویں آپ یا رسول اللہ پس فرمایا کہ تحقیق پلانے والا قوم کا آخر انکا ہے
پینے میں یعنی ادب یہ ہے کہ پہلے سبکو سیراب کرے بعد ازان آپ پیوے کہا ابو قتادہ نے پس پیا میں نے اور پیا حضرت نے کہا ابو قتادہ نے پس آئے لوگ پانی پر یعنی پہونچے
پانی کی جگہ اس حال میں کہ تھے راحت پانیوالے سیراب نقل کی یہ مسلم نے اسیطرح ہے صحیح مسلم میں اور اسیطرح ہے بیچ کتاب حمیدی کے اور جامع الاصول کے یعنی
ساقی القوم آخرہم بدون لفظ شربا کے اور زیادہ کیا مصابیح میں بعد از لفظ آخرہم کے لفظ شربا کا یعنی کہا ان ساقی القوم آخرہم شربا وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
لَمَّا كَانَ يَوْمُ غَزْوَةِ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ نَعَمْ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبُسِطَ ثُمَّ دَعَا
بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكِسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ شَيْءٌ يَسِيرٌ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَرَكَةِ
ثُمَّ قَالَ خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا جبکہ ہوا دن غزوہ تبوک کا
پہونچی لوگوں کو بھوک شدید ف تبوک نام ایک موضع کا ہے اسمین اور مدینہ میں مسافت ایک مہینے کی غزوہ وہاں کا سنہ نو میں ہوا رجب میں اور آنحضرت کے غزووں میں
آخری غزوہ وہاں کا ہے مترجم پس کہا حضرت عمر نے یا رسول اللہ منگوا لیجے لوگوں سے بچا ہوا توشہ انکا ف یعنی حکم فرمائیے کہ جسکے پاس توشہ زیادہ حاجت سے
بچا ہو لاوے اور بیچ حدیث میں اختصار ہوا ہے روایت یوں نقل کی گئی ہے کہ لوگوں کو بھوک پہونچی پس کہا انھوں نے یا رسول اللہ اگر اذن دیجیے ہمکو تو نحر کریں ہم اونٹ
اپنے اور کھاویں سالن کر کر پس فرمایا آنحضرت نے کہ کرو پس آئے حضرت عمر اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ حکم دیجیگا تو سواریاں کم ہو جائینگی ولیکن منگوا لیجے
انکے فضل ازواد انکے یعنی حکم فرمائیے کہ لاویں بچے ہوئے توشے اپنے مترجم پھر دعا کیجیے اللہ سے انکے لیے انکے توشوں پر ساتھ برکت کے پس فرمایا حضرت نے
اچھا پس منگوایا آنحضرت نے دسترخوان چمڑے کا پس بچھایا گیا پھر منگوایا بچا ہوا توشہ انکا پس شروع کیا کسی شخص نے کہ لاتا تھا مٹھی چینے کی اور لاتا تھا اور

شخص مٹھی کھجور کی اور لاتا تھا اور شخص ٹکڑا روٹی کا یہانتک کہ جمع ہوئی دستر خوان پر تھوڑی سی چیز پس دعا کی آنحضرت نے برکت اُترنے کی اُسپر پھر فرمایا لو یعنی
اسمین سے جتنا چاہو اپنے باسنوں مین پس لیا لوگون نے اپنے باسنوں مین یہانتک کہ نہ چھوڑا لشکر مین کوئی باسن مگر کہ بھر دیا اُسکو کہا ابوہریرہؓ نے پس کھایا سارے
لشکر نے یہانتک کہ سیر ہوئے اور باقی رہا بقیہ بہت ف اور کہتے ہین کہ غزوہ تبوک مین نوبت لشکر کی لاکھ آدمیوں کو پہونچی تھی ترجمہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے کہ گواہی دیتا ہون مین یہ کہ نہین کوئی معبود مگر اللہ اور تحقیق مین ہون رسول خدا کا نہین ہے یہ بات کہ ملے اللہ تعالی سے ساتھ ان دونون گواہیوں کے کوئی بندہ کہ
نہ شک کرنے والا ہو اور پھر روکا جاوے بہشت سے نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنی جو کوئی ملیگا اللہ تعالی سے یہ دونون گواہیان توحید و رسالت کی دیتا ہوا بغیر تردد اور
شک کے پس نہین روکا جاویگا بہشت سے کبھی (وعن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب فعمدت امی ام سلیم الی تمر وسمن واقط فصنعت
حیسا فجعلته فی تور فقالت یا انس اذهب بهذا الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقل بعثت بهذا الیک امی وهی تقرئک السلام وتقول ان هذا لک
منا قلیل یا رسول اللہ فذهبت فقلت فقال ضعه ثم قال اذهب فادع لی فلانا وفلانا وفلانا رجالا سماهم وادع لی من لقیت فدعوت من سمی ومن لقیت
فرجعت فاذا البیت غاص باهله قیل لانس عدد کم کانوا قال زهاء ثلث مائة فرأیت النبی صلی اللہ علیه وسلم وضع یده علی تلک الحیسة وتکلم بما شاء اللہ ثم
جعل یدعو عشرة عشرة یاکلون منه ویقول لهم اذکروا اسم اللہ ولیاکل کل رجل مما یلیه قال فاکلوا حتی شبعوا فخرجت طائفة ودخلت طائفة حتی اکلوا کلهم
قال لی یا انس ارفع فرفعت فما ادری حین وضعت کان اکثر ام حین رفعت متفق علیه) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولہا بنا
نکاح ہونے کے ساتھ زینب کے پس قصد کیا ماں میری ام سلیم نے طرف کھجور اور گھی اور اقط کے پس بنایا یعنی اُن چیزون کا مالیدہ سا پس کھا اُسکو پیالہ مین اور
کہا اے انس لیجا اسکو آنحضرت کے پاس اور رکھ کہ بھیجا ہے اسکو طرف آپکے میری ماں نے اور آپکو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ تحقیق یہ آپ کے لیے ہے ہماری طرف سے
تھوڑا یعنی آپکے لائق نہین ہے یارسول اللہ صلعم پس لیگیا مین اُسکو پاس حضرت کے اور کہا مین نے جو کچھ کہ میری ماں نے کہا تھا پس فرمایا کہ رکھدے اسکو پھر فرمایا
کہ جا اور بلا لا میرے پاس فلانے کو اور فلانے کو اور فلانے کو کئی شخصوں کا نام لیا ف ع یعنی معین کیا اُنکو ساتھ ناموں اُنکے کے اور بھول گیا مین اُنکو پس تعبیر کیا
مین نے اُنکو ساتھ فلانے اور فلانے اور فلانے کے پس جملہ رجالا سماهم کلام انس کا ہے بدل فلانا الخ سے یا ساتھ تقدیر اعنی یا یعنی کے واللہ اعلم ترجمہ اور بلا لا میرے
پاس جسکو ملے تو یعنی علی العموم پس بلایا مین نے اُنکو کہ نام لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اُنکا اور اُنکو کہ ملا مین پس پھر آیا مین پس ناگہان
گھر بھرا ہوا تھا لوگوں سے کہا گیا انس سے کہ کتنے تھے تم کہا انس نے بقدر تین سو کے پس دیکھا مین نے آنحضرت صلعم کو کہ رکھا دست مبارک اپنا اُس حلوے پر اور کلام کیا ساتھ
اُس چیز کے کہ چاہا اللہ تعالی نے یعنی دعا برکت کی کی پھر شروع کیا حضرت نے بلانا دس دس کو یعنی دس کو بعد دس کے درحالیکہ کھاتے تھے وہ اُس سے اور فرماتے تھے
آنحضرت صلعم واسطے اُنکے کہ یاد کرو نام اللہ کا اور چاہیے کہ کھاوے ہر شخص اُس طرف سے کہ نزدیک اُسکے ہے یعنی اپنے آگے سے اور یہ ادب دائمی ہے کھانا کھانے
کا کہ ذکر کیا یہان بقصد اہتمام کے واسطے حصول برکت کے ترجمہ کہا انس نے پس کھایا اُن سب نے یہانتک کہ سیر ہوئے پس نکلی ایک جماعت اور داخل ہوئی
اور جماعت یہانتک کہ کھایا سب نے یعنی سیر ہوکر فرمایا آنحضرت نے مجھکو کہ اے انس اُٹھا یعنی پیالہ کو پس اُٹھایا مین نے پس نہین جانتا مین کہ جسوقت رکھا تھا مین نے
زیادہ تھا یا اُس وقت کہ اُٹھایا مین نے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنی صورتین دونون الا مین شک نہین ہے کہ وقت اُٹھانے کے بہت برکت کا تھا بسبب برکت ہاتھ رکھنے
آنحضرت صلعم کے اور داولش ہونے اصحاب آنکے کے کہا بعضون نے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ زینب کا اس حلوے کا ہوا کہ جو ام سلیم نے
بھیجا تھا اور اور روایتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ولیمہ اُنکا روٹی اور گوشت سے تھا چنانچہ انس کہتے ہین کہ ولیمہ کیا اُنکا ساتھ بکری کے اور سیر کیا ہزار آدمیوں کو
ساتھ گوشت اور روٹی کے اور جواب یہ دیا گیا ہے کہ آنا حلوے کا بیچ وقت حاضر ہونے روٹی اور گوشت کے اتفاق پڑا ہو کذا فی الشرح اور ہو سکتا ہے کہ ہر ایک
علیحدہ علیحدہ روز مین ہوا ہو کہتا ہون مین کہ اس حدیث سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ حلوے کا ولیمہ ہوا بلکہ وہ تحفہ بھیجا تھا پھر آخر اس روز مین یا اور دن ولیمہ کیا ہے

اُنکا ساتھ بکری کے اور سیر کیا ہزار کو گوشت اور روٹی سے پس کچھ منافات نہیں ہے دونوں قصیوں میں اور نہ معارضہ ہے دونوں معجزوں میں واللہ سبحانہ اعلم (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰی نَاضِحٍ قَدْ اَعْیَا فَلَا یَکَادُ یَسِیْرُ فَتَلَاحَقَ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِبَعِیْرِکَ فَقُلْتُ قَدْ عَیِیَ فَتَخَلَّفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَزَجَرَہٗ فَدَعَا لَہٗ فَمَا زَالَ بَیْنَ یَدَیِ الْاِبِلِ قُدَّامَہَا یَسِیْرُ فَقَالَ لِیْ کَیْفَ تَرٰی بَعِیْرَکَ قُلْتُ بِخَیْرٍ قَدْ اَصَابَتْہُ بَرَکَتُکَ قَالَ اَفَتَبِیْعُنِیْہِ بِوُقِیَّۃٍ فَبِعْتُہٗ عَلٰی اَنَّ لِیْ فَقَارَ ظَہْرِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ غَدَوْتُ عَلَیْہِ بِالْبَعِیْرِ فَاَعْطَانِیْ ثَمَنَہٗ وَرَدَّہٗ عَلَیَّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا غزوہ کیا میں نے ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے اس حال میں کہ میں سوار تھا اوپر اونٹ آبکش کے کہ تھک گیا تھا پس نہ قریب تھا کہ راہ چل سکے یعنی جو چلنا کہ مطلوب تھا اُس سے ویسا نہ چل سکتا تھا پس ملے ساتھ میرے آنحضرت پس فرمایا کیا ہے اونٹ تیرے کو کہا میں نے تحقیق تھک گیا ہے پس اونٹ کے پیچھے کھڑے ہوئے آنحضرت اور ہانکا اُسکو یعنی مارکر یا آواز سے اور دعا کی اُسکے لیے یعنی تیز روی کی پس ہمیشہ تھا وہ اونٹ کہ آگے آگے چلتا تھا اور اونٹوں کے پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو کیسا دیکھتا ہے تو اپنے اونٹ کو اب کہا میں نے ساتھ اچھی حالت کے دیکھتا ہوں تحقیق پہونچی اُسکو برکت آپ کی فرمایا آنحضرت نے کیا بیچتا ہے تو اُسکو بدلے اوقیہ کے یعنی چالیس درہم کے پس بیچا میں نے اُسکو اس شرط پر کہ میرے لیے ہے سواری اُسکی مدینہ تک ف ح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے اسمین ایسی شرط کرنی کہ بعض منفعت بائع کی ہو یعنی حالانکہ یہ درست نہیں پس شاید کہ یہ حدیث منسوخ ہے یا یہ شرط بیع عقد میں نہ تھی بلکہ وعدہ تھا سبب کے التماس کے آنحضرت کی عنایت سے بعد عقد کے ہوا اگرچہ یہ خلاف ظاہر عبارت کے ہے واللہ اعلم ترجمہ پس جبکہ پہونچے آنحضرت مدینہ میں صبح کو لیگیا میں حضرت کے پاس اونٹ کو یعنی تاکہ آپکے سپرد کردوں اُسکو پس دی آنحضرت نے مجھکو قیمت اونٹ کی کہ جس قیمت سے خریدا تھا اور پھیر دیا اونٹ کو مجھ پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَزْوَۃَ تَبُوْکَ فَاَتَیْنَا وَادِیَ الْقُرٰی عَلٰی حَدِیْقَۃٍ لِامْرَاَۃٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُخْرُصُوْہَا فَخَرَصْنَاہَا وَخَرَصَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَۃَ اَوْسُقٍ وَقَالَ اَحْصِیْہَا حَتّٰی نَرْجِعَ اِلَیْکِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَانْطَلَقْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا تَبُوْکَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَہُبُّ عَلَیْکُمُ اللَّیْلَۃَ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَلَا یَقُمْ فِیْہَا اَحَدٌ فَمَنْ کَانَ لَہٗ بَعِیْرٌ فَلْیَشُدَّ عِقَالَہٗ فَہَبَّتْ رِیْحٌ شَدِیْدَۃٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَحَمَلَتْہُ الرِّیْحُ حَتّٰی اَلْقَتْہُ بِجَبَلَیْ طَیٍّ ثُمَّ اَقْبَلْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا وَادِیَ الْقُرٰی فَسَاَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَۃَ عَنْ حَدِیْقَتِہَا کَمْ بَلَغَ ثَمَرُہَا فَقَالَتْ عَشْرَۃَ اَوْسُقٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابو حمید ساعدی سے کہ کہا نکلے ہم ساتھ آنحضرت کے یعنی مدینہ سے غزوہ تبوک میں پس آئے ہم وادی قری میں کہ ایک موضع ہے کہ اسمیں اور مدینہ میں تین روز کی مسافت ہے جانب شام کے گذرے ہم ایک باغچہ پر کہ تھا ایک عورت کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ اندازہ کرو اُسکے درختوں کے میوے کو کہ کسقدر ہے پس اندازہ کیا ہمنے اُسکو یعنی مختلف جیسا کہ کسی کے قیاس میں آیا اور اندازہ کیا اُسکو آنحضرت نے دس وسق ف ح وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع قریب ساڑھے تین سیر کے ترجمہ اور فرمایا حضرت نے اس عورت کو کہ یاد رکھنا گنتی اُسکی وسقوں کی جس وقت کہ توڑیں تو اُسکو یہانتک کہ پھر کر آویں ہم طرف تیرے سفر سے اگر چاہے اللہ تعالیٰ اور چلے ہم یہانتک کہ پہونچے ہم تبوک میں پس فرمایا آنحضرت نے نزدیک ہے کہ چلے تمپر آج کی رات باد سخت پس نہ کھڑا ہو اسمین کوئی یعنی اپنی جگہ سے اسلیے کہ ضرر پہونچیگا اُسکو پس جو شخص کہ ہو واسطے اُسکے اونٹ پس چاہیے کہ مضبوط باندھے پانو اُسکا پس چلی ہوا سخت پس کھڑا ہوا ایک شخص پس اُٹھایا اُسکو ہوا نے یہانتک کہ پھینک دیا اُسکو بیچ دونوں پہاڑوں طے کے ف ح طے باپ ہے قبیلہ کا دیار یمن سے اور جاے حاتم طائی کی بھی اُسی دیار میں تھی ترجمہ پھر متوجہ ہوے ہم یعنی طرف مدینہ کے یہانتک کہ آئے ہم وادی قری میں پس پوچھا آنحضرت نے اُس عورت سے حال اُسکے باغ کا کہ کتنا ہوا میوہ اُسکا پس کہا اُس عورت نے کہ پہونچا دس وسق کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اسمین تین معجزے ہوے حضرت کے ایک تو میوے کا اور دوسرا ہوا کا اور تیسرا یہ کہ ہوا نے اُس شخص کو پھینک دیا اور شاید کہ ہوئے معجزے یا تو واسطے ظاہر کرنے نبوت کے بعضے اہل نفاق کے لیے کہ ساتھ تھے حضرت کے اور یا واسطے زیادتی یقین مومنین کے (وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ مِصْرَ وَھِیَ اَرْضٌ یُسَمّٰی فِیْھَا الْقِیْرَاطُ فَاِذَا فَتَحْتُمُوْھَا فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَھْلِھَا فَاِنَّ لَھَا ذِمَّۃً وَّرَحِمًا اَوْ قَالَ ذِمَّۃً وَّصِھْرًا فَاِذَا رَاَیْتُمْ رَجُلَیْنِ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَاخْرُجْ مِنْھَا قَالَ فَرَاَیْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ حَسَنَۃَ وَاَخَاہُ رَبِیْعَۃَ یَخْتَصِمَانِ فِیْ مَوْضِعِ لَبِنَۃٍ فَخَرَجْتُ مِنْھَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابوذر سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق تم نزدیک ہے کہ فتح کروگے مصر کو کہ نام ہے شہر معروف کا اور مصر ایک زمین ہے کہ نام رکھا جاتا ہے اُسمین قیراط ف ع ح یعنی ذکر قیراط کا اہل مصر کی بازاریون کے زبان پر معاملات مین بہت جاری رہتا ہے بسبب شدت کرنے اُنکے کے معاملات مین اور قلت مروت انکا اور عدم مسامحت کے پس منافی نہین ہے اسکی مشارکت غیر اُنکے کی بیچ ذکر کرنے قیراط کے اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ اس قوم کے مزاج مین دناءۃ اور خست ہے اور یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کرم کی زبان پر چاہیے کہ ایک ذکر حقیر اور خسیس کا جاری نہو اور قیراط کا وزن مختلف ہے بلاد مکہ معظمہ مین چوبیسوان حصہ دینار کا ہے اور عراق مین بیسوان حصہ دینار کا ہے باوجود ایسے دنی ہونے اُنکے کے وصیت کی آنحضرت نے اہل مصر کے حقوق رعایت کرنیکی اس طرح جو کہ ذکر ہوگی ترجمہ پس فرمایا جس وقت کہ فتح کروگے تم مصر کو پس احسان کرنا مصر والون پر یعنی ساتھ درگذر اور معاف کرنے کے اس چیز سے کہ بُری جانو اور نہ باعث ہون تمکو بُرے افعال و اقوال اُنکے اُنکے برائی پہونچانے پر اسلیے کہ اہل مصر کے لیے ذمہ ہے یعنی امان و حرمت ہے بسبب ابراہیم بیٹے آنحضرت کے اسلیے کہ مان اُنکی ماریہ قبطیہ انہین کی قوم مین سے تھین اور اُنکے لیے قرابت ہے جانب ہاجرہ اسمعیل کی مان کے سے اسلیے کہ وہ بھی انھین مین سے تھین یا فرمایا ذمہ اور علاقہ مصاہرت کا یعنی سسرال کا ہے ف ع ح لفظ او شک کے لیے ہے پس بنا بر اس روایت کے مصاہرت مختص ساتھ ماریہ کے ہے اور ذمہ ساتھ ہاجرہ بعد ازان ذکر کیا آنحضرت نے حال اُنکی خست کا کہ ایک اینٹ کی جگہ پر لڑتے اور جھگڑتے ہین کہ فرمایا ترجمہ پس جب دیکھو تم دو شخصون کو کہ جھگڑتے ہین ایک اینٹ کی جگہ پر پس نکل تو مصر مین سے ف ع ظاہر مطابق لڑائیم کے یہ تھا کہ کہا جاتا فاخرجوا یعنی نکلو تم لیکن آنحضرت نے خطاب خاص ابوذر ہی کو کیا بسبب کمال شفقت کے اُنپر اور احتمال ہے کہ خطاب عام ہو ترجمہ کہا ابوذر نے پس دیکھا مین نے عبد الرحمن بیٹے شرحبیل بیٹے حسنہ کو اور اُسکے بھائی ربیعہ کو کہ جھگڑتے تھے دونون بیچ جگہ ایک اینٹ کے پس نکلا مین مصر سے نقل کی یہ مسلم نے ف یہ واقع ہوا حضرت عثمان کے اخیر عہد مین پس یہ ظاہر کیا گیا آنحضرت کو جانب غیب سے کہ یہ حادثہ درپیش آویگا مصر مین اور ہونگے پیچھے اُسکے فتنے اور شرور بسبب وہان کے مانند نکلنے مصریون کے عثمان کے قتل کے لیے اور پھر قتل کرنے اُنکے محمد بن ابی بکر کو اس حال مین کہ وہ حاکم تھے اُنپر حضرت علی کی طرف سے غرض کہ حضرت نے فرمایا جب جھگڑا ہونے لگے وہان تو تو احتراز کرنا اُنکی مخالطت سے اور پرہیز کرنا اُنکے مکانون سے سو یہی کیا انھون نے (وَعَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ اَصْحَابِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ فِیْ اُمَّتِیْ اِثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَلَا یَجِدُوْنَ رِیْحَھَا حَتّٰی یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ثَمَانِیَۃٌ مِّنْھُمْ تَکْفِیْھِمُ الدُّبَیْلَۃُ سِرَاجٌ مِّنْ نَّارٍ یَظْھَرُ فِیْ اَکْتَافِھِمْ حَتّٰی تَنْجُمَ فِیْ صُدُوْرِھِمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے حذیفہ سے انہون نے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا میرے صحابیون مین اور ایک روایت مین ہے میری امت مین بارہ منافق ہین کہ نہ داخل ہونگے بہشت مین اور داخل ہونا کیا ہے بو بھی نپاوینگے جنت کی یہانتک کہ پیٹھے اونٹ سوئی کے ناکے مین ف ع ح یہ مبالغہ اور تعلیق بالمحال ہے جیسے کہ قران مجید مین بھی آیا ہے کفار کے حق مین ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط اور جاننا چاہیے کہ اطلاق امت کا منافقون پر کرسکتے ہین بہ ارادہ امت دعوت کے لیکن اطلاق صحابی کا نہین کرسکتے مگر باعتبار ظاہر اور ملے جلے رہنے اُنکے کے درمیان صحابہ کے ساتھ کہنے کلمہ شہادت کے حاصل یہ کہ یہان اُنکو صحابی مجازًا کہا باعتبار ظاہر حال اور اختلاط اُنکے کے صحابہ مین اور اسوجہ سے امت اجابت بھی مراد ہوسکتی ہے اور آنحضرت نے اپنے بعضے خواص اور مقربون کو اوپر احوال اس فرقہ بدبخت کے اطلاع دی تھی تا اُنکے مکر و شر سے پرحذر رہین اور لیلۃ العقبہ مین وقت پھرنے آنحضرت کے غزوہ تبوک سے مکر و خدع اُنکا نسبت آنحضرت کے وجود مین آیا جیسا کہ سیر کی کتابون مین مذکور ہے اور ذکر کیا گیا ہے حذیفہ سے کہ وہ چودہ تھے پھر دو نے تو توبہ کر لی تھی اور بارہ نفاق ہی پر مرے بموجب خبر مخبر صادق کے ترجمہ آٹھ اُن بارہ منافقون سے دفع کریگا اُنکے شرکو اور ہلاک کریگا اُنکو دبیلہ ف

دبیلہ ساتھ پیش دال مہملہ اور زبر بے وجزم ی کے تصغیر دبل کی پھوڑا کہ پیدا ہوتا ہے آدمی کے پیٹ میں اور اکثر ہلاک کر دیتا ہے اور قاموس میں دبیل یعنی طاعون کے کہا اور معنی حادثہ کے اور سختی کے بھی آیا ہے ترجمہ شعلہ ہے آگ کا کہ پیدا ہوگا انکے مونڈھوں میں ف ع یہ تفسیر ہے دبیلہ کی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ کلام حذیفہ سے ہے کہ گویا مراد ورم حار ہے ترجمہ یہاں تک کہ نمودار ہوگا اثر اس حرارت کا انکے سینوں میں نقل کی یہ مسلم نے ف ع اور حدیثوں میں روایت کیا گیا ہے حذیفہ سے کہ آنحضرت نے معلوم کروا دیا تھا مجھکو انکے تئیں اور وہ ہلاک ہوے اسی طرح کہ جیسی خبر دی تھی حضرت نے (وَسَنَذْكُرُ حَدِيثَ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا فِي بَابِ مَنَاقِبِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَحَدِيثَ جَابِرٍ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ فِي بَابِ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى) اور ذکر کرینگے ہم حدیث سہل بن عدی کی کہ سر اسکا یہ ہے لاعطین ہذہ الرایۃ غدا بیچ مناقب علی کے اور حدیث جابر کی کہ سر اسکا یہ ہے من یصعد الثنیۃ بیچ باب جامع المناقب کے اگر چاہیگا اللہ تعالے

الفصل الثاني فصل دوسری (عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ خَرَجَ أَبُو طَالِبٍ إِلَى الشَّامِ وَخَرَجَ مَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْيَاخٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَلَمَّا أَشْرَفُوا عَلَى الرَّاهِبِ هَبَطُوا فَحَلُّوا رِحَالَهُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمُ الرَّاهِبُ وَكَانُوا قَبْلَ ذٰلِكَ يَمُرُّونَ بِهِ فَلَا يَخْرُجُ إِلَيْهِمْ قَالَ فَهُمْ يَحُلُّونَ رِحَالَهُمْ فَجَعَلَ يَتَخَلَّلُهُمُ الرَّاهِبُ حَتّٰى جَاءَ فَأَخَذَ بِيَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِينَ هٰذَا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ فَقَالَ لَهُ أَشْيَاخٌ مِنْ قُرَيْشٍ مَا عِلْمُكَ فَقَالَ إِنَّكُمْ حِينَ أَشْرَفْتُمْ مِنَ الْعَقَبَةِ لَمْ يَبْقَ شَجَرٌ وَلَا حَجَرٌ إِلَّا خَرَّ سَاجِدًا وَلَا يَسْجُدَانِ إِلَّا لِنَبِيٍّ وَإِنِّي أَعْرِفُهُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ أَسْفَلَ مِنْ غُضْرُوفِ كَتِفِهِ مِثْلَ التُّفَّاحَةِ ثُمَّ رَجَعَ فَصَنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَلَمَّا أَتَاهُمْ بِهِ وَكَانَ هُوَ فِي رِعْيَةِ الْإِبِلِ فَقَالَ أَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأَقْبَلَ وَعَلَيْهِ غَمَامَةٌ تُظِلُّهُ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْقَوْمِ وَجَدَهُمْ قَدْ سَبَقُوهُ إِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا جَلَسَ مَالَ فَيْءُ الشَّجَرَةِ عَلَيْهِ فَقَالَ انْظُرُوا إِلٰى فَيْءِ الشَّجَرَةِ مَالَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ أَيُّكُمْ وَلِيُّهُ قَالُوا أَبُو طَالِبٍ فَلَمْ يَزَلْ يُنَاشِدُهُ حَتّٰى رَدَّهُ أَبُو طَالِبٍ وَبَعَثَ مَعَهُ أَبُو بَكْرٍ بِلَالًا وَزَوَّدَهُ الرَّاهِبُ مِنَ الْكَعْكِ وَالزَّيْتِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابی موسی اشعری سے کہا نکلے ابو طالب چچا آنحضرت کے طرف شام کے یعنی تجارت کے لیے جیسی کہ عادت اہل مکہ کی تھی اور نکلے ساتھ انکے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم درمیان شیخوں قریش کے یعنی چند اشخاص سردار یا بڈھے قریش کے ہمراہ تھے اور آنحضرت اسوقت میں بارہ برس کے تھے پس جب کہ وارد ہوے راہب یعنی زاہد یا عالم نصاری پر کہ نام اسکا بحیرا تھا اترے یعنی اسکے موضع میں کہ نام اسکا بصری تھا بلاد شام سے پس کھولے کجاوے اپنے پس باہر نکلا طرف انکے راہب یعنی ملاقات کے لیے اور تھے یعنی لوگ قریش وغیرہ میں سے پہلے اس سے کہ بارہا سفر کرتے گذرتے اسکے مکان پر پس نکلتا وہ طرف انکے کہا راوی نے پس وہ کھولتے تھے کجاوے اپنے پس شروع کیا کہ ڈھونڈتا پھرتا تھا درمیان انکے راہب کسی کو یہاں تک کہ آیا اور پکڑا ہاتھ رسول خدا صلعم کا کہا یہ ہے سردار عالمین کا یہ ہے رسول رب العالمین کا یعنی طرف عالمین کے بھیجا ہے اسکو اللہ تعالی نے سبب رحمت اور مہربانی کا جہان کے لوگوں کے لیے پس کہا اسکو بعضے شیخوں نے قریش میں سے کہاں سے جانتا ہے تو حال اسکا پس کہا راہب نے تحقیق تم جس وقت کہ پیش آئے اس راہ سے کہ درمیان دو پہاڑوں کے ہے باقی نہ رہا کوئی درخت اور نہ پتھر مگر گرا سجدہ کرتا ہوا اور نہیں سجدہ کرتے ہیں پتھر اور درخت مگر واسطے پیغمبر کے اور تحقیق میں پہچانتا ہوں اسکو بسبب مہر نبوت کے بھی کہ واقع ہے اسکے شانہ کی ہڈی کے نیچے مانند سیب کے ف ح اور اور روایتوں میں آیا ہے کہ وہ راہب اٹھا اور آنحضرت کو گلے سے لگایا اور حضرت کے احوال اور صفات شریف پوچھیں کہ کس طرح سوتے ہیں اور کھاتے پیتے ہیں اور کیسے اخلاق رکھتے ہیں وغیر ذلک اور سب موافق اسکے پایا کہ جو اسکی کتاب میں تھا ترجمہ پھر گیا راہب یعنی اپنے مکان میں اور تیار کیا قافلہ کے لیے طعام پس جس وقت کہ لایا طعام راہب انکے پاس اور تھے حضرت بیچ چرانے اونٹوں کے پس کہا راہب نے قریش کو کہ بھیجو کسی کو انکے پاس کہ بلا کھانے کا انھیں یہ ہے پس تشریف لائے حضرت یعنی بعد بھیجنے کسی کے یا پہلے اسکے اس حال میں کہ حضرت پر ایک ابر تھا سایہ کیے ہوے پس جب کہ نزدیک ہوے آنحضرت قوم کے پایا قوم کو کہ سبقت کی تھی انھوں نے طرف سایہ درخت کے یعنی وہ پہلے سے درخت کے سایہ میں ہو بیٹھے تھے پس جب کہ بیٹھے آنحضرت جھک آیا سایہ درخت کا حضرت پر ف ح ع اگرچہ سایہ ابر کا سر مبارک پر تھا لیکن واسطے اعزاز و اعتبار انکے کے مجلس میں سایہ درخت کا بھی ڈھل آیا یا سایہ ابر کا جاتا رہا ہوا اور جھک آیا ہو سایہ درخت کا اظہار معجزہ کے لیے اور سایہ ابر کا سر مبارک پر قسم معجزات سے تھا لیکن کہتے ہیں کہ ہمیشہ نہ رہتا تھا بلکہ کبھی کبھی ہوتا تھا

وقت احتیاج کے مترجم پس کہا راہب نے کہ دیکھو طرف سایہ درخت کے کہ جھک آیا ہے اوپر ف یعنی اگر نہیں دیکھتے ہو تم سایہ آسمان کو تو زمین کے سایہ کو تو دیکھو
لیکن اللہ سبحانہ نے انکو دل کا اندھا کر دیا تھا کہاں دیکھتے انکو ویسا دیکھنا کہ کام آوے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَتَرٰهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ پس کہا
راہب نے قسم دیتا ہوں میں تمکو اللہ کی بتاؤ کون ہے تم میں سے ولی اسکا یعنی قریب و متولی امور اسکی کا کہا لوگوں نے ابوطالب پس ہمیشہ یعنی بڑی دیر تک رہا راہب قسم
دیتا ابوطالب کو کہ پھیر دے محمد کو مکہ کی طرف یہانتک کہ پھیر دیا اور بھیج دیا ابوطالب نے آنحضرت کو مکہ میں ف شارح آیا ہے کہ راہب ڈرتا تھا کہ مبادا انکو روم میں لیجاویں
اور وہ درپے انکے قتل کے ہوں اور ترمذی اور حاکم لائے ہیں کہ اس سفر میں سات آدمی روم کے آنحضرت کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اور درپے انکے قتل کے تھے
پس پیش آیا بحیرا اور کہا کہ کیا چیز لائی ہے تمکو اس جگہ کہا انھوں نے یہ نبی اس مہینے میں باہر نکلنے والا ہے پس کوئی راہ نہ رہی کہ لوگوں کو وہاں نہ پہونچایا انھوں نے
تا اگر وہ آویں تو مار ڈالیں بحیرا نے کہا خبر دو تم مجھکو کہ اگر چاہا ہو خدا نے ایک امر کو کہ مقدر کرے تو کوئی شخص اسکا پھیر دے سکتا ہے کہا انھوں نے نہیں پس کہا اس
نے تو بیعت کرو اس سے اور صحبت کرو ساتھ اسکے یعنی وہ نبی ہونے والا ہے بڑے مرتبہ کا تم ہرگز اسکو ضرر نہیں پہونچا سکنے کے تابعداری اسکی اختیار کرو اور اس خیال خام
سے باز آؤ مترجم اور جب ابوطالب نے آنحضرت کو مکہ کی طرف پھیرا تو بھیجا ساتھ آنحضرت کے ابوبکر نے بلال کو اور توشہ ہمراہ کر دیا انکے راہب نے کعک اور روغن زیت سے
نقل کی یہ ترمذی نے ف ع کعک موٹی روٹی ہکذا فی الازہار اور کہا ایک شارح نے کہ وہ ایک قسم ہے روٹی کی اور روغن زیتون لادن اسکا تھا اور کہا جزری نے
کہ اسناد اس حدیث کی صحیح ہے اور رجال اسکے رجال صحیحین کے یا ایک انمیں دونوں سے ہیں لیکن ذکر ابوبکر اور بلال کا اسمین غیر محفوظ ہے اتنا قصہ کسی راوی کے وہم سے
نقل ہو گیا ہے اسلیے کہ سن شریف آنحضرت کا ان ایام میں بارہ برس کا تھا اور ابوبکر حضرت سے دو یا اڑھائی برس چھوٹے تھے اور بلال تو ان دنوں میں شاید پیدا
بھی نہوے ہونگے انتہی پس یہ کہنا کہ ابوبکر نے بلال کو ساتھ کر دیا ہے نہیں آتا اور اسی لیے ذہبی نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے اور بعضوں نے بطلان اسکا کیا ہے
اور حافظ ابن حجر نے کہا کہ اس حدیث کے رجال ثقات ہیں اور منکر نہیں ہے اسمین مگر یہ لفظ یعنی بھیجنا ابوبکر کا بلال کو انتہی پس محقق یہ ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے سوا
جملہ مذکورہ کے کہ وہ وہم راوی سے نقل ہو گیا ہے (وعن علی ابن ابی طالب قال کنت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ فخرجنا فی بعض نواحیہا فما استقبلہ جبل ولا
شجر الا وہو یقول السلام علیک یا رسول اللہ رواہ الترمذی والدارمی) اور روایت ہے علی سے کہ کہا تھا میں ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں پس نکلے ہم بیچ
بعضے گرد نواح مکہ کے پس سامنے آیا حضرت کے کوئی پہاڑ یعنی پتھر جیسے کہ ایک داہنے ہیں ہے اور نہ کوئی درخت مگر کہ وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ نقل کی یہ
ترمذی اور دارمی نے ف ع ظاہر یہ ہے کہ علی سنتے تھے اسکو پس حدیث معجزہ ہے نبی کے لیے اور کرامت ولی کے لیے اور احتمال ہے کہ حضرت علی کو آنحضرت کے خبر دینے
سے معلوم ہوا ہو (وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتی بالبراق لیلۃ اسری بہ ملجما مسرجا فاستصعب علیہ فقال لہ جبرئیل امحمد تفعل ہذا فما رکبک احد
اکرم علی اللہ منہ قال فارفض عرقا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے گئے براق شب اسرا میں
لگام دیا ہوا زین کسا ہوا پس شوخی اور سرکشی کی براق نے آنحضرت پر یعنی رام نہوا اور دشوار ہوا حضرت پر سوار ہونا اسکا بسبب سرکشی اسکے کے پس کہا اسکو جبرئیل نے
آیا ساتھ محمد کے کرتا ہے تو یہ سرکشی یعنی اور نہیں کی تو نے ساتھ غیر انکے کے یا اگرچہ کی تو نے ساتھ تمام انبیا کے انسے نہ چاہیے کرنی پس نہیں سوار ہوا تجھ پر کوئی کہ زیادہ
گرامی قدر ہو اللہ کے نزدیک انسے ف شارح اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس براق پر اور انبیا بھی سوار ہوئے تھے اور باب المعراج میں تحقیق اسکی گذر چکی ہے مترجم
کہا راوی نے پس پسینہ پسینہ ہو گیا براق اور بہنے لگا اس سے پسینہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع اسلیے کہ وہ اچھلتا تھا مارے خوشی کے
کہ حضرت مجھپر سوار ہونگے اور جبرئیل نے گمان کیا کہ یہ از راہ شوخی کے اچھلتا ہے پس انکے اس گمان لیجانے پر مارے شرم کے وہ پسینہ پسینہ ہو گیا (وعن بریدۃ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انتہینا الی بیت المقدس قال جبرئیل باصبعہ فخرق بہا الحجر فشد بہ البراق رواہ الترمذی) اور روایت ہے بریدہ سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب پہونچے ہم طرف بیت المقدس کے اشارہ کیا جبرئیل نے ساتھ انگلی اپنی کے پس سوراخ کیا ساتھ اشارہ کے پتھر میں

لہ ظاہر ایمان ولی کی آنکھوں سے دیکھنا نہ دیکھنا وادیر کیونکہ ان آنکھوں سے تو دیکھتے ہی تھے

[illegible]

پس باندھا جبرئیل نے یا آنحضرت نے ساتھ اُس پتھر کے براق کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ باب المعراج میں حدیث انس سے گذرا کہ براق کو اس حلقہ سے باندھا
کہ جس سے تمام انبیا باندھتے تھے پس اس میں اور اسمیں تطبیق یوں دی جاوے کہ شاید مراد حلقہ سے وہ جگہ ہو کہ تھا اسمیں حلقہ اور وہ بند ہوگیا ہوگا پس کھول لیا
اسکو جبرئیل نے (وعن یعلی بن مرۃ الثقفی قال ثلثۃ اشیاء رأیتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا نحن نسیر معہ اذ مررنا ببعیر یسنی علیہ فلما رآہ البعیر جرجر
فوضع جرانہ فوقف علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال این صاحب ہذا البعیر فجاءہ فقال بعنیہ فقال بل نہبہ لک یا رسول اللہ وانہ لاہل بیت ما لہم
معیشۃ غیرہ قال اما اذ ذکرت ہذا من امرہ فانہ شکی کثرۃ العمل وقلۃ العلف فاحسنوا الیہ ثم سرنا حتی نزلنا منزلا فنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت شجرۃ
تشق الارض حتی غشیتہ ثم رجعت الی مکانہا فلما استیقظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکرت لہ فقال ہی شجرۃ استاذنت ربہا فی ان تسلم علی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذن لہا قال ثم سرنا فمررنا بماء فاتتہ امرأۃ بابن لہا بہ جنۃ فاخذ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بمنخرہ ثم قال اخرج فانی محمد رسول اللہ ثم سرنا فلما
رجعنا مررنا بذلک الماء فسألہا عن الصبی فقالت والذی بعثک بالحق ما رأینا منہ ریبا بعدک رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے یعلی بن مرہ ثقفی سے کہ کہا تین
چیزیں یعنی معجزات میں سے دیکھیں میں نے آنحضرت سے یعنی ایک سفر میں اس وقت کہ ہم چلے جاتے تھے ساتھ آنحضرت کے ناگہان گذرے ہم ایک اونٹ پر کہ پانی کھینچا
جاتا ہے اسپر پس جب دیکھا آنحضرت کو اس اونٹ نے تو آواز کی بلبلایا یعنی اور رکھ دی اپنی گردن اپنی زمین پر پس ٹھہر گئے آنحضرت اسکے پاس اور فرمایا کہاں ہے مالک اس
اونٹ کا پس آیا مالک اسکا آنحضرت کے پاس پس فرمایا حضرت نے بیچ تو میرے ہاتھ اس اونٹ کو پس کہا اسنے کہ میں نہیں بیچتا بلکہ بخشتا ہوں اسکو واسطے آپکے
یا رسول اللہ یعنی اسلیے کہ رسالت آپکی مقتضی ہے آپکی تعظیم کی اور حال یہ ہے کہ یہ اونٹ ایسے گھر والوں کا ہے کہ نہیں انکے لیے معیشت سوا اسکے ف ۔ مراد
رکھنا تھا گھر والوں سے اپنے تئیں اور اپنے عیال کو ترجمہ فرمایا حضرت نے اما پس جس وقت کہ ذکر کیا تو نے یہ حال اسکا یعنی پس جان کہ میں نہیں چاہتا تھا مول
لینا اسکا مگر اسکی خلاصی پانے کے لیے نہ اور کسی غرض کے لیے اسلیے کہ تحقیق اسنے گلہ کیا تھا بہت لینے کام کا اور کم دینے چارہ کا پس جبکہ یہ ہوا کہ بیچتا نہیں
ہے تو تو پس بھلائی کر اس سے ف ۔ یعنی ساتھ دینے دانہ چارہ کے اور کم لینے کام کے باوجود جائز ہونے بہت دینے چارہ کے اور بہت لینے کام کے اور ظلم ہے ان
دونوں کی کہ دانہ چارہ کم دے اور کام بھی کم لے اسلیے کہ ظلم ہے یہ کہ کام بہت لے اور دانہ چارہ کم دے ترجمہ پھر چلے ہم یہاں تک کہ اترے ہم ایک منزل میں پس آرام
کیا آنحضرت نے پس آیا ایک درخت پھاڑتا ہوا زمین کو یہاں تک کہ ڈھانک لیا اسنے حضرت کو یعنی سایہ کیا آپ پر پھر پھر گیا وہ درخت طرف جگہ اپنی کے پس
جبکہ بیدار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا میں نے آنحضرت سے آنا اور پھر جانا اس درخت کا پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ ایک درخت ہے کہ اذن مانگا تھا
اسنے اپنے پروردگار سے اسمیں کہ سلام کرے پیغمبر خدا صلعم کو پس اذن دیا خدا تعالی نے اسکو یعنی پس آیا سلام کے لیے کہا یعلی راوی نے پھر چلے ہم پس گذرے
ہم ایک پانی پر یعنی موضع پانی پر کہ اسمیں لوگ رہتے تھے پس لائی آنحضرت کے پاس ایک عورت اپنی لڑکے کو کہ اسکو جنون تھا پس پکڑی آنحضرت نے ناک
اسکی پھر فرمایا آنحضرت نے یعنی جنون کو یا شیطان کو کہ اسپر تھا کہ باہر نکل پس تحقیق میں محمد ہوں رسول خدا کا پھر چلے ہم پس جبکہ پھرے ہم گذرے ہم اسی پانی
پر پس پوچھا آنحضرت نے اس عورت سے حال اس لڑکے کا کہ دیوانہ ہوگیا تھا پس کہا اس عورت نے قسم ہے اس ذات کی کہ بھیجا آپکو ساتھ حق کے نہیں
دیکھی ہم نے اس لڑکے سے کوئی چیز کہ مکروہ رکھیں ہم اسکو بعد جانے آپکے کے یا بعد دعا کرنے آپکی کے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں (وعن
ابن عباس قال ان امرأۃ جاءت بابن لہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللہ ان ابنی بہ جنون وانہ لیاخذہ عند غدائنا وعشائنا فمسح رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ ودعا فثع ثعۃ وخرج من جوفہ مثل الجرو الاسود یسعی رواہ الدارمی) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا تحقیق ایک عورت
لائی اپنے بیٹے کو آنحضرت کے پاس اور کہا یا رسول اللہ بیٹا میرے کو جنون ہے اور تحقیق جنون البتہ پکڑتا ہے اسکو وقت سامنے آنے طعام صبح وشام کے یا وقت
کھانے طعام صبح وشام کے اور ایک شارح نے کہا صبح وشام پس پھیرا ہاتھ آنحضرت نے اسکے سینہ پر اور دعا کی پس قے کی اس لڑکے نے قے کرنی اور نکلا

پیشانی سے مانند کالی پینٹ کے ڈھانپا جاتا اون کی یہ ترمذی نے (وعن انس قال جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو جالس حزینا قد تخضب
بالدماء من فعل اہل مکۃ فقال یا رسول اللہ ہل تحب ان نریک آیۃ قال نعم فنظر الی شجرۃ من ورائہ فقال ادع بہا فدعا بہا فجاءت فقامت بین یدیہ فقال
مرہا فلترجع فامرہا فرجعت فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسبی حسبی رواہ الدارمی) اور روایت ہے انس سے کہ کہا آئے جبرئیل پاس نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور آنحضرت بیٹھے ہوئے تھے غمگین اس حال میں کہ تحقیق رنگین ہو رہے تھے آنحضرت ساتھ لہوؤں کے سبب کرنے اہل مکہ کے فعل شنیع مراد بد سلوکی
انکا کی روز احد کے ہو کر دندان مبارک ٹوٹا اور ایک زخم رخسار شریف پر پہونچا تھا اس سے حضرت خون آلودہ ہو رہے تھے پس کہا جبرئیل نے یا رسول اللہ
کیا چاہتے ہو کہ دکھلاویں ہم تمکو ایک معجزہ صفت سے یعنی تمہارا کہ نشانی ہو تمہاری نبوت کی تا اس سے تسلی ہو تمہاری کہ یہ محنت سبب ہے ترقی علا اور قرب
منزلت کی ہے پس فرمایا آنحضرت نے کہ ہاں دکھاؤ پس دیکھا جبرئیل نے طرف ایک درخت کے کہ پیچھے تھا پس کہا کہ بلاؤ تم اسکو پس بلایا آنحضرت نے
اسکو پس آیا اور کھڑا رہا روبرو حضرت کے یعنی سامنے ہو کر پس کہا جبرئیل نے کہ حکم کرو اسکو تا پھر جاوے پس حکم کیا اسکو پس پھر گیا پس فرمایا رسول خدا نے کافی
ہے مجھکو کفایت ہے مجھکو نقل کی یہ دارمی نے فائدہ یہ تسلی اور دفع غم اور تشہد ہے بزرگی کی ہے پروردگار کی طرف سے اور اس میں دلیل ہے اسپر کہ ظہور
خارق عادت کا موثر ہے بیچ حصول یقین اور دفع غم اور حزن کے اور دلیل ہے اسپر کہ جسکو قرب اور بزرگی درگاہ حق میں ہو اگرچہ کچھ غم و حزن دشمنوں کے ہاتھ
سے پہونچے تو صبر کرنا چاہیے اور اجر لائق مشقت و رنج کے ہوتا ہے (وعن ابن عمر قال کنا مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر فاقبل اعرابی فلما دنا قال لہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ قال ومن یشہد علی ما تقول قال ہذہ السلمۃ فدعاہا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم وہو بشاطی الوادی فاقبلت تخد الارض حتی قامت بین یدیہ فاستشہدہا ثلثا فشہدت ثلثا انہ کما قال ثم رجعت الی منبتہا رواہ الدارمی) اور
روایت ہے ابن عمر سے کہا تھے ہم ساتھ آنحضرت کے ایک سفر میں یعنی جہاد کے پس آیا ایک گنوار پس جبکہ نزدیک ہوا فرمایا اسکو آنحضرت نے کیا گواہی دیتا ہے تو
اس بات کی کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے کہ اکیلا ہے نہیں کوئی شریک اسکا اور اس بات کی کہ محمد بندہ اسکا ہے اور رسول اسکا کہا گنوار نے اور کون ہے کہ گواہی دے
اوپر اس چیز کے کہ کہتے ہو تم یعنی دعوی رسالت کا جو کرتے ہو کوئی چیز غیر جنس انسان سے بطور معجزہ کے گواہی دے فرمایا حضرت نے یہ درخت کیکر کا گواہی دیگا
پس بلایا اسکو حضرت نے اس حال میں کہ آنحضرت نالہ کے کنارے پر ٹھہرے ہوئے تھے پس آیا وہ درخت پھاڑتا ہوا زمین کو یہانتک کہ کھڑا ہوا روبرو حضرت
کے پس گواہی طلب کی اس سے حضرت نے تین بار پس گواہی دی درخت نے تین بار کہ واقع میں اسی طرح ہے کہ جیسے حضرت نے کہا کہ وہ رسول رب العالمین ہیں
پھر پھر گیا طرف جگہ اگنے اپنی کے یعنی جہاں سے آیا تھا پھر وہیں چلا گیا نقل کی یہ دارمی نے (وعن ابن عباس قال جاء اعرابی الی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال بما اعرف انک نبی قال ان دعوت ہذا العذق من ہذہ النخلۃ تشہد انی رسول اللہ فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل ینزل من النخلۃ
حتی سقط الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال ارجع فعاد فاسلم الاعرابی رواہ الترمذی وصححہ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا آیا ایک گنوار پاس رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کس دلیل سے جانوں میں کہ تم نبی ہو فرمایا آنحضرت نے اس دلیل سے جان کہ بلاؤں میں اس خوشہ کو اس کھجور کے درخت میں سے
اس حال میں کہ گواہی دے کہ میں پیغمبر خدا کا ہوں پس بلایا اسکو آنحضرت نے پس اترنے لگا وہ خوشہ کھجور سے یہانتک کہ گرا وہ زمین پر طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے یعنے اور گواہی دی پھر فرمایا حضرت نے کہ پھر جا پس چلا گیا وہ جہاں سے آیا تھا پس اسلام لایا وہ اعرابی نقل کی یہ ترمذی نے اور صحیح کہا اسکو (و
عن ابی ہریرۃ قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منہا شاۃ فطلبہ الراعی حتی انتزعہا منہ قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستذفر وقال قد عمدت الی
رزق رزقنیہ اللہ اخذتہ ثم انتزعتہ منی فقال الرجل تاللہ ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ہذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم
بما مضی وما ہو کائن بعدکم قال وکان الرجل یہودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال النبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا اَمَارَاتٌ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَدْ اَوْشَكَ الرَّجُلُ اَنْ يَخْرُجَ فَلَا يَرْجِعُ حَتّٰى يُحَدِّثَهُ نَعْلَاهُ وَسَوْطُهُ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهُ بَعْدَهُ رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ) اور روایت
ہے ابوہریرہ سے کہا آیا ایک بھیڑیا طرف چرواہے ریوڑ کے یعنی طرف ریوڑ بکریوں کے کہ چرواہا اسکا ساتھ اُسکے تھا پس لی بھیڑیئے نے ریوڑ میں سے ایک بکری
پس ڈھونڈھا اُس بھیڑیئے کو چرواہے نے یہانتک کہ چھڑایا اس بکری کو بھیڑیئے کے منہ سے کہا ابوہریرہ نے پس چڑھا بھیڑیا ایک ٹیلے پر پس بیٹھا بھیڑیا اور دبکہ
بیٹھنے بھیڑیئے کے کوئی زمین پر رکھتا ہے اور پاؤں کو آگے اور داخل کی دم درمیان دونوں پانوں اپنے کے اور کہا بھیڑیئے نے کہ تحقیق قصد کیا میں نے یا قصد
کیا تو نے طرف رزق کے کہ دیا مجھکو وہ رزق اللہ تعالی نے پکڑا تھا میں نے رزق کو پھر چھڑا لیا تو نے مجھسے پس کہا اس شخص نے یعنی چرواہے نے کہ نام اسکا
اہبان بن خزاعی تھا اور کہا جاتا تھا اُسکو مکلم الذئب کذا قال التوربشتی ترجمہ قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے مانند آج کے دن کے کہ بھیڑیا
بولتا ہو یعنی عجب کہ نہیں دیکھا میں نے بھیڑیا بولتا مانند آج کے دن کے پس کہا بھیڑیئے نے عجب تر اس حال سے حال ایک شخص کا ہے بیچ کھجور کے درختوں کے
کہ واقع ہیں درمیان دو سنگستان کے فتح یعنی مدینہ میں اور مراد شخص سے آنحضرت ہیں اور لفظ نخل میں ساتھ زبر کے اور تشدید کے بمعنی حرۃ کا ہے اور حرۃ
زمین کالے پتھروں والی درمیان دو پہاڑوں کے پہاڑوں مدینے کے ہے ترجمہ خبر دیتا ہے تمکو اس چیز کی کہ گذر گئی اور اس چیز کی کہ ہونے
والی ہے بعد تمہارے فتح یعنی جو کچھ پہلے تمہارے گذری ہیں انکی خبریں دیتا ہے اور جو کچھ بعد تمہارے ہونے کی دنیا میں آگے اور احوال عقبیٰ کی خبریں دیتا ہے
کہا ابوہریرہ نے پس تھا وہ شخص چرواہا قوم یہود سے فتح جامع میں رہتا ہے کہ بعضوں نے کہا کہ وہ شخص خزاعی تھا اسلئے کہ خزاعہ نہیں تھے یہودی مگر یہ
کہا جاوے کہ وہ یہودی ہو گیا ہو ترجمہ پس آیا وہ نبی صلعم کے پاس اور خبر دی انکو یعنی بھیڑیئے کے قصے کی اور اسلام لایا پس باور کیا اُسکو یعنی اُسکی خبر کو نبی
صلعم نے پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ حالت اور مانند اسکی علامتیں ہیں پہلے قیامت کے تحقیق قریب ہے کہ شخص کہ باہر نکلے گا یعنی اپنے گھر سے
پس نہ پھرے گا اور نہ آویگا اپنے گھر کو یہاں تک کہ خبر دیں اُسکو پاپوشیں اور کوڑا اُسکا اُس امر کی کہ احداث کیا ہوگا اُسکے گھر والوں نے پیچھے اُسکے نقل کی یہ
بغوی نے شرح السنہ میں (وَعَنْ اَبِي الْعَلَاءِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَدَاوَلُ مِنْ قَصْعَةٍ مِنْ غُدْوَةٍ حَتَّى اللَّيْلِ يَقُوْمُ
عَشْرَةٌ وَيَقْعُدُ عَشْرَةٌ قُلْنَا فَمَا كَانَتْ تُمَدُّ قَالَ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ تَعْجَبُ مَا كَانَتْ تُمَدُّ اِلَّا مِنْ هٰهُنَا وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى السَّمَاءِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالدَّارِمِيُّ) اور روایت ہے ابو العلاء
تابعی سے کہ نقل کی سمرہ بن جندب صحابی سے کہ کہا تھے ہم سب ساتھ آنحضرت صلعم کے نوبت بہ نوبت کھاتے یعنی وقت ظہور معجزے کے ایک پیالے بڑے سے
صبح سے رات تک یعنی تمام روز اٹھتے دس دس کھا کر اور بیٹھتے دس کہا ابو العلاء نے کہا ہم نے سمرہ سے پس کیا چیز تھی کہ مدد کیا جاتا تھا پیالہ ساتھ اُسکے یعنی کہاں سے اور
کہاں سے زیادہ ہو جاتا تھا طعام کہا سمرہ نے کس چیز سے تعجب کرتا ہے تو فتح ہے یہ خطاب ابو العلا کو کیا مخاطب کہنے والوں میں سے اسلئے کہ وہ روساے
تابعین میں سے ہیں یا مراد خطاب عام ہے یعنی تعجب کرنے والے ہر مخاطب ترجمہ نہ تھا مدد کیا جاتا مگر اس جگہ سے اور اشارہ کیا ساتھ ہاتھ اپنے کے طرف آسمان
کے نقل کی یہ ترمذی اور دارمی نے فتح یعنی نہیں بڑھ جاتا تھا اسمیں طعام مگر عالم بالا سے بسبب اُترنے برکت کے آسمان سے اسمیں اشارہ ہے
طرف اس قول اللہ تعالی کے وفی السماء رزقکم اور یہ یا تو قول سمرہ کا ہے اور سائل ابو العلا جیسا کہ ظاہر یہی ہے اور یا قول آنحضرت کا ہے اور قائل صحابہ لیکن
یہ احتمال نہایت بعید و غریب ہے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ بَدْرٍ فِيْ ثَلٰثِمِائَةٍ وَّخَمْسَةَ عَشَرَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ
اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ فَفَتَحَ اللّٰهُ لَهٗ فَانْقَلَبُوْا وَمَا مِنْهُمْ رَجُلٌ اِلَّا وَقَدْ رَجَعَ بِجَمَلٍ اَوْ جَمَلَيْنِ وَاكْتَسَوْا وَشَبِعُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت
ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے دن غزوہ بدر کے تین سو پندرہ آدمیوں میں فتح مشہور یہ ہے کہ تھے تین سو تیرہ
میں کہ ستتر مہاجرین میں سے تھے اور دو سو چھتیس انصار میں سے ترجمہ دعا کی آنحضرت نے خداوندا یہ یعنی صحابہ ننگے پانوں ہیں پس سواری دے انکو
یا الٰہی تحقیق یہ ننگے بدن ہیں کہ سوا تہبند کے کچھ نہیں رکھتے پس لباس دے تو انکو یا الٰہی تحقیق یہ بھوکے ہیں پس سیر کر تو انکو یعنی فتح ہر یا ظاہر میں

تاقوت پاوین طاعت کی پس فتح دی اللہ تعالی نے واسطے آنحضرت کے یعنی مشرکین مکہ پر یہان تک کہ قتل کیے گئے اُنمین سے ستر اور بندی مین آئے ستر پس
پھرے صحابہ فتح بدر سے اس حال مین کہ نہین تھا اُنمین سے کوئی شخص مگر حال یہ تھا کہ پھرا ساتھ ایک اونٹ کے اور دو اونٹ کے اور کپڑے پہنے اور
سیر ہوئے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یہ سبب ہاتھ لگنے اونٹون کے اور کھانون اور کپڑون کے غنیمت مین مشرکون سے اور سب دعائین آنحضرت
کی مستجاب ہوتین اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ قبولیت دعا کی قبیل خارق عادت سے ہی خصوصًا اس سرعت و خصوصیات اور یہ تمام نتیجہ صبر کا تھا
جیسکہ حدیث مین آیا ہی ان الصبر علی ما تکرہ خیر کثیر یعنی صبر کا نتیجہ دنیا مین ہی اور آخرت کا کیا کہنا ہی والآخرۃ خیر وابقی (وعن ابن مسعود عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال انکم منصورون ومصیبون ومفتوح لکم فمن ادرک ذلک منکم فلیتق اللہ ولیامر بالمعروف ولینہ عن المنکر رواہ ابوداؤد) اور روایت
ہی ابن مسعود سے اُسنے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے تحقیق تم مدد کیے جاؤ گے یعنی دشمنون پر اور پاؤ گے یعنی غنیمت اور فتح کیے جاؤ گے
تمہارے لیے یعنی شہر اور یہ بشارت اور خبر دینا ہی صحابہ کو ساتھ اُس چیز کے کہ زمانہ آیندہ مین واقع ہوگی پس جو شخص کہ پاوے یہ یعنی جو کچھ کہ ذکر کیا گیا تم مین سے
پس چاہیے کہ ڈرے اللہ سے یعنی تمام امور اپنے مین تاکہ ہو کامل اور چاہیے کہ حکم کرے ساتھ بھلائی کے اور منع کرے بری بات سے نقل کی یہ ابوداؤد نے
ف ع یعنی راہ اعتدال پر چلے اور برائی اور تکبر اور اسراف اور اترانے مین نہ پڑے اور یہ اشارہ ہی اس آیہ پر الذین ان مکنٰہم فی الارض اقاموا الصلوۃ
واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر الخ (وعن جابر ان یہودیۃ من اہل خیبر سمّت شاۃ مصلیۃ ثم اہدتہا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذراع فاکل منہا واکل رہط من اصحابہ معہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارفعوا ایدیکم وارسل الی الیہودیۃ
فدعاہا فقال سممت ہذہ الشاۃ فقالت من اخبرک قال اخبرتنی ہذہ فی یدی للذراع قالت نعم قلت ان کان نبیا فلن یضرہ وان لم یکن نبیا استرحنا
منہ فعفا عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یعاقبہا وتوفی اصحابہ الذین اکلوا من الشاۃ واحتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی کاہلہ من اجل
الذی اکل من الشاۃ حجمہ ابو ہند بالقرن والشفرۃ وہو مولی لبنی بیاضۃ من الانصار رواہ ابوداؤد والدارمی) اور روایت ہی جابر سے کہ تحقیق ایک
عورت یہودیہ نے اہل خیبر مین سے زہر ملایا بکری بھنی مین پھر تحفہ لائی اُسکو واسطے حضرت کے ف ع نام اُس عورت کا زینب بنت حارث تھا بیوی سلام
بن مشکم کی آیا ہی کہ اُس عورت نے پوچھا کہ آنحضرت بکری مین سے کس جگہ کے گوشت کو پسند رکھتے ہین لوگون نے کہا کہ دست کے گوشت کو پس وہ ایک
بکری کا بچہ رکھتی تھی اُسکو ذبح کیا اور اُسمین ایسا زہر ملایا کہ اُسی وقت ہلاک کر دے اور دست اور شانہ مین بہت ملایا اور رکھا سامنے آنحضرت کے اور
صحابہ کے کہ حاضر تھے ترجمہ پس لیا آنحضرت نے دست اور کھایا اُسمین سے اور کھایا ایک جماعت نے آنحضرت کے یارون مین سے ساتھ حضرت کے پھر
فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے کہ اُٹھاؤ ہاتھ اپنے یعنی روکو ہاتھ اور نہ کھاؤ اور بھیجا ایک آدمی کو طرف یہودیہ کے پس بلایا اُسکو یعنے پس حاضر ہوئی وہ پس فرمایا
حضرت نے کہ زہر ملایا ہی تو نے اس بکری مین پس کہا یہودیہ نے کہ کس نے خبر دی تمکو یعنے اللہ نے یا کسی مخلوق نے فرمایا آنحضرت نے کہ خبر دی مجکو
اُسنے کہ میرے ہاتھ مین ہی فرمایا یہ اشارہ کر کر طرف دست کے کہا یہودیہ نے کہ ہان زہر ملایا ہی مین نے اسمین کہ کہا مین نے اگر ہو محمد نبی تو ہرگز نہین ضرر
کرنے کی یہ بکری زہر آلودہ ف ع بسبب اسکے کہ زہر انبیا مین ایسا تاثیر نہین کرتا ہی کہ مار ڈالے یا بسبب اسکے کہ موت آنحضرت کی پہلے تمام کرنے دعوۃ
اور کامل کرنے دین کے متوقع نہین تھی اور احتمال اول مین خلجان کرتا ہی جو کہتے ہین کہ وفات آنحضرت کی بسبب تاثیر اُس زہر کے ہوئی کہ خیبر مین
کھایا تھا لیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ کسی نے کہا آنحضرت سے کہ آپ کو تاثیر کرتا ہی وہ زہر کہ دیا تھا خیبر مین فرمایا نہین پہونچتا مجکو
مگر کہ جو کچھ کہ مقدر ہوا اور چاہا ہی خدا نے ترجمہ اور اگر نہین ہی وہ پیغمبر تو آرام پاوینگے ہم اور خلاص ہونگے اُس سے پس درگذر کیا اُس عورت سے
پیغمبر خدا صلعم نے اور نہ سزا دی اُسکو ف ع اور بعضون نے کہا کہ وہ اسلام لائی اور قتل نہین کی گئی اور سلیمان تیمی اپنی مغازی مین لایا ہی بعد کہنے

اُسکے کے قول تصغرہ یہ الفاظ وانکشفت کا ذبا رجت الناس منک وقد اسبتان لی انک صادق وانا اشہد کی وسن حضرعلی ونیک ان لا الٰہ الا اللہ وان محمد اعبدہ
ورسولہ کہا طیبی نے کہ اسمین اختلاف ہو اسلیے کہ ایک روایت مین آیا ہو کہ حضرت نے حکم فرمایا اُسکے قتل کرنیکا پس قتل کی گئی اور وجہ توفیق کی ان حدیثون
مین یہ ہو کہ حضرت نے معاف کیا اُسکو ابتدا امر مین پس جبکہ مرے بشر بن براء بن معرور اُن کھانیوالون مین سے کہ حلق سے اُتارا تھا اُسکو حضرت نے
حکم فرمایا اُس یہودیہ کے قتل کرنیکا پس قتل کی گئی بدلے اُسکے ترجمہ اور مرے وہ اصحاب آنحضرت کے کہ کھایا تھا اُنھون نے اُس بکری مین سے
یعنی بعض اُن مین سے مرا اور وہ بشر ہین اور پچھنے لیے آنحضرت نے درمیان مونڈھون اپنے کے بسبب اُس گوشت کے کہ کھایا بکری زہر آلودہ مین سے
پچھنے لگائے اُنکو ابو ہند نے کہ نام اُنکا یسار ہے حجام تھا ساتھ شاخ کے اور چھری چوڑی کے اور وہ ابو ہند غلام آزاد تھا بنی بیاضہ کا کہ ایک قبیلہ ہو انصار
مین سے نقل کی یہ ابو داؤد نے (وَعَنْ سَهْلِ بْنِ الْحَنْظَلِيَّةِ أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ حَتَّى كَانَ عَشِيَّةً فَجَاءَ
فَارِسٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي طَلَعْتُ عَلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ أَبِيهِمْ بِظُعُنِهِمْ وَنَعَمِهِمْ اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَقَالَ تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْرُسُنَا اللَّيْلَةَ قَالَ أَنَسُ بْنُ أَبِي مَرْثَدٍ الْغَنَوِيُّ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبَ فَرَسًا لَهُ فَقَالَ
اسْتَقْبِلْ هٰذَا الشِّعْبَ حَتَّى تَكُونَ فِي أَعْلَاهُ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مُصَلَّاهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ هَلْ حَسَسْتُمْ فَارِسَكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ مَا حَسَسْنَا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي يَلْتَفِتُ إِلَى الشِّعْبِ حَتَّى إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ أَبْشِرُوا فَقَدْ جَاءَ فَارِسُكُمْ
فَجَعَلْنَا نَنْظُرُ إِلَى خِلَالِ الشَّجَرِ فِي الشِّعْبِ فَإِذَا هُوَ قَدْ جَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي انْطَلَقْتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلَى هٰذَا الشِّعْبِ
حَيْثُ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ طَلَعْتُ الشِّعْبَيْنِ كِلَيْهِمَا فَلَمْ أَرَ أَحَدًا فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَزَلْتَ اللَّيْلَةَ قَالَ
لَا إِلَّا مُصَلِّيًا أَوْ قَاضِيَ حَاجَةٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا عَلَيْكَ أَنْ لَا تَعْمَلَ بَعْدَهَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ) اور روایت ہو سہل بن حنظلیہ سے کہا
تحقیق صحابہ چلے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دن حنین کے یعنے وقت متوجہ ہونے کے طرف حنین کے پس بہت دراز کیا چلنا یہانتک
کہ ہوا وقت رات کا پس آیا ایک گھوڑے سوار دوڑتا ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ تحقیق مین چڑھا تھا اوپر پہاڑ ایسے اور ایسے کے پس ناگہان دیکھا
مین نے ہوازن کو کہ بڑا قبیلہ ہو اوپر اونٹ باپ اپنے کے ف ع ح یعنے سب آئے ہین یہ عبارت مثل ہو کہ بیان کیجاتی ہو اُس قوم کے حق مین کہ سب
آوین اور کوئی پیچھے نہ رہجاوے اور اصل اُسکی یہ ہو کہ جب ایک قوم عرب مین سے ایک جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوتی تھی اُنھون نے کوچ کیا اور جو کوئی جہان اونٹ پاتا پکڑتا
اور سوار ہوتا اور وہ اونٹ اُنکے نہ تھے اُنکے باپ کے تھے اور قاضی نے کہا کہ علی یہان بمعنی مع کے ہو اور یہ ضرب المثل ہو عرب مین سبب اسکا یہ
تھا کہ ایک قوم کو عرب مین سے پیش آیا اُٹھ کھڑے رہنا اپنے موضع سے پس کوچ کیا اُنھون نے اور نہ چھوڑا پیچھے اپنے کچھ یہانتک کہ تھا ایک اونٹ اُنکے
باپ کا لے لیا اُنھون نے اُسکو بھی ساتھ اپنے پس کہا اوروں نے جاؤ علی بکرۃ ابیھم پس ہوگئی یہ مثل اُس قوم سے کہ آوین سب اگرچہ نہ ہو اُنکے
پاس اونٹ اور بکرہ کہتے ہین اونٹ جوان کو اور بعضون نے کہا کہ ایک شخص سب اپنی اولاد کو اونٹ پر لیے پھرتا تھا اُسپر یہ ضرب المثل ہوئی ت دیکھا
مین نے ہوازن کو ساتھ عورتون اپنی کے اور جانورون اپنے کے کہ جمع ہوئے ہین طرف حنین کے پس مسکرائے آنحضرت یعنے ازراہ تعجب کرنے کے
قدرت حق پر اور فرمایا کہ یہ غنیمت ہو مسلمانون کی کل کو اگر چاہے اللہ پھر فرمایا کون شخص محافظت کرے ہماری آج کی رات کہا انس بن ابی مرثد غنوی نے
امین محافظت کرونگا یا رسول اللہ فرمایا حضرت نے کہ سوار ہو پس سوار ہوئے وہ اپنے گھوڑے پر پھر فرمایا حضرت نے کہ متوجہ ہو اس راہ کو کہ پہاڑ مین ہو یہانتک
کہ ہووے تو بیچ بلندی اُس پہاڑ کے پس جبکہ صبح کی ہمنے نکلے آنحضرت طرف جگہ نماز اپنی کے یعنے جو جگہ کہ نماز کے لیے بنا رکھی تھی پس پڑھین آنحضرت نے
دو رکعتین یعنے سنت صبح کی پھر فرمایا آن حضرت نے کیا معلوم کیا تمنے اپنے سوار کو ساتھ حس کے یعنے دیکھا تمنے اُسکو یا سنی آواز اُسکی پس کہا ایک شخص نے

یا رسول اللہ نہیں پس تکبیر کہی گئی نماز فجر کی پس شروع کیا آنحضرت نے حالت نماز میں دیکھنا کنکھیوں سے طرف اس درہ پہاڑ کے یہانتک کہ جب پڑھ چکے
حضرت نماز فرمایا خوش ہو وے پس تحقیق آیا سوار تمہارا کہ نگہبانی کرتا تھا پس شروع کیا ہم نے دیکھنا درمیان درختوں کے بیچ درہ پہاڑ کے پس ناگہاں وہ سوار
آیا یہانتک کہ کھڑا ہوا روبرو پیغمبر خدا صلعم کے یعنے سوار یا اتر کر پس کہا اس سوار نے کہ تحقیق میں روانہ ہوا یہانتک کہ پہونچا میں اوپر بلندی اس درہ پہاڑ
کے جہاں کہ حکم فرمایا تھا مجھکو پیغمبر خدا صلعم نے پس جبکہ صبح کی میں نے تو آیا میں دونوں درون پہاڑ کے میں یعنے دونوں راہوں اور جوانب پہاڑ میں خوف
ایسا کہ ہو اسمیں کوئی چھپا ہوا پس نہ دیکھا میں نے کسی کو پس فرمایا انس بن ابی مرثد کو آنحضرت نے کیا اترا تھا تو آج کی رات یعنے گھوڑے سے کہا انہوں
نے نہیں اترا میں مگر نماز پڑھنے کے لیے یا استنجا کرنے کے لیے فرمایا آنحضرت نے پس نہیں تجھ پر حرج اگر نہیں کوئی عمل کرے تو بعد اس شب کے نقل کی یہ ابو داؤد نے
ف ع یعنے کوئی عمل قسم نوافل و فضائل سے اسلیے کہ عمل تیرا آج کی رات کا کافی ہے واسطے اللہ کے نزدیک ثواب و فضیلت میں غرض کہ مراد عمل سے نوافل وغیرہ
ہیں نہ فرائض کیونکہ وہ نہیں ساقط ہوتے اور بعضوں نے کہا کہ مراد عمل سے اسمیں جہاد ہے (وعن ابی ہریرۃ قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتمرات
فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فیہن بالبرکۃ فضمہن ثم دعا لی فیہن بالبرکۃ قال خذہن فاجعلہن فی مزودک کلما اردت ان تاخذ منہ شیئا فادخل فیہ
یدک فخذہ ولا تنثرہ نثرا فقد حملت من ذلک التمر کذا وکذا من وسق فی سبیل اللہ فکنا ناکل منہ ونطعم وکان لا یفارق حقوی حتی کان یوم قتل عثمان فانہ
انقطع رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا کہ لایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی ایک کھجوریں یعنے اکیس پس کہا میں نے یا رسول اللہ
دعا کیجیے انمیں ساتھ برکت کے یعنے مانگیے اللہ سے برکت انمیں واسطے میرے پس لیا آنحضرت نے انکو اپنے ہاتھ میں یا رکھا ہاتھ اپنا پھر دعا کی آنحضرت
نے میرے لیے انمیں ساتھ برکت کے یعنے ساتھ برکت کے انمیں اور کثیر ہونے کے انکے کھانے میں باوجود باقی رہنے انکے کے فرمایا کہ لے انکو پس رکھ انکو اپنے
توشہ دان میں جب چاہے تو کہ لیوے تو اسمیں سے کچھ پس داخل کر توشہ دان میں ہاتھ اپنا پس لے کھجور اسمیں سے اور نہ جھاڑ تو اسکو جھاڑنے کر کہا
ابو ہریرہ نے پس تحقیق اٹھالی میں نے ان کھجوروں میں سے اتنی اور اتنی وسق راہ خدا میں پس تھے ہم کھاتے میں اور یار میرے کھلاتے تھے انمیں سے اور تھا
اور تھا توشہ دان نہ جدا ہوتا میری کمر سے یہانتک کہ ہوا دن شہید ہونے حضرت عثمان کا پس تحقیق وہ توشہ دان کھل پڑا اور جاتا رہا ف ع اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب تفرقہ اور فساد شایع ہوتا ہے لوگوں میں تو برکت اٹھ جاتی ہے آیا ہے کہ ابو ہریرہ اس روز کہتے تھے کہ لوگوں کو ایک غم ہے اور مجھکو دو غم ایک
غم جاتی رہنے اس تھیلی کا اور ایک غم شہید ہونے شیخ عثمان کا الفصل الثالث فصل تیسری (عن ابن عباس قال تشاورت قریش لیلۃ بمکۃ
فقال بعضہم اذا اصبح فاثبتوہ بالوثاق یریدون النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقال بعضہم بل اقتلوہ وقال بعضہم بل اخرجوہ فاطلع اللہ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم
علی ذلک فبات علی علی فراش النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک اللیلۃ وخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی لحق بالغار وبات المشرکون یحرسون علیا
یحسبونہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما اصبحوا ثاروا علیہ فلما راوا علیا رد اللہ مکرہم فقالوا این صاحبک ہذا قال لا ادری فاقتصوا اثرہ فلما بلغوا الجبل
اختلط علیہم فصعدوا الجبل فمروا بالغار فراوا علی بابہ نسج العنکبوت فقالوا لو دخل ہہنا لم یکن نسج العنکبوت علی بابہ فمکث فیہ ثلث لیال رواہ احمد)
روایت ہے ابن عباس سے کہ مشورہ کیا قریش نے ایک رات مکہ میں یعنے دار الندوہ میں اور حاضر ہوا ساتھ انکے شیطان بصورت شیخ نجدی کے
پس کہا بعضوں نے انمیں سے جب صبح ہو پس باندھو اسکو ساتھ بندھن کے یعنے قید کرو اسکو مراد رکھتے تھے ساتھ دونوں ضمیروں مستتر اور بارز کے
نبی صلعم اور کہا بعضے مشرکین نے بلکہ مار ڈالو اسکو اور کہا بعضوں نے بلکہ نکالدو اسکو ف ع یعنے بوجہ اہانت کے اور خبر دی اللہ تعالی نے انکی بدخواہی
کی اس آیہ میں واذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک اور یہ ماجرا یوں ہے کہ جب مشرکوں نے سنا مسلمان ہونا انصار کا اور متابعت انکی تو ڈر گئے اور
جمع ہوئے دار الندوہ میں مشورہ کرنے کے لیے حضرت کے امر میں پس آیا انکے پاس ابلیس بصورت ایک شیخ کے اور کہا کہ میں نجد سے آیا ہوں سنا

میں نے جمع ہونا تمہارا پس چاہا میں نے کہ حاضر ہوں تمہارے پاس اور ہرگز نہ بڑھو گے تم مجھ سے عقل و خیر خواہی میں پس کہا ابو البختری نے کہ میری رائے
یہ ہے کہ قید کرو اسکو کوٹھری میں اور بند کر دو سوراخ اسکے سوائے ایک موکھے کے کہ ڈالا کرو اسمیں سے کھانا پینا اسکا یہانتک کہ مر جاوے پس کہا اس
شیخ نے کہ بری رائے ہے آوینگے تمہارے پاس وہ لوگ کہ لڑینگے تمسے اسکی قوم میں سے اور چھڑا لیجاوینگے اسکو تمہارے ہاتھ سے پھر کہا ہشام بن عمرو نے
کہ رائے میری یہ ہے کہ سوار کرو اسکو اونٹ پر اور نکال دو اسکو اپنی زمین سے پس نہیں ضرر کریگا تمکو جو کچھ کہ وہ کریگا پس کہا اس شخص نے کہ یہ بھی بری رائے
ہے خراب کریگا وہ اور قوم کو سوائے تمہارے اور فریفتہ ہونگے لوگ اسکے اور لڑیگا وہ تمسے ساتھ لیکر انکو پھر کہا ابو جہل نے کہ میری رائے یوں ہے کہ لو تم ہر قبیلہ
میں سے ایک ایک جوان اور دو تم انکو تلواریں تا ماریں سب اسکو ایک دفعہ پس پھیل جاوے خون اسکا سب قبیلوں میں یعنے سب کے ذمہ خون اسکا تا
ہو پھر بنی ہاشم سب قریش سے لڑ تو سکتے ہی نہیں ناچار دیت پر راضی ہونگے پس جب طلب کرینگے وہ دیت تو دینگے ہم دیت اسکی پس کہا اس شیخ
یعنے ابلیس نے کہ سچ کہا اس جوان نے پس متفق ہوئے لوگ اسکی رائے پر یعنے یہی بات ٹھہر گئی ترجمہ پس مطلع کیا خدا تعالی نے اپنے پیغمبر کو اس مشورہ
پر ف ع یعنے جبرئیل آئے اور یہ خبر دی حضرت کو اور حکم کیا ہجرت کا کہ سلا دیں حضرت علی کو اپنے بچھونے پر اور نکلیں ساتھ ابی بکر کے طرف غار کے
ترجمہ پس رات گذاری علی نے اوپر بچھونے نبی صلعم کے اس رات اور نکلے پیغمبر خدا صلعم یعنے ساتھ ابی بکر کے یہانتک کہ پہونچے غار ثور پر ف ع یعنے
ہجرت کر کر پہاڑ ثور کے غار میں چھپ رہے اور یہ حضرت گھر سے نکلے ہیں اور مشرک جو دروازے پر بیٹھے تھے انکے سامنے سے گذرے ہیں اور وہ مطلع
ہوئے ہیں اور حضرت نے کلام کیا ہے انسے یہ قصہ غریب اور معجزہ عجیب ہے کہ شرح عربی میں ذکر کیا ہے شیخ نے اسکو اور تاریخ مدینہ میں بیچ ذکر ہجرت کے بھی یہ
تفصیل مذکور ہے ترجمہ اور رات گذاری مشرکوں نے اس حال میں کہ نگہبانی کرتے تھے علی کی یعنے حضرت علی گھر میں تھے اور وہ باہر گھر کے تھے گمان کر
تے علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ف ع یعنے گمان انکو یہ تھا کہ آنحضرت گھر میں سوتے ہیں اور صلاح یہ ٹھہری ہوئی تھی کہ رات کو انکی نگہبانی کیجیے اور صبح
کو کام انکا تمام کیجیے اور حالانکہ وہ علی تھے اور آنحضرت انکے سامنے سے باہر نکل گئے تھے ترجمہ پس جب صبح کی تو حملہ کیا انھوں نے اسپر یعنے
اس شخص پر کہ وہ بستر پر تھا یعنے حضرت علی پر گمان آنحضرت کے پس جبکہ دیکھا علی کو یعنے جگہ حضرت کے رد کی اللہ تعالی نے بدخواہی انکی پس کہا انھوں
نے یعنے علی سے کہ کہاں گیا یہ یار تیرا یعنے آنحضرت کہا علی نے کہ نہیں جانتا میں پس چلے مشرک پیچھے حضرت کے نشان قدم پر یعنے کھوج میں لگے حضرت
کے پس جب پہونچے مشرک جبل ثور کو تو مشتبہ ہوا انپر نشان قدم پس چڑھے وہ پہاڑ پر پس گذرے غار پر کہ اوپر پہاڑ کے تھا یعنے اور گمان کیا کہ آنحضرت اسمیں
ہیں پس دیکھا انھوں نے غار کے دروازے پر جالا مکڑی کا ف ع کہ بعد اندر جانے آنحضرت کے اس غار میں مکڑی نے جالا تنا تھا اور عرض غار کے دروازے
کا مقدار ایک بالشت کے ہے اور طول اسکا مقدار ایک ہاتھ کے ترجمہ پس کہا مشرکوں نے اگر داخل ہوتے یہاں تو نہ ہوتا جالا مکڑی کا اسکے دروازے
پر پس ٹھہرے آنحضرت غار میں تین رات دن نقل کی یہ احمد نے ف ع داخل ہوئے آنحضرت غار میں تو بھیجے اللہ تعالی نے دو کبوتر پس انڈے دیئے
انھوں نے دروازے کے نیچے کی جانب میں اور بھیجی مکڑی پس جالا تنا اسنے اسپر اور روایت کیا گیا ہے کہ مشرک چڑھے اوپر غار کے ایسی جگہ کہ اگر نظر کرتے
اپنے قدموں کی طرف تو دیکھ لیتے آنحضرت اور ابوبکر کو پس ڈرے ابوبکر آنحضرت کی طرف سے پس فرمایا آنحضرت نے کیا ہے گمان تیرا ساتھ ان
دو کے کہ اللہ تیسرا انکا ہے پس اندھا کر دیا انکو اللہ تعالی نے غار کے دیکھنے سے پس شروع کیا انھوں نے پھرنا گرد اسکے پس نہ دیکھا انھوں نے حضرت
کو انتہی اور تفسیر بحر العلوم میں تحت آیۃ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا کے لکھا ہے کہ مراد صاحب سے ابوبکر صدیق ہیں کہ ساتھ آنحضرت کے نکل کر دونوں
صاحب جبل ثور کے غار میں چھپے تھے اس روز کہ کفار نے قصد قتل کرنے آن سرور کا مصمم کیا تھا اور کہا ابوبکر نے آنحضرت سے اس غار میں جس وقت
کہ کفار وہاں پہونچے کہ اگر ایک شخص مشرکوں میں سے اپنے زیر قدم نگاہ کرے تو ہمکو دیکھ لیگا آنحضرت نے فرمایا یا ابابکر ما ظنک باثنین اللہ ثالثہما اور

اسی جگہ سے ثابت ہوتا ہے کہ منکر صحابیت صدیق کا بسبب انکار نص کے کافر ہوتا ہے بخلاف اور صحابہ کے کہ منکر انکی صحابیت کا مبتدع ہو اور عائشہؓ
سے روایت کیا گیا ہے کہ والدین میرے وقت بلوغ اور عاقل ہونے سے دیندار تھے اور کوئی روز ایسا نہ گزرتا تھا کہ آنحضرت ہمارے پاس صبح و شام نہ آتے
ہوں اور جب مسلمانوں کو کفار نے ایذا پہونچائی تو آنحضرت نے فرمایا کہ دار ہجرت تمہارا مجھکو دکھا دیا ہے کہ کھجوروں والا ہے درمیان دو سنگستان کے بعد اسکے
مسلمانوں نے مدینہ کو ہجرت کی اور مہاجر حبشہ کے بھی مدینہ کو پھرے اور ابوبکر صدیق نے بھی تیاری مدینہ کے جانے کی کی حضرت نے فرمایا تامل کر اے ابی بکر میں
امیدوار ہوں کہ مجھکو بھی اذن ہجرت کا صادر ہو اس روز سے ابوبکر نے ملازمت آنحضرت کی علی الدوام اختیار کی اور دو اونٹ چار مہینے تک گھر میں
تیار رکھے پھر ایک روز ٹھیک دوپہر میں آنحضرت ابوبکر کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھکو اذن ہجرت کا ہوا ابوبکر نے ایک اونٹ آنحضرت کو دیا
اور عائشہ اور اسماء نے زاد راحلہ مہیا کیا اور شب پنجشنبہ غرہ ربیع الاول کو صدیق کے گھر سے بہ رفاقت انکے آنحضرت مکہ سے باہر نکل کر جبل ثور کے غار میں
چھپے اور اللہ تعالی کی قدرت سے اسی شب درخت کیکر کا اس غار کے منھ پر پیدا ہوا اور کبوتر وحشی نے اسکے منھ پر گھونسلا بنا کر انڈے دیے اور مکڑی
نے جالا تنا کفار اس غار کے منھ پر آکر یہ علامتیں دیکھ کر پھرے اور جس وقت کہ دونوں صاحب مکہ سے باہر نکلے ابوبکر کبھی آگے آنحضرت کے اور کبھی
پیچھے آنحضرت کے ہوتے تھے بسبب اسکے کہ کوئی کافر انکے آگے پیچھے سے نہ آ جاوے اور جب غار پر پہونچے تو آنحضرت کو وہاں کھڑا کیا اور اول آپ
غار میں جا کر صاف کر کر آنحضرت کو اندر لیگئے اور تین رات تک دونوں وہاں رہے اور اپنے دونوں اونٹوں کو حوالہ ایک شخص کے بنی الدیل میں سے
کیا بوعدہ اسکے کہ بعد تین رات کے غار کے دروازے پر حاضر کرے اور اسکو رہبر مدینہ کا باجرت مقرر کیا تھا اور ان تین شب عبد اللہ بن ابی بکر رات کے
وقت کفار کی خبریں انکو پہونچاتے تھے اور بعد تین شب کے وہاں سے اونٹ پر سوار ہو کر رہبر کو ہمراہ لیکر براہ کنارہ دریا کے متوجہ مدینہ کے ہوتے جب بنی مدلج
میں پہونچے تو سراقہ بن مالک انکے پیچھے نکلا بسبب اسکے کہ کفار مکہ نے اسکو مال بہت دینا مقرر کیا تھا اگر ان دونوں کو پاوے یا مار ڈالے غرض کہ جب
سراقہ بقصد قتل آنحضرت اور صدیق کے نکلا اور قریب انکے پہونچا تو پاؤں اسکے گھوڑے کا پھسلا اور سراقہ زمین پر گرا اور پھر سوار ہو کر درپے ہوا اور ایسا قریب
پہونچا کہ قرأت پیغمبر کی سنی اسی وقت دونوں پاؤں اسکے گھوڑے کے زانوں تک زمین میں دھسے اور سراقہ زمین پر گرا اسوقت سراقہ نے متنبہ ہو کر دہائی امان کی دی
آنحضرت اور ابوبکر کھڑے ہو گئے اور سراقہ نے ملازمت کی اور حال اپنا اور خبریں کفار کی مفصل عرض کیں اور چاہا کہ زاد راحلہ حاضر کرے قبول نہ ہوا اور یہ حکم
ہوا کہ امر ہمارا مخفی رکھنا سراقہ وہاں سے پھرا اور جو کافر راہ میں ملتا تھا اسکو پھیر دیتا تھا اور آنحضرت مدینہ میں گئے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ
لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سُمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِیْ مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْیَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ سَائِلُكُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْكُمْ قَالُوْا فُلَانٌ قَالَ كَذَبْتُمْ
بَلْ اَبُوْكُمْ فُلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ قَالَ فَهَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهٗ فِیْ اَبِیْنَا فَقَالَ لَهُمْ
مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِیْهَا یَسِیْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَا فِیْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِیْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِیْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ
اِنْ سَاَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا اَبَا الْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِیْ هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَمَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا اَنْ نَسْتَرِیْحَ مِنْكَ وَاِنْ كُنْتَ
صَادِقًا لَمْ یَضُرَّكَ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا جبکہ فتح کیا گیا خیبر بھیجی گئی رسول اللہ علیہ وسلم کے لیے بکری کہ بھنی ہوئی کہ اسمین زہر تھا
پس فرمایا آنحضرت نے کہ جمع کرو میرے لیے جو ہوں اس جگہ یہودیوں میں سے پس جمع کیا حضرت کے لیے یہود کو پس فرمایا واسطے انکے آنحضرت نے کہ
تحقیق پوچھوں میں تم سے حال ایک چیز کا یعنی یا نہیں پس آیا ہو گے تم باور کرنے والے میری خبر دینے کو اس چیز سے جس وقت کہ جھٹلاؤں میں تمکو بیچ جواب
کے کہ دوگے تم اس سوال کا جیسے کہ سابق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہا انھوں نے ہاں باور کرینگے اے ابا القاسم ف ح عادت یہود کی یہ تھی کہ اکثر آنحضرت کو سا

کنیت آنکی یہ کہ ابو القاسم ہی خطاب کرتے تھے اور محمد نہیں کہتے تھے اسلیے کہ ذکر اس نام شریف کا توریت وانجیل میں شائع اور مشہور تھا اور دلیل تھا
اوپر صحت نبوت آنکی کے ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کون ہی باپ تمھارا یعنے جد کہ جسکو پدر قبیلہ کہتے ہیں کہا یہودی نے فلانا ہی یعنے بطریق کذب کے امتحان
کے لیے کوئی اور نام غیر نام جد اپنے کے بتادیا فرمایا آنحضرت نے جھوٹ بولے تم بلکہ باپ تمھارا فلانا شخص ہے کہا یہود نے سچ کہا تُنے اور خوب کہا تُنے فرمایا
حضرت نے پس آیا اور کروگے تم میرے خبر دینے کو ایک چیز سے اگر سوال کروں میں تمسے اُس چیز سے یعنے پھر خبر دوگے مجھکو ساتھ اُسکے کہا یہودیوں نے
ہان ای ابا القاسم اور اگر جھوٹ بولیں ہم تمسے پہچان لوگے تم جھوٹ ہمارا جیسا کہ پہچان لیا تُنے اُسکو بیچ مقدمہ باپ ہمارے کے پس فرمایا اور پوچھا یہود
سے کہ کون ہی دوزخی کہا انھوں نے کہ رہیں گے ہم دوزخ میں تھوڑے سے دن یعنی جیسے کہ قرآن مجید میں اُنکا قول نقل کیا ہی لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ
پھر خلیفہ ہوگے تم ہمارے ای گروہ مسلمانوں کے دوزخ میں یعنی بعد نکلنے ہمارے کے تم داخل ہوؤگے اور ہمیشہ رہوگے اور یہ اُنکے زعم فاسد اور اعتقاد میں
بات سچی اور خبر حق تھی فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ کلام خدا کے بیچ مقدمہ آگ کے اور دور ہو تم جھوٹے ہو اپنی خبروں میں قسم ہی اللہ کی نہیں خلیفہ ہونگے ہم تمھاری
آگ میں کبھی پھر فرمایا آنحضرت نے کیا تم ہو اور کروگے میری خبر دینے ایک چیز سے اگر پوچھوں میں تمسے اُس سے پس کہا اُنھوں نے ہان ای ابا القاسم فرمایا
کیا ملایا ہی تُمنے اس بکری میں زہر کہا انھوں نے کہ ہان فرمایا آن حضرت نے کیا باعث ہوا تمکو اسپر کہا انھوں نے کہ ارادہ کیا ہمنے کہ اگر ہو تم جھوٹے تو راحت
پاویں ہم اور خلاص ہووین تمسے اور اگر تم سچے ہو تو ضرر نکریگا تمکو نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح یعنی زہر میں منتفع ہونگے ہم تمھاری ہدایت سے اور حاصل
اسکا یہ کہ چاہا تھا ہمنے امتحان کرنا یعنے بیچ باب کہ جانیں گے ہم کہ تم جھوٹے ہو تو تمھارے ہلاک ہونے سے آسائش میں ہوجائینگے اور یا یہ کہ جانیں گے ہم کہ تم
نبی ہو تو پیروی تمھاری کرینگے اور باقی شرح اسکی دوسری فصل میں بیچ حدیث جابر کے گذری ہی اب مقابلہ میں اُنکے کہ سکتے ہیں کہ زہر نے اُنکو زیان نہ
کیا اور صدق ظاہر ہوا پھر کیوں نہ ایمان لائے تھے تم (وعن عمرو بن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما الفجر وصعد علی
المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن الی
یوم القیمۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم) اور روایت ہی عمرو بن اخطب انصاری سے ف ع یہ ساتھ کنیت کے مشہور تھے کہ اُنکو زید اعرج کہتے تھے اور حضرت
کے ساتھ غزووں میں رہے ہیں چنانچہ آیا ہی کہ تیرا غزوے اُنھوں نے کیے ہیں اور آنحضرت نے اُنکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی جمال کی پس کہتے ہیں کہ کچھ
اوپر سو برس کے ہوئے تھے اور اُنکے سر اور داڑھی میں نہیں تھے سفید بال مگر چند ترجمہ کہا نماز پڑھائی ہمکو آنحضرت نے ایک روز فجر کی اور چڑھے منبر پر پس خطبہ
فرمایا ہمارے لیے یا وعظ فرمایا یہانتک کہ آگیا وقت ظہر کی نماز کا اُترے اور نماز پڑھی ظہر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ آیا وقت عصر کی نماز
کا پھر اُترے اور نماز پڑھی عصر کی پھر چڑھے منبر پر اور خطبہ فرمایا ہمارے لیے یہانتک کہ غروب ہوا آفتاب یعنے پس تمام روز خطبہ میں گذرا پس خبر دی ہمکو ساتھ اُس
چیز کے کہ وہ ہونے والی ہی قیامت تک یعنی وقایع اور حوادث اور عجایب اور غرایب قیامت تک کے مجمل یا مفصل بیان فرماتے پس اسمیں بہت سے معجزے
ہوئے کہا عمرو نے پس داناترین ہمارا یعنے اب بہت یاد رکھنے والا ہمارا ہے یعنے اُسدن ذکرہ الطیبی اور کہا سید جمال الدین نے اولی یہ ہی کہ کہا جاوے
بہت یاد رکھنے والا ہمارا اب اُس قصہ کو داناترین ہمارا ہی یعنے آپ نقل کی یہ مسلم نے (وعن معن بن عبد الرحمن قال سمعت ابی قال سالت مسروقا
من اٰذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالجن لیلۃ استمعوا القرآن فقال حدثنی ابوک یعنی عبد اللہ بن مسعود انہ قال اذنت بہم شجرۃ متفق علیہ) اور روایت ہی
معن بن عبد الرحمن تابعی سے کہ پوتے ہیں عبد اللہ بن مسعود کے کہا معن نے کہ سنا میں نے اپنے باپ سے یعنی عبد الرحمن سے کہ کہا پوچھا میں نے
مسروق سے کہ کبار تابعین سے ہیں کس نے خبر دی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے جنات کی اُس رات کو کہ سنا تھا اُنھوں نے قرآن پس کہا مسروق
نے عبد الرحمن کو کہ خبر دی مجھکو تیرے باپ نے یعنے عبد اللہ بن مسعود نے کہ اُسنے کہا خبر دی آنحضرت کو ساتھ آنے جنات کے ایک درخت نے نقل

کی بخاری اور مسلم نے ف ح یعنے ایک درخت نے خبر دی کہ یا رسول اللہ جن آئے ہیں تا ایمان لاویں اور قرآن سنیں پس آنحضرت باہر گئے اور جنون کو
دیکھا اور قرآن اُنکے آگے پڑھا (وعن انس قال کنا مع عمر بین مکۃ والمدینۃ فترائینا الہلال وکنت رجلا حدید البصر فرأیتہ ولیس احد یزعم انہ رآہ غیری
فجعلت اقول لعمر اما تراہ فجعل لا یراہ قال یقول عمر سأراہ وانا مستلق علی فراشی ثم انشأ یحدثنا عن اہل بدر قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان
یرینا مصارع اہل بدر بالامس یقول ہذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ وہذا مصرع فلان غدا ان شاء اللہ قال عمر والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی
حدہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فجعلوا فی بئر بعضہم علی بعض فانطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی انتہی الیہم فقال یا فلان بن فلان
ویا فلان بن فلان ہل وجدتم ما وعدکم اللہ ورسولہ حقا فانی قد وجدت ما وعدنی اللہ حقا فقال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجسادا لا ارواح فیہا
فقال ما انتم باسمع لما اقول منہم غیر انہم لا یستطیعون ان یردوا علی شیئا رواہ مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے ہم ہمراہ عمر بن الخطاب کے درمیان
مکہ اور مدینہ کے پس تلاش کی ہمنے ماہ نو کے دیکھنے کی اور تھا میں مرد تیز نظر پس دیکھا میں نے چاند اور تھا ایسا کہ نہیں تھا کوئی کہ کہے کہ دیکھا ہے اُسکو سوا
میرے یعنی سواے میرے کوئی نہ کہتا تھا کہ میں نے دیکھا ہے چاند پس شروع کیا میں نے کہ کہتا تھا میں عمر کو کہ کیا نہیں دیکھتے تم چاند پس وہ نہیں دیکھتے
اُسکو یعنی میں دیکھتا تھا اور ہر چند عمر کو دکھاتا تھا اُنکو نہیں نظر آتا تھا کہا انس نے کہتے تھے عمر نزدیک ہے کہ دیکھیں گے ہم اُسکو اس حال میں کہ میں لیٹا
ہونگا اپنے بچھونے پر ف ح یعنی کچھ حاجت اسکی نہیں ہے کہ میں اب دیکھوں اور تعب اور مشقت اٹھاؤں اسکے دیکھنے میں بعد ایک زمانہ کے یا بعد ایک
روز کے روشن ہوگا یا بڑا ہوگا دیکھ لونگا بے مشقت اور اس سے معلوم ہوا کہ خوض نہ کرے اُس چیز میں کہ ضروری نہ ہو اور صرف نہ کرے وقت کو مالا یعنی میں
ترجمہ پھر شروع کیا عمر نے کہ حدیث بیان کرتے تھے ہمارے آگے قصے اہل بدر کے یعنے مشرکون کے کہ جو بدر میں مارے گئے تھے کہا عمر نے کہ تحقیق آنحضرت
تھے کہ دکھاتے تھے ہمکو جگہ پڑنے اور ہلاک ہونے مشرکون کی ایک روز پہلے قضیہ کے یعنے ایک روز پہلے وقوع واقعہ کے اور مارے جانے مشرکون کے خبر دی کہ
ہر ایک ان اشقیا میں سے یہاں مارے پڑے ہونگے فرماتے تھے آنحضرت یہ جگہ مارے جانے فلانے کی ہے کل کو اگر چاہا ہے خدا نے یہ جگہ مارے جانے فلانے
کی ہے کل کو اگر چاہا خدا نے یعنے جگہ پڑنے ہر ایک کی جدا جدا متعین کردی کہا عمر نے قسم ہے اُس ذات کی کہ بھیجا آنحضرت کو ساتھ حق کے نہیں خطا اور تجاوز کی تا
جانے والوں نے اُن جگہوں سے کہ بیان کیا تھا اور معین کیا تھا اُنکو آنحضرت نے پس ڈالے گئے کنوئیں میں کہ پانی نہیں بھرا جاتا تھا اُس سے بعضے اُنکے بعض
پر پس چلے حضرت یہانتک کہ پہونچے طرف اُنکے پس فرمایا اے فلانے بیٹے فلانے کے اور اے فلانے بیٹے فلانے کے آیا حق پائی اور دیکھی تمنے وہ چیز کہ وعدہ کی
تمسے اللہ نے اور اُسکے رسول نے پس تحقیق میں نے حق پائی وہ چیز کہ وعدہ کی مجھسے پس کہا عمر نے یا رسول اللہ کس طرح کلام کرتے ہو تم بدنون سے کہ نہیں
ہیں روحیں اُنمیں پس فرمایا کہ نہیں تم زیادہ سننے والے اُنسے واسطے اُس چیز کے کہ کہتا ہوں میں یعنے یہ بہت سننے والے ہیں برابر ہیں تمہارے سننے میں یعنی
یہ سنتے ہیں یہ کلام کہ کہتا ہوں میں سواے اُسکے کہ نہیں طاقت رکھتے یہ کہ جواب دیں مجھکو کچھ نقل کی یہ مسلم نے ف ح کتاب الجہاد میں بیان اسکا ہو چکا ہے
(وعن انیسۃ بنت زید بن ارقم عن ابیہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی زید یعودہ من مرض کان بہ قال لیس علیک من مرضک باس ولکن
کیف لک اذا عمرت بعدی فعمیت قال احتسب واصبر قال اذن تدخل الجنۃ بغیر حساب قال فعمی بعد ما مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم رد اللہ علیہ
بصرہ ثم مات) اور روایت ہے انیسہ بیٹی زید بن ارقم کی سے کہ روایت کرتی ہے اپنے باپ سے یہ کہ آنحضرت تشریف لائے زید بن ارقم کے پاس اس حالت
میں کہ عیادت کرتے تھے اُنکی بسبب بیماری کے کہ تھی اُنکو فرمایا حضرت نے نہیں تجھ پر بسبب بیماری تیری کے ڈر ولیکن کیسا حال ہوگا تیرا جس وقت کہ
دراز ہوگی عمر تیری پیچھے میرے پس اندھا ہو جاویگا تو کہا زید نے طلب ثواب کی کرونگا میں اور صبر کرونگا حکم رب پر فرمایا حضرت نے اب داخل ہوگا تو
بہشت میں بے حساب کہا یعنے شخص راوی نے خواہ انیسہ ہو یا غیر اُسکے پس اندھا ہو گیا زید بعد مرنے پیغمبر صلعم کے پھر پھیر دی اللہ تعالی نے زید پر

پہنچائی اُسکی پھر مرگیا ف ع اور شاید کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ذکر کیا اُسکے لیے پھر نا بینائی اُنکی کا اسلیے کہ ہو مشقت اُسکے صبر کی بہت
اور اجر مترتب ہوگا اُسپر بہت بڑا پھر حاصل ہوئی اُنکو مدد اللہ کی بسبب صبر کے (وعن اسامۃ بن زید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
تقول علی ما لم اقل فلیتبوأ مقعدہ من النار وذلک انہ بعث رجلا فکذب علیہ فدعا علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوجد میتا وقد انشق بطنہ
ولم تقبلہ الارض رواہما البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہو اسامہ بیٹے زید کے سے کہ کہا فرمایا آنحضرت نے کہ جو جھوٹ بولے اور بنالی مجھپر یعنی قصدا وہ
بات کہ نہین کہی مین نے پس چاہیے کہ طیار کرے جگہہ اپنی آگ دوزخ سے اور یہ یعنی سبب فرمانے اس حدیث کا یہ ہو کہ آنحضرت نے بھیجا ایک شخص
کو طرف ایک قوم کے پاس یا کسی شخص کے پاس پس جھوٹ باندھا اُسنے حضرت پر یعنے اور منکشف ہوا وہ حضرت پر یا پہونچی حضرت کو خبر اُسکی پس بددعا
کی اُسپر آنحضرت نے پس پایا گیا وہ شخص مردہ اُس حال مین کہ تحقیق پھٹ گیا تھا پیٹ اُسکا اور نہ قبول کیا اُسکو زمین نے ف ع اور یہ نشان دوزخی کا ہو
یہ موید ہو قول جوینی کی کفر اکرنے والا آنحضرت پر قصدا کافر ہی ترجمہ نقل کین یہ دونون حدیثین بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ مین (وعن جابر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جاءہ رجل یستطعمہ فاطعمہ شطر وسق شعیر فما زال الرجل یاکل منہ وامرأتہ وضیفہما حتی کالہ ففنی فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال
لو لم تکلہ لاکلتم منہ ولقام لکم رواہ مسلم) اور روایت ہو جابر سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ایک شخص کہ طعام طلب کرتا تھا حضرت سے
پس دیا اُسکو آنحضرت نے آدھا وسق جو کا پس ہمیشہ رہا وہ شخص کھاتا اُسمین سے اور کھاتی بیوی اُسکی بھی اُسمین سے اور مہمان اُنکے یہانتک کہ ناپا اُس شخص
نے اُسکو کہ باقی رہا تھا کھانے سے پس تمام ہو گیا جلدی پس آیا وہ شخص آنحضرت کے پاس یعنی اور صورت حال عرض کی پس فرمایا آنحضرت نے اگر نہ ناپتا تو
اُسکو تو البتہ کھاتے رہتے تم یعنی تو اور بیوی تیری اور مہمان تیرے اُسمین سے ہمیشہ اور البتہ باقی رہتا وہ تمھارے لیے یعنی ہمیشہ نبی صلعم کی برکت سے نقل کی یہ مسلم
نے (وعن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی جنازۃ فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو علی
القبر یوصی الحافر یقول اوسع من قبل رجلیہ اوسع من قبل رأسہ فلما رجع استقبلہ داعی امرأتہ فاجاب ونحن معہ فجیء بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا
فنظرنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یلوک لقمۃ فی فیہ ثم قال اجد لحم شاۃ اخذت بغیر اذن اہلہا فارسلت المرأۃ تقول یا رسول اللہ انی ارسلت الی النقیع وہو
موضع یباع فیہ الغنم لیشتری لی شاۃ فلم توجد فارسلت الی جار لی قد اشتری شاۃ ان یرسل بہا الی بثمنہا فلم یوجد فارسلت الی امرأتہ فارسلت الی بہا
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعمی ہذا الطعام الاسری رواہ ابو داود والبیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہو عاصم بن کلیب سے کہ نقل کی اپنے
باپ سے اُسنے نقل کی ایک شخص سے انصار مین سے کہ کہا نکلے ہم ہمراہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نماز جنازے کے پس دیکھا مین نے پیغمبر
صلعم کو اس حال مین کہ وہ بیٹھے تھے پاس قبر کے کہ کھودی جاتی تھی وصیت کرتے تھے آنحضرت گورکن کو فرماتے تھے فراخ کر میت کے پانون کی طرف سے
اور فراخ کر اُسکے سر کی جانب سے پس جب پھرے آنحضرت یعنی میت کو دفن کر کر سامنے سے آیا حضرت کے دعوت کرنے والا طعام کی اُس میت کی بیوی
کی طرف سے پس قبول کی حضرت نے دعوت اُسکی اور گئے اُسکے گھر مین اور ہم ساتھ آنحضرت کے تھے یعنی ہم بھی گئے اور طفیلی آنحضرت کے ہوئے تھے
یا آنحضرت کی دعوت مع جماعت کے کی تھی پس لایا گیا طعام پس رکھا آنحضرت نے دست مبارک اپنا یعنی اُس طعام مین کھانے کے لیے پھر رکھے قوم نے
ہاتھ اپنے پس کھایا قوم نے طعام ف ع ظاہر اس حدیث سے اعتراض وارد ہوتا ہو اُن روایتون پر کہ بیان کی ہین علما مذہب ہمارے کی کہ مکروہ ہو
کھلانا طعام کا پہلے دن یعنی جسدن میت مرا ہو یا تیسرے دن یا بعد ہفتہ کے کما فی البزازیہ اور خلاصہ مین ذکر کیا گیا ہو کہ نہین مباح ہو کرنا ضیافت کا تیسرے
دن اور کہا زیلعی نے کہ نہین مضائقہ ہو بیٹھنے کا مصیبت کے لیے تین دن تک بغیر مرتکب ہونے ممنوع چیزون کے کہ وہ بچھانا بچھونے کا ہو اور کرنا
کھانے کا اہل بیت کی طرف سے اور کہا ابن ہمام نے کہ مکروہ ہو کرنا ضیافت کا اہل میت کی طرف سے اور سبھون نے علت یہ بیان کی ہو کہ طعام

مشروع ہی سرور مین نہ شرور مین کہا ابن ہمام نے اور وہ ضیافت بدعت بدہی روایت کیا ابن احمد اور ابن ماجہ نے ساتھ اسناد صحیح کے جریر بن عبد اللہ سے
کہ کہا گنتے تھے ہم جمع ہونے کو اہل میت کے پاس اور کھانا کرنے اُنکے کو نیاحت سے انتہی پس لائق ہی یہ کہ مقید کیا جاوے کلام فقہا کا ساتھ نوع خاص کے کہ وہ
ایسا جمع ہونا ہی کہ موجب ہو میت کے گھر والوں کی حیا کو تکلف کرنے کا ناچار ناداری سے جیسا کہ کھلاویں انکو جبرا یا حمل کیا جاوے کلام فقہا کا اوپر ہونے بعضے وارثوں کے
صغیر سن یا غائب یا نہ پہچانی جاوے رضا اُسکی یا ہو طعام مال میت سے پہلے تقسیم اُسکی کے نہ طعام شخص معین کا کہ کرے اپنے مال مین سے اور مانند اُنکے اور ایسی صورتون
پر حمل کرنا چاہیے کہ ان صورتون مین مکروہ ہو گا طعام میت اور اسپر حمل کیا جاوے قول قاضی خان کا کہ مکروہ ہی کرنا ضیافت کا ایام مصیبت مین اسلیے کہ وہ ایام مصیبت کے ہین پس نہین
لائق ہی ان ایام مین وہ چیز کرنی کہ ہو واسطے سرور کے اور اگر کرے کھانا فقرا کے لیے تو اچھا ہی اور اسپر وصیت کرنی ساتھ کرنے کھانے کے بعد موت میت کے
تا کہ کھلاویں لوگوں کو تین دن تک پس باطل ہی بموجب صحیح تر روایت کے اور بعضوں نے کہا جائز ہی یہ تہائی مال مین سے اور یہ ظاہر تر ہی انتہی کہتا ہی مولف
اس کتاب کا کہ ملا علی قاری کی تحقیق سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ مطلق طعام میت کی اجازت اُنھون نے دے دی ہی بلکہ اگر ان اقسام مین غور کرین تو یہان کے رواج
مرسومہ ان اقسام سے خالی نہین پاوینگے کہین ایک قسم پائی جاتی ہی کہین کئی اور اگر تامل کرین تو اس حدیث مین کھانا کھلانا وہ ہی کہ جو قاضی خان نے لکھا ہی کہ
اگر کرے کھانا فقرا کے لیے تو اچھا ہی پس ظاہرا حضرت کو بطور ہدیہ کے اور آپ کے ہمراہیون کو بطور صدقہ کے اکتساب ثواب کے لیے کھلایا ہو اور علاوہ ایسا بھی
فقہا لکھتے ہین کہ جو لوگ تجہیز و تکفین و تدفین میت مین مشغول ہون انکو کھانا اس طعام کا جائز ہی پس یہ سب صاحب جو میت کو دفن کر کے پھرے انکو کھلایا پس
فقہا جو طعام مصیبت کو مکروہ لکھتے ہین اس سے خود اُنھون نے اسکو مستثنیٰ کر لیا ہی پس حدیث مین اور فقہ کی روایتون مین کچھ تعارض نہ رہا واللہ اعلم بالصواب
ترجمہ پس دیکھا ہمنے طرف آنحضرت کے کہ چباتے ہین لقمہ کو اور پھیرتے ہین اسکو اپنے دہن مبارک مین اور نگلتے نہین پھر فرمایا آنحضرت نے کہ پاتا ہون مین
اس گوشت کو گوشت ایسی بکری کا کہ لے گئی ہی بے اجازت اور بے رضا مالک اُسکی کے پس بھیجا اس عورت نے کسی کو آنحضرت کے پاس درحالیکہ
کہتی تھی یا رسول اللہ تحقیق مین نے بھیجا تھا خادم کو طرف نقیع کے اور نقیع ایک موضع ہی کہ بکی جاتی ہین اسمین بکریان ف ع یہ تفسیر مدرج ہی بعض روایت سے اور
نقیع نون سے ایک موضع ہی جانب وادی عقیق کے قریب بیس کوس کے ہی مدینہ سے غیر بقیع کے ساتھ ب کے کہ مقبرہ مدینہ کا وہان ہی ترجمہ تا کہ خرید کیجاوے
میرے لیے ایک بکری پس نہ پائی گئی بکری پس بھیجا مین نے کسی کو پاس ہمسایہ اپنے کے کہ تحقیق خرید کی تھی اُسنے ایک بکری کہ بھیجے اُس بکری خرید کی ہوئی کو
ساتھ مول اُسکے کے کہ جس مول کو لی تھی پس نہ پایا گیا ہمسایہ پس بھیجا مین نے ہمسایہ کی بیوی کے پاس پس بھیجدی اُسنے طرف میرے وہ بکری ف ع پس ظاہر
یہ کہ خریدنا اُسکا درست نہ ہوا اسلیے کہ اذن اُسکے ہمسایہ کا اور رضا اُسکی صریح نہ تھی اور یہ قریب بیع فضولی کے ہی کہ موقوف ہوتی ہی اوپر اجازت مالک اُسکے کے
اور بہر تقدیر اسمین شبہہ قوی تھا ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کہ کھلاوے یہ طعام قیدیون کو ف ع اسری جمع اسیر کی ہی یعنی بندی کے اور غالب یہ ہی کہ وہ فقیر
ہونگے اور کہا طیبی نے کہ وہ کافر تھے اور یہ اسلیے فرمایا کہ جب نہ پایا گیا مالک بکری کا تا کہ اجازت لین اور بخشوا وین اس سے اور طعام بگڑا جاتا تھا اور انکو کھلانا بھی
ضرور تھا پس حکم فرمایا اُنکے کھلا دینے کا انتہی اور لازم آئی اس عورت پر قیمت بکری کی بسبب تلف کرنے اُسکے کے اور واقع ہوا یہ تصدق اُس عورت کی طرف سے
ترجمہ نقل کی یہ ابو داود نے اور بیہقی نے دلائل النبوت مین (وعن حزام بن ہشام عن ابیہ عن جدہ حبیش بن خالد وہو اخ ام معبد ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حین اخرج من مکۃ خرج مہاجرا الی المدینۃ ہو وابو بکر ومولی ابی بکر عامر بن فہیرۃ ودلیلہما عبد اللہ اللیثی مروا علی خیمتی ام معبد فسئلوہا لحما وتمرا لیشتروا منہا
فلم یصیبوا عندہا شیئا من ذلک وکان القوم مرملین مسنتین فنظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی شاۃ فی کسر الخیمۃ فقال ما ہذہ الشاۃ یا ام معبد قالت
شاۃ خلفہا الجہد عن الغنم قال ہل بہا من لبن قالت ہی اجہد من ذلک قال اتاذنین لی ان احلبہا قالت بابی انت وامی ان رایت بہا حلبا فاحلبہا
فدعا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمسح بیدہ ضرعہا وسمی اللہ تعالی ودعا لہا فی شاتہا فتفاجت علیہ ودرت واجترت فدعا باناء یربض الرہط فحلب

فیہ بثجاً حتی علاہ البہاء ثم سقاہا حتی رویت وسقی اصحابہ حتی رووا ثم شرب آخرہم ثم حلب فیہ ثانیا بعد بدء حتی ملأ الاناء ثم غادرہ عندہا وبایعہا وارتحلوا
عنہا رواہ فی شرح السنۃ وابن عبد البر فی الاستیعاب وابن الجوزی فی کتاب الوفاء وفی الحدیث قصۃ) اور روایت ہے حزام بن ہشام سے کہ اُنھنے
نقل کی اپنے باپ سے یعنی ہشام سے انھنے نقل کی ہے حزام کے دادا سے کہ نام اُنکا حبیش بن خالد ہے اور حبیش بھائی ہے ام معبد کا تحقیق کہ نام اُسکا عاتکہ بنت
خالد خزاعیہ ہے اور وہ ایک عورت تھی کہ آنحضرت اثنائے ہجرت میں اُسکے خیمہ میں تشریف لائے اور وہ اسلام لائی اور تھی وہ قوی تکیہ لگا کر بیٹھی خیمہ کے صحن میں
اور کھانا پانی دیتی فقرا اور مساکین کو ترجمہ روایت کرتا ہے حبیش یہ کہ آنحضرت جسوقت کہ حکم کیے گئے نکلنے کا مکہ سے نکلے ہجرت کرنے والے مکہ سے طرف
مدینہ کے آنحضرت اور ابوبکر اور غلام آزاد ابی بکر کا عامر بن فہیرہ اور رہبر آنحضرت اور ابی بکر کا عبداللہ لیثی کہ اُسکو ہمراہ لیا تھا راہ بتانے کے واسطے یہ چاروں
تن راہ مدینہ میں چلے جاتے تھے کہ گذرے اوپر دو خیموں ام معبد کے کہ اُس جنگل میں رہتی تھی پس طلب کیا گوشت اور خرما تاکہ خریدیں اُس سے پس نہ پایا اُسکے
پاس کچھ اُنمیں سے یعنی گوشت اور تمر ذکر کیے گئے میں سے اور تھے لوگ بے زاد یعنی توشہ تمام ہو گیا تھا پس دیکھا آنحضرت نے طرف ایک بکری کے کہ خیمہ کے ایک
جانب میں تھی پس فرمایا آنحضرت نے کہ کیا حال ہے اس بکری کا اے ام معبد کہا ام معبد نے کہ پیچھے رکھا ہے اسکو تھکا دینے نے ریوڑ کے ساتھ جانے سے یعنی
بسبب ناتوانی اور دبلاپے کے ہمراہ بکریوں کے جنگل میں چرنے کو نہیں جا سکتی فرمایا آنحضرت نے کیا ہے اسکے کچھ دودھ کہا ام معبد نے کہ یہ بکری بہت
گرفتار مشقت اور دور تر اس سے ہے کہ ہو اسکے دودھ یعنی بالکل اسمیں دودھ نہیں فرمایا آنحضرت نے کیا اذن دیتی ہو تو مجھکو یہ کہ دودھ دوہوں میں اسکا
کہا ام معبد نے کہ باپ اور ماں میرے فدا آپ کے ہوں اگر دیکھیں آپ اسمیں دودھ تو دودھ لیں یعنی دودھ اسمیں ہے نہیں کیا دودھ نکلیگا آپ اسکو
پس طلب کیا بکری کو آنحضرت نے اور ہاتھ پھیرا اُسکے تھنوں پر اور بسم اللہ کہی اور دعا کی ام معبد کے لیے بکری کے حق میں پس پاؤں کھولے بکری نے
دودھ دوہانے کے لیے سامنے حضرت کے جیسا کہ عادت دودھ کے جانور کی ہے کہ وقت دوہنے کے دونوں پاؤں کھول دیتا ہے اور دودھ دیا اور جگالی کرنے
لگی پس منگوایا حضرت نے ایسا باسن کہ سیراب کرے ایک گروہ کو پھر دوہا بیچ اس برتن کے دودھ خوب بہتا ہوا یہانتک کہ اوپر آگئی اسکے جھاگ دودھ کی پھر
پلایا اُسکو ام معبد کے تئیں یہانتک کہ سیراب ہوئی اور پلایا ساتھ والوں اپنے کو یہانتک کہ سیراب ہو گئے پھر پیا حضرت نے بعد سب کے یعنی بموجب حدیث
ساقی القوم آخرہم شربا کے پھر دوہا اُسمیں دوسری بار بعد پہلی بار کے یہانتک کہ بھرا باسن پھر باقی چھوڑا دودھ ام معبد کے پاس یعنی تاکہ دکھا دے وہ اپنے خاوند
کو معجزہ حضرت کا اور بیعت لی آنحضرت نے ام معبد سے اسلام پر اور کوچ کیا ام معبد کے پاس سے نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں اور ابن عبد البر نے استیعاب
میں اور ابن جوزی نے کتاب الوفا میں اور حدیث میں قصہ طویل ہے فی اور وہ یہ ہے کہ جب آنحضرت نے کوچ کیا ابو معبد خاوند ام معبد کا آیا اور گھر میں دودھ
دیکھا کہا یہ کیا ہے اور کہاں سے آیا پس ذکر کیں ام معبد نے صفتیں اور شمائل آنحضرت کے خوب فصیح عبارت سے پس کہا ابو معبد نے کہ یہ نہو گا مگر صاحب
قریش کا کہ سنی ہیں میں نے صفتیں اسکی مکہ میں واللہ بلاشبہہ قصد رکھتا ہوں میں کہ پاؤں میں صحبت اسکی اگر اسکی راہ پاؤں اور آیا ہے کہ جب آنحضرت
ہجرت کر کر نکلے اور اہل مکہ نے نہ جانا کہ کہاں اور کس طرف گئے تو ایک جن پہاڑ ابو قبیس پر آیا اور کئی ایک بیتیں پڑھیں لوگ آواز سنتے تھے اور کسی
کو دیکھتے نہ تھے انمیں سے دو بیتیں یہ ہیں قطعہ جزی اللہ رب الناس خیر جزاءہ رفیقین حلا خیمتی ام معبد ہما نزلا بالبر واغتدیا بہ فقد فاز من
امسی رفیق محمد باب الکرامات باب ہے بیچ بیان کرامتوں کے کرامات جمع کرامت کی ہے اور وہ اسم اکرام و تکریم سے ہے اور کرامت کہتے ہیں
فعل خارق عادت کو کہ نہ مقرون ہو ساتھ دعوی نبوت اور مقابلہ کفار کے اور اقرار کیا ہے کرامت کا اہل سنت نے اور انکار کیا ہے اُسکا معتزلہ نے اور اہل حق
اتفاق رکھتے ہیں اوپر جائز ہونے وقوع کرامت کے اولیا سے اور ولی وہ شخص ہے کہ عارف ہو ذات اور صفات حق کا بقدر طاقت بشری کے اور مداوم
ہو اوپر کرنے طاعت کے اور ترک کرنے منہیات کے بغیر منہمک ہو لذات و شہوات میں اور کامل ہو تقوی اور اتباع میں سبب فنا و بقا اسکے اور

دلیل اوپر واقع ہونے کرامت کے کتاب و سنت اور تواتر اخبار ہے صحابہ سے اور اُنسے کہ بعد اُنکے ہیں یعنی تواتر معنوی اس طرح کا کہ قدر مشترک ہیں درمیان اُسکے وقت انصاف اور ترک عناد کے مجال شبہہ اور انکار کی نہیں ہے خصوصاً بعضے اکابر مشائخ طریقت سے مانند حضرت سید عبد القادر جیلانی وغیرہ رحمہم اللہ کی کرامات ایسی حد کثرت کو پہونچی ہے کہ ان گنت ہیں چنانچہ بعضے مشائخ اہل زمانہ اُنکے سے منقول ہے کہ کرامتیں آپ کی مانند رشتہ مروارید کے تھیں کہ پے در پے صادر ہوتی تھیں کبھی نہیں ظاہر ہوتیں بغیر اُنسے اور معتزلہ اور بعضے اتباع اُنکے منکر ہوئے ہیں کرامت کے اور بعضوں نے کہا کہ صادر نہیں ہوتی کرامت ولی سے بقصد و اختیار بلکہ بے قصد و اختیار ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ کرامت جنس معجزہ سے نہیں ہوتی ہے مانند زندہ کرنا مردہ کا اور جوش مارنا پانی کا انگلیوں سے اور مانند اُنکے کے اور حق یہ ہے کہ جائز ہے واقع ہونا کرامت کا بقصد و اختیار اور بے قصد و اختیار جنس معجزہ اور غیر معجزہ سے اور تمام کلام اثبات کرامت میں مع دلائل اور دفع شبہات مخالفوں کے علم کلام کی کتابوں میں مذکور ہے والہادی الی الایمان بعد العیان الفصل الاول فصل پہلی (عن انس ان اسيد بن حضير وعباد بن بشر تحدثا عند النبي صلى الله عليه وسلم في حاجة لهما حتى ذهب من الليل ساعة في ليلة شديدة الظلمة ثم خرجا من عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ينقلبان وبيد كل واحد منهما عصية فاضاءت عصا احدهما لهما حتى مشيا في ضوئها حتى اذا افترقت بهما الطريق اضاءت للآخر عصاه فمشى كل واحد منهما في ضوء عصاه حتى بلغ اهله رواه البخاري) روایت ہے انس سے یہ کہ اسید بن حضیر اور عباد بن بشر کہ دونوں صحابی جلیل القدر ہیں باتیں کر رہے تھے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ کسی حاجت کے کہ تھی اُن دونوں کی یہانتک کہ گئی رات میں سے ایک ساعت طویلہ یعنی بڑی رات جاتی رہی باتیں کرنے میں بیچ رات نہایت اندھیری کے پھر باہر کو نکلے وہ دونوں آنحضرت کے پاس سے اس حال میں کہ پھرتے وہ طرف گھر اپنے کے اور بیچ ہاتھ ہر ایک کے اُنمیں سے لاٹھیاں تھیں پس روشن ہوئی لاٹھی ایک کی اُن دونوں میں سے واسطے دونوں کے یہانتک کہ چلے دونوں بیچ روشنی اُس لاٹھی کے یہانتک کہ جب جدا ہوئی راہ دونوں کی یعنی ایسی جگہ پہونچے کہ وہاں سے ہر ایک کے گھر کو راہ جدی جاتی تھی روشن ہوئی دوسرے کے لیے بھی لاٹھی اُسکی پس چلا ہر ایک اُن دونوں میں سے بیچ روشنی لاٹھی اپنی کے یہانتک کہ پہونچا ہر ایک اپنے اہل میں نقل کی یہ بخاری نے ف ع اور روایت بخاری کی میں یوں آیا ہے کہ باہر نکلے وہ دونوں صحابی آنحضرت کے پاس سے اندھیری رات میں اس حال میں کہ اُنکے ساتھ مانند دو چراغوں کے تھے روشن اور جب جدا ہوئے ساتھ ہر ایک کے ایک ایک چراغ جدا ہوا یہانتک کہ آیا ہر ایک اہل خانہ اپنے میں (وعن جابر قال لما حضر احد دعاني ابي من الليل فقال ما اراني الا مقتولا في اول من يقتل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم واني لا اترك بعدي اعز علي منك غير نفس رسول الله صلى الله عليه وسلم وان علي دينا فاقض واستوص باخواتك خيرا فاصبحنا فكان اول قتيل ودفنت معه آخر في قبر رواه البخاري) اور روایت ہے جابر سے کہا جب پیش آئی جنگ احد بلایا مجھکو میرے باپ نے بعض رات میں پس کہا نہیں گمان کرتا اپنے تئیں مگر مارا گیا بیچ اول اُن لوگوں کے کہ مارے جاوینگے آنحضرت کے یاروں میں سے اور تحقیق میں نہیں چھوڑتا پیچھے اپنے کسی کو کہ عزیز زیادہ ہو میرے نزدیک تجھسے سوائے ذات مبارک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ سب سے زیادہ عزیز ہیں اور محبوب میرے نزدیک حتی کہ میری جان سے بھی اور تحقیق مجھپر ہے قرض پس ادا کر یعنی جلدی سے اور قبول کر وصیت میری اپنی بہنوں کے حق میں کہ اُنسے نیکی کرنا اور تھیں وہ نو بہنیں پس صبح کی ہمنے پس ہوا وہ اول قتل کیا گیا اُس غزوے میں اور دفن کیا میں نے اُسکو ساتھ ایک اور شخص کے ایک قبر میں نقل کی یہ بخاری نے ف ع بموجب حکم آنحضرت کے کہ حکم دیدیا تھا شہدا کے حق میں کہ دو دو کو ایک قبر میں دفن کریں اور وہ شخص دوسرے عمرو بن الجموح تھے یار دلدار اُنکے اور بہنوئی اُنکے اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ درصورت ضرورت کے جائز ہے دفن کرنا دو کا ایک قبر میں (وعن عبد الرحمن ابن ابي بكر قال ان اصحاب الصفة كانوا اناسا فقراء وان النبي صلى الله عليه وسلم قال من كان عنده طعام اثنين فليذهب بثالث ومن كان عنده طعام اربعة فليذهب بخامس او سادس وان ابا بكر جاء بثلثة وانطلق النبي صلى الله عليه وسلم بعشرة وان ابا بكر تعشى عند النبي صلى الله عليه وسلم ثم لبث حتى صليت العشاء ثم رجع فلبث حتى تعشى النبي صلى الله عليه وسلم فجاء بعد ما مضى من الليل ما شاء الله قالت له امراته ما حبسك عن اضيافك قال اوما عشيتهم قالت ابوا حتى تجيء فغضب وقال والله لا اطعمه ابدا فحلفت المراة ان لا تطعمه وحلف الاضياف ان لا

لا یطعموہ فقال ابو بکر کان ہذا من الشیطان فدعا بالطعام فاکل واکلوا فجعلوا لا یرفعون لقمۃ الا ربت من اسفلہا اکثر منہا فقال یا اخت بنی فراس ما ہذا
قالت وقرۃ عینی انہا الآن لاکثر منہا قبل ذلک بثلث مرار فاکلوا وبعث بہا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر انہ اکل منہا متفق علیہ وذکر حدیث عبد
اللہ بن مسعود کنا نسمع تسبیح الطعام فی المعجزات) اور روایت ہے عبد الرحمن ابن ابی بکر سے کہ کہا تحقیق اصحاب صفہ تھے فقیر لوگ ف ع صفہ ایک جگہ تھی
بنی ہوئی مسجد سے کہ وہاں کتنے ایک فقیر صحابہ میں سے شب باش رہتے تھے پس اسی کی طرف منسوب ہو گئے اور کوئی شخص جب مدینہ میں آتا اگر اسکا کوئی جان
پہچان ہوتا تو اسکے پاس اترتا ورنہ اترتا وہ صفہ میں اور انکو اضیاف المسلمین کہتے تھے گھر اور اہل وعیال اور مال ومنال کچھ نہ رکھتے تھے اور تھے مشاہیر انکے
ابو ذر غفاری عمار بن یاسر سلمان فارسی صہیب بلال ابو ہریرہ خباب بن ارت حذیفہ بن الیمان ابو سعید خدری بشیر بن الخصاصیہ ابو مویہبہ مولی آنحضرت کے
وغیرہم ترجمہ اور تحقیق آنحضرت نے فرمایا یعنی ایکدن کہ جس شخص کے پاس ہو طعام دو شخصوں کا یعنی اسکے عیال میں سے پس چاہیے کہ لیجاوے تیسرے
شخص کو یعنی ان اصحاب صفہ میں سے اور جسکے پاس ہو طعام چار شخصوں کا پس چاہیے کہ لیجاوے پانچویں کو یعنی اگر نہ ہو اسکے پاس اسقدر کہ قوت ہو
اس سے زیادہ کا بلکہ انہیں کی قدر ہو یا لیجاوے چھٹے کو ف ع یعنی اگر ہو اسکے پاس قوت چھ کا پس لفظ او تنویع کے لیے ہے یا شک کے لیے اور احتمال ہے کہ ہو شک
کے لیے یا بمعنی بل کے ہو واسطے مبالغہ کے در باب ضیافت کے بنا بر اسکے کہ مقتضا اسکا کہ جسکے پاس طعام دو کا ہو تو تیسرے کو لیجاوے یہ ہے کہ جسکے پاس طعام چار
کا ہو تو لیجاوے دو کو بلکہ روایت کیا ہے احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے جابر سے بطریق مرفوع کے کہ طعام ایک کا کفایت کرتا ہے دو کو اور طعام دو کا کفایت
کرتا ہے چار کو اور طعام چار کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو اور طعام چھ کا کفایت کرتا ہے آٹھ کو ترجمہ اور تحقیق ابو بکر لائے تین شخصوں کو اور لے گئے آنحضرت دس شخصوں کو اور
ابو بکر صدیق نے کھایا طعام شب کا نزدیک آنحضرت کے پھر ٹھہرے رہے ابو بکر آنحضرت کے پاس یعنی بعد کھانے کے یہانتک کہ پڑھی گئی نماز عشاء کی پھر پھرے
ابو بکر طرف گھر آنحضرت کے پس ٹھہرے رہے یہانتک کہ کھایا رات کا کھانا آنحضرت نے ف ع یعنی تنہا اور یا مہمانوں کے اور یہ تکرار واسطے شروع کرنے
قصہ کے ہے سر سے اور یہ بھی ہے کہ اول جملہ میں بیان ابو بکر کے کھانا کھانے کا ہے اور دوسرے میں کھانا کھانا پیغمبر خدا صلعم کا اور اس عرصہ میں اہل وعیال ابو بکر
صدیق کے اور مہمان سب منتظر رہے ترجمہ پس آئے ابو بکر صدیق گھر میں بعد گذرنے رات کے اسقدر کہ چاہا اللہ تعالی نے کہا حضرت ابو بکر سے انکی بیوی نے کہ کس
چیز نے باز رکھا تجھکو تیرے مہمانوں سے یعنی کیوں تاخیر کی تو نے کہ مہمانوں نے انتظار تیرا کیا کہا ابو بکر نے کیا نہیں طعام کھلایا تو نے مہمانوں کو کہا حضرت
ابو بکر کی بیوی نے کہ انکار کیا انھوں نے کھانے سے یہانتک کہ آؤ تم یعنی اور شریک ہو انکے ساتھ کھانے میں پس غصہ ہوئے ابو بکر یعنی اپنے اہل پر گمان اسکے
کہ انھوں نے قصور کیا الحاح ومبالغہ میں اور کہا قسم ہے خدا کی نہ کھاؤنگا میں اس طعام کو ہرگز پس قسم کھائی ابو بکر کی بیوی نے یہ کہ نہ کھاویگی وہ اسکو یعنی طعام
کو یعنی ہرگز چنانچہ کہ ایک نسخہ میں ہے لفظ ابدا کا اور قسم کھائی مہمانوں نے یہ کہ نہیں کھانے کے اسکو اکیلے یا بلا اتفاق کہا ابو بکر نے کہ ہے یہ غصہ میرا اور قسم کھانی
شیطان سے یعنی اسکے اغوا سے پس اسی وقت غصہ سے باز آئے اور استغفار کی پس منگایا ابو بکر نے طعام اور کھایا انھوں نے اور انکے اہل وعیال اور مہمانوں
نے ف ع اگر کوئی کہے کہ حضرت ابو بکر نے خلاف قسم کے کیوں کیا تو جواب اسکا یہ ہے کہ اس سبب سے انھوں نے خلاف قسم کے کیا کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جو
کوئی قسم کھاوے ایک امر پر اور دیکھے غیر اسکا بہتر تو چاہیے کہ کرے وہ امر اور کفارہ دے قسم کا ترجمہ پس ہوتے حضرت ابو بکر اور انکے مہمان کہ نہ اٹھاتے
تھے لقمہ یعنی رکابی سے مونہوں کی طرف مگر کہ بڑھ جاتا تھا طعام اس لقمے کے نیچے سے یعنی اس جگہ سے کہ لیا جاتا تھا نوالہ وہاں سے زیادہ اس نوالہ سے پس کہا
ابو بکر نے اپنی بیوی سے اے بہن بنی فراس کی کیا ہے یہ امر عجیب یعنی بڑھنا طعام کا ف ع لفظ فراس ساتھ زیر ف کے اور سین مہملہ کے نام ایک قبیلہ کا ہے اور حضرت
ابو بکر کی بیوی کہ نام ام رومان تھا اس قبیلہ میں کی تھیں ترجمہ کہا ابو بکر کی بیوی نے قسم اپنی ٹھنڈک آنکھ کی ف ع مراد اس سے ابو بکر صدیق ہیں اور بعضے
کہتے ہیں کہ آنحضرت مراد ہیں اور قرۃ العین عبارت خوشی اور دیکھنے محبوب کے سے ہے اسلیے کہ یا تو قر سے ہے ساتھ پیش قاف کے بمعنی خنکی کے یا قرار سے ساتھ زبر قاف

سے یعنی قرات کے اور آنکھ دیکھنے محبوب کے سے ٹھنڈک ہوتی ہے اور برقرار کرو ایسی باتیں نہیں دیکھیں ترجمہ تحقیق یہ پیالہ جیسے کھانا کہ پیالہ میں تھا اب سے پہلے زیادہ ہے
اُس سے کہ پہلے اسکے تھا پس کھایا سبھوں نے اور بھیجا ابوبکر نے اسکو پاس آنحضرت کے پس روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے کھایا اس طعام میں سے نقل کی بخاری
اور مسلم نے اور ذکر کی گئی حدیث جابر عبداللہ بن مسعود کی کہ ابتدا اسکی یہ ہے کنا نسمع تسبیح الطعام باب المعجزات میں الفصل الثانی فصل دوسری (عن عائشۃ
قالت لما مات النجاشی کنا نتحدث انہ لا یزال یری علی قبرہ نور رواہ ابوداؤد) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ کہا جب مرا نجاشی تھے ہم آپس میں باتیں کرتے اور کہتے
کہ تحقیق ہمیشہ دیکھا جاتا ہے انکی قبر پر نور نقل کی یہ ابوداؤد نے ف ش ع ح یعنی حبشہ میں اور معنی یہ ہیں کہ یہ امر مشہور تھا درمیان ہمارے اور ذکر کیا جاتا تھا
آپس میں کہ دیکھتے تھے ہم میں سے نور قبر انکی کا اور نہیں مقصود ہے متفق ہونا ہمارا اتفاق پر پس یہ قریب متواتر کے ہے اور نجاشی ساتھ تشدید یا کے اور جیم کی آخر میں
بادشاہ حبشہ کا تھا پہلے دین نصرانیت پر تھا پھر آنحضرت پر ایمان لایا اور حبشہ میں مرا اور حضرت نے مدینہ میں غائبانہ انکے جنازہ پر نماز پڑھی اور ظاہر یہ ہے کہ
مراد نور سے نور محسوس ہے مانند نور چراغ یا چاند اور آفتاب کے اور ہو سکتا ہے کہ عبارت ہو نور ایمانیت اور تازگی سے کہ پاتے تھے اپنے دلوں میں انکی قبر کی زیارت سے واللہ
اعلم (وعنہا قالت لما ارادوا غسل النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا لا ندری انجرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ثیابہ کما نجرد موتانا ام نغسلہ وعلیہ ثیابہ
فلما اختلفوا القی اللہ علیہم النوم حتی ما منہم رجل الا وذقنہ فی صدرہ ثم کلمہم مکلم من ناحیۃ البیت لا یدرون من ہو اغسلوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ ثیابہ
فقاموا فغسلوہ وعلیہ قمیصہ یصبون الماء فوق القمیص ویدلکونہ بالقمیص رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے اسی عائشہؓ سے کہ کہا جب چاہا اصحاب نے
یا اہل بیت نے غسل دینا نبی صلعم کا بعد از وفات کے کہا نہیں جانتے ہم کہ آیا ننگا کریں آنحضرت کو انکے کپڑوں سے جیسے اور ڈھانکا دین شرع کا اور کپڑے سے جیسے کہ
کرتے ہیں اپنے موتیٰ کے لیے یا غسل دیویں ہم انکو اس حال میں کہ ہوں انکے بدن مبارک پر کپڑے انکے ف ح اور معنی یہ ہیں کہ پس اختیار کیا بعضوں نے برہنہ کرنا بہ قیاس اور لوگوں
کے اور بعضوں نے نہ برہنہ کرنا بسبب خصوصیت کے ترجمہ پس جب اختلاف کیا صحابہ نے تو ڈالی یعنی مسلط کی اللہ تعالی نے ان پر نیند یہاں تک کہ نہ تھا ان میں سے کوئی
شخص مگر کہ ٹھوڑی اسکی سینہ پر تھی یعنی سو گئے تھے پھر کلام کیا انسے کلام کرنے والے نے یعنی خضر نے گھر کے کونہ میں سے اس حال میں کہ نہیں جانتے تھے وہ کہ کون ہے یہ کلام
کرنے والا کہ نہلاؤ آنحضرت کو اس حال میں کہ ہوں اوپر کپڑے انکے پس کھڑے ہوئے صحابہ اور غسل دیا آنحضرت کو اس حال میں کہ اوپر قمیص انکا تھا اور ڈالتے تھے پانی قمیص
اور ملتے تھے آنحضرت کے بدن کو ساتھ کرتے کے ف ح اور نقل کیا ہے نووی سے کہ صواب یہ ہے کہ وہ کپڑا کہ غسل دیا تھا اسمیں اسکو اتار ڈالا وقت کفن دینے کے اور یہ جو روایت
کیا ہے کہ نہیں اتارا اور کفن کے نیچے رہنے دیا ضعیف ہے صحیح نہیں ہے ولیکن بیہقی نے ساتھ اسکے ترجمہ نقل کی یہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابن المنکدر ان سفینۃ مولی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخطا الجیش بارض الروم او اسر فانطلق ہاربا یلتمس الجیش فاذا ہو بالاسد فقال یا ابا الحارث انا مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان من امری کیت وکیت فاقبل الاسد لہ بصبصۃ حتی قام الی جنبہ کلما سمع صوتا اہوی الیہ ثم اقبل یمشی الی جنبہ حتی بلغ الجیش ثم رجع الاسد رواہ
فی شرح السنۃ) اور روایت ہے ابن منکدر سے یہ کہ سفینہ غلام آزاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھول گیا رستہ لشکر کا زمین روم میں یا قیدی کیا گیا ف ح
یہ شک راوی ہے اور سفینہ کے نام میں اختلاف ہے اور یہ لقب انکا ہے اور وجہ اس لقب کی یہ ہے کہ وہ ایک سفر میں آنحضرت کی خدمت میں تھے اور بوجھ اٹھائے ہوئے
تھے اور جو کوئی تھک جاتا بوجھ اپنا ان پر ڈال دیتا اور وہ سبھوں کا بوجھ اٹھائے جاتا تھا جب آنحضرت نے اسکو دیکھا تو فرمایا انت السفینۃ یعنی تو کشتی ہے پس اسی لقب سے وہ مشہور رہا
اور جو کوئی اس سے اصل نام اسکا پوچھتا تو کہتا کہ نام میرا وہی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے رکھا ترجمہ پس چلے بھاگ کر کافروں کے ہاتھ سے اس حال میں کہ ڈھونڈتے تھے
لشکر کو پس ناگہان ملے وہ ایک بڑے شیر سے پس کہا اے ابو الحارث کہ یہ کنیت شیر کی ہے میں ہوں مولی رسول خدا کا تھا امر میرے سے ایسا اور ایسا یعنی سارا قصہ اپنی راہ
بھولنے یا بندی میں پکڑے جانے اور بھاگ آنے کا شیر سے کہا پس پیش آیا شیر واسطے انکے دم ہلاتا ہوا اور چاپلوسی کرتا ہوا یہاں تک کہ کھڑا ہوا شیر سفینہ کے پہلو میں جب سنتا تھا
کوئی آواز خوفناک قصد کرتا طرف اسکے یعنی تاکہ دفع کرے اسکو پھر متوجہ ہوتا اور آتا درحالیکہ چلتا سفینہ کے پہلو میں یعنی جیسا کہ عادت ہے جبروں کی ہے کہ نہر داری کرتے چلتے ہیں یہانتک کہ پہنچا ف ح

شدید لشکاؤں میں پھر پھر گیا شہر نقل کی یہ بغوی نے شرح السنۃ میں (وعن ابی الجوزاء قال قحط اہل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃ فقالت انظروا
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطرا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت
من الشحم فسمی عام الفتق رواہ الدارمی) اور روایت ہے ابی الجوزاء سے کہ تابعی مشہور ہے اور نام اسکا اوس بن عبد اللہ ازدی ہے کہا ڈالے گئے اہل مدینہ قحط
شدید میں پس شکایت کی طرف عائشہ کے یعنی یاد کریں اور کچھ تدبیر بتاویں پس کہا عائشہ نے دیکھو تم آنحضرت کی قبر کو پس کرو آنحضرت کی قبر شریف سے
کئی روشن دان طرف آسمان کے یہانتک کہ نہو درمیان قبر کے اور درمیان آسمان کے چھت ف ح ع یعنی اٹھا دو قبر اور آسمان کے درمیان میں سے
حجاب لفظ کوی ساتھ زبر کاف کے اور پیش سے بھی آیا ہے جمع کوہ کی ساتھ زبر کاف اور پیش اسکے کے اور تخفیف واؤ کے بیچ مفرد اور جمع کے روزن گھر کا
اور معنی یہ ہیں کہ کردو مقابلہ قبر شریف کے حضرت کے حجرے کی چھت میں کئی سوراخ اور کہا بعضوں نے بیچ سبب کھول دینے قبر شریف کے یہ کہ آسمان نے
جب دیکھی قبر آنحضرت کی بہنے لگی نالی بسبب رونے آسمان کے فرمایا اللہ تعالی نے فما بکت علیہم السماء والارض بیچ بیان حال کفار کے پس ہوتا ہے اور اسکا فائدہ
اسکے نسبت برابر ہے یعنی انکے لیے رونا ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ طلب شفاعت کی ہے قبر شریف سے اسلیے کہ آنحضرت کی حیات میں استسقا کرتے تھے ذات شریف
اور جب ذات شریف پردہ میں ہوئی تو حکم کیا عائشہ نے کہ کھولی جاوے قبر شریف تا منہ ہے گویا ظاہر میں استسقا کیا قبر شریف اور حقیقت میں استسقا اور استشفاع
ہے آپکی ذات شریف سے اور کھولنا قبر کا مبالغہ ہے اسمیں ترجمہ میں کیا لوگوں نے جو کچھ کہ کہا تھا عائشہ نے پس برسا مینہ یہانتک کہ پیدا ہوئی
گھاس اور فربہ ہوگئے اونٹ یہانتک کہ پھول گئیں کوکھیں انکی چربی سے بسبب کثرت چربی کے پس نام رکھا گیا اس سال کا سال فتق نقل کی یہ دارمی نے ف ح
یعنی سال فراخی کا کہ باعث ہوا فتق کا اور فتق کے معنی ہیں پھول جانا اور بعضوں نے کہا پھٹ جانا اور بعضوں نے کہا پھیل جانا یعنی چونکہ فراخی بہت ہوئی اور
ہر طرح کھایا پیا سبب کثرت چربی اور گوشت کے پھول گئیں کوکھیں انکی یا پھٹ گئے بدن یا پھیل گئے اور شفاعت ڈھونڈنا عائشہ کا اور ظاہر ہونا اسکے اثر کا کرامت
عائشہ کی اور حقیقت میں معجزہ ہے حضرت کا اسلیے کہ کرامتیں سب اولیا کی معجزے ہیں پیغمبر کے (وعن سعید بن عبد العزیز قال لما کان ایام الحرۃ لم یؤذن فی مسجد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثا ولم یقم ولم یبرح سعید بن المسیب المسجد وکان لا یعرف وقت الصلوۃ الا بہمہمۃ یسمعہا من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الدارمی) اور روایت ہے سعید
بن عبد العزیز سے کہ تبع تابعین ہے نہایت فقیہ اور صحیح روایت کرنیوالا احادیث کا اور کہا جبکہ ہوا واقعہ حرہ کا ف لفظ حرہ ساتھ فتح ح مہملہ اور تشدید راء کے نام ہے ایک زمین کا باہر
مدینہ کے کہ اسمیں کالے پتھر بہت ہیں اسمیں واقع ہوا یہ واقعہ کہ یزید بن معاویہ نے جو لشکر بھیجا مدینہ پر وہ جانب حرہ سے مدینہ پر چڑھ آیا اور خراب کیا اسکو اور برائی اس قضیہ کی حد سے
زیادہ ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی اور اسکی برائیوں میں سے ایک برائی یہ ہے ترجمہ کہ نہیں اذان دی گئی آنحضرت کی مسجد میں تین روز اور نہ تکبیر کہی گئی اور نہ کوئی مسجد میں
آسکتا تھا نماز کے لیے اور مسجد سے باہر نہیں نکلا سعید بن مسیب ف ع کہ کبار تابعین سے تھے بڑے فقیہ اور محدث و زاہد و عابد و پرہیزگار اور چالیس حج کیے تھے انہوں
نے اور وفات پائی سن ترانوے میں ترجمہ اور تھے سعید بن مسیب یعنی اسوقت شدید میں کہ نہیں پہچانتے تھے وقت نماز کا مگر بسبب آواز خفی کے کہ سنتے تھے اسکو حجرہ
کے اندر سے کہ قبر شریف آنحضرت کی وہاں تھی نقل کی یہ دارمی نے (وعن ابی خلدۃ قال قلت لابی العالیۃ سمع انس من النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال خدمہ
عشر سنین ودعا لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان لہ بستان یحمل فی کل سنۃ الفاکہۃ مرتین وکان فیہا ریحان یجیء منہ ریح المسک رواہ الترمذی وقال ہذا
حدیث حسن غریب) اور روایت ہے ابی خلدہ تابعی سے کہ کہا کہا میں نے واسطے ابی العالیہ کے کہ کبار تابعین سے ہے کہ کیا سنی ہیں انس نے حدیثیں آنحضرت
کی ف ع یعنی بلا واسطہ کہ روایت کرتا ہے یا اسکے لیے مراسیل ہیں صحابہ سے باوجودیکہ وہ بھی حجت ہیں اتفاقا گویا بعد وفات آنحضرت صحابہ کے رد کیا بعضوں
نے انکے حق میں ترجمہ کہا ابو العالیہ نے کہ خدمت کی انس نے آنحضرت کی دس برس یعنی اور عمر اسکی دس برس کی تھی جب حاضر ہوئے تھے اور بعضوں نے
کہا آٹھ برس کے اور دعا کی انکے لیے آنحضرت نے ف ع یعنی واسطے برکت کے انکی عمر میں اور مال میں اور اولاد میں پس جیا ایک سو تین برس کی عمر ہوئی

اور اولاد سو نفر تھے انمیں سے مرد اور ستائیس عورتیں اور برکت اموال کی یہ تھی ترجمہ اور تھا انس کے لیے باغ کہ لاتا میوہ ہر برس دو بار اور تھی اس حدیقہ
یعنی باغ میں پھول کہ آتی تھی انمیں سے بو مشک کی ف ع حاصل جواب یہ کہ جسکو ایسا رتبہ اور صحبت ہو حضرت سے اور زمانہ دراز تک آپ کی ملازمت اور خدمت
میں رہا ہو وہ کیونکر نہ جیے گا اور نہ روایت کریگا حضرت سے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے الفصل الثالث فصل تیسری
(عن عروة بن الزبير ان سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل خاصمته اروى بنت اوس الى مروان بن الحكم وادعت انه اخذ شيئا من ارضها فقال سعيد انا كنت
آخذ من ارضها شيئا بعد الذي سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما ذا سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال سمعت رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقول من اخذ شبرا من الارض ظلما طوقه الله الى سبع ارضين فقال له مروان لا اسألك بينة بعد هذا فقال سعيد اللهم ان كانت كاذبة فاعم
بصرها واقتلها في ارضها قال فما ماتت حتى ذهب بصرها وبينا هي تمشي في ارضها اذ وقعت في حفرة فماتت متفق عليه وفي رواية لمسلم عن محمد بن زيد بن عبد الله
بن عمر بمعناه وانه رآها عمياء تلتمس الجدر تقول اصابتني دعوة سعيد وانها مرت على بئر في الدار التي خاصمته فيها فوقعت فيها فكانت قبرها) روایت ہے عروہ
بن زبیر بن العوام سے کہ کبار تابعین سے ہے اور زبیر والد اُنکے عشرہ مبشرہ سے ہیں یہ کہ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل جھگڑی اُنسے اروی بیٹی اوس کی طرف مروان
کے ف نفیل ساتھ پیش نون کے اور زبر ف اور جزم یا کے اور سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ سے ہیں بہنوئی حضرت عمرؓ کے اور تھے وہ مستجاب الدعوات اور اروی
ساتھ زبر ہمزہ اور جزم را کے اور زبر واو کے جامع الاصول میں کہا ہے نہیں جانتا ہوں کہ وہ صحابیہ ہے یا تابعیہ پس عروہ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن زید سے جھگڑی
اروی اور لے گئی اُنکو مروان اُنکے پاس کہ حاکم مدینہ کا تھا معاویہ کی طرف سے ترجمہ اور دعوی کیا اروی نے کہ سعید بن زید نے لے لی ہے یعنی ازراہ ظلم کے کچھ زمین اُسکی
سے پس کہا سعید نے یعنی بطریق استبعاد و استغراب کے کہ بھلا میں لونگا زمین اُسکی سے کچھ بعد اُسکے کہ سنا میں نے پیغمبر خدا صلعم سے کہا مروان نے کہ کیا سنا تو نے
پیغمبر خدا صلعم سے کہا سعید نے کہ سنا میں نے پیغمبر سے فرماتے جو شخص کہ لیوے ایک بالشت کسی کی زمین سے ازراہ ظلم کے کر ڈالیگا اللہ تعالی اُس بالشت بھر زمین
کو طوق اُسکا سات زمینوں تک پس کہا مروان نے کہ نہیں طلب کرتا میں تجھسے گواہ یعنی دلیل بعد اسکے ف ع یعنی بعد لانے تیرے کے اس حدیث کو اور
معنی یہ ہیں کہ سچا جانتا ہوں میں تجھکو باطن اور یقین کر تو غیر ظالم ہے یا نہیں شک کرتا میں بیچ نقل کرنے تیرے کے حدیث کو اور نہیں محتاج ہوں میں اور روایت
کا اسلیے کہ تو بہتر ہووے راویوں کے یا زیادہ ہے اور ذکر کیا کرمانی نے کہ سعید نے چھوڑ دی وہ زمین کہ دعوی کیا تھا اس عورت نے اُسکا جیسا کہ شاہد ہے
اُسکی نقل عروہ کی ترجمہ پس کہا سعید نے خداوندا اگر ہے یہ عورت جھوٹی تو اندھی کر بینائی اُسکی اور مار اُسکو اُسکی زمین میں ف ح کہ دعوی کرتی ہے اُسکا اور ایک
روایت میں آیا ہے واجعل قبرها في بيرها یعنی کر قبر اُسکی اُسکے گھر میں ترجمہ کہا عروہ نے پس نہ مری وہ عورت یہانتک کہ جاتی رہی بینائی اُسکی اور جس
وقت کہ وہ عورت چلتی تھی اُس زمین اپنی میں ناگہاں گری وہ بیچ ایک گڑھے کے پس مر گئی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت
میں محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر تابعی سے معنی اس حدیث کے آئے ہیں اور یہ آیا ہے کہ محمد بن زید نے دیکھا اُس عورت کو اندھی ٹٹولتی ہوئی دیوار یعنی راہ چلنے
میں دیوار کے سہارے سے چلتی تھی کہتی تھی وہ عورت کہ پہونچی مجھکو بد دعا سعید بن زید کی کہ میرے اندھے ہونے کے لیے کی تھی اور تحقیق وہ گذری
اوپر ایک کنوئیں کے بیچ گھر کے گڑھے پر کہ اس گھر میں تھا کہ جھگڑی تھی وہ سعید بن زید سے اُسکے مقدمہ میں پس گری وہ اُسمیں پس ہوا وہ کنواں
قبر اُسکی یعنی اُسکے لیے جدا قبر نہ بنائی گئی اُسمیں پڑی رہی (وعن ابن عمر ان عمر بعث جيشا وامر عليهم رجلا يدعى سارية فبينما عمر يخطب فجعل
يصيح يا ساري الجبل فقدم رسول من الجيش فقال يا امير المؤمنين لقينا عدونا فهزمونا فاذا بصائح يصيح يا ساري الجبل فاسندنا ظهورنا الى الجبل
فهزمهم الله تعالى رواه البيهقي في دلائل النبوة) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ عمرؓ نے بھیجا ایک لشکر یعنی طرف نہاوند کے اور امیر کیا اُس
لشکر پر ایک شخص کو کہ نام لیا جاتا تھا اُسکا ساریہ پس اُس وقت کہ عمرؓ خطبہ پڑھتے تھے بیچ مسجد مدینہ میں روبرو اکابر صحابہ اور تابعین کے کہ ناگہاں

حضرت عثمان اور حضرت علی تھے پس شروع کیا چلانا اور کہتا ہے ساریہ لازم کر پہاڑ کو اور پناہ پکڑ ساتھ اسکے یعنے کر پہاڑ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پس تعجب
کیا لوگون نے پس آیا قاصد لشکر سے اور کہا اے امیر المومنین ملے ہمسے دشمن ہمارے یعنی اور غالب ہوئے وہ ہم پر پس شکست دی ہمکو پس ناگہان
ایک چلانے والا چلاتا تھا اور کہتا تھا اے ساریہ لازم کر پہاڑ کو پس لگائین ہمنے پیٹھین اپنی طرف پہاڑ کے پس شکست دی انکو خداے تعالی نے فرع اسمین
کئی کرامتین ہوئین حضرت عمر کی ایک تو نظر آنا اس معرکہ کا مدینہ سے اور دوسرے پہونچنا آنکی آواز کا اور سننا ہر ایک کا انہین سے اسکو اور تیسرے فتحیاب ہونا انکا انکی
برکت سے ترجمہ نقل کی بیہقی نے دلائل النبوۃ مین (وعن نبیہۃ بن وہب ان کعبا دخل علی عائشۃ فذکروا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کعب
ما من یوم یطلع الا نزل سبعون الفا من الملائکۃ حتی یحفوا بالقبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضربون باجنحتہم ویصلون علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حتی اذا امسوا عرجوا وہبط مثلہم فصنعوا مثل ذلک حتی اذا انشقت عنہ الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکۃ یزفونہ رواہ الدارمی) اور روایت ہے
نبیہہ بیٹے وہب کے سے ضبط کیا شارح نے لفظ نبیہہ ساتھ پیش نون اور زبر بے اور جزم ی کے پھر ہ ہو پھر ت مولف نے اسیطرح ضبط کیا ہے اور مشکوۃ کے
اکثر نسخون مین بھی اسی طرح ہے اور اسماء الرجال کی کتابون مین اور ایک مشکوۃ کے نسخے مین نبیہ بدون ت کے ہے اور یہی ظاہر ہے اور بعضون نے کہا یہی
یہی صواب ہے پس منبہ روایت کرتا ہے کہ کعب احبار کبار تابعین سے ہین اور پایا انھون نے زمانہ آنحضرت کا لیکن دیکھا نہین آپ کو اور مسلمان ہوئے
حضرت عمر کے زمانہ مین داخل ہوئے حضرت عائشہؓ کے پاس پس ذکر کیا اہل مجلس نے پیغمبر خدا صلعم کا یعنی ذکر کین بعضی صفتین آپ کی یا قصہ آپ کی وفات
کا پس کہا کعب نے یعنے انکی کتابون سے دیکھکر یا سنکر اگلے لوگون سے یا از راہ کشف کے اور یہی مناسب ہے واسطے اسکے کہ ہو کرامت انکی کہ نہین کوئی
دن کہ ظاہر ہو فجر اسکی مگر کہ اترتے ہین ستر ہزار فرشتے یہانتک کہ گھیر لیتے ہین آنحضرت کی قبر شریف کو مارتے ہین بازو اپنے یعنے اڑنے کے لیے گرد قبر کے
یا اوپر اسکے بتلاش برکت اور قرب اور نور اسکے کے اور درود بھیجتے ہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر یہانتک کہ جب شام کرتے ہین چڑھ جاتے ہین
آسمان پر اور اترتے ہین آسمان سے مانند انکے یعنے ستر ہزار اور فرشتے پس کرتے ہین وہ بھی مانند اس چیز کے کہ کرتے ہین فرشتے روز کے گھیر لیتے ہین قبر کو
اور بازو مارتے ہین اور درود بھیجتے ہین آپ پر یہانتک کہ جب پھٹیگی آنحضرت سے زمین یعنے وقت پھکنے دوسری نفخہ کے اٹھینگے آپ قبر شریف سے نکلینگے
بیچ ستر ہزار فرشتون کے اس حال مین کہ لیجاوینگے فرشتے محبوب کو طرف حبیب کے یعنی آنحضرت کو طرف اللہ تعالی کے نقل کی یہ دارمی نے باب
اکثر نسخون مین اسی طرح ہے باب مطلق بے ترجمہ کے اور بعضے نسخون مین باب وفات النبی صلعم اور یہ اولی اور اظہر ہے اسلیے کہ عادت مولف کی یہ ہے کہ
لکھتا ہے مطلق باب واسطے ذکر کرنے لواحق اور متمات پہلے باب کے اور یہان ایسا نہین ہے بلکہ ذکر کیا ہے احوال جو متعلق ہے آنحضرت کی وفات سے پس
مناسب ہے ترجمہ کرنا ساتھ اسکے اور یہ بھی ہے کہ بعد اس باب کے ایک باب لایا ہے بے ترجمہ کے متعلق ساتھ وفات کے پس ظاہر یہ ہے کہ یہ باب مترجم ہو ساتھ
وفات نبی صلعم کے اور باب آیندہ غیر مترجم ہو بیچ لواحق اور متمات اسکے کے جاننا چاہیے کہ ابتدا آنحضرت صلعم کے مرض کی یہ تھی کہ [illegible] ہوا اور درد سر
آخر شہر صفر مین کہ ایک شب یا دو شب اسمین سے باقی رہی تھین اور بعضون نے کہا کہ ابتدا مرض اول ربیع الاول مین تھی اور ابن جوزی نے کتاب
الوفا مین کہا کہ ابتدا مرض صفر کے مہینے مین تھی کہ دس راتین اسکی باقی رہین تھین اور وفات آپ کی بارھوین ربیع الاول مین ہوئی اور سلیمان تیمی
نے کہ ایک شخص ثقات مین سے ہے جزم کیا اسکا کہ ابتدا مرض بدھ کے دن تھی بائیسوین صفر کو اور وفات پیر کے دن دوسری ربیع الاول مین واللہ
اعلم اور اس قول کو ترجیح دی ہے علما نے اس سبب سے کہ وفات فاطمہ زہرا کی تیسری رمضان مین ہے اور اتفاق رکھتے ہین علما اسپر کہ وفات
انکی چھ مہینے بعد آنحضرت کے ہوئی ہے پس شدت سے ہوا درد سر اور تپ کہ حضرت ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلتے تھے بستر پر اور فرماتے
تھے کہ نہین ہے کوئی کہ سخت تر ہو بیماری اسکی ہم سے کہ گروہ انبیا ہین اور بلاشبہہ ثواب بھی زیادہ ہے ہمارے لیے پس بیمار رہے آنحضرت بارہ دن یا

اٹھارہ دن بنا بر اختلاف کے بیچ زمانہ ابتدا مرض کے اور آزاد کیئے آنحضرت نے اپنی بیماری میں چالیس بردے اور نماز ادا کرتے تھے اصحاب کے
ساتھ مدت مرض میں سوائے تین روز کے اور بعضوں نے کہا سترہ نمازیں نہیں پڑھائیں ابو بکر کو فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھا اور نکلے آنحضرت ایک روز طرف
مسجد کے اور نماز ادا کی اور کہا اے گروہ مسلمانوں کے تمکو رخصت کرتا ہوں میں اور خدا تعالی کی پناہ میں سونپتا ہوں خدا خلیفہ یعنی کارساز میرا ہے تم پر پس میری
طرف سے تمکو یہ نصیحت ہے کہ تقوی کرنا اور نگاہ رکھنا طاعت اسکی اسلیئے کہ میں چھوڑتا ہوں دنیا کو اور جدا ہوتا ہوں تمسے اور کتنی ہی روایتوں میں آیا ہے
کہ امام ابو بکر تھے ابن عباس سے منقول ہے کہ کہا نماز نہیں پڑھی آنحضرت نے پیچھے کسی کے اپنی امت میں سے سوائے ابو بکر کے اور سوائے عبد الرحمن بن عوف
کے کہ سفر میں انکے پیچھے ایک رکعت پڑھی اور ان چیزوں میں سے کہ واقع ہوئیں مرض الموت میں آنحضرت کے یہ تھا کہ بہت ہوا درد اور نکار روز پنجشنبہ کے پس
چاہا کہ ایک کتاب یعنی وصیت نامہ لکھیں پس کہا عبد الرحمن بن عوف کو کہ لا شانہ بکری کا یعنی ہڈی اسکے شانہ کی کہ چوڑی ہوتی ہے یا تختہ کہ لکھوں ابو بکر کے لیئے
ایک کتاب پس چاہا کہ اٹھیں اور ادا دین فرمایا حاجت نہیں ہے خدا اور مومن نہیں اختلاف کرینگے ابو بکر کے حق میں یعنی بالاجماع سب اتفاق کرینگے انکی خلافت پر
اور منقول ہے کہ عباس نے کہا علی کو کہ میں پہچانتا ہوں چہرے عبد المطلب کے بیٹوں کے وقت موت کے اور ڈرتا ہوں میں کہ نہ اٹھیں آنحضرت اس درد سے چاہو
طلب کرنے یہ امر یعنی خلافت حضرت علی نے کہا آیا جانتا ہے تو کہ اگر طلب کروں میں اور نہ دیویں حضرت پھر کبھی دینگے لوگ مجھکو یعنی ہرگز نہیں دینگے میں ہرگز نہیں طلب کرتا اور یہ بھی
واقع ہوا حضرت کے مرض میں کہ آنحضرت کے پاس ساتھ دینار تھے پس خیرات کیئے وہ تاکہ کچھ باقی نہ چھوڑیں اور اکثر وصیت آنحضرت کی مرض الموت میں
رعایت نماز اور احسان کرنے کی تھی غلام اور لونڈیوں پر اور میرک حیات الحیوان میں واقدی سے لایا ہے کہ جب شک واقع ہوا آنحضرت صلعم کی موت
میں تو رکھا اسماء عمیس کی بیٹی نے ہاتھ اپنا درمیان دونوں مونڈھوں آنحضرت کے پھر کہا کہ وفات پائی رسول خدا صلعم نے اور اٹھائی گئی مہر نبوت آپکے
مونڈھوں میں سے اور روایت کرتی ہیں ام سلمہ کہ رکھا میں نے ہاتھ اپنا آنحضرت صلعم کے سینہ پر اس روز کہ وفات پائی پس گذرے مجھ پر کئی جمعے کہ طعام
کھاتی تھی میں اور ہاتھ دھوتی تھی اور نہیں جاتی تھی میرے ہاتھ سے بو مشک کی اور شواہد النبوۃ میں لایا ہے کہ پوچھا لوگوں نے حضرت علی سے کہ کیونکر آپکا اسقدر
حافظہ اور فہم ہوا کہا جب غسل دیا گیا آنحضرت کو جمع ہوا پانی آپکی پلکوں میں پس اٹھا لیا میں نے اپنی زبان سے اسکو اور پی گیا میں پس جانتا ہوں میں
قوت حافظہ اپنے کی اس سے اور کفن دیا گیا آنحضرت صلعم کو تین کپڑوں سحولی میں کہ نہیں تھا انمیں قمیص اور عمامہ اور مختلف آئی ہیں روایتیں
آنحضرت کی کفن میں اور صحیح یہی ہے کہ عائشہ سے آئی ہے لیکن اختلاف کیا ہے بیچ تفسیر قول عائشہ کے کہ کہا نہ تھا انمیں قمیص اور عمامہ بعضوں نے کہا کہ اور بھی
کہ تین کپڑے تھے سوائے قمیص کے اور عمامہ کے کہ مجموع پانچ ہوئے اور کہا ہے علما نے کہ صحیح یہ ہے کہ معنی اس عبارت کے یہ ہیں کہ قمیص اور عمامہ آنحضرت کے کفن میں
نہ تھا نووی نے کہا کہ جمہور علما اسپر ہیں اسی سبب سے کہتے ہیں کہ زیادہ تین سے مکروہ ہیں اور شافعی کے نزدیک جائز غیر مستحب ہے مردوں کے لیئے اور عورتوں کے لیئے
موکد ہے کہ پانچ چاہیں اور حنفیہ کے نزدیک کفن کے تین کپڑے ہیں ازار اور قمیص اور لفافہ اور تحقیق اسکی فقہ کی کتابوں میں ہے اور نماز ادا کی آنحضرت پر تنہا تنہا
اور امامت نہیں کی کسی نے جماعت جماعت آتی تھی اور نماز پڑھتی تھی اور جب آنحضرت کو دفن کرنے لگے تو شقران کہ غلام آزاد آنحضرت کا تھا اسنے چادر آپکے
نیچے بچھا دی تھی اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ بعد آپکے کوئی اسکو اوڑھے لیکن صحابہ کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی اور نکال ڈالی پس اسلیئے علما اتفاق رکھتے
ہیں کہ مکروہ ہے بچھانا چادر وغیرہ کا نیچے مردہ کی قبر میں اور حضرت کی قبر کے منہ پر نو اینٹیں کچی کھڑی کی گئیں یعنی منہ بند کرنے کے لیئے اور حضرت کی قبر مسنم بنائی گئی
یعنی بطور کوہان اونٹ کے اور سنگریزے بچھا لیئے گئے اسپر اور چھڑکا گیا اسپر پانی اور مسنم بنانا قبر کا مستحب ہے اور یہی مذہب ہے چاروں اماموں وغیرہم کا اور وفات
ہوئی آنحضرت کی پیر کے دن اور دفن کیئے گئے بدھ کی شب میں اور بعضوں نے کہا منگل کے دن بعد ڈھلنے آفتاب کے اور اول صحیح ہے اور باقی احوال رسالہ ما ثبت
بالسنہ میں میں نے لکھا ہے

الفصل الاول فصل پہلی

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ

بن عمیر وابن ام مکتوم فجعلا یقرئاننا القرآن ثم جاء عمار وبلال وسعد ثم جاء عمر بن الخطاب فی عشرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما رایت اہل المدینۃ فرحوا بشیء فرحہم بہ حتی رایت الولائد والصبیان یقولون ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد جاء فما جاء حتی قرأت سبح اسم ربک الاعلی فی سور مثلہا من المفصل رواہ البخاری) روایت ہے براء بن عازب سے کہ مشاہیر انصار سے ہیں کہا اول ان شخصوں کے کہ آئے ہمپر یعنے انصار پر آنحضرت کے اصحاب میں سے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم تھے ف ح اور روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت نے انصار کی التماس سے بعضے اپنے اصحاب کو ہجرت سے پہلے مدینہ کو بھیجا بعضی مصلحتوں کے لیے اور تاکہ سکھاویں قرآن شریف اور احکام دین پس سب سے پہلے ان دونوں صحابیوں جلیل القدر کو بھیجا تھا پس شروع کیا انہوں نے کہ پڑھاتے تھے ہم کو قرآن پھر آئے عمار بن یاسر اور بلال بن رباح اور سعد بن ابی وقاص پھر آئے عمر بن الخطاب بیچ بیس شخصوں کے آنحضرت کے صحابیوں میں سے بعد ازاں رونق افزا ہوئے آنحضرت صلعم یعنے ساتھ ابوبکر صدیق کے پس نہیں دیکھا میں نے اہل مدینہ کو کہ خوش ہوئے ہوں ساتھ کسی چیز کے یعنے دنیا میں مانند خوش ہونے انکے کے بسبب آنے آنحضرت کے مدینہ میں یہانتک کہ دیکھا میں نے لڑکیوں اور لڑکوں کو کہتے تھے بیچ کمال خوشی سے کہ یہ رسول خدا کے ہیں تحقیق آئے پس نہیں آئے یہانتک کہ سیکھی میں نے سورہ سبح اسم ربک الاعلی یعنی یہ سورت آنحضرت کے آنے سے پہلے سیکھ لی تھی میں نے بیچ جملہ اور سورتوں کے پاس ساتھ اور سورتوں کے کہ مانند اسکے ہیں یعنی مقدار میں مفصل سے یعنی اوساط مفصل سے نقل کی یہ بخاری نے ف ع یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ سبح اسم ربک نازل ہوئی ہے مکہ میں اور اشکال اسپر یہ وارد ہوتا ہے کہ آیۃ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی اتری ہے زکوۃ فطر میں اور واجب ہونا صدقہ فطر کا اور نماز عید کا دوسرے سنہ میں ہوا ہے پس احتمال ہے یہ کہ ہو یہ سورۃ مکی سوائے ان دونوں آیتوں کے کہ یہ مدنی ہوں اور صحیح تر یہ ہے کہ ساری سورۃ مکی ہے کچھ بیان کیا آنحضرت نے کہ مراد آیۃ قد افلح من تزکی وذکر اسم ربہ فصلی سے زکوۃ فطر اور نماز عید ہے پس نہیں ہے آیۃ میں مگر رغبت دلانی زکوۃ وصلوۃ میں بغیر بیان مراد کے پس بیان کیا اسکو سنت نے بعد اسکے کذا ذکرہ بعض المحققین واللہ اعلم (وعن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر فقال ان عبدا خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ من زہرۃ الدنیا ما شاء وبین ما عندہ فاختار ما عندہ فبکی ابو بکر قال فدیناک بآبائنا وامہاتنا فعجبنا لہ فقال الناس انظروا الی ہذا الشیخ یخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن عبد خیرہ اللہ بین ان یؤتیہ من زہرۃ الدنیا وبین ما عندہ وہو یقول فدیناک بآبائنا وامہاتنا فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو المخیر وکان ابو بکر اعلمنا متفق علیہ) اور روایت ہے ابی سعید خدری سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے منبر پر ف یعنے مرض الموت میں جیسا کہ ایک روایت میں آیا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تھا یہ پانچ رات پہلے وفات سے پس فرمایا کہ تحقیق ایک بندہ کو اختیار دیا اللہ تعالی نے درمیان اسکے کہ دے اسکو تازگی نعمت دنیا سے مقدار اس چیز کے کہ چاہے اللہ تعالی یا چاہے وہ بندہ اور درمیان اس چیز کے کہ نزدیک خدا کے ہے یعنے ثواب آخرت پس اختیار کیا اس بندہ نے اس چیز کو کہ نزدیک خدا کے ہے یعنے ثواب آخرت اسلیئے کہ وہ بہتر اور پائندہ تر ہے پس روئے ابوبکر ف ع یعنے بسبب کمال فہم و ادراک کے پہچان لیا انہوں نے مفارقت کرنا آنحضرت کا دنیا سے بقرینہ مرض کے یا اسلیے کہ اختیار کرنا اس چیز کا کہ اللہ کے پاس ہے اور ترک کرنا تازگی و نعمت دنیا کا بحسب ظاہر کے مقدمات مراتب اولیا سے ہے اور وہ جانتے تھے کہ یہ دنیا کی نعمتیں مناسب نہیں ہیں مقام سید الانبیا کے پس انتقال کیا انکے ذہن نے طرف اسکے کہ معنی اسکے بطریق اشارہ کے اختیار کرنا موت اور ملاقات اللہ تعالی کا اور ترک کرنا حیوۃ اور بقا کا ہے کہا ابوبکر نے یعنی خطاب کر کر آنحضرت کو کہ قربان ہوں ہم تم پر ساتھ ماں باپ اپنے کے یعنے اگر نفع دے قربان ہونا کہا راوی نے پس تعجب کیا ہم نے واسطے ابی بکر کے ف ع کہ کیوں قربانی کرتے ہیں حالانکہ یہاں کوئی باعث نہیں ہے کہ مقتضی ہو اسکو اور نہیں تھا یہ مگر بسبب نہ سمجھنے انکے کے اس چیز کو کہ سمجھے ابوبکر ارشاد سے پس کہا لوگوں نے یعنی بعضوں نے کہ دیکھو طرف اس بڈھے کے یعنی باوجود بڈھاپے کے کہ مقتضی ہے انکے وقار اور زیادتی عقل و فہم کا خبر دیتے ہیں پیغمبر خدا

مصلحت حال ایک بندے کے ہے کہ اختیار دیا اسکو اللہ تعالی نے درمیان اسکے کہ دیوے اسکو نازو نعمت دنیا سے اور درمیان اسکے کہ جو نزدیک اسکے اور وہ
بوڑھا کہتا ہی کہ قربان ہون ہم تم پر سے ساتھ باپون اور ماؤن کے پس تھے آنحضرت وہی اختیار دیے گئے ف ع یعنی ظاہر ہوا اسکو آخر امر مین کہ آنحضرت ہی
بندے اختیار دیے گئے تھے یعنی آنحضرت نے بندے سے اپنی ذات شریف مراد رکھی تھی ترجمہ اور تھے ابوبکر دانا تر ہم مین کہ سمجھ لیا اول ہی کہ بندے مخیر آنحضرت ہین
(وعن عقبة بن عامر قال صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم على قتلى احد بعد ثمان سنين كالمودع للاحياء والاموات ثم طلع المنبر فقال انى بين ايديكم فرط
وانا عليكم شهيد وان موعدكم الحوض وانى لانظر اليه وانا فى مقامى هذا وانى قد اعطيت مفاتيح خزائن الارض وانى لست اخشى عليكم ان تشركوا بعدى
ولكنى اخشى عليكم الدنيا ان تنافسوا فيها وزاد بعضهم فتقتتلوا فتهلكوا كما هلك من كان قبلكم متفق عليه) اور روایت ہی عقبہ بن عامر سے کہ کہا نماز پڑھی سو نجف
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوپر شہیدون احد کے بعد آٹھ برس کے ف ع یعنے وقت دفن انکے سے پس کہا بعضون نے کہ پڑھی آنحضرت نے انپر نماز
جنازہ کی اور یہی ظاہر ہی پس یہ حضرت کی خصوصیات سے ہی یا ان شہدا کی خصوصیت تھی اور کہا شافعی نے کہ مراد صلاۃ سے دعا ہی انتہی اور حضرت
شیخ رحمہ اللہ نے یون لکھا ہی کہ مراد صلاۃ سے نماز جنازہ کی ہی اور یہ بموجب مذہب حنفیہ کے کہ وہ قائل ہین نماز پڑھنے کے شہدا پر اور شافعیہ کے نزدیک کہ
وہ قائل نہین ہین اسکے مراد دعا ہی ترجمہ مانند رخصت کرنے والے کے واسطے زندون اور مردون کے ف ع کہا مظہر نے یعنے استغفار کی انکے لیے
مانند رخصت کرنے کے واسطے زندون اور مردون کے ای پر رخصت کرنا زندون کے لیے بسبب رحلت کرنے آنحضرت کے تھا دنیا سے اور مردون
کے لیے بسبب انقطاع دعا اور استغفار آنحضرت کے انسے اور یہ آنحضرت کے آخر زمانہ حیات مین تھا ترجمہ پھر چڑھے آنحضرت منبر پر اور فرمایا کہ تحقیق
مین آگے تمھارے فرط ہون ف ع فرط ساتھ زبر ف اور ر کے وہ آگے جاتا ہی قافلہ مین سے منزل پر واسطے درست اور مہیا کرنے ڈول اور رسی
اور پاک کرنے کنوئین وغیرہ کے اور سامان طیار کرنے منزل کے کہ جسکو میر منزل کہتے ہین اور یہان مراد آگے جانا آنحضرت کا ہی دار آخرت مین واسطے کارسازی
امت اور مہیا کرنے اسباب تجارت اور شفاعت امت کے حاصل یہ کہ مین شفاعت کرنے والا تمھارا ہون آگے تمھارے جا کر مستعد شفاعت کا رہونگا ترجمہ
اور مین تم پر شہید ہون یعنے مطلع ہونگا تمھارے احوال پر اسلیے کہ عرض کیے جاوینگے مجھپر اعمال تمھارے یا مین شاہد یعنے گواہ ہون گواہی دونگا
اوپر فرمانبرداری اور قبول کرنے دعوت اسلام تمھاری کے اور تحقیق مکان وعدہ تمھارے کا کہ شفاعت خاص کا وعدہ کیا ہی تمسے محشر مین حوض کوثر ہی
ف ع یعنے وہان جا کر تمیز ہو جاویگا خبیث طیب سے اور منافق مومن سے پس ہوگی شفاعت امت اجابت کے لیے ترجمہ اور تحقیق مین البتہ دیکھتا ہون یعنے
اب طرف حوض کے اس حال مین کہ مین اس جگہ اپنی مین ہون ف ع یعنی منبر پر اور یہ ظاہر ہی معنی پر ہی گویا حضرت کے لیے پردہ اٹھ گیا اور دکھلا دیا گیا حوض کوثر
اس حالت مین ترجمہ اور تحقیق مین دیا گیا ہون کنجیان زمین کی یعنی کھولے جاوینگے میری امت کے لیے خزانے زمین کے بسبب فتح ہونے شہرون ان کے
اور ایمان لانے لوگون اسکے اور تحقیق مین نہین ڈرتا ہون تم پر یعنی تم سب پر شرک کرنے کا فرمایا تمھارے سے پیچھے میرے یعنی اسلیے کہ یہ واقع ہوا بعض سے ولیکن ڈرتا ہون
مین تم پر دنیا سے کہ رغبت کروگے اسمین ف ع مانند رغبت کرنے کے شی نفیس مین اور میل کروگے اسمین بہت اسلیے کہ رغبت کرنی نعمتون فانیہ دنیا سے نہین بلکہ
رغبت کرنی خاص اموال باقیہ ہی مین چاہیے اور اسی لیے فرمایا اللہ تعالی نے وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون یعنی اور ان جنت کی چیزون مین پس چاہیے کہ رغبت کرین
رغبت کرنے والے یعنی کامل مومن ترجمہ اور زیادہ کیا بعضے راویون نے مضمون مذکور پر قول حضرت کا پس قتل کروگے یعنی قتل کریگا بعض تمھارا بعض کو واسطے
مال کے پس پھر ہلاک ہو جاوگے جیسے کہ ہلاک ہوے وہ لوگ کہ تھے پہلے تم سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ اسمین کئی معجزے ہین آنحضرت
کے اسلیے کہ اسمین خبر دی حضرت نے یہ کہ امت انکی مالک ہوگی زمین کے خزانون کی سو واقع ہوا یہ اور خبر دی کہ وہ مرتد نہین ہونگے سو بچایا انکو اللہ تعالی نے اس سے اور
وہ رغبت کرینگے دنیا مین پس یہ بھی واقع ہوا (وعن عائشة قالت ان من نعم الله تعالى على ان رسول الله صلى الله عليه وسلم توفى فى بيتى وفى يومى

سلہ لیکن رخصت کرنا واسطے زندون کے پس معنی کہ مین انکے درمیان سے نکل جاونگا اور رخصت کرنا مردون کو ان ... استغفار ... کرنا دعا واسطے انکے ... منقطع ... یہی ... سے آنکھ ... اور ... وعدہ ... ملاقات ... من ... حضرت

وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاَنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِہٖ عِنْدَ مَوْتِہٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَبِیَدِہٖ سِوَاکٌ وَاَنَا مُسْنِدَۃٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ فَقُلْتُ اٰخُذُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُہٗ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ وَقُلْتُ اُلَیِّنُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَلَیَّنْتُہٗ فَاَمَرَّہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ فِیْہَا مَاءٌ فَجَعَلَ یُدْخِلُ یَدَیْہِ فِی الْمَاءِ فَیَمْسَحُ بِہِمَا وَجْہَہٗ وَیَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ یَدَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ یَدُہٗ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہا نعمتوں خدا کی سے مجھ پر کہ مخصوص کیا مجھکو ساتھ اُنکے یہ ہے کہ آنحضرت وفات کیے گئے میرے گھر میں اور بیچ روز نوبت میری کے ف ح ع یعنے باوجود اسکے کہ آنحضرت مدت مرض میں وقت وفات تک حضرت عائشہؓ کے گھر میں تھے یہ بات بھی ہوئی کہ روز وفات کا موافق نوبت عائشہؓ کے پڑا یعنے آپ کی وفات آپ کی نوبت ہی کے دن میں ہوئی اور جامع الاصول میں ہے کہ تھی ابتدا آنحضرت کی بیماری کی یہ کہ درد سر شروع ہوا حضرت کو عائشہؓ کے گھر میں پھر شدت سے ہوا اس حال میں کہ آپ میمونہؓ کے گھر میں تھے پھر اذن چاہا اپنی بیویوں سے کہ بیمار داری آپ کی عائشہؓ کے گھر میں کیجاوے پس اذن دیا گیا حضرت کو اور مدت حضرت کے مرض کی بارہ دن تھی اور وفات پائی پیر کے دن وقت چاشت کے ربیع الاول کے مہینے میں بعضوں نے کہا دوسری تاریخ اور بعضوں نے کہا بارھویں تاریخ اور اکثر روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے ترجمہ اور وفات ہوئی حضرت کی درمیان سینہ اور ہنسلی میری کے ف ع یعنے حضرت کی وفات ہوئی اس حال میں کہ آپ تکیہ کئے ہوئے تھے اُنکے سینہ اور گردن سے اور یہ دلالت کرتا ہے اُنکے کمال قرب وقربت پر اور ایک روایت میں آیا ہے حاقنتی وذاقنتی یعنے تھا سر حضرت کا درمیان ہنسلی اور ٹھوڑی میری کے اور نہیں معارض ہے اُسکی وہ روایت کہ حاکم اور ابن سعد نے روایت کی ہے طرق کثیرہ سے یہ کہ تھا سر مبارک آپ کا حضرت علیؓ کی گود میں اسلیے کہ تمام طرق دونوں روایتوں کی خالی ایک طرح کی خرابی سے نہیں ہیں اور بر تقدیر صحت اُنکی کے تطبیق یوں دی جاوے کہ تھا سر مبارک آپ کا حضرت علی کی گود میں پہلے وفات کے ترجمہ اور تحقیق خدا ے تعالی کی نعمتوں سے مجھ پر یہ ہے کہ خدا ے تعالی نے جمع کیا درمیان تھوک میرے کے اور تھوک آنحضرت کے وقت وفات اُنکی کے ف ح یہ ہمیشہ نعمت ہے اور وقت موت کے بہت بڑی نعمت ہے کہ وقت انتہا کے کیونکا ہے یا بیان واقع کرتی ہیں کہ یہ نعمت اُسوقت میسر ہوئی بعد اسکے بیان کرتی ہیں سبب پائے جانے اُس نعمت کا ترجمہ کہ داخل ہوئے میرے پاس عبد الرحمن بن ابی بکر بھائی اُنکے ہوئے اور اُنکے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں تکیہ کرنیوالی آنحضرت کی تھی یعنی حضرت میرے سینہ سے لگے بیٹھے ہوئے تھے پس دیکھا میں نے آنحضرت کو کہ دیکھتے ہیں طرف عبد الرحمن کے یا طرف مسواک کے حال آنکہ میں جانتی تھی آنحضرت کی طبیعت کا حال کہ آپ دوست رکھتے ہیں مسواک کو یعنی مطلق یا وقت تغیر دہن کے پس کہا میں نے کیا لوں میں مسواک آپکے لیے پس اشارہ کیا آنحضرت نے اپنے سر مبارک سے کہ ہاں لے پس لی میں نے مسواک عبد الرحمن سے اور دی آنحضرت کو اور کی آپ نے مسواک پس دشوار ہوئی حضرت پر یعنی بسبب اسکے کہ وہ سخت تھی اور کہا میں نے کہ نرم کر دوں میں مسواک کو آپکے لیے پس اشارہ کیا آپنے سر سے کہ ہاں پس نرم کر دی میں نے مسواک پس پھیری حضرت نے مسواک دانتوں پر ف ع یعنی پس جمع ہوئے دونوں تھوک میرے حلق میں اور اسی طرح آنحضرت کے حلق میں وقت وفات اُنکی کے اور اُسمیں اشارہ ہے طرف راضی رہنے آنحضرت کے سنت سے دم مرگ تک ترجمہ آنحضرت کے روبرو ایک باسن تھا کہ اُسمیں پانی تھا پس شروع کیا آنحضرت نے کہ داخل کرتے تھے دونوں ہاتھ اپنے پانی میں اور پھیرتے تھے اُنکو اپنے چہرہ مبارک پر ف ع اس سے معلوم ہوا کہ نہایت حرارت تھی مزاج مبارک پر اس سے فی الجملہ تسکین ہو جاتی تھی اور اسمیں اشارہ ہے طرف اظہار عجز اور عبودیت کے بھی تھا اور یہ بھی اس سے نکلا کہ یہ فعل ہے مریض اور اگر وہ نہ کر سکے تو کوئی اور کرے اسلیے کہ اس سے ایک طرح کی تخفیف ہوتی ہے کرب میں مانند پانی وغیرہ چھڑکانے کے جاتی ہیں الکہ واسطے ٹھنڈا پانی وغیرہ کا جب ایسی حاجت ہو اسکی ترجمہ اور کہتے تھے لا الہ الا اللہ تحقیق واسطے موت کے سختیاں ہیں ف ع سکرات سکرہ کی جمع ہے یعنی سختیاں اور بڑی بڑی مشقتیں ... حرارتوں اور تلخیوں طبیعتوں کی سے کہ انبیا اور ارباب کمالات کے لیے بھی ہوتی ہیں پس پناہ مانگو واسطے ان حالتوں کے اور للہ الحمد واللہ تعالی ... ترمذی میں عائشہؓ سے روایت ہے کہ دیکھا میں نے آنحضرت کو وقت نزع کے اس حال میں کہ آپکے پاس پیالہ پانی کا تھا اور وہ اُسمیں ہاتھ ڈالتے تھے اور پھر ہاتھ منہ پر پھیرتے تھے ... اللھم اعنی علی منکرات الموت او قال علی سکرات الموت ترجمہ پھر اُٹھایا آنحضرت نے دست مبارک یعنی بطریق دعا کے یا بطور اشارہ کے طرف آسمان کے پس شروع کیا کہتے تھے یعنی مکرر سوال کرتے تھے ...

یہانتک کہ قبض روح کی گئی حضرت کی اور جھک گئے اور نیچے گر پڑے دست مبارک حضرت کے نقل کی یہ بخاری نے ف ۴ یعنی داہنی طرف یا بائین طرف یا دونون طرف اور مراد رفیق اعلیٰ سے انبیا ہین کہ ساکن ہین اعلیٰ علیین مین جیسے کہ اور حدیث مین آیا ہی مع النبیین والصدیقین والشہدآء والصالحین وحسن اولئک رفیقا اور رفیق اسم جنس ہی کہ واقع ہوتا ہی ایک پر بھی اور بہت پر بھی یا مراد ملاء اعلیٰ اور عالم ملکوت سے یعنی فرشتہ وغیرہ آسمان کے رہنے والے ہین اور بعضون نے کہا کہ مراد رفیق اعلیٰ سے حضرت رب العزت ہی اور اطلاق رفیق کا اللہ تعالیٰ پر آیا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ جبرئیل آئے اور کہا کہ خدا آپ کا مشتاق ہی اور اختیار دیتا ہی تمکو بیچ رہنے کے دنیا مین اور آنے کے یہان فرمایا آنحضرت نے اخترت الرفیق الاعلیٰ واللہ اعلم (وعنہا قالت سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من نبی یمرض الا خیر بین الدنیا والآخرۃ وکان فی شکواہ الذی قبض اخذتہ بحۃ شدیدۃ فسمعتہ یقول مع الذین انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین فعلمت انہ خیر متفق علیہ) اور روایت ہی عائشہؓ سے کہ کہا سنا مین نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتے تھے نہین کوئی نبی کہ بیمار ہو یعنی ساتھ مرض الموت کے مگر کہ اختیار دیا جاتا ہی درمیان دنیا اور آخرت کے ف ع یعنی اسکو اختیار دیتے ہین کہ چاہے دنیا مین رہے ایک اور مدت تک اور چاہے متوجہ ہو عالم عقبیٰ کی طرف اور اسمین شک نہین ہی کہ ہر ایک اختیار کرتا ہی اس چیز کو کہ اللہ کے پاس ہی اسلیے کہ وہ بہتر اور پایندہ تر ہی ترجمہ اور تھے آن حضرت بیچ اس بیماری اپنی کے کہ وفات کیے گئے پکڑا حضرت کو بحۃ نے یعنی آواز نے یعنی مرتے وقت جو بلغم یا سانس آنکر حلق مین اٹک جاتا ہی اور اس سے آواز بھاری ہو جاتی ہی وہ حالت حادث ہوئی پس سنا مین نے آن حضرت کو کہ فرماتے ہین شامل کر مجھکو ساتھ ان لوگون کے کہ انعام کیا تو نے اُنپر کہ وہ پیغمبر ہین اور صدیق اور شہدا اور صالحین ف اور بعد اسکے یہ ہی وحسن اولئک رفیقا یعنی اور اچھے ہین وہ رفیق حاصل یہ کہ رفیق اعلیٰ کے ساتھ مجھکو شامل کر اور اس تقریر سے تطبیق بھی حاصل خوب ہو جاتی ہی اس روایت مین اور پہلی روایت مین ترجمہ پس سمجھی مین اس عبارت سے کہ آن حضرت اختیار دیے گئے ہین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح یعنی درمیان باقی رہنے کے دنیا مین اور متوجہ ہونے کے طرف عالم عقبیٰ کے اور یہ کلام بیچ جواب تخییر کے کہا ہی کہ اختیار کیا دنیا سے جانے کی شق کو (وعن انس قال لما ثقل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعل یتغشاہ الکرب فقالت فاطمۃ واکرب اباہ فقال لہا لیس علی ابیک کرب بعد الیوم فلما مات قالت یا ابتاہ اجاب ربا دعاہ یا ابتاہ من جنۃ الفردوس ماواہ یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب رواہ البخاری) اور روایت ہی انس سے کہ کہا جبکہ شدت سے بیماری ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیہوش کرتی تھی آنکو شدت مرض کی پس کہا فاطمہؓ نے واسے ہی کرب باپ میرے کو یعنی کیا شدت مرض ہی آپکو پس فرمایا آنحضرت نے حضرت فاطمہ کو کہ نہین ہی تیرے باپ پر محنت و شدت بعد آج کے دن کے ف یعنی یہ کرب بسبب شدت دکھ بیماری کے ہی اور بعد آج کے دن کے نہین ہونے کا اسلیے کہ کرب بسبب علائق جسمانیہ کے ہوتا ہی بعد آج کے دن کے منقطع ہو جاوین گے یہ علائق صوریہ اور تعلقات روحانیہ معنویہ ہین تو کرب بالکل نہین ترجمہ پس جبکہ وفات پائی حضرت نے کہا فاطمہؓ نے ای باپ میرے اجابت کی اوسنے طرف پروردگار کے کہ بلایا اسکو اپنے حضور مین ای باپ میرے ہی وہ شخص کہ جنت الفردوس جگہ اسکی ہی ای باپ میرے طرف جبرئیل کے پہونچاتے ہین ہم خبر موت کی اسکو پس جبکہ دفن کیے گئے حضرت کہا فاطمہؓ نے ای انس آیا گوارا ہوا تمہارے نفسون پر اور خوش ہوے کہ ڈالو تم اوپر پیغمبر خدا صلعم کی مٹی نقل کی یہ بخاری نے ف ع یہ اشعار بھی نسبت کیے جاتے ہین طرف فاطمہؓ کے کہ حضرت کے ماتم مین کہے ہین اشعار ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

الفصل الثانی فصل دوسری عن انس قال لما قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ لعبت الحبشۃ بحرابہم فرحا لقدومہ رواہ ابو داؤد وفی روایۃ الدارمی قال ما رایت یوما قط کان احسن ولا اضوأ من یوم دخل علینا

علینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما رأیت یوما کان اقبح ولا اظلم من یوم مات فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ الترمذی قال لما
کان الیوم الذی دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ اضاء منہا کل شیء فلما کان الیوم الذی مات فیہ اظلم منہا کل شیء وما نفضنا
ایدینا عن التراب وانا لفی دفنہ حتی انکرنا قلوبنا) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ رونق افزا ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں خوشی
کی تمام لوگوں نے حتی کہ کھیلے حبشی ساتھ نیزوں اپنے کے بیچ سبب عادت اپنی کے جیسے پہلوان پٹے بازی کرتے ہیں از راہ خوش ہونے کے بسبب
تشریف لانے آنحضرت کے نقل کی یہ ابو داود نے اور دارمی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا انس نے کہ نہیں دیکھا میں نے کوئی دن کبھی کہ ہو خوبتر یعنی خاطر
میں اور نہ روشن تر یعنی ظاہر میں اس دن سے کہ آئے ہمپر اس دن میں یعنی مدینہ میں آنحضرت صلعم یعنی بڑی ہی خوشی کا دن تھا وہ اسلیے کہ وہ تھا دن جمال
کا مشاہدہ میں جمال کے یعنی اور نہیں دیکھا میں نے کوئی کہ نہایت برا اور غمگین کرنیوالا ہو یعنی دل میں اور نہایت تاریک ہو یعنی آنکھ میں اس دن سے کہ وفات پائی اسمیں
رسول خدا صلعم نے یعنی اسلیے کہ وہ دن فراق کا تھا مشتاق پر اور ترمذی کی روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا انس نے جبکہ ہوا وہ دن کہ داخل ہوئے اسمیں رسول خدا
صلعم مدینہ میں روشن ہوئی مدینہ میں سے ہر چیز یعنی در و دیوار وغیرہ پس جبکہ ہوا وہ دن کہ وفات پائی اسمیں آنحضرت نے تاریک ہو گئی مدینہ میں سے ہر چیز اور نہیں
جھاڑے تھے ہم نے ہاتھ اپنے خاک سے اس حال میں کہ تھے ہم آنحضرت کے دفن کرنے میں مشغول تھے یہاں تک کہ انجانا جانا ہمنے اپنے دلوں کو یعنی
متغیر ہو گئے حال ہمارے بسبب وفات رسول خدا صلعم کے یعنی بسبب ظہور انواع ظلمت کے کہ ہم نہیں پاتے تھے دل اپنے اس حالت پر کہ تھے یعنی
صفائی اور نورانیت کہ حاصل تھی مشاہدہ اور نور آنحضرت کے سے اور اثر تربیت کے سے انمیں بڑا ہی فرق پڑ گیا (وعن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال ابو بکر سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شیئا قال ما قبض اللہ نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ ادفنوہ فی
موضع فراشہ رواہ الترمذی) اور روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا جبکہ قبض کی گئی روح آنحضرت کی اختلاف کیا اصحاب نے بیچ دفن کرنے آنحضرت کے یعنی
یعنی دفن کی جگہ میں اختلاف کیا کہ کہاں دفن کرنا چاہیے پس بعضوں نے کہا کہ بقیع میں دفن کریں اور بعضوں نے کہا کہ حضرت کی مسجد میں اور بعضوں نے کہا کہ مکہ میں اور
بعضوں نے کہا کہ قدس میں کہ وہاں قبور انبیا کے ہیں یا نفس دفن میں اختلاف کیا کہ آیا دفن کریں یا نہیں جیسا کہ شمائل ترمذی میں ہے کہ کہا صحابہ نے حضرت ابو بکر سے کہ
اے صاحب رسول اللہ آیا دفن کیے جاوینگے رسول خدا صلعم یا نہیں فرمایا انہوں نے کہ ہاں کہا صحابہ نے کہاں کہا ابو بکرؓ نے اس مکان میں کہ قبض کی ہے اللہ تعالی نے
روح انکی اسلیے کہ نہیں قبض کی ہے اللہ تعالی نے روح انکی مگر مکان طیب میں پس جانا صحابہ نے کہ سچ کہا ابو بکر نے انتہی اور یہ منافی نہیں ہے اسکے کہ روایت کیا
اسنے اس حدیث میں ترجمہ یہ ہے کہا ابو بکر نے کہ سنا میں نے آنحضرت سے کچھ کہ وہ یہ ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں قبض کی اللہ تعالی نے روح کسی پیغمبر کی مگر اس
جگہ کہ دوست رکھتا ہے وہ پیغمبر یا چاہتا ہے اللہ تعالی یہ کہ دفن کیا جاوے وہ پیغمبر اسمیں دفن کرو انکو بیچ جگہ بچھونے انکے کے یعنی جہاں وفات پائی ہے نقل کی
یہ ترمذی نے

الفصل الثالث فصل تیسری

(عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وہو صحیح انہ لن یقبض نبی حتی
یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر قالت عائشۃ فلما نزل بہ ورأسہ علی فخذی غشی علیہ ثم افاق فاشخص بصرہ الی السقف ثم قال اللہم الرفیق
الاعلی قلت اذن لا یختارنا قالت وعرفت انہ الحدیث الذی کان یحدثنا بہ وہو صحیح فی قولہ انہ لن یقبض نبی قط حتی یری مقعدہ من الجنۃ ثم یخیر
قالت عائشۃ فکان اخر کلمۃ تکلم بہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قولہ اللہم الرفیق الاعلی متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ کہا تھے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اس حالت میں کہ وہ تندرست تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ ہرگز نہیں قبض کیجاتی روح کسی پیغمبر کی یہاں تک
کہ دکھائی جاتی ہے اس پیغمبر کو جگہ اسکی یعنی جو جگہ خاص ہے اسکے لیے بہشت سے یعنی منازل عالیہ اسکے سے پھر اختیار دیا جاتا ہے اسکو یعنی
کہ اگر چاہے ہماری درگاہ میں آوے اور چاہے دنیا میں رہے اور یہ اختیار دینا واسطے اظہار شرف اور عزت انبیا کی ہے درگاہ صمدیت میں والا جو کچھ کہ حکم

ہوتا وہی ہے اور وہ بھی وہی اختیار کرتے ہیں کہ جو اصل حکم ہو ترجمہ کہا عائشہ نے پس جبکہ نازل کی گئی حضرت پر موت یعنے علامتیں اسکی اس حال میں کہ سر
مبارک آنحضرت کا میری ران پر تھا بیہوشی ڈالی گئی آپ پر یعنے بیہوش ہوئے پھر ہوش میں آئے پھر اٹھائی نگاہ اپنی طرف چھت کے یعنے اسلیے کہ وہ
جہت ہے آسمانوں کی پھر کہا یا الٰہی اختیار کیا میں نے یا مانگتا ہوں میں رفیق اعلیٰ کو کہا میں نے اب کہ اختیار کرتے ہیں حضرت اس عالم کو اختیار
نہیں کرینگے ہمکو کہا عائشہ نے اور پہچانا میں نے کہ یہ قول اشارہ ہے طرف اس حدیث کے کہ کہی تھی حالت صحت اپنی میں بیچ کہنے اپنے کے کہ قبض روح
نہیں کیجاتی ہے کسی پیغمبر کی کبھی یہاں تک کہ دکھائی جاتی ہے جگہ اسکی بہشت سے پھر اختیار دیا جاتا ہے ف ح یعنی پس دیکھنا بہشت کی طرف تھا اور کہنا اس
کلام کا اللھم الرفیق الاعلیٰ جواب اس تخییر کا تھا ترجمہ کہا عائشہ نے پس تھا آخری کلمہ کہ بولے اسکو آنحضرت یہ قول حضرت کا یا الٰہی اختیار کرتا ہوں میں
رفیق اعلیٰ کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا سہیلی نے اول کلمہ کہ بولے ہیں آنحضرت حالت شیر خوارگی میں پاس حلیمہ کے اللہ اکبر ہے اور روایت
کیا گیا ہے کہ جس روز الست بربکم کہا گیا تو اول حضرت ہی نے بلے فرمایا (وعنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی مرضہ الذی
مات فیہ یا عائشۃ ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر وہذا اوان وجدت انقطاع ابہری من ذلک السم رواہ البخاری) اور یہ بھی روایت ہے
عائشہ سے کہ کہا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے اپنی اس بیماری میں کہ فوت ہوئے اسمیں اے عائشہ ہمیشہ تھا میں کہ پاتا تھا میں درد اس طعام کا
کہ کھایا تھا میں نے خیبر میں ف ح یعنے وہی جو بکری میں زہر ملا کر دیا تھا آپ کو کہ بیان اسکا اوپر گذرا اگرچہ تاثیر نہیں ہوئی اسکی ہلاک ہونے میں واسطے
ظہور معجزہ کے ولیکن ایک طرح کا درد اس سے باقی تھا اور کبھی کبھی ظہور کرتا تھا ترجمہ اور یہ وقت پانے میرے کا ہے ٹوٹنے رگ جان کے کاٹے جانے
کو اس زہر کے اثر سے نقل کی یہ بخاری نے ف ح ظاہرا حکمت الٰہی مقتضی ایسکے ہوئی کہ اثر اس زہر کا وقت موت کے ظاہر کیا واسطے حاصل ہونے
مرتبہ شہادت کے جیسے کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق کو سانپ کے زہر کے اثر سے کہ غار میں وقت ہجرت کے کاٹا تھا (وعن ابن عباس قال لما حضر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی البیت رجال فیہم عمر بن الخطاب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہلموا اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہ فقال عمر
قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ فاختلف اہل البیت واختصموا فمنہم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
منہم من یقول ما قال عمر فلما اکثروا اللغو والاختلاف قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قوموا عنی قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ
کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبین ان یکتب لہم ذلک الکتاب لاختلافہم ولغطہم وفی روایۃ سلیمان بن ابی مسلم الاحول قال ابن
عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس ثم بکی حتی بل دمعہ الحصی قلت یا ابن عباس وما یوم الخمیس قال اشتد برسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وجعہ فقال ائتونی بکتف اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اہجر استفہموہ فذہبوا
یردون علیہ فقال دعونی ذرونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعوننی الیہ فامرہم بثلاث فقال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ
العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزہم وسکت عن الثالثۃ او قالہا فنسیتہا قال سفیان ہذا من قول سلیمان متفق علیہ)
اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا جبکہ حاضر کیے گئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ف ح یعنے حاضر ہوئی انکو موت مراد ایام مرض کے
ہیں کہ انمیں حضور موت کا تھا اور وہ روز پنجشنبہ کا تھا اور وفات روز دوشنبہ کے ہوئی ترجمہ اور گھر میں تھے بہت شخص کہ ان میں عمر
بھی تھے فرمایا آنحضرت نے آؤ لکھدوں میں تمہارے لیے ایک نوشتہ کہ ہرگز گمراہ نہ ہو تم بعد اسکے ف ع کہا نووی نے شرح مسلم میں جاننا
چاہیے کہ آنحضرت معصوم تھے جھوٹ بولنے سے اور تغیر کرنے سے کسی چیز کے احکام شرعیہ میں سے حالت صحت و مرض میں اور معصوم
تھے ترک کرنے بیان اس چیز کے سے کہ حکم کیے گئے ساتھ بیان کرنے اسکے کے اور معصوم تھے ترک کرنے تبلیغ اس چیز کے سے کہ واجب کی تھی اللہ نے

اُنپر تبلیغ اُسکی اور نہین تھے وہ معصوم امراض جسمانی سے کہ جس سے نقصان اُسکے مرتبہ مین نہین آتا تھا اور نہ فساد پڑتا تھا اُنکی شریعت مین اور ہو گیا حضرت
پر غشی کہ ہو گئے تھے ایسے کہ اُنکے خیال مین آتا تھا کہ وہ کر چکے ہین ایک کام اور حالانکہ نہین کیا ہوتا تھا اُسکو اور نہین صادر ہوتا تھا اُنسے اس حال مین کوئی کلام احکام مین مخالف
اُسکے کہ پہلے کہہ چکے تھے پس جب جانا تو نے یہ مقدمہ جو ذکر کیا ہمنے تو اب یہ جان کہ اختلاف کیا ہے علما نے بیچ اس نوشتہ کے کہ ارادہ کیا تھا حضرت نے اُسکے لکھنے کا پس کہا بعضون
نے کہ آنحضرت نے چاہا تھا کہ معین کر دین ایک کو اصحاب مین سے واسطے خلافت کے تا نہ واقع ہو تنازع انمین کہتا ہون مین کہ یہ بات بعید ہے واسطے کہ تعیین و تصریح کرنی اوپر خلافت
ابی بکر یا عمر یا عباس یا علی کے نہین محتاج تھی طرف کتابت کے بلکہ زبان سے کہہ دینا کافی تھا اور ہمیشہ حضرت نے اشارہ کر بھی دیا تھا طرف خلافت ابی بکر کے ساتھ نیابت امامت کے مع تصریح
کرنے کے ساتھ قول اپنے کے یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر یعنی انکار کریگا اللہ اور مومن غیر ابی بکر کو ہان اگر کہا جاوے کہ حضرت نے ارادہ کیا تھا یہ کہ لکھین خلافت مستمرہ اپنی وفات
کے بعد کی کہ جو مستحق ہونگے ایک بعد دوسرے کے امام مہدی کے نکلنے تک اور ظہور عیسیٰ تک تو البتہ یہ ایک وجہ قول ہے ولیکن چاہا اللہ تعالیٰ نے امر خلافت کو پوشیدہ رکھنا پس
نہ لکھ سکے آنحضرت اور بعضون نے کہا کہ چاہا تھا آنحضرت نے نوشتہ لکھنا ایک بیان مین اُنمین احکام دین کا تفصیل و لکھین تاکہ دور ہو جاوے نزاع اور حاصل ہو اتفاق منصوص
علیہ پر کہتا ہون مین کہ نہین تھا حضرت کو منظور [illegible] اور نہین تھا خلاف تا [illegible] ہو جاتا [illegible] کہ واقع ہوگا اختلاف ہر مکان مین
اُسکے واقع ہونے کی خود حضرت نے خبر دی تھی ساتھ قول اپنے کے اختلاف امتی رحمۃ اور ساتھ قول اپنے کے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور ساتھ قول اپنے کے
علیکم بالسواد الاعظم اور ساتھ قول اپنے کے استفت قلبک وان افتاک المفتون اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ولذلک خلقہم
علاوہ یہ کہ احکام شرعیہ متفرقہ بہت ہین کیونکہ احدی محض و منصوص ایک ساتھ [illegible] اسی طرح کہ نہ متصور ہوا انمین اختلاف بالکل ہان اگر ارادہ کیا جاوے ساتھ اسکے
یہ کہ حضرت نے قصد کیا تھا یہ کہ لکھین ایک نوشتہ کہ اُسمین بیان کرین ایسے احکام کہ اگلے زمانون مین پائے گئے ہین اور کتاب و سنت مین [illegible] نہین ہے
اور حکمت سے اوپر تمام امت کے یا ارادہ کیا تھا یہ کہ لکھین نوشتہ کہ بیان ہو اُسمین طریق فرقہ ناجیہ کا اور مفصل بیان کرین اُسمین احوال گمراہ فرقون کا مثل معتزلہ اور خوارج اور
روافض اور تمام مبتدعہ سے [illegible] پس کہا عمر نے کہ تحقیق غالب ہے آنحضرت پر بیماری اور تمہارے پاس ہے قرآن کفایت کرتی ہے ہمکو کتاب اللہ [illegible] یعنی امر دین
مین بموجب قول اللہ تعالیٰ کے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا اور سنت بھی تابع اور مفسر اور مبین اُسکی ہے اور یہ جو منع کیا حضرت عمر نے اُنکو جو جھگڑے تھے انمین اس
باب مین پس یہ رد ہے انپر نہین علیہ السلام پر اور حضرت عمر کو مقصود اس کہنے سے تخفیف و آسایش دینی آنحضرت کی تھی وقت سختی و درد و بیماری کے اور جان لیا تھا
اُنھون نے کہ یہ حکم حضرت کا بطور وجوب و جزم کے نہین ہے بلکہ اُنکی مصلحت کے لیے ہے اگر کرین تو مختار ہین کرین اور اگر نہ کرین تو وہ جانین اور عادت مستمرہ تھی کہ جب حکم
کرتے تھے حضرت صحابہ کو ایسا حکم کہ وہ بطریق ایجاب و الزام کے نہو تو وہ گفتگو کرتے تھے آنحضرت سے اُسمین پس چھوڑ دیتے تھے آنحضرت انکو انکی راے اور صواب دید پر اور
اگر کوئی امر ضروری ہوتا تو نہ چھوڑتے انکی راے پر اور عمر یہ بھی سمجھے تھے کہ شاید کوئی امر ہو شاق و سخت صحابہ پر موجب فتنہ اور امتحان کا اس سبب اشارہ کیا
کہ ترک اُسکا اولیٰ ہے اور آنحضرت صلعم نے بھی ترک کیا اور یہ مثل اُسکے ہے کہ گذرا اول کتاب مین بھیجنا ابوہریرہ کا کہ بشارت دین لوگون کو جو کوئی لا الہ الا اللہ کہے بہشت
مین داخل ہوگا پس منع کیا اُنکو عمر نے تاکہ لوگ تکیہ نہ کر بیٹھین اُسپر اور عمل مین سست ہون اور ہمیشہ حضرت عمر کے لیے موافقات ہین کہ موافق ہوئے ہین کتنی
جگہون مین مخالفات سے پس ممکن ہے حمل کرنا اس قضیہ کا موافقت پر پس اٹھ جاوے گی مخالفت اور دلالت کرتا ہے اُسپر سکوت آنحضرت کا اس کہنے پر اور ترک کرنا کتابت
کا اور ایک جماعت نے کہا کہ یہ امر حضرت سے ابتدا نہ تھا بلکہ پہلے بعضی صحابہ نے آنحضرت سے طلب کیا تھا کہ کچھ لکھین پس قبول کیا انکی رغبت کو اور جب کہا
بعضون نے انمین سے کہ عمر اور جو کہ موافق اُنکے تھے ترک کیا لکھنا کذا قال القاضی عیاض فی الشفا اور بیہقی نے کہا کہ سفیان بن عیینہ نے اہل علم سے نقل کیا ہے کہ حضرت
چاہتے تھے خلافت ابوبکر صدیق کے لیے لکھین بعد ازان ترک کیا بسبب اعتماد کرنے کے تقدیر الٰہی پر اور اس اعتقاد پر کہ نہ ہوگا اور نہین کرینگے اُس سے مومن جیسا کہ
فرمایا یابی اللہ والمومنون الا ابا بکر چنانچہ تیسری فصل مین آتا ہے بیان اُسکا اور دعوی کرنا شیعہ کا کہ مقصود کتابت سے وصیت کرنے واسطے علی مرتضیٰ اور [illegible]

انکا تھا یہ خالی تناقض سے نہیں ہے اسلیے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ غدیر خم میں خلیفہ کرنا انکا نص قطعی سے ثابت ہوا پس جب یہ ہو چکا تھا تو کیا احتیاج لکھنے کی رہی اور
تمام یہ قصہ بیچ باب مناقب علی کے آویگا ترجمہ پس اختلاف کیا انھوں نے کہ گھر میں تھے یعنی صحابہ اور آوازیں بلند ہوئیں اور جھگڑنے لگے پس بعضے انمیں سے کہتے تھے نزدیک کرو حضرت کے یعنی سامان
لکھنے کا دوات قلم وغیرہ کہ لکھیں تمہارے لیے آنحضرت اور بعضے انمیں سے کہتے وہی بات کہ جو عمر نے کہی یعنی منع کرتے تھے لکھوانے سے بسبب شدت مرض آنحضرت کے پس جب بہت
کیا لوگوں نے شور و غوغا اور اختلاف فرمایا آنحضرت نے اٹھو جاؤ میرے پاس سے ف یعنی پس چھوڑا میں نے قصد لکھنے کا بہ اعتماد اس چیز کے کہ ثابت ہوئی تمہارے نزدیک
کتاب و سنت سے کہا نووی نے کہ آنحضرت نے قصد کیا تھا لکھنے کا اسوقت کہ انکی رائے میں آیا تھا کہ یہ مصلحت ہے یا وحی کی گئی تھی طرف انکے اسکی پھر ظاہر ہوا کہ نہ لکھنا مصلحت ہے یا
وحی کی گئی ہو طرف انکے اسکی اور منسوخ کیا گیا ہو اور عمر نے جو کہا حسبنا کتاب اللہ تو اتفاق ہے علما کا اسپر کہ یہ انکے دلائل فقہ اور دقائق نظر و فہم سے ہے اسلیے کہ وہ ڈرے اس سے کہ مبادا
لکھیں آنحضرت ایسے امور کہ عاجز ہوں لوگ انکے کرنے سے اور مستحق ہوں عذاب کے بسبب نہ کرنے انکے کے ثابت نص سے کہ نہیں گنجایش ہے اسمیں اجتہاد کی اور اشارہ کیا ساتھ اس
قول اپنے کے حسبکم کتاب اللہ طرف قول اللہ تعالی کے ما فرطنا فی الکتاب من شیء اور طرف قول اللہ تعالی کے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ترجمہ کہا
عبید اللہ نے کہ راوی حدیث کا ہے ابن عباس سے پس تھے ابن عباس کہتے کہ تحقیق مصیبت کل مصیبت وہ حال ہے کہ جو حائل ہوا درمیان رسول خدا کے اور درمیان
اسکے کہ لکھیں انکے لیے یہ نوشتہ بسبب اختلاف انکے کے اور شور و شغب انکے کے ف عمر کا منشا وہ اختلاف اور غل نہ کرتے تا حضرت کچھ لکھنے کے سبب ہدایت کا ہوتا لیکن تھے
ابن عباس مائل طرف خلاف اس چیز کے کہ کہی عمر نے اور انھوں نے کہ تابع تھے انکے صحابہ میں سے فتدبر کہا بیہقی نے کتاب دلائل النبوۃ میں کہ حضرت عمر کا مقصود تھا کہ
حضرت کو تکلیف نہ ہو لکھنے میں شدت مرض کی حالت میں اور اگر حضرت کو منظور ہوتا لکھنا کسی چیز ضروریہ کا تو نہ چھوڑتے اسکو انکے اختلاف کرنے سے بسبب قول اللہ تعالی
بلغ ما انزل الیک من ربک جیسے کہ نہ چھوڑا تبلیغ کو بسبب مخالفت اور دشمنی مخالفوں اور دشمنوں کے اور جیسے کہ حکم کیا یہود کو نکالنے کا جزیرہ عرب سے وغیر ذلک دو
چیزیں کہ آتا ہے بیان انکا غرضکہ چونکہ وہ چیز ضروری نہ تھی حضرت عمر سمجھے کہ حضرت کو ایسی شدت مرض میں لکھانا کیوں دین کونسی چیز کلام اللہ میں نہیں ہے اللہ تعالی
فرماتا ہے الیوم اکملت لکم دینکم اس سے جانا گیا کہ نہیں واقع ہوگا کوئی واقعہ تا قیامت تک کہ مگر کتاب و سنت میں بیان اسکا ہے صراحتا یا دلالۃ اور یہ بھی سمجھے کہ باب
اجتہاد کا بند نہ ہو جاے اہل علم و استنباط پر پس دیکھا عمر نے صواب ترک کرنا کتابت کا واسطے تخفیف آنحضرت کے اور فضیلت مجتہدین کے اور حضرت نے جو حضرت
عمر کی بات کا انکار نہ کیا تو یہ دلیل ہے اسپر کہ حضرت نے انکی رائے کو پسند کیا اور تھے عمر بڑے فقیہ بہ نسبت ابن عباس اور موافقین انکے کے ترجمہ اور بیچ روایت سلیمان ابن
ابی مسلم احول کے کہ ایک شخص ثقات اور ائمہ دین میں سے ہیں یوں آیا ہے کہ کہا ابن عباس نے دن پنجشنبہ کا اور کیا ہے عجیب دن پنجشنبہ کا فتح اور جو کچھ کہ واقع ہوئی مصیبت
عجیب اسمیں اشارہ کرتے ہیں اس پنجشنبہ کی طرف کہ قضیہ مذکورہ اسمیں واقع ہوا ترجمہ پھر روئے ابن عباس اتنا روئے کہ تر کر دیا انکے آنسوؤں نے سنگریزوں کو کہ
کہ وہاں پڑے تھے ف احتمال ہے کہ روئے ابن عباس بسبب یاد آنے وفات آنحضرت کے یا بسبب اسکے کہ گمان میں انکے فوت ہوئی خیر کثیر کہ حاصل ہوتی بسبب
لکھنے نوشتہ مذکور کے اور یہ احتمال اظہر ہے اس مقام میں ترجمہ کہا میں نے اے ابن عباس اور کیا ہے روز پنجشنبہ ف یعنی کیا حال رکھتا ہے کیا واقع ہوا اسمیں ظاہر عبارت
سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول سلیمان احول کا ہو اور یوں نہیں ہے بلکہ کہنے والے اسکے سعید بن جبیر ہیں کہ سلیمان احول روایت انسے کرتے ہیں اور وہ روایت
کرتے ہیں ابن عباس سے ترجمہ کہا ابن عباس نے کہ سخت ہوئی آنحضرت کی بیماری یعنی اس دن میں پس فرمایا لاؤ میرے پاس ہڈی شانہ کی لکھ دوں میں تمہارے
لیے ایک نوشتہ نہ ہوؤ گے تم گمراہ بعد اسکے کبھی ف کہا ہے علما نے کہ یہ عبارت ظاہر میں اسپر دلالت کرتی ہے کہ مراد لکھنا احکام کا ہے تفصیل سے واللہ اعلم ترجمہ پس
تنازع و اختلاف کیا لوگوں نے اور نہیں لائق نبی کے پاس تنازع اور اختلاف ف ظاہر سیاق کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام ابن عباس کا ہے کہ درمیان میں
حدیث کے داخل کیا اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلام حضرت کا ہے فافہم ترجمہ پس کہا بعضے صحابہ نے کہ کیا ہے حال حضرت کا کیا ترک کرتے ہیں یعنی دنیا کو
ف بیچ معنی اہجر کے فتح الباری میں قرطبی سے کئی احتمال نقل کیے ہیں ازانجملہ ایک احتمال یہ بھی لکھا ہے کہ لفظ اہجر فعل ماضی ہے ہجر سے کہ

ساتھ زبر اول اور جزم دوسرے حرف کے ہے اور مفعول محذوف ہے یعنے الحیوة لیتے ہیں صاحب ترجمہ رضی نے بموجب اسکے ترجمہ کیا ہے اور ملا علی
نے اس مقام کو خوب تفصیل سے لکھا ہے اور شیخ عبد الحق نے یون لکھا ہے کہ کیا ہے حال انکا اور کیا ہوا ہے انکو آیا مختلط اور پریشان ہوا ہے کلام انکا بسبب مرض
اور یہ انکار ہے اُن لوگون پر کہ کہتے تھے کہ نہ لکھین یعنے کیون منع کرتے ہو لکھنے سے خیال کرتے ہو کہ مختلط ہوا ہے کلام انکا یہ اعتقاد اس جناب کے نسبت
نہ رکھنا چاہیے اور ہجر یعنے فحش اور ہذیان سے کبھی آتا ہے اور یہ بھی ممتنع ہے آنحضرت سے پس چھوڑ دو کہ لکھین اور کلام محمول استفہام انکاری
پر ہے انتہے ترجمہ پوچھو حضرت سے کہ کیا فرماتے ہین اور کیا غرض رکھتے ہین پس شروع کیا بعضے صحابہ نے تکرار کرنا حضرت سے پس فرمایا حضرت
نے کہ چھوڑ دو مجھکو چھوڑ دو مجھکو پس جسمین اس شور وغوغا کرنے سے پس وہ حالت کہ مین اسمین ہون یعنے توجہ طرف اللہ اور مستعد ہونا اسکی ملاقات کے لیے
اور تفکر اسمین وغیر ذالک بہتر ہے اس چیز سے کہ بلاتے ہو تم مجھکو طرف اسکے ف ع یعنی افضل ہے اس حالت سے کہ تم اسپر ہو کہ وہ شور وشغب اور
اختلاف کرنا ہے کہ یا خلل ہے یہ کہ روایت کیا گیا ہے آنحضرت سے کہ آپ نے فرمایا اختلاف امتی رحمة اور اختلاف دین مین تین قسم پر ہے کہ ایک تو اثبات صانع
مین ہے اور اسکی وحدانیت مین اور انکار اسکا کفر ہے اور دوسرا اختلاف اسکی صفات او مشیت مین ہے اور انکار اسکا بدعت ہے اور تیسرا احکام فروع مین کہ
کہ محتمل ہوتے ہین کئی وجہون کو پس اس اختلاف کو کیا ہے اللہ تعالے نے رحمت وکرامت واسطے علما کے اور کہا مازری نے اگر کہا جاوے کہ کیونکر
جائز ہوا صحابہ کے لیے اختلاف اس نوشتہ مین باوجود فرمانے حضرت کے ایتونی الکتب پس جواب اسکا یہ ہے کہ اوامر کبھی متعلق ہوتے ہین قرائن کہ نقل
کرتے ہین اوامر کو وجوب سے طرف استحباب کے نزدیک اس شخص کے کہ کہتا ہے کہ اصل اوامر کی وجوب ہے پس شاید کہ ظاہر ہوئے ہون آنحضرت سے ایسے
قرائن کہ دلالت کرتے ہون اسپر کہ نہین واجب ہے بلکہ سپرد کیا اسکو اُنکے اختیار کی طرف اور یہ دلیل ہے اوپر رجوع کرنے اُنکے کے طرف اجتہاد کے شریعت
مین اور پہونچا اجتہاد عمر کا طرف منع کرنے کے پس شاید کہ انھون نے اعتقاد کیا یہ کہ صادر ہوا ہے حضرت سے بغیر قصد یا جزم کے اور تھا یہ قرینہ بیچ ارادہ عدم
وجوب کے واللہ اعلم ترجمہ پس جب درگذر سے صحابہ اس گفتگو سے حکم کیا آنحضرت نے انکو تین باتون کا پس فرمایا نکالدو مشرکون کو جزیرہ عرب سے ف ع
گذر چکا ہے بیان اسکا بیچ باب اخراج الیہود من جزیرة العرب اور جزیرہ عرب کا ابتدا کتاب مین بیچ باب الوسوسہ کے مذکور ہوئے ہین ترجمہ اور اکرام کیا کرو ایلچیون کا
کہ امرا اور حاکمون کے پاس سے آوین اور احسان وسلوک کیا کرو انکے ساتھ مانند اس چیز کے کہ مین احسان کرتا ہون انپر ف ع یعنے از روے کے بہتر لوگ مقیم
ہونگے درمیان انکے بسبب لیاقت انکی کے اور یہ حکم فرمایا حضرت نے اسلیے کہ تا ایلچی خوش ہون اور رغبت کرین غیر انکے مولفة القلوب مین سے اور کہا
علما نے برابر ہے کہ مسلمان ہون ایلچی یا کافر سب کے لیے یہی حکم ہے ترجمہ اور سکوت کیا ابن عباس نے تیسری بات سے یعنے بسبب نسیان کے اس سے
یا واسطے اقتصار کے یا ذکر کیا اسکو ابن عباس نے پس بھول گیا مین اسکو اور کہا سفیان بن عیینہ نے کہ یہ کہنا سکوت کیا یا کہا اور مین بھول گیا قول سلیمان احول
کا ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع کہا نووی نے کہ ساکت ابن عباس ہین اور بھول جانے والے سعید بن جبیر ہین تو موجب شرح ملا علی کے لکھا گیا
حضرت شیخ نے فاعل سکت کا اور قال کا آنحضرت کو لکھا ہے یعنے سکوت کیا آنحضرت نے تیسری بات سے یا فرمائی حضرت نے پس بھول گیا مین اور کہا
علما نے کہ تیسری بات یہ تھی کہ سامان درست کر دینا لشکر اسامہ کا کہ آنحضرت اسکے اسباب کی درستی کر رہے تھے کہ اُسی اثنا مین بیمار ہوئے یا تیسری بات
یہ تھی منع کرنا قبر پرستی سے جیسے کہ فرمایا لا تتخذوا قبری وثنا یعبد (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لِعُمَرَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى
اُمِّ اَيْمَنَ نَزُوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا اِلَيْهَا بَكَتْ فَقَالَا لَهَا مَا يُبْكِيْكِ اَمَا تَعْلَمِيْنَ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ لَا اَبْكِيْ اَنِّيْ لَا اَعْلَمُ اَنَّ مَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اَبْكِيْ اَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ
السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا رواه مسلم) اور روایت ہے انس سے کہ کہا کہا ابو بکر نے واسطے عمر رضی کے بعد وفات

(وعن عائشة قالت وا رأساه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ذاك لو كان وأنا حي فأستغفر لك وأدعو لك فقالت عائشة واثكلياه والله إني لأظنك تحب موتي فلو كان ذلك لظللت آخر يومك معرسا ببعض أزواجك فقال النبي صلى الله عليه وسلم بل أنا وارأساه لقد هممت أو أردت أن أرسل إلى أبي بكر وابنه وأعهد أن يقول القائلون أو يتمنى المتمنون ثم قلت يأبى الله ويدفع المؤمنون أو يدفع الله ويأبى المؤمنون رواه البخاري)

اور روایت ہے عائشہ سے کہا انہوں نے کہا اپنے آنحضرت کے پاس بسبب شدت درد سر کے ہائے میرا سر دکھتا ہے فرمایا ظاہر حضرت عائشہ کا سر دکھتا تھا افسوس کیا اسپر اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد سر سے ذات ہے اور اشارہ کیا ساتھ اسکے اپنی موت کی طرف ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے وہ یعنی موت تیری اے عائشہ اگر واقع ہو اس حال میں کہ میں زندہ ہوں تو بخشش مانگوں تیرے لیے یعنی تیرے سیأت کے بخشنے کے لیے اور دعا کروں واسطے تیرے یعنی تیری رفعت درجات کے لیے پس کہا عائشہ نے سختی ہے مصیبت مجھے پر یہ لفظ ثکل ساتھ زبر ثا مثلثہ اور پیش اسکے کے اصل میں بمعنی مرنے فرزند یا دوست کے ہے اور مراد یہاں موت ہے اور ذکر مرض بھی موت یاد دلاتا ہے اور یہ کلام یوں ہی ہر عرب کی زبان پر وقت سختی و مصیبت کے جاری ہوتا ہے بے اسکے کہ معنے حقیقی مراد ہوں ترجمہ قسم ہے خدا کی تحقیق میں گمان کرتی ہوں تمکو کہ چاہتے ہو تم مرنا میرا یہ حضرت عائشہ نے بطور عتاب کے حضرت کو از راہ ناز و پیار کے کہ درمیان انکے تھا پس اگر واقع ہو مرنا میرا البتہ ہو گے تم آخر اسی دن میں صحبت کرنے والے ساتھ کسی ایک اپنی بیویوں میں سے فرع ح مقصود یہ ہے کہ اگر میں مر جاؤنگی اور تم زندہ رہو گے بعد میرے تو مجھکو بھول جاؤ گے اور اور بیویوں کے ساتھ مشغول ہو جاؤ گے بیت از مردم این بیا زفتن جانست نہ از بار جدائی شوم این نالہ از انست ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ چھوڑ اے عائشہ ذکر اپنے درد سر کا اور اپنی موت کے یاد کرنے کا اور مشغول ہو میرے درد سر میں اور ذکر موت میری میں فرع کہ میں اس عالم سے جاتا ہوں اور تو بعد میرے بہت زندہ رہیگی اور اس بات کو حضرت نے وحی سے معلوم کیا اور دونوں صاحبوں کے اکٹھے بیمار ہونے میں اشارہ ہے طرف کمال محبت دونوں صاحبوں کے جیسے کہ خون نکالا جاوے ایک کے ہاتھ سے وقت فصد لیلی کے بعد اسکے آنحضرت نے بتقریب ذکر موت اپنی کے خلافت ابوبکر صدیق کی یاد کی کہ ہونیوالی ہے اور آسمیں خوش کرنا عائشہ کے دل کا اور بشارت دینی انکو اُس دولت و نعمت کی بھی ہے فرمایا ترجمہ البتہ تحقیق قصد کیا تھا میں نے یا فرمایا ارادہ کیا تھا میں نے یہ کہ بھیجوں میں کسی کو طرف ابوبکر کے اور بیٹے اسکے کے یعنی عبدالرحمن کے کہ فرزند رشید ابوبکر کے تھے اور شفیق عائشہ کے اور وصیت کروں ابوبکر کو یعنی خلافت کی اور ولیعہد اپنا کروں اُسکو تاکہ میں یا واسطے خوف اسکے کہ میں کہنے والے فرع کہ نہ وصیت کی آنحضرت نے ابوبکر کی خلافت کبری کی اور اقتصار کیا خلافت صغری پر کہ وہ امامت نماز کی ہے باوجود اسکے کہ آسمیں بھی اشارہ تھا اس خلافت کبری کا ترجمہ یا آرزو کریں آرزو کرنیوالے یعنی خلافت کی غیر ابی بکر کے لیے خواہ اپنے لیے یا غیر اپنے کے لیے پھر کہا میں نے یعنی اپنے دل میں یا دانا ہو میں کہ انکار کریگا اللہ تعالی ابی بکر کی خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان یعنی غیر خلافت ابی بکر کو یا برعکس عبارت مذکور کے فرمایا کہ دفع کریگا اللہ اور انکار کرینگے مومن بھی نقل کی یہ بخاری نے فرع ح یعنے بسبب خلیفہ کرنے میرے کے انکو امامت صغری میں اسلیے کہ امامت صغری علامت ہے کبری کی جیسے کہ فرمایا حضرت علی نے وقت بنانے کہ جب اختیار کیا آنحضرت نے ابوبکر کو امر دین ہمارے کے لیے تو ہم کیا نہ اختیار کریں ہم انکو امور دنیا اپنی کے لیے پس یہ بڑی دلیل ہے انکی خلافت کی حقیقت کی پھر حضرت کے قول ویابی المومنون میں اشارہ ہے طرف تکفیر اُن لوگوں کے کہ منکر ہیں صدیق کی خلافت کے حقیت کے اور حاصل حضرت کے فرمانے کا یہ کہ پس اس سبب سے نہ بلایا میں نے ابوبکر وغیرہ کو اور نہ وصیت کی میں نے اور جانا میں نے کہ خلافت انکی ہونیوالی ہے اور واقع میں ایسا ہی ہوا کہ جو آنحضرت نے خبر دی تھی اور یہ حدیث اول دلیل ہے اوپر خلافت ابی بکر کے بعد آنحضرت کے (وعنها قالت رجع إلي رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم من جنازة من البقيع فوجدني وأنا أجد صداعا وأنا أقول وارأساه قال بل أنا يا عائشة وارأساه قال وما ضرك لو مت قبلي فغسلتك وكفنتك وصليت عليك ودفنتك قلت لكأني بك والله لو فعلت ذلك لرجعت إلى بيتي فعرست فيه

بِبَعْضِ نِسَائِکَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بُدِئَ فِی وَجَعِہِ الَّذِی مَاتَ فِیہِ رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا پھرے طرف
میرے آنحضرت ایک روز ایک جنازہ کو دفن کر کر بقیع سے کہ مقبرہ مدینہ کا ہے پس پایا مجھکو آنحضرت نے اس حالت میں کہ پاتی تھی درد سر اور میں کہتی
ہائے میرا سر دکھتا ہے فرمایا آنحضرت نے بلکہ میں کہتا ہوں اے عائشہ ہائے میرا سر دکھتا ہے فرمایا آنحضرت نے اور کیا ضرر کرتا ہے تجھکو اے عائشہ اگر مرے تو
پہلے میرے پس غسل دوں میں تجھکو اور کفن دوں میں تجھکو اور نماز پڑھوں میں تجھپر اور دفن کروں میں تجھکو ف ع اس میں اشارہ ہے اسکی طرف کہ مرنا انکا
حضرت کی حیات میں بہتر ہے زندہ رہنے انکے سے بعد وفات حضرت کے ترجمہ کہا میں نے البتہ گویا دیکھتی ہوں میں تجھکو قسم ہے اللہ کی اگر کروگے تم یہ
یعنے جو کچھ کہ ذکر ہوا قسم غسل وغیرہ سے البتہ پھروگے تم طرف گھر میرے کے پس صحبت کروگے اسمیں ساتھ کسی کے اپنی بیویوں میں سے پس مسکرائے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یعنے اسلیے کہ دلالت کرتا ہے یہ کہنا انکا اوپر کمال غیرت انکی کے بعد اسکے پھر شروع کی گئی بیماری حضرت کی کہ وفات ہوئی
جسمیں نقل کی یہ دارمی نے (وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ قُرَیْشٍ دَخَلَ عَلٰی اَبِیْہِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُکَ عَنْ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰی حَدِّثْنَا عَنْ اَبِی الْقَاسِمِ قَالَ لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَتَاہُ جِبْرِیْلُ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ تَکْرِیْمًا لَکَ
وَتَشْرِیْفًا لَکَ خَاصَّةً لَکَ یَسْأَلُکَ عَمَّا هُوَ اَعْلَمُ بِہِ مِنْکَ یَقُوْلُ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَجِدُنِیْ یَا جِبْرِیْلُ مَغْمُوْمًا وَاَجِدُنِیْ یَا جِبْرِیْلُ مَکْرُوْبًا ثُمَّ جَاءَہُ الْیَوْمَ
الثَّانِیَ فَقَالَ لَہٗ ذٰلِکَ فَرَدَّ عَلَیْہِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا رَدَّ اَوَّلَ یَوْمٍ ثُمَّ جَاءَہُ الْیَوْمَ الثَّالِثَ فَقَالَ لَہٗ کَمَا قَالَ اَوَّلَ یَوْمٍ وَرَدَّ عَلَیْہِ کَمَا رَدَّ
وَجَاءَ مَعَہٗ مَلَکٌ یُقَالُ لَہٗ اِسْمٰعِیْلُ عَلٰی مِائَةِ اَلْفِ مَلَکٍ کُلُّ مَلَکٍ عَلٰی مِائَةِ اَلْفِ مَلَکٍ فَاسْتَاْذَنَ عَلَیْہِ فَسَاَلَہٗ عَنْہُ ثُمَّ قَالَ جِبْرِیْلُ هٰذَا مَلَکُ الْمَوْتِ یَسْتَاْذِنُ
عَلَیْکَ مَا اسْتَاْذَنَ عَلٰی اٰدَمِیٍّ قَبْلَکَ وَلَا یَسْتَاْذِنُ عَلٰی اٰدَمِیٍّ بَعْدَکَ فَقَالَ ائْذَنْ لَہٗ فَاَذِنَ لَہٗ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ فَاِنْ
اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَقْبِضَ رُوْحَکَ قَبَضْتُ وَاِنْ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَتْرُکَہٗ تَرَکْتُہٗ فَقَالَ وَتَفْعَلُ یَا مَلَکَ الْمَوْتِ قَالَ نَعَمْ بِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاُمِرْتُ اَنْ اُطِیْعَکَ قَالَ فَنَظَرَ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی جِبْرِیْلَ فَقَالَ جِبْرِیْلُ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ قَدِ اشْتَاقَ اِلٰی لِقَائِکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِمَلَکِ الْمَوْتِ امْضِ لِمَا
اُمِرْتَ بِہٖ فَقَبَضَ رُوْحَہٗ فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَاءَتِ التَّعْزِیَةُ سَمِعُوْا صَوْتًا مِنْ نَاحِیَةِ الْبَیْتِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
اِنَّ فِی اللّٰہِ عَزَاءً مِنْ کُلِّ مُصِیْبَةٍ وَخَلَفًا مِنْ کُلِّ هَالِکٍ وَدَرَکًا مِنْ کُلِّ فَائِتٍ فَبِاللّٰہِ فَاتَّقُوْا وَاِیَّاہُ فَارْجُوْا فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ
فَقَالَ عَلِیٌّ اَتَدْرُوْنَ مَنْ هٰذَا هُوَ الْخَضِرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے امام جعفر صادق بن محمد سے کہ نقل کی یہ اپنے باپ
سے کہ امام محمد باقر ہیں یہ کہ ایک شخص قریش میں سے داخل ہوا انکے باپ پر کہ علی بن حسین ہیں یعنی امام علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہم پس کہا علی بن حسین نے کہ کیا نہ حدیث بیان کروں میں تمہارے آگے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اس شخص نے کہ ہاں بیان کر ہمارے
آگے ابی القاسم سے کہا علی بن حسین نے کہ جب بیمار ہوئے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے انکے پاس جبرئیل یعنی عیادت اور سلام پہنچانے کے لیے
پس کہا جبرئیل نے اے محمد یا شبہ اللہ نے بھیجا ہے مجکو طرف آپ کے واسطے تکریم تمہاری کے اور واسطے تعظیم تمہاری کے درحالیکہ یہ تکریم و تعظیم مخصوص ہے تمہارے لیے
یعنے اس بات میں کہ پوچھتا ہے اللہ سبحانہ تمسے اس چیز سے کہ وہ خوب جانتا ہے اس چیز کو تمسے یعنے اسلیے کہ وہ قریب تر ہے ہر چیز کے جبل ورید سے فرمایا ہے اللہ تعالی نے
کس طرح پاتے ہو تم اپنے تئیں یعنی کیسا ہے حال تمہارا فرمایا پاتا ہوں میں اے جبرئیل اپنے تئیں اندوگین اور پاتا ہوں میں اپنے تئیں اندوگین ف ح شاید کہ یہ غم و کرب
آنحضرت کو سبب دنیا و امت کے تھا کہ دیکھا چاہیے بعد میرے کیا واقع ہو ترجمہ پھر آئے جبرئیل آنحضرت کے پاس دوسرے دن پس کہا حضرت سے جیسا کہ کہا تھا
اول دن پس جواب دیا جبرئیل کو آنحضرت نے جیسا کہ جواب دیا تھا اول دن پھر آئے جبرئیل حضرت کے پاس تیسرے دن اور کہا حضرت سے جیسا کہ کہا تھا اول
دن اور جواب دیا حضرت نے جبرئیل کو جیسا کہ جواب دیا تھا اول روز اور آیا جبرئیل کے ساتھ فرشتہ یعنے اس دن ہوا اور دن کہ کہا جاتا تھا اسکو اسمعیل کہ حاکم ہے

حضرت حسینؓ کے ہی فقط واسطہ وبرکت شہادت کے اور تخفیف شدت فاقہ مضطر ہونے کے یعنی پس اعتماد کر واللہ ہی پر اشارہ ہی طرف قول اللہ تعالیٰ کے (وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ
لَا یَمُوْتُ) ترجمہ اور اسی سے پس امید رکھو یعنی نہ امید رکھو سوا اسکے سے اسلیے کہ لا الہ الا اللہ یا اسکے پاس سے پس امید رکھو ثواب پاکی اور نہیں ہی مصیبت
زدہ مگر وہ شخص کہ محروم ہو گیا ہی ثواب سے فوت ہونے اور دنیا کی مصیبت مصیبت نہیں ہی بسبب پائے جانے ثواب آخرت کے اور مصیبت حقیقی وہ ہی کہ کوئی
صبر نہ کرے اور ثواب سے محروم رہے اور ذکر کیا اسکو بیہقی نے کہا نزدیک ماوردی ہی کہ ہو پہلے اس سے پہلے صدمہ میں ترجمہ پس کہا علی نے کیا جانتے ہو تم کہ کون ہی یہ شخص تعزیت
کرنے والا یعنی خضر تھے یعنی خضر علیہ السلام واسطے تعزیت اصحاب اور اہلبیت آنحضرت کے آئے ہیں ظاہر سیاق کلام سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ مراد علی سے امیر المومنین
علی ہوں اور حاضر تھے اس وقت اور احتمال ہی کہ امام علی زین العابدین ہوں کہ وقت روایت کرنے حدیث کے حاضرین مجلس اپنے سے یہ کہا واللہ اعلم
ترجمہ نقل کی یہ بیہقی نے دلائل النبوۃ میں فٖ یعنی فائدہ اور حصن حصین میں ساتھ ... کے لایا ہی کہ جب وفات پائی آنحضرت نے تعزیت کی اصحاب
واہل بیت کی ملائکہ نے اور ذکر کی یہ عبارت کہ حدیث میں مذکور ہوئی ہی لائے لایا ہی یعنی اور روایت کیا ایک مرد سفید ریش جسیم خوش شکل پس آیا
پھلانگتا ہوا گردنوں کو لوگوں کی یہاں تک کہ پہنچا اور رویا پھر التفات کیا طرف صحابہ کے اور کہا ان فی اللہ عزاء الخ پس کہا علی اور ابو بکر نے کہ یہ خضر ہیں اور یہ دلالت کرتی ہی اسپر کہ
مراد علی سے پہلی حدیث میں علی مرتضیٰ ہیں باب اس بیان میں ہی کہ نہیں چھوڑا ترکہ آنحضرت نے اور لواحق پہلے باب کے الفصل الاول فصل پہلی (عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَا تَرَکَ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْہَمًا وَّلَا شَاۃً وَّلَا بَعِیْرًا وَّلَا اَوْصٰی بِشَیْءٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) روایت ہی عائشہ سے کہا نہیں چھوڑا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے بعد وفات کے دینار اور نہ درہم اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی ساتھ کسی چیز کے نقل کی یہ مسلم نے فٖ یعنی فائدہ یعنی فقرہ مال سے
کہ نہیں چھوڑا کچھ مال کہ وصیت کرتے اور جو کچھ کہ مال بنی نضیر اور فدک اور مانند اسکے کے تھا سو آنحضرت نے حالت حیات میں صدقہ کر دیا تھا مسلمانوں پر بعد
نفقہ عیال کے فٖ کہا نووی نے کہ اور روایت میں آیا ہی کہ ذکر کیا لوگوں نے حضرت عائشہ کے آگے کہ علی تھے وصی پس کہا عائشہ نے کہ کس وقت وصیت
کی انکو حالانکہ تکیہ کیے تھے آنحضرت میری چھاتی پر یہاں تک کہ وفات پائی آپ نے پس کب وصیت کی اور معنے لا اوصی کے یہ ہیں کہ نہیں وصیت کی تہائی مال کی
نہ غیر اسکے کے اسلیے کہ نہیں تھا انکے پاس مال اور نہ وصیت کی علی کو اور نہ غیر انکے کو خلاف اس چیز کے کہ گمان کرتے ہیں شیعہ پس جو یہ شیعی ہیں ہیچ وصیت
کرنے آنحضرت کے ساتھ کتاب اللہ کے اور وصیت انکی کے واسطے اہلبیت کے اور نکال دینے یہود کے جزیرہ عرب سے اور واسطے احسان کرنے کے
ایلچیوں سے نہیں ہیں مراد انکے قول سے ولا اوصی بشیء اور یہ جو نقل کیا ہی بعض علما سیر نے کہ آنحضرت کے لیے بہت سے اونٹ تھے اور دس اونٹنیاں
تعیین کر رکھا تھا انکو نواح مدینہ میں اور لاتے تھے لوگ دودھ انکا ہر شب اور تھیں انکے لیے سات بکریاں پیتے تھے دودھ انکا پس نہیں صلاحیت رکھتی ہی واسطے
معارضہ اس حدیث کے اور اگر صحیح بھی ہو تو حمل کیا جاویگا اسپر کہ وہ تھے اونٹ صدقہ کے اور اصحاب فقرا اہل صفہ کے بھی ہم میں سے پیا کرتے تھے دودھ انکا
(وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ اَخِیْ جُوَیْرِیَۃَ قَالَ مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِہٖ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْہَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَۃً وَّلَا شَیْئًا اِلَّا
بَغْلَتَہُ الْبَیْضَاءَ وَسِلَاحَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَہَا صَدَقَۃً رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہی عمرو بن الحارث سے کہ صحابی تھے بھائی جویریہ کے کہ آنحضرت کی
بیبیوں میں سے ہیں کہا کہ نہیں چھوڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک وفات اپنی کے دینار اور نہ درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی
یعنی رقیق میں فٖ یعنی مملوک پس اس سے معلوم ہوا کہ جو غلام ان میں ذکر حضرت کے بردوں کا آیا ہی یا تو وہ مر گئے ہونگے یا آزاد کر دیا ہوگا انکو
ترجمہ اور نہ اور کچھ مگر خچر اپنا کہ سفید تھا کہ اسکو دلدل کہتے تھے مقوقس حاکم اسکندریہ نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا اسکو اور ہتھیار اپنے فٖ یعنی جو کہ خاص تھے
حضرت کے پہننے کے مانند تلوار اور نیزے اور زرہ اور خود اور عصا بھالا ار کے اور بعض روایتوں میں خاص زرہ ہی واقع ہوئی ہی کہ یہود کے پاس گرو تھی
اور شاید کہ یہ حصر اضافی ہی مبنی ہی اوپر نہ اعتبار کرنے اور ایسی ویسی چیزوں کے مانند کپڑوں اور اسباب گھر کے والا ثابت ہوا ہی کہ حضرت نے چھوڑے

کپڑے وغیرہ کہ اپنی جگہ پر مذکور ہیں ترجمہ اور زمین گروانا تھا انکو صدقہ نقل کی یہ بخاری نے ف ف کہا ابن ملک نے کہ ضمیر بغلہا کی پھرتی ہے چیزوں ذکر کی گئی
کی طرف یعنی خچر اور ہتیار اور زمین کی طرف اور ظاہر تبادر یہ ہے کہ ضمیر پھرتی ہے زمین کی طرف کہا عسقلانی نے یعنی تصدق کیا منفعت زمین کو پس حکم
اسکا حکم وقف کا اور سننے میں آیا ہے کہ آنحضرت نے کیا زمین کو اپنی حیات میں صدقہ جاریہ باقی اسکے قائم رہنے تک پس ہمیشہ رہیگا ثواب صدقہ کا ساتھ دوام اصل
زمین کے پس نہیں منافی ہو اسکے کہ سوائے زمین کے اور املاک انکی نفس موت سے ہو جائینگی صدقہ کما لا یخفی کہا علامہ کرمانی نے شرح بخاری میں کہ وہ آدھی زمین
وادی قری کی تھی اور تہائی حصہ حضرت کا خمس خیبر سے اور حصہ انکا زمین بنی نضیر سے اور ضمیر بغلہا کی پھرتی ہے طرف تینوں کے نہ طرف زمین کے فقط اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ہم جماعت انبیا کی نہیں میراث چھوڑتے ہیں جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں ہم صدقہ ہوتا ہے انتہی اور قریب ہے کہ آویگی تحقیق اسکی (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقتسم ورثتی دینارا ما ترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بانٹینگے وارث میرے بعد مرنے میرے کے دینار ف یعنی اسلیے کہ نہیں چھوڑونگا میں بعد مرنے اپنے کے دینار کہ وارث آپس میں کہ
بانٹیں انکو پس یہ اخبار ہے حقیقۃ اور احتمال یہ بھی ہے کہ اخبار ہو بصورت نہی اور نہی ہو معنوں میں یعنی نہ بانٹیں وارث میرے دینار کو یہ بیان کیا سبب اور علامت اسکی بطور
اتفاق کے ترجمہ جو چیز کہ چھوڑ جاؤں میں پیچھے خرچ عورتوں اپنی کے اور بعد اجرت عامل اپنے کے پس وہ صدقہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ف یعنی بیبیاں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیچ حکم عدت والی عورتوں کے تھیں اسلیے کہ نہیں جائز تھا انکو نکاح کرنا بعد آنحضرت کے پس جاری ہوا انکے لیے نفقہ اور مراد عامل سے وہ ہیں کہ
خلیفہ ہوئے بعد حضرت کے پس وہی صرف کریں ترکہ اپنے مصارف میں اور یہ پہنچاویں اسکو مستحقوں کے تئیں کہ جن پر آنحضرت صرف کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نفقہ اپنے اہل کا صفایا میں سے کہ تھا حضرت کے لیے اموال بنی نضیر اور فدک سے اور صرف کرتے باقی کو مسلمانوں کے مصالح میں پھر فوت ہوئے ابوبکر پھر عمر
اسی طرح پھر جبکہ نوبت خلافت کی پہونچی طرف عثمان کے بے پرواہ ہوئے اس سے بسبب مال اپنے کے پس جاگیر دیا انکو مروان وغیرہ اقارب اپنے کے لیے پس ہمیشہ
رہا انکے قبضہ میں یہاں تک کہ پھیر اسکو عمر بن عبد العزیز نے بطور سابق کے مصارف میں کر دیا پس حاصل حدیث یہ ہے کہ جو کچھ کہ باقی رہے بعد نفقہ بیبیوں میری کے
اور اجرت عاملوں میرے کے وہ صدقہ ہے کہ صرف کیا جاوے فقرا پر جیسے کہ حالت حیات میں تھا (وعن ابی بکر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میراث نہیں پائی جاتی ہے جو
کہ چھوڑیں ہم یعنی قسم مال سے صدقہ ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ف یعنی صرف کیا جاوے فقرا و مساکین پر اسلیے کہ ہم جماعت فقرا سے ہیں اور نزدیک
صوفیہ کے یہ ہے کہ وہ مالک نہ ہوں کسی چیز کا پس جو کچھ کہ انکے ہاتھ میں ہو گا تو امانت ہو یا وقف ہو اور صدقہ اور بعضوں نے کہا کہ اسلیے کوئی انکا وارث نہیں ہوتا تا کہ خوف
نہ ہو انکے مرنے سے کوئی انکے وارثوں میں سے بسبب لینے ترکہ انکا کے اور یہ حدیث ابوبکر صدیق نے بیچ وقت طلب کرنے فاطمہ زہرا کے میراث کو
روایت کی اور کہا کہ میں خلیفہ آنحضرت کا ہوں جس جگہ کہ آنحضرت صرف کرتے تھے میں بھی کرتا ہوں اور غمخواری تمہاری کیا کرتا ہوں جیسے کہ آنحضرت کرتے تھے
اور میں نے آنحضرت سے سنا ہے کہ ہمارے لیے یعنی انبیا کے لیے میراث نہیں ہوتی اور یہ بات نری حضرت فاطمہ سے نہیں کہی بلکہ ازواج مطہرات سے بھی کہی
جس وقت کہ انھوں نے بھی طلب میراث کی کی اور عمر نے تولیت اسکی عباس اور علی کو دی تھی اور جب انمیں نزاع ہوئی اور ارادہ کیا بانٹنے کا درمیان اپنے ہمارے بانٹنا نہیں
حضرت عمر نے اور بے بانٹے درمیان انکے چھوڑا اور مدتوں تک تولیت اسکی اہلبیت نبوت کے ہاتھ رہی بعد ازاں وہ انہوں کے ظلم و تعدی سے انکے ہاتھ سے جاتا رہا اور
حکم میراث نہ ہونے آنحضرت کا نری ابوبکر ہی نے نہیں کہا بلکہ بڑے بڑے صحابہ کو بلایا اور سب کو پوچھا سبھوں نے یہی حکم کیا اور کہا آنحضرت سے اسی طرح سنا ہے اور یہی قرار پایا جیسے کہ حدیث مذکور
ابا ہی (وعن ابی موسی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ان اللہ اذا اراد رحمۃ امۃ من عبادہ قبض نبیہا قبلہا فجعلہ لہا فرطا وسلفا بین یدیہا واذا اراد
ہلکۃ امۃ عذبہا ونبیہا حی فاہلکہا وہو ینظر فاقر عینہ بہلاکہا حین کذبوہ وعصوا امرہ رواہ مسلم)

اور روایت ہے ابی موسیٰ اشعری سے کہ نقل کی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے مہربانی کرنی ایک امت پر اپنے بندوں میں
سے وفات دیتا ہے اس امت کے پیغمبر کو پہلے اس امت سے یعنی پہلے اُترنے عذاب کے سے اُس پر پس کرتا ہے خدائے تعالیٰ پیغمبر کو امت کے لیے میر منزل اور پیش رو
یعنی آگے بھیجنا جبکہ وہ راضی مرتا ہے شفیع ہوتا ہے اور جبکہ چاہتا ہے اللہ تعالیٰ ہلاک امت کا عذاب کرتا ہے اس امت کو اس حال میں کہ نبی اسکا زندہ ہوتا ہے پس ہلاک کرتا ہے انکو
اس حال میں کہ وہ پیغمبر دیکھتا ہے پس ٹھنڈی کرتا ہے اللہ تعالیٰ آنکھیں اسکی یعنی خوش کرتا ہے اسکو بسبب ہلاک ہونے امت کے جس وقت کہ جھٹلاتے تھے وہ اسکو اور نافرمانی
کرتے تھے اسکے حکم کی نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَیَاْتِیَنَّ عَلٰی اَحَدِکُمْ یَوْمٌ وَلَا یَرَانِیْ ثُمَّ
لَاَنْ یَّرَانِیْ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَمَالِہٖ مَعَھُمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم اس ذات پاک کی کہ
جان محمد کی اسکے ہاتھ میں ہے البتہ آویگا ایک تمہارے پر ایک دن اور نہ دیکھیگا مجھکو پھر البتہ دیکھنا اسکا مجھکو بہت دوست رکھا گیا ہوگا طرف اسکے اہل و عیال
اسکے سے اور مال اسکے سے ساتھ اہل و عیال کے نقل کی یہ مسلم نے ف مراد یہ تو دیکھنا آنحضرت کا ہے انکی حیات میں اور صحبت رکھنی آپ کی بعد وفات
کے سو شاید نہیں پایا جاتا ہے بلکہ یہ مناسب تر ہے ساتھ سیاق کلام کے اور ایسا ہی حال ہے مشتاقان جمال کا کہ مشرف نہیں ہیں ساتھ وصال آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم **بَابُ مَنَاقِبِ قُرَیْشٍ وَّذِکْرِ الْقَبَائِلِ** باب ہے بیچ بیان مناقب قریش کے اور ذکر قبیلوں کے ف مناقب جمع
منقبت کی ہے بمعنی شرف اور فضیلت کے اور قریش نام قبیلہ خاص کا ہے عرب میں اور اصل میں نام نضر بن کنانہ کے فرزند کا ہے نام مقرر ہوا اس قبیلہ کا بنام
باپ اپنے کے اور اصل میں نام ایک جانور کا ہے کہ بہت قوی ہوتا ہے دریائی جانوروں میں اور قبائل جمع قبیلہ کی ہے یعنی اولاد ایک باپ کے اور ہوا انکے
ذکر سے بیچ اور مذمت انکی ہے **اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ** فصل پہلی (عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَیْشٍ فِیْ ھٰذَا الشَّاْنِ مُسْلِمُھُمْ
تَبَعٌ لِّمُسْلِمِھِمْ وَکَافِرُھُمْ تَبَعٌ لِّکَافِرِھِمْ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) روایت ہے ابوہریرہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ تابع ہیں قریش کے اس
کام میں مسلمان غیر قریش کے تابع ہیں قریش کے مسلمانوں کے اور کافر غیر قریش کے تابع ہیں قریش کے کافروں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف مراد مسلم و کافر سے جنس ہیں یعنی سب جاننا چاہیئے کہ ظاہر سیاق حدیث سے یہ ہے کہ مراد اس کام سے دین ہے از روے وجود و عدم کے اور قریش
اسبق اور اقدم ہیں امر دین میں اور پیشوا لوگوں کے ہیں ایمان و کفر میں پس مسلمان غیر قریش کے تابعدار قریش کے مسلمانوں کے ہیں اور کافر غیر قریش
کے تابعدار قریش کے کافروں کے اور عرب انتظار کرتے تھے قریش کے اسلام لانیکا اور جب مکہ فتح ہوا اور قریش مسلمان ہوئے تو عرب جماعت جماعت
اسلام میں داخل ہوئے جیسے کہ سورۃ اذا جاء نصر اللہ سے معلوم ہوتا ہے مقصود بیان کرنا تقدم ریاست قریش کا بیچ عہد اسلام اور جاہلیت کے لیکن
فضل و شرف باعتبار اسلام کے ہے نہ کفر کے اگرچہ بیان مطلق ریاست کا ہو خواہ بسبب دین کے یا باعتبار دنیا کے اور جاہلیت میں بھی بیت اللہ اور خدمتیں
اسکی مثل سقایہ اور سبیل پلانے وغیرہ کے قریش ہی میں تھیں نہ اوروں میں اور بعضوں نے کہا مراد شان سے خلافت و امامت ہے جیسے کہ حدیثوں میں آیا ہے
اور مراد امر سے قریش کی تابعداری کرینگا اور اگر لوگ مخالفت کریں اور تابعداری انکی قبول نہ کریں تو منافات اس سے نہیں رکھتا یعنی اسلیے کہ امر کا وقوع ضرور نہیں
(وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِّقُرَیْشٍ فِی الْخَیْرِ وَالشَّرِّ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ لوگ تابع قریش کے ہیں خیر و شر میں یعنی اسلام و کفر میں جیسے کہ گذرا اوپر کی حدیث میں بیان اسکا نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَا بَقِیَ مِنْھُمُ اثْنَانِ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ رہیگا
خلافت قریش میں ف یعنی چاہیئے کہ انہیں میں رہے امر خلافت اور جائز نہیں شرعاً عقد خلافت غیر انکے کے لیے اور اسی پر منعقد ہوا اجماع صحابہ کا زمانہ میں
اور اسی سے حجت کی مہاجرین نے انصار سے ترجمہ جب تک کہ باقی رہیں انمیں سے دو آدمی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی سوائے خلیفہ کے یا ایک ان میں

خلیفہ ہوا اور وہ بھی تابع اور یہ مبالغہ ہو الا امر خلافت دو آدمیوں سے انتظام نہیں پکڑتا فرع کہا نووی نے کہ یہ حدیثیں اور مانند انکے دلیل ظاہر ہیں اسپر کہ خلافت
مختص ہو ساتھ قریش کے نہیں جائز عقد خلافت غیر انکے کے لیے اور اسپر منعقد ہوا اجماع صحابہ کے زمانہ میں اور بعد انکے اور جنہوں نے مخالفت کی اسمین اہل بدعت
سے پس بے حجت لایا گیا ساتھ اجماع صحابہ کے اور بیان کیا آنحضرت صلعم نے کہ حکم ہمیشہ کو رہیگا اخیر زمانہ تک جب تک کہ باقی رہیں لوگوں میں سے دو بھی اور
ظاہر ہوا جو کچھ کہ فرمایا تھا آنحضرت نے اسوقت تک اور تحقیق ہی کہ یہ خبر ہی معنے امر کے یعنے جو کہ مسلمان ہو پس چاہیے کہ اتباع کرے انکا اور نہ خروج کرے
اگرچہ والا جاتا رہا یہ امر خلافت قریش سے اکثر شہروں میں کچھ اوپر دو سو برس کے بعد اور احتمال ہی یہ کہ محمول ہو اپنے ظاہر پر اور مؤید ہے ساتھ قول حضرت
کے کہ حدیث آیندہ میں ہی ما اقاموا الدین یعنے امر خلافت ہمیشہ قریش میں رہیگا جب تک کہ برپا رکھینگے دین کو اور نہیں نکلا یہ امر خلافت قریش کے ہاتھ سے مگر جب
کہ رعایت نہ کی انھوں نے دین کی حرام چیزوں کی (وعن معاویۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم
احد الا کبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین رواہ البخاری) اور روایت ہی معاویہ سے کہا انہوں نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
تحقیق یہ امر یعنے خلافت قریش میں ہی نہیں دشمنی کریگا انسے کوئی مگر کہ اوندھا ڈالیگا اسکو اللہ تعالی منہ کے بل یعنے خوار و ذلیل کریگا اسکو جب تک کہ قائم رکھینگے
قریش دین کو نقل کی یہ بخاری نے ف یعنے تائید و ترویج دینگے احکام دین کو اور شریعت کو اور اگر یہ نہ کرینگے تو نکلجاویگا یہ کام انسے اور مستحق عزل کے
ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے نماز ہی اسلیے کہ اور روایت میں صریح آیا ہی ما اقاموا الصلوۃ اور اطلاق دین کا اور ایمان کا نماز پر آیا ہی اور بعضوں
نے کہا کہ مراد رغبت دلانی ہی انکو نماز کے قائم رکھنے پر اور خوف و دہشت دلانی ہی اسکی کہ اگر قائم نہ رکھینگے نماز کو تو شاید کہ یہ امر انکے ہاتھ سے نکلجاوے
اور لوگ انپر غالب آویں (وعن جابر بن سمرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یزال الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ
کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیہم اثنا عشر رجلا کلہم من قریش وفی روایۃ لا یزال الدین قائما حتی تقوم الساعۃ
او یکون علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش متفق علیہ) اور روایت ہی جابر بن سمرہ سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے
ہمیشہ رہیگا اسلام قوی اور مستقیم بارہ خلیفوں تک وہ سب ہونگے قریش میں سے اور اور روایت میں ہی کہ ہمیشہ رہیگا کار لوگوں کا یعنے انکے دین کا کام گذرنیوالا
یعنے جاری نسق عدل اور انتظام اور صواب اور حق پر جب تک کہ والی یعنے حاکم ہونگے اونکے بارہ شخص کہ وہ سب قریش میں سے ہونگے اور
ایک روایت میں ہی ہمیشہ رہیگا دین قائم یہانتک کہ قائم ہو قیامت اور ہوویں لوگوں پر بارہ خلیفہ سب قریش میں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف ع اس حدیث کے بعضے طرق میں آیا ہی کہ ابو بکر لا یلبث الا قلیلا اشکال کیا ہی علما نے اس حدیث میں کہ ظاہر اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ بارہ خلیفہ
بعد آنحضرت کے ہونگے ایک دوسرے کے پیچھے متصل کہ مستقیم ہوا انپر امر دین کا اور عزیز ہوا انکے وجود سے اسلام اور جاری ہوں انکی عدالت سے احکام
باوجودیکہ شہادت نہیں دیتی ہی اسپر وہ چیز کہ واقع ہوا ہی اسلیے کہ ہوئے انمیں ظالم اور مفسد بنی مروان سے کہ سیرت اور طریقہ انکا اچھا نہیں تھا اور یہ بھی ہی کہ
صحیح روایت میں آیا ہی کہ خلافت بعد میرے تیس برس ہوگی پھر ہوگی بادشاہت ظلم کی اور اتفاق رکھتے ہیں علما اسپر کہ بعد تیس برس کے خلفا نہیں ہیں بلکہ
بادشاہ اور امرا ہیں اور اختلاف کیا ہی اس حدیث کی توجیہ میں کئی قولوں پر اول یہ کہ مراد بارہ نفس ہیں کہ قائم ہوئے بعد آنحضرت کے ساتھ سلطنت اور امارت
کے اور انتظام پایا انسے ملک و سلطنت نے بے نزاع اور بے اختلاف و اختلال بیچ ظاہر امور مسلمانوں کے اور رعایا کے اگرچہ بعضے انمیں سے ظالم و بے انصاف
تھے اور واقع ہوا اختلال بیچ عہد ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کے کہ بارہواں ہی انکا اور اجماع کیا لوگوں نے اسپر جسوقت کہ مرا چچا اسکا ہشام قریب چار
برس تک لوگ مجتمع رہے اسکی امارت پر بعد ازاں اٹھے اسکے مقابلہ کے لیے اور مار ڈالا اسکو پس منتشر ہوا فتنہ اور متغیر ہوا اس روز سے احوال یہ کہا قاضی
عیاض مالکی نے اور تحسین کی اس قول کی شیخ ابن حجر عسقلانی نے اور کہا کہ ظاہر ترین اقوال کا اس حدیث میں اور ارجح ترین توجیہات کا اسمیں یہ قول ہی

اور مؤید اسکا یہ ہے کہ جو واقع ہوا ہے بیچ بعضے طرق صحیحہ اس حدیث کے کلھم تجتمع علیہ امر الناس اور مراد جمع سے انقیاد اور اطاعت اور اتفاق ہے انکی بیعت پر اگرچہ بکراہیت
بھی ہوا اور حدیث جو وارد ہے بیچ مدح اور ثنا کے انکی کے نہیں ہے باعتبار دین اور عدالت اور حقانیت کے بلکہ باعتبار اجتماع اور انتظام اور اتفاق کے ہے اور وہ خلافت کہ
فرمایا ہے حضرت نے تمام ہونا اسکا تیس برس ہیں وہ خلافت کبری ہے کہ خلافت نبوت ہے اور یہ خلافت امارت ہے اور سوائے اور بعد خلفاء راشدین کے جو امرا گذرے ہیں
انکو بھی خلفا کہنا رائج ہے اگرچہ مجازا ہے جیسے کہ خلفائے عباسیہ کو کہتے تھے انتہی پوشیدہ نرہے کہ یہ قول خالی نہیں عدم مناسبت سے ساتھ سیاق حدیث کے کہ فرمایا لایزال الاسلام
عزیزا ولایزال الدین قائما اگرچہ مناسب ہے ساتھ روایت لایزال الناس ماضیا کے اور حدیث صحیح ہے بیچ مدح انکی کے ساتھ صلاح دین کے اور ظہور حق کے
اور قوت اسلام کی بیچ زمانہ انکے کے سبب عدالت انکی کے واللہ اعلم و توجیہ کہ مراد خلفا سے عادل اور امرا صالح ہیں کہ مستحق اسم خلافت کے ہیں حقیقت میں ولیکن لازم
نہیں ہے کہ بعد آنحضرت کے ایک دوسرے کے پیچھے متصل ہوں شاید کہ یہ عدد تمام ہو ایک زمانہ تک اگرچہ قریب قیامت تک ہو تورپشتی نے کہا کہ راہ راست اس
حدیث میں اور اور حدیثوں میں کہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں یہ ہی ہے تیسرا یہ کہ مراد پایا جانا انکا ہے بعد موت مہدی کے اور یہ خبر وہی ہے کہ جعفر صادق نے اس حال سے
اور اور حدیث میں آیا ہے کہ جب مرینگے مہدی مالک ہونگے امر کے پانچ مرد اولاد سبط اکبر یعنے امام حسن کی سے پھر مالک ہونگے پانچ مرد اولاد سبط اصغر یعنے امام حسین
شہید کی سے پھر وصیت کریگا آخر انکا ایک شخص کو اولاد حسن سے پھر مالک ہوگا وہ اسکے فرزند اسکا اور پورا ہوگا ساتھ اسکے عدد بارہ کا اور ہر ایک انہیں سے امام عادل
ہادی مہدی ہوگا اور یہ ایک توجیہ معقول ہے اگر صحیح ہو یہ حدیث کہ وارد ہوئی ہے انہیں اور روایت کیا گیا ہے ابن عباس سے بیچ وصف مہدی کے کہ کہا اور کرد یگا
اللہ تعالی اسکے وجود سے ہر غم و اندوہ کو اور دور کریگا اسکے عدل سے ہر جور و فساد کو بعد ازاں والی امر کے بعد انکے بارہ آدمی ونیز چھ سو برس میں ہونگے چونکہ یہ کہ پھر
وجود اس عدد کا ہے ایک عصر میں کہ اتباع اور اطاعت کرینگے ہر ایک کی ایک جماعت اور بعید ہے اسکی یہ روایت نزدیک ہر کہ ہونگے بعد میرے خلیفہ اور بہت ہونگے اور
مقصود آنحضرت کا خبر دینا ہے ساتھ عجیب فتنوں کے کہ بعد انکے ظاہر ہونگے حتے کہ ایک زمانہ میں بارہ خلیفہ ہونگے اور مراد یہ ہے کہ امر دین منتظم ہوگا اور اسلام عزیز اس زمانہ
تک اور اس زمانہ میں اختلال واقع ہوگا اور توجیہات سابقہ میں معنی یہ ہونگے کہ بیچ زمان دولت ان بارہ کے انتظام ہوگا اور بعد انکے اختلال یہ ہے جو کچھ کہ شارحین
نے ذکر کیا ہے بیچ شرح اس حدیث کے واللہ اعلم بمراد رسولہ اور شیعہ نے حمل کیا ہے ان بارہ کو اسپر کہ اہل بیت نبوت سے ہونگے پے در پے عام ہے اس سے کہ انکے
لیے خلافت حقیقۃ یا استحقاق پس اول انکے علی ہیں پھر حسن پھر حسین پھر زین العابدین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر موسی کاظم پھر علی رضا پھر محمد تقی پھر علی نقی
پھر حسن عسکری پھر محمد مہدی رضوان اللہ علیہم اجمعین (وعن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفار غفر اللہ لہا واسلم سالمہا اللہ وعصیۃ
عصت اللہ ورسولہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ غفار ساتھ زبر غین معجمہ کے اور رے کے نام ایک قبیلہ
کا ہے اور ابوذر غفاری بھی انہیں میں سے ہیں دعا کی آنحضرت نے انکے لیے اور فرمایا ترجمہ کہ بخشے خدائے تعالی انکو ف ع چونکہ تھے غفار متہم ساتھ چوری
کرنے مال حجاج کے پس دعا کی آنحضرت نے انکے لیے کہ محو کرے انسے یہ گناہ اور بخشے انکو اور احتمال رکھتا ہے کہ اخبار ہو مغفرت الہی سے انکے لیے یعنی بخشا انکو
اللہ نے ترجمہ اور اسلم بھی ف ع نام ایک قبیلہ کا ہے کہ نسبت جو اسکی طرف رکھتے ہیں انکو اسلمی کہتے ہیں ترجمہ صلح کرے انسے خدا اسم قولہ سالمہا ف ع
یعنے معاملہ کرے انسے ساتھ ایک چیز کے کہ موافق ہو یعنے سلامت رکھے انکو آفات سے اور ایذا دے سے انکو اور دعا کی انکے لیے اس طرح اسلیے کہ وہ اسلام
لائے تھے بغیر لڑائی کے اور یہ بھی احتمال خبر کا رکھتا ہے ترجمہ اور عصیہ نے معصیت خدا کی اور انکے رسول کی کی نقل کی ہے بخاری نے اور مسلم نے ف ع اور یہ ایک قبیلہ
ہے کہ قاریوں کو بیر معونہ پر قتل کیا اور آنحضرت صلعم بددعا کرتے تھے انپر قنوت میں اور یہ اخبار ہے قطعا اور احتمال دعا کا نہیں رکھتا ہے لیکن بیچ انہیں اظہار انکی شکایت کا ہے کہ
مستلزم ہے بد دعا کرنے کو انپر ساتھ خوار ہونے کے بسبب گناہ کرنے کے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش والانصار
وجہینۃ ومزینۃ واسلم وغفار واشجع موالی لیس لھم مولی دون اللہ ورسولہ متفق علیہ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

کہ قریش یعنے مسلمان انکے اہل مکہ وغیرہ سے اور انصار یعنے قبیلہ انکا اہل مدینہ سے اور قبیلہ جہینہ اور مزینہ یعنے مسلمان انکے اور اسلم اور غفار اور اشجع کہ یہ قبیلہ ہیں
اور مراد یہان اولاد مومن انکی ہے مددگار اور دوست میرے ہین ف ح لفظ موالی ساتھ زبر کے اور تشدید کے مضاف ہی طرف یائے متکلم کے جمع مولی کی ہی اور روایت
کیا گیا ہی موالی ساتھ زبر میم اور زیر لام با تنوین کے یعنے بعضے انکے دوست اور مددگار بعضون کے ہین ترجمہ نہین ہی انکے لیے دوست اور مددگار سوا
خدا کے اور پیغمبر اسکے کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ وَجُهَيْنَةُ خَيْرٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِيْمٍ وَّمِنْ بَنِیْ
عَامِرٍ وَّالْحَلِيْفَيْنِ بَنِیْ اَسَدٍ وَّغَطْفَانَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ابی بکرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلم اور غفار اور مزینہ اور جہینہ یہ
قبیلے بہتر ہین بنی تمیم سے اور بنی عامر سے اور بہتر ہین دو ہم قسمون سے کہ بنی اسد اور غطفان ہین ف ح غطفان ساتھ زبر غین معجمہ اور طا مہملہ کے اور یہ دونون قبیلے
آپسمین حلیف تھے کہ باہم مدد کرنے پر قسم کھائی تھی جیسے کہ عادت عرب کی تھی اور ان قبیلون کو بہتر فرمایا بسبب سبقت اسلام اور اچھے ہونے آثار انکے کے
(وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا زِلْتُ اُحِبُّ بَنِیْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِیْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَاءَتْ
صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِّنْهُمْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت
ہی ابی ہریرہ سے کہ کہا ہمیشہ دوست رکھتا ہون مین بنی تمیم کو اسوقت سے کہ تین خصلتین یا تین کلمے سنے ہین مین نے آنحضرت سے انکے حق مین فرماتے تھا مین آنحضرت کو فرماتے
یعنے ایک خصلت یہ ہی کہ بنی تمیم سخت تر امت میری کے ہین دجال پر یعنے وقت ظہور اسکے کے بہت جدال اور نزاع اور انکار اور بحث کرینگے اور اس سے معلوم ہوا ہونا انکا
اسکے وقت تک بکثرت کہا ابو ہریرہ نے دوسری خصلت یہ ہی کہ آئے صدقے یعنے زکوتین بنی تمیم کی پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ صدقے ہماری قوم کے ہین یعنے شرافت
دی انکو بسبب اضافت کرنے کے اپنی طرف اور تیسرے یہ کہ تھی ایک لونڈی بندی بنی تمیم مین سے عائشہ کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے کہ آزاد کر اے عائشہ اسکو
اسلیے کہ یہ اسمعیل کی اولاد سے ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح یعنے عرب سے ہو اور عرب اولاد اسمعیل سے ہین اگرچہ یہ صفت مشترک ہی درمیان تمام عرب کے
اور مخصوص نہین ہی ساتھ بنی تمیم کے ولیکن باوجود اسکے اس فرمانے مین ایک طرح کی عنایت اور شرافت دینی ہی انکو الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ سَعْدٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُّرِدْ هَوَانَ قُرَيْشٍ اَهَانَهُ اللّٰهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہی سعد سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا جو شخص کہ
چاہے خواری قریش کی ذلیل وخوار کرے اسکو خدائے تعالے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح قریش خواہ امام ہون یا غیر امام اگر امام ہون تو ظاہر ہی اور اگر غیر امام ہون سو
ہونا تو بسبب منسوب ہونے انکے حضرت رسول سے اور بسبب شرف وفضل انکے کے اس نسبت سے ایسا فرمایا (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اَذَقْتَ اَوَّلَ قُرَيْشٍ نَكَالًا فَاَذِقْ اٰخِرَهُمْ نَوَالًا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے یا الٰہی چکھایا تو نے
اول قریش کو عذاب یعنے روز بدر واحزاب کے پس چکھا آخر انکے کو انعام وعطا نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَبِیْ عَامِرٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نِعْمَ الْحَیُّ الْاَسْدُ وَالْاَشْعَرُوْنَ لَا يَفِرُّوْنَ فِی الْقِتَالِ وَلَا يَغُلُّوْنَ هُمْ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہی ابی عامر اشعری سے کہ چچا ہین
ابو موسی اشعری کے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اچھا قبیلہ ہی اسد اور اشعری ف ح اسد ساتھ جزم سین کے باپ ایک قبیلہ کا ہی یمن سے کہ وہ قبیلہ
اسی کے نام سے مشہور ہی اور انکو ازد بھی کہتے ہین اور ازد شنوہ بھی تمام انصار اسکی اولاد سے ہین اور اشعر لقب عمرو بن حارثہ اسدی کا ہی اور وہ بھی باپ ایک قبیلہ
کا ہی یمن سے ابو موسی اشعری اور قوم انکی اسی کی اولاد سے ہین اور انکو اشعریون کہتے ہین اور اشعرون ساتھ حذف یا نسبت کے بھی کہتے ہین ترجمہ نہین بھاگتے
ہین وہ دونون قبیلے بیچ حال لڑنے کے ساتھ کفار کے اور نہ خیانت کرتے ہین غنیمت مین وہ مجھسے ہین یعنے متبع ہین میری سنت اور طریقے کے یا میرے دوستون
مین سے ہین اور مین انسے ہون نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف ع یعنے انکے دوستون سے اور اسمین آگاہ کرنا ہی اسپر کہ وہ متقی ہین بموجب قول
اللہ تعالے کے ان اولیاؤہ الا المتقون (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَزْدُ اَزْدُ اللّٰهِ فِی الْاَرْضِ يُرِيْدُ النَّاسُ اَنْ يَّضَعُوْهُمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ

الا ان یرغمھم ولیاتین علی الناس زمان یقول الرجل یا لیت ابی کان ازدیا ویا لیت امی کانت ازدیۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت
ہے انس سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ازد شنوءہ ازد اللہ کے ہیں یعنے لشکر اسکے اور انصار دین اسکے کے زمین میں ف ح اضافہ کیا
انکا طرف اللہ تعالے کے یا تو بسبب مشہور ہونے انکے کے ساتھ اس لقب کے یا واسطے بزرگی کے جیسے ناقۃ اللہ یا بسبب ہونے انکے کے لشکر خدا کے
اور مددگار دین اسکے کے اور رسول اسکے کے اور بعضون نے کہا کہ ازد اللہ یعنی اسد اللہ کے ہے کہ شیر ہے کہ شجاعت و دلاوری سے کہا ہیں ترجمہ چاہتے ہیں لوگ کہ حقیر و ذلیل
کریں انکو اور انکار کرتا ہے اللہ تعالی یعنے نہیں چاہتا مگر کہ بلند مرتبہ کرے انکو اور البتہ آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ کہیگا مرد یعنے اس زمانہ میں ای کاشکے ہوتا باپ میرا قبیلہ ازد سے
ای کاشکے ہوتی ماں میری ازد سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح یعنی مرتبہ ازدیون کا ایسا بلند ہوگا کہ لوگ انپر رشک لیجاوینگے اور آرزو کرینگے کہ کاش ہم بھی انہیں
ہوتے (وعن عمران بن حصین قال مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یکرہ ثلاثۃ احیاء ثقیفا وبنی حنیفۃ وبنی امیۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب)
اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا وفات ہوئی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اس حال میں کہ وہ ناخوش رکھتے تھے تین قبیلوں کو ثقیف کو اور بنی حنیفہ کو اور بنی امیہ
کو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح کہا علما نے کہ ناخوش رکھا ثقیف کو اسلیے کہ حجاج بن یوسف ظالم مشہور انہیں میں سے پیدا ہوا اور بنی حنیفہ
کو مکروہ رکھا اسلیے کہ مسیلمہ کذاب انہیں سے تھا اور بنی امیہ کو بسبب اسکے کہ پیدا ہوا انہیں سے عبید اللہ بن زیاد کہ جو باعث تھا قتل امام حسین کا بلکہ وہی پلید تھا آیا ہے کہ لایا گیا
اسکے پاس سر مبارک حضرت امام حسین کا پس رکھا اسکو ایک طشت میں اور شروع کیا اسکو چھیڑنا ایک چھڑی سے کہا ترمذی نے جامع میں کہ کہا عمارہ بن عمیر نے کہ
جب لایا گیا سر عبید اللہ بن زیاد کا اور ہمراہی اسکے تو پہنچے ہم تو رکھے گئے مسجد میں پس پہونچا میں طرف انکے پس کہا انہوں نے کہ وہ آیا ہے یا نہیں ناگہان ایک سانپ آیا یہانتک
کہ داخل ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں پس ٹھہرا تھوڑی سی دیر پھر نکلا اور چلا گیا یہانتک کہ غائب ہوا پھر کہا انہوں نے کہ آیا یہ سانپ پس کیا یہ دو بار یا تین بار
یعنے آیا اور ناک میں گھسا اور نکل گیا دو یا تین بار اسی طرح کیا اور عجب ہے اس کہنے والے سے کہ یزید پلید بھی باوجودیکہ بنی امیہ میں سے تھا اور اسکو ذکر نہ کیا حالانکہ چاہیئے تھا کہ
اسکو بھی ذکر کرے کہ امیر عبید اللہ کا تھا اور پوچھے کہ عبید اللہ نے کیا اسکے امر و رضا سے کیا اور باقی بنی امیہ نے بھی اپنی بد ذاتیوں میں کچھ قصور نہیں کیا یزید و عبید اللہ کو کیا کہیں
اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت نے خواب میں دیکھا کہ بندر منبر شریف پر بازی کرتے ہیں اور تعبیر اسکی ساتھ بنی امیہ کے کی اور بہت سی باتیں ہیں کہاں تک کہیں (وعن
ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثقیف کذاب ومبیر قال عبد اللہ بن عصمۃ یقال الکذاب ھو المختار ابن ابی عبید والمبیر ھو الحجاج بن یوسف
وقال ہشام بن حسان احصوا ما قتل الحجاج صبرا فبلغ مائۃ الف وعشرین الف رواہ الترمذی وروی مسلم فی الصحیح حین قتل الحجاج عبد اللہ بن الزبیر قالت
اسماء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا فاما الکذاب فرایناہ واما المبیر فلا اخالک الا ایاہ وسیاتی تمام الحدیث فی الفصل الثالث)
اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ثقیف میں ہوگا ایک بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہلاک کرنے والا کہا عبد اللہ بن عصمہ تابعی نے یعنے
تعیین جھوٹے اور ہلاکو کے کہ کہا جاتا ہے یعنے علما کہتے ہیں کہ مراد جھوٹے سے مختار بن ابی عبید ہے اور ہلاکو وہ حجاج بن یوسف ظالم مشہور ہے اور کہا ہشام ابن حسان
نے کہ فقیہ میں ہے ائمہ اہل حدیث سے بڑا علم رکھتے تھے حدیث کا اور بہت بزرگ تھے شمار کیا لوگوں نے اسقدر کو کہ قتل کیا ہے حجاج نے قید اور بند کر کے یعنے صبر کر کر
پس پہونچا ہے عدد انکا ایک لاکھ بیس ہزار کو ف ح سوا ان کے کہ معرکہ میں مارے اور کہتے ہیں کہ نکلے اسکے قیدخانہ میں سے پچاس ہزار آدمی اور اسکے قیدخانہ
میں چھت نہ تھی ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی مسلم نے اپنی صحیح میں جس وقت کہ قتل کیا حجاج نے عبد اللہ بن زبیر کو کہا اسماء نے یعنے زبیر کی ماں نے
کہ بیٹی حضرت صدیق کی ہیں آنحضرت نے حدیث کی ہمکو یہ کہ ثقیف میں ایک بڑا جھوٹا ہوگا اور ایک مفسد ہلاکو پس لیکن بڑا جھوٹا پس دیکھا ہمنے اسکو اور لیکن
اس سے مختار مذکور اور لیکن مفسد ہلاکو پس نہیں گمان کرتے ہیں مگر تجھکو ای حجاج اور قریب ہے کہ آویگی تمام حدیث تیسری فصل میں ف ح جاننا چاہیئے
کہ حجاج ماتحت نہ ہو ... کہ وہ عامل تھا عبد الملک بن مروان کا عراق وخراسان پر اور بعد اسکے

ابن ولید کا عامل ہوا اور مرا واسط میں بیچ مہینے شوال کے سنہ پچانویں میں اور عمر اسکی چون برس کی تھی اور باقی احوال حجاج کا مشہور ہے حاجت اسکے ذکر کرنے کی نہیں اور مختار بن ابی عبید بن مسعود ثقفی کا احوال یہ ہے کہ باپ اسکا جلیل القدر صحابیوں میں سے تھا اور ولادت مختار کی سال ہجرت میں ہے اور نہیں ہے اسکو صحبت اور روایت یعنے وہ صحابی نہیں ہے اور نہ آنحضرت سے حدیث روایت کی اور ابتدا میں وہ مشہور تھا ساتھ علم اور فضل کے اور خیر کے لیکن باطن اسکا برخلاف اُسکے تھا یہانتک کہ جدا ہوا عبد اللہ بن زبیر سے اور طلب امارت کی کی اور رغبت دنیا میں کی اور ظاہر کی باطن کی خباثتیں یعنے فساد رائے اور بطلان عقیدہ تا سجادہ یکہ ظاہر ہوئیں اس سے بہت سی ایسی چیزیں کہ مخالف دین کی تھیں اور بڑا ہی جھوٹا نکلا یہانتک کہ کہتے ہیں کہ دعوی نبوت اور اُترنے وحی کا کیا کوفہ میں اور تھا باپ اُسکا امیر اسلام میں بیچ زمانہ عمر کے اور رہتا تھا مختار بیچ صحبت چچا اپنے کے اور موافقت کرتا تھا اُسکی بیچ عقیدہ صحیحہ اور محبت رکھنے کے ساتھ اہل بیت کے بعد اُسکے کہ پہلے عداوت رکھتا تھا اُنسے اور مشہور تھا اُنکی عداوت میں اور بعد از شہادت امام حسین کے اظہار محبت کیا اور بدلا لیا شہدائے کربلا کا یزیدیوں سے اور بہت لوگوں کو اُنمیں سے قتل کیا اور کہتے ہیں کہ یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا اور سن سرسٹھ میں مصعب ابن زبیر کی امارت میں مارا گیا کوفہ میں اور علما اُسکو کذابوں میں سے شمار کرتے ہیں اور اس حدیث میں یعنے یخرج من ثقیف کذاب و مبیر کو اُسپر اور حجاج پر حمل کرتے ہیں واللہ اعلم (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحْرَقَتْنَا نِبَالُ ثَقِيفٍ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ ثَقِيفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا یعنے صحابہ نے یا رسول اللہ جلا دیا ہمکو ثقیف کے تیروں نے پس بددعا کیجیے اللہ تعالی کی جناب میں ثقیف پر کہا آنحضرت نے یا الٰہی ہدایت کر ثقیف کو یعنے طرف اسلام کے اور اطاعت احکام کی نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ أَحْسِبُهُ مِنْ قَيْسٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْعَنْ حِمْيَرًا فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَاءَهُ مِنَ الشِّقِّ الْآخَرِ فَأَعْرَضَ عَنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ حِمْيَرًا أَفْوَاهُهُمْ سَلَامٌ وَأَيْدِيهِمْ طَعَامٌ وَهُمْ أَهْلُ أَمْنٍ وَإِيمَانٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَيُرْوَى عَنْ مِينَاءَ هٰذَا أَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ) اور روایت ہے عبد الرزاق بن ہمام سے کہ بڑے عالم ہیں کثیر التصانیف نقل کی اپنے باپ سے یعنے ہمام بن نافع تابعی سے کہ نقل کی میناء سے اُسنے ابی ہریرہ سے کہا ابو ہریرہ نے تھے ہم نزدیک پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پس آیا آنحضرت کے پاس ایک شخص کہ گمان کرتا ہوں میں اسکو قیس سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے پس کہا اُسنے یا رسول اللہ لعنت کر حمیر پر یعنے بددعا کر وانپر رحمت سے دور ہونے کی پس منہ پھیرا آنحضرت نے اُس شخص کی طرف سے پھر آیا وہ شخص آنحضرت کے سامنے دوسری طرف سے پس منہ پھیر لیا اُس سے پھر آیا آنحضرت کے سامنے اور طرف سے پس منہ پھیر لیا اُس سے یعنے اعراض کیا اُس سے دونوں جانبوں سے پھر فرمایا آنحضرت نے کہ رحمت کرے اللہ تعالی حمیر پر منہ اُنکے سلام ہیں اور ہاتھ اُنکے طعام ہیں یعنے اُنمیں جو ہیں سو منہ سے چرچا کرتے ہیں السلام علیک کا اور طعام دیتے ہیں لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے یعنے جامع صفت تواضع اور سخاوت کے ہیں کہ اصل بزرگی اور خوبی بیچ ادا کرنے حقوق لوگوں کے ہے خصوصا اور وہ ہیں اہل امن کی مضرت سے اور اہل ایمان کے کہ ایمان کامل رکھتے ہیں نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر حدیث عبد الرزاق سے اور روایت کیجاتی ہیں اس میناء سے حدیثیں منکر یعنے اگرچہ عبد الرزاق فقیہ ہے اور قوی لیکن میناء ضعیف ہے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنْ دَوْسٍ قَالَ مَا كُنْتُ أَرَى أَنَّ فِي دَوْسٍ أَحَدًا فِيهِ خَيْرٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کس قبیلہ میں سے ہے تو کہا میں نے دوس میں سے کہ نام ایک قبیلہ کا ہے یمن میں ارشاد فرمایا یعنے از راہ تعجب کے نہ تھا میں گمان کرتا کہ قبیلہ دوس میں کوئی شخص ہو کہ اُسمیں بھلائی ہو نقل کی یہ ترمذی نے ف یہ اُسمیں اظہار مدح ہے ابو ہریرہ کی اور مذمت دوس کی کہ اگر ابو ہریرہ نہ ہوتے تو اُسمیں بھلائی نہ ہوتی (وَعَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِي فَتُفَارِقَ دِينَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ أُبْغِضُكَ وَبِكَ هَدَانَا اللّٰهُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے سلمان فارسی سے کہ کہا فرمایا مجھکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دشمن رکھ تو مجھکو پس جدا ہو جائیگا تو اپنے دین سے عرض کیا میں نے کہ یا رسول اللہ کیونکر دشمن رکھونگا میں آپکو یعنی کیونکر

ہو اور مجھ سے دشمنی رکھنا آپ کا حالانکہ آپ حبیب اللہ کے اور محبوب اپنی امت کے ہیں اور بسبب آپ کے راہ دکھائی ہمکو خدائے تعالے نے یعنے اسلام کی اور
تمام اچھے احکام کی فرمایا حضرت نے دشمن رکھے تو عرب کو پس دشمن رکھیگا مجھکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع یعنے جبکہ دشمن رکھو گے
عرب کو عموماً اسکے ضمن میں مجھکو دشمن رکھنا بھی لازم آجائیگا پس دشمن رکھنا تیرا مجھکو اس معنی کر ہے کہ دشمن رکھے تو عرب کو حاصل یہ کہ بغض عرب کبھی ہوتا ہے سبب سید الخلق
کے بغض کا پس بچنا چاہیے اس آفت سے تا نہ پڑے خرابی عظیم میں اور ظاہر اسلمان سے بسبب عجمیت اور فارسیت اصلی اپنی کے کچھ تکبر اور بے ادبی نسبت عرب کے
یا بعضے اعراب کے سرزد ہوتی ہو والا بغض حقیقی کیونکر متصور ہو سکے پس چونکہ صورت بغض کی ہوتی ہو آنحضرت نے انکو تنبیہ کر دیا کہ احتیاط کریں اور بچیں تا نوبت بغض حقیقی کی
نہ پہونچے کہ وہ سبب ہے بغض کا ہوگا فافہم (وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ غَشَّ الْعَرَبَ لَمْ یَدْخُلْ فِیْ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ تَنَلْہُ
مَوَدَّتِیْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ حَدِیْثِ حُصَیْنِ بْنِ عُمَرَ وَلَیْسَ ہُوَ عِنْدَ اَہْلِ الْحَدِیْثِ بِذَاکَ الْقَوِیِّ) اور روایت ہے عثمان بن عفان سے
کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی خیانت کرے عرب سے اور خیرخواہی نہ کرے انکی یا ظاہر کرے خلاف اس چیز کی کہ دل میں رکھتا ہو اور کینہ رکھے
نہ داخل ہوگا میری شفاعت میں یعنے شفاعت صغری میں اسلیے کہ کبری تو عام ہوگی سب کے لیے اور نہ پہونچے گی اسکو دوستی میری ف ع یعنے
دوست رکھنا میرا اسکو یا نہیں پہونچیگا اور نہیں حاصل ہوگا اسکے لیے دوست رکھنا اسکا مجھکو اور مقصود نفی کمال کی ہے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث
غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اسکو مگر حدیث حصین بن عمر کی سے اور نہیں وہ نزدیک اہل حدیث کے ایسا قوی ف ع کہتا ہوں میں پس ہوگی حدیث ضعیف اسکے طرق
سے اور وہ معتبر ہے فضائل میں اور اسکے مؤید اور بہت سی حدیثیں آئی ہیں قریب ہے کہ پہونچیں تواتر معنوی کو مانند قول آنحضرت کے حب العرب ایمان و بغضہم نفاق اخرج
کیا حاکم نے انس سے اور طبرانی نے اوسط میں انس سے روایت کی ہے حب العرب ایمان و بغضہم کفر فمن احب العرب فقد احبنی و من ابغض العرب فقد ابغضنی اور
طبرانی نے کبیر میں روایت کی ہے سہل بن سعد سے احبوا قریشا فانہ من احبہم احبہ اللہ اور روایت کی حاکم نے مستدرک میں ابو ہریرہ سے بطریق مرفوع کے
احبوا الفقراء وجالسوہم واحبوا العرب من قلبک ولیردک عن الناس ما تعلم من نفسک اور حدیث ثالث کی روایت کی ہے احمد نے اپنے مسند میں بھی اور
قول ترمذی اسکی سندوں کا یہ ہے کہ وہ حسن ہیں حدیث حسن لغیرہ ہے (وَعَنْ اُمِّ الْحَرِیْرِ مَوْلَاۃِ طَلْحَۃَ بْنِ مَالِکٍ قَالَتْ سَمِعْتُ مَوْلَایَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مِنْ اِقْتِرَابِ السَّاعَۃِ ہَلَاکُ الْعَرَبِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ام حریر سے کہ لونڈی آزاد طلحہ بن مالک صحابی کی ہے کہا کہ سنا میں نے اپنے مولے سے کہ
کہتے تھے کہ فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے قریب قیامت کی علامتوں میں سے ہلاک ہونا عرب کا ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنے مسلمان عرب کا یا جنس عرب کا اور
اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ غیر عرب تابع انکے ہیں اور نہیں قائم ہوگی قیامت مگر برے لوگوں پر اور نہیں رہیگا زمین میں وہ شخص کہ کہے اللہ اللہ (وَعَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُلْکُ فِیْ قُرَیْشٍ وَالْقَضَاءُ فِی الْاَنْصَارِ وَالْاَذَانُ فِی الْحَبَشَۃِ وَالْاَمَانَۃُ فِی الْاَزْدِ یَعْنِی الْیَمَنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مَوْقُوْفًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَقَالَ ہٰذَا اَصَحُّ) اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت و بادشاہی قریش میں ہے اور قضا انصار میں ف ح مراد قضا
سے نقابت ہے اسلیے کہ یاران نقبا انصار میں سے مقرر کیے تھے اور بعضوں نے کہا کہ نہ بلکہ مراد قضا سے قضاء شرعی ہے اسلیے کہ آنحضرت نے معاذ کو قاضی یمن کا
کرکے بھیجا تھا اور یہ ظاہر تر ہے ترجمہ اور بانگ نماز کہنے قوم حبشہ میں ہے یعنے اسلیے کہ رئیس آنحضرت کے مؤذنوں کے بلال تھے اور وہ حبشی تھے اور امین پکڑنا اور امین کرنا
ازد میں ہے یعنے ازد شنوءہ میں کہ وہ قبیلہ ہے یمن میں اور نہیں منافی ہے یہ قول بعضے راوی کے کہ مراد رکھتے تھے حضرت ازد سے یمن کو ف ع لیکن ظاہر اعتبار کلام
راوی سے ارادہ عموم اہل یمن کا ہے اسلیے کہ وہ رقیق القلب ہیں اور اہل امن و ایمان واللہ اعلم اور مقصود یہ ہے کہ چاہیے یوں کہ بہ مناسبت ان قوموں میں دینا چاہیے
اور انہیں سے کرنی چاہییں ترجمہ اور روایت میں یہ حدیث موقوف ہے ابو ہریرہ پر نقل کی یہ ترمذی نے کہ روایت اس حدیث کی بطریق وقف کے صحیح تر ہے
میں حدیث مرفوع سے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُطِیْعٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَوْمَ فَتْحِ مَکَّۃَ لَا یُقْتَلُ قُرَشِیٌّ

صبرا بعد ہذا الیوم الی یوم القیامة رواہ مسلم روایت ہے عبداللہ بن مطیع قرشی کو سادات قریش سے ہیں اپنے باپ سے یعنی مطیع سے کہ صحابی ہیں اور نام انکا عاصی تھا آنحضرت نے مطیع رکھا کہا مطیع نے کہ سنا میں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے دن فتح کے کہ نہ قتل کیا جاویگا کوئی قریشی صبر و بند کر کے یعنی گرفتار کر کے نہیں قتل کیا جاویگا بعد اس دن فتح کے روز قیامت تک نقل کی یہ مسلم نے ف ل کہا حمیدی نے کہ تاویل کی ہے اس حدیث کی بعضے علماء نے یوں کہ معنے اسکے یہ ہیں کہ نہیں قتل کیا جاویگا کوئی قریشی بعد اس دن کے قیامت تک صبر کر کر اس حال میں کہ وہ مرتد ہوا اسلام سے ثابت ہو کفر پر اسلیے کہ قریش میں سے ایسے تو پائے گئے ہیں کہ قتل کیے گئے ہیں حبس کر کر اگلے زمانہ میں کفر پر بعد آنحضرت کے اور نہیں پائے گئے ہیں انمیں سے ایسے کہ قتل کیے گئے ہوں حبس کر کر اس حالت میں کہ مرتد ہوں اسلام سے اور ثابت ہوں کفر پر انتہے اور بعضے کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہوئیگا کہ پایا جاوے قریشی مرتد پس قتل کیا جاوے اور مؤید ہے اسکی یہ روایت ان الشیطان قد ایس من جزیرة العرب

(وعن ابی نوفل معاویة بن مسلم قال رأیت عبد اللہ بن الزبیر علی عقبة المدینة قال فجعلت قریش تمر علیه والناس حتی مر علیه عبد اللہ بن عمر فوقف علیه فقال السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب السلام علیک ابا خبیب اما واللہ لقد کنت انہاک عن ہذا اما واللہ لقد کنت انہاک عن ہذا اما واللہ لقد کنت انہاک عن ہذا اما واللہ ان کنت ما علمت صواما قواما وصولا للرحم اما واللہ لامة انت شرہا لامة سوء وفی روایة لامة خیر ثم نفذ عبد اللہ بن عمر فبلغ الحجاج موقف عبد اللہ وقولہ فارسل الیه فانزل عن جذعه فالقی فی قبور الیہود ثم ارسل الی امه اسماء بنت ابی بکر فابت ان تأتیه فاعاد علیہا الرسول لتأتینی او لابعثن الیک من یسحبک بقرونک قال فابت وقالت واللہ لا آتیک حتی تبعث الی من یسحبنی بقرونی قال فقال ارونی سبتی فاخذ نعلیه ثم انطلق یتوذف حتی دخل علیہا فقال کیف رأیتنی صنعت بعدو اللہ قالت رأیتک افسدت علیه دنیاہ وافسد علیک آخرتک بلغنی انک تقول له یا ابن ذات النطاقین انا واللہ ذات النطاقین اما احدہما فکنت ارفع به طعام رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وطعام ابی بکر من الدواب واما الآخر فنطاق المرأة التی لا تستغنی عنه اما ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حدثنا ان فی ثقیف کذابا ومبیرا فاما الکذاب فرأیناہ واما المبیر فلا اخالک الا ایاہ قال فقام عنہا فلم یراجعہا رواہ مسلم)

اور روایت ہے ابی نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے کہ کہا دیکھا میں نے عبداللہ بن زبیر کو اوپر گھاٹی مدینہ کے ف ع ح یعنے سولی پر اور مراد گھاٹی مدینہ سے گھاٹی مکہ کی ہے کہ واقع ہے بیچ راہ اہل مدینہ کے جسوقت کہ وہ آتے ہیں مکہ میں پس اضافت عقبہ کی مدینہ کی طرف اسی جہت سے ہے والا عبداللہ بن زبیر مکہ میں تھے کہ حجاج ظالم نے انکو مارا اور جگہ مذکور میں سولی پر کھینچا اور اسیلیے مقرر کی گئی جگہ انکی قبر کی حجون میں قریب اس عقبہ کے لیکن ثابت نہیں کہ کونسی قبر ہے انکی اور اسی طرح تمام قبریں صحابہ کی کہ مکہ کے مقبرہ میں ہیں کوئی جگہ معین انکی معلوم نہیں بوجہ صحت کے یہانتک کہ تربت حضرت خدیجہ کا بھی یہی حال ہے اور گنبد جو اسپر بنایا گیا ہے بہ اعتماد رویا بعض اولیا کے بنایا گیا ہے واللہ اعلم ترجمہ کہا ابو نوفل نے پس شروع کیا قریش نے کہ گذرتے تھے ابن زبیر پر اور لوگ بھی گذرتے تھے ان پر یہانتک کہ گذرے ان پر عبداللہ بن عمر پس ٹھہرے ابن زبیر کے پاس کہ سولی پر تھے پس کہا ابن عمر نے سلام تجھپر اے ابا خبیب تین بار اسی طرح کہا ف ع خبیب خ کے پیش اور ب کے زبر اور ی کے جزم سے بڑا بیٹا ابن زبیر کا ہے اسکے نام پر کنیت ابن زبیر کی ابو خبیب ٹھہری اور اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے تین بار سلام کرنا میت پر اگرچہ پہلے دفن کے ہو ترجمہ آگاہ ہو قسم ہے خدا کی البتہ تحقیق تھا میں منع کرتا میں تجھکو اس کام سے تین بار اسی مضمون کو کہا ف ح مراد کام سے خروج ساتھ دعوی خلافت اور امامت کے ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے کیا کہ یزید سے بیعت نہ کی اور مکہ میں جا بیٹھے اور ولایتیں اپنے تحت و تصرف میں لائے اور اسی طرح مروان سے بعد یزید کے اور عبدالملک سے بعد مروان کے بیعت نہ کی پس عبدالملک نے حجاج کے تئیں ابن زبیر پر مکہ میں بھیجا اور حجاج نے انکو مارا اور سر انکا مدینہ کو بھیجا اور جسد انکا مکہ میں سولی پر کھینچا اور یزید نے بھی ایک لشکر مدینہ کے خراب کرنے کے لیے اور وہاں کے رہنے والوں کے قتل کے لیے کہ اسکو واقعہ حرہ کہتے ہیں بھیجا تھا اور وہی لشکر مکہ کو آیا تا عبداللہ بن زبیر کو مارے اس درمیان میں یزید مر گیا پس ابن عمر نے کہا کہ میں تجکو اے ابا خبیب اس معاملہ سے منع کرتا تھا اور تو نے کہنا میرا نہ مانا آخر کو انجام کار یہ ہوا مقصود اس سے تاسف

اور تیسرا ابن زبیر کے حال پر اور تشنیع و ملامت ہے اس جماعت ظالم پر ترجمہ آگاہ ہو قسم ہے اللہ کی تحقیق تھا تو کہ جانتا تھا میں تجھ کو بہت روزے رکھنے والا بہت شب بیدار
و شب خیز بہت احسان کرنیوالا قرابتیوں سے فوت آیا ہے کہ ابن زبیر روزے بہت رکھا کرتے تھے اور کبھی پندرہ دن تک متصل کا روزہ رکھتے اور تمام شب
بیداری اور مراد ابن عمر کی اس کہنے سے یہ بھی کہ حجاج ابن زبیر کو کہتا تھا دشمن اللہ اور ظالم اور مانند اسکے کلام واہی انکے حق میں کہا کرتا تھا انھوں نے چاہا کہ برات
ابن زبیر کی انکی باتوں سے بیان کیجے تا لوگوں کو خوب بیان انکی خوب طرح معلوم ہو جاوین ترجمہ آگاہ ہو قسم خدا کی البتہ وہ گروہ برا ہے یعنے بسبب فساد و ظلم اور بد اعتقادی
اپنی کے اور ایک روایت میں بجاے لامتہ سو کے لامتہ خیر آیا ہے فتح سے یعنے وہ گروہ کہ تو برا انکا ہے وہ گروہ خیر ہے یعنے روایت پہلی کے یہ ہیں وہ گروہ
کہ تو انکا ہے اعتقاد میں جاہل اشرار سے ہے وہ گروہ برا ہے کہ ایسے شخص کو اشرار سے کہتے ہیں اور معنے دوسری روایت کے یہ ہیں کہ تجھ کو یہ گروہ برا جانتا ہے
کیا اچھا گروہ ہے بطریق استہزا و تعریض کے فرمایا جیسے بیان بعضے اوقات بردن کو ازراہ طعن کے اچھا کہتے ہیں کہ واہ تم بھی کیا خوب ہو کہ ایسے فساد و ظلم
ہو لیکن معنے اول ظاہر تر ہیں ترجمہ پھر چلے گئے ابن عمر وہاں سے پس پہونچی حجاج کو خبر عبد اللہ ابن عمر کے ٹھہرنے کی اور کلام مذکور کرنے کی حجاج کے حق میں
پاس ابن زبیر کے پس بھیجا حجاج نے کسی کو طرف ابن زبیر کے پس اتارے گئے لکڑی پر سے کہ جس پر سولی دی گئی تھی اور ڈالے گئے یہودیوں کی قبروں میں فوت
یعنے بیچ جگہ قبور یہودیوں کے کہ جہاں کے رہنے والے یا وارد ہونے والے یہود دفن کیے جاتے تھے اور منافق بھی ہوا اسکے گرد اوپر گذرا کہ ابن زبیر دفن کیے گئے
بیچ اعلی معلی کہ اسلیے کہ وہ اٹھا لیے گئے ابتدا اسکا اس جگہ ادنی سے اور دفن کیے گئے جگہ اعلی میں اور قبور یہودیوں کی اسی جگہ میں متفارقات ہیں مگر اس وقت
میں تحقیق اعلم کیا حجاج نے کہ وہاں اب اور میں اور وہ لیں کہ جہاں قبور یہود کے ہوں واللہ اعلم ترجمہ پھر بھیجا حجاج نے کسی کو ابن زبیر کی ماں کے پاس کہ اسما بیٹی ابوبکر کی
ہیں یعنے انکے بلانے کے لیے پس انکار کیا اسما نے یہ کہ آوین اسکے پاس یعنے اور ٹھہرین اسکے پاس اور سلام کرین اسکو پھر بھیجا حجاج نے اسما کے پاس ایلچی کو
یعنے اور کہلا بھیجا اسکی زبانی کہ البتہ تو میرے پاس ازخود آ ورنہ البتہ بھیجونگا طرف تیرے اس شخص کو کہ کھینچ لاویگا تجھ کو تیری چوٹیاں پکڑ کر کہا ابونوفل راوی نے کہ پس انکار
کیا اسما نے اور کہلا بھیجا کہ قسم اللہ کی نہیں آونگی میں تیرے پاس یہانتک کہ بھیجے تو طرف میرے اس شخص کو کہ کھینچ لے جاوے مجھ کو ساتھ چوٹیوں میری کے کہا راوی
نے پس کہا حجاج نے دکھاؤ مجھ کو پاپوشیں میری فوت یعنے لاؤ میری پاپوشیں لفظ سبتی ساتھ زبر سین مہملہ اور جزم باء اور زیر تاء اور تشدید یاء کے تثنیہ سبتیہ کا
مضاف ہو متکلم کی طرف اور سبتیہ کہتے ہیں پاپوش کو کہ دباغت کیا گیا ہو چمڑا اسکا اور دور کیے گئے ہوں بال اسکے یعنے جیسے یہاں کی جوتیاں ہوتی ہیں ترجمہ
پس لیں حجاج نے پاپوشیں اپنی یعنے اور پہنا انکو پھر چلا جلد چلا ہاتھ ہلاتا ہوا اتراتا ہوا یہانتک کہ داخل ہوا اسما پر پس کہا کیسا دیکھا تو نے مجھ کو یعنے کیسا پایا تو نے
مجھ کو کیا میں نے ساتھ اس دشمن خدا کے یعنے تیرے بیٹے کے بسبب اعتقاد و فساد اپنے کے انکو دشمن خدا کا کہا کہا اسما نے کہ دیکھا میں نے تجھ کو کہ تباہ کی تو نے اسپر دنیا اسکی
کہ مار ڈالا اسکو اور تباہ کی اس نے تجھ پر آخرت تیری کہ اسکے قتل کے سبب سے مستحق عذاب دوزخ کا ہوا تو پہونچی ہے مجھ کو یہ بات کہ کہا تھا ابن زبیر کو یعنے اسکی حیات میں یا بعد مرنے
اسکے کہ اے بیٹے دو کمر بند والی کے فوت ذات النطاقین لقب اسما کا ہے کہ آنحضرت نے رکھا تھا بسبب اسکے کہ انھوں نے وقت ہجرت کرنے آنحضرت کے توشہ دان
باندھنے کے لیے تسمہ وغیرہ بندھن بنایا تو اپنی نطاق کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے توشہ دان باندھا اور دوسرا ٹکڑا کمر میں باندھا اور نطاق کمر بند کو کہتے ہیں عادت تھی عرب کی
عورتوں کی کہ کمر بند باندھتی ہیں تا بند پڑتا کام کرنے میں تہ بند کھل نہ جاوے پس یہ لقب واقع میں تو انکے لیے موجب فخر کا تھا کہ حضرت کی خدمت سے زیادہ کس چیز کو فضیلت
ہو گی اور حجاج نادان اس لقب کو انکے حق میں حمل مذمت پر کرتا تھا کہ وہ خادمہ ہے باہر نکلنے والی پس انھوں نے اس لقب اپنے کو تسلیم کیا اور وجہ اسکی کہ موجب تفاخر دارین کی
تھی بیان کی ساتھ قول اپنے کے ترجمہ قسم ہے اللہ کی میں ہوں ذات النطاقین یعنے دو کمر بندوں والی اور ایک ان دونوں میں سے پس تھی میں اٹھاتی ساتھ اسکے
طعام آنحضرت کا اور طعام ابوبکر کا واسطے محافظت کے جانوروں سے فوت یعنے من الدواب متعلق ہے ساتھ ارفع کے یعنے باندھتی تھی میں اس سے دسترخوان اور
صاحبوں کے طعام کا اور انکا دیتی تھی انکو دسترخوان یہ کہ جانوروں کے مانند چوہے اور چیونٹی وغیرہ کے ترجمہ اور دوسرا پس کمر بند عورت کا ہے کہ نہیں ہے بے پروائی

عورت اس سے فرع یا تو سبب خدمت کرنے کے کہ متعارف ہو اسکے گھر مین کام اچھی ہو لائق تعریف کے عورت کے فرع یا اونٹ باندھنا کمر کا اسکے اپنی کمر مین
اپنی ہیئت پہ چھپنے کے لیے کہ پیٹ نہ بڑا ہو اسو جیسے کہ عادت عرب کی عورتون کی زیادہ گرفتگی ہوتی ہین تو کمر بند پر سے کہ بندھے ہوئے باندھتی ہین اور غنی ہوتی ہین
تو چاندی سونے کے کمر بند باندھتی ہین ترجمہ خبر دار ہو تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کی ہمکو کہ تحقیق ثقیف مین ہوگا ایک بڑا جھوٹا اور ایک مفسد ہلاک لیکن
بڑا جھوٹا پس دیکھا ہے ہم نے اسکو یعنی مختار کو اور لیکن ہلاک کرنیوالا پس گمان نہیں کرتی مین تجکو مگر وہ ہلاک کرنیوالا کہ آنحضرت نے خبر دی ہے فرع کہا نووی نے کہ اسماء نے سلام کیا ابن زبیر
اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے سلام کرنا میت پر اور مکرر کرنا سلام کا اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ثنا کرنی موتے پر ساتھ اچھی صفتون معروفہ اسکی کے
اور بیان ہے منقبت عظیمہ ابن عمر کی بھی ہے کہ سبب حق گوئی کے اور حجاج کے بے پروائی کرنے کی کیونکہ یہ تو وہ جانتے ہی تھے کہ یہ بی اُن باتون کی اسکو خبر ہو پہنچیگی اور باوجود اسکے
نہ باز رہے حق کہنے سے کہا ابو نوفل نے پس اٹھ کھڑا ہوا حجاج اسماء کے پاس سے اور نہ جواب دیا انکو نقل کی یہ مسلم نے فرع پھر مرگئین اسماء اپنے بیٹے کے مرنے
سے بیس دن بعد اور عمر انکی سو برس کی تھی اور ایک دانت بھی نوٹا تھا انکا (وعن نافع ان ابن عمر اتاه رجلان في فتنة ابن الزبير فقالا ان الناس صنعوا ما ترى و
انت ابن عمر وصاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فما يمنعك ان تخرج فقال يمنعني ان الله حرم علي دم اخي المسلم قالا الم يقل الله تعالى وقاتلوهم حتى لا تكون
فتنة فقال ابن عمر قد قاتلنا حتى لم تكن فتنة وكان الدين لله وانتم تريدون ان تقاتلوا حتى تكون فتنة ويكون الدين لغير الله رواه البخاري) اور روایت ہے نافع سے
کہ غلام آزاد ابن عمر کا ہے یہ کہ ابن عمر کے پاس آئے دو شخص بیچ فتنہ ابن زبیر کے یعنی پہلے قتل ہونے انکے کے پس کہا انھون نے کہ تحقیق لوگون نے کیا جو کچھ دیکھتے
تم یعنی اختلاف کیا امر امامت مین اور تم بیٹے عمر کے ہو یعنی اور وہ خلیفہ تھے اور یار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو فرع یعنی اور حضرت کے یارون مین سے
بھی ہو پس اسمین کچھ شک نہین ہے کہ تم اولی ہو ساتھ خلافت کے عبد الملک سے کہ جلاد امرا اسکے سے حجاج بن یوسف ظالم ہے ترجمہ پس کیا چیز باز رکھتی ہے تمکو نکلنے
سے ساتھ دعوی امامت اور خلافت کے اور بدلہ لینے ظالمون سے کے پس کہا ابن عمر نے کہ باز رکھتا ہے مجکو نکلنے اور اقبال کرنے سے علم اس بات کا کہ خدا
نے حرام کیا ہے مجھپر خون بھائی مسلمان کا فرع اشارہ کیا ساتھ پرہیز کرنے کے خون سے اور اختیار کرنے طریق احتیاط کو والا حاجت لفظ علی کی نہ تھی ترجمہ
کہا ان دونون نے کہ کیا نہین فرمایا ہے خدا تعالی نے اور لڑو تم لوگون سے یہان تک کہ نہ پایا جاوے فتنہ پس کہا ابن عمر نے کہ تحقیق لڑے ہم یعنی ہمراہ آنحضرت
کے اور خلفاء راشدین کے یہان تک کہ نہ تھا فتنہ یعنی شرک اور ہوا دین اسلام خالص خدا کے لیے اور تم چاہتے ہو یہ کہ لڑو تم یہان تک کہ واقع ہو فتنہ یعنی مسلمانون
اور ہو دین واسطے غیر اللہ کے نقل کی یہ بخاری نے فرع یعنی بسبب تزلزل دین خدا کے اور عدم ثبات امر اسکے کے اور حاصل یہ کہ سائل کے اعتقاد مین
یہ تھا کہ قتال کیجیے اس شخص سے کہ مخالف ہو اس امام کے کہ اعتقاد رکھتا تھا اسکی اطاعت کا اور ابن عمر ابن زبیر کے حق مین یہ مناسب جانتے تھے کہ وہ ترک
کرنے قتال کو بیچ اس چیز کے کہ متعلق ہو ساتھ ملک کے جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول ابن عمر کا لقد انہاک عن مثل ہذا (وعن ابی ہریرۃ قال جاء الطفیل بن
عمرو الدوسی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان دوسا قد ہلکت وعصت وابت فادع اللہ علیہم فظن الناس انہ یدعو علیہم فقال اللہم اہد دوسا
وائت بہم متفق علیہ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ آئے طفیل بن عمرو دوسی فرع کہ یہ صحابی ہین اسلام لائے مکہ مین پھر گئے اپنی قوم مین اور وہان
رہتے تھے یہان تک کہ ہجرت کی آنحضرت نے پس آئے یہ آنحضرت کے پاس خیبر مین پس ہمیشہ خدمت بابرکت مین رہتے تھے یہان تک کہ رحلت کی آنحضرت نے
اور انکا ذو النور لقب ہے اسلیے کہ جب آنحضرت نے انکو انکی قوم کی طرف بھیجا تا دعوت کرین یعنی اسلام کی طرف بلاوین انکو کہا کہ کیجیے میرے لیے یا رسول اللہ
کوئی نشانی تا تصدیق میری کرین لوگ پس دعا کی آنحضرت نے انکے لیے اور کہا خدایا بخش اسکے لیے نور پس پیدا ہوا نور انکی دونون آنکھون کے درمیان مین
کہا طفیل نے کہ ڈرتا ہون مین کہ اسکو مثلہ کہین پس پھرا وہ نور درمیان طرف کوڑی انکے کے پس روشن ہوتا تھا اندھیری رات مین پس گئے طفیل اور بلایا اپنی قوم کو
اسلام کی طرف پس اسلام لائے باپ انکے اور انکی ماں نہ ایمان لائین پس روایت کرتے ہین ابو ہریرہ کہ آئے طفیل بن عمرو ترجمہ طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

اور کہا کہ تحقیق ہلاک ہوا قبیلہ دوس کا یعنی مستحق ہلاک کے ہوئے اسلیئے کہ نافرمانی کی اور باز رہے طاعت سے پس بددعا کیجیے اللہ تعالیٰ سے اوپر کہ عذاب واقع
ہووے پس گمان کیا لوگوں نے کہ آنحضرت بددعا کرینگے اوپر پس کہا آنحضرت نے یعنی بسبب ہونے انکے کے رحمۃ للعالمین اور ہدایت کرنے والے لوگوں کے خداوندا
راہ راست دکھا دوس کو اور لا انکو یعنی طرف مدینہ کے کہ آویں ہجرت کرکر پاس نزدیک کے یا انکو طرف طریق مسلمین کے اور متوجہ کر دل انکے طرف قبول کرنے دین کے
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم احبوا العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اهل الجنة عربی رواه
البیهقی فی شعب الایمان) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دوست رکھو تم عرب کو تین سبب سے ایک تو اس سبب
سے کہ میں عرب سے ہوں یعنی اور ہر چیز کہ منسوب ہوتی ہے طرف حبیب کے محبوب ہوتی ہے اور دوسرے اس سبب سے کہ قرآن عربی زبان میں ہے یعنی اسلیئے
کہ اترا ہے قرآن عرب کی لغت میں اور انکی لغت سے پہچانی جاتی ہے فصاحت و بلاغت اسکی اور تیسرے اس سبب سے کہ کلام بہشتیوں کا عربی ہے نقل کی یہ بیہقی نے
شعب الایمان میں فت یعنی عرب کو فضیلت ہے دنیا اور آخرت میں اور اخیر جملے سے سمجھا گیا کہ کلام دوزخیوں کا غیر عربی ہے اور یہ تین سبب ثابت کرکے کہ اعلی تھے بیان
فرما دیے انکے سوائے بھی کئی سبب ہیں انسے محبت رکھنے کے کہ وہ یہ ہیں کہ انھوں نے سیکھی شریعت اور نقل کی طرف ہمارے اور ضبط کیے انھوں نے اقوال
اور افعال اور معجزات حضرت کے اور نقل کی طرف ہمارے وہ مادہ ہیں اسلام کے اور سبب انکے فتح ہوئے شہر اور پھیلا اسلام اطراف عالم میں اور وہ اولاد اسمعیل
علیہ السلام کی ہیں اور سوال قبر انکی زبان میں ہوگا چنانچہ اسیلئے کہا گیا ہے من اسلم فهو عربی (باب مناقب الصحابة رضی الله عنهم اجمعین) باب
یہ بیان مناقب صحابہ کے راضی ہوا اللہ انسے سب سے فت مناقب جمع منقبت کی ہے یعنی فضیلت کے اور فضیلت کہتے ہیں اچھی خصلت کو کہ حاصل ہو
اسکے شرف اور علو منزلت یا تو نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور یا نزدیک خلق کے اور دوسری بات کا کچھ اعتبار نہیں مگر کہ پہنچا وے طرف اول کے یعنی وسیلہ ہو اول
کا پس جب کہا جاوے کہ فلانا فاضل ہے یعنی فضیلت رکھنے والا تو معنے اسکے یہ ہیں کہ اسکے لیے منزلت ہے اللہ کے نزدیک اور نہیں پہنچا جاتا طرف فضیلت کے
مگر ساتھ نقل کے رسول خدا صلعم سے یعنی یہ سمجھنا کہ فلانا شخص فی منزلت ہے اللہ کے نزدیک سزاوار نہیں جب تک کہ حضرت کے فرمانے سے نہ معلوم ہو اگر ہو گا لائق ولی
اور صحابی اس شخص کو کہتے ہیں کہ پایا اسنے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو حالت ایمان میں اور دین اسلام پر مرا اگرچہ اس درمیان میں ارتداد بھی متخلل ہوا ہو جیسے کہ اشعث
ابن قیس کے حق میں کہتے ہیں قول صحیح تر یہی ہے پھر پہچانا جاتا ہے صحابی ہونا اسکا ساتھ تواتر کے مانند ابوبکرؓ اور عمرؓ کے یا پہچانا جاتا ہے ساتھ خبر مشہور کے یا ساتھ کہنے
صحابی کے غیر اپنے کو کہ وہ صحابی ہے یا صحابی خود اپنے تئیں کہے کہ میں صحابی ہوں جس وقت کہ ہو وہ عدل اور صحابہ سب عادل ہیں مطلق بموجب ظاہر کتاب اور سنت
اور اجماع معتبر کے اور بعضوں نے شرط کیا صحابی ہونے کے لیے طول صحبت کو ساتھ آنحضرت کے کہ وہ خدمت بابرکت میں بہت حاضر رہا ہو اور سیکھا ہو علم
اور حاضر ہوا ہو غزوات میں اور کثرت مدت اسکی چھ مہینے کہے ہیں لیکن دلیل تعین چھ مہینوں کی معلوم نہیں واللہ اعلم جانا چاہیے کہ اسمیں شبہہ نہیں کہ غالب ہے
مرتبہ اسکا کہ اکثر حضرت کی خدمت مبارک میں حاضر رہا اور جہاد کیا حضرت کے ساتھ ان لوگوں پر کہ نہیں اکثر رہے حضرت کی خدمت میں اور حاضر نہیں ہوئے
کسی جہاد میں اور نہیں دیکھا آنحضرت کو مگر ایک نظر دور سے اور کلام نہیں کیا انسے اگر کم یا دیکھا حالت طفولیت میں اگرچہ شرف صحبت حاصل ہے سبکو اور شرح السنۃ میں ہے
کہ کہا ابو منصور بغدادی نے کہ ہمارے علما کا اجماع ہے اسپر کہ افضل انکے خلفاء اربعہ ہیں بحسب ترتیب خلافت کے پھر تمام عشرہ مبشرہ پھر بدری پھر احد کے پھر
بیعۃ الرضوان کے پھر وہ کہ انکا درجہ ہے اہل عقبتین سے کہ انصار میں سے ہیں اور ایسے ہی سابقون اولون اور وہ وہ ہیں کہ نماز پڑھی انھوں نے قبلتین کی طرف
یعنی کعبہ اور بیت المقدس کی طرف اور ایسے ہی اختلاف کیا ہے علما نے حضرت عائشہ اور خدیجہ کے حق میں کہ کونسی ان دونوں میں افضل ہیں اور حضرت عائشہ
اور فاطمہ کے حق میں اور معاویہ عدول و فضلاء اور صحابہ نجبا سے ہیں اور لڑائیاں جو آپسمیں انکے ہوئی ہیں تو ظاہر جماعت کو شبہہ کہ اعتقاد رکھتے تھے صواب پر ہونا
اپنے کا اور سبب اسکے سب تاویل کرتے تھے اپنی لڑائیوں پر اور نہیں نکل گیا کوئی انمیں سے بسبب اسکے اسلیئے کہ وہ مجتہد تھے اختلاف کرتے تھے مسائل

اور نہیں لازم آتا اس سے نقص کسی کا انہیں سے غرض کہ طریقہ اہل سنت وجماعت کا یہ ہے کہ زبان اپنی گفتگو سے بند رکھیں کہ سوائے خیر کے کچھ نہ کہیں اگرچہ کچھ برخلاف خیر کے منقول ہو اس سے چشم پوشی کریں کہ سلامتی اسی میں ہے الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم ولا نصیفہ متفق علیہ) روایت ہے ابو سعید خدری سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ برا کہو تم میرے صحابہ کو ف خطاب حضرت نے اپنے صحابہ کو کیا اسلیے کہ وارد ہوا ہے کہ سبب اس حدیث کے فرمانے کا یہ تھا کہ درمیان خالد بن ولید کے اور عبدالرحمن بن عوف کے کچھ نزاع تھا پس مراد صحابی سے اصحاب مخصوص ہیں اور وہ وہ ہیں کہ خالد وان سے پہلے اسلام لائے تھے اور ممکن ہے کہ یہ خطاب عام امت کو واسطے کہ جان لیا تھا حضرت نے نور نبوت سے کہ مثل اسکے واقع ہوگا اہل بدعت میں یعنی روافض و خوارج میں پس منع فرمایا انکو اس برائی سے اور شرح مسلم میں ہے جاننا چاہیے کہ برا کہنا صحابہ کا حرام ہے اور اکبر فواحش سے ہے اور مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ برا کہنے والا انکا تعزیر دیا جاتا ہے اور کہا بعض مالکیہ نے کہ وہ قتل کیا جاوے اور کہا قاضی عیاض نے کہ برا کہنا کسی کا صحابہ میں سے کبائر سے ہے اور تصریح کی ہے بعضے ہمارے علما نے کہ قتل کیا جاوے اور جو شخص برا کہنے شیخین کے اور کتاب اشباہ والنظائر کی کتاب السیر میں ہے کہ جو کافر توبہ کرے پس توبہ اسکی مقبول ہے دنیا میں اور آخرت میں مگر جماعت کفر کرنے والے کی سبب برا کہنے نبی کے اور سبب برا کہنے شیخین کے یا ایک ان دونوں میں سے یا بسبب سحر کے یا بسبب زندقہ کے اگرچہ عورت ہو تو نہیں مقبول جبکہ پکڑی جاوین پہلے توبہ کے اور کہا اشباہ والے نے کہ تمام اسکا بزازیہ میں ہے یعنی برا کہنا شیخین کا اور لعنت کرنی انکو کفر ہے اور اگر فضیلت دے علی رض کو اوپر ان دو کے تو مبتدع ہے کذا فی الخلاصہ اور بیچ مناقب کردری کے ہے کہ کافر ہوتا ہے جبکہ منکر ہو ان دونوں کی خلافت کا یا دلی بغض رکھے انسے بسبب دوست رکھنے آنحضرت کے انکو اور اگر دوست رکھے علی رض کو زیادہ انسے تو نہیں ماخوذ ہوگا بسبب اسکے اور شاید کہ وجہ انکی تخصیص کی اسلیے ہے کہ وارد ہوئی ہیں انکی فضیلت میں حدیثیں آنحضرت کی خاص کر علیحدہ باب میں جیسے کہ آگے آوینگی یا اسلیے کہ اجماع ہوا ہے انکی حقیقت پر بخلاف خوارج کے بیچ حق عثمان اور علی اور معاویہ وغیرہ کے واللہ اعلم ف جناب قدوۃ المحققین سند المحدثین مولانا عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے بلاشبہ فرقہ امامیہ منکر خلافت حضرت صدیق کے ہیں اور فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جو کہ انکار خلافت صدیق کی کرے منکر اجماع قطعی کا ہوا اور کافر ہوا چنانچہ فتاوی عالمگیری میں کہا (الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما والعیاذ باللہ فھو کافر وان کان یفضل علیا کرم اللہ تعالی وجہہ علی ابی بکر رض لا یکون کافرا لکنہ مبتدع ولو قذف عائشۃ بالزنا کفر باللہ) اور یہ بھی عالمگیری میں ہے (من انکر امامۃ ابی بکر الصدیق فھو کافر وعلی قول بعضھم وقال بعضھم ھو مبتدع ولیس بکافر والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافۃ عمر رض فی اصح الاقوال ویجب اکفار الروافض فی قولھم برجعۃ الاموات الی الدنیا وتناسخ الارواح الی ان قال وھؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین) تمام ہوا کلام مولانا عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا اب جاننا چاہیے کہ دلیلیں انکے کفر کی بہت ہیں از انجملہ یہ حدیثیں جو وارد ہیں خلفاء ثلثہ کے فضائل میں ان گنت ہیں اور بسبب تعدد طرق اور کثرت رواۃ اپنی کے متواتر بالمعنی ہیں پس انکار مدلول ان اخبار کا کفر ہے بلاشبہہ اور مثل ان اخبار کے کسی نے مجتہدین میں سے مخالفت نہیں کی ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کہ عمدہ فقہا مجتہدین سے ہیں مقدم کرتے ہیں خبر واحد کو قیاس پر مطلق بلکہ اقوال صحابہ کو بھی چہ جائے ایسی حدیثیں اور یہ بھی ہے کہ صحابہ کے حق میں اللہ تعالی نے رضامندی اپنی بیان فرمائی ہے ان آیتوں میں (لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ الخ) اور جابجا فرمایا (والسابقون الاولون من المھاجرین والانصار) تا قول اسکے (رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ) جبکہ اللہ تعالی رضامندی اپنی بیان فرماوے یہ تبرا کرین بلکہ ان کو غاصب اور کافر جانیں ان دونوں باتوں میں تباین کلی ہے پس انکے لعنت کرنیوالے اور برا جاننے والے مخالف قرآن کے ہیں اور مخالفت قرآن عظیم کی کفر ہے اور یہ بھی ہے کہ خلافت خلفاء کی ثابت ہے قرآن شریف سے کہ فرمایا (وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض) کہا مدارک وغیرہ میں ہے کہ آیہ واضح تر دلیل ہے اوپر صحت خلافت خلفاء راشدین کے اسلیے کہ مستخلفین جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہی ہیں پس منکر صحت خلافت خلفاء کے خارج ہیں دائرہ ایمان سے کہ فرمایا اللہ تعالی نے بعد آیہ مذکورہ کے (ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفسقون) یعنے جنہوں نے کفر کیا کہ اللہ کے وعدہ

کو ہیچ بنایا اور حق نہ جانا انکو پس وہ فاسق ہیں یعنی کافر ہیں اسلیئے کہ فاسق عرف قرآن میں آتا ہی یعنے فاسق کامل سکے وہ کافر ہی جیسے اس آیۃ میں (وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ
اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ) اور یہ بھی ہی کہ صحابہ ستائے ہیں فرمایا اللہ تعالے نے لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ تا قول اپنے کے هُمُ الرّٰشِدُوْنَ اور صحابہ صدیق کو یا خلیفۃ
اللہ کہتے تھے شیعہ انکو کاذب کہتے ہیں اور درمیان صادق اور کاذب کے فرق صریح ہی پس جو کوئی انکو کاذب کہے رد کیا اسنے قرآن کو اور مخالفت کی اسکی اور یہ کفر ہی
اور یہ بھی ہی کہ وہ فلاح پانیوالے ہیں کہ فرمایا اللہ تعالی نے (وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ) پس کیا کہیگا تو اسکے حق میں کہ جو کہتے ہیں انکو (وَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ) اور یہ بھی ہی کہ ثنا کی ہی
حق تعالی نے انکی اپنے کلام شریف میں بہت سی کہ فرمایا (مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ) تا قول اپنے کے (وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّأَجْرًا عَظِيْمًا) پس کیا اعتقاد ہی تیرا انکے حق میں کہ جو انکو برا کہتے ہیں اور دشمنی کرتے ہیں انکا اور ان آیتوں میں یہ مضمون بھی ہی کہ صحابہ آپسمیں محبت و مہربانی رکھتے تھے
اور کفار پر دشواری اور سختی کرنیوالے تھے پس جو کوئی صحابہ کو آپسمیں دشمنی رکھنے والے وصف الفت صحابہ کے منکر قرآن کا ہی اور جو کوئی ساتھ انکے بغض اور غصہ کرے
انھیں آیتوں میں اسپر اطلاق کفر کا آیا ہی کہ فرمایا لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ یعنے تاکہ غصہ میں لاوے اللہ سبب انکے کافروں کو یعنے کافر انپر غصہ کرتے ہیں یہ مضمون قاضی ثناء اللہ
صاحب نے مالا بد منہ میں لکھا ہی اور بعد اسکے لکھا ہی کہ صحابہ جامعان وحی اور راویان قرآن ہیں جو کوئی منکر صحابہ کا ہوا ایمان ساتھ قرآن وغیرہ ایمانیات متواترات کے
انکو ممکن نہیں ہی اور آخر آیۃ میں رد ہی انکا بھی کہ جو کہتے ہیں کہ صحابہ حضرت کے وقت میں تو اچھے تھے لیکن آنحضرت کی وفات کے بعد دین سے پھر گئے اسلیئے کہ وعدہ مغفرت
اور اجر عظیم کا انھیں کے لیے ہوتا ہی کہ جو مرتے دم تک ایمان اور صالح رہیں والا العیاذ باللہ جہل نسبت باری تعالی کے لازم آتا ہی اور یہ بھی ہی کہ جنھے مخلفین کو اعراب
میں سے دعوت طرف جہاد کے کی باتفاق اہل سنت کے ابو بکر ہیں اور شیعہ کو گنجایش انکار کی نہیں کما لا یخفی فرمایا اللہ تعالی نے (قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْأَعْرَابِ تا قول
اپنے کے وَإِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا) ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ اور شیخ ابو الحسن اور امام ابو العباس وغیرہم نے کہا ہی کہ خلافت صدیق کی قرآن میں اسی
آیۃ سے ثابت ہوتی ہی اور روگردانی کرنیوالا انکی دعوت یعنے بلانے سے عذاب دیا جاویگا ساتھ عذاب الیم کے پس کیا حال ہوگا اسکا کہ جو طعن کرے انکو اور نسبت
کفر کی کرے اور یہ بھی ہی کہ بہشتی ہونا انکا نصوص قطعیہ سے ثابت ہی فرمایا اللہ تعالے نے (لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ) تا قول اپنے کے (وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى)
پس انکار انکے بہشتی ہونیکا لازم کرنیوالا انکار نصوص کا ہی اور یہ کفر ہی اور جاننا چاہیئے کہ جو کوئی جھٹلاوے قرآن کے ایسے مضمون کو کہ احتمال تاویل کا نہیں رکھتا وہ کافر
جاحد ہی اور رد کے کئی مرتبہ ہیں ایک تو انھیں سے رد صریح ہی مثل رد کرنے اہل جاہلیت کے قرآن کو اور ایک انھیں سے رد غیر صریح ہی مانند سند پکڑنے کے ساتھ ایسی
تاویل کے کہ اجماع کیا ہی اہل حق نے اسکے بطلان پر مانند سند پکڑنے مانعین زکوۃ کے اور یہ دونوں قسمیں رد کی کفر ہیں بالاجماع اور اسمیں شک نہیں کہ شیعہ رد کرتے ہیں
قرآن و حدیث کو ساتھ اسی قسم اخیر رد کے پس ثابت ہوا مقصود ہمارا اور یہ بھی ہی کہ شیعہ تکفیر صحابہ اور قذف عائشہ صدیقہ کو کہ اعظم موجبات کفر سے ہیں سبب رفع درجات
کا جانتے ہیں اور صرف استحلال معصیت کفر ہی چہ جائیکہ کفر کو موجب رفع درجات کا گنیں اور اللہ تعالے نے حضرت ابوبکر کی شان میں فرماوے ثانی اثنین اذ ہما
فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن پس حبیب اللہ انکی یاری اور جان نثاری کا حال بنسبت حضرت کے بیان فرماوے دیکھا چاہیئے کہ انکو برا کہنے والے خبیثوں کا
کیا حال ہوگا اور فرمایا اللہ تعالی نے (وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ) اور یہ صاحب فضل ابوبکر ہیں باتفاق اہل سنت کے پس منکر انکے فضل کا صریح رد کرتا ہی قرآن
عظیم کو اور فرمایا اللہ تعالے نے (وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى) یہ آیۃ بھی ابوبکر کی شان میں ہی اور علی کی شان میں نہیں ہوسکتی چنانچہ ماہران تفسیر
پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہی اگر اسکی شان نزول کو کوئی دیکھے تو اسپر بوجہ احسن یہ بات ظاہر ہوجاوے پس جسکو اللہ تعالی اتقی فرماوے وہ مستحق رحمت و رضوان ہی
یا مستحق لعنت و خذلان اگر کوئی شیعہ کہے کہ شرح عقائد نسفی میں مشکل جانا ہی کافر کہنا سبب برا کہنے شیخین کے اور صاحب جامع الاصول نے شیعہ کو فرقوں اسلامیہ
میں گنا ہی اور اسی طرح صاحب مواقف نے اور شیخ ابو الحسن اشعری اور غزالی بھی نہیں مناسب جانتے اہل قبلہ کے کافر کہنے کو پس جو کافر کہتے ہیں شیعہ کو
قول انکا موافق سلف اہل سنت کے نہیں ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ اس جماعت پر امر مشتبہ ہوا جیسے کہ عبد اللہ بن مسعود کو اشتباہ ہوا بیچ اطباق یدین کے نماز میں

اور علی مرتضی کو بیچ امہات اولاد کے اور جلا دینے زندیقوں کے آگ مین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تیمم مین واسطے جنبی کے وغیرہ ذالک نظیرین اسکی بہت ہین گویا کہ نظر ان بزرگون کی اوپر اہل قبلہ ہونے انکے کے گئی اور اوپر ہر بسبب کلمہ کہنے شیعہ کے التفات نکیا جیسے حضرت عمر اور حضرت علی رضی نے کہ مانعین زکوٰۃ کے کلمہ گوئی پر نظر کر کر سفارش کو اٹھے اور کہا کیونکر قتال کرین ہم انسے اس حال مین کہ فرمایا آنحضرت نے (اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) کہا ابو بکر نے کہ مین قتال کرونگا انسے کہ جو فرق کرینگے درمیان نماز اور زکوٰۃ کے الخ حضرت عمر نے کہا کہ دیکھا مین نے کہ کھولدیا اللہ نے سینہ ابو بکر کا قتال کے لیے پس جانا مین نے کہ یہی حق ہے یا ان بزرگوارون نے ان رافضیون کے حق مین فرمایا ہو کہ وہ ایسے خبیث نہون جیسے اسوقت کے ہین چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قول ملا علی رح کا کہ فرماتے ہین (قُلْتُ وَہٰذَا فِیْ حَقِّ الرَّافِضَۃِ وَالْخَارِجِیَّۃِ فِیْ زَمَانِنَا فَاِنَّھُمْ یَعْتَقِدُوْنَ کُفْرَ اَکْثَرِ الصَّحَابَۃِ فَضْلًا عَنْ سَائِرِ اَہْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ فَھُمْ کَفَرَۃٌ بِالْاِجْمَاعِ بِلَا نِزَاعٍ انتہٰی) اور بنظر انصاف ان روایات صحیحہ مین غور کرنا چاہیے کہ انسے کیا ثابت ہوتا ہے کفر انکا یا ایمان (عَنْ عُوَیْمِرِ بْنِ سَاعِدَۃَ اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اخْتَارَنِیْ وَاخْتَارَ لِیْ اَصْحَابًا فَجَعَلَ لِیْ مِنْھُمْ وُزَرَاءَ وَاَنْصَارًا وَاَصْھَارًا فَمَنْ سَبَّھُمْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ وَلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ مِنْہُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا) روایت کی محاملی اور طبرانی اور حاکم نے (وَعَنْ عَلِیٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ سَیَاْتِیْ مِنْ بَعْدِیْ قَوْمٌ لَھُمْ نَبْزٌ یُقَالُ لَھُمُ الرَّافِضَۃُ فَاِنْ اَدْرَکْتَھُمْ فَاقْتُلْھُمْ فَاِنَّھُمْ مُشْرِکُوْنَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْعَلَامَۃُ فِیْھِمْ قَالَ یُفْرِطُوْنَکَ بِمَا لَیْسَ فِیْکَ وَیَطْعَنُوْنَ عَلَی السَّلَفِ) نقل کی یہ دارقطنی نے اور ایک روایت دارقطنی کی مین ہے (وَذٰلِکَ اَنَّھُمْ یَسُبُّوْنَ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِیْ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ وَالنَّاسِ) اور اسی طرح منقول ہے انس سے اور عیاض انصاری اور جابر اور حسن بن علی اور ابن عمر اور ابن عباس اور فاطمہ زہرا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے اور فرمایا حضرت نے (مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذَاھُمْ فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ) اور روایت کی ابن عساکر نے (اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ اِیْمَانٌ وَبُغْضُھُمَا کُفْرٌ) اور روایت کی عبد اللہ بن احمد نے انس سے بطریق مرفوع کے (اِنِّیْ لَاَرْجُوْ لِاُمَّتِیْ فِیْ حُبِّھِمْ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ مَا اَرْجُوْ لَھُمْ فِیْ قَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ) اور انکے بغض کا حال پہچانا جاتا ہے انکی محبت کے حال سے اسلیے کہ دونون نقیض ہین پس بغض انکا کفر ہوگا اور یہ بھی ہے کہ تکفیر مومنین کی کفر ہے اسلیے کہ حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ جو کوئی کسی کو کافر کہے یا کہے عدو اللہ اور وہ ایسا ہووے نہین تو رجوع کرتا ہے کفر کہنے والے پر اور مومن ہونا صحابہ کا قطعی ہے پس کافر کہنا انکا رجوع کریگا اسکے کہنے والے کی طرف اور کہا امام ابو زرعہ راوی نے کہ اجلہ شیوخ مسلم سے ہین کہ اگر کوئی کسی کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے تنقیص کرے پس جان کہ بلاشبہ وہ زندیق ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہے اور جو کچھ لیکر آئے ہین رسول وہ حق ہے اور نہین روایت کیا یہ سب مگر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے پس جسنے عیب لگایا انکو اسنے ارادہ کیا باطل کرنے کتاب وسنت کا پس بڑا عیب اسی کو لگیگا اور حکم زندقہ اور ضلالت کا اسپر راست و درست آویگا اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا کہ نہ ایمان لایا رسول خدا صلعم پر وہ شخص کہ نہ توقیر کی سنتو انکے اصحاب کی اور محیط مین ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہین جائز ہے نماز پیچھے رافضیون کے اسلیے کہ وہ منکر ہین خلافت صدیق رض کے اور اسی طرح بیچ کتاب اصل محمد بن حسن کے ہے اور خلاصہ مین ہے من انکر خلافۃ الصدیق فھو کافر اور مرغینانی مین ہے کہ مکروہ ہے نماز پیچھے صاحب ہوا اور بدعت کے اور نہین جائز ہے پیچھے رافضیون کے الخ کہا قاضی عیاض نے شفا مین کہ کہا مالک بن انس وغیرہ نے (مَنْ اَبْغَضَ الصَّحَابَۃَ وَسَبَّھُمْ فَلَیْسَ لَہٗ فِیْ فَیْئِ الْمُسْلِمِیْنَ حَقٌّ) اور یہ بھی کہا (مَنْ غَاظَہٗ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُوَ کَافِرٌ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ) اور قاضی ابو بکر باقلانی نے مثل اسی کے کہا اور بیہقی نے امام اعظم رح سے مثل اسکے نقل کیا اور ظاہر یہ ہے کہ فقہاء حنفیہ نے اخذ کیا ہے قول کافر کہنے شیعہ کا امام اعظم رح سے اور امام اعظم دانا تر ہین روافض کے حال کے اسلیے کہ وہ کوفی ہین اور کوفہ منبع رفض کا ہے پس جب امام اعظم نے تکفیر منکر امامۃ صدیق کی کی تو بس تکفیر انکی لعنت کرنیوالے کی انکے نزدیک بالاولی ہوگی مگر یہ کہ سبب تکفیر منکر امامت کا مخالفت اجماع کو کہین اور منکر اجماع کا کافر ہے چنانچہ مشہور ہے اصولیون کے نزدیک اور کہا مالک رح نے کہ جسنے برا کہا کسی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے ابو بکر کو یا عمر کو یا عثمان کو یا علی کو تاکوئی اپنے کے (فَاِنْ قَالَ کَانُوْا عَلٰی ضَلَالٍ اَوْ کُفْرٍ قُتِلَ) تمام ہوا کلام قاضی کا اور ایسا ہی امام احمد کے قول سے ارتداد انکا سمجھا جاتا ہے اور سوائے ان دلیلون کے

اور بہت دلیلیں ہیں انکے کفر کی بخوف درازگی کے اسی پر اکتفا کیا سو بھی بھائی مسلمانوں کی خیرخواہی کے لیے کہ تا انکو عظمت صحابہ کی اور برائی اس فرقہ خبیثہ کی معلوم ہو جاوے
اور انکی کید سے بچتے رہیں اور اپنا عقیدہ خراب نہ کریں اور انسے ملاپ جلاپ نہ رکھیں اور انقطاع کریں تا رشتہ کرنا انسے اور شاید اگر کسی شیعہ کو توفیق الٰہی رفیق ہو
انکے فضائل کی آیتیں حدیثیں دیکھکر تو وہ توبہ کرے اللھم اہدنا الصراط المستقیم امین رب العالمین ت پس اگر ثابت ہو کہ ایک تم میں سے خرچ کرے راہ خدا میں
مانند کوہ احد کے سونا نہ پہونچے ثواب اسکا ثواب مد ایک انکی کو اور نہ آدھے مد کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع مد نام ایک پیمانہ کا ہے کہ قریب سیر بھر کے اسمیں
جو وغیرہ آتے ہیں اور اتنا ثواب انکو ملتا تھا بسبب خوش نیتی اور خوش اوقاتی انکی کے اور اس سبب سے کہ انکا مال طیب ہوتا تھا اور کم ہوتا تھا اور حاجتیں بہت ہوتی
تھیں باوجود اسکے جو اللہ کی محبت میں خالص نیت سے دیتے تھے ایسا ثواب پاتے تھے اور بہرحال تو انکے نقد دینے کا تھا پس دیکھا چاہیے کہ کیا کچھ ثواب ملتا
ہوگا انکی مجاہدی کا اور نثار کرتے جانوں کا راہ خدا میں آگے رسول خدا کے اور ابتدا احادیث میں معلوم ہوا کہ یہ حدیث خاص صحابہ کبار کے حق میں فرمائی لیکن جانا گیا ہے
کہنا غیر صحابی کا صحابی کو بطریق اولی اسلیے کہ مقصود زجر و منع کرنا ہے یہ ہے کہ ان لوگوں کے سے کہ سبقت لے گئے ہیں اسلام میں اور فضل میں کہ واجب ہے تعظیم انکی اور
روایت کیا علی بن حرب طائی اور خیثمہ بن سلیمان نے ابن عمر سے کہ کہا لا تسبوا اصحاب محمد فلمقام احدہم ساعۃ خیر من عمل احدکم عمرہ اور روایت کی عقیلی نے ضعفا
میں کہ فرمایا آنحضرت نے (ان اللہ اختارنی واختار لی اصحابا فجعل لی منہم وزراء وانصارا واصہارا وسیاتی قوم یسبونہم وینتقصونہم فلا تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا
تناکحوہم) (وعن ابی بردۃ عن ابیہ قال رفع یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم راسہ الی السماء وکان کثیرا ما یرفع راسہ الی السماء فقال النجوم امنۃ للسماء
فاذا ذہبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا امنۃ لاصحابی فاذا ذہبت انا اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذہب اصحابی
اتی امتی ما یوعدون رواہ مسلم) اور روایت ہے ابی بردہ سے کہ روایت کی اپنے باپ سے کہ ابو موسی اشعری ہیں کہا انکے باپ نے کہ اٹھایا یعنی
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا طرف آسمان کے اور تھے حضرت بہت اٹھاتے سر مبارک اپنا طرف آسمان کے یعنی بہت انتظار
وحی کے پس فرمایا آنحضرت نے کہ تارے سبب امن کے ہیں آسمان کے لیے پس جس وقت کہ جاتے رہینگے تارے ف ع کہ شامل ہیں آفتاب و چاند کو اور
جاتے رہنے تاروں کے سے تکویر اور مکدر اور منعدم ہونا انکا ہے جیسا کہ فرمایا اذا الشمس کورت واذا النجوم انکدرت ترجمہ آویگی آسمان کو وہ چیز کہ وعدہ کیا جاتا ہے اور
تقدیر کی گئی اسکے لیے یعنی پھٹنا اور لپٹنا روز قیامت کے جیسے کہ فرمایا اذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت اور میں سبب امن کا ہوں واسطے اصحاب کے
لیے پس جبکہ جاؤنگا میں اس عالم سے آویگی میرے اصحاب کو وہ چیز کہ وعدہ دیے جاتے ہیں یعنی فتنے اور لڑائیاں اور اختلاف اور مرتد ہو جانا بعضے اعراب کا
اور اصحاب میرے باعث امن کے ہیں میری امت کے لیے پس جبکہ جاتے رہینگے اصحاب میرے آویگی امت میری کو وہ چیز کہ وہ وعدہ دیے جاتے ہیں نقل
کی یہ مسلم نے ف ع یعنی جاتے رہنا اہل خیر کا اور آنا اہل شر کا اور قیامت قائم ہونی انپر اور واقع ہونا فتنوں اور بدعتوں اور حوادث کا اشارہ ہے اسمیں طرف آنے شر کے
وقت جاتے رہنے اہل خیر کے اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تک تھے تو بیان کر دیتے تھے لوگوں کے لیے وہ چیز کہ اختلاف کرتے تھے اسمیں پس جب وفات
پائی حضرت نے خود رائے ہوئے لوگ اور مختلف ہوئیں خواہشیں نفسانی ہوئے صحابی کہ سند پکڑتے تھے ہر امر میں آنحضرت کے ساتھ قول و فعل یا دلالت حال کے
پس جبکہ مفقود ہوئے صحابہ کم ہوئے انوار اور قوی ہوئیں تاریکیاں اور ایسے ہی حال آسمان کا ہے وقت جاتے رہنے تاروں کے چنانچہ اسی لیے فرمایا آنحضرت نے
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم (وعن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقولون
ہل فیکم من صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لہم ثم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال ہل فیکم من صاحب اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لہم ثم یاتی علی الناس زمان فیغزو فئام من الناس فیقال ہل فیکم من صاحب من صاحب اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیقولون نعم فیفتح لہم متفق علیہ وفی روایۃ لمسلم قال یاتی علی الناس زمان یبعث منہم البعث فیقولون انظروا ہل تجدون

فِیْکُمْ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَہُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّانِیْ فَیَقُوْلُوْنَ ہَلْ فِیْکُمْ مَنْ رَاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
فَیُوْجَدُ فَیُفْتَحُ لَہُمْ ثُمَّ یُبْعَثُ الْبَعْثُ الثَّالِثُ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا ہَلْ تَرَوْنَ فِیْہِمْ مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ یَکُوْنُ الْبَعْثُ الرَّابِعُ فَیُقَالُ اُنْظُرُوْا
ہَلْ تَرَوْنَ فِیْہِمْ اَحَدًا رَاٰی مَنْ رَاٰی اَحَدًا رَاٰی اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیُوْجَدُ الرَّجُلُ فَیُفْتَحُ لَہُمْ) اور روایت ہے ابو سعید خدری سے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک جماعت لوگوں میں سے پس کہینگے جہاد کرنے والے اپنی جماعت سے یعنے آپس میں
کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص کہ صحبت رکھی ہو ساتھ آنحضرت کے پس کہینگے ہاں یعنے جواب دینگے کہ ہاں ہے ہم میں وہ شخص کہ صحبت رکھی ہے ساتھ آنحضرت کے
پس کہولا جاویگا قلعہ اور شہر کہ جہاد کرینگے اُسپر یعنے بہ برکت و شوکت اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے فتح ہوگی پھر آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک
جماعت لوگوں میں سے پس کہا جاویگا کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنے تابعین ہاں ہے ہم میں پس
کہینگے ہاں پس فتح کیجاویگی واسطے اُنکے پھر آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پس جہاد کریگی ایک جماعت لوگوں میں سے پس کہا جاویگا کہ آیا ہے درمیان تمہارے وہ شخص
کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اسکے کہ صحبت رکھی ہو ساتھ اصحاب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنے تبع تابعین پس کہینگے ہاں پس فتح کیجاویگی واسطے اُنکے ف ع
اس حدیث میں معجزہ ہے آنحضرت کا اور فضیلت اُنکے اصحاب کی اور تابعین کی اور تبع تابعین کی یعنے قرون ثلثہ کی جیسے کہ حدیث آیندہ میں صراحۃً مذکور ہے ترجمہ نقل
کی بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ آویگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ بھیجا جاویگا یعنے اسمین لوگوں میں سے لشکر پس کہینگے
لشکر کے لوگ دیکھو آیا پاتے ہو اپنے میں کسی کو اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سے پس پایا جاویگا ایک شخص اصحاب میں سے پس فتح کیجاویگی واسطے
سبب اُنکے یعنے ان اصحابی کی برکت سے پھر بھیجا جاویگا دوسرا لشکر یعنے اور وقت میں اور جماعت کی طرف پس کہینگے کہ آیا ہے انمین وہ شخص کہ دیکھا ہو آنحضرت کے
اصحاب کو ف ح اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تابعین میں دیکھنا اصحاب کا کافی ہے جیسے کہ صحابہ میں دیکھنا آنحضرت کا معتبر ہے اور بعضوں نے کہا کہ صحابہ میں تو دیکھنا کافی
ہے لیکن تابعین میں صحبت اور ملازمت چاہیے کہ جیسے کہ پہلی روایت میں گذرا اگر یہ کہ یہاں دیکھنا ساتھ صحبت کے مراد ہو ترجمہ پس فتح کیجاویگی واسطے اُنکے پھر بھیجا
جاویگا تیسرا لشکر پس کہا جاویگا کہ دیکھو آیا پاتے ہو انمین اُس شخص کو کہ دیکھا اُسنے اُسکو کہ دیکھا ہے اُسنے آنحضرت کے یاروں کو پھر ہوگا بھیجنا چوتھے لشکر کا یعنے چوتھی مرتبہ
پس کہا جاویگا کہ دیکھو آیا دیکھتے ہو انمین کسی کو کہ دیکھا ہو اسکو کہ دیکھا ہو کسی کو کہ دیکھا ہو اُسنے اصحاب پیغمبر خدا کو پس پایا جاویگا ایسا شخص پس فتح کیجاویگی بسبب اُسکے
ف ح ع اور ایک نسخہ میں لہم ہے بدلے لہ کے یعنے واسطے اُنکے بہ برکت اُسکی اور اس حدیث میں چار قرن مذکور ہوئے اصحاب اور تابعین اور اتباع اور تبع اتباع
اور ایک روایت صحیح بخاری کی میں بھی بیچ حدیث خیر القرون کے چار درجے مذکور ہوئے ہیں اور چونکہ اہل خیر نادر تھے چوتھے قرن میں اقتصار کیا تین ہی قرون پر
اکثر روایتوں میں بسبب کثرت اہل علم و صلاح کے اور قلت بیوقوفی اور فساد کے اُنمین پس صحیح مسلم میں عائشہ سے ہے بطریق مرفوع کے (خَیْرُ النَّاسِ الْقَرْنُ الَّذِیْ
اَنَا فِیْہِ ثُمَّ الثَّانِیْ ثُمَّ الثَّالِثُ) اور روایت کی طبرانی نے ابن مسعود سے بطریق مرفوع کے (خیر الناس قرنی ثم الثانی ثم الثالث ثم تجیء قوم لا خیر فیہم) (وَعَنْ عِمْرَانَ
بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ اِنَّ بَعْدَہُمْ قَوْمًا یَشْہَدُوْنَ وَلَا یُسْتَشْہَدُوْنَ وَیَخُوْنُوْنَ وَلَا
یُؤْتَمَنُوْنَ وَیَنْذِرُوْنَ وَلَا یَفُوْنَ وَیَظْہَرُ فِیْہِمُ السِّمَنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَیَحْلِفُوْنَ وَلَا یُسْتَحْلَفُوْنَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ ثُمَّ یَخْلُفُ قَوْمٌ یُحِبُّوْنَ السَّمَانَۃَ)
اور روایت ہے عمران بن حصین سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بہترین امت میری کے قرن میرا ہے یعنے اصحاب میرے پھر بہترین امت کے وہ
لوگ ہیں کہ متصل اُنکے ہیں یعنے تابعین پھر وہ لوگ کہ متصل ہیں اُنکے یعنے تبع تابعین ف ع قرن ہر زمانہ کے لوگ اور وہ مقدار توسط کی ہے عمر اہل زمانہ سے لیا گیا
ہے یہ لفظ اقتران سے پس گویا وہ ایسی مقدار ہے کہ نزدیک ہوتے ہیں اُسمین اُس زمانہ کے لوگ اپنی عمروں میں اور احوال میں اور بعضوں نے کہا کہ قرن چالیس
برس کا ہوتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اسی برس کا اور بعضوں نے کہا سو برس کا لیکن بہت صحیح قول یہی ہے کہ مضبوط اور معتبر اسمین کچھ کوئی عدد معین زمانہ سے نہیں ہے

پس قرن آنحضرت کا صحابہ ہیں اور تھی مدت انکی وقت رسالت سے تا آخر مرنے صحابہ کے ایک سو بیس برس اور قرن تابعین سنہ سو سے قریب ستر برس تک اور
قرن اتباع تابعین کا وہاں سے لیکر قریب دو سو بیس تک اور اسوقت میں ظاہر ہوئیں بدعتیں اور پیدا ہوئیں چیزیں عجیب اور سر اٹھایا فلاسفہ نے اور کھولیں زبانیں
معتزلہ نے اور امتحان کئے گئے اہل علم ساتھ کہنے خلق قرآن کے اور متغیر ہوئے احوال و بڑے اختلافات اور ناقص ہونے لگا احکام سنت کے روز بروز
اور ظاہر ہوا مصداق قول آنحضرت کا ترجمہ پھر تحقیق بعد انکے قرنوں کے ہوگی ایک قوم گواہی دینگے اس حال میں کہ نہیں طلب کیا ہوگا انسے گواہی فیت
بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ گواہی دینا پہلے طلب کرنے سے بری ہے لیکن اشکال اسکے بیچ ہے کہ اور حدیث میں آیا ہے کہ بہتر گواہوں کا وہ شخص ہے کہ گواہی دیوے پہلے
اسکے کہ طلب کیا جاوے اس سے گواہی اور وجہ جمع کی درمیان ان دونوں حدیثوں کے یہ ہے کہ گواہی دینی پہلے طلب کے بری اس جگہ ہے کہ معلوم ہو گواہ ہونا
اسکا اسلیے کہ وہاں گواہی دینی پہلے طلب کے ضائع اور محمول ہے غرض پر اور اچھی اس جگہ ہے کہ معلوم نہیں گواہ ہونا اسکا پس خبر دیتا ہے کہ میں گواہ ہوں تا وقت طلب گواہی کے
قاضی کے پاس آکر گواہی دیوے یا حاجت گواہی دینے کی پہلے طلب کے بالفعل ہو اور گواہی کے اور جلد قبول کرینگے اور طلب کرینگے جیسے ایسے ہوتا ہے حق
وہ شخص ہے کہ پہلے سوال کے دیوے یا بیان کے محمول ہے کہ اہل شہادت ہوتا محمول ہے جھوٹی گواہی پر یا ہے لوگوں کے حقوق میں ہے اور اچھا اللہ تعالی کے
حقوق میں سو وہ بھی جب ہے کہ عبادت اسکے پہلے نہیں ہو اور بعضوں نے کہا مراد شہادت سے بیان سوگند ہے یعنی قسم جھوٹی کھاوینگے پہلے اسکے کہ کوئی
انکو قسم دیوے اور قسم انسے طلب کرے چاہیے کہ اور روایت میں آیا ہے خیانت اور خیانت کرینگے اور نہ امانتدار رکھے جاوینگے اور اعتماد کیا جاویگا انپر اور مراد یہ ہے کہ خیانت
انکی ظاہر و فاش ہوگی کہ اصلا محل امانت نہونگے اور اگر کوئی واقع کچھ تھوڑی سی خیانت ہوتا ہے نہیں کرتی اور نذر مانینگے اور وفا نہ کرینگے اور پیدا کرو
اسکے ترک کی بخلاف نیکوں کے کہ انکے حق میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے یُوفُونَ بِالنَّذرِ وَیَخَافُونَ یَوماً کَانَ شَرُّهُ مُستَطِیراً اور پیدا ہوگا انمیں موٹاپا فربہی لفظ
سمن ساتھ زبر سین اور زبر میم کے فربہی کہ بسبب بہت کھانے اور پینے اور تنعم اور ترفہ کے پیدا ہوگی نہ یہ کہ خلقی اور طبعی ہو اور بعضے کہتے ہیں کہ مراد فربہی سے فربہی
احوال میں ہے یعنی تکبر کرینگے اور دعوے کرینگے اس چیز کا کہ نہیں ہے انمیں قسم کمال و شرف سے اور بعضوں نے کہا ہے مراد جمع کرنا اموال کا اور تن پروری ہے اور کہا
توربشتی نے کہ یہ کنایہ غفلت سے اور قلت اہتمام سے ہے ساتھ امر دین کے اسلیے کہ غالب فربہ ہوں یہ ہے کہ نہیں اہتمام کرتے اسکا کہ ریاضت میں ڈالیں نفسوں کو
بلکہ بڑی ہمت انکی حظوظ نفسانی اور سونا ہے اور شرح مسلم میں ہے کہ کہا علما نے کہ فربہی مذموم وہ ہے کہ قصد کر کر حاصل کرے اور جو کہ خلقی ہے وہ اسمیں نہیں داخل اور ظاہر
ہوگیا اس سے معنا اس روایت کے اِنَّ اللّٰهَ یُبغِضُ الحَبرَ السَّمِینَ ہے اور ایک روایت میں ہے اور قسم کھاوینگے اور نہ قسم دلائے جاوینگے یعنی قسمیں کھاوینگے
بلا ضرورت و بغیر حاجت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور مسلم کی ایک روایت میں ابی ہریرہ سے یوں آیا ہے کہ پھر پیچھے انکے ہوگی ایک قوم کہ دوست رکھیگی فربہی کو
فرح اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ سبقت کریگی گواہی ایک کی انمیں سے اسکی قسم پر اور سبقت کریگی قسم اسکی گواہی پر مقصود بیان کرنا حرص اور بے پروائی
اسکی کا ہے امور دین میں کہ بسبب حرص کے ایسی بے پروائی امور دین کی ہوگی کہ کبھی وہ کریگا اور کبھی یہ الفصل الثانی فصل دوسری عَن عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَکرِمُوا اَصحَابِی فَاِنَّهُم خِیَارُکُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَهُم ثُمَّ الَّذِینَ یَلُونَهُم ثُمَّ یَظهَرُ الکَذِبُ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَیَحلِفُ وَلَا یُستَحلَفُ وَیَشهَدُ وَلَا یُستَشهَدُ
اَلَا مَن سَرَّهُ بُحبُوحَةُ الجَنَّةِ فَلیَلزَمِ الجَمَاعَةَ فَاِنَّ الشَّیطَانَ مَعَ الفَذِّ وَهُوَ مِنَ الاِثنَینِ اَبعَدُ وَلَا یَخلُوَنَّ رَجُلٌ بِامرَاَةٍ فَاِنَّ الشَّیطَانَ ثَالِثُهُم وَمَن سَرَّتهُ حَسَنَتُهُ وَسَاءَتهُ
سَیِّئَتُهُ فَهُوَ مُؤمِنٌ رَوَاهُ النَّسَائِیُّ وَاِسنَادُهُ صَحِیحٌ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِیحِ اِلَّا اِبرَاهِیمَ بنَ الحَسَنِ الخَثعَمِیَّ فَاِنَّهُ لَم یُخرِج عَنهُ الشَّیخَانِ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبتٌ روایت ہے عمر
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تعظیم کرو میرے یاروں کی بیچ حالت زندگی اور موت میں اسلیے کہ وہ نیک تر ہیں اور برگزیدہ تمہارے میں کہ
فیض اور کیونکر نہوں کہ صاحب اور ملازم اور حاضرین درگاہ رسالت کے اور تربیت یافتہ علم و کمال انکے ہیں اور انہیں سے جنہوں نے کہ ملازمت اور
صحبت نہیں کی دیکھنے والے جمال باکمال انکے ہیں شیخ ابو طالب مکی نے کہا کہ ایک نظر سے کہ جمال مصطفے پر پڑے ایسا کچھ حاصل ہوتا تھا کہ کسو کو

ہوتا تھا کہ دروں کو چلاوں اور خلوتوں میں شیعہ ہوتا اور ایمان عیانی اور یقین شہودی کا اُنکے سینے ہی کسی کو وہاں شرکت نہیں ہے پھر وہ لوگ کہ قریب اُنکے ہیں یعنی
تابعین پھر وہ لوگ کہ قریب اُنکے ہیں ف ۔ یعنے تبع تابعین یہ تین گروہ بہترین امت اور سردار ملت کے ہیں اور غالب اُس زمانہ میں اور اُس زمانہ کے
لوگوں میں صدق اور دیانت اور عفت اور امانت تھی اور مستور الحال اُنکے حکم کیے گئے ساتھ عدالت کے ہیں مگر تا وقتیکہ بسبب نہ معلوم ہو سینکے اور بعد اُنکے امر
بالعکس ہی جیسے کہ فرمایا ترجمہ پھر ظاہر اور شایع ہو گا جھوٹ اور خیانت دین و دنیا میں ف ۔ اشارہ ہے طرف ظہور اور شیوع بدعتوں اور خواہشوں نفسانی کے
اگرچہ حدوث بعضے ان امور کا مانند قدر اور اعتزال اور ارجا کی اور آخر ان قرون میں ہوا لیکن ظہور اور شیوع اُنکا بعد اُنکے ہوا ترجمہ یہاں تک کہ ایک شخص ہوگا
کہ قسم کھاویگا اور قسم نہیں دیا جاویگا اور گواہی دیگا اور گواہی نہیں طلب کیا جاویگا آگاہ ہو جو شخص کہ خوش لگے اُسکو بیچوں بیچ بہشت کا یعنے چاہیے کہ بیچوں بیچ بہشت میں رہے
کہ بہترین جگہوں بہشت کا ہی پس چاہیے کہ لازم پکڑے جماعت کو ف ۔ یعنے سواد اعظم کو اور اُس چیز کو کہ اُسپر جمہور ہیں صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین
اور متابعت اُنکی کرے پس داخل ہو اُسمیں محبت اُنکی اور اکرام اُنکا ترجمہ اسواسطے کہ تحقیق شیطان ساتھ تنہا کے ہے یعنے جو کہ خود رائے ہے اور متابعت جماعت
کی نہیں کرتا اور شیطان دو شخصوں سے دور ہے اور ہرگز نہ ہو مرد ساتھ عورت اجنبیہ کے اسلیے کہ شیطان تیسرا ان تین شخصوں کا ہے کہ مرد اور عورت اور شیطان ہیں پس
ضرور ہے کہ بہکاویگا اُن دونوں کو اور جسکو خوش کرے نیکی اُسکی اور غمگین کرے اسکو بدی اُسکی پس وہ مومن ہے ف ۔ یعنے علامت مومن کامل کی یہ ہے کہ نیکی
کرنے سے خوش ہو اگر بدی وجود میں آوے غمگین و ناخوش ہووے اور کہا ہے علما نے کہ یہ نشان زندگی اول کا ہے اور منافق جو ایمان قیامت پر نہیں رکھتا برابر ہی
اُسکے نزدیک نیکی اور بدی حالانکہ فرمایا اللہ تعالی نے (وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ) اور اصل نسخہ میں بعد اسکے قدر روا کے سفیدی چھوٹی ہوئی ہے لیکن حاشیہ میں لکھا ہے
(رَوَاهُ النَّسَائِيُّ وَاِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيْحِ اِلَّا اِبْرَاهِيْمَ بْنَ الْحُسَيْنِ الشَّقِيْقِيَّ فَاِنَّهُ لَمْ يُخَرِّجْ لَهُ الشَّيْخَانِ وَهُوَ ثِقَةٌ ثَبْتٌ ذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ) (وَعَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مُسْلِمًا رَآنِيْ اَوْ رَاٰى مَنْ رَآنِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے جابر سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ لگے گی آگ اُس مسلمان کو کہ دیکھا ہے مجکو یا دیکھا ہے اُسکو کہ دیکھا ہے مجکو نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ یعنے اور مرا اسلام پر پس اس
تقدیر پر صحابی اور تابعی بلکہ ہر مسلمان بہشت میں ہے لیکن صحابی اور تابعی اور مسلمان وہ ہے کہ اسلام پر مرا اور یہ رسول کے مخبر صادق کے اور خوشخبری دینے اُنکے
کے ساتھ اُسکا معلوم نہیں ہوتا اسی جہت سے مخصوص ہوئی وہ جماعت کہ اُنکو بشر کہتے ہیں اور چونکہ پاوے آپ آنحضرت کو وہ لوگ کہ محروم رہے اُس جناب کی خدمت
سے اور روایت اصحاب سے اُنکی تسلی کے لیے فرمایا (طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِيْ وَآمَنَ بِيْ مَرَّةً وَطُوْبٰى لِمَنْ لَمْ يَرَنِيْ وَآمَنَ بِيْ سَبْعَ مَرَّاتٍ) روایت کی یہ احمد نے اور
بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن حبان نے اور حاکم نے ابی امامہ سے اور روایت کی یہ احمد نے بھی انس سے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ اَللّٰهَ اَللّٰهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ اَحَبَّهُمْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ اَبْغَضَهُمْ
وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِيْ وَمَنْ آذَانِيْ فَقَدْ آذَى اللّٰهَ وَمَنْ آذَى اللّٰهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہے عبد اللہ
بن مغفل سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرو اللہ سے پھر ڈرو اللہ سے بیچ حق اصحاب میرے کے تین بار مکرر فرمایا واسطے تاکید و مبالغہ کے
یعنے یاد کرو اُنکو سوائے تعظیم و توقیر کے اور ادا کرو حق صحبت اُنکی کا ساتھ میرے نہ پکڑنا اور نہ کرنا اُنکو مانند نشانہ کے بعد میرے کہ ڈالو اُنکی طرف تیر بدکہاوے کے اور
عیب گیری کے پس جو شخص کہ دوست رکھتا ہے اُنکو پس بسبب دوست رکھنے میرے کے اُنکو دوست رکھتا ہے اُنکو یا یہ معنے ہیں کہ بسبب دوست رکھنے اُسکے
کے مجکو دوست رکھتا ہے اُنکو اور یہ مناسب تر ہے ساتھ قول اُنکے کے اور جو شخص کہ دشمن رکھتا ہے اُنکو پس بسبب دشمنی میری کے دشمن رکھتا ہے اُنکو ف ۔ حاصل یہ کہ
دوست رکھتا ہے اُنکو اسلیے کہ وہ دوست رکھتا ہے مجکو اور دشمن رکھتا ہے اُنکو اسلیے کہ وہ دشمن رکھتا ہے مجکو عیاذا باللہ منہ پس حق ہے بسبب اسکے قول اُس شخص کا کہ کہتا ہے
کہ جینے بُرا کہا اُنکو پس واجب القتل ہوا اور دنیا میں چاہیے کہ [illegible] اور لکھا ہے علما نے کہ علامت صحت محبت اور نشان درستی محبت کا یہ ہے کہ محبوب کے

مرایت اور تجاوز کرے طرف متعلقوں اسکے کے پس نشان محبت حق جل وعلا کا محبت رسول اللہ کی ہے اور نشان محبت رسول کا محبت آل اور اصحاب کی ہے اور اسیطرح
سمجھے اسکو بعکس اور جو شخص کہ ایذا دے انکو پس تحقیق اسنے ایذا دی مجکو یعنی گویا اور جو شخص کہ ایذا دے مجکو پس تحقیق ایذا دی خدا کو اور جو شخص کہ ایذا دے خدا کو
پس نزدیک ہے کہ پکڑیگا خدا اسکو نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ع یعنی عذاب کریگا اسکو دنیا میں یا آخرت میں شاید کہ نکالی گئی یہ حدیث اس
قول اللہ تعالی کے سے اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ
احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ اَصْحَابِیْ فِیْ اُمَّتِیْ کَالْمِلْحِ فِی الطَّعَامِ لَا یَصْلُحُ الطَّعَامُ اِلَّا بِالْمِلْحِ قَالَ الْحَسَنُ فَقَدْ
ذَهَبَ مِلْحُنَا فَکَیْفَ نَصْلُحُ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مثل صحابہ میرے کی درمیان امت
میری کے مانند نمک کے ہے طعام میں نہیں سنورتا کھانا مگر ساتھ نمک کے کہا حسن بصری نے یعنی بعد سننے اس حدیث کے پس تحقیق جاتا رہا نمک ہمارا پس کیونکر
سنوریں ہم ف ع یعنی حال ہمارا یہ حسرت کا ہے میں اور گذرنے یعنی صحابہ کے باوجودیکہ انکے زمانہ میں وجود صحابہ کا تھا اور وفات حسن بصری کی سن ایک سو
دس میں ہوئی کہتا ہوں کہ سنورتے ہیں ہم انکے کلام سے اور روایتوں سے اور معرفت مقامات اور حالات انکے سے اور انکے اخلاق و صفات کی پیروی کرنے
سے اسلیے کہ اعتبار ان چیزوں کا ہے بعد وفات انکے کا ترجمہ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف ع یعنی اپنی اسناد سے اور اسی طرح روایت کیا اسکو ابو یعلی
نے اپنی مسند میں انس سے مرفوع (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اَصْحَابِیْ یَمُوْتُ بِاَرْضٍ اِلَّا بُعِثَ
قَائِدًا وَّنُوْرًا لَّهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن بریدہ سے کہ نقل کی انہوں نے اپنے باپ سے یعنی ابو موسی اشعری سے کہ کہا
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے کوئی اصحاب میرے میں سے کہ مرے کسی زمین میں مگر کہ اٹھایا جاویگا وہ قبر سے اس حال میں کہ کھینچنے والا ہوگا
اس زمین والوں کا بہشت کی طرف اور سبب روشنی کا ہوگا انکے یعنی ہادی ہوگا انکا روز قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور ذکر حدیث ابن مسعود
لا یبلغنی احد فی باب حفظ اللسان اور ذکر کی گئی حدیث ابن مسعود کی کہ سر اسکا یہ ہے لا یبلغنی احد بیچ باب محافظت زبان کے کہ اسمیں ذکر صحابہ کا ہے اور معنا
میں اس باب میں ذکر کی ہے اور مولف نے ذکر اسکا وہاں مناسب دیکھا الفصل الثالث فصل تیسری (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ دیکھو تم
ان لوگوں کو کہ برا کہتے ہیں میرے صحابیوں کو پس کہو لعنت خدا کی ہو تمہارے اس فعل بد پر ف ع اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ لعنت انکی پھرتی ہے انہیں کیطرف
اسلیے کہ وہ اہل شر و فتنہ ہیں اور صحابہ اہل خیر ہیں کہ مستحق ہیں رضا و رحمت کے اور اشارہ ہے اسکی طرف کہ اگر لعنت فعل پر کریں نہ ذات پر تو قریب باحتیاط ہے
ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اور ایسی ہی خطیب نے اور روایت کی عدی نے ابن عائشہ سے مرفوع (اِنَّ شَرَّ اُمَّتِیْ اَجْرَؤُهُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ) اور
اور حدیث مرفوع میں ہے (یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ یُسَمَّوْنَ الرَّافِضَۃَ یَرْفُضُوْنَ الْاِسْلَامَ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ مُشْرِکُوْنَ) اور ایک روایت میں ہے (یَنْتَحِلُوْنَ حُبَّ اَهْلِ الْبَیْتِ
وَلَیْسُوْا کَذٰلِکَ وَاٰیَۃُ ذٰلِکَ اَنَّهُمْ یَسُبُّوْنَ اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ) یہ روایت صواعق محرقہ میں ہے اور شاید کہ حکمت بیچ برا کہنے روافض کے بعضے صحابہ کو اور برا کہنے خوارج کے
بعض اہل بیت کو یہ ہے کہ جب منقطع ہوئے انکے اعمال انکے بسبب مرنے کے تو چاہا اللہ تعالی نے کہ ہمیشہ رہے انکے لیے ثواب واسطے بڑھنے درجات جنت
کے اور انکے دشمنوں کو عذاب شدید ہو (وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَاَلْتُ رَبِّیْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِیْ مِنْ بَعْدِیْ
فَاَوْحٰی اِلَیَّ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَکَ عِنْدِیْ بِمَنْزِلَۃِ النُّجُوْمِ فِی السَّمَآءِ بَعْضُهَا اَقْوٰی مِنْ بَعْضٍ وَّلِکُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِّمَّا هُمْ عَلَیْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِیْ عَلٰی هُدًی
قَالَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمُ اهْتَدَیْتُمْ رَوَاہُ رَزِیْنٌ) اور روایت ہے عمر سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کو کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے اپنے پروردگار سے اختلاف صحابہ اپنے سے پیچھے میرے یعنی جو اختلاف کرینگے آپس میں فروع شرع میں بعد میرے اسمیں [illegible]

حکمت ہے پس وحی کی اللہ تعالی نے طرف میرے کہ اے محمد بلا شبہ اصحاب تیرے نزدیک میرے بمنزلہ ستارون کے ہین آسمان مین ف ع یعنے بیچ ظاہر کرنے ہدایت اور
باطل کرنے ضلالت کے مانند ستارون کے ہین کہ جیسے ستارون سے راہ بحر و بر کی معلوم ہو جاتی ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے (وبالنجم ہم یہتدون) ویسے ہی
انسے راہ حق معلوم ہوتی ہے اور بری راہ باطل ہوتی ہے ترجمہ بعضے ان ستارون مین سے قوی تر اور روشن تر ہین بعضے سے اور واسطے ہر ایک کے نور ہے یعنے اور
اسی طرح واسطے ہر ایک کے اصحاب مین سے نور ہے بقدر استعداد اسکی کے پس جس شخص نے کہ لیا کچھ اس چیز سے کہ وہ اس چیز پر ہین اختلافات اپنے سے بیچ مسائل
علم و فقہ کے پس وہ نزدیک میرے ہدایت پر ہین ف ع اور اس سے معلوم ہوا کہ اختلاف انکا رحمت ہے امت کے لیے کہا طیبی نے کہ مراد اس سے
اختلاف فروع مین ہے نہ اصول مین جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا فہو عندی علی ہدی کہا سید جمال الدین نے کہ ظاہر یہ ہے کہ مراد وہ اختلاف ہے کہ دین مین
ہوا نہ اختلاف غرض دنیوی کا پس نہین اشکال وارد ہوگا اوپر اختلاف کرنے بعضے صحابہ کے بعض سے خلافت و امارت مین کہتا ہون مین کہ ظاہر یہ ہے کہ اختلاف
(یعنی ملا علی قاری ۱۲)
خلافت کا بھی باب اختلاف فروع دین کے سے تھا کہ صادر ہوا ہر ایک سے اجتہاد سے نہ غرض دنیوی سے کہ صادر ہوتا ہے حظ نفسانی سے پس یہ اختلاف بادشاہون
کا سا نہ تھا ترجمہ کہا انہون نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب میرے مانند ستارون کے ہین یعنے پس پیروی کرو تم ان سب کی یا اکثر کی اور اگر نہ میسر
ہو پس تابعین کسی کے انمین سے پیروی کروگے راہ پاؤگے نقل کی یہ رزین نے ف ع جیسے کہ اشارہ کیا ساتھ قول اپنے کے ولکل نور ہے اسبات کو کہ علم و فقاہت
ہر کسی نزدیک انکے ہے باوجود تفاوت مراتب انکے کے اور اس معنی سے کوئی صحابی خالی نہین بالضرور علم شریعت و دین کا انکے پاس ہے اور جاننا چاہیے کہ بیچ حدیث
اصحابی کالنجوم الخ کے کلام کیا ہے علماء نے چنانچہ ابن حجر نے تقریر طویل لکھی ہے اسپر اور ذکر کیا کہ یہ حدیث ضعیف واہی ہے بلکہ ذکر کیا ابن حزم سے کہ یہ موضوع باطل ہے لیکن
ذکر کیا بیہقی نے کہ اسنے کہا کہ حدیث مسلم سے بعض معنے اسکے سمجھے جاتے ہین اور مراد حدیث مسلم سے یہ حدیث آنحضرت کی ہے النجوم امنۃ السماء الخ باب مناقب
ابی بکر باب ہے مناقب ابی بکر رضی اللہ عنہ کا الفصل الاول فصل پہلی عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان من امن الناس علی فی
صحبتہ ومالہ ابوبکر وعند البخاری ابابکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لاتبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر وفی روایۃ
لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا متفق علیہ روایت ہے ابو سعید خدری سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق
بہت عطا کرنیوالے لوگون سے مجھپر یا بہت خرچ کرنیوالے انمین سے بسبب میرے اپنی صحبت مین یعنے دوام ملازمت اپنی مین ساتھ لگانے رکھنے نفس اپنے
کے میری خدمت مین اور اپنے مال مین یعنے خرچ کرنے مال اپنے مین میری راہ مین ابوبکر ہین اور نزدیک بخاری کے ابابکر واقع ہوا ہے اور اگر ہوتا مین پکڑنیوالا دوست
خالص جانی تو البتہ پکڑتا مین ابوبکر کو ایسا دوست ولیکن برادری تحقیق مسلمانی کی ہے اور محبت اسکی باقی اور ثابت ہے ف ع خلیل خلت سے ہے ساتھ پیش خ کے یعنے
صداقت و محبت متخلل کے یعنے در آئے اندر قلب محب کے کہ داعی ہے طرف اطلاع محبوب کے اوپر سر محب کے یعنے اگر روا ہوتا مجکو کہ پکڑون مین کوئی دوست
خلق مین سے ایسا کہ صفت کہ محبت اسکی [illegible] دل کے اندر آتی اور مطلع ہوتا وہ میرے سر پر تو ابوبکر کو ایسا دوست پکڑتا مین کہ لائق اور قابل اس صفت کے ہے ولیکن خلیل
ہے میرے لیے محبوب ایسی صفت مگر حق سبحانہ وتعالے دوست رکھنا میرا خلق کو اوپر ظاہر دل میرے کے ہے اور آگاہ نہین میرے سر پر سوائے حق تعالے کے اور یا خلیل خلت
سے ہے ساتھ زبر خ کے بمعنے حاجت کے یعنے اگر پکڑتا مین کوئی دوست کہ رجوع کرتا مین اسکی طرف اپنی حاجتون مین اور اعتماد کرتا مین اسپر اپنے مہمات مین تو ابوبکر کو پکڑتا مین
ولیکن اعتماد میرا تمام امور مین اور رجوع میری تمام احوال مین خدا ہی کی طرف ہے اور وہی ہے ملجا اور ملاذ میرا اور یہ معنے اقرب اور انسب ہین ساتھ سیاق حدیث کے ولیکن
محدثین نے حکم کیا ہے کہ یہ معنے اول اوجہ اور اولی ہین فافہم ترجمہ نہ باقی چھوڑی جاوے مسجد مین کوئی کھڑکی یا روزن دیوار مین مگر کھڑکی ابوبکر کی کہ دیوار مین ہے ف خوخہ
ساتھ زبر دو خ معجمہ کے اور واو ساکن کے درمیان انکے روزن کہ چھوڑا جاوے دیوار مین تا روشنی گھر مین آوے یعنے روشندان اور بعضون نے کہا کھڑکی کو کہتے ہین اور
جو گھر کہ ملے ہوئے مسجد شریف سے تھے انمین کھڑکیان تھین کہ انمین سے مسجد شریف مین آتے تھے یا روزن تھے کہ انمین سے مسجد مین نگاہ کرتے تھے کہ آنحضرت

مسجد مین آنیکے یا نکلنے میں پس حکم فرمایا آنحضرت نے کہ تمام کھڑکیاں یا روزن بند کر دیے جاوین مگر کھڑکی یا روزن ابوبکر کا از راہ تکریم و تفضیل انکے کے کھلا رہنے دیا اور یہ کہنا
آخر خطبہ میں تہا آنحضرت نے پڑہا کہ انمین کنایہ ہے ساتھ خلافت صدیق کے اور بند کرنا گفتگو اوروں کا اس باب مین اور جب لوگوں نے کلام کیا اس باب مین تو فرمایا آنحضرت نے
کہ مین نے یہ کلام اپنی طرف سے نہین کیا ہے مگر بامر خدا عز وجل کے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ عباس نے درخواست کی کہ اپنی دیوار مین ایک روزن چھوڑ دین کہ
دیکھا کرین آنحضرت کو اسوقت کہ آوین مسجد مین پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہ چھوڑین اگرچہ بمقدار ناکہ سوئی کے ہووے اور ایک روایت مین یون ہے کہ اگر ہوتا مین
پکڑنیوالا دوست کسی کو سوائے رب اپنے کے تو البتہ پکڑتا مین ابوبکر کو دوست نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف جاننا چاہیے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیچ
شرح صحیح بخاری کے کہا کہ آئی ہین اس باب مین حدیثین بطریق متعددہ کہ ظاہر ان مخالفت معلوم ہوتی ہین اس حدیث مذکور کے کہ ابوبکر رض کے باب مین آئی ہے از انجملہ
حدیث سعد بن ابی وقاص کی کہ کہا حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بند کرنے دروازون کے کہ جانب مسجد کے تھے مگر دروازہ علی رض کا کھلا رکھا روایت
کیا اس حدیث کو احمد اور نسائی نے اور اسناد اسکی قوی ہے اور روایت کی طبرانی نے اوسط مین ساتھ نقل ثقات کے کہ صحابہ جمع ہوئے اور کہا یا رسول اللہ حکم کیا
آپ نے ساتھ بند کرنے اصحاب کے دروازون کے اور کھلا رکھا دروازہ علی کا فرمایا آنحضرت نے کہ مین نے نہین بند کیے ہین اور نہ کھلا رکھا ہے بلکہ خدا نے بند کیے
اور کھلا رکھا اور مین حکم کیا گیا ہون ساتھ بند کرنے دروازون کے سوائے دروازہ علی کے اور اسی طرح روایت کی احمد اور نسائی نے ابن عباس رض اور ابن عمر سے کہا شیخ
ابن حجر نے کہ ہر ایک ان حدیثون مین سے لائق حجت کے ہے خصوصا کہ قوت پائی ہے بعض نے انمین سے ساتھ بعض کے اور کہا ابن حجر نے کہ ابن جوزی نے حکم کیا
اس حدیث پر کہ وارد ہوئی علی رض کی شان مین ساتھ وضعی ہونے کے اور کلام کیا ہے اسکے بعض طرق مین بسبب مخالف ہونے اسکے کے حدیثون صحیحہ کے کہ وارد ہوئی
ہین ابوبکر رض کی شان مین اور کہا کہ وضع کیا ہے اسکو روافض نے انکے مقابلہ مین اور رد کیا شیخ ابن حجر نے ابن جوزی پر بیچ حکم کرنے انکے کے ساتھ وضعی ہونے اس
حدیث کے بمجرد توہم معارضہ اسکے کے ساتھ حدیث ابوبکر کے اور کہا کہ حدیث علی رض کے طرق کثیرہ ہین بعضی انمین سے حد صحت کو پہونچی ہین اور بعضی مرتبہ حسن کو اور
معارضہ درمیان حدیث علی اور اس حدیث کے کہ وارد ہوئی ہے ابوبکر کی شان مین نہین ہے اور وجہ توفیق کی یہ ہے کہ حکم ساتھ بند کرنے اور دروازون کے اور کھلے رہنے
دروازہ علی کے اول امر مین تھا وقت بنانے مسجد کے اور تھا حضرت علی رض کا دروازہ طرف مسجد کے کہ جاتے تھے اور نکلتے تھے انہین سے اور صحت کو پہونچا ہے آنحضرت
سے کہ فرمایا نہ داخل ہو اس مسجد مین کوئی اجنبی مگر مین اور تو اور حکم ساتھ بند کرنے کھڑکیون کے سوائے کھڑکی ابوبکر کے آخر امر مین تھا آنحضرت کے مرض مین کہ باقی
رہے تھے آنحضرت کی وفات مین دو تین دن اور دلیل اس کلام کی یہ ہے کہ وارد ہوا ہے کہ جب حکم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ بند کرنے دروازون کے سوائے
دروازہ علی کے آئے حمزہ بن عبد المطلب بعد اسکے کہ ظاہر ہوا انسے امتثال امر مین کچھ توقف اور انکی آنکھین ڈبڈبائی تھین اور پانی جاتا تھا اور کہا یا رسول اللہ باہر نکال دیا
آپ نے اپنے چچا کو اور رہنے دیا اپنے چچا کے بیٹے کو فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اے چچا میرے حکم کیا گیا مین ساتھ اسکے اور مجھکو آپ میں کچھ اختیار نہین پس فکر کرنے
حمزہ کے سے اس قضیہ مین جانا گیا کہ یہ مقدم تھا اسلیے کہ حمزہ غزوہ احد مین شہید ہوئے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا
خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَلٰکِنَّهٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عبد اللہ بن مسعود سے اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرمایا آنحضرت نے اگر ہوتا مین پکڑنیوالا دوست تو البتہ پکڑتا مین ابوبکر کو دوست ولیکن ابوبکر میرے بھائی ہین اور یار میرے ف احمد کی روایت مین
ہے اخی فی الدنیا وصاحبی فی الغار) اور ابو یعلی کے مسند مین ہے ابن عباس سے ابوبکر صاحبی ومونسی فی الغار سدوا کل خوخۃ فی المسجد غیر خوخۃ ابی بکر کہا ابو حاتم نے
کہ یہ قول حضرت کے سدوا الخ دلیل ہے اوپر قطع طمع تمام لوگون کے خلافت سے سوائے ابی بکر کے ت اور تحقیق دوست پکڑا ہے اللہ نے تمہارے صاحب کو کہ
عبارت ہے انکی ذات شریف سے نقل کی یہ مسلم نے ف ح پہلی حدیث سے دوست پکڑنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا تعالی کو معلوم ہوا اور اس حدیث سے
دوست پکڑنا اللہ تعالی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تا معلوم ہو کہ جو کوئی محبت مین صادق ہے مرتبہ محبوبیت کو پہونچتا ہے جیسا کہ ہم دیکھ رہے ہین کہ او غلی صادق ہوا

بر سر عشق شوق عاشق آمدہ است ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہیں اور حبیب اس محب کو کہتے ہیں کہ مرتبہ محبوبیت کو پہونچے اور بعض خلت کو
اعلیٰ اخص رکھتے ہیں اور آنحضرت کو جامع کہتے ہیں درمیان مرتبہ محبت اور خلت کے اور آنحضرت کی خلت کو اتم اور اکمل تر کہتے ہیں خلت ابراہیم سے کذا
قال الغزالی اور حدیث دلیل ہے اوپر اسکے کہ ابوبکر ہیں افضل صحابہ میں (وعن عائشۃ قالت قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مرضہ ادعی لی ابا بکر اباک و
اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ والمؤمنون الا ابا بکر رواہ مسلم وفی کتاب الحمیدی انا اولی بدل انا ولا) اور روایت
ہے عائشہؓ سے کہ کہا فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ مرض الموت میں کہ بلا واسطے میرے ابابکر کو کہ باپ تیرا ہے اور بلا اپنے بھائی کو یعنی عبد الرحمن
کو تاکہ حکم کروں میں نامہ کے لکھنے کا اسلیے کہ میں ڈرتا ہوں یہ کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنیوالا یعنی خلافت کی بر تقدیر نہ لکھنے کے اور ڈرتا ہوں یہ کہ کہے کہنے والا
کہ میں مستحق ہوں واسطے خلافت کے حالانکہ نہیں ہوگا مستحق خلافت کا باوجود ابی بکرؓ کے اور کوئی جیسے کہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا اور انکار کریگا اور نہ چاہیگا
اللہ تعالیٰ اور مومن مگر ابوبکر کو نقل کی یہ مسلم نے اور بیچ کتاب حمیدی کے واقع ہوا ہے کہ انا اولی بجائے انا ولا کے یعنی میں لائق تر ہوں ساتھ خلافت کے
اور نہیں مستحق ہے اسکا غیر میرا فقط اور طیبی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ یہ روایت اجود ہے اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف خلافت ابوبکرؓ کے بعد آنحضرت کے
اور شیعہ جو دعوی نص کا کرتے ہیں حضرت علیؓ کی خلافت پر اور وصیت کرنے کا انکے حق میں محض باطل ہے کچھ اصل اسکی نہیں باتفاق مسلمانوں کے اور اول جو جھٹلایا
انکو علیؓ نے جھٹلایا ہے جس وقت کہ پوچھے گئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے کہ نہیں وہ قرآن میں فرمایا علیؓ نے کہ نہیں میرے پاس مگر اس صحیفہ میں اور اگر انکے
پاس نص ہوتی تو فرماتے ہے (وعن جبیر بن مطعم قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرأۃ فکلمتہ فی شیء فامرہا ان ترجع الیہ قالت یا رسول اللہ ارأیت
ان جئت ولم اجدک کانہا تریدالموت قال فان لم تجدینی فأتی ابا بکر متفق علیہ) اور روایت ہے جبیر بن مطعم سے کہا جبیر نے کہ آئی آنحضرت کے پاس ایک
عورت اور کلام کیا آپ سے کسی چیز میں یعنی کچھ حاجت چاہی یا کوئی بات پوچھی پس حکم کیا آنحضرت نے اس عورت کو کہ اور وقت آوے طرف آنحضرت کے
یعنی تاکہ دیویں اسکو کچھ یا جواب دیویں اسکی بات کا کہا اس عورت نے یا رسول اللہ خبر دیجیے مجھکو کہ اگر آؤں اور نہ پاؤں آپ کو یعنی اور شاید کہ مکان اسکا دور تھا
مدینہ سے کہا جبیر نے گویا کہ وہ عورت مراد رکھتی تھی ساتھ نہ پانے آنحضرت کے انکی موت کو فقط ظاہر یہ عورت آنحضرت کے ایام وفات کے قریب آئی
تھی ت فرمایا آنحضرت نے پس اگر نہ پاوے تو مجھکو پس آ تو ابوبکر کے پاس نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فقط ظاہر اس حدیث سے اشارہ ہے طرف خلافت
ابی بکرؓ کے بعد آنحضرت کے لیکن یہ نص قطعی نہیں ہے اور باوجود اسکے دلالت کرتی ہے اوپر فضیلت و منقبت انکے کے اور جمہور علما اسپر ہیں کہ نص قطعی خلیفہ کرنے کی
کسی جانب میں نہیں ہے اور صحت خلافت ابی بکرؓ کی باجماع صحابہ کے ہے اور شیخ ابن ہمام نے مسایرہ میں دعوی نص کا ابوبکرؓ کی خلافت پر کیا ہے اور اثبات
کیا ہے واللہ اعلم اور روایت ہے سہل ابن ابی حثمہ سے کہا خریدے ایک اعرابی نے آنحضرت کے ہاتھ کچھ اونٹ وعدے پر پس کہا حضرت علیؓ نے اعرابی کو کہ جا آنحضرت
کے پاس اور پوچھ انسے کہ اگر آؤں نہیں آپ کو اپنے پاس وقت وفات آپ کی کے تو کون ادا کریگا قیمت انکی فرمایا ادا کریگا تجھکو ابوبکرؓ پس پھر کر آیا وہ اعرابی علیؓ کے پاس
اور خبر دی انکو پس کہا علیؓ نے کہ پھر جا اور پوچھ انسے کہ اگر آؤں میں ابوبکرؓ کے پاس وقت انتقال انکے کے تو کون ادا کریگا اسکو پس آیا اعرابی آنحضرت کے پاس
اور پوچھا آپ سے پس فرمایا کہ ادا کریگا تجھکو عمرؓ پس کہا علی نے کہ پوچھ عمر کے بعد کا حال پس فرمایا کہ ادا کریگا تجھکو عثمانؓ پس کہا علی نے اعرابی کو کہ جا آنحضرت کے پاس اور
پوچھ انسے کہ اگر آؤں میں عثمان کے پاس وقت انتقال انکے کے تو کون ادا کریگا اسکو پس پوچھا اعرابی نے فرمایا آنحضرت نے کہ جب مر جاویں ابوبکر اور عمر اور عثمان تو پس اگر مر سکے
تو تو مر جا روایت کی یہ اسمعیل نے اپنی معجم میں (وعن عمرو بن العاص ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثہ علی جیش ذات السلاسل قال فاتیتہ فقلت ای الناس
احب الیک قال عائشۃ فقلت من الرجال قال ابوہا قلت ثم من قال عمر فعد رجالا فسکت مخافۃ ان یجعلنی فی آخرہم متفق علیہ) اور روایت ہے عمرو بن العاص
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو امیر کر کر اوپر ایک لشکر کے ذات السلاسل کو بھیجا تھا کہ نام ایک زمین کا ہے کہا پس آیا میں آنحضرت کے پاس یعنی پہلے

سفر کیے یا بعد انکے پس کہا میں نے آنحضرت سے کہ کون محبوب تر ہے طرف آپ کے (ق ح ع) یعنے ان لوگوں میں سے کہ موجود ہیں آپ کے زمانہ میں یا مراد ہیں
لشکر والے اور یہ سبب ہے کہ سبب انکے سوال کا یہ تھا کہ حضرت نے انکو لشکر کا امیر کر کے بھیجا بعد انکے پہونچے کہ آگے لشکر کے ابوعبیدہ بن الجراح کو بھیجا ساتھ دو سو بزرگو
کے انصار و مہاجرین میں سے کہ ابوبکر و عمر بھی انہیں میں تھے لیکن امامت عمرو کرتے تھے پس فتح ہوئی مسلمانوں کی اور کافر بھاگے اسوقت عمرو بن العاص کے
خیال میں آیا کہ میں مقدم ہوں مرتبہ میں انسے کہ میرے ساتھ انکو بھیجا ہے پھر کر آئے تو آنحضرت سے یہ پوچھا آنحضرت نے ایسا جواب دیا کہ طمع انکی منقطع
ہو گئی لیکن ہو یہ احتمال اول کا ظاہر کلام آنحضرت کے اہل زمانہ میں یہ جواب حضرت کا کہ فرمایا عائشہ یعنے وہ محبوب تر ہیں لوگوں کی طرف میری عمرو نے
میں نے کہا مردوں میں سے یعنے سوال میرا عائشہ سے نہ تھا بلکہ مردوں میں سے کون بہت محبوب ہے طرف تمہارے کہا فرمایا باپ اسکا یعنے ابوبکر کہا
میں نے پھر کون بہت محبوب ہے فرمایا عمر پس گنا آنحضرت نے اور مردوں کو یعنے بعد اور سوالوں میرے کے پس خاموش ہوا میں بھی اس سوال سے بسبب خوف
کہ گردانیں آپ مجھکو بیچ آخر لوگوں کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے یعنی یا آخر ان لوگوں کے کہ پوچھوں میں انکو پوچھتا میں آپ سے (وعن محمد بن الحنفیۃ
قال قلت لابی ای الناس خیر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من قال ثم عمر وخشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت قال ما انا الا رجل من المسلمین
رواہ البخاری) اور روایت ہے محمد بن حنفیہ سے کہ بیٹے ہیں علی کے غیر فاطمہ زہرا سے کہا کہا میں نے واسطے باپ اپنے کے کہ علی ہیں کہ کون لوگوں میں سے بہتر
ہے بعد آنحضرت کے کہا علی نے ابوبکر بہتر ہیں کہا میں نے پھر کون ہے کہا عمر اور ڈرا میں کہ کہیں عثمان یعنی پھر پوچھا میں نے کہ بعد عمر کے کون بہتر ہے بخوف اسکے کہ عثمان کو افضل
فرما دینگے پس عنوان سوال سے عدول کر کے کہا میں نے کہ پھر تم ہو کہا علی نے کہ نہیں ہوں میں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے نقل کی یہ بخاری نے ف
یہ انہوں نے از راہ تواضع کے فرمایا والا وقت اس سوال کے سب لوگوں سے وہ بہتر تھے اسلئے کہ یہ ذکر عثمان کے قتل ہونے کے بعد کا ہے (وعن ابن عمر قال کنا
فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احدا ثم عمر ثم عثمان ثم نترک اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینہم رواہ البخاری وفی روایۃ لابی
داود قال کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین) اور روا
ہے ابن عمر سے کہا کہ تھے ہم بیچ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں کرتے تھے ہم ساتھ ابوبکر کے کسی کو یعنے صحابہ میں سے بلکہ انکو فضیلت دیتے
اوروں پر پھر ساتھ عمر کے برابر نہیں کرتے کسی کو پھر ساتھ عثمان کے پھر چھوڑ دیتے تھے ہم اصحاب آنحضرت کو نہیں فضیلت دیتے ہم درمیان انکے ایک کو دوسرے
پر نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح مراد آپس میں فضیلت دینا مثل انکے کا ہے کہ ایک طرح کی صحابہ کو آپس میں فضیلت نہ دیتے تھے ایک کو دوسرے پر والا اہل بدر اور احد
اور اہل بیعۃ الرضوان اور تمام علماء صحابہ افضل ہیں اور شاید کہ یہ تفاضل درمیان اصحاب کے مراد ہو اور اہل بیت وہ اخص ہیں انسے اور حکم انکا مغائر ہے انکے
پس نہیں وارد ہوگا اعتراض بسبب ذکر کرنے علی اور حسن اور حسین اور دونوں چچا آنحضرت کے حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہم اور کہا مظہر نے کہ مراد ابن عمر
کی بڑے اور سن میں اصحاب ہیں کہ جب کوئی امر درپیش آتا تو مشورہ کرتے آنحضرت انسے اور حضرت علی آنحضرت کے زمانہ میں جوان و نو عمر تھے والا انکی فضیلت کا
بعد ان ذکر کیے گیوں کے کوئی منکر نہیں اور یہ بھی ہے کہ تفاضل ثابت ہو درمیان صحابہ کے جیسا کہ اہل بدر اور اہل بیعۃ الرضوان اور علماء صحابہ کو فضیلت ہے
اوروں پر اور بیچ روایت ابی داود کے ہے کہ کہا ابن عمر نے تھے ہم کہتے اس حال میں کہ آنحضرت زندہ تھے بہتر امت آنحضرت کی بعد آنحضرت کے ابوبکر
ہیں پھر عمر پھر عثمان رضی اللہ عنہم ف ح اور امام احمد ابن عمر سے لائے ہیں کہا تھے ہم بیچ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے جانتے بہترین لوگوں کا ابوبکر کو
پھر عمر کو اور کہا پھر علی پس تحقیق دیے گئے ہیں تین خصلتیں کہ اگر ایک ان تینوں میں سے میرے لیے ہو تو بہتر جانوں میں دنیا سے اور اس چیز سے کہ دنیا میں ہے نکاح کر دیا
آنحضرت نے انسے اپنی بیٹی کا کہ فاطمہ ہیں اور حاصل ہوئی آنحضرت کے لیے انسے اولاد اور بند کیے دروازے سب مسجد کے سوا دروازہ علی کے اور دیا انکو جھنڈا
دن خیبر کے اور نسائی نے روایت کی کہ پوچھے گئے ابن عمر کیا کہتے ہو بیچ حق عثمان اور علی کے پس بیان کی حدیث بعد اسکے کہا مت پوچھ حال علی رضی کا

اور تھا اس بنا کر کسی کو انپر بنا کے ہیں وہ وارث سب کے سوائے وارث انکے کذا ذکرہ الشیخ فی فتح الباری الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالاحد عندنا ید الا وقد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدا یکافیہ اللہ بہا یوم القیمۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا الا وان صاحبکم خلیل اللہ رواہ الترمذی) روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کسی کے لیے نزدیک ہمارے احسان اور انعام مگر کہ بدلا اتارا ہم نے انکا یعنے ہم نے انکا احسان بار بار دو سوائے ابوبکر کے بیشک واسطے ابوبکر کے نزدیک ہمارے نعمت دین کی ہے کہ بدلا دیگا اسکو خدا تعالے عوض اس نعمت کے دن قیامت کے فرشتے یعنے بدلا کامل کہا بعضون نے کہ مراد یہ نعمت ہے اور وہ مال ہے اور نفس اور اہل اور اولاد کہ سب حضرت کی رضامندی کی راہ میں صرف کیے اور احتمال ہے کہ مراد اس نعمت سے آزاد کرنا بلال کا ہو جیسا کہ اشارہ ہے طرف اسکی اس آیت میں (وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی) الآیۃ اور نہیں نفع دیا مجکو کسی کے مال نے جیسا مال ابی بکر کے نفع دیا کہ جو کچھ گھر میں رکھتے تھے خدمت مبارک میں لے آئے اور گھر میں کچھ نہ چھوڑا اور ذوالخلال ساتھ بدن پر پہنے کے لقب ابوبکر کا ہے کہ جب تمام مال راہ خدا میں صرف کیا اور خرقہ پہنا تو بجائے تکموں کے خلال بدن کا تھے لگائے تھے اور اگر ہوتا میں بنانیوالا دوست جانی تو البتہ بناتا میں ابوبکر کو دوست جانی آگاہ ہو کہ صاحب تمہارا دوست خدا کا ہے اور سوائے خدا کے دوست حقیقی نہیں رکھتا نقل کی یہ ترمذی نے فرشتے کتاب ریاض الصالحین میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ نہیں نفع دیا مجکو کسی مال نے کبھی اس قدر کہ نفع دیا مجکو مال ابی بکر نے پس روئے ابوبکر اور کہا کہ نہیں ہیں میں اور مال میرا مگر واسطے آپ کی اور موافقات میں ہے کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں ہے مال کسی شخص مسلمان کا نافع تر میرے لیے مال ابی بکر سے اور تھے آنحضرت حکم کرتے ابوبکر کے مال میں جیسے کہ حکم کرتے اپنے مال میں اور آیا ہے کہ خرچ کیں ابوبکر نے آنحضرت پر چالیس ہزار درہم اور عروہ روایت کرتے ہیں کہ اسلام لائے ابوبکر اس حال میں کہ انکے لیے چالیس ہزار درہم تھے سب خرچ کیے آنحضرت کے عہد میں فی سبیل اللہ اور عروہ سے ہے کہ کہا آزاد کر دیئے ابوبکر نے سات بردے کہ عذاب دیئے جاتے تھے اللہ کی راہ میں انمیں سے بلال اور عامر بن فہیرہ سے تھے (وعن عمر قال ابوبکر سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الترمذی) اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوبکر سردار ہمارے ہیں یعنے نسب وحسب میں اور افضل ہمارے ہیں یعنے عمل میں اور کرنے بھلائیوں میں اور بہت پیارے ہمارے ہیں طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابن عمر عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا واسطے ابی بکر کے کہ تو یار اور مصاحب میرا ہے غار میں اور یار و صاحب میرا ہے حوض پر نقل کی یہ ترمذی نے فرشتے یعنے دنیا اور آخرت میں یار و ہمراہی میرا ہے اور غالبا کہ یار غار جو کہتے ہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں اور مراد غار سے غار جبل ثور کا ہے کہ قریب مکہ کے ہے آنحضرت ہجرت کر اول وہیں جا کر چھپے تھے اور یہی مراد ہے اس آیۃ میں (ثانی اثنین اذ ہما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا) پس معنے یہ ہیں کہ تو ایسا یار مخصوص میرا ہے کہ اللہ نے تیری یاری کی گواہی دی اسلیے کہ اجماع ہے مفسرون کا کہ مراد صاحب سے اس آیت میں ابوبکر ہی ہیں اسلیے کہا ہے علما نے کہ جو کوئی انکار کرے صحبت ابوبکر کا وہ کافر ہوتا ہے اسلیے کہ اسنے انکار کیا نص جلی کا بخلاف انکار کرنے صحبت غیر انکے کے مانند عمر اور عثمان اور علی وغیرہم کے (وعن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینبغی لقوم فیہم ابوبکر ان یؤمہم غیرہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں لائق ہے واسطے اس قوم کے کہ انمیں ابوبکر ہوں یہ کہ امامت کرے اس قوم کی غیر ابوبکر کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فرشتے اور اسی کے حکم میں ہے وہ شخص کہ افضل قوم غیر انکا ہو اور اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ابوبکر افضل ہیں سب صحابہ سے پس جب ثابت ہوا یہ ثابت ہوا مستحق ہونا انکا خلافت کے لیے اور نہیں لائق ہے مقرر کرنا مفضول کا خلیفہ باوجود ہونے فاضل کے چنانچہ اسلیے سیدنا علی نے فرمایا کہ پیش کیا پیغمبر خدا نے تمکو امر دین ہمارے میں یعنے امام کیا نماز میں کون ہے کہ تمکو پیچھے ڈالے تمکو امر دنیا ہمارے میں یعنے خلافت میں (وعن عمر قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتصدق ووافق ذلک عندی مالا فقلت الیوم اسبق ابابکر ان سبقتہ یوما قال فجئت بنصف مالی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ابقیت لاہلک فقلت

بِمِثْلِہٖ وَاَتٰی اَبُوْبَکْرٍ بِکُلِّ مَا عِنْدَہٗ فَقَالَ یَا اَبَا بَکْرٍ مَا اَبْقَیْتَ لِاَھْلِکَ فَقَالَ اَبْقَیْتُ لَھُمُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ قُلْتُ لَا اَسْبِقُہٗ اِلٰی شَیْءٍ اَبَدًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ) اور روایت ہے عمر سے کہا حکم کیا ہمکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ تصدق کریں ہم یعنے راہ خدا میں کچھ مال صرف کریں ہم اور موافق پڑا یہ حکم کرنا آنحضرت کا ساتھ تصدق کرنیکے نزدیک میرے مال کثیر کو یعنے اتفاقاً اسوقت میں بہت سا مال میرے پاس تھا پس کہا میں نے کہ آج کے دن سبقت لیجاؤنگا میں ابوبکر سے اس امر خیر میں اگر ممکن ہو سبقت لیجانا میرا اُنپر ایکدن یعنے دونوں میں سے کہا عمر نے پس لایا میں آدھا مال اپنا پس فرمایا آنحضرت نے کسقدر باقی رکھا تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے پس کہا میں نے کہ باقی چھوڑا میں نے اپنے اہل و عیال کے لیے مانند اسکے کہ لایا ہوں میں یعنے آدھا لایا ہوں میں آدھا باقی رکھا اور لائے ابوبکر جو کچھ کہ تھا انکے پاس فقط اور بیان ایک اشارہ نکلتا ہو کہ غرضنا آدھا مال عمر کا زیادہ تھا اس چیز سے کہ ابوبکر لائے لیکن چونکہ جو کچھ رکھتے تھے وہ لائے فضیلت انکی عمر پر باقی رہی جیسے کہ حدیث میں آیا ہو افضل الصدقة جهد المقل پس فرمایا آنحضرت نے کہ اے ابوبکر کیا چھوڑا تو نے اپنے اہل و عیال کے لیے پس کہا ابوبکر نے کہ باقی چھوڑا ہو میں نے انکے لیے خدا کو اور رسول خدا کو فقط یعنے خدا اور رسول کی رضا چھوڑی ہو یا یہ معنے ہیں کہ کچھ مال میرے پاس باقی نہیں چھوڑا ہو میں نے فضل خدا کا اور رزق اسکی اور امداد و اعانت رسول خدا کی انکے لیے پس ہر چند اگر کل مال ابوبکر کا زیادہ تھا آدھے مال عمر کے سے تو کچھ شبہ نہیں ہو کہ انکی فضیلت میں اگر کم بھی ہو تو خرچ کرنا کل کا افضل ہو اس بات کہا میں نے کہ سبقت نہیں لیجا سکونگا میں ابوبکر پر ہرگز نقل کی یہ ترمذی نے اور ابوداؤد نے (لا اسبقه) یعنے آج کہ باوجود موجود ہونے سبب سبقت کے سبقت نہ لیجا سکا میں تو جانتا ہوں کہ ہرگز انپر سبقت نہ لیجاؤنگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہو کہ آنحضرت نے فرمایا دونوں کے لیے بیچ انکے ہو کلمتکما یعنے فرق درمیان تمھارے بیچ فضل کے ایسا ہی کہ جیسا درمیان قول تمھارے کے ہو (وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ عَتِیْقُ اللّٰہِ مِنَ النَّارِ فَیَوْمَئِذٍ سُمِّیَ عَتِیْقًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو عائشہ سے کہ ابوبکر حاضر ہوئے آنحضرت کے پاس پس فرمایا آنحضرت نے انکو کہ تو آزاد کیا گیا خدا کا ہو آگ دوزخ سے پس اس روز نام رکھے گئے یعنے ملقب ہوئے ابوبکر عتیق نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ شیخ نے وجہ تسمیہ عتیق کی اور بھی بیان کی ہو کہ عتیق بمعنے حسن اور جمال اور کرم اور نجابت اور خیریت کے بھی آیا ہو لیکن حدیث میں تصریح آگیا ہو کہ عتیق بمعنے آزاد کیے گئے آگ سے ہو اور ایسی ہی اور روایت میں آیا ہو قال صلی اللہ علیہ وسلم من اراد ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر اور نام انکا عبد اللہ بن عثمان ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ساتویں نسب میں جاکر انکا نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں ملتا ہو اور حاضر ہوئے یہ آنحضرت کے ساتھ تمام مشاہد میں اور نہیں جدا ہوئے آنحضرت سے جاہلیت میں اور نہ اسلام میں اور مردوں میں اول یہی اسلام لائے ہیں اور تھے یہ سفید رنگ دبلے … خفیف العارضین کی خوبصورت دھنسی ہوئی آنکھیں بلند پیشانی اور انکے ماں باپ اور اولاد اور اولاد کی اولاد سب صحابی ہیں یہ بات کسی صحابی کے لیے حاصل نہیں ہوئی اور پیدا ہوئے انکی مکہ میں ہو سال فیل کے دو برس اور چار مہینے بعد اور مرے مدینہ میں منگل کی رات بائیسویں تاریخ جمادی الثانی کو تیرہ ہجری میں درمیان مغرب اور عشا کے اور عمر انکی تریسٹھ برس کی تھی اور وصیت کی تھی یہ کہ غسل دیں انکو بیوی انکی اسما بنت عمیس غسل دیا انکو اسما نے اور نماز پڑھی انپر عمر بن الخطاب نے اور رہی خلافت انکی دو برس اور چار مہینے اور روایت کی انسے خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین میں سے اور روایت کی گئی انسے حدیث مگر تھوڑی بسبب قلت مدت انکی کے بعد آنحضرت کے (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِیْ اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ مَعِیْ ثُمَّ اَنْتَظِرُ اَھْلَ مَکَّةَ حَتّٰی اُحْشَرَ بَیْنَ الْحَرَمَیْنِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو ابن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اول ان شخصوں کا ہوں کہ پھٹیگی انسے زمین یعنے قبروں سے جو لوگ اٹھینگے انمیں سے اول میں ہی اٹھونگا بعد میرے ابوبکر بعد انکے عمر کہ ایک حجرے میں حضرت کے ساتھ مدفون ہیں پھر آؤنگا میں بقیع کے مدفونوں کے پاس پس اٹھائے اور جمع کیے جاوینگے ساتھ میرے پھر انتظار کرونگا میں اہل مکہ کا یہانتک کہ جمع کیا جاؤنگا میں درمیان … نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنی درمیان اہل مکہ اور مدینہ کے محشر قیامت میں حضرت انتظار کرینگے اہل مکہ کا … یہانتک کہ جمع ہوں … ساتھ حضرت کے … شام کی …

پس جمع ہونگے وہاں ساتھ تمام خلائق کے (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی جبرئیل فاخذ بیدی فارانی باب الجنۃ الذی یدخل منہ
امتی فقال ابوبکر یا رسول اللہ وددت انی کنت معک حتی انظر الیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انک یا ابابکر اول من یدخل الجنۃ من امتی رواہ
ابوداؤد) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئے میرے پاس جبرئیل پس پکڑا ہاتھ میرا ف اور یہ شب معراج میں تھا یا اور
وقت کہ بہشت میں جاتے تھے ف پس دکھایا مجھکو وہ دروازہ بہشت کا کہ داخل ہوگی اس سے امت میری پس کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ دوست رکھتا ہوں میں
کہ ہوتا میں ساتھ آپکے تا دیکھتا میں طرف اس دروازہ کے پس فرمایا آنحضرت نے آگاہ ہو اے ابوبکر کہ تو اول ان شخصوں کا ہے کہ داخل ہونگے بہشت میں میری امت
میں سے نقل کی یہ ابوداؤد نے ف یعنے پس دیکھیگا تو دروازہ اسکا اور داخل ہوگا سب کے پہلے یا یہ مراد ہے کہ بہشت کے دروازہ دیکھنے کی کیا آرزو کرتا ہے تو
جو سب سے پہلے ایسی چیز ہے کہ اعلے اور افضل ہے اس سے اور وہ دخول تیرا ہے ساتھ میرے بہشت میں اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ ابوبکر افضل ہیں امت میں والا کاہیکو سبقت
لیتے بیچ دخول جنت کے الفصل الثالث فصل تیسری (عن عمر ذکر عندہ ابوبکر فبکی وقال وددت ان عملی کلہ مثل عملہ یوما واحدا من ایامہ ولیلۃ واحدۃ
من لیالیہ اما لیلتہ فلیلۃ سار مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الغار فلما انتہیا الیہ قال واللہ لا تدخلہ حتی ادخل قبلک فان کان فیہ شیء اصابنی
دونک فدخل فکسحہ ووجد فی جانبہ ثقبا فشق ازارہ وسدہا بہ وبقی منہا اثنان فالقمہما رجلیہ ثم قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل فدخل رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ووضع راسہ فی حجرہ ونام فلدغ ابوبکر فی رجلہ من الجحر ولم یتحرک مخافۃ ان ینتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت دموعہ علی وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقال ما لک یا ابابکر قال لدغت فداک ابی وامی فتفل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذہب ما یجدہ ثم انتقض علیہ وکان سبب موتہ واما یومہ فلما قبض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارتدت العرب وقالوا لا نؤدی زکوۃ فقال لو منعونی عقالا لجاہدتہم علیہ فقلت یا خلیفۃ رسول اللہ تالف الناس وارفق
بہم فقال لی اجبار فی الجاہلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین اینقص وانا حی رواہ رزین) روایت ہے عمر سے کہ ذکر کیے گئے انکے نزدیک
ابوبکر پس روئے عمر اور کہا دوست رکھتا ہوں میں کاشکے عمل میرے تمام عمر کے مانند عمل ابی بکر کے ہوتے بیچ ایک دن کے دنوں عمر انکے سے یعنے بیچ زمانہ حیات
آنحضرت کے یا مانند عمل ایک رات انکے کے ہوتا راتوں انکی سے یعنے بیچ اوقات حیات آنحضرت کے اسپر رات ابوبکر کی پس وہ رات کہ سفر کیا اور ہجرت کی
اسمیں ابوبکر نے ساتھ آنحضرت کے طرف غار کے پس جبکہ پہونچے آنحضرت ابوبکر طرف غار کے یعنے اور چاہا آنحضرت نے جانا اسمین کہا ابوبکر نے قسم ہے خدا کی
نہ داخل ہو تم غار میں یہانتک کہ داخل ہوں میں پہلے آپ سے اسلیے کہ اگر ہو اسمین کچھ یعنے موذی چیز قسم دشمن یا حشرات الارض سے مانند سانپ اور بچھو وغیرہ
کے تو پہونچے مجھکو ضرر اسکا نہ آپکو پس داخل ہوئے ابوبکر غار میں پہلے آنحضرت کے پس جھاڑا اسکو ابوبکر نے اور پایا بیچ ایک جانب غار کے کئی سوراخ میں پھاڑا
ابوبکر نے تہبند اپنا اور بند کیا سوراخوں کو تہبند کے چیتھڑوں سے اور باقی رہے ان سوراخوں سے دو سوراخ پس دبائے انمین دونوں پاؤں اپنے مانند لقمہ
کے منہ میں یعنے جبکہ تہبند میں سے کچھ ان سوراخوں کے اندر بھرنے کو نہ بچا تو دونوں پاؤں اڑا دیے تاکہ انمیں موذی جانور کی نہ رہے پھر کہا ابوبکر نے آنحضرت کو
کہ آئیے پس داخل ہوئے آنحضرت اور رکھا سر مبارک اپنا گود میں ابوبکر کے اور آرام کیا ف پس سونا عالم کا عبادت ہے جیسے کہ سونا ظالم کا عبادت ہے ساتھ دو
اعتبار دون مخالفت کے ہے پس کاٹے گئے ابوبکر بیچ پاؤں اپنے کے سوراخ سے یعنے سانپ نے کاٹا انکو اور نہ ہلے ابی بکر واسطے خوف اسکے کہ جاگ اٹھیں
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس گرے آنسو ابوبکر کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر یعنے پس بیدار ہوئے اور دیکھا رونا ابوبکر کا پس فرمایا آنحضرت
نے کہ کیا ہوا تجکو اے ابوبکر کہا ابوبکر نے کہ کاٹا گیا میں فدا ہوں تمپر ماں باپ میرے پس ڈالا آب دہن مبارک آنحضرت نے پس جاتی رہی وہ چیز کہ پاتے تھے
ابوبکر یعنے درد و ایذا پھر رجوع کیا اثر زہر نے ابوبکر پر اور ہوا یہی سبب موت ابی بکر کا ف جمع آخر عمر میں کہ سانپ کے زہر کے اثر سے مرے پس حاصل ہوئی
انکو شہادت فی سبیل اللہ اس حالت میں کہ رفیق تھے آنحضرت کے غار میں اور یہ ایسا تھا کہ جیسے حضرت کو بیچ خیبر کے بکری میں زہر دیا تھا اور وقت

وفات کے اسکا اثر ظاہر ہوا ہے اور ایک دن ابی بکر کا کہ آرزو رکھتا ہوں کہ کل تمام عمر میرے اُسکے مثل عمل اس روز کے ہوں وہ دن ہے کہ جب وفات پائی
پیغمبر خدا نے مرتد ہوئے بعضے عرب اور کہا کہ نہیں دینگے ہم زکوٰۃ ف ع یہ کہنا بطور انکار کے تھا کہ منکر ہوئے وجوب زکوٰۃ کے یا ترک کیا اسکو تحقیق
اسکی کتاب الزکوٰۃ میں گذر چکی ہے کہا سائب نے یعنی طلب کیا ہے مقرر کرنے کہ جسکو کہا جاوے کہ ادا کریں زکوٰۃ اور وہ کہے نہیں ادا کرتا ہوں کافر ہو جاتا ہے پس کہا ابوبکر نے
اگر نہ دینگے مجکو رسی اونٹ کے پانوں باندھنے کی البتہ جہاد کرونگا میں انسے بیچ اُسکے لینے پر یا بسبب نہ دینے اسکے ف ع مراد عقال میں کے رسی
رسی ہے کہ باندھا جاتا ہے اُس سے اونٹ جو لیا جاتا ہے زکوٰۃ میں اسلیے کہ اونٹ کے مالک پر سپرد کرنا اونٹ کا ہے اور یہ واقع ہوتا ہے قبض ساتھ باندھنے کے اور بعضون نے کہا ہے
کہا عقال زکوٰۃ یکسالہ اونٹ یا بکری کی عقال کے دونوں معنے لکھے ہیں اور مشہور معنے اول ہیں یعنے رسی ذکر کیا اور قاموس میں معنے ثانی کے لایا ہے اور کہا کہ یہ
مراد ساتھ قول ابی بکر کے (لو منعونی عقالا) اور ایک روایت میں عناقا آیا ہے یعنے بکری کے بچے کہ پورا برس روز کا نہ ہوئے پس کہا میں نے اے خلیفہ
رسول اللہ کے الفت اور الفت کرو لوگون سے اور نرمی کرو ساتھ اُنکے پس کہا مجکو آیا تو جبار تھا ع اور قوی اور بڑا تھا واسطے اسلام زمانہ جاہلیت میں اور سست و نامرد ہو گیا
اسلام میں یعنے ایام اسلام میں اور بیچ احکام اُسکے کے فوت ہونا حضرت ابوبکر نے ثابت تدبیر کیا حضرت عمر کی سستی اور مداہنت پر اور اس میں کمال شجاعت اور
قوت دینی ابوبکر کی ہے باوجود یکہ آیا ہے کہ حضرت علی بھی ساتھ عمر کے شریک تھے اس رائے میں لیکن کچھ خیال نہ کیا انھون نے اسکا تحقیق شان یہ ہے کہ تحقیق منقطع
ہو گئی وحی یعنے پس نہیں پہنچ سکتے ہیں ہم طرف یقین کے پس ضرور ہے ہمارے لیے خوب اجتہاد کرنا اور تمام ہوا دین یعنے بسبب قول اللہ تعالی کے الیوم اکملت
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی کیا ناقص ہو جاوے دین اور حال آنکہ میں زندہ ہوں باب مناقب عمر رضا باب بیچ بیان مناقب عمر کے ف ع مناقب
عمر کے بہت ہیں اور بس ہے انکی منقبت میں کہ تائید کی خدا تعالی نے دین کی بسبب اُنکے ساتھ قبول کرنے دعا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب انکے
اور افضل یہ ہے کہ الہام کیے جاتے تھے ساتھ صواب کے اور ڈالا جاتا تھا انکے دل میں حق اور موافق پڑتی تھی رائے انکی ساتھ وحی اور کتاب اللہ کے اور رائے
انکی دلیل حقیت خلافت صدیق ہے جیسے کہ قتل ہونا عمار بن یاسر کا دلیل حقانیت علی مرتضی کی ہے رضی اللہ عنہم اجمعین اور روایت کی ابن مردویہ نے مجاہد سے
کہا تھے عمر اپنی عقل سے کہتے ایک بات پس نازل ہوتا ساتھ اُسکے قرآن اور ابن عساکر علی مرتضی سے لایا ہے کہ قرآن ایک رائے عمر کی رائے میں سے ہے اور ابن
عمر سے لایا ہے مرفوعا کہ آنحضرت نے فرمایا کہیں لوگ ایک بات ایک چیز میں اور کہیں عمر اسمیں مگر کہ اُترے قرآن ساتھ مانند اس چیز کے کہ کہے عمر کذا ذکرہ السیوطی فی
تاریخ الخلفاء اور کہا کہ موافقات عمر کی زیادہ بیس سے ذکر کیے ہیں علماء نے اور میں نے یعنی شیخ عبد الحق رح نے شرح میں انکو ذکر کیا ہے وہان دیکھنا چاہیے
الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد کان فیما قبلکم من الامم محدثون فان یک فی امتی احد فانہ عمر
متفق علیہ) روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق تھے الہام کیے گئے بیچ ان لوگون کے کہ تھے پہلے تمسے امتون
میں سے ف ع لفظ محدث ساتھ زبر دال مشدد کے معنے ملہم کے ہے گویا ساتھ اسکے بات کیا جاتا ہے اور خبر دیا جاتا ہے پس کہتا ہے کذا فی النہایۃ اور مجمع البحار میں کہا محدث
وہ شخص کہ ڈالی جاتی ہے اُسکے دل میں ایک بات پس خبر دیتا ہے ساتھ اُسکے ساتھ حدس و فراست ایمان کے مخصوص کرتا ہے حق تعالے ساتھ اُسکے جسکو چاہتا ہے اپنے
بندون میں سے اور بعضون نے کہا کہ محدث وہ کہ جب ظن کرے ساتھ ایک چیز کے صواب ہو گویا حدیث کیا گیا ہے ساتھ اُسکے اور بعضون نے کہا کلام کرتے ہیں
ساتھ اُسکے ملائکہ اور ایک روایت میں متکلمون ساتھ تشدید لام کے بجاے محدثون کے آیا ہے ف ع پس اگر ہو میری امت میں کوئی پس تحقیق وہ ایک عمر ہوگا
نقل کیا یہ بخاری اور مسلم نے ف ع منصور شک و تردد بیچ وجود محدث کے اس امت میں نہیں ہے اسلیے کہ امت حضرت کی افضل امتون کی ہے اور جبکہ اگلی
امتون میں موجود ہوں تو اس امت میں بطریق اولی ہونگے بلکہ مقصود تاکید اور تخصیص ہے جیسے کہتے ہیں کہ اگر میرا کوئی دوست دنیا میں ہو تو فلانا ہوگا مراد
اختصاص فلانے کا ہے ساتھ کمال دوستی کے (وعن سعد بن ابی وقاص قال استأذن عمر بن الخطاب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعندہ نسوۃ

من قریش یکلمنہ ویستکثرنہ عالیۃ اصواتہن فلما استاذن عمر قمن فبادرن الحجاب فدخل عمر ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحک فقال اضحک اللہ سنک یا رسول
اللہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عجبت من ہؤلاء اللاتی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب فقال عمر یا عدوات انفسہن اتہبننی ولا تہبن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلن نعم انت افظ واغلظ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایہا یا ابن الخطاب والذی نفسی بیدہ ما لقیک الشیطان سالکا فجا قط
الا سلک فجا غیر فجک متفق علیہ وقال الحمیدی زاد البرقانی بعد قولہ یا رسول اللہ ما اضحکک) اور روایت ہی سعد ابن ابی وقاص سے کہا پروانگی مانگی
عمر نے واسطے در آنے کے آنحضرت کے پاس اور آنحضرت کے پاس تھین کتنی ایک عورتین قریش مین سے کہ کلام کرتی تھین آنحضرت سے مراد عورتون سے
ازواج مطہرات ہین کہ نفقہ طلب کرتی تھین آنحضرت سے اور بہت طلب کرتی تھین بہ نسبت اُسکے کہ آنحضرت انکو پہونچاتے تھے درحالیکہ بلند تھین آوازین
اُن عورتون کی فق احتمال ہی کہ یہ بلند کرنا آواز کا ہو پہلے نہی کے بلند کرنے آواز کے سے اوپر آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور احتمال ہی کہ بلندی آواز انکی
ہوئی ہو بسبب اجتماع انکے کے آوازین پس یہ کہ کلام ہر ایک کا بانفرادہ بلند تھا آنحضرت کی آواز سے کہتا ہون مین کہ نہین ہی کلام مین دلیل اسپر کہ آوازین انکی آنحضرت کی
آواز سے بلند تھین تاکہ وارد ہو اشکال ساتھ قول اللہ تعالے کے (یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ) بلکہ مراد یہ ہی کہ انھون نے اس حالت
مین برخلاف عادت بہ نسبت آوازون اپنی کے بلند کین تھین آوازین اپنے کلام کرنے مین ساتھ آنحضرت کے باعتماد حسن خلق آپ کے کے ت پس جبکہ اذن چاہا
عمر نے اور چاہا در آنا اُٹھین وہ عورتین اور دوڑین طرف پردے کے یعنی تاکہ چھپین پس داخل ہوئے عمر اس حالت مین کہ آنحضرت ہنستے تھے یعنی مسکراتے تھے سبب
اُٹھنے اور بھاگنے عورتون کے پس کہا عمر نے کہ ہمیشہ ہنساوے اللہ دانت آپ کے فق یعنی ہمیشہ خوش رکھے کہ باعث ہی آپکے دانتون کے کھلنے کا ولیکن بالضرور
کچھ سبب ہی اسکا اور ظاہر ہوا ہی کوئی امر عجیب پس مطلع کیجیے مجکو اسپر ت پس فرمایا آنحضرت نے کہ تعجب کیا مین نے ان عورتون سے کہ تھین میرے پاس اور غوغا
کرتی تھین پس جبکہ سنی آواز تیری جلدی سے ہوگئین پردہ مین یعنی تیرے ڈر سے کہا عمر نے یعنی خطاب کرکر اُن عورتون کو کہ اے دشمنو اپنی جانون کی آیا ہیبت
رکھتی ہو اور ڈرتی ہو مجھسے اور ہیبت نہین رکھتین تم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا عورتون نے کہ ہان ہم ڈرتے ہین تجھسے کہ تو نہایت سخت خو اور نہایت سخت
گو ہی ف یہ ترجمہ موجب ترجمہ حضرت شیخ کے ہی اور ملا علی قاری نے عکس اسکے لکھا ہی یعنی تو بڑا بدکلام اور بہت سخت دل ہی بخلاف آنحضرت کے کہ وہ خوش خلق ہین جیسے کہ
خبر دی اللہ سبحانہ نے (وانک لعلی خلق عظیم) فرمایا (ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک) پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ترک کلام کر اور
التفات کر انکے جواب کی طرف اے بیٹے خطاب کے قسم اس ذات کی کہ جان میری اُسکے ہاتھ مین ہی ہرگز نہین ملتا تجھے شیطان اس حالت مین کہ تو چلنے والا ہوتا
ہی راہ مین مگر کہ چلتا ہی شیطان اور راہ مین غیر راہ تیری کے فج اور تیرے ساتھ ایک جا جمع نہین ہوتا تو تیرے سامنے نہین ٹھہر سکتا جیسے کہ اور حدیث مین
آیا ہی کہ شیطان بھاگتا ہی عمر کے سایہ سے فج ساتھ زبر ف کے اور تشدید جیم کے راہ کشادہ گویا مراد یہ ہی کہ اگرچہ راہ کشادہ ہوتی ہی اور ہو سکتا ہی کہ اسکے ایک جانب
سے گذر جاوے لیکن باوجود اسکے خوف و ہیبت تیری نہین چھوڑتی اسکو کہ اسطرف آوے یا مراد فج سے یہان راہ مطلق ہی ت نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
اور کہا حمیدی نے یعنی اپنے جامع بین الصحیحین مین یہ زیادہ کیا برقانی نے بعد قول انکے کے یا رسول اللہ کس چیز نے ہنسایا تجکو ف برقانی ساتھ زبر با اور
زیر اسکے کے اور بعضون نے ساتھ پیش کے بھی کہا ہی نام ایک محدث کا ہی منسوب طرف برقان کے کہ ایک قریہ ہی خوارزم مین (وعن جابر قال قال النبی صلی اللہ
علیہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امراۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ہذا فقال ہذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ہذا فقالوا
لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی انت وامی یا رسول اللہ اعلیک اغار متفق علیہ) اور روایت ہی جابر سے
کہ کہا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ داخل ہوا مین بہشت مین پس ناگہان ملا مین ساتھ رمیصا کے ف رمیصا ساتھ پیش را اور زبر میم اور جزم یا کے
اور صاد مہملہ ممدودہ کے بیوی تھین ابو طلحہ انصاری کی اور مان انس بن مالک کی اول مالک کے نکاح مین تھین پھر ابو طلحہ کے نکاح مین آئین اور انکو غمیصا ساتھ

عین یقین کے بھی کہتے ہیں اور بعض نے یہ کہا کہ گوشہ چشم میں جمع ہوا اور اگر جاری ہوا اسکو شعس کہتے ہیں سنا اور سنی میں نے آواز پاؤں کی پس کہا میں نے
کہ کون ہے یہ آہستہ چلنے والا کہا کہنے والے نے یہ بلال ہے اور کسی فرشتے نے یا بہشت کے داروغہ نے کہ یہ بلال ہے اور دیکھا میں نے ایک محل کہ اسکے جانب میں
ایک عورت تھی جوان بیٹھی وضو کرتی پس کہا میں نے کس کے واسطے ہے یہ محل اور جو ہے کہ اسمیں ہے اور گرد اسکے پس کہا ایک جماعت نے فرشتوں میں سے یا محل کے
رہنے والوں میں سے کہ عمر بن الخطاب کے لیے ہے پس چاہا میں نے کہ داخل ہوں میں اس محل میں پس دیکھوں میں طرف اسکے یعنی اندر سے جیسے کہ دیکھا میں نے باہر
سے پس یاد کی میں نے غیرت تمہاری یعنی شدت غیرت پس کہا عمر نے قربان ہوں تجھ پر باپ ماں میرے یا رسول اللہ کیا تمہارے داخل ہونے پر غیرت کرونگا میں
نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی بعضوں نے کہا کہ کلام میں قلب ہے اور اصل یوں ہے اعلیک اغار منک اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ عمر نے کہا (وَهَلْ رَفَعَنِي اللّٰهُ
إِلَّا بِكَ وَهَلْ هَدَانِي اللّٰهُ إِلَّا بِكَ (وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُونَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ وَمِنْهَا مَا دُونَ
ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الدِّينَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی سعید سے کہا فرمایا آنحضرت نے
اسوقت کہ میں سوتا تھا دیکھتا ہوں میں لوگوں کو کہ روبرو لائے جاتے ہیں اور دکھائے جاتے ہیں مجھکو اور اوپر انکے کرتے ہیں بعضے انمیں سے ایسے ہیں کہ پہونچتے ہیں پستان
تک اور بعضے انمیں سے ایسے ہیں کہ کمتر ہیں اس سے یعنی کوتاہ تر اسکے کہ سینہ سے او نیچے تھے اسی طرح تفسیر کیا ہے اسکو شیخ نے اور ملا علی قاری نے کہا یعنی کوتاہ تر
سینہ یا دراز تر اس سے اور روبرو لائے گئے مجھ پر عمر بن خطاب اس حال میں کہ اوپر انکے کرتہ ہے اتنا بڑا کہ کھینچتے تھے اسکو یعنی زمین میں بسبب درازگی اسکی کے کہا اصحاب
نے پس کیا تعبیر کی آپ نے عمر کی اس کرتہ کھینچنے کی فرمایا آنحضرت نے کہ تعبیر کیا میں نے اسکو ساتھ دین کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف اور یعنی دین انکا
قوی ہوگا دین اسلام خلافت انکی میں باوجود دراز ہونے زمانہ امارت انکی کے اور فتوحات خوب ہوتے رہینگے انکی عالم حیات میں یا اسلیے دین کو تشبیہ دی کرتہ کے ساتھ
کہ دین شامل ہے انسان کو اور محافظ ہے اسکا اور بچاتا ہے انسان کو آفات دارین سے مانند بچانے کپڑے کے اور شمول اسکے کے اسکو (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتَّى إِنِّي لَأَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِي أَظْفَارِي ثُمَّ أَعْطَيْتُ فَضْلِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوا فَمَا أَوَّلْتَهُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اسوقت کہ میں سوتا تھا لایا گیا میں پاس پیالہ دودھ کا کہ
پیالہ دودھ کا بھرا ہوا مجکو لا کر دیا پس پیا میں نے وہ دودھ یہاں تک کہ تحقیق میں نے البتہ دیکھی سیرابی کہ نکلتی ہے میرے ناخنوں میں یعنی بسبب کثرت اسکی دودھ
پھر دیا میں نے بچا ہوا اپنا عمر بن الخطاب کو ف یعنی بہت سا خالص بچا ہوا اپنا عمر کو دیا پس نہیں منافی ہے اسکے کہ جو بچا انکا حاصل ہوا صدیق کو بھی اسلیے کہ وہ
تھوڑا تھا اور نہیں منافی اسکے کہ پہونچا انکا عثمان اور علی کو بھی پہونچا اسلیے کہ انکے یہ نہیں تھا صاف ت کہا بعضے صحابہ نے کہ پس کیا تعبیر دی آپنے دودھ کی یا رسول
اللہ فرمایا کہ تعبیر دی میں نے اسکی علم کی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع لکھا ہے علما نے کہ صورت مثالیہ علم کی اس عالم میں دودھ ہے جو کوئی خواب میں دیکھے دودھ
پیئے تو تعبیر اسکی یہ ہے کہ علم خالص نافع نصیب اسکو ہوگا اور وجہ مشابہت کی درمیان دودھ اور علم کے یہ ہے کہ دودھ اصلی غذا بدن کی ہے اور سبب اصلاح بدن کا اور علم
اصلی غذا روح کی ہے اور سبب اصلاح اسکی کا اور بعضوں نے کہا کہ تجلی علمی نہیں واقع ہوتی ہے مگر بیچ چار صورتوں کے پانی اور دودھ اور شراب اور شہد کے کہ مشتمل ہے
انکو وہ آیت کہ جسمیں ذکر کی گئی ہیں نہریں جنت کی پس جسنے پیا پانی دیا جاویگا علم لدنی اور جسنے پیا دودھ دیا جاویگا علم اسرار شریعت کا اور جسنے پی شراب دیا جاویگا علم
کمال کا اور جسنے پیا شہد دیا جاویگا علم بطریق وحی کے اور کہا بعض عارفین نے کہ چاروں نہریں عبارت ہیں چاروں خلیفوں سے اور مطابق ہے اسکے تخصیص دودھ
کی ساتھ عمر کے اس حدیث میں اور منقول ہے ابن مسعود سے کہ انہوں نے کہا اگر جمع ہو علم عرب کے قبیلوں کا ترازو کے ایک پلڑے میں اور رکھا جاوے علم عمر کا ایک
پلڑے میں تو البتہ غالب آویگا علم عمر کا اور صحابہ اعتقاد رکھتے تھے کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دیے گئے ہیں (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلَى قَلِيبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ

وَاللّٰہُ یَغْفِرُ لَہٗ ضَعْفَہٗ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَاَخَذَھَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا مِّنَ النَّاسِ یَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ حَتّٰی ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ثُمَّ اَخَذَھَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ یَدِ اَبِیْ بَکْرٍ فَاسْتَحَالَتْ فِیْ یَدِہٖ غَرْبًا فَلَمْ اَرَ عَبْقَرِیًّا یَفْرِیْ فَرِیَّہٗ حَتّٰی رَوِیَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا سنا میں نے آنحضرت سے فرماتے اسوقت کہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے اپنے تئیں اوپر کنوئیں کے کہ اسپر ایک ڈول ہے ف قلیب بفتح قاف کے زیر اور لام کے زبر سے وہ کنواں کہ جسکا بن بنا نہو اسکے مقابلہ میں طوی ہے کہ جسکا بن پتھر اور اینٹ کا بنا ہو اور کہا علما نے کہ قلیب کہا نہ طوی تا معلوم ہو کہ ہمت اہل دین کی ہو اوپر معانی مطلوبہ کے ہے نہ اوپر قالبوں بنے ہوئے کے ت پس کھینچا میں نے پانی اُس کنوئیں میں سے جسقدر چاہا اللہ نے پھر لیا ڈول ابن ابی قحافہ نے یعنی ابوبکر صدیق نے پس کھینچا ابوبکر نے اُس کنوئیں میں سے ایک ڈول یا دو ڈول ف یہ شک راوی ہے اور صحیح روایت دو ڈولوں کی ہے اشارہ ہے طرف قلت زمانہ خلافت انکی کے کہ کچھ اوپر دو برس تھا اور ذنوب ساتھ زبر ذال کے بمعنی ڈول پانی کا بھرا ہوا اور ظاہر تر یہ ہے کہ لفظ او شک کیلئے ہے پس نہیں احتیاج طرف تخطیہ راوی کے اور طرف شک اور تردد اُسکے کے ت اور بیچ کھینچنے ابی بکر کے سستی اور ناتوانی ہے ف اسمیں نقصان اور کمی رتبہ ابی بکر کی نہیں ہے اور نہ ثابت کرنا فضیلت عمر کا اوپر بلکہ خبر دینی ہے کمی مدت ولایت انکی سے اور کثرت انتفاع لوگوں کی سے عمر کی ولایت میں اور بعضوں نے تفسیر کیا ہے ضعف کو ساتھ نرمی اور مہربانی کے نہ سستی اور ناتوانی کے ت اور اللہ بخشے ابوبکر کے سستی انکی کو ف اسمیں ثابت کرنا نسبت گناہ اور تقصیر کا طرف ابی بکر کے نہیں ہے بلکہ یہ کلمہ یونہی زبان زد عرب و عادت لوگوں کی ہے کہتے ہیں فلانے نے ایسا کیا خدا بخشے اُسکو ت پھر ہوگیا وہ ڈول چرس یعنی لیا اسکو عمر بن الخطاب نے پس نہیں دیکھا میں نے کسی قوی شخص کو لوگوں میں سے کہ کھینچتا ہو کھینچنا عمر کا سا یہانتک کہ سیراب کیے لوگوں نے اونٹ اپنے اور بٹھائے اونٹ اور مقرر کیے اونٹوں کے لیے عطن ف عطن کہتے ہیں اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو گرد پانی کے کہا قاضی نے کہ شاید کہ کنواں اشارہ ہے طرف دین کے کہ منبع ہے اُن چیزوں کا کہ انکے سبب سے زندہ ہوتے ہیں نفوس اور تمام ہوتا ہے امر معاش اور کھینچنا پانی کا اشارہ ہے طرف اسکے کہ یہ امر دین پہونچا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے طرف ابوبکر کے اور انسے طرف عمر کے اور کھینچنا ابوبکر کا ایک ڈول یا دو ڈول اشارہ ہے طرف کوتاہی مدت خلافت انکی کے کہ یہ امر انکے ہاتھ میں برس یا دو برس رہیگا پھر منتقل ہوگا طرف عمر کے اور ہوئی مدت خلافت انکی کی دس برس اور تین مہینے اور ضعف انکا اشارہ ہے طرف اسکے کہ ہوگا انکے ایام خلافت میں اضطراب اور ارتداد اور اختلاف یا اشارہ ہے طرف اسکے کہ متواضع ہونگے اور مدارات کرینگے اور سیاست انکی کم ہوگی چنانچہ دلالت کرتا ہے اسپر قول حضرت کا واللہ یغفر لہ ضعفہ اور یہ جملہ دعائیہ معترضہ ہے ذکر کیا اسکو آنحضرت صلعم نے تا کہ جانا جائے کہ یہ معاف اور مغفور ہے انسے غیر خارج ہے انکے منصب میں اور ہوجانا ڈول کا چرس بیچ نوبت عمر کے اشارہ ہے طرف اسکے کہ ہوگی ایام خلافت انکی میں تعظیم دین کی اور بول بالا اسلام کا اور انکے کھینچنے میں قوت سے اشارہ ہے طرف اسکے کہ کوشش کرینگے وہ بیچ ترقی دین کے اور پھیلانے اسکے کے مشارق و مغارب میں ایسی کوشش کہ نہیں اتفاق ہوئی کسی کو پہلے انکے اور نہ بعد انکے اور کہا نووی نے بیچ قول حضرت کے پس کھینچا میں نے اس سے جسقدر چاہا اللہ نے پھر لیا اسکو ابن ابی قحافہ نے اشارہ ہے طرف نیابت ابی بکر کے اور خلافت انکی کے بعد حضرت کے اور راحت پانے آنحضرت کے بسبب وفات کے بیچ دنیا سے اور مشقتوں اسکی سے اور بیچ قول آنحضرت کے پھر لیا اسکو ابن الخطاب نے ابی بکر کے ہاتھ سے تا قول انکے کہ سیراب کیے اونٹ اشارہ ہے طرف اسکے کہ ابوبکر نے قلع و قمع مرتدوں کا کیا اور جمع کیا تفرق مسلمانوں کا اور شروع ہوئیں فتوح اور تمام و کامل ہوئے ثمرات اسکے عمر کے زمانہ میں انتہی اور شیخ رح نے لکھا ہے کہ اشارہ ہے طرف انتفاع صغیر و کبیر کے بیچ زمانہ خلافت عمر کے ت اور بیچ روایت ابن عمر کے یوں آیا ہے کہ پھر لیا ڈول عمر بن الخطاب نے ابی بکر کے ہاتھ سے یعنی ہوگیا وہ ڈول عمر رض کے ہاتھ میں چرس پس نہیں دیکھا میں نے کسی قوی شخص کو کہ عمل کرتا ہو عمل عمر کا سا

الفصل الثانی فصل دوسری

(عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ دَاوٗدَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ) روایت ہے ابن عمر سے کہا فرمایا رسول خدا نے بلاشبہ اللہ تعالی نے پیدا کیا اور جاری کیا ہے حق اوپر زبان عمر کے اور دل اسکے کے نقل کی یہ

ترمذی نے اور بیچ روایت ابی داؤد کے ابی ذر سے یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے بالتحقیق اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے حق اوپر زبان عمر کے کہتا ہے ساتھ حق کے یا القا پیدا کیا
کہتا ہے حق بسبب اس رکھنے کے (وَعَنْ عَلِیٍّ قَالَ مَا كُنَّا نُبْعِدُ اَنَّ السَّكِيْنَةَ تَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ فِی دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا
تھے ہم یعنے اہل بیت یا جماعت صحابہ کی بعید جانتے اس بات کو کہ سکینہ جاری ہوتی ہے اوپر زبان عمر کے فرشتہ یعنے عمر بولتے ہیں ایسی بات کہ آرام پکڑتے ہیں اس سے
نفوس اور مطمئن ہو جاتے ہیں اس سے دل اور یہ امر غیبی تھا کہ ڈالا گیا تھا عمر کی زبان پر اور احتمال رکھتا ہے کہ مراد سکینہ سے فرشتہ ہو کہ الہام کرتا ہے حق اور کہا ابن مسعود نے
کہ نہیں دیکھا میں نے عمر کو کبھی مگر کہ ہوتا ہے درمیان دونوں آنکھوں انکی کے فرشتہ کہ سیدھی راہ بتاتا ہے انکو یہ سب نقل کی ہے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ
ظَاهِرًا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ نقل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہا یعنے دعا کی خداوند عزیز اور غالب کر دین اسلام کو بسبب ابو جہل
بن ہشام کے یا بسبب عمر بن الخطاب کے یعنے مسلمان کر ایک کو ان دونوں میں سے تا بسبب انکے اسلام قوت پکڑے پس صبح کی عمر نے یعنے بعد دعا کرنے
آنحضرت کے پس آئے عمر اول روز میں آنحضرت کے پاس پس لائے اسلام پھر نماز پڑھی آنحضرت نے مسجد میں آشکارا نقل کی ہے احمد اور ترمذی نے فتح ہو
پہلے اسلام لانے انکے کے کوئی نماز آشکارا نہیں پڑھ سکتا تھا اور آنحضرت چھپے ہوئے تھے دار ارقم میں روایت کی حاکم ابو عبد اللہ نے دلائل النبوۃ میں ابن عباس
سے کہ ابو جہل نے کہا کہ جو کوئی قتل کرے محمد کو پس اسکے لیے ہیں سو اونٹنیاں ہیں اور ہزار اوقیہ چاندی کے پس کہا عمر نے اے ضمان صحیح یعنے تاوان صحیح ہے
پس کہا ابو جہل نے ہاں فی الفور دونگا بغیر تاخیر کے پس نکلے عمر پس ملا انسے ایک شخص اور کہا کہاں کا ارادہ رکھتا ہے تو پس کہا عمر نے کہ ارادہ رکھتا ہوں محمد کے
پاس جانے کا تاکہ قتل کروں انکو کہا اس شخص نے کیا نڈر ہے تو بنی ہاشم سے کہا عمر نے کہ میں گمان کرتا ہوں تجھکو کہ اپنے دین سے نکل گیا تو کہا اس شخص نے کہ کیا
نخبر دوں میں تجھکو اس سے عجب تر بات کی بہن اور بہنوئی تیرے اپنے دین سے نکل گئے ساتھ محمد کے پس متوجہ ہوئے عمر اپنی بہن کے مکان کی طرف اور وہ
پڑھ رہے تھے سورۂ طہٰ پس عمر ٹھہر کر سننے لگے پھر کھٹکھٹایا دروازہ اور بہن کے پاس گئے اور کہا کہ کیسی تھی یہ آواز یعنے پڑھنے کی پس ظاہر کیا انکی بہن نے اسلام
پس رات گذاری عمر نے غمگین یہاں تک کہ اٹھے بہن و بہنوئی انکے پڑھنے لگے طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا پس جبکہ سنا عمر نے کہا دے مجھکو کتاب تاکہ دیکھوں میں انکو پس جبکہ پڑھا انکو
اس آیت تک اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی کہا یار خدا یہ لائق ہے اسکے کہ عبادت کیا جاوے سوائے اسکے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ پس رات
گذاری عمر نے جاگ کر پکارتے تھے ہر ساعت وَاشَوْقَاهُ اِلٰی مُحَمَّدٍ یہاں تک کہ صبح کی پس آئے انکے پاس خباب بن ارت اور کہا اے عمر تحقیق رسول خدا نے رات گذاری
جاگ کر مناجات کرتے تھے اللہ عزوجل سے یہ کہ غالب کرے اسلام کو بسبب تیرے یا بسبب ابی جہل کے اور میں امید رکھتا ہوں یہ کہ انکی دعا نے سبقت کی تجھ پر
حق میں پس نکلے عمر گلے میں ڈال کر تلوار اپنی پس جبکہ پہونچے طرف اس مکان کے کہ اسمیں رسول خدا تھے نکلے طرف عمر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا اے
عمر اسلام لا ورنہ البتہ اتاریگا اللہ تجھ پر کچھ کہ اتارا ولید بن مغیرہ پر یعنے عذاب پس کانپنے لگے مونڈھے عمر کے اور گر پڑی تلوار انکے ہاتھ سے اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ پھر کہا عمر نے کہ لات و عزیٰ کو پوجتے تھے ہم پہاڑوں پر اور نالوں کے اندر اور اللہ کو عبادت کریں ہم پوشیدہ قسم خدا کی نہیں عبادت کرینگے ہم
اللہ کو پوشیدہ بعد آج کے دن کے اور کنیت حضرت عمر کی ابوحفص ہے اسلام لائے سنہ چھ میں نبوۃ سے اور بعضوں نے کہا سنہ پانچ میں بعد چالیس مردوں اور
گیارہ عورتوں کے اور فاروق انکا لقب اسلیے ہوا کہ ایک منافق جھگڑا ایک یہودی سے پس بلایا اسکو یہودی نے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بلایا یہودی کو
منافق نے طرف کعب بن اشرف کے کہ سردار تھا مشرکین قریش کا پھر دونوں قضیہ لائے طرف پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس حکم کیا آنحضرت نے واسطے یہودی
کے یعنے حق پر وہی تھا انکو جتایا پس نہ راضی ہوا منافق اور کہا کہ حکم چاہ لینگے ہم عمر کو پس کہا یہودی نے عمر سے کہ حکم کیا میرے لیے آنحضرت نے پس نہیں راضی ہوا
منافق حضرت کے حکم سے اور رجوع کی ہے طرف تمہارے پس کہا عمر نے واسطے منافق کے کہ اسی طرح ہے یہ بات کہا منافق نے ہاں پس کہا عمر نے کہ میں ٹھہرو رہو تم

دونوں یہان تک کہ نکلوں مین طرف تم دونوں کے پس داخل ہوئے عمر اور لی تلوار اپنی پھر نکلے پس ماری ساتھ اسکے گردن منافق کی یہان تک کہ ٹھنڈا ہوا اور کہا کہ اسی طرح
حکم کرونگا مین اسکے لیے کہ نہ راضی ہو ساتھ حکم اللہ کے اور رسول اسکے کے پس اتری آیت (اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّہُمْ اٰمَنُوْا بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ
اَنْ یَّتَحَاکَمُوْا اِلَی الطَّاغُوْتِ) اور کہا جبرئیل نے کہ عمر فرق کرنے والے ہین درمیان حق اور باطل کے پس لقب مقرر ہوا انکا فاروق (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِاَبِیْ بَکْرٍ
یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ ذٰلِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ
خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے جابر سے کہ کہا عمر نے واسطے ابی بکر کے اے بہتر لوگوں کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے پس کہا ابوبکر نے آگاہ ہو اے عمر تحقیق تو نے اگر کہا مجھکو بہتر لوگوں کا تو تحقیق سنا ہے مین نے آنحضرت سے کہ فرماتے تھے نہین طلوع ہوا آفتاب اوپر کسی شخص کے
کہ بہتر ہو عمر سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف یا تو محمول ہے اوپر ایام خلافت انکی کے کہ ان ایام مین سب سے بہتر تھے اور یا مقید ہے
ساتھ عمل ابی بکر کے یا مراد ہو باب عدالت مین یا طریق سیاست مین اور مانند اسکے کے کہینگے واسطے تطبیق کے درمیان حدیثوں کے (وَعَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہ کہا فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر ہوتا بالفرض والتقدیر پیچھے میرے کوئی پیغمبر تو البتہ ہوتا عمر بن الخطاب ف ح اور اس عبارت کو محال مین بھی استعمال کرتے ہین جیسا
اور گویا یہ اس سبب سے ہے کہ عمر کو الہام ہوتا ہے اور القا کرتا ہے فرشتہ انکے دل مین حق کو ایک طرح کی مناسبت ہے عالم وحی سے واللہ اعلم (وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ
خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْہِ فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِیَۃٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ کُنْتُ نَذَرْتُ اِنْ رَدَّکَ اللّٰہُ صَالِحًا اَنْ اَضْرِبَ
بَیْنَ یَدَیْکَ بِالدُّفِّ وَاَتَغَنّٰی فَقَالَ لَہَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنْ کُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِیْ وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَہِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَہِیَ
تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَہِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اِسْتِہَا ثُمَّ قَعَدَتْ عَلَیْہَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ لَیَخَافُ مِنْکَ
یَا عُمَرُ اِنِّیْ کُنْتُ جَالِسًا وَّہِیَ تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ وَہِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِیٌّ وَہِیَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَہِیَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ یَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے بریدہ اسلمی سے کہ مشاہیر صحابہ سے ہین کہ نکلے آنحضرت بیچ بعض جہادوں کے پس جبکہ پھرے
آنحضرت جہاد سے آئی آپ کے پاس ایک لڑکی سیاہ کہ حبشیہ تھی یا رنگ اسکا کالا تھا پس کہا اسنے یا رسول اللہ تحقیق مین نے نذر کی تھی کہ اگر پھیریگا آپ کو اللہ تعالی
سفر سے صحیح سالم تو بجاؤنگی مین آپ کے آگے دف دف ساتھ پیش وال اور تشدید فے کے فصیح تر اور مشہور تر ہے اور روایت کیا گیا ہے ساتھ زبر دال کے
بھی اور مراد دف سے وہ دف ہے کہ متقدمین کے زمانہ مین تھا اور جسمین کہ جھانجھ ہوتا ہے وہ مکروہ ہے اتفاقا اور اسمین دلیل ہے اسپر کہ وفا کرنا نذر کا کہ جسمین قربت
ہو واجب ہے اور خوشی کرنی ساتھ آنے آنحضرت کے قربت ہے خصوصا کہ آنا جہاد سے جسمین کہ جانین ہلاک ہوتی ہین بہت اور گاؤنگی مین یعنے سبب سے خوشی آنے آپ کی
کے پس فرمایا آنحضرت نے کہ اگر تو نے نذر کی ہے تو بجا دف اور اگر نذر نہین کی ہے تو پس نہ بجا دف ف اسمین دلالت ظاہر ہے اسپر کہ بجانا دف کا نہین جائز ہے
مگر ساتھ نذر کے اور مانند اسکے کے اس جگہ کہ وارد ہوا ہے اسمین اذن شارع کا مانند بجانے اسکے کے اعلان نکاح مین پس یہ جو رواج دیا ہے بعضے مشائخ مین نے کہ بجاتے
ہین دف حالت ذکر مین پس یہ بدترین بدعتون سے ہے والسدد لہ وینہ وناصرنہ ایضا کہتا ہے مولف اسکا یہ جو بعضے صاحبون نے اس سے جواز عورت کے راگ سننے کا ثابت
کیا ہے جبکہ اس مین خوف فتنہ سے اور بعضون نے اعراس واعیاد مین جائز اور مختار کہا ہے تو یہ خلاف ہے ظاہر روایت مذہب حنفی کے کہ بحسب ظاہر روایت کے مطلق راگ حرام
ہے جیسے کہ در مختار اور بحرالرائق وغیرہما مین ہے بلکہ ہدایہ مین کبیرہ لکھا ہے اگرچہ اپنے دل کی خوشی کے لیے ہو اور حدیثین جواز کی انکے نزدیک منسوخ ہین پس شروع کیا
چھوکری نے بجانا دف کا پس آئے ابوبکر صدیق بیچ اس حال مین کہ وہ چھوکری بجاتی تھی دف بعد ازان آئے علی اور وہ چھوکری بجاتی تھی دف پھر آئے عثمان اور وہ بجاتی
تھی دف پھر آئے عمر پس ڈالا دف اسنے نیچے چوتڑوں اپنے کے پھر بیٹھی اوپر چوتڑوں کے تاکہ چھپا دے عمر سے از راہ ہیبت کے انکے پس فرمایا آنحضرت نے

کہ تحقیق شیطان البتہ ڈرتا ہے تجھسے اے عمر ف ع ۔ مراد شیطان سے وہ کالی عورت تھی اسلیے کہ وہ شیطان الانس تھی کرتی تھی فعل شیطان کا یا مراد شیطان اُسکا ہے کہ جو تھا
ہوا تھا اُسکا اوپر کرنے امر مکروہ کے کہ وہ زیادہ بجانا دف کا کہ وہ جنس لہو سے ہو بنا بر اسکے کہ حاصل ہوا سبب اسکے اظہار خوشی کا ساتھ تحقیق میں بیٹھا تھا اس حال میں کہ
وہ بجاتی تھی دف پس آئے ابوبکر اور وہ بجاتی رہی دف پھر آئے علی اور وہ بجاتی رہی پھر آئے عثمان اور وہ بجاتی رہی پس جبکہ آیا تو اے عمر ڈالدیا اُسنے دف نقل
کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے ف ع ۔ اشکال اس حدیث میں یہ ہے کہ کیونکر تقریر کیا آنحضرت نے فعل اس عورت کا پہلے بلکہ حکم کیا اُسکو ساتھ
اُسکے اور ایسے ہی وقت داخل ہونے ابی بکر اور علی اور عثمان کے اور نام رکھا اسکا آخر میں شیطان اور جواب یہ ہے کہ [illegible] میں تھا کہ جب اعتقاد کیا اس عورت نے
آنحضرت کے پھرنے کو سلامتی سے ایک نعمت خدا کی طرف سے موجب شکر گذاری اور سرور اور شادمانی کی اور واقع میں اسی طرح ہی حکم کیا آنحضرت نے اُسکو
ساتھ پورا کرنے نذر اسکی کے اور نکلا یا دف بجانا صفت لہو سے طرف صفت طاعت کے اور کراہیت سے طرف استحباب کے ولیکن یہ حاصل ہوتا تھا ساتھ قدر ادا
اور کم اُسکے کے اور جب زیادہ ہوا اور حد سے تجاوز کیا اور حد مکروہ کو پہونچا اور موافق پڑا وہ وقت آنے عمر کے فرمایا حضرت نے جو کچھ فرمایا اور اشارہ کیا ساتھ منع
ہونے زیادتی اسکے کے اور کرنے اُسکے کے بے ضرورت اور صریح منع نکیا تا حرام نہو [illegible] ذکر کیا ہے تورپشتی نے اور یہ نہیں ہے کہ ہوا استعمال دف بجا
دف کی بطریق عرف کے وقت ابتدا آنے عمر کے مجلس حضرت میں اور گمان کرتا ہوں میں کہ یہ ظاہر ہے اور اولی تر ہے اس تقریر سے کہ اوپر گذری پھر سوجھی مجھکو ایک
وجہ اور وہ یہ ہے کہ کہا جاوے کہ عمر نہیں دوست رکھتے تھے اس چیز کو کہ صورت اُسکی مشابہ باطل کے ہو اگرچہ ہووے حق اور جو جہتیں اسکی معنی کی درست نہیں ہیں چنانچہ وہ [illegible]
میں مذکور ہیں (وعن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالسا فسمعنا لغطا وصوت صبیان فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حبشیۃ تزفن
والصبیان حولها فقال یا عائشۃ تعالی فانظری فجئت فوضعت لحیی علی منکب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعلت انظر الیها ما بین المنکب الی راسه فقال
لی اما شبعت اما شبعت فجعلت اقول لا لانظر منزلتی عنده اذ طلع عمر فارفض الناس عنها فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لانظر الی شیاطین الجن
والانس قد فروا من عمر قالت فرجعت رواه الترمذی وقال هذا حدیث حسن صحیح غریب) اور روایت ہے عائشہ سے کہا تھے آنحضرت بیٹھے ہوئے پس
سنی ہمنے ایک آواز سخت غیر مفہوم یعنے شور و غوغا اور سنی ہمنے آواز لڑکون کی پس کھڑے ہوئے آنحضرت پس ناگہان ایک عورت حبشیہ اُچھلتی کودتی تھی اور لڑکے
گرد اسکے تھے یعنے تماشا دیکھتے تھے اسکا پس فرمایا آنحضرت نے اے عائشہ آ اور دیکھ تماشا پس آئی میں اور رکھے میں نے کلے اپنے آنحضرت کے کندھے پر پس شروع کیا
میں نے دیکھنا طرف حبشیہ کے درمیان کندھے اور سر آنحضرت کے پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو بعد ایک ساعت کے یا کہتے جاتے تھے مجھکو کیا سیر نہیں ہوئی تو
اس تماشا دیکھنے سے مکرر فرمایا یہ پس شروع کیا میں نے کہنی تھی میں نہیں سیر ہوئی ہون تا کہ دیکھون میں منزلت اپنی یعنے مرتبہ اپنا اور غالب محبت اپنی نزدیک
حضرت کے ف ع ۔ یعنے یہ کہنا میرا کہ نہیں سیر ہوئی بسبب حرص دیکھنے اسکے کے نہ تھا بلکہ مقصود مجھکو اس کہنے سے یہ تھا کہ دیکھون حضرت کے نزدیک میرا مرتبہ کیا
ہے اور کتنا چاہتے ہیں مجھکو پس اسی حالت میں ناگہان نمودار ہوئے عمر پس متفرق ہوئے لوگ دیکھنے والے گرد اس عورت کے یعنے بسبب ہیبت عمر کے اور ڈر انکا کرتے
عمر کے سے پس فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق میں البتہ دیکھتا ہون طرف شیاطین جن و انس کے کہ تحقیق بھاگ گئے ہیں عمر سے کہا عائشہ نے پس پھری میں اور
چھوڑ دیا میں نے دیکھنا انکا ف ع ۔ گویا یہ کہنا باعتبار ہونے اُسکے کے ہے یہی صورت لہو و لعب کے والا کیونکر دیکھتا اسکو آنحضرت اور دکھاتے عائشہ کو اور تقریر
اس حدیث کی بھی مثل توجیہ حدیث سابق کے ہے اور اُسمین دلیل ہے اوپر عظمت خلق آنحضرت کے اور غلبہ صفت جمال کے اُنپر جیسے کہ دلالت کرتی ہے اوپر غالب ہونے
صفت جلال کے عمر پر ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ف ع ۔ جاننا چاہیے کہ یہ حدیث لعب اور رقص حبشیون کی صحیحین میں
اور طریق سے بھی آئی ہے کہ حبشی مسجد میں نیزہ بازی کرتے تھے اور آنحضرت عائشہ کو دکھا رہے تھے پس آئے عمر اور منع کیا اور پتھر مارنے شروع کئے پس آنحضرت
نے فرمایا کہ چھوڑ دے اے عمر کہ آج دن عید کا ہے یعنے عید کے روز کچھ نفس لہو و لعب سے مباح ہے اور اس حدیث میں ذکر عورت حبشیہ کا اور لڑکون کا ہے احتیاج اسکی [illegible]

کہ کہا جاوے کہ عائشہ کیون دیکھتی تھیں حبشیون کو اور جواب دیا جاوے کہ وہ چھوٹی تھیں اُس زمانہ مین اور شاید کہ یہ واقعہ اور ہو کہ ترمذی نے روایت کیا اور روایت کی
شیخین نے روایت کیا واللہ اعلم **الفصل الثالث** فصل تیسری (عَنْ أَنَسٍ وَابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّي فِي ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ لَوِ اتَّخَذْنَا
مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ يَدْخُلُ عَلَى نِسَائِكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَهُنَّ يَحْتَجِبْنَ فَنَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ
نِسَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ فَقُلْتُ عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ فَنَزَلَتْ كَذَلِكَ وَفِي رِوَايَةٍ لِابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ رَبِّي
فِي ثَلَاثٍ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ وَفِي الْحِجَابِ وَفِي أُسَارَى بَدْرٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہے انس اور ابن عمر سے کہ عمر نے کہا کہ موافقت کی مین نے پروردگار اپنے کی تین چیزون
مین فـ ۲ کہا حافظ عسقلانی نے کہ یہان خاص تین چیزون کے ذکر کرنے سے نفی زیادتی کی نہین لازم آتی ہے اسلیے کہ کتنی چیزون مین انکو موافقت حاصل
ہوئی ہے چنانچہ مشہور انہین سے قصہ قیدیون بدر کا اور نماز پڑھنے کا منافقون پر ہے اور اکثر جو واقف ہوئے ہین ہم انہین سے پندرہ ہین کہا صاحب ریاض نے کہ تو
انہین سے لفظی ہین اور چار معنوی ہین اور دو توریت مین ہین ترجمہ ایک تو یہ ہے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ اگر پکڑتے ہم مقام ابراہیم کو جا نماز تو بہتر ہوتا
یعنی صلوۃ الطواف کی جگہ وہ ہو کہ اُسکے گرد مین افضل ہو پس اُتری یہ آیۃ اور ٹھہراؤ تم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ فـ ۳ امر او مقام ابراہیم سے وہ پتھر ہے کہ جسمین نشان
ہین حضرت ابراہیم کے قدم کا کہ وقت بنانے خانہ کعبہ کے اُسپر کھڑے ہو کر بناتے تھے اسمین نشان اُنکے قدم کے پڑ گئے تھے روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت نے
عمر کا ہاتھ پکڑا اور کہا یہ مقام ابراہیم ہے پس کہا عمر نے کہ کیا نہ ٹھہراوین ہم اسکو جگہ نماز کی پس فرمایا آنحضرت نے کہ نہین حکم کیا گیا ہون مین اسکا پس نہ غروب ہوا
آفتاب یہانتک کہ اُتری آیۃ مذکورہ اور مراد یہ ہے کہ دو رکعت طواف کی وہان پڑھو کہ دو رکعتین پڑھنی بعد ہر طواف کے واجب ہین اور امر اس آیۃ مین استحباب
کے لیے ہے اور بعضون نے کہا وجوب کے لیے یعنی مطلق دو رکعتین پڑھنی تو واجب ہین اور خاص مقام ابراہیم مین پڑھنی مستحب اور امام شافعی کے نزدیک
بیچ وجوب دو رکعتون کے دو قول ہین ترجمہ اور دوسری چیز یہ ہے کہ کہا مین نے یا رسول اللہ داخل ہوتے ہین آپکی بیبیون پر نیک اور بد یعنی یہ مناسب آپکی شان
وعظمت کے نہین دیکھتا ہون مین پس اگر حکم کرتے آپ اپنی بیبیون کو کہ پردہ مین رہین اور لوگون کے سامنے نہ آوین تو بہتر ہوتا پس اُتری آیۃ پردہ کی فـ ۴ یعنی
(وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ) اور یہ حجاب کہ آنحضرت کی بیبیون پر واجب تھا سوائے اس ستر عورت کے ہے کہ تمام عورتون پر واجب ہے
اُس تفصیل سے کہ فقہ مین مذکور ہے یعنی اُنکے لیے یہ حکم تھا کہ بالکل لوگون کے سامنے نہ آوین اگرچہ کپڑون مین پوشیدہ اور مستور ہون یہ حکم خاص ازواج مطہرات کے
لیے تھا اور وں کو درست ہے کہ خوب طرح اپنے تئین ڈھانک کر اگر نکلین تو درست ہے اور تیسرے یہ کہ مجتمع اور متفق ہوئین عورتین آنحضرت کی بیچ قصہ غیرت کے
فـ ۵ مراد قصہ غیرت سے وہ قصہ آنحضرت کے شہد پینے کا ہے حضرت زینب کے پاس کہ بالاجمال وہ قصہ یون ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پسند تھا
حضرت زینب کے یہان کہین سے شہد آیا تھا حضرت جو انکی نوبت کے دن تشریف لائے تو انہون نے حضرت کو پلایا اور حضرت کچھ زیادہ ٹھہرے انکے یہان بہ نسبت
اور وں کے پس اس سے حضرت عائشہ وغیرہ کو رشک آیا اور اتفاق کیا حفصہ سے کہ آنحضرت جسکے پاس ہم مین سے آوین تو کہے کہ آپ مین سے بو مغافیر کی آتی ہے
اور مغافیر ایک قسم ہے گوندکی بدبودار پس آنحضرت نے شہد کو اپنے اوپر حرام کیا بلحاظ اسکے کہ یہ بدبو اسی کی ہے اور ان بیبیون نے یہ اسلیے کیا کہ آنحضرت زینب کے یہان شہد
پینے کے لیے پھر نہ ٹھہرین چنانچہ یہ قصہ بیچ تفسیر سورہ تحریم کے اور حدیث مین مفصل مذکور ہے ترجمہ پس کہا اگر طلاق دیوین آنحضرت تمکو اے بیبیون تو امید ہے کہ پروردگار انکا بدلہ دیگا
انکو بیبیان بہتر تمسے پس اُتری یہ آیۃ اسی طرح یعنی موافق اُنکے کلام کے لفظا اور معنًا ہین اور بیچ ایک روایت ابن عمر کے یون آیا ہے کہ کہا ابن عمر نے کہا عمر نے کہ موافقت کی
مین نے اپنے پروردگار کی بیچ تین چیزون کے ایک تو نماز ادا کرنے مین بیچ مقام ابراہیم کے دوسرے حکم کرنے مین ساتھ پردہ کرنے کے آنحضرت کی بیبیون کو تیسرے
بیچ قیدیون بدر کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فـ ۶ اکہ حکم کیا مین نے غزوہ بدر کی قیدیون کے قتل کرنے کا اور آنحضرت نے بمشورہ ابی بکر فدیہ لیا اور خلاص کیا
پس آیۃ نازل ہوئی موافق رائے میری کے (وَعَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِأَرْبَعٍ بِذِكْرِ الْأُسَارَى يَوْمَ بَدْرٍ أَمَرَ بِقَتْلِهِمْ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى لَوْلَا

من اللہ سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ویذکرہ الحجاب امر نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان یحتجبن فقالت لہ زینب وانک علینا یا ابن الخطاب والوحی ینزل فی بیوتنا فانزل اللہ تعالی واذا سالتموہن متاعا فسئلوہن من وراء حجاب وبدعوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اید الاسلام بعمر وبرایہ فی ابی بکر کان اول ناس بایعہ رواہ احمد اور روایت ہے ابن مسعود سے کہا فضیلت دیئے گئے آدمیوں پر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بسبب چار چیزوں کے ایک تو بسبب ذکر کرنے انکے کے قیدیوں کو روز بدر کے حکم کیا عمر نے انکے قتل کرنیکا پس اُتاری اللہ تعالی نے یہ آیت اگر نہ ہوتا لکھا ہوا یا حکم اللہ کی طرف سے سبقت لے گیا یعنی پہلے سے لوح محفوظ میں یا علم الٰہی میں ثابت ہے کہ خطا کرنے والا اجتہاد میں نہیں عذاب کیا جاویگا یا یہ کہ اہل بدر مغفور ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو البتہ پہنچتا تمکو بسبب اس چیز کے کہ لیا تمنے یعنی فدیہ عذاب بڑا فی الحقیقت یعنی دنیا میں پہلے آنحضرت کے اور فدیہ جو انھوں نے لیا دن بدر کے کفار سے تو خطاء اجتہادی ہوئی انکو کہ لیا تھا انھوں نے فدیہ سمجھکر کہ لینا مال کا انسب ہے تاکہ تقویت پاویں مومن بسبب اسکے اور شاید کہ وہ ایمان لاویں بسبب چھوٹنے کے بعد اسکے اور یہ رائے تھی ابوبکر کی اور اور بعضوں کی کہ تابع ہو گئے تھے انکے صاحبان صفت جمال سے اور بعضے کہتے تھے کہ قتل ہی کرنا چاہیے انکو اسلیے کہ وہ پیشوا اور سردار ہیں کفر کے اور یہ قول تھا عمر کا اور انکا کہ موافق تھے انکے صاحبان صفت جلال سے اور ہر گاہ کہ تھے آنحضرت مائل اپنے کمال سے طرف صفت جمال کے اختیار کیا قول صدیق کا فی الحال اور تفصیل اسکی ریاض الصالحین میں حضرت عمر سے یوں لکھی ہے کہ کہا جبکہ ہوا دن بدر کا فرمایا آنحضرت نے کہ کیا رائے ہے ان قیدیوں کے حق میں پس کہا ابوبکر نے یا رسول اللہ چچا کے بیٹے اور کنبے کے بیٹے اور بھائیوں کے بیٹے ہیں سوا اسکے نہیں کہ لیوینگے ہم انسے فدیہ پس ہوگی ہمارے لیے قوت مشرکوں پر اور شاید ہے کہ ہدایت کرے انکو اللہ طرف اسلام کے اور ہوویں ہمارے مددگار فرمایا حضرت نے کیا ہے رائے تیری اے ابن الخطاب کہا میں نے یا رسول اللہ نہیں مناسب دیکھتا میں وہ چیز کہ دیکھی ابوبکر نے ولیکن یہ پیشوا الکفر کے اور سردار اسکے ہیں پس ماریں ہم انکو اور ماریں گردنیں انکی کہا عمر نے پس قصد کیا آنحضرت نے اس چیز کا کہ کہی ابوبکر نے اور نہ قصد کیا اس چیز کا کہ کہی میں نے اور لیا انسے فدیہ پس جبکہ صبح کی میں نے آیا میں صبح کو آنحضرت کے پاس پس ناگہان آنحضرت اور ابوبکر بیٹھے ہوئے روتے تھے کہا میں نے یا رسول اللہ کس چیز سے روتے ہو تم اور یار تمھارے پس اگر رونا آوے روؤں میں والا تکلف روؤنے کی صورت بناؤں میں بسبب رونے تمھارے کے پس فرمایا حضرت نے کہ تحقیق سامنے لایا گیا میرے عذاب تمھارا قریب تر اس درخت سے اور ایک درخت اسوقت بہت قریب تر تھا پس اُتاری اللہ تعالی نے یہ آیت (ما کان لنبی ان یکون لہ اسری حتی یثخن فی الارض تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ) ترجمہ اور فضیلت دیئے گئے عمر بسبب ذکر کرنے انکے پردہ کو کہ حکم کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو پردہ کریں پس کہا عمر سے زینب بنت جحش نے کہ ازواج مطہرات سے ہیں کہ تحقیق تو آیا حکم کرتا ہے ہم پر اے بیٹے خطاب کے اور حالانکہ وحی اُترتی ہے ہمارے گھروں میں پس اتاری اللہ تعالی نے یہ آیت اور جب مانگو تم آنحضرت کی بیویوں سے کچھ چیز فائدہ کی پس مانگو تم انسے پردہ کے پیچھے سے اور اور فضیلت دیے گئے عمر بسبب قبولیت دعاء آنحضرت کے انکے حق میں کہ دعا کی خداوندا قوی کر دین اسلام کو بسبب اسلام لانے عمر کے اور فضیلت دیئے گئے عمر بسبب رائے اپنی یعنی اجتہاد اپنے کے بیچ بیعت ابی بکر کے یعنے وقت خلیفہ ہونے انکے کے تھے عمر پہلا آدمیوں میں سے کہ بیعت کی ابوبکر سے یعنے اول انھوں نے بیعت کی پھر اوروں نے باتباع انکے نقل کی یہ احمد نے (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذاک الرجل ارفع امتی درجۃ فی الجنۃ قال ابو سعید واللہ ما کنا نری ذلک الرجل الا عمر بن الخطاب حتی مضی لسبیلہ رواہ ابن ماجۃ) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص بہت بلند ہے امت میری میں از روے مرتبہ کے بہشت میں نقل کی یہ ابن ماجہ نے ف اسی طرح آنحضرت نے مبہم فرمایا اور تعیین نہ کی کہ وہ شخص کون ہے اور مقصود یہ تھا کہ تاکہ لوگ اور جد و جہد کریں لوگ طاعات میں تا وہ مرتبہ پاویں اور وہ مرتبہ پایا نہیں جاتا ہے مگر بسبب نہایت جد و جہد کے اور مواظبت کے طاعات و عبادات پر اور بسبب متصف ہونے کے ساتھ اخلاق و کمالات کے یا ذکر کسی شخص کا ہوا ہو کہ متصف ہے ساتھ ان صفتوں کے پس اشارہ کیا آنحضرت نے کہ جو کوئی متصف ہو ان صفات کر بلند ہو گا درجہ اسکا بہر تقدیر ترجمہ کہا ابو سعید نے قسم خدا کی نہ تھے ہم گمان لیجاویں اس شخص کو کہ کون ہے مگر عمر بن الخطاب یہاں تک کہ گذر گئے عمر ساتھ راہ اپنی کے ف

ف ۔ یعنی ڈرتا ہوں واقع ہونے فتنوں سے کہ سب درمیان تمہارے اسلیے کہ یہ تھے مانند دروازے کے کہ روکتے تھے فتنوں کو اور معنی اپنے نفس پر بھی ڈرتا ہوں اور نہیں ڈرتا ہوں عذاب رب اپنے سے اسلیے کہ ترجمہ قسم کھاتا ہوں اللہ کی اگر تحقیق ہو میرے لیے بقدر بھری زمین کے سونا البتہ اللہ تعالی کے عذاب کے بدلہ دوں میں اسکو پہلے اسکے کہ دیکھوں میں اسکو یعنی اللہ کو یا اسکے عذاب کو نقل کی یہ بخاری نے ف ع ۔ یہ کہنا انہوں نے بسبب غلبہ خوف کے کہ واقع ہوا انکو اسوقت بخوف قصور کرنے کے اللہ تعالی کے حقوق میں کذا فی فتح الباری اور استیعاب میں ہے کہ عمر جسوقت زخمی کیے گئے کہتے تھے اس حال میں کہ سر انکا انکے بیٹے عبد اللہ کی گود میں تھا ظلوما لنفسی غیر انی مسلم ۔ اصلی صلاتی کلہا واصوم ۔ کہا مؤلف نے کہ دفن کیے گئے عمر دن اتوار کے دسویں محرم کو سنہ چوبیس میں اور صحیح یہ ہے کہ عمر انکی ترسٹھ برس کی تھی اور رہی خلافت انکی ساڑھے دس برس اور نماز پڑھی انپر صہیب نے اور روایت کی انسے ابو بکر اور باقی عشرہ مبشرہ نے اور خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین میں سے رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جملہ کرامات انکی سے ریاض میں یہ نقل کی ہے کہ جب مصر پر فتح ہوئی تو آئے وہاں عامل ہو کر عمرو بن العاص کہا وہاں کے رہنے والوں نے کہ یہ نیل محتاج ہوتا ہے ہر سال میں طرف ایک لڑکی باکرہ کے کہ خوبصورت لڑکیوں میں سے ہو ڈالدیتے ہیں ہم اسکو اسمیں اور نہیں تو وہ جاری نہیں ہوتا اور خراب ہوجاتے ہیں شہر اور قحط پڑتا ہے لکھ بھیجی عمرو بن العاص نے یہ خبر عمر کو لکھ بھیجا انہوں نے ایک پرچہ کہ اسمیں لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم طرف نیل مصر کے یہ پیام ہے بندہ اللہ عمر بن الخطاب کی طرف سے اما بعد حمد و صلوۃ کے پس اگر جاری ہوتا ہے تو اپنے سے تو نہیں حاجت ہمکو طرف تیرے اور اگر جاری ہوتا ہے تو اللہ کے حکم سے تو جاری ہو بنام خدا اور کہلا بھیجا حضرت عمر نے عمرو کو کہ ڈالدے تو اسکو نیل میں پس جاری ہوا نیل اس رات سولہ گز چڑھ گیا ہر سال میں چڑھتا ہے ۔

باب مناقب ابی بکر و عمر

باب ہے بیچ مناقب ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ف ع ۔ چونکہ واقع ہوا ہے ذکر شیخین کا متصل بہم اکثر احادیث میں تو اسکے عقد کیا مؤلف نے ایک باب اور بیچ ذکر کرنے ان حدیثوں کے اور بلا شبہ ذکر کیے جاتے تھے یہ دونوں صاحب اکثر احوال میں بسبب ہونے دونوں کے وزیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مقرب وقت ہونے انکے اور مشیر ہیں اور امین امور میں اور مصاحب اور ہم نشین حضرت کے تمام اوقات و احوال میں

الفصل الاول فصل پہلی (عن ابی ہریرۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال بینا رجل یسوق بقرۃ اذ اعیی فرکبہا فقالت انا لم نخلق لہذا انما خلقنا لحراثۃ الارض فقال الناس سبحان اللہ بقرۃ تکلم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی اومن بہ انا وابو بکر وعمر وما ہما ثم وقال بینا رجل فی غنم لہ اذ عدا الذئب علی شاۃ منہا فاخذہا فادرکہا صاحبہا فاستنقذہا فقال لہ الذئب فمن لہا یوم السبع یوم لا راعی لہا غیری فقال الناس سبحان اللہ ذئب یتکلم فقال اومن بہ انا وابو بکر وعمر وما ہما ثم متفق علیہ) روایت ہے ابو ہریرہ سے انہوں نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے اسوقت کہ ایک شخص ہانکتا تھا ایک گائے کو ناگہان تھک گیا وہ شخص پس سوار ہوا اسپر پس بولی گائے کہ ہم نہیں پیدا کیے گئے ہیں اسکے لیے یعنی سوار ہونے کے لیے سوا اسکے نہیں کہ ہم پیدا کیے گئے ہیں واسطے کشت و کار زمین کے ف ع ۔ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ سوار ہونا گاؤں پر اور بوجھ لادنا اسپر ناجائز ہے اور شیخ ابن حجر نے کہا کہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اسکے اسپر کہ چارپایہ استعمال نہ کیے جاویں مگر اس چیز میں کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ استعمال کرنے انکے کے اس چیز میں اور احتمال ہے کہ یہ اشارہ ہے طرف اولی اور افضل کے یعنی بہتر یہ ہے کہ جن چیزوں کے لیے پیدا ہوئے ہیں انہیں سے جو چیز معہود ہو اسمیں استعمال کیے جاویں والا حقیقت حصر کی مراد نہیں ہے کہ فقط کھیتی ہی میں استعمال کریں اسلیے کہ جملہ ان چیزوں میں سے کہ پیدا کیے گئے ہیں وہ واسطے انکے ذبح کرنا اور کھانا بھی ہے بالاتفاق پس کہا لوگوں نے یعنی جو کہ حاضر تھے ازراہ تعجب کے سبحان اللہ گائے بولتی ہے یعنی حالانکہ وہ حیوانات بے زبان سے ہے پس فرمایا آنحضرت نے پس تحقیق میں ایمان لاتا ہوں ساتھ اسکے ف ع ۔ یعنی اس بات کے کہ کلام کرنا گاؤں کا حق ہے اور جملہ وہم و خیال یا القاء شیطان سے نہیں ہے یا اس بات کے کہ اسنے کہا کہ مخلوق نہیں ہو گر واسطے کھیتی کے اور ایمان لاتے ہیں ابو بکر اور عمر رض ف ع ۔ خاص انہیں کا ذکر کرنا واسطے اشارہ کے ہے طرف قوت اور کمال ایمان انکے کے اگرچہ نہیں کہ ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے اسکو دیکھا اور سنا اور حاضر ہوئے انکے ایمان لانا اسپر پس کیونکہ فرمایا کہ ایمان لاتے ہیں اسپر ابو بکر اور عمر رض

جواب اسکا یہ ہی کہ مراد یہ ہی کہ ایسا امر ہی کہ اسکی شان سے یہ ہی کہ اگر مطلع ہوں وہ اسپر تو ایمان لاویں اسپر اور نہ تردد اور شک کریں اسمیں ت اور نہیں تھے ابوبکر رض
اور عمر اس جگہ ف ع یعنے اس مکان میں کہ فرمایا حضرت نے یہ کلام پس یہ مبالغہ ہی بیچ مدح اور قوت ایمانی انکی کے یعنے اگر وہ حاضر ہوتے تو احتمال تھا کہ
تخصیص انکے ذکر کی بسبب حضور انکے کے ہوتی اور جب مدح اور ذکر انکا اس بات میں غائبانہ کیا تو اسکو بڑا دخل ہوا مقصود میں اور صریح دلیل ہوا اسپر کہ یہ ذکر
بسبب کمال اور قوت ایمانی انکے کے ہی فافہم ت اور کہا ابوہریرہ نے اسوقت کہ ایک شخص تھا اپنی ریوڑ میں ناگہان حملہ کیا بھیڑیے نے ایک بکری پر ریوڑ میں سے
پس پکڑا بھیڑیے نے بکری کو پس پہونچا بکری کا مالک اسکا اور چھڑا لیا بکری کو بھیڑیے سے پس کہا اس شخص سے بھیڑیے نے کہ پس کون نگہبان ہوگا اس بکری کا یعنی
عنقریب اس بکری کا دن سبع کے اسدن کہ نہیں ہوگا کوئی چرانیوالا اسکا سوائے میرے ف ع لفظ یوم السبع ساتھ جزم با اور پیش اسکے کے دونوں طرح روایت
کیا گیا ہی اور متعدد اور مختلف آگئے ہیں اسکے بیان میں اقوال پس ساتھ جزم کے کہا ہی علما نے کہ مراد اس سے فتنے ہیں کہ لوگ آپسمیں جنگ کرینگے اور بکریان بغیر
چرانیوالے کے چھوڑ دینگے اور سبع اور اہمال بمعنے ترک اور مہمل چھوڑ دینگے آیا ہی اور سبع بمعنے مہمل کے آیا ہی اور چونکہ بغیر چرانیوالوں کے چھوڑی جاوینگی گویا چرواہا
انکے بھیڑیے ہونگے پس یہ خبر دی بھیڑیے نے ساتھ وجود شدائد اور فتنوں کے کہ واقع ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ یوم السبع ساتھ جزم کے نام ایک عید کا ہی
کہ انکے بیچ تھی جاہلیت میں یعنے حالت کفر میں کہ جمع ہوتے تھے اسمیں واسطے موسم کے کہ باز رکھتا تھا انکو ہر چیز سے اور چھوڑ دیتے تھے اسمیں مواشی کو پس کھا لیتے
تھے انکو بھیڑیے پس گویا خبر دی بھیڑیے نے گذشتہ سے کہ اس روز کون نگہبان بکریوں کا ہوتا تھا کہ آج نگہبانی انکی کرتا ہی تو یا روز عید کا کہ باقی اور دائم ہی کون نگہبانی
انکی اس روز کریگا اور ساتھ پیش کے بمعنے درندہ کے ہی اور یہ بھی اختلاف معانی کا احتمال رکھتا ہی اور راجح انکی طرف ہوسکتا ہی اور بعضوں نے کہا کہ ساتھ پیش کے
بمعنے روز عید کے ہی اور مشارق میں کہا کہ بعضوں نے کہا کہ یہ لفظ یوم السبع ہی ساتھ ی کے بمعنے ضایع ہونے کے اور سیع بمعنے ضیاع کے ہی ت پس کہا لوگوں
نے از راہ تعجب کے کہ سبحان اللہ بھیڑیا بولتا ہی پس فرمایا آنحضرت نے کہ ایمان لاتا ہوں میں اسپر اور ابوبکر اور عمر اور نہیں تھے وہ دونوں اس جگہ نقل کی
بخاری اور مسلم نے (وعن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی یقول
یرحمک اللہ انی لارجو ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر وفعلت وابوبکر وعمر
وانطلقت وابوبکر وعمر ودخلت وابوبکر وعمر وخرجت وابوبکر وعمر فالتفت فاذا علی بن ابی طالب متفق علیہ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا تحقیق میں
البتہ کھڑا تھا ایک قوم میں یعنے حضرت عمر کی وفات کے روز پس دعا کی خیر کی اس قوم نے واسطے عمر کے اس حال میں کہ تحقیق رکھے گئے تھے عمر اپنے
تخت پر یعنے نہلانے کے لیے بعد وفات کے اور حاضر تھی وہاں ایک جماعت انکے یاروں میں سے ناگہان ایک شخص نے پیچھے میرے سے تحقیق رکھی
کہنی اپنی میرے مونڈھے پر کہتا ہی وہ شخص یعنے خطاب کرکے عمر کی طرف رحمت کرے تجھکو اللہ بلاشبہہ میں البتہ امید رکھتا ہوں یہ کہ کردیوے تجھکو اللہ تعالی ساتھ دونو
یار تمہارے کے یعنے آنحضرت کے اور ابی بکر کے قبر میں یا جنت میں اسواسطے کہ میں بہت تھا سنتا آنحضرت سے فرماتے تھے میں یعنے فلانے مکان میں
اور ابوبکر اور عمر اور کیا میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یعنے فلانا امر امور عبادت سے یا رسوم عبادت سے اور چلا میں اور ابوبکر اور عمر یعنے طرف فلانے مکان کے اور
داخل ہوا میں اور ابوبکر اور عمر یعنے مسجد وغیرہ میں اور نکلا میں اور ابوبکر اور عمر یعنے گھر وغیرہ سے کہا ابن عباس نے پس پیچھے پھر کر دیکھا میں نے پس ناگہان
وہ شخص علی مرتضی تھے نقل کی بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عن ابی سعید الخدری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اہل الجنۃ
لیتراءون اہل علیین کما ترون الکوکب الدری فی افق السماء وان ابابکر وعمر منہم وانعما رواہ فی شرح السنۃ وروی نحوہ ابوداود والترمذی وابن ماجۃ)
روایت ہی ابی سعید خدری سے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ بہشتی البتہ دیکھینگے اہل علیین کو یعنے دیکھیگا بعض انکا بعض کو یعنے مقام اور مرتبہ انکے کو نہایت بلندی
میں جیسے کہ دیکھتے ہو تم بہت روشن ستارہ کو کنارہ آسمان میں کہ ستارہ کنارہ آسمان میں بہت روشن معلوم ہوتا ہی اور بلاشبہہ ابوبکر اور عمر اہل علیین میں سے ہو

اور زیادہ ہین یہ دونون درجہ اور رتبہ مین اور بڑھ گئے ہین مرتبہ مین اس سے کہ ہو وین وہ اہل علیین سے ف ح علیین ساتھ زیر عین اور لام کے اور تشدید ی
پہلی اور جزم دوسری کے ایک مقام ہے ساتوین آسمان مین کہ چڑھتی ہین اسکی طرف ارواحین مومنون کی اور بعضون نے کہا کہ نام ہے دیوان ملائکہ حفظہ کا کہ اٹھائے
جاتے ہین اسکی طرف اعمال صالحون کے اور لفظ دری ساتھ پیش دال اور زیر رے مشددہ کے اور ی نسبت کے ہے تشبیہ دی ساتھ در کے یعنے مروارید کے بیچ
روشنی اور صفائی کے ترجمہ نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ مین ساتھ اسناد اپنے کے اور روایت کی مانند اسکے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے (وَعَنْ
اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ سَیِّدَا کُھُوْلِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ
عَنْ عَلِیٍّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ابوبکر اور عمر دونون سردار ہین ادھیڑون اہل بہشت کے پہلون مین سے اور
پچھلون مین سے سوائے نبیون کے اور پیغمبرون کے نقل کی یہ ترمذی نے اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ف ح یہ وصف کرنا لوگون کا ساتھ
ادھیڑ ہونے کے باعتبار حال انکے کے دنیا مین ہے ورنہ بہشت مین ادھیڑ نہین ہونے کا بس یعنے یہ ہین کہ ادھیڑ ہے دنیا مین اور پہلون سے مراد ہین اگلی
امتون کے بس ہونگے افضل اصحاب کہف اور مومن آل فرعون سے اور خضر بھی بموجب قول انکے کہ ولی کہا ہے انکو اور پچھلون سے مراد ہین اولیا اور علما اور شہدا
اس امت کے اور نبیون اور رسولون کے استثنا کرنے سے نکل گئے عیسے اور ایسے ہی خضر بسبب قول انکے کہ نبی کہا ہے انکو (وَعَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَا اَدْرِیْ مَا بَقَائِیْ فِیْکُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے حذیفہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے تحقیق مین نہین جانتا مین کہ کتنی ہے زندگانی اور باقی رہنا میرا درمیان تمہارے یعنے کم مدت ہے یا بہت بس پیروی کرو ان دو شخصون کی کہ پیچھے میرے
و خلیفہ میرے ہونگے کہ وہ ابوبکر اور عمر ہین نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ لَمْ یَرْفَعْ اَحَدٌ مِّنْہُمْ
رَاْسَہٗ غَیْرَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ کَانَا یَتَبَسَّمَانِ اِلَیْہِ وَیَتَبَسَّمُ اِلَیْہِمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
جب داخل ہوتے مسجد مین نہ اٹھاتا کوئی بیٹھنے والا صحابہ مین سے سر اپنا بیچ مارے ہیبت کے اور بہ پاس ادب کے سوائے ابی بکر اور عمر کے تھے یہ دونون
کہ مسکرا لیتے تھے دیکھکر طرف آنحضرت کے اور مسکرا لیتے تھے آنحضرت دیکھکر طرف انکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح خاصیت
محبت اور عادت محبوبون کی ہے کہ جب آپس مین ایک کی دوسرے پر نظر پڑتی ہے تو بے اختیار مسکرا لینے لگتے ہین اور شاد ہو جاتے ہین (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ ذَاتَ یَوْمٍ وَّدَخَلَ الْمَسْجِدَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ اَحَدُھُمَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرُ عَنْ شِمَالِہٖ وَھُوَ اٰخِذٌ بِاَیْدِیْھِمَا فَقَالَ ھٰکَذَا نُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَوَاہُ
التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے ایک روز یعنے حجرہ شریفہ سے اور داخل ہوئے مسجد مین اور
ابوبکر اور عمر ایک دونون مین سے داہنی طرف آنحضرت کے تھے اور دوسرے بائین طرف انکے اور آنحضرت پکڑے ہوئے تھے ہاتھ دونون صاحبون کے
پس فرمایا آنحضرت نے کہ اسی طرح اٹھائے جاوینگے ہم یعنے قبرون سے نکلینگے طرف محشر کے روز قیامت کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب
ہے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی اَبَابَکْرٍ وَّعُمَرَ فَقَالَ ھٰذَانِ السَّمْعُ وَالْبَصَرُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ مُرْسَلًا) اور روایت ہے عبد اللہ بن حنطب
تابعی سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ابابکر صدیق اور فاروق کو بس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ دونون بمنزلہ شنوائی اور بینائی کے ہین نقل کی یہ ترمذی نے
بطریق ارسال کے ف ح یعنے یہ دونون درمیان مسلمانون کے مشابہ کان اور آنکھ کے ہین جو بدن مین بہ نسبت تمام اعضا کے شرف اور نفاست مین اور قریب
اس معنے کے ہے یہ کہ بعضون نے کہا کہ مثل انکی دین مین بمنزلہ سمع و بصر کے ہے جسد مین یا یہ بہ نسبت میرے بمنزلہ سمع اور بصر کے ہین کہ سنتا ہون مین بواسطہ انکے
اور دیکھتا ہون مین بواسطے انکے اور یہ مضمون راجع ہوتا ہے طرف یعنے وزارت و وکالت کے یا مراد بیان کرنا شدت حرص انکی کا ہے اوپر سننے حق کے اور اتباع
اسکی کے اور مشاہدہ حق کے انفس اور آفاق مین (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَّبِیٍّ اِلَّا لَہٗ وَزِیْرَانِ مِنْ اَھْلِ السَّمَآءِ

وَوَزِيرَانِ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَئِيلُ وَمِيكَائِيلُ وَاَمَّا وَزِيرَايَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے
ابو سعید خدری سے کہا اُنہنے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں ہے کوئی پیغمبر مگر واسطے اسکے ہوتے ہیں دو وزیر آسمان کے فرشتوں میں سے کہ امداد و اعانت
کرتے ہیں اسکی عالم ملکوت سے اور دو وزیر ہوتے ہیں زمین والوں میں سے ف ع یعنے اسکے یاروں میں سے کہ خدمت اور نصرت اسکی کرتے ہیں عالم ناسوت
میں اور جب درپیش آتا ہے اسکو کوئی امر تو مشورہ کرتا ہے اُنسے جیسے کہ بادشاہ کو کوئی امر مشکل درپیش آتا ہے تو مشورہ کرتا ہے اپنے وزیروں سے پس لیکن اپیر وزیر میرے
آسمان والوں میں سے پس جبرئیل اور میکائیل ہیں ف ع اسمیں دلیل ظاہر ہے اسپر کہ آنحضرت افضل ہیں جبرئیل اور میکائیل سے ت اور لیکن دو وزیر میرے زمین
والوں میں سے پس ابوبکر اور عمر ہیں نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اسمیں دلالت ظاہرہ ہے اسپر کہ یہ دونوں صاحب افضل ہیں اور صحابہ میں سے حالانکہ صحابہ
افضل ہیں ہماری امت میں اور دلالت ہے اسپر کہ ابوبکر افضل ہیں عمر سے اسلیئے کہ واو اگرچہ ہے مطلق جمع کے لیئے ولیکن ترتیب اسکی لفظا کلام حکیم میں ضرور
ہو کہ اُسکے لیئے اثر عظیم ہو (وَعَنْ اَبِي بَكْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ كَاَنَّ مِيزَانًا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَوُزِنْتَ اَنْتَ وَاَبُوبَكْرٍ
فَرَجَحْتَ اَنْتَ وَوُزِنَ اَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَرَجَحَ اَبُوبَكْرٍ وَوُزِنَ عُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَحَ عُمَرُ ثُمَّ رُفِعَ الْمِيزَانُ فَاسْتَاءَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فَسَاءَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ
خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ ثُمَّ يُؤْتِي اللّٰهُ الْمُلْكَ مَنْ يَّشَاءُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَاَبُوْدَاوٗدَ) اور روایت ہے ابی بکرہ سے یہ کہ ایک شخص نے کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
کہ خواب میں دیکھا میں نے کہ گویا ایک ترازو اُتری ہے آسمان سے پس تولے گئے آپ اور ابوبکر پس غالب آئے آپ اور تولے گئے ابوبکر اور عمر پس غالب آئے ابوبکر
اور تولے گئے عمر اور عثمان پس غالب آئے عمر پھر اُٹھائی گئی ترازو ف ح اور اُس شخص نے جو تھا حضرت علی اور عثمان کا نہ دیکھا گویا اسمیں اشارہ ہے اسکی طرف کہ ان
دونوں صاحبوں کے تفاضل میں اختلاف ہے سلف میں جیسے کہ کتب کلامیہ میں مذکور ہے ت پس غمگین ہوئے آنحضرت بسبب اس خواب دیکھنے اس شخص کے
جیسے کہ راوی نے تفسیر کی ساتھ قول اپنے کے پس غمگین کیا آنحضرت کو اسکے سننے نے ف ع یعنے بسبب اسکے کہ معلوم کیا آنحضرت نے کہ تعبیر اسکی یہ ہے
کہ بعد خلافت عمر کے ظہور فتنوں کا ہوگا اور جتنے امور ہیں پست ہوجاوینگے ت پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ جو تونے دیکھا خلافت نبوت ہے یعنے ان دونوں
صاحبوں کی خلافت خلافت نبوت ہے کہ اسمیں اصلا آمیزش بادشاہت اور خلاف نہو گا پھر دیگا اللہ تعالیٰ ملک جسکو چاہیگا نقل کی یہ ترمذی اور ابوداود نے
ف ح ع تعبیر دی آنحضرت نے اُٹھ جانے ترازو کی یہ کہ زمانہ خلافت کا خالص اور منتہی ہوگا ابوبکر اور عمر پر کہ اتفاق ہوگا اُسپر اور بعد اسکے آمیزش بادشاہت کی
ہوگی اور کچھ خلاف اور بے انتظامی راہ پاویگی اور بعد از خلافت چاروں کے بادشاہت ہوگی گزندہ جیسے کہ حدیث میں آیا ہے اور سمجھنا اس تعبیر کا اُٹھ جانے میزان کے
سے اس سبب سے کیا کہ آپسمیں تولنا عادت کیا جاتا ہے اُن چیزوں میں کہ آپسمیں نزدیک ایک دوسرے کے ہیں اور جب آپسمیں بعید اور متباین ہوں تو آپسمیں
تو فنا کچھ سے نہیں کہتا ہیں اُٹھایا گیا اور کنارے کیا گیا آپسمیں تولنا پس یہ خواب دلالت کرتا ہے اوپر انحطاط امر خلافت کے بعد از ابوبکر اور عمر کے اور معنے غالب
آنے ہر ایک کے دوسرے پر میزان میں یہ ہیں کہ راجح افضل ہے مرجوح سے اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ فصل تیسری (عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ اَبُوبَكْرٍ ثُمَّ قَالَ يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَاطَّلَعَ عُمَرُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) روایت ہے ابن مسعود
سے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی صحابہ کو کہ پیدا ہوگا اور آویگا تمپر ایک شخص اہل بہشت میں سے پس آئے ابوبکر پھر فرمایا کہ آویگا تمپر ایک شخص
اہل بہشت میں سے پھر آئے عمر نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے ف ح حدیثوں میں بشارت جنت کی ایک جماعت کے لیئے اصحاب
میں سے واقع ہوئی ہے اور چونکہ اس حدیث میں واسطے ابوبکر اور عمر کے اکٹھی واقع ہوئی ہے اس باب میں ذکر کی (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ بَيْنَا رَاْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حِجْرِيْ فِيْ لَيْلَةٍ ضَاحِيَةٍ اِذْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ يَكُوْنُ لِاَحَدٍ مِنَ الْحَسَنَاتِ عَدَدَ نُجُوْمِ السَّمَاءِ قَالَ نَعَمْ عُمَرُ قُلْتُ فَاَيْنَ حَسَنَاتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ
اِنَّمَا جَمِيْعُ حَسَنَاتِ عُمَرَ كَحَسَنَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَوَاهُ رَزِيْنٌ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ کہا اُس وقت کہ سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری

تو وہ کون تھا بیچ چاندنی رات کے ناگہاں کہا میں نے یا رسول اللہ کیا ہوگا کسی کے لیے نیکیاں موافق گنتی ستاروں آسمان کے فرمایا کہ ہاں وہ عمر ہے کہ نیکیاں
انکی موافق گنتی آسمان کے ستاروں کے ہیں کہا میں نے پس کیا حال ہے ابوبکر کی نیکیوں کا فرمایا آنحضرت نے نہیں ہیں تمام نیکیاں عمر کی مگر مانند ایک نیکی
کے ابوبکر کی نیکیوں میں سے نقل کی یہ رزین نے ف یعنے ابوبکر کی نیکیاں انکی نیکیوں سے کہیں زیادہ ہیں اور اگر فرض کیا جاوے کہ نیکیاں عمر کی ابوبکر
کی نیکیوں سے زیادہ ہوں تو بھی ابوبکر افضل ہیں بسبب قوت حسنات انکی کے از راہ کیفیت اور نفاست کے بسبب پائے جانے کمال اخلاص اور شہود معرفت
کے جیسے کہ روایت کیا ہے ایک حدیث میں کہ نہیں ہے فضیلت ابوبکر کی تمپر بسبب کثرت نماز اور روزہ کے بلکہ بسبب اس چیز کے کہ رکھی گئی ہے انکے دل میں ذکر کیا ہے
اس حدیث کو غزالی نے باب مناقب عثمان رضی اللہ عنہ باب بیچ مناقب عثمان رضی اللہ عنہ کے الفصل الاول فصل پہلی عن عائشۃ
قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا عن فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال فتحدث ثم استاذن
عمر فاذن لہ وھو کذلک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسوی ثیابہ فلما خرج قالت عائشۃ دخل ابوبکر فلم تھتش لہ ولم تبالہ
ثم دخل عمر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسویت ثیابک فقال الا استحیی من رجل تستحیی منہ الملائکۃ وفی روایۃ قال ان عثمان رجل حیی وانی
خشیت ان اذنت لہ علی تلک الحال ان لا یبلغ الی فی حاجتہ رواہ مسلم روایت ہے عائشہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے اپنے
گھر میں کھولے ہوئے رانیں اپنی یا پنڈلیاں اپنی ف کہا نووی نے کہ دلیل پکڑی ہے اس حدیث کو مالکیوں وغیرہ نے کہ جو کہتے ہیں ران ستر نہیں چاہئے کہ
یہ حدیث دلیل نہیں ہو سکتی اسلیے کہ شک کیا ہے راوی نے [illegible] کھولے ہوئے ہیں کہ آیا وہ رانیں تھیں یا پنڈلیاں پس لازم نہیں آتا ہے اس سے جزم ہونا کھولنے
ران کا اور جائز ہے یہ کہ ہو مراد کھولنے ران کے سے کھولنا انکا قمیص سے نہ ازار سے یعنے تہبند بندھا ہوا تھا اور اوپر قمیص کا اوپر تھا سمٹا ہوا تھا جیسے کہ
آگے آتا ہے کلام عائشہ کا کہ مشعر ہے اسپر اور یہی ظاہر ہے آنحضرت کے احوال سے وحالت ملاطفت کے ساتھ آل واصحاب کے تو ترجمہ پس اذن چاہا ابوبکر نے
آنے کے لیے پس اذن دیا آنحضرت نے انکو حالانکہ وہ اسی حال پر تھے یعنے نہ ڈھکی پنڈلی وغیرہ پس باتیں کیں ابوبکر نے یعنے بیٹھنا ابوبکر کا کچھ دیر تک ہوا
پھر اذن چاہا آنے کا عمر نے پس اذن دیا آنحضرت نے عمر کو اور آنحضرت اسی حال پر تھے پس باتیں کیں عمر نے پھر اذن چاہا عثمان نے یعنے اور آنے کے لیے پس
اٹھ بیٹھے آنحضرت اور درست کیے کپڑے اپنے ف اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ نہیں تھے کھولے ہوئے نفس ایک دونوں عضو میں سے بلکہ ہوا
تہبند کے اور کپڑا نہ تھا اسلیے نہ کہا وستر فخذیہ پس اٹھ گیا ساتھ اسکے اشکال اور دفع ہو گیا استدلال مذکور واللہ اعلم بالاحوال پس جبکہ نکلے یعنے عثمان اور
کہ ساتھ انکے تھے یا تقدیر یہ ہے پس جبکہ نکلی قوم کہا عائشہ نے کہ داخل ہوئے ابوبکر پس جنبش کی آپ نے واسطے انکے اور نہ پروا کی آپ نے انکی یعنے یوں ہی
لیٹے رہے اور کپڑے نہ کھینچے پھر داخل ہوئے عمر پس نہ حرکت کی آپ نے واسطے انکے اور نہ پروا کی آپ نے انکی پھر داخل ہوئے عثمان پس اٹھ بیٹھے آپ اور
درست کیے کپڑے آپ نے اپنے پس فرمایا آنحضرت نے کہ کیا حیا نہ کروں میں اس شخص سے کہ حیا کرتے ہیں اس سے فرشتے ف کہا نووی نے کہ اس حدیث میں
فضیلت ظاہر ہے عثمان کی اسلیے کہ حیا اچھی صفت ہے صفتوں ملائکہ کے سے وہ انکے لیے ثابت ہوئی کہا مظہر نے کہ اسمین دلیل ہے اوپر توقیر عثمان کے نزدیک
آنحضرت کے لیکن اس سے کچھ ابوبکر اور عمر کے منصب میں نزدیک آنحضرت کے فرق نہیں آتا اور کمال اتحاد آپ کی بہ نسبت انکے لازم نہیں آتی اسلیے کہ
جب کمال اور محبت ہوتی ہے تو تکلف اٹھ جاتا ہے جیسے کہ کہا گیا ہے اذا حصلت الالفۃ بطلت الکلفۃ کہتا ہوں میں یہ مترجم اگرچہ حدیث کہ دلیل ہوئی ان دونوں
صاحبوں کی فضیلت پر مگر چونکہ ظاہر سمجھی جاتی ہے اس سے تعظیم اور توقیر عثمان کی ذکر کی گئی ہے انکی مناقب کے باب میں اور حقیقت میں جو صفت غالب ہوتی
تھی اسکی رعایت آنحضرت فرماتے تھے حضرت عثمان میں صفت حیا غالب تھی اس سے لحاظ انکا کرتے تھے اور ان صاحبوں سے بے تکلفی تھی اسلیے
معاملہ بے تکلفی کا رکھتے تھے اور ملائکہ نے جن مواضع میں حضرت عثمان سے حیا کی ہے ازانجملہ بعضوں نے ایک جگہ یہ نقل کی ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

پہلے تھے یعنی جب آکر بیٹھے تو انکا سینہ کھلا ہوا تھا پس ملائکہ پیچھے ہٹ گئے پس حکم کیا انکو آنحضرت نے سینہ کے ڈھانکنے کا پس ہو گیا ملائکہ نے اپنی جگہ پس پوچھا
انہوں نے آنحضرت سے سبب انکے ہٹ جانے کا انہوں نے کہا کہ بسبب حیا عثمان کے ہٹ گئے تھے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے
تحقیق عثمان ایک مرد بہت شرمناک ہے اور تحقیق میں ڈرا کہ اگر اذن دوں میں عثمان کو آنیکا اس حالت پر یعنی حالت کھلے رہنے پنڈلی یاران پر یہ کہ نہ پہونچے طرف
میرے بیچ حاجت اپنی کے یعنی ڈرا میں کہ اگر مجھکو اس حالت پر دیکھیگا تو بسبب کثرت شرم اور غلبہ ادب کے میرے پاس نہیں آسکیگا اور عرض حال نہیں کر سکیگا
نقل کی یہ مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَرَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ) روایت ہے طلحہ بن عبید اللہ سے کہا
فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ واسطے ہر پیغمبر کے رفیق یعنی ہمراہی اور یار مہربان ہے اور رفیق میرا یعنی بہشت میں عثمان ہے ف یعنی فی الجنۃ جملہ معترضہ
ہے درمیان مبتدا خبر کے کلام طلحہ کا یا اور کسی راوی کا کہ قرینہ سے سمجھکر بیان کیا پھر نہیں منافی ہے اسکے کہ ہو انکا کوئی اور بھی رفیق سوائے عثمان کے جیسے کہ وارد
ہوا ہے ابن مسعود سے روایت طبرانی میں کہ ہر نبی کے لیے مخصوص ہے اسکے اصحاب میں سے اور میرے مخصوص میرے اصحاب میں سے ابو بکر اور عمر ہیں رضی اللہ عنہم
اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر نبی کے لیے ایک رفیق تھا اور آنحضرت کے کئی رفیق نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی یہ ابن ماجہ نے ابی ہریرہ سے اور کہا ترمذی نے
کہ یہ حدیث غریب ہے اور نہیں ہے اسناد اسکی قوی اور منقطع ہے ف غرابت نہیں منافی ہے صحت کو اسلیے کہا نہیں ہے اسناد اسکی قوی اور یہ حدیث یعنے اسناد اسکے
منقطع ہے پس حاصل ہوا اس سے یہ کہ حدیث ضعیف ہے لیکن اعتبار کیجاتی ہے قوی بیچ فضائل کے اور مؤید ہے اسکے وہ روایت کہ نقل کی ہے ابن عساکر نے ابو ہریرہ
سے مرفوع لکل نبی خلیل فی امتہ وان خلیلی عثمان بن عفان (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَبَّابٍ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحُثُّ عَلٰى جَيْشِ الْعُسْرَةِ
فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيَّ مِائَةُ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ مِائَتَا بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ثُمَّ حَضَّ عَلَى الْجَيْشِ فَقَامَ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلَيَّ ثَلٰثُمِائَةِ بَعِيْرٍ بِاَحْلَاسِهَا وَاَقْتَابِهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاَنَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عَنِ الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ
مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ مَا عَلٰى عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عبد الرحمن بن خباب سے کہ کہا حاضر ہوا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اس حالت میں کہ وہ رغبت دلاتے تھے یعنے لوگوں کو اوپر خرچ کرنے کے لشکر تبوک پر کہ اسکو جیش العسرۃ کہتے ہیں ف عسرۃ کہتے ہیں تنگی کو
پس جیش العسرۃ اسکو اسلیے کہتے ہیں کہ اسمیں مسلمان بڑی تنگی اور سختی میں تھے بسبب اسکے کہ مسلمان تھوڑے تھے اور کافر بہت اور مسافت راہ دور دراز تھی
اور تھا وہ بیچ زمانہ شدت گرمی کے اور ایام قحط کے اور کمی زاد راہ اور پانی کے اور سواری کے اور کمی کھانے اور پانی کی ایسی تھی کہ پتے درختوں کے کھاتے تھے
اور اوجھ اونٹوں کے نچوڑتے تھے اور منہ تر کرتے تھے غرض کہ بے پانی اور تنگی حد سے زیادہ تھی اسمیں اسلیے نام اسکا ہوا تب پس کھڑے ہوئے عثمان
اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے ذمہ میں سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں انکے کے یعنے سو اونٹ مع سامان کے دونگا بیچ راہ خدا کے پھر رغبت دلائی
آنحضرت نے اوپر سامان درست کرنے لشکر کے یعنے اس مکان میں یا اور وقت پس کھڑے ہوئے عثمان اور کہا میرے ذمہ میں دو سو اونٹ مع جھولوں
اور کجاووں انکے کے بیچ راہ خدا کے ف یعنے سوائے ان سو کے دو سو اور ہیں نہ ان سمیت جیسے کہ وہم جاتا ہے واللہ اعلم تب پھر رغبت دلائی آنحضرت
نے اوپر سامان درست کرنے لشکر کے پس کھڑے ہوئے عثمان اور کہا میرے ذمہ میں تین سو اونٹ مع جھولوں اور کجاووں انکے کے بیچ راہ خدا کے ف
پس حضرت عثمان نے چھ سو اونٹ اپنے ذمہ لازم کیے پہلی بار میں سو دوسری بار دو سو تیسری بار میں تین سو اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ غزوہ تبوک میں حضرت
عثمان نے ساڑھے نو سو اونٹ دیے اور تمام کیا ہزار کو ساتھ پچاس گھوڑوں کے اور کہا طلحہ نے تب پس میں نے دیکھا آنحضرت کو اترتے تھے منبر سے
اس حال میں کہ کہتے تھے نہیں ضرر کریگی عثمان کو وہ چیز کہ کریں تمام عمر میں بعد اس نیکی کے کچھ نہیں ضرر عثمان کو وہ چیز کہ کریں بعد اسکے ف یعنی یہ نیکی

اسکے ساتھ ہو اور کی روایت ابن عساکر کی ملا علی قاری

کفارہ ہو انکے گناہوں گزشتہ کی ساتھ زیادتی پر انیوں آیندہ کی کے جیسے کہ وارد ہوا ہے بیچ ثواب نماز جمعہ کے اور مکرر فرمایا یہ تاکید کے لیے اور اسمین اشارہ ہے طرف
بشارت کے انکے لیے ساتھ خاتمہ بخیر ہونے کے اور کہا مظہر نے یعنے ضرر نہیں ہے اسپر کہ نہ کرے بعد اسکے قسم نوافل سے نہ فرائض سے اسلیے کہ یہ نیکی کافی ہے
انکو تمام نوافل سے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَلْفِ دِينَارٍ فِي كُمِّهِ حِينَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِي حِجْرِهِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِي حِجْرِهِ وَهُوَ يَقُولُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہے عبدالرحمن بن سمرہ سے کہ کہا لائے عثمان پاس
آنحضرت کے ہزار دینار اپنی آستین مین اسوقت کہ سامان تیار کیا آنحضرت نے یا عثمان نے لشکر تبوک کا پس بکھیرے ہزار دینار حضرت کی گود مین پس
دیکھا مین نے آنحضرت کو کہ الٹ پلٹ کرتے تھے انکو اپنی گود مین اور فرماتے تھے نہیں ضرر کریگا عثمان کو وہ گناہ کہ کرے بعد عمل آج کے دن کے یعنے
نہیں ضرر کریگا انکو گناہ سابق اور لاحق دوبار فرمایا یہ کلام نقل کی ہے احمد نے ف ع ریاض مین عبدالرحمن بن عوف سے آیا ہے کہ کہا حاضر ہوا مین آنحضرت کے
پاس اس حال مین کہ لائے عثمان بن عفان جیش العسرہ کے لیے نوسو اوقیہ سونے کے اخرجہ الحافظ السلفی اور یہ اختلافات روایات وہم دلاتا ہے تناقض کا روایات
مین اور تطبیق انکی اسطرح ہو سکتی ہے کہ پہلے حضرت عثمان نے نوسو اونٹ مع جھولون اور کجاوون کے دیے ہون جیسے کہ پہلی حدیث مین گذرا پھر لائے ہون
ہزار دینار واسطے خرچ ضروری مسافرون کے پھر جبکہ مطلع ہوئے اسپر کہ نہین کفایت کرینگے زیادتی کی اونٹون مین بھی کہ ہزار پورے کر دیے اور زیادتی کی
دینارون مین بھی کہ نوبت سونے کی نوسو اوقیہ کی پہونچی (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ كَانَ عُثْمَانُ رَسُولَ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فَبَايَعَ النَّاسَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عُثْمَانَ فِي حَاجَةِ اللّٰهِ وَحَاجَةِ رَسُولِهِ فَضَرَبَ بِإِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى فَكَانَتْ
يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَيْرًا مِنْ أَيْدِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا جبکہ حکم فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
صحابہ کو ساتھ بیعۃ الرضوان کے ف ع کہ حدیبیہ مین تھی نیچے درخت کے سال حدیبیہ مین اور یہ نام اسکا اسلیے رکھا گیا کہ نازل ہوئی اسکے حق مین یہ آیۃ (لَقَدْ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ) الآیۃ تھے عثمان ایلچی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف اہل مکہ کے ف ع کہ بھیجا تھا انکو حدیبیہ سے
اہل مکہ کے پاس کہ مکہ مین آنے دین عمرے کے لیے پس مشہور ہو گیا کہ وہان نے عثمان کو مار ڈالا الخ پس بیعت کی آنحضرت نے لوگون سے یعنے بیعت اوپر
موت پر پس بیعت کی صحابہ نے حضرت سے اور عثمان وقت بیعت کے حاضر نہ تھے پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق عثمان بیچ کام اللہ کے
یعنے نصرت دین اسکے کی اور کام رسول اسکے کے ہے پس مارا آنحضرت نے ایک ہاتھ اپنا اوپر ہاتھ دوسرے اپنے کے ف ع یعنے اپنا ہاتھ نائب عثمان کے
ہاتھ کا کیا اور عثمان کی طرف سے بیعت کی بعضے کہتے ہین وہ ہاتھ کہ عثمان کے ہاتھ کا نائب کیا وہ بایان تھا اور بعضے کہتے ہین دایان اور یہی صحیح ہے
پس تھا ہاتھ آنحضرت کا واسطے عثمان کے بہتر ہاتھون اور صحابہ کے سے واسطے اپنے پس غائب ہونا انکا نہین تھا سبب نقصان انکے کا بلکہ سبب منقبت
تھا نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ ثُمَامَةَ بْنِ حَزْنٍ الْقُشَيْرِيِّ قَالَ شَهِدْتُ الدَّارَ حِينَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ يُسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُومَةَ فَقَالَ مَنْ يَشْتَرِي بِئْرَ رُومَةَ فَيَجْعَلُ دَلْوَهُ مَعَ دِلَاءِ الْمُسْلِمِينَ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا
مِنْ صُلْبِ مَالِي وَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَنْ أَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰى أَشْرَبَ مِنْ مَاءِ الْبَحْرِ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِأَهْلِهِ
فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَشْتَرِي بُقْعَةَ آلِ فُلَانٍ فَيَزِيدُهَا فِي الْمَسْجِدِ بِخَيْرٍ لَهُ مِنْهَا فِي الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِي فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُونَنِي أَنْ أُصَلِّيَ فِيهَا رَكْعَتَيْنِ
فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنِّي جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِي قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَالْإِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى ثَبِيرِ مَكَّةَ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَأَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهُ بِالْحَضِيضِ فَرَكَضَهُ بِرِجْلِهِ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيرُ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيقٌ
وَشَهِيدَانِ قَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ شَهِدُوا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ أَنِّي شَهِيدٌ ثَلَاثًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ) اور روایت ہے ثمامہ بیٹے حزن قشیری

کہ اسنے کہا حاضر ہوا مین حضرت عثمان کے گھر مین جس وقت کہ اوپر سے جھانکا عثمان نے یعنی جسوقت کہ انکا گھر گھیر لیا تھا واقعہ انکے قتل کا رکھتے تھے پس کہا عثمان
نے کہ سوال کرتا ہون مین تمسے بحق خدا اور اسلام کے آیا جانتے ہو تم کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے مدینہ مین اور نہین تھا مدینہ مین کوئی پانی شیرین
سوائے پانی کنوئین رومہ کے بضم را و مد ساتھ پیش را اور جزم واو کے اور بعضون نے ہمزہ سے بھی کہا ہی کنوان بڑا جانب شمال مسجد قبلتین کے وادی عقیق
مین کہ پانی اسکا نہایت شیرین اور لطیف اور پاکیزہ ہی عوام اسکو بیر جنت کہتے ہین بسبب مترتب ہونے دخول جنت کے عثمان کے لیے اوپر خریدنے
اور وقف کرنے اسکے اور حضرت عثمان نے خرید لیا تھا اسکو اسطرح ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے کون شخص ہی کہ خریدے بیر رومہ کو اور کر دیوے ڈول اپنا
ساتھ ڈولون مسلمانون کے فتح دال یعنی وقف کرے اسکو اور کرے ڈول اپنا برابر مسلمانون کے ڈولون کے اور اپنی ملک سے نکالدے بعوض بہتر اسکے
اور اسمین دلیل ہی اوپر جواز وقف سقایات کے اور دلیل ہی اسپر کہ وقف کی ہوئی چیز وقف کرنے والے کے ملک سے نکل جاتی ہی ترجمہ بدلے نیکی اور ثواب کے
اس خریدنے والے کے واسطے بیچ اس کنوئین سے بہتر اور وقف کرنے اسکے سے بہشت مین پس خریدا مین نے اسکو اصل اور خالص مال اپنے سے اور
تم آج کے دن منع کرتے ہو مجھکو اسکے پانی پینے سے یہان تک کہ پیتا ہون مین درمیان پانی سمندر یعنی پیتا ہون کھاری پانی ایسا جیسا پانی سمندر کے ہو شوری اور
تلخی مین پس کہا لوگون نے خداوندا ہان جانتے ہین ہم مقرر خریدا تھا انھون نے یعنی عثمان نے کی اس کلام مین اور پہلے اللہم کا واسطے تاکید اور
کے ہی سا تذکرہ ہم الٰہی کے پھر کہا عثمان نے کہ پوچھتا ہون مین تمسے بحق خدا اور اسلام کے کیا جانتے ہو تم کہ مسجد یعنی مسجد مدینہ تنگ ہوئی مسلمانون پر پس فرمایا
آنحضرت نے کون شخص ہی کہ خریدے جگہ اولاد فلانے کی فتح فا مراد ایک جماعت انصار کی ہی کہ قریب مسجد کے رہتی تھی اور ایک زمین رکھتی تھی کہ اگر اسکو
داخل مسجد کے کرتے تو مسجد فراخ ہوجاتی پس حضرت نے فرمایا کہ کوئی ہی کہ جگہ اس جماعت کی خریدے ترجمہ پس زیادہ کرے اس جگہ کو مسجد مین بدلے ثواب اور
نیکی کے اس خریدنے والے کے لیے ہو خریدنے اور وقف کرنے اسکے سے بہشت مین پس خریدا مین نے اسکو اصل اور خالص مال اپنے سے فتح بیس
ہزار یا پچیس ہزار درہم کو وہ جگہ حضرت عثمان نے خریدی کہا رواہ الدارقطنی اور روایت کی بخاری نے ابن عمر سے کہ مسجد آنحضرت کے عہد مین بنائی گئی تھی اینٹ
کی اور چھت اسکی کھجور کی ٹہنیون کی تھی اور ستون اسکے کھجور کی لکڑی کے پس نہ زیادہ کیا اسمین ابوبکر نے کچھ اور زیادہ کیا اسمین عمر نے اور بنایا اسکو آنحضرت کے
عہد کی بنا پر ساتھ اینٹ اور ٹہنیون کھجور کے اور پھیر ستون چوبی نصب کیے پھر تغیر کی حضرت عثمان نے پس بہت کچھ زیادہ کیا اسمین اور بنائی دیوار اسکی منقش
پتھرون کی اور چھت اسکی ساکھو کی ترجمہ پس تم آج کے دن منع کرتے ہو مجھکو اس سے کہ پڑھون مین دو رکعت نماز اس جگہ مین یعنی بیچ اسی مسجد مین
پس کہا لوگون نے یا الٰہی ہان جانتے ہین ہم کہا حضرت عثمان نے کہ پوچھتا ہون مین تمسے بحق خدا اور اسلام کے کہ آیا جانتے ہو تم کہ تحقیق مین نے
سامان درست کیا لشکر تنگی کا یعنی تبوک کا اپنے مال سے یعنی اور فرمایا حضرت نے میرے حق مین جو کچھ کہ فرمایا کہ دلالت کرتا ہی اوپر جلال اور کمال
میرے کے چنانچہ اوپر مذکور اسکا ہوچکا ہی کہا لوگون نے یا الٰہی ہان جانتے ہین ہم کہا حضرت عثمان نے کہ پوچھتا ہون مین تمسے بحق خدا اور اسلام کے کہ آیا
جانتے ہو تم کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے اوپر ثبیر مکہ کے کہ نام ایک پہاڑ کا ہی اور ساتھ آنحضرت کے ابوبکر اور عمر اور مین بھی کھڑے تھے
پس ہلا پہاڑ بسبب خوشی کے یہان تک کہ گرنے لگے بعضے پتھر اسکے پستی زمین اور دامان کوہ مین پس ماری اسکو آنحضرت نے لات اپنی اور
فرمایا ٹھہر اور ساکن ہو اے ثبیر اسلیے کہ نہین ہی تجھپر مگر پیغمبر اور صدیق یعنی ابوبکر اور دو شہید فتح یعنی حقیقی اسلیے کہ قتل کیے گئے ساتھ زخم کے اور
بوجہ قریب اثر ضرب کے اور وہ عمر اور عثمان ہین پس شہیدون منافی ہی اسکے کہ آنحضرت اور صدیق شہید حکمی ہین اسلیے کہ سبب انکی موت کا اثر زہر
قدیم کا تھا ترجمہ کہا لوگون نے یا الٰہی ہان اسی طرح ہی کہا عثمان نے اللہ اکبر گواہی دی انھون نے قسم ہی پروردگار کعبہ کی کہ مین شہید ہون تین بار
کہا یعنی کلمہ قتل کی روایت کی ترمذی نے اور نسائی اور دارقطنی نے فتح یعنی اللہ اکبر الخ واسطے زیادتی مبالغہ کے بیچ ثابت کرنے حجت کے خصم پر اور اظہار

انہیں کے اقرار کرنے سے انکے صدق پر اور جرأت کرنے سے انکے اوپر فساد اور ہلاک ہونے سے انکے (وَعَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِي ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَأَقْبَلْتُ عَلَيْهِ بِوَجْهِهِ فَقُلْتُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) اور روایت ہے مرہ بن کعب سے کہ کہا سنا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حالت میں کہ ذکر کیا آنحضرت نے فتنوں کا یعنے جنگ و آشوب کا کہ پیدا ہونگے بعد آنحضرت کے امت میں پس نزدیک کیا آنحضرت نے ان فتنوں کو یعنے فرمایا کہ نزدیک ہے وقوع انکا پس گذرا ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے سر پر پس فرمایا آنحضرت نے یہ شخص اس روز کہ فتنہ واقع ہوگا راہ راست پر ہوگا مرہ بن کعب کہتے ہیں پس اٹھا میں اور گیا طرف اس شخص کے تا دیکھوں میں کہ کون ہے وہ پس ناگہاں وہ شخص عثمان بن عفان تھے کہا مرہ نے پس متوجہ کیا میں نے طرف آنحضرت کے منہ عثمان کا یعنے دکھایا میں نے آنحضرت کو منہ عثمان کا پس کہا میں نے یہ شخص ہدایت پر ہوگا اسدن فرمایا آنحضرت نے ہاں نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ مَاجَةَ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ فِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ طَوِيْلَةٌ) اور روایت ہے عائشہ سے کہ آنحضرت نے فرمایا یعنے عثمان سے ایک دن کہ اے عثمان تحقیق شان یہ ہے کہ شاید خدا تعالی پہناوے تجھکو ایک کرتہ یعنے خلعت خلافت پس اگر چاہیں لوگ اور جبر کریں تجھپر اوپر اتار ڈالنے کرتے کے پس نہ اتاریو تو اسکو واسطے انکے فرمانے سے یعنے اگر قصد کریں لوگ تیرے معزول کرنے کا تو نہ معزول کریو تو اپنے نفس کو خلافت سے واسطے انکے بسبب ہونے تیرے کے حق پر اور ہونے انکے کے باطل پر اور اسی حدیث کے سبب سے معزول نہ کیا عثمان نے اپنے نفس کو جس وقت کہ محاصرہ کیا لوگوں نے انکو روز دار کے جس دن کہ جمع ہوئے لوگ ترجمہ نقل کی یہ ترمذی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ اس حدیث میں قصہ دراز ہے طرف اور وہ قصہ آنے مصریوں کا ہے ساتھ استغاثہ کے مصر کے عامل کے ہاتھ سے عثمان کے پاس اور بھیجنا محمد بن ابی بکر کا ولایت مصر کو اور پھرنا انکا درمیان راہ سے بسبب مکر مروان کے اور محاصرہ کرنا اور قتل کرنا عثمان اور قصہ یہ نہایت مشہور اور معلوم ہے جیسا کہ سیر کی کتابوں میں لکھا ہے اور یہ اول فتنہ ہے کہ دین اسلام میں واقع ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِتْنَةً فَقَالَ يُقْتَلُ هٰذَا فِيْهَا مَظْلُوْمًا لِعُثْمَانَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ إِسْنَادًا) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا کہ ذکر کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا پس فرمایا کہ مارا جاویگا یہ اس فتنہ میں مظلوم کہا یہ واسطے عثمان کے اور اشارہ کیا طرف انکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے از روے سند کے (وَعَنْ أَبِي سَهْلَةَ قَالَ قَالَ لِي عُثْمَانُ يَوْمَ الدَّارِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَهِدَ إِلَيَّ عَهْدًا وَأَنَا صَابِرٌ عَلَيْهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ) اور روایت ہے ابو سہلہ سے کہ کہا واسطے میرے عثمان نے روز دار کے کہ روز واقعہ قتل انکے کا تھا اور مراد دار سے گھر عثمان کا ہے کہ اسمیں گھرے ہوئے تھے اور شہید ہوئے تحقیق آنحضرت نے کی تھی مجکو وصیت یعنے یہ کہ معزول نہ کرنا اپنے تئیں جیسے کہ اوپر حدیث میں گذرا یا وصیت کی تھی صبر و تحمل کرنے کی اوپر جفاے قوم کے اور نہ لڑنے کی انسے اور میں تحمل کرنے والا ہوں اس عہد یعنے وصیت پر اور لڑا نہیں انسے والا بعضے اصحاب وغیرہ نے کہا تھا کہ تم خلیفہ وقت ہو باہر نکلو اور لڑو انسے کہ مجال تمہارے مقابلہ کی نہیں پاوینگے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے

الفصل الثالث

فصل تیسری (عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ يُرِيْدُ حَجَّ الْبَيْتِ فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ قَالُوْا هٰؤُلَاءِ قُرَيْشٌ قَالَ فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ قَالُوْا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ يَا ابْنَ عُمَرَ إِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ فَحَدِّثْنِيْ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَتْ تَحْتَهُ رُقَيَّةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا

ذہب عثمان الی مکۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ الیمنی ہذہ ید عثمان فضرب بہا علی یدہ فقال ہذہ لعثمان ثم قال ابن عمر اذہب بہا الآن معک رواہ البخاری اور روایت ہی عثمان ؓ بھی بیٹے عبداللہ بیٹے موہب سے کہ کہا آیا ایک شخص اہل مصر سے یعنے مکہ مین اس حال مین کہ ارادہ رکھتا تھا حج کعبہ کا پس دیکھا ایک جماعت کو بیٹھے ہوئے پس کہا اُسنے کہ کونسی ہے یہ قوم کہا بعضے لوگون نے کہ یہ قریش ہین یعنے اکابر انکے کہا اس شخص نے پس کون ہے شیخ یعنے عالم معتبر اور مقتدا انکا کہا انھون نے کہ شیخ انکے عبداللہ بن عمر ہین کہا اس شخص نے اے ابن عمر تحقیق مین پوچھتا ہون تجھسے کچھ پس جواب دے مجھکو آیا جانتے ہو تم کہ عثمان بھاگ گئے تھے روز احد کے یعنے اور بھاگنا کفار کے مقابلہ سے بہت برا ہے کہا ابن عمر نے ہان بھاگے کہا اس شخص نے آیا جانتے ہو تم کہ عثمان غائب تھے غزوہ بدر سے اور وہان حاضر نہ ہوئے تھے یعنے اور قوت نہ پائی انھون نے فضیلت اہل بدر کی کہا ابن عمر نے ہان حاضر نہ ہوئے عثمان وہان کہا اسنے آیا جانتے ہو تم کہ عثمان ؓ غائب تھے بیعۃ الرضوان سے کہ جو بیعت ہوئی اور نہ حاضر ہوئے وہان کہا ابن عمر نے ہان حاضر نہ تھے بیعۃ رضوان مین اور جب یہ سب کہا ابن عمر ؓ نے تصدیق اس شخص کی کی تو کہا اللہ اکبر یعنے کہا اللہ اکبر ازراہ تعجب کے اور سبب ثابت ہونے اعتراض کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اور وہ شخص اعتقاد فاسد رکھتا تھا عثمان رضی اللہ عنہ کے حق مین تو کہا ابن عمر نے کہ آ بیان کرون مین تجھسے حقیقت حال کی لیکن بھاگنا عثمان کا روز احد کے پس گواہی دیتا ہون مین کہ خدا تعالی نے معاف اور درگذر کیا انسے ف ع یعنے اور یہ بات معلوم ہی ہے کہ جو چیز معاف ہوئی وہ خارج ہے عیب مین شمار کرنے سے اور ابن عمر نے جو کہا گویا اشارہ کیا اس آیت کی طرف اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روز احد کے ایک جماعت کو ایک جگہ کھڑا کیا اور حکم کیا تھا کہ اپنی جگہ سے ہلنا نہین پس کافرون نے جو شکست پائی اس جماعت نے پیچھا کافرون کا کیا اور واسطے غنیمت کے نکلے اور کارخانہ الٹ گیا اور ہوا پس حق سبحانہ تعالی انکی شکایت کرتا ہے پھر فرمایا کہ عفو کیا اللہ نے انسے اور یہ خصوص حضرت عثمان کے لیے نہ تھا بلکہ اور بہت لوگ بھی اس تقصیر کے تھے خدا تعالی نے عفو کیا اس تقصیر سے اور لیکن غائب ہونا عثمان کا بدر سے پس سبب اسکے تھا کہ تھین انکے نکاح مین رقیہ آنحضرت کی بیٹی اور تھین وہ بیمار پس فرمایا عثمان سے کہ لیے آنحضرت نے کہ تیرے لیے ثواب ایک شخص کا ہے ان لوگون مین سے کہ حاضر ہوئے بدر مین اور حصہ اسکا ف ع یعنے تو حکم حاضرین بدر کا رکھتا ہے دنیا اور آخرت مین پس غائب ہونا انکا بدر سے نہین ہے نقصان انکے حق مین ہرگز اور تھا غائب ہونا انکا مانند غائب ہونے حضرت علی کے تبوک سے کہ انکو خبرگیری اہل بیت کے لیے حضرت چھوڑ گئے تھے لیکن یہ نہین معلوم کہ آنحضرت نے انکے لیے بھی حصہ غنیمت مین سے لگایا تھا یا نہین واللہ اعلم اور حضرت رقیہ بیمار ہوئی تھین مدینہ مین اور حضرت عثمان کو آنحضرت نے انکی خبرگیری کے لیے چھوڑا تھا اور رقیہ نے مدینہ ہی مین وفات پائی اور یہ علامت تھی کمال رضامندی آنحضرت کی حضرت عثمان سے کہ اپنی ایک بیٹی انکے نکاح مین دی پھر دوسری یعنے ام کلثوم بعد وفات رقیہ کے اور اسی سبب سے انکو ذی النورین کہتے ہین پھر فرمایا آنحضرت نے کہ اگر ہوتی میری اور بیٹی تو نکاح کر دیتا مین اسکا اُنسے اور ریاض مین ہے ابن عباس سے کہ کہا فرمایا آنحضرت نے اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ اُزَوِّجَ كَرِيْمَتِيْ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ اخرجہ الطبرانی تمت ہے اور لیکن غائب ہونا عثمان کا بیعۃ الرضوان سے اس سبب سے تھا کہ اگر ہوتا کوئی بہت عزت والا یعنے کہ بڑی ہیبت سے باقی صحابہ مین سے اندر مکہ کے عثمان سے تو البتہ بھیجتے آنحضرت اسکو ف ع یعنے بجائے عثمان ؓ کے لیکن نہ پایا کوئی عزت والا انکے برابر جتنے کہ نہ گئے یعنے صاحب بخوف اپنی جان کے یہ عذر بیان کرکر کہ یا رسول اللہ نہین ہے میرے لیے قوم کہ مدد کرین میری اور محافظت کرین میری پشتیبان ہوکر تمت پس بھیجا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کو ف ع یعنے طرف مکہ کے تا مشرکون سے آنحضرت کی طرف سے گفتگو کرین اور انکو آنحضرت کے تعرض کرنے سے باز رکھین پس استقبال کیا انکا ابان بن سعید نے اور آگے بیٹھ کے چلے انکو سوار کرکر اور اپنی پناہ مین کیا انکو کوئی تعرض نہ کرے انسے اور کہا انھون نے کہ طواف کرو خانہ کعبہ کا واسطے اپنے پس کہا عثمان نے نہ تھا شاء کہ مین طواف کرون آنحضرت کی غیبت مین تمہ اور تھی بیعۃ رضوان حدیبیہ مین پیچھے جانے عثمان ؓ کے مکہ کو ف ع یعنے جب خبر مشہور ہوئی مسلمانون مین کہ مشرک لڑنے کو آتے ہین مسلمانون سے تو مستعد کیا

اور صدیق یعنے ابوبکر اور دو شہید یعنے عمر اور عثمان نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ حَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَۃِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ فَبَشَّرْتُہٗ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ فَفَتَحْتُ لَہٗ فَاِذَا ھُوَ عُمَرُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ افْتَحْ لَہٗ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ عَلٰی بَلْوٰی تُصِیْبُہٗ فَاِذَا عُثْمَانُ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللّٰہَ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) اور روایت ہے ابوموسے اشعری سے کہا تھا میں ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ میں باغوں مدینہ کے سے یعنے وہ باغ تھا کہ جسمیں بیر اریس تھا پس آیا ایک شخص یعنے میں نے نہیں پہچانا اسکو کہ کون ہے پس کھلوانا چاہا اسنے دروازہ پس فرمایا آنحضرت نے کھولدے واسطے اسکے دروازہ اور بشارت دے اسکو بہشت کی یعنے بہشت عالیہ کی پس کھولا میں نے واسطے اسکے دروازہ پس ناگہاں وہ شخص ابوبکر تھے پس بشارت دی میں نے انکو ساتھ اس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا ابوبکر نے اللہ کا یعنے اس نعمت بشارت پر پھر آیا ایک اور شخص اور دروازہ کھلوانا چاہا پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کھولدے اسکے لیے دروازہ اور بشارت دے اسکو بہشت کی پس کھولا میں نے دروازہ اسکے لیے پس ناگہاں وہ شخص عمر تھے پس خبر دی میں نے انکو ساتھ اس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا عمر نے خدا تعالے کا پھر کھلوایا دروازہ ایک اور شخص نے پس فرمایا حضرت نے مجھکو کہ کھولدے دروازہ اسکے لیے اور بشارت دے اسکو بہشت کی ساتھ بلاے عظیم کے کہ پہنچیگی اسکو پس کھولا میں نے پس ناگہاں وہ عثمان تھے پس خبر دی میں نے انکو ساتھ اس چیز کے کہ فرمائی آنحضرت نے پس شکر کیا عثمان نے اللہ تعالے کا پھر کہا اللہ سے طلب مدد کی جاتی ہے کہ صبر عطا کرے اوپر اس بلا کے اور مصیبتوں پر نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے ابن عمر سے کہا کہتے تھے ہم اس حال میں کہ آنحضرت زندہ تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان راضی ہوا اللہ انسے یعنے اس ترتیب سے ان تینوں کو باہم ذکر کرتے تھے ہم وقت ذکر کرنے انکے کے اور بیان کرنے امر انکے کے اور یہ مقبول و پسندیدہ درگاہ نبوت کے تھے اور مشہور تھے صحابہ کے درمیان میں اور ممتاز و مذکور تھے درمیان انکے نقل کی یہ ترمذی نے الفصل الثالث فصل تیسری (عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرِیَ اللَّیْلَۃَ رَجُلٌ صَالِحٌ کَاَنَّ اَبَابَکْرٍ نِیْطَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِیْطَ عُمَرُ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّنِیْطَ عُثْمَانُ بِعُمَرَ قَالَ جَابِرٌ فَلَمَّا قُمْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَمَّا الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَّا تَنَوُّطُ بَعْضِھِمْ بِبَعْضٍ فَھُمْ وُلَاۃُ الْاَمْرِ الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ اَبُوْدَاؤدَ) روایت ہے جابر سے یہ کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دکھلایا گیا خواب میں آج کی رات ایک مرد صالح یعنے ایک مرد صالح نے خواب میں دیکھا یعنے میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ ابوبکر لٹکائے گئے ہیں اور پیوستہ کیے گئے ہیں ساتھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور لٹکائے گئے اور پیوستہ کیے گئے عمر ساتھ ابی بکر کے اور لٹکائے گئے عثمان ساتھ عمر کے کہا جابر نے پس جب اٹھے ہم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے کہا ہم نے یعنے اجتہاد سے اور ظن غالب سے یہ مرد صالح کہ آنحضرت نے فرمایا رسول خدا خود ہیں صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ تعلق اور اتصال بعض انکا ساتھ بعض کے معنے اسکے یہ ہیں کہ یہ والی اس کام کے ہیں کہ بھیجا ہے خدا تعالے نے ساتھ اس کام کے اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو یعنے خلفا ہیں انکے بیچ جاری کرنے احکام دین شریعت کے ساتھ ترتیب مذکور کے نقل کی یہ ابوداؤد نے

بَابُ مَنَاقِبِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رض

یہ باب ہے بیچ مناقب علی بن ابی طالب کے فـ مناقب حضرت علی کے بہت ہیں بیشمار و بیچ حدیث کی کتابوں میں مناقب انکے جو مذکور ہیں زیادہ ہیں بنسبت مناقب اور صحابہ کے اور بعضی روایتیں انمیں سے وضعی بھی ہیں چنانچہ شیخ مجد الدین شیرازی نے جیسے کہ بیچ بعضی حدیثوں کے کہ نقل کی گئی ہیں بیچ فضائل ابوبکر صدیق کے حکم وضعی ہونیکا کیا ہے اور لکھا ہے کہ بطلان اسکا ساتھ بداہۃ عقل کے معلوم ہے اس جگہ بھی کہا کہ بیچ فضائل علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے

محدثین بشمار وضع کی ہین لوگون نے اور خاص ترین انکی وہ محدثین ہین کہ ایک کتاب مین جمع کی ہین اور اسکا وصایا نام رکھا ہے اول ہر حدیث کے یا علی ہے اور نہین
ہے ایک حدیث ثابت ہے یا علی انت منی بمنزلة ہارون من موسی اسی طرح ذکر کیا ہے علما نے واللہ اعلم انتہی اور امام احمد اور نسائی وغیرہما سے منقول ہے
کہ انھون نے کہا کہ بیچ مناقب علی کے حدیثین آئی ہین ساتھ اسانید جید کے زیادہ تر ان حدیثون سے کہ اور صحابہ کے حق مین آئی ہین اور سیوطی نے کہا کہ سبب
اسکا یہ ہے کہ علی متاخر ہین اور انکے زمانہ مین اختلاف واقع ہوا اور پیدا ہوے اور بہت سے مخالفین کہ انکے ساتھ جنگ کی اور انپر خروج کیا پس علما نے چاہا کہ منتشر
کرین مناقب انکے واسطے رد کرنے کے مخالفون پر اس سبب سے بہت صحابہ انکو روایت کرتے تھے والا خلفاء ثلثہ کے بھی مناقب بہت ہین برابر انکے
بلکہ زیادہ و اشہر اور حضرت علی کا نام حیدر بھی تھا اصل مین حیدر نام تھا اسد کا کہ جو نانا تھا حضرت علی کا پس جب انکی مان نے کہ فاطمہ بنت اسد تھی انکو جنا تو اپنے باپ
کے نام پر انکا نام رکھا پس جب آیا ابوطالب تو [illegible] کیا اس سے اسد نے پس نام انکا علی رکھا اور کہا اصل نے کہ نہین تھا علی کے نزدیک کوئی نام محبوب زیادہ
بو تراب سے اور سبب اسکا یہ تھا کہ ایک روز آنحضرت تشریف لائے حضرت فاطمہ کے گھر مین پس نہ پایا علی کو گھر مین پس فرمایا کہ کہان ہے تیرے چچا کا بیٹا عرض کیا
فاطمہ نے کہ مجھمین اور انمین کچھ بیزاری ہوئی تھی پس خفا ہو کر نکلگئے اور میرے پاس قیلولہ نہین کیا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس کو کہ دیکھ کہان ہین
وہ پس کہا انھون نے کہ یا رسول اللہ مسجد مین سوتے ہین پس تشریف لائے حضرت مسجد مین دیکھا کہ وہ لیٹے تھے اس حال مین کہ گر پڑی تھی چادر انکی کاندھے
سے اور لگ رہی تھی انکے پہلو مین مٹی پس پونچھتے تھے اسے آنحضرت مٹی اور فرماتے تھے اٹھ اے ابا تراب الفصل الاول فصل پہلی عن سعد بن ابی
وقاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلة ہرون من موسی الا انہ لا نبی بعدی متفق علیہ روایت ہے سعد بن ابی وقاص
سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے علی کے کہ تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے ہے موسی سے فرق یہ ہے بیشک آخر نبی ہین اور قریب ہم تو ہین اور بیچ مددگار
ہونے کے امر دین مین کذا قال شارح من علمائنا اور تورپشتی وغیرہ نے کہا کہ یہ حدیث آنحضرت نے اسوقت فرمائی تھی کہ خلیفہ کیا تھا علی کو اپنے اہل و عیال
پر اور آپ غزوہ تبوک کو تشریف لے گئے تھے کہ آخری غزوہ آنحضرت کا تھا پس منافقون نے طعن کیا انکو حقیر و سبک جانکر آنحضرت چھوڑ گئے ہین حضرت
علی نے جو یہ سنا تو ہتیار باندھکر نکلے یہان تک کہ آنحضرت سے ملے اس حال مین کہ حضرت اترے ہوے تھے موضع جرف مین پس عرض کیا یا رسول اللہ
منافق ایسا ایسا کچھ کہتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ جھوٹ کہتے ہین نہین چھوڑا ہے مین نے تمکو مگر واسطے محافظت انکے کہ چھوڑا ہے مین نے انکو پیچھے اپنے پس تم جاؤ
تم اور خلیفہ رہو میرے میرے اہل مین اور اپنے اہل مین کیا نہین راضی ہے تو اے علی کہ ہو وے تو مجھسے بمنزلہ ہارون کے موسی سے کہ جب موسی میقات کو گئے ہارون کو خلیفہ
کیا اپنی قوم مین اور اس حدیث کے پیچھے پڑے ہین شیعہ اور دلیل پکڑا ہے اسکو اسمین کہ خلافت بعد آنحضرت کے حق علی کا ہے اور آنحضرت نے وصیت کی انکو خلافت
کی پس روافض نے اپنی کج رائی سے یہ سمجھکر نسبت کفر کی کی ہے تمام صحابہ کو بسبب مقدم کرنے غیر علی کے اور بعضون نے نسبت کفر کی حضرت علی کی طرف
بھی کی ہے اسلیے کہ نہین قائم ہوے واسطے طلب حق اپنے کے اور نہین شک ہے ایسے احمقون کے کفر مین اسلیے کہ جنھون نے کافر کہا تمام امت کو خصوصاً صدر اول
کو پس بلا شبہہ باطل کیا شریعت کو اور ڈھایا اسلام کو اور انکی دلیل پکڑنے کا جواب علماء اہل سنت و جماعت کے یہ کہتے ہین کہ دلیل نہین ہے انکے لیے اسمین بلکہ غایة
حدیث یہ ہے کہ علی کو آنحضرت نے خلیفہ کیا بیچ مدت تشریف رکھنے اپنی کے غزوہ تبوک مین جیسا کہ موسے نے ہارون کو اپنا خلیفہ کیا مدت غایب ہونے
اپنے مین واسطے مناجات کے طور پر اور نہین تھے ہارون خلیفہ بعد موسے کے اسلیے کہ وفات ہارون کی چالیس برس پہلے وفات حضرت موسی سے ہوئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مدت مین خلیفہ کیا ابن ام مکتوم کو لوگون کی امامت کرنے کے لیے نماز مین پس علی خبر گیری پیغمبر کے اہلبیت کی کرتے تھے
اور ابن ام مکتوم امامت لوگون کی اگر خلافت مطلق ہوتی تو امامت نماز کے لیے بھی حضرت علی کو حکم فرماتے بلکہ اولی اور اہم تھا انتہی اور کہا طیبی نے وجہ اسکی
تشبیہ تھی اور وجہ تشبیہ کی سمجھی نہین جاتی تھی کہ آنحضرت نے کاہے مین تشبیہ دی انکو ساتھ ہارون علیہ السلام کے پس بیان کیا آنحضرت نے اسکو ساتھ قول

اپنے کے ترجمہ الا انہ لانبی بعدی مگر فرق یہی ہو کہ نہیں ہو پیغمبر بعد میرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور ہارون پیغمبر تھے اور تو پیغمبر نہیں ہو یعنے نقصان
نکالا تو حضرت کے نہیں ہو جہت نبوت سے پس باقی رہا اتصال جہت خلافت سے اسلیے کہ وہ قریب نبوت کے ہو مرتبہ میں یا تو بحالت حیات انکی یا بعد وفات
انکی کے لیکن نکل گیا وہ اتصال کہ ہو بعد وفات انکی کے اسلیے کہ ہارون مرے پہلے وفات موسیٰ سے کے پس متعین ہوا یہ کہ تھے خلیفہ حالت حیات آنحضرت کے
میں وقت جانے آپ کے طرف غزوہ تبوک کے انتہی اور خلاصہ اسکا یہ ہو کہ خلافت جزئیہ حضرت کی حیات میں دلالت نہیں کرتی ہو اوپر خلافت کلیہ کے بعد وفات
حضرت کے خصوصاً جبکہ معزول ہوئے ہوں اس خلافت سے بھی بسبب رجوع کرنے آنحضرت کے طرف مدینہ کے اور شرح مسلم میں ہو کہا بعض علما نے کہ حضرت
کے اس قول میں الا انہ لانبی بعدی دلیل ہو اسپر کہ عیسیٰ ابن مریم جب اترینگے تو اترینگے حاکم ہو کر احکام میں امت سے بلاوینگے لوگوں کو طرف شریعت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں اترینگے نبی ہو کر کہتا ہوں میں کہ نہیں منافات ہو اسمیں کہ ہوں نبی اور ہوں تابع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ بیان
کرنے احکام شریعت انکی کے اور مضبوط کرنے طریقہ انکی کے اگرچہ ساتھ وحی کے ہو طرف انکی پس معنے جملہ مذکورہ کے یہ ہیں کہ نیا نہیں پیدا ہوگا بعد حضرت
کے کوئی نبی اسلیے کہ آنحضرت ختم کرنے والے اگلے نبیوں کے ہیں اور اسمیں اشارہ ہو طرف اسکے کہ اگر ہوتا بعد حضرت کے نبی تو ہوتے علی اور یہ منافی نہیں
ہو اس حدیث کے کہ وارد ہوئی ہو حضرت عمر کے حق میں صریحاً اسلیے کہ یہ حکم فرضی اور تقدیری ہو نہیں گویا کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر متصور ہوتا ہونا بعد میرے
تو البتہ ہوتی ایک جماعت اصحاب میں سے نبی ولیکن نہیں ہو نبی بعد میرے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ لو عاش ابراہیم لکان نبیا اور حدیث علماء
امتی کانبیاء بنی اسرائیل جو ہو تصریح کی ہو حفاظ نے مانند زرکشی اور عسقلانی اور دمیری اور سیوطی کے کہ کچھ اصل نہیں ہو اسکی (وعن زر بن حبیش قال قال علی
والذی فلق الحبۃ وبرا النسمۃ انہ لعہد النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم الی ان لا یحبنی الا مومن ولا یبغضنی الا منافق رواہ مسلم) اور روایت ہو زر بن حبیش سے
کہ کہا حضرت علی نے قسم ہو اس خدا کی کہ پھاڑا دانہ کو یعنے اگایا اور نکالا اس سے درخت اسلیے کہ دانہ گیہوں پھاڑا جاتا ہو اور پیدا کیا تمام ذی روح کو تحقیق شان یہ ہو
کہ البتہ حکم کیا اور وصیت کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف میرے یہ کہ دوست نہیں رکھیگا مجھکو مگر مومن ف ع یعنے مومن کامل محبت مشروع مطابق
واقع کے رکھیگا بغیر زیادتی اور نقصان کے تاکہ نکلجاویں نصیری اور خارجی جس نے دوست رکھا حضرت علی کو اور بغض رکھا شیخین سے مثلاً پس دوستی رکھی
انہیں نے دوستی مشروع پس نہیں نقص وارد ہوگا ساتھ اس شخص کے کہ دوست رکھے حضرت علی کو اور بغض رکھے ابوبکر اور عمر سے ترجمہ اور دشمن نہیں رکھیگا مجھکو مگر منافق
نقل کی یہ مسلم نے ف ع پس محبت علی کی علامت ایمان کی ہو اور عداوت انکی نشانی نفاق کی اور حضرت علی سے روایت ہو کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیمۃ اخرجہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث غریب اور روایت کی ابن عدی نے انس سے حب
ابی بکر وعمر وعثمان ایمان وبغضہم نفاق اور روایت کی ابن عساکر نے جابر سے حب ابی بکر وعمر من الایمان وبغضہما کفر وحب انصار من الایمان وبغضہم کفر
وحب العرب من الایمان وبغضہم کفر ومن سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ ومن حفظنی فیہم فانا احفظہ یوم القیمۃ (وعن سہل بن سعد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال یوم خیبر لاعطین ہذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ فلما اصبح الناس غدوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کلہم یرجون ان یعطاہا فقال این علی بن ابی طالب فقالوا ہو یا رسول اللہ یشتکی عینیہ قال فارسلوا الیہ فاتی بہ فبصق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی عینیہ فبرا حتی کان لم یکن بہ وجع فاعطاہ الرایۃ فقال علی یا رسول اللہ اقاتلہم حتی یکونوا مثلنا فقال انفذ علی رسلک حتی تنزل بساحتہم ثم ادعہم الی الاسلام
واخبرہم بما یجب علیہم من حق اللہ فیہ فواللہ لان یہدی اللہ بک رجلا واحدا خیر لک من ان یکون لک حمر النعم متفق علیہ وذکر حدیث البراء قال لعلی انت
منی وانا منک فی باب بلوغ الصغیر) اور روایت ہو سہل بن سعد ساعدی سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن غزوہ خیبر کے ف ع خیبر ایک
منزل ہو مدینہ سے جانب شام کے اور یہ غزوہ سن سات میں تھا ترجمہ کہ دونگا میں یہ نشان کہ علامت سرداری کی ہو کل کو ایک شخص کو کہ فتح کریگا اللہ تعالی

فاتح خیبر کو اسکے ہاتھون پر یعنی بسبب اسکے دوست رکھتا ہے وہ خدا کو اور رسول خدا کو اور دوست رکھتا ہے اسکو خدا اور رسول خدا پس جب صبح کی لوگون یعنی صحابہ نے
آئے آنحضرت کے پاس صبح کو اس حال مین کہ سب صحابہ امید رکھتے تھے کہ دیا جاوے نشان انکو ف آیا ہے کہ صحابہ کو تمام شب نیند نہ آئی اس شوق اور
انتظار مین کہ دیکھیے یہ نعمت کل نصیب کسکے ہو پس فرمایا آنحضرت نے کہ کہان ہین علی بن ابی طالب ف اور وہ پیچھے رہ گئے تھے بسبب آنکھون کے دکھنے
کے بعد ازان اشارہ راہ مین یا بعد پہونچنے کے خیبر مین آنحضرت سے جا ملے ترجمہ پس کہا صحابہ نے کہ وہ یا رسول اللہ شکایت رکھتے ہین اپنی آنکھون کی یعنے انکی آنکھین
دکھتی ہین یعنے بسبب عذر کے حاضر نہین ہوئے فرمایا آنحضرت نے پس بھیجو کسی کو طرف انکے کہ بلا لاوے انکو پس لائے گئے علی رضی اللہ عنہ پس آپ نے دہن ڈالا انکی
آنکھون مین پس تندرست ہوئے علی یعنے آنکھون کی طرف سے یہان تک کہ گویا نتھا کچھ درد یعنے اور نہ سبب درد قسم رہے اور نہ ضعف بعد اصلاح پس دیا انکو نشان
پس کہا علی نے کہ یا رسول اللہ لڑون مین انسے یہان تک کہ ہون وہ مانند ہمارے یعنی مسلمان ہون فرمایا آنحضرت نے چلا جا اور گذر اوپر نرمی اور آہستگی اپنی کے
یہان تک کہ اترے تو انکی زمین مین پھر بلا انکو طرف اسلام کے یعنی اول اور خبر دے انکو ساتھ اس چیز کے کہ واجب ہوا اوپر انکے حق خدا سے اسلام مین ف اور یہان
یہ محذوف ہی کہ پس اگر انکار کرین وہ اس سے تو پس طلب کر جزیہ پس اگر انکار کرین تو قتال کر انسے یہان تک کہ مسلمان ہون حقیقۃً یا حکماً یعنے جزیہ دینا قبول
کرین یا معنے مسلمان ہونے کے فرمانبردار ہونا ہین ترجمہ پس قسم خدا کی یہ کہ ہدایت کرے خدا تعالیٰ بسبب تیرے ایک مرد کو بہتر ہی اس سے کہ ہون تیرے لیے
چارپایے سرخ اور اونٹ سرخ ف یعنی حضرت نے جو رہنمائی کی حضرت علی کو واسطے بلانے کفار کے طرف اسلام کے انکی تاکید کے لیے یہ بات قسم کھا کر ارشاد
فرمائی اسلیے کہ یہ اکثر سبب ہوتا ہی انکے ایمان کا بغیر قتال انکے کہ منفرج ہوتا ہی اسپر حصول غنائم کا قسم سرخ چارپایون وغیرہ سے پس پیدا کرنا ایک مومن کا بہتر ہی
معدوم کرنے ہزار کافر کے سے جیسے کہ تصریح کیا ہی اسکو ابن ہمام نے اول کتاب النکاح مین ترجمہ اور ذکر کی گئی حدیث براء کی کہ انھین فرمایا ہے آنحضرت نے علی کو
کہ تو مجھسے ہی اور مین تجھسے بیچ باب بلوغ صغیر کے ف اسلیے کہ انکو تعلق ہے ساتھ حضانت کے اور وہ حدیث مشتمل ہے اوپر فضیلت علی اور جعفر اور زید بن حارثہ کے

الفصل الثانی فصل دوسری (عن عمران بن حصین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن رواہ الترمذی) روایت ہے
عمران بن حصین سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے ف یہ کنایہ ہے کمال اتحاد اور اخلاص اور یگانگیت اور مشارکت سے
نسب مین ترجمہ اور علی دوست اور ناصر ہر مومن کا ہے یعنے اسمین اشارہ ہے طرف اس آیت کے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الخ نقل کی یہ ترمذی
نے (وعن زید بن ارقم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہ تحقیق نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ ہون مین دوست اسکا پس علی دوست اسکا ہے یعنے جسکو مین دوست رکھتا ہون علی دوست رکھتا ہے پس علی دوست
ہین کہ جو شخص کا رپرداز اور مددگار میرا ہوتا ہے پس علی کارپرداز اور مددگار اسکا ہوتا ہے اور باقی شرح اسکی مفصل تیسری فصل مین مذکور ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ سے
ترجمہ نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے (وعن حبشی بن جنادۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی منی وانا من علی ولا یؤدی عنی الا انا او علی رواہ
الترمذی ورواہ احمد عن ابی جنادۃ) اور روایت ہے حبشی بن جنادہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علی مجھسے ہے اور مین علی سے اور نہ ادا کرے میری
سے یعنے نبذ عہد کوئی مگر مین یا علی نقل کی یہ ترمذی اور احمد نے ابی جنادہ سے ف جاری تھی عادت عرب کی تھی کہ جب درمیان انکے گفتگو ہوتی تھی بیچ نقض ابرام
اور صلح اور نبذ عہد کے تو ادا نہین کرتا تھا یہ امور مگر وہ شخص کہ سردار قوم کا ہوتا یا وہ شخص کہ قریب اسکا ہوتا اسکے قرابتون اور اپنون مین سے اور نہین قبول کرتے
تھے غیر انکے سے پس جب کہ ہوا وہ سال کہ آنحضرت نے ابوبکر صدیق کو حج کے لیے بھیجا تھا اور امیر حاجیون کا کیا تو بعد انکے نکلنے کے انکے پیچھے علی مرتضیٰ کو
بھیجا تا نقض کرین مشرکون کے عہد کو اور سورہ براۃ کو اسمین یا اس باب مین آیتین اتری ہین مشرکون پر پڑھین اور ندا کرین کہ مشرک نجس ہین نزدیک نہ آوین مسجد الحرام
کے بعد اس سال کے اور سوا اسکے اور احکام بیان کرین پس اسوقت یہ حدیث فرمائی حضرت علی کرم اللہ کے لیے اور حقیقت مین عذر بیان کرنا تھا حضرت

ابو بکر کے ہیے اس مقام میں چنانچہ اسلیے کہا حضرت صدیق نے حضرت علی سے کہ جسوقت جانے علی اُنسے پیچھے سے کہ تم امیر ہوئے یا مامور پس کہا حضرت علی نے کہ نہیں بلکہ
مامور ہوں اور اسمیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ خلافت علی کی متاخر ہوگی صدیق کی خلافت سے چنانچہ یہ امر مخفی نہیں ہے محققین پر (وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ آخَى رَسُولُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَصْحَابِهِ فَجَاءَ عَلِيٌّ تَدْمَعُ عَيْنَاهُ فَقَالَ آخَيْتَ بَيْنَ أَصْحَابِكَ وَلَمْ تُؤَاخِ بَيْنِي وَبَيْنَ أَحَدٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْتَ أَخِي فِي الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہ کہا بھائی چارہ کروایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان یاروں اپنے کے
فـ ع یعنے دو دو صحابیوں میں آپسمیں دینی بھائی چارہ کروایا چنانچہ ابو درداء اور سلمان آپسمیں دینی بھائی ہوئے اسی طرح اور اور یہ پانچ مہینے بعد مدینہ کے
آنے کے ہوا ترجمہ پس آئے علی اس حال میں کہ آنسو بہاتی تھیں آنکھیں اُنکی پس کہا علی نے کہ بھائی چارہ کروایا آپ نے درمیان یاروں اپنے کے اور نہ بھائی چارہ
کروایا آپنے درمیان میرے اور درمیان کسی کے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تو بھائی میرا ہے دنیا اور آخرت میں یعنے تجکو کیا حاجت ہے کہ کسی اور سے بھائی چارہ
کرواؤں ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَيْرٌ فَقَالَ اللّٰهُمَّ ائْتِنِي بِأَحَبِّ خَلْقِكَ إِلَيْكَ
يَأْكُلُ مَعِي هٰذَا الطَّيْرَ فَجَاءَهُ عَلِيٌّ فَأَكَلَ مَعَهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا تھا نزدیک آنحضرت کے ایک جانور پرندہ یعنے بھنا
ہوا یا پکا ہوا پس کہا یعنے دعا کی آنحضرت نے خداوندا لا میرے پاس اُسکو کہ بہت پیارا ہو نزدیک تیرے مخلوق میں سے کہاوے وہ ساتھ میرے اس جانور کو پس
آئے آنحضرت کے پاس علی اور کھایا ساتھ اُنکے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے فـ ع کہا ابن جوزی نے کہ یہ حدیث موضوع ہے اور کہا حاکم نے
کہ موضوع نہیں ہے اور مختصر میں کہا کہ طرق اسکے بہت ہیں لیکن سب ضعیف ہیں اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اسپر کہ حضرت علی محبوب ترین خلق خدا کے تھے نزدیک
خدا کے اور شارحین خصوصیتیں اور قیدیں لگاتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ علی محبوب ترین خلق سے تھے یا محبوب ترین خلق کے آنحضرت کے چچا کے بیٹوں میں سے
یا قرابتیوں قریبہ میں سے یا یہ مراد ہے کہ جو واسطے اور اقرب اور الیق ہیں ساتھ احسان کرنے میرے کے انمیں علی محبوب تر ہیں انمیں سے نزدیک خدا کے اور غالبًا یہ
تخصیصات اس سبب سے ہیں کہ حضرت علی کا محبوب زیادہ ہونا ابی بکر صدیق اور عمر فاروق سے لازم نہ آوے اور حقیقت میں حاجت ان تخصیصات کی
کچھ نہیں ہے اسلیے کہ یقین ہے کہ مراد تمام خلق علی العموم نہیں ہیں اسلیے کہ احب مطلق سید المحبوبین اور افضل المخلوقین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صحابہ ہیں اگر بعضوں کو
محبوب تر بعض وجوہ اور حیثیات سے رکھیں تو کیا ہوتا ہے اور افضلیت بسبب کثرت ثواب کے منافات اس سے نہیں رکھتی ہے اسلیے کہ مراد جمیع وجوہ نہیں ہے
جیسے کہ یہ مسئلہ افضلیت اور احبیت کے بعضے علما نے کہا ہے غرض کہ یہ حدیث دلیل نہیں ہو سکتی مبتدعین کی کہ جو اسکو وسیلہ طعن کا ابو بکر کی خلافت پر کریں اور
بعضی حدیثوں میں آیا ہے ما طلعت الشمس علی خیر من عمر اور جگہ ارفع درجۃ فی الجنۃ اور مسئلہ افضلیت کا ظنی ہے اور مقام وسیع ہے ایسی تنگی کیوں کیجیے (وَعَنْ
عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ إِذَا سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي وَإِذَا سَكَتُّ ابْتَدَأَنِي رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ) اور روایت ہے
حضرت علی سے کہ کہا تھا میں جب مانگتا آنحضرت سے کچھ دیتے مجکو اور جب خاموش رہتا میں دیتے مجکو بے سوال کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ
یہ حدیث حسن غریب ہے (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ وَقَالَ رَوَى
بَعْضُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ شَرِيكٍ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِيهِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ وَلَا نَعْرِفُ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَحَدٍ مِنَ الثِّقَاتِ غَيْرِ شَرِيكٍ) اور روایت ہے علی سے کہا فرمایا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں گھر حکمت کا ہوں اور علی دروازہ اُسکا فـ ع اور ایک روایت میں آیا ہے انا مدینۃ العلم وعلی بابہا اور ایک روایت میں آیا ہے
انا دار العلم وعلی بابہا اور ایک روایت میں یہ زیادہ ہے فمن اراد العلم فلیاتہ من بابہ اور معنے یہ ہیں کہ علی دروازہ ہیں دروازوں اُسکے کے ولیکن خاص اُنکے ذکر کر
سے ایک طرح کی تعظیم اُنکی نکلی اور واقع میں حضرت علی میں ایسے ہی اسلیے کہ وہ بہ نسبت بعض صحابہ کے بہت بزرگی اور علم رکھتے ہیں اور اُن حدیثوں میں
سے کہ دلالت کرتی ہیں اسپر کہ تمام صحابہ بمنزلہ دروازوں کے ہیں یہ حدیث ہے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور چونکہ متحقق ہو چکی ہے یہ بات کہ تا

نے لیے ہین طرح طرح کے علوم شریعت علم قرأت اور تفسیر اور حدیث اور فقہ سے تمام صحابہ سے نہ فقط حضرت علی ہی سے پس جانا گیا عدم انحصار باب کا علی کے
حق مین لیکن ہان مختص ہون وہ ساتھ باب قضا کے تو البتہ ہوسکتا ہو کہ وارد ہوا ہو انکی شان مین انا اقضاکم جیسے کہ ابی بکر کے حق مین آیا ہو انہ اقراکم کہ وہ بڑے
قاری تھے تم مین اور معاذ بن جبل کے حق مین آیا ہو انہ اعلمکم بالحلال والحرام کہا طیبی نے کہ شاید شیعہ تمسک کرتے ہین اس تمثیل سے یہ کہ لینا علم کا اور حکمت کا مخصوص
ہے ساتھ علی کے نہین ہاتھ لگ سکتا وہ کسی اور کے واسطے سے سوائے واسطہ علی کے اسلیے کہ گھر مین نہین داخل ہوتے مگر اُسکے دروازہ سے اور اللہ تعالی
نے فرمایا واتوا البیوت من ابوابہا حالانکہ نہین ہو اُنکے لیے حجت اسمین اسلیے کہ گھر جنت کا فراخ تر نہین ہو حکمت کے گھر سے اور اُسکے آٹھ دروازہ ہین اور داخل اس حدیث
کی ابی الصلت عبد السلام بن صلاح ہروی سے ہو کہ شیعہ ہو ولیکن ہو سچا اور اس حدیث مین اختلاف کیا ہو محدثون نے بعضون نے تصحیح کی ہو اور بعضون نے
تحسین اور بعضون نے تضعیف کہا اور بعضون نے کہا منکر ہو اور کہا یحیی بن معین نے کہ کچھ اصل نہین ہو اسکی اور ایک جماعت نے نسبت وضع کی کی ہو لیکن کہا حافظ
ابو سعید نے کہ یہ حسن ہو باعتبار طرق کے نہ صحیح ہو اور نہ ضعیف اور نہ موضوع مترجم نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہو اور کہا ترمذی نے کہ روایت کی
ہو بعضے علما نے یہ حدیث شریک تابعی سے اور نہین ذکر کیا اُنھون نے اسناد اس حدیث مین صنابحی سے جیسا کہ بعضی روایتون مین آیا ہو اور نہین پہچانتے ہین ہم
اس حدیث کو کسی سے ثقات مین سے سوائے شریک کے ف ع اور خبر فردوس مین یہ حدیث یون آئی ہو انا مدینۃ العلم وابوبکر اساسہا وعمر حیطانہا وعثمان
سقفہا وعلی بابہا (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا یَوْمَ الطَّائِفِ فَانْتَجَاہُ فَقَالَ النَّاسُ لَقَدْ طَالَ نَجْوَاہُ مَعَ ابْنِ عَمِّہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا انْتَجَیْتُہٗ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ انْتَجَاہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہو جابر سے کہا بلایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو دن غزوہ طائف کے
پس سرگوشی کی اُنسے پس کہا لوگون نے یعنے منافقون نے یا عوام صحابہ نے البتہ تحقیق دراز ہوئی سرگوشی آنحضرت کی ساتھ چچا کے بیٹے اپنے کے پس فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خاص کیا مین نے انکو ساتھ سرگوشی کے لیکن اللہ تعالی نے سرگوشی کی اُنسے ف ع یعنے پہونچایا مین نے اُنکو
اللہ تعالی کی طرف سے جو کچھ کہ حکم کیا تھا مجکو اُسکے پہونچانے کا بطریق سرگوشی کے پس اس جہت سے گویا سرگوشی کی اُنسے اللہ نے مین نے نہین کی پس مانند
قول اللہ تعالی کے ہو وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور ظاہر یہ ہو کہ اس سرگوشی مین حضرت نے کچھ مصلحت اس غزوہ کی اور مانند اُسکے کا اسرار دینیہ مین
کہ تعلق مین ساتھ اخبار دینیہ کے رکھتے ہون نہ یہ کہ دین کی بات اُنسے چپکے سے کہی اور اورون سے چھپائی اسلیے کہ ثابت ہو چکا ہو صحیح بخاری مین کہ حضرت علی سے
پوچھا گیا کہ آیا تمھارے پاس کوئی چیز ہو کہ جو قرآن مین نہین اُنھون نے کہا قسم ہو اُس ذات کی کہ پھاڑا دانہ اور پیدا کیا جاندار نہین ہو ہمارے پاس مگر وہ چیز کہ قرآن مین
ہو مگر سمجھ کہ دیا جاتا ہو آدمی کتاب الہی مین اور جو کچھ کہ صحیفہ مین ہو نہ اُسمین دیت وغیرہ کے احکام لکھے تھے مترجم نقل کی یہ ترمذی نے (وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یُجْنِبُ فِیْ ہٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرَکَ قَالَ عَلِیُّ بْنُ الْمُنْذِرِ فَقُلْتُ لِضِرَارِ بْنِ صُرَدٍ مَا مَعْنٰی ہٰذَا الْحَدِیْثِ قَالَ
لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ یَسْتَطْرِقُہٗ جُنُبًا غَیْرِیْ وَغَیْرَکَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہو ابی سعید سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
واسطے علی کے کہ اے علی روا نہین ہو واسطے کسی کے کہ پہونچے اسکو جنابت یہ کہ گذرے اس مسجد مین سوائے میرے اور سوائے تیرے ف ع اتفاقا دروازہ
آنحضرت کا اور دروازہ علی مرتضے کا اور گذرگاہ اُنکی مسجد نبوی مین واقع ہوئی تھی مترجم کہا علی بن منذر نے پس کہا مین نے واسطے ضرار بن صرد کے کہ کیا ہین
معنے اس حدیث کے ف ع منذر ساتھ پیش میم اور جزم نون اور زیر ذال معجمہ کے بیٹا انکا علی ایک مرد مشہور ہو عابدون مین سے کہتے ہین کہ اُنسٹھ حج
کیے اور حدیث سنی اور جماعت ائمہ سے روایت کی شیعہ محض ہو ولیکن فقیہ صدوق ہو اور ابن حبان نے اسکو ثقات مین ذکر کیا مترجم کہا ضرار نے نہین حلال
ہو کسی کو کہ راہ کرے اس مسجد کو اور گذرے اسمین حالت جنابت مین سوائے میرے اور سوائے تیرے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہو
ف ع اور کہا جزری نے یہ حدیث ضعیف ہو باتفاق محدثین کے (وَعَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَیْشًا فِیْہِمْ عَلِیٌّ قَالَتْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہو رافع یدیہ یقول اللہم لا تمتنی حتی تریني علیا رواہ الترمذی) اور روایت ہے ام عطیہ سے کہ کہا بھیجا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
ایک لشکر کہ انہیں میں علی تھے کہا ام عطیہ نے پس سنا میں نے آنحضرت سے اس حال میں کہ اٹھائے ہوئے تھے دونوں ہاتھ اپنے دعا کے لیے فرماتے تھے یعنی وقت بھیجنے انکے کے
یا بعد بھیجنے کے کہ توقع تھی آنے کی انکے یا الٰہی نہ مار مجھکو یہاں تک کہ دکھاوے تو مجھکو علی کو یعنی سلامتی سے پھر کر آوے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع دلالت کرتی ہے یہ حدیث اسپر کہ آنحضرت نہایت
محبت رکھتے تھے حضرت علی سے اور رنج ہوتا تھا آپ کو انکی مفارقت سے الفصل الثالث فصل تیسری (عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یحب
علیا منافق ولا یبغضہ مؤمن رواہ احمد والترمذی وقال ہذا حدیث حسن غریب اسنادا) روایت ہے ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت نے نہیں دوست رکھتا علی کو
منافق اور نہیں دشمن رکھتا انکو مومن یعنی مومن کامل نقل کی یہ احمد نے اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے باعتبار اسناد کے (وعنہا قالت قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سب علیا فقد سبنی رواہ احمد) اور روایت ہے ام سلمہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے برا کہا علی کو یعنی
نسب کی جہت سے پس تحقیق برا کہا مجھکو نقل کی یہ احمد نے ف ع یعنی جسنے انکو برا کہا گویا مجھکو برا کہا پس مقتضا اس حدیث کا یہ ہے کہ جو برا کہتا علی کا کفر یا یہ محمول ہے
تشدید و وعید پر یا مبنی ہے مستحلال جاننے پر واللہ اعلم بالحال اور یہ حدیث حاکم نے بھی روایت کی ہے اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس سے من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ
والملائکۃ والناس اجمعین اور طبرانی کی ایک روایت میں آیا ہے حضرت علی سے من سب الانبیاء قتل ومن سب اصحابی جلد (وعن علی قال قال لی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فیک مثل من عیسی ابغضتہ الیہود حتی بہتوا امہ واحبتہ النصاری حتی انزلوہ بالمنزلۃ التی لیست لہ ثم قال یہلک فی رجلان محب
مفرط یقرظنی بما لیس فی ومبغض یحملہ شنآنی علی ان یبہتنی رواہ احمد) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا فرمایا مجھکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تجھمیں ایک
مشابہت ہے عیسی سے دشمن رکھا انکو یہود نے یعنی یہاں تک کہ تہمت لگائی انکی ماں کو یعنی حضرت مریم کو تہمت زنا کی لگائی اور دوست رکھا انکو نصاری نے یعنی
محبت یہاں تک کہ اتارا انکو اس منزلت و مرتبہ پر کہ ثابت نہیں ہے انکے لیے کہ انکو اللہ یا ابن اللہ کہا پھر کہا حضرت علی نے کہ ہلاک ہونگے یعنی گمراہ ہونگے میرے حق میں
اور بسبب میرے دو شخص ایک تو محبت رکھنے والا حد سے زیادہ تعریف کریگا میری ساتھ اس چیز کے کہ نہیں ہے مجھمیں یعنی تفضیل دیگا مجھکو تمام صحابہ پر یا انبیا پر یا اللہ
کہیگا مجھکو یا سند جماعت نصیریہ کے اور دوسرا دشمن کہ باعث ہوگی اسکو دشمنی میری اسپر کہ بہتان کریگا مجھپر نقل کی یہ احمد نے ف ع اس سے معلوم ہوا کہ محبت اسیقدر
محمود ہے کہ حد سے نہ گذرے اور موافق قاعدہ عقل و شرع کے ہو اور محبت جو حد سے زیادہ ہو گمراہی کی طرف کھینچ لیجاتی ہے اور راہ مستقیم عدالت سے باہر ڈالتی ہے اور
منسوب طرف گمراہی کے کرتی ہے اور متصف ساتھ اس صفت کے اہل سنت و جماعت ہی ہیں کہ دونوں طرفوں افراط و تفریط سے اس باب میں محفوظ ہیں خصوصا
وہ لوگ کہ گرد تعصب کی جنکے چہرہ حال پر نہیں بیٹھی ہے حاصل یہ کہ سرمایہ سعادت دو چیزیں ہیں محبت خاندان نبوت اور تعظیم اصحاب ہر شخص کو یہی کرنی چاہیے
کہ یہ دونوں چیزیں جمع کرے بوجہ اعتدال کے رزقنا اللہ اور حضرت علی سے منقول ہے کہ کہا یحبنی اقوام حتی یدخلوا النار فی حبی ویبغضنی اقوام حتی یدخلوا النار فی بغضی ذکر
نقل کی یہ احمد نے اور سعد ق سے ہے کہ کہا علی نے اللہم العن کل مبغض لنا وکل محب لنا غال روایت کی احمد نے مناقب میں (وعن البراء بن عازب و
زید بن ارقم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسہم قالوا بلی قال الستم تعلمون
انی اولی بکل مؤمن من نفسہ قالوا بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ہنیئا یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولی کل مؤمن ومؤمنۃ رواہ احمد) اور روایت ہے براء بن عازب اور زید بن ارقم سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب اترے غدیر خم
پر ف ع یعنی وقت پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور غدیر خم نام ہے ایک بستی کا کہ تین کوس ہے جحفہ سے درمیان مکہ اور مدینہ کے اور غدیر اصل میں کہتے ہیں پانی
کے تالاب کو اور اسوقت میں صحابہ بہت کثرت سے آنحضرت کے ساتھ جمع تھے تو جمیع کیا آنحضرت نے ہاتھ علی مرتضی کا پکڑ فرمایا ف ع یعنی بعد اسکے جمع کیا
صحابہ کو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت نے ایک منبر بنایا اونٹوں کے پالانوں کا اور اسپر چڑھکر فرمایا تم جمع کیا نہیں جانتے تم کہ میں نزدیک تر اور دوست تر

ہوں ساتھ مومنوں کے انکے نفسوں سے یعنی جیسے کہ قرآن مجید میں مذکور ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ تین بار مکرر فرمایا غرض کہ کہا صحابہ نے کہ مقرر فرمایا آنحضرت
نے یعنی بعد اسکے کہ علی العموم مومنوں کو فرمایا ہر مومن کو بھی ذکر کیا کہ فرمایا کیا نہیں جانتے تم کہ میں اولی اور اقرب ہوں ساتھ ہر مومن کے اسکے نفس سے ف ح یعنی
میں حکم نہیں کرتا ہوں مومنوں کو مگر اس چیز کا کہ اسمیں بھلائی اور درستی اور خیریت دنیا اور آخرت انکی کی ہو بخلاف انکے نفسوں کے کہ کبھی طرف شر اور فساد کے
بھی بلاتے ہیں ترجمہ کہا صحابہ نے مقرر آپ ایسے ہیں پس فرمایا آنحضرت نے بار خدایا جو شخص کہ ہوں میں دوست اسکا پس علی دوست اسکا ہے خداوندا دوست رکھ
اس شخص کو کہ دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو کہ دشمن رکھے علی کو ف ع ح اور ایک روایت میں ہے کہ احب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل من
خذلہ وادر الحق معہ حیث دار یعنی دوست رکھ اسکو کہ دوست رکھے علی کو اور دشمن رکھ اسکو کہ دشمن رکھے انکو اور مدد کر اسکی کہ مدد کرے علی کی اور نہ مدد کر اسکی کہ نہ مدد
کرے علی کی اور پھیر حق کو ساتھ علی رضہ کے جس طرف کہ پھرے وہ ترجمہ پس ملاقات کی حضرت علی رض سے حضرت عمر رض نے بعد اسکے پس کہا عمر رض
نے واسطے علی کے کہ خوشی ہو تمہارے لیے یا ابن ابی طالب کہ صبح کی تمنے اور شام کی تمنے یعنی ہو گئے تم ہر وقت میں دوست ہر مرد اور
عورت مسلمان کے نقل کی یہ احمد نے ف جاننا چاہیے کہ شیعوں نے جو تمسک کیا ہے ساتھ بعضی روایتوں کے حضرت علی کے حق ہونے پر ساتھ خلافت کے
انہیں سے یہ حدیث انکے نزدیک قوی تر دلیل ہے کہتے ہیں کہ یہ صریح دلیل ہے انکی افضلیت اور حقیت خلافت کی اور کہتے ہیں کہ مولی یہاں معنے اولی ساتھ امامت کے ہے
بدلیل قول کے الست اولی بکم نہ معنے ناصر و محبوب کے والا احتیاج نہ تھی صحابہ کے جمع کرنیکی اور انکو خطاب کرنیکی اور دعا کرنیکی حضرت علی کے لیے اسلیے کہ جانتے
تھے اور پہچانتے تھے اسکو سب صحابہ اور ایسی دعا نہیں ہوتی ہے مگر امام معصوم مفروض الطاعۃ کے لیے پس ہوئی علی کے لیے یہ دلالۃ بھی آنحضرت کے نفی
امت پر پس یہ نص صریح ہے انکی خلافت پر اور جواب یہ حدیث صحیح ہے روایت کیا ہے اسکو ایک جماعت نے مانند ترمذی اور نسائی اور احمد کے اور طریق اسکے بہت ہیں روایت
کیا ہے اسکو سولہ صحابیوں نے اور ایک روایت میں احمد کی آیا ہے کہ سنا ہے اسکو آنحضرت سے تیس صحابیوں نے اور گواہی دی انھوں نے اسکی علی کے لیے اسوقت کہ
نزاع کی گئی خلافت میں ساتھ انکے ایام خلافت انکی میں اور بہت اسکے اسنادوں میں سے صحاح اور حسان ہیں اور التفات نہیں کرنا چاہیے اسکے قول پر کہ کلام کیا
ہے اسکی صحت میں اور نہ ان بعضوں کے قول پر کہ کہا ہے انھوں نے کہ جملہ اللھم وال من والاہ موضوع ہے اسلیے کہ وارد ہوا ہے طرق متعددہ سے کہ تصحیح کی ہے اسکی اکثر محدثین
نے کذا قال الشیخ ابن حجر فی الصواعق اور بعد اسکے کہا ولیکن ہم کہتے ہیں شیعہ سے بطریق الزام کے کہ انھوں نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ اعتبار تواتر کا ہے بیچ دلیل امامت
کے کہ جب تک حدیث متواتر نہو تو ساتھ اسکے استدلال صحت امامت پر کرنا چاہیے اور یقین ہے کہ یہ حدیث متواتر نہیں ہے باوجود خلاف کے اسمیں اگرچہ وہ خلاف
مردود ہے بلکہ طعن کرنے والے اسمیں بعضے ائمہ حدیث سے اور عادل انکے ہیں کہ رجوع ہے انکی طرف اس امر میں مانند ابوداود سجستانی اور ابو حاتم رازی اور سوا اسکے
انکے کے اور روایت نہیں کیا ہے اسکو کسی نے اہل حفظ و اتقان میں سے کہ جو حدیث کی طلب میں مشہور تھے مانند بخاری اور مسلم اور واقدی اور سوا انکے
کے اکابر اہل حدیث سے اور یہ بات اگرچہ مخل نہیں ہے صحت حدیث میں لیکن دعوی تواتر کا ایسی حدیث میں عجب ہے اور انھوں نے شرط کیا ہے تواتر کا حدیث امامت
میں پس سوچنا چاہیے اسکو اور اہل سنت و جماعت نے رد کیا ہے شبہہ پر اور تقریر طویل کی ہے اس جگہ میں چنانچہ صواعق محرقہ میں وہ مذکور ہے اور ہم کچھ اسمیں سے بطور اختصار
کے ذکر کرتے ہیں کہ کہا ہے اہل سنت نے کہ نہیں مانتے ہم کہ مولی یہاں معنی حاکم و والی کے ہے بلکہ معنی محبوب و ناصر کے ہے اسلیے کہ لفظ مولی کے کئی معنے آئے ہیں معتق اور معتق
اور متصرف امر میں اور ناصر اور محبوب اور تعیین کرنا بعض معنے کا معانی مشترکہ میں سے بے دلیل کے اعتبار نہیں رکھتا اور ہم اور شیعہ متفق ہیں اسپر کہ صحیح ہے مراد رکھنا محبوب اور
ناصر کیونکہ علی سید ہمارے اور پیارے اور مددگار ہمارے ہیں اور سیاق حدیث بھی دلالت اس معنی پر کرتا ہے اور ہونا مولی کا بمعنے امام کے معہود معلوم نہیں ہے لغت میں اور
شرع میں اور کسی نے لغت کے اماموں میں سے نہیں ذکر کیا ہے کہ مفعل بمعنی افعل کے آتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ چیز اولی ہے فلانی چیز سے اور نہیں کہتے ہیں کہ مولی ہے اس
پس غرض حضرت کی موالات کے بیان کرنے سے تنبیہ ہے اور پرہیز کرنے کے انکے بغض سے اسلیے کہ اسکے بیان کرنے میں بڑی بزرگی انکی ثابت ہوئی اسلیے اسکے پہلے فرمایا الست اولی

بالمؤمنین من انفسہم اور دعا بھی بھیر اسی جہت سے ہے اور بعضے طرق میں ذکر اہل بیت نبوت کا عموماً اور ذکر علی کا خصوصاً آیا ہے جیسا کہ طبرانی وغیرہ کے نزدیک ساتھ سند صحیح
کے آیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ مراد رغبت دلانی اور تاکید کرنی انکی محبت پر ہے اور یہ بھی کہتے ہیں کہ سبب اسکا یہ ہے کہ بعضے صحابہ ساتھ علی کے یمن میں تھے انھوں نے
کچھ شکایت انکی بعضے امور میں اور انکی کسی بات کا انکار کیا تھا از انجملہ بریدہ اسلمی تھے اور صحیح بخاری میں آیا ہے اور ذہبی نے تصحیح اسکی کی ہے کہ چہرہ مبارک آنحضرت کا متغیر ہوا اور
فرمایا اے بریدہ الست اولی بالمؤمنین من انفسہم الحدیث اور صحابہ کو بھی جمع کیا ہے اور تاکید اس باب میں کی اور کہا شیخ ابن حجر نے کہ اگر مانا ہمنے کہ مولی بمعنے اولی کے ہے و لیکن کہا
لازم آتا ہے کہ اوسکے ساتھ امامت کے مراد ہے بلکہ ساتھ قرب اور اتباع کے جیسے کہ قرآن مجید میں فرمایا اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاہِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ اور دلیل قاطع بلکہ ظاہر تر اور نفی
اس احتمال کی نہیں رکھتے ہیں ہم مانا ہمنے کہ مراد اولی ساتھ امامت کے ہے لیکن دلیل نہیں ہے اوپر امامت فی الحال کے بلکہ مآل میں اور بیچ وقت منعقد ہونے بیعت انکی کے مراد ہے اور تقدیم
تینوں خلفا کی باجماع ہے اور علی بھی اس اجماع میں داخل ہیں اور بقدر سینہ اور بروایتوں کے کہ صحیح ہیں ساتھ خلافت ابی بکر کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور یہ حدیث اگر
نص ہو امامت پر اس حال میں کہ دلیل نہیں لائے اسکو علی اور عباس نہ غیر انکے وقت حاجت کے ساتھ اسکے بلکہ دلیل لائے اسکو علی وقت خلافت اپنی کے پس یہ ثبوت صریح
علی کا دلیل لانا بیچ ایام خلافت اپنے کے دلیل ہے اسپر کہ جانا انھوں نے کہ نص نہیں ہے اوپر خلافت انکی کے کہ متصل بعد وفات پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہو نہیں ہے اور باوجود اسکے
علی نے خود تصریح کی ہے کہ کوئی نص نہیں ہے آنحضرت سے اوپر خلافت انکی کے اور خلافت غیر انکی کے جیسا کہ اخبار صحیحہ میں آیا ہے اور صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے کہ علی اور عباس نص
نہیں لائے آنحضرت سے اوپر خلافت انکی کے اور نہ خلافت غیر انکی کے جیسا کہ اخبار صحیحہ میں آیا ہے اور صحیح بخاری وغیرہ میں آیا ہے کہ علی اور عباس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے انکے مرض الموت میں اور عباس نے علی سے کہا کہ طلب کر اس امر کو یعنے خلافت کو اگر ہم میں ہو تو جان لیں ہم اسکو آنحضرت کے فرمانے سے اور علی نے فرمایا کہ نہیں
طلب کرتا میں الحدیث پس اگر یہ حدیث نص ہوتی بیچ امامت علی کے تو کاہیکو حاجت ہوتی حضرت کی طرف رجوع کرنے کی اور پوچھنے کی انسے اور کیوں کہتے عباس کہ اگر ہم میں
ہو تو جان لیں ہم اسکو باوجود قریب زمانی کے ساتھ روز غدیر کے کہ دو مہینے یا کچھ کم یا زیادہ گذرے تھے اور بھول جانا تمام صحابہ کا خبر یوم غدیر کو اور چھپانا انکا اسکو باوجود جاننے کے
اسکو ایسی بات ہے کہ عقل نہیں تجویز کرتی اسکو پس صحابہ وقت بیعت کرنے کے ابو بکر سے یاد رکھتے تھے اسکو اور جانتے تھے اسکو اور باوجود اسکے جو انھوں نے کچھ تعرض کیا اور
دلیل نہ لائے اسکو تو معلوم ہوا کہ وہ جانتے تھے کہ مراد اس سے خلافت علی کی نہیں ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد از روز غدیر کے خطبہ پڑھا اور آشکارا کیا حق
ابی بکر اور عمر کا اور کہا کہ امیر ہووے منبر کوئی شخص جیسے کہ اخبار میں آیا ہے اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے رغبت دلائی ہے اوپر دوستی اہلبیت اپنے کے لیکن فرق ہے درمیان محبت
اور خلافت کے اور شیعہ کہتے ہیں کہ یاد رکھتے تھے صحابہ اس نص کو ولیکن انھوں نے اتباع نہ کیا اسکا اور فرمانبرداری کی ساتھ اسکے از راہ ظلم اور عناد اور مکابرہ کے اور
امیر المؤمنین علی نے جو طلب کرنا اور دلیل لانا ترک کیا بسبب تقیہ کے تھا اور یہ کذب اور افترا ہے اسلیے کہ علی رضی اللہ عنہ قوت تمام رکھتے تھے اور کثرت بے اندازہ اور شجاعت
کا تو کیا کہنا ہے اور باوجود اسکے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے نص سنی ہے اور دلیل نہ لاویں اور عمل اسپر نہ کریں یہ بات محالات سے ہے اور جب ابو بکر نے
دلیل لائے ساتھ حدیث الائمۃ من قریش کے کیونکر کہا صحابی نے کہ نص خاص علی کے لیے واقع ہے احتجاج ساتھ اس عموم کے کیوں کرتے ہو تم اور بیہقی امام ابو حنیفہ سے
لایا ہے کہ کہا اصل عقیدہ شیعہ کا یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گمراہ کہتے ہیں اور روافض قائل ہیں انکی تکفیر کے اور کہتے ہیں کہ سب صحابہ سوا ان چند تنوں کے
کافر گئے ہیں دنیا سے اور قاضی ابو بکر باقلانی نے کہا کہ جس چیز کی طرف گئے ہیں روافض بسبب اسکے باطل کرنا بالکل دین اسلام کا لازم آتا ہے اسلیے کہ جب چھپانا
نصوص کا اور ظلم اور افترا اور جھوٹ بیچ اول احکام اسلام کے بسبب غرض نفسانی کے انسے واقع ہوا اور کچھ کہ حدیثیں اور اخبار انسے روایت کی گئیں جھوٹ اور
باطل ہوئیں یا یہ تعصب رجوع کرتا ہے حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف کہ انکی صحبت میں ایسے لوگ آئے اور حضرت علی مرتضی کی طرف بھی کہ انھوں
نے سستی اور تقصیر کی بیچ طلب حق اور تائید اسکے کے اور یہ کلام شیخ ابن حجر کا ہے صواعق محرقہ میں کہ انھوں نے بہت طول طویل ذکر کیا ہے وہاں اور جو کچھ کہا انھوں
نے ہمنے بطریق اختصار کے بیان کر دیا ہے کافی ہے وباللہ التوفیق (وَعَنْ بُرَیْدَۃَ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَکْرٍ وَّعُمَرُ فَاطِمَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

انما ہی بنیۃ ثم خطبہا علی فزوجہا منہ رواہ النسائی) اور روایت ہے بریدہ اسلمی سے کہ کہا پیغام بھیجا خطبہ کا نکاح کا ابوبکر اور عمر نے فاطمہ سے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے عذر کیا اور فرمایا کہ تحقیق وہ چھوٹی ہے فقط اور ایک روایت میں آیا ہے فسکت یعنی چپ ہو رہے حضرت اور شاید کہ یہ محمول ہو اور دفعہ پر یعنی ایکبار سکوت کیا ہو اور
دوسری بار میں یہ فرمایا ہو کہ وہ چھوٹی ہے ترجمہ پھر پیغام بھیجا فاطمہ کا علی نے پس نکاح کر دیا حضرت نے فاطمہ کا علی سے رضی اللہ عنہما نقل کی یہ نسائی نے فقط
اور بعضی روایت میں آیا ہے کہ کہا ام ایمن نے علی سے کہ تم کیوں نہیں خواستگاری کرتے فاطمہ کی حالانکہ آنحضرت کے پاس بیٹھے ہو کہا علی نے مجکو شرم آتی ہے کہ آنحضرت کے
سامنے یہ کلام عرض کروں پس آنحضرت نے سنا اور راضی ہوئے اور جب علی نے رضا آنحضرت کی معلوم کی تو اظہار کیا اسکا پس نکاح کر دیا آنحضرت نے فاطمہ کا انسے فقط
اور روایت کی ابو الخیر قزوینی حاکمی نے انس بن مالک سے کہ کہا خواستگاری کی ابوبکر نے آنحضرت سے انکی بیٹی حضرت فاطمہ کی پس فرمایا آنحضرت نے اے ابوبکر نہیں اترا حکم
نازل ہوا پھر خواستگاری کی انکی عمر نے اور بعضے قریش نے اور حضرت نے وہی جواب دیا جو کہ ابوبکر کو دیا تھا پھر کہا بعضوں نے علی سے کہ اگر تم خواستگاری کرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے فاطمہ کی تو شاید امید ہے کہ قسمت نکاح انکا کر دینگے کہا علی نے یہ کیونکر ہو اس حال میں کہ خواستگاری کی انکی اشراف قریش نے اور حضرت نے نہ نکاح کیا انکا پھر خواستگاری کی
انکی علی نے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق حکم کیا ہے مجکو رب عز وجل میرے نے اسکا کہا انس نے پھر بلایا مجکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد چند روز کے اور فرمایا اے انس بلا
اور بلا میرے پاس ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان بن عفان اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور طلحہ اور زبیر اور عدہ انصار میں سے کہا انس نے کہ
بلا لایا میں انکو پس جبکہ جمع ہوئے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور بیٹھے اپنی اپنی جگہوں پر اور علی کہیں گئے ہوئے تھے آنحضرت کے کام کے لیے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے الحمد للہ المحمود بنعمتہ المعبود بقدرتہ المطاع بسلطانہ المرہوب من عذابہ وسطوتہ النافذ امرہ فی سمائہ وارضہ الذی خلق الخلق بقدرتہ ومیزہم باحکامہ واعزہم بدینہ واکرمہم
بنبیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تبارک اسمہ وتعالت عظمتہ جعل المصاہرۃ سببا لاحقا وامرا مفترضا وشج بہ الارحام والزمہ الانام فقال عز من قائل فہو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا
وصہرا وکان ربک قدیرا فامر اللہ تعالی یجری الی قضائہ وقضاؤہ یجری الی قدرہ ولکل قدر اجل ولکل اجل کتاب یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب پھر فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ
تعالی نے حکم کیا ہے مجکو یہ کہ نکاح کر دوں اپنی بیٹی کا کہ فاطمہ بیٹی خدیجہ کی ہے علی ابن ابیطالب سے پس گواہ رہو تم کہ میں نے نکاح کیا انکا اوپر چار سو مثقال چاندی کے اگر
راضی ہو اس سے علی ابن ابیطالب پس گواہ رہو کہ میں نے نکاح کیا انکا چار سو مثقال پر پھر منگایا طباق کھجوروں کا اور رکھا انکو آگے ہمارے پھر فرمایا کہ لوٹ لو پس ہم نے لوٹا
جس وقت کہ ہم لوٹ رہے تھے ناگہاں آئے علی پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس مسکرائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم طرف علی کے پھر فرمایا آنحضرت نے کہ تحقیق اللہ تعالی
نے حکم کیا ہے مجکو یہ کہ نکاح کروں تجسے فاطمہ کا چار سو مثقال چاندی پر اگر راضی ہووے تو ساتھ اسکے پس کہا علی نے کہ تحقیق راضی ہوا میں ساتھ اسکے یا رسول اللہ کہا انس نے
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع اللہ شملکما واسعد جدکما وبارک علیکما واخرج منکما کثیرا طیبا کہا انس نے پس قسم اللہ کی البتہ تحقیق نکالی اللہ نے ان دونوں سے اولاد
بہت پاکیزہ (وعن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بسد الابواب الا باب علی رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ساتھ بند کر دینے دروازوں کے سوائے دروازہ علی کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ حدیث غریب ہے فقط ابن عباس یعنی صحابہ نبوی
کے گھر کے دروازے مسجد نبوی میں تھے حضرت نے فرمایا کہ دروازے مسجد کی طرف سے بند کر لو تاکہ کوئی عورت حائضہ اور کوئی مرد جنبی مسجد میں ان دروازوں کی راہ سے نہ آوے
مگر دروازہ علی کا کھلا رہا کہ جنابت سے انکو آنا مسجد میں درست تھا اور خصوصیت انکی تھی بسبب فرمانے آنحضرت کے اور یہیں اشکال آتا ہے اس حدیث سے اس حدیث پر کہ جو گذر چکی
مناقب ابی بکر میں کہ آنحضرت نے حکم کیا سب دروازوں کے بند کرنیکا سوائے دروازہ ابی بکر کے اسلیے کہ وہ نص صحیح ہے اسکی کہ حکم کیا آنحضرت نے انکو دروازوں کے بند کرنیکا
بیچ حالت مرض الموت اپنی میں اور یہ حدیث پس حمل کیجاوے گی یہ حدیث حالت بیماری کے پہلے زمانہ پر اور اس سے واضح ہوتا ہے قول علما کا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے
طرف ابی بکر کی خلافت کے علاوہ یہ کہ وہ حالت صحیح تر ہے اس سے اور مشہور تر اسلیے کہ وہ متفق علیہ ہے اور یہ ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور روایت کی اسی
کے معنوں کے لیکن یہ روایت کیا احمد اور نسائی نے زید بن ارقم سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بالتحقیق میں نے حکم کیا گیا ہوں ساتھ بند کرنے ان دروازوں

چھتیس ہجری میں وادی سباع میں اور عمر انکی چونسٹھ برس کی ہوئی (وعن جابر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یاتینی بخبر القوم یوم الاحزاب فقال الزبیر انا فقال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان لکل نبی حواریا وحواری الزبیر متفق علیہ) اور روایت ہے جابر سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دن غزوہ احزاب کے کون شخص ایسا ہے
جو لا سکتا ہے کون ہے کہ لاوے میرے پاس خبر قوم کی ف ع یعنی کفار کی احزاب جمع حزب کی ہے یعنی گروہ کے کہ قریش اور یہودی قریظہ اور بنی نضیر جمع ہو کر اور آپس میں
اتفاق کر کر آنحضرت سے لڑنے کے لیے آئے تھے کفار بارہ ہزار تھے اور مسلمان تین ہزار قریب ایک مہینے کے گرد مدینہ کے خندق کھودی تھی اور مسلمان بہت تنگ دل تھے اور
لڑائی نہ ہوئی فقط کچھ پتھر اور تیر اندازی ہوئی تھی پھر اللہ تعالی نے ہزار ملائکہ مدد کے لیے بھیجے اور ہوا بھیجی کہ انکے تمام خیمے وغیرہ انکھیڑ ڈالے اور شکست ہوئی کفار کی پس
اسی حال میں آنحضرت نے فرمایا کہ کوئی ہے کہ خبر قوم کی لاوے اور جانا انہیں دشوار تھا کہ تا خبر تحقیق لاوے پس اسی حالت میں ترجمہ کہا زبیر نے کہ میں لاتا ہوں خبر قوم کی پس فرمایا آنحضرت نے
تحقیق ہر نبی کے لیے مددگار ہوتے ہیں اور مددگار میرا زبیر ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع زبیر بیٹے عوام کے کنیت انکی ابو عبد اللہ قرشی اور ماں انکی صفیہ بیٹی عبد المطلب
کی پھوپھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور زبیر قدیم الاسلام تھے سولہ برس کی عمر میں اسلام لائے اور عذاب دیا انکو انکے چچا نے دھوئیں کا تا کہ اسلام چھوڑ دیں پس نہ چھوڑا انہوں نے
اور حاضر ہوئے وہ تمام غزووں میں آنحضرت کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں اول تلوار انہوں نے کھینچی ہے اور ثابت رہے آنحضرت کے ساتھ دن احد کے اور پھر گئے زبیر دن
جنگ جمل کے ... کی طرف قتل کیا انکو عمرو بن جرموز نے سفوان میں کہ نام ایک موضع کا ہے زمین بصرہ میں سن چھتیس میں عمر انکی چونسٹھ برس کی ہوئی اور دفن کیے گئے وادی سباع
میں پھر نقل کیے گئے طرف بصرہ کے اور قبر انکی مشہور ہے اسمیں (وعن الزبیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یاتی بنی قریظۃ فیاتینی بخبرہم فانطلقت فلما
رجعت جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال فداک ابی وامی متفق علیہ) اور روایت ہے زبیر سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون ہے کہ
جاوے بنی قریظہ کے پاس کہ ایک قبیلہ ہے یہود سے رہنے والے گرد مدینہ کے پس لاوے میرے پاس خبر انکی پس چلا میں ف ع یعنی تا کہ لاؤں خبر انکی جاننا چاہیے کہ آنحضرت
بعد غزوہ احزاب کے متوجہ بنی قریظہ کی طرف ہوئے اور پچیس روز تک انکو گھیرے رکھا اور پھر فتح پائی پس یہ بات وہاں فرمائی یا غزوہ احزاب میں بھی یہود قریظہ تھے وہاں
خبر انکی منگائی ہو زبیر کہتے ہیں ترجمہ پس جبکہ خبر لیکر پھرا میں جمع کیے میرے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ اپنے پس فرمایا قربان ہو تجھ پر باپ میرا اور ماں
میری نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور اسمیں تعظیم ہے انکی قدر کی اور اعتبار ہے انکے عمل کا اور یہ اسلیے ہے کہ انسان نہیں کہتا ہے ایسا مگر ایسے کے لیے کہ تعظیم کرتا ہے اسکی
اور روایت کیا گیا ہے زبیر سے کہا انہوں نے کہ جمع کیے میرے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں باپ اپنے دو بار احد میں اور بنی قریظہ کی جنگ میں اور کہا
کہ زبیر نے اپنے بیٹے عروہ سے کہا اے بیٹے میرے نہیں ہے کوئی عضو میرا مگر کہ زخمی کیا گیا ہے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے (وعن علی قال ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم جمع ابویہ لاحد الا لسعد بن مالک فانی سمعتہ یقول یوم احد یا سعد ارم فداک ابی وامی متفق علیہ) اور روایت ہے علی سے کہا نہیں سنا میں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے کہ جمع کیے ہوں ماں باپ اپنے کسی کے لیے مگر واسطے سعد بن مالک کے پس تحقیق سنا میں نے حضرت سے فرماتے دن غزوہ احد کے یعنی سعد کو اس وقت کہ
وہ تیر مارتے تھے کافروں کو اے سعد پھینک تیر قربان ہوں تیرے باپ ماں میرے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع مراد سعد بن مالک سے سعد بن ابی وقاص ہیں
اسلیے کہ مالک بن وہیب نام ابی وقاص کا ہے اور اوپر کی روایت میں جمع کرنا ماں باپ کا آنحضرت سے زبیر کے لیے بھی ثابت ہوا اور یہاں حضرت علی نے ایسا کچھ فرمایا پس
تطبیق اسمیں اور درمیان خبر زبیر کے یہ ہے کہ حضرت علی کو اطلاع نہ ہو زبیر کے لیے فرمانے کی اور ظاہر یہ ہے کہ مراد علی کی یہ ہو کہ آنحضرت سے بلا واسطہ کسی کے کہتے سنا میں نے
اور یہ منافی نہیں ہے اسلیے کہ مطلع ہوئے ہوں وہ زبیر کے حق میں کہنے پر بواسطہ غیر کے کہا مولف نے کنیت سعد کی ابو اسحق ہے زہری قرشی ہیں قدیم الاسلام کہ
اسلام لائے سترہ برس کی عمر میں اور کہا سعد نے کہ تھا میں اسلام ثالث یعنی دو شخصوں کے بعد میں اسلام لایا اور اول تیر میں نے ہی مارا جہاد میں اور حاضر ہوئے سعد
تمام غزووں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تھے سعد مستجاب الدعوۃ مشہور تھے اسمیں کہ ڈرتے تھے لوگ انکی بد دعا سے اور امید رکھتے دعا خیر کی بسبب مشہور ہونے
قبولیت دعا انکی کے لوگوں کے نزدیک اور یہ اس سبب سے تھا کہ آنحضرت نے فرمایا انکے حق میں اللہم سدد سہمہ واجب دعوتہ اور جمع کیے آنحضرت نے انکے لیے اور

کہ لیے ماں باپ اپنے کہ فرمایا دونوں کے لیے فداک ابی و امی اور نہیں کہا کسی کے لیے سوائے ان دونوں کے اور تھے یہ گندم گون اور بدن پر بال بہت تھے مرے اپنے قصر
میں بیچ عقیق کے قریب مدینہ کے پھر جنازہ لایا گیا انکا مدینہ میں اور نماز پڑھی انکی ابن الحکم نے کہ وہ ان ایام میں حاکم تھا مدینہ کا اور دفن کیے گئے وہ بقیع میں سن پچپن میں اور
عمر انکی تھی کچھ اوپر ستر برس کی اور عشرہ مبشرہ میں سے انکا انتقال سب کے بعد ہوا ہے اور حاکم کیا تھا انکو کوفہ کا عمر اور عثمان نے اور روایت کیں انسے حدیثیں خلق کثیر نے
صحابہ اور تابعین میں سے (وعن سعد بن ابی وقاص قال انی لاول العرب رمی بسہم فی سبیل اللہ متفق علیہ) اور روایت ہے سعد سے کہا تحقیق میں اول عرب ہوں کہ
پھینکا تیر خدا کی راہ میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف) یعنی میرے پہلے کسی نے تیر راہ خدا میں نہیں مارا اور باعث اسکا یہ تھا کہ اول سال ہجری میں آنحضرت نے ابو عبیدہ
بن الحارث کو ساتھ ساٹھ سواروں کے واسطے جنگ ابوسفیان بن حرب اور مشرکوں کے بھیجا لیکن کچھ لڑائی نہیں واقع ہوئی بجز اسکے کہ سعد بن ابی وقاص نے ایک تیر
انکی طرف پھینکا اور یہ اول تیر تھا کہ اسلام میں راہ خدا میں مارا گیا (وعن عائشۃ قالت سہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقدمہ المدینۃ لیلۃ فقال لیت رجلا صالحا
یحرسنی اذ سمعنا صوت سلاح فقال من ہذا قال انا سعد قال ما جاء بک قال وقع فی نفسی خوف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجئت احرسہ فدعا لہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثم نام متفق علیہ) اور روایت ہے عائشہ سے کہا نہ سوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وقت آنے اپنے کے مدینہ میں کسی غزوہ سے ایک رات یعنی بخوف اعدا
دین کے پس فرمایا آنحضرت نے کاشکے ایک مرد نیک بخت نگہبانی کرے میری ناگہاں سنی ہم نے آواز ہتھیار کی کہ تلوار و کمان وغیرہ کھٹ کھٹ بولتے تھے پس فرمایا آنحضرت نے
کون ہے یہ کہا میں سعد ہوں فرمایا آنحضرت نے کیا چیز لائی تجکو اور کیونکر آیا تو کہا سعد نے کہ واقع ہوا میرے دل میں خوف بہ نسبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نقصان پہنچا
دیں اعدا دین سے کچھ ضرر پہونچا دیں پس آیا میں تا نگہبانی کروں انکی اور خدمت بجا لاؤں پس دعا کی سعد کے لیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر آرام فرمایا نقل کی یہ
بخاری و مسلم نے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابوعبیدۃ بن الجراح متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہا فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ہر امت کے ایک امانتدار ہے کہ بیچ حقوق خدا اور خلق اور نفس کے خیانت نہیں کرتا اور امانتدار اس امت کا ابوعبیدہ
بن الجراح ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (ف) اور خاص کیا انکو ساتھ امانت کے باوجودیکہ امانت اور صحابہ میں بھی تھی اسلیے کہ انمیں غالب تھی یہ صفت بہ نسبت اوروں
کے یہ صفت انمیں غالب تھی بہ نسبت انکی اور صفتوں کے اور مدح انکی میں کتنی ہی روایتیں آئی ہیں چنانچہ مرقات میں لکھی ہیں اور انکی فضائل میں سے یہ ایک فضیلت کیا خوب

ہے یا در والسیئات القدیمات بالحسنات الحادثات الارب بعض الشیاء ترشں ایرینہ الارب کرم لفضہ ہونی اسکا بیان کیا مولف نے کہ وہ ابوعامر بن عبداللہ بن الجراح
قرشی فہری ہیں اسلام لائے ساتھ عثمان بن مظعون کے اور پہلے ہجرت کی طرف حبشہ کے اور پھر طرف مدینہ کی اور حاضر ہوئے سب جہاد و نمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ اور ٹھہرے رہے آنحضرت کے ساتھ روز احد کے اور کڑیاں خود کی آنحضرت کے چہرہ مبارک پر گڑ گئیں تھیں روز احد کے انھوں نے دانتوں سے پکڑ کر کھینچیں پس
چشمے دو دانت آگے کے انکے گر پڑے تھے یہ دراز قد خوش رو سبک گوشت مرے طاعون عمواس میں بیچ اردن کے سنہ اٹھارہ میں اور دفن کیے گئے بیسان میں اور نماز
پڑھی انپر معاذ بن جبل نے اور عمر انکی اٹھاون برس کی ہوئی (وعن ابن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ
قالت ابوبکر فقیل لہا ثم من بعد ابی بکر قالت عمر فقیل من بعد عمر قالت ابوعبیدۃ بن الجراح رواہ مسلم) اور روایت ہے ابن ابی ملیکہ تابعی سے کہا سنا میں نے عائشہ سے
اس حال میں کہ پوچھی گئیں تھیں وہ کہ کسکو آنحضرت خلیفہ اپنا کرتے اگر فرضاً اپنے سامنے خلیفہ کرتے کسی کو صریحاً صحابہ میں سے کہا عائشہ نے ابوبکر کو خلیفہ کرتے پس کہا گیا اور پوچھا گیا
کہ پھر کسکو کرتے بعد ابی بکر کے کہا عائشہ نے عمر کو کرتے کہا گیا کون ہے بعد عمر کے کہ اسکو خلیفہ کرتے کہا عائشہ نے کہ ابوعبیدہ بن الجراح کو خلیفہ کرتے نقل کی یہ مسلم نے (ف)
کہ امین تھے اور لائق اس کام کے اور ابوبکر صدیق نے بھی کہا اسوقت کہ خلیفہ کرتے تھے انکو کہ مجکو خلافت سے کیا کام ہے یہ عمر ہے اور نزدیک ہمارے اور ابوعبیدہ بن الجراح ہے جسکو چاہو
انمیں خلیفہ کرو پس کہا صحابہ نے کہ تم سے کون زیادہ لائق ہے جسکو پیش کیا تمکو آنحضرت نے واسطے کار دین ہمارے کے یعنی امامت کے پس کون ہے کہ مقدم کرے تمکو کار دنیا میں
اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اعتقاد عائشہ کا یہ تھا کہ ابوعبیدہ اولی تھے ساتھ خلافت کے بعد شیخین کے بقیہ اصحاب شوری سے (وعن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم كان على حراء هو وابو بكر وعمر وعثمان وعلي وطلحة والزبير فتحركت الصخرة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اهدأ فما عليك الا نبي او صديق او شهيد وزاد بعضهم
وسعد بن ابي وقاص ولم يذكر عليا رواه مسلم| اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے پہاڑ حرا پر آنحضرت تھے اور ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور
طلحہ اور زبیر پس ہلا پتھر حرا کا پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ٹھہر جا پس نہیں تجھ پر مگر پیغمبر یا صدیق یا شہید اور زیادہ کیا بعضوں نے راویوں میں سے یہ لفظ اور سعد
بن ابی وقاص یعنی وہ بھی حرا پر تھے ہمراہ آنحضرت کے اور ذکر نہیں کیا اس بعض نے علی کا نقل کی یہ مسلم نے ف ع مراد شہید سے علی اور عثمان اور طلحہ اور زبیر ہیں کہ سب شہید
ہوئے ہیں اور شہادت طلحہ اور زبیر کی بیچ واقعہ جنگ جمل کے ہے یعنی سب ہیں بلکہ ہر ایک ان میں سے از راہ ظلم کے مارے گئے اور یہ ثابت ہی ہے کہ جو کوئی قتل کیا جاوے از راہ ظلم
کے تو وہ شہید ہے اور ذکر نہیں کیا اس بعض نے علی کا اسکے پہلے جو لفظ زیادہ کا کہا اسمیں مسامحہ ہے اسلیے کہ اسمیں معارضہ و مبادلہ ہے نہ زیادہ اور اشکال یہ لازم آتا ہے کہ سعد بن
ابی وقاص قتل نہیں کیے گئے ہیں وہ اپنے قصر میں مرے ہیں کہ وادی عقیق میں تھا پس توجیہ اس روایت کی یا تو یہ ہے کہ فرمایا تغلیبا یعنی اکثر انمیں شہید ہی تھے پس باعتبار اکثر کے حکم
کے دیا کہ یہ فرمایا اور یا جیسے کہ سید جمال الدین نے کہا لائق یہ ہے کہ کہا جاوے کہ تھی موت انکی بسبب کسی مرض کے ایسے امراض میں سے کہ باعث ہوتے ہیں حکم شہادت کے
مانند پیٹ کی بیماری وغیرہ کے الفصل الثانی فصل دوسری عن عبد الرحمن بن عوف ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ابو بكر في الجنة وعمر في الجنة وعثمان في الجنة وعلي في الجنة
وطلحة في الجنة والزبير في الجنة وعبد الرحمن بن عوف في الجنة وسعد بن ابي وقاص في الجنة وسعيد بن زيد في الجنة وابو عبيدة بن الجراح في الجنة رواه الترمذي و
رواه ابن ماجه عن سعيد بن زيد| روایت ہے عبد الرحمن بن عوف سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر بہشت میں ہیں اور عمر بہشت میں ہیں اور عثمان بہشت میں
اور علی بہشت میں اور طلحہ بہشت میں اور زبیر بہشت میں اور عبد الرحمن بن عوف بہشت میں اور سعد بن ابی وقاص بہشت میں اور سعید بن زید بہشت میں اور ابو عبیدہ بن الجراح
بہشت میں نقل کی یہ ترمذی نے اور نقل کی ابن ماجہ نے سعید بن زید سے ف ع سعید بن زید بہنوئی ہیں حضرت عمر کے کہ فاطمہ بہن حضرت عمر کی انکے منسوب تھیں اور
فاطمہ کے اسلام لائے حضرت عمر سنہ اکیاون ہجری میں وفات ہوئی انکی اور مدفون ہوئے وہ بقیع میں کچھ اوپر ستر برس کی عمر تھی انکی اور ایک وجہ وجوہ شہرت اور امتیاز ان
دس بزرگواروں کے سے یہ بشارت جنت کے ہے کہ انکی بشارت ایک حدیث میں واقع ہوئی اور اوروں کی کئی حدیثیں علما نے لکھی ہیں والا بشارت مخصوص و منحصر انہیں میں نہیں
اوروں کے لیے بھی آئی ہے جیسے کہ ذکر کیا علما نے اور یہاں ایک نکتہ ہے کہ اسپر متنبہ ہونا چاہیے کہ ذکر خلفاء اربعہ کا جس جگہ حدیثوں میں واقع ہوا ہے سب کا یا بعض کا اسی ترتیب سے ہوا ہے اور
اس سے حقیقت مذہب سنت و جماعت کی ثابت ہوتی ہے اور اسپر یہ گمان کرنا کہ راوی ترتیب کو تغیر دیکر موافق اعتقاد اپنے کے لائے ہوں بیجا ہے اور کلام کو تھوڑے سے تغیر
اور تقدیم و تاخیر کی رعایت کرتے ہیں کہ جہاں مقصود میں فرق نہیں آتا یہاں کیونکر تغیر کرینگے جیسا کہ ہے اسی طرح ادا کرتے ہیں (وعن انس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال
ارحم امتي بامتي ابو بكر واشدهم في امر الله عمر واصدقهم حياء عثمان وافرضهم زيد بن ثابت واقرؤهم ابي بن كعب واعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل ولكل امة امين
وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح رواه احمد والترمذي وقال هذا حديث حسن صحيح وروي عن معمر عن قتادة مرسلا وفيه واقضاهم علي) اور روایت ہے انس سے
اسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت نے کہ مہربان ترین امت میری کا میری امت پر ابوبکر ہے کہ نرمی اور لطف و پند سے لوگوں کو خدا کی طرف بلاتے ہیں
اور پہنچاتے ہیں اور سخت ترین امت میری کا بیچ کار دین خدا کے عمر ہے کہ شدت و سختی سے امر معروف اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور بہت سچا انکا حیا میں عثمان ہے ف ع
صفت حیا کو عثمان رض کے ساتھ ایک طرح کی خصوصیت اور امتیاز تھا اور حیا شعبہ عظمی ہے ایمان کا اور ظاہرا بہت سچا اسلیے کہا کہ حیا کبھی بحکم طبیعت بشری کے بھی ہوتی ہے اگرچہ
بحکم شرع حق اور درست نہو لیکن حیا صادق اور معتبر وہ ہے کہ موافق شریعت کے اور مطابق حق کے ہو ترجمہ اور بہت فرائض دان انکے زید بن ثابت ہیں ف ع علم
فرائض و میراث یہ خوب جانتے تھے اور بڑے فقہا صحابہ میں سے تھے اور لکھنے والے وحی کے اور جمع کرنیوالے اور لکھنے والے قرآن کے بھی تھے ابوبکر اور عثمان رضی اللہ عنہما
کے زمانہ خلافت میں ترجمہ اور بہت پڑھنے والا قرآن کا اور بہت ماہر تجوید قرآن میں ابی بن کعب ہیں ف ع یہ بھی کاتب وحی تھے اور ان چھ صحابہ میں سے تھے کہ جنھوں نے
قرآن یاد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں انکو سید القرا کہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا سید الانصار نام رکھا تھا اور عمر سید المسلمین کہتے تھے

اور جب سورۂ لم یکن الذین نازل ہوئی تو آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے حکم کیا ہے کہ اسکو تجھپر پڑھون اور تجھے سناؤن انھون نے کہا کہ کیا خدا نے میرا نام لیا ہے حضرت نے فرمایا ہان
تیرا نام لیا ہے پس وہ روئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے اور وفات ہوئی انکی بتیس ہجری مین سنہ انیس مین حدیثین روایت کین انسے خلق کثیر نے ترجمہ اور بہت جاننے والا
انکا حلال و حرام کو معاذ بن جبل ہے رضی جناب رضی اللہ عنہ انصار مین سے ہین اور ان ستر نفر مین کے تھے کہ حاضر ہوئے عقبہ کو اور آنحضرت نے بھائی چارہ کر دیا تھا
انمین اور عبداللہ بن مسعود مین اور بعض نے کہا انمین اور جعفر بن ابی طالب مین اور بھیجا انکو آنحضرت نے معلم اور قاضی کر کے یمن مین اور اسوقت مین اٹھارہ برس کے تھے
طاعون عمواس مین وفات پائی سنہ اٹھارہ مین اور عمر انکی اڑتیس برس کی ہوئی اور اسوقت کہتے تھے خداوندا رحمت ہے تیری تیرے بندون پر خداوندا معاذ کو اور اسکے
اہل و عیال کو اس سے محروم نہ رکھ اور آیا ہے کہ وقت جانے کے اس عالم سے کہتے تھے خفہ کر جتنا کہ چاہے تو قسم ہے تیری عزت کی جانتا ہے تو کہ مین تجکو دوست رکھتا ہون
یا کچھ اور طرح کہا واللہ اعلم اور ابن مسعود نے کہا تھے ہم تشبیہ دیتے معاذ کو ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ بیچ مضمون اس آیہ کے کان امۃ قانتا للہ حنیفا اور فتوی دیا کرتے تھے
معاذ آنحضرت کے زمانہ مین اور ابوبکر کے زمانہ مین اور جب شام مین گئے تو کہتے تھے عمر کہ خالی چھوڑا معاذ نے اہل مدینہ کو فقہ سے اور حاضر ہوئے وہ معاذ جنگ بدر مین
اور جہادون غیرہ مین اور وقت وفات کے کہا اپنے یارون کو جسوقت کہ وہ روئے کیون روتے ہو اور کس چیز نے رولایا تمکو کہا لوگون نے کہ روتے ہین ہم علم پر کہ منقطع ہوگا
بسبب موت تمھاری کے کہا علم و ایمان قائم ہین روز قیامت تک ڈھونڈو حق کو جس سے کہ ہو اور رد کرو باطل کو جس سے کہ ہو مناقب انکے بہت مین زیادہ از حد ترجمہ اور ہر امت
کے لیے امین ہے اور امین اس امت کا ابو عبیدۃ بن الجراح ہے رضی اور ایک روایت مین ہے کہ پیغمبر کے ہے ایک امین ہے اور امین میرا ابو عبیدہ ہے اور انکے کمال زہد پر دلالت
کرتا ہے قصہ جو ریاض مین مذکور ہے کہ کہا عروہ بن الزبیر نے جبکہ آئے عمر بن الخطاب شام سے ملے انسے بڑے بڑے امرا پس کہا عمر نے کہ کہان ہین بھائی میرے لوگون نے
کہا کون کہا عمر نے ابو عبیدہ کہا لوگون نے کہ آپ آتے ہین تمھارے پاس پس جبکہ آئے انکے پاس اترے عمر سواری سے اور گلے لگایا انکو پھر انکے گھر مین گئے پس نہ دیکھا انکے
کے گھر مین مگر ایک چھوٹی سی تلوار اور سپر اور کجاوہ اور روایت مین آیا ہے کہ حضرت عمر نے کہا ابو عبیدہ کو کہ ہم کو اپنے گھر مین لیجاؤ پس آئے انکے گھر مین پس دیکھا کچھ کہا
کہان ہے اسباب تمھارا نہین دیکھتا ہون مگر ایک نمدہ اور رکابی اور تلوار حالانکہ تم امیر ہو آیا تمھارے پاس کچھ کھانا ہے پس اٹھے ابو عبیدہ اور گھر کے اندر گئے اور لے آئے
کچھ چھوٹے چھوٹے ٹکڑے روٹی کے پس روئے عمر اور کہا فریب دیا ہم سب کو دنیا نے سوائے تیرے اے ابو عبیدہ اور یہ رضی اللہ عنہ قرشی ہین ہفتم واسطہ ساتھ آنحضرت
کے فہر بن مالک مین جمع ہوتے ہین حاضر ہوئے ہین تمام مشاہدہ مین ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور روز جنگ بدر کے اپنے باپ کو خدا اور رسول کی محبت مین
قتل کیا اور ثابت رہے ساتھ آنحضرت کے روز احد کے اور کھینچے دو حلقے خود کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ مبارک مین گڑ گئے تھے اپنے دانتون سے اور
دو دانت انکے گر پڑے بسبب نکالنے کے زور سے اور انھون نے بھی طاعون عمواس مین وفات پائی حضرت عمر کے عہد مین اور نماز انکی پڑھی معاذ بن جبل نے اور فرماتے تھے
حضرت عمر اپنی وفات کے دن کہ اگر ابو عبیدہ بن جراح ہوتے تو سپرد کرتا مین یہ کار انکو یعنی امر خلافت کو یا اختیار کو انکے مشاورت کے ساتھ تفویض کرتا مین واللہ اعلم
ترجمہ نقل کی یہ احمد اور ترمذی نے اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور روایت کی گئی ہے معمر سے قتادہ سے بطریق ارسال کے اور عمر کی حدیث مین آیا ہے اور حکم بحق زیادہ کرنے والا
میری امت مین سے علی ہے رضی اور اسلیے حضرت عمر بے مشاورت اور بے فتوی انکے کے حکم نہین کرتے تھے اور اگر حضرت علی موجود نہ ہوتے تو توقف کرتے
اور ظاہر تر یہ ہے کہ معنے اقضاہم کے ہین خوب جاننے والے احکام خصومت کے کہ محتاج ہے طرف قضا کے اور اس روایت مین فضیلت حضرت علی کی ابوبکر اور عمر پر ثابت نہین
ہوئی کیونکہ فضل جزئی منافی فضل کلی کی نہین ہے اور انکی شان مین اور بہت نصوص آئے ہین چنانچہ یہ آیہ صریح حضرت ابوبکر کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے لا یستوی منکم من انفق
من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یہ خاص ابوبکر ہی کی شان مین نازل ہوئی ہے کہ پہلے فتح مکہ کے انھون نے اپنا مال جہاد دین
صرف کیا اس سبب سے فرمایا اللہ تعالی نے کہ انکے برابر کوئی نہین ہو سکتا اور بہت روایتین انکی فضیلت پر دلالت کرتی ہین حاصل یہ کہ حدیثین متعارض ہین اور
دلیلین متناقض پس اعتبار اسکا ہے کہ جسپر اتفاق کیا جمہور صحابہ نے اور اجماع کیا اسپر اہل سنت نے اور وہ یہ ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل حضرت ابوبکر ہین باعتبار

کہ بہت ثواب ہے اور پھر عثمان رضی اللہ عنہم سے پھر جانے تو کہ علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں جنگ و خصومت واقع ہوئی۔ اور صفین و دونوں جماعتیں کہ بڑا کہتی تھیں بعض انکی بعض کو اور
نہیں حکم کیا کسی نے انمیں سے ساتھ کفر دوسرون کے لیکن البتہ بعضی گنہگار ہوئے پس نہیں نسبت کفر کی کرسکتے ہیں ہم کسی کو بسبب جہل اور برا کہنے کے اور اعتقاد
کرنا چاہیے کہ امیر المومنین علی نے اجتہاد کیا خلافت میں اور مصیب ہوئی اجتہاد میں اور تھے وہ سزاوار ترین لوگون سے ساتھ خلافت کے اسوقت میں اور معاویہ نے خطا
کیا انہیں اور خطا کی اجتہاد میں اور نہین تھے وہ مستحق خلافت علی کے ہوتے واللہ تعالی ینفعنا بحبہم و یحشرنا فی زمرتہم (وعن الزبیر قال کان علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم یوم احد درعان فنهض الی الصخرة فلم یستطع فقعد طلحة تحته حتی استوی علی الصخرة فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اوجب طلحة رواه
الترمذی) اور روایت ہے زبیر سے کہ کہا تھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر دو زرہیں روز احد کے ف ع بسبب مبالغہ کے بیچ امتثال قول اللہ تعالی کے خذوا حذرکم
یعنے لو تم ہتیار اپنا کہ سپر اور زرہ وغیرہ اسباب جنگ سے ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ استعمال ہتیارون کا اور اپنا اسباب محافظت کا جنگ میں منافی ساتھ
توکل کے نہیں رکہتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ ایسے امور واسطے تعلیم امت کے کرتے ہون پس اٹھے آنحضرت اور متوجہ ہوئے طرف ایک بڑے پتھر کے کہ وہان تھا تاکہ اوپر
چڑہیں اور دیکھیں طرف کفار کے اور اونچے سے دکھائی دین ابر کو پس نہ چڑہ سکے یعنے بسبب بوجھ زرہون کے پس بیٹھے طلحہ نیچے آنحضرت کے یہان تک کہ چڑھے
اور قرار پکڑا آنحضرت نے اس پتھر پر پس سنا میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے واجب کی طلحہ نے نقل کی ترمذی نے ف ع یعنے جنت جیسے کہ ایک
روایت میں ہے اور تی یہ ہین کہ انہون نے ثابت کی بہشت اپنے لیے بسبب اس عمل کے یا بسبب اس چیز کے کی اسدن کہ اپنے اوپر جو کہون اٹھائی کہ اپنے تئیں
آنحضرت کی سپر کیا یہان تک کہ تیر لگے انکے بدن میں اور زخمی ہوا تمام جسد انکا یہان تک کہ شل ہوگیا ہاتھ انکا اور زخم لگے انکے کچھ اوپر اسی۔ جیسے کہ ستر
میں بھی اور تھے صحابہ کہ جب ذکر کرتے روز احد کا کہتے کہ یہ دن سارا تھا واسطے طلحہ کے اور ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ عتبہ بن وقاص نے پتھر مارا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو روز احد کے پس ٹوٹا داہنی طرف کا دندان مبارک آپ کا اور زخمی ہوا نیچے کا ہونٹھ اور عبد اللہ بن شہاب زہری نے زخمی کی پیشانی انکی
اور زخمی ہوا رخسار مبارک آپکا کہ بیٹھ گئیں دو کڑیاں زرہ کی رخسارہ مبارک میں اور گر پڑے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑہے میں ان گڑہون میں سے
کہ کہودے تھے عامر فاسق نے تاکہ گر پڑیں انمیں مسلمان نادانستہ پس پکڑا حضرت علی نے ہاتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اٹھایا آپ کو طلحہ بن عبید اللہ نے
یہانتک کہ سیدھے کھڑے ہوئے اور چوسا ابو سعید خدری نے خون رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہ جسنے چوسا خون میرا نہیں مس کریگی اسکو آگ (وعن جابر قال نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی طلحة بن عبید اللہ قال من احب ان ینظر الی رجل یمشی علی
وجه الارض وقد قضی نحبه فلینظر الی هذا وفی روایة من سره ان ینظر الی شهید یمشی علی وجه الارض فلینظر الی طلحة بن عبید اللہ رواه الترمذی) اور روایت ہے
جابر سے کہ کہا دیکھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف طلحہ بن عبید اللہ کے فرمایا آنحضرت نے کہ جو کوئی دوست رکھے کہ دیکھے طرف اس شخص کے کہ چلتا ہے
روے زمین پر اس حال میں کہ تحقیق مردہ ہے یا منتظر مرنے کا ہے یعنے اگر کوئی چاہے کہ مردہ کو دیکھے کہ روے زمین پر چلتا ہے تو چاہیے کہ دیکھے طرف اسکے یعنی طلحہ کے
اور ایک روایت میں یون آیا ہے کہ جسکو خوش لگے کہ دیکھے طرف شہید کے کہ چلتا ہو روے زمین پر تو چاہیے کہ دیکھے طرف طلحہ بن عبید اللہ کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع
اور تحقیق لفظ نحب کی یہ ہے کہ نحب ساتھ نون اور ح مہملہ اور ب موحدہ کے بمعنے نذر اور موت اجل کے آتا ہے اور بیچ آیہ کریمہ من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا اللہ علیه
فمنهم من قضی نحبه ومنهم من ینتظر کے ساتھ دونون معنون کے تفسیر کیا ہے مفسرون نے یعنے مسلمانون میں سے ایسے مرد ہین کہ سچ کر دکھایا جو کچھ عہد باندھا تھا ساتھ خدا
کے پس بعضون نے انمیں سے ادا کی اور پوری کی نذر کہ جان نثاری راہ خدا میں کی تھی یعنے شہید ہوئے راہ خدا میں اور بعضے انتظار اسکا کرتے ہیں اور حدیث میں بھی
حمل کرنا دونون معنون پر درست ہے اور ظاہر دوسرے ہی معنی ہیں جیسے کہ دوسری روایت میں آیا ہے شہید یمشی علی وجه الارض حاصل یہ کہ خبر دی کہ طلحہ انہی لوگون میں سے ہے
کہ پوری کی نذر اپنی اور چکھی موت اسکی راہ میں اگرچہ زندہ ہے اور طلحہ نے اپنے تئیں سپر آنحضرت کی کیا تھا اور بہت گھایل ہوئے تھے روز احد کے چنانچہ اوپر کی حدیث میں ذکر

اسکا ہو چکا ہے اور حقیقت میں یہ اشارہ ہے طرف موت اختیاری کے کہ حاصل ہوتی ہے اہل سلوک کو اور ارباب فنا کو یا مراد موت سے فنا ہونا ہے عالم شہادت سے
مستغرق ہونے کے ذکر خدا میں اور مشاہدہ ملکوت میں اور بسبب انجذاب کے طرف اللہ تعالیٰ کے اور یہ نتیجہ موت اختیاری کا ہے اور احتمال ہے کہ ہو اشارہ طرف حاصل
ہونے شہادت کے مآل کار میں کہ دلیل ہے انکے خاتمہ بخیر ہونے کی (وعن علی قال سمعت اذنی من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طلحۃ والزبیر جاری
فی الجنۃ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے حضرت علی سے کہ سنا میرے کان نے آنحضرت کے منہ سے کہ فرماتے تھے طلحہ اور زبیر ہمسایہ میرے
ہیں بہشت میں ف یہ کنایہ ہے انکے کمال قرب سے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن سعد بن ابی وقاص ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال یومئذ یعنی یوم احد اللہم اشدد رمیتہ واجب دعوتہ رواہ فی شرح السنۃ) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا یعنی انکے لیے اس دن یعنی روز احد کے خداوندا قوی کر تیر اندازی اسکی اور قبول کر دعا اسکی نقل کی یہ بغوی نے شرح السنہ میں ف …
کی ساتھ قوت تیر اندازی کے ظاہر ہے کہ تعبیر دعا کو ساتھ تیر کے کرتے ہیں جیسے کہا کسی بزرگ نے مصرع اثر کرتا ہے تیر دعا … اور گویا اجابت
انکی دعا کی ایک اثر انکے تیر مارنے کی تھی کہ پہلے راہ خدا میں انھوں نے ہی تیر مارا (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم استجب لسعد اذا دعاک
رواہ الترمذی) اور روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی دعا کی یا الٰہی قبول کر یعنی دعا واسطے سعد بن ابی وقاص کے
جس وقت کہ دعا مانگے تجھسے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن علی قال ما جمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اباہ وامہ الا لسعد قال لہ یوم احد ارم فداک ابی
وامی وقال لہ ارم ایہا الغلام الحزور رواہ الترمذی) اور روایت ہے حضرت علی سے کہا انہوں نے نہیں جمع کیا آنحضرت نے اپنے باپ اور ماں کو مگر واسطے سعد کے
یعنی روز احد کے فرمایا واسطے اسکے روز احد کے پھینک تیر قربان ہو تیرے باپ میرا اور ماں میری اور فرمایا واسطے اسکے یہ بھی کہ پھینک تیر اے نوجوان قوی نقل کی ترمذی نے
ف حزور ع کے تھے یہ جوان قوی اسلام لائے ابوبکر کے ہاتھ پر اس وقت میں سترہ برس کی عمر میں تھے اور ایک وقت میں لازم کیا تھا انھوں نے اپنے گھر
میں بیٹھنا کہ ایک فتنہ میں بیٹھے رہتے تھے اور اپنے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ مجھسے لوگوں کی خبر کچھ نہ کہا کرو یہاں تک کہ جمع ہوا امت کسی امام پر (وعن جابر قال اقبل
سعد فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا خالی فلیرنی امرؤ خالہ رواہ الترمذی وقال کان سعد من بنی زہرۃ وکانت ام النبی صلی اللہ علیہ وسلم من بنی زہرۃ
فلذلک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہذا خالی وفی المصابیح فلیکرمن بدل فلیرنی) اور روایت ہے جابر سے کہ آئے سعد یعنی آنحضرت کی مجلس مبارک میں
پس فرمایا آنحضرت نے کہ یہ ماموں میرا ہے یعنی میری ماں کی قوم میں سے ہے پس چاہیے کہ دکھاوے مجھکو کوئی شخص ماموں اپنے کو ف ع یعنی برابر اور مانند ہو
ماموں کے کہ میں دیکھتا ہوں تاکہ کھلجاوے کہ کسی کا ماموں مانند ماموں میرے کے نہیں ہے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا ترمذی نے یعنی بیچ توجیہ فرمانے
آنحضرت کے سعد کو ماموں اپنا اور تھے سعد بنی زہرہ میں سے کہ قبیلہ ہے قریش میں سے اور تھیں والدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بنی زہرہ سے ف ع اور زہرہ
بیش زہرہ سے نام ہے عورت کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب کا ترجمہ پس اسی سبب سے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ یہ ماموں میرا ہے اور مصابیح
میں ہے پس چاہیے کہ اکرام کرے ہر مرد ماموں اپنے کا جیسے کہ میں اکرام کرتا ہوں اپنے ماموں کا بدلہ لفظ فلیرنی کے ف ع کہا ابن حجر نے کہ یہ تصحیف ہے کاتبوں کی
بلکہ یہ تحریف ہے الفصل الثالث فصل تیسری (عن قیس بن ابی حازم قال سمعت سعد بن ابی وقاص یقول انی لاول رجل من العرب رمی
بسہم فی سبیل اللہ ورأیتنا نغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما لنا طعام الا الحبلۃ وورق السمر وان کان احدنا لیضع کما تضع الشاۃ ما لہ خلط ثم
اصبحت بنو اسد تعزرنی علی الاسلام لقد خبت اذا وضل عملی وکانوا وشوا بہ الی عمر وقالوا لا یحسن یصلی متفق علیہ) روایت ہے قیس بن ابی حازم سے
کہ کہا سنا میں نے سعد بن ابی وقاص سے کہتے تھے تحقیق میں اول ان شخصوں کا ہوں عرب سے کہ پھینکا تیر راہ خدا میں اور دیکھا میں نے اپنے تئیں
اور اپنے ساتھیوں کو کہ جہاد کرتے تھے ہم ساتھ ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہیں تھی ہمارے لیے کچھ خوراک مگر پھل کیکر کا …

شاخ بوسیاکے ہوتا ہو اور سیتی کیلکی اور تحقیق ایک ہمارا پائخانہ پھرتا تھا جیسے مینگنیان کرتی ہین بکریان یعنی خشک ہوتا تھا مانند مینگنیون کے درحالیکہ
نہین تھی واسطے اسکے آمیزش یعنی اجزا اسکے بعضون سے ملے نہین تھے بسبب خشکی کے پھر ہو گئے بنو اسد کہ نام ایک قبیلہ کا ہو ادب
سکہلاتے ہین مجھکو یا توبیخ کرتے ہین مجھکو اسلام پر ف ش یعنی نماز پر اسلیے کہ نماز ستون ہو اسلام کا یا تقدیر ہو اسکی علی عمدۃ شعرائیہ اور مراد یہ ہو کہ وہ
سکہلاتے ہین مجھکو اور تعلیم کرتے ہین مجھکو نماز اور عار دلاتے ہین مجھکو یہ کہ اچھی نہین پڑھتا ہون مین نماز ترجمہ البتہ تحقیق نا امید ہوا مین اسوقت یعنی
جبکہ اچھی نہ پڑھی مین نے نماز اور محتاج ہوا بنی اسد کی تعلیم کا اور گم ہوا عمل میرا یعنی تمام طاعات اور مجاہدے میرے اور سبقت میری اسلام مین اور ثابت قدمی
میری دین مین اور یہ تھے بنو اسد کہ چغل خوری اور شکایت کی تھی سعد بن ابی وقاص کی نزدیک عمر کے یعنی جبکہ عامل کیا تھا انکو حضرت عمر نے کوفہ کا ان
ایام مین وہ انکی شکایت کرتے تھے کبھی لوگون کے ہاتھہ یا لکھکر بھیجی تھی اور کہا تھا کہ نہین اچھی طرح پڑھتے نماز نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ش یعنی شرائط یا
ارکان یا سنتین نماز کی اچھی طرح ادا نہین کرتے اور رعایت اسکے احوال کی نہین کرتے پس حضرت عمر نے تہدید کر کے بھیجی انکو اور انہون نے حضرت عمر سے حقیقت
حال ظاہر کی مین انکو آنحضرت کی نماز پڑھاتا ہون کہ دراز کرتا ہون پہلی دو رکعتون مین اور تخفیف کرتا ہون دو رکعت اخیر مین پس حضرت عمر نے تصدیق کی
انکی اور کہا گمان میرا ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو اور رد کیا بنی اسد کی باتون کو اور مراد بنی اسد سے اولاد زبیر بن العوام بن خویلد بن اسد کی ہو اور یہان سے
معلوم ہوتا ہے کہ فخر کرنا ساتھ فضل کے اور ظاہر کرنا اپنے کمال کا ساتھ بیان واقعی کے واسطے مصلحت دینی اور رفع کرنے عار و نقصان کے دین مین
جائز ہے اور صحابہ رض آپس مین فخر کیا کرتے تھے بسبب اغراض صحیحہ صالحہ کے (وَعَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُنِي وَأَنَا ثَالِثُ الْإِسْلَامِ وَمَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِي الْيَوْمِ الَّذِي أَسْلَمْتُ
فِيهِ وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَإِنِّي لَثُلُثُ الْإِسْلَامِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہو سعد سے کہ کہا البتہ تحقیق جانتا ہون مین اپنے تئین اور مین تیسرا تھا اہل اسلام کا
ف ح یعنی دو شخص مسلمان ہو چکے تھے میرے مسلمان ہونے سے اور مراد دو سے ابو بکر اور خدیجہ ہین اور کلام انکا بالغون یا اجنبیون مین ہو تاکہ حضرت علی نکلجاوین
کلام مذکور سے مت اور نہین اسلام لایا کوئی یعنی ان لوگون مین سے کہ اسلام لائے پہلے میرے مگر بیچ اس دن کے کہ اسلام لایا مین اسمین اور البتہ تحقیق ٹھیرا
مین سات دن اس حالت پر کہ تحقیق مین البتہ تہائی اہل اسلام کا تھا نقل کی یہ بخاری نے ف ح یعنی مین اسلام لایا بعد دو شخصون کے اور بعد ازان
سات روز گذرے کہ کوئی ان سات دنون مین اسلام نہ لایا اور بعد سات دن کے اسلام لایا جو کہ لایا کہا بعضے محققین نے کہ تطبیق اسمین اور درمیان خبر عمار کے
کہ کہا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما معہ الا خمسۃ اعبد وامرأتان وابو بکر ساتھ اس طرح کے ہو کہ حمل کیا جاوے قول سعد کا بیچ احرار بالغین کے تاکہ
نکلجاوین غلام مذکور اور علی یا یہ کہ مطلع ہوئے ہون یہ اوپر (وَعَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِنِسَائِهِ إِنَّ أَمْرَكُنَّ مِمَّا يُهِمُّنِي مِنْ بَعْدِي
وَلَنْ يَصْبِرَ عَلَيْكُنَّ إِلَّا الصَّابِرُونَ الصِّدِّيقُونَ يَعْنِي الْمُتَصَدِّقِينَ ثُمَّ قَالَتْ عَائِشَةُ لِأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَقَى اللَّهُ أَبَاكَ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ
وَكَانَ ابْنُ عَوْفٍ قَدْ تَصَدَّقَ عَلَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ بِحَدِيقَةٍ بِيعَتْ بِأَرْبَعِينَ أَلْفًا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت کرتی ہین عائشہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اپنی بیبیون کو کہ تحقیق کار تمہارا اور حال تمہارا اس قسم سے ہے کہ فکر مین ڈالتا ہے مجھکو بعد میرے ف ح یعنی بعد وفات میری سے کہ میراث چھوڑی نہین ہو تمہارے
لیے اور تمنے اختیار کیا آخرت کو دنیا پر جسوقت کہ اختیار دی گئی پس فکر کیا چاہیے کہ بعد میرے حال تمہارا کیا ہوگا اور لوگ تمسے کیا معاملہ کرینگے اور کون متکفل
معیشت کا ہوگا اور توفیق اسکی یا دیگا مت اور صبر نہین کرینگے اوپر تفقد احوال تمہارے کے مگر صبر کرنیوالے ف ع یعنی جو کہ صبر کرتے ہین مخالفت نفس
کا اختیار کرتے ہین قلت کو اور دیتے ہین زیادت کو مت اور صدیق ف ع یعنی جو کہ کامل ہین صدق معاملہ مین اور ادائے حقوق مین اور کثیر الصدق
کرتے ہین اور سخاوت مین مت کہا عائشہ رض نے کہ مراد رکھتے تھے آنحضرت ان صابرون اور صدیقون سے صدقہ دینے والے اور خیر کرنے والے
اسلیے کہ سوق کلام واسطے نفقات انکے کے ہو پھر کہا عائشہ نے یعنی واسطے شکر گذاری اور اظہار منت داری عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ بیٹا اسکا

کہ ابو سلمہ ہی اور کبار تابعین سے ہیں پلاوے خدا تعالیٰ تیرے باپ کو سلسبیل سے کہ نام ایک چشمہ کا ہی بہشت میں اور تھا عبدالرحمن بن عوف کہ تحقیق تصدق کیا
تھا آنحضرت کی بیبیوں پر ایک باغ کہ بیچا گیا چالیس ہزار درہم کو یا دینار کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ع اور روایت میں آیا ہی کہ عبدالرحمن بن عوف نے وصیت کی
ساتھ دینے ایک باغ کے واسطے ازواج مطہرہ کے بیچا گیا چار لاکھ کو اور روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا حسن غریب ہی اور زہری سے ہی کہ کہا تصدق کیا عبدالرحمن بن عوف نے
آنحضرت کے عہد میں آدھا مال اپنا اور چار ہزار یعنے درہم یا دینار پھر تصدق کیے چالیس ہزار دینار پھر لادے پانسو گھوڑے جہاد میں پھر لادے پندرہ سو اونٹنیاں
جہاد میں اور تھا اکثر مال انکا تجارت سے اور ایک روز عبدالرحمن نے تصدق کیے صحابہ کو ایک سو پچاس ہزار دینار پھر جب رات ہوئی بیٹھے اپنے گھر میں اور لکھی ایک فرد ساتھ
تفریق کرنے تمام مال کے مہاجرین اور انصار پر یہاں تک کہ لکھا کہ قمیص جو میرے بدن پر ہی فلانے شخص کے لیے اور عمامہ میرا فلانے کے لیے اور نہیں چھوڑا کچھ اپنے مال میں
مگر لکھا اسکو فقراء کے لیے پھر جب صبح کی نماز پڑھی پیچھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے جبرئیل اور کہا اے محمد اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ میری طرف سے عبدالرحمن کو
سلام اور قبول کر اس سے فرد پھر پھیر دے اسکو اور کہا گیا انکو یہ کہ تحقیق قبول کیا اللہ نے صدقہ تیرا اور وہ وکیل اللہ کا ہی اور وکیل رسول اسکا اور چاہیے کہ کرے اپنے
مال میں جو کچھ چاہے اور تصرف کرے اسمیں جیسے کہ تصرف کرتا تھا پہلے اسکے اور نہیں حساب ہی اسپر اور بشارت دے اسکو جنت کی اور آیا ہی کہ تیس ہزار بردے انہوں نے آزاد
کیے اور بعد وفات کے چار بیبیاں چھوڑیں تھیں اور ہر بیوی کے حصہ میں اسی ہزار درہم آئے اور بعضی روایت میں آیا ہی کہ انکی میراث سولہ سہام پر تقسیم ہوئی پس پہونچے
ہر بیوی کے حصہ میں دو دو لاکھ درہم (وَعَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِأَزْوَاجِهِ إِنَّ الَّذِي يَحْثُو عَلَيْكُنَّ بَعْدِي هُوَ الصَّادِقُ
الْبَارُّ اللّٰهُمَّ اسْقِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ مِنْ سَلْسَبِيلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہی ام سلمہ سے کہا انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے واسطے
بیبیوں اپنی کے کہ تحقیق وہ شخص کہ دیوے تمکو ساتھ لپوں اپنے کے یعنے سخاوت کرے تمپر خرچ کرنے میں بعد وفات میری کے وہ ہی صادق الایمان صاحب احسان یا الٰہی
پلا عبدالرحمن بن عوف کو چشمہ بہشت سے نقل کی یہ احمد نے ف ح ظاہر ہی کہ یہ کلام ام سلمہ کا ہی جیسے کہ پہلی حدیث میں عائشہ سے مذکور ہوا اور بعضوں نے کہا کہ کلام
آنحضرت کا ہی اسلیے کہ آنحضرت نے جانا تھا کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے احسان بہ نسبت ازواج مطہرات کے وجود میں آویگا اور اسمیں معجزہ آنحضرت کا ہی (وَعَنْ
حُذَيْفَةَ قَالَ جَاءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ابْعَثْ إِلَيْنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا
النَّاسُ قَالَ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی حذیفہ بن الیمان سے کہ کبار صحابہ سے ہیں اور صاحب سر آنحضرت کے کہا آئے اہل
نجران رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ف ح نجران ساتھ زبر نون اور جزم جیم کے نام ایک موضع کا ہی یمن میں کہ دسویں سال میں فتح ہوا اور نہایہ میں
ہی کہ وہ موضع ہی درمیان حجاز اور شام کے ترجمہ پس کہا انہوں نے یا رسول اللہ بھیج طرف ہمارے ایک شخص امانت دار کہ ہمارے حق میں خیانت نہ کرے
تاکہ ہو امیر یا قاضی پس فرمایا آنحضرت نے کہ البتہ بھیجونگا میں طرف تمہارے ایک شخص امانت دار لائق اسکے کہ کہا جاوے اسکو امانت دار پس منتظر و متوقع
ہوئے واسطے امارت کے لوگ ف ع کہ دیکھیے کون اس منصب پر مشرف و ممتاز ہوتا ہی اور یہ بات انکو فقط از راہ حرص حاصل کرنے صفت امانت کے تھی نہ واسطے
لینے امارت کے ترجمہ کہا حذیفہ نے پس بھیجا آنحضرت نے ابا عبیدہ بن الجراح کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
مَنْ نُؤَمِّرُ بَعْدَكَ قَالَ إِنْ تُؤَمِّرُوا أَبَا بَكْرٍ تَجِدُوهُ أَمِينًا زَاهِدًا فِي الدُّنْيَا رَاغِبًا فِي الْآخِرَةِ وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عُمَرَ تَجِدُوهُ قَوِيًّا أَمِينًا لَا يَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَإِنْ تُؤَمِّرُوا عَلِيًّا
وَلَا أَرَاكُمْ فَاعِلِينَ تَجِدُوهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا يَأْخُذُ بِكُمُ الطَّرِيقَ الْمُسْتَقِيمَ رَوَاهُ أَحْمَدُ) اور روایت ہی علی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا عرض کیا گیا آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ
کس کو امیر کریں ہم اپنے پر بعد وفات آپکی کے فرمایا آنحضرت نے اگر امیر کروگے تم بعد میرے ابو بکر کو پاوگے تم اسکو امانت دار یعنی حقوق و دین میں یعنی حکم کریگا
اسکو ساتھ عدل کے بے رغبت دنیا میں راغب آخرت میں ف ع اسمیں آگاہ کرنا ہی طرف اسکے کہ لائق یہ ہی کہ ہو خلیفہ ساتھ اس صفت کے تاکہ تمام ہو واسطے اسکے
اخلاص کہ موجب ہی خلاص کا اور ایک روایت میں ہی تجدوہ مسلمًا امینًا اور ایک روایت میں ہی تجدوہ قویًا فی امر اللّٰہ ضعیفًا فی نفسہ یعنے پاوگے اسکو قوی بیچ امر خدا

کہ ضعیف اپنے نفس کے حق میں ترجمہ اور اگر امیر کرو گے تم عمر کو پاؤ گے تم اسکو قوی یعنی قادر اوپر اٹھانے بوجھ امارت کے امین یعنے نہیں سرزد ہوگی اُس سے خیانت
نہیں ڈرتا ہے بیچ جاری کرنے احکام دین خدا کے ملامت کسی ملامت کرنیوالے کی سے ف ع یعنے رعایت نہیں کرتے کسی کی امر دین میں اور سخت ہیں گروہ
سخت ہیں دین میں جب شروع کرتے ہیں کوئی کام اپنے کام سے نہیں سنتے تو نہیں ڈرتے ہیں انکار کسی منکر کے سے وہ کام کیے جاتے ہیں یا نہیں ڈرتا ہے انکو قول کسی قائل
کا اور نہ اعتراض کسی معترض کا اور نہ ملامت کسی ملامت کرنیوالے کی ایک روایت میں ہے بجائے وہ قویا فی امر اللہ قویا فی نفسہ ترجمہ اور امیر کرو گے تم علی کو حالانکہ تحقیق
نہیں گمان کرتا ہوں تمکو کہ ہوالا یعنے امیر انکو بلا خلافت حال خلافت انکی پاؤ گے اُسکو راہ راست دکھلانے والا یعنے مرشد کمل اور راست پانے والا کامل لیجائیگا اور لیجاویگا
تمکو راہ راست کو نقل کی یہ احمد نے ف ع یعنی یہ امر سپرد ہو تمہاری طرف اور امت اسلیے کہ تم امین ہو تمہید حق کو پہونچنے والے اجتہاد میں نہیں جمع ہونے تم کر حق حضرت
پر اور اس حدیث میں ذکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ شاید آنحضرت نے ذکر کیا ہو اور راوی بھول گیا ہو اور بعضے نے کہا کہ ابو بکر سے پہلے کم
کر دیا ہو اشارہ ہے طرف اسکے مقدم ہونے انکے کہ انہیں ذکر کیا عثمان کو صریحا لیکن بلا ارکم کہتے ہیں اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ مقدم ہیں حضرت علی پر اور ممکن ہے یہ کہ کہا
یا جو ہے کہ کہنا قول الا ارکم فاعلین [illegible] یعنی نہیں گمان کرتا ہوں کہ تم امیر کرو گے علی کو سب سے پہلے اسلیے کہ میں جانتا ہوں قضا و قدر الٰہی سے کہ عمر علی کی بہت
ہے اور ہنکو ہیں کی عمروں سے ہیں اگر وہ مقدم کیے جاویں تو فوت ہو اور ان کی خلافت باوجود اسکے مقدر ہے انکے لیے بھی خلافت یقین ہے کہ علی کو تم سب سے پہلے
امیر نہیں کرو گے پس ظن بیان بمعنی یقین ہے انتہا اور حضرت شیخ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنصیص تعیین نہیں کی کسی کی
خلافت پر اور ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مراد ساتھ امیر کرنے کے امیر کرنا بعد آنحضرت کے ہو بیواسطہ (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ زَوَّجَنِي
ابْنَتَهُ وَحَمَلَنِي اِلَى دَارِ الْهِجْرَةِ وَصَحِبَنِي فِي الْغَارِ وَاَعْتَقَ بِلَالًا مِنْ مَالِهِ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ يَقُولُ الْحَقَّ وَاِنْ كَانَ مُرًّا تَرَكَهُ الْحَقُّ وَمَا لَهُ مِنْ صَدِيقٍ رَحِمَ اللّٰهُ عُثْمَانَ تَسْتَحْيِيهِ الْمَلٰٓئِكَةُ
رَحِمَ اللّٰهُ عَلِيًّا اَللّٰهُمَّ اَدِرِ الْحَقَّ مَعَهُ حَيْثُ دَارَ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ) اور یہ بھی حضرت علی سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے رحمت کرے اللہ ابوبکر پر کہ نکاح کر دیا مجھسے اپنی بیٹی کا اور سوار کر لایا مجھکو اونٹنی پر طرف دار ہجرت کے ف ع یعنے مدینہ کے آیا ہے کہ ابوبکر نے دو اونٹنیاں پالکر
اور تیار کر رکھی تھیں کہ جب حکم ہجرت کا ہو پس ایک اونٹنی آنحضرت کے پاس لائے اور کہا یا رسول اللہ اسکو قبول کیجیے اور سوار ہو جیے فرمایا آنحضرت نے کہ میں
سوار نہیں ہونگا مگر یہ کہ خریدے میرے ہاتھ اور بدون اسکے قبول نہیں کرونگا میں پس آٹھ سو درہم کو وہ اونٹنی آنحضرت نے خریدی اور قرضوں کو ترجمہ ساتھ رہا میرے غار میں
یعنے وقت ہجرت کے اور آزاد کیا بلال کو اپنے مال سے یعنے اور کیا اُنکو خادم آنحضرت کا رحمت کرے اللہ عمر کو کہتا ہے صرف حق اگرچہ تلخ لگے کسی کو کر دیا اسکو حق گوئی نے
اس حالت میں کہ نہیں واسطے اسکے کوئی دوست ف ع یعنی وہ دوست کہ ہو دوستی اسکی واسطے مراعات اور مداہنت کے مطلق دوست کیونکہ آئین تو شک ہے
نہیں کہ صدیق اکبر دوست جانتے تھے اُنکے ترجمہ رحمت کرے اللہ تعالیٰ عثمان کو حیا کرتے ہیں اُس سے فرشتے رحمت کرے خداے تعالیٰ علی کو خداوندا پھیر حق کو ساتھ علی
کے جدھر کہ پھرے علی ف ح یہ حدیث موافق اس حدیث کے ہے کہ سیوطی نے جمع الجوامع میں ذکر کی ہے القرآن مع علی وعلی مع القرآن یعنی قرآن ساتھ علی کے ہے اور علی ساتھ
قرآن کے ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے باب مناقب اہل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ باب ہے بیچ مناقب اہل بیت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے گھر والوں کی تعریف میں جاننا چاہیے کہ اطلاق اہلبیت کا کتنے ہی معانی پر آیا ہے ایک تو وہ کہ حرام ہے اُنپر زکوٰۃ لینی اور وہ بنی ہاشم ہیں اور شامل ہیں آل
عباس و آل علی و آل جعفر و آل عقیل کو رضی اللہ عنہم سب کو اور کبھی معنی اہل و عیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آتا ہے کہ داخل ہیں انمیں ازواج مطہرات
بھی اور یہ قول مطابق آنحضرت کی بیویوں کا اہلبیت میں سے ہونا ظاہر ہے اور مخالف ہے سو اُس کے یہ کہ انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا اسلیے
کہ [illegible] نازل ہوا اول آیت میں اور آخر آیت میں پس نکالنا انکا اس مضمون میں سے کہ درمیان میں واقع ہوا ہے نکالنا ہے کلام کو اتساق و انتظام سے امام محمد فخر الدین
رازی نے لکھا کہ یہ شامل ہے آنحضرت کی بیویوں کو اسلیے کہ سیاق آیت پکار رہا ہے اسی کو پس نکالنا انکا اس سے اور مخصوص کرنا ساتھ غیر انکے کے صحیح نہ ہوگا

اور یہ بھی کہا کہ اولی یہ ہے کہ کہا جاوے اہل بیت اولاد اور بیویان آنحضرت کی ہین اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہما بھی اُن مین سے ہین اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ بھی آپکے اہل بیت مین سے ہین بسبب معاشرت اور ملازمت اُنکی کے ساتھ آنحضرت کے اور کبھی اطلاق اہل بیت کا اسطرح آیا ہے کہ ظاہر مین سمجھا جاتا ہے خاص ہونا اسکا ساتھ فاطمہ اور علی اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے روایت کرتے ہین انس رض کہ آنحضرت گذرتے تھے حضرت فاطمہ رض کے گھر پر جب نماز فجر کے لیے مسجد کو آتے تھے اور کہتے تھے الصلوۃ یا اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا روایت کی یہ ترمذی و ابن ابی شیبہ نے اور ام سلمہ سے آیا ہے کہ کہا کہ تھی بیچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ خادم آیا اور خبر کی کہ علی رض اور فاطمہ رض گھر کے آستانہ پر کھڑے ہین پس فرمایا آنحضرت نے مجھکو کہ کنارے ہو جا پس مین گھر کے اندر چلی گئی پس آئے علی اور فاطمہ رض اُنکے ساتھ حسن اور حسین تھے اور وہ دونون لڑکے چھوٹے تھے پس بٹھایا آنحضرت نے حسن اور حسین کو اپنی گودی مبارک مین اور پکڑا علی کو اپنے ایک ہاتھ سے اور پکڑا فاطمہ رض کو دوسرے ہاتھ سے اور چوما اپنے سینہ اور پیٹھ اپنی کملی سیاہ کہ اوڑھے ہوئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کہا خداوندا یہ اہل بیت میرے ہین بلا طرف اپنے نہ طرف آگ کے مجھکو اور اہل بیت میرے کو اور یہ بھی ام سلمہ سے آیا ہے کہ کہا آنحضرت نے یہ مسجد میری حرام ہے ہر حائض پر عورتون مین سے اور ہر جنبی پر مردون مین سے مگر محمد پر اور اُسکے اہل بیت پر کہ علی رض اور فاطمہ رض اور حسن رض اور حسین رض ہین نہین حرام روایت کیا اس حدیث کو بیہقی نے اور ضعیف کیا حاصل یہ کہ اطلاق اہل بیت کا ان چار تن پاک پر شائع اور مشہور ہے اور علما نے بیچ تطبیق ان اقوال کے اور توجیہ ان اطلاقات کے کہا ہے کہ بیت تین ہین بیت نسب اور بیت سکنی اور بیت ولادت پس بنو ہاشم اولاد عبد المطلب کی اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہین نسب کی جہت اور جد قریب کی اولاد کو بیت کہتے ہین کہتے ہین فلانے کا گھر بزرگ ہے اور ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت سکنی ہین اور اطلاق اہل بیت کا مرد کی عورتون پر بہت خاص اور بہت مشہور ہے بحسب عرف و عادت کے اور اولاد شریف آنحضرت کی اہل بیت ولادت ہین اور باوجود شامل ہونے اہل بیت کے آنحضرت کی تمام اولاد کو علی رض اور فاطمہ رض اور حسن رض اور حسین رض اُنکے درمیان مین سے بسبب زیادتی فضل اور بزرگی اور تعلق محبت کے ممتاز مخصوص ہین اور بیچ فضائل اور مناقب اور بزرگیون اُنکے کے حدیثین بیشمار وارد ہوئی ہین اور مولف نے ذکر کیا ہے اس باب مین یعنی بنی ہاشم کو اور علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو اور ذکر کیا ابراہیم بن رسول اللہ کو اور زید بن حارثہ اور اُسکے بیٹے اسامہ بن زید کو بھی ذکر کیا تقریبا واسطے کمال محبت اور عنایت آن سرور کے اوپر یا بسبب داخل کرنے اُنکے اہل بیت مین اور ذکر نہ کیا ازواج مطہرات کو اور عقد کیا اُنکے لیے ایک باب علیحدہ یا تو اس سبب سے کہ وہ مستقل ہین ساتھ مناقب مخصوصہ کے یا اس سبب سے کہ نہ داخل کیجیے اُنکو اہل بیت مین بنا بر رعایت تعارف کے کہ عرف مین اطلاق اہل بیت کا انھین چارون پر ہوتا ہے واللہ اعلم

اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی

(عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ہٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَکُمْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا وَّفَاطِمَۃَ وَحَسَنًا وَّحُسَیْنًا فَقَالَ اَللّٰہُمَّ ہٰؤُلَآءِ اَہْلُ بَیْتِیْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ) روایت ہے سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا جب اتری یہ آیۃ بلاوین ہم اپنے بیٹون کو اور تمھارے بیٹون کو بلایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے علی اور فاطمہ اور حسن حسین رض کو پس کہا آنحضرت نے خداوندا یہ ہین اہل بیت میرے نقل کی یہ مسلم نے

ف جاننا چاہیے اس آیۃ کو آیۃ مباہلہ کہتے ہین اور بہل بمعنی لعنت کرنے کے ہے اور بہلہ ساتھ پیش اور زبر کے بمعنے لعنت کے اور مباہلہ لعنت کرنی ایک دوسرے کو اور دعا کرنی ساتھ لعنت کے اصل ابتہال کی تو یہی ہے بعد اسکے اطلاق کیا گیا اوپر اس دعا کے کہ کوشش کیجاوے اسمین اور عادت عرب کی تھی کہ جب کوئی قوم آپسمین اختلاف اور تکذیب ایک دوسرے کی کرتے اور ظلم کرتے تو باہر نکلتے اور لعنت کرتے ایک دوسرے کو اور کہتے لعنۃ اللہ علی الکاذب والظالم پس آنحضرت کو حکم ہوا درگاہ عزت سے کہ مباہلہ کرو ساتھ نصاری کے اور یہ آیۃ اتری فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے پس جو کوئی حجت کرے تجھسے اس قرآن مین یا دین مین پیچھے اسکے کہ آیا ہے تجھکو علم و شریعت پس کہہ آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹون کو اور بلاؤ تم اپنے بیٹون کو اور بلاوین ہم اپنی عورتون کو اور تمھاری عورتون کو اور اپنی ذاتون کو

اور تمہاری ذاتوں کو پھر دعا اور بددعا کریں ہم پس گردانیں ہم لعنت خدا کی جھوٹوں پر ہم ہوں یا تم انتہی آئیں پس نکلے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گود میں لیے ہوئے حسنؓ
اور حسینؓ کو کہ چھوٹے تھے اُن دونوں میں اور فاطمہؓ تھیں پیچھے آنحضرت کے اور علیؓ پیچھے فاطمہؓ کے اور حکم کیا آنحضرت نے اُنکو کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا
پس جب پیشوا نصاریٰ یوں نے اُنکو دیکھا تو کہا اپنی قوم سے واسطے تمہیں میں دیکھتا ہوں ان مونھوں کو کہ اگر خدا سے درخواست کریں کہ پہاڑ کو اُسکی جگہ سے
اُکھیڑ دے تو اُکھیڑ دے دیکھا چاہیے کہ کیا انوار تجلی اُسوقت اُنکے مونھ پر چمکتے تھے کہ کافر بیگانہ نے اُسکو دریافت کیا اور از خود در فتنہ ہوا مومن محب
یگانہ کا کہ اُس نور سے آشنا ہی کیا حال ہوگا پس کہا اُس ترسا نے کہ زنہار مباہلہ نہ کرنا ساتھ اُنکے وگرنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور جڑ سے اُکھڑ جاؤ گے پس
جبراً قہراً فرمان برداری کی اور جزیہ قبول کیا اور چونکہ مناسبت معنوی باطن میں نہ رکھتے تھے مسلمان نہ ہوئے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر
مباہلہ کرتے تو مسخ کیے جاتے بصورت بندروں اور سوروں کے اور آگ ہو جاتا اُن پر تمام جنگل اور جڑ سے اُکھڑ جاتے اور جل جاتے ساتھ پرندوں کے
کہ درختوں پر ہیں (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ
فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ جَاءَ الْحُسَيْنُ فَدَخَلَ مَعَهُ ثُمَّ جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَاَدْخَلَهَا ثُمَّ جَاءَ عَلِيٌّ فَاَدْخَلَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ
وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عائشہؓ سے کہ کہا باہر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح میں اس حال میں کہ آنحضرت پر ایک کملی تھی نقش دار
سیاہ بالوں سے پس آئے حسنؓ بن علیؓ پس داخل کیا آنحضرت نے اُنکو یعنی کملی میں پھر آئے امام حسینؓ پس داخل ہوئے امام حسینؓ ساتھ امام حسنؓ کے کملی میں
فاطمہؓ پس داخل کیا آنحضرت نے فاطمہؓ کو پھر آئے علیؓ پس داخل کیا اُنکو پھر پڑھی یہ آیت نہیں چاہتا ہے خدا تعالیٰ مگر یہ کہ دور کرے تم سے گناہوں کی پلیدی
اے اہلبیت نبوت اور پاک کرے تمکو پاک کرنا نقل کی یہ مسلم نے ف ع اسمیں دلیل ہے اسپر کہ بیویاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی اُنکی اہلبیت میں سے ہیں
اسلیے کہ اسکے پہلے بھی ذکر بیویوں کا ہے کہ فرمایا یا نساء النبی لستن کاحد من النساء اور بعد بھی اُنکا ذکر ہے کہ فرمایا واذکرن ما یتلی فی بیوتکن پس ضمیر جمع مذکر کی
عنکم الرجس میں یا تو تعظیم کے لیے ہے یا واسطے غلبہ دینے مردوں اہل بیت کے جیسے کہ سمجھی جاتی ہے یہ بات حدیث سے اور پاک کرے تمکو یعنی آلودہ ہونے
سے ساتھ پلیدیوں کے اور میلوں کے کہ مبتلا ہوتے ہیں اُسمیں اکثر لوگ (وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ اِبْرَاهِيمُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے براء بن عازب سے کہ صحابی مشہور ہیں کہا جس وقت کہ وفات پائی ابراہیم بیٹے آنحضرت کے نے کہ ماریہ
قبطیہ سے تھے فرمایا رسول خدا صلعم نے کہ تحقیق اُسکے لیے دودھ پلانے والی ہے بہشت میں نقل کی یہ بخاری نے ف ح ع یعنی اُسکو بہشت میں داخل کیا دودھ
پلانیوالی اُسکے لیے مقرر ہوئی اور اُنھوں نے مدت شیرخوارگی میں وفات پائی تھی اور بعضوں نے تاویل کیا دودھ پلانیکے تمام کرنے کو ساتھ تمام کرنے حق تعالیٰ
کے لذت جنت اور نعمتوں اُسکی کو اُنکے لیے گویا کہ بجاے دودھ پلانیکے ہے لیکن ارتکاب مجاز کا غیر جائز ہے باوجود امکان حقیقت کے اور لفظ مرضع ساتھ پیش
میم اور زیر ضاد کے ہے یعنی دایہ کہ پوری کرے رضاعت اُنکی اور ایک نسخہ صحیح میں ساتھ زبر میم اور ضاد کے ہے یعنی جگہ دودھ پلانے کامل کی جنت میں ہے یا مصدر ہے
یعنی دودھ پلانے کے اور اسمیں دلیل ظاہر ہے اسپر کہ صاحب کمال داخل ہوتے ہیں جنت میں فی الحال بعد انتقال کے اور دلیل ہے اسپر کہ جنت وعدہ کی گئی پیدا
ہو چکی ہے اور موجود ہے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهُ فَاَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ مَا تَخْفٰى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰهَا قَالَ مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ اَجْلَسَهَا ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيدًا فَلَمَّا رَاٰى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ فَاِذَا هِيَ تَضْحَكُ
فَلَمَّا قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ قَالَتْ مَا كُنْتُ لِاُفْشِيَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ
قُلْتُ عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا اَخْبَرْتِنِي قَالَتْ اَمَّا الْاٰنَ فَنَعَمْ اَمَّا حِينَ سَارَّنِي فِي الْاَمْرِ الْاَوَّلِ فَاِنَّهُ اَخْبَرَنِي اَنَّ جِبْرِيلَ كَانَ يُعَارِضُنِي
الْقُرْاٰنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهُ عَارَضَنِي بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ وَلَا اُرَى الْاَجَلَ اِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي فَاِنِّي نِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ

فبكيت فلما رأى جزعي سارّني الثانية قال يا فاطمة الا ترضين ان تكوني سيدة نساء اهل الجنة او نساء المؤمنين وفي رواية فسارّني
فاخبرني انه يقبض في وجعه فبكيت ثم سارّني فاخبرني اني اول اهل بيته اتبعه فضحكت متفق عليه) اور روایت ہی عائشہ سے کہ
کہا تھین ہم کہ بی بیان پیغمبر خدا کی ہین ہم نزدیک آنحضرت کے بیٹھی ہوئین پس آئین فاطمہ یعنی آنحضرت کی مرض الموت کے قریب یا مرض الموت
مین نہین چھپی تھی ہیئت اور روش چال فاطمہؓ کی ہیئت و روش چال پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سی ف ع یعنی کچھ بھی جیسے کہ ایک روایت مین
لفظ شیئا کا آیا ہی یعنی امتیاز نہ ہوسکتا تھا انکی اور حضرت کی چال مین دونون صاحب ایکہی طرح چلتے تھے ترجمہ پس جبکہ دیکھا آنحضرت نے فاطمہ کو
فرمایا فراخی اور کشادگی ہو بیٹی میری کو پھر بٹھایا آنحضرت نے فاطمہؓ کو ف ع یعنی حکم دیا انکو بیٹھنے کا پاس اپنے اور ایک روایت مین آیا ہی عن یمینہ
او عن شمالہ یعنے داہنی طرف بٹھایا یا بائین طرف ترجمہ پھر بات کی انسے چپکے سے پس روئین فاطمہ رونا شدت سے پس جبکہ دیکھی آنحضرت نے
بہت غمگینی فاطمہؓ کی کچھ چپکے سے کہا انسے دوسری بار پس ناگہان وہ ہنسنے لگین پس جبکہ اٹھے پیغمبر خدا یعنی اس مجلس سے طہارت و نماز کے
لیے پوچھا مین نے فاطمہ سے اور کہا مین نے کیا سرگوشی کی آنحضرت نے تمسے کہا فاطمہؓ نے نہین ہون مین کہ برا کرنے والی اور ظاہر کرون بھید آنحضرت کا
ف ع ح یعنی جو چیز انھون نے چھپائی مین اسکو کیونکر ظاہر کرون اسلیے کہ وہ اگر چاہتے ظاہر کرنا اسکا تو نہ چھپاتے تم اسکو اور اس سے معلوم ہوا
کہ مستحب ہی چھپانا بھید بڑون اور دوستون کا انبیا سے ترجمہ پس جب وفات ہوئی آنحضرت کی کہا مین نے یعنی فاطمہؓ سے قسم دیتی ہون
مین تجھکو ساتھ اس حق کے کہ واسطے میرے ہی اوپر تمھارے کہ وہ حق مادری ہی یا اخوت یا محبت نہین طلب کرتی مین تجھسے مگر یہ کہ خبر دو تم مجھکو
اس چیز کی کہ چپکے سے کہی تجھسے آنحضرت نے کہا فاطمہ نے اسپر اب کہ آنحضرت اس عالم سے گئے پس ہان کہتی ہون مین اور تفصیل اسکی یہ ہی اسمین
جسوقت کہ چپکے سے کہا آنحضرت نے مجھسے اول بار مین پس تحقیق آنحضرت نے خبر دی مجھکو کہ جبرئیل دور کرتے تھے مجھسے قرآن کا ہر برس مین ایکبار
رمضان مین اور تحقیق جبرئیل نے دور کیا قرآن کا اس سال مین مجھسے دوبار ف ع یعنی جتنا قرآن نازل ہوتا تھا ہر برس رمضان مین اس سب کا دور کرتے
یاد داشت کے لیے اور تا کہ ظاہر ہوجاے ناسخ منسوخ دور مین اور اسمین اشارہ ہی طرف اسباب دور کے اور یہ بھی اشارہ ہی کہ یہ حدیث آنحضرت نے اپنی عمر کے اخیر
رمضان کے بعد فرمائی ترجمہ اور نہین گمان کرتا ہون مین اجل کو مگر کہ تحقیق نزدیک پہونچی ف ح اسلیے کہ دوبار دور کرنا برخلاف معتاد کے مشعر ہی اوپر وصیت کرنیکے
ساتھ حفظ قرآن کے اور یاد کرنے احکام اسکے کے تا کامل ہو امر دین کا اور تمام ہو نعمت ترجمہ پس تقوی کر اے فاطمہ یعنے مداومت کر تقوی پر یا زیادہ کر اسکو جہانتک کہ ہوسکے
اور صبر کر یعنے طاقت پر اور مصیبت سے اور بلاؤن مین خصوصا میری مفارقت پر پس تحقیق مین اچھا پیش رو ہون واسطے تیرے یعنی علی الخصوص پس جب آنحضرت نے
خبر دی اپنی وفات کی تو روئی مین پس جبکہ دیکھی آنحضرت نے بے صبری میری تو سرگوشی کی مجھسے دوسری بار فرمایا اے فاطمہ راضی نہین ہی تو کہ ہو تو بہتر
عورتون کی بہشت کی عورتون مین سے یعنی تمام عورتون مین سے بہتر ہووے تو یا خاص اس امت کی عورتون سے یا فرمایا ہووے تو
عالمین کی عورتون کی سردار یعنے دل تنگ مت رہ اور خدا سے راضی اور شاکر رہ کہ تجھکو یہ مرتبہ دیا ہی اور ایک روایت مین یون آیا ہی کہ کہا فاطمہ نے پس سرگوشی
کی آنحضرت نے مجھسے پس خبر دی مجھکو کہ وفات پاوینگے اس بیماری مین پس روئی مین پھر سرگوشی کی آنحضرت نے مجھسے پس خبر دی مجھکو کہ مین اول اہل بیت انکے
کی ہون کہ انکے پیچھے جاؤنگی مین ف یعنی بعد انکے جلدی اس عالم سے جاؤنگی مین پس ہنسی مین جاننا چاہیے کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر فضیلت
فاطمہؓ کے تمام مومن بیویون پر حتے کہ مریم اور خدیجہ اور عائشہ رضہ سے بھی اسی طرح کہا ہی سیوطی نے اور بعضی حدیثون مین مریم بنت عمران کہ جنکو
سے کہ زہرا رضی اللہ عنہا کو انپر فضیلت دی ہی استثنا کیا ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ مثل فاطمہ کے اس امت مین مثل مریم کے ہی بیچ قوم اپنی
کے یعنی فاضل تر غیر اپنے سے اور ہوسکتا ہی کہ اختلاف ان خبرون کا اس سبب سے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تدریج اطلاع ہوئی ہو

اور یہ فضیلت فاطمہ کیساتھ وحی سکے اور اعلام پروردگار سکے تو آخر کو عموم فضل انکا تمام عالم کی عورتوں پر ثابت ہوا واللہ اعلم اور بعضے علما عائشہ کو فضیلت
دیتے ہین فاطمہ رضہ پر بسبب اسکے کہ عائشہ پیغمبر کے ساتھ بہشت مین ہونگی اور فاطمہ رضہ علی کے ساتھ اور اسمین شبہ نہین کہ مقام اور مکان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ اور
اشرف ہوگا مقام علی سے ولیکن حدیثون مین واقع ہوا ہی کہ آنحضرت نے فاطمہ کو خطاب کیا کہ مین اور تو اور علی اور حسن او حسین ایک مکان اور ایک مقام مین
ہونگے اور یہ بھی کہتے ہین کہ عائشہ بعد عثمین خلفا اربعہ کے زمانہ مین فتوی دیتی تھین اور اجتہاد کرتی تھین اور سیوطی فتاوی مین کہتے ہین کہ یہان تین مذہب ہین صحیح تر
مذہب کا یہ ہے کہ فاطمہ رضہ افضل ہین عائشہ رضہ سے اور بعضے کہتے ہین کہ برابر ہین فاطمہ اور عائشہ اور بعضے توقف مین رہے ہین اور تمرتاشی حنفیہ مین اور بعضی شافعیہ توقف کی
طرف بہت مائل ہین اور جب امام مالک سے پوچھا تو انھون نے کہا کہ فاطمہ پیغمبر کے گوشت کا ٹکڑا ہی اور نہین فضیلت دیتا ہون کسی کو رسول اللہ کے گوشت کے ٹکڑے پر اور امام
سبکی نے فرمایا ہی کہ جو کچھ کہ مختار رہا اور دین ہمارے کا یہ ہی کہ فاطمہ افضل ہین بعد انکے ان کی ما خدیجہ بعد انکے عائشہ رضی اللہ عنہن اجمعین اور خدیجہ اور عائشہ رضہ
مین اختلاف رکھتے ہین اور صحیح یہ ہی کہ حیثیتین مختلف ہین اور بعضی فضیلت بمعنی کثرت ثواب کے مراد رکھتے ہین کہ علما نے اعتبار کیا ہی ولیکن کوئی سبب شرف ذات اور
طہارت طینت اور پاکی جوہر کے فاطمہ اور حسن اور حسین کو نہین پہونچتا واللہ اعلم کہا مولف نے کہ یہ فاطمہ کبری بیٹی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مان انکی خدیجہ
ہین اور یہ آنحضرت کی سب بیٹیون مین چھوٹی بیٹی ہین بموجب ایک قول کے اور یہ سردار ہین تمام عالم کے بیویون کی نکاح کیا انسے علی بن ابی طالب نے سنہ
دوسرے ہجری مین رمضان کے مہینے مین اور بنا کیا انپر یعنی شب زفاف ہوا انسے ذی الحجہ مین پس جنین انسے حسن اور حسین اور محسن اور زینب اور ام کلثوم اور
رقیہ اور مرین مدینہ مین آنحضرت کی وفات کے چھ مہینے بعد اور بعضون نے کہا تین مہینے بعد اس حال مین کہ عمر انکی اٹھائیس برس کی تھی اور غسل دیا انکو علی رضہ نے اور
نماز پڑھی انپر اور دفن کی گئین رات کو اور روایت کین انسے شیخین علی نے اور انکے بیٹون حسن اور حسین نے اور اور جماعت نے اور انکے کہا عائشہ رضہ نے
کہ نہین دیکھا مین نے کسی کو ہرگز صادق زیادہ فاطمہ رضہ سے سوا باپ انکے کے ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی مسور
بن مخرمہ سے یہ کہ تحقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت کا ٹکڑا ہی ف ع ح یعنی وہ جزو ہین مجھسے اور کیا خوب کہا ہی امام مالک نے
ولا افضل احدا علی بضعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترجمہ پس جسنے غصہ مین ڈالا اسکو پس گویا کہ غصہ مین ڈالا مجھکو ف ع ح یعنی بسبب حرمت اتحاد
کے پس اسمین ایکطرح کی تشبیہ بلیغ ہی پس دفع ہوا دلیل پکڑنا سبکی کا اسپر کہ جسنے برا کہا فاطمہ کو کافر ہوتا ہی اسلیے کہ ظاہر یہ ہی اسطرح کا کلام محمول ہی اوپر کمال
اتحاد واختلاط کے اور اسی قبیل کا ہی قول علیہ السلام کا کہ جسنے ایذا دی مسلمان کو پس تحقیق ایذا دی مجھکو اور جسنے ایذا دی مجھکو پس تحقیق ایذا دی اللہ کو
روایت کی یہ ابن عساکر نے علی رضہ سے اور اسی قبیل کی یہ حدیث ہی کہ جسنے دوست رکھا انصار کو پس تحقیق دوست رکھا اسکو اللہ نے اور جسنے دشمن رکھا
انصار کو دشمن رکھا اسکو اللہ نے اور اسی قبیل کی یہ حدیث کہ دوست رکھنا قریش کا ایمان ہی اور دشمن رکھنا انکا کفر ہی اور دوست رکھنا عرب کا ایمان ہی اور
دشمن رکھنا انکا کفر ہی پس جسنے دوست رکھا عرب کو پس تحقیق دوست رکھا مجھکو اور جسنے دشمن رکھا عرب کو پس تحقیق دشمن رکھا مجھکو ترجمہ اور ایک روایت مین
ہی اپنے بعد قول آنحضرت کے فمن اغضبنی یا زیادہ اسپر قلق مین ڈالتے ہین مجھکو یعنے ظاہر مین وہ چیز کہ قلق مین ڈالتی ہی فاطمہ کو اور ایذا دیتی ہی مجھکو یعنی
باطن مین وہ چیز کہ ایذا دیتی ہی اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ع روایتون مین آیا ہی کہ حارث بن ہشام ابوجہل کے بھائی نے چاہا کہ نکاح کر دے
ابوجہل کی بیٹی کا کہ نام اسکا عوراء تھا ساتھ علی بن ابی طالب کے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ علی نے خواستگاری کی اسکی اسکے چچا سے کہ حارث
بن ہشام نام تھا اسکا اور مشورہ کیا آنحضرت سے آپنے فرمایا کہ ہرگز اذن نہین دیتا مین نکاح کا اسکا اور غصہ ہوئے آپ اور یہ حدیث فرمائی اور کہا مین حرام نہین کرتا
حلال کو اور حلال نہین کرتا حرام کو ولیکن ہرگز نہین جمع ہوگی بیٹی دوست خدا کی اور بیٹی دشمن خدا کی ایک جگہ پس علی مرتضی آئے اور عذر خواہی کی

اور کہا مین ہرگز نہین کرونگا وہ چیز کہ آپ کو ناخوش آوے یا رسول اللہ اور اس حدیث کے بہت طریق ہین اور روایت مین سر اس حدیث کا یون آیا ہی کہ کہا
مسور نے کہ سنا مین نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے اس حال مین کہ وہ منبر پر تھے کہ بیٹے ہشام بن مغیرہ کے مین اذن چاہتے تھے مجھسے یہ کہ نکاح کرین ابوجہل کی بیٹی کا
علی ابن ابی طالب سے اور نہین اذن دیتا مین پھر نہین اذن دیتا مین مگر یہ کہ ارادہ کرے بیٹا ابوطالب کا یہ کہ طلاق دیدے بیٹی میری کو اور نکاح کرلے بیٹی انکی سے
پس سوا اسکے نہین کہ فاطمہؓ ٹکڑا میرا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو الخ اور شرح مسلم مین لکھا ہی کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حرام ہی ایذا دینی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
بہرحال اور ہر وجہ کر اگرچہ پیدا ہو ایذا اس چیز سے کہ ہو اصل اسکی مباح اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خواص سے ہی اور حضرت علیؓ کے نکاح کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا بسبب دو وجہون کے ایک تو یہ کرنا انکا باعث تھا حضرت فاطمہؓ کی ایذا کا اور اس سے ایذا پاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پس ہلاک ہوتے
علی آنحضرت کی ایذا سے پس منع فرمایا اس سے بسبب کمال شفقت کے علیؓ پر اور دوسرے یہ کہ آنحضرت نے خوف کیا فتنہ کا فاطمہؓ پر بسبب غیرت کے اور بعضون نے
کہا کہ نہین تھی مراد آنحضرت کے قول لا اذن سے منع کرنا جمع اسکی سے بلکہ معنی اسکے یہ ہین کہ آنحضرت نے خبر دی قضاء الٰہی کی کہ مقدر یہ ہی کہ دونون نہین
جمع ہونگے اور یحییٰ بیٹے سعید بن القطان سے منقول ہی کہ کہا ذکر کیا مین نے عبداللہ بن داؤد سے قول نبی کا لا اذن الا ان یحب علی ان یطلق ابنتی وینکح ابنتہم
کہا ابن داؤد نے کہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے علی پر یہ کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہ پر انکی حیات مین ساتھ قول اپنے کے وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہٰکم عنہ فانتہوا یعنی
اور جو کچھ دیوے تمکو رسول پس لیلو اسکو اور جس چیز سے منع کرے تمکو پس باز رہو پس جب فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین اذن دیتا ہون مین تو نہ
حلال ہوا علی کو کہ نکاح کرین کسی سے فاطمہؓ پر مگر یہ کہ اذن دین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم اور سنا مین نے عمر بن داؤد سے کہ کہتے تھے جب فرمایا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہ فاطمہؓ ٹکڑا میرے گوشت کا ہی قلق مین ڈالتی ہی مجھکو وہ چیز کہ قلق مین ڈالتی ہی اسکو اور ایذا دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ ایذا دیتی ہی اسکو حرام کیا اللہ
نے علی پر یہ کہ نکاح کرین فاطمہ پر اور ایذا دین رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ قول اپنے کے وما کان لکم ان تؤذوا رسول اللہ یعنی نہین لائق ہی تمکو یہ کہ ایذا دو
رسولخدا کو نقل کی یہ دونون روایتین حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اور جامع مین ہی کہ فرمایا آنحضرت نے فاطمہ مجھسے ہی روک دیتی ہی دل میرا وہ چیز کہ روک دیتی ہی
فاطمہ کے دل کو اور کشادہ دل کر دیتی ہی مجھکو وہ چیز کہ کشادہ دل کر دیتی ہی فاطمہ کو اور نسب منقطع ہوجاوینگے روز قیامت کے سوا نسب میرے کے اور سبب
میرے کے اور سسرال میری کے صواعق مین روایت ہی ابی ایوب سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ہوویگا دن قیامت کا پکاریگا پکارنے والا
عرش کے اندر سے یا اہل الجمع نکسوا رؤسکم وغضوا ابصارکم حتی تمر فاطمۃ بنت محمد علی الصراط فتمر مع سبعین الف جاریۃ من الحور العین کالبرق یعنی ای اہل محشر جھکا
لو تم سر اپنے اور بند کرلو آنکھین اپنی یہانتک کہ گذر جاوے فاطمہ بیٹی محمد کی صراط پر پس گذریگی ساتھ ستر ہزار لونڈیون کے حورعین سے مانند گذرنے بجلی
کے اور ثوبان سے روایت ہی کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ سفر کا کرتے تو سب سے اخیر کو فاطمہ سے ملنے کو آتے اور جب آپ سفر سے آتے
تو سب سے پہلے فاطمہ کے پاس آتے (وَعَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا فِیْنَا خَطِیْبًا بِمَاءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ
مَکَّۃَ وَالْمَدِیْنَۃِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَلَا اَیُّہَا النَّاسُ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ رَسُوْلُ رَبِّیْ فَاُجِیْبَ وَاَنَا تَارِکٌ
فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ اَوَّلُہُمَا کِتَابُ اللّٰہِ فِیْہِ الْہُدٰی وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوْا بِہٖ فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ وَاَہْلُ
بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰہَ فِیْ اَہْلِ بَیْتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ کِتَابُ اللّٰہِ ہُوَ حَبْلُ اللّٰہِ مَنِ اتَّبَعَہٗ کَانَ عَلَی الْہُدٰی وَمَنْ تَرَکَہٗ کَانَ عَلَی الضَّلَالَۃِ
رَوَاہُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہی زید بن ارقم سے کہا انہون نے کہ کھڑے ہوئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایکروز درمیان ہمارے خطبہ فرماتے
ایک پانی پر یعنی ایک موضع مین کہ اسمین پانی تھا نام رکھا جاتا تھا اس پانی کا یا اس مکان کا خم بفتح خ و تشدید میم
ایک موضع ہی جحفہ مین ترجمہ درمیان مکہ اور مدینہ کے ف ع او پر گذرا کہ یہ تھا وقت رجوع کرنے آنحضرت کے مکہ سے اور متوجہ ہونے انکے

کے طرف مدینہ کے سال حجۃ الوداع مین انتہی اور شیخ نے لکھا ہی کہ غدیر خم کہ اوپر بیچ باب مناقب علی مرتضیٰ کے مذکور ہوا اعتبارات اس سے ہی غدیر ہو حوض پانی
کا اور خم نام اُس موضع کا ہی اور اس پانی کو تم غدیر کہتے ہین اور یہ موضع درمیان مکہ اور مدینہ کے ہی حجفہ مین کہ نام موضع مشہور کا ہی ترجمہ پس تعریف
کی اللہ کی اور ثنا کی اُسپر اور نصیحت کی لوگون کو یعنی ساتھ اُس چیز کے کہ نفع دے اُنکو اور یاد دلایا اُنکو ثواب و عذاب خدا تعالیٰ کا اور تنبیہ کیا اُنکو نیند
غفلت سے پھر فرمایا آنحضرت نے اما بعد حمد و ثنا کے آگاہ ہو اے لوگو نہیں ہون مین مگر آدمی مثل تمھارے لیکن انتہا زمیرا تسے یہ ہی کہ قریب ہی جاتی ہی
طرف میرے قریب ہی کہ آوے میرے پاس بھیجا ہوا پروردگار میرے کا ف ع یعنی جبرئیل اور اُنکے ساتھ عزرائیل ہون یا مراد بھیجے ہوئے سے ملک الموت
ہی یعنی عزرائیل کہ جان لینے کو آوے ترجمہ پس قبول کرون مین امر پروردگار کو ف ع واقع مین قریب تھی اجل آنحضرت کی کیونکہ یہ واقعہ آخر ذیحجہ
مین تھا بعد پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور رحلت ہوئی آپکی بیچ ربیع الاول مین ترجمہ اور مین چھوڑنے والا ہون درمیان تمھارے دو چیزین بھاری ف
ع یعنی کتاب اللہ اور اہلبیت رسول اللہ مین بیچ آگے بیان فرمادینگے ثقل ساتھ زیر ث کے گرانی اور بوجھ اور ساتھ دو زبر کے اسباب مسافر کا اور حشم اسکا اور ہر چیز
نفیس اسیطرح ہی قاموس مین اور کہا کہ حدیث مین یہی معنی مراد ہین یعنی چیز نفیس اور بعضون نے کہا کہ ثقلین یعنی دو امر ہین عظیم کہ ہی کتاب اللہ اور اہل بیت کا
امر عظیم کہا بسبب بڑی ہونے قدر اُنکی کے یا اس سبب سے کہ عمل کرنا اُنپر بھاری ہی اُنکے تابعین پر کہ ہر کوئی بوجھ اسکا نہین اُٹھا سکتا اور جن و انس کو بھی
ثقلین کہتے ہین کہ بوجھ زمین کے ہین جیسے کہ جانور پر بوجھ لادتے ہین اور متاع زمین کے ہین کہ اُنکے سبب سے زمین آباد ہی یا ثقلین کہا اُنکو باعتبار نفاست
اُنکی کے بہ نسبت اور حیوانات کے اور مشابہت دیکے ساتھ اُنکے اور کتاب اللہ اور اہلبیت اسبات مین کہ دین سنورتا ہی اور آباد ہوتا ہی سبب اُنکے جیسے کہ آباد ہوتی ہی دنیا
بسبب ثقلین یعنی جن و انس کے بعد ازان بیان کیا ثقلین کو فرمایا ترجمہ کہ اول ثقلین کا قرآن ہی کہ اسمین بیان راہ راست کا ہی کہ دنیا اور آخرت کی سعادت کو
پہونچاتا ہی اور اسمین نور ہی ف ع یعنی بیان اعمال کا ہی کہ اس سے راہ حق روشن ہوتی ہی اور آسانی سے منزل مقصود کو پہونچاتا ہی یا نور قلب ہی واسطے
استقامت کے یا سبب ظاہر ہونے نور کا ہی روز قیامت کے اور نور قرآن کے نامون مین سے ہی ترجمہ پس پکڑو تم کتاب اللہ کو یعنی استنباط مسائل کرو اس سے
اور یاد کرو اسکو اور علم حاصل کرو اسکا اور چنگل مارو ساتھ اسکے ف ع یعنی باعتبار اعتقاد کے عمل کے اور جملہ کتاب اللہ سے عمل کرنا ہی احادیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم پر بسبب فرمانے حق سبحانہ تعالیٰ کے وما آتکم الرسول فخذوہ وما نہکم عنہ فانتہوا یعنی جو کچھ دیوے تمکو رسول پس لے لو اُسکو اور جس چیز سے منع کرے
تمکو پس باز رہو اُس سے اور فرمایا ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی اور جو کوئی اطاعت کرے رسول کی پس تحقیق اطاعت کی اللہ کی اور فرمایا قل ان کنتم تحبون
اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہو اگر دوست رکھتے ہو تم اللہ کو پس پیروی کرو میری دوست رکھیگا تمکو اللہ اور ایک روایت مین یہ جملہ یون آیا ہی فتمسکوا بکتاب اللہ
وخذوا بہ یعنی پس چنگل مارو ساتھ کتاب اللہ کے اور پکڑو اُسکو ترجمہ پس برانگیختہ کیا آنحضرت نے صحابہ کو اوپر کتاب اللہ کے ف ع یعنی محافظت اُسکی کے اور رعایت
کرنے الفاظ و معانی اُسکی کے اور عمل کرنے کے ساتھ اُس چیز کے کہ اسمین ہی ترجمہ اور رغبت دلائی اسمین ف ع یعنی ذکر کین رغبت دلانے والی چیزین کہ جو کوئی
پکڑیگا اُسکو اور چنگل ماریگا ساتھ اُسکے اُسکو درجے حاصل ہونگے پھر ممکن ہی کہ آنحضرت نے ڈرایا ہو ساتھ عذاب کے بھی واسطے اُسکے کہ ترک متابعت آیتون کی
کرے اور ممکن یہ بھی ہی کہ آپنے اقتصار کیا ہو بشارت پر واسطے اشارت کرنے کے طرف وسعت رحمت اللہ تعالیٰ کے اور طرف اسکے کہ وہ رحمۃ للعالمین ہین
اور امت اُنکی اُمت مرحومہ ہی ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے اور دوسری چیز بھاری اور نفیس اہلبیت میرے ہین یاد دلاتا ہون مین تمکو خدا کے تئین اور ڈراتا ہون
مین اُسکے عذاب سے اوپر قصور کرنے تمھارے کے بیچ حق اہلبیت میرے کے ف ع مکرر فرمایا اس جملہ کو واسطے مبالغہ کے اور تاکید کی اور بعید نہین ہی یہ کہ ہو مراد
ایک سے آل اُنکی اور دوسرے سے بیبیان اُنکی اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہی کہ اہل بیت کا اطلاق دونون پر ہوتا ہی اور ایک روایت مین آیا ہی قالہ ثلاث مرات
یعنی فرمایا اسکو آپنے تین بار ترجمہ ایک روایت مین یعنی بدلے اولہما کتاب اللہ کے یون آیا ہی کہ کتاب خدا کی رسی خدا کی ہی ف ع حبل لغت مین رسی کو کہتے ہین اور

یعنی عہد اور امان اور اُس چیز کی ہے کہ پہونچاوے بندہ کو اُسکے رب کیطرف اور وسیلہ ہو اُسکے قرب کا یعنی قرآن عہد اور امان اُسکا ہے اور وسیلہ ہے اُسکے قرب کا
کہ جو کوئی ساتھ اُسکے چنگل مارے عذاب خدا سے نڈر ہو اور پہونچے جناب قرب حق میں اور ترقی کرے مدارج قدس پر ت جو کوئی پیروی کرے کتاب خدا
کی ف ع یعنی ایمان لاوے اُسپر اور یاد کرے اُسکو اور علم حاصل کرے اُسکا اور عمل کرے اُسپر اور اخلاص پیدا کرے ت ہو وہ راہ راست پر اور جو کوئی چھوڑے
اُسکو یعنی کسی جہت کی جہات متعددہ سے یعنی جو کہ اوپر مذکور ہوئیں ہو گا گمراہی پر نقل کی یہ مسلم نے ف ع پس قرآن مانند رسی دو جہین کی ہے ایک جہت کہ وسیلہ ہے ترقی
کا اور ایک وجہ کہ سبب ہے تنزل کا مانند نیل کے کہ پانی تھا محبوبین کے لیے اور خون تھا محجوبین کے لیے نقل یضل بہ کثیرا و یہدی بہ کثیرا اور فرمایا آنحضرت نے القرآن حجۃ لک
او علیک یعنی قرآن دلیل ہے تیرے نفع کے لیے یا تیرے ضرر پر اور فرمایا اللہ تعالے نے وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین
الا خسارا یعنی اور اتارتے ہیں ہم قرآن سے وہ چیز کہ وہ شفا ہے اور رحمت ہے مومنوں کے لیے اور نہیں زیادہ کرتا ہے ظالموں کو مگر ٹوٹا اللھم انفعنا اللہ بہ وارفعنا
بسببہ من الطالبین (وعن ابن عمر انہ کان اذا سلم علی ابن جعفر قال السلام علیک یا ابن ذی الجناحین رواہ البخاری) اور روایت ہے
ابن عمر سے یعنی عبداللہ ف ا تحقیق وہ تھے جب سلام کرتے عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کو کہتے سلام تجھ پر اے بیٹے صاحب دو بازو والے کے نقل کی یہ بخاری نے ف ع جعفر
ذو الجناحین لقب جعفر کا رکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو جب شہید ہوئے کہ غزوہ موتہ میں کہ ہے شام کی زمین میں ... دیکھا کہ دو بازو
رکھتا ہے اور ملائکہ کے ساتھ اوڑ رہا ہے حیران ہوئے کہ یہ کیا حال ہے بعد ازاں خبر آئی کہ وہ شہید ہوئے اور اُس روز سے انکو جعفر طیار کہتے تھے اور ذوالجناحین
لقب رکھا گیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت نے دیکھا میں نے جعفر کو بہشت میں کہ اُڑ رہا ہے ساتھ ملائکہ کے اور اسلام لائے جعفر بعد اکتیس
آدمیوں کے اور دس برس بڑے تھے اپنے بھائی علی بن ابی طالب سے اور آنحضرت سے خلق اور خلق میں بہت مشابہ تھے اور ... تھے انکے
بیٹے کہ وہ عبداللہ ہیں اور اور بہت سے صحابہ اور وہ شہید ہوئے روز موتہ کے سنہ آٹھ میں اکتالیس برس کی عمر میں اور انکے بدن پر نوے زخم لگے تھے
نیزے اور تلوار کے (وعن البراء قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسن بن علی علی عاتقہ یقول اللھم انی احبہ فاحبہ متفق علیہ)
اور روایت ہے براء بن عازب سے کہا دیکھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں کہ حسن بن علی انکے کندھے پر تھے درحالیکہ کہتے تھے
آنحضرت خداوندا تحقیق میں دوست رکھتا ہوں اسکو ہی بہت پس دوست رکھ تو اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور شک نہیں ہے اسمین کہ جو کوئی
دوست رکھا انکو پس واجب ہے تخلق ساتھ اخلاق خدا کے اور تعلق ساتھ شمائل رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ فی جمیع احیانہ و احوالہ
کہا مولف نے کہ کنیت انکی ابو محمد تھی نواسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ریحان یعنی پھول آنکے اور سردار جوانوں اہل جنت کے پیدا ہوئے
پندرھوین رمضان کی سن تین ہجری میں اور صحیح تر روایتوں کی ہے کہ نقل کی گئیں انکی ولادت میں اور وفات پائی انھوں نے سنہ پچاس میں اور بعضوں
نے کہا سنہ اٹھاون میں اور بعضوں نے کہا سنہ انچاس میں اور بعضوں نے کہا سنہ چوالیس میں اور دفن کیے گئے وہ بقیع میں روایت کی ان سے حدیث انکے بیٹے
حسن بن حسن نے اور ابو ہریرہ نے اور بہت سی جماعت نے اور جب قتل کیے گئے باپ انکے علی بن ابی طالب کوفہ میں بیعت کی انسے موت پر چالیس ہزار
آدمیوں سے زیادہ نے اور سپرد کیا امر ولایت کا طرف معاویہ بن ابی سفیان کے جمادی الاولی کی پندرھوین بیچ سنہ اکتالیس کے اور حضرت حسین کی کنیت
ابو عبداللہ ہے پیدا ہوئے پانچوین شعبان میں بیچ چار ہجری کے اور حضرت فاطمہ کو حمل رہا انکا حضرت حسن کے جننے کے پچاس شب بعد اور قتل کیے گئے
روز جمعہ کے عاشورے کے دن سنہ اکسٹھ میں بیچ کربلا کے کہ زمین عراق سے ہے اور قتل کیا انکو سنان بن انس نخعی نے اور بعضوں نے کہا قتل کیا انکو شمر ذی الجوشن
اور خولی لیکر آیا انکی نعش اور اہل بیت کو عبیداللہ بن زیاد کے پاس اور کہا بعضوں نے کہ قتل کیے گئے ساتھ حسین کے انکی اولاد اور بھائیوں اور اہل بیت انکے سے تئیس مرد
اور عمر حسین کی روز قتل انکے کے اٹھاون برس کی تھی (وعن ابی ہریرۃ قال خرجت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طائفۃ من النہار حتی

أَتَى خِبَاءَ فَاطِمَةَ فَقَالَ أَثَمَّ لُكَعُ أَثَمَّ لُكَعُ يَعْنِي حَسَنًا فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ يَسْعَى حَتَّى اعْتَنَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔ اور روایت ہی ابی ہریرہؓ سے کہ کہا باہر نکلا مین ہمراہ آنحضرت کے بیچ ایک ٹکڑے کے دن کے یہانتک کہ آئے آنحضرت فاطمہؓ کے گھر مین پس فرمایا کہ یہان لڑکا ہی مکرر فرمایا یہ مراد رکھتے تھے آنحضرت لڑکے سے امام حسن کو اور ڈھونڈھتے تھے انکو ف ح لفظ لکع ساتھ پیش لام اور زبر کاف مخفف کے کتنے ہی معنون پر آیا ہی ایک اُن معنون مین سے بمعنی صغیر کے بھی ہی اور یہان یہی مراد ہی ترجمہ پس نہ دیر لگی کی آنحضرت نے یہانتک کہ آئے حسن دوڑتے ہوئے جیسے کہ عادت لڑکون کی ہی یہانتک کہ گلے سے لگ گئے ہر ایک اُن دونون مین سے صاحب اپنے سے یعنی آنحضرت امام حسن کے گلے سے لگے اور وہ آنحضرت کے گلے سے پس فرمایا آنحضرت نے خداوندا تحقیق مین دوست رکھتا ہون اسکو پس دوست رکھ تو بھی اسکو اور دوست رکھ اُس شخص کو کہ دوست رکھتا ہی اسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یا اللہ کر تو ہمکو محب انکا اور نہ کر ہمکو مبغض انکا کہا ابن ملک نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا جائز ہونا معانقہ کا اور کہا نووی نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہی مہربانی کرنی لڑکون پہ کہ گلے سے لگائے انکو اور پیار کرے از راہ شفقت و محبت کے اور مستحب ہی تواضع کرنی لڑکون وغیرہ سے (وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ إِلَى جَنْبِهِ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَعَلَيْهِ أُخْرَى وَيَقُولُ إِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہی ابی بکرہؓ سے کہ کہا دیکھا مین نے آنحضرت کو منبر پر اور حسن بن علی آنحضرت کے پہلو مین تھے یعنی داہنی طرف یا بائین طرف اور حال یہ تھا کہ آنحضرت متوجہ ہوتے تھے لوگون پر ایکبار اور حسن بن علی پر دوسری بار یعنی کبھی لوگون کی طرف دیکھتے تھے واسطے وعظ و نصیحت کے اور کبھی حسن کی طرف از راہ شفقت و محبت کے اور کہتے تھے آنحضرت تحقیق یہ بیٹا میرا سید ہی ف ح سید وہ کہ فائق ہو نیکی مین اور بعضون نے کہا سید وہ کہ غالب نہ آوے اسپر غضب اسکا یعنی حلیم ہو اور اطلاق سید کا بہت معنون پر آیا ہی مربی اور مالک اور شریف اور فاضل اور کریم و حلیم اور متحمل قوم کی ایذا پر اور رئیس اور مقدم ترجمہ اور امید ہی کہ خدا صلح کروا دے بسبب اسکے درمیان دو جماعتون بڑی کے مسلمانون سے نقل کی یہ بخاری نے ف م ع یہ خبر دی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تفرق مسلمانون کے سے دو فرقون پر کہ ایک فرقہ حسن کے ساتھ ہوگا اور ایک فرقہ معاویہ کے ساتھ اور امام حسن اُسدن احق تھے ساتھ خلافت کے اسلیے کہ چھ مہینے باقی رہے تھے تیس برس مین سے کہ آنحضرت نے خبر دی تھی ساتھ قول اپنے کے الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ پس باعث ہوا امام حسن کو ورع انکا اور شفقت انکی اوپر امت جد انکی کے اسپر کہ ترک ملک اور دنیا کا کیا اور رغبت ملک اُس جہان مین کی اور نہین تھا یہ امر بسبب قلت اور ذلت کے اسلیے کہ بیعت کی تھی انسے موت پر چالیس ہزار آدمیون نے اور آیا ہی کہ کہا امام حسن نے واللہ نہین چاہتا مین کہ ایک قطرہ خون کا اُمت محمد سے گرایا جاوے اور شاق ہوا یہ امر بعضے انکے ہواخواہون پر یہانتک کہ باعث ہوئی انکو حکایت اسپر کہ کہا وقت داخل ہونیکے ان پاس السلام علیک یا عار المؤمنین پس کہا حضرت حسن نے العار خیر من النار اور اس حدیث مین دلیل ہی اسپر کہ دونون فرقے ملت اسلام پر تھے باوجود اسکے کہ ایک فرقہ مصیب تھا اور دوسرا مخطی اور اہل سنت و جماعت کے لیے صلح امام حسنؓ کی دلیل ہی اوپر حقیقت امارت معاویہ کے اور اختیار کیا ہی سلف نے ترک کرنا کلام کا بیچ فتنہ پہلے کے یعنی مشاجرات صحابہ مین اور کہا ہی کہ ان خونون سے اللہ تعالی نے پاک رکھا ہمارے ہاتھون کو پس کیون ملوث کرین ہم ساتھ اسکے اپنی زبانونکو اور حضرت امام حسن کے شرف و فضل مین کفایت کرتا ہی فرمانا آنحضرت کا انکو سید اور ابی بکرہ سے روایت ہی کہ کہا رسول خدا صلعم نماز پڑھاتے تھے ہمکو اور حسن آتے تھے اس حال مین کہ چھوٹے سے تھے اور جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو یہ آنحضرت کی گردن اور پیٹھ پر چڑھ بیٹھتے پس اٹھاتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اپنا بسہولت یہانتک کہ اتار دیتے انکو پس کہا صحابہ نے یا رسول اللہ دیکھتے ہین ہم آپ کو کہ کرتے ہین آپ اس لڑکے کے لیے ایسی چیز کہ نہین دیکھا ہمنے آپ کو کہ کرتے ہون اسکو کسی کے لیے فرمایا کہ یہ پھول میرا ہی دنیا سے بلا شبہ ہی

بیٹا میرا سید ہی اور امید ہی کہ اللہ صلح کرا دیگا بسبب اسکے درمیان دو فرقوں کے مسلمانوں سے اور معاویہ سے روایت ہی کہا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
چوستے تھے زبان حسن کی یا ہونٹھ انکے کو بلا شبہہ ہرگز نہیں عذاب کریگا اللہ اس زبان کو یا ہونٹھ کو کہ چوسا ہو انکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کیا اسکو احمد نے (وعن عبد الرحمن ابن ابی نعم قال سمعت عبد الله بن عمر وسأله رجل عن المحرم قال شعبة احسبه يقتل الذباب فقال اهل
العراق يسألوني عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنة رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هما ريحاني من
الدنيا رواه البخاري) اور روایت ہی عبد الرحمن بن نعم سے کہا سنا میں نے عبد اللہ بن عمر سے اس حال میں کہ سوال کیا تھا انسے ایک شخص نے
یعنی اہل عراق میں سے حکم محرم سے کہا شعبہ نے کہ راوی اس حدیث کا ہی عبد الرحمن سے گمان کرتا ہون میں سائل کو کہ پوچھا انسے حکم محرم سے کہ
مارتا ہی مکھی کو قصہ یعنی اگر محرم مکھی کو مارے تو جائز ہی یا نہیں اور بدلہ اسکا کیا ہی اور کیا لازم آتا ہی اسپر دم یا صدقہ یا کچھ نہیں لازم آتا تو تعجب
کیا ابن عمر نے اہل عراق یعنی اہل کوفہ پوچھتے ہیں مجھسے مکھی کے مارنے سے اور اسکے بدلہ دینے سے یعنی وہ ظاہر کرتی ہیں کمال رعایت تقوی
کی حالانکہ قتل کیا انھون نے نواسے نبی کے بیٹے کو حال آنکہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے حق میں کہ یہ دونوں یعنی حسنین دو پھول
سے ہیں دنیا سے یا اللہ کے رزق سے ہیں کر دیا مجھکو دنیا میں نقل کی یہ بخاری نے ف ریحان یعنی رحمت اور راحت اور رزق کے آتا ہی اور
فرزند کو بھی ریحان ساتھ اس معنی کے کہتے ہیں اور ریحان بھی کہا ہیں خوشبودار کو بھی آتا ہی اور ساتھ ان معنون کے بھی اور لا شبہہ کے اطلاق فرزند
پر کرسکتے ہیں اور جائز ہی کہ مراد ریحان سے مشموم یعنی سونگھنے کی چیز مانند پھول وغیرہ کے ہولیں انکو ریحان اسلیے کہا کہ اولاد کو بھی سونگھتے ہیں اور
بوسے لیتے ہیں انکے اور ریحانتی اور ریحانی ساتھ زبر نون اور جزم ی کے بھی روایت ہی (وعن انس قال لم يكن احد اشبه بالنبي صلى الله
عليه وسلم من الحسن بن علي وقال في الحسين ايضا كان اشبههم برسول الله صلى الله عليه وسلم رواه البخاري) اور روایت ہی انس سے
کہا نہیں تھا کوئی بہت مشابہ ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن بن علی سے اور کہا انس نے بیچ حسین کے بھی کہ تھے وہ مشابہ ترین لوگوں کے ساتھ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نقل کی یہ بخاری نے ف دوسری فصل میں بیچ حدیث علی کے تفصیل اسکی آتی ہی کہ حسن مشابہ تر ہیں ساتھ آنحضرت کے
سینہ سے سر تک اور حسین نیچے کے بدن میں (وعن ابن عباس قال ضمني النبي صلى الله عليه وسلم الى صدره فقال اللهم علمه الحكمة وفي رواية علمه
الكتاب رواه البخاري) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا ملایا مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف سینہ اپنے کے اور کہا یا الٰہی سکھلا اسکو حکمت
اور ایک روایت میں ہی کہ سکھلا اسکو کتاب اللہ نقل کی یہ بخاری نے ف سینہ سے لگانا اشارہ تھا طرف اسکے کہ سینہ مبارک منبع علم اور کان
حکمت ہی اور حکمت سے مراد خوب علم و عمل ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے يؤتي الحكمة من يشاء ومن يؤت الحكمة فقد اوتي خيرا كثيرا یعنی دیتا ہی اللہ حکمت
جسکو چاہتا ہی اور جو کوئی دیا جاتا ہی حکمت پس تحقیق دیا گیا خیر کثیر اور نہیں ہی مراد حکمت سے حکمت فلاسفہ کی اور بعضون نے کہا حکمت سے مراد
ہی پہچاننا حقائق اشیا کا اور عمل کرنا اس چیز پر کہ سزاوار ہی اور بعضون نے کہا حکمت راست کرداری اور راست گفتاری اور بعضون نے کہا مراد حکمت
سے سنت ہی جیسے کہ فرمایا اللہ تعالی نے يعلمهم الكتاب والحكمة اور پیدا ہوے ابن عباس تین برس پہلے ہجرت کے اور جب آنحضرت کی وفات ہوئی تو وہ
تیرہ برس کے تھے اور بعضون نے کہا پندرہ برس کے اور بعضون نے کہا دس برس کے اور تھے وہ بہترین اس امت کے اور بڑے عالم اس امت کے
دعا کی انکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت اور فقہ اور علم تاویل کے ملنے کی اور دیکھا انھون نے جبرئیل کو دو بار اور نابینا ہوے وہ
اخیر عمر میں اور مرے طائف میں سنہ ۶۸ اڑسٹھ میں بیچ ایام ابن زبیر کے اس حال میں کہ عمر انکی اکہتر برس کی تھی روایت کین انسے حدیثیں خلق
کثیر نے صحابہ اور تابعین میں سے (وعن عكرمة قال ان النبي صلى الله عليه وسلم دخل الخلاء فوضعت له وضوءا فلما خرج قال من وضع

ہٰذَا فَأُخْبِرَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور یہ بھی روایت ہے ابن عباس سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے پائخانہ میں پس رکھا میں نے
واسطے آنحضرت کے پانی وضو کا ف ح یہ اُس رات کا احوال ہے کہ ابن عباس بیچ گھر میمونہ خالہ اپنی کے کہ ازواج مطہرات سے تھیں رات کو رہے
تھے اور آنحضرت تہجد کے لیے اُٹھے اور ابن عباس چھوٹے تھے جیسے کہ باب قیام اللیل میں گذرا ت پس جب آنحضرت پائخانہ سے نکلے فرمایا کس نے
رکھا ہے یہ پانی پس خبر دی گئی یعنی گھر کے لوگوں نے کہا کہ یہ ابن عباس نے رکھا ہے پس دعا کی آنحضرت نے کہ خداوندا سمجھ دے ابن عباس کو دین
میں نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی کر اُسکو عالم سمجھ والا دین میں کہ اصول و فروع اُسکے جانے اور یقین ہے مراد اُس سے فقہ متعارف کہ مخصوص ہے
ساتھ فروع معاملات اور خصومات کے کہا نووی نے کہ اسمیں فضیلت فقہ کی ہے اور مستحب ہونا دعا کا غائبانہ کسی کے لیے اور مستحب ہونا دعا کا اُسکے
لیے کہ کرے خیر اور قبول کی اللہ تعالیٰ نے دعا آنحضرت کی ابن عباس کے حق میں کہ بڑے فقیہ ہوئے اور حقیقت میں یہ علم اور فضل اور دانائی ابن
عباس کو آنحضرت کی خدمت گذاری سے حاصل ہوئی خدمت کرنی چاہیے مصرعہ کہ مردان ز خدمت بجائے رسند (وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّي أُحِبُّهُمَا وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي
فَيُقْعِدُنِي عَلٰى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ عَلٰى فَخِذِهِ الْأُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے
ہے اسامہ بن زید سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت لیتے تھے انکو اور امام حسن کو پھر کہتے خداوندا دوست رکھ تو ان دونوں کو اسلیے کہ تحقیق میں
دوست رکھتا ہوں اُن دونوں کو ف ح زید بن حارثہ مولیٰ اور متبنیٰ آنحضرت کے تھے اور اسامہ بیٹے اُنکے تھے اور اُنکی ماں کا نام تھا برکہ
اور وہ خادمہ خاص تھیں آنحضرت کی اور لونڈی آزاد تھیں حضرت کے والد عبداللہ بن عبدالمطلب کی اور آنحضرت بہت دوست رکھتے زید کے
اُنکے بیٹے اسامہ کو دوست رکھتے تھے کہ امام حسن کے ساتھ ایک جا جمع کرتے اور شریک اُنکا کرتے اور ایسا کچھ فرماتے اور تھے اسامہ رضی اللہ
عنہ ایک لڑکے سیاہ رنگ جیسے کہ خانہ زاد ہوتے ہیں بیت زانکہ کہ ترا ہیں سکین نظر ست آثارم از آفتاب مشہور ترست اور جب آنحضرت کی وفات
ہوئی تو اسامہ بیس برس کے تھے اور اُترے وادی قری میں اور وہیں وفات پائی بعد قتل عثمانؓ کے اور بعضوں نے کہا سنہ چون میں کہا ابن عبد البر نے
کہ یہ نزدیک میرے صحیح تر ہے اور حضرت نے جو ان دونوں صاحبوں کے حق میں کچھ فرمایا اسمیں بڑی منقبت انکی ثابت ہوئی ہے اور ایک روایت
میں ہے کہ کہا اُسامہ بن زید نے کہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیتے مجھکو اور بٹھاتے مجھکو اپنی ران پر یعنی دائیں پر یا بائیں پر اور بٹھاتے حسن کو اپنی دوسری
ران پر پھر ملاتے دونوں کو یعنی مجھکو اور حسن کو یا اپنی دونوں رانوں کو پھر فرماتے خداوندا مہربانی کر ان دونوں پر اسواسطے کہ میں مہربانی کرتا ہوں
ان دونوں پر نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِي إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ
قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ
نَحْوُهُ وَفِي آخِرِهِ أُوْصِيْكُمْ بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ صَالِحِيْكُمْ) اور روایت ہے عبداللہ ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ایک لشکر اور امیر کیا اُس
لشکر پر اسامہ بن زید کو پس طعن کیا بعضے لوگوں نے یعنی منافقوں نے یا اجلاف عرب نے بیچ امارت اسامہ بن زید کے پس فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر تم طعن کرتے ہو اُنکی امارت میں پس تحقیق تھے تم کہ طعن کرتے تھے تم بیچ امارت باپ اُسکے کے پہلے اس سے ف ح
یہ اشارہ ہے زید بن حارثہ کی امارت کی طرف بیچ غزوہ موتہ کے کہ اُس غزوہ میں زید کو آنحضرت نے امیر کیا تھا باوجود اسکے کہ اسمیں اچھے اچھے
صحابی تھے اور نسائی میں عائشہ رض سے آیا ہے کہ نہ بھیجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو کسی لشکر میں مگر کہ امیر کیا اُنکو اُسپر اور قسم خدا کی

تحقیق تھا باپ اسکا لائق امارت کے ف ۶ یعنی بسبب بزرگی اسکی کے اور سبقت اسکی کے اسلام میں اور بسبب باپ اسکے کے محبوب اور ان دونوں کی امارت
میں طعن اس لیے کرتے تھے بعضے لوگ کہ یہ موالی سے تھے اور عرب مناسب نہیں جانتے تھے امیر کرنا موالی کا اور عار بہت کرتے تھے ہم انکی اتباع سے
پس جبکہ لایا اللہ اسلام اور بلند کی قدر انکی نہیں تھی قدر انکی انکے نزدیک بسبب سبقت اسلام کے اور ہجرت کے اور علم کے اور تقوی کے اور پہچانا
حق انکا دینداروں نے تو یہ لوگ کہ پابند عادت کے تھے اور دوست رکھتے تھے ریاست کو اعراب میں سے اور قبائل کے سرداروں میں سے انکے
دلوں میں اس سے خلجان ہی رہتا تھا خصوصا منافقین کہ وہ بہت ہی طعن کرتے تھے اور نہایت انکار کرتے اوپر اور آنحضرت نے زید کو کتنے ہی لشکروں پر سپہ
کر کر بھیجا اور بڑا لشکر انہیں سے موتہ کا تھا اور اس لشکر میں انکے نشان کے نیچے اچھے اچھے صحابی تھے چنانچہ جعفر بن ابی طالب بھی انہیں کے تحت تھے پھر آنحضرت
اسامہ بن زید کو چنانچہ امیر کیا انکو اپنے مرض الموت میں ایک لشکر پر کہ انمیں ایک جماعت بڑے بڑے صحابہ اور فضلاء صحابہ کی تھی ترجمہ اور تحقیق تھا یعنی باپ اسکا
یعنی اسامہ کا کہ زید ہے محبوب ترین لوگوں سے طرف میرے اور تحقیق یہ یعنی اسامہ بھی جملہ محبوب ترین لوگوں سے ہے نزدیک میرے پیچھے باپ اپنے کے ف ۷
جب زید غزوہ موتہ میں شہید ہوئے تو آنحضرت نے اسامہ کو امیر کیا تو جا دیں اور اس قوم سے بدلہ اپنے باپ کا لیویں اور بزرگان انصار و مہاجرین کو کہ انمیں
ابوبکر اور عمر بھی تھے ہمراہ اسامہ کے مقرر کیا پس کتنے ایک لوگوں نے اسمیں کلام کیا کہ ایک غلام کو سردار مہاجرین و انصار کا کر دیا ہے پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم اس حال میں بیمار ہوئے کہ درد سر شروع ہوا جب لوگوں کی یہ گفتگو سنی تو سر پر پٹی باندھی اور برآمد ہوئے اور منبر پر گئے اور خطبہ پڑھا اور کہا
ایہا الناس اخیر حدیث تک غرض پس درد حضرت پر غالب آیا اور مرض موت پیدا ہوا اور یہ امر تمام نہوا اور اس حدیث میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے امارت
موالی کے اور حاکم ہونے چھوٹوں کے بڑوں پر اور مفضول کی فاضل پر بسبب مصلحت کے ترجمہ لفظ کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت مسلم کے مانند اسکے
اور آخر حدیث میں لایا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا وصیت کرتا ہوں میں تمکو ساتھ اسامہ کے کہ نیکی کرو ساتھ اسکے پس تحقیق وہ جملہ صالحین تمہارے سے ہے ف ۸
کہا مولف نے کہ زید بیٹے حارثہ کے ہیں اور انکی ماں کا نام سعدی بیٹی ثعلبہ کی کہ قبیلہ بنی معن میں سے تھی نکلی تھی انکو لیکر ماں انکی اپنی قوم کی ملاقات کے لیے
پس آنحضرت کے لوگ جو ادھر گذرے ایام جاہلیت میں تو زید کو اٹھا لائے اور یہ ان دنوں میں لڑکے تھے آٹھ برس کے پس انکو بازار عکاظ میں لا کر بیچا پس خریدا انکو
حکیم بن حزام بن خویلد نے اپنی پھوپھی خدیجہ کے لیے چار سو درہم کو پس جب نکاح کیا خدیجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہبہ کیا انھوں نے زید کو حضرت کے تئیں
پس آنحضرت نے قبض کیا انکو پھر انکی خبر انکے اہل کو پہونچی پس آیا باپ انکا حارثہ اور چچا انکا کعب انکے چھڑانے کے لیے کچھ دیکر پس آنحضرت نے زید کو اختیار دیا کہ
چاہو ہمارے پاس رہو میرے پاس اور چاہو اپنے اہل میں چلے جاؤ پس زید نے آنحضرت ہی کے پاس رہنا اختیار کیا بسبب اسکے کہ دیکھا تھا سلوک و احسان آنحضرت کا
بنسبت اپنے پس اس وقت نکلا آنحضرت ساتھ زید کے طرف حجر کے اور کہا اے لوگو جو حاضر ہو گواہ رہنا کہ زید بیٹا میرا ہے وارث ہوگا میرا اور میں وارث ہونگا اسکا
پس مشہور ہوئے وہ زید بن محمد یہاں تک کہ لایا اللہ اسلام اور نازل ہوئی یہ آیۃ ادعوہم لاباۂم ہو اقسط عند اللہ یعنی پکارو انکو ساتھ نام باپوں انکے کے یہ زیادہ انصاف
ہے نزدیک اللہ کے پس کہنے لگے انکو زید بن حارثہ اور اول مردوں میں اسلام یہی لائے ہیں بموجب ایک قول کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑے
تھے زید دس برس اور بعضوں نے کہا بیس برس اور نکاح کر دیا انکا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی آزاد ام ایمن سے پس پیدا ہوئے
اس سے اسامہ پھر نکاح کیا انکا زینب بنت جحش سے کہ آنحضرت کی پھوپھی کی بیٹی تھیں پھر طلاق دیدی زید نے زینب کو بسبب ناموافقی کے پھر نکاح کر لیا
انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور اللہ تعالی نے قرآن شریف میں کسی صحابی کا نام نہیں لیا ہے سوائے زید کے اس آیۃ میں فلما قضی زید منہا وطرا زوجناکہا
الخ اور روایت کیا ہے حدیثیں انسے انکے بیٹے اسامہ نے اور صحابہ نے بھی اور قتل کیے گئے وہ غزوہ موتہ میں اس حال میں کہ امیر لشکر کے تھے جمادی الاولی کے
مہینے میں سنہ آٹھ میں اور عمر انکی پچپن برس کی تھی (وعنہ) قال ان زید بن حارثۃ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما کنا ندعوہ الا زید بن محمد

حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَ ذُکِرَ حَدِیْثُ الْبَرَآءِ قَالَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ فِیْ بَابِ بُلُوْغِ الصَّغِیْرِ وَ حَضَانَتِهٖ اور یہ بھی عبداللہ بن عمر سے منقول ہے کہ کہا انہوں نے کہ زید بن حارثہ غلام آزاد پیغمبر خدا صلعم کے نہ تھے ہم پکارتے ہم اسکو مگر زید بن محمد ف ۔ یعنے انکو آنحضرت کا بیٹا کہتے تھے اسلیے کہ آنحضرت نے انکو منہ بولا بیٹا کر لیا تھا اور عرب منہ بولے بیٹے کو بیٹا کہتے تھے اور میراث دیتے تھے اسوقت میں اور لانا اس حدیث کا اس باب میں واسطے آگاہ کرنے اس بات کے ہے کہ مولی آدمی کا اسکے اہلبیت سے ہے ترجمہ یہانتک کہ اترا قرآن یعنی آیت اسکی اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ نقل کی یہ بخاری نے ف ساری آیت یوں ہے وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ الخ یعنے نہیں ٹھہرایا منہ بولے بیٹوں تمھارے کو بیٹے تمھارے یہ باتیں تمھارے منھوں کی ہیں اور اللہ فرماتا ہے حق بات اور وہ دکھاتا ہے راہ حق پکارو انکو انکے باپوں کے ناموں سے یہ بہت عدل کی بات ہے اللہ کے نزدیک پھر اگر نجانو تم انکے باپوں کو پس بھائی ہیں تمھارے دین میں اور دوست تمھارے یعنے انکے باپوں کے نام نہ معلوم ہوں تو ای بھائی یا ای دوست کہکر پکارو غرضکہ اس آیت کے اترنے کے پہلے زید کو محمد کا بیٹا کہا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو اس کہنے سے منع کیے گئے اور حکم ہوا کہ اگر انکے باپوں کا نام جانتے ہو تو کہا کرو ای فلانے کے بیٹے اور اگر انکے باپوں کے نام نہ معلوم ہوں تو ای بھائی یا ای دوست کہا کرو ترجمہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور ذکر کی گئی حدیث براء کی کہ جسکا پہلا اشت ہے بیچ باب بلوغ صغیر اور حضانہ اسکے کے

اَلْفَصْلُ الثَّانِیْ فصل دوسری

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِهٖ يَوْمَ عَرَفَةَ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْقَصْوَآءِ يَخْطُبُ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَيْتِیْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) روایت ہے جابر سے کہا دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ حج میں یعنی حجۃ الوداع میں روز عرفہ کے اس حال میں کہ آنحضرت اپنی اونٹنی پر سوار تھے کہ نام اسکا قصوا تھا خطبہ پڑھتے تھے ف ۔ قصوا اس اونٹنی کو کہتے ہیں کہ کونہ اسکے کان کا کٹا ہو اور آنحضرت کی اونٹنی ایسی نہ تھی بلکہ خلقی ایسی تھی اور احتمال ہے کہ قصوے سے ہو معنی دور جو سکے کہ نہایت دوڑتی تھی اور دور پہونچتی تھی ترجمہ پس سنا میں نے آنحضرت کو کہ فرماتے تھے آگاہ رہو ای لوگو تحقیق میں نے چھوڑی ہے درمیان تمھارے وہ چیز کہ اگر پکڑے ہوگے تم اسکو اور عمل کروگے تم اسپر ہرگز نہ گمراہ ہوگے تم بعد اسکے یعنی ابد تک پکڑے رہنے اسکے کے چھوڑا ہے میں نے تم میں کتاب اللہ اور عترت اپنے کو یعنے اہلبیت اپنے کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ عترت قوم اور قرابتی اور اہلبیت شخص کو کہتے ہیں تعبیر کیا اسکو ساتھ قول اپنے کے اہل بیتی بسبب اشارہ کرنے کے ساتھ اسکے یہاں عترت سے مراد شخص قوم اور اقربا سے ہے کہ اولاد جد قریب کی ہوں یعنی اولاد اور ذریت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اور کہا ابن ملک نے کہ تمسک ساتھ کتاب کے عمل کرنا ہے اس چیز پر کہ اسمیں ہے یعنی اسکے حکموں کو بجا لاو اور جن چیزوں کو منع فرمایا ہے اسمیں انسے باز رہو اور معنی تمسک کے ساتھ عترت کے محبت انکی ہے اور اختیار کرنا طریقہ اور سیرت انکی کا (وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَحَدُهُمَا اَعْظَمُ مِنَ الْاٰخَرِ كِتَابُ اللّٰهِ حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلُ بَيْتِیْ وَلَنْ يَّتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِیْ فِيْهِمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق میں چھوڑتا ہوں تم میں وہ چیز کہ اگر پکڑے رہوگے اسکو ہرگز گمراہ نہیں ہونے کے پیچھے میرے یعنی بعد وفات میری کے ایک ان میں سے کہ وہ کتاب اللہ ہے بڑی ہے دوسرے سے کہ وہ عترت ہے جیسے کہ بیان کیا اسکو ساتھ قول اپنے کے چھوڑتا ہوں میں کتاب اللہ کو اور وہ مانند رسی کے ہے دراز کی گئی آسمان سے طرف زمین کے اور لٹکائی گئی ہے تو اسکو پکڑیں اور آسمان تک چڑھیں اور مدد و امان اسکا ہے بندوں کے لیے اور چھوڑتا ہوں میں اپنی عترت کو کہ اہل بیت میرے ہیں ف ۔ اس طرح فرمانے میں گویا اشارہ

ہو اسپر کہ بعد میرے رعایت اُنکے حقوق کی خوب طرح کرنا یہ کہنا ایسا ہی جیسے باپ مشفق کہتا ہی اپنی اولاد کے حق مین کہ مین تم مین اپنی اولاد چھوڑ جاتا ہون
یعنی خوب رعایت اُنکے حقوق کی کرتا رہنا ترجمہ اور ہرگز نہین جدا ہونگے کتاب اللہ اور عترت میری یہانتک کہ آوینگے میرے پاس حوض کوثر پر ف ۳ ع
یعنی موافقت مین یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہین ہونے کے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر آوینگے اور جتنے رعایت اُنکے حقوق کی کی ہی اُسکے
شکر ادا کرینگے پس اُسوقت آنحضرت مکافات کرینگے اُس سے یعنی اُسکے بدلے مین سلوک اور احسان کرینگے اور اللہ تعالی جزا کامل عطا فرماویگا اور جنہنے
ضائع کیا اُنکے حقوق کو اور کفران نعمت کی اُسکے ساتھ معاملہ برعکس اُسکے ہوگا اور اس تاویل پر اچھا ہوا موقع حضرت کے قول کا ترجمہ فانظروا الخ پس نظر
کرو ف ۴ ح یعنی تاویل و فکر کرو کہ کیونکر خلیفہ ہوتے ہو تم میرے کتاب و عترت مین آیا خلافت صدق ہوتے ہو یا بد حاصل یہ کہ سوچو کہ کیا معاملہ کرتے ہو
اور کیسا کرینگے ہو ساتھ اُنکے بعد میرے اچھا یا بُرا انتہی ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے (وعنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی و فاطمۃ والحسن
والحسین انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہی زید بن ارقم سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے
علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین کے یعنی اُنکے حق مین فرمایا کہ مین لڑنے والا ہون اُس شخص سے کہ لڑے اُنسے اور صلح کرنیوالا ہون اُس شخص سے کہ صلح کرے
اُنسے نقل کی یہ ترمذی نے ف ۶ معنی اُسکے یہ ہین کہ جسنے دوست رکھا اُنکو دوست رکھا مجھکو اور جسنے دشمن رکھا اُنکو دشمن رکھا مجھکو اور روایت ہی حضرت
علی سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسنے دوست رکھا مجھکو اور دوست رکھا اُن دونون یعنی حسنین کو اور اِن دونون کے باپ کو اور اِن دونون کی ماں کو
ہوگا ساتھ میرے بیچ درجہ میرے کے روز قیامت کے روایت کیا اسکو احمد اور ترمذی نے اور کہا ترمذی نے کہ ہوگا ساتھ میرے جنت مین (وعن جمیع بن عمیر
قال دخلت مع عمتی علی عائشۃ فسالت ای الناس کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمۃ فقیل من الرجال قالت زوجہا
رواہ الترمذی) اور روایت ہی جمیع بن عمیر سے کہ کہا داخل ہوا مین ہمراہ پھوپھی اپنی کے حضرت عائشہ کے پاس پس پوچھا مین نے کون سا لوگون مین بہت پیارا تھا
طرف رسول خدا صلعم کے کہا عائشہ نے کہ فاطمہ بہت پیاری تھین نزدیک آنحضرت کے پس پوچھا گیا عائشہ سے کہ مردون مین سے کون بہت پیارا تھا یعنی یہ
جواب تمھارا عورتون مین سے ہے پس مردون مین سے بہت پیارا اُنکا کون تھا کہا عائشہ نے خاوند اُنکا نقل کی یہ ترمذی نے ف ۷ ع یعنی علی مرتضی ہین
یہان انصاف عائشہ صدیقہ کا اور صدق اُنکا دیکھا چاہیے کہ کیا کہا باوجودیکہ جگہ اُسکی تھی کہ کہتی ہین اور باپ میرے بہت پیارے تھے اور بعید نہین ہی
کہ اگر حضرت فاطمہ زہرا سے پوچھتے تو وہ کہتین کہ عائشہ اور باپ اُنکے بہت پیارے تھے برخلاف زعم متعصبون کے اور کج رون کے کہ اُنکو آپس مین مخالف
و معاند خیال کرتے ہین حاشا ثم حاشا پھر جاننا چاہیے کہ نہین لازم آتا ہی زیادہ ہونے محبت کے سے تحقق فضیلت کا اسلیے کہ محبت اولاد کی اور
بعضے اقارب کی امر جبلی ہی کہ باوجود یقینًا جاننے اس بات کے کہ غیر اولاد افضل اُنسے ہین محبت اولاد سے زیادہ رکھا کرتا ہی آدمی لیکن بہ نسبت جناب نبوی کے
فضیلت موجب زیادتی محبت کی ہوتی ہی پس اِس سے دفع ہو جاتا ہی اشکال واللہ اعلم بالاحوال (وعن عبد المطلب بن ربیعۃ ان العباس دخل
علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغضبا وانا عندہ فقال ما اغضبک قال یا رسول اللہ ما لنا ولقریش اذا تلاقوا بینہم تلاقوا بوجوہ مبشرۃ
واذا لقونا لقونا بغیر ذلک فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی احمر وجہہ ثم قال والذی نفسی بیدہ لا یدخل قلب رجل الایمان حتی
یحبکم للہ و لرسولہ ثم قال ایہا الناس من اذی عمی فقد اذانی فانما عم الرجل صنو ابیہ رواہ الترمذی و فی المصابیح عن المطلب) اور روایت
ہی عبد المطلب بن ربیعہ سے کہ تحقیق عباس چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے آنحضرت کے پاس اِس حال مین کہ بیچ غضب کے لائے گئے تھے
یعنی کسی نے اُنکو غصہ دلایا تھا اور کچھ ایسا کام کیا تھا یا کچھ کہا تھا کہ موجب عباس کے غضب کا ہوا اور مین تھا پاس آنحضرت کے پس فرمایا آنحضرت
نے کہ کس چیز نے غضب مین ڈالا تجھکو کہا عباس نے یا رسول اللہ کیا حال ہی واسطے ہمارے یعنی گروہ بنی ہاشم کے اور واسطے قریش کے یعنی اُنکے

کے کہ جسوقت ملتے ہیں وہ آپسمین تو ملتے ہیں ساتھ چہروں تر و تازہ اور خوش کے اور جسوقت کہ ملتے ہیں ہمسے ملتے ہیں ساتھ غیر صفت و حال کے یعنی بغیر خوشی اور
کشادہ روئی کے پس غصہ ہوئے آنحضرت یعنی اظہار اس حال سے یا اصل اس صفت بد سے یہانتک کہ بہت سرخ ہو گیا چہرہ مبارک حضرت کا یعنی کثرت
غصہ سے پھر فرمایا قسم ہی اس ذات کی کہ جان میری اسکے ہاتھ میں ہی نہیں داخل ہوگا کسی شخص کے دلمین ایمان وقت یعنی مطلق اور مراد ہی اس سے وعید
شدید یا ایمان کامل پس مراد اس سے حاصل کرنا اسکا ہی بوجہ تاکید ترک کے ترجمہ یہانتک کہ دوست رکھے تمکو یعنی اہلبیت کو واسطے محبت خدا اور رضا
اسکی کے اور محبت رسول اسکے کے فن یعنی اس جہت سے کہ رسول تم میں سے ہو اور اللہ جنہیں سے رسول کرنا مناسب جانتا ہی انھیں میں سے
کرتا ہی اور ابوجہل انکی نفی کرتا تھا کہ کہتا تھا جبکہ لیا بنو ہاشم نے نیزہ اور خدمت سبیل پانی کی اور نبوت اور رسالت پس کیا باقی رہا باقی قریش کے لیے
ترجمہ پھر فرمایا آنحضرت نے آگاہ رہو ای لوگو جو کوئی ستاوے میرے چچا کو یعنی خصوصاً پس گویا کہ ایذا دی مجھکو اسلیے کہ نہیں ہی چچا مرد کا مگر مانند باپ کے
نقل کی یہ ترمذی نے یعنی عبدالمطلب سے اور مصابیح مین مطلب سے ہی یعنی بجائے عبدالمطلب بن ربیعہ کے مطلب بن ربیعہ کہا اور صحیح عبدالمطلب ہی
(وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی ابن عباس سے کہا فرمایا
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ عباس مجھسے ہی یعنی میرے اقربا سے یا میرے اہل بیت سے اور میں اس سے ہون نقل کی یہ ترمذی نے فن ع
لکھا ہی علما نے کہ آنحضرت اصل ہین باعتبار شرف اور فضل نبوت کے اور عباس اصل ہین بسبب نسب اور چچا ہونے کے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ عبارت کنایہ
ہی اتحاد اور محبت اور اخلاص سے جیسے کہ امیرالمومنین علی رض کو فرمایا انا منک وانت منی اور عباس بڑے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس یا
اور لطائف طبع اور حسن ادب انکے سے یہ ہی کہ جب کہا گیا انسے انت اکبر او النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی تم بڑے ہو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم انھون نے کہا
ہو اکبر وانا اسن یعنے آنحضرت بڑے ہین باعتبار مراتب کے اور مین مسن ہون یعنے باعتبار عمر کے بڑا ہون کہا مولف نے اور ماں انکی ایک عورت تھی
قبیلہ نمر بن قاسط سے اور وہ اول عرب ہی کہ غلاف چڑھایا کعبہ پر حریر اور دیباج اور طرح بہ طرح کے کپڑون کا اور یہ اس سبب سے تھا کہ عباس جاتے رہے
تھے لڑکپنی مین پس منت مانی تھی انکی ماں نے کہ اگر وہ ملجاوینگے تو مین بیت الحرام پر غلاف چڑھاؤنگی پس جب وہ پاگیے تو انکی ماں نے غلاف چڑھایا
اور عباس رئیس تھے جاہلیت مین اور منسوب تھی انکی طرف عمارت اور سقایہ مراد عمارت سے یہ ہی کہ قریش کو باعث ہوتے تھے اسکے بنانے اور آباد کرنے
اور بھلائی کرنے اور ترک کرنے سیئات کے اور کلام بیہودہ کرنے کے اسمین اور مراد سقایہ سے یہ ہی کہ آب زمزم پلایا کرتے تھے اور کہا مجاہد نے کہ آزاد کیے
عباس نے نزدیک مرنے اپنے کے ستر بردے اور پیدا ہوئے وہ پہلے سال فیل کے اور مرے روز جمعہ کے بارھوین تاریخ رجب مین سن بتیس کے اور عمر انکی
اٹھاسی برس کی ہوئی دفن کیے گئے بقیع مین اور اسلام رکھتے تھے بہت مدت سے لیکن چھپاتے تھے اسکو اور نکلے ساتھ مشرکون کے روز بدر کے جبراً
پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی ملے عباس سے پس نہ قتل کرے اسکو اسلیے کہ وہ نکلے ہین جبراً پس قید کیا انکو ابو الیسر بن کعب بن عمرو نے
پس انھون نے اپنے بدلہ مین کچھ دے کر رہائی پائی اور رجوع کی مکہ کی طرف پھر آئے طرف مدینہ کے ہجرت کر کر (وَعَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا کَانَ غَدَاۃَ الْاِثْنَیْنِ فَاْتِنِیْ اَنْتَ وَوَلَدُکَ حَتّٰی اَدْعُوَ لَہُمْ بِدَعْوَۃٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِہَا وَوَلَدَکَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا
مَعَہٗ وَاَلْبَسَنَا کِسَاءَہٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰہُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِہٖ مَغْفِرَۃً ظَاہِرَۃً وَبَاطِنَۃً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰہُمَّ احْفَظْہُ فِیْ وَلَدِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ
وَزَادَ رَزِیْنٌ وَاجْعَلِ الْخِلَافَۃَ بَاقِیَۃً فِیْ عَقِبِہٖ وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ ہٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) اور یہ بھی روایت ہی ابن عباس سے کہ کہا فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے واسطے عباس کے جسوقت کہ ہو صبح پیر کے دن کی پس آتو میرے پاس اور اولاد تیری یہانتک کہ دعا کرون انکے
واسطے تمہارے ساتھ دعا کے کہ نفع دے تجھکو اللہ سبب اسکے اور نفع دے تیری اولاد کو کہا ابن عباس نے پس صبح کو آئے عباس آنحضرت کے پاس

اور آپ کے ہم یعنی سب اولاد انکی ہمراہ انکے اور اٹھائی آنحضرت نے ہمکو چادر اپنی وقت گویا یہ اشارہ تھا اسپر کہ پھیلاوے خدا تعالیٰ اپنی رحمت اپنی جیسے کہ پھیلائی ہم
میں نے چادر اپنی مت پھر کہا یا الٰہی بخش واسطے عباس کے اور اولاد اسکی کے بخشش ظاہر اور باطن کہ چھوڑے کسی گناہ کو یا الٰہی نگاہ رکھ اسکو بیچ اولاد اسکی
کے ف ع یعنے اکرام کر اسکا اور نگاہ رکھ اسکو آفات و بلیات سے تو کہ نہ ضائع ہووے وہ بیچ حق اولاد اپنی کے نقل کی یہ ترمذی نے اور زیادہ کیا رزین نے
کہ ایک شخص ہے ائمہ حدیث سے اپنی روایت میں اس عبارت کو اور گردان بادشاہی اور ملک و دولت باقی بیچ اولاد اسکی کے ف ح یعنی مدت مدید تک چنانچہ
کتنی ہی برس خلافت عباسیوں کے گھر میں ہی یا حقیقت میں یہ حکم ہے امت کو کہ خلافت حق انکا ہے چاہیے کہ سوائے انکے کسی کو نصب نہ کریں واللہ اعلم ترجمہ
اور کہا ترمذی نے یہ حدیث غریب ہے (وَعَنْهُ اَنَّهُ رَأٰى جِبْرَئِيْلَ مَرَّتَيْنِ وَدَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے
ابن عباس سے کہ انہوں نے دیکھا جبرئیل کو دو بار اور دعا کی انکے لیے آنحضرت نے دو بار نقل کی یہ ترمذی نے ف ح دیکھنا جبرئیل کو دو بار سیوطی نے جمع الجوامع
میں اسطرح روایت کیا ہے کہ کہا ابن عباس نے گذرا میں پیغمبر صلعم پر سفید کپڑے ہوئے میں اور آنحضرت راز کہہ رہے تھے دحیہ کلبی سے یعنی جبرئیل کہ بصورت دحیہ
کلبی کے آتے تھے انسے آپ سرگوشی کر رہے تھے اور میں نے نہ جانا کہ وہ جبرئیل تھے پس کہا جبرئیل نے آنحضرت سے کہ یا رسول اللہ یہ ابن عباس ہے اگر
سلام کرتا ہم پر تو جواب اسکے سلام کا دیتا میں اسکے کپڑے بہت سفید ہیں اور پہنیگی اولاد اسکی بعد اسکے سیاہ کپڑے اور جب چڑھ گئے جبرئیل آسمان پر
اور آنحضرت پھرے تو فرمایا مجھ ابن عباس سے کہ کسنے باز رکھا تجھکو سلام کرنے سے جسوقت گذرا تو پھر کہا میں نے یا رسول اللہ آپ بات کر رہے تھے
اور راز کہہ رہے تھے دحیہ کلبی سے پس ناخوش رکھا میں نے کہ قطع کروں میں آپکے راز کہنے کو ساتھ جواب دینے تھا رے کے سلام کا فرمایا آنحضرت نے
کہ وہ جبرئیل تھا آخر حدیث تک فرمایا روایت کیا اسکو ابن عساکر نے اور ترمذی نے کہا کہ یہ قضیہ دو بار واقع ہوا کذا فی جامع الاصول کہا سید جمال الدین نے
ان حروف عبدالحق بن سیف الدین نے کہ پوشیدہ نہیں ہے کہ جبرئیل آنحضرت کے پاس بیچ صورت دحیہ کلبی کے آتے تھے اور صحابہ انکو دیکھتے تھے پس تخصیص
ابن عباس کی ساتھ اسکے کیا ہوگی پس ظاہر ہے کہ ابن عباس نے جبرئیل کو دیکھا متشکل بصورت دحیہ کلبی کے لیکن عالم ملکوت میں اور انکے صحابہ سے کسی نے
نہیں دیکھا اور دیکھنا اور صحابہ کا عالم ناسوت میں ہوتا تھا اور فرمایا آنحضرت نے ابن عباس کو کہ جسنے جبرئیل کو سوا پیغمبر کے دیکھا بینائی اسکی جاتی رہی اور
بینائی تیری بھی اے ابن عباس جانیوالی ہے ولیکن روز وفات تیری کے بینائی تیری پھر ملجائیگی تجھکو آیا ہے کہ جب ابن عباس مرے اور انکو کفن میں لپیٹا تو آیا جانور
سفید آیا اور کفن میں آنکر غائب ہوا پھر ڈھونڈا نہ پایا پس عکرمہ مولی ابن عباس کے نے کہا کیا احمق ہو تم یہ بینائی اسکی تھی کہ وعدہ کیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے
کہ روز وفات اسکے اسکو پھیر دینگے اور جب ابن عباس کو لحد میں رکھا تو ایک آواز غیب سے آئی کہ سبھوں نے سنی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ
مرضیۃ آخر حدیث تک بیان کیا اور اسپر دعا آنحضرت کی ابن عباس کے لیے دو بار یہ تھے کہ جو کچھ گذرا انکی حدیث میں بیچ آخر فصل اول کے کہ آنحضرت نے لگایا انکو
اپنے سینے سے اور کہا اللھم علمہ الحکمۃ والکتاب اور دوسرے بار کی دعا بھی انکی حدیث میں گذری کہ آنحضرت استنجا کو تشریف لے گئے پاخانہ میں اور میں نے پانی
وضو کا رکھا پوچھا کسنے رکھا یہ پانی کہا لوگوں نے کہ ابن عباس نے رکھا فرمایا اللھم فقہہ فی الدین یعنی یا اللہ سمجھ دے اسکو دین میں اور احتمال ہے کہ ایکبار دعا
کری ہو اسوقت کہ آنحضرت میمونہ کے گھر میں رات کو رہے تھے اور دوسری بار وہ کہ آنحضرت نے عباس اور انکی اولاد کے لیے دعا کی (وَعَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ
دَعَا لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّؤْتِيَنِيَ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ مَرَّتَيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور یہ بھی روایت ہے ابن عباس سے کہ انہوں نے کہا دو بار
دعا کی میرے لیے رسول خدا صلعم نے یہ کہ دیوے مجھکو اللہ حکمت نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی علم اصول و فروع شریعت کا اور دو بار یعنی ایکبار ساتھ لفظ
حکمت کے اور ایکبار ساتھ عبارت فقہ کے یا ظاہر یہ ہے کہ دونوں دعائیں دو مجلسوں میں کہیں جیسے کہ اوپر گذرا واللہ اعلم (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ
كَانَ جَعْفَرٌ يُحِبُّ الْمَسَاكِيْنَ وَيَجْلِسُ اِلَيْهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَنِّيْهِ بِاَبِي الْمَسَاكِيْنِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہا کہ تھے جعفر دوست رکھتے یعنی بہت مسکینون کو اور بیٹھتے اُنکے پاس اور باتین کرتے اُنسے
یعنی تواضع اور غمخواری کرتے اُنکی اور مسکین باتین کرتے اُنسے اور کیفیت کرتے تھے آنحضرت اُنکو ابو المساکین نقل کی یہ ترمذی نے ف ع یعنی بسبب
کثرت چیزون مذکورہ کے جیسے حضرت علی کو ابو تراب کہتے تھے بسبب بہت بیٹھنے اور لیٹنے اُنکے کے مٹی پر اور جیسے کہ صوفی کو ابو الوقت اور ابن الوقت اور
مسافر کو ابن السبیل کہتے ہین (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَعْفَرًا يَطِيْرُ فِي الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلَائِكَةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ
هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور یہ بھی روایت ہی ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا مین نے جعفر کو اُڑتے ہوئے بہشت مین
ساتھ فرشتون کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف ع جعفر غزوہ موتہ مین سردار ہوئے تھے لشکر کے نیزہ اسلام کا اُنہین کے ہاتھ مین تھا
بعد زید بن حارثہ کے پس لڑے اللہ کی راہ مین یہانتک کہ کاٹے گئے دونون ہاتھ اور پانون اُنکے پس کہا تے گئے آنحضرت نے حالت کشف مین یا خواب
مین کہ اُنکے دو پر ہین خون مین بھرے ہوئے کہ اُڑتے ہین اُنسے جنت مین ساتھ فرشتون کے (وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی ابی سعید سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حسن
اور حسین دونون سردار ہین بہشت کے جوانون کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح طیبی نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ یہ افضل ہین اُنسے کہ جوان مرے راہ خدا
مین اور اس کلام مین نظر ہی اسلیے کہ نہین ہی وجہ تخصیص فضیلت اُنکے کی اُن لوگون پر کہ جوان مرے بلکہ یہ افضل ہین بہت سے اُن لوگون سے کہ بڈھے
مرے پس اولی یہ ہی کہ جو بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ یہ سردار اہل جنت کے ہین اسلیے کہ اہل جنت سب جوان ہونگے لیکن انبیا اور خلفا راشدین مستثنی ہین
یعنی اُنسے افضل نہین اور کہا ہی بعضون نے کہ ہوسکتا ہی کہ شباب یعنی فتوت اور جوانمردی اور کرم کے ہو یعنی سردار جوانمردون کے ہین سوا انبیا اور خلفا
راشدین کے یا نام رکھا شاب بسبب مہربانی اور محبت کے ہو جیسے کہ باپ بیٹے کو جوان اور غلام اور صغیر اور صبی اور ولید لکھتا ہی اگرچہ مسن اور بڈھا ہو
(وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَدْ سَبَقَ فِي الْفَصْلِ الْاَوَّلِ
اور روایت ہی ابن عمر سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تحقیق حسن اور حسین وہ دونون پھول ہین میرے دنیا سے نقل کی یہ ترمذی نے اور
تحقیق گذری ہی حدیث پہلی فصل مین ف ع کہا سید جمال الدین نے کہ اسمین اشارہ ہی طرف اعتراض کے صاحب مصابیح پر کہتا ہون مین کہ دفع ہوتا ہی
اعتراض اسطرح کہ اول روایت بخاری کی ہی کہ واقع ہوئی اپنے محل مین اور یہ روایت ترمذی کی ہی کہ آئی اپنی جگہ پر پس نہین ہی تکرار باوجودیکہ
لفظ دونون کے متغایر ہین فی الجملہ (وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَقْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلٰى شَيْءٍ لَا اَدْرِيْ مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْ حَاجَتِيْ قُلْتُ مَا هٰذَا الَّذِيْ اَنْتَ مُشْتَمِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَاِذَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلٰى وَرِكَيْهِ
فَقَالَ هٰذَانِ ابْنَايَ وَابْنَا ابْنَتِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّهُمَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت کی اسامہ بن زید نے کہ رات کو آیا مین نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک رات بسبب عرض کرنے بعض حاجت کے کہ رکھتا تھا مین پس نکلے آنحضرت یعنی اپنے گھر سے اس حال مین کہ وہ لپیٹے ہوئے تھے ایک چیز
کہ نہین جانتا تھا مین کہ کیا ہی وہ چیز پس جب فارغ ہوا مین اپنی حاجت سے کہا مین نے کیا ہی یہ چیز کہ تم لپیٹنے والے ہو اسپر پس کھولا آنحضرت نے اسکو پس ناگہان
حسن اور حسین اوپر دونون کولون آنحضرت کے تھے یعنی دونون صاحبزادون کو دونون طرف کود مین لیکر چادر سے لپیٹ لیا تھا جیسیکہ چیز نفیس و محبوب
کو لپیٹ کر چلتے ہین پس فرمایا یہ دونون بیٹے میرے ہین یعنی حکما اور بیٹے بیٹی میری کے یعنی حقیقۃ ف ح اس سے معلوم ہوتا ہی کہ بیٹی کا بیٹا بیٹا
ہی یعنی حکما جیسے کہ بیٹے کا بیٹا اسمین ثابت ہوتا شرف نسب کا ہی ماں کی طرف سے بھی ترجمہ خداوندا بلاشبہ مین دوست رکھتا ہون ان دونون
کو پس دوست رکھ تو ان دونون کو اور دوست رکھ اُس شخص کو کہ دوست رکھے ان دونون کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ع شاید کہ مقصود اس دعا

رغبت دلانی ہے اسامہ وغیرہ کو اور زیادتی محبت حسنین کے (وعن سلمٰی قالت دخلت علی ام سلمۃ وہی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعنی فی المنام وعلی رأسہ ولحیتہ التراب فقلت ما لک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسین آنفا رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے سلمٰی زوجہ ابورافع کی سے کہ کہا داخل ہوئی میں اوپر ام سلمہ کے کہ بیوی تھیں آنحضرت کی اس حال میں کہ وہ رو رہی تھیں پس کہا میں نے کس چیز نے رلایا تمکو کہا دیکھا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مراد رکھتی تھیں ام سلمہ دیکھنے سے دیکھنا خواب میں یعنی آنحضرت کو خواب میں دیکھا میں نے اس حال میں کہ انکے سر اور داڑھی مبارک پر خاک تھی پس کہا میں نے کیا ہوا ہے تمکو یا رسول اللہ کہ خاک آلود ہو فرمایا آنحضرت نے کہ حاضر ہوا تھا میں حسین کے قتل میں ابھی نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے پوشیدہ نہ رہے کہ موت ام سلمہ کی سنہ انسٹھ میں ہے اور بعضوں نے کہا سنہ باسٹھ میں اور قول اول صحیح تر ہے اور شہادت حضرت امام حسین کی سنہ اکسٹھ میں ہے اگر قول دوسرا صحیح ہو تو کچھ اشکال نہیں اور بموجب قول اول کے بھی کچھ اشکال نہیں اسلیے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے وقوع اس واقعہ کے انکے خواب میں یہ معاملہ دکھایا ہو اور آنفا یعنی ابھی کہنا باعتبار تحقق اسکے ہے اسوقت میں (وعن انس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای اہل بیتک احب الیک قال الحسن والحسین وکان یقول لفاطمۃ ادعی لی ابنی فیشمہما ویضمہما الیہ رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت ہے انس سے کہا پوچھے گئے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ کونسا شخص تمہارے اہلبیت میں سے محبوب تر ہے طرف تمہارے فرمایا حسن اور حسین اور تھے آنحضرت کہ فرماتے فاطمہ کو بلا میرے لیے دونوں میرے بیٹوں کو پس سونگھتے آنحضرت حسن اور حسین کو اسلیے کہ وہ پھول تھے انکے اور لگا لیتے انکو طرف اپنے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (وعن بریدۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذ جاء الحسن والحسین وعلیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملہما ووضعہما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتہما رواہ الترمذی وابوداود والنسائی) اور روایت ہے بریدہ سے کہا کہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کہ خطبہ پڑھتے تھے ہمارے آگے ناگہان آئے حسن اور حسین تھے اُن دونوں پر کرتے سرخ چلتے تھے دونوں اور گر گر پڑتے تھے زمین پر یعنی بسبب صغر سن اور کمزوری کے پس اُترے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے پس اُٹھا لیا اُنکو اور رکھا اُن دونوں کو آگے اپنے پھر کہا سچ فرمایا اللہ نے سوا اسکے کہ نہیں مال تمہارے اور اولاد تمہاری فتنہ ہیں یعنی محل آزمایش و امتحان تمہارے کے ہیں دیکھا میں نے طرف اِن دونوں لڑکوں کے کہ چلتے تھے اور گر گر پڑتے تھے پس نہ صبر کر سکا میں یہانتک کہ موقوف کی میں نے بات اپنی کہ نصیحت اُمت کو اور بیان احکام و اوامر و نواہی کرتا تھا اور اُٹھا لیا میں نے اِن دونوں کو نقل کی یہ ترمذی اور ابوداود اور نسائی نے فخر اور یہ امر بسبب تاثیر رقت اور رحمت اور شفقت کے تھا قلب مبارک آنحضرت میں تھا اور شفقت اور رحمت اولاد و اطفال پر مستحسن اور مستحب اور پسندیدہ حق کی ہے اور عمل خطبہ میں جائز ہے پس یہ قسم داخل سے عبادات میں تھا اور عذر کرنا آنحضرت کا تواضع تھا اور تنبیہ کرنی اصحاب کو تو اوپر ارتکاب ایسے عمل کے عادت نہ پکڑیں اور سہل نہ جانیں اور بہانہ نہ پکڑیں مقام عالی سے اُترنے میں اور مقصود اصلی ثابت کرنا فرزندی اور ظاہر کرنا محبت کا ہے باوجود کہ علو مقام قرب سے اور خلوت حقیقی سے کچھ تنزل واقع ہوا ہو اور یہ محل کلام کرنے کا احوال شریف میں نہیں ہے واللہ اعلم بحقیقۃ حال حبیبہ صلے اللہ علیہ وسلم (وعن یعلی بن مرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط رواہ الترمذی) اور روایت ہے یعلی بن مرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین مجھسے ہے اور میں حسین سے ہوں کہا قاضی نے کہ گویا آنحضرت نے معلوم کیا اور نور نبوت سے

اس امر کے کہ اترا وہ (ستکہ پہلے نہ اترا تھا) پروانگی طلب کی اس نے اپنے پروردگار سے کہ آوے اور سلام کرے مجھپر اور خوشخبری دے مجھکو ساتھ اسکے کہ فاطمہ سردار ہے بہشت
کی عورتوں کی اور تحقیق حسن اور حسین سردار ہیں بہشت کے جوانوں کے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے (۵) وعن ابن عباس قال کان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حامل الحسن بن علی علی عاتقہ فقال رجل نعم المرکب رکبت یا غلام فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونعم الراکب ہو رواہ
الترمذی (۶) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا کہ تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اٹھائے ہوئے حسن بن علی کو اپنے کندھے پر پس کہا ایک شخص نے اچھی
سواری پر سوار ہوا تو اے لڑکے پس فرمایا نبی صلعم نے اور اچھا سوار ہے وہ نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ یعنی سواری تو اچھی ہے ہی اور سوار بھی اچھا ہے اور اس میں
کمال تعریف اور نہایت فضیلت ہے حسن کی (۷) وعن عمر انہ فرض لاسامۃ فی ثلثۃ الاف وخمسمائۃ وفرض لعبد اللہ بن عمر فی ثلثۃ الاف
فقال عبد اللہ بن عمر لابیہ لم فضلت اسامۃ علی فواللہ ما سبقنی الی مشہد قال لان زیدا کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک فاثرت حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی حبی رواہ
الترمذی (۷) اور روایت ہے عمر رضہ سے یہ کہ انہوں نے معین کی یعنی اپنی خلافت میں اسامہ بن زید کے لیے بیت المال سے واسطے قوت انکی کے اور ادا دیا
بیچ ساڑھے تین ہزار درہموں کے اور معین کی اپنے بیٹے کے لیے کہ عبد اللہ بن عمر ہیں اور ادا دیا انکے لیے بیچ تین ہزار درہموں کے یعنی بہ نسبت اسامہ کے پانچ سو
روزینہ میں پانسو درہم کم مقرر کیے پس کہا عبد اللہ بن عمر نے اپنے باپ سے کہ کس سبب سے فضیلت دی تمنے اسامہ کو مجھپر یعنی انکا روزینہ کیوں مجھ سے
زیادہ کیا کہ مشعر ہے زیادتی فضیلت پر پس قسم خدا کی نہیں سبقت کی ہو اسنے مجھپر طرف کسی مشہد کے ف ۔ یعنی جگہ حاضر ہونے کی خیر سے اور رو سے علم و
عمل کے اور کہا طیبی نے کہ مراد مشہد سے جگہ حاضر ہونے کی قتال کے لیے اور معرکہ کفار کا ہے ترجمہ کہا عمر نے اس سبب سے فضیلت دی میں نے اسکو کہ
زید بن حارثہ کہ باپ اسامہ کا تھا محبوب تر تھا نزدیک پیغمبر خدا کے تیرے باپ سے کہ میں ہوں ف ۔ یعنی دلالت ہے اس مضمون پر کہ جو بیان ہوا اور یہ بیان کیا
کہ نہیں لازم آتا ہے کسی کے محبوب تر ہونے سے یہ کہ وہ افضل بھی ہو ترجمہ اور تھا اسامہ محبوب تر نزدیک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھ سے ف ۔ اور
سبب اسکا یہ تھا کہ یہ دونوں اہل بیت میں سے تھے اسلیے کہ مولی قوم کا انہیں میں سے ہوتا ہے ترجمہ پس اختیار کیا میں نے (یعنی ترجیح دی میں نے)
پیغمبر خدا کے محبوب کو کہ اسامہ ہے اپنے محبوب پر کہ تو ہے نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ یعنی قطع نظر فضیلت سے کر کے میں نے رعایت کی آنحضرت کی محبت
کی بہ نسبت اپنے (۸) وعن جبلۃ بن حارثۃ قال قدمت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ابعث معی اخی زیدا قال ہو ذا
فان انطلق معک لم امنعہ قال زید یا رسول اللہ واللہ لا اختار علیک احدا قال فرایت رای اخی افضل من رایی رواہ الترمذی (۸) اور
روایت ہے جبلہ بن حارثہ سے کہا کہ آیا میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا میں نے یا رسول اللہ بھیجو میرے ساتھ میرے بھائی زید کو فرمایا
آنحضرت نے وہ ہے یعنی زید یہ ہے یعنی حاضر ہے اختیار رکھتا ہے پس اگر جاوے تیرے ساتھ تو منع نہیں کرتا ہوں میں اسکو ف ۔ یعنی اسلیے کہ میں آزاد
کر چکا ہوں اسکو نہ تو منع کروں جانے سے اور نہ کہوں جانے کو جو جانا چاہے جاوے چاہے نہ جاوے ترجمہ کہا زید نے یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی
نہیں اختیار کرتا ہوں میں تمپر یعنی تمہاری ملازمت پر کسی کو نہ بھائی کو اور نہ ماں باپ وغیرہ کو کہا جبلہ نے پس جانی میں نے یعنی بعد اسکے عقل اپنے بھائی کی
یعنی زید کی در باب اختیار کرنے ملازمت آنحضرت کے فاضل تر اور بہتر اپنی عقل سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ یعنی در باب لیجانے اسکے اپنے
ساتھ اسلیے کہ آنحضرت کی ملازمت میں خیر دنیا اور آخرت کی حاصل کی تھی اور اصل قصہ انکا اور زید کا یہ ہے کہ زید رہنے والے تھے یمن کے لڑکپنے میں کہ
آٹھ برس کے تھے پکڑے آئے تھے جاہلیت میں ایک قوم کے کہ عرب کی تھی پس انکو بازار میں لائے بیچنے کے لیے اور حکیم بن حزام نے کہ بھتیجے خدیجہ کے تھے اپنی پھوپھی
خدیجہ کے لیے انکو خریدا اور خدیجہ جب آنحضرت کے نکاح میں آئیں زید کو انہیں آنحضرت کو بخشا اور آنحضرت نے انکو اپنا بیٹا کر لیا اور اسلام میں سے

کہ لونڈی تھی آزاد آنحضرتؐ کی تھین نکاح انکا کردیا اور ان سے اسامہ پیدا ہوئے بعد ازان زینب بنت جحش سے کہ آنحضرتؐ کی پھوپھی کی بیٹی تھین نکاح انکا کیا اور بعضون
کے نزدیک اول اسلام میں لائے ہیں اور آنحضرت سے دس برس چھوٹے تھے اور بعضے کہتے ہیں بیس برس حاضر ہوئے بدر مین اور اور غزوون مین اور
نام کسی صحابی کا قرآن مین مذکور نہین ہوا ہی سوا ے انکے نام کے آیت مین فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا اور آنحضرتؐ نے جعفر بن ابی طالب کے ساتھ بھائی
چارہ انکا کردیا تھا اور غزوہ موتہ مین شہید ہوئے پچپن برس کی عمر مین قصہ مختصر ان ایام مین کہ آنحضرت نے زید کو آزاد کر دیا تھا انکے بھائی جو لینے
کو آئے اور کلام مذکور درمیان مین آیا انکو لذت خدمت بابرکت کی کہان جانے دیتی تھی (وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَبَطْتُ وَهَبَطَ النَّاسُ الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اُصْمِتَ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَضَعُ يَدَيْهِ عَلَيَّ وَيَرْفَعُهُمَا فَاَعْرِفُ اَنَّهٗ يَدْعُوْ لِيْ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ) اور روایت ہی اسامہ بن زید سے کہا اسامہ نے جبکہ
ضعیف ہوئے آنحضرتؐ اس بیماری سے کہ وفات پائی اس سے اترا مین اور اترے لوگ مدینہ مین ف یعنی اس لشکر سے کہ آنحضرت نے مجکو ساتھ
مہاجرین اور انصار کے روانہ کیا تھا اور باہر پڑا تھا مین بعد چند روز کے بسبب سننے خبر بیماری آنحضرتؐ کی کے مدینہ مین پھر آئے ہم اور ذکر ہبوط کا کہ
بمعنی اوپر سے نیچے کے آنے کے ہی اس سبب سے ہی کہ وہ موضع کہ جہان لشکر پڑا تھا جانب علو یعنی بلندی مدینہ کے ہی کہ اسکو جرف کہتے ہین جیسے کہ عرفات
مین جانب بلندی کے ہی اور عرب کلام کرنے مین رعایت علو اور سفل یعنی اونچے اور نیچے کی کرتے ہین جیسے کہ اگر مکہ سے عرفات کو جاوین تو کہینگے
صعدنا الی عرفات یعنی چڑھے ہم طرف عرفات کے اور اگر عرفات سے مکہ کو آوین تو کہینگے ہبطنا الی مکۃ یعنی اترے ہم طرف مکہ کے اسی طرح مدینہ سے
جرف کو جانا صعود ہی اور وہان سے مدینہ کو آنا ہبوط حتی کہ مسجد الحرام مین اگر جانب باب السلام کے جاوین کہ طرف عرفات کے ہی صعدنا الی باب السلام
کہتے ہین انتہی اور ملا علی نے یون لکھا ہی ہبطت یعنی اترا مین اپنے مکان سے کہ تھا عوالی مدینہ مین وہبط الناس یعنی اور اترے صحابہ اپنے مکانون سے
طرف مدینہ کے ترجمہ پس داخل ہوا مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال مین کہ تحقیق چپ کیے گئے تھے وہ اور طاقت بات کرنے کی نہین
رکھتے تھے پس نہ بولے آنحضرتؐ پھر شروع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ رکھتے تھے دونون ہاتھ اپنے مجھپر اور اٹھاتے تھے ان دونون کو یعنی مجھپر
سے پس پہچانا مین نے یعنی ساتھ نور ولایت اور ظہور فراست کے یہ کہ وہ دعا کرتے ہین میرے لیے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف ۲۹
یعنی بسبب محبت اور رعایت خدمت کے اور یہ نہایت کرم و شفقت تھی آنحضرتؐ کی اسامہ کے حق مین کہ ایسے وقت مین بھی مہربانی کی انپر اور دعا کی انکے
لیے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّنَحِّيَ مُخَاطَ اُسَامَةَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَعْنِيْ حَتّٰى اَنَا الَّذِيْ اَفْعَلُ قَالَ يَا عَائِشَةُ اَحِبِّيْهِ
فَاِنِّيْ اُحِبُّهٗ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی عائشہ رضہ سے کہ کہا ارادہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ دور کرین اسامہ کا آب بینی یعنی ناک انکی پاک کرین
جیسے کہ لڑکون کی ناک پونچھتے ہین اور وہ اسوقت مین چھوٹے تھے کہا عائشہ نے چھوڑو مجکو تو کہ مین کرون یہ کام یعنی مین ناک پونچھون انکی گویا حضرت
عائشہ نے برعایت ادب کے ناک پونچھنا آنحضرتؐ کا مناسب نہ جانا فرمایا آنحضرتؐ نے اے عائشہ دوست رکھ تو اسامہ کو اسلئے کہ مین دوست رکھتا
ہون اسکو نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی تو اگر بالطبع اسکو نہین دوست رکھتی ہی تو اس سبب سے دوست رکھ کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون کہ محبوب کا
محبوب بھی محبوب ہوتا ہی اور حقیقت مین کمال محبت یہ ہی کہ محبوب سے گذر کر اس کے متعلقون تک پہونچے اور سرایت کرے خواہ آدمی ہون
یا کوئی چیز کہ اسکی ہو قسم یار و دیار سے (وَعَنْ اُسَامَةَ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا اِذْ جَاءَ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَا لِاُسَامَةَ اسْتَاْذِنْ لَنَا عَلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ يَسْتَاْذِنَانِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا جَاءَ بِهِمَا قُلْتُ لَا فَقَالَ
لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اِئْذَنْ لَهُمَا فَدَخَلَا فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ اَيُّ اَهْلِكَ اَحَبُّ اِلَيْكَ قَالَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَا جِئْنَاكَ نَسْأَلُكَ عَنْ أَهْلِكَ قَالَ أَحَبُّ أَهْلِي إِلَيَّ مَنْ قَدْ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتُ عَلَيْهِ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَا ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ
فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ جَعَلْتَ عَمَّكَ آخِرَهُمْ قَالَ إِنَّ عَلِيًّا سَبَقَكَ بِالْهِجْرَةِ (رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہی اسامہ سے کہ کہا تھا میں بیٹھا ہوا بیچ
آنحضرت کے دروازے پر ناگہان آئے علی اور عباس رضی اللہ عنہما اس حال میں کہ چاہتے تھے طلب کرنا اذن کا اندر جانے کے لیے پس کہا دونوں نے واسطے
اسامہ کے کہ اذن طلب کر ہمارے لیے آنحضرت سے شرح اور شاید کہ اسامہ ان دنوں میں چھوٹے ہونگے ترجمہ پس کہا میں نے یا رسول اللہ علی اور
عباس پروانگی مانگتے ہیں آنے کے لیے پس فرمایا آنحضرت نے کیا جانتا ہے تو کہ کیا چیز لائی ہے ان دونوں کو یعنی کیوں آئے ہیں کہا میں نے نہیں جانتا میں
فرمایا آنحضرت نے لیکن میں جانتا ہوں کہ کس غرض سے آئے ہیں پروانگی دے میں ان دونوں کو کہ آویں پس داخل ہوئے دونوں اور عرض کیا یا رسول اللہ
آئے ہیں ہم آپ کے پاس کہ پوچھیں ہم آپ سے کون شخص آپکے اہلبیت میں سے محبوب تر ہے نزدیک آپ کے فرمایا آنحضرت نے کہ محبوب تر میرے اہلبیت میں سے میرے
نزدیک میری فاطمہ بیٹی محمد کی ہے کہا علی اور عباس نے کہ نہیں آئے ہیں ہم تمہارے پاس کہ پوچھیں ہم حال اہل بیت تمہارے کے سے یعنی اولاد و ازواج تمہاری
کی سے بلکہ پوچھیں ہم حال اقارب و متعلقین آپ کے سے فرمایا محبوب تر میں اہل میرے کا نزدیک میرے یعنی مردوں میں سے وہ شخص ہے کہ تحقیق انعام
و احسان کیا خدا تعالیٰ نے اسپر یعنی ساتھ اسلام اور ہدایت او اکرام کے اور انعام و احسان کیا میں نے اسپر یعنی ساتھ آزاد کرنے اور متبنیٰ کرنے اور تربیت
کرنے کے وہ شخص اسامہ بن زید ہے شرح جاننا چاہیے کہ انعام حق جل وعلا کا اور انعام آنحضرت کا قرآن میں نسبت زید کے کہ باپ اسامہ کا ہے ذکر کیا ہے
ولیکن انعام باپ پر مستلزم انعام کا بیٹے پر ہے اس اعتبار سے آنحضرت نے مورد اس آیت کریمہ کو اتارا اسامہ پر گویا کہ فرمایا زید اور اسکے بیٹے اسامہ کو حاصل یہ
ہے اگرچہ مورد آیت کا بیچ حق زید کے ہے ولیکن بیٹا اسکا تابع اسکا ہے بیچ حاصل ہونے دونوں انعاموں کے ترجمہ کہا علی و عباس نے بعد اسکے کون ہے فرمایا آنحضرت
نے علی بن ابی طالب ہے شرح پس یہ نص جلی ہے اسپر کہ نہیں لازم آتی محبت سے فضیلت اسلیے کہ علی افضل ہیں اسامہ اور زید سے بالاجماع ترجمہ پس کہا
عباس نے یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنے چچا کو آخر اہلبیت اپنے کا یعنی اگر اوسکے پوچھوں تو آپ مجھکو فرماوینگے فرمایا آنحضرت نے کہ بلا شبہہ علی نے سبقت کی
ہے تمپر ساتھ ہجرت کرنے کے نقل کی ہے ترمذی نے شرح اور لیکن ہے ساتھ اسلام کے پس یہ واجب کرتا ہے تقدیم اہلبیت کو کہ مترتب ہے اوپر افضلیت کے اور نظیر اسکی
یہ ہے کہ آئے عباس اور ابو سفیان اور بلال اور سلمان طرف دروازہ عمر کے اس حال میں کہ اذن چاہتے تھے اسے اندر آنے کا پس کہا عمر رضہ کے خادم نے بعد
آگاہ کرنے اسکے کے ساتھ آنے جماعت کے کہ داخل ہوں بلال پس کہا ابو سفیان نے عباس سے کہ کیا نہیں دیکھتا ہے تو یہ کہ مقدم کرتا ہے ہمپر ہمارے موالی یعنی
غلاموں آزاد کو پس کہا عباس نے کہ ہمنے تاخیر کی یعنی اسلام و ہجرت میں پس یہ جزا ہماری ہے شرح اسلام عباس کا بعد از واقعہ بدر کے ہے اور بعضے کہتے ہیں
کہ عباس پہلے مکہ میں مسلمان تھے ولیکن مشرکوں سے اسلام چھپاتے تھے اور باوجود اسکے ہجرت کی بعد اسکے پوشیدہ نہ رہے کہ اگر تعدد وجوہ مذکورہ کا ملحوظ نہ ہو
تو تقدم اسامہ کا علی پر بیچ احبیت کے مشکل ہوتا ہے فافہم وباللہ التوفیق پس البتہ اس مقام میں تعدد و اعتبار وجوہ و حیثیات کا معتبر ہے یعنی اسامہ
بسبب خدمتگاری وغیرہ کے احب تھے اور حضرت علی باعتبار قرابت و علم و فضل وغیرہ کے پس اسامہ اور جہت سے احب تھے اور حضرت علی اور جہت سے
وَذُكِرَ أَنَّ عَمَّ الرَّجُلِ صِنْوُ أَبِيهِ فِي كِتَابِ الزَّكٰوةِ اور ذکر کی گئی حدیث ان عم الرجل صنو ابیہ کہ بیچ منقبت عباس کے واقع ہے بیچ کتاب الزکوٰۃ کے اَلْفَصْلُ
الثَّالِثُ فصل تیسری عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلَّى أَبُو بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِي وَمَعَهُ عَلِيٌّ فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلَى عَاتِقِهِ وَقَالَ
بِأَبِي شَبِيهٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ (رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) روایت ہے عقبہ بن الحارث سے کہا انہوں نے کہ نماز پڑھی ابوبکر نے
عصر کی یعنی ایام خلافت اپنے میں یا پہلے اسکے پھر نکلے اس حال میں کہ راہ چلتے تھے اور انکے ساتھ علی تھے پس دیکھا ابوبکر رضہ نے حسن کو کھیلتے ہیں ہمراہ لڑکوں کے
پس اٹھا لیا ابوبکر نے حسن کو اپنے کندھے پر اور کہا ابوبکر نے یعنی از راہ خوش طبعی کہ فدا ہو باپ میرا یہ مشابہ ہے پیغمبر کے نہیں مشابہ ہے ساتھ علی کے اور علی ہنستے تھے یعنی از راہ

خوشی کے نقل کی یہ بخاری نے (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اُتِیَ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ زِیَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ فَجُعِلَ فِیْ طَسْتٍ فَجَعَلَ یَنْکُتُ وَقَالَ فِیْ حُسْنِہٖ شَیْئًا قَالَ اَنَسٌ فَقُلْتُ
وَاللّٰہِ اِنَّہٗ کَانَ اَشْبَھَھُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَفِیْ رِوَایَۃِ التِّرْمِذِیِّ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ زِیَادٍ فَجِیْءَ بِرَأْسِ الْحُسَیْنِ
فَجَعَلَ یَضْرِبُ بِقَضِیْبٍ فِیْ اَنْفِہٖ وَیَقُوْلُ مَا رَاَیْتُ مِثْلَ ھٰذَا حُسْنًا فَقُلْتُ اَمَا اِنَّہٗ کَانَ مِنْ اَشْبَھِھِمْ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ
صَحِیْحٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہی انسؓ سے کہ کہا لایا گیا نزدیک عبید اللہ بن زیاد کے سر مبارک حضرت حسینؓ کا فرنع کہا مولف نے کہ یہ عبید اللہ
بیٹا عبید اللہ بن زیاد کا ہی اور وہ امیر تھا اُس لشکر کا کہ متعین ہوا تھا واسطے قتل کرنے حسینؓ کے اور وہ اُن ایام میں امیر تھا کوفہ کا بھی یزید بن
معویہ کی طرف سے پھر قتل کیا گیا بیچ موصل کے ابراہیم بن مالک بن الاشتر النخعی کے ہاتھ سے بیچ زمانہ مختار بن ابی عبید کے سن چھیاسٹھ میں ترجمہ
پس رکھا گیا سر حسینؓ کا بیچ طشت کے پس ہوا وہ شقی کہ چھیرتا تھا اُنکے سر مبارک کو لکڑی سے کہ اُسکے ہاتھ میں تھی یعنی سر چھڑی کا اُنکی بینی مبارک پر
مارتا تھا اور کہا بیچ حسن امام حسینؓ کے کچھ فرنع لینے عیب کیا اُنکے حسن میں اور ترمذی کی روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ تعریف کی اور مبالغہ کیا اُنکے حسن
جمال میں لیکن بطریق استہزا اور تمسخر اور اظہار خوشی کے کہ حاصل ہوئی اُس بدبخت کو بسبب قتل اُنکے کے ترجمہ کہا انسؓ نے پس کہا میں نے قسم خدا
کی تحقیق وہ تھے بہت مشابہ اہلبیت میں ساتھ پیغمبر خدا صلعم کے اور تھا سر مبارک اُنکا رنگا ہوا ساتھ وسمہ کے نقل کی یہ بخاری نے اور ترمذی کی روایت
میں یوں آیا ہی کہ کہا انسؓ نے تھا میں نزدیک ابن زیاد کے پس لایا گیا سر حضرت حسینؓ کا اُسکے پاس پس شروع کیا مارنا ساتھ چھڑی کے امام حسینؓ کی
ناک میں اور کہتا تھا نہیں دیکھا میں نے مانند اسکے حسن میں پس کہا میں نے خبردار ہو تحقیق یہ تھا مشابہ تر ین لوگوں کا ساتھ رسول خدا صلعم کے اور کہا
ترمذی نے یہ حدیث صحیح حسن غریب ہی فرنع اور طبرانی نے یوں روایت کی ہی کہ پس شروع کیا عبید اللہ نے کہ رکھتا تھا چھڑی کہ اُسکے ہاتھ میں تھی بیچ آنکھ
اُنکی کے اور ناک اُنکی کے پس کہا میں نے یعنی انسؓ نے اُٹھا چھڑی اپنی اسلیے کہ تحقیق دیکھا ہی میں نے منھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا جگہ اُسکی اور بزار کی
روایت میں یوں ہی کہ کہا انسؓ نے پس کہا میں نے عبید اللہ کو کہ بلا شبہ میں نے دیکھا ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سونگھتے تھے جہاں کہ لگتی ہی چھڑی
تیری کہا انسؓ نے پس ہٹالی اُسنے چھڑی اور ذخایر میں ہی عمارہ بن عمیر سے کہ کہا جبکہ لایا گیا سر ابن زیاد کا اور اُسکے یاروں کا یعنی بعد مارے جانے
اُسکے پس تھا میں مسجد میں چبوترہ پر پس پہونچا میں طرف لوگوں کے اس حال میں کہ وہ کہہ رہے تھے وہ آیا پس ناگہاں ایک سانپ آیا کہ گھستا تھا
سروں میں یہانتک کہ داخل ہوا عبید اللہ بن زیاد کے نتھنے میں اور ٹھہرا تھوڑی سی دیر پھر نکلا اور چلا گیا یہانتک کہ غائب ہو گیا پھر کہا لوگوں نے
کہ وہ آیا پس کیا یہ دو بار یا تین بار روایت کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہی (وَعَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّھَا دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ رَاَیْتُ حُلْمًا مُنْکَرًا اللَّیْلَۃَ قَالَ وَمَا ھُوَ قَالَتْ اِنَّہٗ شَدِیْدٌ قَالَ وَمَا ھُوَ قَالَتْ رَاَیْتُ کَاَنَّ
قِطْعَۃً مِنْ جَسَدِکَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِیْ حِجْرِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتِ خَیْرًا تَلِدُ فَاطِمَۃُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ غُلَامًا یَکُوْنُ
فِیْ حِجْرِکِ فَوَلَدَتْ فَاطِمَۃُ الْحُسَیْنَ وَکَانَ فِیْ حِجْرِیْ کَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلْتُ یَوْمًا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُہٗ فِیْ حِجْرِہٖ ثُمَّ کَانَتْ مِنِّی الْتِفَاتَۃٌ فَاِذَا عَیْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُھْرِیْقَانِ الدُّمُوْعَ قَالَتْ فَقُلْتُ یَا
نَبِیَّ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ مَا لَکَ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اُمَّتِیْ سَتَقْتُلُ ابْنِیْ ھٰذَا فَقُلْتُ ھٰذَا فَقَالَ نَعَمْ وَاَتَانِیْ بِتُرْبَۃٍ
مِنْ تُرْبَتِہٖ حَمْرَاءَ) اور روایت ہی ام الفضل بیٹی حارث کی سے کہ وہ آئیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا یا رسول اللہ تحقیق
میں نے دیکھا ہی ایک خواب آج کی رات فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہی وہ خواب کہا ام الفضل نے تحقیق وہ خواب سخت ہی یعنی سُننا اُسکا نا گوار ہی
نہیں کہہ سکتی میں پھر فرمایا آنحضرت نے کیا ہی وہ کہا ام الفضل نے دیکھا میں نے گویا ایک ٹکڑا آپکے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہی اور رکھا گیا ہی

میری گود میں لیکن فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو نے خواب اچھا جنے گی فاطمہ بیٹا اگر چاہا ہے خدا نے ہوگا وہ تیری گود میں یعنی
رکھیگی اسکو تیری گود میں بسبب قرابت کے تو اسکی تربیت کرے تو پس جنی فاطمہ حسین کو پس تھا وہ میری گود میں جیسے کہ فرمایا تھا حضرت نے
پس آئی میں ایک روز آنحضرت کے پاس پس رکھا میں نے حسین کو آنحضرت کی گود میں پھر ہوا مجھسے دیکھنا اور طرف یعنی میں دیکھنے لگی اور
طرف پھر دیکھا میں نے انکی طرف پس ناگہاں آنکھیں آنحضرت کی ڈالتی تھیں آنسو کہا ام الفضل نے پس کہا میں نے اے پیغمبر خدا قربان ہوں باپ
اور ماں میرے کیا ہوا آپکو کہ روتے ہو فرمایا آنحضرت نے آئے میرے پاس جبرئیل اور خبر دی مجھکو کہ تحقیق امت میری یعنی امت اجابت نزدیک ہے
کہ قتل کریگی اس بیٹے میرے کو یعنی ازراہ ظلم کے پس کہا میں نے یعنی بطریق تعجب و استبعاد کے کہ اس بیٹے کو کہا انھوں نے ہاں اور دی مجھکو جبرئیل نے
مٹی اسکی مٹی سے سرخ رنگ یعنی اس جگہ کی مٹی کہ جہاں قتل ہونگے اور ذخائر میں ہے سلمے سے کہ کہا آئی میں ام سلمہ کے پاس اس حال میں کہ وہ روتی
تھیں پس کہا میں نے کس چیز نے رلایا تجھکو کہا ام سلمہ نے کہ دیکھا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی خواب میں اس حال میں کہ انکے سر اور
داڑھی مبارک پر مٹی تھی پس کہا میں نے کیا ہوا آپ کو یا رسول اللہ فرمایا حاضر ہوا تھا میں قتل حسین میں ابھی نقل کیا اسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث
غریب ہے اور روایت کی بغوی نے مصابیح میں (وعن ابن عباس انہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار
اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم فقلت بابی انت وامی ما ہذا قال ہذا دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت
فاجد قتل ذلک الوقت رواہما البیہقی فی دلائل النبوۃ واحمد الاخیر) اور روایت ہے ابن عباس سے کہ کہا انھوں نے دیکھا میں نے آنحضرت کو بیچ اس حالت
کے کہ دیکھتا ہے سونے والا ایک روز وقت دوپہر کے پراگندہ بال گردآلودہ آنحضرت کے ہاتھ میں ایک شیشہ ہے کہ اسمیں خون ہے پس کہا میں نے
باپ میرا اور ماں میری قربان ہوں تمھارے کیا حال ہے یہ اور کیسا ہے یہ شیشہ فرمایا آنحضرت نے یہ خون حسین کا اور انکے یاروں کا ہے ہمیشہ رہا
میں چنتا اسکو ابتدا آج کے روز سے یعنی صبح سے اب تک چنتا تھا میں خون حسین کا اور انکے یاروں کا اور اس شیشہ میں جمع کیا ہے میں نے
اسکو ابن عباس نے کہا پس یاد رکھا میں نے اسوقت کو پس پایا میں نے یعنی دریافت کیا کہ قتل کیے گئے حسین اسی وقت روایت کیں دونوں
حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں اور روایت کی احمد نے حدیث اخیر (وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ
لما یغذوکم من نعمۃ واحبونی بحب اللہ واحبوا اہل بیتی بحبی رواہ الترمذی) اور یہ بھی ابن عباس سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست رکھو خدا کو بسبب اس چیز کے کہ غذا دیتا ہے اور پرورش کرتا ہے تمکو نعمت سے قسم قسم یعنی طرح طرح کی نعمتوں سے جیسے
قول اللہ تعالے کے وما بکم من نعمۃ فمن اللہ یعنی جو کچھ تمکو ملتی ہے نعمت پس اللہ ہی کی طرف سے ہے اور معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اگر نہیں دوست رکھتے ہو
تم اللہ تعالے کو مگر اسلیے کہ دیتا ہے تمکو نعمت تو پس دوست رکھو اسکو واسطے اسکے ورنہ اللہ سبحانہ محبوب لذاتہ و صفاتہ ہے نزدیک عارفین محبین کے برابر ہے کہ نعمت
دے یا نہ دے پس یہ بطور قول اللہ سبحانہ کے ہے فلیعبدوا رب ہذا البیت الخ ترجمہ پس دوست رکھو مجھکو یعنی جب ثابت ہوا سبب محبت خدا کا تو
پس دوست رکھو مجھکو بسبب دوستی خدا کے قسم اسلیے کہ محبوب کا محبوب محبوب ہوتا ہے اور اسلیے کہ فرمایا ہے اللہ تعالے نے قل ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی یحببکم اللہ انتہی اور حضرت شیخ رح نے لحب اللہ کی شرح میں یہ لکھا ہے یعنی بسبب دوست رکھنے تمھارے کے خدا کو یا بسبب دوست رکھنے
خدا کے مجھکو ترجمہ اور دوست رکھو میرے اہلبیت کو بسبب دوستی میری کے یعنی بسبب دوست رکھنے میرے کے انکو یا بسبب دوست رکھنے تمھارے
مجھکو نقل کی یہ ترمذی نے (وعن ابی ذر انہ قال وہو اخذ بباب الکعبۃ سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول الا ان مثل اہل بیتی
فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا ومن تخلف عنہا ہلک رواہ احمد) اور روایت ہے ابی ذرغفاری سے یہ کہ انھوں نے کہا اس حال

ہین کہ وہ پکڑنے والے تھے کعبہ کے دروازہ کو سنا مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے آگاہ رہو حال و مثال اہلبیت میرے کی تم مین مثال
کشتی نوح کے ہی جو کوئی سوار ہوا کشتی نوح مین نجات پائی اور جو کوئی کہ پیچھے رہا اور سوار نہ ہوا اسمین ہلاک ہوا نقل کی یہ احمد نے ف یعنی اسیطرح جسنے انکی
محبت و متابعت کی نجات پائی آخرت و دارین مین والا ہلاک ہوا دونون جہان مین اگرچہ شیخ کرے مال و جاہ پایا ایک ان دونون مین سے مشابہت دی دنیا کو
اور اسمین جو کچھ کہ دنیا مین ہی جسم کفر اور گمراہیون اور بدعتون اور جہالتون اور اہواے زائغہ سے ساتھ دریاے عمیق کے کہ اسمین موج پر موج ہو اور اوپر اسکے ابر کے تہ بتہ
کی تاریکیان اوپر تلے اور گھیر رکھا ہو اس دریا نے ساری زمین کو اور نہین ہی اس سے خلاصی مگر بسبب اس کشتی کے کہ وہ رسول خدا صلعم کے اہلبیت کی محبت ہی
کیا خوب تشبیہ دی اسکو ساتھ اس قول آنحضرت کے مثل اصحابی مثل النجوم من اقتدی بشیء منہا اہتدی اور کیا خوب کہا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر مین کہ الحمد للہ ہم جماعت
اہل سنت کے سوار ہوئے اہلبیت کی محبت کی کشتی پر اور راہ پائی ہمنے ساتھ ستارون کے ہدایت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس امید رکھتے ہین ہم نجات کی ہولناک
قیامت کی سے اور طبقات دوزخ کے سے اور امید رکھتے ہین راہ پانے کی طرف اس چیز کے کہ موجب درجات جنتون کے اور نعیم مقیم کے اور توضیح اسکی یہ ہی کہ جو کوئی نہ داخل ہوا کشتی مین
مانند خوارج کے ہلاک ہوا ساتھ ہالکین کے اول مرتبہ مین اور جو کوئی داخل ہوا اسمین اور نہ راہ دیکھی ساتھ ستارون کے مانند روافض کے گمراہ ہوا اور پڑا
تاریکیون مین کہ نہین نکل سکیگا اسمین انتہی اور روایت کی احمد نے انس سے بطریق مرفوع کے کہ مثل علما کی زمین مین مانند مثال ستارون کے ہی آسمان مین کہ راہ
دکھاتے ہین بر و بحر کی تاریکیون مین پس جب مٹ جاوینگے ستارے بھٹکتے پھرینگے راہون کے چلنے والے

باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب ہی بیچ بیان مناقب بیویون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کے فضل جاننا چاہیے کہ بیویان آنحضرت صلعم کی ایک وقت مین نو تھین
اور ایک وقت مین گیارہ اور ایک وقت مین زیادہ اس سے اور ایک وقت مین کم اس سے جامع الاصول مین لایا ہی کہ علما اختلاف رکھتے ہین بیچ عدد بیویون
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور بیچ ترتیب انکی کے اور بیچ عدد انکے کہ مرگئی ہین پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیچ عدد انکے کہ دخول کیا ہی ساتھ انکے
اور انکے کہ نہین دخول کیا ہی ساتھ انکے اور ایک جماعت عورتون مین سے ہین کہ انسے پیغام نکاح کا کیا تھا آپنے اور نکاح مین نہین لائے انکو اور بعضی ایسی تھین کہ عرض
کیا اپنے تئین آنحضرت پر یعنی درخواست نکاح کی کی آنحضرت سے اور کہا صاحب جامع الاصول نے کہ ہم ذکر کرتے ہین جو کچھ کہ مشہور ہی اقوال علما سے بعد ازان
ذکر کیے کئی نام انکے اور کاتب حروف نے بیچ شرح اسما کے تاریخ نکاح اور وفات انکے کہ ذکر کی ہی اور بجملہ شرح کی ہین احوال بھی انکا لکھا ہی اور یہان اوپر ذکر کرنے
نامہای اور تاریخ کے اقتصار کیا اول ازواج مطہرات مین سے ام المومنین خدیجہ بیٹی خویلد کی ہین نکاح کیا انسے آنحضرت نے اس حال مین کہ خدیجہ چالیس برس کی
تھین اور آنحضرت پچیس برس کے وفات پائی انھون نے تین برس پہلے ہجرت سے بموجب قول صحیح کے بعد انکے انتقال کے نکاح کیا سودہ بیٹی زمعہ کی سے مکہ مین اور
تھین وہ سن رسیدہ بیوہ پھر عائشہ صدیقہ بیٹی ابوبکر کی بیٹی سے نکاح کیا مکہ مین اس حال مین کہ وہ جب چھ برس کی تھین اور ہالبتی صحبت ہجرہ کی ساتھ انکے نو برس
کی عمر مین اور وفات پائی انھون نے سنہ ستاون یا اٹھاون مین اور حفصہ عمر بن الخطاب کی بیٹی سے نکاح کیا دوسرے سال یا تیسرے سال ہجری مین اور
مرین وہ سنہ پینتالیس مین یا اکتالیس مین اور زینب خزیمہ کے بیٹی سے نکاح کیا سنہ تین مین اور مرین وہ سنہ چار مین اور ام سلمہ بیٹی امیہ مخزومی کی سے
نکاح کیا سنہ چار یا تین مین اور مرین وہ سنہ انسٹھ مین اور بعضون نے کہا سنہ باسٹھ مین اور اول صحیح تر ہی اور زینب جحش کی بیٹی سے نکاح کیا سنہ پانچ مین
اور مرین وہ بیس مین یا اکیس مین سنہ مین اور وہ بعد آنحضرت کے آپ کی بیویون مین سے اول انہین کی وفات ہوئی ہی اور ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی اور معویہ کی بہن کا
حال یہ ہی کہ صحیح تر اور مشہور تر یہ ہی کہ نکاح کیا انکا نجاشی نے آنحضرت کے لیے اور مہر چار ہزار درہم کے سنہ چھ مین بیچ حبشہ کے کہ اسوقت وہ ہمراہ خاوند اپنے عبید اللہ
بن جحش کے گئی تھین اور عبید اللہ نصرانی ہو کر مر گیا اور یہ اپنے دین پر قائم رہین اور جویریہ بیٹی حارث کو بندی مین پکڑا آنحضرت نے غزوہ مریسیع مین کہ
جسکو غزوہ بنی المصطلق بھی کہتے ہین چھٹے سال مین پھر آزاد کیا اور نکاح کیا انسے اور مرین وہ سنہ چھپن مین اور میمونہ بیٹی حارث کی سے نکاح کیا

میں ہاتھ آئیں اور حرم میں داخل کیا آپ نے اور وہ خالہ ابن عباس کی ہیں اور صفیہ بیٹی حیی بن اخطب سے نکاح کیا سنہ سات میں بیچ غزوہ خیبر کے انکو قید ہی میں لیا
اور آزاد کر کے نکاح کیا اور وہ اس وقت میں سترہ برس کی تھیں وفات پائی سن پچاس میں اور بعضوں نے کہا سنہ باون میں اور بعضوں نے اور اور کچھ کہا اور ریحانہ
بیٹی زید کی یہودیہ قید ہی میں آئیں اور آزاد کیا انکو آنحضرت نے اور نکاح کیا انسے چھٹے سنہ میں اور مریں وقت پھرنے کے حجۃ الوداع سے اور ان گیارہ عورتوں سے نکاح کیا
اور دخول کیا اور ایک جماعت عورتوں میں سے مقدار بیس کے یا زیادہ ایسی تھیں کہ انسے نکاح کیا حضرت نے اور پہلے دخول سے مفارقت کی اور بعضوں سے پیغام نکاح
کا کیا اور نکاح نہیں کیا اور بعضوں نے وقت اترنے آیۃ کریمہ یا ایہا النبی قل لازواجک آخر آیۃ تک کے دنیا اختیار کی اور نکل گئیں حضرت کے پاس سے اور تفصیل
انکی جامع الاصول میں مذکور ہے اور لونڈیاں جو تھیں بعضوں نے کہا ہے کہ وہ چار تھیں بہت مشہور انکی ماریہ قبطیہ ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ سے اور ریحانہ
اور ریحانہ بنت شمعون یا بنت زید کہ مذکور ہوئیں بعضوں نے کہا کہ انکو آزاد نہیں کیا اور وطی بسبب ملک یمین کے کی اور ایک لونڈی تھی کہ زینب بنت جحش نے بخشی تھی
اور ایک اور تھی کہ کہیں اور سے قید ہی میں آئی تھی واللہ اعلم الفصل الاول پہلی فصل (عن علی قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول خیر نسائہا
مریم بنت عمران وخیر نسائہا خدیجۃ بنت خویلد متفق علیہ وفی روایۃ قال ابو کریب واشار وکیع الی السماء والارض) روایت ہے امیر المومنین علی
کرم اللہ وجہہ سے کہا سنا میں نے آنحضرت کو فرماتے تھے بہتر عورتوں اس امت کی سے کہ مریم ہیں یعنی بہتر عورتوں میں مریم بیٹی عمران کی ہیں اور بہتر عورتوں اس امت کی سے خدیجہ بیٹی
خویلد کی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے اور بیچ ایک روایت کے ہے کہا ابو کریب نے اور اشارہ کیا وکیع نے کہ راوی حدیث سے ہے اور بیچ مرتبہ ہاتھ کے اور انگلیوں کے
طرف آسمان و زمین کے واسطے بیان معنی دنیا کے یعنی بہتر ہیں ایسے کہ آسمان و زمین کے نیچے ہیں اور اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ مریم اور خدیجہ ہر ایک بہترین
اپنی اپنی امتوں میں ہیں لیکن معلوم نہ ہوئی نسبت درمیان دونوں کے کہ کون سی افضل ہے اور نقل کیا گیا ہے تفسیر نسفی سے کہ خدیجہ اور عائشہ افضل ہیں مریم سے بنا بر
قول صحیح کے اسلیے کہ مریم پیغمبر تو ہیں نہیں اور یہ بھی مقرر ہے کہ یہ امت مرحومہ بہتر ہے اور امتوں سے پھر عائشہ اور خدیجہ میں کہ اختلاف کیا ہے اور ایسے ہی ہے
بیچ فضیلت فاطمہؓ کے عائشہ پر اور امام مالکؒ نے کہا کہ فاطمہ جگر پارہ پیغمبر کی ہیں اور میں پیغمبر کے جگر پارہ پر کسی کو فضیلت نہیں دیتا ہوں اور باقی کلام بیچ باب مناقب
اہلبیت کی پہلی فصل میں گذر چکا (وعن ابی ہریرۃ قال اتی جبریل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ ہذہ خدیجۃ قد اتت معہا
اناء فیہ ادام او طعام فاذا اتتک فاقرأ علیہا السلام من ربہا ومنی وبشرہا ببیت فی الجنۃ من قصب لا صخب فیہ ولا نصب متفق علیہ) اور روایت ہے
ابوہریرہ سے کہا آئے جبریل آنحضرت کے پاس پس کہا یا رسول اللہ یہ خدیجہ ہیں تحقیق آئیں یعنی متوجہ ہوئیں مکہ سے ساتھ انکے ہے باسن کہ
اسمیں سالن ہے یعنی ساتھ روٹی کے یا طعام ہے یعنی مشتمل سالن روٹی پر شک ہے راوی کا ہے اور آنا خدیجہ کا مکہ سے تھا غار حرا میں کہ آنحضرت
وہاں مشغول عبادت میں تھے اور توشہ چند روزہ اپنے ساتھ لیجاتے ایک روز خدیجہ آپ کے لیکر گئیں اور یہ بشارت پائی ایسا ہی کہا ہے بعضے
شارحین نے پوشیدہ نہ رہے کہ مشہور یہ ہے کہ مشغول ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلے اترنے جبرئیل کے سے تھا ظاہر بعد اترنے جبرئیل
کے بھی کچھ دنوں وہاں رہے ہوں اور خدیجہ ان دنوں میں طعام آنحضرت کے لیے لے گئیں یا یہ طعام لانا اور وقت میں ہوا ہو بعد اسلام
غرضکہ بہر صورت یہ خبر جبرئیل نے دی اور کہا ترجمہ پس جس وقت کہ آویں خدیجہ آپ کے پاس پس کہو انپر سلام انکے پروردگار
کی طرف سے اور میری طرف سے ف لکھا ہے علما نے کہ اس سے فضیلت معلوم ہوتی ہے خدیجہ کی عائشہ پر کہ عائشہ کی حدیث میں جبرئیل
ہی کے سلام پر اکتفا کیا چنانچہ آتی ہے وہ حدیث اور یہاں اللہ تعالے کی طرف سے بھی سلام کیا ترجمہ اور خوشخبری دو انکو ساتھ ایک گھر کے
بہشت میں موتی سے کہ اندر سے خالی ہے فراخ مقدار ایک محل کے ف ح اور بہشت میں گنبد ہونگے موتی کے اور قصب جواہر سے وہ ہوتا ہے کہ دراز
اور اندر سے خالی ہو اور حدیثوں میں صریحا ذکر موتی کا آیا ہے ترجمہ اور نہ شور و شغب ہوگا اس گھر میں اور نہ رنج و تعب نقل کی یہ بخاری

اور مسلم نے **ف** ع نفی ان دونوں چیزوں کی اسلیے کی کہ دنیا کے گھر مین جو لوگ رہتے ہین تو شور و شغب وہان ہوتا ہی اور اسکے بنانے سنوارنے مین رنج
و تعب ہوتا ہی پس خبر دی اللہ تعالے نے کہ محل جنت کے خالی ہونگے ان آفات سے اور کہا ہی علما نے کہ یہ جزا اسکی ہی کہ وہ رضی اللہ عنہا
پہلے اسلام لائی تھین بخوشی خاطر بغیر چلانے اور منازعت و تعب کے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى اَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيْجَةَ وَمَا رَاَيْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ فَرُبَّمَا
قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِمْرَاَةٌ اِلَّا خَدِيْجَةُ فَيَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ رضی سے
کہ کہا نہین غیرت کی مین نے اور رشک نہین کرتی مین کسی پر آنحضرت کی بیویون مین سے جس قدر کہ رشک کی مین خدیجہ پر حال آنکہ نہین دیکھا
تھا مین نے خدیجہ کو ولیکن تھے آنحضرت کہ بہت یاد کرتے خدیجہ کو اور اکثر کہ ذبح کرتے بکری کو پھر بہت سے ٹکڑے کرتے اسکے کہ کاٹتے ایک ایک
عضو پھر بھیجتے آنحضرت اس بکری کو یا اسکے اعضا کو اور بانٹتے اسکو بیچ ان عورتون کے کہ دوست دار خدیجہ کی تھین پس اکثر اوقات کہتی تھی
مین آنحضرت کو گویا نہ تھی دنیا مین کوئی عورت موصوف ساتھ صفات حمیدہ کے مگر خدیجہ پس فرمایا آنحضرت نے یعنی بیچ تعریف و مدح خدیجہ کہ خدیجہ
تھی ایسی اور ایسی اور ہی ایسی اور ایسی **فـ** ح یعنے روزے رکھتی اور شب بیدار رہتی اور مشفقہ اور احسان کرنے والی تھی وغیر ذلک اور اسکو مبہم
فرمانے واسطے مبالغہ اور اشارہ کرنے کے طرف اسکے کہ بیان اسکی صفتون کا حد اندازے سے باہر تھا اور فرماتے تھے کہ اور تھی میرے لیے اس سے
اولاد نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے **ف** ع تمام اولاد آنحضرت کی خدیجہ سے تھی رضی اللہ عنہم سوا ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے اور فاطمہ
بھی انھین سے تھین کہ کیا کچھ فضیلت حاصل تھی انکو اور اسمین تعریض ہی عائشہ کو کہ انسے کوئی فرزند نہ ہوا اور اشارہ ہی اسکی طرف کہ خاص
غرض عورتون سے اور سب سے زیادہ فائدہ انکا ہونا اولاد کا ہی کہا مولف نے کہ خدیجہ بیٹی خویلد بیٹے اسد کے قریشیہ تھین اول نکاح مین تھین ابن
ہالہ بن زرارہ کے پھر نکاح کیا انسے عتیق بن عائذ نے پھر نکاح کیا انسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان دنون مین انکی عمر تھی چالیس برس
کی اور نہین نکاح کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے انکے کسی عورت سے اور نہ نکاح کیا اوپر کسی اور سے یہانتک کہ مرین وہ اور خدیجہ سب مردون
اور عورتون سے پہلے ایمان لائین ہین اور مرین وہ مکہ مین پانچ برس پہلے ہجرت سے اور بعضون نے کہا چار برس پہلے اور بعضون نے کہا
تین برس پہلے اور گذر رہے تھے نبوت سے دس برس اور عمر انکی تھی پینسٹھ برس کی (وَعَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَ هٰذَا جِبْرِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ يَرٰى مَا لَا اَرٰى مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت
ہی ابی سلمہ سے کہ تحقیق عائشہ رضی نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے اے عائشہ یہ جبرئیل ہین پہونچاتے ہین تمکو سلام کہا عائشہ نے یعنی بیچ
جواب سلام جبرئیل کے اور جبرئیل پر سلام اور رحمت خدا کی کہا عائشہ نے اور آنحضرت دیکھتے تھے اس چیز کو کہ نہین دیکھتی تھی مین اسکو کہ وہ جبرئیل
ہین کہ آنحضرت دیکھتے تھے اور عائشہ نہین دیکھتی تھین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَجِيْءُ بِكِ الْمَلَكُ فِيْ سَرَقَةٍ مِّنْ حَرِيْرٍ فَقَالَ لِيْ هٰذِهِ امْرَاَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَاِذَا اَنْتِ هِيَ
فَقُلْتُ اِنْ يَّكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی عائشہ رضی سے کہ کہا فرمایا مجھکو آنحضرت صلعم نے کہ دکھلائی گئی تو مجھکو
خواب مین تین شب لاتا تھا تجھکو یعنی تیری صورت و مثال کو فرشتہ بیچ ایک ٹکڑے کے بہت اچھے ریشمی کپڑے سے **ف** ح اور ایک روایت
مین آیا ہی کہ کہا عائشہ رضی نے کہ لائے جبرئیل صورت میری اپنی ہتھیلی مین جسوقت کہ حکم کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ نکاح کرین مجھسے
اور وجہ تطبیق کی ان دونون روایتون مین یہ ہے کہ صورت حریر مین تھی اور حریر ہتھیلی مین اور یہ بھی ہو سکتا ہی کہ دو بار لائے ہون

جبرئیل صورت اُنکی ایکبار حریر مین اور ایکبار ہتھیلی مین یا یہ کہ جبرئیل ہتھیلی پر لائے ہون اور مراد رفتہ حریر مین ہے پس کہا فرشتہ نے یہ صورت
بیوی تیری ہی یعنی صورت اُسکی ہی پس اُٹھایا مین نے تیری صورت کے مُنھ سے کپڑا پس ناگہان تو ابد وہی صورت ہی کہ دیکھی تھی مین نے یا یہ معنی ہین
کہ کھولا مین نے کپڑا تیرے منھ سے وقت دیکھنے تیرے کے پس ناگہان تو مثل اُس صورت کے ہی کہ دیکھی تھی مین نے خواب مین پس کہا مین نے یعنے
فرشتہ کے جواب مین اگر ہی یہ خواب دیکھنا نزدیک خدا کے سے جاری کریگا اُسکو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فـد یعنی اس مہم کو سرانجام کریگا اور
پہونچاویگا اُسکو مجھ تک اگر کہا جاوے کہ شک بیچ ہونے اسکے کے خدا کی جانب سے کیا معنی رکھتا ہے اسلیے کہ انبیا کا خواب وحی ہی خصوصاً سید الانبیا
صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کا تو جواب اسکا یہ کہا ہی علما نے کہ اگر یہ واقعہ خواب کا پہلے نبوت سے ہو تو کچھ اشکال ہی نہین اور اگر
بعد نبوت کے ہو تو مراد یہان شک نہین بلکہ اصطلاح فرمانا واسطے تقریر وقوع اور تحقیق اسکے کے ہی اور اس کلام کو وہ شخص کہتا ہی کہ جسکے نزدیک
ایک بات ثابت ہوتی ہے جیسے کہ بادشاہ کہتا ہے کہ اگر مین بادشاہ ہون تو دیکھ کیا کچھ کرونگا تجھسے پھر اگر کہین کہ آنا فرشتہ کا منافی ہی ساتھ ہونے
اسکے کے پہلے نبوت سے تو جواب اسکا یہ ہی کہ دیکھنا فرشتہ کا مخصوص نبی ہی کے ساتھ نہین ہی خصوصاً خواب مین مخصوص جو ہی تو لانا فرشتہ کا
ہی وحی کو خدا کی طرف سے یعنی وحی پیغمبر پر لاتا ہی فرشتہ اور بعضون نے کہا کہ اصل اس خواب کی حق ہی و لیکن شک اُسکی تعبیر مین ہی کہ مراد
یہی ظاہر ہو یا کچھ اور ہو خلاف ظاہر کے یا مراد بیوی دنیا مین ہی یا آخرت مین کہا مولف نے کہ خواستگاری کی عائشہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے اور نکاح کیا اُنسے مکہ مین شوال کے مہینے مین بیچ دسوین سال کے نبوت سے اور تین برس پہلے ہجرت کے اور بعضون نے اور کچھ بھی کہا ہی
اس باب مین اور عروسی کی اُنسے یعنی آپکی خدمت مین وہ حاضر ہوئین بیچ شوال سن دو ہجری کے سر اٹھارہوین مہینے پر اور اُسوقت مین عمر
اُنکی نو برس کی تھی اور بعضون نے کہا کہ دخول کیا حضرت نے ساتھ اُنکے مدینہ مین بعد سات مہینے کے وقت آنے اپنے سے اور رہین وہ ساتھ آنحضرت کے
نو برس اور جب آنحضرت کی وفات شریف ہوئی تو یہ اٹھارہ برس کی تھین اور نہین نکاح کیا آنحضرت نے کسی باکرہ سے سوائے اُنکے اور تھین فقیہہ
عالمہ فصیحہ فاضلہ بہت سی حدیثین یاد تھین اُنکو آنحضرت کی اور عارفہ تھین ابیات اور اشعار عرب کی اور روایت کین حدیثین اُنسے جماعت کثیرہ
نے صحابہ اور تابعین سے اور مرین وہ مدینہ مین سنہ ستاون مین اور بعضون نے کہا سنہ اٹھاون مین منگل کی شب مین وقت گذرنے سترہ دن
رمضان سے اور حکم کیا تھا اُنہون نے اپنے دفن کرنے کا رات کو پس دفن کی گئین بقیع مین اور نماز پڑھی اُنپر ابوہریرہ نے اور اُن دنون مین مروان خلیفہ
تھے مدینہ پر معاویہ کے زمانہ مین (وَعَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ
نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا كَلِّمِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِيَ اِلٰى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْيُهْدِهِ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا لَا تُؤْذِيْنِيْ فِيْ عَائِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْيَ لَمْ يَاْتِنِيْ وَاَنَا فِيْ ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَائِشَةَ
قَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اَذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ فَاَرْسَلْنَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ يَا بُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ
مَا اُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاَحِبِّيْ هٰذِهِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور یہ بھی روایت ہی عائشہ سے کہا لوگ قصد کرتے تھے یعنی طلب کرتے تھے زیادہ ثواب ساتھ تحفون اپنے
کے بیچ روز نوبت میری کے یعنی پیشکش جو حضرت کے لیے لانے چاہتے تو رہنے دیتے اُس روز تک کہ نوبت عائشہ کی ہو اور آنحضرت اُنکے پاس ہون تو
خدمت بابرکت مین لیجاوین طلب کرتے تھے ساتھ اس قصد کے زیادتی رضا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور کہا عائشہ نے کہ بیویان آنحضرت کی دو گروہ
تھین کہ متفق تھا مزاج ہر گروہ کا اور رای اُسکی بیچ عشرت و صحبت کے پس ایک گروہ تھا کہ تھین حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ اور حضرت صفیہ اور حضرت سودہ

ف ۔ حضرت عائشہ سردار انکی تھیں بسبب محبت رسول خدا کے اور وہ اور سودہ اور صفیہ موافق و رفیق ایک دوسرے کی تھیں جیسے کہ ابوبکر و عمر متفق و متحد تھے ترجمہ
اور گروہ دوسرا ام سلمہ اور باقی بیویاں پیغمبر خدا صلعم کی تھیں یعنی اور ام سلمہ انکی سردار تھیں پس گفتگو کی ام سلمہ کے گروہ نے اپنی ام سلمہ سے پس کہا ام سلمہ سے کہ
عرض کرو پیغمبر خدا صلعم سے کہ کلام کریں لوگوں سے پس فرما دیں کہ جو کوئی چاہے یہ کہ تحفہ بھیجے طرف آنحضرت کے پس چاہیے کہ بھیجے تحفہ طرف انکے جس جگہ کہ ہوں
اپنی بیویوں عائشہ کے گھر میں خواہ کسی اور کے گھر میں اور تخصیص عائشہ کے گھر کی نہ کریں تو کہ اٹھ جاوے بیچ جو کہ باعث غیرت کا ہے پس کلام کیا ام سلمہ نے آنحضرت سے
اس بابت میں پس فرمایا آنحضرت نے ام سلمہ کو کہ ایذا نہ دے مجھکو عائشہ کے مقدمہ میں اور بسبب عائشہ کے اسلیے کہ وحی نہیں آتی ہے مجھکو اس حال میں کہ میں بیچ لحاف کسی
بیوی کے ہوں سوا اسے عائشہ کے ف ۔ یعنی انکے لحاف وغیرہ میں آتی ہے اور اوروں کے لحاف وغیرہ میں نہیں آتی چنانچہ کہا عائشہ نے کہ نازل ہوئی آیتہ انک لا تہدی
من احببت اس حال میں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی لحاف میں کہا ام سلمہ نے توبہ کرتی ہوں میں طرف اللہ کے آپ کی ایذا سے یعنی اس چیز سے کہ باعث ہے
ایذا کی ہو یا رسول اللہ پھر ان عورتوں نے کہ ام سلمہ کے گروہ کی تھیں بلایا حضرت فاطمہ کو اور بھیجا طرف پیغمبر خدا صلعم کے یعنی تاکہ عرض کریں حضرت سے اس قضیہ میں
پس کلام کیا فاطمہ نے آنحضرت سے ف ۔ اور شاید کہ فاطمہ کو اطلاع نہ ہوا ام سلمہ کے پہلے قصہ کی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت نے اے بیٹی میری کیا نہیں دوست رکھتی تو
جسکو دوست رکھتا ہوں میں کہا فاطمہ نے ہاں دوست رکھتی ہوں میں جسکو آپ دوست رکھتے ہیں فرمایا حضرت نے پس دوست رکھ تو اسکو یعنی عائشہ کو اور ذکر
کیا اس چیز کا بسبب کراہت خاطر اسکے کی ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ۔ اور آنحضرت نے حکم نہ کیا تھا کسی کو کہ عائشہ کی باری کے دن ہدیہ دے اور لیکن
عورتوں کا ساتھ انکے متعلق ہوا تھا اگر کوئی آپ سے لاوے منع کیوں کریں و ذکر حدیث انس فضل عائشۃ علی النساء فی باب بدء الخلق بروایتہ ابی موسی
اور ذکر کی گئی حدیث انس کی اسکے اول میں یہ ہے فضل عائشۃ علی النساء ف ۔ اسکے بعد یوں ہے کفضل الثرید علی سائر الاطعمۃ ترجمہ بیچ باب بدء الخلق کے ساتھ روایت
ابی موسی اشعری کے ف ۔ اور پہلے گذر چکا ہے اختلاف اسکا کہ مراد عورتوں سے جنس عورتوں کی ہیں یا ازواج آنحضرت کی علی العموم یا بعد خدیجہ کے اور ظاہر تر
یہ ہے کہ عائشہ افضل سب عورتوں سے ہیں چنانچہ ظاہر اطلاق اسی پر دلالت کرتا ہے بسبب جامع ہونے کے واسطے کمالات علمیہ و عملیہ کے کہ جنکو تعبیر کیا ہے تشبیہ میں
ساتھ ثرید کے اور بالاجمال احوال ازواج مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن کا سر باب وغیرہ میں ذکر ہو چکا ہے اور کچھ باقی ضروری یہاں لکھا جاتا ہے پس حضرت
سودہ پہلے تھیں بیوی سکران کی کہ جو انکے چچا کا بیٹا تھا جب وہ مرا تو حضرت نے انسے نکاح کیا پہلے عقد عائشہ کے اور ہجرت کی انھوں نے طرف مدینہ کے پھر جب
بڑی عمر ہوئی انکی تو حضرت نے ارادہ کیا انکے طلاق دینے کا پس انھوں نے سوال کیا حضرت سے کہ یہ نہ کرو اور اپنی باری حضرت عائشہ کے لیے مقرر کی پس حضرت نے
رہنے دیا انکو نکاح میں اور وفات ہوئی انکی مدینہ میں بیچ مہینے شوال کے اور حضرت حفصہ کی ماں تھیں زینب بنت مظعون اور حفصہ پہلے نکاح میں تھیں حنیس بن حذافہ سہمی کے
ہجرت کر کے آئیں ساتھ خاوند کے طرف مدینہ کے اور مرا خاوند انکا بعد غزوہ بدر کے پھر پیغام انکے نکاح کا کیا حضرت عمر نے حضرت ابوبکر اور عثمان سے پس انھوں نے قبول نہ کیا پھر پیغام
نکاح کا کیا انسے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نکاح کیا انسے سن تین میں بعد ازاں ایک طلاق دی پھر رجوع کی انسے بسبب آنے وحی کے کہ رجوع کر تو حفصہ سے
اسلیے کہ وہ بڑی روزہ دار اور شب بیدار ہے اور وہ بیوی تیری ہے جنت میں روایت کیں انسے حدیثیں ایک جماعت نے صحابہ اور تابعین میں سے اور وفات ہوئی انکی بیچ مدینہ
میں بیچ سن پینتالیس کے ساٹھ برس کی عمر میں اور حضرت صفیہ بنی اسرائیل میں سے تھیں اولاد ہارون بن عمران علیہ السلام سے اور پہلے نکاح میں تھیں کنانہ ابن ابی الحقیق
کے پھر جب وہ قتل کیا گیا جنگ خیبر میں بیچ محرم سن سات کے اور پکڑی آئیں بندی میں تو انکو آنحضرت نے خاص اپنے لیے لیا اور بعضوں نے کہا آئیں وہ دحیہ کلبی کے
حصہ میں پھر خرید انکو آنحضرت نے انسے پس اسلام لائیں پھر آزاد کیا حضرت نے انکو اور نکاح کیا انسے اور آزاد کرنا انکا مہر ٹھہرایا انکا اور بعد وفات کے دفن ہوئیں
بقیع میں اور ام سلمہ کا نام ہند تھا اور تھیں وہ پہلے رسول خدا صلعم کے ابو سلمہ کے نکاح میں اور دفن کی گئیں بعد وفات کے بقیع میں عمر چوراسی برس کی ہو کے اور زینب بنت
جحش کی ماں عبد المطلب کی بیٹی تھیں اور پھوپھی آنحضرت کی اور تھیں پہلے نکاح میں زید بن حارثہ کے کہ غلام آزاد تھے آنحضرت کے پس طلاق دی

تو پہلے انکو پھر نکاح کیا انسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نام تھا انکا برہ حضرت نے زینب نام رکھا کہا عائشہ نے انکی شان میں کہ نہیں تھی کوئی عورت بہتر انسے
دین میں اور بہت ڈرنے والی اللہ سے اور بہت سچ بولنے والی اور بہت سلوک کرنے والی ناتے داروں سے اور بہت للہ دینے والی اور بہت خرچ کرنے
والی اپنے نفس کو اس عمل میں کہ ثواب صدقہ کا اور قرب الٰہی حاصل ہو اس سے مرین وہ مدینہ میں بیالیس برس کی عمر میں اور ام حبیبہ کا نام تھا رملہ
بنت ابی سفیان ابن صخر ابن حرب اور ماں انکی تھیں صفیہ بیٹی ابو العاص کی پھوپھی عثمان بن عفان کی اور جویریہ سے غزوہ مریسیع میں بندی ہوئیں تو ثابت بن
قیس کے حصہ میں آئیں پھر انھوں نے مکاتب کیا انکو اور آنحضرت نے دیں بدل کتابت انکی طرف سے اور کیا پھر آزاد کیا انکو اور نکاح کیا انسے اور نام تھا
انکا برہ حضرت نے تغیر کر کے یہ نام رکھا اور مرین وہ ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں پینسٹھ برس کی عمر میں اور میمونہ کا نام بھی برہ تھا پس نام رکھا
حضرت نے انکا میمونہ اور تھیں وہ پہلے نکاح میں مسعود بن عمرو ثقفی کے ایام جاہلیت میں پس مفارقت کی اسنے انسے پھر نکاح کیا انسے ابو رہم نے پھر
جب وہ مرا تو آنحضرت نے نکاح کیا انسے ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں بیچ عمرۃ القضا کے سرف میں کہ دس کوس ہے مکہ سے اور قضاء الٰہی سے مرین بھی وہ اسی
مکان میں کہ جہاں نکاح ہوا تھا انکا اور وہ بہن ہیں ام الفضل کی جو بیوی ہیں حضرت عباس کی اور بہن ہیں اسماء بنت عمیس کی اور وہ آخری بیوی ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی (الفصل الثانی) فصل دوسری (عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبک من نساء العالمین مریم ابنۃ عمران وخدیجۃ
بنت خویلد وفاطمۃ بنت محمد وآسیۃ امرأۃ فرعون رواہ الترمذی) روایت ہے انس سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کافی ہے کہ تا
ہے تجھکو جہان کی عورتوں سے پہچاننا مناقب و فضائل ان چار عورتوں کا کہ اپنے غیر سے افضل ہیں مریم بیٹی عمران کی اور خدیجہ بیٹی خویلد کی اور فاطمہ
بیٹی محمد کی اور آسیہ عورت فرعون کی نقل کی یہ ترمذی نے ف ظاہر یہ ہے کہ مراتب انکے موافق ذکر انکے کے ہوں اور ذکر عائشہ کا اس حدیث میں نکیا
بسبب اکتفا کرنے کے ساتھ ذکر انکے کے اور حدیثوں میں یا یہ کہ شاید یہ حدیث پہلے حصول کمال عائشہ کے اور پہونچنے انکے کے درجہ وصال حضرت کے
فرمائی ہو پھر دیکھا میں نے جامع الاصول میں کہ روایت کی احمد نے اور شیخین نے اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابی موسیٰ سے بلفظ مرفوع کے کہ کامل ہوئے
مردوں سے بہت اور نہیں کامل ہوئی عورتوں سے مگر آسیہ زن فرعون اور مریم بنت عمران اور بلاشبہ فضیلت عائشہ کی سب عورتوں پر مانند فضیلت
ثرید کے ہے سب کھانوں پر اور لفظ حسبک میں خطاب یا تو عام ہے یا انس سے ہے کہ یعنی کافی ہے تجھکو پہچاننا تیرا ان چار عورتوں کی فضیلت کا پہچاننا تمام
سب عورتوں کے سے کہا سیوطی نے نقایہ میں کہ اعتقاد رکھتے ہیں ہم یہ کہ افضل عورتوں کی مریم اور فاطمہ ہیں اور افضل امہات المومنین کی
یعنی ازواج مطہرات کی خدیجہ اور عائشہ ہیں اور بیچ تفضیل کے درمیان خدیجہ اور عائشہ کے کئی قول ہیں بہتر انکا توقف ہے کہتا ہوں میں یعنی ملا علی
کہ توقف سب کے حق میں اولیٰ ہے اسلیے کہ نہیں ہے اس مسئلہ میں کوئی دلیل قطعی اور ظنی دلیلیں متعارض ہیں نہیں مفید واسطے عقائد کے کہ مبنی ہیں
یقینیات پر (وعن عائشۃ ان جبریل جاء بصورتہا فی خرقۃ حریر خضراء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ رواہ
الترمذی) اور روایت ہے عائشہ سے یہ کہ جبرئیل لائے صورت انکی بیچ کپڑے ریشمی سبز کے طرف رسولخدا صلعم کے اور کہا یہ بیوی تیری ہے بیچ دنیا اور آخرت کے نقل کی
یہ ترمذی نے ف اس سے معلوم ہوا کہ سرقہ جو اوپر حدیثوں میں گذرا مخصوص ساتھ حریر سفید کے نہیں ہے یا قضیہ متعدد ہے یا اشتباہ راوی کا ہے واللہ اعلم (وعن انس
قال بلغ صفیۃ ان حفصۃ قالت لہا بنت یہودی فبکت فدخل علیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی تبکی فقال ما یبکیک فقالت قالت لی حفصۃ انی ابنۃ یہودی
فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انک لابنۃ نبی وان عمک لنبی وانک لتحت نبی ففیم تفخر علیک ثم قال اتقی اللہ یا حفصۃ رواہ الترمذی
والنسائی) اور روایت ہے انس سے کہا پہونچی خبر صفیہ کو یہ کہ حفصہ نے کہا انکے حق میں بیٹی یہودی کی یعنی بنظر انکے باپ حیی بن اخطب کے کہ
یہودی تھا پس روئیں صفیہ پھر داخل ہوئے انپر نبی صلعم اس حال میں کہ وہ رو رہی تھیں پس فرمایا آپ نے کس چیز نے رلایا تجھکو پس کہا

صفیہ نے کہ کہا میرے حق میں حفصہ نے کہ میں بیٹی یہودی کی ہوں پس فرمایا نبی صلعم نے کہ تحقیق تو بیٹی نبی کی ہے اور بلاشبہ چچا تیرا البتہ نبی ہے ف ۔ صحیح
اس سبب سے کہ حیی بن اخطب باپ صفیہ کا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد سے تھا اور حضرت ہارون بھائی تھے حضرت موسیٰ کے پس اس حساب سے باپ
یعنی جد اعلےٰ انکے پیغمبر ہوئے اور چچا بھی پیغمبر ہوئے یا باعتبار جد اکبر یعنے حضرت اسحق کے نبی کی بیٹی انکو کہا اور حضرت اسمعیل کو چچا ترجمہ اور تحقیق تو ہے
صفیہ نیچے پیغمبر کے یعنے بیوی ہے انکی ہے اب مراد انہی فوائد شریف کی صلے اللہ علیہ وسلم پس کس چیز میں اور سبب کونسی فضیلت کے فخر کرتی ہے حفصہ
تجھ پر ف ۔ مقصود درج کرنا منقبت کا ہے صفیہ سے کہ وہ جامع صفات فضل و کرم کی ہیں نہ تفضیل انکی اور وں پر پس یوں کہنا چاہیے کہ یہ صفات
مخصوص ساتھ صفیہ کے نہیں ہیں بلکہ تمام بیویاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ قرشیہ ہیں شریک ہیں ان صفات میں اسلیے کہ بیٹیاں اسمعیل
کی ہیں کہ بھائی اسحق کے ہیں اور نیچے آنحضرت کے ہیں ترجمہ پھر فرمایا حضرت نے حفصہ کو بعد تسلی دینے صفیہ کے کہ اے حفصہ ڈر تو خدا سے یعنی
اسکی مخالفت سے یا اسکی عداوت سے ساتھ ترک کرنے ایسے کلام کے کہ عادات جاہلیت سے ہے نقل کی یہ ترمذی اور نسائی نے (وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَۃَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاہَا فَبَکَتْ ثُمَّ حَدَّثَہَا فَضَحِکَتْ فَلَمَّا تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
سَاَلْتُہَا عَنْ بُکَائِہَا وَضِحْکِہَا فَقَالَتْ اَخْبَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَمُوْتُ فَبَکَیْتُ ثُمَّ اَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ
اِلَّا مَرْیَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ فَضَحِکْتُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہے ام سلمہ سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلایا فاطمہ کو اپنے پاس بیچ سال
فتح مکہ کے پس سرگوشی کی انسے پس روئیں فاطمہ پھر بات کی انسے یعنی خفیہ پس ہنسیں فاطمہ ف ۔ او اوپر گذر رہی چکا ہے کہ حضرت عائشہ نے حضرت
فاطمہ سے یہ ماجرا پوچھا آنحضرت کی حیات میں انھوں نے نہ بتایا اور بعد وفات کے بتایا جیسا کہ ذکر کیا ام سلمہ نے ساتھ قول اپنے کے فلما توفی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم الخ اور ظاہر یہ ہے کہ فتح مکہ میں اس قضیہ کا کہنا وہم ہے اسلیے کہ نہیں ثابت ہوا مورخین کے نزدیک وقوع اس قضیہ کا سال فتح مکہ میں
بلکہ یہ تھا حجۃ الوداع میں یا آنحضرت کے مرض الموت میں ترجمہ پس جب وفات پائی آنحضرت نے پوچھا میں نے فاطمہ سے رونے انکے سے پہلے اور ہنسنے انکے
سے دوسری بار یعنی ان دونوں چیزوں کا سبب پوچھا پس کہا فاطمہ نے کہ خبر دی مجھکو آنحضرت نے کہ وہ وفات پا ئینگے یعنی عنقریب پس روئی میں پھر
خبر دی مجھکو کہ میں سردار ہوں بہشت کی عورتوں کی سوائے مریم بنت عمران کے پس ہنسی میں نقل کی یہ ترمذی نے ف ۔ اور یہ منافی نہیں ہے اس
روایت کے کہ کہا فاطمہ کو یہ بھی کہ اول میرے اہلبیت میں سے تو ہی ملے گی مجھسے جیسے کہ اوپر مذکور ہوئی یہ روایت اور مناسبت اس حدیث کی
ساتھ اس باب کے ظاہر نہیں ہے بلکہ مناسبت باب مناقب اہلبیت کے ساتھ رکھتی ہے لیکن ذکر کیا اسکو بتقریب حدیث اول کے اس فصل سے کہ ذکر کیا
ہے میں فاطمہ کا ساتھ ذکر خدیجہ اور مریم کے اور یہ ایک فن ہے بدیع کلام سے پس ہو گی یہ تفصیل واسطے بعض اس چیز کے کہ اوپر گذری اور نہیں بعید ہے
یہ کہ ہوا اشارہ طرف اس مضمون کے کہ وارد ہوا ہے کہ مریم بیوی آنحضرت کی ہو نگی بہشت میں **اَلْفَصْلُ الثَّالِثُ** فصل تیسری (عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ
قَالَ مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قَطُّ فَسَاَلْنَا عَائِشَۃَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَہَا مِنْہُ عِلْمًا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ
حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) روایت ہے ابو موسی اشعری سے کہ کہا نہیں مشتبہ ہوئی ہمپر کہ اصحاب آنحضرت کے ہیں کوئی حدیث اور کوئی بات ہرگز پس
پوچھا ہمنے حضرت عائشہ سے مگر کہ پایا ہمنے عائشہ کے پاس اس حدیث سے اور متعلقات اسکے سے علم کہ حل اس اشکال کا کر دیتی تھیں بسبب وفور
علم اپنے کے بسبب سننے کے آنحضرت سے اور قوت اجتہاد سے حاصل ہوا تھا نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے (وَعَنْ مُوْسَی
بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَۃَ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ہٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے موسی بن طلحہ سے کہ کہا
نہیں دیکھا میں نے کسی کو بہت فصیح عائشہ سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے ف ۔ جو بہا لگا کہ حقیقۃ کہ انھوں نے

نہ دیکھا ہو کسی کو فصیح زیادہ عائشہ سے ۔ بَابُ جَامِعِ الْمَنَاقِبِ باب جامع مناقب کا ف ۔ یعنی ذکر کئین بیچ لئے اس باب مین مناقب بعضون کے مشاہیر
صحابہ سے بے تخصیص جماعت مخصوصہ کے اقتصار بے تخصیص لکھنے باب کے یعنی علیحدہ علیحدہ باب کسی کے لیے مرتب نہین کیا مانند خلفا اور اہلبیت اور
عشرہ مبشرہ اور ازواج اور مہاجرین اور انصار وغیرہم کے اَلْفَصْلُ الْاَوَّلُ فصل پہلی (عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ فِيْ يَدِيْ
سَرَقَةً مِّنْ حَرِيْرٍ لَا اَهْوِيْ بِهَا اِلٰى مَكَانٍ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا طَارَتْ بِيْ اِلَيْهِ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ
اَوْ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) روایت ہی عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے ف ۔ عمر یہ قریشی عدوی ہین کہ اسلام لائے اپنے باپ کے ساتھ کہ تھے چھوٹی سی
عمر مین اور حاضر ہوے بابعد خندق کے جہادون مین اور تھے اہل ورع اور علم اور زہد اور بڑی احتیاط والے اور کہا جابر بن عبداللہ نے کہ نہین تھا ہم مین سے
کوئی مگر کہ جھکی اسپر دنیا اور جھکا وہ طرف دنیا کے سواے عمر کے اور انکے بیٹے یعنے عبداللہ کے کہا نافع نے کہ نہین مرے ابن عمر یہانتک کہ آزاد کیے ہزار انسان
یا زیادہ اور سب حاجیون سے پہلے جاتے ان جگہون مین کہ جہان حضرت ٹھہرتے تھے عرفات وغیرہ مین اور ایک روز حجاج نے تاخیر کی نماز ظہر یا عصر مین پس
کہا ابن عمر نے کہ آفتاب تیرا انتظار نہین کرنے کا پس کہا انکو حجاج نے کہ بلاشبہ چاہتا تھا مین کہ حرکت دون مین اس چیز کو کہ تیری آنکھون مین ہی یعنے
ڈھیلے نکال ڈالون کہا ابن عمر نے کہ اگر تو احمق مسلط ہوا ہی اور بعضون نے کہا کہ انھون نے چپکے سے یہ بات کہی کہ حجاج نے نہین سُنی پس حکم کیا حجاج نے
ایک شخص کو کہ اٹھا لیا نیزہ اسکا اور زہر آلود کیا اسکو راہ مین اور رکھی پیچھے کی بھال انکے پشت قدم مین اور ولادت ہوئی انکی ایک برس پہلے وحی کے آنے سے
اور موت انکی سن تہتر مین ہوئی ابن زبیر کے مارے جانے کے تین مہینے پیچھے اور وصیت کی تھی کہ مجھکو دفن کرنا حل مین پس نہ ہوسکا بسبب حجاج کے اور دفن کیے
گئے ذی طوی مین مہاجرین کے مقبرہ مین اور چوراسی برس کی عمر ہوئی انکی ت کہا ابن عمر نے کہ دیکھا مین نے خواب مین گویا کہ میرے ہاتھ مین ایک ٹکڑا ہی ریشمی
کپڑے کا قصد نہین کرتا ہون مین ساتھ اس ٹکڑے کے طرف کسی مکان کے بہشت مین یعنی چڑھنے اترنے کا مگر کہ اڑتا ہی وہ ٹکڑا مجھکو یعنی پہونچاتا ہی طرف اس
مکان کے یعنے گویا وہ ٹکڑا مانند بازو کے پرندے کے ہو پس بیان کیا مین نے یہ خواب حفصہ سے کہ بہن ابن عمر کی تھین پھر عرض کیا حفصہ نے یہ خواب آنحضرت
سے پس فرمایا آپ نے کہ بھائی تیرا یعنے عبداللہ بن عمر مرد صالح ہی یا فرمایا یہ کہ عبداللہ مرد نیک بخت ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ۔ گویا تعبیر دی آپنے ٹکڑا
ریشمی اعمال نیک سے کہ ہین منازل جنت کو پہونچا دینگے (وَعَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ اِنَّ اَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَّسَمْتًا وَّهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِّنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهِ اِلٰى اَنْ يَّرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهِ اِذَا خَلَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہی حذیفہ سے
کہ کہا تحقیق مشابہ ترین لوگون کا از روے وقار اور میانہ روی اور طریقہ سیدھے کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹا ام عبد کا ہی اس وقت سے
کہ نکلتا ہی اپنے گھر سے اس وقت تک کہ پھرتا ہی طرف گھر کے نہین جانتے ہم کیا کرتا ہی اپنے گھر والون مین اس وقت کہ تنہا ہوتا ہی نقل کی یہ بخاری نے ف
ع ح یعنے ساتھ گھر والون کے اور نہین ہوتا اور کوئی وہان اور لفظ دل ساتھ زبر دال اور تشدید لام کے سیرت اور حالت اور ہیئت اور بعضون نے کہا
خوش کلامی گویا لیا گیا ہی یہ دلالت سے کہ وہ ظاہر حال اسکا دلالت کرتا ہی نیک خصلتی پر اور قاموس مین کہا کہ دل مانند ہدی کے ہی سکینہ اور وقار اور
خوبصورتی اور مجمع البحار مین کہا دل شکل اور شمائل اور سمت ساتھ زبر سین اور جزم میم کے طریق اور میانہ روی اور اکثر اطلاق اسکا اہل خیر کے طریقہ
پر آتا ہی اور قاموس مین سمت طریق اور ہیئت اہل خیر کی اور صراح مین کہا سمت راہ و روش نیک آور ہدی ساتھ زبر ہ اور جزم دال کے طریقہ اور سیرت
اور ہیئت اہل خیر کی اور حاصل یہ کہ یہ تینون لفظ قریب قریب ہین معنی مین اور تینون آپس مین مذکور ہوتے ہین اور ام عبد کے بیٹے سے مراد عبداللہ
بن مسعود ہین کہ انکی ماں کی کنیت ام عبد تھی اسوقت سے کہ نکلتا ہی الخ یعنے ظاہر حال اسکا کہ ہمپر ظاہر ہی وہ خود دلالت اوپر [illegible]
کے کرتا ہی اور اسی کی ہم گواہی دیتے ہین کہ جو ہمپر ظاہر ہی آئندہ باطن کا حال ہم جانتے نہین الغیب عند اللہ (وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ

قال قدمت انا واخي من اليمن فمكثنا حينا ما نرى الا ان عبد الله بن مسعود رجل من اهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم لما نرى من دخوله
ودخول امه على النبي صلى الله عليه وسلم متفق عليه) اور روایت ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہا آیا میں اور بھائی میرا یمن سے یعنی مدینہ میں
پس ٹھہرے ہم ایک مدت تک نہ دیکھتے تھے ہم مگر یہ کہ عبد اللہ بن مسعود ایک مرد ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے اہل بیت سے بسبب اسکے کہ دیکھتے تھے ہم داخل ہونا انکا اور داخل ہونا انکی ماں کا آنحضرت کے پاس وقت بے وقت نقل کیا اسکو
بخاری اور مسلم نے فائدہ جمع آیا ہے کہ آنحضرت نے عبد اللہ بن مسعود کو حکم دے رکھا تھا کہ اگر ایک دو شخص کو دیکھے کہ میرے پاس ہیں تو چلا آیا
کرنا اور حاجت اذن کی نہیں ہے اور کہا مولف نے کہ کنیت عبد اللہ کی ابو عبد الرحمن ہذلی تھی تھا اسلام انکا قدیم اول اسلام میں مسلمان ہو چکے تھے
پہلے داخل ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں اور چند روز پہلے اسلام لائے عمر کے اور بعضوں نے کہا کہ پانچ شخصوں کے بعد چھٹے مسلمان
ہوئے تھے پھر پیروی کی آنحضرت نے انکو مسواک اور پاپوش اپنی اور پانی طہارت کا ساتھ ہیں اور ہجرت کی انہوں نے طرف حبشہ کے اور حاضر ہوئے
بدر میں پھر اسکے بعد کے غزوں میں اور گواہی دی انکے لیے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشتی ہونے کی اور فرمایا کہ پسند کی میں نے اپنی امت کے لیے
وہ چیز کہ پسند کی ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود نے اور ناپسند رکھی میں نے انکے لیے وہ چیز کہ ناپسند رکھی ابن ام عبد نے اور تھے دبلے اور کوتاہ قد گویا
انکے نکلنے بیٹھے قریب تھا کہ لمبے آدمی برابر ہوتے انکے بیٹھنے میں والی ہوئے قضا کے کوفہ میں اور بیت المال کے حضرت عمر کی خلافت میں اور
عثمان کی ابتدا خلافت میں پھر آئے مدینہ میں اور وفات پائی وہاں سنہ بتیس میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور عمر ہوئی انکی کچھ اوپر ساٹھ برس
کی روایت کیں انسے حدیثیں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور بہت سے صحابہ اور تابعین نے انتہی اور وہ بہت بڑے اماموں کے ہیں بڑے فقیہ تھے
سب صحابہ میں بعد خلفاء اربعہ کے (وعن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال استقرءوا القرآن من اربعة من عبد الله بن مسعود وسالم مولى
ابي حذيفة وابي بن كعب ومعاذ بن جبل متفق عليه) اور روایت ہے عبد اللہ بن عمرو سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ پڑھو قرآن چار شخصوں سے عبد اللہ بن مسعود اور سالم مولی
ابی حذیفہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فائدہ جو ان چاروں کا بیان فرمایا آنحضرت نے یا اسوجہ سے تھا کہ حافظ قرآن تھے اور
اوروں سے اتقن تھے یا کیا کچھ اور وجہ تھی بعض سے بعض کے آنحضرت نے انکی فضیلت پر آگاہ کردیا لوگوں کو اور سالم بیٹے معقل کے مولی ابی حذیفہ بن
عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کے تھے اہل فارس سے شہر اصطخر کے رہنے والے اور تھے فضلا اور خیار اور کبار صحابہ سے حاضر ہوئے بدر میں
اور امامت کرتے تھے مہاجرین اولین کی جس وقت کہ آئے مہاجر مدینہ میں باوجودیکہ ان میں عمر اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہما موجود ہوتے اور ابو حذیفہ
کا نام ہشام ہے فضلاء صحابہ اور مہاجرین اولین سے تھے اور اسلام لائے پہلے داخل ہونے آنحضرت کے دار ارقم میں اور عبد اللہ
بن مسعود بڑے قاری تھے اور باقی احوال انکا اوپر مذکور ہو چکا اور ابی بن کعب بھی بڑے قاری تھے صحابہ میں انکو لوگ سید القراء
کہتے تھے اور حضرت عمر نے انکا نام سید المسلمین رکھا تھا اور کاتب وحی تھے اور معاذ بن جبل کے مناقب بھی بے نہایت ہیں اور آنحضرت نے
انمیں اور عبد اللہ بن مسعود میں بھائی چارہ کروا دیا تھا (وعن علقمة قال قدمت الشام فصليت ركعتين ثم قلت اللهم يسر لي
جليسا صالحا فاتيت قوما فجلست اليهم فاذا شيخ قد جاء حتى جلس الى جنبي قلت من هذا قالوا ابو الدرداء فقلت اني دعوت الله
ان ييسر لي جليسا صالحا فيسرك لي فقال من انت قلت من اهل الكوفة قال اوليس عندكم ابن ام عبد صاحب النعلين والوسادة والمطهرة
وفيكم الذي اجاره الله من الشيطان على لسان نبيه يعني عمارا اوليس فيكم صاحب السر الذي لا يعلمه غيره يعني حذيفة رواه
البخاري) اور روایت ہے علقمہ تابعی سے کہ آیا میں شام میں پس نماز پڑھی میں نے دو رکعت یعنی دمشق کی مسجد میں پھر دعا کی میں نے

کہ خداوندا میسر کر میرے لیے ہمنشین نیکبخت یعنی عالم عامل یا ادا کرنے والا حق اللہ کا اور اسکے بندون کا پھر آیا مین ایک قوم کے پاس اور بیٹھا مین انکے پاس
ناگہان ایک بڈھا یا بزرگ قد تحقیق آیا یہانتک کہ بیٹھا طرف پہلو میرے کے ف ع روایت کی گئی ہی ان للہ ملائکۃ تجر الاہل الی الاہل ت کہا مین نے اپنے
لوگون سے کہ کون ہی یہ کہا لوگون نے یہ ابو دردا ہین کہا مین نے پس ابو دردا سے کہ بلا شبہہ مین نے دعا کی تھی اللہ تعالے سے یہ کہ میسر کرے میرے لیے ہمنشین
نیکبخت پس کیا تجھکو میرے لیے پس کہا ابو دردا نے کہ تو کون ہی اور کہان سے آیا ہی کہا مین نے کہ ایک شخص ہون اہل کوفہ سے کہا ابو دردا نے کیا نہین ہی
تمھارے پاس بیٹا ام عبد کا یعنی عبد اللہ بن مسعود رکھنے والا حضرت کی پاپوشین اور تکیہ اور چھاگل ف ع مراد یہ ہی کہ عبد اللہ بن مسعود خدمت کرتے
تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اور ساتھ رہتے تھے حضرت کے تمام حالتون مین پس ساتھ رہتے تھے حضرت کے مجلسون مین اور لیتے پاپوشین آپ کی
جب بیٹھتے آپ اور پہناتے پاپوشین جب اٹھتے اور رہتے تھے ساتھ حضرت کے خلوتون مین پس درست کرتے بستر شریف آپ کا اور رکھتے تکیہ آپ کا جب ارادہ
کرتے سونے کا اور موجود کرتے آپ کے لیے پانی وضو کا جب اٹھتے آپ وضو کے لیے اور اٹھا رکھتے اپنے ساتھ چھاگل یعنی سفر وغیرہ مین اور حاصل یہ کہ عبد اللہ شرف صحبت
ملازمت آنحضرت کا ان امور مین لائق ہین سکے کہ ہوئے انکے پاس علم شرعی اتنا کہ مستغنی کرے طالب علم کو غیر انکے سے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس مضمون کی کہ ذکر
کیا گیا ہی بیچ ادب علم سیکھنے والے کے کہ طالب اول بہت علم سیکھے علما شہر اپنے کا پھر کوچ کرے اور شہرون کی طرف واسطے طلب زیادتی علم کے والا کیون سفر کرا
کو رنج مین ڈالے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو چاہیے کہ اگر دوسرے کو اپنے سے افضل جانے تو طالب کو حوالہ اسکا دے ت اور کیا نہین ہی تم مین وہ
شخص کہ امان دی ہی اسکو خدا تعالی نے شیطان سے اوپر زبان پیغمبر اپنے کے مراد رکھتے تھے ابو دردا ساتھ اس شخص کے عمار بن یاسر کو ف ع کہ آنحضرت نے
انکو طیب مطیب فرمایا اور بشارت بہشت کی دی اور دعا کی انکے لیے اسوقت کہ عذاب کرتے تھے انپر مشرک اور جلاتے تھے اور کہا سرد و سلامت ہو اے آگ
جیسے کہ ابراہیم خلیل اللہ پر ہوئی اور فرمایا ماریگے تجھکو اے عمار گروہ باغیون کے بلاوینگا تو انکو بہشت کی طرف اور بلاوینگے وہ تجھکو آگ کی طرف اور یہ بیچ معنی
امان دینے کے شیطان سے ہی کہ اوپر طریق ہدایت مستقیم کے رہی اور بسبب وسوسہ شیطان کے بھٹکے نہین ف ع اور احوال مفصل عمار کا مولف نے یون لکھا ہے
کہ عمار بن یاسر کو یعنی غلام آزاد تھے بنی مخزوم کے اور حلیف انکے اور یہ یون ہوا کہ یاسر والد عمار کے مقیم ہوئے مکہ مین اور حلیف یعنی ہم قسم ہوئے ابو حذیفہ
بن المغیرہ سے پس نکاح کر دیا ابو حذیفہ نے اپنی لونڈی سمیہ نام کا یاسر سے اس سے عمار پیدا ہوئے پھر آزاد کر دیا عمار کو ابو حذیفہ نے پس عمار ہوئے ہوتے
اس سبب سے اور عمار قدیم الاسلام تھے اور تھے ان مستضعفین مین سے کہ عذاب دیے گئے مکہ مین تو کہ پھر جاوین اسلام سے اور جلایا انکو مشرکون نے ساتھ آگ کے
پس آنحضرت عمار پر گذرتے تھے اور پھیرتے تھے ہاتھ اپنا انپر اور فرماتے تھے یا نار کونی بردا و سلاما علی عمار کما کنت علی ابراہیم یعنی اے آگ ہو جا تو ٹھنڈی اور
سلامتی عمار پر جیسے کہ ہوئی تو ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم پر اور عمار مہاجرین اولین سے ہین اور حاضر ہوئے بدر مین اور اور سب جہادون مین اور قتل
کیے گئے عمار جنگ صفین مین ہمراہ علی بن ابی طالب کے سنہ ۳۷ مین اور عمر انکی تیرانوے برس کی ہوئی تھی ت کیا نہین ہی تم مین بھید جاننے والا رسول خدا
صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین جانتا ہی اس بھید کو سوا اسکے مراد اس بھید جاننے والے سے حذیفہ بن الیمان ہی لفظ کی یہ بخاری نے ف ع کہ انکو
صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے اور ان بھیدون مین سے یہ تھا کہ آنحضرت نے انکو نام منافقون کے اور نسب اور علامتین انکی بتا دی تھین
کہ یہ بھید سوا اسکے کوئی نہین جانتا تھا اور آیا ہی کہ امیر المومنین عمر نے ایک روز انسے پوچھا کہ آیا کچھ دیکھتا ہی تو اے حذیفہ مجھ مین نشانی نفاق کی
کہا حذیفہ نے قسم خدا کی کچھ نہین دیکھتا مین سوا اسکے کہ لوگ کہتے ہین کہ تمھارے دسترخوان پر رنگ برنگ کے کھانے موجود ہوتے ہین اور جب
تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ انڈے تھے انکو جو توڑا تو زرد و سفید معلوم ہوتے تھے وفات پائی انھون نے مدینہ مین سنہ ۳۵ مین اور وہین قبر ہی انکی
(و عن جابر ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال رأیت الجنۃ فرأیت امرأۃ ابی طلحۃ و سمعت خشخشۃ امامی فاذا بلال رواہ مسلم)

جبکہ سردار مشرکوں کے بیٹھے ہوں یا اٹھ جاویں تب آن حضرت کے پاس سے جبکہ وہ بیٹھیں پس ایسی کچھ تدبیر حضرت سوچ رہے تھے واسطے رعایت
جانبین کے ترجمہ کہ پس اتاری اللہ تعالیٰ نے آنحضرت پر یہ آیۃ ولا تطرد الذین الخ کہ ترجمہ اسکا یہ ہے اور نہ ہانک ان لوگوں کو کہ پکارتے ہیں اور یاد کرتے
ہیں اپنے رب کو صبح و شام اس حال میں کہ چاہتے ہیں اپنی عبادت سے رضامندی اللہ تعالیٰ کی اور نہ کچھ عوض دنیا کی نقل کی یہ مسلم نے (وعن ابی موسیٰ
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ یا ابا موسیٰ لقد اعطیت مزمارا من مزامیر آل داؤد متفق علیہ) اور روایت ہے ابی موسیٰ سے کہا
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اے ابو موسیٰ دیا گیا ہے تو خوش آوازی خوش آوازی داؤد کی سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے وفی شرح
لفظ مزمار جمع ہے مزامیر جو اصل میں کہتے ہیں آلہ زمر کو کہ بجاتے گانے کے ہیں بانسری اور دف اور طنبور اور مانند اسکے کہ بنا ظاہر بیان کئے ہوا اور
یہاں مراد آواز خوب اور لحن خوش ہے اور آل داؤد سے مراد خود حضرت داؤد علیہ السلام ہیں لفظ آل کا زائد ہے اسلیے کہ مشہور تھا خوش آوازی
حضرت داؤد میں نہ آل داؤد اور بعضوں نے کہا آل یہاں یعنی ایک شخص کے ہے اور داؤد پیغمبر نہایت خوش آواز تھے جس وقت کہ زبور پڑھتے آواز سنتے
پڑھتے جنازہ کے جنازہ انکی مجلس سے نکلتے اور ابو موسیٰ اشعری بھی نہایت خوش آواز خوش خوان تھے چنانچہ بار ہا تلاوت میں ایک صحابی [illegible]
ہے کہ ایک دفعہ یہ قرآن پڑھتے تھے اور آنحضرت سنتے تھے اور نام انکا عبد اللہ بن قیس اشعری ہے اسلام لائے مکہ میں اور ہجرت کی طرف حبشہ کے
پھر آئے اہل کشتی کے ساتھ اس حال میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے والی کیا انکو عمر بن الخطاب نے [illegible]
سے ہے حضرت عثمان کی ابتدا خلافت تک پھر معزول ہوئے بصرہ سے اور انتقال کیا طرف کوفہ کے پس اقامت کی وہاں اور اہل کوفہ پر والی یعنی حاکم رہے
یہانتک کہ قتل کیے گئے حضرت عثمان پھر انتقال کیا ابو موسیٰ نے طرف مکہ کے بعد کرنے حکومتوں کے [illegible] یہانتک کہ [illegible] میں
(وعن انس قال جمع القرآن علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ ابی بن کعب ومعاذ بن جبل وزید بن ثابت وابو زید قیل لانس
من ابو زید قال احد عمومتی متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہا جمع کیا قرآن کو یعنی یاد کیا تمام قرآن کو آنحضرت کے زمانہ میں چار شخصوں نے
ابی بن کعب نے اور معاذ بن جبل نے اور زید بن ثابت نے اور ابو زید نے کہا کیا انس کو کون ہے ابو زید کہا انس نے ابو زید ایک میرے چچاؤں میں سے
ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے وفی شرح ابو زید کے نام میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا سعید بن عمیر اور بعضوں نے کہا قیس بن سکن اور مراد چار شخص
انصار میں سے ہیں بلکہ خزرج میں سے کہ قوم انس کی ہیں اور انس نے اسکو مقام افتخار میں کہا ہے جس وقت کہ آپس افتخار کیا ساتھ چار آدمیوں کے اپنی
قوم میں سے اور اگر عام بھی رکھیں ہم تو اس میں کچھ نہیں [illegible] اسکی کہ سوا ان چار کے نہیں ہیں اسلیے کہ مفہوم عدد کا [illegible]
معتبر نہیں ہے اور بلاشبہ ثابت ہوا ہے حدیثوں صحیح سے یاد کرنا بہتوں کا صحابہ میں سے تمام قرآن کو اور [illegible] صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ
روز بیر معونہ کے قتل کیے گئے ستر صحابی ان میں سے کہ جنہوں نے سارا قرآن یاد کیا تھا اور [illegible] رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اور تمام کلام اس مقام کا سیوطی کے اتقان میں ہے (وعن خباب بن الارت قال ہاجرنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبتغی
وجہ اللہ تعالیٰ فوقع اجرنا علی اللہ فمنا من مضی لم یاکل من اجرہ شیئا منہم مصعب بن عمیر قتل یوم احد فلم یوجد لہ
ما یکفن فیہ الا نمرۃ فکنا اذا غطینا راسہ خرجت رجلاہ واذا غطینا رجلیہ خرج راسہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم غطوا بہا
راسہ واجعلوا علی رجلیہ من الاذخر ومنا من اینعت لہ ثمرتہ فہو یہدبہا متفق علیہ) اور روایت ہے خباب بن ارت سے کہا ہجرت
کی ہم نے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم ذات خدا کی اور رضا اسکی پس واقع اور ثابت ہوا
ہمارا ثواب اور اجر [illegible] خدا تعالیٰ کے نزدیک اپنے اسکے فضل و کرم سے پس بعضے ہم میں سے وہ ہیں کہ گذر گئے اس عالم سے [illegible]

اور نہیں کھایا اپنے اجر سے یعنی دنیا کے اجر سے کچھ ف ع یعنی قسم غنائم وغیرہ سے کہ جو کچھ لیا اُن لوگون نے کہ پایا زمانہ فتوح کا پس ہوا اجر انکا کامل ترجمہ بقیہ
انکے مصعب بن عمیر ہین مارے گئے روز احد کے پس نہ پایا گیا اُنکے لیے کپڑا کہ کفن دیے جاوین اُسمین مگر ایک کملی سیاہ و سفید مانند رنگ نمر کے پس جب
کہ اور وہ بھی پوری نہ تھی کہ سر سے پانون تک ڈھک جاتے پس تھے ہم جس وقت ڈھانکتے سر اُنکا یعنی اس کملی سے تو کھلے رہتے پانون اُنکے اور جس وقت
ڈھانکتے ہم پانون اُنکے تو کھلا رہتا سر اُنکا یعنی پس متحیر ہوئے ہم اُنکے امر مین پس فرمایا نبی صلعم نے ڈھانکو ساتھ اس کے سر انکا اور رکھدو اُنکے پانون پر
اذخر کہ نام ایک گھاس کا ہی کہ مکہ مین ہوتی ہی اور بعضے امور مین کام آتی ہی اور بعضے ہم مین سے وہ ہین کہ پختہ ہو واسطے اُنکے میوہ اُنکا پس وہ چنتے ہین
اُس میوہ کو نقل کی بخاری او مسلم نے ف ع ح یہ کنایہ ہی غنیمتون سے کہ پایا اُسکو اُن لوگون نے بیچ زمانہ فتوح بلاد کے تھے اور یہ فقرہ الگا ہی اس فقرہ کے
ساتھ فمنا من مضی لم یاکل من اجرہ شیئا گویا کہ کہا گیا کہ بعضے اُنمین سے وہ ہین کہ نہین جلدی لیا اپنے ثواب مین کچھ یعنی دنیا کا ثواب اور بعضے وہ ہین کہ جلدی
لیا بعض ثواب اپنا اور حدیث مین آیا ہی کہ نہین کوئی جماعت جہاد کرنے والی کہ جہاد کرے اللہ کی راہ مین پھر پاوے غنیمت مگر کہ جلدی لے لیا دو تہائی اجر
اپنا اور باقی رہا اُنکے لیے تہائی اجر یعنی آخرت کا اور اُسمین بیان ہی مصعب بن عمیر کی فضیلت کا کہ وہ اُنمین سے تھے کہ نہین ناقص ہوا اُنکے لیے ثواب
آخرت سے کچھ کہا مولف نے کہ مصعب قرشی عبدری ہین اجلہ صحابہ اور فضلا اُنکے سے ہجرت کی طرف زمین حبشہ کے اُن لوگون کے ساتھ کہ اول ہجرت
کی طرف حبشہ کے پھر حاضر ہوئے بدر مین اور آنحضرت نے بھیجا مصعب کو بعد عقبہ ثانیہ کے طرف مدینہ کے پڑھاتے تھے اہل مدینہ کو قرآن اور سمجھاتے تھے اُنکو
اور مدینہ مین اول جمعہ اُنھون ہی نے پڑھا ہی پہلے ہجرت کے اور ایام جاہلیت مین بڑی چین مین تھے اور بہت اچھا لباس پہنتے تھے جب مسلمان ہوئے
تو زہد دنیا حاصل ہوا چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ ایک روز مصعب بن عمیر آنحضرت کے پاس آئے اس حال مین کہ تسمہ بکری کے چمڑے کا کمر مین باندھے ہوئے تھے
پس آنحضرت نے فرمایا کہ نگاہ کرو اس شخص کی طرف کہ روشن کیا ہی خدا تعالے نے دل اسکا نور ایمان سے مین نے دیکھا ہی اسکو مکہ مین کہ ماں باپ اسکے کھلاتے پلاتے
تھے اسکو بہترین کھانا پینا اور دیکھا ہی مین نے اسپر جوڑہ کہ دو سو درہم کو خریدا تھا پس باعث ہوئی اسکو محبت خدا اور رسول کی اس حالت کے تئین کہ دیکھتے
ہو تم اور بعضون نے کہا کہ بھیجا اُسکو نبی صلعم نے یعنی مدینہ مین بعد اسکے کہ بیعت لی عقبہ اولی مین پس آتے تھے یہ انصار کے پاس اُنکے گھرون مین اور بلاتے تھے اُنکو
طرف اسلام کے پس مسلمان ہو جاتا تھا ایک ایک شخص اور دو دو شخص یہانتک کہ پھیلا اسلام اُن مین پس مصعب نے لکھکر آنحضرت سے اذن لیا جمعہ پڑھنے کا
اہل مدینہ کو پھر آئے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ساتھ اُن ستر آدمیون کے کہ آئے تھے حضرت کے پاس عقبہ ثانیہ مین پھر اقامت کی مکہ مین تھوڑے دنون
اور اُنکے حق مین نازل ہوئی یہ آیت رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ اور تھا اسلام اُنکا بعد داخل ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم مین
(وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَفِي رِوَايَةٍ اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ
لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت کی جابر نے کہ کہا سنا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہلا عرش بسبب مرنے سعد بن معاذ
کے اور ایک روایت مین ہی کہ ہلا عرش رحمن کا بسبب مرنے سعد بن معاذ کے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع ح شارحین نے اختلاف کیا ہی
عرش رحمن کے ہلنے کے بیان معنی مین اور اُسکے سبب مین بعضون نے تو کہا کہ ہلنا عرش کا کنایہ ہی فرح و نشاط عرش کے سے بسبب آنے روح
پاک اُنکی کے حقیقۃً یا مجازًا اور صواب و مختار یہ ہی کہ محمول حقیقت ہی پر ہی اسلیے کہ حق جل و علا نے جمادات مین علم و تمیز رکھا ہے جیسے کہ فرمایا
اللہ تعالے نے وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ اور آنحضرت نے فرمایا کوہ احد کے حق مین کہ وہ پہاڑ ہی کہ دوست رکھتا ہی ہمکو اور بعضون نے کہا
کہ مراد خوش ہونا اہل عرش کا ہی کہ ملائکہ ہین اور بعضون نے کہا کہ عرش ہلنے کو علامت کیا سعد کے مرنے پر یہ عبارت کنایہ ہی عظم شان و فات
اُنکی سے جیسے کہ کہتے ہین قیامت اٹھی خلایق کے مرنے سے اور کلام اس حدیث مین بیچ اوائل کتاب کے تیسری فصل مین باب اثبات عذاب القبر

گذرا ہی اور سعد بن معاذ بن نعمان انصاری اشہلی اوسی رضی اللہ عنہ اجلہ اور اکابر صحابہ سے ہیں اسلام لائے مدینہ میں مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر اسوقت کہ بھیجا تھا انکو آنحضرت نے پہلے ہجرت کرنیسے اپنے کے مدینہ میں پس جب مسلمان ہوئے بسبب اسلام انکے کے بنی عبد الاشہل اور آنحضرت نے انکو سید الانصار فرمایا حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور ثابت رہے آنحضرت کے ساتھ روز احد کے اور روز خندق کے انکے اکحل میں ایک تیر لگا اور بعد ایک مہینے کے وفات پائی ماہ ذیقعدہ سن پانچ میں سینتیس برس کی عمر میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور فرمایا آنحضرت نے کہ اُترے انکی موت پر ستر ہزار فرشتے اور فرمایا کہ ہلا عرش بسبب موت سعد بن معاذ کے (وَعَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِيْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ يَمَسُّوْنَهَا وَيَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْهَا وَاَلْيَنُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی براء بن عازب سے کہا ہدیہ بھیجا گیا واسطے آنحضرت کے جوڑا ریشمی کپڑے کا ف ظاہرا ایک بادشاہ نے بھیجا تھا پس ہونے لگے یار آنحضرت کے ہاتھ پھیرتے تھے اسپر اور تعجب کرتے تھے اسکی نرمی پر فرمایا اور ایک روایت میں آیا ہی کہ کہتے تھے یعنی از راہ تعجب اور دیکھنے ما نند اسکے کہ کہ بھیجا گیا ہو یہ آنحضرت پر آسمان سے پس فرمایا آنحضرت نے کہ تعجب کیا کرتے ہو تم نرمی اسکی سے البتہ رومال سعد بن معاذ کے جنت میں بہتر ہیں اس سے اور نرم زیادہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف مناديل جمع منديل کی ہی اور منديل کہتے ہیں رومال کو کہ جس سے ہاتھ وغیرہ پونچھ لیتے ہیں پس ذکر کرنے مناديل میں مبالغہ ہی کہ جب ایسے کپڑے یہاں کے افضل کپڑوں سے افضل ہونگے تو وہاں کے افضل کپڑوں کا کیا پوچھنا ہی (وَعَنْ اُمِّ سُلَيْمٍ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسٌ خَادِمُكَ اُدْعُ اللّٰهَ لَهٗ قَالَ اللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهٗ وَوَلَدَهٗ وَبَارِكْ لَهٗ فِيْمَا اَعْطَيْتَهٗ قَالَ اَنَسٌ فَوَاللّٰهِ اِنَّ مَالِيْ لَكَثِيْرٌ وَاِنَّ وَلَدِيْ وَوَلَدَ وَلَدِيْ لَيَتَعَادُّوْنَ عَلٰى نَحْوِ الْمِائَةِ الْيَوْمَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہی ام سلیم سے ف ام سلیم ساتھ پیش سین کے ماں ہیں انس کی کہ انہوں نے انس کو صغر سن میں آنحضرت کی خدمت بابرکت میں چھوڑا تھا ترجمہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ انس خادم آپکا ہی دعا کرو واسطے اللہ تعالی سے اسکے لیے یعنی دنیا کی برکتوں کی کہ ثواب آخرت بسبب حصول ایمان اور برکت صحبت اور خدمت آپ کی کے حاصل ہوتا ہی کہا آنحضرت نے یا الہی بہت کر مال اسکا اور اولاد اسکی اور برکت دے اسکے لیے بیچ اس چیز کے کہ دی ہی تو نے اسکو یعنی نعمتیں اپنی قسم آل وغیرہ سے کہا انس نے پس قسم خدا کی بلا شبہ مال میرا نہایت بہت ہی اور نہایت برکت کا ہی اور تحقیق اولاد میری یعنی بلا واسطہ اور اولاد میری اولاد کی البتہ زیادہ ہیں گنتی میں مانند سو سے آج کے دن نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف یعنی اسوقت کہ یہ حکایت کرتا ہوں عدد اس مقدار کو پہنچا ہی بعد ازیں زیادہ بھی ہوں چنانچہ روایت کیا گیا ہی کہ انس نے کہا بہت دنوں بعد نقل کرنے مضمون سابق کے کہ دفن کیے گئے ہیں مجکو میرے صلب سے سوائے اولاد کی اولاد کے ایک سو پچیس کہ سب لڑکے ہیں سوا دو لڑکیوں کے یہ بسبب قول بعض کے ہی اور بلا شبہ زمین میری البتہ پھل دیتی ہی ہر سال میں دو بار ذکر کیا یہ لمعات میں اور اُنکے بیٹے نے کہا کہ میں نے دفن کیے ہیں انکی اولاد صلبی سے قریب سو کے اور یہاں سے معلوم ہوتا ہی کہ اموال و اولاد نعمت الہی ہیں اگر موجب غفلت کے ذکر حق سے اور باعث گناہ کے نہوں اور انس بن مالک بن النضر خزرجی ہیں کنیت انکی ابو حمزہ حاضر ہوئے آنحضرت کی خدمت فیض درجت میں بیچ مدینہ کے بارہ برس کی عمر میں اور انتقال کیا انس نے طرف بصرہ کے حضرت عمر کی خلافت میں تو کہ علم دین سکھلاویں لوگوں کو اور یہ آخر ان صحابہ کے ہیں کہ مرے بصرہ میں سن اکیانوے میں اور عمر انکی ایک سو تین برس کی ہوئی اور کہا ابن عبد البر نے اور یہ بہت صحیح ہی کہ کہتے ہیں پیدا ہوئے انکے یہاں ایک سو فرزند اور بعضوں نے کہا اسی بیٹے تھے اٹھتر لڑکے اور دو لڑکیاں اور روایت کیں حدیثیں اُنسے خلق کثیر نے انتہی بس جو کچھ کہ ذکر کیا ابن حجر نے ظاہر اسکا مخالف ہی اس نقل کے اور ایسی ہی مخالف ہی ظاہر حدیث مسلم کے اسلیے کہ وہ دلالت کرتی ہی اسپر کہ مجموع اولاد انکی اور انکی اولاد کی اولاد شمار میں سو

ہو اولاد اُنکی واللہ اعلم اور کہا نووی نے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نشانیون مین سے ہو اور اسمین دلیل ہو اُنکے لیے جو فضیلت دیتے ہین
غنی کو فقیر پر اور جواب اسکا یہ دیا گیا ہو کہ یہ خاص ہی ساتھ دعا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت کی دعا سے برکت ہوئی اُنکے مال مین اور جسجگہ ہوئی برکت
اُسمین تو فتنہ اسمین سے مفقود ہوا اور نہین حاصل ہوا بسبب اُسکے ضرر اور نہ تقصیر بیچ ادا حق فقرا کے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مستحب ہو جسوقت کہ
دعا کرے کسی چیز کی کہ متعلق ہو دنیا کے تو لائق ہو کہ ملا دیوے اپنی دعا کے ساتھ طلب برکت کو کہ یا اللہ اس چیز مین برکت ہو اور محفوظ رہون سب
آفات سے (وعن سعد بن ابی وقاص قال ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاحد یمشی علی وجه الارض انه من اهل الجنة الا لعبد الله
بن سلام متفق علیه) اور روایت ہو سعد بن ابی وقاص سے کہ کہا نہین سنا مین نے آنحضرت کو کہ فرماتے ہون واسطے اس شخص کے کہ
چلتا ہو زمین پر یہ کہ وہ اہل بہشت سے ہو مگر عبد اللہ بن سلام کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح ع یہ اکابر یہود اور علما اُنکے سے اور اولاد یوسف
علیہ السلام کی سے ہین اور یہ جو کہا چلتا ہو زمین پر یہ صفت احتراز یہ ہو کہ نکلجاوین اس سے عشرہ مبشرہ مین سے وہ کہ تھے پہلے اُنکے
یعنی گویا کہ کہا نہین سنا مین نے واسطے اس شخص کے کہ وہ زندہ ہو اور باقی ہے زمین پر اور کہا نووی نے کہ نہین ہو یہ مخالف آنحضرت کے اس
قول کے ابوبکر فی الجنة وعمر فی الجنة الخ کہ دس صحابیون کے جنتی ہونے کی اور اور بعضون کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہو اسلیے کہ سعد
نے نفی اپنے سننے کی کی اور نفی انکی سننے کی نہین دلالت کرتی ہو اوپر نفی بشارت کے غیر کے لیے اور جسوقت کہ جمع ہوتی ہین نفی اور اثبات
تو اثبات مقدم ہوتا ہو نفی پر انتہے یا نفی کی سننے کی واسطے مکروہ جاننے تزکیہ نفس اپنے کے یا یہ کلام سعد کا پہلے بشارت دینے اور دن
کے سے ہو یا بعد موت مبشرین کے اور ظاہر یہی ہو اسلیے کہ عبد اللہ بن سلام جیتے رہے بعد اُنکے اور نہین باقی رہا عشرہ مین سے بعد اُنکے
سوا سعد و سعید کے اور مؤید ہو اسکی حدیث دار قطنی کی (ما سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لحی یمشی انه من اهل الجنة)
یا یہ کہ سعد نے اپنے تئین نہین ذکر کیا اسلیے کہ انکی بشارت دینی پہونچی ہو کسی اور سے اور یہ سننے بذات خود جیسا کہ ابتدا حدیث سے معلوم
ہوا یا کسر نفسی سے اپنے تئین نہین ذکر کیا لیکن باقی رہا کلام سعید کے زندہ موجود ہونے مین پس اُسکا دفع یون ہو سکتا ہو کہ مراد اُنکی قول
یمشی سے یہ ہو کہ واقع ہوئی بشارت حضرت کی عبد اللہ بن سلام کے لیے اُسوقت کہ چلتے ہون زمین پر بخلاف بشارات غیر اُنکے کے
اور اس سے جاتا رہتا ہو اشکال واللہ اعلم بالاحوال (وعن قیس بن عباد قال کنت جالسا فی مسجد المدینة فدخل رجل
علی وجهه اثر الخشوع فقالوا هذا رجل من اهل الجنة فصلی رکعتین تجوز فیهما ثم خرج وتبعته فقلت انک حین دخلت المسجد
قالوا هذا رجل من اهل الجنة قال والله ما ینبغی لاحد ان یقول ما لا یعلم فساحدثک لم ذاک رایت رؤیا علی عهد رسول الله صلی الله
علیه وسلم فقصصتها علیه ورایت کانی فی روضة ذکر من سعتها وخضرتها وسطها عمود من حدید اسفله فی الارض واعلاه فی السماء
فی اعلاه عروة فقیل لی ارقه فقلت لا استطیع فاتانی منصف فرفع ثیابی من خلفی فرقیت حتی کنت فی اعلاه فاخذت
بالعروة فقیل لی استمسک فاستیقظت وانها لفی یدی فقصصتها علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال تلک الروضة الاسلام
وذلک العمود عمود الاسلام وتلک العروة عروة الوثقی فانت علی الاسلام حتی تموت وذلک الرجل عبد الله بن سلام متفق علیه)
اور روایت کی قیس بن عباد تابعی ثقہ نے کہ تھا مین بیٹھا ہوا مسجد مدینہ مین پس آیا ایک شخص کہ اسکے چہرہ پر نشان خشوع کا تھا یعنی سکون
اور وقار اور حضور پس کہا بعضے حاضرین نے یہ شخص اہل بہشت سے ہو پس پڑھین اُسنے دو رکعتین یعنی تحیة المسجد یا اور نماز اختصار
کیا اُنمین یعنے ہلکی پڑھی قرارت پھر باہر نکلا وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے چلا مین پس کہا مین نے یعنے اُس سے کہ تحقیق تم جسوقت کہ آئے مسجد مین

تو بعضون نے کہا کہ یہ شخص اہل جنت سے ہی کہا اُس شخص نے قسم خدا کی نہین لائق واسطے کسی کے یہ کہ کہے اُس چیز کو کہ نہ جانتا ہو پس بیان کرونگا مین تجھسے کہ کیونکر ہی یہ انکار ف ع کہا تو وی نے کہ یہ انکار عبد اللہ بن سلام نے اُنپر اس جہت سے کیا کہ انھون نے حکم کیا اُنکے لیے قطعی جنتی ہونے کا پس احتمال ہی کہ اُن لوگون کو پہونچی ہو خبر سعد بن ابی وقاص کی کہ ابن سلام اہل جنت سے ہی اور ابن سلام نے نہ سُنی ہو یہ خبر اور احتمال یہ بھی ہی کہ ابن سلام نے مکروہ رکھی تعریف اپنی بسبب اس نماز پڑھنے کے از راہ تواضع اور گوشہ گزینی کے اور مکروہ رکھنے شہرت کے کہا طیبی نے پس بنا برُاسکے اشارہ ساتھ قول اُسکے کے فسا حدثک لم ذاک طرف انکار اُسکے کے ہی اُنپر یعنی مین بیان کرتا ہون تجھسے سبب اپنے انکار کا اُنپر اور وہ یہی روایت رؤیا الخ اور یہ دلالت کرتا ہی اوپر نص قطعی ہونے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسپر کہ مین اہل جنت سے ہون کہ نص فرمائی میرے غیر کے لیے حاصل یہ کہ اگرچہ مین بسبب بشارت آنحضرت کے امیدوار جنت کا ہون لیکن اپنی تعریف و شہرت کو مکروہ رکھتا ہون اسلیے کہ جیسی میرے لیے بشارت دی اوروں کے لیے بھی دی ہی مجہ مین کیا ہی کہ مین مشہور ہون اور ممکن ہی کہ مراد ابن سلام کی تصدیق لوگون کی ہو اسبات مین کہ کہی اور اشارہ ساتھ لفظ ذاک کی طرف اس قول اُنکے کے ہو ہذا رجل من اہل الجنۃ یعنی نہین لائق ہی اس کسی کو کہ پائی ہو صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کہے وہ چیز کہ نہین جانتا ہی لیکن وہ جانتے ہی ہونگے اس بات کو کہ کہی اور مین بھی کچھ اسکو جانتا ہون اور وہ یہ خواب ہی تو کہ دیکھا مین نے ایک خواب بیچ زمانہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین پس عرض کیا مین نے وہ خواب روبرو حضرت کے اور دیکھا مین نے یعنی خواب مین گویا کہ مین بیچ ایک باغچے کے ہون ذکر کی اُس شخص یعنی عبد اللہ بن سلام نے کشادگی اُسکی اور سبزی اُسکی بیچ مین اس باغ کے ایک ستون ہی لوہے کا کہ نیچے کی جانب اُسکی زمین مین ہی اور اوپر کی جانب اُسکی آسمان مین اُسکے اوپر کی جانب مین ایک حلقہ ہی پس کہا گیا واسطے میرے چڑھ پس کہا مین نے نہین طاقت رکھتا مین یعنی چڑھنے کی پس آیا میرے پاس ایک خادم پس اُٹھایا اُسنے کپڑے میرے کو پیچھے میرے سے پس چڑھا مین یہانتک کہ ہوگیا مین اوپر اُسکے پس پکڑا مین نے حلقہ اُسکا پس کہا گیا مجھکو مضبوط پکڑے رہ اسکو پس جاگا مین اس حال مین کہ وہ حلقہ میرے ہاتھ مین تھا ف ع یعنی جاگنا تھا حالت پکڑنے مین بغیر فاصل کچھ دیر کے ان مراد ہی یہ کہ وہ اُسکے ہاتھ مین رہا حالت بیداری مین اور اگر حمل کیا جاوے ظاہر پر تو ممتنع بھی نہین اللہ تعالے کی قدرت مین لیکن ظاہر ہوتا ہی خلاف اسکا اور احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ اثر اس خواب کا باقی تھا میرے ہاتھ مین بعد جاگنے کے کہ صبح ہوئی تو ہاتھ کی مٹھی بندھی ہوئی تھی ترجمہ پس بیان کیا مین نے اسکو روبرو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے بیچ تعبیر اس خواب کے وہ باغ کہ دیکھا تونے دین اسلام ہی کہ فراخ اور تر و تازہ ہی اور وہ ستون اسلام کا ہی عبارت ہی احکام و ارکان اُسکے سے کہ بنا مسلمانی کی اُنپر ہی اور وہ حلقہ کہ دیکھا تونے اور پکڑا تونے اسکو عروہ وثقی ہی کہ قول حق سبحانہ استمسک بالعروۃ الوثقی اشارہ ہی اسپر پس تو دین اسلام پر ہی کہ جنگل اُسپر مارا اور مقام عالی پر چڑھا ف تمام ہوا کلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پس کہا قیس نے ترجمہ اور وہ شخص عبد اللہ بن سلام تھا نقل کیا بخاری اور مسلم نے ف ع اور یہ بھی دور نہین ہی کہ ہو یہ عبد اللہ بن سلام کے قول سے کہ اُنھون نے خبر دی اپنے نفس سے اور اپنے کو غائب کر کے تعبیر کیا ❁ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ خَطِيْبَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا نَزَلَتْ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ جَلَسَ ثَابِتٌ فِيْ بَيْتِهٖ وَاحْتَبَسَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ مَا شَاْنُ ثَابِتٍ اَيَشْتَكِيْ فَاَتَاهُ سَعْدٌ فَذَكَرَ لَهٗ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ثَابِتٌ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ اَنِّيْ مِنْ اَرْفَعِكُمْ صَوْتًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَذَكَرَ ذٰلِكَ سَعْدٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ هُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ روایت ہی انس سے کہ کہا تھے ثابت بن قیس خطیب انصار کے ف ع یعنی فصیح اُنکی نثر مین جیسا کہ شاعر کہا جاتا ہی نظم مین کلام کرنے والے کو اور آگیا

غلبہ کہتے ہیں نثر میں کلام فصیح کرنے والے کو ترجمہ پس جبکہ اوتری یہ آیۃ یا ایہا الذین امنوا الخ یعنے اے ایمان والو نہ بلند کرو آوازیں اپنی اوپر
آواز نبی کے آخر آیۃ تک تو بیٹھ رہے ثابت اپنے گھر میں اور بند کیا اپنے تئیں آنحضرت کے پاس آنے جانے سے پوچھا آنحضرت نے سعد بن
معاذ سے یعنے اسلیے کہ وہ رئیس انکے تھے پس فرمایا کیا حال ہے ثابت کا کہ نہیں آتا اور نہیں دکھائی دیتا کیا بیمار ہے ف ظاہرا صدق حال ثابت
کے نے تاثیر کی اور باعث آنحضرت کے خبر پوچھنے کا ہوا کہ انکا حال پوچھا یعنے حالت تشویش چہ با ثابت کہ ہوئے مشرح وہم کے گھر آ سعد ولی
اثر خواہد کرد پس گویا سعد متحیر ہوئے جواب میں کچھ نہ جانا خوب انکو سو آیا سعد جبکہ آئے ثابت کے پاس اور ذکر کیا انسے قول آنحضرت کا کہ انکو آپ
پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے اسکا بیمار ہے کہ نہیں آتا پس کہا ثابت نے کہ نازل ہوئی ہے آیۃ یعنے یا ایہا الذین امنوا الخ کہ جو اوپر گذری کہ منع کرتی ہے آواز بلند
کرنے سے اوپر آواز آنحضرت کے اور تحقیق تم جانتے ہو اے یارو کہ میں بہت بلند ہوں تم میں از روئے آواز کے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی
آواز پر یعنے بسبب جبلت کے پس میں اہل دوزخ سے ہوں ف ثابت اجماع ہوئے عمل انکے جیسے کہ حکم کرتی ہے آیۃ کریمہ پس ثابت یہ بات سمجھکر کہ پھر یہ
اور یہ نہ سمجھے کہ مراد اس سے بلند کرنا آواز کا ہے باختیار و قصد کہ مقتضی ہے بے ادبی کا ثابت نے پس ذکر کیا سعد نے یہ قول ثابت کا روبروئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اہل بہشت سے ہے نقل کی یہ مسلم نے ف یعنے اس جہت سے کہ مبالغہ کیا اوپر میں
حتے کہ وہ جائز رکھا بلند کرنا آواز جبلی کا یعنی اور واقع ہوا مصداق اسکا کہ وہ شہید ہوئے جنگ یمامہ میں ہمراہ ابوبکر صدیق کے آیا ہے کہ جب جنگ مسیلمہ کذاب
کی واقع ہوئی تو پہنا ثابت نے کفن اپنا اور اسکو پہنکر لڑے اور کفن ہی میں مارے گئے رضی اللہ تعالی عنہ اور اس حدیث میں اشکال یہ وارد ہوتا ہے
کہ آیۃ مذکورہ اتری سن نو میں اور سعد بن معاذ مرے پہلے اسکے سن پانچ میں اور جواب اسکا یہ دیا گیا ہے کہ جو کچھ نازل ہوا بیچ قصہ ثابت کے فقط ذکر
نہ بلند کرنے آواز کا تھا یعنے یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم الخ نہ اول سورت کا یعنے یا ایہا الذین امنوا لا تقدموا بین یدی اللہ الخ (وعن ابی ہریرۃ
قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ نَزَلَتْ سُورَةُ الْجُمُعَةِ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ قَالُوا مَنْ هٰؤُلَاءِ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ
وَفِينَا سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ عَلَى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهُ رِجَالٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)
اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا تھے ہم بیٹھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ناگہاں اتری سورہ جمعہ پس جبکہ اتری اور پہونچی یہ آیۃ وآخرین منہم
لما یلحقوا بہم الخ مضمون آیۃ کا یہ ہے کہ اور اس جماعت سے کہ بھیجا ہے خداوند تعالی نے پیغمبر کو طرف انکے وہ ہیں کہ ہنوز نہیں آئے اور نہیں ملے
ساتھ جماعت اصحاب کے کہ امی ہیں ف یعنے عرب ہیں اور اٹھائے گئے ہیں درمیان انکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا طیبی
نے یعنے بھیجا اللہ تعالی نے آنحضرت کو بیچ امیوں کے کہ جو حضرت کے زمانہ میں تھے اور بیچ اوروں کے امیوں میں سے کہ نہیں ملے
وہ ساتھ انکے ابتک اور ملیں گے وہ صحابہ کے اور وہ بعد صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کے ہیں یعنے تابعین ترجمہ کہا صحابہ نے کون ہیں یہ جماعت
کہ ہنوز نہیں آئے یا رسول اللہ کہا ابوہریرہ نے کہ بیٹھے تھے درمیان ہمارے سلمان فارسی کہا ابوہریرہ نے پس رکھا آنحضرت نے دست مبارک
اپنا سلمان پر یعنے انکے مونڈھے پر پھر فرمایا اگر ہوتا ایمان نزدیک ثریا کے تحقیق لیتے اور پاتے اسکو کتنے شخص انہیں سے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے
ف یعنے قوم فارس انہیں سے اور مراد مطلقا عجم ہیں غیر عرب کے مقصود و یہ ہے کہ وہ جماعت کہ ہنوز نہیں آئے اور نہیں ملے ہیں اہل عجم ہیں تابعین
سے اور وہ ساتھ اس صفت کے ہیں کہ اگر دین و ایمان آسمان پر ہو تو پاویں اور پہونچیں اسکو غرض تعریف ہے سلمان کی ہے کہ عجمی ہیں اور اکثر تابعین
عجم سے ہیں اور صحابہ عرب سے اور پایا شیوع ظاہر ہوئی ایسی فراخی علم و اجتہاد کی تابعین میں کہ ویسی ظاہر نہیں ہوئی انکے غیروں میں یعنے بعد صحابہ
کے اور باوجود اسکے خصوصیت اور بزرگی جو صحابہ کے نزدیک رکھتے تھے ظاہر ہے اور کنیت سلمان کی ابو عبداللہ ہے غلام آزاد تھے رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم کے یہود سے انکو خرید ا اور آزاد کیا اور وہ شمار صحابہ سے ہین اصل انکی فارس سے ہے قوم رام ہرمز سے کہ گھوڑے ابلق ہوتے تھے اور وہ دین کی طلب مین رہتے تھے پس اول تو دین نصرانیہ اختیار کیا اور پڑھی کتاب اور صبر کیا اسمین اور مشقتون پے در پے کے پھر پکڑا انکو ایک قوم نے عرب مین سے اور بیچ ڈالا انکو یہود کے ہاتھ اور کہتے ہین کہ وہ کچھ اوپر دس شخصون کے ملک مین آئے نوبت بنوبت یہان تک کہ پہونچے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ رونق افروز ہوئے آپ مدینہ مین اور فرمایا آنحضرت نے کہ سلمان اہل جنت سے ہے اور یہ ایک ہی انتین سے کہ مشتاق ہوئی انکی جنت اور بڑی عمر ہوئی انکی بعضے کہتے ہین تین سو پچاس برس کی تھی اور بعضے کہتے ہین اڑھائی سو برس کی اور صحیح یہی ہے پس آخر عمر مین مقصود کو پہونچے کہ نبی آخر الزمان کی ملازمت مین حاضر ہوئے اور یہ اپنے ہاتھ کے کسب سے کھایا کرتے تھے اور تصدق کرتے تھے عطا اپنی اور مناقب اور فضائل انکے بہت ہین تصریح کی انکی نبی علیہ السلام نے اور مدح انکی بہت حدیثون مین آیا اور مرے وہ مدائن مین سنہ پینتیس مین (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِيْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَاُمَّهُ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمَا الْمُؤْمِنِيْنَ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الٰہی محبوب کر دے اس چھوٹے بندہ اپنے کو یعنے ابوہریرہ کو اور محبوب کر دے انکی مان کو طرف مسلمانون کے یعنے ایسا کر کہ محبوب مسلمانون کے ہون یہ بیکس و نامراد ہین اور محبوب کر دے طرف انکے مسلمانون کو کہ یہ مسلمانون کو دوست رکھین اور محبوب و محب مسلمانون کے ہون نقل کی یہ مسلم نے (وَعَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ اَتٰى عَلٰى سَلْمَانَ وَصُهَيْبٍ وَبِلَالٍ فِيْ نَفَرٍ فَقَالُوْا مَا اَخَذَتْ سُيُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عُنُقِ عَدُوِّ اللّٰهِ مَاْخَذَهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اَتَقُوْلُوْنَ هٰذَا لِشَيْخِ قُرَيْشٍ وَسَيِّدِهِمْ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَقَالَ يَا اَبَا بَكْرٍ لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ فَاَتَاهُمْ فَقَالَ يَا اِخْوَتَاهُ اَغْضَبْتُكُمْ قَالُوْا لَا يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا اَخِيْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے عائذ بن عمرو سے کہ تحقیق ابوسفیان بن حرب اموی والد معاویہ کا آیا یعنے گذرا حالت کفر مین سلمان فارسی اور صہیب رومی اور بلال حبشی پر کہ تھے بیچ جماعت اور صحابہ کے فقیر اور یہ آنا ابوسفیان کا مدینہ مین تھا بعد صلح حدیبیہ کے واسطے تجدید اور مضبوط کرنے اس عہد کے کہ مشرکان قریش نے مقدمات غدر اور عہد شکنی کے برپا کیے تھے پس آیا ابوسفیان اور اس جماعت صحابہ نے دیکھا اسکو تو کہا پس کہا انھون نے کہ نہین لیا خدا تعالےٰ کی تلوارون نے یعنے بندگان خدا کی تلوارون نے کہ بحکم خدا کام کرتی تھی گردن اس دشمن خدا کی سے جگہ لینا اپنی کو یعنے اپنے حق اسکی گردن سے یعنے حیف کہ یہ مشرک یعنے ابوسفیان اب تک ہمارے ہاتھ سے نہین مارا گیا پس کہا ابوبکر نے یعنے سنکر کہ آیا کہتے ہو تم اس بات کو واسطے شیخ قریش کے اور سردار انکے کے کہ ابوسفیان ہے فقط اور حضرت ابوبکر نے یہ بات کہی واسطے مائل کرنے ابوسفیان کے دل کے اور رعایت ہے امان طلب کرنے کے جیسے کہ آنحضرت بھی کبھی استمالۃ خاطر بعضے مشرکون کا کہ سردار قبیلہ کے ہوتے تھے کیا کرتے تھے پھر آئے ابوبکر صدیق حضرت کے پاس پس خبر دی آنحضرت کو اس قصہ کی کہ جو گذرا درمیان انکے اور ان صحابہ کے پس فرمایا آنحضرت نے اے ابوبکر شاید غصہ دلایا تو نے انکو البتہ قسم خدا کی اگر غصہ دلایا تو نے انکو یعنے اس جہت سے کہ وہ مومن محب و محبوب اللہ تعالےٰ کے ہین تو البتہ تحقیق غصہ دلایا تو نے اپنے پروردگار کو یعنے اس جہت سے کہ رعایت کی تو نے جانب کافر کے پس آئے ابوبکر انکے پاس یعنے عذر خواہی کے لیے پس کہا اے بھائیو میرے کیا غصہ دلایا مین نے تمکو اور رنجیدہ ہوئے تم کہا انھون نے نہین غصہ دلایا تم نے ہمکو اور نہین رنجیدہ ہین ہم تم سے بخشے تجکو خدا تعالےٰ اے بھائی میرے نقل کی یہ مسلم نے فقط ظاہر یہ تھا کہ کہا جاتا یا اخانا یعنے اے بھائی ہمارے اور شاید کہ یہ حکایت ہے قول ہر ہر واحد کی کہا نووی نے کہ ضبط کیا ہے اسکو علما نے ساتھ پیش ہمزہ کے اور بعضے نسخون مین ساتھ زبر ہمزہ کے لکھتے اور بیچ نسخہ سید جمال الدین کے اور بہتون کے اصول معتمدہ سے ساتھ تصغیر کے اور زیر ی کے اور ایک نسخہ مین ساتھ زیر ہمزہ اور جزم ہے کے ہے اور جائز ہے زبر اسکا بھی اس حدیث مین بڑی فضیلت ہے فقرا صحابہ کی

کی اور رغبت دلائی اُمتین اُنکے تعظیم اور تکریم کرنے کی اور رعایت خاطر اُنکے کی سے ولا خوش باش کان سلطان دین را بعد ہر وفتیان ومسکینان
ہوئے ہیں حضرت صہیب بن سنان ہوئے یعنی غلام آزاد عبد اللہ بن جدعان تیمی کے ہیں کنیت اُنکی تھی ابو یحییٰ مکان اُنکے تھے زمین موصل میں
درمیان دجلہ اور فرات کے بیچ لوٹا روم نے اس جانب کو اور بندی میں پکڑ لے گئے اُنکو اور یہ لڑکے تھے خرد سال پس نشو و نما ہوئے روم کے پھر
خرید اُنکو روم والوں سے قبیلہ کلب نے پھر لائے کلب اُنکو مکہ میں پس خرید اُنکو عبد اللہ بن جدعان نے اور آزاد کر دیا اُنکو پس رہے یہ اسکے ساتھ یہاں تک
کہ مر گیا وہ اور بعضے کہتے ہیں کہ صہیب بڑے ہوئے بیچ روم میں اور عقل آئی اُنکو تو بھاگے اُنکے پاس سے اور آئے مکہ میں اور مقیم ہوئے عبد اللہ بن جدعان کے
ساتھ اور اسلام لائے ابتدا اسلام میں بیچ مکہ کے کہتے ہیں کہ وہ اور عمار بن یاسر مسلمان ہوئے ایک دن میں اس حال میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
دار ارقم میں تھے بعد چند اوپر تیس شخصوں کے اور تھے یہ ان ضعیفوں میں سے کہ عذاب دیے جاتے تھے اللہ کی راہ میں بیچ مکہ کے پھر ہجرت کی اُنہوں نے
طرف مدینہ کے اور نازل ہوئی اُنکے حق میں یہ آیۃ (ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ) اور مرے یہ سن اڑتیس میں بیچ مدینہ کے ستر برس کی
عمر میں اور دفن کیے گئے بقیع میں اور ابو سفیان کا حال آگے مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالے (وعن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال آیۃ الایمان
حب الانصار وآیۃ النفاق بغض الانصار متفق علیہ) اور روایت ہے انس سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا نشانی ایمان کی یعنی
کمال ایمان کی محبت انصار کی ہے یعنی سب انصار کی اور نشانی نفاق کی دشمنی انصار کی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فائدہ انصار جمع ناصر کی
اور یا نصیر کی اور مراد نصرت یعنی مدد کرنے والے آنحضرت کے ہیں اور انصار دو قبیلہ ہیں اوس اور خزرج کہ دو بھائی تھے کہ انصار اولاد انکی ہیں اور اُنکے
درمیان میں ایک مدت سے برابر جنگ و عداوت تھی اور ساتھ علاقہ اسلام و توحید کے عداوت مبدل ساتھ محبت کے ہوئی اور آنحضرت نے اُنکا لقب
انصار رکھا کہ ساتھ اسکے مشہور و ممتاز ہوئے اور بعد اُنکے اُنکی اولاد اور موالی پر یہ نام باقی رہا اور اُنکی تعریف قرآن میں موجود ہے اور یہ درجہ پایا اُنہوں نے
بسبب ٹھکانا دینے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مدد کرنی اُنکی آنحضرت کی موجب عداوت کفار عرب و عجم کی ہوئی ساتھ اُنکے پس ضرور ہوئی یہ بات کہ
محبت اُنکی علامت ایمان کی ہوئی اور عداوت اُنکی علامت کفر و نفاق کی اور کمال محبت اُنکی موجب کمال ایمان کی اور نقصان محبت اُنکی موجب
نقصان ایمان کی اور اگر بسبب مدد کرنے اُنکے کے عداوت رکھی تو یقین ہے کہ موجب کفر حقیقی کے ہوگی (وعن البراء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول الانصار لا یحبہم الا مؤمن ولا یبغضہم الا منافق فمن احبہم احبہ اللہ ومن ابغضہم ابغضہ اللہ متفق علیہ) اور روایت کی براء
بن عازب انصاری نے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے انصار نہیں دوست رکھتا اُنکو مگر مؤمن یعنی کامل اور نہیں بغض
رکھتا اُنسے مگر منافق یعنی منافق حقیقی یا مجازی اور وہ فاسق ہے مشابہ منافق کے پس جو کوئی دوست رکھے انصار کو دوست رکھیگا اُسکو اللہ اور
جو شخص دشمن رکھے اُنکو دشمن رکھیگا اُسکو اللہ نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وعن انس قال ان ناسا من الانصار قالوا حین افاء اللہ علی رسولہ
من اموال ہوازن ما افاء فطفق یعطی رجالا من قریش المائۃ من الابل فقالوا یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا ویدعنا
وسیوفنا تقطر من دمائہم فحدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمقالتہم فارسل الی الانصار فجمعہم فی قبۃ من ادم ولم یدع معہم احدا
غیرہم فلما اجتمعوا جاءہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما حدیث بلغنی عنکم فقال لہ فقہاؤہم اما ذوو رأینا یا رسول اللہ فلم یقولوا شیئا
واما اناس منا حدیثۃ اسنانہم قالوا یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا ویدع الانصار وسیوفنا تقطر من دمائہم فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فانی اعطی رجالا حدیثی عہد بکفر اتألفہم اما ترضون ان یذہب الناس بالاموال وترجعون الی رحالکم برسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قالوا بلی یا رسول اللہ قد رضینا متفق علیہ) اور روایت کی انس نے کہ کہا تحقیق بعضے آدمیوں نے انصار میں سے کہا

جس وقت کہ غنیمت دی اللہ نے اپنے رسول کو اموال ہوازن سے کہ نام ایک قبیلہ مشہور کا ہی وہ چیز کہ دی فے اس عبارت مین اشارہ ہی کثرت انکے اموال پر اسلیے کہ غنیمت جو حاصل ہوئی اُس قبیلہ سے بہت تھی چنانچہ روایتون مین آیا ہی کہ چھ ہزار بندے تھے اور چوبیس ہزار اونٹ اور چار ہزار اوقیہ چاندی کے اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہی اور کچھ اوپر چالیس ہزار بکریان تھین اور ایک روایت مین آیا ہی کہ کثرت بکریون کی خارج از حصر تھی تو حضرت نے شروع کیا دینا کتنے ایک شخصون کو قریش مین سے سو اونٹ کا فے اور وہ مکہ کے رہنے والے تھے اور تھے نو مسلم کہ فتح مکہ مین اسلام لائے تھے اور ہنوز ایمان نے انکے دلون مین قرار نہ پکڑا تھا اور انکو مولفۃ القلوب کہتے ہین پس انکو حضرت نے دینا شروع کیا سو سو اونٹ واسطے تالیف قلوب کے کہ الفت اسلام کی انکو پیدا ہو اور انھین ابوسفیان والد معاویہ کے بھی تھے اور دیتے تھے سابقین کو مہاجرین اور انصار مین سے سو سے کم اور یہ تقسیم جعرانہ مین ہوئی وقت پھرنے حضرت کے طائف سے غرضکہ پس کہا ایک جماعت نے انصار مین سے کہ بخشے خدا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتے ہین قریش کو یعنے بہت سا کچھ اور ترک کرتے ہین ہمکو یعنے نہین دیتے ہین ہمکو بہت اور تلوارین ہماری یعنے جماعت انصار کی ٹپکتی ہین انکے خونون سے فے یعنے ٹپکتی ہین خون قریش کے ہماری تلوارون سے بسبب لڑنے کے انسے اسلام لانے کے پہلے اور یہ کہا انھون نے بگمان اسکے کہ آنحضرت رعایت کرتے ہین اپنی قوم کی قریش مین سے فے پس خبر دی گئی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو انصار کی گفتگو کی کہ آنحضرت کو خبر پہونچائی لوگون نے کہ بعضے انصاریون نے کہتے ہین پس کسی کو بھیجا آنحضرت نے انصار کے پاس اور جمع کیا انکو بیچ ایک خیمہ کے کہ بنا ہوا تھا چمڑے سے اور نہ بلایا ساتھ انکے کسی کو سوائے انکے پس جب جمع ہوئے انصار آئے انکے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس کہا آنحضرت نے کیا ہے یہ بات کہ پہونچی ہی مجکو تمھاری جانب سے پس کہا دانایون اور عقلا انکے نے اہل عقل دین ہماری نے یا رسول اللہ لیکن نہین کہا ہی کچھ یعنے اس بات کو کسی نے ہم مین سے اور اہل رائے ہمارے ذی عقل نے لیکن کتنے ایک لوگون نے ہم مین سے کہ نئے ہین سن انکے یعنے نو عمر و نوجوان ہین کہا کہ بخشے اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ دیتے ہین قریش کو اور چھوڑتے ہین انصار کو اور تلوارین ہماری ٹپکتی ہین انکے خونون سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلاشبہ دیتا ہون مین یعنے اس مال مین سے کتنے ایک شخصون کو کہ جدید العہد ہین ساتھ کفر کے یعنے نو مسلم ہین طلب کرتا ہون مین الفت انکی اسلام سے یعنے اس سبب سے دیتا مال کے نہ کچھ اور غرض سے کے لیے دیتا ہون کیا نہین راضی ہو تم اے انصار اس سے کہ مال لیجاوین لوگ یعنے غیر تمھارے مولفۃ القلوب اور پھر جاؤ تم طرف مکانون اپنے کے مدینہ مین ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا انھون نے یا رسول اللہ تحقیق راضی ہوئے ہم نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فے کیا خوب کہا ہی کسی نے بیت رضینا قسمۃ الجبار فینا ٭ لنا علم وللاعداء مال ٭ فان المال یفنی عن قریب ٭ وان العلم باق لا یزال ٭ و عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لولا الہجرۃ لکنت امرأ من الانصار ولو سلکت الناس وادیا وسلکت الانصار وادیا او شعبا لسلکت وادی الانصار وشعبہا الانصار شعار والناس دثار انکم سترون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی علی الحوض رواہ البخاری ترجمہ اور روایت ہی ابوہریرہ سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر نہ ہوتی ہجرت تو البتہ ہوتا مین ایک شخص انصار مین سے فے نہین مراد ہی اس سے انتقال نسب ولادی سے اسلیے کہ وہ حرام ہی معہذا نسب آنحضرت کا افضل اور بزرگتر ہی سب نسبون مین بلکہ مراد اس سے نسب بلادی ہی اور معنے اسکے یہ ہین کہ اگر نہ ہوتی ہجرت دین سے اور نہ ہوتی نسبت اسکی دینی کہ نہین گنجایش رکھتا ہی مجکو ترک کرنا اسکا اسلیے کہ ہجرت تھی ایسی عبادت ہی کہ حکم کیا گیا تھا مین ساتھ اسکے تو البتہ منتسب ہوتا مین طرف دار تمھارے کے اور پھرتا اس اسم سے طرف اسم تمھارے کے حاصل یہ کہ اگر نہ ہوتی نسبت ہجرت کا اور فضیلت اسکی تو انتساب کرتا مین ساتھ انصار کے اور دیار انکے کے اور انتقال کرتا مین اسم مہاجرین سے طرف اسم انصار کے اسمین بیان ہی اکرام انصار کا اور فضیلت نسب نصرت کا اور باوجود اسکے اسمین اشارہ ہی اوپر افضلیت ہجرت کے اور بزرگی رتبہ مہاجرین کے

اسلیے کہ اُنھون نے چھوڑا وطن اور اہل اور اولاد اپنی خدا اور رسول کی محبت مین اور نصرت اور ایثار فضیلت کا کام ہے ولیکن ساکن تھے انصار اپنے وطن
اور قبیلہ اور قرابتیون مین پس بہ ہجرت کے فضیلت نصرت کی ہے اور اسبب مہاجرین کے انصار کی اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ مین ممتاز نہین ہوا
انصار سے مگر بسبب فضیلت ہجرت کے اور اگر ہجرت نہوتی تو ایک انہین سے ہوتا مین اور برابر اور مثل اُنکے ہوتا مرتبہ مین اور اسمین نہایت تواضع
حضرت کی اور رفعت منزلت انصار کی ہے ترجمہ اگر چلین لوگ ایک وادی یعنے راہ حسی یا معنوی مین اور چلین انصار اور راہ مین یا فرمایا شعب یعنے
درہ پہاڑ مین تو چلون مین وادی انصار مین یا شعب جماعت انصار کی مین ف ع ح اور چھوڑ دون مین چلنا تمام لوگون کی راہ مین کا وادی فرجہ یعنے
کشادگی درمیان دو پہاڑون اور ٹیلون کے جمع اسکی اودیہ ہے اور شعب ساتھ زیر شین اور جزم عین کے راہ پہاڑ مین اور فرجہ درمیان پہاڑ کے
اور مراد یہ ہے کہ حجاز کی زمین مین وادی اور شعب بہت ہوتے ہین پس جب کسی شعب مین جاتا ہے تو اسکی قوم بھی اسکے پیچھے پیچھے وہین چلتی ہے یہان تک کہ
پہونچے وگڑی پس فرمایا کہ اگر انصار کسی راہ مین چلین اور اور لوگ اور راہون مین تو مین اُسی راہ مین چلون جس مین انصار چلے اسمین بیان ہے کمال عنایت کا
اُنکی حال پر اور دوسری وجہ اسمین یہ ہے کہ مراد وادی اور شعب سے رائے اور مذہب ہے یعنے اگر اختلاف کرین لوگ رائے و مذہب مین تو اختیار کرون مین انصار
کی رائے و مذہب کو اور موافق ہون مین ساتھ اُنکے مقصود حسن موافقت اور مرافقت ہے ساتھ اُنکے بسبب اسکے کہ بااخلاف کیا اُنہے حسن وفا اور اچھی ہمسایگی کا اور
نہ یہ مراد ہے کہ مین اتباع انکا کرون اور محتاج ہون انکا اسلیے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متبوع مطلق ہین اور سب تابع اُنکے ہین ت انصار بمنزلہ شعار
کے ہین اور باقی لوگ مانند دثار کے ف ع شعار شین کے زیر سے کپڑا اندر کا کہ متصل بدن اور شعر یعنے بدن کے بالون سے ہوتا ہے اور دثار دال کے
زیر سے کپڑا باہر کا کہ شعار کے اوپر پہنا جاتا ہے جیسے چادر اور مانند اسکے کے تشبیہ دی انصار کو ساتھ شعار کے بسبب راسخ ہونے صداقت اُنکی کے اور خاص
محبت انکی کے اور معنے یہ ہین کہ انصار بہت قریب ہین طرف میرے سب لوگون مین باعتبار مرتبہ و منزلت کے ت تحقیق تم اے انصار دیکھو گے
پیچھے میرے ترجیح اور اختیار کرنا لوگون کا پس صبر کرنا تم یہان تک کہ ملو تم مجھسے حوض پر نقل کی یہ بخاری نے ف ح اور اثرہ ساتھ زبر ہمزہ اور ثا
مثلثہ کے اور ساتھ پیش ہمزہ اور جزم مثلثہ کے اور ساتھ زیر اسکے کے بھی اسم ہے ایثار سے بمعنے اختیار کرینگے یعنے لوگ اپنے تئین ترجیح دینگے اور مقدم
رکھینگے تمپر اور آپ امرا ہونگے اور وہ لوگ کہ کم رتبہ مین تمسے بالاتر اور زائد تر ہونگے بسبب امارت کے اور بلاشبہہ یون ہی واقع ہوا جو کچھ کہ خبر دی تھی اُن
مخبر صادق نے خصوصاً امیر المومنین عثمان کے زمانہ مین اور اور بعضے کہتے ہین کہ بنی امیہ غالب آگئے یا یہ معنے ہین کہ امرا آپ ہی غنیمت وغیرہ سے لیا
کرینگے اور اپنے تئین ترجیح و فضیلت دینگے تمپر یا تمسے کم رتبہ کو تمپر فضیلت دینگے ت پس صبر کرنا تم اس ایثار پر یہان تک کہ ملو تم مجھسے حوض کوثر پر
ف ع ح یعنے پس اسوقت جبر نقصان تمھاری خاطر شکستہ کا ہو جائیگا کہ میری زیارت اور وہان کی نعمتون سے مسرور ہوگے اور یہ بشارت ہے انکے لیے
ساتھ داخل ہونے جنت کے بدلے مین انکے صبر کے اور آیا ہے کہ بعضے انصار معویہ کے پاس انکے امارت کے زمانہ مین بعضے مہاجرین کی شکایت لیکر آئے
پس کچھ پرواہ نہ کی اُنھون نے اُسکی پس کہا انصاری نے کہ سچ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھو گے تم پیچھے میرے اثرہ یعنے اختیار و ترجیح
کو کہا معویہ نے کہ تمکو کیا حکم کیا ہے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا صبر کرنے کا معاویہ نے کہا پس صبر کرو تم کہ تمکو حکم فرمایا ہے اسکا (وعنہ) قال کنا مع
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح فقال من دخل دار ابی سفیان فھو امن ومن القی السلاح فھو امن فقالت الانصار اما الرجل فقد
اخذتہ رافۃ بعشیرتہ ورغبۃ فی قریتہ ونزل الوحی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قلتم اما الرجل فقد اخذتہ رافۃ بعشیرتہ ورغبۃ فی قریتہ
کلا انی عبد اللہ ورسولہ ھاجرت الی اللہ والیکم المحیا محیاکم والممات مماتکم قالوا واللہ ما قلنا الا ضنا باللہ ورسولہ قال فان اللہ ورسولہ یصدقانکم
ویعذرانکم رواہ مسلم اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا تھے ہم ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے دن فتح مکہ کے پس فرمایا آپ نے جو شخص

کہ داخل ہوا ابوسفیان کے گھر میں اُس دن وہ امن میں ہے ف ح آیا ہے کہ جب ابوسفیان اسلام لائے تو عباس نے کہا یا رسول اللہ یہ ایک شخص ہے کہ دوست رکھتا ہے
فخر و بزرگی کو پس مقرر کیجیے اسکے لیے ایک چیز کہ اُس سے مفتخر ہو پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ داخل ہوا ابوسفیان کے گھر میں
الخ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے بیچ ایام ایذا رسانی قریش کے آنحضرت کو امن دیا تھا اور آیا تھا آپکو اپنے گھر میں پس یہ مکافات اسکی تھی آنحضرت
کی طرف سے ابوسفیان کے لیے اور ابوسفیان بیٹا صخر کا بیٹا حرب کا قریشی والد معاویہ کا پیدا ہوا دس برس پہلے سال فیل کے اور تھا اشراف قریش سے
ایام جاہلیت میں اسلام لایا روز فتح مکہ کے اور تھا مولفۃ القلوب سے اور حاضر ہوا جنگ حنین میں اور دیے اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ اور
چالیس اوقیہ بیچ جملہ مولفۃ القلوب کے اور پھوٹی آنکھ اُنکی روز طائف کے پس ہمیشہ کانے رہے روز یرموک تک پھر لگی اُنکی دوسری آنکھ میں تیر پس وہ
بھی پھوٹ گئی مرے وہ سنہ چونتیس میں بیچ مدینہ کے اور دفن کیے گئے بقیع میں ترجمہ جو کوئی کہ ہتھیاروں سے ڈال دے ہتھیار پس وہ بھی امان میں ہے پس کہا
انصار نے یعنی بعضے انصار نے یہ شخص یعنی آنحضرت پکڑا ہے اسکو مہربانی نے اپنی قوم پر اور میل اور رغبت نے اپنی بستی والوں یعنی اہل مکہ میں
بحکم جبلت بشریہ کے ف ح جب انصار نے دیکھی عنایت اور رعایت آنحضرت کی بہ نسبت ابوسفیان کے کہ نہایت عداوت رکھتا تھا پہلے حضرت سے
اور اب اُسکے حق میں ایسا کچھ فرمایا متحیر ہوئے اور تعجب کیا اور ازروے غیرت اور سادگی کے کلام مذکور کہا ب ت اور اتری وحی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
پر کہ انصار ایسا ایسا کچھ کہتے ہیں فرمایا آنحضرت نے اے انصار تم نے کہا ہے کہ اما یہ شخص پکڑا اسکو مہربانی نے اپنی قوم پر اور رغبت یعنی محبت نے اپنی بستی والوں
میں ایسا نہ کہو اور ایسا نہیں ہے ف ع یعنی نہیں ہے امر ایسا کہ جیسا کہ تمھارے وہم میں آیا کہ میں اقامت کرونگا مکہ میں اسلیے کہ ہجرت میری طرف مدینہ کے
خالص اللہ کے لیے ہوئی جیسا کہ بیان کیا اُسکو ساتھ قول اپنے کے ب ت بلاشبہ میں بندہ اللہ کا ہوں اور رسول اُسکا ف ع یعنی ہونا میرا اس صفت پر
مقتضی ہے اسکو کہ نہ عود کروں میں طرف اُس شہر کے کہ چھوڑا میں نے اسکو اللہ کے لیے اور نہ رغبت کروں میں اُس شہر میں کہ ہجرت کی میں نے اُس
طرف اللہ کے ب ت ہجرت کی میں نے طرف اللہ کے یعنی طرف ثواب اُسکے کے پایا سو اُسکے کے اور طرف تمھارے ف ع یعنی طرف دیار
تمھارے کے واسطے میل خاطر ہونے تمھارے کے طرف میرے اور طرف اور مہاجرین کے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالے نے والذین تبوؤا الدار والایمان من
قبلھم یحبون من ہاجر الیھم اور خلاصہ اسکا یہ ہے کہ قصد ہجرت کرنے میں تھا طرف اللہ کے اور ہجرت کرنی ہوئی اپنی قوم کی طرف سے طرف واسطے تمھارے کے
ب ت زندگانی میری یا جگہ زندگانی میری کی زندگانی تمھاری یا جگہ زندگانی تمھاری کی ہے ف ح یعنی جدا نہیں ہونگا میں تمسے حیات میں اور نہ ممات
میں میں ساتھ تمھارے ہوں اور تم ساتھ میرے خاطر اپنی جمع رکھو ب ت عرض کیا انصار نے قسم ہے خدا کی نہیں کہا ہمنے یعنی جو کچھ کہا مگر بسبب بخل کے
ساتھ خدا کے یعنی ساتھ نعمت اور فضل اُسکے کے ہمپر اور رسول اُسکے کے ف ح یعنی شرف ہمسائگی اور صحبت اُنکی کے اور غیرت کرنے اور روا نہ رکھنے
میل و محبت تمھاری کے ساتھ اوروں کے کہ مبادا عنایت اور محبت اور ہمسائگی اور صحبت اُنکی سے محروم ہو ویں ہم اور غیرت لازم ہے محبت کو اور محب ہرگز
نہیں چاہتا کہ ایکدم نظر محبوب کی غیروں پر پڑے بیت غیرتم با تو چنانست کہ گر دست دہد * نہ گذارم کہ در آئی بخیال دگران * حاصل یہ کہ مراد انکی یہ تھی کہ
تم جیسی نعمت اللہ نے ہمیں دی اور آدمی مجبول ہے اقارب اور وطن کی محبت پر پس ڈرے ہم اس سے کہ میل کرو تم ہمسے طرف اُنکی پس تحریک کی ہمنے
آپ سے ساتھ اس کلام کے اور آزمایا ہمنے آپکو تو کہ کھلجاوے ہمپر مقصد پس نہیں وارد ہوتا ہے اعتراض اُنپر کہ کیونکر کہا اُنھوں نے یہ قول باوجود فرمانے
اللہ تعالے کے لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا یعنی نہ مقرر کرو تم پکارنا رسول کا مانند پکارنے بعضے تمھارے کے بعض کو ب ت فرمایا
حضرت نے پس تحقیق اللہ اور رسول اُسکا تصدیق کرتے ہیں تمھاری اور راست گو جانتے ہیں تمکو اور قبول کرتے ہیں عذر تمھارے نقل کی یہ مسلم نے
(وعن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رای صبیانا ونساء مقبلین من عرس فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اللھم انتم من احب الناس

اِلَیَّ اَللّٰھُمَّ اَنْتُمْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ یعنی الانصار مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ اور روایت ہے انس سے یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا لڑکون اور عورتون کو یعنی
انصار کے آتے ہوئے طعام شادی یا دعوت وغیرہ کے سے پس کھڑے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی انکی راہ پر انکے ملنے کے لیے پھر خطاب کیا
انکی طرف ساتھ قول اپنے کے خداوندا تم محبوب ترین جو لوگون ہین سے طرف میرے خداوندا تم محبوب ترین ہو لوگون مین سے طرف میرے ف ع
کہ کہا اسکو تاکید کے لیے اور بعضے نسخون مین ہے اللہم بجاے اللہم کے اور صحیح بخاری مین ہے کہ کہا اسکو تین بار فرمایا اور یہ موید ہے روایت مسلم کی جسمین
مراد لیتے تھے آنحضرت ساتھ قول اپنے کے انتم جماعت انصار کو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ح اور من اللہم کے یا تو قسم کے ہین یا یہ معنی ہین اسکے
کہ خداوندا تو جانتا ہے میرے صدق کو اس چیز مین کہتا ہون مین کہ جب دیکھا آنحضرت نے اس جماعت کو اور خوش ہوے انکے دیکھنے سے اور جوش محبت
پر خبر دی آنحضرت نے اسکی اور گواہ کیا حق سبحانہ کو اسپر بسبب کمال عنایت اور کرامت کے (وَعَنْہُ قَالَ مَرَّ اَبُوْبَکْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ
الْاَنْصَارِ وَھُمْ یَبْکُوْنَ فَقَالَا مَا یُبْکِیْکُمْ قَالُوْا ذَکَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ اَحَدُھُمَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَہٗ بِذٰلِکَ
فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَبَ عَلٰی رَاْسِہٖ حَاشِیَۃَ بُرْدٍ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ یَصْعَدْہُ بَعْدَ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِیْکُمْ
بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّھُمْ کَرِشِیْ وَعَیْبَتِیْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِیْ عَلَیْھِمْ وَبَقِیَ الَّذِیْ لَھُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِھِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِیْئِھِمْ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ) اور یہ بھی روایت
ہے انس سے کہ کہا گزرے ابوبکر اور عباس ایک مجلس پر انصار کی مجلسون مین سے اس حال مین کہ اہل مجلس روتے تھے یعنی آنحضرت کے
ایام مرض مین پس کہا ابوبکر و عباس نے کہ کس چیز نے رولایا تمکو یعنی کیون روتے ہو کہا انصار نے اس سبب سے روتے ہین ہم کہ یاد کی ہمنے
مجلس آنحضرت کی ہمنشینی اپنے پس آئے ایک انمین سے یعنی عباس یا ابوبکر آنحضرت کے پاس اور خبر دی آنحضرت کو انصار کے رونے کی بسبب یاد
آنے مجلس شریف کے پس باہر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس حال مین کہ تحقیق باندھا تھا اپنے سر مبارک پر کنارہ چادر کا یعنی بہیئت عصابہ یعنی پٹی کے واسطے
دفع درد سر کے بسبب شدت کے پس چڑھے آنحضرت منبر پر یعنی خطبہ پڑھنے کے لیے اور نہ چڑھے منبر پر اور نہ پڑھا خطبہ بعد اس دن کے یعنی یہ آخری خطبہ
پڑھا پس حمد کی اللہ کی یعنی شکر کیا اسکی نعمتون کا اور ثنا کی اسپر یعنی کامل پھر فرمایا آنحضرت نے وصیت کرتا ہون مین تمکو اے لوگو یا مہاجرو رعایت اور حمایت
اور احسان کرنے کی انصار پر اسلیے کہ وہ شکمبہ اور جامہ دانی میری ہین ف ع کرش ساتھ زبر کاف اور زیر رے کے اور بروزن کتف کے اور ایک نسخہ مین
ساتھ جزم رے کے شکمبہ گائے بیل وغیرہ کا مانند معدہ کے آدمی کے لیے یعنی اوجھ اور عیبہ ساتھ زبر عین مہملہ اور جزم ی اور زبر ب کے جامہ دان کہ اسکو بقچہ
کہتے ہین اور مراد یہ ہے کہ انصار دوست درونی اور محل سر اور امانت اور اعتماد میرے ہین تمام امور مین ان چیزون کے ساتھ مشابہت اسلیے دی کہ گائے
بیل وغیرہ جمع کرتے ہین چارہ اپنا اوجھ مین اور لوگ رکھتے ہین کپڑے اپنے جامہ دانی مین اور عرب کنایہ کرتے ہین قلب اور سینہ سے ساتھ عیبہ کے اور
کرش بمعنے عیال مرد اور اولاد چھوٹی اور جماعت کے بھی آیا ہے اور حمل کرنا اس معنی پر بھی درست ہے یعنی انصار جماعت میری اور اصحاب میرے ہین اور
بمنزلہ عیال اور اولاد چھوٹی میری کے ہین کہ محل شفقت اور مہربانی اور غمخواری کے اکثر ہوتے ہین ف ت اور تحقیق ادا کیا انھون نے اس حق کو کہ انپر تھا
ف ح یعنی مدد کرنی اور خیرخواہی اور صرف مال حاصل یہ کہ پورا کیا انھون نے اس عہد کو کہ کیا تھا لیلۃ العقبہ مین ساتھ اترنے اس آیت کے (اِنَّ اللّٰہَ
اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ) یعنی اللہ نے خرید لیا مومنون سے انکی جانون اور مالون کو بعوض اسکے کہ انکے لیے جنت
ہو کہ بیعت کی انھون نے کہ ہم مدد کرینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعدہ جنت ملنے کا ہوا تھا پس فرماتے ہین پورا
کیا انھون نے وعدہ اپنا کہ مدد کا حقہ کی ف ت اور باقی رہا جو کچھ کہ انکے لیے ہے خدا کے نزدیک یعنی ثواب اور داخل کرنا بہشت مین پس قبول
کرو انکے نیک کارون سے یعنی عذر اگر پیش کرین وہ اس بات مین کہ صادر ہوئی انسے اور درگزر کرو انکے بدکارون کے کار بد سے کہ صادر ہوئی انسے

یعنے اگر عاجز ہوں عذر سے نقل کی یہ بخاری نے (وعن ابن عباس قال خرج النبي صلى الله عليه وسلم في مرضه الذي مات فيه حتى جلس على المنبر
فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أما بعد فإن الناس يكثرون ويقل الأنصار حتى يكونوا في الناس بمنزلة الملح في الطعام فمن ولي منكم شيئا يضر
فيه قوما وينفع فيه آخرين فليقبل من محسنهم وليتجاوز عن مسيئهم رواه البخاري) اور روایت ہے ابن عباس سے کہا نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنے
حجرہ سے اپنی اس بیماری میں کہ وفات پائی انہوں نے یہانتک کہ بیٹھے منبر پر پس حمد کی اللہ کی اور ثنا کی اسپر پھر کہا امابعد حمد و ثنا کے سو لوگ
مسلمان بہت ہونگے یعنے روز بروز بڑھتے جاوینگے اور ہر طرف سے ہجرت کرکر آوینگے اپنے اپنے وطن چھوڑکر اور کم ہونگے انصار ف ح اسلیے کہ
بدل اپنا نہیں رکھتے کیونکہ انصار عبارت اس جماعت صحابہ سے ہے کہ جگہ دی آنحضرت کو اور مدد کی انکی اور مسلمانوں کی اور یہ ایک چیز ہے ہو چکنے والی جو مرا
پھر وہ کہاں اور یہ بات مہاجرین میں کہ گئے تھے ہمراہ آنحضرت کے آیا آگے قائم ہے پس ظاہر یہ ہے کہ یہ خبر دینی غیب کی ہے آنحضرت کی طرف سے ساتھ کثرت مہاجرین کا
کے اور اولاد انکی سے اور فراخی انکی سے شہروں میں اور شہر لیے اور ملک گیری کرلی انکی سے بخلاف انصار کے کہ کم ہوگا وجود انکا اور نہیں باقی رہینگے
وہ اور بلاشبہہ واقع ہوا جو کچھ کہ خبر دی تھی اسکی مخبر صادق نے کہ کم ہوگا وجود انصار کا یہانتک کہ ہونگے لوگوں میں بمنزلہ نمک کے طعام میں
ف ح اس تشبیہ میں بیان ہے قلت انصار کا اور بھی اشارہ ہے انکی قدر بیش کی طرف کہ جیسا نمک طعام کو سنوارتا ہے ویسا ہی وجود انصار کا
سنوارنے والا اہل اسلام کا ہوگا سو اب جو شخص کہ حاکم ہو تم میں سے یعنے اے مہاجرون مثلا کسی چیز کا کہ ضرر پہونچاوے انہیں کسی قوم کو یعنے
بدکاروں کو اور نفع پہونچاوے انہیں اور قوم کو یعنے نیکوکاروں کو پس چاہیے کہ قبول کرے وہ حاکم انکے نیکوکار سے یعنے نیکی انکی اور چاہیے کہ
درگذر کرے انکے بدکار سے یعنے انکی بدی کو نقل کی یہ بخاری نے (وعن زيد بن أرقم قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اغفر للأنصار
ولأبناء الأنصار ولأبناء أبناء الأنصار رواه مسلم) اور روایت ہے زید بن ارقم سے کہا کہ فرمایا یعنے دعا کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یا الٰہی بخش
واسطے انصار کے اور واسطے بیٹوں انصار کے اور واسطے پوتوں انصار کے نقل کی یہ مسلم نے ف ع پہلے درجہ کے صحابہ ہوئے اور دوسرے
درجہ کے تابعین اور تیسرے درجہ کے تبع تابعین پس دعا کی تین قرن کے لیے کہ جو خیر القرون ہیں اور بعید نہیں ہے کہ مراد انکے بیٹے بیٹے درجے ہوں واسطے اولاد کے
قیامت تک بلکہ اگر ابنا کو اوپر معنے اولاد کے حمل کریں تو بھی دور نہیں یعنے اس صورت میں بیٹیاں وغیرہ بھی داخل ہوجاوینگی (وعن أبي أسيد قال قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم خير دور الأنصار بنو النجار ثم بنو عبد الأشهل ثم بنو الحارث بن الخزرج ثم بنو ساعدة وفي كل دور الأنصار خير متفق عليه)
اور روایت ہے ابی اسید سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بہترین گھر انصار کے یعنے افضل قبائل انکے بنو نجار ہیں پھر بنو عبد الاشہل
پھر بنو الحارث بن الخزرج پھر بنو ساعدہ اور بیچ تمام قبیلوں انصار کے بھلائی ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع یعنے سب افضل ہیں بہ نسبت اہل اسلام
کے اور یہ تعمیم بعد تخصیص کے ہے اور عسقلانی نے کہا کہ خیر اول یعنے افضل کے ہے اور خیر دوسرا یعنے فضل کے یعنے خیر حاصل ہے تمام انصار میں اگرچہ تفاوت
ہیں مراتب انکے اور مراد بہترین گھر انصار کے سے بہترین قبائل انکے ہیں اور ہر قبیلہ رہتا تھا ایک ایک محلہ میں پس نام رکھا گیا وہ محلہ دار بنی فلان چنانچہ
آیا ہے بہت سی روایتوں میں بنو فلان بغیر ذکر دار کے لکھا ہے علمانے کہ بزرگی دینی انکی بقدر سبقت انکی کے ہے اسلام میں اور اس میں دلیل ہے اوپر جائز ہونے
تفضیل قبائل اور اشخاص کے بغیر عداوت و خواہش نفسانی کے اور نہیں ہوگی یہ غیبت (وعن علي قال بعثني رسول الله صلى الله عليه وسلم أنا
والزبير والمقداد وفي رواية وأبا مرثد بدل المقداد فقال انطلقوا حتى تأتوا روضة خاخ فإن بها ظعينة معها كتاب فخذوه منها فانطلقنا تعادى
بنا خيلنا حتى أتينا إلى الروضة فإذا نحن بالظعينة فقلنا أخرجي الكتاب فقالت ما معي من كتاب فقلنا لتخرجن الكتاب أو لنلقين الثياب
فأخرجته من عقاصها فأتينا به النبي صلى الله عليه وسلم فإذا فيه من حاطب بن أبي بلتعة إلى ناس من المشركين من أهل مكة يخبرهم ببعض أمر

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّي كُنْتُ امْرَأً مُلْصَقًا فِي قُرَيْشٍ وَلَمْ أَكُنْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُونَ بِهَا أَمْوَالَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ بِمَكَّةَ فَأَحْبَبْتُ إِذْ فَاتَنِي ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ فِيهِمْ يَدًا يَحْمُونَ بِهَا قَرَابَتِي وَمَا فَعَلْتُ كُفْرًا وَلَا ارْتِدَادًا عَنْ دِينِي وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ دَعْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ وَفِي رِوَايَةٍ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ) اور روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجا مجکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اور زبیر کو اور مقداد کو اور ایک روایت میں ہے وابا مرثد بدلے والمقداد کے یعنے بھیجا ابو مرثد کا مذکور ہی بدلے مقداد کے ف ع مقداد بیٹے عمرو کندی کے ہیں اور چھٹے ہیں اسلام میں اور ہجرت میں کہ تین کوس ہی مدینہ سے اور اُنکو لوگوں نے لاکر بقیع میں دفن کیا سن تینتیس میں اور وہ ستر برس کے تھے اور ابو مرثد بیٹے حصین غنوی کے حاضر ہوئے بدر میں وہ بھی اور اُنکا بیٹا بھی یعنے مرثد اور ابو مرثد اور ابو مرثد کبار صحابہ سے ہیں کہا محمد بن سعد نے کہ حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور خندق میں اور تمام جہادوں میں ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مرے مدینہ میں حضرت ابو بکر رض کے خلافت میں چھیاسٹھ برس کی عمر میں ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روانہ ہو تم یہاں تک کہ پہونچو تم روضہ خاخ پر ف ع کہ نام ایک جگہ کا ہی درمیان مکہ اور مدینہ کے قریب مدینہ کے اور اصل میں روضہ باغ اور سبزہ زار کو کہتے ہیں اور خاخ ساتھ خائین معجمتین کے شفتالو کو وہاں درخت شفتالو کے بہت تھے اسلیئے کہ روضہ خاخ میں ایک عورت ہی سوار اونٹ پر کجاوے میں بیٹھی ہوئی اُسکے پاس ایک خط ہی پس لے لینا وہ خط اُس سے ف ع نام اس عورت کا سارہ تھا اور بعضوں نے کہا ام سارہ لونڈی آزاد قریش کی تھی اور خط اُسکے پاس تھا اہل مدینہ کا کہ مکہ والوں کو لکھا تھا ت پس روانہ ہوئے ہم در حالیکہ چلاتے تھے ساتھ ہمارے یعنے دوڑتے تھے گھوڑے ہمارے یعنے گھوڑے دوڑا کر چلے یہاں تک کہ پہونچے ہم روضہ خاخ تک پس ناگہاں پہونچے ہم اس عورت پر پس کہا ہمنے نکال تو اے عورت خط کو کہا اس عورت نے کہ نہیں ہی میرے پاس کوئی خط کہ نکالوں میں پس کہا ہمنے کہ البتہ نکالیگی تو خط کو یا اُتارینگے ہم کپڑے یعنے خط نکالتی ہی تو نکال والا ننگا کر دینگے تجکو تو کہ حقیقت حال کھلجاوے پس نکالا اس عورت نے وہ خط اپنی چوٹی میں سے ف ع اور روایت میں آیا ہی کہ اُسنے وہ خط اپنی کمر میں سے نکالا پس تطبیق اس روایت میں اور اس روایت میں یہ ہی کہ چوٹی اُسکی دراز ہوگی کہ اُسکی کمر تک پہونچتی ہوگی پس باندھا اُسنے وہ نامہ چوٹی میں اور اڑس لیا اُسکو اپنی کمر میں ت پس لائے ہم اُس خط کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس ناگہاں اسمیں تھی یہ عبارت یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے ہی طرف لوگوں مشرکین اہل مکہ کے در حالیکہ خبر دیتا ہی حاطب مشرکین اہل مکہ کو ساتھ بعضے کاموں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ف ع اور وہ متوجہ ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا طرف اہل مکہ کے فتح کے لیے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارادہ کا اخفا کیا تھا اور جملہ الی ناس من المشرکین کلام راوی کے سے ہی والا حاطب نے یہ خط اہل مکہ کو اُنکی خوش آمد واستمالہ قلوب کے لیے لکھا تھا پس اس عبارت سے کیونکر لکھتے کہ من حاطب الی ناس من المشرکین اور حاصل قصہ کا یہ ہی کہ آنحضرت بقصد فتح مکہ کے مدینہ سے نکلکر خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تھے اور کسی کو اس حال کی حقیقت سے اطلاع نہ تھی اور یہ اس مکر وخداع کی قسم سے ہی کہ لڑائی میں مباح ہی جیسے کہ کہا ہی حضرت نظامی رح نے سکندر کہ با شرقیان حرب داشت: دخنیہ گوئید در غرب داشت: اور یہ حاطب ابن ابی بلتعہ کہ صحابی تھے اُنھوں نے اہل مکہ کو یہ خبر لکھی اور حقیقت حال سے آگاہی دی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تمھارے اوپر آتے ہیں ہشیار رہنا پس آئے جبرئیل علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس امر کی خبر دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے وہ خط منگا کر ملاحظہ کیا بات پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے حاطب کیا ہے یہ لکھا تیرا اور خبر دی تیری حقیقت حال سے
پس کہا حاطب نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی نہ کیجیے مجھ پر یعنے بیچ حکم کرنے کے ساتھ کفر کے اور سزا دینے کے اس عمل پر بلا شبہ
میں ہوں ایک شخص چمٹا یا گیا قریش میں یعنے حلیف یعنے ہم قسم ہوا ہوں انکے اور نہیں ہوں میں خاص انہیں سے اور ہیں وہ لوگ کہ آپ کے
ساتھ ہیں مہاجرین یا ان سے انکے لیے قرابت ہے اہل مکہ کے ساتھ نگہبانی کرتے ہیں وہ مشرک بسبب اس قرابت کے مال مہاجروں کے اور اہل
وعیال انکے کہ میں نے چاہا ہے اسکے سبب فوت ہوئی مجھکو قرابت نسب سے قریش میں یہ کہ کروں میں انکے حق میں ایسا کام کہ نگہبانی کریں
وہ بسبب اسکے میری قرابت کی کہ کام میں ہو فبہا کہا طیبی نے کہ یدا منصوب ہوا کی اور مراد ید سے یا انعام ہے یا قدرت یعنے اون
میں انکے نعمت یا قدرت کو کہ حمایت کریں بسبب اسکے میری قرابت یا میری قرابتیوں کی سبب یہ امر کیا میں نے واسطے غرض و مصلحت اپنے
لوگوں کے کہ مکہ میں ہیں تو مشرک بسبب اس خوش آمد کے میرے لوگوں سے خبر دار رہیں اور نہیں کیا میں نے یہ امر بسبب اسکے کہ میں
کافر ہوں و منافق ہوں کہ ایمان نہیں لایا ہوں اور نہ اسلیے کیا ہو کہ میں مرتد ہو گیا ہوں یعنے بعد ایمان لانے کے کافر و منافق ہو گیا اور اپنے دین سے
نکل گیا اور نہ کیا ہے یہ بسبب راضی ہونے کے ساتھ کفر کے بعد اسلام کے کہ چاہتا ہوں میں نکلنا دین اسلام سے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے یعنے خطاب کر کے عمر کو کہ حاطب نے بلا شبہ سچ کہا تم سے یعنے حقیقت حال بھی یہی ہے جو اس نے کہی پس کہا عمر نے کہ چھوڑو مجھکو
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ماروں میں گردن اس منافق کی فقط اور یہ کہا عمر نے باوجود اسکے کہ سنا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے اس حال میں کہ خطاب کیا انکو تصدیق عذر میں اسلیے کہ عمر رضہ دین میں بہت قوی تھے اور اس وقت میں شدت غضب لوگ ایسے کہ نہیں سمجھے کہ منسوب
تھے طرف نفاق کے پس انھوں نے گمان کیا کہ جسنے مخالفت کی امر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مستحق ہوا قتل کا لیکن یقین نہیں کیا
انھوں نے اسپر پس اسی لیے پروانگی چاہی انکے قتل کرنے کی اور اطلاق کیا انپر منافق ہونے کا اسلیے کہ شاید انھوں نے دل میں اور کچھ
رکھا ہو خلاف ظاہر کے اور عذر مذکور کیا ہو کچھ تاویل کر کے انتہی حضرت شیخ نے کہا کہ شاید بیچ بیان کرنے اس قصہ کے تقدیم و تاخیر ہے
والا کہنا عمر رضہ کا اس بات کو بعد تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حاطب کی بعید ہے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ تحقیق حاطب حاضر ہوا ہے بدر میں فقط گویا کہ عمر رضہ نے کہا کہ کیا ہوا اگرچہ بدر میں حاضر ہوا پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بات اور کیا چیز معلوم کروا دی تجھکو حقیقت حال کی اور کیا جانے تو کہ وہ مستحق قتل کا ہو شاید کہ اللہ تعالی نے متوجہ ہوا ہو اوپر
اہل بدر کے اور نظر رحمت و مغفرت کی کی ہو طرف انکے پس فرمایا اللہ تعالی نے کرو جو کچھ چاہا ہو کہ واجب ہوئی تمھارے لیے بہشت
فقط کرو جو کچھ چاہا ہو یعنے اعمال صالحہ اور افعال نافلہ سے تھوڑے ہوں یا بہت واجب ہوئی یعنے ثابت ہوئی یا واجب ہوئی
بموجب وعدہ کے کہا طیبی نے کہ معنے ترجی اور امید رکھنے کے راجع ہیں طرف عمر کے والا یہ امر محقق تھا آنحضرت کے نزدیک اور اقرب
یہ ہے کہ لعل اسلیے فرمایا کہ تو اہل بدر اسپر بھروسا و تکیہ نہ کریں اور عمل سے باز نہ رہیں بسبب فرمانے اعملوا ما شئتم کے اسلیے کہ مراد اس
ظاہر کرنا کرم و عنایت کا ہے نہ رخصت دینی انکے لیے ہر فعل میں اور چھوڑ دینا کہ جو کچھ چاہیں سو کریں بات اور ایک
روایت میں ہے بجائے فقد وجبت لکم الجنة کے فقد غفرت لکم فقط یعنے حق تعالے نے نظر رحمت و مغفرت کی کی ان پر اور انکے
امید زیادہ ہو بہ نسبت جملہ سابق کے چنانچہ ظاہر ہے یہ بات اور کہا نووی نے کہ یہ حکم آخرت کا ہے اور اجرا دنیا میں حد وغیرہ ۵
متوجہ ہو گی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسطح پر حد افترا کی قائم کی حالانکہ وہ بدری تھا اور اس حدیث میں معجزہ

ظاہر ہوا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے پردہ دری جاسوسون کی اور پڑہ لینا انکے خطون کا اور یہ بھی ایسے
معلوم ہوا کہ جائز ہے پردہ دری مفسد کی جبکہ ہوا سمین مصلحت یا ہو پردہ پوشی مین مفسدہ ماننتہ اور حاطب کو مقصود اس لکھنے سے ایذا دینی آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی ورنہ لازم آتا انکی یہ نسبت بلکہ مقصود انکو دفع کرنا کفار کی ایذا کا تہا اپنے قرابتیون سے گمان لئے کہ نہین ضرر
کرینگے کافر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس خبر کا پہونچانا اور تصدیق کی انکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر ہان قصور کیا انھون نے اپنے
اجتہاد مین اس جہت سے کہ اخفا کیا اپنے امر کو اور نہین پوچھا انکی بابت نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس فعل کے کرنے مین واللہ اعلم ترجمہ
پس نازل کی خدا تعالے نے بیچ زجر و منع کے اس فعل سے کہ کیا حاطب نے اور مانند اسکے سورہ یہ آیۃ (یا ایھا الذین امنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء) یعنی اے ایمان والو نہ پکڑو دوست سے دشمنون کو یعنی جنکو مین دشمن رکھتا ہون اور اپنے دشمنون
کو یعنی جو کہ دشمنی رکھتے ہین تم سے اور وہ کافر ہین نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع اور بعد اسکے یہ ہے (تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا
بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول وایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جہادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون الیھم بالمودۃ
وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء السبیل ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء ویبسطوا الیکم ایدیھم والسنتھم
بالسوء وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر قد کانت لکم اسوۃ
حسنۃ فی ابراہیم والذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم ومما تعبدون من دون اللہ آخر آیہ تک اور خطاب عام کیا
اسلیے کہ داخل ہوویں اسمین حاطب جیسے آدمی اور اسی لیے کہا گیا ہے العبرۃ بعموم اللفظ لا بخصوص السبب یعنی یہ قاعدہ ہے اصول کا کہ اعتبار
عموم لفظ کا ہے نہ خصوص سبب کا یعنی ایک آیۃ مثلا ایک قصہ خاص یا شخص خاص کے لیے اتری تو یہ نہین کہ وہ اسی کے لیے خاص ہو بلکہ
سب کے حق مین بولی جاتی ہے جو ویسا کریگا مصداق اسکا ہو دیگا گویا اسی کے لیے وہ اتری ہے تنبیہ اس سے رد ہوا قول ان بزرگوارون کا
کہ جو کہتے ہین کہ یہ آیتین تو بت پرستون کے لیے اتری ہین ہم لوگ بیچارون کے حق مین کیون انکو بیان کرتے ہو بس وہ جاہل ہین اس قاعدہ
مذکور سے اور مقام سوچنے کا ہے اکثر آیتین اتری ہین وہین کے کفار کے حق مین پس کل کو کہینگے صاحب ایمان لانیکا اور کفر سے بچنے کا
وہین کے لوگون کے لیے حکم ہے ہمارے لیے نہین عیاذا باللہ منہ بچاوے اللہ تعالے اس نفسانیت سے ہم سب کو اور راہ حق دکھاوے
(وعن رفاعۃ بن رافع قال جاء جبرئیل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما تعدون اہل بدر فیکم قال من افضل المسلمین او کلمۃ
نحوھا قال وکذلک من شہد بدرا من الملائکۃ رواہ البخاری) اور روایت ہے رفاعہ بن رافع سے کہ آئے جبرئیل پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے کہا جبرئیل نے کس مرتبہ مین رکھتے ہو تم اور کس جماعت سے گنتے ہو اہل بدر کو اپنے بیچ مین فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گنتے ہین
ہم انکو اپنے بیچ مین افضل مسلمانون کا یا فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کے جواب مین کچھ اور کلمہ کہ وہ مانند اس کلمہ کے ہے
ف ع اور ظاہر یہ ہے کہ یون فرمایا ہو ہم افضل المسلمین ترجمہ کہا جبرئیل علیہ السلام نے اور ایسی ہی یعنی ہمارے نزدیک حکم ان ملائکہ کا
ہے کہ حاضر ہوئے وہ بدر مین نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنی وہ افضل ہین ان ملائکہ سے کہ نہین حاضر ہوئے انہین ... مین بس
ہونگے وہ افضل ملائکہ کے انکے افضلون مین سے (وعن حفصۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لارجو ان لا یدخل
النار ان شاء اللہ احد شہد بدرا والحدیبیۃ قالت یا رسول اللہ الیس قد قال اللہ تعالی وان منکم الا واردھا قال فلم تسمعیہ یقول
ثم ننجی الذین اتقوا وفی روایۃ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد الذین بایعوا تحتھا رواہ مسلم) اور روایت ہے

حفصہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ انشاء اللہ مین البتہ امید رکھتا ہون کہ نہین پیٹھیگا آگ دوزخ مین اگر چاہا ہے خدا تعالے
تعالے نے کوئی شخص کہ حاضر ہوا ہے بدر مین اور حدیبیہ مین حفصہ کہتی ہین کہ کہا مین نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا نہین ہے کہ تحقیق
کہا ہے خدا تعالے نے اور نہین کوئی تم مین سے مگر کہ وارد ہوگا دوزخ پر فرمایا یعنے حاضر ہوگا دوزخ پر وقت گذرنے کے پل صراط
پر سے کہا نووی نے کہ صحیح یہ ہے کہ مراد وارد ہونے سے گذرنا ہے پل صراط پر پس جب گذرینگے اسپر سے تو دوزخی دوزخ مین گر پڑینگے اور
جنتی نجات پاوینگے اور حفصہ نے گمان کیا کہ معنے وارد ہونے کے داخل ہونا ہے یعنے داخل ہوگا اسمین اور جب داخل ہونا دوزخ مین عام
ہوا سب آدمیون کے لیے تو نفی اسکی اہل بدر اور حدیبیہ سے کیونکر صادق آوے ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا
نہین سنا تو نے خدا تعالے کو کہ فرماتا ہے یعنے بعد اسکے پھر نجات دینگے ہم یعنے داخل ہونے سے ان لوگون کو کہ تقوے کیا ہے
فرمایا حضرت حفصہ نے مشکل جانا یعنے حدیث کے اس بات سے کہ ظاہر حدیث کا موجب گمان انکے کے غیر موافق تھا آیت کے
پس سوال کیا نفع حاصل کرنے کے لیے نہ بطریق اعتراض کے جیسے کہ طریق ارباب مناظرہ کا ہے بلکہ بطریق اسکے کہ واجب ہے ہر اس شخص
پر کہ نہ سمجھے یعنے آیت کے یا تطبیق درمیان آیۃ وحدیث کے وغیرہ ذالک یہ ہے کہ سوال کرے کسی عالم سے جیسے فرمایا اللہ تعالے نے فاسئلوا اہل الذکر
ان کنتم لا تعلمون یعنے پس پوچھو تم اہل ذکر سے یعنے علما سے اگر نہین ہو تم جانتے ترجمہ اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ نہین پیٹھیگا
دوزخ مین اگر چاہا ہے خدا تعالے نے اصحاب شجرہ سے کوئی اور اصحاب شجرہ وہ لوگ ہین کہ بیعت کی ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے نیچے درخت کے نقل کی یہ مسلم نے فرمایا لفظ الذین سے تفسیر ہے اصحاب شجرہ کی اور حدیبیہ مین تھے او عن جابر قال کنا
یوم الحدیبیۃ الفا واربعمائۃ فقال لنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتم الیوم خیر اہل الارض متفق علیہ اور روایت ہے جابر سے کہا کہ تھے
ہم روز حدیبیہ کے ایک ہزار اور چار سو فرمایا اور اختلاف انکے عدد کا اور وجہ توفیق انکی اوپر گذر چکی ہے ترجمہ فرمایا واسطے ہمارے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم آج کے دن بہترین اہل زمین کے ہو نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے فرمایا اور اسی کے بموجب
کہا بعضے علما نے چنانچہ انہین سے سیوطی بھی ہین یہ کہ افضل صحابہ کے خلفاء اربعہ ہین پھر باقی عشرہ کے پھر اہل بدر پھر اہل احد پھر اہل
حدیبیہ (وعنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یصعد الثنیۃ ثنیۃ المرار فانہ یحط عنہ ما حط عن بنی اسرائیل وکان
اول من صعدہا خیلنا خیل بنی الخزرج ثم تتام الناس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلکم مغفور لہ الا صاحب الجمل الاحمر
فاتیناہ فقلنا تعال یستغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لان اجد ضالتی احب الی من ان یستغفر لی صاحبکم
رواہ مسلم اور روایت ہے اسی جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کہ اوپر چڑھے یا کون شخص ہے کہ چڑھے
پہاڑی پر کہ نام اسکا ثنیۃ المرار ہے فرمایا ثنیہ ساتھ زبر ثاء مثلثہ کے اور زیر نون کے اور تشدید یاء کے راہ بلند پہاڑ مین اور مرار ساتھ زیر
میم کے اور یہ مشہور ہے کما فی النہایہ اور بعضون نے میم کے زبر سے اور بعضون نے میم کے زیر سے کہا وہ ایک موضع ہے درمیان
مکہ اور مدینہ کے اگر حدیبیہ کی راہ سے آوے پس آنحضرت نے جو ارادہ کیا کہ کاسن حدیبیہ مین تو ثنیۃ المرار کے پاس پہونچے رات کو پس
لوگون کو رغبت دلائی اسپر چڑھنے کی اسلیے کہ وہ اونچی گھاٹی تھی یا ظاہرا رغبت اسلیے دلائی کہ تو مطلع ہو اہل مکہ کے حال پر کہ کہین گھات
لگائے بیٹھے ہون اور بداندیشی نہ کی ہو پس فرمایا کہ جو کوئی چڑھے ترجمہ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جھاڑے جاوینگے اس سے
گناہ جیسے جھاڑے گئے بنی اسرائیل سے فرمایا اسمین اشارہ ہے طرف قول حق سبحانہ کے وقولوا حطۃ نغفر لکم خطایاکم اور

اسکا یہ ہو کہ بنی اسرائیل کو بعد اسکے کہ نکالے گئے جنگل سے کہ چالیس برس اسمین حیران رہے اور سایہ کیا ان پر ابر نے اور بھیجا گیا انپر من و
سلوی حکم کیا گیا اریحا مین جانے کا کہ نام ایک قریہ کا ہے متعلقات شام سے کہ اسمین جاوین ساتھ سجدہ اور دعا و طلب دور ہونے
گناہون کے اور استغفار کے تو کہ بخشے جاوین گناہ انکے لیکن انھون نے بدل ڈالا طلب توبہ اور استغفار کو ساتھ طلب کرنے شہوات
اپنی کے اغراض دنیا سے پس نازل کیا گیا انپر عذاب پس مراد ساتھ جھاڑے جانے گناہ کے بنی اسرائیل سے وعدہ بخشنے گناہ اور مغفرت
کا ہے پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو کہ جو کوئی چڑھے ثنیہ مرار پر بخشے جاوینگے اور جھاڑے جاوینگے گناہ اسکے
جیسے کہ وعدہ کیا گیا تھا جھڑنے گناہ کا بنی اسرائیل سے اگر وہ حکم بجا لاتے پس جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین ترجمہ پس تھے اول ان لوگون کے
کہ چڑھے اس ثنیہ پر گھوڑے ہمارے یعنی گھوڑے یعنی سوار بنی خزرج کے ف ع کہ ایک قبیلہ ہے انصار مین سے اور جابر رضی اللہ عنہ انھین
مین سے تھے اور اوپر کہا گیا کہ انصار دو قبیلے تھے اوس اور خزرج کہ بھائی تھے بعضے قبیلہ اوس سے تھے اور بعضے خزرج سے ف ع پھر
پے در پے چڑھے لوگ سب پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کوئی کہ تم مین سے بخشا گیا ہے اسکو مگر صاحب اونٹ
سرخ کا ف ع اور وہ عبد اللہ بن ابی رئیس منافقون کا تھا ترجمہ پس آئے ہم اسکے پاس اور کہا چلے آ تو تو بخشش مانگین تیرے لیے
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اس سرخ اونٹ والے نے کہ تحقیق اگر پاؤن مین گم ہوئے اپنے کو کہ وہی سرخ اونٹ ہو یا کوئی اور
چیز محبوب تر ہے طرف میرے اس سے کہ بخشش چاہے میرے لیے یار تمہارا نقل کی مسلم نے ف ع اور یہ کفر صریح ہے اس سے اور اسکی
طرف اشارہ کیا اللہ تعالی نے اس قول سے (وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ
سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ وَذُكِرَ حَدِيثُ أَنَسٍ قَالَ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي
أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ فِي بَابٍ بَعْدَ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ) اور ذکر کی گئی حدیث انس کی کہ انھین سے ہے کہ کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے واسطے ابی بن کعب کے کہ تحقیق اللہ تعالی نے حکم کیا مجھکو یہ کہ پڑھون مین تجھپر سورہ لم یکن الذین کفروا اس باب مین کہ بعد کتاب
فضائل القرآن کے مذکور ہے اور صاحب مصابیح نے اس حدیث کو اس فصل مین ذکر کیا ہے مولف نے اسکا ذکر کرنا وہان مناسب جانا
بسبب ذکر قرآن کے الفصل الثانی فصل دوسری (عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْتَدُوا بِاللَّذَيْنِ مِنْ
بَعْدِي مِنْ أَصْحَابِي أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَاهْتَدُوا بِهَدْيِ عَمَّارٍ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ وَفِي رِوَايَةِ حُذَيْفَةَ مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوهُ
بَدَلَ وَتَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہے ابن مسعود رض سے کہ نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا
پیروی کرو تم ان دو شخصون کی کہ بعد میرے خلیفہ ہونگے میرے یارون سے کون ہین وہ شخص ابوبکر رض اور عمر رض ف ع یہ ترجمہ
بموجب ترجمہ حضرت شیخ کے ہے اور بموجب شرح ملا علی کے یون چاہیے کہ پیروی کرو ان دو شخصون کی بعد وفات میری کے یا بعد
پیروی کرنے میری کے جملہ اصحاب میرے سے کہ وہ ابوبکر رض اور عمر رض ہین پس ابوبکر رض اور عمر رض بدل ہے یا بیان اللذین کا ترجمہ
اور سیرت پذیر ہو اور راہ سیدھی چلو ساتھ سیرت اور راہ و روش عمار بن یاسر کے ف ع اور اقتدا اعم ہے اہتدا سے اس جہت سے کہ
متعلق ہوتا ہے ساتھ اسکے قول و فعل بخلاف اہتدا کے کہ وہ مختص ہے ساتھ فعل کے یعنی اقتدا مطلق پیروی کرنے کو کہتے ہین خواہ فعل مین
ہو یا قول مین اور اہتدا فقط فعل ہی کی پیروی کرنے کو کہتے ہین اور اس جملہ مین اشارہ ہے طرف حقانیت خلافت امیر المومنین علی رضی اللہ
عنہ کے ترجمہ اور چنگل مارو ساتھ عہد ابن ام عبد کے ف ع یعنی ابن مسعود کے قول و وصیت کو محکم پکڑو اور اسلیے اختیار کی

قولہ اور پوچھنے لگے صاحب اس اونٹ سرخ کا [illegible] یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کیا شیون ہی تم مین یعنی تمہارے شہر مین سعد بن مالک مستجاب الدعوۃ ف ش ع یہ وہی سعد بن ابی وقاص ہین مالک انکے
باپ کا نام ہی یعنی ابی وقاص کا اور اوپر ذکر انکا اور بیان انکے مستجاب الدعوۃ ہونے کا ہوچکا ہی ترجمہ اور دوسرے عبداللہ بن مسعود رضی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی رکھنے والے اور نعلین رکھنے والے ف ش ع ایسے ہی تکیہ وغیرہ بھی حضرت کا انکے پاس رہتا تھا
ت اور حذیفہ رازدان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ منافقون کا حال جانتے تھے اور عمار وہ کہ پناہ دی خدا نے اسکو شیطان سے
اوپر زبان نبی علیہ السلام کے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر جاری ہوا ہی کہ خدا تعالے نے عمار کو شیطان سے اور اسکے
اتباع سے نگاہ رکھے اور سلمان صاحب دو کتابون کے یعنی انجیل اور قرآن کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ع اسلیے کہ انھون نے
انجیل پڑھی اور اسپر ایمان لائے پہلے اترنے قرآن کے اور عمل کیا اسپر پھر قرآن پر ایمان لائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
بابرکت مین حاضر ہوکر اسلام لائے اور قرآن پڑھا اور اسپر عمل کیا اور عمر انکی اڑھائی سو برس کی تھی اور لقب انکا سلمان الخیر تھا اور نام
انکے باپ کا معلوم نہین جب کوئی نسب انکا پوچھتا تو کہتے انا ابن الاسلام یعنی مین اسلام کا بیٹا ہون (وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نعم الرجل ابوبکر نعم الرجل عمر نعم الرجل ابوعبیدۃ بن الجراح نعم الرجل اسید بن حضیر نعم الرجل ثابت بن قیس بن
شماس نعم الرجل معاذ بن جبل نعم الرجل معاذ بن عمرو بن الجموح رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث غریب) اور روایت
ہی ابوہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ اچھا شخص ہی ابوبکر رض اچھا شخص ہی عمر رض اچھا شخص ہی ابوعبیدہ بن جراح اچھا شخص ہی
اسید بن حضیر اچھا شخص ہی ثابت بن قیس بن شماس اچھا شخص ہی معاذ بن جبل اچھا شخص ہی معاذ بن عمرو بن الجموح نقل کی
یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہی ف ش ح ابوعبیدہ وغیرہ جو یہ صاحب مذکور ہوے انکا ذکر اوپر ہوچکا ہی اور اسید بن حضیر ساتھ
تصغیر کے انصاری ہین قبیلہ اوس مین سے اور تھے ان صحابیون مین سے کہ حاضر ہوئے عقبہ مین اور بدر مین اور انکے مابعد کے
جہادون مین روایت کین حدیثین انسے ایک جماعت نے صحابہ مین سے اور مرے وہ مدینہ مین سن بیس مین اور دفن کیے گئے بقیع
مین اور ثابت بن قیس اور معاذ بن جبل کا ذکر بھی اوپر ہوچکا ہی رہے معاذ بن عمرو بن الجموح یہ انصاری ہین قبیلہ خزرج مین سے
حاضر ہوئے عقبہ اور بدر مین اور مرے یہ حضرت عثمان کے زمانہ مین اور غالبا یہ صحابہ کبار مہاجرین اور انصار سے رضی اللہ
عنہم ایک مجلس مین حاضر ہونگے پس ہر ایک کو ساتھ مدح اور ثنا کے مشرف کیا یا کچھ اور تقریب ہوئی ہوگی انکے ذکر کرنے مین (وعن
انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الجنۃ تشتاق الی ثلثۃ علی وعمار وسلمان رواہ الترمذی) اور روایت ہی
انس سے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلاشبہ جنت مشتاق ہی یعنی بہت مشتاق ہی طرف تین شخصون کے علی کے اور عمار
کے اور سلمان کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ح مقصود مبالغہ اور تاکید ہی بیچ بہشتی ہونے انکے کے جیسا کہ بہت مشتاق ہی اور تیار
اور منتظر ہی کہ کب یہ جنت مین آوین اور بعضون نے کہا مراد اشتیاق اہل جنت کا ہی قسم ملائکہ اور حور و غلمان سے کہا طیبی نے کہ
مشتاق ہونا جنت کا ان تینون سے ایسا ہی جیسے ہلنا عرش کا وقت مرنے سعد بن معاذ کے اور ذکر اسکا اوپر ہوچکا ہی (وعن
علی قال استاذن عمار علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ائذنوا لہ مرحبا بالطیب المطیب رواہ الترمذی) اور روایت ہی علی
مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہ کہا پروانگی مانگی عمار بن یاسر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہونے کے لیے پس
فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پروانگی دو اسکو خوشخبری ہو پاک پاک کیے گئے کو نقل کی یہ ترمذی نے ف ش ح یعنی باعتبار جوہر ذات کے

اور پاک کیے گئے کو ساتھ تہذیب صفات اور اخلاق کے لئے اور ملا علی نے کہا کہ اسمین مبالغہ ہی مانند ظل ظلیل کے (وَعَنْ عَائِشَةَ
قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا خُیِّرَ عَمَّارٌ بَیْنَ الْاَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَشَدَّھُمَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی عائشہ سے
کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ نہین اختیار دیا گیا عمار درمیان دو کامون کے مگر کہ اختیار کیا اُسنے سخت ترین انھ دونون
کا نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ یعنے جو کام نفس پر بہت دشوار اور افضل ہوتا ان دونون مین سے اسکو اختیار کرتا جیسا کہ طریقہ
سالکان راہ قرب و ولایت کا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو بہت آسان چیز اختیار کرتے تھے واسطے آسانی و سہل کرنے کے
امت پر کرتے تھے اور روایت مین آیا ہی کہ نہین اختیار دیے گئے عمار درمیان دو کامون کے مگر کہ اختیار کیا آسان تر ان دونون
کا پس منافات ہوئی اس روایت مین اور اسمین اسکا جواب یہ ہی کہ بہ نظر نفس اپنے کے ہی کہ اپنے نزدیک جو چیز دشوار معلوم
ہوتی تھی بہ نسبت دوسری چیز کے وہ اختیار کرتے تھے اور وہ بنظر غیر اپنے کے ہی کہ غیر کے نزدیک وہ آسان ہوتی تھی اگرچہ انکے نزدیک دشوار
ہوتی (وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا حُمِلَتْ جَنَازَۃُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ الْمُنَافِقُوْنَ مَا اَخَفَّ جَنَازَتَہٗ وَذٰلِکَ لِحُکْمِہٖ فِیْ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ الْمَلٰئِکَۃَ کَانَتْ تَحْمِلُہٗ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت ہی انس سے کہ کہا جبکہ اُٹھایا گیا جنازہ سعد
بن معاذ کا یعنے اُٹھایا اُسکو لوگون نے اور پایا اُسکو ہلکا کہا منافقون نے عجب ہلکا جاتا ہی جنازہ اسکا اور کہا انھون نے کہ یہ سبکی
اُسکے جنازہ کی بسبب حکم کرنے اُسکے کے ہی بنی قریظہ مین فائدہ کہ ایک قبیلہ ہی یہود سے قصہ اُسکا یہ ہی کہ یہ قبیلہ بیچ عہد اور امان سعد بن معاذ
کے تھا پس بسبب عہد اُنکے کے قلعہ سے اُترے اور قرار دیا کہ جو کچھ سعد حکم کرین ہمکو منظور ہی پس آنحضرت نے سعد کو حکم فرمایا کہ کیا حکم کرتا
ہی تو اُنکے حق مین سعد نے کہا کہ اُنکے مردون کو قتل کرنا چاہیے اور عورتون اور لڑکون کو بندی مین پکڑنا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسپر عمل کیا اور فرمایا سعد بن معاذ کو کہ تو نے حکم کیا بموجب حکم خداوند تعالے کے کہ جو کچھ سات آسمانون کے اوپر سے کہا پس منافقون
نے بعد اُنکے انتقال کے راہ کلام کرنے کی پائی اور زبان طعن کی دراز کی اور کہا کہ سبکی اُنکے جنازہ کی بسبب اس حکم کے ہی کہ ناحق کیا تھا
غرض کہ نسبت جور کی کی انکی طرف حالانکہ یہ بات بیہودہ تھی کہ جو انھون نے کہی سبکی جنازہ کی ساتھ اس سبب کے کیا مناسبت رکھتی ہی
ترجمہ پس پہونچی یہ بات منافقون کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو پس فرمایا آپ نے کہ فرشتے اُٹھائے لیے جاتے تھے اسکو نقل کی
یہ ترمذی نے فائدہ یعنے اس سبب سے جنازہ اُسکا ہلکا معلوم ہوتا تھا لوگون کو اور یہ بھی ہی کہ سبکباری جو ہی سعادت کا مظہر ہی اور بے تعلق
ہونے اُسکے کے طرف دنیا کے اور سبکی اُسکی مشعر ہی طرف شوق اُسکے کے واسطے موت کے اور جلد اُٹھنے روح اُسکی کے طرف مقعد
اعلے کے غرض کہ منافقون کو اس کہنے مین حقارت سبکی سعد کی ملحوظ تھی پس جواب دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کہ لازم
آوے اس سبکی سے تعظیم شان اُنکی کی جیسا فرمایا اللہ تعالے نے (وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ) یعنے اور اللہ
ہی کے لیے عزت ہی اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنون کے لیے ولیکن منافق نہین جانتے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) اور روایت
ہی عبد اللہ بن عمرو سے کہ کہا سنا مین نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے نہین سایہ کیا آسمان سبز نے یعنے کسی پر اور
نہین اُٹھایا زمین گرد آلود نے کسی کو کہ بہت سچا ہو ابی ذر سے نقل کی یہ ترمذی نے فائدہ کہ بزرگان صحابہ اور فقرا اور
مجردون انکے سے ہین چنانچہ احوال انکا اپنے محل پر مذکور ہی اور مراد اس حصر سے تاکید و مبالغہ ہی ابو ذر کے سچ بولنے مین

نہ یہ کہ وہ بہت سچے ہیں اپنے غیر سے مطلقا اسلیے کہ نہیں لائق ہے یہ کہنا باوجود اسکے کہ ابوذر زیادہ سچے ہیں ابوبکر رضی سے بالانکہ وہ صدیق ہیں اکبر
امت کے اور بہتر ہیں اس امت کے بعد نبی علیہ السلام کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت سچے تھے ابوذر وغیرہ سے اسیطرح کہا اکثر
علما نے (وعن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء من ذی لہجۃ
اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسی بن مریم یعنی فی الزہد رواہ الترمذی) اور روایت ہے ابوذر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں سایہ کیا آسمان نے اور نہیں اٹھایا زمین نے کسی صاحب زبان کو یعنی بولنے والے کو کہ راست گو زیادہ
ہو اور نہ زیادہ وفا کرنے والا ہو حق خدا اور رسول خدا کو اور بعضوں نے کہا نہ ادا کرنے والا زیادہ ہو حق کلام کو کہ کچھ اسمیں سے فروگذاشت کرے
ابی ذر سے (ف ح ی ع) یعنی ابوذر کچھ چشم پوشی اور مداہنت نہیں کرتے تھے حق گوئی میں اتنا ہی کہ دیتے تھے اگرچہ تلخ ہو اور خدا اور رسول کے
بھروسے فرمان بردار تھے یا اپنی بات کے پورے تھے کہ وعدہ اور عہد کو پورا کرتے تھے یا کلام واضح اور پورا کرتے تھے حاصل یہ کہ آسمان
کے نیچے اور زمین سے اوپر کوئی شخص ابوذر کے برابر راست گو اور اپنی بات کا پورا یا خدا اور رسول کا حق ادا کرنے والا یا فصیح اللسان نہیں
ہے (شبہ عیسی بن مریم) مشابہ عیسی بیٹے مریم کے یعنی زہد میں نقل کی یہ ترمذی نے (ف ح ی ع) بڑے بے رغبت تھے وہ دنیا کی لذتوں سے اور جمع
اور جمع کرنا مال کا انکے نزدیک حرام تھا اگرچہ حق مال یعنی زکوۃ وغیرہ ادا کریں چنانچہ آیا ہے کہ ایک دفعہ ابوذر حضرت عثمان کے پاس
آئے اور انکے ہاتھ میں عصا تھا پس کہا عثمان نے یعنی کعب سے کہ وہ بھی وہاں بیٹھے تھے اے کعب تحقیق عبدالرحمن مرا ہے اور چھوڑا
ہے اسنے مال بہت پس کیا دیکھتا ہے تو اسکے حق میں یعنی کثرت مال اسکی کمال کے لیے مضر تھی یا نہیں پس کہا کعب نے کہ اگر دیتا تھا
عبدالرحمن اسمیں حق اللہ تعالی کا یعنی زکوۃ وغیرہ تو کچھ ڈر نہیں اسپر پس اٹھایا ابوذر نے عصا اپنا اور مارا کعب کو اور کہا سنا ہے میں نے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے نہیں دوست رکھتا میں اگر ہو میرے لیے یہ پہاڑ یعنی پہاڑ احد سونے کا کہ خرچ
کروں میں اسکو یعنی اللہ کی راہ میں اور باوجود اسکے قبول کیا جاوے وہ مجھسے یہ کہ چھوڑ جاؤں میں اسمیں سے چھ اوقیہ یعنی
دو سو چالیس درہم قسم دیتا ہوں میں تجھکو اللہ کی اے عثمان تم نے بھی سنا ہے اس حدیث کو تین بار کہی ابوذر نے یہی بات کہا حضرت
عثمان نے کہ ہاں لکھتے حضرت شیخ و ملا علی رضی اللہ عنہ نے اسکی شرح یوں لکھی ہے کہ ابوذر فقرا اور زہاد صحابہ سے تھے اور مذہب
انکا یہ تھا کہ مال اپنے پاس کچھ نہ جمع کیجیے سب اللہ دے ڈالیے پس حال یہ غالب آیا انپر مارنے کعب کو اور مذہب جمہور کا یہ ہے کہ اگر
زکوۃ مال کی ادا کرتا ہو تو کچھ مضایقہ نہیں جمع کرنا اگرچہ مال بہت ہو اور باوجود اسکے قبول کیا جاوے اس میں مبالغہ ہے کہ اتنا دینا
اور باوجود اسکے بھی کاشکے مقبول ہو اور حاصل سارے جملہ کا یہ کہ اگر اتنا مال ہو اور اسکو اللہ کی راہ میں دوں اور قبول
ہو تو بھی نہیں دوست رکھتا کہ بقدر چھ اوقیہ کے پیچھے چھوڑ جاؤں انتہی اور اسیطرح باب میں سوالات اسکا ایک حدیث
لایا ہے کہ جسکو خوش لگے یہ کہ دیکھے طرف تواضع عیسی علیہ السلام ابن مریم کے تو چاہیے کہ دیکھے طرف ابی ذر کے انتہی پس ہو جاوے
اسکا تشبیہ ہوگی بسبب تواضع کے پس قول راوی کا یعنی فی الزہد ظنی ہے اور یہ مطلع ہونے اسکے کے حدیث مذکور پر باوجودیکہ
منافات نہیں ہے درمیان اسکے کہ ہو متواضع اور زاہد بلکہ نہ ہونا سو جب ہے تواضع کا سبب قول اسکا یعنی فی الزہد نہیں ہے مصابیح
میں بلکہ صاحب مشکوۃ نے زیادہ کیا ہے (وعن معاذ بن جبل لما حضرہ الموت قال التمسوا العلم عند اربعۃ عند
عویمر ابی الدرداء وعند سلمان وعند ابن مسعود وعند عبد اللہ بن سلام الذی کان یہودیا فاسلم فانی سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اتئ عاشر عشرۃ فی الجنۃ رواہ الترمذی اور روایت ہے معاذ بن جبل سے
کہ جب آئی انکو موت تو کہا طلب کرو علم کو نزدیک چار شخصون کے ف یعنی علم کتاب و سنت کا یا علم حلال و حرام کا اور یہ ظاہر
تر ہے جو بیان فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلمھم بالحلال والحرام معاذ بن جبل اور ساتھ اسکے ظاہر ہوتی ہے وجہ خصوصیت
کی بھی ترجمہ نزدیک ابو درداء کے کہ کنیت انکی ابو درداء ہے ف مشہور ہوئے یہ ساتھ کنیت ہی کے اور درداء بیٹی تھین انکی اور عویمر
انصاری خزرجی ہے فقیہ عالم زاہد حکیم اہل صفہ سے بھائی چارہ کر دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان انکے اور
درمیان سلمان فارسی کے سکونت اختیار کی تھی ابو درداء نے شام مین اور مرے دمشق مین سن بتیس مین ہجری ترجمہ اور طلب کرو
علم نزدیک سلمان فارسی کے مناقب انکے مشہور و مذکور ہین اور نزدیک عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ کے اور نزدیک عبد اللہ بن سلام کے
کہ جو تھے یہودی پھر مسلمان ہوئے ف عبد اللہ اول روز ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ مین تشریف لائے سبب سابقہ علمی اور
معرفت کے کہ حال شریف کے ساتھ رکھتے تھے سبب پڑھنے توریت کے اور مشتاق دیدار شریف کے تھے شعر مرا بود
کہ مشتاق لقا بود دم بدم زا لاجرم روے تو دیدم واز جا رفتم ف پس تحقیق سنا ہے مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے
تھے تحقیق وہ دسوان ہے دس کا بہشت مین نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنی وہ مانند دسوین دس شخصون کے ہے کہ بہشتی ہین یا
اسلیے کہ وہ عشرہ مبشرہ سے نہین ہے کذا قال الطیبی اور سید جمال الدین نے کہا کہ معنے اسکے یہ ہین کہ داخل ہونگے وہ بعد دس شخصون کے
صحابہ مین سے جنت مین اور اسپر یہ نقض ہوتا ہے کہ لازم آتا ہے اس سے پہلے جانا انکا بہشت مین بعض عشرہ مبشرہ سے پس شاید کہ
معنے یہ ہون کہ وہ دسوین ہین ان لوگون مین سے کہ اسلام لائے یہود مین سے یا دسوین دس کے ہون سوائے عشرہ مبشرہ کے
پس داخل ہون جنت مین بعد انہیں صحابہ کے واللہ اعلم وعن حذیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ لو استخلفت قال ان
استخلفت علیکم فعصیتموہ عذبتم ولکن ما حدثکم حذیفۃ فصدقوہ وما اقرأکم عبد اللہ فاقرؤہ رواہ الترمذی
اور روایت ہے حذیفہ بن الیمان سے کہ کہا صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر خلیفہ کرتے آپ کسی کو ہم
مین سے سامنے اپنے تو بہتر ہوتا یا یہ معنے ہین کہ اگر خلیفہ کرتے آپ کسی کو تو کون ہوتا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اگر خلیفہ کرون مین کسی کو تمپر پس نافرمانی کرو تم اسکی اور خلافت اسکی قبول نہ کرو عذاب کیے جاؤ گے تم لیکن جو کچھ حدیث
کہے اور خبر دے تمکو حذیفہ پس سچا جانو اسکو اور جو پڑھا دے تمکو عبد اللہ پس پڑھو نقل کی یہ ترمذی نے ف یہ قبیل
اسلوب الحکیم کے ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہم و ضروری ہے تمکو بہ نسبت سوال خلیفہ کرنے کا کرو اسلیے کہ
وہ حاصل ہوگا ساتھ اتفاق اور اجماع تمہارے کے اس شخص پر کہ اہل اسکا جانو گے تم اسکو معہذا خلیفہ مقرر کرنے سے ایک
مانع بھی ہے یعنی جو کہ مذکور ہوا پس چھوڑو اسکو اور بدن باندھو کتاب و سنت کے عمل کرنے پر اور تمسک کرنے کے ساتھ اسکے کہ
اہم و ضروری ہے اور خاص ذکر کیا حذیفہ اور ابن مسعود رض کو بسبب اشارہ کرنے کے ساتھ زیادتی فضل اور مزید انکی کے
علم و یقین مین اور ان چیزون کہ اجتناب کرنا چاہیے اس سے کہ وہ نفاق ہے اور اسکا علم حذیفہ کو تھا بسبب ہونے انکے کے
صاحب سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور انکو علم منافقون کا تھا یعنی انکو جانتے تھے اور اسی چیزین کہ انکا سا لانا
چاہیے اسکا کہ وہ احکام ہین اور یہ ابن مسعود رض خوب جانتے تھے اسلیے کہ فرمایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رضیت

است کے واسطے جو ابن ام عبد یعنے راضی ہوا ہون اپنی امت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ راضی ہوا ساتھ اسکے عبد اللہ بن مسعود رضہ اور روایت کیا
تمسکوا بعهد ابن ام عبد یعنے ابن مسعود رضہ کے قول وصیت کو محکم پکڑو اور کہا ہو علما نے کہ اس حدیث مین اور فصل کی پہلی حدیث مین بیان خلیفہ
ہونے ابی بکر رضی اللہ عنہ کا بھی ہو اسلیے کہ روایت کیا گیا ہو ابن مسعود سے کہ کہا مقدم رکھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو بیچ کام دین
ہمارے کے کہ امامت نماز کی ہو پس موخر نہین کرینگے ہم انکو کار دنیا اپنے مین (وعن حذیفۃ قال ما احد من الناس تدرکہ الفتنۃ الا انا اخافہا علیہ
الا محمد بن مسلمۃ فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تضرک الفتنۃ رواہ ابو داود وسکت عنہ واقرہ علیہ المنذری)
اور یہ بھی روایت ہو حذیفہ سے کہ کہا اُنھون نے نہین ہو کوئی آدمیون مین سے کہ پہونچے اسکو فتنہ یعنے بلا و دنیوی مگر کہ مین ڈرتا ہون تا پہنچے
فتنہ سے اُسپر مگر کہ محمد بن مسلمہ اسلیے کہ مین نے سنا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے محمد بن مسلمہ کے تئین ضرر نہ کریگا تجکو فتنہ
ف ح اور محمد بن مسلمہ انصاری خزرجی اشہلی ہین حاضر ہوئے تمام غزوون مین سوائے تبوک کے اور [illegible] مدینہ مین خلیفہ کیا تھا انکو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے سال تبوک مین اور تھے فضلا صحابہ سے اور اسلام لائے مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر مدینہ مین اور مرے تینتالیسوین
سال یا چھیالیسوین یا سینتالیسوین سال مین اور گوشہ گزین ہوئے ایام فتنہ مین ساتھ حکم نبوی کے اور سلامت رہے لیکے
شہر اور ضرر سے ترجمہ روایت کیا اسکو ابو داود نے اور سکوت کیا اُس سے ف ح یعنے طعن کیا اُنھین اور نہ تصحیح و تحسین
کی اور محدثین کو اختلاف ہو اسمین کہ جو حدیث کہ سکوت کیا ہو ابو داود نے اس سے صحیح ہو یا حسن ہو یا ضعیف ہو لائق دلیل پکڑنے کے
جبکہ بیچ محل اسکے مذکور ہو اسکا ترجمہ اور مقرر رکھا اور ثابت رکھا اس حدیث کو منذری نے ف ح کہ علماء حدیث سے ہو اور اصل
مشکوۃ مین یہان سفیدی چھوٹی ہوئی ہو اور حاشیہ مین اس عبارت کو جزری سے لکھا ہو (وعن عائشۃ ان النبی صلے اللہ
علیہ وسلم رای فی بیت الزبیر مصباحا فقال یا عائشۃ ما اری اسماء الا قد نفست ولا تسموہ حتی اسمیہ فسماہ عبد اللہ
وحنکہ بتمرۃ بیدہ رواہ الترمذی) اور روایت ہو عائشہ رضہ سے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا زبیر کے گھر مین چراغ ف ح
زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ سے ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپی یعنے صفیہ کے بیٹے اور داماد ابو بکر صدیق رضہ کے خاوند اسما
ابو بکر رضہ کی بیٹی کے کہ بہن تھین عائشہ رضے اللہ عنہا کی ترجمہ پس فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اے عائشہ نہین گمان کرتا ہون
مین اسماء کو مگر تحقیق جنی ہو یعنے چراغ جو اسوقت جلایا ہو نشان اسکا ہو کہ اسماء جو حاملہ تھی جنی ہو اور نہ نام رکھنا تم اس
لڑکے کا یہان تک کہ مین نام رکھون اسکا پس نام رکھا اسکا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ اور تحنیک کیا اسکو ساتھ کھجور کے
اپنے دست مبارک سے نقل کی یہ ترمذی نے ف ح تحنیک کہتے ہین اسکو کہ کھجور یا اور کچھ چبا کر بچہ کے تالو مین لگا دیتے ہین
اور یہ سنت ہو اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جسکے یہان لڑکا پیدا ہو تو شریف قوم سے درخواست کرے یہ کہ لڑکے کا نام
رکھدے اور تحنیک کرے اسکو ساتھ کھجور یا شہد کے اور مانند اسکے کے قسم شیرینی سے واسطے برکت حاصل ہونے کے اُسکے کھو [illegible]
سے کہا مولف نے کہ عبد اللہ اسدی قرشی ہین کنیت مقرر کی اُنکی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ساتھ کنیت نانا اُنکی کے
یعنے ابو بکر صدیق رضہ کے اور نام بھی رکھا اُنکا انھین کے نام پر اور بعد ہجرت کے جو مہاجرین کے یہان لڑکے پیدا ہوئے اول
یہی پیدا ہوئے ہین مدینہ مین پہلے سال ہجری مین اور ابو بکر رضہ نے اُنکے کان مین اذان دی اور جب انکو اسماء نے قبا مین اول
لائین آنحضرت صلعم کے پاس اور آپ کی گود مین دیا انکو پس منگائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کھجور پس چبایا اُسکو

پھر اُنکے منہ مین لعاب دہن ڈالا اور تحنیک کیا اُنکو اور اول اُنکے پیٹ مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا تھوک ہی گیا ہو پھر دعا کی اُنکے
لیے اور برکت طلب کی اُنکے لیے اور عبد اللہ کے چہرہ پر بال نہ تھے اور روزہ نماز بہت کرتے تھے اور بڑے دلاور تھے لڑائی مین اور
حق گو تھے اور ناتے دارون سے سلوک کرنے والے اور باپ اُنکے زبیر خیر خواہ تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور عبد اللہ کو قتل
کیا حجاج بن یوسف ظالم نے مکہ مین اور سولی پر چڑھایا اُنکو منگل کے دن سترھوین تاریخ جمادی الثانی کی سن تہتر مین اور بیعت کی گئی اُنکی خلافت پر
سن چونسٹھ مین اور پہلے اسکے نہین خطاب کیے جاتے تھے ساتھ خلافت کے پس جمع ہوئے اُنکی فرمان برداری پر اہل حجاز اور یمن اور عراق
اور خراسان وغیرہ ذلک سواے شام کے یا بعض اُسکے اور حج کیے ساتھ لوگون کے آٹھ حج اور روایت کین حدیثین اُنسے خلائق کثیر
نے (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي عُمَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)
اور روایت ہے عبد الرحمن بن عمیرہ سے کہ نقل کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا واسطے معاویہ کے یا الٰہی کر
اسکو سیدھی راہ دکھانے والا اور راہ سیدھی پایا گیا اور ہدایت کر لوگون کو سبب اُسکے نقل کی یہ ترمذی نے ف اور آمین ہے کہ
نہین ہو کہ دعا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مستجاب ہو پس جو شخص کہ حال اسکا ہو ایسا کیونکر شک کیا جاوے اُسکے حق اور شان مین کہا طیبی
نے کہ وہ اموی ہین اور مان اُنکی ہندہ بیٹی عتبہ کی تھی وہ اور باپ اُنکے یعنی ابو سفیان روز فتح مکہ کے مسلمان ہونے والون مین سے
تھے پھر مؤلفۃ القلوب مین رہے اور وہ ایک تھے انہین سے کہ جو کتابت کرتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اور بعضون نے
کہا کہ نہین لکھا اُنھون نے وحی مین سے کچھ ولیکن خطوط نویسی کرتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یہان منشی تھے اور حاکم ہوئے
وہ شام کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مین اور بیس برس تک حاکم رہے پھر مرے رجب مین بیچ دمشق کے اور عمر انکی اٹھتر برس کی
ہوئی اور اخیر عمر مین لقوہ ہو گیا تھا اُنکو اور کہتے تھے اخیر عمر اپنی مین کاشکے مین ہوتا ایک شخص قریش سے ذی طوی مین کہ نام ہے
ایک جگہ کا مکہ مین اور نہ دیکھتا مین اس امر سے یعنی حکومت سے کچھ اور تھا اُنکے پاس تہبند رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا اور چادر
اور قمیص اور کچھ موے مبارک آپ کے اور ناخن آپ کے پس کہا اُنھون نے کہ کفنانا مجھکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قمیص مین
اور لپیٹنا مجھکو آپ کی چادر مین اور تہبند آنحضرت کا باندھنا میرے اور بھرنا میرے حلق کے گوشے مین اور باندھنا میرے سجدہ کی جگہون مین
بال اور ناخن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور تخلیہ کر دینا درمیان میرے اور درمیان ارحم الراحمین کے یعنی دفن کر کے سپرد بخدا کر دینا
(وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمَ النَّاسُ وَاٰمَنَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِيْثٌ
غَرِيْبٌ وَلَيْسَ اِسْنَادُهٗ بِالْقَوِيِّ) اور روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اسلام لائے
لوگ اور ایمان لایا عمرو بن العاص نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور نہین اسناد اسکی قوی ف مراد لوگون سے وہ لوگ
ہین کہ اسلام لائے روز فتح مکہ کے بجبر و قہر بعد ازان کامل ہوا ایمان اُنکا کہ چاہا خداے تعالے نے کامل کرنا اُنکا اور عمرو بن العاص
برس دن پہلے فتح مکہ کے یا دو برس پہلے ایمان لائے بطوع و رغبت اس حال مین کہ ہجرت کی طرف مدینہ کے پس یہ فرمانا آنحضرت کا
تنبیہ ہے اسپر کہ لوگ مسلمان ہوئے از راہ خوف کے اور عمرو ایمان لایا برغبت یہ طیبی وغیرہ نے ذکر کیا اور ابن ملک نے کہا
عمرو کی ساتھ ایمان لانے کے برغبت اسلیے کہ واقع ہوا اسلام اُنکے دل مین حبشہ مین جبکہ اقرار کیا نجاشی بادشاہ حبشہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا پس متوجہ ہوئے بارادہ ایمان لانے کے طرف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر

کہ بلاوے کوئی انکو طرف ایمان کے پس آئے یہ طرف مدینہ کے فی الفور دوڑتے ہوئے پھر ایمان لائے پس اسیر کیا انکو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک جماعت پر کہ ان مین صدیق رض اور فاروق بھی تھے اور یہ اسلیے کیا کہ پہلے اسلام کے وہ بڑی عداوت رکھتے تھے
آنحضرت سے اور بہت درپے تھے آنحضرت کے صحابہ کے ہلاک کرنے کے پس جب ایمان لائے یہ تو آنحضرت نے چاہا کہ زائل کرین
انکے دل سے اثر اس وحشت قدیمی کا تو امن مین ہون آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور نا امید نہ ہون اللہ تعالے کی رحمت
سے اور آیا ہے کہ جب چاہا عمرو نے کہ ایمان لاوین اور بیعت کرین تو ہاتھ کھینچ لیا انھون نے آنحضرت نے فرمایا کہ کیون ہاتھ کھینچا تو نے
اے عمرو کہا ایک شرط کرتا ہون مین یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کیا شرط کرتا ہے تو کہا ایمان لاتا ہون مین بشرط اسکے کہ بخشے جاوین
تمام گناہ میرے کہ پہلے اس سے کیے ہین مین نے فرمایا نہیں جانتا ہے تو اے عمرو کہ اسلام دور کر دیتا ہے اور ڈھا دیتا ہے ہر گناہ کو کہ پہلے اسکے
کیے گئے اور ہجرت دور کر دیتی ہے اور ڈھا دیتی ہے ہر گناہ کو کہ پہلے اس سے کیے گئے اور اور حدیثون مین آیا ہے کہ عمرو بن العاص اور بھائی
انکا ہشام بن العاص دونون مومن ہین اور یہ بھی آیا ہے کہ عمرو بن العاص صالحین قریش سے ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ فرمایا آنحضرت
نے انکو اے عمرو ارشد یعنی بلا شبہہ تو ارشد ہے اور فرمایا آنحضرت نے کہ عمرو بن العاص صدقہ بہتر اوروں سے لاتا ہے واللہ اعلم اور
تھے عمرو بن العاص عقلمند پس عمر بن الخطاب جسکو احمق وغبی دیکھتے کہتے سبحان اللہ خالق اسکا اور عمرو بن العاص کا ایک ہی ہے
اور روایت کیا گیا ہے کہ عمرو وقت گذرنے کے اس عالم سے خوف اور بیتابی اور بیقراری بہت رکھتے تھے پس کہا انکو انکے بیٹے عبد اللہ
نے اے باپ یہ تمام گھبراہٹ کس واسطے ہے صحبت رکھی ہے تمنے ساتھ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اور جہاد کیا تمنے ساتھ انکے کہا اے بیٹے
میرے مجھ پر تین حالتین گذری ہین تھا مین اول امر مین کہ دشمنی رکھتا تھا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سخت دشمنی بعد ازان مسلمان
ہوا مین اور صحبت رکھی مین نے ساتھ انکے پھر تھا مین امارت و ولایت مین اور مبتلا ہوا مین اسمین اور پہونچا مجھکو جو سبب دنیا کے جو کچھ کہ
پہونچا نہین جانتا ہون کہ ساتھ کس حالت کے ان حالتون مین سے میرے ساتھ معاملہ کرینگے اور کیا پیش آتا ہے (وعن جابر قال
لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر ما لی اراک منکسرا قلت استشہد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا ابشرک
بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احدا قط الا من وراء حجاب واحیی اباک فکلمہ کفاحا فقال یا عبدی
تمن علی اعطک قال یا رب تحیینی فاقتل فیک ثانیۃ قال الرب تبارک وتعالی انہ قد سبق منی انہم الیہا لا یرجعون فنزلت ولا تحسبن
الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا الآیۃ رواہ الترمذی) اور روایت ہے جابر سے کہ ملے مجھسے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پس فرمایا اے جابر
کیا ہے مجھکو کہ دیکھتا ہون تجھکو شکستہ اور دلگیر یعنی غمگین کہا مین نے شہید کیا گیا باپ میرا یعنی عبد اللہ غزوہ احد مین اور چھوڑے انھون نے
عیال یعنی بہت اور قرض بھی پس جمع ہوئے مین کئی سبب غم کے فرمایا کیا خوشخبری نہ دون مین تجھکو ساتھ اس چیز کے کہ پیش آیا خدا عز وجل اور معاملہ کیا
ساتھ اسکے تیرے باپ سے فرح یعنی بسبب غم واندوہ دنیا کے دلگیر مت رہو کہ یہ آسان ہو جائیگا اور جاتا رہیگا بسبب ادا کے قرض کے
ولیکن شاد رہ ساتھ اس چیز کے کہ اسمین قرب وکرامت مولے کی ہے اور اسمین اشارہ ہے اسپر کہ فضل وکرامت باپون کی سرایت کرتی ہے
اُن بیٹون مین کہ سیدھی راہ پر ہون اور اشارہ ہے اسپر کہ بیٹون کو ساتھ خوشی دینی باپون کے خوش ہونا چاہیے ترجمہ کہا مین نے
ہان خبر دیجیے یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ کلام نہین کیا خدائے تعالے نے کسی سے ہرگز مگر پیچھے پردہ کے یعنی
بے واسطہ فرشتے کے کسی سے ہرگز یعنی پہلے تیرے باپ کے پس اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ وہ بالخصوص افضل ہین تمام انکے شہیدون

اس جہت سے کہ نہین کلام کیا اللہ نے کسی سے ان مین سے مگر پردہ کے پیچھے سے اسمین اشارہ ہے طرف اسکے کہ قول اللہ تعالے کا ما کان لبشر ان
یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب آخر آیۃ تک متعلق ہے ساتھ دنیا کے واسطے قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ترجمہ اور زندہ کیا خدا تعالے
نے تیرے باپ کو پس کلام کیا اس سے روبرو کہ پردہ تھا بیچ مین اور نہ رسول فـ اگر کوئی کہے کہ کیونکر تطبیق ہو اس حدیث مین اور درمیان
قول اللہ تعالے کے بل احیاء عند ربہم اسلیے کہ تقدیر اسکی یہ ہے ہم احیاء پس زندہ کو کیا زندہ کریگا پس کہا مظہر نے کہ گردانی اللہ تعالے نے
روح بیچ بدن جانور سبز کے پس زندہ کیا اس جانور کو بسبب اس روح کے پس صحیح ہوا زندہ کرنا یا مراد زندہ کرنے سے زیادتی قوت روح
اسکی کی ہے پس مشاہدہ کیا حق کا بسبب اس قوت کے ترجمہ فرمایا خدا تعالے نے اے بندے میرے یعنے خاص بندے آرزو کر اور چاہ
یا معنا فضل وکرامت میری سے جو چاہ دونگا مین تجکو کہا تیرے باپ نے اے پروردگار میرے یہ آرزو رکھتا ہون اور چاہتا ہون کہ زندہ کرے تو
مجکو اور بھیجے تو دنیا مین پس مارا جاؤن تیری راہ مین دوسری بار یعنے تاکہ ہو وسیلہ زیادتی رضامندی تیری کا فرمایا پروردگار تبارک و
تعالے نے تحقیق شان یہ ہے تحقیق گذرا ہے حکم میرا کہ مردے نہین پھر کر آوینگے دنیا مین فـ اس طرح کہ وہ جیتے رہین دنیا مین مدت دراز
اور کرتے رہین اسمین طاعات اور نہین منافی ہونے کا زندہ ہونا بعضے مردون کا بسبب عیسے وغیرہ کے اور ظاہر یہ ہے کہ یعنے اسکے یہ ہین
کہ نہین پھر کر آوینگے مرے ساتھ الناس اور آرزو اپنی کے پس نہین اشکال لازم آویگا ساتھ شہید دجال کے بھی اور کہا سید جمال الدین نے
کہ ضمیر انہم کی پھرتی ہے اہل احد کی طرف یا مطلق شہداء کی طرف تو کہ نہ اشکال لازم آوے ساتھ قصہ عزیر کے ترجمہ پس اتری یہ آیت یعنے انکے حق
مین اور انکے یارون کے حق مین کہ جو شہید ہوئے تھے احد مین اور گمان نہ کر تو مردہ ان لوگون کو کہ مارے گئے راہ خدا مین اخیر آیت تک نقل کی
یہ ترمذی نے فـ کہ اسکے آگے یون ہے (بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما آتاہم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا
بہم من خلفہم الا خوف علیہم ولا ہم یحزنون) یعنے بلکہ وہ زندہ ہین اپنے پروردگار کے پاس روزی دیے جاتے ہین اس حال مین کہ خوش
ہین بسبب انہی نعمتون الٰہی کے انکو اور وہ خوشی کر رہے ہین ساتھ ان پس ماندون کے کہ نہین ملے انسے یعنے اور مومن بھائی کہ زندہ
ہین بسبب اسکے کہ نہین ڈر اوپر اور نہ وہ غمگین ہونگے یعنے آخرت مین سمجھتے ہین کہ وہ خوش ہوتے ہین بسبب امن وسرور انکے کے (وعنہ
قال استغفر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسا وعشرین مرۃ رواہ الترمذی) اور یہ بھی روایت ہے جابر سے کہا بخشش چاہی
میرے لیے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پچیس بار نقل کی یہ ترمذی نے فـ یہ احتمال ہے کہ ایک مجلس مین مانگی یا کئی مجلسون مین
اور موید ہے احتمال اول کو ایک روایت انہین جابر سے کہ لفظ اسکے یہ ہین (استغفر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ البعیر خمسا وعشرین مرۃ)
کہا مؤلف نے کہ جابر بن عبد اللہ کنیت انکی ابو عبد اللہ ہے انصاری سلمی مشاہیر صحابہ سے ہین اور روایتین بہت انسے منقول ہین حاضر
ہوئے بدر مین اور بعد اسکے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اٹھارہ غزوون مین اور گئے شام اور مصر مین اور اخیر عمر مین نابینا ہوگئے تھے
روایت کین حدیثین انسے خلق کثیر نے مرے وہ مدینہ مین سن چوہتر مین چورانوے برس کی عمر مین اور صحابہ جو مدینہ مین مرے ہین ان مین
سب سے آخر یہی مرے ہین بموجب ایک قول کے (وعن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کم من اشعث اغبر ذی طمرین
لا یؤبہ لہ لو اقسم علی اللہ لابرہ منہم البراء بن مالک رواہ الترمذی والبیہقی فی دلائل النبوۃ) اور روایت ہے انس سے کہ کہا فرمایا
آنحضرت نے بہت پراگندہ بال غبار آلودہ صاحب دو پرانے کپڑون کے نہین پروا کیجاتی انکی اور نہ التفات کیا جاتا ہے طرف انکے بسبب حقارت
انکی کے اگر قسم کہا بیٹھین خدا پر اعتماد کر کے یعنے قسم کہاوین کہ خدا ایسا کریگا تو خدا سچا کرتا ہے انکو اس قسم مین اور کر دیتا ہے اس کام کو یا قسم کہا دین

فصل پر کہ ایسا کچھ کرینگے ہم تو مہیا کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسباب اس فعل کا اور توفیق دیتا ہے انکو کہ کریں وہ فعل ترجمہ انہیں سے ہے براء بن مالک یہ
ف ع بھائی ہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ایک ماں اور ایک باپ سے فضلاء صحابہ اور دلیروں اور بہادروں میں سے ہیں
حاضر ہوئے احد میں اور اور جہادوں میں کہ بعد اسکے ہوئے اور یہ بڑے قوی اور شجاع تھے کہ سو مشرکوں کو مقابلہ کی حالت میں انہوں نے
مارا ہے سوائے انکے کہ شریک اوروں کے ہو کر مارا انکو اور ظاہر ہوئی ان سے جنگ شدید روز یمامہ کے اور شہید ہوئے بیسویں سال میں ترجمہ نقل کی ترمذی
نے اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا ان عیبتی التی اوی الیھا اھل بیتی
وان کرشی الانصار فاعفوا عن مسیئھم واقبلوا من محسنھم رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن) اور روایت ہے ابو سعید سے کہا کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ رہو تحقیق خاص میرے اور محل ستر و امانت میری کے کہ ٹھکانا پکڑتا ہوں میں طرف انکے اہل بیت میرے ہیں ف ع
سے مفصل عنقریب کہ پہلی فصل میں بیچ حدیث انس کے لکھے جا چکے ہیں اور وہاں یہ لفظ انصار کی تعریف میں واقع ہوا ہے اور یہ منافات نہیں رکھتا
کہ انکے غیر کے حق میں بھی وارد ہو خصوصاً اہل بیت کہ بہت خاص ہیں ساتھ اس صفت کے ت اور تحقیق دوست دلی میرے انصار ہیں پس
عفو کرو تم انکے بدکاروں سے اور قبول کرو انکے نیکوکاروں سے نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے (وعن ابن عباس ان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبغض الانصار احد یؤمن باللہ والیوم الآخر رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح) اور روایت ہے ابن عباس
سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن نہیں رکھتا انصار کو وہ کوئی کہ ایمان رکھتا ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور روز آخرت کے نقل کی
یہ ترمذی نے اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن انس عن ابی طلحۃ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقرأ قومک السلام فانھم ما علمت اعفۃ
صبر رواہ الترمذی) اور روایت ہے انس سے انہوں نے نقل کی ابو طلحہ سے کہا فرمایا واسطے میرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پہونچا اپنی قوم کو میری
طرف سے سلام اسلیے کہ تحقیق وہ جو کچھ کہ جانتا ہوں میں کہ پارسا ہیں صبر کرنے والے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن جابر ان عبدا لحاطب جاء الی
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یشکو حاطبا الیه فقال یا رسول اللہ لیدخلن حاطب النار فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کذبت لا یدخلھا فانہ قد شھد
بدرا والحدیبیۃ رواہ مسلم) اور روایت ہے جابر سے کہ تحقیق غلام حاطب بن ابی بلتعہ کا آیا آنحضرت کے پاس اس حال میں کہ شکایت کرتا تھا حاطب
کی نزدیک آنحضرت کے پس کہا اس غلام نے کہ یا رسول اللہ البتہ داخل ہوگا حاطب آگ میں یعنے بسبب کثرت ظلم کرنے کے مجھپر پس فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جھوٹا ہے تو یعنے اس سبب سے کہ جزم کیا تو نے اور تاکید کر کر کہا تو نے نہیں داخل ہوگا آگ میں اسلیے کہ وہ حاضر
ہوا ہے بدر میں اور حدیبیہ میں نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے اور جو کوئی حاضر ہوا ہے ان دونوں میں نہیں داخل ہوگا آگ میں ہرگز یا رہا گیا اس سبب سے
کہ دلالت کرتا ہے اسکے ایمان پر خطاب کرنا اللہ تعالیٰ کا اسکو بیچ خطاب کرنے اسکے کے ساتھ قول اپنے کے بیچ کتاب اپنی کے (یا ایھا الذین امنوا
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء) آخر آیت تک (وعن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلا ھذہ الآیۃ وان تتولوا یستبدل قوما غیرکم ثم
لا یکونوا امثالکم قالوا یا رسول اللہ من ھؤلاء الذین ذکر اللہ ان تولینا استبدلوا بنا ثم لا یکونوا امثالنا فضرب علی فخذ سلمان الفارسی ثم قال ھذا
وقومہ ولو کان الدین عند الثریا لتناولہ رجال من الفرس رواہ الترمذی) اور روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ سے کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے پڑھی یہ آیت اور اگر منہ پھیرو تم یعنے ایمان لانے سے محمد پر اور مدد کرنے دین اسکے سے لا دیگا خدا تعالیٰ تمھارے بدلہ میں ایک گروہ کو
سوائے تمھارے پھر وہ گروہ نہیں ہونگے مانند تمھارے یعنے بلکہ بہتر ہونگے تم سے عرض کیا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون
ہیں وہ لوگ کہ ذکر کیا خدا نے کہ اگر روگردانی کریں ہم ہمارے بدلے میں اور بجائے ہمارے لائے جاویں وہ پھر نہیں ہونگے وہ مانند ہمارے

ہیں مارا آنحضرت نے ہاتھ اپنا اوپر ران سلمان فارسی کے پھر فرمایا کہ وہ لوگ یہ ہیں اور قوم اسکی یعنے فارسی اور عجمی اور اگر ہوتا دین نزدیک ثریا کے یعنے آسمان میں تو البتہ لیتے اسکو کتنے اشخاص فارس میں سے نقل کی یہ ترمذی نے ف لفظ فرس ساتھ پیش ف اور جزم ر کے یعنے جماعت عجم کی مطلقا یا وہ لوگ کہ ہو زبان انکی فارسی یا وہ لوگ کہ ولایت فارس کے ہیں اور اول ظاہر تر ہے اسلیے کہ دلالت کرتی ہے اسپر حدیث آگے کی (وعنه قال ذكرت الأعاجم عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأنا بهم أو ببعضهم أوثق مني بكم أو ببعضكم رواه الترمذي) اور یہ بھی روایت ہے ابو ہریرہ سے کہا ذکر کیے گئے اہل عجم نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس فرمایا آنحضرت نے تحقیق ساتھ ان عجمیوں کے یا بعض انکے کے زیادہ اعتماد رکھتا ہوں یعنے محافظت دین اور امانت میں بہ نسبت تمہارے یا بعض تمہارے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے مخر ہوں سے کہ طیبی نے کہا کہ خطاب یہاں قوم خاص کو ہے کہ انکو کما حقہ ال کے خرچ کرنے کو جہاد میں پس انھوں نے تقاعد و تکاسل کیا اسمین بہر تقدیر اسمین تعریف اہل عجم کی اور رعایت ورعایت ہے بہ نسبت انکے اور ملا علی نے اسکی شرح بسط و تفصیل سے مع سند کے آیتوں سے لکھی ہے بخوف درازی کتاب کے اس میں نہیں لکھا گیا الفصل الثالث فصل تیسری (عن علي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن كل نبي أعطي سبعة نجباء رقباء وأعطيت أنا أربعة عشر قلنا من هم قال أنا وابناي وجعفر وحمزة وأبو بكر وعمر ومصعب بن عمير وبلال وسلمان وعمار وعبد الله بن مسعود وأبو ذر والمقداد رواه الترمذي) روایت ہے علی سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بلا شبہ ہر پیغمبر کے لیے سات آدمی ہوتے تھے بزرگ برگزیدہ اصحاب میں سے اور نگہبان احوال ظاہر و باطن انکے کے کہ انکے ساتھ ہوتے تھے اور دیا گیا ہوں میں چودہ مرد کہ نجیب اور رقیب ہیں یعنے مجکو دیے گئے ہیں از راہ تفضلات کے کہا ہمنے کون ہیں وہ چودہ مرد کہا حضرت علی نے وہ میں ہوں اور دونوں بیٹے میرے یعنے حسن اور حسین اور جعفر بن ابی طالب اور حمزہ بن عبد المطلب اور ابو بکر اور عمر اور مصعب بن عمیر اور بلال اور سلمان اور عمار اور عبد اللہ بن مسعود اور ابوذر اور مقداد رضی اللہ عنہم نقل کی یہ ترمذی نے ف کہا مولف نے کہ حمزہ بیٹے عبد المطلب کے ہیں کنیت انکی ابو عمارہ ساتھ پیش عین کے چچا تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آنحضرت کے دودھ شریک بھائی بھی تھے کہ دودھ پلایا تھا دونوں صاحبوں کو ثویبہ لونڈی ابی لہب کی نے اور وہ اسد اللہ تھے اسلام قدیم رکھتے تھے کہ دوسرے سال میں بعد نبی ہونے کے مسلمان ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ اسلام لائے حمزہ بعد داخل ہونے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں چھٹے سال کے نبی ہونے سے پس عزت دی اللہ تعالی نے اسلام کو بسبب اسلام انکے کے اور حاضر ہوئے بدر میں اور شہید ہوئے روز احد کے قتل کیا انکو وحشی بن حرب نے اور آنحضرت سے چار برس بڑے عمر میں تھے کہا ابن عبد البر نے کہ نہیں صحیح ہے میرے نزدیک اسلیے کہ وہ دودھ شریک تھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پس یہ کیونکر ہے مگر یہ کہ دودھ پلایا ہو ثویبہ نے دونوں صاحبوں کو دو وقتوں میں اور بعضوں نے کہا کہ دو برس بڑے تھے حضرت سے انتہی اور باقی صاحبوں کا احوال اوپر مذکور ہو چکا ہے (وعن خالد بن الوليد قال كان بيني وبين عمار بن ياسر كلام فأغلظت له في القول فانطلق عمار يشكوني إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء خالد وهو يشكوه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال فجعل يغلظ له ولا يزيده إلا غلظة والنبي صلى الله عليه وسلم ساكت لا يتكلم فبكى عمار وقال يا رسول الله ألا تراه فرفع النبي صلى الله عليه وسلم رأسه وقال من عادى عمارا عاداه الله ومن أبغض عمارا أبغضه الله قال خالد فخرجت فما كان شيء أحب إلي من رضى عمار فلقيته بما رضي فرضي) اور روایت ہے خالد بن ولید سے کہا تھا درمیان میرے اور درمیان عمار کے کلام یعنے گفتگو ایک معاملہ میں پس سختی کی میں نے عمار سے کلام کرنے میں ف خالد بن ولید اکابر قریش سے تھے اور عمار بن یاسر موالی اور فقرا سے خالد نے اسکو بچشم حقارت سے دیکھا اور سختی کی پس خالد کہتے ہیں ترجمہ پس گئے عمار بارادہ اسکے کہ شکوہ کریں میرا پیغمبر خدا

صلی اللہ علیہ وسلم سے پس آئے خالد ف ع ش یہ کلام راوی کا ہے کہ جو خالد سے روایت کرتا ہے اور لفظ قال محذوف ہے دلالت کرتی ہے اسپر عبارت مابعد
کی قال خالد فخرجت اور میرک نے کہا احتمال ہے کہ یہ کلام خالد سے ہو بطریق التفات کے ترجمہ اور عمار شکوہ کر رہے تھے خالد کا طرف نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے کہا راوی نے پس ہو گئے خالد کہ سخت کہتے تھے اور زیادہ نہیں کرتے تھے مگر سختی کو اور عمار لائکہ ہی پیچھے سے تھے پس لگے
روئے عمار یعنے بسبب سختی خالد اور قلت صبر اور کثرت غضب اپنے کے اور سکوت کرنے آنحضرت کے کہا عمار نے یا رسول اللہ کیا نہیں دیکھتے
ہیں آپ خالد کو کہ کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے پس اٹھایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اپنا اور فرمایا جو کوئی دشمنی کرے عمار سے یعنے ساتھ زبان کے
دشمن رکھیگا اسکو خدا اور جو کوئی بغض رکھے عمار سے یعنے ساتھ دل کے بغض رکھیگا اس سے اللہ کہا خالد نے پس باہر نکلا میں یعنے آنحضرت کے
پاس سے بقصد راضی کرنے عمار کے بالکل نہیں تھی کوئی چیز محبوب تر نزدیک میرے راضی ہونے عمار کے سے یعنے ایسا کام کرون کہ عمار مجھسے راضی ہو
مجھہ میں اور اسمیں محبت پیدا ہو پس پیش آیا میں عمار سے ساتھ تواضع اور انکسار اور تحفہ بھیجنے اور عذر کرنے اور گلے لگنے وغیرہ اسباب رضامندی کے پس راضی
ہوئے عمار رضی اللہ عنہ (وَعَنْ اَبِیْ عُبَیْدَةَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ خَالِدٌ سَیْفٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَنِعْمَ فَتَی
الْعَشِیْرَةِ رَوَاهُمَا اَحْمَدُ) اور روایت ہے ابو عبیدہ بن الجراح سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے خالد ایک شمشیر ہے خدا کی شمشیروں
میں سے یعنے مانند شمشیر کے ہے کہ کھینچا اسکو اللہ نے مشرکون پر اور مسلط کیا اسکو کافرون پر یا صاحب سیف کا ہے حاصل یہ کہ خوب لڑتے ہیں کافرون سے
اللہ کی راہ میں اور اچھا جوان اپنے قبیلے کا ہے خالد اور خالد بنی مخزوم میں سے تھے کہ نام ہے پدر کی کا قریش سے روایت کین یہ دونوں حدیثیں احمد نے (وَعَنْ
بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِّهِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْهُمْ
یَقُوْلُ ذٰلِكَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ اَمَرَنِیْ بِحُبِّهِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ) اور روایت ہے بریدہ سے
کہ کہا فرمایا آنحضرت نے کہ اللہ تعالی نے حکم کیا مجھکو ساتھ دوستی چار شخصوں کے یعنے علی الخصوص اور خبر دی مجھکو کہ وہ سبحانہ تعالی بھی دوست رکھتا
ہے انکو عرض کیا صحابہ نے کہ نام بیان کیجیے انکا ہمارے لیے یعنے تو کہ ہم بھی دوست رکھیں انکو بسبب محبت اللہ کے اور رسول کے فرمایا علی ایک ہے
ان میں سے درحالیکہ فرماتے تھے آنحضرت اسکو تین بار یعنے واسطے تاکید کرنے کے ساتھ اسکے کہ وہ افضل ہیں ان میں یا اسلیے تین بار فرمایا کہ دوست رکھے
انکو بقدر تین لوگوں کے اور ابوذر اور مقداد اور سلمان ہیں کہ حکم کیا مجھکو خدا نے ساتھ محبت انکی کے اور خبر دی مجھکو کہ وہ دوست رکھتا ہے انکو نقل کی یہ ترمذی
نے اور کہا کہ یہ حدیث غریب حسن ہے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ اَبُوْبَكْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا یَعْنِیْ بِلَالًا رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے جابر سے
کہا کہ تھے عمر کہتے ابوبکر سردار ہمارے ہیں یعنے بہتر اور افضل ہمارے ہیں اور آزاد کیا ابوبکر نے سردار ہمارے کو مراد رکھتے تھے عمر سردار دوسرے
بلال کو نقل کی یہ بخاری نے ف ع ح یہ حضرت عمر نے بطریق تواضع کے کہا اسلیے کہ عمر افضل ہیں بلال سے بالاجماع اور بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ
جملہ سرداروں سے ہے اور بعضون نے کہا کہ سیادت مستلزم افضلیت کو نہیں ہے اور بعضون نے کہا کہ ضمیر متکلم مع الغیر کی واجب نہیں ہے کہ شامل کل کو ہو
بلکہ باعتبار اکثر کے ہے اور ضمیر کنایت صحابہ سے ہے پس اول میں شامل کل ہیں اور ثانی میں اکثر اور اضافت اس فقرہ میں واسطے تخصیص کے ہے
یعنے سید ہے درمیان ہمارے (وَعَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّ بِلَالًا قَالَ لِاَبِیْ بَكْرٍ اِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ لِنَفْسِكَ فَاَمْسِكْنِیْ وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَیْتَنِیْ
لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰهِ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ) اور روایت ہے قیس بن ابی حازم تابعی سے کہ بلال نے کہا واسطے ابی بکر کے ف ع ح جسوقت کہ ابوبکر
نے بعد از وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا بلال کو اور درخواست کی کہ میری صحبت میں رہ اور اذان کہتا رہ جیسا کہ رسول خدا کے لیے
کہتا تھا اور بلال کو ابوبکر نے خریدا تھا اور کافرون کے ہاتھ سے چھڑا کر آزاد کیا تھا اور انہوں نے بعد وفات آنحضرت کے ارادہ شام کی طرف متوجہ

ہو سکا کیا تھا بسبب نہ صبر کرنے کے اوپر دیکھنے مسجد نبوی کے بغیر حضور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ کہہ سکنے اذان کے شام میں اور آگے آویگا
کہ بلال سید الابدال ہوئے اور جگہ انکی غالبا شام ہے حاصل یہ کہ بلال نے ارادہ شام کے جانیکا کیا بعد وفات آنحضرت کے اور ابوبکر مانع ہوئے اس وقت
میں بلال نے ابوبکر رضی سے کہا ترجمہ کہ اگر ہے تو کہ نہیں خریدا ہے تو نے مجھکو مگر اپنے نفس ہی کے لیے یعنے نفس کی خوشی کے لیے تو نگاہ رکھ مجھکو یعنے
اپنے پاس اور خدمت کرنے کو فرما اور اگر ہے تو کہ نہیں خریدا ہے تو نے مجھکو مگر واسطے خدا کے اور طلب رضا اور ثواب اسکے کے پس چھوڑ دے مجھکو ساتھ
عمل خدا کے نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنے چھوڑ مجھکو تو خدا کے لیے کام کرتا رہوں اور خلق سے کچھ سروکار نہ رکھوں اور بعضی روایت میں آیا
ہو کہ کہا بلال نے مجھکو طاقت بغیر آپکے جگہ دیکھنے کی بعد ان کے نہیں اور بغیر انکے یہاں نہیں رہ سکتا ہوں بیت چہ مشکل تر ازین بر عاشق زار ہو
کہ بے دلدار بیند جاے دلدار پس گئے بلال ہمراہ ایک لشکر کے کہ شام کو جاتا تھا اور دمشق میں بیس یا اٹھارہ برس سال میں وفات پائی اور
یہ حدیث کہ رجوع کرنے بلال کی پھر رجوع کرنیکی طرف مدینہ کے بعد دیکھنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں اور اذان دینے انکے کی آواز
اور کانپ اٹھنے مدینہ کے بسبب اذان انکی کے پس کچھ اصل نہیں اسکی وضعی معلوم ہوتی ہے ذکرہ السیوطی فی الذیل (وعن) ابی ہریرۃ قال جاء رجل الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی مجہود فارسل الی بعض نسائہ فقالت والذی بعثک بالحق ما عندی الا ماء ثم ارسل الی اخری فقالت مثل ذلک
وقلن کلہن مثل ذلک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضیفہ یرحمہ اللہ فقام رجل من الانصار یقال لہ ابو طلحۃ فقال انا یا رسول اللہ
فانطلق بہ الی رحلہ فقال لامرأتہ ہل عندک شیء قالت لا الا قوت صبیانی قال فعللیہم بشیء ونومیہم فاذا دخل ضیفنا فاریہ انا ناکل فاذا اہوی
بیدہ لیاکل فقومی الی السراج کی تصلحیہ فاطفئیہ ففعلت فقعدوا واکل الضیف وباتا طاویین فلما اصبح غدا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد عجب اللہ او ضحک اللہ من فلان وفلانۃ وفی روایۃ مثلہ ولم یسم ابا طلحۃ وفی اخرہا فانزل اللہ تعالی ویؤثرون علی انفسہم و
لو کان بہم خصاصۃ متفق علیہ اور روایت ہے ابوہریرہ سے کہ کہا آیا ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس کہا اسنے کہ میں سختی رنج و
مشقت کھینچی ہو یعنے فقیر ہوں رنج و مشقت اٹھاتا ہوں بھوک وغیرہ سے کچھ دو مجھکو پس بھیجا آنحضرت نے کسی کو کسی بیوی کے پاس یعنے اسلیے کہ دریافت
کرے کہ اگر کچھ ان پاس ہو تو دیوین اسکے لیے پس کہا ان بیوی نے قسم ہے اس ذات کی کہ بھیجا ہے آپکو ساتھ حق کے نہیں ہے میرے پاس یعنے قسم کھانا
پینے کی چیز سے مگر پانی پھر بھیجا آنحضرت نے کسی کو اور بیوی کے پاس پس کہا ان بیوی نے بھی مانند اسکے کہ کہا تھا پہلی بیوی نے یعنے اسیطرح سب بیویوں کے
پاس بھیجا اور کہا سب بیویوں نے مانند اسکے ف ع اور شاید کہ یہ حال ہوا ابتداء میں پہلے فتح ہونے خیبر وغیرہ کے اور حاصل ہونے غنائم اور
اموال کے ترجمہ پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی کہ مہمانی کرے اسکی رحمت کریگا خدا تعالی اسپر پس کھڑا ہوا ایک شخص انصار
میں سے کہا جاتا تھا اسکو ابو طلحہ ف ع ح نام انکا زید بن سہل انصاری ہے خاوند ام سلیم کے کہ ماں تھی انس کی ترجمہ پس کہا ابوطلحہ نے میں ضیافت کرونگا
اس شخص کی یا رسول اللہ پس لیجا کر گئے ابوطلحہ اس شخص کو طرف گھر اپنے کے پس کہا ابوطلحہ نے واسطے بیوی اپنی کے کہ وہ ماں انس کی تھیں کیا
ہے تیرے پاس کچھ طعام کہا اسنے نہیں ہے کچھ ہمارے پاس طعام مگر موافق قوت لڑکوں میرے کے ف ع یعنے چھوٹے لڑکوں کے لیے کچھ رکھ چھوڑا ہے
کہ انکو بھوک لگتی ہے بار بار رات اور دن میں والا معلوم ہی ہے کہ نہیں جائز ہے بھوکا رکھنا بچوں کا اور کھلانا مہمانوں کا ترجمہ کہا ابوطلحہ نے یعنے اپنی بیوی
پس بہلا دے انکو ساتھ کسی چیز کے اور سلا دے انکو ف ع گویا ابوطلحہ نے قصد کیا کہ بچے نہ دیکھیں کھانا مہمان کا تو کہ خواہش کریں جیسے کہ عادت
بچوں کی ہوتی ہے ترجمہ پس جبکہ داخل ہو مہمان ہمارا پس دکھلا اسکو ظاہر میں کہ ہم کھاتے ہیں ف ع یعنے اس طعام میں سے اسلیے کہ مہمان اگر
دیکھتا ہے کہ صاحب خانہ نہیں کھاتا تو تشویش خاطر پیدا ہوتی ہے اسکو اور مہمان کے سامنے آنا انکی بیوی کا اسلیے ہوا کہ وہ بڑھیا تھیں اور یہ قصہ ہے پردہ

معلوم ہونے سے پہلے کا ہے ترجمہ پس جس وقت کہ قصد کرے مہمان اور بچھایا دستر خوان تو کھانا کھاوے پس اٹھنا تو طرف چراغ کے اسکے سنوارنے اور بتی
اوکسانے کے لیے پھر بجھا دینا تو اسکو یعنے تو کہ اندھیرا ہو جاوے اور وہ بہانہ کرنے لگا کھانے سے مطلع نہو پس کیا اس عورت نے ایسا ہی پس بیٹھی وہ
یعنے وہ عورت اور مرد اور مہمان اسلام پر اور کھایا مہمان نے اور رات گذاری ابو طلحہ نے اور انکی بیوی نے بھوکے پس جب صبح کی ابو طلحہ نے آئے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنے بسبب معلوم کرنے کے نور کشف سے یا طریق وحی سے البتہ تحقیق عجب کیا
اللہ نے یا کہا راوی نے کہ ہنسا اللہ تعالے یعنے راضی ہوا فلانے مرد اور فلانی عورت سے یعنے نام ابو طلحہ کا اور اسکی بیوی کا لیا اور ایک روایت میں ہے
سے مانند اس حدیث کے آیا ہے یعنے موافق لفظ و معنی میں اور نام نہیں لیا ابو ہریرہ نے یعنے اس روایت میں نہیں کہا یقال له ابو طلحه اور بیچ آخر اس کے ہے روایت
کے پس اتارا ہے پس نازل کی اللہ تعالے نے یہ آیت اور ترجیح دیتے ہیں یعنے اپنے مہمانوں کو یا اوروں کو اپنی نفسوں پر اگرچہ ہو انکو حاجت و بھوک نقل کی
یہ بخاری اور مسلم نے (وعنه قال نزلنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم منزلا فجعل الناس يمرون فيقول رسول الله صلى الله عليه وسلم من هذا يا ابا هريرة
فاقول فلان فيقول نعم عبد الله هذا ويقول من هذا فاقول فلان فيقول بئس عبد الله هذا حتى مر خالد بن الوليد فقال من هذا فقلت خالد بن الوليد فقال
نعم عبد الله خالد بن الوليد سيف من سيوف الله رواه الترمذي) اور یہ بھی روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ کہا اترے ہم ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے ایک منزل میں پس گذرنے لگے لوگ یعنے پھر ہر جانب سے پس فرماتے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پوچھتے کہ کون ہے یہ کہ گزرتا ہے اے ابو ہریرہ
پس کہتا میں یعنے بیان کرتا میں اسکا نام و صفت پس فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اچھا بندہ خدا کا ہے یہ اور فرماتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شخص سے کہ گذرتا کون ہے یہ پس کہتا میں یہ فلانا ہے پس فرماتے آنحضرت برا بندہ خدا کا ہے یہ ف شاید کہ یہ فرماتے اس کسی کے سبب کہ جانتے کہ وہ منافق
ہے یا اسلیے کہ مومن کے لیے فرمانا اس بات کا آنحضرت سے دور تھا اور معمول نہ تھا آپ کا اگرچہ راہ و روش بری ہو اور مومن خود اس وقت میں ایسے
نہیں تھے کہ آپ ایسا کچھ فرماتے انکے حق میں اور اگر ہو تو نہایت کم واللہ اعلم پس ہمیشہ اسی طرح سوال و جواب رہا ترجمہ یہاں تک کہ گذرے خالد بن
ولید پس فرمایا آنحضرت نے کون ہے یہ پس کہا میں نے یہ خالد بن ولید ہے ف اور اسمیں اشعار ہے اسپر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے اور
ابو ہریرہ باہر تھے خیمہ کے والا خالد بن ولید جیسے کو کیونکر نہ پہچانتے ترجمہ پس فرمایا اچھا بندہ خدا کا ہے خالد بن ولید ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں
سے نقل کی یہ ترمذی نے (وعن زيد بن ارقم قال قالت الانصار يا نبي الله لكل نبي اتباع وانا قد اتبعناك فادع الله ان يجعل اتباعنا منا فدعا
به رواه البخاري) اور روایت ہے زید بن ارقم صحابی سے کہ کہا کہا انصار نے اے پیغمبر خدا کے ہر نبی کے لیے تابعدار تھے اور تحقیق ہم نے تابعداری کی آپ کی
پس دعا کرو خدا سے کہ کرے ہمارے تابع ہم میں سے ف یعنے ہمارے خلفا اور موالی کو بھی ہم میں سے کرے کہ انکو بھی انصار کہا جاوے
تو کہ وصیت جو لوگوں کو ہمارے حق میں احسان کرنے کی ہے انکو بھی شامل ہو جیسا کہ فرمایا اوصیکم بالانصار اور فرمایا فاقبلوا من محسنهم وتجاوزوا عن مسيئهم
اور سوائے اسکے جو مناقب اور فضائل اور عنایتیں اور کرامتیں ہمارے لیے فرمائی ہیں وہ بھی انہیں شریک ہوں یا معنے یہ ہیں کہ دعا کیجیے کہ کرے
ہمارے تابعوں کو ہمسے یعنے متصل ساتھ ہمارے اور پیرو ہمارے نیکی کرنے میں اور اوپر طریقہ اور سیرت ہمارے کے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے نے
والذين اتبعوهم باحسان ترجمہ پس دعا کی آنحضرت نے ساتھ اسکے یعنے ساتھ کرنے اتباع انکے کے انسے نقل کی یہ بخاری نے (وعن قتادة قال
ما نعلم حيا من احياء العرب اكثر شهيدا اعز يوم القيمة من الانصار قال وقال انس قتل منهم يوم احد سبعون ويوم بئر معونة سبعون ويوم اليمامة
سبعون رواه البخاري) اور روایت ہے قتادہ سے کہا نہیں پہچانتے ہم کسی قبیلہ اور قوم کو قبائل عرب سے کہ بہت ہوں شہید
اور بہت عزیز ہوں روز قیامت کے انصار سے کہ شہید انکے بہت ہونگے اور عزیز ہونگے یعنے روز قیامت کے متحقق ہوگا کہ کس کثرت سے وہ

مارے گئے ہیں اور کہا عمر نے ہو گئی انکو اور کہا انس نے مارے گئے انصار سے روز احد کے ستر شخص ف ظاہر مراد یہ ہے کہ انصار اور مہاجرین سے
لوگ ملکر ستر مارے گئے اسلیے کہ روایت کی ہے ابن مندہ نے کہ علما حدیث اور سیر سے ہے حدیث ابی سے کہ قتل کیے گئے انصار میں سے روز احد کے
چونسٹھ شخص اور مہاجرین میں سے چھ شخص تو جملہ اور مارے گئے روز بیر معونہ کے ستر شخص کہ انکو قرا کہتے تھے اور قصہ انکا سیر کی کتابوں میں مذکور ہے
اور ستر شخص مارے گئے روز جنگ یمامہ کے حضرت ابوبکر کے زمانہ میں کہ وہ مسیلمہ کذاب کی قوم کے ساتھ لڑنے کو گئے تھے نقل کی ہے بخاری نے (وعن
قیس بن ابی حازم قال کان عطاء البدریین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وقال عمر لافضلنھم علی من بعدھم رواہ البخاری) اور روایت ہے قیس بن
ابی حازم سے کہا تھی عطا بدر والوں کی پانچ پانچ ہزار یعنی جو کہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے انکے ہر شخص کو بیت المال میں سے پانچ پانچ ہزار درہم
ملے تھے اور کہا عمر نے البتہ فضیلت دیتا ہوں میں انکو انکے غیر پر جو مرتبہ میں نقل کی ہے بخاری نے ف یعنی عطا میں انکی کمال ہو میں بخلاف غیر انکے
کے اور میں بھی فضیلت دیتا ہوں انکو انکے غیر پر اگرچہ زیادہ کروں میں اس مقدار پر باب تسمیۃ من سمی من اہل بدر فی الجامع
للبخاری یہ باب ہے بیچ بیان ذکر کرنے ناموں ان صحابہ اہل بدر کے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے ہیں بیچ کتاب جامع کے واسطے بخاری کے ف جاننا
چاہیے کہ بخاری نام ایک جماعت کا اہل بدر سے کہ اپنی کتاب میں انکو ذکر کیا ہے اور مصنف مشکوۃ نے اس میں لایا ہے ایک باب علیحدہ میں بطریق اجمال مفصل سے لایا ہے
تو ساتھ معرفت فضیلت سبقت اور رجحان انکے کے اوپر غیر اپنے کے جلدی اٹھے دعا ساتھ رحمت و رضوان کے کیجاوے اور کہا ہے علما نے کہ دعا وقت
ذکر انکے کے صحیح بخاری میں قبول ہوتی ہے اور ذکر انکا اوپر ترتیب حروف ہجا کے کیا ہے سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفا اربعہ کے کہ انکو
مقدم کیا ہے اور باقی کو بترتیب حروف ہجا کے لایا ہے اور مؤلف نے بھی اسی روش پر اتباع اسکا کیا ہے انتہی اور ملا علی قاری نے کہا کہ یعنی یہ ذکر ہے ان اہل بدر
کا کہ جنکا نام ذکر کیا گیا ہے صحیح بخاری میں حقیقۃ یا حکما تو کہ داخل ہوں عثمان بھی نہ انکا کہ جنکا نہیں نام لیا گیا بخاری میں اور نہ انکا کہ نہیں ذکر کیے گئے
اصلا کہا میرک نے کہ مراد انسے کہ جنکے نام ذکر کیے گئے ہیں وہ ہیں کہ آیا ہے ذکر انکا صحیح بخاری میں خواہ روایت انسے ہو یا انکے غیر سے یا ہیں بیچ کہ وہ حاضر
ہوئے ہیں بدر میں نہ صرف ذکر انکا بدون تصریح کرنے اسکے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں اور ساتھ اسی کے جواب دیا گیا ہے نہ ذکر کرنے انکے سے جیسے عبیدہ بن الجراح
کو اسلیے کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں باتفاق اہل حدیث اور سیر کے اور ذکر کیا ہے انکو صحیح بخاری میں کتنی جگہ مگر کہ نہیں واقع ہوا ہے انمیں صریح ذکر اسکا
کہ وہ حاضر ہوئے ہیں بدر میں تمام ہوا کلام میرک کا اور اوپر گذر چکا بیچ روایت ابی داود کے ابن عمر سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے روز بدر کے
ساتھ تین سو اور پندرہ آدمیوں کے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکین ہزار تھے اور صحابہ تین سو اور ستر بس اول انکے اور بہتر اور سردار ان کے
اور تمام عالم کے لوگوں کے (النبی محمد بن عبد اللہ الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم) نبی محمد بیٹے عبد اللہ کے ہاشمی ف شروع کیا حضرت کے
ذکر سے تیمنا اور تبرکا یا واسطے دفع توہم اسکے کہ وہ نہیں تھے ساتھ انکے ولادت آپ کی سال فیل میں ہوئی اور بعثت آپ کی شروع چالیس برس پر ہوئی اور دور نبوت
آپکی کا تئیس برس تھا اور عمر شریف آپکی ترسٹھ برس کی آپ سردار سب رسولوں کے اور خاتم النبیین تھے صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ و
اتباعہ واحزابہ اجمعین (عبد اللہ بن عثمان ابو بکر الصدیق القرشی ثم التیمی) عبد اللہ بیٹے عثمان کے ابوبکر صدیق قرشی ف تیم بن مرہ سے کہ
جمع ہوتا انکا ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں واسطہ پر یعنی پانچویں پشت میں نسب انکا اور حضرت کا ملا ہے نام انکا جاہلیت میں عبد رب الکعبہ
تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکا نام عبد اللہ اور عتیق رکھا اور کنیت انکی ابوبکر اور بعضوں نے کہا کہ عتیق تھا بھی نام انکا اور آیا ہے کہ انکی ماں کے
یہاں بچہ نہ جیتا تھا اور جب یہ پیدا ہوئے تو ماں انکی انکو خانہ کعبہ کے آگے لے گئی اور کہا کہ خداوندا اسکو موت سے آزاد کر تو یہ بخش مجکو اور بعضوں نے
کہا کہ عتیق انکو بسبب حسن اور جمال روے اور اچھے ہونے قوم انکی کے کہتے تھے اسلیے کہ عتیق معنی کرم اور جمال اور نجابت کے بھی آتا ہے اور اتفاق

پیغمبر خدا کے چچا کے بیٹے تھے اور بھائی آپ کے ساتھ مواخات کے یعنی بھائی چارہ بھی اُنسے ہوا تھا اور خاوند فاطمہ زہرا کے اور باپ حسن اور حسین کے اور
اول ہاشمی ہین کہ پیدا ہوئے دو ہاشمیون سے اور قدیم الاسلام تھے اور بقول جماعت کثیر کے صحابہ سے اول اسلام بھی لائے ہین اور کہا ہی علما نے کہ نبی ہوئے
آنحضرت پیر کے دن اور اسلام لائے علی رضی اللہ عنہ منگل کو اور عمر اُنکی اسوقت تین برس کی تھی یا سات برس کی تھی اور زاہد اور شہر یف اور ہادی اور مہدی
اور یعسوب المسلمین اور ابو الریحانین اور ابو تراب اُنکے لقبون مین سے ہین اور تھے وہ رضی میانہ قد نہایت گندم گون مائل بسرخی کشادہ دہن بدن پر بال
بہت تھے روشن چہرہ چمکتا جمال بزرگ چشم عظیم البطن خوب سیاہ چشم گھنی تھی ڈاڑھی اُنکی اور طویل اور عریض تھے خوبصورت خندہ دہن تھے مانند چاند چودھوین
رات کے قوی دل شجاع منصور یعنی اللہ کی مدد ہوتی تھی اور فتحیاب ہوتے تھے جہان لڑنے کو جاتے واسع العلم کثیر الزہد سخی النفس رضی اللہ عنہ و
کرم وجہہ ابن عباس سے روایت ہی کہ علی رضی اللہ عنہ نے نیزہ لیا تھا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا روز بدر کے اور کہا حکم نے کہ نیزہ لیا اُنہون نے
روز بدر کے اور سب غزوون مین روایت کیا اُنکو امام [illegible] نے مناقب مین مدت اُنکی خلافت کی پانچ برس اور شہادت اُنکی جمعہ کو وقت سحر کے سترھوین تاریخ
رمضان سن اکتالیس ہجری مین اور عمر اُنکی تریسٹھ برس کی صحیح و مختار یہی ہی پھر جاننا چاہیے کہ مصنف نے یہان لکھے صحابہ کی مراتب ترتیب کی پھر ابتدا
کیا ترتیب حروف تہجی کا الایاس بن البکیر سے ایاس بیٹے بکیر کے فتح [illegible] اور [illegible] البکیر الف لام سے ہی اور یا ساکن [illegible] اور تخفیف تحتانیہ کا آخر مین [illegible]
بکیر با موحدہ [illegible] اور فتح کاف اور جزم تحتانیہ تصغیر بکیر کے اور بعضون نے روایت بخاری سے بکیر با [illegible] اور تشدید کاف سے کہا ہی [illegible]
مہاجرین اولین سے حاضر ہوئے بدر مین اور ان جہادون مین کہ بعد بدر کے ہین اور تھا اسلام اُنکا اور اسلام اُنکے بھائی عامر بن بکیر کا دار ارقم مین اور وہ اور
اُنکے بھائی اور خالد اور عاقل اور عامر سب صحابی تھے اہل بدر سے وفات اُنکی سن چونتیس مین ہوئی (بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ) ترجمہ
ت بلال بیٹے رباح کے غلام آزاد ابوبکر صدیق کے فتح ح موذن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کنیت اُنکی ابو عبد الرحمن ہی اور بعضون نے
ابو عبد اللہ کہی اور بعضون نے ابو عبد الکریم اور بعضون نے ابو عامر اور رباح اُنکی باپ کا نام ساتھ زبر را کے [illegible] اور تخفیف میم کے بلال قدیم الاسلام ہین [illegible]
اسلام کہ تھے انھون ہی نے ظاہر کیا اور عذاب کیے گئے دین خدا مین اور آسان ہوا اُنپر نکلنا روح کا اور عذاب دیتا تھا اُنکو امیہ بن خلف جمحی کہ مالک اُنکا تھا
اور آخر کو بدر مین بلال ہی کے ہاتھ سے مارا گیا اُسکا قصہ طویل ہی اور کھینچتا تھا اُنکو مالک انکا امیہ لوہے کی زرہ مین اور ڈالدیتا آفتاب مین اور
کوٹتا تھا اُنکو لکڑی سے پس ابو بکر صدیق نے اُنکو خرید کیا اور آزاد کیا اور حکم کیا آنحضرت نے اُنکو بیچ سال فتح کے ساتھ کہنے اذان کے اوپر کعبہ کے
اور فضائل اُنکے بہت ہین اور بس ہی اُنکی فضیلت مین کہ آنحضرت نے فرمایا سابقین چار ہین مین سابق عرب ہون اور بلال سابق حبشہ اور صہیب
سابق روم اور سلمان سابق فرس اور تھے بلال رضی اللہ عنہ نحیف گندم گون دراز قد بہت بال والے وفات پائی دمشق مین بیسوین سال مین اور بعضون
نے کہا اٹھارہوین سال مین اور عمر اُنکی کچھ اوپر ساٹھ برس کی تھی اور بعضون نے کہا ستر برس کی اور کچھ احوال اُنکا اوپر کے باب کی تیسری فصل مین
گذرا ہی (حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ) ترجمہ اور حمزہ بیٹے عبد المطلب کے ہاشمی فتح ح اور لقب اُنکا سید الشہدا اور اسد اللہ بھی آیا ہی اور ماں اُنکی ہالہ بیٹی
وہیب کی بہن آمنہ بنت وہب کی کہ جو والدہ تھین آنحضرت کی پس یہ خالہ زاد بھائی بھی تھے حضرت کے اور تھے نہایت شجاع اور قوی اور احوال اُنکی بہت سا
دلاوری کے بہت ہین اور حدیث مین آیا ہی کہ دیکھا مین نے ملائکہ کو کہ غسل دیتے ہین حمزہ بن عبد المطلب کو اور حنظلہ بن راہب کو اور یہ بھی آیا ہی کہ لکھا ہوا ہے
ہین وہ نزدیک خدا تبارک و تعالی کے ساتوین آسمان مین حمزہ بن عبد المطلب اسد اللہ واسد رسولہ اور باقی احوال اُنکا اوپر گذرا (حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ
حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ) ترجمہ حاطب بیٹے ابی بلتعہ کے ہم قسم قریش کے فتح ح کنیت اُنکی ابو عبد اللہ ہی حاضر ہوئے بدر مین اور خندق مین اور اور غزوات
مین کہ بعد اُنکے ہوئے وفات پائی سال تیسرے مین بیچ مدینہ کے اور عمر اُنکی پینسٹھ برس کی ہوئی اور قصہ اُنکی کتابت کا طرف اہل مکہ کے پہلے باب مین

گذر چکا (ابو حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ القرشی) ترجمہ ابو حذیفہ بیٹے عتبہ بن ربیعہ کے قریشی ف ت اور انکے نام میں خلاف ہے اور مشہور یہ ہے کہ وہ ہشام
بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں فضلاء صحابہ سے اور مہاجرین اولین سے تھے دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور دونوں ہجرتیں کیں حبشہ اور مدینہ
کی طرف اور تھا اسلام انکا پہلے داخل ہونے کے دار ارقم میں اور حاضر ہوئے بدر میں اور انکے بعد کے غزوات میں شہید ہوئے روز جنگ یمامہ کے
اور عمر انکی تریپن یا چون برس کی تھی (حارثۃ بن الربیع الانصاری قتل یوم بدر وہو حارثۃ بن سراقۃ کان فی النظارۃ) ترجمہ حارثہ بیٹے ربیع کے انصاری
ف ح ربیع ساتھ پیش را اور زبر بے اور زیر ی مشدد کے اور بعضوں نے ساتھ زبر را اور زیر بے اور تخفیف کے بھی ضبط کیا ہے اور صحیح اول ہی ہے
شہید ہوئے روز بدر کے اور یہ حارثہ بیٹا سراقہ کا تھا بیچ وقت شہید ہونے کے بیچ نظر کرنے والوں کے تھا ف ح ربیع نام انکی ماں کا ہے اور
سراقہ نام انکے باپ کا اور تھا حارثہ نظر کرنے والوں میں نظارہ کے جیسا کہ احمد و نسائی نے روایت کیا ہے اور حواشی میں لکھا ہے کہ تھا وہ ان
لوگوں میں سے کہ بلند جگہ پر کھڑے ہوتے تھے تو دیکھتے احوال دشمنوں کے نظر کریں اور خبر دیں نظارہ ساتھ … ہوتے ہیں اور شاید مطلب یہ ہے کہ وہ قوم کہ نظر کرتے تھے خبر
اور تھے حارثہ نوجوان سو گئے کہ واسطے نظارگی کے نکلے تھے ناگہاں ایک تیر پہونچا کہ پھینکنے والا اسکا معلوم نہ تھا حلق میں انکے لگا پس ماں انکی آئیں
انکے پاس آئی اور کہا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق جانتے ہو تم مقام و مرتبہ حارثہ کا بہ نسبت میرے کہ کس قدر چاہتی تھی اسکو میں اور کس قدر تعلق تھا
مجھ کو ساتھ اسکے اگر بہشت میں گیا ہے تو صبر کروں اور اگر دوزخ میں گیا تو … ہونگے مجھ سے اور ایک روایت میں ہے اگر وہ دوزخ میں ہے تو دیکھیگا
خدا جو کچھ کرونگی میں پس فرمایا آنحضرت نے اے ام حارثہ وہاں ایک بہشت تھوڑا ہی ہے کئی بہشتیں ہیں اور بیٹا تیرا فردوس اعلیٰ میں ہے
پس کہا اسکی ماں نے کہ صبر کرونگی میں پھر (خبیب بن عدی الانصاری) ترجمہ خبیب بیٹے عدی کے انصاری ف ح ساتھ پیش خ معجمہ کے اور
زبر بے پہلی کے اور حجری … حاضر ہوئے بدر میں اور قید کیے گئے غزوہ رجیع میں بیچ سال تیسرے کے ہجرت سے اور مکہ میں بیچے گئے انکو مشرک … نے
خریدا انکو حارث بن عامر کے بیٹوں نے اور خبیب نے قتل کیا تھا حارث کافر کو روز بدر کے پس خریدا خبیب کو حارث کے بیٹوں نے تو کہ قتل کریں اسکو
پس بیچے وہ قیدی انکے پاس پھر سولی پر کھینچا انکو تنعیم میں اور اول سولی پر اسلام میں یہی کھینچے گئے ہیں اور اول انھوں ہی نے جاری کیا طریقہ
دو رکعت کا وقت قتل کے اور قصہ اسکا عجیب ہے چنانچہ مذکور ہے وہ صحیح بخاری میں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وقت قتل کے کہتے تھے خداوندا میں نہیں
پاتا ہوں کہ سلام میرا پیغمبر کو پہنچاوے تو پہنچا سلام میرا انکو صلی اللہ علیہ وسلم پس جبرئیل آنحضرت کے پاس آئے اور سلام انکا پہونچایا بخاری
حدیث نقل کی یہ راوی نے (خنیس بن حذافۃ السہمی) ترجمہ خنیس بیٹے حذافہ سہمی کے ف ح خنیس ساتھ پیش خ معجمہ کے اور زبر نون کے اور جزم
ی کے اور سین مہملہ کے آخر میں قریشی ہیں اور مہاجرین میں سے تھے حاضر ہوئے بدر میں بعد ہجرت کرنے کے طرف حبشہ کے پھر حاضر ہوئے احد میں
پھر مدینہ میں آئے اور بسبب زخم کے کہ رکھتے تھے جان دی اور وہ خاوند تھے حفصہ عمر بن الخطاب کی بیٹی کے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (رفاعۃ
بن رافع الانصاری) ترجمہ رفاعہ بیٹے رافع کے انصاری ف ع رفاعہ بیٹے زرقی کے بدری ہیں اور باپ انکے سردار تھے اپنی قوم کے اور صحابی
انکے ایک بیٹے رافع ہیں اور رفاعہ حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور تمام جہادوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور حاضر ہوئے ساتھ علی رض کے
جنگ جمل اور صفین میں اور مرے اول امارت معاویہ کے (رفاعۃ بن عبد المنذر ابو لبابۃ الانصاری) ترجمہ رفاعہ بیٹے عبد المنذر کے ابو لبابہ انصاری
ف ع یہ اوسی ہیں اور نقیبوں میں سے تھے حاضر ہوئے عقبہ میں اور بدر میں اور تمام جہادوں میں اور بعضوں نے کہا کہ بدر میں نہیں حاضر ہوئے
بلکہ امیر کیا تھا آنحضرت نے انکو مدینہ میں اور لگایا انکا حصہ اصحاب بدر کے ساتھ جیسا کہ حضرت عثمان کے لیے لگایا تھا اور وفات انکی حضرت علی کی خلافت
میں ہوئی اور قصہ انکے باندھنے کا اپنے تئیں ستون مسجد نبوی سے واسطے قبول توبہ کے اس تقصیر سے کہ واقع ہوئی تھی انسے بیچ قضیہ بنی قریظہ کے مشہور ہے

ہمراہ آنحضرت کے اور تھے غزوہ بدر میں ہمراہ طلحہ بن عبید اللہ کے واسطے خبر لینے قافلہ قریش کے گئے تھے گندم گون دراز قد جمع ہوتے ہیں ساتھ
آنحضرت کے گیارہویں پشت میں بیچ کعب بن لوی کے اور اسلام لائے وہ بیس برس کی عمر میں اور کہا دیکھا میں نے اپنے کو کہ باندھا تھا مجکو عمر نے
اسلام لانے پر اور اسلام لائیں بیوی انکی فاطمہ بیٹی خطاب کی پہلے اپنے بھائی عمر بن الخطاب کے اور مرے وہ عقیق میں قریب مدینہ کے سن اکیاون
یا باون میں اور عمر انکی کچھ اوپر ستر برس کی ہوئی اور انکے باپ زید بن نفیل نے جاہلیت میں دین ابراہیم اختیار کیا تھا اور بتوں کے مشرکوں سے پرہیز کیا تھا
اور آنحضرت سے بھی پہلے اترنے وحی کے ملاقات کی اور انکو موحد الجاہلیت کہتے تھے (سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ) ترجمہ سہل بن حنیف انصاری
ف حاضر بدر اور احد اور اور جہادوں میں حاضر ہوئے اور روز احد کے ساتھ آنحضرت کے ثابت رہے اور بعد آنحضرت کے مصاحب حضرت علی کے رہے
امیر المومنین نے انکو مدینہ میں خلیفہ کیا پھر ولایت فارس پر حاکم کیا اور کوفہ میں بیچ سن اڑتیس کے وفات پائی اور علی رض نے انپر نماز ادا کی (ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ
وَأَخُوهُ) ترجمہ ظہیر بیٹے رافع کے انصاری اور بھائی انکے ف ظہیر ساتھ زیر ظا سیحہ کے اور ملا علی نے کہا ساتھ تصغیر کے اور بھائی ظہیر کے خدیج بن رافع
اور ملا علی نے کہا مظہر نام تھا انکا ساتھ پیش میم اور زیر ظا کے اور زیر ہا مشدد کے دونوں اہل بدر سے ہیں حاضر ہوئے بدر میں اور اور جہادوں میں کہ بعد بدر
ہوئے (عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ) ترجمہ عبد اللہ بن مسعود ہذلی ف ساتھ پیش ہ کے اور زبر ذال کے نسبت طرف قبیلہ بنی ہذیل کے کہ قبائل
قریش سے اور احوال انکا اوپر مذکور ہوچکا (عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ) ترجمہ عبد الرحمن بیٹے عوف کے زہری ف اولاد زہرہ بن کلاب سے
جمع ہوتے ہیں ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلاب بن مرہ میں چھٹے دادے کر اور تھا نام انکا جاہلیت میں عبد الکعبہ پیدا ہوئے دس برس بعد سال
فیل کے اسلام لائے ابوبکر صدیق کے ہاتھ پر ابتداے اسلام میں اور انکی ماں بھی مسلمان ہوئی اور ہجرت کی انھوں نے حبشہ کو دو ہجرت اور حاضر ہوئے
بدر میں اور تمام جہادوں میں ساتھ آنحضرت کے اور ثابت رہے روز احد کے اور پہونچے انکو بیس زخموں سے زیادہ اور ادا کی رسول خدا نے انکے پیچھے نماز ایک
سفر میں اور تمام کی آپ نے نماز جو کچھ کہ باقی رہی تھی جیسے کہ حکم مسبوق کا ہے مگر غزوہ تبوک میں نہیں گئے اور تلافی کی اسکی ساتھ تصدق کرنے چار ہزار دینار کے
راہ خدا میں بعد ازان ساتھ چالیس ہزار دینار کے اور سوار کیا لوگوں کو پانسو گھوڑوں پر راہ خدا میں پھر پانسو اونٹوں پر اور خبرگیری کی ازواج مطہرات کی بعد
آنحضرت کے اور تھا اکثر اموال انکا تجارت سے اور مناقب انکے بہت ہیں اور تھے وہ دراز قد نازک چہرہ سرخ سفید لنگڑے ہوگئے تھے بسبب تیروں کے کہ
انکے پانوؤں میں لگے تھے اور تھے اغنیا صحابہ سے اور وقت ہجرت کرنے کے مدینہ کو فقیر تھے اور یہ خیر و برکت انکو مدینہ میں حاصل ہوئی اور جب وفات پائی تو چار بیبیاں
نکاح میں تھیں اور صلح کی گئیں وہ چوتھائی آٹھویں حصہ پر کہ حق انکا تھا اوپر اسّی ہزار درہم یا دینار کے اور وصیت کی وقت وفات کے ہر ایک کے لیے اہل بدر میں سے چار
سو دینار کے دینے کی اور تقسیم کی گئی میراث انکی ایک ہزار اور ساٹھ اشخاص پر یعنی پہونچے ہر ایک کو اسّی اسّی ہزار درہم اور جب سنی انھوں نے حدیث عائشہ سے کہا
سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا دیکھا میں نے عبد الرحمن بن عوف کو کہ جاتے ہیں بہشت میں اور گھٹتے ہیں اسمیں بطریق جو کہ لڑکوں کی
چال ہو سرین پر تصدق کیے ساتھ تمام قافلہ کے کہ شام سے آیا تھا سات سو اونٹ مال لادے اور چھوٹے اونٹ بہت ہے بسبب شکرانہ اس بشارت دخول جنت کے اور تھے
وہ رضی اللہ عنہ کہ دراز ادا کرتے تھے نماز کو پہلے ظہر سے اور روایت ہے کہ وقت وفات کے بیہوش ہوگئے اور جب ہوش میں آئے تو کہا کہ آئے میرے پاس دو
فرشتے سخت و درشت خو اور کہا کہ لے چلو اسکو آگے حاکم عزیز امین کے لیجاتے ہیں ہم اور دو فرشتے اور آئے اور کہا انکو کہ کہاں لیے جاتے ہو انھوں نے کہا لیے جاتے ہیں
ہم اسکو آگے عزیز امین کے ان فرشتوں نے کہا کہ چھوڑ دو اسکو کہ سبقت کی ہے سعادت نے اسپر جس وقت کہ ماں کے پیٹ میں تھا روایت کیا اسکو ابونعیم اور ابن
عساکر نے اور وہ فتوی دیا کرتے تھے ابوبکر اور عمر اور عثمان کے عہد میں اور وفات پائی حضرت عثمان کی خلافت میں اور جب وفات پائی تو حضرت علی نے کہا کہ جا
تو اے ابن عوف کہ صافی پیا تو نے اور دور کی رانکدری مناقب انکے بہت ہیں اور انکے اسلام لانے کا قصہ غریب ہے اسماء الرجال میں اسکو نقل کیا ہے جنے (عُبَيْدَة

بن الحارث القرشی) ترجمہ عبیدہ بیٹے حارث کے قریشی ف ح کنیت انکی ابو الحارث اور بعضون نے کہا کہ ابو معاویہ عبیدہ بیٹے حارث کے بیٹے عبد المطلب
کے بیٹے عبد مناف کے آنحضرت سے دس برس بڑے تھے اسلام لائے پہلے آنے کے دار ارقم مین اور ہجرت کی انھون نے ساتھ دو بھائیون اپنے
کے طفیل اور حصین نام رکھتے تھے اور لڑے روز بدر کے ولید بن عتبہ سے اور دو چوٹین ہوئین درمیان انکے اور مرے عبیدہ اُس سے اور مارا گیا ولید بھی روز
روایت کی انسے علی ابن ابی طالب نے (عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عبادہ بیٹے صامت کے انصاری ف ح انصار کے سردارون
مین سے تھے حاضر ہوئے عقبہ اولی اور ثانیہ اور ثالثہ مین اور حاضر ہوئے بدر مین اور تمام جہادون مین اور یہ ایک شخص تھے انمین سے کہ جنھون نے جمع کیا
قرآن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین اور تھے دراز قد جسیم خوبصورت بھیجا انکو عمر رضی اللہ عنہ نے شام مین قاضی و معلم کر کے پس حمص مین اقامت
کی بعد ازان فلسطین مین آرہے اور رملہ مین وفات پائی اور بعضون نے کہا بیت المقدس مین سن چونتیس مین اور عمر ہوئی انکی بہتر برس کی اور بعضون نے کہا
کہ معویہ کے زمانہ تک باقی تھے (عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ بَنِیْ عَامِرِ بْنِ لُؤَیٍّ) ترجمہ عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لوی کے ف ح انصاری ہین حاضر ہوئے
بدر مین اور سکونت اختیار کی مدینہ مین اور لاولد مرے مدینہ ہی مین بیچ آخر ایام معویہ کے اور تھے قدیم الاسلام اور یہ ان لوگون مین سے ہین کہ نازل ہوئی انکے
حق مین وتری اعینہم تفیض من الدمع یعنی اور دیکھتا ہے تو آنکھین انکی کہ جاری ہین انسے آنسو اور روایت کی حضرت سے ایک حدیث کہ فرمایا نہین ڈرتا ہون مین تم
پر فقر سے ڈرتا ہون مین فراخی دنیا سے الخ (عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عقبہ بیٹے عمرو کے انصاری ف ح کنیت انکی ابو مسعود ہے اور بدری ہین
مشاہیر صحابہ سے حاضر ہوئے عقبہ ثانیہ مین اور جمہور اسپر ہین کہ نسبت انکی طرف بدر کے بسبب سکونت کے ہے کہ وہان رہتے تھے نہ بسبب حاضر ہونے کے
جنگ بدر مین وفات پائی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت مین اور بعضے کہتے ہین بعد اسکے سن اکتالیس یا بیالیس مین (عَامِرُ بْنُ رَبِیْعَۃَ الْعَنْزِیُّ) ترجمہ
عامر بیٹے ربیعہ کے عنزی ف ح ساتھ عین مہملہ اور نون مفتوحتین کے اور یہ نسبت ہے عنزہ کی طرف کہ انکے اجداد سے ہے اور جامع الاصول مین العدوی ساتھ
عین مہملہ اور واو کے حلیف بن عدی ہے اور اسلیے اسکی نسبت مین عدوی بھی واقع ہوا اور کاشف مین حلیف آل خطاب کا کیا ہجرت کی دونون ہجرتین اور
حاضر ہوئے بدر مین اور سب جہادون مین اور اسلام لائے پہلے عمر رضی اللہ عنہ سے اور وفات پائی سن بتیس یا پینتیس مین اور قول اول مشہور ہے اور ثانی
موافق ہے ساتھ اُس مضمون کے کہ کاشف مین کہا کہ مرے پہلے عثمان کے (عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عاصم بیٹے ثابت کے انصاری ف ح
حاضر ہوئے بدر مین اور یہ وہ شخص ہین کہ نگاہ رکھا انکو زنبورون یعنی بھڑون نے جس وقت کہ چاہا مشرکون نے کہ سر انکا کاٹ لین بسبب اسکے کہ مار ڈالا تھا
انھون نے کسی سردار کو انکے سردارون مین سے اور انھون نے دعا کی تھی خدا عز وجل سے کہ ہاتھ مشرک کا مجکو نہ پہونچے پس بھیجا خداے تعالے نے
زنبورون کو پس بچایا انکو مشرکون کے ہاتھ سے اور جب رات ہوئی ایک رو آئی اور انکو لیگئی اور یہ قصہ غزوہ رجیع مین ہوا اور وہ جد مادری عاصم بن عمر
بن الخطاب کے ہین رضی اللہ عنہما (عُوَیْمُ بْنُ سَاعِدَۃَ الْاَنْصَارِیُّ) ترجمہ عویم بیٹے ساعدہ کے انصاری ف ح حاضر ہوئے دونون عقبون اور بدر مین
اور تمام غزوون مین اور وفات پائی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مین اور عمر انکی پینسٹھ یا چھیاسٹھ برس کی ہوئی (عِتْبَانُ بْنُ مَالِکٍ الْاَنْصَارِیُّ)
ترجمہ عتبان بیٹے مالک کے انصاری ف ح حاضر ہوئے بدر مین روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور انسے روایت کی انس بن مالک اور
محمود بن ربیع نے اور تھے وہ نابینا اور قصہ انکے عذر کرنیکا آنے سے مسجد مین اور آنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انکے گھر مین اور ادا کرنے نماز کا اسمین تاکہ
انکو جگہ نماز کی پکڑین مذکور ہے صحیح بخاری مین اور وہ خزرجی سلمی ہین معویہ کے زمانہ مین وفات پائی (قُدَامَۃُ بْنُ مَظْعُوْنٍ) ترجمہ قدامہ بیٹے مظعون کے
ف ح ساتھ زے معجمہ اور جزم ظا معجمہ کے اور عین مضموم کے اور قدامہ ساتھ پیش قاف اور تخفیف دال مہملہ کے قریشی ہین ماموں عبد اللہ بن عمر کے
ہجرت کی حبشہ مین اور حاضر ہوئے بدر مین اور تمام جہادون مین ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور عامل کیا انکو عمر بن الخطاب نے بحرین کا بعد ازان

معقول کیا روایت کی ہے انسے عبد اللہ بن یزید نے اور وفات پائی سن چھتیس میں اٹھتر برس کی عمر میں (قتادۃ بن النعمان الانصاری) ترجمہ قتادہ بیٹے نعمان
کے انصاری فتح ق صحابی ہیں اور مشہور قتادہ تابعی اور ہیں کہ بصری ہیں اور نابینا حافظ مفسر حافظہ خوب رکھتے تھے اپنے زمانہ میں کہ جو سنتے تھے
یاد رکھتے تھے روایت رکھتے ہیں انس بن مالک سے اور حسن بصری سے اور سعید بن مسیب سے اور یہ قتادہ صحابی حاضر ہوئے عقبہ میں اور بدر میں
اور انکے بعد کے جہادوں میں مرے سنہ تیئیس میں اور نماز پڑھی انپر عمر رضی اللہ عنہ نے اور تھے فضلاء صحابہ سے (معاذ بن عمرو بن الجموح) ترجمہ
معاذ بن عمرو بن الجموح فتح ج ساتھ زبر جیم اور پیش میم کے اور آخر میں ح حطی ہے حاضر ہوئے عقبہ اور بدر میں وہ اور باپ انکے عمرو بن الجموح
اور یہ وہی ہیں کہ قتل کیا انہوں نے ساتھ معاذ بن عفراء کے ابوجہل کو چنانچہ ذکر انکا باب قسمۃ الغنائم میں ہو چکا ہے (معوذ بن عفراء واخوہ) ترجمہ معوذ بیٹے
عفراء کے اور بھائی انکا فتح یعنی معاذ بن عفراء اور معوذ ساتھ پیش میم اور زبر عین اور زیر واو مشدد کے اور عفراء ساتھ زبر عین مہملہ اور جزم فاء کے
اور مد ہمزہ کے نام انکی ماں کا ہے اور نام انکے باپ کا حارث بن رفاعہ انصاری اور معوذ قاتل ابوجہل کا ہے باعانت اپنے بھائی معاذ کے اور معوذ نے
بعد اسکے قتال کیا اور مارے گئے اور معاذ باقی رہے اور اور جہادوں میں لڑتے رہیں معوذ اور معاذ بیٹے عفراء کے دونوں اہل بدر سے ہیں اور انکا ایک
بھائی اور ہے کہ نام اسکا عوف ہے وہ بھی بدر میں مارا گیا (مالک بن ربیعۃ ابو اسید الانصاری) ترجمہ مالک بیٹے ربیعہ کے ابو اسید انصاری فتح
ساتھ پیش ہمزہ اور زبر سین اور جزم ی کے ابو اسید کنیت مالک کی ہے اور مشہور ہیں ساتھ کنیت کے حاضر ہوئے بدر میں اور تمام جہادوں میں اور وہ ساعدی
ہیں مرے سنہ ساٹھ میں پچھتر یا اٹھتر برس کی عمر میں بعد نابینا ہونے کے اور بدریوں میں سب سے پیچھے یہی مرے ہیں (مسطح بن اثاثۃ بن عباد بن المطلب
بن عبد مناف) ترجمہ مسطح بیٹے اثاثہ کے بیٹے عباد کے بیٹے مطلب کے بیٹے عبد مناف کے فتح م مسطح ساتھ زیر میم اور جزم سین اور زبر طاء
اور اثاثہ ساتھ پیش ہمزہ کے اور دو ثا مثلثہ کے اور عباد ساتھ زبر عین اور تشدید باء کے مسطح حاضر ہوئے بدر میں اور احد میں اور اور جہادوں میں کہ بعد
انکے ہوئے اور یہ وہی ہیں کہ کہا عائشہ کے حق میں جو کچھ کہا قضیہ افک یعنی بہتان زنا میں اور درے مارے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں
میں کہ درے لگائے انکو اور کہتے ہیں کہ مسطح لقب انکا ہے اور نام انکا عوف اور وفات ہوئی انکی سن چونتیس میں اور عمر انکی چھپن برس کی ہوئی (مرارۃ بن
ربیع الانصاری) ترجمہ مرارہ بیٹے ربیع کے انصاری فتح مرارہ ساتھ پیش میم کے اور تخفیف رائے مہملہ کے اور ربیع ساتھ زبر را اور زیر باء کے مرارہ
بنی عمرو بن عوف سے ہیں حاضر ہوئے بدر میں اور یہ انھیں تینوں میں سے ہیں کہ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے بہت مشہور انمیں کعب بن مالک ہیں
دوسرے ہلال بن امیہ اور تیسرے یہ اور توبہ قبول کی انکی حق عز وجل نے اور نازل کیں آیتیں قرآن کی انکے حق میں اور اسی سبب سے نام رکھا گیا اسکا سورۂ
توبہ (معن بن عدی الانصاری) ترجمہ معن بیٹے عدی کے انصاری فتح معن ساتھ زبر میم اور جزم عین کے اور عدی ساتھ زبر عین اور زیر دال
مہملہ اور تشدید یاء کے یہ ہم قسم ہیں بنی عمرو بن عوف کے اور اسی سبب سے کہا جاتا ہے انکو انصاری حاضر ہوئے بدر میں اور اور جہادوں میں کہ بعد اسکے
ہوئے اور حاضر ہوئے عقبہ میں اور بھائی چارہ کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان انکے اور درمیان زید بن الخطاب کے کہ جو بھائی تھے حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے اور شہید ہوئے دونوں معارک روز یمامہ کے حضرت صدیق کی خلافت میں (مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ) ترجمہ مقداد بیٹے عمرو کے
کندی ہم قسم بنی زہرہ کے فتح مقداد ساتھ زیر میم کے اور کندی ساتھ زیر کاف اور جزم نون کے اور انکو مقداد بن الاسود بھی کہتے تھے اور کندی اس
سبب سے کہتے تھے کہ باپ انکا عمرو ہم قسم کندہ کا تھا اور ہم قسم ہوئے وہ خود اسود بن یغوث زہری سے اس سبب سے زہری کہا اور انکو ابن الاسود
بھی اسی سبب سے کہتے تھے اور قدیم الاسلام تھے وہ اور بعض کہتے ہیں بعد پانچ آدمیوں کے کہ چھٹے یہ اسلام لائے اور بہت بزرگ اور نیک تھے
اصحاب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں روایت کی ہے انسے حدیثیں علی بن ابی طالب اور طارق بن شہاب وغیرہ نے اور وفات پائی جرف میں

کہ ایک موضع ہے تین کوس مدینہ سے اور اٹھا کر لائے گئے طرف مدینہ کی اور دفن کیے گئے بقیع میں سنہ چھتیس میں اور عمر انکی ستر برس کی ہوئی اور شمار اولاد
کی انہیں عثمان بن عفان سے (بلال بن امیۃ الانصاری) ترجمہ بلال بیٹے امیہ کے انصاری ق ح ایک صحابی ہیں ان تین میں سے کہ پیچھے رہ گئے تھے
غزوہ تبوک سے اور توبہ قبول کی خدا تعالیٰ نے انکی قذف یعنی بہتان زنا کیا اپنی بیوی کو پس لعان کی حاضر ہوئے بدر میں اور روایت کی انسے
جابر بن عبداللہ اور عبداللہ بن عباس نے (رضی اللہ عنہم اجمعین) راضی ہوا اللہ ان سب سے فائدہ جاننا چاہیے کہ اہل بدر کے ناموں کی
گنتی میں اختلاف ہے بعضوں نے تین سو چودہ اور بعضوں نے تین سو تیرہ چنانچہ تین سو چودہ اور ستر کی روایتیں اوپر مذکور ہوئیں اور استیعاب میں
تین سو تیرہ نقل کیے ہیں چنانچہ بعض تو یہی ہیں اور باقی اور اور جعفر بن حسن بن عبدالکریم برزنجی نے ایک رسالہ متضمن اسماء مبارکہ انکے میں مع فضائل
و فوائد انکے کہ مسمی ہے جالیۃ الکرب باصحاب سید العجم والعرب لکھا ہے انمیں تین سو دو شخص لکھے ہیں کتنی ہی کتابوں سے لیکن لکھا ہے کہ صحیح اقوال سے پہنچی گنتی اصحاب
بدر کی یہ ہے کہ وہ تین سو اور تیرہ اشخاص ہیں چنانچہ کہ صاحب استیعاب نے لکھا ہے پس اس عاجز نے اسماء مبارک مذکورہ صاحب استیعاب سے نقل کیے اور
فضائل و فوائد بطریق اختصار کے رسالہ مذکورہ سے نقل کیے اور اسماء مبارک کو جس طرح رسالہ مذکورہ میں متضمن لفظ دعا و توسل کر لکھا ہے میں نے بھی
اسی طرح لکھا اور اخیر میں انکے ایک دعا اولیٰ مشکل المعانی لکھی تھی اس عاجز نے بجائے انکے ایک دعا جامع حدیث شریف کی لکھدی ہے کہ مفید ہے
جو پہلا اول تو کچھ انکے فضائل میں سے سنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت دی ہے انکو جنت کی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر کہ فرمایا انکے حق میں
فقد وجبت لکم الجنۃ یعنی تحقیق واجب ہوئی تمہارے لیے جنت اور انکے فضائل میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بخشدیے انکے پہلے اگلے پچھلے گناہ
انکے یہاں تک کہ اگر فرض کیا جاوے صادر ہونا گناہ کا کسی سے انمیں سے تو حاجت توبہ کی نہیں تھی انکو اسلیے کہ جب واقع ہوا ایسا گناہ اگرچہ
مترتب ہو اسکے فاعل پر حکم اسکا شرعاً و دنیا میں اور انکے فضائل میں سے یہ ہے کہ حاضر ہوئے ملائکہ ساتھ انکے جنگ بدر میں اور قتال کیا انمیں اتفاقاً
اور بیچ قتال کرنے انکے کے اعدا دین میں اختلاف ہے اور خواص انکے اسماء کے یہ ہیں کہ امام برہان حلبی نے اپنی سیرت میں اور ذکر کیا داؤدی نے کہ
بعضوں نے مشائخ حدیث سے یہ کہ دعا وقت ذکر ہونے اہل بدر کے قبول کیجاتی ہے اور تحقیق تجربہ کیا گیا ہے اور کہا شیخ عبداللطیف نے اپنے رسالہ
میں کہ ذکر کیا ہے بعض علماء نے کہ بہت اولیاء ہوئے گئے ہیں ولایت ساتھ برکت ناموں انکے کے اور بلا شبہ بہت مریضوں نے مانگی اللہ تعالیٰ سے
شفا بوسیلہ اہل بدر کے بیچ شفا بیماریوں اپنی کے پس شفا دیے گئے اس سے اور کہا بعض عارفین نے کہ نہیں رکھا میں نے ہاتھ اپنا بیمار کے سر پر اور پڑھے
میں نے نام انکے بہ نیت خالص مگر کہ شفا دی اسکو اللہ نے اور اگر حاضر ہوئی ہوتی اجل اسکی تو تخفیف دیتا اللہ اس سے اور کہا بعضوں نے
کہ تجربہ کیا میں نے انکے ناموں کا بیچ امور مہمہ کے از روئے پڑھنے اور لکھنے کے پس نہیں دیکھی میں نے کوئی دعا جلد تر اس سے قبولیت میں اور روایت
کیا گیا جعفر بن عبداللہ سے کہ انہوں نے کہا وصیت کی مجکو میرے والد نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی محبت کی اور توسل کی انکے
ساتھ اہل بدر کے بیچ تمام مہمات کے اور کہا مجکو اے بیٹے میرے دعا وقت ذکر کرنے انکے کے قبول کیجاتی ہے اور مغفرت اور رحمت اور برکت اور
رضا اور رضوان گھیر لیتے ہیں بندہ کو جبکہ ذکر کرتا ہے انکو یا کہا وقت دعا کرنے کے ساتھ ناموں انکے کے اور تحقیق جسنے ذکر کیا انکو ہر روز میں اور سوال
کیا اللہ تعالیٰ سے بوسیلہ انکے حاجت میں روا کیجاتی ہے حاجت اسکی لیکن لائق ہے اسکے یہ کہ ذکر کرے انکا بیچ قضا مہم کے یہ کہ رضی اللہ عنہ کہے
وقت ذکر کرنے نام ہر ایک کے انمیں سے پس کہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
اور اسی طرح انکے آخر تک پس اس سبب سے دعا قبول ہوتی ہے اور بہت سی حکایات قبولیت دعا کی برکت ناموں انکے کے لکھی ہیں بخوف
درازگی کے اسپر اکتفا کیا اب بیان ہوتا ہے انکے اسماء مبارک کا (بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم انا نسألک بنبیک محمد الہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم

وسیدنا عبداللہ بن عثمان ابی بکر الصدیق القرشی وسیدنا عمر بن الخطاب العدوی وسیدنا عثمان بن عفان القرشی خلفہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم علی ابنتہ وضرب لہ بسہمہ وسیدنا علی بن ابی طالب الہاشمی وسیدنا ایاس بن البکیر وسیدنا بلال بن رباح مولی ابی بکر الصدیق القرشی
وسیدنا حمزۃ بن عبد المطلب الہاشمی وسیدنا حاطب بن ابی بلتعۃ حلیف لقریش وسیدنا ابی حذیفۃ بن عتبۃ بن ربیعۃ القرشی وسیدنا
حارثۃ بن الربیع الانصاری قتل یوم بدر وہو حارثۃ بن سراقۃ وکان فی النظارۃ وسیدنا خبیب بن عدی الانصاری وسیدنا خنیس بن حذافۃ
السہمی وسیدنا رفاعۃ بن رافع الانصاری وسیدنا رفاعۃ بن عبد المنذر ابی لبابۃ الانصاری وسیدنا الزبیر بن العوام القرشی و
سیدنا سعید بن زید بن عمرو بن نفیل القرشی وسیدنا سہل بن حنیف الانصاری وسیدنا زید بن سہل ابی طلحۃ الانصاری وسیدنا ابی
زید الانصاری وسیدنا سعد بن مالک الزہری وسیدنا سعد بن خولۃ القرشی وسیدنا ظہیر بن رافع الانصاری واخیہ وسیدنا عبداللہ بن
مسعود الہذلی وسیدنا عتبۃ بن مسعود الہذلی وسیدنا عبد الرحمن بن عوف الزہری وسیدنا عبیدۃ بن الحارث القرشی وسیدنا عبادۃ بن
الصامت الانصاری وسیدنا عمرو بن عوف حلیف بنی عامر بن لؤی وسیدنا عقبۃ بن عمرو الانصاری وسیدنا عامر بن ربیعۃ العنزی و
سیدنا عاصم بن ثابت الانصاری وسیدنا عویم بن ساعدۃ الانصاری وسیدنا عتبان بن مالک الانصاری وسیدنا قدامۃ بن مظعون
وسیدنا قتادۃ بن النعمان الانصاری وسیدنا معاذ بن عمرو بن الجموح وسیدنا معوذ بن عفراء واخیہ مالک بن ربیعۃ وسیدنا ابی اسید الانصاری
وسیدنا مسطح بن اثاثۃ بن عباد بن المطلب بن عبد مناف وسیدنا مرارۃ بن الربیع الانصاری وسیدنا معن بن عدی الانصاری و
سیدنا مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ وسیدنا ہلال بن امیۃ الانصاری وسیدنا ابی عمرو بن سعد بن معاذ الاشہلی الانصاری وسیدنا
اسید بن حضیر الانصاری الاشہلی وسیدنا اسعد بن ثعلبۃ الانصاری وسیدنا انیس بن قتادۃ الانصاری وسیدنا انس بن معاذ النجاری
وسیدنا انس بن اوس الانصاری الاشہلی وسیدنا اوس بن ثابت النجاری الانصاری وسیدنا اوس بن خولی الانصاری وسیدنا اوس
بن الصامت الخزرجی الانصاری وسیدنا اسعد بن زرارۃ النجاری الانصاری الخزرجی وسیدنا الاسود بن زید بن غنم الانصاری و
سیدنا ایاس بن ودفۃ الانصاری من بنی سالم بن عوف الخزرجی وسیدنا الارقم بن ابی الارقم الہاشمی وسیدنا براء بن عازب الخزرجی الانصاری
وسیدنا بشر بن البراء بن معرور الانصاری الخزرجی وسیدنا بشیر بن سعد الخزرجی الانصاری وسیدنا بشیر بن ابی زید الانصاری وسیدنا
بحیر بن ابی بجیر الجہنی النجاری وسیدنا بشعث بن عمرو الخزرجی الانصاری وسیدنا بحاث بن ثعلبۃ الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم بن یعار
الانصاری الخزرجی وسیدنا تمیم الانصاری مولی بنی غنم وسیدنا تمیم مولی خراش بن الصمۃ وسیدنا ثابت بن الجذع الانصاری الاشہلی وسیدنا
ثابت بن ہزال بن عمرو الانصاری العوفی وسیدنا ثابت بن عمرو بن زید النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن خالد بن عمرو بن النعمان النجاری
الانصاری وسیدنا ثابت بن خنساء النجاری الانصاری وسیدنا ثابت بن اقرم الانصاری حلیف بنی عمرو بن عوف وسیدنا ثابت بن زید الاشہلی
الانصاری وسیدنا ثابت بن ربیعۃ الانصاری الخزرجی وسیدنا ثابت بن عامر الانصاری وسیدنا ثابت بن عبید الانصاری وسیدنا ثابت بن
الحارث الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن غنمۃ الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن ساعدۃ الساعدی الانصاری وسیدنا ثعلبۃ بن عمرو النجاری الانصاری
وسیدنا ثعلبۃ بن حاطب الانصاری وسیدنا ثقف بن عمرو الاسلمی وسیدنا جابر بن خالد بن مسعود الانصاری النجاری الاشہلی وسیدنا جابر
بن عبداللہ الحرامی الانصاری وسیدنا جبار بن صخر الانصاری وسیدنا جبیر بن ایاس الانصاری الزرقی وسیدنا حارثۃ بن النعمان النجاری
الانصاری وسیدنا حارثۃ بن مالک الانصاری الزرقی وسیدنا حارث بن حمیر الاشجعی الانصاری وسیدنا الحارثۃ بن حمیر الانصاری

وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ سُہَیْلِ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ الْاَوَّلِیْنَ وَبِسَیِّدِنَا سَعْدِ بْنِ خَوْلِیٍّ مَوْلٰی حَاطِبِ بْنِ اَبِیْ بَلْتَعَةَ وَبِسَیِّدِنَا سَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَةَ وَبِسَیِّدِنَا سَلَمَةَ بْنِ حَاطِبٍ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ کَبْشَةَ الْغَنَوِیِّ وَبِسَیِّدِنَا اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا ثَابِتِ بْنِ فَضَالَةَ الْاَنْصَارِیِّ وَبِسَیِّدِنَا عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ الْمُهَاجِرِیِّ وَبِسَیِّدِنَا طَلْحَةَ بْنِ عُبَیْدِ اللّٰهِ الْقُرَشِیِّ وَبِسَیِّدِنَا سِمَاکِ بْنِ سَعْدٍ الْخَزْرَجِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

بَابُ ذِکْرِ الْیَمَنِ وَالشَّامِ وَذِکْرِ اُوَیْسِ الْقَرَنِیِّ

یہ باب ہے بیچ ذکر یمن اور شام کے اور ذکر اویس قرنی کے ف یمن ساتھ دو زبر ون کے وہ شہر کہ جانب یمین یعنی داہنی کعبہ کے ہے اور یمنی اور یمان اور یمانی ساتھ تخفیف کے منسوب طرف یمن کے اور بعضوں نے ساتھ تشدید ی کے کہا ہے اور شام وہ شہر کہ بائیں طرف کعبہ کے ہے اور شام جانب چپ کو کہتے ہیں جیسے کہ یمین جانب راست کو اور شام ساتھ ہمزہ اور بدون ہمزہ کے دونوں طرح آیا ہے اور قرن ساتھ زبر ق اور ر کے ایک شہر ہے یمن کے شہروں میں سے اور قرن کہ میقات اہل نجد کا ہے ساتھ جزم ر کے ہے اور وہ ایک قریہ ہے نزدیک طائف کے اور نام ہے وہاں کے ساتھ جنگل کا اور خطا کی ہے جوہری نے بیچ حرکت دینے اسکے کے اور نسبت کرنے اویس قرنی کی طرف اسکی اسلیے کہ اویس منسوب ہیں طرف قرن بن ردمان بن ناجیہ بن مراد کے کہ ایک شخص ہے انکے دادوں میں سے کذا فی القاموس

الفصل الاول فصل پہلا

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا یَّاْتِیْکُمْ مِّنَ الْیَمَنِ یُقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ لَا یَدَعُ بِالْیَمَنِ غَیْرَ اُمٍّ لَّهٗ قَدْ کَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَدَعَا اللّٰهَ فَاَذْهَبَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ الدِّیْنَارِ اَوِ الدِّرْهَمِ فَمَنْ لَقِیَهٗ مِنْکُمْ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ خَیْرَ التَّابِعِیْنَ رَجُلٌ یُّقَالُ لَهٗ اُوَیْسٌ وَلَهٗ وَالِدَةٌ وَکَانَ بِهٖ بَیَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْیَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

روایت ہے عمر بن خطاب سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص آویگا تمہارے پاس یمن کی جانب سے کہا جاویگا اسکو اویس نہ چھوڑیگا یمن میں سوا ماں اپنی کے ف یعنی اسکے یہ معنی ہیں کہ نہیں ہے اسکے لیے اہل و عیال یمن میں سوائے ماں کے اور نہیں باز رکھا ہے اسکو آنے سے طرف ہمارے مگر خدمت اسکی نے ترجمہ تحقیق تھی اسکے بدن میں سفیدی یعنی برص پس دعا کی اللہ سے پس دور کیا اللہ تعالے نے اسکو مگر مقدار ایک دینار یا درہم کے ف یہ شک راوی کا ہے کہ لفظ دینار فرمایا یا درہم اور شاید کہ اسکا باقی رکھنا علامت کے لیے ہے جیسے کہ کہا گیا ہے بیچ حق ناخن آدم کے کہ وہ نشانی تھی انکی جلد سابق کی یا کچھ اسمیں سے چھوڑا گیا تو کہ ہو سبب تنفیر انکے کا یعنی لوگوں سے مارے شرم کے اور اسی لیے وہ دوست رکھتے تھے گوشہ نشینی اور گمنامی کو اور مکروہ رکھتے تھے شہرت اور خلطا کو ف اور ایک روایت میں آیا ہے کہ بسبب دعا کرنے انکی کے تھا کہ دعا کی تھی خداوندا چھوڑ میرے جسم میں کچھ اسمیں سے کہ یاد کروں میں اپنا سبب اسکے نعمت تیری کا ترجمہ پس جو شخص کہ ملے اویس سے تم میں سے پس چاہیے کہ وہ بخشش طلب کرے تمہارے لیے یعنی چاہیے کہ درخواست کرے وہ شخص اس سے کہ طلب بخشش کرے وہ اسکے لیے اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ کہا عمر نے سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تحقیق بہتر تابعین ایک شخص ہے کہ کہا جاویگا اسکو اویس اور اسکے لیے ماں ہے اور تھی اسکے برص پس حکم کرنا اسکو اور چاہنا اس سے کہ استغفار کرے تمہارے لیے نقل کی یہ مسلم نے ف ع بہتر تابعین الخ اس سبب سے کہ حضرت کے زمانہ میں تھے اور بسبب مانع شرعی کے حضرت کے پاس آنے سے محروم رہے تھے اور اسمیں تعریف ظاہر ہے اویس قرنی کے لیے اور یہ بھی اس سے معلوم ہوا کہ دعا طلب کرنی چاہیے اہل خیر و صلاح سے اگرچہ ہو طالب افضل انسے اور بعضوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واسطے خوش کرنے اویس کے دل کے فرمایا اور واسطے دفع توہم اسکے کہ توہم کرے کہ اویس نے تقصیر کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے اسلیے کہ وہ نہ آئے آنحضرت کے پاس بسبب خاطر داری ماں کے اور نیکی کرنے کے ساتھ اسکے اور یہ بھی احتمال ہے

ہیں۔ معلوم ہوا کہ اویس بہترین سب تابعین ہیں اور امام احمد بن حنبل سے منقول ہے کہ افضل تابعین سعید بن المسیب ہیں اور یہ باعتبار معرفت علوم اور
احکام شریعت کے ہو اور یہ منافات نہیں رکھتا ہے خیریت اور فضیلت اویس کو باعتبار کثرت ثواب کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے اور قاموس میں ہے
کہ اویس بن عامر سادات تابعین سے ہیں اور شاید کہ افضلیت سعید کی محمول ہو اسپر اور جاننا چاہیے کہ اخبار و آثار بیچ شان اویس قرنی کے انکے
کہے ہوئے صحیح بالاجماع ہیں ذکر کیے ہیں بعضے بھی انکا ترجمہ کیا ہے باعث دلالت کا ہے کہ نزدیک ذکر کرنے اولیا ئے خدا کے رحمت اترتی ہے
پس کہا روایت کی اسیر بن جابر نے کہا تھا عمر بن الخطاب کہ جب آتی انکے پاس امداد اہل یمن سے پوچھتے انسے کیا ہے تم میں اویس بن عامر
یہاں تک کہ آئے اویس ان کے درمیان انکے پاس پہنچے کہا عمر نے کیا تو اویس بن عامر ہے کہا اویس نے ہاں میں اویس بن عامر ہوں کہا عمر نے قبیلہ
مراد سے پھر قرن سے کہا ہاں کہا پس تھا تجھکو برص پس اچھا ہوا تو اس سے مگر بقدر درہم کے کہا ہاں کہا تیری ماں ہے کہا ہاں کہا عمر نے
کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کہتے تھے آویگا تمہارے پاس اویس بن عامر ساتھ امداد اہل یمن کے مراد سے پھر قرن سے
تھی اسکے برص پس اچھا ہوگیا اس سے مگر بقدر ایک درہم کی اسکے لیے ماں ہے کہ وہ نیکی کرتا ہے اس سے اگر قسم کھاوے خدا پر سچ کرتا ہے خدا اسکو
اگر ہو سکے تجھسے تو استغفار طلب کرنا اس سے پس استغفار طلب کر میرے لیے اے اویس کہا اویس نے کہ تجھکو لائق ہے کہ استغفار کرے
میرے لیے اے امیر المؤمنین کہا البتہ استغفار کر میرے لیے پس استغفار کی اویس نے عمر کے لیے پھر کہا عمر نے کہ اے اویس کہاں جانا چاہتا ہے تو
کہا اویس نے جانا چاہتا ہوں میں کوفہ کو کہا کیا کچھ لکھوں تیرے لیے حاکم کوفہ کو کہا اگر بیچ پس ماندوں کے بیچ عاجزوں اور مسکینوں
کے لوگوں سے رہوں تو بہتر ہے نزدیک میرے پس سال آئندہ ایک شخص اشراف یمن سے حج کو آیا اور ملاقات کی عمر سے اور عمر نے حال اویس
کا پوچھا کہ کیا حال رکھتا ہے کہا اسنے کہ چھوڑا میں نے اسکو کہنہ جامہ قلیل المتاع پس عمر نے حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے آگے پڑھی پس
وہ شخص اویس کے پاس آیا اور استغفار طلب کی اسنے اویس نے کہا تو نئی استغفار کر میرے لیے کہ نئے سفر نیک سے آتا ہے پھر کہا اس شخص نے
کہ استغفار کر واسطے میرے بھی اور حدیث عمر کی پڑھی اور استغفار کی اویس نے اسکے لیے پس پہچانا لوگوں نے اویس کو اور دریافت کی حقیقت
انکی پس چلے وہاں سے باہر نکلا اور روایت کی یہ ابن سعد نے طبقات میں اور ابو عوانہ اور رویانی نے اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے
دلائل میں اور ایک اور روایت میں ہے کہ اسیر بن جابر سے آیا ہے کہ کہا ایک محدث تھا کوفہ میں کہ حدیث بیان کیا کرتا تھا اور جب فارغ ہوتا وہ
حدیث سے تو متفرق ہوتے لوگ اور ایک جماعت اپنی جگہ بیٹھی رہتی اور درمیان اس جماعت کے ایک مرد تھا کہ ایسی باتیں کرتا تھا
کہ کسی کو ویسی باتیں کرتے نہیں سنا میں نے پس جایا کرتا میں اسکے پاس پس ایک روز نہ پایا میں نے اسکو پس کہا میں نے اپنے یاروں سے
کہ پہچانتے ہو تم اس شخص کو کہ بیٹھا تھا ساتھ ہمارے اور باتیں کرتا تھا ایسی اور ایسی پس کہا ایک شخص نے قوم میں سے کہ ہاں پہچانتا ہوں میں اسکو
وہ اویس قرنی ہے کہا میں نے پہچانتا ہے تو مکان اسکا کہا پہچانتا ہوں پس گیا میں ساتھ اسکے اور کھٹکھٹایا میں نے دروازہ اسکے حجرے کا پس باہر نکلا
وہ حجرے سے کہا میں نے اے بھائی میرے کس چیز نے باز رکھا تجھے کہا برہنگی نے اور تھے یار اسکے کہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے اس سے اور
ستاتے تھے اسکو کہا میں نے لے یہ چادر اور اوڑھ کہا مت دے یہ اسلیے کہ جب لوگ دیکھینگے اس کپڑے کو میرے تن پر تو ایذا دینگے مجھکو پس مبالغہ
کیا میں نے یہاں تک کہ اسنے اوڑھی وہ چادر پھر باہر آیا لوگوں کے سامنے پس کہا لوگوں نے کس کو فریب دیا ہے اس کپڑے سے اور کس سے
چھین لیا ہے کہا اویس نے اسیر بن جابر سے کہ دیکھا تو نے کیا کہتے ہیں پس کہا میں نے لوگوں سے کہ کیا چاہتے ہو تم اس شخص سے
اور کیوں ایذا دیتے ہو اسکو آدمی کبھی ننگا ہوتا ہے اور کبھی کپڑے پہنے پس بہت دوست رکھا میں نے انکو اپنی زبان سے پھر قضا سے آئے

اہل کوفہ حضرت عمر کے پاس آئے پس آیا درمیان اُنکے ایک شخص اُنہین سے کہ ٹھٹھا کیا کرتے تھے اُس سے پس کہا عمر نے کہ آیا اہل قرن مین سے کوئی ہی
پس لائے وہ اُس شخص کو کہ ٹھٹھا کیا کرتا تھا اویس سے پس پڑھی عمرؓ نے حدیث پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کہ اویس کی شان مین تھی کہا عمرؓ نے کہ پیغمبرؐ نے کہا
مین سے کہ وہ آیا ہی تمھارے پاس کوفہ مین اُس شخص نے کہا کہ نہین ہو ایسا شخص درمیان ہمارے اور نہین پہچانتے ہین ہم اُسکو کہا عمر نے کہ ہان ایک
شخص ہو ایسا اور ایسا یعنے خوار و خراب کہا اُس شخص نے کہ درمیان ہمارے ایک مرد ہو اویس نام کہ ٹھٹھا کیا کرتے ہین ہم اس سے کہا عمر نے کہ چل تو
اُس سے اور نہین دیکھتا ہون مین تجکو کہ پایگا تو اُس سے پس متوجہ ہوا وہ شخص اویس کی طرف یہان تک کہ آیا وہ اُنکے پاس پہلے اسکے کہ جاوے اپنے
اہل اور عیال مین پس کہا اُسکو اویس نے کہ یہ عادت تیری ساتھ میرے کہان سے ہو کہا اُسنے کہ امیر المؤمنین سے تعریف تیری سنی مین نے کہ تیرے
حق مین ایسا ایسا کچھ کہتے تھے پس بخش مجکو اور اویس جو کچھ کیا ہو مین نے ساتھ تیرے ٹھٹھے اور بے ادبی سے اور استغفار کر میرے لیے کہا اویس نے
کرتا ہون مین استغفار لیکن تو نہ کہیو کسی سے جو کچھ کہ سنا ہی تو نے عمر سے پس استغفار کی اسکے لیے کہا اُسیر نے کہ راوی اس خبر کا ہو پھر اسکے ظاہر ہوا امر اویس کا
کوفہ مین روایت کیا اُسکو ابن سعد نے طبقات مین اور ابو نعیم نے حلیہ مین اور بیہقی نے دلائل مین اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور اور روایت مین آیا ہی یحیی
ابن سعید سے کہ اُنہون نے سعید بن المسیب سے اُنھون نے عمر بن الخطاب سے نقل کی کہ کہا عمر نے کہ فرمایا مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک روز
اے عمر عرض کیا مین نے لبیک وسعدیک یعنے حاضر ہون اور جو حکم ہو بجا لاؤن یا رسول اللہ پس گمان کیا مین نے کہ کسی کام کو بھیجینگے مجکو آنحضرتؐ نے فرمایا
اے عمر میری امت مین ایک شخص ہوگا اُسکو اویس قرنی کہینگے پہونچیگی اُسکو ایک بلا یعنے بیماری برص پس دعا کریگا خدا سے پس دور کردیگا اُسکو خداے تعالے مگر ایک درہم
اُسکے پہلو مین رہجائیگا جب دیکھیگا اُسکو تو یاد کریگا خداے عزوجل کو پس جب ملے تو اس سے تو کہنا اُسکو میری طرف سے سلام اور کہنا اسکو کہ دعا کرے تیرے
لیے اسلیے کہ وہ کریم اور بزرگ ہو اپنے پروردگار کے نزدیک اگر قسم کھاوے خدا پر سچا کرے اُسکو خدا شفاعت کریگا وہ مانند ربیعہ اور مضر کے لیے کہ نام
دو قبیلون کے ہین کہ بہت لوگ تھے اُنہین یعنے بہت سے لوگون کی شفاعت کریگا عمر کہتے ہین کہ پس طلب کیا مین نے اُسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی
حیات مین پس قدرت نہ پائی مین نے اُسپر اور طلب کیا مین نے اُسکو ابوبکر کی خلافت مین پس قدرت نہ پائی مین نے اُسپر اور طلب کیا مین نے اسکو اپنی بار
مین پس ڈھونڈھتا تھا مین قافلون کو کہ شہرون سے آتے تھے اور کہتا تھا مین کہ آیا ہی مراد سے آیا ہی قرن سے درمیان مین تمھارے کوئی کہ نام اُسکا اویس ہو
پس کہا ایک شخص نے قوم قرن مین سے کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہی اے امیر المؤمنین پوچھتا ہی تو حال ایک مرد پست رتبہ اور خوار و دون کا اور نہین ہی وہ
ایسا شخص کہ تجھ جیسا شخص اُسکا حال پوچھے کہا مین نے کہ دیکھتا ہون مین تجکو اُسکے مقدمہ مین ہلاک ہونیوالون سے پس مین یہی ذکر کر رہا تھا کہ ناگہان
نمودار ہوا ایک اونٹ پرانی پالان کا اُسپر ایک شخص ہو کہنہ جامہ پس میرے دل مین آیا کہ اویس یہی ہوگا کہا مین نے اے بندہ خدا تو ہی ہو اویس قرنی کہا ہان
کہا مین نے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا تھا تجکو کہا علی رسول اللہ السلام وعلیک یا امیر المؤمنین کہا مین نے کہ حکم کیا تھا تجکو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دعا کرو میرے لیے بعد ازان ملاقات کرتا تھا مین اس سے ہر سال یعنے حج مین پس کہتا مین احوال و اسرار اپنا اس سے
اور کہتا وہ مجھسے رواہ ابو القاسم عبد العزیز بن جعفر الحرمی فی فوائدہ والخطیب وابن عساکر فی تاریخہ اور اور روایت مین حسن بصری سے آیا ہی کہ جب اہل
قرن موسم حج مین آئے تو پوچھا امیر المؤمنین عمرؓ نے اُنسے کہ آیا تمھارے درمیان مین ایک شخص ہو کہ نام اسکا اویس ہی کہا ایک شخص نے اُنہین سے کہ کیا
چاہتے ہو تم اے امیر المؤمنین اس سے وہ تو ایک شخص ہو کہ گمشدہ رہتا ہی اور لوگون مین نہین آتا کہا عمر نے میری طرف سے اُسکو سلام پہونچانا
اور کہنا کہ ملاقات کر مجھسے پس پہونچایا اس شخص نے پیغام عمر کا اُسکو پس آئے اویس عمر کے پاس کہا عمر نے کہ اویس تم ہی ہو کہا ہان اے امیر المؤمنین
کہا تیرے بدن پر سفیدی تھی اور دعا کی تو نے خدا سے اور دور کیا اُسنے اُسکو تجسے پھر دعا کی تو نے کہ باقی رہے کچھ اُسمین سے تیرے بدن پر کہا ہان [illegible]

کسنے خبر دی اسکی ای امیر المومنین کہا خبر دی مجکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور حکم کیا مجکو کہ سوال کرون مین تجھسے کہ دعا کرے تو میرے لیے پس دعا
کی اویس نے حضرت عمر کے لیے اور کہا حاجت میری تجھسے ای امیر المومنین یہ ہی کہ چھپاؤ تم حال میرا اور اذن دو کہ پھر جاؤن مین یہان سے پس ہمیشہ رہے
اویس پوشیدہ لوگون مین یہان تک کہ شہید ہوے روز نہاوند کے روایت کیا ابن عساکر اور سعید بن مسیب سے منقول ہی کہ ندا کی عمر بن الخطاب نے منبر پر
منیٰ مین اور فرمایا ای اہل قرن پس اُٹھے بڈھے اس قوم کے اور کہا ہم حاضر ہین امیر المومنین کیا فرماتے ہو کہا آیا قرن مین کوئی شخص ہی کہ نام اسکا
اویس ہی پس کہا ایک بڈھے نے انمین سے نہین ہی ہم مین کوئی کہ نام اسکا اویس ہو مگر ایک دیوانہ کا نام ہی کہ جنگلون مین رہتا ہی نہ کسی کو اُسکے ساتھ
الفت اور نہ اُسکو کسی کے ساتھ صحبت پس کہا عمر نے اُسیکو چاہتا ہون مین جب قرن مین جاؤ تو اُسکو ڈھونڈھنا اور سلام میرا اُسکو پہونچا دینا اور کہنا کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی ہی مجکو تیری اور حکم کیا ہی مجکو کہ کہون مین تجکو سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پس جب وہ پہونچے قوم
قرن مین تو ڈھونڈھا اُنکو اور پایا ریگستان مین پڑا ہوا پس پہونچایا اُنکو سلام عمر کا اور سلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا پس کہا اویس نے کہ شہرت دی
مجکو امیر المومنین نے اور مشہور کیا نام میرا السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ اور چلے گئے جنگل کو دوق مین اور پایا نہ گیا اُنسے کچھ نشان
یہان تک کہ پھر آئے حضرت علی کے ایام مین پس لڑے اُنکے سامنے اور شہید ہوے جنگ صفین مین روایت کیا ابن عساکر اور صعصعہ بن ہوہ سے منقول
ہی کہ تھے عمر بن الخطاب کہ پوچھا کرتے تھے قافلہ اہل کوفہ کے سے جو قافلہ آتا تھا اُنکے پاس آیا پہچانتے ہو تم اویس بن عامر قرنی کو وہ کہتے تھے کہ
نہین پہچانتے ہین ہم اور اویس ایک شخص تھے کہ رہا کرتے تھے کوفہ کی ایک مسجد مین اور باہر نہین نکلتے تھے اُس سے اور انکا ایک چچا کا بیٹا تھا کہ ایذا دیا کرتا تھا
انکو پس آیا وہ چچا کا بیٹا انکا لوگون مین کہ آئے اہل کوفہ سے پس کہا عمر نے کہ آیا پہچانتے ہو تم اویس بن عامر قرنی کو کہا اُنکے چچا کے بیٹے نے کہ ای امیر المومنین
نہین ہی اویس ایسا شخص کہ اس مرتبہ کو پہونچے کہ پوچھو تم اور پہچانو تم اسکو اور وہ ایک آدمی ہی کمترین آدمیون مین سے اور وہ میرے چچا کا بیٹا ہی پس کہا
عمر نے واسطے تجھپر ہلاک ہوا تو اُسکے مقدمہ مین پھر پڑھی عمر نے حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ سنی تھی اُسنے حق مین اُنکے اور کہا جب پہونچے تو وہان
تو سلام میرا اُسکو پہونچانا پس مشہور ہوا امر اویس کا پھر گم ہوا وہ اور باہر گیا روایت کیا ابو یعلی وابن مندہ وابن عساکر اور ایک روایت مین ابن عباس سے آیا ہی
کہ کہا دیر کی عمر نے کہ نہ پوچھا احوال اویس قرنی کے سے دس برس تک یہان تک کہ کہا موسم حج مین آئے اہل یمن جو کوئی تم مین سے قبیلہ مراد سے ہی
کھڑا ہو پس کھڑے ہوے وہ لوگ کہ مراد سے تھے اور بیٹھے رہے اور لوگ پس کہا عمر نے کیا درمیان تمہارے اویس ہی پس کہا ایک شخص نے ای امیر المومنین
نہین پہچانتے ہین ہم اویس کو ولیکن ایک بھتیجا میرا ہی کہ اُسکو اویس کہتے ہین اور وہ نہایت ضعیف و خوار ہی اس سے کہ تجھ جیسا پوچھے ایسے کا حال کہا عمر نے
وہ حرم مین ہی کہا ہان کہا وہ اراک عرفہ مین ہی چراتا ہی اونٹ قوم کے یعنے اسلیے کہ لوگ جانین کہ اونٹون کا چرانے والا ہی پس سوار ہوے عمر اور علی دو گدھون
پر پھر روانہ ہوے یہان تک کہ آئے اراک کو نا گہان دیکھا اُسکو کہ کھڑا نماز پڑھتا ہی اور لگائے ہوے ہی نظر اپنی اپنی سجدہ گاہ پر پس جب دیکھا اُنکو عمر اور علی
نے کہا کہ جسکو ہم ڈھونڈھتے ہین اگر وہ ہو تو یہی شخص ہی پس جب سنی آہٹ اُنکی تو سبک کیا نماز کو اور فارغ ہوے نماز سے پس سلام علیک کی عمر اور علی
نے اُنسے پھر اُنھون نے جواب سلام کا دیا کہا علیکم السلام ورحمۃ اللہ اور کہا عمرؓ اور علیؓ نے کہ کیا ہی نام تیرا رحمت کرے تجکو خدا تعالے کہا اُنھون نے
عبد اللہ کہا علی مرتضی نے جانتا ہون مین کہ جو کوئی آسمان و زمین مین ہی عبد اللہ یعنے بندہ خدا کا ہی قسم دیتا ہون مین تجکو پروردگار کعبہ کی اور پروردگار
حرم کی کہ کیا ہی نام تیرا کہ جو تیری مان نے رکھا ہی کہا کیا چاہتے ہو تم نام میرا اویس بن مراد ہی کہا عمرؓ اور علیؓ نے کہ کھول بایان پہلو اپنا پس کھولا اور دیکھا
اُنھون نے کہ ایک نشان سفید ہی بقدر درہم کے پس دوڑے عمر اور علی کہ بوسہ دین اُس دھبہ کو پھر کہا کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہی ہمکو کہ سلام
کہین تجکو یعنے آپ کی طرف سے اور سوال کرین تجھسے کہ دعا کرے تو ہمارے لیے کہا اُسنے دعا میری تمام مشرق و مغرب کے مرد و زن مسلمانون کے لیے

کہا ان دونون صاحبون سے کہ دعا کرو ہمارے لیے بالخصوص پس دعا کی اویس نے انکے لیے اور تمام مومنین و مومنات کے لیے پھر کہا عمر نے کہ دون مین تجکو
کچھ اپنے رزق سے یا اپنی عطا سے کہا و کپڑے میرے پرانے ہوگئے ہین اور دونون پاپوشین گانٹھی گئی ہین اور میرے پاس چار درہم ہین جب ہوچکینگے لیلونگا
اور کہا جو کوئی آرزو کرتا ہی ہفتہ کی آرزو کرتا ہی مہینے کی اور جو کوئی آرزو کرتا ہی مہینے کی آرزو کرتا ہی سال بھر کی یعنے حرص و آرزو بڑھتی ہی چلی جاتی ہو بعد ازان
پھر دیکھے قوم کو اونٹ انکے اور باہر گئے وہان سے اور دیکھے نہ گئے بعد اسکے رواہ ابن عساکر فی تاریخہ واللہ اعلم (وعن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال اتاکم اہل الیمن ہم ارق افئدۃ والین قلوبا الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ والفخر والخیلاء فی اصحاب الابل والسکینۃ والوقار فی اہل الغنم متفق علیہ
اور روایت ہی ابی ہریرہ سے انہنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا یعنے جب آئے ابو موسی اشعری اور قوم اُسکی آئے تمہارے پاس اہل یمن وہ
نرم ہین از روے دل کے اور بہت نرم ہین از روے قلب کے ف یعنے بہ نسبت تمام ان لوگون کے کہ آتے ہین تمہارے پاس اور ارق افئدۃ جو فرمایا
رقۃ ضد قساوت یا غلظت کی ہی اور فواد جمع دل کے اور بعضون نے کہا باطن دل کا اور بعضون نے کہا ظاہر اُسکا اور یعنے یہ ہین کہ وہ نہایت نرمی اور محبت
رکھتے ہین جہت باطن کے سے والین قلوبا یعنے بہت نرم دل ہین واسطے قبول نصیحت و موعظت کے تمام لوگون کے دلون سے سبب ظاہر کے اور بہت
اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین ملا علی قاری نے اور شیخ عبدالحق رح نے لکھا ہی کہ افئدہ جمع فواد کی ہی ساتھ ہمزہ کے اور ہمزہ کے معنے دل کے اور قلوب جمع
قلب کی ہی تقلب سے یعنے پھرنے کے ایک حال سے طرف دوسرے حال کے اور فواد اور قلب کو اکثر اہل لغت نے ساتھ ایک ہی معنے کے کہا ہی اور
تکرار انا اسکا حدیث مین تاکید کے لیے ہی اور یہ حدیث باب وفات النبی کی تیسری فصل مین گذری ہی وہان فقط ارق افئدۃ مذکور ہی اور الین قلوبا نہین اتحق
بھی متحد ہونا دونون کا ظاہر ہوتا ہی اور بعضون نے کہا کہ فواد [illegible] دل کا ہی کہ جب باریک ہوتا ہی جاتی ہی اسمین حق بات اور پہنچتی ہی دل کو اور دل
جب نرم ہوتا ہی در آتی ہی بات حق اندر اسکے اور رقت ضد غلظت کی ہی اور لین ضد صلابت کی مثلاً شیشہ رقیق ہی اور نرم نہین اور دل جب متاثر نہین ہوتا ہی
ہیبتون اور ڈرانے والون سے وصف کیا جاتا ہی اسکو ساتھ غلظت و صلابت کے اور جب متاثر ہوتا ہی وصف کیا جاتا ہی ساتھ رقت و لین کے اور طیبی نے کہا
احتمال رکھتا ہی کہ مراد ساتھ رقت کے جودت فہم اور ساتھ لین کے قبول کرنا حق کا ہو پھر جبکہ وصف بیان کیا انکا جو کچھ اسکے بعد بیان فرماتے ہین وہ مانند نتیجہ
اور غایت کے ہی ساتھ قول اپنے کے ترجمہ ایمان یمن کا ہی اور حکمت بھی یمن کی ہی ف یمانیہ ساتھ تخفیف ی کے ہی اور ساتھ تشدید اسکے بھی منقول ہی
نسبت کیا ایمان و حکمت کو طرف یمن کے واسطے کمال ایمان کے وہان کے رہنے والون مین بیچ اسوقت کے اہل مشرق کے مقابلہ مین اور اسکی اور بھی
تاویلین ہین کہ باب وفات النبی کی تیسری فصل مین ذکر کی گئین ہین اور جب ابو موسی اشعری اپنی قوم کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملازمت مین
حاضر ہوے اور پیدایش عالم اور ہدایت کار سے پوچھا اور حکمتون اور اسرار انکے سے استفسار کیا تو بیان فرمایا آنحضرت نے انکو سامنے انکے جیسا کہ باب
بدء الخلق مین گذرا اور ظہور اور وصول اسکا بوراثت شیخ ابو الحسن اشعری ہی کہ رئیس اہل سنت و جماعت کے اور اولاد ابو موسی اشعری سے ہین رحمۃ اللہ
علیہ اور کہا بعضون نے کہ مراد حکمت سے فقہ ہی دین مین اور بعضون نے کہا ہو کلمہ صالحہ کہ باز رکھے اپنے صاحب کو پڑنے سے مہلکہ مین ترجمہ اور فخر یعنے
تعریف کرنی اپنی ساتھ مال و جاہ وغیرہ کے اور تکبر کرنا اونٹ والون مین ہی چین اور آہستگی اور بوجہ وقار بکری والون مین ہی نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے ف ع
جاننا چاہیے کہ حدیث دلالت کرتی ہی اسپر کہ مخالطت حیوانات کی تاثیر کرتی ہی آدمی کے نفس مین اور سرایت کرتی ہین انکی صفتین اور عادتین کہ مناسب
انکی طبیعتون کے ہین بیچ چرانے والے کے اخلاق و خو مناسب خو وغیرہ ان جانورون کے ہوتے ہین کہ چراتا ہی انکو اور چونکہ اونٹ کی طبیعت مین غلظت و وحشت و
ہی اور بکری مین نرمی اور آرام تجاوز اور سرایت کرتی ہین یہ صفتین انکے چرواہون اور مالکون مین اور اسی کے حکم مین ہی گھوڑا بلکہ زیادہ اس سے اور
بعضون نے کہا کہ چونکہ بکری والے قریب آبادی کے رہتے ہین اور اختلاط وہان کے رہنے والون سے رکھتے ہین وغیرہ بیان صبر نہین کرتی ہین پانی

اور تحمل نہیں کرتیں جانوروں کا انکی طبیعت میں نرمی اور سکونت ہے اور یہ باعث ہے فرمانبرداری کا اور نہ نکلنے کا اطاعت امام سے اور اونٹ والے دور ہوتا
انکا آبادی سے اور رہنا جنگل میں اور کم ملنا انکا خلق سے باعث ہوتا ہے اوپر سختی اور طغیان اور سرکشی اور نکلنے کی اطاعت وانقیاد سے ایسا ہی کہا ہے
مظہر نے بیچ شرح اس حدیث کے اور کہا میں نے خدا کی توفیق سے ظاہر یہ ہے کہ مال ومنال ہوا دونوں میں سبب ہے باعث ہوتے ہیں سختی کے بخلاف
بکریوں کے کہ اتنی مالیت نہیں رکھتیں (وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ
وَالْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور یہ بھی روایت ہے ابی ہریرہ سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کفر کا
طرف مشرق کے ہے ف ع سر کفر سے مراد بڑا کفر ہے ذکرہ السیوطی اور ظاہر یہ ہے کہ کہا جاوے یہ کہ منشا کفر کا جانب مشرق کے ہے کہا طیبی نے یہ ایسا ہے
جیسے فرمایا راس الامر الاسلام یعنی ظہور کفر کا جانب مشرق سے ہوگا کہا ابن ملک نے یعنی مشرق سے ظاہر ہوگا کفر اور فتنہ مانند دجال اور یاجوج اور
ماجوج وغیرہما کے کہا نووی نے مراد ساتھ اختصاص مشرق کے ساتھ کفر کے زیادتی تسلط شیطان کی ہے اہل مشرق پر اور تھا یہ آنحضرت کے عہد میں
اور آئندہ بھی ہوگا جس وقت کہ نکلے گا دجال مشرق سے پس وہ منشا فتنہ عظیم کا ہے اور سیوطی نے باجی سے نقل کیا ہے کہ کہا مراد مشرق سے فارس ہے
یا اہل نجد اور بعضوں نے کہا کہ یہ اشارہ ہے ابلیس کی طرف جیسے کہ آیا ہے کہ طلوع کرتا ہے آفتاب درمیان دو قرن شیطان کے ترجمہ اور فخر وتکبر بیچ گھوڑے
والوں کے اور اونٹ والوں اور چلانے والوں کے ہے کہ اونٹ کی پشم کے خیموں کے رہنے والے ہیں یعنی رہنے والے جنگل کے اور صحرا نشین اسلیے
کہ انکے گھر اکثر بالوں کے خیموں کے ہوتے ہیں اور آرام ونرمی بکری والوں میں ہے نقل کی یہ بخاری اور مسلم نے (وَعَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ هٰهُنَا جَاءَتِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ
مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ) اور روایت ہے ابی مسعود انصاری سے اُسنے نقل کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ سے آئے ہیں فتنہ
یعنی جو چیزیں باعث شور وشر کی ہیں دین میں اور باعث امتحان لوگوں کی ہیں دین میں درحالیکہ اشارہ کرنے والے تھے آنحضرت ساتھ لفظ ہہنا کے طرف
مشرق کے اور سخت زبانی اور سخت دلی بیچ چلانے والوں خیمہ نشینوں کے ہیں کہ جو پیچھے لگے رہتے ہیں اونٹوں اور گایوں کی دُموں کے ف ع
کہ جاتے ہیں پیچھے چرانے کے لیے مراد اُنسے اعراب ہیں یا اور جنگلی اور مذمت کی انکی بسبب دور رہنے انکے کے شہروں اور گانوں سے کہ موجب قلت
علم کا ہے کہ جس سے حاصل ہوتے ہیں اخلاق نیک اور تمام علوم شریعت کے فرمایا اللہ تعالی نے الاعراب اشد کفرا ونفاقا واجدر الا یعلموا حدود ما
انزل اللہ علی رسولہ ترجمہ بیچ جماعت بیچ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے ہے نقل کی بخاری ومسلم نے (وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِلَظُ الْقُلُوْبِ
وَالْجَفَاءُ فِي الْمَشْرِقِ وَالْإِيْمَانُ فِيْ أَهْلِ الْحِجَازِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے جابر سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی دلوں کی اور سختی
زبان کی مشرق میں ہے یعنی بسبب ہونے اسکے کے محل کفر وفتنوں کا اور ایمان اہل حجاز میں ہے نقل کی یہ مسلم نے ف ع مراد ہے حجاز سے مکہ اور مدینہ اور
طائف اور متعلقات انکے اور کہا ابن ملک نے مراد ہیں اہل حجاز سے انصار اور حجاز کو اسلیے حجاز کہتے ہیں کہ حاجز ہے درمیان نجد اور تہامہ کے اور نجد اس
زمین کا نام ہے کہ بلند ہے اور وہ مخصوص ہے سوائے حجاز کے جو زمین کہ متصل ہے ساتھ عراق کے اور اُسکے مقابل میں زمین پست کو تہامہ کہتے ہیں (وَعَنِ
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ
لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَأَظُنُّهُ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ رَوَاهُ
الْبُخَارِيُّ) اور روایت ہے ابن عمر سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوندا برکت دے ہمکو بیچ شام ہمارے کے ف ع شاید کہ پہلے
ذکر کرنا شام کا اشارہ ہے اسپر کہ شام مبارک ہے باصلہ موجب فرمانے اللہ تعالی کے الذی بارکنا حولہ اور انبیا بھی وہاں بہت مدفون ہیں اسلیے بھی پہلے

ذکر کیا اسکو اور مراد برکت سے زیادتی ہے یا برکت کہ حاصل ہو واسطے اہل مدینہ کے اور تمام مومنون کے علی الخصوص ترجمہ یا اللہ برکت
دے ہمارے لیے بیچ یمن ہمارے کے ف ع مراد ہے برکت ظاہریہ اور معنویہ اور اسی لیے بہت ہوتے ہین اولیا اسمین اور ظاہر ان دونون مکانون
کے لیے دعا برکت کی اسلیے کی کہ غلہ اہل مدینہ کا انھین دونون سے آتا ہے ترجمہ کہا بعضے صحابہ نے یا رسول اللہ اور کہیے کہ برکت دے ہمارے نجد
مین ف ع تو کہ حاصل ہو برکت ہمارے لیے اسکی جانب سے بھی اور معنے نجد کے اوپر کی حدیث کی شرح مین لکھے گئے ہین ف کہا یا الٰہی
برکت دے ہمارے لیے ہمارے شام مین یا الٰہی برکت دے ہمارے لیے ہمارے یمن مین کہا بعضے صحابہ نے کہ کہیے برکت دے ہمارے
نجد مین ابن عمر کہتے ہین پس گمان کرتا ہون مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تیسری بار مین یعنے یا دوسری بار مین اس جگہ ف ع یعنے جانب نجد مین اور
وہی مراد ہے ساتھ قول آنحضرت کے نحو المشرق ہے زلزلے ہونگے ف ع یعنے حسی یا معنوی اور وہ بلا اور فتنون کا ہے اور بیقرار ہونا اہل اسکے کا ہے اور فتنے
ف ع یعنے بلیات اور مخالفتین کہ باعث ہون ضعف دین کی اور قلت دیانت کی یعنی نہین مناسب ہے دعا برکت کی اسکے لیے ہے اور یہین نجد مین اور اسکے قرن
مین ظاہر ہوتا ہے سینگ شیطان کا نقل کی یہ بخاری نے ف ع یعنے جماعت اور مددگار اسکے اور کہا اشرف نے کہ دعا کی آنحضرت نے یمن اور شام
کے لیے برکت کی اسلیے کہ مکہ آنحضرت کی پیدائش کی مکہ ہے اور وہ یمن مین سے ہے اور جگہ رہنے اور دفن ہونے انکے کی مدینہ ہے اور یہ شام مین سے ہے اور یہ دونون
چیزین کافی ہین انکی فضیلت مین اور اسی سبب اضافت کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی طرف اور لائے ضمیر جمع کی واسطے تعظیم کے اور تکرار کی
دعا تین بار **الفصل الثانی** فصل دوسری (عن انس عن زید بن ثابت ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نظر قبل الیمن فقال اللھم اقبل بقلوبھم وبارک
لنا فی صاعنا ومدنا رواہ الترمذی) روایت کرتے ہین انس زید بن ثابت سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی جانب یمن کے پس دعا کی
اہل یمن کے لیے اور کہا یا الٰہی متوجہ کر انکے دلون کو ف ع یعنے طرف ہمارے تو کہ آوین ہماری طرف یہ دعا کی اسلیے کہ غلہ اہل مدینہ کا آتا تھا یمن سے
اور اسی لیے اسکے بعد دعا کی برکت صاع اور مد کی واسطے غلہ کے کہ آوے طرف انکے یمن سے پس کہا ف ع اور برکت دے واسطے ہمارے بیچ صاع
ہمارے کے اور مد ہمارے کے نقل کی یہ ترمذی نے ف ع مراد ہے ان دونون سے غلہ جو ناپا جاتا ہے انھین اور صاع نام ایک پیمانہ کا ہے کہ اسمین قریب
ساڑھے تین سیر کے غلہ آتا ہے اور مد مین چوتھائی اسکا اور کہا توربشتی نے کہ وجہ مناسبت کی درمیان دونون فصلون کے یعنے دونون جملون کے کہ ایک
اللھم اقبل بقلوبھم اور دوسرا وبارک لنا الخ یہ ہے کہ اہل مدینہ ہمیشہ تنگحال و تنگ معاش رہتے تھے پس جب دعا کی اللہ تعالی سے اہل یمن کے دلون کے
متوجہ ہونے کی طرف دار الہجرۃ کے اور وہ بہت تھے اور انکے آنے سے زیادہ تنگی معیشت کی متصور تھی پس دعا برکت طعام کی کی اہل مدینہ کے لیے تو کہ
فراخی رہے وہان کے رہنے والون کے لیے بھی اور انکے لیے بھی کہ وارد ہون وہان پس نہ تو تنگ ہو مقیم آنے والے کے سبب سے اور نہ دشوار ہو اتفاق
اسپر کہ ہجرت کر کر آوے طرف اسکے (وعن زید بن ثابت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طوبی للشام قلنا لای ذلک یا رسول اللہ قال لان
ملائکۃ الرحمن باسطۃ اجنحتھا علیھا رواہ احمد والترمذی) اور روایت ہے زید بن ثابت سے کہ کہا فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشحالی ہے واسطے اہل شام
کے عرض کیا ہم نے کس سبب سے یہ یا رسول اللہ فرمایا آپ نے اسلیے کہ فرشتے رحمن کے بچھائے ہوے ہین بازو اپنے زمین شام پر اور اسکے اہل پر نقل کی
یہ احمد اور ترمذی نے ف ع واسطے محافظت کرنے کے کفر سے اور لفظ رحمن مین اشارہ ہے اسپر کہ مراد فرشتون سے فرشتے رحمت کے ہین انتہی اور حضرت
شیخ نے کہا کہ بازو بچھانا فرشتون کا کنایہ ہے بچھا جانے رحمت اور رافت الٰہی سے اہل شام پر یعنے ابدال پر کہ وہان رہتے ہین یا تمام وہان کے رہنے والون
پر واللہ اعلم اور مراد ملائکہ کے بازوون سے صفات اور قوائے ملکیہ ہین اور قیاس نہ کرنا چاہیے انکو پرندون کے بازوون پر اسلیے کہ پرندون کے سوا
تین چار بازوون کے نہین ہوتے ہین چھ چھ سو بازو کو آنحضرت نے شب معراج مین جبرئیل کے دیکھے اور حاصل کلام یہ کہ بازو ملائکہ کے ثابت ہین

کرنے چاہییں لیکن انکی کیفیت کے بیان کرنے سے باز رہنا چاہیے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَخْرُجُ نَارٌ مِنْ نَحْوِ حَضْرَمَوْتَ اَوْ مِنْ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ نکلیگی ایک آگ حضرموت کی طرف سے یا حضرموت سے ف یہ شک راوی کا ہے اور اس روایت میں لفظ نحو کا زائد ہے ظاہر میں لیکن مقدر ہے یعنے من نحوہا اور من جانبہا اور مراد آگ سے یا تو یہی آگ ہے حقیقۃ چنانچہ ظاہر یہی ہے اور یا مراد اس سے فتنے ہیں اور حضرموت ساتھ زبر ح مہملہ اور جزم ض معجمہ اور زبر را و میم کے اور پیش میم کے بھی کہا ہے نام ایک شہر مشہور کا ہے یمن سے جمع کریگی وہ آگ لوگوں کو اور ہانکیگی انکو کہا ہمنے یا رسول اللہ پس کیا فرماتے ہو ہمکو یعنے کیا کریں ہم اسوقت اور کہاں جاویں ہم فرمایا آنحضرت نے لازم ہے تمکو جانا شام کو نقل کی یہ ترمذی نے ف یعنے اسلیے کہ وہ سلامت رہینگے پہونچنے آگ سے یا عکس کے سبب محافظت کرنے ملائکہ رحمت کے اور امارات ساعت میں گذر چکا ذکر آگ کا کہ ہانکیگی انکو حشر کی طرف کہ مراد اس سے شام ہے اور ظاہر یہ ہے کہ ہانکیگی انکو طرف شام کے بے اختیار انکے (وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ هِجْرَةٌ بَعْدَ هِجْرَةٍ فَخِيَارُ النَّاسِ اِلٰى مُهَاجَرِ اِبْرَاهِيْمَ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَخِيَارُ اَهْلِ الْاَرْضِ اَلْزَمُهُمْ مُهَاجَرَ اِبْرَاهِيْمَ وَيَبْقٰى فِي الْاَرْضِ شِرَارُ اَهْلِهَا تَلْفِظُهُمْ اَرَضُوْهُمْ تَقْذَرُهُمْ نَفْسُ اللّٰهِ تَحْشُرُهُمُ النَّارُ مَعَ الْقِرَدَةِ وَالْخَنَازِيْرِ تَبِيْتُ مَعَهُمْ اِذَا بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ اِذَا قَالُوْا رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ) اور روایت ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ کہا سنا میں نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے تحقیق یہ ہے کہ ہوگی ہجرت پیچھے ہجرت کے ف یعنے اسکے یہ ہیں کہ ہوگی ہجرت طرف شام کے بعد ہجرت کے کہ ہوئی طرف مدینہ کے اور بعضوں نے کہا کہ مراد بار بار اور بہت ہونا ہجرت کا ہے اور یہ معنے بہت ظاہر اور بہت مناسب ہیں لفظ حدیث اور سیاق حدیث سے اور یہ اس وقت میں ہے کہ بہت ہونگے فتنے میں اور غالب ہونگے کافر شہروں میں اور کم رہینگے حمایت کرنے والے دین کے اور قائم امر خدا پر دار الاسلام میں اور باقی رہینگے شہر شام کے مجرد و محفوظ کہ نگہبانی کرینگے اسکی لشکر اسلام کے کہ جو غالب اور مدد کرنے والے حق کے ہونگے یہانتک کہ قتال کرینگے دجال سے پس جو کوئی چاہیگا کہ نگاہ رکھے اپنے دین کو ہجرت کرے ان شہروں کی طرف بعد ازاں مفصل فرمایا اس مجمل کو ساتھ قول اپنے کے ف پس بہترین لوگوں کا وہ ہوگا کہ ہجرت کرے طرف ہجرت کی جگہ ابراہیم کے کہ شام ہے اسلیے کہ جب نکلے ابراہیم عراق سے تو گئے طرف شام کے اور ایک روایت میں ساتھ اس عبارت کے آیا ہے پس بہترین اہل زمین کے وہ ہونگے کہ بہت لازم پکڑینگے ابراہیم کی ہجرت کی جگہ کو یعنے شام کو اور باقی رہینگے زمین میں بدترین اہل اسکے سے یعنے کفار و فجار پھینک دیگی انکو زمینیں انکی معنے اسکے یہ ہیں کہ پھینک دیگی بدترین لوگوں کو زمینیں انکی ایک جانب سے طرف دوسری جانب کے کہا شارحین نے یعنے انتقال کرینگے بہترین اہل زمین کے ان زمینوں سے کہ غالب ہوگا ان پر کافر پس باقی رہینگے ناکارہ لوگ جانشین ہونگے ہجرت کرنے والوں کے واسطے رغبت کرنیکے دنیا میں اور واسطے ڈرنے کے لڑائی سے اور واسطے حرص کرنے کے ان چیزوں پر کہ ہوگی انکی قسم اولاد اور مواشی وغیرہ متاع دنیا سے پس وہ بسبب خست نفسوں اپنے اور ضعف دین اپنے کے مانند چیز خوار گندہ اور نالی کے ہونگے نزدیک نفسوں پاکیزہ کے اور گویا زمینیں بیزار ہونگی انسے پس پھینکدینگی انکو اور اللہ سبحانہ مکروہ رکھیگا پس دور رکھیگا انکو مکان رحمت اپنے سے اور محل کرامت اپنے سے مانند دور رکھنے اس شخص کے کہ گھن کھاتا ہے کسی چیز سے اور نفرت کرتی ہے اس سے طبیعت اسکی پس اسی سبب سے باز رکھیگا انکو نکلنے سے اور بٹھا رہنے دیگا انکو ساتھ دشمنان دین کے مانند قول اللہ تعالے کے وَلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ یعنے ولیکن مکروہ رکھا اللہ تعالے نے اٹھنا انکا پس ٹھہرا رکھا دیا انکو ف مکروہ رکھیگی انکو ذات اللہ کی بلازم رہیگی انکے ساتھ آگ رات اور دن اور جمع کریگی انکو ساتھ کافروں کے کہ وہ باعتبار خباثت اور بدعملی اپنے کے مانند بندروں اور سوروں کے ہونگے ف یہ ترجمہ بموجب شرح ملا علی رح کے لکھا گیا اور شیخ رح نے کہا ہانکیگی اور جمع کریگی انکو آگ فتنہ کی

کہ وہ نتیجہ اعمال بد انکے کی ہوگی یا آگ کہ پیدا ہوگی اسوقت ساتھ بندروں کے اور سوروں کے مراد یا تو حقیقت اور صورت انکی ہو یعنی ہونے کے ساتھ
انکے متخلق ہونا ساتھ اخلاق انکے کے اور متصف ہونا ساتھ صفات انکے کے ہو یا مراد آدمی بدخوی اور کافر ہیں کہ مانند بندر اور سور کے ہیں رات گذارے گی
وہ آگ ساتھ انکے جسوقت کہ رات کرینگے وہ اور قیلولہ کریگی وہ آگ ساتھ انکے جسوقت کہ قیلولہ کرینگے وہ نقل کی یہ ابو داود نے ف قیلولہ کہتے ہیں
دوپہر کے سونے کو یعنی وہ آگ شب و روز ملازم وقت اور مصاحب حال انکے کی ہوگی نعوذ باللہ من ذلک (وعن ابن حوالۃ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سیصیر الامر ان تکونوا جنودا مجندۃ جند بالشام وجند بالیمن وجند بالعراق فقال ابن حوالۃ خرلی یا رسول اللہ ان ادرکت ذلک
فقال علیک بالشام فانها خیرۃ اللہ من ارضه یجتبی الیها خیرته من عباده فاما ان ابیتم فعلیکم بیمنکم واسقوا من غدرکم فان اللہ عز وجل توکل لی
بالشام واهله رواه احمد وابو داود) اور روایت ہے ابن حوالہ سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نزدیک ہے کہ ہوجاویگا کار و بار دین کا اسطرح
پر کہ ہوگے تم لشکر جمع کیے گئے یعنی کلمۃ الاسلام میں اور مختلف یعنی بیچ مراعات احکام کے ایک لشکر شام میں اور ایک لشکر یمن میں اور ایک لشکر عراق میں
ف یعنی عراق عرب میں اور وہ بصرہ اور کوفہ ہے یا عراق عجم میں اور وہ ماورائے کوفہ اور بصرہ کے ہے سوائے خراسان اور ماوراء النہر کے تحت میں پس کہا
ابن حوالہ نے پسند کر واسطے میرے یا رسول اللہ کہ ان لشکروں میں سے کس لشکر کے ساتھ رہوں میں اگر پاؤں میں اسوقت کو پس فرمایا آنحضرت نے لازم پکڑ
تو شام کو اسلیے کہ شام برگزیدہ خدا کی ہے زمین خدا سے یعنی پسند کیا ہے اسکو تمام زمین سے واسطے رہنے کے اخیر زمانہ میں جمع کریگا طرف اسکی زمین کے
خدائے تعالے برگزیدوں کو اپنے بندوں میں سے پس اگر نہ مانو تم شام کا رہنا ابن پس لازم ہے اپنے یمن میں رہنا ف اضافت یمن کی انکی طرف بسبب اسکے
ہے کہ مخاطب عرب ہیں اور یمن انکی زمین سے ہے اور عبارت فاما ان ابیتم کلام معترض ہے کہ واقع ہوا ہے درمیان قول آپ کے علیکم بالشام اور درمیان قول
آپ کے واسقوا الخ یعنی لازم کرو تم شام کا رہنا اور پانی دو پلاؤ تمہیں اور اپنے جانوروں کو اپنے حوضوں سے ف غدر ساتھ غین معجمہ کے پیش اور دال
زبر وال مہملہ کے جمع غدیر کی یعنی حوض سے کے یعنی چاہیے کہ پانی دیوے ہر ایک اپنے حوض سے کہ مخصوص ہو ساتھ اسکے اور مزاحمت اور منازعت نکرے ساتھ
غیر کے حوض کے اسلیے کہ سرحد اسلام پر بیٹھے ہیں تو ہو سبب نزاع اور اختلاف فتنہ انگیزی کا ہے اسلیے کہ اللہ عز وجل متکفل ہوا ہے بسبب میرے یعنی واسطے
میری کے کہ محافظت کرے شام کی اور انکے رہنے والوں کی کفار کی شر سے اور انکے غالب آنے سے اس دیار پر نقل کی یہ احمد اور ابو داود نے

الفصل الثالث فصل تیسری (عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی رضی اللہ عنه وقیل العنهم یا امیر المؤمنین قال لا انی سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانه رجلا یسقی بهم الغیث وینتصر بهم علی الاعداء ویصرف
عن اهل الشام بهم العذاب) روایت کی شریح بن عبید تابعی سے کہا کہ ذکر کیے گئے اہل شام نزدیک علی کے ف مراد اہل شام سے یہاں مخالف
علی کے ہیں معاویہ اور جو کہ انکے ساتھ تھے شام میں کہ حاکم ملک شام کے تھے علی کے زمانہ سے آخر تک پس انکا ذکر ساتھ برائی کے کیا گیا حضرت علی کے
سامنے اور کہا گیا حضرت علی سے کہ لعنت کرو انکو اے امیر المومنین کہا علی نے کہ لعنت نہیں کرتا ہوں میں اہل شام کو تحقیق میں نے سنا ہے پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے ابدال ہوتے ہیں شام میں ف یعنی کیونکر لعنت کروں میں انکو کہ ابدال وہاں ہوتے ہیں پس مبادا شامل ہو لعنت
ابدال کو بھی علمائے اہل سنت کے کہتے ہیں کہ یہ دفع کرنا ہے علی سے اہل شام کی لعنت کو بالفعل واسطے دفع مجادلہ کے اور یہاں سے لازم نہیں آتا ہے کہ
جائز ہو نالعن غیر ابدال کا اہل شام سے جیسا کہ ابتدا سمجھا جاتا ہے اور یہ کیونکر ہو اس حال میں کہ روایت کیا گیا ہے امیر المومنین سے کہ فرمایا یہ بھائی ہمارے ہیں
کہ بغی کی ہے ہم پر اور آیا ہے کہ ایک بار ایک شخص کو مخالفوں کے لشکر والوں میں سے پکڑ لائے ایک شخص نے کہا واجب ہے میں جانتا تھا کہ وہ اچھا مسلمان تھا
علی نے فرمایا کیا کہتا ہے تو اب بھی تو مسلمان ہے اور سوائے اسکے آثار و اخبار ہیں کہ دلالت کرتے ہیں انکے اسلام پر بعد ازان بیان ابدال کا کرتے ہیں

اور ابدال چالیس مرد ہیں جب کہ مرتا ہے ایک مرد لاتا ہے خدا تعالی بدلے اسکے بدل میں ایک اور مرد کو انکے وجود و برکت سے مینہ برستا ہے اور بدلہ لیا جاتا ہے ساتھ مدد
انکی کے دشمنوں سے یعنی کفار سے اور دفع کیا جاتا ہے اہل شام سے ساتھ برکت انکی کے عذاب ف ع ح یعنی عذاب شدید اور تخصیص اہل شام کی بسبب
قرب ہوا اور زیادتی ارتباط انکی کے ہوگی والا برکت و تصرف انکے عالم کو شامل ہے اور وجود ابدال کا اس حدیث میں اور اور حدیثوں میں بھی علی رضی اللہ عنہ سے آیا ہے اور
شیخ ابن حجر بعد ذکر کرنے ان حدیثوں کے ایک حدیث اور بروایت ابن عمر کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لایا ہے کہ فرمایا بہتر امت یعنی نیک امت
کے پانسو مرد ہیں اور ابدال چالیس ہیں پس نہ پانسو کم ہوتے ہیں اور نہ یہ چالیس جب کہ مرتا ہے ایک ابدال بدل کرتا ہے خدا تعالی ایک کو پانسو میں سے
جگہ اسکی پس عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ بیان فرمائیے ہمیں عمل انکے کہ کیا عمل کرتے ہیں کہ اس مرتبہ کو پہونچتے ہیں فرمایا وہ عفو کرتے ہیں اس شخص سے
کہ ظلم کرتا ہے انپر اور نیکی کرتے ہیں اس شخص سے کہ بدی کرتا ہے انسے اور خبرگیری فقرا کی کرتے ہیں اس چیز سے کہ دیا ہے خدا تعالی نے انکو اور تصدیق
خدا تعالی کی کتاب میں ہے کہ فرمایا الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین یعنی کھانے والے غصہ کے اور عفو کرنے والے لوگوں سے اور
اللہ دوست رکھتا ہے نیکوکاروں کو انتہی اور روایت کی ابن عساکر نے عبد اللہ بن مسعود سے بطریق مرفوع کے کہ اللہ تعالی کے لیے تین سو شخص ہیں
آدم کے دل پر اور انکے لیے چالیس ہیں کہ دل انکے موسی کے دل پر ہیں اور اسکے لیے سات شخص ہیں کہ دل انکے حضرت ابراہیم کے دل پر ہیں اور اسکے
لیے پانچ شخص ہیں کہ دل انکے جبرئیل کے دل پر ہیں اور اسکے لیے تین شخص ہیں کہ دل انکے میکائیل کے دل پر ہیں اور اسکے لیے ایک شخص ہے کہ دل اسکا
اسرافیل کے دل پر ہے جب کہ مرتا ہے وہ ایک تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی تین میں سے اور جب کہ مرتا ہے ایک تین میں سے بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی پانچ میں سے اور
جب کہ مرتا ہے پانچ میں سے ایک تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی سات میں سے اور جب کہ مرتا ہے ایک سات میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی چالیس میں سے اور
جب کہ مرتا ہے ایک چالیس میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ جگہ اسکی تین سو میں سے اور جب کہ مرتا ہے ایک تین سو میں سے تو بدل دیتا ہے اللہ اسکی جگہ عوام میں سے سبب
انکے دفع کیجاتی ہے بلا اس امت سے کہا بعضے عارفین نے کہ نہیں ذکر کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی آنحضرت کے دل پر ہو اسلیے کہ نہیں
پیدا کیا اللہ نے عالم خلق و امر میں کسی کو عزیزتر اور شریف تر اور لطیف تر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے پس نہیں برابر و مقابل ہے انکے دل کے
دل کسی کا اولیا میں سے برابر ہے کہ وہ ابدال ہوں یا اقطاب (وَعَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ الشَّامُ فَاِذَا خُيِّرْتُمُ الْمَنَازِلَ
فِيْهَا فَعَلَيْكُمْ بِمَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ فَاِنَّهَا مَعْقِلُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الْمَلَاحِمِ وَفُسْطَاطُهَا مِنْهَا اَرْضٌ يُقَالُ لَهَا الْغُوْطَةُ رَوَاهُمَا اَحْمَدُ) اور روایت ہے ایک شخص سے
صحابہ میں سے ف یعنی کہ نام اسکا معلوم نہیں ہوا اور جہالت نام راوی کی صحابہ میں نقصان نہیں رکھتی کہ صحابہ سب عدول ہیں ت یہ کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نزدیک ہے کہ فتح کیا جاویگا شہر شام میں پس جب اختیار دیئے جاؤ تم مکانوں کا ان شہروں میں پس تمپر لازم ہے رہنا ایک شہر کا کہ کہا
جاتا ہے اسکو دمشق ف ساتھ زیر دال اور فتح میم کے بموجب قول اکثر و افصح کے کہ پایہ تخت شام کا ہے ت پس تحقیق شہر دمشق جگہ پناہ مسلمانوں
کی ہے لڑائیوں سے ف لفظ معقل ساتھ زبر میم اور جزم عین کے اور زیر قاف کے عقل سے بمعنے حصن اور پناہ کے اور معنے یہ ہیں کہ داخل ہوتے ہیں
اسمیں مسلمان اور پناہ لاتے ہیں طرف اسکے جیسے کہ پناہ لاتی ہے بکری پہاڑ کی طرف چوٹی پہاڑ کی اور ملاحم جمع ملحمہ کی ہے بمعنے جنگ و قتال کے ت
اور دمشق شہر جامع شام کا ہے ف فسطاط ساتھ پیش ف کے اور جزم سین کے اور کبھی ف کے زیر سے بھی آتا ہے بمعنے شہر جامع کے کہ جمع کرے لوگوں
کو اور اسی سے یہ مصر کو بھی فسطاط کہتے ہیں اور فسطاط بمعنے خیمہ کے بھی آتا ہے ت دمشق کی زمینوں میں سے ایک زمین ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو غوطہ ف ع
ساتھ پیش غین معجمہ کے اور جزم واو کے اور یہ نام ہے باغوں کا اور پانیوں کا کہ گرد دمشق کے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ غوطہ ایک شہر ہے نزدیک
دمشق کے ت روایت کیں یہ دونوں حدیثیں احمد نے یعنی اپنی مسند میں (وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخِلَافَةُ

بِالْمَدِيْنَةِ وَالْمُلْكُ بِالشَّامِ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خلافت مدینہ میں ہے ف یعنی غالبًا اسلیے کہ علی کوفہ
میں رہتے تھے بیچ زمانہ خلافت اپنی کے یا مراد یہ ہے کہ خلافت مستقرہ مدینہ میں ہے اور ملک یعنی بادشاہت شام میں ف ع ج اور اسمیں اعلام
ہے ساتھ اسکے کہ حسن رضی نے جب خلافت ترک کی اور کاروبار سپرد معاویہ کے کیا تو وہ نہیں ہوئے خلیفہ اور موید ہے اسکو جو کچھ کہ روایت کی احمد اور
ترمذی اور ابو یعلی اور ابن حبان نے کہ خلافت بعد میرے بیچ امت میری کے تیس برس ہوگی پھر بادشاہت ہوگی بعد اسکے کہا بعضوں نے کہ اسمیں
اشارہ ہے علی کی خلافت اور معاویہ کی بادشاہت کی طرف اوپر ملک کے اور حدیث میں آنحضرت کی صفتوں میں واقع ہوا ہے کہ مولد یعنی جگہ پیدائش انکی
مکہ ہے اور مہاجر یعنی جگہ ہجرت انکی کی مدینہ اور ملک انکا شام ہے مراد اس سے نبوت و دین ہے اسلیے کہ وہ شام میں اغلب و اکثر تھا والا ملک و دین انکا
تمام عالم میں تھا اور بعضوں نے کہا کہ مراد انکے قول سے الملک بالشام ہے کہ جہاد و قتال وہاں ہے اسلیے کہ منقطع نہیں ہوتا جہاد بلاد شام میں اور ترغیب
دلانی ہے شام کی سکونت کی واسطے فضل و جہاد و رباط کے واللہ اعلم (وَعَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمُوْدًا مِنْ نُوْرٍ خَرَجَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِىْ سَاطِعًا حَتّٰى اسْتَقَرَّ بِالشَّامِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِىُّ فِىْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ
کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے ایک ستون نور سے کہ باہر نکلا میرے سر کے نیچے سے درحالیکہ اٹھنے والا اونچا ہونیوالا تھا یہانتک کہ
ٹھہرا شام میں نقل کی یہ دونوں حدیثیں بیہقی نے دلائل النبوۃ میں ف دلالت کرتا ہے یہ اوپر ثابت رہنے دین اور قرار پکڑنے اور غالب ہونیکے شام
میں اور اسی قبیل سے ہے نکلنا نور کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پیٹ سے وقت ولادت کے اور روشن ہونا شام کے مکانوں کا اس
(وَعَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فُسْطَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ الْمَلْحَمَةِ بِالْغُوْطَةِ اِلٰى جَانِبِ مَدِيْنَةٍ يُقَالُ لَهَا دِمَشْقُ مِنْ خَيْرِ
مَدَائِنِ الشَّامِ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے ابی درداء سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جگہ اجتماع مسلمانوں کی روز جنگ کے یعنی
جنگ دجال کے غوطہ ہے کہ بیچ جانب ایک شہر کے ہے کہ کہا جاتا ہے اسکو دمشق کہ بہترین شہروں شام کے سے ہے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ج من
خیر مدائن الشام صفت دمشق کی ہے اور غوطہ بھی ایک جگہ ہے نزدیک اسکے جیسا کہ گذرا اور اگلی حدیث میں فسطاط دمشق کو کہا اور غوطہ چونکہ قریب دمشق
کے ہے اور مضافات اور توابع اسکے سے ہے کچھ خلاف درمیان ان دونوں حدیثوں کے نہوا (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَيَاْتِىْ مَلِكٌ مِنْ مُلُوْكِ
الْعَجَمِ يَظْهَرُ عَلَى الْمَدَائِنِ كُلِّهَا اِلَّا دِمَشْقَ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ) اور روایت ہے عبدالرحمن بن سلیمان تابعی سے کہا نزدیک ہے کہ آویگا ایک بادشاہ عجم کے بادشاہوں
سے پس غالب ہوگا تمام شہروں پر سوائے دمشق کے نقل کی یہ ابو داؤد نے ف ج بیان نہیں کیا شارحوں نے کہ وہ بادشاہ کون ہے تنبیہ جاننا
چاہیے کہ حدیثیں بیچ فضیلت شام اور بیت المقدس اور صخرہ اور عسقلان اور قزوین اور اندلس اور دمشق اور سوائے انکے کے آئی ہیں اور محدثوں نے
حکم کیا ہے اوپر اکثر انکے کے ساتھ ضعف کے واللہ اعلم کذا فی سفر السعادۃ بَابُ ثَوَابِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یہ باب ہے بیچ بیان ثواب اس امت کے
یعنی ایسی جماعت کے کہ جامع ہے درمیان اجابت و متابعت کے کہ جنکو فرقہ ناجیہ کہتے ہیں پس تنقیح میں ہے کہ مبتدع نہیں ہے امت سے علی الاطلاق کہا
توضیح میں مراد امت مطلقہ سے اہل سنت و جماعت ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ طریقہ انکا ہے مانند طریقہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور صحابہ انکے کے
رضی اللہ عنہم نہ اہل بدعت کہا صاحب تلویح نے اسلیے کہ مبتدع اگرچہ ہوں اہل قبلہ سے پس وہ امت دعوت میں نہ متابعت مانند کفار کے ف ج
فضیلت اس امت مرحومہ کی اور کثرت ثواب انکی بہ نسبت اور امتوں کے خارج حد حصر اور حیطہ بیان سے ہے اور اسکے ثابت کرنے میں بس ہے قول حق سبحانہ
تعالی کا (كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ) یعنی تھے تم بہترین امت کہ نکالے گئے لوگوں کے لیے اور قول اسی تعالی کا (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً
وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ) اور بس ہے یہ کہ وہ امت محمد میں صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم النبیین اور سید المرسلین اور افضل خلائق ہیں کہ تمام انبیا

اور رسولوں سے آرزو کی ہی کاش کہ ہم اُنکی امت ہوتے اور یہ کہ ثابت ہین اُنکے لیے کمالات اور کرامات اور فضائل ایسی ایسی طرح سے کہ نہ تھے امم
سابق مین (اللّٰهم اجعلنا من امته واحشرنا في زمرته وتوفنا على دينه وملته برحمتك يا ارحم الراحمين) الفصل الاول فصل پہلا (عن ابن عمر عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال انما اجلكم في اجل من خلا من الامم ما بين صلاة العصر الى مغرب الشمس وانما مثلكم ومثل اليهود والنصارى
كرجل استعمل عمالا فقال من يعمل لي الى نصف النهار على قيراط قيراط فعملت اليهود الى نصف النهار على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من نصف
النهار الى صلاة العصر على قيراط قيراط فعملت النصارى من نصف النهار الى صلاة العصر على قيراط قيراط ثم قال من يعمل لي من صلاة العصر الى
مغرب الشمس على قيراطين قيراطين الا فانتم الذين تعملون من صلاة العصر الى مغرب الشمس الا لكم الاجر مرتين فغضبت اليهود والنصارى
فقالوا نحن اكثر عملا واقل عطاء قال الله تعالى فهل ظلمتكم من حقكم شيئا قالوا لا قال الله تعالى فانه فضلي اعطيه من شئت رواه البخاري) روایت
ہے ابن عمر سے کہ اُنھون نے نقل کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نہین ہی مدت عمر تمہارے کی بہ نسبت عمر اُن لوگون کے کہ گذرے ہین امتون سے
مگر مقدار اُس زمانہ کے کہ درمیان نماز عصر کے آفتاب کے غروب ہونے تک ہی فـ اجل کہتے ہین ایک مدت کو کہ تعین کی گئی ہو ایک چیز کے لیے فرمایا
اللہ تعالے نے لتبلغوا اجلا مسمی اور کبھی اطلاق کیا جاتا ہی انسان کی موت پر پس کہا جاتا ہی دنا اجلہ یعنی قریب پہونچی موت اسکی ملا علی قاری نے یہ طیبی سے
لکھا ہی اور بعد اسکے لکھا ہی کہ توضیح اسکی یہ ہی کہ اجل کبھی تعبیر کیجاتی ہی تمام وقت سے کہ معین ہی عمر کے لیے برابر ہی کہ مطلق یا مسمی ہو جیسے کہ بیچ قول اللہ
تعالے کے ثم قضی اجلا واجل مسمی عندہ اور کبھی اطلاق کیجاتی ہی اوپر انتہاے مدت کے اور آخر اسکی کے اور یہی مراد ہی ساتھ قول حق سبحانہ کے
فاذا جاء اجلهم لا يستاخرون ساعة ولا يستقدمون یعنی جب آویگی موت اُنکی نہ تاخیر کرینگے ایک ساعت اور نہ پہل کرینگے اور مراد اجل سے بیان سے
اول ہی یہی فرماتے ہین مدت عمر دنیا قلیل تمہارے کی بیچ مقابلہ عمر دن امتون سابقہ کے مقدار اس مدت کے ہی کہ نماز عصر سے مغرب تک ہی
بیچ مقابلہ اول روز کے عصر تک اور باوجود اسکے ثواب تمہارا اُنکے ثواب سے زیادہ ہی خلاصہ یہ کہ مدت تمہاری کم ہین تھوڑی ہی اور ثواب تمہارا
بہت بہتر بیان کی نسبت جو درمیان اس امت کے اور درمیان یہود و نصاری کے ہی ساتھ قول اپنے کے سوا اور نہین ہی قصہ اور حال تمہارا
اور قصہ اور حال یہود اور نصارے کا یعنی ساتھ رب سبحانہ تعالے کے مگر مانند ایک مرد کے کہ کام فرمایا کام کرنے والون اور مزدورون
کو پس کہا اُس مرد نے کون ہی کہ کام کرے میرے لیے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر فـ یعنی ہر ایک کو ایک ایک قیراط دونگا اور قیراط
کہتے ہین آدھے دانگ کو اور دانگ چھٹا حصہ درہم کا ہی پس کام کیا یہود نے دو پہر تک ایک ایک قیراط پر فـ یعنی عمل کیا موسی
علیہ السلام کے تابعون نے عمر دراز مین ثواب قلیل پر پس مشابہ ہین ساتھ اُن مزدورون کے کہ کام کیا دو پہر تک ایک ایک قیراط
پر پھر کہا اُس مرد نے کون ہی کہ کام کرے میرے لیے دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر پس کام کیا نصارے نے یعنی عیسی
علیہ السلام کے تابعون نے بعد یہود کے ایک ایک قیراط پر فـ یعنی اُنھون نے کام کیا بیچ مدت عمر اپنی کے مشابہ اُن مزدورون کے
کہ کام کیا دو پہر سے عصر تک ایک ایک قیراط پر پھر کہا اس مرد نے کون ہی کہ کام کرے میرے لیے نماز عصر سے آفتاب کے غروب
ہونے تک دو دو قیراط پر آگاہ ہو پس تم ہو کہ مشابہ ہو ساتھ اُن لوگون کے کہ کام کیا مثلا نماز عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک دو دو قیراط
پر آگاہ ہو کہ تمہارے لیے اجر ہی دو چند فـ یعنی بہ نسبت یہود و نصارے کے اور گویا کہ یہ مضمون نکالا گیا ہی اللہ تعالے کے اس
قول سے (یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وآمنوا برسوله یؤتكم كفلين) یعنی ای ایمان والو ڈرو اللہ سے اور ایمان لاؤ ساتھ رسول اسکے کے پس
دیگا تمکو دو چند اپنی رحمت سے پس اس امت نے تصدیق کی اپنے نبی کی اور اگلے نبیون کی بھی اسلیے دو ہرا ثواب ملا پس غضب ہوے یہود

نصاریٰ نے پس کہا اُنھوں نے کہ ہم زیادہ ہیں از روے عمل کے اور کمتر ہیں از روے ثواب کے ف ع یعنے کہا اہل کتاب نے اے رب ہمارے
دیا تونے امت محمد کو ثواب بہت باوجود قلت اعمال اُنکے کے اور دیا تونے ہمکو ثواب کم باوجود کثرت اعمال ہمارے کے اور شاید کہ وہ کہینگے یہ روز
قیامت کے یا صادر ہوا انسے مثل اسکے جبکہ مطلع ہوئے اوپر فضائل اس امت کے اپنی کتابوں میں یا زبانی رسولوں اپنے کے اور بہر تقدیر اس حدیث
میں دلیل ہے اسپر کہ ثواب اعمال کا نہیں ہے بقدر رنج اُٹھانے کے اور نہ بجہت استحقاق کے اسلیے کہ بندہ نہیں مستحق ہوتا ہے اپنے مولے کے نزدیک
بسبب خدمت اپنی کے ثواب کا بلکہ مولے دیتا ہے اُسکو اپنے فضل سے اور پہونچتا ہے اُسکو یہ کہ بہت تفضل کرے جسپر چاہے اپنے بندوں میں سے
فانہ یفعل ما یشاء و یحکم ما یرید اور دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے ہمارے علما نے واسطے قوت دینے قول ابی حنیفہ کے یہ کہ اول وقت عصر
کا ہوتا ہے بعد ہونے سایہ ہر چیز کے دو برابر اسکے اسلیے کہ نہیں متصور ہے یہ کہ ہوں نصاریٰ زیادہ تر عمل میں اس امت سے مگر جبکہ ہو اس مدت کے
ثث فرمایا اللہ تعالے نے پس کیا ظلم کیا میں نے تمپر یعنے کیا کم کیا میں نے کچھ تمہارے حق سے کہ جو مقرر کیا تھا اور وعدہ کیا تھا اُسکا کہا اہل کتاب
نے کہ نہیں ظلم کیا تو نے ہمارے حق میں سے کچھ لیکن تفاوت و تفریق کیوں کی تو نے فرمایا اللہ تعالے نے پس تحقیق یہ زیادہ اجر دینا زیادتی کرم
میرے کی ہے دیتا ہوں میں جسکو چاہتا ہوں اور میں فاعل مختار ہوں جو کچھ چاہتا ہوں کرتا ہوں نقل کی یہ بخاری نے ف ع مراد یہود و نصاریٰ سے
یہاں وہ یہود و نصاریٰ ہیں کہ ثابت رہے دین حق پر نہ کفار انمیں کے اسلیے کہ اُنکے لیے نہیں ہے ثواب کچھ بھی اور اسمیں شبہہ نہیں ہے کہ نصاریٰ
جو ایمان لائے حضرت عیسے اور انجیل پر باوجود ایمان لانے کے حضرت موسے اور توریت پر تو اُنکو ثواب زیادہ ملا بہ نسبت یہود کے کہ وہ اپنی ہی کتاب
اور نبی پر فقط ایمان لائے تھے (وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِیْ لِیْ حُبًّا نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِیْ
یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ رَاٰنِیْ بِاَهْلِهٖ وَمَالِهٖ رَوَاهُ مُسْلِمٌ) اور روایت ہے ابی ہریرہ سے یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ سخت تر محبت میں
اور خوبتر میں امت میری کی بیچ محبت رکھنے کے مجھسے وہ لوگ ہیں کہ پیدا ہونگے پیچھے وفات میری کے دوست رکھیگا ایک انمیں سے اور آرزو
کریگا کہ دیکھے مجکو اور فدا کرے اپنے اہل اور اپنے مال کو نقل کی یہ مسلم نے ف ع یعنے آرزو کریگا کہ اہل اور عیال اور مال و منال اپنا سب فدا کرے
اگر اتفاق ہو میرے دیکھنے کا اور پہونچنے کا طرف میرے جاننا چاہیے کہ ظاہر اس حدیث کا اور بعضے اور حدیثوں کا کہ اس باب میں آئی ہیں دلالت
کرتا ہے اسپر کہ ہوسکتا ہے کہ بعد از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کوئی آوے کہ مساوی آوے اُنکی فضیلت میں یا افضل ہو انسے اور ابن عبد البر کہ
مشاہیر علماے حدیث سے ہے اسی طرف گیا ہے اور تمسک ساتھ ان حدیثوں کے کیا ہے اور شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں اسکو لائے ہیں باوجود اسکے
کہ اجماع رکھتے ہیں علما اسپر کہ صحابہ افضل امت کے ہیں اور حمل کیا ہے علما نے ان حدیثوں کو اوپر ثابت کرنے ایک جہت کے خیریت سے ولیکن فضل
کلی کہ عبارت ہے اکثریت ثواب سے ثابت ہے صحابہ ہی کے لیے ولیکن کہا ہے اُنھوں نے کہ مراد صحابہ سے یہاں خاص ہیں کہ صحبت اُنکی طویل ہو اور علم آنحضرت سے
بہت سیکھا ہو اور غزوات میں حاضر ہوئے ہوں اور اسپر نہ بعضے اسکے کہ ایک نظر جمال شریف پر ڈالی ہو اگرچہ تمام عمر میں ایک ہی بار ہو قبل فتح اور قوت
اور تردد کا ہے اور یہ مسئلہ ذکر کیا گیا ہے اپنی جگہ پر اور بیچ شرح ترجمہ باب فضائل صحابہ کے اشارہ اس مضمون پر کیا گیا ہے واللہ اعلم اور حق یہ ہے کہ
فضیلت حضرت کی صحبت کی اگرچہ ایک ہی نظر ہو مخصوص ہے ساتھ صحابہ کے اور کسی کو انمیں کچھ شرکت نہیں ہے اور اسپر اور فضائل علمی اور عملی میں
مجال سخن کی واسع ہے اور واسطے اسکے کہ مطلق حکم کیا جاوے کہ صحابہ افضل ہیں سب امت میں (وَعَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
یَقُوْلُ لَا یَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا یَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ) اور روایت ہے
معاویہ سے کہا کہ سنا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھے ہمیشہ رہیگا امت اجابت میری سے ایک گروہ قائم ساتھ حکم اللہ کے

یعنے ساتھ امر دین اسکے کے اور احکام شریعت اسکے کے کہ یاد کرنا کتاب اللہ کا ہی اور علم سنت کا اور استنباط کرنا کتاب و سنت سے اور جہاد کرنا فی سبیل اللہ
اور خیر خواہی کرنی اسکے خلق کی اور تمام فرض کفایہ جیسے کہ اشارہ کرتا ہی طرف اسکے قول اللہ تعالے کا وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ یعنے اور چاہیے کہ ہو تم مین سے ایک جماعت کہ بلاوین طرف بھلائی کے اور حکم کرین اچھی باتون کا اور منع کرین
بری باتون سے ترجمہ نہین ضرر کریگا انکو یعنے انکے دین واہرکو وہ شخص کہ ترک کرے مددگاری انکی اور نہ وہ شخص کہ مخالفت کرے انکی یعنے
نہ موافقت کرے انکے امر کی یہان تک کہ آوے حکم خدا کا یعنے موت انکی اور انقضائے عہد انکا اور وہ اوپر اسی کار اپنے کے ہونگے فٹ یعنے
قائم ہونگے امر خدا پر اور تائید دین پر اور اسمین اشارہ ہی طرف اسکے کہ روے زمین خالی نہین ہوگا جماعت سے کہ ثابت ہین اوامر خدا پر و در بین نواہی
اسکے سے قائم ہین امور شریعت پر برابر ہی انکے نزدیک مددگاری لوگون کی اور مخالفت انکی اُنسے اور تفسیر کیا ہی ایک شارح نے امر اللہ کو ساتھ قیامت
کے لیکن پھر اشکال آتا ہی ساتھ حدیث لا تقوم الساعۃ حتی لا یکون فی الارض من یقول اللہ یعنے نہین برپا ہوگی قیامت یہان تک کہ نہو زمین مین
وہ شخص کہ کہے اللہ اور کہا ایک شارح نے کہ معنے قائمہ بامر اللہ کے یہ ہین کہ حجّت پکڑ رہینگے ساتھ دین اسکے کے اور بعضون نے کہا مراد اس گروہ سے
تعلیم کرنے والے حدیث اور علوم وغیرہ کے ہین کہ ترویج سنت اور تجدید دین کی کرینگے اور بعضون نے کہا کہ وہ ہین کہ مقیم ہونگے اسلام پر ہمیشہ اور
بعضون نے کہا احتمال ہی کہ مراد یہ ہو کہ شوکت اہل اسلام کی جاتی نہین رہیگی بالکل اگر ضعیف ہوگا امر اسلام کا ایک جانب مین تو قوی ہوگا ایک اور
جانب مین اور قائم ہوگا انکے بلند کرنے پر ایک گروہ مسلمانون کا اور اکثر اسیر ہین کہ مراد غازی ہین کہ ساتھ جہاد کرنے کے کفار سے تقویت اور تائید
دین کی کرتے ہین اور اخیر زمانہ مین اسلام کی سرحدون کی نگہبانی کرینگے اور بعضی روایتون مین آیا ہی وہم بالشام یعنے اور وہ شام مین ہونگے اور
بعضی روایتون مین آیا ہی حتے یقاتل آخرہم مسیح الدجال یعنے یہان تک کہ قتال کرینگے اخیر انکے مسیح دجال سے یہ روایتین دلالت کرتی ہین اسپر
کہ مراد غازی ہین اور ظاہر عبارت حدیث سے عام معلوم ہوتا ہی (وَذُكِرَ حَدِيثُ أَنَسٍ أَنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ فِي كِتَابِ الْقِصَاصِ) اور ذکر کی گئی
کتاب القصاص مین حدیث انس کی ان من عباد اللہ لو اقسم علی اللہ لابرہ الفصل الثانی فصل دوسری (عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ أُمَّتِي مَثَلُ الْمَطَرِ لَا يُدْرَى أَوَّلُهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ) روایت ہی انس سے کہا کہ فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قصہ اور حال میری امت کا مشابہ قصہ اور حال مینہ کے ہی نہین جانا جاتا کہ اول اسکا بہتر ہی یا آخر اسکا نقل کی یہ ترمذی نے
فٹ جاننا چاہیے کہ ظاہر اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ شک اور تردد اور عدم یقین اسمین ہی کہ اول امت بہتر ہی یا آخر امت اور حقیقت مین
یہان یہ مقصود نہین بلکہ کنایہ ہی اس سے کہ تمام امت بہتر ہی جیسے کہ تمام مینہ بہتر اور نافع ہی پس سمجھا جاتا ہی کہ سب برابر ہین خیر اور نافع ہونے مین پس نہین
یعنے اسم تفضیل کے نہین ہی دین مین پس اگلون نے صحبت رکھی ساتھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اتباع کیا انکا اور پہونچایا بلانا
انکا اسلام کی طرف اور بنیاد رکھی انکے قواعد دین کی اور تقویت کی اور مدد کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور پچھلون نے نگاہ رکھا اور مقرر کیا انکو
اور تمام کیا اسکی بنا کو اور محکم کیا اسکے ارکان کو اور بلند کیا اسکے منار کو اور پھیلایا اسکی روشنی کو اور ظاہر کیا اسکی نشانیون کو اور اگر حمل اوپر معنے اسم
تفضیل کے کرین تو بھی درست ہو سکتا ہی باعتبار تعدد وجوہ خیریت کے حاصل یہ کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہی اوپر برابر ہونے یا تفاضل کے وجوہ
متعددہ مختلفہ کر اور مقرر نزدیک جمہور کے یہ ہی کہ فضل کلی ثابت ہی صحابہ کے لیے اور یہ منافات نہین رکھتا ہی ساتھ ثابت ہونے فضل کے وجوہ جزئیہ
کر انکے لیے اور مراد فضل کلی سے اکثریت ثواب کی ہی اللہ تعالے کے نزدیک فٹ کہا تورپشتی نے کہ نہین حمل کیجاویگی یہ حدیث اوپر تردد
کے بیچ فضیلت اول کے آخر پر اسلیے کہ قرن اول افضل ہین سب قرنون سے بلاشک و بلاشبہ پھر وہ کہ قریب انکے ہین وہ کہ قریب انکے ہین اور جو تھے ہین انشاء اللہ

راوی کی جانب سے اور نہیں مراد ہے اس سے کہ رافع ہونا اسکا شریعت کے حیلا سے نہیں ہے اور ایسا ہی قول قاضی کا طول دلیل لکھکر لکھا ہے کہ حاصل اسکا یہ ہے کہ جیسا
کہ نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ وجود نفع کے بیچ بعض مینہوں کے نہ بعض کے ایسا ہی نہیں حکم کیا جاتا ہے ساتھ وجود خیریت کے بیچ بعض افراد امت کے بعض کے
جمیع وجوہ سے اسلیے کہ حقیقتیں مختلفۃ الکیفیات ہیں (ولکل وجہۃ ہو مولیہا فاستبقوا الخیرات) اور باوجود اسکے پس فضل متقدم کے لیے ہے اور نہیں ہے وہ مگر نسلی پچھلوں
کے لیے اشارہ کرنے کو طرف اسکے کہ دروازہ اللہ کا کھلا ہوا ہے اور طلب کرنا فیض کا اسکی جناب سے متوقع ہے کہا طیبی نے کہ تمثیل امت کی ساتھ مینہ کے
نہیں ہے مگر بسبب ہدایت اور علم کے جیسے کہ تمثیل دی آنحضرت نے مینہ کو ساتھ ہدایت اور علم کے پس مختص ہوگی یہ امت مشابہت دی گئی ساتھ مینہ کے
ساتھ علما کے اور کاملین کے انہیں سے اور کامل کرنے والوں کے واسطے غیر اپنے کے پس مستدعی ہے یہ تفسیر اسکو کہ ارادہ کیا جاوے ساتھ خیر کے نفع
پس نہیں لازم آتی ہے اس سے مساوات بیچ فضیلت کے اسلیے مختصر اور خلاصہ یہ کہ یہ امت ساری نہیں خالی ہے خیر سے جیسے کہ اشارہ کیا طرف اسکے
آنحضرت نے ساتھ قول اپنے کے یہ امت مرحومہ لیکن بنی اسکا بھی الرحمۃ ہے بخلاف تمام امتوں کے کہ خیر منحصر ہے انکے اگلوں ہی میں پھر آئے شر اسکے
پچھلوں میں تا کہ بدل ڈالیں انہوں نے کتابیں اپنی اور تحریف کر ڈالا اس طرح کو کہ تھی اسپر اول انکے **الفصل الثالث** ف فصل تیسری (عن جعفر عن
ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابشروا وابشروا انما مثل امتی مثل الغیث لا یدری آخرہ خیر ام اولہ او کحدیقۃ اطعم منہا
فوج عاما ثم اطعم منہا فوج عاما لعل آخرہا فوجا ان یکون اعرضہا عرضا واعمقہا عمقا واحسنہا حسنا کیف تہلک امۃ انا اولہا والمہدی وسطہا
والمسیح آخرہا ولکن بین ذلک فیج اعوج لیسوا منی ولا انا منہم رواہ رزین) اور روایت ہے امام جعفر صادق سے کہ نقل کی انہوں نے اپنے باپ
یعنے امام باقر سے انہوں نے نقل کی امام جعفر کے دادا سے یعنے امام زین العابدین علی بن الحسین بن علی رضی اللہ عنہم سے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش ہو اور خوش ہو ف یعنی مکرر فرمایا اسکو تاکید کے لیے یا ایک دنیا کے لیے اور دوسرا آخرت کے لیے ترجمہ سوا
اسکے نہیں کہ حال یا قصہ افراد امت اجابت میری کا مشابہ حال اور قصہ مینہ کے ہے یعنے مشابہ حال اور قصہ انواع مینہ کے ہے بیچ حصول منفعت کے نہیں
جانا جاتا کہ آخر اسکا بہتر ہے یا اول اسکا یا مانند ایک باغ کے ہے ف یعنی او تنویع کے لیے ہے یا تخییر کے لیے اور معنے اسکے یہ ہیں کہ مانند مثال ایک باغ
درختوں والے میووں والے کے ہے مشابہت دیا گیا ساتھ اسکے دین باعتبار ثبات اور ارکان اور شعبوں اسکے کے ترجمہ کھلائی گئی اس سے
ایک فوج یعنے نفع اٹھایا بعض اسکے سے ایک جماعت نے ایک سال پھر کھلائی گئی بعض دوسرے اس باغ کے سے جماعت دوسری ایک
اور سال نزدیک ہے کہ آخر باغ کا از روے جماعت کے یعنے جماعت آخر نے کہ باغ سے کھایا ہو وسیع تر زیادہ باغ کا یا چوڑا زیادہ جماعتوں کا از روے
چوڑائی اسکے اور ہو وسیع تر زیادہ از روے گہرائی کے ف یعنی اور معنی چوڑائی اور گہرائی جماعت کے کثرت اور ہجوم اسکا ہے اور یہ قول نہ کہا
اسلیے کہ عرض اور عمق بعد طول کے ہوتا ہے پس وجود انکا مستلزم اسکا ہے ترجمہ اور بہت اچھا اسکا از روے خوبی کے کیونکر ہلاک ہو یعنے بالکل
وہ امت کہ میں اول اسکے ہوں اور ہوگا مہدی بیچ میں اسکے اور ہونگے عیسے آخر اسکے ولیکن درمیان اسکے یعنے جو کچھ کہ ذکر کیا گیا اول اور اوسط
اسکا متصل ہے ساتھ آخر اسکے کے ایک جماعت ہوگی کج وہ نہیں ہونگے مجھ سے یعنے میرے تابعین سے اور میری راہ اور روش پر اور نہ میں انسے
ہوں ف یعنے راضی انسے اور مددگار انکا بلکہ میں بیزار اور غیر راضی ہوں انسے بسبب فسق اور ظلم انکے کے ترجمہ نقل کی رزین نے (وعن
عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای الخلق اعجب الیکم ایمانا قالوا الملائکۃ قال وما لہم لا یؤمنون وہم عند
ربہم قالوا فالنبیون قال وما لہم لا یؤمنون والوحی ینزل علیہم قالوا فنحن قال وما لکم لا تؤمنون وانا بین اظہرکم قال فقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان اعجب الخلق الی ایمانا لقوم یکونون من بعدی یجدون صحفا فیہا کتاب یؤمنون بما فیہا) اور روایت ہے عمرو بن شعیب سے

نقل کی اپنے باپ سے اُنہنے اپنے دادا سے کہا کہ فرمایا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یعنے پوچھا صحابہ سے کہ کون سی مخلوق بہت پسندیدہ ہی نزدیک
تمھارے از روے ایمان کے یعنے ایمان کسکا مخلوقات مین سے بہت قوی اور اچھا جانتے ہو کہا بعضے صحابہ نے فرشتے ہین کہ اُنکا ایمان بہت
اچھا اور قوی جانتے ہین ہم فرمایا آنحضرت نے کیا ہی واسطے فرشتون کے کہ ایمان نہ لاوین حالانکہ وہ نزدیک پروردگار اپنے کے ہین یعنے وہ
مقرب ہین اور دیکھتے ہین عجائب وغرائب جبروت کے پس کیا عجب وغرابت ہی اُنکے ایمان مین کہا اُنھین بعض صحابہ نے یا اور بعضون نے
ہین پیغمبر ہین کہ ایمان اُنکا بہت کامل و قوی جانتے ہین ہم ف ع اور اس سے لازم نہین آتی ہی فضیلت ملائکہ کی انبیا پر اسلیے کہ فضیلت وہان بمعنے کثرت
ثواب کے ہی عند اللہ ترجمہ فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہی پیغمبرون کو کہ ایمان نہ لاوین اور شک و شبہہ مین نہ پڑین حالانکہ وحی آسمان سے اُترتی ہی اوپر
اور فرشتہ روح الامین آتا ہی اور بواسطہ پیام پروردگار تعالے کا پہونچاتا ہی اور مشاہدہ ملکوت اور معائنہ اُسکے انوار کا کرتے ہین اور وحی لغت مین
پیغام اور دل مین ڈالنا سخن پوشیدہ کا ہی اور جو کچھ کہ دوسرے کو سمجھے تو اور آواز اور شرع مین وحی کہتے ہین پیام حق کو کہ جبرئیل امین لاوین پیغمبرون کو
ترجمہ کہا اُنھون نے پس ہم کہ اصحاب آپ کے ہین بہت قوی ہی ایمان ہمارا فرمایا آنحضرت نے اور کیا ہی اور کیا مانع ہی تمکو کہ ایمان نہ لاؤ ساتھ خدا
کے اور یقین کرو ساتھ احکام و اوامر و نواہی کے حالانکہ مین میان تمھارے ہون ف ع اور مشاہدہ کرتے ہو انوار اور آثار وحی کے اور ایمان کے اور دیکھتے ہو نشانیان نبوت
کی اور معجزہ اور مطالعہ کرتے ہو جمال باکمال میرے سے انوار حق کے اور سرایت کرتے ہین تممین صحبت اور ہمنشینی میری سے اسرار حقیقت کے اور
پیدا ہوتے ہین تصرف اور ارشاد میرے سے بیچ ظاہر و باطن تمھارے کے کمالات و کرامات ترجمہ کہا راوی نے پس فرمایا رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے کہ تحقیق بہت پسندیدہ خلق کے نزدیک میرے از روے ایمان کے البتہ وہ لوگ ہین کہ پیدا ہونگے بعد میرے یعنے بعد وفات میری
کے کہ وہ تابعین ہین اور اتباع اُنکے روز قیامت تک پاوینگے صحیفے اور اجزا کہ اُنمین لکھے ہین احکام دین کے یعنے قرآن ایمان لاوینگے ساتھ
اُس چیز کے کہ بیچ ان صحیفون کے ہی ف ت یعنے غائبانہ ایمان لاوینگے ساتھ سننے اخبار و آثار کے بے مشاہدہ اور معائنہ انوار کے اور
یہی مراد ہی ساتھ قول حق سبحانہ کے یؤمنون بالغیب ساتھ بعضے وجوہ تفسیر اسکے کے اور موید ہی اسکو جو روایت کیا گیا ہی کہ عبد اللہ بن مسعود کے
یارون نے ذکر کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اور اُنکے ایمان کا پس کہا ابن مسعود نے کہ تحقیق تھا امر محمد کا اور حال ان صلے اللہ
علیہ وسلم کا ظاہر و ہویدا اُسکے لیے کہ دیکھا تھا اُنکو پس قسم اُس ذات کی کہ نہین ہی کوئی معبود سوا اُسکے نہ لایا کوئی ایمان لانے والا افضل ایمان غیب
سے پھر پڑھی یہ آیت یعنے یؤمنون بالغیب انتہے اور اگرچہ تابعین پر بھی انوار اور آثار حقانیت کے ظاہر ہین اور دلائل و شواہد آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے صدق کے واضح لیکن باوجود اسکے مصرعہ از دیدہ بسے فرق بود تا بہ شنیدہ ؛ حاصل یہ کہ اگرچہ صحابہ کا بھی ایمان بالغیب
تھا لیکن باعتبار بعضے مومن بہ کے یعنے جن چیزون پر ایمان لانا فرض ہی اور بعضی چیزون کو مشاہدہ کرتے تھے بخلاف تابعین اور اُنکے بعد
لوگون کے کہ اُنکا سارا ایمان بالغیب ہی پس اس حیثیت سے ایمان اُنکا افضل اور پسندیدہ تر ہی (وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ
قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ رَوَاهُمَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ) اور روایت ہی عبد الرحمن بیٹے علا کے سے کہ حضرمی ہی کہا حدیث کی مجکو اس
شخص نے کہ سنا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہی کہ نزدیک ہی کہ ہوگی بیچ آخر اس امت کے ایک قوم کہ ہوگا ثواب
اُنکے لیے مانند ثواب اول اُنکے کے کہ صحابہ ہین حکم کرینگے ساتھ شرعی باتون کے کہ پہچانا گیا ہی وجود اُنکا دین مین اور منع کرینگے لوگون کو خلاف
شرع سے کہ وجود اُسکا نا آشنا اور انکار کیا گیا ہی اور لڑینگے یعنے اپنے ہاتھون یا زبانون سے فتنہ والون سے کہ باغی اور خارجی اور رافضی اور

تمام ہو چکی یہ نقل کی ہے اسکو دونوں محدثین بیہقی نے دلائل النبوۃ میں (وعن ابی امامۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال طوبی لمن رآنی و
طوبی سبع مرات لمن لم یرنی وآمن بی رواہ احمد) اور روایت ہے ابی امامہ سے یہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوشی ہو جیو اس شخص
کو کہ دیکھا مجھکو یعنے اور ایمان لایا مجھپر اور خوشی سات بار اسکے لیے کہ نہ دیکھا مجھکو اور ایمان لایا مجھپر نقل کی یہ احمد نے ف ع اور تعین عدد سات کا سپرد ہے
شارع کے کہ علم ہے یا بسبب ہونے اسکے کے عدد مبارک متعارف بیچ مبالغہ اور تکثیر کے پس مراد اس سے تکثیر ہے نہ تحدید (وعن ابن محیریز قال قلت
لابی جمعۃ رجل من الصحابۃ حدثنا حدیثا سمعتہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم احدثک حدیثا جیدا تغدینا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ومعنا ابو عبیدۃ بن الجراح فقال یا رسول اللہ احد خیر منا اسلمنا وجاہدنا معک قال نعم قوم یکونون من بعدکم یؤمنون بی ولم یرونی رواہ
احمد والدارمی وروی رزین عن ابی عبیدۃ من قولہ قال یا رسول اللہ احد خیر منا الی آخرہ) اور روایت ہے ابن محیریز تابعی سے کہ کہا میں نے
واسطے ابی جمعہ کے کہ ایک شخص تھا صحابہ میں سے روایت کر ہمسے ایک حدیث کہ سنی ہو تو نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہاں
روایت کرونگا میں تجھے ایک حدیث خوب کہ فائدہ دیوے تجکو اور بشارت بخشے خیریت اور فضیلت کی طعام چاشت کا کھایا ہمنے ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وسلم کے اور تھے ساتھ ہمارے ابو عبیدہ بن الجراح کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں پس کہا ابو عبیدہ نے یعنے واسطے اظہار شکر نعمت الٰہی کے اور احسان
انعام حضرت رسالت پناہی کے یا رسول اللہ کیا کوئی بہتر ہے ہمسے اسلام لائے ہم یعنے آپ کے ہاتھ پر اور جہاد کیا ہمنے ہمراہ آپکے فرمایا آنحضرت نے
ہاں بہتر ہیں تمسے وہ لوگ ہیں کہ ہونگے پیچھے تمہارے ایمان لاوینگے مجھپر حالانکہ نہیں دیکھا مجکو ف ع معنے اسکے یہ ہیں کہ وہ بہتر ہونگے تمسے اس حیثیت
سے اگرچہ تم بہتر ہو انسے مسابقہ اور مشاہدہ اور مجاہدہ کے جہت سے ترجمہ روایت کی یہ حدیث احمد اور دارمی نے یعنے ابن محیریز سے اور روایت
کی رزین نے ابو عبیدہ سے قول انکا سے قال یا رسول اللہ احد خیر منا آخر تک یعنے اور حکایت ابن محیریز اور ابی جمعہ کی نقل نہیں کی (وعن معاویۃ بن قرۃ عن
ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا فسد اہل الشام فلا خیر فیکم ولا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرہم من خذلہم حتی تقوم
الساعۃ قال ابن المدینی ہم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی وقال ہذا حدیث حسن صحیح) اور روایت ہے معاویہ بن قرہ سے کہ نقل کی اپنے باپ
سے ف ع یعنے قرہ بن ایاس سے کہ صحابی ہیں اور معاویہ مذکور تابعی ہیں عالم عامل فقیہ پیدائش انکی روز جمل کے ہوئی اور وفات انکی ایکسو
تیرہ میں سن ہجری میں ترجمہ کہا کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسوقت کہ تباہ ہو دین اہل شام پس نہیں بھلائی ہوگی تم میں ف ع یعنے تمہیں
کے لیے یا متوجہ ہونے کے لیے طرف اسکے اسلئے اور حضرت شیخ رح نے لکھا ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ اہل شام قائم ہونگے امر خدا پر اخیر زمانہ میں پس جب وہ
تباہ ہونگے اور یہ ہوگا بیچ وقت قائم ہونے قیامت کے جسوقت کہ باقی نہیں رہیگا کوئی کہ کہے لا الہ الا اللہ جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ قائم نہیں ہوگی قیامت
مگر اوپر بدتر لوگوں کے پس خیر نہیں ہوگی اسلیے کہ باقی نہیں رہیگا اسوقت کوئی اہل خیر میں سے ترجمہ اور ہمیشہ رہیگی ایک جماعت میری امت میں
مدد کی گئی یعنے غالب اعدائے دین پر نہیں ضرر کریگا انکو وہ شخص کہ نہ مدد کرے انکو کفایت الٰہی انپر بشمار ہوگی یہانتک کہ برپا ہو قیامت
ف ع یعنے قرب قیامت ہو اسلیے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت اس حال میں کہ زمین میں ہو اللہ کہنے والا ترجمہ کہا ابن مدینی نے
کہ اکابر محدثین سے ہیں وہ جماعت اصحاب حدیث ہیں ف ع یعنے محدثین کہ حفاظ حدیث کے ہیں اور راوی انکے اور عمل کرنے والے سنت کے اور
بیان کرنے والے ہیں کتاب کے پس مراد انسے اہل سنت و جماعت ہیں ترجمہ نقل کی یہ ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے (وعن ابن عباس
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان وما استکرہوا علیہ رواہ ابن ماجۃ والبیہقی) اور روایت ہے
ابن عباس سے یہ کہ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے معاف کیا میری امت سے خطا اور نسیان کو اور

چیز کو کہ زبردستی کرائے گئے ہیں اسپر نقل کی یہ ابن ماجہ اور بیہقی نے رفع عن امتی اور جاننا چاہیے کہ خطا ضد صواب کی ہے اور صراح میں ہے خطا ناراست نقیض
صواب کی اور مصدر و ... دونوں طرح آیا ہے خطیئہ بمعنی گناہ کے یا وہ گناہ کہ بے قصد کے ہو القاموس میں اور خطا ساتھ زبر ... اور جزم ... کے
بھی بمعنی گناہ کے اور بعضوں نے کہا خطا کہتے ہیں اسوقت کہ قصد اکرے اور خطا اسوقت کہ قصد نہ کرے اور خاطی وہ شخص کہ قصد صواب کا رکھے
اور غیر صواب تک پہنچ جاوے اور خاطی وہ شخص کہ قصد کرے اس چیز کا کہ نہ کرنی چاہیے اور کہتے ہیں اس شخص کو کہ چاہتا ہو ایک چیز کو کرنا اور ناگہاں
غیر اس چیز میں پڑ گیا خطا کی اور ساتھ اس معنی کے خطا مقابل عمد کے آیا ہے جیسے کہا کہ تیر یا ... آدمی کو لگ گیا اور مار ڈالا اسکو خطا
یا قصد کیا کہ ... ناگہاں پانی حلق سے اتر گیا اور مراد اس حدیث میں یہی معنی ہیں اور نسیان بمعنی فراموشی کے ہے اور سہو بھی معنی
نسیان کے ہے کہتے ہیں کہ سہو کیا فلانے کام میں یعنی نسیان کیا اس سے اور غافل ہوا اس سے اور گیا دل اسکا اور جگہ اور مراد رفع خطا اور
نسیان سے یہ ہے کہ گناہ نہیں ہے انمیں اور گنہگار نہیں ہوتا بسبب انکے نہ یہ کہ مواخذہ نہیں ہوتا مطلقاً اسلیے کہ بیچ قتل خطا کے ثابت ہے دیت اور کفارہ
اور بیچ افطار کرنے کے ساتھ خطا کے واجب ہے قضا روزے کی اور بیچ نسیان کے واجب نہیں ہے قضا روزہ کی بسبب اسکے کہ صاحب
حق کی جانب سے ہے جیسے کہ حدیث میں آیا ہے کہ تمام کر اپنے روزے کو اسلیے کہ نہیں کھلایا اور نہیں پلایا تجکو مگر خدا نے اور بیچ نسیان اور سہو نماز
کے واجب ہوتا ہے سجدہ اور بیچ تلف کر ڈالنے مال لوگوں کے ساتھ سہو کے واجب ہوتا ہے ضمان اور لفظ وما استکرھوا علیہ ساتھ صیغہ مجہول کے ہے
یعنی وہ گناہ کہ طلب کیے گئے انسے بوجہ اکراہ یعنی زبردستی کے یعنی باعث ہوا انسان کو کوئی اس چیز کے کرنے پر کہ مکروہ رکھے وہ اسکو اور نہ
ارادہ کرے اسکے کرنے کا اگر نہ ہو باعث ہوتا اسپر ساتھ دھمکی کے مانند قتل کرنے کے اور ضرب شدید کے اور اکراہ کے لیے بھی تفصیل ہے بیچ حق اللہ
اور حق العباد کے چنانچہ اصول کی کتابوں میں وہ تفصیل لکھی ہوئی ہے اور یا ہو وہ گناہ کہ مرتفع ہوا اور مراد رفع سے ... (عن بہز بن حکیم
عن ابیہ عن جدہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی قولہ تعالی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امۃ انتم خیرھا
واکرمھا علی اللہ تعالی رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی وقال الترمذی ھذا حدیث حسن) اور روایت ہے بہز بن حکیم سے وہ بیٹے معاویہ بیٹے
حیدہ قشیری بصری کے ہے کہ نقل کی اپنے باپ سے یعنی حکیم بن معاویہ سے انہوں نے نقل کی اپنے دادا سے یعنی معاویہ بیٹے حیدہ کے سے کہ انہنے
سنا آنحضرت سے کہ فرماتے تھے بیچ تفسیر قول اللہ تعالی کے کہ فرمایا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس یعنی تم بہتر امت ہو کہ ظاہر کیے گئے
لوگوں کے لیے فرمایا یعنی تم وہ ایسے ہی بیچ علم الہی کے یا لوح محفوظ کے یا درمیان اگلی امتوں کے اور مراد تمام مومنین
اس امت کے ہیں خواص و عوام کہ ہر ایک کو فضیلت ہے انکی اسلیے کہ بیچ حسن اعتقاد اور ثابت قدمی کے ایمان میں اور زیادتی محبت کے
ساتھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نہ ... ہونے کے اسلام سے اور نامرتد ہونے کے اور بعضوں نے کہا کہ مخصوص ہے
ساتھ علما اور شہدا اور صالحین کے اور مراد خیریت تامہ کاملہ مخصوص ہے اور بعضوں نے کہا کہ مراد مہاجرین ہیں اور وجہ تخصیص کی ظاہر نہیں ہے اور حق
یہ ہے کہ عام ہے تتمون یعنی فرمایا آنحضرت نے تم پورا کرتے ہو ستر امتوں کو کہ تم بہترین انکے اور بہت گرامی قدر انکے ہو اللہ کے نزدیک نقل کی یہ ترمذی
نے اور ابن ماجہ اور دارمی نے اور کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے ... مراد عدد ستر سے تکثیر ہے نہ تحدید اور یہ عدد واسطے تکثیر کے بہت
آتا ہے یا یہ کہ ستر امتیں جو بڑی بڑی گذری ہیں وہ مراد ہیں اور مراد ساتھ اتمام کے تم ہی ہو جیسے کہ پیغمبر تمہارا ہے خاتم النبیین اور سردار
رسولوں کے ہیں تم بھی خاتم امتوں کے اور اکرم اور اتم انکے ہو اور ذکر کیا بغوی نے ساتھ سند اپنی کے بطریق مرفوع کے (قال ان الجنۃ
حرمت علی الانبیاء کلھم حتی ادخلھا وحرمت علی الامم حتی تدخلھا امتی) یعنی فرمایا آنحضرت نے کہ بالتحقیق بہشت حرام ہے سب انبیا

یہان تک کہ داخل ہوون مین اُنمین اور حرام ہوئی جنت سب امتون پر یہان تک کہ داخل ہو جنت مین امت میری اور یہ اشارہ ہے طرف
حسن خاتمہ کے کہ مبنی ہے حسن بدایت پر جیسے کہ اشارہ کیا طرف اُسکے حق سبحانہ نے (اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحُسْنٰی) پس ہم آخر ہین پیدائش مین
اور اول ہین رتبے مین (وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ وَعَلٰی دِیْنِ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ
وَبِشُکْرِهٖ تَزِیْدُ الْبَرَکَاتُ وَالْخَیْرَاتُ) اور ختم ہونا کتاب کا ساتھ اس حدیث کے کہ مشعر اوپر ختم اور اتمام اور تکمیل کے ہے عنایت اور کرم
ختم کرنے والے کے سے یعنی اللہ تعالیٰ کے سے ہے اور حدیث پہلی کہ ان اللہ تجاوز عن امتی الخطاء والنسیان بھی مناسب ہے واسطے
عذر کرنے کے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہو قسم خطا اور سہو و نسیان سے (خَتَمَ اللّٰهُ لَنَا بِالْحُسْنٰی وَتَجَاوَزَ عَنَّا مَا وَقَعَ مِنَ السَّهْوِ وَالنِّسْیَانِ بِحُرْمَةِ
نَبِیِّ آخِرِ الزَّمَانِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ذَوِی الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ) اتنی جاننا چاہیے کہ مشکوۃ کی شرحون مین تو مشکوۃ اسی حدیث
پر تمام ہوئی ہے اور بعضے نسخون مین یہ عبارت بھی لکھی ہے (ثُمَّ قَالَ مُؤَلِّفُ الْکِتَابِ شَکَرَ اللّٰهُ سَعْیَهٗ وَاَتَمَّ عَلَیْهِ نِعْمَتَهٗ وَقَدْ وَقَعَ الْفَرَاغُ
مِنْ جَمْعِ الْاَحَادِیْثِ النَّبَوِیَّةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ یَوْمِ الْجُمُعَةِ مِنْ رَمَضَانَ عِنْدَ رُؤْیَةِ الْهِلَالِ شَوَّالٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِیْنَ وَسَبْعِمِائَةٍ بِحَمْدِ اللّٰهِ
وَحُسْنِ تَوْفِیْقِهٖ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ) پھر کہا مصنف کتاب مشکوۃ کے نے قدر دانی کرے
اللہ اسکی سعی کی اور تمام کرے اوسپر نعمتین اپنی واقع ہوئی فراغت جمع کرنے حدیثون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے آخر دن جمعہ رمضان کے
نزدیک دیکھنے ہلال شوال کے سات سو سینتیسوین برس مین ساتھ حمد اللہ تعالیٰ کے اور نیک توفیق اسکی کے سب تعریف واسطے
اللہ کے کہ پالنے والا عالمون کا ہے اور درود اور سلام اوپر محمد کے اور آل انکی کے اور اصحاب انکے کے اور تابعون انکے کے اور فرق انکے کے
سب پر (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْهِ) تمام ہوا یہ ترجمہ بکرم وعنایت پروردگار متعال کے امید ہے میرے کیا بعید ہے تیری رحمت
واسعہ سے کہ اس میری سعی کو قبول فرماوے اور اس عاجز ضعیف و نحیف کی تقصیرات اور بھول چوک سے درگذر فرماوے اور مجھکو اور میرے
استاد اور مان باپ کو روز قیامت کے بخشے اور ذلیل نہ فرماوے یا رب العالمین مکرر یہ عرض ہے کہ مجھ شرمسار کو اور میرے
استاد مولانا اسحق صاحب مہاجر فی سبیل اللہ رحمہ اللہ کو اور میرے مان باپ اور سب مسلمانون کو مغفور و مرحوم کر اور تیری شان ستاری کا
ظہور ہمارے حال پریشان بال پر ہو (اَللّٰهُمَّ آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لَنَا ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ
وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا دَیْنًا اِلَّا قَضَیْتَهٗ وَلَا حَاجَةً مِّنْ حَوَائِجِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ اِلَّا قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْهُ
نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ) **بیت** از گدایان تو ام شاہ بفرما مددے ؛ کہ چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم ؛ **نظم** یا رب تحفظنی
مِنْ کُلِّ ضِیْقٍ ؛ بِجَاهِ الْمُصْطَفٰی مَوْلَی الْجَمِیْعِ ؛ وَهَبْ لِیْ فِیْ مَدِیْنَتِهٖ قَرَارًا ؛ بِاِیْمَانٍ وَّدَفْنٍ بِالْبَقِیْعِ ؛ اَللّٰهُمَّ هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّیَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمْ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ؛

تمت

خاتمة الطبع

بعد حمد خدائے عزوجل و ثنا و نعت خواجہ دو سرا و منقبت آل اطہار و محمدت اصحاب کبار پیروان ملت حنیفہ اور مقلدان شریعت شریفہ کو مژدہ دیا جاتا ہے کہ کتاب افادت انتساب مفید خاص و عام مشکوٰۃ شریف مصنفہ محمد ابن عبد اللہ خطیب کا ترجمہ مظاہر حق نام۔ الحق یہ وہ کتاب لاجواب ہے کہ نہ محتاج ہو تعریف کی نہ آرزومند ہو توصیف کی اگر اسکو ہم تا سے سا اک صدق و یقین سکیے تو بجا ہے اور اگر ہادی المسلمین اور معین المومنین کے نام سے اسکو تعبیر کیجیے تو روا ہے اول حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ نے کہ انکے فضائل ظاہری اظہر من الشمس اور کمالات باطنی ابہر من الامس ہیں مشکوٰۃ شریف کے بین السطور میں ترجمہ اردو میں فرمایا اور ایک عمدہ شان سے انجام کو پہونچایا اسکے بعد تاج بنیاد شرک و بدعت رافع آثار کفر و ضلالت سرآمد علماے متقدمین سرخیل کملاے متاخرین گوشوارہ فرق علم اشعہ بارقہ حلم واقف اسرار فروع و اصول آئینہ حقیقت نماے منقول و معقول مولوی قطب الدین خان صاحب مغفور دہلوی شاگرد ممتاز بالاعزاز حضرت مولانا ممدوح الاوصاف و محمود الاخلاق اعنی جناب محمد اسحٰق صاحب نے ترجمہ کو احادیث سے جدا کیا اور ہر باب میں بقدر ضرور مسائل فقہ کو کتب معتبرہ سے اقتباس کرکے مع دیگر فوائد موقع بموقع ضم فرما کیا لیکن مؤلف ممدوح نے آخر کتاب میں ترجمہ نام صحابی راوی حدیث اور ترجمہ نام کتاب ماخذ حدیث بنظر اختصار قلم انداز فرما کر جلد سوم میں اسکا اشارہ کیا اور عالم باعمل فاضل بےبدل گرہ کشاے طرہ شاہد وجود آئینہ عکس نماے چہرہ شہود علم ادب میں کامل بلاغت میں سحبان وائل مولوی محمد حسین صاحب نے باجازت مؤلف اس کمی کو بھی پورا کیا۔ مطلع علم مطلع آفتاب نامدار برگزیدۂ اعصار قدردان فضلا مربی علما متمکن چہار بالش عزت و برتری مسند آراے اورنگ حشمت و سروری ممدوح اصاغر و اکابر روزگار جناب منشی نول کشور صاحب مالک مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج میں بماہ دسمبر سنہ ۱۸۹۲ عیسوی مطابق ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری بار سوم چار جلدوں میں بصحت تمام طبع ہوئی خداے عزوجل کے فضل و کرم اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لطف اتم سے یہ کتاب قابل دید ہوئی ؁

وہ ایسے صحیح اور جامع ہین کہ اگر کوئی محقق
علامہ بھی اُنکے ماخذ اور مخرج دریافت کرنیکی
تمام عمر جستجو اور کوشش کرتا تو بھی احتمال ہی کہ
کما حقہ وقوف نہوتا کیونکہ اُنکا ایسے نفیس جواہر
کہان ملتے اور ایسا نادر اور جامع مجموعہ کیونکر تیار
ہوتا جو ان تمام اصولی کتابون کے انتخاب اور
اقتباس سے مالا مال ہو جسکے دیکھنے کو بہت سی آنکھین
ترستی تھین اور جسکے علمی فیض کے مطالعہ پر ہزارون
دل فدا تھے اور وہ بات حاصل ہو گئی تھی اب
اس مجموعہ کی بدولت علی الخصوص اُسکے اُردو
ترجمہ کے سبب سے یہ لازوال دولت مفت ملتی ہی اور
بہت بڑی خوبی یہ ہی کہ اصول کی روایتون کے
ساتھ نوادر کا التقاط اور شروح کے قواعد و
استنباطات اور فتاوے کے متفق و مختلف
جوابات اور مستدلات اور متاخرین کے افادات
اور اجتہادات بڑی شرح اور بسط کے ساتھ مندرج
ہین اور پھر بھی نہین کہ زہد خشک کی طرح خالی معاملات
کے مسائل اور تصورات ہون بلکہ آداب و قیاس و
طریق سنت کے اتباع کے حرکات اور سکنات اور فرائض
و واجبات و مستحبات و مکروہات اور عبادات و معاملات
اور اخلاق و عادات سبکو جمع کیا ہی فی الواقع یہ مجموعہ
نام کو تو فتاوے ہی لیکن حقیقت مین اصول و متون
اور تخریجات و فتاوے و شروح کا ایک نادر ذخیرہ ہی
اور فی زماننا اسی پر تمام فقہی مسائل کا دارومدار ہی
اور بلاد اسلامیہ مین تمام علما و مفتی اسپر اعتبار کرتے ہین
پس ناظرین خود انکمین خیال کر سکتے ہین کہ ایسے ضروری
اور بیمثل مجموعہ کا اُردو ترجمہ کہانتک قابل قدر ہو سکتا ہی

ترجمہ کی خوبیون کی نسبت باعتبار ان مشکلات کے
جو عربی زبان سے بامحاورہ اُردو زبان کرنے مین
پیش آتے ہین جنمین علما ماہرین عربی واقف ہین
کہا جا سکتا ہی کہ یہ ترجمہ نہایت سلیس اور عام فہم اور
ہر دل عزیز اور بامحاورہ ہی اور ہر شخص جو اُردو لکھ
پڑھ سکتا ہی اوسکو بخوبی سمجھ سکتا ہی اس ترجمہ سے مستفید
ہو سکتا ہی جسمین اس عظیم الشان فتاوی اور اسکے
مسائل اور قیود اور اشارات پر نظر ڈالنے مین تو
بے اختیار فاضل مترجم کی لیاقت اور قابلیت کی داد
دینا پڑتی ہی جنھون نے تمام کتاب مین بدون کسی تغیر
و تبدیل کے سلیس عبارت کی رعایت کی ہی اور آداب
ترجمہ کو حتی الوسع ملحوظ رکھا ہی اور قیود و اشارات
ترجمہ مین بھی قائم رکھے اور تصحیح و توافق اصول مین
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا اس ترجمہ اپنی تکمیل اور
بیشمار خوبیون کے لحاظ سے نہایت ہی مستند اور قابل
قدر ہی اس سے پہلے اس فتاوی کا ترجمہ بعض مقامات
مین بھی ہوا اگر وہ بالکل ناقص اور ادھورا تھا اول
تو مترجمون نے بغیر معنی ترجمہ سمجھے ہوئے ترجمہ کیا جس سے
اکثر جگہ عبارت مہمل ہو گئی اور اُسکا اصل مطلب خبط ہو گیا
دوسرے ایسے مسائل کے جز جز بنا اور ہر صورت کو
علیحدہ کر دیا جو ایک غیر مرغوب تصرف ہی قطع نظر ایسکے
ان تراجم مین سب سے بڑا نقص یہ تھا کہ ترجمہ آیات
مین ایسی تقدیم و تاخیر کی گئی ہی جس سے احکام مین سخت
غلطی واقع ہوئی چنانچہ اول کتاب الطہارت کی آیت
قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ
الآیۃ کا ترجمہ اس طرح کیا ہی کہ اے ایمان والو جب
تم ارادہ کرو نماز کا تو دھو تم اپنے منہ اور ہاتھون

اور پیرون کو کہنیون و گٹون سمیت اور مسح کرو
اپنے سر کا لیکن اس ترجمہ مین ترجمہ کا کوئی لفظ
نہین کی بلکہ جسطرح کہ اصل کتاب مین یہ التزام ہی
ہر کہ مسئلہ علیحدہ شروع کیا گیا ہی اور جو صورتین ایک
صورت مین ممکن ہین جو انکا بیان ہی سمجھ مین آ سکین
مؤلف کتاب نقل فرمائی اسی طرح اس مین بھی
وہی التزام رکھا گیا ہی اور اصل کی خوبیون کو
بحال خود قائم رکھا ہی اور جن الفاظ کا ترجمہ اپنے
مقام پر غیر مناسب یا غیر مکمل یا مترجم کے نزدیک
ناگوار یا موہم تھا انکی فرہنگ آخر کتاب مین الحاق
کی گئی ہی لیکن یہ ایک بہت بڑا کام تھا جو نہایت
خوش اسلوبی اور حسن اہتمام سے انجام پذیر ہوا
اور جسکے لیے ملک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ کا ممنون
ہونا چاہیے کہ اُسنے مذہب اسلام کی ایک ایسی مبسوط
اور ضخیم کتاب کے اُردو ترجمہ اور انطباع کی جانب
اپنی توجہ مبذول کی جس سے وہ تمام فقہی مسائل جو کہ
جو علمائے اجل اور فضلائے اکمل کو بہ وقت دریافت
ہو سکتے تھے عوام کو بھی معلوم ہونگے اور نہایت
خوشی کی بات ہی کہ اس امر خیر مین مطبع کو کامل
کامیابی حاصل ہوئی جسپر حامیان دین کی طرف
سے اظہار قدردانی مطلوب ہی نفس الامر یہ ہی
کہ جس طرح عالمگیر کا نام عربی فتاوی کی وجہ
تمام علمی دنیا مین مشہور اور روشن ہوا اسی طرح
مالک مطبع اودھ اخبار کا نام نامی بھی اسکے
ترجمہ سے ہمیشہ باقی اور یادگار رہیگا۔
حجم ۹۰ ۱۱م - صفحہ عسٹہ بلادصفحات فہرست عام